ناول: آتشم (میں آگ ہوں)

تحریر: ایس مروہ مرزا

مدھر فضا کی موجودگی میں تیز چلتی ہوائیں ان دونوں ہیولوں کے بال اور کپڑے پھڑ پھڑا رہی تھیں۔ یہ ایک کھلا میدانی علاقہ تھا جہاں ایک طرف ڈھلوان زدہ جگہ تھی تو دوسری طرف چند یکجا اور جڑی چھوٹی پہاڑیاں تھیں، تاحد نگاہ سبزہ تھا۔ وہ دو لگ بھگ انیس بیس سال کے لڑکے تھے۔ ہیولے اس قدر مدہم تھے کہ انکے چہرے دیکھائی دینا دیوانے کا خواب معلوم ہو رہے تھے۔

"تو نہیں بچے گا میرے ہاتھ سے۔ تو نے میری زندگی عذاب کر دی ہے مردود"

ایک لڑکے کا ہیولا پوری شدت سے لپک کر دوسرے لڑکے کی طرف ہانک لگائے دوڑا تھا جیسے چیر پھاڑ دے گا، ایک نے دوسرے کا گریبان پوری قوت سے دبوچا، وہ دونوں اس وقت ایک پہاڑ پر کھڑے تھے جسکے نیچے کھر درے پتھر اور چٹانیں تھیں، کوئی تیسرا سایہ بھی تھا جو بہت دور تھا لیکن ان دو لڑکوں کی طرف دوڑتا ہوا بڑھ رہا تھا، وہ دو سائے ایک دوسرے سے دست

وگریباں ہوئے تو تیسرا سایہ چینخا تھا، وہ آواز نسوانی تھی، وہ لگ بھگ چودہ پندرہ سال کی لڑکی تھی اور جب ایک لڑکے کا دھیان اس لڑکی کی طرف گیا تو دوسرے نے پہلے والے کو پہاڑ سے نیچے دھکا دینا چاہا، مگر وہ بروقت سنبھلا اور جس نے پہلے دھکا دیا اسکا خود ہی پہاڑ سے پیر پھسل گیا۔

ایک زوردار مردانہ چینخ ابھر کر ہر طرف قبرستان سی خاموشی پھیلا گئی تھی۔ ان دونوں ہیولوں میں سے ایک لڑکا خطرناک پہاڑ سے نیچے گرا تھا، بلندی ایسی کہ اسکے چیتھڑے ہو جانے طے تھے، ہر طرف چینخ وپکار اور دل دہلاتی افراتفری نے ماتم زدہ ہوک پھیلائی تھی۔ خواب کا یہ تسلسل ٹوٹا تو دل چیرتی دھاڑ نے اس اندھیرے کمرے کی ہر دیوار لرزادی تھی، باسل ماہیل کا پورا وجود عرق آلود تھا، وہ گہرے سانس لیتا اپنے آپ کو اس بھیانک خواب سے نکالنے کے جتن کرنے لگا، اسکا دل ڈھول کی طرح بج رہا تھا، جسم کے ہر مسام سے نمی بہہ رہی تھی اور ہتھیلیوں کو تر محسوس کیے وہ بھاری سانس کھینچ رہا تھا۔

وہ بھیانک شام تھی، جس شام ان پر وہ قیامت اتری تھی جب وہ بیس سال کا تھا، اور آج پندرہ سال گزرنے کے بعد اس وقت وہ اپنی زندگی کے اس مقام پر تھا جب اسے سائے بھی ڈراتے اور اس شام سے جڑا خواب مارنے لگتا تھا، وہی خواب جسکی حقیقت اس کے اپنوں نے اسکے دماغ سے نکال دی پر اس حادثے کے اثرات باسل ماہیل کو تباہی کے دہانے لے آئے تھے، وہ نواب ماہیل انجم کا بڑا پینتیس سالا کامیاب اور لائق District Attorney آفیسر بیٹا تھا، جسکا کام کرمنل کیسز میں گورنمنٹ کو ڈسٹرکٹ لیول پر ریپرزنٹ کرنا تھا، اور وہ ایک نوعمر آفیسر تھا جس نے اپنے کام سے پچھلے تین سالوں میں کبھی غداری نہیں کی تھی، ایون باسل ماہیل اسلامہ آباد پولیس کا مخبر بھی تھا، اسکے پاس مجرموں سے پوچھ گچھ کرنے کی، مجرمانہ خلاف ورزیوں کی تفتیش، انکا اپنی ٹیم کے ہمراہ جائزہ لینے اور ان پر مقدمہ چلانے کا اختیار تھا۔ اس کی بنیادی ڈیوٹی قوانین کی پیروی کو یقینی بنانا اور فوجداری مقدمات میں ریاست کی نمائندگی کرنا تھا، جب کہ وہ

عرضی یا دیگر قانونی دستاویزات جاری کرنے کا بھی اختیار رکھتا تھا، اور نواب ماہیل انجم کو اپنے بڑے بیٹے پر تبھی فخر تھا کہ وہ انکے دوست رحمان سیال کی طرح ایماندار آفیسر بن کر فرائض سر انجام دے رہا ہے۔

انکا مان، انکی اور انکی بیوی کی پہلی جان سے پیاری اولاد لیکن آہ اس پیاری اولاد کی قسمت! بڑی بد خواہ نکلی اور کوئی کچھ نہ کر سکا۔

اس وقت وہ فجر کی دور دور تک سنائی دیتی آذانوں کے بلند ہونے کے بعد چھا جاتی متبرک خاموشی کے بیچ اپنے بستر پر مضطرب سا ویسے ہی بھاری سانس لیتے پڑا تھا، فجر پڑھ کر کچھ زندگی واپس محسوس ہو رہی تھی پر جسم سے جان پھر سے غائب کے اسی بستر میں آکر لیٹا، اسکو کچھ دیر پہلے بھیانک خواب نے جگا دیا تھا پر خماری باقی تھی، اعصابوں پر نا قابل برداشت تھکن تھی، اسکے اپنے اسے اسکی حقیقت سے دور رکھتے پر یہ خواب اور اسکی زندگی کا اکلوتا سکھ یعنی

"اجر سیال" اسے موت کی طرف بدستور دھکیل رہے تھے، ستم!

وہ دن بدن مر رہا تھا لیکن اسکے اندر ہوتی ہوئی اس موت کی کسی کو خبر نہ تھی، وہ اک مضبوط جسامت کا مالک، ایک پر کشش اور بے انتہا خوبصورت مرد تھا، بھرپور جوانی کا جوبن جب وہ کسی کے بھی دل کی دھڑکن بن سکتا تھا، کامیاب اور نوعمر گورنمنٹ انویسٹیگیشن آفیسر جس نے انصاف کا بول بالا کرے کورٹ تک اپنے بل بوتے پر پہنچ پائی تھی، اس کی وجاہت ماہیل خاندان کے مردوں پر بھاری تھی، وہ مہربان صفت تھا پر آہ اسکی قسمت مہربان نہ تھی، باسل نے گردن لیٹے لیٹے دائیں جانب پھیری جہاں سائیڈ ٹیبل کی سطح پر رکھے فوٹو فریم میں وہ دنیا جہاں کی خوبصورت لڑکی اسکے بیزار چہرے پر اک زخمی مسکراہٹ کھینچ لائی، اک دوسرا فوٹو فریم اسکی پوری فیملی کا تھا جبکہ ایک وہ جس میں اس شخص کی اکلوتی محبت درج تھی۔

"اجر سیال" ماہیل خاندان کے سب سے دلارے دوست سیال خاندان کے رحمان سیال کی لاڈلی بیٹی۔ سی ایس ایس کی تیاری کر رہی تھی، کچھ بڑے

اردوں کی مالک، اپنے بابا کی طرح ASP بننے کی خواہش رکھتی تھی، اور اگر وہ یہ امتحان پاس کر لیتی تو رحمان سیال نے اس سے وعدہ کیا تھا اسے
Assistant Superintendent of Islamabad police
بنوائیں گے۔

باسل نے اس تصویر سے نظریں ہٹاتے اپنا مضبوط اور وینی ہاتھ جس کی پشت پر کچھ مدھم نشان تھے، سائیڈ ٹیبل کی جانب سرکاتے اپنا فون اٹھا کر سکرین پر ابھر کر دیکھائی دیتا وقت دیکھا، لگ بھگ پانچ ہو رہے تھے، فروری ختم ہوا تو سردیاں تقریباً شدت سمیٹے رخصت ہو چکی تھیں اور اب موسم بہار اپنے جوبن پر جانے والا تھا، فجر کی اذان جلدی ہونے لگی تھی لیکن بہرحال ابھی پہاڑوں سے جڑے اس گھر کے آس پاس بادلوں سے ڈھکی رات ہی پھیلی تھی۔

وہ فون پر کسی نمبر کو ڈائل کرتا ہوا اپنے بکھرے بے ترتیب خلیے سمیت اٹھ بیٹھا۔

"سر۔ پھول آچکے ہیں"

کسی نے مودب ہوتے ہی اس پار سے اطلاع دی، جو باسل کی بیزاریئت میں مزید کمی لے آیا، وہ سر ہلائے اٹھا اور ننگے پیر ہی کمرے سے جڑی بالکنی میں آ کھڑا ہوا جہاں وسیع و عریض ماہیل پیلس کے پورچ میں اسکی MG HS کھڑی تھی، اور اسکے ساتھ ہی بلیک وائیٹ یونیفارم میں ملبوس باسل کا آدمی، جسکے ہاتھ میں بہت ہی بڑا اور خوبصورت سرخ پھولوں کا بکے تھا۔

"میں آتا ہوں"

باسل نے اشارتاً اپنے اوپر کی جانب دیکھتے آدمی کو دیکھا اور کہہ کر فون بند کیے وہ واپس اپنے ویران سہی پر لگژری کمرے میں داخل ہوا، کمرہ اسکے بیڈ سائیڈ حدود سے نکلتے ہی خودبخود روشن ہوا مگر وہ تاریکی کا جہاں، کمرے میں روشنی کرتے ہی باہر نکل گیا، اس نے پیروں میں باہر نکل کر سلیپر پہنے، اپنے بے ترتیب بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا ملحقہ سیڑھیوں سے نیچے اترنے

لگا، پورا ماہیل پیلس اس وقت گہری نیند میں تھا سوائے ایمن ماہیل کے کمرے کی حدود کے کیونکہ وہ نماز روزے کی پابند خاتون تھیں، وہ نا صرف اسکی اور باسل سے ایک سال چھوٹے اور حان ماہیل اور اکیس سال کی حرا ماہیل کی ماں تھیں بلکہ اب وہ اور حان کے دو سال کے بیٹے مصطفی اور حان کی بھی دادی سے زیادہ ماں تھیں، وہ بچہ جو پیدا ہوتے ہی اپنی ماں کو کھو بیٹھا تھا۔

نواب ماہیل انجم اور انکی زوجہ ایمن کو اللہ نے دو بیٹوں اور ایک بیٹی سے نوازا تھا، بڑا پینتیس سالا باسل ماہیل، اس سے ایک سال چھوٹا اور حان ماہیل اور دونوں سے بہت چھوٹی اور لاڈلی اکیس سال کی حرا ماہیل جو فائن آرٹس کی سٹوڈنٹ تھی، جبکہ اور حان ایک ڈینٹسٹ کے ساتھ ساتھ اپنا پراپرٹی کا بزنس بھی کرتا تھا۔

وہ انکے کمرے کا ادھ کھلا دروازہ دیکھتے نرم مگر خوبصورت مسکرایا کیونکہ اسکے پاس دنیا جہاں کی خوبصورت مما تھیں اور اس عالیشان اور بہت ڈسٹی

رنگوں سے بنے پیلس سے نکلتا چلا گیا، باہر نکلتے ہی اک سرد ٹھنڈی ہوا نے باسل کو اپنی باہوں میں بھرا تھا، یوں لگا ٹھنڈ واپس لوٹ آئی ہے، وہ پر اسرار مسکرایا اور پر اعتماد چال چلتا ہوا پورچ کی سمت بڑھا پر اسکی نظریں اپنے پیلس کے پچھلے لان سے دیکھائی دیتی سیال حویلی کے اس حصے پر جا جمیں جہاں اسکا سکون "اجر سیال" رہتی تھی، اور ستم کہ یہ دونوں گھر بلکل ایک دوسرے سے بغل گیر ہوتے تھے، دونوں کی ایک دیوار ایسی تھی کہ پتا نہ چلتا کہ یہ ماہیل پیلس کی ہے یا سیال حویلی کی، جس طرح ان گھروں کے مالکان کے دل یک جان تھے، دونوں دوستوں نے گھر بھی ایسا ہی بنایا تھا۔

"سر آج بہت تازہ پھول ملے ہیں، ابھی ابھی شاپ کھلی تھی۔"

باسل کی نظریں اجر کے کمرے کی کھڑکی پر جمی تھیں جب اسکے آدمی نے اسے مخاطب کیا، وہ جوابا ستائشی سا مسکرایا اور اسکے ہاتھ سے وہ بکے لیا اور انھیں اپنے نزدیک کرتے تازہ گلابوں کی خوشبو ان ہیل کی، وہ موسمی گلاب

نہیں تھے، اصل عنابی گلاب تھے جنکی خوشبو باسل کو بے حد پسند تھی جبکہ اس میں وہ کچھ جیسمین کے پھول بھی ہمیشہ شامل کرواتا۔

"ٹھیک ہے۔ جاسکتے ہو تم سکندر"

باسل نے اسے نرمی سے مخاطب کیا تو وہ سر ہلائے وہاں سے چلا گیا اور تبھی باسل نے اپنے قدم لان کی سمت بڑھائے، پھر وہ اسی نیم تاریکی میں سیال حویلی کے بیک زینوں کی طرف چڑھا، یہ ماہیل پیلس کا پچھلا لان، در حقیقت سیال حویلی کا مین باغیچہ تھا، ایک مین راستہ تھا اندر جانے کا جبکہ ایک یہ زینے سے جو بس اجر سیال کے پڑھائی والے کمرے اور رحمان سیال کے سٹڈی کی طرف جاتا، باقی سیال حویلی دوسری طرف تھی، بس بابا اور انکی بیٹی اس طرف آباد تھے اور باسل کو بس انہی دو سے زیادہ کام ہوتا تبھی وہ حویلی کے اندر کم ہی جاتا تھا۔

وہ سیڑھیاں ختم ہونے پر دو حصوں میں بٹے مخملی موتیوں والے پردوں کو چاک کرے اندر بڑھا اور پہلے ہی موڑ پر اجر کا وہ کمرہ تھا جہاں آجکل وہ پائی جاتی، یعنی اسکا سٹڈی روم، وہ زیادہ تر کھلا ہی ہوتا تھا کیونکہ وہ پڑھاکو بچی، آدھی زندگی اپنی تو اسی کمرے میں گزار کر بڑی ہوئی تھی۔

"میری پڑھاکو تلوار"

وہ مسکرا کر دروازہ وا کرتے اندر جھانکا جہاں وہ کتابوں کے جھرمٹ میں چھوٹے سنگل بیڈ پر ترچھی سینے کے بل لیٹی تھی، تلوار ہی تھی وہ، سلک نائیٹ شرٹ پاجامے میں ملبوس، جوانی کے جوبن کو چھوتی سر تا پیر تراشی مورت، تلوار سا بدن، کمر کے آدھے حصے تک بکھرے اسکے کھلے الجھے سیاہ گھنے بال جن کو سنوارنے کا وہ وقت ہی نہ رکھتی تھی، ایک کتاب کا آدھا حصہ دائیں گال تلے گال کو پچکائے ہوئے تھا کیونکہ کتاب سخت اور موٹی تھی، جبکہ ہاتھ میٹرس پر پڑا تھا، ہتھیلی میٹرس سے جڑی تھی اور دوسرا تکیے کے نیچے دبا تھا، باسل نے گلاب کے بکے سے چند گلاب کی پتیاں نکالیں اور

قدرت کے اس سوئے شہکار پر برسائیں، ہاں جاگتے میں تو وہ باسل کی ایسی سوچ پر بھی اسکا قتل کر ڈالتی تبھی بس وہ اسکے سوتے میں ہی اسے استحقاق سے دیکھتا یا اپنے لایعنی ارمان پورے کرتا، آخر کو وہ اسکی بیوی تھی، وہ اجر کو دیکھنے کے لیے کئی سالوں سے جلدی اٹھنے کا نا صرف عادی ہو چکا تھا بلکہ نماز کا پابند بھی بن گیا تھا، اسکی ایک ہی دعا تھی، وہ اپنے خواب کی سچائی تک پہنچے اور دوسرا اس لڑکی کو اپنا بنائے لیکن یہ ناممکنات میں سے تھے۔

وہ لگ بھگ اٹھارہ انیس سال کا تھا تو دو دوست خاندانوں کو مزید جوڑنے کے لیے باسل کا نکاح بارہ سال کی اجر سیال سے ہوا۔

لیکن پھر ایسا ہوا کہ باسل نے اجر کے بھائی عمار کو مار دیا، باسل اور عمار جگری اور پیارے دوست تھے۔ دونوں خاندانوں کے کافی افراد کو یقین تھا کہ وہ اک حادثہ تھا کہ عمار پہاڑ سے گرا کیونکہ باسل ماہیل نے عمار سیال کو نہیں مارا تھا وہ جان تھے ایک دوسرے کی، وہ بہت سچے اور قریبی دوست تھے اور جب باسل کو پتا چلا اس نے اپنے ہی دوست کو مار دیا ہے تو وہ چند دنوں میں

اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا، بہت لمبی اذیت تھی وہ کہ باسل بھی اس سب کے بعد موت کے دہانے پر آ رہا تھا اور پھر اک فیصلہ کیا گیا، نواب انجم ماہیل نے سیال والوں کو خون بہا ادا کیا اور اپنے دوست رحمان سیال سے باسل ماہیل کی رہائی طلب کی پر کسی کو بھی باسل گناہ گار نہ لگتا تھا سوائے اجر سیال اور اسکے چچا کہ کے تبھی وہ رہا نہ ہو سکا۔ پھر بھی تمام لوگوں کے باہمی فیصلے کے بعد باسل ماہیل کے لیے یہ طے کیا گیا کہ اسکے دکھتے دماغ کا کچھ ایسا علاج کیا جائے کہ اسکا دماغ اس حادثے کے آس پاس یا پچھلے والے تمام وقت کو بھول کر اتنی یاداشت کھو دے ورنہ وہ مر جاتا۔ کیونکہ وہ خود کو عمار کا قاتل مان کر آئے دن اپنی جان لینے کی کوشش کرنے لگا تھا۔ اسے اک نئی زندگی اور پہچان دی گئی تھی، اسے ابھی کا سب یاد تھا سوائے اس دن سے لے کر اپنے ابتدائی بیس سالوں کے کچھ یاد نہ تھا اور اسے کہا گیا کہ وہی گرا جسکی وجہ سے اسکی یاداشت چلی گئی، اسے یہ تک یاد نہ تھا کہ اسکا اجر سے نکاح ہوا لیکن بعد میں یہ سچائی اسے بتائی گئی پر اجر سکے دباو میں آ کر چپ تو ہو گئی پر

اس نے اس کم عمری کے نکاح کو تسلیم نہ کیا اور اپنے دل میں باسل کو اپنے بھائی کا قاتل مان کر بیٹھ گئی کیونکہ اس نے کچھ ایسا دیکھ رکھا تھا جو وہ کسی کو سمجھا یا بتا نہ سکتی تھی، وہ بظاہر تو اسکے نکاح میں تھی لیکن باسل سے نفرت کرتی تھی، اسکی نفرت ایسی دلکش و جان لیوا تھی جو باسل کو اسکے لیے پاگل کر گئی، اور اب وہ جی بھر کر نفرت کرتی تھی اور باسل اس سے بے انتہا محبت۔

ان بہت سارے پھولوں کو وہ اس بکے سے نکال کر ہر روز اسکے پورے کمرے میں ہر طرف رکھتا تھا، آج بھی یہی کر رہا تھا، وہ خود گلاب کا پھول تھی، یہ خوشبوئیں اور پھولوں کے سراپے تو اس جان سے پیاری لڑکی کے آگے کچھ نہ تھے۔

ارد گرد ہر جگہ گلاب کے پھولوں کی ٹہنیاں رکھتے وہ اک آخری ٹہنی لیے اجر کے پاس آیا اور جھک کر اسکے سرہانے دبی اک دوسری کتاب پر رکھ دی۔

"تمہیں میری محبت اور دیوانگی اک دن ضرور سمجھ آئے گی اجر، پھر وہ میرے جیتے جی ہو ایا مرنے کے بعد، تمہاری قسمت، اچھی لڑکی"

وہ اسے ہاتھ نہیں لگاتا تھا، یہ اجازت اس نے اجر کو دے رکھی تھی، وہ خود ہی چھوتی تھی، بھلے نوچنے کو، دھتکارنے کو، دھکیلنے کو یا اسکی گردن دبانے کو، وہ خود تب تک اس پر اپنے حق نہیں سمجھ سکتا تھا جس دن وہ خود نہ کہہ دے ہاں میں نے تمہیں اپنے شوہر کی طرح قبول کیا۔

وہ اتنا مہربان تھا کہ اسے اپنے لمس کی اذیت سے روشناس کروانے سے خوف کھاتا تھا کہ اگر اسکا چھونا اجر کو تکلیف دے گیا تو وہ کبھی اسکے لمس میں سکھ تلاش نہیں کر پائے گی، اور وہ اسکا سکھ بننے کے لیے پچھلے پندرہ سالوں سے مر رہا تھا۔

"تمہاری ہر نیند سکون والی ہو میری جان"

اسے اتنا پر سکون دیکھ کر وہ اپنی ساری بے آرمی بھول گیا اور جب اس شخص کی سیاہ آنکھوں میں طلب غالب آنے لگی کہ وہ اس نرم گرم مخملی وجود کو چھو لے، اسے اپنے سینے لگا کر پوچھے کہ مجھ سے کیوں نفرت کرتی ہو، وہ اپنی نظریں سنبھال گیا، وہ بس اتنی ہی دیر اسکے آس پاس رہتا جب تک وہ محبت اور چاہ بنی رہے، جب جنون بننے لگتی تو وہ خود کو اجر کے سائے تک سے کوسوں دور لے جاتا جیسے اس وقت وہ اسکے کمرے کی حدود سے باہر نکل کر سیڑھیوں کے کنارے ہی کھڑا تھا جب کسی مہربان نے اک جلتی سگریٹ اسکے سامنے پیش کی، اس وقت اسے سگریٹ کی شدید طلب ہوتی ہے یہ وہ مہربان مسیحا جانتا تھا۔

باسل زخمی سا مسکرایا اور وہ جلتی سگریٹ اس ہاتھ سے ہتھیا لیتے رخ موڑے کھڑا ہوا تو سامنے رحمان سیال کھڑے تھے، ویسے تو اسکے بابا کے جگرو تھے پر محبت وہ اس بچے سے بھی ویسی ہی کرتے، یہ جانتے ہوئے کہ عمار اس دن

پہاڑ سے کیسے گرا، وہ باسل سے نفرت نہیں کرتے تھے کیونکہ شاید وہ سچ جانتے تھے، وہ عمار کا سچ جانتے تھے۔

"بہت سپورٹیو سسر ہیں آپ بڈی"

باسل نے سگریٹ کو اپنے خوبصورت بڑے ہونٹوں میں دبا لیتے زوردار کش لگاتے سامنے والی وجیہہ ہستی کو بھی اک بے بس مسکراہٹ عطا کی جنکا چہرہ پل بھر اسی کے اگلے دھوئیں کے غبار کے پیچھے دھندلا گیا تھا، وہ خود بھی شوقیہ سموکنگ کرتے تھے بھلے اس پر انکی خوب کلاس ہوتی رہے۔

"بہت پیارے داماد جو ہو تم، سپورٹیو تو ہونا پڑے گا سر جی ہمیں۔ موسم بڑا رومنٹک ہو رہا ہے آج۔ ریسٹورنٹ جانے کا بلکل من نہیں پارٹنر۔ بتاو کیا کروں؟۔ اوپر سے زوجہ صاحبہ نے بھی کہا اکیلا کروں انجوائے موسم۔ بلکل اپنی بیٹی پر گئی ہے ماہا۔ کھڑوس اور نان رومنٹک"

وہ طبعیت کے اتنے شوخ تھے کہ باسل انکے پاس دو منٹ رکے تو ہشاش بشاش ہو جاتا تھا جیسے اس وقت وہ سرد آہیں بھرتے باسل کو مسکراہٹ بخش گئے وہ بھی اس موسم سے کہیں درجے حسین والی۔

"بیٹی ماں پر جاتی ہے بڑی۔نہ کہ ماں بیٹی پر۔میرے ساتھ اگر موسم انجوائے کرنا چاہیں تو میں ایویلیبل ہوں آج"

باسل اور رحمان زینے اترتے اس وقت لان میں آچکے تھے، دونوں ہی شوقیہ سگریٹ کے کش مارتے ہوئے اچھے بھلے موسم کو آلودہ کرنے میں پیش پیش تھے، دونوں لگ بھگ ایک جتنے قد آور تھے اور مسلز بھی اچھے بھلے بنا رکھے تھے۔

"ہیں۔سر جی آپ کو کہاں فراغت مل گئی۔کیا اسلامہ آباد کے سارے کرمنلز پکڑے گئے؟"

رحمان سیال کی اسکے منہ کی جانب دیدے گاڑ کر عیاں کی حیرت پر اسے ہنسی آگئی پر جناب نے پر اعتماد ہو کر حلق کے پار دبالی، گہرا مسکرانے کے پیچ باسل کے دائیں گال پر اک گڑھا سانمودار ہوتا جو اسکے چہرے کو اور خوبصورت بنادیتا، وہ گھنی بھنوئیں رکھتا تھا، چہرے پر بڑھی شیو تھی، زیادہ فیشل ہیر زر کھنے اسے پسند نہ تھے، تو اکثر کلئین شیو رہنا بھی اسے اچھا لگتا، سر کے بال بہت گھنے اور خوبصورت تھے کیونکہ جتنا اسکا سر کھپانے والا پروفیشن تھا اسی لحاظ سے ایمن اسکے بالوں کا اس سمیت بہت خیال رکھیتیں، ایون ایمن اور ماہا دونوں ہی پیور دیسی خواتین تھیں جنکو اپنے شوہر اور بچوں کا اپنے ساتھ خیال رکھنا، گھر سجانا، مل کر ڈرامے دیکھنا، گوسیپس کرنا، اور گھر رہنا پسند تھا، پیور مشرقی مائیں، پیاری اور دلاری۔

" پکڑے نہیں گئے پر ڈر گئے ہیں۔ بل میں گھس گئے تو سوچا اپنی دہشت کا جشن منالوں آج۔ "

وہ بھی تو باکمال حس رکھتا تھا سامنے والے کو لاجواب کرنے کی، سامنے پھر اسکو چاہنے والے ہوں پھر تو لٹ جاتے تھے، جیسے یہ شخص جو نجانے کیوں باسل سے اپنی اولاد سے زیادہ محبت کرتا تھا، شاید وہ باسل میں عمار کو دیکھتے یا پھر کوئی اور وجہ تھی یہ تو وقت آنے پر پتا چلتا۔

"آئے ھائے۔ آپکی دہشت سر جی۔ بندہ بندہ کانپتا ہے۔ چلو پھر اس حسین سی صبح میں حسین سا اوٹ ڈور ناشتہ بناتے ہیں یہیں لان میں، لکڑیوں اور کوئلوں پر چڑھے مٹی کے دیگچے میں پکتی نہاری، واہ واہ واہ۔ آج سیال اور ماہیل والوں کو سرپرائز دیتے ہیں اپنی کوالٹیز کے جوہر دیکھا کر"

جہاں یہ ریٹائر اے ایس پی صاحب بہت خوبصورت دل رکھتے تھے وہیں آجکل پارٹ ٹائم اپنا خود کا ریسٹورنٹ چلا رہے تھے اور خود بھی ایک اولڈی گولڈی شیف تھے، سچ کہیں تو پولیس میں وہ بس اباجی کے دباو پر آگئے، وہ ہوتا ہے ناں باپ دادا سے ایک ہی پیشہ چلا آرہا ہو تو نوجوان اولاد پھنس جائے بس ایسا ہی کچھ ہوا تھا، ورنہ اصل میں رحمان صاحب میں شیف بننے

کے چراشیم تھے، لیکن اب اجر بلکل کسی دباو کے اس فیلیڈ میں جانا چاہتی تھی کیونکہ اسکی پرسنالٹی ہی زراغنڈی والی تھی، بقول رحمان سیال کے وہ انکی بیوی ماہا پر گئی تھی، رحمان اور ماہا کا بڑا بیٹا عمار تھا جو اب دنیا میں نہ تھا جبکہ منجلی اجر سیال تھی جو پڑھا کو اپنے کیرئیر کے آخری مرحلوں میں تھی جبکہ اسکے بعد اللہ نے ماہا اور رحمان کو بارس سیال دیا تھا جو اب لگ بھگ بائیس سال کا تھا، جبکہ سیال فیملی میں اسکے علاوہ اور کوئی نہ تھا، رحمان کے چھوٹے بھائی تبریز سیال تھے مگر جب رحمان نے اپنے بیٹے کے قاتل کو معاف کر دیا تو وہ کچھ وقت بعد ناراض ہو کر رحمان سے الگ ہو کر اپنی بیوی روحا کے ساتھ ملائشیا شفٹ ہو گئے، انکی ایک ہی بیٹی تھی رملا سیال جو بارس کی ہم عمر تھی، وہ لوگ پندرہ سال سے واپس نہیں آئے تھے کیونکہ انکے بقول ماہیل خاندان سے جب تک رحمان اور ماہا کا تعلق رہے گا، وہ واپس نہیں آئیں گے اور رحمان سیال نے اپنے بھائی کو خود سے الگ کر دیا پر دوست کو نہ ہونے دیا اور اسکے پیچھے بہت بڑا راز تھا۔

"نہاری۔۔۔شرم کر جا۔ صبح صبح نہاری کھا کر سارا دن نیند نہ جائے گی کسی کی۔یہ ہمیں نشے وشے کے الزام میں اندر کروائے گا۔اور تم میرے بڑے سپوت۔ویسے تو تمہارے پاس وقت نہیں ہوتا کسی کے لیے اب صبح صبح اس بونگے کے ساتھ کھڑے ہو کر گپیں ہانک رہے ہو"

یہ جاگنگ کر کے واپس آتے نواب ماہیل انجم تھے جو اپنے یار کے ساتھ اپنی ہی اولاد بھی برداشت نہ کرتے تھے،ٹو مچ پوزیسو، مطلب سب کہتے تھے رحمان اور انجم دوست کم یک جان بھائی زیادہ ہیں،وہ دونوں ہیٔ فٹ اور ہنڈسم سے ماہیل انجم کو دیکھنے لگے جو مزاج کے تھوڑے گرم تھے،ابھی جیم کر کے آئے تھے تو بھیگا بھیگا تپا ہوا ماحول تھا۔

"میں تو بس موسم دیکھنے آیا تھا۔ گپیں ہانکنا عورتوں کا کام ہوتا ہے بابا"

باسل نے سرے سے خود کو الگ پیش کرتے صفائی دی تو رحمان اسے گھورے کہ سگریٹ چھپا کیونکہ اس وقت ماہیل انجم کیٔ نظریں دونوں کے

ہاتھ میں شان سے سلگتے سگریٹ پر عقابی انداز میں جمی تھیں اور دوسرا ہاتھ اب شوز کی طرف جانے والا تھا، ماہیل انجم کو سگریٹ پینے والوں سے سخت چڑ تھی کیونکہ وہ خود ایک لنگس سپیشلسٹ تھے پر اپنے ہی ناک تلے بیٹا اور یار یہ زہر شوق سے پھیپھڑوں کے اندر انڈیلتے تھے بنا شرم کھائے۔

"اور یہ چرسیوں والے کام کس خوشی میں ہو رہے ہیں لوفرو؟۔میں جیم کر کے آیا ہوں اس لیے باڈی اکڑی ہوئی ہے۔شوز تک ہاتھ نہیں جائے گا۔نہا کر آتا ہوں زرا تیل کی مالش کرلوں پھر اسی جوتے سے تم دو کی دھلائی کرتا ہوں۔ویٹ اینڈ واچ"

ماہیل انجم کے کڑھے تیوروں کی کہاں کسے پرواہ تھی، دونوں ڈھیٹ آگے سے مزے لیتے نظر آئے۔

"ٹھیک ہے آجا نہا کے۔تجھے نہاری کھلا کر ہم نے ملنے قابل بھی نہیں چھوڑنا، پھر خواب میں کرنا تو ہم دو کی دھلائی۔"

پیچھے سے رحمان سیال کی ہانک سنے جہاں باسل مسکرایا وہیں ماہیل انجم نے لعنت کا اشارہ دے کر بنا بولے محفل لوٹ لی، باسل ہنس پڑا تو رحمان متذبذب ہوئے۔

"سر جی۔ بڑی کی بے عزتی پر ہنسا نہ کریں۔ آجاو نہاری بناتے ہیں۔ میں سیٹ آپ لگاتا ہوں تم زرا مصالحے اور باقی چیزیں پکڑ لاو اندر سے"

شیف صاحب واقعی سیریس ہو چکے تھے، اور باسل کو اب اپنی چھٹی باورچی بن کر گزرتی محسوس ہو رہی تھی، جبکہ آدھے گھنٹے میں جہاں اندھیرا مکمل غائب ہو کر حسین سی ابر آلود صبح چھائی وہیں لان کے اک آخری باربی کیو کارنر کی طرف دیسی انداز میں لکڑیوں کے چولہے پر رکھے مٹی کے دیگچے میں زبردست قسم کی نہاری بننا شروع تھی، باسل نے خود تو مدد نہ کی پر اس نے سیال حویلی کے ملازمین سے سب کام نگرانی میں کروایا، ساری چیزیں باہر منگوائیں اور خود وہ بس انھیں کمپنی دینے کو وہیں آس پاس چھوٹی چھوٹی باتیں کیے ٹہلتا رہا، جبکہ کچھ کچھ دیر میں نظریں اجر کے کمرے کی کھڑکی پر

بھی جا ٹکاتا اور پھر وہ اسی جانب دیکھ رہا تھا جب کھڑی کھلی اور اجر نے وہ سارے پھول اکھٹے کر کے باہر لان میں بے دردی سے پھینک دیے۔

وہ اجر سیال تھی۔ جسکی ہر صبح آنکھ اپنے کمرے میں ہر طرف رکھے پھولوں کی خوشبو سے کھلتی تھی۔ وہ پھول "باسل ماہیل" کی محبت تھے۔ جنھیں ہر روز وہ کھڑکی سے باہر پھینک دیتی تھی۔ اور وہ لان میں ٹہلتا اپنی محبت کے اظہار کی مسکرا کر توہین سہتا تھا۔

باسل نے اک نظر لان میں گرے ان پھولوں کو دیکھا جنکی پتیاں گرتے ہی ٹوٹ کر جا بجا تر گھاس پر بکھر گئیں پھر اس نے اوپر کھڑکی میں کھڑی اجر کو دیکھا جسکی آنکھوں میں حقارت تھی، مضحکہ خیزی تھی، سرور تھا، باسل ماہیل کی یہ توہین صرف وہی سہتا تھا، اور کوئی نہیں۔

وہ بلیک ڈھیلے سے پاجامے اور اوور سائز شرٹ میں جاذب لگ رہا تھا، بے ترتیب، کمینہ تھا بہت خوبصورت، کرش میٹریل، اوپر سے لڑکیاں جس جس

مردانہ وجاہت پر مرتیں اس میں سب کوٹ کوٹ کر بھرا تھا، وہ اپنے مسلز چھپانے یا واضح نہ کرنے کو اکثر گھر میں یونہی ڈھیلے ڈھالے کپڑوں میں گھومتا، چپل پیروں میں پہنے، اسکی ٹیم کے لوگ اسے پروفیشنل سے ہٹ کر یوں دیکھتے تو حیران رہ جاتے کیونکہ وہ جب اپنے کام پر ہوتا تو لوگ اس کی وجاہت اور چارم کے آگے اپنی تمام تر خوبصورتی کے بونے لگتے، وہ اپنی لکس کا خیال بھی بہت رکھتا کیونکہ اسکے پاس ایمن جیسی اماں تھیں جنھیں وہ چمکتا چاند چاہیے تھا۔

وہ اجر کو یوں دیکھتا تھا جیسے وہ اسکے لیے قدرت کا تحفہ ہو، وہ اسکا سکون تھی، وہ اسے دیکھ دیکھ کر جینے لگا تھا، پر وہ باسل کی ایسی نظروں سے بھی چڑتی تھی۔

"اتنی ظالم نہ بنو، کچھ تو مروت سیکھو۔

تم پہ مرتا ہے تو کیا مار ہی ڈالو گی اسے؟"

وہ بابا کی روہانسی ڈرامائی آواز پر باسل پر سے اپنی پتھریلی بھوری آنکھیں ہٹا کر انکو بھی ویسا ہی گھورنے لگی جو بنے دیسی شیف تھے اور جاگا انکے اندر رستا غالب تھا، باسل نے اپنے حق میں بولتے بڈی کو اک تھکی مسکراہٹ ارسال کی۔

"آپ نہاری بنائیں ڈیڈی، نمک تیز ہوا ناں تو میں کیڑے نکالوں گی یاد رکھیے گا وہ بھی گندے منہ کے ساتھ۔ رہی بات اسکے مرنے کی، سو نفل پڑھوں گی یہ بس نیت تو کرے۔ اور تمہیں کتنی بار کہا ہے باسل ماہیل میرے ہاتھوں پھولوں کی انسلٹ کروانا چھوڑ دو۔ سو ڈھیٹ مرے ہوں گے تب تم پیدا ہوئے ہو گے۔ سیلف ریسپکٹ بھی نہیں ہوتی ایسے لوگوں میں۔۔۔ ہنہ"

وہ اول خفا سی رحمان سیال سے مخاطب ہوئی پھر توپوں کا رخ اس بچارے مسکین عاشق کی جانب ہوا جس نے یہ لعن طعن بھی تمغے کی مانند سنی، وہ کھڑکی سے چلی گئی اور باسل نے قدم بڑھاتے جھک کر اک ادھ بچ جاتا

پھول اٹھایا اور سیدھا ہوا، وہ چھ فٹ سے بھی اوپر نکلتا قد رکھتا تھا، اسکے جھکنے پر ایسا لگا پوری دنیا جھک گئی تھی، وہ یوں جب جب دکھ سے مسکراتا، ایسا لگتا پوری کائنات مل کر چاہتی ہے اسکو اداس کرنے والے کو نسیت و نابود کر دیا جائے۔

وہ کائنات کو اتنا پیارا شخص یہاں بے قدری کی مار جھیل رہا تھا، اس لڑکی کے ہاتھوں جو جانتی ہی نہیں تھی کہ وہ کیا ہے، وہ کیوں ہے اور اللہ نے اسکے نصیب میں باسل ماہیل کو کیوں لکھا ہے، ابھی تو وہ اس پر ماتم کرتی تھی لیکن وقت وقت کی بات ہوتی ہے، ماتم اپنا رخ بدل لیتے ہیں اور پتا بھی نہیں چلتا۔

..________________________________..

نیند سے جاگتے ہی اسے اپنے پہلو کا سکون چاہیے ہوتا تھا، اور وہ تھی مصطفی کے ننھے وجود کی حرارت جو اسکی زندگی کی تنہائی، اداسی اور تکلیف کو اپنے اندر جذب کر لیتی تھی، ایمن اسے ہمیشہ کہتی تھیں کہ وہ مصطفی کو انکے یا حرا

کے کمرے میں چھوڑ دیا کرے کیونکہ ایک تو وہ رات میں بھوک کی وجہ سے ایک دو بار جاگ کر روتا تھا دوسرا جاگ جائے تو پھر اسے آدھا گھنٹہ لگا کر سلانا پڑتا تھا، مگر اور حان نے ان دونوں کو کہہ رکھا تھا کہ اسے مصطفی کے بنا نیند ہی نہیں آتی۔

مہر فاطمہ اور اور حان کی شادی تین سال پہلے ہوئی تھی، اور یہ ٹوٹلی ارینج میرج تھی، مہر فاطمہ، ایمن اور حرا کے ساتھ ساتھ نواب ماہیل کی پسند تھی کیونکہ وہ انکے جگری دوست کی بڑی بیٹی تھی، اور حان سنجیدہ اور بورنگ مزاج کا ہونے کی وجہ سے ان عشق معشوقی کے راستوں کا کبھی راہی نہ بن سکا تھا تو اس نے ہمیشہ سے شادی کا اختیار گھر والوں کے سپرد کیا تھا، مہر فاطمہ بہت اچھی اور پیاری اور حان ہی کی ہم عمر لڑکی تھی، دونوں کی ہی ارینج میرج تھی جسکی وجہ سے ایک دوسرے کو سمجھنے اور چاہنے کا مرحلہ ابھی شروع ہی ہوا تھا لیکن اللہ کو شاید کچھ اور منظور تھا، وہ اور حان کو بورنگ اور سنجیدہ سے ایک چارمنگ اور کیرئنگ انسان بنا کر اسکو ایک بیٹے کا باپ بننے کا

احساس سونپ کر مصطفیٰ اور اورحان کی زندگی سے چلی گئی جیسے وہ اک ہوا کا جھونکا ہو، اورحان سے زیادہ یہ مصطفیٰ کا نقصان تھا کیونکہ وہ ہمیشہ سے اگنور چائلڈ رہنے کی وجہ سے کافی احساس محرومی کا شکار رہا تھا اور اسی سبب اپنے جذبات و احساسات چھپانے کا عادی ہو گیا تھا، ایمن کے لیے تو اپنی تینوں اولادیں ایک سی تھیں پر ماہیل انجم کو صرف اپنے بڑے بیٹے سے پیار تھا، شاید وہ انکی مرضی کے مطابق چلا تھا، سکول سے کالج اور کالج سے یونیورسٹی تک اس نے بابا کا ہر فیصلہ تسلیم کیا پھر بڑا بیٹا ہونے کے ناطے اسے ویسے ہی زیادہ پیار دیا گیا، کندھے پر دی جاتی تھپکیاں بھی زیادہ تھیں اور یہ مہر فاطمہ ہی تھی جس نے اس ایک سال میں اورحان کو اس بات کا احساس دلایا کہ وہ بھی اپنے بابا کے لیے باسل جیسا اہم اور ضروری ہے، یہ الگ بات ہے ابھی اورحان اس یقین کے سفر میں چلا ہی تھا کہ اس رہنما لڑکی کا ہاتھ، اورحان کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔

وہ پچھلے دو سال سے واپس خاموش ہو چکا تھا، اسکی زندگی میں واحد خوشی بس مصطفیٰ کی موجودگی تھی، اسکا بیٹا، مہر فاطمہ کا آخری گفٹ۔

اور حان نے دو سال اس بچے کو ماں کی طرح پالا، اس میں حرا اور ایمن نے پورا ساتھ نبھایا لیکن اور حان نے بھی کسی قسم کی لاپرواہی نہیں برتی۔

ابھی بھی جب وہ جاگا تو پہلو میں مصطفیٰ کا بھالو پڑا تھا پر وہ نہیں تھا تو اور حان بے قراری سے اٹھ بیٹھا، اور حان کی لکس بھی بہت آفت تھیں، وہ وجیہہ تھا بلکل بابا کی طرح لیکن باسل سے تھوڑا کم، انیس بیس کا فرق کہہ سکتے ہیں، ہاں داڑھی مونچھ کا شوقین تھا۔

وہ اٹھ بیٹھا، نیند آنکھوں سے اڑی، اسی سوئی جاگی کیفیت میں وہ اپنے روم کا ڈور کھولتے باہر نکلا، نہاری بس آخری مراحل میں تھی اور باہر مین لان میں ہی ناشتے کے لیے میز کرسیاں لگائی جا رہی تھیں جبکہ لاونج میں ہی اسے مما بیٹھی نظر آئیں جنکی گود میں دو سالا مصطفیٰ مزے سے بیٹھا اپنا فیڈر پینے میں

مصروف تھا جبکہ خود ایمن، پاس ہی نیچے کارپٹ پر بیٹھی، دونوں بازو گلاس میز کی سطح پر ٹکا کر کوئی بیگ ڈیزائن کرنے کا پراجیکٹ بنا کر مما سے ہیلپ لے رہی تھی۔

اور حان کی بے قراری، مصطفیٰ کو سکون میں دیکھے، آسودگی بنی اور وہ بھی وہیں خوبصورت اور وسیع سے اوپن لاونج میں چلا آیا، حرا اور ایمن دونوں نے بیک وقت مسکرا کر سلیپنگ بیوٹی کو دیکھا جو وہیں آکر کاوچ پر سوئے تھکے انداز میں آکر لڑھک گیا۔

"مما اسے مت لے کر جایا کریں سوتے ہوئے۔ ایک دم گھبرا جاتا ہوں۔"

اور حان کی معصومانہ شکائیت پر ایمن نے لاڈ سے مصطفیٰ کا ننھا ہاتھ پکڑے چوما پھر ویسی ہی محبت بھری نظر اور حان پر ڈالی۔

"اب تم بڑے ہو گئے ہو میرے ہنڈسم، اب گھبرانا ختم کرو۔ اسے اب مستقل میرے اور حرا کے حوالے کر کے تم اپنے لیے کوئی نئی حسینہ ڈھونڈو۔"

ایمن کا یہ فیورٹ ٹاپک تھا، پچھلے دو سال سے بچارا اور حان اسے جھیل رہا تھا وہ بھی بیچارگی کے سنگ، حرا کی بھی آنکھیں جگمگاتی نظر آئیں۔

"ہاں ناں بھیو۔ کتنا ٹائم ہو گیا کسی کی شادی اٹینڈ کیے۔ اس سے پہلے آپکے بال سفید ہوں، کسی دوشیزا کو پھنسا لیں۔ کہیں تو آپکو اپنی کالج کی دوستوں سے ملواوں۔ ان میں دس پندرہ تو مصطفی کی بھی فین ہیں۔ میرا بے بی بابا سے زیادہ ہنڈسم ہے۔۔ میری کیوٹی پائی"

حرا تو ویسے ہی ایمن کی کرائم پارٹنر تھی، فوراً ہتھیار پکڑ کر بچارے اور حان پر حملے کرنے لگتی تھی جبکہ اسکے مصطفی سے یہ لاڈ سنے وہ بے چین ہوا، خاص کر کیوٹی پائی پر۔

"یہ تمہیں کیوٹی پائی لگ رہا ہے۔ شیر بیٹا ہے میرا۔ مما اسے منع کریں"

اورحان نے بگھڑتے ہوئے شکائیت کی جس پر حرا نے اس بار جان بوجھ کر مسکراتے مصطفی کی دونوں گالیں چٹاچٹ چومیں اور وہ بھی آگے سے ہنس کر انجوائے کر رہا تھا۔

"وہ خود کہتا ہے میں کیوٹی پائی ہوں۔ رکیں۔ مصطفی۔ کیوٹی پائی کون ہے حرا کی؟"

حرا نے پورا ثبوت فراہم کیا جس پر مصطفی نے فیڈر کی نپل منہ سے نکالتے باقاعدہ اپنی نوزی پر ہاتھ رکھ کر بتایا جس پر اورحان کو بھی مسکرانا پڑا، ایمن بھی ہنس دیں، دو سال کا تھا پر چھوٹی چھوٹی باتیں کرنے لگا تھا، اور زبان بھی صاف تھی، خاص کر جب بھوک لگی ہو، یا پیاس، یا بابا چاہیں ہوں تو وہ بول کر کہتا تھا۔

"مما آج چار کے بعد بزی ہوں میں، عثمان کی شادی ہے آج تو کچھ انتظامات دیکھنے ہوں گے مجھے بھی اکلوتے دوست ہونے کے ناطے۔ آپ مصطفی کو سنبھال لیں گی رات تک؟"

اور حان کو ابھی بھی نیند آرہی تھی جبکہ آج کے ایونٹ کا سوچ اسے اچانک یاد آیا کہ عثمان نے گالیاں دینی ہیں اگر جلدی نہ گیا پر مصطفی کی اسے فکر تھی، شام ہمیشہ وہ مصطفی کے ساتھ گزارتا تو کبھی بابا نہ دیکھائی دیں تو وہ پھر بہت رونے لگتا تھا۔

"میں اسے سنبھال لوں گی میری جان۔ تم خود کو سنبھالنے والی کو لانے کا بندوبست کرو۔ دو سال کافی تھے اور حان۔ اسے ماں کی ضرورت ہے"

ایمن نے اس بار محبت و فکر سے وہی بات دہرائی پر وہ آدم بیزار شخص مزید یہ تکرار نہ سن سکتا تھا تبھی اٹھ کھڑا ہوا۔

"ابھی تو عثمان کی دلہن لانی ہے، خدا کے لیے مما میری دلہن آکر جا چکی ہے اب وہ راستہ سیل ہو چکا ہے۔رہی بات مصطفی کے لیے ماں کو لانے کی تو اسکے پاس آل ریڈی دو مائیں ہیں۔اتنی مائیں کیسے سنبھالے گا میرا بچہ۔"

اورحان نے جھک کر مما کی گود میں بیٹھے مصطفی کا ماتھا چوما تو وہ آگے سے بابا کے لمس پر جیسے مدہوش ہوا، ایسا وہ کسی اور کے چھونے پر نہیں ہوتا تھا، یہ ری ایکشن وہ صرف اورحان کو دیتا تھا، جبکہ اورحان کا ٹالنا نیا کب تھا، یہ تو روز کا معمول تھا۔

"ایک پیشنٹ کی اپائنٹمنٹ ہے آج پھر کچھ لوگوں کو زمین دیکھانے جانا ہے۔شام ہو جائے گی۔میری جان کا خیال رکھیے گا آپ دونوں"

اورحان نے نرمی سے مصطفی کی میٹھی مسکراہٹ دیکھتے دونوں کو تاکید کی اور واپس اٹھتے سیدھا ہوا تو نظر وال گلاس کے پار لان یارڈ میں سجتے میز پر گئی، باسل، ماہیل اور رحمان تینوں باہر ہی تھے۔

"ناشتہ نہیں کرو گے؟"

ایمن نے فکر سے پوچھا تو اورحان نے سر نفی میں ہلا یا۔

"ہوسپٹل جا کے کر لوں گا مما۔"

اورحان نے کہتے ہی قدم اپنے کمرے کی طرف بڑھا دیے تو ایمن نے اداس سی نظروں میں جاتے اورحان کو لیا۔

"دعا ہے شادی کے گھر کوئی اسے بھی اس جیسی مل جائے۔ مہر نے کتنا بدل دیا تھا اسے۔ پھر سے ویسا ہی چپ ہو گیا ہے۔ نہ سب کے ساتھ بیٹھتا ہے نہ بات کرتا ہے۔ میں تو اسکی فکر میں آدھی ہو گئی ہوں"

ایمن کی نظریں اب بھی اورحان پر تھیں جبکہ حرا نے مما کی پریشانی خود بھی محسوس کی۔

"فکر مت کریں مما، ہر چیز کا وقت مقرر ہوتا ہے۔ اور حان بھائی کے لیے بھی اللہ نے کچھ بہترین ہی لکھا ہو گا۔ انکو اللہ نے مصطفی جیسی اتنی بڑی سکون کی دولت دے رکھی ہے تو وہ انکے باقی درد بھی ضرور دور کرے گا۔ باقی آپ آدھی ہو کر بھی اتنی ہی حسین ہیں، بھلے بابا سے پوچھ لیں۔ بابا کو چھوڑیں اپنے ہنڈسم پوتے سے پوچھ لیں۔ ہے ناں مصطفی۔ تمہارے پاس دنیا کی سب سے پریٹی پھپھو اور گارجئیس دادی ہیں۔ اتنے خوش قسمت کیوں ہو تم؟"

اپنے کام کو چھوڑے حرا کو ہمیشہ مصطفی سے پنگے کرنا پسند تھا جیسے اس وقت بھی وہ اسے مما کی گود سے اٹھا کر خود سے لپٹاتی اب مکھن لگانے کی مہم پر تھی اور مصطفی صاحب ٹوٹل پٹا کہ، اپنی پھپھو کی ہاں میں ہاں ملانا تو کوئی اس دو سال کے پدے سے سیکھتا۔

ایمن تو بلش کر گئیں، بابا والے حوالے پر کیونکہ یہی ماہیل بھی انھیں کہتے تھے کہ بچے جوانی کی میچور سٹیج تک نکل گئے اور اماں ویسی کی ویسی گڑیا ہے۔

"ناشتہ لگ رہا ہے۔ پھوہڑ لڑکی آکر مدد کرو میری"

بارس نے باہر سے ہی اندر جھانکتے ہانک لگائی جس پر حرا نے گھور کر اسے دیکھا۔

"تم ہی ویٹر اچھے لگ رہے ہو۔ وہ کیا ہے کہ حرا ماہیل اور مصطفی اور حان یہاں کے وی آئی پی باشندے ہیں تو ہم تبھی تشریف لائیں گے جب ناشتے کے سب لوزامات میز کی سطح پر لگ چکے ہوں گے۔ تخلیہ !"

حرا نے کسی سلطنت کی سستی شہزادی بنے بارس کو ٹکا سا جواب دیا جو آگے سے قہقہہ لگاتا مسکرایا، مصطفی بھی مسکرایا جس پر حرا نے اپنے پدے پارٹنر کو گھورا کہ وہ ہنس یا مسکرا نہیں سکتا، وہ اسکے ساتھ ہے نا کہ شریکوں کے۔

"اس سے پہلے تمہاری یہ سلطنت بیچ کر میں پتیسہ لے لوں، آجاو شرافت سے ورنہ ناشتے کے نام پر پلیٹیں صاف کرنا سکی۔ وڈی آئی ماہرانی۔۔۔ آنی اسے دھکا دیں زرا باہر مدد کرے میری۔"

بارس نے بچاری کے سارے غرور کی دھجیاں بکھیر دی جبکہ مصطفی اور حرا منہ کھولے دیکھ رہے تھے اور بارس یہ جاوہ جا، جبکہ حرا نے مما کی طرف دیکھا تو مسکراہٹ دبا کر بیٹھی ایمن نے پیار سے مصطفی کو باہیں پھیلائے مانگا جسکا مطلب تھا گیٹ اوٹ۔

حرا نے منہ بسورتے مصطفی کو واپس مما کے حوالے کیا اور یوں مدد کی مہم میں حصہ لینے گئی جیسے شدید موت پڑ گئی ہو۔

جبکہ اسکے پہنچنے تک خوبصورت سی ٹیبل پر کئی طرح کا ناشتہ سج چکا تھا بس اسے اور بارس کو اب چائے رکھنی تھی کیونکہ کچھ افراد چائے پیتے تھے، موسم تو ایسا تھا کہ جو سردی کی شدت میں کمی ہوئی تھی لگ رہا تھا جاتے جاتے سردی پھر لوٹ آنے والی ہو کیونکہ آسمان پر بادلوں کے گولے جمع ہو رہے تھے۔

لگ بھگ سب افراد اپنی اپنی کرسی سنبھال چکے تھے، نو بجنے کے قریب تھے اور ماہا بھی آچکی تھیں، اور حان کے علاوہ سب براجمان تھے، ٹھنڈی ٹھنڈی صبح کی پر کیف ہوامیں سبکے موڈ خوشگوار لگ رہے تھے، اجر کا بھی کیونکہ بچوں کے معاملے میں وہ تھوڑی ہنس مکھ ہو جاتی ورنہ حرااور بارس دونوں ہی اجر سے کافی ڈرتے تھے کیونکہ وہ سخت مزاج تھی، فضول کے مزاق تو کوئی اس سے کرنے کا سوچ بھی نہ سکتا تھا۔زندگی کے اٹھائیس برس گزارنے کے باوجود اس میں لڑکیوں جیسی ادائیں اور شوخی نہ آسکی تھی، شاید ہمیشہ سے کتابی کیڑا رہنے کا یہ بڑا نقصان ہوتا ہے کہ چھوٹی چھوٹی خوشیوں اور مستیوں کے رنگ ہماری آنکھوں سے چھوٹ جاتے ہیں، جیسے حرا تھی، ایک دم زندگی سے بھری ہوئی، شوخ شرارتی، سب کی آنکھوں کا تارااور سب سے بڑھ کر مصطفی کی فیورٹ۔

ابھی بھی سبکی توجہ مصطفی کی جانب تھی کیونکہ وہ ان دوگھروں کے لیے پچھلے دوسال سے اک کھلونا تھا، جسے دیکھتے ہی کسی کا بھی موڈ اچھا ہو جائے، جسکی

حرکتیں، باتیں اور انداز کسی کا بھی بیزار دل گدگدا دیں، پھر اب تو وہ حرا باتونی کے ساتھ رہ رہ کر اسکی طرح بولنا بھی سیکھ رہا تھا۔

دو بڑے جہاں بڑوں والی گفتگو میں مصروف سیاست اور قانون کے جھمیلوں میں الجھے تھے، باسل کو بھی گھسیٹا تھا وہیں خواتین آج کے بقیہ دن کے بارے گفتگو میں مصروف اور بارس حرا کا کام تھا مصطفیٰ کو کچھ وہ چیزیں کھلانا جو وہ کھالیتا، جیسے فروٹس یا بریڈ کا پیس، اجر بس اپنی کوفی پیتے ارد گرد موسم کا لطف لے رہی تھی، ہوا کبھی تیز ہوتی کبھی دھیمی۔

سب کی توجہ میں خلل سا باسل کے بجتے فون پر آیا، اس نے سب سے معذرت کی اور اپنا فون لیے وہ سب کے بیچ سے اٹھ کر چلا گیا۔

"سر جی کی چھٹی کینسل ہو گئی"

رحمان نے سر ہلاتے افسوس کیا کیونکہ باسل سب سے بزی انسان تھا، اجر کی نظریں اسی کی پشت پر جمی تھیں، وہ کچھ دور لان کے آخری کنارے جا رکا اپنا فون کان سے لگا رہا تھا۔

اجر کی نظریں پتھر کی طرح باسل ماہیل پر گڑھی تھیں۔

"آج تو چھٹی تھی میری؟"

وہ تھوڑا بیزار لگا جب اس نے دوسری جانب موجود شخص سے شکوہ کیا۔

"ٹھیک ہے آرہا ہوں۔ سیٹ آپ ریڈی کرو۔ مجھے تیس منٹ لگ جائیں گے بیورو پہنچنے میں"

باسل نے ہتھیار ڈال دیتے اطلاع دی جبکہ اسکا آج بلکل کام کا موڈ نہ تھا، کال آف کیے وہ پلٹا ہی جب سامنے اجر، ہاتھ میں بھاپ اڑاتا کوفی مگ لیے کھڑی مشکوک نظروں سے باسل کے چہرے کی کوفت و تلخی دلچسپی سے نوٹ کر رہی تھی۔

"کیا کچھ کہنا ہے تمہیں؟ شیر نی سی نظریں کیوں جمار کھی ہیں؟"

باسل کا موڈ یکدم نرم ہوا، مسکراتے لہجے میں اجر کو گہری سیاہ آنکھوں کا محور بنائے بولا تو وہ خفیف سا تپ گئی پر عیاں نہ کیا لیکن اسکی براون آنکھیں باسل کے لیے اس سے زیادہ بد تمیز تھیں۔

"مجھے تمہارے ادارے سے جڑی کچھ انفار میشن چاہیے"

وہ حکم کر رہی تھی، ریکوسٹ کرنا تو اجر سیال کی کتاب میں تھا ہی نہیں، باسل نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا، تمام اہل خانہ کی نظریں اس وقت دو دشمن ملک کے ان سپاہیوں پر معنی خیزی سے گڑھی تھیں کہ وہ ایک ساتھ کیسے کھڑے ہو گئے۔

"ٹھیک ہے تم کوئسچنز بنا کر میل کر دینا۔ میں آنسر ز فل کر دوں گا۔ اور کچھ؟"

وہ اجر کے لیے ہمیشہ ہمہ تن گوش رہتا، کتنی بھی اجلت میں ہو اسکو ہمیشہ سکون سے جواب دیتا، کتنا بھی چڑ جائے، وہ اجر کے لیے دنیا کا سب سے پر تحمل شخص تھا۔

"تمہیں اب ڈرنا چاہیے"

اجر نے اسکی سیاہ آنکھوں میں آنکھیں گاڑتے کہا تو باسل لمحہ بھر ٹھٹکا۔

"ڈرنا چاہیے مجھے لیکن کس سے؟"

وہ متجسس تھا کہ آخر وہ باسل کو کس بات کا خوف دلا رہی ہے، جبکہ وہ کچھ کہتے کہتے رک کر دانت پیس گئی۔

"ایک بار اتھارٹی آنے دو میرے پاس، اپنے بھائی کی موت کا بدلہ تمہارے لیول پر آکر لوں گی۔ میں اس خوبصورت سی فیملی کے پریشر میں آکر ابھی بے بس ہوں فی الحال کے تمہیں بتا نہیں سکتی لیکن میرا سب سے بڑا ارمان ہے کہ اک دن میں چینخ چینخ کر تمہیں بتاوں گی کہ میں تم سے کیوں نفرت

کرتی ہوں باسل ماہیل۔ تب تم یہ فراموش کیے سچ واپس جانو گے اور شاید مجھ سے پہلے ہی خود کو مار دو۔۔۔کب آئے گا وہ دن جب مجھے تمہاری یہ منحوس شکل نہیں دیکھنی پڑے گی"

وہ یہ سب دل میں سوچتی ہوئی اتنی منہمک تھی کہ اسے احساس نہ ہوا اسکی آنکھوں میں اسکی سوچی ساری نفرت ہلکورا اٹھی ہے، اور وہ کہنے سے زیادہ محسوس کرنے کا ماہر تھا، اسے اجر کی ایسی متنفر اور حقارت سے بھری نظریں چبھتی نہیں بلکہ کاٹتی تھیں۔

"اتنی نفرت سے میرا چہرہ مت دیکھو۔ کل کو اگر محبت سے دیکھنا پڑا تو شرمندہ ہوتی رہو گی، اور مجھ سے کبھی تمہاری ان آنکھوں کی ندامت برداشت نہ ہو گی اجر"

وہ اسکے دو قدم نزدیک ہوا، جبکہ اتنے فاصلے پر اجر کو لگا اسکے پورے وجود تک اس قاتل شخص کی حرارت سفر کر رہی ہو لیکن اس درجہ دردناک

جتانے پر اجر کی براون آنکھوں کے دریچوں تک سے ساری نفرت نچڑ کر گم گئی۔

"مجھے تمہاری شکل جس دن محبت سے دیکھنی پڑی، میں اپنی آنکھیں عطیہ کر دوں گی کسی دشمن کو۔ یا انھیں ہمیشہ کے لیے بند کر دوں گی۔ یا پھر خود پھوڑ دوں گی"

وہ مروت سے خالی تھی، اتنی نفرت تو دنیا میں تھی بھی نہیں جتنی اجر سیال نے باسل ماہیل سے کرلی تھی، اس شخص کے اندر کچھ ٹوٹا تھا، وہ ان براون آنکھوں سے اس قدر محبت کرتا تھا کہ انکے لیے ایسی بات تک برداشت کرنا جگر گردے کا کام محسوس ہوا اور تکلیف اسکے خوبصورت چہرے پر نمایاں ہو کر معدوم ہوتی دیکھائی دی۔

"نفرت بھی اک آگ ہی ہے اجر، جتنی ہوا دو بھڑکے گی۔ مت دو ہوا مزید وہ بھی بنا کسی وجہ کے، میں نے نہ تمہارا پہلے کوئی نقصان کیا ہے نہ آگے

کروں گا۔ تمہارے لیے میرا ہر فیصلہ تا عمر امن سے جڑا ہو گا۔ اور تم اس پر مجھے ہمیشہ ڈٹا پاؤ گی۔ مجھے میل کر دینا یاد سے۔ تمہارا کام پہلے کرتا ہوں، پتا تو ہے تمہیں۔ شام میں ملتا ہوں۔ سی یو۔ تمہاری آنکھوں کی میرے جیتے جی ہمیشہ خیر ہو"

وہ اسکی نظروں کی چبھن سہہ گیا اور دعا بھی دی، بڑا جگرا تھا اسکا، کم از کم اجر کے لیے تو وہ بہت مہربان تھا، وہ پاس سے بنا اسے چھوئے بھی اپنی محبت اور وفا کا اجر کے گرد اک حصار باندھ کر گیا، وہ اپنے پیلس کی طرف جاتے ہوئے اس خوبصورت فیملی کے ہر فرد کو ہاتھ ہلا کر کام کا کہے معذرت زدہ انداز میں گیا تھا اور اجر نے عجیب سی کیفیت میں اپنا کوفی کا مگ بھی وہیں الٹ دیا اور گملے کے کنارے مگ جھک کر رکھتی خود بھی بیک سائیڈ بنے سیدھے اور کھلے حصے کی طرف چلی گئی، یہ جگہ شہری آبادی سے دور تھی اور ان دو گھروں کے علاوہ یہاں آس پاس بس کھلی سرسبز زمینیں تھیں، کوئی دوسرا گھر نہ تھا اور یہاں وہ سب اکثر ٹہلنے نکل جاتے تھے، اجر بھی وہیں نکل

چکی تھی، طبعیت کی بیزاری برحق تھی پھر بھی وہ ظلم ڈھانے سے باز نہ آتی، یہ اسکی بوجھل ذات اسی لیے تھئ کہ وہ غلط فہمیوں کی ماری تھی ورنہ سچے بدلے کی جنگ میں آدمی کبھی نہیں تھکتا۔

..________________________..

بند تاریک جگہ، جیسے یہ کوئی پرانا شوروم تھا جس میں آتی روشنی بس وہاں لگی کھڑکیوں اور روشن دانوں کے ٹوٹے شیشوں کو پار کر کے اندر تک آ اور تاریکی کو چیڑ رہی ہو، تعفن اور گھٹی سی مٹی اور پیٹرول کی گہری بدبو بھی تھی جیسے جانے یہ جگہ کب سے بند ہے، جگہ جگہ کونوں کھدروں میں مکڑی کے جالے نسب تھے۔

اندھیرا اتنا تھا کہ وہاں کچھ لوگوں کی موجودگی تو معلوم ہو رہی تھی پر انکے چہرے دیکھ پانا یا انکی بات کو سن پانا ناممکن تھا۔

"وہ چھ ماہ سے ایکٹیو نہیں ہے۔ لیو پر ہے۔ چار ماہ بعد واپس آئے گا۔ یہ معاملہ وہی دیکھے گا اوبارو"

یہ ایک لگ بھگ چالیس کے آس پاس کا آدمی تھا، گھنگھریالے بال، گندمی رنگت، سخت چمڑی، چھدرے کانوں اور بے ترتیب داڑھی مونچھ والا، کپڑے بس پرانے اور بے ترتیب تھے، خلیہ بھی کچھ خاص سلجھانہ تھا لیکن ہاتھ میں پستول چمکتا اور نیا نکور تھا۔

"لیو پر۔ ہم نے تو سنا تھا آتشم کبھی اپنے کام سے چھٹی نہیں لیتا۔ دیکھو ویلیم یہ بہت ضروری معاملہ ہے۔ اسے کہو ہمارے لیے اپنی لیو ختم کرے، کام کے علاوہ بھی اسے منہ مانگا دام دیں گے۔ کمانڈر کو اسکی اشد ضرورت ہے۔ الیکشن سے پہلے یہ پراجیکٹ ڈن ہونا بہت ضروری ہے۔ زندگی موت کا سوال ہے۔ اس سے رابطہ کرنے کا لنک فراہم کرو۔ ایک کڑور دوں گا نقد"

اوبارو اس کے برعکس ایک سلجھا اور شکل وصورت کا اچھا آدمی تھا، لیکن اسکے چہرے سے اضطراب و بے چینی چھلک رہی تھی جو اسکی نفاست کا خلیہ بگاڑ رہی تھی، ولیم نے آئبرو اچکائے مسرت کا تاثر دیا۔

"صرف آتشم کے رابطے کا لنک دینے پر ایک کڑور۔۔۔کام واقعی بڑا ہے اوبارو۔ تمہارے کمانڈر کی لگتا ہے تشریف کسی بڑے پہیے میں پھنسی ہے"

یہ مسکرانے کے ساتھ سامنے والے کی بے بسی کا ڈنکے کی چوٹ پر مزاق بھی اڑایا گیا اور آتشم کا کوئی آدمی کسی ماں کے لال سے نہیں ڈرتا تھا یہی اسکا آتشم کا وفادار ہونے کی نشانی تھی۔

"ولیم۔مجھے تنگ مت کرو۔میری بات سمجھ جاو ورنہ کمانڈر جو اگلا آدمی بھیجیں گے وہ پہلے بندوق چلائے گا پھر زبان۔۔۔تم مجھے آتشم کا پتا دے رہے ہو یا نہیں؟"

اوبارو کا بھڑکنا فطری تھا، ولیم نے اسکا مزاق بھی شدید اڑا دیا تھا۔

"انکا پتا ہمارے پاس بھی نہیں ہوتا۔ تمہارا میسج پہنچادیں گے۔ اگر انکو تمہارے کمانڈر کی تشریف پر رحم آیا تو وہ آجائیں گے ورنہ تم کسی اور کا انتظام کر لینا اوبارو۔ اب اپنے لوگوں کو لو اور دفع ہو جاو"

ولیم نے سیدھا سبھاو سپاٹ لہجہ لیتے گن کی نلی ٹھیک اوبارو کی کھوپڑی پر پوائنٹ کی جس پر چارو ناچار اوبارو کو اپنے لوگوں سمیت اس شوروم کی پرانی بند بلڈنگ سے نکلنا پڑا، وہ ایک کروڑ کی رقم ساتھ لائے تھے کہ آتشم کا پتا اگلوالیں گے پر اب وہی بیگ اسکے دو آدمی گھسیٹ اور اٹھا کر واپس جا چکے تھے، ولیم نے اپنا فون نکال کر کسی "bravo" نام کے کانٹکٹ کو اوپن کرے کچھ ٹائپ کیا تھا۔

"تیل چھڑ کا جا رہا ہے، آگ لگ جانی چاہیے"

یہ وہ میسج تھا جو ولیم نے اس نمبر پر بھیجا تھا، وہ کسے موصول ہوا یہ راز تھا، بہت بڑا راز۔

:_______________________:

وہ اس وقت اسلامہ آباد گورنمنٹ آفس آف Attorney General میں Deputy District Prosecutor کے رینک پر تھا، بڑے بڑے تمام مین کیس اسی کے ڈیپارٹمنٹ کو ریفر کیے گئے تھے، تبھی وہ اس نئے کیس کے لیے پہلے ہیڈ آفس پہنچا، جہاں اسے کیس کی کچھ نیشنل اور انٹر نیشنل بارکیاں سمجھائی جانی تھیں، باسل ماہیل کے کام کرنے کا انداز وہاں جنرل آفس میں کچھ بڑوں کو پسند نہیں تھا تبھی یہ ایڈیشنل پارٹ اسی لیے شامل ہوتا کہ باسل کو خطرے کے پوائنٹس کے بارے بریف کیا جائے، تاکہ جہاں ریاستی معاملات خطرے میں لگیں وہاں باسل، ہر قسم کے کیس میں نرمی دیکھائے، یہ الگ بات ہے کہ باسل کے پاس جو اختیارات تھے وہ محدود ہونے کے باوجود بھی محدود نہ تھے، وہ ہمیشہ اپنے اصولوں پر چلتا، گھی سیدھی انگلی سے نہ نکلے تو باسل ماہیل انگلی ٹیڑی کرنے کے بجائے تیل کی بوتل ہی پھاڑ دیتا تھا تبھی ہر کیس دینے سے پہلے اسکی ایک لمبی کلاس

ہوتی، دوسرے لفظوں میں اسکے بڑوں کی طرف سے اسکی ایمانداری میں
تھوڑی غداری گھولنے کی کوشش کی جاتی۔

لیکن باسل ماہیل کے بقول ایسی باتیں ایک کان سے سن کر دوسرے کان
سے نکال دینی چاہیں اور شاید اسکے نزدیک دو کانوں کا یہی بہترین مقصد
ہے۔

اسکی منتھلی سیلری دولاکھ تھی، لیکن وہ ایک لاکھ لیتا جبکہ دوسرا لاکھ وہ ان
لوگوں پر لٹاتا جو اسکے اختیارات کو ہر ماہ محدود ہونے نہ دیتے۔

باسل ماہیل کے ہاتھ بہت لمبے تھے، ایوان بالا میں بیٹھے تمام کرپٹ لوگوں
کی زبانوں کی طرح۔

اس وقت وہ مین آفس میں نک سک تیار بیٹھا تھا، تھری پیس سوٹ، لباس
اور چہرے پر اک شکن تک نہ ہونا اسکے اعتماد کو مزید بڑھا رہا تھا جبکہ اسکے

سامنے بیٹھے بڑے بڑے مہنگے کپڑوں، گھڑیوں اور برینڈ جوتوں والے افسر بھی اسکی چمک سے مقابلہ نہیں کر پا رہے تھے۔

"کیس ذرا فوجداری لنکس کا ہے۔ ہمارے کچھ مفادات جڑے ہیں۔ انکو نقصان نہ ہو۔ اسکے علاوہ اس کیس میں تم آزاد ہو۔ لیکن اگر کوئی گڑبڑ ہوئی، تمہیں اس کیس سے اسی لمحے اوٹ کر دیا جائے گا۔ یہ مت بھولنا کہ تم جنگل کے شیر نہیں ہو، تمہارے اوپر بھی ریچھ ہیں۔"

جنرل نے اسے سیدھا سبھاو دھمکی دی تھی، باسل نے مسکرا کر انکی دھمکی سنی، وہ چار آفیسرز ایک دوسرے کو گھبرا کر دیکھنے لگے، ایسا مہلک مسکرایا تھا وہ کہ ان سب کے جسموں کو چیونٹیاں نوچنے لگیں۔

"کتنے ریچھ ہیں"

اسکے اطمینان میں رتی برابر کمی نہ آئی، سامنے والوں کو جیسے باسل کی بات کچھ ناگوار گزری۔

"تمہیں خود کو ملے اختیارات کی حدود کے بارے سمجھ بوجھ ہونی چاہیے باسل، ریچھوں سے نمٹنا ہمارا کام ہے۔ اب تم بیورو جاسکتے ہو۔ چھ ماہ۔ چھ ماہ کا ٹائم ہے اس کیس کو پرامن طریقے سے حل کرو۔ اسکے بعد اگر نہ کر سکو تو بنا ضد یہ کیس ہمیں واپس ہینڈ اوور کر دینا۔ تمہارے پاگل پن سے پورا جنرل ہاوس واقف ہے مگر کیا کریں تم جیسا قابل پریسیکیوٹر ہمارے پاس اور ہے نہیں۔ ہم بھی مجبور ہیں اور تم بھی خود کو تھوڑا مجبور ہی سمجھنا۔"

ایک بار پھر ڈھکے چھپے لفظوں میں آئی دھمکی کسی ویسکی کے سیپ کی طرح باسل ماہیل نے مزے لے کر انجوائے کی، کڑوے پن کو بنا محسوس کروائے حلق میں نگل لیا۔

"تھینکیو فار دس کیس۔ ہیو آ گڈ ڈے"

وہ پراعتماد انداز میں اپنی جگہ سے اٹھا اور وہاں بیٹھے اپنے محترم جنرلز کو دن کی خوبصورت دعا دیتے اپنے پرسحر انداز میں ہی آفس سے باہر نکل گیا جبکہ

اسکے جاتے ہی چہ میگوئیاں بلند ہوئیں پر اسے کہاں پرواہ تھی، وہ تو شان سے جیتا تھا، بیورو پہنچنے تک اسے دس منٹ مزید لگے، اسکی تمام ٹیم، اسکے بیورو میں تھی اور کیس فائیل کا سیٹ آپ کمپوٹر سکرین پر ریڈی تھا۔

وہاں کچھ کمپوٹرائز ڈیٹا اوپن تھا، جیسے فون کالز لوکیشن، ڈی این اے ڈیٹا، ہیلتھ ہسٹری اور رشتہ داروں کا ریکارڈ اور پھر اک معزز شخص کی تصویر کمپوٹر سکرین پر کھلی، آرمی کے جانے مانے کمانڈر کی تصویر تھی، جسے وہ سب پہچانتے تھے۔

"دلچسپ!"

باسل نے اس تصویر کو دیکھتے محظوظ مسکراہٹ دی، اسکی ٹیم میں لگ بھگ تئیس لوگ تھے، کچھ کمپوٹر آپریٹرز، کچھ وکیل تھے، ایک توجج کا سیکرٹری بھی تھا، کچھ قانونی لوگ تھے۔

"بارڈر پر کچھ غیر رجسٹر narcotics سامان ملا ہے جو ریڈ ایریا سے آرہا تھا، اسی سامان کے ساتھ کچھ لوگ پکڑے گئے ہیں جنکے لنکس ان کمانڈر سے جڑے نکلے ہیں۔ اب معاملہ یہ ہے کہ بنا ادارے کی ریپو کو کوئی نقصان دیے اس غدار کو Out of the race کرنا ہے۔ جبکہ یہ بندہ عوام میں کافی فیمس اور ایماندار چل رہا ہے باس۔ اور ٹیچر کا فیورٹ سٹوڈنٹ بھی ہے۔ جسے ٹیچرز چھ ماہ کے بعد بچانے کی پوری کوشش میں ہیں"

یہ غیر واضح وضاحت مزے سے لے کر سنانے والا باسل کا خاص آدمی کوبرا تھا، نیک نیم کوبرا کہہ سکتے ہیں، باسل کی طرح تھوڑا سر پھرا بھی تھا اور حقیقت پسند بھی۔

"چھ ماہ بہت ہیں اسے ٹیچرز کا ناپسندیدہ بنانے کے لیے۔ لگ جاو کام پر۔ میں تو بس تم سبکو کمانڈز دوں گا۔ مجھے پتا ہے میرے پاس منجھے کھلاڑیوں کی پوری ٹیم ہے۔ فی الحال مجھے سٹرونگ سی چائے دو، پھر کچھ دماغ چلے گا میرا۔"

وہ اپنی آفس رولنگ چیئر پر کنگ کی طرح بیٹھ چکا تھا اور اب اس نے صرف اپنا دماغ لڑانا تھا جبکہ باقی کام اسکے ہونہاروں کا تھا، باسل کی چائے چولہے پر رکھ دی گئی تھی، چائے کا وہ بہت بر ا عادی تھا اور یہ سب جانتے تھے کہ اسکا دماغ ہر پی جاتی چاہ کی پیالی مزید تیز کر دیتی ہے۔

اسکی عقاب تیز نگاہیں اب کمپوٹرائز سکرین پر تھیں، وہ مزے سے مسکرا رہا تھا۔

میسج نوٹیفکیشن پر اسکی توجہ بھٹکی، میسج اوپن کیا تو ای میل تھی، اجر سیال کی اور وہ بڑی دلچسپی سے اجر کے بنائے سوالوں کی لسٹ دیکھنے لگا، پھر بے حد خوبصورت مسکرایا۔

"مجھ پر چلی گئی ہے پھر بھی نفرت کیسے کرلی اس نے۔ امپریسو اپروچ اجر سیال۔ تم سے لگتا ہے ڈرنا ہی پڑے گا۔ ابھی نہ سہی، ان فیوچر ہی سہی"

وہ خود کلامی کرے اجر کے پوچھے سوالوں کے جواب ٹائپ کرتے افسوس کے باوجود اس لڑکی پر آتے پیار کو کنٹرول نہ کر پا رہا تھا۔

..________________________________..

"مل گئی فرصت۔ نہیں میرے دلہا بننے کے بعد تشریف لاتا۔تجھے پتا ہے ناں کتنا سپیشل مومنٹ ہوتا ہے یہ لائف کا جو اپنے اکلوتے دوست کے بنا بلکل پھیکا لگتا ہے"

کمرے میں اور حان کے جھانکنے کی دیر تھی کہ عثمان جو شیروانی پہن کر اسکے بٹن بند کر رہا تھا، پلٹے ہی اور حان پر چڑھ دوڑا، جناب بلیک میں دلہے سے کہیں درجے جاذب و پرکشش لگ رہے تھے، اوپر سے دوست کی جھاڑ پلائی بھی خندہ پیشانی سے سہہ کر مکمل اندر تشریف لائی۔

"میں نے تمہارے لیے اپنی نیند چھوڑ دی سچ میں مردے والی آرہی تھی اور تمہیں قدر ہی نہیں میری۔ اور میں نے کونسا تمہیں کپڑے پہنانے تھے آ

کر، اب اتنی بھی کلوز فرینڈ شپ نہیں کہ میں تمہاری اماں جان کی جگہ لے لوں اور تم میرے بچے بن جاو۔ ویسے اچھے لگ رہے ہو"

اور حان نے بھی پورا حساب لیتے آخر میں عثمان کو بھڑکنے سے روکتے اسکی تعریف کر دی جس نے آگے سے شو خا ہوتے سمائیل دی۔

"تھینکیو۔ بہت نروس ہو رہا ہوں"

عثمان کی شیر وانی کے بٹن اور حان نے خود فکس کرتے یارانہ جھاڑا تبھی عثمان نے گھبراہٹ سی عیاں کی۔

"نروس ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ تمہاری تو لو میرج ہو رہی ہے۔ نروس تو ارینج میرج والے ہوتے ہیں، نہ جان نہ پہچان، میں تیرا مہمان۔ کچھ بھی نہیں پتا ہوتا ایک دوسرے کے بارے اور تم دو تو اچھے سے ایک دوسرے کو جانتے ہو"

اورحان نے منہ بگاڑتے اپنے دوست کے حوصلوں کو بلندی بخشی جس پر جواباً عثمان کمینگی سے مسکرایا۔

"یہ ارینج میرج پر وہ آدمی افسوس کر رہا ہے جس نے دو ماہ میں بیوی کو بریگنٹ کر دیا تھا۔"

عثمان کی بے تکلفی اور اس طرح کی عجیب بات پر اورحان کے ہاتھ تھمے، اس نے اک برہم نظر عثمان کے شرارت پر اترے چہرے پر ڈالی، بات تو اتنی بڑی نہ تھی پر نا جانے کیوں اورحان کو اسکا انداز سخت چبھا تھا۔

"میں نے افسوس نہیں کیا، تمہارے نروس ہونے میں کمی کی کوشش کی تھی۔ تمہیں منع کیا ہے مجھ سے ایسے مزاق کرنے سے گریز کیا کرو، تم دوست ہو میرے لیکن اپنی لمٹس پر دھیان دیا کرو"

اورحان نے اسے تفصیلی تمیز سیکھانے پر لعنت بھیجے سیدھے سے بس جواب دیا کیونکہ بہرحال یہ بات اورحان کو بری لگی۔

"اچھا ناراض تو مت ہو۔ مجھے کچھ بتانا ہے تجھے"

عثمان نے اسکا موڈ خراب ہوتے جلدی سے موڈ و لہجہ دونوں بدلا تو اور حان نے بھی زبردستی ہی سہی پر اپنا موڈ بہتر کیا۔

"بتاو"

اور حان کا لہجہ لیا دیا تھا۔

"مجھے غلط مت سمجھنا۔ لیکن مجھے ایک اور لڑکی بھی پسند آ گئی ہے۔ وہ یونی کی ثانیہ یاد ہے تمہیں۔ کل رات میسج آیا، ارے وہی جسکا بہت بڑا دیوانہ ہوا کرتا تھا۔ اس نے کہا وہ میرے لیے اب تک کنواری بیٹھی ہے۔ میری محبت کو جان گئی تھی لیکن سمجھنے میں دیر لگی۔ وہ مجھ سے ٹوٹ کر پیار کرنے لگی ہے۔ اب بتا کیا کروں۔ تجھے پتا ہے ثانیہ میرا پہلا پیار تھی"

عثمان کی یہ باتیں پہلے تو اورحان کے پلے نہ پڑی جب کچھ سمجھ آیا تو اورحان کو شدید غصہ آیا اس دوست نامی آدمی پر جسکی آج ایک ایسی لڑکی سے شادی تھی جس سے وہ محبت کا دعوی کرتا تھا اور اب اسے پہلا پیار بھی چاہیے۔

"اور وہ لڑکی جسے تو نے پیار کے جھانسے میں پھنسا کر یہاں تک لایا ہے، اسے پتا ہے تیرے پہلے پیار کی کہانی؟"

اورحان کا پارہ چڑھا، عثمان نے نفی کرتے مزید اورحان کو عتاب چڑھایا۔

"نہیں میرال تو قتل کر دے میرا، اسکے گھر والے تو میرے ٹکرے کروا دیں۔ وڈیرے لوگ ہیں یار اور مجھے لگ رہا ہے میں نے خود کو برا پھنسا لیا۔ مجھے میرال بہت پسند ہے پر میں ثانیہ کو نہیں بھول سکتا۔"

عثمان نے اپنی بے بسی کے رونے روئے جبکہ اورحان نے اسکا گریبان پوری قوت سے دبوچا، اک لمحہ عثمان بھی سہما۔

"اس ثانیہ نے تجھے ڈمپ کیا تھا بیو قوف، وہ صرف تیرے پیسوں کے پیچھے تھی۔ تب تجھے جوئے کی وجہ سے انکل نے گھر سے نکال دیا تھا، تیرے سارے کارڈ بند کروا دیے تھے اور تبھی ثانیہ نے بھی تجھے منہ لگانا چھوڑ دیا تھا۔ اب جب تیرے پاس باپ کا پیسہ اور باپ کی طرف سے ہینڈ اوور کی ایک اچھی ملٹی انٹر نیشنل کمپنی ہے تو وہ آگئی پھر سے تجھے دونوں ہاتھوں سے لوٹنے۔ آنکھیں کھول خبیث۔ میرال جیسی لڑکیاں چراغ لے کر ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتیں"

اور حان نے پوری قوت سے عثمان کا گریبان دبوچتے اس بند عقل آدمی کے بھیجے میں یہ بات گھسانے کی کوشش کی پر اس وقت اس پر ثانیہ کے خمار نے پورا قبضہ کر رکھا تھا۔

"تو جو مرضی کہہ لیکن جس طرح اس نے آج مجھ سے بات کی اور کہا کہ وہ میرے بنا مر جائے گی۔ مجھے جھوٹ نہیں لگا۔ تو میرا واحد دوست ہے اور حان۔ پلیز کوئی تو مشورہ دے کہ میں میرال سے کیسے و قتی جان

چھڑواوں۔ انکا سارا وحشی خاندان جمع ہے۔ اگر مما بابا اس رشتے میں انوالو نہ ہوتے تو بات اور تھی۔۔۔ میں پیچھے ہٹا تو پہلے وہ دو ہی مجھے مار مار گنجا کر دیں گے"

عثمان نے باقاعدہ ہاتھ جوڑ لیے اور اتنے سال کی دوستی جیسے اسی لمحے ختم ہو گئی جب اورحان نے اس آدمی کا یہ روپ دیکھا، وہ ماں باپ کا اکلوتا بگھڑا بیٹا تھا، بہت برائیاں سہی کچھ اچھائیاں بھی تھیں جنکی وجہ سے وہ آج تک اورحان کا دوست تھا مگر جو مرد عورت کے جذبات کو مزاق سمجھے وہ تو اورحان کے نزدیک مرد تھا ہی نہیں۔

"میرال کا کیا ہو گا؟"

اورحان نے اسی حقارت سے عثمان کو دیکھ کر پوچھا۔

"میرے پاس ایک آئیڈیا ہے جس سے یہ شادی ٹل جائے گی۔ بس تو میرا ساتھ دینا"

عثمان نے فوراً سے چمکتی آنکھوں سے برہم وناراض اورحان کو دیکھتے کہا۔

"م۔میں۔۔میں ساتھ دوں مطلب؟"

اورحان کا دماغ جھنجھنا اٹھا۔

"وہ مجھ پر چھوڑ دے۔میں اور ثانیہ آج ہی نکاح کرنے والے ہیں۔بس جو حال میں ہوگا وہ تو سنبھال لینا۔وعدہ کر۔میرال بہت اچھی ہے پر مجھے لگتا ہے میری اس سے محبت جسمانی تھی تبھی تو پہلی محبت کے واپس آتے ہی مجھے وہ بری لگنے لگی۔یار ثانیہ میرا جنون ہے تو اچھے سے جانتا ہے"

عثمان کی کوئی بات اس وقت اورحان کے پلے نہ پڑی جبکہ اسے الٹا عثمان سے خوف آرہا تھا کہ وہ اس لڑکی کو جس سے وہ پیار کا دعوے دار تک ہے، کیسے بھری محفل میں کوئی بڑی تکلیف دینے کا سوچ رہا ہے۔

جبکہ اور حان کو مزید اپنے لفظ اس بیو قوف پر ضائع کرنے مناسب نہ لگے، وہ کوشش کر چکا تھا عثمان کو گڑھے میں چھلانگ لگانے سے روکنے کے لیے اب باقی اس خبیث کی قسمت۔

..________________________..

وہ لگ بھگ پچھلے دو گھنٹے سے اس جگہ پر موجود تھی، باسل نے اسے جو جوابات فل کر کے بھیجے وہ انہی کے بارے ایک درخت کے پاس بیٹھی تحقیق کر رہی تھی، وہ بنا چار پانچ ویب سائٹس وزٹ کیے بات کہاں مانتی تھی، اپنا کام لگ بھگ مکمل کرتے ہی اجر کو عجیب سے احساس نے توجہ اپنے فون سے ہٹانے پر مجبور کیا، اس نے گردن دائیں جانب سامنے گمائی جہاں اسے ٹوٹے درخت کی اک شاخ ہلتی محسوس ہوئی اور اجر کے غور کرنے پر اسے پتا چلا کہ ہوا تو اب مدھم تھی، ضرور وہاں کوئی تھا جسکے جانے سے وہ ٹھنی اس زور سے حرکت کی، اجر نے اپنا فون اٹھتے ہی اپنی جینز کی پاکٹ میں

دبایا، وہ اپنی کرتی جھاڑتی اٹھی، دونوں ہاتھ بالوں پر پھیرے سہلائے اور اس سمت بڑھی جہاں وہ ٹوٹا درخت موجود تھا۔

"کون ہے وہاں؟"

اجر نے جھک کر اپنے دفاع کے لیے اک نوکیلا پتھر اٹھاتے اسے مٹھی میں اچھے سے ہولڈ کرے اس جانب دیکھتے آواز دی مگر آس پاس کوئی بھی نہ تھا، اجر نے محتاط ہوتے چاروں طرف نظریں دوڑائیں، اور پھر اس نے اپنی مٹھی آنکھوں کے سامنے کھولتے ابھی اس پتھر کو پھینکنے کا سوچا ہی کہ عقب سے ایک سیاہ سر تا پیر لباس میں ملبوس پورے چہرے کے کالے ماسک والا آدمی لپکا اور اس نے اجر کو پیچھے سے لات مارتے زمین پر گرا دیا، وہ بمشکل گرتے سنبھل کر اپنا منہ اس کھردری زمین سے ٹچ ہونے سے بچا سکی لیکن دونوں ہاتھ بری طرح زمین سے لگنے پر اور اپنے ہی بوجھ پر پریس ہوئے تھے، اور زخمی ہو گئے، گردن پر بھی نوکیلی ٹہنی کا سرا چبھا، پتھر ہتھیلی میں چبھا اور اس سے پہلے وہ آدمی اجر کی پشت کی طرف جھک کر اسے بالوں سے

دبوچ کر اوپر اٹھاتا، اجر نے پوری قوت سے اپنی گردن کی طرف جھکے اس آدمی کے جبڑے پر وہ پتھر دے مارا، اس آدمی کے ہاتھ سے اجر کے بال چھوٹے اور وہ خفیف سا کراہا، اجر اس سے پہلے سیدھی ہو کر وہاں سے پیچھے سرکتی، اس آدمی نے جبڑے سے پھٹ جاتے ماسک کے ساتھ لگتی خراش سے نکلتی ننھی خون کی بوندوں پر اک ہاتھ رکھے، اپنی پینٹ کی پچھلی طرف پھنسائی گن نکال کر اجر پر تان لی، اجر کی آنکھیں خوف و دہشت سے سفید پڑیں، وہ ایسی سچویشنز ہینڈل کرنا جانتی تھی پر اس وقت گن ٹھیک اسکے منہ پر تنی تھی۔

"پہلے تمہارے باپ بھائی کو جھیلا ہم نے، باپ مشکل تھا ایماندار آدمی لیکن تمہارا بھائی تو چچ چچ، اب تمہارے شوہر کو جھیلنا پڑے گا کیونکہ وہ پتا نہیں اچھا ہے یا برا سمجھ نہیں آتا۔ پھر تم آجاو گی ہمارا جینا حرام کرنے۔ کیوں نہ میں تمہیں ٹپکا کر ساری کہانی آج ہی ختم کر دوں اجر سیال"

اس آدمی کی آنکھوں سے نفرت ٹپک رہی تھی اور اجر پریشان ہو کر زمین پر گری کہنی کے سہارے زرا اٹھے بھرپور ہمت سے اس آدمی کو دیکھنے لگی، نیلی آنکھوں اور بھرپور جسامت والا وہ آدمی پورے سر پر ماسک پہنے ہوئے تھا، آواز بھی دہشت ناک اور بھاری تھی۔

"ہ۔۔ ہو کون تم۔۔ ہمت ہے تو یہ ماسک ہٹاو۔ کہانی اتنی جلدی ختم نہیں ہو گی۔ ہو کون تم مردود بزدل، عورت پر وار کرتے ہو۔ یا تو ایک گن مجھے بھی دو یا اسے پھینک کر برابری پر آو تاکہ میں تمہیں عملی بھی سمجھاوں کے کہانی ختم کرنا اتنا آسان نہیں ہے۔ اگر تم میرا نام جانتے ہو تو یہ بھی جانتے ہو گے کہ میں ایک ایماندار پولیس والے کی بیٹی ہوں"

اجر نے اپنے ہاتھ کی پہنچ کا پتھر تلاشنے کے ساتھ دگنی نفرت سے اس آدمی کو جواب دیا جو آگے سے گن اس پر سے ہٹائے مضحکہ خیز مسکرایا۔

"عجیب لڑکی ہو۔ گن دیکھ کر بھی زبان چلا رہی ہو۔ مجھے تو لگ رہا تھا کہو گی ڈیڈی مجھے بچائیں اس غنڈے سے۔ چینخو گی، چلاو گی۔"

اس بار اجر اس آدمی سے زیادہ زہریلا ہانپا سا مسکرائی جو سامنے والے کی مسکراہٹ ختم کرنے کا سامان بنا۔

"تمہاری سرچ پھر میرے بارے میں بیکار ہے بیڈ بوائے، یہ سب خوبیاں مجھ میں نہیں۔ مقصد بتاو اپنا۔ بابا اور باسل سے تو ٹھیک پر تمہیں میرے بھائی عمار سیال سے کیا پرابلم رہی اور افسوس کیوں کیا تم نے انکے نام پر، وہ تو اکیس سال کی عمر میں مر گئے تھے۔ پھر تم نے انکا ایسا براحوالہ کیوں دیا۔ پندرہ سال ہو گئے انکی موت کو۔۔۔۔"

اجر کوئی نقطہ بھولتی نہ تھی یہ سامنے والا اچھے سے سمجھ چکا تھا، جبکہ وہ آدمی اس بار پھر سے اجر کی جانب آیا اور اپنے گھٹنے پر اک ہاتھ رکھے اس کے سہارے جھکا تو وہ کراہت بھری نظر اس پر ڈالے زرا پیچھے ہوئی۔

"لگتا ہے تمہاری سرچ بھی کافی ناقص ہے۔ چلو بعض لاعلمیاں بہت اچھی ہوتی ہیں صحت کے لیے۔ میری ایک اور سیدھی ڈیمانڈ ہے۔ تم باسل ماہیل کو اسکے موجودہ کیس سے پیچھے ہٹنے کا کہو گی۔"

اس آدمی نے ڈیمانڈ سامنے رکھی تو اجر نے گردن خفیف سی اکڑائی۔

"نہ کہوں تو کیا تم باسل ماہیل کو مار دو گے؟"

اجر کے سوال پر وہ سامنے جھکا آدمی لمحہ بھر گنگ رہ گیا کیونکہ وہ یہ پوچھتی بہت زیادہ ایکسائٹڈ تھی۔

"ہاں اسے ہٹانا پڑے گا راہ سے"

اس آدمی نے بربریت دیکھاتے سیدھا سبھاو فیصلہ سنایا جس پر اجر مسکرائی، جبکہ اس آدمی کو اجر کا دماغی توازن کچھ بگھڑا لگا۔

"ہٹادو۔ تم اسے راہ سے ہٹاو۔ میں اتھارٹی میں آتے ہی تمہارا یہ احسان چکا دوں گی اور تمہارے بہت سے معاملات سیدھے کر دوں گی۔ تم جانتے ہو گے بابا کی تگڑی سفارش ہو گی میرے ساتھ۔ جلد اختیار میرے پاس ہو گا۔ڈیل"

وہ سودا بازی کرنے لگی تو وہ آدمی پیچھے ہٹا اور سیدھا ہو کر کھڑا ہوا، اجر نے اسکے ہاتھ کو مانگا تا کہ وہ سہارہ لے کر کھڑی ہو، اس آدمی نے اپنا سیاہ گلوو والا ہاتھ بڑھایا جسے پکڑتے ہی وہ چمکتی بھوری آنکھوں والی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"تم اپنے شوہر کی موت چاہتی ہو؟"

اب جا کر اس آدمی کو اجر کی ڈیل سمجھ آئی تو اسے ضروری لگا دہرائے۔

"ہاں۔"

وہ پر عظم تھی۔

"وجہ پوچھ سکتا ہوں؟"

اک سیدھا سوال پر وہ نفی میں سر ہلا گئی کہ اسے بس کام سے مطلب رکھنا چاہیے۔

"تم باسل ماہیل کو راہ سے ہٹا دو میں تمہارے لیے مشکل نہیں بنوں گی نہ تمہارے اوپر کے آفیسرز کے لیے سر درد۔ فائدہ تمہارا ہی ہے سارا۔ سوچ لو"

اجر نے اسے بھرپور اکسانے کی کوشش کی پھر اپنا زخمی ہاتھ ہی اس نے اس آدمی کی طرف بڑھایا۔

اس شخص نے اک نظر ان کھرچوں والی نازک ہتھیلی کو دیکھا پھر اس سفاک آنکھیں رکھتی اجر سیال کو۔

"اگر تم اس ڈیل سے مکری تو تمہاری ساری فیملی کو ختم کر دیا جائے گا تم سمیت"

اس آدمی نے ہاتھ ملانے سے پہلے دھمکی دی جسے اجر نے پورے حوصلے سے تسلیم کیا، ان دونے ہاتھ ملایا تو اجر نے بغور اسکی نیلی آنکھیں دیکھتے مسکرا کر تعریفی سر ہلایا۔

اس آدمی نے فورا سے ہاتھ کھینچ لیا۔

"کب مارو گے تم باسل ماہیل کو؟"

اجر نے اس آدمی کے فاصلہ بناتے ہی بیقراری سے پوچھا۔

"بہت جلد۔ ہم دوبارہ اسکے مرنے کے بعد یہیں ملیں گے۔ ایک کانٹریکٹ سائن کرنا ہو گا تمہیں"

اس آدمی نے سیدھا سبھا و اطلاع دی اور پلٹا پر اجر کے آواز دینے پر رک گیا لیکن پلٹا نہیں۔

"اب ڈیل ہو گئی تو ہم پارٹنرز ہوئے۔ یور گڈ نیم؟"

وہ متجسس تھی، وہ آدمی پلٹ کر ٹھیک اجر کے سامنے دوبارہ آرکا۔

"سہہ لو گی میرا نام؟"

سامنے والے نے جس کمینگی سے پوچھا، اک لمحہ اجر گڑبڑائی۔

"ہاں۔بتاو"

وہ پراعتماد بننے کی صرف کوشش میں تھی۔

"باسل ماہیل"

اس آدمی کے کہنے کی دیر تھی کے اجر سیال کے چہرے کا رنگ لٹھے کی مانند سفید پڑ گیا، پورے وجود میں حرکت کرتا خون جم گیا لیکن اس سے پہلے وہ صدمے سے لڑکھڑاتی، سامنے کھڑے نیلی آنکھوں والے آدمی نے اک خباثت سے بھرا قہقہہ لگایا۔

"مزاق تھا بے بی ڈال۔ تمہاری تو شکل مردے جیسی ہو گئی۔"

وہ اجر کا مزاق اڑا گیا، زخمی جبڑے کے باوجود اس وقت اسے اجر کی شکل دیکھ کر مزہ آیا، اجر نے اپنے پھیکے پڑتے رنگ بحال کیے۔

"واہیات مزاق کرنے بند کرو۔ ٹھیک سے بتاو کون ہو؟"

اجر نے خود کو واپس مضبوط اور بہادر پیش کرتے رعب ڈالتے پوچھا تو وہ مسکرا نارو کے سنجیدہ ہوا۔

"آتشم۔ آتشم کہتے ہیں مجھے اور میں آگ ہوں یاد رکھنا۔ جلد ملیں گے"

وہ اپنے نام کی دہشت سے اجر کی ٹانگوں تک میں کپکپاہٹ بھر کر وہاں سے گیا تو اجر میں اتنی ہمت نہ تھی وہ ہل پاتی، بمشکل لڑکھڑا کر اس نے درخت کے موٹے تنے کا سہارہ لیا، اس نے آتشم کے بارے اکثر بابا کے منہ سے سن رکھا تھا، نیشنل گینگسٹر کے ساتھ وہ ہائیلی ڈیمانڈ سنائپر شوٹر تھا، اس کی پکڑ آج تک کسی خفیہ ادارے تک نے نہیں کی تھی، پولیس کے تو بس کی بات ہی نہ تھا وہ۔

ایسا چھٹا بد معاش اس وقت اجر کے سامنے تھا یہ سوچ اسکے اندر خوف و ہراس بھر چکا تھا، لیکن وہ خود کو سنبھالنا جانتی تھی، وہیں نیچے بیٹھے گہرے گہرے سانس لے کر خود کو تسلی دینے لگی کہ سب ٹھیک ہے پر ٹھیک کچھ نہ رہا تھا۔

..________________________..

"باس یہ انہی آدمیوں میں سے ایک آدمی ہے جسکا لنک کمانڈر صاحب سے نکلا ہے۔ بہت بڑا انٹرنیشل ڈرگ ڈیلر ہے"

یہ ایک انویسٹیگیشن روم تھا جہاں کرسی پر بیٹھے ایک غنڈے کے بارے کوبرا نے اسے انفارم کیا، باسل کا چہرہ دوسری طرف تھا، جبکہ اس وقت وہ آدمی باسل ماہیل کو اپنے سامنے دیکھ کر مضحکہ خیز مسکرایا۔

"ہاتھ کھولو اسکے، زرا کھلے ڈھلے انداز میں بات چیت ہونی چاہیے"

باسل ترچھا کھڑا تھا جبکہ کو برا نے اشارہ ہی کیا جب وہاں سیکورٹی پر کھڑے آدمی نے آکر اس "رچ" نامی آدمی کے ہاتھ کی ہتھ کڑی کھولی، باسل ٹھیک اسکے سامنے آرکا پھر سامنے والی کرسی پر نواب کی طرح براجمان ہوا، اسکی نظریں رچ کے سیدھے ہاتھ کی مڈ فنگر میں موجود ایک نوکیلی سی انگوٹھی پر جا ٹھہری، باسل کی آنکھیں فورا فوکسڈ ہوئیں۔

"جی تو مسٹر رچ، یہ ڈرگز کہاں سے لائی تم لوگوں نے۔ اسکے بارڈر کے اندر آنے کے بدلے یہاں سے کیا باہر گیا ہے۔ پیسہ یا پاور؟"

باسل نے سیدھا سبھاو اک سوال کیا، رچ نے آگے سے زچ کرتے انداز میں مسکرا کر باسل کو دیکھا۔

"تم بھلے مار دو۔ پر تمہیں یا تمہارے لوگوں کو کچھ نہیں بتاوں گا"

ریچ کی اکڑ قابل دید تھی، جس پر کوبرا اور باسل دونوں ہی متاثر کن مسکرائے، باسل اٹھا اور پہلے تو اپنا کوٹ اتار کر اس نے پیچھے کھڑے کوبرا کی طرف اچھالا جسے کامیابی سے اس نے کیچ کیا۔

"کچھ نہیں بتاوگے ؟"

باسل نے اپنے دونوں کف لنکس نکال کر وہ بھی باری باری کوبرا کو کیچ کروائے اور کف فولڈ کرے وہ ریچ کے نزدیک دو قدم ہوا تو اس شخص کی آنکھوں میں خفیف سا ڈر اترا لیکن اسے اتنا پتا تھا باسل مار کٹائی کرنے والا آفسر نہیں ہے، وہ بس دھمکاتا ہے۔

"بھلے مار دو میں اپنا منہ نہیں کھولوں گا"

ریچ کے لہجے سے ڈر کے ساتھ ڈھیٹائی ساتھ چھلکی تو باسل مسکرا کر ریچ کی کرسی کے بازووں پر دونوں ہاتھ رکھے اس پر جھکا۔

"تمہیں کیوں ماریں بھئی۔ تمہارے بیوی بچوں کو ماریں گے۔ کیونکہ تمہاری جان تو انہی میں ہے"

باسل کے مست مسکرانے کے ساتھ یہ کہنے کی دیر تھی کہ ریچ نے اسے دھکیل کر پیچھے کیا اور پوری قوت سے مکا ٹھیک باسل کے جبڑے پر دے مارا، ریچ کے ہاتھ میں موجود رنگ کی نوک نے باسل کے چہرے کو اچھا بھلا زخمی کر دیا جس پر ہاتھ رکھتے باسل کچھ فاصلے پر ہوا، خود کوبرا نے بھی اپنی گن ٹھیک ریچ پر تانی، ریچ کے ہاتھ پر پاوڈر جیسا کچھ تھا، بہت معمولی سا، لیکن نا جانے وہ کیا تھا سمجھ سے باہر ہوا۔

"میری فیملی سے دور رہنا ورنہ اچھا نہیں ہو گا آفیسر۔"

ریچ نے خود پر تنی گن کے باوجود للکار کر زخمی جبڑے والے باسل کو انگلی اٹھا کر وارن کرتے دھمکایا جبکہ باسل نے اسکی ہمت کو سراہتے کوبرا کو گن نیچے کرنے کا اشارہ کیا اور اس بار ریچ کو ایسے اسکی گردن سے دبوچ کر دیوار

سے پٹخا کہ ریچ کی آنکھیں آکسیجن کی بندش پر باہر ابل آئیں، باسل کے ہاتھ کی گرفت، ریچ کی سانس روکنے لگی، باسل کے جبڑے کی طرف لگے کٹ سے خون کی بوندیں نمودار ہو رہی تھیں اور سیاہ آنکھوں میں طوفان تھا۔

"اسکی بیوی کو اٹھاو کوبرا۔ تمہیں پتا ہے کیا کرنا ہے اسکے ساتھ۔ وہ بھی اسکی آلہ کار ہو سکتی ہے۔ اسکا منہ یہیں کھلے گا ہم سبکے سامنے۔ اور تم نے جو ایک گورنمنٹ پریسیکیوٹر پر ہاتھ اٹھایا، اسکی سزا تمہیں قطرہ قطرہ مل جائے گی ریچ"

باسل نے بنا کوئی بدلہ لیتے اسکی سانس بند ہونے سے زرا پہلے ریچ کو چھوڑا جس سبب وہ نیچے جا گرا پر رکتی سانس کے باوجود وہ کراہتا ہوا گڑگڑانے لگا۔

"م۔۔ میری بیوی کو اس میں مت دھکیلو۔ وہ کچھ نہیں جانتی۔"

رتیج نے اپنی گردن مسلتے کانپتی سی آواز میں جاتے باسل کو پکارا تو باسل پلٹ کر رتیج کی طرف پلٹا اور دوزانو اسکے پاس ہی نیچے زمین پر بیٹھا، رتیج کی آنکھیں ہراس سے بھری تھیں۔

"تم تو جانتے ہو۔ بتادو اور ہمارا کام آسان کرو۔ ہمیں دوسری پارٹی کا لنک دو اپنی آزادی لو۔ دیٹس اٹ۔"

باسل نے سیدھا سبھاو بات کی۔

"م۔۔مجھے سوچنے کا وقت دو آفیسر"

رتیج نے التجاء کی اور باسل ماہیل، التجاؤں کو رد کہاں کرتا تھا، کوبرا کو اس وقت باسل کے جبڑے کے زخم کی فکر تھی۔

"ٹھیک ہے کل تک دیا۔ کل آتا ہوں"

باسل کے ایسے رویے پر رتیج کو ہاتھ اٹھانے پر ندامت ہوئی۔

"مجھے شرمندگی ہے ہاتھ اٹھانے پر سر"

رتیچ نے سخت افسوس سے باسل کا چہرہ دیکھتے آنکھیں جھکائیں تو باسل عجیب سا مسکرایا اور بنا کچھ کہے اٹھ کر کوبرا کے ہاتھ سے اپنی چیزیں لیتا باہر نکل گیا، اسکا فون رنگ کر رہا تھا۔

"باس۔ چہرہ دیکھنے دیں"

کوبرا نے پیچھے سے آ کر روکنا چاہا پر باسل نے اسے ہاتھ کے اشارے سے منع کیا کیونکہ کال رحمان سیال کی آرہی تھی، کوبرا فسٹ ایڈ باکس لینے چلا گیا تو باسل نے کال پک کر لی۔

"باسل۔ تم فورا گھر آو۔ یہ لڑکی پتا نہیں کہاں گئی تھی۔ ہاتھ پیر چھلے ہیں، گردن پر بھی خراش ہے۔ گھٹنے بھی زخمی ہیں۔ میں پوچھ پوچھ کر تھک گیا ایک ہی جواب کے گر گئی تھی۔ پر پتا نہیں عجیب سی خوفزدہ لگ رہی

ہے۔اٹک اٹک کر بول رہی تھی تو مجھے شک ہوا کچھ گڑ بڑ ہے۔ تم خود اس سے پوچھو آکر کیا معاملہ ہے مجھے کچھ ٹھیک نہیں لگ رہا"

رحمان سیال کی پریشان آواز سنتے ہی باسل کا چہرہ بھی فکر و پریشانی سے اٹ گیا۔

"میں آتا ہوں بڑی"

باسل نے فورا کہہ کر رابطہ توڑا تو سامنے کوبرا کو دیکھے باسل نے اسے روکا۔

"آئی ایم اوکے۔ زیادہ گہرا زخم نہیں ہے۔ کچھ دیر کے لیے گھر جا رہا ہوں۔ تم مجھے اپڈیٹ دیتے رہنا"

باسل نے اسے تاکید کی اور یونہی کوٹ بازو پر رکھتا ہی وہ کوبرا کے ساتھ ہی بیورو سے نکلا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ ریسٹ کر لینا۔ میں دیکھ لوں گا باس"

کوبرا نے اسے تسلی دی جس پر باسل نے اسکا کندھا تھپکایا اور روانگی کے لیے نکلا، راستے میں ہی اس نے اپنی ہی گاڑی میں رکھے فسٹ ایڈ باکس سے اک سنی پلاسٹ بینڈ تیج اپنی جالائن پر لگالیا، زخم تو کافی برا تھا پر فی الحال اسے یہی بہتر لگا جبکہ دوسری طرف اس وقت ماہا، رحمان اور بارس کے ساتھ ساتھ ماہیل انجم بھی اجر کے ارد گرد تھے، ڈاکٹر بلایا گیا تھا جو اجر کے ہاتھ اور گردن کی خراشوں کے ساتھ اسکی ہڈیوں کا معائنہ کر رہا تھا کیونکہ اسے گھر پہنچتے ہی پیر کی ہڈی میں بھی شدید درد شروع ہو گیا تھا، دھکے کے بعد گرنے پر اسے بہت سی چوٹیں لگ گئیں جنکا اسے بعد میں احساس ہوا۔

"کہا ہے گرگئی تھی۔ آپ سب اتنے پریشان کیوں ہیں۔؟"

اجر کو اپنے ارد گرد لگے مجمعے سے سخت کوفت ہوئی۔

"گھٹنے بری طرح چھل گئے ہیں۔ آئنٹمنٹ دے رہا ہوں یوز کریں۔ اور ایک انجکشن لگا دیتا ہوں تا کہ جو پین ہے وہ ختم ہو۔ دھیان سے چلا کریں

بچے۔ چوٹیں شدید بھی ہو سکتی تھیں۔ اور یہ ہاتھ میں تو ایسے لگ رہا ہے کوئی پتھر چھبا ہے بری طرح۔ آپکے گھر والے بلکل ٹھیک فکر مند ہیں۔ کوئی خود سے گر کر اتنا زخمی کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ تو ایسا ہے جیسے آپکو پش کر کے گرایا گیا ہے۔ خیر انجکشن سے کافی ریلیف ملے گا"

ڈاکٹر نے تو رہی سہی سبکی جان لے لی جبکہ اجر منہ دیکھنے لگی کہ اب کیا کہے، ماہا الگ پریشان تھی، رحمان بھی سنتے ہی ریسٹورنٹ سے آگئے تھے، ماہیل بھی ہوسپٹل سے سب چھوڑے پہنچ آئے تھے اور بارس تو تھا ہی گھر۔

اللہ اللہ کر کے ڈاکٹر انجکشن لگا کر گیا تو اجر نے خود کی طرف دیکھتے سب افراد کو دیکھا، ایمن اور حرا بھی آگئے تو وہ چڑ کر اٹھی اور سبکی طرف دیکھا۔

"ابھی مجھ میں مزید سٹیمنا نہیں آپ سبکو صفائی دینے کا کہ کچھ نہیں ہوا۔ میرے سر میں درد ہے میں کچھ دیر آرام کروں گی۔ پلیز"

اجر نے کسی کی پریشانی کو اہمیت نہ دی اور ٹکا سا جواب دیتی وہ سب کی نظروں سے فرار ہو گئی، جبکہ یہاں وہ کمرے میں گئی وہیں باسل کا حویلی میں آنا ہوا، سب اسکی طرف مڑے جو آکر سبکے قریب رک چکا تھا۔

"اب تمہیں کیا ہوا ہے؟"

ایمن نے اسکی جالائن پر لگے بینڈیج کو دیکھ کر دگنی پریشانی سے پوچھا۔

"مما چھوٹی سی خراش ہے ڈونٹ وری۔ کیا ہوا ہے؟ آپ سب کیوں جمع ہیں۔ کہاں ہے اجر؟"

باسل نے ایمن کو تسلی دینے کے بعد سب کی طرف بیقرار نظریں دوڑاتے پوچھا تو خود رحمان ہی بولے، ڈاکٹر نے کیا کہا سب تفصیلی بتایا۔

"تو آپ سب کیوں چڑا رہے ہیں اسے۔ واقعی گری ہو گی۔ جھوٹ کیوں بولے گی؟"

باسل نے سبکی پریشانی کو ہلکے پھلکے انداز میں رفع کرنا چاہا پر کوئی بھی جیسے بہلنے کو تیار نہ تھا۔

"مجھے گھبراہٹ ہو رہی ہے کہ کچھ برا نہ ہو جائے۔ تم جانتے ہو کتنے دشمن ہیں میرے اور وہ میرے ہی نقش قدم پر چلتی ہے"

رحمان کے خدشے نے سبکو ہی جیسے جھنجھوڑا، سب کی تاسف بھری نگاہیں اس وقت باسل پر جمی تھیں۔

"بڈی۔ڈونٹ وری۔میں ہوں ناں۔ آپ سب ریلکس ہو جائیں۔میں ایک بار پوچھ لیتا ہوں اگر تو وہ یہی کہتی ہے تو آپ سب اسکی بات مان لیں۔"

باسل نے سبکی طرف امید افزاء نظریں دوڑائیں تو سب چارو ناچار مان گئے، ماہا تو بہت ڈری تھی جسے ایمن نے خود سے لگاتے دلاسا دیا جبکہ باسل نے اپنے قدموں کا رخ اجر کے مین بیڈ روم کی طرف کیا تو سب نے ہی اسے جاتے ہوئے دیکھا۔

اجر کے کمرے کا دروازہ کھولتے وہ دروازہ کھلا ہی چھوڑے اندر داخل ہوا تو وہ جو بیڈ شیٹ کو مٹھیوں میں لیے گھبرائی ہوئی بیٹھی تھی، ڈر کر آنے والے کو دیکھنے لگی پر جیسے ہی اسکی نظر باسل سے اسکے جالائن پر لگے بینڈ تج پر گئی، اجر کو لگا اسکے پیروں سے رہی سہی جان نکل گئی ہو، وہ اٹھ کھڑی ہوتی اس سے پہلے لڑکھڑا اور ڈر کر گرتی، باسل نے اسے بروقت اسکے نزدیک پہنچ کر کمر میں ہاتھ ڈال کر اپنے سینے کی اور سرکاتے گرنے سے بچایا، وہ اسکی بازو کے حصار میں جکڑتی گرنے سے تو بچ گئی پر اسکی آنکھوں کا خوف اور تکلیف دیکھتے باسل کی سیاہ آنکھیں مزید سیاہ پڑنے لگیں۔

"کیا ہو گیا۔ تم ڈر کیوں رہی ہو۔ یہ۔۔ یہ گردن پر خراش۔۔ تمہارے ہاتھ زخمی۔ کیا ہوا ہے۔"

باسل نے اسے اپنے سینے لگاتے سنبھال کر اسکے وزن پر کھڑا کرتے بے حد پریشانی سے سوال کیے پر اجر کی آنکھیں اس بینڈ تج پر جمی تھیں، اس نے

آتشم کو اسی جگہ پتھر سے زخم دیا تھا، اور اسی جگہ باسل نے بینڈ تج لگا رکھا تھا، اجر کو کچھ سنائی اور دیکھائی دینا بند ہو گیا۔

"ت۔۔ تمہیں یہ کیا ہوا؟"

اسی ڈرتے انداز میں اس نے باسل کی آنکھوں میں دیکھتے اس زخم کی طرف اشارہ کیا تو باسل اسی پر سکون پا گیا کہ شاید اسے باسل کی بھی فکر ہوئی ہے، پہلی بار ہی سہی، اف اسے سرور نہ آتا تو کیا آتا، نفرت کرنے والی اجر نے اسکے زخم کو نوٹس کیا یہی اسکے لیے عید سا تھا۔

"ایک کرمنل سے پنچ کھا کر آیا ہوں، اسے کچھ زیادہ بری دھمکی دے بیٹھا تھا۔ مجھے چھوڑو۔ تمہیں کیا ہوا۔ کیوں گرتی پھر رہی ہو۔ بیٹھو یہاں۔ اف یہ تمہارے ہاتھوں کو کیا ہو گیا"

باسل نے اپنے زخم کی داستان ہوا میں اڑاتے اس لڑکی کی اس حالت پر رحم کھاتے اسے بٹھایا اور جب ساتھ بیٹھا، وہ واپس نفرت میں آتی اس سے

پرے سرک گئی، وہ زخمی سا مسکرایا کہ اس نے پہلی بار اجر کا ہاتھ پکڑ لیا ہے اور وہ اچھوت کی طرح چھڑوا گئی، منہ بھی موڑ لیا۔

"گر گئی تھی۔ جاو یہاں سے"

اجر کی آنکھوں میں بے رحمی تھی، لہجہ سخت سفاک، وہ تب بھی اس کو پیار سے دیکھ رہا تھا۔

"دھیان سے چلتے ہیں اجر، ہاتھ دیکھنے دو مجھے۔ میرا دل پھٹ رہا ہے ان خراشوں سے"

باسل نے ایک بار پھر اسکے ہاتھ کو جب چھوا تو اجر کے ہاتھ کانپتے دیکھ کر باسل کا دل بیٹھنے لگا، اس نے اجر کے چہرے کی طرف دیکھا جو خوفزدہ تھی۔

"اس پر آئنٹمنٹ لگا دوں میرے سکون؟"

باسل اس وقت اسکی تکلیف میں جیسے ہلکان تھا، بس نہ چل رہا تھا ان ساری خراشوں پر اپنے ہونٹوں کا مرھم رکھ دے جبکہ اجر کے اندر اس وقت رواں رواں کانپ رہا تھا۔

"میں لگالوں گی۔ تم نکلو یہاں سے باسل۔ چھوڑو مجھے۔ڈونٹ ٹچ می۔"

وہ یکدم جیسے ہوش میں آئی اور اپنے ناخن اس نے باسل کے ہاتھ کی پشت پر گاڑتے باقاعدہ چینخ کر اسے خود سے دور کیا پر یہ الگ بات تھی وہ اک انچ بھی دور نہ ہوا۔

"میں تکلیف نہیں دے رہا۔بس مرھم لگا رہا ہوں۔ تمہارا کیا جا رہا ہے۔ایسے اگر دوبارہ گری تو مجھے قبر میں پہنچادو گی۔ اپنا خیال کیوں نہیں رکھتی۔ تمہاری یہ اک اک خراش، میرے اندر کٹ لگنے جیسی اذیت دے رہی ہے۔ تم سمجھ نہیں رہی میری تکلیف۔ اس وقت تو نفرت مت جتاو"

وہ محبت کی انتہاوؤں پر تھا، اسکے درد میں بدحواس سا تڑپ رہا تھا اور اجر کو اس سے خوف آرہا تھا، اسے پتا نہیں کیوں باسل کی جبڑے کے زخم والی کہانی پر یقین نہ تھا، اسے لگا یہ قبر میں جانے کی بات باسل نے اسے جتانے کو کی ہو، اس وقت اجر کا حلق سوکھ رہا تھا، وہ اسکی ہتھیلیوں کے زخموں پر مرھم لگا رہا تھا اور خدا گواہ تھا، اجر کی جان جارہی تھی، اسے باسل ماہیل سے بہت نفرت تھی، اتنی کہ اس شخص کا وجود برداشت نہ تھا لیکن اس وقت وہ بہادر اور ڈنکے کی چوٹ پر نفرت کا پرچار کرتی لڑکی سانس نہ لے پارہی تھی، اسکے اندر کیا قیامت اتری ہے اس سے بے نیاز وہ شخص بس دھیرے دھیرے مرہم لگا رہا تھا جیسے کوئی اپنے زخموں کو دوا لگاتے اس سے ہوتی اچنگ تک فیل کر رہا ہو۔

"ی۔۔یہ آتشم نہیں ہو سکتا۔ اس نے بہت بے دردی سے دھکا دیا تھا مجھے۔ یہ تو میرے زخموں پر مر رہا ہے یا پھر ایکٹنگ کر رہا ہے۔ ایک قاتل ایسا نہیں ہوتا۔ مجھے اس کے کہے پر اعتبار نہیں آرہا"

وہ گہرے سانس لیتی خود سے لڑ رہی تھی، باسل کا اسے چھونا اتنا نرماہٹ سے لبریز تھا کہ وہ الجھ رہی تھی پر اس زخم پر وہ بار بار خوفزدہ ہوئے خود کو مشکوک کر رہی تھی۔

"ایسے کیوں دیکھ رہا ہے میرا سکون مجھے؟"

آئنٹمنٹ اسکی ہتھیلیوں کی خراشوں پر اچھے سے اپلائے کرے جب باسل نے اپنی سیاہ آنکھوں کا محور پھر سے چہرہ اٹھائے اجر کی صورت کو بنایا تو وہ گہرے سانسوں کے سلسلے پر قابو پا گئی۔

"ی۔۔یہ زخم تمہارا، اسکا کوئی گواہ ہے تمہارے پاس؟"

وہ باسل کی نظروں اور پریشانی کو نظر انداز کرے بس اس وقت اپنا خوف و ڈر اور شک مٹانے پر لگی تھی، باسل نے بغور ان براون آنکھوں میں جھانکا جہاں اضطراب تھا، وہ اضطراب باسل کو چٹکیاں بھرنے لگا۔

"ہاں۔ میرا آدمی کوبرا۔"

باسل نے فوراً اسے وضاحت دی پر حیران بھی ہوا کہ اجر اس زخم کو لے کر اتنی مشکوک کیوں ہے۔

"ا۔اسے ابھی کال کرو میرے سامنے۔مجھے اس سے پوچھنا ہے"

اجر نے اپنے تاثرات اور گھبراہٹ چھپاتے ایک اور ڈیمانڈ سامنے رکھی جس پر باسل کو اجر کی دماغی حالت بھی زرا کھسکی لگی لیکن وہ اسکے سامنے بلکل غلام بن جاتا تھا، وہی کرتا جو وہ چاہتی۔

"ٹھیک ہے اگر میری بات پر یقین نہیں تو تم کوبرا سے پوچھ سکتی ہو۔ویٹ"

باسل نے بنا بحث اپنا فون کوٹ کی اندرونی جیب سے نکالتے سامنے کیا اور ڈائل لسٹ کھولتے کوبرا کا نمبر ملایا ہی جب اجر نے اسکے ہاتھ سے اسکا فون جھپٹ لیا، باسل کو اسکی حرکتیں تشویش میں مبتلا کر رہی تھیں، دوسری ہی بیل پر کوبرا نے کال پک کی۔

"باس آپکا زخم کیسا ہے۔ زیادہ گہرا کٹ تو نہیں۔ میں نے رِچ کو ہلکا سا سبق سیکھایا ہے۔ آخر جرت کیسے کی اس نے آپ پر حملہ کرنے کی۔ آپ نے بینڈیج لگالیا تھاناں؟"

بنا یہ جانے کے فون کے اس پار باسل نہیں، کوبرا نے اپنی فکر بھری باتوں سے آدھا تو اجر کا شک زائل کر دیا پر ابھی بھی وہ پوری مطمئین نہ تھی۔

باسل گہری نظروں سے اجر کے چہرے کو دیکھ رہا تھا، اسکا ہر تاثر جانچ رہا تھا۔

"مجھے وہ فوٹیج چاہیے جس میں باسل پر اس کرمنل نے حملہ کیا۔ فوراواٹس ایپ کرو۔ تمہارا باس یہیں پاس ہی ہے"

اجر نے سیدھا سبھاو حکم دیا جس پر نسوانی آواز سنے کو برا زرا مودب ہوا، باسل کا فون اگر کسی لیڈی کے پاس ہے اور وہ ایسی دبنگ بھی ہے تو یقینا وہ لیڈی باسل ہی ہو سکتی ہے۔

"جی میم۔مجھے باس کی تصدیق بھری آواز سننی ہے، میں کلپ بھیج دوں گا"

کوبرا نے پیشہ وارنہ انداز میں جواب دیا جس پر اجر نے گھور کر باسل کو بولنے کا اشارہ کیا۔

باسل ابھی بھی سمجھنے سے قاصر تھا کہ اجر کو ہوا کیا ہے، وہ کیوں ایک زخم کے بارے اتنا کرید رہی ہے پر اسے کیا پتا اجر اس وقت زندگی اور موت کے بیچ لٹکی تھی، دماغ کہہ رہا تھا یہ آتشم ہے جبکہ دل اسکی نرمیوں اور محبت بھرے لہجے سے دھوکہ کھائے پگھل کر موم ہوئے جا رہا تھا۔

"کلپ بھیج دو کوبرا"

باسل کی آواز پلس کمانڈ ملنے کی دیر تھی کہ کوبرا نے اگلے تین منٹ تک مطلوبہ کلپ، سی سی ٹی وی فوٹیج سے واٹس ایپ کلپ میں کنورٹ کی اور باسل کے نمبر پر سینڈ کر دی، یہ تین منٹ وہ لڑکی جس قدر بے چین و مضطرب رہی، باسل نے اسے پچھلے پندرہ سال اک لمحہ بھی اسے یوں نہ

دیکھا کیونکہ باسل کو اپنی زندگی کے پچھلے پندرہ سال سے پہلے والا کچھ یاد نہ تھا۔

کلپ آنے کی دیر تھی کہ اجر نے اسے لگ بھگ چار پانچ بار دیکھا، اسی سے لگ رہا تھا وہ کتنی زیادہ جاسوس طبعیت کی مالک ہے، وہ کلپ کو جن مشکوک نظروں اور گہرائی سے دیکھ رہی تھی اتنا تو کبھی باسل نے کسی مجرم کے کلپ کو نہ دیکھا تھا، اور جب پانچ بار دیکھنے کے بعد اجر کو تسلی ہو گئی کہ باسل کا زخم اور آتشم کا زخم بس اتفاقا ایک ہی جگہ کا ہے تب اسے آدھا سکون آگیا پر وہ ایک چھٹے بدمعاش کو باسل کی سپاری دے آئی ہے، یہ بات ابھی بھی اسکے حلق کا کانٹا تھی۔

"تمہارا فون۔ جاو یہاں سے"

وہ بے مروتی کا اعلی نمونہ بنے باسل کے ہاتھ میں فون دیے منہ موڑ گئی اور ایسا کیسے ممکن تھا کہ باسل، اس سے اس سب کے بارے سوال نہ کرتا، آخر

اسے بھی تو خود کو مطمئین کرنا تھا، مگر فون لینے کے بعد باسل نے جب اپنی انگلیوں کی پوریں اجر کی کلائی پر دباتے پھیریں تو وہ اپنی بازو اسکے ہاتھ کی پہنچ سے جھٹکتے ہوئے کھینچ گئی۔

"کیا تکلیف ہے۔ جاو اب یہاں سے۔ تم میرے کمرے میں میری اجازت کے بغیر گھسنے سے آگے پرہیز کرنا۔ سمجھ گئے؟"

وہ اسکی آنکھوں میں اپنے لیے بس فکر و چاہت دیکھ کر سخت چڑ چکی تھی، اور تبھی بدلحاضی سے اس کی انسلٹ کرنے لگی۔

"دیکھو آج پہلی بار میں نے تمہیں یوں چھوا، تمہارا ہاتھ پکڑا۔ مرہم لگایا۔ تو کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم مجھے خود کو چھونے کی بس اتنی سی اجازت دے دو۔ زیادہ نہیں، کبھی کبھار؟"

وہ ہونق بنی باسل کے منہ کو تکنے لگی کہ یہاں وہ اسکے پاس بیٹھنے تک کو برداشت نہیں کر رہی اور وہ اتنی نفرت کے اظہار کے باوجود ایسی ناقابل

قبول فرمائش کر رہا ہے، اجر کی بھوری آنکھوں کے کنارے تک سرکشی و بربریت سے اٹ گئے۔

"تمہیں میری اپنے لیے ناپسندیدگی نظر نہیں آتی۔ نفرت دیکھنے والی آنکھیں تو چلو تم نے پھوڑ رکھی ہیں۔ کیا عزت نفس بھی مر گئی؟ جب میں تمہاری شکل تک برداشت نہیں کر سکتی تو تمہارا ٹچ مجھے قبول ہو گا؟ نہیں۔ میں تمہیں ایسی کوئی اجازت نہیں دوں گی جو مجھے قبول نہیں۔ میری مانو تو یہ پھولوں کی بے حرمتی کروانا بھی بند کرو اب۔ میرے سر میں درد ہے، مزید مجھے یہاں بیٹھ کر اریٹیٹ مت کرو۔ جاو"

وہ دنیا جہاں سے بیزار اس وقت اندر ہی اندر آتشم کے خوف سے بھری تھی اور غصہ وہ باسل پر اگل رہی تھی، کیونکہ اندر ہلچل تھی جسکا اثر اجر کے باہر تک آ رہا تھا۔

"سر درد۔ میں دبا دیتا ہوں تمہارا سر۔ لیٹ جاو"

باسل نے بیٹھے بیٹھے اجر پر جس طرح جھک کر اپنا ہاتھ اسکے ماتھے پر رکھ کر دبانا شروع کیا، وہ جی جان سے باسل کی ایسی بے تکلفی پر کانپ گئی، نفرت کے باوجود اسے خود پر جھک کر اتنے قریب سانس لیتے شخص کو دیکھ کر کانوں میں سیٹیاں سنائی دیں، بدحواسی تھی، اسے لگا دل اتنی زور سے پہلے کبھی نہ دھڑکا ہو، تو کیا باسل اس سے اب تک دور تھا تبھی وہ نفرت پر قائم تھی، آج یہ حد زرا سی ٹوٹی تھی کہ اجر کے اندر کا نظام درہم برہم محسوس ہو رہا تھا۔

وہ اسکے سر، ماتھے، کن پٹیوں اور پلکوں کے ان پوائنٹس کو بہت ہی سلیقے سے پریس کر رہا تھا جنکے نیچے وہ پورز ہوتی ہیں جن کے اکڑنے سے سر میں درد ہونے لگتا ہے، باسل اس پر اک بازو کے سہارے جھکا اسکے سر کو بنا کسی خمار یا بے خودی دبا رہا تھا، اجر یوں تھی جیسے اسکی آنکھیں خود بخود اس آسودگی پر بند ہونے لگی ہوں۔

"مجھے بس اتنے قریب کبھی کبھی سہہ لو گی؟"

وہ باسل کی آنکھوں میں پہلی باریوں بنا نظریں پھیرے دیکھ رہی تھی، کیا کسی کی سیاہ آنکھیں اتنی زیادہ گہری بھی ہوتی ہوں گی جتنی باسل ماہیل کی اور تبھی اسے اپنے بس میں محسوس کیے باسل نے اسکی آنکھوں میں جھانکتے اپنی عرضی دی، اجر نے اسکے ہلتے ہونٹوں سے بات سمجھی کیونکہ اس وقت وہ یوں تھی جیسے وہ اسے ہپناٹائز کر چکا ہو۔

"تم مجھے سو نشے بھی کروادو، بیہوش بھی کردو۔ اپنے بس میں بھی کرلو تب بھی تمہارے مقدر میں اجر سیال ایسی کوئی اجازت نہیں لکھے گی"

وہ اپنی آنکھوں کو ان فسادی سیاہ آنکھوں سے چرالیتی باسل کے سینے پر ہاتھ مار کر اسے خود سے پیچھے کر گئی، وہ جھکنے کی پوزیشن سے بیٹھنے کی پوزیشن میں واپس آیا پر وہ جوں کی توں، آنکھوں سے تپش چھلکاتی ہوئی وہیں میٹرس پر لیٹے اسے دیکھ رہی تھی۔

"یہ اجازت مجھے میرے اللہ نے دی ہے۔"

باسل نے اسے کچھ یاد دلایا تو وہ باسل پر زہر خندی سے مسکراتی خود بھی اٹھ بیٹھی، دونوں کی آنکھیں دو مختلف جہاں تھیں، ایک میں دھتکار تھی اور دوسرے میں ہر لمحہ قبول کر لینے کی طلب، اجر نے نظریں نیچے کی تو اس نے باسل کے الٹے ہاتھ پر اپنے تازہ لگے نیلز کے نشان دیکھے، ریڈ سائن تھے باسل کے الٹے ہاتھ پر، وہ یہ پندرہ سال سے کر رہی تھی، اب تو اس شخص کا ایک ہاتھ سکارز سے بھرا تھا، پر بہت مدھم، وہ اس ہاتھ کو تھامنے کے بجائے اسے تکلیف پہنچانا ہی اپنا سکون مانتی تھی۔

"ایسی بات دوبارہ کی تو تمہارا منہ نوچوں گی اگلی بار۔ یہ خوبصورتی کھو بیٹھو گے تم باسل ماہیل"

نظریں واپس اٹھائے شان سے اجر نے اس خوبصورت چہرے کو بگھاڑ دینے کی دھمکی میں یہ تسلیم کیا تھا کہ وہ حسین آدمی ہے، ہاں اتنے قریب سے تو اسکے حسن کی باریکیوں پر اجر سیال اک دیوان لکھ سکتی تھی، خاص کر وہ بڑے ہونٹ، بہت ہی نا دیکھائی دیتے گلابی پن کو اپنے اندر چھپائے ہوئے وہ

بہت ہی پر کشش ہونٹ، وہ ناک، وہ شاید دنیا بھر میں جو سب سے

خوبصورت ناک رکھتے ہیں ان میں سر فہرست تھا، اتنی خوبصورت ستواں

اور تراشی ناک، اس پر اک پور تک نہ تھی، ایون خود اجر کے ہفتے میں دوبار

بلیک ہیڈز آجاتے پر اس وقت باسل کی ناک، کسی باربی ڈال کی ناک جیسی

ملائم اور پلین تھی، یہ قصہ ناک تک نہ تھا، بہت ہی مدھم ایک دو دن کی شیو

اور اس کے پیچھے سے جھانکتے باسل کے چہرے کا نکھرا رنگ، ابھر کر آتا

تھا، یہ سب جائزے لینے والی خود بھی تو اک کنول کا پھول تھی، لمبے اور تیکھے

نین نقش، خوبصورت دمتا چہرہ اور رنگ، فیشل ہیر ز سے محروم وہ ہمہ وقت

ناراض دیکھائی دیتا چہرہ، برہم بھوری آنکھیں، اور بڑے اور پھیلے ہونٹ جو

شاید وہ زبان سے ہی تر کرنے اور دانتوں سے کھانے کی عادی تھی جس سبب

کوئی بھی لپ ٹینٹ، گلوز یا لپ کوور ٹکتا نہ تھا۔ الٹا وہ اکثر زخمی نظر

آتے، کبھی دانت سے کہیں کٹ اور کبھی کہیں، ہاں اجر میں یہ عادت بظاہر

بہت بری سہی پر باسل تو اس پر بھی مرتا تھا، آخر وہ کس کس جانب سے

جان بچاتا، وہ ہر طرف سے ہی تو اک کرشمہ تھی، جو باسل کی جان کو آلگا تھا۔

"مجھ سے نفرت کیوں کرتی ہو؟"

وہ اسکی آنکھوں میں اب بھی دیکھ رہا تھا۔

"یہ سوال پوچھنے میں پندرہ سال لگا دیے؟"

وہ آگے سے طنزیہ بولی تو اب نظریں باسل کی زرا جھک گئیں، شاید یہ خود پر مسکرانے کو چھپایا گیا تھا۔

"تمہیں آج اپنے سینے کے بہت قریب محسوس کیا تو ہمت آگئی۔ اب یہ سوال اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے کر کے تمہارے دن رات خراب کروں گا۔"

وہ جھکی آنکھوں سمیت ہی بولا تو اجر نے اس سے منہ ہی موڑ لیا، وہ اسے دیکھنا بھی نہیں چاہتی تھی۔

"گیٹ آوٹ"

اجر کا سر واقعی پھٹنے لگا تھا۔

"تمہارا تابعدار! میں سر درد کی ٹیبلٹ بھیجوا تا ہوں۔ لیکن اس سے پہلے کچھ کھالینا۔"

وہ ایک لمحہ لگائے بنا اس جگہ سے اٹھ گیا جس جگہ بیٹھنے کی پہلی بار اسکی حسرت پوری ہوئی تھی، اجر سیال کا پہلو جو باسل ماہیل کی راحت تھی پر وہ ہر سکون اس لڑکی کے لیے بے سکونی میں بدلنا بہتر سمجھتا تھا۔

"مجھے صبح تک کسی نے چھیڑا تو وہ بہت پچھتائے گا۔ کان کھول کر سن لو اور باقیوں کو بھی سمجھا دینا"

وہ کڑے تیوروں کے سنگ باسل کو دھمکاتی بولی جسکے جواب میں وہ نرم سا مسکرایا، عاجزی کے ساتھ مگر پھر بھی اسکا مسکرانا بہت قوت رکھتا تھا۔

"غصے میں تو اور قیامت لگتی ہو"

یہ تعریف، جلتے پر ٹھنڈی پھوار سی تھی، کیونکہ خدا گواہ تھا باسل ماہیل کے لہجے میں زرا بھی سرد مہری یا طنز نہ تھا، ایسا ہوتا تو وہ بپھر چکی ہوتی۔

"سب پریشان ہیں۔ اپنا خیال رکھو"

نرم سی ہدایت کرے وہ کمرے سے نکلتے ہی دروازہ بھی آگے کر گیا جبکہ باسل کے جاتے ہی اجر کے چہرے پر وہی خوف و ہراس واپس آکر براجمان ہو چکا تھا، اجر کے کمرے سے اسے نکلتا دیکھے سب اہل خانہ کی بیقرار اور تڑپی نظریں باسل پر تھیں۔

"وہ واقعی گری ہے۔ اپنے ہی دباو سے اتنی چوٹیں لگ گئیں۔ یہ ممکن ہے آپ سب پریشان مت ہوں۔"

باسل نے سب کی تھمی سانسیں محسوس کرتے سبکو تسلی بہم پہنچائی خاص کر رحمان سیال کو۔

سب کی سانسیں آسان ہو گئیں سوائے باسل ماہیل کے ،اسے تو آسان سانس راس ہی نہ تھی۔

"تم کہتے ہو تو مان لیتے ہیں۔ تم ٹھیک ہو۔ یہ چوٹ کیسے لگی،"

اس بار ماہیل انجم نے سوال دہرایا تو باسل نے سبکی طرف باری باری دیکھا۔

"مجرموں سے پالا پڑتا رہتا ہے۔ آپ جانتے ہیں میں ہاتھ نہیں اٹھاتا کسی پر"

وہ کچھ زیادہ ہی مہربان بن رہا تھا۔

"تو اٹھتے ہاتھ بھی تو روک لیتے ہیں آپ سر جی۔ پھر کس کی جرت ہوئی یہاں تک پہنچ جانے کی"

زرا سکون آتے ہی رحمان سیال بھی اپنے پیارے روپ میں واپس آئے ،سب کی نظریں ہنوز باسل پر جمی تھیں۔

"کسی زخمی دل والے کی جرت بڈی"

وہ درویشانہ مسکرایا لیکن وہ بری طرح بات ٹال کر سبکو اپنی طرف سے بے فکر کر چکا تھا۔

"آو گھر۔میں کچھ لگاتی ہوں اس پر"

ایمن نے اسکی بازو پکڑے لے جانا چاہا تو سب ممتا کی تڑپ پر مسکرائے،وہ خود بھی۔

"مما بینڈ تج لگا ہے آل ریڈی"

باسل نے احتجاج کرنا چاہا پر بھول گیا تھا وہ ماں ہے۔

"ماں کو مت سیکھاو۔اور آپ سب بھی اجر کا خیال رکھیں۔سارے ہاتھ پیر چھیلوا آئی ہے۔ماہا اسکے ساتھ رہنا"

ایمن نے نہ باسل کی سنی نہ کسی کی بلکہ جاتے جاتے ماہا کو بھی اپنی جیسی ماں بننے کی ترغیب دے کر گئی، حرا اور بارس بھی ایمن اور باسل کے ساتھ پیلس چلے گئے جبکہ ماہا کچن میں تاکہ اجر کے لیے کچھ بنا سکیں البتہ اس وقت ماہیل انجم اور رحمان سیال بچ چکے تھے اور انکی فکر و پریشانی جوں کی توں لگ رہی تھی۔

..________________________..

بارات نکل چکی تھی اور اورحان کو علم نہ تھا کہ عثمان کے دماغ میں کیا چل رہا ہے، لیکن اورحان کو اسکی خاموشی سے کچھ خیر والے احساسات نہ آرہے تھے، دلہن والے ہال میں پہنچ چکے تھے کیونکہ باران کا ایونٹ دلہن والے ارینج کرتے ہیں جبکہ عثمان اور اسکی فیملی نے میرال بخش کو نکاح کروا کے رخصت کر کے لانا تھا جبکہ وہیں دوسری طرف خفیہ طریقے سے عثمان کے فارم ہاوس پر اسکی اور ثانیہ کی شادی ہونے والی تھی، شام کے پانچ بج چکے

تھے، اور حان نے سارا رستہ نہ تو عثمان سے بات کی نہ ہی اسکی کسی بات کا جواب دیا۔

حالانکہ وہ اور حان کے ساتھ اسکی گاڑی میں تھا، عثمان اپنے میٹھے لہجے سے اور حان کی برہمی دور کرنے کے جتن کرتا خوشامدی بنا تھا لیکن اور حان کے سپاٹ چہرے سے اسکے اندر کی کیفیت صاف ظاہر تھی۔

خیر وہ لوگ ہال پہنچ چکے تھے، باراتیوں کا بخش خاندان والوں نے اپنے رواج کے مطابق بہت شاندار استقبال کیا تھا، ایون عثمان ملک کے پیرنٹس یا اسکے خاندان کا کوئی فرد نہ جانتا تھا کہ آج کیا ہونے والا ہے، میرال کی والدہ اچھی پرہیزگار عورت تھیں، سعدیہ صاحبہ جبکہ والد جہانگیر بخش تھے، ایک سرکاری عہدے پر فائز، دو بھائی تھے میرال کے جو دونوں شادی شدہ تھے، اور دونوں ہی سرکاری ملازمین تھے، یعنی المختصر کے اچھی اور نیک فیملی تھی، جبکہ میرال بخش اپنا خود کا بوتیک چلا رہی تھی، ساتھ پڑھائی بھی جاری تھی، انجینئرنگ اور عثمان سے اسکی پہلی ملاقات اسی کی ایک دوست کے

تھر و ہوئی جس نے میرال کو دیکھتے ہی بظاہر دل دے دیا پر وہ عثمان کی صرف ہوس تھی جسکے بارے وہ اور حان کے آگے سچ اگل چکا تھا، چونکہ میرال ایک سخت اور مذہبی فیملی سے تھی تو اس نے پیار محبت کی پینگیں اکیلے ہی بڑھانے کے بجائے عثمان ملک کو سیدھا اپنی فیملی انوالو کرنے اور رشتہ لانے کا کہا جبکہ نیا نیا خمار ہو یا نشہ لاحق ہو جائے تو مرد کچھ بھی کر گزرتا ہے جیسے اس ٹائم پاس امیر زادے نے بھی کیا اور اپنی فیملی بیچ میں شامل کر لی، جبکہ میرال تو خوبصورت تھی ہی، عثمان بھی تھا، چارمنگ تو ہر لڑکی کی طرح میرال پر بھی کم عمری کی اٹریکشن اثر انداز ہوئی اور اسکی بھی عثمان ملک سے شادی کرنے کے بیچ مرضی شامل ہوئی لیکن چونکہ عثمان ملک کا کرش، اسکی پہلی محبوبہ واپس آچکی تھی تو فی الحال اب اسے میرال جیسی لڑکی بورنگ اور مصیبت لگ رہی تھی جبکہ مشکل وقت میں گدھے کو باپ کیسے بنایا جاتا ہے یہ عثمان ملک اچھے سے جانتا تھا۔

"تم میرال سے نکاح کرو اور یہاں کوئی بھی تماشا مت لگانا عثمان ورنہ آج اور اسی لمحے میری اور تمہاری بچپن کی دوستی ختم ہو جائے گی"

نکاح میں کچھ ہی دیر تھی، نکاح خواں آچکے تھے اور تبھی اورحان نے اک آخری بار سٹیج پر جاکر عثمان کے بغل میں بیٹھتے تنبیہہ کی جواب ضروری تھی۔

"پھر یہ سمجھ کہ یہ دوستی جاتے جاتے اپنے اکیلے دوست کا بھلا کر دے گی۔ وہ آدمی دیکھ رہا ہے؟"

عثمان نے آنکھوں سے سامنے ہال کی طرف کھڑے سفید داڑھی والے محترم سے شخص کی طرف اشارتاً کہے اورحان کو متوجہ کیا جو عثمان کی نظروں کے تعاقب میں دیکھنے لگا۔

"یہ بارات واپس گئی تو یہ غیرت مند بڈھا دل کے دورے سے مر جائے گا یار۔ مجھے بہت افسوس ہے کیونکہ یہ ڈیڈ کے اچھے دوست بن گئے ہیں اس

ایک ماہ میں جس بیچ ہمارا رشتہ بنا اور شادی تک پہنچا۔ اور ڈیڈ بھی انکے مزاج کے دلدادہ ہو چکے ہیں"

عثمان کے لہجے سے سفاکیت چھلکی، جبکہ اور حان کے ماتھے کی رگیں پھولیں۔

"کیا بکواس کر رہا ہے تو عثمان؟"

اور حان کی برداشت مانو دم توڑنے لگی۔

"بکواس نہیں کر رہا۔ ثانیہ کے سوا کوئی نہیں اور حان"

عثمان نے گردن پھیرے منہ اور حان کی طرف کرتے فیصلہ کیا جبکہ اور حان کے چہرے پر ہزاروں طیش کے رنگ ابھر آئے۔

"تو بارات لانے کی کیا ضرورت تھی تجھے خبیث، اگر تو نے یہ بیغیرتی کی تو صرف یہ بوڑھا نہیں مرے گا۔ وہ معصوم لڑکی بھی مرے گی۔ ہمارے اس

معاشرے میں ایسی لڑکیوں کو سانس بھی نہیں لینے دیتے۔ غلطی کس کی ہے یہ جانے سمجھے بغیر دنیا اس پر تھوکے گی کہ کیا عیب ہے جو بارات دروازے سے واپس گئی۔ اس لڑکی کو کس بات کی سزا دے گا؟ اس بات کی کہ اس نے تجھے انسان سمجھ لیا اور یہ چاہا کہ وہ تیرے ساتھ شادی کر کے دنیا کی خوشقسمت لڑکی بن جائے گی۔ تو میرا دوست عثمان نہیں ہے، میرے ساتھ اس وقت ایک ہوس پرست درندہ بیٹھا ہے۔"

اور حان نے اپنی آواز ہر ممکنہ دبائی پر اس وقت عثمان کی حرکت اور سوچ پر اسکا دل اسے جھانپڑ دینے کا کر رہا تھا۔

"تجھے بہت دکھ ہے اس لڑکی کا۔ میری خوشی نہیں کہ مجھے میری جند جان ثانیہ واپس مل رہی ہے وہ نک چڑھی جسکی راہ میں امیر زادے پڑے رہتے ہیں اور اس نے سبکو چھوڑ کر مجھے چنا۔ تو میرا دوست ہے یا میرال کا یار"

عثمان نے بھی جواباً گرما گرم لہجہ لیے بات تو کر دی پر جب مکمل کی، اور حان نے اسکی عقب سے گردن یوں دبوچی کے سامنے ہال میں کسی کو نظر نہ آئے کہ اس وقت اور حان کے ہاتھ کا شکنجہ دلہے کی گردن کو بھینچ چکا ہے، عثمان کی آنکھوں میں درد سے اک تلخی جاگی۔

"گھٹیا پن مت کر عثمان ورنہ سب کے سامنے تیری زبان کاٹ کر ہاتھ میں تھما دوں گا"

اور حان نے اسے سخت تیوروں سے تنبیہہ کی جبکہ عثمان جو پہلے ہی چڑا بیٹھا تھا، مکمل طور پر بگھڑ چکا تھا، اس نے سب کے سامنے اور حان کا ہاتھ اپنی گردن سے پیچھے جھٹکا اور اٹھ کھڑا ہوا، نکاح کے لیے ایک خوبصورت سے موتی دار پردے کا سٹیج کے نیچے ہی پاس انتظام تھا اور دلہن کو گھونگھٹ کروائے، عثمان کی دلہن کی چنی اوڑھائے لایا جا چکا تھا جب عثمان ملک کی سبکو متوجہ کرنے کی للکار پر اور حان بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

سب کی نظریں عثمان پر تھیں، یہاں تک کہ دلہن بنی میرال نے بھی چنری کے گھونگھٹ پار سے سٹیج پر کھڑے اس شخص کو دیکھا جسے وہ اب تک اپنا سب کچھ مان چکی تھی کیونکہ اب نکاح نزدیک تھا لیکن عثمان ملک کے چہرے کے تاثرات بڑے تمام افراد کو تشویش میں ڈال چکے تھے، اور حان نے ایک نظر دلہن بنی میرال پر ڈالی جو دم سادھے عثمان کو دیکھ رہی تھی۔

"میں میرال بخش سے نکاح نہیں کر سکتا کیونکہ اسکا اور میرے اپنے ہی دوست اور جگری یار اور حان ماہیل کا چکر چل رہا ہے میرے ناک نلے۔ہاں آپ سب یہ سن کر دہل گئے، میں نے تو سہا ہے۔ایسی دوغلی لڑکی سے زبردستی شادی کر کے مجھے کیا ملے گا۔یہ دو ایک دوسرے کو چاہتے ہیں تو اصولا نکاح بھی انکا ہونا چاہیے۔ گلہ بس اتنا ہے کہ میرے ہی دوست نے میری خوشی مجھ سے ہتھیالی۔مام ڈیڈ۔۔۔ ہمیں چلنا چاہیے۔مزید صدمے اور بے عزتی میں برداشت نہیں کر سکتا"

عثمان نے ڈرامائی آنکھوں میں سرخی بھرتے ہال میں موجود تمام لوگوں پر ہال کی چھت گرائی اور اس سے پہلے یہ سب بہتان اور بکواس اگلتے جاتا، اورحان نے اسکو بازو سے دبوچتے اس زور سے منہ پر جھانپڑ مارا کہ پورے ہال میں عثمان ملک کی گال پر لگتے تھپڑ کی گونج سنائی دی، میرال نے خود پر اوڑھی عثمان کی دلہن سے تراشی چنری بے دردی سے اپنے سر سے اتار کر پیچھے کھڑی لڑکیوں کے ہاتھوں میں دے ماری، وہ خوبصورت، معصوم اور بھولی بھالی سی لڑکی کی کالی آنکھیں آنسوؤں سے تر تھیں، ہر فرد پر مانو سکتہ چھا گیا۔

عثمان نے اس تضحیک و اہانت پر اورحان کی طرف حقارت سے دیکھا۔

"تم مجھے جو مرضی کہتے عثمان پر تم میری ذات کے ساتھ کسی لڑکی کو اس بے دردی سے نہیں جوڑ سکتے کہ یہ اسکے لیے گالی بن جائے۔ میری ماں نے میری ایسی پرورش کی ہے کہ میں نظریں جھکا کر چلنا اس پرورش کا حق سمجھتا ہوں پھر کیسے ممکن ہے کسی معصوم لڑکی کے ساتھ ایسا کروں۔ اور تم نے جو

میری دوستی کو بھری محفل میں گالی بنایا اسکا حساب میں تم سے پوری غیرت ودلیری سے لوں گا۔نہ تو میں میرال بخش کو جانتا ہوں نہ آج سے پہلے اس سے ملا، گھٹیا آدمی۔اپنی عیاشیوں کو پائے تکمیل پہنچانے کے لیے تمہیں بہتان بازی سے مزید پنچ خیال نہیں آیا۔تمہیں تو میں اسی تمہاری شادی کے سٹیج پر گاڑ دوں گا"

اورحان کی للکار اور تڑپ میرال کے روتے ماں باپ نے بھی سنی اور اس اذیت میں جلتی لڑکی نے بھی اور ہال کا ہر فرد منہ پر ہاتھ رکھے اس تماشے کو دیکھ کرہائے کی آوازیں نکال رہا تھا، جبکہ ملک فیملی منہ میں گنگریاں ڈالے چپ تھی،شاید اپنی پنچ اولاد سے واقف جو تھے۔

"ہٹ پرے۔بکواس کر رہا ہے۔کوئی اسکی نہ سنے۔ چلیں مام ڈیڈ۔۔۔ورنہ یہ آدمی ہم سبکے کردار کی دھجیاں بکھیر دے گا۔"

عثمان اس وقت جھوٹا پڑنا افورڈ نہیں کر سکتا تھا تبھی اور حان کو پرے دھکیل کر سٹیج سے اترا، ملک فیملی کے آگے بخش فیملی نے ہاتھ تک جوڑے کہ یہ بارات نہ لے جائیں پر وہ لوگ عثمان کے ساتھ ہی تھے، انھیں اپنی ہی اولاد حق پر لگی جبکہ بڑی وجہ میرال کا اپنے آنسو پونجھ لینا بھی تھا کہ اس لڑکی کو کوئی دکھ نہیں، چند آنسوؤں کو بہاتے ہی وہ سمجھ گئی کہ ایک مردود کے لیے رونا غلط ہے اور تب سے اسکی آنکھیں بس اور حان پر جمی تھیں، اس نے پہلی بار ہی دنیا میں ایک ایسا شخص تسخیر کیا جو اپنے اوپر لگے بہتان سے پہلے میرال پر لگے بہتان کے بارے للکارا تھا، اس نے صرف اپنا ہی نہیں، میرال کے کردار کا بھی دفاع کیا۔

جبکہ بارات ان سب کے رونے اور گڑگڑانے کے باوجود چلی گئی اور جہاں صف ماتم بچھا تھا وہیں میرال کی آنکھیں اور حان سے مل گئیں، اور اور حان کی ملتے ہی جھک گئیں، اس سے پہلے وہ سٹیج سے اتر کر اپنی طرف بپھری موج

بن کر آتے جہانگیر اور سعدیہ کو کچھ صفائی دیتا، جہانگیر بخش نے ہاتھ ہوا میں بلند کرتے ہی متنفر سرخ نظروں سے اورحان کو بولنے سے روک دیا۔

"کچھ مت کہنا۔ میں نہیں جانتا وہ زلیل سچ کہہ کر گیا یا جھوٹ، لیکن ہم اسکے مستحق نہیں کہ ہم سمیت ہماری بیٹی کو کوئی شک کی نگاہ سے دیکھے۔ مجھے اپنی میرال پر بند آنکھوں یقین ہے۔ ہم نے اسے اپنی پسند چننے کا اختیار دیا تھا تو کیسے ممکن تھا یہ ہم سے غلط بیانی کرتی۔ اگر اسے تم پسند ہوتے تو یہ عثمان ملک کا نام نہ لیتی اس لیے فی الحال ہماری عزت تمہارے ہاتھ میں ہے۔ میری بیٹی سے نکاح کرو۔ ورنہ اس ہال میں موجود لوگ، اس ظالم دنیا سے مل کر نہ ہمیں جینے دیں گے نہ ہماری بیٹی کو"

جہانگیر بخش کی آنکھیں غصے ناراضگی کے ساتھ ساتھ درد میں مبتلا تھیں جبکہ وہ دلہن بنی پتھرائی ہوئی تھی، پلٹ کر غیر یقین نظروں سے اپنے غمزدہ بابا کا منہ تکنے لگی، اورحان بھی اس بات پر انہی کی طرح شاک میں تھا۔

"ب۔۔بابا۔۔۔"

میرال کے ہونٹوں سے سسکی بن کر نکلا اور اسکی آنکھوں سے بھی چند آنسو ٹوٹ گرے پر جہانگیر بے بس تھے۔

"میں ک۔۔کیسے۔۔۔ آپ اس مردود کا کہا سچ کرنا چاہتے ہیں جہانگیر انکل۔۔۔ یہ نکاح ہوا تب بھی آپکو کوئی جینے نہیں دے گا۔ پلیز"

اور حان نے انکو شانوں سے تھامے التجاء کرتے سمجھایا۔

"یہ دنیا ہمیں نہ جینے دے۔ اسے تم جینے دینا اور حان ماہیل اور جب یہ سب ختم ہو، میری بیٹی کو میرے پاس واپس چھوڑ دینا۔ انکار مت کرو۔ ہم اپنا کچھ کرلیں گے۔ عثمان ملک کو اسکے کیے کی اسی طرح دنیا کے سامنے سزا دوں گا لیکن ابھی کے لیے پلیز۔ پلیز بچے۔"

وہ بوڑھا شخص مزید اک بار بھی منت کرتا تو اور حان کو سخت ندامت و شرمندگی گھیرتی تبھی اس نے اک نظر ماں کے سینے لگ کر روتی میرال پر ڈالتے ہی سر اقرار میں جھکا دیا۔

کسی کی ڈوبتی نبض بحال کر دی اور حان ماہیل نے۔

وہ ایسی لڑکی تھی جس کا ہونے والا شوہر اسے بیچ بارات میں یہ کہہ کر چھوڑ گیا کہ اس لڑکی کا چکر اسکے بیسٹ فرینڈ اور حان کے ساتھ ہے، جبکہ خبیث وہ خود جسے یونی کے زمانے

کی لالچی محبوبہ نے میٹھی میٹھی باتیں کیے ورغلا لیا جو صرف اسکے پیسے کے پیچھے تھی، اس آدمی نے میرال بخش پر بہتان لگایا اور بھرے مجمعے کے سامنے اسی شخص نے جسکے نام سے

وہ بدنام ورسوا کی جا رہی تھی، اپنے نکاح میں چپ چاپ لیا۔ وہ جو اپنی محبت پر ماتم کر رہی تھی، اسے خبر ہی نہ تھی کہ قسمت نے اسکے

مقدر سے کوئلہ نکال کر بروقت اور حان ساھیر ادرج کر دیا ہے۔

..________________..

"آج میں نے اس سے پوچھا۔ نفرت کیوں کرتی ہے"

ایمن کے ہاتھ تھمے، وہ سپرٹ سے اسکی جالائن پر بنے زخم کو صاف کر رہی تھیں، باسل کو دیکھنے لگیں جسکی سیاہ آنکھوں میں اضافی تاریکی اس ماں کے کلیجے پر جکڑن پیدا کر گئی، اک خوف کا تاثر بھی ایمن کے چہرے پر آ ٹھہرا۔

بارس اور حرا اس وقت مصطفی کے ساتھ تھے، آج مصطفی کی ذمہ داری سب مل کر اٹھا رہے تھے۔

باسل ان دو کو پیپیز کی پکس دیکھا رہا تھا کیونکہ وہ مصطفی کے لیے ایک پیٹ گفٹ لینا چاہ رہا تھا، اگلے ہفتے مصطفی کی دوسری سالگرہ تھی۔

"پھر کیا کہا اس نے ؟"

ایمن نے ان سیاہ آنکھوں کو تکتے تاسف سے پوچھا۔

"کہتی ہی تو نہیں، بات گھما گئی۔ اور کوئی نفرت نہیں کرتا سوائے اسکے۔ دن بدن یہ سب مجھ سے برداشت ہونا ختم ہو رہا ہے مما۔"

باسل کے لہجے سے ناامیدی چھلکی، ایمن کی آنکھیں سی جلنے لگیں۔

"ایک ہفتے تک اسکا سی ایس ایس کا امتحان ہے۔ اس سب سے فری ہو جائے تو ہم رخصتی کی بات کریں گے۔ شادی تک رزلٹ بھی آجائے گا۔ پھر جو کرنا ہو اساتھ مل کر کرنا۔ وہ نفرت نہیں کرتی تم سے بس اسکا پڑھ پڑھ کر دماغ خراب ہو گیا ہے۔ کب کس سے پیار سے بات کرتی ہے جو تمہیں گلہ ہے اسکے لہجے کا؟"

ناچاہتے ہوئے بھی ایمن کے لہجے سے سرد مہری چھلکنے لگی، آخر کو انکے اندر کیونکر نہ اس لڑکی کے لیے غصہ ہوتا جس نے سب جانتے بوجھتے انکے بیٹے کو نفرت کی مار ماری تھی۔

"ایسے مت کہیں۔ وہ بہت زیادہ ذہین ہے۔ مجھے پوری امید ہے وہ پہلی ہی اٹیمٹ میں ٹاپ کرے گی۔ اور رہی بات مل کر کرنے کی۔ اسکا ڈیپارٹمنٹ

بلکل الگ ہو گا۔ چھ ماہ لگیں گے رزلٹ اور پھر اسکی جوائنگ میں۔ شاید مجھے بھی چھ ماہ کے لیے کسی اہم کام کے لیے جانا پڑے۔ جب تک وہ اپنا خواب پورا نہ کر لے، میں رخصتی نہیں چاہتا"

باسل نے اپنی طرف سے حتمی فیصلہ کر دیا تھا جبکہ ایمن کو اس اولاد کی بلکل سمجھ نہ آتی تھی۔

"تو پھر چھ ماہ مزید ہمت رکھو اسکی بد تمیزی سہنے کی۔ شکوہ کیسے بنا"

ایمن نے بینڈیج لگاتے سخت افسردگی سے جواب دیا جس پر وہ مدھم سا مسکرایا، ایمن روٹھی ہوئی تھیں۔

"اس سے اوجھل ہو جاوں گا تو ممکن ہے شکوے بھی اپنے اندر دبا لوں۔ آپکے ہاتھ سلامت رہیں ماں۔"

باسل نے دگنی تکلیف سے جتایا جبکہ ایمن کا ہاتھ پکڑ کر چومتے مسکرا کر ایمن کو بھی رشک بھری مسکان بخشی۔

"یہ ہاتھ اپنی دعاوں سمیت تمہارے لیے موجود رہیں گے، بس اداس مت ہوا کرو۔ تمہیں کسی کی حسرت زیب نہیں دیتی پھر بھلے وہ نک چڑھی اجرہ ہی کیوں نہ ہو۔ اگر نکاح نہ ہوا ہوتا تو سچ میں تمہارا کب کا کہیں اور رشتہ کر چکی ہوتی۔ ناصرف رشتہ بلکہ تمہارے بچوں کی بھی دادی بن چکی ہوتی۔ لیکن مروت میں چپ کر کے بیٹھی ہوں، ورنہ اپنے کسی بچے کے ساتھ ہوتی زیادتی مجھ سے برداشت نہیں ہوتی۔"

وہ اپنے بندھے ہاتھوں کا ملال لیے اس وقت سخت پریشان تھیں جبکہ وہ ہمہ وقت ہونٹوں پر رکھے تبسم سمیت ماں کی باتیں توجہ سے سن رہا تھا، انکے پیروں میں بیٹھا تھا، اب گود کی جانب رخ پھیرے سر اٹھا کر ہلکان ایمن کو دیکھنے لگا۔

"نک چڑھی تو مت کہیں۔ وہ آپکے بیٹے کی جان ہے"

باسل کے معصومیت بھرے شکوے نے ایمن کو بھی غصہ بھلا دیا۔

"تبھی تو اس وبالِ جان مغرور کو برداشت کر رہی ہوں اتنے سالوں سے۔ بھلے ماہا میری بہت اچھی سہیلی ہو۔ رحمان سیال، سگے بھائی سے بڑھ کر ہوں۔ بارس میرے لیے تمہارے اور اور حان جیسا ہو پر خدا گواہ ہے وقت گزرنے کے ساتھ اجر میرے دل سے بلکل اتر چکی ہے باسل۔ پتا نہیں اسے ان فیوچر تمہارے ساتھ کیسے برداشت کروں گی۔ ایک بات میری سن لو۔ اگر رخصتی کے بعد بھی اس نے نفرت نفرت کا کھیل کھیلا تو مجھ سے برداشت نہیں ہو گا نہ میں تمہیں مزید سہنے دوں گی۔"

وہ آج حتمی فیصلہ کر رہی تھیں اور باسل بھی فکر مند تھا کہ مما کو کیوں یہ سب وہم ستا رہے ہیں۔

"ایسے مت کہیں۔ وہ دل کی بری نہیں ہے۔ اسے دل سے اتار کر مت پھینکیں مما"

باسل نے انکے دونوں ہاتھ تھامے جیسے التجاء کی، جبکہ ایمن کتنی دیر اپنے اس پاگل بیٹے کو دیکھتی رہیں۔

"میرا دل بڑا نہیں رہا اسکے لیے۔ ہر دن تنگ ہو رہا ہے۔ اور تم جانتے ہو ہم دونوں ایک سے ہیں۔ ایک بار کوئی دل سے اترے تو مر بھی جائے، فرق نہیں پڑتا"

وہ اپنی ماں کی طرح اصول پسند ہوا کرتا تھا پر اسکے سارے اصول اک اجر سیال کے آگے دم توڑ جاتے تھے، ایسی مجبوری خدا دشمن کو بھی نہ بخشے۔

"میں اسے سمجھاوں گا اب نفرت کا سلسلہ ترک کرے۔ آپ پریشان نہ ہوں۔ میری اجر کے لیے دل تنگ مت کریں مما۔ پلیز"

وہ ایک بار پھر تاسف سے اٹھ گیا اور ایمن سرد سی سانس بھر کر رہ گئیں کہ اس پہلی اولاد کے لیے وہ کچھ بھی سہہ سکتی تھیں۔

"ٹھیک ہے۔ اسے کہو انسان کی بچی بنے۔"

ایمن خفا تھیں تو وہ مسکرایا۔

"آپ بہت پیاری لگتی ہیں روٹھ کر۔"

یہ سراسر مکھن تھا، ایمن سب سمجھ رہی تھیں تبھی انکے ہونٹوں پر مسکراہٹ چلی آئی۔

"آنی۔۔ مصطفی نے یہ والا پپیٹ سلیکٹ کیا۔ میں گفٹ لے لوں۔ اسے الرجی وغیرہ تو نہیں کتوں سے؟"

بارس نے ٹیپ پر ایک چھوٹے سے پپی کی پکچر آکر ایمن اور باسل کو دیکھاتے فکر سے پوچھا، پپی بہت کیوٹ تھا۔ حرا بھی مصطفی کا ہاتھ پکڑے اسے چلا کر لاتی وہیں لاونج میں آگئی۔

"اسکے ابا سے پرمیشن لیے بنا کچھ مت سلیکٹ کرنا۔ تمہیں پتا ہے ناں اور حان کتنا ٹچی ہے اسکے لیے۔ ادھر آو تم، بڑے ہینڈسم لگ رہے ہو"

باسل نے بروقت اچھی صلاح دیتے مصطفی کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس سرکایا جو بس باسل سے ہی چڑتا تھا، کیونکہ باسل اسے کس ہی اتنی زور سے کرتا کہ مصطفی کو درد ہوتا تبھی مصطفی، اپنے تایا جان کے آس پاس کم ہی بھٹکتا

تھا، ابھی بھی جب باسل نے اسے پیار کرنے کی کوشش کی تو وہ دو سال کا ٹڈا چینخ کر حرا کی ٹانگوں سے لپٹ کر چھپ چکا تھا۔

"آپ اسے جنگلی والا چھوتے ہیں تبھی منہ نہیں لگاتا آپکو۔ اوپر سے آپکے چہرے کے کانٹے اسکواریٹیٹ کرتے ہیں۔ آجاو حرا کی جان۔"

حرا نے فوراً سے ٹانگوں سے لگی مخلوق کو اٹھالیا جبکہ وہ تفصیل دینا ہر گز نہ بھولی، باسل نے بیچارگی سے اپنے گال پر ہاتھ پھیرا، کانٹے تو کہیں نہ تھے، البتہ بارس اور ایمن ضرور مسکراتے نظر آئے۔

"میں نے تو ہمیشہ سبکو پیار سے چھوا اور دیکھا ہے۔ کم الزامات کی بارش کیا کرو مجھ پر لاڈلی"

باسل نے وہیں سے اٹھ کر مما کے ساتھ کاوچ پر بیٹھے نہایت مسکینیت سے احتجاج کیا تو ایمن نے اسے لاڈ کے سنگ فوراً خود سے لپٹایا۔

"مزاق کر رہی ہوں یار۔ ایک بھائی چوبیس گھنٹے سنجیدہ رہتا ہے اور دوسرا ملکہ جذبات بنتے دیر نہیں لگاتا۔ بارس ہے آج سے میرا بھائی"

حرا نے منہ بسورتے ان دو بھائیوں سے قطع تعلقی کا اعلان کرتے جس تیسرے کو بھائی بنایا، اسکا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا، کہاں وہ حرا کو شیشے میں اتارنے کا خواہش مند، اسکے پیروں میں اپنے بچوں کی جنت بک کروانے کے ارمان پال رہا تھا اور کہاں یہ چوول لڑکی اسے تیسرا بھائی بنا رہی تھی۔

بچارے کے دل دماغ کا انگ انگ لاحول پڑھ اٹھا۔

"مجھے بہنوں کی جماعت پالنے کا شوق نہیں۔ایک اپنی سگی ہی سوپر بھاری ہے۔معاف کرو مجھے"

بارس نے اپنے ارمانوں کا جنازہ نکلتا دیکھتے اک ٹوٹی پھوٹی ان ڈائریکٹ التجاء کی جو سبکو سمجھ آئی سوائے حرا کے، بچارا بارس، کیسی قسمت لے کر آیا تھا۔

"چلو آج سے مصطفی میرا بھائی۔پتا نہیں سب میرے بھائی بننے سے کتراتے کیوں ہیں۔اتنی بری ہوں کیا میں مصطفی"

آج اکر قربانی کا بکرا مصطفی کو بننا پڑا ساتھ حرا پھپھو کا ڈرامہ بھی سہا، مصطفی کی ہمت کو ان تین باشندوں نے اکیس توپوں کی سلامی دی تھی، جو بنتی بھی تھی۔

جبکہ دوسری طرف اجر کو ابھی بھی کسی پل سکون نہ تھا۔شام سے رات ہوئی تو مزید اپنے آپ کو بے بس سوچنا بند کیے وہ اپنا لیپ ٹاپ نکال لائی اور اسے کھول کر آن کیے بیڈ پر آکر بیٹھی کچھ سرچ کرنے لگی، اس نے پتھر سے لگتے زخم سرچ کیے، انکی تصویریں اور پھر پنچ سے زخمی چہرے کے سیمپل نکالے، دونوں کے لگے زخم ایک دوسرے سے کافی مختلف تھے، پھر اجر نے اپنا سائیڈ ٹیبل سے فون اٹھا کر قریب ہی موجود میڈیکل سٹور کے آنلائن نمبر پر کال کی، کال تیسری بیل پر اٹھائی جا چکی تھی۔

"جی میم"

فون جس نے پک کیا اسکی آواز آئی۔

"مجھے Midazolam injection چاہیے۔ کیا مل سکتا ہے۔ڈیلیوری ہو سکتی ہے"

اجر نے فورا پوچھا۔

"جی میم لیکن ڈاکٹر کی ہدایت پر ہی ہم دیتے ہیں۔ آپ کے پاس پرمیشن ہے؟"

شاپ اونر نے پیشہ وارنہ انداز میں پوچھا تو اجر نے کن پٹی تشویش سے سہلائی کیونکہ اس بیہوشی کے انجکشن کا اب وہ پریسکپشن کہاں سے لائے سمجھ سے باہر تھا۔

"میں پانچ گنا پیسے دوں گی۔ ایکچولی ایک پیشنٹ ہیں انکو چاہیے۔ڈاکٹر کسی ایمرجنسی میں بزی ہیں ورنہ میں پرمیشن سلپ ضرور بھیج دیتی۔"

اجر نے بہت سولڈ بہانہ لگایا کہ شاپ اونر بھی سوچنے پر مجبور ہو گیا اور پھر پیسے پانچ گنا تھے تو وہ مان گیا۔

"ٹھیک ہے میں ڈیلیور کرواتا ہوں آپ اونلائن پیمنٹ کر دیں۔۔پانچ گنا"

اس آدمی نے آخری دو لفظوں پر جس طرح زور دیا، اجر پس لب اس آدمی کی لالچ پر بڑبڑائی اور فون بند کرتے پہلے تو پیمنٹ کی۔

"آہ۔ کیا کیا کرنا پڑ رہا ہے ایک الٹے کام کے بعد۔"

اجر نے خود کی سرزنش کرتے پیسے آنلائن اکاونٹ کے تھرو بھیجے جبکہ اب اسے اس انجکشن کا انتظار تھا، آخر وہ کیا کرنے والی تھی؟ خدا خیر کرے۔

..______________________..

نکاح ہو چکا تھا اور تمام برادری اور رشتہ داروں کی بظاہر زبانیں بھی بند تھیں پر اورحان جانتا تھا یہ سب لوگ انکے جاتے ہی بخش خاندان کو لعن تعن کرنے لگیں گے، یہی ڈر میرال کو تھا تبھی تو وہ اورحان کے ساتھ رخصت نہیں ہونا چاہتی تھی۔

سب اسے سمجھا چکے تھے، دونوں بھائی بھی، بابا بھی، سعدیہ خود اسے اسکی قسمت کے سیاہ نہ ہونے کا یقین دلا رہی تھیں پر اس وقت میرال جیسی باہمت لڑکی کا بھی دل پھٹا ہوا تھا، اسی چکر میں رات کے نو بج چکے تھے، اور حان بھی ہال سے انکے گھر ساتھ گیا تھا، مہمان کچھ ہال سے جا چکے تھے کچھ انکے گھر ساتھ آئے تھے، گھر اچھا اور بڑا تھا، یعنی وہ کھاتے پیتے لوگ تھے۔

"اگر وہ بہتر محسوس نہیں کر رہی تو اسے یہیں رہنے دیں جہانگیر انکل۔ وہ جس ٹرومہ سے گزری ہے، اس سے نارمل ہونے کی توقع ہمیں ہرگز نہیں رکھنی چاہیے۔ میں خود یوں روتے ہوئے اسے لے جانے کے حق میں نہیں۔ آپ کیا کہتے ہیں"

اس وقت لاونج میں اور حان، جہانگیر صاحب اور انکے دو بیٹے حمزہ اور عمیر بیٹھے تھے، جبکہ میرال کی دونوں بھابیاں اور امی اسکے ساتھ کمرے میں تھے۔

"نہیں۔اسکا رونا مجھ سے برداشت نہیں۔یہاں رہی تو یہ آنسو نہیں تھمیں گے۔تم اسے لے جاو بچے۔کل ہم سب تمہاری طرف آئیں گے اگر تمہیں مناسب لگے تو"

جہانگیر بخش کی بات اور پوزیشن اس وقت اور حان اچھے سے سمجھ رہا تھا تبھی کوئی اعتراض نہ کرتے ہوئے سعادت مندی سے بات مان لی۔

"آپکا اپنا گھر ہے۔جس وقت مرضی تشریف لائیے۔ٹھیک ہے آپ اسے کہہ دیں آجائے۔ہمیں نکلنا ہو گا اب۔"

اورحان نے گھڑی پر وقت دیکھتے اب اجازت لینے کے بارے کہا جس پر سب ہی متفق تھے،ہاں اداسی بہرحال سب پر چھائی تھی۔

"کیوں رو رہی ہو میرال۔شکر کرو دھتکاری جانے کے فورا بعد بس گئی ہو ورنہ ساری عمر یہیں بیٹھی رہتی۔امی آپ اسے سمجھائیں ناشکری مت بنے"

یہ آسیہ تھی،میرال کے بڑے بھائی عمیر کی بیوی جسکے لہجے سے تسلی یا دلاسا کم،حسد زیادہ چھلک رہا تھا۔

"اور کیا۔ اتنا اچھا لڑکا ہے اور حان۔ مٹی ڈالو اس کلمو ہے پر۔ عیاش آدمی کہیں کا"

یہ زہرا تھی چھوٹے بھائی حمزہ کی بیوی، اسکا لہجہ کچھ احساس والا تھا جبکہ میرال کے آنسوؤں میں رتی برابر کمی نہ آئی۔

"تم دونوں چپ کر جاو۔ اسے آگے ہی سانس نہیں آرہا، تم دوا اور زخم ہرے کرو۔ جاو یہاں سے"

سعدیہ صاحبہ سے مزید اپنے جگر کے اس حصے کا درد سہا نہ گیا تو دونوں بہوؤں کو جھاڑ پلادی جس پر دونوں کا ہی منہ بن گیا۔

"امی ہم تو تسلی ہی دے رہے تھے۔ بھلائی کا کوئی زمانہ ہی نہیں رہا"

آسیہ کے تیور کچھ زیادہ ہی سلگے جبکہ ان دو کے ساتھ ہی کمرے سے نکلنے پر سعدیہ نے اک اچٹتی نگاہ دروازے پر ڈالی پھر بیڈ کی پائنتی کی جانب اجڑی دلہن بنی بیٹھی میرال کو دیکھنے لگیں، اسکے پاس ہی بیٹھی تھیں تو اسکا کانپتا ہاتھ پکڑ کر ہونٹوں سے لگایا، ان جھکی آنکھوں میں مزید طغیانی چلی آئی۔

"ی۔۔یہ کیا کر دیا بابا نے۔میں انکو جانتی تک نہیں۔نہ وہ مجھے جانتے ہیں۔ان سے پوچھ تو لیتے کیا پتا انکی زندگی میں کوئی اور عورت ہو۔م۔مجھے اس سے اچھا تھا زندہ دفنا دیتے امی۔میں ک۔۔کس منہ سے جاوں انکے ساتھ۔انکے دوست کی بیوی بننے والی عورت انکو کیا کبھی بھی قبول ہو سکے گی۔یہ آپ سب نے میری زندگی کے ساتھ جو کیا میں معاف نہیں کروں گی۔اور اس عثمان کو تو میں بد دعا دیتی،بیڑا غرق ہو۔اسکا صلہ ضرور پائے گا وہ"

رونے کے ساتھ ہچکیاں بھرتی میرال اپنے زندگی کے تماشہ بن جانے پر چینختی نہ تو کیا کرتی،ماں کا کلیجہ تو ویسے ہی درد سے پھٹا جا رہا تھا۔

"سب اللہ پر چھوڑ دو میری جان۔وہ تمہارے اک اک آنسو کا حساب لے گا۔اور حان شادی شدہ ہے،دو سال پہلے اسکی بیوی ایک بیٹے کو جنم دے کر مر گئی۔تمہارے بابا نے بتایا مجھے۔دو سال سے بس وہ مصطفی کے ساتھ ہی رہ

رہا ہے، کوئی عورت نہیں ہے اسکی زندگی میں۔ اللہ نے یہ جو فیصلہ جو تمہارے لیے کیا وہی اسے خیر سے بھی بھرے گا میرا بچہ "

سعدیہ نے اسکے آنسوؤں میں کمی کی سعی کی پر یہ سب جاننے کے بعد وہ اور زیادہ غمزدہ ہوئی، یعنی اسکے نصیب میں پہلے تو اک اجنبی آیا اوپر سے بٹا ہوا شخص، آنسو مزید تیزی اختیار کر گئے۔

" د۔۔ دگنا ظلم کیا مجھ پر۔ میں اس باپ بیٹے کے بیچ میں ہی کہیں گم جاوں گی امی۔ ہمیشہ وہ شخص اپنی پہلی بیوی سے میرا موازنہ کرتا رہے گا۔ اور پھر وہ بچہ؟ مجھ سے مانوس نہ ہوا تو؟ وہ شخص تو پہلے ہی آدھا ہے۔ سب ختم ہو گیا ہے امی۔ مجھے نہیں جانا۔ آپ لوگ میرا گلا دبا دیں۔ مجھے انکے ساتھ مت بھیجیں "

وہ اس وقت بہت زیادہ ٹوٹی تھی، اسکے خدشات برحق تھے، اسکا دل ہی نہیں وہ پوری ٹوٹ پھوٹ گئی تھی۔

"نہ میرا بچہ۔ اللہ کی رحمت سے بدگمان نہیں ہوتے۔ میری میرال سے نہ صرف وہ بچہ بلکہ اورحان بھی مانوس ہو جائے گا۔ مجھے میری بیٹی کی ذات کے سکون پر پورا بھروسہ ہے۔ بس کرو رونا۔ عثمان کے ساتھ تو تمہارے بابا کریں گے جو کرنا ہے۔ بخشیں گے نہیں اسے اس سب پر۔ تم بے فکر ہو جاو"

سعدیہ کی دل جوئی جاری ہی تھی جب دروازے کی دستک پر وہ دونوں آنکھیں رگڑ گئیں، اس وقت خود جہانگیر بخش میں ہمت نہ تھی کہ وہ میرال سے کچھ بات کرتے تبھی عمیر کو بھیجا تھا۔

"اورحان رخصتی چاہ رہا ہے۔ بس کرو رونا میرال۔ وہ بہت بہترین آدمی ہے۔ آجاو۔ امی لے آئیں اسے باہر"

عمیر نے نرمیٔ و محبت سے اسے تسلی پہنچائی اور سعدیہ کو کہتے وہیں سے چلا گیا، میرال نے رحم طلب نظروں سے سعدیہ کو دیکھا پر وہ اسکی بات نہیں مان سکتی تھیں۔

چادر بیڈ پر سے اٹھائے انہوں نے میرال کے گرد اوڑھائی پر وہ ہنوز روتی جا رہی تھی، سر نفی میں ہلا رہی تھی۔

سعدیہ نے میرال کا رونا کچھ دیر رکوایا اور اسے باہر لائیں جہاں اورحان نے جیسے ہی میرال کو آتے دیکھا، وہ اپنی جگہ سے احترام میں اٹھا اور اسکا یوں کرنا ان سب ڈرے لوگوں کے دلوں میں اک آسودگی کی لہر اتار گیا، جبکہ میرال نے بس بھیگی آنکھوں سے اک خاموش شاکی نگاہ بابا پر ڈالی، وہ نظر بڑی دلخراش تھیں، میرال کی بھابیاں بھی آچکی تھیں۔

"اسکا خیال رکھنا اورحان۔"

جہانگیر بخش کی آنکھیں یہ کہتے نم ہوئیں، جبکہ ان کی آواز بھی لرزی۔

"میں خیال رکھوں گا، آپ پلیز پریشان نہ ہوں۔"

اورحان کو انکے درد پر برا لگا، خاص کر جیسے میرال انکو تکلیف سے دیکھ رہی تھی، جیسے شکوہ کر رہی ہو کہ میرے ساتھ یہ کیا کر رہے ہیں۔

"اکیلی نہیں ہو تم۔ ہم سب تمہارے ساتھ ہیں لیکن فی الحال یہی بہترین تھا پتر۔ اپنے بابا کو معاف کر دینا۔ اللہ کی امان میں"

جہانگیر نے اس سے نظریں ملائے بنا اسے خود سے لگا کر سر چوما تھا پر میرال کچھ نہ بولی، بس وہ خود کو سنبھال چکی تھی، باہر پورچ میں کھڑی گاڑی تک وہ سب ساتھ آئے تھے اور پھر اورحان نے میرال کو پچھلی طرف جاتا دیکھے فرنٹ پیسنجر سیٹ کا ڈور کھولا تو وہ رک کر حیرت سے اورحان کو دیکھنے لگی۔

"آگے بیٹھیں میرال۔"

اورحان کے نرمی سے کہنے کی دیر تھی کہ میرال چپ چاپ بیٹھ گئی البتہ اورحان کے اس طرح اسے عزت دینے پر دونوں بھابیاں ضرور کھسر پھسر کرتی نظر آئیں لیکن میرال کے دونوں بھائیوں اور امی بابا کا دل شاد ہوا تھا۔

"اجازت دیں۔ کل آپ سبکا انتظار رہے گا۔"

اورحان نے جہانگیر بخش سے گلے لگتے احترام سے کہا جسکے بعد عمیر اور حمزہ نے بھی گرم جوشی سے اورحان کو اپنے سینے بھینچا، اورحان نے سعدیہ

صاحبہ سے بھی شانے پر ہاتھ پھیرواتے ہی اپنی نشت سنبھالی اور سیٹ بیلڈ فکس کرتے ہی گاڑی سٹارٹ کی اور انکے گھر کے مین گیڈ سے باہر نکال لی۔

وہ سب ہی اداس تھے پر انکی اداسی، میرال کی اداسی کے سامنے کچھ نہ تھی۔

"آپ ٹھیک ہیں؟"

کچھ ہی لمحے گزرے کہ اورحان نے اسے پکارا، وہ مروت کے مارے بنا اسے دیکھے سر ہلا گئی، اب اپنی تکلیف کسی کو نہیں بتائے گی، اسکے ٹوٹے دل نے عہد کیا تھا۔

"میرے گھر والوں کو لے کر سٹریس مت لیں۔ وہ سب بہت سوئیٹ ہیں۔ میں سب کو صورتحال بتادوں گا۔ آپکو گھبرانے یا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں"

اورحان نے اسکی دل کو عجیب طرح دکھاتی چپ پر مزید نرم لہجے میں ڈرائیونگ کرتے ہی بات کی، جبکہ میرال نے اس بار بھی بس سرسری سا سر ہلا یا۔

"جو بھی ہوا اس میں آپکا کوئی قصور نہیں۔ خود کو پریشان مت کریں۔ کچھ کھائیں گی؟"

اتنے سب تماشے اور حادثے کے بعد یہ پہلا شخص تھا جسے میرال کے بھوکے ہونے کا خیال آیا، وہ چہرہ اسکی طرف کر کے تکنے لگی، وہ دنیا جہاں کا اس وقت اسے سب سے اچھا شخص لگا پر پھر بھی وہ دیر پا اسے دیکھ نہ پائی۔ جانے کیا کیا دل کو کند چھری سے کاٹ گیا۔

"نہیں۔ مجھے بھوک نہیں"

فوری اور بروقت نظریں ہٹائے وہ ونڈو کی طرف دیکھنے لگی تو اورحان نے ڈیش بورڈ پر رکھے فون کو بجتا دیکھے جب اٹھایا تو عثمان کالنگ لکھا آرہا تھا، لمحے کے ہزارویں حصے اورحان کے جبڑے بھینچ گئے۔

اورحان اس منحوس سے بعد میں حساب لینے کو چھوڑے کال کاٹ گیا لیکن وہ ڈھیٹ پھر سے کال کر رہا تھا، اورحان نے فون ہی سائلنٹ کر دیا اور تبھی عثمان نے میسج بھیجنے کی جرت کی۔

"میری شادی میں آجایار۔ تیرے پیر پڑ کر معافی مانگنے کو بھی تیار

ہوں۔ دیکھ میری وجہ سے تیرا گھر بس گیا۔ تجھے تو میرا شکر گزار ہونا

چاہیے۔ یار ممی بابا بھی ناراض ہیں۔ وہاں سے آ تو آ گئے پر اب لگ رہا انکو کہ

انکے ہاتھوں گناہ ہو گیا۔ ثانیہ اور میں شادی کر رہے ہیں۔ پلیز آجا

ناں۔۔۔"

عثمان کا میسج پڑھتے ہی اورحان نے آگے سے کوئی جواب نہ دیا۔

"تجھے لڑکی دے دی اپنی پسند کی۔ اسی کے صدقے معاف کر دے۔ پہلے ماہ

کے بجائے پہلے دن ہی پریگنٹ کر دینا اسے یار، پر آجا۔ دیکھ تجھے ابھی

احساس نہیں پر جلد ہو گا کہ میں محسن ہوں تیرا۔ بھلے میرا طریقہ غلط تھا پر

نیت تو صاف تھی۔ آجا اورحان۔ تو میری جند جان ہے یار"

اس آدمی کی مزید بکواس اگر اورحان پڑھتا تو گاڑی کہیں مار دیتا تبھی فی الحال

عثمان ملک کو بلاک کرنا ہی اسے گرم ابلتے دماغ کو کالم ڈاون کرنے کا واحد

حل ملا۔

اورحان نے واپس پیلس تک پہنچتے اپنے عتاب کو ہر ممکنہ کنٹرول کر لیا تھا۔

اسکی وائیٹ Honda Civic ماہیل پیلس کے وسیع اور شاندار پورچ میں رکی تو چوکیدار نے گیٹ بند کر دیا، باسل کی گاڑی بھی کھڑی تھی جسکا مطلب تھا وہ بھی گھر ہے، جبکہ رات ہو چکی تھی، دونوں گھروں میں لگ بھگ ڈنر کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔

"یہ ماہیل پیلس ہے، اب سے آپکا گھر بھی ہے"

سیٹ بیلڈ کھولتے اورحان نے ساتھ ہی بیٹھی پریشان میرال کو مخاطب کیا جو اس شاندار عمارت کو ہی دیکھ رہی تھی۔

"جی"

وہ فقط اتنا ہی بولی، اورحان کار ڈور کھولے باہر نکلا اور دوسری طرف سے آکر اس نے میرال کی سائیڈ کا ڈور اوپن کیا جب وہ تکلف سا برتتی اسکے ہاتھ کو اپنے سامنے پھیلا دیکھے نفی کر گئی، اورحان نے ہاتھ بنا برا منائے پیچھے کھینچ لیا

جبکہ فاصلہ بنایا تا کہ وہ خود باہر نکلے، دلہن بنی میرال گرد گرم شال اوڑھے گاڑی سے باہر نکلی تو نظریں اک بار پھر اورحان سے جا ملیں۔

جو ہاتھ کچھ لمحوں پہلے رد کیا، پریشانی سانس بند کرنے لگی تو گھبرا کر اس نے اورحان کا وہی ہاتھ تھام لیا، اورحان کو اک حرارت گھیر گئی جس زور سے اس لڑکی نے اسکے ہاتھ کو پکڑتے اسکے سینے کے پاس چلے آتے نم آنکھیں اٹھا کر اک بے بس نظر ڈالی تھی۔

"م۔مجھے ڈر لگ رہا ہے"

وہ رونے پر ہر ممکنہ قابو پائے سسکتا بولی، اسکے ہاتھ کی نرمیٔ اور شدت بدستور قائم تھی جبکہ یہ سرگوشی کرتے دم گھٹتا محسوس ہوا، وہ لگ بھگ اورحان کی طرح لمبی ہی تھی، بس تھوڑا سا فرق تھا تبھیٔ اسکی سرگوشی بھی وہ شخص باآسانی سننے میں کامیاب ہوا۔

"ڈریں مت۔ یہاں بہت نرم دل والے انسان آباد ہیں مجھ سمیت۔ آپ کو کمرے میں بھیجوادوں گا۔ پینک ہونے کی ضرورت نہیں۔ میں سب سے ڈسکس خود کروں گا جو ہوا۔ ریلکس ہو جائیں۔"

اسکے ہاتھ کو دگنی نرمی سے دباتے اک ڈھارس بندھانے کی طرح مخاطب ہو کر اس نے واقعی میرال کو حیران کیا تھا۔

"ک۔۔کیسے ہو جاوں۔ نہیں ہوا جا رہا"

وہ بے بسی کے نا جانے کس مقام پر تھی۔

"گہرے گہرے سانس لیں میرال"

وہ اسکی بے بسی پر کرب میں مبتلا ہوا، اپنا ہاتھ اسکے بھیگے گال سے جوڑتے حل سمجھایا لیکن اس سے تو پورا سانس بھی لینا محال تھا۔

"اوکے۔ کچھ دیر ہم لان میں بیٹھ جاتے ہیں۔ آپ بہتر محسوس کریں گی پھر اندر جائیں گے۔ یہ ٹھیک ہے؟"

اورحان کو مزید کوئی حل نہ نظر آئا تو یہی بہتر لگا جس پر وہ چار و ناچار متفق بھی ہوئی پر لان میں لگی کرسیوں اور صوفوں کی جانب جا کر بیٹھنے کے باوجود وہ گھبرائی ہوئی تھی، وہ ساتھ بیٹھا تھا، ایسا کیسے ممکن تھا کہ وہ سکون پاتی۔

دس منٹ میرال کے بہتر ہونے کا انتظار کرنے کے بعد اس نے میرال کے ہاتھ کو ہلکا سا چھوا تو وہ جھکی نظریں فوراً اٹھا کر اورحان کا منہ تکنے لگی، چہرے پر ویرانگی و خزن کے سائے تھے۔

" یہاں بیٹھنے سے اگر دل نہیں سنبھل رہا تو ہم اندر چلیں۔ مے بی آپکی گھبراہٹ و بے چینی کا حل اس گھر کے اندر موجود ہو"

اچھی اور پختہ امید کے سہارے وہ اب مزید میرال کو یہاں بیٹھ کر پریشان ہوتا نہیں دیکھ سکتا تھا تو بہلایا، وہ فوراً مان بھی گئی۔

اورحان نے اسے آگے چلنے کا اشارہ کیا تو وہ نفی میں سر ہلائے رکی اور اسکے پیچھے رہنے کو اپنی مرضی بتائا، اورحان نے سنجیدگی سے سر زرا خم کیے ہلایا اور گھر کی مین بلڈنگ کی جانب بڑھا۔

وہ لوگ گھر میں داخل ہوئے ہی کہ کچن ہال سے نکلتی ایمن ہی تھیں جنکی نظر پہلے اورحان پر گئی جبکہ انکے لیے شدید صدمہ یہ رہا کہ اورحان کے ساتھ ایک لڑکی تھی اور وہ بھی دلہن کے لباس میں جبکہ اپنے روم سے مصطفی کا ہاتھ پکڑ کر باہر نکلتی حرا بھی وہیں تھم گئی، مصطفی تک حیران لگ رہا تھا کہ اسکے بابا کے ساتھ کون کھڑی ہے۔

"اورحان۔ میری جان یہ کون ہے؟"

ایمن، جو سوئیٹ ڈش فریج میں رکھنے لائی تھیں، اسے وہیں ڈائنگ کے ٹیبل پر چھوڑے حیران و پریشان سی اورحان کی طرف آئیں، میرال کی گال پیار سے سہلائے اسی شدت سے اورحان سے اس لڑکی کے بارے سوال نظروں سے دہرایا، میرال نے گھبرا کر اورحان کی طرف دیکھا۔

"مما بتاتا ہوں۔ حرا۔ مصطفی کو ادھر دو۔ اور انھیں میرے کمرے میں لے جاو۔ آپ چینج کرلیں جا کر اور ریلکس ہو جائیں میرال"

اور حان نے اول تو مما کو مطمئین کرنا چاہا، یہ الگ بات کہ وہ ہو نہ سکیں جبکہ حرا نے بھی فرمابرداری سے مصطفی کو اٹھا کر اور حان کو دیا جو بابا سے لگتے ہی دم سادھے لپٹ کر میرال کو دیکھ رہا تھا، جبکہ حرا نے رسمی سی مسکراہٹ کے سنگ میرال کو روم کی طرف چلنے کا کہا جس پر وہ پریشان سی اور حان کو دیکھنے لگی، جس نے آنکھوں کے اشارے سے میرال کو بے فکر ہو کر جانے کا کہا، میرال نے گہرا سانس لیا اور حرا کے ہمراہ اور حان کے روم کی طرف چل دی۔

جبکہ مصطفی کو گال پر بوسہ دیتے اور حان نے اسکی میٹھی مسنگ والی سمائیل پانے کے بعد اسے اپنے سینے سے لگایا اور بیقرار سی مما کو دیکھنے لگا۔

"اب بتا بھی دو اور حان۔؟"

ایمن سے صبر کرنا مشکل تھا۔

"نکاح کیا ہے میں نے میرال سے، وہ بہو ہے آپکی"

یہ بلکل دھماکے سا ہی تھا جو ایمن کے حواسوں پر ہوا، کتنی دیر تو اورحان کی بات کو سمجھ نہ سکیں۔

"نکاح۔ مانا میں نے ہی دعا کی تھی شادی کے گھر میں تمہیں کوئی لڑکی مل جائے پر اتنی سپیڈ سے دعا لگے گی یہ نہیں سوچا تھا نہ چاہا تھا۔ اورحان میری جان تفصیلا بتاؤ ورنہ دل بیٹھنے لگا ہے میرا۔ ایک دم سے نکاح؟ مطلب نہ پچھ اتا پتا دیا تم نے نہ بتایا۔ سیدھا نکاح۔۔۔۔ اف کیا کہوں میرا تو حیرت و پریشانی سے دل سکڑ رہا ہے"

ایمن کو سمجھ نہ آیا اس سب پر کیساری ایکشن دیں، افسوس کا، خوشی کا یا پھر اورحان کے اتنا سب بنا بتائے کر دینے پر غصے کا۔

"آئیں وہاں۔ بیٹھ کر بتاتا ہوں۔"

یوں کھڑے کھڑے نہ وہ سمجھا سکتا تھا نہ ایمن کو سمجھ آتا تبھی وہ مما کو لاونج سائیڈ لیے بڑھا تا کہ جو کچھ اسکے ساتھ ہوا اسکی روداد تفصیلی انھیں سنا سکے اور وہ یہ معاملہ باقی سب کو آگے سمجھا پائیں۔

جبکہ حرا، میرال کو سیدھے اور حان کے روم میں لائی اور اس خوبصورت اور مہکتے عالیشان ماسٹر بیڈ روم میں داخل ہوتے ہی جو پہلی چیز میرال کو محسوس ہوئی، وہ یہ تھی کہ یہ ایک باپ اور بیٹے کا کمرہ ہے کیونکہ ہر طرف مصطفی کے کھلونے پڑے تھے، مصطفی کی موجودگی، اور حان کی موجودگی پر حاوی تھی، کمرہ پرپل اور بلیک کی تھیم پر تھا، کہیں کہیں سفید رنگ کی بھی بھرمار تھی، جبکہ حرا کو بھی جلدی تھی کہ وہ باہر جا کر اصل سٹوری جانے۔

"آپ ایزی ہو جائیں، میں آپکے لیے تب تک کچھ کھانے پینے کے لیے لاتی ہوں"

حرا نے ہنس مکھ سے لہجے میں میرال کو مخاطب کیا جو اپنی سوچوں کے امبار کو پرے کیے چونکی اور حرا کو دیکھے سر ہلایا ہی کہ وہ بھاگ کر کمرے سے نکل گئی، میرال نے بیڈ کی پائنتی چنی اور بیٹھی اور بیٹھتے ہی اسکی آنکھیں بھرنے لگیں، پھر اپنے گرد اوڑھی چادر اتار کر کھڑے ہوتے اسے تہہ کیا اور چینج کا سوچے اٹیچ چینجنگ روم کارنر کی طرف بڑھی، کبرڈ کھولی ہی کہ وہاں ہینگ

لیڈیز کپڑوں کی چمکتی دمکتی رینج دیکھتے اس سے پہلے ہاتھ بڑھا کر جوڑا نکالتی، ناجانے کس احساس کے تحت میرال نے ہاتھ پیچھے کھینچا اور بس ہاتھ منہ دھو کر ہی باہر آگئی، میک آپ تو وہ گھر ہی اتار چکی تھی بس آنسوؤں کے مٹے مٹے نشان تھے جو اب رخساروں سے اتارے گئے۔

جبکہ باہر اور حان نے جب یہ سب حقائق بتائے، ماہیل انجم اور حرا ابھی موجود تھے، سب کو ایک جیسا شاک لگا تھا، عثمان کی اس گری حرکت سے لے کر اور حان کے نکاح تک سب اتنا فلمی اور خطرناک تھا کہ سب کے چہرے فق نظر آئے، ماہیل انجم تو باقاعدہ غصیل تیوروں سے عثمان ملک پر بھڑکنے والے دیکھائی دے رہے تھے۔

"اسکے باپ سمیت اسے تو میں سیدھا کروں گا۔ کس قسم کی گری حرکت کی اس نے دوستی کی آڑ میں۔ ایسے دوست بنا رکھے ہیں تم نے؟ مطلبی اور اوباش"

اس سب میں اورحان کی غلطی نہیں تھی پھر بھی ماہیل انجم کا اورحان پر بھڑک اٹھنا اس وقت حرا اور ایمن کا دل بھی دکھی کر گیا پھر اورحان پر کیا بیتی ہو گی۔

"میں نے غلطی کی اسے دوست بنا کر، میں آپکی طرح لوگوں کو پہچاننے میں ماہر نہیں ہوں بابا کہ کون ہیرا ہے اور کون کوئلہ"

وہ بنا برا منائے بھی ایسے جواب ضرور دے دیتا تھا جس سے اسکی تکلیف چھلکتی محسوس ہوتی، ماہیل انجم کو بھی چپ لگی جبکہ حرا اور ایمن نے بھی برہمی سے انھیں دیکھا۔

"بہر حال۔ یہ سب قابل قبول نہیں ہے۔ اور اس لڑکی کے گھر والوں نے تمہیں کس خوشی میں بلی کا بکرا بنایا؟ تمہارے منہ میں زبان نہیں تھی۔ ہم جو دو سال سے تمہارے پیچھے پڑے تھے شادی کر لو، گھر بساو۔ ہمارے ہر کہے پر تو صاف لعنت بھیجتے تھے اب کسی پرائے باپ کے لیے دل بڑا نرم ہو گیا تمہارا؟"

پہلا اعتراض مدھم ہوا تو ماہیل انجم کے لہجے کی ابھرتی کڑواہٹ نے ایک بار پھر ان تینوں کے کلیجے بھوننے کی کوشش کی۔

"وہ میری وجہ سے بدنام و رسوا نہ ہو تبھی اس بار لعنت نہیں بھیج سکا۔ خیر میں یہ خود ہینڈل کروں گا، آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ آپ سب اس سے کوئی ایسی بات مت کیجیئے گا کہ اسکے رکتے آنسو پھر جاری ہو جائیں۔ خاص کر آپ بابا۔ آپکے لفظوں کی سختی صرف میں سہہ سکتا ہوں۔ مما مصطفی کو تھوڑی دیر پکڑیں۔ میں اسے دیکھ کر آتا ہوں"

اورحان نے بنا بے ادبی اور بدتمیزی بھی ماہیل انجم کو انکے سخت رویے کا بھرپور احساس دلایا اور مصطفی کو مما کے سپرد کر کے اٹھ کھڑا ہوا، حرا نے بھی فوراً اورحان کی جگہ سنبھالی۔

"یہ سب جلدی ختم ہو جانا چاہیے برخوردار"

وہ جاتے جاتے ماہیل انجم کے جملے کی سفاکیت محسوس کیے رکا پر پلٹ نہ سکا، بس آنکھوں تک دھواں بھر گیا، خود ایمن نے بھی ماہیل کا ہاتھ دباتے روکا پر وہ کہاں کہے بغیر رکتے تھے۔

"آپکو میرے معاملات سے دور رہنا سوٹ کرے گا بابا، مما میں مصطفی کو لے جاتا ہوں تھوڑی دیر میں"

اور حان نے سلیقے سے جواب دیا اور وہاں سے واک اوٹ کر گیا جبکہ ماہیل انجم کو یہ سب ہرگز قبول نہیں تھا یہ انکے سرد لہجے سے صاف ظاہر تھا۔

"مصطفی۔ تمہارا باپ تو پہلے ہی دن ہاتھ سے گیا میرے شیر۔ آجاو دادا کی جان۔ ہم باہر گھوم کر آتے ہیں"

حرا اور ایمن کی گھوریوں کو چنداں اہمیت نہ دیے ماہیل انجم نے مصطفی کو بازووں میں اٹھایا اور ادائے بے نیازی برتتے ڈاکٹر صاحب یہ جا وہ جا جبکہ ایمن کا پارہ ہائی ترین لیول پر تھا۔

"تمہارے بابا آج کمرے سے باہر ہی سوئیں گے۔ پتا نہیں میرے اس بچے
سے کونسا ویر ہے انھیں"
ایمن نے غصیل تیوروں سے حرا کو کہا تو وہ آگے سے مسکرا کر ریموٹ اٹھا
چکی تھی۔
"بابا کے لاڈلے صرف باسل بھائی ہیں مما۔ میں اور اور حان بھائی تو کچرے
کے ڈھیر سے اٹھائے گئے ہیں
آہ"
حرا کو تو اللہ موقع دے اپنے رونے رونے کا، ایمن پہلے ہی تپی تھی، رہی سہی
کسر اس لیٹ اولاد نے پوری کر دی۔
"بس بک بک کروالو تم سے۔ نکمی۔ خبر دار جو خود کو اور اور حان کو دوبارہ ایسا
کہا۔ ہم دونوں کے لیے تم تینوں ایک سے عزیز ہو۔ نہ کوئی برتر ہے نہ کم۔ یا
میرے خدا مجھے صبر دے"

ایمن کو غصے سے زیادہ دکھ گھیر اتھا، جبکہ حرا نے آگے سے زخمی سی سمائیل دی، وہ بھی بیوقوف نہیں تھی، بچپن سے یہ فرق دیکھتی آئی تھی تو اگر ایمن سو بار بھی یہ کہیں، وہ بس دلخراش سا مسکرا ہی سکتی تھی۔

وہیں اور حان کے لیے اپنے ہی کمرے میں اتنے بھاری اور پریشان دل کے ساتھ آنا آج جان جوکھم کا کام تھا لیکن یہ سوچ کر کے میرال کا دل اس سے کہیں درجے زیادہ اذیت میں ہے، اسے ہمت ملی اندر جانے کی۔

دروازے پر دستک دیتے وہ اندر داخل ہوا تو وہ اب تک وہی سرخ لہنگا پہنے سوگوار سی بیٹھی تھی۔

"آپ نے ابھی تک چینج نہیں کیا میرال؟"

وہ زرا مزید قریب آیا تو میرال اسی پوزیشن میں میٹرس پر بیٹھی آنسو بہا رہی تھی، اسکے آنسو نہیں رکیں گے فی الحال تبھی اورحان نے رونے کے بارے کچھ نہ کہا۔

"و۔۔وہ۔ میرے پاس کپڑے نہیں ہیں۔ اندر وارڈرب میں شاید آپکی وائف کے کپڑے ہینگ ہیں۔ م۔۔ میں وہ تھوڑی پہن سکتی ہوں۔ کل امی کپڑے لے آئیں گی میرے"

گھبراتے اور آنسوؤں کو رگڑتے میرال نے جھکی آنکھوں سمیت ہی جواب دیا۔

"اسکے استعمال کے سب کپڑے ایک ضرورت مند عورت کو دے دیے تھے مما نے، میری وائف نے وہ کپڑے کبھی نہیں پہنے جو اندر ہینگ ہیں، سب ان ٹچ اور نیو ہیں۔ کبھی کبھی حرا پہن لیتی ہے تو آپ انھیں یوز کر سکتی ہیں۔ ابھی کافی دیر ہوگئی ہے ورنہ میں آپکے لیے کچھ پہننے کو لے آتا، ایکچولی دیر نہیں لیکن تھک گیا ہوں یہ سمجھ لیں۔ اگر پھر بھی آپ کمفرٹیبل نہیں تو میں مما کا کوئی جوڑا لادوں۔ وہ سمارٹ سی ہیں آپکی طرح" وہ زرا نزدیک آکر رکے فکرو نرمی سے بھرا بولا جبکہ یہ پہلی بار تھا کہ میرال نے ڈرتے ڈرتے ہی سہی اس وجیہہ شخص کو پوری توجہ اور حق سے دیکھا۔ وہ

شخص جو بدنامی کے بھرے بازار سے ہاتھ پکڑ کر میرال بخش کو نکال لایا تھا، بہت ہی تھکا اور اداس بھی لگ رہا تھا۔

"انکو زحمت مت دیں۔ آپ اپنے کپڑے دے دیں۔ ویسے بھی صبح تک امی بھیجوا دیں گی میرے

،اور مجھے کونسا کمرے سے نکلنا ہے۔ کوئی ٹراوزر شرٹ جو نیو ہو آپکے پاس؟"

میرال کے جھجھک کر کہنے پر پہلے تو اورحان کچھ حیران ہوا کیونکہ میرال کو شاید محسوس نہ ہوا ہو پر یہ کافی حق حقوق والی ادا تھی اسکی۔

"وہ تو ٹھیک ہے میرال لیکن میرے اور اپنے سائز پر زرا اک بار نظر ڈال لیں۔ اس سے بہتر ہے میں جا کر آپکے لیے کچھ لے آتا ہوں مارکٹ سے۔ آپ میرے کپڑے پہن کر پہلی رات کی دلہن کم، جھلی زیادہ لگیں گی۔ اتنے کھلے ہوں گے، آپ ڈوب جائیں گی"

اورحان کا یہ سوال پوچھتے لہجہ کچھ دوستانہ ہوا جبکہ میرال نے بوکھلا کر نظریں جھکائیں پھر

اسے واپس دیکھتے نفی میں سر ہلا گئی، کیونکہ وہ بضد تھی جھلی لگنے پر۔ اسے پہلی رات کی دلہن نہ بننا تھا نہ یہ لفظ اب اسکی حسرت رہا تھا۔

"میرے لیے خود کو بھی زحمت مت دیں پلیز۔ پہلے ہی بہت شرمندہ ہوں میں آپ سے"

وہ آنکھوں میں پھر سے نمی بھر لائی تو اورحان کو فاصلے سمیٹے زرا اسکے برابر بیٹھنا پڑا، میرال کے چہرے پر ہزاروں رنگ آکر لہرائے جب وہ مہربان شخص ساتھ بیٹھا تو دونوں کے کندھے مس ہوئے۔

"سوری۔"

اورحان نے اس گستاخی کی معذرت کرے زرا فاصلہ سمیٹا تو میرال گردن گمائے اورحان کے چہرے کو نرم ملائم نظروں سے تکنے لگی۔

"آپکو شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ مجھ سے تو ہرگز نہیں۔ جو کچھ ہوا شائد قسمت میں ایسا ہی درج تھا۔ میں یہ تو نہیں کہوں گا سب بہت اچھا ہے لیکن اللہ نے چاہا تو اچھا ہو جائے گا۔ آپ جا کر میرے سائیڈ وارڈرب میں دیکھ لیں کچھ آپکے سائز کے آس پاس ہے تو پہن لیں۔ اس لباس کو اتار دیں آنکھوں میں چبھ رہا ہے"

اور حان کے لہجے میں جتنی نرمی تھی، میرال نے اس نرمی کو آخری دو جملوں کے ساتھ برہمی میں بدلتے محسوس کیا تو وہ نظریں جھکا گئی۔

"مجھے بھی چبھ رہا ہے۔ شاید اب عمر بھر یہ سرخ رنگ دوبارہ نہ پہن سکوں، میرا فیورٹ کلر تھا اور کچھ ہی پل میں نفرت سی ہو گئی ہے"

ان زرا خشک پڑتی رخساروں پر پھر سے آنسو تیرنے لگے تھے، میرال کی یہ تکلیف دہ بات، اور حان کو بھی دل پر لگتی اور ٹیس پہنچاتی محسوس ہوئی۔

"رنگوں سے نفرت نہیں کرتے۔ ہاں بعض اوقات رنگ کچھ ایسا یاد دلا دیتے ہیں جو دل چیر دیتا ہے۔ جا کر بدل لیں کپڑے"

وہ اسکی بات پر فوراً سر ہلاتی اٹھی اور اور حان کی طرف اک سادہ سی نگاہ ڈالے واپس چینجنگ روم کی طرف بڑھی، اس بار اس نے اور حان کی وارڈرب سائیڈ ہی اوپن کی، لاتعداد شرٹس کے خانے سے یکسر الگ ایک نچلے شیلف پر اسے کچھ رات میں پہننے والے پاجامے اور شرٹس نظر آئے، وہ سب لوز تھے، اور کمفی بھی، تبھی میرال نے بلیک کلر کا پاجامہ اور ساتھ اک شرٹ نکال کر جب مرر کے سامنے آتے کھول کر خود سے لگائی تو نا چاہتے ہوئے بھی اسکی آنکھیں مسکرا دیں۔

ہاں یہ مسکراہٹ بے حد مختصر تھی۔

کچھ ہی منٹس میں وہ لہنگے سے آزاد ہوئے اور حان کے کپڑوں میں آچکی تھی، شرٹ تو لوز تھی اور لگ بھی ٹھیک رہی تھی لیکن پاجامہ بہت لمبا اور کھلا تھا، ویسٹ تو میرال نے سٹریپ کھینچ کر اپنے حساب کی کر لی جبکہ جو لمبا تھا اس نے زمین پر بیٹھے اسے پائنچوں سے فولڈ کر دیا، تین چار بار فولڈ کرنے سے وہ چھوٹا ہو گیا اور کپڑا اتھا بھی ایسا کہ وہ فولڈ ٹھہر گئے، سلپ ہو کر کھلے

نہیں، وہ واپس اٹھ کر مرر کے سامنے آئی اور جوڑے میں بندھے بال پنز اتار کر کھولے، پھر انھیں ہاتھ کی انگلیاں پھیرتے سیدھا کرتے میسی سے بن کی شکل دے کر دو جوڑا پینز سے اٹکایا اور دوپٹے کی تلاش میں گھبرا گئی، اسکی شال تو کمرے میں رہ گئی تھی اور ایسے باہر جانا اسے ہرگز منظور نہ تھا۔

"ایسے کیسے چلی جاوں۔ عجیب لگ رہا ہے۔ بال کھول لیتی ہوں"

انہی پیروں واپس پلٹ کر میرال مرر کے سامنے آرکی اور دونوں جوڑا پنز نکال کر اپنے بال کھول دیے، وہ اسکی آدھی کمر تک بآسانی پہنچ رہے تھے، انھیں اچھے سے پھیلائے جب لگا کچھ اعتماد واپس آیا ہے اور روم تک جانے کی ہمت جمع ہو گئی تو وہ واپس ڈور تک آئی اور آہستگی سے ڈورناب گمایا اور کمرے میں جھانکا، اور حان اسے میٹرس پر بیٹھ کر اپنی کن پٹی انگلیوں کی پوروں سے دباتا دیکھائی دیا تو میرال نے ہمت پکڑی اور باہر آئی۔

"میں سردرد بن گئی ناں آپکا؟"

میرال نے اسکو آہستگی سے پکارا تو اورحان نے فورا چہرہ اوپر کرتے آنکھیں اس سراپے پر جا جمائیں، وہ جو امید کر رہا تھا کہ میرال اسکے کپڑوں میں ڈوب جائے گی، امید کے برعکس وہ بہت ہی کیوٹ لگ رہی تھی، سیاہ رنگ کی وجہ سے اسکا دمکتا رنگ نکھر گیا اور دوسرا رو رو کر جو چہرہ گلابی ہو رہا تھا اس نے بھی جیسے اک الگ سحر باندھ دیا۔

"تھوڑا سا بنی ہیں لیکن آپکو اپنے کپڑوں میں اچھا لگتا دیکھ کر معاف کیا"

وہ اپنے لہجے کی نرمی بدستور قائم رکھے اٹھ کھڑا ہوا تو میرال نے ڈری سی سمائیل دیتے چند بے قابو ہوتے بال کان کے پیچھے اڑساتے نظریں جھکائیں۔

"میں آپکو انکے بدلے نئے دلا دوں گی۔ میری اپنی لیڈیز اور جینٹس بوتیک ہے"

وہ شاید بات بدلنا چاہتی تھی پر اورحان نے اسے دوسرے معنی میں لیا کہ وہ اسکی قابلیت پر اسے سراہے۔

"مجھے انکو پہننے میں کوئی پرابلم نہیں۔"

یہ صرف اک جملہ نہیں تھا، یہ میرال بخش کے سکڑے سمٹے دل کو پہاڑ و بہار کرنے کا ساتھ موجب بنا۔

"رہی بات بوتیک اونر ہونے کی وہ بھی اتنی چھوٹی عمر میں۔تو یہ قابل داد ہے"

اف کسی نے بابا کے بعد پہلی بار میرال بخش کو اسکے شوق کے لیے یوں سراہا تھا، وہ کھو گئی اس شخص کی حسین ذات میں۔

"آپکو بھوک لگی ہے میرال"

اسے اپنی وجاہت کے سحر میں گرفتار محسوس کیے اور حان نے بات بدلی تو میرال اس بار انکار نہ کر سکی، اسے بہت زیادہ بھوک لگ رہی تھی۔

"ز۔۔زیادہ نہیں"

میرال نے نظریں چراتے تکلف برتا۔

"میں کھانا بھجواتا ہوں۔ آج آپ روم میں ہی رہیں کیونکہ میں نہیں چاہتا اسطرح سب آپکو دیکھیں۔ کل سے بریک فاسٹ، لنچ اور ڈنر ہم مل کر سبکے ساتھ کریں گے۔"

وہ اورحان کے کہے پر فرمابرداری سے سر ہلا رہی تھی۔

"آ۔۔ آپکا بیٹا بہت پیارا ہے۔"

وہ نرم سا مسکرائی تو اورحان نے لحظہ بھر میرال کی آنکھوں میں تیرتی نرمیاں دیکھیں۔

"وہ میرے ساتھ ہی رہتا ہے۔ آپ کو کوئی پرابلم تو نہیں ہو گی میرے بیٹے کے اس روم میں ہونے سے۔ ایکچولی رات میں کبھی کبھی بہت برا روتا ہے وہ۔ اور جب بیمار ہو جائے خدانخواستہ تو ایک ٹانگ پر کھڑا کروا کے رکھتا ہے"

یہ سوال پوچھنے کی اورحان کو ضرورت تو نہیں تھی پر وہ میرال کے آرام و سکون کا پورا خیال کر رہا تھا جو بلکل خودساختہ نہیں تھا بلکہ قدرتی تھا۔

"ہرگز نہیں۔ وہ یہاں رہے میں یہ چاہتی ہوں۔ اللہ نہ کرے اب وہ کبھی بیمار ہو۔ اگر ہو بھی گیا تو آپکو میرے ہوتے ایک ٹانگ پر کھڑا ہونے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ مجھے بچے بہت پسند ہیں اور وہ تو پہلی ہی نظر میں مجھے بہت پیارا لگا۔ وہ جیسے مجھے دیکھ رہا تھا، میں بہت افسردہ ہوئی۔ اسکی آنکھوں میں کچھ تو اداس سا تھا۔ اور میں کبھی بھی آپ اور آپکے بیٹے کے بیچ نہیں آوں گی۔ آپ دو کا ایک دوسرے پر ہمیشہ سب سے زیادہ حق رہے گا"

میرال کے یہ سب پریشان ہو کر کہنے پر اور حان کو لگا جیسے میرال خود کو اضافی سمجھنے اور کہنے کی کوشش کر رہی ہے، ہاں یہ دکھی کرنے سا تھا۔

"نکاح جیسے بھی ہوا ہے لیکن اب آدھا میں آپکا ہوں میرال۔ اور اتنا سب کہنے کی ضرورت ہرگز نہیں۔ آپ کھانے میں کیا نہیں کھاتیں؟"

اورحان کا ہر انداز بھا رہا تھا اسے، اسکی نرمی، پہلی ہی ملاقات میں اتنا پیار بھرا سلوک اور پھر اکثر پسند کے بارے سوال کیا جاتا تھا پر وہ یہاں بھی الگ نکلا، اس شخص پر یہ منفرد ہونا سجتا تھا۔

"مجھے بیف پسند نہیں ہے نہ مٹن۔ اسکے علاوہ میں سب کھا لیتی ہوں"

میرال نے ہنوز نظریں جھکائے نروس ہوتے ہاتھوں کو ایک دوسرے میں الجھاتے جب کہا تو اورحان کو وہ لمحہ یاد آیا جب میرال نے اسکا ہاتھ بہت شدت سے تھاما تھا۔

"چلیں اگر کچھ چکن یا ویج رینج میں بنا ہے تو میں کھانا بھجواتا ہوں۔ ورنہ کچھ آرڈر کر لیں گے۔"

اورحان نے شائستگی سے سوچتے کہا جبکہ دروازے کی طرف بڑھا ہی جب میرال کے "سنیں" پکارنے پر رک کر دل و دماغ و آنکھیں سب حاضر کیے پلٹا۔

"بے بی کو لے آیئے گا آتے ہوئے"

میرال نے شدید بیقرار ہوتے کہا تو اورحان نے مسکرا کر سر ہلایا اور کمرے سے نکلا، میرال کے گال نجانے کیوں لال سے ہونے لگے، عجیب سی کیفیت تھی کہ دل میں سکون سا بھر رہا تھا۔

اورحان باہر آیا تو تھوڑی نیند لے کر باسل بھی کمرے سے باہر آچکا تھا، اسے بھی سب صورت حال ایمن نے بتائی تو غصہ ہو رہا تھا۔

"اب اسکی کسر رہ گئی تھی"

اورحان کو یقین تھا اب بابا کی طرح یہ ہستی بھی ہتھے سے اکھڑ جائے گی پر باسل نے اسکی امید جیسا کوئی رد عمل نہ دیا۔

"بہت غلط کیا عثمان ملک نے۔ لیکن تم نے جو بھی کیا وہ بہترین ہے اورحان۔ شاباش"

باسل کے لیے اورحان کی بدگمانی اس لیے تھی کہ اس نے باسل کو ہمیشہ بابا کا کچھ زیادہ ہی فرمابردار پایا، ایون وہ لڑکی جو باسل کے نکاح میں سالوں سے اسے نفرت دے رہی تھی، یہ مجبوری کا فیصلہ بھی ماہیل انجم کا تھا، اور

اور حان کو بھی باسل کی بے بسی ایک آنکھ نہ بھاتی، بہت سے ایسے معاملات تھے جن میں وہ باسل سے ناراض تھا لیکن باسل نے آج تک اور حان کو کوئی جذباتی تکلیف یا دکھ نہیں پہنچایا تھا، اس وقت بھی جب اور حان، بابا کے لفظوں سے ہرٹ تھا، باسل نے اس درد پر مرہم رکھا، اور اور حان کو محسوس بھی ہوا۔

"ہاں پر بابا کو تو میں اوباش اور گھٹیا دوست بنانے والا لگا۔ اور انکے فیصلوں پر لعنت بھیجنے والا بھی۔"

اپنے شانے سے باسل کا ہاتھ پکڑ کر جھٹکے، اور حان ناراض سا کچن ہال کی طرف بڑھا تو باسل نے افسوس بھری نظر اور حان پر ڈالی۔

اس سے پہلے باسل اسے جا کر اس سب میں تسلی دیتا، باسل کے فون بجنے نے اسے سخت بدمزہ کیا، لیکن کال اہم تھی تو وہ فون ٹراوزر کی جیب سے نکالے باہر لان کی طرف چلا آیا۔

کوبرا کچھ انفارمیشن دے رہا تھا کہ آتشم اس کیس میں اپنی لیو چھوڑ کر شامل ہو چکا ہے اور وہ کمانڈر کی طرف سے اس بار کام پر لگ گیا ہے۔

یہ خبر سن کر باسل نے بس سرسری سر ہلایا اور کال کاٹ دی، سب سے اہم اس وقت کچھ اور تھا باسل ماہیل کے لیے۔

..________________________..

عثمان ملک پر خمارانہ فتح قابض تھی، ثانیہ جیسی بظاہر خوبصورتی کی ملکہ اور سونے پر سہاگہ، جوانی کا پہلا پہلا عشق اپنی ملکیت میں پا کر وہ ہواوں میں تھا، اس سے بے نیاز کے اس نے اور حان ماہیل جیسا نہ صرف دوست کھو دیا بلکہ اپنے مقدر میں اک معصوم لڑکی کی دردناک آہیں بھی درج کرلی ہیں۔

اسکے اپنے ماں باپ اسکی اس شادی میں شریک نہ ہوئے، حالانکہ وہ اپنے ماں باپ کی اکلوتی اولاد تھیا، شاید اسکے پیرنٹس میں ابھی انسانیت باقی تھی کہ انکو

جلد احساس ہو گیا کہ انکے ہاتھوں کیسا ظلم سرزد ہوا، چند اوباش یار دوستوں کے ساتھ اس نے ثانیہ سے فارم ہاوس پر نکاح کیا جبکہ وہ یہیں آج کی رات خاص بنانے والا تھا، ساڑھے دس تک سب مہمان بھی فارم ہاوس سے جا چکے تھے، اور عثمان ملک کے اندر خوشی سے دھماکے ہو رہے تھے۔

فارم ہاوس کے گیڈ پر بس ایک چوکیدار اور ایک گارڈ تھا، یہ فارم

ہاوس، ماہیل پیلس سے زیادہ فاصلے پر نہیں تھا، ثانیہ کو اس نے خاص ساڑھی پہننے کو کہا تھا جو بدلنے گئی تھی تاکہ اس بیوقوف سونے کے انڈے دینے والی مرغی یعنی عثمان ملک کو رجا سکے۔

جبکہ خود عثمان سراکڑائے فارم ہاوس کے سبز باغیچے میں کھڑا دونوں ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں گھسائے کھڑا تھا، چہرے پر نہ تو ندامت تھی نہ افسوس بلکہ خمار و سرور براجمان تھے۔

تبھی فارم ہاوس کے مین گیڈ پر اسے ہلچل محسوس ہوئی، ایک ہڈی میں ملبوس آدمی گارڈ اور چوکیدار دونوں کو قابو کیے انکی گردنوں کی خاص رگ دبا کر

انھیں فارم ہاوس کے گیڈ میں ڈھیر کرتا اندر داخل ہوا تھا، عثمان نے اس ناک تک ماسک پہنے آدمی کو یوں اندر گھستا دیکھے ڈر کر اندر کی طرف بھاگنا ہی چاہا جب وہ آدمی اسکی سوچ سے زیادہ تیز دوڑتا عثمان ملک تک پہنچا اور اسے عقب سے اسکے کوٹ کے پچھلے کولر سے دبوچے پوری قوت سے دروازے سے ملحقہ دیوار پر مارا کہ عثمان ملک کے منہ سے دلخراش چینخ بھی نکلی اور یقینا کچھ دیر تک ماتھا اور ناک بھی سوجھ جاتے۔

"ک۔۔کون ہو تم۔۔؟"

عثمان نے درد سے کراہتے اس آدمی سے پوچھا جس نے کچھ دیر جواب نہ دینا ضروری سمجھے عثمان کو وہاں وہاں پنچ دیے کہ دس بیس دن تو وہ ہلنے جلنے جوگا نہ رہنے والا تھا اور نہ بتا سکتا تھا کہ رات کے اس پل حملہ آور ہوتی اس سیاہ بلا نے اسے کہاں کہاں سیک دیا۔

اسکی پسلیاں، ٹانگیں یہاں تک کہ پیٹ میں بھی وہ لاتیں دیں کہ عثمان کی چینخیں سنے ثانیہ بھی آڑھا ترچھا ساڑھی کا پلو سمیٹتی باہر دوڑی پر بیرونی ونڈو

سے عثمان کو پٹتا دیکھے ڈر کر وہیں چھپ گئی، منہ سے بے ساختہ نکلتی چینخ بمشکل دبانے کو منہ پر ہاتھ رکھا۔

"تمہارے باپ حبیب ملک نے بھیجا ہے مجھے انکی گندی اولاد کی عقل ٹھکانے لگانے کو۔ اب منا لینا سہاگ رات بیٹا"

اک آخری جھٹکا نازک جگہ دیتے عثمان کو درد سے بلک کر دہرا ہونے پر مجبور کیے وہ سیاہ طوفان پیچھے ہٹا اور دھکا دے کر عثمان کو زمین پر گراتے ہی اپنے ہاتھ کی بیک دیکھنے لگا جہاں انگلیوں کے جوڑوں پر سرخی چلی آئی تھی، اتنے پنچ مارنے پر اس بچارے کے ہاتھ سرخ ہو گئے پر دل میں لگی آگ بجھ گئی۔

وہ وہاں سے شان سے چلتا ہوا عثمان کو وہیں کراہتا، سسکتا چھوڑے فارم ہاوس کے دروازے سے باہر نکلا تو کھینچ کر اپنے منہ سے ماسک ہٹایا، چہرہ تو نہیں پر اسکی سیاہ آنکھیں بہت کچھ بتا رہی تھیں، ان میں سرور تھا، سکون تھا، مزہ تھا۔

اور سب سے بڑھ کر اطمینان تھا۔ ہائے۔

وہ کسی پر ہاتھ نہیں اٹھاتا تھا پر جب اٹھاتا تھا، سامنے والا اٹھنے لائق نہیں بچتا تھا۔

وہ باسل ماہیل تھا، ناانصاف اور بدبخت لوگوں کی بھیانک سزا۔

..__________________________________..

اس ناول کے تمام جملہ حقوق محفوظ ہیں، ایس مروہ مرزا ناولز کی آفیشل ویب پر آپ کو اس کے ساتھ انکے باقی ناولز بھی پی ڈی ایف میں ملیں گے۔ وزٹ!

www.smerwamirzanovels.com

ماہیل انجم واپس آئے تو مصطفی کو بہت سی چیزیں بھی دلائی تھیں، اور اورحان اسے یہ سب گند بلا کھانے نہیں دیتا تھا کیونکہ مصطفی کی امیونٹی ویک تھی تو کچھ بھی الٹا کھالیتا پھر طبعیت بگھڑ جاتی۔

میرال کو کھانا بھجوانے کے بعد وہ مما اور حرا کے ساتھ ہی خود بھی ڈنر کے لیے بیٹھا تھا جب مصطفی کو لالی پاپ کھاتا دیکھے موڈ خراب ہوا اوپر سے مزید بھی بابا نے چپس اور نجانے کس قدر میٹھے شاپ کیک دلا رکھے تھے۔

"یہ میرا پارہ ہائی کرنا نہیں بھولتے"

اورحان کی بھوک مری جب مصطفی کو لالی پاپ چاٹتا دیکھا، اوپر سے ماہیل انجم بھی اسے نیچے اتارے کھیلنے کو لاونج میں بھیجے خود بھی ڈنر ٹیبل پر آچکے تھے، ویسے تو سب دس بجے تک ہی ڈنر کرتے تھے مگر آج کچھ زیادہ ہی لیٹ ہو گیا۔

ماہیل انجم آکر بیٹھے ہی کہ اورحان نے جو تھوڑی سی روٹی لی وہ بھی واپس رکھی اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"کھانا تو کھالو اورحان"

ایمن نے فوری ٹوکا جبکہ ماہیل انجم نے بھی ناگواری سے اورحان کا یوں اٹھنا دیکھا البتہ حرا مزے سے کارٹون فون پر لگائے اپنی پلیٹ میں بریانی اور اس کے ساتھ رائتہ اور تھوڑا سا مٹن کا سالن ڈالے کھا رہی تھی، اسے گھر کی ٹنشن سے گھنٹہ فرق نہ پڑتا تھا۔

"یہ جو بابا نے مصطفیٰ کو اتنی چیزیں دلائی ہیں۔ یہ کھا کر بھوک مٹالوں گا"

کرارہ جواب دیتے وہ وہاں سے اٹھ کر لاونج کی طرف چلا گیا جہاں ٹی وی پر لگے کارٹون جھوم جھوم کر دیکھتا مصطفیٰ مزے سے اورنج لالی پاپ چاٹ رہا تھا، چھوٹا سا ٹڈا تھا پر بہت جلدی چلنے لگا تھا اور اب تو دوڑ بھی لیتا تھا۔

جبکہ اورحان کو مصطفی کی طرف جاتا دیکھے ایمن نے بھی ہاتھ روکتے برہم نظر اپنے سرتاج پر ڈالی۔

"کیا آپ بھی انہی چیزوں سے بھوک مٹائیں گی جان؟"

ماہیل انجم کی اس وقت شرارت ہرگز کسی کو ہنسا نہ سکی، حرا نہ بیٹھی ہوتی تو وہ اچھے سے جواب دیتیں کہ جان اس وقت کتنے برے موڈ میں ہے۔

"ادھر دو مصطفی۔یہ گندا ہے میرا بچہ"

اورحان نے پہلے تو اسکے ننھے سے ہاتھ سے چیزوں والا شوپر لے کر کاوچ کی طرف پھینکا جبکہ پھر اسکے پیروں میں دوزانو بیٹھے اسکی مٹھی میں دبی لالی پاپ کی سٹک لینے کی کوشش کی پر مصطفی نے بہت زور سے اسے دبوچ رکھا تھا۔

"ن۔۔نی۔۔م۔۔میں تھاوں دا(نہیں میں کھاوں گا)"

مصطفی نے ضد کرتے وہ میٹھی مزے دار چیز دینے سے صاف انکار کیا تو اورحان نے وہیں بیٹھے بیٹھے اک ناراض نظر ڈائنگ ہال میں بیٹھے بابا پر ڈالی۔

"اس میں جرمز ہیں بچے۔ جو ایک دو دانت نکلے وہ بھی خراب ہو جائیں گے۔ بابا کو دے دوناں مصطفی۔ ہم فروٹس کھاتے ہیں۔ کونسا فروٹ کھائے گا مصطفی اورحان"

اورحان نے بہلا پھسلا کر اس ڈنڈی کو مصطفی کے ہاتھ سے لیتے اسے اٹھا کر کچن کا رخ کیا تو وہ ناراض ہو کر بابا سے لگ گیا، کیونکہ اسے اچھا نہیں لگا کہ بابا نے لالی پاپ کھینچ لیا ہے۔

"بنانا کھاو گے ؟"

اندر کچن میں آتے ہی پہلے تو اورحان نے وہ لالی پاپ دسٹ بن میں تھرو کیا پھر فروٹس کے لیے فریج کے پاس آیا تو ایمن نے پہلے ہی مصطفی کے لیے نرم فروٹس کے کیوب بنا کر چھوٹے سے باول میں رکھے تھے۔

"ارے واہ۔ یہ تو دادو نے پورا ایمی باول ریڈی کر رکھا ہے۔ یہ کھاتے ہیں۔ پھر بیمار ہو جاتے ہو تو بابا کا دل جگہ سے ہل جاتا ہے۔ میرا بے بی بلکل ناراض نہیں ہوتا۔ ہم مل کر کھائیں گے اوکے"

اورحان نے اسے کچن ڈائنگ ٹیبل پر بٹھایا جبکہ باول نکال کر لاتے خود ساتھ کی چیئر سنبھالتے چھوٹے سے بچوں والے فورک پر ایپل پیس لگاتے مصطفی کے منہ کے قریب کیا جس نے چپ چاپ کھالیا، ہاں اسکی اورحان سے ضد بس اتنی سی ہوتی تھی، مصطفی نے پورا باول ختم کیا اور آدھے پیس کھا کر وہ زبردستی اورحان کے منہ میں ٹھوستا بھی رہا جبکہ بابا ہونا کہاں آسان ہے، وہ سارے تھوک والے پیس خوشی خوشی اورحان کھا رہا تھا کیونکہ یہ مصطفی کا حکم تھا۔

فروٹس کھا کر وہ چارج ہو گیا تھا، رہی سہی کسر ایک فیشر پینے سے پوری ہو گئی۔ سپون سے کھیلنے اور خالی باول کو ٹیبل سے نیچے پھینکنے کے بعد اسے اب ٹیبل سے اترنا تھا تبھی اورحان نے اسے اٹھالیا، ہاتھ سے سپون لے کر میز پر

رکھی اور کچن سے باہر نکلا، نظر ایک بار پھر بابا پر گئی تو انکی زچ کرتی نگاہیں اور حان کو گہرا سانس لینے پر مجبور کر گئیں۔

"آج کمرے سے باہر ہی رہیں گے یہ۔ مما آپکو بتائیں گی بابا۔ مسکرائیں جتنا مرضی"

دل ہی دل میں انتقامی ہو کر سوچے اور حان نے اپنے کمرے کا رخ کیا، مصطفی اسکے ساتھ ہی تھا، روم ڈور پر دستک دیتے اور حان اندر داخل ہوا تو نظر عشاء پڑھتی میرال پر جا ٹھہری اور شال نماز والے انداز میں گرد لپیٹے وہ کمرے کے بلکل الگ کنارے قیام کر رہی تھی، اتنا خوبصورت کمرے کا وہ کونا اور حان کو پہلی بار لگا، بہر حال اس نے میرال پر سے نظریں ہٹا کر مصطفی کو بیڈ پر بٹھائے اسکا جہاز اسے دیا جسے لیتے ہی وہ دوسری طرف پڑی گاڑی خود اٹھا کر بیڈ کے سرہانے کی طرف دونوں سے آپس میں ٹکریں مار کر کھیلنے لگا پر حیرانگی سے بار بار وہ میرال کو دیکھتا۔

"وہ کون ہے ؟"

اورحان نے وہیں پاس بیٹھے مصطفی کو میرال کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھتا پائے پوچھا تو آگے سے مصطفی نے ڈرا سا چہرہ لیے بابا کو دیکھا۔

"لو۔۔لو د بابا (لوگ بابا)"

وہ ڈرا سا بولا تو اورحان کے ہونٹوں پر بے ساختہ زخمی سی مسکراہٹ چلی آئی۔

"نہیں۔ مما ہیں تمہاری"

اورحان نے مصطفی کا سر چومے اسے بتایا تو آگے سے مصطفی نے پھر سے ایسا تاثر دیا جیسے وہ کسی اجنبی کو دیکھ رہا ہو۔

"م۔۔مانی بابا۔۔۔، لو د (مما نہیں بابا، لوگ)"

مصطفی کیسے مان جاتا اسے ماں، اس نے تو مہر فاطمہ کا پہلا لمس بھی نہیں پایا تھا، نہ ماں کی گرم سانس محسوس کی تھی، اور حان کی مسکراہٹ جیسے کسی جذبے نے نگل لی، جبکہ مصطفی بھی واپس اپنے کھلونوں میں لگ گیا، اور حان نے نظر اٹھائی تو میرال پر جا ٹھہری جس نے دعا کے بعد ہاتھ منہ پر پھیرے اور اٹھ کر جائے نماز جھک کر اٹھائے تہہ کیے رکھا اور پلٹی ہی جب نظر اور حان سے جا ملی۔

وہ نرم سا مسکرایا، جواباً وہ گھبرایا سا مسکرائی پھر اس پیارے سے مصطفی نے اسکا کم ہوتا اعتماد بحال کیا، یہ تسلی کہ وہ اور حان کے ساتھ ایک کمرے میں اکیلی نہیں، اس وجیہہ شخص کے سحر سے بچنے کے معاملات میں بہت بڑی ڈھارس بنی تھی۔

وہ اپنی شال ڈھیلی کرتی اسے دوپٹے کی طرح اک پلو پیچھے گرا کر لیتی بیڈ کی طرف آئے بلکل اور حان کی پوزیشن میں دوسری جانب آ کر بیٹھی۔

"یہ کتنا کیوٹ ہے ماشاء اللہ، ن۔۔نام"

میرال نے مصطفی کے پاس بیٹھے اسکی نرم سی گال چھوئی تو وہ دبک کر اور حان میں چھپ گیا، شاید وہ اجنبیوں سے جلدی گھلتا نہیں تھا۔

"مصطفی اور حان۔ہاں کیوٹ تو ہے پر تھوڑا موڈی بھی ہے۔"

اپنے سینے پر چڑھتے اور چھپتے مصطفی کو دیکھتے وہ جناب کے تعارف کو بھی دینے لگا جس پر میرال کی آنکھیں تک مسکرائیں، اسے مصطفی کی اجنبیت ہٹانا اتنا بڑا ٹاسک نہ لگا۔

"مصطفی۔ہائے۔۔کیسے ہیں آپ۔ادھر آو۔میں آپکی فرینڈ ہوں۔ادھر آو میرے پاس"

وہ مسکرا کر مصطفی کو اپنی طرف بلانے لگی تو مصطفی نے اک نظر بابا کو دیکھا، یعنی وہ اور حان سے تصدیق چاہ رہا تھا۔

"وہ لوگ نہیں ہیں مصطفی"

اورحان نے اپنی طرف دیکھتے مصطفی کو یقین دلایا تبھی اس نے جلدی سے اپنا ہاتھ میرال کے پھیلے ہاتھ پر رکھا جسکی خوشی میرال کی آنکھوں میں دھندلاہٹ بھر گئی۔

یہ اورحان نے بھی محسوس کیا۔ میرال کے سادہ سی مہندی سے سجے ہاتھ ان دونوں کے دل کو کاٹ گئے پر کسی نے دوسرے کو محسوس ہونے نہ دیا جبکہ مصطفی اسکے ہاتھ پر مہندی سے بنی ٹکی چھونے اور پکڑنے لگا پر ناکام ہوا۔

"آپ تو بہت ہنڈسم اور پیارے ہیں مصطفی۔ تھینکیو مجھ سے ہائے کرنے کے لیے"

میرال نے جھک کر اسکا ننھا بہت ہی ملائم چھوٹا سا ہاتھ پکڑے چوما تو مصطفی اسکے ہاتھ سے اپنا ہاتھ کھینچے اپنی گولڈن ریموٹ والی گاڑی دیکھانے لگا، میرال نے بھی اسے بچوں کی طرح ریسپانس دیا اور جب وہ اپنے ہی

دھیان میں مصطفی کی توتلی ٹوٹی پھوٹی زبان میں اس سے باتیں کر رہی تھی تبھی کسی کی مخمور نظروں کی دھیمی دھیمی حدت اس شدت سے محسوس ہوئی کہ وہ نظریں اٹھا بیٹھی اور اورحان اسے فرصت سے دیکھتا ملا، بروقت اورحان نے نظر ہٹائی تو یہ لمحہ میرال کے گال لال کر گیا، کیا وہ اسے دیکھ رہا تھا، پر کب سے، شاید تب سے جب سے میرال نے مصطفی کا ہاتھ پکڑا تھا۔

"یہ اتنی جلدی دوستی نہیں کرتا۔"

یہ اورحان نے میرال کی مٹھاس بھری ذات کا اعتراف کیا، بے حد ڈھکے لفظوں میں۔

"مجھ سے تو کر لی آپکے بیٹے نے دوستی۔ یہ سچ میں بہت پیارا ہے۔ بچے تو سارے دل کو لگتے ہیں پر یہ ایکسٹرا موہنا ہے۔ کیسے سنبھالا اسے۔ آئی مین امی نے بتایا آپکی وائف کے بارے میں۔ ک۔۔ کیسے اس سب سے نکل کر اسے توجہ دی"

وہ ناجانے کیوں اس بچے کی ہر تکلیف محسوس کر رہی تھی، یہ سوال بھی اسی ناطے کیا پر جلد احساس ہوا کہ غلط سوال کر بیٹھی ہے۔

"اگر جواب آپکو تکلیف دے تو سکپ کر سکتے ہیں"

میرال نے فوراً تمہید باندھی تو اورحان کی سنجیدگی میں نرماہٹ گھلی۔

"ایسا کچھ نہیں ہے اب جو تکلیف دہ رہا ہو۔"

پھر سے ایک ایسا جملہ جس نے میرال کو اسکی اہمیت کا احساس دلایا۔

"اب تو دو سال کا ہو گیا ہے۔ہاں پہلے مشکل ہوتی تھی مگر اب اسے پتا ہے بابا اور مما ایک ہیں" اس گھر میں فی الحال جو میرال بخش کی خوشی بنتا نظر آرہا تھا وہ دو سال کا مصطفیٰ تھا، جس نے میرال کی اپنے بابا کے کمرے میں موجودگی کو خوشگوار خیال کرتے اب تک بس سمائیل دی۔

"ایک نہیں ہیں۔ آپ اسکے صرف فادر ہیں۔ماں نہیں بن سکتے۔یہ مسکراتا ہے، سنبھل گیا ہے۔پر اسکا مطلب یہ نہیں کہ اسے ماں کی ضرورت نہیں رہی۔"

میرال نے کھوئی سی مسکراہٹ لیے اپنے پاس ہی میٹرس پر بیٹھے مصطفی کے ہاتھ میں اسکا کھلونا پکڑاتے اپنے ہی دھیان میں کہا پر اورحان سر پر دوپٹہ جما کر بیٹھی اس لڑکی کو دیکھنے پر مجبور ہو گیا،وہ منفرد تھی، سکون کا لمحہ تھی۔

"آپ اس سے پوچھ کر بتا سکتی ہیں؟"

اورحان کے سوال پر میرال نے سر اٹھایا۔

"کیا؟"

میرال نے مصطفی سے توجہ ہٹائے اورحان ماہیل کو نرم نظروں میں بھرا۔

"یہی کہ آپ اسے کیسی لگیں۔ماں جیسی یاماں" اورحان کے دیکھنے اور کہنے کی قوت اس قدر تھی کہ میرال بخش نظریں اور سر دونوں ہی گھبرا کر جھکا گئی، وہ بھی کہاں سب جیسا تھا، ایک ہی دن میں میرال کے دل کے اس خانے تک اتر گیا جہاں عثمان ملک تو کیا اسکا سایہ بھی نہ گیا تھا۔

"ابھی تو شاید بس ہائے ہیلو کرنے کے لائق لگی ہوں اسے۔ماں بننا یاماں جیسا لگنا تو بہت دور ہے۔ لیکن میں اسے یہ احساس دینے کی خوشی کوشش کروں گی۔"

میرال نے نظریں زیرک ہی رکھتے اک عہد باندھا، پھر جب مصطفیٰ، زرا کھیل کر سلیپی ہوئے اورحان کے سینے پر چڑھ کر ڈھیلا ہوا تو میرال سمجھ گئی اب بابا بیٹے کا سلیپنگ ٹائم ہے تبھی وہ مسکرا کر اٹھ گئی، وہیں روم کے نرم سے سلیپرز پیروں میں چڑھائے ہی جب اورحان کی پکار پر وہ فوراً فکر سے بھری رکی۔

تکیے بیک سائیڈ لگا کر لیٹے، اور حان نے مصطفی کو اپنے سینے کا تحت دیا تھا اور وہ بابا کے سینے پر ہی سوتا تھا۔

"کہاں جا رہی ہیں میرال؟"

اورحان نے مصطفی کو تھپکتے ہوئے سوال کیا تو میرال نے نا سمجھی سے دوسرے کونے پر رکھے بڑے اور آرام دہ بلیک کاوچ کی طرف اشارہ کیا۔

"میرے بولنے سے وہ ڈسٹرب نہ ہو تبھی سوچا میں بھی سونے کی کوشش کروں جا کر۔ اب آپ دو کو پرائیویسی دی میں نے۔ گڈ نائیٹ"

میرال نے مسکرانے کی ناکام کوشش کرتے جواب دیا تو دم سادھ کر اس نے اورحان کے حیرت بھرے تاثر کے بعد جواب کا انتظار کیا۔

"آپ صوفے پر ایزیلی سو جائیں گی؟"

فکر سے پوچھا تو میرال نے سر ہلائے سمائیل کی۔

"جی نیچے زمین پر بھی سو سکتی ہوں۔ یہ تو پھر اتنا سوفٹ کاوچ ہے۔"

وہ جس طرح سرگوشی میں بول رہی تھی، اور حان کو اسکا مصطفی کی نیند کا یوں خیال کرنا بہت پیارا لگا۔

"آپ نے کھانا کھالیا تھا؟"

اور حان کو ابھی بھی تسلی نہ ہوئی تبھی میرال نے ٹیبل پر پڑی ٹرے اور خالی برتنوں کی طرف اور حان کا دھیان دلوایا۔

"جی پورے کا پورا۔ سوری میں برتن رکھ آتی لیکن آپ نے کہا تھا اس طرح باہر نہ جاوں"

میرال کو یوں میز پر برتن دیکھ کر ندامت سی ہوئی تو سر جھکا کر معذرت خواہ ہوئی۔

"میں رکھ آوں گا۔ آپکو سوری کہنے کی ضرورت نہیں۔ نیند آجائے گی آپکو؟"

اس بار اورحان نے بھی لگ بھگ سرگوشی میں پوچھا، وہ مصطفی کی نیند کا خیال تو کر ہی رہا تھا، میرال کو بھی ہرگز فراموش نہ کیا۔

"جی کوشش کرتی ہوں"

میرال نے اداس ہوتے بتایا تو اسکی اداس آنکھوں کو اورحان نے بغور دیکھا، اس لڑکی پر آج جو بیتی تھی اسے بھولنا آسان نہیں تھا پر اورحان نے اسے بہت مضبوط اور ہمت والا پایا کہ وہ مسکرا رہی تھی۔

"اگر نیند نہ آئے تو یہاں مصطفی کے پاس آجایئے گا۔ میں کاوچ پر سو جاوں گا"

میرال نے امید نہیں کی تھی وہ ایسا کہے گا۔

"جی۔ آجائے گی۔ آپ فکر مند نہ ہوں۔ گڈ نائیٹ"

میرال نے آنکھیں چرائیں اور کاوچ کی طرف بڑھی، گہرا سانس لیتے وہ کاوچ تک پہنچے اپنی شال اتار کر رکھے مڑی تو اورحان بھی آنکھیں بند کر چکا تھا، میرال نے اسے جس محبت سے دیکھا، اگر وہ نظر اورحان دیکھ لیتا تو غلطی فہمی میں پڑ جاتا۔

لیکن میرال کیا کرتی، وہ شخص ایک ہی دن میں اسے پورا لوٹ گیا تھا اور اس وقت وہ سینے پر مصطفی کو سلائے خود بھی سویا ہوا کتنا پیارا لگ رہا تھا، یہ کوئی میرال بخش سے پوچھتا جس نے آیت آلکرسی پڑھے ان دونوں پر پھونکی، اسکی یہ عادت تھی سب پر پھونکنے کی اور اب سے اس حصار میں اورحان اور مصطفی بھی شامل ہو گئے، زہے نصیب!

..________________________..

"آج گھر والوں کے ساتھ ڈنر نہیں کرنا تم نے باسل؟"

وہ اس وقت رات کے لگ بھگ گیارہ بجے ایک دیسی ڈھابے پر موجود تھا جو ماہیل پیلس سے زیادہ دور نہ تھا، یہ ڈھابہ باسل کے ایک پرانے دوست کا تھا، دوستی اتنی لمبی نہیں تھی پر جتنی تھی وہ بہت خوبصورت تھی، یہاں وہ اورنگزیب خٹک نامی آدمی اس کمال کے کباب اور مکھن والے نان بناتا تھا کہ اسکے سامنے بڑے بڑے ریسٹورنٹ پانی بھرتے، نان تو اتنے مزیدار کہ ان کو بندہ پکڑ کر بیٹھا خالی ہی چبا جاتا، ساتھ جو وہ دس لوازمات سے بنی چٹنی بناتا، اس سے تو بیف کباب میں چس والی لہر جاگ جاتی۔

"نہیں کیونکہ تمہارے ہاتھ کے بنے ان کبابوں کا نشہ کھینچ لایا۔ اس ایریا میں غلطی سے گھس آؤ تو تمہارے نان اور کباب اپنی خوشبو سے پکڑ کر گھسیٹ لاتے ہیں کہ آجاؤ بھائی کیلریز گین کر لو"

باسل ہمیشہ آدھا نان لیتا اور دو کباب، تھوڑا ڈائیٹ کانشیس تھا پھر بھی ہفتے میں ایک بار اس دیسی ڈنر کا رگڑا لگا لیتا۔

اورنگزیب قہقہہ مارے ہنسا، گیارہ بجنے کے باوجود اسکے ڈھابے پر گاہکوں کا تانہ بندھا تھا، یہ اسکے ہاتھ کے زائقے کا ثبوت تھا۔

"جتنا تمہارا خون بھابھی جی جلاتی ہیں بیٹا، اس سے بڑھتی کیلریز کا حساب پورا ہو جاتا ہے"

اورنگزیب نے کباب تلنے کو مزید ڈالنے کے بیچ بتایا، باسل نے اسکے قریب والی میز کرسیوں کو ہی چنا تھا تبھی وہ کام کرتے اورنگ سے بات بھی کر پا رہا تھا۔

"ہمم۔ ٹھیک کہا تم نے۔ تم بتاو بھابھی اور بچے کیسے ہیں۔ اور ماں جی؟"

باسل نے نوالا لیتے چٹنی میں اچھے سے ڈپ کرتے منہ میں ڈالنے سے پہلے پوچھا جس پر اورنگزیب نے سب کے فٹ ہونے کا تفصیلی بتایا۔

"مست ہیں سب۔ تم لگاو ناں کسی دن گھر چکر"

اورنگزیب نے محبت سے پیشکش کی جسے باسل نے محبت سے ہی قبول کیا لیکن کسی اور دن کے لیے۔

"ان شاء اللہ، تمہارے بیٹے کا رزلٹ آئے پھر لگاوں گا چکر۔ یہاں آجاو تھوڑی دیر۔ مجھے اس سپیشل چٹنی کی ریسپی تو بتاو۔ یار یہ بہت کمال کھٹی میٹھی اور مرچیلی ہے، مزہ آجاتا ہے کھا کر"

باسل کو اکیلے بیٹھ کر کھانے میں کچھ شرم آرہی تھی تبھی اورنگزیب نے کاونٹر اپنے شاگرد کے سپرد کیا اور خود کندھے پر رکھے اسکارف سے ماتھے پر آئی نمی صاف کرے باسل کے پاس ہی آکر بیٹھا، اس چٹنی میں جتنی چیزیں شامل تھیں، کوئی ان سکھا بھی بنادے تو مست ہی بنے۔

"اماں جان کی ریسپی ہے۔ وائرل کی تو چھتر پڑیں گے ان سے"

اورنگ نے اسی کی پلیٹ میں رکھے کباب کا اک ٹکرا، نان کا چھوٹا سا پورشن توڑ کر لیتے اسی کی چٹنی میں ڈپ کر کے منہ میں لے جانے سے پہلے ہنس کر دھمکی دی تو باسل بھی مسکرایا۔

"بزرگوں کے چھتر بھی بھلا کرتے ہیں میرے بھائی۔ یہ بتاؤ سب ٹھیک ہے۔ پیسوں کی ضرورت تو نہیں"

باسل نے اسکے چہرے کی طرف دیکھتے فکر مندی سے بات بدلی تو اورنگ زیب نے دوستانہ محبت کے سنگ باسل ماہیل کو جواباً دیکھا۔

"نہیں۔ اللہ کا شکر ہے۔ سکون بے شمار ہے۔ پیسہ تو آنی جانی چیز ہے"

اورنگزیب کی آنکھوں میں بے پناہ سکھ دیکھتے کبھی کبھی اسکی سادہ سی زندگی پر باسل کو بہت رشک آتا، نہ دشمن داری نہ بڑی جائیداد کو سنبھالنے کا رولا، زندگی کا روز اک مقصد کہ کمانا ہے تو کھانا ہے، ذات کو کوئی زنگ نہیں لگا تھا۔

"ہمم۔ ٹھیک کہا یار۔ سکون ہی سب سے بڑی چیز ہے"

باسل نے اسکے ہاتھ کو تھپتھاتے گہری خاموشی کا طلسم توڑا تو اورنگزیب نے باسل کے چہرے کی طرف دیکھا۔

"تمہارے لیے سکون کیا ہے باسل؟"

یہ سوال اورنگ نے اسے عجیب سی تکلیف میں مبتلا دیکھے کیا جس پر باسل جواباً اورنگ کا منہ حیرت سے تکنے لگا۔

"وہ میرے شر اور خیر دونوں زمانوں میں میری رہے گی۔ مجھے موت اس سے جدا نہیں کرے گی، جب میری کہانی ختم ہو گی، یا مجھے لے لیا جائے گا اس سے۔ اسے مجھ سے بے حد محبت ہو چکی ہو گی۔ یہ یقین سکون ہے میرا"

اسے اس سکون کا مفہوم سمجھانے کے لیے زیادہ سوچنا نہ پڑا، اورنگ نے پریشان ہوتے باسل کو دیکھا۔

"بعض اوقات ہمارے لیے کچھ محبتیں اللہ نے سات پردوں میں چھپا کر رکھی ہوتی ہیں۔ کبھی کبھی جو نظر آتا ہے وہ صرف دھوکہ ہوتا ہے۔ اسے تمہارے اندر کی سچائی اور جذبات کی صداقت اک دن اپنا اسیر ضرور کرے گی بھائی۔ اور خدا نہ کرے اس سے تمہیں واپس لیا جائے، اسکا تو نہیں، یہ تمہارا ناقابل برداشت درد ہو گا، اچھے سے جانتا ہوں۔ خوش رہا کرو جگر"

اورنگزیب نے اسے اپنی جانب سے بڑے پتے کی بات بتائی تھی پر باسل اسکے مسکراتے خوبصورت چہرے کو دیکھتے یہی سوچ رہا تھا کہ جو خوش رہنے کا کہنے سے خوشی ملتی ہے وہ کہاں سے لائی جاتی ہو گی، بہر حال اس نے سر اثبات میں ہلا دیا۔

باسل نے اس سے کچھ دیر تک اجازت لی اور ماہیل پیلس تک وہ پیدل ہی واک کیے پہنچا، گھر میں داخل ہوا تو پہلی ہی نظر لاونج میں کاوچ پر براجمان بابا پر گئی تو باسل وہیں چلا آیا۔

جبکہ بابا کے پاس تکیہ دیکھ کر سمجھ گیا کہ کیا ماجرا ہے۔

"خیریت ہے بابا، مما نے کمرے سے اب کیوں نکالا؟"

باسل نے پاس بیٹھتے ہی یہ تکیے کی کہانی دریافت کرنی چاہی جب ماہیل انجم نے اک ٹھنڈی آہ بھری، وہ کسی پیشنٹ کی میڈیکل ہیلتھ ہسٹری دیکھ رہے تھے، ٹی وی پر نیوز بھی چل رہی تھی پر آواز مدھم تھی۔

"ایک ہی ہے اسکا وہ ایکسٹرا لاڈلہ اور حان۔ بس دو باتیں کیا کہہ دیں، تمہاری اماں بگھڑ گئیں۔ اور پھینک دیا تکیہ کہ تشریف باہر ہی رکھوں۔ تم بتاو، یہ سواری کہاں سے آ رہی ہے۔ ڈنر پر کیوں نہیں تھے؟"

اپنی دکھ بھری داستان ستاتے ماہیل انجم نے بات کا اختتام باسل سے اسکے بارے دریافت کرنے پر کیا تو جناب نے انگڑائی سی لیتے ہڈیوں کو ایک ساتھ سٹریچ کیا، لگ بھگ تین کلومیٹر وہ پیدل چل کر آیا تھا۔

"آپکی وہ دو باتیں ہوں گی بھی تو کے ٹو اور اماونٹ ایورسٹ جتنی۔ خیر۔ میں کچھ خاص نہیں چہل قدمی کے لیے نکلا تو ڈنر باہر ہی کر لیا۔ تو پھر آپ آج یہاں ٹی وی لاونج میں سونے والے ہیں؟ میرا روم چاہیے تو کہہ سکتے ہیں بلا تکلف"

جناب نے اول بابا کو طنزیہ آڑے ہاتھوں لیا پھر اپنے سفر کی غیر واضح روداد سنانے کے بعد اختتام، دل جلانے سے کیا، جس پر ماہیل انجم کی شکل پر آتی شکائیت دیدنی تھی۔

"نہیں چاہیے تمہارا روم، آدھی رات سے پہلے تمہاری اماں آئے گی اور کہے گی ماہیل اٹھیں روم میں آجائیں۔ بس اتنا ہی غصہ ہوتا ہے اسکا۔"

ماہیل انجم کو اپنی محبت پر بلا کا یقین تھا، جبکہ باسل امپریس ہوا، اس بار ماہیل صاحب کی بھول تھی کہ ایمن پگھلنے والی ہیں، اس بار ماہیل نے حد کر اس کی تھی اور اب آدھی نہیں پوری رات بدری ماہیل انجم کو جھیلنی تھی۔

"خوش فہمی صحت کے لیے اچھی ہوتی ہے بابا۔ آپکی یہ خوش فہمیاں عمر دراز کریں۔ کل پوچھوں گا آپ سے کہ کیا گزری کیونکہ مما کا موڈ میں جب گیا تھا، بہت خطرناک والا خراب تھا۔ مجھے تو بہت نیند آرہی ہے۔ میں سوتا ہوں۔ آپ انتظار کریں محبوب کا دل موم ہونے کا۔ ہم تو چلے بھئی"

دل جلانے میں کوئی کسر نہ چھوڑے باسل تو اٹھ کھڑا ہوا جبکہ ماہیل انجم نے بسوری شکل سمیت اس بے فیض اولاد کو دیکھا۔

"زرا ترس نہیں آرہا باپ پر؟"

ماہیل انجم نے کھڑے پہاڑ کو دیکھتے معصومانہ شکوہ کیا تو باسل نے ستم ظریفی کی حد کرتے ناں میں سر ہلایا، ہاتھ اس نے ہڈی کی جیب میں دے رکھے تھے تبھی ماہیل انجم کی نظر اسکے چھلے ہاتھ پر نہ جا سکی تھی، ایک ہاتھ پیٹنے کے بیچ چھل گیا اور دوسرے پر اجر نے مہربانی کر رکھی تھی۔

"اگر آپ اور حان کے معاملے میں نرم ہونے کا فیصلہ لیں تو شاید میں اگلی بار ترس کھانے کے بارے سوچ بھی لوں۔ بہت ہرٹ تھا وہ۔ اسکی زندگی میں پہلے ہی بہت اندھیرا ہے۔ آپ اس اندھیرے میں اضافہ نہ کیا کریں بابا۔ وہ جو میرال بخش آئی ہے، دعا کریں اور حان اور مصطفی کی زندگی کی روشنی بنے۔ پلیز بابا حرا اور اور حان کے ساتھ اتنے فارمل اور اجنبی مت ہوا کریں۔ ورنہ ان دو کو آپکا سارا پیار دلانے کے لیے مجھے مجبوراً مرنا پڑ جائے گا"

یہ بات جو ماہیل انجم سوچ بھی نہ سکتے تھے، کس آسانی سے باسل کہہ کر چلا گیا کہ کتنی دیر تک ماہیل انجم آنکھ تک نہ جھپک سکے۔

"بکواس کروالو بس اس سے"

ماہیل انجم کا پورا چہرہ سرخ ہو گیا، آنکھیں تکلیف سے اٹ گئیں، جبکہ یہ بات باسل بہت مجبور ہو کر بولا تھا اور بہت سفاکانہ بول گیا، اسکا احساس اسے اپنے روم میں آتے ہی ہوا۔

پہلے تو اپنی ہڈی اتار کر پھینکی، فون بھی کاوچ کی طرف اچھالا۔ شوز اتار کر اک طرف رکھے۔

اپنے خوبصورت سے کمرے کی مین لائیٹ آف کیے وہ اک درمیانی روشنی جلاتا روم کا مین ڈور آگے کیے میٹرس کی طرف بڑھا اور گرنے کے انداز میں بیڈ پر بیٹھا تو وہ سیاہ آنکھیں پھر سے بیڈ کے سائیڈ ٹیبل پر رکھی اجر کی تصویر سے جا الجھیں۔

اسے اجر کو دیکھ کر بے حد سکون ملتا، پھر وہ سچ میں آنکھوں کے سامنے ہو یا تصویر کی صورت۔

اور یہ سکون صرف اسکی آنکھوں تک محدود نہ تھا، یہ آنکھوں کے راستے دل اور روح تک اتر جاتا تھا اور تبھی اسے اجر تو دیکھائی دیتی تھی، اسکی نفرت یا اسکے ظلم نہیں۔

وہ اسکی تصویر پر سے نظریں ہٹائے پیچھے کو سیدھا ہو تا لیٹا اور آنکھیں نا محسوس طور پر بند کر لیں، شاید اسے واقعی نیند آرہی تھی۔

..________________________..

مطلوبہ انجکشن اسے مل چکا تھا مگر وہ بلکل ڈاکٹر نہیں تھی کہ اسے پتا ہو یہ انجکشن کہاں لگے گا، بس جیسے بھی لگے مقصد باسل کو بے ہوش کرنا تھا بھلے تکلیف دہ انداز میں ہو اور اسکے زخم کا جائزہ لینا تھا، رات ڈنر اس نے نہیں کیا تھا مگر ماہا نے میڈ کو کہہ دیا تھا کہ جیسے ہی وہ جاگے، اسے کھانا دے مگر اجر کو نہ تو بھوک کا احساس تھا نہ پیاس، اپنے کمرے سے وہ کھلے سے وائیٹ پلازو اور اس پر گرے کرتی پہنے نکلی، بال بس بے ڈھنگے انداز میں میسی طرح بن

میں مقید تھے، چہرہ ہر میک آپ کے اثر سے یکسر عاری جبکہ پیروں میں پلین جوتی تھی، اور ہاتھ میں انجکشن جسے اس نے شرٹ کی آستین کے اندر کیے چھپا رکھا تھا جبکہ دوسرے ہاتھ میں اسکا فون تھا۔

اسکا رخ باغیچے کی جانب ہوا اور پھر ماہیل پیلس کی جانب، لگ بھگ ساڑھے گیارہ بج چکے تھے اور اس وقت اسے امید تھی سب سو چکے ہوں گے، مین ڈور پر لاک نہ ہونے کی وجہ سے وہ پیلس میں بآسانی داخل ہوئی مگر کچھ دور جاتے ہی اسے ٹی وی پر چلتی نیوز کی آواز سنائی دی تو اس نے اپنے باسل ماہیل کے چھت کے اوپر کی جانب روم کی طرف بڑھتے پیر روکے، گردن گما کر ٹی وی لاونج میں جھانکا جہاں ماہیل انکل بیٹھے تھے۔

دوبارہ سے وہ چل پڑی لیکن اس بار دبے پیر وہ سیڑھیوں کی جانب گئی اور انجکشن بھی شرٹ کی آستین کے اندر سے باہر نکال کر ہاتھ میں لیا کیونکہ اوپر جاتے ہی پہلا روم باسل کا تھا۔

"وہ منحوس جاگا ہوا نہ ہو بس۔ پہلی بار اسکے کمرے میں جا رہی ہوں کیا بکواس ہے یہ۔ بس میری پوری تسلی ہو جائے کہ یہ اور آتشم ایک نہیں پھر ہی چین سے سو سکوں گی"

انجکشن کو ہاتھ میں دبانے سے الٹا اجر کو درد ہوا کیونکہ اسکا ہاتھ پہلے ہی زخمی تھا، پیر میں بھی ہلکا سا درد تھا لیکن باقی درد اس ڈاکٹر کے لگائے انجکشن کی وجہ سے ٹھیک تھے۔

دروازے کا ہینڈل دباتے ہی اک ہلکی سی کلک کی آواز پر دروازہ کھلا تو اجر پر اعتماد سی اندر داخل ہوئی، کمرے میں مدھم سی روشنی تھی اور اس مدھم روشنی میں وہ اپنے جہازی بیڈ کے دائیں طرف آدھے انداز میں کروٹ پر لیٹا سو رہا تھا، اجر نے قدم بیڈ کی طرف بڑھائے اور تبھی جھک کر اپنا فون وہاں ٹیبل کی سطح پر رکھتے، اسکی نظر اپنی تصویر سے سجے فوٹو فریم پر جا ٹھہری، وہ پکچر اسکی اٹھائیسویں برتھ ڈے کی تھی، یہاں ہر سال اسکی نئی تصویر لگتی تھی۔

اجر نے بے اختیار اس فوٹو فریم کو اٹھایا پھر اک نظر کروٹ پر سوئے باسل کو گھوری۔

"ہمت کیسے ہوئی اسکی میری تصویر اپنے کمرے میں رکھنے کی"

وہ آگ بگولہ ہی تو ہو گئی پر پھر جبراً اسے واپس میز پر رکھا پر فریم کو نیچے الٹا دیا۔

پھر انجکشن کا کیپ اتارے اس میں بھرے انجکشن کو دیکھنے لگی، یہ انجکشن کہیں بھی جلد میں لگایا جا سکتا تھا تو اسے باسل کی گردن ہی سوٹ ایبل لگی کیونکہ اجر اس وقت بس اپنی پھنسی گردن آسان کرنا چاہتی تھی کیونکہ اگر وہ تھوڑی اور سرچ کر لیتی تو اسے پتا چل جاتا کہ گردن پر اگر زرا بھی کسی غلط جگہ وہ انجکشن لگتا تو باسل یہیں مر سکتا ہے۔ وہ جو بیہوشی کا انجکشن لائی تھی تاکہ باسل ماہیل کو لگا کر بیہوش کیے اسکے جالائن کے زخم کی اک مزید بار

جانچ کرے کہ آیا وہ واقعی پنچ کا زخم ہے یا نوکیلے پتھر کا۔ شاطر وہ آدمی جس نے اپنی گردن کے بجائے اندھیرے میں

بروقت ہل کر انجکشن کی جگہ تکیہ آگے کرے انجکشن اس پر لگوایا اور بند آنکھیں کیے پورے ہوش میں اجر سیال کا اپنے زخم سے کھیلنے کو انجوائے کرنے کا انتظار کیا۔ انجکشن بے ڈھنگے طریقے سے تیزی کے سنگ لگتے وہ خفیف سا کسمسا کر جب ہلا تھا اسی پیچ اجر کا ہاتھ ہل گیا لیکن گردن کے نیچے دھرا اور سخت ہو کر دھرا تکیہ اور باسل کی گردن اتنے پاس تھے کہ اس مدھم روشنی میں اجر کو محسوس ہی نہ ہوا کہ وہ انجکشن، تکیے میں گاڑ چکی ہے، کیونکہ وہ اس وقت شاید اپنے ہوش و حواس میں کم ہی تھی۔

وہ میسنا تو اجر کے اپنے کمرے میں آتے ہی اسکی موجودگی بھانپ گیا تھا۔

کچھ دیر اجر نے اسکے مکمل بیہوش ہونے کا انتظار کیا پھر وہ وہیں اسکے پہلو میں بیٹھی اور فون اٹھا کر اسکی ٹارچ آن کیے باسل کا کندھا تھامے اسے اپنے

سامنے سیدھا کیا، وہ ہنوز آنکھیں بند کیے لیٹا تھا پر اب وہ کروٹ کے بجائے سیدھا لیٹا تھا اور اجر اس پر تھوڑا جھکے ایک ہاتھ سے موبائیل فون کو پکڑے ٹارچ مارتی دوسرے ہاتھ سے اسکے جالائن پر بنے بینڈ تیج کو آہستگی سے اتار گئی، پھر ٹارچ مزید زخم کے اوپر قریب ترین کرتے اس نے زخم کی گہرائی اور پھیلاو دیکھا۔

"ایک پنچ سے اتنا ڈیپ کٹ کیسے لگ سکتا ہے۔ او خدا میں پاگل ہو جاوں گی۔ اف کیا کروں میں"

اجر نے اپنا سر پکڑ لیا کیونکہ وہ جو مطمئین ہونے آئی تھیٔ، اور شکی ہو گئی۔ جبکہ وہ اسکے زخم کے لیے ایسا بیہو کیوں کر رہی ہے اسکی تو باسل کو ہوش ہی نہ تھی، وہ اسکے اتنے پاس تھی، اس وقت باسل ماہیل کو بس یہی محسوس ہوا، سارا درد پی گیا پر اجر گہرے سانس بھر کر رہ گئی۔ اسکے پاس سے اٹھی تا کہ نیا بینڈ تیج ڈھونڈ کر اسکے زخم پر لگا دے، اسے ڈریسنگ ٹیبل کے ڈرا میں کچھ بینڈ تیج مل گئے تو وہ اسکے ساتھ رکھی زخم کی دوا بھی اٹھا لائی اور

اسکے زخم پر واپس وہ بینڈ تج چپکا دیا، اور تبھی مزید جانچ کے پیچ اجر کو اسکا ہاتھ زخمی ملا، ایک ہاتھ پر تو اس نے اپنے نیلز گارڈ ے تھے پر دوسرا کچھ زیادہ زخمی تھا۔

وہ اسکے ہاتھ کو پکڑ کر انگلیوں کے جوڑوں کے چھل سے جانے کو دیکھنے لگی پھر اس نے وہی آئنٹمنٹ باسل کے ہاتھ کے جوڑوں پر آہستگی سے لگادی، اس نے پہلی بار باسل کے کسی زخم پر مرہم رکھا، شاید اس لیے کہ وہ اتنی ظالم بھی نہیں تھی۔

وہ آئنٹمنٹ بنا کسی احساس کے لگا رہی تھی پر اسے کیا پتا تھا، محبت میں جلتا شوہر، عاشق بن جائے گا اب۔

اجر پریشان تھی، اسکی شکی طبعیت اسے بہت اریٹیٹ کر رہی تھی، آئنٹمنٹ لگا کر اسے سائیڈ ٹیبل رکھے اجر نے اک بار بھی اس بیچ باسل کے چہرے کو

نہیں دیکھا، دیکھ لیتی تو بھانپ لیتی وہ اپنی زندگی کے خوبصورت لمحے جی رہا ہے۔

"ایک طرف میں اسے مارنا چاہتی ہوں اور دوسری طرف مرہم لگا رہی ہوں؟ کیا ہو گیا ہے مجھے۔ بد دماغ اجر۔۔۔ ہوش کرو۔۔۔"

اسکا ہاتھ واپس آزاد کرے اجر نے خود کو ملامت کیا کہ وہ آخر ایسے انسان کے زخم کا درد کیوں کم کر رہی ہے جس سے اسے شدید نفرت ہے۔ جس نے اسکے بھائی کو دھکا دے کر گرایا اور مار دیا، اسکی آنکھوں کے سامنے۔ وہ لمحہ آج بھی اجر کی آنکھوں کے سامنے جلتا تھا لیکن وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ دھکا دینے والا عمار سیال تھا اور اپنے ہی کھودے گڑھے میں گرنے والا بھی وہی۔ پیر پھسلنے سے گرا تھا وہ، حالانکہ عمار نے اس دن باسل کو دھکا دینا چاہا تھا لیکن موت اسکی لکھی گئی تھی، یہ سچائی وہ نا جانے کب جان پاتی۔ شاید جب قدرت اس سے باسل ماہیل کو واپس لے لیتی تب۔

"میری جان سے کہیں درجے عزیز اجر۔ تم کس درد میں مبتلا ہو۔ مجھ سے کبھی کہو تو سہی۔ کیا پریشان کر رہا ہے تمہیں۔ کاش تم لڑتے لڑتے ہی کسی دن اپنی نفرت کی وجہ بتادو مجھے تا کہ یہ اذیت تو ختم ہو۔ تمہارے ان ہاتھوں نے جو آج مجھے مرہم لگایا میں انھیں مر کر بھی نہیں چھوڑ سکتا۔ انکا احساس سانس دیتا ہے مجھے"

وہ سامنے دیکھ رہی تھی، کسی کرب میں مبتلا جل رہی تھی اور وہ آنکھیں کھولے اسکے ہر درد کو اپنے سینے پر محسوس کر رہا تھا، وہ بہت اداس تھی۔

شائد وہ باسل کی موت چاہتی ہی نہ تھی تبھی ایک دن میں ہی اسکی ہستی نڈھال ہو گئی تھی لیکن وہ اپنی نفرت کا بھی کچھ نہیں کرنا چاہتی تھی، اچانک ہی اجر نے کسی عجیب احساس پر گردن پھیرے باسل کو دیکھا تو وہ فورا آنکھیں موند گیا لیکن اسکی ہلتی پلکیں ضرور اجر کی آنکھوں میں آگئیں، اک لمحہ لگا اسکا پورا وجود برف ہو گیا ہو۔

"ت۔۔تم جاگ رہے ہو۔؟"

وہ واپس اس پر جھکی اور ٹارچ اسکے منہ پر ماری، اور یہ نیچرل تھا جب جاگے انسان کے منہ پر اتنی تیز روشنی ماری جائے تو اسکی پلکیں حرکت کرتی ہیں اور یہاں بھی یہی ہوا، وہ ایک جاسوس قسم کی لڑکی تھی تو کیسے اس سب کو وہم مانتی۔

"تم جاگ رہے ہو منحوس آدمی۔ تم پر انجکشن کا بھی اثر نہیں ہوا؟"

اجر کو لگا وہ آج سچ میں پاگل ہو جائے گی، آج کا پورا دن ہی خراب تھا جبکہ باسل کی مزید ڈرامہ بازی فلاپ ہو چکی تھی تو اسے آنکھیں کھولنی پڑیں۔

"میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس کرمنل نے ہاتھ میں اک نوکیلی رنگ پہنی تھی، یہ کٹ پنچ کے ساتھ اسکی نوکیلی رنگ کا ہے۔ تمہیں اس زخم نے اتنا پریشان کیوں کر رکھا ہے کہ تمہیں مجھے انجکشن دینا پڑا۔ تم ٹھیک ہو؟ بتاؤ کیا مسئلہ ہے؟"

وہ ناصرف جاگا بلکہ اٹھ بیٹھے جس طرح اجر کو اپنی بازوؤں میں بھرا، وہ بدحواس ہو کر اپنے اطراف یوں گھیرا کرتی باسل کی بازوؤں کو دیکھے تھم سی گئی پھر ہونق سی اسکے بہت قریب آجاتے چہرے کو دیکھنے لگی جہاں بے حد اضطراب رقم تھا۔

"ت۔۔ تم بیہوش کیوں نہیں ہوئے؟ بولو۔۔۔"

وہ بدحواسی سے اسکی بازو جھٹک کر پست سا اسکی آنکھوں میں دیکھتی غرائی تو باسل نے اپنا معصوم سا تکیہ پیچھے سے اٹھاتے وہ گیلی جگہ دیکھائی جہاں اجر کا لگایا انجکشن جذب ہوا تھا، اجر کا دماغ مانو چکرانے لگا، کیا وہ بے نقاب ہو چکی ہے، یہ سوچ کر پورا جسم ٹھنڈا پڑنے لگا، مانو سانس آنا رک گئی ہو۔

"پہلی بات میں تمہاری خوشبو کئی میل دور سے بھی محسوس کر سکتا ہوں۔ دوسرا میں جاگ رہا تھا ابھی، تمہارے لیے پریشان تھا تو نیند روٹھی ہوئی تھی، دروازے کے کلک ہونے پر مجھے پتا چل گیا تم ہو۔ تیسری

بات، اگر تم میری گردن پر یہ انجکشن واقعی میں لگا دیتی تو ہمیشہ کے لیے بیہوش بھی ہو سکتا تھا یعنی میرا ٹکٹ کٹ جاتا اجر، یہ انجکشن بازو پر لگتا ہے میری جان پر تمہارا دھیان آج نجانے کہاں ہے دن کے حادثے کے بعد سے، تبھی تمہیں الو بنایا کہ نفرت سہی اگر میری موت پر تم زرا بھی پچھتائی تو میں واپس کیسے آوں گا تمہارے پاس، تم بہت گھبرائی ہوئی تھی تو تمہیں بھی نرم معصوم تکیے اور میری اچھی خاصی سخت گردن میں فرق محسوس نہیں ہوا۔ میرا سکون اتنا بے سکون کیوں ہے؟"

باسل نے اسکے چہرے کی اڑی ہوائیاں، پھیکا پڑتا رنگ اور حقارت دیکھتے پیار سے بہت کچھ کہا جو اس وقت اس لڑکی کے دل کو کئی ٹکروں میں بدل گیا، آج کا دن سچ میں بہت برا تھا، وہ پوری ہل گئی تھی، جسم و جان دکھنے سے لگے۔

"ایک نمبر کے کمینے ہو تم۔۔۔ باسل"

وہ خوف وغصے سے بھری چینخی تھی اور اس سے پہلے اٹھ کر دروازے کی طرف جاتی، وہ بھی بروقت اٹھا اور دروازے تک اسے پہنچنے نہ دیتے اسکی بازو پکڑ کر اپنی طرف گمایا جسکی بھوری آنکھوں میں نمی بھی تھی، غصہ بھی اور بہت ساری تکلیف بھی۔

"میں کمینہ ہوں؟ لیکن میں تمہارا کتنا خیال رکھتا ہوں۔ کمینگی یہ نہیں ہوتی کہ کوئی آپکو سکون بنا لے۔ تم میری محبت ہو، پھر؟"

باسل کا سوال کرتے آواز کا اتار چڑھاو بھیانک حد تک بگھڑا، جبکہ وہ اسے خونخوار بھوری آنکھوں میں طیش کی اضافی مقدار بھرے دیکھتے ہوئے اپنی دونوں بازووں کو چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی جنھیں باسل نے اچھی خاصی مضبوط ہاتھوں کی پکڑ میں لے رکھا تھا۔

"چھوڑو مجھے۔ میں نے کہا چھوڑو مجھے باسل۔ ورنہ چینخ چینخ کر تمہاری عزت کا جنازہ نکال دوں گی"

اپنے ناکام ہونے کا غصہ وہ آل ریڈی چینخ کر نکال رہی تھی، باسل اگر اسے جانے دیتا تو وہ کبھی پر سکون نہ ہوتی، وہ پہلے ہی ٹھیک نہ تھی، ایسے میں باسل کی وجہ سے ہی سہی اس ظالم کی آنکھوں میں ہار کے آنسو جمع ہو رہے تھے یہ دیکھنا باسل کے لیے بہت مشکل تھا، اسکے حلق میں درد ہونے لگا بس اجر کو یوں بے بسی سے پھنکارتا دیکھ کر۔

" تمہیں کیا ہو گیا ہے آج اجر۔ تم بلکل بدلی ہوئی ہو۔ کیوں تمہیں یقین نہیں کہ یہ زخم واقعی مجھے اس کرمنل سے بات چیت کے بیچ آیا، حالانکہ تم نے کلپ بھی دیکھا۔ میں بس پریشان ہوں۔ باخدا اسکے سوا کچھ بھی نہیں پوچھوں گا۔ کیا تم میری بات تحمل سے سن اور مان سکتی ہو۔ ؟"

اسکے بازوؤں کو چھوڑے وہ اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرے اجر کو بلکل ہی سن کر گیا، وہ اپنے گالوں کے گرد اسکی گرم ہتھیلیوں کا لمس محسوس کرتی لمحے کے ہزارویں حصے شانت ہوئی پر چہرہ اب بھی متغیر اور سانس غیر ہموار لیے

وہ اسے نفرت سے دیکھ رہی تھی، آخر وہ کیوں اس سے تحمل کے سنگ بات کرے۔

"مجھے لگا تم جھوٹ بول رہے ہو بس تبھی یہ سب کیا۔ ورنہ میری طرف سے بھاڑ میں جاو مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ میں بس تمہارا جھوٹ پکڑنے آئی تھی، تا کہ اپنی نفرت کے پوائنٹس میں ایک اور کا اضافہ کروں، مکار اور ظالم تو تم ہو، جھوٹے بھی کہلاتے۔ مجھے چھونے کی دوبارہ کوشش مت کرنا۔ پیچھے کرو اپنے غلیظ ہاتھ"

اپنے آپ کو کمپوز کرے ہار تسلیم کرنے کے باوجود اس نے بھڑکتے ہوئے اسکے اتنے خوبصورت، سکون دیتے ہاتھوں کی اتنی انسلٹ کرے انھیں جھٹک کر جواب دیا جبکہ جوابا باسل کی اداس مسکراہٹ جیسے اجر کے دل کو ٹھٹھرا کر رکھ گئی، وہ آخر کیوں ایسے بے عزت ہو کر بھی مسکرا دیتا ہے؟ اجر کا دماغ کیا، دل بھی پھٹنے لگا۔

"کیا وہ لسٹ مجھے دیکھا سکتی ہو پوری جہاں باقی پوائنٹس درج ہیں؟ ظالم، مکار تو تم نے بتا دیا"

اصولی سوال تھا جس پر اجر کے حواس لمحہ بھر شل ہوئے، نہ تو باسل نے اس پر کوئی ظلم کیا نہ مکاری دیکھائی تھی، یہ بے بنیاد الزام وہ مسکرا کر سہہ گیا۔

"ظالم اس لیے کہ تم ہماری ڈائورس کے لیے کچھ نہیں کرتے۔ مجھے نہ تم پسند ہو نہ کبھی آسکتے ہو یہ بات میں تمہیں ہزاروں بار بتا چکی ہوں۔ اور زبردستی کے اس رشتے سے مجھے نفرت ہے، تم سے بھی اسی لیے ہے۔ مکار اس لیے کہ تم میری جانب سے اتنی تذلیل کرنے کے باوجود مسکراتے ہو، مجھ سے محبت جتاتے ہو جو ناممکن ہے۔ اگر کوئی مجھے یوں میری طرح دھتکارے میں اس پر صبح شام لعنت بھیجوں۔ اس سینس میں مکار کہا تمہیں باسل ماہیل۔ اور اب اس زخم کو لے کر مجھے لگ رہا ہے تم جھوٹ بھی بول رہے ہو۔۔۔۔ مل گئی تفصیل تمہیں"

اسکے اپنے چہرے سے جڑے ہاتھ تو وہ جھٹک ہی گئی تھی پر آج پہلی بار اس نے باسل کو مطمئین کرنے کے لیے نفرت کی وجہ بھی بتادی لیکن وہ یقین نہیں کر سکا، وہ لڑکی صاف جھوٹ بول رہی تھی۔

"میں تمہیں ڈائورس نہیں دے سکتا، میری زندگی ختم ہو جائے گی اجر۔ تمہیں مجھ سے نجات صرف میری موت دے سکتی ہے، اور اگر تمہاری نفرت کسی دن میری برداشت سے باہر ہو گئی۔ میں خود کو تمہارے لیے ختم کر دوں گا، رہی بات مکاری کی۔ نہیں تم میرا پورا وجود لہولہان بھی کر دو تب بھی یہ دل آہ بھی نہیں بھرے گا۔ محبت ایسی ہی ہوتی ہے، اسے محبوب لوگوں پر لعنت بھیجنا پسند نہیں، وہ یوں روٹھ جاتی ہے۔ دل سے ہمیشہ کے لیے رخصت ہو جاتی ہے۔ یہ مکاری نہیں ہے اجر۔ رہی بات جھوٹ کی۔ سارے ثبوت دے چکا ہوں۔ تمہیں یقین دلانا میرے بس کی بات نہیں تو اگر جھوٹا لگ رہا ہوں تو جھوٹا ہی سہی۔ تمہاری لسٹ بڑھ جائے گی، اس سے بڑی خوشی کی بات اور کیا ہو سکتی ہے؟"

وہ کچھ فاصلے پر ہو گیا، اسکے لفظوں سے لہو ٹپک رہا تھا لیکن آفرین تھا وہ جسکے چہرے پر اب بھی مسکراہٹ تھی، اجر خاموش تھی، لیکن اسکے اندر باسل کا کہا حرف حرف طوفان برپا کر چکا تھا، یہ باسل ماہیل کو بھی دیکھائی دے رہا تھا۔

"مجھے بتاو میں کیا کروں؟ جینا چھوڑ دوں تمہاری خوشی کے لیے۔ بتاو۔ کچھ بھی کر سکتا ہوں تمہارے لیے۔ اپنا آپ تمہاری زندگی سے ہمیشہ کے لیے مائنس بھی۔ مجھے تمہارے سامنے اپنا آپ دیکھائی نہیں دیتا۔ بتاو کیا کروں، تم جو کہو گی وہی ہو گا"

باسل نے اسے یوں چپ محسوس کرتے واپس اسکی طرف قدم بڑھاتے فاصلے کو کاٹتے اسے دونوں بازووں سے ہولڈ کیا پر وہ ناگواری سے منہ پھیر گئی۔

"مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی۔"

وہ باسل کو پوری قوت سے دھکیل گئی پر اپنے ہی ہاتھوں میں ہوتے درد پر جب بری طرح کراہی، وہ جو کچھ فاصلے پر ہو گیا تھا، ڈھیٹ بن کر واپس اس تک پہنچا، درد سے اجر کی آنکھوں میں پانی آگیا۔

"آئی ایم سوری۔ تم پہلی بار میرے کمرے میں آئی ہو۔ اس لیے میں اپنی حد بھول رہا ہوں، بار بار تمہیں چھو رہا ہوں۔ مجھے معاف کر دو میں تمہیں درد دینا نہیں چاہتا تھا"

وہ اسکے ہاتھوں کی خراشوں کو دیکھتا بولا تو اک لمحہ اجر اپنے ہاتھوں کا درد بھولے باسل کے چہرے کو دیکھنے لگی جیسے اسکی بات کی گہرائی پرکھ رہی ہو۔

"کس درد کی بات کر رہے ہو۔ ان ہاتھوں کے دن والے درد کی یا ابھی جو ہوا؟"

وہ اسے الجھا گئی تو باسل نے نفی میں سر ہلاتے اسے دیکھا، جانے وہ کیا اگلوانا چاہتی تھی۔

"ابھی جو ہوا میری جان"

اسکے بالوں کو ہاتھ بڑھا کر سہلاتے محبت و درد میں جواب دیے بولا تو ویسے ہی اجر کو مزید لڑنے کے قابل نہ چھوڑا۔

"اسے کیسے بتاوں میں اسکی موت کا بندوبست کر چکی ہوں۔ کیا میں نے ٹھیک کیا۔ مجھے ترس آرہا ہے اس پر۔ اسے تو میری محبت ہی مار چکی ہے۔ زندہ لاش کہیں کا۔ اوہ میرے خدا یہ میری زندگی کے ساتھ اچانک کیا ہو گیا ہے۔ اسے مروا کر کیا میرا ضمیر مطمئین ہو سکے گا۔ مجھے اختیار ملتے ہی ایک کرمنل کا ساتھ دینا پڑے گا۔ بابا کی بیٹی کرپٹ آفیسر بن جائے گی۔ غدار۔۔۔۔ تمہاری وجہ سے میں نے اپنے ساتھ یہ کیا کر دیا باسل ماہیل۔"

وہ کچھ نہ بولی بس صبح کا بھولا شام کو گھر لوٹنا چاہتا تھا پر آتشم کو وہ باسل کی سپاری دے چکی تھی اور وہ درندہ کبھی بھی باسل کو مار سکتا تھا، اس وقت اجر کو اپنی پوری زندگی برباد ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔

اسکا دل چاہا کہیں سے آتشم ملے اور وہ اسے منع کر دے۔

"تمھارے پاس کوئی نیا کیس آیا ہے آج؟"

باسل جو شدید ذہنی دباو میں تھا، اجر کے اس غیر متوقع سوال پر حیران و پریشان ہوا۔

"ہاں۔ آیا تو ہے۔ تم نے کیوں پوچھا۔ تمہیں کیسے پتا؟"

باسل کی بیقراری و اضطراب دیدنی تھی۔

"تم اس کیس سے پیچھے ہٹ سکتے ہو؟"

اجر نے اپنی آواز کو ہر ممکنہ بکھرنے سے بچاتے عام سا لہجہ اختیار کیا۔

"نہیں۔ایک بار کیس میرے پاس آجائے تو حل ہو کر ہی ہاتھ سے نکلتا ہے۔ادھر دیکھو میری طرف اجر۔کیا میرے اس کیس کی وجہ سے تمہیں کسی نے پریشان کیا ہے؟ کوئی پرابلم ہوئی ہے"

باسل نے اسکی حالت کے پیش نظر اپنی تسلی کرنی چاہی پر اجر نے نفی کر دی۔

"نہیں ایسا کچھ نہیں ہے۔جو مرضی کرو"

وہ باسل کو پرے کرتی دروازے کی طرف بڑھی اور اسے کھول کر باہر نکلی تو باسل پیچھے ہی باہر تک آیا جہاں وہ سیڑھیوں کی طرف جاتی جاتی رک کر کرب سے سانس بھرتی پلٹی۔

"تم ایک ایماندار ریٹائرڈ پولیس آفیسر کی بیٹی ہو۔ہمیشہ یاد رکھنا"

اسکے کچھ کہنے سے پہلے ہی باسل نے اسے مزید احساس جرم میں مبتلا کر دیا کہ وہ بس سانس بھر کر رہ گئی،اسکی آنکھوں میں عجیب سی شکائیت تھی۔

"میں تم سے شدید نفرت کرتی ہوں۔ یہ بھی یاد رکھنا۔"

غصہ بولا تھا، غصے سے زیادہ اسکی بے بسی بولی تھی۔

"ڈسکس ہوئی وجوہات کے علاوہ بھی کوئی سبب ہے نفرت کا؟"

وہ دروازے سے باہر نکل کر مسکراتا ہوا اجر کی آنکھوں سے اسکے اندر تک جھانک رہا تھا، اجر نے اسکو جواب دینا ضروری نہ سمجھا۔

"رک جاو میرے پاس آج کی رات۔ لگے ہاتھوں اپنے مارننگ فلاورز ریتی جانا"

وہ اس بار جن محبت بھری بہکی نگاہوں سمیت مسکرایا، اجر اسکی آفر پر سلگ کر رہ گئی، وہ ایسے کیسے حق جما سکتا تھا بھلا۔

"تم کس قدر ترسے ہوئے آدمی ہو، کبھی میں تمہیں مل گئی تو خوشی سے ہی مر جاوگے"

وہ بھی جیسے طنز و ملامت پر اتر کر ہی برابری کر سکتی تھی۔

"خوشی سے مروں یاد کھ سے، تمہاری تو موجیں لگ جائیں گی"

یہ جملہ بھی وہ دانتوں کی نمائش کرے بولا اور جس طرح اجر کی جانب بڑھا وہ بوکھلا کر بیک سائیڈ ہوتی سیڑھیوں کی ریلنگ سے جا لگی، اسکے چہرے پر ہزاروں رنگ لہرائے جب باسل اس تک پہنچ بھی گیا اور اس پر کسی سیاہ بادل کی طرح بے تکلفی سے چھایا بھی، وہ یوں گھبرائی جیسے ابھی دم نکل جائے گا۔

"ایسے جان کو کیوں آرہے ہو؟"

اجر نے اسکے سینے پر انگلی رکھتے مزید آگے آنے سے روکا جبکہ وہ زرا مزید آگے ہوتا تو بیچ میں اٹکی انگلی کو درد پہنچتا تبھی رک گیا۔

"تم سے اک اجازت چاہیے"

وہی ازل سے عاجز و مسکین سا لہجہ، اجر نے ناگواری میں رتی برابر کمی نہ کیے اسے جوابا دیکھتے اشارے میں اجازت دی۔

"اک حق جمالوں؟"

وہ اسکی براون آنکھوں میں پھیلی خفگی تفصیلا محسوس کرے مزید بولا۔

"کیسا حق؟"

وہ بدلحاظ بنی بولی، باقاعدہ غصیل رد عمل دیا۔

"کچھ منوانے کا حق"

وہ پہلیوں سے اریٹیٹ کر رہا تھا اور وہ ہو بھی رہی تھی۔

"بول بھی دو اب، میرے کانوں سے دھواں نکلنے کا ویٹ ہے؟"

اکتا کر وہ بولی جیسے سخت عاجز آئی ہو۔

"یہی کہ اک بار کہو بہت محبت ہے مجھے تم سے"

باسل کی اک چھوٹی سی فرمائش تھی، بس یونہی دل مچل رہا تھا۔

"بہت محبت ہے مجھے تم سے"

اجر نے اپنا ہاتھ باسل کی گردن کے سامنے لپیٹے دباو دیتے، آنکھوں میں شعلے بھڑکانے کے سنگ فوری جواب دیا تو باسل دم گھٹنے کے باوجود یوں مسکرایا جیسے اسکی زبان پر کسی نے امرت رکھ دیا ہو۔

"یہی جملہ جب محبت سے کہو گی، پوری دنیا تمہارے قدموں میں لا کر رکھ دوں گا"

وہ اسکی آنکھوں کی نفرت دیکھتا زخمی سا مسکرایا، اجر نے اسکی گردن چھوڑ دی ورنہ ناخن یہاں بھی گاڑ بیٹھتی۔

"وہ پوری دنیا تم لے لو اور میری زندگی سے دفع ہو جاو۔"

حقارت سے باسل کو دھکیل کر پیچھے کرتی اس بار وہ سیڑھیاں اترتی چلی گئی، مڑ کر بھی نہ دیکھا جسکا دل کرچیوں میں بدل گیا تھا۔

واپس کمرے میں آکر باسل نے سٹنگ ایریا کی جانب رکھی گلاس میز کی سطح پر رکھا لائٹر اور سگریٹ اٹھایا، نکال کر اسے سلگائے وہ چلتا ہوا بالکونی میں آرکا، دھوئیں کا اندرونی غبار جان لینے لگا۔

"اٹس اوکے باسل۔ ابھی تم اسکی محبت ڈیزرو نہیں کرتے۔"

خود کے اندر بھرتے دھوئیں کو اس مصنوعی دھوئیں کے سنگ وہ اپنے اندر سے نکالنا بخوبی جانتا تھا اور کر بھی رہا تھا، اسکی آنکھوں میں رات ڈھل رہی تھی، اور شاید وہ بھی۔ آجکا دن اسکی زندگی میں فیصلہ کن رہا تھا۔

..________________________..

آخر کار اک طویل دن اور رات گزر گئے۔ وہ جب فجر کے وقت جاگی تو آنکھیں کھول کر پہلی نظر بیڈ کی طرف گئی تو وہاں مصطفی کو اکیلا سویا دیکھے میرال کی نیند آنکھوں سے فوراً اڑی، وہ جلدی سے اٹھ بیٹھی۔

"یہ کہاں چلے گئے۔ مصطفی گر جاتا تو؟"

میرال نے جلدی سے اٹھ کر مصطفی تک آتے اسکے سائیڈ دونوں نرم تکیے رکھتے تعجب کے سنگ مصطفی کے بابا کی لاپرواہی محسوس کی، اور پاس بیٹھے جھک کر مصطفی کے گولڈن شائن کرتے بالوں میں پیار سے ہاتھ پھیرے جھک کر اسکی پیشانی چومی، وہ تھا ہی اتنا پیارا کہ میرال کا دل چاہا اسے لاڈ کرے، دیکھتی رہے۔

پھر دور دور ہوتی اذانوں پر اس نے مصطفی کو سونے دیا اور خود اٹھ کر اپنی شال تک پہنچی ہی کہ ڈور پر دستک ہوئی۔

میرال نے شال اٹھا کر دوپٹے کی طرح آگے پیچھے پلو گراتے لی اور دروازے کے پاس جا کر دیکھا تو وہ لاک تھا، اور پھر پیچھے گردن گما کر برتن دیکھے وہ بھی نہیں تھے، لاک کا مطلب رات اور حان اٹھ کر باہر برتن رکھنے گیا اور ابھی بھی کمرے میں ہے، وہ واش روم میں تھا یہی سب سوچتے میرال نے جھجھکتے ہوئے ڈور اوپن کیا تو آگے ایمن کسی ملازم کے ساتھ کھڑی تھیں جسکے ہاتھ میں ایک سوٹ کیس تھا۔

"اسلام و علیکم"

میرال نے دروازہ کھولتے ادب سے سلام کرتے فاصلہ بنایا جس پر ایمن مسکرائیں اور اندر آتے میرال کی گال پیار سے سہلائی، ملازم اندر آیا اور جھکی نظروں سمیت ہی سامان رکھے واپس چلا گیا۔

"وعلیکم اسلام۔ ٹھیک ہو تم۔۔ اتنی جلدی ڈسٹرب کرنے کے لیے سوری بچے پر تمہارے گھر سے یہ سوٹ کیس آیا ہے تمہارا۔ مجھے لگا میری بیٹی ابھی

تک ان فینسی کپڑوں میں نہ بیٹھی ہو تو سوچا خود پہنچا آوں۔ ویسے اورحان کے کپڑے اچھے لگ رہے ہیں تم پر"

ایمن نے تو پہلی ہی نظر میں اورحان کے کپڑے پہچان لیے جبکہ میرال کا دل چاہا زمین پھٹے اور وہ اندر گھس جائے، اتنی شرم آرہی تھی کہ اسکے رخسار گلابی ہو گئے۔

"آپ بیٹھیں ناں آنٹی"

میرال نے اسی گلابی چہرے سمیت ہی ہمت کرتے بات کی پر ایمن کو پتا نہیں اس اجنبی سی بچی پر ٹوٹ کر پیار آیا، پچھلے دو سال سے ایمن کا دل نہ کرتا تھا اس کمرے میں آتیں، اتنی اداسی تھی پر آج وہ مکمل بسا ہوا اور آباد تھا، مصطفی بھی مزے سے سو رہا تھا۔

"نہیں میرا بچہ میں نماز پڑھوں گی پھر تلاوت اسکے بعد ناشتہ بنواوں گی۔ ناشتے پر ملاقات ہو گی۔ اور ہاں تمہارے گھر سے جو یہ بندہ یہ سامان

۔۔ دینے آیا تھا اس کو میں نے کہا کہ تمہارے گھر والے سب آج کا لنچ ہماری طرف کریں تبھی اس نے بتایا کہ تمہاری فیملی لنچ پر آج آنے والی ہے۔ بس مجھے بتا دینا کھانے میں سبکی کیا پسند ہے کک دیکھ لے گا۔ خوش رہو میرے اور حان کے ساتھ"

ایمن کا پیار و محبت سے پیش آنا پھر میرال کی فیملی کو انوائیٹ کرنا سب ہی انکی نرم و خوبصورت ذات کا عکاس تھا، میرال نے مسکرا کر سر ہلایا تو ایمن اسکی گال تھپکاتے نہ صرف روم سے گئیں بلکہ دروازہ بھی بند کر گئیں، میرال نا چاہتے ہوئے بھی انکے اتنے پیارے سلوک پر آبدیدہ ہو گئی، شاید اس نے اور حان کی مما کو اور حان سے بھی اچھا امید نہیں کیا تھا۔

جب تک اور حان نکلا، میرال نے اپنا سوٹ کیس چینجگ روم میں پہنچایا اور اسے کھول کر امی کے پریس کر کے بھیجے جوڑوں میں سے ایک خوبصورت سا درمیانے موسم والا جوڑا نکال کر پہنا، سوٹ کیس میں اسکا بیگ اور بکس بھی تھیں، جبکہ فون بھی تھا اور اسکا چارجر بھی۔

امی نے اسکی ضرورت کی بقیہ ساری چیزیں بھی بھیج دی تھیں۔

میرال نے گہرے نیلے کلر کا ڈیزائنر سوٹ پہنا، ساتھ بہت خوبصورت کھلا ٹراوزر تھا جبکہ دوپٹے میں نیلے سفید اور کالے رنگ کی بھرمار تھی اور بہت خوبصورت پرنٹ تھا۔

اس نے اور حان کے کپڑے تہہ کر کے ایک طرف رکھی لانڈری باسکٹ میں رکھ دیے جہاں میلے کپڑے رکھے جاتے تھے۔

دوپٹہ سر پر اچھے سے لیے، پلو سمیٹے وہ اپنا بیگ بھی ایک طرف سنبھال کر رکھ آئی اور فون ساتھ لیے باہر نکلی تو واش روم سے نہانے اور وضو کرنے کے بعد باہر نکلتے اور حان کی نظر اس نیلے امبر پر جا رکی، ٹاول سے بال خشک کرتا وہ اس یکسر الگ لگتی میرال کو دیکھتا رہ گیا جو بس ایک خوبصورت سوٹ پہن کر بھی آپسرا لگ رہی تھی، نہ کوئی میک آپ نہ مہنگی خوشبو، نہ کوئی جلوے

بکھیرے نہ راعنائیاں دیکھائیں، بلکہ سر پر دوپٹہ اوڑھے ہوئے وہ آسمان کی طرح شفاف اور پاکیزہ لگ رہی تھی۔

وہ بھی اس وقت ہاف وائیٹ قیمص شلوار میں بے حد جاذب اور آنکھوں کو مرغوب لگتا دیکھائی دے رہا تھا۔

"امی نے میرے کپڑے بھیج دیے ہیں۔ میری بکس بھی۔۔۔فو۔فون بھی۔میں نے آپکے کپڑے اتار کر لانڈری باسکٹ میں رکھ دیے ہیں۔ دھل جائیں پھر آپ یوز کر لیجئے گا۔ آ۔۔ آپ ایسے ہی اٹھ گئے تھے، وہ ناں مم۔۔ میں اٹھی تو مصطفی بلکل بیڈ کے کنارے پر آیا تھا۔ زرا بھی کروٹ بدلتا تو گر جاتا۔ آپ تکیے رکھ دیا کریں اسکے دونوں طرف"

نروسینیس کے سنگ وہ اپنے ہاتھوں کو مسلتی ان ٹھہری آنکھوں سے گھبرا کر خود ہی اورحان کی طرف بڑھی اور باخدا اورحان نے اسکی ایک بھی بات نہ سنی، یہاں تک کہ اسکا ٹاول والا ہاتھ بھی ہنوز تھما ہوا تھا۔

"آپ خود دھیان رکھ لیجئے گا اب سے۔ آپ پڑھتی بھی ہیں میرال؟"

ٹاول، ہاتھ میں لیے ہی ہاتھ نیچے کرے اورحان نے حیرت سے میرال کو دیکھتے پوچھا۔

"جی فورتھ ییئر میں ہوں، جون میں فائنلز ہیں۔"

میرال نے ہچکچاتے ہوئے بتایا تو اورحان گہرا سانس بھر گیا، میرال کو دیکھ کر اسے لگا نہیں تھا وہ ابھی تک سٹوڈنٹ ہے۔

"مجھے لگا پڑھائی سے فری ہو گئی ہیں۔ بوتیک کیسے کھول لی پڑھائی کے بیچ؟ مطلب میں سچ میں شاکڈ ہوں"

اورحان اسکے ہر معاملے کو اتنا ڈیپلی آبزرو کر رہا تھا یہ میرال کے لیے خوشی کی بات تھی۔

"وہ تو میرا شوق تھا، میٹرک کرتے ہی بابا نے اجازت دے دی۔ جگہ تک لے کر دی تب میں نے ٹاپ کیا تھا میٹرک میں تو بابا نے گفٹ کی تھی مجھے شاپ اور وہ جگہ، مالک ہوں اس جگہ کی۔ پچھلے تین سالوں سے وہ چل رہی ہے۔ ایکچولی اس میں امی کی ایک دوست بھی ہلپ کرتی ہیں۔ خود امی بھی تو اگر یہ کہوں کہ وہ آدھی میری اور آدھی ان دو کی ہے تو غلط نہیں ہو گا۔ میری سٹڈی کبھی بھی اس وجہ سے متاثر نہیں ہوئی۔"

وہ مسکرا کر اور جیسے خوشی سے بتا رہی تھی، اور حان تو امپریس ہوتا جا رہا تھا۔

"گریٹ۔ میں سچ میں متاثر ہوا ہوں۔ ایج کیا ہے آپکی؟"

اور حان نے ٹاول ہینگ کرتے بالوں میں سرسری سا ہاتھ پھیرا لیکن میرال کو پوری توجہ دی۔

"چھبیس سال۔ دراصل دو سال میں نے پڑھائی چھوڑی بھی تھی۔ مجھے گلے کا بہت سوئیر انفیکشن ہو گیا تھا جو بگھڑتے بگھڑتے بہت خطرناک ہو گیا تو ان دو سال پھر میں نے پڑھائی سے گیپ لیا تھا ورنہ ابھی تک پڑھائی پوری ہو جاتی"

میرال نے فوری بتایا تو اورحان کو صدمہ پہنچا، اس چھوٹی سی لڑکی سے وہ زیادتی کر بیٹھا ہے یہ بھی دل کو دکھا، وہ آٹھ سال چھوٹی تھی اورحان سے۔

"ہمم۔ جو ہوتا ہے اس میں بہتری ہوتی ہے۔ تو مطلب آج بھی یونی جانا ہو گا آپکو؟"

اورحان نے مزید پریشانی سے پوچھا تو وہ نفی میں سر ہلا گئی اور آنکھیں بھی جھکا گئی۔

"ایک ویک کی لیولی تھی۔"

میرال کی آواز یہ بتاتے بھاری ہوئی۔

"تو ایک ویک مصطفی کو اپنا بنانے والی ہیں پھر آپ؟"

اس شخص سے میرال کی جھکی آنکھیں وہ بھی تکلیف سے، برداشت نہ ہوئیں، میرال نے فوراً سے اورحان کے چہرے کو دیکھا، وہ اسے زیادہ دیر دیکھ ہی کہاں پاتی تھی۔

"مطلب مما بنوں اسکی؟"

وہ معصومیت سے بولی تو اورحان کے ہونٹوں پر ناچاہتے ہوئے تبسم جاگا۔

"جی میرال"

فوری اسکی ہاں میں ہاں ملائی تو میرال نے بھی جواباً پر امید ہو کر دیکھا۔

"پوری کوشش کروں گی۔ آپکی مما بہت پیاری اور سوئیٹ ہیں"

میرال کو اہم لگا کہ وہ اس ہستی کا بھی ذکر کرے جس نے اسکی آج کی صبح پیاری کی۔

"یہ تو ہے۔ میں مسجد جا رہا ہوں۔ اسکے بعد جیم جاوں گا، وہیں پر چینج کر لوں گا۔ آٹھ نو تک واپس آوں گا تب تک آپ مصطفی کے ساتھ سو لیجیئے گا۔ پھر ساتھ ناشتے کے لیے باہر چلیں گے، تب تک یہ بھی جاگ جائے گا"

اور حان کی بات میر ال نے توجہ سے سنی اور ساتھ سر بھی ہلایا، اور حان نے ٹوپی اٹھا کر پہنی اور دروازے کی طرف بڑھا تو میر ال پیچھے ہی چلی آئی۔

اور تبھی اور حان کو کچھ اور یاد آیا جس پر اسکے پیچھے پلٹنے سے میر ال جو سر جھکائے ناک کی سیدھ میں اسکے پیچھے چلی آ رہی تھی، ٹکرا گئی اور اس سے پہلے پیچھے کو ہو کر گرتی، اور حان نے اسے بر وقت دونوں بازووں سے پکڑ کر سنبھالا، میر ال کا سر سے دوپٹہ اترا جبکہ وہ بازووں سے پکڑ کر سنبھالی گئی تھی تب بھی مٹھیوں میں اور حان کے سینے سے قمیص بھینچ کر بچارے کی استری قمیص کو اچھا بھلا خراب کر گئی۔

"آپ ٹھیک ہیں میر ال۔ میر اسایہ بننے کا اچھا جھٹکا ملا۔ ابھی گر جاتیں آپ"

اور حان نے اسے اسکے سہارے کھڑا کرواتے ساتھ خفیف سا پیار سے ڈانٹا بھی، میرال نے جلدی سے اور حان کی قیمص چھوڑی اور سنبھل کر کھڑی ہوتے ہی اپنا اترا دوپٹہ سر پر جمایا۔

"معاف کر دیں۔ وہ میں نے سوچا دروازے تک آپکو چھور دوں۔ یہ تو ساری استری خراب کر دی میں نے۔ رکیں"

میرال نے گھبراہٹ کے مارے آگے بڑھ کر اپنے دونوں ہاتھ اور حان کے سینے پر پھیرے تا کہ جو سلوٹیں آگئی ہیں وہ انھیں ٹھیک کر سکے، اور حان نے خوشگوار سی حیرت سے میرال کے پریشان چہرے کو دیکھا پھر اسکے مرمریں سپید ہاتھوں کو جو پوری لگن سے وہ سلوٹیں ٹھیک کرنے میں لگے اور کامیاب بھی ہوئے۔

"میں کسی صدارتی میٹنگ میں نہیں جا رہا جو خراب استری دیکھ کر مجھے باہر نکال دیا جائے گا۔ پرسکون ہو جائیں۔ اٹس اوکے"

وہ اسکو پریشان دیکھ نہ سکا تبھی دوستانہ انداز میں میڈم کو ٹوکا، تھوڑی شرمندہ سی ہوئی پر مسکرادی اور ہاتھ بھی ہٹا لیے۔

"آپ کچھ کہنے کے لیے پلٹے تھے کیا؟"

اس عجیب سی سچویشن سے نکلنے کو ہی میرال نے سوال کرنا مناسب سمجھا جبکہ اورحان واقعی اس ٹکراو کے بعد بھول ہی جاتا کہ کیا کہنے والا تھا، میرال کے یاد دلانے پر سر ہلائے کن پٹی کو خفیف سا سہلانے لگا۔

"آپکے بابا کی کال آئی تھی۔انہوں نے دو لوگ بھیجے تھے عثمان کی مرمت کو صبح پر پتا چلا رات پہلے ہی کوئی اسے سیک گیا۔ ہوسپٹل میں ہے رات سے اپنی منحوس ثانیہ کے ساتھ۔میں وہاں بھی جا کر دیکھوں گا کہ آخر کون ہے جس نے عثمان سے میرا اور آپکا تھوڑا سا رات ہی بدلا لے لیا"

یہ سب بتاتے اورحان کو تو دلی تسکین ملی لیکن تھوڑا جھجھک بھی رہا تھا کہ میرال کو تکلیف نہ پہنچا دے پر وہ جوابا اورحان سے دگنی خوش ہوئی، کلیجے میں مانو ٹھنڈک پڑی۔

"بہت اچھا ہوا اس کے ساتھ۔ اس سے بھی برا ہو بد دعا ہے میری۔ آپ مت جائیں۔ دفع کریں۔ وہ آپکی دوستی کے لائق نہیں ہے۔ اس نے ہم دونوں کے ساتھ جو کیا ہے بہتان لگایا، دیکھیے گا اسی دنیا میں اسکا بدلا پائے گا"

وہ اورحان کے اس آدمی سے ملنے کے حق میں ہرگز نہ تھی، کم از کم یہ ایک رات اورحان کے ساتھ رہ کر وہ اورحان کو اتنا تو جان گئی تھی کہ وہ عثمان جیسے دوغلے انسانوں سے بہت الگ ہے۔ قیمتی ہے۔

"وہ تو پائے گا۔ میں وہاں دوست بن کر نہیں جاوں گا آپکو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں نہ ہی عثمان ملک کو ہماری زندگی میں کبھی بھی گھسنے کی اجازت

دینے والا ہوں۔ میں بس اس انسان کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں جس نے یہ کر کے میرا دل ٹھنڈا کیا۔"

اس لڑکی کی پریشانی دیکھتے اور حان کو بہتر لگا کہ وہ اسے تفصیل دے اور وہ سمجھ بھی گئی، پریشانی سے بھی قدرے باہر نکل آئی۔

" آپکا دل ہی نہیں میرا بھی ٹھنڈا ہوا ہے۔ اپنا خیال رکھیے گا اس بیچ۔ اس انسان کی اصلیت جاننے کے بعد شدید نفرت ہو گئی ہے مجھے اس سے اور اس جیسے ہر انسان سے، اور ڈر بھی لگ رہا ہے۔ ایسے لوگ کسی صورت خیر نہیں بن سکتے"

وہ بھی توکل کے حادثے میں بری طرح متاثر تھی اور پہلی بار کسی نے اور حان کو یوں اپنا خیال رکھنے کی تاکید کی، یہ جملہ تو کبھی اسے مہر نے بھی نہیں کہا تھا، اور حان کو سن کر بہت راحت ملی۔

"جانتا ہوں میرال۔ اسے اسکے کیے کی بھرپور سزا ملے گی۔ آپکے ایک ایک آنسو کا بدلہ دے گا وہ۔ فجر پڑھ کر مصطفی کے ساتھ کچھ دیر سو جایئے گا۔ آئی نو کاوچ پر اچھے سے سو پانا تھوڑا مشکل ہوتا ہے۔ سی یو"

بھرپور طمانیت دیے وہ میرال کی مسکراہٹ وصول کرے اپنے سحر میں پھر سے اس بھولی سی لڑکی کو گرفتار کرے اپنی خوشبو کے اثر کمرے میں بکھیرتا باہر نکل گیا، میرال نے مسکرا کر ڈور بند کیا اور پلٹ کر ساتھ لگے کھڑی ہوئی اور نظر مصطفی پر جاتے ہی مزید پیار سے بھر گئی۔

"اگر میری عثمان ملک سے شادی ہو جاتی تو میں ان دو سے کبھی نہ مل پاتی، یہاں جو سکون ہے وہ مجھے مرضی کے انسان کے ساتھ شادی ہونے کا سوچ کر بھی نہیں ملا تھا۔ یہ سکون جو یہاں ہے۔ اس کمرے میں ہے۔ یہ جو ابھی باہر گیا اس شخص کے منہ سے نکلتے ہر لفظ میں ہے، اسکے عزت و احترام دینے میں ہے، اسکی فکر میں ہے۔ عثمان ملک کو منحوس کہوں یا اس سب تک مجھے پہنچانے کا ذریعہ۔ مجھے لگا تھا وہ ڈریم ہسبنڈ والی مخلوق ہے پر وہ تو کچرا

نکلا۔ اصل مردانگی اور اصل وجاہت تو اورحان ماہیل کے پاس ہے۔ آپکے ہر فیصلے میں بہتری مخفی ہے میرے اللہ۔ میں نے عثمان ملک کا معاملہ بھی آپ پر چھوڑا تھا کہ اگر یہ میرے لیے بہتر ہے تو مجھے تبھی عطا کریں۔ کل جو کچھ ہوا وہ بہت تکلیف دہ تھا لیکن اس لمحے میں شکر گزار ہوں۔ اس کمرے کی مکیں بننے کے لیے۔ اور یہ بچہ، مجھے زرا بھی بوجھ نہیں لگ رہا۔ آپ جانتے ہیں مجھے بچوں سے ویسے ہی کتنا پیار ہے۔ بس میرے دل میں مصطفی کے لیے اور مصطفی کے دل میں میرے لیے بہت سا پیار اور محبت ڈال دیں۔ اپنی ماں سے یہ پیدا ہوتے ہی بچھڑا تھا، اسے یہ احساس کبھی چھو بھی نہ سکے۔ آمین"

وہ کب میکانکی طور پر دروازے سے الگ ہوئی اور جا کر سوئے مصطفی کے سرہانے جا بیٹھی، اسے خبر نہ ہوئی، ہاتھ مصطفی کے سلکی بالوں میں پھیرتے بس اس وقت وہ دعاوں اور محبت سے بھری ہوئی تھی، بے غرضانہ جذبات سے بھری، معصوم اور بھولی سی میرال بخش۔

..________________..

یہ ایک پرائیویٹ ہیلی پیڈ ایریا تھا، بڑا عالی شان ریزاٹ تھا جسکے پرائیوٹ سر سبز میدان میں اس وقت اترتے ہیلی کاپٹر سے ایک جانی مانی ہستی اتری تھی، اسکے ساتھ دو گارڈز تھے، آرمی میں جانے مانے کمانڈر کے رتبے پر فائز یہ زبیر خانزادہ نامی آدمی ایک کرپٹ آفیسر تھا، سمگلنگ اور منی لانڈرنگ کے ساتھ ساتھ اس پر یہ بھی الزام تھا کہ اس نے کچھ خفیہ ادارے کی انفارمیشن بیچی ہے، فجر کے بعد ابھی مکمل طور پر سویرا نہیں ہوا تھا جب یہ ملاقات طے پائی گئی۔

آتشم اسکے کہنے پر اس فوجداری کیس میں اسکی طرف سے ایکٹیو ہو چکا تھا، سر سے پیر تک سیاہ میں ڈوبا وہ لمبا ترنگا آدمی جسکا پورا منہ، بال گردن ایک خاص ماسک میں قید تھے، بس نیلی آنکھیں اس ماسک سے جھانک رہی تھی۔

زبیر خانزداہ کے ساتھ اسکے دو دم چھلے گارڈز تھے جنکے ہاتھوں میں ماڈرن زمانے کی بندوقیں تھیں۔

"کام کا کیا ہوا؟ باسل ماہیل اس کیس سے پیچھے ہٹے گا یا نہیں؟"

کمانڈر نے سیدھا سبھاوان نیلی خونخوار آنکھوں میں جھانکتے پوچھا جس پر جواباً آتشم نے کچھ خاص ردعمل نہ دیا۔

"ایک مزیدار ٹویسٹ آیا ہے کہانی میں لچے کمانڈر، اسکی بیوی کو دھمکایا مگر وہ اسکی نفرت سے بھری پڑی تھی۔ کہہ رہی ہے راستے سے ہٹا دوں باسل ماہیل کو"

آتشم تو خود ابھی تک کل سے اسی صدمے میں تھا جواب زبیر خانزادہ کو بھی پسو کی طرح ڈنگ گیا، آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں اور جبڑا جیسے لٹک گیا ہو، لچے پر کمانڈر کو الگ تکلیف ہوئی جسے بچارا چاروناچار پی گیا کیونکہ آتشم کے بات کرنے کا انداز ایسا ہی تھا۔

"کیا۔۔اور بدلے میں وہ کیا دے گی؟"

زبیر خانزادہ نے گھبراتے پوچھا۔

"کہہ رہی ہے پاور ملتے ہی تم جیسے کرپٹ لوگوں کا ساتھ دے گی۔ اس کے باپ کا کئی سالوں تک جس قدر قانون کے محکمے پر راج رہا ہے، اگر اسکے بعد اسکی وہ بیٹی ایماندار آفیسر بن کر آگئی تو تم سب لوگوں کے تو سارے غلیظ دھندے ہی چوپٹ کر دے گی تو میں نے اپنا دماغ لڑایا اور باسل ماہیل کی موت کے بدلے اس کی تاعمر کی ایمانداری خرید آیا۔ اب تو دیکھ لے اگر وہ تیرے فیوچر میں کام کی ہے تو ٹھیک ورنہ باسل کو مارنے کا تو تیرا ابھی من ہے خانزادے"

آتشم کی باتیں تحمل پاس رہنے ہی کب دیتی تھیں، اس کا ایک اپنا خوف و دبدبہ تھا جو اس وقت زبیر خانزداہ پر عفریت بن کر حاوی دیکھائی دے رہا تھا۔

"سودا برا نہیں ہے۔ باسل ماہیل اپنے افسروں کے بس کی چیز نہیں آتشم۔ یہ پورا محکمہ جانتا ہے۔ اگر یہ کیس کسی پریشر کی وجہ سے باسل ماہیل کو مل گیا ہے تو اسکا اینڈ میری کٹی گردن پر ہو گا"

زبیر خانزادہ کی اس وقت ہوا ٹائیٹ تھی جس پر آتشم نے نیلی آنکھوں تک میں محظوظ ہونے کے رنگ بھرے، اسے ان لوگوں کی چھٹی پڑی دیکھ کر بہت سرور جو ملتا تھا۔

"دیکھ مجھے پکا مت، سیدھے سے بتا کیا کرنا ہے۔ باسل راہ سے ہٹ گیا تو تیرا کام آسان ہو جائے گا۔ تیرے narcotics چیف بننے تک کچھ وقت لگے گا تب تک وہ آ جائے گی میدان میں پھر ملا لینا اسے ساتھ۔ جلدی فائنل کر اب۔ ٹائم نہیں میرے پاس"

آتشم نے اسکی گھبراہٹ وخوف میں جلد بازی سے مزید اضافہ کیا جبکہ یہ زبیر خانزداہ بھی جانتا تھا کہ باسل کو مار دیا تو محکمے کے کچھ ذمہ دار لوگ اسکی موت کی پوری انکوائری کریں گے پھر اسکی جو پوری ٹیم ہے وہ کہاں باسل کے قاتل ڈھونڈ لینے تک سکون سے بیٹھے گی، لیکن اس کے برعکس باسل اس وقت اسکے حلق کا کانٹا بھی تھا۔

اوپر سے اسکی اپنی بیوی نے آتشم کو باسل کی سپاری دے دی تھی، اور یہی موقع تھا کہ زبیر خانزادہ ایک تیر سے دو شکار کرتا۔

"ٹھیک ہے۔ اڑا دے اس باسل ماہیل کو پر کام سولڈ ہونا چاہیے۔ وہی تیرا غائب ہو جانے والا خفیہ مشکوک اسٹائل، میں تو فین ہوں تیرے کام کا"

کچھ وقت سوچنے کے بعد زبیر خانزداہ نے فیصلہ کیا جبکہ آتشم کی خوشامد کی جو اسے سخت زہر لگی۔

"کسی لچے سے اپنی تعریف سننا بلکل پسند نہیں مجھے کمانڈر۔ تین دن کے اندر تیرا کام ہو جائے گا۔ بیس کڑور میرے لوگوں تک پہنچ جانا چاہیے کل تک۔

God Blast You"

ادائے بے نیازی سے کہے وہ آخری دعا مزے سے کہتا وہاں سے پلٹ گیا، ہاتھ بلند کرے گڈ بائے کا اشارہ بھی کیا۔

"اوئے گاڈ بلیس ہوتا ہے خبیث"

زبیر خانزادہ تلووں لگی سر پر بجھی آگ سمیت پیچھے سے ہانکا جبکہ آتشم کی جوتی کو بھی کوئی پرواہ نہ ہوئی کہ پیچھے سے کون بھونکا ہے۔

"سر وہ جان بوجھ کر آپکو گاڈ بلاسٹ یو کہہ کر گیا ہے۔"

ایک ساتھی گارڈ نے گستاخی کرتے زبیر خانزدہ کے علم میں اضافہ کرنا چاہا تو زبیر نے کھینچ کر اس بچارے کی گال سیک دی، نیکی کا تو کوئی زمانہ ہی نہ تھا۔

"بہت اکڑ ہے اس میں۔ ایسی اکڑ تو ایماندار وں اور وفاداروں پر سجتی ہے پر اس غنڈے اور کرائے کے قاتل کو کس بات کا غرور ہے سمجھ سے باہر ہے۔ کوئی نہیں اس کے علاوہ کوئی سولڈ ہے بھی تو نہیں پورے اسلامہ آباد میں، برداشت کرنا پڑے گا"

آتشم کو کس بات کا غرور ہے یہ جاننے کے لیے بھی اس جیسا ہونا ضروری ہے، وہ آگ تھا، اسے آگ کے کھیل پسند تھے، اسے دہشت پھیلانے کا جنون تھا، اسے اپنے راز عیاں کرنے کی عادت نہ تھی۔

کیا باسل ماہیل کا وقت واقعی ختم ہونے والا تھا، یہ تو وقت ہی بتانے والا تھا۔

..________________________..

"اب تو بات کر لو ایمن۔ ساری رات میں تو بچارا خوش فہمی میں ہی مارا گیا۔ یہی خیال آتا رہا کہ ابھی محترمہ آئیں گی اور ہاتھ پکڑ کر کمرے میں لے جائیں گی۔"

جیم سے آکر اک تازہ فریش فروٹ جوس کا گلاس پینے کے بعد رات کا دکھ تازہ ہوا تو ماہیل انجم، گلاس تھامے ہی کچن ہال کی طرف چلے آئے جہاں ایمن، کک سے ناشتہ بنوانے کے ساتھ خود بھی ہلپ میں لگی تھیں، بلکل بھی

نرمی نہ دیکھاتے ماہیل کے ہاتھ سے گلاس لے کر سنک میں رکھا اور انکی بازو پکڑے کچن ہال سے باہر لائیں۔

"کل آپ نے جتنا مجھے اور اور حان کو اریٹیٹ کیا ہے، دل چاہ رہا میکے چلی جاوں وہ بھی مہینے کے لیے"

ایمن کو ابھی بھی کل کا شدید غصہ تھا البتہ میکے والی بات پر ماہیل انجم کے چہرے پر کمینگی سی آئی۔

"میری جان آپ چھوٹی سی ناسمجھ پٹھانی تھیں جسے میں مکمل خرید لایا تھا، نہ تو آپ واپس جا سکتی ہیں نہ آپکے خانہ بدوش خاندان والے کسی ایمن کو جانتے ہیں"

یہ بات ہمیشہ ماہیل، ایمن کو چڑانے کے لیے کرتے، حالانکہ ایسی بات نہیں تھی، ایمن کے پیرنٹس بھلے حیات نہ تھے پر انکی ایک بہت ہی پیاری خالا

حیات تھیں جو مظفر آباد میں بہت ہی خوبصورت جگہ آباد تھیں، اکثر چھٹیوں میں وہ سب انکے پاس جاتے تھے۔

"میں اپنی ہاجرہ خالا کی بات کر رہی ہوں ماہیل، خاندان والے بھلے نہ جانتے ہو لیکن ہم دو ایک دوسرے کا سب کچھ ضرور ہیں۔ وہ ہماری محسن بھی ہیں اور رحمان بھائی کی بھی"

ایمن نے دانت پیسے تو ماہیل نے چھیڑ خانی کا سلسلہ شرافت سے ترک کیا، جبکہ ایمن کو خالا کے علاوہ ایک اور امانت نے بھی بے چین کیا جو شاید اک راز تھا۔

"ہمم۔۔ یہ تو ہے پر دیکھو تمہارا سب کچھ یہ بندہ ناچیز ہے اس پر فوکس کرو۔ کیوں دور جانے کی بات کرکے دل جلاتی ہو۔ اور حان کی اکڑ بھی دیکھا کرو۔ نہ ساتھ بیٹھتا ہے نہ آج تک کوئی ہنسی مزاق کیا اور بچپن سے اسکی یہی اکڑ مجھے تنگ کرتی آئی ہے، اپنی پسند کا پروفیشن، یہاں تک کہ جب کہا پسند

کی شادی کرو تب بھی اسکا ریٹیٹنگ جواب کہ جو ہم دو چاہیں، مطلب کیسی بورنگ اولاد ہے۔نہ تو مجھ سے بات کرنا پسند ہے۔یہی عادت حرا کی ہے، ورنہ بیٹیاں تو باپ کو آئیڈیل بناتی ہیں۔میری وائبز صرف باسل سے ملتی ہیں۔کتنا پیارا ہے وہ۔سبکو سبکی محبت دینا اور وقت بانٹنا کوئی اس سے سیکھے۔مجھے بتاو جو کچھ کل ہوا، وہ ٹھیک تھا۔اس خبیث آدمی کی جرت کیسے ہوئی اور حان پر ایسا گھٹیا الزام لگانے کی۔اور ان بخش والوں کو دیکھو۔کیسے فوری اپنی عزت بچانے کو اپنی بیٹی، اور حان پر تھوپ دی۔غصہ تو مجھے اس اللہ کی گائے پر ہے کہ سب کچھ وہاں کھڑے ہو کر دیکھتا رہا، ایمن مجھے شدید غصہ ہے اور تم جانتی ہو مجھ سے پریٹنڈ نہیں کیا جاتا"

ایمن کی برہمی کے ڈر سے ماہیل انجم نے اپنی کیفیات سمجھائیں تو پر ایمن کو وہ کچھ خاص مطمئین نہ کر سکے۔

"بہرحال جو بھی ہے، اپنی یہ زچ کرنے والی نیچر بدلنے کی کوشش کریں ماہیل۔رہی بات اسکے اور میرال کے معاملے کی تو یہی قسمت میں تھا۔میں

ملی ہوں میرال سے، اتنی پیاری بچی ہے۔ آجکل کی لڑکیاں کہاں نماز روزے کی پابند ہیں اور بڑوں کا احترام کرتیں؟ اپنی لاڈلی اجر اور حرا کو دیکھ لیں۔ لیکن وہ فجر کے وقت جاگی بھی ہوئی تھی اور اتنے پیار سے سلام بھی کیا۔ سر پر دوپٹہ اوڑھا تھا۔ میرا تو جی نہال ہو گیا اسکو آج اور حان اور مصطفی کے روم میں دیکھ کر۔ اور میں نے اسکی ساری فیملی کو لنچ پر بلایا ہے۔ تو میرے یہ بندھے ہاتھ دیکھ لیں، چپ رہیے گا زیادہ"

ساری باتیں ایک طرف، یہ میرال کے خاندان کو گھر بلانے پر ماہیل انجم کو اچھا خاصا عتاب چڑھا، اوپر سے بیوی نے ہاتھ بھی جوڑ لیے تھے۔

"ہاں ایسا کرو مجھے الفی سے غرارے کروادو تاکہ پکا میرا منہ سیل ہو جائے"

برہمی سے گھورتے وہ ایمن کو دیکھنے لگے جو ساری خفگی اک طرف کرے ہنس دیں۔

"کل جیسے آپ کر رہے تھے ہر بات پر لقمہ۔ باخدا دل یہی چاہ رہا تھا۔ جا کر نہائیں پسینے کی سیمل آ رہی ہے۔ ایک تو اس عمر میں یہ جیم کا خناس سمجھ نہیں آتا۔ کسی دن ہڈی کریک ہو گئی تو میرے کام بڑھ جائیں گے، آگے ہی بہت بزی خاتون ہوں۔ آپکے تیمارداری نہیں کروں گی"

ایمن نے پکڑ کر اس فٹنس کی چلتی پھرتی دکان کو بیڈروم کی طرف پکڑ کر روانہ کیا پر وہ کچھ دور جا کر رکے اور پیچھے کو پلٹے۔

"اسی پسینے کی خوشبو سے کبھی تمہیں عشق ہوا تھا۔ بھول گئی وہ وقت؟"

نہایت دکھیارے انداز میں ماہیل انجم نے اس ظالم حسینہ کو یاد دلایا جبکہ ایمن نے آگے سے لاحول پڑھتے کانوں کو چھوا۔

"جہاں تک مجھے یاد ہے وہ آپکا پسینے میں گھلا اچھی کوالٹی کا کلون تھا جسے میں آپکی خوشبو سمجھتی رہی اور اسی چکر میں آپکے ہتھے لگ کر تین بچوں کی ماں بن گئی۔ دھوکہ کیا تھا آپ نے مجھ معصوم کے ساتھ"

ایمن نے بھی کوئی ادھار نہ رکھتے راج ہنس سی گردن اکڑا کر کک کے لا کر کچھ میٹھا ٹیسٹ کروانے پر اس سے پلیٹ لے کر اسے واپس بھیجے شوہر نامر دار کے بھرم چکنا چور کیے جبکہ اس سے پہلے ماہیل انجم، ایمن کے اس قدر تنگ کرنے پر انکی طرف بڑھتے، وہ کچن میں واپس گھس گئیں جبکہ بیچارے ماہیل انجم پلٹ کر بمشکل باسل سے ٹکراتے بچے جو سلم فٹ بلیک ٹراوزاور ویسی ہی فٹ جم سوٹ شرٹ کے ساتھ جاگز پہنے کہیں دوڑنے یا ایکسر سائز کرنے کے موڈ میں تھا۔

"آرام سے بابا۔ کیوں ٹکراتے پھر رہے ہیں۔ مجھ ہٹے کٹے کو تو کچھ نہ ہو گا۔ آپکی کوئی ہڈی ایفیکٹ ہو جائے گی۔ رکیں۔ یہ چہرے پر اتنے اداس تاثرات کیوں ہیں"

باسل نے اول تو فر فر کرتے اچھا خاصا دماغ چاٹا جبکہ آخری جملہ بابا کے چہرے کے پیلے پیلے رنگ کو دیکھ کر کہا۔

"کالی زبان ہے تمہاری۔ آکر؟"

ماہیل نے باسل کا منہ جبڑے سے دبوچا کیونکہ رات اسی اولاد نے پیشن گوئی کی تھی تمام شب کمرہ بدر ہونے کی، باسل نے ہنس کر منہ کھولتے جب اپنی زبان کا نظارہ کروایا تو وہ واقعی باقی ساری گلابی تھی پر ایک کنارہ تھوڑا اڈارک تھا۔

"بات سن۔ جب تو پیدا ہوا تھا تب تو تیری زبان کالی نہ تھی؟"

ماہیل نے تشویش سے اسکا جبڑا دبوچے ہی پوچھا۔

"بابا۔ وقت کے ساتھ گناہ ہی اتنے کر لیے کہ زبان کیا۔ دل بھی کالا پڑ گیا۔ وہ بھی دیکھاوں سینہ چیڑ کر؟"

اور آگے سے یہ اولاد بس دل کے دورے دینے والے کام ہی کرتی تھی۔

"بکواس مت کرو، رات کو بھی میٹر پھیر گئے تھے تم میرا۔ جاویار تمہاری کالی زبان پتا نہیں کیا کیا گل کھلائے گی۔ اور بات سنو تمہارے مرنے کے باوجود بھی میری تمہارے لیے محبت صرف تمہارے لیے وقف رہے گی اس لیے زیادہ ہیرو مت بنا باپ کے آگے۔"

رات وہ خود بھی افسوس میں تھا کہ بابا کو کچھ زیادہ ہی سخت الفاظ کہہ آیا ہے تبھی اس وقت ماہیل انجم کے شرم دلانے پر اس نے اپنی غلطی تسلیم کی، ندامت چہرے پر لے آیا۔

"میں دوبارہ بولنے سے پہلے سوچوں گا بابا۔ آپ ایزی ہو جائیں۔ میں زرا حرا اور بارس کو یوگا کلاس دے لوں پھر ناشتے پر جوائن کرتا ہوں آپکو"

باسل کی یہ بات ہی تو اس باپ کو اپنی پہلی اولاد کا دیوانہ بنائے رکھتی کہ وہ کچھ زیادہ ہی اچھا تھا، اسے اپنے ہر عمل کی بخوبی خبر رہتی، اس وقت بھی وہ اجلت میں تھا تو بابا کو تفصیل دے کر گیا، وہ ویک میں تین بار چھوٹے دونوں

پیسوں کو یوگا سیکھاتا تھا کیونکہ باسل کی سمارٹنس اور فٹنس کا راز یوگا ہی تھا، کیونکہ جیم کرنے کا تو اکثر اسے ٹائم ہی نہ ملتا تھا جبکہ حرا اور بارس کو بھی اسکی طرح فٹ رہنے کا کچھ کریز تھا۔

وہ باہر آیا تو لان میں پہلے سے اپنے اپنے یوگا میٹ پھیلا کر حرا اور بارس کھڑے تھے، دونوں نے ایک طرح ہی جم سوٹ پہن رکھے تھے، حرا نے تو اپنے بالوں کی لمبی ٹیل پونی بنا کر ہیر بینڈ بھی چپکا رکھا تھا تاکہ بال منہ پر نہ آئیں، اوپر سے اسلامہ آباد کا جاتی فروری میں دوبارہ سے ٹھنڈا ہوتا موسم صبحیں پھر حسین کر گیا، یہاں تک کہ دوپہریں بھی۔

"تم دونے پچھلی کلاس کے پوائنٹس نوٹ کیے تھے؟"

باسل کو عقب سے سوال کرتا دیکھے وہ دونوں ایفیشنٹ بنے پلٹے جہاں انکا ہنڈسم سا یوگا ٹیچر آچکا تھا، یوگا کہ ساتھ باسل زمبہ ایکسپرٹ بھی تھا۔

"جی بھائی۔ وہ باڈی کہ ایکسٹر اڈارک انرجی ریلیز رسٹپ مجھے یاد ہیں"

حرا نے جلدی سے ہاتھ بلند کرے اپنے نمبر بڑھائے جبکہ باسل نے مسکرا کر لاڈلی کی گال سہلائی اور بارس کی طرف متوجہ ہوا جس نے تابعدار مسکراہٹ دی۔

"مجھے بھی بریتھ ایکسر سائز کے سارے سٹیپ یاد ہیں باسل بھائی۔"

بارس نے بھی مسکرا کر جواب دیا تو اسکا بھی باسل نے شاباشی کے سنگ کندھا تھپکا۔

"گڈ۔ تو اب تم دونوں اچھے لرنرز بن چکے ہو تو تم دو آج یوگا کی مین کیز کے بارے سیکھو گے۔ یہ تھوڑا یاد رکھنے والا سٹیپ ہو گا۔ یوگا کی پہلی کی ہے friendliness,kindness & loving..

دوسری کی ہے compassion, تیسری کی کو ہم خوشی کہیں گے اور آخری، disregard یا equanimity... یہ سب کیز تم دونوں نے یاد رکھنی ہیں۔ اگر تم دونوں دیکھو تو ہمیں یوگا سے یہ سب اچیو ہو سکتا ہے"

باسل نے بلکل پروفیشنل انداز میں اپنے دونوں طالب علموں کو آجکا لیکچر دینا شروع کیا جبکہ وہ دو پوری توجہ سے باسل کو سن رہے تھے۔

جبکہ وہیں اجر رات نجانے کب سوئی کہ ابھی آٹھ بجے تک اسکی آنکھ کھلی وہ بھی اپنے سٹڈی روم کے ہلتے پردوں کے پار سے اندر آتی صبح کی نرم روشنی کی کرنوں سے، آج بھی وہ کتابوں کے جھرمٹ میں سو رہی تھی۔

آنکھ کھلتے ہی اسکا سیل فون رنگ کیا تو اجر نے نیند میں ہی ہاتھ میٹرس پر مارتے اپنا فون اٹھایا تو سکرین پر ہاشم لکھا دیکھے اس نے اپنی مندی مندی آنکھیں کھولیں۔

"سو رہی تھی تم؟"

فون لگتے ہی کسی مردانہ شوخ آواز پر اجر نے نیند میں ہی اونہوں کرتے جواب دیا۔

"اب اٹھ جاؤ اجر۔ زیادہ دن نہیں بچے۔ مجھے کچھ ٹاپک ڈسکس کرنے ہیں تم سے۔ میں گھر آجاؤں تمہارے۔ بابا نے کچھ اہم ریسرچ ورک بھی دیا ہے۔ پیپر میں بیس فیصد سوال اسی سے آنے والے ہیں یہ بھی خبر ملی ہے۔ تو بتاؤ تم آسکتی ہو یونی یا میں تمہارے گھر آجاؤں؟"

ہاشم کی آواز سنے وہ نیند اک طرف کرے اٹھ کر بیٹھی پر عجیب دل وروح تک بیزاری اتری تھی کہ ہلنے تک پر دل راضی نہ ہوا۔

"تم آجاؤ۔ ناشتہ یہیں کرلینا۔ سی یو"

اجر نے اکتائے ہوئے کہہ کر کال کاٹی اور اس سے پہلے فون واپس رکھتی، اسکی نظریں اردگرد جیسے کچھ تلاش کرنے لگیں، وہ پھول جو پچھلے دس بارہ سالوں سے ہر صبح اجر کے آس پاس بکھرے ہوتے آج غائب تھے، آنکھوں کے آگے اندھیرا کسے کہتے ہیں یہ اجر کو آج پتا چلا، انہی پھٹی آنکھوں سے اس نے کمرے کا ہر سو سے جائزہ لیا، وہ اٹھی، ہر طرف

دیکھا، پردے سائیڈ کیے، ٹیبل چیئر، کہیں پھول تو کیا پھول کی اک پتی تک نہ تھی۔

"اس نے پھول نہیں رکھے۔۔۔ نہیں شاید بیڈ روم میں رکھ گیا ہو"

اجر دیوانہ وار اپنے پڑھائی والے کمرے سے نکلی اور بیڈ روم کی طرف دوڑی، اسے دوڑتا ہوا اماہا نے بھی دیکھا اور حیران و پریشان بھی ہوئیں کہ یہ اولاد جاگتے ہی دوڑنے کیوں لگی۔

اجر کو پورا یقین تھا کہ اسکے کمرے میں پھول ہوں گے پر جب اس نے دروازہ کھول کر لائیٹ آن کی، اسکے کمرے میں بھی کوئی ایک بھی پھول نہ تھا، جس شخص نے کئی سالوں سے بلاناغہ پھولوں سے اسکی صبح مہکائی، آج وہ سب ختم کر چکا تھا، اجر تو ایسا ہی چاہتی تھی پر نا جانے کیوں دل کی شریانیں تک تنگ و تاریک ہوتی محسوس ہوئیں۔

اسکا دل بجھ کر رہ گیا۔

جس جوش سے وہ کمرے میں گئی، واپس آتے اسکے پیر اتنے ہی بھاری تھے۔

"تم نے رات بھی کچھ نہیں کھایا جان۔ آجاو ناشتہ کرلو اگر اٹھ گئی ہو۔ طبعیت ٹھیک ہے تمہاری؟"

رحمان ابھی ڈائنگ پر آئے نہیں تھے کیونکہ سب بارس کے آنے کے بعد ناشتہ کرنے والے تھے مگر ماہا نے اجر کو دیکھتے پیار سے طبعیت و موڈ دونوں کے بارے پوچھا پر وہ اداس سی کچن میں آئی اور ماہا کو کوئی جواب نہ دیے اک ایپل اٹھا کر واپس چلی گئی۔

"پڑھ پڑھ کر بدروح بن گئی ہے۔ میرے خدا صبر دے مجھے۔"

ماہا کوئی جواب نہ پائے الٹا اپنا دل تھام گئیں جبکہ اجر کا دل ساری دنیا سے اچاٹ تھا، وہی اک سیب دانتوں سے چوہی کی طرح کترتی وہ واپس اپنے پڑھائی والے کمرے میں آئی پھر پردے چاک کرتی باہر نکلی تو نظر باسل پر جا رکی جو وہیں باغیچے میں بارس اور حرا کو یوگا کلاس دے رہا تھا۔

اجر نے سیپ کا اک بڑا سا ٹکڑا دانتوں سے کاٹ کر منہ میں ڈالتے چبایا لیکن اس بیچ اسکی بھوری آنکھوں سے دھواں نکل رہا تھا، وہ اپنے غصے اور تکلیف کو جس طرح اپنے اندر دبائے کھڑی تھی یہ بس وہ جانتی تھی یا اسکا اللہ۔

"سستا یوگا استاد۔ منحوس آدمی۔ پھول کیوں نہیں رکھے اس نے؟ کیا باز آ گیا؟ پر اب کیوں آیا۔ جب اتنے سالوں میرے بھونکنے کا اثر نہیں لیا تو اب کیوں باسل۔ یہ میرے ساتھ کیا کرنا چاہتا ہے؟ بلکہ نہیں میں خود کے ساتھ کیا کرنا چاہ رہی ہوں۔ کیوں ساری دنیا کو آگ لگانے کا دل کر رہا ہے میرا؟"

وہ سیپ بچارے کو کھا کم نوچ زیادہ رہی تھی، جبکہ یوگا کلاس بھی ختم ہو چکی تھی اور باسل نے حرا کی فرمائش پر وہیں لان سے اک گلاب کا پھول توڑ کر اسکے بالوں میں سجایا تو جوابا وہ خوشی سے پوز بنائے باسل سے چپکی سیلفیاں لے رہی تھی اور بارس نے بھی اس بیچ اس شوخی کی اک پکچر لی۔

بارس اور حرا کے اپنے اپنے گھر کی طرف جانے کی دیر تھی کہ وہ جو خود بھی واپس ماہیل پیلس جانے کا سوچ رہا تھا، مڑتے مڑتے نظر اس لڑکی پر جا ٹھہرنے کے سبب واپس پلٹ کر رک گیا۔

وہ سیب کو پھر سے کاٹ کر بڑا سا ٹکرا کھائے دیکھ خونخوار نظروں سے باسل کو رہی تھی تو وہ خود ہی ٹراوزر کی جیبوں میں ہاتھ گھسائے خراماں خراماں چلتا ان سیڑھیوں کے پاس آرکا جسکے اوپر وی کنارے پر وہ سر پھاڑ حلیے میں کھڑی آنکھوں سے ہی پورے باسل کو نگل رہی تھی۔

باسل کو یاد نہیں پڑتا تھا کبھی یہ لڑکی سجی سنوری ہو، نہ تو اس میں اچھے کپڑے پہننے کا شوق تھا نہ اپنے اتنے خوبصورت فگر و شکل کو نمایاں کرنے یا گروم کرنے کا، اوپر سے وہ جیسے ہونٹ چباتی تھی یہ تو باسل کا الگ ہی پارہ ہائی کرتا، اتنے خوبصورت اسکے بڑے بڑے گلابی ہونٹ، اکثر کٹس کے ساتھ دیکھائی دیتے، دل یہی کرتا ایک کھینچ کر لگائی جائے پر وہ لڑکی تو باسل کے لیے جان سے قیمتی تھی، تبھی سب سہہ جاتا تھا۔

"تم نے پھول کیوں نہیں رکھے آج"

ایپل کھانے سے رکتی وہ اسے ہاتھ میں کسی پتھر کی طرح دبوچے باسل سے مخاطب ہوئی۔

"تم نے ہی کہا تھا باز آجاوں۔ پھولوں کی بے حرمتی نہ کرواوں تمہارے ہاتھ سے۔ میں تابعدار تمہارا"

باسل نے محبت سے جواب دیا جبکہ وہ لڑکی کھڑے کھڑے جل کر خاک ہو گئی۔

"میں تمہیں بارہ تیرہ سال سے منع کر رہی ہوں۔ پھر اچانک یہ تابعداری کس سے مانگ کر لائے ہو؟"

اجر کا غصہ اسکے اندر دبا ہوا تھا، بے حد تکلیف تھی اس وقت باسل ماہیل کی پسندیدہ ان بھوری آنکھوں میں۔

"نہیں کل تم نے اک الگ جملہ کہا۔ پھولوں کی بے حرمتی۔ تم بھی تو میرا پھول ہو۔ اور میں اس پھول کی مر پر بھی بے حرمتی نہیں کر سکتا تو میں نے سوچا، پھولوں کی بھی تو بھی اک آبرو ہے میری جان۔ تمہارے سر بارہ تیرہ سال کتنے گناہ چڑھا دیے کہ تمہیں ہر صبح ان پھولوں کو پھینکنا پڑتا تھا۔ بس اب سے ختم کر دی میں نے یہ رسم، اگر تم اجازت دو میں ان پھولوں والی اداوں کے بدلے تمہارے یہ درد کرتے ہاتھ ہاتھ، غصے سے پھٹتی آنکھیں اور یہ شکنوں سے بھرا ماتھا چوم سکتا ہوں"

باسل کے لہجے سے اب بھی صرف محبت ٹپک رہی تھی، اجر نے وہ آدھا کھایا سیب زور سے باسل کی طرف مارا جو اس نے اس سنکی آدمی کے سر کا نشانہ بنایا تھا پر باسل نے ایک ہاتھ جیب سے بروقت نکالے ایسا کیچ کیا کہ منظر بھی اش اش کر اٹھے۔

"اپنی بکواس بند کرو"

اجر حلق کے بل چلائی پر جب باسل کو اسی کا کترا سیب کھاتے دیکھا تو سارا غصہ اور چڑ، جھاگ بن گئے۔

"میرا ناشتہ آج اتنا رومنٹک ہو گا۔ سوچا نہیں تھا، تمہارا کھایا ہوا ہاف ایپل۔ پر سیریلی اجر۔ یہ تم نے اتنے پیارے سرخ قندھاری سیب کو کس بربریت سے نوچا ہے۔ اوہ ہاں تم انسان کا حال نہیں چھوڑتی میری تلوار، یہ تو پھر بچارا اک پھل ہے۔ مجھے سمجھنا چاہیے"

باسل نے اک بائیٹ لیتے اس اڑھے ترچھے انداز سے کترے سیب کو ہوا میں بلند کرے افسوس کیا اور اسکے ہونٹوں پر اختتام تک جو شکوہ آیا، اجر سیڑھیاں اترتی ٹھیک اسکے سامنے آرکی۔

"میں تمہارا اس سے بھی برا حال کروں گی۔ اب جب پھولوں والی رسم ختم ہونے کے ساتھ تمہاری دیوانگی و جنون بھی سمٹ گیا تو طلاق دے دو مجھے"

اجر نے سیب سے دگنی بربریت تو اس تقاضے سے باسل پر ڈھائی۔

"کس نے کہا میری دیوانگی و جنون ختم ہو گیا۔ میں زندہ ہوں میرے سکون۔ میرے ہوتے یہ کم تک نہیں ہو سکتے۔ ختم ہونا تو دور کی بات ہے"

وہ اسکا ہاتھ پکڑے وہ سیب واپس اجر کو تھمائے گھبرا کر بولا جیسے اسکی غلط فہمی مٹانے کو مر رہا ہو۔

"اگر میں یہ کہوں کہ مجھے شادی کرنی ہے۔ کسی اور سے۔ تو؟"

اجر نے وہ سیب اٹھا کر پیچھے کو پھینکا جو باسل کی انسلٹ تھی اوپر سے اسکا جان نکالتا تقاضا باسل کے رونگٹے کھڑے کر گیا۔

"ہے۔۔ اپنے منہ سے دوبارہ یہ جملہ مت نکالنا"

باسل نے اسکی ایک بازو پکڑی جبکہ دوسرا ہاتھ اسکے ہونٹوں پر رکھے سخت تکلیف میں مبتلا ہوتے تنبیہہ کی پر اجر کسی رحم کے موڈ میں نہ تھی، اسکا ہاتھ جھٹک کر ہونٹوں سے دور کیا۔

"میرے منہ کو بند کر دو گے پر میرے دل کو کیسے کرو گے۔ میری لائف میں ایک لڑکا ہے۔ جو مجھے پسند بھی ہے۔ میں اس سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔ اس لیے ہمارے بیچ کا کمزور تعلق ختم ہونا ضروری ہے۔ اول تو میں اس اپنے بچپن کے نکاح کو نہیں مانتی۔ لیکن کیا کروں رسم ورواج کا احترام مجھ پر فرض ہے۔ اس لیے مجھے ڈائورس دو تاکہ میں بھی جی سکوں۔ محبت پا لینے کا نام تو نہیں، یہ بھی تمہاری محبت ہو گی کہ تم مجھے اپنی قید سے رہا کرو۔ میری خوشی میں خوش رہو۔۔۔۔"

وہ بنا اس بات کا احساس کرے کہ باسل کی سانسیں گھوٹ رہی ہے، بولتی جا رہی تھی، باسل نے اپنے ہاتھوں کو مٹھیوں کی صورت کس لیا، وہ سیاہ آنکھیں اندر کا درد بیان کرنے سے قاصر ہو گئیں۔

"وہ آدمی تمہیں جلے ہوئے کئی ٹکروں میں بھی اچھا لگے گا میرے سکون؟"

وہ یوں بولا جیسے اسکی آواز میں طوفان ہلکور رہا ہو، وہ جو ظالم بنی تھی، اسکے اندر سنسنی اترنے لگی، اس نے باسل کے سوال کو کچھ دیر لگائے سمجھا۔

"کیا بکواس ہے یہ؟"

اجر نے طیش میں آتے کہا جس پر وہ کچھ نہ بولا، بس مسکرا دیا، جبکہ اجر کی ٹانگیں اس وقت کپکپا کر رہ گئی تھیں، اسی لمحے سیال حویلی کے مین ڈور سے ایک لیپ ٹاپ بیگ کے ہمراہ داخل ہوتے اس لڑکے کو دیکھے دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

ہاشم خانزادہ، زبیر خانزادہ کا بیٹا، بظاہر اجر کا یونی فیلو، سی ایس ایس کا امتحان اسکے ساتھ دینے والا اسکا دوست مگر حقیقت میں وہ کیا ہے، یہ باسل ماہیل کو اچھے سے پتا تھا۔

"یہ ہے وہ؟"

باسل نے اجر کی گردن کے پاس جھکتے سرگوشی کی پر وہ اتنی خوفزدہ تھی کہ کچھ نہ بول پائی۔

"ہے اجر۔ہیلو باسل کیسے ہو؟"

وہ جواب نہ دے پائی کہ ابھی ہاشم ان دو تک آ پہنچا،خوشامدی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے ہوئے۔

اجر سے تو مروت میں بھی اسکے ساتھ مسکرایا نہ گیا۔

"بہت اچھا ہوں میں ہاشم خانزداہ۔تم بتاو۔یہاں کیسے صبح صبح"

باسل نے ضروری نہ سمجھا کہ اجر اس سے بات کرے تبھی خود سامنے آیا۔

"وہ مجھے اجر کے ساتھ کچھ ڈسکس کرنا تھا۔کچھ اہم چیزیں ہیں امتحان کے حوالے سے۔اس نے کہا گھر آجاوں۔ناشتہ بھی نہیں کر کے آیا"

ہاشم یکدم ہی باسل کے رعب میں دبتا نظر آیا جبکہ باسل ماہیل کے چہرے کے خدوخال کھینچ گئے جو اس بات کا ثبوت تھے کہ وہ سخت ناگواری محسوس کر رہا ہے۔

"گریٹ۔ جاو کرو ناشتہ"

باسل نے سپاٹ چہرے سے ہاشم کی طرف دیکھا جو اباپریشان ہو کر اجر کو دیکھنے لگا۔

"میں آتی یوں ہاشم۔ تم مما سے ملو جا کر"

اجر نے اپنی سر دچپ توڑی جس پر ہاشم خانزداہ سر ہلائے گھر کی طرف بڑھا اور اس سے پہلے اجر بھی پیچھے جاتی، باسل نے بہت نرمی سے اسکی کلائی اپنی مٹھی میں لیے روکا۔

اجر کا پورا وجود مانو ٹھنڈا پڑ گیا، اس میں اتنی ہمت نہ تھی وہ باسل کی آنکھوں میں دیکھ پاتی۔

"مجھ جیسا پیار تمہیں کوئی ایکس وائے زی نہیں دے سکتا۔ میرے جیسا تمہیں پوری دنیا کی خاک چھان کر بھی دوسرا نہیں ملے گا اجر۔ تم اگر واقعی اس سے شادی کرنا چاہتی ہو تو ٹھیک ہے۔ لیکن اس سے پہلے تمہیں مجھے میرے حصے کی تھوڑی محبت دینی ہو گی۔ تھوڑا سا میرے جیسا برتاو میرے ساتھ۔ پھر ہم سب ختم کر دیں گے۔"

اجر کو لگا اسکا دماغ مفلوج ہو گیا ہے، اسے باسل کا ہلتا منہ دیکھائی دے رہا تھا پر اسکی باتیں دماغ میں شور بن کر بج رہی تھیں۔

"ک۔۔ کیا مطلب تم ڈائورس دے دو گے مجھے؟"

اجر کی آواز مانو پھٹ گئی، باسل کی آنکھوں کے کنارے بھیانک سرخی اتری وہ بھی دیکھ سکتی تھی۔

"اس بارے نہیں سوچا کہ کس طریقے سے سب ختم کرنا ہے لیکن کر دوں گا۔چند دن کے اندر اندر کر دوں گا پھر تمہاری زندگی سے ایسے نکل جاوں گا جیسے کبھی تھا ہی نہیں"

وہ بظاہر بلکل ٹھیک تھا پر اسکے اندر کچھ بھی سلامت نہ تھا،اجر کو اس سے اتنا خوف کبھی نہ آیا جتنا اس وقت۔

"ک۔۔کیسا برتاو چاہیے مجھ سے؟"

اجر نے ہمت کرے شرط کی تفصیل پوچھی تو وہ ہاتھ بڑھا کر اسکے ان زخمی کٹے ہونٹوں پر انگوٹھے کی پور پھیرتا اجر کو مزید ڈرا رہا تھا۔

"تذلیل نہیں کرو گی تم میری چند دن"

یہ کہتے وہ پھر اذیت سے بھرا تو اک لمحہ اجر کی آنکھوں کے کنارے بھی لال ہوئے۔

"ب۔۔بس اتنا سا؟"

جس طرح باسل نے اسکے نچلے ہونٹ کو انگوٹھے کی پور سے نرمی سے دبایا تھا، وہ کچھ بڑا امید کر رہی تھی تبھی اسے شاک لگا اور بے اختیار وہ حیرت سے بڑبڑا بھی بیٹھی۔

"بس اتنا سا اجر"

وہ اپنا ہاتھ ہٹا گیا تو اجر اسکے منہ کو ہونق بنی تکنے لگی۔

"تمہیں چھوڑ دوں گا میں اجر سیال، وعدہ ہو گیا۔ بس کچھ دن مجھے ایسے دے دو جب تم میری محبت کی بے حرمتی نہ کرو۔ کر سکو گی۔ اپنی آزادی کے لیے یہ قیمت چکا پاؤ گی؟"

وہ کئی قدم دور ہوا پر اسکی سیاہ آنکھیں سرخ انگارے کی طرح چمک رہی تھی، اسکے حلق میں درد تھا یہ بھی اسکے بولنے سے محسوس ہو رہا تھا۔

"ہم۔"

وہ بول نہ سکی اور نہ دیکھ سکی تو سر ہلاتے اپنے گھر کی طرف بھاگ گئی، باسل نے اسے نظروں سے اوجھل ہونے تک دیکھا پھر وہ بھی اپنی گال پر اترتے اک بے مول آنسو کو رگڑتا ہوا ماہیل پیلس کی طرف بڑھا، اسے طوفان بن کر اپنے کمرے کی طرف جاتا دیکھے ایمن، حرا اور ماہیل تینوں نے دیکھا اور ایمن نے آواز بھی دی پر باسل نے ان سنی کی اور سیڑھیاں لمبے لمبے ڈگ بھرتا چلا گیا، اس نے اپنے کمرے کے دروازے کو پوری قوت سے پٹخا تھا یہ سنے تو ماہیل ایمن اور حرا تینوں ہی پیچھے ہی سیڑھیوں کی طرف بھاگے مگر باسل کے کمرے تک پہنچنے تک وہ کمرے کی ہر چیز تہس نہس کر چکا تھا، ڈریسنگ ٹیبل پر پڑی ساری چیزیں اس نے ایک ہی ہاتھ مارتے فرش بوس کیں، ٹانگ مار کر ہر چیز کو ٹھوکر دیتے بیڈ شیٹ نکال کر پوری قوت سے زمین پر دے ماری، اسکا کمرہ چند سیکنڈز میں کھنڈر بن گیا اور دروازے میں

کھڑے وہ تینوں پہلی بار باسل کو اس طرح بے قابو دیکھ کر جیسے وہیں گڑھ گئے تھے۔

اب آنکھیں صرف باسل کی سرخ نہیں تھیں، اب وہ تینوں بھی اسی طرح درد میں اترے جب وہ بچوں کی طرح روتا تھک ہار کر وہیں بیڈ کے ساتھ جا بیٹھا، اسے اس حال میں دیکھ کر حرا تو باقاعدہ رو پڑی جبکہ ایمن اور ماہیل کے دل بھی پھٹ گئے، ان میں اتنی ہمت نہ تھی کہ وہ باسل کے کمرے کی حدود پار کرتے، وہ نہیں رو رہا تھا، اس وقت انھیں لگا انکی پوری دنیا لمحوں میں اس کے آنسوؤں میں ڈوب گئی ہے، وہ سر ہاتھوں میں لیے اپنے بال مٹھیوں میں نوچے بری طرح رو رہا تھا، اسکے رونے کی ایسی دہشت وخوف تھا کہ وہ تینوں وہیں کھڑے تماشا دیکھ رہے تھے۔

"ا۔۔اسے کیا ہوا ہے ماہیل۔یہ۔۔اس نے تو بچپن میں بھی کبھی یہ نہیں کیا۔؟"

ایمن نے سسکتے ہوئے ماہیل کے چہرے کو ہاتھ میں بھرا جنکی اپنی جان جسم سے نکلی تھی جبکہ حرا تو باقاعدہ رو رہی تھی۔

"ایسے لگ رہا ہے قیامت آگئی ہے ایمن۔"

ماہیل کی اپنی آواز بولتے کانپ گئی، وہ سرگوشیاں کر رہے تھے۔

"م۔۔ مما۔ بابا۔۔ بھائی کیوں رو رہے ہیں۔؟"

حرا کی بھی آنکھیں بھیگتی جا رہی تھیں جبکہ مزید ان سے باسل کی یہ حالت دیکھی نہ گئی، وہ بھی اپنے آنسو پونچھ کر اب کسی غیر مرئی نقطے پر نظریں جمائے چپ اور پتھرایا ہوا بیٹھا تھا۔

"تم دونوں پرسکون ہو جاو۔ میں جاتا ہوں اسکے پاس۔۔۔ سب خیر ہو گی ان شاء اللہ۔ تم دونوں مت آنا ورنہ وہ اصل بات نہیں بتائے گا"

ماہیل نے خود ہی اندر جانے کا فیصلہ کیا جبکہ حرا اور ایمن تو درد میں لپٹی وہیں دروازے سے چپکی تھیں۔

کمرے میں کسی کے آنے کی آہٹ پر باسل نے رہے سہے بھی اپنے آنسو پونچھے اور گردن اٹھائی تو بابا کھڑے تھے، آنکھوں میں رنج کا جہاں لیے۔

ہاتھ پھیلا کر کمرے کی طرف اشارہ کر رہے تھے جیسے پوچھ رہے ہوں، یہ کیا تھا باسل۔

وہ شرمندہ ہوئے نظریں ہی جھکا گیا تو ماہیل انجم خود اسکے پاس بیٹھے، وہ بہت بھاری سانس بھر رہا تھا۔

"میں اپنے اس بیٹے کے پاس اس وقت بیٹھا ہوں جس نے ہر درد مسکرا کر سہا۔ یہ شروع پتا ہے کب ہوا باسل جب تمہیں پہلا حفاظتی انجکشن لگا، چند دن کے تھے تم۔ سب بچے بہت روتے ہیں پر تم نے ہلکا سا درد کا تاثر دیا اور مسکرا دیے۔ جبر والا مسکرانا۔ پھر ہر بار یہی ہوا۔ ایون کبھی کھیلتے ہوئے گر

جاتے تو رونے کے بجائے بھیگی آنکھوں سے مسکرا دیتے۔ بس وہی وقت تھا جب ایک باپ کو اپنے اتنے پیارے اور بہادر بیٹے سے عشق ہو گیا۔ تم سبکو شکائیت ہے میں تم سے سب سے زیادہ پیار کیوں کرتا ہوں تو وجہ تمہارا یہ صابر دل ہے جو بنا بنایا تمہارے ساتھ اس دنیا میں آیا تھا"

وہ شخص یہ بتاتے آبدیدہ ہوا پر آفرین تھا باسل ماہیل جو جوابا اب بھی مسکرایا، لیکن وہی درد میں ڈوبی، کھاجاتی مسکراہٹ۔

"یہ سننے میں کتنا پین فل ہے بابا؟"

اس نے بابا کی طرف دیکھے وہی مسکراہٹ لیے شکائیت کی، حرا اور ایمن کی آنکھیں بھی تڑپ سے بھری تھیں۔

"اس سے کم ناں کہ تم اتنے بڑے ہو کر روئے۔ تم تو رونے کے مقام پر نہیں روئے تو پھر آج کیا ہوا؟ میرا محبوب بیٹا ایسے بچوں کی طرح روتا ہوا میں نے دیکھا ہے تو میرے صبر و حوصلے کو داد دو برخوردار۔ اب شرافت

سے بتادو کس نے تمہیں اس درجہ تکلیف دی؟ میں اسے زندہ زمین میں گاڑ کر نہ آیا تو میرا نام ماہیل انجم نہیں"

وہ اس وقت کچھ بھی سمجھ نہیں پایا، لیکن اتنا ضرور جانتا تھا کہ وہ رونے کا سبب نہیں بتا سکتا، وہ آج بھی مجبور ہے، بس اس نے اک رحم طلب نظر بابا پر ڈالی تھی۔

"کسی نے کچھ نہیں کہا مجھے۔ میں رونے کا یوگا کر رہا تھا"

باسل کے جواب نے جیسے ان سب کا پارہ ایک ساتھ ہائی کیا۔

"ہیں۔ رونے کا یوگا۔ یہ لافنگ یوگا تو سنا تھا۔ داڑیں مار مار کر پیٹنے کا نہیں۔ ادھر دیکھ۔ عشق کیسا بھی ہو بہت پوزیسو ہوتا ہے بچے۔ میں تمہارے لیے بہت ٹچی ہوں تو باپ کو فلم کروانا بند کر باسل"

وہ بابا کے آگے کہاں چھپ سکتا تھا، انکے اصرار پر باسل کی جھوٹی مسکراہٹ اسکا ساتھ چھوڑنے لگی۔

"پہلے پرامس کریں اسے کچھ نہیں کہیں گے۔وہ میرا سکون ہے بابا"

باسل کی درد میں لپٹی تمہید پر ان تینوں کی آنکھیں بس اجر کے لیے غصے سے بھرتی نظر آئیں۔

"اجر۔۔۔اس نے ایسا کیا کہہ دیا جو تمہیں اتنی تکلیف دے گیا۔زہر تو وہ ہمیشہ سے اگلتی آرہی ہے"

ماہیل نے آج اجر کو بلکل ڈیفینڈ نہ کیا۔

"اسکی نفرت جیت گئی ہے بابا۔میں مزید اسے اپنی زندگی میں قید نہیں رکھ سکتا۔وہ ہر طرح کی تکلیف دیتی رہی میں برداشت کرتا رہا۔لیکن آج اس نے کہا وہ کسی ا۔اور سے شادی کرنا چاہتی ہے۔ن۔۔ نفرت کی بھی تو حد ہوتی ہے۔وہ جانتی ہے میں اس سے کتنا پیار کرتا ہوں تب بھی اس نے ایسی بات کی۔اسکی نفرت میرے اندر رچی بسی ہے پری۔۔یہ مجھ سے برداشت

نہیں ہو گا۔اس نے کہا ہے اسے چھوڑ دوں۔۔۔۔میں فیصلہ کرنا چاہتا ہوں۔"

باسل نے تھک ہار کر سب بتا دیا جبکہ حرا کا بازو جھٹکے ایمن وہاں سے جیسے گئیں لگ رہا تھا آج اجر کا خاتمہ کر آئیں گی جبکہ ماہیل انجم نے دکھ سے باسل کو دیکھا۔

حرا بھی مما کے پیچھے ہی دوڑی کیونکہ ایمن غصے کی بہت بری تھیں۔

"اسے نہیں چھوڑو گے تم۔پہلے تو اسے اپنی بیٹی سمجھا تھا اب کوئی نرمی نہیں۔تم اسے کبھی بھی ڈائورس نہیں دو گے۔بھلے وہ مر جائے۔سنا تم نے؟"

ماہیل کے غصیل حکم پر باسل نے نفی کرتے بابا کو دیکھا۔

"میں کرتا ہوں رحمان سے بات۔ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے۔بہت چھوٹ دے دی ہم نے اس لڑکی کو،بے شرم،تمہارے نکاح میں ہو کر وہ کیسے کہہ

سکتی ہے ایسا، اسکے مزاج زمین پر اب مجھے خود لانے پڑیں گے۔ دوبارہ اگر تم اسطرح روئے تو میرا مرا منہ دیکھو گے باسل"

ماہیل نے سختی سے باسل کو حکم دیا اور اٹھ کھڑے ہوتے کمرے سے نکلنے لگے جب باسل بھی پیچھے آیا پر وہ اسکے کمرے کا روم اسکے منہ پر لاک کرے کی نکال کر مٹھی میں دبا گئے۔

"ب۔۔ بابا اوپن دا ڈور"

باسل نے دروازے پر پوری قوت سے ہاتھ مارے پر ماہیل انجم وہاں سے سیدھے سیال حویلی پہنچے جہاں ایمن اور حرا پہلے ہی پہنچی تھی۔

ہاشم تو گرما گرمی دیکھ کر اجازت لیے پہلے ہی نکل گیا ورنہ ویسے بھی ماہیل آج اسے کسی دیوار میں چنوا دیتے۔

جب تک وہ حویلی پہنچے، اجر کو کٹھرے میں لیے سب جمع تھے، ایمن پہلے ہی جا کر سب کو باسل کی تکلیف بتا کر مجرم ٹھہرا چکی تھی اور اب انکی غصے اور اذیت سے بھری آنکھیں اجر پر تھیں۔

"چاہتی کیا ہو تم اجر۔۔ہاں۔مارنا چاہتی ہو۔تمہاری نفرت ایک دن اسے سچ تک لے جائے گی اور وہ سچ جان کر ایک بار پھر باسل خود کو مار ڈالے گا۔ہم سب جانتے ہیں تمہارے سمیت کہ عمار کی موت اک حادثہ تھی، بہت مشکل سے ہم نے اسے اس خود اذیتی سے نکالے اسکے دماغ سے وہ حادثہ نکالا تھا، لیکن تمہاری یہ نفرت اسے اسی نہج پر لا کھڑا کرے گی"

ایمن نے بہت بے بس ہو کر یہ سارے سچ واپس زبان پر لائے تھے، اور اس سب سے آج حرا اور بارس بھی واقف ہو گئے کہ آخر اجر کے اندر باسل کے لیے اتنی نفرت آئی کہاں سے۔

"آپ سب نے مجھ سے یہ حق چھینا کہ میں اسے بندوق سے مارتی یا طلاق لیتی۔ وہ حادثہ نہیں تھا اسکی گواہ ہوں میں۔ بندوق سے نہ سہی میں باسل ماہیل کو اپنی نفرت سے مار دوں گی۔ قسم کھاتی ہوں"

سب اہل خانہ کہ اعصاب پر بجلی گرائے وہ للکار کر سب کو چیلنج کر رہی تھی، سب دم بخود رہ گئے، اسے کوئی احساس کیا اب بھی نہ تھا۔

"وہ تمہاری نفرت سے ویسے ہی مر گیا ہے۔ مجھے لگتا ہے اب ہمیں اس سے سچ چھپانے کی ضرورت ہے بھی نہیں۔ لیکن اجر اگر اس نے ثابت کر دیا اب کہ وہ مجرم نہیں ہے، پھر تمہارے پاس کیا رہ جائے گا بچے؟"

ماہیل انجم بھی میدان میں اترے، سب کے چہروں پر اس وقت زردی کھنڈی تھی۔

"میرے سامنے اس نے بھائی کو پہاڑ سے دھکا دیا تھا۔ پھر وہ کیا ثابت کرے گا ہاں۔"

وہ بھی دگنا اونچا چلائی، یہاں تک کہ رحمان آگے بڑھ کر اجر کے منہ پر ایک تھپڑ مار دیتے پر ماہیل انجم نے رحمان کا ہاتھ روکا، کچھ بھی ہو جائے یہ لڑکی انکے بچے کا سکون جو تھی۔

"ہر آنکھوں دیکھی چیز ٹھیک نہیں ہوتی۔ وقت تم سب کو بتا دے گا اس نے کیا کیا اور کیا نہیں، وہ میرے بیٹے عمار سیال کا قاتل نہیں یہ سب کان کھول کر سن لو۔ تم میرے ہاتھوں اس سے پہلے مر جاو گی اجر خدا کے لیے اب بس کر دو۔ اگر تم نے دوبارہ باسل کو کوئی تکلیف دی تو میں سمجھوں گا میری ایک اور اولاد مر گئی ہے"

رحمان سیال بھی آج بہت دلبرداشتہ تھے، جبکہ اجر انکے منہ کی طرف دیکھنے لگی، یعنی بابا بھی اسکے حق میں نہ رہے اور ایون ماہا اور بارس، حرا سب اسے ناراضگی سے دیکھ رہے تھے۔

باسل نے اس سے سبکو چھین لیا تھا یہ سوچ کر اجر کی آنکھیں بھی بھیگیں لیکن اب مزید وہ کچھ کہنا نہیں چاہتی تھی۔

"ٹھیک ہے بابا۔ پھر آپ سمجھ لیں آپکی دوسری اولاد بھی مر گئی کیونکہ ایک قاتل کے ہاتھ تو آپ مجھے سالوں پہلے تھما چکے ہیں۔ کسی کو میری بات کا یقین نہیں تو ناں سہی۔ لیکن میں جیتے جی اسے سکھ کا کوئی لمحہ نہیں دوں گی۔ اگر یہ آپ سبکی ضد ہے تو میری بھی ضد ہے۔"

اپنے آنسو رگڑے وہ سب پر سکتہ طاری کیے وہاں سے واک آوٹ کر گئی جبکہ اس نے آتشم کو جو کہا اب اس پر بلکل کوئی پچھتاوا نہ تھا، جب تک باسل کمرے کا لاک توڑ کر وہاں پہنچا، قیامت آکر گزر چکی تھی، سب ہی سر ہاتھوں میں گرائے سوگوار بیٹھے تھے۔

"یہاں کیا ہوا ہے؟"

باسل کی آواز پر سب ہی ماتم چھوڑے اسکی طرف دیکھنے لگے جو بلکل مرجھایاہوا تھا لیکن فی الحال کسی کے پاس کچھ کہنے کو نہ تھا۔

"کچھ نہیں ہوا۔گھر چلو۔ چلو تم دو بھی"

ماہیل نے ہی اسکی بازو پکڑی اور باسل کے بہت روکنے کے باوجود بھی اسے گھسیٹتے باہر نکل گئے، حرا اور ایمن بھی اٹھ کر پیچھے گئیں جبکہ اجر نے کمرے میں جاتے ہی خود کو لاک کر لیا، کیونکہ اب کمرہ اجاڑنے کی باری اسکی تھی۔

ہر طرف جیسے سوگ کی فضا قائم ہو چکی تھی۔

"آپ کو آئندہ کچھ نہیں بتاوں گا بابا۔سب کو بتادیا آپ نے؟"

گھر پہنچے جب اسے حرا اور ایمن کی بھی شکوہ کناں آنکھیں خود پر مرکوز ہوئی ملیں تو بہت دکھتے دل سے اس نے ماہیل انجم سے شکائیت کی، لہجے میں ٹوٹے کانچ کی چھنک تھی۔

"تمہیں ہم سب نے روتا دیکھا ہے میری جان۔"

ایمن نے کاوچ پر لڑھکتے یہ راز فاش کیا تو باسل کے چہرے کی ہوائیاں اڑی، اس نے حرا کو دیکھا وہ بھی پریشان تھی، جو سچ آج اسے پتا چلا اس نے حرا کی آنکھیں خشک نہ چھوڑیں۔

"مما وہ اتنی بڑی بات نہیں تھی۔ کیا کہا ہے آپ نے اجر کو۔ کیوں سب کے چہرے اترے تھے۔ بتائیں مجھے پلیز؟"

باسل نے اس بار باقاعدہ منت کی پر اس وقت سب کا دل اتنا بوجھل تھا کہ بولنے کا دل ہی نہ چاہ رہا تھا تو باسل بھی چپ چاپ مما کے ساتھ جا بیٹھا۔

"یوں منہ بنا کر مت بیٹھو سب۔ نئی دلہن کا ناشتے پر ان شکلوں سے استقبال کرنا ہے کیا۔ اس بارے بعد میں بات ہو گی۔ جا کر اپنا روم ٹھیک کرواو ملازم سے۔ اور اس رونے پر تمہاری کلاس رات ڈنر پر لوں گی۔ جاو میری جان"

ایمن نے اسے پاس بیٹھتا دیکھے اسکا ہاتھ پکڑ کر چوما جہاں ابھی بھی کل والے زخم اور خراشیں تھیں اور ایمن کو لگا شاید کمرہ اجاڑنے کے بیچ اسکے ہاتھ زخمی ہو گئے ہیں۔

"یہ پرانے زخم ہیں مما"

باسل نے انکی پریشانی دیکھتے ندامت سے سر جھکائے صفائی دی اور اب اسے کل کی تفصیل دینی پڑتی لیکن آفرین تھی ایمن جو ابھی باسل کو مزید درد نہ پہنچا سکی، ماں جو تھی، حرا بھی بے حد اداس تھی اور ماہیل کی تو آنکھیں تک سوجھی ہوئی لگ رہی تھیں۔

"تم اپنے ساتھ کتنا برا کرتے ہو اور کرتے جا رہے ہو۔ کاش تمہیں اسکا احساس بروقت ہو جائے۔ میرے روم میں جا کر تھوڑی دیر ریسٹ کرو۔ تب تک میں تمہارا روم کلئین کرواتی ہوں۔ تم نے سناناں تم اپنے بابا کو

حرا اور اور حان سے زیادہ پیارے کیوں ہو؟ تو اپنا خیال رکھا کرو۔ دفع کرو ہر درد دیتی سوچ کو۔ جاو میرے دل کا ٹکرا"

ایمن نے اسکے چہرے کو چھوتے پیار و محبت کے باوجود شدید درد میں مبتلا ہو کر اسے واسطے دیے تو وہ ابھی بھی نادم سا اٹھ کھڑا ہوا۔

وہ تینوں ہی اسے ایسے دیکھ رہے تھے جیسے وہ ان سبکی قیمتی دولت ہو۔

"میں نے ڈور لاک بھی توڑ دیا ہے اپنے روم کا۔ وہ بھی ٹھیک کروا دیں۔ ریسٹ کا ٹائم نہیں۔ مجھے کام پر پہنچنا ہے۔ میں شام میں ملتا ہوں آپ سب سے۔ ریڈی ہو کر نکلتا ہوں"

اسی اداس چہرے سمیت وہ ان تینوں کو دیکھتا اپنے کمرے کی طرف ہی جانے کو سیڑھیوں کی طرف بڑھا تو ان تینوں کو مزید اداس کر گیا۔

جبکہ اپنے کمرے میں پہنچ کر باسل نے فون نکالتے اجر کو کال کی تھی، جس طرح وہ کمرے کا خلیہ بگاڑ چکی تھی، لگ نہیں رہا تھا کال پک کرے گی۔

اور ایسا ہی ہوا۔

"فسادی انسان۔ تم مرو گے تو ہی سکون آئے گا۔اب تمہیں میں قبر میں ہی پہنچا کر دم لوں گی۔اپنی پوری زندگی برباد کرلوں گی پر تمہیں مزید جھیل نہیں پاوں گی"

اجر نے اسکی کال آتی دیکھے اپنا فون اٹھایا اور اسے پوری قوت سے دیوار پر دے مارا، فون کئی ٹکروں میں بٹ کر فرش پر گرا اور اجر بھی اپنے بالوں کو جکڑے وہیں دروازے میں بیٹھی چلی گئی، گہرے گہرے سانس لے کر اپنے آپ کو پرسکون کرنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

..________________________..

"کچھ بتایا اس نے کون تھا وہ آدمی؟"

جب اور حان ہوسپٹل پہنچا تو حبیب ملک پہلے ہی وہاں موجود تھے، ثانیہ سے بات کر رہے تھے، اور حان دیوار کی اوٹ میں رکا تھا اور جب ثانیہ اور

حبیب باہر کوریڈور میں کھڑے ہو کر عثمان کو پیٹتے آدمی کے بارے بات کر رہے تھے تبھی اورحان نے روم کا رخ کیا مگر اسکے کانوں میں جو پڑا اس پر وہ ٹھٹک گیا۔

"نہیں پر وہ آدمی کہہ رہا تھا آپ نے بھیجا ہے اسے عثمان کی عقل ٹھکانے لگانے کو"

ثانیہ نے شرمندگی وندامت کے ساتھ کرائے کا ادب واحترام لیے وضاحت دی تو حبیب ملک کو بھی ویسا ہی جھٹکا لگا جیسا اورحان کو لگا۔

"دل تو میرا یہی چاہ رہا تھا پر اسکی اکیلے نہیں تمہاری بھی ساتھ ٹھکانے لگاتا۔ لیکن کل میں نے وہ آدمی نہیں بھیجا، بہر حال یہ اسکے کرتوت کا نتیجہ ہے اب بھگتے۔ اسکی ماں کو نہیں بتایا۔ تم دو بھی اسے بتانے کی کوشش مت کرنا۔ وہ پہلے ہی دکھی ہے۔ اب شادی کی ہے تو اسکے سائیڈ ایفیکٹس بھی

بھگتو۔ سواد تو آیاناں تمہیں اسکی اچھی بھلی شادی توڑ کر۔۔۔ایسی عورتیں کبھی خوش نہیں رہتیں۔ جارہا ہوں گھر"

وہ سخت برہم و ناراض تھے جبکہ اورحان نے عثمان کو ایک بار دیکھنا تھا تاکہ اپنے دل کو مزید ٹھنڈا کر سکے، حبیب ملک واپسی کے لیے نکلے تو ایک بار پھر اورحان دروازے کو کھولے اندر جاتا زرا سا دروازہ کھولے باہر جھانکا۔

"خوش رہنا بھی کسے ہے۔ مجھے تو اس بیکار آدمی کی کمپنی ہتھیانی ہے۔ مرتا رہے یہیں۔ میں تو کیفے جارہی ہوں کچھ اچھا سا کھانے"

حبیب کے جاتے ہی ثانیہ بھی وہاں سے لاپرواہی سے بڑبڑاتی چلی گئی لیکن اورحان کا دل مزید ٹھنڈا ہوا، اس نے ثانیہ کو جتنا گھٹیا امید کیا تھا، وہ اس سے زیادہ بری نکلی تھی۔

اورحان نے پلٹ کر نظر اس نیل و نیل عثمان ملک پر ڈالی، وہ بلکل بے سدھ پڑا تھا، زیادہ اندرونی چوٹیں تھیں جس سبب وہ ملنے تک سے قاصر تھا۔

"ابھی تو یہ شروعات ہے عثمان۔ بہتان کی سزائیں اللہ ہماری سوچ سے بھی سخت دیتا ہے۔ تمہیں اس حال میں دیکھ کر مجھے نہ تو ترس آرہا ہے نہ ہمدردی۔ کیونکہ تم اسی لائق ہو۔ جس نے بھی تمہارے ساتھ یہ کیا ہے وہ میرے حصے کا سارا غصہ تم پر اتار چکا ہے۔۔۔ اسے ڈھونڈ لوں گا پر تمہاری یہ حالت مجھے بے حد سکون دے رہی ہے۔ ابھی جب وہ ناگن عورت ثانیہ تمہیں ڈسے گی، اصل میرا دل تب ٹھنڈا ہو گا۔ افسوس عثمان"

وہ اسے بے سدھ پائے ہی بولا، مزید دل نہ چاہا کے تو کمرے سے نکل گیا لیکن دل بے چین بھی تھا اور اداس بھی، جو بھی ہو وہ بچپن سے دوست تھے اور وقت نے ایسا بے رحم پلٹا کھایا کہ دل کی اداسی فطری تھی۔

وہ جیم جا کر چینج کرے اسی خلیے میں واپس لوٹا تو سوا نو بج چکے تھے، سب ناشتے پر بس اسی کے منتظر تھے، اور حان کو گھر میں داخل ہوتے ہی عجیب سی اداسی محسوس ہوئی تو وہ پانی پینے کی غرض سے کچن میں ہی چلا آیا۔

"آپ سب نے ناشتہ کر لیا مما؟"

اورحان کی آواز پر ایمن پلٹیں اور اپنی اس درمیانی جان کو دیکھے خفیف سا مسکرائیں۔

"نہیں۔ باسل چلا گیا ہے اپنے کام پر۔ باقی ہم سب تمہارا ہی ویٹ کر رہے تھے۔ میرال کو لے آو باہر پھر مل کر ناشتہ کرتے ہیں"

ایمن نے اسکی گال سہلاتے پیار سے تاکید اکہا پر وہ مما کی آنکھیں کچھ اداس سی محسوس کر چکا تھا۔

"آپ پریشان کیوں ہیں؟ یا مجھے لگ رہا ہے۔ میں جب صبح مسجد کے لیے گیا تھا تو بابا لاونج میں سوئے ہوئے تھے۔ آپ نے انھیں سچ میں روم سے نکال دیا تھا۔؟"

ایمن کی خوش قسمتی تھی کہ انکے تینوں بچے حساسیت میں ڈگری یافتہ تھے، ماں کی آنکھیں پڑھنے میں ماہر۔

"انہوں نے کل میرے بچے کو بہت تنگ کیا۔ سزا بنتی تھی۔ میرے لیے میرے تینوں بچے میرے وجود کا حصہ ہیں۔ کسی ایک کی بھی تکلیف کم زیادہ نہیں ہوتی۔ بہت کلاس لی ہے میں نے ماہیل کی۔ تمہیں اریٹیٹ نہیں کریں گے پر تم بھی اپنا مزاج بدلو۔ دعا ہے جیسے مہر فاطمہ نے کچھ وقت کے لیے ہمیں اور حان ماہیل کا بیسٹ ورژن لوٹانے کی کوشش کی تھی، میرال اس کوشش میں پوری کامیاب ہو۔ اپنے آس پاس کے ان لوگوں کو خود پر حق دینا سیکھو میرے بچے جو تم سے بے لوث پیار کرتے ہیں"

اس بار ایمن نے اسکے چہرے کو ہاتھوں میں بھرا، اور حان نے آگے جھکتے ایمن کا سر چوما کیونکہ انکی ماں محبت کی دیوی تھی جسکے لیے تینوں بچوں کا پیار ہمیشہ بہت زیادہ رہتا۔

"آپ کی باتیں آپکی طرح پیاری ہیں لیکن میرا مزاج ایسا ہی ہے مما، جو چیز پسند نہیں وہ کبھی قبول نہیں ہو سکتی۔ رہی بات میرال کی، مصطفی کو ماں مل جائے یہی کافی ہے۔ اپنے لیے مجھے کسی سے کچھ نہیں چاہیے"

اور حان کے بجھے لہجے پر ایمن بھی مانو بجھ سی گئیں۔

"مجھے تو چاہیے۔ ایک پیاری سی پوتی۔ وہ باسل پتا نہیں کب دے گا مجھے یہ سکھ۔ تم سے ہی امیدیں ہیں"

ایمن نے جان بوجھ کر شرارت سے چھیڑا کہ کہیں اور حان، ماں کی آنکھوں کا اصل دکھ نہ پرکھ لے تبھی اسکا دھیان بھٹکایا۔

"اوہ مما۔ خدا کے لیے ایسی ناممکنہ سوچوں سے باز رہیں۔ ہم بیس منٹ تک آتے ہیں۔"

اور وہی ہوا، اور حان صاحب دم دبا کر بھاگ نکلے پر ایمن کے ہونٹوں پر ضرور مسکراہٹ چلی آئی۔

وہ مما کے ارمانوں والی سوچیں، کمرے تک پہنچتے ہی جھٹک گیا اور دروازہ ہلکا سا پریس کیے اندر داخل ہوا تو آنکھیں میرال اور مصطفی پر جا کر رکیں، وہ بابا کے دل کا ٹکڑا، میرال کی بازو پر سر رکھے اسکے پہلو میں سویا تھا اور میرال

نے اک بازو اسکے سر کے نیچے جبکہ دوسرا ہاتھ مصطفی کے اطراف رکھا کروٹ اسکی طرف پھیرے ہوئے تھی یعنی وہ بچہ پوری طرح میرال کے حصار میں تھا اور دونوں شاید دنیا کی خوبصورت و آسودہ نیند میں مبتلا تھے۔

اور حان کے بس میں نہ رہا کہ وہ آنکھیں ان دو پر سے ہٹا پاتا، سر پر آر کتے کبھی میرال کو دیکھتا، کبھی مصطفی کو۔

اس نے مصطفی کو کبھی اتنی دیر تک سوتا نہ دیکھا تھا، اکثر جب وہ واپس آتا تو مصطفی کو یا حرا لے جاتی یا مما لیکن آج وہ رات میں بھی بس ایک بار جاگا وہ بھی بھوک لگنے پر اور ابھی بھی گدھے گھوڑے بیچ کر سو رہا تھا۔

"آپ اسکی ماں بن کر اور خوبصورت لگ رہی ہیں میرال۔ ہر وہ شخص جو میرے بچے سے بے لوث محبت کرے مجھے بہت عزیز ہو جاتا ہے لیکن آپکی اس پرائے بچے سے ایسی اٹیچمنٹ وہ بھی چند گھنٹوں میں، مجھے مشکل میں ڈال دے گی۔ ایسا نہ ہو جب ہم دو کو آپکی عادت ہو جائے، آپ چلی جائیں۔ اس

نے اپنی ماں کو کبھی مس نہیں کیا تھا کیونکہ اسے پتا ہی نہیں ماں کیسی ہوتی ہے لیکن اگر آپکے وجود کی حرارت نے اسے ممتا کا احساس دلا دیا پھر یہ آپکی جدائی کبھی برداشت نہیں کر سکے گا۔ اور میں بھی اسے سنبھال نہیں سکوں گا۔ ایک بار کہہ دیں آپ ہمیں چھوڑ کر نہیں جائیں گی۔"

وہ سر پر رکا یہ سب سوچ رہا تھا اور کب وہ خود پر جمی نظروں کی آنچ محسوس کیے آنکھیں کھول گئی، اورحان کو خبر ہی نہ ہوئی۔

"آپ آ گئے۔ کیا میں بہت دیر تک سوئی ہوں؟"

میرال جلدی سے اٹھ بیٹھی کہ اورحان کو ہاں ناں کرنے کی مہلت نہ ملی، اس نے بہت احتیاط سے اپنی بازو مصطفی کے سر کے نیچے سے نکالی پھر دوپٹہ اوڑھتی اورحان کو دیکھنے لگی جو نا جانے کس کیفیت میں ڈوبا تھا۔

"نہیں بلکل زیادہ نہیں سوئی آپ، میں بس دیکھ رہا تھا کہ آپ دونوں سوتے میں بہت اچھے لگ رہے تھے۔میں شاور لے کر فریش ہو لوں پھر ہم باہر چلتے ہیں۔تب تک آپ اسے بھی جگا دیں"

اورحان نے مسکرا کر اسے کہا اور اک نظر مصطفی پر ڈالے جھک کر اسکی گال کھینچی جس سے وہ خفیف سا انگڑائی لیتے کسمسایا۔

"نہ کریں پلیز۔اسے اور سونا ہو گا۔میں نے سنا ہے بچوں کو زبردستی جگائیں تو وہ چڑ جاتے ہیں"

مصطفی کی گال اورحان نے زرا زور سے دبائی تھی کہ ہلکا سا گلابی پن گال پر آگیا اور میرال یوں تھی جیسے درد اسے ہوا ہو، فوراً سے مصطفی کی ڈھال بن کر اورحان کو دیکھنے لگی جس نے حیران ہو کر جواباً اپنی طرف دیکھتی میرال کو دیکھا۔

"اسے پہلی بار زبردستی جگا رہا ہوں تو مجھے آئیڈیا نہیں اسکے چڑنے کا لیکن یہ بہت سوچکا ہے۔پتا نہیں کونسے نشے چڑھے ہیں اسے"

اور حان کو اب الٹا فکر تھی کہ مصطفیٰ کی طبعیت نہ آگے پیچھے ہو، اپنا ٹاول سٹینڈ سے اتارے وہ تشویش ظاہر کرتا رکا کیونکہ اسکی نظر میرال پر جا ٹھہری جو مصطفیٰ کی گال پر انگلیوں کی پوریں پھیر رہی تھی کیونکہ وہ بہت سوفٹ تھا تو اسکی گالیں پیار تک سے گلابی ہو جاتیں۔

"میں جانتی ہوں اسے آج اتنا سکون کیوں ملا ہوا ہے"

میرال کے کہنے پر وہ واش روم جاتے جاتے رک کر پلٹا اور واپس میرال تک آیا، جو پراسرار مسکراہٹ لیے پاس ہی آ کر رکتے اور حان کو دیکھنے لگی۔

"مجھے بھی بتائیں اسکے سکون کی وجہ؟"

وہ سچ میں جاننے کو بیتاب تھا۔

"اس نے اپنے بابا کے روم میں ایک لیڈی کو پرمنٹ شفٹ محسوس کر لیا ہے اور اسے سمجھ آگئی ہے اب یہ کمرہ اداس نہیں لگے گا۔بس یہی وجہ ہے اسکے سکون کی"

رات کی بنسبت اس وقت میرال نہ صرف فریش لگ رہی تھی بلکہ اسکا اعتماد بھی لوٹ چکا تھا، اس لمحے جب وہ خود کو خود اہمیت دے رہی تھی تو اورحان کو اسکا چارم واپس آتا محسوس ہوا۔

"مجھے بھی رات اچھی نیند آئی۔میرے سکون کی وجہ بھی جانتی ہیں آپ؟"

وہ جو ہونٹوں پر مسکراہٹ لیے اورحان کو دیکھ رہی تھی،جب وہ سنجیدگی سے گویا ہوا تو ان ہونٹوں پر بکھرے مسکراہٹ کے لمس غائب ہونے لگے، جیسے اورحان کی نظریں انھیں چن رہی ہوں۔

"ہو سکتا ہے یہ وجہ ہو کہ مصطفی بار بار نہیں جاگا تبھی آپکی نیند کم متاثر ہوئی۔"

نظریں جھکا کر کسمساتے مصطفی کا ہاتھ چھوتے میرال نے اس مشکل سوال سے خود کو مہارت سے بری الزمہ کیا تو اورحان کی آنکھیں نرم سا مسکرائیں۔

"جی یہی وجہ ہے۔اسے جگادیں میں فریش ہو کر آتا ہوں"

میرال شاید شرما گئی تھی تبھی اورحان نے اسے اپنے سحر سے آزادی دی اور واش روم کی طرف بڑھا جبکہ دروازہ بند ہونے پر میرال نے یوں سانس لیا جیسے کچھ دیر روکنے کے بعد خارج کیا ہو۔

ہونٹوں پر تبسم لیے وہ اپنے چہرے کے خوامخواہ ابھرتے گلال چھپانے لگی، یہ وہ بھی جانتی تھی کل رات اورحان نے اپنی سکون بھری نیند کا سبب اسے کہا ہے، عجیب طرح کے گدگداتے احساس تھے۔

"مصطفی۔اٹھ جاوناں۔دیکھو صبح ہو گئی۔اٹھوناں پھر ہم یمی سانا شتہ کریں۔مجھے بہت بھوک لگ رہی ہے۔"

اسے اٹھانے کے بجائے میرال بھی اسکے پاس واپس لیٹی تبھی مصطفیٰ نے بازو اسکے گرد لپیٹی اور اسکے سینے کی طرف بلکل ویسے چھپا جیسے وہ اور حان کے ساتھ کرتا، میرال کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں، مصطفیٰ اسکے سینے میں چہرہ چھپائے اب نیند سے دھیرے دھیرے نکل رہا تھا لیکن سستی جاتے جاتے دس منٹ لگتے، میرال نے بھی اسے اپنے سینے لگائے رکھا جب تک مسٹر مصطفیٰ کی انگڑائیاں ختم ہوئیں۔

اور پھر وہ خود ہی اسکی بازوؤں سے نکلا تو آنکھیں کھول کر پھر سے حیران ہوئے خود پر جھکی میرال کو دیکھنے لگا جیسے رات والی میمری واپس لا رہا ہو۔

"مصطفیٰ مجھے بھول گیا کیا۔ ہم رات کو دوست بنے تھے۔ چلو کوئی نہیں، بے بی کی ٹمی میں کھانا جائے گا تو میرے بے بی کو سب یاد آجائے گا"

میرال اسکی گالوں کو چومتی، اسکا نازک سا ہاتھ ہونٹوں سے لگائے اس سوئی جاگی جان سے باتیں کر رہی تھی جو پہلے تو گھور رہا تھا پر جب میرال نے گدگدی کی تو مسکرا دیا، وہ بہت پیارا مسکراتا تھا۔

"ب۔۔بابا۔۔۔"

مسکرانے کے فورا بعد مصطفیٰ کو یاد آیا اسکے پاس اسکے بابا نہیں تو آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو بھر لایا، میرال کا دل تھما کہ ابھی یہ چیخنے لگا تو کیا کرے گی۔

"اوہ میرا بے بی۔ بابا شاور لے رہے ہیں۔ وہ دیکھو اس ڈور کے دوسری طرف۔ آواز آرہی ہے ناں پانی گرنے کی۔"

میرال نے اٹھ کر مصطفیٰ کو اٹھایا پر وہ ساتھ ہی رو پڑا کیونکہ رات بابا کی موجودگی میں دوستی ہوئی تھی تبھی اب میرال کو اکیلا دیکھے وہ شاید گھبرا گیا تھا، اور اسکے رونے کی دیر تھی کہ میرال کے ہاتھ پیر پھولے۔

"مصطفی۔ روتے نہیں ہیں ناں۔ وہ دیکھو بابا وہاں ہیں۔ رو نہیں پلیز۔ اف مصطفی"

مصطفی نے اک بھی نہ سنی اور اتنا برا آنسوؤں سے رو دیا کہ اورحان کو مجبورا شاور بند کرنا پڑا، اسے میرال کی آواز آرہی تھی جو بچاری مصطفی کو چپ کرانے میں ہلکان ہو رہی تھی۔

"یااللہ یہ کیسے چپ ہو گا۔۔ مصطفی۔۔۔ یہ بھالو کس کا ہے۔۔ اوہ یہ ایروپلین بھی مصطفی کا ہے"

میرال نے اسے اسکے فیورٹ کھلونے تک دینے چاہے پر مصطفی نے تو سانس لینا بھی چھوڑ رکھا تھا، وہ مسلسل روئے جا رہا تھا، جبکہ میرال کی اپنی آنکھوں میں گھبراہٹ سے نمی بھر رہی تھی۔

تبھی واش روم کا ڈور کھلا تو جہاں میرال پلٹی وہیں مصطفی بھی بابا کو باہر آتا دیکھے دم سادھ گیا، اورحان صرف ٹاول لپیٹے ہی باہر نکل آیا تھا جبکہ میرال

اسے یوں صرف ایک ٹاول میں مکمل گیلا اور مصطفی کے رونے سے پریشان دیکھ کر آنکھیں جھپکانا ہی بھول گئی، اس شخص کو ایسے دیکھے گی کبھی خواب میں بھی نہ سوچا تھا جبکہ اسکے برعکس اورحان اس تک آیا اور پھر سے روتے مصطفی کو میرال سے لے کر اپنے ساتھ لگایا ہی کہ وہ ہچکیاں بھرتا شانت ہوا، بابا کے گلے لگتے ہی اسے سکون آگیا البتہ میرال کے گال شدید گلابی ہو چکے تھے اورحان کو اسطرح دیکھ کر، وہ نظریں جھکا گئی کیونکہ ٹاول میں وہ تھا جبکہ شرم سے مرنے والی میرال ہو چکی تھی۔

"میں اسے فریش کروا کے شاور دلا دوں پھر آپ اسے چینج کروا دیجئے گا۔ تب تک میرے اور مصطفی کے کوئی بھی کپڑے نکال دیں میرال۔ اسکی وارڈرب الگ ہے۔ یہ ڈائپر بھی پہنتا ہے"

بوکھلاہٹ و فکر میں اورحان اس طرح باہر تو آگیا پر اس لڑکی کے چہرے کے گلابی رنگ دیکھتے ہوش میں آیا اور جب اپنا خلیہ دیکھا تو زمین میں دھنسنے کا دل چاہا تبھی اس آکورڈ سچویشن سے نکلنے کو وہ میرال کا دھیان پھر پھیرتا

اس بار مصطفی کو لیے ہی واپس گیا تھا جبکہ دروازہ بند ہونے پر میرال نے منہ پر ہاتھ رکھے آنکھیں اٹھائے بند دروازے کو دیکھا۔ کچھ دیر پہلے اس نے اورحان کو جس خلیے میں دیکھا، وہی آنکھوں کے آگے آرہا تھا، وہ کتنا پرکشش اور وجیہہ شخص ہے، میرال یہی سوچتی خود کی فضول سوچیں جھٹک کر حکم کی تعمیل کو اٹیچ روم داخل ہوئی تو پہلے مصطفی کی بلو پینٹ کے ساتھ وائیٹ شرٹ نکالی، بچوں کے لیے ابھی موسم ٹھنڈا تھا تو اک نیچے کے لیے ہائی نیک بھی نکالی، اسکا ایک ڈائپر بھی نکالا اور یہ کرتے وہ مسکرا رہی تھی، شادی کے فورا بعد شوہر کو پیار کرنے یا اسکا پیار وصول کرنے کے بجائے یہ سب کرنا ہوگا، کہاں سوچا تھا اور یہ سب اسکی سوچ سے زیادہ خوبصورت تھا۔

اس نے مصطفی کے وہیں رکھی کچھ بے بی کاسمٹک چیزیں بھی لیں اور باہر آکر بیڈ پر رکھیں پھر وہ واپس اندر گئی اور اس نے اورحان کے لیے بھی کپڑے نکالنے شروع کیے، وہاں ہر ڈل اور تقریبا ڈیسنٹ سب ڈارک کلر

میں شرٹ تھی، جینز بھی الگ الگ ڈیزائن اور برینڈز کی تھیں اور میچنگ میں وہ بہت ہی ایکسپرٹ تھی تو اس نے اپنے ڈریس کو دھیان میں رکھے اور حان کے لیے وائیٹ پینٹ کے ساتھ ڈسٹی سکائے بلو شرٹ نکالی، اور ساتھ وائیٹ پینٹ کے ساتھ کا کلاسی سا جینٹس بلیذر بھی نکال کر وہ بھی اس نے بہت اچھے سے آکر بیڈ پر رکھا۔

وہ ابھی بھی اور حان کے اس خلیے کو سوچ کر خود ہی اکیلی مسکرا کر ڈریسنگ ٹیبل کے مرر کی طرف آکر رکی پھر مزید نزدیک ہو کر اپنے ہاتھوں کو گالوں سے لگائے جوڑا جو میرال کے اندر کی کیفیت عیاں کرے دہک رہے تھے۔

"میرا تو سانس ہی بند ہو گیا تھا انکو یوں دیکھ کر۔ کوئی اتنا پیارا کیسے ہو سکتا ہے۔ پھر سارے کا سارا کیسے ہو سکتا ہے۔ اتنی ٹھنڈک میں بھی گرمی فیل ہو رہی ہے۔ یا اللہ میرے ہوش کی حفاظت کریں جو خطرے میں لگ رہا ہے"

میرال نے اپنے رخساروں کو بہت سہلایا پر وہ جیسے مزید سوچ رہی تھی، چہرہ بھی ویسے ہی دھنک ہوئے جارہا تھا، ایک بار پھر دروازہ کھلنے پر وہ پہلے ہی چہرہ گھما گئی کیونکہ پھر سے اورحان کو ویسے نہیں دیکھ سکتی تھی مگر اس بار بابا اور بے بی دونوں اپنے اپنے باتھ روب میں ملبوس تھے، مصطفی بھی فریش کے ساتھ شاور لے چکا تھا اور چھوٹے سے باتھ روب میں روئی کا نرم گولا لگ رہا تھا۔

"اب آپ دیکھ سکتی ہیں میرال"

اورحان نے مسکرا کر مصطفی کو بیڈ پر بٹھایا تو میرال کن اکھیوں سے پیچھے کو پلٹی مگر مصطفی کو دیکھتے ہی اسکا چہرہ کھل گیا، فوراً سے اس کے پاس آکر بیٹھی۔

"اوہ تم کتنے کیوٹ لگ رہے ہو۔ یہ باتھ روب مجھے دے دو مصطفی۔ یہ کتنا پیارا لگ رہا ہے، پینگوئن لگ رہا ہے۔۔ ہے ناں او۔۔۔"

وہ خوشی اور بدحواسی میں مصطفی پر واری چلی گئی پر جب اور حان سے ہاں میں ہاں ملانی چاہی تو اسکی طرف دیکھے اسکا نام لیتے لیتے رکی کیونکہ بابا جان بے بی سے زیادہ کیوٹ لگ رہے تھے، میرال کو لگا وہ نظریں ہٹا پانا محال جان رہی ہے۔

"آپکو بھی ایسا باتھ روب چاہیے تو ہم لا دیں گے آپکو۔ میں اسے ڈائپر پہنا دوں پھر آپ اسے ڈریس آپ کر دینا کیونکہ یہ تھوڑا شائے ہے"

اور حان کو میرال کی حالت محظوظ کر رہی تھی جبکہ وہ جلدی سے اٹھی تو اور حان بیٹھا اور فریش ہو کر اپنی ہی زبان میں بولتا مصطفی بابا کے بیٹھتے ہی ہاتھ پیر اور ٹانگیں چلانے لگا۔

"آپ دوسری طرف دیکھیں میرال"

اور حان نے مسکرا کر میرال کو پھر ہوش دلائی جس نے جلدی سے گھوم کر خود کو کوسا کہ ہوش میں رہنا ضروری ہے۔

جبکہ اورحان نے مصطفیٰ کو ڈائپر پہنایا اور اٹھ کھڑا ہوا، میرال بھی شرمندہ شرمندہ سی واپس گھومی جہاں اورحان جھک کر اب اپنے کپڑے اٹھا کر سیدھا ہوا، اس نے میرال کی چوز کی شرٹ دیکھے سمائیل پاس کی، یعنی اسے میرال کا میچنگ کرنا اچھا لگا، پھر مصطفیٰ بھی میچنگ پہننے والا تھا۔

"اب آپ اسے بھی کپڑے پہنا دیں۔ میں بھی چینج کر کے آیا"

اورحان نے نرمیٔ سے کہا اور اٹیچ واڈرب روم میں گھس گیا، ابھی بیگم نے پوری چیزیں نہیں نکالی تھیں اسکی تو اسے خود وہیں جا کر ہی چینج کرنا پڑا۔

میرال کی ہوائیاں اڑی تھیں پر مصطفیٰ کو کپڑے پہنانے کی ایکسائیٹمنٹ میں وہ سب بھول کر پاس بیٹھی اور پہلے مصطفیٰ کے ہاتھ پیر بے بی آئل سے موئسچرائز کیے، وہ جوابا مست ہوتا یہ سپیشل مساج لے رہا تھا، مسکرا بھی رہا تھا، پھر میرال نے اسے پینٹ پہنائی، پینٹ کے ساتھ ساکس بھی پہنا دیں، پھر نیچے باریک سی ہائی نیک پہنانے کے بعد وائیٹ شرٹ پہناتے ہی

مصطفی کے ہیرے کی طرح دمکنے پر خود بھی مسکرائی اور اسکو پکڑ کر کھڑا کروایا جس سبب مصطفی نے میرال کے بالوں سے کھیلنا شروع کیا، اسکے ائیر رنگز کو کھینچنے لگا جو چھوٹے چھوٹے گولڈ سٹڈ تھے۔

مصطفی کو واپس پکڑ کر بٹھانے سے پہلے میرال نے ہنستے ہوئے اسکے ہاتھ سے اپنے کان اور بال چھڑوائے پھر اسے بٹھا کر مصطفی کے بالوں میں برش پھیر کر مزید اسے شہزادہ بنا دیا۔

اور بے اختیار مصطفی کی گال چومی، اسے یہ ایکسپیرئنس بہت اچھا لگا۔

"ماشاءاللہ۔ تمہیں کسی کی نظر نہ لگے میری چھوٹی سی ہنڈسم جان۔ میں تمہیں اپنا کاجل لگا دیتی ہوں۔ امی مجھے لگاتی ہیں جب بھی میں زیادہ پیاری لگوں۔"

اپنی آنکھوں کے کنارے انگلی کی پور لگاتے اس نے مصطفی کے کان کے پیچھے لگایا پھر آیت الکرسی پڑھ کر مصطفی پر پھونکی اور گیلا ہاتھ روب اٹھا کر

باقی چیزیں بھی سمیٹیں اور مصطفی کو اپنے فون کو اوپن کرے کارڑون لگا کر دیے جس پر وہ شرافت سے بیڈ کے بیچ بیٹھا کارٹون دیکھنے لگا، میرال نے مصطفی کے بے بی آئل کو بھی ڈریسنگ میز پر رکھا، برش ڈرا میں اور پلٹی ہی جب اور حان، وائیٹ اینڈ سکائے بلو میں جنٹل مین بنا باہر نکلا، میرال نے اسے دیکھ کر نظریں جھکائیں اور آیت الکرسی پڑھی، وہ ڈریسنگ میز کی طرف لپکا تا کہ سٹڈ نکال سکے پر پوری آیت آلکرسی پڑھے میرال نے غائبانہ چپکے سے اس پر بھی پھونکی اور گیلے کپڑے لے جا کر باسکٹ میں رکھے جہاں رات والے کپڑے اب نہیں تھے، یعنی دھلنے جا چکے تھے۔

وہ واپس آئی تو اور حان نے بے ترتیب سے بال بھی بنا لیے تھے اور مصطفی کو کارٹونز میں بزی دیکھے مسکرا رہا تھا، میرال نے آکر اور حان کی ساری توجہ کھینچ لی، اور حان ایک سٹڈ لگا چکا تھا، دوسرا لگانے ہی والا تھا جب اس نے سٹڈ ہتھیلی میں رکھے کنفوزسی میرال کے سامنے ہاتھ پھیلایا، وہ نا سمجھی سے اسکے

پھیلے ہاتھ کو دیکھ کر اورحان کے چہرے کی طرف دیکھنے لگی جہاں وہ اسے کف لنک لگانے کا کہہ رہا تھا۔

میرال فوراً دوپٹہ کندھے پر جمائے آگے آئی اور اورحان کے ہاتھ سے کف لنک اٹھا کر بہت آرام سے اس نے اورحان کا دوسرا کف لنک لگایا۔

"مصطفیٰ کا رونا مجھے بہت پریشان کر دیتا ہے اور آج بھی میں بنا سوچے عجیب سے خلیے میں واش روم سے باہر نکل آیا۔مجھے سوچنا چاہیے تھا اب آپ بھی ہیں اس روم میں۔ لیکن وہی ہے کچھ دن لگیں گے مجھے اور مصطفیٰ کو آپکی عادت ہونے میں۔ پھر وہ آپ کے پاس روئے گا بھی نہیں اور مجھے اس خلیے میں باہر بھی نکلنا نہیں پڑے گا۔ سوری فار دس"

اورحان نے اسے اتنے پاس کھڑا دیکھ ہمت کی ورنہ وہ خود ہی خود میں شرمندہ ہوتا رہتا۔

جبکہ پھر سے اورحان کو اک ٹاول میں سوچ میرال کے ہونٹوں سے مسکراہٹ سلپ ہونے لگی، وہ اسکا کف لنک لگائے سر اٹھائے اورحان کو دیکھنے لگی۔

"مجھے اس میں بھی آپکی مصطفی سے محبت ہی نظر آئی۔ شکر کریں ٹاول لپیٹ لیا آپ نے ورنہ میں شاید ابھی تک بھاگ کر بارڈر بھی کر اس کر چکی ہوتی کوئی"

وہ ہنوز مسکرا رہی تھی جسکا سبب اورحان کا اتنا کیوٹ انداز میں شرمندہ ہونا تھا، یہ سب کہنے کی میرال میں ہمت بھی تبھی آئی کہ وہ بہت ہی نرم و ملائم لہجے سے میرال کو مخاطب کرتا، اس بار وہ بھی مسکرایا اور میرال نے شدت سے یہ بات محسوس کی کہ مصطفی کے بابا، مصطفی سے نا صرف زیادہ پیارے ہیں بلکہ مسکراہٹ میں بھی ایک درجہ ہائی رینک پر ہیں، وہ اورحان کی مسکراہٹ میں گم کب خود بھی مسکرادی، خبر نہ ہوئی۔

"اسے میں فون نہیں دیتا میرال۔"

جناب نے خود ہی موضوع بدلا جس پر میرال نے مصطفی کی طرف دیکھا جسے دنیا جہاں بھول چکی تھی، میرال کو یہ دیکھ کر فوری احساس ہوا کہ اورحان اسے فون کیوں نہیں دیتا۔

"اوہ سوری۔مجھے کچھ نہیں پتا بلکل نکمی ہوں۔میں لے لوں فون واپس؟"

بچاری میرال کو تو یہی پتا تھا بچوں کو فون پر کارٹون لگا دو تو وہ سب کرتے ہیں، رونے کے سوا جبکہ اسکی معصومیت کہ وہ فورا گھبرا جاتی، جیسے اس وقت اسکا بس نہ چلا دوڑ کر جائے اور مصطفی کے ہاتھوں سے فون واپس لے۔

"اب وہ دے گا تو لیں گی ناں"

اورحان کو محفوظ مسکراہٹ کے سنگ بولتا دیکھے میرال نے جوابا اورحان کی شرارت ملاحظہ کی۔

"اف۔ آپ مجھے لسٹ بنا دیں کہ کیا مصطفی کو دینا ہے کیا نہیں۔ مجھے آئیڈیا نہیں ناں۔"

وہ اداس ہو گئی کیونکہ مصطفی تو ان دو کو سیدھا سیدھا اگنور مار رہا تھا۔

"میں بتا دوں گا۔ اسکا دھیان بھٹکا کر فون لینا پڑے گا ورنہ یوٹیوب کڈز کے سارے کارٹون ایک ہی دن میں دیکھنے کا ریکارڈ بنا لے گا مصطفی۔ بس تبھی اسے نہیں دیتا۔ حرا اور بارس کے فونز کئی بار شہید کر چکا ہے پھر الٹا مجھے لے کر بھی دینے پڑتے ہیں"

اور حان نے مصطفی کے پاس جھک کر چٹکی بجاتے مصروف ٹڈے کو ڈسٹرب کیا اور جیسے ہی مصطفی نے میٹھی سی سمائل منہ اٹھا کر بابا کو دی، اور حان کے اشارے پر میرال نے دوسری طرف بیٹھے آہستگی سے الو بنے مصطفی کے ہاتھ سے فون لے کر تکیے کے نیچے چھپا دیا۔

مصطفی نے ہاتھوں کی طرف دیکھا پھر باری باری اورحان اور میرال کو جو مسکراہٹ دبائے ہوئے تھے۔

"بابا۔۔۔ تاتون۔۔۔ دم دی (بابا کارٹون۔ گم گئی)"

بچارا مصطفی پریشان ہو کر اپنے ساتھ ہوئے حادثے کا بتا رہا تھا اور اماں ابا اس بچارے کی بے بسی پر سمائیل کرتے نظر آئے۔

اورحان نے مصطفی کو شوز پہنائے اور اٹھا لیا۔

"سنیں! آپ کرتے کیا ہیں؟"

دونوں ساتھ ہی کمرے سے نکلے تو میرال کے آہستگی سے پوچھنے پر اورحان زرا دیر رکا۔

"I am dentist"

اورحان نے مسکرا کر جواب دیا تو میرال آگے سے شوخ مسکرائی، دوپٹہ سر پر جمائے وہ کچھ زیادہ ہی پیاری لگتی تھی۔

"سچی۔ میرے دانتوں میں اکثر درد رہتا ہے۔ میں آپکی پکی پیشنٹ ہوں پھر"

وہ جواباً کھلا ہوا ہنسی تو اورحان نے بھی مسکرا کر اسکا ساتھ نبھایا۔

تینوں کو ایک جیسے رنگوں میں مسکرا کر ڈائنگ کی طرف آتا دیکھے
ایمن، ماہیل اور حرا تینوں کے چہروں سے ہونٹوں تک مسکراہٹ پھیل گئی۔

شاید جو کچھ ہوا تھا آج اس اداسی کو جھٹکنے کے لیے یہ نیلا تر و تازہ سا منظر بہت فائدہ بخش رہا تھا۔

"اسلام و علیکم"

میرال نے سبکو سلام کیا تو جواباً ماہیل نے بس جواب دیا جبکہ ایمن نے ہاتھ پکڑ کر لاڈ دیتے دبایا اور میرال کو بیٹھنے کا کہا۔

میرال تھوڑا اسکو دیکھ کر ہچکچا رہی تھی پر جب مصطفی کو حرا نے اٹھالیا تو اور حان نے گھبرا کر کھڑی میرال کے لیے خود چئیر پیچھے کی۔

وہ بیٹھ گئی تو اور حان نے بھی ساتھ والی کرسی سنبھالی، جبکہ مصطفی کا کھانا ایمن تیار کر چکی تھیں، وہ اس وقت بوائل ایگ کھاتا تھا جس میں ایمن شہد بھی ڈالتی تھیں، اور یہ مصطفی کو بہت پسند تھا، زیادہ تر وہ ایک انڈا کھالیتا تھا پر ایمن ہمیشہ دو بوائل کرتیں، یا بریڈ بھی وہ کھالیتا پر جیم والی اور اسے اورنج جیم پسند تھا۔

حرا کی ڈیوٹی تھی وہ جب گھر ہوتی تو مصطفی کے ساتھ ہی لاونج میں چلی جاتی اور اسے بھی ناشتہ کرواتی اور اپنا بھی دلیہ کھاتی۔

"بہت پیارے لگ رہے ہو دونوں۔"

ایمن نے دونوں کی آنکھوں ہی آنکھوں نظر اتاری تو دونوں نے بس نرم سی سمائیل دی، دونوں کا دھیان مصطفی پر ہی اٹکا تھا۔

"ناشتہ کرو دونوں۔ حرا اسے کھلا دے گی۔ اور تم لنچ سے پہلے آجانا اور حان۔ میرال کے گھر والوں کو تم دو ہی ریسیو کرنا۔ اچھا لگے گا۔ اور میرال تم نے سوچا کیا بنوانا ہے لنچ پر۔ یعنی تمہارے گھر والے دیسی ہیں یا ماڈرن۔ تا کہ میں کک کو کہے اسی حساب سے لنچ بنواوں"

ایمن نے دونوں کو ناشتہ سرو کروایا جبکہ خود وہ لنچ کی ابھی سے فکریں لیے بیٹھی تھیں۔

"وہ دیسی ہیں آنٹی"

میرال نے فوراجواب دیا، ایمن نے گہرا شکر کا سانس لیا کہ چلو دوسری بہو کے گھر والے بھی ان سبکی طرح دیسی نکلے، البتہ ماہیل زرا چپ ہی تھے۔

"زبردست ہو گیا پھر تو۔ ہم بھی دیسی ہیں۔ ایسا کرتے ہیں چکن بریانی، بیف کوفتے، مٹن قورمہ بنوا لیتی ہوں۔ اور ساتھ پاستہ کر لیتے ہیں۔ یہ حرا ہماری الگ ہی مخلوق ہے۔ اور مصطفی بھی پاستہ بہت شوق سے کھاتا ہے۔ میٹھے میں

دو تین چیزیں کر لیتے ہیں۔ فشن کی کوئی ریسپی بھی کر لیتے ہیں ایڈ تاکہ سبکو سبکے مطابق ٹیسٹ مل جائے۔ کیا خیال ہے تم دو کا؟"

ایمن نے جتنی بھی چیزوں کے نام لیے سب ہی بہترین تھیں تو میرال نے فورا مسکرا کر سر ہلا کر اوکے کیا۔

"ہماری فرمائش پر پائے بھی بنوالیں۔"

ماہیل نے بھی زرا سرد مہری ترک کیے خاموشی توڑی تو ایمن نے آنکھیں اب اپنے جناب کو دیکھائیں۔

"ہاں آپ الگ ہی بیٹھ کر پائیوں کی گوند سے چپ چپ کرنا۔ بلکل نہیں بنیں گے۔ اگر زیادہ موڈ ہوا تو رحمان بھائی کے ریسٹورنٹ کھا آیئے گا رات میں۔ کک کی جان آدھی ہو جاتی ہے پائے گلاتے گلاتے، اور اسے کھانے کے بعد ہضم کرنے کے لیے آپ نے پھر جیم رات دو تک کھلوانا بھی ہو گا۔"

وہ اتنی کیوٹ جھاڑتی تھیں کہ سب مسکرا دیتے جیسے اس وقت اورحان کی سنجیدگی بھی زائل ہو چکی تھی اور ایمن نے یہ سب کیا بھی زرا ماحول خوشگوار کرنے کو تھا، یہ سب میرال کو اب اور اچھا لگ رہا تھا۔

ناشتے کے بعد اورحان نے حرا کو کچھ مصطفی کے لیے تاکیدیں کیں اور اسے اٹھائے ہی باہر نکلا، میرال بھی اسے باہر گاڑی تک سی آف کرنے آئی۔

"بابا آئی تیم۔۔۔ تھانی (بابا۔ آئس کریم کھانی)"

بابا کو جاتے جاتے مصطفی نے نئی فرمائش کیے روکا تو دونوں ہی مسکرائے البتہ مصطفی کو آئس کریم ہمیشہ کھانی ہوتی تھی پھر چاہے دھوپ ہو، یا بارش، گرمی ہو یا سردی۔

"اوکے ہم شام میں باہر جائیں گے گھومنے پھر کھائیں گے۔ تنگ نہیں کرنا کسی کو مصطفی۔ بابا کی جان آپکا فرینڈ بھی آگیا۔ بھوک لگی تو دادو کو کہنا آپکو فیڈر بنا دیں گی۔"

اورحان نے مصطفی کو گود سے نیچے اتارا کیونکہ مالی انکل کا چھوٹا بیٹا بھی اکثر مصطفی سے کھیلنے آجاتا تھا، وہ تین سال کا تھا اور تبھی مصطفی کو اب اشعر کے ساتھ بال کے ساتھ کھیلنا تھا، فرمابرداری سے سر ہلائے وہ لان کی طرف اشعر کے ساتھ گیا تاکہ کھیلے جبکہ مالی بھی ہمیشہ ان دو کے سر پر ہی رہتا جب وہ لان میں ہوتے کیونکہ دوسری طرف سوئمنگ پول بھی تھا تو اورحان نے سختی سے سبکو تاکید کر رکھی تھی کہ بچے کھیلنے کے بیچ وہاں نہ جائیں، مصطفی تھوڑا واقعی پینگوئن کی طرح ڈر ڈر کر چلتا کہ دیکھتے ہی ٹوٹ کر پیار آئے۔

"آپ کو کچھ چاہیے میرال۔ کسی چیز کی ضرورت ہے ؟"

وہ مصطفی کو ہی دیکھ رہی تھی جب اورحان کے سوال کرنے پر اورحان کے چہرے کو تکنے لگی، یہ بندہ بولتا نہیں تھا، اپنے بس میں کرتا تھا، اتنا پیارا، کہ سینے کے اندر تک ٹھنڈ پڑ جاتی۔

"نہیں بس آپ زرا جلدی آجائیے گا۔ مجھے اکیلے کسی سے نہیں ملنا۔"

وہ اپنی اداسی نہیں بتانا چاہتی تھی پر اورحان نے پوچھا ہی یوں تھا کہ وہ بتانے پر مجبور ہو گئی۔

"میں ایک تک آجاوں گا۔ آپ مصطفی کی ٹنشن مت لیجئے گا۔ نیند آجائے تو سو جایئے گا۔ آپ پر ایک دم سے اسکی ذمہ داری آجائے، میں نہیں چاہتا تو آپ بلکل آزاد ہیں۔ جیسے اپنے گھر رہتی تھیں۔ آپ مصطفی کے ساتھ اتنا ہی وقت گزاریں جتنا آپ چاہیں۔ اس کے ساتھ بزی ہو کر اپنی لائف کو بھولنا نہیں ہے۔ میں آپ پر کسی قسم کی کوئی ذمہ داری نہیں ڈال رہا۔ آپکی خوشی جس میں ہے، آپ وہ بخوشی کر سکتی ہیں۔ جو چیز تھکائے، اس سے دور رہیں۔ آپ سمجھ گئی ہیں میرال کہ میں کیا کہنا چاہ رہا ہوں؟"

میرال سے زندگی میں کبھی کسی نے یوں ریلیف دے کر بات نہیں کی تھی تبھی وہ حیران بھی تھی اور پریشان بھی، یہ شخص اسکی زندگی میں بنا وجہ نہیں آیا ہے، ایسے لوگ تو سچ میں مدت سے مانگی دعاوں کا ثمر ہوتے ہیں۔

"جی میں سمجھ گئی۔ جب گھر ہوں گی میرا وقت مصطفی کے ساتھ ہوگا اور یہی میری خوشی ہے۔ ابھی بھی میں تھوڑی دیر اشعر اور مصطفی کے ساتھ کھیلنے والی ہوں پھر آپکی مما سے جاکر پوچھوں گی کہ میں مدد کروں یا نہیں۔ آپ یہ سمجھیں کہ میری کل کی ساری تکلیف اور اداسی کل میں ہی رہ گئی ہے۔ آپکا دن اچھا رہے"

جس قدر اورحان اسے سمجھتا، یہ لڑکی اپنی ذات میں مزید لچکدار ہو رہی تھی اور ایسی بھولی اور پیاری لڑکی، کیسے نہ اورحان کو زندگی کی طرف لاتی جسکے آتے ہی وہ مسکرانے تو ابھی سے لگا تھا ورنہ ان در و دیواروں نے بہت وقت سے اورحان ماہیل کی مسکراہٹ نہیں دیکھی تھی۔

"مما پہلے کھیر بنوائیں گی آپ سے پھر اپنے حسین کچن کا دیدار کروائیں گی۔ آج آپکو ہاتھ لگانے تو کیا کچن میں گھسنے بھی نہیں دیں گی۔ بھلے آپ جہاں سے آئی ہیں رخصت ہو کر وہاں کچھ نارمل نہیں تھا لیکن ماہیل پیلس میں ابنارمل چیزیں ابھی آپکو نارمل ملیں گی۔ آپکو ان در و دیوار اور مکینوں کی

عادت ہو جائے گی۔ مجھے پورا یقین ہے۔ اور آپ کی اداسی اور تکلیف جو گزرے کل میں دب گئی اسے کوئی چیز کرید نہیں پائے گی۔ آپکا ہماری زندگی میں اضافہ اب تک خوبصورت رہا ہے۔ لنچ پر ملاقات ہوتی ہے میرال"

وہ پھر سے موتیوں جیسے لفظ کہے میرال کو بیش قیمتی ہونے کا احساس دلا رہا تھا، اور یہ بلکل بھی کسی جذبے کے تحت نہ تھا بلکہ دو لوگوں کے اچانک سے آ ملنے پر بیچ میں پیدا ہوتی اپنائیت کے سبب تھا، سب سے خوبصورت پتا کیا تھا، وہ ایک دوسرے کو اپنے لگ رہے تھے، بس چند گھنٹوں میں ہی، میرال کو تو ایسا لگ رہا تھا وہ کل نہیں آئی، وہ ازل سے مصطفی اور اور حان ہی کی زندگی کے کسی حصے میں آباد تھی۔

وہ اسے جن نظروں سے دیکھتا اپنی گاڑی کی طرف گیا تھا، وہ ہزار گڈ بائے کس سے بڑھ کر جان لیوا رہی اور جسم کی حرارت بڑھانے کا موجب بنی، سچ میں میرال کی زندگی میں اسے نہیں لگتا تھا اس سے زیادہ حسین صبح آئی

ہو گی، لیکن اسے کیا پتا تھا، اسے جو ہیر املا ہے وہ اسکے روشن دنوں میں تو چمکے گا ہی، تاریکی کے دنوں میں بھی اپنی روشنی دے کر جگمگا دے گا۔

وہ واپس پلٹ کر اشعر اور مصطفی کی طرف جا چکی تھی، اور حان ماہیل اسکی دعاوں میں بس چکا تھا، کب دل میں اتر جاتا، کہاں خبر ہونی تھی۔

..________________________..

پچھلے دو گھنٹے سے وہ بیورو میں تھا اور دس کپ چائے پی چکا تھا، گیارہویں پر کوبرا نے منع کیا تو اب اسکے آفس میں سگریٹ کا دھواں بھرا تھا، کوبرا اسکی مطلوبہ انفارمیشن لیے جیسے ہی آفس میں گھسا، دھوئیں کے جمع غبار پر کھانستا ہوا اندر آیا اور کھڑکیاں کھولیں، اور پریشانی سے باسل ماہیل کو بھی دیکھا جسے گھٹن، تاریکی اور اندھیرا متاثر کرنا چھوڑ چکے تھے۔

"کیا خبر ہے کوبرا؟"

باسل کی آواز یوں آئی جیسے کوئی مردہ زمین سے نکل کر بولا ہو، مکمل سیاہ میں وہ آج سج دھج کر بھی سوگوار لگ رہا تھا، آنکھیں جسم سے بڑی تھیں، ایک سو ایک بخار تھا جب وہ بیورو پہنچا، یہ بھی کوبرا نے اسے ٹیبلٹ زبردستی کھلائی تھی دو سینڈوچ کے ساتھ ورنہ ڈاکٹر کے پاس جائے بنا اسکا فیور کنٹرول نہ ہوتا۔

"پہلے آپ بتائیں۔ کیا ہوا ہے؟"

کوبرا نے فائیل، باسل کے سامنے میز پر رکھی مگر باسل نے اسکے سوال اور فکر دونوں کو یکسر نظرانداز کیا، باسل کے جالائن پر لگا بینڈ تیج ہٹ چکا تھا۔

"کام سے کام رکھا کرو کوبرا، ایسی حالت پرسنل میٹر کرتے ہیں اور وہ میں ڈسکس کرنا پسند نہیں کرتا، تمہارا کنسرن رکھنے کا شکریہ۔ ہاشم خانزادہ کے بارے کیا پتا چلا؟ میری آنکھوں کے آگے اس وقت اندھیرا آرہا ہے۔ پلیز ریڈ فارمی"

باسل نے کوشش کی پڑھنے کی پر اس فائل میں رکھے ہیپرز کی لائنز باسل کو آنکھوں کے سامنے ناچتی محسوس ہوئیں۔

کوبرا کو اس وقت باسل کی شدید پریشانی تھی مگر اسکا حکم سر آنکھوں پر تھا تو وہ چاروناچار فائل میں رکھے پیپر کو نکال کر ساتھ ہی چیئر گھسیٹے بیٹھا۔

"ہاشم پر تین ریپ کیس ہوئے ہیں اور تینوں میں باپ نے لے دے کر معاملہ ختم کروایا۔ یہ لڑکی، دیا۔ یہ تو ریپ کے فوری بعد جان سے ہاتھ دھو بیٹھی تھی۔ باپ کے لمبے ہاتھ بچاتے آرہے ہیں۔ نیویارک میں ہاشم خانزادہ کا اپنا کوسینو اور کلب ہے، وہاں ہیوی ڈرگز یوز کی جاتی ہیں، باپ بیٹے کو بھی سپلائی کرتا ہے۔ کرپٹ باپ کا کرپٹ بیٹا، آوارہ، اور بے ایمان۔ یہی ہے اسکی تعریف۔ اور ہے بھی اکلوتا"

کوبرا نے یہ ساری تفصیل بتائی تو باسل نے گہرا سانس بھرے فائل واپس کوبرا کی طرف سرکائی۔

"بس مجھے یہی جاننا تھا۔ کمانڈر کے کیس میں کیا اپڈیٹ ہے۔ رچیچ سے ملنا تھا پر اب کل ملوں گا۔ کچھ اب ڈیٹ ہے تو ٹیل می ورنہ میں گھر جارہا ہوں"

باسل نے شدید بے چینی کے سنگ مزید کوبرا سے پوچھا جبکہ کوبرا کو باسل کی فکر کھائے جارہی تھی۔

"کمانڈر نے اپنی تمام دو نمبریاں محدود کرلی ہیں۔ جیسے ہی اسے پتا چلا اس پر انکوائری شروع ہو رہی ہے، اسکے سارے اہم لوگ انڈر گراونڈ ہو چکے ہیں۔ اور آپ جانتے ہیں یہ وقتی ہے۔ یا تو وہ آپ سے کیس واپس لینے کی کوشوں میں لگا ہو گا یا پھر آپکو کسی اور طرح نقصان دینے کی سازش رچ رہا ہے۔ ہمارے سب لوگ کام پر لگے ہیں باس۔ آپ کی حفاظت اہم ہے۔ آپ پر ہر طرح دباو آئے گا اس کیس کو چھوڑنے کا"

کوبرا کی ہر بات سنے باسل نے سر ہلایا اور اپنا فون اور گاڑی کی چابی لیے اٹھ کھڑا ہوا، سر ابھی بھی گھوم رہا تھا۔

"کیس تو میں نہیں چھوڑوں گا۔مجھے کچھ ہو بھی گیا تو یہ کیس میرے بعد تم ہینڈل کروگے۔اور اس بارے کل تک لیگل ڈاکومنٹس بنواو۔میری ٹیم کا ہر مین میمبر اس کیس کا لیڈر رہو گا۔دیکھتا ہوں وہ باسل ماہیل کے لشکر کو کیسے راہ سے ہٹاتا ہے،اور اپنی گاڑی گزار تا ہے"

اس بار ساکت ہونے کی باری کوبرا کی تھی،پھٹی آنکھوں سے وہ باسل کو دروازے کی طرف جاتا دیکھتا رہا پھر اسے روکے پیچھے ہی پہنچا۔

"باس۔اسکی موت ہی ہماری جیت ہو گی آپ جانتے ہیں۔وہ اگر سب الزامات کے بعد مجرم ثابت ہو بھی گیا تو اسکی پہنچ جس قدر ہے وہ باعزت فرار کرا دیا جائے گا۔چھ ماہ تو بس اک فارمیلٹی ہے۔آپ اندر کی گندگی سے بخوبی واقف ہیں"

کوبرا کی بات سنے باسل نے زخمی سی سمائیل پاس کرتے کوبرا کا کندھا تھپکایا۔

"میرا ذرا دماغ خراب ہونے کی دیر ہے یہ کام میں خود کر دوں گا لیکن اگر میں کسی وجہ سے نہ کر سکا تو یہ اختیار میں تمہیں دے رہا ہوں۔ چھٹے ماہ کے آخری دن تم اسے ٹھیک فیصلے سے پہلے ٹپکا دینا۔ بنا کسی پریشر کیس کی جیت ہماری۔ اب گندگی سے واقف ہونے کے باوجود گند میں کودنا تو عقل مندی نہیں ہوگی کوبرا"

اب کی بار کوبرا کی سانس میں سانس آئی، مسکرا کر سر ہلائے آنکھوں میں چمک بھر لایا۔

"مجھے خوشی ہے میں آپکی فوج کا سپہ سالار ہوں باس۔ باسل ماہیل جیسے شیر کی ایک دن کی زندگی، کمانڈر جیسے گیڈر کی چھ ماہ کی زندگی پر بھاری پڑے گی۔ اب آپ جا کر ریسٹ کریں اور خدا کے لیے چائے مزید مت پیجیۓ گا"

کچھ کوبرا کو بھی حوصلہ ہوا تھا جبکہ باسل اسے مسکرا کر دیکھتا آفس سے نکل گیا، پارکنگ تک پہنچے اپنی MG HS میں سوار ہوئے گاڑی باہر نکالی۔

رحمان فارس کی آتی کال پر باسل نے گاڑی سائیڈ لگائی اور کال پک کی کیونکہ سر اسکا چکرا رہا تھا تو گاڑی چلاتے کال لینا رسکی لگا۔

"بڈی۔سب ٹھیک ہے؟"

اس وقت لگ بھگ ایک بجنے والا تھا، باسل نے کال پک کرتے ہی پریشانی عیاں کی جبکہ وہ آج ریسٹورنٹ نہیں گئے تھے، بارس کالج گیا تھا جبکہ ماہا اور رحمان، اجر کے کمرہ توڑ پھوڑ دینے کے بعد ماتم میں بیٹھے تھے۔

"ایک بار میرے کہنے پر اسے پیار سے ہینڈل کرسکتے ہو باسل؟ پھر میں تمہیں فیصلے کا اختیار لوٹا دوں گا"

رحمان سیال کی آواز میں بہت سا درد تھا، باسل کی آنکھوں تک وہ درد اتر آیا۔

"ہمیشہ پیار ہی تو کیا ہے اسے۔بتائیں کیا ہوا۔مجھے نہیں پتا مما بابا نے آ کر اسے یا آپ سبکو کیا کہا لیکن اجر کا کوئی قصور نہیں۔اسے کوئی ڈانٹ بھی نہیں سکتا میرے ہوتے۔اسکا نمبر بند آ رہا ہے اور یہ آج سے پہلے کبھی نہیں ہوا"

باسل کی اس وقت بھی ساری توجہ اجر پر تھی جس نے باسل کو مار دینے کا عہد سب کے سامنے آج ڈنکے کی چوٹ پر کیا تھا۔

ماہا بھی شدید اذیت میں پاس ہی بیٹھی تھیں،شاید وہ دونوں ہی اجر کے لیے آخری کوشش کرنا چاہتے تھے۔

"اس نے اپنا فون توڑ دیا۔کمرے کی ہر چیز توڑ دی۔ صبح سے دس بار چائے بنا کر پی چکی ہے۔نہ کسی سے بات کر رہی ہے نہ کسی کو دیکھ رہی ہے۔کل بھی اس نے کچھ نہیں کھایا۔آج بھی دن اتر آیا۔اسکی ضد ہمیں مار دے گی۔ایک آخری کوشش کر لو۔پھر میں خود تم دو کے بارے کچھ فیصلہ لوں گا"

باسل کی آنکھیں چائے والی بات پر اذیت سے بھر گئیں، اور توڑ پھوڑ پر بھی، یعنی دونوں کی تکلیف ایک جیسی تھی پر اک نفرت میں یہ سب کر رہی تھی اور دوسرا محبت میں۔

"میں گھر ہی آرہا ہوں بڑی۔"

باسل کے لہجے میں تھکاوٹ عود آئی۔

"ٹھیک ہے"

رحمان سیال نے کہتے ہی رابطہ توڑا تو ماہا نے بیقراری سے انکی بازو تھامی۔

"کیا کرنے والے ہیں آپ رحمان۔ ہماری اجر کو صرف باسل جیسا ہی کوئی سنبھال سکتا ہے ورنہ آپ جانتے ہیں جتنی وہ حساس اور ضدی ہے۔ سامنے والے کے ذرا بدلے رویے سے ہی گھٹتی رہے گی۔ وہ بہت محبت کرتا ہے اور ایسی محبت میں نے تو نہ دیکھی نہ سنی۔ پلیز کچھ ایسا مت کیجیئے گا ان دو کا رشتہ ٹوٹے۔ میرا دل بھی یقین رکھتا ہے کہ وہ میرے عمار کو نہیں مار سکتا۔ وہ اتنے

پیارے دوست تھے رحمان دوسرا آپ جانتے ہیں ماوں کو تو ان چیزوں کی بھی خبر ہوتی ہے جن سے پوری دنیا انجان ہو"

ماہا کا لہجہ ٹوٹ اور بکھر رہا تھا، آنکھیں شدید اداس اور وہ پوری غمزدہ تھیں۔

"عمار کی طرح میں باسل کو نہیں کھو سکتا ماہا کیونکہ وہ بھی میرے عمار جیسا ہے۔ اگر اس آخری کوشش میں بھی اجر کا دل نرم نہ پڑا تو میں باسل کو اجازت دوں گا کہ وہ ڈائورس کا سوچے۔ اگر باسل کو یہ پتا چلا کہ عمار کیسے مرا اور اجر اس سے کس ناطے نفرت کرتی ہے تو سب ختم ہو جائے گا۔ میں جوان اولاد کی موت کا دکھ جھیل چکا ہوں۔ یہ دکھ میں ماہیل کو ہوتا برداشت نہیں کر سکتا۔ باسل نے کتنی بار خود کو مارنے کی کوشش کی تھی تمہیں یاد ہے ناں۔ اسکو یہ حادثہ بھلانے کے لیے ڈاکٹرز نے اسکے دماغ کا ستیاناس کر دیا تھا۔ وہ سب پھر سے ہوا تو باسل ختم ہو جائے گا۔ اور اب مزید کسی اولاد کی جدائی نہ میں سہہ سکتا ہوں نہ ماہیل کیونکہ وہ اس معاملے میں

میری طرح مضبوط بھی نہیں ہے۔ اجر اس معاملے کو اپنے اندر دبائے اتنا سنگین بنا چکی ہو گی مجھے امید نہیں تھی"

بہت زیادہ تکلیف میں تھے وہ، انہوں نے ماہیل کے اور اپنے بچوں میں فرق نہیں کیا تھا اور یہی ماہیل نے بھی کیا تبھی اس وقت رحمان بے حد اذیت میں مبتلا تھے۔

" مجھے یقین ہے باسل اسے پیار سے ہینڈل کر لے گا۔ وہ ضدی ہے لیکن پھر بھی ہماری بیٹی ہے رحمان۔ جو کچھ اس نے دیکھا تھا، وہ اس پر سالوں سے ایمان لائے بیٹھی ہے۔ وہ عمار سے بہت پیار کرتی تھی، ہم سب سے زیادہ اور یہی وجہ ہے وہ آج تک اسکے حصے کی جنگ لڑ رہی ہے۔ وہ بھی غلط فہمی کی بنا پر۔ پتا نہیں اس لڑکی کی ضد اور انا کس پر چلی گئی ہے"

ماہا نے تکلیف کے سنگ کہا جبکہ آخری انکے جملے پر رحمان سیال بھی زرا اس اداس اثر سے نکل کر گردن گمائے ترچھی نگاہ بیگم پر ڈال گئے۔

"تم پر گئی ہے وہ۔ تمھیں یاد ہے شادی کے لیے ہاں کرنے کو تم نے کتنا ستایا تھا۔ میں بچارا معصوم عاشق اور تم سنگ دل محبوب دو سال یونی میں اپنے پیچھے مجھے خوار کرواتی رہی تھی۔ گریجویشن کے دو مزید سال بعد جاکر تم شادی کے لیے مانی تھی اور ہمارا پہلا بچہ شادی کے دو سال بعد بھی تمہاری وجہ سے ہوا تھا کیونکہ میڈم کو اٹیچمنٹ اور قربت سے اریٹیشن تھی۔ اب شکوہ کیسا میری جان۔ بھگتو اپنا نیو ورژن اپنی لاڈلی کی صورت"

بچاری ماہا جو پہلے ہی الجھی بیٹھی تھیں، رحمان صاحب کے یہ سب دہرانے پر تو جیسے اور برہم نظر آئیں۔

"کسی اور وقت کے لیے رکھ لیتے یہ طنز و ملامت"

ماہا نے بیچارگی سے شکوہ کیا تو رحمان نے بازو ماہا کے گرد حائل کرے انھیں خود سے لگا یا کیونکہ اس وقت وہ دونوں ہی بہت اداس تھے۔

"میری مجال بیگم جو طنز و ملامت کروں۔بس اب دعا کرو باسل کی آخری کوشش رنگ لے آئے"

اس وقت دل بہت ڈرے تھے تبھی دعا کے علاوہ کوئی حل تھا بھی نہیں۔

آدھے گھنٹے تک باسل کی گاڑی ماہیل پیلس رکی،اور حان کی گاڑی بھی کھڑی تھی جسکا مطلب تھا وہ بھی آچکا ہے مگر ابھی تک بخش فیملی نہیں پہنچی تھی۔

باسل نے کار ڈور کھولا اور سائیڈ سیٹ پر پڑے آئی فون کے لیٹسٹ ماڈل کا پن پیک ڈبہ اٹھائے ڈور آگے کیا اور باہر نکلا،اجر کا فون ٹوٹ گیا ہے اور اسے آجکل فون کی کتنی ضرورت تھی یہ وہ جانتا تھا تبھی لے کر آیا تھا،لیکن اداسی اسکی سیاہ آنکھوں کے اندر تک ڈھلی ہوئی تھی۔

باسل نے اپنے قدموں کو ماہیل پیلس کے بجائے،سیال حویلی کی طرف بڑھایا اور اگلے پانچ منٹ تک وہ حویلی کے مین لاونج میں داخل ہوا تھا جہاں

اب تک رحمان سیال گہری سوچیں پھیلائے بیٹھے تھے جبکہ ماہا لنچ وغیرہ کو دیکھنے اٹھ کر جا چکی تھیں۔

"باسل"

رحمان نے اسے دیکھتے ہی محبت سے پکارا جس پر وہ فون کا ڈبہ سامنے میز پر رکھتا بڑی کے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔

"سگریٹ چاہیے سر جی؟"

رحمان سیال کی آفر پر باسل نے مسکرا کر انکو دیکھتے نفی کی۔

"بہت پھونک لیے، آج کے لیے کافی ہیں۔مجھے بتائیں اسے مما بابا یا آپ لوگوں نے کچھ کہا ہے کیا؟"

باسل کی بیقراری اس وقت بس اجر کی کیفیت کی جانب تھی۔

"بس یہ کہ تمہیں تکلیف دینا بند کرے"

رحمان سیال کی آنکھیں مزید تاریک پڑیں، پر اس تاریکی کا کوئی ثانی نہ تھا جو اس وقت ان سیاہ آنکھوں کی منڈیر پر چھائی تھی۔

"وہ میری تکلیف کب بنی ہے، وہ میرا سکون ہے فقط۔ دوبارہ اسے میری وجہ سے کوئی کچھ نہ کہے۔ آپ کی ذمہ داری ہے، پر امس ودمی بڈی۔ میں مر بھی جاوں، کوئی آج کے بعد اس کی طرف انگلی بھی نہیں اٹھائے گا۔ اسکی تکلیف اور بے بسی مجھے جیتے جی کیا، قبر میں بھی تڑپائے گی یہ طے ہے۔ میں کچھ زیادہ ہرٹ ہو گیا اور ہم ہرٹ اپنی وجہ سے ہوتے ہیں۔ اپنی لگائی امیدوں کے ٹوٹنے پر۔ اس نے تو کبھی مجھے امید ہی نہیں دلائی کہ میں اسے پیچھے ہٹنے یا نفرت جتانے پر الزام دوں۔ مجھے تو لگتا ہے اس نے جب سے ہوش سنبھالا ہے، وہ ایسی ہی ہے۔ اسے میرے ماں باپ بھی میری کسی تکلیف کا الزام نہ دے سکیں، یہ ذمہ داری آپکی ہے۔"

اس وقت بھی باسل اسی کا دفاع کر رہا تھا جبکہ رحمان سیال نجانے کیوں آج باسل سے بہت شرمندہ تھے، انھیں کچھ تو ایسا پتا تھا جو بہت برا تھا، قیامت لانے والا تھا، اور شاید وہ مجبور بھی تھے۔

"یہ اسکے کمرے کی چابی ہے۔ جاو بات کرو اس سے۔ پھر کوئی فیصلہ کرتے ہیں۔ صبح سے لاک کیے بیٹھی ہے۔ بس چائے بنانے آتی ہے پھر کمرے میں بند ہو جاتی ہے۔"

رحمان سیال نے ٹیبل پر رکھی چابی اٹھا کر باسل کو تھمائی جس نے کی لی اور اٹھ کھڑا ہوا، جھک کر فون بھی اٹھایا۔

باسل نے ان سے اجازت لی اور اجر کے روم کی طرف بڑھا، اور رحمان سیال اک گہرا سینے پر جم کر تکلیف دیتا سانس بھر کر رہ گئے۔

باسل نے اسکے روم کے باہر تک پہنچے چابی سے دروازہ کھولا، اندر داخل ہوا تو اجر نے کمرے کی ہر چیز تقریبا توڑ دی تھی، فرش کئی طرح کی چیزوں کے

ٹکروں سے بھرا تھا، ڈریسنگ ٹیبل کے مرر کا چورا بھی فرش پر موتیوں سا بکھرا تھا، جبکہ وہ بیڈ کی پائنتی کی جانب ترچھی ہو کر کروٹ پر لیٹی ہوئی تھی، باسل نے اسکے ٹوٹ کر ٹکرے ہوئے فون کو دیکھا پھر جھک کر نیچے فرش پر پڑی سیم اٹھائی، اور فون کے ساتھ ڈریسنگ ٹیبل پر رکھے وہ کمرے کی مین لائیٹ آن کرنے لگا، اور روشنی ہونے کی دیر تھی کہ وہ آنکھیں کھولے سیدھی ہوئی اور اس سے پہلے باسل کو دیکھ کر اٹھتی، اسے دھکے دینے کو، وہ خود میٹرس تک آیا اور اسے نیچے اترنے سے روکا کیونکہ ہر طرف کانچ اور شیشے کے زرے بکھرے تھے۔

"یہ سب کیا ہے اجر؟ اتنا غصہ"

وہ اسے پرے دھکیلے ضد کیے ننگے پیر ہی نیچے اتری تو باسل نے فوراً شوز سے اسکی راہ کا ہر شیشہ و کانچ پرے کیا، وہ ٹھیک اسکے روبرو کھڑی حقارت سے اسے دیکھنے لگی، باسل کا کوئی عمل اسے پگھلانے کی قوت نہیں رکھتا تھا۔

"غصے اور نفرت میں فرق کرنا سیکھو۔ "

کہیں دل سے وہ اب بھی باسل کو مارنا نہیں چاہتی تھی پر اس لڑکی کا دماغ، دل کی طرح مہربان نہیں تھا، وہ شدید سفاک تھا۔

" نفرت کرنے والے سامنے والے کا تو کچھ نہیں چھوڑتے لیکن انکا اپنا بھی کچھ نہیں رہتا۔ تمہارے لیے نیو فون لایا ہوں۔ لیٹسٹ ماڈل۔ تمہیں پسند آئے گا۔ تمہارا سی ایس ایس قریب ہے۔ کیوں خود کو خوامخواہ کی ٹنشن دے کر اپنا خون جلا رہی ہو۔ تم سے بہت امیدیں ہیں کہ تم ہمیں ٹاپ کر کے دیکھاو گی۔ اس مینٹل ہیلتھ کے ساتھ ممکن نہیں میرے سکون "

باسل نے اسکے بکھرے بالوں کو ہاتھ پھیرے سہلایا پر خدا گواہ تھا کہ وہ رتی برابر نرم پڑی ہو، وہ اسکے چھونے پر جیسے منجمد ہونے لگتی تھی، کچھ دیر ہی سہی نفرت کا بہاو رکنے لگتا تھا۔

"تم جاو یہاں سے "

اجر نے اسکا ہاتھ پھر سے اپنے بالوں سے دور جھٹکا، انداز میں بے پناہ غصہ تھا۔

"سنا ہے صبح سے چائے پی رہی ہو۔ اک کپ مجھے بھی بنا کر پلا دو۔ پھر چلا جاوں گا۔"

باسل نے مسکرا کر فرمائش کی تو اجر نے اس منافق شخص کو دیکھا، وہ سب بھول سکتی تھی، بابا کا خود پر چلانا نہیں، اور ابھی وہ بس اس آدمی کو آبزرو کر رہی تھی۔

"تمہاری شکل دیکھ کر چائے کی بھی طلب ختم ہو گئی۔ اتنی بری ہے یہ"

وہ بے خوف ہو کر مارنے والوں میں سے تھی، باسل کی مسکراہٹ غائب ہوئی، ہاں ٹھیک ہی تو تھا، جب دل میں نفرت ہو تو پھول چہرے بھی سیاہی کا گڑھا ہی لگتے ہیں، سب کھیل آنکھوں کے اور آنکھوں کے زاویے کے ہی تو ہیں۔

"میں چیلنج تو نہیں کر سکتا اسے۔ اللہ نے یہی دی ہے۔ ورنہ تمہارے لیے اختیار میں آیا ہر کام کر سکتا ہوں۔ باہر چلیں۔ یہ سب سمیٹ لینے دو میڈ کو"

دروازے پر ہوئی دستک اور میڈ کی موجودگی پر باسل نے اسے مزید نرمی سے کہا ہی جب وہ باسل کو پرے دھکیل کر خود ہی کمرے سے نکل گئی، باسل نے پریشان ہو کر اسے جاتا دیکھا پھر میڈ کو اندر آنے کا کہے خود سائیڈ سے ہوتا کمرے سے باہر نکلا۔

وہ سیدھی کچن میں گئی تھی، چائے بنانے، ماہا نے اسے آتا دیکھے کچھ کہنا چاہا پر عقب سے آتے باسل کو دیکھ کر اسکے اشارے پر بنا اجر کو کچھ کہے کچن سے باہر نکل گئیں۔

"تم میرے ساتھ میرے جیسا برتاو کر رہی ہو؟ چائے بنا کر دینے والی ہو۔ وہ بھی پہلی بار"

باسل نے اسکے ہاتھ بڑھانے کے پہلے ہی دو کپ اتار کر شیلف پر رکھے تو اجر جبڑے کسے چولہے کو آن کرے اس پر پتیلی رکھے دو کپ دودھ ڈالنے لگی، وہ پانی والی چائے نہیں پیتی تھی۔

"کل سے واقعی کچھ نہیں کھایا تم نے؟"

باسل نے اسکے کوئی جواب نہ دینے پر پھر سے پکارا جبکہ وہ اتنے پاس پیچھے کھڑا تھا کہ اجر کو اسکے دل کی دھڑکنیں پشت کے بہت قریب محسوس ہو رہی تھیں۔

"تم بول کیوں نہیں رہی مجھ سے۔ اب تو ہمارے بیچ شرط بھی طے ہو چکی ہے"

باسل کو اسکا یوں چپ رہنا برداشت نہ تھا۔

"تمہاری تذلیل نہیں کر رہی، اتنا کافی نہیں؟"

دودھ گرم ہوتے ہی اس میں چائے اور چینی ڈالے اجر نے آنچ تیز کی۔

"مجھ سے بات ہی نہیں کرو گی تو تذلیل کیسے کر سکو گی؟"

باسل نے اسے اکسایا تو وہ رخ پھیرے اسکی جانب پلٹی، آنکھوں میں شرارے بھرے۔

"میرے کس گناہ کی سزا ہو تم؟"

وہ بہت ہی سادہ سا جملہ تھا لیکن کسی کی شہہ رگ پر کند چھری کی طرح چلتا محسوس ہوا۔

"اتنی پیاری ہونے کا گناہ۔ کیا تم یہ سزا ساری عمر بھگت نہیں سکتی؟"

وہ اب بھی بس محبت سے بات کر رہا تھا، یہ اجر کے قدم پھر ڈگمگانے لگا، پھر سے دل باسل کی موت سے انکاری ہونے لگا۔

"کیا تم میری نفرت کے ساتھ ساری عمر جی لو گے؟"

وہ بھی آج اسی سے حل چاہ رہی تھی کیونکہ شاید آج وہ بھی کئی سالوں سے لڑتی یہ جنگ کرتے تھک گئی تھی، اسکی آنکھیں باسل سے جھوٹ نہیں بولتی تھیں۔

"مجھے مسئلہ نفرت سے نہیں۔بے وجہ نفرت سے ہے۔ پچھلے کئی سالوں سے تم میرے سائے تک سے کتراتی ہو۔سب کے سامنے پیار جتاتی ہو اور اکیلے میں نوچ کھاتی ہو، میرے اس ہاتھ میں اتنی ویز نہیں جتنے تمہارے ناخنوں کے نشان ہیں، زیادہ لوگ نفرت کرتے تو سمجھ آتا، بس تم ہی اس عارضے میں مبتلا ہو اجر، نفرت کی اصل وجہ نہیں بتاو گی تو محبت کے اسباب کیسے پیدا کروں گا"

وہ اسکی چولہے پر رکھی چائے چولہا مزید تیز کیے جلا چکا تھا، اجر کو خبر نہ ہوئی کیونکہ جس وقت وہ قریب ہوتا، اجر کو بس اپنے راکھ ہوتے دل کا دھواں نظر آتا، وہ اپنے بھائی کے قاتل کو بتا بھی نہ سکتی تھی کہ وہ کس زمرے میں مجرم ہے۔

"مجھے بہت پیار ہے تم سے"

اس نے اپنے پنجے کو باسل کے الٹے ہاتھ پر رکھتے ناخن گاڑتے بنا تاثر اطلاع دی، وہ اف بھی نہ کرتا، وہ ایسے مسکراتا جیسے وہ لڑکی اسے چاہت سے چھو گئی ہو، اس بار تو باسل نے یہ جملہ کہنے کو کہا بھی نہ تھا لیکن اس بار اجر نے نفرت سے نہیں کہا تھا، یہ نفرت سے کوئی بڑی طاقت تھی۔

"ایک بات کا سچ سچ جواب دو گی؟"

باسل نے چولہا آف کرتے ساری توجہ اجر پر دی جو اب بھی سپاٹ چہرہ لیے لہو آنکھوں سے اسے تک رہی تھی۔

"یہ تمہارا مجھ سے زندگی میں کیا آخری سوال ہے تو ضرور دوں گی جواب۔"

اجر نے اسے اپنی زندگی سے نکال دیا ہے وہ اپنے لہجے سے بتا چکی تھی۔

"کبھی زندگی کے کسی موڑ پر میں یاد آوں گا تمہیں؟"

یہ جانتے ہوئے کہ اب وہ اجر سے سوال کرنے کا بھی حق کھو دے گا، اس نے یہ بازی بھی لگا دی۔

"میں اس موڑ پر کبھی نہیں جانا چاہتی جب تم جیسے شخص کو یاد کرنا پڑے۔ وہ میرا ممکن ہے آخری دن ہو"

اجر کی سنگدلی آج باسل کو درد دینا بھی ختم ہو گئی، وہ سب سہہ رہا تھا یعنی اس شخص کی برداشت کے لیول بڑھ گئے تھے۔

"مجھ جیسا شخص؟"

اس بار سوال نہیں پر باسل کی آواز بے انتہا تکلیف سے دب گئی، ماہا اور رحمان بھی دونوں کو باہر کھڑے سن رہے تھے، آج آر یا پار ہونے والا تھا۔

"جب تم نے مجھ سے کہا چھوڑنے کی شرط پوری کرو۔ میں نے مانی۔ پھر تم نے دونوں گھر کے لوگوں کے دل میں میرے لیے زہر بھی گھولا۔ بتاو ہے کیا

تم میں ایسا کہ محبت کی جائے۔ تم ایک منافق آدمی ہو باسل ماہیل۔ مکار۔ تم نے مجھ سے میرے بابا بھی چھین لیے، انہوں نے پہلی بار مجھے مارنے کا کہا۔ تم سے نفرت شدید ہو گئی ہے مجھے کہ اب تمہارا نام میرے ساتھ مجھے برداشت نہیں ہو رہا"

جس قدر اونچا وہ چلا سکتی تھی، چلائی، اسکے

اندر جو غصہ تھا وہ آتش فشاں کا روپ دھار چکا تھا، پر وہ بھی کیا کرتی۔ اپنی جگہ تو باسل

اور اجر دونوں سچے تھے، وہ کچھ دیر بول ہی نہ پایا۔ آج اپنا دفاع کرنا بھی اس نے چھوڑ دیا۔

"اصل تکلیف ہی چھوڑنے کی ہے۔ تم سمجھ نہیں پاو گی اب کبھی۔ میں نے تم سے کسی کو نہیں چھینا۔ سب تمہارے ہی ہیں اجر اور سب تمہارے پاس ہی رہیں گے۔ میں تمہاری مزید تکلیف نہیں بنوں گا۔ بس بہت ہوا"

بولنے کے لیے اس نے بہت ہمت لگائی لیکن اجر کو کچھ دیکھائی نہیں دے رہا تھا، وہ اس نفرت سے مانو جھلس کر رہ گئی تھی۔

"تم چھوڑ دو مجھے۔میں تنگ آچکی ہوں تم سے۔میرا بس نہیں چل رہا جس دنیا میں تم ہو اس سے

اپنا وجود غائب کر دوں۔میں تمہیں کبھی دیکھنا نہیں چاہتی۔میری زندگی سے نکل جاو باسل

۔مجھ پر پہلا اور آخری احسان کر دو"

اس سے پہلے تک وہ چلائی لیکن اب بے بسی سے رو پڑی تھی،اور باسل ماہیل کا سکون، سکون کے لمحوں کے لیے اس سے بھیک مانگے یہ وہ کیسے برداشت کرتا، اسکی آنکھیں سرخ انگارہ ہوئیں پھر بھی وہ مسکرایا۔

"میں تم سے وعدہ کرتا ہوں۔ یہ شکل تمہیں دوبارہ کبھی دیکھائی نہیں دے گی۔ لیکن تم بھی وعدہ کرو آنسوؤں کو آنکھوں تک آنے نہیں دو گی۔ میں تمہاری زندگی سے نکل رہا ہوں اجر۔ تمہاری خوشی کے لیے۔"

وہ اسکے آنسوؤں کو پونچھے اسکا چہرہ اٹھائے فیصلہ کن ہوا، اب تکلیف حد سے گزر گئی تو اس نے دل پھٹنے کا اثر باہر آنے نہ دیا۔

اجر نے غائب دماغی سے باسل کو دیکھا۔

"ک۔۔ کیا کرو گے تم۔ ڈائورس دے دو گے مجھے؟۔ لیکن رہو گے تو یہیں آس پاس، میرے قریب۔ میں تمہیں دیکھنا بھی نہیں چاہتی باسل۔ یا تمہیں مار دوں گی یا خود کو۔ اس مقام پر آ چکی ہ۔۔ ہوں۔"

وہ کرب سے سسکتا بولی، اس نے نفرت کا بھی مزاق بنا رکھا تھا، رو کر کون کہتا ہے میری جان بخش دو بھلا؟

"وہ مجھ پر چھوڑ دو۔جب کہا ہے نظر نہیں آوں گا تو نہیں آوں گا۔کچھ کہنا چاہتی ہو آخری بار؟"

باسل نے بیچ میں فاصلہ بنایا اور اجر کی آنسووں میں ڈوبی آنکھوں کو دیکھ کر دلخراش سمائیل پاس کیے پوچھا، ماہا اور رحمان سیال کی آنکھیں بھی جیسے سرخ انگارہ تھیں، فیصلے کی گھڑی جو تھی، باسل ماہیل کے صبر پر کائنات پوری سوگ میں ڈوب چکی تھی، اجر سیال کی ان چاہی گئی بھوری آنکھوں کی طرح۔۔۔

"پاکستان سے چلے جاو۔ابھی اور اسی وقت"

اجر نے اسکی آنکھوں میں جھانک کر اسکے بے حد نزدیک ہوتے سرگوشی کی، اتنی مدھم کہ اسے ماہا اور رحمان نہ سن سکے پر باسل نے سنا بھی اور محسوس بھی کیا، اس لڑکی کی آنکھوں کا ڈر، اسکے اندر چھپی وہی کئی پردوں کے پار والی وہ اجر جسے باسل ماہیل سے نفرت نہیں تھی۔

"مجھے تو لگا تم کہو گی دنیا سے چلا جاوں۔ ایسے مجھ پر رحم کھاو گی تو میں تمہیں نہیں چھوڑ سکوں گا۔"

باسل نے اسے سمجھایا کہ وہ مزید اسے بیچ میں مت لٹکائے، اسکی جان یا بخش دے، یا لے لے، لیکن اجر سے کچھ کہنا محال تھا، وہ بس چاہتی تھی باسل، آتشم کے ہاتھوں سے بچ جائے، اس نے پھر سے اس لمحے کو کوسنا شروع کر دیا جب وہ باسل کو مارنے کا کہہ کر آئی، یہ اسکے ساتھ کیا ہو رہا تھا، وہ کچھ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

"مجھ سے یہ مزید نہیں دیکھا اور سنا جا رہا رحمان"

ماہا کا اپنا سر چکرا گیا جس سبب رحمان نے بمشکل گرتی ماہا کو سنبھالا اور اسے لیے وہاں سے چلے گئے جبکہ باسل ابھی بھی اسکے جواب کا منتظر تھا۔

"میں نے آج تک جو بھی سوچا تمہارے لیے۔ تم اس سے بلکل الگ ہو اجر لیکن اس بات کا تمہیں خود بھی احساس نہیں۔ میں تمہیں کسی اور کا ہوتا دیکھ

کر کیسے جی سکوں گا۔ تو تم خود میری جان لے لو۔ میں ملک چھوڑ کر بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ تم میری نہیں رہو گی تو کیا رہ جائے گا۔ کچھ بھی نہیں۔ میں نے کئی سال سے کوشش کی تمہاری نفرت دیکھ کر ہی شرم کھا جاوں اور تمہیں اپنی محبت سے تکلیف دینا بند کر دوں لیکن جسطرح ہم محبت کرنے سے خود کو روک نہیں سکتے، اس معاملے میں بھی بے بس ہیں۔ مجھے میری جان لیتی بھی اچھی لگتی ہو تو بتاو کیا کروں؟"

وہ اسے آخری بار سمجھا رہا تھا، شاید وہ جس طرح ٹوٹی بکھری تھی، باسل کو لگا شاید اسکی تکلیف سمجھ سکے، ملک چھوڑنے سے کیا ہو جاتا، باسل ماہیل جینے لگتا کیا؟

اور وہ نہیں جانتی تھی کیا جواب دے، اسے کچھ بھی اچھا لگنا بند ہو چکا تھا، اس نے بلاوجہ اتنی نفرت کر لی کہ اب وہ محبت دیکھنے سے محروم کر دی گئی۔

"تم بہت زیادہ پیاری ہو مجھے اور یہ بہت خطرناک ہو رہا ہے اب ہم دونوں کے لیے، میں سب سمجھ رہا ہوں۔ میں تمہاری خوشی بننا چاہتا تھا اجر لیکن اب بس تمہاری خوشی چاہنے تک بات آگئی۔ ملک چھوڑ دوں؟ تمہیں ڈائورس بھیج دوں؟ پھر تم خوش رہو گی؟ اس ہاشم سے شادی کر لو گی۔ سی ایس ایس میں ٹاپ کر کے بابا کی چھوڑی پوسٹ سنبھالو گی۔ ایک یا دو بچے۔ سب تمہارے پاس ہو گا، اینٹی باسل ماہیل لائف۔ ہیپی اینڈنگ؟ یہ ہے تمہاری خواہش اجر سیال؟"

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا اجر کے سامنے اسکا پورا مستقبل لے آیا لیکن باخدا اجر کو ایسے مستقبل سے خوف آیا تھا، اینٹی باسل ماہیل لائف کا حوالہ تو اسکے دل کو چیرتا محسوس ہوا لیکن وہ آنکھوں مئں آنسو دبائے کھڑی جیسے گونگی ہو چکی تھی، اسکا چہرہ خزن سے اٹ گیا۔

ماہا کو کمرے میں چھوڑے رحمان واپس آئے تو انکی آنکھوں میں بے انتہا درد اور ندامت تھی، انکی خاموشی انکی بے بسی تھی اور اس بے بسی نے انکے ان دو دل کے ٹکروں کو آخر آج پورا تباہ کر دیا تھا۔

"کاش میں بے بس نہ ہوتا میرے اللہ۔ یہ میری سزا ہے کہ میں چپ چاپ ان دو کو مرتے دیکھوں گا اور کچھ نہیں کر پاؤں گا۔ آہ عمار تم نے مجھے کس دلدل میں جھونک دیا"

وہ شخص شاید اصل مجرم تھا جسکا دل اور آنکھیں پگھل رہی تھیں پر ہاتھوں اور زبان میں بیڑیاں تھیں، فیصلے کی گھڑی آچکی تھی، اجر کی اک ہاں ان دو کو الگ کرنے والی تھی اور یہ ہاں وہ جانتی تھی اسے آخری سانس تک کھاتی رہے گی۔

"ہاں یہی ہے میری خواہش باسل ماہیل"

اجر نے زندگی کی ساری ہمت جمع کیے باسل ماہیل کی محبت پیروں میں روند کر رکھ دی۔

وہ سرخ گیلی آنکھوں سے ہنسا، ہاں اب اسکا ہنسنا بنتا تھا لیکن آج بھی وہ خود پر ہی ہنسا۔

"تم خود بھی شادی کر لینا"

وہ سنگدلی سے بولی۔

"ہزاروں سالوں کے لیے تم کافی ہو۔ رشتہ ٹوٹے گا، لیکن میری محبت میرے مرنے تک زندہ رہے گی"

وہ مسکرایا، لیکن وہ اندر سے جل رہا تھا، اسکے جسم سے تپش اٹھ رہی تھی۔

"مروگے نہیں تم۔ میری نفرت سے زیادہ پاورفل محبتیں ہیں تمہارے پاس۔ تمہاری فیملی کی۔ صرف ملک چھوڑنے کا کہا ہے"

وہ اپنے ڈر چھپانے کے باوجود چھپا نہ پا رہی تھی، اس کا بس نہ چلا کسی طرح خود باسل کو کہیں چھپا دے۔

"اس سے تمہارا کوئی واسطہ نہیں کہ میں ملک چھوڑ تا ہوں یا دنیا، تمہارے لیے اتنا ہی کافی ہے تمہیں چھوڑ رہا ہوں۔ دوسری بات میں انسان ہوں اور انسان بہت خود غرض ہوتا ہے۔ اسے جو محبت درکار ہو اگر وہ نہ ملے تو وہ میسر ہر محبت کو دھتکار دیتا ہے۔ یہ بربریت کی انتہا سہی پر دنیا ہے اجر سیال، یہاں ہوتا ہے، یہاں سب چلتا ہے"

وہ بات ختم کر چکا تھا، اب رخصت ہونے کا وقت تھا، ہمیشہ کے لیے اس شخص کی یہ درد کرتی ذات کے بجھنے کا وقت تھا، اگر یہ نہ بجھتی تو شاید وہ کچھ پل ہی مزید سانس لے پاتا۔

اس لڑکی کی آنکھوں میں وہ سب تھا، جو اسکی زبان پر نہیں آتا تھا، اور جو زبان پر آتا، ایسا اسکی بھوری آنکھوں میں آج کہیں نہیں تھا۔

"تم بے شمار اپنی مرضی کے سکھ پاو۔ یہ باسل ماہیل نامی دکھ تمہاری زندگی سے ہمیشہ کے لیے جا رہا ہے۔ تھینکیو فار ایوری تھنگ۔ میں کوشش کروں گا تم تک تمہاری آزادی جلد پہنچ جائے۔ دیر سویر ہو گئی تو پہلے ہی معافی چاہتا ہوں۔ میں چلتا ہوں"

وہ اجر پر سے نظریں ہٹا چکی تھا جب وہ پلٹا اور باہر نکل گیا، اجر نے اپنے ہاتھوں کو سختی سے مٹھیوں میں بھینچ لیا جبکہ چہرہ بھی پتھر کیا، باسل کی نظر رحمان سیال سے ملی تو وہ رک کر انکے سینے پر ہاتھ رکھ کر سہلائے انہی اجڑی آنکھوں سے مسکرایا۔

"مجھے یہ سب سہنے کی عادت ہے بڑی، میری ٹنشن نہ لیں۔ میرے ماں باپ، میری بہن اور بھائی آپ کے حوالے ہیں"

رحمان سیال نے نفی میں سر ہلایا کہ وہ ایسا نہ کہے ورنہ انکا دل بند ہو جائے گا، اجر بھی پیچھے ہی لپکی، لیکن روکنے کو نہیں، اسے آخری بار سننے کو۔

"ت۔۔تم ایسے ہمیں چھوڑ کر کہیں نہیں جاسکتے۔تم اجر کو چھوڑ دو پر یہاں سے کہیں مت جاو۔تمہارے ماں باپ تمہاری جدائی سہنے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔۔اجر اسے روکو۔تم کیوں اندھی بہری بن گئی ہو۔تمہیں اس شخص کی تکلیف دیکھائی نہیں دے رہی؟"

رحمان سیال کی آواز منت کرتے جیسے اٹکنے لگی پر وہ کیسے روکتی،اسے تو ہر طرف سے باسل کی موت دیکھائی دے رہی تھی،اسکے پاس آتشم کا کوئی آتا پتا بھی نہ تھا۔

"اجر کو کچھ مت کہیں۔اس نے حکم دیا ہے اور مجھے ہر صورت ماننا ہے۔اس نے کبھی یہ کہہ دیا کہ مجھے اس سے محبت نہیں تھی تو میرے پاس کچھ نہیں رہے گا۔مجھے ثبوت دینا ہوگا اسے۔میں آپکی بیٹی کا دیا درد سہوں گا اور اسکے بدلے آپ میری فیملی کا درد بانٹیں گے۔اٹس ڈیل بڈی۔اور بھول کر بھی کوئی اجر کو کچھ نہیں کہے گا۔اگر ایسا ہوا تو ساری تکلیف مجھ تک آئے گی۔اور

جہاں تک مجھے لگتا ہے اجر کے علاوہ سبکی جان بستی ہے مجھ میں اور کوئی میری تکلیف بننا نہیں چاہے گا۔ ٹیک کیئر "

وہ انھیں بولنے کا موقع دیے بنا حکم صادر کیے وہاں سے گیا تو رحمان پیچھے جانے لگے جب اجر نے بابا کی بازو پکڑے روکا، اس نے عمار سیال کی موت کے بعد آج بابا کو روتے دیکھا کیونکہ آج بھی ویسی ہی اذیت تھی۔

"اسے جانے دیں پلیز۔ ورنہ وہ مر جائے گا بابا"

اجر نے گزارش کی تھی، جبکہ رحمان سیال نے اسے دونوں بازوں سے پکڑے جنجھوڑا۔

"وہ تمہیں ابھی زندہ لگ رہا تھا؟ (نہیں مارا اس نے عمار کو۔ عمار تھا جو باسل کو مارنا چاہتا تھا اجر کیونکہ باسل کو اسکے غلط کاموں کا پتا چل گیا تھا۔ وہ تو عمار کو سمجھانے گیا تھا۔ اور دھکا اس نے باسل کو دینے کی کوشش کی تھی لیکن عمار کا اپنا پیر پھسل گیا۔ یہ بات میں نے اس لیے چھپائی کہ عمار کے غلط کام سامنے

نہ آئیں۔ اپنی اولاد کا پردہ رکھنے کے چکر میں آج میں دوست کی اولاد کا جیتے جی قاتل بن گیا ہوں۔۔۔ کاش میں تمہیں بتا پاتا اجر۔۔۔ لیکن میں اپنے مرے بیٹے کے کرتوت سامنے نہیں لا سکتا۔ وہ کیا کر کے مرا ہے یہ اسکی ماں برداشت نہیں کر سکے گی۔ اور اسکے کیے کی سزا کسے مل رہی ہے یہ ماہیل نہیں برداشت کرے گا۔ بہت مجبور ہیں تمہارے بابا اجر۔۔۔ بہت بڑی طاقتیں ہیں اس سب کے پیچھے۔ میں نے اگر اپنا منہ کھولا تو وہ لوگ میرے سب پیاروں کو مار دیں گے۔ مجھے تمہارے اقتدار میں آنے تک چپ رہنا ہو گا پھر اپنے فرض تمہیں سونپوں گا تب تک تم دو کی اذیت چپ چاپ برداشت کرنی پڑے گی مجھے۔"

پہلا جملہ ہی وہ اجر سے کہہ سکے پر نظریں جھکا چکی تھی جبکہ رحمان سیال کی حقیقت انکے خیالات میں شرارے بن کر دوڑنے لگی۔

بہت کچھ چھپا تھا جو اب اجر کے پاور میں آنے پر ہی اسے پتا چلنے والا تھا، لیکن اس سب میں رحمان سیال، باسل اور اجر کا رشتہ ٹوٹنے سے ہر ممکنہ بچانے کا

تہیہ ضرور کر چکے تھے، جبکہ اجر اپنی جگہ سوگوار تھی کہ وہ باسل کو انھیں کیوں روکنے نہیں دے رہی۔

"مجھ سے بہت بڑی غلطی ہو گئی بابا۔ اجر سیال آپکی اچھی بیٹی نہیں رہی"

ندامت آنکھوں میں بھرے ہی وہ انھیں اٹھا کر رحمان سیال کو دیکھتے بولی۔

"ک۔۔ کیا کہہ رہی ہو اجر؟"

وہ پہلے ہی شدید پریشان تھے اوپر سے اجر کا یوں تمہید باندھنا جو جان لے رہا تھا۔

"کچھ نہیں۔"

وہ انکو تاسف سے تکتی خود کو روکے سر نفی میں ہلائے وہاں سے اپنے کمرے کی طرف چلی گئی جبکہ رحمان سیال نے اپنا سر ہاتھوں میں دبوچ لیا، انکو زندگی ایسا دن دیکھائے گی، انہوں نے کہاں سوچا تھا۔

..________________________..

بس دس منٹ تک بخش فیملی آنے والی تھی، سعدیہ نے میسج کر کے میرال کو بتایا کہ وہ راستے میں ہیں، اور حان بھی جلدی آگیا تھا، باسل کو اس وقت گھر آتا اور اوپر کمرے کی طرف جاتا دیکھے باقی کسی نے تو نوٹس نہ لیا پر ماہیل نے ضرور اسکا چہرہ دیکھا اور سب سے آنکھ بچاتے خود بھی باسل کے پیچھے سیڑھیوں کی جانب بڑھے۔

وہ کمرے میں داخل ہوا ہی جب عقب سے اندر آتے بابا کو دیکھنے لگا، وہ قریب آکر اپنے ہاتھوں میں باسل کا چہرہ بھر گئے، انھیں باسل پھر تکلیف میں مبتلا لگا، وہ شدید تپ رہا تھا، آنکھوں کے اردگرد سوجن نظر آرہی تھی۔

"چھ ماہ کے لیے مجھے کہیں جانا ہے بابا۔ مما سے ملے بغیر جاوں گا کیونکہ وہ میری اتنی لمبی جدائی نہیں سہہ سکتیں۔ آپ بعد میں بتا کر سنبھال لیجئے گا

انھیں۔ میں رابطہ نہیں کر سکوں گا لیکن میں واپس آوں گا یہ میرا وعدہ ہے۔"

وہ نظریں جھکائے بابا کے ہاتھ پکڑ کر انھیں تھامے بولا، آواز کا اتار چڑھاو دردناک سا تھا۔

"اجر کی وجہ سے؟"

ماہیل نے اسکی جھکی آنکھیں تکتے پوچھا پر وہ جبراً سر نفی میں ہلا گیا۔

"وہ میری کسی تکلیف کی وجہ نہیں بابا۔ میں کہہ رہا ہوں۔ آپکا محبوب بیٹا تو محبوب کا کہا حرف آخر ہونا چاہیے۔ اسے سکون سے اپنا امتحان دینے دیں۔ اسے کوئی کچھ نہیں کہے گا۔ میں نے وعدہ کیا ہے تو میں اپنا وعدہ ہر صورت نبھاوں گا۔ آئی لو یو بابا"

ساری بات نظر جھکا کر کی پر ماہیل سے محبت کا اظہار باسل نے مسکرا کر نظریں اٹھا کر کیا، انکی سرخ آنکھیں بھی دلسوز سا مسکرائیں۔

"آئی لو و یو ٹو میری جان۔ ٹھیک ہے میں تمہارے وعدے پر بیٹھا ہوں یہ یاد رکھنا۔ جا کہاں رہے ہو؟ تمہارے کام کا کیا ہو گا باسل؟"

انھیں باسل سے جڑی بے شمار فکریں گھیر رہی تھیں۔

"اپنا کام کرتا رہوں گا۔ آپ بے فکر رہیں"

باسل نے انھیں بھرپور تسلی دی تھی، وہ اپنا کچھ ضروری سامان لینے آیا تھا بس۔

"اپنا خیال رکھنا باسل"

ماہیل نے اسکا چہرہ چومتے تاکید کی اور یہ تاکید بے حد دلبرداشتہ سی تھی۔

"جی بابا۔ اب آپ نیچے جائیں۔ مہمانوں کے آتے ہی میں نظر بچا کر نکل جاوں گا۔ حرا اور مما آپکے حوالے۔ ان میں جان بستی ہے میری۔ اور حان کو سنبھالنے کے لیے اسکی مسیز ہے اب"

دل تو ہرگز آمادہ نہ تھا پر انھیں باسل کی بے بسی دیکھائی دے رہی تھی تبھی کوئی تکرار کر کرتے اسے اجازت دی اور بھاری قدم، جھکے سر کے ساتھ دروازے کی طرف بڑھے پھر پلٹے۔

"گلے تو لگ جا میرے دل کے ٹکرے"

ماہیل کے بازو پھیلانے میں بہت سی تکلیف و حسرت تھی کہ اس نے ہمت سے آکر ان بازوؤں میں بس کر بابا کے گلے لگ کر انکی حسرت مٹائی، ماہیل کو اپنے اس بچے سے یونہی زیادہ پیار نہیں تھا، یہ تھا ہی پیارا۔

ماہیل نے اسے سینے میں بھینچ لیا پھر الگ کیے اپنی آنکھوں کو چراتے کمرے کی حدود سے نکل گئے، باسل نے انکو سیڑھیوں سے اوجھل ہونے تک دیکھا اور پھر پلٹ کر سینے پر ہاتھ پھیرے اک بھاری سی سانس بھر گیا۔

..________________________..

"اب کیسے ہو تم؟"

اپنا ہاتھ عثمان کے سر پر رکھے اسکے بالوں میں داخل کرے اس سے پہلے ثانیہ، اپنے ہونٹ جھک کر عثمان کے ماتھے پر چپکاتی، وہ اسے پرے دھکیل گیا۔

"ہاا۔ تم نے مجھے پیچھے جھٹکا؟"

ثانیہ کے ماتھے پر اہانت سے بل پڑے۔

"تم مجھ سے واقعی اب بھی محبت کرتی ہو؟ کہاں ہے تمہاری محبت۔ رات سے مجھے نظر نہیں آئی ثانیہ"

وہ کل رات سے یوں ملنے جلنے سے قاصر پڑا تھا تو کاٹ کھانے کو دوڑنے لگا، ثانیہ نے اپنی بے عزتی اک طرف کی اور واپس اسکے قریب آئی۔

"اوہ میری جان! تم زخمی تھے تو پیار کہاں کرتی۔ تمہیں درد ہوتا جو مجھ سے برداشت نہ ہوتا اور کل رات سے میں تمہیں دیکھنے اس لیے نہیں آئی کہ مجھ سے میری جان کا یہ حال دیکھا نہ جاتا"

واپس عثمان کے چہرے پر جھکتے میٹھی میٹھی باتیں کرے اس نے عثمان کی چڑ زرا زائل کر دی، تھا تو وہ وہی تھا، اجلا سمندر چھوڑ کر کیچڑ میں کودنے والا۔

"جس نے یہ کیا ہے اسے چھوڑوں گا نہیں۔ مجھے لگتا ہے یہ اور حان نے کیا ہے۔"

عثمان کی آنکھیں سلگنے لگیں تو ثانیہ نے بھی پوری ہاں میں ہاں ملائی۔

"وہ تمہاری والی کور جانے میں لگا ہو گا۔ اسے کہاں فرصت۔۔۔ اس نے تو شکر کیا ہو گا شادی شدہ ہو کر بچے کا باپ ہو کر بھی میرال جیسی ان چھوئی کنواری ہاتھ لگ گئی۔ وہ کیوں پیٹے گا بھلا تمہیں؟"

ثانیہ نے فوراً اسے زہر اگلنے کی کوشش کی پر عثمان کو ثانیہ کی بات سنے عجیب سی کراہٹ ہوئی، اس عورت کے لیے اس نے کیا کر دیا اب سمجھ آ رہی تھی پر سمجھ آنے کی سپیڈ کچھ زیادہ ہی کم تھی۔

"یہاں سے نکل لوں سب پتا کروالوں گا۔ تم نے مجھے دوبارہ اگنور کیا تو میں برداشت نہیں کروں گا ثانیہ۔ تمہاری خاطر میں نے سب کو خود سے نفرت پر اکسا دیا۔ صرف تمہیں پانے کے لیے۔"

وہ جذباتی ہوتا ثانیہ کو دیکھتے بولا جس نے اوپر اوپر سے رسیلا جذباتی مسکرائے عثمان کی گال چوم چاٹ کر اس الو کو مزید بیوقوف بنایا۔

"میری جان۔ میں تمہیں اگنور کیوں کروں گی۔ میں تو مرتی ہوں تم پر۔ اور سبکو دفع کرو۔ ہم ایک دوسرے کے لیے کافی ہیں۔ رہی بات تمہارے مما بابا کی، مل کر انھیں منالیں گے پریشان مت ہو"

وہ اسکے پاس ہی بیٹھی مسکے لگانے لگی کیونکہ اچھے سے جانتی تھی کہ عثمان جس کمپنی کا اونر ہے وہاں حبیب ملک بھی شئیر ہولڈر ہیں اور انھیں مکمل ملکیت پانے تک راضی رکھنا ضروری ہے۔

"ہاں وہ مان جائیں گے۔ آفٹر آل میں اکلوتا بیٹا ہوں اور تم اکلوتی بہو۔مجھے میرا ال کو چھوڑنے کا زرا افسوس نہیں، میرے پاس تم سی آپسراہ جو ہے۔"

وہ گوڈے گوڈے ثانیہ کے حسن کے سحر میں ڈوبا تھا لیکن ثانیہ اسے جلد دن میں تارے دیکھاتی نظر آرہی تھی، اسکی شیطانی آنکھوں میں پیسے کی ہوس بنا غور دیکھی جاسکتی تھی۔

"اوہ میری پیاری جان۔ جلدی سے ٹھیک ہو جاو پھر ہم اپنی سپیشل نائیٹ پوری کریں۔ تم نے تو مجھے ساڑھی میں دیکھا ہی نہیں۔ قیامت لگ رہی تھی میں"

وہ اپنی زہریلی ادائیں دیکھارہی تھی اور عثمان کس قدر زلت کے گڑھے میں جاچکا ہے ابھی اسے احساس نہ تھا پر وہ وقت زیادہ دور نہ تھا۔

..________________..

"شام ہم باہر چلیں گے تو آپ کچھ فینسی کپڑے بھی خرید لیجئے گا۔ یہ اچھے ہیں لیکن سادہ سے ہیں۔ آج آپکو چمکتے پھڑکتے کپڑے پہننے چاہیں تھے۔ نئی نویلی دلہن ہیں"

وہ دونوں باہر آئے تاکہ سبکو ریسو کر سکیں اور تبھی اورحان نے اسکے کپڑوں کو دیکھ کر جو خیال سوچا وہ کہہ بھی دیا۔

" دلہن کیسے بنی تھی یہ بھی تو دیکھیں۔ میں نے بہت سے فینسی کپڑے بھی لیے تھے پر امی کو کہا تھا سادہ والے ہی بھیجیں۔ اور لینے کی ضرورت نہیں بلکل"

میرال نے ساتھ چلتے زرا اداسی سے بتلایا، حالانکہ وہ صبح تو بہت خوش تھی لیکن شاید گھر والوں کے آنے نے اسے تھوڑا سٹریس دیا کیونکہ بھابیاں بھی آرہی تھیں اور میرال کو وہ کچھ پسند نہیں تھی، پھر اگر کسی نے کوئی بات کر دی کل کو لے کر تو وہ پھر سے پریشان ہو جاتی۔

"کسی سٹریس میں ہیں آپ میرال؟ گھر والے آرہے ہیں اسکا کوئی پریشر ہے؟ میری فیملی کی طرف سے کوئی خدشات؟"

وہ یکدم ہی گھبرا کر رکی اور اورحان کے سامنے آجمی، چہرے پر ہزاروں رنگ تھے، قوسین کے، گھبراہٹ و بوکھلاہٹ میں لپٹے۔

"نہیں ہر گز نہیں، بس میں کل کا دن نہ یاد کرنا چاہتی ہوں نہ ڈسکس۔"

میرال نے اپنی کیفیت سمجھانے کی کوشش کی تو اورحان نے اپنا ہاتھ اسکے سامنے پھیلایا، وہ ناسمجھی سے کبھی اورحان کو دیکھتی کبھی اسکے میرال کے لیے پھیلے ہاتھ کو۔

"کل کا دن ہم بھی تو ملے ہیں۔ آپکو یہ ریلیف دے گا میرال کے آپ کل کے دن سے جڑی اچھی چیز یاد رکھیں، اور برا حوالہ بھول جائیں۔ یقین کریں جب ہم دکھ یا حادثات سے چمٹتے رہیں، وہ بھی ہمارا دامن چھوڑ کر نہیں جاتے۔ تو ہر برے حوالے کو الوداع کہہ دیں"

میرال نے اپنا کانپتا ہاتھ ڈرتے ڈرتے اورحان کے ہاتھ میں رکھا ہی کہ وہ اورحان نے اپنے ہاتھ میں دبا لیا، اسکا ہاتھ اورحان کے ہاتھ میں بہت خوبصورتی سے بس چکا تھا، وہ اورحان کے ہاتھ سے چھوٹتی خوشبو اپنی سانس تک محسوس کررہی تھی جبکہ وہ پورا ابھی نہایت دلکش ودلفریب کلون میں مہکتا تھا، تبھی تو میرال کیا، اسکے آس پاس کے موسم تک اسکے گریس پر مدھوش ہوتے، میرال تو پھر خطاء کی پتلی یعنی انسان تھی۔

"میں کوشش کروں گی۔ آپ اس خبیث سے تو نہیں ملے؟ کچھ پتا چلا اسے کس نے پھینٹی لگائی؟"

وہ اپنا ہاتھ گھبرا کر چھڑوا گئی، کیونکہ اسے محسوس ہوا یا وہ اورحان کو محسوس کرسکتی یا بات کرپائے گی، دونوں کام بیک وقت ناممکن تھے۔

"میں گیا تھا اسے دیکھنے۔ جس آدمی نے اسے رگڑا اس نے عثمان کو کہا کہ اسے اسکے ڈیڈ نے بھیجا پر ڈیڈ صاحب کو تو خود سن کر صدمہ لگ گیا۔ اب سمجھ نہیں آرہا یہ اور کون آگیا بیچ میں۔"

اورحان تو خود الجھا تھا، میرال کو کہاں کچھ سمجھ آتی۔

"بھاڑ میں جائے وہ، جو ہڈیاں اور جوڑ بچ گئے وہ بھی کریک ہوں۔ آپ اب دوبارہ مت جایئے گا"

وہ غصے اور تکلیف کو دباتی بڑبڑائی تو اورحان نے اسکے غصے کو بھی جاذب پایا، اور حلق میں اس مسکراہٹ کو دبانے لگا جو میرال کو دیکھ کر اسکے ہونٹوں پر امڈنا چاہتی تھی۔

"میں پوری خبر رکھوں گا اسکی۔ اس نے جو کیا اسکا وہ بدلہ پائے گا اور تماش بینوں میں پہلی صف میری اور آپکی ہوگی۔ آپ کو اس متعلق سوچنے کی اجازت نہیں"

وہ سر ہلائے ٹھٹھکی، کیونکہ عموماً یہ آخری جملہ ایسے ہوتا ہے کہ سوچنے کی ضرورت نہیں پر اورحان ماہیل نے استحقاق جماتے اجازت کا لفظ استعمال کیا جسکا صاف مطلب تھا کہ وہ نہیں چاہتا میرال بخش، بحیثیت اورحان ماہیل کی بیوی، کسی نامحرم کا اب خیال بھی قریب بھٹکنے دے اور ذکر کرنا تو دور کی بات، وہ کتنے لمحے اس ادائیں رکھتے وجیہہ شخص کو دیکھتی چلی گئی۔

"میری بھابیاں تھوڑی عجیب ہیں۔ الٹے سیدھے کمنٹ پاس کرتی ہیں۔ کچھ برا لگا آپکو تو میں پہلے ہی سوری کرتی ہوں"

میرال نے آخر اصل پریشانی کہہ ہی دی۔

اورحان نے ارد گرد خوبصورت سی دوپہر کو دیکھتے پھر آسمان کی طرف چھائے کہیں کہیں بادلوں پر نظر ڈالی، پھر باری آئی میرال کے بے تاب چہرے کی۔

"بری انکی کوئی بات لگی تو سوری انکا بنتا ہے۔ آپ کیوں کریں گی سوری میرال؟"

وہ بولا ہی اتنے پیار سے تھا کہ میرال لاجواب ہو کر رہ گئی، سمجھ نہ آیا ایسے باکمال شخص کو اب کیا کہے۔

"آپ اتنے زیادہ نرم مزاج کیسے ہیں؟"

وہ حیرت میں بڑبڑائی کہ اسے تو لگتا تھا بابا ہی دنیا کے سب سے نرم مزاج شخص ہیں اور وہ بھی کئی بار غصہ کرتے لیکن یہ شخص تو کچھ زیادہ ہی سوبر ہے پر ابھی میرال نے اس آدمی کا طوفانی رخ دیکھا ہی کہاں تھا۔

"میں سب کے ساتھ آپ جیسا نہیں ہوں میرال"

وہ اسے بڑی سہولت سے بتا گیا کہ وہ اور حان کے اس طرح کے لہجے کو پانے والی اکلوتی ہے۔

"م۔۔مطلب۔۔؟"

وہ گھبرا کر منمنائی۔

"میں بہت نک چڑھا ہوں۔"

وہ یہ بولتے ناک میں کھنچاو بھی لایا، ماتھے پر تناو بھی اور الگ طرح سنجید گی بھی پر میرال نے مزاق میں لیتے سمائیل دی۔

"لے! میں نہیں مانتی"

وہ سچ میں مزاق سمجھی تھی جبکہ اسکے بھولے پن سے "لے" کہنا اور حان کو سچ میں کیوٹ لگا۔

"کسی دن دیکھا دوں کا آپکو نک چڑھا بن کر۔"

اور حان نے شریر ہوتے آفر کی تو میرال جیسے خود میں ہی سمٹنے لگی۔

"آپکے بابا اور بھائی آگئے ہیں میرال"

وہ اسے توجہ سے دیکھ رہی تھی جب ہارن کی آواز پر اورحان نے اسے خیالوں سے نکالا، وہ خود کو کوسے جلدی سے اس پر سے نظریں ہٹا گئی۔

عمیر اور حمزہ دونوں اپنی اپنی گاڑی میں آئے تھے جبکہ سعدیہ اور جہانگیر صاحب، بڑے بیٹے اور بہو کے ساتھ تھے، بچے چونکہ دونوں بھائیوں کے بڑے تھے تو انھیں وہ گھر ہی بوا کے پاس چھوڑ آئے تھے کیونکہ سعدیہ نے ہی کہا کہ بچے تنگ نہ کریں۔

"میں نروس ہو رہی ہوں۔ دل بہت زور سے دھڑک رہا ہے"

وہ عجیب سی گھبرائی، اس نے اورحان کا ہاتھ زور سے کس کر پکڑا۔

"یہ کیفیت تو آپکی کل بنتی تھی جب میں رخصت کروا رہا تھا۔"

اورحان نے یہ معصومانہ شکوہ، اسکی گھبراہٹ میں کمی کو کیا اور کامیاب بھی ہوا۔

وہ شکوہ کناں مسکاتی آنکھوں سے اورحان کو جوابا دیکھنے لگی جو پہلے ہی ساری توجہ اسی پر دیے ہوئے تھا۔

"کل مجھے احساس نہیں تھا میں کتنی لکی ہونے والی ہوں۔ آئی مین مجھے مصطفی جو مل گیا"

اول جملہ وہ جس وارفتگی سے بولی، اورحان کی بدلتی نگاہوں کی حدت ایسی پرزور تھی کہ فورا سے پارٹی بدلتے مصطفی کی ڈھال پکڑی، اور امی بابا کی طرف بڑھی تو اورحان سے باخدا اس سنجیدہ وقت مسکراہٹ روکنا محال ہوا۔

"امی جان"

وہ سعدیہ صاحبہ کو دیکھتے ہی انکی بازووں میں جا سمٹی، خود جہانگیر صاحب نے گرم جوشی سے اورحان کو اپنے سینے لپٹایا، میرال کی چمک ان سبکو بتا رہی تھی کہ اسے اس بندے نے کس طرح پھولوں سا رکھا ہے جبکہ بھابیاں تو عالی

شان پیلس دیکھ کر آپسی سرگوشیوں میں لگی تھیں کہ میرال کو کس قدر رئیس سسرال ملا، حمزہ اور عمیر نے بھی بہت شائستگی سے ملاقات کی، میرال سے بھی ملے جبکہ دونوں بھابیوں نے بھی چاپلوسی کی حد کرتے دانتوں کی نمائش کے ساتھ لاڈ پیار لٹایا، بس اصلی محبت سعدیہ اور جہانگیر صاحب کی تھی، انکے چہروں پر جو سکون تھا وہ دیدنی تھا، وہ سب ساتھ ہی اندر کی طرف جا چکے تھے اور لاونج تک پہنچے تو ایمن نے بھی اسی گرم جوشی سے سبکا استقبال کیا جبکہ بچوں کو نہ لانے پر گلہ بھی، ماہیل زرا چپ تھے پر انہوں نے ایمن کے حکم پر زبان سی لینے کا فیصلہ کیا تھا لیکن چہرے پر کسی قسم کی مہمانوں کے لیے کوئی بیزارگی یا اکتاہٹ نہ تھی۔

جبکہ سب کے ملنے ملانے کے بیچ باسل نے بھی کمرے سے نکل کر نیچے آتے قدم روکے اور اک نظر ایمن پر ڈالی، محبت بھری نظر، جس میں دکھ دینے کی اذیت بھی مخفی تھی پھر بابا سے اک دلسوز آئی کنٹکٹ بناتے ہی وہ باہر چلا آیا، اسکے قدموں میں روانی تھی، لیپ ٹاپ اور کچھ ضروری چیزیں بیک

سائیڈ رکھے جب باسل نے فرنٹ ڈور بیٹھنے کے لیے اوپن کیا تبھی اسکی نظر اجر پر جار کی جو اپنے سٹڈی روم کے باہر موتیوں والے پردے کے پاس کھڑی تھی، دونوں ہاتھ ریلنگ پر جمائے۔

"تم کچھ نہیں ہو میرے پر یہ دل کا درد مجھے اندر سے کھا رہا ہے۔ تمہیں مارنے والی بہت چیزیں ہوں گی باسل ماہیل، پر اس فہرست میں اجر سیال کا دل نہیں ہو گا۔ وعدہ کرتی ہوں"

وہ برسنے کا حکم آسمان سے لا کر امبر پر چھائے بادل سی چپ تھی، وہ برس برس کر تھک چکے کھوکھلے بادل سا بے وقعت جو ہواؤں میں تحلیل ہو گیا تھا۔

"ہماری کہانی تب تک نہیں مرنے والی، جب تک ہر کردار کی اصلیت نہیں کھل جاتی اجر سیال۔ یہ سب بکواس ہوتا ہے کہ ہم غلطیوں سے سیکھتے ہیں، یہ سب بہانے ہیں اپنے وجود کی گھٹیا سچائی کو نہ ماننے کے، ہمیں تسلیم کرنے سے ڈر لگتا ہے، ہر وہ بات جو ہمارے رویوں کے خلاف ہے، دل دماغ کے

موسموں کی مخالف ہے۔ لیکن آج لگتا ہے کہ شاید کبھی کبھی ہمیں تسلیم کر لینا چاہیے کہ ہم نے کھو دیا ہے، ہر وہ شخص ہر وہ مان جو ہماری ذات کا حصہ ہوا کرتا تھا، ہر وہ خواب جو بس ہمارے خود کا نہیں تھا، ہمیں تسلیم کر لینا چاہیے کہ ہم نے اک خواہش کی ضد میں ہر محبت کا سودا کر لیا ہے، اجر سیال اک ایسی خواہش جسے کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ شاید اب ہمارا دل بھی نہیں۔۔ میں پہلے دن سے ہی جانتا تھا کہ دل کے لیے فیصلے ہمیشہ مات ہی دیتے ہیں مگر۔۔۔۔ آہ اجر۔ میرے گزر چکے لمحوں کا سابقہ سکون!

اب اک نئی جنگ لڑتے ہیں، اک سفاک ذہنیت کے ساتھ، نئے وجود کے ساتھ، ہوش و حواس کے ساتھ، اک بے رحم دل کے ساتھ، کسی بھی منزل اور راستے کی پرواہ کیے بغیر بس تباہی کے نام، اک آخری جنگ...!!"

وہ بھی اس بار سیاہ گھٹاؤں سا پراسرار تھا، گہری خاموشی ان کے بیچ حائل تھی اور جب وہ نظریں جھکا کر ہٹا گیا تو اجر نے سوچا کہ وہ پہلے نظریں ہٹا بھی

سکتا تھا، پھر جھکاتا پر اسے کیا پتا اس لڑکی سے جڑی محبت باسل ماہیل کے دل پر اتراتا کس قدر مقدس صحیفہ ہے۔

مقدس لوگ ہوں یا جذبے، انھیں سر کا تاج، آنکھوں کا نور اور دل کا چین بنایا جاتا ہے لیکن یہ سمجھنے میں ابھی اس لڑکی کو وقت درکار تھا۔

وہ چپ چاپ اپنی گاڑی میں بیٹھا اور اسکی گاڑی ماہیل پیلس کے پورچ سے باہر نکل گئی۔

دیکھتے ہی دیکھتے ان دو کے بیچ فاصلے کا عفریت دھاڑنے لگا، وہ پلٹ گئی، آنکھوں میں کرچیاں تھیں تبھی اسکا سٹڈی ٹیبل پر پڑا فون رنگ کیا، اس نے اپنی سیم باسل کے لائے فون میں ڈال لی تھی۔

کسی ان نان نمبر سے میسج تھا، کوئی ایڈریس تھا اور لکھا تھا نو بجے تک اس جگہ پہنچ آنا۔

"ی۔۔یہ آتشم ہو گا۔۔۔کال کر کے منع کرتی ہوں"

اجر نے فوراً سے اس نمبر پر کال کی پر نمبر سوئچ آف ہو چکا تھا، اجر نے خود کو بیڈ پر لڑھکا دیا، اک امید جاگی جو بلبلے سے بھی کم زندگی لائی، اور امید ٹوٹے تو بہت درد دیتی ہے۔

..________________________..

"سر۔ بیس کڑور پہنچ گیا ہے۔ کب ٹھکانا ہے باسل ماہیل کو؟"

ولیم نے اسی bravo نام پر سیو ہوئے نمبر پر میسج کیا، جواب کے لیے ولیم کو کچھ دیر انتظار کرنا پڑا اور پھر اسکی فون سکرین پر اسی bravo کی طرف سے پیغام وصول ہوا۔

ولیم نے جلدی سے پیغام اوپن کیا۔

"آج شام سات بجے اسکا کام تمام ہو جائے گا۔ نو بجے تک معاہدہ فائنل۔ کمانڈر کو نو بجے گڈ نیوز سنا دینا"

دوسری جانب سے پیغام پڑھتے ولیم نے پھر سے کچھ لکھا۔

"سرکاری پروسیکیوٹر ہے۔زیادہ رولے والا معاملہ نہیں۔اسکے اپنے لوگ اس سے تنگ۔کہیں تو میں ٹپکا دوں اسے۔آپ اپنی چھٹی انجوائے کریں"

ولیم نے آتشم کی آسانی سوچی پر فورا سے پہلے جواب آیا۔

"ولیم !اپنی آفر تب دیا کرو جب میں مانگوں۔جو کہا ہے وہ کرو"

وہ اس جواب سے آتشم کا غصہ،عتاب اور ناراضگی بھانپ گیا تبھی اپنی غلطی تسلیم کرتے معذرت کا میسج کیا جسے آتشم نے سین کرنا بھی مناسب نہ سمجھا جبکہ بیس کڑور کہاں جانے والا تھا یہ تو پتا نہیں پر اس پیسے کی یہاں سے روانگی شروع ہو چکی تھی۔

..________________________..

سب اہل خانہ مل جل کر بیٹھے، کھانا لگا، کھایا گیا، خوشگوار ماحول میں تعارف کا سلسلہ جاری رہا، ماہیل نے خود کو سب کے بیچ بہت حاضر رکھنے کی کوشش کی پر انکی ہر سوچ انکے محبوب بچے پر اٹکی تھی۔

مصطفی زیادہ اجنبیوں میں کمفرٹیبل نہ تھا تو حرا اسے اپنے روم میں لے گئی تھی، اسے ویسے بھی اپنا اینیمیشن ہوم ورک کرنا تھا، وہ فائن آرٹ میں Animation کے بیچ بیچلر کر رہی تھی تو اپنے تمام کریکٹرز خود کریٹ کر رہی تھی، بارس بھی آگیا تھا تو مصطفی ان دو کے ساتھ مست وخوش رہتا۔

باہر سب گپ شپ کر رہے تھے جبکہ بارس بھی جب کالج سے آیا تو گھر میں سب اداس سا تھا اور اسی اداسی کو مٹانے وہ یہاں آگیا۔

حرا نے اسکا کچھ دیکھنے کو فون لے رکھا تھا تبھی اسکی نظر بارس کی گیلری میں موجود اپنی صبح کی تصویر پر گئی۔

"یہ تم نے بھی پکچر لی تھی میری صبح؟"

حرا نے شکائتی انداز میں بارس کو گھور کر وہ تصویر دیکھائی جسکے چہرے کے رنگ سے بے ترتیب ہوئے، وہ مصطفی کے ساتھ کھیل ہی رہا تھا کہ اب جان کے لالے پڑتے محسوس ہوئے۔

"مصطفی کی برتھ ڈے کے ساتھ تمہارا برتھ ڈے بھی ہے تو سوچا تمہیں تمہاری باندری جیسی شکل والا کیک گفٹ کروں گا۔بس یہی سوچ کر بنالی۔"

بارس نے اپنے فلم ڈالنے میں ماہر دماغ کو غائبانہ پپی کی، جبکہ حرا نے باندری والے حوالے پر کشن اٹھا کر بارس کے شانے پر دے مارا۔

"باندری لگتی ہوں میں تمہیں۔باندری ہو گی تمہاری وہ کزن رملا"

حرا نے بھی کوئی ادھار نہ رکھا، بارس مسکرایا اور ساتھ حرا کے خوبصورت بگھڑے منہ دیکھتا مصطفی بھی گھنی مسکراہٹ دے رہا تھا۔

"مما سے پوچھو رملا کی خوبصورتی۔ اگر چاچو لوگ ناراض نہ ہوتے تو مما اب تک بہو بنا کر لا چکی ہوتیں۔ میں دیکھاوں تمہیں اسکی انسٹا آئی ڈی۔ باندری تو نہیں کہو گی تم اسے دوبارہ"

بارس نے باقاعدہ انسٹا گرام کھول بھی لیا مگر حرا نے اسکے ہاتھ سے فون ہی جھپٹ لیا۔

"زمین سے اگ تو لو پورے۔ بہو بنا لاتیں۔۔۔ اتنی کونسی آگ لگی ہوتی دونوں کو جو یہ ہوتا۔ اور میں اس سے زیادہ پریٹی ہوں۔ میرے بارے تو ماہا آنی نے کبھی یہ نیک خیال نہیں سوچا"

فون لیے ہی وہ روانی اور غصے میں بڑبڑا تو بیٹھی پر بارس کی مسکراتی نگاہوں کی تپش اسے جلد احساس دلا گئی کہ وہ کیا بلنڈر مار بیٹھی ہے۔

"یہ نیک خیال سوچنے کے لیے میں ہوں ناں۔ کیوں مصطفی؟"

بارس نے مسکرا کر اتنی انٹنس سچویشن میں مصطفی کو انٹر کیا اور وہ بھی بنا کچھ جانے فرمابرداری سے بارس کی ہاں میں ہاں ملا گیا، حرا تو گنگ سی رہ گئی۔

"دیکھاو اسکی آئی ڈی"

حرا نے جلتے ہوئے آنکھیں چرائیں تو بارس نے فون اس بار اس سے واپس چھینا کیونکہ وہ بھی انسٹا کھول رہی تھی، حرا نے بارس کے منہ کی طرف ہونق ہوتے دیکھا۔

"مجھے اسکی آئی ڈی دیکھنے اور دیکھانے میں کوئی دلچسپی نہیں۔ میری دلچسپی کا سامان میرے سامنے بیٹھا ہے"

بارس نے بنا اسے چھوئے بس اتنا سا کہے گلاب کر دیا، وہ بے اختیار نظریں سی چرا گئی، اسکے گالوں میں ہلکی سی سرخی عود آئی۔

شاید وہ شرما رہی تھی۔

"میں کھانے کے لیے کچھ لاتی ہوں۔ کباب کھاو گے؟ و د بریانی؟"

وہ گھبراتی اٹھی اور بدحواسی سے بارس کو دیکھتے بولی، اسکے ہر موں سے بے تابی چھلک رہی تھی، بارس سیال کے لیے یہ دلچسپ منظر تھا۔

"خوشی کے ساتھ کھاوں گا۔ مصطفی کے لیے بھی کچھ لے آو۔"

بارس نے مصطفی کے بالوں میں پیار سے ہاتھ پھیرا تو حرابلش سی سر ہلائے بھاگ نکلی جبکہ مصطفی معصوم جسے پتا ہی نہیں یہ دو زرا بڑے ٹڈے اسکی ناک تلے پیار محبت جیسا کچھ شروع ہیں، آہ مصطفی تم اتنے انجان و معصوم وہ بھی اپنی چڑئیل پھپھو کی آبسیشن سے جو اسے بارس سیال سے وابستہ تھی۔

..________________________..

"ویسے ہم تو بہت ڈر گئے تھے کہ ہماری میرال کی زندگی نہ تباہ ہو جائے پر آپکے بیٹے نے بچالی ہماری عزت۔ بہت لکی ہے ہماری میرال کے اس خبیث

سے شادی نہیں ہوئی۔ اللہ قسمت اچھی کرے۔ اور تو اور اولاد بھی مل گئی۔ بھئی اور کیا چاہیے "

یہ بڑی بھابھی تھی جو بظاہر خوشی سے مسکرائے بولی پر اسکے لہجے کا حسد سب نے محسوس کیا۔

" یہ سب مقدر کے فیصلے ہیں بچے۔ ہم انسان کچھ نہیں کر سکتے۔ جو بھی ہوا بہترین ہوا۔ میرے اور حان کا بھی گھر بس گیا اور مصطفیٰ کو بھی میرال جیسی ماں ملی۔ ان شاء اللہ سب اچھا ہو گا۔ عثمان نے جو کیا اللہ اسے اسکی سزا ضرور دے گا "

ایمن نے اس کے حسد کو بھانپنے کے باوجود بہت شفقت و محبت کے سنگ جواب دیا، سعدیہ اور جہانگیر بے حد خوش تھے تو میرال کو اور کچھ نہیں چاہیے تھا۔

"بلکل آنٹی۔اسے ضرور اللہ سزا دے گا۔ویسے میرال واقعی بہت لکی ہے۔اتنا پیارا اسسرال مل گیا،میرا مطلب دوبارہ سے اسکا رشتہ ڈھونڈنے کی زحمت سے بھی بچ گئے ہم ورنہ آپکو پتاناں جس لڑکی کی بارات چلی جائے،زمانہ کیسے تھوتھو کرتا ہے۔کوئی رشتہ نہیں آتا۔ہائے میں تو بہت خوش ہوں"

یہ چھوٹی والی تھی جو بڑی کے نقش قدم پر ہی چل رہی تھی،سعدیہ صاحبہ یہی سوچ رہی تھیں کہ ان نمونیوں کو خوامخواہ لے آئے،جبکہ وہ تو عمیر و حمزہ کے قابو کی چیزیں بھی نہ تھیں۔

ماہیل کیونکہ کچھ زیادہ ہائپر انسان تھے تو انھیں ضرور ناگواری محسوس ہو رہی تھی پر ایمن کے اشارے نے مجبور کیا چپ رہنے کو،البتہ میرال بار بار امی کو پریشان ہو کر دیکھ رہی تھی جیسے کہہ رہی ہو دیکھ لیں یہ عورتیں کیا کر رہی ہیں۔

"میرال اور اور حان دونوں کو عثمان نے تکلیف دی ہے تو اصولا ان دو کا متحد ہونا بنتا بھی تھا۔ آپ بے فکر ہو جائیں۔ کسی قسم کے خدشات بھی دماغ میں نہ لائیں بچے۔ میرال اس گھر کی بہو ہی نہیں، بیٹی ہے"

ایمن نے ایک بار پھر اپنے خوبصورت نرم مزاج کے سنگ ان دو حاسد عورتوں کو منہ توڑ جواب دیا وہ بھی بہت پیار سے۔

"بہت شکریہ۔ آپ سب کے بڑے پن کے لیے ممنون ہیں ہم"

اس بار سعدیہ صاحبہ نے بے حد مشکور ہوتے ایمن اور ماہیل کی جانب دیکھتے کہا۔

"اس میں ممنون ہونے کی کیا بات ہے سعدیہ آپی، ممنون تو ہم ہیں کہ میرال جیسا چاند کا ٹکرا آپ نے ہمیں سونپا۔ بہت پیاری ہے آپکی میرال"

ایمن تو میرال کی ایک ہی دن میں فین ہو چکی تھیں، جبکہ اب سب مسکرا رہے تھے۔

"بہر حال جس طریقے سے آپ نے اور حان کو نکاح کے لیے مجبور کیا وہ تھوڑا غلط تھا جہانگیر صاحب۔ اسکا تھوڑا گلہ ضرور ہے"

جب بھابیاں بولی تھیں تو ماہیل کے اندر کا کیڑا ابھی جاگا اور ایمن کے لاکھ منع کرنے کے باوجود ماہیل بول پڑے، سب اک لمحہ دم سادھ گئے، خود اور حان نے مما کی طرف دیکھا جیسے کہہ رہا ہو انکو روک لیں۔

"آپ بلکل درست فرما رہے ہیں ماہیل بھائی لیکن اس وقت مجھے یہی مناسب لگا۔ آپکی دل آزاری کے لیے دل سے معذرت خواہ ہوں"

جہانگیر صاحب نے بھی بڑا پن دیکھاتے فوری اپنی خود غرضی کی معافی طلب کی جو انکی طرف سے سب سلجھانے کی اچھی کوشش تھی۔

"آپ نے بہترین طریقے اور سمجھ بوجھ سے اپنی عزت بچائی۔ خیر اب جو ہو گیا۔ کیا کر سکتے ہیں۔ مجھے امید ہے یہ فیصلہ ہم سب کے لیے کبھی بھی مشکل

وتکلیف نہ بنے۔باقی میرال بیٹی کا ماہیل فیملی میں ہم دل سے خوش آمدید کرتے ہیں"

آخر ماہیل نے بھی یہ بات بنا جھگڑے میں بدلے سمیٹ لی لیکن انکی برہمی سب نے محسوس کی۔

وہ لوگ چار تک رکے پھر چائے وغیرہ پیتے ہی اجازت طلب کی۔

دونوں بھائی اور بھابیاں ایک گاڑی میں پہلے نکل گئے جبکہ دوسری گاڑی جہانگیر صاحب خود لے جانے والے تھے،میرال اور اورحان ان دو کو خود سی آف کرنے آئے۔

"ماہیل بھائی کی برہمی جائز ہے لیکن وہ جلد راضی ہوں گے جب ہماری بیٹی کے مبارک قدموں کا احساس پائیں گے۔یہ بہت پیاری ہے ہمیں
اورحان۔کبھی بھی خدانخواستہ ایسا وقت آیا جب یہ گھر اسکی تکلیف بننے لگا تو تم اسے ہمیں واپس لوٹا دینا لیکن اسے تکلیف پہنچنے مت دینا"

جاتے جاتے میرال پھر رو پڑی تھی اوپر سے بابا کی یہ تمہید تو سعدیہ صاحبہ کی بھی آنکھیں نمکین پانیوں سے بھر گئی۔

"آپ پریشان مت ہوں جہانگیر انکل۔ یہ اس گھر کا اب حصہ ہیں۔ میں واپس کیوں لوٹاوں گا۔ رہی بات اس گھر کے میرال کی تکلیف بننے کی تو یہ کبھی نہیں ہو گا۔ آپ بابا کی ٹنشن نہ لیں۔ وہ تھوڑے سخت مزاج کے ہیں لیکن دل انکا بھی ہم سب جیسا نرم ہے"

اور حان کی اتنی نرم اور امید افزاء تسلی کام آئی اور سعدیہ صاحبہ کے ہمراہ جہانگیر صاحب، خوشی والے آنسو آنکھوں میں لیے باری باری دونوں سے مل کر رخصت ہوئے، انکی گاڑی ماہیل پیلس کے گیڈ سے نکلی وہیں میرال نے اپنے آنسو بھی رگڑے۔

"بابا سے پوچھتا ہوں کہ انہوں نے کیوں کیا ایسا۔ مت روئیں میرال"

وہ اسکے آنسوؤں کو کل کی بنسبت آج برداشت نہ کر پایا پر وہ جلدی سے اورحان کی بازو پکڑے اسے روک کر اپنے بے حد قریب کر گئی۔

"نہیں۔ آپ اپنے بابا کو کچھ نہیں کہیں گے۔ میری بھابیوں نے جو عجیب غریب باتیں کیں، آپ کے بابا نے تو انکی بنسبت کی بھی حق بات ہے۔ تو آپ کیوں کہیں گے۔ بنا انکی موجودگی انکے بیٹے کا نکاح ہوا، یہ انکو دکھ دے گیا اور تبھی انکا برہمی جتانا بنتا ہے، جائز ہے۔ میں چاہتی ہوں آپ اپنے بابا اور مما سے ایک بار بات کریں کہ آپ کو افسوس ہے وہ دو آپکے نکاح میں شامل نہیں ہوئے۔ لڑنا یا خفگی جتانا اولاد پر نہیں سجتا۔ آپ تو ہیں بھی اتنے پیارے، جانے دیں۔ ہمیں سبکے جذبات سمجھنے ہوں گے۔ ہر کوئی ہماری طرح کا دل اور دماغ نہیں رکھتا"

وہ اسے اپنے حصار میں لا کر باندھ چکی تھی، وہ کتنی خوبصورت تھی یہ تو نظر آتا تھا، اسکا دل کتنا حسین تھا یہ بھی اورحان نے دیکھ لیا۔

اور حان اگر واقعی بابا سے جا لڑتا تو آگے سے ماہیل مزید بھڑکتے اور معاملہ بگھڑ جاتا تبھی میرال نے اسے روکا کیونکہ وہ جانتی تھی ایسے ری ایکشن فطری ہوا کرتے ہیں۔

"مجھے ایسا پہلے کبھی کسی نے نہیں کہا"

وہ غصہ تھوک چکا تھا، اب اسکی آنکھوں میں نرمی تھی۔

"کیسا؟"

وہ ابھی بھی اداس تھی۔

"کہ میں پیارا ہوں"

اور حان نے اسکی ٹھوڑی پر ہاتھ جما کر اسکا چہرہ اوپر اٹھائے کہا تو میرال کی اداسی آنکھوں کے بیچ سے اک متبسم رنگ پھوٹا، وہ اداسی کے پردے کو چاک کر گیا۔

"مصطفی زیادہ پیارا ہے"

وہ اسکا ہاتھ ٹھوڑی سے ہٹائے تیزی سے گھر کی طرف بھاگی۔

"میرال"

عقب سے وہ اسے آواز دیے پکارا تو بھاگتی میرال رکی بھی اور مسکراتی ہوئی ہی پلٹی۔

"رات میں ریڈی رہیے گا مصطفی کو تیار کر دیجئے گا۔ ہم ڈنر باہر کریں گے۔"

وہ اور حان کو دیکھتے سرخ رو ہونے لگی جبکہ وہ کہہ کر اپنی گاڑی کی طرف بڑھ چکا تھا، میرال کی آنکھوں میں بے پناہ اپنائیت تھی لیکن اس وقت کچھ اور بھی تھا، اف شاید اچانک سے ہو جاتی محبت!

..________________..

وہ بیورو میں ریچ سے ملا اور دوسرے کنکشن کا جان کر اسکی ہستی دہل گئی، چھ تک کچھ کام وغیرہ سمیٹے وہ آٹھ بجے کی شارجہ فلائیٹ پک کرنے اپنی ہی MG HS میں روانہ ہوا تھا اور ٹھیک سات بج کر تین منٹ پر، اسلامہ آباد ائیرپورٹ سے لگ بھگ پچاس کلو میٹر پیچھے موجود سنسنان روڈ پر اسکی گاڑی ایک سنائپر سے نکلتی گولی سے ایفیکٹ ہوئی، گولی ٹھیک روڈ پر دوڑتی MG HS کے دائیں ٹائیر کو ہٹ کر گئی، دوسری گولی دوسرے ٹائر پر جبکہ تیسری گولی fuel tank میں گھسنے کی دیر تھی کہ گاڑی دھماکے سے پھٹ کر کئی فٹ اونچی اچھلی، بھیانک دھماکے کی آواز اور گاڑی کئی چیتھڑوں میں پھٹتی وہیں سڑک کے کنارے جا گری، اس سے اٹھتا سیاہ دھواں آسمان کی طرف اٹھنے لگا جبکہ گاڑی کا باقی مین حصہ مکمل آگ کی لپیٹ میں تھا، آتشم نے اپنی گن، گن ہولڈر میں رکھی اور ولیم کو کام ہونے کا میسج بھیجتا وہ وہاں سے ہٹ گیا جبکہ باسل ماہیل کی گاڑی اس وقت یوں تھی جیسے کچھ ہی دیر میں ہوائیں اسے بجھے کوئلے میں بدل کر رکھ دیں گی۔

اس ناول کے تمام جملہ حقوق محفوظ ہیں، ایس مروہ مرزا ناولز کی آفیشل ویب پر آپ کو اس کے ساتھ انکے باقی ناولز بھی پی ڈی ایف میں ملیں گے۔ وزٹ!

www.smerwamirzanovels.com

دھواں آسمان کی طرف اٹھ رہا تھا، گاڑی کو مکمل طور پر آگ اپنے اندر لپیٹ چکی تھی، لگ بھگ دس منٹ تک وہاں سے گزرتی کسی گاڑی میں موجود آدمی نے اس حادثے کی فوری رپورٹ درج کروائی جبکہ آدھے گھنٹے تک پولیس موجود حادثے کی جگہ آ چکی تھی، جلد گاڑی کا ملبہ اب کرائم سین کی پٹیوں کے اندر تھا، آس پاس کا پورا ایریا کچھ وقت کے لیے سیل کر لیا گیا تاکہ حادثے سے متعلق تمام ضروری ثبوت اکھٹے کیے جاسکیں۔

گاڑی کے اندر ایک مکمل جلی لاش بھی ملی جسے فورا فارنسک ٹیم کے سپرد کیا گیا تاکہ مرنے والے کی شناخت کی جاسکے جبکہ گاڑی کی نمبر پلیٹ جلنے سے

بچ کر کچھ دور جا گری تھی جس سبب دو گھنٹوں کے اندر اندر پولیس نہ صرف گاڑی کا پتا چلوا لیتی، بلکہ گاڑی کس کے نام ہے یہ بھی معلوم کر لیتی، سب اپنے اپنے کام پر لگ چکے تھے، پولیس کو بھی بیچ و بیچ گاڑی کے ساتھ ہوا یہ واقعہ، حادثہ نہیں بلکہ پلین لگ رہا تھا، اس کیس کی جانچ انسپکٹر رضا کر رہا تھا جس نے ہر باریکی کو پرکھنے کا آرڈر جاری کر دیا۔

..______________________..

"ویسے جو میں نے آج کیا، نہ تم ناراض ہوئی نہ اور حان نے آکر کوئی بحث کی، میں تو تب سے حیرت میں ہوں"

کچھ دیر ہوسپٹل میں کچھ پیشنٹس دیکھنے کے بعد ماہیل واپس پیلس آئے تو ایمن انکو لاونج میں بیٹھ کر ٹی وی دیکھتی دیکھائی دیں تو جناب شرٹ کے دو بٹن ڈھیلے کرے وہیں بیگم کے پہلو میں آ بیٹھے۔

"جو چیز میرے بچے نے ہضم کرلی بڑے دل کے ساتھ، اسے میں کیوں پکڑ کر بیٹھ جاتی۔ جو بھی ہے آپکا گلہ مجھے ناجائز نہیں لگا۔ اور میرے بچے مجھ پر گئے ہیں۔ اور حان کو بھی یہی لگا ہو گا تبھی اس نے کوئی ری ایکشن نہیں دیا۔ آپ بھی ویسے عجیب ہیں ماہیل۔ وہ ایشو کریٹ کرے تب بھی مسئلہ اور نہ کرے تب بھی۔"

ایمن نے ریموٹ پکڑے زرا آواز ہلکی کرے اپنے شوہر نامدار کو اصل مدعا سمجھایا بھی اختتام پر ڈانٹنے پر سانس بھرا۔

"کیا کروں۔ اسکی چک چک کی عادت ہو گئی ہے۔ اور تھینگ گاڈ تمہیں بھی میں ٹھیک لگا کبھی"

صدماتی ری ایکشن ماہیل نے دونوں معاملات میں دیا تبھی تو ایمن بھی مسکرائیں۔

"مجھے آپ ہمیشہ ٹھیک لگتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے میں ماں ہونے کے ناطے ساتھ اپنے بچوں کا دیتی ہوں۔ تھک گئے ہیں؟ چائے بنا دوں"

ایمن کا لہجہ محبت و فکر سے بھرا تھا اور ماہیل کیا بتاتے آج ان پر کس قسم کی تھکن اتری ہے، وہ باسل کے جانے کا کیسے بتائیں کب سے بس یہی سوچ رہے تھے، ہوسپٹل بھی یہی سوچ دماغ میں سلگتی رہی۔

"نہیں میرے پاس ہی بیٹھو"

ماہیل نے ایمن کا ہاتھ پکڑ کر اسے واپس بٹھایا تو انھیں پریشانی گھیرنے لگی، ماہیل کے چہرے پر مزید تناو آ گیا۔

"کیا بات ہے؟ سب ٹھیک ہے،"

ایمن نے اپنا ہاتھ ماہیل کے ہاتھ پر رکھتے دبا کر گہری فکر سے پوچھا اور اس سے پہلے وہ کچھ کہتے، اورحان کے آنے نے دونوں کی توجہ اسکی طرف کی جو وہیں چلا آ رہا تھا۔

"گڈ ایوننگ مما بابا"

اور حان دونوں کو دیکھتے شام کا سلام کرتے ہی سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا، حسب وعدہ وہ آ گیا تھا میرال اور مصطفی کو باہر گمانے لے جانے۔

"گڈ ایوننگ برخوردار۔ کیا لڑنے کا ارادہ ہے؟"

اور حان کو کف فولڈ کرتا دیکھے ماہیل نے دانستہ شرارت سے چھیڑ خانی کی جس پر ایمن نے ماہیل کو گھورا بھی۔

"مجھے آپ دونوں سے سوری کرنا ہے"

اب کی بار حیرت و فکر کے سمندر میں غوطہ زن ہونے کی باری ماہیل اور ایمن کی تھی۔

"لیکن کیوں میری جان؟ سوری کیوں کرنا چاہتے ہو؟"

ایمن کی بیقراری حد سے سوا تھی البتہ تعجب ماہیل کو بھی ہوا۔

میرال جو مصطفی کے لیے فیڈر بنانے کچن ہال کی طرف آرہی تھی، کان میں پڑتی آواز پر رکی۔

"آپ دو میرے نکاح میں شریک نہیں ہوئے۔ سب اتنی جلدی ہوا کہ میں بھی سمجھ نہ سکا کتنا عجیب ہے یہ، بھلے نکاح جیسے بھی جتنی بھی جلدی میں ہوا۔ مجھے کم از کم آپ دونوں کو نکاح کے بارے انفارم کرنا چاہیے تھا۔ اجازت لینی چاہیے تھی۔ میں نے غیر زمہ داری کا ثبوت دیا اور بابا آپکی ناراضگی بھی جائز ہے۔ میں آپ دونوں سے بہت معذرت خواہ ہوں"

یہ اورحان کے اندر کا بدلاو اور لحاظ آنا ماہیل اور ایمن دونوں کے لیے سرپرائزنگ تھا، اس سے زیادہ خوشی میرال کو ہوئی جسے اورحان پر مزید انس آتا محسوس ہوا، وہ کچن کی جانب مسکراتی بڑھ گئی۔

البتہ ماہیل اور ایمن ابھی بھی خوشگوار حیرت میں ڈوبے تھے۔

"میں ناراض نہیں تھا بس تمہاری اسی غیر ذمہ داری پر خفا تھا۔ تم مجھے باسل کی طرح کبھی اہمیت نہیں دیتے۔ ماں تم تینوں کے لیے ایک سی ہے پر میرے ساتھ تم اور حرا بلکل فری نہیں ہو۔ بے تکلفی نہیں۔ بس یہی چیز مجھے بھی ضدی بناتی ہے۔ رہی بات میرال سے نکاح کی تو اب مجھے تمہارے اس فیصلے پر بے حد خوشی ہے۔ اور میں مزید کوئی پنگاہ بھی نہیں لوں گا بس میرال کی بھابیوں کا کبھی کبھی ساتھ دے دوں گا، کوئی مائنڈ نہ کرے۔ اب انکو بھی تو کمپنی دینی ہے"

ماہیل نے اپنی شوخ اور شرارتی طبعیت کے سنگ ماحول خوبصورت بنایا اور آخری اجازت لیتے وہ ایمن اور احان دونوں کی مسکراہٹ کا بھی سبب بنے۔

"اگر آپ نے کسی عورت کا ساتھ دینے کا سوچا تو کمرے سے باہر سونے کا حوصلہ بھی پیدا کر لیجئے گا اپنے اندر بابا۔"

اور حان تو مسکراتا، خوفناک دھمکاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور جب ماہیل نے یقین دہانی کو ایمن کی طرف دیکھا تو وہ بچے کے کہے پر مہر لگانے والے تیور لیے بیٹھی آئبرو اچکائے اچٹتی نگاہوں میں لیے بیٹھی تھیں کہ ماہیل ڈر سے گئے۔

" بلکل۔ وہ دو ایک دوسرے کا ساتھ دینے کو کافی تھیں میرال کی بھابیاں۔ آپ میرے ہیں تو میری طرف ہی ٹک کر رہا کریں"

ایمن کا حکم ہو اور ماہیل سر خم نہ کریں ایسا تھوڑی ممکن ہے۔

" چلو میں فریش ہو کر آتا ہوں پھر کچھ بتانا ہے تمہیں"

ماہیل نے باسل کے جانے کی بات بعد پہ چھوڑی تو ایمن نے بھی انھیں فریش ہونے تک کا ریلیف دیتے جانے دیا۔

اور حان، کچن کی طرف بڑھ گیا کیونکہ اس نے میرال کو جاتے دیکھا تھا۔

وہ مصطفی کے لیے فیڈر بنا رہی تھی، پانی ہلکا سا گرم کرنے کے بعد اب وہ اس میں مصطفی کا پاوڈر ملک ڈال رہی تھی، پر کتنے سکوپ ڈالے یہ جاننے کو وہ بار بار ڈبے کو دیکھ رہی تھی۔

"تین سکوپ ڈالیں میرال۔ پتلا ہو جائے تب بھی وہ نہیں پیتا اور گاڑھا ہو جائے تب بھی نہیں۔ روم میں مصطفی اکیلا ہے؟"

اورحان کے عقب سے بتانے پر میرال نے تین سکوپ ہی ڈالے اور اچھے سے فیڈر کو ہلانے لگی۔

"جی لیکن میں نے اسے اچھے سے قید کیا ہوا ہے"

میرال نے پرجوش ہوتے بتایا تو اورحان کو فکر سی ہونے لگی کہ اسکے بیٹے کو قید کیوں کر دیا۔

"لیکن کیوں قید کیا۔ اور کہاں میرال"

اورحان کے پریشان ہونے پر میرال منہ پر ہاتھ رکھے ہنسی، جبکہ اورحان معصومانہ سا بُرا منہ بنانے لگا کہ یہ لڑکی ہنس رہی ہے۔

"آئیں خود دیکھ لیں کہ میں نے مصطفیٰ کو کہاں قید کیا"

وہ ابھی بھی بچارے کا صبر آزمانے پر تلی تھی، میرال کچن سے نکلی تو اورحان بھی بیتاب سا پیچھے ہی لپکا۔

جبکہ میرال روم کھولے اندر داخل ہی ہوئی کہ اورحان بھی دروازہ مکمل کھولتا اندر آیا تبھی دونوں کی نظر چاروں تکیوں کے بیچ مزے سے لیٹ کر لالی پاپ کھاتے مصطفیٰ پر گئی۔

"آپ نے اسے یہ کیا تھما دیا؟"

اورحان نے گہرا سانس بھرے میرال کو دیکھا جسکی مسکراہٹ لمحے میں غائب ہوئی۔

"کیا مطلب مصطفی کو یہ بھی نہیں دے سکتی؟"

میرال نے گھبرا کر اورحان کو دیکھا تبھی مصطفی نے اپنا رنگ برنگی لالی پاپ لہرا کر بابا کو دیکھایا، پورا منہ، ہاتھ اور آس پاس کے تکیے لالی پاپ کے پگھلے شیرے سے اٹے تھے، میرال کو لگا واقعی غلطی کر بیٹھی ہے۔

"یہ دینے کے بعد بیڈ شیٹ، تکیوں کے کوور بدلنے کے ساتھ اسے مانجھ کر نہلانا پڑتا ہے۔ اب دیکھ لیں کیسے میٹھے میں ڈوبا عیاشی کر رہا ہے"

اورحان کو تپا دیکھ کر میرال، پریشان ہونے کے بجائے منہ ہی منہ میں مسکرائی، فیڈر سائیڈ ٹیبل رکھے مصطفی کے پاس بیٹھی۔

"اسکی خوشی اہم ہے۔ یہ بھی دھل جائے گا اور آس پاس کی چیزیں بھی۔ ہے ناں مصطفی۔"

میرال نے اسکے سر کے بال سہلاتے مزید بگاڑا تو اورحان بھی قریب آتا دونوں کے سر پر آرکا۔

میر ال نے مسکراتی آنکھوں سے سر پر کھڑے اور حان کو دیکھا۔

"اور جو اسکے دانت خراب ہوں گے ؟"

اور حان کا لہجہ دوبارہ سے نرم ہوا۔

"میں نے اس عمر میں جتنا میٹھا کھایا ہے آپکی سوچ بھی نہیں جا سکتی"

میر ال نے فوراسے اپنے بے بی کی سائیڈ لیتے اپنی معرکہ خیر بچپن کی کہانی سامنے رکھی پر وہ خود ہی بچاری شرمندہ ہو گئی۔

"جی تبھی آپکو اکثر دانت کا درد رہتا ہے"

اور حان نے میٹھی میٹھی عزت افزائی کی پر میر ال کہاں دبنے والی تھی۔

"ارے تو کیا ہوا۔ ہمارے پاس ہمارا پرسنل ڈینٹسٹ جو ہے۔ دانتوں کے درد کا ڈر ہو دشمنوں کو۔ ہے ناں مصطفی؟"

وہ پھر سے بچوں کی طرح چہکی، جبکہ اس بار مصطفی نے بھی دانت دیکھاتے اتنی میٹھی سمائل دی کہ اورحان کتنی دیر یہی سوچتا رہ گیا کہ زیادہ پیارا اس وقت کون ہے، مصطفی یا پھر وہ لڑکی میرال۔

"مصطفی کو میں کلین کر دوں گی۔ چینج کروادوں گی۔ آپ نے فریش ہونا ہے تو ہولیں پھر ہمیں گھومنے بھی تو جانا ہے"

میرال نے اسے اپنی جانب دیکھتا پائے موضوع بدلا تاکہ ان نگاہوں کی حق داری سے بچا جا سکے۔

"میں فریش ہو چکا ہوں"

اورحان نے سائیڈ ٹیبل پر اپنا فون رکھتے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا ہوتے اپنے گریبان کا اک بٹن کھولا، میرال نے اسکی چوڑی پشت کی طرف دیکھا۔

"کہاں ہو کر آئے آپ فریش؟"

میرال کے مضطرب و سرد سوال پر وہ خوشگوار حیرت سے پیچھے پلٹا، یہ سوال کرتے وہ تھوڑی جیلس اور سنجیدہ تھی پر جب اور حان کی نظر پڑی، زبردستی کا مسکرادی۔

"آپ دو کو مسکراتا دیکھ کر ہو گیا ہوں۔ کہیں ہو کر نہیں آیا فریش"

اور حان کے جملے میں لفظ کم تھے، میرال کے انداز کو سراہنا بے شمار تھا، وہ فوری نظریں جھکا گئی۔

"مصطفی اب یہ آپ مجھے دے دیں۔ آپکا فیڈر ٹھنڈا ہو جائے گا۔ پھر آئس کریم بھی تو کھانی ہے۔ پہلے آپ اپنا ٹمی فل کر لیں تا کہ بھوک نہ لگے۔ میرا بے بی مجھے دے گا۔ ویری گڈ"

اور حان بڑی دلچسپی سے میرال اور مصطفی کو ڈریسنگ ٹیبل سے لگ کر کھڑا دیکھ رہا تھا، مصطفی نے چپ چاپ لالی پاپ میرال کو دیا اور دونوں ہاتھوں سے اپنا فیڈر پکڑ کر پینے لگا، اتنی جلدی وہ میرال کی بات مان گیا یہ کافی

شاکنگ تھا، میرال نے اسکا لالی پاپ اٹھ کر منہ میں ڈالا تو نظر اورحان سے ملی، میرال بری طرح شرمندہ ہوئی۔

"سوری بے دھیانی میں، میں بھی الٹے کام کر رہی ہوں۔ تھوڑا مجھے بھی ڈانٹ دیں"

اپنی حرکت پر وہ خود ہنسی جس پر اورحان نے اسکے ہاتھ سے لالی پاپ لیا اور بیڈ کے نیچے رکھے خالی روم ڈسٹ بن میں تھرو کیا، میرال نے پر شوق نگاہیں اورحان پر جمائیں کیونکہ اسے بھی اس بندے سے اب ڈانٹ کھانی تھی۔

" تھینکو "

میرال تو ڈانٹ کی امید میں تھی مگر اورحان کے اتنے خوبصورت موڈ میں شکریہ کہنے پر وہ بھی حیرت کا شکار ہوئی۔

" تھینکیو۔ مگر وہ کس وجہ سے ؟"

وہ ناسمجھی کے سنگ ہنوز اور حان کے چہرے کو، اسکی آنکھوں کو دیکھ رہی تھی۔

"میں نے مما بابا سے ایکسکیوز کیا اور یہ آپکی وجہ سے ہوا، مجھے سمجھانے کے لیے تھینکیو۔ آج بنا موڈ خراب کیے بابا سے بات کر کے اچھا لگا مجھے۔ میرے لیے نیو ایکسپرئنس رہا۔"

اپنے اس نئے تجربے کو وہ میرال سے بانٹ رہا ہے یہ اس لڑکی کی زندگی کا بھی اک مسرور تجربہ تھا، چھوٹی چھوٹی ایفرٹس کو سرہانے سے ہی رشتے مضبوط ہوتے ہیں۔

"مجھے جو ٹھیک لگا میں نے بس وہ کہا آپ سے، میں شاید جس کمزور پوزیشن میں ہوں۔ ڈرتی ہوں کوئی آپس میں کسی بھی طرح نہ جھگڑے۔ اور پہلے ہی سب عجیب طریقے سے ہوا، آگے سب کم از کم نارمل ہو"

اپنی نظریں ہنوز اورحان کی آنکھوں پر جمائے ہی اس نے اپنی بات بھی کہی جبکہ وہ ابھی بھی خود کو کمزور پوزیشن میں سمجھ رہی ہے یہ تھوڑا اورحان کو بے چین کرنے کا باعث تھا۔

"آپ کی مصطفی ایک ہی دن میں ماننے لگا ہے، یہ کمزور پوزیشن نہیں ہے میرال۔ یہ تو میرا عادی بھی پیدا ہونے کے کئی ماہ بعد ہوا تھا، باپ ہوں اسکا اسے سمجھنے میں بہت وقت لگ گیا تھا"

وہ اورحان کی بات مکمل ہوتے ہی مسکرائی، وہ یہ بتاتے اک ان کہی تکلیف بھی کہہ گیا تھا۔

"اللہ نے پدرانہ لمس کی قوت، ممتا کے لمس سے کمزور رکھی ہے۔ جیسے مرد کو عورت پر فضیلت ہے ویسے ماں کا رتبہ، باپ سے بڑا ہے۔ اس نے میری بات اس لیے مانی کیونکہ اسے میرا چھونا یا میری موجودگی ماں جیسی لگی ہے

اور چونکہ بچہ پیدائش سے پہلے نو ماہ اس لمس کو جی چکا ہوتا ہے تبھی جب اسے کوئی ویسا لمس ملے وہ فوری اسے قبول کرتا ہے۔"

وہ اتنی گہری بات کر گئی تھی، اور مسکراتے مسکراتے کہ کتنی دیر اور حان آنکھ تک نہ جھپک سکا، وہ بہت سادہ تھی، عام سی لڑکی لیکن اسکی انرجی عام نہیں تھی، وہ مسکراتی بھی عام نہیں تھی، وہ لگتی بھی عام نہیں تھی۔

"یعنی آپکا لمس اسے ماں جیسا لگا؟"

وہ بہت دیر بعد کچھ بولنے کے قابل ہو سکا، میرال سمجھ گئی تھی کہ اسکے ہر لفظ نے اور حان ماہیل کو جنجھوڑ دیا ہے۔

"یہ جس دن بول کر کہے گا تب مجھے یقین آئے گا اور جب تک مجھے یقین نہیں آتا میں کسی کو یقین دلانے کی کوشش نہیں کرتی۔ ابھی آپ سمجھیں معاملہ شک والی سٹیج پر ہے"

میرال کی سنجیدگی نے لمحے میں لاپرواہی و شرارت کا روپ بدلا، اورحان اس دلچسپ لڑکی کا ابھی سے اسیر ہو رہا تھا، یہ اس کمرے کو سچ میں جیوت کر چکی تھی، ہر کونے میں اسکے وجود کی چہک و روشنی کا بسیرا تھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہیں؟"

وہ جو شرارت و چہک زبردستی خود پر حاوی کیے ہوئے تھی، اورحان کی گہری نگاہوں کا ایسا تیز اثر تھا کہ اسکی خود ساختہ بہادری دم توڑنے لگی۔

"کچھ سوچ رہا تھا"

اورحان نے نظروں کا بے خود ہونا سمیٹ کر بات بھی گول کی۔

"مجھے بتا دیں میں راز رکھوں گی"

میرال نے دانت دیکھاتے آفر کی پر اورحان کی آنکھیں شوخ ہونے لگیں۔

"اگر سوچ آپ ہی کہ متعلق ہوئی تو؟"

وہ دلچسپی سے اس سوال کے بعد میرال کے چہرے کے منتشر ہوتے رنگ دیکھنے لگا۔

"پلیز اچھا اچھا سوچیے گا میرے بارے میں۔ مصطفی کے لیے دوسرے کپڑے نکال کر لاتی ہوں"

فورا سے پہلے وہ اورحان کے سائے تک سے فرار کرتی بھاگ نکلی، اورحان نے مسکرا کر اپنے ایک ہی دن میں شدید بگھڑے لاڈلے کو دیکھا۔

"اچھا اچھا نہیں۔ پیارا پیارا سوچ رہا ہوں۔ لاحول پڑھنے کا مقام ہے"

خود کی بری طرح سرزنش کرے وہ مصطفی کے پاس بیٹھا جس نے بابا کے بیٹھتے ہی مشکل سے گول مول ہوئے اٹھ کر اورحان کی گودی میں چڑھ کر فیڈر کی نیپل منہ سے نکال کر اورحان کے ہونٹوں کے پاس گیلی سی پاری دی جس پر اورحان اس بچے کے گیلے لاڈ پر بچارہ منہ بنا کر رہ گیا اور پھر مصطفی نے باقی دودھ، اورحان کی گودی میں لیٹ کر اس سے پینگے لے کر پیا

اور اور حان کی بھی شرٹ خراب کی جس وجہ سے جب میرال، مصطفی کے کپڑے نکال کر لائی تو اس نے اور حان کے لیے بھی ویسے ہی رنگ لیکن زرا مختلف شیڈ کی شرٹ لائی تھی۔

خود وہ کچھ دیر پہلے شاور لے چکی تھی تو بس بال برش کرنے تھے جو مصطفی کو دیکھنے کے چکر میں اس نے گیلے ہی باندھ دیے تھے، لیکن وہ چاہ رہی تھی مصطفی کو پہلے چینج کروادے، ہاتھ منہ دھلوا کر پر اسے بابا سے لاڈیاں آرہی تھیں۔

وہ بابا کو فیڈر پینے کی آفر کر رہا تھا اور اور حان نے زور سے ہونٹوں کو بھینچ کر مصطفی کے ٹارچر کو روک رکھا تھا جبکہ یہ سب دیکھ کر میرال پاس کھڑی مصطفی کے کپڑے بازو پر ڈالے ہنس رہی تھی۔

اور حان نے نظریں اٹھا کر اس گھریلو سی لڑکی کو دیکھا، وہ بس ایسی تھی کہ اسے محبت سے دیکھا جائے۔

"اچھے ہمسفر کا ساتھ ٹوٹنا ہمیں خالی کر دیتا ہے اور بچپن کی دوستی ٹوٹنا خالی کے ساتھ ادھورا بھی۔ آپکی زندگی میں کچھ رشتوں کو لے کر تکلیف سہی لیکن اس بے بی مصطفی کی موجودگی کا سکھ اس ساری تکلیف پر بھاری ہے جو میں نے آج پورا دن لگا کر محسوس کیا۔ اسکا مسکرانا، اسکا یوں لاڈ کرنا۔ یہ سب خوشی اکثر بادشاہوں کے پاس بھی نہیں ہوتی۔ آپ بہت لکی ہیں۔ کتنا پیار جتا رہا ہے یہ اپنی دنیا سے، آپ اسکی دنیا ہیں۔ اسکی مسکراہٹ آپ کے ساتھ الگ ہے اور باقی سب کے بیچ الگ۔ آپ اسکی کمفرٹ زون ہیں"

وہ محبت سے ہی یہ سب بولتی گئی، چپ تو تب ہوئی جب خود پر مرکوز اور حان کی خاص شور مچاتی نظریں جمی دیکھیں، وہ اپنا نام لینا تو بھول ہی گئی، اور حان نے اسے بھی تو کمفرٹ زون کے اندر محسوس کیا تھا آج پورا دن۔

"میرے کچھ سکھ واقعی بہت بڑے ہیں۔ جیسے کہ مصطفی۔ جیسے کہ مصطفی کی سیوزون میرال بخش"

وہ بے اختیار مصطفی سے نظریں ہٹا کر گنگ سی اور حان کے منہ کو دیکھنے لگی، اسکے وہ خوبصورت ہونٹ جہاں میرال کا نام لے کر خاموش ہوئے تھے پھر بھی چہرے کے باقی خدوخال کی طرح جاذب اثر میں ڈوبے تھے، کیا ناں تھا اس شخص کی آنکھوں میں، اپنائیت، نرمی، لاڈ، احترام اور بے شمار عزت۔

وہ کچھ بول ہی نہ پائی، یوں تھا زبان اسکا ساتھ چھوڑ گئی ہو، آنکھوں کی پرت میں نمی تیرنے لگی، کسی نے میرال کو یوں اہمیت کا احساس کبھی نہیں دلایا تھا۔

"ہوپ سو جلد بن سکوں جو آپ نے کہا۔ اسے دیں ناں مجھے میں اسکو چینج کروادوں۔ پھر ہمیں جانا بھی تو ہے"

میرال نے نظریں فورا چراتے بات بھی بدلی مگر مصطفی دودھ پی کم، منہ سے باہر زیادہ بہا رہا تھا جسکا مطلب تھا اسے بلکل بھوک نہیں۔

"آپ ریڈی ہوں۔ اسے میں دیکھتا ہوں۔"

میرال کی مزید آسانی سوچتے اورحان نے اسکے ہاتھ سے مصطفی کے کپڑے لیے۔

"پر میں تو ریڈی ہوں"

میرال نے بھولے پن سے اورحان کی معلومات میں اضافہ کیا تو اورحان نے اسے سر سے پیر نظر ڈالے دیکھا تو چہرے اور ان میسی بالوں کے جوڑے پر رکا، دوپٹہ میرال کا کندھے کر گرد لپٹا تھا۔

"اپنے بالوں کو بنالیں"

اورحان کے جتانے پر میرال نے مسکرا کر اپنے جوڑے کو چھوا اور شرمندہ سا مسکرائی۔

"اوہ مجھے یاد ہی نہیں رہی انکی۔ میں بناتی ہوں۔"

وہ کہہ کر جلدی سے غائب ہوئی جبکہ زیادہ جلدی اسے بال بنانے کی نہیں تھی، اورحان کی نظروں سے اوجھل ہونے کی تھی۔

جب تک بے بی اور بابا دوبارہ سے ریڈی ہوئے، میرال نے بھی چینجنگ روم کے مرر میں خود کو دیکھتے زرا بال اور شکل سنوار لی، سر پر دوپٹہ سمیٹ کر لیے وہ جوتے بدلتی باہر آئی تو اورحان، مصطفیٰ کو ڈریسنگ ٹیبل پر کھڑا کروائے اسکے بال برش کر رہا تھا، میرال کے ہونٹوں پر دفعتاً سمائیل آئی۔

"بابا آئی تھیم تھاوں دا (بابا آئس کریم کھاوں گا)"

بال بنوانے کے ساتھ مصطفیٰ کی خوشی بھی ویسی ہی دیدنی تھی۔

"بلکل کھالینا میرا بچہ، جتنی کھانی ہوئیں۔ میں ہوں ناں تم لوگوں کے دانتوں کی مرمت کرنے والا مزدور"

بال بناتے اورحان نے بھی مسکینیت کی حد کی، میرال ان دو کی باتیں سنے محظوظ ہو رہی تھی، اورحان نے اسے اسکے شوز پہنائے اور نیچے اتارا، واپس

اٹھا تو نظریں میرال پر جا کر چپک گئیں، کچھ بالوں کی لٹیں اسکے سر پر جمے دوپٹے سے دیکھائی دے رہی تھیں جسکا مطلب تھا اس نے بال اوپن چھوڑ کر ہلکی سی لٹیں لے کر کیچر لگایا ہے، دوپٹے کے پلو سمیٹ کر لیے گئے تھے۔

بس لپ گلوز کے ساتھ تھوڑا سا فیس میک اور کرے وہ مزید نیٹ کلئین اور پیاری لگ رہی تھی۔

"چلیں؟"

اور حان نے اسکی یہ معمولی تیاری بھی خاص محسوس کرتے پوچھا تو میرال نے جلدی سے سر ہلایا، مصطفی کا میرال نے فوراہاتھ پکڑا اور اور حان نے مسکرا کر دونوں کو آگے جانے کا کہا جس پر پہلے میرال اور مصطفی کمرے سے نکلے پھر پیچھے اور حان بھی۔

باہر پہنچے تو ایمن ہی بیٹھیں تھیں، اپنی تین بندوں والی اس مسکراتی دنیا کو دیکھ کر انھوں نے آنکھوں ہی آنکھوں اپنے بچوں کا صدقہ اتارا۔

"ماشاءاللہ۔میری یہ چھوٹی سی دنیا کدھر جارہی ہے"

مصطفی کو چھلانگیں مارنے کی کوشش کرتا دیکھے وہ دو بھی ہنسے اور ایمن بھی واری قربان گئیں۔

"ددو۔۔آئی تھیم تھانے جالے۔م۔۔می۔بابا۔۔۔اول میاں لود(دادو آئس کریم کھانے جارہے۔میں،بابا اور میرال لوگ)"

مصطفی نے ساری اپنی تھتی زبان میں تفصیل دی جبکہ اپنا نام اتنی جلدی مصطفی کے منہ سے سنے میرال نے خوشی سے منہ پر ہاتھ رکھا۔

خود ایمن اور اور حان حیران تھے کہ یہ بچہ کسی کا نام اتنی جلدی ہر گز نہیں سیکھتا نہ لیتا ہے لیکن شاید اور حان نے میرال کا نام ہی اتنی بار لیا تھا کہ مصطفی کی زبان پر چڑھا اور بچارا ابھی کنفوز تھا تو ساتھ لوگ لگانا بھی نہ بھولا۔

"میری تھتھی جان۔مماہیں۔میاں نہیں کہتے۔بڑوں کا نام نہیں لیتے۔"

ایمن نے اسے سمجھایا پر نا جی، مصطفی نے آگے سے بھینس کی طرح گردن ہلائی کہ وہ تو میاں ہی کہے گا۔

"مما ہم لوگ تھوڑی دیر گھوم پھر کر آتے ہیں"

اورحان نے اس افلاطون کو اٹھایا جبکہ ایمن کو بتایا تو وہ آگے سے سر ہلائے مسکرائیں۔

"جاو مزے کرو میری جان۔"

ایمن سے اجازت لیے تینوں ہی باہر نکل گئے، میرال تو ابھی تک نام والے صدمے میں غرق تھی، بار بار مصطفی پر پیار آرہا تھا، میرال نے بیٹھتے ہی مصطفی کو اورحان سے لے کر اپنی گود میں بٹھا لیا تاکہ اورحان ایزی ہو کر ڈرائیو کر سکیں۔

گاڑی ماہیل پیلس سے نکل گئی تھی، آج مصطفی بہت انجوائے کرنے والا تھا۔

ان سب نے پہلے ریسٹورنٹ ہی جانے کا پلین کیا تھا اور وہیں سوئیٹ ڈش میں مصطفی کی آئس کریم بھی آرڈر کی۔

مصطفی کو الگ چئیر پر بٹھائے، میرال اور اور حان آمنے سامنے بیٹھے تھے، کھانا سب اور حان نے میرال کی پسند کا ہی منگوایا تھا، مصطفی کے لیے تھوڑا بلیک پیپر وائیٹ پاستہ بھی جو اسے بہت پسند تھا۔

میرال کی تو نظریں یا اپنی پلیٹ پر رہیں یا آئس کریم سے نہاتے مصطفی کی طرف جبکہ مصطفی کو اب گھر جا کر تیسری بار پھر چینج کروانا پڑے گا یہ سوچ کر اور حان بھی سخت تنگ آنے والی سمائیل دے رہا تھا۔

"آپ شاپنگ کریں گی ناں؟"

میرال نے فوراً سے اور حان کو دیکھا، دل نہ چاہا انکار کرے پر فوراً سے ہاں کرنا بھی عجیب لگا۔

"میرے پاس سب کچھ ہے"

وہ تکلف برتتے بولی اور اس بیچ اور حان کی دلچسپی بس وہی تھی، گھبرائی بوکھلائی سی میرال۔

"میرا دلایا تو کچھ بھی نہیں ہے آپکے پاس۔ تکلف برت رہی ہیں؟ اپنے ہسبنڈ سے؟"

وہ میرال کو سنبھلنے دیتا تو بچاری اپنے بارے سوچ سمجھ پاتی، ایک تو وہ میرال کو اتنا پیارا لگتا تھا اوپر سے اسکا پیار پیار میں میرال کو قائل کرنا پھر اسکے جان لیوا سوال۔

"نہیں۔ بلکل نہیں۔ شرم آرہی ہے بس۔ سمجھ نہیں آرہا کہ کیا کہوں"

وہ ہاتھوں کو مڑورتی بری طرح متذبذب ہوئی۔

"ٹھیک ہے میں اپنی پسند سے آپکو کچھ ڈریس اور باقی چیزیں دلا دیتا ہوں۔ یہ تب تک ہوگا جب تک آپ اس شرم سے نکل کر خود فرمائش نہ کرنے لگیں کہ آپکو کیا چاہیے۔ یہ ٹھیک ہے میرال؟"

اپنے مطابق اور حان نے اسے بے حد موج تھمادی تھی، یعنی اور حان اسے اپنی پسند کے کپڑوں میں دیکھنا چاہتا ہے، وہ یہی سوچ خوشی محسوس کرنے لگی اور چہرہ بھی مسکراتا ہوا ہلایا۔

"گریٹ۔ مصطفی کے بھی کچھ کپڑے لینے ہیں اس میں آپ ہیلپ کروا دینا کیونکہ مما ہی لیتی ہیں اسکی سب چیزیں۔ یہاں سے ہم مال کی طرف ہی چلیں گے۔ آپکو کچھ اور کھانا ہے؟"

وہ بہت تکلف سے کھا رہی تھی پر اور حان کو فکر تھی کہ کہیں میرال کو یہاں کے کھانے کا ذائقہ نہ پسند آیا ہو، تبھی اس نے ضروری سمجھا کہ اک بار پھر پوچھ لے۔

"یہ سب بہت ہے اور ہے بھی اچھا۔ تو پلیز مزید کچھ نہ منگوائیں۔ کھانا ضائع ہو گا اسطرح"

وہ فوراًسے منع کر گئی اور اچھے سے کھانے لگی تا کہ اورحان کو تسلی دلا سکے جبکہ اس لڑکی کے اندر کا یہی احساس تھا جو اورحان کو سب سے پہلے اپنی جانب راغب کرنے کا سبب بن رہا تھا۔

..________________________..

ماہا کی طبعیت کچھ زیادہ اپ سیٹ تھی تو شام ڈاکٹر بلانا پڑا، انہوں نے ماہا کے ہائی بی پی کا بتا کر اک انجکشن دیا جسکے بعد وہ سو گئیں، بارس اور اجر دونوں ہی فکر مند تھے۔

اجر تو نو بجے میسج پر ملے پتے پر نکلنے والی تھی تبھی روم میں چلی گئی تا کہ ریڈی ہو البتہ بارس اور رحمان، ماہا کے پاس ہی تھے۔

"یہ اجر آپو اور باسل بھائی کا مسئلہ اب کیسے حل ہو گا بابا۔ انہوں نے کیوں کہا کہ باسل بھائی نے عمار بھائی کو دھکا دیا۔ اور آپ کو کیسے یقین ہے کہ باسل

بھائی، عمار بھائی کے قاتل نہیں۔یقین کریں بابا یہ بہت ڈسٹربنگ ہے۔ مجھ سے آج پڑھنے پر بھی فوکس نہیں کیا گیا اس سب کو سوچ کر"

وہ سخت پریشان تھا، مصطفی اور حرا کے ساتھ تھوڑا وقت گزارنے کے بعد وہ آکیڈمی چلا گیا تھا اور جب واپس آیا تو آگے مما کی طبعیت پھر سے ڈپریس کر گئی۔

رحمان سیال گہرا سانس بھر کر رہ گئے، انکی نظریں ماہا پر جمی تھیں، ان میں درد تھا۔

"وقت آنے پر تمہیں سب بتادوں گا۔اجر کو کسی بڑی پوزیشن پر لگنے دو۔سب بتادوں گا اسے بھی اور ہر اس فرد کو جسکے دل میں زرا بھی باسل کو لے کر کوئی بدگمانی ہے۔"

بابا کی جانب سے کوئی واضح جواب نہ پائے بارس مزید الجھ گیا پر سوال نہ کر سکا کیونکہ رحمان سیال کو کوئی ارجنٹ میسج موصول ہوا جسے دیکھتے وہ ماہا کے

سرہانے سے اٹھ کر اجلت میں اٹھ کر کمرے سے نکل گئے، بارس، مما کے سرہانے آ بیٹھا، پریشان لگ رہا تھا جبکہ رحمان سیال کو ملتا میسج ایک پکچر تھی، انسپکٹر رضا اتفاق سے رحمان سیال کا ہی سٹوڈنٹ تھا اور تحقیق کے دوران اسے پتا چلا کہ جو جلی گاڑی انھیں آج ائیرپورٹ کی طرف جاتے راستے ملی ہے وہ رحمان سیال کے نام رجسٹر تھی۔

دراصل باسل کے پاس جو گاڑی تھی وہ رحمان سیال نے ہی اسے تین چار سال پہلے گفٹ کی تھی جب وہ اپنے عہدے پر فائز ہوا تھا۔

"رضا۔ یہ کیا ہے۔ تم نے مجھے یہ پکچر کیوں بھیجی ہے؟"

رحمان نے جوابا رضا کو کال بیک کی جو اس وقت تھانے میں موجود تھا۔

"رحمان سر۔ ہمیں یہ MG HS جلی حالت میں ملی ہے، اس کے اندر ایک جلی لاش بھی ہے جسکی جانچ شروع ہو چکی ہے۔ تحقیق کے بیچ پتا چلا کہ یہ

آپکے نام نکلی تھی تو کیا آپ بتا سکتے ہیں اب آپکی خریدی یہ گاڑی کس کے پاس تھی؟ کیونکہ اس گاڑی کو چلانے والا جل کر مر چکا ہے"

رحمان سیال کو لگا کسی نے پگھلا سیسہ انکے کانوں میں انڈیل دیا ہو، انہوں نے بمشکل دیوار کا سہارہ لیا۔

"ک۔۔کیا۔"

انکی آواز کانپ اٹھی۔

"جی۔اگر آپکو پتا ہے تو انفارم کریں تا کہ ہم مرنے والے کی فیملی کو انفارم کر سکیں۔"

رضا نے مزید بات میں اضافہ کیا۔

"وہ ا۔اس وقت باسل ماہیل کے پاس تھی مگر وہ نہیں مر سکتا، نہیں ضرور اسکی گاڑی کسی اور کے پاس ہو گی۔ابھی اسکی فیملی کو بتانے کی ضرورت نہیں۔پہلے اس لاش کے باسل ہونے کی تصدیق کرواو۔"

اپنی کانپتی آواز پر بھرپور قابو پائے رحمان نے اسے ہدایت کی۔

"جی سر۔انکے فیملی کے کسی میمبر کا ڈی این اے سیمپل مل سکتا ہے؟۔اس طرح ہمیں رزلٹ جلدی لانے میں مدد مل سکتی ہے۔کیونکہ اگر یہ واقعی باسل ماہیل ہے تو اسکا پورا محکمہ اس کیس کی تحقیق سے جڑھ جائے گا۔وہ معمولی آدمی نہیں آپ جانتے ہیں۔مجھے آپ سے یہ فیور چاہیے تاکہ اسکے بارے کنفرمیشن ملتے ہی کیس کی جانچ آگے بڑھے"

رضا کی گزارش پر رحمان نے فوری ہامی بھری۔

"مل جائے گا سیمپل تمہیں۔یہ بات ابھی باہر نہ نکلے رضا۔میڈیا تک تو ہرگز جانی نہیں چاہیے"

رحمان سیال نے جس طرح اس معاملے کے لیے دباو دیا، رضا بھانپ چکا تھا کہ معاملہ کس قدر اہم ہے اور اس نے یقین بھی دلایا۔

"بے فکر رہیں سر۔ سیمپل کا ویٹ ہے"

رضا نے کہہ کر رابطہ توڑا جبکہ کال بند ہونے کی دیر تھی کہ رحمان سیال نے بے چین ہوتے اپنی گردن پر ہاتھ پھیرا۔

"یا اللہ۔ میں جو سوچ رہا ہوں۔ وہی ہوا ہو۔"

اس خبر پر رحمان سیال کا ایسا ردعمل بھی قدرے مشکوک تھا، خدا جانے بیچ میں کیا معاملہ تھا، انکی سوچیں اجلت میں کمرے سے نکل کر باہر آتی اجر پر گئیں، وہ اس وقت پرپل کلر کے شارٹ کرتی اور پاجامے والے سوٹ میں ملبوس تھی، دوپٹہ غائب تھا اور بال بھی ڈھیلی سی پونی میں بندھے تھے، فلیٹ چپل پہن رکھی تھی اور میک آپ کے نام پر چہرے پر کچھ بھی نہ تھا، ہاتھ میں بس فون تھا۔

"کہاں جارہی ہو تم؟"

بابا کے خفگی سے روکنے پر وہ ٹھیک انکے سامنے جارکی۔

"کچھ ضروری کام ہے۔ایک گھنٹے تک آجاوں گی۔"

اجر نے اپنے خوف کو ہر ممکنہ چھپانے کی کوشش کرتے اطلاع دی پر رحمان سیال، اسکی بھوری آنکھوں کے اندر کا ماجرہ بخوبی پرکھ سکتے تھے۔

"رات کے نو بج رہے ہیں۔اس وقت کیا کام ہے؟"

وہ ہرگز اسکے اس وقت باہر جانے پر آمادہ نہ لگے۔

"میں بچی نہیں ہوں بابا۔پلیز آکر بات کرتی ہوں۔"

بنا رحمان سیال کی سنے وہ اکتا کر بولتے ہی وہاں سے چلی گئی،انہوں نے آواز بھی دی پر اجر نے ان سنی کی، رحمان سیال نے کن پٹی کو انگلیوں سے دباتے

پہلے ڈی این اے کے سیمپل کو حاصل کرنے کے بارے سوچا کیونکہ انکا دل کہہ رہا تھا کچھ تو الٹا ہوا ہے۔

جبکہ اجر پیدل ہی نکلی تھی اور اس نے کرائے کی کار منگوائی تھی، مطلوبہ پتہ اس کار اونر کو دیے اسے وہاں چلنے کو کہا جہاں وہ اگلے پانچ منٹ میں پہنچ گئی، فون کے کوور کے پیچھے رکھے کیش کو نکال کر اجر نے ٹیکسی والے کو پیمنٹ کی جس نے اسے مطلوبہ جگہ اک تنگ روڈ پر اتار دیا، اجر کو کچھ خوف سا آیا کیونکہ یہاں شدید اندھیرا تھا، وہ ارد گرد دیکھنے لگی مگر وہاں آس پاس کچھ دکانیں اور گھر تھے پر باہر کوئی نہیں تھا اور تبھی اجر کو اپنے پیچھے کسی کے ہونے کا احساس ہوا، اسکے پلٹنے سے پہلے ہی کسی سیاہ گلو والے ہاتھ نے آگے اسکی گردن کی طرف سرکتے اجر کی گردن کی مخصوص رگ زور سے دبائی کہ وہ اس شخص کو دیکھنے سے پہلے ہی اسکی بازوؤں میں جھول گئی، اس سیاہ طوفان نے لہرا کر زمین بوس ہوتی اجر کو کمر میں ہاتھ لپیٹے کسی مومی گڑیا سا اٹھا کر

اپنے کندھے پر ڈالا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ اسے یونہی اپنے کندھے پر لادتا پیچھے اندھیرے میں گم گیا۔

..________________________..

میرال نے پہلے مصطفی کے کپڑے لینے میں اورحان کی مدد کی، پھر وہ لیڈیز کارنر کی طرف بڑھے۔

وہاں اورحان نے میڈیم سائز والے حصے کی طرف بڑھتے میرال کو کچھ پسند کرنے کا کہا تو وہ بت بنی دیکھتی رہی تبھی اورحان نے خود ہی اسکے لیے سات سے آٹھ ریڈی میڈ جوڑے سلیکٹ کیے جنکی قیمت دیکھ کر ہی میرال کو صدمے سے اٹیک ہوتے رہے، ایک جوڑا تو سیدھے پینتالیس ہزار کا لے لیا، وہ ہر چیز پر جتنا روکتی، اورحان مزید ویسی دو تین چیزیں اٹھا لیتا، تبھی میرال نے آخر منہ سی لیا کہ جب کرنی شوہر صاحب نے اپنی ہے تو وہ چپ ہی اچھی ہے۔

واپسی پر انھیں لگ بھگ ساڑھے نو بج گئے تھے، مصطفی بھی تھک کر سو گیا تھا، اور حان نے اسے بیک سائیڈ لٹا دیا تاکہ میرال کو تھوڑا ریلیف دیا جائے، سب شاپنگ بیگز بھی بیک سائیڈ ہی پڑے تھے۔

"اتنا سب لے لیا آپ نے"

میرال نے شکوہ کیا پر ڈرائیونگ کرتے جناب اس وقت کول بوائے بنے تھے۔

"یہ سب استعمال بھی کیجئے گا۔ سجا کر رکھنے کے لیے نہیں ہے"

وہ اسکے شکوے کو یکسر نظر انداز کیے اپنا ہی استحقاق جما رہا تھا۔

"جیسا آپ کہیں"

میرال نے مسکرا کر ہتھیار ڈالے، وہ ایسا شخص تھا جسکا حق جمانا بہت خوبصورت تھا۔

"کوئی اداسی تو نہیں دل کے آس پاس"

وہ باہر گزرتے منظروں میں گم، یکدم چونکی، اورحان نے واقعی اس سے یہی سوال ہی کیا تھا یا میرال کو لگا، وہ سمجھ نہ سکی۔

"آپ نے اداسی کا پوچھا؟"

وہ غائب دماغی سے اورحان کو دیکھنے لگی جس نے مسکرا کر تائید کی۔

"نہیں۔ ابھی تو بلکل نہیں ہے۔"

وہ جلدی سے بولی مبادا ٹرین نہ چھوٹ جائے، جبکہ اتنی تیز بولی کہ اک لمحہ اورحان نے بھی ڈرائیونگ کرتے سامنے سے نظریں ہٹائے میرال پر ڈالیں۔

"اس پہلے دن میں مجھ سے کوئی شکائیت؟"

وہ پھر گھبرا گئی، یہ بندہ ایسے سوال کیوں کر رہا تھا آخر، میرال نے اس بار دم سادھ لیتے اورحان کے چہرے کی جانب دیکھا، جیسے کچھ اخذ کرنا چاہتی ہو۔

"موقع دیں پھر ضرور بتاوں گی"

دفعتا میرال کی آنکھوں میں شرارت بسیرا کرنے لگی، وہ بھی بنا اسے دیکھے ہی مسکرایا۔

"کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جنکو شکائیت کا موقع دینے کا دل نہیں چاہتا۔ آپ شاید انہی میں سے ہوں"

ہنوز نظریں سامنے رکھے ہی وہ میرال کے دل سے کھیل گیا، اف اس آدمی کا گریس میرال کی کھلی آنکھیں سرور سے جھپکانے لگا۔

"کیا سوچ رہی ہیں۔ وہ بھی مجھے دیکھ کر؟"

وہ اسے بنا دیکھے بھی سمجھ گیا وہ فرصت سے اورحان ماہیل کو مخمور نظروں میں بسائے ہوئے تھی، ایک دم گھبرا گئی پھر خود کو اسکے نا دیکھنے پر فوری سنبھال بھی لیا۔

"بہت سے سوال ہیں جو آپ سے کرنا چاہتی ہوں۔ شکائیت بنا کر لیکن اتنی جلدی نہیں۔ تھوڑی پرانی ہو جاوں پھر۔ ابھی اگر آپ میرے کسی بے تکے سوال پر ہرٹ یا ناراض ہو گئے تو مجھے منانے کے بارے کچھ پتا نہیں"

اپنی نظریں جھکائے، ہاتھوں کو نروسینیس کے سنگ ایک دوجے میں پیوست کیے اس نے دل کی بات کہی تھی جو اورحان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کا لمس رکھ گئی، وہ اچھے سے بھانپ رہا تھا وہ کونسے سوال ہیں جو اسکی دوسری بیوی کو کرنے ہیں۔

"میری پہلی شادی ارینج میرج تھی، وہ بہت اچھی تھی۔ اس نے میرے مزاج میں نرمی شامل کی اور مجھے مصطفی سا سکھ دیا۔"

وہ کہہ کر چپ ہوا تو میر ال ہونق بنی اورحان کا منہ تکنے لگی۔

"آپکو کیسے پتا میرا ایک سوال یہ بھی تھا؟"

وہ سچ میں شدید پریشان ہوئی، کیا یہ شخص نجومی تھا۔

"آپ کی تمہید نے بتایا"

اورحان نے مسکرا کر بات ختم کی۔

"اچھا تو دوسرا سوال کیا ہو گا میرا؟"

میر ال نے اپنے وجیہہ بندے کا مزید امتحان لینا چاہا پر اورحان کی پر اسرار مسکراہٹ بتا رہی تھی وہ سب واقعی جان کر بیٹھا ہے۔

"یہی کہ مجھے اس سے محبت تھی یا نہیں؟"

میر ال نے دھندلائی آنکھیں اس بندے پر جمائیں، اب تو یقین ہو گیا کہ یہ نجومی ہے۔

"ہمم۔۔جواب بھی دے دیں"

میرال نے چہرہ ونڈو سائیڈ کرتے خفاسی سرگوشی کی اور یہ جواب میرال بخش اتنی آسانی سے تھوڑا حاصل کر سکتی تھیں۔

"کس بات کا میرال؟"

اورحان جان بوجھ کر انجان بنا تو میرال کا چہرہ مرجھانے لگا، کیا وہ میرال کو تنگ کر رہا تھا، وہ لوگ گھر پہنچ چکے تھے، گاڑی ماہیل پیلس میں داخل ہو کر رک گئی۔

"کسی بات کا نہیں۔"

وہ کہتے ہی ڈور کھولے باہر نکلی تو اورحان بھی سیڈ بیلڈ کھولے باہر نکلا، میرال کے پھولے گال اور پھیری نظریں کتنی کیوٹ ہیں یہ کوئی اورحان سے پوچھتا۔

بہر حال یہ ٹاپک یہیں کلوز ہوا، میرال نے سب شاپنگ بیگ نکال کر ملازم کو تھمائے کہ روم تک پہنچائے جبکہ اورحان نے احتیاط سے مصطفی کو پیچھے سے اٹھائے نکالتے خود سے لگایا، وہ آئس کریم کھا کھا ٹن ہو چکا تھا۔

میرال بھی چہرہ لٹکائے دونوں کے پیچھے ہی لپکی، جبکہ بہت کوشش کہ بھی ماہیل، ایمن کو باسل کے جانے کا نہ بتا سکے، لیکن ابھی وہ باسل کا ویٹ کر رہی تھیں، تاکہ وہ آئے اور سب کھانا کھائیں۔

اورحان تو مصطفی کو سلانے روم میں چلا گیا جبکہ میرال بھی سبکو سلام کیے پیچھے چلی گئی۔

"کیوں باسل کا فون بند ہے ماہیل؟"

حرا بھی سو کر اٹھ چکی تھی اور اب کھانا لگنے کا ہی ویٹ کر رہی تھی، ایمن کی بیقراری دیکھتے ماہیل نے ان سے فون ہی لے لیا۔

"اس نے کہا تھا آج وہ بزی ہے۔ گھر نہیں آ سکے گا۔ اسکو جو کیس ملا ہے اسی میں لگا ہے۔"

ماہیل کے کہنے کی دیر تھی کہ ایمن کی پریشانی کچھ کم ہوئی، جبکہ بھلے اور حان اور میرال ڈنر کر چکے تھے پر میرال چاہتی تھی وہ سبکو ڈنر میں کمپنی دیں۔

مصطفی کو لٹائے اور حان نے ساری توجہ میرال کے سنجیدہ چہرے کو دی تو وہ پاس آ کر رکی۔

"سب کے ساتھ بیٹھتے ہیں۔ انھیں اچھا لگے گا"

وہ صاف پتا چل رہا تھا کہ تھوڑی نہیں کافی اداس ہے جبکہ اور حان ابھی اسکی کیفیت سے محظوظ ہو رہا تھا، بھلا اس کل آئی لڑکی کو جسکی کہیں اور شادی ہو رہی تھی، اور حان ماہیل کے ماضی سے کیا فرق پڑتا پر اور حان یہ بھی جھٹلا نہ سکتا تھا کہ وہ اب صرف اسکی ہے۔

"پھر کچھ دیر میرے ساتھ بیٹھیں گی آپ؟"

وہ جس طرح بولا، سنجیدہ مگر بے تکلفانہ، لمحے میں میرال کے گال سے تپے۔

"ک۔۔کیوں بیٹھنا ہے؟"

گھبراہٹ کے مارے وہ ٹھیک سے بول بھی نہ پائی۔

"آپکے مزید کچھ سوال پر کھ کر جواب دینے ہیں۔"

وہی نرم ملائم مگر تباہی مچاتا شانت لہجہ، میرال کی ریڑھ والی ہڈی تک اک گدگداجاتی لہراتری، چہرہ بلش ہوا۔

"ٹھیک ہے بعد میں۔باہر چلیں"

وہ نظریں پھیر لیتی آگے بڑھی اور دروازے کے پاس جارکی، گھبرا کر اور حان کو دیکھا جس نے پاس آکر گہری نگاہوں میں میرال کو بھرا اور اسکے ہمراہ باہر گیا، باسل کی غیر موجودگی سے جو اداسی تھی وہ ڈنر کے باوجود

میرال اور اور حان کے آکر کمپنی دینے سے قدرے زائل ہوتی محسوس ہوئی۔

..____________________________..

وہ سیاہ سائے کی طرح زمین پر بچھے باریک کمبل پر بے سدھ پڑی اجر سیال پر نظریں جمائے کھڑا تھا، فٹ لیدر پینٹ، کالے بوٹس، کالی شرٹ، چہرے اور بالوں پر ماسک جس سے صرف آنکھیں باہر جھانک رہی تھیں، یہاں تک کہ ہاتھوں پر بھی سیاہ گلوز تھے، اس تہہ خانے کے باہر چار لوگ پہرے پر تھے جبکہ اندر صرف وہ تھا، سیاہ طوفان، لمباتر نگا آتشم جسکی نظروں کی ایسی مہلک تپش تھی کہ وہ دھیرے سے ہوش میں آنے لگی، کسمسا کر اپنی آنکھیں کھولیں کہ سر پر کھڑے آتشم کو دیکھے وہ چیخ کر اٹھ بیٹھتی کچھ فاصلے پر سرکی۔

"ڈرادیا تم نے۔"

وہ اپنا ہانپ جاتا سانس بحال کرے اٹھنے کی کوشش کرنے لگی جب آتشم نے اسے شانے پر ہاتھ رکھے واپس گرایا، وہ کراہ کر زمین پر جا لیٹی جبکہ وہ دوزانو بیٹھے ہاتھ بڑھا کر ڈری سہمی اجڑ کا منہ جبڑے سے دبوچ گیا۔

"ہوش آچکے ہیں تیرے واپس تو ایگریمنٹ سائن کرلیں؟"

وہ اسکا جائزہ لینے میں مصروف تھا تبھی اجر نے دیکھا اسکی نیلی
آنکھیں، نیچرل آنکھوں سے زیادہ خوبصورت ہیں اور یہ تبھی ہوتا ہے جب لینز یوز کیا جائے، اجر کا دماغ جنجھنا اٹھا، سر اثبات میں ہلانے کی دیر تھی کہ آتشم نے ایک ہاتھ سے اجر کی بازو دبوچ کر لہراتے کھڑا کروایا جس پر اجر کی بازو کھینچ کر رہ گئی۔

جبکہ ایگریمنٹ کا پرچہ لکڑی کی میز پر دیکھے اجر کے دماغ میں دھماکہ ہوا، آتشم نے اسے کرسی پر دھکا دیا پر وہ اٹھ کر واپس اس آدمی کے روبرو ہوئی۔

"ن۔۔ نہیں۔ کوئی ایگریمنٹ نہیں۔ تم بتاؤ کہاں مر گئے تھے تم، بکواس آدمی۔ تمہیں تو میں مار مار کر دنبہ بنا دوں۔ کوئی رابطے کا ذریعہ تو دے جاتے منحوس۔ تم باسل کو نہیں مارو گے۔ سن رہے ہو آتشم۔ تم باسل ماہیل کو آنچ بھی نہیں دو گے، تمہیں اسکا کیس سے ہٹنا چاہیے تھا ناں۔ وہ ملک چھوڑ چکا ہو گا اب تک۔ سمجھ گئے۔ کوئی ڈیل نہیں ہو گی ہمارے بیچ اب۔"

آتشم کا سر گھوم کر رہ گیا جس طرح اجر نے اسکو اسکے گریبان سے دبوچ کر لہرایا تھا، نیلی آنکھیں پھیلنے لگیں، آتشم پر کوئی کیسے چینخ سکتا ہے، اک عورت ذات تو ہر گز نہیں، آتشم نے اسے ایک ہی جھٹکے سے پرے دھکیلا، آتشم نے اس لڑکی کا افشار خون چہرے پر سمٹتا محسوس کیا اس حقارت بھرے جھٹکے پر، وہ بری طرح دھکیلی گئی۔

"ڈیل تو ہو گی۔ کیونکہ وہ ملک سے نہیں، دنیا سے ٹپک چکا ہے اور رابطے کا ذریعہ کیوں دیتا، تم میرے چاچا کی لڑکی ہو۔ تم ایک کلائنٹ تھی اور میں نے

تم سے سودا کیا۔ کام ختم، اب اپنا یہ ڈرامہ سائیڈ کر اور سائن کر۔ بھیجا مت گما"

آتشم کے دھکے پر وہ واپس کرسی پر جا لڑھکی تھی، آتشم نے ایگریمنٹ پیپر اجر کے سامنے رکھے، وہ بہت بدتمیز تھا۔

"م مار دیا"

اجر کی آواز کانپی، اس بدلحاظ آتشم کو دیکھتی وہ خود کو بھی لرزنے سے روک نہ سکی۔

"ہاں۔ ثبوت میں اسکی ہڈی چاہیے یا جلا سر، وڈیو بنائی ہے اسکے کار کریش کی"

آتشم نے اول دو آپشنل رکھتے اجر کے سامنے فون پر وہ ویڈیو چلائی، اجر نے فوری فون لیا، وہ دعا گو تھی یہ جھوٹ ہو، وہ واقعی باسل کی گاڑی کی وڈیو تھی جو بری طرح پھٹ گئی، چیتھڑے اڑے پر کہیں بھی اسے باسل دیکھائی نہ

دیا، آتشم دلچسپی سے اجر کو دیکھ رہا تھا کہ وہ پھر سے بار بار وڈیو کو ذوم کر کر کے دیکھ رہی تھی، آنکھوں میں نمی اترنے لگی، دل کو اطمینان سا ہوا کہ یہ آدمی واقعی جھوٹا ہے۔

"ن۔۔ نہیں یہ اسکی گاڑی ضرور ہے لیکن وہ اس میں نہیں تھا۔ ہے ناں۔ اس میں باسل نہیں تھا۔"

انہی نم آنکھوں میں بے یقینی بھرے اجر نے سر پر کھڑے اس سیاہ طوفان کو لرزتی آواز میں بتایا تو آتشم خاصا بیزار محسوس ہوا۔

"اسی میں تھا۔"

آتشم سپاٹ تھا پر وہ ہرگز یقین نہ کر سکی۔

"اس وڈیو میں تو باسل دیکھائی نہیں دے رہا۔ تم جھوٹ کہہ رہے ہو"

اجر نے اسکا فون واپس دیتے اس وثوق سے آتشم کو جھوٹا کہا کہ وہ جبڑے بھینچ کر رہ گیا۔

"اب اسکا نظر آنا کیوں چاہیے تمہیں، تم نے تو بڑے ذوق وشوق سے اسے ٹپکانے کی سپاری دی تھی، اتنا برا تھا تمہارا گھر والا تو اب یہ ڈرامے بازی کس لیے۔ پیٹ کس لیے رہی ہو؟"

یہ وہ سوال تھے جو کوئی بھی کرتا، اجر کا دل پھٹ جاتا، پر اس شخص نے کیے تو تکلیف زیادہ ہوئی، آہ اجر سیال آہ!

اسے تو خود بھی علم نہ تھا وہ اس شخص کے لیے رو رہی ہے جسے ہمیشہ نفرت سے دیکھا۔

کچھ لمحے آتشم نے محسوس کیا وہ سر جھکا گئی، ندامت کے آنسو بہانے لگی ہے، کہاں سجتے ہیں ایسی لڑکی پر ایسے آنسو بھلا۔

"اگر میں یہ کہوں تم ہی باسل ہو۔ پھر؟"

کچھ دیر اک پہلے سے بھاری دل کو اپنے آنسوؤں سے مشکل میں ڈالنے کے بعد وہ سارے آنسو رگڑ کر اٹھ کھڑی ہوئی، اسکے لہجے سے دکھ الگ ہو چکا تھا، اب آتشم جیسی بربریت چھلک رہی تھی۔

"میں تیری موت ہوں سمجھی تو"

آتشم نے ہاتھ بڑھا کر اجر کے بالوں کو مٹھی میں لیتے سوال کا مناسب جواب دیا پر وہ بے خوفی سے آتشم کو دیکھ رہی تھی۔

"وہ بھی موت ہی تھا میری، چہرہ کیوں چھپایا ہے تم نے۔ لینز پہنے ہیں ناں تم نے؟ آواز بدل کر بول رہے ہو۔ کیا سمجھ رہے ہو مجھ سے چھپ سکتے ہو تم۔ نفرت میں محبت سے زیادہ پاور ہوتی ہے۔ جیسے محبت میں مہک سونگی جاتی ہے۔ نفرت میں بو آجاتی ہے"

وہ بال کھینچے جانے کے باوجود بے خوف تھی، آتشم اسکی بکواس تحمل سے سن رہا تھا۔

"لگتا ہے اسکی موت تیرے دماغ پر زیادہ اثر کر گئی۔ کل تک پورے اسلامہ آباد میں یہ بات کنفرمیشن کے ساتھ پھیل جائے گی کہ وہ مر گیا۔ پولیس اسکی ہڈیوں کا ڈی این اے کر کے کنفرم کر دے گی۔ لیکن تجھے تیری یہ بکواس بہت مہنگی پڑے گی۔ دس عورتیں ہیں آتشم کی زندگی میں۔ بتا تیرا گھر والا ایسا ہی تھا؟"

وہ ہنوز بے فکر تھا، کسی قسم کی اسکے لہجے میں نہ لچک تھی نہ رحم جبکہ آخری جملے پر اجر نے پوری قوت سے اسکا ہاتھ اپنے بالوں سے نکالا، آتشم نے اجر کی آنکھوں کے کنارے سرخ پڑتے دیکھے۔

"نہیں۔ اسکی زندگی ایک سے زیادہ عورتوں والی نحوست سے پاک تھی، ایون اسے تو اپنی بیوی نے بھی کبھی نظر بھر کر نہیں دیکھا تھا"

اجر کے لہجے میں آگ تھی، لیکن کہیں پس پردہ افسوس بھی تھا۔

"تو پھر مجھے اپنا گھر والا کہنے والی بکواس کا کیا مطلب ہے؟"

آتشم ہتھے سے اکھڑا تھا۔

"آئی ایم سوری۔ کہاں سائن کرنا ہے"

وہ چپ چاپ بیٹھ گئی، آتشم نے وہ پرچہ واپس اسکے آگے کیا جس کے بعد اجر نے وہاں وہاں سائن کر دیا جہاں اسے آتشم کے ہاتھ نے کرنے کا اشارہ کیا، وہ پڑھے بنا سائن کر رہی تھی پر اسکی نظریں بار بار آتشم کے ہاتھ پر جا رہی تھیں، سائن کرتے ہی آتشم نے وہ پیپرز اسکے سامنے سے ہٹا دیے پر وہ فورا اٹھی تو آتشم الرٹ ہوا۔

"گلووز اتارو۔۔۔ہاتھ دیکھاو اپنا"

اجر کے اگلے حکم پر آتشم کا میٹر شارٹ ہوا، زندگی گزر گئی تھی اس دھندے میں پر یہ جو لڑکی تھی ایسا ہلا پیس وہ پہلی بار دیکھ رہا تھا، اسکی نیلی آنکھیں تندور سی تپنے لگیں۔

"چڑی ہو گئی ہے! دیکھو ہمارے ہاں ہاتھ دیکھانے کا مطلب ہوتا ہے ایک جھانپڑ لگا کر سامنے والا کا جبڑا ہلا دیا جائے۔ اب میں اس ہتھوڑے جیسے ہاتھ سے تمہیں مارتا اچھا لگوں گا؟ چلو بلفرض مار بھی دوں تو اگر اڑتی اڑتی کسی دوسرے ملک جا گری تو جو ایگریمنٹ ہوا وہ کیا تمہاری پھوپھی پورا کرے گی۔"

آتشم نے اپنے ہاتھوں ایسا ظلم سرزد ہونے سے بچانے کی پوری کوشش کی لیکن اسے کیا پتا تھا اب وہ آتشم میں باسل کو ڈھونڈ رہی ہے، آہ اجر آہ۔ اجر نے زبردستی اسکا ہاتھ پکڑا، آتشم الرٹ ہوا۔ وہ زبردستی اور پوری قوت سے اسکے ہاتھ سے گلو واتارنے لگی، اسکی تڑپ اف!

"ہاتھ چھوڑو میرا"

آتشم اس پر دھاڑا تو وہ سہم کر اسکے ہاتھ کو چھوڑ گئی، چہرہ لٹھے کی مانند ہوا۔

"بس کر یہ ڈرامے۔ ثابت کیا کرنا چاہتی ہے تو۔ اتنی نفرت تھی تجھے اس سے تبھی مروانے کا کہا، اب تیرا یہ سب ڈرامہ مجھ جیسے کو بھی گمار رہا ہے۔ رے عورت ذات کا کوئی ایمان ہوتا ہے، تیرے پاس ایمان نہیں ہے کیا؟"

وہ آدمی ایسی بات کیسے کر سکتا تھا، اجر کی آنکھیں دھندلا گئیں جب آتشم نے اسے بے ایمان کہا، لیکن وہ یہ سب زلت خود اپنے مقدر میں لکھوا چکی تھی تو اب شکوہ کیسا۔

"آئی ایم سوری۔"

اجر نے نظریں جھکائیں تو اسکی تکلیف دیکھے آتشم بھی زرا ٹھنڈا ہوا۔

"یہ ایگریمنٹ دو سال کا ہے فی الحال۔ اسکی کچھ شرائط ہیں۔ اس بیچ تو سیٹل ہو گی، عہدہ پائے گی لیکن کسی قسم کی عشق معشوقی کی اجازت نہیں۔ جیسا کہ تو نے اپنے گھر والے کو مروایا تو ضرور کسی اور یار وار کا چکر ہو گا تو ناں بے

بی۔اس پیچ تو کسی قسم کا فزیکل یا شادی وادی سین نہیں کر سکتی۔ سمجھ گئی؟ یہ سمجھ تجھے آتشم نے دو سال کے لیے خرید لیا۔ تو میری غلام ہے"

اجر نے حیرت سے نظریں اٹھاتے آتشم کو دیکھا، اب یہ کس قسم کا رول تھا، اجر کا دماغ کچھ غلط ہونے کے احساس پر جھنجھنایا۔

"غلام تو میں اسکی بھی نہیں ہو سکی جس کا میری ہر آتی جاتی سانس پر ساری دنیا سے زیادہ حق تھا، تم کس کھیت کی مولی ہو۔ تم نے بہت غلط بندی سے پنگاہ لے لیا آتشم"

وہ بے خوف ہو کر آتشم کو چیلنج کر اٹھی، جبکہ اسکا یہ غرور سامنے والے کو بھا رہا تھا۔

"جب ان دو سالوں میں تیرا مالک بن کر تیری ہڈیاں سیکوں گا۔ پھر وہ تپش، تیری اکڑ پر ایسی حاوی ہو گی کہ سیدھی تیر ہو جائے گی تو۔ مجھے چیلنج مت کرو اجر سیال۔ میں چیلنج ایکسپٹ کر لیا کرتا ہوں"

وہ بھی اپنے عہد کا پکا ڈھیٹ تھا، اجر کی سانسوں میں لرزش تھی، اسے سانس لینا درد دے رہا تھا۔

"میں تمہیں وارن کر رہی ہوں آتشم۔ اگر تمہارے اس ماسک کے پیچھے باسل ماہیل ہوا تو اگلی بار وہ میری گولی سے مرے گا۔ یہ تو ان ڈائریکٹ دھمکی ہو گئی دوسرا اگر تم واقعی کوئی لچے لفنگے گینگسٹر ہو، تو میں بھی اپنے اندر ایک جانور لے کر پھرتی ہوں۔ تم مجھے جتنا فزیکلی درد دو گے میں اتنا شکی ہوتی جاؤں گی کہ تم باسل ہو اور یہ مار پیٹ کر کے مجھے یقین دلانے کی کوشش کر رہے ہو کہ تم باسل نہیں۔ اس نے کہا تھا وہ مر جائے گا، اور وہ مر گیا۔ ایسا تھوڑی ہوتا ہے"

وہ آنکھوں میں انگارے لیے آتشم جیسے شخص کو دہلانے میں پیش پیش تھی پر آگے سے وہ مسکرایا نہیں ہنسا تھا، نہایت بے ڈھنگا۔

اسے اجر کی باتیں لطیفے لگ رہی تھیں۔

"دیکھ تیرا جو بھی خاندانی مسئلہ تھا اسے سائیڈ رکھ سمجھی۔ تجھے اقتدار میں آکر کچھ کرپٹ اور غدار لوگوں کا ساتھ دینا ہے۔ اور تجھے اس ساتھ دینے کے لیے مجبور کرنا دو سال میرا کام ہے۔ مجھے تجھ سے کوئی ذاتی فائدہ نہیں مل رہا۔ میں نے جیسے تجھ سے ڈیل کی ویسے ان اوپر کے لوگوں سے بھی کی۔ یعنی بیچ کا مضبوط پل ہوں۔ باسل ماہیل مر گیا ہے۔۔۔ کیس اب ہمارے ہاتھوں میں آجائے گا۔ بات یہاں ختم ہو سکتی تھی پر تو نے باسل کو مروانے کے بدلے اپنی پوری زندگی داؤ پر لگائی۔ نفرت میں انسان ایسی بازی لگا دیتا ہے۔ یہاں تک کہانی بلکل کلئیر ہے۔ لیکن اب تیرے دماغ میں یہ خناس کیسے بھر گیا کہ میں باسل ہوں؟ مطلب کس قسم کی پیچڑ عورت ہے تو۔۔۔ خوامخواہ مجھے اپنا شوہر بنائے جا رہی ہے۔ ساتھ حق بھی دے تو مزہ آئے۔۔۔۔"

وہ آتشم کی ساری بکواس سنتی رہی لیکن جو آگ اجر کو آتشم کے آخری جملے نے لگائی، اسکا نعم البدل نہ تھا، اجر اپنے ہاتھ کو بس موقع دینے تک منتظر تھی کہ کب اس کا منہ نوچے۔

"حق اسے نہیں دیا۔تجھے کیسے دوں۔"

اجر نفرت سے غرائی۔

"آہ۔تجھے مینٹل ہوسپٹل میں ہونا چاہیے۔کیا قانون کی بھاگ دوڑ سنبھالے گی تو۔تیرا تو دماغ ہی گھٹنے میں ہے"

آتشم کے دماغ کا دہی ہو گیا تھا، وہ اجر سے سخت بیزار تھا جو ہنوز موقعے کی تلاش میں تھی۔

"تیرا باپ بھی غدار تھا۔تو بھی اسکے نقش قدم پر چلے گی۔کتنا مزہ آئے گا"

آتشم کے لہجے سے اس بار مستی چھلکی تھی، اجر کی آنکھوں میں لہو آیا۔

"میرے بابا اپنی سروس کے بیچ غدار تھے یا وفادار، میں نہیں جانتی کیونکہ یہ سچ مجھے انکی جگہ جا کر ہی معلوم ہوں گے۔ لیکن اتنا ضرور تمہیں چیلنج کرتی ہوں کہ میں تمہاری غلام نہیں بنوں گی۔ اس ایگریمنٹ کی دھجیاں بکھیروں گی آتشم، تم اور تمہارے بڑے ہر ایماندار آفیسر کو مجبور کر سکتے ہیں یہ تمہاری بھول ہے۔ مزہ آئے گا تمہارے ساتھ کھیل کر۔ اول تو مجھے دشمن بنانا پسند نہیں لیکن اگر درندگی والے لیول کا کوئی مل جائے تو زہے نصیب۔"

وہ سر اٹھائے اکڑی، آتشم اس بار چپ تھا، بس وہ اجر سیال کو دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔

"شکل کیوں چھپا رکھی ہے تم نے؟"

اسے چپ دیکھے وہ پھر غرائی، کتنا اریٹینگ تھا ایک نقاب پوش آدمی سے بات کرنا، وہ ڈرنے یا غصہ ہونے کے بجائے چڑ رہی تھی، اسے تو سامنے والے کا چہرہ دیکھ کر بات کرنے کی عادت تھی۔

"بہت حسین ہے اس لیے۔ تم جیسوں سے میرا حسن برداشت نہیں"

آتشم نے خود پرستی کی حد کی، اجر اس پر طنزیہ مسکرائی۔

"جھوٹ۔ پھٹکار پڑی ہوگی بوتھے پر۔ اوپر سے گنجے ہوگے تبھی یہ نقاب پوش بی بی بن کر گھومتے ہو۔ اتنا تمہیں اپنی پاور پر یقین ہے تو شکل دیکھا کر گھومو۔ اگلے دن ہی قانون نے تمہیں دبوچ تمہارا قیمہ نہ بنایا تو کہنا۔ قانون کی چھوڑو۔ مجھے دیکھاو شکل۔ سکیچ بنوا کر تمہارا مکھڑا وائرل نہ کیا تو میرا نام اجر سیال نہیں"

اجر نے بھی ہاتھ پیر دھو کے آتشم کے پردے کی تذلیل ہی شروع کر دی، پر وہ انجوائے کر رہا تھا۔

"بس اسی لیے یہ چہرہ تمہیں خواب میں بھی ڈھکا ہی نظر آئے گا۔ وہ کیا ہے کہ میں اپنا حسین مکھڑا وائرل کرنا نہیں چاہتا۔ اور ایک اور بات اگر اب تو نے مجھے اس باسل سے ملایا تو۔۔۔"

آتشم کی دھمکی سے پہلے ہی اجر نے چینختے انگلی اٹھائی۔

"تو کیا کر لو گے تم؟"

وہ بے خوف ہوئی، دونوں کے چہروں میں بس نامناسب سی نزدیکی آچکی تھی۔

"میں تیرے ہونٹ چوم لوں گا۔ تاکہ تجھے بھی باسل ماہیل والی فیل آئے بے بی ڈال۔ اب تو اسے اتنا مس کرے گی تو آپن کو گندی حرکتیں کرنی پڑیں گے"

خباثت سے کہتے آتشم نے گلو والے ہاتھ کو بڑھائے انگوٹھے کی پور سے اجر کے نچلے ڈرائے ہونٹ کو دبا کر سہلایا پر وہ سٹل کھڑی اسے گھور رہی تھی۔

"میرے ہونٹ چومنے کے لیے بھی تو تمہیں یہ سندر بو تھا دیکھانا پڑے گا اپنا۔ چلو پورا نہ سہی چہرے کا کچھ حصہ تو نظر آئے گا مجھے۔ اور ہونٹ بھی۔ اور میں اس سے بھلے نفرت کرتی تھی پر اسکے چہرے کا اک اک انچ ازبر ہے مجھے"

اجر نے بے خوفی سے آتشم کی یہ بداخلاقی سہی بھی اور منہ توڑ جواب بھی دیا، وہ نیلی آنکھیں اخیر محظوظ و متاثر محسوس ہوئیں۔

"ارے واہ۔ تو نے تو کہا کچھ دیر پہلے کہ اسے نظر بھر کر بھی نہیں دیکھا۔ نفرت میں اتنی دیوانگی پہلی بار دیکھ رہا ہوں۔ اف میرے تو جذبات سے آنسو نکل آئے"

ڈرامے بازی کرتے آتشم نے اپنے ماسک کے اوپر سے ہی نادیدہ آنسو رگڑے جبکہ اجر دانت پیس کر رہ گئی، یہ آدمی شدید اریٹیٹنگ تھا۔

"تمہیں ابھی بلکل پتا نہیں کہ اجر سیال ہے کون۔"

وہ اسے دھمکا رہی تھی۔

"پتا ہے۔ ایک سوداگر ہے۔ ایک ناپسند آدمی سے جان چھڑوانے کے لیے ملکی غدار بننے پر راضی ہونے والی عورت۔ ایک سائیکو۔ ایک دماغی مریض۔ بدتمیز۔ اور مہلک آنکھوں والی۔۔۔۔ اور بھی کچھ جاننا ہے باسل ماہیل کی بیوہ نے؟"

وہ ظالم اور سفاک تو تھا، وہ اتنا بے رحم تھا کہ اجر کے کانوں میں اس بیوہ لفظ سے پگھلا سیسہ انڈیل گیا، خوف اور درد کی لہر اجر نے اپنے دل کے اندر اسے ٹکڑے کرتی اترتی محسوس کی۔

"نہیں۔ مجھے میری اوقات دیکھانے سے پہلے اپنے گریبان میں جھانک۔ غلاظت کی دوکان۔ جا رہی ہوں میں۔"

وہ جانا چاہتی تھی تاکہ آتشم الرٹ نہ رہے اور اسی کا فائدہ اٹھائے وہ جھپٹ کر اسکا منہ نوچے۔

اسے پورا شک تھا کہ آتشم ہی باسل ماہیل ہے۔ وہ ہر کوشش کر چکی تھی اسے بے نقاب کرنے کی پر وہ ہر بار بیچ میں رکاوٹ ڈال رہا تھا۔

"تجھے چھ ماہ اب میں نہیں ملوں گا۔ تیرا امتحان اچھا ہونا چاہیے۔ نقل و کل کی ضرورت ہوئی تو اسی نمبر پر میسج کر دینا۔ تجھے ٹاپ کروانے میں پوری مدد کروں گا"

وہ رک کر واپس آئی اور حقارت سے آتشم کو دیکھنے لگی۔

"اپنی نقل اور مدد اپنے منہ میں رکھ سمجھا۔ اور دوبارہ اگر مجھے اس گندی جگہ لا کر پھینکا تو میں تجھے سیدھا گٹر میں دھکا دوں گی۔ تجھے میں ہی پکڑوں گی آتشم۔ تجھے میں ہی بے نقاب کروں گی۔ یہ اجر سیال کا چیلنج ہے تجھے۔ اگر تیرے اس بہروپ کے پیچھے باسل بھی ہوا تب بھی سب ویسا ہی ہو گا جیسا میں نے کہا"

باقی تو اجر کی بھڑکیں ٹھیک پر یہ جو پھر اس نے اسے باسل سے ملایا، اب یہ آتشم کی برداشت ختم کر گیا اور اجر نے یہ سب کہا ہی آتشم کو طیش دلانے کو۔ اور وہ کامیاب ہوئی۔ وہ اسے گردن سے

دبوچے پچھلی کھردری دیوار سے بری طرح پٹخ گیا، کھردری دیوار اجر کی کمر کو چھل گئی۔ وہ دلخراش سا کراہی اور اسی درد میں اس نے آتشم کے چہرے کا ماسک نوچا، جبڑے سے وہ پھٹ کر اجر کے ہاتھ میں آیا اور تبھی اجر نے اسکے زخم کو دیکھا، وہ بلکل ویسا تھا جیسے جاتے ہوئے باسل ماہیل کی جالائن پر تھا۔ تھوڑا مندمل ہوا زخم۔

"تجھے کونسا کیڑا کاٹ رہا ہے پاگل عورت۔ باز آجا ورنہ مر جائے گی میرے ہاتھوں"

اور آتشم نے اس حرکت پر اجر کی گردن اس زور سے دبائی کہ وہ آنکھوں دیکھا جھٹلانے پر مجبور ہوئی، باسل اسے اتنا درد نہیں دے سکتا تھا۔

"ت۔۔تم باسل نہیں ہو سکتے۔وہ مجھے تکلیف نہیں دے سکتا۔اس طرح کی تکلیف تو وہ مر کر بھی نہیں دے سکتا۔ت۔۔تم نے واقعی اسے مار دیا۔ت۔۔تم نے اسکی پوری فیملی کو تباہ کر دیا۔وہ سب مر جائیں گے اسکے بنا۔ت۔۔تم اسے کڈنیپ کر لیتے لیکن مارنے سے پہلے ا۔اک بار پھر پوچھتے۔کیا پتا میرا ارادہ بدل گیا ہو۔۔۔تم نے سچ میں اتنی بری موت دی اسے۔۔۔۔خبیث،درندے۔"

وہ پھر سے رونے لگی،اک بار پھر درد و خوف نے یقین دلانے کی کوشش کی کہ یہ شخص اسکا باسل نہیں ہو سکتا۔

سر میں اٹھتے درد پر وہ مزید کھڑی نہ رہ سکی، جس طرح کا آج وہ پورا دن بھوکا پیاسا گزار چکی تھی، یہ ہونا طے تھا،وہ آتشم کی بازوؤں میں جھول گئی جس نے اسے بروقت سنبھال لیا۔

پھر چند لمحے لگے جب آتشم نے اسے اپنی بازوؤں میں اٹھایا، دروازے پر لات مارتے کھولا اور اسکے لوگ سامنے سے ہٹے، وہ اس لڑکی کو اک کمرے میں لے کر گیا اور بیڈ پر لٹا دیا، یہ کمرہ بھی نیم تاریکی میں ڈوبا تھا۔

وہ بے سدھ ہو چکی تھی، اسکے چہرے سے درد چھلک رہا تھا، وہ بلکل نڈھال ہو رہی تھی۔

وہ جھکا اور اجر کو کروٹ کرائی تو اجر کی شرٹ بھی کھردری دیوار سے گھس کر پھٹ گئی تھی، گردن کے نیچے بالائی کمر پر مدھم سی گھسنے سی خراش بنی تھی جس میں خون جمع محسوس ہوا، آتشم نے وہاں سے پیچھے ہٹتے، اک الماری کھولی جہاں سفید کپڑا رکھا تھا، ساتھ کچھ محلول، وہ واپس آیا اور اس محلول کو کھولے اس سفید رومال پر لگاتے اس نے اجر کی شرٹ دو گریبان کے بٹن کھولے گلے سے ڈھیلی کرتے پیچھے کو کھینچ کر ڈھیلی کی اور وہاں وہ کپڑا رکھتے اجر کی بالائی کمر کے زخم پر لگائا، وہ کراہی مگر بس اک ہی بار، گہرے سانس لینے لگی، آنکھیں اسکی ہنوز بند تھیں۔

آتشم نے وہ کپڑا وہیں چھوڑتے اسے پکڑ کر سیدھا لیٹایا پھر اس نے اجر کا ہاتھ پکڑ کر ہتھیلی دیکھی جہاں خراشیں قدرے مندمل تھیں۔

یہ سب وہ کسی ربورٹ کی طرح کر رہا تھا، پھر اس نے وہیں اجر کے پاس بیٹھے سائیڈ ڈرا کھولے ایک آئٹمنٹ نکالی، اسے گلو والے ہاتھ کی انگلی پر لگائے اجر کی دونوں ہتھیلیوں پر لگائی، وہ ہنوز ربورٹ تھا۔ پھر اس نے دراز میں رکھا لپ آئل بام نکالا اور اسے بھی دوسری انگلی پر نکالے اجر پر جھک کر اسکے ڈرائے ہونٹوں پر لگایا، وہ اسکے ہونٹوں کو اچھے سے وہ لپ بام لگا رہا تھا، جیسے کوئی ساری توجہ اک کام پر جمع کیے ہو۔

ان دونوں کو واپس رکھے آتشم نے اسی ڈرا میں رکھا اجر کا فون باہر نکالا۔

وہاں رحمان سیال نام سے کئی کالز تھیں۔

آتشم نے انکی چیٹ اوپن کی اور انکے نام ایک میسج لکھا۔

"میں ایک دوست کی طرف ہوں۔ صبح آوں گی گھر۔"

اجر کے نام سے آتشم نے وہ میسج بھیجا اور فون سائلنٹ کرے واپس رکھتے دراز بند کر دیا اور پھر اس جگہ سے اٹھ گیا۔

"تجھے یقین آجائے گا، بہت جلد۔ پاگل عورت"

وہ اس سے سرگوشی کی صورت مخاطب ہوا اور پھر کمرے سے نکلتے ہی دروازہ لاک کر گیا جبکہ وہ بیہوش نہیں ہوئی تھی، وہ ڈرامہ کر رہی تھی۔

جو کچھ آتشم نے کیا اسکے بعد نڈھال سی اجر کے شک مزید مضبوط ہو گئے تھے لیکن بہر حال یہ واقعی اسکا باسل ماہیل نہ تھا، اک بے آواز آنسو اسکی آنکھ سے بہہ کر تکیے میں جذب ہوا تھا، وہ پھر سے آنکھیں موند گئی کیونکہ اس میں واقعی اٹھنے کی ہمت نہ بچی تھی۔

..________________________..

"میں بہت تکلیف میں ہوں ولی"

وہ سگریٹ کا پورا ڈبہ خالی کر چکے تھے، انکو آج پھر تکلیف نوچ رہی تھی، انکے ہاتھوں جو ہوا وہ ناقابل معافی تھا، اس حادثے کے بعد جمال شاہ نے اپنے خدمت خلق پیشے کو خیر باد کہا تھا کیونکہ انھیں لگتا تھا وہ اب خلق خدا کی خدمت کے لائق نہیں رہے۔

"وہی تکلیف؟"

انکے پیر دباتا انکا ملازم ولی بھی افسردہ تھا، جمال شاہ پر اکثر راتیں بھاری گزرتی تھیں، انکے پھیپھڑوں کا کینسر آخری مرحلے پر تھا، پھر بھی اپنے اندر دھواں بھرتے تاکہ انھیں موت آسکے۔۔

"اس بچے کے دماغ کے ساتھ کھیل کر میں نے اسے دو شخصیات میں توڑ دیا ولی۔ جیتے جی اللہ کی بنائی اک معصوم جان کو تباہ کر دیا۔ اللہ مجھے کیسے بخشے گا ولی۔ میرا سب کچھ اس پچھتاوے کی بھینٹ چڑھ گیا لیکن پھر بھی میرا گناہ وہیں کا وہیں ہے۔ تم دعا کرو میں مر جاوں ولی"

آج اس شخص کی آنکھیں بھیگ اٹھیں، ولی کے ہاتھ انکی ٹانگ چھوڑے اب آنسو پونجھ رہے تھے۔

"سزاوار وہ ہے سرکار جس کو اس معصوم جان کی دو شخصیات درکار تھیں۔ اللہ اسی کو پکڑے گا۔ ہر گناہ گار اک نہ اک دن سزا پاتا ہے۔ وہ بھی پائے گا اور مجھے یقین ہے وہ معصوم جان لوٹے گی۔ آپکو اس گلٹ سے آزاد کروانے۔ جب وہ جان آکر بتائے گی کہ وہ ٹھیک ہو گئی۔ خود کو الزام نہ دیں۔ آپ نے اسکی زندگی بچانے کی کوشش کی تھی۔ جب اللہ کے ہاں ہی اسکے امتحان لکھے تھے تو ہم کیا کر سکتے ہیں"

ولی نے اس مہربان مسیحا کے آنسو پونجھے، پر درد اتنا تھا کہ جمال شاہ کے آنسو اب وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بے قابو ہونے لگے تھے، انکی آنکھوں سے رفتہ رفتہ روشنی رخصت ہو رہی تھی۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو ولی۔ لیکن مجھے میری زندگی کا بھروسہ نہیں رہا۔ اگر میں مر گیا تو تم اسے وہ اسکی امانت والا خط دے دینا۔ وہ سچائی بھرا خط، وہ اسکی نجات کا پروانہ ہے، اسے خود سے ملوائے گا۔ اس سے مجھے معافی بھی دلوا دینا۔ ولی تم میرے لیے کرو گے ناں بچے؟"

آج بہت سالوں بعد ولی نے جمال شاہ کو کچھ زیادہ درد میں محسوس کیا، ورنہ وہ بہت صابر تھے، حوصلہ مند تھے۔

ولی کی اپنی آنکھیں آبیدہ ہو گئیں، وہ اپنے باپ جیسے مالک کی تکلیف میں کمی کرنے پر قادر نہ تھا پر اس نے فوراً وعدہ کر لیا، شاید یوں ہی اس بستر مرگ پر پڑے شخص کی حلق میں اٹکی جان آزاد ہو جاتی۔

"م۔ میں وعدہ کرتا ہوں سرکار۔ میں اسے اسکی سچائی وقت آتے ہی بتاؤں گا۔ آپ خود کو سنبھالیں"

ولی کے ہاتھ پیر پھولنے لگے، لیکن اب سامنے یوں تھا کہ سنبھلنے والے حالات نہ رہے، اس شخص کی آنکھیں آنسوؤں سے آزاد ہوئیں تو جمال شاہ نے انھیں موند لیا لیکن وہ چالیس سالا ولی اب بھی رو رہا تھا، شاید اسے پتا چل گیا تھا، اب جمال شاہ ختم ہو رہے ہیں۔

انھیں اپنے فرض سے اک غداری کھا گئی تھی۔

انہوں نے ایک معصوم زندگی تباہ کی تھی اب موت ان پر مہربان ہو ہی جاتی کیونکہ اب وہ اپنی ذمہ داری ولی کو سونپ چکے تھے۔

..________________________..

میرال اور اور حان نے ڈنر تو نہیں کیا پر ایمن کی بنوائی رس ملائی ضرور چکھی تھی، اور وہ سب باتیں ہی کر رہے تھے جب ماہیل کا فون رنگ کیا، گھر کے ساتھ جڑے گھر میں ہونے کے باوجود رحمان کا کال کرنا ماہیل کو تھوڑا پریشان کر گیا۔

کیونکہ اکثر رحمان سیال، پیلس آجاتے اگر ماہیل سے کام ہوتا۔

"رحمان کال کر رہا ہے، بھئی مجھے دو اب اجازت۔ اب یاری ٹائم آن ہے۔ تم لوگ گپ شپ کرو"

ماہیل نے سب سے مسکراتے اجازت لی، ویسے بھی کھانے کے بعد ماہیل تو واک کرتے تھے تو آج انکا پورا ارادہ تھا رحمان کو بھی دو تین کلومیٹر خوار کریں گے لیکن اس وقت رحمان انھیں کس لیے کال کر رہے تھے یہ دردناک ہونے والا تھا، حرا کا بھی صبح کالج تھا تو وہ بھی جلدی چلی گئی کیونکہ مصطفی سو رہا تھا اور اسکے بنا پھپھو جان بور ہوتی تھیں۔

"تمہارے بابا نے بتایا یا بسل بزی ہے لیکن میری فکر اسی پر اٹکی ہے۔ کتنی بار کہا ہے چہیتے ابا کی طرح اس فکر میں گھلتی ماں کو بھی خود بتا دیا کرے جب گھر نہ آنا ہو۔ کسی اور کے بتانے سے کہاں چین آتا ہے مجھے۔ اب صبح تک بے چین رہوں گی"

ایمن نے شدید افسردہ ہوتے شکوہ کیا، میرال کو گرین ٹی کی طلب ہو رہی تھی تو وہ کچن گئی تھی اپنے اور ایمن کے لیے بنانے کیونکہ ایمن کا بھی موڈ تھا، جبکہ اورحان بیٹھا تھا مما کو سننے۔

"بزی آدمی ہے آپکا بڑا بیٹا۔ پھنسا ہو گا کسی کام میں۔ اگر بابا نے کہا ہے تو تسلی رکھیں۔ ٹینشن کیوں لے رہی ہیں"

وہ ایمن کے ہاتھ پر اپنا مضبوط ہاتھ رکھے انھیں نرمی سے سمجھانے لگا تو جواباً ایمن نے اورحان کی تر و تازہ صورت آنکھوں میں بسائی۔

"تم ماں نہیں ہو ناں تبھی تسلی دینا آسان ہے میری جان"

ایمن کا مسکرا کر جتانا، اورحان کو بھی مسکراہٹ بخش گیا۔

"باپ تو ہوں۔ اور ایسا باپ جو ماں جیسی ڈیوٹیز نبھا تا رہا ہے۔ تو آپ مجھے یہ والی بات نہیں کہہ سکتیں مما"

وہ بھی زرا اچھے موڈ میں تھا تو ماں کی اداسی بھی اک طرف ہونے لگی۔

"مما قربان جائے تمہارے کھٹے میٹھے موڈ کے۔ میرال کا آنا مبارک رہا ہے تمہارے لیے۔ اسے بھی مصطفی کی ماں بنا کر مت رکھ دینا۔ تم دو کا بھی اک رشتہ ہے۔ وہ جس ٹروما سے گزر کر آئی ہے، بہت بہادر ہے کہ خود کو سنبھال لیا اس نے لیکن تم اپنے اور اسکے رشتے کو فراموش مت کرنا۔ ایسا نہ ہو تم دو کے بیچ تکلف جگہ بنا لے اور پھر ایک دوسرے کی کشش کی جگہ ہی نہ بچے۔ اسے یہ احساس ضرور دلاو کہ وہ غلط جگہ ہرگز نہیں پہنچی۔ اسکا مقدر تمہارے ساتھ ہی درج تھا۔ اسے یہ فیل کرواو میری جان کے وہ اپنی سہی جگہ آئی ہے۔ ایسے اس میں مزید اعتماد آئے گا۔ اور کیا پتا میری اس سڑی جان پر فدا بھی ہو جائے"

ایمن نے اورحان کے اندر تک اتری آسودگی بھانپ لی، ماں کب بچوں کے دکھ سکھ سے بے خبر ہوا کرتی ہے، وہ جوابا سر ہلا گیا تبھی دونوں کی بیک وقت

نظر میرال پر پڑی، جس نے پہلے آہستگی سے ایمن کے سامنے انکا گرین ٹی کپ رکھا پھر اپنا لیے وہ اور حان کے ساتھ واپس بیٹھی۔

"تھینکیو میرا بچہ"

ایمن نے بے حد شفیق مسکراہٹ سے میرال کو دیکھا جو آگے سے دگنا پیارا مسکرائی۔

اور اس سے پہلے ایمن کی طرح میرال بھی فسٹ سیپ لیتی، اور حان نے میرال کے ہاتھ سے اسکا کپ اچک لیا۔

"کیا پیتی رہتی ہیں آپ لیڈیز یہ پھیکا سڑا پانی۔ لیٹ می چیک"

اور حان نے بد ذوقی کا مظاہرہ کرتے جیسے ہی فسٹ سیپ لیا، اور نگلا، اسکے چہرے کے تاثرات پسندیدہ ہوئے کیونکہ میرال نے ہنی بھی ایڈ کیا تھا جس سے گرین ٹی میں بہت سمو تھ سی مٹھاس تھی۔

ایمن بھی دلچسپی سے دونوں کو دیکھ رہی تھیں۔

"اتنا برا بھی نہیں۔پی سکتی ہیں"

اورحان نے نادم سا ہوتے کپ واپس میرال کے سامنے رکھا جبکہ ایمن اور میرال مسکرائیں کہ اورحان کو برائی کر کے پچھتانا پڑا اور یہ بہت کیوٹ تھا۔

میرال نے کپ اٹھا کر سیپ لی اور ٹھیک وہیں سے پیا جہاں سے اورحان کے ہونٹ مس ہوئے، البتہ ایمن نے میرال کی اس ادا پر اورحان کو آنکھ ونگ کی جو مما کے چھیڑنے پر حلق میں مسکراہٹ دبا گیا۔

یہ دو بھی نہ ہوتے تو ایمن کبھی بھی اداسی سے نہ نکلتیں جبکہ دوسری جانب رحمان گیڈ کے باہر اپنے گاڑی میں بیٹھے تھے،ماہیل باہر آئے تو منہ بسور گئے کہ انکا ارادہ اس وقت پیدل واک کا تھا۔

"یار کیا سست چیز ہے تو۔مجھے واک کرنی ہے۔ گاڑی میں اس وقت کہاں جانا ہے؟"

ماہیل، شیشہ کھلنے پر اندر جھانکے پر جلد انہوں نے رحمان سیال کے چہرے کی پریشانی بھانپ لی۔

"بیٹھ ماہیل۔ ہمیں ہوسپٹل جانا ہے"

رحمان کی بات سنتے ہی ماہیل پریشانی کے سنگ کار ڈور کھولے پیسنجر سیٹ پر بیٹھے۔

"کیا مطلب؟ ہوسپٹل میں کون ہے؟"

ماہیل کے چہرے پر پریشانی کی شکنیں چلی آئیں پر ابھی رحمان میں ہمت نہ تھی کہ وہ ماہیل کو کچھ بتا پاتے۔

"دیکھ رحمان بتا دے۔ میرا دل دہل رہا ہے"

ماہیل نے اس بار جذباتیت کے سنگ ہولتے دل سمیت منت کی پر رحمان نے انکا سینہ تھپک کر دلبرداشتہ نگاہ ماہیل پر ڈالی۔

"ہوسپٹل چل۔سب بتاتا ہوں۔سب سمجھاتا بھی ہوں۔تیرا ڈی این اے سینپل بھی چاہیے"

رحمان سیال تو ماہیل کے پیروں سے زمین سرکانے والے کام کر رہے تھے،ماہیل کے چہرے کا رنگ فق ہوا۔

"کیا بکواس کر رہا رحمان۔۔بتا کیا ہوا۔باسل ٹھیک ہے؟بول ناں"

ماہیل کے اندر جیسے حشر برپا ہو چکا تھا اور رحمان سیال کی آنکھوں میں جو تکلیف تھی اس نے ماہیل انجم کے رونگٹے کھڑے کر دیے،رحمان سیال نے گاڑی سٹارٹ کر دی تھی۔

مشکل آ پڑی تھی۔ماہیل انجم پر بھی اور رحمان سیال پر بھی۔

وہیں حرا نے بارس کا سٹیٹس روم میں جا کر کھولا تو اس نے ماہا کا ہاتھ پکڑے گیٹ ویل سون لگا رکھا تھا،حرا نے فوراً پریشان ہوتے ریپلائے کیا۔

"کیا ہوا ماہا آنی کو بارس؟"

وہ ابھی کمرے میں آیا تھا، ماہا اب بہتر تھی اور رحمان اور بارس نے ان کے ساتھ کھانا بھی کھایا، اسکے بعد وہ پھر سے آرام کرنے چلی گئی تھیں تو بارس بھی روم میں آ گیا۔

حرا کا میسج دیکھتے ہی اسے جواب لکھنے لگا۔

"دنکو جو کچھ ہوا اسکا سٹریس لے لیا تھا مما نے، بی پی شوٹ کر گیا تھا پر ابھی وہ ٹھیک ہیں۔ شام میں لگایا تھا سٹیٹس۔ مما کو مت بتانا پریشان ہوں گی"

بارس نے ریپلائے دیتے فکر بھی جتائی۔

"کیوں نہ بتاوں۔ میں اور مما آتے ہیں آنی کی عیادت کو"

حرا نے ضد کرتے جواب دیا۔

"مما پھر سے سونے چلی گئی ہیں۔ ٹیبلٹ لے کر لیٹی ہیں، اب صبح ہی جاگیں گی۔ پریشان مت ہو"

بارس نے اسکو جوابا آڈیو کال کی اور سمجھایا کیونکہ میسج پر یہ مخلوق کہاں بات سمجھتی۔

"پکاناں۔ تم ٹھیک ہو؟"

حرا نے مان تو لیا پر اداسی اسکی آواز میں گھلی تھی۔

"ہاں میں تو فٹ ہوں۔ مصطفی سو گیا؟"

بارس نے اسے بہلانا چاہا تھا، اور اسے بتانے کو وہ زخمی مسکراہٹ لیے بہل بھی گئی۔

"ہاں وہ سو گیا۔ تمہیں پتا ہے میں نے کیا خواب دیکھا شام میں بارس۔ بابا اور رحمان انکل کی بہت گندی لڑائی ہوتی ہے اور ہم سب الگ ہو جاتے

ہیں۔ مطلب دشمن بن جاتے ہیں ماہیل اور سیال والے۔ اور پھر تمہارے مما بابا تمہاری شادی رملا سے کر دیتے ہیں اور ان سے راضی بھی ہو جاتے ہیں۔ کتنا کرنج سا خواب آیا مجھے"

وہ ڈنر پر اسی خواب کو لے کر پریشان اور گم صم تھی جبکہ حرا نے یہ سب کیوں دیکھا اب بارس کو بھی فکر ہوئی۔

"فضول کم سوچا کرناں باندری۔ تجھے تو کسی لوو سٹوری فلم میں ولن کا رول کرنا چاہیے۔ نیگیٹیوٹی کی ملکہ"

وہ دانستہ ہلکے پھلکے انداز میں حرا کی پریشانی دور کرنے لگا مگر وہ اداس سا مسکرائی لیکن اسکا دماغ اسی پر اٹکا تھا۔

"ہنہ۔! زیادہ شوخے مت بنو۔ دنکو بھی تم نے میرے ساتھ فلرٹ کیا ہے بچو۔ اسکی سزا ملے گی"

وہ بیڈ پر نیم دراز ہو کر لیٹی ادا سے منہ پھلائے بولی تو بارس بھی میٹرس پر بیٹھے کمر پیچھے ٹیک گیا، ہونٹوں پر حسین مسکراہٹ لیے، بلاشبہ وہ بھی کسی سے کم نہیں تھا، کافی ہنڈسم اور گڈلکنگ تھا، میسج کے بجائے اب کال ہو رہی تھی۔

"تمہیں وہ فلرٹ لگا کچرا رانی؟"

بارس نے پیار پیار میں چھیڑا تو وہ منہ مزید پھلا گئی۔

"ہاں ڈلٹو وہ فلرٹ ہی تھا"

حرا کسی سے کم تھوڑا تھی، بارس اس واہیات نام پر ہنسا۔

"چلو تمہیں فلرٹ لگا تو فلرٹ ہی سہی۔ لیکن میرا تو وہ سچ تھا"

یہ بائیس سالا جناب مجنوں بنتے دیکھائی دے رہے تھے، ان فیوچر، جسکی اکیس سالا لیلی تو مزاق مزاق میں اڑا رہی تھی لیکن دل کے اندر تو لڈو پھوٹ رہے تھے۔

"سچ کو ایسے کہا جاتا ہے کہ اگلا ایمان لے آئے"

وہ شکوہ کرنے سے خود کو روک نہ سکی۔

"تو لے آو ایمان۔ تمہارا بل آئے گا"

وہ تو سدا کا بد سلیقہ تھا، کوئی ایسے ایمان لانے پر مجبور کرتا ہے بھلا۔

"سو جاو گڈ نائیٹ۔۔۔"

حرا نے مسکرا کر بات ختم کی تو وہ اسے پکارے کال بند کرنے سے روک بیٹھا۔

" صبح صدقہ دینا کالج جاتے ہوئے۔ میں بھی دوں گا۔ کچھ بھی ہو۔ ماہیل اور سیال فیملی کی دشمنی ان فیوچر ہمارے حق میں اچھی نہیں نہ کسی اور کے حق میں۔ اب سکون سے سو جاو۔ سب اچھا ہو گا۔ نفل مان لو"

وہ مسکرا کر اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا گئی، سرد سی لہر جسم سے اٹھتی محسوس ہوئی۔

"نفل کیوں مانوں؟"

حرا نے پر اسرار مسکراہٹ ہونٹوں پر حسارتے پوچھا اور وہ جانتا تھا اس وقت یہ میسنی مسکراہی رہی ہو گی۔

"مجھ تک خیر و عافیت سے پہنچنے کے لیے۔ بائے چڑیل"

بارس نے کہتے ہی حرا کو بلش کیا اور بائے کہتے ہی کال بند کر دی، وہ جو خواب سے اداس تھی اب بارس کے یقین نے اسکے اندر خوشی کا جذبہ پیدا کر دیا، لیکن کہتے ہیں کچھ خواب، خواب نہیں، مستقبل کے اشارے ہوا کرتے ہیں۔

..________________________..

ایمن کو کمپنی دیے وہ روم میں آچکے تھے، ایمن نے خود ہی انھیں آرام کرنے کو بھیج دیا، میرال پہلے آگئی تھی اور عیشاء ادا کیے وہ مصطفی کے پاس بیٹھی اسکی ہی کوئی سٹوری بک اٹھا کر جائزہ لیتے دیکھ رہی تھی، اور حان اسے اکثر سٹوریز سناتا تھا تو اس بک میں بہت کلر فل ڈرائنگز بھی تھیں جو مصطفی بہت شوق سے دیکھتا تھا۔

ڈنر کے بعد اور حان نے بھی کچھ دیر واک کی، پھر دوسرے روم میں ہی عیشاء ادا کیے وہ بھی باسل کے نام ایک میسج لکھتا اپنے روم کی طرف نکل آیا۔

"فون آن کرتے ہی مما کو کال کر لینا باسل، وہ پریشان ہیں تمہارے لیے۔ میں نے انکی اداسی کم کرنے کی کوشش کی ہے پر تم، تم ہو اور میں، میں۔ ٹیک کیئر"

اور حان نے میسج لکھ کر باسل کے نمبر پر بھیجا اور وہ ڈیلیور بھی نہ ہوا، اور حان نے گہرا سانس بھرا اور روم میں انٹر ہوا، نظر سیدھی میرال پر جا ٹھہری، وہ

بھی جمائیاں لیے مصطفی کی بک دیکھ رہی تھی، اور حان کو روم میں آتا دیکھتی بک سائیڈ پر رکھے دوپٹہ اٹھائے گلے میں لپیٹے اٹھی۔

"لیٹی رہیں۔ آپ مصطفی کے ساتھ سو جائیں نو ایشو"

وہ میرال کی آنکھوں مئں نیند محسوس کیے اپنے رات کے کپڑے لینے بڑھا تو وہ مصطفی کو پلٹ کر دیکھنے لگی پھر بابا بے بی کو الگ کرنا مناسب نہ لگا تو سر نفی میں ہلائے اپنا ایک تکیہ لیے کاوچ کی طرف بڑھی، دوپٹہ اتار کر اک طرف رکھتے وہ بیٹھی اور اپنے کھلے بال بھی سمیٹ کر باندھے، پھر وہ نا جانے کیا سوچ اداس ہو گئی۔

اپنے ہاتھوں کو دیکھا جہاں مہندی کی ٹکی اسکی ہتھیلیوں میں سجی تھی، میرال نے انھیں بہت رگڑا تھا جس وجہ سے وہ میرون رنگ سے اورنج میں بدل گئی تھیں، یعنی مدھم ہو گئیں پھر بھی اس مہندی سے جڑے حوالے ایسے نہ تھے کہ میرال مسکرا پاتی۔

وہ نا جانے کن خیالات میں گم کاوچ کے اک کنارے بیٹھی غیر مرئی نقطے پر نظریں جمائے ہوئے تھی جب وہ چپکے سے آکر اسکے ساتھ بیٹھا، نائیٹ سوٹ میں، لوز سی شرٹ اور ویسا ہی لوز پاجامہ، وہ ہر طرح ہی گریس فل لگتا، شاید وہ تھا ہی بہت وجیہہ تو اس پر عام سے کپڑے بھی سجتے۔

میرال نے میکانکی طور پر جب اورحان کا کندھا اپنے کندھے سے ٹچ فیل کیا تو وہ ڈر کر چونکی اور اورحان کو دیکھنے لگی، جبکہ اورحان اسے فکر سے یوں دیکھنے لگا جیسے کہہ رہا ہو اسکا مقصد ڈرانا نہ تھا۔

"آپ ڈر گئی ہیں۔ فقط میرے پاس بیٹھنے سے ؟"

اورحان نے ہاتھ بڑھا کر میرال کی گود میں پڑا اسکا ہولے سے کانپتا ہاتھ اپنے خوبصورت اور مضبوط ہاتھ میں دبایا تو وہ حلق سے تھوک نگلے کچھ واپس پر اعتماد ہوئی۔

"و۔۔ وہ میں کچھ سوچ رہی تھی تو اچانک آپکو دیکھ کر ڈر گئی۔"

اسکا اور حان کے ہاتھ میں دبا ہاتھ مانو سرد پڑنے لگا جبکہ اور حان اسے اتنی توجہ سے دیکھ رہا تھا کہ وہ کمفرٹیبل ہو ہی نہ سکتی تھی۔

"کچھ خاص سوچا جا رہا ہے؟"

وہ بس فکر کے ناطے پوچھ بیٹھا۔

"ن۔۔نہیں۔بس یہی سوچ رہی تھی،مجھے کہاں جانا تھا اور میں کہاں آگئی۔آپ پر بابا نے زبردستی میرا بوجھ لاد دیا۔آپکی اور مصطفی کی زندگی مکمل تھی۔میں نے آکر آپ دو کو ڈسٹرب کر دیا۔آپ دو کی پرائیویسی تھی ناں۔مجھے برا لگ رہا ہے"

وہ کب سے بیٹھی یہ سوچتی رہی ہے،اور حان کو سن کر بلکل اچھا نہ لگا،اوپر سے اسکے وہ چند آنسو بھی اور حان کا دل برا کر گئے،لیکن وہ ابھی خاموش رہا،اس نے میرال کا ہاتھ بھی چھوڑ دیا،دونوں ساتھ تو بیٹھے تھے پر نظریں ایک دوسرے پر نہیں،سامنے جمی تھیں۔

"ہم دو کی زندگی مکمل تھی۔ مجھے بھی یہی لگتا تھا۔ لیکن آج احساس ہوا کہ بہت نامکمل تھی اور نامکمل ہی رہ جاتی اگر آپ سے ہماری ملاقات نہ ہوتی، یہ رشتہ نہ جڑتا۔ اور آپ بوجھ نہیں ہیں میرال۔ آپکی یہی جگہ تھی جہاں آپ ہیں"

وہ اسکی آنکھوں سے یہ سب کہے آنسوؤں کو مٹا گیا تو وہ دھیما سا مسکرائی، شاید اسے حوصلہ ملا تھا، تسکین ملی تھی کہ اسکی بھی کوئی ذات ہے، کوئی وجود ہے، کوئی جگہ ہے۔

"یہ آپ کا بڑا پن ہے، آپ بہت اچھے ہیں ناں تبھی۔ ورنہ کوئی اور آدمی ہوتا آپ کی جگہ وہ اس سب کا مجھے ہی الزام دیتا، بنا جان پہچان پسند اور خواہش ایک لڑکی زندگی میں چلی آئے اور کوئی چپ چاپ سہہ لے، مشکل ہے۔ میرے اور عثمان کو لے کر بھی سوطعنے دیتا، مجھے جھاڑتا، غصہ کرتا کہ میرے بابا نے زبردستی مجھے اسکے سر پر تھوپ دیا"

وہ اب بھی اذیت سے مسکرائی، ہاں واقعی وہ بہت بہادر تھی لیکن اورحان جانتا تھا اسکا دل ابھی بھی زخمی ہے اور وہ یہ سب اب اپنی ماں سے بھی نہ کہہ سکتی تھی، انھیں پہلے ہی بہت پریشانی سے گزار چکی تھی تبھی اورحان کے سامنے کہہ بیٹھی، وہ اب بھی اسے چپ چاپ سن رہا تھا اور بس اسی وجہ سے اس میں بولنے کی ہمت بھی آرہی تھی، اورحان چاہتا تھا وہ دل ہلکا کرے پھر وہ بولے۔

"ایسے ناشکرے مردوں کو اللہ آپ جیسی کوئی دیتا ہی نہیں تا کہ وہ ناقدری کر سکیں۔ دے بھی دے تو چھین لیتا ہے جلد۔"

میرال نے چونک کر اورحان کی طرف دیکھا، آنکھوں میں نمی لیے، وہ اب بھی سامنے دیکھ رہا تھا۔

"مجھ میں کچھ خاص نہیں ہے"

وہ اداس تھی، بہت اداس۔ وہ مسکرایا۔

"خاص نہ ہوتیں تو میں آپکو بنا دیکھے بات کیوں کرتا میرال۔ میرا آپکو نہ دیکھنا آپکو دل ہلکا کرنے اور کچھ بھی کہنے میں مددگار ہو رہا ہے۔ ایسا بس خاص لوگوں کے لیے ہی کیا جاتا ہے"

وہ اب بھی سامنے ہی دیکھ رہا تھا، جبکہ میرال نے بہت مشکل سے اپنے آنسو روکتے گال رگڑا، آنکھیں اس شخص کو دیکھے ٹھنڈی ہونے لگیں، ساری جلن غائب ہوگئی، وہ میرال کی ساری خود اذیتی، کسی جادو کی طرح خود میں جذب کر گیا۔

"ہمم۔۔ تھینکیو"

وہ سنبھل گئی، اسے حوصلہ مل گیا۔

"اب میں دیکھ سکتا ہوں آپکو؟"

وہ ایسی اجازت مانگ کر پھر سے میرال کا دل مٹھی میں بھر گیا، اسکا شدت سے دل چاہا کہہ دے نہیں، پر یہ بدتہذیبی ہوتی تبھی سر ہلائے چہرہ سامنے کر گئی تاکہ وہ اسکے رونے کو نہ بھانپ جائے۔

"بارش کے بعد مطلع صاف ہے۔ رین بو بھی نکلی ہے"

اورحان نے اسے جان بوجھ کر روتو کہنے کی کوشش کی پر دلفریب انداز میں کہ وہ دل سے مسکرا دی۔

"بس کریں۔ آپ مصطفی کے ساتھ سو جائیں پلیز مجھے اچھا نہیں لگے گا ایسے۔ میں یہاں ٹھیک ہوں بلکل۔ میرے دل کو ہلکا کرے گا آپ دو کا ایک ساتھ رہنا"

وہ شاید سمجھ رہی تھی اب اورحان کو وہ کہے گی جائے اور وہ چلا جائے گا، لیکن وہ تو وہیں بیٹھا تھا، میرال کی بات کا جواب تک نہ دیا تھا۔

"ج۔۔ جائیں ناں آپ۔ لائیٹ سے وہ ڈسٹرب نہ ہو رہا ہو۔"

میر ال کو خوامخواہ ہتھیلیوں میں پسینہ آنے لگا، وہ اسکی چپ سے شدید دہل سی گئی اوپر سے اس شخص کے لباس سے اٹھتی مہک ویسے ہی دم نکالتی کہ اس میں اور حان کی اپنی خوشبو بھی جذب تھی۔

"مجھے کچھ اہم بات کرنی تھی آپ سے"

وہ جو پہلے ہی اور حان کے ساتھ بیٹھی نروس تھی، جذبات بے شمار تھے پر اس بندے کا سحر کہیں کا نہ چھوڑے بدحواس کر رہا تھا، مزید گھبرائی جب اور حان نے بیٹھے بیٹھے چہرہ میر ال کی طرف کیا اور رخ بھی۔ اف ابھی تو میر ال کو تھوڑا حوصلہ دینے والا مصطفی بھی سو رہا تھا کہ کچھ تسلی ملتی، دل اور حان کی قربت سے ڈر رہا تھا۔

"ہم صبح کریں بات۔ اوہ مجھے بہت نیند آرہی ہے"

ہوشیار بنتی میر ال نے نقلی جمائی اوہ کرنے کے بیچ لیتے، آنکھوں میں معصومیت بھرے درخواست کی تو اور حان نے ہاتھ بڑھا کر اسکی ناک دبائی

اور تب تک دبائی جب تک میرال کی چنی آنکھیں پوری نہ کھل گئیں، وہ مسکرا کر ہاتھ ہٹا گیا تو میرال نے ناک سہلاتے خفا ہوئے اسے دیکھا۔

"یہ کیا تھا؟"

میرال نے آنکھیں پھیلائے اس حرکت کے بارے سوال کیا۔

"یہ ریکوسٹ تھی۔ کہ ابھی نیند بھگا کر مجھ سے بات کریں میرال۔"

وہ سادہ سی مسکراہٹ سے کہہ کر بھی میرال بخش کی جان نکال گیا اوپر سے اسکا یہ انداز، یہ

بے تکلفی، کیا وہ میرال سے باتیں کرنا چاہتا ہے، اکیلے میں۔ وہ پاگل نہ ہوتی تو کیا کرتی۔

وہ اتنے قریب بیٹھا تھا کہ میرال بخش نے پہلی بار کسی کی آنکھوں کے ستارے دیکھے۔

"ک۔۔کیا بات کرنی ہے آپکو؟"

وہ اسے بھی اپنی جانب بیٹھنے پر مجبور کر چکا تھا، اب وہ اسکی طرف ہو کر بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا تو میرال کو اچھا نہ لگا کہ وہ اگر بت بنی منہ پھیرے بیٹھی رہتی۔

"میں آپکا ہوں"

یہ تین لفظ نہیں تھے، تین قاتلانہ حملے تھے بچاری میرال پر جسکا سانس بس اور حان کو اتنے قریب، خود کی طرف بھرپور متوجہ پائے ہی رک رہا تھا، اوپر سے یہ تین حرفی اجازت نامہ، اسکے دل کی دھڑکنیں شل کرنے لگا۔

"ج۔۔جی۔ ہسبنڈ جو ہیں۔ آپ میرے ہیں۔ ہسبنڈ"

بوکھلاہٹ کے مارے وہ بڑبڑائی، اور حان اسکی حالت دیکھے یہی بہتر جان رہا تھا کہ بات کل ہی ہو ورنہ اس لڑکی کا دم نکل جاتا یہ اسے بھی دیکھائی دیا۔

"آپ کا اور میرا ابھی ایک جائز رشتہ بنا ہے میرال، جس میں لفظی نرمیاں جتانا ہی نہیں ایک دوسرے کے وجود پر بھرپور حاکمیت وملکیت بھی ہاتھ میں آئی ہے۔یعنی۔۔۔۔"

وہ زرا مزید کھل کر بولا تا کہ اپنی بات سمجھا سکے پر میرال کا چہرہ مانو ایسے تھا جیسے سارا لہو نچڑ گیا ہو تبھی اورحان بات بھی مکمل نہ کر سکا۔

"ہے۔ آپ ایسے کیوں کر رہی ہیں۔ میں غیر نہیں ہوں میرال"

وہ گہرے سانس بھرتی جیسے دم گھٹنے پر جب بے چین سا ہوئی تو اورحان نے ہاتھ بڑھاتے، اپنا ہاتھ اسکی گردن کے گرد بالوں میں داخل کرتے، اطراف حائل کرے میرال کو یکدم اپنے چہرے کے بے حد پاس کھینچ کر حوصلہ دیا تو وہ بے اختیار اپنا ہاتھ اورحان کے منہ پر رکھ گئی، اسکے ہونٹوں پر جما گئی، ان گرم ہونٹوں کا میرال کی انگلیوں کی پوروں سے جڑنا، میرال میں اک کپکپاتی لہر اتار گیا، اورحان نے اسکے ہاتھ کو دیکھا جو وہ باولی پتا نہیں کیا سوچ کر رکھ

گئی پھر جب احساس ہوا اور حان اسکی حرکت پر آنکھوں کی حدود اور ہونٹوں کے پھیلاو کے سنگ مسکرایا ہے، کانپ جاتی اسکے ہونٹوں پر سے ہاتھ پیچھے کھینچے، اسکا ہاتھ بھی گردن سے ہٹائے بدحواس سی اٹھ کھڑی ہوئی اور جلدی سے جا کر مصطفی کے پاس ہی بیٹھی، اور حان خود اس کی حرکت پر بوکھلا گیا۔

"و۔۔وہ۔ نیند میں پتا نہیں کیا ہو رہا ہے۔ میں مصطفی کے پاس سوتی ہوں۔ گڈ نائیٹ"

جلدی سے وہ لیٹ کر مصطفی کا بلینکٹ ہی خود پر کرے کروٹ بھی مصطفی کی طرف بدل کر آنکھیں موند گئی جبکہ اپنا قہقہہ اور حان نے جس جبر سے روک کر حلق میں دبایا، وہی جانتا تھا۔

وہ اٹھا اور غیر ضروری لائیٹس آف کرے ڈور بھی لاک کیا، میرال نے کن اکھیوں سے اورحان کو کمرہ لاک کرتے دیکھا تو اور جان لبوں پر آئی لیکن بہر حال مصطفی کا ہونا اسکے لیے بہت بڑی ڈھارس تھی۔

"مصطفی۔ تمہارے بابا مجھے مار دیں گے بس دیکھ کر ہی۔ اف اور میں۔ مجھے لگا وہ کس کرنے لگے ہیں۔ کتنی بونگی اور بکواس حرکت کی ہے۔ وہ کیا سوچ رہے ہوں گے کہ میں کیا اول فول سوچ رہی ہوں۔۔ اوہ میرے خدا یہ کیا ہو گیا۔۔ اس میں میری کیا غلطی ہے۔ شادی کے بعد ہسبنڈ کا کس کرنا بھی تو اک ارمان ہوتا ہے لڑکی کا۔۔۔ پر یہ ارمان موقع محل دیکھے بنا باہر نکل آیا یہ اچھا نہیں ہوا۔"

میرال کا اس وقت ایک سانس آرہا تھا ایک جا رہا تھا، ضروری تمام روشیاں بند محسوس کرے میرال کو لگا وہ بھی جا چکا ہو گا کاوچ پر لیکن جیسے ہی اس نے سر سیدھا کیا، اورحان اسکے سر پر ہی کھڑا تھا، سینے پر ہاتھ لپیٹے۔

وہ چینخ مارتے مارتے رہ گئی، سنبھل کر اٹھ بیٹھی۔

"ک۔کیوں ڈرا رہے ہیں زکوٹا بن کر۔کیا چاہیے؟"

میرال نے سینے پر ہاتھ رکھتے سہمے لہجے میں سر پر کھڑے اورحان کو دیکھا۔

"آپ اس روم کی رونق بن کر آئی ہیں یہی کہنا تھا۔گڈ نائیٹ۔سکون سے سوئیں۔خوامخواہ کے احساس کمتری یا جرم میں آپکو دوبارہ نہ دیکھوں۔اور مجھ سے جڑا آپکا ہر خیال قابل احترام ہے۔کبھی آپکو میرے لیے کچھ بھی سوچنے پر شرمندہ ہونا یا پچھتانا نہیں پڑے گا میرال۔"

وہ اسکی گال محبت سے چھوتا بولا، مانو میرال پر اسم محبت پھونک گیا تھا، وہ بھیگی آنکھوں سے مسکرائی اور اس نے اورحان کے اسی گال کو چھوتے ہاتھ کو چھوا۔

"آپ بھی سکون کی نیند سوئیے گا"

وہ محبت سے جو ابا دیکھ رہی تھی اور یہ اور حان کو سچ میں اچھی نیند دلانے کا سبب بننے والا تھا۔

وہ دور ہوا اور مسکراتا ہوا کاوچ کی طرف چلا گیا، جناب جا کر لیٹ گئے پر اب میرال بے حد پر سکون تھی، وہ بھی تھا، دونوں کو ایک دوسرے کا چہرہ اور چہرے کے کافی تاثرات دیکھائی دے رہے تھے، یہ مسحور کن کیفیت تھی، کسی من کو بھاجاتے شخص کا یوں نظروں کے سامنے ہونا۔

"مجھے لگتا ہے جلد اس شخص سے محبت ہو جائے گی"

میرال نے محبت سے سوچا، نظریں ابھی بھی اورحان پر تھیں جو نیند آنے پر انھیں موند چکا تھا، اور اسے دیکھتے دیکھتے میرال نے بھی آسودگی سے اپنی آنکھیں بھی موند لیں۔

..________________..

ماہیل ڈی این اے سینپل دے چکے تھے، جسے ہوسپٹل سٹاف لے کر جا چکا تھا جبکہ ہوسپٹل کے باغیچے میں اس وقت رحمان اور ماہیل کھڑے کسی بحث و تکرار میں مبتلا تھے، جانے رحمان نے ماہیل کو کیا کہا کہ ماہیل انجم نے خون آشام نگاہوں سے رحمان سیال کو دیکھے انکا گریبان پوری سختی سے مٹھیوں میں دبوچا، انکی آنکھیں نفرت و حقارت سے بھری تھیں اور رحمان سیال کی شرمساری کے سنگ۔

"تجھے میں اپنا دوست نہیں بھائی کہتا تھا رحمان، لیکن تو آستین کا وہ سانپ نکلا جو اپنے ہی دوست کو ڈنگتا رہا۔ تو نے کیوں کیا یہ سب۔ تو نے اس دوستی کی آڑ میں یہ کیا کر دیا؟"

وہ پوری قوت کے سنگ رحمان سیال کا گریبان دبوچے ہوئے چلائے تھے، انکی درد میں ڈوبی آواز فلک بوس کی دیواروں تک تو شر طیہ گئی۔

"م۔۔ میں مجبور تھا ماہیل۔ مجھے معاف کر دے یار"

انکی آنکھیں ندامت و تکلیف سے بھیگیں پر ماہیل نے گرفت مزید مضبوط کی، یہ دوست نما سانپ، ماہیل سے انکی زندگی کی اتنی بڑی دولت لے کر معافی مانگ رہا تھا، کیسے معاف کرتے وہ۔

"جب عمار مرا مجھے لگا تیرے ساتھ انجانے میں بہت برا ہوا۔ تیرا جوان بیٹا چلا گیا، اور بہر حال اس حادثے میں باسل شریک تھا، بھلے اسکی غلطی نہ ہو۔ پھر تو نے دل بڑا کر کے جب باسل کو معاف کر کے میرا ساتھ دیا، اپنے بھائی تک سے میرے لیے رشتہ توڑ دیا۔ تب خدا کی قسم میں نے شکرانے کے نفل ادا کیے کہ اللہ نے مجھے تیرے جیسا دوست دیا۔ مجھے کیا پتا تھا تو اپنے اور عمار کے کرتوت چھپانے کے لیے میرے جگر پر وار کرے گا۔ وہ بیٹا نہیں تھا میرا، وہ دل تھا میرا رحمان سیال۔ اور بنا دل ا۔ اب میں کیسے جیوں گا بول۔۔۔۔؟"

وہ اتنے مضبوط تھے پھر بھی سسک اٹھے، سامنے دوست نہ ہوتا تو اب تک رحمان سیال کو زندہ زمین میں گاڑ چکے ہوتے۔

"تو بے فکر رہ۔۔۔مجھے یقین ہے وہ لاش باسل کی نہیں ہے۔باسل مر گیا تو آتشم ختم۔۔اور آتشم ختم تو ہم سب ختم کر دیے جائیں گے"

رحمان سیال کو اب بھی امید تھی کہ اللہ نے انکو موقع دیا ہے۔

"اگر وہ لاش ب۔۔باسل کی ہوئی تو میں ان ہاتھوں سے تجھے زندہ زمین میں گاڑ دوں گا رحمان۔اور پھر خود کو شوٹ کر دوں گا۔ سمجھ رہا ہے تو میری بات۔آتشم سے رابطہ کر۔۔۔مجھے کنفرمیشن دے کہ میرا بیٹا زندہ ہے"

وہ انکا گریبان آزاد کیے رحمان کو خود سے دور پٹخ گئے،جبکہ رحمان کی آنکھیں مزید درد میں ڈوب گئیں کیونکہ اب آتشم انکے کنٹرول میں نہیں تھا۔

"و۔۔وہ اب میرے انڈر نہیں ہے ماہیل"

اب کی بار ماہیل نے دل پر ہاتھ رکھتے رحمان کے منہ کی طرف دیکھا۔

"مطلب کیا ہے اس بکواس کا؟"

وہ رحمان پر حلق کے بل دھاڑے۔

"م۔۔مجھے لگتا ہے کسی نے آتشم کا بھیس بدل لیا ہے، اس سے میرا کوئی رابطہ نہیں۔اس نے ہر رابطے کا کنکشن بلاک کر دیا اور ایسا وہ میری اجازت کے بغیر نہیں کر سکتا تھا۔کچھ گڑبڑ ہوئی ہے ماہیل۔کل تک باسل ہی آتشم تھا لیکن مجھے شک ہے کوئی جھوٹ موٹ کا آتشم بن چکا ہے اور باسل کی جگہ لے کر اسکے وہ سارے کام آتشم بن کر، کیے جا رہا ہے"

ماہیل کو لگا انکا دماغ ماوف ہو گیا ہو۔

"م۔۔مطلب میرا بیٹا کہاں ہے رحمان۔۔۔میں پاگل ہو جاوں گا"

ماہیل کی آواز جیسے پھٹ پڑی تھی۔

"یہ ڈی این اے ٹیسٹ ہو جائے پھر ہی کچھ بتا سکوں گا"

رحمان نے دکھ سے نظریں جھکائیں، جبکہ ماہیل واپس آئے اور رحمان کو اسکے گریبان سے دبوچ کر لہرا دیا۔

"خبیث! تیرا مطلب کہ تجھے بھی شک ہے کہ وہ لاش باسل کی ہو سکتی ہے۔"

وہ پھر چلائے، آواز پھٹ گئی لیکن رحمان سیال کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔

"ہمم۔ جو آتشم باسل ہے۔ وہ باسل کی موت کے ساتھ ختم ہو جائے گا۔ لیکن اگر باسل کی موت کے باوجود آتشم زندہ ہوا تو سب برباد ہو جائے گا"

رحمان کو ذرا ترس نہ آیا یہ سب کہتے، جبکہ ماہیل نے پوری قوت سے رحمان کے منہ پر شدید زور کا جھانپڑ دیا۔

"تیری زبان کاٹ دوں گا رحمان اگر تو نے میرے باسل کو مرا کہا۔۔۔ پوری دنیا کو تجھ سمیت آگ لگا دوں گا اگر میرے بیٹے کو آنچ بھی

آئی۔ آستین کے سانپ۔ تجھے خدا غرق کرے۔ تو نے میرے بیٹے کو یوز کیا۔ اسکے دماغ کے ساتھ کھیلا۔ تجھے میں مر کر بھی معاف نہیں کروں گا

رحمان"

وہ ہنوز چینخ رہے تھے، رحمان سیال مجرم بنے تھے اور ماہیل کو ہر حق دیا تھا بے عزت کرنے کا۔

جبکہ فجر تک اس لاش کا ڈی این اے، ماہیل کے ڈی این سے میچ ہو کر رپورٹ آنی تھی لیکن اس کے بجائے آتشم نے ایک نقلی رپورٹ تیار کروالی تھی۔

اور اپنے آدمی کو دے کر ہوسپٹل روانہ کیا، اصل رپورٹ کے مطابق وہ لاش باسل ماہیل کی نہیں لیکن جو رپورٹ، اصل والی رپورٹ سے آتشم نے بدلی اسکے مطابق وہ جلی لاش، باسل ماہیل ہی کی ہے، یہ کام آتشم کے لوگ پوری صفائی سے فجر تک کر چکے تھے، آتشم کے حکم کے مطابق دو لڑکیوں کا

انتظام ہوا، انہی دونے اجر کو نیم جان حالت میں ہی کھانا کھلایا تھا، وہ رات بھر ایک ایسی ڈرگ کے اثر میں رہی تھی جس کے تحت وہ جاگ رہی تھی لیکن اسکی ساری حسین سوئی تھیں۔

جبکہ آتشم اپنی رولنگ چیئر پر بیٹھا اپنے سامنے رکھے موبائیل کو دیکھ رہا تھا، وہ فون باسل ماہیل کے کار کریش سے کچھ فاصلے پر ملا تھا، اسے آتشم نے آن کیا، کچھ پیغامات تھے جنہیں بس دیکھ کر چھوڑ دیا اور فون واپس سوئچ آف کرے وہ صبح چھ بجے واپس اجر سیال کے کمرے میں پہنچا، نرم سے سنگل بیڈ پر وہ پر سکون نیند سو رہی تھی، کمرے کی فضا میں ہی ڈرگ سپرے تھی جسکا اثر اب مکمل زائل ہو چکا تھا، وہ دونوں لڑکیاں ہنوز وہاں سامنے مودب ہو کر کھڑی تھیں جنہیں آتشم کے اشارے پر کمرے سے جانا پڑا۔

وہ اس وقت بنا سیاہ ماسک کھڑا تھا، چہرے پر کورئین شکل کے کسی فینس سنگر کے چہرے والا پلاسٹک ماسک جو بلکل فیشل ڈیٹیلز کے ساتھ بنا تھا، جبکہ سر کے سالٹ اینڈ پیپر بال بھی اسی ماسک کا حصہ تھے۔ وہ ماسک اتنا ایڈوانس تھا

کہ بلکل چہرہ اس کورئین Bts سنگر v جیسا تھا، ایون ٹچ کرنے میں بھی پلاسٹک میٹریل بلکل سکن سا فیل کرواتا، پہلی نظر اگر کوئی آتشم کو دیکھتا تو یہی لگتا BTS v کا ایک زرا عمر میں بڑا اور مسلز والا ورژن کھڑا ہے۔

ڈرگ کا اثر زائل ہوتے ہی وہ جیسے نیند سے نکلنے لگی تھی، آتشم اب بھی ویسے ہی کھڑا تھا، ربورٹ کی مانند، دونوں گلوز والے ہاتھ سیاہ پینٹ کی جیب میں دھنسائے۔

وہ کسمسا کر جاگی، سر میں اٹھتی ٹیس پر ابھی وہ سنبھل کر سر اٹھا ہی پائی کہ سامنے کھڑے شخص کو دیکھے اجر کے منہ سے چینخ نکلی۔

"ت۔۔۔تم۔۔۔تم۔۔۔بی ٹی ایس کے وی ہوناں۔۔۔تم یہاں کیسے؟"

اجر کے چہرے کی ہوائیاں اڑی تبھی آتشم نے اپنی ڈولے والی مضبوط بازو اجر بے بی کے سامنے بینڈ کرے فرق دیکھایا، جبکہ قد کے حساب سے بھی یہ وی

سے لمبا ہی تھا، اجر نے حلق سے تھوک نگلا اور اٹھ کر کر ولنگ کرتی بیڈ کی پائنتی کی جانب آرکی، بچگانہ انداز میں اسکا چہرہ دیکھنے لگی، بغور جائزہ لیا۔

"تم۔ تم نے ماسک پہنا ہے۔ اسکی شکل کا؟"

اجر کو یقین نہ آیا ماسک اتنے رئیل بھی ہو سکتے ہیں تبھی بولتے ہوئے ہکلائی۔

"ہاں۔ تمہیں ہی میرا کالا منہ راس نہ تھا، سوچا میری نہ سہی کسی کی شکل تو نظر آئے تمہیں۔ شاید پاگل پن کے دوروں میں کمی آجائے۔ کافی سیلبرٹیز کے ماسک ہیں۔ حسب ضرورت یوز کروں گا تمہارے سامنے"

وہ منہ پھٹ بلا کا تھا، ایون ماسک ایسا تھا کہ وہ وی کی شکل کے سنگ بولا بھی بلکل ٹھیک تھا، اجر نے احتیاط سے پیر زمین پر اتارے، اسکی چپل کہیں نہ تھی، پھر وہ ننگے پیر ہی اٹھی اور سنجیدہ سی آتشم کے سامنے آرکی۔

"اصلی شکل نہیں دیکھاو گے؟"

رات سے دگنی حقارت تھی جو اس وقت اجر کی آنکھوں میں آتشم کے لیے تھی۔

"کیا کرنی ہے تو نے میری اصلی شکل؟"

خاصا تپتے ہوئے استفسار آیا پر اجر اس سے دگنی تپی تھی، اس نے اپنی ڈھیلی اور آگے سے کھلی شرٹ پر ہاتھ رکھتے متنفر نظر واپس آتشم پر ڈالی۔

"تھوکنا ہے تمہارے منہ پر۔ گھٹیا۔ میرے ساتھ کیا کیا تم نے۔۔۔ میں یہاں کیوں ہوں اب تک؟"

وہ ہتھے سے اکھڑے بدتمیزی پر نا صرف اتری بلکہ اپنی شرٹ سے ہوئی چھیڑ چھاڑ بھی محسوس کر چکی تھی تبھی آتشم کا گریبان دبوچ گئی، قوت اس قدر تھی کہ آتشم نے امید نہ کی۔

"اپنے گھر جا، دیکھ لینا کیا ہوا ہے تیرے ساتھ۔ اور یہ یاد رکھنا کہ دو سال کے لیے تو آتشم کی ملکیت ہے۔ اب فون اٹھا وہ پڑا ہے ٹیبل پر، باہر پڑے ہیں

جوتے تیرے دروازے کے پاس۔ اور نکل لے۔ اس سے پہلے مزید مجھے غصہ آئے۔ میرے لوگ تجھے تیرے گھر پھینک آئیں گے"

وہ حکم صادر کیے پلٹا تبھی اجر نے موقع ملتے ہی اسکے بال مٹھیوں میں دبوچ کر کھینچے اور تبھی ماسک اجر کے ہاتھ میں آگیا، اس سے پہلے وہ آتشم کا چہرہ دیکھتی، کمرے میں جلتی روشنی بجھ گئی، بلکل گھپ اندھیرا کہ اجر چاہ کر بھی اسکا چہرہ نہ دیکھ سکی، وہ اپنے ہاتھوں سے اسکا چہرہ نوچنا چاہتی تھی جب آتشم نے اسکے دونوں ہاتھ پکڑے ہی کہ اجر سیدھی واپس بیڈ پر گری اور آتشم اسے پکڑے اسی کی طرح اسکے اوپر، اندھیرا اس قدر تھا کہ اجر کو اتنے قریب آنے کے باوجود دیکھائی نہ دے رہا تھا، اوپر سے جو وہ آتشم کے وزن تلے دبی وہ الگ، آتشم نے اسکے دونوں ہاتھ پکڑ کر سر کی طرف میٹرس سے جوڑے اور اسکے چہرے پر جھکا، وہ اسکو اپنی سانسوں کے قریب محسوس کر سکتی تھی پر دیکھنا ناممکن تھا، وہ آتشم کے نیچے بلکل دبی ہوئی تھی۔

"جتنا مرضی چ۔۔ چھپ جاو۔ میں تمہیں بے نقاب کر کے رہوں گی۔ اگر تم نے و۔۔واقعی باسل کو مار دیا ہے تو تم بھی جلد قبر میں ہو گے یاد رکھنا"

وہ اسکی سانسیں ہونٹوں تک آتی محسوس کیے داڑھی تھی، بھلے آواز خوف سے کانپی ہو۔

"تو نے مارا ہے اسے۔ اصل قاتل تو ہے تو تیری قبر بنادوں گا اگر مجھ سے پنگاہ لیا۔ دوبارہ اگر تو مجھ پریوں جھپٹی، یا تو نے مجھے دیکھنے کی سازش یا کوشش کی، تیری آنکھیں نوچ لوں گا اجر سیال۔ پھر تو میرا کیا۔ کسی کا چہرہ نہیں دیکھ پائے گی۔"

اجر کو اسکی سانسوں سے کسی چیز کی سمیل نہیں آئی تھی، وہ تازہ تھیں، ان میں گرمائش ضرور تھی لیکن وہ ہرگز کسی قسم کی بدبو لیے نہ تھیں، نہ کسی سگریٹ شراب کی بدبو تھی، وہ اجلی سانسیں تھیں اور ایک غنڈے سے ایسی صاف ستھری سانس ہونا تعجب کی بات تھی۔

"کیا سوچ رہی ہے؟"

وہ اسکے وزن کو سہہ سکتی تھی تبھی چپ تھی، الٹا آتشم کو تشویش تھی کہ وہ اس تلے مسل کر نہ رہ جائے۔

"یہی کہ تم گندے آدمی ہو تو منہ سے کوئی بدبو کیوں نہیں آرہی؟"

آتشم کا دماغ سنسنا اٹھا اجر کی اس حالت میں بھی چلتی زبان پر۔

"تجھے کیا لگتا ہے آپن کیچڑ ارد گرد مل کے گھومتا ہے اور منہ سے بدبو کے فائر کر کے سامنے والے کو مارتا ہے، بد دماغ۔ کرمنلز میں بھی کلاس ہوتی ہے۔ تو سمجھ میں صاف ستھرا کرمنل ہوں۔ اب شرافت سے گھر جا اپنے۔ بیوہ بن کر ابھی تو نے ماتم بھی کرنے ہیں"

آتشم نے خود ہی اسکو اپنے بہت زیادہ وزن سے رہائی دینا چاہی، جبکہ وہ پیچھے ہٹا تو اندھیرے میں اجر کی گھٹی سی بھاری سانس نکلی، بچاری کا کچومر تو نکل ہی چکا تھا پر اس سے پہلے وہ کچھ کہتی دروازہ کھلنے اور آتشم کے وہاں سے جانے پر

وہ جب تک دروازے تک آئی، اندر روشنی واپس آچکی تھی جبکہ باہر دو گارڈز کے سوا کوئی نہ تھا۔

"آہ۔۔۔میری پسلیاں۔۔۔کریک کر گیا کمینہ۔"

وہ بری طرح کراہتی واپس میٹرس کے کنارے بیٹھی اپنا بگھڑا سانس سنوارنے لگی، پھر جیسے سانس مزید تنگ ہوئی تو اٹھ کر اپنا فون سائیڈ ٹیبل سے اٹھاتے اجر کی نظر اپنے ہاتھ پر گئی، اس نے دونوں ہتھیلیوں کو کھولا، سارے زخم بلکل ٹھیک تھے، بس ایسا تھا خراشوں کے نشان باقی ہوں۔فی الحال وہ یہ اپنے دماغ سے جھٹک گئی اور اٹھ کر باہر نکلی، اپنی چپل پہنی ہی کہ دو آدمی اسکے پیچھے لپکے، اجر نے اپنی جاسوس نظر سے ارد گرد اس جگہ کو ابھی اچھے سے دیکھنا ہی شروع کیا جب ایک آدمی نے اسکے دونوں ہاتھ باندھ دیے اور دوسرے نے آنکھیں، اجر بری طرح دانت پیس گئی۔

"آتشم کا حکم ہے آپکو اس جگہ کا دیدار کرنے اور جائزہ لینے نہ دیں۔ کیا خبر پولیس فورس میں آتے ہی آپ پہلا ریٹ کا بمب یہاں مار دیں۔"

دونوں میں سے ایک آدمی نے سخت غصے سے بھری اجر سیال کے کان کے قریب تمسخرانہ سرگوشی کی جس پر وہ بری طرح جھٹپٹائی لیکن اس وقت ہاتھ بندھے تھے کہ اس آدمی کا چپیڑ سے گال اور کان سن کرنے کا ارمان دل میں ہی رہ گیا۔

"میں تمہارے اس آتشم سمیت تم سبکی موت بنوں گی۔ کہیں لکھ لے بیٹا۔ ایک ایک کا حساب ہو گا۔ اور آتشم کی منہ دیکھائی بھی اجر سیال کے یہی فولادی ہاتھ کریں گے"

وہ ان لوگوں سے بھڑتی ہوئی چلی جا رہی تھی جبکہ پشت کیے کھڑا آتشم اپنا ماتھا سہلائے عقب میں ہی کھڑا تھا۔

"عورت ذات والی نہ ادا ہے اس میں نہ نزاکت۔۔۔ فولادی ہاتھ کہہ رہی ہے اپنے ہاتھوں کو جن سے مکھی بھی نہ مرے۔ آہہہ۔ اجر سیال۔ دماغ کا دہی کر گئی ہے یہ عورت"

وہ خود کلامی کیے بڑبڑا کر اپنا سر تھامے وہیں سے غائب ہو گیا جسکا مطلب تھا آتشم کا سر دکھ رہا ہے، اجر سیال کو جھیلنے والے کو آسکر ملنا چاہیے تھا۔

..____________________..

فجر کو کچھ وقت ہو گیا تھا، میرال کی آنکھ زرا کھلنے میں آج دیر ہو گئی تھی، آج رات بھی مصطفیٰ جاگا اور اورحان نے اسکے رونے سے میرال کو ڈسٹرب ہونے نہ دیا اور اسکا ڈائپر بھی بدلا اور فیڈر بھی بنا کر دیا، اور مصطفیٰ کو سلانے کے لیے وہ میرال کے ساتھ ہی بیڈ پر وقتی طور پر لیٹا مگر مصطفیٰ کو سلاتے سلاتے وہ وہیں سو گیا، چونکہ مصطفیٰ، اورحان کے سینے پر سو رہا تھا تو میرال اور اورحان بلکل ساتھ آ لگے تھے، میرال نیند میں اپنی جگہ سے اورحان کی

طرف نہ صرف سر کی تھی بلکہ کروٹ بھی وہ اور حان اور مصطفی کی طرف بدلے، اپنا ہاتھ بھی ان دو پر رکھے سو رہی تھی، اور حان ہی کی آنکھ کھلی تھی، مصطفی کان میں ہوتی خارش پر کسمسایا تھا جسکے سبب اور حان کی آنکھ کھلی مگر پہلی نظر ہی مصطفی کی کمر پر رکھے میرال کے ہاتھ پر گئی تو اس نے فورا چہرہ گمایا، میرال اسکے بے حد قریب گہری نیند میں ڈوبی سو رہی تھی، اتنی قریب کہ وہ اسکی مدھم مدھم سانس لینے کی آواز تک سن سکتا تھا، جانے کتنے لمحے اور حان کو صرف اسکا معصوم سا چہرہ دیکھتے گزر گئے، مدت بعد یہ پہلو پھر آباد ہوا مگر ایسا کہ اور حان کو لگا، زرا نظر ہٹائی تو نجانے کتنے خوبصورت پل گنوا دے گا۔

پھر وہ اپنی اس درجہ دلکش لاپرواہی پر مسکرایا کہ مصطفی کو سلانے کی خاطر وہ رات میرال سے کافی فاصلے پر سویا تھا اور نیت بھی یہی تھی کہ ابھی مصطفی کو سلا کر اٹھ جائے گا پر شاید کائنات کا زرہ زرہ اسے میرال کی طرف مائل کرنے میں پیش پیش تھا۔

اور حان جب اسے یوں پاس، بے انتہا آسودگی سے سویا دیکھے آنکھیں بند ہوتی محسوس کرنے لگا تو خود کی سرزنش کی کیونکہ فجر کی جماعت تو مس ہو گئی پر وہ نماز مس کرنا نہیں چاہتا تھا۔

اور حان نے بہت احتیاط سے مصطفی کو دوسری جانب کروٹ کرے سینے سے میٹرس پر منتقل کیا اور جب سیدھا ہوا تو وہ مصطفی اور میرال کے بیچ آ گیا تھا، اپنی غائب دماغی کو کوسا کہ اسے مصطفی کو میرال کی طرف لیٹانا تھا۔

"کیا ہو گیا ہے مجھے"

اپنی اس درجہ بدحواسی نے اسے خود کو ڈانٹنے پر مجبور کیا پر وہ اٹھتے اٹھتے میرال کے ہاتھ کی وجہ سے واپس لیٹا جو اب وہ اسکی گردن کے اطراف حائل کرے مزید اسکی طرف ہوئے سو گئی۔

اور اب اور حان احتیاط سے سانس بھی آہستہ لے رہا تھا کہ وہ جاگ گئی تو اور حان کے اتنا قریب خود کو دیکھ کر چینخنے ہی نہ لگ جائے۔

"ایسے کر رہا ہوں جیسے پہلی بار کسی عورت کے اتنے قریب آیا ہوں۔ آہ

اور حان"

اپنی عجیب و غریب گھبرائی حالت پر اس نے زرا اپنی مردانگی کو للکارا اور احتیاط سے اپنی گردن کے گرد ہارسی لپیٹی میرال کی بازو ہٹانے کو اسکی کلائی پکڑ کر پیچھے ہی کیا جب وہ سہم کر نہ صرف جاگی بلکہ اٹھی جس سبب اور حان کا سر واپس تکیے سے لگا اور میرال اس پر تھوڑا لیٹے بینڈ ہوتی جھک آئی، دونوں کے لیے یہ ان ایکسپیکٹڈ نزدیکی تھی، میرال جو خود کی کہنی و ہتھیلی اور حان کے سینے پر دیکھے صدمے میں تھی، جب آنکھیں، اور حان کی آنکھوں سے ٹکرائیں تو اپنی پوزیشن محسوس کرتے وہ سر سے پیر کانپ گئی، اور حان کو دیکھتے ہی دیکھتے اسکے رخسار دیک کر لال ہوئے، آنکھیں شرم و حیا اور خوف سے شدید گلابی۔

"آ۔۔پ یہاں کیوں آئے؟"

ہکلاتے ہوئے اس نے شکوہ کرتے پوچھا کہ آواز تک روہانسی ہوئی، وہ یوں اسکے مضبوط سینے پر جھکی تھی جیسے اب روپڑے گی۔

"کیا جرم ہو گیا مجھ سے کوئی میرال۔ آنکھوں میں آنسوؤں کا اتنا سمٹا طوفان کیوں؟۔"

وہ اسکے بال نرمی سے سہلائے اسکی تکلیف سے بری طرح ڈسٹرب ہوا۔

"و۔۔وہ آپ یوں"

اس سے بولا ہی نہ جا رہا تھا، کوئی اپنی پوری کائنات ہاتھوں میں بھر کر کیسے نارمل رہ سکتا ہے، میرال کی آنکھوں میں موتی چمکے، وہ بچوں کی طرح ہچکی دبائے ہوئے تھی۔

"مصطفی رات جاگا تو اسے سلانے کی خاطر یہاں آگیا۔ لیکن آنکھ لگ گئی۔ ایسے میرے غلطی سے آجانے پر آپ اتنا ہرٹ ہیں تو جب میں خود مرضی سے یہاں آیا تب تو کچھ اٹھا کر سر میں مار دیں گی کیا؟"

وہ ہاتھ بڑھا کر اسکے آنسو کو آنکھ سے نکلتے ہی انگوٹھے میں جذب کر گیا پر وہ نفی میں سر ہلائے جب مزید اسے دیکھ نہ پائی تو اسکے سینے پر ہاتھ دبا کر اٹھنے لگی پر اس سے اٹھا ہی نہ گیا، وہ شدید کنفوز سی تھی، دور ہونے کے چکر میں وہ اور حان کے مزید قریب جھک آئی۔

"ن۔۔ نہیں دیکھیں ایسے۔ م۔۔ مجھے اٹھنے میں مدد کریں۔ ایسے نہ کریں"

وہ خوف سے پیلی پڑتی بے بس سی اس سے منت کر رہی تھی اور اور حان جیسے اسکی گیلی گیلی پلکوں میں ہی جا اٹکا تھا، وہ یوں تھی جیسے کسی نے اسکے جسم سے جان کھینچی ہوئی ہو۔

"آپ میرے سینے پر کچھ دیر سر رکھ لیں، ممکن ہے آپکی درد کرتی کیفیت تک یہ پیغام پہنچ جائے کہ میں آپکا ہوں۔ رکھیں۔ سکون کے ساتھ۔ یہ آپکی ہی جگہ ہے اب میرال"

وہ اسے آہستگی سے اپنے سینے سے جوڑ گیا، وہ جتنی مضطرب و درد میں تھی، اس کے سینے سر ٹکانے کی دیر تھی کہ اسکی ٹوٹتی بکھرتی سانسوں کو قرار ملنے لگا، خود اور حان نے اسکے بالوں کو نرماہٹ کے سنگ سہلائے خاموشی کی زبان میں بہت سی گفتگو کی، وہ آنسو بھری آنکھیں اور حان کی شرٹ سے پونچھے اسکی گرفت میں مچلی تو اور حان نے بازووں کا حصار ڈھیلا کرے اسے اٹھنے کی جگہ دی، وہ واپس اسکے سینے پر ہاتھ دبا کر اٹھی، اب وہ آنکھیں روئی روئی تھیں پر ان میں ڈر نہ تھا۔

"دیکھیں۔ ٹھیک ہو گئیں ناں آپ۔ اپنی ملکیت ہمیشہ قرار بخشتی ہے۔ میں کوئی جن ہوں جو آپکے ایسے ہاتھ پیر پھول گئے۔ اور رہی بات میرے یہاں آنے کی تو اچھا ہوا میں بروقت آگیا۔ آپ ہمیں اچھا محسوس کروانے میں ہر پل مصروف رہتی ہیں تو کچھ فرض مجھ پر بھی عائد ہوتا ہے کہ آپکو اچھا محسوس کرواوں"

وہ اسکی ہر بات سنے دل کو اس شخص کے لیے بیقرار محسوس کر رہی تھی، ذرا ذرا سر ہلایا تو جواب میں اورحان کی مسکراہٹ، جو نشہ طاری کر رہی تھی، وہ پائی۔

"م۔۔میں اٹھتی ہوں۔ نماز لیٹ ہو جائے گی۔ گناہ ملے گا"

وہ اسکی قربت میں گلفام ہوئے رنگین تھی اور اتنا روح افزاء منظر اس شخص کی تڑپی ذات پر اک ٹھنڈی پھوار تھا۔

"آپ ثواب کما رہی ہیں ابھی بھی"

اورحان کا اسے کچھ الگ نظروں میں بھرنا، جن میں شور تھا، بے خودی تھی، میرال کی جان لبوں پر لانے لگیں۔

"م۔۔مجھے واش روم جانا ہے۔۔میرا گلا بھی خشک ہو رہا ہے"

میرال اس سے دور دور ہونے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی پر رتی برابر وہ اور حان کی قربت سے نجات نہ پا رہی تھی، اس شخص کی نگاہیں مزید روح پرور ہوتی جا رہی تھیں۔

"اچھا۔ تو پہلے واش روم جائیں گی یا پانی پیئیں گی؟"

وہ اور حان کے اس بے تکے سوال پر پھونک بھر کر سانس ایسے لے رہی تھی جیسے وہ آدمی اسے زبح کرنے لگا ہو، جبکہ وہ تو میرال کو یوں اس کیفیت میں کچھ دیر اور چاہتا تھا۔

"و۔۔واش روم۔۔ یا جو پہلے ضروری لگا"

وہ بد حواسی سے بڑبڑائی، اسکا ہارٹ فیل ہونے والا تھا، اف ایسی کیفیت تو میرال کی کبھی نہیں ہوئی تھی۔

"ٹھیک ہے۔ جائیں۔ آرام سے جایئے گا، گھبراہٹ میں کسی دیوار یا دروازے سے سر نہ مار لیجئے گا میرال"

اورحان نے اپنے بازو اسکے اطراف سے کھولے تو وہ فوراسیدھی ہو کر بیٹھی اور اٹھتے ہی یوں بھاگی جیسے اسے خطرہ ہو کہ اورحان پیچھے دوڑا آئے گا، وہ بستر پر انگڑائی سی لیے میرال کی حالت سوچتا ہنس دیا، کیا لڑکی تھی یہ۔

اسے سوچتے بھی اورحان کے چہرے پر رنگوں کی برسات چلی آئی ہو جیسے ، وہ لڑکی اپنی موجودگی سے اورحان پر کوئی رازدارانہ اسم پھونک رہی تھی اور وہ دنوں میں کیا، گھنٹوں میں کیا، لمحوں میں بدل رہا تھا، بے ایمان کہیں کا جبکہ اندر واش روم میں خود کو بند کر کے کھڑی میرال کی اصل سانسیں اب سب سوچ کر اٹک رہی تھیں، اسکا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے تھا، وہ اپنے سینے پر ہاتھ رکھے ہتھیلی تلے دل کا رقص محسوس کر رہی تھی اور حیرت کدوں میں اترتی جا رہی تھی۔ یہ اسکے ساتھ کیا ہو رہا تھا۔

اف!

..______________________________..

مطلوبہ رپورٹ بدل دی گئی تھی، رضا اپنے دو لوگوں کے ہمراہ ہوسپٹل پہنچ چکا تھا، رپورٹ وہ ماہیل اور رحمان سیال کے سامنے ہی کھولنے والا تھا، اس وقت وہاں باسل ماہیل کا ٹیم ممبر کوبرا بھی موجود تھا، رضا کو مجبوراً کچھ کیس انفارمیشن کے لیے کاربلاسٹ کا اسے بتانا پڑا تھا، وہ بھی یہاں رپورٹ جاننے کا ہی منتظر تھا۔

ماہیل کی آنکھیں بلکل سوجھ چکی تھیں، انکی آنکھوں کے گرد سرخائی تھی، جبکہ سانس تو رحمان سیال کی بھی تھمی ہوئی تھی۔

"ادھر دو رپورٹ مجھے"

ماہیل انجم نے بدلحاظی کے سنگ وہ رپورٹ انسپکٹر رضا کے ہاتھ سے جھپٹی جبکہ یہ کھولنے کے لیے انھیں اپنی زندگی کی ساری ہمت لگانی پڑی، انکی آنکھیں بس پھٹ پڑنے کو تھیں۔

اور جیسے ہی ماہیل نے رپورٹ کھول کر پڑھی، انکی پتھرائی آنکھ سے اک آنسو چھلک کر اس رپورٹ پیپر پر گرا، اس پیپر پر صاف لکھا تھا کہ جو جلی لاش اس گاڑی سے ملی ہے، اسکا ڈی این اے، ماہیل انجم کے ڈی این اے سے میچ ہوا ہے۔

وہ پیپر ماہیل کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے جا گرا اور اس سے پہلے وہ لڑکھڑاتے، رحمان نے لپک کر انھیں سنبھالا، رضا نے رپورٹ اٹھا کر پڑھی تو وہ بھی سپاٹ ہوا اور کوبرا نے وہ رپورٹ لیتے خود بھی دھندلائی آنکھیں رگڑیں، اسے باسل ماہیل کیوں یہ کیس دے گیا، اب سمجھ آئی، کوبرا کی آنکھیں بھیگ چکی تھیں جبکہ دوسری طرف رضا بھی ماہیل کو حوصلہ دینے انکی طرف بڑھا مگر انہوں نے نا صرف رحمان سیال کو خود سے دور جھٹکا بلکہ ہاتھ اٹھا کر رضا کو بھی تنبیہہ کی کہ وہ نزدیک نہ آئے۔

"میرا بیٹا ایسے نہیں مر سکتا۔ یہ سب جھوٹ ہے۔ ا۔ اس نے مجھ سے وعدہ کیا تھا وہ آئے گا۔ چھ ماہ کا کہہ کر گیا ہے وہ۔ کوئی میرے بیٹے کو مرا ہوا ڈکلئیر

نہیں کرے گا۔ سن رہے ہو تم سب لوگ۔ا۔۔اس نے کبھی اپنے کہے کو ادھورا نہیں چھوڑا۔ہ۔۔ہو سکتا ہے وہ کسی خفیہ کیس کے سلسلے میں مشن پر ہو۔۔۔میرا بیٹا اگر مر چکا ہوتا تو میرے س۔۔سینے میں یہ دل بھی بند ہو چکا ہوتا۔۔۔۔"

وہ ہیجانی انداز میں اپنے بیٹے کے لیے مردہ جیسے الفاظوں پر چلائے تھے، وہاں موجود سب فرد کے نزدیک رپورٹ کے بعد کوئی شک باقی نہ تھا اور وہ سب یہی سمجھ رہے تھے کہ باپ اس وقت جوان اولاد کی موت کے صدمے میں ہے پر کوئی کیسے سمجھ سکتا تھا کہ ان باپ بیٹے کا رشتہ عام نہیں ہے، باسل کو آنچ بھی آئے تو انکا دل بے چین ہونے لگتا تھا، پھر کیسے ممکن تھا کہ انکا بیٹا جوان رپورٹس کے مطابق جل کر مر گیا ہے، اور انکے سینے میں چنگاری تک نہ سلگی ہو، دنیا یہاں سے وہاں ہو جاتی مگر ماہیل انجم، باسل ماہیل کی موت پر ایمان نہیں لا سکتے تھے۔

انھیں لگ رہا تھا ارد گرد سے اٹھتیں آوازیں سکوت میں بدل رہی ہیں، ہاں وہ دنیا جہاں سے لاتعلقی کا سکوت تھا، انکی ٹانگوں سے جان نکل رہی تھی، سوچ کا جذبات سے گہرا اثر انکی آتی جاتی سانس دبانے لگا تھا۔

رحمان سیال نے شرمندہ ہوتے سینہ مسلا، یہ کیسی تضحیک تھی جو مقدر نے انکے منہ پر تماچے سی ماری تھی، انہوں نے بے جان ہوتے ماہیل کو سنبھالا، وہ انھیں ویسے ہی سنبھالے اس ماحول سے نکال لائے، رضا کو ثبوت مل چکا تھا اب اصل تحقیق وہ شروع کروانے والا تھا، اس کار کریش کے پیچھے کیا کوئی تھا یا یہ صرف حادثہ ہے، ہر ایک کا بیان لیا جانا تھا، کوبرا نے قسم اٹھائی تھی وہ باسل ماہیل کے خون کا بدلہ لیے بنا سکون سے نہ بیٹھے گا، ماہیل انجم کی روح درد میں تھی، ان سے نہ بولا جا رہا نہ سانس لیا جا رہا تھا، جبکہ اس حالت کو مزید سنبھال نہ پانے کی قوت رکھتے رحمان سیال نے آخر اجر کو کال ملائی۔

وہ اسی وقت گھر پہنچی تھی، ابھی گزری شب و شام کی تھکاوٹ اسکے سینے میں اترتی چبھ رہی تھی کہ گھر کی دہلیز پر پیر رکھتے ہی رحمان سیال کی کال نے اسے قدم واپس موڑ لینے پر مجبور کیا۔

"ا۔۔اجر۔۔ ہوسپٹل آؤ فورا"

رحمان سیال کے سینے کی گھٹن اور لہجے کا درد، فون پار اجر تک ارسال ہوا، لمحوں میں اجر نے اپنے سینے کو ہتھیلی دباتے مسلا، وہ وہیں دہلیز پر بیٹھتی گئی۔

"ک۔۔ کیا ہوا ہے بابا؟"

بہت دیر بعد اسکے منہ سے آواز نکلی وہ بھی رندی ہوئی، جبکہ جواب دینے سے پہلے رحمان سیال نے اک نگاہ باغیچے میں لگے ٹیک والے بینچ پر سب ہار کر بیٹھے یار پر ڈالی، دل پر لہو ٹپکنے لگا۔

"تم آجاو اور خود دیکھ اور سن لو سب۔۔۔ آج تمہاری باسل ماہیل سے نفرت ختم ہونے والی ہے۔ آج تمہارے بابا بہت سوں کو برباد کر کے آزاد ہو گئے اجر"

لہجہ کانپا جبکہ اجر نے آنکھوں میں ویرانگی سی بھر لی، خوف و درد تو پہلے ہی اسکے وجود کو مٹھیوں میں لیے بھینچ رہا تھا۔

"م۔۔مجھے ڈرائیں مت بابا۔"

وہ انہونی کے خوف میں کپکپا گئی، اس نے منت کی کہ اسکا دل اس درجہ بہادر نہیں۔

"سارے ڈر ختم ہو گئے بچے۔ جلدی آو"

فقط حکم دے کر رابطہ توڑ دیا گیا، ابھی ٹھیک سے صبح بھی نہ پھوٹی تھی اور اجر سیال کو لگا اندھیرا اپھیلنے لگا ہے، اس نے تو کبھی سوچا ہی نہ تھا کہ جس دن اسکے پاس باسل ماہیل سے نفرت کرنے کا کام نہ رہا، وہ کیا کرے گی۔

"تم سے نفرت کسی ایسے مقام پر ختم نہ ہو باسل کہ میں ساری زندگی آئینے میں اپنی شکل دیکھنے لائق نہ رہوں۔ تم سے نفرت میں میرا دل کبھی ملوث نہیں رہا تو اسے اپنا دکھ مت دینا۔"

وہ دہلیز میں کسی فقیر کی طرح بیٹھی تھی، جسکا سب اجڑ گیا ہو، جسے راہ چلتوں سے بھی کوئی آس باقی نہ ہو لیکن اسے اٹھنا پڑا، وہ انہی قدموں لوٹی تھی، اسکی شرٹ پیچھے سے گھسنے کے انداز میں پھٹی تھی پر اسے اجڑ کے کھلے بے ترتیب بالوں نے ڈھک دیا تھا، وہ اپنی گاڑی لے کر نکلی گئی تھی، اسے بابا نے اس ہوسپٹل کی لوکیشن بھیج دی تھی۔

..______________________________..

"تو نے میرے بیٹے کے ساتھ یہ سب کیوں کیا رحمان؟ بول؟"

کچھ ہوش لوٹا تو وہ اپنے قدموں میں بیٹھے رحمان سیال کے آگے پھر رو پڑے، بھلے دل کہہ رہا ہو باسل کو کچھ نہیں ہوا پر ثبوت والا خنجر بھی انکے سینے میں گڑا تھا۔

"میں ت۔ تجھ سے بہت شرمندہ ہوں ماہیل۔ مجھے معاف کر دے۔ عمار اس ملک کا غدار بن گیا تھا، قانون کے محکمے میں موجود غداروں کا مافیا اسے بہت اچھے سے اپنے ہاتھ کا کھلونہ بنا چکا تھا۔ باسل کو خبر ہو گئی۔ وہ اسے سمجھانے لگا کہ کسی طرح اس مافیا سے نکلے لیکن عمار جن لوگوں کے لیے کام کر رہا تھا اس دھندے میں پہلی شرط ہی یہی تھی کہ عمار بے نقاب نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ ان لوگوں کے لیے آتشم بن کر کام کر رہا تھا۔ ایسا ایسا کام جو گھن دلا دے۔ اور جب عمار پر نظر رکھنے والے لوگوں کو بھنک لگی کہ عمار کا دوست باسل اسکی اصلیت جان گیا ہے تو ان لوگوں نے عمار کو بہت ٹارچر کیا، حیوانی ٹارچر اور اسے آخری موقع دیا کہ اب اگر وہ بے نقاب ہوا تو اس

سے جڑے ہر فرد کو رات ورات مار کر کہیں گاڑ دیا جائے گا، اور انہوں نے عمار کو یہ آرڈر دیا کہ وہ باسل ماہیل کو مار دے۔"

رحمان کی آنکھیں یہیں پھٹ پڑیں، بولنے کے لیے انھیں سینہ سہلانا پڑا، جبکہ ماہیل کی آنکھیں بھی جہنم کی طرح جل رہی تھیں۔

"اس روز ان دو کی بحث اسی پر تھی ماہیل، عمار، وہاں باسل کو مارنے گیا تھا کیونکہ باسل کو اسکی سچائی پتا تھی کہ وہ آتشم بن کر تباہی مچا رہا ہے۔ اور باسل اسے اس جہنم سے نکالنے کی امید دلانے گیا تھا۔ لیکن قسمت کو کچھ اور منظور تھا۔ اس روز باسل کو دھکا دینے کے چکر میں عمار خود گر کر مر گیا۔"

پھر سے انکی سانس کو دھکا لگا، ماہیل کی آنکھیں مزید درد سے بھرنے لگیں۔

"میرا معصوم بچہ، اپنے دوست اور بھائی کی موت کا خود کو الزام دینے لگا۔ اپنی جان لینے لگا۔ پھر تو آیا میرے پاس پہلے مجھے اس حادثے پر آمادہ ہو کر ایموشنل کیا، اپنے لیے میرا اعتبار بڑھایا اور کہا اک ڈاکٹر ہے جو باسل کو

پچھلا سب بھلا دے گا۔ پر در حقیت تو یہ نہیں چاہتا تھا رحمان کہ باسل کبھی تیرے بیٹے کی سچائی کو بے نقاب کرے۔۔ یہی بات ہے ناں۔ تو نے مجھے باسل کے اس خطرناک علاج کے لیے اس لیے راضی کیا کہ عمار کے کرتوت دب جائیں"

ماہیل نے بیٹھے بیٹھے رحمان سیال کی گردن دبوچی پر وہ آگے سے بری طرح سسک اٹھے، کیونکہ وجہ تو اس سے کہیں بھیانک تھی۔

اجر آچکی تھی، ان دونے اسے پاس آکر کچھ فاصلے پر رکتا بھلے نہ دیکھا ہو، وہ پتھرا ضرور چکی تھی اور سانس بھی روک لی۔

"ن۔۔ نہیں ماہیل۔۔ عمار آتشم بن کر ان لوگوں کا بہت بڑا اسہارہ بنا ہوا تھا۔ اور وہ ایک دم سے مر گیا تو یہ اس مافیا تنظیم کے لیے ناقابل معافی نقصان تھا۔ پھر ان لوگوں نے مجھے تھانے آکر دھمکایا کہ انھیں عمار جیسا ایک ذہین لڑکا درکار ہے ورنہ وہ باسل کو مار دیں گے۔ صرف باسل کو ہی

نہیں۔ ہم سبکو۔ ہماری فیملیز کو۔ اور اسی وجہ سے میں نے یہ فیصلہ لیا کہ باسل کے بچاو کے لیے مجھے اسے ہی قربان کرنا پڑے گا۔ ورنہ ان لوگوں کے لیے چند سیکنڈ میں باسل کی کھوپڑی اڑانا مشکل نہ تھا۔ میں جمال شاہ کو جانتا ہوں، وہ دماغ کا اک بریلنٹ ڈاکٹر تھا۔ میں نے تجھے تو یہی کہا کہ باسل اپنا ماضی بھول جائے گا اس علاج سے لیکن در حقیقت اس ٹریٹمنٹ سے باسل کو دو الگ شخصیات میں توڑا گیا تھا۔ نیگیٹو اور پازیٹو۔۔ ایک باسل ماہیل جو کئی سالوں سے ہمارے پاس ہے، گورنمنٹ ایماندار پروسیکیوٹر، آٹارنی آفیسر بے حد پیارا، فرمابردار، آنکھوں کا نور جبکہ دوسرا عمار کا عہدہ سنبھالتا باسل کا دوسرا روپ آتشم جو میں نے باسل کی جان بچانے کے لیے ان وحشی لوگوں کے سپرد کر دیا ماہیل"

یہ سب سن کر جتنے ماہیل تڑپ گئے اتنی وہ پیچھے کھڑی لڑکی دہل چکی تھی، اس وقت ان دو کو لگا یہ کھڑا آسمان انکے سروں پر آ گرا ہے۔

"ک۔۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ بابا؟"

وہ دوڑتی آئی، اسکی آواز لرزی جب وہ ماہیل انجم کے ہی قدموں میں بیٹھی اپنے بابا کا بھیگی آنکھوں سے منہ تکنے لگی، جبکہ ماہیل تو اپنا سر ہاتھوں میں گرا کر رو پڑے۔

"م۔۔میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔میں بہت مجبور تھا۔جمال میرا دوست تھا،اس نے مجھے اس DID

Dissociative Identity Disorder (Multiple Personality Disorder)

بیماری کے بارے میں بتایا کہ ایسا ممکن ہے اور باسل کو آتشم والی شخصیت بلکل یاد نہیں رہتی تھی اور اسی طرح جب وہ آتشم ہوتا تو اسے باسل والی نہ زندگی یاد رہتی نہ کوئی رشتہ۔نہ احساس۔ان لوگوں نے مجھے میری اولاد اور قریبی رشتوں کو لے کر مجبور کیا اور میں ظلم پر ظلم کرتا رہا۔میں نے باسل کو اس حالت میں پہنچایا۔وہ میری وجہ سے دہری زندگی جینے پر مجبور تھا۔میں

معافی کے لائق نہیں ہوں۔پر میری مجبوریاں بہت دردناک تھیں۔میں نے سوچا تھا یہ سب اجر کے میری جگہ جاتے ہی ختم ہو گا۔پھر ہم باسل کو اس گند سے نکال لیں گے۔لیکن باسل کو اگر واقعی مار دیا گیا ہے تو اب آتشم کوئی بہروپیا بنا ہے"

وہ نادم تھے،انکی جان نکل رہی تھی احساس جرم سے،جبکہ اجر اپنے بال مٹھیوں میں جکڑے بھاری سانس لیتی اٹھ کھڑی ہوئی جبکہ ماہیل انجم اپنے محبوب بیٹے کی بربادی پر رو رہے تھے۔

"نہیں۔باسل نہیں مرا۔میں آتشم سے مل کر آ رہی ہوں۔وہ باسل ہی ہے۔یا تو ایسا ہے کہ باسل اپنی بیماری کے بارے جان چکا ہے اور اب بدلا لے رہا ہے یا پھر وہ ابھی بھی بالکل ٹھیک کام کر رہا ہے"

اجر کے اتنے وثوق سے یہ بات کہنے پر رحمان اور ماہیل دونوں اٹھ کر اجر کے سامنے آر کے،انکی مانو سانس سینے میں اٹکی تھی۔

"ت۔۔ تم آتشم سے کیوں ملی؟"

اس وقت اجر مجرم بنی ان دو کی نظروں میں تھی اور اب وقت تھا اسکے اعتراف جرم کا۔

"آتشم پرسوں ملا مجھ سے، وہ جو مجھے چوٹیں آئیں اسی نے دھکا دیا۔ اس نے کہا باسل کو کہوں موجود کیس سے پیچھے ہٹے۔ میں نفرت میں ہمیشہ سے جلتی اجر سیال، اسے کہا کہ اگر باسل کیس سے نہ ہٹے تو وہ کیا کرے گا۔ اس نے کہا مار دے گا۔ میں نے کہا مار دے اور بدلے میں، میں آگے جا کر اسکے بڑوں کی مددگار بنوں گی۔ اس نے کہا کل باسل کو مار دیا اس نے"

وہ آنکھوں میں نمی اور شرمندگی لیے اپنے کارنامے ان دو کو بتا رہی تھی اور تبھی ماہیل نے پوری قوت و حقارت سے اجر کے منہ پر تھپڑ مارنا چاہا پر باسل کی محبت ہے یہ لڑکی، یہ سوچ وہ روتے تڑپتے اپنا ہاتھ بھینچ کر روک گئے، اجر اس سے زیادہ برا سلوک امید کر رہی تھی۔

"اس ن۔۔نے باسل کو واقعی مار دیا ہو اتو میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا اجر، اور بقیہ زندگی تم نفرت جھیلو گی ہم سبکی اور تمہارا یہ خبیث باپ بھی۔ تم دو باپ بیٹی میرے بیٹے کو کھا گئے۔ اوہ خدا۔۔۔ میرا بچہ کہاں ہے۔ میرا باسل کہاں ہے۔۔۔ اسے مت لیجئے گا ہم سے اللہ۔ اسکی ماں مر جائے گی۔"

وہ ان دونوں کو خون آشام نگاہوں میں بھرے غرائے تھے، مجرمانہ تکلیف تھی اس وقت اجر اور رحمان کی آنکھوں میں۔

"اسے کچھ نہیں ہوا۔ میرا دل کہہ رہا ہے"

اجر نے اس روتے تڑپتے باپ کو تسلی دینی چاہی جس پر ماہیل نے حقارت و نفرت سے اجر کو دیکھا، اگر وہ باسل کی محبت نہ ہوتی تو اجر کی جان لے لیتے، رحمان نے اجر کی بازو پکڑے اسے ماہیل سے بات کرنے سے روکا تو وہ بابا کو شکائتی نظروں سے دیکھنے لگی۔

"جو لاش ملی ہے اسکا اور ماہیل کا ڈی این اے میچ ہو رہا ہے اجر"

رحمان سیال کے کانپتے لہجے میں کہنے کی دیر تھی کہ ماہیل انجم اپنا سینہ مسلتے کراہنے لگے، یہ ان سے سننا بھی برداشت نہ تھا جبکہ اجر کو لگا اسکے کانوں نے کچھ غلط سنا ہے۔

"ک۔۔ کیا کہہ رہے ہیں بابا۔ نہیں رپورٹ غلط بھی ہو سکتی ہے۔ وہ نہیں مرا۔ میرے پاس ایک آئیڈیا ہے باسل کو سامنے لانے کا۔ پلیز اس وقت اپنی نفرت اک طرف کر کے میری بات سن لیں ماہیل انکل۔ میں وعدہ کرتی ہوں میں اور بابا آپکی دی ہر سزا سہیں گے"

وہ تڑپتی روتی واپس ماہیل کے قدموں میں بیٹھی، انھیں سانس دے گئی یہ ڈھارس کہ باسل زندہ ہے، تبھی وہ اس اجر کو سننے پر آمادہ ہوئے ورنہ اب اجر انکے دل سے بری طرح اتر چکی تھی۔

"اور اگر اسکے بعد بھی باسل م۔۔۔ مجھے نہ ملا تو۔ آتشم کوئی اور بن گیا ہوا تو۔ کیا پتا ان درندوں نے عمار اور باسل کو نگلنے کے بعد کوئی تیسرا شخص ڈھونڈ لیا ہو۔ بولو ناں اجر۔۔۔ پھر تم کہاں سے لا کر دو گی مجھے میرا باسل۔۔۔؟"

اس باپ کی آنکھوں کی تکلیف، اجر کا سینہ کھا رہی تھی، رحمان سیال بھی مجرم کی طرح کھڑے اپنے ہونے پر ماتم کر رہے تھے۔

جبکہ یہ سوچنا کہ وہ کہیں نہیں ہے، اجر کی سانسیں گھوٹ سکتا تھا تبھی وہ سوچ ہی نہیں رہی تھی۔

"اسکے بعد میرا سر ہو گا اور آپکی بندوق۔ مجھے ایک موقع دیں۔ کل تک کا وقت دیں۔ یہ بات کہ ڈی این اے میچ ہے۔ کل تک چھپا لیں۔ بابا اس کیس سے جڑے انسپکٹر کو بھی کل تک روکیں۔ آپ اتنا فیور دیں۔ آپ دونوں مجھ پر یقین رکھیں، وہ ایسے سب ادھورا چھوڑ کر نہیں مر سکتا۔ میں اسے

واپس لاوں گی ماہیل انکل، نہ لا سکی تو اسکے صدقے اپنی جان دے دوں
گی۔ قسم کھاتی ہوں۔۔ بتائیں میرا قصور ہے تھا کیا اس سب کے
پیچ؟ بولیں۔ میں نے اسے بھائی کو دھکا دیتے دیکھا تھا۔ ناسمجھ تھی، چھوٹی
تھی۔ کسی نے میری بات نہیں سنی، وہ سب میرے اندر دبتا رہا۔ اور باسل
سے نفرت بنتا رہا۔ میں اسے خوش دیکھتی تو وہ نفرت ا۔ور دہک جاتی۔ کہ
میرے بھائی کو مار کر یہ سکون سے جی رہا ہے۔ اپنا ماضی بھول کر بہت عیش
میں ہے۔۔ اگر اس سب میں میری کوئی خطاء ہے تو وہ یہ ہے کہ میں نفرت
میں درندگی کی حد تک چلی گئی۔ لیکن جیسا کہ اب سب کچھ جان گئی ہوں تو
میں اپنے بگھاڑے سب بکھیڑے سمیٹوں گی۔ یہی میری زندگی کا مقصد
ہو گا۔ مجھے ایک موقع دے دیں۔ اسکی م۔۔ محبت ہونے کے ناطے ہی
سہی۔۔۔۔ پلیز ماہیل انکل"

آج اجر نے باسل والی تکلیف سے دگنا سینہ چیڑا تھا، رحمان نے بھی آس بھری نظر ماہیل پر ڈالی اور وہ تو تھی ہی سوالی، انکے قدموں میں بیٹھی اک آخری موقعے کی بھیک مانگ رہی تھی۔

"ٹ۔۔ٹھیک ہے۔جو کرنا ہے کرو۔مجھے میرا بیٹا واپس چاہیے، کل تک کا وقت ہے تمہارے پاس اجر سیال۔ تم دونوں باپ بیٹی کان کھول کر سن لو۔رہی بات تعلق کی اب میرا یا میرے بیٹے کا تم لوگوں سے کوئی رشتہ نہیں ہے۔"

وہ حقارت سے ان دونوں کو یہ بات سمجھاتے نہ صرف اٹھے بلکہ دونوں کے دل پر تکلیف کا پہاڑ گراتے اندر ہوسپٹل کی طرف چلے گئے تاکہ اس کیس کو پبلک ہونے سے کل تک روک سکیں، جبکہ اجر نے اذیت سے بابا کے چہرے کی طرف دیکھا جو اسے اٹھنے کے لیے ہاتھ بڑھا رہے تھے، وہ یہی سوچ رہی تھی اس ہاتھ نے تو اسے چلنا سکھایا تھا پھر یہی یاد گرا کیسے سکتا

ہے، آسمان سے گری تو وہ اٹھ بھی سکتی تھی پر نظروں سے گری اجر سیال اب ہمیشہ گری ہی رہنے والی تھی۔

وہ خود اٹھ کر ٹھیک بابا کے سامنے آن جمی، آنکھوں میں بے رحمی سے بھرا غصہ ہلکور رہا تھا۔

"میں نے اس سے نفرت کی اسکی وجہ آپ اور عمار بھائی ہوں گے میں نے کبھی نہیں سوچا تھا، آپ نے میری اس سے نفرت چپ چاپ دیکھی یہ جانتے ہوئے کہ میں ناحق نفرت کر رہی تھی اور وہ ناحق سہہ کر مر رہا تھا۔ آج پتا چلا میں نے لطف و سکون والی زندگی کھو دی بابا۔ اب جو میں زندہ رہوں گی صرف اسے ڈھونڈنے کے لیے اور ڈھونڈ کر اسکے ماں باپ کو صرف انکا باسل بنا کر سونپنے کے لیے جیوں گی۔ مجھ پر آج سے ہر سکھ حرام ہوا۔ میرے اپنے بابا کی وجہ سے۔ آپ کی بھی مجبوریاں تھیں اور دیکھیں میری بھی ہیں اب۔ میں اس مافیا کو اسکی جڑوں میں گھس کر کاٹوں گی۔ کوئی نہیں بچے گا۔ اجر سیال کو اجاڑنے والا ہر فرد چن چن کر جہنم واصل ہو گا۔"

وہ رونا بند کر چکی تھی، اسکی بھوری آنکھوں میں بسیرا کرتی نفرت دم توڑ چکی تھی اور اب سفاکیت بھر گئی تھی؛ رحمان سیال کے پاس کہنے کو کچھ نہ تھا، اب وہ اجر کو بھی بچا نہیں سکتے تھے، اب انکی زندگی ماتم بن گئی تھی، وہ جن پیروں آئی انہی پر لوٹ گئی تھی، جیسے کسی بھی لمحے گر کر فنا ہو جائے گی۔

جانے اب اسکے مقدر میں کیا لکھا تھا، پر جو بھی تھا، دردناک تھا، رحمان سیال اسے جاتا دیکھ رہے تھے، انکے دامن میں بس اجر کے لیے حوصلے کی دعائیں تھیں، جسے لگ رہا تھا وہ جیتے جی مر گئی ہے، اسے اپنی ہی نفرت نے تباہ کر دیا ہے۔

.. ________________________ ..

وہ میرال کے واش روم سے نکلنے سے پہلے ہی نماز ادا کیے جیم نکل گیا تھا، واپسی پر ہوسپٹل گیا تو پتا چلا کہ کچھ دیر پہلے ہی عثمان اور ثانیہ چلے گئے ہیں، یعنی عثمان کو ڈسچارج کر دیا گیا تھا۔

وہ واپس آٹھ بجے تک آیا تو پیلس جانے کے بجائے نظر لان میں بیٹھے بابا پر گئی تو رک گیا، وہ کچھ منٹس پہلے ہوسپٹل سے تمام امور نبھا کر واپس آئے تھے اور ان میں اتنی ہمت نہ تھی وہ اندر جاتے کیونکہ انھیں لگ رہا تھا وہ ایمن سے کچھ نہ چھپا سکیں گے، اسے بابا بے حد پریشان نظر آئے تو اورحان کا دل رضامند نہ ہوا کہ بنا ان سے ایک بار اس افسردگی کی وجہ پوچھے اندر چلا جائے تبھی انکی طرف لپکا۔

"بابا۔ آپ پریشان کیوں لگ رہے ہیں؟"

اورحان نے انکے شانوں پر عقب سے آکر ہاتھ جماتے انھیں دباتے پوچھا تو ماہیل اپنے کربناک خیالات سے چونک کر نکلے، اورحان کا ہاتھ پکڑ کر اسے

سامنے لاتے ٹیبل پر لا بٹھائے اک دلسوز نگاہ اور حان کے چہرے اور آنکھوں پر ڈالی جس نے اور حان کو مزید دہلا دیا۔

" بلکل ٹھیک ہوں میں، تمہیں یونہی لگ رہا ہے۔ ایک دم سے ماں کی طرح میری فکر جو کرنے لگے ہو"

وہ خود کو نارمل بتانے کی کوشش کرتے دانستہ شریر ہونے کی ناکام کوشش کرے اور حان کو مزید فکر مند کر گئے، جو چھیڑا وہ الگ، جو دل میں عجیب سی ٹیس جگائی وہ اپنی جگہ۔

"اس وقت طنز کے بجائے مجھے پریشانی کی وجہ بتا دیں تو مجھے بھی لگے گا کچھ ہوں آپکے لیے"

اسے بابا کا تکلیف میں ہونا نظر آرہا تھا تبھی وہ ناراض ہوا کہ اتنی بھی کیا پردہ داری۔

"باسل میری جان ہے تو تم دل ہو میرے"

وہ محبت سے جوابا بولے پر اورحان مزید زخمی ہوا، اسکا سینہ جیسے چھلنی ہوا اس قسم کے موازنے پر۔

"دل تو رپلیس بھی ہو سکتا ہے بابا۔ جان نہیں ہو سکتی۔ اس وقت بھی اسے اہم اور مجھے غیر اہم کہنا ضروری تھا کیا۔ آپ ٹھیک نہیں لگ رہے، جب پوچھ رہا ہوں تو بتادیں، یا پھر اپنے اچھے بیٹے کو ہی بتانے کی ضد ہے آپکی؟"

وہ ناراض ہو رہا تھا تو بر حق تھا، اس وقت ماہیل کے پاس اورحان کی صورت ایک مضبوط ڈھارس اور سہارہ تھا جسے وہ اپنی تکلیف و بے بسی کہہ سکتے تھے، جسکے آگے رو سکتے تھے پر شاید ماہیل انجم کل تک اپنے دکھ کی آبرو رکھنا چاہ رہے تھے، اپنے صبر کی دھجیاں بکھیرنے سے خوفزدہ تھے۔

"تو اتنا بدگمان کیوں ہے مجھ سے اورحان؟"

ماہیل انجم نے اسکا چہرہ اپنی طرف کرتے اخیر تکلیف سے پوچھا، جبکہ دگنی تکلیف اس وقت اور حان کی آنکھوں میں بسی تھی کہ خود اپنا آپ دور، الگ اور علیحدہ کرنے والا شخص ایسے بے رحمانہ سوال کیسے کر سکتا ہے۔

"کیونکہ میں اس قابل بھی نہیں آپکے لیے کہ آپ اپنی کوئی پریشانی مجھ سے شئیر کر سکیں"

وہ شکوہ کرتا اس وقت معصوم اور ناراض لگ رہا تھا، دکھی بھی پر ماہیل کیا بتاتے، انھیں تو روگ لگا تھا، اور روگ کو کیسے بانٹتے ہیں یہ انھیں معلوم نہ تھا، انھیں سلیقہ اور طریقہ نہ تھا کہ اپنے ٹوٹے دل کے ٹکروں سے وہ سبکا دل زخمی ہونے سے کیسے بچائیں۔

"تو میرا دل ہے اور دل کو صدمے نہیں دینے چاہیں۔ تیرے بقول وہ ریپلیس جو ہو جاتا ہے۔ جان ایک ہی ہوتی ہے، بدلی نہیں جاتی تو میرے سارے روگ میری جان کو لگ گئے۔ ایسا ہی سمجھو"

ماہیل کی آنکھوں میں اس وقت شدید کرب تھا، جبکہ اورحان کا بس نہ چل رہا تھا بابا کے سینے میں گھس کر انکے سلگنے کی وجہ جان لے، آج سچ میں اورحان بھی اپنی جگہ ٹھیک تھا اور ماہیل بھی، وہ اسے تپا رہے تھے، اپنی تکلیف سے آزما رہے تھے۔

"آپ مجھے بے بس کر رہے ہیں بابا۔ مجھے بتا دیں ورنہ اپنا سر مار دوں گا کہیں"

وہ شکوہ کرتا اپنی آنکھیں انگارہ ہونے سے روک نہ سکا، جبکہ ماہیل نے اس بار اسکا مضبوط ہاتھ تھامے ہونٹوں کے پاس لائے چوما تھا، وہ زچ کرنے میں پر و تھے، ابھی بھی وہ کچھ بتانے والے نہ تھے۔

"بڑے بھائی اور باپ کے ہوتے تمہیں بے بس ہونے کی اجازت نہیں۔ میں ٹھیک ہوں میرے بچے"

ماہیل کی ایک سی ضد پر اورحان کو لگا اسکا مزید بیٹھا تو دماغ پھٹ جائے گا، اس باپ نے ہمیشہ اورحان سے یونہی سب چھپایا تھا، اسے ٹالا تھا، وہ

کیونکر نہ خود کو بابا سے فاصلے پر کر لیتا، ابھی بھی اسے لگا اس نے یہاں آکر غلط کر دیا ہے، اپنا وجود ناکارہ محسوس ہوا۔

وہ اٹھ گیا اور پلٹ کر دلبر داشتہ سا جانے لگا جب ماہیل کے پکارنے پر چار و ناچار رکا لیکن اسکی سرد چپ پیچھے بیٹھے بابا کا چھلنی سینہ اور دکھا گئی۔

"روٹھنا مت۔ یہ جو تم نے مدت بعد میری طرف قدم بڑھایا ہے اسے واپس مت لے لینا۔ تمہارے بابا بوڑھے ہو گئے ہیں"

ماہیل کی دردناک سرگوشی سنے وہ ستمگرانہ مسکرایا اور زرا سا پیچھے پلٹا۔

"آپکے باسل ماہیل کے ہوتے آپکو نہ کوئی چیز بوڑھا کرے گی نہ کمزور۔ وہ آپکی طاقت ہے اور میں آپکی کمزوری تبھی آپ مجھے میری اوقات پر رکھتے ہیں۔ نو پرابلم۔ مجھے اپنی جگہ یاد دلانے کا شکریہ۔ اپنی اوقات سے دوبارہ باہر نہیں نکلوں گا"

وہ بنابابا کی آنکھوں کی سرخائی دیکھے وہاں سے ٹوٹا دل لیے چلا گیا جبکہ ماہیل کی آنکھ سے اک آنسو پھر ٹوٹ گرا، وہ اپنے رونے کو بمشکل قابو کیے بیٹھے تھے کہ ایمن کے سامنے جاسکیں اور اب پھر سے انکی آنکھیں سیل رواں سے اٹ گئیں، وہ گہرے سانس لیتے واپس بیٹھے، اس حال میں ایمن انھیں ہرگز برداشت نہ کرسکتی تھی۔

جبکہ دوسری طرف ماہا اب بہتر تھی مگر اب وہ رحمان سیال کی بھیانک چپ سے خوفزدہ تھیں۔

"آپ سن رہے ہیں رحمان؟ وہ پوری رات گھر نہیں آئی۔ چوکیدار سے پتا چلا۔ صبح آئی اور اندر آنے کے بجائے پھر چلی گئی۔ خدا کے لیے کچھ تو بتائیں مجھے۔ اسے اس قدر چھوٹ کیسے مل گئی کہ وہ رات بھی باہر رکنے لگی۔ آپکے لاڈ اسے برباد کر رہے ہیں"

ماہا کب سے اس پتھر سے سر پھوڑ رہی تھیں جسکے کلیجے کے اس وقت دو ٹکرے ہو چکے تھے اور دونوں سے خون رس رہا تھا۔

"پڑھائی کے سلسلے میں کسی اپنی دوست کے پاس رک گئی تھی۔ مجھے انفارم کیا تھا اس نے۔ تم سو رہی تھی تبھی نہیں بتایا۔ اور صبح بھی اسے کچھ کام ہی تھا۔ بچی نہیں ہے ماہا، اپنا اچھا برا جانتی ہے وہ"

رحمان سیال نے ماہا کو تحمل سے جواب دیا اور اٹھنے لگے جب وہ انکی بازو تھامے انکو واپس اپنے پاس بٹھا گئیں، شاید وہ بھی رحمان سیال کی سوجھی آنکھیں بھانپ گئی تھیں۔

"کیا کوئی پریشانی ہے؟ ماہیل آپ سے ناراض ہیں جو آنکھیں بھاری ہو رہیں ہیں۔ مجھے یاد ہے آپ کی آنکھیں رونے سے ایسی ہوتی ہیں اور آپکو رلا صرف ماہیل کی ناراضگی سکتی ہے، ایون میری وجہ سے بھی آپ آج تک نہیں روئے"

ماہا نے انکا چہرہ اپنی طرف کیا تو ماہیل کے ذکر پر ہی انکی آنکھیں سرخائی میں ڈوبنے لگیں۔

"ہ۔ہاں وہ روٹھ گیا ہے مجھ سے ماہا۔میں اسکی ناراضگی نہیں سہہ سکتا۔"

ماہا نے بھی انکی تکلیف میں برابر خود کو تڑپتا محسوس کیا اور رحمان کے آنسو پونچھے۔

"مان جائیں گے۔ آپ دو کی ایک دوسرے میں جان ہے۔ایک جسم ایک روح جیسے دوست بھی بھلا دور ہوئے ہیں۔میں جانتی ہوں اجر اور باسل کے مسئلے نے آپ دو کے بیچ کشیدگی بڑھا سی دی ہے پر اللہ سب بہترین کرے گا۔اجر کو جلد احساس ہو گا کہ باسل کتنا قیمتی ہیرا ہے"

ماہا کی سادگی پر ماہیل اسے نظر بھر کر دیکھنے لگے، خزن آنکھوں میں بھرے ماہا کی ہاں میں ہاں ملائے نظریں جھکا گئے۔

"اگر ماہیل نے مجھ سے دوستی توڑ دی میں زندہ نہیں رہ پاوں گا ماہا"

جھکی نظروں سمیت ہی رحمان سیال کی کانپتی آواز سرگوشی میں ڈھلی۔

"ایسی دل دہلاتی باتیں نہ کریں، میرا دل پہلے ہی بڑا ڈرا ہوا۔ آپ دو کی دوستی کو کچھ نہیں ہو گا۔ وہ آپکے بنا نہیں رہ سکتے نہ آپ انکے بنا۔ پلیز پریشان نہ ہوں۔ پہلے ہی سب اداس ہیں۔ آپ بھی ہو جائیں گے تو مجھے حوصلہ کون دے گا۔ ناشتہ لگواوں؟ بارس بھی بنا ناشتے کے نکل گیا وہ بھی اداس تھا"

ماہا نے انکی دلجوئی کی پر وہ بھولی عورت کیا جانے کہ یہ انکے پہلو میں بیٹھا شخص کتنوں کے دل اجاڑنے کا سبب بنا ہے۔

اور حان نے کچھ دیر مما اور حرا کے ساتھ بیٹھے انکی باتیں سنی، میرال، مصطفی کو ریڈی کیے ایمن کو دے گئ تھی اور اب وہ خود ریڈی ہونے گئ تھی کیونکہ ایمن کے بقول وہ نئ نویلی دلہن ہے تو اسے سج دھج کر رہنا چاہیے، ایمن کچھ پرسکون تھیں کیونکہ شاید انھیں باسل کے نمبر کے آن ہونے اور میسیجز سین ہونے پر یہ حوصلہ مل گیا تھا کہ وہ ٹھیک ہے بس مصروف ہے، دوسری

وجہ یہ کہ جو ایمن نے باسل کو میسجز بھیجے ان سب پر ہارٹ ری ایکٹ تھا، اکثر جب باسل مما کو میسج پر جواب نہ دے پاتا تو وہ ری ایکٹ کر دیتا تھا جس سے ایمن سمجھ جاتیں انکا بچہ بے حد مصروف ہے،

اورحان چپ تھا، اپنی تکلیف اس نے ہر ممکنہ اپنے اندر دبا رکھی تھی۔

"جاو میرال کو لے کر آو۔ پھر ناشتہ کریں۔ تم کیا اداس آتما بن کر بیٹھ گئے ہو؟ فریش نہیں ہونا آج"

ایمن نے ہی اورحان کی چپ محسوس کرتے کھوئے بچے کو ہوش دلائی، مصطفی تو حرا کے ساتھ مزے سے ناشتہ کر رہا تھا۔

"جی مما"

وہ فرمابرداری سے اٹھ گیا تو ایمن نے فکر سے اورحان کو دیکھا، انھیں اورحان غائب دماغ لگ رہا تھا، بہر حال اسے واپس آنے پر وہ اس سے ضرور پوچھنے کا ارادہ رکھتی تھیں۔

اور حان نے روم میں داخل ہوتے ڈور آگے کیا اور کمرے میں میرال کہیں نہ تھی تبھی وہ جا کر میٹرس پر بیٹھا سر ہاتھوں میں گرا گیا، بابا کی تکلیف چھپانے کی حرکت بلاشبہ غلط تھی پر خود جو بول بیٹھا اب اس پر بھی ندامت گھیر رہی تھی۔

واش روم کا ڈور کھولے میرون کلر کے بہت خوبصورت جوڑے میں ملبوس میرال نے جب اور حان کو بیٹھا اور یوں سر ہاتھوں میں گرائے دیکھا تو اسکی چال تھمی، گالوں میں گرمائش اتری، صبح جس طرح وہ دیر تک واش روم میں بند رہی کہ اور حان کے جانے کے بعد نکلی، اب اپنی اس حرکت پر شرمندہ تھی، اور اور حان سے نظریں ملا پانا مشکل جان رہی تھی۔

"آپ فریش ہوں گے تو کپڑے نکال دوں آپکے لیے؟"

وہ ہمت کیے روبرو آر کی اور اور حان کو مخاطب کیا، وہ جو سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھا تھا، چہرہ اٹھا کر میر ال کو دیکھا تو اداس آنکھوں میں کچھ دیر کے لیے نرمی آئی لیکن جلد اسکی جگہ اداسی نے لے لی۔

"جی نکال دیں۔ میں دس منٹ میں آتا ہوں"

وہ اٹھا اور پلٹا ہی جب وہ بے اختیار اور حان کے راستے میں آر کی، وہ دوسرا قدم اٹھا نہ سکا ورنہ وہ ٹکرا جاتے، میر ال کو لگا شاید وہ صبح کی وجہ سے ناراض ہے یا خفا جبکہ اور حان کو اس وقت ویسے ہی کچھ اچھا نہ لگ رہا تھا۔

"مجھ سے ص۔۔ صبح آپکا سامنا کرنے کی دوبارہ ہمت جمع نہ ہو سکی۔ آپ اس بات پر مجھے دیکھتی آنکھوں سے مسکراہٹ کو الگ نہیں کریں"

نرم لہجے میں ڈھیروں ندامت بھرے وہ محتاط نگاہوں سے اور حان کا چہرہ دیکھے بولی، آواز بے حد مدھم تھی۔

"میرا مسکرانے کا ویسے ہی دل نہیں نہ ان آنکھوں پر اختیار ہے ابھی میرال۔ آپ نے کچھ نہیں کیا"

وہ تسلی اور شائستہ لہجے میں بات ختم کیے جانا چاہتا تھا مگر وہ پھر راہ میں حائل ہوئی۔

"کیا ہوا ہے آپکو؟ آپ ایسے روڈ کیوں ہو رہے ہیں؟"

میرال کی آنکھیں چھلکنے کو بلکل بیتاب تھیں اور یہ قدرتی تھا کہ اس وقت اورحان کو اسکی آنکھوں کی نمی بھی کوئی فرق نہ دے رہی تھی۔

"میں روڈ نہیں ہو رہا میرال۔ بس میرا کسی سے بات کرنے کا موڈ نہیں"

وہ اب بھی بے انتہا نرمی سے بولا، میرال کیسے یقین کر لیتی کہ اسے کچھ نہیں ہوا، وہ بلکل الگ اورحان بنا تھا، نہ مروت نہ لحاظ، اور تو اور میرال تیار ہوئی اسکا بھی نوٹس نہ لیا، وہ اس عنابی رنگ میں گلاب کی طرح سج اور مہک رہی تھی۔

"آپ ایسے مجھ سے اکتا کر بات کریں گے تو میں امی بابا کے پاس چلی جاؤں گی"

اس بار وہ حتمی طور پر دھمکا گئی جبکہ اورحان کے ماتھے پر خفیف سے بل نمودار ہوئے۔

"ٹھیک ہے آپ دو تین دن کے لیے ہو آئیں۔ نو ایشو۔"

وہ کہہ کر پاس سے گزر گیا، جبکہ میرال کی آنکھوں میں جمع پانی رخساروں پر اترنے لگا، وہ اپنا ٹاول اٹھا کر نہانے گھس گیا جبکہ میرال نے اپنے آنسو رگڑے اور بیڈ کی پائنتی کی جانب بیٹھے رو پڑی، حالانکہ اورحان نے نہ تو سخت لفظ کہا نہ سخت لہجہ، نرمی سے بات کی لیکن جس اورحان سے وہ آتے ہی ملی میرال کو بس اسکے علاوہ کوئی اورحان قبول نہ تھا، وہ خود نہ جانتی تھی اتنی تکلیف کیوں ہو رہی ہے، وہ جتنے آنسو پونچھ رہی تھی اور بہہ رہے تھے، جو ہلکا سازبردستی میک آپ کیا وہ بھی رگڑ رگڑ کے میرال نے مٹا دیا، وہ جن

خدشات میں گری تھی اسے لگا وہ سب سچ ہو گئے، یہاں تک کہ اس نے خود کو اضافی اور حان کے سر کا بوجھ تک مان لیا، پچھلے دو دن اور صبح والے اور حان کو سوچ سوچ اسکی آنکھیں دس منٹ میں سوجھ کر انگارہ ہو گئیں لیکن آنسو تھے کہ تھمنے کا نام نہ لے رہے تھے۔

"م۔۔ میں چلی جاوں گی تو واپس نہیں آوں گی۔ کبھی نہیں آوں گی۔ میں انکی زندگی میں انکی مرضی کے بنا آئی ہ۔۔ ہوں۔ پھر کیسے امیدیں لگا سکتی ہوں کہ وہ سر پر بٹھائیں گے۔ م۔ میرال تمہارا اس دنیا میں کہیں کوئی سکھ باقی نہیں۔ وہ شاید مجھے کمفرٹیبل کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ تا کہ میں تکلیف محسوس نہ کروں کہ میں زبردستی ا۔ ان کے سر پر تھوپی گئی"

وہ انسو رگڑے یہ سب ہچکیاں بھرے بولتی جا رہی تھی اور واش روم سے باہر ٹاول سے بال رگڑ کر نکلتے اور حان نے جب یہ سب سنا اوپر سے میرال کی کمرے میں گونجتی سسکیاں، مانو وہ سر سے پیر گھوم کر رہ گیا، بال خشک

کرتا وہ تھا رک گیا کہ اس نے اس لڑکی کو ایسا کیا کہہ دیا کہ وہ یہ سب کر اور بول رہی ہے۔

"کچھ اور نیگیٹو سوچنا رہ گیا ہے تو وہ بھی سوچ لیں میرال"

ٹاول وہیں کاوچ کی بازو پر چھوڑتے وہ برہم سا کہتا میرال کی طرف بڑھا ہی کہ وہ ہچکیاں روکتی اٹھ کھڑی ہوئی اور جس طرح دور سرکی، اور حان کے اسکی طرف بڑھتے محبت بھرے قدم رکے۔

"م۔۔میں گھر جا رہی ہوں۔ کبھی واپس نہیں آوں گی۔م۔۔میرے بابا نے ج۔۔جو تکلیف دی اسکی معافی چاہتی ہوں۔جو آپکو سہنا پڑا اسکے لیے بھی سوری۔مجھے سمجھنا چاہیے تھا میں نہ آپکو درکار ہوں نہ پسند، نہ میری یہاں ضرورت ہے۔میں جس طرح یہاں آئی وہ سچائی کبھی نہیں بدلے گی"

وہ نظریں جھکائے تکلیف سے سارے فیصلے خود ہی لے رہی تھی، جبکہ اور حان ہمیشہ چپ رہنے کو فوقیت دیتا تا کہ بات مزید نہ بگھڑے، کچھ دیر

پہلے وہ بابا سے بگھاڑ کر آیا تھا تو ابھی میرال کے معاملے میں وہ کوئی بلنڈر مارنا نہیں چاہتا تھا۔

"میرال۔ آپ روتی ہوئی نہیں چاہیں۔ جو بھی کہنا ہے کہیں پر میرے پاس آ کر۔ آئیں شاباش"

وہ اس وقت ویسٹ اور بلیک پینٹ میں تھا، شرٹ اسکی میٹرس پر پڑی تھی، بال بھی گیلے تھے جبکہ خود بھی وہ بھیگا بھیگا تھا، لیکن چہرے کی ہوائیاں وہ لڑکی اڑا چکی تھی۔

"ن۔ نہیں۔ میں نہیں آ سکتی۔ مجھے میری جگہ پتا ہے۔ آپ کو کوئی پریشان نہیں کرے گا۔ میں چلی جاوں گی۔ جیسے آپکی زندگی میں حادثا آئی ویسے ہی"

وہ اخیر جذباتی نکلے گی اور حان نے کب سوچا تھا، پر وہ تھا ہی ایسا کہ اسکے لیے میرال بہت جذباتی ہو گئی وہ بھی دو دن میں، تو زرا لہجہ بدلنے کی دیر تھی کہ وہ ٹوٹ پھوٹ گئی۔

شاید اس نے آج صبح ہی اور حان اور خود کو نارمل ہسبنڈ وائف مان لیا تھا، تو وہ سارے مان اب خطرے میں تھے۔

"آپ آرہی ہیں میرال میرے پاس یا میں آوں آپکے قریب۔ سن لیں بات۔ میرے پاس آکر کہیں جو کہنا ہے۔ ہاتھ پیر بھی چلائیں۔ فورا یہاں آئیں"

میرال نے آنسووں سے بھری آنکھیں اٹھا کر اس حق جماتے شخص کو دیکھا تو تڑپ سی گئی، دل چاہا کہے کہ میرے ساتھ اتنا فارمل لہجہ اختیار کرنے کی جرت کیسے کی، جب سینے سے لگایا تو مطلب یہ سینہ میرا پھر ایسے بات کرنے کی وجہ کیا ہے۔

"م۔۔میں آپکو پسند نہیں جانتی ہوں"

وہ قریب آتو گئی پر ہنوز نظریں جھکا کر روتی وہی رٹ پکڑے ہوئے تھی۔

"آپ اتنی سینسیٹو ہیں؟"

اورحان نے اسکی ٹھوڑی اوپر کرتے چہرہ اٹھایا اور اسکی سیاہ آنکھوں مئں استحقاق سے جھانکا جو رنگ بدل گئی تھیں۔

"م۔۔مجھے بہت تکلیف ہوئی ہے۔ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا۔میں نے آج تک کسی کی بات تک فیل نہیں کی،لہجہ ت۔۔تو دور کی بات ہے پر آپ نے مجھ سے بیزار ہو کر بات کی"

وہ آنکھیں بھیگوئے روہانسی ہوئے شکوے کرنے لگی تو اورحان کی آنکھوں کا تبسم جاگ گیا۔

"آپ نے میک آپ خراب کر دیا، نوزی اور آنسوؤں سے دوپٹہ بھی گیلا کر لیا۔ چہرہ متورم بنا کر آنکھیں بھاری کر لیں۔ گال پھلا لیے، سانس بھاری کر لی۔ اتنی اہمیت مجھے اچانک دیں گی تو میں سمجھوں گا آپکو اچھا لگ گیا ہوں"

وہ جو سمجھ رہی تھی اب یہ شخص اپنے کیے کی معافی مانگے گا، الٹا میرال کی مزید سانسوں کو اپنی نگاہوں کے محور سے روک گیا۔

"م۔۔مجھے کچھ نہیں پتا"

وہ مچل کر پہلو بدلنے لگی پر اورحان کے ہاتھوں نے اسکی دونوں بازوؤں کو دبوچ کر روکا تو وہ دم سادھ گئی۔

"لیکن مجھے پتا ہے۔"

اورحان نے مسرور ہوتے سرگوشی کی اور پھر میرال کی اسی پھولی دہکی گال پر اپنے ہونٹوں سے چوما، وہ پوری کانپ گئی، جبکہ اورحان نے یہی

نہیں، اسکی دوسری گال بھی اسی شدت و لگن سے چومی، یہ آدمی میرال بخش کی جان لے چکا تھا۔

"جا کر منہ دھوئیں۔ قدرتی بلش میں نے دے دیا آپکو۔ باقی باتیں بعد میں کرتے ہیں۔ ابھی آپکا چہرہ دیکھ کر مجھے ہنسی آجائے گی اور میں کچھ سیریس بات کرنا چاہتا ہوں۔"

وہ جسکی دھڑکنوں کی آواز اسکے کانوں میں ناچ اٹھی تھی، پکڑ کر منہ دھونے روانہ کی گئی تو میرال پلٹ کر اپنے دونوں گالوں پر ہتھیلیوں کو جما گئی، اور حان نے اپنی شرٹ جھک کر اٹھائی اور پہننے لگا جبکہ صدمے میں مبتلا میرال جا کر آئینے کے پاس رکے نل کھول کر اپنا چہرہ دھونے لگی تاکہ خود کو ہوش دلائے، سوپ سے دو تین بار منہ دھونے کے بعد جب اس نے ٹاول سے خشک کیا، باخدا سارا میک آپ مٹ گیا لیکن میرال کے ٹماٹر گال اسکی آنکھیں دھندلانے لگے۔

وہ یقین نہ کر پائی کہ اورحان نے اسکے دونوں گالوں کو واقعی ہونٹوں سے چوما ہے، وہ بلکل خواب کی سی کیفیت میں تھی، سانس تو لے رہی تھی پر کیفیت دیوانی سی تھی۔

جب تک وہ جھجھکتی ہوئی باہر آئی، وہ نک سک اپنے ہوسپٹل جانے کو ریڈی ہو چکا تھا، شوز بھی پہن لیے تھے اور پرفیوم سے نہا بھی لیا تھا، رہی سہی اورحان کی مسکراہٹ میرال کے گالوں کے خفیف سے گلابی پن نے گہری کی۔

وہ اسکے لیے کف لنکس رکھے ہوئے تھا، جیسے ہی وہ پاس آئی، اورحان نے ہتھیلی کھولی جس پر رکھے کف لنکس وہ غائب دماغی سے اٹھا گئی اور اس نے اورحان کے دونوں کف لنکس لگائے، وہ بھی آج بلیک کے ساتھ میرون ہی شرٹ پہنے ایکسٹرا دمک رہا تھا۔

"مجھے معاف کر دیں اگر میرے لہجے یا کسی لفظ نے آپکی اس قدر دل آزاری کی میر ال۔ بابا اور میری کچھ بحث ہوئی اسی وجہ سے اپ سیٹ تھا کہ حسب معمول پھر بک بک زیادہ کر دی اور انکو موقع چاہیے ہوتا ہے مجھے ٹیز کرنے کا اور برا بیٹا ثابت کرنے کا۔ پچھتا رہا تھا اور پچھتاوے والا اور حان تھوڑا نک چڑھا ہے۔ تھوڑا روڈ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں آپ دنیا جہاں کا منفی سوچ کر رونے لگیں۔ یہ آنسو اتنے بے مول تو نہیں ہوتے کہ کسی کے لیے بھی بہا دیے جائیں"

وہ اسے بہت ہی پیار سے سمجھا رہا تھا لیکن وہ سب سہہ گئی سوائے اور حان کا آخری جملہ۔

"آپ کسی نہیں ہیں"

وہ اس جملے پر روز دے گئی، اور حان کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔

"آپ میری زندگی کا اہم حصہ ہیں۔ مجھے اثر دے گا آپکا یہ عجیب روپ۔ دیکھیں میرے ساتھ روڈ نہیں ہونا"

وہ پھر سے آنسو، آنکھوں میں دھکیل کر ہی بولی۔

"مطلب میرا نک چڑھا ورژن بلکل رد ہے"

اور حان نے مسکین بنے سوال کیا تو وہ فوری سر ہلا گئی۔

"ڈن۔ آپکو نہیں دیکھاوں گا"

اس نے عہد باندھا۔

"کسی کو نہیں دیکھانا"

وہ حکم کر رہی تھی، مان تھا اسکے اصرار میں اور یقین بھی کہ اور حان اسکے کہے کو اہمیت دے گا۔

"کسی کو نہیں دیکھاوں گا۔اب آپ مجھے یہ گھر جانے کی دھمکی مت دیجئے گا۔میں اور مصطفی کیا کریں گے آپکے بنا"

وہ پھر سے معصومیت سے بولا،میرال کی کھوئی مسکراہٹ،اک غرور کے سنگ لوٹ آئی۔

"میں مصطفی کو تو مر کے بھی نہیں چھوڑ سکتی اب۔ہمیشہ وہ میرا بیٹا ہی رہے گا۔میرا حصہ"

میرال کے لہجے سے یقین چھلکا اور بے پناہ محبت۔

"مجھے بھی ایڈجسٹ کرلیں اس ہمیشہ والی جگہ میں کہیں"

اور حان کی گہری نگاہوں سے وہ دہک سی گئی۔

"ناشتہ کرنے چلیں؟"

وہ بات بدل گئی۔

"آپ کے گال لال ہو رہے ہیں۔ کچھ زیادہ لال۔ کسی نے سمجھ لیا یہ تھپیڑوں کی لالی ہے پھر؟"

اورحان اسے چھیڑ کر شاید اپنی اداسی مٹا رہا تھا، میرال نے جلدی سے گالوں کو ہتھیلیوں سے سہم کر ڈھک لیا۔

"میں تو یہ بھی نہیں کہہ سکوں گی محبت کا اثر ہے۔ اتنی جلدی محبت ہونے پر کوئی پاگل ہی ہے یقین کرے"

وہ ہنوز سہمی ہوئی تھی۔

"آپ کہیے گا بلش میں گر گئی تھی"

اورحان اسکی بے بسی سے محظوظ ہوا تو وہ جھینپ کر رہ گئی، چہرہ تک چرا لیا۔

"کس برینڈ کا بلش تھا جو مجھے چپک کر رہ گیا۔ بلینڈ بھی نہیں ہوا؟"

میرال نے بھی مسکرا کر ہی پوچھا، تھوڑی حیا پلکوں پر ٹھہرائے وہ اچھی لگتی تھی۔

"اور حان برینڈ کا"

اور حان نے اسکے ہاتھ پکڑ کر چہرے سے ہٹاتے اک بار پھر ان خوبصورت رخساروں کا جائزہ لیا۔

"میرے سے کبھی اکتایئے گا مت۔بس کہہ دیجیئے گا میرال چلی جاو۔میں لمحہ بھی نہیں لگاوں گی"

میرال نے پھر سے اداس ہوتے اک تمہید باندھی،وہ میرال کی ویرانگی بھری آنکھیں تکنے لگا۔

"ایسا لمحہ آپکو کم از کم میں نہیں دوں گا،جانے کا لمحہ۔۔۔آئیں باہر چلتے ہیں۔اداسی آپکا بلش ہلکا کر گئی"

وہ اسے مزید فالتو سوچنے سے روکے زبردستی ہاتھ پکڑ کر لے گیا جبکہ ایمن نے جب اور حان کا موڈ بہتر دیکھا تو پھر اور حان سے کچھ نہ پوچھا۔

..__________________________..

وہ تباہ ہو چکی تھی، زندگی اب اسکے ہاتھ میں نہ تھی، زندگی کی جگہ بس اک موقع تھا، اپنے گناہوں اور زیادتیوں کے کچھ فیصد ازالے کا، یہ سوچنا کہ باسل ماہیل مر گیا یا کبھی دیکھائی نہ دے گا، اسکی روح میں شگاف ڈال رہا تھا اور وہ ایسی دڑاریں ابھی سہنے کی قوت نہ رکھتی تھی، اس نے باسل ماہیل سے جتنی نفرت کی ہو وہ سب خود ساختہ تھی، ایک انسان ہمارے جگر کے ٹکرے کو مار دے پھر اسکا وجود ناقابل برداشت ہوتا ہے جیسے اجر کے لیے باسل کا تھا لیکن اب تو سب ختم ہو گیا تھا۔

وہ اس وقت ایک اوپن کیفے میں دو لوگوں والے ٹیبل کے گرد چیئر گھسیٹے بیٹھی تھی، ہر احساس سے عاری چہرہ لیے، باسل ماہیل کی موت کے بارے

کل تک کوئی خبر باہر نہ آنے کا انتظام ہو چکا تھا، وہ لاش کل شام تک برف خانے رہنے والی تھی اور کل شام اجر کے ناکام ہوتے ہی اسے اسکے لواحقین کے سپرد کر دیا جانا تھا۔

اجر سیال کو اب ہر حد سے گزرنا تھا، یہ نہیں تھا کہ اجر کو اچانک سے نفرت کے بجائے باسل سے محبت ہو گئی تھی بلکہ اب اسے باسل کے بجائے خود سے نفرت تھی، فی الحال اس نے نہ اک آنسو بہایا نہ باسل مر گیا ہے یہ سوچ اپنے آس پاس آنے دی۔

وہ یہاں کسی کا انتظار کر رہی تھی، سپاٹ نگاہیں، پتھریلی، آنکھوں کے کنارے خفیف سے گلابی جبکہ گردن اکڑی ہوئی، لگ بھگ دس بج چکے تھے، اور پھر مطلوبہ گاڑی اس کیفے کے باہر رکی، اجر نے جبڑے کستے آنے والے کی جانب دیکھا، وہ فکر و پریشانی چہرے پر سجائے گاڑی سے نکلتا، اسے لاک کرے سیدھا کیفے کے اندر لپکا، اجر اچھے سے جانتی تھی کہ ہاشم خانزادہ اسکے آس پاس بھی ہو یہ باسل سے برداشت نہ تھا تبھی اس نے اول اس

سے ملنے کے لیے ایک اوپن ریسٹورنٹ ہی چنا کیونکہ بقول اجر سیال کے، وہ اس وقت باسل اور آتشم کی نظروں میں ہے۔

"کیا ہو گیا اجر، اتنی ارجنٹ کیوں بلایا تم نے مجھے"

ہاشم اس تک پہنچے ہی دوسری کرسی سنبھالے بیٹھا اور اسکے لہجے سے صاف صاف اضطراب چھلک رہا تھا۔

"تم مجھے پسند کرتے ہو؟"

بنا کسی لپٹی چپڑی، اجر نے سپاٹ لب و لہجے میں سیدھا مدعا بیان کیا اور ہاشم کا چہرہ حیرت سے بگھڑ گیا، آنکھیں بے یقینی سے پھیل گئیں اور تاثرات بھی بے یقین تھے۔

"پسند تو کرتا ہوں لیکن تم باسل ماہیل کی ملکیت ہو۔ میں اول دن سے تمہیں چاہتا ہوں۔ لیکن تم دو کی وجہ سے کبھی یہ بات تمہیں نہیں کہی"

یہ اسکے سامنے ایک زانی بیٹھا تھا جو پارسائی اور شرافت کا ڈھونگ رچاتے اس وقت مظلومیت کا شہکار بنا تھا، فی الحال اجر نہیں جانتی تھی ہاشم کے کرتوت، وہ بس باسل کو طیش دلانے کے لیے اس حد تک جانے والی تھی کہ اسی بہانے وہ سامنے آئے۔

"میرا اور باسل کا رشتہ کل ختم ہو گیا، ہم دونوں ایک دوسرے سے بلکل مختلف تھے، مجھے شدید برا لگتا ہے وہ۔ اس نے مجھے دھمکی دی ہے کہ مجھے اسکی طرح کوئی نہیں چاہ سکتا۔ میں نے اول دن سے ہی تمہاری نظروں میں اپنے لیے پسند دیکھی ہے تو مجھے لگتا ہے تم مجھے اس سے زیادہ محبت کر سکتے ہو۔ تو کیا تم میرا ساتھ دو گے باسل کو یہ ثابت کرنے کہ لیے کہ اجر سیال کسی بھی دل کے لیے خاص بن سکتی ہے"

ہاشم ایک دنیادار آدمی ہے یہ اجر اچھے سے جانتی تھی اور ویسے بھی وہ بہت شارپ مائنڈ تھی تو اسے اچھے سے پتا تھا سامنے والے کو کیسے ہینڈل کرنا ہے، ہاشم کو یہ سب کچھ مشکوک لگا، مطلب قطرے کی آس رکھنے والے کو

اچانک سمندر پیشکش کر دے تو اسکی عقل اک لمحہ اسے جنجھوڑے گی کہ سنبھل جا، لیکن اجر نے اسے سوچنے سمجھنے کا موقع دیے بنا ہاشم کے میز پر رکھے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھے ہاشم کو اصل تشویش ہی بھلا دی۔

"میں تمہیں اس سے کہیں زیادہ پیار کروں گا۔ تم دیوانگی ہو میری"

ہاشم نے فوری دوسرا ہاتھ ، اجر کے ہاتھ پر رکھا، اجر کو ناگواری محسوس ہوئی پر فی الحال وہ کچھ ایسا نہیں چاہتی تھی کہ ہاشم کو شک ہو۔

"گریٹ۔ تو کیا ہم شادی کر لیں؟"

اجر نے لیا دیا مسکرا کر آفر کی جبکہ اس آدمی کو اور بھلا کیا چاہیے تھا، طلب خود گود میں پکے پھل سی گر رہی تھی تو اسے کیا باولے کتے نے کاٹا کہ انکار کرتا۔

"ہاں۔ میں کب لاوں بابا اور مما کو تمہاری طرف؟"

ہاشم نے شدید پر جوشی کے سنگ کہا پر اجر اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ گئی، چہرہ تاریک ہوا۔

"کیا ہم فی الحال اپنی فیملیز کو انوالو کیے بنا شادی نہیں کر سکتے۔ دیکھو ناں ابھی میری اور باسل کی کل ڈائورس ہوئی۔ میری اور اسکی فیملی سب اسکے ساتھ، سب کے نزدیک میں غلط ہوں تو خود بتاو کوئی میری خوشی میں راضی کیسے ہو گا؟ میں مزید خود کو سب کی خاطر ٹارچر نہیں کر سکتی۔ سی ایس ایس ایگزام سے پہلے مجھے تھوڑا سکون اور ریلیف چاہیے۔ تمہاری سوچ ہے کہ اس نے ساری فیملی کو کیسے میرے خلاف بھڑکا دیا۔ میں بہت ڈپریس ہوں۔ آئی نیڈ یو ہاشم"

وہ ڈرامہ کوئین تو تھی ہی پر اتنی منجھی اداکار بھی ہے یہ تو خود اجر نے نہیں سوچا تھا، جبکہ ہاشم اسکی کیفیت سچ سمجھے پورا اجر سیال کی مٹھی میں تھا، کچھ دیر سوچنے کے بعد ہاشم نے ہامی بھر لی، وہ ویسے بھی اپنے ماں باپ سے پہلے کونسا کچھ پوچھ کر کرتا تھا۔

"گریٹ آئیڈیا۔ تو پھر کب کرنی ہے شادی۔؟"

ہاشم کی مسکراہٹ فتحمندانہ تھی جبکہ کچھ فاصلے پر اک دوسری ٹیبل سے کوئی تو تھا جو ان دو پر نظریں جمانے کے ساتھ، اجر والی ٹیبل کے نیچے لگے مائیکروفون سے سب اپنے کان میں سن رہا تھا، یہ مائیکروفون اس ویٹر نے چپکے سے اجر کی ٹیبل کے نیچے چپکا دیا جو اسے پانی سرو کرنے گیا تھا، ہاشم کے آنے سے پہلے۔

"آج ہی۔ شام میں۔ مجھے ایک رات بھی ضائع نہیں کرنی نہ اس ٹارچر ہاوس میں جانا ہے۔ کیا تم مجھ سے آج شادی کروگے ہاشم؟"

وہ ہتھیلی پر سرسوں جمارہی تھی اور اس درجہ سولڈ انداز مئں کہ ہاشم کو شک شعبہ دور، الٹا اپنی عیاشی نظر آرہی تھی۔

"آج۔۔ اف میں خوشی سے مرہی نہ جاوں"

ہاشم کی خوشی اسکے چہرے سے ٹپکی جبکہ کچھ فاصلے پر ماسک منہ پر لگا کر بیٹھا آتشم مسکرایا۔

ہم سرپھروں سے کوئی توقع نہ کیجیے_

غصے میں چل پڑیں گے محبّت پہ تھوک کر۔۔۔۔

"خوشی سے مر ہی جاتو بہتر ہے ہاشم خانزداہ، اب دنیا دیکھے گی آتشم کسی کو خوشی سے کیسے مارتا ہے"

آتشم نے مسکرا کر اپنی کووفی کابل پے کیا اور وہاں سے سیاہ عینک اور سیاہ ماسک کے ساتھ سیاہ ہی ہیٹ اور مکمل سیاہ میں لپٹا وہ وہاں سے جب گیا تب اسکے ہاتھ گلووز سے خالی تھے، اور وہ ہاتھ تھوڑے اداس تھے پر بے حد خوبصورت تھے، مضبوط تھے، کسی خاص کی یاد دلا گئے تھے۔

"تو پھر شاپنگ پر ابھی ہی چلتے ہیں۔ سب تیاریاں ہم دو کو ہی کرنی ہوں گی۔ میرے پاس گھر ہے میرا اپنا۔ وہ مسئلہ حل۔۔۔ باقی تمہارے لیے دلہن کا ڈریس۔۔ تم خود پسند کر لینا۔ چلیں؟"

ہاشم پرجوش ہوتا اٹھا اور اپنا ہاتھ بڑھایا تبھی اجر نے چاروناچار اپنا ہاتھ ہاشم کے ہاتھ میں رکھا اور اٹھی، اسکی نظریں آس پاس کسی کی متلاشی تھیں مگر اجر کو آس پاس کوئی بھی مشکوک انسان نظر نہ آیا تو آنکھوں کی امید کچھ بجھنے لگی، اسے ابھی سے ہمت نہیں ہارنی تھی، اسے اس تماشے کے کلائمکس کا انتظار کرنا تھا۔

..________________________..

ولی کو جیسے اب جمال شاہ کے مزید زندہ رہنے کی امید نہ تھی کیونکہ گزری رات ان پر بہت بھاری رہی تھی تو اس نے احتیاط کے طور پر اسکی فیملی کو اطلاع کر دی تھی، ایک انکی ایکس بیوی تھی اور ایک بیس سالا بیٹا، جمال شاہ

نے باسل ماہیل کے ساتھ ہی نہیں، کئی اور لوگوں کے ساتھ بھی یہی کیا تھا، اللہ نے اسکے ہاتھ میں شفا رکھی اور وہ اللہ کے بندوں میں وبائیں بانٹتا رہا، اسکی اپنی بیوی اس سائیکو سے تنگ تھی کہ نہ صرف طلاق لی بلکہ اپنے بیٹے کی کسٹڈی بھی ہتھیائی کیونکہ اسے لگتا تھا اگر اسکا بچہ باپ کے ساتھ رہا تو یہ باپ کوئی تجربہ اس پر بھی کر دے گا، بہت سوں کی زندگی برباد کی تھی اور ایسے لوگ انسانیت کے نام پر واقع دھبہ تھے، ولی تو صرف انکا ایک گناہ جانتا تھا، پر کوئی تھا جو اس آدمی کے سارے گناہوں کی لسٹ اس رات گنگال چکا تھا۔

اور لسٹ وہ شخص تب ہی گنگالتا تھا جب مجرم کی آخری رات ہو، پہلے باسل ماہیل، آتشم کا غلام تھا مگر اب آتشم۔۔۔شاید اسکا یا پھر کسی تیسرے کا غلام بن چکا تھا۔

اور اب کوئی ٹریگر پوائنٹ بھی نہ رہا تھا، اسکا مطلب کہانی اب ٹریک پر آچکی تھی، راستے صاف ہو چکے تھے۔

جمال شاہ کی رات دم گھٹنے سے موت ہوئی تھی، ڈاکٹرز نے اول شک یہی ظاہر کیا کیونکہ جس طرح جمال شاہ مٹھیوں میں بیڈ شیٹ بھینچے ہوئے تھا، اسکی آنکھیں خوف سے کھلی تھیں اور منہ وا تھا، دیکھنے والے کو بھی لگتا کہ موت دم گھٹنے سے ہوئی ہے۔

ڈاکٹرز کے بقول یا انکا گلہ دبایا گیا ہے یا پھر وہ خود ہی پھیپھڑوں کے مکمل ناکارہ ہونے پر مر گئے۔

جبکہ ولی چونکہ انکی لاسٹ سٹیج جانتا تھا تو اس نے اسی کو سچ مانا اور یہ پولیس کیس نہ بننے دیا، رپورٹس پولیس کو دیکھائیں جس سے انکا پوسٹ مارٹم بھی غیر ضروری ہو گیا۔

انکی فیملی اور عزیز و اقارب پہنچ آئے تھے، کفن دفن اور تدفین کا انتظام ولی ہی کی نگرانی میں ہوا، اور اس سب کے بیچ کوئی تھا جو اس سارے معاملے پر

نظر رکھے ہوئے تھا، سیاہ کے بعد نیلی اور نیلی کے بعد واپس سیاہ آنکھوں والا کوئی شخص۔

قبرستان کے حدود میں صبح لگ بھگ صبح گیارہ کا وقت تھا، جنازے کے ساتھ آئے افراد جا چکے تھے لیکن اب صرف ولی تھا جو اس قبر کے کنارے کھڑا تھا، آنکھیں دلخراش سرخائی سے بھریں، کندھے جھکے اور آنکھوں سے بہتے بے آواز آنسوؤں کا اسکی داڑھی میں دفن ہونا۔

کچھ دیر پہلے انکا جنازہ تھا، وہ شخص تو چلا گیا لیکن اب ولی احمد کے کندھے بے شمار بھاری تھے۔

"اللہ آپکی بخشش کرے سرکار، میں آپکی ذمہ داری جلد پوری کر دوں گا۔"

وہ جھکا اور جھکتے ہی جمال شاہ کی قبر پر بیٹھا اور تازہ نرم مٹی پر ہاتھ پھیرے چند بہتے آنسو اس مٹی کے سپرد کیے، واپس اٹھا اور اک آزردہ نظر اس قبر پر

ڈالے پیچھے مڑا ہی کہ سامنے کھڑے کسی آدمی کو دیکھ کر ولی کی سرخ ڈوروں والی آنکھیں حیرت وخوف سے پھیل گئیں۔

اسکے سامنے کون تھا یہ تو علم نہیں پر آنکھیں فیصلہ کن حقارت و سرور سے بھری تھیں، تبھی ولی احمد کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

"فائنلی سب سے بڑا گناہ گار مر گیا۔"

وہ بھاری آواز آتشم سے کم خوفناک ہی تھی، کالی مست آنکھیں سرور سے بھری ولی احمد کی بھیگی آنکھوں پر جمی تھیں۔

"انکی پچھتاوے کی آگ، تمہاری آگ سے کہیں زیادہ جھلسانے والی تھی۔ اور گناہ گار جب تک مرتے نہیں، مظلوموں کو انصاف نہیں ملتا۔ اب تمہیں میں تمہارا انصاف دلواوں گا، میں تمہیں وہ راستہ دیکھاوں گا جو تمہاری پر سکون منزل بنے گا"

ولی احمد نے اس کھڑے پر اسرار آدمی کو اسکے دونوں شانوں سے تھاما، ان سیاہ آنکھوں میں اسکے یوں چھونے پر ناگواری ہمکی۔

"اچھا۔ تو کیا کرے گا تو؟"

اس سامنے والے نے اک زچ کرتی سمائیل دیتے ولی احمد کو دیکھا۔

"تمہاری واپسی کے لیے آتشم یا باسل میں سے کسی ایک کو مرنا ہو گا"

ولی احمد نے جو حل دیا اس پر وہ ان قبروں کے باوجود چھت پھاڑ قہقہہ مارے ہنسا تھا، اسکے ہنسنے میں برپا ہو چکے طوفانوں کی یلغار چھپی تھی۔

"مر گیا ہے باسل ماہیل۔ ہمیشہ کے لیے۔ کل اسکی لاش دفن بھی ہو جائے گی۔ اوپس ولی احمد، میں نے انصاف خود کو خود ہی دلا دیا۔ اب تو کس کام کا ہے۔؟"

آتشم نے اپنی گن نکال کر ٹھیک ولی احمد کی کن پٹی سے جوڑی، ولی کے اندر خوف وہراس کی لہر سی اتری جس سبب وہ پیچھے ہوا پر اتنا جانتا تھا کہ یہ اسے مار نہیں سکتا۔

"آتشم کوم۔۔ مرنا ہوگا نہ کہ باسل کو بچے۔ تم نے خود کو انصاف نہیں دلایا۔ تم نے خود کو مزید لمبی تباہی کے لیے اپڈیٹ کیا ہے"

ولی کی آواز اک فطری خوف سے ہچکولے کھانے لگی پر جواباً اس شخص نے دوسرے گلو والے ہاتھ سے ولی احمد کا گریبان دبوچا، اسکے ہاتھ کی گرفت، ولی احمد کی گردن بھینچنے لگی۔

"غور سے دیکھ مجھے جمال شاہ کے چمچے، نہ میں باسل ہوں نہ آتشم۔ میں اپڈیٹ فائرسٹروم ہوں جو ان دو کو نگل کر نیا ورژن بنا ہے، پرانا جب جاگتا ہے تو نئے سب نگل جاتا ہے۔ میرے اپنے کچھ پیمانے ہوں گے جن سے

میں گناہ و جرم کی سزا دوں گا۔ تیرا سرکار تو نکل لیا اب تیرے بارے سوچ رہا ہوں"

وہ سیاہ آنکھوں والا ایسے بولتا تھا کہ اسکی آواز کئی رد ھم چھوڑتی، سننے والے کی سماعت میں تیر بن کر اترتے اس شخص کے بھرم۔

"میرے پاس تمہاری کچھ امانتیں ہیں۔ میں جانتا ہوں جمال شاہ کے گناہ میں برابر کا شریک تھا لیکن اگر تم نے مجھے مار دیا۔ تم کبھی اپنا سچ نہیں جان پاو گے۔ نئ نئ شخصیات میں ڈھلتے جاو گے، ہر لمحے تم اک الگ انسان بنو گے۔ یہ تمہیں ختم کر دے گا، تمہیں اپنے وجود سے گھن آنے لگے گی"

ولی نے اسے ڈرانا چاہا کہ شاید اس سب کے بعد وہ ولی کی جان بخش دے پر سامنے اسکے اک جیتی جاگتی جہنم کھڑی تھی۔

"جس وجود سے مجھے گھن آئے وہ میں مٹا دیتا ہوں۔ کبھی اپنے وجود سے یہی گھن آئی تو یہی فارمولا خود پر آزماوں گا۔ تو اپنا بتا کس کے ہاتھوں مرنا پسند کرے گا، آتشم یا اس brimstone کے ہاتھوں"

گن کی نلی اب بھی ولی احمد کی کن پٹی سے جڑی تھی اور اگر وہ مزید دیر کرتا اسی حساب سے وہ گن سفر کرتی ولی کی گردن کی جانب سرکنے لگتی، ولی احمد کی آنکھوں میں موت کا سایہ لہرا رہا تھا۔

"یہ سب نہ رکا تو تم مر جاوگے بچے"

ولی نے گڑ گڑاتے ہوئے التجاء کی۔

"تو مر جاوں۔"

وہ اپنی اختراع پر نازاں تھا۔

"مجھے موقع دو، میں تمہیں وہ سب لوٹاؤں گا جو تم سے چھن گیا۔ صرف ایک موقع"

ولی نے ہاتھ جوڑتے، سسکتے ہوئے رحم کی طلب کی تھی، سامنے والا پگھل رہا تھا، اس بات میں کچھ تو اسکا فائدہ تھا۔

"ہمم۔۔اگر یہ موقع ضائع کیا تو یہیں کوئی قبر کھودنا اور آکر شرافت سے لیٹ جانا۔ تجھ پر مٹی ڈال دے گی یہ چلتی پھرتی جہنم۔"

گن ہٹالی گئی، وہ شخص کہتے ہی دور ہو گیا، ولی کی آنکھوں میں اک شکر گزاری ہمکی۔

"امانت کب چاہیے؟"

ولی نے اسکے جانے کے ارادے دیکھتے پکارا تو ان تیز طوفانی قدموں کی رفتار تھمی۔

"وہ باسل ماہیل کے سارے سچ اپنے سرکار کی قبر کے سرہانے گاڑ دے۔"

وہ کہتے ہی وہاں سے طوفان بن کر چلا گیا جبکہ ولی نے حیرت سے اسکی پشت دیکھی، یعنی امانت میں کیا ہے یہ اسے پتا تھا، باسل ماہیل کے سچ، اس چلتی پھرتی جہنم کو پتا تھا، اب کھیل کسی تیسرے کے ہاتھ میں تھا، یہ سوچ کر ولی احمد نے خوف سے جھر جھری لی۔

ایسا لگ رہا تھا جیسے اسکے سچ، اس تک پہلے ہی پہنچ گئے تھے، جمال شاہ کی موت کیا پتا قتل نہ ہو بلکہ انکی رہائی ہو، انکی اک آخری نیکی سب گناہوں پر حاوی ہو گئی ہو۔؟ خدا جانتا تھا۔

بے خودی! بے سبب نہیں غالب!

کچھ تو ہے جسکی پردہ داری ہے۔

..______________..

"خیال رکھیے گا۔ بور ہوئیں تو مصطفی کے ساتھ ڈرائیور کے ساتھ گھومنے چلی جایئے گا۔ آئس کریم تو ویسے بھی آپ دونوں کی فیورٹ ہے"

مصطفی اس وقت میرال کے پاس تھا جبکہ وہ دونوں اور حان کو سی آف کرنے آئے تھے۔

میرال کو یہ تجویز پسند آئی پر مصطفی نے جیسے خوش ہو کر کلیپنگ کی، اس سے تو لگ رہا تھا یہ آئیڈیا مصطفی کو زیادہ اچھا لگا۔

میرال اور اور حان، دونوں ہی مسکرا دیے۔

"آپ کو جواب مل گیا ہو گا۔ ہم ضرور جائیں گے"

میرال نے جھک کر اپنے اور مصطفی کی طرف سے جواب دیا تو اور حان نے مصطفی سے کیوٹ ہائے فائے کیا اور اسکا سر چومنے کو جھکا، تبھی میرال گھبرا گئی، اسے لگا شاید پھر سے اور حان اسکے بلش کا انتظام کرنے لگا ہے جبکہ جس

طرح میرال پیچھے ہوئی، اورحان کے ہونٹ مسکرائے بنا نہ رہ سکے، البتہ اسکی مسکراتی نگاہوں کی آنچ سہتی میرال شدید شرمندہ ہوئی۔

"آپ کو بھی کس چاہیے میرال؟"

مصطفی جو ہاتھ میں ایک چھوٹا سا بھالو پکڑے اپنی ہی دھن میں کچھ بول رہا تھا، بچارے کی ناک تلے پھپھی اور اب یہ ابا جان عاشقی معشوقی کر رہے تھے، اور اسے کوئی پرواہ ہی نہ تھی، جبکہ میرال نے یوں اورحان کے منہ کی طرف دیکھا جیسے کچھ غلط سن لیا ہو، سرخ گلاب ہوتی چہرہ پھیرے ہونٹوں پر اڈتی پرحیا مسکان ہی چھپا رہی تھی جب اورحان نے اسکا بھی سر چوما اور میرال کے جھٹکے سے سر اٹھانے پر دونوں کے ہونٹ ہلکے سے مس ہوئے، اورحان تو نہیں، میرال کے پورے وجود سے اس لمس پر جان نکل گئی، وہ فوراً ان ہونٹوں کا ہونٹوں پر دباو سا محسوس کیے پیچھے ہٹی۔

"یہ حادثہ تھا یقین کریں۔ میں اتنی جلدی ہونٹوں تک جانے والا آدمی نہیں ہوں میرال"

اورحان نے میرال کے پھر سے رو دینے کے خدشے سے بروقت صفائی دی پر وہ یوں تھی جیسے کاٹو تو لہو نہ بچا ہو۔

"یہ بندہ، مار کر کہتا ہے، مر تو نہیں گئی میرال"

وہ شدید شرم کے سنگ سوچتی اورحان کو اب دیکھنا بھی مشکل جان رہی تھی۔

"سنیں۔ میں اسکی تلافی میں انھیں اچھے سے محسوس کر سکتا ہوں اگر آپ چاہیں"

بچاری کی حالت سے محظوظ ہوتا اورحان ابھی مزید رہی سہی جان بھی نکال گیا جبکہ میرال کے ہاتھ فری ہوتے تو ایک اسکی گستاخ آنکھوں پر جماتی اور دوسرا، بے قابو ہوتے ہونٹوں پر۔

"ج۔۔جائیں اورحان"

وہ گہرے سانس لیتی چہرہ گھما گئی، اس شخص نے ایک ہی لمحے میں سانسوں کو من وزنی جو کر دیا تھا۔

"سی یو"

وہ کہہ کر جلووے بکھیرتا اپنی گاڑی کی طرف ایسے بڑھ گیا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں، میرال نے چونک کر جب تک اس محبوب شخص کو واپس گردن پھیرے دیکھنا چاہا، وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا، اسکی گاڑی کچھ ہی دیر میں ماہیل پیلس کے گیڈ سے نکل گئی۔

جبکہ میرال کا چہرہ اس وقت مہکا پھول بنا تھا، دھڑکنیں حد سے سوا تھیں، وہ لمحہ جب اورحان کے ہونٹوں کا دباو اس نے اپنے ہونٹوں سے محسوس کیا، اسے لگا تھا وہ پوری برف میں دفن ہو گئی ہو، سوندھی سوندھی اس لمس کی مہک اسے میرال بخش کا بیسٹ ورژن بخش گئی۔

یہ سب گلال آج وہ دن بھر نہ چھپا سکتی تھی پر مصطفی کی حاظر اپنے ہوش واپس لائی۔

،وہ مصطفی کے ساتھ ہی واپس گھر کی طرف چلی گئی مگر کچھ ہی دور جاتے اورحان کی گاڑی کو کسی دوسری سیاہ گاڑی نے روکا۔

اورحان نے سامنے سے آکر رکتی گاڑی کی اس حرکت پر کچھ غلط ہونا فیل کرتے ڈیش بورڈ میں رکھی اپنی گن نکال کر ہاتھ میں دبائی اور اس میں میگزین فٹ کرنے ہی والا تھا جبکہ اس گاڑی سے یکے بعد دیگرے چار نقاب پوش نکلے اور ان سبکے ہاتھوں میں گنز تھیں، ان لوگوں نے بنا اورحان کو سنبھلنے کا موقع دیے بنا گاڑی کے شیشے پر کوئی لوہے کی نوکیلی چیز ماری، جبکہ اورحان کی گن اس پہلے آدمی نے کار ڈور کھولتے ہی اپنے قبضے میں لے کر پھینکی۔

"کون ہو تم لوگ ؟ کیا چاہتے ہو مجھ سے "

اور حان کو یہی لگ رہا تھا شاید یہ راہ چلتے چور اچکے ہوں پر ان لوگوں نے نہ تو اور حان سے گاڑی کی چابی لی نہ ہی فون چھینا بلکہ ایک آدمی نے لوہے کی گن کا پچھلا حصہ اور حان کے سر پر دے مارا، وہ شدید وار پر کراہتا ہوا بے سدھ ہوا جبکہ دو لوگ اور حان کو اسکی گاڑی سے نکال کر سب چیزیں یونہی چھوڑتے اپنی سیاہ گاڑی کی طرف لے کر بڑھے، ان لوگوں نے اور حان کو اپنی سیاہ گاڑی میں ڈالا اور سوار ہوتے ہی نکل گئے، وہ لوگ کون تھے اور اور حان سے کیا چاہتے تھے فی الحال کچھ خبر نہ تھی۔

وہیں دوسری طرف حرا تو کالج چلی گئی تھی اور میرال بھی مصطفی کو لیے ٹی وی لاونج کی طرف بڑھ گئی، جبکہ ماہیل بھی اندر آئے تو سیدھے اپنے کمرے کی طرف چلے گئے، ایمن نے کچن وغیرہ میڈ کو سمیٹنے کا کہا اور خود چائے کا کپ لیے وہ ماہیل کو دیکھنے روم میں آئیں جہاں وہ سر گرائے بیٹھے، نیچے زمین کو دھندلائی آنکھوں سے گھور رہے تھے۔

"باسل نے جواب دیا ہے مجھے۔ آپ کو کیا ہو گیا؟"

ایمن نے انکی چائے کا کپ سائیڈ ٹیبل رکھے مسکرا کر بتایا ہی کہ جھٹکے سے ماہیل کا سر اٹھا، جہاں وہ ششدر تھے وہیں ایمن تو انکی آنکھوں کے بدلے رنگ بھانپ کر تڑپ اٹھیں۔

"ک۔ کیا جواب دیا ہے اس نے ایمن۔۔ دیکھاؤ فون؟"

ماہیل کی تڑپ دیدنی تھی جبکہ ایمن نے پریشان ہوتے فورا سائیڈ ٹیبل پر رکھا اپنا فون اٹھا کر ماہیل کی ہتھیلی میں رکھا اور خود بھی سہم کر ساتھ بیٹھیں۔

"سب ٹھیک ہے ماہیل۔ آپ کسی تکلیف میں لگ رہے ہیں؟"

وہ بس ماہیل کے کانپتے ہاتھ دیکھ رہی تھیں جن سے وہ جلد از جلد باسل کی چیٹ کھولنا چاہتے تھے اور جیسے ہی انہوں نے چیٹ کھولی، اول تو ایمن کے اسے بھیجے سب میسجز پر ہارٹ ری ایکٹ تھا جبکہ ایک میسج بھی تھا۔

"کچھ ماہ کی جدائی، ساری عمر کی جدائی سے بہتر ہے مما۔ دعا کیجئے گا"

ماہیل کی آنکھیں جن میں نمی تھی اب اس نمی میں اک امید تھی۔

"مجھے لگتا ہے آپ ٹھیک کہہ رہے تھے،وہ کسی سیکرٹ مشن میں بزی ہے۔ تبھی تو دیکھیں میسج بھی الگ طرح کیا۔کچھ ماہ کا کہہ رہا ہے۔میں تو ایک دن بھی اپنے بچوں کے بنا نہیں رہ سکتی۔کیا کروں گی میں"

ایمن کی اداسی اور تکلیف میں ڈوبی باتیں وہ سن تو رہے تھے پر انکی سمجھ اس پیغام پر جا اٹکی تھی۔

"شاید یہ باسل نے مجھے اشارہ دیا ہے۔کہ اسکی موت کی خبر ماں کے سامنے نہ آئے۔اور وہ اچھے سے جانتا تھا کہ اسکے اپنے کہے پر ہم دو یقین رکھتے ہیں پھر بھلے دنیا جو مرضی کہے۔ تبھی جاتے ہوئے مجھ سے وعدہ کر کے گیا کہ کچھ بھی ہو جائے لوٹے گا اور ماں کو بھی تسلی دی۔میری جان،میرا باسل زندہ ہے"

وہ دل ہی دل میں سوچتے جیسے کھل اٹھے، آنکھیں درد کے اثر سے دھیرے دھیرے نکلیں۔

"اسکی جاب ٹف ہے ناں۔ اسے جانا پڑتا ہے۔ میں ہوں ناں تمہارے پاس۔"

ماہیل نے بے حد محبت سے ایمن کے اطراف اپنی بازو حائل کی تو وہ اداس مسکراہٹ لیے انکے ساتھ لگ گئیں۔

"آپ تو ہمیشہ سے ہیں۔ بس اس شرط پر میں باسل کی جدائی سہوں گی کہ وہ اب آیا تو اسکی شادی کر دینی ہے۔ اجر نہ سہی تو کوئی اور پیاری سی بہو لے آوں گی۔ ٹھیک ہے"

ایمن کے اندر یقین صرف باسل کے میسج سے آیا تھا اور اب انکو کوئی بھی خبر سنا دی جائے، وہ نہ یقین کرتیں نہ اعتبار، اور ویسے بھی ماں کا دل اولاد کے دل کے سارے درد اور سکھ جان جاتا ہے۔

"ٹھیک ہے، جیسا تم چاہو ویسا ہی ہو گا"

وہ بھرپور مسکرائے، انگ انگ میں مانو سکون اتر گیا تھا، ایمن نے انکے حصار سے نکلتے انکو چائے اٹھا کر دی جسے ماہیل نے جب تک مکمل نہ پیا، ایمن انکے پاس ہی بیٹھی رہیں۔

جبکہ ابھی وہ باتیں ہی کر رہے تھے جب ماہیل کا فون بجا، اب تو انھیں بجتے فون سے بھی ڈر لگتا تھا۔

یہیں ماہیل پیلس سے کچھ فاصلے پر ہی ٹریفک پولیس کے دو لوگوں کو اورحان کی گاڑی ملی تھی جس میں اسکے موبائیل فون کے تھرو ان لوگوں نے ماہیل انجم سے رابطہ کیا تھا، اورحان کی کال عموما ماہیل کو کبھی آئی نہیں تھی تو انکے دل میں صبح اورحان سے ہوئی بات چیٹ لہرائی، اسی پریشانی کے پیش نظر انہوں نے کال ریسو کی، ایمن، خالی کپ لیے اٹھ کر کمرے سے چلی گئیں۔

"ماہیل صاحب بات کر رہے ہیں"

ٹریفک انسپکٹر نے کال لگتے ہی استفسار کیا۔

"جی ماہیل ہوں۔ کون ہیں آپ؟ میرے بیٹے کا فون آپکے پاس کیا کر رہا ہے؟"

ماہیل اٹھ کھڑے ہوئے، اضطراب سا انکے وجود کو چٹکیاں بھرے نوچنے لگا۔

"سر میں مجاہد خان ہوں، اسلامہ آباد ٹریفک پولیس سے۔ ہمیں آپکے بیٹے کی گاڑی ملی ہے، ایک شیشہ پوری طرح ٹوٹا ہے، گاڑی میں سب چیزیں موجود ہیں جیسے موبائیل، گن، والٹ۔۔۔، کچھ چوری نہیں ہوا لیکن یہاں آس پاس کہیں آپکا بیٹا نہیں ہے۔ لاوارثوں کی طرح گاڑی اس سنسنان سڑک پر کھڑی ہے۔ آپ یہاں آسکتے ہیں؟"

ماہیل انجم کے چہرے کا وہ رنگ جو کچھ دیر پہلے ہی بحال ہوا تھا، پھر سے لٹھے کی مانند سفید پڑا، حلق میں جیسے کانٹا سا چبھا۔

"مجھے لوکیشن بھیجیں اسی فون سے میں ابھی آیا"

ماہیل نے فوراً سے انھیں تاکید کی جبکہ کال بند کرتے تیزی سے خود بھی کمرے سے نکلے۔

"کیا ہوا؟ ہوسپٹل جا رہے ہیں؟"

ایمن نے عقب سے آواز دی جس سبب وہ رک گئے۔

"نہیں۔ ابھی آتا ہوں ایمن۔"

وہ بوکھلائے سے بنا وضاحت دیے چلے گئے جبکہ ایمن تھوڑی فکر مند تھیں کہ ماہیل باقاعدہ دوڑتے ہوئے گئے تھے، پانچ منٹ تک وہ مطلوبہ جگہ پہنچ چکے تھے، جبکہ گاڑی سے نکلتے ہی جب انہوں نے اورحان کی گاڑی کا شیشہ

ٹوٹا دیکھا تو سینے میں ضرب سی لگی، وہ دونوں ٹریفک پولیس کے اہل کار اب تک وہیں کھڑے تھے۔

"ہمیں لگتا ہے یہ کڈنیپنگ کا معاملہ ہے ماہیل صاحب۔ آپ یہاں کی پولیس سے رابطہ کر سکتے ہیں۔ ہم نے انکو آگاہ کر دیا تھا وہ پہنچتی ہو گی۔ یہ آپکے بیٹے کی کچھ قیمتی چیزیں ہیں جو گاڑی میں موجود تھیں۔"

مجاہد خان نے ایمانداری کے سنگ تمام چیزیں، پتھرائے سے اس باپ کے سپرد کیں جو مزید کچھ بر اسہنے کی پوزیشن میں نہ تھے۔

جبکہ وہ دو پولیس کے آنے تک رکنے والے تھے، آدھے گھنٹے تک پولیس پہنچ آئی تھی، یہ حیدر شمشیر تھا جو انسپکٹر رضا ہی کا جونیئر تھا تو یہ معاملہ اسے ہی دیکھنے کو ملا۔

گاڑی کی جانچ پرتال سے اسے بھی یہی لگا کہ معاملہ کڈنیپ کا ہے۔

"آپکو تھانے آکر کڈنیپنگ کی ایف آئی آر کروانی ہوگی ماہیل انجم، پھر ہم آپکے بیٹے کو ڈھونڈنے کا کام شروع کریں گے۔ پریشان ہونے کی ہرگز ضرورت نہیں۔ آپ رحمان سیال کے دوست ہیں تو ہم یہ کیس زیادہ دھیان سے دیکھیں گے"

حیدر نے پریشان حال ماہیل کو تسلی دینے کی کوشش کی پر الٹا رحمان کا حوالہ سنے وہ تپ گئے۔

"مجھے کسی کے نام کا حوالہ یا سفارش نہیں چاہیے، میرے بیٹے کو تلاش کریں۔ یہ آپکا فرض ہے عوام کو برابری کے معیار پر پروٹوکول دینا۔ میں تھانے چلتا ہوں۔ جو بھی فارمیلٹیز ہیں میں پوری کروں گا"

ماہیل کے لہجے مئں اب رحمان سیال کے لیے ہرگز نرمی نہ تھی جبکہ حیدر نے انکے کہے کو ویلیو دیتے سر ہلایا اور ماہیل نے گاڑی، اپنے ہوسپٹل کے

گیراج بھجوائی تا کہ ایسی حالت میں اس پر ایمن یا میرال کی نظر نہ پڑے اور خود وہ پولیس کے ہمراہ تھانے پہنچے۔

تمام امور نبھانے کے بعد پولیس اس کڈنیپنگ کے حوالے سے تحقیق پر لگ چکی تھی، ہر چیز جانچی جارہی تھی، اور حان کی دشمنی کس سے تھی یہ سب جبکہ ماہیل نے مشکوک افراد میں عثمان کے ساتھ رحمان سیال کا نام بھی لکھوایا، ہاں یہ سفاکانہ تھا لیکن ماہیل کو اب اپنے سائے پر بھی اعتبار نہ رہا تھا جبکہ رحمان سیال کو بھی انفارم کر دیا گیا تو وہ بھی تھانے پہنچے، ابھی باسل والی تکلیف ہری تھی کہ اب اور حان بھی کڈنیپ ہو گیا تھا، گویا یہ سر پھٹنے والی بے چینی و آفت تھی۔

"تم نے مشکوک لوگوں میں میرا نام بھی لکھوایا ماہیل؟"

اس وقت وہ دونوں آفس میں سوگوار بیٹھے تھے جب بہت دیر بعد رحمان سیال کچھ بولنے لائق ہو سکے۔

"جس نے میرے باسل کو موت کے منہ میں ڈالا، کچھ بعید نہیں وہ میرے دوسرے بیٹے کو بھی نگل لے۔ اور حان کی زندگی ابھی سنبھلی تھی، اگر اسے تکلیف دینے میں تو ہوا رحمان تو میرا بھیانک روپ دیکھے گا"

بنا دیکھے بھی وہ حقارت سے اٹے رحمان پر چڑھ دوڑے، رحمان سمجھ سکتے تھے وہ باپ تکلیف میں ہے پر یہ تو بربریت کی انتہا تھی۔ جب رحمان سیال نے سب بتا دیا تھا کہ اس سب میں اک مقصد باسل کی جان بھی بچانا تھا تو ماہیل کو کم از کم تھوڑی لچک تو دینی چاہیے تھی پھر باسل کے میسج والا راز بھی تو تھا، لیکن اس وقت وہ شخص کسی قسم کے رحم کو نہیں جانتا تھا۔

"میں اتنا بھی گھٹیا نہیں کہ اس وقت جب تو باسل کے لیے غم میں ہے، اور حان کو اٹھوا لوں۔ مانا بہت گری حرکتیں کیں پر مجھے میری نظروں سے اتنا مت گراماہیل کہ میں گر کر وہیں دفن ہو جاوں"

وہ شکوہ کرنے کے لائق نہ تھے پھر بھی بچپن کی دوستی بکھر رہی تھی اور یہ دیکھنا نہ رحمان کے لیے آسان تھا نہ ماہیل کے لیے۔

"دفن تو تجھے ہونا ہے رحمان۔ تیری بیٹی کو بھی۔ ابھی میرے سینے میں اور باسل کی واپسی کے بعد زمین میں۔ میں کسی کو نہیں بخشوں گا۔ میرے دونوں بیٹوں کو مزید اگر تیرے یا تیری بیٹی کی وجہ سے آنچ آئی تو مجھے انسانیت سے گرے درجے میں جاتا دیکھے گا۔ اور ہاں اس بارس کو بھی سمجھا دے میری حرا کے آس پاس بھٹکا تو اسکی ٹانگیں توڑ دوں گا۔ کوئی تعلق نہیں اب ہم دو خاندانوں کا"

وہ کرسی دھکیل کر اٹھے اور انگلی اٹھا کر رحمان سیال کو اک اک لفظ زہر میں بجھا کر کہا، اول سب تو ٹھیک مگر اختتامی حکم نے رحمان سیال کے ماتھے کی رگیں پھلا دیں۔

"تو اپنے بیٹے کی تباہی کا بدلا میری بیٹی کو اسکے لیے دھتکار کر لے تو چکا ہے۔ کم از کم ان معصوم بچوں پر تو ظلم مت ڈھا ماہیل۔ وہ ابھی معصوم سے بچے ہیں۔ ایک دوسرے کے دوست ہئں۔ ممکن ہے محبت کرتے ہوں۔ تو میرا ماہیل نہیں۔ وہ اتنا سنگدل نہیں تھا"

رحمان نے جیسے اس شخص کو جنجھوڑنا چاہا پر ماہیل انجم کو انکے غم، زخمی شیر بنا چکے تھے۔

"میں تجھے یا تیرے خاندان کے کسی فرد کو اب اپنے گھر میں نہیں دیکھنا چاہتا۔ یہی میرا آخری فیصلہ ہے رحمان سیال۔"

وہ اپنا فیصلہ سنا کر جا چکے تھے جبکہ رحمان نے انکے جاتے ہی اپنے درد کرتے سینے کو سہلایا، وہ ماہیل کا ایسا رویہ سہہ کر مر رہے تھے، ایک مجرم تھے وہ پر کیا ماہیل کا ان کو اتنی نفرت دینا جائز تھا، مجبوریاں انسان سے کیا کیا نہیں

کرواتیں پر یہاں تو سارے مان ٹوٹ رہے تھے، مصیبتوں نے جیسے ماہیل اور سیال والوں کو چن کر گھیر لیا تھا، خدا خیر کرے۔

..__________________________..

ہاشم خانزادہ نے کچھ اپنے دوست یاروں کو مدعو کیا تھا، کوئی ایسا بندہ نہ تھا جو اس شادی کی خبر اسکی مرضی کے بنا لیک کرتا، ساری شاپنگ ہاشم نے خود اجر کو کروائی تھی، شام کے پانچ بجنے والے تھے، مہمان آچکے تھے اور نکاح خواں بھی جبکہ سرخ لہنگا پہنے بس مناسب سا سجی اجر دوپٹے سے بے نیاز ائینے کے سامنے کھڑی تھی۔

"میں باسل ماہیل کی بیوی ہوں، پہلے اسے مارنے کے لیے کہا پھر اب اسکے نکاح میں ہوتے اک دوسری شادی کرنے کا ڈرامہ کر رہی ہوں، مجھ جیسا گھٹیا کوئی نہیں ہو گا۔ اگر تم نہ آئے باسل تو سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ تم یا آتشم

کوئی تو آئے گا، میرا دل کہتا ہے تمہاری محبت کبھی نہیں مر سکتی پھر چاہے کتنی بھی شخصیات میں بدل جاو۔"

وہ اپنے آپ کو دیکھ رہی تھی، اسکی خوبصورت شکل اجر کو سیاہی میں لتھڑی نظر آ رہی تھی، مانا اسے نفرت تھی پر نفرت میں وہ اس قدر آگے چلی آئی تھی کہ اب خود سے گھن آ رہی تھی، اسکے پاس آج آخری موقع تھا، آج یا تو باسل کی سچائی سامنے آتی یا پھر وہ ہمیشہ کے لیے اجر اور باقی سبکی زندگیوں سے نکل جاتا۔

جبکہ نکاح سے آدھا گھنٹہ پہلے ہاشم کو اک اہم کال آئی، جسکو سن کر وہ اپنے گھر کے گیڈ میں آیا تبھی اسے اک سیاہ گاڑی نے آکر اٹھائے کڈنیپ کیا، اور گاڑی میں دھکا دیے، گاڑی بھگا لے گئے۔

وہ اپنے چند زیور جو اجر کو سانپ دیکھائی دے رہے تھے، پہن رہی تھی، سر پر دوپٹہ ہلکا سا اٹکایا، اک سوگوار دلہن، پچھتاوے کی گرد میں لپٹی اجر سیال، پل پل اپنی ہر خوشی برباد کر رہی تھی۔

لیکن پھر جانے جسم کی رگوں میں گردش کرتا اپنا لہو اسے کاٹنے لگا، وہ لڑ کھڑا کر اٹھی اور جا کر میٹرس پر بیٹھی، دوپٹہ سر سے ڈھلک گیا، چہرہ ہاتھوں میں دیے پھوٹ پھوٹ کر رو ہی رہی تھی جب اس کمرے کی کھڑکی کا کسی نے کانچ توڑا، وہ سسکیاں گھوٹے ابھی اٹھی ہی جب وہ ٹوٹے کانچ کے بیچ ہاتھ گھسا کر وہ لاک کھولتا بھاری بوٹوں سے کمرے کے فرش پر جھمپ مارے اندر گھسا، اجر اپنے آنسو رگڑتی آنکھوں کی ساری اذیت اک طرف کرے اسے دیکھنے لگی۔

اسکے سامنے پھر سے آتشم تھا جو اس وقت Lee Min-ho کا ماسک پہنے زہر خند مسکراتا اجر سیال کو دیکھ رہا تھا، یہ بھی کورین فینس ایکٹر ہے اور ستم کہ اجر کو جسطرح بی ٹی ایس آرمی میں وی پسند تھا، کورین ایکٹرز میں lee

پسند تھا اور یہ سب آتشم کو کیسے پتا یہ وہ امید تھی جو اجر کی ساری تکلیف مٹا گئی، وہ جان گئی اس ماسک کے پیچھے باسل ماہیل ہے۔

"تجھے منع کیا تھا دو سال تک کوئی شادی وادی کا سین نہیں پھر کونسی آگ لگی ہے تیری ہستی کو اجر سیال؟"

وہ ہاتھ میں گن لیے دو قدم اجر کی طرف بڑھا مگر وہ بے خوف، ٹس سے مس بھی نہ ہوئی۔

"باسل۔ میری بات سنو پلیز"

وہ اسکی طرف بڑھنا چاہتی تھی پر آتشم نے نیلی آنکھوں میں حقارت بھرے گن ٹھیک اجر سیال پر تانی۔

"تجھے کونسی زبان میں یہ بکواس سمجھ آئے گی کہ باسل کو تو نگل چکی ہے، اس وقت تیرے سامنے تیرا مالک کھڑا ہے۔ آتشم۔"

وہ حلق کے بل غرایا تھا، جبکہ اجر کسی صورت اسکی بات پر یقین نہیں کر رہی تھی۔

"نہیں۔ تم نے جان بوجھ کر یہ شادی نہ کرنے کی شرط رکھی اگریمنٹ میں کیونکہ تمہیں اچھے سے پتا تھا باسل کو منظر عام پر لانے کے لیے میں پہلا کام یہی کروں گی کہ کسی اور سے شادی رچاوں گی۔ اور میری کسی اور سے شادی بس باسل برداشت نہیں کر سکتا۔ میری شادی سے تمہیں کیا فرق پڑ سکتا ہے؟ کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ تو تم باسل ہی ہو، آتشم کے بھیس میں۔ پہلے آتشم تم پر قابض تھا جبکہ اب باسل ماہیل، آتشم پر قابض ہے۔ میں نے جو تمہیں مارنا چاہا اس چیز نے پاگل کیا تمہیں۔ نفرت ہو گئی تمہیں مجھ سے اور اس نفرت میں تم اب جان بوجھ کر غلط کر رہے ہو باسل۔ سزاوار میں ہوں تو تم میری جان کے بدلے یہ سب ختم کر دو۔ اپنی فیملی کے پاس چلے جاو۔ تمہارے بابا بہت زیادہ ٹوٹ چکے ہیں۔ سوچو تمہاری مما کیسے کل تمہاری موت کی خبر سہیں گی"

وہ اسکے نزدیک سرکی، گن اب تک آتشم نے اس پر تان رکھی تھی لیکن اجر کو اس وقت اپنی کوئی پرواہ نہ تھی، آتشم نے اسکی ہر بات بیزاری سے سنی اور سخت تنگ آئے اجر کو اسکی گردن سے دبوچ کر اپنے اس فیک چہرے کے بلکل نزدیک کھینچا، وہ دم سادھ گئی، اسکی آنکھیں سچ میں ندامت سے اٹی تھیں۔

"دیکھ اجر۔ میں نے تجھے کئی بار کہا ہے میں باسل نہیں ہوں۔ وہ مر چکا ہے۔ میں نے اسے مار دیا ہے۔ اسکی موت سے پہلے باسل اور آتشم ایک تھے پر باسل کے مرتے ہی اب یہ جگہ کسی تیسرے کے پاس ہے۔ میں وہ تیسرا ہوں۔ اور میں نے اس ایگریمنٹ میں تیری شادی والا آپشن اس لیے رکھا کہ تجھ جیسی عورت ایسے رشتے کے لائق نہیں۔ جس نے اپنے محبت کرتے شوہر کو مروادیا وہ کل کسی دوسرے کو بھی مار دے گی لہذا میں نہیں چاہتا میری غلام میرے دیے احکامات کے علاوہ کہیں اور مصروف ہو"

وہ اک اک لفظ حقارت سے ادا کر رہا تھا جبکہ اجر کی آنکھوں میں وہ سارا درد جاگ اٹھا جو اس نے باسل کے واپس آنے کی امید پر اک طرف کر دیا تھا۔

"میرا دل کہتا ہے تم باسل ہو"

وہ اک آخری بار اسے اس نام سے پکاری، جس نام سے اس تیسرے کو نفرت ہو چکی تھی۔

"تیرے دل پر لعنت سمجھی۔ اب یہ تماشا سمیٹ ورنہ بہت برا ہو گا"

وہ اسکے لفظوں سے بری طرح چھلنی ہوئی تھی، آنسوؤں کو بھرپور قابو کر رہی تھی۔

"ن۔۔ نہیں سمیٹوں گی۔ میں ہاشم سے شادی کروں گی۔ جو کرنا ہے کر"

وہ بھی ساری تکلیف جھٹک کر اسے پرے دھکیلے غرائی، جبکہ آتشم نے اسے وہاں سے جاتا دیکھے بازو سے پکڑے لہرا کر میٹرس پر دھکا دیا۔

"تجھے سمجھ نہیں آرہی میں کیا بکواس کر رہا ہوں؟"

وہ حلق کے بل پھر دھاڑا تھا جبکہ اجر سارے ڈر و خوف مارے لیٹے سے اٹھ بیٹھی۔

"ٹھیک ہے تم کرلو شادی مجھ سے"

وہ آنکھوں میں سفاکیت بھرے بولی تو اک لمحہ آتشم پیچھے ہٹا، اسکی نیلی آنکھیں پھیل گئیں۔

"تمہاری لائف میں تو دو نمبر عورتوں کا میلا ہے۔ ایک اور ایسی سہی۔"

اجر نے خود کو آتشم کے سامنے اتنا گھٹیا کہا کہ وہ لپک کر اس کے اوپر حاوی ہوتے جھکا، گردن پر ہاتھ رکھا لیکن دبایا نہیں۔

"اس بات سے صرف باسل ماہیل کو تکلیف ہو سکتی ہے۔ کسی ایرے غیرے کو نہیں۔ آج یہ شادی ہو گی اور میں دیکھتی ہوں کیسے تم اسے روکو

گے۔میں ہر وہ کام کروں گی آتشم جو میرے حوالے سے باسل کو برداشت نہیں۔ تم کھیلنا چاہتے ہو مجھ سے، میں کھیلنے کے لیے تیار ہوں۔ اگر تم خود کے ساتھ برا کرنے والوں سے بدلا لینے کے لیے یہ سب کر رہے ہو تو مت کرو۔ تم سے نفرت کرنے والی اجر سیال تمہارا ہر بدلہ لے گی، مجھ پر بھروسہ کرو۔ میری نفرت اور اپنے بدلے میں تم اپنے ماں باپ کو درد نہ دو تمہیں خدا کا واسطہ"

وہ یہ سب کہتی غمزدہ تھی جبکہ آتشم نے اسکے سر تلے ہاتھ رکھے اجر کو بیٹھایا پر وہ اس پر قہر کی طرح چھایا تھا۔

"جب تو نے باسل کو مارنے کا کہا تب تجھے اسکے ماں باپ کا دکھ نظر نہیں آیا؟"

وہ اسکی آنکھوں میں اپنی وحشی آنکھیں گاڑے بولا تو اجر نے بھیگتی آنکھوں کو مزید نہ سنبھالا۔

"میں نے اپنی زندگی کی وہ سب سے بڑی غلطی کی، گناہ۔ ناقابل معافی عمل۔ زیادتی"

وہ احساس جرم میں مبتلا بلکل بکھری ہوئی تھی۔

"تو سہہ ناں پھر مکافات عمل۔ اب جب وہ مر گیا ہے تو ہر جگہ ڈھونڈنے سے کیا تجھے وہ مل جائے گا؟"

آتشم کی آواز بدل رہی تھی، جیسے یہ سب کہنے کے لیے اسے حلق کا درد دبانا پڑ رہا ہو۔

"مت ملے، میری جان لے لی جائے اس زیادتی پر لیکن اتنی بڑی سزا نہیں"

وہ شاید باسل کو پگھلانا چاہ رہی تھی لیکن جب وہاں باسل تھا ہی نہیں تو پگھلتا کون۔

"بات سن اجر سیال، یہ آخری وارننگ ہے تجھے۔میں باسل نہیں تو مجھے اس سے ملانا بند کر کے میری بات مان۔ورنہ جو ہو گا اسکی ذمہ دار تو ہو گی۔"

آتشم نے مٹھی میں اجر کا جبڑا جکڑتے اسکو وارن کیا اور اجر کا دل پھٹنے سا لگا، اک پل واقعی لگا یہ اتنی بے دردی سے چھونے والا باسل ہو ہی نہیں سکتا۔

"میں ہاشم سے شادی کروں گی۔"

وہ اکڑی تو آتشم نے اسکا جبڑا آزاد کیا اور اٹھ کر سیدھا ہوا، وہ ضدی نظروں سے اس چہرے کے پیچھے چھپے شخص کو دیکھ رہی تھی، ڈھونڈ رہی تھی۔

"ٹھیک ہے کر لے"

وہ مڑ کر واپس کھڑکی کی طرف بڑھا جب وہ اسے باسل کہہ کر پکاری اور وہ رکا بھی۔

"اگر تم نے اس شادی کو روکنے کے لیے کچھ کیا تو مجھے یقین دلا دو گے تم باسل ماہیل ہو۔ تم نے جو یہ ماسک پہنا ہے وہ میرا فیورٹ کورئین ایکٹر ہے اور صبح والا فیورٹ بی ٹی سی کریو ممبر۔ یہ سب تم جیسے تیسرے کو کیسے پتا، یہ وہ چیزیں ہیں جو صرف میری فیملی جانتی ہے۔ ایون دوست بھی نہیں جانتے۔"

وہ کس قسم کی ڈھیٹ عورت ہے یہ تو آتشم کو نہیں پتا تھا پر اسکی زندگی کا گرہن ضرور بنتی دیکھائی دے رہی تھی۔

"کیا پتا میں تیری فیملی کا ہی کوئی اور ممبر نکلوں؟ لیکن باسل ماہیل مر چکا ہے۔ یہ بات اپنی کھوپڑی میں بٹھا لے۔ رہی بات شادی روکنے کی۔ تجھے ہاشم تھوڑی دیر تک مل جائے گا۔ اس سے دس بار شادی کر لینا میری طرف سے اجازت ہے، میں تجھے چھ سات ماہ بعد ملوں گا اب"

وہ اتنے آرام سے اجازت دے کر نکل گیا اور جو کچھ کہا اس پر اجر نے اپنا درد سے پھٹتا سر تھاما، پھر جیسے ہاشم سے دس بار شادی کی بات پر ٹھٹکی، باسل نے اس روز ہاشم کے گھر آنے پر عجیب سا اک سوال کیا تھا کہ کیا یہ ٹکروں میں بھی ایسا ہی پسند ہو گا، وہ سوچتے ہی اجر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اس نے ایسا کیوں کہا دس بار شادی۔۔۔ک۔۔کیا وہ ہاشم کو ٹکرے کرنے والا ہے۔اوہ میرے خدا"

وہ یکدم خوف سے پیلی پڑی، پورا وجود کانپ گیا، لیکن کہیں دل میں یقین تھا کہ وہ ایسا نہیں کرے گا مگر پھر ٹھیک آدھے گھنٹے بعد ایک ایمبولینس ہاشم کے گھر داخل ہوئی تھی، اجر بھی نیچے دوڑی جبکہ پولیس کے مطابق ہاشم کی لاش ملی تھی، اسکے دوست سارے یہ سب کچھ دیکھ کر خوف وہراس سے اٹ گئے جبکہ اجر نے اسکی لاش دیکھنے کی ضد کی، جسکے پورے دس ٹکرے تھے۔

وہ بلکل جلا ہوا تھا، پہلے اسے کاٹا گیا تھا پھر اسکے ہر ٹکرے کو ہیوی فائر گن سے جھلسایا گیا تھا، ہاشم کے کٹنے اور جلنے کی وڈیو ایک فیک اکاؤنٹ سے سوشل میڈیا پر وائرل کر دی گئی تھی جس سے زبیر خانزادہ بھی پھڑک گیا لیکن جنکی بیٹیوں کو اس درندے نے ہوس کا نشانہ بنا کر مارا تھا وہ سب غریب اور تڑپے ماں باپ چین پا گئے تھے، ہاشم خانزداہ کی یہ وہ سزا تھی جو ان برباد ہوئی لڑکیوں کے ماں باپ دینا چاہتے تھے۔

جبکہ پولیس نے شک کے دائرے میں اس گھر کے تمام افراد سے پوچھ گچھ کی، اجر بھی اس تفتیش میں شامل تھی لیکن مارنے والے نے کوئی ثبوت نہ چھوڑا تھا، جس فیک اکاونٹ سے ہاشم کی وہ بھیانک وڈیو وائرل ہوئی اسکی جانچ تک کی گئی مگر وہ بنا کسی انفارمیشن کے ایک ہیکر اکاونٹ تھا جسکے بارے پتا چلانا پولیس کیا، حساس ادارے تک کے بس کی بات نہ تھی۔

زبیر خانزدہ جسے لگ رہا تھا وہ کچھ بھی کر سکتا ہے، اپنے بیٹے کی اخیر درجہ بھیانک موت پر اب اسکے پاس کچھ نہ بچا تھا، اور ملکی غدار کا ساتھ دے کر

اسکی کمزور جڑ اکھاڑ کر دہری اذیت سے گزار کر ساتھ سے دستبر دار کرنا ہی آتشم کا کام تھا۔

اجر سیال یوں تھی جیسی اسکی آواز چلی گئی ہو، دہشت و وہشت کا ایسا اثر کہ اس پر موت کا سا سکوت طاری ہو چکا تھا۔

..________________..

رات کے نو بج چکے تھے مگر اور حان کا کہیں کوئی اتا پتا نہ تھا، پولیس نے عثمان کی بھی جا کر دھلائی کی پر وہ قسم کھانے کو بھی تیار تھا کہ اسے کچھ پتا نہیں، جہاں جہاں اور حان جا سکتا تھا ہر اس جگہ پولیس جانچ کر چکی تھی اور نو بجے حیدر شمشیر نے اپنی اور اپنے لوگوں کی ناکامی ماہیل انجم اور رحمان سیال کے آگے رکھ دی۔

"ہمیں کوئی بھی سراغ نہیں ملا سر، کوئی چشم دید گواہ بھی نہیں ہے کہ جس سے کچھ پتا چل سکتا، نہ ہی اس جگہ روڈ پر آگے پیچھے کوئی سی سی ٹی وی کیمرہ

موجود ہے۔ کل ہم آگے پیچھے کے بوسٹرز پر لگے کیمروں کی ریکارڈنگ منگوائیں گے تاکہ پتا چلے اس ایریا سے کوئی مشکوک گاڑی جاتی دیکھائی دی یا نہیں۔ پھر ہی اس کیس پر کوئی پیش رفت ہو سکے گی۔ آپ لوگ اب گھر جائیں۔ ہم نے آگے پیچھے کے تھانوں میں بھی انکی تصویر اور کڈنیپنگ ڈیٹیل بھیج دی ہے، جیسے ہی کچھ پتا چلا ہم آپکو انفارم کریں گے"

ان دو کو مایوس ہو کر، ٹوٹ بکھر کر واپس لوٹنا پڑا لیکن ماہیل میں اب ہمت نہ تھی، ایک بیٹے کی تکلیف سے تو ایمن کو بچالیا، اب اور حان کے بارے وہ اس سے کیا کہیں، ایمن ہی نہیں، اسکی تو میرال بھی منتظر ہوتی، مصطفی بھی بیقرار ہوتا۔

جبکہ تھانے سے باہر نکلتے ماہیل بس ٹوٹ کر مسمسار ہونے کو تھے، یہ سب انکے اعصاب پر بھاری تھا، یہ سب کچھ انکی ہمت سے بڑا تھا۔

"وہ مل جائے گا ماہیل۔ خود کو سنبھالو"

رحمان نے مسلسل دھتکار کے باوجود بھی ہمت نہ ہاری جبکہ اس وقت ماہیل میں انکا ہاتھ جھٹکنے کی بھی طاقت نہ تھی۔

"اورحان مجھ سے ناراض تھا۔ میں نے اسے ہرٹ کیا تھا۔ میں اسے اپنی تکلیف بتا کر پریشان کرنے سے بچا رہا تھا پر جانتا ہوں وہ بہت حساس ہے۔ کہیں اس نے خود کو خود ہی کڈنیپ تو نہیں کروالیا رحمان؟ مجھے احساس دلانے کے لیے کہ وہ بھی باسل جتنا پیارا ہے مجھے۔ تمہیں پتا ہے بچپن میں وہ اکثر خود کو تکلیف دیا کرتا تھا، صرف ایمن اور میری توجہ پانے کو"

ماہیل کی ٹوٹی ہوئی امید دلخراش تھی، رحمان خود تڑپ اٹھے کہ ماہیل کی ہمت بلکل ختم ہو چکی تھی، تبھی وہ رحمان پر چلا بھی نہ رہے تھے۔

"مجھے نہیں لگتا اورحان میں اب بھی وہ پاگل پن اور بچپنا ہو گا۔ بے فکر رہو پولیس اسے ضرور ڈھونڈ لے گی۔ اسکی کسی سے کوئی دشمنی نہیں تو اللہ پر بھروسہ رکھو۔"

رحمان نے انکی دلجوئی کرنا چاہی پر ماہیل کو یہ بات کھائے جا رہی تھی کہ اب ایمن کو کیسے بہلائیں گے۔

"میں گھر میں کیا بتاؤں گا سبکو؟"

وہ انتہائی درد میں ڈوبے بولے تو رحمان نے انکے شانے تھام کر دبائے۔

"وہی جو سچ ہے۔میں بھی چلوں ساتھ؟"

رحمان نے تڑپ سی لیے اک منت کی پر ماہیل پھر سے اسکے ہاتھ جھٹک گئے،منہ بھی پھیر لیا،اف دل کا درد پھر یاد آگیا۔

"ابھی میرے کندھوں میں طاقت باقی ہے۔جب مر گیا تو آجانا کندھا دینے۔اس سے پہلے تمہاری نہ ہمدردی چاہیے نہ سہارہ رحمان سیال"

وہ سفاک بنے رحمان سیال کا دل چیڑتے ہوئے اپنی گاڑی کی طرف بڑھے تو رحمان سیال کھڑے جیسے زمین میں دھنس گئے تھے،انہوں نے

اک خاموشی لرزتی کربناک نگاہ سیاہ آسمان کی طرف ڈالی تھی، یعنی اس شخص نے اپنی عرض اب اللہ کے سپرد کر دی تھی۔

:______________________:

اس ناول کے تمام جملہ حقوق محفوظ ہیں، ایس مروہ مرزا ناولز کی آفیشل ویب پر آپ کو اس کے ساتھ انکے باقی ناولز بھی پی ڈی ایف میں ملیں گے۔ وزٹ!

www.smerwamirzanovels.com

تمہارا جانا ایسا جیسے

تہوار کے بعد میلا اجڑ جاتا ہے....

وہ سیال حویلی سے کچھ فاصلے پر سڑک کنارے بنی پٹی پر بیٹھی تھی، دلہن بن کر نہیں، اک سزاوار بنے، وہ سرخ جوڑا تو وہ اس گھر ہی اتار آئی، اپنے

کپڑے پہنے، وہ سوگوار سی بیٹھی، باسل ماہیل کی موت کا یقین اجڑی آنکھوں میں بسائے ہوئے تھی، اک خیال اب بھی کہتا کہ وہ باسل ہے، جبکہ باسل کسی کا اتنا دردناک قتل کیوں کرے گا، یہ سوچ اسے اس سب پر یقین کرنے نہ دیتی۔

اجر کو لگ رہا تھا وہ جلد یا بدیر پاگل ہو جائے گی۔

وہ آتشم سے ہوئی لاسٹ بات اپنے سن دماغ میں لانے کی کوشش کرے اپنا سر ہاتھوں میں گرائے تھی کہ کسی طرح کوئی تو کڑی اسکے ہاتھ لگے جس کے سہارے وہ یہ کچھ ماہ گزار سکے۔

پھر جیسے اسکے مفلوج دماغ میں چنگاری سی سلگی، ذہن میں جھماکہ ہوا، آتشم کی کہی کچھ باتیں فلم کی طرح اجر کے دماغ میں چلنے لگیں۔

"دیکھ اجر۔میں نے تجھے کئی بار کہا ہے میں باسل نہیں ہوں۔وہ مر چکا ہے۔میں نے اسے مار دیا ہے۔اسکی موت سے پہلے باسل اور آتشم ایک تھے

پر باسل کے مرتے ہی اب یہ جگہ کسی تیسرے کے پاس ہے۔میں وہ تیسرا ہوں۔اور میں نے اس ایگریمنٹ میں تیری شادی والا آپشن اس لیے رکھا کہ تجھ جیسی عورت ایسے رشتے کے لائق نہیں۔جس نے اپنے محبت کرتے شوہر کو مروادیا وہ کل کسی دوسرے کو بھی مار دے گی لہذا میں نہیں چاہتا میری غلام میرے دیے احکامات کے علاوہ کہیں اور مصروف ہو"

وہ آتشم کی یہ والی باتیں یاد کرتے ٹھٹھکی،چہرے کا رنگ پیلا پڑا۔

"ویٹ!اس نے کہا کہ باسل کی موت سے پہلے آتشم اور باسل ایک تھے۔پھر اسکے مرنے کے بعد یہ آتشم کی پوسٹ اب کسی تیسرے کے پاس ہے؟"

وہ اس مین نقطے پر الرٹ ہوئی،اٹھ کھڑی ہوئی،اسے یہ چند ماہ گزارنے کی وجہ مل گئی تھی۔

"اگر باسل اور آتشم، اس کار کریش سے پہلے ایک تھے تو ایک نے دوسرے کو کیسے مارا ہو گا؟ بکواس آدمی۔ مجھے چکر دے گا؟۔۔سب سمجھ گئی ہوں تمہاری گیم۔ تم نے یہ کچھ ماہ مجھے دیے تاکہ میں زرا فارم میں آسکوں، اچھے سے امتحان دے سکوں۔ پھر تم اپنی برابری کی اجر سے مقابلہ کرو گے۔ مجھے یہ پتا کروانا ہو گا کہ ہاشم معصوم تھا یا نہیں کیونکہ اگر تم باسل ہی ہو تو بلاوجہ تم نے ایک تیر سے یہ دو شکار نہیں کیے۔ ضرور ہاشم اسی کا مستحق تھا۔ اوہ میرے خدا"

وہ چہرے کے چمک جانے پر چہک سی گئی، اس نے بہت بڑا ثبوت پایا تھا حالانکہ اس وقت وہ ہاشم کی بھیانک و دردناک موت سے بہت زیادہ سہمی تھی پر اس حال میں بھی اجر کا دماغ بہت باریکی سے کام کر رہا تھا۔

"دو آپشن ہیں۔ یا تو تم اس ملٹیپل پرسنالٹی ڈس آرڈر سے نکل چکے ہو اور اب مجھے سزا دے رہے ہو یا پھر یہ تمہاری کوئی تیسری شخصیت ہے جس نے باقی سبکو نگل لیا باسل۔ جو بھی ہے۔ تمہارے جن تو میں ہی نکالوں گی۔ بہت

خوار کر لیا تم نے مجھے۔ میرے اتنے سالوں کی نفرت پر تمہارے یہ چند دن کے مظالم حاوی ہو چکے ہیں۔ تم نہیں مرے اور میرے لیے یہ چند ماہ گزارنے کے لیے اتنی پاور کافی ہے"

وہ ہر تکلیف سے نکل آئی تھی، اور شاید اسے یہ نشانی آتشم نے دی ہی تبھی ہو تا کہ ہاشم کی دردناک موت کا اثر زائل ہو اور آتشم ہو یا باسل، دونوں ہی جانتے تھے اجر کس قدر شکی اور جنونی طبعیت کی مالک ہے، بعض اوقات ہمیں ملے سراغ، ہماری کوشش کا نتیجہ نہیں ہوتے، سامنے والا وہ سراغ ہمیں مزید بڑا الجھانے کے لیے چھوڑتا ہے اور یہاں بھی یہی ہوا تھا۔

..________________________..

اور حان کو جو لوگ کڈنیپ کر لے گئے تھے، وہ اسے پرائیویٹ جیٹ کے تھرو دبئی لے کر گئے تھے، اسے کچھ نہیں پتا تھا کہ وہ کس کے چنگل میں

پھنس گیا ہے لیکن اسے جس طرح پرائیویٹ پلین کے تھرو لے جایا گیا اس سے یہی لگ رہا تھا جس نے بھی اسے کڈنیپ کیا ہے وہ کوئی عام انسان نہیں۔

دبئی کے ایک گھر میں اسے رات تک پہنچایا گیا تھا، اسے تمام راستے نیم بیہوشی میں رکھا گیا تھا، تاکہ وہ کسی قسم کی مزاحمت نہ کر سکے۔

لگ بھگ رات کے گیارہ بجے کا وقت تھا جب روم کا لاک اوپن ہوا، اور حان جو جاگ کر اس روم کی جام کھڑکیاں کھولنے یا توڑنے کی کوشش میں تھا، آہٹ پر فوراً مڑا۔

اور مڑنے کی دیر تھی کہ اک جانا پہچانا مسکراتا چہرہ اندر داخل ہوا، وہ ایک اٹھائیس سال کی اچھی شکل وصورت کی لڑکی تھی، صنم، اور حان کی پہلی بیوی کی چھوٹی بہن جو کافی سال پہلے دبئی چلی گئی تھی، اسے یہاں بہت اچھی جاب ملی تھی لیکن اس پرائیویٹ جیٹ اور غنڈوں کے تھرو پاکستان سے اک اچھا خاصا بندہ اٹھوانا کسی معمولی لڑکی کے بس کا کام ہرگز نہ تھا۔

"تم۔۔ تم نے کڈنیپ کروایا ہے مجھے؟"

اورحان کے ماتھے پر ناگواری سے بل پڑے، اسے بلکل امید نہ تھی کہ وہ صنم سے یوں ملے گا، اسے اور مہر کو یہی لگتا تھا یہ منحوس انکی زندگی سے دفع ہوگئی کیونکہ خود مہر فاطمہ کو اپنی بہن سے شدید نفرت تھی جسکی وجہ صنم کی حاسد نیچر تھی۔

"جی اورحان! مہر نے تو مجھے زبردستی یہاں دبئی میں جاب دلوا کر اپنی اور آپکی زندگی سے نکال پھینکا تھا پر دیکھیں میں پھر واپس آگئی۔ کچھ سال سیٹل ہونے میں ہوش نہ رہا لیکن جیسے ہی ہوش آئی، پہلی خبر یہی ملی کہ دو سال پہلے مہر مر گئی۔ اف آپ سوچ نہیں سکتے مجھے کتنا قرار ملا، مہر نے جو میری زندگی یہاں بھیج کر تباہ کی، اب لگ رہا ہے سارا ازالہ ہو جائے گا"

وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھائے اورحان کی طرف بڑھی جبکہ اورحان تنفر سے اسے دیکھتا اک انچ بھی اپنی جگہ سے نہ ہلا۔

"تمہارے پاس پرائیوٹ جیٹ کہاں سے آیا اور اتنی پاور۔ یہ سب ایک معمولی جاب میں ممکن نہیں۔ مجھے بتاو مہر نے تمہیں کونسی جاب دلوا کر یہاں بھیجا؟"

اور حان اسکی بقیہ کسی بکواس کو سنے بنا مدعے پر آیا جبکہ صنم قہقہہ مارے اذیت سے ہنسی۔

"مجھے لگا آپ دونوں اس سازش میں شریک ہیں"

صنم کی بات اور حان کے بلکل پلے نہ پڑی۔

"مطلب۔ کیسی سازش؟"

وہ الجھا۔

"اس نے مجھے ایک کلب کے اونر شیخ کے ہاں جاب دلوائی، اسے پتا تھا وہ شیخ میرا کیا حال کرے گا پھر بھی اس نے کہا بہت بڑی ملٹی انٹر نیشنل کمپنی میں

مینجر کی جاب ہے اور مجھ سے ڈھائی سال کا کنٹریکٹ بھی سائن کروایا۔ میں جب آئی تب پتا چلا کہ مہر نے کیا کر دیا میرے ساتھ۔ سوتیلی بہن تھی، سوتیلے سے بھی بدتر سلوک کیا، مجھے اپنی اور آپکی زندگی سے نکالنے کے لیے اس نے مجھے دبئ کی ڈیجیٹل طوائف بنا دیا۔

دنکو وہ شیخ اپنے ٹریڈ کے بزنس والے آفس میں گدھے کی طرح کام کرواتا اور شام کو کلب میں نچواتا۔ پھر رات کو کیا کرتا وہ بتانے کی ضرورت نہیں۔ اب جاکر وہ کانٹریکٹ ختم ہوا تو اس زلیل نے زرا مجھے یہ سب سہولیات دیں کیونکہ میں اب اسکی قابل اعتبار عورت جو ہوں۔ اور تبھی اب میں اپنی ادھوری خواہش پوری کرنا چاہتی ہوں"

صنم کے ساتھ مہر نے یہ سب کیا ہو گا، اور حان کو زرا اندازہ نہ تھا لیکن صنم نے جو جو حرکتیں کیں تھیں پاکستان میں اس کے حساب سے اور حان کو زرا افسوس نہ ہوا، الٹا مہر نے یہ سب جو کیا یقینا بہت عاجز آ کر کیا ہو گا، کونسی بیوی اپنے شوہر پر گندی نظریں ڈالتی عورت کو برداشت کر سکتی ہے

بھلا، اور مرد بھی اگر سیدھا سادھا ہو پھر تو سارے سٹیپ بیوی ہی اٹھاتی ہے جیسے مہر فاطمہ نے اٹھائے۔

"کیسی ادھوری خواہش؟"

اورحان نے ہنوز ناپسندیدگی سے استفسار کیا۔

"آپ اور مصطفی کے ساتھ باقی کی زندگی خوشی سے جیوں گی ناں۔ بس شادی کریں مجھ سے پھر ہم کل واپس پاکستان نکل جائیں گے"

صنم کے دیوانگی سے کہنے پر اورحان نے اسے مزید قریب آنے سے روکے پرے دھکیلا، صنم کے ماتھے پر بل نمودار ہوئے۔

"میں آل ریڈی کچھ دن پہلے شادی کر چکا ہوں۔ اور مصطفی اپنی ماں بھی چن چکا ہے۔ تمہارے لیے بہتر یہی ہے کہ ڈھائی سال جس شیخ کی بنی رہی اسی سے شادی کرو۔ میں تم جیسی عورت کا سایہ بھی اپنے بیٹے پر نہ پڑنے دوں۔ اسطرح مظلومیت کی چادر اوڑھے تم پاک نہیں ہو سکتی صنم، اکیلی اور

لاوارث سمجھ کر مہر نے تم پر ترس کھایا، ماہیل پیلس رہنے کی اجازت تک دی لیکن تم نے ہر وہ گری حرکت کی جو کوئی عزت دار لڑکی سوچ بھی نہ سکے، مہر جانتی تھی تمہیں نئے نئے مردوں پر پیار آتا ہے تبھی اس نے تمہیں بہت اچھی جگہ پہنچایا۔ کہ کھل کر ہوس پوری کرو۔ اس لیے مجھ سے اور مصطفی سے دور رہنا ورنہ جو سزا میں تمہیں تب مہر کی وجہ سے نہیں دے سکا وہ اب دوں گا۔ موت کی سزا"

اور حان نے صنم کو بہت صاف لفظوں میں تنبیہ کی، نہ لہجے میں لچک رکھی نہ مزاج میں۔

"اچھا۔ تو آپ یہاں میرے قیدی ہیں پھر۔ کیونکہ بنا پاسپورٹ اور ویزا آپ واپس تو جانے سے رہے۔ میں ایک ہی مرد پر دو بار دیوانی کبھی نہیں ہوئی۔ آپ ہیں وہ۔ اف مزید ہنڈسم ہو گئے۔ کیسے نہ پیار آئے آپ کی وجاہت پر، رہی بات اس شیخ کی، وہ ہوس مٹاتا رہا ہے مجھ سے، بیوی نہیں

بنائے گا۔ اور مصطفی میرا بھانجا ہے، اسکی ماں تو کم از کم اچھی والی بن ہی جاوں گی، آپ موڈ کے حساب سے منہ لگا لینا مجھے۔"

وہ مزید قریب ہوتی بہکے لب و لہجے میں بولتی گئی جبکہ اورحان کو اس وقت اس لڑکی کی خوبصورتی اور موجودگی دونوں سے گھن آ رہی تھی، اسکے ساتھ جو کچھ ہوا، صنم کو رتی برابر افسوس نہ تھا ورنہ اب تک تو زلت و شرم سے ہی مر چکی ہوتی۔

"مجھے پہلے لگا تھا مہر نے تمہیں ملک بدر کر کے زیادتی کر دی، لیکن اب لگ رہا ہے مہر نے جو کچھ کیا تم اس سے بھی زیادہ زلت کی حق دار تھی۔ تم جو مرضی کر لو۔ نہ تو تم میری بیوی بننے کا رتبہ پا سکتی ہو نہ مصطفی کی ماں بننے کا۔ میں اپنی واپسی کے لیے کچھ بھی کر لوں گا لیکن تمہارے کسی مکروہ ارادے کو کامیاب ہونے نہیں دوں گا"

اور حان نے حتمی طور پر فیصلہ کیا، اب جو ہو تا وہ دیکھ لیتا، البتہ صنم اخیر شیطانی مسکائی۔

"ٹھیک ہے تو پھر میں ایسا کرتی ہوں مصطفی اور آپکی نئی بیوی کو مروا دیتی ہوں۔ پھر تو آپ مجھ سے شادی کر لیں گے؟"

صنم کے وحشی مسکراتے ارادے بھانپے اور حان کے ماتھے کی رگیں تن گئیں، ایک ہی جھٹکے سے اس نے صنم کی گردن مٹھی میں دبوچی کہ وہ کراہ اٹھی۔

"اگر تم نے ان دو کا بال بھی بیکا کیا تو میں تمہارے ٹکرے کر دوں گا سائیکو عورت"

اور حان کی خشونت بھری آواز اور دھاڑ پورے کمرے میں گونجی تھی۔

"پھر میری بات مان لیں، میں اگر آپکو امپریس نہ کر سکی تو پھر آپ آزاد۔ ہم شادی سے پہلے مل کر ساتھ رہتے ہیں۔ ایک دوسرے کو سمجھتے

ہیں۔ میں آپکو شہزادہ بنا کر رکھوں گی اس محل نما بنگلے کا۔ میرا حسن ایسا تو ہے ہی کہ ابھی بھی اچھے بھلے کا ہوش اڑا دے۔ ڈیل سمجھ لیں۔ اگر آپ میرے ساتھ کچھ ماہ رہ کر بھی میرے نہ ہوئے تو میں آپکو چھوڑ کر واپس اپنی دنیا میں چلی جاوں گی ہمیشہ کے لیے۔ اور دوبارہ کبھی آپ سبکو پریشان نہیں کروں گی۔ شیخ نے مجھے میری زندگی جینے کا یہ پہلا اور آخری موقع دیا ہے۔ اس نے کہا اگر اس بیچ کوئی عزت دار مرد تمہیں تمام تر سچائی اپنا لیتا ہے تو تم آزاد ورنہ مجھے اس تک واپس جانا ہو گا۔"

صنم کی ڈیل سنے اور حان سنجیدگی و حقارت سے صنم کو دیکھ رہا تھا، یہ بیٹھے بیٹھے اس پر کس قسم کی مصیبت نازل ہو گئی تھی۔

"مجھے اپنی وائف کو انفارم کرنا ہے۔"

اور حان نے سیدھا سبھاو اپنی بھی شرط رکھی۔

"نو۔ اس بیچ نہ تو آپ کسی سے رابطہ کر سکتے ہیں نہ مل سکتے ہیں۔ دیکھیں ایک آسان سی تو ڈیل ہے۔ پاگل لوگوں کو تھوڑے پاگل پن سے ہی ڈیل کرنا چاہیے۔ ورنہ ساری زندگی آپ اور آپکی نئی وائف کو میری آہیں کھاتی رہیں گی"

وہ اک عجیب سی سچویشن میں پھنس چکا تھا، بابا پھر سے میرال کو اسکی گمشدگی کا سبب نہ کہیں، ایک طرف تو اسکا غائب ہونا اچھا تھا کہ اسے بابا کی اپنے لیے محبت پتا چلتی مگر دوسری طرف باقی سب کے لیے وہ بے چین تھا، خاص کر مصطفی جو اسکے بنا سوتا تک نہ تھا، میرال، جسکے اور حان کے ساتھ ابھی تکلف کے رشتے ٹوٹے ہی تھے تو اتنی جدائی کیا واپس اسے تکلیف میں نہ جھونک دے گی، اجنبی نہ بنا دے گی، پھر ایمن کیسے ایک بیٹے کے ساتھ دوسرے کا بھی دور رہنا سہیں گی۔ اسکے بعد حرا، جو کہتی کچھ نہیں تھی لیکن بہرحال وہ سب محسوس کرتی تھی، اسکا کیا؟ اور بابا بھی بھلے جتنے بھی سنگدل ہوں، اسے کہیں اندر بابا کے لیے بھی پریشانی تھی کیونکہ صبح اس نے بابا کو جس اذیت

میں محسوس کیا تھا اسکا سبب چھوٹا نہ تھا، اورحان نے سوچ لیا تھا کہ وہ کسی طرح میرال کو انفارم کر دے گا، بھلے جانہ پایا لیکن کہیں سے اک فون پانا تو مشکل نہ تھا مگر وہ کب جانتا کہ صنم اسے کسی رابطے کے ذریعے تک پہنچنے ہی نہ دے گی۔

"کیا سوچ رہے ہیں ہنڈسم۔ فیصلہ لیں"

صنم نے اسے چپ محسوس کیے دوبارہ مخاطب کیا تو اورحان جبڑے کستا صنم کو دیکھنے لگا۔

"اوکے تو اس ٹائم کے بیچ اپنی لمٹس میں رہنا۔ کیونکہ کردار تو تمہارا ہے نہیں۔ شاید میں تمہارے مجھے دیے احترام سے ہی امپریس ہو جاوں۔ کیونکہ تمہاری شکل تو مجھے زہر لگ رہی ہے۔"

اورحان نے اس پاگل عورت سے اپنے دو خاص حصوں کو بچانے کے لیے یہ ڈیل کرلی، صنم فاتحانہ مسکائی۔

"فائن۔ اس گھر سے بھاگنے کی کوشش بلکل نہیں کرنی۔ ہر طرف گارڈز موجود ہیں۔ اس گھر میں نہ کوئی فون ہے نہ موبائیل۔ گھر میں ہر ضرورت کی چیز اور کھانا پینا اسٹاک ہے۔ یعنی ہم دو ہوں گے اور بہت سی باتیں ہوں گی"

صنم نے لہراتے بے خود لہجے میں اورحان پر مزید بمب پھوڑے۔

"مطلب جہنم میں آچکا ہوں ؟ اگر میں یہاں سے بھاگ گیا۔ اور اپنی وائف اور بیٹے کی بھی حفاظت کرنے میں کامیاب ہو گیا پھر تم کونسی گھٹیا حرکت کرو گی ؟"

اورحان اس سائیکو کی آخری حد جاننا چاہتا تھا، وہ پھر سے قہقہہ مارتی بے ڈھنگا ہنسی۔

"میرے پاس مہر کی کچھ پکچرز ہیں۔ انکے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرے وائرل کر دوں گی۔ اور کیا۔"

وہ اپنے گندے دماغ کی مزید گندگی اگلتی مسکرائی، اپنی مری بیوی کی ایسی زلت بھی وہ کبھی برداشت نہ کرتا۔

"وہ تو پکچرز بنواتی ہی نہیں تھی۔ اسے لگتا تھا یہ گناہ کا کام ہے۔ ایون اسکی میرے ساتھ ایک دو تصویروں کے علاوہ کوئی تصویر تک نہیں۔ تم جھوٹ بول رہی ہو"

اور حان نے سرے سے اس جھوٹی پر یقین نہ کیا۔

"اوکے اگر یہ جھوٹ ہے تو میں تمہیں پکچرز دیکھا دیتی ہوں۔ پوری تین پکچرز ہیں اسکی میرے پاس۔ ایکچولی میں نے یہ سب شادی سے پہلے اس کے ساتھ بنوائی تھیں۔ تب میں اسکی بہت لاڈلی اور معصوم بہن ہوا کرتی تھی جسکی وہ بابا کی امانت کی طرح حفاظت کرتی تھی۔ اوہ میری پیاری بہن۔ تمہیں پتا ہے اس نے اپنی شادی کا سارا زیور تک مجھے دے دیا تھا کہ دبئ پہنچتے ہی اسے بیچ کر جاب کے بجائے کہیں اور چلی جانا۔ وہ اتنی بھی بری

نہ تھی۔ اسے خدا کا بہت خوف تھا کہ برا کرنے بعد بھی وہ اچھا کرنا نہ بھولی لیکن آہ میری قسمت۔۔۔ اس میں میرا کیا قصور کہ مجھے بھی وہ ہنڈسم شیخ اچھا لگ گیا۔ بربادی اتنی پیاری ہو تو کون برباد نہ ہو۔۔۔ تبھی تو مجھ میں یہ امید جاگی کہ مجھ سی خوبصورت بربادی شاید میرے ہنڈسم ایکس جیجو کو بھی پسند آجائے"

یہ سب صنم جس روانی میں لہکے بہکے اور کھوئے انداز میں بولی، اسے خود بھی پتا نہ چلا کہ اس نے کیسے اورحان کے آگے اپنے سارے کرتوت کہہ دیے، اب تو اورحان کے اندر جو زرا ہمدردی کے جراثیم تھے، وہ بھی پھڑک کر مر گئے۔

"مجھے وہ تصویریں دیکھنی ہیں"

اورحان نے یوں ظاہر کیا جیسے اسے صنم کی کسی بات سے فرق نہ پڑا ہو، کیونکہ اورحان کو شک تھا اس لڑکی کا دماغی توازن بھی کچھ ہلا ہے۔

"ٹھیک ہے۔ میں دیکھاتی ہوں"

صنم فوری مسکرا کر باہر نکلی اور اس سے پہلے اور حان بھی اسکا سر پھاڑنے نکلتا، گارڈ اچانک سے گن لیے اور حان کے سامنے آیا جس سبب وہ محتاط ہوئے رک گیا اور واپس چار و ناچار روم میں آ کر کچھ بھاری سا تلاش کرنے لگا تاکہ صنم کے سر میں دے مارے، اسے ارد گرد بہت ڈھونڈنے پر بھی کچھ نہ ملا، تبھی اسکی نظر بیڈ کے سائیڈ ٹیبل کے دراز پر پڑی، اور حان نے وہیں بیٹھے اپنی پوری طاقت لگاتے وہ دراز اس ٹیبل سے باہر کھینچ کر نکالا جو لکڑی کا تھا اور اسے پکڑ کر زور سے دبایا کہ وہ دو ٹکروں میں الگ ہو گیا۔

اور حان نے اسکے بڑا حصے کے علاوہ باقی حصے نیچے گرائے، اور دروازے کے پاس رکے صنم کا انتظار کرنے لگا اور جیسے ہی وہ اندر آئی، اور حان نے پوری قوت سے وہ لکڑی کا پھٹا صنم کے سر میں دے مارا، وہ دلخراش سا کراہی اور گرنے لگی جب اور حان نے اسے بازوؤں سے پکڑ کر نیچے گرنے دیا اور اسکے ہاتھ سے وہ تینوں فوٹو فریم جھپٹے۔

اور حان نے صنم کو گھسیٹ کر دروازے سے پیچھے کیا، وہ تینوں فوٹوز واقعی مہر کے تھے، انھیں راونڈ کرے اور حان نے اپنی پینٹ کی جیب میں دھنسایا اور محتاط ہوئے باہر نکلا، سامنے ہی منڈلتے گارڈ پر نظر پڑتے اور حان الرٹ ہوا اور دبے پیر اسکے پیچھے جاتے ہی اپنی توانا بازو کسی پھندے کی طرح اس آدمی کے گلے میں لپیٹ کر ایک ہی جھٹکا دے کر زمین بوس کیا، اس آدمی کے زمین پر گرتے ہی اور حان نے جھک کر اسکی گن لی اور ایک فون بھی جو اسکی جیب میں تھا، نکال کر اپنے قبضے میں لیا۔

اٹھ کر کھڑا ہوتے اس آدمی کو بوٹ والے پیر سے پرے کرے خود وہاں سے دوڑا، راستے میں واقعی جگہ جگہ گارڈز تھے، سب ہی اور حان کے اندر کے غنڈے کی اک جھلک دیکھ کر ہی ڈھیر ہوتے گئے، ایک نے گن بھی چلائی اور اس سے نکلتی گولی جو اور حان کی دائیں بازو کو چھو گئی مگر وہ اس بنگلے سے نکلنے میں کامیاب ہو گیا، لیکن دو گارڈز نے بنگلے سے باہر نکل کر اور حان کے پیچھے دوڑ لگائی۔

اورحان نے ان دو پر فائرز کیے مگر اسکے پاس موجود گن میں صرف تین ہی گولیاں تھیں جو ختم ہوئیں تو اورحان نے لوہے کی گن ہی اک آدمی کے سر میں دے ماری، وہ تو گرنے کے سبب پیچھے رہ گیا مگر دوسرا مسلسل اورحان کے پیچھے دوڑتا ہوا فائرز کر رہا تھا۔

اورحان نے اس فون کو آن کیا جسکی بس پانچ فیصد چارجنگ تھی، جبکہ اورحان کے پاس نہ تو میرال کا نمبر تھا نہ اس نے ابھی تک اس سے لیا لیکن بابا کا ضرور یاد تھا، وہ دوڑتے ہوئے مسلسل اس فون کو آن کیے اس پر بابا کا نمبر لکھے کچھ میسج لکھ رہا تھا، دوڑنے کی وجہ سے اسکا سانس بھی پھول رہا تھا اور ہاتھ بھی ہل رہا تھا لیکن اورحان کو کسی طرح اب بابا کو اپنی خبر دینی ہی تھی، ایک میسج جو دو لائنز کا تھا لکھ کر اس نے بابا کے نمبر پر بھیجا مگر اسکے چند سیکنڈز بعد ہی فون آف ہو گیا، اورحان نے سخت بے بسی سے دھاڑ کر وہ فون وہیں پھینک دیا جبکہ وہ مسلسل دوڑ رہا تھا، وہ آدمی اندھیرے کے باوجود اندھادھند گولی چلا رہا تھا اور پھر ایک اور گولی اڑتی ہوئی اورحان کی پچھلی

طرف گردن سے نیچے جا دھنسی اور جہاں وہ آکر گرا وہاں مین روڈ شروع ہو چکی تھی، وہاں ایک گاڑی آکر رکی تھی جس سے کوئی پچاس سال کا آدمی نکلا تھا اور اور حان کی طرف دوڑا تھا جبکہ وہ گارڈ یہ دیکھتے ہی واپس پلٹ گیا کہ اور حان کا کام تمام ہو گیا جبکہ وہ گاڑی والا اپنے ڈرائیور کے ساتھ مل کر خون میں لت پت اور حان کو اپنے ساتھ لے گیا جبکہ لگ بھگ بیس منٹس تک شیخ یہ سب سنے بنگلے آیا تو آگے ناکام ہوئی صنم اپنا پھٹا سر لیے کراہتی ملی تھی۔

"تیرے جیسی عورتوں کو بس پھاڑا ہی جاتا ہے بے بی ڈال، کبھی سر، کبھی۔۔۔۔اب تیرا موقع تو گیا تیل لینے۔الٹا تیری تین ماہ تیمارداری کروانی پڑے گی۔پر کوئی نہیں اب تجھے آگے بیچوں گا۔میرا دل بھر گیا تجھ جیسی کمینی سے۔اٹھاو اس کچرے کو اور لے کر چلو"

شیخ نے تضحیک و حقارت سے حکم دیا جس پر وہی گارڈز جو صنم کے ساتھ تھے اب اسے جانوروں کی طرح گھسٹتے لے جا رہے تھے جبکہ اور حان کو کون لے کر گیا اس بارے کچھ علم نہ تھا لیکن وہ شدید زخمی تھا، بروقت ٹریٹمنٹ نہ ملنے

سے اسکی جان بھی جا سکتی تھی، ممکن ہے اسے کوئی فرشتہ مل گیا ہو اور پھر اور حان کا بھیجا میسج جانے فون آف ہونے تک سینڈ ہوا تھا یا نہیں، خدا جانے۔

..________________________..

وہیں دوسری طرف زبیر خانزادہ نے اپنے بیٹے کی دردناک موت پر پولیس کے پورے محکمے کو ایک پیر پر کھڑا کروا دیا تھا، وہ اثر ورسوخ والا آدمی تھا، اس نے سب گھٹیا اور غلیظ کاموں میں عنقریب ہاشم کو ملانا تھا، اسے کسی تگڑی پوسٹ تک پہنچانے کا خواب، اپنی عیاشیاں سب بھر بھری مٹی سا مسمار ہوا جبکہ ہاشم کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ اسکا الزام باسل ماہیل پر عائد کر رہا تھا جو کوبرا کے مطابق کسی اور خفیہ گورئمنٹ کے کام سے کچھ ماہ کے لیے غائب ہو گیا ہے۔

یہاں تک کہ باسل کی اچانک گمشدگی پر جنرل ہاوس میں بھی کھلبلی مچ چکی تھی، کوبرا کو سپیشل میٹنگ میں مدعو کیا گیا، خاص کر زبیر خانزادہ کے بیٹے کے مڈر کے بعد مگر کوبرا نے انھیں صاف صاف یہی بتایا کہ باسل ماہیل کا اس کیس سے اب کوئی تعلق نہیں وہ یہ کیس کوبرا کے سپرد کر کے گیا ہے جبکہ کل جو باسل ماہیل کی لاش دسکلوز ہونی تھی وہ بھی اب پلین بدل چکا تھا کیونکہ ہاشم کی موت کے بعد کہیں کوبرا کے اندر یہ امید جاگی تھی کہ ممکن ہے باسل اسی کام کو سرانجام دینے اچانک غائب ہوا ہو کیونکہ غائب ہونے سے پہلے ہاشم کی تمام ڈیٹیل، کوبرا نے ہی اسے نکال کر دی اور یقیناً یہ باسل کا کوبرا کو بھی اک خفیہ پیغام تھا تبھی کوبرا نے ایک بار پھر خفیہ طریقے سے مردہ خانے میں موجود باسل ماہیل کی لاش کے کچھ ڈی این اے سیمپل لیے کیونکہ اسے یہ بھی امید تھی رپورٹس بھی غلط ہیں، وہ اب یہ رپورٹس اپنی نگرانی میں تیار کروانے والا تھا تاکہ اک دل کو پورا یقین دلا سکے اور تبھی اس نے جنرل ہاوس سے واپسی پر ماہیل انجم سے رابطہ کیا، وہ گھر ہی آ رہے تھے

مگر کوبرا کے کچھ ارجنٹ کہنے پر وہ ماہیل پیلس کے کچھ قریب ہی روڈ سائیڈ پر کوبرا سے ملے۔

"میں باسل ماہیل والی اس لاش کا اگین ڈی این اے ٹیسٹ کروانے والا ہوں۔ اور یہ ہمارے بیچ راز رہے گا۔ رضا کو میں خود ہینڈل کروں گا کہ وہ اس لاش کو فی الحال بھول جائے اور یہی سمجھے کہ اس روز کوئی کار بلاسٹ ہوئی ہی نہیں۔ رزلٹ بھلے جو بھی آئے ماہیل سر، ہم فی الحال باسل ماہیل کے مرنے کی خبر پبلک نہیں کریں گے۔"

کوبرا نے سیدھا سبھاؤ یہ بات چیت کی جس میں ماہیل خفیہ طریقے سے کوبرا کے ساتھ اس سب میں شریک ہو گئے، جبکہ انہوں نے ڈی این کے رپورٹ جلد بتانے کا بھی کوبرا کو کہا جس نے پورا یقین دلایا تھا کہ وہ یہ ٹیسٹ لیب میں اپنی نگرانی میں کروائے گا، وہ ماہیل سے ڈی این اے سیمپل لے کر چلا گیا جبکہ ماہیل کو اب اصل مشکل یہ درپیش تھی کہ آج کی رات اور حان کی گمشدگی کے بارے ایمن اور میرال کو کیا کہیں۔

وہ ماہیل پیلس کے گیڈ سے گاڑی اندر کیے اسے لاک کرے باہر نکلے، موسم کی سوگواری قدرے کم تھی کیونکہ اب ایک بیٹے کی طرف سے دل کو کچھ ڈھارس جو مل گئی، وہ اندر گھر میں جانے سے خوفزدہ تھے کہ اورحان کے لیے منتظر جانوں کو کیا کہہ کر بہلائیں گے۔

تبھی وقت دیکھنے کو جب ماہیل نے اپنا فون کوٹ کی اندرونی جیب سے نکالا تو سکرین آن کرتے ہی انھیں ان نون انٹر نیشنل نمبر سے ایک میسج کا نوٹیفکیشن ملا تھا، کچھ کال نوٹیفیکیشن بھی تھے، انکا فون سائلنٹ پر تھا جسکی وجہ سے انھیں اس میسج کے آنے کا پتا نہ چلا۔

ماہیل نے فوراسے پہلے وہ میسج اوپن کیا۔

"میں اورحان ہوں بابا۔ ایک مصیبت میں پھنس گیا ہوں۔ یہاں سے نکلتے ہی آپ سے رابطہ کرتا ہوں۔ سبکو بتا دیجئے گا میں ٹھیک ہوں"

یہ میسج رومن انگلش میں تھا اور سپیلنگ بھی بے ترتیب جیسے کسی کے پیچھے کچھ لگا ہو، ماہیل نے گہرا سانس لیتے اپنا سینہ مسلا۔

"اوہ میرے خدا۔ شکر ہے یہ ٹھیک ہے پر یہ نمبر تو یہاں کا نہیں لگ رہا۔ ؟"

ماہیل کی مشکل سانس تو آسان ہو گئی پر اب انکی پریشانی یہ تھی کہ نا صرف نمبر باہر کا تھا دوسرا اور حان نے کسی مصیبت میں پھنسنے کا بھی کہا، ماہیل بلکل ویسی ہی بے بسی کی کیفیت کا شکار تھے جیسی صبح اور حان کو وہ کر چکے تھے، اللہ نے بہت جلد ماہیل کو یہ بتا دیا کہ اولاد کو بے بس کرنے کی تکلیف کیسی ہے۔

وہ گھر کی طرف بڑھے تو آگے سب ہی ایمن کے روم میں تھے، ماہیل بھی پریشانی سے وہیں گئے تو ڈاکٹر آیا تھا اور ایمن کے بڑھے بی پی پر انکا معائنہ کر رہا تھا، حرا اور میرال دونوں بہت ڈری اور پریشان تھیں جبکہ حرا نے پریشانی

میں بارس کو بلوالیا تھا تو ماہیل پہلے تو بارس کو دیکھ کر ہی سلگے لیکن کچھ کہا نہیں، ایمن کے آکر سرہانے بیٹھے۔

"کیا ہو گیا ہے اسے؟"

ڈاکٹر نے معائنہ کیے کچھ میڈیسن لکھ کر دی تھی جو بارس نے لیتے ہی حرا کو تسلی کا اشارہ کیا۔

"بی پی شوٹ کر گیا تھا۔ کوئی سٹریس لیا ہے، میں نے میڈیسن لکھ دی ہے۔ تین خوراکیں کھاتے ہی یہ سٹیبل ہو جائیں گی ماہیل صاحب۔ انکا خیال رکھیں۔ مجھے اجازت دیجئے"

ڈاکٹر نے تمام تفصیل سے آگاہ کیا جبکہ بارس نے ہی انکو باہر تک نا صرف سی آف کیا بلکہ میڈیسن بھی لینے گیا۔

جبکہ میرال نے مصطفی کو سلا دیا تھا لیکن ایمن کی بگھڑتی طبعیت پر وہ اور حرا اب تک جاگ رہی تھیں۔

"پتا نہیں اچانک سے میرا دل بیٹھنے لگا ماہیل۔ ایسے لگا کسی نے میرے کلیجے کو بھینچ دیا ہو۔ اور حان کہاں ہے ماہیل۔ وہ تو چھ سات بجے تک آ جاتا ہے۔ اسکا بھی تو فون نہیں لگ رہا۔ اسی پر گھبراہٹ بڑھنے لگی اور میں سر چکرانے پر گر پڑی"

ایمن نے خود ہی نقاہت بھرے لہجے میں اپنی حالت کہی جبکہ بیٹا مصیبت میں ہو اور ماں انجان رہ جائے ایسا کیسے ممکن ہے، اب تو ثابت ہو چکا تھا کہ باسل کو کچھ نہیں ہوا اور نہ یہ ماں تو مر چکی ہوتی۔

قدرت ماہیل کو اک طرف سے آزما رہی تھی تو دوسری طرف زخموں پر مرہم بھی دے رہی تھی۔

"اور حان بلکل ٹھیک ہے۔ کچھ زمینی معاملات کی وجہ سے ایک اہم مسئلے میں الجھا ہے۔ کام لمبا بھی ہو سکتا ہے۔ اس نے میسج کیا ہے کہ وہ جلد رابطہ کرے گا۔ حوصلہ کرو۔ زرا زرا سی بات پر بستر پکڑ لو گی کیا؟"

ماہیل نے انکی تکلیف کے ساتھ حرا اور میرال کی تکلیف دیکھتے تسلی دی لیکن یہ تسلی بخش پھر بھی نہ تھا۔

"آپ سچ کہہ رہے ہیں؟"

ایمن نے بے یقینی سے پوچھا تو ماہیل نے مسکرا کر سر ہلایا۔

"ہاں اور کیا۔ اب تمہارے بیٹے بڑے ہو گئے ہیں۔ اور پرندے بڑے ہو جائیں تو انھیں گھونسلوں سے نکلنا پڑتا ہے ایمن۔ پلیز ایسے دل تھوڑا مت کیا کرو"

وہ انکو خود سے لگائے سمجھا رہے تھے پر وہ اپنے دل کی ٹیسوں کا کیا کرتیں، ماں کے احساسات کبھی غلط نہیں ہو سکتے۔

"اور تم لوگ مجھے کال کرتے۔ اس بار س کو کیوں کہا؟"

انجکشن کی وجہ سے ایمن کچھ غنودگی میں تھیں تبھی ماہیل نے اب میرال اور حرا کی کلاس لی، بارس کو لے کر ماہیل ایسا کہیں گے حرا نے تو کبھی خواب میں بھی نہ سوچا تھا، میرال بھی انکی خفگی سمجھ نہ سکی۔

" آپکا فون سائلنٹ تھا شاید بابا۔ میں نے کالز کیں۔ تبھی بارس کو بلایا۔ مما کو تکلیف میں دیکھتے رہتے کیا۔ آپ تو پتا نہیں کہاں غائب رہے پورا دن۔ پیچھے والوں کی فکر دور، یاد بھی نہ رہی"

حرا کو بلکل اچھا نہ لگا کہ بابا نے بارس کے حوالے سے یوں بات کی جبکہ حرا کا تمیز سے بھی بہت کچھ جتانا کافی تھا کہ ماہیل شرمندہ بھی ہوئے اور چپ بھی۔

" مصطفی بہت رو رو کر سویا ماہیل انکل۔ وہ کب تک آئیں گے۔ اس بچے کو نہ ایمن آنٹی سنبھال سکیں نہ حرا نہ میں"

حرا تو چپ ہو کر مما کو دیکھ رہی تھی تبھی میرال نے ہی ماہیل سے اداسی اور پریشانی سے پوچھا۔

"تم بیوی ہوناں اور حان کی۔ اب اسے سنبھالنا تمہاری ذمہ داری ہے۔ اور ہو سکتا ہے اللہ نے تمہیں یہ موقع دیا ہو مصطفی کی کیئر کر کے اور حان کے دل میں جگہ پانے کا۔ مشکل ہو گی لیکن وہ بچہ بہت جلد مانوس ہو جاتا ہے بشرطیہ پیار کرنے والا فرد واقعی پیار کرے"

اس بار بھی ماہیل کا لہجہ بہت روڈ تھا، میرال کو اور حان نے مصطفی کے لیے کسی قسم کا باونڈ نہ کیا اور یہ شخص کس قسم کی ٹون میں یہ کہہ رہا تھا کہ اب مصطفی اور کسی کی نہیں بس میرال کی ذمہ داری ہے اور تو اور میرال کی مصطفی سے محبت پر بھی ایسا لگا شک میں ہیں۔ یہ میرال کے لیے بہت ہرٹنگ سہی پر وہ سہہ گئی، اسے مصطفی سے اپنی سچی محبت کا ثبوت دینے کی قطعا ضرورت نہ تھی، رہی بات اور حان کے دل میں جگہ پانے کے موقع

کی، صبح اور حان کی ان بدلی نظروں نے میرال کو پورا دن یہ یقین دلا دیا تھا کہ وہ اس شخص کو بھا گئی ہے اور اب اسے کسی موقعے کی ضرورت نہ تھی۔

"حرا۔ تم مما کے پاس رہنا جب تک بارس آتا ہے۔ میں مصطفی کو دیکھتی ہوں وہ جاگ نہ جائے"

بنا ماہیل کو جواب دیے وہ افسردہ سی حرا کو لیے کمرے سے چلی گئی جبکہ حرا کا دل نہ چاہا مزید رکے تبھی وہ بھی جانے لگی تبھی ماہیل کی پکار پر جبڑے کس لیتی رکی۔

"بارس سے دور رہنا سیکھو۔ اب تم دو بچے نہیں رہے۔ ہر چیز ماں باپ کے سمجھانے والی نہیں ہوتی حرا۔ بے فکر ہو کر سو جاو۔ تمہاری ماں کے پاس میں ہوں"

بابا کی بات تحمل سے سنتی حرا کی آنکھیں بھیگ گئی تھیں، کیا اسکا خواب سچ ہو گیا ہے۔

وہ پلٹی تا کہ بابا سے اس سنگدلی کی وجہ پوچھ سکے پر اس نے ضروری نہ سمجھا اور باہر چلی آئی، بابا کے ہر کسی سے ایسا رویہ تو وہ ہمیشہ سہہ سکتی تھی لیکن بارس سے انکی چڑ، حرا کی آنکھوں میں آنسو لے آئی۔

وہ دم سا گھٹنے پر گھر سے نکل آئی، باغیچے کی سمت کھڑی بے ربط آنسو رگڑرے، جانے اسے اتنی تکلیف کیوں ہو رہی تھی پر ایسا لگا پوری دنیا حرا ماہیل کے سنگ اداس ہے۔

بیس منٹس تک بارس مطلوبہ میڈیسن لے آیا، وہ اندر ہی دینے جا رہا تھا جب حرا کو پلٹ کر لان میں کرسی کے پاس سہارہ لے کر کھڑا دیکھے وہیں چلا آیا۔

"میں میڈیسن لے آیا ہوں حرا۔ آنی صبح تک فٹ ہو جائیں گی"

بارس نے عقب میں رکتے تسلی آمیز لہجے میں اسے کہہ کر پکارا تو وہ پلٹی اور روتی ہوئی بارس کے سینے لگ گئی، اس قدر زور سے کہ وہ خود بازو کھولے بوکھلا کر رہ گیا کہ حرا کو کیا ہوا۔

"م۔میرا خ۔۔خواب سچا ہو رہا ہے ب۔۔بارس۔۔"

وہ ہچکیاں بھرے رو رہی تھی اور بارس کو سمجھ نہ آیا کیا کرے، اس لڑکی کی یہ حالت پہلی بار ایسی ہوئی تھی اور بارس سانس لینا بھول گیا، میڈیسن وہیں چیئر کی طرف رکھے اس نے حرا کو کچھ دیر یونہی سینے سے لپٹ کر رونے دیا، جب وہ رو رو کر تھک گئی تو وہ اسے دونوں بازوؤں سے پکڑ کر سامنے لایا، اسکا پورا چہرہ دہک رہا تھا، آنکھیں سرخ انگارہ تھیں۔

"فضول کیوں سوچ رہی ہو تم۔خواب کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا حرا۔اس دن جو کچھ اجر آپی نے کیا تھا مے بی ماہیل انکل اس وجہ سے ہم سب سے روٹھے ہیں۔اور دیکھو ناں تکلیف تو انکو بھی ہو گی۔تمہارا فضول سا خواب سچ نہیں ہو گا حرا، جب میں ہی ایسا ہونے نہیں دوں گا تو بتاو کیسے کچھ برا ہو گا"

وہ اسکے پیار سے سارے آنسو پونچھے سمجھا رہا تھا پر اس وقت وہ کچھ سمجھ نہ پا رہی تھی، بس ہاتھوں سے ریت کی طرح پھسلتی زندگی محسوس ہو رہی تھی۔

"ت۔۔تم قسم کھاو تم رملا سے کبھی شادی نہیں کرو گے۔"

وہ روتی ہوئی ہی منمنائی، بارس کو لگا جب تک وہ قسم نہیں کھائے گا، حرا کی سانسیں آسان نہیں ہوں گی۔

"قسم کھاتا ہوں۔اب خوش؟"

وہ بنا سوچے بولا، اسکی آواز بھی بھاری ہو رہی تھی۔

"ب۔۔بارس۔۔میرا دل بہت چھوٹا ہے۔"

وہ اب بھی شدید پریشان تھی، جیسے پھر سے رو دے گی، وہ جوابا اسکے چہرے کو محبت سے تکتا مسکرایا، اسکے دونوں ہاتھ تھامے۔

"ہاں ناں چوہی جتنا لیکن میرے معاملے میں"

وہ اسکی نظروں کے بدلنے پر فوری نظریں جھکا گئی۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں؟"

ماہیل کے عقب سے غرانے پر وہ دونوں ایک دوسرے سے ہاتھ آزاد کرتے دور ہوئے، ماہیل بپھری موج بنے انکی طرف بڑھے۔

"تم دو کو دوبارہ میں نے اتنے قریب دیکھا تو دونوں کا مار مار کر خلیہ بگاڑ دوں گا۔ اور تم۔ دوبارہ یہاں نظر آئے تو ٹانگیں سیک دوں گا۔ نکل یہاں سے منحوس۔ اور تم اندر چلو۔ تمہیں چھوٹ دینے پر سخت ندامت ہے، بے غیرتی کی حد ہوتی ہے"

بارس پر وہ اس قدر چینخے کہ آوازیں سن کر رحمان اور اجر بھی باغیچے کی سمت آئے، ماہا شاید سو چکی تھیں۔

جبکہ حرا بے یقینی سے بابا کو دیکھ رہی تھی، الٹا بارس بھی صدمے میں تھا۔

"کیا ہو رہا ہے۔ میرے بیٹے پر کیوں چینخ رہا ہے؟"

رحمان بھی دوڑے آگے آئے جبکہ اجر نے بھی باری باری حرا اور بارس کو دیکھا جو اس وقت سب سے زیادہ صدمے اور تکلیف میں تھے۔

"اپنے بیٹے کو سنبھال کر رکھ رحمان ورنہ میرے ہاتھوں ضائع ہو جائے گا۔ نہ تو آج کے بعد تم لوگوں کا کوئی فرد ہماری طرف آئے گا نہ ہم آئیں گے۔ بھاڑ میں جاو تم سب لوگ۔۔۔"

ماہیل نے وہ میڈیسن اٹھا کر بارس کے سینے کی طرف پھینکی جبکہ روتی حرا کو گھسیٹتے ہوئے وہ گھر کی طرف چلے گئے جبکہ بابا اور اجر کی خود پر گڑھی نظروں پر بارس بھی اس سے پہلے جاتا، رحمان نے اسکی بازو دبوچ کر روکی۔

"آپ کی وجہ سے اگر حرا مجھ سے دور ہوئی میں ساری زندگی معاف نہیں کروں گا آپی آپکو۔"

بارس نے دلبرداشتہ سے ہوتے اجر کو وارن کیا اور جواباً اس نے بارس کے منہ پر اس بدتمیزی پر کھینچ کر تھپڑ مارا، وہ پہلے ہی سخت تپی تھی۔

"حرا کے سگے۔ بہن سے بدتمیزی کرو گے۔ بھول گئے ہو تم سے کتنی بڑی ہوں۔ اور یہ سب میری وجہ سے نہیں، ان لوگوں کی یہی اوقات تھی۔ بابا، چاچو سے بات کریں اور بارس اور رملا کی منگنی طے کریں۔ چاچو سے مزید ناراضگی بھی ختم ہو جائے گی اور اسکے دماغ سے بھی حرا کا خناس نکلے گا"

اجر نے کوئی رحم نہ کھایا جبکہ رحمان خود اس وقت شدید ذہنی اذیت میں تھے اوپر سے ان بہن بھائی کی منہ ماری۔

"بس کرو۔۔ بلکل ٹھیک کہہ رہی ہے اجر۔ اور ماہیل کی زیادتی بھی اب بہت ہو گئی۔"

رحمان سیال بھی جیسے پھٹ پڑے۔

"آئی ہیٹ یو اجر سیال۔ میری دعا ہے کبھی آپکو محبت ہوئی تو آپ کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا جائے۔ جو کرنا ہے کریں پھر اللہ کے بدلے کا بھی ویٹ کیجئے گا۔ اور آپ بابا، بس اسی اولاد کے گن گاتے رہے اور یہی اولاد آپکی بچپن کی دوستی کھا گئی۔ ہوش میں آئیں اس سے پہلے دیر ہو جائے۔ اور بھاڑ میں گئی رملا۔۔۔ اگر اسے میرا کر سکتے ہیں تو کر کے دیکھائیں۔ میں بھی یہیں ہوں اور آپ بھی"

وہ باغیانہ وحشی نظروں سے ان دونوں کو بہت کچھ باور کروائے واپس گھر کی طرف گیا جبکہ اجر اور رحمان ایک دوسرے کا منہ ہی دیکھتے رہ گئے، بہت کچھ نہیں، سب کچھ بگھڑ چکا تھا، اجر سیال نے ایک اور نفرت اپنے حصے میں درج کروالی تھی۔

..________________________..

سات ماہ گزر چکے تھے، یہ تناو، یہ اذیت اور یہ تکلیف ویسی ہی تھی، اور حان کی تلاش بھی روک دی گئی اور اس نے ابھی تک خود بھی رابطہ نہ کیا، وہ نمبر دبئی کا تھا اس سے زیادہ کوئی انفارمیشن نہ نکال پائے تھے، نہ دوبارہ آتشم منظر عام پر آیا تھا، اجر نے سی ایس ایس کے امتحان میں ٹاپ کیا تھا یہ اس لڑکی کی کامیابی نہیں، اب بس مجبوری تھی، اسکے سارے خواب مر گئے تھے، اس نے کچھ دن میں اپنا ASP کا عہدہ سنبھالنا تھا، لیکن اس سے پہلے اسکی اس کامیابی کا جشن ہونا تھا جسکا مہمان خصوصی یقینا آتشم ہوتا۔

ماہیل اور سیال خاندان کے لوگ ایک دوسرے سے لا تعلق ہو گئے تھے، باسل ماہیل کی موت کی خبر سامنے آنی تھی پر وہ رازداری سے نگل لی گئی کیونکہ کوبرا کے پاس جواب رپورٹ تھی اسکے رازدان ماہیل بھی تھے، کوبرا نے باسل کا دیا کیس بھرپور اچھے سے نبھایا اور ٹھیک چھ ماہ کی آخری رات زبیر کے سارے سیاہ دھندوں کی اک فائیل باہر آئی اور سزا سے پہلے ہی اسے کسی نے اسکے گھر میں گھس کر مار دیا، کیس ہیپی اینڈنگ کے

ساتھ ختم، ٹیچرز کا لاڈلہ طالب علم جہنم واصل ہو گیا، اور یہ سب کیسے ہوا، سب جنرلز کی پچھلے ایک ماہ سے نیند اڑی تھی کہ نہ منظر عام پر باسل تھا نہ آتشم پھر یہ تیسرا کھلاڑی کون تھا۔

جبکہ رحمان نے بہت صبر کیا کہ ماہیل کی چپ ٹوٹے اور معاملات بہتر ہوں پر جب ایک ضد پر پہاڑ ساڈٹا ہو تو دوسرا کب تک صبر کرے۔ اجر کی کامیابی پر اسکے چچا نے ماہیل خاندان سے رحمان کے تناو پر واپس رابطہ بحال کیا اور ڈھکے چھپے لفظوں میں یہ بھی بتایا کہ وہ رملا اور بارس کی منگنی بھی کر کے دونوں بھائی اپنا رشتہ مضبوط کریں گے جبکہ تبریز سیال نے موقع دیکھ کر رحمان کو بھی اکسایا کہ دیکھا یہ تھا وہ دوست جس نے اپنے اصل رنگ دیکھائے، وغیرہ اور کچھ وقت کے لیے یوں تھا کہ رحمان بھی ماہیل سے بدزن ہو گئے۔

حرا تو بلکل چپ سی ہو گئی تھی، جبکہ مصطفی پہلے تین چار ماہ بہت ڈسٹرب رہا لیکن وقت کے ساتھ وہ میرال کی محبت، اسکے لمس اور اسکے پیار کا عادی ہوا

تو وہ دو ایک دوسرے کا مرہم بننے لگے، میرال زیادہ وقت مصطفی کے ساتھ ہی گزارتی، اس نے اپنے پیپرز بھی دے دیے، لیکن گھر میں ہوتی تو مصطفی کو نہ ایمن کے پاس چھوڑتی نہ حرا پر، وہ بھی میاں میاں کرتا رہتا، بابا کہاں چلے گئے اس بچے کو نڈھال کرتا رہا لیکن میرال کی ممتا بھری محبت، اسکے لاڈ، اسکا پیار مصطفی کے لیے ڈھارس بنتے رہے۔

لیکن میرال نے اپنی تکلیف کسی پر عیاں نہ کی تھی، اور حان اتنے ماہ سے کہاں تھا یہ تو اب وہی بتانے والا تھا، ماہیل نے اپنے سورسیز کے تھرو اور کوبرا کی مدد سے اور حان کی دبئی میں بہت تلاش کروائی مگر کہیں سے بھی اسکا کچھ پتا نہ چلا جبکہ زبیر خانزادہ کی موت کے بعد جنرل ہاوس میں فی الحال امن تھا لیکن یہ امن زیادہ دیر تک چلنے والا نہ تھا، غداروں کا مافیا کسی بھی ملک کے بڑے محکموں میں وفاداری کی طرح گھلا رہتا ہے اور آتشم تک کچھ نئی انفارمیشن پہنچ چکی تھی اور وہ کچھ دنوں میں پھر سے ایکٹیو ہونے والا تھا، اسکے چھوٹے بڑے معاملات اسکی غیر موجودگی میں ولیم ہینڈل کرتا تھا

رہی بات باسل کی، وہ جلی لاش باسل کی نہیں ہے اسکی اصلی رپورٹ ماہیل اور کوبرا دونوں دیکھ چکے تھے سو امید یہی تھی وہ کسی بھی وقت منظر عام پر واپس آسکتا ہے، کوبرا نے جب تحقیق کروائی تو پتا چلا جو لاش انکو باسل کی جلی گاڑی میں ملی وہ ایک کانٹریکٹ کلر برساری تھا، جسکی نو ماہ پہلے کسی نے جان لے لی تھی، اسی کی ڈیڈ باڈی کو باسل کی گاڑی میں بٹھا کر آٹو ڈرائیو پر سیٹ کیا گیا تھا اور جب اسکی گاڑی بلاسٹ ہوئی تو کوئی نہیں مرا تھا بلکہ وہاں آل ریڈی برساری کی ڈیڈ باڈی موجود تھی۔

کوبرا کا شک مزید پختہ ہوا تھا، باسل کہاں اور کس مقصد کے لیے اوجھل تھا اب وہ یہی پتا لگوانے کی جہد وجہد میں تھا۔

..__________________________..

سیال حویلی اپنی آن بان شان میں مبتلا تھی، سجاوٹ کے لیے کچھ لوگ کام پر لگے تھے اور یہ آج کی تقریب سراسر اک جال تھی، باسل ماہیل کے لیے

پھینکا گیا اجر سیال کا جال جس میں بارس اور رملا نے اسکی مدد کی تھی، پچھلے کچھ ماہ سے پہلے امتحان پھر رزلٹ کے بعد سے اجر کی ٹریننگ شروع تھی، ان سب اہم مصروفیات کے چلتے اجر نے تمام غیر ضروری امور ترک کر دیے تھے جن میں آتشم اور باسل کو ایک ثابت کرنا بھی تھا، اور شاید اجر کو یہ سارا ریلیف بھی اسی لیے دیا گیا کہ وہ اپنے اس عہدے کو پا سکے، وہ سب سے ہائی پرسنٹیج سے سی ایس ایس کا امتحان پاس کرنے والی لڑکی تھی جسکی قابلیت اور ذہانت پر نہ کبھی اسکے سکول والوں نے شک کیا، نہ کالج اور نہ یونیورستی لیول پر، اس نے ہمیشہ اپنا بیسٹ ہی دیا اور اب جب چند دن تک اسکی ٹریننگ بھی ختم ہو کر اسے باقاعدہ اسلامہ آباد کے تمام تھانوں کا ایز آ اے ایس پی انچارج ملنے والا تھا، تبھی وہ واپس اپنی باسل اور آتشم کو ایک ثابت کرنے والی لڑائی کی جانب آچکی تھی۔

"بارس۔ تم ابھی تک کمرے میں بند ہو۔ باہر گھر سجنا شروع ہو گیا۔ آج ہماری انگیجمنٹ ہے کزن"

دروازہ آگے کرے وہ کرل بالوں والی بارس کی ہی ہم عمر رملا، اندر داخل ہوئی اور اندازے سے سوئچ بورڈ تک پہنچے اندھیرے میں ڈوبے کمرے کو چیڑتی روشنی آن کرے مسکرائی مگر بارس اوندھے منہ بستر پر لیٹا ٹس سے مس نہ ہوا، وہ ویسے ہی سویا پڑا تھا۔

"فیک انگیجمنٹ رملا"

وہ تکیے میں منہ دیے ہی بڑبڑایا تو وہ چہکتی سی اسکے سرہانے آبیٹھی۔

"وہی۔فیک کے بارے تو میں، تم اور اجر آپی ہی جانتے ہیں ناں۔اٹھو ناں۔فیک کے باوجود دیوداس کیوں بنے ہو۔نہیں ہوتی میں تمہارے سر پر مسلط۔اجر آپی کا پلین بس کامیاب ہو جائے"

رملا نے اسکے بکھرے بالوں میں ہاتھ کم پھیرا، بارس کے بال زیادہ کھینچے تبھی وہ سخت چڑ کر کروٹ بدل کر سیدھا لیٹے سامنے آیا اور جواباً بارس نے دو پونیوں میں سے رملا کی ایک پونی زور سے کھینچی جس سبب وہ بارس کے

چہرے پر جھک آئی تبھی روم کا ڈور کھلا اور حرا اندر آئی لیکن سامنے کا بے تکلف اور اسکے نزدیک واہیات منظر دیکھے اس نے خود ہی نظریں پھیر لیں، حقارت و غصہ لیے۔

بارس نے فورا اسے رملا کی پونی چھوڑی اور دوسری طرف سے جھمپ مار تا بیڈ سے اترے حرا تک پہنچا جو اپنے یہاں آنے پر لعنت بھیجے واپس جانے والی تھی، رملا بھی وہیں سٹل ہو کر کھڑی ہو گئی، یہ گڑبڑ تو انہوں نے سوچی تک نہ تھی، بارس یوں تھا جیسے اسکی جان نکل جائے گی۔

"ہے۔۔رکو حرا۔ایسا کچھ نہیں ہے جیسا تم نے دیکھا"

بارس نے حرا کی کلائی نرمی سے اپنی مٹھی میں لیتے اسے اپنی دوسری بازو کے حصار میں لیتے پلٹایا پر جن آنکھوں میں کئی وقت سے آنسو اور درد تھا، آج نفرت گھلی تھی۔

"ایسا ہی ہے۔ بہت قریب آ گئے تم لوگ۔ ایک ماہ ہی ہوا ان سب کو آئے۔ ایک ماہ کی مار نکلے۔ جھوٹی قسم کھائی تم نے۔ میں تو اس یقین میں بیٹھی تھی کہ کوئی ہمیں جتنا بھی دور کر دے، بارس نے قسم کھائی ہے۔ وہ کچھ غلط ہونے نہ دے گا پر تم تو آج منگنی کرنے والے ہو۔ میری مانو تو آج ہی نکاح پڑھوا لو۔ صبر تو تم دونوں سے نہیں ہو رہا"

جس قدر وہ ٹوٹی ہوئی تھی، بارس کو اسکے دل کے ٹکڑے اپنے سینے میں گڑھتے محسوس ہوئے جبکہ رملا کا بھی دل چاہا کھڑے کھڑے زمین میں دھنس جائے۔

"مجھے کچھ ایکسپلین کرنے دو گی؟"

وہ بے بسی سے بولا پر حرا نے روتے ہوئے نفی کی۔

"م۔مجھے لگا بارس سب نے تمہیں مجبور کیا ہو گا رملا سے رشتے پر۔ میں تو اسی خوش فہمی میں ماری جاتی پر تم تو شادی سے پہلے ہی اتنے خوش اور ایک

دوسرے کے کلوز ہو شکر ہے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔اضافی میں تھی یہ سمجھنے میں بہت وقت لگ گیا۔اب میں تم دو کو بیسٹ وشیز دیتی ہوں۔خوش رہو"

مسلسل بارس کے ہاتھ سے اپنی کلائی جھٹکے وہ آزاد ہوتے ہی دور ہوئی جبکہ رملا نے بھی بروقت بارس کو لپک کر بولنے سے روکتے اسکی بازو میں بازو الجھائی جس پر حرا نے انکی بازووں کا یہ بے تکلف انداز دیکھتے اک آخری تڑپتی نظر بارس کی آنکھوں پر ڈالی۔

"تھینکیو تمہاری بیسٹ وشز کے لیے"

رملا نے بارس کے بولنے سے پہلے ہی دانتوں کی نمائش کی جس پر وہ دونوں کو دیکھتی اپنے آنسو سنبھالے کمرے سے باہر نکلی اور اسے بھاگ کر باہر جاتا دیکھے اجر نے دیکھا تبھی وہ پیچھے ہی بارس کے روم تک پہنچی جہاں بارس کا شدید غصہ،رملا ہلکا کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"اجر آپی یہ دیکھ رہی ہیں کیا کہہ رہا ہے، کہ حرا کو سب بتانے جا رہا ہے۔ ہمارا پلین بگھاڑ دے گا یہ عاشق"

رملا نے اجر کو آتا دیکھے بارس کی جذباتیت کی شکائیت لگائی جس پر اجر خود نرمی سے اسے دیکھتی پاس آئی، اسکے ساتھ ہی بیٹھی جو شدید پریشان، سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھا تھا۔

"تم نے پرامس کیا تھا بارس، کہ تم میری مدد کرو گے۔ ایسے کمزور مت پڑو۔ باسل، حرا کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا۔ وہ واپس آئے گا۔ میں تم سے پرامس کرتی ہوں اسے ساری بات خود بتاوں گی، اگر شام تک وہ واپس نہ آیا تو ہم یہ پلین سب پر اوپن کر دیں گے۔ ویسے بھی اب چاچو اور بابا کا پیچ اپ تو ہو ہی گیا، رملا کا پلین کامیاب ہے اب ہمارا ابھی ہو جائے تو میں آج ہی تمہاری اور حرا کی انگیجمنٹ کراوں گی۔ نہ ماہیل انکل بیچ میں آئیں گے نہ ہی بابا۔ اسکی گارنٹی دیتی ہوں"

اجر نے پوری تسلی دی تھی کہ وہ کچھ برا ہونے نہ دے گی، لیکن جن نظروں سے حرا دیکھ کر گئی اسکے بعد بارس مزید کسی پلین کا حصہ نہیں رہنا چاہتا تھا۔

"اسکا چھوٹا سا دل ہے۔ آپ اتنی خود غرض کیوں ہیں۔ باسل بھائی آئیں نہ آئیں، حرا کو کچھ ہو گیا تو۔ بس میں مزید یہ ڈرامہ نہیں کر سکتا"

بارس نے سرے سے انکار کر دیا، اب اس میں مزید سٹیمنا نہ تھا کہ حرا کو اذیت ہونے دیتا۔

"بارس۔۔ پلیز۔ ایک دن مزید"

اجر نے اس سے منت کی تھی، بارس نے مجبوراً سر ہلا دیا لیکن وہ دل سے اب اس سب پر شدید ناخوش تھا۔

جبکہ حرا واپس گھر آئی تو مما بابا لاونج میں ہی بیٹھے تھے، وہ ان سے نظریں بچاتی مصطفی کے پاس گئی جو بیڈ پر اپنی بکس پھیلائے ڈرائینگ کر رہا تھا جبکہ میرال، وارڈرب سیٹ کرنے میں بزی تھی، حرا کو آتا دیکھے وہ بھی باہر نکلی

کیونکہ بارس اور رملا کی آج شام منگنی ہے یہ ماہیل فیملی پر اک بھاری فیصلہ تھا۔

"تم رو رہی ہو؟"

میرال نے اسکے مصطفی کے پاس بیٹھ کر اس سے باتیں کرتے بھی آنسو دیکھ لیے، حرا نے جلدی سے آنکھیں باری باری رگڑ کر نفی میں سر ہلایا جس پر میرال، افسردہ سی اسکے پاس ہی آگئی اور بیٹھی۔

"وہ اسکے بیڈ پر بیٹھی تھی، اسکے چہرے پر جھکی ہوئی۔ اس حالت میں انکو دیکھ کر آئی ہوں۔ وہ اپنی منگنی سے بہت خوش ہے۔ میرے بابا ہی جب میرے نہیں بھابھی، تو وہ شخص کیسے ہو سکتا تھا جسکے بنا میں نے اپنی زندگی کبھی سوچی ہی نہ تھی۔ محبت بہت بری چیز ہے، میں بلکل ہرٹ نہیں ہونا چاہتی، کیا ایسا کوئی طریقہ ہے؟"

بھیگی آنکھوں اور سلوٹوں والی سرگوشیوں سے وہ میرال کے چہرے کو دیکھتے بولی جسکا خود بھی محبت کا ایکسپیرئنس بہت برا رہا تھا۔

"ایسا کوئی طریقہ نہیں ہے۔بس یہی کہوں گی تم کسی سے کم نہیں ہو۔ہماری پری ہو پیاری سی۔ماہیل انکل نہ سہی، میں،ایمن مما اور مصطفی تو تمہاری تکلیف پر تڑپتے ہیں ناں۔ مصطفی! پھپھو کو ہگ کرو۔ پھپھو سیڈ ہیں"

میرال کی تسلی کے ساتھ ساتھ مصطفی کے لاڈ حرا کو شدت سے درکار تھے۔

"اوتے میاں (اوکے میرال)"

مصطفی تھوڑا سا بڑا تو ہو گیا تھا پر ابھی بھی توتلا ہی تھا،ہاں اب مسٹر مصطفی پینگوئن کی طرح نہیں،اچھے سے چلتے تھے اور باتیں بھی زیادہ کرتے، مصطفی نے اٹھ کر حرا کو لپٹ کر جب اسکی نم گالوں پر پاریاں کیں تو نا صرف حرا کی کھوئی مسکراہٹ واپس آئی جبکہ میرال بھی مسکرادی۔

"حیلا۔۔تیوں لولی او۔۔۔ مممانے مالا ہے۔۔(حرا کیوں رو رہی ہو۔ مممانے مارا ہے"

وہ اب بھی فکر میں ڈوبا تھا جبکہ حرا آگے سے سر ہلائے شکائیت لگا رہی تھی جبکہ میرال بھی حرا کی دل جوئی کرنے لگی کیونکہ اس وقت انکے پاس اور کوئی حرف تسلی نہ تھا۔

جبکہ دوسری طرف ہیڈ آفس کے بیورو میں اس وقت باسل اپنے ٹیم ممبرز کے ساتھ کسی سیکرٹ میٹنگ میں تھا،ہاں بلکل،وہ باسل ہی تھا،پہلے سے زیادہ گڈلکنگ اور چارمنگ تھا، کلئین شیوڈ چہرہ،تروتازہ اور ہر تھکن سے پاک،وہ آج فجر کے وقت ہی بیورو واپس آیا تھا کچھ نئے مشن اور ٹارگٹس لے کر،وہ کہاں تھا یہ تو اس نے کو براتک کو نہیں بتایا تھا لیکن جو اگلے ٹاسک تھے وہ اتنے اہم اور ضروری تھے کہ کسی ٹیم ممبر کو باسل کے منظر عام سے ہٹنے کے بارے سوچنے یا پوچھنے کی ہوش نہ رہی تھی۔

..________________________________..

"آپ نے اپنے جگری دوست سے، جگری بچے کے لیے بگاڑی تھی ماہیل۔اب دیکھ لیں۔ آج شام میں رحمان بھائی رملا اور بارس کی منگنی کر رہے ہیں۔ حرا کی اداس اتری شکل دیکھ کر یہی لگتا ہے وہ واقعی بارس کو پسند کرتی ہے۔مجھے تو لگتا ہے اب باسل ہی آکر سب کچھ ٹھیک کرے گا"

وہ اس وقت ٹی وی لاونج میں ہی تھے، سیال حویلی کی سجاوٹ منہ پھاڑ پھاڑ کر آج کی تقریب کے بارے منادی کر رہی تھی لیکن پہلے تو ایمن کو بھی یہی لگتا تھا کہ ماہیل، رحمان سے بر حق خفا ہیں لیکن اب انکو ماہیل شدید غلط محسوس ہوئے۔خاص کر ایمن نے جب سے حرا کی فیلنگز محسوس کیں کہ وہ پچھلے چھ سات ماہ سے جو کچھ مسکرایا کرتی تھی، وہ بھی چھوڑ چکی تھی، بس مصطفی کے ساتھ وقت گزارتی یا کبھی میرال کے پاس چلی جاتی، خود میرال بھی جب بہت تھک جاتی یا اورحان کی یاد حد سے زیادہ آنے لگتی تو حرا اسے ڈھارس دیتی، اورحان کے واپس آنے کی امید دلاتی۔

"میں جانتا ہوں میں نے زیادہ اوور ہو کر ری ایکٹ کیا لیکن اسے دیکھو۔ بہانہ چاہیے تھا مجھ سے دوری کا اور ایک ماہ نہ گزرا کہ بھائی سے پیچ آپ کر لیا۔ اسکا وہ تبریز فسادی بھائی جو میرے باسل کے سخت خلاف تھا۔ اور بارس، اگر اسے حرا اتنی ہی عزیز ہوتی تو وہ کیسے منگنی پر رضامند ہو سکتا تھا۔ میری بیٹی گری پڑی نہیں کہ میں ایسے خود غرض اور مطلبی لوگوں میں اسے بیاہوں۔"

ماہیل بھی جس طرح وضاحت دیتے، ایمن کے اعتراض رفع ہو جاتے لیکن بہر حال یہ گزرے سات ماہ کوئی خوشی ان دو گھروں میں نہ آئی تھی، آئی بھی تو ادھوری سی، یہاں تک کہ مصطفی اپنی دوسری برتھ ڈے پر اور حان کی جدائی کے سبب سخت بیمار تھا تو وہ دن بھی پریشانی میں گزرا، اب تو وہ خیر سے ڈھائی سال کا ہو گیا تھا اور میرال ہی اسکی پوری دنیا بنی ہوئی تھی۔

"لیکن آپ نے حرا کا چہرہ دیکھا کبھی ماہیل۔ اندر ہی اندر سلگ رہی ہے۔ نہ باسل کا کچھ پتا ہے نہ اور حان کا۔ کس کی نظر لگ گئی میرے ہنستے بستے گھر کو؟"

ایمن نے سخت افسردگی سے اپنی تکلیف کا اظہار کیا جس میں بے بسی بھی شامل تھی اور اس سے بڑے بے بس ماہیل تھے جو بتا نہیں سکتے تھے کہ انکے اور رحمان میں آخر جھگڑا ہوا کیوں ہے۔

"ہارن۔۔۔ کیا حرا اور میرال باہر گئی ہیں؟"

ہارن کی گارڈن ایریا کی طرف سے آواز پر ماہیل نے فکر سے پوچھا تو ایمن نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں۔ مجھے تو نہیں بتا کے گئیں"

ایمن نے لاعلمی کا اظہار کیا۔

"اوکے میں دیکھتا ہوں۔ اچھی سی چائے بنوا دو ایمن۔ پھر ہوسپٹل نکلوں گا۔ سر پھٹ رہا ہے"

ماہیل نے نرمی سے ایمن کے بالوں کو سہلایا اور اٹھ کر زرا باہر نکلے، ستمبر آ چکا تھا اور موسمی حبس اب اسلامہ آباد میں صبح اور شام کم محسوس ہوتی پھر بھی اس وقت صبح کے نو بجے ہی شدید دھوپ نکلی تھی۔

ماہیل باہر آئے ہی تبھی انکی نظر گاڑی کے پاس کھڑے دو نوجوانوں پر گئی، ایک تو شرطیہ اور حان تھا جبکہ دوسرا شاید کوئی جاننے والا جو اسے ماہیل پیلس تک چھوڑ کر گیا تھا۔

اورحان نے اس دوسرے آدمی کو شکریہ کہے رخصت کیا اور جب تک پلٹا، ماہیل آنکھوں میں آنسوؤں میں لپٹی حیرت بھرے قریب چلے آئے۔

وہ اس وقت بلو جینز اور وائیٹ سنگل ہاف سلیو شرٹ میں ملبوس تھا، بھاری بوٹس پہنے جبکہ چہرے پر اب بے حد خوبصورت دھاڑی تھی، اورحان کو

صحیح سلامت اپنے سامنے دیکھے ماہیل کی آنکھیں لرز گئیں، وہ بھی تھکا سا مسکرایا۔

"کہاں چلے گئے تھے تم۔۔۔؟ کہا تھا تمہارے بابا بوڑھے ہوگئے ہیں۔ پھر بھی ا۔۔ اتنی آزمائش؟"

بابا کے ٹوٹتے لفظوں میں کیے شکوے نے اور حان کو بھی افسردہ کیا۔

"یہ آزمائش اس لیے آئی کیونکہ آپ بوڑھا ہونا افورڈ نہیں کرسکتے تھے، یا پھر اپنے اس بیٹے کو دکھی کرنے کی سزا ملی آپکو۔ مس کیا آپکو بابا"

وہ نرم سے بنا کسی ناراضگی والے لب و لہجے میں کہتے ہی بابا کے سینے لگا تو ماہیل بھی جیسے سسک پڑتے اسے اپنے سینے گھوٹ گئے، کئی آنسو انکی آنکھوں سے بہہ نکلے، وہ ان سات ماہ بہت سخت دل کر کے جیے تھے لیکن آج لگا پھر سے بوڑھے ہوگئے ہوں، جب اولاد جوان ہو جائے تو باپ کی ہمت بڑھتی ہے لیکن عمر نہیں۔

"سزا ہی تھی میرے بچے۔ بہت بڑی سزا۔ وہ نمبر دبئی کا ہے اسکے علاوہ کچھ پتا نہ چل سکا مجھے۔ وہ بھی جسکے نام رجسٹرڈ تھا، کوئی چور اچکا نکلا۔ میں نے کس کس کنکشن کے تھرو تمہاری تلاش کروائی، تم سوچ بھی نہیں سکتے اورحان"

وہ سخت غمزدہ ہوتے روبرو ہوئے تو اورحان نے انکی تکلیف پر اس بار خفیف سی شرمندگی محسوس کی، بھلے وہ اتنے ماہ جان بوجھ کر غائب نہ ہوا تھا پھر بھی بابا پر اتری کپکپاہٹ اسے دکھ پہنچا رہی تھی۔

"بابا مجھے آپکی ہر ایفرٹ پر یقین ہے لیکن آپکا مجھ تک پہنچنا پاسیبل ہی نہ تھا تو کوئی کوشش کیسے کامیاب ہوتی"

وہ یہ کہہ کر انکو دگنا پریشان کر گیا۔

"کیا مطلب؟"

وہ شدید بے چین ہوئے اورحان کا چہرہ تکتے بولے۔

"کیا اس دھوپ میں میرے پگھلنے کا ویٹ ہے، اندر چل کر بتاتا ہوں۔ آئیں"

وہ انھیں بازو گرد حائل کرے ساتھ لگاتا پیلس کی طرف بڑھا تو ماہیل منہ بسور گئے۔

"کیوں موم سے بنے ہو جو پگھل جاوگے یا میک آپ کرنا شروع کر دیا جو گھلنے کا خطرہ تھا؟"

بابا کی گل فشانی اور حان کے ہونٹوں پر تکان بھری سہی مگر مسکراہٹ لے آئی۔

"نازک ہو گیا ہوں۔ اتنے ماہ موت کے منہ میں رہنے والے ہو جاتے ہیں"

وہ دونوں مین ہال میں انٹر ہوئے اور ایک بار پھر ماہیل کی جان نکلی، وہ اور حان کی جانب گھومے۔

"کیا مطلب۔ کیوں باپ کی جان لینا چاہتے ہو۔؟"

ماہیل کا دل مانو سینے میں ہچکولے کھانے لگا۔

"بتاتا ہوں بابا۔ مجھے میری سانس تو واپس مل جائے۔ کہاں ہے میرا مصطفی اور میری مما۔ میرال۔ حرا۔۔ باسل؟"

وہ متلاشی نگاہوں سے بس پہلے مصطفی کو دیکھنا چاہتا تھا۔

"باسل ابھی تک لاپتہ ہے۔ باقی سب یہیں ہیں۔ ایمن کچن میں ہے۔ جاؤ ملو اور آکر بتاؤ کہاں تھے تم۔ میں ویٹ کر رہا ہوں"

ماہیل نے اسکا سینہ تھپک کر اطلاعات دیں۔

"وہ کہاں چلا گیا ہے۔ کہیں اسے بھی تو ہرٹ نہیں کیا تھا آپ نے بابا؟ لیکن نہیں وہ تو جان ہے آپکی"

اورحان کو نئی پریشانی گھیر گئی جبکہ ماہیل اس درجہ طنزیہ سوال پر احتجاج بھی نہ کر سکے۔

"ایسا ہی سمجھو کہ اسے بھی ہرٹ کیا تھا۔ تم آگئے ہو ممکن ہے اب اسے بھی ماں باپ پر رحم آجائے۔ باقی طنز بعد میں کرنا۔ اپنی سانس لے کر آو یہاں۔ میری سانس آسان کرو جو سینے میں اٹکی ہوئی ہے"

بابا کے زرا نروٹھے پن سے شاکی نظریں ڈال کر پھیرنا، ناچاہتے ہوئے بھی اورحان کو مسکانے پر مجبور کر گیا، اورحان وہیں سے سیدھا مما کو دیکھنے کچن ہال کی طرف بڑھا جہاں وہ ماہیل کے لیے خود ہی چائے بنا رہی تھیں، ناشتہ ابھی تک کسی نے نہیں کیا تھا، کیونکہ سیال حویلی سجتی دیکھ کر سبکی بھوک پیاس مٹی ہوئی تھی۔

"مما"

اورحان کے دروازے سے ہی پکارنے کی دیر تھی کہ ایمن جلدی سے پلٹیں، اورحان کو دیکھتے ہی ایمن کی آنکھیں برسات ہوئیں، باہیں کھولنے کی دیر تھی کہ اورحان انکی عافیت بھری بازووں میں جا سمٹا جبکہ اتنے پہاڑ بچے کو کہاں وہ نازک سی ماں باہوں میں بھر سکتی تھی تبھی اورحان نے خود انکو دیر تک اپنے سینے لگائے رکھا، یہ ماں وہ واحد ہستی تھی جسے سبکے دکھ برابر دکھی کرتے تھے۔

"م۔۔میری جان۔ تم کہاں چلے گئے تھے۔ایک میسج کر کے۔یہ بھی نہ سوچا ہم ایک میسج پر کیسے جیئیں گے۔ مما کی جان تم ٹھیک ہو۔ تھوڑے ویک کیوں لگ رہے ہو؟"

وہ اورحان کا چہرہ ہاتھوں میں پھرے آسودگی سے اسکا ماتھا چومے رونے پر بھرپور قابو کیے بولیں، جبکہ اورحان کے پھر دونوں ہاتھ بھی چومے، تھوڑی سی اورحان کی سانس واپس محسوس ہو رہی تھی۔

"ویک اس لیے کیونکہ آپ سب سے دور تھا۔ سب بتاتا ہوں کہاں تھا، آپ ٹھیک ہیں۔ بہت ستا رہے ہیں ناں آپکے بیٹے آپکو۔ مجھے بے حد دکھ ہے کہ میں نے غیر دانستہ آپ جیسی پیاری ماں کو اتنی تکلیف دی۔ مجھے معاف کر دیں۔ جان بوجھ کر نہیں دی یہ جدائی"

وہ دگنا پشیمان تھا مگر ایمن نے اسے یوں شرمندہ ہونے سے منع کرتے پھر سے اپنے سینے لگایا۔

"اگر جان بوجھ کر نہیں کیا تو معافی کیسی بچہ۔ ماوں کے امتحان تو چلتے رہتے ہیں میری جان۔ میری آدھی جان لوٹ آئی، اب بس باسل بھی آجائے تو دوبارہ تم دو کو ساتھ بٹھا کر قسم دوں گی کہ خبردار مجھے چھوڑ کر گئے۔ مما قربان جائیں۔ میری آنکھوں کا آدھا نور بھی لوٹ آیا ورنہ یہ آنکھیں جل جل کر تھک چکی تھیں۔ جن منظروں میں ایک ماں کو اسکی اولاد نہ دیکھائی دے، وہ ماں کی بینائی کو صرف درد دیتے ہیں، پھر چاہے کتنے ہی خوبصورت کیوں نہ ہوں"

ایمن کا آدھا دل تو ابھی بھی لہو ہو اتھا، باسل چھ ماہ بعد بھی نہیں لوٹا تھا اور پچھلا ایک ماہ ایمن اسکے لیے بہت روئی تھیں، اور حان کے لیے تڑپی تھیں، جب مصطفیٰ کو روتا دیکھتیں اور وہ صرف اور حان کو تلاش کرتا تب انکا دل پھٹ جاتا۔

"لازمی قسم دیجیے گا۔ آئیں باہر۔"

وہ انھیں خود سے لگائے بولا پر ایمن کو چائے کی فکر تھی۔

"چائے ابل گئی ہے۔ماہیل نے مانگی تھی"

ایمن نے اداسی سے بتایا تو اور حان نے چولہا آف کر دیا اور ایمن کو خود سے لگائے باہر لایا۔

"بابا کا سر درد میری سات ماہ کی کہانی سنتے ہی بھاگ جائے گا۔رہنے دیں چائے کو۔"

اورحان اور ایمن بھی لاونج کی طرف بڑھے تو ایمن نے پریشان ہو کر گردن گھمائے اورحان کے منہ کی طرف دیکھا، اورحان انھیں دہلا رہا تھا۔

اورحان نے مما کو شانوں سے تھامے کاوچ پر بٹھایا ہی تبھی حرا، مصطفیٰ کا ہاتھ پکڑے روم سے نکلی جبکہ اورحان کو پہلے اپنی سانس مکمل کرنی تھی تو پلٹا، خود حرا کی آنکھیں جو پہلے ہی رو کر تھکی تھیں، اورحان بھائی کو دیکھے وہ تو جذباتی ہوئی ہی، مصطفیٰ تک وہیں کھڑا ہو کر ہاتھ ایک دوسرے میں دبائے رونا روکے اورحان کو دیکھنے لگا، وہ بچہ یوں تھا جیسے ابھی رو دے گا۔

"اورحان بھائی۔ شکر ہے آپ واپس آ گئے۔ بہت مس کیا آپکو"

حرا نے مصطفیٰ کا ہاتھ چھوڑا اور آ کر اورحان کے سینے لگی پر اورحان بس مصطفیٰ کو دیکھ رہا تھا جو نچلا ہونٹ باہر نکالے ناک سے سانس لیتا رونا روکے ہوئے سکور لانے کے چکر میں تھا۔

"میری جان میں نے بھی بہت مس کیا۔"

اور حان نے حرا کا سر چومتے اسے خود سے الگ کیا اور قدم مصطفی کی طرف بڑھائے، جو تڑپ اس وقت اور حان کی آنکھوں میں تھی وہ دنیا ہلانے والی تھی۔

"ب۔بابا"

وہ بمشکل بول سکا تھا، اور حان نے اسے جھک کر کمر کے اطراف سے پکڑے اٹھا کر خود سے لگایا ہی جب وہ مرجھائے پھول کی طرف اور حان کے سینے ڈھے گیا، حرا، ماہیل اور خود ایمن اس لمحے میں اپنی آنکھیں تر ہونے سے روک نہ سکیں۔

"بابا کی زندگی۔بابا کا سکون۔بابا کی سانس۔"

اور حان نے اسے اٹھا کر وہیں لاونج کی طرف قدم بڑھائے تو سبکی محبت بھری نظریں اور حان اور مصطفی پر تھیں۔

"اوہ میرے دل کا ٹکرا۔ ادھر دیکھو میری طرف۔ بابا آ گئے ہیں میری جان۔ ایسے کروگے تو بابا کا دل کٹ جائے گا۔۔ کیسے سنبھالا آپ سب نے اسے؟"

اول جملے وہ لاڈ پیار سے اپنے گلے لگ کر دبکے مصطفیٰ سے بولا جبکہ آخری سوال ان تینوں سے کرتے خود اور حان کی آواز کانپی۔

"بچہ تھا۔ تمہیں بھول بھی سکتا تھا۔ پر میرال نے اسے بابا بھولنے نہیں دیے۔ بہت صبر والا ہے ہمارا مصطفیٰ۔ لیکن کبھی کبھی اتنا روتا تھا کہ کسی سے بھی سنبھالنا مشکل ہو جاتا تھا۔ جیسے تمہیں کہیں نہ دیکھ کر بے بس ہوئے رو پڑتا ہو"

ایمن نے بھی آزردگی سے مصطفیٰ کی تکلیف کا اظہار کیا جبکہ میرال سے وہ فرصت سے ملتا لیکن اس وقت مصطفیٰ کا چپ ہو کر اور حان سے لپٹ جانا، اور حان کا دل سکیڑ رہا تھا۔

"مصطفی۔ایسے نہیں کرو بچہ۔ادھر دیکھو۔بابا پاری کرنا چاہتے ہیں۔"

زبردستی ہی سہی اورحان نے اسے اپنے گلے سے لگنے سے روکتے اپنی گود میں بٹھایا تو وہ پھر سے دھندلائی آنکھوں سے بابا کو دیکھنے لگا، جب اورحان نے جھک کر اسکا ماتھا چوما تب مصطفی ساتھ ہی ہچکی بھر تا رو دیا جس پر اورحان نے اسے واپس اپنے سینے لپٹاتے گلے لگایا، وہ ہچکیاں بھرتا دبا دبا روئے گلے لگتے ہی خاموش تو ہوا پر کانپ رہا تھا، اورحان کی اپنی آنکھیں اس بچے کی ایموشنل حالت بھیگو گئی۔

"اب بتاو کہاں تھے۔وہ تو تھوڑی دیر تک ہی سنبھلے گا ناں"

یہ جذباتی کیفیت دور کرنے کو ماہیل نے ہی زرا موضوع بدلا، حرا ابھی مما کے ساتھ ہی بیٹھی جہاں ایمن نے اسے اپنے بازو کو کھولے ساتھ لگا لیا، وہ کسی اولاد کو نہیں بھولتی تھیں۔

"صنم۔۔ مہر فاطمہ کی بہن۔ کسی دبئ کے شیخ کی مدد سے مجھے کڈنیپ کروایا۔ کہ مجھ سے شادی کرے گی۔ مصطفی کی ماں بنے گی۔ فلاں فلاں۔ اس کے چنگل سے کسی طرح نکلا تو اسی شیخ کے آدمی کی گولی کا نشانہ بن گیا، گولی بری طرح میری thoracic spine کے کچھ حصے ڈیمیج کر گئی۔ ایک وہیں کے آدمی نے مجھے ریسکیو کر کے ہوسپٹل پہنچایا پر سات ماہ لگ گئے مجھے اس موزی جگہ لگی گولی کے نقصان جھیلتے۔ میں کومہ میں چلا گیا تھا، کل ہی کومہ سے نکلا۔ جس آدمی نے مجھے ہوسپٹل پہنچایا وہ بھی دبئ کا کافی رئیس آدمی تھا جس نے نہ صرف میرا اتنا مہنگا ٹریٹمنٹ کروایا، بلکہ مجھے بنا ویزا یا پاسپورٹ واپس پاکستان بھی پہنچایا، ورنہ میں مر چکا ہوتا۔ یہ جو آدمی مجھے چھوڑنے آیا تھا اسی کا پی اے ہے۔ جب میں نے کل ہوش میں آکر اسے بتایا کہ میں آپکا بیٹا ہوں تو انہوں نے کہا وہ آپکو جانتے ہیں۔ شیراز باجوہ نام تھا"

اورحان نے ساری صورت حال جب بتائی تو یہ سب کو دہلانے والی تھی لیکن اس سے زیادہ شاکنگ شیر از باجوہ کا نام تھا۔

"وہ تو یونی فیلو تھا میرا۔ بہت کمال لڑکا تھا۔ مجھے یاد ہے کافی غریب گھرانے سے تھا۔ میں نے اور رحمان نے اسکی مل کر کافی مالی ہیلپ بھی کی تھی، لیکن وہ اچانک پڑھائی چھوڑ کر چلا گیا، پھر ہم نے کافی تلاش کروائی لیکن خبر نہ ملی۔ صحیح کہتے ہیں۔ بے غرض نیکی کبھی رائگاں نہیں جاتی۔ میں شیر از کا شکریہ وہاں جا کر اس سے مل کر ضرور ادا کروں گا۔ اللہ اسے بہت نوازے"

ماہیل نے بھی اس واقفیت کو پہچان لیا جبکہ ایمن نے اورحان کا ہاتھ پکڑے پھر چوما، وہ کتنی تکلیف سے گزرا ہے یہ ایک ماں کی برداشت سے بہت زیادہ تھا۔

"اللہ اسے شاد و آباد رکھے۔ اب ٹھیک ہو تم۔ کسی قسم کا درد تو نہیں؟"

ایمن کو شدید پریشانی لاحق تھی کہ ابھی بھی اس گولی کا اثر نہ ہو۔

"نہیں مما۔ سپائنل کارڈ تک بھی ایفیکٹ گیا تھا گن شوٹ کا جس وجہ سے دماغی طور پر کومہ میں گیا۔ اب تو بلکل فٹ ہوں۔"

اورحان نے سبکی تشفی کروائی جبکہ مصطفی بھی جیسے اسے باتیں کرتا محسوس کیے زرا حوصلے میں آگیا تبھی اورحان نے ایک بار پھر اسے سینے سے دور کرنا چاہا۔

"میرا بچہ۔ بابا کی جان بابا کو ایموشنل کر رہی ہے۔ میں نے بہت مس کیا تمہیں۔ میں کبھی دور نہیں ہوں گا اب مصطفی سے۔ معاف کر دو ناں بابا کو"

مصطفی کو اپنی گود مئں کھڑا کرواۓ اب بابا کا بے بی کو منانے کا سیشن شروع تھا اور جب اورحان نے اسکی گول گول گالیں زور سے چومیں تو ان معصوم سی آنکھوں میں بھی خوشی دوڑی۔

وہ بابا کے گال سے گال رب کرنے پر بے چین بھی ہوا جس پر حرا سمیت ماہیل اور ایمن بھی مسکرائیں۔

"ابھی بابا جا کر یہ چہرے کا جنگل کم کرتے ہیں۔ بلکل نہیں چبھے گی۔ یہ تھوڑا بڑا ابڑا نہیں لگ رہا۔ اف میں نے تمہارا پینگوئن سے ٹھیک چلنے کے بیچ کا وقت مس کر دیا مصطفی۔ کیسے معافی ملے گی"

وہ اسکو دیکھ دیکھ جی رہا تھا، مصطفی ویسے تو اتنا ہی ٹڈا تھا لیکن میرال کی توجہ نے اسے اور زیادہ نکھارا تھا، بابا بھلے دور تھے لیکن سگی سے زیادہ پیار نچھاور کرنے والی ماں جو پاس تھی۔

"میاں اول حیلا لوتی ہیں بابا۔ دم دے تھے بابا۔ تیوں نی آئے۔۔۔ دو وول تلے دئے تھے۔۔۔ دندے بابا۔۔۔ (میرال اور حرا روتی ہیں بابا۔ گم گئے تھے بابا۔ کیوں نہیں آئے۔ دور چلے گئے تھے۔ گندے بابا)"

وہ زرا صدمے اور تکلیف سے نکلا تو بابا کے گلے لگتا بھیگے بھیگے لہجے میں بولا لیکن میرال کے ساتھ حرا کا رونا یہ وہ بات تھی جس نے حرا کی آنکھیں پھر

سے بوجھل کیں اور وہ آنکھیں چراتی جیسے اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف گئی، اور حان کو یہ ٹھیک نہ لگا۔

"میری جان۔"

اور حان نے مصطفی کو سینے لپٹایا جبکہ دیکھ وہ مما بابا کو رہا تھا۔

"حرا کو کیا ہوا ہے؟"

اور حان نے دونوں کو باری باری پریشانی کے سنگ دیکھتے استفسار کیا پر دونوں کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔

"لمبے سفر سے آئے ہو۔ جا کر فریش ہو کر ریسٹ کرو، لنچ پر سب بتاتی ہوں۔ جاو میرال سے ملو۔ اسے مجھے دو"

ایمن نے فی الحال یہ معاملہ دبایا جبکہ مصطفی کو اور حان نے سینے سے لگائے ہی اٹھایا۔

"اسے میرے پاس ہی رہنے دیں۔"

اورحان نے منع کیا پر ایمن نے مصطفی کو اس سے اٹھ کر لیا۔

"میری جان میاں بیوی کی کوئی پرائیویسی بھی ہوتی ہے۔ میں اسے فیڈر بنا کر دیتی ہوں پھر چھوڑ جاتی ہوں۔ جاو تم فریش ہو جا کے"

ایمن نے پیار سے ڈانٹا بھی جبکہ اورحان نے پھر بھی مصطفی کی گال زور سے جھک کر چومی جواب مسکرا رہا تھا، اپنی میٹھی مسکراہٹ سے اورحان کے تھکے وجود کی تھکن کھینچ رہا تھا۔

"بابا کی جان۔ بابا کا شیر۔ میں آتا ہوں اپنے بچے کو ڈیسنٹ بابا بن کر ملتا ہوں۔"

اورحان کا اشارہ اپنے فیشل ہیرز کی طرف تھا جو مصطفی کو چبھے تھے تبھی اورحان نے انکو بلکل ہلکا کرنا تھا، ایمن، مصطفی کو لیے کچن کی طرف گئیں تو اورحان نے اٹھ کھڑے ہوتے بابا کو دیکھا۔

"میں بھی لنچ پر ملتا ہوں۔ ریسٹ کرنا۔ ابھی جسم کو واپس روٹین میں آتے وقت لگے گا۔ کومہ سے نکلنے کے بعد ہڈیاں تک پین دیتی ہیں۔ گاڈ بلیس یو"

ماہیل نے اسکو تاکید کی اور خود بھی روم کی طرف بڑھے تاکہ ہوسپٹل جا سکیں جبکہ اورحان کی توجہ ابھی بھی حرا کی جانب تھی لیکن اسے بعد میں دیکھنے کا سوچ وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھا، میرال جو وارڈرب ٹھیک کرنے کے بعد باہر بیڈروم میں آکر جگہ جگہ بکھرے مصطفی کے کھلونے اٹھا اٹھا کر سمیٹ رہی تھی، آہٹ پر سیدھی ہوئی تو روم ڈور کھول کر اندر آتے اورحان کو دیکھتے اسکے ہاتھ سے مصطفی کے کھلونے چھوٹ کر نیچے کارپٹ پر گرے، وہ دونوں ہاتھ منہ پر جمائے اس اچانک حیرت و خوشی میں نکلتی بے ساختہ چینخ دبا تو گئی پر اورحان کو دیکھتے اسکی سیاہ آنکھیں ضرور بھر گئیں، وہ تیزی سے اورحان کی طرف دوڑی مگر اس سے کچھ فاصلے پر یہ سوچ کر رک گئی کہ کہیں یہ اسکا وہم تو نہیں۔

"آ۔۔ آپ سچ میں ہیں ناں؟"

میرال کی آواز سرگوشی میں ڈھلی تبھی اورحان نے اپنا فون سائیڈ ٹیبل پر جھکتے رکھا اور واپس اٹھے میرال کو دیکھنے لگا، سرخ رنگ کے سادہ جوڑے میں گھریلو سی دیکھائی دیتی وہ لڑکی لمحوں میں اپنا چہرہ اور آنکھیں لال کر بیٹھی۔

"یہ جاننے کے لیے آپکو میرے پاس آنا ہو گا"

اورحان نے اسے بازو پھیلاتے جیسے پکارا، میرال نے ڈبڈبائی آنکھوں سے ان مہربان پھیلی بازوؤں کو دیکھا۔

"آپ کہاں تھے ؟۔اف پاگل ہو گئے میں اور مصطفی آپکو یاد کر کر کے۔"

وہ رونے سے خود کو مکمل روکے تھی لیکن پھر بھی آنکھیں اسے یوں اتنے ماہ بعد سلامت دیکھے موم سی پگھلنے لگی تھیں، اورحان نے اک ٹھنڈی سانس کھینچی۔

"لمبی کہانی ہے میرال۔ فرصت سے دوبارہ دہراوں گا کیونکہ باہر مما بابا کو سارا احوال سنا آیا ہوں۔ اب تو بولنے کی بھی ہمت نہیں۔"

وہ اس قدر تھکا ہوا اور نڈھال تھا کہ میرال نے اسکے چہرے کی تھکن دیکھتے فی الحال یہ موضوع ہی چھوڑ دیا۔

"اور محسوس کرنے کی ہمت بھی نہیں؟"

میرال کی آنکھیں اب بھی بھیگی تھیں لیکن وہ بیزار سا شخص اتنے دلربا سوال پر اپنی مخصوص دلفریب مسکراہٹ سے بازو میرال کے اطراف خود ہی پہل کرتا حائل کرے اسے اپنے سینے کی اور سرکا گیا، وہ خفیف سا اسکی قربت پر گھبرائی۔

"آپکی خاموش دعائیں اور محبت اتنے ماہ سے محسوس کر رہا ہوں۔ یہ والی ہمت کا تو پوچھیے ہی مت۔ معافی نامہ دینا پڑے گا اتنی لمبی جدائی کے لیے یا تلافی کی کوئی اور صورت ہو سکتی ہے؟"

وہ اسکی قربت میں آ کر یوں بہار ہوئی جیسے کبھی خزاں ہوئی نہ ہو، اف ساری اداسیوں کو جیسے موت آ گئی ہو۔

"آپ کو میرے ہر لمحے کا احوال سننا ہو گا"

وہ اتنے کم پر راضی ہو گئی کہ اورحان سادہ سی اس بیوی پر مسکرا دیا۔

"خوشی خوشی سنوں گا۔ موجودہ لمحے سنوار بھی دوں گا"

بہت کچھ تھا ان مہربان آنکھوں میں، ان بازوؤں کی بڑھتی گرفت میں، وہ اسکے سینے سے لگ کر دونوں ہاتھ اس کے اطراف باندھ گئی تو اورحان نے بھی محسوس کرنے کی قوت کو بڑھتا محسوس کیا، اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرے دوسرے ہاتھ اور بازو کے شکنجے میں میرال کو بسائے ہوئے تھا۔

"آپ ٹھیک ہیں؟ مجھے آپ تھوڑے ویک کیوں لگ رہے ہیں؟"

وہ روبرو ہوئی تو جیسے اورحان کے زرا پہلے کی بنسبت مرجھائے چہرے کو فوری بھانپ گئی۔

"فریش ہو کر یہ بیئرڈ زرا ہلکی کر کے آتا ہوں۔ پھر آپ کو ویک نہیں لگوں گا۔ آپ ٹھیک رہیں پیچھے ؟۔ آپکے پیپرز کا کیا ہوا؟"

اورحان کو جیسے اچانک ہی یاد آیا کہ مصطفی کی ذمہ داری میں کہیں میرال سب چھوڑ چھاڑ تو نہیں بیٹھی۔

"وہ دے دیے، اچھے نمبرز سے پاس بھی ہو گئی۔ مصطفی سے ملے آپ؟"

میرال نے یہ بتا کر تو اورحان کو بے حد ریلیف دیا ورنہ وہ خود کو میرال کے پڑھائی میں ہوتے ڈیلے پر قصوروار مانتا۔

"اسی نے تو سانس دی ہے مجھے۔ ملا ہوں۔ اس نے بتایا میال روتی رہی ہے"

اور حان کو جیسے اس وقت اس سادہ سی لڑکی پر پیار سا آیا جیسے وہ اس حوالے پر نظریں جھکا گئی تھی۔

"وہ جب آپکے لیے روتا تھا تبھی روئی۔ اپنا نہیں بتایا اس نے۔ آپ نہیں تھے تو مجھے لگا میری پوری دنیا تاریک ہے۔ ایسا ہی مصطفیٰ کو بھی لگا۔ اسے تو میں نے اپنی چھاوں میں رکھ کر اس تاریکی کا زیادہ احساس نہیں ہونے دیا لیکن ہر رات اسکے سو جانے کے بعد میں بس آپکا سینہ ہی تلاشتی تھی کہ اپنا دکھتا سر رکھ دوں۔ امی بابا کہتے ہیں میر ال تو گم گئی ہے دنیا میں، میں سات ماہ میں ایک بار بھی وہاں نہیں گئی۔ امی بابا ہر دوسرے ہفتے خود ہی ہم دو سے مل جاتے تھے۔"

وہ نظریں جھکائے ہی یہ سب بولتی گئی اور اور حان کے دل پر بوجھ بھی اسی تناسب سے بڑھتا گیا۔

"مجھے آپکی مرجھائی آنکھیں دیکھ کر ان سات ماہ کی تکلیف کی خبر ہو گئی ہے تو انھیں جھکائیں مت۔ میں آ گیا ہوں۔ اب ازالہ کر دوں گا۔ میرے کپڑے نکال دیں، میں فریش ہو جاوں"

وہ اسکا جھکا چہرہ اوپر اٹھائے بے حد محبت سے میرال کی دونوں آنکھیں باری باری چومتا، اس لڑکی کو برف کے قلعے میں دفن کر گیا، کیا کوئی آسودگی بھرا لمحہ، سات ماہ کی بیقراری پر حاوی ہونے کی اہلیت پا سکتا ہے، نہیں ناں پر یہ پا گیا تھا جب اس شخص نے میرال کی آنکھوں پر جھک کر اپنے ہونٹوں کو رکھا۔

"ابھی نکالتی ہوں۔ آپ جائیں فریش ہوں۔ ناشتہ لاوں آپکے لیے؟"

وہ فورا سے اس کی فکر میں ڈوبی بولی تو اور حان نے جاتے جاتے سر اثبات میں ہلا یا۔

"بہت بھوک لگ رہی ہے۔ مصطفی کو بھی لے آیئے گا۔ اسکے بعد سونا چاہوں گا۔ آپ ہم باپ بیٹے کو جوائن کریں گی سلیپ سیشن میں"

وہ ٹاول گلے میں لٹکائے یہ حسین آفر کرتے مسکرایا مگر میرال کے گال دہک گئے ان نظروں کی لپک پر، وہ اور حان کے ہونٹوں کا لمس بھولی ہوئی تھی، اسے دیکھ کر وہ سب جان لیوا یادیں تازہ ہو گئی تھیں تبھی میرال کو شرم سی آنے لگی۔

"جی نہیں مجھے بہت کام ہیں۔"

وہ اسی شرمیلی ادا لیے ڈریسنگ روم میں جا گھسی، اور پھر اس نے اور حان کے لیے آرام دہ سٹف والی ہاف سیلو شرٹ ہی نکالی ساتھ ٹراوزر اور اس بار بقیہ چیزیں بھی ساتھ رکھیں، جیسے ویسٹ، اور انڈر وئیر وغیرہ جبکہ یہ کرتے میرال کو خود سے شرم سی آئی، وہ کمرے سے نکلی اور جا کر کچن میں پہنچے پہلے تو اور حان کے لیے ناشتے کی ٹرے ریڈی کروائی پھر روم میں لے کر گئی، پھر

واپس آئی اور ایمن مما سے مصطفیٰ کو بھی لیا اور جب تک روم میں آئی، اور حان فریش بھی ہو چکا تھا اور داڑھی بھی ٹرم کر لی جسکی وجہ سے مصطفیٰ بہت خوش تھا۔

میرال بھی تب تک وہیں رہی جب تک بابا اور بے بی نے ناشتہ فنش کیا، نہانے سے اور حان کو مزید سخت نیند آرہی تھی، مصطفیٰ فل تھا پھر بھی بابا کے ساتھ ناشتے کا ڈبل کوٹ کیا جبکہ ناشتہ اتنا ہیوی نہیں تھا تبھی جب تک میرال، برتن وغیرہ رکھے میڈ کے ساتھ کچن سمیٹ کر واپس آئی، اور حان نے مصطفیٰ کو اٹھائے کچھ دیر روم میں ہی چہل قدمی کی پھر وہ دونوں بیڈ پر جا لیٹے، مصطفیٰ چھوٹی چھوٹی باتیں اور لاڈ کرنے کے سنگ اور حان کی ساری تھکاوٹ دور کر رہا تھا لیکن چونکہ وہ بھی فجر کے وقت میرال کے ساتھ اٹھ جاتا تھا تو اس وقت اسے شدید نیند آجاتی تھی اور تبھی مصطفیٰ صاحب، بابا سے پہلے بابا کے آدھے سینے پر قابض ہوتے سو چکے تھے۔

میرال جب روم میں آئی تو اس نے بہت احتیاط سے ڈور اندر آتے آگے کیا اور قدم اٹھائے جبکہ اس سے پہلے جا کر کاوچ پر بیٹھتی، اورحان کے ہاتھ بڑھا کر پکارنے پر فوراً پلٹی۔

"یہاں ہمارے پاس آئیں۔ کب سے آپکا ویٹ کر رہا ہوں۔ آنکھیں بری طرح بند ہو رہی تھیں"

اورحان کے اتنا پیار سے شکوہ کرنے پر وہ چلتی ہوئی پاس آئی اور اورحان کے پہلو میں بیٹھے اپنا ہاتھ اسکے مضبوط ہاتھ میں تھمایا۔

"تو سو جاتے۔ میرا ویٹ کیوں کر رہے ہیں؟"

وہ تھوڑی افسردہ ہوئے بولی، اورحان کی آنکھیں سچ میں درد میں ہیں یہ وہ محسوس کر سکتی تھی۔

"میرال۔ مجھے سکون دیتا ہے آپکا وجود۔ اب تو زیادہ دے رہا ہے اتنے وقت بعد آپ سے مل کر۔ اور اس وقت تھوڑے سکون پر آپکا بھی حق ہے۔ یہ

آدھے گھنٹے سے بس میاؤں میاؤں کر رہا تھا، کتنا پیار دیا ہے اسے آپ نے کہ میری کمی نہ ہونے دی"

وہ اپنی بازو کھول رہا تھا جسکا مطلب تھا وہ چاہتا ہے ایک بازو مصطفی نے ہتھیائی ہے تو دوسری وہ لڑکی ہتھیا لے، حق جمائے، اور حان کا آدھا سینہ بس میرال کی ملکیت تھی۔

"میں نے اسکو بس دل سے لگا کر رکھا۔ آپ کی جان بستی ہے اس میں اور مجھے یہ بہت پیارا ہے۔ آپ کی دونوں بازو بزی ہو گئیں تو آپ ہل بھی نہیں پائیں گے۔ سکون سے سو جائیں۔ میں اپنا حق پھر کبھی لے لوں گی"

وہ اسکی بازو دیکھے اسکا ہاتھ دونوں ہاتھوں میں تھام گئی تو اور حان کو پتا بھی نہ چلا کب وہ دکھتے جسم و دماغ کے باوجود مسکرا یا ہے۔

"بھو لیے گا مت حق لینا"

وہ نیند میں ہی بڑبڑایا اور یوں اورحان کو جاگی سوئی کیفیت میں دیکھنا میرال کے لیے سرور آگیں تھا۔

"کبھی نہیں۔ میں لنچ کے لیے جگا دوں گی۔"

میرال نے اک مدھم سی سرگوشی اورحان کے کان میں کی جس کے بعد وہ آنکھیں موند گیا اور میرال نے اس کے سوتے ہی اورحان کا ہاتھ، ہاتھوں میں دباتے چوما، اک آنسو اسکی آنکھ سے بہہ کر رخسار پر اتر آیا، یہ شکر گزاری کے آنسو تھے جو اورحان کے واپس آنے پر میرال کی آنکھوں میں بھرے تھے۔

"میری رکی ہوئی زندگی سات ماہ بعد وہیں سے شروع ہو گی جہاں آپ نے اسے روکا تھا اورحان۔"

وہ اسکے سو جانے کا یقین خود کو دلانے کے بعد بیٹھے بیٹھے اورحان کے چہرے پر جھکی اور قربت بڑھتے ہی اسے اورحان کے چہرے سے چھوٹتی آفٹر شیو کی

خوشبو، سینے سے آتے کلون کی مہک اور اس شخص کی تازہ سانسوں کی خوشبو اپنے بس میں کر گئی، وہ جھکی بس اسے قریب سے دیکھنے کو ہوئی پر بدحواسی میں میرال نے اورحان کے ہونٹوں کو ویسے ہی چھوا جیسے سات ماہ پہلے وہ میرال کے دل کو ان ہونٹوں کے دباو سے جکڑ گیا تھا، فرق بس اتنا تھا کہ میرال کو پیچھے ہٹنے کی جلدی نہ تھی، وہ بے حد گہری نیند میں تھا اور میرال نے اپنا تھوڑا حق بھرپور لیا تھا۔

پھر اسکی صبیح پیشانی چوم کر اپنے ہونٹوں کو حوصلہ و صبر کرنے کی ترغیب دلائی کہ وہ شخص میرال کا ایسا پھول ہو گیا تھا جیسے چوم لینے کی طلب، ہونٹوں کا حسن بڑھاتی ہو۔

"مجھے آپ سے پیار ہو چکا ہے۔ اب میں اپنے حق لے لیا کروں گی۔ بنا آپ سے پوچھے بھی۔ سکون کی نیند سوئیں اورحان۔ اور میرا بے بی مصطفی بھی۔ ایسا لگ رہا ہے دو بچھڑی روحیں ملی ہیں۔ نظر نہ لگے میری"

میرال نے خود کو بے حد سکون پہنچایا جبکہ دونوں پر آیت الکرسی پڑھ کر پھونکے وہ کمرے سے نکلتے مین لائیٹ بھی آف کر گئی، حرا کے لیے بھاری دن تھا تبھی میرال اسی کے پاس گئی جہاں ایمن پہلے ہی موجود تھیں لیکن حرا خود کو ٹھیک بتانے کے پورے جتن کرتی میرال اور ایمن دونوں کو دکھی کر رہی تھی۔

..______________________..

"یہ ان منسٹرز کی لسٹ ہے جنکے بینک اکاونٹ بلیک لسٹ پر ہیں، جنھیں پولیس نے پالا ہے، کہیں سے کوئی ایسی پیمنٹ یہاں ٹرانسفر ہوئی ہے جو ال لیگل تھی۔ اس پر کام شروع کرو کوبرا اس سے پہلے یہ لوگ بھی آتشم کو ہائیر کریں اور بچ بچاو کا بندوبست کروالیں۔ مجھے کل تک ان کے بارے ساری ڈیٹیلز میرے ٹیبل پر چاہیں"

کوبرا نے تمام ہدایت سنی بھی اور پوری امید دلائی کہ وہ کل تک یہ ساری ڈیڈ لائن پوری کرے گا۔

"میں کل تک ان سبکی ڈیٹیلز آپکو دیتا ہوں ویسے بچ بچانے کا سین تو نہیں، آتشم کام ضرور کرتا ہے انکے پر اس کام کو دیکھنے کے لیے وہ غدار زندہ سلامت نہیں رہتے۔ جنرل سے ملنے کب جائیں گے، میٹنگ فکس کرواوں ہیڈ آفس؟"

کوبرا نے باسل کے سامنے کھلی فائیل اٹھا کر سمیٹی اور ساتھ استفسار بھی کیا۔

"نہیں۔ آج فیملی ٹائم۔ کل صبح دس بجے کی میٹنگ کرواو۔ جنرل عامر کے ساتھ۔ یہ مشن انہوں نے ہی رازدارانہ طور پر دیا تھا، اور آتشم کی بھی خبر نکالو کہاں ہے۔ اسکے لوگ کیا کر رہے ہیں آجکل"

باسل نے اپنا لیپ ٹاپ سکرین گراتے بند کیا جبکہ ٹیبل پر پڑا فون اور اپنی نئی سرکاری جھنڈے والی گاڑی کی کیز بھی اٹھائیں جو اسے اس راز میں

پورے کیے گئے مشن کی صورت حکومتی پروٹوکول کی طرح ملی تھی، یہی نہیں ایک گھر بھی، اب مشن کیا تھا وہ کل کی میٹنگ میں ہی ڈسکس ہونے والا تھا۔

"اوکے باس۔ سنیں! ایک اور خبر دینی ہے آپکو"

باسل، آفس روم سے نکلا تو کوبرا بھی فائیل تھامے ساتھ ہی باہر نکلا، باسل سنجیدگی سے پلٹ کر کوبرا کا چہرہ دیکھنے لگا۔

"کہو"

باسل کا لہجہ سرسری تھا۔

"جب آپکی جلی گاڑی کی جانچ ہوئی تھی تبھی اردگرد کے ایریا کا بھی جائزہ لیا گیا تھا، ہمیں ایک Assault Sniper کا راونڈ ملا تھا۔ آپ جانتے ہیں یہ وہ گن ہوتی ہے جو ملٹری یوز کے لیے بنی ہوتی ہے۔ اور یہ صرف آتشم کے بارے فینس ہے کہ وہی ایسی گن یوز کرتا ہے۔ کیا آتشم کا تعلق ملک کے

وفاداروں سے ہے یا غداروں سے۔ اب دیکھیں آپ نے کہا آپ نے اس ہاشم کو نہیں مارا لیکن اسے جس نے مارا وہ آتشم ہی ہو سکتا ہے۔ پورے اسلامہ آباد اور ارد گرد کے شہروں میں اک وہی ہے جو اتنی گھناونی موت دینے میں مشہور ہے"

کوبرا کے لہجے سے باسل کو ایسا لگا جیسے کوبرا اسکے بارے کچھ مشکوک ہے کیونکہ ہاشم کی اتنی خفیہ معلومات نکلوانا آتشم کے لیے آسان چیز نہ تھی، اسے بہت ماہر ہیکرز کی ضرورت پڑتی جو اس وقت صرف کوبرا کے انڈر تھے پھر یا تو یہی بات رہ جاتی تھی کہ آتشم ایک ہیکر بھی ہے۔

"مطلب تم یہ کہنا چاہتے ہو میری گاڑی کو اڑانے والا آتشم تھا؟"

باسل نے نتیجہ اخذ کرتے سوال کیا تو کوبرا نے نفی کی۔

"نہیں۔ مجھے لگتا ہے آتشم آپ ہیں۔ اتنی ایمانداری سے دو نمبر کام کوئی گینگسٹر نہیں کرتا، یہ اسکے خون میں ہی نہیں ہوتا"

کوبرا نے اتنے ماہ کچھ تو ایسا محسوس کیا تھا جس پر وہ یہ سب سوچنے اور اخذ کرنے پر مجبور ہوا۔

"دوسرا اس جلی لاش کی ڈی این اے رپورٹ بھی بدلی گئی۔ ہم سب تو اک پل یہ مان گئے تھے کہ آپ ہمیں چھوڑ گئے باس۔ پھر میں نے آپکے بابا کے ساتھ مل کر دوبارہ اس لاش کا ڈی این اے کروایا تب پتا چلا وہ کون ہے۔ آتشم نے اگر وہ گاڑی اڑائی اور آپکو مرا ثابت کیا تو اسکا مطلب یہ تھا وہ آپکی موت نہیں چاہتا تھا بس یہ چاہتا تھا آپ سب کے لیے مر جائیں۔"

کوبرا نے مزید اپنے شک عیاں کیے جبکہ باسل چپ چاپ اسے سن رہا تھا، یہ سب باسل کے لیے بھی ناقابل یقین تھا۔

"جب تک آتشم پکڑا نہیں جاتا۔ تم مجھے آتشم ہی مان لو کوبرا۔ صحت خراب مت کرنا اس الجھن میں اپنی۔ چلو کل ملتا ہوں"

بنا خود پر کوئی سٹریس یا دماغ پر دباو لیے، باسل الٹا کوبرا کو مزید الجھا گیا، وہ منہ کھولے باسل کو دیکھتا رہ گیا، لیکن سمجھ بوجھ اسکی فی الحال مفلوج تھی۔

جبکہ وہ بھی واپس آچکا تھا۔ وہ آتشم تھا۔ کہانی کا ایسا.... healer جسکے ہاتھ خون سے رنگے تھے۔ اسکی شفا سب سے پہلے باسل ماہیل نے پائی تھی۔ اب اجر سیال کی باری تھی۔ اور یاد رہے۔ کچھ شفائیں۔ وباوں سے زیادہ خطرناک ہوتی ہیں۔

جبکہ پارکنگ میں پہنچے باسل نے کیز ریموٹ سے اپنی چمچماتی Toyota Hilux Revo کو سٹارٹ کیا، ہلکی ہلکی شام ہو رہی تھی، چابی ڈرائیور کو دیے وہ بیک سائیڈ لپکا، دور افق پر ستمبر کے آخری دنوں کا نارنجی سورج ڈوب رہا تھا جبکہ باسل نے کار ڈور اوپن کیا اور سوار ہوا، گاڑی بلکل برینڈ نیو تھی، نئ گاڑی کی خوشبو ہی الگ ہوتی ہے، اوپر سے یہ گاڑی تھی بھی حکومتی پروٹوکول والی تو اسکے پیچھے دو گاڑیاں باسل کی حفاظت پر معمور بھی رہنے والی تھیں اور ڈرائیور بھی تھا۔ پہلے تین سال تک تو اس نے ایز آ ٹارنی

آفیسر یہ سب سہولیات نہیں لی تھیں مگر اب ایک درجہ پروموشن ہوئے رینک کی وجہ سے یہ سب لینا ضروری تھا۔

"کہاں چلیں گے سر؟"

ڈرائیور نے مودب ہوتے پوچھا۔

"ماہیل پیلس۔ تم مجھے ڈراپ کر کے واپس آجانا۔ صبح ٹھیک دس بجے مجھے پک کر لینا"

باسل کی بات ڈرائیور بلال نے توجہ سے سنی اور سر ہلائے اس نے گاڑی اسٹارٹ کی جبکہ باسل کی نظریں اس وقت باہر کے اداس منظروں پر جمی تھیں۔

..________________________________..

سب مہمان آنے شروع ہو چکے تھے، حرا اپنے کمرے میں ہی تھی، میرال اور ایمن نے اسے کمپنی دی لیکن وہ اکیلے رہنا چاہتی تھی۔

لنچ تک بھی اورحان نہ جاگا تو میرال نے دونوں کو مزید سونے دیا ویسے بھی آج مصطفی کو اس نے بہت ماہ بعد اتنی نیند لیتے دیکھا تو وہ خوش تھی کہ وہ بابا کے ساتھ سکون میں ہے، خود میرال نے لنچ ایمن کے ساتھ کر لیا تھا پھر ماہا کی جگہ اب میرال نے لی اور دونوں ساس بہو نے کچھ ڈرامے دیکھے، باہر ہوتی چہل پہل پر میرال نے مما سے اجازت لی کہ وہ لان میں جا کر دیکھنا چاہتی ہے، ایمن نے اجازت دے دی تو وہ باہر نکلی، سیال حویلی کے مین دوسرے باغیچے میں ہی سارا انگیجمنٹ کا سیٹ آپ تھا، گھر بھی سجا تھا اور شام ہوتے ہی روشیاں بھی ایکٹیو کر دی گئی تھیں۔

میرال نے ارد گرد نظریں دوڑائیں کے کہیں اسے اجر دیکھائی دے، اور تبھی اسے باہر کھڑے کچھ سجاوٹ کے لوگوں سے کھڑے ہو کر بات کرتی اجر دیکھائی دی تو میرال اسکی طرف بڑھی۔

میرال کو آتا دیکھ اجر نے ان لوگوں کو کام کرنے کو کہا جبکہ خود سنجیدہ سی میرال کی طرف ہوئی جو پاس آکر رک گئی۔

"ایسی بھی کیا ناراضگی کہ ہم سبکے دکھ اور خوشیاں الگ ہو گئے اجر۔ الگ ہی نہیں ہوئے۔ ایک فیملی کا دکھ، دوسرے کی خوشی بن رہا ہے اور ایک کی خوشی دوسرے کا دکھ۔ حرا اس سب سے بہت ڈسٹرب ہے۔ مجھے پتا ہے ماہیل انکل اور رحمان انکل کی ناراضگی تمہارے اور باسل کے رشتے میں موجود تناو کے سبب ہے لیکن بڑوں کی ناراضگی میں ان چھوٹے بے قصوروں کا دل ٹوٹ رہا ہے۔ دل زمین پر ٹوٹتا ہے اور آہیں عرش تک جاتی ہیں۔ تم یہ سب ٹھیک کرنے کی ایک کوشش نہیں کر سکتی۔ مجھے پتا ہے رملا تمہاری کزن ہے۔ خون کا رشتہ ہے لیکن حرا جتنا بارس کو چاہتی ہے اتنا کوئی اور لڑکی نہیں چاہ سکتی۔"

میرال نے اپنی آخری کوشش کی اور حرا اتنے ماہ میرال کے بہت قریب آ گئی تھی تو میرال کو لگا اگر اس نے اک کوشش نہ کی تو اسکے دل میں اک

گلٹ رہ جائے گا، اجر نے اسکی ہر بات تحمل سے سنی، کچھ دیر تو وہ کچھ بول ہی نہ پائی تھی۔

"مجھے پتا ہے میرال۔ اور بارس بھی اپنی زندگی میں کسی کو حرا کے علاوہ آنے کی اجازت نہیں دے گا"

اجر کی افسوس میں ڈوبی بات نے جیسے میرال کو شاک کر دیا۔

"تو پھر اس منگنی کا مقصد اجر؟"

میرال کی آواز مانو دب سی گئی۔

"اک مجبوری سمجھ لیں۔ لیکن میری کوشش ہے آج ایک فیملی کی خوشی، دوسری فیملی کا دکھ نہ بنے۔"

اجر کے امید افزاء لفظوں نے میرال کی ڈھارس بندھائی۔

"مجھے نہیں پتا تم کیا کہہ رہی ہو لیکن حرا کو کوئی تکلیف میں برداشت نہیں کر سکتا۔ وہ بہت پیور سول ہے، چھوٹی چھوٹی چیز فیل کر کے پہروں جلتی ہے اور یہ تو اسکی زندگی کا سب سے بڑا معاملہ ہے۔ اسکو روتا تڑپتا میں بھی نہیں برداشت کر پا رہی۔ ان گزرے چھ سات ماہ وہ میرے اور مصطفی کے ساتھ سائے کی طرح رہی ہے"

میرال کا حرا کے لیے اتنا کنسرن، اجر کو مسرت دے رہا تھا لیکن وہ خود بہت پریشان تھی۔

"دعا ہے اور حان بھائی جلدی واپس آجائیں"

اجر نے میرال کا ہاتھ، دونوں ہاتھوں میں لیتے دبایا تو میرال تھکا سا مسکرائی۔

"وہ صبح واپس آگئے ہیں۔"

میرال کی خوشی کچھ آنکھوں تلک آئی، خود اجر خوشگوار چہرے سے مسکرائی۔

"اوہ شکر ہے۔یقین کریں ماہیل فیملی کی یہ خوشی۔سیال والوں کا دکھ نہیں اور میری پوری کوشش ہے یہ دونوں فیملیز پھر ایک ہو جائیں"

اجر بہت بڑا ارادہ کر رہی تھی، میرال کو یہ ناممکن سا لگا۔

"اسکے لیے باسل بھائی کا واپس آنا اور آپکا جھکنا ضروری ہے"

یہ بات کرے میرال زرا نہ ہچکچائی، جو سچ تھا وہ کہنے سے میرال نہیں رکتی تھی۔

"وہ واپس آ لے۔میں جھک بھی جاوں گی۔"

اجر کے لہجے سے ٹپکتی عاجزی، میرال کے لیے بھی حیرت کا سبب تھی، لوگ بڑے عہدے پا کر اور مغرور ہوتے ہیں پر یہ تو ڈاون ٹو ارتھ ہو گئی تھی، لگتا تھا آتشم کی پھینٹی اب پوری اثر انداز ہوئی تھی۔

"بس حرا کو تکلیف نہ ہو"

میرال نے اک بار پھر اصرار کیا جس پر اجر نے سر اثبات میں ہلاتے میرال کو مطمئین کیا۔

میرال اس سے ہاتھ چھڑواتی واپس گئی تو اجر نے گہرا سانس بھرے آسمان کی طرف نظریں اٹھائیں، آج بہت گرم دن تھا تبھی اب آسمان پر بادلوں کے مرغولے بھی تھے اور شام کی ہلکی پر کیف ہوا بھی چل رہی تھی۔

"باسل۔۔۔اپنی بہن لے لیے ہی آجاو"

وہ بے حد اداس تھی، عقب سے بابا کی آواز پر وہ فورا پلٹی۔

"کیا ہوا ہے تمہیں؟"

رحمان سیال نے اسکی اداس آنکھیں پرکھ جو لی تھیں، وہ چلتی ہوئی بابا کے قریب رکی۔

"اور حان بھائی واپس آ گئے ہیں۔ آج صبح۔"

رحمان سیال کی آنکھوں میں جیسے اک شکر گزاری آئی، لیکن مختصر، وہ جلد چہرہ سپاٹ کر گئے۔

"بابا۔ آپ جانتے ہیں ناں باسل کی موت کی خبر اگر دب گئی تھی تو اسکا مطلب یہی ہے کہ باسل زندہ ہے اور ماہیل انکل نے جو مجھے اپنے بیٹے کو مارنے پر مارا نہیں اسکی وجہ بھی یہی ہے کہ انھیں پتا ہے باسل زندہ ہے۔ پھر آپ ایک بار پھر انکو منانے کی کوشش کیوں نہیں کرتے۔ آپ جانتے ہیں ناں یہ بارس اور رملا والا ہمارا پلین ہے۔ باسل کو واپس لانے کے لیے۔ آپ اور حان بھائی کی واپسی کی مبارکباد دینے کے بہانے جا کر ماہیل انکل کو سب بتائیں۔ وہ بھی اب تک حرا کی تکلیف پر پگھل کر اپنی فضول ضد ترک کر چکے ہوں گے۔"

اجر نے بہت پیار اور نرمی سے بابا سے بات کی مگر اس سب میں پہل ماہیل نے کی تھی بارس پر چینخ کر تبھی رحمان کا دل سخت دکھی تھا۔

جبکہ تبریز کے ساتھ پیچ آپ بھی اسی ضد میں کیا ورنہ رحمان، اپنے بھائی کی نیچر کو بلکل پسند نہ کرتے تھے، چونکہ اجر کے پلین میں رملا شامل تھی تو مجبورا رحمان نے، تبریز اور روحا کو بھی اپنے گھر خوش آمدید کہا۔

"نہیں۔ اسے اچھے سے جانتا ہوں۔ مر تا مر جائے گا پر اپنی ضد نہیں چھوڑے گا۔ اجر ایک بات بتاو۔ آج اگر باسل آجاتا ہے اور آکر وہی حرا اور بارس کے رشتے کا بڑا مخالف بن گیا تو؟ تم نے یہی سوچا ہے ناں کہ باسل آگیا تو منگنی رملا اور بارس کے بجائے حرا اور بارس کی ہو گی۔ اس بارے سوچا تم نے؟"

وہ جو سارے پلین کو بنائے پر سکون تھی، بابا کے اس طرف دھیان دلوانے پر گویا صدمے میں چلی گئی، اس سائیڈ سے تو اجر نے سوچا ہی نہ تھا۔

"تم نے جس طرح باسل کو یہاں سے بھیجا تھا، وہ تمہیں ویسی محبت تو نہیں دے سکے گا۔ ٹوٹے پتے تک رنگ بدل لیتے ہیں، وہ تو پھر ٹوٹا ہوا انسان ہے۔ اگر اس نے ضد میں اپنا تمہارے ساتھ رشتہ بھی توڑ دیا اور حرا کو بھی بارس کے ساتھ رشتہ بنانے سے روک دیا پھر؟"

گزشتہ وقت جو کچھ ہو چکا تھا دونوں فیملیز میں، رحمان سیال اب کچھ زیادہ ہی حقیقت پسند تھے، خوفناک حد تک حقیقت پسند۔

"بابا ڈرائیں تو مت۔ اسے میں ہینڈل کر لوں گی۔ وہ بس منظر عام پر آجائے"

اجر کو اب بھی خود پر بھروسہ اور یقین تھا۔

"ٹوٹے ہوئے انسان، قابو میں نہیں آتے اجر"

یہ اک ڈروا نہیں، بابا کا شفیق و مہربان مشورہ تھا۔

"نہ آیا تو پھر اپنے خالی پن کو مزید خالی کرنے کا ہنر آزماؤں گی اور کیا۔ مجھے خالی دیکھتے اسے بڑی تکلیف ہو گی۔ اتنا تو اسکی محبت پر یقین ہے مجھے۔ اور اگر مجھے بارس اور حرا کو اسکی مرضی کے خلاف بھی ایک کرنا پڑا تو آخری بازی سمجھ کر دوں گی۔ زیادہ سے زیادہ گلا گھونٹ دے گا میرا، چلے گا۔ اسے صرف باسل ماہیل بنا کر اسکے اپنوں کو لوٹانے کا عہد تو میرا آخری سانس تک جیوت رہے گا بابا"

وہ یہ سب عہد دہراتی رحمان سیال کی آنکھوں میں تیرگی اتار لائی۔

"اسے بہت ستایا ہے تم نے، اسکا ہر ممکنا سکون بنو گی تبھی تھوڑی تلافی ہو سکے گی۔ تم ہی ہو جو مجھے میرا ماہیل اور اسکی دوستی لوٹا سکتی ہو اجر۔ مجھے اللہ کے بعد بس تم سے امید ہے"

وہ بابا کا ہاتھ تھامے اپنی ناراضگی و خفگی اک طرف کر گئی، حالانکہ جتنا برا رحمان نے اجر اور باسل کے ساتھ کیا تھا وہ ناقابل معافی ہے۔

"میں پوری کوشش کروں گی۔ آپکا بھائی واپس ملائشیا کب جا رہا ہے ؟"

اجر نے زرا برہمی سے ہی پوچھا۔

"پرسوں کی فلائیٹ ہے۔ اگر رملا اور بارس کی منگنی نہ ہونے پر وہ پھر بگھڑ گیا تو؟"

رحمان کو نئی فکر گھیر گئی۔

"ایسے بگھڑوں کو بگھڑا رہنے دینا چاہیے پھر۔ رملا اچھی ہے۔ اپنے ماں باپ پر نہیں گئی۔ خیر ریڈی ہو جائیں جا کر۔ میں بھی شکل سنوار لوں۔ ایسا نہ ہو سبکو شک ہو جائے کہ بھائی کی منگنی ہے اور بہن ملنگن بن کر پھر رہی ہے، دال میں کچھ گڑبڑ ہے"

وہ یہ سب باتیں فی الحال سمیٹے بابا کو بھی زرا ریڈی ہونے بھیج کر خود بھی اندر لپکی، جبکہ میرال نے واپس آ کر ہر چیز جب ایمن سے رازدارنہ انداز میں ڈسکس کیا تو ایمن بھی ہونق رہ گئیں۔

"اس اجر کی بلکل سمجھ نہیں آتی۔نہ پوری بری بنتی ہے نہ پوری اچھی۔نہ دل سے لگانے پر راضی ہوا جاتا ہے نہ دھتکارنے پر۔ آہ باسل۔ تم کس آٹھویں عجوبے پر دل ہار بیٹھے ہو میرے سب سے پیارے بیٹے"

میرال کی اجر سے ہوئی گفتگو کے بعد تو ایمن کا یوں سر پکڑ کر افسوس کرنا بنتا بھی تھا۔

"اس نے کہا ہے وہ دونوں فیملیز کو ایک کرے گی۔اور اسکی باتوں سے لگا جیسے یہ منگنی بھی اک کھیل ہو۔ آپکو کیا لگتا ہے ایمن مما"

میرال بہت گہرائی سے ہر معاملے کو سوچنے کی عادی ہو چکی تھی،اور اسے مزید حساس اس گزرے وقت نے کر دیا تھا۔

"اسکے اس کھیل میں اگر حرا کا کوئی نقصان ہوا تو میر ابرار وپ دیکھے گی وہ"

ایمن کے معصومانہ بھڑکنے پر میرال تک مسکا دی،وہ بھی اس غصے کے رعب میں نہ آسکی۔

"شکر ہے تمہاری مسکراہٹ بھی لوٹی ورنہ تمہیں اکیلا دیکھ کر تکلیف مجھے ہوتی تھی کہ نئی نویلی دلہن ہے اور سکھ سے شوہر کے ساتھ رہنا بھی نہیں نصیب ہوا۔ میری دعا ہے اب کوئی جدائی نہ آئے تم دو کے بیچ۔ یہ گزرے وقت تم نے ثابت کیا ہے کہ تم نہ صرف اورحان کی بیوی بننے لائق تھی بلکہ اس گھر کی دوسری بیٹی بھی ہو۔ حرا کے حصے کی ساری تسلیاں تم نے دیں۔ ماہیل کے سرد رویے کو برداشت کیا۔ دل سے دعائیں نکلتی ہیں تمہارے لیے"

ایمن کا یوں محبت سے میرال کی اہمیت کا اعتراف اسے کس قدر پہاڑ کر گیا، یہ وہی جانتی تھی، چہرہ مانو گلاب سا ہوا۔

"آپ خود بہت اچھی ہیں۔ میری امی جیسی تبھی"

میرال نے پیار سے جواب دیا تو ایمن نے لاڈ سے اسکا ہاتھ پکڑے چوما۔

"جا کر ان سیلپنگ بیوٹیز کو جگاؤ۔ کیا سونے کی شرط لگا کر ٹن ہوئے تھے۔ کہو مغرب ہونے والی ہے اٹھ جائیں۔ بہت اتار لی تھکن۔ لے کر آو دونوں کو باہر۔ یہ گھر کا سناٹا مجھ سے برداشت نہیں ہوتا اب"

میرال نے فوراً سے فرمابرداری دیکھاتے حکم بجالایا اور سر ہلائے وہ روم کی طرف بڑھی تو ایمن بھی حرا کی اداسی یاد کرتے پھر رنجیدہ ہوئیں جو اپنے روم کی کھڑکی سے پردہ ہٹائے چھپ چھپ کر سیال حویلی کے لان کو سجتا دیکھ کر اپنے آنسو آنکھوں میں دبائے کھڑی تھی، پھر یونہی اپنا فون سامنے آنکھوں کے کرتے واٹس ایپ سٹیٹس کھولے تو بارس نے بھی سٹیٹس لگا رکھا تھا، حرا نے جلدی سے اسے اوپن کیا۔

"وہ نظروں سے اوجھل ہوتی ہے تو میرے سینے میں دل کے بجائے اسے نہ دیکھ پانے کا صدمہ دھڑکتا ہے۔ اور اسے لگتا ہے میں زندگی بھر ساتھ نبھانے کی جھوٹی قسم اٹھانے والا شخص ہوں۔"

حرا کی آنکھیں موم بن کر پگھلنے لگیں، یہ سٹیٹس اس نے حرا کے لیے ہی لگایا تھا، ہاتھ میں پکڑی انگیجمنٹ رنگز کی پکچر تھی، ایک میل اور ایک فی میل، شاید اس نے سٹیٹس سب کے لیے جبکہ وہ کیپشن صرف حرا کے لیے لکھی تھی۔

" فریبی۔ جھوٹا۔ ظالم۔ میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی بارس۔ تم نے میرا دل توڑا ہے۔ اب ساری عمر تمہارا سینہ دل سے دھڑکے یا کسی صدمے سے۔ میری جوتی کو بھی پرواہ نہیں "

حرا نے کوئی جواب نہ دیا اور چپ چاپ کانٹکٹ لسٹ میں جا کر بارس کا نمبر بلاک کر دیا، پھر سے واپس سٹیٹس پر آئی اور اسکا سٹیٹس بھی غائب ہو گیا تھا، حرا نے فون واپس رکھتے خود بھی جا کر میٹرس پر بیٹھے بیٹھے ہی پیچھے کو گرتے سر تکیے پر رکھا اور دوسرا تکیہ اٹھا کر منہ پر دبا گئی۔

جبکہ میر ال نے روم میں آکر آذان ہونے پر پہلے وضو کیے مغرب کی نماز ادا کی پھر وہ اپنی دو ٹن جانوں کے پاس آئی، مصطفی اب بابا کے سینے لگے کسمسا رہا تھا جسکا مطلب تھا اسکی نیند اضافی حد تک پوری ہو چکی ہے۔

"اٹھ جائیں۔اب مغرب ہونے والی ہے۔ مصطفی، بے بی آپ بھی اٹھ جاو"

میر ال نے اور حان کے پہلو میں زرا سا ٹک کر ہاتھ بڑھاتے اور حان کے گھنے بے ترتیب بالوں میں داخل کرتے پکارا تو وہ بھی مصطفی کی طرح گہری سے کچی نیند کی طرف آیا جبکہ مصطفی نے مما بابا کو کمر دیکھاتے دوسری طرف کروٹ کر لی، اور حان کی نیند میں ڈوبی آنکھیں کھلیں تو دوپٹے میں لپٹی میر ال نظر آئی، نیند کا جیسے حق ادا ہو گیا تھا، وہ باوضو تھی اور دوپٹہ اب تک ویسے ہی نماز کے انداز میں لے رکھا تھا، اور حان کی آنکھیں کھلنے کی دیر تھیں کہ میر ال کو اپنی بے باک حرکت یاد آئے منہ چڑانے لگی جبکہ اور حان کا اسے نظروں میں بے پناہ بھرنا بھی تو اس لڑکی کی دھڑکنوں سے کھیل رہا تھا۔

"بہت اچھی نیند لی میں نے۔ ایسا لگ رہا ہے پورا جسم ہلکا پھلکا ہو گیا ہو۔ آپ کیا کرتی رہیں سارا دن؟"

وہ اسکو پہلو میں ہی بسائے ابھی بہت سی باتیں کرنے کا خواہشمند تھا۔

"میں مما کے ساتھ رہی۔ آپ دو کو سوتا دیکھے انجوائے کیا۔ کچھ بہتر لگ رہے ہیں اب آپ۔ ورنہ صبح آنکھیں درد میں تھیں آپکی۔"

میرال نے اسکی آنکھوں کا ہلکا پن بھی ویسے ہی بھانپا جیسے تکلیف دیکھ لی تھی جبکہ وہ ہنوز بس ان بے خود نگاہوں سے میرال کو ہی دیکھ رہا تھا، پھر اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں جب دبایا تو میرال کے چہرے پر ہزاروں رنگ لہرائے۔

"آپ اتنی پیاری کیوں لگ رہی ہیں مجھے؟"

وہ اس سے کھلی آنکھوں عام سے سوال بھی کرتا تو وہ بدحواس ہوتی، وہ تھا ہی ہوش گنوا دینے کی حد تک وجیہہ شخص کہ میرال سوچنا تک بھول جاتی تھی، بولنا تو دور کی بات۔

"کیونکہ میں پیاری ہوں۔ مصطفی نے بتائی تھی ناں میری اہمیت صبح"

وہ زرا خود کو باہمت پیش کرے جھکنے کی ناکام کوشش میں نظریں جھکائے اور حان کے ہاتھ کا لمس محسوس کر رہی تھی۔

"جی۔ لیکن یہ میں بتارہاہوں۔ کچھ دیر میرے پاس لیٹیں۔ پھر میں اٹھتا ہوں۔ اب تو مصطفی نے میری بازو چھوڑ کر منہ بھی پھیر لیا کہ جائیں بابا اب آپ میاں کے"

وہ اسکے لیے پھر سے بازو کھول رہا تھا اور میرال جانتی تھی، ان دو کو جگانے آئی تھی، اس شخص کی بازو اور سینے کی راحت ملتے خود بھی مدہوش ہو جائے گی، جبکہ میاں پر وہ شرمیلا سا گھبرایا مسکرائی۔

"آپ تو میرال کہیں۔ وہ تو تلو سا ہے میرا بے بی تبھی میاں کہتا ہے"

وہ جھکی نظروں سمیت ہی بولی، اور حان کھل کر مسکرایا۔

"میرال۔ آجائیں میرے پاس۔ کیوں دیر لگا رہی ہیں بات ماننے میں"

وہ یکدم سنجیدہ ہوا تو میرال نے گھبرا کر نظریں اٹھائے اور حان کو دیکھا پھر اسی بدحواسی میں اپنا گرد لپٹا دوپٹہ اتارتے ڈھیلا کیا اور لیٹنے لگی جب اور حان نے اس سے دوپٹہ لے کر مصطفی کی سائیڈ سرہانے رکھا اور میرال نے سر اور حان کی بازو پر رکھا اور سٹیچو کی طرح سیدھی لیٹی تو اور حان نے وہی سر تلے رکھی بازو بینڈ کی جس سے وہ اور حان کے سینے جا لگی، دونوں کے چہروں میں بے حد کم فاصلہ تھا اور میرال کی سانس بھی جیسے رک چکی تھی، اسے حیرت تھی کہ اس نے اس شخص سے وہ حق کیسے لے لیا، شاید سوتے میں اس شخص کو دیکھنا، چھونا، بے حد آسان تھا۔

"اب میں دس بیس منٹ واپس سونا چاہتا ہوں۔ اجازت ہے"

وہ اسکی حالت دیکھے خود ہی سارے قربت بھرے ارادے ترک کر گیا، میرال نے سکھ بھرا سانس کھینچا۔

"نماز لیٹ۔۔۔"

اس سے پہلے وہ کچھ بولتی، اورحان نے اسے زرا اپنی بازووں میں مزید بسا کر خاموش کر دیا جبکہ میرال کے لیے اب اس خوبصورت حصار میں ہلنا بھی ناممکن ہو گیا تھا، وہ اس لڑکی کی رکتی، کبھی تیز ہوتی دھڑکنوں کا رقص اپنے سینے پر محسوس کر رہا تھا اور اس سے زیادہ کیف پرور منظر آج سے پہلے اورحان نے نہیں پایا تھا، وہ بھی آسودگی سے کچھ دیر آنکھیں موند گئی، اور دعا گو تھی یہ بیس منٹ، بیس منٹ ہی ہوں۔ زہے نصیب!

..________________..

اسکی گاڑی ماہیل پیلس میں انٹر ہوئی تو چوکیدار کچھ حیران نظر آیا کیونکہ باہر اس گاڑی کے پیچھے آتی دو گاڑیاں بھی رکی تھیں، گیٹ چھوڑے وہ دوڑتا جیسے ہی کار ڈور تک آیا، باسل کا ڈرائیور خود باہر نکلا اور باسل کی طرف آکر بیک سائیڈ ڈور اوپن کیا، باسل نے باہر نکلتے جب پہاڑ کی طرح کھڑے ہوتے

چوکیدار کی طرف دیکھا تو اسکا چہرہ بھی خوشی سے گلنار ہوا، یعنی آج ماہیل والوں کے لیے مبارک دن تھا، صبح اورحان آیا اور اب باسل۔

"خوش آمدید باسل صاحب۔ آنکھیں ترس گئی تھیں آپکو دیکھنے کے لیے"

باسل کو دیکھتے ہی چوکیدار نے مودب ہوتے ویلکم کیا جس پر باسل نے اسکے کندھے کو تھپکایا۔

"خوش رہو بھائی۔ تم جاواب"

باسل نے اول جملہ چوکیدار سے مخاطب ہوئے کہا جبکہ آخری اپنے ڈرائیور سے جو فوری حکم کی تعمیل میں محرک ہوا، گاڑی اسی انداز سے ماہیل پیلس کے گیڈ سے باہر نکل گئی، چوکیدار گیڈ بند کرے اب تک وہیں پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ دھنسائے کھڑا اسیال حویلی کی سجاوٹ تکتے باسل تک پہنچا۔

"یہ جشن یہاں اجر کی کامیابی پر ہو رہا ہے؟ یعنی سب سیال حویلی میں ہوں گے۔ پیلس میں کوئی نہیں؟"

باسل کے استفسار پر وہ مودب سا ساتھ کھڑا نفی میں سر ہلا گیا۔

"کیا بتاوں باسل صاحب۔ پتا نہیں دونوں خاندانوں کو کس کی نظر لگ گئی۔ یہ اجر بی بی کی کامیابی کا جشن نہیں بلکہ بارس صاحب اور انکی کزن رملا کی منگنی کے لیے سجاوٹ ہوئی ہے اور ماہیل فیملی سے کوئی بھی وہاں نہیں جا رہا۔ کسی کو مدعو ہی نہیں کیا گیا"

چوکیدار کے یہ سب بتانے پر باسل نے حیرت و پریشانی سے جمال الدین کا چہرہ دیکھا۔

"معاملہ تو واقعی پیچیدہ لگ رہا ہے۔ ٹھیک ہے جاو گیٹ پر۔ میں دیکھ لیتا ہوں"

باسل نے جمال الدین کا کندھا تھپکا کر روانہ کیا جبکہ خود اسکا رخ ماہیل پیلس کی طرف جاتے جاتے بھی زرا سے دیکھائی دیتے سیال حویلی کے دوسرے لان کی طرف تھا جہاں مہمان آنا اور جمع ہونا شروع تھے، موسم اتنا ہوادار اور پیارا ہو رہا تھا کہ دن کی بنسبت اس وقت ماحول بنا تھا۔

وہ سیال حویلی سے نظریں ہٹائے سیدھا گھر کی طرف بڑھا، مین روش عبور کرتے ہی وہ گھر میں داخل ہوا تو کچھ مزید آگے آتے ہی اسکی سیاہ آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں، کیونکہ اس نے مما کو دیکھ لیا تھا۔

"میری پیاری مما۔ اکیلی بیٹھی ہوئی ہیں"

وہ اداس ساخود کلامی کیے آگے بڑھا اور ایمن بظاہر نظریں ٹی وی سکرین پر جمائے بیٹھی تھیں پر انکی سوچیں جانے کہاں سے کہاں تک پرواز بھر چکی تھیں۔

وہ چپ چاپ مما کے پاس ہی جا کر بیٹھا، ایمن جو گہری سوچ میں ڈوبی تھی، باسل کی منفرد سی خوشبو انکی سانسوں میں اترنے کی دیر تھی کہ اس سے پہلے وہ چہرہ گماتیں، باسل نے انکو دونوں بازووں میں جکڑے گھوٹ لیا، ایمن جیسے صدمے میں اتر گئیں۔

"اس شرط پر گھوٹنا ترک کروں گا کہ آپ روئیں گی نہیں۔ ورنہ میں ایسے ہی ہگ کیے رہوں گا"

ایمن کو اسکی بازووں میں سمٹتے ہی قرار ملا یہ قرار بس باسل ماہیل کے وجود سے ممکن تھا، وہ اس کی گرفت میں آنسووں کو بمشکل سنبھالے مچلیں تو باسل نے آہستگی سے انھیں آزادی دی، ایمن نے اپنے کانپتے ہاتھوں کو بڑھا کر وہ خوبصورت چہرہ ہاتھوں میں بھرا، انکے ہاتھ کانپے تو باسل نے انکے ہاتھوں پر ہاتھ جمائے۔

"میری آنکھوں کا نور۔ب۔۔باسل تم کہاں تھے۔ بدتمیز۔ ایسے ستاتے ہیں ماں کو۔ ایک ماں ہی ملی ہے تم تینوں کو ستانے کے لیے۔"

ساتھ ہی ایمن سسک اٹھیں، اور یہ وہ برسات تھی جسے باسل برداشت کرنے کی اہلیت ہی نہ رکھتا تھا، اف یہ اسکی زندگی میں سنی جاتی سب سے پیاری شکائیتوں میں سے ایک تھی۔

"ماں اتنی پیاری ہو تو اسے ستانے کا دل چاہتا ہے تا کہ بہت دنوں بعد ملنے پر اسکی محبت کا سونامی ملے۔ جتنے دن ستایا ہے، اتنے تھپڑ مار لیں۔ اپنی چیکس بلکل کلئین کر کے آیا ہوں۔ نشان بھی نظر آئیں گے۔ دیکھیں زرا مار کے۔ سوفٹ سکن والا سزاوار آگیا"

وہ ایمن کے آنسوؤں کی روانی اپنی شرارت بھری مسکراہٹ سے روک گیا، وہ سچ میں روتی روتی اسکی گال سہلاتی مسکرادیں۔

"میں اتنے پیارے چہرے کو بس پیار دے سکتی ہوں۔ مار نہیں۔ میری جان۔ میرا شہزادہ"

ایمن نے تھپڑ تو نہیں اسکی دونوں گالیں چومیں بھی اور ہاتھ بھی باری باری چومے، وہ بتا نہیں سکتی تھیں کہ انکو کس قدر راحت ملی ہے۔

"شکر ہے تم ویک نہیں ہوئے اور حان کی طرح۔ وہ اور حان بھی سات ماہ بعد آیا ہے آج صبح۔ غائب رہا وہ بھی۔ تم دونوں نے مجھے اپنی اپنی جدائی سے

ہلکان کر دیا۔ میرا بچہ ٹھیک ہے۔ تمہیں چمکتا دمکتا دیکھ کر اس ماں کی بینائی تو تقویت ملی ہے"

یہ ایک اور نیوز تھی جو باسل کو چونکا گئی، اب تو اسے واقعی ماں کے تھپڑ درکار محسوس ہوئے۔

"وہ کہاں چلا گیا تھا؟ مجھے تو لگا واپس جاوں گا تو ایک بار پھر تایا جانو بننے کی نیوز ملے گی۔ آہ میرے ارمان"

باسل کا ڈرامائی افسوس ایک بار پھر ایمن کی مسکراہٹ بنا۔

"اب تم باپ بننے کا سوچو۔ کب تک اگلے پچھلوں سے امیدیں لگاو گے۔ ملے ہو اس نک چڑھی سے؟"

ایمن کا اس دشمن جان کو نک چڑھی کہنا، آج باسل کی شرارت چہرے سے نوچ گیا، وہ بس نفی کر گیا۔

"ملنے کی ضرورت بھی نہیں۔ اگر تو وہ یہ دونوں فیملیز کا ناراضگی والا میس سمیٹ لیتی ہے تو ٹھیک ورنہ فارغ کرواسے۔ تمہارے لیے لڑکیوں کی کمی نہیں"

ایمن کی برہمی پر باسل نے مما کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیے دبایا۔

"میرے لیے اسکے علاوہ اس پورے جہاں میں کوئی عورت نہیں۔ یہ وہ بات ہے جس میں کوئی جھول اور لچک نہیں۔ چھوڑیں اسکی باتیں۔ آپ بتائیں۔ کیسی ہیں۔ بابا کہاں ہیں۔ اور میری گڑیا؟"

باسل نے موضوع ہی بدل لیا جبکہ ایمن نے اسے بدلنے دیا۔

"ماہیل آتے ہوں گے۔ حرا حجرہ نشین ہوئی ہے۔ بارس کی منگنی ہو رہی ہے اور وہ بارس کے لیے فیلنگز رکھتی ہے۔ خود سوچ لو اس پر کیا بیت رہی ہے۔"

ایمن کا چہرہ تاریک پڑا جبکہ باسل کا بھی۔

"میری گڑیا کی ابھی عمر ہی کیا ہے۔وقتی پسندیدگی ہوگی"

باسل نے ٹالنا چاہا۔

"تمہیں بھی اسی عمر میں وہ اجر چڑیل پسند آئی تھی اور آج تک تمہارے دل سے انچ بھی باہر نہیں سرکی۔زرا اس معاملے میں خود کو رکھ کر سوچو"

ایمن نے خفا ہوتے جتایا جس پر باسل نے سر کھجائے ندامت سے چہرہ چرایا، بات تو سچ تھی مگر بات تھی رسوائی کی۔

"ابھی تو آپکی گود میں سر رکھنا چاہتا ہوں۔جب تک سب آتے ہیں۔مجھے میری بیوٹیفل سی مما چاہیں"

جناب کو اچھے سے آتا تھا مما کا دھیان بھٹکانا، جبکہ ایمن نے فورا سے زرا سائیڈ ہوتے کشن اپنی گود میں رکھا اور باسل فورا سے سیدھا ہوتے لیٹ کر مما کی گود میں سر رکھ گیا، ایمن کے ہر موں سے بس سکون چھلک رہا تھا، وہ اتنی آسودہ تھیں۔

"میں حرا کو سمجھاتا ہوں۔ آپ فکر نہ کریں۔ اپنی اداسی سے آپکو دوبارہ نہیں ستائے گی۔"

باسل نے ایمن کو یقین دلایا اور باسل کا یقین دلانا، ماہیل تک کے یقین دلانے سے دگنا موثر تھا۔

"میری سب سے چالاکو جان"

ایمن نے اسکی ناک دباتے اچھے سے اسکی ہیر اپھیری بھانپی جس پر اس بار وہ دونوں مسکرائے مگر پھر دوڑ کر آتی، لاونج تک ہانپ جاتی اجر کو دیکھتے وہ دونوں ہی سپاٹ ہو گئے، گہرے نیلے پلازو کے ساتھ شارٹ سی نیلی ہی کرتی پہنے، گلے میں دوپٹہ جو دونوں شانوں پر بکھرا تھا، پیروں میں سوٹ کی گولڈن کڑھائی سا کھسہ، بال سٹریٹ کھلے اور کانوں میں گولڈن چھوٹے چھوٹے جھمکے پہنے، دونوں کلائیوں میں نیلی دو دو درجن کانچ کی چوڑیاں پہنے وہ کوئی اور نہیں اجر سیال ہی تھی، اسے اسطرح سجا دیکھ کر ایمن تک گنگ رہ

گئیں پھر باسل کا کیا حال ہوتا، وہ تو نظریں ہٹانا بھول گیا، شاید زندگی میں وہ پہلی بار یوں تیار ہوئی تھی، لیکن باسل کے آنے کا سنتے ہی جیسے دوڑ کر آئی، سانس پھولا تھا اور آنکھیں بھیگی ہوئی تھیں۔

"لگ رہا ہے اسکی منگنی ہے۔ جی فرمائیں۔ خبر مل گئی باسل کے آنے کی؟"

ایمن نے زرا برہمی سے اظہار کیا کیونکہ سات ماہ تو اس لڑکی نے حرام ہو اس دہلیز کے اندر قدم بھی رکھا ہو اور آج بد حواس ہوئے چلی آئی، باسل نے مما کی گود سے سر اٹھائے بیٹھ کر گہری سانس لیتے مما کا ہاتھ پکڑ کر دبایا جسکا مطلب تھا وہ نہیں برداشت کر سکتا کہ اجر کو کوئی کچھ کہے۔

"میں آپکے بیٹے سے بات کر سکتی ہوں ایمن آنٹی؟"

اجر نے اس پر کوئی حق نہ جمایا بلکہ اجازت بھی اسی برہم ماں سے لی جبکہ وہ اپنی پینٹ کی جیب میں دھنسا فون نکال کر سامنے میز پر رکھتے اسے دیکھنا ترک کر چکا تھا۔

"کر لو۔ میں مغرب پڑھ لوں۔"

انھیں اجر کی تکلیف دیکھے رحم آ گیا تبھی وہ اٹھ کر چلی گئیں جبکہ باسل نے دوبارہ اجر کو دیکھنے کی کوشش تک نہ کی، اس شخص کی نظریں اجر کے پیروں پر جمی تھیں۔

"کہاں تھے تم سات ماہ؟ بتاؤ تم کہاں چلے گئے تھے"

وہ آنکھوں میں نمی اور تکلیف لیے لرزتا سا بولی تھی، جیسے مر رہی ہو، باسل نے جوابا متجسس نگاہوں کے سنگ بے چین سی اجر کو سر اٹھائے دیکھا، جبکہ باسل کے اطمینان میں اضافہ ہوا۔

"ایک گورنمنٹ کے اہم کام سے گیا تھا۔ لیکن دیکھو برا ہو گیا ناں اے ایس پی اجر۔ اس روز میں کسی وجہ سے شارجہ نہیں جا سکا تھا اور اپنی ہی ٹیم کے ممبر کو بھیج دیا۔ واپس آتے ہی پتا چلا میری گاڑی بری طرح تباہ ہو گئی تھی۔ پتا نہیں کون تھا جو مجھے مارنا چاہتا تھا"

باسل نے اجر کی بیقراری اچھے سے بھانپی جبکہ جس طرح وہ آنسو روکے کھڑی تھی بس وہی جانتی تھی، وہ بلکل ٹھیک تھا، سلامت۔ اسکے سامنے۔

"اور میں نے سنا تمہاری ٹریننگ شروع ہے۔ بہت جلد یہاں کے سب تھانوں کی سپر وائزر بننے والی ہو۔ پارٹی تو بنتی ہے ناں۔ اگر ابھی بھی نفرت پر قائم ہو تو ڈائورس لے سکتی ہو، اب مجھے کوئی تکلیف نہیں ہو گی"

وہ اب بھی پر سکون تھا، میز پر رکھا فون کسی نوٹیفکیشن پر اٹھا کر دیکھنے لگا جبکہ اجر نے بہت ہمت کرتے باسل کو اک بار پھر نظر بھر کر دیکھا اور نفی کی۔ وہ بلکل بدل گیا تھا، وہ اجر کو دیکھ بھی نہیں رہا تھا، وہ بات کر رہی تھی اور وہ فون پر بزی تھا۔

"آئی ایم سوری۔ میں نے تمہیں بہت تکلیف دی تھی۔ جانے کو کہا تھا۔ تمہارے دل کو ٹکروں میں توڑا تھا۔ تم ناراض ہو مجھ سے؟"

وہ پھر سے اسے مخاطب کیے بولی پر وہ یوں تھا جیسے اسکا سننا اور نہ سننا برابر ہو۔

"دل کے ٹکرے پھینک کر لوٹا ہوں۔ دل ٹوٹنے کے ساتھ وہ تلخ یادیں بھی پیچھے چھوٹ گئیں۔ چھوڑو پرانی باتیں، مت کریدو۔ بھائی کی انگیجمنٹ مبارک ہو۔ اسی بہانے تم نے ڈھنگ کے کپڑے تو پہنے"

وہ ہنوز فون پر بزی تھا، اجر کو شدید رونا آرہا تھا، جیسے اس شخص کی لاپرواہی جھیل رہی تھی، بس وہی جانتی تھی۔

"میں نے ک۔۔ کہا جاو۔ اور تم چلے گئے باسل۔ کیوں؟"

کچھ لمحوں بعد وہ پھر سے بولنے کے جیسے لائق ہوئی تھی۔

"تم نے کیا کہا تھا۔ تم اس دنیا میں رہنا گوارا نہیں کر سکتی جہاں باسل ماہیل ہو۔ تمہیں میرے وجود سے نفرت تھی۔ اب تمہارا پوچھنا بنتا نہیں کہ میں

کیوں چلا گیا۔ آئی تھنک یہ گزرے ماہ تمہاری زندگی کے بہترین دن تھے۔ اینٹی باسل ماہیل۔ خوب انجوائے کیے پھر؟"

وہ اٹھ کھڑا ہوا، ٹھیک اجر سیال کی آنکھوں کے سامنے، آنکھوں میں سیاہ آنکھیں گاڑے، بے رحم اور بدلحاظ سا، وہ بھوری آنکھیں اس پر رحم طلبی کے سنگ جمی تھیں۔

" بلکل کیے۔ کسی نے مجھے میرا سکون کہہ کر نہیں پکارا"

وہ بھیگی آنکھوں سمیت مسکرائی۔

"کیونکہ تمہیں کسی کا سکون بننا نہیں آتا۔ بارس اور رملا کی منگنی کیسے ہونے دے رہی ہو، میری گڑیا کو اتنی تکلیف دی؟ اسے کچھ ہو گیا تو؟ ہر کوئی باسل نہیں جو بڑے سے بڑے پہاڑ درد بھی سہہ جائے۔"

اس وقت باسل کو اس لڑکی پر شدید غصہ تھا، بے حد۔

"میری آواز پر مجھے میر اسکون کہنے والا نہیں آیا تو میں نے سوچا شاید بہن کی تکلیف ہی کھینچ لائے تمہیں وہ گڑیا ہے تمہاری، کیسے ممکن ہے وہ روتی اور تمہارے دل کو خبر نہ ہوتی۔ اور سہی کہا مجھے سکون بننا نہیں آتا۔ لیکن تمہیں تو مجھے اپنا سکون بنائے رکھنا آنا چاہیے تھا۔ بہت اچھے عاشق رہے ہو تم"

دردناک لفظ، ٹوٹتا لہجہ، بکھری ہوئی آس۔

"میں اچھا عاشق ہوں؟ یہ بتانے میں کچھ دیر نہیں ہو گئی تمہیں اجر سیال؟"

وہ تلخ ہوا، ہونا نہیں چاہتا تھا۔

"بہت دیر ہو گئی ہے۔ لیکن اب تم آ گئے ہو۔ حرا کو تکلیف نہیں ہونے دوں گی۔ تمہاری اجازت کے ساتھ منگنی ہو گی لیکن حرا اور بارس کی۔ اگر تم غصہ نہ کرو تو یہ میری تمہیں واپس لانے کی اک محبوبانہ پلس ظالمانہ کوشش تھی"

باسل کو کیسے نہ غصہ آتا، اسکی بہن کے جذبات کیا اس لڑکی اور اسکے بھائی کے لیے مزاق تھے۔

"پہلے تو میں راضی ہو بھی جاتا اب تمہارے اس بھونڈے مزاق کے بعد ہرگز نہیں۔ بارس بھی شامل تھا تمہارے اس ڈرامے میں؟ اور رملا بھی؟"

باسل کا غصہ، اسکی کن پٹیوں میں تناو لایا جبکہ اجر کو اسکے لہجے سے کچھ خوف محسوس ہوا۔

"میں خود غرض ہوں۔ لیکن تم تو رحم دل ہوناں باسل۔ ڈرامے کو مت دیکھو۔ ڈرامے کی پیچھے کا مقصد سمجھو"

وہ اسکی خفگی دور کرنے لگی، دوسرے لفظوں میں یہ صرف مکھن بازی تھی۔

"آج تم دونے حرا کے جذبات کو ایک ڈرامے میں بھینچ دیا۔ کل ناجانے اسکے ساتھ کیا کیا کرو گے۔ بلکل نہیں۔ جاکر رملا اور بارس کی منگنی انجوائے کرو۔ ہم لوگوں سے دور رہو تم سب"

باسل نے قطعیت کی انتہا کر دی، وہ اتنا بے رحم تو نہ تھا۔

"تم اتنے روڈ کیوں ہو گئے۔ وہ میٹھا شہد سا باسل کہاں ہے؟"

اجر نے زرا مزید فاصلہ سمیٹے اک لاڈ بھرا شکوہ کیا تو باسل نے اسکے چہرے کو برہمی سے دیکھا۔

"تم بھی تو کڑوی کسیلی تھی، یہ میٹھاس کہاں سے مانگ لائی ہو؟"

وہ بھی حیرت و پریشانی سے ہی بڑبڑایا، وہ زخمی سا مسکرائی۔

"میری تم سے نفرت ختم ہو گئی ہے باسل"

وہ جواب تک اسکی بھوری آنکھوں پر نظریں جمائے کھڑا تھا، ایسا کچھ سنے گا، امید نہ کی تھی، اسکی بھنویں اوپر کو اٹھیں۔

"میرے چند ماہ غائب رہنے سے؟ میں مر جاتا تب تو تمہیں پیار ہو جاتا مجھ سے"

لہجہ نیم سا لیے وہ خود پر مسکرایا تھا، اب نفرت ختم ہوئی جب وہ نہیں چاہتا تھا۔

"کیا پتا ہو گیا ہو۔۔ ہم اپنا رشتہ ٹھیک کر لیتے ہیں۔ تم ایک موقع دو مجھے"

وہ فوراً سے پہلے اسکے قریب ہونے لگی جب وہ گریز برتتا اس سے دور سرکا، وہ یوں دور ہوا جیسے

وہ اجر سیال نہیں، کوئی آسیب تھی، جس سے پناہ ضروری ہو۔

"موقع تب دیتے ہیں جب رشتہ بچا ہو اجر۔ پلیز دور رہ کر بات کرو مجھ سے"

وہ اسکے گریز پر ہی دل تک جھلس گئی پھر اسکا کہہ کر اجر سے دوری چاہنا! قیامت

"رشتہ ہے۔ میں تمہاری وائف ہوں۔"

وہ اب بھی ضبط تھامے ہوئے تھی، وہ چاہتی تھی کل کو اس پر یہ الزام نہ آئے کہ اس نے یہ رشتہ بچانے کی کوشش نہیں کی، حالانکہ سارے بگاڑ اجر سیال کی وجہ سے تھے۔

"پر اب تم میرا اسکون نہیں۔ میں تو وہ چیز پاس نہیں رکھتا جو سکون نہ دے، پھر ایسی عورت کیسے

پاس رکھ لوں۔ مجھ سے رہائی چاہیے ہوئی تو بتانا۔ میں تمہارے لیے مہربان اب بھی ہوں"

وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی کہ جو اجر نہیں کہہ پا رہی شائد وہ باسل سمجھ جائے، اور وہ سمجھ گیا۔

"تم وہی کرو میرے ساتھ جو تمہارا دل چاہے، برا یا پھر اچھا۔ لیکن میں نے تمہیں بہت مس کیا، اور مس کسی کو دل سے کیا جاتا ہے، اور یہاں میں جھوٹی نہیں"

وہ اسکی دوری بنانے کی تاکید بھولے قریب آئی اور زرا سا پیروں پر اٹھے اجر نے باسل کی دائیں گال پر اپنے ہونٹوں کو جمایا تو باسل نے لمحہ بھر سکون سے آنکھیں موندیں، وہ گرم نرم سے ہونٹوں کی پر زور عنایت، سیدھا باسل کے سینے پر دباو پیدا کر گئی، اس نے اجر کو بلکل نہ جھٹکا، وہ کتنی دیر رکی رہی اور پھر دور ہوئی تو باسل نظریں پھیر چکا تھا، وہ غمزدہ آنکھوں سمیت مسکرائی پھر ہاتھ بڑھا کر باسل کے کلین شیو گال پر لگ جاتے لپ سٹک سائن کو انگوٹھے کی پور سہلا کر مٹایا، وہ اب تک منہ موڑے ہوئے کھڑا تھا۔

"مجھے سب سے زیادہ خوشی ہے تمہارے واپس آنے کی۔ کچھ باتیں کرنی ہیں مجھے تم سے۔ کچھ بوجھ ہیں میرے دل پر۔ بس ایک دن اور رات چاہیے۔ جب تم صرف مجھے سنو اتنا تو حق ہے میرا تم پر کہ میں تمہارا ایک دن اور ایک رات لے سکوں۔ اگر تم یہ حق نہیں دو گے تو میں چھین لوں گی۔ لمبے سفر سے آئے ہو۔ آرام کرو"

وہ خود ہی سب سمیٹے پلٹنے لگی جب وہ اسکا ہاتھ بے دھیانی میں اپنے ہاتھ میں لے گیا، اجر فوراً پلٹی اور کھینچ سی جاتی باسل ماہیل کے سینے کی طرف آرکی، ہاتھ اسکے سینے رکھ کر خود کو اس سے ٹکرانے سے بچایا۔

"وہاں وہاں مسکرانے دو پہلے جہاں جہاں رلایا ہے تم نے"

وہ اسکی اتنی سی چاہت کیسے نہ مانتی، آمادہ سا مسکرائی۔

"رلانے والے جب مس کرنے لگیں تو معاملہ نازک ہو جاتا ہے۔ حرا اور بارس کی منگنی کے لیے اپروول دے دو باسل۔ میں دوبارہ تم سے یا تمہارے کسی پیارے سے جڑے کوئی کھیل نہیں کھیلوں گی۔ میں اچھی بچی بن جاوں گی۔ دیکھو میں نے لپس کاٹنے بھی کم کر دیے ہیں۔ تمہیں برا لگتا تھا ناں۔ اگر کہو تو اب سے میں ہر صبح تمہارے کمرے میں پھول رکھنے کو بھی تیار ہوں۔ بس پھینکنا مت انھیں میری طرح"

وہ اب بھی اسکے قریب ہی کھڑی تھی، سب کچھ کرنے پر تیار، باسل کے اک اشارے پر سر جھکانے پر آمادہ۔

"ایسے مت کرو۔ مجھے یہ سب نہیں چاہیے اجر"

وہ اکتایا ہوا بولا، بیزار تھا، ایسا شخص جسے جذبات سے شدید وحشت ہونے لگی ہو۔

"ابھی تو بات بس تمہاری ہو رہی ہے۔ میں اپنے لیے باخدا آسان سانس تک نہیں چاہتی"

وہ اسے جھوٹی یا فریبی نہ لگ رہی تھی، وہ واقعی ازالے کرنے کی راہ پر چل پڑی تھی۔

"میں نے کہا مجھ سے ایسی بات کرنا بند کرو۔ اور بارس کو میں حرا کے لیے کبھی قبول نہیں کر سکتا۔ جو کرنا ہے کرو۔ میری بہن کے جذبات تم بہن بھائی کے لیے بے وقعت ہیں۔" وہ برہمی سے ضد پر ڈٹا انکاری تھا اور باخدا

وہ باسل ماہیل کے اس ضدی ہٹ دھرم ورژن پر عنقریب مر مٹنے والی تھی۔

"میں انکی منگنی دور۔ آج ہی نکاح کرواوں گی۔ روک سکتے ہو تو اجر سیال کو روک لینا"

وہ بھی ضدی تھی، ضدی سے زیادہ جنونی تھی۔

"مزاق ہے کیا یہ اجر۔ یا سبکی زندگیوں سے کھیلنے کا سرٹیفکیٹ مل گیا ہے۔ ضد دیکھانی ہے تو اپنے معاملات میں دیکھاو۔ وہ میری بہن ہے۔ پہلے تم بہن بھائی مل کر اسکا دل توڑو پھر اچانک نکاح۔۔۔؟"

وہ جو سمجھ رہی تھی ہمیشہ کی طرح وہ کسی سے بھی اپنی ضد منوالے گی، اس بار غلط تھی۔

"دل توڑنے والے۔ انھیں جوڑنا بھی جانتے ہیں باسل۔ جوڑا نہ بھی جائے، رفو تو کر ہی سکتے ہیں۔ رہی بات تمہارے ناراض ہونے کی تو ہوتے

رہو۔ میں تو ان دو کو آج خوشی دینے والی ہوں۔ اگر تمہیں میرا یہ مرہم رکھنے کا طریقہ پسند نہیں تو سوری، مجھے یونہی ٹوٹی پھوٹی کوشش کرنی ہی آتی ہے۔ تمہاری طرح جذبات میں ایکسپرٹ نہیں"

وہ فاصلہ بنائے دور ہوئی جبکہ باسل کے ماتھے پر ابھی بھی بل تھے، وہ اسے کچھ کہنا اپنے لفظوں کا ضیاع ہی سمجھ رہا تھا کیونکہ کرنی تو اس لڑکی نے اپنی ہی تھی۔

"ہم ایک گھنٹے تک ود نکاح خواں آتے ہیں۔ شکل سیدھی کر لینا جھوٹی والی۔ ہاں آئی پر امس بعد میں تمہیں منالوں گی۔ سبکو بتا دینا۔۔۔"

اجر نے بال سے لہرا کر ادا و مان سے کہا اور بنا باسل کے عتاب سے ڈرے واپس چلی گئی جبکہ ایمن جو نماز ادا کرے باہر آئیں، باسل کو بت بنا کھڑا دیکھے پاس آکر اسکی بازو سے پکڑے ہلایا۔

"کیا ہوا ہے؟ کوئی جن دیکھ لیا ہے؟"

ایمن کے فکر بھرے استفسار پر باسل نے اپنا سر تھام لیا کہ یہ لڑکی اب اسے مما سے پٹوانے والے کام کر رہی تھی۔

"وہ کہہ رہی ہے ہم ایک گھنٹے تک آرہے ہیں نکاح کے لیے"

باسل نے غائب دماغی سے بڑبڑ کی۔

"ہیں۔ کس کا نکاح؟"

ایمن واقعی اپنے سینسیز میں نہ لگیں۔

"آفکورس مما بارس اور حرا کا۔"

اب کی بار صدمے میں جانے کی باری ایمن کی تھی۔

"کیا مطلب وہ منگنی کا تماشہ واقعی فیک تھا۔ یہ اجر دماغی مریض ہے کیا۔ مطلب کچھ بھی انسانی کرنا تو اپنے انسان ہونے کی توہین سمجھتی ہے۔ وہ

میری شہزادی حجرا نشین حرا، وہ اب بگھڑ جائے تو مزہ آجائے۔ ان سیال والوں کو بھی مزہ آئے"

ایمن اپنا ہی محاز کھولے ظالم ساس کے عہدے پر فائز تھیں جبکہ بیس منٹ میں اورحان نے میرال پر نا جانے کیا پھونکا کہ اب مصطفیٰ اور اورحان جاگ چکے تھے البتہ میرال سو گئی اور تبھی جب اورحان، مصطفیٰ کو اٹھائے باہر آیا تو باسل کو دیکھتے مزید تھکاوٹ رفو چکر ہوئی۔

"اورحان۔ کیسے ہو؟"

باسل مما سے دھیان ہٹائے پلٹا تو اورحان نے مصطفیٰ کو مما کے ساتھ بٹھائے خود باسل سے گلے لگ کر اسے خود میں بھینچا۔

"میں ٹھیک ہوں۔ یہاں تو آپکا نور پورا ہو چکا آنکھوں کا مما۔ پھر کیوں تپی بیٹھی ہیں؟"

اور حان کو نیند پوری کیے اب مستی سوجھ رہی تھی جبکہ باسل نے مصطفی کو اٹھا کر گال چومی تو آج وہ بلکل اریٹیٹ نہ ہوا، الٹا باسل کے چہرے پر ہاتھ پھیرنے لگا، باسل مسکرایا دونوں پر تھا، اور حان کی مما سے چھیڑ خانی پر بھی اور مصطفی کے اپنا گال سہلانے پر بھی۔

جبکہ ایمن نے ساری الف سے یے تفصیل بتائی تو اور حان بھی سنجیدہ ہوا، اوپر سے اسطرح اچانک نکاح پر تو کوئی بھی آمادہ ہوتا دیکھائی نہ دے رہا تھا۔

یہی سچویشن تو سیال حویلی میں تھی، باسل آگیا یہ خبر اول سب پر بمب سی پھوڑی دوسرا یہ کہ وہ بارس اور رملا بس ایک پلین کا حصہ تھے، یہ سب اس نے بس فیملی سے ڈسکس کیا کیونکہ باہر لگ بھگ تمام مہمان آچکے تھے۔

تبریز اور روحا کے چہروں پر ناگواری، ماہا اور رحمان دونوں بھانپ سکتے تھے جبکہ رملا خوشی خوشی اجر اور بارس کے ساتھ کھڑی تھی۔

بارس کے چہرے پر بھی جیسے کچھ رونق لوٹی۔

" دیکھیں میں اپنا اور باسل کا رشتہ سموتھ اور نارمل کرنے کی ہر کوشش کروں گی اور وہ مجھ سے پیار کرتا ہے تو میری ہر کوشش بھی سراہے گا۔ یہی مین وجہ تھی ناں بابا اور ماہیل انکل کے بیچ ناراضگی کی۔ تو وہ ہٹ گئی۔ اب حرا اور بارس ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں تو نکاح میں کیا حرج ہے۔ منگنی کی تو ہمارے مذہب میں بھی کوئی ویلیو نہیں۔ نکاح کر دیتے ہیں۔ دونوں سمجھدار بچے ہیں۔ نامحرم کی محبت کے گناہ سے بچ جائیں گے۔ سوچیں اس نکاح کو کروانے والا ہر فرد کتنی نیکیاں کمالے گا۔"

اجر نے سبکو تو قائل کر لیا لیکن تبریز اٹھ کر آگے آئے، اسے اس نکاح سے شدید اعتراض تھا۔

" اچھا۔ تم اپنے بھائی کے قاتل کے ساتھ اپنا رشتہ سموتھ اور نارمل کرو گی؟ عقل کیا گھاس چرنے گئی ہے تم سبکی؟"

تبریز کے تیور اور لہجہ کسی کو پسند نہ آیا، وہ اور اسکی بیوی ایک طرف تھے اور باقی ایک طرف جبکہ اجر نے بابا کی طرف یوں دیکھا جیسے کہہ رہی ہو آپ انکا منہ بند کریں گے یا میں خود کروں۔

"عمار کو باسل نے نہیں مارا اور یہ بات اجر جانتی ہے۔ اسے ہر چیز و دثبوت معلوم ہے۔ تمہارا سب جاننا ضروری نہیں تبریز"

رحمان سیال نے بھی اس سرد گفتگو میں حصہ لیا، جبکہ تبریز پھنکارتا ہوا پیچ و تاب ہی کھاتا رہ گیا، اجر نے بابا کی طرف شکر گزاری سے دیکھا پر وہ کسی نرمی کے موڈ میں نہ تھے۔

"اور اجر۔ اس نکاح کے لیے میری شرط ہے کہ باسل آج ہی تمہیں رخصت کر کے لے جائے بس اسی صورت میرے دل کو چین ملے گا"

اجر جسے امید تھی بابا اسکی طرف ہیں، ایسی ڈیمانڈ سنے مانو چراغوں میں روشنی نہ رہی۔

"بلکل ٹھیک۔ ہم بارس کا حرا سے نکاح کرواتے ہیں اور باسل تمہیں رخصت کروائے اس کے بدلے۔ بہت جھیل لیا ہم نے تمہیں۔ اب نکلو شاباش اپنے سیاں کا سر کھاو۔ اور رشتہ ساتھ رہ کر سموتھ اور نارمل ہو گا۔ دو الگ سرحدوں پر بیٹھے رہے تو دشمنی کبھی ختم نہ ہو گی"

ماہا بھی دل کھول کر بولیں جبکہ اجر کو تھوڑا سا رونا تو آیا لیکن ابھی اسکے پاس ٹائم نہ تھا۔

"مما آپ یہ جا کر پاک انڈیا والوں کو کیوں نہیں بتاتیں۔ خوامخواہ بچارے سرحدوں پر بیٹھے بیٹھے خود ہی دشمنی ختم ہونے کی آس میں ہیں"

رونا تو نہیں، ٹھک سے جواب دینا ضرور یاد تھا اسے، ماہا بھی منہ بسور گئیں جبکہ رحمان صاحب کی یہی ڈیمانڈ تھی، ماہیل نے جتنا رلایا تھا اب وہ بھی شرطوں والی مخلوق بن گئے تھے جبکہ اجر، دینے چلی تھی حرا اور بارس کو خوشی، اپنی جان کے لالے پڑ گئے جبکہ بارس سر ہاتھوں میں گرا کر بیٹھ گیا

کیونکہ دور دور تک اسے نہ منگنی نظر آرہی تھی نہ نکاح، الٹا حرا نے ہر جگہ سے بلاک کیا، اسکا صدمہ الگ، رملا بھی اپنے اماں ابا سے دور دور ہی آنکھ بچائے ہورہی تھی کہ پٹ نہ جائے تبھی بارس کے ساتھ بیٹھی تاکہ اسکی دلجوئی کرے۔

"جاوان سبکو ہماری ڈیمانڈ بتا کر آو"

اجر نے بابا کے چہرے کی طرف دیکھا، روٹھے اور برہم تھے، پھر مما کو جو منہ پھیرے خفا تھیں پھر چچا چاچی کو جو منہ ہی منہ میں شاید اجر کو گالیاں دے رہے تھے، نہ بھی دے رہے ہوتے، اجر کو یہی محسوس ہورہا تھا۔

"میں قاصد ہوں آپ سبکی کیا؟۔اے ایس پی اجر سیال کی گھر میں یہ ویلیو ہے ؟کوئی تو رعب میں آئے یار"

یہ تو وہی حساب تھا، گھر کی مرغی دال برابر۔

"اپنے عہدے لگ لو پھر رعب جھاڑنا۔ فی الحال جو تمہارے بابا نے کہا وہ کرو۔ تمہاری وجہ سے یہ دونوں ناراض ہوئے تھے۔ حرا کو لے کر ماہیل بھائی نے شرارہ چھوڑا تھا، اب بھگتو بھی تم"

ماہا بھی حق پر تھیں جبکہ اجر چھوٹا سا منہ لے کر رہ گئی، اب کیا وہ جا کر یہ کہے کہ مجھے رخصت بھی کروالیں اور اپنی حرا بھی دے دیں، بچاری کو سیال حویلی سے نکلتے یہ سوچ کر ہی جھرجھری آئی لیکن کیا کرتی، بے بس تھی مگر پھر اسے ماہیل انجم نظر آئے، اپنے گاڑی پارک کر کے نکلتے تو اسے امید کی اک کرن نظر آئی۔

اجر نے اپنے لان سے سیدھی ماہیل پیلس کے پورچ کی سمت دوڑ لگائی، جبکہ ماہا اور رحمان بھی یہ میٹنگ ختم کرتے مہمانوں کو دیکھنے لان کی طرف گئے۔

اپنی طرف دوڑ کر آتی اور رکتی اجر کو دیکھے ماہیل نے آ ئبرو اچکا کر برہم نظروں سے اجر کو دیکھا، اسکا یوں پہلی بار اچھے سے تیار ہونا انہوں نے بھی محسوس کیا اور اک عضیل نظر سجاوٹ پر بھی ڈالی۔

"ماہیل انکل۔ادھر آئیں میری بات سنیں۔باسل آگیا ہے واپس۔اور یہ منگنی والا میرا، بارس اور رملا کا پلین تھا"

اجر نے بنا سانس لیتے ایک ہی بار سب اگلا جبکہ ماہیل کے چہرے پر اک رنگ آیا اک گیا۔

"وہ گھر آگیا ہے ؟کب"

ماہیل کے چہرے پر مانو تڑپ سی جاگی جبکہ اجر نے جب باقی سب کہا اور بتایا، ماہیل نے اک خون آشام نگاہ اجر پر ڈالی۔

"تمہیں رخصت کروالوں تاکہ پھر سے کسی کو میرے بیٹے کی سپاری دے آو۔ بارس اور حرا کے نکاح پر مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن فی الحال تم میرے بیٹے سے دور رہنا"

ماہیل کے ابھی تک کڑوے لہجے کی اجر کو امید تھی تو اسے زیادہ دکھ نہ ہوا لیکن وہ اپنے طریقے سے سامنے والے کو احساس جرم میں ڈالنے کی اہلیت رکھتی تھی۔

"آپ جانتے تھے باسل زندہ ہے پھر بھی بابا کو اپنی نفرت اور چپ کی مار دی حالانکہ وہ بتا چکے ہیں کہ بہت بے بس تھے ماہیل انکل۔ میں اسکی قاتل بھی نہیں پھر مجھ سے نفرت کیوں؟ میں نے جس سٹیٹ آف مائیڈ میں تب اسے مارنے کا کہا تھا وہ نارمل حالت نہ تھی میری۔ نفرت میں دھت تھی۔ اور غلطیاں انسانوں سے ہی ہوتی ہیں۔ پھر بھی آپ مجھے بھلے رخصت نہ کروائیں، مجھے کوئی دکھ نہ ہو گا۔ لیکن اب پلیز میرے بابا سے نفرت کرنی بند کریں۔ یہ مت بھولیں ماہیل انکل کہ وہ درندے مافیا کے لوگ باسل کو بھی

اسی عمر میں مار چکے ہوتے۔اس نے اتنی ازیت سہی تبھی وہ آج ہمارے ساتھ ہے۔زندگی کس کی آسان ہوتی ہے؟ آسان کرنی پڑتی ہے۔میرے بابا اور میں ہمیشہ مجرم رہیں گے ہمیں اس سے انکار نہیں لیکن یوں سب ختم ہو جانا سکی تکلیف ہے۔باقی فیصلہ آپ پر ہے۔ہم ایک گھنٹے تک آئیں گے۔اگر آپکو ہماری اور اپنی عزت ایک لگتی ہے تو یہ نکاح بھی ہونے دیں گے اور اجر سیال کی رخصتی بھی۔آپ کے بیٹے کو کبھی سوئی جتنی تکلیف بھی نہیں ہوگی اب مجھ سے۔آئی پرامس"

وہ ماہیل سیال کو چپ لگا کر وہیں سے واپس چلی گئی جبکہ ماہیل کا دل تو کب سے پگھلا ہوا تھا،بس اک سخت خول تھا جو باسل کے زندہ ہونے کے راز کو چھپانے کے چکر میں وہ خود پر چڑھا بیٹھے تھے،وہ چلی گئی،بارس کو پوری تسلی دی کہ سب اچھا ہوگا جبکہ ماہیل بھی وہاں سے سیدھے ماہیل پیلس کے اندر بڑھے،وہاں سب حرا کو گھیرے بیٹھے تھے جو غبارے سامنہ پھلا کر بتا رہی تھی کہ اس نے بارس کا نمبر بلاک کر دیا ہے۔

ماہیل کی نظریں باسل سے ملیں تو جیسے دل کے نہاں خانوں میں گردش کرتے اضطراب کو اس بچے کے دیدار نے نگل

لیا، اور حان، ایمن، مصطفی، باسل سب حرا کی طرف متوجہ تھے پر اب باقی سب تھے سوائے باسل کے جو اٹھ کر بابا کی کھلی بازووں میں جا کر بس گیا، ماہیل نے اپنے محبوب بچے کی خوشبو میں سانس بھرتے اسے سینے سے بھینچ ہی توڑ ڈالا، آہ دل کے انگ انگ کو قرار ملنا کسے کہتے ہیں، یہ گلے لگنا اسکی سانس لیتی مثال تھا۔

"میری جان۔ میرا بچہ۔ ٹھیک ہو تم؟"

وہ روبرو ہوئے تو انکی آنکھوں میں پہروں اسکی جدائی میں تڑپنے کا درد صاف ہلکور رہا تھا، اور یہ اک طرفہ کہاں تھا، دو طرفہ تھا، شدید تر۔

"جی بابا۔ بہت اچھا ہوں۔ آپ ٹھیک ہیں۔"

وہ بھی جانے کیا پوچھنا چاہ رہا تھا، جبکہ ابھی اس پر بات کرتے تو لمبی ہوتی تبھی پہلے اپنے اداس تیسرے بچے کی طرف دھیان مبذول کیا۔

حرا اب تک اداس تھی، چہرہ چوہی جتنا ہو گیا تھا، سب کو پیچھے ہٹنے کا کہے وہ خود حرا کے ساتھ بیٹھے جو سب سے زیادہ ناراض ہی بابا سے تھی۔

"مجھے آپکی ایموشنل سپیچ نہیں سننی بابا"

حرا کا یوں سرد لہجہ حق تھا، انہوں نے حرا کی بارس کے معاملے میں ہوتی تکلیف چپ چاپ دیکھی تھی۔

"کس نے کہا میں سپیچ کرنے لگا ہوں۔بتاو زرا سب میں شکل سے سپیچو لگتا ہوں۔حد ہو گئی"

وہ دانستہ شرارت پر اترتے سب کی طرف دیکھتے سفارش ڈلوانے لگے اور باسل تو مصطفی کے ساتھ بزی تھا پھر بھی توجہ اسکی بابا اور حرا پر ہی تھی جبکہ اور حان، ایمن کے ساتھ بیٹھا تھا۔

"لڑائی آپکی اور رحمان انکل کی تھی۔ غصہ آپ سب نے مجھ پر نکالا اور بارس پر۔ آپ کا ان سات ماہ جو چہرہ دیکھا اس سے مجھے بابا لفظ سے خوف آنے لگا ہے۔ کیا سب کچھ آپکے لیے آپکے دونوں بیٹے ہیں۔ میں کچھ نہیں۔ مجھے کچرے کے ڈھیڑ سے اٹھایا تھا؟ پہلے لگتا تھا اور حان بھائی بھی سوتیلے ہیں پر انکے اور باسل بھائی کے لیے آپکو تڑپتے دیکھا اتنے ماہ تو کنفرم ہو گیا کہ کچرے کے ڈھیڑ سے بس مجھے اٹھایا تھا"

وہ بولتے بولتے کب رونے لگی کہ سبکے دل لمحہ بھر شل ہوئے، ایمن نے فورا سے حرا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔

"تمہاری تکلیف پر تڑپتے انکو بس میں نے دیکھا ہے۔ اور کچرے پر کب سے ہیرے جوہرات ملنے لگے نکمی۔ تمہیں میں نے پیدا کیا ہے سمجھی تم۔ میں کچرے کا ڈھیڑ ہوں؟"

ایمن الٹا حرا بچاری کو روٹھنا بھلائے خود روٹھ گئیں جبکہ حرا نے سر پکڑ لیا۔

"اوہ مما۔ قسم سے میں نے آپکو نہیں کہا۔ یار اپ اپنا ایمو شنل سیشن لے آئیں بیچ میں۔ مجھے بابا سے شکائیت کرنی تھی"

حرا کے منہ بسورنے پر اور حان، باسل اور ماہیل خود مسکرائے کہ کسی بہانے حرا کچھ بولی تو ہے۔

"ایمن بیگم۔ بیٹی کے نکاح اور بہو کو رخصت کروانے کی تیاری کرو۔ تم کیا شروع ہو رہی ہو بچوں کے ساتھ بچی بننے؟"

ماہیل صاحب نے بھئ لگے ہاتھوں سب کے سروں پر بمب پھوڑا، سب نے ششدر نگاہوں سے ماہیل صاحب کو دیکھا۔

"واٹ؟ رخصتی۔؟"

سب کے منہ سے بیک وقت نکلا، ایون مصطفی بھی رخصتی کے بجائے ساتھ ہی باآواز بلند "رسی" بولا۔

آخر حیرت کا جو مقام تھا اور پھر جب ماہیل نے اجر سے ملاقات کا سب احوال بتایا تو سبکے چہرے حیرت و پریشانی سے سفید پڑے، باسل کا تو دل اوپر نیچے ہچکولے کھانے لگا کہ وہ لڑکی مستقل ساتھ رہی تو بچارے کی روح پرواز کرنے میں چند دن لگیں گے۔

لیکن بہر حال اب انکار کرنے کی گنجائش نہ بچی تھی، تیاریاں تو اب کرنی ہی تھیں، مختصر ہی سہی۔ جبکہ حرا نے قسم کھائی تھی اس مزاق کا سات جنم تک بارس سے بدلا لے گی وہ بھی ایچھا داری ناگن بن کر۔

..______________________________..

وہ میرال کو نکاح اور رخصتی کا بتانے تو آیا تھا مگر اسے سویا دیکھے پھر سے اسکے پاس آکر لیٹ گیا، وہ سوتی ہوئی بے حد پیاری لگ رہی تھی۔

اور حان نے ہاتھ بڑھا کر میرال کے بالوں کو سہلایا ہی جب وہ مندی مندی آنکھیں کھولے خود پر جھکے اور حان کو دیکھنے لگی۔

"آپ جاگ گئیں؟"

وہ حواس میں لوٹے ہی گھبرائی، اور حان کو دیکھے سائیڈ گردن گمائی جہاں اب مصطفیٰ نہ تھا۔

"مصطفیٰ کہاں ہے، وہ نیچے تو نہیں گر گیا؟"

اسے اور حان کی قربت بھی نظر نہ آئی، دیکھائی دیا تو مصطفیٰ کا نہ ہونا۔

"ہے ہے۔وہ باہر ہے۔ مما کے پاس۔ حرا اور بارس کا نکاح ہے کچھ دیر میں اور ہم سب اجر کو رخصت کر کے لا رہے ہیں باسل کے لیے۔ دیکھیں آپ کے سونے کے بیچ کتنا کچھ ہو گیا میرال"

میرال نے ہونق بنے سر واپس تکیے پر رکھتے خود پر جھکے اور حان کو بے یقینی سے دیکھا کیونکہ اسے لگا وہ سچ میں خواب دیکھ رہی ہے۔

"میری انگلی کاٹیں پلیز"

میرال نے اپنی انگلی اورحان کے ہونٹوں تک لے جاتے سوئی جاگی کیفیت میں کہاتو اورحان نے اسکی انگلی منہ میں لیتے کاٹی۔

"آہہہہ۔۔"

وہ کراہتی اپناہاتھ کھینچ گئی، تو یہ سچ میں خواب نہ تھا، اورحان اسکے بچوں جیسے ری ایکشن پر ہنسا۔

"یہ سب ہوا کیسے ؟ مطلب باسل بھائی کب آئے اور اتناسب۔ میرا سر چکرا رہاہے"

وہ اب تک یقین کرنے کی پوزیشن میں نہ تھی، لیکن اب کچھ کچھ اورحان کی قربت، جسم دہکانے کی کوشش کررہی تھی۔

"بس میجک ہوگیا۔ آپ بیس منٹ کے بجائے دو گھنٹے سوئی ہیں۔"

وہ مسکراتے اگلا انکشاف کرے میرال پر مزید سکتہ طاری کر گیا، فوراً سے شرمندہ ہوئے چہرہ دونوں ہاتھوں سے ڈھک گئی۔

"اف۔ تبھی ڈر رہی تھی۔ لیٹی تو ساتھ ہی سو جاوں گی۔ آپ نے مجھے جگایا کیوں نہیں"

وہ ہتھیلیوں سے منہ چھپائے ہی بڑبڑائی تبھی اورحان کے اسکے ہاتھوں کے پاس چہرہ جھکایا۔

"میرے پاس اچھا لگا آپکو؟"

وہ محسوس کر سکتی تھی الٹے ہاتھوں کی انگلیوں تک اورحان کی گرم سانسوں کا پہنچنا۔

"یہ وقت ہے ایسی بات کا؟"

وہ انگلیوں کے بیچ سے اس وجیہہ شخص کے بے خود چہرے کو تاڑ کر دیکھتے بولی۔

"مجھے بہت اچھا لگا۔ یہ وقت اس بات کے لیے مجھے مناسب بھی لگا۔ اٹھیں اپنا سب سے پیارا سوٹ نکالیں۔ میری اور مصطفی کی میچنگ ارینج کریں۔ شاباش"

وہ اس پر جھکے جھکے ہی تاکید کر رہا تھا جبکہ میرال نے ہاتھوں کا پردہ اپنے خوبصورت گلال چہرے سے ہٹائے اٹھنا چاہا لیکن وہ ابھی بھی قید تھی۔

"آپ مجھے پریشان کر رہے ہیں"

وہ روہانسی ہوئی، اٹھتے ہی وہ اسے خراب نظروں سے دیکھ رہا تھا، یہ بھلا کوئی اچھی بات تھی

"میں آپکے قریب آسکتا ہوں میرال؟"

میرال کا چہرہ دھنک ہوا، کانوں کو ہرگز یقین نہ آیا کہ یہ سب اورحان نے کہا، سینہ اوپر نیچے ہوا جیسے ابھی دل ایک ہی بار دھڑکتے پسلیاں پھاڑ کر باہر نکل آئے گا، میرال جلدی سے اسے خود سے پرے کیے اٹھ بیٹھی، اپنا کانپتے ہاتھوں سے دوپٹہ اٹھانا چاہا پر اورحان نے اسکا دوپٹہ پکڑ کر کھینچا تو وہ رحم طلب نظروں سے اس ظالم کو دیکھنے لگی، نہیں نہیں ظالم ہوتے اس شخص کے دشمن، وہ تو میرال کی محبت تھا۔

"بہت کام ہیں۔ دوپٹہ چھوڑیں۔ باہر بھی میری ہلپ چاہیے ہو گی مما اور حرا کو۔ مصطفی کو بھی ریڈی کرنا ہے۔ ہم اس پر بعد میں بات کریں گے پکا"

وہ دوپٹہ پانے کے جتن کر رہی تھی جبکہ اورحان نے اپنا دوسرا ہاتھ وعدے کے لیے میرال کی طرف پھیلایا، اس خوبصورت ہاتھ پر ہاتھ رکھتے وہ زرا نہ ہچکچائی تبھی دونوں کی نظریں بے حد عاشقانہ انداز میں ملیں، اورحان نے اسکا ہاتھ دباتے، دوسرے ہاتھ میں لیا دوپٹہ آزاد کر دیا۔

"چلیں جائیں۔"

مسکرا کر اتنی پیار بھری آزادی پر وہ کیونکر نہ مزید فدا ہوتی، بہر حال یہ وعدہ کب وفا ہوتا یہ تو وقت بتاتا، خیر دس بجے تک فائنلی یہ ان ایکسپیکٹڈ نکاح اور رخصتی کی گئی اور اسکے ساتھ ہی سب گیسٹس کے لیے ڈنر بھی لگا، پہلی ایسی دلہن تھی جو پلازو کرتی وہ بھی نیلی پہنے رخصت ہو رہی تھی جبکہ حرا نے بھی سنپل ہی ڈریس پہنا تھا، وائٹ کلر کا، گولڈن ستارہ ورک تھا جبکہ بارس نے وائیٹ شلوار سوٹ پہنا، حرا اور اسکے بیچ کی کشید گی ابھی ایک دم ٹھیک ہونے والی نہ تھی جبکہ ابھی تو ماہیل اور رحمان بھی بس اوپر اوپر سے ملے تھے، شکوے شکائیتوں کا سیشن پوری رات چلنا تھا۔

ایونٹ دو گھنٹے تیاریوں کی وجہ سے لیٹ کرنا پڑا تھا، خود مہمانوں کو یہ کہا گیا کہ اچانک رخصتی کا بھی پلین بن گیا تو سب زیادہ انتظار پر برہم نہ ہوئے، بہر حال اپنی رخصتی پر اجر نے ایمر جنسی میں ماہا کی شادی کا جوڑا پہننے سے صاف انکار کیا، حالانکہ وہ بہت پیارا لہنگا تھا مگر اجر بی کا یہی کہنا تھا وہ

اسے کیری نہیں کر سکے گی تبھی اسی پر سبکو قائل کروایا کہ وہی نیلا دوپٹہ اوڑھ کر اچھی نیک بچی بننے کی ایکٹنگ کر لے گی، اب اس بے سری اولاد کو کوئی کچھ کہہ بھی نہ سکتا تھا۔

"تم ماہیل پیلس رخصت ہو رہی ہو پر الگ کمرے میں رہو گی۔ سمجھ آئی"

نکاح کے بعد ہی باسل نے اس نیلے کپڑوں والی دلہن کی بازو پکڑے دماغ میں یہ اطلاع گھسائی پر سب کچھ اسکی مرضی سے کافی حد تک ہو گیا تو اسے اس نک چڑھے کی یہ شرط بھی قبول تھی۔

"سمجھ گئی خضور۔ انسان نیلی شرٹ پہن آتا ہے کہ چلو میچنگ ہو جائے۔ اپنے بھائی کو دیکھ لو۔ ود فیملی براون کی میچنگ میں غضب ڈھا رہے ہیں"

وہ بھی جوابا منہ کے قریب بولی، جیسے سرگوشی کم اس میں گھسنے کی نیت زیادہ ہو۔

"دلہن تمہیں بننے کا شوق تھا تو کم از کم دلہن تو لگتی۔ انھی کپڑوں میں رخصت ہو رہی ہو۔ لوگ کیا کہیں گے۔ اگر تم ریڈ پہن لیتی تو میں بھی یہاں ریڈ رومال ٹانگ لیتا بلیک شرٹ پر کہیں۔ بلیک ہر کسی کے ساتھ میچ ہوتا ہے بی بی"

باسل نے اسے میچنگ کی کلاس دی جسے اسکی نہ سمجھ تھی نہ دلچسپی۔

"تم نے ہی کہا تھا ڈھنگ کی لگ رہی ہوں تو سوچا عاشق ہو گئے ہو اس نیلی اجر پر۔ ایسے ہی چلا لوں"

وہ بھی تو ڈھیٹوں کی سردار تھی، فوری کندھے اچکا گئی۔

"سخت ناراض ہوں تم سے۔ بات مت کرو مجھ سے"

بڑی جلدی خیال آگیا تھا جناب کو، اجر مسکائی اور پیار بھری نگاہ اپنے بلیک میں ہاٹنس پھیلاتے کلئین شیوڈ باسل پر ڈالتی وہاں سے چلی گئی، حرا کا منہ غبارے سا رہا اور بارس کی فی الحال چپ ہی اچھی تھی ورنہ بچارا اپٹ

جاتا۔ فنکشن اینڈ ہوتے ہوتے بارہ بج گئے تھے لیکن سب خیر وعافیت سے ہو گیا تھا۔

..________________________..

"دیکھو تم اگر یہ چاہتے ہو کہ بلکل ٹھیک ہو جاو، ایسا تو ممکن نہیں بچہ۔ میں نے ان سات آٹھ ماہ اپنی ہر کوشش کی ہے۔psychotherapy۔۔ میڈیکیشن جو مختلف شخصی علامات کو کنٹرول کریں۔ جبکہ اس تھراپی میں تمہاری اصل شخصیت کو دوسری پرسنالٹی سے جوڑا بھی گیا لیکن تم جانتے ہو تنائج کس قدر برے نکلے، ایک تیسری مخلوق پلے پڑ گئی۔ اب تمہارے مزید بہتر ہونے میں فیملی انوالمنٹ اور میرڈ لائف بہت بڑا کردار نبھائے گی۔ تم نووے فیصد اس عذاب سے چھٹکارہ پالو گے "

ڈاکٹر فضیل کسی سے وڈیو کال پر مخاطب تھے، سامنے کون تھا اسکا تو علم نہیں لیکن انکی باتوں سے اتنا تو پتا چل رہا تھا وہ کسی ڈی آئی ڈی پیشنٹ کو ہی ڈیل کر رہے ہیں۔

"میرے اس مختصر ٹریٹمنٹ سے ایک چیز تو ہو گئی۔ تم اب دونوں شخصیات سے کنکٹ ہو۔ مجھے لگتا ہے یہی اسکا علاج ہے کہ اب تم اپنے دونوں رخ کنٹرول کر سکتے ہو۔ تمہارے لیے نیگیٹو پرسنالٹی میں رہ کر بھی پازیٹو سوچنا ناممکن نہیں ہو گا، تم اچھے بچے ہو۔ کوشش کرو، کوشش کرنے والے ناکام ہو سکتے ہیں لیکن ہار نہیں سکتے۔ ان سوچوں کو اک طرف کرنا سیکھو جو دماغ کا ایک شخصیت سے دوسری شخصیت سے کنکشن توڑتی ہیں۔ جیسے ماضی کے بارے بار بار سوچنا ختم کرو۔ تمہارے وجود سے کس کو تکلیف ملی اور کس کو راحت، کون تم سے پیار کرتا ہے اور کون نفرت۔ تم وہی کرو جس سے تمہارے دماغ کے بجائے دل کو سیٹیسفکشن ملے۔ تم سمجھ رہے ہو۔؟"

فضیل نے فون سکرین پر دیکھائی دیتے چہرے کو نرم نظروں میں بھرے اپنا لیکچر زرا دیر روکا کیونکہ سامنے والے کا چہرہ فضیل کو کچھ بیزار لگا۔

"اگر تم نے خود کو نہ سنبھالا تو تمہاری نیگیٹو پرسنالٹی، پازیٹو پرسنالٹی پر حاوی ہو جائے گی، دونوں کا وہ کنکشن جو DID پیشنٹس میں بہت رئیر ہوتا ہے، اور تمہیں ملا ہے، کٹ جائے گا۔ اللہ نے انسان کے دماغ کو بہت مہارت سے ترتیب دیا ہے، اگر ہمیں ٹھیک ہنر آجائے تو ہم اسی دماغ سے ہی دماغ کو رپئیر کر سکتے ہیں۔ تم میرا لیکچر چپ چاپ سنتے ہو۔ ہوں ہاں بھی کیا کرو بچہ"

اسکی سرد چپ فضیل کو کبھی بہت ارٹیٹ کرتی تھی لیکن یہ اس شخص کا me time تھا تو وہ سننے اور سمجھنے پر ہی فوکس کیا کرتا تھا۔

اور جب ڈاکٹر فضیل کی باتیں اسکے دماغ میں بیٹھنے کے بجائے وہاں ناچنے لگتیں تو وہ بدلحاضی سے کال ڈسکنکٹ کر دیتا جیسے اس وقت، کال کٹ گئی۔

یہ انکی زندگی کا رئیر DID کیس تھا، جس میں پیشنٹ دو پرسنالٹیز میں مبتلا تھا، لیکن جب سات ماہ پہلے یہ مریض ان تک پہنچا تب ٹیٹس کے بیچ انھیں اس بچے میں کچھ رئیر علامات ملیں، جیسے پازیٹو پرسنالٹی سے نیگیٹو پرسنالٹی میں بدلنے کے لیے اسے کسی مخصوص ٹریگر پوائنٹ کی ضرورت نہ رہی تھی، جبکہ پازیٹو پرسنالٹی ایک طرح جام ہونے لگی تھی، وہ بچہ اپنی رئیل پرسنالٹی میں بس اک زندہ لاش تھا اور جب وہ اپنی دوسری نیگیٹو پرسنالٹی میں کنورٹ ہوتا تو سابقہ والی پرسنالٹی سے دگنا ایگریسو اور اینگری ورژن سامنے آتا، اور ستم یہ کہ اسے یہ بھی یاد تھا کہ وہ کسی اور شخصیت میں بدل گیا مگر جو کچھ کر رہا ہے اس پر کنٹرول کھو چکا ہے، دوسرے لفظوں میں نارمل DID پیشنٹ جب کسی ملٹیپل پرسنالٹی میں بدلتا ہے تو سابقہ شخصیت اور اس سے جڑا سب کچھ دیر کے لیے بھول جاتا ہے لیکن انھیں ریفر ہوئے اس کیس میں سب الٹا تھا۔

اسے کچھ نہیں بھولتا تھا لیکن اسے اپنی شدت پسند شخصیت میں بدلتے ہی خود پر کنٹرول لوز محسوس ہوتا، اور جب وہ واپس اپنی پہلی اصل شخصیت میں آتا تب بھی اسے سب یاد رہتا اور اس نے درندہ بن کر کیا کر دیا، یہ سوچ کر وہ مزید زندہ لاش بن رہا تھا، اس طرح اس بچے کی نارمل پرسنالٹی، ڈپریشن، انگزائٹی اور سیلف ہارم کے درجوں تک جا رہی تھی جبکہ دوسری نیگیٹو پرسنالٹی مزید جانور بننے کے درجوں تک پہنچ سکتی تھی۔

چھ ماہ کے مسلسل علاج کے بعد اب جا کر دونوں پرسنالٹیز کی شدت پسندی تو کم ہو چکی تھی اور دونوں شخصیات کا کنکشن بھی سلامت تھا لیکن اب وہ بچہ اس علاج سے شدید عاجز آ چکا تھا، نا جانے کتنے قسم کی ٹیبلٹس تھیں جو اسے انٹیک کرنی پڑ رہی تھیں اور اس بچے کی بیماری اتنی ابنارمل بھی اس لیے تھی کہ یہ بیماری اس بچے کو آرٹیفیشلی لگائی گئی تھی، اسکے دماغ میں ایک عارضی چیپ لگا کر، جس نے یہ بیماری اس قدر بھیانک انداز میں اس بچے میں ٹرانسفر کی تھی، فضیل کو جب یہ کیس ملا تو انہوں نے سرجری کر کے وہ

چیپ نکال دی تھی لیکن اس نے جو دماغ پر اثر کیے تھے انھیں مکمل ختم ہونے میں فضیل کے مطابق ایک یا دو سال کا وقت درکار تھا جبکہ وہ بچہ اب ایک دو سال کیا، یہ اذیت ایک دو دن بھی مزید نہیں سہہ سکتا تھا۔

یہ کیس پچھلے سات ماہ سے فضیل کی نیندیں اڑائے ہوئے تھا کہ اب انھیں اس پیشنٹ بچے تک سے دلی لگاو ہو چکا تھا اور وہ اب اسے ایز آ پیشنٹ نہیں، اپنا بیٹا مان کر ٹریٹ کر رہے تھے، جمال شاہ ہی نے انھیں یہ کیس موت سے اک دن پہلے ریفر کیا تھا اور یہ جمال شاہ کا گناہ تھا جسکی فضیل صاحب تلافی کر رہے تھے۔

..________________________..

کمرے میں اندھیرا کیے باسل اس وقت اوندھے منہ سینے کے بل میٹرس پر لیٹا آنکھیں بند کیے ہوئے تھا، اجرا اسکے گھر رخصت ہو کر آچکی تھی پر ابھی

اسے باسل کے کمرے میں آنے کی پرمیشن نہ ملی کیونکہ باسل ابھی اسے اپنے کمرے میں ہضم کرنے کی پوزیشن میں نہ تھا۔

اسکا فون کچھ فاصلے پر ہی پڑا تھا، الٹا پڑا تھا پھر بھی لائٹ آن تھی، اجر نے ارد گرد اسے بہت ڈھونڈا تھا مگر وہ اچانک سب کے بیچ سے غائب ہو گیا تھا، ماہیل اور رحمان اپنی پیچ کی سرد مہری کم کرنے لان میں ہی بیٹھے تھے جبکہ حرا اس سب تماشے کے بعد غصہ بھی اور صدمے میں تھی تبھی کسی کو منہ لگانے کا اسکا موڈ نہ تھا تو کمرے میں آکر بند ہو گئی تھی، بارس پیچھے بھی آیا پر اس نے روم نہ کھولا تھا جبکہ سیال حویلی میں باسل کو نہ پائے اجر ابھی ماہیل پیلس یعنی اپنے آفیشل سسرال آئی، اسے پتا تھا باسل اس پر بہت غصہ ہو گا تبھی وہ اسکے غصے کو پرانا ہونے نہ دینا چاہتی تھی اور اسے منانے کی خاطر وہ نیچے ایمن آنٹی کے ساتھ والے کمرے میں جا کر اپنا فون رکھے، لپ سٹک ری نیو کرتی بنا چینج کیے باسل کے پاس گئی تا کہ اسے اس سلجھے روپ میں دیکھ کر باسل جلد پگھل جائے۔

"ابھی مجھے یہ بلکل نہیں سوچنا کہ تم ہی آتشم ہو یا نہیں۔ ابھی بس تم باسل ماہیل ہو۔ جس کے نکاح میں ہوں میں۔ آج میں تمہیں ایک بار قریب سے تفصیلی دیکھوں گی باسل، تمہاری خوشبو ان ہیل کروں گی۔ تمہاری سانسیں سونگوں گی۔ تمہارے ہاتھ کا لمس پہچانوں گی تاکہ کل کو وہ آتشم میرے سامنے آئے تو میں اسے کنفوز ہو کر نہ ملوں۔"

اجر کا یہ بھی اک پلین ہی تھا، اس سے پہلے تک اسکے پاس آتشم اور باسل میں فرق کرنے کے لیے کوئی جذباتی ہتھیار نہ تھا لیکن آج وہ ہر چیز محسوس کرنے والی تھی اور اسکے لیے وہ کچھ بھی کر سکتی تھی، وہ سیڑھیاں چڑھتی باسل کے کمرے کی طرف بڑھی۔ ڈور ناب گماتے ہی سر اندر کیا جہاں وہ بے حد مدھم روشنی کیے میٹرس پر الٹا لیٹا تھا، چہرہ تکیے میں دبا تھا، اجر نے سب سے پہلے تو اس کمرے میں آتے ہی اک سوندھی سی خوشبو فیل کی اور بڑا سا سانس کھینچے اسے ان ہیل کیا، آنکھیں بھی موندیں تاکہ یہ خوشبو اسے کبھی نہ بھول سکے۔

"مطلب جب باسل میرے آس پاس ہو تو ایسی خوشبو یا اس سے ملتی جلتی خوشبو آئے گی۔ اجر یہ تمہارا ہوم ورک ہے لڑکی۔ ہر چیز کو اپنے ذہین دماغ میں بٹھا لو۔ یہ خوشبویوں ہے جیسے اس میں چند وائلڈ پھولوں کے ساتھ ساتھ تیز خوشبو والے پھول کے ایسنس کو چند قطرے ملا دیا گیا ہو، یہ منفرد ہے۔ یہ تر و تازہ ہے۔"

وہ ابھی خوشبو پر ہی اٹکی تھی، ارد گرد کی خوشبو پر اور جب یہ والا سٹیپ ہو اتو وہ آگے بڑھی، اس نے محسوس کیا یہ مہک اس شخص کے قریب جاتے جاتے مزید سٹرونگ اور ریفریشنگ ہوئی ہے۔

اجر کو لگا جیسے یہ خوشبو اس نے یوں پہلی بار محسوس نہیں کی، باسل ابھی سویا نہیں تھا، وہ جاگ رہا تھا۔

"تم ناراض ہو مجھ سے ؟ میں نے تمہاری حکم عدولی کی۔ لیکن تم نے مجھے اکسایا تھا۔ اچھے بچوں کی طرح میری بات مان جاتے تو میں ضد پر نہ اترتی"

باسل نے گہرا سانس بھرے اسے سنا اور اجر کے مین لائیٹ آن کرتے ہی جلن سی آنکھوں میں محسوس ہونے پر کروٹ سیدھی کرے آنکھوں پر ہاتھ جماتا سر پر کھڑی اجر کو دیکھنے لگا۔

"معصوم سی لائیٹ ہے۔ دھوپ نہیں جو ایسے آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا"

وہ اسکی نزاکت پر دانستہ شریر ہوئے مسکرائی۔

"جاو یہاں سے اپنے روم میں۔ نظر نہیں آرہا کہ سو رہا ہوں"

باسل نے تکیہ سائیڈ سے اٹھاتے منہ پر دباتے بدلحاضی سے جواب دیا تبھی اجر نے اسے سر سے پیر تک دیکھا، ہاں جس طرح رک رک کر وہ دیکھ رہی تھی، خود کو ٹھرکی والی فیل آئی لیکن یہ وہ فیوچر کے لیے کر رہی تھی تاکہ اگلی بار اگر یہ آدمی آتشم بن کر سامنے آئے تو گردن سے دبوچ کر اسکا چہرہ بے نقاب کرے، کیونکہ وہ چہرہ چھپا سکتا تھا، اپنا جسم نہیں، نہ جسم کی بناوٹ، نہ مسلز۔

اجر نے اسکے پیروں تک نظر لا کر روکی، اسکے پیر بے حد خوبصورت ہیں یہ اجر نے زندگی میں پہلی بار نوٹ کیا، اس سے پہلے وہ بے دھیانی میں جھک کر اسکے پیر کو چھوتی، وہ منہ سے تکیہ ہٹائے اسے پکارا تو اجر نے جلدی سے ہاتھ پیچھے کھینچا۔

"اجر تمہیں سمجھ نہیں آرہی کیا کہہ رہا ہوں؟"

وہ اسکے ارادے جان کر کچھ مشکوک ہوا پر جب وہ بے تکلفی سے آکر اسکے پاس ہی بیٹھی، باسل گھبرا کر اٹھ بیٹھا۔

"کیا چاہتی ہو تم؟"

وہ سچ میں اس لڑکی کی ان حرکتوں کے لیے بلکل تیار نہ تھا۔

"میں چاہتی ہوں آج میں میٹھا سا باسل ماہیل بنوں اور تم نک چڑھے سے اجر۔ پھر میں تمہیں بتاتی ہوں کہ اگر تم وہ سب کرتے جو میں کرنے والی ہوں تو میری نفرت ماضی میں وہیں پھس ہو جاتی"

اجر نے مزید نزدیک سرک کر فاصلہ کم کیا اور اب اسکا باسل کی گود میں چڑھنا باقی تھا۔

"تم مجھے نفرت کے کیڑے کو مارنا سیکھانا چاہ رہی ہو؟"

وہ بھی جیسے برابری والے اعتماد میں آیا تو اجر کی گالوں میں دفعتا سرخائی گھلنے لگی۔

"ہاں۔ کوشش کر رہی ہوں"

وہ ذرا سا منمنائی۔

"اس بندے کے اتنے قریب تو میری جان نکل رہی ہے۔ آتشم کے قریب تو مجھے کچھ فیل ہی نہیں ہوتا تھا" وہ دل ہی دل میں موازنوں پر بھی لگی تھی۔

"ٹھیک ہے، شروع کرو"

باسل نے اسکی کمر میں بازو حائل کرتے اسے اپنی طرف کھسکا کر رہی سہی دوری بھی ختم کی جبکہ وہ یوں سپید تھی جیسے لہو جم گیا ہو۔

"اوکے آنکھیں بند کرو"

اجر نے جلدی سے اسے حکم دیا جبکہ اسے دیکھتی رہ گئی جب وہ فوری آنکھیں حکم بجالاتے بند کر گیا، اجر نے اسے تکیے سے لگاتے زرا بینڈ کرے پیچھے ٹیک لگوائی اور انگلی کی پور سے وہ باسل کے ماتھے سے اک نادیدہ لکیر کھینچ کر رخسار تک لائی، رخسار ہلکی سی کھردری ہو رہی تھی، شیوڈ سکن پر فیشل بالوں کی نیلاہٹ محسوس کی جاسکتی تھی، پھر اجر نے وہی انگلی کی پور اسکی جا لائن پر لا کر روکے وہ زخم کا نشان تلاشنا چاہا پر اب وہاں کوئی سکار تک نہ تھا، وہ اسکے چہرے کے اک اک انچ کو انگلی کی پور سے محسوس کر رہی تھی پھر اسکے ہونٹوں تک آئی، اجر نے وہی انگلی کی پور بنا دباو، باسل کے دونوں ہونٹوں پر پھیری، وہ اتنے گلوئنگ اور سوفٹ لپس تھے کہ اک پل اجر کا دل چاہا ایسے اسکے بھی ہوں۔

پھر اپنی یہ نایاب سوچ جھٹک گئی۔

"یہ تم نفرت کا کیڑا مارنا نہیں سیکھا رہی بلکہ نیند کا کیڑا جگانا سیکھا رہی ہو۔مجھے شدید نیند آگئی ہے تمہارے اس اینٹی رومنٹک عمل سے"

جب مزید یہ سستا سلیپ یوگا برداشت نہ ہوا تو باسل بند آنکھوں ہی بربڑایا، وہ جو اداس سی تھی، ہونٹوں پر آتے مسکراہٹ کے لمس چھپا نہ سکی۔

"کیا یہ واقعی رومنٹک نہیں تھا؟"

وہ اداس ہوئی اسکے پاس ہی ٹانگیں بینڈ کیے بیٹھی بولی تو باسل نے آنکھیں کھولتے اجر کا اترا چہرہ دیکھا۔

"ناں"

وہ بنا لحاظ بولا، زرا جو دل رکھ لیتا وہ ظالم۔

"پھر تم بتاؤ تمہارے نزدیک رومنٹک ٹچ کیا ہے؟"

وہ اتنا زیادہ دماغ لڑانے کے ہرگز موڈ میں نہ تھی، جذبات، محبت اور رومینس سے اجر سیال کا بھلا کیا تعلق، اس سے پڑھائی اور دنیا جہاں کی جاسوسی کروالو اور زبان چلوالو۔

"تمہیں کیوں جاننا ہے؟"

وہ چاہتا تھا وہ ذہین تھوڑا تو دماغ یوز کرے۔

"کیونکہ مجھے نہیں آرہا رومنٹک ٹچ کرنا"

وہ معصومیت کے اگلے پچھلے ریکارڈ توڑتی بولی۔

"تمہیں جا کر سو جانا چاہیے۔ بارہ بج رہے ہیں"

وہ گہرا سانس کھینچے اس پر سے نظریں ہٹا گیا جب اجر نے اسکا چہرہ جبڑے سے بہت ہلکے سے ہولڈ کیا اور اسکے چہرے کے قریب چہرہ لے گئی۔

"مجھ سے ایسے بات مت کرو۔ مجھے پتا ہے میں نے بہت ہرٹ کیا۔ یہ دنوں پر محیط نہ تھا، سالوں پر تھا لیکن اسکی ایک وجہ تھی جو تم نہیں جانتے۔ نہ میں بتا سکتی ہوں۔ میں نے تم سے بہت نفرت کی ہے۔۔"

وہ اسکی بات کاٹ گیا، اسکے ہونٹوں پر انگوٹھے کی پور دبا کر جماتے اسے چپ کروایا۔

"بہت نہیں اجر۔ تم نے صرف نفرت کی ہے"

وہ اپنے لہجے کو بھاری پڑنے سے روک نہ سکا۔

"تم نے مجھے ذہنی اذیت دی ہے۔ بہت زیادہ، اتنی جو میں افورڈ نہیں کر سکتا تھا، اتنی ذہنی اذیت کے اس نے گزرے کئی ماہ مجھے زندہ لاش بنا کر رکھا۔ جس کام کے لیے گیا تھا وہ میں یہاں سب کے بیچ رہ کر بھی کر سکتا تھا لیکن میں خود سے تم سبکو بچانے کی کوشش کر رہا تھا، تبھی دور ہوا۔ تم ایک معافی مانگ کر سب کچھ پہلے جیسا کیسے امید کر سکتی ہو؟"

وہ یہ سب روانی میں کہہ تو گیا پر اجر کو لگا کسی نے اسکے سینے میں جلتی سلاخ گاڑ دی ہو۔

"کیا اسے پتا ہے میں نے اسکو مارنے کا کہا تھا؟ یا اللہ اسے بھلا دیں یہ بات۔ یہ اسی ذہنی اذیت کی بات کر رہا ہے ناں؟ لیکن اس نے آتشم بن کر دگنی اذیت مجھے بھی تو دی۔۔ وہ یاد نہیں ہے اسے کیا یا پھر وہ اس نے جان بوجھ کر نہیں کیا؟ اوہ میرے خدا میں پاگل ہو جاوں گی"

وہ بے حد غمزدہ تھی جبکہ وہ منتظر تھا کہ وہ کچھ بولے۔

"مجھے اپنا ہاتھ دو"

وہ یکسر الگ جواب پر حیران ہوا، اجر نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسکی ہتھیلی اپنے چہرے سے لگاتے آنکھیں بند کیں تو باسل یہی سوچ رہا تھا کہ یہ لڑکی کیسی حرکتیں کر رہی ہے، اجر نے اسکا ہاتھ چہرے سے ہٹا کر دونوں ہاتھوں میں لیا

پھر وہ انگلیوں کی پوریں اسکے ہاتھوں کے ہر طرف پھیرنے لگی، وہ بھی جیسے اپنا سوال بھول گیا۔

"اجر میرے سوال کا جواب دو"

وہ اسکی ان حرکات سے تپ گیا تو وہ زرا سا بینڈ ٹانگوں سمیت ہی جھکی اور باسل کے سینے سے کان جوڑا، شاید وہ اسکی دھڑکن کی روانی محسوس کرنا چاہ رہی تھی۔

"تم کیا کرنا چاہتی ہو میرے ساتھ اجر"

وہ اسے بازوؤں سے پکڑے خود پر سے اٹھاتا، خود بھی اٹھ بیٹھا، بے حد بے چین تھا۔

"شش۔ تم دیکھ نہیں رہے میں کچھ آبزرو کر رہی ہوں۔"

وہ آگے سے اسکی ڈانٹ ان سنی کرے بازو چھڑوانے لگی۔

"مجھے گال پر کس کرو"

اجر نے اپنی گال اسکے ہونٹوں کے سامنے کرتے حکم دیا، باسل کے ہاتھ اسکی بازووں پر ڈھیلے پڑے۔

"کیوں کروں۔مجھے نہیں کرنی"

وہ بس اب اٹھنے لگا، مزید یہ سب اس سے برداشت نہ ہو پا رہا تھا۔

"ہے۔میں نے کی تھی ناں۔واپس کرو مجھے میری کس۔دیکھو اگر تم نے واپس نہ کی تو تمہارا پورا کمرہ کباڑ خانے میں بدل دوں گی"

وہ اس سے جان چھڑوانے کی کوشش کرتا پرے کیے سائیڈ ہوا۔

"ہٹو۔جان چھوڑو میری"

باسل نے اسے پرے کیا اور اٹھ کھڑا ہوا جس پر اجر بھی بجلی کی سپیڈ سے اٹھی۔

"جا کہاں رہے ہو بھگوڑے"

اجر نے بروقت اسکی گردن میں بازوؤں کا پھندا ڈالے گمایا کہ باسل توازن برقرار نہ رکھتا واپس میٹرس پر گرا جبکہ اجر ٹھیک اسکے اوپر، اک پل تو باسل کا سر چکرا گیا، جب خود پر پڑی مسکراتی اجر کا چہرہ نظر آیا تو حواس جگہ پر آئے۔

"کیا حرکتیں کر رہی ہو؟ یہ تم پر سوٹ نہیں کرتیں"

وہ روٹھا ہوا بولا جبکہ وہ اب اداس سا مسکرائی، اسے باسل کی سانسیں بلکل تروتازہ ملیں، وہی احساس جو آتشم کے اتنے قریب آکر ہوا تھا، بس وہ چاہتی تھی وہ آدمی اسکے اوپر گرے پر الٹا وہ گر پڑی تھی، یہاں اجر کا پلین کچھ خراب ہوا پر یہ نزدیکی بھی خوبصورت تھی۔

"تم پر بھی سوٹ نہیں کرتا مجھ سے دور دور بھاگنا۔ میں تمہیں دی ہر تکلیف کی تلافی کروں گی باسل۔ مجھ سے ایسے بھاگو مت۔ میرا دل بھی تمہاری

طرح ٹکرے ہی ہوا ہے۔ اور ستم ہم اپنی اپنی تکلیف کو کوئی نام بھی نہیں دے سکتے، دونوں کی تکلیف ابنارمل جو ہے۔"

کب بات کرتے کرتے اسکی آنکھوں میں نمی آگئی، اجر کو پتا نہ چلا پر وہ اچانک جب اسکے سینے سر رکھے ڈھے گئی تب باسل کو بھی تکلیف ہوئی، اس نے اجر کو ہمیشہ سر اٹھا کر جیتے دیکھا تھا اور آج وہ یوں تھکی ہوئی اسے محسوس ہوئی جیسی باسل کبھی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

"میں تمہارے لیے ٹھیک نہیں"

بہت دیر بعد وہ کچھ بول پایا، اجر نے جلدی سے سر اٹھایا۔

"مجھے پتا ہے آتشم بن کر جو کچھ اس نے میرے ساتھ کیا اس کے بعد یہ خود کو میرے لیے سیو نہیں سمجھتا لیکن اسے کیسے بتاوں کہ میں سب جانتی ہوں۔ تم چاہ کر مجھے درد دو ایسا خلاف قدرت ہے باسل۔ آہ ہم دونوں بے بس جائیں"

کچھ دیر اسے دیکھ کر وہ واپس تھکے بچے کی طرح ڈھے گئی۔

"اجر جاو یہاں سے پلیز"

وہ اسے پکڑ کر خود سے پرے دھکیلے نہ صرف لیٹے سے اٹھا بلکہ اٹھ کر کھڑا ہوا جبکہ دھکیلے جانے کی وجہ سے وہ اب سینے کے بل میٹرس پر پڑی تھی، اک پل کو ڈرامے باز کہیں کی بلکل بے جان سی ہوئی پھر جب وہ فکر کو اسکی طرف جھکا تو "واووو" کرے بلی کی طرح بچارے کا دم نکالا، ایکتو وہ تھی بھی دوپٹے سے بے نیاز، اچھلتی کودتی سر پر ناچتی ہوئی، سمارٹو سی یوں کرتے لگ بھی کیوٹ رہی تھی۔

جبکہ باسل آگے سے دانت پیس کر رہ گیا۔

"اٹھو۔ نکلو میرے کمرے سے جو کر کہیں کی"

باسل نے اسکی کلائی پکڑے اٹھ کر زبردستی اجر کو اٹھایا اور گھسیٹتا ہوا کمرے سے نکالنے لگا جب وہ دروازے کے ساتھ جا لگی۔

"پہلے میری کس تو واپس کر دو۔ میرے پاس ایک ہی کس تھی وہ بھی تم نے ہتھیالی"

وہ روہانسی ہوئی، ایکٹنگ کی دوکان بنی تھی، جبکہ باسل کی چڑ، اب ہولے ہولے نرمی میں بدل رہی تھی۔

"تمہارے پاس کس ہونی ہی نہیں چاہیے"

باسل نے ابھی بھی کوئی رحم نہ کیا اور بازو سے پکڑے باہر نکالنے لگا، وہ پھر سے اسکو روک گئی۔

"اچھا۔ پھر مجھے دیکھنے دو کیا میری پاس واقعی ایک ہی کس تھی۔"

وہ اسکی گردن میں بازو حمائل کرے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتی بولی ہی یوں کہ وہ کوئی اعتراض کرنے لائق ہی نہ رہا، اسکا ایک ہاتھ دروازے پر تھا جبکہ دوسرا اس لڑکی کے اطراف جکڑا گیا۔۔ اجر نے اس بار اسکی دوسری گال پر پہلے اپنی آنکھیں فوکس کیں پھر آگے ہوتے اپنے ہونٹوں کو زور سے

پریس کرتے اسکی گال چومی، اس بار باسل ماہیل کو دگنی خوبصورتی سے اہم ہونے کا احساس دلانے والی نے خود بھی اپنے سینے میں اترتی انوکھی ٹھنڈ محسوس کی، کیا پتا یہ ٹھنڈ کیا تھی لیکن اجر کو سکون جیسی لگی۔

"ارے۔میرے پاس تو ایک کس اور تھی۔۔۔یاھو"

وہ روبرو ہوئے خود ہی اسکی نظروں کے بدلنے پر چہک کر مسکرائی، اسکی بھوری آنکھیں شاید زندگی میں پہلی بار اتنی زیادہ مسرور ہوئی تھیں۔

"آج سالوں بعد چین کی نیند سوئے گی اجر سیال۔تم اپنے گھر سے کمرے میں کب رخصت کب کراو گے مجھے تاکہ میں مستقل تمہاری ناک میں دم کرپاوں؟"

اسے بولتا دیکھے وہ سانس لینا تک روک چکا تھا، جواب کیسے دے پاتا، آہ اسکا لمبا پاز لینا، پھر اردگرد گھومتی باسل ماہیل کی نظر، جیسے اس چڑئیل کو مسلسل دیکھنا صحت کے لیے اچھا نہ ہو۔

" کبھی نہیں "

وہ چہرہ موڑ گیا ورنہ اجر کو جانے تو دور، ملنے بھی نہ دیتا، وہ اس سے پناہ ہی پائے رہے یہی اجر کے حق میں بہتر تھا، تبھی تو رخصتی کے باوجود وہ اسے الگ کمرے میں بھیج رہا تھا۔

" جب جوان نکاحے لڑکا لڑکی میں دوکسیز ہو جائیں پھر روم والی رخصتی ضروری ہو جاتی ہے۔ ہاں میں رومنٹک نہیں لیکن مجھے یہ پتے کی بات پتا ہے، کیونکہ میرے اندر ایک دادی اماں ہیں۔ اس لیے تم مجھے رخصت کروا لو اس روم میں۔ میری اے ایس پی کی جوائنگ سے پہلے پلیز "

وہ یوں اس کے پاس آنے کے لیے منت کر رہی تھی جیسے یہ اجر کی زندگی کا سب سے بڑا سکھ ہو۔

" سوچوں گا اجر سیال صاحبہ "

وہ نظریں اٹھا کر پلکیں اٹھلا کر بولتا نخریلا بنا تو اجر کی جان کو آ رہا تھا، اجر کے دانتوں کو کچھ ہوا کہ جن گالوں کو چوما ہے اب کاٹ ڈالے اور فی الحال وہ یہ نہیں سوچنا چاہتی تھی کہ وہ کیا کر رہی ہے اور کیوں۔

"ہنہ! اگر ایسے ہی ایٹی ٹیوڈ دیکھا لیتے تو یہ سخت لونڈیا پہلے ہی قابو آ جاتی۔ خوامخواہ میری کڑوی کسیلی نفرت سہی۔ چلو اب تمہاری جان چھوڑتی ہوں۔ لیکن سنو میرا یہ والا روپ اور پرسنالٹی صرف باسل ماہیل کے لیے ہے۔ یہ ہمارا اسیکرٹ ہے۔ کسی کو بتانا مت۔ کسی کو بھی نہیں۔ گڈ نائیٹ نک چڑھے۔ تمہارے گھر میں ہی ہوں"

یہ وہ کیا کہہ کر گئی ہے، خود بھی نہیں جانتی تھی، لیکن اس لڑکی نے آج اپنے ہاتھوں کا ٹوٹا بہت کچھ جوڑ دیا تھا، وہ اسکے کمرے سے گئی تو باسل نے بے اختیار اپنے دونوں ہاتھ گالوں پر رکھے، خود کو اجر کو اس کمرے میں آج نہ لانے کے فیصلے پر سراہا، یکدم جیسے اسکے کان لال ہوئے، جھرجھری سی لیتا وہ سر جھٹک کر واپس میٹرس پر جا بیٹھا اور پیچھے کو گر گیا، پھر جب کیفیت بحال

نہ ہوئی تو چہرے پر تکیہ واپس جما لیا لیکن اجر کو آج سچ میں جنتی سی نیند آنے والی تھی۔

..________________________..

"میں ضد پر اڑا تھا؟"

ماہیل کے لہجے سے پھٹ پڑنے کے تیور چھلکے، ہوادار باغیچے میں رات کے لگ بھگ ساڑھے بارہ بجے وہ دونوں بیٹھے پنجے لڑا رہے تھے۔

"نہیں میری پھپھی اڑی تھی"

رحمان سیال نے جوابا گرم توے پر بیٹھے ماہیل کو زچ کرنے کی کوشش کی جبکہ گھر کے مین انٹرنس سے زرا باہر کھڑا تبریز اندر ہی اندر سلگ رہا تھا کہ یہ دو پھر ساتھ بیٹھ گئے، اسکا بس نہ چل رہا تھا دونوں کے بیچ سوتر بمب رکھ آئے، یا پٹاکے پھوڑ آئے، یا سیدھا میزائل گرا دے۔

"میں نے تجھے اپنی ساری بے بسی اور مجبوری بتائی تھی ماہیل، لیکن تو نے وہ وہ حرکت کی جس سے میرا خون کھول گیا۔ کیا میں انوکھا انسان ہوں جس نے غلط فیصلے کیے، ہر دوسرا انسان مجبور کر دیا جاتا ہے، میں جوان بیٹے کی موت کا درد سہہ چکا تھا، تجھے اس درد سے بچانے کی کوشش کی تھی۔ جانتا ہوں میری وہ کوشش اور اس سے جڑی ہر اذیت صرف باسل نے سہی لیکن میرے ہاتھ خالی تھے۔ تجھے سمجھنا چاہیے تھا۔ تو نے الٹا حرا اور بارس کے معاملے میں بھی ٹانگ اڑانی شروع کر دی۔ مجھے اتنا زچ کیا کہ میں مجبورا تجھ سے دامن الگ کر گیا"

بہت سے شکوے اور درد بھری شکائیتوں کے بعد رحمان خاموش ہوئے، ماہیل کی سرد مہری بدستور قائم تھی۔

"ہاں بچپن کی دوستی اتنی کچی تھی ناں کہ ذرا سی طوفانی لہر قدم اکھاڑ گئی۔ میں پنگے کر رہا تھا حرا اور بارس کے معاملے میں تاکہ تجھے غیرت آئے اور منائے مجھے۔ دو تین بار منا کر ہی تیری گاڑی پھس ہو گئی؟"

ماہیل بھی کسی سے کم تھوڑی تھے، ہتھے سے ہی اکھڑے، آخر ایک دوسرے پر جو مان تھے وہ ایک دوسرے نے توڑنے کی جرت بھی کیسے کی۔

"جب منہ پر صاف ناں رکھ کر، فرعون سی شکل بنالو تو اگلے کی گاڑی کیا، فیکٹری بھی پھس ہو جائے"

رحمان بھی دوبدو بولے، پٹاکے جیسے منہ سے جھڑ رہے ہوں۔

"اللہ کرے میں خزاں میں مروں اور تو پھول بھی نہ چڑھا سکے میری قبر پر"

ماہیل نے جذباتی ہوتے منہ پھیر لیا جبکہ رحمان کا دل تو جیسے اس شودے آدمی کی بات پر لرز گیا۔

"بے فکر رہ میں پھول چڑھاوں گا بھی نہیں تجھ جیسے گوبر والے دماغ کی قبر پر۔"

رحمان بھی منہ پھیر گئے پر یہ تو دونوں کا دل جانتا تھا کہ روح کے جوڑ کبھی نہیں ٹوٹتے۔

"میرے دماغ میں گوبر ہے تو تیرے دماغ میں سانپ ہیں"

ماہیل نے بھی آستیں چڑھا کر واپس مقابلے کا آغاز کیا۔

"چلو سانپ قیمتی ہوتے ہیں امیر کر دیتے ہیں، گوبر کی تو بس تھاپیاں بنتی ہیں اور ایک وقت کا دیسی چولہا جل جاتا ہے۔"

رحمان بھی پنجے لڑانے میں قوت بھر لائے۔

جبکہ کچھ فاصلے پر کھڑیں ماہا اور ایمن اپنا سر تھامے ان آدمیوں کی دو دو سالا بچوں سی لڑائی دیکھ رہی تھیں پھر وہ خود دوسری طرف چہل قدمی کرنے چل پڑیں۔

"تھاپی کی شکل والا"

ماہیل نے جواباً دانت پیسے اور اس پر رحمان صاحب کی آنکھیں خفیف سی مسکرائیں۔

"یہ تھاپی کی شکل والا کبھی جان تھا تیری ماہیل"

آہ اک دل ڈبوتی سی حسرت جو رحمان سیال کے ہونٹوں پر مچل اٹھی۔

"جان کے رتبے سے گر جاتے ہیں لوگ"

وہ غمزدہ تھے، اندر سے بکھرے ہوئے۔

"ٹوٹی شاخ کو کون بتائے گا کہ ہوا نے معذرت کرلی؟"

آہ رحمان سیال کا ایموشنلی اور شاعرانہ انداز میں بلیک میل کرنا۔

"ٹوٹی شاخ کی حسیں بھی ٹوٹ گئیں، اب وہ ہوا کی معذرت کا اچار ڈالے کیا۔ اور بات سن ہوا بھی نہیں، یہ طوفان تھا جس نے مجھ جیسے تناور درخت کو زمین سے اکھاڑ دیا تھا۔ بھلے باسل میرے پاس ہے، وہ میرے ساتھ ہے

لیکن اسکو جو جو تکلیفیں ہوئیں وہ مجھے جیتے جی سکون کا سانس آنے نہ دیں گی۔ او میرے خدا۔ وہ اپنی جنگ کب جیتے گا معلوم نہیں پر میرے سینے کا اک حصہ آگ پکڑے جل رہا ہے، مجھے سکون نہیں آ رہا۔ تو نے باسل کو موت سے بری زندگی دلانے کی کوشش کی تھی۔ اور تو یہ بات مان رحمان"

بات بگھڑ گئی تھی، اب کشیدگی بھی بڑھتی نظر آ رہی تھی، آنکھیں بھی تر تھیں اور دل بھی دکھ رہے تھے۔

"میں نے کب انکار کیا ہے۔ میں ہر تلافی کرنے کو تیار ہوں۔ یہ رخصتی کی شرط بھی تبھی رکھی کہ اجر، باسل سے کی ساری زیادتیوں کی تلافی کرے۔ وہ میری بیٹی ہے۔ اوپر سے بدلحاظ، منہ پھٹ اور لاپرواہ سہی لیکن اسکے مہربان دل کے اندر جھانکنے والا صرف باسل ہے اور وہی ایک دوسرے کو ہم سب سے زیادہ سمجھتے ہیں۔ باسل نے اسکی نفرت چپ چاپ سہی کیوں؟ تو نے کبھی سوچا۔ اگر باسل کے علاج میں گڑبڑ ہوئی تھی تو وہ اپنی یادداشت نہیں کھویا ہو گا۔ وہ سب ابھی بھی جانتا ہے ماہیل۔ وہ جانتا ہے

وہ عمار کا قاتل نہیں، اسے بچانے کی کوشش کرتا اک دوست ہے۔ یہ بات میں نہ سمجھ سکا پر وہ سمجھ گیا، چپ چاپ اس نے اجر کی نفرت سہی کیونکہ وہ چاہتا تھا اجر کے دل کی تکلیف یونہی سہی پر باہر نکلے۔ وہ اجر کی وہ بے بسی جانتا تھا جو میں نے اجر کے دامن سے لپیٹی تھی۔ اسے الجھا چھوڑ دیا۔ وہ بھی بے بس تھا۔ نہیں بتا سکتا تھا کہ وہ کچھ نہیں بھول سکا۔ میں باسل کو دی تکلیف کا ازالہ نہیں کر سکتا پر میری بیٹی کرے گی۔ وہ اسے تم سبکو واپس لوٹائے گی۔ وہ مل کر عمار اور اس جیسے کئی معصوموں کو مجبور کرنے والوں سے انتقام لیں گے۔ یہ انتقام ہم سبکا ہے۔ ہم سب نے بہت کچھ جھیلا ہے۔"

اس بار چپ ماہیل کو لگی، آج کے جھگڑے سیشن کا شاید اینڈ ہو گیا تھا، وہ اٹھ کھڑے ہوئے تو رحمان بھی اٹھ کر انکی طرف بڑھے۔

"یار بس کر دے ناں"

رحمان جیسے منت پر اتر آئے، اس ماہیل کے مزید نخرے ان سے سہنا مشکل ہو رہا تھا۔

"جب دل کا ٹکرا آگ سے رہائی پائے گا تو کر دوں گا بس۔"

ماہیل نے کرب سے گزرتے جواب دیا جس پر رحمان نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا، دونوں کی بیگمات انکی طرف آ رہی تھیں تو کشیدہ چہرے بحال کیے گئے۔

"لڑائی لڑائی ہو گئی؟"

ایمن نے ہی مسکراہٹ دباتے پوچھا جس پر ماہیل اور رحمان اک دوسرے کو دیکھ کر رہ گئے۔

"چلیں اب سونے کی کرتے ہیں۔ ویسے بھی آج سوچ سے زیادہ ایڈونچری شام اور رات تھی۔ اور ہاں صبح ہم ناشتہ لائیں گے ایمن۔ رسم ہوتی ہے۔ تم کک کو منع کرنا"

ماہا نے بھی مسکراتے ہوئے تھکاوٹ سی محسوس کی جبکہ ایمن کو تاکید بھی کی۔

"ارے یار اس تکلف کی کیا ضرورت ہے ماہا"

ایمن نے منع کرنا چاہا۔

"ضرورت ہے۔ایک تو میری مخلوق نے دلہن بننا گوارا نہیں کیا اسکا مجھے الگ صدمہ ہے۔اب پلیز یہ رسم تو مجھے نبھانے دو۔"

ماہا نے مان سے اصرار کیا تو ایمن نے انکار نہ کرتے بات مان لی۔

"چلو جیسا تمہاری خوشی۔"

ایمن مسکرائیں جبکہ کچھ دیر چہل قدمی کرے وہ سب بھی اپنے اپنے گھر جانے والے تھے جبکہ تبریز کا جس طرح خون کھول رہا تھا،وہ اور اسکی بیوی چپ چاپ بیٹھے رہتے یہ ممکن نہ تھا۔

وہیں بارس کو ابھی تک حرا نے بلاک سے نہ ہٹایا تھا، رملا بھی ابھی تک سو نے نہ گئی تھی اور لاونج میں ہی بارس کے ساتھ بیٹھی تھی، اپنے اور اسکے لیے کوفی بنا کر لائی تھی۔

"اس نے ایک بار بھی میری طرف نہیں دیکھا"

بارس کا دل نکاح کے باوجود شدید برا ہو رہا تھا، تکلیف ہو رہی تھی حرا کے اوور غصے پر۔

"ساری عمر جو دیکھنا ہے تمہارا بو تھا تبھی سوچ رہی ہو گی آج رہنے دیتی ہوں"

رملا نے دانتوں کی نمائش کرتے بارس کا زرا موڈ اچھا کرنا چاہا پر وہ آگے سے اور اریٹیٹ ہوا۔

"مزاق کے موڈ میں نہیں ہوں رملا"

بارس نے سرد مہری سے اسے ٹوکا۔

"ارے بابا میں تو تمہارا موڈ ٹھیک کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ دیکھو جس طرح وہ ہمیں دیکھ کر گئی تھی، اسکا غصہ جائز ہے۔ تم بھی تھوڑا صبر رکھو۔ وہ مصطفی ہے نا تم دو کی لو وسٹوری کو بریک لگنے نہ دے گا۔ اس سے ملنے کے چکر میں حرا سے مل لینا کل۔ اور ویسے بھی اب وہ بیوی ہو گئی ہے کزن۔ اب اسے تم سے کوئی دور نہیں کر سکتا"

رملا نے بہت تحمل کے سنگ بارس کی اداسی وافسردگی کم کرنے کی سعی میں حالات کی نزاکت کا احساس دلایا اور اسے ہوا بھی۔

"ہاں ان شاء اللہ۔ لیکن وہ جذباتی اور حساس بیک وقت ہے۔ کہیں رو نہ رہی ہو۔ ان بلاک کر دیتی تو کم از کم میں اس سے بات کر لیتا۔ ایسے تو ساری رات سو نہیں پاوں گا"

بارس نے پھر سے اک بار فون اٹھاتے کال کی مگر تب اسکے چہرے کی رنگت بدلی جب کال جاتی سنائی دی، حرا چینج کر چکی تھی اور بیڈ پر بے تاثر چہرے سے پڑی تھی، نظریں چھت کے فانوس پر جمی تھیں۔

فون رنگ کرنے پر اس نے ہاتھ سے فون تلاشتے پکڑا اور کال ریسیو کی۔

"حرا۔ تم ٹھیک ہو؟"

بارس نے فون لگتے ہی اٹھ کھڑا ہوتے بے چینی سے پوچھا جبکہ وہ ویسے ہی پڑی تھی۔

"مجھے دوبارہ کال کی تو دوبارہ بلاک کر دوں گی"

سخت ناراضگی سے بولی پر آواز بھاری ہو رہی تھی، رملا بھیٔ فکر مند ہوئی بارس کو دیکھ رہی تھی۔

"مت کرنا۔ اوکے میرا اسٹیٹس دیکھ لو بس"

بارس نے بہت پیار سے ریکوسٹ کی۔

"کیوں دیکھوں؟ کیا ہے وہاں؟"

حرا نے بسورے منہ سے پوچھا جس پر بارس خفیف سا مسکرایا، لڑکی تو پگھلی ہوئی معلوم ہو رہی تھی۔

"دیکھ لو خود"

بارس کے جواب پر حرا نے فون کان سے ہٹاتے سٹیٹس تک پہنچے اوپن کیا جہاں اس نے حرا اور اپنی نکاح کی پکچر لگائی تھی، یہ واحد پکچر تھی جس میں حرا غصے میں نہیں لگ رہی تھی، جبکہ کیپشن حرا نے سی مور کیے اوپن کیا۔

"اسے جلد سمجھ آ جائے گا اس نے دنیا جہاں پر حاکمیت پا لی ہے"

حرا نے واپس فون کان سے لگایا، غصہ نہیں تھا لیکن وہ شدید ناراض ابھی بھی تھی۔

"پرنس چارمنگ ہو کیا تم، کیا تمہارے ساتھ لال جڑے ہیں۔یا سرخاب کے پر۔؟"

وہ ہنوز روٹھی تھی، جبکہ رملا نے جب مما بابا کو آتے دیکھا تو اپنی شامت سے بچنے کو اٹھ کر اپنے کمرے میں بھاگ گئی کیونکہ جتنا غصہ تبریز اور روحا کو باقی سب پر تھا اتنا ہی اپنی اولاد پر تھا۔

"میرے ساتھ تمہارا دل جڑا ہے۔یہ کم ہے کیا؟"

بارس اسکے غصے کو اپنی نرمی میں جذب کرنا جانتا تھا۔

"نہیں جڑا۔وہ رملا تمہارے اتنے قریب کیوں تھی؟ بولو۔ڈرامہ تھا یہ سب تو اتنا چپک کیوں رہی تھی وہ تمہارے ساتھ۔پھر تمہاری بازو میں بازو بھی الجھائی"

حرا اٹھ بیٹھی، یہ سب اسکی آنکھوں کے سامنے سے ہٹتا تو اسے بارس اور اپنے نکاح کا سکھ دیکھائی دیتا۔

"اس نے میرے بال کھینچے تو میں نے اسکا جوابا چونڈا کھینچا۔اسی لیے جھک آئی تھی۔"

بارس کے مسکرا کر بتانے پر حرا نے مزید منہ بگاڑا۔

"میرے تو کبھی نہیں کھینچے بال"

حرا کا شکوہ سنے وہ بے اختیار ہنسا جبکہ حرا کے گال پھول کر غبارہ ہوئے۔

"آئی ہیٹ یو"

اس سے پہلے وہ پھر سے موڈ خراب ہونے پر غصہ کرے کال کاٹتی، بارس کے پکارنے پر چارو ناچار رک گئی۔

"ایسے مت کرو میرے ساتھ۔تم نے رنگ تک پہنانے نہیں دی۔یہ رنگز میں نے ہمارے لیے ہی لی تھیں۔اور ایک بار بھی مجھے نہیں دیکھا۔اجر آپی نے مجبور کیا تھا اس ڈرامے کے لیے۔ان سے ناراض ہونا چاہیے تمہیں۔"

بارس کی فی الحال سنوائی مشکل تھی۔

"تم نے بھی اپنی اس ایکسٹرا ڈرامہ کوئین بہن کا ساتھ دیا تو تم بھی بھگتو میری ناراضگی۔ قیامت والے دن معاف کروں گی تمہیں"

حرا کا فیصلہ اٹل تھا۔

"اتنی ظالم تو نہیں تھی تم، میں کیا ساری رات اب تمہاری ناراضگی سوچ سوچ تڑپتا رہوں؟ زرا تمہیں میرا خیال نہیں۔ کتنی راتوں سے میں بھی تو نہیں سویا۔ بس تم ہاتھ سے چھوٹ کر کھو جاو گی یہی وسوسے ڈراتے رہے۔ ایک بار اتنا تو کہہ دو کہ تم سکون میں ہو۔ کم از کم مجھے کچھ تو اہم ہونے کا احساس ملے"

بارس نے اسکے پتھر ہوتے دل کو پگھلانے کی بھرپور کوشش کی جبکہ حرا نے منہ کے اب تک جانے کتنے زاویے بنا لیے تھے پر کوئی بھی سکون والا نہ تھا۔

"اوکے کل تم میرے بال کھینچو گے۔ میں بھی کھینچوں گی اور اتنے ہی قریب آئیں گے جتنے تم اور رملا تھے"

روٹھے روٹھے لہجے میں ہی حرا نے بچگانہ سی شرط طے کی، بارس کو پیار نہ آتا تو کیا آتا۔

"اس سے زیادہ قریب بھی آسکتے ہیں۔ تم میری ہو، پوری۔ رہی بات رملا کی، بس کر دے کڑیے۔ وہ اور میں اچھے لالا لالی ہیں بس۔ اسے اپنا ملائشیا میں ایک پروفیسر پسند ہے۔ فل آن لٹو ہے اس پر اور اس مشن میں شامل بھی تبھی ہوئی کہ اسکے اماں آبا کو اسکے اور اسکے پروفیسر کے رشتے کے لیے میں اور اجر آپی منائیں۔ اب نکلے گا میرا دل اس فضول کی جلن سے ؟"

بارس کو یہ ساری تفصیل دینی پڑی ورنہ یہ لڑکی یونہی ہر بات میں رملا کو گھسیٹتی، جبکہ حرا کے دل سے مانو دھری سل ہٹ گئی۔

"اوکے پر میں تمہارے بال ضرور کھینچوں گی کیونکہ مجھے تم پر غصہ ہے"

حرا نے صلح جوئی میں بھی ناراض ہونے کا ہی احساس دیا، زراجو یہ لڑکی پیار سے بول جائے۔

"ابھی آجاوں بال کھینچوانے؟"

بارس نے تو ہتھیلی پر سرسوں جمایا جس پر حرا نے مسکرا کر نفی کی، اف کیا بتاتی دل اچانک بہت تیز دھڑکنے لگا تھا۔

"نہیں۔چپ کر کے سوجاو۔"

حرا نے فوراڈپٹا تو بارس کو بھی جیسے سکون کی سانس ملی۔

"ٹھیک ہوناں؟"

کچھ دیر کے توقف کے بعد وہ پھر اسے پکارا تو وہ لاپرواہ انداز میں ہوں کر گئی، شاید خیالوں میں کھو گئی تھی۔

"میری شادی کو لے کر بہت سی وشز تھیں۔ سب سپائل ہو گئیں۔ مجھے ایسے سادہ سا نکاح نہیں کرنا تھا۔ فلموں جیسا کرنا تھا"

وہ پھر سے روٹھی بولی، آواز ناراض سے زیادہ دکھی تھی۔

"ہم شادی تمہاری پسند جیسی کریں گے آئی پرامسس حرا۔ سب کچھ سپائل ہوا ہے جانتا ہوں لیکن مزید تمہارا کوئی ارمان ادھورا نہیں رہے گا"

وہ اسے پیار سے یقین دلا رہا تھا اور حرا نے بھی رحم کھانے کا ارادہ کیا۔

"تم نے پرپوز تک نہیں کیا۔ نکاح کے بعد فارہیڈ کس بھی نہیں۔"

حرا کی آنکھیں نمی میں ڈوبیں تو آواز بھی ٹوٹنے لگی، اس لڑکی کے جانے کتنے خواب ٹوٹ گئے تھے، بارس کو اب اندازہ ہوا۔

"آئی ایم سوری۔ میں تلافی کر دوں گا اور تمہاری سوچ سے بڑھ کر ہو گی وہ۔ پلیز مان جاو۔ پوری نہ سہی لیکن تھوڑی ہی سہی سمائیل کر کے بتاو کہ تم خوش ہو"

بارس اسے اتنے پیار سے بار بار منا رہا تھا تو حرا کو بھی کچھ نرم پڑنا اہم لگا۔

"ہمم۔ نہیں بتا رہی۔ اداس ہوں"

وہ ماننے پر ہر گز آمادہ نہ تھی۔

"ڈور ان لاک کرو میں آتا ہوں۔ ایسے نہیں مانو گی تم"

بارس کا یہ آخری حل حرا کے سارے لاڈ نکال گیا، چہرہ سرخ کیے وہ سہم گئی۔

"ہر گز نہیں۔ مان گئی ہوں لیکن اداس ہوں پھر بھی"

وہ شرافت سے لائن پر آئی تو بارس مسکرایا، اسکی مسکراہٹ بے حد سکون سے لپٹی ہوئی تھی۔

"وہ جلد ختم ہو جائے گی۔ اب سو جاو۔ کافی ٹائم ہو گیا ہے۔ میں بھی سوتا ہوں"

بارس نے مطلع صاف ہوتے ہی صلح صفائی سے اجازت طلب کی تو حرا کا منہ پھر سوجھ گیا۔

" تمہیں مجھ سے جان چھڑوانی تھی تو کال کی ہی کیوں۔ مت کرتے۔ احسان کیا ہے میرے وڈے وڈیروں پر۔ اپنا یہ احسان دوبارہ کیا تو سر میں دے ماروں گی۔ تم ناں بلاک لسٹ میں ہی سکون کرو گے۔ بے قدرے انسان۔ تمہیں یہ احساس نہیں کہ چلو ساری رات اس سے بات کر کے مناوں۔ پر نہیں۔ دو منٹ بات کی، منانے کی رسم پوری کی، اور اب تمہیں نیندیں آ گئیں جو کئی دن سے اڑی تھیں۔ بات مت کرنا مجھ سے۔ جاو سو جاو۔ نہیں ہوتی سوار تمہارے سر پر۔ سب نے میرے ارمانوں کا گلا گھونٹ دیا۔ اور کسی کو میری تکلیف کا احساس تک نہیں"

وہ غصے سے پھٹ ہی تو پڑی جبکہ بارس نے امید نہ کی تھی کہ وہ اتنی زیادہ دکھی اور جلی بھنی ہو گی، باقاعدہ حرا کے ہچکیاں بھر کر رونے نے تو بارس تک کے سینے میں تنگی بھر دی۔

"ایسے کرو گی تو لاک دروازہ کیا، تمہارے کمرے کی چار مضبوط دیواریں بھی مجھے تم تک پہنچنے سے روک نہ سکیں گی باندری"

وہ بھی جیسے دھمکانے پر اترا۔

"اتنے تم کنگ کانگ"

ناک سے سانس کھینچتے وہ رویا رویا بڑبڑائی تو تھوڑا مسکرا بھی رہی تھی، بارس واپس کاوچ پر ڈھے جانے کے انداز میں بیٹھا۔

"میں ساری رات بات کروں گا۔ اور بتاؤ کیا چاہیے۔ باتیں بھی بے شرموں والی"

بارس کی اس قربانی پر تو حرا اسکا نام سنہرے حروفوں میں لکھواتی۔

"شرم آرہی ہے مجھے۔بند کرو کال"

گلاب رخساروں سمیت وہ اسے ڈانٹ گئی، عجیب لڑکی تھی۔

"اب کرو ناں بات"

وہ اسے تنگ کر رہا تھا اور ایسے انسان سے، جس کے سنگ ہم صرف محبت نہیں، آبسیشن کی حد تک بھی جڑے ہوں، انکا تنگ کرنا بھی گدگداتا ہے۔

"کل کروں گی۔مجھے نیند آرہی ہے۔تھک گئی ہوں۔رورو کر"

معصوم سے اداس لہجے میں اپنی مشکل بتائی گئی۔

"صدقے ان آنسوؤں اور تھکن کے جس نے میری اک چڑیل سے بروقت جان چھڑوائی"

وہ اب بھی اسے چھیڑ چھاڑ کرے اکسا رہا تھا لیکن اب غصہ چلا گیا تو وہ مسکرائی۔

"تم مجھے لائک کرتے ہو بارس؟"

حرا نے ڈرے ڈرے ہچکچاتے لہجے میں سرگوشی کی۔

"میں تم کو سبسکرائب بھی کر چکا ہوں آج۔ وہ بھی لائف ٹائم کے لیے۔"

وہ تنگ کرنے کے ساتھ اپنا رشک بھی کہہ گیا جس پر وہ بلش کرے مسکرائی، اسکے ہونٹوں پر صد شکر کے مسکراہٹ کے پھول کھلے۔

"گڈ نائیٹ۔ فلرٹی"

وہ ہونٹوں کو حصار نے والی مسکراہٹ لیے بولتے ہی کال کٹ کر گئی اور پھر سے جا کر بارس کے سٹیٹس پر لگی اپنی اور اسکی پکچر دیکھنے لگی۔ اب وہ بہت خوبصورت لگی اور اسکے کیپشن پر تو وہ پوری لٹو ہوئے جا رہی تھی۔

جبکہ رملا کو تو یہی لگ رہا تھا اسکا کرش راہ میں ہی رہ جانا ہے کیونکہ مما بابا تو آتش فشاں لگ رہے تھے جو کبھی بھی پھٹ سکتے تھے۔

..________________________..

"مصطفی اب سو جاو ناں بچے"

وہ دو گھنٹے سوئی تھی پر اس اچانک فنکشن نے پھر سے تھکا دیا تھا جبکہ میرال کی عادت تھی وہ مصطفی کو سلائے بنا نہیں سوتی تھی لیکن آج پورا دن سونے کی وجہ سے مصطفی کی بیٹری فل چارج تھی، البتہ میرال کی آنکھیں نیند سے بھری تھیں۔

"تیوں (کیوں)؟"

مصطفی نے آگے سے معصومانہ اکڑتے وجہ پوچھی جس پر میرال کو کوئی جواب نہ ملا البتہ اورحان سامنے ہی کاوچ پر بیٹھا کسی کام میں بزی تھا، لیکن دھیان اسکا میرال اور مصطفی کی جانب ہی تھا۔

"کیونکہ میال کو نینی آرہی ہے۔ دیکھو میری آنکھیں بند ہو رہیں"

میرال نے اپنی بے بسی اس ایکٹیو اور چارج قسم کے بچے کو بتائی تو جوابا مصطفی اپنے ٹیب کو چھوڑے میرال کا چہرہ کھوئے کھوئے دیکھنے لگا۔

"میلے پاش آجو میال (میرے پاس آجاو میرال)"

مصطفی نے جلدی سے میرال کو اپنی گودی کی طرف اشارہ کیے کہا، اکثر میرال اسے اپنی گود میں سر رکھ کر سونے کا کہتی تھی جب وہ بہت اداس ہوتا تو یوں اسے نیند آجاتی اور آج جب اس ڈھائی سال کے بچے نے یہ ساری آبزرویشن میرال کے لیے عیاں کی تو جہاں اور حان کا پورا دھیان وہ بچہ کھینچ گیا بلکہ میرال بھی جذباتی ہوتی جھک کر مصطفی کا گال چوم گئی۔

"میری جان۔ آپکی چھوٹی سی گودی ٹوٹ جائے گی میرے سر کے وزن سے۔ آپ نے کہہ دیا سمجھو میری تھکن غائب ہو گئی۔ میرا بے بی کتنا کیئرنگ ہے۔ اس پر میال آپکو جادو والی جپھی دے گی"

میرال نے پیار سے مصطفی کو اٹھایا اور دونوں کو مست والی جپھی میں سکون پاتا دیکھے اورحان نے اپنا کام بند کردیا، بس اب آنکھیں میرال بخش پر جمی تھیں۔

"میال۔"

وہ لاڈ سے میرال کی گال سے گال لگاتا اس سے پیار کر رہا تھا جبکہ میرال کے گال اورحان کی بدلتی نظروں سے دہک رہے تھے۔

"میں نی شوں گا (میں نہیں سو گا)"

یہ مصطفی نے لاڈ سے کہا جبکہ اورحان اپنی جگہ سے اٹھے جب ان دو کی طرف بڑھا تو میرال کا دل جیسے اسے قریب آتا دیکھے سینے میں ہچکولے کھانے لگا پر ظاہر نہ ہونے دیا۔

"اگر مصطفی کو نیند نہیں آرہی تو کیا خیال ہے ہم ایک گیم کھیلیں۔؟"

وہ بھی دوسری طرف آکر بیٹھے تکیہ بیک سائیڈ پھنسائے سنسنی سی پھیلائے بولا تو مصطفی، میرال سے دور ہوتا اچھل کر اورحان کے بازووں میں جا سمٹا۔

"دیم۔۔۔ بابا میں تھیلوں دا دیم۔۔۔ (گیم۔ بابا میں کھیلوں گا گیم)"

مصطفی نے فوراً سے ہامی بھری جبکہ میرال بھی زرا پر اعتماد ہوئی کیونکہ مصطفی کی موجودگی میں وہ بس اورحان کی نگاہوں سے غیر محفوظ تھی۔

"ہاں ہم تینوں کھیلیں گے۔ مصطفی کی باری ہے پہلے۔ مصطفی آپکی ایک گال پر میال اور بابا کس کریں گے اور آپکو بتانا ہے کس نے پہلے کس کی؟ ٹھیک ہے۔ سمجھ گئے آپ؟"

اورحان کی گیم سنے میرال کی آنکھیں پھیل گئیں، پر مصطفی کا خوشی سے اچھلنا دیکھے بچاری میرال کو بھی مسکرانا پڑا، وہ اچھے سے سمجھ رہی تھی اورحان یہ گیم بس اسکے قریب ہونے کو کھیل رہا ہے۔

"یش۔۔ بابا (یس بابا)"

مصطفی نے جلدی سے پیاری سی میٹھی مسکراہٹ دی جبکہ اورحان نے اک بے خود مسکراتی نظر میرال کو دیکھا جسکی آنکھوں میں اک معصومانہ سا شکوہ تھا۔

"اوکے۔تو آنکھیں بند کرو مصطفی۔آپ نے بتانا ہے پہلے آپکو کس نے پاری کی،اوکے چلو کلوز یور آئیز"

اورحان نے بچارے مصطفی کو کھیل میں پھنسا کر اچھا الو بنایا جبکہ وہ خوشی خوشی اب اپنی آنکھیں زور سے میچ چکا تھا جبکہ اورحان نے ہاتھ بڑھا کر میرال کی گال کھینچی تو وہ اسکی اس حرکت پر جھینپ گئی جبکہ وہ میرال کو اشارہ بھی کر رہا تھا جس پر میرال نے آہستگی سے جھک کر مڈ میں بیٹھے مسٹر مصطفی کو گال پر کس کی،وہ اسکی کس پہچان گیا تھا۔

"ابھی نہیں بتانا اوکے۔دوسری کس بھی لے لو پہلے"

اب کی بار اورحان نے جھک کر مصطفی کی دوسری گال چومی جس پر وہ پیارا سا مسکایا۔

"میال۔۔(میرال)"

اورحان کے پوچھنے سے پہلے ہی مصطفی نے بولتے آنکھیں کھولیں تو میرال پھر نم آنکھیں کیے اسکے دونوں چھوٹے چھوٹے ہاتھ پکڑ کر چومے مسکرائی۔

"میرا بے بی۔ میری جان"

میرال کا پیار نچھاور ہوا جس پر مصطفی کو بے حد سکون ملتا تھا،وہ میرال کے لمس کا اب اورحان سے زیادہ عادی تھا۔

"ویل ڈن۔اب میرال کی باری ہے مصطفی۔ چلیں میرال آنکھیں بند کریں"

مصطفی نے جلدی سے کلیپ کیا کیونکہ وہ بہت ایکسائٹڈ ہو رہا تھا لیکن میرال ہرگز نہ تھی، اور حان کی شریر سی نگاہوں کی آنچ اسکے پورے وجود تک پہنچ رہی تھی، وہ ڈر رہی تھی آنکھیں بند کرنے سے۔

"اف میں نے سوتے میں انکو کس کی لیکن جاگتے میں انکا پاس آنا سوچ کر ہی میری جان نکل رہی ہے۔ یہ کیا بات ہوئی اللہ جی۔ تھوڑی تو ہمت دیں مجھے"

میرال نے اپنے کم ہوتے حوصلے کو زرا بڑھایا جبکہ اورحان کی آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی۔

"میاں۔ آئی تلوز (میرال آئیز کلوز)"

میرال جو ڈری سہمی اورحان کے چہرے سے اسکا پلین اخذ کرنے میں لگی تھی، مصطفی کی پکار پر چونکی جو اسے آرڈر دے رہا تھا تبھی میرال نے جلدی سے آنکھیں بند کیں۔

مصطفی اور اور حان نے ایک دوسرے کو شرارتی نظروں سے دیکھا جبکہ خود مصطفی نے میرال پر جیسے چڑھ کر اسکی گال منہ میں لی، میرال کو کیسے نہ پتا چلتا یہ اسکا نے بی ہے، اوپر سے اسکی گال گیلی بھی کی، وہ دبا سا مسکرائی لیکن حیرانی والا ایکپریشن دیا۔

"اف یہ کس نے پاری کی مجھے، مصطفی نے یا مصطفی کے بابا نے۔۔ اوھو مجھے تو سمجھ ہی نہیں آئی"

میرال جان بوجھ کر مصطفی کو کھلانے پر مجبور کر گئی اور وہ بھی پورا میسنا تھا، منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنا ہنسنا روک کر اب بابا کو کس کرنے کا کہہ رہا تھا یہی لمحہ تو اور حان کو چاہیے تھا۔

وہ میرال کی گال کے پاس ہونے سے پہلے اسکے کان کے قریب جھکا۔

"یہ میں ہوں، نہ مصطفی نہ مصطفی کا بابا۔ آپکا اور حان"

وہ اسکی سرگوشی پر گھبرائی جبکہ اورحان نے اسکی گال پر ہونٹوں کو جوڑے بے حد زور سے کس کی جس پر میرال نے بند آنکھوں بھی اپنی سانس تھمتی محسوس کی اور اس سے پہلے اورحان کی نظر میرال کے خوبصورت ہونٹوں تک سرکتی، مصطفی نے اورحان کو میرال سے پیچھے کر دیا، وہ غصہ ہو رہا تھا۔

"نو بابا۔ میال میلی ہے۔ پیتے ہو۔۔۔(نو بابا۔ میرال میری ہے۔ پیچھے ہو)"

میرال کو تو کچھ کرنا ہی نہ پڑا، مصطفی نے اورحان کے سارے ارمان آنسوؤں میں بہاتے نہ صرف اسے میرال سے دور کیا بلکہ وہ بابا کے سینے چڑھتا اورحان کو میٹرس سے لگاتا اسکی گال کاٹنے لگا، یہ مصطفی کا ایگریسو ہونا اس لیے تھا کہ بابا نے اسکی میرال کو پاری کی۔

میرال منہ پر ہاتھ رکھے ہنس پڑی جب مصطفی نے اورحان کو چاروشانے چت کر دیا۔

"مصطفی۔۔ آہ۔۔ مصطفی لگ رہی ہے بچہ۔اسکے تو سارے دانت آگئے۔یہ تو کھا جائے گا"

بچارا اور حان اس وقت مصطفی کے دانت والے تشدد سہہ کر کراہ رہا تھا جبکہ میرال کی ہنسی رکنے کا نام نہ لے رہی تھی، اک چھک لیے وہ اور حان کو دیکھ بھی ایسے رہی تھی جیسے کہہ رہی ہو لیں میرے محافظ سے نمٹیں پہلے۔

"میاں۔۔ میلی ہے۔۔ تیوں پاری کی(میرال میری ہے۔کیوں پاری کی)"

وہ ڈھائی سال کا بچہ اپنی ملکیت کے لیے پاگل ہو کر مقابلہ کر رہا تھا جبکہ میرال نے ہنسنا روکے خود ہی اور حان پر رحم کھاتے مصطفی کو اٹھا کر اپنے پاس لاتے اسکی گال چومی جس سے وہ میرال کے سینے لگ گیا، سر گرائے۔

جبکہ اور حان کا حال خراب کر گیا وہ بچہ۔پوری بیڈ شیٹ اکھٹی تھی، اور حان کے سر کے بال ان ہاتھوں کی کاروائی سے بکھر چکے تھے جبکہ گال پر سرخی بھی تھی جہاں مصطفی نے اسکی گال منہ میں لے رکھی تھی، میرال کو ہنسی اور

پیار دونوں آرہا تھا جبکہ اورحان نے وہیں سے سر اٹھائے میرال کے گھٹنے پر رکھا تو وہ مصطفی کو زرا پرے کر گئی، ہنوز وہ اسکے گلے لگا اب شانت تھا۔

"ابھی پاس مت آئیں میرے۔ پھر کھا جائے گا آپکو"

میرال نے اورحان کو سرگوشی میں سمجھایا پر اورحان نفی کر گیا کہ اسے یہیں سونا ہے۔

میرال نے بلش چہرہ لیے اورحان کو دیکھا جو بس میرال کو ہی دیکھ رہا تھا۔

مصطفی کے سینے لگنے کی دیر تھی کہ وہ اونگنے لگا، وہ زیادہ ہیوی نہیں تھا، بہت سمارٹ اور کم وزن بچہ تھا تبھی میرال اسے بہت آسانی سے اٹھا لیتی تھی، دو تین منٹ ہی گزرے کے وہ میرال کے سینے لگا ہی اونگنے لگا اور کچھ دیر اپنی آنکھیں ملنے کے بعد آنکھیں بند کر گیا۔

میرال نے اورحان کو سر ہٹانے کا اشارہ کیا تاکہ وہ مصطفی کو لیٹا سکے تبھی اورحان نے بازو پھیلائے کہ مصطفی اسے دے دیا جائے، میرال نے فورا

سے پوری احتیاط کے سنگ مصطفی کو اورحان کی بازووں میں دیا جس پر وہ تھوڑا کسمسایا مگر بابا کا سینہ اور اسکی آسودگی ملتے ہی واپس سو گیا، میرال اس سے پہلے موقع غنمیت مان کر اورحان کے پہلو سے اٹھ کر بھاگتی، اورحان نے اسکی کلائی پکڑی جبکہ مصطفی کو دوسری طرف اپنے ساتھ میٹرس پر منتقل کیا جبکہ اب اورحان کے اسکی کلائی کھینچنے کی دیر تھی کہ سینے پر میرال آگری تھی، گھبرائی اور پریشان سی۔

"آپ کہاں جارہی ہیں؟"

وہ اتنے قریب لاکر پھر سے اسے ہوش بھلارہا تھا۔

"س۔سونے۔مجھے بہت نیند آرہی ہے"

میرال نے اپنی سانسیں سنبھال کر سرگوشی کی ورنہ انکے ہونٹ ٹکرا جاتے وہ اس وقت اتنے قریب تھے۔

"وعدے کا کیا ہوا؟"

وہ اسے یاد دلائے بنا کہاں سونے دینے والا تھا، میرال کا چہرہ دھنک ہوا۔

"آپ نے کس کی ہے مجھے۔ قریب آ گئے۔ ہو گیا وعدہ پورا۔"

میرال نے پھر سے زرا چہرہ پیچھے کرتے منمنانے کی کوشش کی۔

"آپکو اس سے زیادہ میرا قریب آنا نہیں چاہیے؟"

اورحان نے دلچسپی سے میرال کے چہرے کے تاثرات انجوائے کیے۔

"نہیں۔ میرا مطلب چاہیے۔۔ نہیں۔ پتا نہیں"

وہ اتنی نزدیکی پر شدید طرح بوکھلاہٹ کا شکار تھی۔

"تین بیان میرال۔ میں کس پر عمل کروں اور کسے چھوڑوں؟"

اورحان نے معصومیت سے سوال کیا تو اک پل وہ آپسی قربت بھولے مسکرائی۔

"مجھے پ۔ پیا۔۔۔"

وہ ہکلائی۔

"پیار۔۔"

اور حان کو اللہ موقع دے تراہ نکالنے کا۔

"ن۔۔ نہیں۔ پیاس لگ رہی ہے"

میرال نے فورا اس چالاک آدمی کا پلین چوپٹ کیا۔

"مجھے لگا آپکو مجھ پر پیار آرہا ہے۔"

وہ جوابا شریر سا مسکرایا تو میرال نے اٹھنا چاہا پر وہ بنا اور حان کی مدد اٹھ نہ سکتی تھی۔

"وہ مجھے صرف مصطفی پر آسکتا ہے"

وہ بھی جلانے کا پورا ارادہ کر گئی۔

"میرال۔ مجھے جلن ہوئی ہے جب وہ آپکی گال چاٹ رہا تھا"

میرال اسکے سہارے اٹھ کر بیٹھی تبھی وہ واپس میرال کے گھٹنے پر سر رکھے بولا، میرال نے امید نہ کی تھی وہ اورحان کے منہ سے یہ سنے گی۔

"اپنے بیٹے سے جلن؟"

میرال نے اورحان کے بے ترتیب بال انگلیوں کی پوریں جڑوں تک گزارتے سنوار کر خفگی سے پوچھا تو وہ سر ہلا گیا۔

"اپنی بیوی کے لیے جلن۔ آپ مصطفی کے اور مصطفی آپکے بہت قریب ہو گیا۔ میری جگہ نہیں رہی"

وہ سنجیدہ تھا تبھی میرال بھی ہوئی، وہ ایسا سوچ بھی کیسے سکتا تھا، میرال کا دل سا بیٹھا۔

"ایسا کچھ بھی نہیں۔ آپ ہم دو کے لیے بے حد قیمتی ہیں۔ دوبارہ ایسا نہیں کہنا"

میرال نے اس بار اسکے ماتھے پر ہاتھ پھیرے اور حان کی خود پر جمی آنکھوں میں دیکھ کر سمجھایا جس پر وہ اسکی جانب زرا رخ کیے لیٹا اور اب میرال کا الٹا چہرہ زرا سیدھا دیکھائی دیا۔

"پھر بھی اگر آپکو لگتا ہے اگر میں آپکی جگہ لے بیٹھی ہوں تو میں خود کو تھوڑا اس سے سائیڈ۔۔۔"

وہ اسکی بات مکمل ہونے سے پہلے گھبر اکر اٹھ بیٹھا، وہ اسے پریشان کر بیٹھنے پر نادم محسوس ہوا۔

"ایسے تو مت کہیں۔ میں بس تھوڑا پوزیسیو فیل کر رہا ہوں خود کو آپکے لیے۔ یہ بس اک شوہرانہ شکائیت تھی"

وہ واقعی اداس ہو گئی تھی جبکہ اور حان نے اسکا ٹھوڑی سے پکڑ کر چہرہ اوپر اٹھایا تو میرال کی پلکیں تک نم تھیں۔

"اسے کہیں مجھے مما کہنا شروع کرے۔ پھر شاید آپکو جلن نہ ہو۔ پھر میال اور میرال دونوں میں آپکی بن جاوں گی آئی پرامسس"

میرال نے ہاتھ بڑھا کر اورحان کے رخسار سے ہتھیلی جوڑی اور چہرے کے پاس رکے سرگوشی میں بولی، اورحان کو وہ اتنے قریب ہی تو چاہیے تھی، وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر میرال کو اس بار خود پر زرا جھکا گیا، دونوں کی آنکھوں میں اس وقت ہوش جیسا کچھ نہ تھا اور اس سے پہلے اورحان اسکے ہونٹوں کی جانب جھکتا، فون بیل نے بری طرح دونوں کا فوکس خراب کیا، وہ جلدی سے ہوش تھامے سنبھل کر دور ہوئی اور بیٹھی جبکہ اٹھ کر ڈریسنگ ٹیبل پر رکھا اپنا فون اٹھا کر دیکھا مگر کسی ان نون نمبر سے کال تھی، میرال نے جب پک کی تو آگے سے کوئی بولا ہی نہ تھا۔

"کیا ہوا؟ کسکی کال ہے میرال؟"

اس وقت کال میر ال کے گھر سے نہ ہو، اور حان کو یہی فکر تھی، وہ بند ہوتی کال پر فون لیے ہی اور حان تک آئی۔

"پتا نہیں۔ایک ہفتے سے یہ ان نان نمبر مجھے تنگ کر رہا ہے۔کال کرتا ہے پر کوئی بولتا ہی نہیں"

میر ال نے وہ نمبر اور حان کو دیکھایا تو اور حان نے اس سے فون لیا مگر نمبر دیکھنے کی دیر تھی کہ اور حان کے ماتھے کی رگیں حقارت سے پھولیں، یہ نمبر بلاشبہ عثمان کا تھا جو میر ال نے تو نکاح کے بعد ہی ڈیلیٹ کر دیا پر عثمان اب اس پر اتنے ماہ بعد کیوں کالز کر رہا یہ اور حان کا لہو گرمانے والا سوال تھا۔

"اسے بلاک کر دیا ہے۔اب تنگ نہیں کرے گا۔پانی پی لیں اور آ کر سوئیں میر ال۔کافی رات ہو گئی ہے"

اور حان کا لہجہ یکدم بدلا ہے یہ میر ال نے بھی محسوس کیا، اسے لگا اسکا وہم ہے پر پانی پینے کے بعد جب وہ واپس آئی تو اور حان سونے لیٹ چکا تھا یا شاید

سویا بنا تھا، اور مصطفی کو بھی بیچ میں کر دیا، میرال نے یہ چیز محسوس کی لیکن وہ فی الحال کچھ نہ سوچے دوسری طرف آ کر لیٹ گئی۔

"اور حان؟"

کمرے میں اب مدھم سی روشنی تھی۔

"جی۔"

وہ سوئے سوئے انداز میں ہی بولا۔

"ایک دم سے بدل مت جایا کریں۔"

اس نے مصطفی کے اوپر سے ہاتھ لے جاتے اور حان کے سینے پر رکھا تو اور حان نے اپنا ہاتھ میرال کے ہاتھ پر رکھے سینے پر دبا لیا۔

"میں موڈ نہ بدلتا تو آپ مشکل میں پڑ جاتیں۔"

وہ اب بھی بے تاثر تھا، جانے یہ کیسی کیفیت تھی جو اورحان کو کاٹنے لگی تھی، عثمان کا حوالہ تک ناقابل برداشت تھا پھر آگ اس بات کی کہ اس آدمی نے میرال کو کیوں کالز کیں۔

"ہم نے باتیں بھی نہیں کیں۔ آپ نے سات ماہ کی جدائی کی نہ وجہ بتائی نہ مجھ سے میرا احوال سنا۔"

وہ شکوہ کرنا نہیں چاہتی تھی پر اسکے ہونٹوں پر مچل سا گیا۔

"کل میرال۔"

وہ مختصر بولا جیسے اب مزید بات کرنا نہیں چاہتا تھا تبھی میرال نے بھی اسکے اس موڈ کو مزید نہ کریدا پر جب میرال یونہی اداس سی کروٹ کرے سو گئی تو اورحان نے اسکا سینے پر دبا ہاتھ اٹھا کر ہونٹوں کے پاس لائے اسکی ہتھیلی چومی تھی، لیکن وہ عجیب کشمکش و غصے میں جل رہا تھا یہ صاف دیکھائی دے رہا تھا۔

..________________________________..

اک نئی صبح آچکی تھی، موسم آج عام سے زیادہ گھٹن زدہ ہو رہا تھا، یوں لگ رہا تھا جاتی گرمی واپس لوٹ آئی ہو، فضا میں حبس کی مقدار زیادہ تھی۔

فجر کی دور پار ہوتی آذانیں اب بلند ہو کر تھم گئی تھیں اور کافی وقت گزر گیا تھا، وہ واقعی اک پر سکون نیند سوئی تھی، جس کروٹ لیٹی اسی پر اب کسمسا رہی تھی مگر یہ پورا روم اس وقت پھولوں کی خوشبو سے مہک رہا تھا، بند آنکھوں ہی اسے اپنے آس پاس سے آتی سوندھی خوشبو محسوس ہو رہی تھی اور اجر آنکھیں کھولنا نہیں چاہتی تھی کہ کہیں یہ اسکا خواب نہ ہو، لیکن پھر بھی پورے یقین کے سنگ دھیرے سے آنکھیں کھولیں تو میٹرس پر پاس ہی سرخ فلاورز کا نم بکے پڑا تھا، اسی سے خوشبو اجر کی سانسوں میں اتر رہی تھی، اجر نے مسکرا کر نیند میں ڈوبی آنکھیں ہاتھوں سے مسلیں اور اٹھ کر زرا کہنی کے بل جھکے پھولوں کی خوشبو سونگھی مگر اس سے پہلے وہ مزید خوشی سے مسکراتی، میٹرس پر چھوٹی چھوٹی سنڈیاں رقص کر رہی تھیں، وہ

شاید اس بکے سے نکلی تھیں اور بیڈ کی چادر پر آگئی تھیں، اجر نے وہیں سے چینخ ماری اور بکے اٹھا کر پرے دے مارتی اچھل کر بیڈ سے نیچے اتری، اپنے کپڑے جھاڑنے لگی کیونکہ اسے لگا یہ کیڑے اسکے کپڑوں میں گھس گئے ہیں، وہ چینخ و پکار میں اپنی شرٹ کھینچ تان رہی تھی تبھی دروازہ کھول کر اندر آتے باسل نے یہ اندر کا منظر دیکھا، بکے زمین پر پڑا تھا جبکہ وہ چینخنا بند کرے غصے سے باسل کو چیر پھاڑ دینے کے تیور دیکھاتی پاس آئی۔

"کیڑوں والے پ پھول دیے تم نے۔یہ کس قسم کی سزا تھی باسل۔پتا نہیں وہ کیڑے کہاں کہاں گھس گئے ہوں گے۔اف شرٹ کے اندر گھس گئے ہیں یقینا۔مجھ۔۔مجھے اچنگ ہو رہی ہے۔تم نے یہ اچھا نہیں کیا باسل"

وہ چینخنے کے ساتھ رو بھی رہی تھی جبکہ باسل نے پریشان ہو کر جب میٹرس کی طرف دیکھا تو وہاں پھولوں کے اک دو کیڑے تھے جو اکثر بکوں کو نمی دینے کی وجہ سے گرمی میں پیدا ہو جاتے تھے، باسل نے آگے بڑھ کر

اجر کو دونوں بازووں سے تھاما پر وہ بری طرح روتی خود کے کپڑے جھاڑتی پاگل ہو رہی تھی۔

"شش۔ رونا بند کرو۔ جان بوجھ کر نہیں کیا۔ یہاں آو۔۔۔"

باسل نے اسے خود سے لگایا اور اٹیچ واش روم کی طرف بڑھا، وہ ہچکیوں سے روتی لگ ہی نہ رہا تھا اجر ہے، اسے بس کسی بھی قسم کے کیڑے ہوں ان سے شدید ڈر لگتا اور یہی ڈر اس وقت جاگا اسے پینک اٹیک دے گیا۔

"ت۔۔ تم دیکھ کر نہیں لا سکتے تھے۔ پ۔۔ پہلے تو کبھی تمہارے رکھے پھولوں میں یہ گندے کیڑے نہیں ہوتے تھے۔ پہلی بار تھے۔۔ ت۔۔ تم نے خود ڈالے ہیں مجھے ڈرانے کے لیے۔ تم کو کل برا لگا میرا تمہیں پیار کرنا۔ ت۔۔ تم نے سزا دی ہے مجھے"

وہ مسلسل خود کو نوچ رہی تھی، جبکہ باسل نے اسکے کسی فضول سوال کا جواب نہ دیتے شاور کھولا تو شاور پورے پریشر سے کھل کر اجر کو مکمل بھیگو

گیا، ایون آدھی آگے سے باسل کی بلیک شرٹ بھی بھیگ گئی، اجر نے بھیگے خزن زدہ چہرے کو اٹھا کر باسل کو دیکھا جو خاموش تھا۔

"میں ایسی چھوٹی سزائیں دوں گا کیا تمہیں۔ بولو؟"

وہ اسکا چہرہ ٹھوڑی سے اوپر اٹھائے سخت تیوروں سے بولا کیونکہ وہ ناحق باسل پر الزام لگا رہی تھی جبکہ وہ پانی کی پھواروں کے منہ پر پڑنے کے سبب گہرے سانس لیتی اسے دیکھتی نفی میں سر ہلا گئی۔

"ی۔۔ یہ چھوٹی سزا نہیں ہے۔ مجھے ان سب سے خوف آتا ہے۔ ت۔۔ تم جانتے ہو۔ ی۔۔ یہ حرا نے تو نہیں کیا۔ میں نے جو کچھ کیا، وہ بہت غصہ تھی مجھ پر۔۔ لیکن ا۔ اسے مجھے اس طرح سزا دینے کا کوئی حق نہیں۔ میری جان چلی جاتی تو۔ کیڑوں سے نہیں، خوف سے"

وہ رونا تو روک گئی لیکن ابھی بھی کانپ رہی تھی، جبکہ باسل کو بھی یہ حرا کی ہی حرکت لگ رہی تھی یا پھر حرا اور بارس دونوں کی۔

"اگر اس نے یہ کیا ہے تو میں اسے نہیں ڈانٹ سکتا ابھی لیکن سمجھا دوں گا دوبارہ نہ کرے ایسا۔ تم ہر چیز کا الزام مجھے دینا بند کرو"

باسل نے حتمی طور پر بات کی اور دور ہونے لگا جب وہ مٹھیوں میں اسکی شرٹ سینے سے دبوچ کر بارس کو بھی شاور کے نیچے کھینچ گئی، وہ دانت پیس کر رہ گیا اجر کی اس حرکت پر۔

"تم نے پھول کیوں رکھے میرے لیے؟"

باسل نے خود ہی ہاتھ اجر کے اطراف حائل کرتے عقب سے شاور کی سپیڈ سلو کی ورنہ وہ دونوں بس بھیگتے اور بات نہ کر پاتے۔

"کیونکہ تمہارا ویلکم نہیں ہوا کل اچھے سے۔ تبھی لایا تھا تمہارے لیے۔ لیکن سب برباد ہو گیا۔ تم میرے لائے پھول پھر پھینک چکی ہو اجر"

وہ جب روم میں آیا تو اپنے لائے پھولوں کی پھر سے بے حرمتی سینے میں چبھی تھی بے شک اس بار حالات مختلف تھے، باسل نے بھیگتے چہرے پر

ہاتھ پھیرے اپنے ماتھے پر آتے بال پیچھے ہٹاتے زراشاور کی رینج سے باہر ہوتے کھردرے لہجے میں کہا تو وہ بھی کچھ رینج سے باہر آئی مگر اب اسکے بال اور بیک سائیڈ شاور سے بھیگ رہی تھی، پانی کے قطرے ماتھے سے چہرے کی جانب بھی ٹپک رہے تھے، باسل اسے نظر بھر کر دیکھ نہ رہا تھا کیونکہ ابھی دیکھنا نہیں چاہتا تھا۔

"ن۔نہیں اس بار ان کیڑوں کی وجہ سے پھینک دیے ورنہ انھیں دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی۔ایسے مت کرو میرے ساتھ۔تم میری بے بسی پر روٹھ کیسے رہے ہو؟تم جانتے ہو یہ اٹو میٹک تھا۔"

وہ اسکے چہرے کے قریب سرکتی اسے غلط سوچنے سے روک رہی تھی، یوں بھیگ کر، بھاری سانسیں لیتی ہوئی، جب کوئی بھی مرد لمحوں میں بہک سکتا ہو۔

واش روم میں گرتے ٹھنڈے پانی کے باوجود تپش اٹھ رہی تھی جیسے کہیں آگ لگ گئی ہو۔

"جانتا ہوں۔ لیکن ماننا نہیں چاہتا۔ ہٹو۔ چھوڑو۔ پورا بھیگو دیا ہے۔ کمرے سے اسطرح نکلوں گا تو سب کیا سوچیں گے۔؟"

وہ سب کا سوچنے کا ناٹک کر رہا تھا لیکن جسکا سوچ رہا تھا اسے پھر رلانے پر تلا تھا۔

"کیا سوچیں گے۔ بیوی ہوں یا راہ سے پکڑ کر کوئی نا محرم لائے ہو۔ جاو نہیں روک رہی تمہیں۔ تمہارا حق بنتا ہے مجھے جی بھر کر ہرٹ کرو"

وہ ناراضگی سے اسے چھوڑے جا کر نیچے فرش پر بیٹھ گئی، دیوار سے ٹیک تک لگالی، جبکہ شاور کی پھوار اسکے پیروں اور ٹانگوں پر پڑ رہی تھی۔

"اب اس میں ہرٹ کہاں کیا میں نے؟ پھول تم نے میرے لائے پھینکے اجر"

وہ الٹا اس خوامخواہ کے ہرٹ ہونے پر بگھڑا۔

"کیوں چھینکے وہ مت دیکھنا۔"

وہ بھی روٹھی روٹھی منمنائی۔

"اٹھو یہاں سے۔لال بیگ آگیا تو؟"

باسل نے ہاتھ بڑھا کر اسے اٹھنے کو کہا جبکہ لال بیگ کا سنے وہ ڈر کر جلدی سے اٹھنے لگی پر پیر سلپ ہونے پر اس سے پہلے گرتی اور کچھ سر پر لگتا، باسل نے جھک کر اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتے اپنی طرف کھینچے کھڑا کروایا جس سے وہ سنبھل کر باسل کے سینے سے جالگی، دونوں اس نزدیکی کے لیے بلکل تیار نہ تھے، دونوں کے چہرے بے حد نزدیک، ہونٹوں میں بے حد کم فاصلہ تھا، وہ سانس بھی نہ روک سکتی تھی کیونکہ شاور کی ہلکی سہی پر پھواریں ان دو کے چہروں پر پانی بہا رہی تھیں۔

"تمہارے لیے ڈریس بھی لایا ہوں، کبرڈ میں ہینگ ہے،وہ پہننا۔ اور اب فریش ہو جاو میں تمہارا روم کلئین کرواتا ہوں"

باسل نے اسے دور کرنا چاہا پر وہ دونوں بازو اسکی گردن میں حمائل کرے اسے روک گئی۔

"برائیڈل جوڑا تو نہیں لائے؟"

وہ تھوڑی اداسی اور تکلیف سے نکلی اب شریر لگی تو باسل کا ڈولتا دل بھی جگہ پر آیا۔

"نہیں لیکن ریڈ ہی ہے۔"

باسل بلکل سنجیدہ ہی رہتا تھا کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا وہ لڑکی اس کے قریب آئے۔

"آئی ہیٹ ریڈ"

وہ جان بوجھ کر اسے ستانے کو بولی مگر باسل نے یوں ری ایکشن دیا جیسے اسکی چپل کو بھی پرواہ نہ ہو۔

"پھر اپنے گھر سے کچھ اپنی وائب اور چوائز کا منگوالو۔"

وہ ناراضگی سے اسکی دبلی دبلی کلائیوں کو پکڑ کر ہٹائے خود سے دور کر گیا پر وہ ہنوز مسکرا رہی تھی۔

"ساتھ میچنگ ہیلز بھی ہیں ناں؟ اور میچنگ ایسیسریز۔ اور میچنگ لیڈیز تھنگز؟"

وہ ہنوز معنی خیز مسکراہٹ لیے باسل کو نہار رہی تھی جو آگے سے آئبرو اچکائے اجر کو دیکھنے لگا، یہ لڑکی اتنی بے شرم ہو گی کبھی خواب میں بھی نہ سوچا تھا۔

"جسٹ ڈریس ہے"

وہ جتا کر بولا حالانکہ وہ ہر چیز میچ کر کے لایا تھا، لیکن اس وقت اس لڑکی سے ضد پر تلا تھا۔

"باسل۔ لیڈیز جسٹ ڈریس نہیں پہنتیں"

وہ آگے سے نصیحت بابا بنی سمجھانے لگی جب وہ قریب ہوا تو اجر ڈر کر واپس دیوار سے جا لگی، باسل نے پھر سے خود کو بھیگو دیتے شاور کو چڑ کر بند کیا۔

"تم کمبل لپیٹ لینا ساتھ، سر پر کشن کا کور چڑھا لینا، پیروں میں شاپر۔ نیو سٹائیل بن جائے گا"

وہ جواباً اسکے سڑے ایکسپریشن پر ہنسی پر اف اسکا یہ بھیگا بھیگا ملکیت میں شمار ہوتا ہینڈسم اسے اپنی طرف مائل کر رہا تھا۔

"تمھیں تو جوک مارنا بھی نہیں آتا"

اجر نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں لیتے اپنی اور اسکی نوزیاں ٹچ کرے پیار جتایا۔

"جوکر کے سامنے اچھے اچھے جوک کی ہوا نکل جاتی ہے۔"

وہ بھی منہ توڑ جواب دیے جھٹک کر پلٹا تو اجر نے جب اسکا بھیگا ٹھنڈا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لے کر دبایا تو باسل کے لیے اپنے اندر کے جانور کو اندر رکھنا مشکل ہوا، وہ زرا سا اجر کی جانب گھوما۔

"مجھے تم سے کبھی پیار ہو گیا تو؟"

اجر نے اسکے شانے سے لگتے اسکے خوبصورت چہرے کو آنکھوں میں بسائے پوچھا تو باسل کچھ لمحے دوسری سانس نہ بھر سکا، جواب کیسے دیتا۔

"تو میں تمہارے ساتھ زبردستی کے بجائے رضامندی والا شاور لے رہا ہوں گا۔"

اس سے زیادہ جذبات لیس جواب شاید ہی دنیا میں کوئی دے سکتا تھا، اجر کا منہ جلی ناشپاتی سا بن گیا۔

"بس۔۔۔؟"

وہ آگے سے چڑ گئی، بس اتنا سا۔

"یہ بھی اچھا جوک نہیں تھا کیا اجر صاحبہ؟"

باسل نے لاعملی سے ماتھا کھجایا تبھی وہ اسکے شانے کو ہی دانتوں سے کاٹ گئی، بھلا کوئی کسی کو ایسے تنگ کرتا ہے۔

"مجھے درد ہوا ہے"

وہ شانہ سہلائے بولا تو اجر نے پھر سے جھک کر اس بار وہیں پیار کیا، باسل اسے دیکھتا ہی رہ گیا، کیا یہ وہی نک چڑھی لڑکی تھی نفرت میں پھنکتی تھی، جو اس وقت اسکے شانے کو چومتی لاڈ جتا رہی تھی، بچارے کو صدمہ نہ ہوتا تو کیا ہوتا۔

اس ناول کے تمام جملہ حقوق محفوظ ہیں، ایس مروہ مرزاناولز کی آفیشل ویب پر آپ کو اس کے ساتھ انکے باقی ناولز بھی پی ڈی ایف میں ملیں گے۔ وزٹ!

www.smerwamirzanovels.com

"تمہیں ہوا کیا ہے اچانک۔ تم نے تو کہا تھا تمہیں ڈائورس چاہیے۔؟ بہت نفرت تھی۔ پھر ایسا کیا ہوا ان سات ماہ میں کے تم بلکل بدل گئ۔ سب کے لیے نہ سہی لیکن میرے لیے؟ وائے"

اسی سنجیدگی اور حیرانی کو برقرار رکھے ہی باسل نے اسکا جبڑے سے چہرہ نرمی سے ہولڈ کرے اپنے نزدیک کیے پوچھا تو اجر کی آنکھوں میں تیرتی مستی بھی تھم گئی، وہ دونوں جانتے تھے دل بہت پھر تیلے ہوتے ہیں پھر بھی، وہ اعتراضات، شکوک وشبہات، غصہ، نفرت اور بیگانگی میں لپٹے لوگوں کا یکدم بدلنا برداشت نہیں کر پاتے۔

"میں نے تم سے مجبوری میں نفرت کی تھی"

وہ فقط اتنا بولی، اسکی آنکھیں اداس جھیل ہو گئیں، جہاں مدت سے ہنس نہ آیا ہو، کسی بھولے بسرے پرندے نے اپنے پر نہ دھوئے ہوں، جس کے پانی میں ابھرتے سورج یا نکلتے چاند نے اپنا عکس دیکھنا چھوڑ دیا ہو۔

"مجبوری میں؟ نفرت اور محبت یہ دو ایسے جذبات ہیں جن میں دل داخل رہتا ہے۔ اور دل جہاں آ جائے وہاں کچھ جبرا یا مجبورا نہیں ہوتا اجر۔"

وہ دگنا حقیقت پسند لگا، جیسے افسانوی دنیا جھٹکے کافی وقت بیت گیا ہو۔

"ضروری نہیں تمہارا اور میرا نظریہ سیم ہو۔ میں کہہ رہی ہوں تو تمہیں مان لینا چاہیے۔"

وہ اسکی شرٹ کے اوپری کھلے بٹن سے انگلی الجھائے اسے دیکھے بنا بولی، باسل نے اسکا ہاتھ مٹھی میں دباتے خود سے دور کرے نیچے کیا تو وہ نظریں پٹ سے باسل کی سیاہ آنکھوں میں جما گئی۔

"مان لوں گا جب مناسب لگا۔"

وہ بات سمیٹ گیا۔

"اچھا مجھے ڈریس تو دیکھا دو"

وہ خود ہی اسے سنجیدہ برداشت نہ کرتے فوری اشتیاق بھرا مسکائی۔

"نہالو۔ دیکھ لینا"

وہ بے مروت بنا رخ ہی موڑ پایا جب وہ سامنے آرکی، باسل اب اسکی حرکتوں سے بیزار آرہا تھا۔

"مجھے کچھ کہنا ہے تمہارے کان میں"

وہ بچوں کی طرح معصومیت و ضد میں بولی تو باسل نے گالوں میں سانس سے ہوا بھرے چھوڑی اور یہ اسکا تنگ آنے کا اسٹائیل تھا، اف اجر بی بی اس پر بھی مر مٹی۔

"کہو۔"

باسل نے کان، اجر کے منہ کے سامنے کیا اس وجہ سے اسے تھوڑا جھکنا پڑا کیونکہ وہ باسل سے قد میں تھوڑی سی چھوٹی تھی، ہاں ہیلز پہن کر برابر آ جاتی تھی۔

"مجھے پرانا باسل ماہیل چاہیے۔ اسکے لیے میں کوئی بھی قیمت دینے کے لیے تیار ہوں"

وہ سرگوشی کرتے ہی سامنے چہرہ لائی جبکہ باسل کے پرکشش مگر خفا چہرے سے تناو زائل ہونے لگا۔

"جان دے سکتی ہو؟"

باسل نے آنکھیں اٹھاتے اک ادا سے چیلنج کیا۔

"پھر بدروح بن کر میں تمہیں دوسری عورت کے ساتھ کیسے دیکھوں گی؟ جب میں نے زندہ رہنا ہی نہیں تو کیا فرق پڑے گا تم پرانے باسل ہو یا اب والے سڑے کریلے؟"

فوراسے پہلے اجر نے اپنی زبان چلائی جبکہ باسل نے ہاتھ بڑھا کر اسکے دونوں پھلائے ہونٹوں کو پکڑ کر بطخ کے منہ سا کیا، جبکہ وہ آنکھیں پھیلائے معصومانہ سا گھوری۔

"تم یہ خندق مت کھولا کرو۔ سمجھی۔"

باسل نے اسکے ہونٹوں کو خود ہی گھبرا کر چھوڑا کیونکہ وہ پاوٹ بنا کر کچھ اور ہی کروانے پر تلی تھی، اسے پرے دھکیلے وہ جلدی سے دروازہ کھولے باہر نکلا جس پر اجر بند دروازے پر نا صرف مسکرائی بلکہ گنگناتی ہوئی واپس شاور کی طرف بڑھی، باسل نے میڈ کو یہاں کی بیڈ شیٹ بدلنے کا کہا ساتھ پھول بھی پھنکوائے کیونکہ اندر بھی بہت سے کیڑے تھے، کارپٹ بھی کلئین

کرنے کا کہا اور خود حرا کے روم کی طرف بڑھا، یہ کارنامہ اسی نے صبح کیا تھا، اور اب وہ مزے سے سونے کا سوچ رہی تھی جب باسل نے ڈور ہلکا سا کھٹکھٹا کر اندر قدم رکھے، باسل کی الگ سی پرفیوم سب بھانپ لیتے تھے تبھی حرا نے جلدی سے آنکھیں میچ لیں۔

"میری گڑیا اٹھ کر بیٹھے زرا"

باسل نے قریب جاتے ہی اسکے کسمسانے پر دونوں بازو سے پکڑے حرا کو بٹھایا تو وہ منہ پھلا کر آنکھیں کھولے سامنے ہی بیٹھ کر سنجیدگی سے تکتے بھائی کو دیکھنے لگی۔

"وہ سب تم نے ڈالے پھولوں میں؟"

باسل نے بہت پیار سے پوچھا، حرا کسی سے ڈرتی نہ تھی۔

"ہاں میں نے ڈالے۔ وہ کیڑوں سے ڈرتی ہے تبھی کیا میں نے۔ اس نے جو کچھ کیا یہ بہت کم سزا تھی"

حرا نہ صرف سچ بولی بلکہ بہت زیادہ ہرٹ تھی یہ باسل نے اسکے ٹوٹتے لہجے سے محسوس کیا۔

"حرا۔مانا اس نے بہت غلط کیا تمہارے ساتھ۔۔"

باسل کی بات وہ اپنے ہاتھ جھٹک کر کاٹ گئی۔

"جسکی آپ نے اسے کوئی سزا نہیں دی الٹا اس چڑیل کے لیے صبح صبح پھول منگوائے۔اپنی لڑائی مجھے خود لڑنی پڑی باسل بھائی کیونکہ کسی نے اسے میرے دل کو تکلیف دینے پر کچھ نہیں کہا۔ابھی تو یہ شروع ہوا ہے، جتنا میں روئی ہوں اسے بھی رلاوں گی اور آپ مجھے ڈانٹیں یا ماریں۔پرواہ نہیں"

حرا نے آنسووں کو ہر ممکنہ آنکھوں میں دھکیلے کھلم کھلا اجر سے بدلا لینے کا تہیہ کیا جبکہ باسل سامنے سے اٹھ کر ساتھ بیٹھا اور بیٹھتے ہی جب حرا کو اپنی

بازو کے حصار میں لیتے اپنے سینے سے لگایا تو وہ حیران ہوئی، اسے بھائی کی محبت کے چلتے باسل سے اس طرح کے سلوک کی امید نہ تھی۔

"میں اپنی گڑیا کو نہ مار سکتا ہوں نہ ڈانٹ سکتا ہوں۔ تم میرے اور اور حان کے لیے بچوں جیسی ہو۔ بہن تو کبھی سمجھا ہی نہیں ہم نے لیکن مجھے نہیں پتا تھا میری گڑیا، اتنی زیادہ خطرناک بھی ہو سکتی ہے۔ پہلی بار تمہارا غصہ اور بدلا دیکھ کر تو میں بھی شاکڈ ہوں۔ مجھے تھوڑی یہ غصے اور بدلے کی ٹریننگ چاہیے اپنی بہن سے۔ ملے گی؟"

بنا حرا کو زرا بھی ڈانٹے الٹا وہ اسے لاڈ لاڈ میں سراہ گیا جبکہ وہ اچھے سے جانتی تھی اسکی حرکت باسل کو بری تو یقیناً ضرور لگی ہو گی، کیونکہ ہر کوئی باسل کی اجر کے لیے محبت سے واقف تھا۔

وہ چہرہ اٹھائے باسل کو دیکھنے لگی۔

"مزاق چل رہا ہے یہاں باسل بھائی؟ آپ میرے اللہ لوگ بھائی ہیں۔ غصہ اور بدلہ جنونی لوگوں کا کام ہے۔ لائک می"

وہ اول تو باسل کی شرارت پر اسے گھوری اور پھر بہت زیادہ ہی ہلکا لیتے باسل کو انڈر اسٹیمیٹ کر دیا جبکہ باسل کو عثمان کی پٹائی یاد آئی تو دھیما سا مسکرایا۔

"اوھو! تو اس بچارے بارس سے کیا بدلہ لینے والی ہو؟ کیونکہ وہ بھی تو اپنی بہن کی اس سازش میں شریک تھا"

باسل دھیرے دھیرے حرا کو واپس معاملے کی جانب گھیر کر لا رہا تھا پر اسے سمجھ نہ آئی۔

"اس سے بدلے منہ بگھاڑ کر، اسکی نیند حرام کیے اور بہت سی فرمائشیں کر کے لوں گی۔ سنپل"

حرا نے جلدی سے اپنی نیک پلاننگ کا راز فاش کیا، باسل نے خندہ پیشانی سے اپنی اتنی سمجھدار بہن کا سر چوما، وہ بھی تھوڑی متذبذب تھی کہ یہ بے عزتی والی کس تھی یا شاباشی والی۔

"تم سے نہ ہو سکے گا۔"

باسل شرارت بھرا مسکرایا تو حرا کے گال پھولے۔

"جن سے دل جڑا ہوا نھیں اول تو تکلیف نہیں دی جاتی۔ اگر ہم انجانے میں دے بھی بیٹھیں تو اسکا افسوس آخری سانس تک رہتا ہے۔ اجر نے جو کیا غلط کیا۔ تمہارے معاملے میں خود غرضی دیکھائی لیکن حرا یہ فوبیہ مزاق نہیں ہوتے بچہ، انسان پینک کر کے کولیپس بھی ہو سکتا ہے۔ تمہیں پتا ہے ناں مجھے بھی اونچی جگہوں سے ڈر لگتا ہے۔ میں اونچائی سے نیچے نہیں دیکھ پاتا۔ اگر کوئی مجھے زبردستی کسی اونچی جگہ لے جائے اور دھکا دینے کی کوشش کرے، تم امیجن کرو گی میری حالت؟"

حرا جو بہت غور سے باسل کے چہرے کو دیکھے اسے سن رہی تھی، اختتام تک اسکا چہرہ افسردگی اور ندامت کے تاثرات سے ازبر تھا۔

اب وہ تھوڑی شرمندہ ہو رہی تھی، اداس بھی محسوس ہوئی۔

"اس نے غصہ دلایا تھا مجھے تبھی کیا بھائی"

حرا نے افسردگی سے سر گرائے کہا تو باسل نے اسکا چہرہ پکڑ کر اوپر کیا۔

"اٹس اوکے میری جان۔ انسان جب غصے میں ہو، وہ سب جائز سمجھتا ہے۔ جو ہو گیا اسے بھول جاو۔ تمہیں بارس مل گیا ناں۔ غلطی اسکی ہے کہ اسے تمہاری فیلنگز کا احساس کرنا چاہیے تھا۔ دوسرے تیسرے سے کیا فائدہ لڑنے کا۔"

وہ فوری سر ہلا گئی، اب شرمندہ نہیں تھی، مسکرادی۔

"مجھے آکر اگر آپ ڈانٹتے، یا اس اجر کی وجہ سے ہارش ہوتے تو یقین کریں میں کبھی آپ سے بات نہ کرتی۔ لیکن آپ نے جیسے مجھے ٹریٹ کیا۔ مجھے آپ سے زیادہ والا پیار ہو گیا ہے۔ بہت برے ہوتے ہیں وہ بھائی جو بیوی کی وجہ سے بہن کو تکلیف دیتے ہیں۔ لیکن میں لکی ہوں کے میرے دونوں بھائی مجھ پر جان چھڑکتے ہیں"

حرا کی کھوئی ساری مسکراہٹ لوٹ آئی، وہ سمجھ بھی گئی اور باسل کو بھی اطمینان ملا جس سبب وہ بھی مسکرایا۔

"ہمیشہ جان چھڑکتے رہیں گے۔ بیوی تو بعد میں آتی ہے۔ بہن تو بھائیوں کا پہلے پیار رہی ہوتی ہے۔ اب میرا بچہ سو سکتا ہے۔"

باسل نے اسکا دل ہلکا کیے بہت پیار سے تاکید کی اور پاس سے اٹھا تبھی حرا نے بھائی کا ہاتھ پکڑے روکا۔

"آپ کو اور حان بھائی سے زیادہ مس کیا تھا میں نے۔ سچی"

کیوٹ لیکن بے حد سچی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے حرا نے اعتراف کیا۔

"کہنے کی ضرورت نہیں۔مجھے پتا ہے۔بہت شدید والی چھینکیں آتی تھیں تو میں سمجھ جاتا تھا حرا یاد کر رہی ہے"

باسل نے بھی دانتوں کی نمائش کی تو یہ کچھ زیادہ ہو جانے پر حرا ہنسی۔

"ہاہا اب بس بھی کر دیں لمبی چھوڑنا۔"

وہ ہنس پڑی تو باسل بھی ہنسا، کل سے حرا کا پھولا منہ دیکھنے کے بعد اب اسکی ہنسی دیکھنا اسکے لیے کافی ریلکسنگ تھا۔

"اوکے باس"

وہ فرمابرداری سے مسکرایا اور اسکی گال تھپکاتے ہوئے کمرے سے نکل گیا، پھر جیسے اک سینے پر جمی بھاری سانس کھینچی، باخدا اسکی فکر ابھی بھی اجر سے جڑی تھی۔

وہ واپس اسکے روم کی طرف گیا، شاید اسے اپنے فیورٹ کلر میں دیکھنا چاہتا تھا، یا پھر یہ جاننا چاہتا تھا وہ واقعی ٹھیک ہے یا بس ٹھیک ہونے کا دیکھاوا کر رہی ہے۔

باسل نے زرا سے ڈور روم کھولا، اندر جھانکا جہاں میٹرس پر نیو شیٹ تھی جبکہ روم بھی کلئین تھا جبکہ کبرڈ کے پاس کھڑی باتھ روب پہنے اجر، اپنا ڈریس دیکھ کر مسکرا رہی تھی، سلک کی قمیص تھی، جس پر گولڈن کام تھا بہت لائیٹ موتی ستارے کا وہ بھی بس دامن پر جبکہ سلک کا پلازو تھا، اور دوپٹہ نیٹ کا، دوپٹے میں بڑے بڑے سرخ اور گولڈن موتیوں سے پھول بنے تھے۔

"پسند آیا ڈریس؟"

وہ یکدم ڈر کر پلٹی، وہ ہنوز دروازے میں ہی کھڑا تھا، وہ باتھ روب میں گیلے بالوں اور تروتازہ چہرے کے سنگ دمک رہی تھی، کھڑی بھی ننگے پیر تھی۔

"آئی لو و دس ریڈ"

وہ شوخ سرخ نہیں بلکہ بلڈی میرون ریڈ تھا جبکہ باسل کو اچھا لگا کہ اس لڑکی نے انسانوں کی طرح تعریف کی ہے۔

"آئی ایم سوری باسل۔"

وہ ناچاہتے ہوئے بھی جانے کیا سوچ کر اداس ہو گئی، اسکی براون آنکھیں باسل کے اتنے اپنے پن پر سرخ سی ہوئیں۔

"تمہارا یہ سوری، تمہاری دی مجھے تکلیف کی شدت کے مطابق نہیں تو دگنا زخمی کر رہا ہے۔ مت کرو"

وہ متانت سے اسے اس سے روکتے بولا۔

"میں دو دن بعد جوائنگ دے رہی ہوں ایز آے ایس پی۔ کل میرا ٹریننگ کا لاسٹ سیشن ہے۔"

وہ زرا سا اسکی طرف آئی تو باسل نے مسکرا کر جوابا دیکھا کیونکہ اسے دل سے خوشی ہوئی۔

"میں چلوں کل لاسٹ سیشن میں؟"

وہ اسکے لیے ایویلیبل ہو گایہ سوچ کر وہ مسکرائی حالانکہ وہ ایک بزی آدمی تھا۔

"شیور۔ تم چلوگے تو سب پر مزید رعب پڑے گا کہ نئ تعینات ہونے والی اے ایس پی اجر سیال، ڈسٹرکٹ آٹارنی آفیسر کی بیوی ہے"

وہ اترائی تھی، زندگی میں پہلی بار باسل کو لگا وہ واقعی کچھ ہے، اجر نے جو کہا تھا۔

"بتا دینا دو گھنٹے پہلے"

باسل نے بات سمیٹی اور اس سے پہلے وہ اسکی طرف آ کر اس پر جھپٹتی، وہ کمرے سے باہر ہوتا اسکے منہ پر دروازہ بند کر گیا۔

"تم بہت برے ہو باسل"

وہ اندر سے زچ ہو کر چینخی جبکہ باسل نے دروازے کے ساتھ ماتھا ٹیکے سمائیل دیتے یہ الزام خود پر خوشی خوشی لیا۔

"اچھا بھی ہوا کرتا تھا کبھی۔ناشتے پر ملتے ہیں"

وہ اسے مزید ستاتا کہہ کر اپنے راستے ہوا تو اجر دروازہ کھولے باہر گردن کیے جھانکی جہاں وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھتا سیڑھیاں چڑھ گیا جس پر وہ واپس روم میں آئی اور اپنے ڈریس پر واری قربان ہونے لگی، میچنگ کی خاطر اس نے جب دوسرا شاپنگ بیگ جو ہینگ ڈریس کے ساتھ تھا، اوپن کیا تو پہلی نظر میرون اور گولڈن گھسوں پر گئی، اس لڑکی کی آنکھوں میں مانو دل اتر آئے۔

"یہ میرا اب بھی ویسا ہی خیال رکھ رہا ہے بس لفظی جتانا بھول گیا ہے، میں تمہیں پھر سے ویسا باسل ماہیل بنادوں گی"

وہ مزید چیزیں دیکھ رہی تھی، بہت ہی پیارا روبی پینڈنٹ بھی تھا جسکے ساتھ چھوٹے چھوٹے ائیر سٹڈ تھے، سرخ کانچ کی چار درجن چوڑیاں، اس نے کل پہلی بار چوڑیاں اجر کی کلائی میں سجی دیکھیں بس تبھی لے لیں، پیروں کے لیے بنا شور کرتی سنپل اک پرل والی گولڈن پائل، یہ وہ چیز تھی جو اجر سر پھاڑ خلیے میں بھی پہنتی تھی، اسے سنپل چین پائیل کی طرح پہنا پسند تھا وہ بھی اک پیر میں اور باسل ہر گز نہ بھولا، پھر کچھ میچنگ لیڈیز تھنگز جنکو دیکھ کر اجر کے چہرے پر زندگی میں پہلی بار حیا کے گلال اترے، کہنا کتنا آسان تھا پر جب یہ سب اسے باسل نے دیا، اب یہ سب سوچنا تک اسے بلش کروا رہا تھا۔

"یہ کتنا پیارا آدمی ہے، ہر چیز میرے سائز کی کیسے ارینج کی؟ یہ سب تو میری اماں جان تک کو نہیں پتا۔ آہ۔ یہ اتنے دن دور رہ کر بھی مجھ سے بے خبر

نہیں رہا۔ کیا کوئی اسے میرا حال بتا تا رہا ہے، چپکے سے۔ میں نے کس قدر بری طرح توڑا ہے باسل کو کہ وہ کھل کر مجھ سے پیار بھی نہیں کر پا رہا، لیکن میں جانتی ہوں اسکے دل میں میرے سوا نہ کبھی کوئی تھی نہ ہو گی۔ اس پر بند آنکھوں یقین ہے۔ میں تمہاری رگوں تک سے اس آتشم کی آگ نوچ ڈالوں گی باسل۔ میں قسم اٹھاتی ہوں میں آخری سانس تک تمہاری اس جہنم سے آزادی کے لیے لڑوں گی۔ یہی میری تم سے ناحق کی گئی نفرت کی تلافی ہے"

یہ سب باسل کی لائی چیزیں محض چیزیں نہ تھیں، یہ احساسات تھے، یہ جذبات تھے، یہ باسل ماہیل کی محبت ہی تھی کہ وہ اسے اس زرا سے تن ڈھانپتے لباس میں دیکھ کر بھی بہکا نہ تھا، ابھی وہ شاید اس لڑکی سے بہت دور آباد رہنے میں ہی خوش تھا، یا شاید اس لمحے تک انتظار چاہتا تھا جب یہ لڑکی اپنے ہونٹوں سے اس بات کا اقرار کرتی کہ اسے تو درحقیت باسل ماہیل سے محبت تھی۔

اپنی گال پر رینگتا اک بے بس سا آنسو رگڑتی اجرا اپنے آپ سے کیسی کیسی جنگ کر رہی ہے، باسل ماہیل کو شاید ہر شے کی خبر تھی۔

..________________________..

وہ مصطفی کو فیڈر بنا کر دے چکی تھی، سات بجنے والے تھے، وہ مخلوق صبح کی جاگی ہوئی تھی تو اسے میرال، باہر ایمن کے پاس چھوڑ آئی تھی، خود جب وہ واپس آئی تو اورحان فجر پڑھے جیم سے واپس آ کر شاور لے چکا تھا، اور کہیں جانے کو ابھی سے تیار ہو رہا تھا۔

بے بی پنک کلر کے لائیٹ سے سوٹ میں وہ دوپٹہ سر پر اوڑھے کمرے میں آئی تو وقت پر نظر پڑی پھر اورحان کی تیاری پر، وہ تو اپنے ہوسپٹل دس تک جاتا تھا پہلے، پھر آج اتنی جلدی تیار ہو رہا تھا کہ وہ چلتی ہوئی فکر سے بھری پاس آ رکی۔

"آپ ہوسپٹل جارہے ہیں؟انہوں نے آپکے غائب ہونے پر کہیں آپکی ہوسپٹل سے چھٹی نہ کردی ہو خدانخواستہ، آپ نے کال کرکے پوچھا؟"

وہ اسکی فکر میں مبتلا تھی، رات کی اداسی بھی بدستور میرال پر حاوی تھی۔

"انھیں سب کچھ بتایا ہے، میری جگہ کسی نے نہیں لی"

وہ بال برش کرتا مصروف سے انداز میں سرسری طور پر مطلع کرے اپنی ریسٹ واچ پہننے لگا جبکہ میرال کا چہرہ مزید مرجھا گیا۔

"انھیں بھی بتادیا کہ کہاں تھے۔سب گھر والوں کو بھی بتادیا۔بس مجھے نہیں بتایا۔کسی لڑکی کا چکر تھا جو مجھ سے چھپانے کی کوشش کررہے ہیں؟"

میرال نے بے حد ہمت کرتے اپنی ناراضگی کی اطلاع اس سردمہری کے مینار پر بیٹھے جناب کو دی تو وہ ترچھی سی نگاہ میرال پر ڈالے گھڑی اپنی کلائی پر باندھنے کے بعد میرال کی جانب مکمل پلٹا۔

"ایسا کچھ نہیں ہے۔ایک حادثے کا شکار ہو گیا تھا"

اورحان کے پاس اس وقت پوری تفصیل دینے کا وقت نہ تھا تو مختصر بات کی لیکن میرال مزید پریشان ہو گئی۔

"حادثہ۔۔کیسا حادثہ؟"

وہ شدید مضطرب ہوئی، پلکیں آنکھوں پر ٹھہر سی گئیں۔

"بتاوں گا میرال۔ابھی ایک اہم کام ہے۔میں شام میں ملتا ہوں آپ سے۔"

وہ پھر ٹال رہا تھا اور وہ اب ہرٹ ہوئی، اس نے اورحان کی بازو پکڑے اسے روکا۔

"شام تک میں تڑپتی رہوں۔ایک تو یہ سوچتی رہوں گی آپ اتنی جلدی کہاں گئے پھر یہ سوچ نکلی تو حادثے کو لے بیٹھوں گی۔آپکو مجھ پر ترس نہیں

آرہا۔ میں تھک چکی ہوں، یہ گزرے سات ماہ میری بہت بڑی آزمائش تھے آپکے بغیر"

وہ اصل دکھی اور حان کے رات سے اب تک سرد لہجے پر تھی، وہ محبت، شرارت اور بے تکلفی کرتا اور حان، اس سخت دل اور حان میں بدل گیا یہ اس لڑکی کے دل کو بھینچ اور کاٹ رہا تھا۔

"مجھے آپکی اس آزمائش کے ہر لمحے کا احساس ہے میرال۔ کیوں ایسے ہرٹ ہو رہی ہیں؟"

اور حان نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرا ہی کہ وہ مزید کٹ سی گئی، دل تک ٹیس گئی کہ سب جان کر بھی یہ شخص انجان بن رہا ہے۔

"آپ کو نہیں پتا۔ آپ نے اس کال کے بعد سے مجھے اگنور کیا ہے۔ صبح بھی آپ بنا کوئی بات کیے مسجد چلے گئے۔ یہ کیا ہے اور حان۔ اس کال نے پریشان کیا آپکو کہ کوئی مجھے کیوں کال کر رہا ہے؟ تو اس میں میری غلطی تھی

جو آپ ایسے اجنبی بن کر سو گئے اور ابھی بھی مجھے تکلیف میں چھوڑ کر جانے والے تھے۔ ان سات ماہ میں نے فون کو ہاتھ تک نہیں لگایا، ہر وقت فون پر رہنے والی لڑکی تھی میں۔ مجھ سے دل کی بات کہنا شروع کریں۔ پھر سے مجھے چھوڑ کر گئے تو مر جاوں گی سن لیں"

وہ اختتام تک رو پڑی تھی، آنکھیں تو پہلے ہی برسات بنی تھیں، اور حان نے اسے پکڑ کر اپنی بازوؤں میں بھرتے سینے سے لگایا، اتنے وقت بعد بھی وہ اول دن جیسی تھی، اب زیادہ تکلیف میں تھی کیونکہ اب وہ اور حان کی وجہ سے جی رہی تھی۔

"میرال۔۔۔ یہ کیا کر رہی ہیں آپ۔ رو کر مجھے پریشان کر رہی ہیں۔ مجھے معاف کر دیں۔ میں نے جان بوجھ کر کچھ نہیں کیا"

وہ اسکو چپ کرانے لگا، پیار سے، لاڈ سے پر وہ جب ٹوٹتی تھی تو بے شمار، اور اس وقت تو سات ماہ کے جمع آنسو بہا رہی تھی۔

"مجھے آ۔۔ آپ کا ایک دم بدلنا برداشت نہیں۔نہ پہلے جب آپ بس دل کو بھائے تھے۔نہ اب جب اندر تک بسے ہوئے ہیں۔ میرے س۔۔ ساتھ ایسا دوبارہ کیا تو میں اتنی حساس ہو چکی ہوں کہ کچھ ہو جائے گا مجھے۔"

وہ ہچکیاں بھرتی بے دھیانی میں اپنے دل کی اورحان کے دل سے وابستگی کا راز کھول گئی جس نے اورحان کے سینے پر جمی تکلیف کو نگل لیا تھا۔

"پلیز رونا بند کریں میرال۔"

اسکا چہرہ سامنے کرتا وہ اسکا ماتھا چومے بے حد ندامت سے اسے دیکھتے بولا جس نے اپنی بھیگی سرخ آنکھیں اٹھا کر اورحان کی آنکھوں میں لا جمائیں۔

"آپ کیوں ایک دم رات بدل گئے تھے؟ بتائیں۔ کیا کوئی مسئلہ ہے؟"

وہ ابھی بھی بس اسکی الجھن کے لیے فکر مند تھی۔

"کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ کبھی کسی کو خود کے لیے اس قدر روتا نہیں دیکھا میں نے"

وہ اسکے آنسوؤں کو جتنا پونجھ رہا تھا، ان سیر اب آنکھوں سے مزید نمی بہہ رہی تھی۔

"لیں دیکھ لیں پھر میرال کو"

وہ روتے روتے اپنے یوں کمزور پڑ کر ٹوٹ جانے پر مسکرا دی، اورحان نے اسکے آنچل سے نکلتے بے خبر بالوں کو سنوارا؛ وہ اب بس میرال کو دیکھ رہا تھا، یہ لڑکی سامنے اتنا برا رو دیتی تھی تو پیچھے کس قدر روتی رہی ہو گی، یہ سوچ کر اورحان کو اپنا حلق گھٹتا محسوس ہوا۔

"میں آپکے ساتھ آپکا سایہ بھی برداشت نہیں کر پا رہا۔ یہ مسئلہ ہے میرے ساتھ اس بار"

وہ جو اسکے جواب کے لیے منتظر تھی، ایسے جواب نے میر ال کی آنکھیں پھر دھندلا دیں۔

"میں سائے کو لفٹ ہی کہاں کرواتی ہوں۔ وہ تو دھوپ میں ساتھ تھا میرے، دھوپ تب ہوتی ہے جب آپ نظروں کے سامنے نہ ہوں۔ آپکے سامنے تو میں آپکی چھاوں میں آجاتی ہوں تو پھر کہاں دیکھائی دیا سایہ۔ بولیں؟"

وہ اس معصوم جان سے اس قدر جان دار جواب پا کر کچھ لمحے کچھ بولنے لائق نہ رہا، اسکی آنکھیں میر ال کو بتانے کو کافی تھیں کہ وہ کس قدر دل کو پیاری ہے۔

"مسئلے کو حل مت کریں۔ سمجھیں"

وہ فقط اتنا ہی بول سکا، وہ سمجھ گئی، دونوں ہاتھ اسکی کمر پر پھیرتی سر کا کر پشت پر باندھے اور حان کے سینے سے جا لگی، اسے پتا تھا بعض اوقات مسئلے کو واقعی حل درکار نہیں ہوتا، بس تسلیم کرنا درکار ہوتا ہے کہ ہاں یہ ہے۔

"میں زیادہ آپ کے قریب نہیں رہا لیکن جب جب رہا مجھے ایسا ہی محسوس ہوا جیسے آپکے جسم سے کوئی سکون بھری روشنی ہے جو میرے جسم میں اترنے لگتی ہے، میں ڈر سا رہا ہوں۔ کہ جس طرح قسمت نے یہ قیمتی ساتھ مجھے دیا، وہ لے نہ لے۔ یہ ڈر مجھے اس سے پہلے کسی کے لیے لاحق نہیں ہوئے میرال۔"

وہ اسے آسودگی سے اپنے سینے لگائے بول رہا تھا اور دگنی خوفزدہ ہوئے اسے سن رہی تھی۔

"ڈر سچ ہو جاتے ہیں۔ مجھے لے کر مت ڈریں"

وہ سینے لگی ہی زرا چہرہ، اسکے مقابل لائی تو وہ آزردہ نگاہوں سے میرال کے چہرے کو تکنے لگا۔

"کوشش کرتا ہوں۔"

وہ جبراسا مسکرایا تو میرال نے وہیں سے زرا چہرہ اوپر کیے اور حان کی ٹھوڑی چومی، یہ اس لڑکی کا اک بے ضرر سا لمس، اور حان کو دل سے مسکرانے پر مجبور کر گیا۔

"میں آپ۔۔پکے بنا جینے کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔جب بھی لگے میرال دور ہو جائے گی یا چھن جائے گی۔یہ یاد کر لیجئے گا۔آپ سے دور میری کوئی زندگی نہیں۔میں آپکو اپنے لیے ڈرا ہوا نہیں دیکھنا چاہتی"

وہ اس سے اپنی بے بسی بانٹ رہی تھی جو جوابا اسے سن کر سمجھنے کا پورا عہد کر رہا تھا، وہ محبت سے احساس دلاتی تھی تو وہ محبت سے چھوتا ہوا اسے اپنے قریب کرتا تھا، دونوں کی آنکھیں اب مسکرا رہی تھیں۔

"مجھ سے م۔ میرے سات ماہ کا احوال جلدی سن لیں ورنہ پھٹ جاوں گی جیسے اوور ہوا والا غبارہ پھٹا ہے، بووو۔ اور جہاں بھی جارہے ہیں۔ واپس آکر مجھے پوری رپورٹ دیں۔ اور اس حادثے کا بھی بتائیں تاکہ اگر اسکے زخم باقی ہوں تو میں مرہم رکھ سکوں"

وہ اسے چپ دیکھے بولی جبکہ اورحان نے زندگی میں پہلی بار دل میں تڑپ والی محبت اور کشش پیدا ہوتی محسوس کی، چند گنے چنے دن کا ساتھ عشق کروانے میں پیش پیش تھا۔

"اب آپ جاسکتے ہیں۔ میں انتظار کروں گی آپکا۔"

وہ اسے اچھا بھلا ذہنی جھٹکا دیے سادگی سے کہہ کر دور ہوئی تو اورحان نے اسکی کلائی اچک کر واپس اپنی بازو کے حصار میں قید کیا، میرال کے چہرے پر چھائی اداسی، لمحہ لگتے احتیاط میں بدلی۔

"سب کچھ ایک طرف، آپکا آنکھوں سے مسکرانا ایک طرف"

وہ اور حان کی مسکرائی تعریف پر آنکھیں چنی کیے گھوری۔

"کب مسکرائی؟"

فوراً سے پہلے استفسار کیا۔

"بووو پر"

وہ جواباً ہنسا تو حیا نشین وہ لڑکی آنکھیں جھکا گئی۔

"بس میں خوش ہی بہت ہوں، جتنی بھی رو پیٹ لوں۔ وہ خوشی کہیں نہ کہیں سے دیکھائی دے جائے گی"

میرال نے جھکی نظروں سمیت ہی یہ انوکھا راز فاش کیا، اور حان کو دلچسپی گھیر گئی کہ آخر اتنی پھوٹ پھوٹ کر رو دینے والی کو کونسی خوشی لاحق ہے۔

"خوش کیوں ہیں آپ۔ جہاں تک مجھے یاد ہے تھوڑی دیر پہلے تو آپ کی روتے ہوئے سانس تک تھمی تھی، سرخ آنکھیں ہو رہی تھیں، ناک اور گالیں گلابی۔"

اورحان کے حیرت سے استفسار پر وہ اسکے کان کی طرف زرا ایڑیوں کے بل اٹھ کر سرکی، وہ آسودگی کے سنگ اس لڑکی کی مہک میں مدہوش ہوئے مسکرایا۔

" آپ کے اچانک واپس آنے کی خوشی، اچانک جانے سے سو گنا زیادہ ہے تبھی۔ خوشی بڑی ہو تو اسکا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ دکھ ختم ہو گیا، دکھ چھوٹا ہوتا ہے لیکن موجود رہتا ہے"

وہ اسکے کان میں بولتی زرا روبرو ہوئی تو اورحان کی مخصوص نظریں اسکے چہرے کے ہر نقش کا طواف کرتی محسوس ہوئیں اور اس وجیہہ شخص کی نظروں نے میٹھی میٹھی چبھن میرال کے پورے وجود میں جگا دی تھی۔

"آپ پہلے کیوں نہیں ملیں مجھے ؟"

وہ یہ سوال کرتے خفیف سے پچھتاوے میں مبتلا لگا، جیسے زندگی ساری تو اس شخص نے یونہی ضائع کر دی ہو، زندگی کا لطف تو اب مل رہا تھا۔

"پہلے مصطفی نے آنا تھا تبھی۔ ہمارا رشتہ اتنی جلدی خوبصورت کبھی نہ ہوتا اگر مصطفی نہ ہوتا، وہ میرا بے بی میری پہلی محبت بنا ہے۔۔۔"

وہ مصطفی کی محبت سے اتنی بھر گئی تھی کہ اورحان کو محسوس ہوا وہ اسکا نہیں، میرال کا بیٹا ہے۔

"اور میں ؟"

اورحان کے اس سوال کی میرال نے توقع نہ کی تھی، تبھی چہرے کی ہوائیاں سی اڑیں۔

"آپ ؟"

وہ کھوئی کھوئی بولی، بمشکل آواز سرگوشی بن سکی۔

"آپ نے مجھے سنبھالا ہے، آپ نے مجھے زندگی کا مقصد دیا ہے۔میرا وہ دل جو اعتبار سے خائف تھا اسے چند لمحوں میں منایا ہے۔اور آپ سر سے پیر میری تسلی ہیں۔اور میرے خیالات آپکے لیے ویسے ہیں جیسے زمین پر کھڑے کسی انسان کے، آسمان پر دمکتے چاندنی پھیلاتے چاند کے بارے ہوتے ہیں۔"

وہ زرا نہ ہچکچائی اس شخص کو یہ محبت بھرے اعترافات بخشتے،وہ اسکی بات کاٹ گیا۔

"یہی کہ وہ اس چاند کو چھو سکے؟میں تو چاند کو دیکھ کر یہی سوچتا ہوں"

اور حان نے اسکی گداز نگاہیں خود پر جمی پائے سوال کیا تو وہ بے دھیانی میں ہی سہی سر نفی میں ہلا گئی،اسکی سوچیں اور حان ماہیل سے مختلف تھیں۔

"نہیں۔اسے اپنی ملکیت بنالے۔وہ اسکے آسمان کا چاند بن جائے جو صرف اسکے لیے چمکے،وہ شخص اس چاند کا اکلوتا وارث ہو۔میں یہ سوچتی ہوں"

وہ یہ جواب دے کر اورحان کے احساسات پر برتری حاصل کرے مسکرائی۔

"آپکی سوچ بے حد خوبصورت ہے۔آپکی طرح"

اورحان کا لہجہ زرا مزید ملائم ہوا جبکہ وہ بنا اجازت اسکے ہونٹوں کی جانب جھکا ہی جب وہ بس انکے مس ہونے پر ہی گھبرا کر اورحان کے سینے پر ہتھیلی سے دباو دیے اسے دور کر گئی،یہ انداز تکلف تو اس شخص کے سینے کے آلاو کو مزید تپش بخش گیا۔

"اپنی آنکھیں بند کر کے یہ حق لٹائیں ورنہ میں گر پڑوں گی"

وہ گہرے سانس ابھی سے بھرتے منت کر اٹھی۔

جلتے آلاو کی شدت کچھ اور بڑھی۔

" نہیں لٹا رہا۔ جائیں "

وہ جھوٹ موٹ کا روٹھا تو وہ سہم کر جھکی آنکھیں اٹھائے اورحان کے منہ کو تکنے لگی۔

" اللہ اللہ۔ "

وہ الٹا حیرت سے بڑبڑائی، اورحان کی اس ادا پر۔

" ملتا ہوں بریک فاسٹ پر "

وہ مسکرا کر فون لیے دروازے کی طرف بڑھا تو میرال ہوش میں لوٹی۔

" پر آپ نے تو شام میں آنا تھا "

وہ پیچھے سے سرگوشیانہ پکاری۔

" نہیں۔ آپکو دیکھنے آوں گا "

وہ فلرٹی سا مسکرایا تو میرال کے گال سے دہک گئے۔

"تصویر رکھ لیں میری والٹ میں"

اف جان لیوا عاشقانہ مشورہ۔

"آپکو نہ رکھ لوں پہلو میں"

دگنی حسین اجازت۔

"جائیں"

وہ آنکھوں کے دریچوں تک مسکرائی۔

"لگتا ہے میرے پورے دل پر قابض ہو جائیں گی آپ"

یہ صدماتی خدشہ بڑے پیار سے کہا گیا۔

"نو۔ میرے مصطفی بے بی کی جگہ فل نہ ہو"

وہ اس معاملے میں کسی قسم کا کمپرومائز نہیں چاہتی تھی۔

"ٹھیک ہے مگر مصطفی کے علاوہ بھی تھوڑی سی مزید جگہ ہے جو فل نہیں ہو گی"

اورحان نے ڈور کے پاس رک کر اک معنی خیز نگاہ میرال پر ڈالی جسکے چہرے کا رنگ اڑا۔

"وہ کس کی ہو گی؟"

میرال نے آئبرو اچکائے۔

"ہماری بیٹی کی"

وہ خوبروجوان دل پذیر جواب دیے میرال کے دل کی دھڑکنیں تیز کرتا اپنی وجاہت کے جلوے سمیٹتا کمرے سے نکل گیا جبکہ وہ کانپتی ٹانگوں سمیت میٹرس پر جا بیٹھی، اف کان کی لو تک سرخ میرال یہی سوچ رہی تھی کیا وہ

واقعی اورحان کے لیے اتنی پیاری ہوگئی کہ وہ اس سے ان ڈائریکٹ بیٹی کی فرمائش کر گیا ہے، آج تو بنا کوئی میک آپ پراڈاکٹ لگائے ہی میرال چمکنے دمکنے والی تھی۔

جبکہ اورحان نے بابا کی گاڑی ہی لی اور وہ کہیں اجلت میں نکلا تھا۔

لگ بھگ چالیس منٹس کی ڈرائیو کے بعد وہ ایک کوٹھی کے انٹرنس گیٹ سے چوکیدار کے دروازہ کھولنے پر گاڑی اندر لے گیا، پورچ میں لے جا کر روکی، چوکیدار نے اسے نہیں روکا تھا جسکا یہی مطلب تھا اورحان یہاں بہت بار آچکا تھا۔

وہ گاڑی سے نکلتا، تنے جبڑے اور سپاٹ چہرے کے سنگ گھر کی مین روش عبور کرے اس کوٹھی میں داخل ہوا، حبیب ملک اور انکی بیگم جاگے نہیں تھے جبکہ ملازم سے ہی اورحان نے عثمان کے بارے پوچھا جس نے یہی بتایا کہ وہ اپنے کمرے میں ہے۔

اور حان وہاں سے سیدھا بپھری تند لہر بنے عثمان کے کمرے کی طرف گیا، دروازہ پوری قوت سے کھولے وہ اندر داخل ہوا جہاں عثمان، اوندھے منہ بیڈ پر پڑا تھا۔

"کمینے اٹھ"

اور حان نے اسکی عقب سے شرٹ دبوچی اور گردن سے ہی اسے پوری قوت لگاتے گھسیٹ کر سیدھا کیا، عثمان کسمسا کر جاگا مگر اور حان کو سر پر دیکھتے ہی اسکی نیند جہاں بھک سے اڑی آنکھیں بھی پوری کھل گئیں۔

"کیوں کیں تونے میرال کو کالز۔۔۔۔اٹھ خبیث۔۔ تیری جرت کیسے ہوئی میری بیوی کو کالز کرنے کی۔ میں تیری جان لے لوں گا"

عثمان کی سانس اٹکنے لگی جس طرح وہ جن زادہ بنا اور حان اسے بیڈ سے گھسیٹ کر اتارے دیوار سے لگاتا دھاڑا۔

"ک۔۔کیونکہ مجھے وہ لڑکی واپس چاہیے۔وہ میری تھی۔۔۔مجھے میری میرال واپس کر اورحان۔"

یہ سب عثمان نے اٹکتی سانس سمیت ہی کہا جس پر اورحان کے ہاتھ کی پکڑ ڈھیلی ہوئی، وہ زرا دور ہوا پھر پوری قوت سے اس نے عثمان کے منہ پر اس زور سے جھانپڑ دیا کہ عثمان کے نچلے ہونٹ پر کٹ آگیا، خون رسنے لگا۔

پھر سے اورحان نے اسکا گریبان دبوچ لیا، وہ یوں تھا جیسے عثمان کو آج زندہ زمین میں گاڑ دے گا۔

"اپنی گندی زبان سے میری بیوی کا نام مت لینا دوبارہ ورنہ یہ زبان کاٹ کر ہاتھ میں تھما دوں گا۔نہ وہ تیری ہے نہ تجھے واپس ملے گی۔وہ اورحان ماہیل کی عزت ہے اور میں اپنی عزت کا جنازہ اٹھانے سے پہلے اپنا اٹھوانا زیادہ بہتر سمجھوں گا۔کہاں ہے وہ ثانیہ ؟ مر گئی کیا جو تو پھر سے انہی گھٹیا کاموں پر اتر آیا ہے۔؟"

اور حان نے ہنوز اسکی گردن دبوچ کر طیش سے ہی پوچھا، عثمان کی سانس پھندے کی طرح گھٹنے لگی تبھی اور حان نے زرا ہاتھ ڈھیلا کیا تاکہ وہ بول سکے۔

"ی۔۔یار وہ اپنے کسی اور عاشق کے ساتھ بھاگ گئی۔ سارا زیور بھی لے گئی۔ اس نے کمپنی کے آدھے سے زیادہ شئیرز بھی ہتھیا لیے۔ اب میری کمپنی مجھ سے زیادہ اسکی ہے۔ طلاق پر سائن بھی کروا چکی ہے۔ سب ختم ہو گیا۔ دیکھ اور حان مجھے میرال واپس کر دے وہی میری اصل محبت تھی بس ثانیہ نام کی سیاہ پٹی بندھ گئی تھی میری آنکھوں پہ۔ تو ویسے بھی کب سے لاپتہ تھا۔ تم دو کے بیچ تو کچھ ہوا ہی نہ ہو گا ابھی، اسے بھی تو زبردستی ہی نکاح میں لیا تھا تو نے۔ اسے مجھے واپس کر دے میں ساری عمر تیرا غلام رہوں گا۔ وہ تیرے ٹائپ کی نہیں ہے اور حان۔ میں۔۔ میں تیرے لیے تیرے جیسی لڑکی ڈھونڈوں گا پر مجھے میرال واپس کر دے یار۔ مجھے اسکی بہت ضرورت ہے۔ وہ مجھ سے پیار کرتی ہے۔ تجھ سے نہیں"

وہ یہ سب سن کر برداشت کر رہا تھا اور اس شخص کا چہرہ سرخ بھبھول ہوئے جا رہا تھا، اور حان کو ایسا لگا اسکا سانس بند ہو جائے گا، ابھی سے سینہ کئی ٹکروں میں بٹا محسوس ہو رہا تھا۔

"میں تجھے مار دوں گا عثمان اگر تو نے دوبارہ یہ سب اپنی زبان پر لایا۔ وہ تیری سوچ سے زیادہ میری ہو چکی ہے۔ میں اسے واپس کرنے کے بارے سوچ بھی نہیں سکتا۔ میرے ہاتھوں مر مت جانا۔ مجھے مجبور مت کر کے تیرے ماں باپ سے انکی اکلوتی اولاد چھین لوں۔ تجھے وہ تو کیا اسکا سایہ بھی نہیں ملے گا۔ وہ میری ہے اب۔ اسکے دل، دماغ میں کہیں بھی تجھ جیسا کمینہ نہیں۔ وہاں میں ہوں صرف۔ سنا تو نے زلیل انسان۔"

وہ بولا نہیں، وہ دھاڑا تھا، اس نے عثمان ملک کی روح لرزائی کیونکہ اس وقت اور حان پاگل ہو رہا تھا، وہ صرف اسکی بیوی نہیں تھی، وہ بہت کچھ بن چکی تھی اور حان کو تبھی اسکا نام تک کسی اور کی زبان سے برداشت نہ تھا۔

"میرے پاس کھونے کو کچھ نہیں رہا اور حان اس لیے میں تجھے چیلنج کرتا ہوں کہ میں اسے تجھ سے واپس لے لوں گا۔ وہ میری بیوی بننے والی تھی۔ وہ میرے لیے خواب سجا چکی تھی سمجھا تو۔ اس روز وہ میرے لیے سر سے پیر سجی تھی۔ اس نے خود کو میرے لیے سنوارا تھا۔ میری محبت کے ارمان تھے اس میں۔ اور میں اسکو وہ ساری محبت دوں گا۔ تجھے میں لایا تھا ہمارے بیچ، تجھے بیچ سے نکالوں گا بھی میں۔ مارنے کی دھمکی کسی اور دے جا کر۔ پاگل سنکی آدمی۔"

عثمان نے پوری قوت سے اورحان کو خود سے پرے دھکیلا، اس وقت وہ جانور بن چکا تھا جبکہ اورحان کی حالت بھی کچھ اچھی نہ تھی، وہ اپنے ہوش میں نہ تھا۔

"میں تجھے تیرے ان مکروارادوں میں کامیاب نہیں ہونے دوں گا۔ وہ صرف میری ہے۔"

اورحان حلق کے بل چلایا اور وہاں سے جاتے اس زور سے دروازے کو لات مار کر گیا کہ وہ اک کنارے سے اتر ہی گیا جبکہ عثمان نے بھی تنفر سے اپنا گریبان جھاڑتے پھنکار کر اسے جاتا دیکھا، اورحان باہر آئے اپنا سینہ مسلتا خود کو کمپوز کرنے کی کوشش کر رہا تھا مگر اس سے ہو نہ پایا، وہ جس حالت میں گاڑی ڈرائیو کیے واپس آیا، کئی بار گاڑی حادثے کا شکار ہوتے بچی، جبکہ وہ سیدھا اپنے کمرے کی طرف گیا تھا، ایمن نے اسے اسطرح جاتا دیکھے پکارا بھی لیکن اورحان کو جیسے آوازیں سنائی دینا بند ہو گئیں، وہ وحشی ہو رہا تھا۔

وہ کمرے کا دروازہ کھولے اندر داخل ہوا تو میرال، آئینے کے سامنے کھڑی اپنے بال بنا رہی تھی جب گھبرا کر پلٹی، اورحان کی سرخ آنکھیں دیکھے ڈر کے سبب اسکے ہاتھ سے برش چھوٹ کر نیچے گرا اوپر سے اورحان نے جس طرح ڈور لاک کیا، وہ میرال کو مزید ہراس کرنے کا سبب بنا۔

"ک۔۔ کیا ہو گیا آپکو؟"

وہ ڈرتی ڈرتی اسکے قریب گئی جو خود بھی بکھرے سے خلیے کے سنگ اس تک پہنچا، بال بے ترتیب ماتھے پر گرے تھے اور گریبان بھی کھلا تھا، کف فولڈ تھے جبکہ آنکھیں انگارہ، اورحان آگے بڑھا اور میرال ڈر کر واپس قدم لیتی ڈریسنگ میز کے ساتھ جا لگی۔

"ک۔۔ کیوں ڈرا رہے ہیں۔ آپ ٹھیک نہیں لگ رہے اورحان۔۔۔ کیا ہوا ہے آپکو؟"

میرال کی آواز یہ پوچھتے کانپی جبکہ اورحان نے مزید فاصلہ کاٹا اور میرال کے دونوں ہاتھ پکڑ کر عقب کی جانب لے جا کر ایک ہی ہاتھ میں اسکی دونوں کلائیوں کو قید کرے دوسرے ہاتھ سے اسکا چہرہ جبڑے سے ہولڈ کرے اٹھایا اور اسکے ہونٹوں پر جھکا، لیکن اسکا لمس کسی نرمی یا محبت میں نہیں، جنون اور ضد میں لپٹا میرال کو بے حد تکلیف پہنچا گیا۔

"ا۔ اورحان۔۔۔ آپ کو کیا ہوا ہے؟"

وہ اسکی بے رحم شدت پر سسک اٹھی، آنکھیں درد پر نمی سے بھر گئیں۔

"ہمیں ایک ہونا ہو گا ورنہ سب ختم ہو جائے گا۔ سن رہی ہیں آپ۔ وہ چھین لے گا آپکو مجھ سے۔ آپ صرف میری ہیں۔ م۔ مجھے آپکو اپنا بنانا ہے ہر طرح۔ ابھی اور اسی وقت"

وہ اسکے جواب کو سنے رونا اور سانس روکے اور حان کے بدحواس لہجے اور لفظوں پر تڑپ اٹھی، وہ ہوش میں نہیں لگ رہا تھا، وہ پھر سے میرال کی سانس روکنے لگا، اس بار وہ اسکی جنونیت پر کراہ اٹھی، وہ اسکی گردن پر بھی بے رحمانہ انداز میں مسلط کرتے لمس اتار کر وہاں عنابی زخم دینے لگا، یہی نہیں، اس نے میرال کی مزاحمت، اسکے دل دماغ اور جسم کو ہوتی تکلیف کو بھی نہ دیکھا، اس وقت وہ پاگل ہو رہا تھا، اسے میرال کی وجود کو پانا تھا، یہ جانے بنا کہ وہ ایسے مر کر بھی میرال کو نہیں پا سکے گا۔

وہ اسے زبردستی اس بستر پر گرا گیا جہاں اس لڑکی نے پہلی بار اور حان کے سینے پر سر رکھنے کا سکھ پایا اور اب وہ اسے اپنی بے رحمانہ قربت سے ریزہ ریزہ کررہا تھا، اسکے اندر باہر زخم لگاتے بس خود کو مطمئین کررہا تھا کہ اب وہ اسکی ہو جائے گی۔ وہ چینخ بھی نہ سکی، نہ مزاحمت کرپائی، بس آنسو بہاتی رہی کہ شاید وہ شخص اسکی آنکھوں کا درد دیکھ کر ہی ہوش میں آجائے پر نہیں، وہ اسے مارنے کے بعد ہوش میں آیا، اس نے جس طرح چند لمحوں میں میرال کا جسم توڑا تھا، یہ اس لڑکی کے ٹوٹے دل سے کہیں زیادہ دردناک تھا۔

لگ بھگ ایک گھنٹے بعد وہ ہچکیوں سے روتی ہوئی خود کے مسلے وجود کو دوپٹے سے چھپانے میں لگی تھی جبکہ وہ بیڈ کے ساتھ نیچے کارپٹ پر بیٹھا پتھر کی طرح ساکن اور چپ تھا، شرٹ لیس کسرتی وجود پسینے میں ڈوبا تھا، اب بھی آنکھیں سرخ تھیں، جبکہ میرال کی نظر اسکی بیک پر لگی گولی کے نشان پر گئی

تو وہ ہچکیاں بھرنا بھول گئی، وہ سرک کر اس تک آئی اور اپنا کانپتا ہاتھ اور حان کی بیک پر رکھنا چاہا جب وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر ہٹا گیا۔

"محبت سے پہلے میں نے آپکو خود سے نفرت پر مجبور کر دیا ناں میر ال"

وہ یوں بولا جیسے اسکی آواز کسی قبر سے آئی ہو، وہ روتی ہوئی سر نفی میں ہلا گئی اور اٹھ کر نیچے اسکے پاس ہی بیٹھی، اور حان اسے دیکھ نہ پایا ورنہ شاید خود کی جان لے لیتا۔

"آپ ہسبنڈ ہیں میرے۔یہ آپکا حق تھا لیکن مجھے لگا تھا ہم میں کچھ خاص ہے اور حان۔ لیکن یہ تو عام سے بھی عام نکلا۔م۔۔مجھے کوئی شکوہ نہیں لیکن شاید اب مجھ سے محبت کا نام بھی نہیں لیا جائے گا۔بہت ڈرا دیا اس محبت نے مجھے۔"

وہ بظاہر تو بلکل ٹھیک تھی، سلامت تھی لیکن وہ کانپ رہی تھی، اسکا پورا وجود درد کرتا آبلہ تھا، اسکا سر درد سے پھٹ رہا تھا، آنکھیں جل رہی تھی اور دل، دل تو خاک ہو گیا تھا۔

"م۔۔مجھے معاف کر دیں پلیز۔میں اپنے ہوش میں نہیں تھا۔ع۔۔عثمان نے کہا اسے آپ واپس چاہیں۔اس نے کہا وہ آپ کو مجھ سے چھین لے گا۔یہ برداشت نہیں ہوا۔میں آپکو تکلیف دینے کے بارے سوچ بھی نہیں سکتا میرال کیونکہ پہلی نظر دیکھتے ہی مجھے آپ سے پیار ہو گیا تھا۔میں جھوٹ نہیں بول رہا۔پلیز مجھے معاف کر دیں۔یہ س۔۔سب معاف کر دیں"

اور حان کی آنکھوں میں آنسو تھے اور یہ اسکی بے گناہی کا سب سے بڑا ثبوت تھے، سات ماہ کومہ میں رہنے والا آدمی ویسے ہی جسمانی اور دماغی طور پر کمزور ہوتا ہے، اس سے یہ سب برداشت کرنا ممکن نہیں ہوتا لیکن ابھی میرال تو کچھ جانتی ہی نہ تھی، اسے تو بس اس شخص کا دیا درد ہی ہو رہا تھا، وہی جان لے رہا تھا۔

"کر دیا۔ لیکن شاید اب ہما۔۔ ہمارے بیچ کچھ پہلے جیسا نہ رہے۔ م۔۔ مجھے آپ سے یہ امید نہ تھی۔ م۔۔ میں جسمانی تکلیف کی بات نہیں کر رہی۔ میرا دل بھی میری طرح کانپ رہا ہے۔ یہ چھوٹی بات نہیں اور جان۔۔۔"

اس بار وہ بھی درد کی شدت پر رو پڑی تھی، یہ آنسو تو پچھلے ایک گھنٹے سے وہ بہا رہی تھی لیکن اس وقت وہ پھوٹ کر رو پڑی۔

"م۔۔ میرال۔۔۔"

وہ اسکے آنسو پونچھنا چاہتا تھا پر وہ بے دردی سے اسکا ہاتھ ہٹا گئی اور پاس سے اٹھ بھی گئی۔

"آپ نے مجھے بہت تکلیف دی ہے۔ میں ن۔ نے آپکو تکلیف دینے والا نہیں، تکلیف دور کرنے والا سمجھا تھا۔ مجھے نہیں پتا یہ بھیانک گھنٹہ میں کیسے

بھول پاؤں گی لیکن تب ت۔۔تک دوبارہ مجھ سے دور رہیے گا۔میں آپ سے منت کرتی ہوں"

وہ اسے مزید زمیں میں گاڑے وہاں سے چلی گئی، آج وہ اسکے آنسو پونچھنے کے بھی قابل نہ تھا، سرہاتھوں میں گرائے اورحان نے خود کو اس ظلم پر ملامت کی تھی، وہ خود پر چینخا کہ یہ کیا کردیا لیکن شاید یہ سب ان دو کے مقدر میں لکھا ہی ایسا تھا، اس وقت ان دونوں کی تکلیف بے حد تھی اور وہ دونوں اپنی اپنی تکلیف کا پردہ رکھ کر ایک دوسرے کی آبرو بچانے والے تھے لیکن درد وہیں ٹھہرنے والا تھا، تب تک جب تک اورحان اب میرال کو کوئی ایسا سکھ نہ دے دیتا جسکی خوشی اس شدید قہر پر حاوی ہو جاتی۔

..________________________________..

"اسکا نام صادق چوہان ہے، چائلڈ ٹریفیکنگ میں ملوث ہے۔ اسکے ساتھ اسکے دو ساتھی بھی جانے مانے منسٹر ہیں۔ یہ خود بھی سیاسی آدمی ہے۔ مجھے خبر ملی

ہے باسل ماہیل کی ٹیم کو اگلا یہی کیس مل رہا ہے سر کار۔ یہ چاہ رہا ہے آپ اسکی کچھ مدد کریں۔ اسے کچھ پیسہ چاہیے۔ اور کچھ خفیہ جگہیں دھندے کے لیے"

ویلئیم نے مختصر تعارف دیتے اک فائیل میز پر رکھی، نیلی آنکھیں اس فائیل میں رکھے صادق چوہان کے چھٹے پر مرکوز تھیں۔

"باسل ماہیل۔ اسے تو مار دیا تھا۔ اسی کی موت کے بدلے تو وہ نئ نعینات ہونے والی اے ایس پی قابو کی تھی۔ بنا اسکی مدد کام مشکل نہ ہو جائے۔ اگر باسل زندہ ہے اور اپنے گھر لوٹ چکا ہے تو کانٹریکٹ بھی ختم ہو گیا۔ اب اسے کیسے قابو کروں ویلیم؟"

آتشم نے یہ سب اک طرف کرے زرا چہرہ اٹھاتے ویلیم سے مدد چاہی، جس نے کچھ سوچنے کے بعد دونوں ہاتھ میز کی سطح پر رکھے۔

"اسکے ہاتھوں کسی کا مڈر کروادیں، وڈیو بنالیں۔ بنا کسی قانونی اندر والے کی مدد کے ہمارا کام مشکل ہو سکتا ہے"

ولیم نے گہری سوچ بچار کے بعد جو حل دیا اس نے آتشم کو اک گہری مسکراہٹ دی، وہ آنکھوں تک کھنچا ولائی۔

"وہ آدمی تم ہو گے"

آتشم اپنی جگہ سے اٹھا تو ولیم کے چہرے کا رنگ فق ہوا۔

"کیا کہہ رہے ہیں سرکار"

ولیم کی آواز کانپ اٹھی۔

"اور کتنے گناہ کرو گے تم، جلدی مرو گے تو جلدی حساب کتاب ہو جائے گا۔ اب چھٹی کرو"

وہ یوں نارمل تھا جیسے موت نہیں، بلکہ کہیں ویکیشن بھیجنے کی بات ہو۔

"میں آپکا وفادار ساتھی ہوں آتشم۔ ایسا مت کریں میرے ساتھ"

ولیم نے گڑگڑا کر منت کرنی چاہی۔

"وفا نبھاو پھر۔ اجر سیال کے ہاتھوں مروتا کہ وہ دوبارہ آتشم کی قید میں آئے۔ یہی آتشم کے لوگوں کا کام ہے۔ اس کے لیے ہر بازی لگانا۔ یہ کام آج ہی ہو گا۔"

وہ حکم صادر کر چکا تھا، ولیم کی آنکھوں میں خوف تیر رہا تھا، آتشم نے اگر اسکی موت کا فیصلہ کیا تو اسکے پیچھے سبب بس غداری تھی، ولیم کو باسل ماہیل کے ساتھی کوبرا سے ملتے دیکھا گیا تھا۔

ولیم کی آنکھوں میں تیرتی شرمندگی کی تکلیف، موت نامے سے کہیں بڑھ کر تھی۔

..______________________..

وہ نو بجے تک کمرے سے باہر آئی تو چہل پہل تھی، مصطفی اور حرا لاونج میں بال سے کھیل رہے تھے جبکہ ایمن، ڈائنگ پر برتن وغیرہ سیٹ کروا رہی تھیں، ماہا نے کال کی تھی کہ وہ بیس منٹ تک آ رہے ہیں لیکن رات بھی کچھ نہ کھانے کے سبب اجر کو اس وقت اس قدر بھوک تھی کہ اسے پیٹ میں درد ہونا شروع ہو گیا۔

ایمن نے جب اسے سرخ رنگ کے جوڑے میں بے حد خوبصورت سج کر آتا دیکھا تو بے اختیار وہ اسکی نظر اتار گئیں، کیا کرتیں، انکے بیٹے کی محبت جو تھی۔

"ایمن آنٹی مجھے بہت بھوک لگ رہی ہے۔ کیا مجھے کچھ کھانے کو ملے گا؟"

ایمن کے پاس آ کر رکے وہ چئیر پر دونوں ہاتھ رکھ کر بہت نرمی سے بولی۔

"بیس منٹس تک تمہارے گھر والے لا رہے ہیں ناشتہ۔ تھوڑا ویٹ کرلو"

ایمن نے بھرپور نگاہ ڈالنے کے بعد میڈ کے سنگ اپنی بات مکمل کی پر اجر کو بیس منٹ کیا، اک منٹ بھی انتظار کرنا دوبھر لگ رہا تھا۔

"فروٹس بھی نہیں ہیں؟"

اجر نے پھر سے انکو پکارا۔

"بنانا اور اپیل ہے۔ لے لو"

ایمن نے اسی نرمی سے جواب دیا پر اسے یہ دونوں فروٹس پسند نہ تھے۔

"بلو بیریز، سٹرابریز اور تربوز بھی ہے فریج میں۔ وہ لے لو۔ میڈ کو کہوں تمہیں فروٹس کاٹ دے؟"

ایمن نے اسے چپ محسوس کیے خود ہی پوچھا تو وہ مسکرا کر نفی کر گئی۔

"آنٹی میں پیزا منگوا لوں؟"

اجر نے دانت دیکھاتے پوچھا جس پر ایمن گھوریں۔

"تم پیزا کھاوگی تو مصطفی بھی ضد کرے گا۔اسے بلکل سوٹ نہیں کرتا۔"

ایمن نے فوراسے منع کیا تو اجر نے اداس ہو کر حرا اور مصطفی کو دیکھا، حرا نے اسکی طرف دیکھتے نظریں چرائیں تو اجر نے اداسی سے نظر واپس کھینچ لی۔

"پھر مجھے فروٹس ہی کٹوادیں۔"

اجر نے مسکرا کر کہا اور واپس اپنے کمرے کی طرف آگئی، بارہ بجے سے چھ تک اسکا سیکنڈ لاسٹ ٹرینگ سیشن تھا تو بارہ بجے تک اسے کسی طرح ٹائم گزارنا ہی تھا، وہ واپس روم میں آئی،

فون لے کر بیٹھی، اسکے پاس ابھی تک باسل کا دلایا فون ہی تھا، وہ کاوچ پر آ کر بیٹھی یونہی وڈیوز دیکھنے لگی، اسکے پاس ٹرینگ سینشن سے ریلٹڈ ہی وڈیوز تھیں۔

پھر اسی سکرولنگ کے بیچ اجر کے سامنے ایک کپل وڈیو آئی، ویسے تو وہ نہ فلمز دیکھتی تھی نہ پاکستانی ڈرامے، بس کورئین وہ بھی بہت کم، بس کبھی میوزک سن لیتی۔ اس وڈیو میں وہ لڑکی، ٹچ کرے بہت سے بندوں میں اپنا بندہ ڈھونڈ رہی تھی، وہ ایک فائنڈ یور لوو گیم تھی۔

یہی سوچتے اسکے خرافاتی دماغ میں پھر سے رات کی طرح باسل کو محسوس کرنے کی مہم جاگی۔

"مجھے یہ جلد از جلد مشن پورا کرنا ہو گا۔ وہ آتشم کبھی بھی ٹپک سکتا ہے۔ اب میں اسکی غلام نہیں لیکن وہ مجھ سے پنگاہ ضرور لے گا یہ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے۔"

اجر نے خود کو اس سب کے لیے تیار کیا جو ایک مشکل امر تھا پھر وہ باسل کے رویے کو اگنزامن کرنے لگی۔

"ہو سکتا ہے باسل مجھے اس لیے اپنے قریب نہیں کر رہا تا کہ میں جاسوس قسم کی لڑکی اسکو آتشم بنتے ہی دبوچ نہ لوں۔ چہرہ تو چھپا لے گا، پر اپنی باقی باڈی کا کیا کرے گا۔ وہ تو کل میں نے اپنی پوسٹ مارٹم کرتی نظروں سے سکین کر لی ہے۔"

ابھی وہ یہ سب نایاب خیالات ہی سوچ رہی تھی جب اجر کے ہاتھ میں پکڑا فون بلنک ہوا، کوئی ان نان نمبر سے میسج تھا۔

"ہے باربی ڈال۔ پہچانا؟"

میسج پڑھتے ہی اجر کی آنکھیں چمکیں، شیطان کا نام لیا اور وہ حاضر۔

"آگیا میری زندگی کا گرہن۔ اسے پتا چل گیا ہو گا کل سکون کی رات سوئی ہوں۔ ویسے اس وقت جا کر باسل کو دیکھتی ہوں وہ کیا کر رہا ہے"

اجر نے وہیں سے اٹھ کر باہر دوڑ لگائی مگر زیادہ دور نہ جانا پڑا، وہ باہر ہی لان میں بارس کے ساتھ ٹہل رہا تھا۔ بارس اس سے کچھ میتھ کے ضروری

فار مولاز پوچھ رہا تھا، اور کل کے لیے سوری بھی کرنے آیا تھا، اجر نے جلدی سے آتشم کو وہیں بالکونی میں کھڑے ہوتے میسج "منحوس" ٹائپ کیے بھیجا۔

مگر نیچے کھڑے بارس اور باسل دونوں نے بیک وقت فون نکال لیا کیونکہ دونوں ہی کچھ اہم ڈسکشن کر رہے تھے تو اجر دانت پیس گئی کیونکہ دونوں کیا کر رہے ہیں فون پر دیکھ پانا ناممکن تھا۔ یہی نہیں زرا فاصلے پر بیٹھے ماہیل صاحب بھی میسجنگ کر رہے تھے اور تب تو چراغوں میں روشنی نہ رہی جب اسی چکر میں اسے آتشم کا جواب آگیا۔

"تم مجھ سے بڑی منحوس"

آتشم کا جواب پڑھتے ہی اجر نے پست سی چینخ ماری تو سب متوجہ ہوئے۔ سب کو غصے سے دیکھتی وہ واپس کمرے میں جا گھسی تو آگے ایمن بھی میسج ٹائپ کرتی چلی آرہی تھیں، ہاتھ میں فروٹ باول لیے، شاید وہ ماہا کو میسج کر رہی تھیں۔

"لو۔ بھوک مٹالو جب تک ناشتہ آتا ہے۔ اور ہاں۔ اچھی لگ رہی ہو"

ایمن کو دیکھے وہ فون وہیں میٹرس پر رکھے انکے پاس آرکنے پر خود ہی قریب آئی اور فروٹ باول تھاما جسکے بعد وہ مصروف سے انداز میں ہی سہی پر تعریف کر کے گئیں جس نے اجر کو کچھ الجھن بھلادی۔

پھر سے میسج بلنک پر اجر نے باول، واپس رکھتے فون اٹھا کر میسج پڑھا۔

"آج کے اپنے ٹرینگ سیشن کے بعد اس ایڈریس پر آجانا۔ اب چونکہ باسل زندہ ہے تو ہم آپسی کانٹریکٹ ختم کر دیں گے۔"

وہ میسج پڑھے فورا سے جواب لکھنے لگی۔

"اور اگر میں نہ آوں تو؟"

اجر نے جواب پوری اکڑ سے دیا۔

"میں تمہارے شوہر کو تمہارے اسے مارنے والے کرتوت بتادوں گا۔ پھر ساری عمر صفائیاں دیتی رہنا۔ تم نے جو اسے مارنے کا آرڈر دیا اسکی وڈیو ود وائس ہے میرے پاس۔ تو جو کہا ہے وہ کرو۔ ابھی تمہیں اپنی غلامی سے آزادی نہیں دی یہ بھیجے میں بٹھالینا۔ بائے"

وہ بدلحاضی سے جواب لکھ کر بات ختم کر چکا تھا، اجر اس سے پہلے موٹی سی گالی دیتی، دروازہ کھولتے باسل اندر آیا، وہ اسکے چینخنے پر فکر مند تھا جبکہ اجر کی عقابی نظر باسل کے فون پر تھی جو کمرے میں آتے اسکے ہاتھ میں تھا۔

باسل اسے یوں اس ڈریس میں دیکھے سب بھول گیا، وہ انار کی طرح لگ رہی تھی، میٹھی اور تیکھی ایک ساتھ پر باسل کو ہوش تب آیا جب اجر نے اسکے ہاتھ سے اسکا فون جھپٹ لیا۔

وہ اسکے میسجز میں جا کر دیکھنے لگی مگر وہاں ریسنٹ کی کوئی چیٹ نہ تھی، وہ حیرانگی سے باسل کا چہرہ دیکھنے لگی۔

"کیا بد تمیزی ہے یہ۔ ادھر دو میرا فون"

باسل نے اسکے مرمریں سے ہاتھ میں دبا اپنا فون لیتے برہمی عیاں کی پر وہ افسردہ ہو گئی، پھر سے یہ شک کہ واقعی اگر یہ کوئی تیسرا ہوا تو وہ کیا کرے گی، اور اب وہ باسل سے یہ بھی نہیں پوچھ سکتی تھی کہ کیا تم آتشم ہو۔

"کوئی اگر تمہیں کہے کہ اجر تمہیں مروانا چاہتی ہے۔ فیک اے آئی وڈیو بھی دیکھا دے۔ تم یقین کرو گے؟"

اجر نے نزدیکی بڑھاتے ٹھیک باسل کی آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑتے پوچھا۔

"کیا فضول سوال ہے؟ تم چینخی کیوں تھی؟ کیا مسئلہ ہے۔ کیا بھوک لگ رہی ہے تمہیں؟"

باسل نے اسکے سوال کو نظر انداز کرے اس فروٹ باول کو دیکھتے فکر عیاں کی۔

"پلیز باسل۔ تم بتاؤ یقین کرو گے؟"

وہ اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرے بس اپنے سوال کا بے تابی سے جواب چاہتی تھی۔

"کرلوں گا اجر۔"

باسل نے سادگی سے جواب دیا، وہ فورا غمگین ہوئے اپنے ہاتھ پیچھے کھینچ گئی۔

"میری شکل ہے تمہیں مروانے والی؟"

اس نے اپنی شکل پر فوکس کروایا جبکہ اکثر قاتل معصوم شکل کے ہوتے ہیں یہ تو کہاوت میں بھی آتا ہے۔

"شکل پر تو کچھ نہیں لکھا ہوتا۔ کون قاتل ہے کون بسمل۔"

وہ اسے بلکل بھی ٹرسٹ کے مدار میں نہیں رکھ رہا تھا، وہ مایوس ہو کر بیڈ پر جا بیٹھی، اپنا پیٹ دبانے لگی کیونکہ انگزائٹی میں اسے بھوک مزید لگتی۔

"بھوک لگ رہی ہے؟"

وہ باول اٹھا کر ہاتھ میں پکڑے خود بھی اسکے ساتھ بیٹھا تو اجر نے چہرہ دوسری طرف اوپن بالکونی ڈور کی طرف کر لیا کیونکہ کچھ لمحے ایسے تابناک ہوتے ہیں جب سر ہلانا بھی بھاری ہوتا ہے۔

"بہت زیادہ لگ رہی تھی پھر کچھ ہوا۔ مر گئی۔ میری زندگی عام لوگوں کی زندگی جیسی کیوں نہیں۔ اک دن عام لوگوں جیسا مل جائے بس۔ میں سارا جی لوں گی۔ میں بہت دکھی ہوں باسل"

وہ کب باہر کی طرف دیکھتی اپنی الجھنوں پر غم سے اٹ گئی، اسے خبر ہی نہ ہوئی پر اس لڑکی کو کون سمجھاتا، ایسے شخص کے سامنے نہیں ٹوٹتے جو گلے لگانے کا حوصلہ نہ رکھتا ہو۔

"تمہیں ایسا دن ضرور ملے گا۔ کچھ کھالو"

باسل نے وہ باول اسکے دونوں ہاتھوں میں تھمایا جس پر وہ باسل کو پھر سے بغور دیکھنے لگی۔

"تم کیوں چلے گئے تھے۔ تمہیں پتا ہے یہ سات ماہ مجھ پر کتنے بھاری تھے۔ میں نے کسی کو اپنی فکر کرتے نہیں دیکھا اس وقت میں۔ کسی نے تمہاری طرح میری فکر نہیں کی، خیال نہیں رکھا۔ تم مجھے پورا معاف کر سکو گے کبھی؟"

وہ باول ہٹا کر دوسری جانب رکھے رخ باسل کی جانب موڑ کر بیٹھی، وہ اسکے سوال کا جواب دیتا یا اسکی تکلیف سنتا یا پھر سوال پرکھتا۔

"جب ہماری سانس کسی انسان کے رحم و کرم پر آجائے، پھر ہم انسانوں سے دور جانا چاہتے ہیں۔ کبھی نہ لوٹنے کے لیے۔ میں تو پھر لوٹ آیا، میں نے خود کو تمہاری قید میں دے کر تمہیں خود سے آزادی دی ہے۔ یہ بہت سیو سائیڈ

تھی جس میں نہ میں مرتا نہ تم۔ شکائیت نہیں کرو۔ تمہارا خیال سبکو ہے۔ تمہیں نظر نہیں آتا۔ کیونکہ تمہیں اب جسکا خیال چاہیے وہ باقی نہیں رہا اور انسان خود غرض۔ مرضی کے سکھ چاہتا ہے بس"

وہ بہت زیادہ سنجیدہ، اور حقیقت پسند ہو گیا تھا، جانتی تھی اسی کا کارنامہ ہے پر اب اسے باسل کی عام سی نظریں چوٹ دے رہی تھیں، اسکی آنکھوں میں وہ اپنے لیے بس احترام اور فکر دیکھ پا رہی تھی، جنون اور محبت نہیں۔

"میں نے پیزا کھانا ہے"

وہ بات ہی بدل گئی، باسل نے سر ہلایا۔

"میں آرڈر کر دیتا ہوں"

وہ فوری فون پر کچھ دیکھنے لگا جب وہ اسکا ہاتھ پکڑے روک گئی۔

"تمہاری مما نے کہا ہے نو۔ مصطفی بھی پھر ضد کرے گا۔ اسے سوٹ نہیں کرتا"

وہ مرجھائی شکل کے سنگ بولی۔

"روم میں کھالینا۔ باہر مت جانا"

وہ فوری حل دے گیا۔

"اور اگر مجھے بھی سوٹ نہ کیا؟"

وہ جانے کیا سننا چاہتی تھی، باسل نے اپنا ہاتھ جھٹک کر چھڑوایا۔

"تو مت کھاو۔ ناشتہ آرہا ہے وہ کھانا"

وہ تھوڑا برہم ہوا پر وہ باسل سے زبردستی فکریں بٹورنے کا کھیل کھیل رہی تھی۔

"کبھی میں بیمار پڑ گئی، میری تیمارداری کرو گے؟"

وہ یکدم بات کا ٹریک بدلتی کہ باسل کا دماغ اٹیک جیسی کیفیت محسوس کرتا، ناگواری سی باسل کے چہرے پر ابھری۔

"کیا تکلیف ہے تمہیں؟"

وہ اٹھ کھڑا ہوتے بگھڑا تو وہ بھی مقابل اٹھ آئی، اک تو چمکتے اس سلک سوٹ میں ویسے ہی آنکھوں میں بیٹھنے اور لیٹنے پر تلی تھی۔

"تم آتشم کو جانتے ہو؟"

اجر کے سپاٹ اور سرد سوال پر باسل نے آئبرو مزید اچکائے۔

"ہمارے بیچ اس کرمنل کا ذکر کیوں؟"

وہ برہم ہوا، اسے یہ ذکر ناگوار گزرا۔

"میں پاگل ہو جاوں گی"

وہ سخت کرب سے منمنائی۔

"میری وجہ سے، میں چلا جاتا ہوں"

وہ پریشانی میں آ گیا۔

"اوئے سیانے! تم دل کہاں چھوڑ آئے ہو اپنا؟"

وہ بھیگی ناراض آنکھوں سے اسکی بازو دبوچے بولی کم ڈانٹی زیادہ، ان سہمی، الجھی، ناراض آنکھوں کے گوشوں پر کوئی صدقے چلا گیا تھا۔

"ایک موڑ پر دل چھوڑ دیا۔۔۔ مر گیا تھا۔ کیسے کیسے دل مر جاتے ہیں ناں دکھ سے اجڑ"

وہ اسے فلسفانہ جواب دے کر دگنا اریٹیٹ کر رہا تھا۔

"ان مرے دلوں میں تمہارا دل نہ ہو۔ تمہاری جیسی آئٹم بہت مدت بعد پیدا ہوتی ہے"

وہ اسے جان بوجھ کر غصے سے دیکھتی بولی۔

"کچھ کھالو"

وہ اب تک اسکی فکر سے بھرا تھا، اجر نے باول پیچھے پلٹے جھک کر اٹھایا اور واپس باسل کے سامنے آرکی۔

"تم اپنے منہ سے کھلاو"

اجر نے فوری فرمائش کی جبکہ باسل کو لگا شاید اسے سننے میں غلطی ہوئی ہے، اکثر یہی کہا جاتا ہے کہ ہاتھ سے کھلاو مگر وہ اپنے دماغ کو کوسا کہ کس قسم کی بکواس سن سمجھ رہا ہے۔

"میرا ہاتھ تمہارا ملازم نہیں ہے"

باسل نے تن کر منع کیا جس پر اسکے چہرے کے نزدیک سرکی کہ باسل کو زرا فاصلہ بنانا پڑا ورنہ دونوں کے چہرے ٹکرا جاتے۔

"ہاتھ کسے چاہیے۔میں نے کہا اپنے منہ سے کھلاو۔وہ میرا ملازم ہے۔کیونکہ شوہر ہو تم میرے"

اجر کی آنکھیں بلکل بے خوف تھیں لیکن باسل نے ضرور اسے پاگل ڈیکلئر کرے وہ باول لیا اور اسے سر سے پکڑے میٹرس کی طرف دھکیل دیا۔

"تمہارا دماغ چل گیا ہے۔"

وہ سخت متذبذب ہوئے بڑبڑایا۔

"میں تب تک کچھ نہیں کھاوں گی جب تک تم مجھے میری ڈیمانڈ کے مطابق کچھ کھلاتے نہیں۔ورنہ ابھی میرا پیٹ بھوک سے درد کر رہا۔کچھ دیر بعد یہ درد برداشت سے نکل جائے گا پھر مجھے مزے سے آہیں بھر بھر کر مرتا دیکھ لینا"

وہ تکیے کو سر تلے لیے ساتھ درد کرتے پیٹ کو بھی دبانے لگی جبکہ اسکی دھمکی اپنی نوعیت کی پاگل اور مشکوک تھی۔

"تم یہ سب کیوں کر رہی ہو اجر؟"

وہ اسے مرتا ہی تو نہیں دیکھ سکتا تھا، کمبخت جان جو تھی، سینے کے سارے نظام پر قابض جو تھی۔

"نہیں پتا۔"

وہ بضد تھی۔

"ٹھیک ہے اٹھو"

باسل کے ہاتھ بڑھانے کی دیر تھی کہ وہ خوشی خوشی اسکا ہاتھ تھامے اٹھی۔

باسل نے باول سے اک اسٹابری اٹھائی اور سخت اکتا کر اپنے منہ میں زرا سے دانتوں کے کنارے سے پکڑے شدید بے بس ہوتے گردن گمائی جس پر اجر نے فوری مسکراتے وہ ہاف اسٹرابری دانتوں سے ہی کتر کر منہ میں لی اور ان کے ہونٹ فطری طور پر نا محسوس ہونے کی حد تک مس ہوئے مگر وہ

حیران تھی اب بھی وہ سخت سڑا منہ لیے ہوئے بیٹھا تھا، اف اندر کی ہلچل کو سینے میں دفن کرنا اب کوئی باسل ماہیل سے سیکھتا۔

"تمہیں گدگدی نہیں ہوئی؟"

اجر نے اسکے سپاٹ تاثرات پر حیرت سے استفسار کیا ایون خود اجر نے لطیف سے جذبات محسوس کیے اس لمحہ۔

"کونسی گدگدی؟ کیسی گدگدی۔"

وہ یوں انجان بنا جیسے ساتھ محبوب نہیں، دشمن براجمان ہو، اجر کو اس پل لگا واقعی اس شخص کے اندر جتنے جذبات تھے سب مر گئے ہیں، منہ ہلا کر کھائی جاتی اسٹابری بھی اس وقت اجر کو شدید بری لگ رہی تھی، وہ یہی سوچ رہی تھی وہ تو رومنٹک بھی نہیں ہے، اس شخص میں جذبات جگاتے جگاتے ہی ختم ہو جائے گی۔

"میں کیسی لگ رہی ہوں اس ڈریس میں؟"

اک موہوم آس کہ اب شاید باسل، اسکی تعریفوں کے قصیدے پڑھے گا، مگر ناجی، اس نے سرسری ہی تو دیکھا تھا، غور کرتا تو جس عہد ناشناسی سے لپٹا تھا، وہ ٹوٹ جاتا۔

"جیسی لڑکیاں لگتی ہیں۔"

سنجیدگی سے اسکو دیکھتے جواب دیا اور یہ اجر کا کلیجہ بھون دینے کو کافی تھا۔

"ساری لڑکیوں کا نہیں پوچھا۔ میں نے اپنا پوچھا ہے"

شدید ضبط کا دامن تھامے اپنے لہجے کو تیز ہونے سے روکے وہ دانت پیسے بولی۔

"تم بھی انہی جیسی لگ رہی ہو"

باسل نے زچ کرنے کی حد کی۔

"اٹھو۔ جاو میرے روم سے"

وہ سر ہاتھوں میں دباتی بس چینخنے کے دہانے تھی جبکہ باسل نے مسکراہٹ حلق میں انڈیلتے اٹھ کر جب واقعی دروازے کی طرف قدم بڑھائے تو اجر نے ہاتھوں میں گرے سر کو اٹھا کر اس ڈھیٹ آدمی کو دیکھا۔

"تم واقعی جا رہے ہو؟"

اجر نے صدماتی لہجے میں سرگوشی کی۔

وہ دروازے کے پاس جا کر رکے پلٹا۔

"جی۔ کچھ مزید کہنا ہے؟"

انجان بنے وہ سخت قسم کا اریٹیٹنگ لگ رہا تھا، اجر کے ہاتھوں میں عجیب کھجلی ہوئی کہ اس بندے کے سندر بال ہاتھ میں آجائیں اور وہ مڑور کے رکھ دے۔

"دل میں جذبات کہاں سے بھروائے جاتے ہیں اور رومینس کہاں سے سیکھا جاسکتا ہے"

وہ وہیں بیٹھے شدید مشکل میں پھنسی حل دریافت کرنا چاہتی تھی، باسل کی سیاہ آنکھیں محور تلک مسکرائیں۔

"سوری مجھے ایسی شاپس کا کچھ پتا نہیں۔ آجاو باہر تمہارے گھر والے آگئے ہیں شاید"

وہ اسکے منہ کی طرف دیکھتے ہی اٹھی پھر سے دروازے تک آتی اسکے چہرے کو یوں دیکھ رہی تھی جیسے اس لگ رہا ہو باسل مزاق کر رہا ہے۔

"میرا گھر والا تم ہو۔ تمہیں میری زرا پرواہ نہیں باسل؟"

وہ اسکا چہرہ آنکھیں تکتی تکتی ایموشنل ہوئی تو باسل نے جوابا یوں دیکھا جیسے پوچھ رہا ہو میں نے کیا کر دیا۔

"مجھے پرواہ ہی تھی تبھی تمہیں منہ سے کھلانے پر بھی راضی تھا"

باسل نے اسے یاد دہانی کروائی تو وہ سوچ بچاری کا سینہ مزید سلگ گیا۔

"لیکن ایسی پرواہ کس کام کی جس میں جذبات نہ ہوں، کشش نہ ہو اور پیار نہ ہو۔ تمہارے پاس موقع تھا۔ تم کس کر سکتے تھے۔ تم مجھے اور بہت طریقوں سے اپنے قریب لا سکتے تھے"

وہ یوں بے حد قریب سرگوشیانہ انداز میں ایسی گفتگو کر رہی تھی جو کوئی عام لڑکی نہیں کر سکتی تھی، سو بار سوچتی۔

"جب مجھے ایسا کچھ کرنا ہی نہیں تو کیوں کرتا اجر؟"

نہایت معصوم سنجیدگی سے باسل نے اسے اطلاع دی، اجر نے دانت پر دانت جماتے باسل کو خونخوار نظروں سے دیکھا۔

"مجھ سے پیار نہیں رہا تمہیں؟"

اک آخری بار سوال کیا جبکہ باسل نے کوئی جواب نہ دیتے بس اجر کی آنکھوں میں ہلکورتی بے چینی ملاحظہ کی۔

"پیار کا ان سب سے کیا تعلق؟ دیکھو میں بتا چکا ہوں۔ اب میں تم پر مسلط نہیں۔ اب میں تمہارے لیے وہ باسل نہیں رہا۔ تم بھی عجیب و غریب امیدیں مت لگاؤ مجھ سے۔ تمہیں کوئی دماغی مسئلہ ہے تو ہم کسی ڈاکٹر سے کنسرن کرتے ہیں۔ تمہارا یہ بدلاؤ مجھے بھی تشویش میں مبتلا کر رہا ہے"

باسل نے اسکی مرجھائی شکل تکتے اسکی ٹھوڑی ہاتھ سے پکڑ کر اوپر کی اور جب پاگل کہنے کی کوشش کی تو وہ مکا باسل کے پیٹ میں مار گئی، وہ خفیف سا چہرے کے تاثرات میں درد کا اثر انڈیل لایا پر اسے کچھ کہا نہیں۔

"مجھے عام لڑکیوں کی طرح شرمانا ہے۔ تمہیں سمجھ نہیں آرہی؟"

وہ سخت ناراض ہوئے اسکی شرٹ کے کولر کو دونوں ہاتھوں میں لیتے مٹھیوں میں بھینچتی چہرے کے پاس غرائی۔

"تو شرما لو۔ کب منع کیا ہے؟"

باسل نے لاعملی کا اظہار کیا جبکہ جس قدر انکے بیچ نزدیکی تھی، نظریں اور تیور بدل گئے، موڈ بدلتے کب دیر لگتی۔

"خود سے کیسے شرما لوں۔ کوڑھ معز۔ کچھ کرو گے تو شرماو گی ناں"

وہ اسکے منہ کے پاس غراتی اس شخص کے سینے میں جوتے سمیت اتر رہی تھی پر وہ بتانا نہیں چاہتا تھا، وہ اتنی قریب تھی کہ باسل ماہیل سانس لینا روک گیا کہ سانسوں تک کی تپش اس لڑکی کو نہ جھلسائے۔

"مجھے کیا کرنا ہے؟ اور میرے کچھ کرنے سے تم کیوں شرماو گی؟"

باسل نے شدید حیرانگی لیے پوچھا جس پر اجر کا دل چاہا خودکشی کرلے اب۔

"باسل۔ تم جان بوجھ کر تنگ کر رہے ہو مجھے؟"

وہ بھوری آنکھیں اتنا تنگ کیے جانے پر بھیگنے لگیں، باسل نے اسکے کھلے بال ہاتھوں سے سمیٹے چہرے کے اطراف ہاتھوں کا ہالہ سا بنایا، وہ مزید روہانسی ہوئی۔

"خود کو میرے لیے مت تھکاو۔ قبر پر جتنے پھول چڑھالیں۔ قبر والا زندہ نہیں ہوتا"

وہ اسے اتنا قریب کیے اتنی درد دیتی بات کہے گا، اجر نے امید نہ کی تھی۔

"باسل۔ ایسے مت کرو۔ تمہارا یہ ورژن مجھے کھا جائے گا۔ پلیز کچھ تو نارمل ہو جاو۔ تمہیں پتا ہے میں رومینٹک نہیں ہوں۔ تم تو ہو ناں، پھر کیوں رومینس نہیں کر رہے میرے ساتھ۔"

آخر اصل شکوہ اجر کے ہونٹوں پر آ ہی گیا۔

"میں بھی نہیں ہوں اب رومنٹک"

وہ شدید اداسی سے بچاری کے ارمانوں کا جہاں ہی پھوڑ گیا۔

"یعنی مجھے اب رومینس کی کلاسیز لینی پڑیں گی؟"

وہ آخر تھک ہار کر خود ہی فیصلہ کن ہوئی۔

"دیکھ لو اپنا۔مجھے تو کچھ نہیں چاہیے تم سے"

وہ بے نیازی سے کہے زرا پیچھے ہوا اور اجر کے دیکھتے ہی روم سے نکلا جسکا بس نہ چلا اس وقت زور زور کا چیخنے لگتی۔

"یہ آدمی مجھے مار ڈالے گا"

اپنے آپ پر ہی غصہ کرے وہ دبا سا غرائی، اور کوئی آپشن جو نہ تھا۔

..________________________..

وہ شاور لیے چینج کر چکا تھا پر اسکی حالت اچھی نہ تھی، میرال بھی میٹرس پر بیٹھی اسکی ہی پشت دیکھے جا رہی تھی، گرین اور پرپل کنٹراسٹ سوٹ میں وہ

بھلے اجلی لگ رہی ہو پر اسکا پورا وجود شاور لینے کے بعد بھی شدید تکلیف میں مبتلا تھا، وہ نوخیز سی کلی پھول تو بن گئی پر طریقہ اسکی نازک جان سے بہت بھاری تھا۔

"آپکے بیک شولڈر پر نشان کس چیز کا ہے؟"

وہ خود ہی اسے چپ چاپ سٹڈ فکس کرتا دیکھے بولی تو اورحان نے مرر کے تھرو ہی میرال کو دیکھا۔

"گولی کا"

اورحان نے سنجیدگی سے جواب دیا تو وہ اٹھ کر اورحان تک پہنچی اور اسے عقب میں محسوس کیے وہ بھی پلٹ کر اسکے روبرو ہوا، وہ لڑکی اورحان کی آنکھوں میں تیرتی تکلیف پر اب بھی تڑپ اٹھی۔

"کس نے ماری گولی۔"

وہ ڈرا سا بولی۔

"آپ مارنا چاہیں گی؟"

اور حان کے سرد سوال پر وہ سخت دلبر داشتہ نگاہوں سے اور حان کو دیکھنے لگی۔

"کس قسم کی فضول بات ہے یہ؟"

وہ آنکھوں میں آنسوؤں کی طغیانی بھر لائی۔

"میں نے ہمارا رشتہ ختم کر دیا۔ میں خود پر قابو نہیں رکھ سکا۔ وہ کیفیت مجھے بھی سمجھ نہیں آرہی کیونکہ میں جس دماغی بیماری کا شکار تھا وہ تو ایسی حیوانی نہ تھی۔ کوئی زبردستی جیسے مجھ سے وہ سب کروا رہا تھا۔ آپ فیصلے کا حق رکھتی ہیں، آپ ایک درندے کے ساتھ رہنے میں سیو نہیں ہیں۔ میں واپس آؤں تو آپ گھر چلی جایئے گا۔ مصطفی کو آپ سے کوئی الگ نہیں کرے گا۔ لیکن میں آپ کو اپنے ساتھ مزید رہنے کی اجازت نہیں دے رہا میرال"

میرال کی گردن شدید عنابی نشانوں کی زد میں تھی، اس لڑکی کے ہونٹ یوں سرخ تھے جیسے ابھی ان سے خون پھوٹنے لگے گا، چہرہ تھوڑا متورم تھا اور وہ یہ سب اچھے سے چھپانے والی تھی لیکن اورحان کی باتوں نے اسے ہوش ہی بھلادی۔

"میں نے آپکو یہ ک۔۔ کہا ہے میرے سنبھلنے تک مجھ سے ایسے والا دور رہیے گا۔ الگ ہونے کی اجازت نہیں دی نہ الگ ہونے کا فیصلہ آپ اکیلے کر سکتے ہیں۔ اس عثمان کو تو اللہ قبر بھی نصیب نہ کرے، ایسی موت مرے۔ لیکن مجھے افسوس آپ کی بے یقینی پر ہے۔ وہ مجھے آپ سے یہ سب کیے بنا بھی نہیں چھین سکتا تھا اورحان۔ کیونکہ میری ہر آتی جاتی سانس صرف آپکا نام لینے لگی ہے۔ ہمارا رشتہ اتنا کچا ہوتا تو میں سات ماہ آپکے انتظار میں نہ بیٹھتی۔ اور مجھے اس گھر سے جانے کا دوبارہ م۔۔ مت کہیے گا۔ یہاں سے اب میرا جنازہ ہی اٹھے گا"

اس نے لرزتی آواز پر پورا اختیار پائے یہ سب کہا جبکہ اور حان نے اپنی سرخ آنکھیں چرا لیں، وہ شرمندگی اور ندامت میں مبتلا ان نشانوں کو مزید دیکھتا تو خود کے ساتھ کچھ کر بیٹھتا۔

"آپ مجھ سے کبھی پیار نہیں کر سکیں گی۔ یہ میری بدقسمتی ہے اور میں آپکو کسی جبر میں مبتلا نہیں دیکھ سکتا۔ اپنی طرف دیکھیں، آپ اسکی مستحق تھیں کیا؟ مجھے تکلیف بس اتنی ہے میں ایسا نہیں تھا، نہ آپ اس سلوک کے لائق تھیں۔ پلیز میرال اگر آپ مجھے زندہ چاہتی ہیں تو چلی جائیں۔ میں ورنہ گھٹ کر مر جاوں گا"

اس شخص نے بہت بے بس ہو کر یہ کہا، اس بے بسی کی میرال گواہ تھی، آنسو میرال کی آنکھوں میں اتر آئے۔

"م۔۔مجھے تکلیف پر تکلیف دے رہے ہیں۔"

وہ غم سے پھٹ پڑی۔

"نہیں۔ آپکو تکلیف سے بچانا چاہتا ہوں۔ میں آپکی تکلیف ہوں"

وہ نظریں چرا گیا تو وہ بے اختیار روتی اس شخص کے سینے لگی جیسے کوئی ڈر کر لپٹا ہے۔

"مجھے م۔۔مار کر پھینکنا ہو اتب بھی وہ جگہ آپ اپنا پہلو چننا۔ بس ا۔۔اتنی التجاء ہے۔ مجھے مزید تکلیف مت دیں۔ م۔۔میں نہیں سہہ سکتی۔ میں آپ سے بہت پیار کرتی ہوں، وہ پیار اس سب سے دکھی ہو سکتا، مر یا مٹ نہیں سکتا اب۔۔۔میں ن۔۔نے آپکی غیر موجودگی سے بھی پیار کیا ہے۔ میں جانتی ہوں وہ میرے اور حان نہیں تھے۔ وہ تو مجھے دیکھتے بھی یوں تھے جیسے میرے اندر سکون اتار رہے ہوں۔۔۔م۔میں یہ سب نشان چھپالوں گی۔۔۔یہ گ۔۔گزر جائے گا۔ مجھے پتا ہے آپ اسکی تلافی ضرور ک۔۔کریں گے"

وہ سینے لگی روتے ہوئے بھی بس اس شخص کو تڑپا رہی تھی جسکے اندر کیا قہر ڈھل رہے ہیں، کسی کو خبر نہ تھی،وہ اندر ہی اندر گھٹ رہا تھا کہ وہ ایسا آخر کیسے کر سکتا ہے۔اس نے اپنے اور میرال کے جائز رشتے کی اسقدر بربریت سے توھین کی ہے یہ وہ حلق کا کانٹا تھا جو اسے سانس لینے نہ دے رہا تھا۔

"میرال۔د۔۔دور رہیں مجھ سے۔جو چھپانا ہے چھپائیں سب نا شتے پر ویٹ کر رہے ہیں"

وہ اسے بے دردی سے پکڑے خود سے دور کرے خود میٹرس کی طرف بڑھا جہاں اسکا فون تھا،میرال نے اپنے آنسو پونچھے اور اپنے چہرے کے وہ راز ڈریسنگ میز کی طرف بڑھے دفن کرنے لگی جو اسکے دل پر زخم دے چکے تھے،وہ میٹرس پر بیٹھا بظاہر فون سکرول کر رہا تھا لیکن جب نظر اٹھا کر اس لڑکی پر ڈالتا تو دل پر چابک رسید ہوتی۔

میرال نے میک آپ سوفٹ سا کیا لیکن وہ مہارت سے سب چھپانے میں کامیاب تھی، جب پلٹی تو وہ بیٹھے بیٹھے میٹرس پر لیٹا آنکھیں بند کیے ہوئے تھا اور اسکا فون بھی اسکے سینے پر دھرا تھا۔

"ا۔۔اورحان"

وہ اسکے پاس آتی کانپتی سی آواز میں پکاری پر اورحان نے سنا ہی نہیں۔

"ا۔۔اورحان۔ سو گئے کیا؟"

وہ پاس بیٹھی جھک کر اسکے ماتھے پر ہاتھ پھیرے بولی لیکن وہ اب بھی نہ جاگا، میرال کو اسکا ماتھا آگ محسوس ہوا تو اس نے گھبرا کر اورحان کی بلیک شرٹ کے دو بٹن کھولتے جب گردن سے ہتھیلی جوڑی تو وہ بھی آگ ہو رہی تھی، وہ شدید ڈر کر اسکا چہرہ ہلائے پکار تو نہ پائی لیکن رو پڑی، اس شخص کا خوبرو چہرہ بھی پیلا پڑ رہا تھا۔

"ا۔۔اورحان۔۔ کیا ہو گیا آپکو۔پلیز م۔۔میرے ساتھ ایسا مت کریں۔۔"

وہ اسے پکاری لیکن اس شخص نے کچھ نہ سنا، وہ بلکل بے جان ہو رہا تھا، میرال نے اسکا ہاتھ بھی پکڑ کر اپنے چہرے سے لگایا پر جب وہ کوئی رسپانس نہ دے پایا تو وہ اٹھ کر روتی ہوئی کمرے سے باہر بھاگی، سیال والے ابھی بھی نہ آئے تھے جبکہ میرال کو روتا اور بھاگ کر آتا دیکھے باسل سمیت اندر آجاتے ماہیل بھی پریشان ہوئے۔

ایمن اور حرا سمیت مصطفی بھی اسے دیکھنے لگا۔

"ا۔۔اورحان۔۔و۔۔وہ ٹھیک نہیں ہیں ماہیل انکل۔۔وہ ک۔۔کچھ بول نہیں رہے۔پلیز انکو دیکھیں"

میرال کا یہ کہتے سانس اٹک رہا تھا۔

"واٹ۔۔۔کیا ہو گیا؟"

ماہیل شدید پریشانی میں اٹھ کر کمرے کی طرف دوڑے، ایمن بھی اور باسل بھی پیچھے لپکا البتہ باسل نے حرا کو اشارہ کیا کہ وہ مصطفی کو وہیں باہر رکھے جو میرال کو دیکھ کر پریشان ہو گیا تھا۔

ماہیل اندر پہنچے، اورحان کے پاس بیٹھے اسکا چہرہ تھپکایا لیکن وہ کوئی ریسپانس نہ دے رہا تھا، خود باسل بھی پریشانی سے مما کو خود سے لگائے کھڑا تھا۔

"میں ڈاکٹر کو بلاتا ہوں۔"

باسل نے خود ہی کال ملائی جبکہ سب کے پیروں تلے سے زمین سی سرک رہی تھی، ایمن نے تو رو رو کر ڈاکٹر کے آتے برا حال کر لیا کہ باسل کو انھیں روم سے لے کر جانا پڑا جبکہ ماہیل ہی کے ایک دوست رضوان صاحب ہی ایمرجنسی گھر پہنچے اور انہوں نے اورحان کا معائنہ کیا، میرال کی آنکھیں میک آپ کے باوجود شدید سوجھی تھیں جبکہ اورحان کو ڈاکٹر نے کوئی انجکشن دیا تھا پھر وہ ماہیل کے سنگ زرا کمرے سے باہر نکلے۔

"آپ کو کچھ نہ ہو اور حان"

وہ روتی تڑپتی اسکے پاس آئی اور پھر جیسے کچھ آوازوں پر وہ دروازے کی طرف بڑھی اور دم سادھا، جس طرح ڈاکٹر، ماہیل کو باہر لے کر گئے، میرال کی جان دگنی نکلی تھی۔

"اسے ہیوی ڈرگز دی گئی ہیں شدید والی۔ یہ اچانک نروس بریک ڈاون بھی اسی وجہ سے ہوا۔ اور جیسا کہ آپ نے بتایا ماہیل صاحب کے یہ چھ سات ماہ سے کومہ میں بھی رہا تو شکر کریں ان ڈرگز سے اسکی جان نہیں گئی۔ اس پر ہوتا یہ ہیوی ڈرگز اثر کسی طرح تو نکلا ہو گا میں نہیں جانتا کیسے مگر ابھی اسکی کنڈیشن کچھ اچھی نہیں۔ وہ اس وقت شدید ذہنی دباو کا بھی شکار ہے۔ آپکا بیٹا بلکل ٹھیک نہیں"

وہ جو اور حان کی حالت پر خود کی تکلیف بھول چکی تھی، جب ڈاکٹر کو ماہیل انکل سے بات کرتے سنا تو میرال کی آنکھیں پھر سے بھیگنے لگیں، تو گویا

اور حان نے یہ سب جان بوجھ کر نہیں کیا تھا، ایک طرح وہ لڑکی اسکی جان بچانے کا سبب بنی تھی، عثمان ملک نے یہ ڈرگز اور حان کی گاڑی میں سپرے کروائی تھی تا کہ اسکا کار ایکسیڈنٹ ہو جائے مگر وہ اور حان پر تب اثر کی جب وہ میرال کے ساتھ تھا۔

"اوہ میرے خدا! مجھے پتا تھا میرے اور حان ایسے نہیں"

وہ جیسے تڑپ ہی تو اٹھی، مڑ کر اور حان کو دیکھتے اسکے پاس آئی اور پہلو میں روتے بیٹھی۔

جبکہ ماہیل بھی اسکے ٹریٹمنٹ کے بارے ڈاکٹر رضوان سے ڈسکس کر رہے تھے تو باسل بھی آگیا وہیں، ڈرگز کے بارے سن کر اسے اک بار میرال سے بات کرنا ضروری لگا۔

دروازے پر دستک دی تو میرال نے آنے کی اجازت دی جس پر باسل اندر داخل ہوا۔

"یہ کہیں گیا تھا میرال ؟"

باسل کے نرم سوال پر میرال نے بھیگی درد کرتی آنکھیں اٹھا کر باسل کو دیکھا۔

"ا۔۔اس عثمان سے ملنے۔ک۔۔کوئی لڑائی ہوئی تھی انکی۔م۔۔مجھے پکا یقین ہے اسی مردود نے انکو ڈر گز دیں۔"

وہ روتے ہوئے بولی، سانس بلکل اٹک رہی تھی جبکہ عثمان کو دوسری ڈوز دینے کا وقت ہوا چاہتا تھا۔

"روئیں مت۔اسکے ساتھ رہیے گا"

باسل نے اسے تسلی بخش نظروں میں لیا اور تند لہر بنا کمرے سے نکلا تب تک بابا بھی ڈاکٹر رضوان کو سی آف کرتے باہر آچکے تھے۔

"میں ایک کام سے نکل رہا ہوں۔ آتا ہوں۔ اورحان کے ساتھ میرال ہے آپ مما کو دیکھیں۔ اور تم دو بھی پریشان نہ ہو۔ کچھ نہیں ہوا۔ حرا۔ مصطفی کے پاس رہنا گڑیا۔ ابھی روم میں مت لے کر جانا اسے"

وہ مختصر سبکو تاکید اکہے نکلنے لگا جب ماہیل نے باسل کی بازو پکڑے روکا۔

"کہاں جا رہے ہو؟"

ماہیل پریشان تھے۔

"جس نے اورحان کو ڈر گز دیں، اسے بتانے کے وہ لاوارث نہیں ہے۔ مما کو دیکھیں بابا۔ وہ رو رو کر آدھی ہو رہیں ہیں۔ میں تھوڑی دیر تک آتا ہوں۔ وہ لوگ ناشتہ لے آئے تو میرا ویٹ مت کیجئے گا"

باسل کہتے ہی روانہ ہوا جبکہ اس وقت کوئی بھی تسلی یا حوصلہ پانے کی کنڈیشن میں نہ تھا۔

..________________________..

آتشم اور باسل میں الجھی اجر بالکونی میں کھڑی تھی جب اسکی نظر تیزی سے باہر نکلتے باسل پر گئی، فی الحال اسکے پاس گاڑی نہیں تھی تبھی بابا کی گاڑی کی ہی طرف بڑھتا نظر آیا۔

"یہ کہاں جارہا ہے۔ چلو اجر پیچھا کرواسکا"

اجر نے جلدی سے خود کو اکسایا اور دو سیکنڈ کے اندر اندر اپنا فون میٹرس سے اٹھاتی باہر بھاگی، باسل کسی فون کال پر تھا تبھی کچھ دیر گاڑی کا ڈور کھولے وہ کال سننے لگا تھا، کال کوبرا کی تھی۔

"سر۔ میں نے آتشم کا ایک قریبی ساتھی ویلئیم ڈھونڈا تھا لیکن آتشم کو اس پر شک ہو گیا۔ ویلیم کو مار دے گا آج وہ غداری پر۔ آپ آتشم نہیں ہیں ناں؟ اگر ہیں تو اسے مت ماریں پلیز"

کوبرا کی دہائی سنے باسل کے ماتھے پر بل آئے، اس کوبرا کا دماغ باسل کو خراب لگ رہا تھا۔

"کوبرا۔ تمہیں دماغی علاج کی ضرورت ہے۔"

باسل نے غصے سے کہہ کر کوبرا کے منہ پر کال کاٹی تو وہ بچارا سا منہ لے کر رہ گیا، جب تک باسل گاڑی میں سوار ہوئے نکلا، اجر بھی بارس کی بائیک لیے سیال حویلی کے گیڈ سے پیچھے نکلی، باسل نے گاڑی کی سپیڈ فل کی جبکہ اجر اور بارس نے بائیک اکھٹی سیکھی تھی تبھی وہ ہیلمنٹ پہنے کسی پروفیشل بائیک ریسر کی طرح اسے چلا رہی تھی، اس نے باسل سے زرا دور رہ کر اسکا پیچھا کیا تاکہ باسل کو شک نہ ہو۔

"آج کوئی تو راز کھلے گا اسکا۔ آتشم والا کھل جائے تو مزہ آجائے"

وہ دل ہی دل میں سوچ بہت کامیابی سے اسکا پیچھا کرتی رہی اور پھر باسل نے کار ٹھیک ایک جینٹس جیم کے باہر روکی، اس نے اپنے لوگوں سے عثمان کی لوکیشن پتا کروائی تھی جو اس وقت فٹنس جیم آیا تھا۔

پارکنگ میں باسل گاڑی کھڑی کیے لمبے لمبے ڈگ بھرتا اوپر گیا تبھی اجر نے بھی کافی فاصلے پر بائیک روکی اور ہیلمنٹ اتارے وہیں ہولڈر پر ہینگ کرے، فون ہولڈر سے فون اٹھائے محتاط سی پیچھے ہی لپکی، دوپٹہ اس نے گلے میں دوبار رول کر کے ڈالا تھا جبکہ وہ مسلسل پیچھے ہی چلتی جارہی تھی۔

فٹنس کلب کا مین ہال اس وقت لگ بھگ دس سے بیس آدمیوں سے بھرا تھا، وہ سب ایکسر سائز کرنے میں مشغول تھے تبھی باسل اپنی شرٹ کے کف لنکس اتار کر جیب میں ڈالے، کف فولڈ کرتا، مین ہال میں انٹر ہوا، وہیں سٹارٹ پر لگے ماسک ہولڈر سے ماسک نکال کر کانوں پر چڑھاتے منہ ڈھکا جبکہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا آگے بڑھا اور اجر وہیں مین ہال کے باہر

رکی کیونکہ اندر بنیانوں میں سانڈ سانڈ لوگ ورزش کر رہے تھے تو اجر کو جانا کچھ مناسب نہ لگا، ویسے بھی وہ میل جیم تھا۔

اجر کی نظر باسل پر تھی، وہ مین ہال کے انٹرنس میں چھپ کر کھڑی اندر دیکھ رہی تھی جہاں باسل اپنی طرح کے ہی ایک ہٹے کٹے آدمی کے پیچھے جا کر رک گیا، وہ leg press میں مشغول عثمان ملک ہی تھا جسے اپنے پیچھے کسی کی آہٹ محسوس ہوئی تو وہ مشین چھوڑے اٹھ کر سیدھا ہوا ہی جب سامنے ماسک میں کھڑے آدمی کو دیکھے عثمان کی آنکھوں کے سامنے سات ماہ پہلے والی درگت لہرائی۔

"کیا سمجھتا ہے تو۔ لاوارث ہے اور حان ماہیل۔ کہ تو اسے مارنے کی کوشش کرے گا اور کوئی اسکا پرسان حال نہ ہو گا۔ کوئی تجھے گاڑنے نہ آئے گا۔ تجھے میری وارننگ سمجھ نہیں آئی تھی ناں؟"

سب جیم کے لوگوں کے سامنے باسل نے اپنے ہاتھ کی مضبوط گرفت عثمان کی ٹینک ٹاپ کی دونوں کندھے کی سٹریپس پر جماتے اپنے چہرے کے نزدیک سرکاتے دھاڑ کر پوچھا تو کچھ ارد گرد کے آدمی بھی ایکسرسائز چھوڑ کر ان دو کی طرف متوجہ ہوئے، جیم ٹریز بھی ان دو کی طرف دیکھنے لگے۔

"کون ہے تو؟ اور حان کا سگا۔۔ہاں؟"

عثمان نے جوابا اکڑ کر پوچھا تو باسل نے دوسرا کوئی سوال نہ کرتے عثمان کی ایک ہاتھ سے گردن دبوچی اور گھٹنہ اٹھاتے ٹھیک اسکے پیٹ میں مارا جس پر عثمان یوں تڑپ کر کراہا جیسے کسی نے اسکے پیٹ میں تیر گاڑ دیا ہو۔

"ا۔۔اسے مارو۔۔مدد کرو"

کراہتے ہوئے بھی عثمان نے ان پیچھے کھڑے لڑکوں کو مدد کے لیے پکارا ہی جب باسل نے اپنے ماتھے سے بری طرح عثمان کی ناک پر ہٹ کیا اور وہ تڑپتا سسکتا زمین بوس ہوا، باسل فورا پلٹا جہاں سانڈ دو آدمی باسل پر جھپٹنے کو

تیار تھے، دونوں میں سے ایک باسل کے قریب پنچ مارنے کی نیت سے آیا مگر باسل نے اسکا مکا اپنے ہاتھ پر روکے اس بری طرح اسکی بازو مڑوری کہ وہ تندرست اور توانا آدمی دھاڑتا ہوا بازو کے درد پر زمین بوس ہو کر کونے لگا جبکہ اب دوسرا آدمی ڈرتے ہوئے باسل کی طرف بڑھا، باسل نے جھمپ مارے فلائنگ کک اس زور سے اس آدمی کو ماری کہ اسکا منہ وائبریٹ ہوتا ہوا نیچے فرش سے پٹخا تھا، ان تین زمین بوس ہٹے کٹوں کو دیکھے پھر کوئی باسل کے قریب نہ آیا جبکہ باسل نے سب کو پیچھے رہنے کی تنبیہہ کی جسکا مطلب تھا کہ کوئی بیچ میں آیا، وہ بھی یونہی پٹے گا۔

جبکہ خود وہ واپس فرش پر کراہ کر رینگتے عثمان ملک تک پہنچا، اجر یہ سب دیکھے منہ پر ہاتھ رکھے کھڑی تھی، اسکی آنکھیں پوری خوف سے پھیلی تھیں۔

"م۔۔مجھے چھوڑ دو خدا کے لیے"

عثمان نے جب باسل کو واپس اپنی طرف آتا دیکھا تو فرش پر رینگتے گڑگڑانے لگا کہ اسے بخش دیا جائے لیکن دوسری بار میں بخشا نہیں جاتا۔

باسل نے اسکے اس بار اسکو مضبوط گردن سے دبوچ کر اوپر اٹھایا۔

"تو نے اس بار بڑی غلطی کی ہے۔تجھے اس بار سزا بھی ساری زندگی درد دینے والی ملے گی"

باسل نے اسکے منہ کے پاس غراتے اسکے منہ پر مکوں کی برسات کرتے عثمان کا چہرہ لہولہان کیا، پھر وہ اسے بالوں سے پکڑے گھسیٹتا ہوا باہر لے جانے لگا، ہر طرف خوف وہراس تھا، کسی آدمی میں ہمت نہ تھی کہ وہ اس سیاہ میں لپٹے شخص سے مقابلہ کرے عثمان کی مدد کرتا۔

عثمان کو وہ جہاں سے گھسیٹ رہا تھا وہاں سے خون کے دھبے لگ رہے تھے، وہ چیختا ہوا مدد کو پکارتا رہا مگر باسل انٹرنس کی طرف بڑھا تبھی اسکی

نظر چھپ کر یہ سب دیکھتی اجر پر گئی تو باسل کی سیاہ آنکھوں میں عتاب و غصہ اترا۔

"اسکی مدد کرو۔ وہ عثمان کو مار دے گا"

عقب سے کسی کو عثمان کی لہولہان حالت پر ترس آیا تبھی ایک تگڑا آدمی لوہے کی نوکیلی راڈ لیتے باسل کی طرف آیا اور بری طرح اسکی بازو پر ہٹ کی، اسکے ساتھ لگے نوکیلے بلیڈ نے باسل کی شرٹ تو کاٹی ساتھ بازو پر بھی گہرا کٹ چھوڑا لیکن باسل چونکہ اجر کو دیکھ رہا تھا تبھی اپنا دفاع نہ کر سکا، خود اجر نے بمشکل اپنی چینخ روکی، باسل کی بازو سے خون رستا اسکی بازو سے بہتا ہاتھ کی انگلیوں تک آتے ٹپکنے لگا اور تبھی باسل نے اسی ہاتھ سے پلٹ کر راڈ مارنے والے آدمی کے منہ پر جھانپڑ دیا کہ اس آدمی کا منہ ہی پچک گیا، وہ دھاڑتا ہوا کئی فٹ دور لہرا کر توازن برقرار نہ رکھتے گر گیا، جبکہ سب خوف و وہشت سے پیچھے ہو گئے، عثمان کو ایک زور کی لات مارتے وہ اپنی بازو کے کٹ پر ہاتھ رکھے باہر نکلا تو وہ سب لوگ زمین پر اپنے اور باسل کے خون

میں لت پت پڑے عثمان کی طرف دوڑے جبکہ اجر جو واپس دیوار کی اوٹ میں ہو چکی تھی، باسل کو نکلتا دیکھے اسکی آنکھیں جب باسل سے ملیں، وہ شدید خوفزدہ ہوئی۔

"تم یہاں کیوں آئی میرے پیچھے اجر"

وہ ماسک اتار کر پھینکتا اسکے چہرے کے قریب پست سا جبڑے بھینچتے غرایا۔

"و۔۔وہ۔۔۔ تم زخمی ہو۔۔۔ ہمیں نکلنا ہو گا یہاں سے پہلے چلو"

بنا کوئی جواب دیے وہ اسے اس وقت یہاں سے نکلنے کی ترغیب دیتے بولی جس پر دونوں ایک ساتھ ڈور کر پارکنگ تک پہنچے، جبکہ اجر نے اک نظر بائیک پر ڈالی جو پارکنگ میں اک طرف تھی اور محفوظ تھی تبھی وہ باسل کے پاس آئی اور اسکی پینٹ کی جیب سے گاڑی کی چابی نکالی اور اس بیچ باسل اور اسکی نظر ملی تھی۔

"گاڑی میں بیٹھو۔"

وہ اسے گھورنے سے روکتی کمانڈ دیتی خود بھی گاڑی کی طرف بڑھی جبکہ باسل کی بازو سے بہت زیادہ خون بہتا ہاتھ دبانے کے باوجود رس رہا تھا تبھی اجر نے اسکی طرف آتے اپنی گردن میں لپیٹا دوپٹہ گردن سے نکالا اور باسل کی بازو پکڑے وہ پورا اچھے سے کس کر لپیٹنے لگی، باسل نے اجر کی پریشانی دیکھتے اک مختصر سمائیل دی لیکن جب وہ دوپٹہ کسنے کے بیچ اسے دیکھنے لگی تو باسل نے وہ مسکراہٹ منہ میں دبالی۔

"اچھا دوپٹے والا ڈریس لا کر دیا تم نے پہلی بار۔ تمہارے خون سے رنگ گیا ہے یہ۔ بلڈی آدمی۔"

وہ اسکے لیے ڈور کھولے تیکھی نظروں سے جتانا نہ بھولی جبکہ باسل گہرا سانس لیتے سوار ہوا، ڈور بند کرے وہ بھی دوسری طرف آکر بیٹھے فون

ڈیش بورڈ کی جانب پھینکے، سیڈ بیلڈ فکس کرتے ہی اک نظر باسل پر ڈالتے دیکھنے لگی جو سر سیٹ سے لگائے شاید درد برداشت کرنا مشکل جان رہا تھا۔

جبکہ اجر نے گاڑی سٹارٹ کی تو اسکی آنکھوں میں چمک تھی۔

وہ پہلی بیوی تھی جو اپنے ہسبنڈ کے زخمی ہونے

پر دل ہی دل میں کہیں خوش بھی ہو رہی تھی کیونکہ اسے شام میں آتشم سے ملنے جانا تھا، اجر سیال کے مطابق، آتشم اسی کے شوہر باسل ماہیل کا دوسرا روپ ہے اور اب وہ آتشم کے وہی تازہ بازو کے زخم دیکھ کر اسے رنگے ہاتھوں پکڑے گی۔

"کیا تھا یہ سب۔ آٹارنی انویسٹیگیشن پروسیکیوٹر آفیسر، پارٹ ٹائم میں خون خرابے بھی کرتا ہے؟"

وہ گاڑی اس پارکنگ سے نکال کر روڈ پر ڈالے کسی ہوسپٹل کی تلاش میں تھی جب ضروری لگا باسل سے سوال کرنا۔

"اس نے اور حان کو ڈرگ دے کر مارنے کی کوشش کی تھی۔ آج مر جاتا میرے ہاتھوں۔ تمہاری وجہ سے اسے ادھ موا چھوڑنا پڑا ورنہ آج اسکی قبر بن جاتی"

باسل کے لب و لہجے سے شدید غصہ چھلک رہا تھا اور شاید اس لڑکی کے سبب بے بسی بھی، جبکہ اجر اس توقع کے برعکس معاملہ جانے حیران و پریشان ہوئی۔

"خبیث کمینہ! بہت اچھا کیا تم نے۔ میں بس اپنے دماغی کیڑے کی وجہ سے مجبور ہو گئی پیچھا کرنے کو۔ پلیز تم مائنڈ مت کرو۔ میں ہوسپٹل لے کر چلتی ہوں۔ سارا خون بہہ گیا تو مر جاوگے۔ اور تمہارا مرنا، دنیا جہاں کے نظام کو درھم برہم کر سکتا ہے"

وہ گاڑی کی سپیڈ مزید بڑھا گئی تاکہ باسل کی تکلیف میں ہر ممکنہ کمی کا وسیلہ بن سکے۔

"تمہاری دنیا جہاں کا نظام متاثر ہو گا یا باقی سب کا؟"

وہ زرا نڈھال اور تھکے لہجے اور آواز کے سنگ زرا سا چہرہ اجر کی جانب گمائے بولا تو وہ سر سری سا اسکا چہرہ دیکھے مسکرائی۔

"آفکوس مجھ سمیت سب کا۔ تم دلارے جو ہو سبکے۔ ویسے بہت مست پیٹا ہے تم نے ان سنڈوں کو۔ میں نے یہ سب بس ایکشن مووی میں ہی دیکھا تھا۔ میری ٹرینگ میں یہ سب سیکھا رہے ہیں لیکن اتنا انٹنس نہیں، بس اپنا بچاو۔ سیلف ڈیفنس کی حد تک۔ تم نے مارشل آرٹ کیا ہے ناں، مجھے بھی سیکھاو گے؟"

وہ بہت دلچسپی سے اس سے باتیں کرتی اسکے ہر ایکشن اور موو کو سراہ رہی تھی اور یہ باسل کو خوشگوار حیرت میں مبتلا کر رہا تھا، درحقیت وہ خوش اس لیے تھی کہ آج آتشم اور باسل کا راز فائنلی کھلنے والا ہے۔

"سیکھا دوں گا۔"

وہ فقط اتنا ہی کہہ کے آنکھیں بند کر گیا، اسکا ہاتھ ابھی بھی اجر کے دوپٹے کے سنگ ٹائیٹ انداز میں بندھی بازو پر جما تھا، گھر سے الگ دونوں کو کالز آرہی تھیں لیکن باسل نے اپنے سمیت اجر کا فون بھی سائلنٹ کر دیا اور جب یہ دیکھا کہ وہ اسی کا دلایا فون یوز کر رہی ہے تو عجیب سی دل کو خوشی گھیرتی محسوس ہوئی۔

جبکہ خود اجر نے بھی فیل کیا کہ وہ ہر چیز کو نوٹ کر رہا ہے اور یہ اس لڑکی کی مزید خوشی تھی۔

وہ لوگ جلد ہی ہوسپٹل پہنچ آئے تھے، خون جس قدر بازو سے بہہ کر باسل کے ہاتھ تک آیا اور پوری بازو اور ہاتھ پر جم گیا تھا اس سے ڈاکٹر اور نرسیز بھی فکر مند ہوئیں، اجر بھی انکے ساتھ اندر روم میں گئی جہاں اجر دروازے کے اندر داخل ہوتی وہیں کھڑی ہوئی جہاں باسل کو بیڈ پر بٹھائے نرس اسکی بازو پر بندھا دوپٹہ کھولنے لگی۔

ڈاکٹر بھی قریب کھڑا اسٹیچنگ یا مطلوبہ انجکشن وغیرہ ارینج کر رہا تھا۔

باسل کی نظریں اجر پر تھیں، جب نرس نے باسل کی شرٹ اتارنے کو اسکے گریبان کے بٹن کو کھولنا چاہا تبھی اجر تیزی سے قریب آتی اپنا فون سائیڈ رکھے نرس کا ہاتھ اسکے گریبان سے ہٹا گئی۔

"میں مدد کر دیتی ہوں۔ تھوڑی پوزیسو ہوں اپنے ہسبنڈ کے لیے"

نرس کو یقیناً یہ مداخلت بری لگی تھی کیونکہ وہ نرس اس ہنڈسم آدمی کو دیکھتے ہی فدا محسوس ہو رہی تھی، باسل کو اسکی امید نہ تھی، اجر نے نرس کو تو کہہ کر پیچھے کر دیا لیکن باخدا وہ باسل سے نظریں ملانا دوبھر جان رہی تھی۔

"تم کب سے پوزیسو ہو گئی میرے لیے؟"

وہ جب اسکے پاس بیٹھے اسکی شرٹ کے بٹن کھول رہی تھی تبھی باسل نے حیران سی سرگوشی کی۔

"بس ابھی سے جب اس نرس کی آنکھوں میں تمہارے لیے فدا رنگ دیکھے، نیچے ویسٹ پہنی ہے تم نے؟"

وہ دیکھ سرسری رہی تھی پر یہ سب کہتے پوچھتے اجر کے گال دہک رہے تھے۔

"یس۔۔کافی حیادار آدمی ہوں"

باسل اسکی حالت سے محظوظ ہوا تبھی وہ سارے بٹن کھولے بہت آہستگی سے باسل کی شرٹ اس سے الگ کر گئی، وہ اب بلیک ویسٹ اور بلیک ہی پینٹ میں تھا، شوز اتارے موزے والے پیر بیڈ پر کیے تکیوں سے کمر کو ٹیک کر لیٹنے کے انداز میں بیٹھا تھا اور اس حالت میں بھی وہ لڑکی اس پر راضی نہ تھی کہ کوئی باسل کو اسطرح دیکھے، وہ اچھے اور شارپ مسلز رکھتا تھا، بازو بھی سخت جیسے اکثر کسرت کرتے لوگوں کی ٹائیٹ ہو جائیں۔

وہ جبراً پاس سے اٹھی تا کہ ڈاکٹر اور نرس تسلی سے باسل کی بازو کے کٹ کا معائنہ کر سکیں۔

بازو کی اوپروی کھلڑی بری طرح کٹ گئی تھی تبھی انھیں چھ سے سات سٹیچیز لگانے پڑے تھے، پہلے بازو کی سکن کو سپرے سے سینس لیس کیا گیا تھا پھر سٹیچیز لگے جبکہ اجر وہیں کھڑی یہ ظالمانہ پراسیس دیکھ رہی تھی، اور باسل اسکے چہرے پر اپنے حصے کا درد اور اسکا اثر دیکھ کر مسکرا رہا تھا، وہ بلاشبہ بہادر تھی، اسے ان چیزوں سے خوف نہ آتا تھا لیکن اس وقت معاملہ باسل کا تھا۔

سٹیچیز لگنے کے بعد اسے اک ڈرپ لگائی جانی تھی جس میں کچھ منلرز تھے، ڈاکٹر نے کچھ میڈیسن پریفر کیے جلدی صحت یابی کی دعا دی اور چلے گئے جبکہ نرس نے بقیہ پراسیس کرتے ڈرپ لگائی اور اب بیس منٹ باسل کو یہاں رکنا تھا، ڈرپ کے بعد بھی پانچ منٹ اسے یونہی لیٹے رہنا تھا پھر انھیں جانے کی اجازت تھی۔

نرس بھی پیشہ وارانہ انداز میں جلدی ٹھیک ہونے کی دعا دیے روم سے گئی تو باسل نے پاس ہی کھڑی، نرس کی منہ بسور کر نقل کرتی اجر کا ہاتھ پکڑتے

پاس بٹھایا تو وہ باسل کو دیکھے لمحہ بھر گھبرائی، ہاں وہ اسے اس وقت دنیا کا سب سے چارمنگ انسان جو لگ رہا تھا۔

"تم اجر نہیں ہو ناں؟ وہ تو بہت بے حس سی تھی؟"

باسل اس سب کے بارے یقین کرنے سے قاصر تھا جبکہ اجر نے اسکی بازو اور ہاتھ کو دیکھا جہاں اب جما خون نہیں تھا، نرس نے بازو کلئین کر دی تھی۔

"بے حس ہی ہوں۔ ورنہ تمہارے اتنے بھیانک زخم پر رونہ پڑتی۔ دیکھو میرے دوپٹے کا کیا حال ہو گیا۔ زندگی میں پہلی بار کوئی دوپٹہ پسند آیا تھا مجھے باسل"

اس نے سائیڈ ٹیبل تہہ ہوا دوپٹہ اٹھا کر گود میں لیتے دیکھا جو تقریبا آدھے سے زیادہ خون سے گہرا سرخ ہو چکا تھا، وہاں لگے موتی ستاروں سے بنے پھولوں پر بھی بلڈ چڑھ چکا تھا۔

"یہ دوپٹہ دھل جائے گا"

باسل نے اسے امید دلائی۔

"تمہیں کیا لگتا ہے تمہارا خون دھو کر پانی میں بہنے دوں گی؟"

وہ اس شخص کی آنکھوں میں جھانکے سوالیہ ہوئی۔

"تو کیا اسے نچوڑ نچوڑ کر پینے کا ارادہ ہے؟"

وہ بھی کہاں دل جلانے سے باز آتا تھا، اجر نے گندی سی شکل بنائے گھوری دی۔

"ہے گندے! اب اتنی بھی خونی چڑیل نہیں۔ میں اسے سنبھال کر رکھوں گی۔ کل کو جب تم کہو گے تم نے کیا کیا میرے لیے اجر، یہ دوپٹہ لاوں گی اٹھا کر اور ثابت کروں گی کہ دیکھو اپنا فیورٹ دوپٹہ تمہارے لیے خراب کیا تھا"

وہ راج ہنس سی گردن اکڑائے مست ہوئے بولی جبکہ وہ سر جھکاتا مسکرایا۔

"مسکرا کیوں رہے ہو۔ میں نے جوک مارا"

وہ تنگ پڑی۔

"میں تم سے بھلا یہ سوال کیوں کروں گا؟ میں نے تمہارے لیے کچھ نہیں کیا تو اس سوال کو کرنے کا مجھے حق کیسے مل سکتا ہے؟"

وہ اسے واپس دیکھنے لگا، اجر کو لاجواب کر گیا۔

"تم نے میرے لیے بہت کچھ کیا ہے۔ اتنا کچھ کہ گننا ناممکن ہے۔ تم نہیں سمجھو گے۔ تم فی الحال سڑو اور کھڑوس باسل ہو۔ جب وہ دیوانہ باسل واپس آئے گا تو وہ سینہ ٹھوک کر جتائے گا کہ میں نے تمہارے لیے یہ یہ کیا اجر سیال۔۔۔ میں نے اس وقت کی بات کی"

وہ کب گہرا مسکرانے لگی اسے خبر نہ ہوئی پر باسل ماہیل کو اسکے چہرے کی اک اک جنبش پر کرش تھا، وہ انگلیوں پر گنتا تھا کہ وہ کتنے طریقوں سے مسکراتی ہے۔

"گھر سے فون آرہے ہیں۔ناشتہ لانے والے تھے سیال والے۔اب خود بیٹھ کر ٹھوس رہے ہوں گے۔یہ بتاو اور حان بھائی ٹھیک ہیں؟ یہ ڈرگ والا کیا قصہ ہے۔وہ بچارے کل ہی تو واپس آئے۔کون پیچھے پڑا انکی جان کے؟"

وہ پھر سے فون رنگ ہونے پر بڑبڑائی جبکہ اورحان والی بات یاد آئی تو پوچھ بھی بیٹھی جس پر باسل نے اسے ساری بات بتائی،سات ماہ پہلے بھی اس نے عثمان کی درگت بنائی یہ بھی بتایا۔

"اف۔۔اول تو دو لوگ مشکل سے ساتھ جڑتے ہیں۔دوسرا یہ ولن ٹپک آتے ہیں انکی لوو سٹوری میں۔ منحوس لوگ"

وہ شدید چڑی بیٹھی تھی،باسل نے محظوظ نظروں سے اجر کو دیکھا تو وہ الرٹ ہوئی،وہ بھی سنجیدہ ہوا۔

"یہاں سے سیدھا تم مجھے بیورو ڈراپ کر دینا۔میں شام میں ہی ملوں گا اب"

باسل نے اسے نرمی سے کہا پر وہ نفی کر گئی۔

"ہرگز نہیں۔ آج چھٹی لو تم۔ گھر آرام کرو۔ اور حان بھائی بھی ٹھیک نہیں تو مصطفی پریشان ہوگا اسے کمپنی دینا۔ میں تمہیں لے جاکر یہ گاڑی ماہیل پیلس چھوڑ دوں گی اور وہاں سے کوئی ٹیکسی لے کر نکلوں گی پھر بائیک پک کرنے ورنہ بارس چھوڑے گا نہیں۔ پھر نکلوں گی ٹرینگ سیشن کے لیے۔ اسکے بعد چھوٹا سا کام ہے پھر واپس آکر تمہاری تیمارداری کے ساتھ سر کھاوں گی۔"

اجر نے پورے دن کا حال بیان بھی کیا اور باسل کو مسکراہٹ بھی بخشی۔

"ٹھیک ہے۔ بائیک لینے احتیاط سے جانا"

باسل نے اسے تاکیداً سمجھایا تو وہ بال ادا سے جھٹکتی مغرور مسکائی۔

"جاسوس طبعیت کے لوگ کسی کے ہتھے نہیں لگتے۔ لگ بھی جائیں تو قسمت انکا ہر شکنجے سے نکلنے میں ساتھ دیتی ہے کیونکہ کچھ جاننے کی جستجو میں رہنے

والا بے حد دلیر اور بہادر ہوتا ہے۔ اور ویسے بھی تم یہ مشورہ اے ایس پی اجر سیال کو دے رہے ہو، ویری بیڈ باسل"

وہ اپنے عہدے اور اپنے اعتماد دونوں کو لے کر پرفیکٹ دبنگ تھی، وہ متاثر کن مسکرایا۔

"ہمم"

وہ مسکراتی آنکھوں سے سر ہلا گیا تو اجر کا بھی جیسے موڈ بدلا۔

"تم جانتے ہو تمہارا چہرہ اتنے گہرے زخم کے باوجود گلو کر رہا ہے۔ یہ میری وجہ سے ہے ناں؟ کیونکہ میں نے تمہارے لیے پوزیسیو نیس شو کی ہے۔ دل میں لڈو پھوٹ رہے ہیں باسل ماہیل کے؟۔ کیونکہ چہرے پر جسم کے درد سے زیادہ دل کی تکلیف کا اثر حاوی رہتا ہے۔ تمہارے دل میں اس وقت سرور بھرا ہوا ہے جو تمہاری ان کالی کالی آنکھوں میں ہر سو پھیلا ہوا ہے"

وہ اسے سنجیدہ کر گئی، بچارا دل میں لاحول پڑھ اٹھا کہ اب تو آنکھوں اور چہرے کو بھی اجر کے سامنے تمیز و احتیاط کرنے کی کلاسیز دینی ہوں گی۔

"فضول کی پیشن گوئیاں مت کرو۔ ایسا کچھ نہیں ہے"

وہ نظریں ہی پھیر گیا ورنہ پکڑا جاتا تو کیا عزت رہ جاتی، وہ نہ مانی، اف اجر کا ہنس کر اسکے جھٹلانے کو انجوائے کرنا۔

"تم جانتے ہو کچھ لڑکیوں کو نک چڑھے لڑکے، کیرنگ اور چارمنگ لڑکوں سے زیادہ اٹریکٹ کرتے ہیں۔ لائک می لیکن تم تو یہ سب ہو"

وہ مزید باسل کو چارج کر رہی تھی، یہ لڑکی کسی دن یونہی بری طرح پھنسنے والی تھی کیونکہ باسل ماہیل جتنا بھی خود پر قابو پالے، اس حقیقت کو وہ چاہ کر بھی جھٹلا نہیں سکتا تھا کہ وہ اس کی بیوی ہے، اسکی پہلی اور آخری محبت ہے۔

"کیوں فضول باتیں کر رہی ہو اجر؟"

وہ اسکی طرف دیکھے غصے سے بولا تو اجر نے بیٹھے بیٹھے زرا باسل پر جھکے، آنکھوں میں خمار بھرتے اسکی گردن سے سینے کی جانب انگلی پھیرتے ویسٹ کے گلے سے نیچے لے جانی چاہی جب باسل نے اسکی وہ بد تمیز انگلی پکڑ کر اسے روکا۔

"فضول باتیں کونسی۔ تم میرے ہسبنڈ ہو۔ میرا حق بنتا ہے تمہاری تعریف کرنا۔ تم چارمنگ ہو، ڈیشنگ ہو۔ کیرنگ بھی ہو اور اب نک چڑھے بھی۔ میرے اندر ایک کیڑا یہ بھی کودتا ہے کہ تمہیں مزید خود پر غصہ دلاوں۔ اتنا دلاوں کے تھک ہار کر تم اپنے اوپر چڑھایا یہ سخت خول کچھ لمحے بھول کر مجھ میں کھو جاو"

وہ اسکی کالی آنکھوں میں جھانک کر ابھی بھی بس باسل کو فیل کر رہی تھی، وہ آتشم تھا، وہ جانتی تھی آتشم اتنی آسانی سے اسکے سامنے کھلے گا نہیں تبھی وہ متبادل راستے بھی اکھٹے کر رہی تھی، جیسے باسل کی سانسوں کی خوشبو، وہ اسے یاد رکھنا چاہتی تھی، اسکے سینے پر ہاتھ رکھ کر وہ کیا محسوس کرتی ہے، وہ جب

اسکے قریب ہو، اسے سانس لینے میں کس قدر دشواری ہو سکتی ہے، کس قدر وہ اپنے جسم میں رونما غیر محسوس تبدیلی پاتی ہے، کس حد تک وہ اسکی جسمانی بناوٹ کو یاد رکھ سکتی ہے۔

"میں تم میں کھونا نہیں چاہتا تو پیچھے ہو جاو"

وہ سرد مہری سے بولا تو اجر نے دانت پر دانت جماتے غصہ ضبط کیا کہ یہ آدمی اسکے زرا بمشکل رومنٹک ہونے کو کس قدر بری طرح ناکام بنا گیا۔

"اوہ میرے اللہ مجھے صبر دے۔ پتا نہیں ان سات ماہ کونسے ٹھنڈے جزیرے پر رہے ہو کہ اندر باہر ہر طرف سے برف بن کر آگئے ہو۔ تمہاری تو آنکھیں بھی مجھے رومنٹک ہو کر دیکھتی اور ٹچ کرتی محسوس ہوا کرتی تھیں۔ اب تو بس سلگاتی ہیں۔"

وہ فاصلہ بنا کر روٹھ گئی، بچاری کی ہر کوشش جو فلاپ ہو رہی تھی، وہ ایک بار پھر مسکراہٹ حلق میں دباتا محسوس ہوا پر اس نے اجر کو منانے کا فی الحال کوئی ارادہ نہ کیا، وہ روٹھی بھی اچھی لگ رہی تھی۔

..________________________..

"شکر ہے میری جان۔ تم نے آنکھیں تو کھولیں۔ مر جائے وہ جو میرے بچے کو تکلیف دینے کا سبب بنا۔ مما قربان جائے"

ایمن کو حوصلہ تب ملا جب اور حان ہوش میں آیا، ماتھا چومے وہ اس کو دیکھتے زرا حوصلے میں لوٹیں، انجکشن نے اثر تو کیا تھا لیکن وہ ابھی بھی مکمل ٹھیک نہ تھا، غنودگی میں تھا، میرال ابھی مصطفی کے پاس گئی تھی کیونکہ وہ حرا کے پاس بھی رو رہا تھا، بارس بھی آگیا تھا جبکہ رحمان اور ماہا بھی اس وقت اور حان کے روم میں تھے، ناشتے کی تو کسی کی ہوش ہی نہ رہی تھی۔

"مما ٹھیک ہوں میں۔ م۔ میرال کہاں ہیں؟"

ہوش میں آکر بھی اسے وہ لڑکی ہی یاد آئی۔

"وہ ابھی گئی ہے باہر مصطفی کے پاس۔میری جان آرام کرو۔ہم بھی باہر جاتے ہیں"

ابھی وہ بات کرنے کی پوزیشن میں نہ تھا تبھی ماہیل کے ہی اشارے پر ایمن نے اسے اکیلا چھوڑنے پر رضامندی دی،ماہیل،ایمن،رحمان اور ماہا سب ہی جانے لگے۔

"میرال اور مصطفی کو بھیج دیں میرے پاس مما"

وہ نقاہت بھری آواز میں ہی بولا تو ایمن نے اسکا ہاتھ کھڑے کھڑے ہی جھک کر چوما۔

ماہا نے بھی آکر اور حان کے بال سہلاتے جلدی ٹھیک ہونے کی دعا دی جبکہ حرا اور بارس تو مصطفی کا رونا دیکھ کر پریشان تھے جسے چپ کراتی میرال بھی ہلکان ہوئے جارہی تھی۔

"اسے مجھے دیں میرال آپی"

بارس نے ایک بار پھر کوشش کرنی چاہی اور اس بار وہ رو رو کر آدھا بچہ بارس کے گلے لگتے ہی کچھ شانت ہوا، سب ہی اداس تھے۔

"بس بس۔ میرا شیر بے بی۔ کیوں رو رہا ہے۔۔۔۔ مما بابا میں اور حرا اسے زرا باہر گما کر لاتے ہیں۔"

بارس نے بہتر سوچا کیونکہ مصطفی سبکو پریشان دیکھ کر گھبرا گیا تھا، سب نے ان تینوں کو جانے دیا جبکہ ایمن نے آکر میرال کو اپنے سینے لگایا جو اور حان اور مصطفی دونوں کے لیے تڑپ رہی تھی۔

مما کے گلے لگاتے ہی رو پڑی۔

"میرا بچہ۔ ایسے نہیں کرو۔ تم نے تو اور حان کی غیر موجودگی میں بہت صبر سے وقت گزارا ہے۔ دل چھوٹا نہیں کرتے۔ جاو اور حان کے پاس اسے

ہوش آگئی ہے۔ میں تم دونوں کا ناشتہ روم میں بھجواتی ہوں۔ مصطفی کو وہ دو چھٹکے سنبھال لیں گے میرا بچہ۔ تم خود کو سنبھالو"

ایمن کے دلاسے پر نہیں مگر اورحان کے ہوش میں آنے پر وہ اپنے آنسو ضرور پونجھ گئی، اور سر ہلائے کمرے کی طرف گئی تو وہ چاروں بے حد اداسی سے خود بھی سٹنگ لاونج کی طرف بڑھ گئے۔

جب میرال روم میں آئی تو وہ پھر سے آنکھیں موند چکا تھا، میرال کے آنسو پھر سے بے قابو ہوئے، وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتی اسکے پاس پہنچی اور بیڈ پر اسکے پہلو میں بیٹھتے ہی جھک کر اورحان کی گال پر اپنے ہونٹوں کو رکھا تو وہ اسکے لمس پر غنودگی کے باوجود کسمسایا، اور میرال کے زرا اوپر اٹھنے کی دیر تھی کہ اورحان نے آنکھیں کھولیں۔

"ک۔۔کیوں وقت پر مجھے کچھ نہیں بتایا آپ نے؟ کہ آپ کومہ میں رہے۔؟"

وہ روتی ہوئی شکائیت کر رہی تھی جبکہ وہ یہی سمجھ رہا تھا اب تا عمر وہ جب جب روئے گی، سبب وہ شخص ہو گا۔

"میرال مجھے م۔ معاف کر دیں پلیز"

وہ پھر سے اسی رٹ پر اٹکا تھا، میرال نے روتے ہوئے ہی بھیگی سانس بھرتے نفی کی۔

"مجھ پر رحم کھائیں۔ دوبارہ معافی کا نام نہیں لینا آپ نے۔ سن رہے ہیں؟"

وہ اسکا چہرہ ہاتھوں میں لیتی ماتھے سے ماتھا ٹیکے سمجھانے کی کوشش میں تھی پر ابھی اسے کیسے سمجھ آتی۔

"مطلب معاف نہیں کریں گی؟"

وہ اسکی دلخراش سرگوشی پر سیدھی ہوتے بیٹھی۔

"آپ پر ڈرگ سپرے کیا اس مردود نے۔ آپکی جان جا سکتی تھی۔ اگر آپ وہ سب میرے ساتھ نہ کرتے تو اسکا مبادل ہوتا کہ آپ یا کسی اور کی جان لے لیتے یا اپنی گنوا بیٹھتے۔۔۔"

وہ ابھی بھی نہ مانا۔

"اور جو آپکی جان لی ہے میں نے؟"

اور حان کی سرخ ہوتی آنکھیں اس لڑکی کے کلیجے کو آگ کر رہی تھیں۔

"کونسی جان لی ہے۔۔۔؟م۔۔میں زندہ سلامت ہوں۔ آپ کے پاس۔ جنکی جان لی جائے وہ دوبارہ جان لینے والے کے قریب بھی نہیں بھٹکتے۔ مجھے دیکھیں، آپکے پاس بیٹھی ہوں۔ اس سٹریس سے نکلیں۔ آپکو خدانخواستہ کچھ ہوا تو میں اور مصطفی ک۔ کیا کریں گے۔ ہماری تو سانس بھی آپکو دیکھے بنا مکمل نہیں ہوتی"

وہ اسے دیکھتے بھیگی سی آواز میں بولی پر اور حان نے اسکا ہاتھ چہرے سے ہٹایا پھر چہرہ پھیرا، وہ ناکام ہو گئی تھی اسے یقین دلانے میں کہ وہ ٹھیک ہے۔

"میں خود کو کبھی معاف نہیں کر سکتا اس پر۔۔۔"

اسکی آواز شدید بھاری ہو رہی تھی اور میرال کا دل اسے اس حال میں دیکھ کر، وہ مرجھایا ہوا تھا، اک شیر جوان آدمی ندامت میں مبتلا کسی سے دیکھنا مشکل ہوتا یہ تو اسکی میرال تھی۔

"میں ڈانٹ دوں گی اب۔ ادھر دیکھیں"

وہ اپنے آنسو پونچھ گئی کہ جب تک وہ روتی، اور حان نہ سنبھلتا، اور حان نے اسکی طرف چہرہ گماتے ان نم نم پلکوں اور آنکھوں کو دیکھا۔

"آپ نے مما بابا کو بتایا، کہ میں نے کیا کر دیا آپ کے ساتھ ؟"

اور حان کے سپاٹ سوال پر وہ آنکھیں پھیلائے گھوری۔

"یہ بات انکو بتانے والی تھی کیا؟"

میرال الٹا غصیل نظروں سے گھوری۔

"جی۔چینخ چینخ کر بتانے والی۔بلکہ آپکو مجھ پر اس درجہ درندگی دیکھانے پر کیس کرنا چاہیے، میں سزا کا حق دار ہوں"

وہ اب بھی شدید اذیت میں گرفتار تھا، میرال نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اورحان کو بیٹھاتے دوسرا تکیہ بھی پیچھے رکھا اور زرا اچھے سے نزدیک ہو کر بیٹھی اسکو آنکھیں نکال کر دیکھنے لگی، وہ ابھی بھی نہایت سڑے موڈ میں تھا۔

"یہ بات ہمارے بیچ کی تھی تو ہمارے بیچ رہے گی۔میں خود بدلے لوں گی اس کیوٹ درندے سے وقتاً فوقتاً، اگر دوبارہ آپ نے خود کو کوئی گندی بات کہی تو میں سچ میں روٹھ جاوں گی آپ سے"

وہ شروع غصے سے ہوئی پر اختتام تک اس لڑکی کی آواز اور لہجہ یوں ٹوٹنے لگا جیسے وہ بس ہارنے لگی ہو۔

"کیوٹ درندہ؟"

وہ آئبرو اچکائے بولا، میرال نے روہانسی ہوتے سر ہلایا۔

"کیا امیج رہ گیا ہے میرا آپکے سامنے میرال۔ یہ بہت امپریسنگ ہے میرے لیے۔"

وہ خود ہی ندامت کے سنگ بولا کیونکہ وہ آنسو گھوٹنے میں مصروف تھی۔

"یہ سب تو ہونا ہی تھا۔ بس ڈرگز کی وجہ سے جلدی اور ایگریسو یلی ہو گیا۔ ا۔۔ اتنا مت سوچیں خدا کے لیے"

وہ پھر سے منت کر اٹھی، اور حان کو کیسے سمجھائے بہت مشکل لگ رہا تھا، وہ ڈر رہی تھی کہیں یہ احساس جرم اس شخص کی میٹھی میٹھی شرارتیں نہ کھا جائے۔

"یہ سب ایسے نہیں ہونا تھا میرال۔۔۔ آپ خود کو میری بگھڑی طبعیت کے سبب تسلی دے رہی ہیں۔ لیکن میں خود کو کبھی اس سب سے نکال نہیں پاوں گا۔"

وہ ابھی بھی شدید تکلیف کا شکار تھا۔

"اس عثمان نے کیا کہا آپ سے؟ کہ وہ مجھے آپ سے چھین لے گا۔؟"

وہ خود ہی زرا موضوع کا ٹریک بدل گئی تو اورحان کو اس نام کا سوچ کر ہی غصہ آنے لگا، اتنا پیارا نام اور اس آدمی کے کرتوت اتنے ہی برے۔

"اورحان! مجھے اس سے پیار نہیں تھا۔ اک پسندیدگی تھی جیسے کسی اچھے انسان کو دیکھ کر ہو کہ ہم سوچیں ایسا ہمسفر ملے تو لائف مست ہے۔ میں نے اس کے ساتھ نہ میسج پر بات کی تھی نہ کالز پر۔ اس نے میری دوست کے تھرو کہا اسے میں پسند آگئی اور مجھے بھی وہ مناسب لگا تو میں نے جوابا اسے پیغام دیا کہ میرے گھر والوں سے بات کرے اور بیاہ لے۔۔۔ سنپل سی

لائف تھی میری، یہ معاملہ بھی سنپل سا تھا۔اس آدمی کی شیطانیت کو لے

کر میں آپکو مطمئین نہیں کر سکتی لیکن میرے دل میں اترنے کی اس میں

اہلیت نہ تھی تبھی میں اسے مل ہی نہیں سکی۔ میرے لیے یہ کیوٹ درندہ جو

موجود تھا۔۔۔"

وہ سب صفائیاں دیتے اختتام تک اسکی نوزی سے نوزی مس کرے لاڈ پر اپنی

بات ختم کر گئی اس امید پر کہ اب وہ کچھ نارمل بیہو کرے گا پر وہ تو درندے

پر فوکس کرے خود کو اذیت دینے کے موڈ میں تھا۔

"اور حان۔۔۔ جو کچھ ہو گیا وہ ایسے ہی ہونا لکھا تھا۔مجھے پتا ہے یہ میرے

لیے بھی آسان نہیں رہا، آپ نے مجھے نہ رعائت دی نہ کوئی نرمی

دیکھائی۔ہاں وہ بہت بہت تکلیف دہ رہا لیکن جب پتا چلا وہ آپ نے

جان بوجھ کر نہیں کیا ت۔۔ تو میں ساری تکلیف بھول گئی۔ آپ خود کو بار بار

الزام دیں گے تو مجھے میرے درد کبھی نہیں بھولیں گے۔ آپ کو احساس ہونا

چاہیے ناں اس حالت میں جب مجھے ریسٹ کرنا چاہیے، اک سکون بھری

نیند ل۔۔ لینی چاہیے۔ میں آپکے لیے پریشان ہو کر رو رہی ہوں۔۔۔۔ آپ نے سٹریس لیا اور یہ حالت کر لی اپنی۔۔۔۔ بتائیں مجھے۔ زخم پر مرہم رکھتے ہیں یا اس کو مزید بڑے زخم میں بدلتے ہیں۔ آپکا پیار آپکی بازوؤں کا حصار، سینے کی حدت اور آپکا ساتھ چاہیے مجھے اس وقت اور حان۔ آپکا بستر پکڑنا نہیں"

وہ کبھی روتی کبھی آنسو سنبھال کر سرگوشیوں میں ڈھل جاتی اور کبھی نئے سانس کے ساتھ حوصلہ بھی نیا پکڑتی جبکہ اور حان کو لگا واقعی وہ دگنا ظلم ڈھا رہا ہے، وہ اس لڑکی کو شدید بے آرمی سے گزار رہا ہے۔

" آئی ایم سوری۔ یہاں آئیں میرے پاس"

وہ اسے اٹھا کر ساتھ بٹھائے بازوؤں میں بھرتا اپنے سینے لگائے بولا تو میرال کو لگا اسکے پورے جسم میں اک سکون کی لہر اتری ہے، اس لڑکی کا آسودہ

سانس اس بات کی گواہی دے رہا تھا کہ وہ شخص اسکی تکلیف ہو ہی نہیں سکتا۔

" ایسے کرنا چاہیے تھا آپکو۔ لیکن آپ کی حالت نے میری جان ن۔۔ نکال دی تھی "

وہ سینے لگی بھی روتے ہوئے شکوے کر رہی تھی جبکہ اور حان اس وقت خزن کا جہاں لگ رہا تھا۔

" میں بہت تکلیف دیتا ہوں آپکو۔ روئیں مت میر ال "

وہ بھاری سی آواز میں بولا تو وہ سینے لگی ہی چہرہ اٹھائے اسے دیکھنے لگی۔

" نہیں رو رہی۔ بس یہ سوچ رہی ہوں آپکے سینے لگ کر سوچ سے زیادہ آرام مل رہا ہے۔ یہ ثبوت کافی نہیں کیا کہ میں آپ سے راضی ہوں۔ ورنہ اس سکون کو مجھ سے پہلے میرا جسم رد کر دیتا کیونکہ ناراض تو اسے ہونا چاہیے، تکلیف جسم کو دی ہے۔ تو نکل آئیں اس احساس سے۔ "

وہ اسے دیکھتا اسکے چہرے تک سے اٹھتے درد کے اثر بھانپ سکتا تھا، گردن کے نشان تو وہ چھپا چکی تھی، جانے ابھی اس لڑکی کے جسم پر ایسی کہاں کہاں اور کتنی بربریت نازل ہوئی تھی، اور حان کو تو اب کچھ یاد بھی نہ تھا لیکن اتنا پتا تھا انسانوں جیسا اس نے اس لڑکی کے ساتھ کچھ نہیں کیا۔

"ڈاکٹر کے چلیں؟"

وہ بہت دیر بعد بولنے لائق ہوا وہ بھی سرگوشی کی صورت، وہ جواباً تھکا سا مسکرائی۔

"خود بستر پر پڑے ہیں اور مجھے ڈاکٹر کے پاس لے کر چلیں گے۔ ہنہ۔"

وہ شرارت پر اترنے کی کوشش میں تھی پر ناکام ہوئی، اسکی آنکھیں پھر بھرنے لگیں تو اورحان نے اسکا ماتھا چوما، تادیر کہ میرال کی آنکھوں میں تکلیف سے جمع ہوتے آنسو، اورحان کے دیے سکون کے سبب آنکھوں سے ہی واپس چلے گئے۔

"آئی ایم سیر یس میر ال۔۔۔ آر یو او کے؟"

وہ دوبارہ سے اورحان کو دیکھنے لگی۔

"معجزاتی طور پر کہوں تو یس آئی ایم او کے۔تکلیف بہت زیادہ تھی لیکن برداشت اس سے بھی زیادہ ہوگئی اچانک۔۔۔یو آر لکی آئی تھنک"

وہ یہ سب رازدارنہ باتیں کہتے نظریں جھکا کر واپس اسکے سینے سے لگی تو اورحان کو کچھ سکون ملا۔

"یس۔۔۔میں آپکو ہاتھ لگانے سے بھی خوف کھاوں گا اب"

وہ یونہی بے دھیانی میں بولا تو وہ منہ بسورے سینے سے الگ ہوئی، وہ چہرہ پھر جھکا چکا تھا۔

"کیوں۔؟اتنی بری ہوں میں؟"

وہ اسکا چہرہ اپنی طرف کرنے لگی پر وہ اسے دیکھنے کی واپس ہمت کھو بیٹھا تو اسکا ہاتھ ہٹا گیا۔

"میرال۔ غلط بات مت کریں۔ برا یہاں صرف میں ہوں"

وہی ایک ہی رٹ تبھی میرال نے واپس بازو کے حصار میں سمٹے اور حان کی گال چومی، وہ اسکا چہرہ اپنی طرف کیے اسکی سانسوں میں سانس بھرتے مزید قریب ہونے لگی جب وہ گہرا سانس بھرتے چہرہ پھر دور کر گیا، وہ مسکرائی تب جب اور حان نے اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دباتے اپنے فضول کے جبر کی منادی کروادی، اف میرال اسکے جبر کو انجوائے کر رہی تھی۔

"دیکھ کیوں نہیں رہے۔ میں آپکی ہو کر اچھی نہیں لگ رہی کیا؟"

وہ اسے پھر سے تکلیف بھرے لمحے تو یاد دلا رہی تھی لیکن اس لڑکی کے ہونٹوں پر سجی مسکراہٹ، بتا رہی تھی کہ اب اسے اپنی ہر تکلیف پیاری ہے۔ جن جسم کے زخموں اور درد کے عوض اسے اور حان کی سلامتی ملی

ہو، اب وہ ان پر راضی بھی تھی اور شکر گزار بھی، لیکن وہ نہیں تھا۔ "میری کب ہوئی ہیں؟"

وہ سرسری سا میرال کو دیکھے شکوہ کناں ہوا۔

" صبح سے ہر جگہ آپ دیکھائی دے رہے ہیں۔ ان گڈوے"

وہ اداس آنکھوں سمیت مسکرائی تو وہ بھی بہت جبر سے مسکرایا، تھکا سا۔

" آپ نے اظہار محبت کیا مجھ سے صبح"

وہ پھر سے میرال کو دیکھنے لگا۔

"میں ہر حال میں اس پر قائم رہوں گی، کہیں تو آپکو آئی لو یو بھی کہہ سکتی ہوں، میڈیسن سے زیادہ اثر کرے گا"

وہ اس خوبرو مرجھائے شخص کا ہر لمحہ اچھا کرنا جانتی تھی، اسکے ہاتھ کو چومتے یوں اسے دیکھنے لگی جیسے وہ شخص اسکی نعمت ہو۔

"تو انتظار کس کا کر رہی ہیں؟"

وہ خفیف سا برہم ہوا تو وہ شرارت سے مسکرائی۔

"کس (kiss) کا"

وہ میرال نے شرماتے ہوئے بتایا تو اورحان کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ آئی، اورحان نے اسے خود سے جوڑتے میرال کی گال پر ہونٹوں کو رکھا تو وہ مزید اسکی گردن میں بازو حائل کرے زور سے گلے لگی۔

"مجھے عشق ہو گیا ہے آپ سے۔ لو یو کو ماریں گولی"

وہ جذبات سے اٹی اسکے گلے لگی بولی، اتنی محبت سے بھرپور کہ اسکی سانس سانس اورحان کی محبت کی گواہی دے رہی تھی، وہ اسے بازوؤں میں بھینچ لیتے اس کے وجود کی آسودگی میں گم محسوس ہوا تھا، دونوں کو اس وقت صرف سکون سے ہی غرض تھی، وہی بے حد ضروری جو تھا۔

جبکہ مصطفی کو وہ دو بیس منٹ کے فاصلے پر بنے پارک لے کر گئے تھے، لگ بھگ بارہ بجنے والے تھے مگر اچانک سے آسمان پر آتے سیاہ بادلوں کی وجہ سے موسم دھوپ سے بدل کر ابر آلود ہو گیا تھا۔

مصطفی وہاں اپنے جیسے دو مزید بچوں کے ساتھ زرا ریلکس ہو گیا ورنہ شدید اداس تھا اور حرا، بارس کے ساتھ بینچ پر بیٹھی مصطفی کو ہی سلائیڈنگ سے مزے لیتا دیکھ رہی تھی۔

"میرا دل ٹھیک ہے؟"

بارس نے اپنی بازو حرا کے گرد حائل کرے خود سے لگایا جو حرا کے لیے بلکل ان ایکسپیکٹڈ نزدیکی بھرا احساس تھا اوپر سے بارس کا اسے محبت سے پکارنا، حرا کی ریڑھ والی ہڈی تک سنسناہٹ اتار گیا۔

"تمہارے سینے کو پتا ہو گا تمہارے دل کا"

وہ اس شخص کے خمار سے سر جھٹک کر نکلی، وہ دلکش مسکرایا۔

"ابھی بھی موڈ خراب ہے تمہارا، کوئی نہیں۔ میں کچھ پلین کر رہا ہوں تمہیں بہت سا خوش کرنے کے لیے۔ ویٹ اینڈ واچ۔ کچھ ایسا جس پر تم خوشی سے میرے اسی سینے سے لگ کر مجھے بتاؤ گی کہ میرا دل ٹھیک ہے"

وہ اسکے لہجے کے بدلاو کو محسوس کرے گھبرا تو رہی تھی پر اسکی بات نے حرا کو مبہوت کر دیا، وہ اسکے چہرے کی طرف دیکھنے لگی، وہ بلکل کلئین شیو چہرہ تھا، وہ موٹی گھنی سیاہ بھنویں اٹریکشن سے مالا مال تھیں، سب کہتے تھے بارس، عمار جیسا ہے بلکل، اور عمار اور باسل ان دونوں فیملیز کے سب سے خوبرو بچے تھے۔ لیکن بارس وقت سے پہلے سنجیدہ اور بڑا ہو جانے والا بچہ تھا جسکا میچور مزاج حرا کو پسند تھا، وہ معاملہ سنوارنا سنبھالنا جانتا تھا تبھی وہ بارس سے اٹیچ تھی، اسکی ذات سے آبسیسڈ تھی۔

"تم نے فارہیڈ کس کی مجھے کوئی جو میں تمہیں ہگ کروں گی؟ سوچنا بھی مت"

حرا نے غبارے کی طرح منہ پھلا کر انکار کیا۔

"میں ابھی کر دیتا ہوں۔ اس میں کونسی بڑی بات ہے؟"

بارس یوں بولا جیسے یہ تو کوئی مسئلہ ہی نہ ہو پر وہ جواباً اک نظر مصطفی کو کھیلتا دیکھے بارس کے سینے پر مکا برسا کر گھوری۔

"ابھی کے کچھ لگتے۔ یہاں فیل آئے گی کوئی۔ مجھے بس ٹرخا کر کہہ دو گے فارہیڈ کس کر دی۔ رکھو اپنے پاس۔ کوئی ماحول ہوتا ہے کوئی موقع ہوتا ہے اور کوئی دستور ہوتا ہے"

وہ آگے سے بڑی دادی اماں کی طرح نقطہ چینی کیے سمجھانے لگی جبکہ بارس اپنے پاس واپس آتے مصطفی کو بازووں میں اٹھا کر خود بھی اٹھ کھڑا ہوتے ہنسا۔

"مصطفی یار۔ تم ہی سمجھاؤ اپنی پھپھو کو کہ اتنی بے اعتباری اچھی شے نہیں۔ یہ تمہاری سڑو پھپھو کس پر چلی گئی ہے؟"

حرا کے پھولے گالوں کو دیکھتے بارس نے مشورہ اپنے یار سے لیا جو اپنے سینے پر ہاتھ رکھے اشارہ کر رہا تھا کہ مجھ پر، جس نے حرا کی چھپائی مسکراہٹ بھی ہونٹوں پر لا چھوڑی۔

جبکہ عثمان کی حالت شدید نازک تھی، جیم والوں نے پولیس کو اطلاع کی مگر اک کال پر پولیس آئی تو مگر الٹا عثمان پر ایف آئی آر کاٹ گئی کیونکہ رحمان نے اس حملے میں ایفیکٹ ہوتے عثمان کی ساری سٹوری رضا کو بتائی کہ اس نے کیسے اور حان ماہیل کو مارنے کی کوشش کی جبکہ اسکا حساب جس نے بھی لیا وہ اٹھارٹی کا بندہ ہے اور اسی وجہ سے مارنے والے پر کوئی چارج نہ لگا الٹا ہوسپٹل سے نکلنے کے بعد عثمان کو جیل میں ڈالنے کے انتظام پورے ہو گئے تھے، فی الحال تو اسکے ماں باپ اپنی اس عثمان نامی غلطی کو رو ہی رہے تھے، جیسی اولاد انہوں نے پیدا کی تھی، یہ ہونا تو طے تھا۔

..________________________..

باسل کو اجر نے سیدھا ماہیل پیلس ہی ڈراپ کیا، اسے اپنا بہت خیال رکھنے کی تاکید کی اور گاڑی بھی کھڑی کیے وہ اپنی ٹریننگ کے لیے جانے سے پہلے چینج بھی نہ کر سکی، وہاں جا کر ویسے بھی اسے دوسرے کپڑے پہننے تھے تو وہ کیپ منگوا کر اسی سرخ جوڑے میں دوپٹے کے بنا ہی نکل گئی، وہاں سے اس نے بائیک تک وہ کیپ لی پھر آگے وہ بائیک سے ہی پہنچی، تھوڑی لیٹ ہوگئی تھی پر مینج ہو گیا، وہاں اسے کچھ لیکچرز لینے تھے، کچھ ٹریننگ پیپرڈ تھے، اس سب سے فری ہوتے اسے شام کے چھ بجے جبکہ الٹا موسم بھی شدید خراب ہوتا نظر آرہا تھا، لیکن آتشم کے دیے پتے پر بھی جانا ضروری تھا تبھی وہ بیس منٹ تک مطلوبہ جگہ پہنچیٔ جو ایک بند اور پرانی فیکٹری کا ایریا تھا، اجر نے بائیک روکی اور ہیلمنٹ اتار کر وہیں بائیک پر اٹکائے خود وہ فون لیتی مطلوبہ فیکٹری بلڈنگ تک پہنچی، بلڈنگ کے آس پاس کوئی روشنی نہ تھی اور سیاہ بادلوں کی وجہ سے ویسے بھی رات سے پہلے ہی رات چھائی معلوم ہو رہی تھی۔

ویلئیم اپنی موت کے لیے تیار تھا، اس نے اجر پر حملہ آور ہونا تھا جسکے جواب میں اجر سیلف ڈیفینس میں اس پر حملہ آور ہوتی، آتشم کا یہی پلین تھا، اجر جیسے ہی اس بلڈنگ میں داخل ہوئی، اسکے موبائیل پر میسج بیپ بجی۔

اجر نے فورا میسج اوپن کیا۔

"پہلے بلاک کے پاس نیچے گن پڑی ہے۔"

آتشم ہی کا میسج تھا، اجر نے حیرت سے میسج پڑھا پھر وہ آگے مطلوبہ بلاک تک پہنچی تو واقعی وہاں گن تھی لیکن اجر حیرت کا شکار ہوئی کہ آتشم نے اسے کیوں گن دی۔

"یہ تم نے مجھے اپنا شکار کرنے کو دی ہے منحوس؟"

اجر نے جواب لکھا اور کہیں آس پاس ہی میسج ٹون بجی تھی یعنی آتشم یہیں کہیں تھا۔

"نہیں۔ میری ٹیم میں ایک غدار ہے ایکسٹرا ذہین عورت۔ اس سے بچاؤ کو دی تجھے۔"

یہ جواب پڑھتے اجر نے فوری گن اٹھالی، وہ ڈر گئی تھی، کوئی اسکے چہرے کا ڈر دیکھے دل تک محظوظ ہوا۔

"آج میں تجھے رنگے ہاتھوں پکڑوں گی آتشم۔"

وہ اس سوچ کو دماغ میں لائے اپنا ڈر کم کرنے لگی اور تبھی اچانک سے ویلئیم سامنے آیا جسکے ہاتھ میں گن وہ بھی خود پر تنی دیکھے اجر نے بھی جواباً گن اس پر تان لی، البتہ اجر کے ہاتھ پہلی بار کسی پر گن تاننے کے باوجود ذرا نہ کانپے، وہ نڈر، بے خوف اور مضبوط حوصلے میں تھی، اک پل اسے لگا یہ اسکی ٹریننگ ہی ہے، اور کیا پتا یہ اسکی ٹریننگ ہی تھی، سوچنے کی بات تھی کہ ویلئیم اتنی آسانی سے اپنی جان کیسے دینے آگیا تھا، اور آتشم بھی اتنی آسانی سے اپنے کافی وقت سے وفادار ساتھی کو سیدھی موت کی سزا کیسے دے سکتا

تھا، شاید آج آتشم، ویلئیم کو اک نئے طریقے سے وفاداری کا سبق پڑھانے والا تھا۔

"کون ہو تم۔۔ مجھ پر کیوں گن تانی ہے؟"

اجر نے مضبوط قسم کا لہجہ لیے ویلئیم کو دیکھتے پوچھا جس نے کوئی جواب نہ دیا اور گن لوڈ کرتے پھر تانی، اس بار اجر نے خفیف سے خوف کے سنگ تھوک نگلا کیونکہ ٹرینگ کی بات الگ تھی، یوں ایک غنڈا سامنے لوڈ گن کے سنگ کھڑا تھا تو یہ اٹومیٹکلی رونگٹے کھڑے کر دینے والی سچویشن تھی۔

"پتا نہیں اس منحوس آتشم نے مجھے بھی لوڈ گن دی ہے یا ایسے ہی فارغ پکڑا دی، اگر میں نے گن لوڈ کرنے کو زرا دھیان بھٹکایا اور اس آدمی نے میری خوبصورت کھوپڑی اڑا دی پھر؟"

اجر کو ٹھنڈے پسینے آنے لگے جیسے ویلئیم ٹریگر پر انگلی لے جا رہا تھا، اجر کو گلے میں گھٹن محسوس ہوئی تبھی اجر نے جب اپنے ہاتھ میں پکڑی گن پر

غور کیا تو وہ لوڈ تھی، اک شکر کا سانس بھرے اجر نے مزید ہمت پکڑی اور اس سے پہلے ویلئیم اسے شوٹ کرتا، اجر نے گن چلائی تو ویلئیم کے گن والے ہاتھ پر تھی پر اس نکمی کا اتنا گند انشانہ تھا کہ گولی سیدھی ویلئیم کے سینے میں جا دھنسی، جبکہ آتشم نے اپنا ماتھا پیٹ لیا کیونکہ اجر اسے گولی مارے گن بھی اچھوت کی طرح اسی کو مار بیٹھی جو ویلئیم کے تھوبڑے کو بھی سجا گئی، ویلئیم کچھ دیر کراہا پر جب اس نے اپنا سینہ چھوا تو گولی پلاسٹک کی تھی جو اسکے سینے کو نقلی گولی ساہٹ کرے تھوڑا درد دیتی نیچے گر گئی البتہ کراہا وہ اپنے منہ پر لوہے کی بندوق لگنے پر تھا، آتشم نے آکر ویلئیم کو گردن سے دبوچے پیچھے دھکیلا۔

"تیرا حساب بعد میں لیتا ہوں پہلے اس گندے نشانے والی سے نمٹ لوں"

دو لوگ زخمی منہ والے ویلئیم کو وہاں سے گھسیٹ کر لے جا چکے تھے جبکہ گن اصلی اور گولی نقلی یہ جان کر زرا اجر کے حواس بھی واپس لوٹے پر اب یہ گندے نشانے والی بات پرسنل ہو چکی تھی۔

"تو سیلف ڈیفنس کے لیے سامنے والے کو سیدھا سینے میں گولی مارے گی بد دماغ؟"

وہ ٹھیک اجر کے سامنے اپنے گلووز والے ہاتھ میں گن لیتا پاس آیا تو اجر نے بغور اسکی نیلی آنکھیں دیکھیں پھر اسکی نظریں آتشم کی بازو پر تھیں۔

"قد کاٹھ کا یہ بلکل باسل جیسا ہے۔کچھ انچ اونچا ہے وہ بھی شاید ان بوٹس کی وجہ سے"

اجر نے اسے سننے کے بجائے اپنے دماغ میں اپنا ہی سکینگ پروگرام کھول لیا جبکہ آتشم نے اسکے ماتھے کو چھو کر پوری اجر کو ہلایا جو اسے کھڑی کھڑی سوئی لگی تھی، ایسے متوجہ کرنے پر اجر کا منہ خود بخود بگھڑا۔

"اب تیرے بھیجے میں کونسی کھچڑی پک رہی ہے۔تو نے سیلف ڈیفینس میں ایک بندے کو سینے میں گولی ماردی۔۔۔ پچ پچ پھنس گئی ہے تو پھر سے میرے شکنجے میں"

وہ آتشم کے افسوس کرنے پر زرا قریب ہوئی تو آتشم زرا محتاط ہوا کہ یہ لڑکی کہیں گلے میں ہی نہ پڑ جائے کیونکہ اجر اسے دیکھ ہی نہیں رہی تھی، ایسے لگ رہا تھا کپڑوں کے اندر تک جھانک رہی ہے۔

"اچھا۔ پر وہ تو مرا ہی نہیں۔۔۔ اب میں تمہاری غلام نہیں ہوں۔ اب میں تمہیں چیلنج کرتی ہوں کہ کچھ دن میں یہ آگ جیل کی سلاخوں کے اندر ہو گی، کیسا لگا؟"

اجر دگنی محظوظ ہوئی، زرا جو اسے آتشم کا ڈر یا خوف ہوتا، لیکن آتشم کے شدید بر اقہقہہ لگانے پر اجر کو کچھ خطرے کی گھنٹی محسوس ہوئی۔

آتشم نے ہنستے ہوئے فون سامنے کیا جہاں وڈیو کامیابی سے ریکارڈ تھی جس میں باقاعدہ گن چلتی اور ویلئیم کو جو خوامخواہ کا درد ہوا اس کے سنگ ریکارڈ تھی، اجر ڈرنے والی چیز نہ تھی۔

"اوہیلو۔ زیادہ سمارٹ مت بنو۔ اس میں اسکا خون تو نکلا نہیں۔ تو تم کیسے پروف کرو گے کہ میں نے اسے سچ میں مارا؟"

آتشم جانتا تھا وہ یہی پوچھے گی تبھی آتشم نے اسے ایک فیک فلٹر لگا کر دیکھایا جس سے وہ وڈیو ایک دم خون آلود والی بنی، یعنی ویلیم کا باقاعدہ خون کا فوارہ پھوٹا، یہ دیکھ کر اجر ششدر رہ گئی۔

"ہاہ! کتنے کمینے ہو تم۔ منحوس۔ اب کیا اس وڈیو سے بلیک میل کرو گے؟"

ڈر اور پریشانی سمیت ہی وہ آتشم کو دیکھتے چلائی جس پر وہ آگے سے مسکراتی آنکھیں لیے تابعداری سے سر ہلا گیا۔

"یہ بھی اور دوسرا ہتھیار بھی تو ہے۔ تیرے باسل ماہیل کو ساری سٹوری بتا دوں گا۔ آپن کی قربت کے لمحے۔ پھر تیرا اسے مارنے کی سپاری دینا۔ ھائے کتنی پیاری لگے کی تو پھر سے میری غلام بن کر"

گن کی نلی مسکاتے شر انگیز لہجے میں اجر کی گال سے گردن تک لا کر روکے وہ اس لڑکی کی ساری بہادری ختم کر گیا۔

"تم نے مجھے یہاں کانٹریکٹ ختم کرنے کو بلایا تھا۔جان چھوڑ دو میری اب۔کیا چاہتے ہو مجھ سے۔"

اجر کا غصہ سوا نیزے تک گیا۔

"یہی کہ تو میری مدد کرے گی۔میں جو بھی کروں گا تو سیکورٹی دے گی مجھے۔ویسے تو مجھے پکڑنا کسی کے بس کی بات نہیں پھر بھی اگر کہیں پھنس جاوں،تو بچائے گی مجھے۔اور یہ سب تجھ پر میری غلامی میں فرض ہو گا۔پہلے تو دو سال کے لیے تھا سب،اب موت تک۔۔۔۔۔۔"

اجر نے بہت تحمل سے اسکی ہر بات سنی اور اب اجر کے پاس آخری موقع تھا کہ وہ باسل اور آتشم کا راز کھولتی،کیونکہ ابھی وہ ہمت میں تھی تو اس امید پر کہ یہ باسل ہے۔

"شرٹ اتار اپنی آتشم کے بچے"

اجر کے بے باک حکم پر آتشم کی بھنوئیں اوپر کو اٹھیں، گن والا ہاتھ اور دوسرا خالی ہاتھ ہوا میں بلند کیے وہ کمینگی سے "وہ وہ" کرتا اجر سے دور ہوا جو خونخوار نظروں سے اسکی نوٹنکی دیکھ رہی تھی۔

"اب تو تیرا باسل آگیا۔ اب کیا چاہتی ہے مجھ سے۔ میں تجھے اپنا چہرہ رسک پر نہیں دیکھاتا کہ مر مٹے گی مجھ پر اور میرے حسن پر اور تجھے مجھے شرٹ لیس دیکھنا ہے۔؟ اتنی ہمت کہاں سے لے آتی ہے تو نازک کلی"

آتشم نے ہنوز کمینگی سے ہی اجر کے منہ کے پاس واپس آتے مست و مخمور سرگوشیاں کیں جس پر وہ دانت پیس گئی اور پھر زبردستی ہی آتشم کی بازو کے ٹھیک اسی حصے کو ہاتھ میں دبوچا جہاں سے آج باسل زخمی ہوا تھا اور سات سٹیچیز لگے اور اجر کو امید تھی وہ چھونے پر ہی درد سے آٹومیٹک کراہ اٹھے گا لیکن وہ الٹا اجر کے یوں بازو تھامنے پر حیران ہوا، نہ کراہا نہ ایسا کوئی تاثر دیا

کہ وہ زخمی ہے، اوپر سے اجر فیل کر سکتی تھی کہ اسکی بازو پر کسی قسم کی کوئی پٹی یا بینڈ تیج نہیں ہے، آتشم کی نیلی آنکھیں حیرت سے پھیلیں اور اجر کی خوف سے۔ تو کیا واقعی یہ اسکا باسل نہ تھا۔

"دیکھ تو کرنا کیا چاہتی ہے۔ ایسے کرے گی تو غلام کے ساتھ ساتھ تجھے اپنی باندھی بھی بنا بیٹھوں گا۔ اپنے بندے سے نفرت کرتی ہے پر رشتے کا تو احترام کر"

آتشم کی یہ سب بکواس سنے وہ بے اختیار اپنا ہاتھ کھینچ گئی، بھوری آنکھوں میں خوف و تکلیف سے نمی جمع ہونے لگی۔

"تو سچ میں کوئی تیسرا ابھروپیا ہے۔ میں قسم اٹھاتی ہوں تجھے بے نقاب کر کے رہوں گی آتشم۔ یہ باسل کی امانت ہے آتشم کا نام جس نے برا ہو کر بھی بروں کے ساتھ دردناک انصاف کرے عمار کے ہر جرم کی تلافی کی، اگر تو نے باسل ماہیل کے اس نام کو خراب کیا یا کرنے کی کوشش کی، تجھے میری

ہی گولی ابدی نیند سلائے گی۔ سمجھ لے اسے۔ میں آخری دم تک لڑوں گی۔ مجھے ہار ماننے والی کبھی مت سمجھنا۔ میں تیرا ساتھ دوں گی لیکن تب تک جب تک تو اس آتشم کے نام سے باسل کی طرح ہی انصاف کرے گا۔ اگر تو نے کبھی کسی معصوم کو تکلیف دی، میں اسی دن تیری غلامی پر تھوک دوں گی۔ باسل اگر واقعی اب صرف باسل ہے تو میں اس کے صدقے تجھ جیسی بھڑکتی پر تپش شے کی ہر مدد کرنے کو تیار ہوں"

انہی دھندلائی آنکھوں سے اس نے آتشم سے یہ سب کہا جو کتنی دیر بس اس لڑکی کو دیکھتا رہا، کیا یہ وہی تھی جسے باسل ماہیل سے نفرت تھی، آج تو آتشم نے بھی یہ تسلیم کیا کہ اس لڑکی کو صرف باسل ماہیل سے ہی محبت بچی ہے۔

"گریٹ۔ تو پھر باسل ماہیل کے صدقے ہی تجھے آتشم کی جہنم مبارک ہو اے ایس پی اجر سیال"

وہ نیلی آنکھیں پھر سے محظوظ ہوتیں، اجر کی بے بسی پر خندہ پیشانی سے دعوت جرم دی گئی۔

جبکہ اجر کی آنکھیں یہ ماننے کو ابھی بھی تیار نہ تھیں کہ وہ باسل نہیں، اس شخص کے قریب حفاظت کا اک احساس آج اجر کو محسوس ہوا جو اسے پوری طرح ناامید ہونے بھی نہ دے رہا تھا، سو ڈھیٹ مرے تھے تبھی اجر پیدا ہوئی تھی سو ابھی بھی وہ اس کھوج سے پیچھے ہٹنے والی نہ تھی۔

"خیر مبارک اور در فٹے منہ"

غصہ، تکلیف اور چڑ مل کر نکلی جب وہ جبڑے کس کر غراتی پلٹی۔

"رک"

آتشم نے اسکے بال پکڑے روکا تو وہ بلی کی طرح پلٹی اور اپنے بال جھپٹ کر چھڑوائے۔

"میرے ساتھ تمیز سے رہنا۔ دوبارہ میرے بال پکڑے تو اچھا نہیں ہو گا۔ انکو بس میرا ہسبنڈ پکڑ سکتا ہے"

اجر نے سینہ تانے اسے دھمکایا جس پر آتشم نے اگلی ہاتھ کی پکڑ اجر کے جبڑے پر جمائی، اجر کی آنکھوں میں لہو اترا۔

"میرا ہسبنڈ میرا ہسبنڈ کرے گی تو میں ضد میں بھی آسکتا ہوں۔ سمجھی"

وہ اسے جس ضد کا بتا کر ڈرا رہا تھا اجر اچھے سے سمجھ رہی تھی، جبکہ وہ اس وقت صرف آتشم کے ارد گرد اک خاص خوشبو محسوس کر رہی تھی، سب بدلا جا سکتا تھا مگر جسم کی خوشبو نہیں، بھلے آج آتشم کے ہاتھ کی پکڑ سخت تھی پر اجر کو محسوس نہ ہوئی اور یہ حیرانگی کی بات تھی۔

"تمہاری خوشبو۔۔۔۔ گندے لوگوں جیسی نہیں۔ خود پر گندی پرفیوم ہی چھڑک لیا کرو تاکہ میری فیل تو ڈسٹرب نہ ہو۔ آگے سے تم یہ کرنا پان کھا کر آنا، شراب سگریٹ سب انڈیلنا اپنے منہ میں اور دانت بھی برش مت

کرنا۔ اور ایسے نئ نکور سیاہ ڈریسنگ بھی تمھیں غنڈا کم، کرش میٹریل زیادہ بناتی ہے پھر تمہارا باڈی فگر بھی چارمنگ ہے اور اٹریکٹ کرتا ہے۔ دیکھو اگر تم کرمنل ہو، غنڈے ہو تو مجھے لگنے بھی چاہیے ہو، کم از کم تم سے خون ہی کی بدبو آجائے پر نہ جی۔ خود پر ورک کرو آتشم ورنہ مجھے تو یہی لگے گا میرا کوئی بہت قریبی منہ ڈھک کر میری آنکھوں میں دھول جھونک رہا ہے"

وہ اسکے اتنے قریب بھی، جبڑے کے دبوچے ہونے کے باوجود بآسانی اور آرام سے بولی تھی، اتنی کہ وہ نیلی آنکھیں کچھ عتاب سے بھرتی محسوس ہوئیں۔

"تجھے اب بھی لگتا ہے میں باسل ہوں؟ رے تو کتنی ڈھیٹ ہے اجر سیال۔ پتا کیا میری تیرے باسل سے ملاقات ہونے دے۔ کہوں گا اس لیچڑ کی سپاری دے، تو ڈیزرو کرتی ہے کہ میں تجھے ٹھوکوں وہ بھی تیری کیڑوں سے بھری اس کھوپڑی میں۔ مطلب کوئی اتنا اتنا اتنا ڈھیٹ کیسے ہو سکتا ہے؟ تجھے بتایا تھا

میں صاف ستھرا کرمنل ہوں۔اب تجھے غنڈا لگنے کو میں گندے تالاب میں غوطے کھانے سے تو رہا۔۔۔"

وہ اسکی بدتہذیبی پر جبڑا سھی پر آتشم کا ہاتھ پکڑ کر اپنا جبڑا آزاد کرتے ہی پیچھے جھٹک گئ۔

"پھر بھی۔ مشکوک ہو تم۔۔۔۔ میری دو آنکھیں تم پر جمی رہیں گی۔اب کچھ دن غائب ہو جاو۔میری جوائنگ کے بیچ اپنی منحوسیت نہ پھیلانا۔"

اجر کے رنگ ڈھنگ آج الگ ہی تھے، نہ تو وہ ڈری ہوئی تھی نہ خوفزدہ، نہ اسے کسی کی ماں کے لال کا کوئی ڈراوا تھا۔

"تیری خوشی اور قرار کے رنگ میں بھنگ ڈالنے کا مجھے شدید اشتیاق ہے۔میرے سرپرائز کا ویٹ کرنا۔آخر کچھ تو تواب میری بھی ہے سوئٹی۔چل جا اب دھیان سے۔دیکھنا گلی کا کوئی کتا نہ پیچھے لگ جائے، سرخ رنگ ایسے پہن آئی ہے جیسے اسکا صدقہ اتارنا تھا میں نے"

وہ اپنی بے عزتی کا ادھار نہ چھوڑتا کہہ کر گن کی نلی سے اسکی کن پٹی سہلاتا وہاں سے پلٹ گیا تو اجر نے اس درجہ اہانت پر اپنی مٹھیاں بھینچ لیں اور تبھی زور سے بجلی کڑکنے کی دیر تھی کہ وہ ڈر کر پلٹ کر جاتے آتشم کو عقب سے بازوؤں میں لیتے بھینچ گئی، بجلی جس جگہ پڑی اجر بلکل ساتھ کھڑی تھی تبھی خوف کے مارے کچھ سمجھ نہ آیا کیا کر بیٹھی ہے۔

"کس قسم کی چیز ہے تو اجر؟"

وہ اپنے سینے پر پتھر کی طرح جمے ہاتھ پکڑ کر اسے خود سے دور دھکیلتے گھوم کر غرایا تو اجر نے خود کو ایسی ہی ملامت کی۔

"سوری۔ ایک دم ہو گیا۔ ورنہ تم سے اچھا تھا میں آسمانی بجلی کو ہی لپٹ جاتی۔ زیادہ پھیلنے کی ضرورت نہیں، جان کر میں تم جیسی نحوست سے نہیں لپٹی"

وہ آگے سے بے خوف تھی، زرا بھی یہ کرنے کی شرمندگی نہ تھی لیکن آتشم کی رگ وپے پر طاری اضطراب کی کیفیت اجر اسکے ڈھکے چہرے کے باوجود بھانپ گئی تبھی اپنے کیے پر ندامت بھی کم ہوتی محسوس ہوئی۔

"دیکھ اگر پھر سے ایسا انجان پن کیا تو میں تجھے چھوڑوں گا پھر توڑ پھوڑ کر ہی"

آتشم کی قہرناک دھمکی پر اجر کے چہرے پر کئی رنگ لہرائے۔

"ک۔۔ کیا مطلب تھا اس بکواس کا"

وہ دگنا چلائی۔

"ابھی پیدا ہوئی ہے؟، تجھے نہیں پتا کیسے توڑوں اور پھوڑوں گا میں تجھے تبھی کہا ہے اگلی بار بے دھیانی میں بھی آسمانی بجلی سے ہی لپٹنا ورنہ تیرا پیارا باسل، اسکے پاس کچھ لپٹنے کو نہ بچے گا۔بیوقوف۔ جا گھر۔۔ دماغ کا دہی کر گئی ہے شیدائین"

وہ رعب جھاڑتا، برہمی دیکھائے اتنی بے عزتی کر کے چلا گیا پر اجر حیران تھی اسے بے عزتی فیل کیوں نہیں ہوئی، الٹا جو غصہ آیا وہ بھی جھاگ کی طرح بیٹھ گیا، وہ آتشم کے چلنے کے انداز پر جو رک گئی تھی، بلکل باسل جیسی چال۔

"یہ باسل ہی ہے بلاشبہ۔۔۔۔ دنیا میں اتنی مورنی سی نایاب چال بس میرے سرتاج کی ہی ہے۔۔۔ آئی مین مردانہ اور شیرانہ چال۔۔ اف اجر تم بھی ناں"

وہ گہرے سانس بھرتی اپنی سوچ پر غلاف چڑھائے زرا خود بھی ڈرے ڈرے باہر نکلی کیونکہ ہلکی ہلکی بارش شروع ہو گئی تھی، اجر نے فون کی سکرین کو سینے سے جوڑا جبکہ خود وہ جلدی سے بائیک تک پہنچی، اک نظر سر شام ہی شدید سیاہ ہوتے آسمان کو دیکھا اور بائیک ہولڈر میں فون فٹ کرے، ہیلمنٹ پہنا اور بائیک سٹارٹ کر دی، اسے لگ رہا تھا جب تک وہ گھر پہنچے گی، مکمل بھیگ جائے گی۔

جبکہ آتشم وہاں سے سیدھا ویلئیم کے پاس گیا جو بہت زیادہ ڈرا ہوا تھا، موت سے اتنا ڈر نہ لگا جتنا اس آتشم کے کھیل سے۔

آتشم کو گن پکڑ کر اپنی طرف بڑھتا دیکھ ویلئیم کو لگا موت اسکے سر پر ناچنے لگی ہے۔

"یہ مدت سے میرا وفادار رہنے کی اک رعایت تھی ویلئیم۔ دوبارہ اگر تم نے ایسا کیا تو گولی نقلی نہیں ہو گی۔ اب اس کوبرا کو یقین دلاو کہ باسل اور آتشم الگ ہیں تبھی اس غداری کی تلافی ہو گی۔ ورنہ تمہیں اپنی ٹیم سے مردہ بنا کر نکالنا میرے پاس آخری آپشن ہو گا"

آتشم کی دبنگ آواز اور حکم پر ویلئیم نے ڈرتے ڈرتے فوری یقین دلاتے ہامی بھری، اسکا پورا وجود کانپ رہا تھا۔

"جیسا ا۔ آپ کہیں گے میں ویسا ہی کروں گا۔"

ویلئیم نے منت کرتے یقین دلایا تو آتشم نے سر ہلائے اپنے دوسرے دو لوگوں کو اشارہ کیا کہ اسے چھوڑ دیں جبکہ خود بھی وہ اسکے بعد وہاں سے اجلت میں نکل گیا تھا۔

..______________________..

میرال، اور حان کو باہر لائی تو سکی جان میں جان آچکی تھی، باہر جہاں بارش شروع ہو چکی تھی وہیں اس وقت سب ماہیل پیلس کے سٹنگ لاونج میں بیٹھے تھے، تبریز اور روحا کے ساتھ رملا بھی آئی تھی اور حان بھائی کی عیادت کو بلکہ اپنے ناراض ماں باپ کو وہی زبردستی لائی کہ سب جمع ہیں تو انھیں بھی چلنا چاہیے، اجر کچھ دیر بارش کی وجہ سے اک جگہ رک گئی کیونکہ بھیگنے کی تو خیر تھی، اسکو ٹھنڈ لگنا شروع ہو گئی تھی دوسرا وہ نہیں چاہتی تھی کپڑے گیلے ہوں کیونکہ اسکے پاس فی الحال دوپٹہ یا چادر نہ تھی، جیسے ہی بارش ہلکی ہوتی وہ بائیک دوڑا رہی تھی اور جب تیز تو کسی شیڈ تلے رک جاتی، اور گالیاں خوامخواہ بارس کی بائیک کو پڑ رہی تھیں۔

بہر حال ماہیل پیلس میں تو شام کے اس وقت رونق لگی تھی، ایمن نے سبکو سختی سے کہا تھا کہ ڈنر سب کا آج یہیں ہو گا۔

مصطفی کو حرا اور بارس نے دن بھر سنبھالا تھا مگر ابھی وہ بابا جان کے پاس تھا اور حرا ابھی زرا سب سے تھک ہار کر لاونج میں چلی گئی کیونکہ رملا کو دیکھ کر اسکا اچھا بھلا موڈ خراب ہو گیا تھا لیکن بارس نے رملا کو اداس ہونے سے روکا اور یقین دلایا کہ وہ حرا کا موڈ ٹھیک کر دے گا۔

"بابا ٹھیک ہیں میری جان!"

مصطفی کو اداس دیکھے اورحان نے اسکی گال سے گال رب کرتے سینے لگائے تسلی دی پر وہ شاید اورحان کی تکلیف بھانپ رہا تھا اسکے مرجھائے چہرے سے تو ابھی بس اسکے سینے لگا تھا، میرال بھی ساتھ ہی بیٹھی تھی، کچھ دیر اورحان نے اسے اپنے ساتھ سلایا تھا جسکی وجہ سے وہ قدرے اچھا محسوس

کر رہی تھی، جسم کے مختلف درد بھی قدرے کم تھے یا پھر وہ محسوس کرنا ہی روک چکی تھی۔

"تیوں بابا۔۔۔ تدر دئے تے۔۔۔ دونڈلا تا۔۔۔(کیوں بابا۔ کدھر گئے تھے،ڈھونڈ رہا تھا)"

اپنی توتلی زبان میں وہ دراصل پورا دن اسے نہ دیکھ پانے کا شکوہ کر رہا تھا،سب ہی مصطفی کی تڑپ پر ایک سے اداس تھے۔

"تھوڑا سر درد کر رہا تھا تبھی سو رہا تھا میری جان"

اور حان نے اسکی تشفی ماتھا چوم کر کروائی پر وہ ہر چیز بہت گہرائی سے نوٹ کرتا تھا،اسے پتا تھا اتنا ٹائم میرال بھی کہیں نہ تھی۔

"میال تولے تل گم دے تے۔۔۔ میال میلی اے (میرال کو لے کر گم گئے تھے۔میرال میری ہے)"

سب کے سامنے بچہ، اماں بابا کا راز کھول رہا تھا، سب تو انجوائے کر رہے تھے پر میرال کا چہرہ خوامخواہ دہک گیا۔

"میں اپنے بے بی کی ہی ہوں۔ ادھر آؤ۔ بابا کو ریسٹ کرنے دو۔ ہم بارش دیکھ کر آتے ہیں"

میرال نے ہی کچھ حوصلہ کیا کہ سب کے بیچ مصطفی کچھ اور نہ پوچھ لے تبھی اورحان کو مسکرا کر اشارہ کرے اس نے ہاتھ بڑھائے ہی کہ وہ فوراً میرال کے پاس آ گیا۔

وہ اسے لیتی زرا باہر نکلی تا کہ اپنے بے بی کو بھی تھوڑا وقت دے جبکہ باقی سب بس اورحان کی طبعیت کے بارے ہی اس سے پوچھ کر فکر مند تھے۔

جبکہ حرا بلکل برے موڈ کے ساتھ ٹی وی لاونج میں سب سے الگ تھلک ہو کر چھپی بیٹھی تھی، باہر سب اورحان کے آگے پیچھے جمع تھے، تبھی بارس ٹی

وی لاونج والے ہال کی طرف آیا، وہ سیدھا حویلی گیا تھا وہیں سے آیا تو اسکے ہاتھ میں کچھ تھا۔

"یہ تمہارے لیے ہے حرا"

وہ جو اداس سی صوفے پر بیٹھی سر اک طرف گرائے فون اک طرف رکھے، ریموٹ کا کونا منہ میں چباتی کارٹون دیکھنے میں لگی ہوئی تھی، بارس قریب آیا اور اسے اک سٹوری بک جیسی چیز دی، حرا نے کچھ خاص دلچسپی نہ دیکھاتے اسکے ہاتھ سے وہ باکس جیسی چھوٹی سی سٹوری بک کو لیا۔

"یہ کیا ہے۔ اپنی کتابیں ہی پڑھ لوں کافی ہے بارس"

نہایت بیزائیت سے اس نے وہ چھوٹی سی بک ایک ہی بار میں سارے صفحوں سے پرکھتے دیکھی مگر آخر پر وہاں موجود انگوٹھی پر وہ ٹھٹھک کر رکی۔

اس نے ڈبڈبائی آنکھیں اٹھا کر بارس کو دیکھا۔

"Will You Become My Baby Shona?"

وہ اک بک رنگ باکس تھا جس میں حرا کی رنگ تھی،وہ حسین اوپر سے بارس نے جو یہ رنگ نکال کر اسکے پرپوز کا ارمان پورا کیا۔واللہ قیامت!

حرا کو لگا وہ اس پر ابھی رو پڑے گی پر بہت مشکل سے ہی سہی پر اپنے آنسوؤں کو سنبھال گئی۔

"یس یس یس"

وہ خوشی سے کھل اٹھی،بارس نے اسے نا صرف کھڑے کھڑے زرا جھک کر اسکا نازک کومل ہاتھ اپنے خوبصورت مضبوط ہاتھ میں لیتے اسے اسکی خوبصورت ون ڈائمنڈ سلور رنگ پہنائی بلکہ حرا کو محبت بھری شوہر والی نظروں سے دیکھ کر حیا بھی دلائی،جو اٹھ کھڑی ہوتی اپنی خوبصورت سی رنگ کو دیکھنے کے بعد بارس کو دیکھنے لگی،وہ خوش تھا پر اس سے زیادہ وہ حرا کو پھول کی طرح کھلتا دیکھے زیادہ مسرور ہوا۔

"اگر تم م۔ میرے سارے برباد ہوئے ارمان یونہی پورے کروگے تو میں پوری مان جاوں گی۔۔ یہ بہت پیارا تھا۔ اور یہ بک۔۔ یہ خود بنائی؟ یہ سب لکھا بھی تم نے؟"

اس چھوٹی سی بک میں ہر پیج پر حرا کی تعریفیں درج تھیں،وہ تھی بھی بہت ہی کیوٹ۔

"ہاں ناں۔ کل کی رات سو نہیں سکا۔ پھر سوچا میرا دل ہر مومنٹ سپیشل پسند کرتا ہے تو سیدھے سے انگوٹھی پہنانا تمہیں بور کرے گا۔ پھر میں نے نیٹ پر کچھ یونیک آئیڈیاز ڈھونڈے اور میری آرٹسٹ حسینہ کے لیے مجھے یہ والا طریقہ پسند آیا"

وہ مزید روہانسی ہوئی کہ خود تو مزے سے کل سوگئی تھی اور بارس یہ سب کرتا رہا۔

"تم نے یہ ساری ایفرٹ میرے لیے کی بارس؟"

آنکھیں بھگوئے وہ شدید جذباتی ہو رہی تھی جب بارس نے سر خم کرتے اقرار کیا۔

"میں کوشش کروں گا تمہارے شوخ اور نخریلے مزاج پر اپنا میچور مزاج حاوی نہ کروں۔نہ تمہیں بدلنے کی کوشش کروں۔تم یونہی سجتی ہو میرے ساتھ حرا۔ تمہیں چھوٹی چھوٹی چیز خوش کر دیتی ہے بس وہ توجہ اور اہمیت سے بھری ہونی چاہیے۔میں تمہیں اور تمہارے مزاج کو اچھے سے سمجھتا ہوں۔ تمہیں ہرٹ ہوتا نہیں دیکھ سکتا۔ابھی جیسے تم رملا کو دیکھ کر یہاں چلی آئی،اسے برا لگے گا۔کل پرسوں وہ چلی جائے گی۔اسکے دل میں ہمارے لیے بلکل میل نہیں الٹا وہ میرے اور تمہارے نکاح پر بہت خوش بھی ہے اور کل رات اور صبح اپنے پیرنٹس سے ڈانٹ بھی کھاتی رہی ہے۔پھر بھی مسکرا رہی ہے۔میں چاہتا ہوں جب وہ جائے تو ہم مل کر اسے اچھے سے گڈ بائے کہیں۔پھر میں تو مکمل تمہارا ہوں اب،کسی اور کا سایہ بھی نہیں پڑنے دوں گا خود پر"

اس نے حرا کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر بہت پیار سے سمجھایا اور پیار سے سمجھانے پر وہ جتنی بھی بگھڑ جائے، مان جاتی تھی، اس وقت بھی اس نے بارس کی رنگ سے اپنی رنگ میچ ہوتی دیکھے اک موہنی سمائیل دی پھر نظریں اٹھا کر بارس کو دیکھنے لگی۔

"اوکے اچھے سے بائے کر دوں گی اسے پر مجھے وہ پھر بھی پسند نہیں آ سکتی۔ سچی بتاوں۔ دنیا کی ساری لڑکیاں کل سے زہر لگ رہی ہیں۔"

وہ معصوم سی تھی، کچھ بھی دل میں نہ رکھنے والی اور بارس کو اسکی اسی معصومیت نے لوٹا تھا، وہ بھی جوابا شوخ مسکرایا۔

"ہاں مجھے بھی لگ رہی ہیں۔ میرا دل خوش ہے اب؟"

وہ اسکی آنکھوں میں تیرتی خوشی کا احساس اسکے کہہ کر بتانے سے بھی چاہتا تھا، حرا کے چہرے کی رنگت دفعتا گلابی ہونے لگی۔

"مطلب تم چاہتے ہو میں تمہیں ہگ کروں؟"

وہ اسی گھبر ائے ڈرے لہجے میں ہی منمنائی۔

بارس زرا اسکی طرف جھکا۔

"ہگ کر دو گی تو میں تمہیں اٹھا کر لیے بھاگ جاوں گا کہیں۔ موسم بھی ایسا بے ایمان ہو رہا ہے"

بارس کی شوخ نگاہ و بے باک الفاظ پر وہ سرخ ٹماٹر ہوتی اسکے سینے پر دباو دے کر جانے لگی جب وہ اسکی نازک سی کلائی اچک کر روک گیا۔

"چھوڑو بارس۔۔س۔۔سب باہر ہی بیٹھے ہیں"

وہ سخت کنفوز ہوتی تاسف سے کلائی چھڑوانے لگی، چہرہ سرخ و سفید ہونے لگا۔

"سب ہمارے نکاح کے گواہ ہیں، کوئی کچھ نہیں کہے گا۔ ادھر آو میرے گلے لگو۔ اور مجھ سے فار ہیڈ کس چھینو اپنی"

وہ اسے اپنے واپس قریب لایا پر حرا میں گھبراہٹ و بوکھلاہٹ کے دھماکے ہونے لگے تھے تو بارس نے خود ہی اس گڑیا جیسی لڑکی کو اپنے سینے میں بساتے بازو اطراف نرمی سے حائل کیے تو وہ یوں اس سے لپٹی جیسے بس بارس کی پہل کا انتظار کر رہی ہو۔

"ب۔۔بارس۔۔۔مجھے تم بہت اچھے لگتے ہو۔میں تم سے کبھی ناراض نہیں ہونا چاہتی لیکن میں ابھی بہت نخرے اٹھواوں گی۔بلاوجہ روٹھوں گی۔تم مجھے ہمیشہ مناوگے۔مجھے سپیشل فیل کراوگے ناں؟"

وہ اسکے گلے لگانے کی ادا پر جذباتی ہوئی،کوئی اتنے پیار سے تبھی گلے لگاتا ہے جب پیار میں ڈوبا ہوا ہو۔

"سب ہو گا۔بس تم میرے گلے لگ جایا کرنا ہر بعث و لڑائی کے بعد۔"

وہ اسکے نازک سے وجود سے اتنا قوی سکون پاکر حیرت میں ہی بڑبڑاتے زرا دور ہوا تو وہ مسکراتی بھیگی آنکھوں سے اسکو سر اٹھائے دیکھنے لگی۔

"ڈن۔۔"

حرا کی مسکراہٹ مزید میٹھی ہوئی۔

"مجھے بس تمہاری مسکراہٹ ہر دن دیکھنی ہے۔یہ والی۔جو میرے سامنے ہے"

بارس نے اسکی مدہوش آنکھوں میں تکتے جب جھک کر اسکا ماتھا چوما تو حرا نے خوبخود آسودگی سے اپنی آنکھیں موند لیں، اسے بہت اچھا جو لگا پر آنکھیں کھلیں تو پھر سے برسنے کو تیار تھیں۔

"ت۔۔تم رلا دو گے مجھے"

ہچکی سی بھرے وہ بولی ہی جب بارس نے ہنس کر واپس اس جگر گوشی کو اپنے بازوؤں میں دبوچ کر سینے میں بھینچ لیا۔

"آگے ہی بادل رو رہے ہیں۔ تم یہ نہ کرنا چڑیل۔۔ ورنہ سیلاب آجائے گا۔ آجاؤ اب سب کے ساتھ بیٹھتے ہیں یا پھر بارش انجوائے کرتے ہیں۔ زرا تیز ہو تو بارش میں نہائیں؟"

وہ بارس کے ہر خیال پر سر ہلاتی چلی گئی لیکن آخر والا سب سے یمی تھا۔

اف بارس کے ساتھ بارش میں بھیگنے کا سوچ کر ہی اسے گدگدی سی ہونے لگی، بھیگ کر جانے کیا حال ہوتا۔

خیر بارش جب بڑھی تو اور حان کو بھی حرا اور بارس زبردستی باہر لے گئے، شیڈ دلان کی طرف وہ سب رکے تھے کیونکہ بارش بہت ٹھنڈی تھی مگر مصطفی ضد کر رہا تھا جس سبب میرال نے اسے حرا اور بارس کے ساتھ بھیگنے دیا جبکہ خود وہ نہ گئی۔

"آپ نہیں بھیگیں گی؟"

اورحان نے اسے اپنی بازو کے حصار میں لیتے پوچھا تو میرال نے چہرہ اورحان کے سینے میں چھپالیا، وہ پریشان ہو گیا۔

"یہ جو میک آپ لگایا ہے اپنی گردن پر یہ اتر جائے گا ناں۔۔ ورنہ میرا تو شدت سے دل چاہ رہا ہے بھیگنے کو اورحان۔ کچھ کریں ناں۔ مجھے بھیگنا ہے"

وہ سینے میں چہرہ چھپائے باقاعدہ روئی تو اورحان اداس سا مسکرایا۔

"چھت پر چلیں۔ صرف میں اور آپ؟"

اورحان کی سرگوشی پر وہ فوراً سے بھیگی آنکھیں اٹھا کر اورحان کو دیکھنے لگی۔

"یس۔۔ پلیز۔"

وہ شدید تڑپ رہی تھی جیسے بھیگنے کو، اورحان نے اسکا ہاتھ پکڑا اور وہیں سے وہ لوگ واپس چلے گئے جبکہ مصطفی، حرا اور بارس کے ساتھ باقاعدہ اس جاتی گرمی کی بارش میں نہاتا مینڈک سا پھدک رہا تھا، اجر بھی اسی وقت

پہنچی، بائیک کھڑی کرتے تیزی سے گھر کی طرف بھاگی پر ان تین کو نہاتا دیکھے اسکی اس بھیگنے اور بائیک والی جنگ والی ساری چڑ ختم ہو گئی، اسکا بھی بہت دل تھا بھیگنے کو پر وہ تھکی ہوئی تھی تبھی اندر چلی گئی، سب سٹینگ روم میں بیٹھے پکوڑے کھا رہے تھے تو اجر نے وہاں کا رخ نہ کیا اور سیدھی سیڑھیوں کی طرف بڑھی، وہ باسل کو اک نظر دیکھ کر پھر اپنے روم میں جا کر چینج کرنے والی تھی۔

اسکے روم کا دروازہ کھولتے اندر جھانکی مگر وہ کمرے میں نہیں تھا تبھی اجر جب واش روم کی طرف گئی تو ڈور لاک تھا جس سے وہ سمجھ گئی کہ باسل اندر ہے، اجر نے اسکا انتظار کرنے کا سوچا اور خود ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آکر اپنے زرا زرا گیلے بالوں میں برش کرنے لگی۔

جبکہ چھت پر پہنچتے ہی میرال نے دوڑ کر بارش میں بھیگنا شروع کیا، مڈ میں جاتے ہی وہ پوری بارش سے بھیگ گئی، اور حان بھی بوجھل طبعیت کے باوجود اسکا ساتھ دینے بارش میں چلا آیا۔

"ا۔۔اورحان۔بارش بہت تیز ہو رہی ہے اور ٹھنڈی بھی۔ آپکی طبعیت نہ بگھڑ جائے۔ آپ مت بھیگیں پلیز"

وہ مکمل بھیگتی بھی اورحان کو تاکید کرنا نہ بھولی جبکہ دوپٹہ میرال نے اپنے شانوں پر پھیلایا تھا جو بھیگتے ہی اس سے چپک گیا، بال بھی گیلے ہو کر گردن اور رخساروں سے لپٹ گئے۔

"آپکو اکیلا بھیگنے نہیں دے سکتا۔اور یہ بارش بیمار نہیں کرتی۔ مصطفی کو جب مزہ دے رہی ہے تو ہم تو بڑے ہیں۔ڈونٹ وری۔ آپ انجوائے کریں۔ ہر ٹنشن سے آزاد ہو کر۔ یہاں صرف ہم دونوں ہیں"

وہ اسے بھیگتا ہوا مائل کر رہا تھا اوپر سے اس بندے کا لہجہ اور لفظ اور باتیں اور نظریں، واللہ وہ کس کس سے بچتی جبکہ چھت پر آتے اورحان نے گیٹ بھی بند کر دیا تھا تاکہ میرال بنا کسی کے آجانے کے خدشے سے بارش میں

بھیگے، ارد گرد چار سو بس سبزہ اور پہاڑ ہی تھے، یہ دو گھر اس جگہ تھے بس اور آس پاس دور دور تک کوئی دوسرا گھر بھی نہ تھا۔

"اور حان۔۔ آپ بھیگ کر زیادہ ہاٹ لگ رہے ہیں"

وہ اسکی گردن میں اپنی بھیگی پانی نچورتی باہیں حائل کرے قریب ہوئی تو اور حان نے اسکو کمر سے تھامے اپنے سینے کے قریب ہاتھوں کے دباو سے کیا، اسکی نازک سی کمر اور حان کے ایک ہاتھ میں آسکتی تھی پھر بھی وہ بہت پر کشش اور خوبصورت تھی۔

"نہ کریں ایسی باتیں۔پہلے ڈرگ کا اثر تھا اب آپکا ہو جائے گا۔ آپ بھی کسی ڈرگ سے کم نہیں ہیں"

وہ اسکے بے تکلف ہونے کے بارے اشارہ کرے مسکایا تو وہ بھی بھیگتی ہوئی پر حیا سا مسکرائی۔

"میں بارش کی بہت بڑی دیوانی ہوں۔مجھے ہمیشہ یونہی ہر بارش میں بس آپ کے ساتھ بھیگنا ہے اب اور حان"

وہ شدید خوش تھی،اسے بارش جیسے نئ زندگی دے رہی تھی،اور حان نے اسکی گردن میں نرمی سے چہرہ گھساتے اسکی بھگتی ٹھنڈی گردن پر بنی بے نقاب ہوئی عنابی مہر پر اپنے گرم احساس چھوڑتے ہونٹوں کو رکھا تو وہ خفیف سا کانپی تھی۔

"اور۔۔رحان مت کریں"

وہ اسکی گردن پر ہاتھ پھیرے وہاں لگی بیس ہٹاتا وہاں ہر نشان کو چھوم رہا تھا اور میرال بارش کی ٹھنڈک فراموش کیے،اس شخص کی گرم سانسوں اور دہکتے لمس میں گرفتار ہونے لگی تبھی منت کر اٹھی،وہ چہرہ سامنے لاتا اسکی ٹھنڈی بھیگی گال سے ناک کی ٹپ رگڑتا اسکے ابھی سے جامنی پڑتے ہونٹوں

کو شدید دیوانگی سے دیکھنے لگا، پر کچھ سوچتے رحم کھاتے نظریں اور طلب بدل لی۔

"آپ اکیلی بھیگ لیں۔ میں بس دیکھتا ہوں آپکو آس پاس ٹہل کر۔ ابھی مجھ سے کچھ دن بلکل دور رہیں میرال۔ میں آ بھی جاوں تو روکیں مجھے۔ پلیز یہ حکم سمجھیں میرا۔ کچھ جبر بے حد خوبصورت ہوتے ہیں"

اک نرم سا ہونٹوں سے پیار میرال کی گال پر کیے وہ پناہ مانگے اس لڑکی سے دور ہوا تو میرال نے ایک بار پھر اسکے جبر کو انجوائے کیا، اف کتنا پیارا لگتا تھا وہ اپنے ہی حق سے دستبردار ہوتے۔

جبکہ میرال خود ابھی بس بارش پر فوکس رکھنا چاہتی تھی پر ممکن نہ لگ رہا تھا، وہ آس پاس ہی تھا، اپنی موجودگی کی حدت سے، میرال کی ٹھنڈی انجوائمنٹ میں حلل ڈالتا ہوا۔

..________________..

وہ واش روم سے چینج کیے نکلا تو آگے اسکی حسینہ اسکے کمرے میں موجود اسی کے ڈریسنگ میز کے سامنے کھڑی تھی، وہ بھی بالوں کو پکڑے پلٹی پر تھم گئی۔

وہ لڑکی تب اسے جان سے پیاری لگتی تھی جب وہ اپنے بالوں کو مخصوص انداز میں باندھتی تھی۔

جیسے اس وقت وہ برش کرنے کے بعد اپنے بالوں کو اس طرح رول کرے بالوں میں ہی پھنسا کر میسی بن بنا گئی کہ اتنا تو ڈھیڑ ساری پینز لگا کر بھی بنانا مشکل تھا، وہ یہ بے دھیانی میں کرتی، کہ اجر سیال کے سارے بال لمحوں میں سمٹ جاتے تھے، اور اجر اس وقت یہی سوچ رہی تھی باسل ماہیل اسے کب جان سے پیارا لگے گا اور پھر اس آدمی نے یہ جو برستی شام میں باف وائیٹ شلوار سوٹ پہن لیا، اف اسکے کسرتی شارپ وجود پر اتنی ہی غضب فٹنگ کے ساتھ سجتا یہ مشرقی لباس اسے جان لیوا بنا رہا تھا، اگر کندھوں پر اک شال گرا لے تو بڑے بڑے حسین باسل کے آگے ڈھیڑ ہو جاتے۔

وہ جو تھوڑی تھوڑی فدا ہو رہی تھی، اس شخص پر سجتے اس لباس پر خود سے اعتراف کر بیٹھی کہ "باسل ماہیل" یوں "اجر سیال" کو جان سے پیارا لگ رہا ہے۔

"باسل۔ تم ٹھیک ہو؟"

وہ بالوں کو باندھتے ہی زرا اسکی طرف لپکی، وہ دیکھ سکتا تھا اجر کا ڈریس گیلا تھا، سلک کی وجہ سے چپکنے سے بچ گیا تھا پھر بھی نم تھا۔

"تم نے ریسٹ کیا۔ تمہاری بازو اب کیسی ہے۔ کہیں جا رہے ہو؟"

وہ بہت کم شلوار سوٹ پہنتا تھا تبھی اسے لگا شاید وہ کہیں جا رہا ہے۔

"ہاں پورا دن ریسٹ ہی کیا۔ سارے امپارٹنٹ کام چھوڑ کر۔ زرا باہر جا رہا تھا، بارش دیکھنے۔ بھوک بھی لگ رہی ہے تو سوچا ڈنر بھی کر لوں۔ تم بتاو دن کیسا رہا۔ بھیگ گئی ہو۔ جا کر چینج کرتی پہلے"

وہ نرمی سے بات کر رہا تھا جبکہ اجر کو پتا نہیں کیوں اس وقت رونا آرہا تھا، آتشم سے اتنے اچھے سے ڈیل کرنے کے باوجود اب وہ زرا کمزور پڑ رہی تھی، اسکا دل اتنا سخت نہیں تھا جتنی وہ خود تھی۔

"تم مجھ سے نرمی سے بات کر رہے ہو۔ کیا میں سمجھ لوں تھوڑی معافی مل گئی ہے؟"

وہ خود نہ جان سکی کہ یہ سوال باسل سے کرتے اسکی آنکھوں میں نمی کی تہہ چڑھ آئی ہے۔

"میری طبعیت اچھی نہیں تبھی لڑنے یا بعث کرنے کی ہمت نہیں نہ جلی کٹی سنانے کی انرجی۔ معافی والا معاملہ چھوڑ دو۔ جیسا چل رہا ہے چلنے دو"

وہ اکتائے بیزار سے لہجے میں بولا تو اجر کے دماغ میں گھنٹی سی بجی۔

"اگر یہ آتشم ہے تو وہ کالے کپڑے، بوٹس اور لینز یہیں ہوں گے۔ ابھی یہ واش روم سے نکلا ہے۔ اسکے واش روم کی تلاشی لیتی ہوں"

اجر کو من ہی من میں شیطانی خیال بناتا محسوس کرے باسل نے اسکی گال تھپکائی تو وہ ہوش میں آتی اس سے پہلے واش روم کی طرف دوڑتی، باسل نے بروقت اسکا ہاتھ پکڑے کھینچ کر اپنی طرف گھسیٹا، وہی پکڑ، وہی زور۔

"اپنا واش روم یوز کرو جا کر۔ چلو"

باسل نے برہمی نے اجر کو دروازے کی طرف دھکیلا تو اجر کو یقین ہو گیا سب ابھی بھی واش روم میں ہے، اب تو وہ مر جاتی پر یہاں سے نہ جانے والی تھی۔

"زور کی واش روم آ رہی ہے۔ روم تک جاتے جاتے اگر نکل آئی؟"

اجر نے اپنی ٹانگیں بھی کرس کراس کر کے اصلی فیل محسوس کروائی مگر باسل نے نفی کرتے واش روم کے دروازے کے آگے کھڑے ہو کر منع کیا۔

"نو۔۔اپنے روم کا واش روم یوز کرو۔ میں اپنا واش روم کسی کو یوز کرنے نہیں دیتا۔ دماغی مسئلہ سمجھو یا جو کچھ۔۔۔جاو یہاں سے"

اجر کو اب پکا یقین تھا ضرور اس واش روم میں کوئی ثبوت ہے۔

"تم۔۔ تم میرے ہو۔۔تو یہ میرا تیرا واش روم کیا ہے۔۔۔پلیز جانے دو ورنہ یہیں تمہارا روم ہی گندا کر دوں گی۔۔۔جانے دو پلیز بس کنارے والا معاملہ ہو گیا ہے"

وہ اداکاری کی ماہر تھی، واقعی ایسے کر رہی تھی جیسے یہیں کچھ کر دے گی۔

"جتنی تم بعث کر رہی ہو۔اب تک پہنچ جاتی۔جاو اجر ڈرامے مت کرو"

باسل نے سخت لہجے میں اس بار منع کیا تو وہ ادکاری چھوڑے سلگتی نظریں اس مجرم پر ڈالے اسکے قریب آئی۔

"واش روم میں کوئی لڑکی ہے کیا؟"

اجر کے استفسار پر باسل کا دماغ گھوما۔

"واٹ ؟ دماغ ہل گیا ہے تمہارا؟"

وہ بھڑکا۔

"اچھا اگر ایسا کچھ نہیں تو مجھے واش روم بس دیکھا دو۔میں یوز نہیں کروں گی"

اجر ٹلنے والی چیز نہ تھی، سیدھی سی ڈیمانڈ رکھی۔

"دیکھو میرے کپڑے بکھرے پڑے ہیں میں نہیں دیکھا سکتا"

باسل نے جلدی سے جواب دیا مبادا وہ اس سمیت دروازہ توڑ کر اندر گھسے، اجر نے آنکھیں چنی کیں، کپڑوں پر اسکا دماغ پھر الرٹ ہوا۔

"تم کیا لڑکیوں والے کپڑے پہنتے ہو جو دیکھاتے شرم آرہی ہے؟"

اجر کو وہ شدید مشکوک لگ رہا تھا۔

"اجر دماغ خراب مت کرو"

اف آگے سے وہ اونچا بولا تو اجر کو تو سولڈ والا یقین ہو گیا اندر کچھ گڑبڑ ہے۔

"دیکھو مجھے بس اندر دیکھنا ہے۔ میں تمہارے چھوٹے والے کپڑوں کو نہیں دیکھوں گی پرامسس۔ تم نے میرے لیے میرے خریدے تب شرم نہیں آئی۔ میں دیکھ لوں گی تو تمہیں حیا کا کیڑا ڈس لے گا۔ ہٹو بھی باسل"

وہ خود نہیں جانتی تھی لڑتے ہوئے اور بعث کرتے وہ کتنی بے شرم اور بے باک ہو جاتی ہے، باسل اسکے منہ کو دیکھ رہا تھا کہ یہ لڑکی شے کیا ہے۔

"یا اللہ مجھے صبر دے۔ جاو شوق پورا کر لو"

بچارا خود ہی شر مندہ ہوئے پیچھے ہٹ گیا جس پر وہ دانتوں کی نمائش کرے اندر گھسی، جبکہ اندر گھستے ہی اسے باسل کی پینٹ ایک کونے میں اور شرٹ ویسٹ دوسرے کونے میں زمین پر پڑی نظر آئیں جبکہ باکسر کے ساتھ ایک brief بھی تھا جسے دیکھے اجر کو شرم سے زیادہ حیرت ہوئی۔

"یہ دو دو پہنتا ہے۔ ہاہ اتنی بھی کیا سیکورٹی۔۔ ہاں جس طرح کے یہ لوگوں کو پیٹنے کے پنگے لیتا ہے اسے لوہے کی انڈر ویئر پہننی چاہیے جس سے یہ محفوظ رہے۔۔۔ یہ تو وہی شرٹ اور پینٹ ہے جو باسل نے پہنی تھی۔ آتشم کی شرٹ اور پینٹ کا کلر اور میٹریل کچھ اور تھا۔ آہ اجر۔۔۔ شرمندگی بھی لی سر اور کچھ ملا بھی نہیں۔ بائے داوے اس آدمی نے یہ کپڑے کیا ناچ کر اتارے ہیں۔ اک مشرق، اک مغرب اور یہ دونوں جنوب میں پڑے ہیں اسکے سیکورٹی گارڈز۔۔۔۔ بچارے کو بازو پر درد ہو گا تو ناچنا نکل گیا ہو گا یقینا میں بھی ناں کتنی بے رحم ہو جاتی ہوں۔۔۔۔ میں مر جاوں گی ان دو کو ایک ثابت کرتے کرتے۔ اور میری قبر پر لکھا جائے گا آتشم اور باسل میں کنفوز ہوئی بچاری اجر سیال۔۔۔ آہ میری پھوٹی قسمت"

اپنے ارمانوں اور کاموں کو روتی وہ ایک اچھی بیوی کی طرح آگے بڑھی اور جھک کر باسل کے گیلے کپڑے اٹھائے اور انھیں باسکٹ میں رکھے پورے واش روم میں پھیلے پانی کو بھی وائپر سے کلئین کیا اور واپس باہر آئی جب وہ

میٹرس پر دو تکیوں پر لیٹا بالکونی سائیڈ سے آتی ٹھنڈی ہوا آنکھیں بند کیے فیل کر رہا تھا، وہ آکر اسکے پاس ہی بیٹھی۔

"اتنا پانی پھیلا تھا۔ تم زخمی ہونے کے باوجود نہائے ہو۔ منع کیا تھا ڈاکٹر نے کچھ دن بازو گیلی نہ کرنا"

وہ اسکے متوجہ کرنے پر لیٹے لیٹے آنکھیں کھولے اجر کو دیکھنے لگا۔

"زخم پر پلاسٹک چڑھا کر نہایا ہوں۔ نہیں گیا پانی"

باسل کے بتانے کی دیر تھی کہ اجر نے جلدی سے اسکی زخمی بازو کو آہستگی سے جب فیل کیا تو کوئی بینڈیج یا زخم محسوس نہ ہونے پر اسکا چہرہ سفید پڑا، کہیں آتشم بن کر بھی اس آدمی نے زخم پر پلاسٹک تو نہیں چڑھایا پھر اجر کو یاد آیا کہ وہ کراہا نہیں تھا اور یہ رسکی تھا لیکن وہ کچھ بھی کر گزرنے والی جب اسکی پکڑی بازو دبا بیٹھی تو وہ درد پر جس طرح دلخراش کراہا، اجر ڈر کر اچھل پڑی، الٹا باسل کو ہوتے درد پر جو جان نکلی وہ الگ۔

"ت۔۔ تم پاگل ہو گئی ہو۔ درد ہوا ہے مجھے"

باسل کو اس لڑکی کی دماغی حالت پر شبہ گزرا جبکہ وہ اسے تکلیف دے بیٹھنے پر شرمندہ تھی۔

"آئی ایم سوری باسل۔۔ پتا نہیں میں کیا کرتی جا رہی ہوں۔ مجھے معاف کر دو۔ درد تو نہیں ہو رہا۔۔ ایسے مت دیکھو۔ میں پاگل نہیں ہوں۔۔ لیکن حالات کر دیں گے۔۔۔"

وہ شدید پینک کی باسل نہ صرف اٹھا بلکہ جب وہ قریب ہوا تو اجر نے روئی روئی آنکھیں اٹھا کر باسل کو دیکھا جیسے وہ ہارتی ہوئی کبھی برداشت نہ تھی۔

"یہ پلاسٹک میری بازو سے اتار کر پٹی باندھ دو بازو پر مجھے یاد نہیں رہا۔ اور ایسی حرکتیں کرنا بند کرو اجر۔"

وہ نرمی سے سمجھائے بولا تو اجر نے آنسو سنبھالے اور سر ہلا گئی۔

باسل نے گریبان کے بٹن کھولے اور جھٹکے سے قمیص اتاری، وہ وائیٹ ویسٹ میں تھا جبکہ اجر نے اٹھ کر سائیڈ ٹیبل پر رکھے پٹی کے رول کو اٹھایا اور سیزر سے اس نے باسل کے زخم پر چڑھے پلاسٹک ربڑ جیسے پروٹیکٹر کو کاٹ کر آہستگی سے الگ کیا پھر پٹی کا رول کھول کر اچھے سے تین چار بار اسکی بازو پر لپیٹے کاٹی اور کنارے پر کچھ چپکنے والی وائیٹ ٹیپ لگا دی، اس سب کے بعد وہ یونہی مرجھائی شکل کے سنگ باسل کو دیکھ بیٹھی جو پہلے ہی اسے دیکھنے میں مصروف تھا، اجر کے بال کھل چکے تھے۔

"تھینکیو"

وہ نرم سا مسکرایا اور اپنی قمیص واپس پہنی جس پر اجر بس اسے دیکھتی رہی، اندر ہی اندر گھٹ رہی تھی تبھی چپ چاپ اٹھی تو باسل نے اسکا ہاتھ پکڑا، وہ فوراً پلٹی۔

"چینج کر کے آؤ میرے پاس"

وہ باسل کے اس جملے پر بیہوش ہوتے ہوتے بچی، گرنے کے انداز میں اسکے پہلو میں بیٹھی۔

"ک۔۔ کیا۔ ہم ساتھ رہیں گے۔ تم یہاں رہنے دو گے مجھے رات۔۔۔ تم مجھے یہاں سونے دو گے؟ بتاو۔ تم نے یہ کیوں کہا میں تمہارے پاس آوں۔۔۔؟"

وہ شدید بے چینی سے باسل کا چہرہ تکتی بولتی گئی جبکہ باسل کی آنکھوں میں خفیف سی تڑپ آج وہ بھی دیکھ رہی تھی لیکن وہ یہ جلد سنبھال گیا۔

"کل تمہارے ساتھ جانے والا ہوں ٹریننگ لاسٹ سیشن پر۔ تمہیں تھوڑا گائیڈ کرنا چاہ رہا تھا کے کیسے ملنے والے پروٹوکولز پر ری ایکٹ کرنا ہے۔ کس حساب سے اعتماد میں رہ کر مسکرانا ہے اور اے ایس پی والا چارم اور گریس کیسا ہوتا ہے۔"

وہ جو خوش تھی، دفعتاً مرجھا گئی، اسے ہرگز یہ امید نہ تھی، اسے تو لگا شاید وہ پرانے باسل کی تھوڑی ہی سہی جھلک دیکھے گی پر اس شخص نے تو اجر کا دل مزید توڑ کر بے حد اداس کر دیا۔

"مجھے نہیں جاننا کچھ باسل۔ مجھے سب خود ہی آ جائے گا۔ میں چینج کر کے سو جاوں گی۔ مجھے کوئی ڈسٹرب نہ کرے"

وہ اسی تکلیف دہ لہجے میں کہہ کر اٹھتی دروازے کی طرف بڑھی جب وہ پھر پکارا، خود بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

"کھانا نہیں کھاو گی؟"

وہ فکر میں قریب آیا تو وہ آنکھوں میں کرچیاں لیے پلٹی۔

"منہ سے کھلاو گے تو سوچوں گی"

وہ سپاٹ تھی۔

"ناٹ اگین اجر"

وہ بدمزہ ہوا۔

"اگین اگین اینڈ اگین ہو گیا یہ۔ مجھے لگا تھا کوئی رومینس ہو گا ہمارے بیچ۔ پر تم نے پاس بلایا بھی تو بس اینٹی رومینس معاملات کے لیے۔ میں ہرٹ ہو گئی ہوں۔ کچھ نہیں کھایا میں نے۔ دیکھو کتنی ویک ہو گئی ہوں۔ ہوا آئے اور اڑ جاوں۔ لگ رہا ہے بھوکی پیاسی وقت سے پہلے مر جاوں گی اور تمہیں پھر کوئی ایسی پاگل حرکتوں سے تنگ بھی نہیں کر پائے گا۔ تمہیں کیا میرے بھوکے پیاسے رہنے سے۔ تمہیں تو اپنی جان پیاری۔ جاو اپنی فیملی کے ساتھ بیٹھ کر ٹھوسو۔ یہ تمہارے مسلز ورنہ مرجھا نہ جائیں۔ اور اگر منہ سے اچھے سے کھلا سکتے ہو مجھے کچھ تو میری طرف آنے کا سوچنا ورنہ مجھے چھیڑنے سے پرہیز برتتنا۔ گڈ نائیٹ"

وہ اک اک لفظ ٹوٹے انداز میں کہے شدید جذباتی سی آنسو رگڑتی وہاں سے دروازہ کھولے باقاعدہ پٹخ کر گئی تو باسل نے اپنا سر پیٹ لیا، یہ کیسی مصبیت شرطیں تھیں اس لڑکی کی، باسل کو ابھی سے حلق تنگ محسوس ہو رہا تھا، اسے بھوکا پیاسا کیسے چھوڑ کر لاپرواہ رہے یہ بھی سمجھ سے باہر ہونے لگا۔

..__________________________..

میرال تو کافی دیر بارش انجوائے کرنے کے بعد چھت سے اترتی سیدھی کمرے کی طرف چلی گئی جبکہ اورحان لان میں گیا تاکہ تینوں پاگلوں کو بھی روکے مگر جب وہ باہر آیا، بارس تو بس ٹہل رہا تھا پر حرا اور مصطفی فل آن مستی بارش میں ناچ رہے تھے، حرا گیلی نم گھاس پر جھمپ کرتی تو مصطفیٰ بھی ہنستا ہوا پھپھو کی نقل کرتا۔

"بس کردو حرا۔ بیمار ہو جاو گے۔ بارس ان دو کو پکڑ کر لاو۔ بہت ہو گئی انجوائمنٹ"

اور حان نے آ کر یہ مستی روکی، ویسے بھی بارش قدرے مدھم ہو کر تھم گئی تھی تو اب مزہ کم اور سرد ہوا سے سردی زیادہ لگ رہی تھی، مصطفی بھی حرا کی ٹانگوں سے لگتا جیسے چھپ رہا تھا، اسکی بھی بینڈ بجی تھی۔

بارس نے دونوں مخلوقوں کو لان سے گھر کی طرف زبردستی چلتا کیا جبکہ مصطفی کو بارس نے بابا کے حوالے کیا جو آگے سے بابا کے ساتھ لگ گیا، حرا اور بارس بھی ہنس دیے کیونکہ مصطفی کے دانت بجنے لگ گئے تھے، خود حرا کے ہاتھ بوڑھے اور ہونٹ جامنی ہو چکے تھے۔

"چلو تم دو بھی بدلو کپڑے۔۔اور تم۔۔اب کانپ کیوں رہے ہو۔ناچ تو ایسے رہے تھے جیسے رینی ڈانس کمپیٹیشن میں پارٹ لیا ہو"

اور حان خود بھی بھیگا تھا پر مصطفی کے کانپنے پر اسکی تھوڑی سی کلاس لیے اندر داخل ہوا، حرا بھی پیچھے ہی لپکنے لگی جب بارس نے اسے دروازے کے باہر

ہی ہاتھ، پیٹ پر رکھتے روکا، وہ سہم کر زرا سی گردن پیچھے گما کر بارس کو دیکھنے لگی۔

"بارس۔۔ کوئی دیکھ لے گا بد تمیز"

حرا نے اسکے مضبوط پکڑ رکھتے ہاتھ پر ہاتھ مارتے گرفت چھڑوانے کی کوشش کی پر بارس نے اسکے کان کی طرف ہونٹوں کو روکا، حرا لمحہ بھر سانس روک گئی۔

"آج سے تمہارا نیا نام مورنی ہے۔۔"

وہ جو بارس کے یوں روکنے اور نہ چھوڑنے پر شدید خوفزدہ تھی، ایسی سرگوشی اسکے بھیگے وجود میں مانو اک سپارک جگا گئی، وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر ہٹائے بارس کے سامنے پلٹی پھر نظر بھر کر بارس کو دیکھتے اپنے ہاتھ بڑھا کر اسکے ماتھے پر بکھرے بالوں کو انگلیوں سے سنوار کر پیچھے کیا۔

"مطلب تم اب دل نہیں کہو گے؟"

وہ معصومیت سے اسکی آنکھوں میں جھانکتی بولی، آواز سرگوشی میں بدلی۔

"وہ بس تب جب تمہیں منانا ہوا۔ ویسے مورنی چلے گا۔ تمہارے ہاتھوں کو کیا ہو گیا۔ ان پر معصوم سا بڑھاپا آگیا۔ میرے ساتھ دھوکہ تو نہیں ہو گیا۔ گڑیا کے بھیس میں دادی جان تو نہیں مل گئیں"

وہ اسکے ہاتھ پکڑ کر دیکھنے لگا جو سیدھی طرف سے مسلسل بھیگنے پر سلوٹوں سے اٹ گئے تھے، جبکہ گھوری وہ خود کو بوڑھا کہنے پر، وہ نازک سی تھی تبھی ایسا ہو جاتا تھا۔

"میں نازک آپسرا ہوں اس لیے مجھے شدتیں متاثر کرتی ہیں"

وہ اسکی اطلاع کے لیے راج ہنس کی مانند گردن اکڑائے بولی تو بارس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ سی رینگ گئی۔

"محبت کی شدت بھی؟"

وہ گہری مسرور مسکراہٹ لیے بولا تو حرا نے دانستہ نظریں اس سے چرائیں۔

"وہ ابھی ایکسپیرئنس نہیں کی"

جھکی نظروں سمیت ہی وہ پھر سرگوشی میں بولی۔

"کرنی ہے ایکسپیرئنس؟"

بارس کے ذومعنی سوال پر وہ فوراََ سے نظریں اٹھائے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھتے اسکے بھیگے سینے پر ہاتھ رکھے دور کر گئی، اف بارس کا عاشقانہ انداز میں اس سے فاصلے پر جا ٹھہرنا۔

"نوو۔۔ابھی میں ایسا کچھ نہیں چاہتی۔جاو گھر۔ چینج کر کے آو۔۔"

وہ اسے مسکرا کر کہے اندر چلی گئی جبکہ بارس نے مسکرا کر بالوں میں ہاتھ پھیرا اور حکم کی تعمیل کو چل دیا۔

باسل بھی سب کے بیچ آکر بیٹھا تھا تو رملا اسکے پاس جاکر بیٹھی باتیں کرنے لگی، وہ اسے کچھ فون پر دیکھا رہی تھی جبکہ اورحان نے مصطفی کو سیدھا میرال کے ہاتھ دیا جس نے پہلے مصطفی کو شاور دلا کر اسکے کپڑے بدوائے پھر بھیگے اورحان کو بھی کپڑے تھما کر نہانے بھیجا۔

جب تک اورحان چینج کیے باہر نکلا، وہ مصطفی کو ریڈی کر چکی تھی لیکن وہ چھینکیں مار رہا تھا جو میرال اور اورحان دونوں کو خطرے کا سائرن لگا، ویسے تو موسم سرد نہیں تھا لیکن اس ایریا کی بارش موسم کو یکدم بدل دیتی تھی اور سخت گرمی میں بھی دسمبر سا ماحول بن جاتا تھا، میرال یہی سوچ رہی تھی کہ کھانے کے بعد سبکو جوشاندہ بنا کر دے گی تاکہ کسی کو سردی ہو بھی گئی، جلد آرام آجائے۔

مصطفی کو وہ ایگزبوائیل کرکے دینے کا اورحان کو ٹاسک دے چکی تھی، جبکہ خود بھی ان دو کے جانے کے بعد وہ چینج کرنے گئی۔

جبکہ ایک بار پھر سب مل بیٹھے تو کسی کو خیال نہ آیا کہ اجر مسنگ ہے، نا جانے کیوں لیکن وہ تہیہ کر چکی تھی کمرے سے نہ نکلے گی پر یونہی دیکھنے کو نکلی کہ کون اسکی کمی محسوس کر رہا ہے لیکن جب وہ باہر آئی، سب کسی نہ کسی گپ شپ میں بزی تھے، اور باسل بھی حرا اور رملا کے علاوہ بارس کے ساتھ بیٹھا گپ شپ کر رہا تھا، اور حان نے اسکی گود میں مصطفی کو بھی چڑھا دیا اور خود وہ مصطفی کے لیے فیڈر اور دو ایگز بوائل کرنے گیا تھا، اجر نے اسکے بعد مما بابا کو دیکھا جو مست خوش گپیوں میں مصروف تھے، یہاں تک کہ روحا اور تبریز بھی باتوں میں لگے تھے، کسی کو اجر کی یاد نہ آئی کہ وہ موجود نہیں ہے تبھی اس نے افسردگی سے جب چہرہ جھکایا تو باسل کی نظر ارد گرد کے بچہ پارٹی ٹولے سے ہٹ کر اس پر جا رکی، وہ وہاں بیٹھا اس لڑکی کے اندر اتری اداسی دیکھ سکتا تھا، بے توجہی کی تکلیف اس سے بہتر کسے پتا تھا، وہ چینج کر چکی تھی، پرپل سنپل سی شرٹ کے ساتھ لوز پرپل ہی پاجامہ پہنے، بال کھولے، پیروں میں سلیپر چڑھائے، مرجھائی ہوئی تھی، وہ پلٹی اور واپس چلی

گئی لیکن باسل کا دھیان ساتھ لے گئی، اجر نے روم میں جاکر دروازہ لاک کیا اور جاکر میٹرس پر بیٹھتے ہی لیٹ گئی، شدید بھوک تو لگی تھی، اب آنکھیں بھی بھرنے لگیں۔

"کھانا کھالیں سب۔۔۔لگ گیا ہے۔ ٹھنڈا ہو جائے گا۔ باسل اجر کو بھی بلا کر لاو میری جان۔"

ایمن نے ہی سب کا دھیان اپنی جانب مبذول کروایا تبھی سب ہی کھانے وغیرہ کے لیے ہلنے جلنے اور اٹھنے لگے، باسل بھی اٹھا اور کچن کی طرف کھڑی مما کے پاس جارکا۔

"مما۔ آپ اسے کمرے میں کھانا دے آئیں۔ اور کہیے گا آپکے سامنے کھائے۔ پلیز"

باسل کی بات سنے ایمن نے خشمگیں نظروں سے اپنی اس سندر اولاد کو گھوری سے نوازا۔

"کیوں۔ وہ سب کے بیچ نہیں آ سکتی ماہرانی"

ایمن کا لہجہ ابھی بھی اجر کے لیے برہم تھا لیکن اوپر اوپر سے، باسل کی اتری شکل دیکھے وہ سمجھ گئیں کہ باسل اسکے لیے کچھ بھی برداشت نہیں کر سکتا، الٹا ایمن کو اداس ہو کر بھی باسل پر پیار ہی آتا۔

"اچھا سب کھانا شروع کرنے بیٹھیں تو میں دے آتی ہوں اسے"

ایمن کو اپنے بچے کی بے چینی برداشت ہی کہاں تھی۔

"تھینکیو مما۔ آپ بہت اچھی ہیں۔ میں آتا ہوں۔ چوکیدار بھائی کا جو کوارٹر ہے اسکی چھت ٹپک رہی ہے۔ میں مدد کر کے آتا ہوں اسکی۔ اسکا بیڈ گیلا ہو رہا ہے۔ کہہ رہا ہے اسکی مدد کر دوں۔ آپ لوگ کھانا شروع کریں"

باسل نے ایمن کا سر چوما اور مسکرا کر چلا گیا جبکہ ایمن اک نظر اس بچے کو دیکھتی رہ گئیں، باسل پہلے روم میں آیا اور یہ کپڑے بدلے، شلوار سوٹ اس نے بہت وقت بعد شوق سے پہنا تھا مگر اسے شارٹس اور شرٹ پہن کر

باہر نکلنا پڑا، چوکیدار کے روم کوارٹر میں جا کر پہلے تو باسل نے اسکا بیڈ مدد کروا کے سائیڈ کروایا پھر وہیں کھڑے ہو کر کسی کو کال کی جو اسکی چھت کو رپئیر کر دے، بارش چونکہ رک چکی تھی تو یہ کام ہو جانا بہتر تھا، کیونکہ کالے بادل ابھی تک آسمان پر تھے جسکا مطلب تھا رات میں بھی برس سکتے ہیں۔

اجر ابھی بس رونے کا سیشن ہی شروع کرنے والی تھی جب دروازہ بجا، وہ فورا سے اٹھ بیٹھی۔

"باسل ہو گا"

وہ اک موہوم سی امید کے سہارے اپنی تکلیف اندر کو دھکیلتی اٹھی اور دروازہ کھولا ہی کہ ایمن اندر آئیں اور انکے ہاتھ میں کھانے سے سجی ٹرے تھی، اجر کا دل جیسے جل کر راکھ ہوا۔

"کھانا کھالو اجر۔ سب تمہارا فیورٹ ہے۔ باسل نے بتایا تم تھکی ہو تو تمہیں باہر سب کے بیچ آنے کا نہ کہوں۔ چلو شروع کرو میرا بچہ "

ایمن نے ہر ممکنہ سنجیدہ رہتے بھی لہجہ نرم رکھا پر وہ شدید اداس تھی۔

"میرے سر میں درد ہے۔مجھے بھوک بھی نہیں ایمن آنٹی۔میں بس سونا چاہتی ہوں"

اجر نے بہت بے بسی سے بھوک کے باوجود منع کیا مگر ایمن کچھ سنا کم ہی کرتی تھیں۔

" تھوڑا سا کھالو میرا بچہ۔بھوکے پیٹ نہیں سوتے۔آجاو میں کمپنی دیتی ہوں۔باسل زرا باہر کچھ کام کروا رہا ہے جمال الدین کے کمرے کا۔اسکی چھت ٹپک رہی تھی۔باسل نے کہا وہ خود نگرانی میں ٹھیک کروائے گا،وہ خود کمپنی دیتا پر بزی ہے۔آجاو اجر"

دوسری بار ایمن کو انکار کرنا اجر کو بد تمیزی لگی تو وہ چاروناچار آکر کاوچ پر بیٹھی،ایمن نے اسکے لیے پلیٹ میں اسکی پسند کا پلاوڈالا جبکہ ساتھ کوفتے تھے وہ بھی ایمن نے ہی ڈال کر دیے۔

وہ مجبوراً ہی سہی کھانے لگی، کھانا اچھا تھا پر باخدا اسکا موڈ شدید برا ہو رہا تھا، آنکھیں بار بار بھیگ رہی تھیں۔

"اب تم کھاو۔ یہ سب فنش کرنا۔ میں باقی سب کو سوئیٹ ڈش سرو کروں جا کر۔ تم کھاو گی رس ملائی؟"

ایمن نے جب دیکھا وہ ہاف کھانا کھا چکی ہے تو وہ اٹھ کھڑی ہوئیں، باسل نے کھانا کھلانے کا کہا تھا ورنہ ایمن کو اجر ابھی بھی زرا قبول نہ تھی۔

"نہیں آنٹی۔ میں فل ہو گئی"

اجر نے دبی سی سرگوشی کی جس پر ایمن نے مسکرا کر سر ہلایا اور اسکی گال سہلاتیں اٹھ کر کمرے سے گئیں، اور انکے کمرے سے نکلنے کی دیر تھی کہ اجر نے وہیں چمچ پلیٹ میں رکھ کر ہاتھ روکا، اسکی آنکھیں سرخ ہونے لگیں۔

"مجھ سے زیادہ اہم جمال الدین تھا تمہارے لیے باسل۔ میں تمہیں چھوڑوں گی نہیں۔ سزا دوں گی تمہیں۔ میرے ایموشنز کیا کچرا ہیں جو اتنی بے دردی سے کچلے جا رہے ہیں۔ آہ میں بھی یہی کر چکی ہوں تو شکوہ کیسا۔۔۔ پر جو بھی ہے اسکی سزا ملے گی تمہیں باسل"

وہ بہت سی سوچوں میں ہچکولے کھانے کے بعد بدلے کے فیصلے پر ہی ڈٹی۔

باسل نے اپنی نگرانی میں اگلے آدھے گھنٹے میں ہلکی ہلکی واپس برستی بارش کے باوجود اس بھائی کا روم سیٹ کروایا جسکی اس نے باسل کو ڈھیر سی دعائیں بھی دیں۔

وہ خود شارٹس پہن گیا تھا جس سے وہ خود بھی ہیلپ کروا سکا تھا بھلے بازو زخمی تھی پھر بھی وہ مدد کر کے زیادہ آرام پا رہا تھا۔

جب کام تقریبا مکمل ہوا تب باسل کو کچھ اہم کوبرا کی طرف سے میلز ملیں جنکا جواب دینا ضروری تھا تو اسے جانا پڑا اگر اس نے کام کرنے والے دونوں

لوگوں کو گائیڈ کر دیا کہ چھت پر کس کس جگہ کیسے وہ سیمنٹ کا میٹریل ڈالیں، وہ خود واپس آیا تو ڈائنگ ہال جانے کے بجائے اپنے روم کی طرف ہی گیا کیونکہ کام شاید اہم تھا، بھوک بعد میں مٹانے پر چھوڑی۔

ابھی وہ اپنا کام شروع ہی کر پایا کہ دھمک پر بری طرح ڈسٹرب ہوا، وہ پرپل پھول بنا اجازت اندر گھسا چلا آیا۔

"تمہیں شرم نہیں آئی ایمن آنٹی کو کہلوا کر مجھے کھانا کھانے پر مجبور کرنے کے لیے، تمہیں پتا تھا میں انکی چاروناچار مان ہی لوں گی"

دروازہ زور سے کھولتی وہ بنا ٹکٹ اندر گھسی بھی اور غرائی بھی جبکہ وہ پرسکون بیٹھا میز پر ٹانگیں پھیلائے لیپ ٹاپ رکھے کاوچ پر بیٹھا کچھ کام کر رہا تھا، لوز سی ٹی شرٹ اور گھٹنوں سے زرا اوپر شارٹ پہنے وہ عام سے الگ اور کول لگ رہا تھا۔

"منہ سے کیسے کھلاتا تمہیں؟ فروٹس کی بات الگ تھی اور یہ کھانا تھا۔ اور تمہیں بھوکا بھی نہیں چھوڑ سکتا تھا تبھی مما کو کہا"

باسل نے توجہ اپنے کام پر ہی دیتے جواب دیا جس پر اجر اسکے قریب آئی، نظر باسل کی ٹیبل پر پھیلی ٹانگوں پر تھی، وہ بلیک شارٹس اور ٹی شرٹ میں ملبوس پورا ٹارگٹ پوائنٹ بنا تھا۔

"تم بس میرے قریب نہیں آنا چاہتے"

اجر نے اپنا ایک ہاتھ پیچھے چھپا رکھا تھا جس میں ویکس کی سٹریپ تھی جس سے پروٹیکٹیو کاغذ بھی ہٹا ہوا تھا۔

"ہاں ایسا ہی سمجھ لو"

باسل نے سرد مہری دیکھائی اور تبھی اجر اسکے پیروں میں بیٹھی اور وہ ویکس سٹریپ اسکی شارٹ زرا سی اوپر کرے باسل کی تھائی کے بالوں پر چپکا

دی، اجر ہاتھ جھاڑے اٹھی جبکہ باسل اپنی thigh پر لگی ویکس سٹرپ دیکھے جوابا کھڑی اجر کو غصیل و پریشان ملی جلی نظروں سے گھورا۔

"یہ کیا حرکت ہے؟"

وہ لیپ ٹاپ سائیڈ رکھتا ٹانگ نیچے کیے وہ سٹرپ کھینچنے لگا مگر ویکس میں جلد کے سارے بال پھنس چکے تھے اور یہ اتارنا وہ بھی اتنی نازک جگہ سے بہت زیادہ مشکل تھا۔

"تمہاری سزا ہے۔ کہو تو کھینچ کر اتار دوں؟۔ میں نے تو سوچا تھا تمہارے منہ پر چپکاوں گی پر تم تو لگتا ہے میرا پلین پہلے ہی سمجھ گئے تبھی آدھے ننگے بیٹھے ہو۔ بارش ہو رہی ہے۔ اے سی بھی چل رہا ہے پھر کونسی آگ لگی ہوئی ہے تمہیں"

اجر نے دانتوں کی نمائش کرے ساتھ اسکے اس خلیے پر بھی اچھی بھلی تقریر کر دی اور وہ کیا بتاتا کس قسم کی آگ لگی ہے، اور بڑھتی جا رہی ہے۔

"تم اپنی چونچ بند کرو اجر ورنہ کچھ سن لو گی مجھ سے۔ اتارو اس چیز کو۔۔۔"

باسل نے غصہ ہر ممکنہ دباتے غرا کر کہا جس پر اجر نے جھک کر ایک ہی جھٹکے سے وہ اتاری تو باسل ہلکا سا چینخا، جہاں وہ لگی تھی وہاں سے سارے بال بھی اتر چکے تھے اور سکن بھی کلئین ہو گئی، جبکہ باسل نے وحشیانہ نگاہ اس لڑکی پر ڈالی جو مسلسل چین و سکون برباد کرنے پر تلی تھی۔

"میں تمہاری ساری ٹانگوں کے بال اتار دوں؟ اف تم تو کتنے حسین نکلے ہو نیچے سے۔۔۔ کریم سے کروں گی پکا پرامس۔۔۔ کرنے دو یہ جنگل صاف۔ میں ناراضگی بھی چھوڑ دوں گی۔۔۔ مجھے بہت کریونگ ہو رہی ہے تمہاری ٹانگیں دیکھ کر۔۔ یہ جنگل اترے گا تو تم نیچے سے مزید گورے چٹے نکلو گے"

اجر نے بہت ہی پیار اور ضد سے فرمائش کی تو باسل اٹھ کھڑا ہوا، یہ لڑکی پہلے ہی ہر طرف آگ لگا چکی تھی اور اب اسے یہ بھی کرنا تھا تاکہ باسل کا سارا ضبط اور صبر ٹوٹ جائے۔

"یہ بال مرد کی شان ہوتے ہیں۔ نکلو میرے کمرے سے۔ دوبارہ آ و تو ناک کر کے آنا"

باسل نے اسکی بازو پکڑی اور دروازے کی طرف بڑھا مگر وہ ازل کی ڈھیٹ ٹھیک دروازے سے لگ کر رک گئی، اسے یہاں سے ہلانے والا کوئی پیدا نہ ہوا تھا۔

"تمہاری مسلز والی ٹانگیں بنا بالوں کے بھی مردانہ ہی لگیں گی سچی۔ پلیز باسل۔ کرنے دو۔ تمہیں درد کا دبھی نہ ہو گا۔ اور دیکھو تمہاری نوز پر مجھے بلیک ہیڈز نظر آرہے ہیں۔ میں تمہارا اسکرب بھی کرتی ہوں۔ ائیر کینڈ لنگ

تمہارا خواہ مخواہ کا سڑو پن شانت کرے گی، میرا موڈ بہت گندا ہو رہا ہے، کیا تم میرے لیے اتنا نہیں کر سکتے؟"

وہ باقاعدہ روہانسی ہوئی منت کرنے لگی تو باسل نے گہرا منہ میں پھونک بھر کر سانس خارج کیا، وہ جب جب ریکوسٹ کرتی، وہ ستم کرتے کرتے رک جاتا۔

"اوکے کر لو۔ لیکن اسکے بعد کوئی اوٹ پٹانگ حرکت یا ڈیمانڈ نہیں اجر"

وہ سخت تیور اور لہجے میں اسے سمجھاتے وارن کر رہا تھا پر وہ اس وقت پٹھے کام کرنے کے لیے بہت ایکسائٹڈ تھی۔

"اوکے اوکے۔۔ میں ابھی آئی۔ تم وہیں بیٹھ جاو جا کر۔ آج تمہیں ایکسٹرا حسین و جمیل کرتی ہوں۔ کہ تم خود پر ہی فدا ہو جاو۔۔ ابھی آئی۔ پلیز ڈور لاک مت کرنا میں رونے لگوں گی"

وہ جاتے جاتے بھی بچوں کی طرح تسلی کرنا نہ بھولی جبکہ باسل اکتایا تاثر ہی دیتے جا کر واپس بیٹھا تو جس جگہ سے بال غائب ہوئے، اسے دیکھے مسکرا دیا، مسکراہٹ تو جناب چاند تاروں سے ادھار لائے تھے، ہر منظر دمک جاتا تھا۔

وہ دو منٹ میں اپنا چھوٹا سا پاوچ بیگ جس میں مطلوبہ تمام چیزیں تھی، لے کر واپس آئی، سب سے پہلے وہ ٹانگیں کلئین کرنے کو اس نے ہیر ریموور کریم دیکھائے سمائیل کی اور باسل کے پاس آکر ٹیبل پر بیٹھی۔

"تم بہت انجوائے کرو گے یہ مفت کا باڈی اینڈ سکن ٹریٹمنٹ۔۔۔ دیکھو کسی کے پاس اتنی اچھی وائف ہے کیا؟"

وہ خود پر رشک کرتی شوخ مسکرا کر وہ کریم باسل کی ٹانگوں پر اپلائے کرے اچھے سے اسے لگا کر پانچ منٹ کے لیے چھوڑ چکی تھی پھر وہ باسل کے واش روم میں جا کر اسکا ہینڈی ٹاول تھوڑا سا گیلا کر کے لائی۔

باسل اس پیچ اپنا کام کرنے کے ساتھ اسکے ہر موو کو بھی دیکھ اور فیل کر رہا تھا۔

"ہو گی یقینا۔ دنیا میں لکی لوگوں کی کمی کہاں ہے۔ بہت بہت اچھی بیویاں بھی ہوتی ہیں۔ بس میری ہی قسمت کو گرہن لگ گیا"

اپنے کام پر ہی دھیان رکھے وہ کافی دیر بعد اجر کے پوچھے سوال کا جواب دیے چنگاڑی سلگانے کو بڑبڑایا تو اجر نے اک خون آشام نگاہ باسل پر ڈالی۔

"اپنی والی پر صبر کرو۔ ٹھنڈی آہیں نہ بھرو۔ ایسا نہ ہو آہیں بھرنے والا فنکشن ہی پھوڑ دوں میں تمہارا"

ویٹ ٹاول سے اجر نے اسکے تھائیز اور ٹانگوں کے سارے بالوں پر لگی کریم آہستگی سے رب کرتے ہٹائی تو باسل کی ساری ٹانگیں لشک اٹھیں، ٹاول پورا کریم اور بالوں سے بھر گیا تھا، وہ تھوڑی بریم بھی تھی کہ اتنا لاڈ بھی اس آدمی کو پگھلانے میں ناکام ہے۔

وہ اٹھی اور واپس وہ ٹاول دھونے گئی، باسل نے اپنی ٹانگیں دیکھ کر خوشگوار حیرت و مسرت سے سمائیل پاس کی، اسے وہ یہ سب کرتی بہت ہی پیاری لگ رہی تھی، گھریلو سی، صفرانا والی، بس سادہ اور بھولی سی جسے موڈ ٹھیک کرنے کو من پسند کام کرنا تھا۔

وہ واپس ویٹ ٹاول لائی اور ایک بار پھر باسل کی ساری ٹانگوں پر پھیرا جسکے بعد کوئی آفٹر ہیر ریموول موئسچرائزر اپنی ہتھیلیوں میں لگائے دونوں ٹانگوں پر لگاتے وہ ٹاول بھی واپس جا کر اک بار پانی میں دھو کر لانڈری باسکٹ میں رکھ آئی اور پھر آ کر وہ چارکول بلیک ہیڈ ماسک اور ائیر کینڈلز لائے باسل کے پاس آئی۔

"لائٹر ہے؟"

وہ سوالیہ انداز میں بولی۔

"کیا نشئی سمجھ رکھا ہے مجھے؟"

باسل نے اکڑنے کی کوشش کی تو وہ اسکے چہرے پر جھکی، باسل زرا محتاط ہوا کیونکہ دونوں کے ہونٹوں کے بیچ بہت کم فاصلہ تھا۔

"ان دو خاندانوں میں دو ہی سگریٹ کے شوقین ہیں۔ سیال خاندان میں میرے ابا جی اور یہاں تم۔۔ تو شرافت سے لائٹر دے دو مجھے"۔

وہ رعب جھاڑے بولی تو باسل نے اکتا کر سائیڈ ڈرا کی طرف اشارہ کیا جس پر وہ اسے ڈرا کر خوش ہوتی بھاگ کر دراز سے لائٹر اٹھالائی۔

"تم مجھ سے ڈرتے ہوئے آئس کریم سکوپ لگے ہو"

خوشی سے وہ واپس باسل ماہیل کے سامنے آ جمی جبکہ اسے اب یہ تجسس تھا یہ لائٹر سے کرنے کیا والی ہے۔

"مجھے پتا ہے تم عادی نہیں ہو پر مت پیا کرو شوقیہ بھی سگریٹ، میرا ہاتھ تھام لیا کرو جب بھی کریونگ ہو کسی نشے کی"

وہ اپنے ہی دھیان میں پیکٹ سے ائیر کینڈل نکالتے بولی تو باسل کے دل نے اک ہارٹ بیٹ سکپ کی تھی، کیا جب ہاتھ تھامنے کی تمنا مر جائے تب محبوب ہاتھ مل جانا اک دکھ نہیں ہوتا؟؟ وہ دل میں سوچ کر ہی رہ گیا، کوئی جواب نہ دے پایا۔

"کیا اگ لگاوگی اب مجھے؟"

وہ ائیر کینڈل لہرا کر اسے لائٹر سے جلا رہی تھی تبھی وہ آئبرو اچکاتا گھورا۔

"تمہارے کان سے جو دماغ تک سٹر اپن جا رہا ہے اس سے کم ہو گا۔ چپ کر کے لیٹو۔ زیادہ زبان نہیں چلاو ورنہ وہاں بھی انگارہ رکھ دوں گی"

اجر نے اسکا منہ سائیڈ کرتے وہ جلتی ائیر کینڈل اسکے کان میں ڈالی جبکہ باسل اس وقت اس لڑکی کی سزا جھیل رہا تھا تبھی مجبوراً چپ ہو گیا، وہ آج چاہے جتنے مرضی تجربے کرتی۔

یہ سب کرنے کے بعد وہ واپس آئی۔

ٹیبل پر بیٹھنے کے بجائے وہ اسکی ٹانگوں پر چڑھے اسکی طرف چہرہ کیے اپنے گھٹنے کاوچ پر ٹیکے بیٹھی تو باسل نے بے اختیار اسکو دونوں ہاتھوں سے تھاما، اجر نے اسکو پکڑ کر کاوچ کی بیک سے لگا دیا۔

"تم کس قسم کی حرکتیں کر رہی ہو۔ یہ کیسے چڑھ گئی ہو۔ سانس بھی لینا ہے مجھے"

وہ اسکی ناک پر چار کول ماسک اپلائے کرنے لگی جب باسل نے اتنی نزدیکی پر جبرا احتجاج کیا، وہ برش سے لگا رہی تھی، ہاتھ روکے باسل کو دیکھنے لگی۔

"میں تمہارے منہ میں تو نہیں بیٹھی۔ نہ ناک کے نتھنے میں گھسی ہوں۔ لو جتنے سانس لینے ہیں پر مجھے ڈسٹرب مت کرو۔ تمہاری سکن اتنی ڈرائے ہو رہی ہے۔ تھوڑا خیال رکھا کرو۔ اور یہ ٹریٹمنٹ میں تمہیں ہر ویک دوں گی"

اجر نے وہی ماسک باسل کی گالوں اور تھوڑی کے علاوہ ماتھے پر بھی لگایا، ماسک کے کھینچنے سے بس ڈیڈ سکن ہی اترتی، بال نہ کھینچتے جبکہ وہ جو انگارے سی زبان چلا رہی تھی، وہ باسل کو انگارہ بنا رہی تھی۔

"اور چڑیلوں جیسے نیلز رکھ کر کونسی قبریں کھودتے ہو تم۔ ادھر لاو زرا"

بچارے کے ناخنوں کو بھی نہ بخشا گیا جو بس چند دنوں کے معصوم سے تھے۔

"بس کر دو اجر مجھے غصہ آرہا ہے"

وہ شدید عاجز آیا جب اجر نے اسکا ماسک ہٹایا، چمکتی لشکتی نوزی پر پیار تو آیا پر وہ ابھی پروفیشنل کام کر رہی تھی تو لاڈ اپنے قابو کر لیے۔

چہرہ پورا اسکرب بھی کیا۔

"بس بس۔ ابھی میرا شونا مونا ریڈی ہو جائے گا"

فائیل ٹریٹمنٹ کے لیے اس نے موئسچرائزر ہاتھ پر لگا کر اپلائے کیا اور ناچاہتے ہوئے بھی اس آدمی کے سڑے چہرے پر اک بھولی بھٹکی سی پر مجبوری والی مسکراہٹ آہی گئی۔

اب اتنا تو وہ مزدور بنی بیوی ڈیزرو کرتی ہی تھی۔

" واہیات ناموں سے مت پکارو۔ اب جان چھوڑو "

وہ اسے خود سے پرے دھکیل کر اٹھنا چاہتا تھا مگر وہ اسے واپس ٹیک لگوا گئی پھر اپنے کاجل کو آنکھ سے انگلی پر لگائے باسل کے کان کے پیچھے لگایا تو اس شخص کی ساری چڑ، نرم نگاہوں کے شیریں اثر میں بدل گئی۔

" نظر لگا دوں گی تمہیں۔ تبھی جگاڑی ٹیکا لگایا ہے۔ کہتے ہیں نظر نہیں لگتی یوں۔ اب جا کر ایک بار پھر نہا لو اگر میرے اتنے پیار سے تمہارے سوئے جذبات دہک گئے ہیں۔ میں تو چلی سونے "

وہ اسکی ٹانگوں پر سے اسکے سینے پر ہاتھ کے سہارے کے سنگ اٹھی اور اپنا پھیلا سازو سامان سمیٹنے لگی، جبکہ باسل نے اسے فرصت سے اور استحقاق سے دیکھا، وہ ٹیبل کی سائیڈ جھکی کھڑی اپنے پاوچ کو سمیٹ رہی تھی، باسل نے ٹیک چھوڑی اور ہاتھ بڑھا کر اجر کا مر مریں مصروف ہاتھ پکڑ کر اسے وہیں ٹیبل پر بٹھایا، اجر کے لیے اسکا یوں ہاتھ پکڑنا، اپنے سامنے بٹھانا ان ایکسپیکٹڈ تھا۔

"تمہیں کیا چاہیے مجھ سے؟"

وہ ہنوز اسکے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں دبائے، سیاہ آنکھوں کا محور، اجر کی بھوری آنکھیں بنائے بولا، بے حد آہستہ، ہر تنگی و اکتاہٹ سے آزاد۔

"مجھے جو چاہیے ہوتا ہے میں لے لیتی ہوں۔"

وہ آنکھوں کی حدود سے پرے مسکرائی اور یہ دردناک تھا۔

"مجھے فکر ہو رہی ہے تمہاری"

وہ پریشان ہوا، اس نے اجر کو اکیلا پڑتا محسوس کیا تھا۔

"ک۔کیوں؟"

یہ فکر وہ پچھلے سات ماہ سے ڈھونڈ رہی تھی، اب تو یہ فکر اسکی حسرت میں شمار ہو رہی تھی۔

"کیونکہ تم میرے ساتھ ایک رشتے میں بندھی ہو۔ تم نے ٹھیک سے کھانا کھایا؟"

وہ پھر سے تھوڑا سرد لہجہ کر گیا، شاید وہ لاڈ پیار کرنے لگتی ابھی تبھی وہ محتاط ہوا۔

"نہیں۔بس تھوڑا سا کھایا۔"

اجر نے روہانسی شکل بناتے اطلاع دی۔

"میں منہ سے نہیں کھلا سکتا لیکن اگر کہوں میرے ساتھ کمپنی دو، بیٹھ کر کھانا کھاو تو چلے گا؟"

وہ اسکے لیے مہربان تھا لیکن ابھی وہ باسل ماہیل کا سکون نہیں تھی یہ اس لڑکی کو کہیں چین لینے نہ دے رہا تھا۔

"ناں۔۔ یہ بہت بورنگ ہے۔میں جا کر اس سے بہتر ہے سو جاوں"

وہ فوراسے اتنی حسین آفر، باسل کو واپس تھما گئی جس پر وہ جبڑے کس کر رہ گیا۔

"اوکے وہ رہا دروازہ"

باسل نے اپنی ٹانگیں جو اجر کی ٹانگوں کو لاک کیے تھیں، ہٹائیں اور سائیڈ ہو کر بیٹھے منہ پھیر کر بہت تمیز سے گیٹ اوٹ کہا تو وہ دانت پیستی اسکا جبڑا دبوچ گئی۔

"پرابلم کیا ہے میری ڈیمانڈ میں سڑو۔اسی بہانے تم میرے قریب آجاو گے۔کچھ تو کڑواہٹ کم ہو بیچ میں۔"

وہ غصہ جلن تکلیف جانے کس کس جذبے کا شکار تھی اور باسل نے اسے ایسی بیگانگی بھری نظروں سے دیکھا کہ اجر کی روح تک ٹھٹھر گئی۔

"تو تم خود قریب کیوں نہیں آجاتی۔؟"

وہ بدلحاضی میں ہی کاٹ کھانے کو دوڑتے بولا تو اجر اسکے الفاظ کی بے خودی اور لہجے کی بے کسی دونوں پر تھم گئی اور وہ خود بھی یہ کہہ بیٹھنے پر شدید نادم ہوا۔

"میں آجاوں قریب۔۔۔؟"

وہ اسکی چرائی آنکھیں دیکھے سرگوشی میں ڈھلتی آواز میں بولی تو باسل نے نفی میں سر ہلایا، دیکھ وہ اسے ابھی بھی نہیں رہا تھا۔

"میری زبان سے سلپ ہو گیا۔ تم جاو یہاں سے"

وہ اسے پکڑ کر دور کرتے منہ پھیر کر بیٹھا تو اجر اسکے ہاتھ کو اور یوں پرے دھکیلے جانے کو دیکھنے لگی، اسکا دل سا کٹا یہ آدمی کیوں یوں دیکھا نہیں جا رہا، اور صرف وہی تھی اسے اس بے بسی کی کیفیت سے سرخرو کر کے نکالنے والی۔

"لیکن تمہاری زبان کو تو سکربنگ ٹریٹمنٹ نہیں ملا کہ سلیپری ہوتی۔ وہ تو نوز کو دیا۔ تو اصولا جو سلپ ہونا چاہیے تھا وہ نوزی تھی ناں۔۔۔ ہاہا۔ الٹا اثر ہو گیا؟"

وہ جو اپنے الفاظ پر سخت شرمندہ تھا، وہ جب چہرے کے پاس ہوتی اسکے کان میں مسکاتا سا بولی تو باسل کی کمزور نظروں میں قوت لوٹنے لگی، وہ اسے بے اختیار انہی چرائی نظروں سے دیکھنے لگا، وہ اس وقت بھیگی آنکھوں کے باوجود صرف اس شخص کے لیے مسکرا کر پھر سے واجب المحبت بن گئی۔

"تھپڑ مت مار دینا۔ پتا ہے کچھ زیادہ بڑی چوول مار بیٹھی ہوں۔ کاش میں اتنی اچھی ہوتی کہ تمہاری کھانے میں کمپنی دینے کی آفر پر قناعت کر لیتی، مجھے برا لگے گا پر جانے دیا، برا لگتا رہتا ہے۔ تم آزاد پیدا ہوئے تھے، میں کون ہوتی ہوں تم سے تمہاری آزادی چھیننے والی۔ تم بہت اچھے ہو۔ لیکن اپنے سوا سب کے لیے ہو۔ مجھے یہ گلا شاید ہمیشہ رہے گا تم سے باسل"

اپنی ادھوری ترچھی باتیں مکمل کرے وہ اسکے سامنے سے اٹھ گئی، وہ جانے لگی جب وہ اسکا ہاتھ واپس اپنے ہاتھ مئں دباتا اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا ہے؟ ایسے کیوں بار بار ہاتھ پکڑ رہے ہو جیسے میں تمہارا سر درد نہیں، معشوقہ ہوں۔ اب یہ مت کہنا کہ تمہیں کھانا میرے ہاتھ سے کھانا ہے"

وہ اسکی نظروں کی گہری تپش بھانپے یہی اخذ کر سکی کہ وہ کچھ کہنے والا ہے۔

"مجھے بھوک لگ رہی ہے اور مجھے کھانا یونہی کھانا ہے"

باسل کی وہی فرمائش سنے وہ اندر تلک مسکائی لیکن چہرہ سنجیدہ ہی رکھا۔

"اور تم یہ چاہ رہے ہو میں اچھی سگھڑ بیوی کی طرح نیچے جاوں تمہارے لیے کھانا لے کر آوں؟"

وہ اب آنکھوں کی حدود تک مسکرا رہی تھی، باسل نے مغرورانہ انداز میں کندھے اچکائے جیسے کہنا چاہتا ہو کہ تم تو سمجھدار نکلی۔

"مجھے یہ کچھ میلز دیکھنی ہیں۔ کھلاو گی بھی تم۔۔"

یہ حکم نہیں دیا گیا لیکن شان حکم جیسی ہی تھی، وہ زرا بھی انا نہ لاتے مان گئی، اس پر باسل کے روبرو کچھ پھونک دیا جاتا تھا، وہ اسکے اشاروں پر چلنے لگتی تھی۔

"اسکے بدلے مجھے کیا ملے گا؟"

وہ فوراً سے سینے پر ہاتھ لپیٹے سودے بازی پر اتری اور باسل کو پتا تھا وہ کم یا تھوڑے پر صبر شکر کرنے والی لڑکی نہیں ہے۔

"تمہیں اس روم میں آج رات رہنے کی اجازت ملے گی۔ تم میرا سر کھالینا"

وہ اجر کی سوچ کی بڑی قیمت لگا بیٹھا، وہ یکدم مسکرانے لگی، اسکی مسکراہٹ اسکی شفاف روح کا عکس محسوس ہوئی۔

"صرف سر نہیں۔ تمہارے یہ گال اور نوزی بھی۔۔ میں لے کر آتی ہوں۔ رس ملائی بھی کھاوگے"

وہ خوشی سے دور ہوتی اپنا ہاتھ چھڑوائے دروازے کی طرف بڑھی تو باسل نے ناں میں سر ہلایا، وہ شرارت بھرا ہنسی۔

"میں اپنے گال نہیں دوں گی پہلے بتا رہی ہوں۔۔۔"

وہ انگلی اٹھا کر وارن کرنے کے بیچ بھی مسکرائی۔

"جاو جہاں جارہی ہو"

وہ بھی پلٹ گیا ورنہ اس لڑکی کی نظروں میں ناچتی شرارت صبر کا دیوالیہ نکال دیتی، وہ چینج کرنے گھسا اور جو بقیہ بال بچ گئے انھیں بھی اتارنے کی نیت کی تو اجر بھی اپنی شرارت سنبھالے کمرے سے نکلی، جب تک نیچے آئی، سب کھانا کھا اور چائے پی کر جا چکے تھے اور لاونج میں بس اور حان، ماہیل اور ایمن بیٹھے تھے، اجر ان تینوں کو باتیں کرتا دیکھے مسکرائی اور کچن میں گھس گئی۔

میڈ ابھی کچن میں ہی تھی تو اجر نے اس سے ہر چیز کے بارے پوچھا اور باسل کے لیے کھانے کی ٹرے بنانے لگی جبکہ میرال، مصطفی کے ساتھ تھی تبھی اور حان کمرے میں جانے سے پہلے زرا باسل کے کمرے کا رخ کیے سیڑھیاں چڑھا، باسل نے شارٹس کی جگہ ٹراوز پہن لیا تھا، وہ جیسے ہی کمرے میں آیا، اورحان کو آتا دیکھے مسکراہٹ باسل کے ہونٹوں پر چلی آئی، عثمان کے ساتھ باسل نے کیا کیا اسکی خبر رحمان کو تھی اور انہوں نے ماہیل کو بتائی

تھی جبکہ ماہیل نے یہ کچھ دیر پہلے اورحان اور ایمن کو بتائی جسکے بعد اورحان کو ضروری لگا وہ باسل کو دیکھے، کوئی نہیں جانتا تھا اس بیچ باسل کتنا زخمی ہوا ہے، رحمان بھی نہیں۔

"آؤ اورحان۔ طبعیت ٹھیک ہے تمہاری؟"

اورحان نے اسکی خوش آمدید کرتی مسکراہٹ اور نرم لہجہ جو محبت کی فتح سا تھا، قبول کیا اور چند مزید قدم اٹھائے ٹھیک باسل ماہیل کے روبرو جا رکا، وہ دونوں الگ تھے، مزاج میں، شکلوں میں، اور مقدر میں لیکن دونوں کے دل کی خوبصورتی کا لیول الگ الگ حسین درجوں پر تھا۔

"بہتر ہوں۔ تم نے عثمان کو پیٹا۔ سات ماہ پہلے بھی وہ تم تھے؟"

اورحان کی آنکھیں سنجیدہ لیکن لہجہ کچھ کمزور سا تھا، جس بھائی سے ہمیشہ وہ خوامخواہ دکھتا آیا تھا وہ اسکے لیے جان کی پرواہ بھی نہیں کرتا، یہ احساس آج پہلی بار اورحان کی رگوں میں اترا تھا، باسل کے چہرے پر پریشانی آگئی کہ

کہیں یہ بات اور حان کا دل نہ دکھا دے، وہ چڑ جاتا ہے اور باسل نہیں چاہتا تھا تبھی یہ معاملہ اسے کبھی بھی پتا چلے تبھی دونوں بار منہ ڈھک کر گیا تھا۔

"مجھے پتا ہے تم اپنے ساتھ ہوئی زیادتیوں کے بدلے لینے کی قوت رکھتے ہو لیکن دونوں بار تم اس پوزیشن میں نہ تھے کہ عثمان کو خود پیٹ کر آتے اور ایسی مار کٹائی وقت پر سجتی ہے بس تبھی تمہارے بحاف پر کیا۔ میری نظر میں ہم الگ نہیں تبھی میں نے دونوں بار تمہاری ذات کو اپنی ذات سمجھا"

وہ اسکے ناراض ہونے سے ڈر رہا تھا جبکہ باسل کی یہ صفائی اور حان کی آنکھوں کے کنارے سرخ کر گئی۔

"تم بھی خود سے زیادتی کرنے والوں سے بدلا لینے کی قوت رکھتے ہو پھر کیوں نہیں لے رہے۔ کیا میں لوں وہ بدلہ ؟ تم اجر کی نفرت کئی سال جھیلتے رہے ہو۔ اب وہ اچانک سب بھول کر تمہاری ہو گئی۔ تم نے کیسے اجازت دی اسے ؟ اس نے تمہاری ذات نفرت اور دھتکار سے گلا دی اور تم اسے پھر

بھی سر پر بٹھانے کے لیے راضی ہو باسل۔۔۔ تم نے میری جگہ میری لڑائی لڑی۔ اب مجھے تمہاری جگہ کھڑا ہونا ہو گا کیا؟"

اور حان نے آج اپنے اندر کی وہ نفرت ظاہر کی جو شاید وہ مر کر بھی نہ کرتا، اور باسل کے دل تک دھواں بھر گیا، اسکی محبت، اسکی چاہی گئی اجر سے سب ناراض تھے تو کہیں وجہ وہ خود ہی تھا۔

اجر جو کھانا لائی تھی، اور حان کو دیکھ کر وہ دروازے میں رک گئی۔

"اجر نے مجھ سے بلکل ٹھیک نفرت کی، وہ اور میں وجہ جانتے ہیں۔ کچھ وجوہات سب کے جاننے کے لیے نہیں ہوتیں۔ تم میری کوئی لڑائی مت لڑو، تم بس سلامت رہو۔ کم از کم مما بابا تمہاری مزید کوئی تکلیف نہ دیکھیں۔ اجر کو جب کوئی ناراض، خفا یا حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے، میرا سینہ جلتا ہے۔ کم از کم تم میرا سینہ مت جلاو اور حان (اسکے لیے میرے اندر کی وہ منحوس آگ ہی کافی ہے)۔ میں نے تمہیں یہ حق نہیں دیا۔ میں نے

اس لڑکی کو دکھ دینے کا حق کسی کو نہیں دیا، خود کو بھی نہیں۔ جو اس حق کو ناجائز طریقے سے چھینے گا وہ میرے دل سے نکل جائے گا پھر چاہے وہ میں خود ہی کیوں نہ ہوں۔ میں اجر کے بنا کسی کے دل میں محبوب نہیں رہ سکتا۔ جسے مجھ سے پیار ہے اسے اس لڑکی سے بھی پیار کرنا ہو گا۔ ورنہ ایسا ہر فرد مجھے کھو دے گا جسے میں تو پیارا ہوں لیکن اجر نہیں۔۔۔۔ اور رہی بات تمہیں پروٹیکٹ کرنے کی۔ ایک سال ہی سہی میں بڑا ہوں تم سے۔ یہ میرا فرض ہے۔ اور فرض صرف بڑوں پر سجتے ہیں۔"

اس وقت وہ باسل نہیں تھا، وہ اور حان ماہیل کو بے بس کر کے باندھ دیتا شخص تھا اور اجر کی آنکھوں کی ساری تکلیف چپکے سے چرانے والا انسان جو اجر کا کل اثاثہ تھا، وہ اپنی زندگی میں صرف عمار سیال سے اٹیچ تھی کیونکہ وہ اجر پر جان چھڑکتا تھا، وہ اچانک مر گیا تو وہ اپنی زندگی کی ساری اٹیچمنٹس کھو بیٹھی، اسے بس نفرت یاد رہی، اسے نفرت کرنی تھی، جیسے یہ اسکی ڈیوٹی ہو، بھلے دل چاہے یا نہ چاہے اسے اس شخص سے نفرت کرنی ہی تھی جس

نے اسکی زندگی سے اٹیچمنٹس کا جہاں چھینا تھا، ورنہ دل کب نفرتوں میں ملوث ہوا کرتے ہیں، دل نفرت کر ہی نہیں سکتا، وہ تو اللہ نے نفرت کے لیے بنایا ہی نہیں ہے، اگر اجر سیال نے واقعی باسل سے نفرت کی ہوتی تو خود مر جاتی، اسکے آگے کبھی نہ ہارتی لیکن ایسا نہیں ہوا، وہ باسل سے کی ہر زیادتی کی تلافی کرنے کے جتن کر رہی تھی، سچ تو یہ تھا، اجر سیال نے بس اک نفرت کی ڈیوٹی نبھائی تھی کئی سال، نفرت نہیں کی تھی۔

اس وقت وہ رو رہی تھی، صرف باسل کے اسکے لیے موجود ہونے پر۔

"تم مجھے دوبارہ پروٹیکٹ مت کرنا۔ اگر میں تمہارے لیے کچھ نہیں کر سکتا تو آج سے تم بھی میرے لیے کچھ نہیں کرو گے۔ میں بھی تم سے یہ حق چھین رہا ہوں۔ ایسا تو ایسا ہی سہی۔ ہمارے دل جو تمہیں نفرت سہتا دیکھتے کئی سال جلے انکی اس اجر کے سامنے کوئی اوقات نہ نکلی۔ میں آیا تھا تمہیں گلے لگاوں گا، اور کہوں گا میں تمہارے ساتھ ہوں لیکن جب تک وہ اجر تمہارے ساتھ ہے۔ میں نہ تمہیں گلے لگا سکوں گا نہ کہہ پاوں گا کہ ساتھ ہوں۔ وجہ جو بھی

ہو وہ معافی کے قابل نہیں ہے۔میں اسے کبھی معاف نہیں کروں گا۔اس نے جو تمہیں تکلیف دی وہ نا قابل معافی ہے۔اب تم فیصلہ کرلو۔وہ یا یہ بھائی۔۔۔۔"

اجر کو دنیا میں کسی کی معافی سے سروکار نہ تھا لیکن اسکی وجہ سے باسل سے کوئی دور ہو یہ وہ کبھی برداشت نہیں کر سکتی تھی۔

"نہیں۔تم ہمیشہ مجھ سے دور دور رہے ہو۔یہ مت کرو۔مزید دور مت ہو۔میں نے ہمیشہ تمہیں بتانے کی کوشش کی کہ تم سے بہت پیار کرتا ہوں اور حان لیکن تم نے کبھی مجھے نہیں سنا۔اب یہ فضول وجہ بنا کر تم مجھ سے مزید دوریاں مت بناو یار۔میں یہ نہیں برداشت کر پاوں گا۔اجر میرے جینے کی وجہ ہے یہ تم سبکو سمجھنا ہو گا۔تم اتنے روڈ مت بنو میرے ساتھ۔"

باسل کی آواز بکھرتی وہ باہر کھڑی محسوس کر سکتی تھی،اسکا دل پھٹ رہا تھا،اجر کا دل چاہا کاش وہ یہیں مر جائے۔

"میں نے جو کہنا تھا کہہ دیا باسل۔"

اورحان نے ہاتھ اٹھا کر مزید بولنے سے روکا اور پلٹا تو باسل کی آنکھوں میں بھی سرخائی گھلی۔

"اورحان۔۔ ایسا مت کرو بھائی"

یہ اب تک کی دردناک منت تھی جو اجر نے اپنی زندگی میں سنی، اورحان نے محسوس کی لیکن وہ بھی شاید اپنی جگہ ٹھیک تھا، کہہ کر چلا گیا، باسل کے پاس ہمت ہی نہ بچی کہ اسے روک پاتا۔

جبکہ اورحان باہر نکلا تو نظر اجر پر پڑی جو آنسو ہوتی سرخ آنکھوں سے ٹرے پکڑے کھڑی تھی۔

"اتنی نفرت اورحان بھائی؟"

بس یہ چند لفظ تھے جو وہ سسک کر کہہ سکی۔

"بھائیوں کی کوئی پرائیویسی ہوتی ہے اجر"

وہ برہم ہوا، آج پہلی بار اجر نے اورحان کی باسل کو لے کر شدت پسندی دیکھی تھی، وہ پوری ہل گئی تھی۔

"آئی ا۔۔ایم سوری لیکن آپکی نفرت بہت بھاری ہے"

وہ سمجھ نہ پائی کیسے اس سینے پر آپڑتی سل سے نجات پائے، وہ اجر کا دم گھوٹ رہی تھی۔

"میں نے اسے کئی سال تمہارے لیے روتے دیکھا ہے اجر۔ صرف میں نے دیکھا ہے۔ مما بابا نے ہمیشہ اسے مجھ سے زیادہ پیار کیا پھر بھی آج تک میرے دل میں اسکے لیے حسد نہیں جاگا۔ میں بظاہر دور رہنے لگا اس سے لیکن اسکی ہر رات تمہاری نفرت میں کتنی بھاری رہی اسکا چشم دید گواہ صرف میں ہوں۔ بتاو کیسے تم اچھی لگ سکتی ہو مجھے؟ تمہیں میری نفرت بھاری لگ رہی ہے؟ تم اسکے ایک آنسو کا بھی حساب نہیں دے سکتی۔ میں

تمہارا برا نہیں چاہتا۔ میں نے کبھی بد دعا نہیں دی لیکن میں تمہیں اسکے ساتھ دیکھ کر خوش نہیں۔"

وہ اورحان کے کہے لفظوں پر جیسے مزید بکھر گئی، ٹرے وہیں میز پر رکھے وہ لپک کر اورحان تک آئی۔

"اورحان بھائی۔ ایسا مت کہیں۔ میں ہر ممکنہ تلافی کروں گی۔ اسکے ہر آنسو کا مداوا کروں گی۔ میں اسے دوبارہ کبھی دکھی ہونے ن۔۔ نہیں دوں گی۔ مجھ سے نفرت مت کریں۔ اس سے دور مت ہوں میری وجہ سے۔ اسکے پاس ہے ہی کیا پہلے جو آپ اپنا آپ بھی چھین رہے ہیں۔ پہلے میں نے تکلیف دی اب آپ دینا چاہ رہے ہیں۔ اگر وہ مجھ سے اب بھی محبت کرتا ہے تو اسے اسکی سزا مت ب۔۔ بنائیں پلیز۔ اسے اکیلا مت کریں۔۔ بھائی ایک دوسرے کی چھاوں ہوتے ہیں۔۔۔ میں اس کو کچھ دے نہیں سکتی تو اس سے کچھ پیارا چھینتا بھی ن۔۔ نہیں دیکھ سکتی۔ بھائی دور ہو

جائیں تو انسان آدھا مر جاتا ہے۔۔۔اور جیتے جی دور ہو تو سب ختم ہو جاتا ہے"

وہ اور حان کے آگے آج پہلی والی اجر نہ تھی، وہ خود حیران تھا کہ جس لڑکی کی گردن غرور سے اکڑی رہتی تھی وہ آج باسل سے چھینتے بھائی پر رو اور تڑپ رہی ہے۔

"م۔۔مجھے ایک موقع دیں۔۔۔میں اگر آپکو اب مایوس کروں تو بھلے اسے مجھ سے چھین لیجئے گا۔اک موقع تو ہر گناہ گار ڈیزرو کرتا ہے۔پلیز۔۔۔ا۔اسے تکلیف نہ دیں۔۔۔وہ بہت پیار کرتا ہے آپ سے۔اس نے جس طرح پاگلوں کی طرح عثمان کو پیٹا، میں نے دیکھا۔اسکی بازو کٹ گئی۔سات سٹیچیز لگے ہیں۔اس نے کسی کو نہیں بتایا۔میں اگر وہاں نہ ہوتی تو عثمان کو قبر میں گاڑ دیتا۔۔۔۔آپ ایسے بھائی س۔۔سے دور رہ کر خود کیسے جئیں گے۔بولیں۔۔۔؟"

اجر نے بہت تاسف و تکلیف سے یہ سب بتایا جو اور حان کی آنکھوں میں بھی جیسے نمی لے آیا، اس وقت شاید تکلیف کی حد پار ہو گئی تھی۔

"اسکا خیال رکھنا۔۔۔"

اور حان میں شاید مزید بات کی ہمت نہ تھی، وہ کچھ ٹھیک بھی نہ تھا تو اجر نے بھی مزید اسے پریشان نہ کیا اور جانے دیا مگر خود وہ وہیں ریلنگ کے پاس کھڑی آنسو بہا رہی تھی، ہمت نہ تھی کہ اندر جا کر باسل کا سامنا کر سکے تبھی وہیں نیچے بیٹھے اپنی حالت سنبھالنے لگی۔

..________________________..

"کہا تھا مت بھیگیں۔ ہو گیا ناں فلو۔۔۔ اور مصطفی کی بھی نوزی نکل رہی ہے۔ چلیں ڈاکٹر کے پاس آپ دونوں کو انجکشن لگوا کر لاتی ہوں۔"

میرال کو مصطفی کی فکر کم تھی کہ اورحان بھی چھینکتا اور ٹشو سے ناک رگڑتا کمرے میں آیا تو میرال نے سخت ڈانٹ دیا، اسے کیا پتا اورحان کی طبعیت تو دل کا درد بگاڑ گیا، اورحان کی سرخ آنکھیں تو کسی اور درد کی ترجمان ہیں۔

وہ آیا اور بیٹھتے ہی میرال کے گود میں سر رکھے لیٹ گیا، میرال کا دل کانپ گیا جب اس نے اورحان کی آنکھیں دیکھیں اور اس سے پہلے وہ کچھ پوچھتی، مصطفی چھلانگ مارے بابا کے سینے چڑھا۔

"تیوں تیوں۔ میال میلی ہے۔ اتھو۔۔ ادل شے۔۔۔ بابا اتھو ادل شے (کیوں کیوں۔ میرال میری ہے۔ اٹھو ادھر سے۔ بابا اٹھو ادھر سے)"

آج مصطفی کا اعتراض ناجانے کیوں اورحان کو قبول نہ تھا، وہ اسے بتانا چاہتا تھا میرال اسکی بھی ہے۔

"میرال میری بھی ہیں مصطفی۔ مجھے بھی چاہیں ہوتی ہیں۔ تم تھوڑا تو رحم کرو۔ بابا رو دیں گے اگر تم نے میرال پوری مجھ سے لی"

مصطفیٰ کو سینے میں دبوچتے جب اورحان نے مصطفیٰ کو دیکھ کر سخت تکلیف سے کہا تو مصطفیٰ چپ چاپ اورحان کے سینے ڈھے گیا، جیسے وہ بچہ بابا کی تکلیف پر ڈر گیا ہو، یہی ڈر تو میرال کو بھی لگا۔

"لونی۔۔ میال تھولی شی لے لو بابا۔۔ میں دے دوں دا۔۔ لونانی بابا۔(رو نہیں۔ میرال تھوڑی سی لے لو بابا۔ میں دے دوں گا رونا نہیں بابا)"

وہ بچہ تڑپ اٹھا جو اس بات کا ثبوت تھا کہ وہ میرال اور اورحان دونوں سے بہت پیار کرتا تھا، میرال کی آنکھیں بھر آئیں جب مصطفیٰ نے اورحان کے چہرے پر گیلے بوسوں اور لاڈ کی حد ختم کر دی، وہ زیادہ پریشان اورحان کی نم آنکھوں پر ہوئی۔

"تھینکیو مصطفیٰ۔ اب یہ تھوڑی سی میرال واپس تو نہیں لو گے ناں؟"

اورحان نے اپنے سہمے بچے کا ماتھا چوما تو وہ خود بھی رویا رویا نفی میں سر ہلا گیا جس پر اورحان نے اسے اپنے سینے لیٹا لیا جبکہ وہ ابھی بھی میرال کی گود میں خود سر رکھے لیٹا تھا۔

"کیا ہوا ہے اورحان۔ آپ پریشان ہیں۔میرا دل کہہ رہا ہے آپکا دل ٹھیک نہیں"

وہ ناچاہتے ہوئے بھی اسکے گھنے زرا زرا نم بالوں میں انگلیاں پھیرتی پوچھ بیٹھی جبکہ اورحان کے اندر اس وقت زرا ہمت نہ تھی کچھ بولنے کی، دل اتنا درد میں تھا کہ اس سے بتایا بھی نہ جارہا تھا کہ اسے کتنی تکلیف ہو رہی ہے۔

"ابھی کچھ نہ پوچھیں میرال۔بس اتنی ہی پاس رہیں۔"

وہ جس طرح بھاری لہجے میں بولا، میرال کو خود لگا جیسے ابھی اس سے کچھ پوچھنا اسے مزید تکلیف دینے جیسا ہے۔

"ٹھیک ہے۔ جب لگے بولنا اور تکلیف بانٹنا آسان ہے بتا دیجیئے گا۔ میں آپکے پاس ہی ہوں۔ طبعیت مزید نہ بگھڑے اس لیے سونے کی کوشش کریں۔ میری دونوں جانوں پر سکون سے بھری نیند مہربان ہو"

وہ مسکرا کر مان گئی جس پر اورحان نے اسکا بالوں میں پھنسا ہاتھ پکڑ کر ہتھیلی ہونٹوں کے پاس لاتے چومی۔

مصطفی بھی بابا کے سینے لگا آنکھیں جھپک رہا تھا۔

"آپ کی گود لے سکتا ہوں؟ آپکو نیند آجائے تو بھلے یہ واپس لے لیجیئے گا"

اف یہ ہاتھ چومتے ہوئے گزراش، کسی کا دل مٹھی میں لے گئی۔

"یہ آپکی ملکیت ہے اورحان ماہیل۔ آپ دو کو سکون سے سوتا دیکھ کر میں بھی سو جاوں گی۔ میری فکر مت کریں۔ اپنی تکلیف کو اک طرف کر دیں۔"

وہ جھک کر اور حان کا ماتھا چومتی بولی تو سوئے جاگے مصطفی نے بھی اپنا ہاتھ میرال کی طرف کیا کیونکہ اسے بھی کس چاہیے تھی۔

میرال بھیگا سا مسکرائی اور مصطفی کا ہاتھ پکڑے کئی بار چوما کہ وہ سویا جاگا سکون مسکرادیا، وہ کتنا خوبصورت لگا یہ میرال اور حان نے دیکھا، وہ دونوں ایک ساتھ جب آنکھیں موند گئے تو میرال نے آیت الکرسی پڑھے دونوں پر پھونکی، وہ اپنا ہر درد بھولے ان دو کے لیے فکر مند تھی، میرال کو واقعی اور حان سے عشق ہو چکا تھا اور وہ یہ عشق ثابت بھی کر رہی تھی۔

زہے نصیب!

..________________________..

اس ناول کے تمام جملہ حقوق محفوظ ہیں، ایس مروہ مرزا ناولز کی آفیشل ویب پر آپ کو اس کے ساتھ انکے باقی ناولز بھی پی ڈی ایف میں ملیں گے۔وزٹ!

کافی منٹس لگے اسے اپنے آپ کو سنبھالنے میں، کبھی کبھی اجر کو لگتا وہ بہت بے حس ہے، بہت جلدی تکلیف کے اثر سے خود کو نکال لیتی ہے لیکن آج نہ نکال پائی تو لگا شاید بے حسی بھی ساتھ چھوڑنے لگی ہے، وقت مرہم نہیں رہا اور تقدیر کے فیصلے نرمی ترک کرے ستم گری اپنانے لگے ہیں۔

وہ نیچے سے اٹھی، کھانے کو آگے جا کر جھکتے دیکھا تو وہ ٹھنڈا ہو گیا تھا تبھی وہ واپس ٹرے ہاتھوں میں اٹھائے سیڑھیاں اترتی نیچے گئی، دس منٹ لگا کر سب کچھ دوبارہ گرم کیا اور تب روتی آنکھوں نے بھی کچھ آرام پایا ورنہ شاید وہ پہلی نظر میں بھانپ لیتا کہ یہ رلانے والی بہت سارو آئی ہے۔

وہ واپس اوپر آئی اور اک لمحہ دروازے کے پاس اپنی ساری حسوں کے اچانک ساتھ چھوڑنے پر رک گئی، اسے لگا سانس پھر اس موڑ پر دکھنے لگی ہے، کچھ جگہیں دل بھاری کر دیتی ہیں، جیسے یہ جگہ جہاں اس نے نفرت کا وہ

احساس محسوس کیا جس سے اس نے باسل کی رگیں کاٹیں، باسل کی تکلیف جانی، تو یہ جگہ اسے سانس روکتی محسوس ہوئی، ایسی جگہوں سے یا جلدی پیچھے ہٹ جانا چاہیے یا پھر آگے قدم اٹھا لینے چاہیں۔

وہ دروازہ پیر سے آگے کرتی اندر داخل ہوئی تو وہ سامنے ہی مین کاوچ پر بیٹھا سر ہاتھوں میں گرائے بالوں کو مٹھیوں میں لیے ہوئے تھا، اجر کے دل کو دھکا سا لگا، اس نے دروازہ واپس پیر سے ہی آگے کیا اور چلتی ہوئی میز کے پاس رکی اور ٹرے میز کی سطح پر رکھی جب باسل نے گہرا سانس لیتے سر اٹھا کر اجر کو دیکھا، دونوں کی اضطراری نگاہوں کا ملنا، دو درد میں ڈوبے موسموں کا ملن تھا۔

وہ اپنے اندر مچلتے حشر کے اثر سے چہرہ پاک کر گیا اور وہ اپنے اندر بھرتے دھوئیں کی تنگی، آنکھوں میں دبا گئی۔ بعض جبر بھی خوبصورت ہوتے ہیں جو ہم اس لیے کرتے ہیں کہ سامنے والا دکھی نہ ہو۔ اس شخص کے چہرے پر

سیاہ رات سی گھٹن تھی، خزن تھا، بہت تکلیف دہ انتظار کی سیلن تھی۔ وہ جبرا سا سمائیل کی۔

"اتنی دیر کیوں لگائی؟"

وہ پریشانی کے سنگ بولا، پر وہ نظریں چرا گئی اور ٹرے سے پلیٹ نکال کر سامنے رکھتی خود بھی باسل کے ساتھ صوفے پر بیٹھی پر وہ اسکا چہرہ دیکھنے کو انچ بھی نظر نہ ہٹائے رخ اسکی طرف پھیر گیا، وہ یوں پوری طرح اسے دیکھتا اپنے ہاتھوں سے اسے چھونا چاہ رہا تھا پر خود کو روک بھی رہا تھا، اس لڑکی کو محسوس کرنے کی طلب میں انگلیاں، پوروں سمیت درد میں تھیں پر احترا ما ہوا میں معلق ہونے لگیں۔

"سب کچھ گرم کیا ناں۔ دیر لگ گئی۔ بتاو رائس کھاو گے یا روٹی۔؟"

اجر نے ہنوز اسے نہ دیکھتے ڈوبے تیرگی بھرے لہجے میں چوائز پوچھی پر وہ بے چین سا تھا، اسکے ہر موں سے خوف، خدشہ اور غم چھلک رہا تھا۔

"ادھر دیکھو۔ کیا کچھ ہوا ہے۔ کسی نے کچھ کہا ہے تمہیں؟"

وہ اسکے مضطرب استفسار پر پھر سے آنکھیں دھندلاتی محسوس کرنے لگی اور ڈر تھا اگر باسل کو دیکھ بیٹھی، یہ آنسو کمبخت سارے ضبط کی توہین کر دیں گے۔

"مجھے کون کچھ کہہ سکتا ہے۔ڈان جو ہوں۔ پرندہ پر نہ مارے جہاں اجر سیال ہوتی ہے"

وہ پھر سے اپنے درد اپنے دل کے حوالے کرے جبرا مسکرائی تھی، بھونڈی سی شرارت کرنے کی کوشش بھی کی پر اس سے کچھ بھی کامیاب طریقے سے کر پانا دوبھر ہوا، سانس لینا تک۔

"تم پلاو کھاو گے۔ ایمن آنٹی نے بنایا ہے۔ میں نے بھی یہی کھایا تھا۔ میں ڈالوں تمہارے لیے۔ دیکھو پھر ٹھنڈا ہو جائے گا سب تو مجھے پھر گرم کرنا پڑے گا۔ کھالوناں۔ بتاو تمہاری پلیٹ بناوں؟"

وہ شاید اسے بتانا نہیں چاہتی تھی تبھی باسل نے بھی زبردستی نہ کرتے اسے پلیٹ بنانے دی، اس نے باسل کے لیے پلاو ڈالا، تھوڑا سا قورمہ بھی اور روٹی کے چار ٹکروں میں سے ایک پیس بھی پلیٹ میں رکھا۔

"تم نے ٹھیک سے کھایا کھانا؟"

باسل نے اس سے پھر پوچھا جب وہ اسکے لیے سپون بھرے باسل کے ہونٹوں تک لائی، اک ہاتھ نیچے احتیاط رکھا کہ رائس نیچے نہ گریں، وہ یوں منتظر تھا جیسے کچھ کھانے کا بلکل ارادہ نہ رکھتا ہو، یا پھر اسکا سکون، اجر کے جواب پر منحصر ہو۔

"ہاں ایمن آنٹی پاس جو بیٹھ گئی تھیں۔ پیٹ بھر لیا تھا۔ آکرو کھانے کے بیچ بولتے نہیں ہیں"

وہ اسکی معصومانہ ڈانٹ پر منہ کھولے وہ بائیٹ لے کر بھی بس اجر کو ہی تاسف بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا، وہ اب دوسرا روٹی کا نوالہ بنانے میں

مصروف تھی اور باسل کی نظریں بغور اجر کی گیلی پلکوں پر اٹکی تھیں جسکی اجر کو خود بھی خبر نہ تھی، وہ مصور تھا اور وہ لڑکی اک پینٹنگ، اور یہ نظر اور چہرہ آپس میں بہت سگے تھے، کچھ چھپنا اور کچھ چھپانا ناممکن تھا۔

"اجر"

وہ جب خود کو طمانیت نہ دلا سکا تو پھر سے اسے ہولے سے پکارا تو وہ اسے مسکرا کر آنکھیں اٹھائے دیکھنے لگی، پھر اسے چپ پائے نوالہ باسل کے منہ تک لائی جسے وہ چپ چاپ منہ میں ڈالے چبانے لگا۔

"اب کہو"

وہ جب بائیٹ نگل گیا تو وہ پر شوق نظروں سے باسل کو دیکھنے لگی۔

"تم اب بھی سکون ہو میرا"

باسل کے اس جملے پر اس لڑکی کا سارا ضبط بکھرنے لگا، یہ جملہ اسے لگا اب سے اسکی آکسیجن ہے، یہ سنا تو اجر کو لگا وہ بہت دیر سانس روکے جی کر آئی ہے اور اب اسے مرنے سے عین پہلے سانس تھما دی گئی ہو۔

"ت۔۔ تم مان گئے ہو۔ راضی ہو گئے ہو مجھ سے۔؟"

وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہی کمزور سی آواز میں منمنائی۔

"پورا نہیں۔ لیکن ہو جاوں گا۔۔۔ سکون بدلا نہیں جاتا نہ جیتے جی ختم ہوتا ہے۔ میری یہ بات ہمیشہ یاد رکھنا اجر۔ ہم جب خود کو مکمل طور پر بیکار مان لیتے ہیں تب بھی کہیں کوئی دل ہوتا ہے جو ہمارے لیے دھڑک رہا ہوتا ہے۔ یہ اللہ کی تقسیم ہے جس میں وہ کبھی ناانصافی نہیں کرتا"

وہ اسکی گال پر رینگتا آنسو ہاتھ بڑھا کر انگوٹھے کی پور سے پونچھے اس سے زیادہ مدھم آواز میں بولا کہ اس لمحہ اجر کو اسکی آواز کا بھاری پن بھی محسوس نہ ہوا۔

"تم بلکل ٹھیک کہہ رہے ہو۔ سب ہم سے لاپرواہ ہو جائیں پر وہ نہ ہو بس جس پر پرواہ لٹائی ہو۔ ہے ناں باسل؟"

وہ اسکے لیے پھر سے رائس بائیٹ بناتے پتھریلے لہجے میں بولی تو باسل نے مسکرا کر اسکی بات سے ایگری کیا، ہاں اس سے دونوں کے قلب تک خراشیں گئیں۔

"تم کسی پر پرواہ لٹاؤ اور وہ جواباً پرواہ نہ کرے ایسا ممکن نہیں ہے۔ کچھ لوگ پیدا ہی لکی ہوتے ہیں۔"

وہ اسکی سادہ سی بات پر سادہ سا مسکرائی۔

"پہلے نہیں لگتا تھا لکی ہوں پر کچھ دیر سے لگ رہا ہے۔ تم نے پانی پینا ہے؟"

وہ اسے لگ بھگ چار نوالے کھلا چکی تھی تو پیاس کا احساس ذہن نشین رکھا کیونکہ کھانا آج سپائسی تھا، اسے تو میٹھاس کے علاوہ اس وقت دوسرا کوئی زائقہ محسوس نہ ہو رہا تھا تو وہ کیا مزید طلب کرتا۔

"نہیں۔"

وہ نفی میں سر ہلا گیا تو اجر نے اسے کھلانا جاری رکھا، کچھ دیر وہ بس ایک دوسرے کو دیکھتے خاموش ہی رہے۔

"تم یہاں ہمیشہ رہ سکتی ہو میرے ساتھ"

باسل نے اسکی خاموشی سے گھبراکر اک اور رعایت بانٹ دی، وہ مزید کھانے سے منع کر گیا تھا تبھی اجر نے برتن سمیٹ کر ڈھانپے اور ٹرے سرکاتی رخ باسل کی طرف پھیرے بیٹھی، وہ مہارت سے سینے کے مدوجزر قابو کر گئی۔

"میں نہیں رہنا چاہتی۔ بس آج کی رات کافی ہے"

وہ خود ہی رسان سے منع کر گئی تو باسل کی پریشانی، تکلیف میں بدلی۔

"ایسا کیوں۔ تمہیں تو ساتھ رہنا تھا میرے؟"

وہ فوری بے تاب ہو کر پوچھ بیٹھا پر وہ کچھ نہ کہہ پائی، بس باسل کو تڑپتی نظروں سے دیکھتی رہی۔

"میں ساتھ ہوں لیکن مجھے لگتا ہے اس سے تمہاری پرائیویسی ڈسٹرب ہو گی۔ میں تھوڑی مینٹل چل رہی ہوں آجکل تو بنا سوچے ڈیمانڈز کر دیتی ہوں لیکن اسکے سائیڈ ایفکٹس نہیں سوچتی۔ اب سے ایسا نہیں کروں گی۔ تم جو چاہو وہی بہترین ہے"

وہ نظریں چرا رہی تھی تبھی باسل کو اسکی باتیں دکھی کر رہی تھیں۔

"ٹھیک کہا۔ اوکے۔"

وہ ضد کرے گا اجر یہ سوچ رہی تھی لیکن وہ یوں مان گیا جیسے یہی چاہتا تھا، اجر کو برا لگا، برا تو چھوٹی چیز تھی، اسکے دل میں آگ بھڑک گئی۔

"آج بھی رکنے کی ضرورت نہیں۔ جا کر آرام کرو اپنے روم میں۔ پرائیویسی میری آج بھی ڈسٹرب ہو گی۔ گڈ نائیٹ اجر"

وہ بنا اسے دیکھے کہہ کر اسکے پہلو سے اٹھا تو اجر چہرہ اٹھائے ہونق سی اسکا منہ تکنے لگی، پھر یکدم اٹھ کر اسکی راہ میں آئی جو اسے یوں تن کر کھڑا ہونے پر تلخ نظروں سے دیکھنے لگا۔

"ت۔۔تم نے ایک بار مزید کیوں نہیں کہا رکنے کو؟"

وہ آنکھوں میں کرچیاں لیے بولی پر آواز میں ٹوٹے کانچ کی سی چھنکار تھی۔

"کیونکہ تم رک جاتی اور جب تمہارا سکون یہاں کہیں نہیں ہے تو میں تمہیں زبردستی کیسے روک سکتا ہوں اپنے پاس۔"

وہ سچا ہو کر بھی اجر کے دل کو سادہ سے اصولی لفظوں سے چھلنی کر رہا تھا یا شاید اس لڑکی کا دل تھا ہی راہ میں پڑا پتھر کے ٹھوکریں مقدر بن کر رہ گئی تھیں، وہ اس شخص کی دھڑکنوں کو جامد محسوس کر رہی تھی کہ اسکا سانس بھی یہ پوچھتے بھاری ہونے لگا۔

"م۔۔ مطلب میں جاوں؟ اور جو تم نے میرے ہاتھ سے کھانا کھایا۔ اسکے بدلے مجھے کچھ نہیں ملے گا۔؟"

وہ شدید ترین دکھی ہوئی، اپنے ساتھ ہوئی ناانصافی پر اسکی آنکھیں بھرنے لگیں۔

"اسکے بدلے اپنا کمرہ ہمیشہ کے لیے آفر کیا تو ہے۔ تمہیں میری پرائیویسی کی فکر میں آفر رد کرنی پڑی، میرا قصور کہاں ہے۔ میں تو اپنی بات پر قائم ہوں۔ میں اپنی بات سے کب ہٹا ہوں پیچھے؟"

وہ معصوم ہو کر بھی ظالم تھا، اجر بھاری سانس کھینچ کر رہ گئی اور اس سے پہلے مزید مقابلہ نہ کر پانے پر جاتی، وہ اسے بازو سے دبوچ روک کر اپنی جانب کھینچ گیا تو اجر کی آنکھوں میں بہت سے آنسو تھے۔

وہ یوں تھی جیسے اتنے قریب سانس لیتے لیتے سانس چھوڑ دے گی، وہ بے قرار تڑپتی ہوئی پیاسی نظریں باسل کا سینہ خاکستر کرنے لگیں۔

"یہ کیوں نہیں کہتی کہ کمرہ نہیں میں چاہیں ہوں"

وہ خود بھی اپنی آواز حزن سے بھر گیا جبکہ اجر نے بے دردی سے اسکے ہاتھ کی گرفت سے اپنا بازو چھڑواتے اپنے بے قابو ہوتے آنسو دوسرے ہاتھ سے رگڑے۔

"م۔۔مجھے نہیں چاہیے کچھ۔مجھے اب سانس بھی نہیں چاہیے"

وہ نفی کرتی رونے سے خود کو بھرپور روک رہی تھی، باسل نے اسکی بازو ہنوز جکڑے رکھی جبکہ دوسرا ہاتھ اسکی گردن میں لپیٹتے اسکو اپنے نزدیک کیا تو اجر سانس روک کر اسے اتنے قریب ہانپتا ہوا دیکھنے لگی۔

"مجھے تم بھی چاہیے ہو اور تمہاری سانس بھی۔"

وہ مضبوط لہجے اور تکلیف سے اٹی آنکھوں کے سنگ حکم دے رہا تھا، ایسا حکم جو وہ جھٹلانے کی آسانی نہیں رکھتی تھی، جس قدر وہ ضبط کر رہی تھی، باسل کو محسوس ہوا اسکی رگیں پھٹ نہ جائیں، وہ ظالم تو نہیں تھا، اجر کے لیے تو

ہرگز نہیں پھر وہ کیوں اس سے اتنا دور آباد ہو گیا تھا کہ وہ چاہ کر بھی باسل تک نہیں پہنچ پا رہی تھی۔

"ک۔۔ کیوں؟"

تکلیف اور تھکن سے بسوری شکل لیے وہ اتنی نزدیکی پر ہی بولی جتنی نزدیکی پر دو لوگ، ایک نہیں رہا کرتے، مضبوط ایمان اور ضبط ڈگمگا جاتے ہیں۔

"کیونکہ میں تمہیں اپنے نام لگوا کر پیدا ہوا ہوں۔ سمجھی؟"

وہ یوں بدلحاضی سے غرایا کہ کوئی اور ہوتا، بگھڑ جاتا پر اجر نے اپنے وجود سے اس حق پر سرد لہریں اٹھتی محسوس کیں۔

"م۔مجھے لگا کھو گے میں تمہاری ہوں"

وہ اب بھی کہاں خوش تھی، وہ کم پر قناعت کرنے والوں میں سے ہو ہی نہ سکتی تھی۔

"نہیں ہو کیا؟"

آ ئبر و اچکاتے سخت غصے سے پوچھتے وہ اسے نظروں کی حدت سے جلا دینا چاہتا تھا۔

"تمہاری ایسی سخت نظروں کی عادت نہیں ہے مجھے۔ یہ اکتاہٹ اور بیزائیت بھری ہیں۔ مجھے کھا جائیں گی"

وہ پھر سے اپنا سر دپڑتا ہاتھ اسکے چہرے سے جوڑتی منت بھرے لہجے میں بولی تھی۔

"یہ دو لفظ اپنے حوالے سے میرے سنگ مت جوڑو اجر۔ مجھے میری نظروں میں مت گراو۔ اکتانے اور بیزار ہونے والے میرے جیسے ہوتے ہیں کیا؟"

وہ کراہیں گھوٹ کر سانس دباتے دلخراش انداز میں بولا تھا، اسکی آواز ٹوٹنے لگی۔

"نہیں۔ لیکن دیوانے بھی تمہارے جیسے نہیں ہوتے"

وہ روہانسی شکل بنائے شکوہ کر گئی۔

"ہاں میں دیوانگی بھول چکا ہوں سہی کہا"

وہ ہر الزام خود پر لیے مست تھا۔

"محبت بھی"

وہ جتا کر بولی، خفا ہو کر۔

"محبت بھی۔ ٹھیک سمجھی تم"

وہ یوں ہاں میں ہاں ملائے اجر پر تکلیف کا پہاڑ توڑ رہا تھا اور خود پر بھی۔

"انسانیت بھی"

وہ اسکا ہاتھ اپنے گردن میں کھبتا محسوس کیے پکڑ کر ہٹائے بولی تو باسل نے اپنے اس ہاتھ کو مٹھی میں بھینچ کر اجر سے دور کیا پر جب وہ خود دور ہونے لگا تو اسکا چہرہ چھونے کو ہاتھ بڑھا گئی۔

"میں نے ت۔۔ تم سے کبھی نفرت نہیں کی باسل۔۔۔"

وہ اپنے ہاتھوں کا ہالہ سا اسکے چہرے کے گرد بناتی بہت ڈری بولی کہ نجانے وہ اس بات پر یقین کرے گا یا نہیں، اسکے مرمریں ہاتھوں کے پیالے میں وہ رندا خوبصورت چہرہ، مرجھائے پھول کی طرح تھا، آنکھیں رت جگوں کے کرب جھیلنے والی مدتوں کی تھکن پیشانی اور چہرے پر۔

"جانتا ہوں۔۔"

وہ اسکے ہاتھوں پر ہاتھ رکھے دلگرفتہ سے یقین کے سنگ بولا، وہ جیسے بکھر رہی تھی، ریزہ ریزہ۔

"یہ سب کو سمجھا سکتے ہو؟۔۔۔"

وہ شدید غمزدہ تھی، اسکا دل دیمک چاٹ رہی تھی۔

"سب کہیں گے نفرت نہیں کرتی تو اجر تم سے کس جذبے کے تحت کوسوں دور رہی؟ مجھے اسکا کوئی سولڈ جواب دو میں سب کو یہ سمجھادوں گا"

وہ دگنی اذیت سے اسکی بھوری بے حد مرغوب آنکھوں میں جھانکتا بولا جبکہ اجر کو سچ بولنے کی کوشش نہیں کرنی پڑی تھی، وہ جانتی تھی اسکا جواب۔

"تم کہنا وہ اپنے بھائی کی موت کی اصل وجہ جاننے تک مرنا نہیں چاہتی تھی اس لیے نفرت کی افواہ اڑائی"

اجر کی آواز اسکے دل کی طرح زخمی ہوگئ، سینے میں سانس گھٹی اور حلق میں آواز۔

"محبت کا آپشن مار دیتا تمھیں۔ تبھی تم نے جینے کئ لیے نفرت کا آپشن چنا۔ لاک کیا جائے اس پر اجر؟"

وہ سرخ ہوتی آنکھوں سے اس لڑکی کا امتحان لے رہا تھا، وہ اسے رلانا نہیں چاہتی تھی پر وہ شخص اجر کا رونا دیکھ کر اندر سے کرچیوں میں بدل رہا تھا، گھن کھائے زینے سا مسمار ہو رہا تھا۔

"ہمم۔۔۔تم سمجھا پاؤ گے سبکو؟"

وہ ڈرتے ڈرتے بولی تو باسل انہی درد کرتی آنکھوں کے دریچوں تک مسکرایا۔

"ہاں۔ سمجھا دوں گا۔۔۔ناو ہیپی؟"

وہ جبراً مسکرایا تو اجر نے تھکی سی سمائیل دی۔

"میں نے بہت پریشان ک۔۔کیا ہے ناں تمہیں باسل"

وہ اس بار آنسو نہ سنبھال سکی، وہ پر تپش تکلیف، مائع بنی اجر کے رخساروں پر لکیریں بنائے بہنے لگی۔

"تم سکون ہو میرا"

وہ اسکو آنسو کیا یہ حروف مقرر کہتا سانس روکنے پر مجبور کر گیا۔

"میں نے بہت تکلیف پہن۔۔پہنچائی ہے تمہیں"

وہ دوبارہ ہمت کرے روہانسی ہوتے اس صبر و ہمت کے پیکر کو دیکھتے بولی۔

"تم سکون ہو میرا"

وہ اسکا درد سے رندا چہرہ ہاتھوں میں بھرے اس بار اونچی آواز میں بولا تا کہ وہ لڑکی سماعتوں کے ہر جہاں تک یہ بازگشت محسوس کرے۔

"میں نے تمہیں مارنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی باسل"

وہ اس بار تکلیف سے سسک اٹھی۔

"ہے۔تم سکون ہو میرا۔ تمہیں سنائی دے رہا ہے۔ تم میرا سکون ہونے پر رو رہی ہو؟"

وہ اسکی ٹھوڑی پکڑ تا اسکا روتا چہرہ اوپر اٹھائے سوجھی آنکھوں میں ناراضگی کا جہاں بھرے بمشکل بولا تو وہ نفی میں سر ہلائے مزید برا روتی اسکی گردن میں بازو حائل کرے گلے لگی تو باسل کو اس نے بتایا کہ رونے کی وجہ یہ ہو ہی نہیں سکتی، سینے آ جڑے تھے، دل کیسے دونوں کا نہ تڑپتا۔

"م۔۔میں تم سے مزید کچھ نہیں چھینوں گی۔ تم م۔۔ مزید کچھ نہیں کھونا پڑے گا باسل"

وہ اسکے گلے لگی، اس سے وعدہ کر رہی تھی پر باسل کو سنائی نہ دیا، وہ اسے اپنے سینے یوں تکلیف کے لمحے کبھی لگانا نہیں چاہتا تھا لیکن قسمت ہی بد خواہ تھی کہ وہ گلے لگی بھی تو روتی تڑپتی شدید کانپتی ہوئی کہ وہ سنبھال بھی نہ سکا، اسکی اپنی جان نکل رہی تھی۔

"خود کو تو نہیں چھینو گی اجر؟"

وہ اسکے بدحواس سوال پر تڑپ کر اس سے دور ہوئی، وہ صرف اس سوال کا جواب چاہتا تھا۔

اجر نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں واپس لیا اور اس شخص کی بھیگی گال بے حد تکلیف سے چومی، ہاں وہ رو رہا تھا اور اسکا رونا مزاق نہیں تھا، وہ اجر کی محبت میں اب بھی سر تک ڈوبا تھا، ورنہ اسے رلانے کی ہمت کسی درد میں بھی نہ تھی، وہ اس وقت اسے محبوبہ کی طرح دیکھ رہی تھی، کیا یہ کوئی خواب تھا باسل ماہیل کا؟۔

آج بھی اس شخص نے نظریں اور دھیان پھیرنا چاہا کہ وہ اجر کے سائے تک سے دور بھاگ جائے پر وہ آسیب تھی، جس سے نجات ناممکن ہو۔

"ا۔۔جر۔۔یہ مت کرو۔"

وہ اسکے دوسرے رخسار کو چومنا چاہتی تھی پر وہ اسے بری طرح روک گیا، اسے اپنے سوال کا جواب چاہیے تھا یہ سب نہیں۔

"ت۔۔ تم کس مٹی کے بنے ہو۔۔۔۔؟ میں نے چھوڑا کیا ہے تمہارا جو میری پڑی ہے تمہیں اب بھی۔۔۔؟"

وہ اس پر چینخ پڑی لیکن رویا رویا اور مدھم سا، غصہ آرہا تھا اسے اس آدمی پر۔

"ملتانی مٹی سے"

وہ آگے سڑے کریلے سا منہ بنا گیا تو اجر کو بھی تکلیف کے باوجود مسکرانا پڑا، وہ اسکے اس ورژن پر قربان تھی یہ وہ خود بھی نہیں جانتی تھی۔

"اس ملتانی مٹی کو میں اپنے آنسوؤں میں گھول کر اپنے منہ پر نہ لگا لوں۔ حسین ہو جاوں گی۔"

وہ بھی جیسے یکدم تکلیف سے نکل آئی، اسی کی طرح منہ بگھاڑ کر مشورہ مانگا۔

"صرف منہ پر؟"

وہ آگے سے آئبر واچکائے بولا تو اجر نے آنکھیں نکالیں اس سوال پر، مطلب کیا تھا بھلا کہ صرف منہ پر؟ اب یہ پرسنل حملہ تھا۔

"مطلب کیا ہے تمہارا مجھے حسین ہونے کے لیے ملتانی مٹی کے لیپ سے نہانا ہو گا۔ نہیں تم کہنا چاہ رہے ہو میں بد صورت ہوں؟"

وہ دفعتاً جن زادی کی طرح بگھڑی تو باسل نے ایک بار پھر گہرا سانس لیا، یہ لڑکی پنجے لڑانے کو ہمیشہ تیار رہتی تھی، پر وہ پیار سے گالیں چومنے میں بھی دیر نہیں لگاتی، باسل کو اسکا بھی اندازہ ہو گیا تھا۔

"تم اجر ہو۔۔ بس"

وہ یہ بحث ختم کرنا چاہتا تھا۔

"میں تمہاری اجر ہوں بس۔ یہ کہو"

وہ اسکے تھم جاتے آنسوؤں کے بعد اب کچھ لاڈ پانا چاہ رہی تھی پر وہ شدید نڈھال تھا۔

"میں تھک گیا ہوں۔ سونا چاہتا ہوں۔ اگر میرے ساتھ سونا ہے تو بتاؤ ورنہ جاؤ آرام کرو۔ میں مزید نہیں لڑ سکتا پلیز"

وہ سچ میں تھکا ہوا تھا تو اجر کو افسوس ہوا اپنی بک بک پر، وہ سارے جھگڑے اور معاملے سمیٹ گئی۔

"آئی ایم سوری۔ مزاق کر رہی تھی تم سے۔ سو جاؤ تم باسل۔۔۔ دوبارہ کبھی مت رونا"

وہ فوراً سے اسکا احساس کرے بولی، اسکی نم گال پھر سے افسردگی و تکلیف سے سہلائی جبکہ وہ جبڑے بھینچتا اسکا ہاتھ مٹھی میں دبوچ گیا۔

"تم آ رہی ہو میرے ساتھ ؟"

وہ تھکے سے لہجے میں بولا تو وہ بھیگی آنکھوں سے سر ہلا گئی۔

"تو پھر اب کوئی بات مت کرنا اجر"

وہ تاسف کے سنگ بولا تو اجر نے فوری سر ہلا دیا جبکہ وہ بستر کی طرف اسکا ہاتھ پکڑے بڑھا، پہلے اسے بٹھایا جس پر وہ بیٹھتے ہی زرا پیچھے سر کی جبکہ خود بھی وہ ساتھ ہی تکیے درست کرتا بیٹھا، اس نے اجر کو اپنی سلامت بازو کی طرف تبھی سونے کا کہا کیونکہ وہ چاہتا اسکی بازو اجر کے لیے موجود رہے۔

وہ لیٹا اور لیٹتے ہی اپنی بازو کھولی جسے دیکھے اجر اس پر سر رکھتے ساتھ ہی لیٹی، پر وہ باسل سے اک انچ بھی نظر نہ ہٹا پائی، وہ بچوں کی طرح رویا نہیں تھا لیکن اسکی آنکھیں اجر سے زیادہ سوجھی ہوئی تھیں۔

"کل کا پورا دن میرے ساتھ رہو گے ناں۔۔؟"

وہ ناچاہتے ہوئے بھی چپ نہ رہ سکی، اسکے سینے پر ہاتھ شان وحق سے رکھے سہلاتی بولی۔

"ہاں۔پوری کوشش ہو گی۔ تمہارے لیے اگلا پورا ویک سپیشل ہے۔اسی میں تمہاری جوائنگ بھی ہے۔میں خوش ہوں تمہارے لیے۔کچھ بھی گائیڈنس یامدد چاہیے ہومیں ہمیشہ موجود ہوں۔باسل ماہیل"

وہ نام نہ بھی لیتاتو وہ سمجھ گئی تھی پر شاید یہ اس شخص نے کوئی اشارہ دیا تھا،اجر تک وہ اشارہ کہیں نہ کہیں کسی طریقے سے پہنچ گیا تھا۔

"میں تم سے کبھی نہیں پوچھوں گی کہ تمہیں مجھ سے محبت ہے اب بھی یا نہیں۔لیکن یہ ہمیشہ پوچھوں گی کہ میں کیاہوں تمہارا"

وہ اسے دیکھتی اسکی بازو کے حصار میں اسکی طرف کروٹ بدلے بولی کہ وہ بھوری آنکھیں بس محبوبیت سے اٹی تھیں،وہ باسل کو چاہنے لگی تھی لیکن نہ اسے بتاسکتی نہ خود کو سمجھاسکتی تھی۔

"تھینکیو۔میں بھی یہی چاہتاہوں۔"

وہ اسکا مشکور تھا،اجر اسکے اس لہجے کا درد پر کھ گئی۔

"سو جاو۔"

وہ اسکے بالوں تک ہاتھ لے جاتی نیند سے بھری آنکھوں سے بولی۔

"تم بھی"

وہ اسکا آرام پہلے چاہتا تھا، وہ آنکھیں جلدی سے بند کر گئی تو باسل نے بھی موند لیں لیکن اسکے آنکھیں بند کرتے ہئ وہ واپس آنکھیں کھول گئی اور اگلے دس منٹ بس باسل کو دیکھتی رہی کہ اسکی آنکھیں تھکاوٹ سے پھٹنے کو آ گئیں۔

وہ سو چکا تھا، بہت سے درد دل اور روح پر سلگتے ہی چھوڑے، اجر کو مٹانے کا کوئی حق نہ دیا۔

"تم نے کہا تم جانتے ہو میں نے کیوں نفرت کی۔یعنی تمہیں کچھ نہیں بھولا۔اور شاید آتشم بھی تم ہو۔لیکن ابھی تم کسی مجبوری میں بندھے ہو۔کسی بے بسی میں۔ورنہ تم مجھے کبھی تکلیف دے ہی نہیں سکتے۔تم سے

ہوتا ہی نہیں یہ باسل۔۔۔شاید آتشم کے ذریعے تمہیں مجبور کر کے ہی مجھے سزا مل رہی ہو میری نفرت کی۔یہ ایسے ہی طے ہو۔میں یہ جنگ تب تک لڑوں گی جب تم خود آکر کہو گے اجر تمہاری آزمائش ختم ہو گئی۔اس دن میں تمہیں پیار محبت اور جنون والی کس کروں گی۔پکا پرامس۔ابھی بس لاڈ ہی آئیں گے مجھے تم پر"

وہ ناچاہتے ہوئے بھی خود کو روک نہ سکی اور باسل کی صبیح پیشانی چوم کر پیچھے ہوئی،وہ ٹس سے مس نہ ہوا پر نیند میں یہ لاڈ اسے راحت دیتا محسوس ہوا،وہ خود بھی اپنی آنکھیں بند کر گئی کہ یہاں اسے بھی بس سکون محسوس ہو رہا تھا مگر آنکھیں بند کرنے کی دیر تھی کہ اسے محسوس ہوا باسل نے اسے نیند میں ہی اپنے سینے کے مزید نزدیک کر لیا،وہ آنکھیں کھول گئی تو اسکا چہرہ حیرت سے دیکھنے لگی،وہ سو رہا تھا،اسکی پلکیں بھی حرکت میں نہ تھیں۔

اجر کو ایسا لگا وہ ٹھیک سے کمفرٹیبل نہیں،وہ بلکل قریب تھا کہ اسکی سانس،اجر کے منہ اور ناک میں گھس رہی تھی۔

"اسے میں محسوس ہو رہی ہوں تبھی ایسے اپنے دل سے لگا رہا ہے۔ اوہ شکر ہے تم نے کچھ تو رومنٹک کیا۔ بھلے نیند میں ہی سہی۔"

وہ اپنی ملائم ناک، باسل کی ناک سے جوڑے مسکرائی، اسے خود سے کارٹون کی وائب آئی یہ کرتے ہوئے۔

"کل چھیڑوں گی اسے یہ بتا کے"

وہ خوشگوار مسکراہٹ لیے کل کے لیے پلین بنا رہی تھی۔

"ابھی چھیڑ لو۔ میں جاگ رہا ہوں"

وہ اسکے منہ کے پاس بولا تو اجر ڈر کر چینخی، باسل نے گھبرا کر آنکھیں کھولیں۔

"اف جان نکال دی تم نے میری۔ یہ بنا پلکیں ہلائے تم کیسے نقلی سو رہے تھے؟"

اجر نے زرا فاصلہ سمیٹے اس کے اس نایاب ٹیلنٹ کے بارے فوری پوچھا کہ یہ سانس لینے سے بھی مانو ضروری معاملہ ہو۔

"جیسے تم بنا دماغ ہلائے، اتنا بول لیتی ہو۔"

وہ بھی منہ پھٹ، کہاں سوچتا تھا سامنے والی کا منہ بن جائے گا۔

"بولنے کے لیے زبان ہلتی ہے نہ کہ دماغ۔۔۔"

وہ لائق فطین و ذہین بنی بولی تو باسل تمسخرانہ مسکایا۔

"بولنے کے لیے سوچنا ہوتا ہے وہ سٹپ تم کھا جاتی ہو۔اس پر دماغ ہلانا پڑتا ہے"

باسل اسکا مزاق اڑا رہا تھا، وہ ابھی لڑنا چاہتی نہ تھی تبھی جانے دیا اور اسکے شانے پر ٹھوڑی اٹکا کر اسے دیکھنے لگی۔

"کیوں نہیں سو رہے؟ میں ڈسٹرب کر رہی ہوں؟"

وہ فکر مند تھی، وہ چاہتی تھی وہ سکون پائے۔

"نہیں۔ ایسا کچھ نہیں"

وہ چہرہ سامنے کر گیا پر اجر ہنوز اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"تم نے مجھے معاف کر دیا؟"

وہ پھر سے اسکو پکاری، وہ آنکھیں موندے ہوئے تھا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے؟"

باسل نے چہرہ اسکی طرف پھیرتے استفسار کیا۔

"تم نے بازو دی مجھے اپنی۔ اپنے پاس سلایا ہے۔ پھر مجھے اپنے قریب کھینچا رومنٹک طریقے سے۔ یہ سب سائن تو کہہ رہے ہیں میں پیاری ہوں اب بھی تمہیں۔ کیا واقعی میں اتنی لکی ہوں۔ اتنا کچھ کرنے کے بعد بھی معافی پا لینے والی"

وہ اسکے ہر موو کو یاد رکھے دہراتے باسل کی آنکھوں میں خود کو دیکھنے کی دلچسپاں جگا رہی تھی۔

"بولو ناں۔ گونگے بہرے کیوں بن جاتے ہو؟"

وہ اسکی چپ پر تنگ پڑی۔

"تم کیوں اس ٹاپک کو چھیڑ رہی ہو جسے میں اوائیڈ کر رہا ہوں؟"

وہ سنجیدہ تھا، سرد لہجہ لیے۔

"میں اپنے اور تمہارے بارے میں بات نہیں کر سکتی؟"

وہ برہم ہوتے بولی۔

"نہیں۔ ممنوع ہے فی الحال۔"

وہ سپاٹ ہوا، چہرہ بھی پھیرنا چاہا جب وہ اسکے گال سے ہاتھ جوڑے سر اٹھا کر اسے خود کو دیکھنے پر مجبور کر گئی۔

"کب تک منع ہے ؟"

وہ بھی سنجیدہ تھی۔

"جب تک تمہیں مجھ سے میری طرح محبت نہ ہو جائے"

وہ بھی اصولی تقاضہ کر رہا تھا۔

" چیلنج کر رہے ہو مجھے ؟"

وہ آنکھوں میں چمک لیے بولی۔

"ہاں مجھ سے محبت کرنا تمہارے لیے ایک چیلنج ہی ہے۔"

وہ اپنی بات پر پہاڑ سا ڈٹا تھا۔

"جس دن یہ چیلنج پورا ہوا۔ ہم ہمارے بارے بات کر سکیں گے ؟"

وہ اک یقین چاہتی تھی۔

"اگر میں تب تک زندہ رہا۔۔۔۔"

اس سے پہلے وہ بات پوری کرتا، اجر نے اسکے ہونٹوں پر ہاتھ سے کم درد دیتی چپیڑ دے ماری۔

وہ باقاعدہ اس حملے کے لیے تیار نہ تھا تو کراہ اٹھا۔

"بکواس کرنے کو نہیں کہا۔۔۔"

وہ گھور کر ناراض ہوئی جبکہ وہ اپنے ہونٹوں کو انگلیوں سے چھو کر سمجھنے کی کوشش میں تھا کہ ہوا کیا ہے۔

"یہ حملے کنٹرول کرو اپنے اجر"

وہ بھی ناراضگی سے اسے دیکھتے تنبیہہ کر گیا۔

"اوکے آئی ایم رئیلی سوری مسٹر باسل ماہیل۔"

وہ دکھی ہو کر اسکی بازو بھی پرے کر گئی اور سر بھی اپنے تکیے پر رکھ کر دور ہو گئی۔

"اوکے مت کرو کنٹرول"

باسل نے نرمی سے واپس بازو دینی چاہی تو وہ فوراً سے سر واپس رکھے باسل کی طرف کروٹ بدلے دانت دیکھا کر مسکرائی۔

"ڈرامہ کوئین"

وہ آنکھوں کی حدود تک مسکراتے بولا تو اجر نے کندھے اچکا کر یہ خوشی خوشی تسلیم کیا۔

"تم سب کے بیچ آنا چاہتی تھی۔ آئی تھی پھر واپس کیوں چلی گئی تھی؟"

وہ مسکراتی ہوئی یکدم سپاٹ ہوئی۔

"کسی کو میری ضرورت نہ تھی۔ تم بھی بزی اور مست تھے۔ میرے اپنے ماں باپ تک بے فکر کہ نئ نویلی رخصت ہوئی بیٹی کہاں ہے انکی۔ تو مجھے لگا میرا ہونا یا نہ ہونا ایک سا ہے"

وہ اسکی بات سنے اجر کئ آنکھوں کی تاریکی اچھے سے بھانپ گیا۔

"میرے پاس آکر بیٹھ جانا دوبارہ ایسا ہوا گر۔"

وہ نرم مگر سنجیدہ لہجے میں اسے تاکید کر گیا۔

"تمہارے پاس جگہ نہیں تھی"

وہ مایوسی سے بولی۔

"گود میں آکر بیٹھ جانا پر اپنی جگہ مت چھوڑنا"

وہ اب بھی سنجیدہ تھا، اجر نے حیران ہوتے باسل کی آنکھوں میں دیکھا کہ کہیں محبت نظر آجائے، جب وہ پورا محبت تھا تو وہ پاگل محبت آنکھوں میں کہاں ڈھونڈ پاتی۔

"س۔۔سچ میں؟"

وہ آواز کو ٹوٹنے سے بچا نہ سکی۔

"مزاق یا جھوٹ کے موڈ میں لگ رہا ہوں کیا؟"

وہ یوں دیکھ رہا تھا جیسے جان لینے کے ارادے ہوں۔

"تم بہت پیارے لگ رہے ہو"

وہ محبت و تکلیف کی ملی جلی کیفیت میں بولی۔

"نو بٹر نگ"

وہ خفیف سا بگھڑا تو وہ مسکرائی۔

"سڑو"

وہ دانت پیسے مسکائی۔

"سوجاو اجر۔۔۔کوشش کرو۔میں بھی کرتا ہوں۔۔۔۔ سر درد کر رہا ہے شدید"

وہ آنکھیں واپس موند گیا تو اجر نے ہاتھ اسکے ماتھے پر رکھا ہی جب وہ اجر کا ہاتھ ،ماتھے سے ہٹا کر سینے پر رکھے ،اپنے ہاتھ تلے دبا گیا۔

"سر دبانے سے سر درد ٹھیک نہیں ہوتے۔اسکا لنک دل سے ہوتا ہے۔تمہارا ہاتھ یہاں سینے پر زیادہ مناسب رہے گا"

وہ بند آنکھوں ہی بڑبڑایا جبکہ اجر مزید اسکے ساتھ لگ گئی۔

"مجھے نہیں پتا تھا تمہارے قریب نظر آتی دنیا اتنی مختلف ہو گئی۔"

وہ جب سرگوشی میں بولی تو باسل نے بے اختیار گردن گمائے اس لڑکی کی آنکھوں مئں دیکھا۔

"میرے قریب۔۔میرے بجائے دنیا دیکھ رہی ہو تم۔۔۔؟"

وہ شخص جان لینے میں کامیاب ہوا، اسکا یہ شکوہ کسی پر نشہ طاری کر گیا۔

"سو جاو"

وہ اسکا منہ پکڑ کر دور کر گئی اور چہرہ اسکے سینے میں چھپالیا۔

"گڈ نائیٹ"

وہ آہستگی سے سرگوشی میں بولا۔

"تم نے مجھے منہ نہیں لگایا اسکا شکوہ رہے گا"

منہ چھپائے ہی وہ بڑبڑائی۔

"جب منہ لگانے کا موقع تھا تب تم نے منہ ہی چھپالیا۔اب کچھ نہیں ہو سکتا"

وہ سامنے دیکھے مطمئین ہوتے بولا اور آنکھیں مسکرا کر موند لیں لیکن اجر کو کوئی جواب ہی سمجھ نہ آیا، لیکن یہ سچ تھا وہ چہرہ چھپانے پر مجبور سی تھی، اسے لگ رہا تھا چہرہ چھپانے میں ہی بس اسکی عافیت باقی ہے۔

خدا کرے نیند اتر آئے ورنہ وہ کائنات کے ذرے زرے کو مدہوش کرنے پر تُلے معلوم ہو رہے تھے۔

..________________________________..

نیند سے جاگتے ہی اس نے اپنے سر کو اٹھا کر دیکھا جہاں میرال اب تک بیٹھے بیٹھے سوئی تھی جبکہ مصطفی صاحب بابا کے سینے چڑھ کر ٹن تھے۔

اور حان نے جب فجر کی آزان سنی تو جلدی سے مصطفی کو سینے بھینچے ہی اپنا سر میرال کی گود سے اٹھا کر راونڈ گھومے مصطفی کو آہستگی سے میٹرس پر لیٹایا اور اسکے دوسری طرف تکیہ رکھا۔

"یہ لڑکی بیٹھے بیٹھے سوگئی۔ کہا بھی تھا بتایئے گا۔ میرال میں آپکا کیا کروں؟"

وہ بیڈ سے اترا اور گھوم کر میرال کی طرف آیا جو تھی تو کمفرٹیبل پر اور حان کو نہ لگی تبھی وہ جھکا اور میرال کو اپنی بازوؤں میں اٹھاتے تکیے پر اسکا سر رکھتے میٹرس پر مصطفی کے ساتھ لٹایا اور اس بیچ وہ کسمسائی لیکن آنکھیں بند ہی رکھیں۔

جبکہ خود وہ دونوں کو پیار سے دیکھتا مسکرا دیا کیونکہ دونوں نشئی لگ رہے تھے۔

"میرے لیے اپنا آرام دوبارہ قربان مت کیجئے گا میرال۔"

وہ جھکا اور میرال کا سر چومتے سرگوشی کیے واپس اٹھ کر اپنی دونوں جانوں پر اک محبت بھری نگاہ ڈالے وضو کی نیت سے واش روم جا گھسا۔

وہیں باسل کی آنکھ ساڑھے چار بجے کے آلارم پر کھلی، سائیڈ ٹیبل پر رکھے فون کا آلارم آف کیے وہ اٹھنے لگا جب نظر اجر پر جا ٹھہری۔

رات جو چہرہ چھپا کر سوئی تھی، اس وقت ورخ ماہتاب اپنی تمام خوبصورتی اور معصومیت کے باسل کے روبرو تھا، چین کی نیند پائے وہ سکھی لگ رہی تھی۔

"تم میرے ہوتے کوئی لمحہ دکھ بھرا نہ گزارو یہ صبح کی پہلی دعا ہے میری۔ تمہیں اللہ مجھ سے اور میرے ہر برے شر سے محفوظ رکھے اجر"

وہ اسے بس سرسری دیکھتا پاس سے اٹھ گیا، وہ چاہتا تھا جب تک وہ خود نہ جاگے، سوئی رہے۔

جبکہ اسے بہت سے امور نبھانے تھے تو وہ اٹھ گیا۔

فجر کی اذانیں بلند ہو کر خاموش ہوئیں تو بہتا برستا آسمان بھی تھم گیا، نکھری صاف اور ٹھنڈی سحر کی روشنی پھیلنے لگی تھی جب وہ باغیچے میں ٹراوزر کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے ٹہل رہا تھا، آج اس نے فجر گھر ہی ادا کی تھی، دور پار ابھی بھی سیاہ بادل آسمان کی حدود میں دیکھائی دے رہے تھے۔

تبھی آہٹ پر وہ پلٹا تو باسل کو گھر سے نکلتا دیکھے رکا، اورحان کے پلٹنے کی دیر تھی کہ اس منہ اندھیری سحر میں گیڈ کی طرف بڑھتا باسل رک گیا پھر کچھ سوچے مسکرا کر اورحان کی طرف چلا آیا، وہ کافی ترو تازہ لگ رہا تھا۔

"تمہاری گاڑی کہاں ہے؟"

اورحان نے اسکا مسکراتا چہرہ دیکھے سوال کیا۔

"ایک کولیگ کو دی تھی اس نے برباد کر دی۔ تمہاری لے کر جا سکتا ہوں؟"

باسل نے فوری بتاتے گاڑی مانگی تو اورحان نے اسے اپنی جیب سے ایک کارڈ نکال کر دیا۔

"تمہاری برتھ ڈے کا ایڈوانس گفٹ۔ اس شوروم جا کر کوئی بھی گاڑی پسند کر لو"

باسل نے مسکرا کر اس سے وہ کارڈ لیا اور خوشگوار حیرت سے وہ اورحان کو دیکھنے لگا۔

"میری پاس حکومتی گاڑی ہے۔ ضرورت نہیں تھی اسکی"

باسل نے معصومانہ سا تکلف برتا۔

" حکومتی گاڑی کا رعب، حکومتی لوگوں پر ڈالنا۔ یا اپنی بیوی پر۔۔۔ مجھے بس اتنا پتا ہے تمہارے اور بھی سو کام ہوتے ہیں۔ یوز کی چیز ہے لے لو جا کر۔ میرا دل چاہ رہا ہے بڑا بننے کا تو تمہیں میری خوشی رد نہیں کرنی چاہیے "

اورحان کی سنجیدگی اب بھی برقرار تھی جبکہ باسل زرا اسکے قریب ہوا۔

"ایک شرط پر۔ مجھ سے دور نہیں ہوگے تم"

باسل کو یہ شرط کہنے کے لیے آواز سرگوشی میں بدلنی پڑی، وہ اس وقت olive پینٹ اور وائیٹ شرٹ میں ملبوس تھا، براون شوز، نک سک تیار، چہرہ بھی رات کی بنسبت نیند اور تھکن سے آزاد تھا۔

"تمہیں چوائز دی تھی باسل۔ میری بھی کچھ مجبوریاں ہیں ایسا سمجھ لو۔ اپنی بازو کا خیال رکھو اور دوبارہ عثمان کے معاملے میں مت گھسنا۔ اسے میں خود دیکھوں گا اب۔۔۔ ٹھیک ہے؟"

اورحان کو اسکی بازو کا کیسے پتا چلا، باسل کے لیے تشویشناک بس یہ تھا۔

"تمہیں کس نے بتایا میری بازو کا؟"

باسل مضطرب ہوا، جبکہ اورحان کے تاثرات کڑوے ہوئے تو وہ بنا اسکے کہے سمجھ گیا، باسل کے چہرے کا رنگ سا بدلا۔

"تم دو کی کوئی بات ہوئی اورحان۔۔۔ تم نے اجر سے کچھ کہا؟"

باسل کو شدید پریشان دیکھے اورحان نے خود کو کوسا کہ کیا ضرورت تھی اس معاملے کو ڈسکس کرنے کی۔

"اس نے ہماری باتیں سن لی تھیں، میں جب نکلا تو باہر ہی کھانے کی ٹرے پکڑ کر کھڑی تھی۔ نفرت کا پوچھ رہی تھی مجھ سے۔"

اورحان نے سرد لہجے میں سب کہہ دیا۔

"پھر۔۔ تم نے کچھ کہا اسے؟"

باسل کی پریشانی، خفیف سی تکلیف میں بدلنے لگی تو اورحان کو لگا اسے رک جانا چاہیے۔

"زیادہ کچھ نہیں۔ لیکن کیوں نفرت ہے یہ بتا دیا"

اورحان کی آنکھیں کناروں تک رنگ بدلنے لگیں جبکہ باسل کی بے قراری اس وقت حد سے سوا تھی۔

"اورحان اریٹیٹ کرنا بند کرو۔ کیا کہا ہے تم نے اس سے؟ کیوں نفرت ہے تمہیں اس سے۔۔۔"

باسل نے اسکی بازوؤں کو مٹھی میں دبوچتے جھنجھوڑا۔

"دیکھنا اب سب سے مہنگی والی گاڑی لے کر دیوالیہ کروں گا تمہیں۔یہی سزا دے سکتا ہوں اس پر"

باسل نے اس کی ڈھیٹ چپ پر خود ہی ہتھیار ڈالے اور دھمکی لگا کر واپس گھر کی طرف گیا۔

"میں نے سب سے مہنگی والی کی ہی پیمنٹ کی ہے۔بے فکر ہو کر دیوالیہ کرنا مجھے"

اورحان نے بسوری شکل کے سنگ عقب سے ہانکتے ثابت کیا کہ وہ بھی ماہیل انجم کی ہی اولاد ہے، جبکہ خود باسل واپس روم میں پہنچا، لیکن جب اجر کو گدھے گھوڑے بیچ کر پر سکون سویا دیکھا تو تسلی ملی یہ لڑکی ٹھیک ہے۔

"رات تبھی اتنی ہرٹ تھی۔ پتا نہیں کیا بات ہوئی ہے دونوں کی۔"

وہ بہت کوشش کے باوجود دروازے سے ہی واپس نہ جا سکا تو چلتا ہوا اجر کے قریب آئے اسکے پاس ہی بیٹھا۔

"اجر۔۔۔ تم ٹھیک ہو؟"

باسل نے اسکا چہرہ سہلاتے زرا جھک کر اس کو جگانے کی کوشش کی تھی جس نے مندی مندی آنکھیں کھولتے باسل کو دیکھ کر منہ پر ہاتھ رکھے اپنی جمائی روکی اور کروٹ بدل کر لیٹ گئی۔

"آئی ایم فائن باسل۔۔۔"

وہ سوئی سوئی ہی بڑبڑائی تو وہ خود کو بھی کچھ لمحے لگا کہ یقین دلائے اٹھا ہی جب وہ کروٹ واپس بدلے اسکا مضبوط ہاتھ، اپنے ہاتھ کی نرم گرفت میں دبا کر روک گئی، باسل نے فوری اسے دیکھا۔

"تم بارہ بجے تک آجانا۔ ہمیں آج ساتھ جانا ہے۔ میرا لاسٹ ٹرینگ سیشن ہے۔ بھولنا مت۔"

وہ اسے یاد دلانا نہ بھولی جسے اجر سے جڑا سب ازبر رہتا تھا۔

"تم پریشان تو نہیں ہو؟"

وہ اک بار پھر تسلی چاہ رہا تھا جبکہ وہ زرا نیند بھرپور جھٹک کر باسل کو بغور دیکھنے لگی۔

"میں پریشان نہیں ہوں۔ کیا ہوا ہے تمہیں؟"

وہ الٹا فکر مند ہوئی۔

"کچھ نہیں۔ فجر پڑھ لو پھر سونا"

وہ اسکی طرف ہاتھ بڑھاۓ بولا تو اجر نے اسکے ہاتھ کو دیکھتے پھر اک اداس نظر باسل کی آنکھوں پر ڈالی اور پھر اسکا ہاتھ پکڑتی لیٹے سے اٹھ بیٹھی۔

"تم اتنی صبح کہاں جا رہے ہو؟"

وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور سوال کیا۔

"کل کا پورا دن تمہاری مان کر ریسٹ کیا ناں۔ آج کل کے کام بھی ہیں۔ جنرل ہاوس نیو کیس کی میٹنگ ہے۔ پچھلے کیس کی فائیل جمع کروانی ہے جس پر سات ماہ بزی رہا۔ بیورو میں کام ہے۔ کچھ انویسٹیگیشن ٹرائل ہیں۔ کیا کیا بتاوں تمہیں"

وہ اتنا سب زخمی بازو سے کرے گا، اجر تو سن کر تھک گئی اسکی ذمہ داریوں کی لسٹ۔

"بارہ کے بعد تم میرے ہو تب تک سب سمیٹ لینا پلیز۔"

وہ اسے خود سے باندھنا چاہ رہی تھی، نظروں سے، ان نیند میں ڈوبی خمار آلود بھوری آنکھوں سے۔

"تبھی اس ٹائم جا رہا ہوں۔"

یہ جملہ بہت کچھ بتانے کو کافی تھا کہ وہ اپنی زبان کا کتنا پکا ہے۔

"آج پھول نہیں لائے میرے لیے؟"

وہ ارد گرد دیکھ متلاشی نگاہوں سے دیکھتے باسل کی آنکھوں تک رکی تو وہ نفی میں سر ہلا گیا۔

"آج پھولوں کے بجائے میری خوشبو پر گزارہ کرو۔ ساری رات میں تمہارے ساتھ تھا"

وہ سنجیدہ تھا لیکن اسکے الفاظ کی تمازت اجر کو دہکا کر رکھ گئی۔

"تم جاو پھر سونگوں گی"

وہ ہونٹوں پر اترتے تبسم سمیت لجایا سا بولی۔

"میرے سامنے سونگھ لو۔ اگر کمی ہے تو میں ہوں ابھی، کمی پوری کر دوں گا"

وہ اب بھی سنجیدہ تھا پر اجر کی ہوا ٹائیٹ ہو رہی تھی، اسکے ایسے کھلے لہجے پر۔

"تم رومنٹک ہو رہے ہو میرے ساتھ؟"

وہ پھر سے شرمیلی بنی بولی تو باسل نے اب بھی چہرے کے ایکسپریشن بلینک بنا کر اسے کنفوز کیا۔

"اور کوئی ہے نہیں جس کے ساتھ ہو سکوں۔۔ کوئی پرابلم ہے تمہیں؟"

وہ منہ پھٹ کتنا پیارا لگتا ہے اجر یہ بتانے کو جیسے مر رہی تھی، ابھی بھی یوں تھا کہ وہ گن بنا ہو اور منہ سے ٹھاہ ٹھاہ گولیاں برسا رہا ہو، کب وہ باسل کو دیکھتی مسکرانے لگی، خود کو بھی خبر نہ ہوئی۔

"مجھے پرابلم کیوں ہونے لگی۔ تمہارا بارہ بجے تک دن اچھا گزرے باسل ماہیل۔ باقی کا میں خود اچھا کر دوں گی۔ تمہیں آج مجھ پر بہت پراوڈ فیل ہو گا"

وہ مسکراہٹ ہونٹوں میں دباتی موضوع بدل گئی، اسکی گال پر کس کرتے ہی وہاں سے بھاگ گئی، اور باسل نے اپنے گال کو میکانکی طور پر ہاتھ لگاتے چھوا، جذبات انگڑائیاں لینے لگے جنھیں کنٹرول کرتا وہ اک نظر اپنے بیڈ پر ابھری والی سائیڈ پڑی سلوٹوں پر نگاہ ڈالے کمرے سے نکل گیا اور جب وہ باہر پورچ کی طرف نکلا تو اورحان کو جاتے ہوئے مسکرا کر دیکھتے گیٹ سے نکلا تھا جس نے اورحان کے بگھڑے موڈ کو بھی سنوار دیا۔

"آپ یہاں کب آئے؟"

میرال کی پکار پر وہ فوری گھوم کر پیچھے دیکھنے لگا جہاں وہ مسٹرڈ کلر کے ڈریس میں سوئی جاگی سی چلی آرہی تھی، یوں لگا صبح صبح کسی نے موسم میں ڈوبتے سورج کے نارنجی رنگ گھول دیے ہوں۔

"میں تھوڑی دیر پہلے۔ آپ ٹھیک سوئیں میرال؟"

وہ اسے اپنے پاس آکر کھڑا دیکھے فکر و محبت سے بولا۔

"میں تو آپکے اور مصطفی کے لاڈ اٹھاتے سوئی تھی پر جب جاگی، کوئی میرے لاڈ اٹھا رہا تھا"

وہ مسکرا کر شرارت آنکھوں میں بھر لائی۔

"میں اٹھ کر آیا تو آپ جاگ رہی تھیں یعنی؟"

وہ آئبرو اچکائے میرال کی ایکٹنگ سوچ کر سوالیہ ہوا تو وہ منہ پر ہاتھ رکھے ہنسی۔

"کیسی لگی میری ایکٹنگ؟"

وہ شریر تو بے حد پیاری لگ رہی تھی۔

"دل چاہ رہا ہے آپکو آسکر کے لیے نامینیٹ کر دوں۔"

وہ منہ بگھاڑ کر بولتا میٹھا سا طنز کر گیا تو وہ ہنسنے سے مسکرانے تک آئی۔

"ایکچولی میرا موڈ تھا کہ مصطفی کی طرح آپ مجھے بھی اٹھا کر بستر پر لیٹائیں۔ اب جیسا کہ اس نے بھی تھولی شی میال آپکو دے دی تو میرال بھی پورے حق لوٹے گی اپنے۔"

وہ بھی اپنا حق وصولنے کا مشن شروع کرتی بہت مزے سے اطلاع دے رہی تھی اور اورحان کے لیے یہ صبح بہت خوبصورت اور ہر ذہنی دباو سے پاک ہوتی گئی۔

"آپ نے ابھی تک مجھے کچھ بنا کر نہیں کھلایا میرال؟"

یکدم ہی اورحان نے اسکے دونوں ہاتھ پکڑے اور یونہی دل چاہا وہ ان ہاتھوں سے اورحان کے لیے کچھ بنائے، وہ خود حیران سا مسکرائی۔

"الو بنا دوں؟"

وہ مسکرائی۔

"وہ تو میں آل ریڈی ہوں۔ کچھ حلال ملے گا؟"

وہ بھی کب سنجیدہ تھا، رات جتنی تکلیف دہ تھی، صبح دونوں کا موڈ اتنا ہی مستی بھرا تھا۔

"یس۔۔ ونیلا مفنز بناوں۔۔ لیکن ایک شرط پر۔ آپ مجھے رات والی تکلیف بتائیں گے"

وہ فوراً سے مان تو گئی لیکن شرط کے ساتھ۔

"میں بتاوں گا۔ اپنی اک اک سانس کیسے نکلتی ہے وہ سب بھی۔ اور کچھ؟"

وہ اسکے سرشار کر دیتے جواب پر ہاتھ کھولے اسکی کمر کے اطراف جماتی سینے سے جا لگی۔

"اور کچھ نہیں۔ بہت کچھ اور حان"

وہ آسودگی سے اورحان کے سینے لگی آنکھیں موند گئی تو اورحان نے یہ اور کچھ دھڑکنوں کی زبانی ہی سنا، جبکہ اسکے بعد میرال اسکا ہاتھ پکڑے اپنے ساتھ کچن میں لے کر گئی، دونوں نے ایمن کا کچن برباد کرنے کی پہلے پرمیشن لی جبکہ مفنز کے لیے میدہ باول میں ڈالتی میرال مسکرا کیا بیٹھی کہ اورحان نے مٹھی بھر کر میدہ اٹھا کر میرال کے منہ پر لگا دیا، جبکہ یہ مستی پورا ایک گھنٹہ چلی جب تک مفنز بیس بن کر کپ کیکس والے کپس میں جا کر بیک نہ ہوئے، تب تک اورحان اور میرال آدھے سفید ہو چکے تھے اور یہ مفنز کھانے سے زیادہ بنانے میں مزید ار رہے تھے کیونکہ انھیں بنانے والے ایک گھنٹہ لگتار مسکرائے جو تھے۔

..______________________..

"یہ سنجار خان ہے، کل ٹپک گیا ہے۔ سنائپر شاٹ۔۔۔ یہ کل ملا کے تین منسٹر بلیک لسٹ ہوئے ہیں۔ چائلڈ ٹریفیکنگ اور ٹارگٹ کلنگ میں۔ اب پیچھے دورہ گئے ہیں۔ منیر خالد اور صادق چوہان"

جنرل عامر نے ایک فائل میز پر رکھتے کھولی جہاں کل رات قتل ہوئے ایک کرپٹ اور مشہور منسٹر کے بارے سب ڈیٹیلز درج تھیں، گولی اسکے وی آئی پی بنگلے کے اندر اسکے واش روم میں منسٹر کو نہاتے ہوئے ڈھیر کر گئی تھی، تمام ثبوت اور کرائم سین پر ملی چیزوں کی ہر ڈیٹیل اس فائل میں موجود تھی۔

پچھلے سات ماہ سے باسل، جنرل عامر کے دیے اسی کیس پر کام کر رہا تھا، ان تینوں منسٹرز کے تین چار ملکوں میں ایک سے دھندے، انکی ہر نقل و حمل، انکی بزنس ڈیٹیلز اور جرائم کی فہرست بنا کر ہائیر اٹھارٹیز تک پہنچا کر انھیں بلیک لسٹ میں ڈالنے والا باسل ماہیل تھا اور اب جب انھیں پکڑنے کی باری آئی تھی تو ایک مر گیا تھا جبکہ جنرل عامر کے بقول باقی دو بھی خطرے میں تھے۔

"اگر سنائپر شارٹ ہے تو یہ آتشم ہو سکتا ہے"

باسل نے قتل کا اسٹائیل اور اس قتل کا پروفیشنل طریقہ دیکھتے ایک ہی نام سوچا اور کہا۔

"وہی ہے۔ لیکن وہ لوگ بچنے کے لیے آتشم کو ہائیر کر چکے تھے یہ خبر پکی ہے۔ تو آتشم ہی انھیں کیوں مارے گا؟"

جنرل عامر کو یہی وہ نقطہ تھا جو سمجھ نہ آرہا تھا جبکہ باسل کی دلچسپاں بھی بڑھتی محسوس ہوئیں۔

"وہ پیسہ لے چکا ہو گا۔ تو اس نے ٹپکا دیا منسٹر کو۔ یہ لوگ جو اسے ہائیر کرتے ہیں، بعد میں اسکی مشکل نہ بنیں تبھی وہ اکثر کو ٹپکا دیتا ہے۔ اسکا مقصد صرف پیسہ ہوتا ہے جنرل۔ اسے اس سے فرق نہیں پڑتا کہ وہ کسے مارتا ہے اور کسکا ساتھ دیتا ہے"

جنرل نے ششدر نگاہوں سے باسل ماہیل کو دیکھا جو یہ سب روانی سی بولتا چلا گیا، لہجہ بے لچک اور سنجیدہ جبکہ انداز کافی سولڈ تھا۔

"یس یس۔۔ تم نے بلکل ٹھیک کہا باسل۔ مطلب وہ دوسرے دو منسٹرز سے بھی پیسہ وصول کرتے ہی انکو ٹپکا دے گا۔ لیکن ان تین منسٹرز کو پکڑنے پر میرے اوپر والوں کو بہت کچھ ملنے والا تھا۔ تو ان تین کے قتل سوچو انھیں کتنا نقصان دیں گے، تبھی ایک کے قتل پر اوپر والوں میں کھلبی مچ چکی ہے، ان تینوں منسٹرز کو سیو ہاتھوں میں سونپنے سے بہت سی مرعات اور پرموشنز ملنے والی تھیں"

جنرل عامر کے لہجے کی اختتامی تکلیف پر باسل کی آنکھوں میں خفیف سی شر انگیزی جاگی جبکہ وہ دونوں ہی ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے، وہ اٹھا اور دونوں ہاتھ میز کی سطح پر رکھے دوسری جانب بیٹھے جنرل عامر کی جانب جھکا۔

"کیا پتا آتشم کا مقصد جنرل ہاوس کے افیسرز کو یہی بہت کچھ نہ ملنے دینا ہو۔ تبھی وہ بیچ میں ہی معاملہ نمٹا رہا ہے۔۔ وہ نہ مجرموں کو چھوڑتا ہے نہ کرپٹ آفیسرز کو خوامخواہ کی واہ واہ لوٹنے دیتا ہے۔ آپکو نہیں لگتا ایسے لوگوں کی ہمیں بہت ضرورت ہے۔"

باسل کی گہری مسکراہٹ نے عامر صاحب کو سوچ میں ڈال دیا کیونکہ باسل کی ہر بات لوجیکل تھی اور اب انھیں سمجھ آیا آتشم اتنا مضبوط کیسے ہو گیا ہے، وہ کسی کو بھی اپنے حق میں کر سکتا تھا۔

"نہیں باسل۔ ہم ایک حد سے زیادہ ایماندار بن کر یہاں سروائیو نہیں کر سکتے۔ یہاں جو ایماندار اور اپنے فرض سے وفادار ہے اسے اسکے خاندان سمیت بھون دیا جاتا ہے رات ورات۔۔۔ آتشم ہم میں سے ہی ایک ہے، تمہیں پتا ہے اسکی گن assault sniper ہے جسکا مطلب ہے وہ کوئی کمانڈو ہے یا پھر ملٹری کا کوئی خفیہ آدمی جسے ہمارے اندر ہی کا کوئی آدمی یہ گن اور گولیاں فراہم کرتا ہے۔ وہ لگتا کرمنل ہے، اسکے تعلقات بھی کئی ملکوں کے کرمنلز سے ہیں لیکن وہ کبھی کسی غلط انسان کو نہیں مارتا، آج تک اس نے جتنے لوگوں کو مارا ہے، وہ غلیظ ترین تھے، گناہوں اور جرائم کی دلدل میں آخری حد تک دھنسے ہوئے، بیرسٹر سے لے کر بزنس مین سب اسکے ساتھ ہیں، ہر برا آدمی، چھٹا بدمعاش اسکی آرمی کا آدمی ہے۔ کوئی اسکو

پکڑنے کی بات نہیں کرتا، کیونکہ وہ سبکا باپ ہے۔ سبکو مٹھی میں دبوچ کر رکھتا ہے۔ اس نے یہ مقام بہت کچھ کھو کر پایا ہے۔ ایسی ہمت کسی بہت پیارے کو کھو کر آتی ہے۔ اور ایسے لوگ اپنے پیاروں کے لیے زہر قاتل ہیں تبھی وہ ہمیشہ اپنی شناخت چھپاتے ہیں۔ اس نے بھی کسی پیارے کو کھویا ہے کہ اب وہ مزید کسی پیارے کو نہ کھوئے، اس جنگ میں اکیلا مصروف ہے۔"

جنرل عامر کی تحقیقات اور جذبات سنے باسل گہرا سانس بھرے جھکنے سے سیدھا اٹھ کر چلتا ہوا گلاس ڈور تک آیا، اسکی سیاہ آنکھوں میں کسی پیارے کی موت کا منظر جل رہا تھا، سناٹے کس طرح چیخ و پکار میں بدلتے ہیں اسے سب پتا تھا۔

کوئی کسی کے حصے کی جنگ تبھی لڑتا ہے جب وہ جند جان ہو، جب وہ بے حد ضروری ہو۔

"تو پھر کیا خیال ہے آتشم کا ساتھ دیں ہم جنرل؟"

باسل کے بہت دیر بعد کیے سرد سوال پر جنرل افسوس سے سر نفی میں ہلا گیا۔

"بہت پریشر ہے مجھ پر۔ میرے ڈیپارٹمنٹ پر باسل۔ ہمیں ایک ہفتہ ملا ہے۔ آتشم کو پکڑنے کے لیے۔ ان منسٹرز کی جاتی جان بہت سے معزز لوگوں کو بے نقاب کرے گی تبھی وہ نہیں چاہتے مزید ایک بھی موت ہو۔ یہ دائرہ ہے باسل۔ ہم اس میں ایک بار گھس گئے تو ہم بھی اسکا حصہ بنا دیے جائیں گے تو ہمیں باہر رہ کر ہی اپنی ہر کوشش کرنی ہوگی۔ پروٹوکول آرڈرز کے مطابق وہ اریسٹ کیا جائے گا لیکن اسے تم اور تمہارے انڈر موجود پولیس ڈیپارٹمنٹ فرار کروائے گا۔"

جنرل عامر تمام مجبوریوں کی داستان سمیٹے حتمی فیصلہ کیے اٹھ کھڑے ہوئے، آج کی یہ میٹنگ در حقیقت اسی لیے تھی تاکہ وہ باسل کو یہ اگلا مشن اور ٹاسک ہینڈ آور کر سکیں۔

باسل حیران سی خوشی میں مبتلا اپنے اکلوتے ایماندار ہیڈ جنرل کو دیکھ رہا تھا۔

"میرے انڈر نئی تعینات ہوتی اے ایس پی اجر سیال اور اسکی کمانڈ میں آتے سارے تھانے ہوں گے ؟"

باسل کے سوال پر جنرل عامر نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ہاں۔ اسکا ایس پی آفس بھی تمہارا سیو میٹنگ پوائنٹ ہو گا۔ اسے پہلا کیس یہی دیا جائے گا ہیڈ آفس ساری میٹنگ ہو چکی ہے۔ لیکن آتشم کے فرار والا مشن تمہارا ہے باسل۔ ہم صرف اس سے یہ جاننا چاہتے ہیں وہ یہ پیسہ کس لیے جمع کر رہا ہے یا پھر وہ پیارا کون ہے جسکی جنگ وہ لڑ رہا ہے۔ بس۔۔ پھر وہ آزاد۔ اور ہمارے لوگ ان بچوں کی تلاش کر رہے ہیں۔ جیسے ہی ہمیں

انکے بارے پتا چلتا ہے یہ مشن بھی اجر سیال ہینڈل کرے گی۔ پچھلے سات مہینے میں جتنے بچے کڈنیپ ہوئے، خبر ہے وہ ابھی تک ملک کے اندر ہی ہیں۔ آتشم کا معاملہ ہو جائے پھر ہم ان بچوں کو بازیاب کروائیں گے"

باسل نے سر اثبات میں ہلا کر یہ تمام بریفنگ سنیں جبکہ یہ میٹنگ صرف باسل اور جنرل عامر کے بیچ تھی، یہاں تک کہ باسل نے کوبرا کو بھی شامل نہیں کیا تھا۔

"دوسرے دو منسٹرز پر نظر رکھوا اپنے لوگوں کی۔ آتشم کو جتنا جلدی پکڑیں گے ہمارے لیے بہتر ہے۔"

جنرل عامر نے باسل کا کندھا تھپکایا اور بیورو کانفرنس روم سے نکل گئے جبکہ باسل کے چہرے پر پراسرار سی چمک تھی۔

لگ بھگ صبح کے دس بج چکے تھے تبھی باسل نے اپنا فون پینٹ کی جیب سے نکال کر اجر کا نمبر ڈائل کیا۔

وہ ابھی اٹھ کر کمرے سے نکلی تھی اور ایمن نے اسے اور حرا کو ناشتہ دیا تھا لیکن حرا اور اجر میں کوئی بات چیت نہ ہو رہی تھی، حرا بھی چپ تھی اور اجر بھی۔

کال پر اجر نے فوری فون اٹھا کر کال پک کی۔

"تم بیورو آجاو۔ یہاں سے ہم پہلے شوروم چلیں گے۔ مجھے گاڑی لینی ہے پھر تمہارے لاسٹ ٹرینگ سیشن کی باری۔ آجاو گی یا پک کرواوں؟"

باسل نے فون لگتے ہی سیدھا سبھاو اس سے پوچھا۔

حرا اپنا فون لیے بارس سے میسج پر بات کر رہی تھی جو رملا اور اسکے مما بابا کو ائیر پورٹ چھوڑنے گیا تھا، فائنلی وہ سب آج واپس روانہ ہو گئے تھے اور حرا ناراض تھی کہ وہ اسے بتا کر نہیں گیا اور حرا کا آج کالج ٹرپ جا رہا تھا مری اور کاغان سائیڈ جسکے لیے وہ ریڈی تھی مگر موڈ اس لیے خراب تھا کہ جب تک بارس واپس آتا، وہ روانہ ہو جاتی، اجر زرا اٹھ کر ڈائنگ ہال سے باہر آئی۔

"مجھے دس منٹ دو۔ تمہاری حرا کو منالوں۔ پھر میں کیپ لے کر آتی ہوں۔ یہ مری چلی جائے گی ویک کے لیے پھر پتا نہیں مجھے بھی کب ٹائم ملے"

اجر کے مصروف جواب پر باسل بھی بیورو کانفرنس روم سے باہر آیا تو کوبرا آگے ہی اپڈیٹ جاننے کو مسکین شکل بنائے کھڑا تھا، باسل نے اسے نظروں کے اشارے سے بیچ میں بولنے سے روکا۔

"اسے ڈانٹنا مت اجر"

باسل نے نرم سی تنبیہہ کی جس پر فون پار موجود اجر کے ہونٹ مسکان سے پھیلے۔

"میں اسے کیوں ڈانٹوں گی۔ تمہارے ہاتھوں مرنا نہیں مجھے"

وہ دانستہ اسے چھیڑ گئی حالانکہ جانتی تھی وہ باسل کے لیے سب سے اہم ہے۔

"اجر"

وہ برہم سا اسے پکارا تو وہ ہنسی، کال کے اس پار اسکی کھنکتی ہنسی باسل کے موڈ سنوارنے کا ٹانک تھی۔

"مزاق تھا ہسبنڈ"

وہ چہک کر بولی جبکہ باسل نے کال مسکرا کر بند کی پر کوبرا کی طرف دیکھتے اسکا موڈ واپس خراب ہوا۔

"آتشم نے ویلئیم کو معاف کر دیا لیکن ویلئیم نے کہا ہے اب ہمارے بیچ بات نہیں ہو سکتی۔ بہت اچھا موقع تھا ہمارے پاس باس، آتشم تک پہنچنے کا"

کوبرا کا لہجہ افسوس سے اٹا تھا البتہ باسل نے کچھ خاص متاثر نہ ہوتے سر ہلایا، اسے کوبرا کی یہ ہار ہی درکار تھی۔

"تمہیں کچھ جگہیں بتا رہا ہوں۔ انکی جانچ شروع کرو۔ آتشم کے خیالوں سے باہر نکلو کوبرا۔ تمہارے سر پر وہ بھوت سا سوار ہو گیا ہے۔ کم آن مین۔ بی سیریس"

باسل اسے ہوش دلاتے خفیف سا ڈانٹ کر آگے بڑھا تو کوبرا نے بھی جیسے یہ فضول کی جنگ ترک کرتے پیچھے ہی قدم بڑھا دیے البتہ اجر واپس آکر دوبارہ بیٹھی تو اب اسکا دھیان حرا کی جانب تھا۔

دونوں کا ناشتہ لگ چکا تھا۔

"مجھے پتا ہے وہ پھولوں میں کیڑے تم نے ڈالے تھے، تمہارا یہ کرنا جائز تھا۔ میں نے بارس کو مجبور کیا اپنے پلین کے لیے، صرف اس لیے کہ تمہاری تکلیف پر باسل کہیں بھی ہوا، لوٹ آئے گا۔ میں نے خود غرضی کی، اپنے مطلب کے لیے تمہارے ننھے دل کو دکھی کیا۔ اس لیے میں تمہارے بدلہ لینے پر خفا نہیں۔ تم بھی راضی ہو جاو مجھ سے۔ ہم ایک گھر میں رہنے والے

ہیں، کل کو تم میرے گھر جاو گی، وہاں کی بیٹی تم کہلاو گی پھر۔ تو اس سب میں دل صاف ہونے ضروری ہیں"

اجر نے بنا کسی تمہید بات شروع کی تو حرا نے دھیان فون سے ہٹا کر اجر کے چہرے اور آنکھوں پر ڈالتے آنکھیں جمائیں۔

"تم بری نہیں لگتی مجھے لیکن یقین کرو زرا پسند بھی نہیں ہو۔ میں ناراض نہیں لیکن میں معافی چاہتی ہوں کہ ہمارے بیچ کبھی دوستانہ تعلق قائم نہیں ہو گا۔ تم باسل بھائی کے لیے بہت اہم ہو بس اسی وجہ سے ہم سب نے تمہیں تمہاری مغرور طبعیت اور اریٹیٹنگ پرسنالٹی سمیت قبول کر لیا ہے۔ اس سے زیادہ مجھ سے یا مما سے امید مت رکھنا۔ بھائی تمہارے نخرے اٹھائیں گے کیونکہ انکی قسمت ہی خراب ہے لیکن ہم سب سے شاید تمہیں کبھی وہ محبت نہ ملے اجر جو تم نے امید کی ہے۔"

وہ اجر کی بنسبت بنا کسی لحاظ سچائی سے بولی تھی، اجر اس سے بڑی ہے یہ تک نہ سوچا پھر بھی اجر نے بلکل برا نہ منایا، جب اسے اپنی ماں اور اپنے بابا سے کسی محبت کی امید نہ تھی تو بھلا وہ ان سب سے کیسے لگاتی، جب کہ وہ جانتی تھی اس نے باسل کو کتنی تکلیف دی اور یہ سب باسل کی تکلیف کے گواہ ہیں، پھر جب سے حرا اور ایمن نے باسل کو روتے دیکھا تھا، تب سے تو اجر بلکل ہی ان دو کے دل سے اتر چکی تھی، ماہیل تو تھے ہی بے حس سے، انکے سرد پن کی تو اسے شکائیت بھی نہ تھی، سب حق پر تھے۔

"تم سے یا اس گھر کے کسی فرد سے مجھے محبت چاہیے بھی نہیں ڈئیر حرا، میں بس اتنا کہہ رہی ہوں کہ ہم اب سے ایک دوسرے کو تکلیف نہیں دیں گے"

وہ برا لگنے کے باوجود بہت نرمی سے بولی جبکہ حرا اپنی جگہ سے بنا کچھ کھائے ہی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"تمہاری وجہ سے سات ماہ پہلے جس طرح باسل بھائی نے اپنا پورا کمرہ اجاڑا تھا، وہ بچوں کی طرح تمہاری نفرت پر روئے تھے اسکے بعد تم ایسی امید کبھی کرنا بھی مت اجر سیال کہ میں، بابا یا مما کبھی تمہیں پیار دیں گے۔ اور حان بھائی بھی کچھ خاص پسند نہیں کرتے تمہیں۔ تو تم اپنی ویلیو سمجھ لو کہ تم صرف اس لیے اس گھر میں ہو کہ باسل بھائی ایسا چاہتے تھے۔"

وہ اتنی سی عمر میں اتنی سنگدلی سے بات کر رہی تھی تو اجر کو اسکا نہیں، یہ بھی اپنا قصور لگا، جو نفرت کا ڈھونگ رچایا تھا، اسکی تباہ کاریاں اجر کو شائد بہت وقت تک سہنی پڑنے والی تھیں، حرا وہاں سے ناپسندیدگی عیاں کیے چلی گئی جبکہ بھوک، اجر کی بھی مر گئی۔

"آئندہ کسی کے دل میں اپنے لیے نرمی پیدا کرنے کی کوشش نہیں کروں گی۔ مجھے لگا وہ ہرٹ ہو گی تو معافی مانگنا ضروری ہے پر ان سبکے دل اپنے دروازے میرے لیے ہمیشہ کے لیے بند کر چکے ہیں۔ اور ایک دن آئے گا، باسل ماہیل کے دل کا دروازہ بھی میرے منہ پر بند ہو جائے گا۔ کیونکہ

آتشم کا کانٹا مجھے نہیں لگتا ہمارے بیچ سے ہٹ سکے گا۔ جب میری اپنی مما نے کبھی مجھے پیار سے گلے نہیں لگایا، میرے اپنے بابا نے مجھے سب کے لیے قابل نفرت بنا دیا تو کیا بعید ہے کہ تم بھی سنگ دل ہو جاؤ گے میرے لیے باسل۔۔۔۔ میری قسمت خراب ہے، باقی سب ٹھیک ہیں۔ میں باسل کو اسکے پیرنٹس اور فیملی کو واپس لوٹا دوں گی۔ میں اسکے مزید قریب اب نہیں جاؤں گی۔ وہ بھی بدل گیا ہے۔۔۔ مجھے اپنے مقصد پر فوکس رکھنا ہو گا نہ کہ باسل کی طرف بڑھنے کا خیال سوچوں۔۔۔۔ وہ میرا ہو بھی گیا تو یہ سب اسے میرا کبھی دیکھ نہیں پائیں گے اور یوں میں ان سبکی مزید تکلیف بن جاؤں گی۔ ہاں اجر سیال، تمہیں یہ بات خود کو ہر روز بتانی پڑے گی۔ ہر اس لمحے جب تمہارا دل باسل کے قریب جانے کو چاہے گا۔ یہی ہم دو کے حق میں بہتر ہے"

سب کے سلوک اور نفرت کے بعد وہ خود کو واپس اپنی اوقات میں لے آئی تھی، ناشتہ بے دلی سے کیا اور اپنے روم میں واپس آکر چینج کیا، نارمل ویسٹ

ڈینم اور لوز سی شرٹ پہنے بال، ہئیر کرنچی میں ٹائے کیے، شوز پہنے اور بیگ جس میں اسکا کارڈ اور کچھ کیش والا والٹ تھا اور فون، وہ روانہ ہوئی، کیپ اس نے منگوالی تھی جس نے اسے باسل ماہیل کے بیورو آفس کے باہر ڈراپ کیا، کیونکہ اجر کے فون کی لوکیشن ہمیشہ باسل کے پاس تھی تو وہ خود ہی باہر آگیا، اجر کو بجھا ہوا اس نے نظر پڑتے ہی بھانپا۔

"ہم میری اس گاڑی میں شوروم تک چلتے ہیں۔ تمہیں لیٹ تو نہیں ہو جائے گا؟"

باسل نے پاس آکر رکتے اپنے فون پر وقت دیکھا جہاں گیارہ بج چکے تھے۔

"نہیں ایک گھنٹہ ہے ابھی۔ تم اپنا کام کرلو۔"

وہ بنا دیکھے سنجیدگی سے بولی جس پر ڈرائیور، گاڑی کی طرف بڑھا اور اس نے اجر کے لیے بیک سائیڈ لیفٹ ڈور کھولا، وہ چپ کر کے بیٹھ گئی جبکہ ڈرائیور نے باسل کے لیے رائیٹ سائیڈ ڈور اوپن کیا تو وہ بھی سوار ہوا، اجر نے

گردن دوسری طرف گھمار کھی تھی جبکہ باسل نے بھی فون نکال کر کچھ ضروری میلز دیکھیں لیکن دھیان اسکا اجر کی جانب تھا۔

"سب ٹھیک رہا تمہارے اور حرا کے بیچ"

مصروف موڈ میں ہی باسل کا سوال آیا، وہ جبراً سا سر ہلا گئی۔

"موڈ خراب ہے؟"

باسل نے اسکے رات والے روپ کی بنسبت ابھی والے کو ملایا تو یہ اجر یکسر آف لگی۔

"میں ہمیشہ ایک سے موڈ میں نہیں رہتی باسل۔ اٹس نارمل۔ ابھی مجھ سے بات مت کرو، یہی بہتر ہے"

اجر نے اسکی جانب دیکھتے خود ہی بات کرنے سے روک دیا تو باسل نے بھی اسے مزید مخاطب نہ کیا۔

شوروم جاکر باسل نے اپنے لیے honda civic لی جبکہ اپنی گاڑی واپس بیورو بھیجے وہ باقی کا دن اجر کے ساتھ رہا، ٹرینگ سیشن لاسٹ بھی تھا اور اجر کی ایز آاے ایس پی جوائنگ کی حکومتی پارٹی بھی ریسو کی جبکہ اورحان نے رات کے بارے میرال کو کچھ نہ بتایا کیونکہ وہ خود ہی لنچ پر گھر والوں کے اورحان کا سن کر آنے پر سب بھول بھال گئی اور صبح باسل کے ساتھ موڈ بہتر ہونے کی وجہ سے اورحان کا موڈ بھی قدرے بہتر ہو گیا، جبکہ بارس جب تک رملا اور اسکے مما بابا کو ائیر پورٹ ڈراپ کیے لوٹا تب تک حرا جا چکی تھی، انکے ایونل ایگزامز سے پہلے یہ ٹرپ ارینج ہوا تھا اور اسے گھومنے کا بہت شوق تھا تو وہ ضد کر کے گئی حالانکہ ایمن بلکل راضی نہ تھیں اسکے یوں فیملی کے بغیر جانے پر لیکن ایک تو وہ ضدی تھی دوسرا وہ بارس کو بھی اپنی کمی اور غیر موجودگی کے سنگ سزا دینا چاہتی تھی جو بچارا اسکے کال میسج کچھ بھی ریسیو نہ کرنے پر اگلا پورا ہفتہ سلگتا رہا۔

اجر کا یہ پورا ہفتہ جوائنگ کے سلسلے میں ہی بزی رہا، مختلف لوگوں سے میٹنگ، پروٹوکول کانفرنس، سب اختیارات سنبھالنے کا آغاز اور بہت سے امور تھے جس نے اسے بلکل سب سے کنارہ کروا دیا، ایون وہ ایک ہفتے سے گھر بھی لیٹ آرہی تھی، اسکی آدھی سے زیادہ رات تو کام میں گزر جاتی اور میٹنگز میں جبکہ خود باسل پچھلے ایک ہفتے سے نئے کیس میں ہی بزی مکمل بیورو ہی رہا تھا کیونکہ اس ایک ہفتے میں دوسرے مسنسٹر منیر خالد کی بھی موت ہو چکی تھی جبکہ آتشم نے تیسرے منسٹر کو مارنے کی دھمکی دی تھی اور نئے اے ایس پی اجر سیال کو وارننگ دی تھی کہ اگر اس میں دم ہے تو تیسرے منسٹر کو بچالے، جبکہ یہ بھی چیلنج کیا کہ آتشم کو پکڑ کر دیکھائے، دوسرے منسٹر کو اپنی ہی فیکٹری کے ٹاپ ٹاور پر دن دیہاڑے اڑا دیا گیا تھا اور وہ بھی assault sniper شاٹ تھا۔ جبکہ آتشم کے مطابق وہ تیسرے منسٹر صادق چوہان کو اسکے اجلاس کے بیچ ٹپکائے گا اور آس پاس پولیس کی ہیوی سیکورٹی موجود تھی، آج اس منسٹر کا حکومتی اجلاس اسلامہ

آباد میں تھا اور بہت سی عوام جمع ہو رہی تھی، اجر سیال نے لگ بھگ اسلامہ آباد کے ٹوٹل بتیس تھانوں میں سے سولہ عدد تھانوں کے تمام لوگوں کو اسی جلسے کی سیکورٹی کا آرڈر دیا تھا، آج ہر صورت آتشم کو پکڑنا تھا، جبکہ باسل ماہیل نے بھی اپنے سیکورٹی ادارے کے بہت سے لوگ اس جلسے کے آس پاس تعنیات کروائے تھے، اسکا مقصد بھی پروٹوکول فالو کرنا تھا، آج آتشم کو پکڑنے کا ویسے بھی آخری دن تھا۔

اے ایس پی اجر سیال کے انڈر یہ آپریشن آج ہونے والا تھا جبکہ آتشم کو فرار کروانے کا مشن باسل اور اسکی ٹیم کے پاس تھا۔

لگ بھگ دن کے بارہ بجے کا وقت تھا، یہ جلسہ ایک گراونڈ میں منعقد ہونے والا تھا، اس جلسے کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ صادق چوہان، عوام کی ہمدردی بٹورتا کیونکہ اسکے دو ساتھی منسٹر پچھلے کچھ دنوں میں مارے جا چکے تھے اور ان دو سے آتشم نے پیسہ لے لیا یہ صادق چوہان نہیں جانتا تھا اور کل رات ان نے بھی اپنی حفاظت کے لیے کئی کڑور کی رقم آتشم کے لوگوں کے سپرد

کر دی تھی یعنی اب آتشم کے لیے صادق چوہان بھی بیکار تھا اور بیکار لوگ وہ زندہ نہیں چھوڑتا تھا لیکن اس بار آتشم ایکسائیڈ اس لیے تھا کہ اسکے پیچھے اسی کی غلام اجر سیال ہے اور یہی وہ سرپرائز تھا جو وہ اجر سیال کو جوائنگ پر دینے والا تھا مگر اجر سیال اتنی بھی عام چیز نہ تھی، وہ ایک ذہین اور لائق لڑکی تھی اور اس نے ایک ہفتہ آتشم کے پچھلے ہر جرم اور واردات کی پوری سٹڈی کی تھی۔

اکثر جس جگہ سے فارنسک ٹیم کے مطابق گولی چلنے کی انفارمیشن تھی وہاں آتشم کے ہونے کا کوئی ثبوت نہ ملا تھا جبکہ یکسر چھان بین کے بیچ ملی الگ جگہوں پر اسکے بھاری بوٹوں کے نشان ملے جو کہ اسکے تلوے کے بیچ اک آگ جیسے شعلوں کا پرنٹ نظر آتا اور ساتھ ""Main Agg Hun

پرنٹ ہوا تو ایسے مٹی یا ریت پر نشان ملے تو تھے پر یکسر الگ ڈائریکشن پر اور اجر آج کے لیے ہر طرح تیار تھی، جلسے کا آغاز ہو چکا تھا اور صادق چوہان کے ساتھ اسکے اپنے لوگ بھی اسکے آس پاس اسکی حفاظت پر معمور نظر آرہے

تھے جبکہ آتشم اپنے یونٹ سے اپنے اسی سیاہ خلیے اور گن کے ساتھ روانہ ہو چکا تھا، اسکے پاس ایک ہی گولی تھی اور اس گولی پر صادق چوہان لکھا تھا۔

وہ اس وقت جلسے ہی کی جگہ موجود تھی، سول خلیے میں، بلیک جینز اور ہاف وائیٹ شرٹ اور سنکیرز پہنے، بالوں کو جوڑے کی شکل روانڈ کر رکھا تھا جبکہ اسکی گن بھی جینز کے ساتھ گن ہولڈر میں موجود تھی۔

وہ ہر ایک کو بریفنگ دیے خود وہ زرا سائیڈ آ کر فون پر آتے کسی پرائیویٹ نمبر سے موصول ہوئے میسج کو دیکھنے لگی، آتشم کا وہ نمبر دوبارہ آن نہ ہوا، اجر نے اسکی کولیشن ٹریس کروائی تو اس نمبر کے پچھلے دس دن میں جتنے سٹے سورسیز تھے سبکی جانچ کروائی، اور جس روز اسے آتشم نے باسل کی موجودگی میں میسج کیے تھے اس دن وہ نمبر باسل کے آس پاس ہی موجود تھا، اس کلو کے بعد اجر کے باسل پر شک پختہ ہو گئے تھے لیکن اس نے شو نہ ہونے دیا، ویسے بھی سات آٹھ دن سے اسکی باسل سے سرسری بات بھی بہت کم ہو پائی تھی۔

جبکہ جس وقت اجر اس نمبر کی چانچ کروا رہی تھی تبھی وہ نمبر بند ہو گیا، یعنی وہ اب موجود ہی نہ تھا جسکے بعد گزشتہ شب اس نے اجر سے رابطہ کیا وہ بھی دھمکی بھرا، کہ وہ کل اسکے سامنے منسٹر کو مارے گا جبکہ اس وقت بھی اسی پرائیویٹ نمبر سے میسج آیا تھا۔

"جلسے کو بھرپور سیکور بنانا اجر، کہیں سے بھی کوئی بھول چوک ہوئی، میری گن کی گولی تیرے سارے گریس کا ستیاناس کر دے گی۔ چچ چچ کتنا مزہ آئے گا جب تو پہلے ہی کیس میں بری طرح ناکام ہو جائے گی۔ میں آ گیا ہوں۔ دیکھ آس پاس کی کسی بلڈنگ پر تجھے دیکھائی دے رہا ہوں یا نہیں؟"

آتشم کے میسج کو پڑھتے ہی اجر نے ارد گرد نظریں گمائیں، چار سو لا تعداد بلڈنگز تھیں، سپیشل فورسیز کے سنائپر شورٹر بھی اس وقت ارد گرد کی بلڈنگز کا جائزہ لے رہے تھے۔

"کمینہ۔ ستیاناس تو میں تیرے رعب اور تیری دہشت کا کروں گی۔"

اجر نے منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے سامنے کھڑے سیکیورٹی ٹیمز کے لیڈر کو اشارہ کیا جس پر وہ مودب سا اجر کے سامنے آ رکا۔

"وہ آ چکا ہے۔ ارد گرد کی ہر بلڈنگ کو اپنے لوگوں کے فوکس پر لو جمشید۔ اور ہر اس بلڈنگ کی طرف اپنے لوگ روانہ کرو جہاں تمہارے ایکسپرٹس کی رائے کے مطابق آتشم موجود ہو سکتا ہے۔ ہری آپ۔۔۔"

اجر نے اس آفیسر کو کمانڈ دی جس پر وہ فوری حکم مانے روانہ ہوا جبکہ وہ خود بھی اپنی ٹیم کے خاص ممبر انسپکٹر خان کو اشارہ کیے اپنی طرف بلائے خود بھی چار سو عقابی نظریں دوڑا رہی تھی کہ ایک بار پھر اسکا فون رنگ کیا۔

"چل تیری مدد کر دیتا ہوں۔ میں تیرے دائیں طرف کے ایریا میں ہوں۔ اب تجھے تھوڑی رعایت تو دینی بنتی ہے۔ آفٹر آل تو میری غلام ہے اور میں پھنس گیا تو مجھے چھڑوائے گی بھی تو ہی۔"

اجر نے چمکتی آنکھوں سے وہ میسج پڑھا۔

"بیوقوف خبطی آدمی"

وہ مسرور ہوتی سامنے ہی آکر کھڑے انسپکٹر خان کو دیکھنے لگی جو منتظر کھڑا تھا۔

"انسپکٹر رضا کہاں ہے؟"

اجر نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"ایک سٹوڈنٹ بس ہائی جیک ہوئی ہے، وہ اور اسکے تھانے کے لوگ اسی معاملے کو دیکھ رہے ہیں۔میں نے انکے بحاف پر ہمارا مزید بیک آپ منگوایا ہے میم"

انسپکٹر خان نے فوری جواب دیا۔

"اس ایریا کی ہر بلڈنگ کے آس پاس لوگوں کو گھیراتنگ کرنے کا کہو۔ ہمارے پاس بہت کم وقت ہے۔ جبکہ ٹھیک اس سامنے والے ایریا کو بھی کوور کرو۔ یہ دو جگہیں مشکوک ہیں۔ فورا نفری کو بھیجو"

اجر کی کمانڈ ملتے ہی انسپکٹر خان سیلوٹ مارتا روانہ ہوا جبکہ ایک بار پھر میسج آیا مگر اب باسل کا تھا۔

"اپنا دھیان رکھنا۔ میرے لوگ تمہیں بیک آپ دینے کو ہمہ وقت تیار ہیں۔ وہ ایک شاطر آدمی ہے۔ آنکھیں کھلی رکھنا اجر"

باسل پر بھلے اسے بہت شک تھا لیکن پھر بھی اسے اچھا لگا اس شخص نے اس لمحے اسے اپنا خیال رکھنے کی تاکید کی ہے۔

..________________..

"سر یہ ان سٹوڈنٹس کی لسٹ ہے جو ہائی جیک بس میں سوار ہیں"

حوالدر نے آکر سلوٹ مارتے اجازت طلب کی اور آکر انسپکٹر رضا کے سپرد ایک فائیل کی۔

"لاو۔۔۔ حرا ماہیل۔۔ یہ تو ماہیل انجم کی بیٹی لگ رہی ہے"

رضا نے فوراسے لسٹ میں موجود اس جانے مانے نام کو دیکھتے فکر کا اظہار کرتے اپنا فون میز کی سطح پر سے اٹھائے رحمان سیال کو کال ملائی، وہ اپنے ریسٹورنٹ کے آفس میں ہی تھے جب رضا کا نام فون پر دیکھتے کچھ پریشان نظر آئے اور کال ریسیو کی۔

"سر آپ نے نیوز سنی ہائی جیک بس کی۔۔۔؟"

رضا کے استفسار پر رحمان سیال نے افسوس سے سر ہلایا۔

"ہاں سنی۔ افسوسناک خبر۔ کیا اپڈیٹ ہے۔ کچھ پتا چلا ہائی جیک کیوں ہوئی۔ کون لوگ ہیں بس کا کنٹرول پانے والے اور اس پیچھے مقصد کیا ہے انکا؟"

رحمان نے بھی فوری تشویش سے استفسار کیا۔

"وہ میرے لوگ پتا کروا رہے ہیں لیکن ابھی مجھے لسٹ ملی سٹوڈنٹس کی۔اس میں حرا ماہیل کا نام بھی ہے۔کیا وہ گھر نہیں ہے، کیونکہ یہ بس مری سائیڈ سے آ رہی تھی"

رضا نے مزید پوچھا جس پر رحمان سیال کے چہرے پر سفیدی کھنڈی۔

"ہاں وہ مری ٹرپ پر گئی تھی۔او میرے خدا یہ کیسی مشکل آن پڑی۔پتا چلا کن لوگوں نے ہائی جیک کی ہے اور کیا مقصد ہے؟"

رحمان صاحب اٹھ کر زرا آفس سے باہر چلے آئے جبکہ اس وقت رضا کے پاس مکمل انفارمیشن نہ تھی لیکن وہ مسلسل اسی معاملے پیچھے تھا جبکہ رضا نے اورحان اور ماہیل صاحب کو بھی جب اطلاع دی، وہ دونوں بھی سیدھے تھانے پہنچے، تب تک رضا کے لوگ مطلوبہ ہائی جیک بس کے بارے تمام معلومات حاصل کر چکے تھے۔

اور حان اور ماہیل کے ساتھ رحمان صاحب بھی ارجنٹ تھانے پہنچے، لگ بھگ دن کے ایک کا وقت ہو چکا تھا۔

جبکہ تصدیق اور معلومات کے مطابق جو چیزیں انسپکٹر رضا کو معلوم ہوئیں وہ کافی پیچیدہ تھیں۔

ماہیل کو تو یہ بھی نہیں پتا تھا باسل نے دوسری بار بھی عثمان کی ہفتہ پہلے درگت بنائی ہے، وہ الگ شاکنگ تھا جو رضا کو بتانا پڑا کہ عثمان ایک ہفتہ بہت کریٹیکل کنڈیشن میں ہوسپٹل رہا۔

"وہ دو دن پہلے ہسپتال سے ڈسچارج ہوا اور جب اسے پولیس اسٹیشن لے کر جا رہے تھے تو اس نے ہمارے لوگوں کو دبوچ لیا، ڈرائیو کرنے والے آدمی کا سر سٹیرنگ پر دے مارے، شدید زخمی کرتا وہ بھاگ گیا۔"

اس وقت وہ سب ہی اس خبر سے پریشان تھے، عثمان کا یوں فرار ہونا کچھ اچھا سائن نہ تھا، دوسری بات وہ بھاگ کر گھر بھی نہ گیا، اسکا اپنے باپ سے دو دن میں رابطہ نہ ہوا تھا، لیکن ابھی انسپکٹر رضا کی بات مکمل نہ ہوئی تھی۔

وہ تینوں خود پریشان تھے کہ بھلا ہائی جیک بس کا عثمان ملک سے کیا تعلق؟

"کچھ اور بھی ہے رضا؟"

اورحان نے اسے پریشان دیکھتے مزید پوچھا۔

"ہاں۔ جو سٹوڈنٹ بس آج ہائی جیک ہوئی ہے۔ جس میں حرا ماہیل بھی ہیں۔ ہمیں خبر ملی ہے وہ لوگ عثمان کے انڈر ہیں۔ وہ کوئی بزنس مین نہیں ہے اب۔ دیوالیہ ہو کر پاگل ہو گیا ہے، ہمارے لوگوں کی گاڑی پر باہر سے بھی حملہ ہوا تھا"

رضا کے یہ سب بتانے پر اصل قیامت تو ماہیل فیملی پر اب ٹوٹی تھی، یعنی یہ ہائی جیک ایک پلین ہے وہ بھی عثمان کا، اچھا بھلا وہ کمینہ باسل کے ہاتھ سے مرنے والا تھا پر اب وہ مزید پاگل ہو کر بڑا وار کرنے میں کامیاب ہو چکا تھا۔

حرا کا اس بس میں ہونا اک قیامت خیز خبر تھی۔

"اس کمینے مردود کی کیا ڈیمانڈ ہے۔ کچھ تو بتاو رضا۔۔ کیا چاہتا ہے وہ۔۔ کیا وہ حرا کو کڈنیپ کر چکا ہے؟"

ماہیل انجم کا پریشانی سے برا حال ہو چکا تھا، حرا خوامخواہ اس سب میں پھنس چکی تھی۔

تبھی رضا کے مزید دو لوگ آفس میں داخل ہوئے جو لیٹس خبر لے کر آئے تھے، ان سے الگ جا کر بات کرنے کے بعد رضا واپس مین آفس ان تین پریشان حال افراد تک آیا۔

"ہمارے لوگوں کی خبر کے مطابق ایسا ہی ہے کہ حرا کڈنیپ ہو چکی ہے۔اس نے گاڑی کے آدھے سٹوڈنٹس کو آزاد کر دیا،وہ جس بند پوسٹ آفس کی بلڈنگ میں اس وقت چھپا ہے، ہمارے لوگوں نے ہر طرف سے اسے گھیر رکھا ہے لیکن اس نے دھمکی دی ہے اگر اسکی ڈیمانڈ پر عمل نہ کیا گیا اور پولیس کے لوگوں نے اندر گھسنے کی کوشش کی تو وہ سٹوڈنٹس کو مار دے گا۔اس نے انھیں ہوسٹیج بنالیا ہے"

مزید قیامت خیز خبر نے تو گویا سبکے لہو سو کھا دیے تھے جبکہ ماہیل انجم نے جن برہم نظروں سے گردن پھیرے اور حان کو دیکھا،وہ یہ بتانے کو کافی تھیں کہ وہ اب سب کا قصوروار اور حان کو مان رہے ہیں حالانکہ دونوں بار عثمان کو مار کر ادھ مرا کر کے مزید وحشی بنانے والا تو باسل تھا۔

"کیا ڈیمانڈ ہے اس خبیث کی؟"

ماہیل انجم کا بس نہ چل رہا تھا، عثمان کی جا کر قبر کھود دیں۔

"وہ کچھ دیر میں ہمارے لینڈ لائن پر اپنی ڈیمانڈ بنانے کو کال کرے گا۔ تمام سٹوڈنٹس کو بحفاظت اسکے اور اسکے ہائیر کیے آدمیوں کے چنگل سے نکالنا ہمارا ٹاسک ہے"

انسپکٹر رضا نے تمام تر صورتحال سے آگاہ کیا جبکہ اب عثمان ملک کی کال کے انتظار کے سوا کوئی آپشن نہ تھا۔

دوسری طرف منسٹر صادق چوہان کا جلسہ شروع ہو چکا تھا، اجر سیال کے انڈر سپیشل پولیس فورس نے تمام اردگرد کی مشکوک بلڈنگز کا محاصرہ شروع کر دیا تھا جبکہ آتشم نے اپنا ٹارگٹ پوائنٹ بھی فکس کر لیا، بہت سے گارڈز، سیاسی لوگوں کے بیچ وہ عوام کے ساتھ مزاکرات میں مصروف تھا اور ٹھیک ایک بجکر چالیس منٹ پر اسکے سینے پر ریزر کا ڈاٹ دیکھا گیا، اس سے پہلے کوئی کچھ کرتا، گولی صادق چوہان کی گردن سے آر پار ہو گئی۔

ہر طرف بگھدر مچی، ایون باسل بھی وہیں وی آئی پی کارنر میں ہاتھ میں فون پکڑے مطلوبہ حادثے کی طرف لپکا، اجر نے اپنی دونوں ڈائریکشن ٹیم کو جگہوں کو گھیرنے کا کہا خود وہ کرائم سپاٹ تک پہنچی جہاں باسل بھی اپنے کچھ وی آئی پی لوگوں کے ساتھ اس حادثے کی مذمت کرتا دیکھائی دیا، اجر نے اسے یہاں امید نہ کیا تھا، وہ چکراتی نہ تو کیا کرتی، اگر باسل یہاں موجود تھا تو گن آتشم نے ہی چلائی تھی اور اسکا مطلب تھا باسل اور آتشم الگ ہیں، اس وقت وہ کچھ نہ سوچنا چاہتی تھی، لپک کر اس نے طبی ٹیم کے اونر کی طرف دیکھا جس نے صادق چوہان کی موت کی تصدیق کر دی تھی، جبکہ اجر نے گہری سانس لیتے اردگرد دیکھا جہاں دونوں بلڈنگ سائیڈ سرچ ٹیم پہنچ چکی تھی۔

"اتنی سیکورٹی کے باوجود وہ اسے مار کر بھاگ گیا۔ حیرت کی بات ہے"

باسل نے اسکی طرف آکر رکتے خود بھی دونوں بلڈنگ تک پہنچتی سرچ ٹیم کی طرف دھیان دیا مگر اجر کو نہیں لگتا تھا کہ وہ بھاگا ہے۔

"وہ بچ کر نہیں جا سکتا باسل۔ اس نے غلط بندی سے پنگاہ لیا ہے۔ میں اس بلڈنگ میں سرچ ٹیم کے پاس جا رہی ہوں۔ تم یہاں کا دیکھ لینا۔ اسکی ڈیڈ باڈی فارنسک لیب بھیج دو، اچھی خبر دوں گی پروسیکیوٹر سر"

وہ ابھی بھی پر عزم تھی، اپنی گن پر پکڑ جمائے وہ تیز تیز قدم اٹھاپے وہاں سے نکلی جبکہ باسل نے وہاں موجود ٹیم کو سب سمجھایا اور خود بھی وہ اجلت میں وہاں سے غائب ہوا، اب باسل کے چہرے پر پریشانی کیوں تھی، اس بارے ابھی کچھ کہنا ناممکن تھا لیکن اسے کسی کالی گاڑی کھڑی گاڑی میں گھستا دیکھا گیا تھا، وہ گاڑی کچھ دور جا کر رک گئی تھی۔

جبکہ سرچ آپریشن کرتی ٹیم تک اجر بیس منٹ تک پہنچ چکی تھی، ہر جگہ وہ لوگ پھیلے تھے، اور جب وہ لوگ اس بلڈنگ کے ٹاپ روف تک پہنچے تو انسپکٹر خان کی نظر وہاں روف ٹاپ پر سیٹ سنائپر سیٹ آپ پر جا رکی، اجر نے ان سب کو آگے بڑھنے سے روک دیا۔

"کوئی آگے نہیں بڑھے گا، سب چھپ جاو۔ یہ اسی کی گن ہے اور وہ اسے لینے آئے گا۔ سب چھپ جاو"

اجر کی با آواز بلند کمانڈ کو سنتے ہی سب الرٹ ہوئے، اجر کو سارا کھیل سمجھ آ چکا تھا، یہاں سنائپر گن سیٹ آپ لگا کر آتشم نے کہیں اور بیٹھے گن چلائی تھی، اور کہیں اور بیٹھ کر گن چلانا بھی ممکن تھا اور جلسے کے بیچ وی آئی کارنر سے بھی یہ گن چلانا ممکن تھا، ایک بار پھر اجر کا کمزور ہوتا شک مضبوط ہوا اور جب تک آتشم نہ چاہے اسے کوئی نہیں پکڑ سکتا، اگر باسل، آتشم تھا تو اسے پتا ہو گا اس بلڈنگ میں سرچ آپریشن ہے اور وہ کبھی بھی گن لینے کے لیے سیدھا راستہ نہ چنتا اور یہی صوتحال دوسرے معاملے میں تھی کہ آتشم کو بھی سب کی خبر ہوتی اور وہ پولیس کے بچھائے جال میں خود آکر پھنسنے کی غلطی نہ کرتا، یہ بھی کچھ لوجیکل نہ لگ رہا تھا کہ آتشم خود آکر پھنس جائے، اجر کی وفاداری چیک کرنے کے وہ اسے چھڑواتی ہے یا نہیں لیکن وہ آچکا تھا۔

اجر کو اپنی آنکھوں پر گویا یقین نہ آیا۔

"یا تو یہ ایکسٹر اچالاک ہے یا میں بیو قوف۔۔۔ یہ آ بھی گیا۔ اسے پتا ہے میں اسے اریسٹ کر لوں گی۔ باسل۔۔۔۔۔"

آتشم پر گن فوکسڈ کیے اجر نے وہیں کھڑے فون نکال کر اپنی کرائم سین پر موجود سٹاف ٹیم کے میمبر کو کال ملائی۔

"باسل ماہیل کرائم سین پر موجود ہے؟"

اجر نے سرگوشی میں سوال کیا مگر اس جانب باسل پچھلے بیس منٹس سے نہیں دیکھا گیا تھا اور اجر کو سٹاف ممبر نے بھی یہی اطلاع دی۔

"ٹھیک ہے تھینکیو"

اجر نے کال کاٹی اور اپنی ستائیس رکنی ٹیم کو اٹیک کا سائن دیتے خود گن لوڈ کرتی روف پوائنٹ تک آئی جہاں آتشم اپنا سنائپر گن سیٹ آپ فولڈ کرے

بیگ میں سب ڈال چکا تھا اور جیسے ہی اجر سیال پیچھے آتی محسوس ہوئی، آتشم نے اپنی گن نیچے پھینک دی، نیچے گزرتے اک ٹرک میں کچھ نرم گدے لوڈ ہو کر جا رہے تھے، وہ گن بیگ سیدھا وہیں گرا، جبکہ اس سے پہلے آتشم بھی جھمپ مارتا، اجر نے اسکی جیکٹ کی کولر پر بنی ہک میں ہاتھ کی انگلیاں پھنساتے اسے پیچھے کو دھکیلا، آتشم توازن برقرار نہ رکھتے نیچے روف ٹاپ ایریا میں گرا تو اجر سمیت اسکی پوری ٹیم نے آتشم پر گن تانی جسکے بدلے وہ نقاب پوش بے ڈھنگا زمین پر مچلتا ہنس پڑا۔

"اوہ اجر سیال۔۔۔ تو نے کر دیکھایا۔ پر مجھے میری گن کے بنا پکڑنا ایسا ہی ہے جیسے انڈا، بغیر مرغی کے۔ ہاہا۔۔۔ میری گن تو محفوظ مقام کی طرف گامزن ہے۔ مجھے پکڑ کر کیا اکھاڑ لے گی۔ میں اک معصوم سا گھریلو شہری۔ نہ میرے ہاتھ کے فنگر پرنٹس کسی کرمنل ریکارڈ میں نہ میرا تھوبڑا۔ اک گن ہی ہے جسکی گولیوں کے ثبوت ہیں تم سب کے تھکے پولیس ڈیپارٹمنٹ کے پاس۔۔۔۔ پر مزہ آئے گا۔ آخر میرا حق بنتا ہے تیری میزبانی

دیکھوں۔۔ چل کر لے اریسٹ مجھے پر تیرے لیے ابھی ایک اور سرپرائز بھی ہے۔۔۔ تھانے ہتھکڑیاں پہنا کر لے جا پھر بتاوں گا"

وہ کمینہ مست ہنستا اجر کا دماغ خراب کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑ رہا تھا جبکہ وہ اسکے اوپر جھکی اور اسکا گریبان دبوچے اسکے اوپر والے دھڑ کو زرا سا زمین سے اٹھایا، آتشم اسکی طاقت پر حیران ہوا۔

"تجھے میں کہاں پھنساوں گی منحوس، تجھے زرا اندازہ نہیں۔ میں تجھے اب نکلنے نہیں دوں گی ہاتھ سے۔ رہی بات تیری گن کی، وہ پاتال میں بھی ہوئی تو میرے لوگ ڈھونڈ نکالیں گے۔ ہنسنا بند کر۔ ہیڈ آفس لے جا کر پہلا کام تیرے تھوبڑے کی منہ دیکھائی ہی ہو گا، پھر ہر کرمنل ریکارڈ میں تیری منحوس شکل شامل ہو گی۔ ابتدا میر اڈیپارٹمنٹ کرے گا۔ سمجھا۔ بہت رلا لیا تو نے مجھے۔ اب سود سمیت میرے بدلے کا انتظار کر۔۔ لے کر چلو اس انسانی وائرس کو ہیڈ ایس پی آفس۔"

اجر نے اس بیچ اسکی تلاشی لی مگر کسی قسم کا موبائیل فون، والٹ یا کوئی بھی ریموٹ نہ ملا، جبکہ آتشم مست و بے خود نیلی آنکھوں سے اس تپی اجر سیال کو دیکھ رہا تھا جو بچاری خود بری طرح الجھا دی گئی تھی، وہ باسل اور آتشم کے بیچ بری طرح کچلی جا رہی تھی کہ دم ابھی سے گھٹتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

..________________________..

بیس منٹس کے مزید انتظار کے بعد عثمان نے تھانے کے لینڈ لائن نمبر پر رابطہ کیا تھا، قانونی negotiate بھی آچکا تھا جو اس سارے معاملے کو ہینڈل کر رہا تھا۔

کال پک کی گئی۔

"عثمان ملک بات کر رہے ہو؟"

مصالحت سے یہ معاملہ نمٹانے والا قانونی آدمی راحیل بھی اس وقت موجود تھا اور کال اسی نے پک کی تھی۔

"مجھے اور حان ماہیل سے بات کرنی ہے"

سپاٹ و سرد لہجہ تھا، راحیل نے اشارے کے سنگ اور حان کو فون کے قریب آنے کو کہا جبکہ اور حان اس وقت کس درجہ عتاب سنبھالے تھا، یہ بس وہی جانتا تھا۔

"کیا چاہیے تجھے عثمان۔۔؟"

وہ بولا نہیں تھا، یوں غرایا تھا کہ اسکی آواز نگارے سی لرزی تھی۔

"بیوی کے بدلے بہن۔۔اپنی بیوی طلاق کے پیپرز کے ساتھ میرے حوالے کر اور اپنی بہن زندہ سلامت اور ان چھوئی واپس لے جا"

وہ بربریت اور سفاکیت سے مسکرا کر سودا کر رہا تھا۔ بچپن کا دوست اتنا گھٹیا نکلے تو آدمی تو ویسے ہی مر جاتا ہے۔ لیکن اور حان ماہیل یہ سب سن کر زندہ کیسے تھا، سمجھ سے باہر ہوا۔

"تجھے میں بتاؤں گا اب۔ تو نے کس کی بہن بیوی پر نظر ڈالی ہے۔ یہ اور حان ماہیل آج سے پہلے کسی نے نہیں دیکھا ہو گا۔ انتظار کر عثمان ملک میرا"

اس شخص کی آواز میں ہلکورتے طوفان دبے تھے۔

"ٹھیک ہے۔ آجا میں منتظر ہوں۔ ویسے بھی مردوں کو مقابلہ کرنا آنا چاہیے۔ تو اگر مزید چپ کر کے بیٹھا رہا تو میں تجھے چوڑیاں پارسل کر دوں گا۔ ہاہا۔۔۔ تیری بہن ابھی بیہوش ہے پر جتنی دیر ہو گی اتنا میرا دھیان اسکی طرف جائے گا۔"

کمینگی سے کہے اس مردود نے کال کاٹ دی جبکہ یہ سب اتنا سٹریس فل تھا کہ سر جیسے درد سے پھٹنے لگے۔

"یہ دوست بنایا تم نے ؟ نہ تم اسکے نام لگنے والی وہ لڑکی گھر لاتے نہ تمہارے ساتھ یہ ہوتا۔ اگر حرا کو آنچ بھی آئی تو میں نہ تمہیں بخشوں گا نہ اس میرال کو۔ عثمان کو تو زندہ زمین میں گاڑ دوں گا"

اور حان اور رحمان صاحب پہلے ہی پریشان تھے اوپر سے ماہیل کا یوں الزام تراشیاں کرنا ماحول زیادہ دردناک بنا گیا۔

"بابا میرال کا اس سب میں قصور نہیں ہے۔ جو کو سنا ہے مجھے کہیں۔ اور حرا کی آپ سے زیادہ مجھے فکر ہے"

اس وقت اور حان چپ رہتا تو ماہیل انجم مزید میرال کو اس سب کا مورد الزام ٹھہراتے۔

"اچھا تو جاو لے کر آو حرا کو۔ حوالے کرو میرال اس عثمان کے کیونکہ وہ خبیث اسی لڑکی کے پیچھے ہے۔ متنازعہ لڑکی بہو بنا لائے ہو، یہ سب توقعات میں رکھنا تھا ناں"

رحمان سیال بھی اس وقت ماہیل کے اس درجہ تنگ نظری سے معاملہ بگھاڑنے پر ہونق تھے، نا جانے کچھ وقت سے ماہیل انجم کو کیا ہو گیا تھا۔

"میرال کے بارے کچھ مت کہیں اور نہ اس سے کچھ کہیے گا بابا۔ خدا کے لیے"

اس بار اورحان نے تاسف سے منت کی تھی۔

"اگر حرا کو تم دو کی وجہ سے نقصان ہوا تو میں صرف کہنے کی حد تک نہ رہوں گا بلکہ کچھ انتہائی کر بھی گزروں گا۔"

ماہیل نے سیدھا سیدھا دھمکی لگائی جبکہ اورحان نے اک افسوس سے بھری نظر بابا پر ڈالی اور دوسری رحمان سیال پر اور وہاں سے واک آوٹ کر گیا جبکہ رحمان سیال نے پھنکارتے ہوئے ماہیل کی بازو دبوچے اسے اپنی جانب پلٹایا۔

"میں اور تو اپنی اپنی اولاد کے معاملے میں بہت سی کوتاہیاں کر چکے ہیں ماہیل۔ خدا کے لیے ہوش کے ناخن لے۔ کسی پر الزام لگا دینے سے کیا مل جاتا ہے۔ اورحان ہاتھ پر ہاتھ دھر کر نہیں بیٹھے گا۔ ویسے بھی سارا قصور

اور حان کا نہیں۔ عثمان جیسے لوگ ہوتے ہی زلت و پھینٹی کے لائق۔ اچھا ہوا باسل نے اسے اس دن مارا نہیں۔ یہ کام اور حان خود کرے زیادہ بہتر ہے۔ اور ہر سزا موت نہیں ہوتی، کچھ سزائیں موت سے بدتر ہوتی ہیں۔ مجھے یقین ہے اور حان اور باسل مل کر اس بار عثمان ملک کے لیے کچھ ایسی ہی سزا چنیں گے"

ماہیل انجم کی جذباتیت اور بے جا عتاب دیکھتے رحمان سیال نے بہت مناسب الفاظ میں سمجھایا مگر ماہیل انجم جذباتی تھے اور جب غصے میں ہوں، وہ اپنے سوا کسی کی نہیں سنتے تھے۔

وقتی تو ماہیل کا عتاب سمٹا محسوس ہوا مگر حقیقت میں ایسا نہ تھا۔

اور حان نے سوچ لیا تھا وہ کیا کرنے والا ہے، کچھ کمینوں سے جنگ مار پیٹ سے نہیں بلکہ انہی کی کمینگی کے لیول دیکھ کر لڑنی پڑتی ہے، اور یہ بات اور حان اچھے سے جانتا تھا۔

..________________________..

"اے ایس پی اجر سیال۔ ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟" وہ جو اس کے چہرے کو باسل کا امید کر رہی تھی پر اب ماسک ایڈوانس ترین تھا، اور وہ بلکل الگ نکلا تو اجر کی آنکھیں آج سات ماہ بعد آنسوؤں کی نمی سے دھندلائی تھیں، وہ امید میں تھی باسل کا سچ اسے ضرور پتا چلے گا لیکن اب وہ امید ٹوٹ چکی تھی، وہ اسے مل کر بھی نہیں ملنے والا تھا۔

"دیکھ رہی ہوں میں کتنی گھٹیا ہوں"

وہ ایسے جواب سے سامنے کھڑے شخص کے ہر نقاب کو ادھیڑ گئی، یہ بس وہ اجر کو کہنے کا حق رکھتا تھا، تلملایا۔

"ارے۔ تم اور تمہارے ڈیپارٹمنٹ نے آتشم کو اریسٹ کیا ہے۔ جشن مناو یہ ماتم کیسا ہے تمہاری آنکھوں میں؟"

وہ خود کو ڈرامائی افسوس میں لپیٹ گیا۔

"ماتم اس بات کا کہ اپنے پہلے ہی کیس میں مجرم کا ساتھ دینے والی ہوں"

وہ اٹھ کر رولنگ چیئر جھولتی چھوڑے ٹھیک آتشم کے سامنے آر کی۔

"اوپس۔ میں نے تو تمہیں کچھ کرنے کو کہا بھی نہیں"

وہ معصوم بنا پر وہ نہ رہی تھی۔

"بھول گئے۔ میں تمہاری غلام ہوں"

ماسک ایڈوانس، پر آتشم کا اک لینز آنکھ سے غائب تھا۔

"تمہیں غلام نہیں اس بار مجبور و بے بس دیکھنے کا موڈ ہے"

اجر پاس آکر رک گئی تھی، جبکہ آتشم کی بات اسے کچھ ناگوار گزری، لیکن وہ جیت کے نشے میں دھت تھی، اسے لگا اس نے باسل اور ماہیل کی گتھی سلجھا دی ہے۔

"تمہاری آنکھیں تو بلکل میرے ہسبنڈ جیسی ہیں۔ کالی سیاہ۔۔۔ بھاگ دوڑ میں تمہارا ایک لینز غائب ہو گیا ہے آتشم"

اجر کے پر سکون لہجے اور اطلاع پر وہ امید کر رہی تھی آتشم پینک ہو گا پر وہ آگے سے یوں زہر خند مسکرایا جیسے یہ کوئی بڑی بات نہ ہو، اسکا چہرہ بھولا بھالا اور معصوم تھا، ایسے لگ رہا تھا وہ موم کا چہرہ پہن کر آیا ہو، اسکے چہرے پر اک بال بھی نہ تھا اور کوئی کتنا بھی خوبصورت ہو، اتنی ملائم اور کلئیر سکن نہیں پا سکتا، ایون باسل بہت خوبصورت تھا پر اسکی بھی یوں گڑیا جیسی خوبخو سکن نہ تھی جیسی آتشم کی۔

"ہاں مجھے نیلے لینز پسند ہیں۔ چل دوسرا ابھی اتار دے۔۔ پر آنکھ مت پھوڑ دینا میری۔ اب تجھے مجھ میں اپنا شوہر دیکھائی دے ہی رہا ہے تو اسی بہانے تجھے اپنی سانسوں میں نہ بسا لوں"

اجر کو امید تھی کہ لینز اترتے ہی وہ باسل جیسا دیکھائی دے گا تبھی اس نے آتشم کی بکواس بھی برداشت کی اور اسکی آنکھ کا دوسرا لینز بھی اتارا لیکن وہ چہرہ آنکھیں سب الگ تھیں، اجر نے ہاتھ اسکے چہرے پر پھیرا جس پر آتشم زرا پیچھے سرکا کہ یہ عورت کیسے چھور رہی ہے۔

" دیکھ آنکھوں سے کام لے، ہاتھ لگائے گی تو انجام بھیانک ہو گا۔ ویسے بھی جب تک کچھ ثابت ہو گا۔ تو مجھے بھگا دے گی یہاں سے۔ ہیں ناں؟"

آتشم نے اسکو پیچھے ہوتے دیکھ کر خباثت سے آنکھ ماری جبکہ اجر نے اپنے ہاتھ کو دیکھا، اسکے ہاتھ سلیپری سے فیل ہوئے۔

"کس خوش فہمی میں ہے تو۔ چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر تجھے کورٹ کے سامنے پیش کروں گی۔ اڑتالیس گھنٹوں کے اندر اندر تو اڈیالہ جیل میں ہو گا ہمیشہ کے لیے"

اجر نے حقارت سے فاصلہ سمیٹا اور واپس اپنی جگہ آ رکی جبکہ آتشم نے مست ہوتے قہقہہ مارا۔

"ہنس کیوں رہا ہے؟"

اجر کے ماتھے پر بل پڑے۔

"تیرا باسل میرے لوگوں کے قبضے میں ہے۔یہی وہ سرپرائز تھا۔مجھے پتا تھا تو ٹیڑھی ہڈی ہے، دھمکی میں نہ آئے گی تو اب جیسا کہ مجھے کچھ وقت سے اندازہ ہے اب تجھے وہ بہت پیارا ہے تو اگر تو مکری، یا مجھے یہاں سے نہ نکالا تو تیرے باسل کے بھی اس ہاشم کی طرح دس ٹکرے کروں گا"

آتشم نے لوہا گرم دیکھتے دھما کے دار وار کیا، اجر مٹھیاں بھینچتے اس سے پہلے اسکی طرف بڑھتی، اسی لمحے انسپکٹر خان اندر آیا، انھیں آرڈرز تھے آتشم کو یہاں سے لے جانے کے۔

"میم۔اسے لے کر جانا ہے۔"

انسپکٹر خان نے آتشم کی طرف بڑھنا چاہا جب وہ ہاتھ کے اشارے سے اسے روک گئی۔

"رکو خان! ابھی مت لے کر جاو اسے۔ ویٹ کرو میرے آرڈر کا"

وہ اشارے سے انسپکٹر خان کو آتشم سے دور ہونے کا کہے آفس سے باہر بھیجے خود آتشم کے سامنے آرکی جو اس وقت بظاہر اپنی اصل شکل کے ساتھ زچ کرتی مسکراہٹ اور بہکی نظروں سے آفیسر اجر سیال کو دیکھ رہا تھا۔

"مجھے یہاں سے نکالو۔ تمہارے باسل کو چھوڑ دوں گا۔"

آتشم نے سیدھی دھمکی لگائی جبکہ اجر مسکرا کر اپنا شوز والا پیر اٹھا کر آتشم کی پینٹ پائنچے سے اوپر کی جو کافی لوز سی تھی، آتشم اسکی حرکت سمجھتا دو قدم پیچھے ہوا پھر ایک ہی جھٹکے سے ہتھ کڑی سے بندھے ہاتھ اجر کے اوپر سے گزارتے اسے بری طرح اپنے سینے میں قید کر لیا۔

"کیا کر رہے ہو تم؟"

وہ اس کمینگی کے لیے تیار نہ تھی بس اسکی کم بالوں والی ٹانگیں دیکھنا چاہتی تھی۔

"تو کیا کر رہی تھی۔ چھچھوری اے ایس پی"

وہ اسکے دھواں چھوڑتے چہرے کے بے حد پاس ہنسا تبھی اجر نے اسکی طرف بغور دیکھا، اسکا چہرہ واقعی رئیل نہ تھا، اس کے چہرے پر پروفیشنل موم ماسک چڑھا تھا جو ابھی بہت ایڈوانس تھا، یہ موم اتنا ہائی کوالٹی تھا کہ کم یا زیادہ ہر طرح کے درجہ حرارت کو اپنے اندر جذب کر لیتا۔

"باسل سے تمہاری موجودگی میں پہلے لائیو بات کرنی ہے پھر ہم اگلی ڈیل ڈن کریں گے"

وہ تنفر سے حکم صادر کرتی اسکی بازوؤں کو یوں جھٹکنے لگی جیسے توڑ ڈالے گی۔

"کروادوں گا بات۔ فون چاہیے مجھے"

آتشم نے اسکی ہانپتی سانسوں میں سانس بھرتے کہا تو اجر کو اسکی گرفت میں کراہت محسوس ہوئی، جب وہ بھرپور زور لگانے سے باز نہ آئی تو آتشم نے اسے اس بازو کی قید سے رہائی دی پر تب تک اجر کا ماتھا عرق آلود ہو چکا تھا، وہ آتشم کو گریبان سے پکڑے رولنگ چئیر تک لائی اور اسے دھکیل کر کرسی پر بٹھایا، آتشم سمجھ نہ سکا کہ وہ کرنا کیا چاہ رہی ہے۔

"کیا تو میری عزت لوٹے گی۔۔بتاناں کرنا کیا چاہ رہی ہے"

آتشم نے اسکے ہانپتے گھبرائے سرخی چھلکاتے چہرے کو دیکھتے مضحکہ خیزی سے پوچھا تبھی اجر نے دانت پیسے اپنے امڈتے عتاب کو قابو کرتے ریسیور اٹھائے کسی آدمی کو اندر بلایا، کچھ دیر میں ایک کانسٹیبل جواد نامی اندر داخل ہوا۔

"اسکی پینٹ اوپر کرو جہاں تک ہو سکتی ہے"

اجر کے حکم پر وہ کانسٹیبل بھی حیران ہوا مگر چونکہ آفیسر اجر سیال کا آرڈر تھا تبھی اس نے حکم کی تعمیل میں جھک کر نیچے بیٹھتے آتشم کی پینٹ پائنچوں سے فولڈ کرنی شروع کی مگر اجر کی آنکھیں تب دھندلا گئیں جب اس کی ساری ٹانگوں پر عجیب آگ کے شعلوں جیسے سیاہ ٹیٹو تھے۔

آتشم مزے سے اجر کی یہ ساری کروائی کاروائی ملاحظہ کر رہا تھا کہ وہ آخر کرنا کیا چاہ رہی ہے۔

"کیا یہ اصلی ٹیٹو ہیں؟ دیکھو سٹیکرز تو نہیں ہیں"

اجر نے جواد سے پوچھا جس نے اس ٹیٹو پر انگلی پھیری، ناخن رگڑا، لگ تو وہ اصلی ہی رہے تھے۔

"جی میم یہ اصلی ہی لگ رہے ہیں"

جواد نے معصومانہ سا منمناتے جواب دیا جس پر اجر نے غصے میں آکر میز پر رکھا پانی کا گلاس کو رر ہٹائے اٹھایا اور آتشم کی ٹانگوں اور پنڈلیوں پر آدھا

انڈیلا، آتشم مزے سے یہ سب انجوائے کر رہا تھا، اسکی کالی آنکھیں اجر سیال پر مسکراتے ہوئے گڑھی تھیں۔

"اب اسکی ٹانگیں مل کر رگڑ کر دیکھو۔۔۔"

اجر اسے کمانڈ دے رہی تھی جبکہ جواد نے ایسا ہی کیا مگر وہ نہ رنگ چھوٹا نہ مدھم ہوا، اجر نے کن پٹی سہلاتے خود کو کمپوز کیا اور جواد کو اٹھنے کا کہے خود حقارت سے آتشم کو دیکھنے لگی۔

"کیا کر رہی ہے اے ایس پی۔۔ پاگل واگل ہو گئی ہے۔ تیرا باسل یہ سب دیکھے تو پھڑک کر مر جائے۔ تو ایک نامحرم مجرم کو کیسے کیسے چھو اور دیکھ رہی ہے۔ بس کر دے۔ فون دے اور باسل سے بات کر کے یہ معاملہ ختم کر۔ دیکھ میرے پاس تیرے ان ڈراموں کے لیے بلکل وقت نہیں"

اجر نے خود کو بڑی مشکل سے اس آدمی پر جھپٹ پڑنے سے روک رکھا تھا، اوپر سے اسکا اکسانا، اجر نے سر ہلایا اور خان کو اندر بلایا، انسپکٹر خان کے

تھر وفون منگوایا گیا جسے آتشم کے سپرد کیا گیا اور اس سے پہلے اجر نے اسکے ہاتھ کھولنے تھے مگر ہاتھ کھولنے سے پہلے اس نے اسکے گلوز اتارے تو ہاتھوں پر بھی ٹیٹو تھے، اجر کو لگا اس میں مزید کچھ بھی دیکھنے سننے کی ہمت نہیں بچی۔

"بات کروا باسل سے"

اجر کے حکم پر آتشم نے ہنستے ہوئے ایک نمبر پر وڈیو کال ملائی جو اسی جیسے کسی ماسک مین نے اٹھائی۔

"باس۔ آپ ٹھیک ہیں ناں؟"

وہ بلاشبہ ویلئیم ہی تھا، آتشم نے سر اثبات میں ہلایا۔

"باسل سے بات کروا اس اجر سیال کی۔ کہاں ہے وہ؟"

آتشم کے کہنے کی دیر تھی کہ ولیئیم نے کیمرہ پھیرا جہاں نیچے زمین پر باسل پڑا تھا، وہ آج وائیٹ پینٹ اور سکائے بلو شرٹ میں ملبوس تھا اور اس وقت وہ زمین پر پڑا آدمی بھی انہی کپڑوں میں تھا۔

"باس یہ بے ہوش ہے"

ولیئیم نے فورا منمناتے کہا جبکہ اجر نے آتشم کا گریبان دبوچا۔

"اپنے پالتو کتے کو کہہ باسل کی شکل دیکھائے مجھے"

اجر بولی نہیں چینخی تھی، آتشم نے اشارہ کیا جب ولیئیم کیمرہ لے کر بے ہوش باسل تک گیا جبکہ باسل کا چہرہ دیکھے اجر نے دم سا گھٹنے پر اپنی گردن پر ہاتھ سہلایا۔

"یہ کیا ہو گیا۔ یہ منحوس واقعی کوئی بہروپیا ہے۔ اوہ میرے خدا یہ میں کہاں پھنس گئی ہوں"

اجر کو لگا اسکی دنیا ہی ختم ہو گئی، ویلیئیم اگر مزید کیمرہ اسکے منہ پر رکھتا تو اس چہرے پر لگا میٹریل اجر بھانپ لیتی تبھی وہ آتشم کے اشارے پر فوری کمیرہ ہٹا گیا۔

"اب دیکھ لیا تو نے۔۔۔ بھگا مجھے یہاں سے۔ ورنہ اپنے شوہر کے ٹکرے سنبھالتی رہنا"

آتشم اسکے کان کے پیچھے غرایا تو اجر نے سر ہلاتے انسپکٹر خان کی طرف دیکھا۔

"نہیں میم۔۔ آپ ایسا نہیں کر سکتیں۔ آپ اسکو نہیں چھوڑیں گی پلیز"

خان کو امید نہ تھی اجر ایسا کچھ کر سکتی ہے پر وہ مجبور تھی۔

"اس نے جس انسان کو پکڑا ہے، اسکی ہر آتی جاتی سانس اس پوری دنیا سے زیادہ قیمتی ہے انسپکٹر خان۔ اگر تم میرے اس راز میں شریک ہونا چاہتے ہو تو

موسٹ ویلکم ورنہ میں سمجھ جاوں گی میرا کیریئر شروع ہونے سے پہلے ہی ختم ہو گیا"

اجر کے سپاٹ الفاظ پر انسپکٹر خان نے غصے سے مسکراتے آتشم کو دیکھا، جو یہ جذباتی سین دیکھے ڈرامائی آنسو بہاتا مزید عتاب دہکا رہا تھا۔

"میم یہ غداری ہو گی"

انسپکٹر خان نے تکلیف کے سنگ کہا جبکہ اجر گہرا سانس بھر کر رہ گئی۔

"میرے پاس چوائز نہیں ہے۔ ہم کہہ دیں گے وہ بھاگ گیا۔ ویسے بھی وہ کب کسی کے ہاتھ لگا جو میرے ہاتھ لگے گا۔ تم میرے ساتھ ہو؟"

اجر نے اس معاملے میں انسپکٹر خان کی مدد چاہی جو کچھ ہی دن میں اسے ایک وفادار ساتھی کی صورت لگا تھا۔

آتشم اب بھی یہ جذباتی گفتگو سنے محظوظ ہو رہا تھا۔

"ٹھیک ہے میم۔۔۔"

خان نے ہامی بھری تو اجر نے جوابا مشکور نظروں سے خان کا کندھا تھپکایا۔

"اف میرے تو آنسوؤں میں آنکھیں آگئیں اتنا ایموشنل مومنٹ دیکھ کر۔ چچ چچ"

آتشم کا طنزیہ انداز دیکھے اس سے پہلے خان لپک کر اس کے باہر نکلتے دانت چھوڑتا، اجر نے اسے روکا۔

"ایسے بھگانا اسے کہ لگے یہ خود بھاگا ہے انسپکٹر خان۔۔ اور تم۔۔۔ باسل ماہیل کو کچھ بھی ہوا، میں تجھے چھوڑوں گی نہیں۔ یہ مت سمجھنا آتشم کہ تو میرے ہاتھ دوبارہ نہیں لگے گا۔ اگلی بار میں اپنی ہر کمزوری تجھ سے چھپا کر وار کروں گی۔ ویٹ اینڈ واچ۔۔۔ لے جاو خان اسے"

وہ واپس پلٹی اور خون آشام نگاہوں سے آتشم کو دیکھے اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دھمکاتی غرائی جبکہ آتشم یوں مسکرایا جیسے اسکی دھمکی کا مزاق اڑا رہا ہو۔

"زیادہ اڑ مت اجر سیال۔ ایسا نہ ہو اگلی بار جب تو مجھے پکڑے۔ تیری کمزوری میں ہی بن جاوں۔ تیری رحم دلی دیکھ کر تجھ پر زرا دل سا آگیا ہے میرا۔ اور جب یہ دل پورا آگیا تو میں باسل ماہیل کو ویسے ہی سائیڈ کر کے گاڑ دوں گا۔ گڈ ایوننگ سوئیٹ ہارٹ۔۔۔۔ پھر ملیں گے۔ جلد ملیں گے۔ تیرا باسل ایک گھنٹے میں یہیں باہر پھینکوا دیا جائے گا۔ تیرے ایس پی آفس کے باہر"

وہ پاس سے گزرتا رکا، اس نے اجر سیال کے کان میں یہ پگھلا سیسہ انڈیلا اور پھنکارتا ہوا، اجر کو دھمکاتا ہوا انسپکٹر خان کے ہمراہ اجر کے آفس سے نکل گیا، وہ مٹھیاں بھینچتی پلٹی اور میز پر پڑی ہر چیز ہاتھ مارتے غصے سے زمین بوس کی، پھر بھی اسکی تکلیف کم نہ ہوئی تو اپنے بال مٹھیوں میں لیتے وہ لڑکھڑاتی ہوئی کاوچ پر ڈھے گئی، اسکے ساتھ زندگی کس قسم کے مزاق کر رہی تھی

آخر، اسکا دل چینخنے اور رونے پر آمادہ تھا لیکن حلق میں اٹکی سانس، کچھ بھی سوچنے سمجھنے یا کرنے نہ دے رہی تھی، وہ آدھا گھنٹہ کسی مجرم کی طرح سر گرائے بیٹھی رہی، اسکا فون رنگ کیا تو اسے رنگ ٹون بھی کہیں دور سے آتی سنائی دی، خیر اپنا جھکا سر اٹھائے اس نے ہاتھ آگے کھسکا کر میز کے کونے پر آیا فون بمشکل گرتے کیچ کیا، کال خان کی تھی۔

اجر نے کال فوری ریسیو کی۔

"میم۔۔ ہمارے بھگانے سے پہلے ہی اسکے لوگوں نے راستے میں ہماری گاڑی پر حملہ کر دیا، سب ٹائیر پھٹ گئے۔ وہ لوگ تعداد میں بہت زیادہ تھے۔ ان لوگوں نے ہمارے ساتھ مقابلہ کیا اور آتشم کو ہمارے ہاتھوں سے نکال کر لے گئے۔ ہم نے پوری کوشش کی آتشم کو نہ بھاگنے دینے کی، لیکن ایسا لگ رہا تھا آتشم چاہتا ہی نہ تھا کہ اسے ہم بنا مقابلہ جانے دیں۔ ایسا لگا وہ ہمارے ڈیپارٹمنٹ پر حرف نہیں لانا چاہتا تھا۔ اب ہم واقعی میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ آتشم خود ہمارے ہاتھوں سے بھاگ نکلا"

وہ جو پہلے ہی سوچنے سمجھنے کی صلاحیتوں کو مفلوج محسوس کر رہی تھی، یہ سب سن کر تو اسکا پورا وجود سن ہوا۔

"ٹھیک ہے انسپکٹر خان۔ واپس آجاو۔ تمام ڈیٹیل ہیڈ آفس سبمنٹ کروانی ہے۔"

اجر نے اسی غائب دماغی سے جواب دیا اور کال کاٹ کر فون واپس رکھتے سر پیچھے کو ٹکا کر ٹیک لگائے سینے پر ہاتھ پھیرنے لگی۔

"آتشم۔ تم کون ہو؟ تم مجھے مار بھی رہے ہو اور زندہ رہنے پر مجبور بھی کر رہے ہو۔ اسے کیا سوجھی مقابلے کی جب میں اسے آزاد کر چکی تھی۔ یہ کیسی الجھن ہے جو الجھتی چلی جا رہی ہے۔ کسی دن ہارٹ فیل ہو جائے گا میرا۔"

وہ اس وقت بلکل اپنے اعصاب شل محسوس کر رہی تھی، اسکے سر میں تو درد تھا ہی، نیند نہ پوری ہونے کے سبب آنکھیں بھی جل رہی تھیں، سو جھنا شروع ہو گئی تھیں، وہ آدھا گھنٹہ مزید آفس میں ہی رہی، ہائی اٹھار ٹیز

آفیسر ز کو اجر نے ساری صورتحال بتائی جس پر وہ سب بھی تشویش میں مبتلا نظر آئے، آتشم کے کہنے کے مطابق ٹھیک اسکے ایس پی آفس سے جانے کے ایک گھنٹے بعد وہی سیاہ گاڑی باسل کو ایس پی آفس کے سامنے ڈراپ کر گئی، اسکے سر پر ہلکی سی خراش تھی لیکن گاڑی سے جب اسے دھکا دے کر باہر نکالا گیا، وہ ہوش میں آچکا تھا۔

اسے ایس پی آفس کا گارڈ، اجر کے آرڈر کے مطابق اندر لے آیا، اجر کا نفرنس روم میں ہائی اتھارٹیز کے ساتھ میٹنگ میں بزی تھی تبھی پیون، باسل کو اجر کے آفس لایا جہاں اجڑا آفس ٹھیک ہو چکا تھا، باسل نے وہیں رک کر اگلے بیس منٹ تک اجر کا انتظار کیا اور اس بیچ وہ خود بھی کسی کال پر بزی نظر آیا۔

خیر تمام قانونی اور لیگلی معاملات کے بعد اتھارٹیز نے اجر کو اس سب کا ذمہ دار نا ٹھہراتے اگلی بار کے لیے مزید جرت مندی سے معاملات ہینڈل کرنے کی تلقین کی، آج تک آتشم کسی کے ہتھے نہ لگا تھا اور اجر سیال وہ پہلی نو عمر اور

نئ تعینات ہوئی اے ایس پی آفیسر تھی جس نے پہلے ہی ملے کیس میں یہ ناممکن، ممکن کیا تھا، الٹا اسے کوئی سزا دینے کے بجائے اسکے آفیسر ز اسکی ہمت پر خوش دیکھائی دیے اور فیوچر کے لیے یہ امید بھی لگائی کہ وہی اپنے ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ مل کر جلد آتشم کو پکڑے گی، آج پورے دن میں جو ریلیف ملا وہ بس یہی تھا اور یہ بھی اس وجہ سے کہ آتشم نے اسے غدار بننے ہی نہ دیا، بلکہ اپنی مدد آپ کیے پولیس کے ہاتھوں سے فرار ہوا۔

وہ انہی الجھی سوچوں کے سنگ واپس آفس آئی تو باسل پر نظر پڑتے ہی ساری یکجا ہمت جیسے ٹوٹنے لگی، وہ صحیح سلامت کال پر بات کرنا روکے اسے جوابا دیکھ رہا تھا، باسل کے ماتھے پر کن پٹی کی طرف چھوٹا سا بینڈ یج لگا تھا جو یہیں آکر اس نے لگایا تھا، وہ شکل سے بے حد نڈھال لگ رہی تھی تبھی باسل نے اسے پاس آتا دیکھے ہی اپنے بازو کھولے اور وہ بلکل کسی ٹوٹے پھوٹے ہارے وجود کی طرح اسکی بازووں میں سمٹی سینے لگی کم، ڈھے زیادہ

گئی، اسکے جسم کا یوں بے جان ہونا باسل کو بتانے کے لیے کافی تھا کہ وہ کس قدر تکلیف اور جبر سے گزری ہے۔

"ت۔۔ تم ٹھیک ہوناں باسل"

وہ اسکے سینے لگی کانپتی سی آواز میں منمنائی تو باسل نے اسکی کمر سہلاتے سر چومتے اپنی ٹھیک ہونے کا بتایا لیکن وہ پھر بھی کتنی دیر دم سادھے یونہی اسکے سینے لگی رہی۔

"ٹھیک ہوں میں۔ تمہیں کیا ہوا ہے۔ہار جیت تو زندگی کا حصہ ہے۔کامیابی اور ناکامی بھی تو پہلے ہی پڑاو پر کیا ہمت چھوڑ دو گی اجر۔میں تمہاری کمزوری بنا اس پر دکھ ہوا مجھے۔شاید بہت زیادہ محبت کرنے والے لوگ ہماری کمزوری ہی بن جاتے ہیں"

وہ ندامت اور افسوس کے سنگ مدھم سی سرگوشی میں بولا اور اتنا غلط بولا کہ اس سینے سے وہ دور ہوگئی جس سے دور ہونا اسکے ابھی بس میں نہ تھا، اس نے

مرجھائی بھوری آنکھیں اٹھا کر باسل کی آنکھوں میں ڈالی، وہ ناراض کالی آنکھیں افسوس میں ڈوبی دم گھوٹنے کی اہلیت رکھتی تھیں۔

"ایسامت کہو۔ میری وجہ سے تم اپنے پیاروں سے دور ہو جاو، یہ سیدھی سیدھی میری موت ہے باسل۔ ان سب کو مجھ سے پہلے ہی نفرت ہے، انکی نظروں میں اجر کبھی دھل نہیں سکتی۔ اگر میری وجہ سے تم پر کبھی بھی آنچ آئی، وہ لوگ تو اپنی نفرت کی آگ سے جلا کر خاک کر دیں گے مجھے"

وہ اسکی غلط فہمی بڑے کرب میں آکر دور کرنے کے جتن کر رہی تھی، تبھی باسل نے اجر کی ٹھوڑی مٹھی میں لیتے اسکا چہرہ اپنے نزدیک لا ٹھہرایا۔

"تمہاری ہفتہ پہلے حرا سے بات ہوئی، اس کے بعد نہ تم مجھے ملی نہ تم نے مجھ سے بات کرنی ضروری سمجھی۔ کیا حرا نے کہا تھا تمہیں کچھ ؟ مانا تم بہت بزی رہی ہو کافی دن لیکن تم نے صاف صاف مجھ سے کنارہ کیا، تمہارا لہجہ، نظریں سب کئی دن سے پرانی اجر سے ہیں۔ جب تم مجھے کچھ بتانے کو تیار نہیں تو

میں تمہیں ان بے جا نفرتوں سے کیسے بچاؤں۔ جب تم ہم دو کی ذات سے جڑے فیصلے پھر سے اکیلی لیتی پھر رہی ہو"

وہ اسے ڈانٹنا نہیں چاہتا تھا، اور ڈانٹا بھی نہیں تھا بس تکلیف کے سنگ بہت دن کی خاموشی توڑ کر شکائیت کی تو ویسا شکوہ ان اداس مرجھائی آنکھوں میں بھی اتر آیا۔

"تمہیں زبردستی اگلوانا چاہیے تھا مجھ سے، ہم نے ساتھ بہت اچھی رات اور اسکے بعد دن گزارا تھا۔ تمہاری سرد چپ دیکھ کر میں نے بھی اپنا پاگل پن سمیٹ لیا۔ ویسے بھی میں جتنی مرضی کوشش کرلوں، تمہیں پہلے جیسا نہیں بنا سکتی۔ میں زرا جلدی تھک کر اکتا جانے والوں میں سے ہوں۔ اور تم مجھے بڑی ہونے کا کہہ رہے ہو، خود تم ایک رات بھی پیلس نہیں آئے تو کیسے ملتی میں تمہیں؟"

وہ بھی اپنی بات میں برحق تھی، بنا خوف وہ کہا جو سچ تھا، جبکہ اجر کو اس وقت وہ اس سب تکلیف دہ کیفیت میں مزید نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔

"کہا تھا اپنی جگہ مت چھوڑنا۔ تم بیورو آجاتی۔ میری گود میں بیٹھتی یا سر پر۔ سب حق تمہارے ہیں لیکن تمہیں میری چپ اور کنارے کی ضرورت تھی۔ تم بہت بزی ہو گئی ہو۔ میرے لیے کہاں ٹائم رہا اب تمہارے پاس"

وہ اسے کاوچ پر بٹھاتا خود بھی بیٹھے اب یہ تلخی سمیٹنا چاہ رہا تھا لیکن اجر نے کوئی بات نہ کر کے اسکی کوشش کامیاب کرے یہ بحث ختم کر دی۔

"تم مجھ سے زیادہ بزی آدمی ہو۔ ایسے طنز میری پائمال ہستی سہہ نہ سکے گی"

بہت دیر بعد وہ بول پائی، وہ بھی جب باسل بھی چپ ہو گیا تو اسکا دل ڈوبنے لگا، مجبورا بولی۔

"تمہاری ہستی پائمال ہے پھر میں تو مٹی ہوا"

وہ برہمی سے بولا تو اجر نے رحم طلب نظر اس لڑنے کو ہر وقت تیار بیٹھے آدمی پر ڈالی۔

"مجھ سے اس وقت بحث نہ کرو۔ میں پہلے ہی اپنے اوپر طاری کیے جبر پر اندر سے زخمی ہوں"

وہ آزردہ لہجے میں تاسف کے سنگ بولی۔

"کیسا جبر؟"

وہ پریشان ہوا۔

"حرا نے مجھ سے کہا تھا ہم سب تم سے کبھی پیار نہیں کر سکیں گے۔ تمہیں روتا دیکھا ان سب نے تو اپنے دل میرے لیے پتھر کر لیے۔ میں نے تبھی اتنے دن خود کو تم سے دور رکھا۔ میں جان بوجھ کر لیٹ گھر جاتی ہوں"

وہ ندامت سے آنکھیں جھکا گئی تو باسل نے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں دبایا جس پر وہ نڈھال سی اجر ہمت پکڑ کر واپس باسل کو دیکھنے لگی۔

"اور تمہیں لگا میں اس سے بے خبر تھا، میں ہی وجہ ہوں ان سبکی تمہارے لیے نفرت کے لیے اجر۔ کیونکہ مجھے اپنی تکلیف کی آبرو رکھنی نہیں آئی۔ میں نے اپنے درد کا تماشا لگا کر تمہیں بھی قابل نفرت بنا دیا ان سب کے لیے۔ میں بھی اسی لیے تمہاری دور رہنے کی کوشش میں ساتھ دینے کو گھر ہی نہیں آیا۔ اور جب جب تم مجھ سے کنارہ کرو گی، میں تمہیں آزاد رکھوں گا۔ اب تم پر نہ میں خود کو مسلط کرنا چاہتا ہوں نہ اپنے جذبات کو"

وہ یہ سب بتا کر اپنی جانب سے اجر کو بہت سی آسانیاں تھما رہا تھا پر کوئی اجر سے کیوں نہیں پوچھتا تھا کہ اسے کیا چاہیے۔

اسے باسل ماہیل اور اسکی محبت کا خود پر تسلط درکار تھا، اور پوری شدت سے درکار تھا، جب وہ کچھ سمجھ نہ پایا اور وہ سمجھا نہ پائی تو ہاتھ چھڑوا گئی پھر دھیرے سے اپنا سر باسل کے کندھے پر رکھا جیسے کوئی تھک ہار جاتا ہے۔

"ٹھیک ہو؟"

باسل نے گردن گماتے پریشان حال اجر کو دیکھا جس نے بظاہر تو ٹھیک ہونے کا اشارہ مسکرا کر دیا پر وہ ٹھیک نہ تھی۔ اپنی آنکھوں کے سامنے اس نے باسل اور آتشم کو الگ الگ دیکھا تھا، لیکن دل کا کیا کرتی، اب یہ شک کر رہا تھا شاید باسل نے کسی کو ایمرجنسی ہائیر کیا ہو ورنہ آتشم اسے غدار ثابت کر دیتا آج اسکے پاس موقع تھا، وہ دوبارہ سے اپنے لیے پریشان باسل کو دیکھنے لگی۔

"تمہیں سچ میں آتشم کے لوگوں نے کڈنیپ کیا تھا؟ تم چھوٹے بچے ہو۔ مجھے بہت بڑی قیمت دینی پڑی ہے باسل۔ میں نے اپنے ہاتھ آئے اس وانٹڈ

سنائپر کلر اور بدتمیز غنڈے کو جانے دیا۔ اوہ میرے خدا تم یقین کر سکتے ہو میں نے اسکی ٹانگیں چیک کیں۔ مجھے لگتا تھا وہ تم ہو پر۔۔۔"

وہ جانتی تھی اس پر باسل بہت زیادہ ہرٹ اور ناراض ہو گا، چیخے گا پر نہیں!

"اگر تمہیں لگتا ہے ہم ایک ہیں۔ ثابت کرو اجر"

وہ اسکے سکون پر پتھرا کر رہ گئی۔

"واٹ؟"

اجر کی آنکھیں دھندلانے سی لگیں۔

"ہاں جس یقین سے تم نے اسکی ٹانگیں چیک کی ہیں، اب تو مجھے بھی لگ رہا ہے میں ہی آتشم ہوں"

وہ محسوس کر سکتی تھی کہ وہ سخت ناراض ہو کر یہ سب بڑبڑا رہا ہے۔

"مجھے معاف کر دو پلیز۔ تمہیں اس لیے نہیں بتایا کہ تم ہرٹ ہو جاو۔ بس بہت کچھ ایسا ہوا کہ مجھے لگتا تھا تم دونوں ایک ہو۔ میں اپنا شک آسانی سے دور نہیں کر پاتی۔ میں بہت شکی مزاج ہوں تم جانتے ہو۔ ورنہ جو تم ہو، وہ کوئی اور نہیں ہو سکتا باسل"

وہ الٹا تھکی ہاری سی اسکی ناراضگی دور کرنے لگی حالانکہ وہ باسل سے کوسوں دور رہنے کا تہیہ کر چکی تھی لیکن پہلے بنا کچھ سوچے گلے لگنا اور اب وہ باسل کو جس طرح صفائیاں پیش کر رہی تھی، خود سے کیے سب عہد ٹوٹتے ہوئے محسوس ہوئے۔

"ہمیں ساتھ وقت گزارنا چاہیے۔ یہ پچھلے بہت سے دن اور خاص کر آج والا انتہائی سٹریس فل تھا۔ میں بھی اس منسٹر کو بچانے میں ناکام ہو گیا اور تمہارے ہاتھ سے بھی وہ شاطر نکل گیا۔"

وہ خود ہی صلح جوئی سے اجر کی تھکن بڑھتی محسوس کیے یہ بے جا جھگڑا اسمیٹ گیا تو اجر نے اداس سی آنکھوں میں مسکان بھر لی۔

"باسل میں تمہارے گھر والوں کی نفرت کے ساتھ نہیں جی سکتی۔ میں کسی دن مر گئی تو؟"

اس نے تہیہ کیا تھا اب کوئی شکائیت نہ کرے گی پر دل دماغ اور روح تک پھیلی تکلیف کی جڑوں نے زبان پر شکوہ مچلا دیا۔

"کہیں نہ کہیں میں وجہ ہوں اس سبکی تو تمہیں ان سبکے نزدیک واجب المحبت بھی میں ہی بناؤں گا اجر۔"

وہ اس یقین سے بات کرتا کہ اجر کے پاس ایمان لانے کے علاوہ کوئی آپشن نہ بچتا۔

"تب تک بہت دیر ہو جائے گی۔ تم اتنی محبت کے باوجود مجھ سے دور کیسے رہ لیتے ہو، یہ ہفتہ مجھے لگا میں تمہارے لیے کچھ نہیں رہی باسل۔ جس دن میرا

لاسٹ ٹرینگ سیشن تھا تم نے مجھ سے ایک بار بھی اصرار کر کے میرے گندے موڈ کی وجہ نہیں پوچھی تھی۔ ایسے کیا جاتا ہے اپنے سکون کے ساتھ، وہ والی تکلیف ابھی بھی میرے حلق میں دبی درد دے رہی ہے۔ کہ مجھ سے پیار کرنے والا شخص مجھے اکیلا جلنے سلگنے کو چھوڑ گیا۔ مانا ماضی میں تمہارے ساتھ بہت برا کیا پر میں تمہاری طرح چپ، لاتعلقی اور بیزاری کی مار نہیں سہہ سکتی۔ تمہیں ایک بار بھی ڈر نہیں لگا کہ اگر تمہارے اس رویے کی وجہ سے میں واقعی تم سے خود کو بہت دور لے جانے میں کامیاب ہو گئی تو کیا ہو گا"

بولتے بولتے اجر کی آنکھوں میں کب تیرگی اترنے لگی، لہجہ شکستگی سے مسمسار ہونے لگا، وہ خود بھی نہ جان پائی لیکن اسکی تکلیف اس لڑکی کی سانسوں کو بھاری کر رہی تھی یہ باسل کے لیے دیکھنا مشکل تھا۔

"آئی ایم سوری۔ مجھے لگا تمہیں خود سے باندھنا غلط ہے۔ بار بار تم سے سوال کرنا اب مجھے معیوب لگتا ہے۔ رہی بات دور جانے کی۔ ہفتہ اگر تم مجھ سے دور نہیں جا سکی تو سالوں لگا کر بھی نہیں جا پاؤ گی اجر سیال"

وہ اس لمحے جب وہ بہت زیادہ پریشان حال تھی، بڑے غرور سے یہ بولے اسے ساری تکلیف بھلا گیا، ہاں سچ ہی تو تھا، اجر سیال نے اپنی کمزوری خود ہی تو اپنے دیوانے کے ہاتھ تھمائی تھی۔

"اتنا غرور خود پر پروسیکیوٹر سر؟"

وہ زرا دانستہ شریر انداز میں اسے دیکھتے بولی جس پر باسل نے اسے اپنی بازو اطراف حائل کرے اپنے سینے کی اور زرا سر کا کر اسکے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر دبایا اور اس سب کے بیچ اجر کی نظریں، باسل کی جھکی آنکھوں سے انچ بھی نہ ہل سکی۔

"میں چاہتا ہوں تم دوبارہ کسی بھی وجہ سے خود کو مجھ سے دور مت کرو۔ ہم پہلے ہی بہت دور ہو چکے ہیں اجر۔ تمہارا یوں جبرا خود کو اور مجھے دو کناروں سا کرنا، ہمارے رشتے کو کبھی بھی نارمل ہونے نہیں دے گا۔"

اب جا کر اس شخص نے اجر کی خواہش سمجھی، اب جو اس لڑکی کی آنکھوں میں آنسو تھے وہ خوشی کے تھے، وہ شخص دکھی تھا، وجہ اجر سے جڑی ضرور تھی پر اجر نہیں تھی لیکن وہ اب بھی اجر سے بے انتہا پیار کرتا تھا، کیونکہ اسکے اس حصار میں آتے ہی وہ سب بھول گئی تھی، اسکے جسم کی حرارت میں اضافہ ہوا جب وہ اسکے چہرے کے بے حد قریب مدھم سا سادہ سے گھمبیر لہجے میں ہمکلام تھا۔

"تم مجھ پر حق ہی نہیں جماتے۔ میں کیسے سہوں یہ؟"

وہ بے اختیار بول پڑی حالانکہ اسے یہ باسل سے مر کر بھی نہیں کہنا تھا۔

"میرے حق سہہ لو گی؟"

وہ اسکی اداس آنکھوں میں اپنی سیاہ آنکھیں گاڑتے چیلنجنگ انداز میں بولا تو اسکے بے باک سے انداز اور تیور بھانپتے اجر کو اپنی ریڑھ کی ہڈی تک سنسناہٹ محسوس ہوئی، وہ اپنے دہکتے ہونٹوں کی ٹپ اسکے گلابی ہونٹوں سے مس کرتا اسکی سانس روکے جواب کا منتظر تھا، وہ ملائم سا ٹکرا و آگ کا شعلہ تھا، اجر نے اسکے سینے پر ہاتھ رکھتے اسکے ہونٹوں کا یہ بھڑکتا لمس اس پل خود پر ممنوع کرتے اسکی گردن میں چہرہ چھپاتے اپنے آپ کو سکون دینا چاہا تھا، وہ بھی اسے خود میں بسائے اسکا سکون ہی تلاش رہا تھا، یہ سوال ادھورا رہ گیا تھا، بہت دیر لگ گئی تھی۔

اسکی گردن میں بھاری گرم سانسیں چھوڑتے بھی اجر کا اپنا سانس جلد بھاری ہوا تو وہ چہرہ نکال کر زرا سا پیچھے ہوئی۔

"مجھ سے زیادہ میرا جسم اسکے تابع ہے، میں اسکی آنکھیں اپنی جلد پر رینگتی اور حرکت کرتی محسوس کر سکتی ہوں۔ میرا پورا جسم یوں کانپ رہا ہے جیسے شدید بخار کی کیفیت میں کپکپاہٹ طاری ہوتی ہے، میرے جسم میں گردش

کر کے شریانوں کے بیچ بہتا لہو تمہارے قریب آتے ہی ابلنے لگا ہے، یہ میری انتہا پسندی سے نہیں، اسکی قربت کی تمازت کے اثر سے ہے۔ کیا اسے کہوں یہیں رک جائے؟ کیا میں چاہتی ہوں وہ مجھ سے کنارے پر ہی آباد رہے، پاس نہ آئے۔ میں سچ کہہ کر تمہیں روکوں یا اک مزید جھوٹ گڑھ لوں باسل ماہیل"

وہ بظاہر اسکا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر دبائے نظریں جھکائے بیٹھا تھا پر وہ لڑکی اسکے اک اک لیے سانس، پلکوں کی ہر اوپر اٹھتی جنبش، ہر دھڑکن، ہر نظر، ہر آہ اور ہاتھ کی پوروں کی ہر بااثر حرکت کو اپنی جان کے حق میں تباہی محسوس کر رہی تھی۔

"جا کر ریسٹ کرو گھر"

اس نے باسل کو نرمی سے کہا اور اسکے پہلو سے اٹھنے لگی جب وہ اسے پکڑ کر واپس پہلو نشین کر گیا، اب وہ حق جمار ہا تھا تو اجر کے ہاتھوں کی ہتھیلیوں میں پسینے چھوٹ رہے تھے۔

"اب ریسٹ ہم ساتھ کریں گے۔ فری ہو کر مجھے کال کرنا۔ میں پک کر لوں گا تمہیں۔ ابھی کچھ اہم کام سے جانا ہے مجھے"

باسل نے اسکی ڈری ڈری آنکھوں میں جھانک کر حق جمایا تو وہ ڈرے انداز میں ہی سر ہلا گئی۔

"میں کال کر دوں گی فری ہوتے ہی"

وہ اسکے اٹھتے ہی خود بھی اٹھی، وہ ذرا سا قریب آکر، اپنی سلگتی قربت کا جام پلا کر اجر کی ساری تھکن اڑا گیا تھا تو جب وہ پورا اسکے ہاتھ آجاتا تب وہ لڑکی کس قدر پاورفل ہو جاتی۔

"حرا واپس آ لے تو میں پھر سمجھاوں گا اسے۔ وہ لاڈلی ہے تبھی تمہاری طرح تھوڑی بگھڑ گئی ہے۔ جیسے میں نے تمہیں تھوڑا ٹھیک کیا ہے۔ بارس بھی اسے ٹھیک کر دے گا۔"

وہ ہلکے پھلکے انداز میں بولا، اجازتی نظروں سے اس نے اجر کو دیکھا ہی جب وہ بے اختیار اسکے نزدیک ہوئی اور اپنے ہونٹوں کو باسل کی گال سے لگاتے سانس بھی وہیں بھرتے پیچھے ہوئی تو وہ اسکی کمر پر ہاتھ رکھے اسے چہرے کے پاس روک گیا۔

"میں ایسی کس روز چاہتا ہوں۔ دو دن کر کے ہفتہ بھول جاو گی تو غلط بات ہے اجر سیال"

وہ اسے پھر سے اسکا کنارہ یاد دلا کر شرمندہ کر رہا تھا۔

"مجھے کیا پتا تمہیں یہ اچھا لگتا ہے یا برا"

وہ سب جان کر بھی کنفوز ہونے کی کوشش میں تھی، باسل نے گہرا سانس بھرتے زچ نگاہوں سے اجر کو دیکھا۔

"برا لگتا تو ایسے پٹختا تمہیں کہ تم جاکر دیوار میں دھنس جاتی"

وہ نخریلا سیدھے سے بات کرنا تو بھول ہی گیا تھا۔

"اچھا لگے تو دس پندرہ کسیز بھی تو کرتے ہیں"

وہ روٹھے لہجے میں منمنائی۔

"اتنا اچھا جس دن لگا، یہ بھی کر گزروں گا"

وہ معنی خیز سنجیدگی میں غضب ڈھاتا تھا۔

"جاو"

وہ اسے پکڑ کر چلتا کر گئی تو باسل دروازے کی جانب بڑھا اور ٹھیک دروازے کے پاس جاکر وہ رک گیا۔

"ویسے آتشم کی ٹانگیں کیا میرے جیسی تھیں ؟"

وہ تجسس میں مبتلا بولا۔

"ہاں لیکن پوری ٹانگوں پر ٹیٹو تھے، ہاتھوں پر بھی"

وہ افسوس کے سنگ بولی۔

"آجکل آئل ٹیٹو بھی مارکٹ میں ان ہیں۔ وہ پانی یا کسی بھی سکربنگ میٹریل سے نہیں اترتے۔ آئل ہی انکو ریموو کر سکتا ہے"

باسل کی بات سنے اجر نے آئبرو اچکائے، یہ باسل اسے کیوں بتا رہا تھا آخر۔

"آئل لگاتی اسکی ٹانگوں پر تو بہت ہی واہیات لگتی۔"

اجر نے منہ بسورا، باسل شر انگیز مسکرایا۔

"بس تبھی اس نے آئل ٹیٹو ہی بنوائے ہوں گے۔۔ چلو ملتے ہیں"

وہ اجر کو الجھا کر چھوڑے آفس روم سے نکلا تو اجر نے پھر سے اپنا سر پکڑ لیا۔

"کیا ہی ہو جاتا اگر میں یہ بھی کر لیتی۔اب اگلی بار یہ ضرور کروں گی۔اف باسل پہلے میں کم جلیبی کی طرح الجھی ہوں کے تم نئ پسوڑی ڈال گئے ہو۔یہ آدمی آتشم نہ سہی اسکا ساتھی تو پکا ہے۔۔۔یا اللہ مجھے صبر دے"

بچاری اپنی حالت پر اس وقت بس ماتم ہی کر سکتی تھی،اور کوئی آپشن جو نہ بچا تھا۔

..__________________________..

لگ بھگ چار بجے کا وقت ہو چکا تھا،عثمان ملک اپنی ضد پر ڈٹا تھا اور اور حان نے بھی اپنی باری کی چال ان کچھ گھنٹوں میں چل دی تھی۔

وہ جب چار بجے تک واپس گھر آیا تو کافی پر سکون تھا،ماہیل انجم اسکے تب سے غائب ہونے پر آتش فشاں بنے تھے،اور جیسے ہی وہ گھر میں داخل ہوا،ماہیل انجم کا لاونج میں انٹر ہوتے ہی سامنا اسکے موڈ کو خفیف سا تپا گیا۔

ایمن کو جب سے حرا کے کڈنیپ کا پتا چلا، وہ رو رو نڈھال تھیں، بارس بھی اس سچویشن میں کافی ڈپریس تھا، ایون ماہا بھی اس وقت ایمن کے ساتھ انھیں سنبھالے ہوئے تھیں جبکہ رحمان، انسپکٹر رضا کے ساتھ ہی تھے جبکہ مصطفی پھر سے گھر کی اداسی بھانپے ڈسٹرب تھا تو میرال اسے روم میں لے گئی تھی۔

"کہاں تھے تم؟ ہاں۔۔ بہن اس عثمان نامی غنڈے کے رحم و کرم پر ہے اور تمہیں آوارہ گردیوں سے فرصت نہیں۔ کچھ کرو گے تم یا میں اپنی اولاد کو ناکارہ مان کر خود ہی کچھ کر گزروں؟ وہ باسل بھی کال نہیں اٹھا رہا۔۔ تم دو بھائیوں کے ہوتے تمہاری بہن اس کمینے کے پاس ہے۔۔"

ماہیل انجم کا سخت غصے اور تکلیف سے چینخنا میرال نے بھی سنا، تبھی وہ بھی کمرے سے باہر آئی جہاں اور حان بے حد پر سکون تھا اور بابا اسکی جان لینے کے تیور لیے ہوئے تھے، ایمن الگ آدھی ہوئے جا رہی تھیں، جبکہ بارس اور ماہا کی ایک سی دردناک کیفیت تھی۔

"میں نے جو کرنا تھا کر دیا، مجھے اعلان کرنے کی ضرورت نہیں۔ کچھ گھنٹوں تک حرا گھر ہو گی۔ سلامت۔ اسکے دونوں بھائیوں نے مل کر ہی یہ سب کیا ہے اس لیے آپکو فکر میں آدھا ہونے کی ضرورت نہیں بابا۔ آپ کو بس اپنی اولاد سے مایوس ہونے کے سوا کچھ نہیں آتا، اب ہم اتنے ناکارہ بھائی بھی نہیں۔ لیکن جو کچھ کیا ہے وہ بتا نہیں سکتے تو آپ میں سے کوئی اصرار نہ کرے"

اور حان کا مزید زچ کرتا انداز ماہیل کے اندر آگ ہی تو بھڑکا گیا، ہر کوئی سہما کہ کہیں ابھی یہ باپ بیٹا دست و گریبان نہ ہو جائیں۔

"مجھے تپامت اور حان۔ طلاق دوا ان نحوست کو۔ یہ جب سے آئی ہے اس گھر میں صرف تکلیفیں ہی ہیں۔ حوالے کر اس عثمان کے اسے"

ماہیل انجم کی غلط بات جہاں ایمن، ماہا اور بارس کو دکھی کر گئی وہیں میرال نے بمشکل اپنے آنسو سنبھالتے اور حان کی طرف آس بھری نگاہیں جمائیں۔

"بابا۔ کہا ہے بس کریں"

اور حان نے نہایت ضبط سے بابا کو روکا جس پر ماہیل انجم کی آنکھوں میں عتاب کی سرخی چھلکنے لگی۔

"مما۔۔۔ مجھ پر اور باسل پر بھروسہ ہے ناں آپکو۔ تو کچھ دیر انتظار کر لیں۔ روئیں مت۔ حرا کا بال بھی بیکا نہ ہو گا۔ جب تک اسکے بھائی زندہ ہیں وہ کسی تکلیف کا شکار نہیں ہو گی۔"

بابا کو مزید قائل نہ کر پانے پر وہ جا کر مما کے پاس بیٹھا جہاں دوسری طرف ماہ براجمان تھیں جبکہ بارس کا باسل سے میسج پر رابطہ تھا جس سبب وہ مطمئین تھا۔

ایمن نے رونے پر قابو پائے سر ہلایا اور اور حان نے اٹھ کر بابا پر اک برہم زخمی نگاہ ڈالے اندر کمرے کی طرف بڑھا جہاں پہلے ہی میرال جا چکی تھی۔

اور حان روم میں انٹر ہوا ہی کہ اسے مصطفی کارٹون دیکھتا نظر آیا، وہ کاوچ پر لیٹ کر اپنے فیورٹ کارٹون دیکھ رہا تھا، اور حان کے ہونٹوں پر سمائیل آئی۔

"کیا کر رہا ہے میرا شیر"

اور حان اسکی ٹانگوں کے پاس ہی بیٹھا مسکرا کر بولا تو مصطفی نے نیند میں ڈوبے ڈوبے ہی ایل سی ڈی سکرین کی طرف اشارہ کیا۔

"تاتون دیت لا ہوں۔۔۔(کارٹون دیکھ رہا ہوں)"

مصطفی نے مدھم سی آواز میں اطلاع دی جس پر واش روم کا دروازہ کھلنے کے باوجود وہ مصطفی کے ساتھ ہی بزی رہا، وہ سارا رو آئی تھی، اور حان اتنے سکون سے مصطفی کے ساتھ مسکرا رہا تھا کہ میرال کا دل پھٹنے سا لگا۔

"کیا آپ س۔۔سچ میں مجھے ڈائورس دے دیں گے ؟"

ساری صورتحال ماہیل کی وجہ سے میرال کو بھی پتا چلی تھی ورنہ اورحان اسکی بھنک بھی میرال کو لگنے نہ دیتا، اس وقت اسے بابا پھر سے ظالم محسوس ہوئے جب میرال کی آنکھوں میں اٹکے آنسو اور خود کے لیے وہ ڈر دیکھ رہا تھا، لیکن وہ بے فکر تھا۔

"اچھی سی ریڈی ہوں۔ ریڈ ڈریس پہنیں۔ ہم ساتھ کوالٹی ٹائم گزارتے ہیں۔ مصطفی کو مما دیکھ لیں گی یہ ویسے بھی سونے والا ہے"

وہ خوبرو اٹھا اور میرال کے دونوں ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھوں میں تھام کر بولا جبکہ وہ ایسی سچویشن میں ایسا سوچ بھی کیسے سکتا تھا۔

"گھر میں حرا کے کڈنیپ کی وجہ سے ماتم کی سی کیفیت ہے اور آ۔۔ آپ یہ سب۔۔ اورحان۔۔"

وہ اپنے آنسوؤں کو مزید نہ سنبھال پائے شکوہ کر گئی۔

"حرا کا یہ بھائی بھی زندہ ہے اور آپ کا شوہر بھی میرال۔تو ماتم کس چیز کا۔وہ صحیح سلامت واپس آئے گی اور آپ بھی میرے یونہی دل سے لگی رہیں گی۔بھروسہ کریں۔جائیں۔مجھے آپ کھلی ہوئی چاہیں۔مرجھائی نہیں"

وہ محبت سے زیادہ یقین سے بھرا تھا۔

"ا۔ایسے کر کے کیوں مجھے سب کے لیے قابل نفرت بنانے پر تلے ہیں اورحان"

اس بار وہ تکلیف سے سسک پڑی،اورحان نے اک نظر مصطفی پر ڈالی جو آنکھیں موند کر زرا کروٹ بدل گیا تھا تبھی اورحان نے میرال کو کمر میں بازو لپیٹ کر اپنے سینے لگایا۔

"آپ کو عطا کی گئی عنابی مہریں چلی گئیں۔میں بس نئی دینا چاہ رہا ہوں۔اس میں آپ قابل محبت بنیں گی مزید۔آپ سے جو نفرت کرنے کا سوچے

گا، اسے میں کہاں مل سکوں گا پھر۔ آپ سراپا محبت ہیں میرال۔ اپنے خود کے کلینک کے بننے میں بہت بزی رہا میں کچھ دن۔ تو آپ کو بہت سا وقت دینا چاہتا ہوں۔ کیا یہ دکھ کی بات ہے؟ آپ کو یہ تو نہیں لگ رہا میں پھر سے آپکو تکلیف وہ پیار دوں گا، یہ کیوٹ درندہ آپکے لیے ظالم نہیں اب یقین کریں"

وہ بات ہی بدل رہا تھا جسکی میرال کو زیادہ تکلیف ہوئی۔

"آپ غلط سمجھ ر۔۔ رہے ہیں۔ میں کچھ اور کہہ رہی ہوں۔ وہ۔ وہ آپکو مجھ سے چھین لے گا۔ اب۔۔ م۔۔ مجھے بھی یہی لگ رہا ہے"

وہ بولتے بولتے پھر سسک اٹھی تو اورحان نے اسکو اپنے سینے لگایا لیکن ستم وہ سکون نہ پا سکی۔

میرال جو دگنی تکلیف میں تھی کہ اورحان اپنی بہن کے کڈنیپ اور کڈنیپر کا اس سے بیوی ڈیمانڈ کرنے پر زرا بھی پریشان نہیں۔میسناوہ۔۔۔جس نے کڈنیپر کی ایکس دھوکے باز بھگوڑی بیوی دبوچ کر

اسکے فون سے اس خبیث کڈنیپر (جو کبھی اورحان کا دوست ہوا کرتا تھا) کی برہنہ اور پرسنل نازیبا تصویریں حاصل کرے الٹا کڈنیپر کو بلیک میل کرے۔

اپنی بیوی اور بہن دونوں کو بچانے کا پورا انتظام کر لیا تھا،اور اس میں اورحان نے باسل کی مدد لی ثانیہ تک پہنچنے میں۔

ابھی وہ اسے سنبھال ہی رہا تھا کہ باہر حرا،باسل کے سنگ ماہیل پیلس میں داخل ہوئی اور سب ان دو کو ساتھ آتا دیکھے صدمے میں ہی تو جاتے محسوس ہوئے۔

"مجھے لگتا ہے باسل اور حرا آگئے ہیں"

اور حان نے نڈھال پڑتی میرال کا ہاتھ پکڑا اور کمرے سے لے کر نکلا آگے ماحول کچھ ایسا تھا کہ ایمن ہی اٹھ کر سب سے پہلے حرا کو اپنے سینے لگائے ہوئے شکر گزاری سے رو رہیں تھیں جبکہ باسل مزے سے کاوچ پر یوں بیٹھا جیسے اس پھیکے ایکشن اور تھرل پر بور ہو گیا ہو، اسے ہاتھ پیر چلانے تھے پر اس بار موقع نہ مل سکا تھا جبکہ ماہیل انجم کو صحیح معنوں میں چپ لگ گئی۔

ماہا اور رحمان سیال بھی شکر گزار نظر آئے جبکہ بارس کو بھی حرا کا چہرہ دیکھے کچھ قرار تو ملا لیکن بہر حال وہ کچھ سنجیدہ اور خفا لگ رہا تھا۔

"مما اتنے زور سے تو مت گھوٹیں۔ میری پلاسٹک کی ہڈیاں ٹیڑھی ہو جائیں گی"

ایمن کی جذباتیت پر وہ خود ہی منمنائی تو سب مسکرائے، ایمن نے اسے خود سے الگ کرتے حرا کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھرا اور ماتھا چوم کر خود کو سکون و یقین پہنچایا کہ حرا واقعی انکے پاس اور سامنے ہے۔

"مما کی جان ٹھیک ہو ناں ؟اس خبیث نے تمہیں کچھ کہا تو نہیں۔میر ا بچہ بلکل ٹھیک ہے ؟"

ایمن کی ممتا کو جب تک تسلی نہ ملتی، حرا سے ملنے کی کسی اور کی باری کیسے آ سکتی تھی۔

"نہیں مما کچھ نہیں کہا اس نے بس وہ اور حان بھائی کو بلیک میل کرنا چاہتا تھا۔مجھے چھونے کی کوشش کرتا تو ہاتھ نہ توڑ دیتی اسکے۔آخر بہن کن بھائیوں کی ہوں۔۔۔"

حرا کا شوخ مسکرا کر چہکنا اب جا کر زرا ایمن کا حوصلہ بنا ورنہ وہ بہت ڈر گئی تھیں، جبکہ بارس اس سب میں جانے کیوں پیچھے پیچھے نظر آیا، اسکے دل کو سکون تھا لیکن حرا کے ایک ہفتہ اگنور کرنے کی تکلیف پھر بھی بڑی تھی۔

"بابا۔۔۔آپ نے کیوں غصے والا چہرہ بنا رکھا ہے۔قسم سے میں نے نہیں کہا تھا اسے مجھے کڈنیپ کرے"

مماسے ملنے کے بعد وہ ماہیل انجم کے روبرو آئی جنکے جبڑے کا تناو زائل ہوا، حرا کو خود سے لگاتے اسکا سر چومتے بھی وہ ہر احساس سے عاری تھے کیونکہ سب کو کافی ایگریسو ورژن دیکھا چکے تھے۔

"بابا کو لگا حرا کے بھائی ناکارہ ہیں"

اس بار اور حان نے جان بوجھ کر بابا کے شانت ہوئے عتاب کو دہکایا جبکہ سب ہی اور حان اور پھر ماہیل کو دیکھنے لگے کہ کہیں یہ پھر سے نہ لڑ پڑیں۔

"میں بہت زیادہ پریشان تھا تبھی زیادہ اوور ہو گیا۔ معافی چاہتا ہوں۔ بیٹی کا معاملہ کسی بھی باپ کو شانت اور تمیز دار نہیں رہنے دے سکتا اور میں نے وہی کیا جو غصے میں مجھے ٹھیک لگا"

سب کے بیچ کھڑے ماہیل نے معذرت بھی خاصے کنجوس طریقے سے کی۔

"آپکو اپنے تینوں بچوں سے محبت تو بہت ہے الگ الگ شدید نوعیت کی پر بھروسہ نہیں بابا۔ کچھ بھی میرے ساتھ غلط ہو تو اسکی وجہ میرال نہیں ہے یہ بات آپکو سمجھنی ہو گی۔ اور ماننی بھی ہو گی۔"

وہ بلکل بھی سچ کہنے سے باز نہ رہا اور بابا کو جس طرح انکی غلطی پوائنٹ کی، سب متفق تھے، ایون باسل بھی۔

"اچھا ٹھیک ہے اب کیا جان لو گے باپ کی؟"

وہ اتنے لیکچر پر تپ سے گئے البتہ میرال نے یوں سمائیل دی جیسے وہ نہ روئی ہو نہ اسے کچھ برا لگا ہو، شاید اب اسے خود کو مینٹلیٔ تیار کر لینا چاہیے تھا کہ وہ جس طرح بیاہ کر آئی ہے، یہ سب ہونا فطری ہے۔

"نہیں میری مجال۔"

حرا آکر اور حان کے سینے لگی تو وہ مسکراتا بابا کو زچ نگاہوں سے دیکھنے لگا جس پر سب شرارت سے مسکرائے، حرا نے بارس کی طرف اک نظر دیکھا اور

اسکی طرف بڑھنے ہی لگی جب وہ کسی فون کال کا بہانہ کیے وہاں سے چلا گیا، حرا اسکی طرف بڑھتی بڑھتی رک گئی کیونکہ وہ جان بوجھ کر گیا تھا، البتہ باسل نے اور حان کو کچھ دیر بعد ساری سچویشن بتائی کہ کس طرح اپنی گندی تصویریں دیکھ کر عثمان کی ہوا ٹائیٹ ہوئی اور شرافت سے اپنی ڈیمانڈز سے پیچھے ہٹ گیا، یہ زندگی میں پہلا ایسا موقع تھا کہ اورحان اور باسل کسی ایک معاملے پر اتنے مزے سے ایگری ہوئے تھے۔

..________________________..

شام گزری تو ٹھنڈی ہوا دار رات افق کے دریچوں تک پھیلنے لگی، وہ دونوں ہی الگ الگ نوعیت کے بزی رہے پر باسل گھر جا چکا تھا لیکن اجر ہنوز بیورو ہی موجود تھی۔

"نمبر ٹریس کروایا تم نے۔ جس نمبر پر آتشم نے کال کی تھی وہ کس کے نام رجسٹرڈ ہے؟"

اس وقت اجر اور انسپکٹر خان بیورو میں تھے جب اجر نے کچھ مشکوک جگہوں کے میپس کی اپنے لوگوں سے سکینگ کرنے کو کہا ساتھ وہ اس نمبر کو کیسے بھول جاتی جس پر آتشم نے انسپکٹر خان کے دلائے نمبر سے کال کی، آتشم کیا اتنا بیوقوف تھا کہ نمبر کا ثبوت چھوڑتا، بہرحال وہ اجر کی ہر رگ سے واقف تھا تبھی اس نے یہ حرکت کی تھی۔

"میم وہ کسی ویلئیم کے نام رجسٹرڈ ہے، وہ ایک ایپل شوروم میں جاب کرتا ہے۔ مذہب کا عیسائی اور یورپئین ہے پر اسلامہ آباد میں رہائش پذیر ہے۔"

انسپکٹر خان نے اپنے ٹیپ پر موجود تمام ڈیٹیلز اجر کو دیکھائیں۔

"ملو اس سے جا کر۔ آتشم کا ساتھی ہو سکتا ہے۔ اگر مشکوک لگے تو اٹھا کر لے جانا اسے تھانے۔ اسکی رپورٹ صبح تک مجھے دو"

اجر کے کہے کے مطابق انسپکٹر خان نے فوری سر ہلایا جبکہ اسی لمحے انسپکٹر رضا اجازت طلب ہوا تو اجر نے اثبات کے اشارے سے اسے اندر بلایا۔

"یس انسپکٹر رضا۔ہائی جیک بس والا معاملہ کہاں پہنچا؟"

اجر پروفیشنلی بات کرتی بلکل سنجیدہ رہتی تھی اور یہی اسکا گریس تھا کہ وہ نک چڑھی لگتی تھی۔

"میم اس سنکی آدمی نے شام میں چھوڑ دیا اچانک سب سٹوڈنٹس کو۔اور میرے لوگوں کے ہتھے لگ گیا۔اسکا مقصد کسی سٹوڈنٹس کے تھروا سکے بھائی کو بلیک میل کرنا تھا۔لیکن پھر نجانے کیا ہوا کہ عثمان ملک پیچھے ہٹ گیا"

وہ ساری تفصیل سنے اس نام پر ٹھٹھکی۔

"ویٹ۔۔عثمان ملک۔یہ وہی ہے ناں جسکی ٹھکائی ہوئی تھی ہفتہ پہلے۔ہوسپٹل ایڈمٹ تھا۔اس پر ایف آئی آر بھی درج تھی"

اجر کے استفسار پر انسپکٹر رضا نے فورا سر ہلایا جبکہ عثمان کی کٹائی یاد آنے پر اجر کو خفیف سا مسکرانا پڑا۔

"ٹھیک ہے اچھی حاظر داری کرواسکی تا کہ دوبارہ کسی کو دھمکانے والی اسکی عقل ہی باقی نہ رہے۔"

اجر نے سپاٹ انداز میں حکم دیا جس پر دونوں ہی اجازت طلب ہوئے مگر اجر نے اشارے سے دونوں کو رکنے کا کہا۔

"یہ ساری لوکیشنز جو سکین ہو رہی ہیں۔ اسلامہ آباد کے ہر تھانے میں بھیجو۔ ہر جگہ ان اکتالیس گمشدہ بچوں کی تلاش ہونی چاہیے۔ یہ ہمارا نیو کیس ہے۔ وہ بچے ان تین منسٹرز کے چلائے چائلڈ ٹریفیکنگ کے نیٹورک کی بھینٹ چڑھے ہیں۔ کسی بچے کی جان نہ جائے یہ ہمارا پہلا موٹو ہے۔ اور ان سب کو بازیاب کروا کے انکی فیملیز تک پہنچانا۔ یہ کیس آپ دو لیڈ کریں گے۔ میں بریفنگ اور ہر ملتی خفیہ ڈیٹیل آپ دو سے شئیر کر دوں گی۔ اب آپ دو جا سکتے ہیں۔ اپنے اپنے کام لگیں"

وہ ان دو کو گائیڈ کرتی اختتام پر انھیں جانے کی اجازت دیتے خاموش ہوئی جس پر دونوں اجازت لیتے ایس پی آفس بیورو سے باہر نکل گئے جبکہ اجر کی نظریں اپنی آئی ٹی اور سائبر ایکسپرٹ ٹیم پر تھیں تو وہ ان کا کام دیکھنے انکی طرف آئی، مختلف خبریوں اور جاسوسوں کی طرف سے مختلف لوکیشنز موصول ہوتی جارہی تھیں، میسج نوٹیفکیشن پر وہ زرا فون، پینٹ کی جیب سے نکالتی سائیڈ آئی۔

"اب ختم کر دو اپنے کام بیوی، میں تم سے زیادہ بزی آدمی فری ہو چکا ہوں۔ تین کپ اس گرمی میں کافی پی چکا ہوں انتظار میں کہ ابھی اے ایس پی اجر سیال مجھے کال کرے گی۔"

وہ اپنے نام سے ہی اسکا سکھ بن جاتا تھا، یہ تو حق لٹاتا پیغام تھا، اجر کے ہونٹوں کے کنارے پھیلے، پر تبسم ہوئے۔

"اگر میں کہوں کے آج بزی ہوں۔ رات گھر نہیں آسکتی تو؟"

وہ جلدی سے ٹائپ کرنے لگی پھر اس نے باسل کو میسج بھیج کر محبوبہ کی طرح دم سادھ لیا کیونکہ وہ فوراً ٹائپنگ کرنے لگا تھا۔

"تو اپنے آفس میں کہیں مجھے بھی ایڈجسٹ کر لو۔ آوں؟"

وہ ماہیل پیلس کے سٹنگ ٹی وی لاونج میں بیٹھا کوفی کا سیپ بھرے ساتھ پراسرار سا مسکرایا۔

"میں یہاں کام کر رہی ہوں مسٹر باسل ماہیل"

لب دباتے شرارت سے گردن اٹھلاتے جواب لکھا۔

"اوکے تم کرو کام۔ میں بس سونے ہی والا تھا۔ سوچا پوچھ لوں کسی کو میری ضرورت نہ ہو۔ اور حان سبکو باہر لے کر گیا ہے ڈنر پر۔ میں تمہاری وجہ سے نہیں گیا لیکن چلو کوئی بات نہیں۔"

وہ پھر سے شرارت کے ساتھ میسج لکھتا مزے سے ٹی وی سکرین پر چلتا کوئی شو دیکھنے کے ساتھ اپنی کووفی پینے لگا جب اجر کا فوری بیقرار سا میسج موصول ہوا۔

"I need you"

بس یہ تین لفظ کافی تھے باسل کی نیند اڑانے کو، اسے پاگل کرنے کو، اسے بیقرار و دیوانہ پھر سے ہونے کو۔

"Are You Sure"

دگنی پر اسرار ئیت سے سوال آیا۔

"ہاں۔ پک کرلو مجھے آفس سے۔ کام تو چل رہے ہیں لیکن میں تمہارے لیے کچھ گھنٹے تو نکال ہی سکتی ہوں"

اف یہ رحم دل اجر سیال، حالانکہ خود مر رہی تھی باسل کے وقت کو پانے کے لیے۔

"کچھ گھنٹے؟ اب کیا تم دشمنوں جیسا بیہو کرو گی مجھ سے؟"

وہ ایموجی کے سنگ برہمی عیاں کرے میسج لکھے خود مسکرا رہا تھا، بہت ہی فریش اور پیارا بھی لگ رہا تھا، چہرہ ایکسٹرا گلو بھی کر رہا تھا جبکہ بلیک میں وہ ویسے ہی مزید وجاہت سے بھرا لگتا۔

"دشمنوں کو تو ایک منٹ نہ دوں"

وہ ٹائپ کرتے مسکرائی۔

"اس آتشم کو کتنا وقت دیا تم نے۔ اسکی ٹانگیں چیک کیں۔۔ ہنہ"

باسل نے اپنا شکوہ دہرایا اور اجر کو اسکا یوں کرنا ہنسا گیا، کیا وہ جیلس ہو رہا تھا؟۔

"تمہارا بھی آج سکن کیئر کر دوں گی۔ جلو مت"

وہ ہنس کر لکھتے میسج بھیج گئی تو آگے سے دھواں ہوتا ایموجی آیا۔

"مجھے نہیں چاہیے۔"

وہ روٹھا، اجر نے بنا سوچے کس ایموجی بھیجا ساتھ ایک کس سٹیکر بھی جس میں کارٹون کپل، فرنچ کس کر رہا تھا اور یہ اجر کے سراسر ہاتھ لگنے سے گیا تھا لیکن چونکہ اس سے پہلے اس نے کس ایموجی بھیجا تھا تو باسل کو لگا یہ عورت خود یہ سب بھیج رہی ہے۔

"کیا حرکت ہے یہ؟"

وہ آگے سے رعب جھاڑتا نظر آیا۔

"غلطی سے گیا سچ میں"

اجر نے معذرت کی۔

"تم نے ایسے سٹیکرز رکھے ہی کیوں ہیں۔ڈانلوڈ کیوں کیے ؟کسے بھیجنے تھے ؟"

وہ تفتیش پر اترا ہوا اجر کو شدید پیار الگا۔

"خود اپنی چیٹ میں بھیجتی ہوں۔کوئی مجھ سے پیار نہیں کرتا تبھی میں خود کو کسیز سٹیکرز بھیج کر پیار جتاتی ہوں"

اجر نے بنا سوچے میسج ٹائپ کیا جبکہ اسکے ہاتھ تب کانپ گئے جب باسل کی کال آتی نظر آئی۔

اف اجر کے دل کا اوپر نیچے ہونا۔

"میں بھیجوں گا اب سے تمہیں ایسے سٹیکرز۔بتاو کہاں سے انسٹال کیے ہیں۔لنک بھیجو"

کال لگتے ہی باسل کا بیقرار سوال اجر کی آنکھوں میں دل اتار لایا، یہ اتنا ہاٹ بندا اسی شدت سے کیوٹ ہو کر دگنا جان لیوا لگتا تھا۔

"تم بس سٹیکرز بھیجو گے"

وہ مدھم سا بولی۔

"تم جانتی ہو مجھ میں ایسا کرنے کی بھی ہمت ہے۔"

وہ جس انداز سے بولا، اجر کی نظریں فون پار بھی اپنی دن والی حالت سوچ شرم سے جھک گئیں۔

"پک کر لو۔"

وہی نرم مائل کرتا لہجہ۔

"کچھ کھاو گی؟"

فکر سے پوچھا کیونکہ اسے لگ رہا تھا اجر کو بھوک لگ رہی ہے۔

"انڈے والا برگر وود ڈائیٹ ڈرنک"

اجر نے فوری فرمائش کی، باسل کو پھر سے مسکرانا پڑا۔

"لاتا ہوں۔"

پیار سے کہے رابطہ توڑا تو اجر کتنی دیر بس فون سکرین کو ہی مسکرا کر دیکھتی رہی، بلکل ویسے جیسے اسے باسل سے پیار ہو گیا ہو۔

..________________________..

سب ریسٹورنٹ میں اپنی اپنی پسند کا میل انجوائے کر رہے تھے، آج سب بہت وقت بعد اچھے موڈ میں تھے پھر ماہیل انجم نے جب سب سے اپنے ایکسٹرا اروڈ بیہویر کی معافی مانگ لی تو سبکے موڈ بھی اچھے ہو گئے سوائے بارس کے جو حرا کو دیکھ بھی نہ رہا تھا، پورا ہفتہ اس لڑکی نے زرا سی بات پر اسکی نہ کوئی کال لی تھی نہ میسج، اسکے کڈنیپ پر وقتی وہ پگھل گیا تھا مگر پھر سے ہفتے کی

تکلیف حاوی تھی تو وہ سب کے بیچ واحد سنجیدہ بیٹھا تھا، ایون مصطفی بھی اس کے پاس تھا تب بھی وہ مسکرانے میں ناکام تھا۔

حرا کو اسکی چپ اور نہ دیکھنا بہت تکلیف دے رہا تھا پر وہ سوری کرنے میں بہت بری تھی تبھی خود بھی یہ سب سہہ رہی تھی۔

جبکہ میرال اور اور حان زرا باہر چہل قدمی کے لیے نکلے تھے کیونکہ دن بھر گرم موسم کے بعد رات کو ٹھنڈی اور پر کیف ہوائیں چل رہی تھیں۔

جبکہ اپنا کارنامہ وہ ٹہل کر میرال کے گوش گزار کر رہا تھا جو صدمے میں غرق محسوس ہوئی۔

"آپ نے۔۔۔ آپ نے سچ میں ایسا کیا؟"

وہ بولتے ہوئے ہکلا کر رہ گئی، یہ تو اور حان کے کارنامے پر وہ اثر تھا جو سامنے ہوا، اس وقت میرال کو اس خاموش زہر کی طرح دشمن کو کھا جاتے بندے سے جو ڈر لگا، بچاری کانپ اٹھی۔

"ایکچولی میں بچپن سے ہی لڑائی جھگڑے کے کاموں سے دور رہا ہوں۔ باسل کی طرح ہاتھ پیر چلانے آتے ہیں پر مجھے اچھا نہیں لگتا۔ بس آپ مجھے میسنا آدمی کہہ سکتی ہیں۔ وہ عثمان، ثانیہ پر جس طرح فدا تھا، مجھے پتا تھا دونوں نے فون میں

بہت سی رنگین یادیں سنبھال کر رکھی ہوں گی۔ بس میرا تیز دماغ کام کیا اور میں نے باسل کی مدد لی۔ کیا کروں بڑے بھائی کو بتائے بنا کچھ کرتا تو اسکی ناراضگی بہت شدید ہوتی ہے۔ وہ سہنی مشکل تھی۔ اور پھر ثانیہ نے جو تصویریں عثمان کو فیوچر میں بلیک میل کرنے کو رکھی تھیں ان میں سے آدھی میں نے استعمال کیں اور رزلٹ آپکے سامنے ہے میرال"

میرال کو خود سے لگائے وہ چلتا ہوا یہ کارنامہ بتاتے کافی مستی موڈ میں تھا لیکن وہ ابھی بھی دل کے کانپنے کو سنبھال نہ سکی تھی۔

"ان فیوچر کبھی میں ناراض ہو کر آپکو چھوڑ گئی۔ آپ مجھے بھی ہماری تصویروں سے دھمکائیں گے؟"

اف وہ معصومیت کے ریکارڈ توڑتی میرال جس پر اورحان کو بس پیار آیا۔

"اس کے لیے پہلے ہمیں ویسی تصویریں بنانی ہوں گی"

وہ بے شرمی سے بولتا میرال کو دہلا گیا، بچاری کان کی لو تک سرخ ہو کر رہ گئی۔

"اللہ اللہ ہم کیوں بنانے لگے ویسی تصویریں"

وہ شرم سے لال پڑے ہی بڑبڑائی تو اورحان منہ ہی منہ میں ہنسا، ہوا بہت ہی پیاری تھی، روح تک سرشار کرتا موسم طاری تھا۔

"ہم بنا تصویریں بنائے بھی ایک دوسرے پر فدا ہیں۔ اور ہماری یاداشت بھی بہت اچھی ہے کہ ہم دو کو ہمارا کوئی لمحہ مرتے دم تک بھول نہیں سکتا"

میرال نے زرا شرم و حیا کا لبادہ چاک کرتے بے اختیار اورحان کے اس یقین پر اسکی آنکھیں اور چہرہ بغور مسکاتے دیکھا تو وہ رک کر ترچھی نظروں سے میرال کی یہ دلچسپ نگاہیں محسوس کیے خود بھی مسکرایا۔

"کیوں غلط کہہ رہا ہوں میں۔ ہمارا ملنا کافی یادگار تھا۔ میں نشے میں اور آپ میرے نشے میں ہونے کا فائدہ اٹھاتیں ہوئیں"

وہ میرال کو سراسر تنگ کر رہا تھا جبکہ وہ خوفزدہ نظروں سے اورحان کو دیکھنے لگی۔

"اف اورحان میں ن۔۔نے کب فائدہ اٹھایا تھا۔ میں نے تو آپکو بہت روکا۔"

وہ سچ سمجھ کر پریشان ہوتی ٹھہری سی سرگوشی میں بولی پر اورحان کندھے اچکا گیا۔

"روکنے والے روک کر دیکھاتے ہیں۔ پر آپ نے تو مجھے اس خوبصورت چہرے اور ان جادوئی آنکھوں سے مزید اکسایا تھا میرال"

یہاں اگر وہ پبلک پیلس پر نہ ہوتی تو زمین پر بیٹھ کر رونے لگتی، آنکھیں تو ابھی سے آنسوؤں سے بھر گئی تھیں۔

"میں آپ سے بات ن۔۔ نہیں کروں گی"

وہ آنکھیں رگڑے اسے اکیلا چھوڑ کر آگے بڑھی تو اورحان ہنستا ہوا میرال کے پیچھے ہی لپکا، اسے پکڑنے کی کوشش کرتا تو وہ طوفانی لہر بنی خود کو جھٹک کر تیز تیز چلنے لگتی۔

"پھر کس سے بات کریں گی۔"

اورحان نے پیچھے ہی آتے معصوم بنتے پوچھا تو وہ غصہ اور غمگینی لیے رک کر پلٹی، آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو تھے۔

"آپ مجھے تنگ کر رہے ہیں۔ میں پورا دن کتنی پریشان رہی اور اب آپکی یہ حرکتیں"

پلکوں کو آنسوؤں سے بھیگوئے ہی وہ اورحان سے اسی کی شکائیت کرے پیروں سمیت اورحان کے دل میں اتر رہی تھی۔

"میری حرکتیں پیاری نہیں ہیں کیا؟"

وہ دو قدم قریب ہوا تو میرال نے سر سے ڈھلکتے دوپٹے کو اپنے سر پر واپس اٹکائے اسی سے اپنی گیلی نوزی رگڑی تو اورحان کے ہونٹوں سے مسکراہٹ سلپ ہوتے بچی۔

"آپ کو واقعی لگتا ہے میں نے آپکے نشے میں ہ۔۔ہونے کا فائدہ اٹھایا تھا؟"

اف اس نازک دل والی کی سوئی وہیں اٹکی تھی،اورحان کے ارادے، اسکی آنکھوں میں خمار، دلکش مسکراہٹ، فتح مندی میرال کو اپنے ارد گرد خطرے کی گھنٹیاں بجاتے محسوس ہوئے۔

"آپکو کیا لگتا ہے کہ مجھے کیا لگتا ہے"

وہ اب بھی اسے چھیڑنے سے باز نہ آیا تو میرال نے مٹھیاں بھینچیں پھر ہاتھ اٹھائے جیسے اورحان کی گردن دبانے لگی ہو پر خود کو دانت پیسے روک گئی کہ کوئی دیکھ لے گا تو کیا سوچے گا۔

اورحان پیچھے سے پھر ہنسا تو میرال نے پلٹ کر اک گھوری دیتے دیکھا۔

"رات بھر میرے نزدیک سرکنے کی ضرورت نہیں"

وہ خفا سی کہے پل پل دور جا رہی تھی۔

"ریڈ ڈریس پہن کر آپکو مجھ سے رات بھر انچ بھی دور رہنے کی اجازت نہیں"

وہ بھی پیچھے سے عاشقانہ، شیطانیت بھرے مسکراتے انداز میں بڑبڑایا تو میرال گھبرا کر قریب آئی اور اپنا ہاتھ اورحان کے ہونٹوں پر رکھتے اسے شرم کھانے کو کہا، یہ بات اتنا اونچا بولنے والی تھی کیا۔

"شرم کریں۔ آس پاس لوگ ہیں۔ کسی نے سن لیا تو کیا کہیں گے؟"

وہ اپنا ہاتھ تو ہٹا گئی پر اف اس لڑکی کی آنکھوں کا ہونٹوں سے زیادہ باتونی ہونا، وہ آنکھوں سے باتیں کر رہی تھی، گھوریوں سے نواز رہی تھی۔

"شرم آپکو تو نہیں آئی تھی جب میرے نشے میں ہونے پر میرے اتنے قریب آگئی تھیں۔"

اس بار اورحان نے مسکرا کر میرال کے کان میں کہا تو وہ مکا اورحان کے کندھے پر مارتی اسے خود سے دور کرے بھاگ گئی۔

"ہے۔۔ آج پھر ہو جائے وہی سب"

وہ بھاگتی ہوئی لرز کر تھمی، مڑ کر دیکھا، یقین نہ آیا یہ اسکا اورحان ہے، وہ آدمی جان لینے کے سارے ارادے بنائے ہوئے تھا۔

"شش۔۔ یہ اعلان کرنا ضروری ہے کیا۔۔۔ چپ کریں اورحان۔ پاگل ہو گئے ہیں"

وہ دور کھڑی سرگوشی میں اسے ڈانٹ رہی تھی جو اسکے ہلتے ہونٹوں سے ہی اسکی بات سمجھتا بالوں میں ہاتھ پھیرے مسکرا کر پیچھے ہی چلا آرہا تھا۔

"آپ مجھے پاگل کر رہی ہیں ریڈ ڈریس میں"

اف بیمار عشق کا سادہ سا جواز۔

وہ قریب آکر رکا تو وہ شکوہ کناں ہوئی کہ اب تنگ کرنا بند کرے۔

"گھر جاتے ہی اتار دوں گی دیکھیے گا"

وہ انتقامی تیور لیے بولی جیسے کوئی کسی کو سزا دینے کو لہجہ اپناتا ہے۔

"میں آپکو یہ زحمت کرنے نہیں دوں گا۔خادم ہے ناں۔ آپ کیوں خود کو تھکانا چاہ رہی ہیں"

وہ اب بھی شریر گستاخیاں کرتا میرال کو شدید شرمندہ کر رہا تھا۔

"اورحان۔۔خدا کے لیے کیا ہو گیا ہے آپکو۔بس کریں۔"

وہ قریب کھڑی منت سماجت پر اترتی سخت مسکین لگ رہی تھی اور وہ بگھڑا شہزادہ مزید شر انگیزی پر آمادہ لگ رہا تھا۔

"آپکا چہرہ، آپکے اس ڈریس جیسا ہو رہا ہے۔ہم ایک دوسرے کے بہت دن پہلے ہو چکے ہیں تو یہ جان کیوں نکل رہی ہے آپکی؟"

اورحان نے شرارت ترک کرتے جب سنجیدگی اختیار کی، واللہ اس لڑکی سے یہ بھی برداشت نہ ہوئی۔

وہ کیسے بتاتی کہ اسے ان لمحوں کے سکھ بھی دکھ کی طرح ملے تھے، یہ وہ اورحان کو بول کر نہیں کہہ سکتی تھی۔

"آپ نہیں سمجھیں گے۔ میں سب کے پاس جارہی ہوں"

وہ بھی سنجیدہ ہوئی پر چہرہ ابھی بھی گلالوں سے اٹا دمک رہا تھا۔

"سب سے بیاہی ہیں؟"

اورحان نے آئبرو اچکائے تو وہ منہ کھولے اسے حیرت سے گھورنے لگی۔

"ہیں۔۔ نہیں تو"

اسی حیرت و پریشانی میں بڑبڑائی۔

"پھر سب کے پاس کیا رکھا ہے؟"

اورحان نے ناراضگی جتاتے بدلحاضی سے پوچھا تو میرال آنکھوں کی حدود تک مسکائی۔

"سب کے پاس میرا بے بی ہے۔"

وہ اترا کر مسکرائی۔

"اور یہاں ہمارے بے بی کے آنے کی پلاننگ رکھی ہے"

وہ بھی جیسے منہ پھٹ ہوا تو میرال کا چہرہ دھواں چھوڑ گیا۔

"اف۔"

وہ شدید بد حواس ہوتی وہاں سے بھاگ گئی، اور اب کی بار مڑ کر بھی نہ دیکھا تبھی اور حان کو بھی مسکرا کر پیچھے ہی قدم بڑھانے پڑے جبکہ بارس کو زیادہ بھوک نہ تھی تبھی وہ کسی کال کے بہانے آکر باہر پارکنگ میں رکی گاڑی میں آکر بیٹھ گیا تھا، مما بابا کو وہی اپنے ساتھ لایا تھا تبھی انکے فری ہونے تک اسے انتظار کرنا ہی تھا۔

اور حان اور میرال واک کر کے واپس آئے تو سب کھانے کے بعد آئس کریم آرڈر کر رہے تھے تبھی حرا بھی سبکو باتیں کرتا دیکھے اٹھی۔

"تم کہاں جا رہی ہو"

ماہیل صاحب نے اسے اٹھتا دیکھے فورا پوچھا۔

"یہاں پلے ایریا بھی ہے، مجھے جھولے لینے ہیں"

حرا نے فوری جواب دیا اور وہ لگ بھی سچی رہی تھی۔

"جتنے تم نے ہمیں جھولے دیے ہیں آج ان سے دل نہیں بھرا؟"

بابا کا برہم ہونا جائز تھا کیونکہ حرا کے کڈنیپ پر سب سے زیادہ خوفزدہ وہی ہوئے تھے اور سب کی نظروں میں اوورری ایکٹ کر کے برے بھی بنے۔

"بس کریں ماہیل۔ اسکا کہاں قصور ہے کیوں ڈانٹ رہے ہیں، کول ہو جائیں اب۔ جاو میری جان پر دھیان رکھنا۔ بارس کو لے جاو۔ وہ باہر گاڑی میں بیٹھا ہوا ہے"

ایمن نے خود ہی زرا احرا کو ریلیف دلوایا ورنہ وہ موڈ خراب کر کے بیٹھ جاتی۔

"اوکے مما۔ اپنے ہسبنڈ کو اپنے حصے کی آئس کریم بھی دیں۔ شاید انکے لہجے میں مٹھاس آجائے"

وہ برہم بابا سے تھی پر تاکید اپنی ہنس مکھ مما کو کر کے چل دی جبکہ سب ہی ماہیل کو ٹھنڈا ہونے کا اشارہ کرتے نظر آئے، یہاں تک کہ مصطفی بھی دادا کے پاس آکر انکی گودی میں چڑھنے لگا تو ماہیل کا موڈ کچھ اچھا ہوا کیونکہ مصطفی کو دیکھتے ہی چہرے پر سمائیل آنا فطری تھی۔

خیر حرا باہر پارکنگ سائیڈ آئی تو بارس کار ڈور کھولے ایک ٹانگ گاڑی میں اور دوسری باہر رکھے بیٹھا فون پر گیم کھیل رہا تھا۔

وہ قریب آئی اور جھک کر بارس کے ہاتھ سے اسکا فون کھینچا۔

"فون واپس دو حرا"

وہ اسے دیکھے بنا اسکی طرف ہاتھ بڑھاتے فون طلب کرتا ناراضگی سے بولا، انداز قطعیت بھرا تھا۔

"اس گیم کے لیے تم سب کے بیچ سے اٹھ آئے، اور مجھ سے بات کیوں نہیں کر رہے۔ اگنور کیوں کر رہے ہو۔ پتا ہے ناں کیا ہونے والا تھا میرے ساتھ؟"

وہ ہنوز اسے اپنی طرف نہ دیکھتا پائے تلملائی مگر بارس نے کوئی جواب نہ دیا۔

"تمہارے بھائیوں کے ہوتے تمہارے ساتھ کچھ نہیں ہو سکتا۔ اور مجھے کیا ضرورت ہے تمہیں اگنور کرنے کی۔ یہ سارے رائٹس تو بس تمہارے پاس ہیں۔ جب دل کیا منہ لگاو اور جب دل کیا ہفتہ ہفتہ اذیت میں جھونکے رکھو۔ لاو ادھر"

وہ سخت غصہ ہوتے اٹھا اور لفظ جتا کر کہے حرا کے ہاتھ سے اپنا فون چھپٹ کر واپس لیا، وہ وہاں سے واٹر سلائیڈ ایریا کی طرف چلا گیا تو حرا بھی پیچھے ہی آئی، وہاں بچے انجوائے کرتے خوب مستیاں کر رہے تھے۔

"تم رملا لوگوں کو چھوڑنے گئے مجھے بتائے بنا تبھی میں غصہ تھی۔ سنو ناں بارس"

وہ اسکے اک کارنر پر جا کھڑا ہونے پر پاس ہی رک کر اسکی شرٹ کی بازو دو انگلیوں سے پکڑ کر کھینچنے لگی پر بارس نے بلکل دھیان نہ دیا۔

"میں نے کتنی کالز کیں۔ میسجیز کیے۔ بابا کی گاڑی خراب ہو گئی تھی تو مجھے ایمرجنسی انھیں چھوڑنے جانا پڑا۔ ذہن سے نکل گیا تمہیں بتاوں۔ لیکن تم گریٹ ہو۔ پوری سزا دی مجھے"

وہ ابھی بھی کاٹ کھانے کو دوڑ رہا تھا، حرا اسکی آستین مسلسل کھینچ رہی تھی کیونکہ وہ اسے دیکھے بغیر غصہ ہو رہا تھا، دیکھ لیتا تو اس باندری کی شکل پر رحم آجاتا جو وہ ہرگز نہ چاہتا تھا۔

"بتاو ناں کیسے مانو گے؟ ہو گئی غلطی۔ میں او ور ہو گئی مانتی ہوں پر تم تو مجھ سے کبھی نہیں روٹھے"

وہ اب بھی ہفتے کی سزا کو معمولی سمجھ رہی تھی، جس پر بیتی تھی بس وہی اس تکلیف کو جانتا تھا۔

"تبھی تمہیں میری قدر نہیں۔"

وہ نروٹھے پن سے بڑبڑایا تو حرا نے بھی گالوں میں ہوا بھرے آنکھیں چھوٹی کیے اسے گھورا۔

"قدر ہے۔ سچی۔ میں نے بہت مس کیا تمہیں۔ سوری ناں؟"

وہ اسکے سامنے آر کی اور دونوں کان بھی پکڑے تو بارس نے ہاتھ بڑھا کر اسکے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں دباتے، کان سے ہٹائے تو حرا کی مسکراہٹ شرارت سے بھری، لیکن وہ ہنوز سنجیدہ تھا۔

"تم جانتی ہو ناں حرا کچھ ایسے معاملات تھے جو ہم بچے نہیں جانتے۔ اجر آپی نے باسل بھائی سے نفرت اس لیے کی کیونکہ انھیں غلط فہمی تھی کہ عمار بھائی، باسل بھائی کی وجہ سے مرے لیکن ایسا نہیں ہے اور اب اجر آپی کی غلط فہمی دور ہو گئی۔ وہ دو ایک دوسرے کے ساتھ رہ کر ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کیا یہ تمہیں دکھی کر رہا ہے؟"

اچانک سے بارس کا یہ تمہید باندھنا حرا کو بھی سنجیدہ کر گیا، اسے لگا شاید اجر نے بارس سے اسکی شکائیت کی ہے پر بارس بہت حساس تھا، وہ خود ایسی چیزیں محسوس کر لیتا تھا۔

"اوہ تو تمہارا غصہ میرے ہفتہ تمہیں منہ لگانے کی وجہ سے نہیں بلکہ بہن کے کان بھرنے کی وجہ سے تھا۔ پھر تو تم بلکل حق پر ہو۔ وہ چڑیل ہمارے بیچ بھی زہر گھولنا چاہ رہی ہے"

حرا کی اجر کے لیے ناپسندیدگی تو ٹھیک لیکن اتنی نفرت سے ذکر کرنا بارس کو شدید تکلیف دے گیا، اس نے حرا سے یہ امید نہ کیا تھا، وہ اپنے ہاتھ بھی جھٹک گئی۔

"تم مجھے جو مرضی کہو لیکن وہ جیسی بھی ہیں میری آپی ہیں حرا اور میں انکے لیے ایسے تضحیک بھرے الفاظ برداشت نہیں کروں گا کبھی"

بارس نے سخت برہمی سے حرا کو اس بدتمیزی سے روکا تو وہ آگے سے طنزیہ ہنسی۔

"پھر تو ہم ساتھ نہیں چل سکتے۔ کیونکہ میری زبان سچ اور حق کہنے سے باز نہیں رہ سکتی۔ وہ بری ہے۔ وہ خود غرض ہے اور وہ کسی کا اچھا نہیں

سوچتی۔ تمہیں اپنی بہن پیاری ہے اور ہونی بھی چاہیے لیکن تمہیں میں پیاری نہیں رہی۔ رملا اچھی چوائز تھی، وہی سوٹ کرتی تمہارے ساتھ"

وہ اتنی تنگ نظر ہو گی یہ بارس نے کبھی نہ سوچا تھا، اس لمحہ اسے لگا اسکے سامنے اسکی حرا نہیں، ماہیل انجم کافی میل ورژن کھڑا ہے۔

"ہم کوئی گرل فرینڈ یا بوائے فرینڈ کے ریلیشنشپ میں نہیں بندھے کہ جب تم چاہو ہم ایک ہوں اور جب تم چاہو ہمارا بریک آپ ہو جائے۔ ہمارا نکاح ہو چکا ہے اس بچپنے سے نکلو۔ حقیقت دیکھو ورنہ تم پچھتاؤ گی حرا۔ تم میری حرا نہیں رہی۔ تم اتنی نیگیٹو نہیں ہو سکتی۔ میں اسطرح تمہارے ساتھ سانس نہیں لے سکتا، چل کیسے سکوں گا؟"

وہ بھی شدید ذہنی دباؤ میں مبتلا ہوئے بولا پر وہ آگے سے جان بوجھ کر مسئلے کو بڑھانے کے کام کرتی اذیت سے ہنس کر سب پر سر ہلائے جا رہی تھی۔

"مت چلو۔ تمہیں میں نے مجبور نہیں کیا۔ تم نے دیکھا ناں ہفتہ میں تم سے بات کیسے بنا رہی ہوں۔ زندگی بھر بھی رہ سکتی ہوں۔ تمہارا جو دل کرے وہ کرو۔ بہن کی سائیڈ لو یار ملا سے دوستی نبھاو۔ اب میں تمہیں کسی چیز سے نہیں روکوں گی۔ سب ختم۔ مجھے بھی میرا بارس دیکھائی نہیں دے رہا۔ ابھی کچھ نہیں بگھڑا تو سب ختم کرنے میں آسانی ہو گی۔"

وہ سفاکیت سے سب ختم کرنے کی بات کر رہی تھی اور بارس کی آنکھوں کے کنارے لال پڑنے لگے کہ کیا یہ تھی حرا کی اسکے لیے جنونی اٹیچمنٹ، اتنی پھس اور وقتی آبسیشن؟۔ اسے حرا سے بلکل اس درجہ بربریت کی امید نہ تھی۔

"سب ختم۔۔ مزاق ہے کیا تمہارے لیے؟"

وہ اسکا چہرہ جبڑے سے نرمی سے اپنی سمت پھیرنے کو ہولڈ کرے پست سا چلایا تھا۔

"تمہارے لیے ہے۔ پہل تم نے کی۔ تمہاری بہن کو ہمارے رشتے سے بھی شدید والی تکلیف ہے۔ میری غیر موجودگی کا بہت اچھا فائدہ اٹھایا ہے اس نے۔ مجھ س۔۔سے تمہیں چھین لیا۔ تو میں بھیک نہیں مانگوں گی اس سے تمہارے نام کی۔۔۔۔"

وہ غصے میں یہ سب بہت غلط بول رہی تھی۔

"بھیک حرا؟ تم اپنے ہوش میں ہو؟"

وہ سخت کرب سے بولا پر حرا نے اسکا ہاتھ بے دردی سے پڑے جھٹکا، آنکھیں اسکی بھی زرد ہو رہی تھیں یعنی دل پر اثر شدید ہوا تھا۔

"جو جو اجر سیال سے پیار کرتا ہے میں ان سب سے خود کو بہت دور لے جاوں گی۔ پہلے صرف ناپسندیدگی تھی، اب میری ضد سمجھو۔ اور تھینکیو سو مچ میرا اتنا اچھا ویلکم کیا تم نے۔ آج سے تم میرے بیسٹ فرینڈ نہیں ہو بارس۔۔۔۔ مجھ سے بات بھی مت کرنا"

وہ اسکے سینے پر مکے برساتی اسے دھکیلتی ہوئی روتی آنسو بہاتی وہاں سے چلی گئی جبکہ بارس کو لگا اسکا دماغ معاوف ہو گیا ہے، وہ بے یقینی سے سر جھٹکنے لگا کہ یہ سب اسکا خواب ہے لیکن یہ سب اسکا خواب نہ تھا، یہ بھیانک حقیقت تھی۔

..____________________..

"مے آئی کم ان؟"

دستک دیتے وہ اندر داخل ہوا تو اجر فائلز سے سر نکالے رولنگ چئیر سے ٹیک لگائے مسکرائی، باسل کو اجازت ملی تو وہ مسکراتا ہوا اجر کے فیورٹ انڈے والے برگر کے ساتھ سامنے آرکا۔

وہ پیک برگر کا پیک اس نے اجر کے سامنے دبیز موٹی میز کی سطح پر رکھا اور خود بھی سامنے کرسی پر بیٹھا، وہ فورا اسے ٹیک چھوڑتی اپنا گرما گرم برگر نکالنے لگی، ساتھ ڈائٹ ڈرنک بھی تھی اور ایک دم ٹھنڈی۔

"آج بہت دن بعد اسکی کریونگ ہوئی۔ تھینکیو۔ یہ بہت یمی لگ رہا ہے۔"

اجر نے وہ انڈے کی موٹی تہہ میں لپٹے برگر کو دیکھتے للچائی سی نگاہ اسکے اندر بھری فلنگ پر ڈالی جس سے کریمی مائیو اور کیچپ جھانک رہی تھی، باسل نے اسکے لیے اسکا کین بھی کھولا۔

"بائے داوے اتنے ہیوی میل کے ساتھ تم لڑکیوں کا شوگر فری ڈرنک پینا کچھ عجیب نہیں۔ مطلب کونسی اور کہاں کی ڈائیٹ ہو جاتی ہے اس سے؟"

وہ شکریہ تو وصول کر گیا پر نقطہ چینی نہ کرتا تو اسے سڑو کیسے کہہ پاتی وہ۔

ایک بڑی سی بائیٹ لیتے اجر نے اپنے ہونٹ سارے اس یمی ساس سے میسی کر لیے جس پر باسل اسکے جواب سے پہلے اسکی حالت پر محظوظ ہوا۔

"دل کی تسلی کو پیتے ہیں۔ تم نہیں سمجھو گے۔ اف یہ بہت ٹیسٹی ہے۔ تم لو گے ون بائیٹ"

وہ اس وقت اپنے آفس میں بیٹھی اے ایس پی اجر سیال کم، ایک بھو کی زیادہ لگ رہی تھی پھر سانس سے اٹے منہ کے ساتھ اس نے باسل کو بھی آفر کر دیا، اور وہ آمادہ نظر آیا اور الجھن پر اس سے پہلے اجر، اپنا منہ ٹشو باکس سے ٹشو نکال کر صاف کرتی، وہ اٹھ کر اسکے پاس آیا تو اجر کا ہاتھ ویسے ہی اسے اپنے پاس آتا دیکھ کر منہ کے پاس رک گیا، وہ بائیٹ چبانا بھی بھول گئی، ڈرتے ڈرتے سانس لی اور باسل نے جب اسکے ہاتھ سے ٹشو لیا تب اجر نے تیزی سے منہ چلایا مگر باسل نے اسکا جھکا چہرہ اوپر اٹھایا، اسکے نچلے ہونٹ اور ٹھوڑی پر مائیونیز لگی تھی۔

"ہاف بائیٹ لوں گا۔ مے آئی؟"

وہ دم سادھے بمشکل نوالہ حلق سے نگل کر باسل کے پوچھنے پر سہمی سی سر ہلا گئی پھر برگر اسکی طرف بڑھایا مگر باسل نے ہاتھ سے اسکا برگر والا ہاتھ پیچھے کیا اور اجر کا چہرہ اوپر اٹھاتے اسکے زیریں ہونٹ اور ٹھوڑی پر لگی مائیونیز ایز آ ہاف بائیٹ نرمی سے صاف کی تو اجر کے ہاتھ سے مارے

گھبراہٹ بر گر پھسل کر واپس ٹیبل پر جا گرا کیونکہ باسل نے یہ سب اپنے ہونٹوں سے کیا جبکہ وہ پریشان سی خود پر جھکے باسل کو دیکھنے لگی۔

اس شخص کے قریب آتے ہی وہ دہکنے لگی، باسل کے چہرے سے چھوٹتی بے حد حسین آفٹر شیو کی مہک، اسکی گرم سانسوں کا مہکتا اثر، اسکے دھڑکتے دل کی دمک سب اجر کو مسمرائز کر گیا۔

"مجھے کیچپ اور انڈا پسند نہیں ہے تو میں نے اپنی چوائز کی بائیٹ لے لی۔ کیا تمہیں اچھا نہیں لگا؟

وہ اسکی آنکھوں کی ٹھہری پتلیوں کو توجہ سے دیکھتا بولا تو وہ اب بھی کچھ نہ بول سکی، اپنے سوکھتے ہونٹوں پر زبان پھیری اور باسل نے نوٹ کیا تھا اب وہ ہونٹ کھانے بھی چھوڑ چکی تھی لیکن اس وقت اپنے نچلے ہونٹ کو جیسے بے دھیانی میں کاٹ رہی تھی وہ اک دلچسپ منظر تھا۔

"ا۔۔ایسے نہیں کرتے۔ایسی ان ایکسپیکٹڈ چیزوں پر دل اچانک رک بھی سکتا ہے۔ تم وہاں بیٹھو جا کر۔مجھے سانس نہیں آرہا"

وہ گھبرائی سی اٹکتے لہجے میں اسے خود سے دور کرنے لگی پر وہ ہنوز کرسی کی بازو اور میز پر ایک ایک ہاتھ ٹکائے جھکا تھا۔

"سانس نہیں آرہا مگر ہونٹ کاٹنے کی ہوش ہے تمہیں۔بہت گندی لگتی ہو یہ کرتے۔مت کرو"

پہلی بار اس شخص نے اجر کو اس عادت سے اتنے جان لیوا انداز میں ٹوکا، کہ وہ سانس روک کر اسکی کالی کالی آنکھوں میں ڈوب گئی۔

"ت۔۔تم وہاں بیٹھو گے تو میں اٹومیٹکلی رک جاوں گی اس سے۔۔۔پلیز"

وہ اسے مزید قریب نہ آنے کا کہے منت کرے دور بھیجنے لگی جس پر باسل واپس آیا اور بیٹھا تو وہ بھی نظریں چرائے واقعی ہونٹ کاٹنا رک گئی۔

"اوکے آرام سے کھاو"

باسل نے مسکرا کر کہا اور اسے مزید کنفوز نہ کیا اور موبائیل پر بزی ہوا تا کہ وہ سکون سے ڈنر کرے اور اس بار اجر نے ٹشو ہاتھ میں رکھا اور منہ صاف کرتی رہی لیکن باسل نے اس بیچ اسے ایک بار بھی دوبارہ نہ دیکھا۔

"آئی ایم ڈن۔ گھر چلیں؟"

اجر نے خالی کین اور برگر کا باکس ڈسٹ بن میں تھرو کرتے ہاتھ اور منہ کلئین کرتے اطلاع دی تو باسل نے فون بند کرتے توجہ اجر پر مرکوز کی۔

"چلو۔ میں گاڑی میں ویٹ کر رہا ہوں"

وہ قد آور وجیہہ شخص اپنی جگہ سے اٹھا اور اجر پر اک بھرپور نگاہ ڈالتے ہی دروازے کی طرف بڑھے آفس سے نکلا تو اجر نے بے اختیار گھبرایا سا مسکرا کر اپنے نچلے ہونٹ کو انگلیوں کی پوروں سے چھوا، وہ لمحہ، وہ باسل کی بے خود حرکت و نزدیکی سب یاد آئے اجر کو سر سے پیر تک کپکپا کر رکھ گئی۔

وہ لوگ گیارہ تک واپس ماہیل پیلس پہنچ گئے تھے، گھر میں کوئی بھی نہ تھا، سب آج ڈنر کے مزے لوٹنے نکلے تھے، وہ دونوں گاڑی سے نکلے اور باسل کے ہاتھ بڑھانے پر اجر نے مسکرا کر اسکا ہاتھ پکڑا۔

"پہلے شاور لوں گی میں۔ بہت تھکن ہو رہی ہے"

وہ باسل کو دیکھتے فوری جتاتے اطلاع دے گئی جس پر باسل کی آنکھیں بس مسکرائیں۔

"تم جیسا چاہو۔ بہت بھاگ دوڑ کی آج مس اجر نے"

وہ دونوں ساتھ ہی گھر کی طرف بڑھ رہے تھے، اجر کا اسے مس کہنا کیوٹ بھی تھا اور چھیڑ خانی جیسا بھی۔

"آئی ایم ناٹ مس۔ مسیز باسل ماہیل"

وہ اسکی آنکھوں میں محبت سے جھانکی، پھر وہ دونوں الگ الگ سمتوں کی طرف جانے لگے جب باسل نے اسکا ہاتھ واپس کھینچ لیا۔

"اچھا خود کو مسیز کہہ رہی ہو اور روم الگ بساو گی۔؟"

وہ خفا ہوا تو وہ شوخ مسکراتی اسکے چہرے کے بہت قریب آ رکی۔

"تم نے کہا تھا تم اپنا واش روم کسی کو یوز نہیں کرنے دیتے، اور مجھے ویسے بھی واش روم بنا لاک کیے نہانے کی عادت ہے"

وہ جانے کس قسم کی شرارت پر اتری تھی کہ باسل کے دل نے اک ہارٹ بیٹ مس کی۔

"تم نے مسیز باسل ماہیل کہا خود کو تو آئی فیل تم میرا ہی حصہ ہو۔ واش روم یوز کر سکتی ہو۔ رہی بات ڈوران لاک رکھنے کی، تم مجھ پر بند آنکھوں یقین کر کے پچھتاو گی نہیں اجر۔ آجاو"

وہ اسکی اتنی محبت سے یقین دہانی پر خفیف سا شرمائی اور دونوں ساتھ ہی سیڑھیاں چڑھے، روم کا ڈور کھولے باسل نے پہلے اسے اندر جانے کا کہا جبکہ پھر خود پیچھے داخل ہوا، وہ روم کے وسط میں پہنچی تو باسل نے روم کا اے سی اون کیا، وہ گہرا سانس بھرے اس سے پہلے پلٹتی، باسل نے اسے پیچھے سے آکر اپنی بازووں میں بھرا تو اجر حیران سا مسکرائی، کبھی باسل نے یوں قریب آکر اجر پر محبت جو نہیں پھونکی تھی۔

"شلوار قمیص پہننا نہا کر۔ تمہارے کچھ لائیٹ سے کپڑے لیے ہیں۔ ہر پلین کلر میں۔ ساتھ بہت کم ویٹ دوپٹے بھی ہیں۔"

وہ اسکی خواہش پر فوری آمادہ مسکرائی اور زرا سا چہرہ باسل کی طرف پھیرا۔

"تم مجھے جس طرح کہو گے میں ویسا ہی کروں گی، اتنا یقین کیسے ہے؟"

وہ آنکھوں میں شرارت بھرے بولی تو باسل نے اسے اپنے حصار میں روبرو کھڑا کرتے بغور وہ من پسند بھوری آنکھیں دیکھیں، اس شخص کا دیکھنا، چھونے سے زیادہ خوبصورت اور سکون بخش تھا۔

"کیونکہ مجھے لگتا ہے تم اب میرا یقین ڈگمگانے نہیں دو گی۔ جاوناں۔۔ نہالو"

وہ بات مختصر کیے بازو سمیٹ گیا تو اجر نے زرا سا پیروں کے سہارے اٹھے باسل کی گال چومی، اور پیچھے ہوئی تو وہ اسکی کمر پر ہاتھ جماتا اسے چہرے کے قریب روک گیا۔

"کونسا کلر پہنوں آج؟"

وہ اتنی نزدیکی پر بس یہی سوال کر پائی، گویا سانس لینے کی کوشش کی۔

"بلوو"

وہ اسے بلوو میں رخصتی کے وقت امیجن کرتا فورا بولا تو وہ ہنسی۔

"اوکے۔میں تمہاراواش روم بلکل گندا نہیں کروں گی آئی پرامسس"

وہ ہونٹوں پر رقص کرتی مسکراہٹ سمیٹے بولی تو باسل نے آنکھیں چھپکائے سمائل دی۔

"تھینکیو"

وہ اسکا تھینکیو لیتی اس سے دور ہوئی اور واش روم سے پہلے اپنا ڈریس لینے گئی،بہت ہی لوز سی شرٹ تھی اور ساتھ تنگ سموسہ شلوار،ہر کنارے پر وائیٹ لیس لگی تھی،گلے پر چھوٹا چھوٹا نہ چھبنے والا وائیٹ کڑھائی ورک تھا۔

وہ بنالاک کیے واش روم میں گھسی اور بیس منٹ لگا کر اچھے سے ٹھنڈے پانی سے شاور لیا،بال بھی ٹاول سے کافی حد تک ڈرائے کیے وہ اس سنپل سے جوڑے میں مزید گوری چٹی اور پیاری لگ رہی تھی،بال جب پانی چھوڑنا بند ہوئے تو وہ پیروں میں سلیپرز پہنے باہر آئی تو باسل،میٹرس پر لیٹا تکیے پر سر جمائے کروٹ بدلے کچھ فون پر ریلز دیکھنے میں بزی تھا جب وہ ڈریسنگ میز

کے پاس رک کر بالوں میں برش کر کے انھیں بھاتی چہرے اور ہاتھ پیروں کو موئچرائزر لگائے نمی پہنچاتی اس تک پہنچی اور اجر کے بیٹھنے کی دیر تھی کہ باسل نے کروٹ بدلی اور اپنا سر اجر کی گود میں رکھے فون بیکار چیز کی طرح اک طرف کر دیا۔

وہ اسکا یوں لاڈ اٹھوانا امید نہ کر رہی تھی جبکہ وہ اسے دیکھ رہا تھا جو نیلے رنگ میں سرخ سے زیادہ سج رہی تھی۔

"یہ رنگ تم پر بہت سجتا ہے۔اچھا کیا تم دلہن بھی اسی رنگ کے ساتھ بنی تھی۔"

وہ اسکی تعریف پر کھل گئی، جیسے نیلے رنگ میں کوئی سرخ گلاب لپٹ گیا ہو۔

"دیکھا میری دور اندیشی۔جو رنگ پہن کر تمہارے گھر آئی، وہ تمہارا فیورٹ ہو جائے گا پتا تھا مجھے"

وہ شوخ مسکراہٹ لیے اسے دیکھتی بولی تبھی باسل نے اسکا ٹھنڈا ملائم ہاتھ اپنے ہاتھ میں دباتے ہونٹوں کے قریب کیے چوما، بے حد محبت وچاہت کے ساتھ، وہ مسکرا کر آنکھیں موند گیا، اجر کو لگا وہ یونہی آنکھیں بند کیے سکون محسوس کر رہا ہے لیکن جب وہ کچھ دیر مزید آنکھیں بند کیے لیٹا رہا تو اجر نے محسوس کیا وہ نیند میں چلا گیا ہے، وہ اسکے یوں سو جانے پر شاکڈ بھی ہوئی اور پیار بھی آیا تبھی اسکے بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگی، شاید اسے باسل کے قریب سچ میں اپنی تھکاوٹ بھول گئی تھی۔

..________________________________..

باقی سب کھانے اور آئس کریم کے بعد کچھ دیر مزید وہیں رکے مگر میرال اور اور حان زرا دیر پہلے واپس آگئے، میرال تو منع کرتی رہی پر اور حان اسے زبردستی لے آیا، اس پر بچاری کا پورے سفر کے بیچ دل الگ کانپتا رہا کیونکہ یہ ریڈ ڈریس آج بہت بڑے فساد کی جڑ تھا، میرال پورے راستے پلین بنا رہی تھی کہ وہ گاڑی رکتے ہی نکل کر گھر کی طرف دوڑ جائے گی اور کمرے

میں جاکر کمرہ لاک کرتے ہی سب سے پہلے یہ سرخ ڈریس بدل کر کسی اس جگہ چھپائے گی جہاں سے اورحان کوکوشش کے باوجود نہ مل سکے، لگ بھگ ساڑھے بارہ ہو چکے تھے۔

مصطفی کے آنے سے پہلے اورحان زرادل کھول کر میرال کو تنگ کرنا چاہ رہا تھا تاکہ وہ کسی بھی رکاوٹ کے بنا اسکے ہاتھ لگی رہے۔

گاڑی ماہیل پیلس کے گیڈ سے اندر جاکر رکی ہی جب میرال نے گاڑی کا دروازہ ہینڈل پکڑ کر کھولنا چاہا ہر وہ لاک تھا، چوکیدار نے گیڈ بند کر دیا، باسل کی گاڑی بھی پورچ میں کھڑی تھی۔

"ہے ہے کس بات کی جلدی ہے آپکو؟"

وہ اسکے گاڑی کو دیے جھٹکوں پر محظوظ ہوتا ٹوک گیا جس پر میرال نے گھوری دیتے اورحان کی سمت دیکھا۔

"آپ کے ارادوں سے خوف آرہا ہے۔ مصطفی کو کیوں ساتھ لانے نہیں دیا۔ اوپر سے آپکا آج جو میں نے روپ دیکھا۔ دیکھیں میرے رونگٹے کیسے کھڑے ہیں"

میرال نے دونوں بازو سامنے پھیلاتے اپنی بازووں سے شرٹ کی آستینیں ہٹا کر واضح پور دیکھائے تو اورحان نے خمار سے اسکی صاف شفاف سرخ و سفید بازووں کو ہاتھ پھیرے سہلایا جو کھڑے رونگٹے دیکھنے کو نہیں اسکی بازووں کی خوبصورتی فیل کرنے کو تھا، میرال نے ڈر کر فورا سے بازو پیچھے کھینچ لیے۔

"آج انکی ہر حرکت ٹھرکیوں جیسی کیوں ہے۔ یااللہ مجھے بچالیں۔"

وہ اپنے بازو سینے میں یوں ڈر کر لپیٹ گئی جیسے وہ انھیں کھا جائے گا، جبکہ ڈری ڈری نظروں سے جیسے اورحان کو دیکھ رہی تھی وہ الگ اورحان کو سرور دے رہا تھا۔

اور حان نے کار ڈور اوپن کیا جبکہ وہ بھی اب تسلی سے دروازہ کھولے باہر نکلی۔

"آجائیں میرال"

وہ ہاتھ بڑھا رہا تھا پر تب چراغوں میں روشنی نہ رہی جب میرال نے وہیں سے سپیڈ کے ساتھ گھر کی طرف دوڑ لگادی، اور حان پہلے تو منہ کھولے صدمے میں لپٹا دیکھتا رہا کہ یہ ہوا کیا ہے پھر خود ہی ہنس کر دہرا ہوا۔

"اوہ میرے خدا کیا یہ مجھ سے اتنی زیادہ ڈری ہوئی ہیں۔ہاہا میرال میں آپکا کیا کروں۔"

وہ ہنستا ہوا ہی پیچھے لپکا جبکہ میرال نے اپنے پلین کے مطابق کمرے میں پہنچ کر پہلے ڈور لاک کیا پھر وہاں سے وہ اپنے سادہ سے کپڑے اٹھا کر واش روم میں دوڑی۔

اور حان پہلے تسلی سے کچن میں جا کر پانی پیے اپنے لیے گرین ٹی بنانے لگا پھر اسے لیے ہی وہ واپس روم تک پہنچا تب تک میرال واپس سادہ سے گھر کے خلیے میں پلازو اور لوز سی شرٹ میں ملبوس دوپٹہ شانوں پر پھیلائے اور حان کے ڈور کھولتے ہی سامنے سعادت مندی پلس شرارت آنکھوں میں لیے کھڑی نظر آئی۔

"آپ کو کیا لگتا ہے میں پھر سے آپکو وہ ریڈ نہیں پہنا سکتا میرال؟"

اور حان نے کپ میز پر جھک کر رکھتے سیدھا ہوتے جب میرال کی طرف شر انگیز نگاہ جماتے قدم بڑھائے تو وہ نہ صرف پیچھے ڈریسنگ میز سے جا لگی بلکہ اسکا سارا اعتماد بھی گھاس چرنے نکلا۔

"ن۔۔ نہیں۔ آپ اتنے زیادہ والے اوٹ آف کنٹرول نہیں ہو سکتے ہوش و حواس میں۔ مجھے بتائیں پھر سے نشہ کیا آپ نے؟ یا ڈرگ لی۔ آج آپکے رنگ ڈھنگ شدید دہلانے والے ہیں"

وہ اسکے سینے کے پاس آچکی تھی، جناب دلچسپ خمار آلود نگاہوں سے میرال کے چہرے پر آتے جاتے رنگ دیکھ رہا تھا۔

"آج میری بیٹری لو ہے میرال۔۔۔جو آپ ہی چارج کر سکتی ہیں۔بیٹری لو کی وجہ سے مجھے پاگل پن کے جھٹکے لگ رہے ہیں۔جب تک مصطفی آتا ہے، آپکے پاس موقع ہے کہ میری بیٹری چارج کر دیں تاکہ میرے ان پاگل پن کے جھٹکوں سے آپکو نجات مل جائے اور ہم تینوں کی رات پر امن گزرے"

وہ ہاتھ بڑھا کر میرال کے گالوں سے جوڑتا اسکی ناک سے ناک ملاتے بلکل نشئی کی طرح بولا، جبکہ میرال کی آنکھیں خوف و حیرت سے پھیل رہی تھیں کہ اسکے اور حان کا اگر یہ نارمل ہونا ہے تو پاگل ہونا سچ میں جان لیوا ہوتا۔

"ا۔۔اور حان کیسے ہ۔ ہو گئ آپکی بیٹری چارج؟"

وہ ڈر کے مارے شدید آہستہ سا سرگوشی میں بولی، اور حان نے حلق کے پار دبائے قہقہے کو بمشکل نگلا۔

"آپکو وہ ریڈ ڈریس واپس پہن کر آنا ہوگا بس اتنا سا"

اور حان نے معصومیت سے اپنے پاگلانہ جھٹکوں کی روک تھام کو آخری حل پیش کیا تو میرال نے آئبرو اچکائے اور حان کو گھوری سے نوازا۔

"جی نہیں۔ میں نہیں پہن رہی۔ میرے اندر ابھی آپ سے دوسری ملاقات کی کوئی ہمت نہیں"

وہ شدید انکاری تھی۔

"دوسری ملاقات کے ٹریلر کی بھی ہمت نہیں میرال؟"

اور حان نے بچوں کی طرح معصومیت کے ریکارڈ توڑتے سوال کیا جس پر ناچاہتے ہوئے بھی میرال کے ہونٹوں تک پرحیا تبسم اتر آیا۔

"آپ اگر مجھے تنگ کر رہے ہیں تو بس کریں پلیز۔ لیکن اگر یہ سچ ہے تو جیسا آپ چاہیں۔ مجھے آپکو ناراض کرنے کی کوئی تمنا نہیں۔ لیکن میں چاہتی ہوں آپ اس سب کو ویسے مت دہرائیں۔ وہ بہت ہرٹ تھا اور حان"

وہ خود پر اجازت سونپ رہی تھی پر اور حان کا دل تو اس بات پر کٹا کہ وہ اب تک اس سب تکلیف سے باہر نہیں آسکی۔

"میں ہوش و حواس میں آپکو تکلیف نہیں دے سکتا یہی بتانا چاہتا ہوں۔ آپ تو بہت ڈر گئی ہیں مجھ سے۔ آپ جانتی ہیں اپنی آپ پر ڈھائی درندگی کے ثبوتوں کی وجہ سے میں دوبارہ آپکے زرا بھی قریب نہیں آیا لیکن آپکو مجھ سے دور رہنے کی عادت ہو جائے یہ بھی نہیں چاہتا۔"

وہ سنجیدہ ہوا کیونکہ میرال کی آنکھوں میں خفیف سی نمی اتر آئی تھی۔

"مجھے آپ سے دور رہنے کی عادت کبھی نہ ہو گی۔

I ishq You"

دانتوں کی نمائش کرے وہ مسکرا کر اورحان کی سنجید گی کی بھی واٹ لگا گئی، وہ ہنستا تھا اس آئی عشق یو پر۔

"تو پھر آپ کو چاہیے بیوی کی طرح میرے سر پر سوار رہیں۔ ہم تکلف میں بیٹھے رہتے ہیں۔ کس کا موڈ بننے لگتا ہے تو مصطفی کی انٹری ہو جاتی ہے۔ مطلب اتنا قریب آنے کے لیے تو کم از کم سوچنا نہیں چاہیے ہمیں۔ ٹھیک کہہ رہا ہوں ناں؟"

وہ اسکی شکائیت سنے ہنسی کیونکہ یہی تو سچ تھا لیکن پھر بھی مصطفی کی انٹری کیوٹ تھی اور لگ رہا تھا آج بھی جب تک دو ہنس قریب آتے، مصطفی کی انٹری ہو جاتی۔

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں لیکن پہلے گرین ٹی پی لیں۔ میں بھی اپنے لیے بنا کر لاتی ہوں۔ پھر ہم فرصت سے بیٹھ کر اتنا قریب بنا سوچے آنے کے بارے ڈسکس کرتے ہیں"

میرال نے ایک بار پھر فلم کروائی اور اس صفائی سے وہ اور حان کے ہاتھوں نکلی کہ بیوی بھی گئی اور کولنگ سے بھرے روم میں پڑی گرین ٹی بھی اور حان کے ارمان کی طرح ٹھنڈی ہو جاتے بچارے کا منہ چڑانے لگی۔

..________________________..

"حرا۔۔بات سنو۔"

وہ لوگ لگ بھگ پونے ایک تک واپس لوٹے تھے، سب ہی تھک چکے تھے تو اب بس سونے کی طرف ہی بھاگ دوڑ کرنی تھی مگر بارس نے سب کے جاتے ہی پیچھے لان میں کچھ دیر ٹہلنے کے لیے جاتی حرا کی بازو پکڑے اپنی طرف پلٹایا تو وہ بارس کو ناراضگی سے دیکھنے لگی۔

"کوئی بات رہی ہے کیا؟"

حرا کا انداز سپاٹ تھا۔

"میری اس بارے اجر آپی سے بات ہی نہیں ہوئی تو تم کیسے کہہ سکتی ہو کہ وہ مجھے بھڑکاتی رہی ہیں۔ میں نے سبکی اجر آپی کے لیے خفگی خود محسوس کی۔ سب سے زیادہ تمہاری اس رملا اور میری منگنی والے ڈرامے کی وجہ سے۔ تم کیوں اتنا غلط سوچ رہی ہو۔ ہمارے بیچ کچھ ختم نہیں ہو سکتا حرا۔ میں تو اس غرور میں جیتا ہوں کہ تم میرے بنا نہیں رہ سکتی، یہ واحد مان ہے میرے پاس۔ اسے مت توڑو"

وہ اپنے ہاتھوں سے اسکی دونوں بازوؤں کو پکڑے اک اک حرف سمجھاتے جتانے کے انداز میں بولا پر وہ ہنوز پتھرائی آنکھوں سے بارس کو دیکھ رہی تھی۔

"میں کیسے پسند کروں اسے؟ میری مما اور میرے بابا کیسے صدقے جائیں اسکے۔ تم نے اگر اس روز باسل بھائی کی حالت دیکھی ہوتی تو اس وقت اپنی بہن کے وکیل نہ بنے ہوتے۔ جو بھی وجہ رہی بارس، وہ ظالم بنی ہے اور رہی ہے۔ مجھے اپنی تکلیف کی پرواہ نہیں جو اس نے تمہاری اور رملا کی منگنی کا

ڈرامہ کر کے مجھے دی، میری آنکھوں کے سامنے سے میرے بھائی کی وہ بے بسی شاید مر کر ہی ہٹے گی"

حرا نے اس بار دل کھول کر بات کی، اس لمحہ بارس کو لگا شاید غلط وہ خود ہے، حرا نہیں پر اگلے ہی پل دماغ جھٹلانے لگا کہ حرا ابھی دل سخت کر رہی ہے، اسے اجر کی اب والی کوششوں کو بھی مد نظر رکھنا چاہیے تھا۔

"وہ باسل بھائی کو اب کبھی تکلیف نہیں دیں گی۔ جو ہوا غلط فہمی میں ہوا"

بارس نے بھونڈی سی اک کوشش کی حرا کو قائل کرنے کی پر وہ جواباً اذیت سے مسکرائی۔

"غلط فہمی میں اگر نفرت کر کے اگلے کو موت کے منہ میں جھونکنا ممکن ہے تو تم سمجھ لو مجھے بھی غلط فہمی ہوئی تھی کہ میں تمہارے بنا سانس بھی نہیں لے سکتی۔"

وہ سفاکیت کی حد کر رہی تھی، اسے بارس کو ناکردہ گناہ کی سزا دینے پر زرا بھی خوف خدا نہ آرہا تھا۔

"تم تو خود کو ہمارے بیچ کے جذبات غلط فہمی بنا کر مطمئین کرلو گی۔ میرا کیا؟"

وہ بہت کرب سے بولا تھا، وہ بھی تکلیف محسوس کر رہی تھی پر وہ ایسی ہی تھی۔

"اللہ نے ڈالی ہے میرے دل میں تمہاری بہن کے لیے ناراضگی۔ وہی نکال سکتا ہے بس۔ تمہارے ایڑی چوٹی کے زور لگانے سے کچھ نہیں سلجھے گا سوائے اسکے کہ ہم الگ ہو جائیں گے۔"

وہ اسکے ہاتھوں کی گرفت سے بازو جھٹک کر خود بھی تاسف کے سنگ بولی تھی۔

"تمہیں کوئی اور لڑکا پسند آگیا ہے؟"

حرا جو سوچ رہی تھی وہ اب کوئی اسکے غصے کو کم کرنے کی بات کرے گا، جب بدگمان ہوئے یہ بولا، حرا نے سخت غصہ ہوتے اسکی گال پر ہلکا سا تھپڑ دے مارا، بارس نے سخت کرب سے چہرے پر ہاتھ جوڑتے اس ظالم لڑکی کو دیکھا۔

"تم نے مجھے تھپڑ مارا حرا؟"

وہ صدمے میں بڑبڑایا۔

"اپنی بکواس نہیں دیکھی تم نے۔ میں کسی کی بیوی ہو کر لڑکے پسند کروں گی۔ دونوں بہن بھائیوں کا دماغ ابلا ہوا ہی رہتا ہے۔ اور ابل ابل کر پھول گیا ہے، پھولا دماغ کچھ ریزن ایبل نہ سوچ سکتا ہے نہ کر سکتا ہے۔"

بارس کو اسکے ڈانٹنے کی امید نہ تھی، حرا نے خود ہی اسکا چہرے پر جما ہاتھ ہٹاتے افسوس سے اپنا ہاتھ سہلایا تو بارس کی آنکھوں میں ہلکورتے شکوے پر پشیمان ہوئی۔

"تم مت جاتی ٹرپ پر، کیوں گئی۔ مجھ سے کوسوں دور چلی گئی ہو۔ میرے بنا تمہاری زندگی تباہ ہو جائے گی حرا"

وہ اسے تنبیہہ کیے الٹا مزید ہائپر کر گیا جبکہ حرا نے پھر سے گھور کر بارس کو دیکھا۔

"غرور کے مینار پر بیٹھے رہنا بس۔ میری بات مت سمجھنا بارس سیال۔ جا کر سو جاو"

وہ اسے پرے دھکیلتی سخت برے موڈ کے سنگ واپس گھر کی طرف بڑھنے لگی جب وہ اسے کلائی سے پکڑے روک گیا، حرا نے اک خون آشام نگاہ بارس پر ڈالی۔

"میں چلا جاوں گا حرا۔ تم میری شکل دیکھنے کو ترس جاو گی"

ایک تو وہ غصہ تھی اوپر سے بارس کی ایک اور دھمکی۔

"کتنا دور جا سکو گے مجھ سے؟"

وہ اس کی حد جاننا چاہتی تھی۔

"بہت۔ ملائشیا چلا جاوں گا چاچو کے پاس"

وہ جان بوجھ کر حرا کی کمزوری دبوچے بولا پر وہ آگے سے مسکرا کر بارس کا لہو سلگا رہی تھی۔

"ایسا کرنا انکا داماد بھی بن جانا۔ پھر حق سے گھر داماد بن کر رہنا انکے گھر۔ ایسا مفت مشورہ تمہیں کوئی نہ دے گا"

وہ ایسی تپانے والی حرکتیں جان کر کر رہی تھی کہ بارس کو غصہ آئے۔

"حرا۔ میرے ہاتھوں مر مت جانا"

وہ شدید بے بسی اور تکلیف سے چلایا تھا پر حرا ذرا جو اسکی دھاڑ پر سہمی یا ڈری ہو۔

"تم جس طرح مرضی میرا دل کاٹو۔۔وہ چلے گا؟"

وہ بھی انتقامی ہوتے پست سا چلائی۔

"گڈ نائیٹ"

وہ اس وقت چپ ہی رہنا چاہتا تھا تا کہ بات نہ بڑھے پر وہ اسکی شرٹ سینے سے مٹھی میں دبوچے اسے اپنے سامنے لہرائے روک گئی۔

"اپنی بار گڈ نائیٹ۔۔۔مقابلے کی ہمت ختم ہو گئی کیا۔؟تم مجھ سے ضد لگانا چاہتے ہو تو یاد رکھنا میں تمام تر محبت کے بھی تمہیں تمہارے حال پر چھوڑ دینے میں لمحہ بھی نہ لگاوں گی۔میں تم سے اتنی اٹیچ ہوئی ہی نہیں ہوں کہ تمہارے بنا جی نہ سکوں۔مجھے پتا ہے ہمیں جن سے جتنی زیادہ محبت ہو وہ ہمیں اتنا زیادہ خود کے لیے ترسا اور تڑپا کر مارتے ہیں۔"

وہ اس قدر اندر سے کھوکھلی ہو گی یہ بارس نے کبھی نہ سوچا تھا۔

"ہر کوئی تمہارے بابا جیسا نہیں ہے حرا"

بارس نے اسے جنجھوڑ کر ہوش دلائی۔

"پر تم انہی جیسے لگ رہے ہو۔ اتنی محبت تھی تمہیں مجھ سے تو میرے پیچھے آ جاتے۔ تم نے بس دو دن کالز اور میسجز کیے۔ باقی کے پانچ دن تم چپ رہے"

وہ اس بار حق پر تھی اور بارس لاجواب۔

"تم نے دو دن کوئی جواب نہیں دیا تو میں نے پھر چپ رہنا ہی مناسب سمجھا۔ اور تم اپنی دوستوں کے ساتھ گئی تھی، میں کیا کرتا وہاں آ کر؟"

وہ بھی بحث پوری کر رہا تھا۔

"اگر تم میرے پیچھے آ جاتے، میں سب دوستوں کو سائیڈ لگا کر بس تم پر دھیان دیتی۔ اور دو دن میں جواب نہ دوں تو تم مجھ پر آگے بھی یہی کرنا، فاتحہ پڑھ لیا کرنا بارس۔ تم میری چھوٹی چھوٹی خواہشیں اور خوشیاں

یونہی روند دینا پھر پوچھنا حرا تم تو میری حرا نہیں۔ کوئی مجھے نہیں سمجھتا، تم بھی نہیں بارس۔ اب میرے سامنے تب تک مت آنا جب تک میرا دماغ جگہ پر نہ آجائے۔"

اپنی روتی آنکھیں سنبھالتی وہ سخت کرب سے کہے وہاں سے گئی تو اس بار بارس اسے روک ہی نہ سکا تھا، اسے محسوس ہوا وہ اس قابل ہی نہیں رہا۔

جبکہ دوسری طرف وہ دو گھنٹے سے سو رہا تھا، اجر اسکا سونا افورڈ نہیں کر سکتی تھی پھر بھی اسکی نیند پر اپنا ہر ارمان اور طلب قربان کرتی جارہی تھی، وہ نیند لے رہا تھا اور اجر کو آرام سا اپنے ہر سو حائل محسوس ہو رہا تھا۔

وہ یہ سارا وقت اسکے لیے میسر رہی، وہ اسے جگاتے جگاتے کئی بار رک گئی تھی، پھر وہ خود ہی نیند سی ٹوٹنے پر کسمسایا تو سیاہ آنکھیں کھلتے ہی ان خود پر سایہ فگن بھوری آنکھوں سے جاملیں۔

"کیا میں سو گیا تھا؟"

وہ اجر کا اپنے بالوں میں پھنسا ہاتھ پکڑ کر ہاتھ میں دبائے بولا تو اجر نے افسردگی سے سر ہلایا۔

"بہت گہری اور طویل نیند"

بھلے یہ دو گھنٹے تھے پر اجر کے لیے اک صدی برابر ہو گئے۔

"میں تو تمہارے ساتھ وقت گزارنا چاہتا تھا۔پتا نہیں کیسے آنکھ لگ گئی۔کیا رات گزر گئی اجر؟"

وہ سچا لگ رہا تھا حالانکہ اجر جانتی تھی وہ اسے خود سے بچانے کی خاطر سو گیا تھا اور اب معصوم بننے کے ڈرامے کر رہا ہے، وہ اجر کی گود سے سر اٹھائے بوکھلایا سا آنکھیں ملتا اٹھ بیٹھے بلکل کسی اداس بچے کی طرح لگ رہا تھا جسکا کھیلنے کا ٹائم نیند کی نظر ہو گیا ہو، اپنے ہونٹوں پر امڈتی مسکراہٹ سنبھالے وہ اسکو معصومانہ سا چکر دینے کا پلین کرنے لگی، ورنہ وہ ایک گھنٹے سے اسکے جاگ جانے کی دعائیں کر رہی تھی۔

"ہاں اگلا دن نکل آیا۔ تم کونسے تیز نشے کر کے میرے پاس آئے تھے۔ میں نے تمہارے سر کے بالوں میں دو منٹ انگلیاں کیا پھیریں۔ تمہیں تو زندگی بھر کی نیند آگئی۔ بہرحال اب کیا ہو سکتا ہے۔ قسمت میں ہوا تو پھر مل جائے گی ہمیں ایسی رات۔ چلو میں فریش ہو کر نکلتی ہوں آفس"

وہ بھی ڈرامے بازی میں کسی سے کم نہ تھی، باسل کے پہلو سے افسوس کرتی اٹھی تو وہ سچ میں پریشان نظر آیا جبکہ وہ اٹھ کر واش روم کی طرف گئی تو باسل نے بھی اپنی چھوڑی سلوٹوں والا بستر چھوڑا اور ننگے پیر ہی زمین پر رکھتے اٹھ کر بالکونی سائیڈ قدم بڑھائے تو ہر طرف سیاہ رات پھیلی تھی، وہ اجر کی شرارت بھانپے پلٹا تو واپس آکر اپنے فون کو اٹھا کر وقت دیکھا۔ رات کا ایک بج رہا تھا، باسل نے ایک ہنڈسم سی سمائیل دیتے اپنے آدھے چہرے تک اسکی جاذبیت سرکنے دی اور پھر کمرے میں ننگے پیر ہی بچھے کارپٹ پر ٹہل کر چکر باز حسینہ کا انتظار کرنے لگا جو وینٹی ایریا کے قریب کھڑی واش بیسن کا نل کھولے اپنا خوامخواہ مسکراتا چہرہ دھو رہی تھی۔

"ویسے گزرتی راتیں اپنا پتا بھی نہیں دیتیں مگر تمہارے ساتھ لگ رہا ہے کب سے ایک رات جی رہی ہوں اور وہ ابھی آدھی بھی نہیں ہوئی۔ میں نے تو سنا تھا ہمارا وقت صرف من پسند لوگوں کے لیے ٹھہرتا ہے۔ کیا تم پسند ہو مجھے باسل ماہیل؟"

وہ آئینے میں اپنا تر چہرہ تکتی خود سے سوال کر رہی تھی جبکہ آئینہ تو پہلے ہی خود فریبوں میں مشہور رہے، اس نے تواجر کی ہاں میں ہاں ہی ملائی تھی۔

"پسند تو اسکی بہت سی چیزیں ہیں۔ لیکن ابھی کچھ مت سوچو اجر۔ ایک بار اس نے مجھے خود میں الجھالیا، میں کبھی سلجھنا نہیں چاہوں گی تو اس الجھن سے فرار ہی اچھا ہے۔ وہ واپس سو گیا ہو، میں اسکے ساتھ رات پوری نہیں گزار سکتی یہ طے ہے۔ ان نے آج والی رومنٹک حرکتیں کبھی نہیں کیں۔ شاید میرا شکوہ کرنا یا خود کو اس سے دور رکھنا اسے میرے قریب لے آیا۔ شاید وہ مجھے اپنی عادت ڈالنا چاہتا ہے تاکہ میں خود کو اس سے دور نہ رکھ سکوں۔ انسان نشے سے زیادہ مہک ہوتا ہے۔ اگر کسی انسان کا نشہ ہو جائے تو

ہم تخت و تاج دے کر بھی اسے نہیں خرید سکتے، بشرطیہ وہ خود ہمارے نشے سے ٹوٹتے جسم کو سکون دینے کی ہامی بھرے"

وہ خود سے ہمکلام تھی پھر سے اپنے چہرے پر پانی ہتھیلیوں میں بھر کر پھینکتے چہرہ دھویا اور ذہن و دل پر سے باسل کی قربت کا ڈر جھٹک کر ٹاول اٹھائے ہی دروازے کی طرف لپکی۔

وہ کچھ منٹس بعد کمرے میں آئی تو ٹاول سے گیلا چہرہ صاف کرتے باسل کو آگے کمرے میں ٹہلتا دیکھے ٹھٹھکی۔

"مجھ سے بھاگنے کا پلین اچھا تھا بیوی"

وہ اجر کی طرف بڑھا جسکے ہاتھ سے ڈر کے سنگ ٹاول نیچے زمین پر جا گرا، وہ نیند کا خمار سیاہ آنکھوں میں بسائے اجر کو سر سے پیر نظروں میں بسائے یوں قریب آتا جا رہا تھا جیسے وہ شخص اجر سیال میں جذب ہو جائے گا، وہ اپنے

اندر اٹھتی کپکپی پر مہارت سے قابو پا گئی جب وہ جھک کر ٹاول اٹھائے ٹھیک چند انچ کے فاصلے پر آکر رک گیا۔

"اچھا ہوتا تو کامیاب نہ ہو جاتا۔"

ہلکی سی مسکراہٹ بولتے ہوئے اجر کے ہونٹوں پر آئی اور معدوم ہو گئی، باسل کی میٹھی مسکراہٹ میں خمار کا رنگ گھلا تھا، اجر نے اس سے خوبصورت تبسم پہلے کبھی نہ دیکھا تھا، جو بہکا بھی رہا تھا اور گدگدا بھی رہا تھا۔

"نو پرابلم۔ اگر تمہیں میرا خود کے قریب آنا یا فزیکل ہونے کی ابتدا پسند نہیں تو تم مجھے کہہ کر منع کر سکتی ہو۔ تم میرے پاس ویسے رہو کہ تمہیں مجھ سے بچنے کو مزاق میں بھی کوئی پلین نہ بنانا پڑے۔ کیونکہ میں جانتا ہوں تمہیں مجھ سے محبت نہیں تو تمہیں یہ سب ایک حد تک ہی فیسنیٹ کر سکتا ہے اور۔۔۔"

وہ اسکے نرم سمجھاتے انداز پر دھیرے سے ہونٹوں کو حرکت دیے سانس لینے لگی جس پر باسل بولتا ہوا خاموش ہو گیا تو وہ گھبرائی، کب آسان تھا ان سیاہ غاروں میں جھانکنا جہاں اک تاریک ادھوری خواہشوں اور تمناؤں کا جہاں آباد تھا۔

"کیا سوچ رہی ہو؟ تمہارا دھیان سانس لینے پر ہے لیکن مجھ پر نہیں اجر"

وہ اسکے برہم اعتراض پر مسکرانا بھول گئی۔

"سانس لوں یا تمہیں دیکھوں۔ مسئلہ یہی ہے کہ ایک ساتھ یہ دونوں مشکل ہو جاتے ہیں جب تم میری یا اپنی الگ نہیں بلکہ ہماری بات کرتے ہو"

وہ یہ بولتے ان پر اسرار نگاہوں سے خوف کھاتی آنکھیں جھکا گئی اور پھر دونوں ہاتھ باسل کے اطراف رکھتے آہستگی سے سرکاتے اسکی پشت پر لے جا کر روکے خود بھی اسکے سینے سے لپٹ گئی، باسل کے بازو بھی بینڈ

ہوئے، ہاتھ خود بخود اسکے اطراف بندھ گئے، وہ دونوں بھاری سا سانس لیتے اپنا دل ہلکا کرتے محسوس ہوئے۔

ان دو کو محسوس ہوا اس اپنائیت بھرے حصار میں بے چینی، بے سکونی اور تکان سب ختم ہو گیا ہو۔

"ہمارا یہ رشتہ بہت مشکل ہے اجر۔"

بہت دیر بعد وہ بولا، آواز میں تھکاوٹ سی تھی۔

وہ بھی اسکے بخت سنوارتے سینے سے زرا دور ہو کر آنکھیں اٹھائے ان مرجھائی سیاہ آنکھوں میں جما گئی۔

"بہت زیادہ۔ میں نے ہمارے اس رشتے کی اتنی سانس گھوٹی ہے کہ یہ دمے کا پیشنٹ بن گیا۔"

اتنی سنجیدہ صورتحال میں بھی وہ یوں شوخی کرتی پیاری لگی، یہی تو وہ اجر تھی جو وہ ہفتے سے ڈھونڈ رہا تھا، اسکے لاڈ اٹھاتی اجر، اسکے لیے ایفرٹس کرتی ہوئی اجر۔

"اب ہمارا رشتہ ان ہیلر پر ہے یا وینٹیلیٹر پر؟"

وہ بھی سنجیدہ نہ رہا۔

"اللہ نہ کرے۔ یہاں تک نوبت آئے۔ بس میں تمہیں کسی تکلیف میں نہیں دیکھنا چاہتی اب نہ تمہیں ہرٹ کرنا چاہتی ہوں۔ مجھے لگتا تھا عمار بھائی کو تم نے مارا، تبھی نفرت کرتی تھی کیونکہ وہ حادثہ ناسمجھ عمر میں خود دیکھا تھا لیکن سچ یہ ہے کہ وہ اپنے کھودے گڑھے میں گرے۔ تمہیں پتا ہے وہ گھر کے واحد فرد تھے جو میری تکلیف پر میری طرح تڑپتے تھے اور خوشی پر میری طرح خوش ہوتے تھے، انہوں نے مما بابا سے زیادہ مجھے پیار اور توجہ دی، میں جب چھوٹی تھی تو یہ ضد نہیں کرتی تھی کہ مجھے مما یا بابا کے پاس

سوناہے، میری ضد تھی کہ مجھے بھائی کے سینے پر سوناہے، بڑی ہونے لگی تو وہ کتراتے کہ مجھے اپنے ساتھ کمرے میں نہ سلائیں اور جب مجھے میرے کمرے میں سونے پر چھوڑ کر آتے، میں صبح انکے پیروں کی طرف سوئی ملتی۔ وہ بھائی نہیں میری ماں اور باپ دونوں تھے۔ مجھے لگا اگر میں نے بھائی کے مجرم سے نفرت نہ کی تو یہ میرے بھائی کے ساتھ ظلم ہو گا، بابا نے چپ چاپ مجھے تم سے نفرت کرتا دیکھا پر کسی مجبوری کی وجہ سے مجھے سچ نہ بتایا۔ تم خود بتاو باسل اگر تم میری جگہ ہوتے تو کیا نفرت نہ کرتے؟"

وہ یہ سب کبھی نہ بتاتی لیکن اس وقت اسکا شدید دل چاہا وہ باسل کو اپنی نفرت کی وجہ بتائے، جبکہ سوال بھی اسی لیے کیا تا کہ وہ اجر کی نفرت اور تکلیف سمجھے۔

"بہت کرتا۔ شاید مار بھی دیتا"

باسل نے اسکی آنکھوں سے بہتے آنسوؤں کو پونچھا اور وہی جواب دیا جو اجر کو ہمت دیتا، وہ اسکے چہرے سے جڑے ہاتھوں پر ہاتھ رکھے رونے کو مکمل سنبھال گئی پر سانس تک بھیگی ہوئی تھی۔

"کاش تمہاری طرح پوری دنیا مجھے سمجھ جائے"

وہ اسے واپس دیکھتی شدید حسرت سے بولی کہ آواز میں سلوٹیں آ گئیں۔

"تمہیں پوری دنیا کے خود کو نہ سمجھنے کا غم ہے پر میرے تمہیں سمجھنے کی خوشی نہیں ہے؟"

وہ اسے سمجھانا چاہ رہا تھا کہ اسکے پاس کیا ہے جبکہ اجر کو لگا وہ ناراض ہو گیا ہے۔

"نہیں۔ تم اس وقت میرا دنیا میں واحد اطمینان ہو باسل"

وہ اسے ناراض نہ کر بیٹھے تبھی بے دھیانی میں، باسل ماہیل کے دل کا سارا دھیان اپنے چہرے کی طرف کھینچ گئی، وہ خود کو بچاتا بچاتا سویا تھا پر اب بچاو مشکل لگنے لگا۔

"محبت، سکون اور خواہش تو کوئی بھی بن سکتا ہے۔اطمینان بننا نایاب ہے"

وہ اسکی گھنی پلکوں پر پھونک سی مارے اجر کو مدہوش مسکراہٹ دے بیٹھا، خود بھی ویسا ہی مسکرایا۔

"آئی رئیلی مس یو باسل"

محبت جب دل میں ہو اور وہ شخص ملکیت میں بھی آتا ہو تو عورت اپنے جذبات ایک حد تک ہی سنبھال پاتی ہے جیسے اس وقت وہ اپنے دہکے لبوں سے اس شخص کی گال چھونے سے پہلے بولی پر ان ہونٹوں کی حدت باسل کو اپنے سینے میں پھیلتی، دل کا گھیراو کرتی محسوس ہوئی۔

"آئی مس یو ٹو"

وہ اسکے اس چاہت بھرے لمس کا برا عادی ہو رہا تھا، وہ بس رخسار چھوتی ہی نہ تھی، کتنی بار اسے چومتی تھی کہ پورا باسل اسکی مٹھی میں سما جاتا۔

"میں کیا ہوں تمہارا؟"

وہ بے حد محبت سے روبرو ہوئی، وہ شخص اسکے اختیار میں آگیا تھا، اسکی سیاہ آنکھوں میں درج تھا کہ لواجر سیال میں ہار گیا۔

"نہیں آج وہ سوال کرو جو تم نے کہا تھا کبھی نہیں کرو گی۔ مجھے وہ سننا ہے"

وہ اسکے ملائم سے ہونٹوں کو انگوٹھے کی پور سے رب کرتا دیوانگی بھرے گھمبیر بھاری لہجے میں بولا تو اجر کی آنکھوں تک حیرانگی اتر آئی، پھر دھندلاہٹ، پھر نمی۔

"کیا تم۔۔ تم اب بھی مجھ سے پیار کرتے ہو؟"

وہ یوں تھی جیسے کسی پھانسی گھاٹ جاتے سزائے موت پاتے مجرم کو زندگی کے چند آزاد دن تھما دیے جائیں، بلکل ویسی روح جنجھوڑتی تڑپ تھی۔

"تم سکون ہو میرا اجر۔"

اپنے ہونٹوں کو بس زرا سا اسکے ہونٹوں سے چھوئے وہ یہ جملہ کہے دور ہوا تو وہ دگنی تڑپ بھوری آنکھوں میں بھر کر اس شخص کو دیکھنے لگی۔

"اگر جواب دوسرے سوال کا دینا تھا تو یہ والا پوچھنے کو کیوں کہا چیٹر؟"

وہ قربت بھری گستاخی، اس ہیر پھیر کے آگے بھول ہی گئی۔

"دیکھنا چاہ رہا تھا کہ کیا میں اس جواب کو دینے کی ہمت رکھتا ہوں"

وہ اسکے جواب پر واپس اسکے گال کو چوم گئی، اسے خود پر بندھ باندھنا چاہیے تھا پر ابھی اسے یہی ٹھیک لگا۔

"ایک دن میں تمہاری یہ ہمت واپس لے آوں گی۔ آخر زندگی کا سوال ہے"

وہ بلا کی پر یقین تھی جبکہ وہ درد میں لپٹا مسکرایا۔

"کسکی زندگی۔ میری یا تمہاری اجر؟"

وہ اسکی مسکراہٹ بہت رغبت و مدہوشی سے محسوس کرتے ہی بڑبڑایا۔

"ہم دونوں کی۔۔۔۔ مجھے پتا ہے ساری عمر ریاضت کر کے بھی تمہارے ایک آنسو کا بدلا نہیں دے سکتی لیکن میں اپنی ہمت کے مطابق وہ سب کروں گی جو تمہیں بھی اطمینان دے۔"

وہ عہد باندھ رہی تھی اور وہ سانسیں الجھا رہا تھا، یہ واحد الجھن تھی جو اجر کو سکون بھی دیتی اور تڑپا بھی دیتی پر بہر حال زندگی محسوس کرواتی، یہ احساس دلاتی کہ وہ باسل کے لیے اس حد تک پیاری ہے۔

"مجھے تمہاری ریاضت نہیں چاہیے۔ تمہارے ایک ایک سانس پر حق چاہیے"

وہ اتنے قریب تو آہی چکے تھے کہ ایک دوسرے کی جان، سانس اور دھڑکن پر کھلم کھلا حق جمایا جارہا تھا۔

"جس طرح کا حق اس وقت تم چاہ رہے ہو وہ میری اجازت کا محتاج نہیں ہے باسل"

وہ اسے اسکی دیرینہ خواہشات پوری کرنے کو اپنی ہر سانس دے دینا چاہتی تھی اور عورت کبھی بھی یہ سب کسی ان چاہے شخص کے لیے نہیں کر سکتی، اسکی مسرتوں کا سبب بنتا شخص ہی اسکے ذائقے سے لطف لینے کی اجازت پاسکتا ہے۔

"تمہیں نہیں پتا میرے اندر ایک جانور قید ہے۔ وہ تمہیں ہرٹ کر سکتا ہے۔ ایسی اجازتوں کے لیے مجھے اپنا محتاج رہنے دو اجر"

وہ بے حد تکلیف سے بولا، اور اجر جانتی تھی وہ جانور کس کس نوعیت کا ہو سکتا ہے، اسکے مہلک ہونے کا ثبوت باسل کا خود پر ہزار خواہش کے بندھ باندھنا تھا، وہ سب سمجھ گئی۔

اس ناول کے تمام جملہ حقوق محفوظ ہیں، ایس مروہ مرزا ناولز کی آفیشل ویب پر آپ کو اس کے ساتھ انکے باقی ناولز بھی پی ڈی ایف میں ملیں گے۔ وزٹ!

www.smerwamirzanovels.com

"ٹھیک ہے۔ میں اجازت نہیں دے رہی کہ تم میرے اس سے زیادہ قریب آو"

وہ دل پر پتھر رکھے بولی ورنہ وہ جو بس زرا زرا چھو کر پاگل کر رہا تھا، مکمل قریب آکر اجر کو کس راحت کے جہاں میں پہنچا دیتا، اس راحت و لذت کے لیول کو سوچنے کے لیے بھی بہت سی ہمت چاہیے تھی۔

"تھینکیو۔ مجھے اس وقت بس تم روک سکتی تھی"

وہ اسکے ماتھے سے ماتھا جوڑے شکر گزار ہوا، پھر شرارت پر آمادہ ہوتے آنکھ ونگ کی، وہ بدمزہ ہوتی اسے دیکھنے لگی جیسے من پسند چیز نہ ملنے پر موڈ کا ستیاناس ہوتا ہے۔

"میں نے خوشی سے نہیں روکا باسل"

وہ ناراض ہوئی تو باسل نے حیرت و خوشگوار خمار آنکھوں میں بھرے اجر کو دیکھا، کیا وہ باسل کے خود پر کنٹرول کر لینے پر دکھی اور ناراض ہو رہی تھی۔

"مجبور ہو کر روکا ہے؟"

وہ اسکی بے بسی کا مزاق اڑائے اجر کو دیکھ رہا تھا جس نے اپنا سلیپر والا پیر باسل کے ننگے پیر پر دے مارا۔

"بیوی مجھے درد ہوا ہے"

وہ کراہنے کی کامیاب اداکاری کرتے بولا جبکہ اجر کا موڈ ہنوز برا ہی تھا۔

"تمہیں پتا ہے ناں اب میں پولیس میں ہوں۔ بڑے سے بڑا بگھڑا جانور سدھارنے کی ٹرینگ لے کر اس جگہ پہنچی ہوں۔؟"

وہ اسی برے موڈ سے اک ظالمانہ تمہید باندھ کر باسل کو مسکراہٹ بخش گئی، وہ گہری سیاہ آنکھیں نیند کے بجائے بیداری و ہوش بھرے خمار سے بھری تھیں اور اجر کا سانس رکنے لگا تھا، وہ باسل سے کچھ بھی کہہ دیتی تھی پر جواباً اسکی زرا سی اوٹ آف کنٹرول نظریں تک نہیں سہہ پاتی تھی۔

"میرے اندر کا جانور، تمہاری ٹرینگ کی دھجیاں اڑا سکتا ہے سمجھو اس بات کو۔"

وہ ہنوز اسے ستا رہا تھا جبکہ اجر کی برداشت دم توڑنے سی لگی۔

"تم ایسے باز نہیں آوگے"

وہ سخت غصے سے باسل کی شرٹ کے گریبان میں دو انگلیاں پھنسائے بٹن توڑ کر کھولتی باسل کی کولر بون کے پاس جھکی اور زور سے ہڈی کے نیچے اپنے دانت گاڑے، اچھی بھلی اسکی سکن سک کی پھر دانتوں سے گھڑی کا لگ بھگ پرمنٹ سائن چھوڑے پیچھے ہٹی تو باسل نے وہیں سے مرر کی طرف مڑے اپنی کالر بون اور ارد گرد کی سکن دیکھی اور اجر نے جہاں دانت گاڑے تھے وہاں ایسے لگ رہا تھا خون سمٹنے لگا ہو۔

"اب درد نہیں ہوا؟"

باسل کو مسکراتا دیکھے اجر کی ہوا ٹائیٹ ہوئی تبھی پوچھا، ویسے تو یہ چھوا موا زرا سی آنچ پر کراہ اٹھتا تھا، اسکا مطلب یہی تھا کہ باسل کے اندر کا جانور اس وقت ایکٹیویٹ تھا اور اسے اجر کا یوں نوچنا پسند آیا۔

"آئی لائک اٹ"

وہ مغرور مسکرایا تو اجر دانت پیس کر منہ بسور گئی اور اس سے پہلے موڈ خراب کرتی، باسل نے اسکا منہ جبڑے سے دبوچے جھک کر انہی کم کم قہر ڈھاتے ہونٹوں سے کوئی پراپر قیامت مچانی ہی چاہی جب دروازے پر زور سے دستک پر وہ اجر کے ہونٹوں کے پاس غصیلی سانس بھر کر رہ گیا جسکی تپش اجر کے انگ انگ تک گھلتی گئی، اس شخص کا خود کو روکنا بھی تو جان لیوا تھا۔

"کوئی ہم سے بھی زیادہ بیتاب لگ رہا ہے دروازے کے پار۔"

وہ لب دباتے مسکرا کر کہے اس سہمی چڑیا سے دور ہوا تو اجر نے بھی اس بار زوردار دستک پر باسل کی بات سے اتفاق کرتے ڈر کر دروازے کو دیکھا، کوئی بہت زور سے بنا دونوں کی پرائیویسی کو مدنظر رکھے دروازہ پیٹ رہا تھا۔

"ہاں۔ میں دیکھتی ہوں۔ اللہ خیر کرے"

وہ جاتے جاتے باسل کے ہونٹوں کو انگوٹھے کی پور سے یوں دبا کر رگڑ کر گئی جیسے وہ تو ایک دوسرے کو منہ سے نگل چکے تھے، باسل نے اجر کی اس ایڈوانس احتیاطی تدبیر پر حلق میں قہقہہ انڈیلا اور توجہ بھرپور دروازے کی طرف جاتی اجر کو دی، وہ دروازے تک گئی اور کھولا کہ سامنے بارس کھڑا تھا، اسکا چہرہ اترا ہوا تھا اور آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں، اجر کا خود دل کانپ گیا جب بارس آکر اجر کے گلے لگ گیا، اس بائیس سالا بھائی کا سینہ آگ تھا، وہ تکلیف سے بھرا تھا یہ اجر نے اسکے گلے لگنے کے انداز سے جانا اور بارس کو یوں دیکھے باسل بھی ان دو کی طرف پریشانی اور فکر سے چلا آیا۔

"بارس۔۔ کیا ہو گیا۔ تم ٹھیک ہو۔ ادھر دیکھو۔ تم رو رہے ہو نہیں؟ ہوا کیا ہے۔ تم سب تو ڈنر پر گئے تھے۔ کیا بات ہے بتاو۔ تمہاری آنکھیں اتنی سوجھی اور لال کیوں ہو رہی ہیں؟"

اجر جتنی بھی بے حس ہو، بارس کو کوئی بھی یوں دیکھتا تو تکلیف میں گر جاتا جیسے اس وقت باسل اور اجر مبتلا ہوئے تھے۔

"سب خ۔۔ ختم ہو گیا ہے۔"

وہ رندے لہجے میں بس اتنا ہی کہہ سکا، اجر اس سے پہلے اس لڑکے کے دہلانے پر گر ور پڑتی، باسل خود آگے آیا اور بارس کی بازو پکڑ کر کمرے میں کرے ڈور بند کیا اور اسے یونہی ساتھ روم کے سٹنگ ایریا کی طرف لائے بٹھایا تو باسل اور اجر اسکے دائیں بائیں فکر سے بے حال سے بیٹھے کیونکہ بارس کے چہرے پر ماتم پھیلا تھا اور ان دونوں کا دل دہلا رہی تھی بارس کی بھاری سانس، سرخ انگارہ آنکھیں اور ان میں ہلکورتی بے بسی کی دھندلاہٹ۔

"مجھے لگ رہا تھا اجر آپی سے سب سر درویہ اختیار کیے ہوئے ہیں، بے جا انکو سبکی نفرت کا سامنا ہے اور پھر حرا کے دل میں انہوں نے جو خود غرضی کے سبب ناپسندیدگی جگائی وہ بھی مجھے کچھ دن کی برہمی لگی لیکن وہ تو آپی سے بہت نفرت کرنے لگی ہے باسل بھائی۔ میں اجر آپی سے جتنا بھی خفا ہو جاوں، یہ میری بہن ہیں۔ ایک بھائی کو ہم کھو چکے ہیں۔ نہ میں اجر آپی کو تکلیف میں دیکھ سکتا ہوں نہ بے جا نفرت سہتے ہوئے۔ حرا میرا اور اپنا رشتہ

توڑنے پر تلی ہے، صرف اس لیے کہ میں نے اسے کہا وہ اجر آپی کو تھوڑا وقت دے، وہ اپنے کیے کی تلافی کریں گی۔ وہ اتنی بدگمان ہے کہ مجھے لگتا ہے ہمارا ساتھ چھوٹ جائے گا۔"

بہت تکلیف کے سنگ بارس نے یہ سب باسل سے کہا جبکہ اجر کی آنکھیں ویسے ہی سرخ ہو گئیں، وہ خاموش ہی تھی جبکہ باسل نے بارس کا گال تھپکاتے اسے حوصلہ دینے سے ابتداء کی۔

"حرا ایسا کچھ نہیں کرے گی۔ میں بات کر کے ٹھیک کرتا ہوں اسکا دماغ۔ تم اتنے کمزور نہیں ہو بارس کہ اسکی بیوقوفی پر دل چھوڑ کر بیٹھ جاو۔ اور نہ ہی اجر کوئی بھی بے جا نفرت یا تکلیف سہے گی میرے ہوتے۔ حرا کی سچویشن میں سمجھ سکتا ہوں، برے لگتے لوگ اسے یکدم اچھے نہیں لگتے یہ اسکی نیچر کا حصہ ہے اور دوسرا وہ بے توجہی اور اگنور ہونا برداشت نہیں کر سکتی۔ وہ بھلے سب سے زیادہ معصوم ہو پر بابا پر چلی گئی ہے۔ شکی، بال کی کھال

ادھیڑنے والی اور ضدی۔۔۔۔ تم دو بھی اسے وقت دو، اس سے اتنی سی عمر میں تم دو بڑا دل اور مہربانی امید مت کرو"

باسل نے بہت سلیقے سے دونوں طرف کی بات نیوٹرل رہ کر کی مگر بارس کا دل تو بند ہونے کو تیار تھا، حرا اس سے بہت دور ہو گئی تھی اور یہ چیز بارس کو سکون لینے نہ دے رہی تھی۔

"اس نے اپنی باتوں سے میری روح جنجھوڑ دی ہے بھائی، اسکی نفرت اور ضد نارمل نہیں ہے۔ میں اسکے بغیر مر جاوں گا۔ اسے کہیں سب کر سکتی ہے پر مجھ سے الگ نہیں ہو سکتی۔ میری زندگی تو اس سے شروع ہو کر اسی پر رک جاتی ہے۔ آپ دو کو اس لیے بتا رہا ہوں کہ آپ دو ہی کچھ کر سکتے ہیں، وہ مجھے چھوڑ دے گی تو کیا میں جینے کے لائق رہوں گا۔ وہ مجھ سے بھلے دو دن میں اکتا گئی ہو لیکن میں نے اسے ساری زندگی کے لیے اپنا بنایا ہے۔"

اس وقت باسل اور اجر کو لگا پھر سے تاریخ خود کو دہرانے والی ہے پر اب تڑپنے کی باری سیال کے وارث اور تڑپانے کی باری ماہیل والوں کی لاڈلی کی ہے اور یہ سچ میں خوفناک تھا۔

"بارس۔ کہا ہے ناں ہم سنبھال لیں گے"

اجر کو تکلیف ہو رہی تھی اسے یوں حرا کے لیے تڑپتے دیکھ کر تبھی وہ بولی۔

"وعدہ کریں آپ دونوں مجھ سے"

وہ بہت بے یقین تھا، وعدے کے سوا کہاں ماننے والا تھا، اجر اور باسل نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا، کتنی اضطراری نظریں تھیں ان دو کی۔

"کیا مین پرابلم کیا ہوئی ہے یہ بتاو۔ اجر سے ناراضگی کے علاوہ بھی کوئی بات ہوئی تم دو کے بیچ؟"

باسل پہلے تحمل سے ساری بات جاننا چاہتا تھا۔

"جی۔ میں رملا اور چاچو چاچی کو چھوڑنے گیا تو اسے بتا نہیں سکا۔ اسکی سزا اس نے دی اور بنا مجھے بتائے یا ملے ٹرپ پر چلی گئی۔ میں نے دو دن لگتار میسجز اور کالز کیں۔ اور اسے یہ سب نظر نہیں آیا۔ کہہ رہی ہے میں پیچھے کیوں نہیں آیا اور دو دن بعد کالز میسجز کیوں نہیں کیے۔۔۔ بھائی یہ کیا وجہ ہوئی دور ہونے کی؟"

بارس کے تفصیل دینے اور شدید غمزدہ ہو کر سوال کرنے پر زرا اجر اور باسل کا خوف سے کانپتا دل بھی بحال ہوا، باسل تو باقاعدہ مسکرا دیا۔

"اصل وجہ اسکے لڑنے کی اجر نہیں ہے بلکہ تمہارا اسے اگنور کرنا ہے۔ تم بچپن سے جانتے ہو اسے، تمہیں نہیں پتا وہ تمہارے معاملے میں کتنی حساس ہے۔ اجر کی اس سے جو بھی ناراضگی ہے وہ معاملہ میں دیکھ لوں گا۔ تم اسے توجہ سے مناو وہ مان جائے گی۔ اتنی سی بات پر تم نے میرے روم کا دروازہ کریک کرنے میں کسر نہیں چھوڑی بارس"

باسل نے در حقیقت جس مومنٹ پر یہ جذباتی بچہ تشریف لایا، اسکے سپائیل ہونے کی اختتام میں ان ڈائریکٹ شکائیت کی جو بارس تو نہ سمجھا لیکن اجر سمجھ گئی تبھی مسکراتی دیکھائی دی۔

"سوری آپی۔ سوری بھائی۔ میں نے دروازہ بجانے سے پہلے وقت بھی نہیں دیکھا۔ یہ آپ دو کا پرسنل ٹائم تھا جو میں نے لے لیا"

بارس کو سمجھ آگئی کہ اس سے باسل نے کس قسم کی شکائیت کی، تبھی تو تینوں ہی مسکرائے۔

"تم بھی میرے پرسنل میٹر میں شامل ہو اور تمہاری ہر تکلیف بھی۔ ایسے پریشان نہیں ہوتے بارس"

اجر نے اسکی گال سہلاتے ان فضول خیالات سے نکالا تو بارس کا غم کچھ غلط ہوا۔

"میں حرا کو سمجھاوں گا۔ تم دونوں پہلے ٹھیک تھے ناں پھر کم از کم لڑتے تو نہیں تھے۔ نکاح ہوتے ہی جنگی جہاز بن گئے ہو۔ پتا نہیں یہ لڑکیاں اتنی لڑاکو کیوں ہو جاتی ہیں محبوبہ سے بیوی بن کر"

یہ سب بارس کے مورال کو ہائے کیا جارہا تھا پر باسل نے اسکے ساتھ اجر سے اسے لڑاکو کہہ کر پنگاہ بھی لے لیا، اس پر جو وہ گھوری، بارس کو بھی لگا اب نکلنا ہی بہتر ہے ورنہ کہیں ان دو میں لڑائی کا وہ سبب نہ بن جائے۔

"ٹھیک ہے میں چلتا ہوں۔ آپ دونوں میرا واحد سہارہ ہیں پلیز میرے جاتے ہی لڑنے مت لگ جایئے گا۔ میں آپ دو کو مزید لڑتا نہیں دیکھنا چاہتا"

بارس ڈرتا ڈرتا اٹھا اور یوں کمرے سے بھاگا جیسے واقعی وہ دو لڑ پڑیں گے اور دو تین مکے بارس کو بھی عنایت کریں گے، بارس کے جاتے ہی اجر نے باسل کے کندھے پر شہادت کی انگلی الٹی کرے دستک دیتے ٹھوک کر متوجہ کیا۔

وہ دانتوں کی نمائش کرتا اجر کو دیکھنے لگا جو فوراً اسکے قریب ہوئی۔

"کیا کہا تم نے۔ محبوبہ، بیوی بنتے ہی لڑاکو ہو جاتی ہے؟"

وہ آئبرو اچکائے اسے ڈرانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"اوروں کی بنتی ہیں اب۔ میری تو اس سٹیج سے گزر کر اب بندی بن چکی ہے آئی سوئیر"

وہ بولا سنجیدہ پر اسکی وہ آفت مچاتی آنکھیں مسکرا کر تیلی لگانے کا پورا کام کر رہی تھیں۔

"اپنی نشیلی آنکھوں کو کہو تمیز پکڑیں۔ مجھے نیند آ، رہی ہے۔ آ جاو سوتے ہیں۔"

وہ پھر سے تھک ہار کر اسکا ہاتھ پکڑے بیڈ کی طرف بڑھی تو وہ بھی کھنچتا ہوا ساتھ ہی چلا آیا۔

"تم نے میری فیورٹ شرٹ کے بٹن توڑے ہیں۔وہ بھی دو"

باسل نے اسے میٹرس پر بیٹھ کر لیٹتا دیکھے اپنے کھلے گریبان کی طرف اشارہ دلوایا پر اجر تو اپنی اسکی کولر بون سے نیچے ہوئی درد ندگی دیکھ کر چس لے رہی تھی۔

"تمہاری وارڈب میں ایسی کالی سات شرٹس ہیں۔فیورٹ تو مت کہو"

وہ جمائی لیتے آگے سے باسل کو چپ لگا گئی۔

وہ بھی ساتھ ہی بیٹھا۔

"ان سب کے شیڈز الگ الگ ہیں محترمہ۔"

وہ اسکی نالج میں اضافہ فرما رہا تھا پر اجر کو اس وقت شدید جمائیاں آ رہی تھیں۔

"ہوں گے۔میرے لیے تو کالا۔۔۔۔۔ویٹ"

وہ لاپرواہی سے کہتی اچانک اٹھ بیٹھی۔

"کیا کہا بلیک کے شیڈز۔۔۔اوکے تم اٹھو اور اپنی ساری بلیک شرٹس لے کر آو یہاں"

اجر کے سوالیہ حکم پر وہ تھوڑا حیران ہوا مگر اتنا فرمانبردار بھی نہ تھا کہ اب اٹھ کر جاتا، تکیے درست کیے بیٹھے بیٹھے لام لیٹ ہو گیا۔

"اوئے میں کہہ رہی ہوں۔۔۔"

وہ اسکی بات اسکے دونوں ہونٹ پکڑ کر بطخ کی چونچ جیسے بنا گیا۔

"تم خود بھی جا کر لا سکتی ہو۔میں اب لیٹ گیا ہوں"

باسل کے ہاتھ پر ہاتھ مارے وہ اسے آلسی انسان کو گھورے خود ہی زحمت کیے اٹھی اور سیدھی اسکی ساری شرٹس دیکھنے دوڑی، اسے آتشم کی بلیک شرٹ کا شیڈ اچھے سے یاد تھا۔

اجر نے تین شرٹس ادھر ادھر کیں کے اسکی نظر مطلوبہ بلیک شیڈ پر گئی، ایسی ہی تھی وہ شرٹ جو آتشم نے پہنی تھی، بلکل سیم شیڈ۔

وہ شرٹ نکالے روم میں آئی اور وہ شرٹ باسل کے سامنے لہرائی۔

"مجھے بتاواس شیڈ کو کیا کہیں گے ؟"

باسل نے فوراسے فون سائیڈ رکھتے بھرپور توجہ شرٹ پر مرکوز کی پھر کچھ سوچنے لگا۔

"Its Raven shade"

باسل نے فوری شیڈ پہچانا تو وہ کچھ سمجھنے والے انداز میں سر ہلائے اس شرٹ کا میٹریل دیکھنے لگی پر یہ آتشم کی شرٹ کے میٹیریل جیسانہ تھاتو اسے مایوسی ہوئی۔

"تمہیں پتاہے آتشم کی پینٹ شرٹ کا شید یہی تھا، ناٹ پیور بلیک۔"

وہ حیرت سے اجر کو دیکھنے لگا، وہ اس آدمی کے کپڑوں کا شیڈ تک زبانی یاد رکھے ہوئے ہے، اب تو باسل کے کانوں سے دھواں نکلا۔

"تمہیں میری شکل تو ٹھیک سے یاد نہ ہو گی، اور اس آتشم کے کپڑوں کا رنگ تک رٹ لیا۔ واو"

وہ فون سائیڈ ٹیبل پر پٹخ کر غصیل تیور دیکھتا تکیہ نیم دراز کیے لیٹ گیا تو اجر نے شرٹ وہیں کاوچ پر پھینکی اور جلدی سے لیٹے باسل کے بغل میں آ دبکی۔

"ارے۔ کس نے کہا مجھے تمہاری شکل یاد نہیں۔ میں آنکھیں بند کر کے بول کر تمہارا چہرہ بنالوں۔ کر کے دیکھاوں سڑو؟"

وہ اسکے پاس بیٹھی جلدی سے آنکھیں بند کر گئی، باسل کی آنکھیں اور آدھا چہرہ مسکرایا اس فی میل الو بنی لڑکی کی حرکت پر۔

"اچھا تو یہاں دو گول گول بادام جیسی کالی آنکھیں بنی ہوئی ہیں"

وہ آنکھیں بند کیے اسکی آنکھوں پر ہاتھ پھیرتی بولی تو وہ اسکی گال پکڑ کر زور سے کھینچ گیا، وہ شدید برا درد پر کراہی۔

"گول گول بھی اور بادام بھی؟ یہ یاد ہے تمہیں؟"

وہ اسکے آنکھیں کھولنے پر برہمی سے ڈانٹ گیا تو اجر نے اپنی درد کرتی گال سہلائی اور ہنس کر واپس آنکھیں میچ گئی۔

"اوہ سوری۔ بادام جیسی آنکھیں۔۔ پھر یہاں دنیا کا سب سے کیوٹ ناک کھڑا ہوا ہے اور تھوڑا پچکا ہے اس وقت کیونکہ اس پر غصے کا پہاڑ آن گرا ہے، یہ نوزی اس وقت ملبے تلے دبی ہے"

آنکھیں بند کیے ہی وہ ہاتھ کی پوروں سے اسکے ناک کی ہڈی دباتی ہنسی تو کن اکھیوں سے چیٹنگ کر کے باسل کو بھی دیکھا کہ آیا وہ سمائل کر رہا ہے یا نہیں، اور وہ میسنا بلکل سنجیدہ جلا کٹا تھا۔

"آگے بولو"

وہ اکڑ کر حکم صادر کیے بولا تو اجر نے اسکے جیسا منہ بگھاڑ کر بنایا پھر جلدی سے باسل کی جالائن پر انگلی کی پور سے لکیر سی بنائی، یہ لڑکی پھر سے جذبات جگانے کے کام کر رہی تھی۔

" آگے یہاں بہت ہی شارپ سی جالائنز ہیں۔ انکی شارپنس ایسی ہے کہ تلوار کا بھی پارٹ ٹائم جاب کر لیں۔ ہی ہی"

وہ اپنے ہی جوک پر ہنسی تو باسل نے اس بار سنجیدگی سے ہاتھ بڑھا کر اجر کے سٹمک میں گدگدی کی جس سبب وہ بری طرح مچل کر بیٹھے بیٹھے باسل پر زرا جھک گئی، باسل نے اجر کو کمر کے بیچ حصے سے مضبوطی کے سنگ ہاتھ سے جکڑا،

اجر نے آنکھیں کھولیں تو باسل اسے ہی گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا، اجر کی لمحہ بھر سٹی گم ہوئی پر اسے یہ قربت سنجیدہ ہونے نہ دینے کے لیے اپنی بونگیاں جاری رکھنی تھیں، وہ بینڈ ٹانگیں جنکے گھٹنے باسل کے پیٹ میں جھک

جانے کے سبب دھنسائے ہوئے تھے انھیں ہٹا کر ٹانگیں سیدھی کیے اس پر جھکی جھکی ہی ذرا سا مسکرائی۔

"آ گے ؟"

وہ بدلحاضی سے بولا تو اجر نے سر جلدی سے ہلایا جیسے کہہ رہی ہو ابھی لیجئے سرکار۔

"ا۔۔اوکے۔ تو یہاں پیاری سی ٹھوڑی ہے جس پر مجھے ایک دو بلیک ہیڈز بھی دیکھائی دیے ہیں۔"

اجر نے کوشش کی کہ یہاں سے ٹرن سکن ٹریٹمنٹ کی طرف چلا جائے اور وہ بچ نکلے پر آج شاید اسکا وقت خراب تھا، باسل نے اپنی ٹھوڑی پر انگوٹھے کی پور پھیری، اتنی ملائم تو اجر کی گالیں نہ تھیں جتنی باسل کی ٹھوڑی۔

"میرا منہ پورا ہو گیا؟"

وہ برہمی سے بولا تو اجر نے فوری نفی کی پھر اسکے کان کو پکڑ کر سہلانے لگی، باسل کو گدگدی سی ہوئی پر وہ محسوس نہ کرواتے اسے فیل کر رہا تھا۔

"ارے نہیں یہاں دو بھالو جیسے کان بھی تو ہیں۔ اتنے اٹھے ہوئے کہ میں انکو پکڑ کر جھولے لے لوں۔۔۔ ہاہا"

اس بار وہ نقلی سا ہنسی پر باسل نے زرا جو چہرے کے ایکسپریشن لوز کیے ہوں، پتھریا ہوا تھا بلکل اور تبھی اجر کی جان نکل رہی تھی، یہ چہرہ نامہ شروع تو کر بیٹھی تھی پر اب ختم کرتے دل کی دھڑکن تیز ہونی شروع ہو گئی کیونکہ اب وہ اسکے ہونٹوں کے بارے قصیدہ کہنے والی تھی۔

"اوکے تو ای کرو"

اجر نے دانت دیکھاتے اسے بھی انسٹرکشن دیے جس پر باسل نے بھی ای کرے دانت دیکھائے، گلابی جھلک دیتے ہونٹوں کے بیچ چمکتے سفید دانت

اور بلکل سیدھے، ایک بھی دانت مجال ہو جو اپنی لائن و ڈائریکشن سے ہٹا ہوا ہو، اجر نے جلدی سے آنکھیں میچیں۔

"تو یہاں ای کرنے سے پیارے پیارے دانت آتے ہیں۔ برف کی طرح ٹھنڈے اور آ کرنے سے انگارہ زبان آتی ہے۔۔۔ ہو گیا پورا منہ۔ ہرا ا"

وہ آنکھیں فوراً سے کھولے باسل کے سارے منہ کے حصے گنوانے میں کامیاب ہوتے نعرہ خوشی لگاتے پیچھے ہٹنے لگی جب باسل نے اسے خود پر مزید جھکاتے اجر کے کھل جاتے بالوں کو سنبھالنے کی ناکام کوشش کیے اک ہلکی پھلکی قیامت گستاخی ان ہونٹوں سے سانسوں تک ارسال کی جنھیں وہ لڑکی جان بوجھ کر اگنور کر گئی تھی، یہاں تک کے ہونٹوں سے وہ سکون پانا شروع ہی ہوا کے منہ اور زبان سے حلق تک جاتے اجر کے بالوں پر بری طرح کھانستا دور ہوا اور اس لڑکی کو پکڑ کر خود سے سائیڈ میٹرس پر گرایا، جو ہونٹوں پر دونوں ہاتھ جمائے میٹرس پر گرتی بے جان نظروں سے کئی درجے زیادہ ہینڈسم ہو جاتے باسل کو دیکھ رہی تھی۔

"گندی۔ اپنے بال تو باندھ لیتی۔ ایک تو میرے حلق میں چلا گیا۔۔۔ اب یہ نکلے گا کیسے۔"

وہ کھانستا ہوا اپنی گردن مسل رہا تھا اور اجر شدید شرم کھائے وہیں سے باسل کے مخالف کروٹ بدل کر تکیہ منہ پر رکھے چھپ گئی، باسل کھانسنا روکے اس نمونی کو دیکھنے لگا جو بچوں کی طرح بیڈ پر ٹانگوں کو ہلائے مچل رہی تھی، جس طرح اسکے پیٹ میں تتلیاں ناچ رہی تھیں ویسے وہ بھی نرم گرم ساحق پائے اوٹ آوف کنٹرول ہو گئی تھی۔

"اجر"

باسل نے مسکرانے کے ساتھ زرا فکر سے اسکے کندھے کی طرف لیٹے لیٹے جھک کر خیریت دریافت کرتے تکیہ لے کر کھینچنا چاہا مگر وہ تکیہ تو دے گئی لیکن اب دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر رکھ لیے، باسل نے اسکے کان کے

قریب جھک کر سانس لی، اجر کی گردن اتنے کول ٹمپریچر کے باوجود پسینے سے تر تھی جسکو دیکھ کر باسل کی آنکھیں مزید سیاہ ہونے لگیں۔

"گڈ نائیٹ"

وہ اسکے ہاتھ خود ہٹانے کے بجائے اسکے کان کے قریب جھک کر کہتے ہی واپس اپنے تکیے پر سر رکھ گیا جبکہ اجر نے ڈرتے ڈرتے چہرے سے اپنے ہاتھ ہٹاتے گردن دائیں طرف سوئے باسل کی جانب گمائیں۔

دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے مسکرائے، بس فرق یہ تھا کہ اجر نے انگلیاں اپنے ہونٹوں پر رکھ کر اپنی والی سمائل ان تلے ڈھک لی تھی۔.

صرف ایک بوسے سے اسکی رُوح تک رسائی پانے والا وہ شخص باسل ماہیل، جسے اجر سیال نے مبہوت نگاہوں میں بھرا۔

"یہاں خوبصورت سے ہونٹ بھی تھے، مجھے تو نظر ہی نہیں آئے"

وہ لب دانت تلے دباتی شوخ و شرم سے ہنستا سا اسکی طرف کروٹ بدلتے بولی ہی جب باسل نے اسکو اپنی بازو سر رکھنے کو دی۔

"اب ساری زندگی تمہیں بھول نہیں پائیں گے"

وہ دگنا آفت بنا کہتے ہنسا جبکہ اجر اسکی ہنسی مدتوں بعد پا کر حیران ہوئی، سب کچھ بھول گیا اسے، دھڑکنا، شرمانا، سانس لینا، آنکھیں چھپکانا۔

"ہم نے اچھی رات گزاری ہے ناں۔ یہ سب اتنا مشکل بھی نہیں تھا۔ ہم اپنے رشتے کو ریشم کی طرح سلجھالیں گے باسل۔"

وہ اسکے سینے پر سر رکھے ہاتھ اسکے رخسار سے جوڑے ہر نرم گرم میٹھی کھٹی اور دل دھڑکاتی رمز جی رہی تھی۔

"سلجھالیں گے"

وہ بھی متفق تھا۔

"مجھے بہت اچھی نیند آئے گی آج۔۔۔بہت دنوں بعد"

وہ جو محسوس کر چکی تھی، جس محبت سے پیار کا اظہار باسل نے اسے کروایا تھا وہ اجر کے پورے وجود کو مہکا رہا تھا۔

"مجھے بھی"

وہ بھی سلیپی ہوتے انداز میں مسکرایا۔

"تھینکیو میرے ساتھ اتنا زیادہ رومنٹک ہونے کے لیے"

وہ اس بار شرما رہی تھی، اسکا حجاب آلود چہرہ باسل کو لطف پہنچا رہا تھا۔

"تھینکیو اپنے بالوں کو کہو۔ ورنہ تمہاری رات نیند سے نہیں کسی اور چیز سے اچھی ہو جاتی۔"

وہ منہ پھٹ صدا کا، کہہ کر آنکھیں بند کر گیا کیونکہ جانتا تھا اسکی بات سننے کے بعد اس لڑکی میں ان آنکھوں سے آنکھیں ملانے کی تاب نہ رہے گی

اور ایسا ہی ہوا، وہ مسکراہٹ ہونٹوں میں دباتی شرم سے گلنار ہوتا چہرہ باسل کے سینے میں چھپا گئی۔

..________________________________..

"میرال۔ آدھا گھنٹہ ہو گیا ہے اب آ بھی جائیں"

اور حان کو نیند آنے لگی تھی، گرین ٹی تو ایک گھونٹ میں جناب نے نگل لی تبھی میسج بھیجنے کی نوبت آئی، کوفت سے اسکا موڈ بگھڑ رہا تھا۔

کچن میں میرال گئی تو گرین ٹی پینے تھی پر مصطفی آ گیا تو وہ اسکا فیڈر بنانے لگی، اب وہ بھینس کا دودھ پینا شروع تھا تو گلوئنگ زیادہ ہوتا جا رہا تھا، میرال نے ہلکا سا گرم کرتے ملائی اتار کر اسکا فیڈر بھرا اور ایمن کے روم کی طرف بڑھیں کیونکہ وہ دادو ہی کے پاس تھا۔

"آجاو مصطفی۔ آپکا فیڈر تیار ہے میری جان۔ آپ بھی ریسٹ کریں۔"

میرال کے کمرے میں جھانکنے کی دیر تھی کہ وہ دادو کے ساتھ جائے نماز پر بیٹھا انھیں اٹھ کر پاری کرتے، بیڈ پر نیم دراز بک ریڈنگ کرتے دادا جانو کو گلے لگتا سیدھا دروازے کی طرف دوڑا تو میرال نے اسے فورا اٹھایا تبھی ماہیل انجم کے پکارنے پر گھبراجاتی رکی، ایمن نماز شروع کر چکی تھیں۔

"مجھے معاف کر دو بچے۔ میں بہت روڈ ہو جاتا ہوں"

وہ نرم اور معذرت انگیز انداز میں بولے جبکہ میرال نرمی سے مسکرادی۔

"کوئی بات نہیں ماہیل انکل۔ سچویشن ہی ایسی تھی۔ آرام کریں"

وہ بلکل ناراض نہ تھی اور جس طرح مسکراکر گئی، ماہیل کا دل بھی ہلکا ہوا، سلام پھیرتیں ایمن نے حیرت سے گردن موڑ کر اپنے سڑو کو دیکھا۔

"یہ سب سے بیسٹ معافی تھی ماہیل"

وہ خوشی کے سنگ بولیں۔

"ہاں۔ میں بڈھا ہوتا جارہا ہوں تو مزید سڑو ہو رہا ہوں۔ تم جھیل لو گی میرا یہ گند اورژن؟"

آہ کب دل پر اختیار ہوتا ہے مزاجوں کے حوالے سے۔

"خوشی خوشی۔ آپکو سنوار بھی دوں گی۔"

ایمن کے لیے تو وہ ہر روپ میں پیارے تھے، وہ کب دھتکار سکتی تھیں بھلا انھیں، انہوں نے تو اس شخص کی ہر برائی سمیت اسے اپنایا تھا۔

" اچھا سنیں۔ خالہ کی کال آئی تھی۔ سخت ناراض ہو رہی تھیں تینوں بچوں کی شادی پر۔ میسز دو کی شادی اور ایک کے نکاح پر۔ اپنے فارم ہاوس پر بلایا ہے انہوں نے سب بچوں کو۔ خالو جان اور امی بابا کی برسی بھی ہے اگلے ہفتے کے دنوں میں تو کہہ رہی تھیں تم سب لوگ آجاو میرے پاس ایک دن کے لیے"

ایمن کو جیسے کچھ یاد آیا جبکہ سبکا ایک ساتھ جانا تو مشکل تھا تبھی ماھیل یہی سوچ رہے تھے ایک ایک کر کے سب کو بھیجیں تاکہ دو دو دن رہ کر سب ہی خالا جان کی تنہائی مٹا آئیں۔

"ٹھیک ہے سوچتے ہیں اس بارے۔"

ماھیل مسکرائے تو ایمن نے بھی اپنی بقیہ نماز پڑھنی شروع کر دی۔

مصطفی نے ضد کی تھی کہ اسے میرال کی گود میں لیٹ کر فیڈر پینا ہے تبھی وہ اسے لاونج میں بیٹھ کر گود دیے فیڈر پلانے کے بعد کمرے کی طرف ہی اسکا ہاتھ پکڑے بڑھی، دروازہ کھلنے کی دیر تھی کہ بستر پر بے آرمی سے کروٹیں بدلتا اورحان سر اٹھائے متوجہ ہوا۔

"ہم آ گئے"

میرال چہک کر بولی ساتھ مصطفی بھی جسکی بیٹری ایک سو ایک فیصد چارج تھی دوڑ کر بابا کی طرف بھاگا، اورحان نے اسے زمین سے اوپر اٹھاتے بیڈ پر

منتقل کیا تو وہ بابا سے لپٹ کر لاڈ کرتا اچھلنے لگا جبکہ اورحان نے اک شاکی نظر میرال پر ڈالی جو آگے سے معصومانہ چہرے کے ساتھ کندھے اچکا گئی۔

"بابا کی جان کو نیند نہیں آئی؟"

اورحان نے بستر پر گرتے مصطفی کو بھی اپنے سینے چڑھنے دیا جو ناں کرتا بابا سے دو دو ہاتھ کرنے کے موڈ میں تھا، میرال بھی میٹرس کے کنارے آ کر بیٹھی یہ باپ بیٹے کی قربت کے لمحے انجوائے کرنے لگی۔

"نو۔۔بابا چاکیٹ تھانی اے (نو بابا چاکلیٹ کھانی ہے)"

مصطفی نے رالیں ٹپکا کر اورحان کا چہرہ گیلا کرتے فرمائش کی تو اورحان نے اسکی نرم سی گال دانتوں میں آہستہ سی دبا کر کھینچی تو میرال نے پاس مزید سرکتے اورحان کے کندھے پر زور سے تھپڑ مارا۔

"کیوں مار رہے ہیں میرے بے بی کو۔یہ لو مصطفی آپکے فیورٹ چاکلیٹ چپس۔۔"

میرال نے سائیڈ ڈرا کھولے وہاں رکھا پیک اٹھا کر کھولتے مصطفی کی طرف بڑھاتے پہلے اور حان کو ڈانٹا پھر سارا پیار مصطفی پر نچاور کیا۔

"میاں بابا نے مدے تیت مالے ہیں۔زول سے مالو بابا تو(میرال بابا نے مجھے تیتھ مارے ہیں۔زور سے مارو بابا کو)"

مصطفی نے پوری چالاکی سے چپس لے کر بابا کی شکائیت بھی گڑھ دی جبکہ اور حان کے دانت دوسری مصطفی کی گال پر حملہ آور ہونے کو تیار تھے جب میرال بیچ میں کودی۔

"بابا روئیں گے تو تمہیں اچھا لگے گا؟یہ تمہاری میاں مجھے زور کا مارے گی"

اور حان نے مسکین شکل بنائی تو مصطفی کنفوز ہو کر کبھی میرال کو دیکھتا کبھی اور حان کو۔

"نو میاں۔تھولا شا مالو بابا تو۔۔۔بابا تو ددی ہو دی۔۔۔اب تیت ہے بابا(نو میرال،تھوڑا سا مارو بابا کو۔بابا کو ددی ہو گی۔اب ٹھیک ہے بابا)"

پٹائی کروانا بھی چاہتا تھا اور اسکی اور حان کو کچھ ہونے پر جان بھی نکل رہی تھی، میرال نے مصطفی کا ہاتھ پکڑے چوما کے وہ کتنا حساس بچہ ہے۔

"جی میری جان ٹھیک ہے۔"

اس وقت اورحان بھی ساری چڑ بھول گیا جب مصطفی ایک چاکلیٹ چپس خود کھاتا، ایک میرال کے منہ میں ڈالتا اور ایک بابا کے منہ میں۔

"آپ گرین ٹی اگانے چلی گئی تھیں۔؟"

اورحان نے زور سے میرال کی بازو پر چٹکی کاٹتے سرگوشی کی تو وہ جوابا کراہی۔

"جی کھیت میں"

آگے سے جان بوجھ کر الٹا جواب دیے وہ اک چٹکی کا بدلا لے گئی۔

"مصطفی سو لے پھر دیکھیے گا آپ کے ساتھ ہوتا کیا ہے آج"

وہ کان میں جھکتا ہی دھمکاتے بڑبڑایا تو میرال نے اورحان کا کان ہونٹوں کے اندر دبے دانتوں میں لے کر کھینچا۔

"مصطفی کو مجھ سے پہلے سلا لیں پھر"

وہ چیلنجنگ نظروں سے مسکرائی اور جلدی سے مصطفی کی طرف ہو کر بیٹھی۔

مصطفی کے ساتھ باتیں کرتی میرال اورحان کا بہت صبر آزما رہی تھی۔

"مصطفی مت سونا۔۔پلیز۔ میال کو ڈر لگ رہا ہے"

وہ بار بار مصطفی کے کان میں گھس کر اسے پٹی پڑھاتی اور جب جب میرال نے اپنے بچے کے

کان میں یہ کہا، مصطفی صاحب دگنے چارج ہو کر ابا جان کے ارمانوں کا قتل کرنے لگتے، جبکہ اورحان نے مجبور و مسکین والی سمائیل مصطفی کو دی۔

"بابا تھاو اول۔۔۔(بابا کھاو اور)"

وہ اورحان کے سینے چڑھ کر بیٹھا چاکلیٹ چپس خود کم کھاتا، اورحان کے پورے منہ میں ہاتھ گھسا کر اسکے معدے تک وہ عجیب وغریب زائقے والے چپس زیادہ پہنچا رہا تھا۔

"مصطفیٰ۔ سونا کب ہے میری جان؟"

آخر تھک ہار کر اورحان نے پوچھ ہی لیا۔

"تل بابا(کل بابا)"

میٹھی سی کیوٹ مسکراہٹ لیے مصطفیٰ نے فوری سعادت مندی سے جواب دیا جس پر میرال نے ہنس کر مصطفیٰ کی پیٹھ تھپک کر شاباش دی۔

"انجوائے کرو تم دونوں"

وہ باریک سا مصطفی کے لیے رکھا بلینکٹ ہٹائے اٹھ کر واش روم کی طرف جا گھسا تو میرال نے وہیں تکیے ٹھیک لیے اور لیٹی، میرال کو دیکھتے ہی مصطفی بھی اسکی بازو پر سر رکھے لیٹ گیا۔

میرال نے اسکو اپنے سینے لپٹایا اور گال کو اتنی بار چوما کہ مصطفی کو نیند آنے لگی، وہ اسکے ہاتھ سے چاکلیٹ چپس کا لگ بھگ خالی پیک لے کر سائیڈ رکھے اسکے بالوں کو سہلانے کے باوجود اور حان کے لیے فکر مند تھی کیونکہ وہ کافی دیر سے واش روم میں تھا، پھر وہ باہر نکلا اور آکر روم کے کارنر میں جا کر جائے نماز بچھائی، میرال کی آنکھیں اسے نماز ادا کرتے ٹھنڈی ہو جاتی تھیں۔

جب تک اور حان نے نماز ادا کی، جائے نماز تہہ کیا اور کاوچ کی طرف لیٹنے کی غرض سے بڑھا، میرال پریشان ہو کر مصطفی کے پہلو سے اسکا سر تکیے پر رکھے، ساتھ دوسرا تکیہ جوڑے اٹھی اور لپک کر اور حان کو بازو سے پکڑے اپنی طرف پلٹایا تو وہ بہت زیادہ ناراض لگ رہا تھا۔

"آپ کاوچ پر کیوں سونے لگے ہیں۔ وہ دیکھیں آدھا بیڈ خالی ہے۔ اورحان، رات کے اس پل باوضو ہونے کے باوجود آپ ناراض ہیں تو اچھی بات نہیں۔ مجھے آپکی یہ تروتازہ خوشبو سکون دیتی ہے جو باوضو ہو کر آپ سے آتی ہے۔۔۔۔"

وہ دوپٹے سے بے نیاز اس وقت بیوی بننے کی کوشش میں تھی پر لہجے سے رومینس اور پیار کی جگہ لاڈ چھلکا تو اورحان مزید منہ بسور گیا۔

"جائیں مصطفی کے ساتھ سوئیں۔ میرا کوئی حق نہ پورا کریں۔ میں نے معاف کیے۔ بس ماں بنی رہیں اسکی۔ میری کچھ مت بنیں"

وہ یکدم ہی سخت غصیلا ہو کر لڑنے لگا تھا۔

"آپ کو کیا ہو گیا ہے۔۔۔؟ ہم ٹیبل ٹاپ کر لیں؟"

وہ فکر مند سے زیادہ پریشان تھی جبکہ اورحان نے آئبرو اچکا کر میرال کو دیکھا۔

"ہم کوئی سیاسی حریف ہیں میرال جو ہمیں ٹیبل ٹاک کی ضرورت ہے۔ بیگم آپ بھول رہی ہیں ہم ہسبنڈ وائف ہیں اور ہمیں بیڈ میٹنگ کی ضرورت ہے"

سخت تپے ہوئے اور حان نے دھواں دھواں ہوتے اپنی مصالحت کا کردار ادا کرتی زوجہ کو آڑے ہاتھوں لیا، وہ ہنسی گھوٹ گئی۔

"لڑ کیوں رہے ہیں تو؟"

وہ معصوم بنی پر آنکھیں ساتھ نہ دے سکیں۔

"میں اپنے لیے تلوار اور آپ کے لیے ڈنڈا لاتا ہوں۔ پھر پراپر لڑنے والا ماحول ہو گا۔ مجھے آپ چاہیں یار"

لڑتے لڑتے معصوم بچے کی طرح آخر پر ہتھیار ڈال کر رونے پیٹنے والی شکل بنا کر وہ میرال کے سارے ظلم دفعتاً مہربانیوں اور نوازشوں میں بدل گیا، وہ

اس بپھرے جن کے گلے لگتی خود بھی شرارت سے بچارے کے ضبط پر ہنس پڑی۔

"میں آپکا جس دن کوئی بھی حق کھاوں۔ آپ میری جان لے لیجئے گا۔"

وہ گلے لگی ہی بولی، اسکی بہتی سانسیں اور حان کی گردن کی اور گرمائش بڑھا رہی تھیں تبھی اورحان نے میرال کی کمر کے درمیانی حصے کو دونوں ہاتھوں سے جکڑا اور اسے سنبھالتے زرا خود سے دور کرنا چاہا۔

"یہ نہیں کر سکتا میں۔ آپکے بنا ہم دو جی نہیں سکتے اب"

وہ اسکے ڈرے موڈ کو بہار کر گیا، کاوچ پر بیٹھے ہی لیٹا اور بازو کھول کر اپنے مضبوط اور کشادہ سینے میں اس بانکی سجیلی کو آکر بسنے کی پیشکش کی۔

"ہم دونوں کاوچ پر سوئیں گے کیا؟"

وہ ساتھ بیٹھتے ہی ایکسائٹمنٹ آنکھوں میں بھر لائی، اورحان کے نشیلے تیور تو اقرار کر رہے تھے پر سوئے گا کون یہ تو ابھی طے شدہ معاملات میں شامل نہ تھا۔

"ہم لکی ہیں کہ ہمارے پاس بہت بڑا کاوچ ہے۔ سونے کے بارے بعد میں ڈیسائیڈ کرتے ہیں۔ پہلے جو ہمارے ادھورے معاملات ہیں وہ نمٹ جائیں"

وہ اسکی الفاظ کی تمازت پر گلابی گلابی ہوئی پھر اورحان نے دو نرم کشن اپنے سر تلے رکھے اور اپنی بازو پھیلائے میرال کو لیٹنے کا اشارہ کیا، وہ شرم کی شدت سے پلکیں جھکائے اسکی توانا بازو پر سر رکھے لیٹی تو اسکے دور دور ہونے پر اورحان نے اس نازک سراپے کو نرمی سے اپنی طرف کھینچا، وہ بلکل ہی کروٹ بدلتی اورحان کے منہ کے پاس ہو گئی، جسموں میں تو فاصلہ پہلے ہی سمیٹ دیا گیا تھا۔

"آج کا دن بہت ٹف تھا ناں۔ آپ کو بہت ہرٹ کیا ہو گا بابا کے لفظوں نے۔ انکی یہی عادت پسند نہیں، کسی کی غلطی کبھی معاف نہیں کرتے۔ جب بھی کوئی مشکل آئے، اس شخص کو الزام ٹھہرا دیتے ہیں اور خود بس زرا سا سوری کرکے سمجھتے ہیں کہ ہر الزام سے بری ہو گئے۔ لیکن میں جانتا ہوں کچھ بھی ہو جائے، آپ ہمیشہ میری اور مصطفی کی خود سے محبت کو ہر نیگیٹو احساس پر حاوی رکھیں گی میرال"

وہ اس شخص کی بے لوث محبت کے آگے ہاری ہوئی تھی تبھی تو اپنی جگہ جم کر کھڑی تھی، کہ کوئی بھی آندھی اسکے قدموں کو اکھاڑنے کی طاقت نہیں رکھتی تھی۔

"انہوں نے سبکے سامنے سوری کیا اور ابھی کچھ دیر پہلے جب میں ایمن آنٹی کے روم سے مصطفی کو لینے گئی تب بھی سوری کیا۔ میں نے معاف کر دیا انکو ہر لفظ۔ بس کبھی بھی کوئی ڈائورس کی بات نہ کرے، یہ حوالہ کسی بھی عورت کے ہر احساس کی موت ہوتا ہے۔ آپ ج۔ جانتے ہیں ناں اور حان میں

آپکے سوااب کسی کا اپنی زندگی میں تصور بھی نہیں کر سکتی۔ میں تو آپکو پا کر اپنی زندگی کے پچھلے تصورات تک کو جھٹلانے لگی ہوں۔ آپ کے میری زندگی میں شامل ہونے کے بعد ہی میں سانس لے سکی ہوں۔ وہ حادثہ بھی مجھے آپ سے دور نہیں کر سکا حالانکہ جس تکلیف سے میں گزری، کوئی اور ہوتی تو کبھی بھی آپ کے خوف سے باہر نہ نکلتی۔ ہاں تھوڑا سا ڈر ہے لیکن مجھے پتا ہے وہ بھی چلا جائے گا"

اپنے ڈر سنبھال کر وہ نرم سی سرگوشیوں میں بولتی چلی گئی، اور حان کا ہاتھ اسکی گردن کی ملائمت و نرماہٹ محسوس کرے اور حان تک لطف و سکون ارسال کرنے لگا تو وہ مومی گڑیا اس شخص کے لمس پر جسم میں اٹھتی سرد لہریں دبانے لگی، اس لڑکی کا فطری ڈر، اور حان کا لطف بڑھا رہا تھا۔

" تھوڑا سا ڈر تو ہمیشہ رہے گا آپکو میری قربت کا۔ یہ نہیں جائے گا"

وہ اسکی سپید پڑتی رنگت پر محظوظ ہوئے بولا تو میرال نے رحم طلبی سے اورحان کی آنکھوں میں جھانکا۔

"ک۔۔کیوں؟"

وہ بولتے ہوئے ہکلا سی گئی۔

"کیونکہ آپ میرے مقابلے میں آدھی ہیں"

وہ اسکی گال کی نرم جلد دانتوں سے لے کر کھینچے بڑبڑایا تو میرال کی آنکھیں چمکنے لگیں۔

"پرفیکٹ کپل"

وہ شوخ مسکائی، اورحان نے اسے شوخ ہی دیکھنے کی تمنا چاہی پر وہ بے اختیار اسکی ایمان ڈگمگاتی گردن کے بل کھاتے نشیب و فراز چومتا میرال کو چہرہ

پھیرنے پر مجبور کر گیا، وہ اپنی گردن پر انگاروں جیسا دہکا لمس محسوس کرے آنکھیں زور سے بھینچ گئی۔

"آپکو مہرفاطمہ سے محبت تھی؟"

وہ بھٹکتا ہوا گردن سے اسکے لب ورخسار تک وہی انگاروں جیسا پر زور غلبہ پانے لگا تو اسکی شدتوں سے سہم کر میرال نے اسکے سینے پر ہاتھ رکھے اپنا بگھڑتا سانس سنوارتے روکا، وہ لمحہ بھر رکا اور چہرہ زرا سا پیچھے کرتے میرال کو دیکھتے اپنی بھاری قربت کے سبب نم ہوتی سانسیں کھینچتا سنجیدہ ہوا، آخر وہ یہ سوال اس لمحہ کیوں کر رہی تھی جب دونوں کے بیچ ہوا تک کا گزر اور حان کو قبول نہ تھا۔

"اسے بھی یونہی پیار کرتے تھے؟"

وہ ابھی پہلے سوال کی الجھن سے نکلا نہ تھا کہ میرال نے اداس ہوتے پھر پوچھا۔

"آفکورس بیوی تھی وہ میری۔بیوی سے زیادہ دوست تھی۔لیکن یہ سکون وہاں نہیں تھا،یہ مزید کی چاہ اور طلب بھی وہاں نہ تھی۔یہ محبت بھی وہاں نہیں تھی جس سے جسموں کے پار دبی روح کا معاملہ جاگتا۔میں نے کبھی پہل نہیں کی اسکے معاملے میں۔نہ اسکی فکر کرتا تھا کیونکہ وہ میری کرتی تھی،مجھے سنبھالتی تھی۔اسے اور حان ماہیل سلجھا ہوا اور ڈیسنٹ نہیں ملا تھا۔اسے کوششیں اور ایفرٹس کرنی پڑتی تھیں مجھے سنجیدگی سے نکالنے کے لیے۔لیکن آپ؟آپ کے معاملے میں مجھے بس آپکی پڑی ہوئی ہے۔مہر نے شاید مجھے محبت سیکھائی جو میں آپ سے کر رہا ہوں"

شاید اس سے زیادہ بہترین طریقے سے وہ میرال کو کبھی مطمئین نہ کر پاتا جیسے اس وقت وہ نم آنکھوں سے مسکرا رہی تھی۔

"مجھے مصطفی سے اپنے بچوں کی طرح پیار ہے پھر بھی جیسے جیسے وقت گزر رہا ہے۔میرا دل چاہنے لگا ہے کہ کاش وہ میرا ہی بیٹا ہوتا۔"

وہ خفیف سا اداس ہوئی جو فطری تھا، یہ سوچ کہ اورحان یوں کسی اور عورت کے پاس رہا ہے، تڑپانے کو کافی تھی۔

"آپ کو ہماری اولاد بے حد مسرور کرے گی۔"

وہ اسکا ماتھا چوم کر یقین سے بولا تو میرال نے آس بھری نظر اورحان پر ڈالی۔

"اور آپکو؟"

وہ اپنے وجود سے جڑے اس سکھ پر اورحان کی خوشی کے بارے جاننا چاہتی تھی۔

"مجھے آپ سے جڑے اس سرور کا بے حد انتظار ہے۔ لیکن پلیز جلدی پریگنٹ مت ہو جایئے گا۔"

وہ اسکی آخری منت پر نظریں شرم سے جھکا کر مسکائی، بھلا یہ اس بچاری کے ہاتھ میں تھوڑا تھا۔

"جیسا آپ کہیں"

ہونٹوں پر متبسم رنگ لیے وہ شرماسا جاتی منمنائی جبکہ اورحان نے ہاتھ کا شکنجہ میرال کی گردن کے گرد ڈالتے اسے اپنے ہونٹوں کے افق پر آئی خواہش سا قریب کیا، وہ ایک دوسرے کی سانس میں سانس لے رہے تھے اور لمحوں کو سانس آنا دوبھر ہو گیا تھا۔

مصطفی کی ناک تلے وہ دو اپنی رات حسین کر رہے تھے اور وہ بچارا سویا پڑا تھا، اسے تو تب ہوش آتی جب اس روم میں چوتھا پارٹنر تشریف لاتا، فجر سے کچھ پہلے اورحان کی نیند میں خلل اسکے بجتے فون پر آیا، وہ بمشکل اپنی نیند سے بھری آنکھیں کھول سکا، میرال اسکے سینے پر بلینکٹ کے اندر سو رہی تھی اور اورحان نے بمشکل پیر کے انگوٹھے کو بلینکٹ سے نکال کر میز

کے کنارے پڑے اپنے فون کو پیر سے اٹھایا، ہاتھ میں لیا تو فورا سائلنٹ کیا تاکہ میرال کی نیند خراب نہ ہو۔

اورحان نے کال پک کرتے فون کان سے لگایا۔

"ہاں بولو امتیاز کیا ہوا؟"

اورحان کو وکیل نے کال کی تھی کچھ اہم بتانے کو۔

"سر عثمان کی ضمانت کروالی ہے اسکے باپ نے"

یہ خبر اورحان کی ساری نیند اور سکون بھرا خمار نگل گئی، اسکے جبڑے تن گئے۔

"منحوس انسان۔ تو اب۔۔؟"

اورحان نے اسی حقارت سے استفسار کیا۔

"آپ محتاط رہیں۔ بھلے اس پر کیس چل رہا ہے لیکن وہ آزاد گھوم رہا ہے۔"

امتیاز نے اپنی طرف سے الرٹ کیا جس پر اورحان نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا، ہنوز اسکی آنکھیں دہک رہی تھیں۔

"ٹھیک ہے امتیاز تھینکیو"

وہ جبڑے بھینچتا کہے کال کٹ کر گیا تبھی میرال کسمسا کر چہرہ اٹھائے مندی مندی آنکھوں سے اورحان کو دیکھنے لگی۔

"کیا ہوا ہے اورحان ؟"

وہ مدھم سا بولی تو اورحان نے فون سائیڈ کرتے میرال کا ماتھا پیار سے چوما، اورحان کی نرم ملائم، پیار بھری نزدیکی بھی میرال کے لیے وبال سے کم نہ تھی۔

"کچھ نہیں میری جان۔ سو جائیں۔ ابھی فجر کو وقت ہے۔ ایک اہم کال تھی۔ ریسٹ کریں"

وہ اسے تھپکا کر بہلا گیا اور وہ بھی شدید تھکن کا شکار تھی تبھی واپس اور حان کے سینے پر ڈھے گئی لیکن اب اور حان کی آنکھ لگ پاتی، ایسا ممکن ہی نہ رہا تھا۔

..________________________..

چھٹی نہ کوئی سندیس۔

جانے وہ کونسا دیس۔۔

جہاں تم چلے گئے؟۔۔۔۔۔۔۔

یہ تنگ و تاریک گلی تھی جسکو عبور کرتے وہ بھاری بوٹوں والا بھاری بھر کم رئیس کنگ نامی شخص اپنے پیچھے گارڈ کی چھ رکنی ٹیم کے سنگ رعونت اور اکڑ کے سنگ چل رہا تھا، شاید یہاں سندھ کے ایک غیر معروف گاوں میں بزروری نام کی پرانی حویلی کے زندان میں اس شخص نے کسی کی کمزوری دبوچ رکھی تھی۔

یہاں سناٹا تھا، تاریکی تھی، ہر طرف سیاہ دیواریں، جالوں سے اٹی ہوئیں، مختلف شکلوں سے سجی بھدی دیواریں، حویلی کی خستہ خالی اس قدر تھی کہ دیکھنے والا اندر داخل ہوتے کتراتا کہ کیا خبر کب یہ چھت، ملبے کی طرح سر پر آگرے۔

وہ چار دیواری والا بڑی بڑی سلاخوں والا ایریا تھا، جسکی تین طرف بڑی بڑی مضبوط دیواریں تھیں اور ایک طرف لوہے کی جالیاں۔

کنگ نے باہر لگے بٹن کو پریس کیا تو ایک دیوار، دو حصوں میں تقسیم ہوتی راستہ بناتی چلی گئی۔

وہ اندر داخل ہوا جہاں ٹھک کی بھیانک آواز کنگ سمیت اسکے سب گارڈز نے سنی۔

کنگ سمیت اسکے لوگوں نے اپنی اپنی بندوقیں سنبھال لیں کے کہیں یہاں کا قیدی چودہ پندرہ سال کی ان تھک محنت کے بعد بھاگنے کی تیاری نہ کر رہا ہو۔

لیکن جیسے جیسے کنگ آگے بڑھا، ان سب نے دیکھا ایک بھاری بھر کم آدمی، ہاتھ میں لوہے کا ہتھوڑا لیے، لوہے کو ہی پیٹ رہا تھا، اسکی بازووں کی موٹی موٹی رگیں جن پر پسینہ تیر رہا تھا، ہر کسرت بھرے وار پر پھول جاتیں، اسکا ٹینک ٹاپ اور ٹراوزر میں ملبوس وجود لوہے کی مثل تھا، اسکے لمبے لمبے الجھے میلے سر کے بال، گردن سے نیچے تک جاتی الجھی داڑھی، سیاہ ڈھیلا سا ٹراوز، اسکے کپڑے اتنے میلے تھے کہ سیاہی جگہ جگہ سے اڑ چکی تھی، بھورے رنگ میں بدل گئی تھی، کنگ نے اپنے اس خونخوار جانور کو دیکھ کر مست قہقہہ لگایا، کنگ کے ساتھ اس جیسا ایک اور چھٹا ڈان بھی تھا، یہ دو بہت بڑے گینسٹر تھے۔

"یہ تو ہر سال مزید طاقتور ہو جاتا یے کنگ۔ کب تک قید رکھو گے اسے، مار دو اب۔۔۔ دے دو اسے اسکی سزا"

وہ اجمل پاشا تھا جس نے کنگ کو اس قیدی کی طاقت سے ڈر کر اک صلاح دی تھی۔

"چودہ سال کی قید بھی اسے کمزور نہ کر سکی۔ آہ کاش اسے مارنا ممکن ہوتا پر کیا کروں اسکی طاقت، اسکا پاگل پن اور اسکی للکار قبر میں دبنے والی چیزیں نہیں۔ ہم غداروں کو کاٹ دیتے ہیں پر یہ میری زندگی میں آیا پہلا غدار ہے جس سے آپن کو انس ہو گیا تھا۔ لیکن کیا فائدہ ہوا اسے پکڑنے کا۔ یہ کمینہ اپنے سے زیادہ مہلک ساتھی پیچھے چھوڑ آیا، اور وہ ساتھی اس حرام زادے سے سو ہاتھ آگے نکلا، اس پر تو ہمارا بس تھا، لیکن اس دوسرے کتے پر بس تو دور ہماری نظر تک نہیں ہے۔ لیکن اب اسکا مزید زندہ رہنا خطرہ محسوس ہو رہا ہے۔ تم نے نیوز سنی ناں۔۔۔۔؟ اے ایس پی اجر سیال کی؟"

کنگ کے لہجے میں عجیب سا خوف ہلکورا تبھی ان دو کی باتیں سنتا وہ قیدی مسکراتا ہوا، اپنی سیاہ آنکھوں سے سلاخوں کے ٹھیک پاس کھڑے کنگ کو دیکھتا بھاری قدم اٹھاتا جب قریب آیا تو ان دو کی آنکھوں میں یوں خوف تھا جیسے وہ انسان نہیں کوئی مہلک درندہ ہو۔

"میرا ساتھی تمہارے ہر آدمی کو چن چن کر مارے گا کنگ، شروعات اس جنزل اسکی گندی اولاد اور پھر تین زلیل منسٹرز سے ہو گئی ہے۔ میں مروں یا جیوں، کوئی فرق نہیں پڑتا۔ مر گیا تو تم دو مریل آدمیوں سے مجھ سانڈ کی میت اٹھائی نہ جائے گی اور اگر زندہ یہاں سے بچ کر نکلا تو ان مدت سے ناکارہ ہاتھوں میں اتنی قوت ہو گی کہ بنا ہتھیار بھی پھونک مار کر اگلے کا جبڑا ہلا دوں۔ اب تو سوچ رہا ہو گا اتنی سیکور جگہ قید ہو کر بھی مجھے ان سب کی موت کا کیسے پتا چلا۔۔۔۔۔اندر آ تجھے اپنے جاسوس سے ملواوں"

وہ شخص بلکل چہرے اور سر کے بالوں میں غرق ہو کر بھی دہشت کا چلتا پھرتا جہاں تھا، کنگ نے خود تو اندر جانے کی ہامی نہ بھری لیکن اپنے ایک آدمی کو اندر جانے کا کہا جو گن اس شخص پر تانے اسے پیچھے کیے ان سلاخوں کے اندر گیا تو وہاں چھوٹے سے روشن دان میں اک کبوتر بیٹھا تھا۔

"سر یہاں کبوتر ہے"

اس آدمی نے فوری اطلاع دی۔

"مار دے سالے کو"

کنگ نے نفرت سے حکم دیا اور اس سے پہلے کنگ کا آدمی اس کبوتر پر گولی برساتا، قیدی کے اک خاص اشارے پر وہ کبوتر، پھرتی کے سنگ گولی کے وار سے بچ کر وہاں سے اڑ گیا۔

"یہ روشن دان بند کرو۔۔۔فورا۔۔(کنگ نے غرا کر اپنے لوگوں کو حکم دیا)۔۔تجھے سانس بھی میری فراہم کی آکسیجن سے آئے گی۔تجھے تیرے ساتھی کی لاش ملے گی اور باخدا تو زندہ بھی اسی لیے ہے کہ اسکی لاش اپنی آنکھوں سے دیکھ سکے، بہت جلد وہ دوسرا آتشم میرے ہاتھ لگے گا۔تجھے تیری غداری کی وہ سزا دے گا کنگ کہ دوبارہ کوئی کنگ کو دھوکہ دیتے ہوئے سو بار سوچے۔تجھے میں سسک سسک کر موت کی بھیک مانگتے دیکھوں گا پھر"

کنگ کی خشونت بھری دھاڑ اس سنسان حویلی کے در و دیوار لرزا رہی تھی، جبکہ وہ قید سلاسل کا اسیر درویشانہ مسکرایا، اس نے کبوتر کے ہاتھ آخری پیغام اپنے ہم نفس تک ارسال کر دیا تھا، اب اس شخص پر یہ آخری روشن دان، یہ آخری امید کی کرن بند بھی ہو جائے تو اسے کوئی پرواہ نہ تھی، اس نے اک آخری بار اس بند ہوتے روشن دان سے نظر آتے صبح کے آسمان کو دیکھا تھا، چند آنسو اسکی داڑھی میں آنکھوں سے گر کر کھو گئے تھے، اسکی سیاہ آنکھوں میں ویسا حزن تھا جو جان سے بڑی قیمت دینے والوں کی آنکھوں میں ہوتا ہے۔

"تم نے ظالم دنیا سے مجھے بچانے کی بہت کوشش کی پر میں تمہیں بچانے کی کوشش میں اتنا مصروف تھا دوست، کہ تمہاری کوئی کوشش کامیاب نہ ہونے دے سکا۔ تمہیں میرا آخری پیغام مل جائے بس، یا اللہ اس کبوتر کی خیر کرنا"

کنگ اور اسکے لوگ وہ روشن دان بند کیے چلے گئے، مگر اس شخص نے پھر بھی سر اٹھا کر غائبانہ آسمان کو دیکھتے اک التجاء روانہ کر دی تھی، اک عرضی، اس سات آسمانوں کے مالک کی طرف، پھر سے اس شخص کے فولادی ہاتھ نے وہ من وزنی ہتھوڑا اٹھایا اور لوہے کے نا ٹوٹنے والے بلاک پر پوری قوت سے برسانے لگا، فرق اتنا تھا اب اس دنیا کے سب سے مضبوط لوہے کے بلاک پر نشان آنے لگے تھے۔

..________________________..

"ٹھیک ہے، ہم یہ سب جلد شروع کریں گے"

دور افق پار اک بھرپور صبح روشن تھی، باسل ماہیل اسی رات کے خلیے میں ہی کمرے سے ملحقہ بالکونی میں کھڑا پہاڑوں کے اس نگر میں کھلتی صبح کی روشنی محسوس کرے کسی سے ہمکلام تھا، پھر کال بند کر دی گئی، اس شخص کی آنکھوں کے کنارے سرخائی گھلنے لگی۔

ذہن کی سکرین پر کچھ دردناک منظر کسی فلم کی طرح چلنے لگے۔

"تجھے ڈر ہے ناں عمار کہ وہ لوگ مجھے مار دیں گے۔ اگر میں ہی تجھے مار دوں؟ یہ لڑائی ختم ہو گی؟"

اسکو اپنا ہی ہیولہ یہ بولتے دیکھائی دیا۔

"تونے تو کہہ کر ہی مار دیا میری جان"

جوابا کوئی مست قہقہہ لگا کر ہنسا، اس ہنسی کی تڑپ آج بھی باسل کی آنکھوں میں گھلی محسوس ہو رہی تھی، وہ کرب میں مبتلا وہیں جما کھڑا تھا۔

اک نئی صبح بھرپور انداز میں آچکی تھی اور حرارات سو نہ سکی تبھی آٹھ بجے تک اٹھ گئی، آنکھ کھلتے ہی اسے اپنے میٹرس کے پاس پڑا اک روز اور کارڈ نظر آیا، وہ آنکھیں رگڑتی اٹھ بیٹھی۔

وہ گلاب کا موسمی سا پھول تھا، لمبی ٹہنی اور پتوں کے ساتھ، حرا نے اسے چھو کر دیکھا پھر وہ کارڈ کھول کر پڑھنے لگی۔

"I Love You"

وہ ہینڈ رائٹنگ بارس کی تھی، حرا کو پہچانے میں زرا بھی مشکل پیش نہ آئی، بارس کا یہ ایکٹ اسے اچھا لگا لیکن بہر حال وہ خوش ہوا ایسا بھی نہ تھا، اس نے وہ روز وہیں سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر ساتھ کارڈ بھی رکھتے اٹھ کر اپنے قدم واش روم کی طرف بڑھائے، وہ زرا جاگنگ کے لیے جانے والی تھی تبھی ٹریک سوٹ پہنے سنیکرز جمائے، بالوں کی ٹیل پونی بناتی وہ کمرے سے نکل کر پیلس سے نکلتی گیٹ کی طرف جا رہی تھی جب باسل نے بالکونی میں کھڑے ارد گرد کا نظارہ لیتے اس پر نگاہ پڑتے ہی اسے آواز لگائی، وہ وہیں سے گردن گمائے پلٹی پھر گردن اٹھا کر بالکونی سائیڈ کھڑے باسل کو دیکھنے لگی۔

"کہاں جارہی ہے میری گڑیا؟"

باسل کے پیار سے پوچھنے پر وہ برے سے موڈ میں اسکے مقابل ہوتی زرا نیچے کی طرف آرکی۔

"موڈ اچھا نہیں تو چہل قدمی کرنے۔مارننگ واک اور جاگنگ کرنے جارہی ہوں۔بابا کے ساتھ جانے کا پلین تھا پر وہ اکیلے چلے گئے ایزیوزول۔۔۔"

وہ مرجھائی ہوئی بولی تھی، باسل نے وہیں لوہے کی بنی جالی والی ریلنگ پر بازو ٹکائے بغور حرا کی جانب دیکھا، پھر اپنا موڈ بناتا سیدھا کھڑا ہوتے مسکرایا۔

"اوکے پانچ منٹ ویٹ کرو میں چینج کر کے آیا"

وہ اسے مسکرا کر پابند کرے پلٹنے لگا جب وہ حیرت سے ہنسی، باسل کے قدم تھمے۔

"میرے اتنے بزی بھائی کو فرصت ہے بیوی اور کام سے ؟"

وہ جاتے جاتے واپس پلٹا تو حرا کی اداس آنکھوں کو دیکھنے لگا، بہت کچھ تھا ان میں، شکوہ، درد اور تڑپ۔

"تمہارے لیے تو جان بھی حاضر۔ ویٹ فار می لٹل ہیومن"

شفقت و محبت سے وہ حرا سے جس طرح مخاطب تھا، وہ اپنا بگھڑا موڈ اچھا محسوس کر رہی تھی، مسکرا کر اوکے کہتی باسل کے روم میں جاتے ہی خود بھی گیڈ کی طرف دوڑی۔

وہ اندر روم میں آیا تو کاوچ پر اجر بیٹھی لیپ ٹاپ کھولے، ساتھ انسپکٹر خان سے کال پر بزی تھی، ویلیم کے بارے انفارمیشن ملی تھی۔

"ہے۔ تم ناشتہ کر لینا۔ میں آدھے گھنٹے تک آکر تمہیں آفس ڈراپ کر دوں گا۔ حرا کے ساتھ واک کے لیے نکل رہا ہوں۔"

باسل نے جھک کر مصروف لیڈی کا آسودگی سے سر چوما جس پر وہ جوابا مسکرا کر سر ہلائے واپس کال پر متوجہ ہوئی جبکہ باسل اپنا ٹراوزر شرٹ اٹھائے چینج کرنے گھسا۔

"اسکے گھر جاو۔ محلے اور ارد گرد سے بھی اسکے بارے پوچھ گچھ کرو، جہاں ہے اسے کھود کر نکالو، میرے آنے سے پہلے وہ آفس میں ہتھکڑیاں پہنے موجود ہو۔ اسکے علاوہ آتشم کی کوئی اپڈیٹ؟"

اجر نے تمام معاملات تحمل سے سنے سنجیدگی سے استفسار کیا اور تبھی اسکا فون پر ائیویٹ نمبر سے بلنک ہوا، اجر کان سے فون ہٹا کر اس آئے میسج کو دیکھتے کان سے فون واپس لگا گئی۔

"دس بجے تک ایک میٹنگ ارینج کریں۔ یہ جتنی بھی لوکیشنز ہیں انکے آس پاس کے سب تھانوں کے انچارج سے ملنا ہے مجھے۔ سی یو"

اجر نے آرڈر دیتے ہی کال کٹ کی جبکہ بیقراری سے وہ پرائیوٹ نمبر اوپن کیا، آتشم کا میسج تھا، اجر نے پڑھے بغیر اک نظر بند واش روم کے ڈور پر ڈالی، پھر سر جھٹک کر اس نے آتشم کا پیغام اوپن کیا، ہیلو ڈارلنگ کا میسج پڑھنے کی دیر تھی کہ اسی پرائیویٹ نمبر سے کال آنے لگی، اجر نے فوراً سے کال پک کی۔

"ہے سوئیٹی۔ میں نے تیرا عہدہ اپنے لیے بچایا ہے۔ تیرا کیریئر ختم ہو جاتا تو میں تجھ سے اپنے قانونی مطلب کیسے نکال سکتا تھا اجر ڈارلنگ۔ میں نے سوچا ابھی تک تیرے انسپکٹر خان شکائیتی ٹٹو نے تجھے بتا دیا ہو گا میرا کارنامہ تو کہیں تو میرے پیار میں نہ پڑ جائے۔ تجھے یاد دلا دوں گھر اور شوہر والی ہے تو۔ خیر کال اس لیے کی ہے ڈارلنگ کہ آج رات تو میرے ساتھ ڈنر کرے گی، میری ٹیم میں تیرا پراپر ویلکم ہے آج۔ یہ تیری ڈیو پارٹی بھی تھی۔ ڈنر کے بیچ ہم کچھ اگلا اہم ڈسکس کریں گے۔ اور ہاں ان سب بچوں کی ایگزیکٹ لوکیشن میں دوں گا اور بدلے میں تجھے میرا ایک ساتھی جیل سے بھگانا ہو گا"

وہی بھاری منحوس آواز جسے سن کر اجر کا سارا موڈ خراب ہوا، وہ پھنکار اٹھی۔

"ویلئیم کی بات کر رہا ہے؟ جسے میرے لوگ پکڑنے نکل چکے ہیں؟"

اجر نے سرد مہری سے استفسار کیا، اس پار اک کھنکتا سا قہقہہ بلند ہوا۔

"ہاں ناں۔۔ کیونکہ اسے میرے بارے میں سب پتا ہے۔ اب اسے تم وحشیوں کے سپرد تھوڑا چھوڑ سکتا ہوں۔ اسکا باڈی کاپی تیار ہے تیری واہ واہ کے لیے"

آتشم کی آواز میں صاف شیطانیت ہلکور رہی تھی۔

"میں ان سب بچوں کی لوکیشن آج ہی ٹریس کروں گی اور وہ بھی بنا تیری مدد کے۔ تیرا ویلئیم تو گیا بھاڑ میں۔ اور ہاں اپنی پارٹی رکھ اپنی جیب میں۔ اب تجھے میرے لوگ ڈیل کریں گے۔ مجھ سے رابطہ مت کرنا منحوس۔ میں اب تک تجھ سے خود ڈیل کر رہی تھی کیونکہ مجھے شک تھا تو باسل ہے لیکن تو کوئی تیسری غلاظت ہے اس لیے اب ہمارے بیچ میرے

لوگ ہوں گے۔ تیرے اس پرائیویٹ نمبر کی انٹیلیجنس کو ای میل بھیج دی ہے۔تجھے جلد پکڑوں گی۔"

وہ آگے سے غراتی جن زادی کی طرح دھاڑی جبکہ اسکی آواز کی دہشت، آتشم کے قہقہے کی وحشت تلے دب گئی۔

"اگر تو ڈنر پر نہ آئی تو اب کی بار تیری سب سے پیاری چیز تباہ ہو گی۔ سمجھ آئی۔۔اور میں آتشم ہوں۔۔۔ تیرا سارا انٹیلیجنس ڈیپارٹمنٹ اپنی جیب میں لے کر گھومتا ہوں"

وہ مکروانداز میں ہنسنا روک سیدھا سبھاو دھمکا گیا، اجر کے پاس ایسی کیا پیاری چیز تھی آخر؟۔

"میں تجھے نہیں چھوڑوں گی کمینے"

وہ حلق کے بل چینخی۔

"میں بھی نہیں چھوڑوں گا۔ اگر تو ویلئیم کو نہیں چھوڑے گی تو اپنے آفیسرز کی آج میتیں دیکھنے کے لیے تیار رہ۔ صرف اس شرط پر ویلئیم تیرے ہاتھ آنے دوں گا۔ اسے میری طرف سے تیرے لیے ایک پبلک سٹنٹ سمجھ۔ تو نے اتشم کے سب سے خاص آدمی کو پکڑ لیا ہے یہ خبر تجھے عزت دلائے گی۔۔ سمجھ گئی۔"

وہ اپنا حکم صادر کیے کہہ کر کال کٹ کر گیا اور اجر اس سے پہلے غصے سے فون دیوار پر مارتی، باسل ٹریک سوٹ پہنے نک سک مارننگ واک کے لیے تیار واش روم سے نکلا تو اجر کی نظر اسکے ہاتھ میں موجود اسکے فون پر گئی جسکی لائیٹ آن تھی، اجر کا دماغ سنسنایا پر وہ خود کو مزید باسل کے لیے شکی ہونے سے روک رہی تھی، اسے اپنے اس قدر گندے موڈ کو بحال کرنے کے لیے باسل تھوڑی دیر درکار تھا۔

"میں آتا ہوں اجر"

وہ دروازے کی طرف بڑھا ہی جب اجر نے قریب جا کر اسکی مضبوط بازو آہستگی سے پکڑی، وہ گھوم کر پلٹا اور سوالیہ نظروں سے اجر کو دیکھنے لگا۔

"سب ٹھیک ہے؟"

باسل نے ہاتھ اسکے چہرے سے جوڑتے اسکی تکلیف میں ڈوبی آنکھیں دیکھے بے حد فکر سے پوچھا تو وہ جبراً سا سر ہلائے مسکائی۔

"مجھے کسی کام کے معاملے میں ب۔۔ بہت تکلیف دہ غصہ آرہا ہے۔ کیا اسکی شدت کم کرنے کے لیے کچھ کر سکتے ہو باسل؟"

اس لڑکی سے بول پانا دوبھر تھا، اسکی سانسیں اٹک رہی تھیں، اسکی آنکھیں زرد تھیں، بھوراپن تاریکی میں بدلا تھا، باسل نے اسکی سانسوں پر بنا وارننگ سر زرا سا جھکائے حق جماتے رات سے بڑھ کر اس لڑکی میں خود کی خواہش کو تحلیل کیا، تب تک جب تک وہ ٹھیک سے اسکی سانس کے ساتھ سانس نہ لے پائی، اس نے اجر کے منجمد وجود کو محسوس کیے ہونٹوں، اپنے اور اجر کے

بیچ فاصلہ سمیٹا تو اجر نے گہرا سانس لیتے باسل کے چہرے اور قربت کے غلبے سے رنگ بدلتی آنکھوں کو دیکھا۔

"Now you feel better?"

وہ اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرے بہت پریشان تھا جبکہ اجر نے خود کو آج آخری بار یقین دلایا کہ باسل، آتشم نہیں ہے، وہ بس اجر کا بھی سکون ہے۔

"Yes.much better...Thank You"

وہ مرجھائی سی زرا سا پیروں پر اٹھی اور باسل کی گال چومی، مسکرا کر پیچھے ہوئی تو باسل کو اسکی مسکراہٹ بناوٹی سی لگی۔

"اب جاو"

وہ کہہ کر وہاں سے واپس اپنے کام کو دیکھنے لپکی جبکہ باسل نے گہرا سانس بھرا اور کمرے سے نکل گیا لیکن اجر کو دیکھ کر لگ رہا تھا وہ اس آتشم کو بے نقاب کرنے کو اب کچھ بڑا سوچ رہی تھی۔

حرا، باسل کا انتظار کرتی پورچ میں ٹہل رہی تھی جب بارس نے اپنی بائیک ٹھیک اسکی ٹانگوں کے پاس روکی، اگر وہ بروقت سائیڈ نہ ہوتی تو اسے لگ جاتی۔

"کیا مارنے کا ارادہ ہے مجھے؟"

وہ منہ بسور کر بارس کو دیکھتی بولی جو اس وقت لوز ڈینم اور کسی میوزیکل بینڈ کی لوز ہی شرٹ پہنے سر پر کیپ رکھے ہوئے کول لگ رہا تھا، اسکا ہیلمنٹ بھی وہیں لٹکا تھا۔

"نہیں۔ تمہیں پراوڈ فیل کروانے کا۔ آج میری ریس ہے۔ اور پرائز ہے پچاس ہزار۔"

وہ رات کی بنسبت اچھے موڈ اور حوصلے میں تھا۔

"الیگل ریس تو نہیں؟"

وہ آئبر و اچکائے گھوری۔

"نہیں۔ الليگل بس ہمارے فضول کے جھگڑے ہیں، میرا دل پھول دیکھ کر خوش نہیں ہوا اور اس کارڈ پر جو لکھا تھا؟"

وہ اسکی صبح اپنی طرف سے حسین کر چکا تھا پر یہ حرا کو بہت کم لگا۔

"اگر پھول کی جگہ میرے پہلو میں تم ہوتے اور وہ لکھے تین لفظ خود کہتے تب موڈ پر فرق بھی پڑتا۔ تمہاری یہ کاوش ناکام ہوئی"

وہ بلا کی مغرور بنی بارس کو اسکی خطاء گنوا گئی پر وہ ابھی بلکل لڑنے کے موڈ میں نہ تھا تو مسکرا دیا۔

"رخصتی کے بعد مجھے ایسے حق ملیں گے۔ اس سے پہلے میں اپنی ہر حد جانتا ہوں۔ خیر۔ تم چلو گی شام میں؟"

وہ اسکا موڈ بہتر کرنے کی کوشش میں تھا، حرا نے باسل بھائی تو آتے دیکھا تو کچھ خاص متاثر نہ ہوتی بارس کی آفر کو ہوا میں اڑا گئی۔

"اگر فری ہوئی تو ضرور۔۔"

وہ بے نیازی سے کہہ کر باسل بھائی کی طرف متوجہ ہوئی جو دونوں جنگلیوں کو ساتھ دیکھ کر مسکرائے بنا نہ رہ سکا کہ یہ کہاں صبح صبح ساتھ نظر آ گئے۔

"تم دو کا موڈ ٹھیک ہوا؟"

باسل نے باری باری دونوں کے تاثرات ٹٹولے، حرا تو کندھے اچکا کر گیٹ کی طرف بڑھ گئی البتہ بارس نے کچھ خاص تسلی بخش تاثر نہ دیا۔

"میں نے اسکے فلاور رکھا۔ ود آئی لو ویو نوٹ۔۔۔ لیکن اس نے اسے رد کیا۔ اسکا موڈ میرا کوئی عمل نہیں سنوار سکتا بھائی"

بارس کا چہرہ مانو اتر سا گیا۔

"ناامیدی گناہ ہے چھوٹے۔۔۔ چلو تمہاری بیوی کا موڈ اچھا کر کے لاتا ہوں۔ دعائیں دینا مت بھولنا۔۔۔"

باسل کو فکر تھی کہ حرا اکیلی ہی نہ نکل پڑے تبھی وہ بارس کو امید تھما تا خود بھی گیٹ کی طرف دوڑا، جبکہ بارس کی فی الحال سنوائی مشکل تھی، لیکن حرا کی فرمائش سنے اسکا دل خفیف سا تیز دھڑکا تھا کہ وہ کیسے بنا خوف اسے اپنے پہلو میں چاہنے کا کہہ رہی تھی۔

حرا اور باسل اسی جاگنگ پارک آئے جہاں ماہیل اور رحمان بھی آئے تھے مگر انکا ایریا فی الحال ان سے الگ تھا۔

"آپ کو میرے لیے ہفتے میں ایک دن نکالنا چاہیے ایسے "

وہ دونوں مدھم سپیڈ سے نرم سی دھوپ میں دوڑ رہے تھے جب وہ ہانپتی سانس سنبھالے ہی بولی، ہلکا ہلکا پسینہ دونوں کے سرخ و سفید چہروں کو ڈھانپ چکا تھا کیونکہ دھوپ میں خفیف سی گرمائش تھی۔

"میں نکالوں گا ضرور۔ کل جو کچھ ہوا اس سے تم بلکل نہیں ڈری۔ نہ گھبرائی۔ میں نے اپنی گڑیا کو اتنا بہادر امید نہیں کیا تھا"

وہ لوگ پورے پارک کر بڑا چکر شروع کر چکے تھے جو لگ بھگ دو کلو میٹر تک کا تھا، وہ بھائی کی تعریف پر اداس آنکھوں سے مسکرائی اور سر سری سا سر باسل کی طرف گمایا۔

"بے توجہی کا شکار بچے سب سے پہلے بہادری سیکھتے ہیں بھائی"

وہ بھلے یہ بات مسکرا کر بولی پر لمحہ بھر اس جملے کے درد پر باسل کے دوڑتے پیروں کی رفتار بھی سمٹی لیکن وہ بھائی کی کیفیت سمجھ گئی تبھی اپنی سپیڈ بھی کم کر گئی۔

"میں نے، ممانے یا اور حان نے تو تمہیں کبھی اگنور نہیں کیا"

وہ اسکے ہمقدم ہوتا مان سے اسے دیکھتے بولا۔

"آپ نے اور ممانے مجھے اور اور حان بھائی کو زبردستی کی توجہ دی کیونکہ بابا کا مجھے اور انھیں اگنور کرنا آپ ماں بیٹے نے کوور کرنا چاہا، لیکن ایسی چیزیں کوور نہیں ہوتیں۔ اور میں نے جس بارس کو چاہا وہ بھی عام لوگوں سا ہے۔ وہ پانچ دن مجھے اگنور کرتا رہا حالانکہ وہ ہر جگہ آنلائن تھا بھائی، اپنے آنلائن ورک بھی کر رہا تھا۔ یونی بھی جا رہا تھا۔ صرف اسکے معمول زندگی سے حرا ہٹی۔ اسے پتا تھا میں رملا کو لے کر چڑتی ہوں تو احتیاط کرتا۔ اگر مجبوری انھیں چھوڑنے جانا پڑا تو مجھے بتاتا۔ میں اسکی وائف ہوں۔ آپ جسطرح اجر کے پیروں تلے ہاتھ رکھتے ہیں، اسکے کہے بنا اسکو سمجھتے ہیں۔ اسکی ہر حرکت اگنور کرکے بھی اس سے ہر طرح پیار جتاتے ہیں۔ بارس سے ایسا نہیں ہو سکا میرے لیے؟ میں نے زرا سا نخرہ کیا دیکھا یا اس نے الٹا مجھے نخرے دیکھانے شروع کر دیے"

وہ دوڑتی دوڑتی تب رکی جب باسل نے اسکی بازو پکڑے پیچ گراونڈ میں روکا، کیا اسکی بہن اپنے شوہر میں اس جیسی خوبیاں اور صبر تلاش کر رہی تھی، یہ تو بہت خطرناک تھا۔

"تم چاہتی ہو بارس تم سے ویسا پیار کرے جیسا میں اجر سے کرتا ہوں؟"

وہ سخت آزردہ و پریشان ہوئے حرا کو اپنے پاس کھڑا کرواۓ پوچھتے بولا، حرا نے روہانسے ہوتے سر ہلایا، یہ معاملہ بے حد پیچیدہ ہوگا باسل نے امید نہ کی تھی۔

"تم اجر کی طرح ظالم نہیں ہو میری جان نہ بارس میری طرح صبر و تحمل کا پیکر۔ ہم دو کا رشتہ بہت عجیب ہے یقین کرو۔ تم میری اجر کو لے کر محبت کو آئیڈلائز مت کرو، جو بظاہر روشن دیکھائی دیتا ہے وہ اندر سے اکثر بہت تاریک ہوتا ہے۔ تمہیں بارس کی صورت بہت اچھا ساتھی ملا ہے حرا یقین کرو"

وہ حرا کے لیے پہلی بار حقیقت میں دہل گیا تھا کہ وہ کیا سوچ رہی ہے لیکن حرا جیسے کچھ سننے کو تیار ہی نہ تھی۔

"بس آپ جس طرح اجر کے لیے روئے۔میں چاہتی ہوں بارس بھی میرے لیے روئے"

وہ عجیب ضدی بنی سر جھٹک کر بولی کے باسل اسکی اس ضد پر ساکن رہ گیا،وہ کیا کیا سوچ رہی تھی خدا کی پناہ،اک تند اور بے رحم سی لہر باسل کے پورے وجود کو اپنی لپیٹ میں لے گئی۔

"تو رویا ہے ناں وہ کل۔۔۔میرے اور اجر کے سامنے آکر اپنی تکلیف کہتے۔بہت ہرٹ تھا۔پہلے تو ہم دو بھی پریشان ہو گئے کہ اسے کیا ہوا۔آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں،اور موٹی موٹی الگ۔۔۔اگر اسے رلانا ہی تمہاری ضد کا خاتمہ ہے تو اب خوش ہو؟"

باسل کے یہ بتانے پر وہ دکھی تو ہوئی لیکن اسکی ضد جیسے ویسی ہی تھی، وہ اپنی کیفیت سمجھا نہ پا رہی تھی۔

"بھائی آپ کیوں نہیں سمجھ رہے۔۔۔ ایسے والا رونا نہیں چاہیے مجھے بارس کا۔ وہ والا چاہیے جیسے آپ روئے اجر کے لیے۔ مجھے اس لمحے سے اجر بری بھی لگی اور اس سے حسد بھی ہونے لگا۔ وہ اتنی بری ہے پھر بھی آپ اسے پاگلوں کی طرح چاہتے ہیں کیوں؟"

وہ بولتے بولتے اتنی جذباتی ہوئی کہ اسکی بھوری آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو چلے آئے، باسل کے لیے حرا کے یہ خیالات بہت ڈراؤنے تھے، اسکے وہم و گماں میں بھی نہ تھا کہ اسکا ٹوٹ کر اجر کو چاہنا ایسے مسائل بھی جنم دے سکتا ہے۔

"یہاں آو میرے پاس بیٹھو۔۔۔میں تمھیں اپنی بیکار سی محبت کے بارے سمجھاتا ہوں۔تم دوبارہ ایسی محبت کو آئیڈلائز نہیں کرو گی۔اور اجر شاید اس دنیا کی سب سے بد قسمت لڑکی ہے کہ وہ باسل ماہیل کی محبت بنی حرا"

وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر یہ سب بولتا ہوا حرا کو شدید تکلیف سے دوچار کر گیا،وہ اسے سٹنگ ایریا کی طرف لے کر بڑھ رہا تھا، بہت ہی رنجیدہ، بے حال اور تڑپا ہوا۔

"ا۔ایسا مت کہیں۔آپ کی محبت بیکار کیسے ہو سکتی ہے۔وہ تو لکی ترین لڑکی ہے جس سے آپ نے محبت کی ہے۔خود کو ایسا گندا ک۔۔کیوں بول رہے ہیں"

وہ آنسو آنسو ہوتی آنکھوں اور ٹوٹتے لہجے میں باسل کو ان پینجز کے پاس آئے ڈانٹ گئی پر اب باسل کی آنکھیں بھی جیسے انگارہ ہوئیں، حرا کو اس سب میں مبتلا ہونے سے روکنے کا اب باسل کے پاس یہی حل تھا کہ وہ اسے

اس اجر سیال کی بد قسمتی بتائے جس سے اسکی بہن صرف اس لیے حسد کر رہی ہے کہ وہ محبت کے معاملے میں بری ہو کر بھی بہت خوش قسمت ہے۔

"نہیں حرا۔ وہ خوش قسمتی نہیں جو تم نے اجر کے پاس دیکھی۔ خوش قسمتی وہ ہے جو اللہ نے میرے اس چھوٹے سے بچے کو دی۔ تم نے بارس کو چاہا اور کائنات کے ہر زرے نے تم دو کو ملا دیا۔ یہ ہے خوش قسمتی۔ لیکن اجر کی خوش قسمتی جو در حقیقت اسکی بد قسمتی ہے وہ میں بتاتا ہوں تمہیں آج۔ یہاں بیٹھو"

وہ اسکی روتی اداس آنکھوں کو دیکھنے کے بعد اسے پکڑ کر بٹھائے خود بھی گہرا سانس بھرے ساتھ بیٹھا، وہ تڑپتی نگاہوں سے باسل کے چہرے کو دیکھنے لگی، یہ سب بتانے کے لیے باسل ماہیل کو بہت ساری ہمت جمع کرنی پڑی۔

"بچپن سے پسند تھی وہ مجھے۔ میں نے اسے چاہا اور دونوں فیملیز نے وہ چھوٹی سی لڑکی مجھے میرے نکاح میں شامل کرے تھما دی۔ اسے بھی میں اچھا لگتا

تھا، لیکن وہ تب محبت یا پیار جیسے کسی جذبے کو سمجھنے کے لیے بہت چھوٹی تھی۔ یہاں تک سب خوش قسمتی تھا۔ لیکن پھر قسمت نے پلٹا کھایا، عمار سیال کے گناہ بہت بڑے تھے۔ اور میں واقف تھا، اگر وہ نہ مرتا تو مجھے مار دیتا اور شاید اجر بھی مجھ سے چھین لیتا۔ اس روز میں نے عمار کو جان بوجھ کر دھکا دیا تھا کیونکہ وہ ہم دو خاندانوں کے وقار پر اک داغ تھا۔ اس روز وہ سب سچ تھا جو اجر سیال نے دیکھا۔ اس روز اسکی مجھ سے نفرت کا اغاز جائز تھا۔ اور یہی اس لڑکی کی بدقسمتی ہے کہ اب اسے مجھ سے محبت ہو گئی۔ اپنے بھائی کے قاتل سے، ہاں وہ دنیا کی بدقسمت ترین لڑکی ہے"

یہ سب مختصر سمیٹ کر وہ سرخ آنکھوں سے جب گردن پھیرے حرا کو دیکھ رہا تھا تو اسکی آنکھیں بھی آنسوؤں سے پھٹنے کو تھیں۔

"اس سے میں نے عمار کو چھینا تو مجھے اسے اس لڑکی کو زندہ رکھنے کے لیے اسے اس لیول کی محبت اور توجہ دینی پڑی جو اسے عمار دیتا تھا۔ میں نے اجر سے اسکا سب سے بڑا اسہارہ چھینا تو میرے دامن میں اسکے لیے بس وہ سب

رہ گیا جسے تم آئیڈلائز کر رہی ہو۔ پاگلوں کی طرح چاہنا۔ کیونکہ اسکی فیملی میں اور ایسا کوئی نہ تھا جو اجر سے ویسے پیار کرتا جیسے عمار کرتا تھا۔ میں نے جو کچھ عمار کے ساتھ کیا تم سمجھو فرض تھا میرا لیکن میں نے اجر سے اتنی محبت اس لیے کی یا شاید اللہ نے میرے دل کو اجر کے لیے پاگل اس لیے کیا کیونکہ وہ لڑکی زندہ رہنے کی مستحق تھی۔ میں اپنی محبت کو مرنے کیسے دیتا تبھی ہر حد پار کرتا گیا۔ اس کی دی ہر سزا سہی کیونکہ میں گناہ گار تھا، اور اب اسے بتایا گیا ہے کہ میں بے قصور ہوں۔ اور اب وہ میرے لیے محبت کی دیوی بن گئی ہے۔ مجھ سے جائز نفرت کے بیچ اس نے جانے کس کس کی نفرت سہی، اب تک سہہ رہی ہے۔ لیکن اب اسے صرف میں یاد ہوں۔ بتاو میں ایسی لڑکی سے جو میری ہی وجہ سے اپنا سب کچھ کھو بیٹھی، پاگلوں کی طرح پیار نہ کروں تو کیا کروں۔ سبکی نفرت اور سرد نظریں، سب کا اسے اگنور کرنا وہ تو چپ چاپ جھیل رہی ہے لیکن میں نہیں جھیل پا رہا۔ خاص کر تمہاری اجر کے لیے یہ ساری ناراضگی"

باسل کی آواز اختتام تک ٹوٹ گئی، حرا نے روتے ہوئے باسل کے سینے لگ جاتے ہچکی سی بھری، باسل نے اسکا سر چومتے پشت سہلائی مگر وہ کچھ دیر یونہی ساتھ لگ کر بیٹھی روتی رہی، جب دل ہلکا ہوا تب وہ روتی آنکھیں اٹھا کر بھائی کو دیکھنے لگی۔

"کیا ع۔ عمار بھائی بہت گندے تھے بھائی کہ آپکو انھیں مارنا پڑا۔ آپ کسی بے گناہ کی جان۔۔ نہیں لے سکتے۔ ہے ناں؟"

حرا کی آواز ہچکیوں میں بدلتی رندی۔

"ہاں بہت برا تھا وہ، تم سوچو جب اجر کو یہ سب پتا چلے گا۔ وہ محبت بھرے دل سے مجھ سے پھر نفرت کیسے کر پائے گی، اور اگر کر بیٹھی تو وہ نفرت میرے مرنے پر بھی کم نہیں ہوگی۔ تم ہم دو کی زندگی کو آئیڈلائز کر رہی تھی حرا، دیکھو ہم دو کی زندگی کا کوئی فیوچر ہی نہیں ہے۔ مجھے پتا ہے ہمارا چند دن کا ساتھ ہے، اور میں وہ ساتھ بہت خوبصورت چاہتا ہوں۔ میں چاہتا

ہوں جس جس نے اس سے میرے لیے نفرت کی، وہ سب اس سے پیار کرنے لگیں۔ بس یہی ہے جو میں اسے لوٹا سکتا ہوں۔ اپنی جانب سے یہ بس ایک قطرہ تلافی ہو گی۔ تم میری رازدان ہو حرا، اور میں چاہتا ہوں تم سب سے پہلے اس سے اپنی یہ نفرت، یہ حسد اور ناراضگی ختم کرو۔"

آج پہلی بار باسل اس سے کچھ مانگ رہا تھا، ورنہ ہمیشہ حرا کی ہر خواہش اس نے پوری کی، ہاں یہ سچ تھا باسل نے اور ایمن نے حرا اور اور جان سے ماہیل انجم کی محبت والی کمی اپنی محبت کی شدت سے پوری کی تھی لیکن یہ غلط تو نہ تھا، یہ تو محبت اور احساس کی انتہا تھی۔

"م۔۔میں اجر سے نفرت نہیں کرتی۔ میں اس سے ناراض بھی نہیں رہوں گی۔ اور اب کبھی حسد بھی نہیں کروں گی لیکن میں آپ دو کو الگ کرنا نہیں چاہتی بھائی اور یہ سب جاننے کے بعد آپکا اور ا۔ اجر کا چھوٹا سا تھ مجھے بہت تکلیف دے گا۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ اسے یہ سچ کبھی ن۔۔نہ پتا چلے بھائی"

وہ آس و منت سے بولی، آواز میں خراشیں تھیں جبکہ باسل آزردہ سا مسکرایا کیونکہ ایسا ممکن نہ تھا۔

"تم دعا کرنا میرے لیے۔ میں تو اسے کبھی نہیں چھوڑ سکتا لیکن کبھی وہ چھوڑنے لگے گی تو اسے اسکی اجازت دیتے لمحہ نہ لگاؤں گا کیونکہ سچ میں اس سے پاگلوں کی طرح ہی محبت کرتا ہوں، بہنوں کی دعائیں بہت جلدی قبول ہوتی ہیں۔ یہ سب تمہیں اسی لیے بتایا ہے کہ مجھے تمہاری دعاوں کی بہت ضرورت ہے۔ تم شکر کرنا سیکھو کہ اللہ نے تمہارے نصیب میں بارس کو لکھا اور تم دو کے بیچ ایسی کوئی تکلیف نہیں ہے نہ کبھی آئے گی"

باسل نے اس سے اپنے درد کی نجات کا بھی کہا اور شکر گزاری بھی سیکھائی، حرا نے اپنے ہاتھ کو بڑھا کر باسل کی آنکھ سے نکلتا آنسو پونچھا۔

"میں ہمیشہ آپکے ساتھ ہوں۔ اول تو وہ لمحہ ک۔۔ کبھی نہ آئے بھائی کہ آپ اور اجر الگ ہوں پر کبھی آگیا تو آپ کو آسانیاں ملیں۔۔۔ یہ سب بہت

ہرٹنگ ہے بھائی۔ آئی ایم سوری میں نے اس سے بہت بدتمیزی کی تھی۔ٹرپ پر جانے سے پہلے اسے بہت باتیں سنائی۔ میں اتنی زیادہ نیگیٹو ہو گئی کہ تصویر کا بس ایک رخ ہی آنکھوں کے آگے رکھا۔بھائی مجھے معاف کر دیں"

وہ شدید پشیمان تھی جبکہ باسل نے اسے خود سے لگایا۔

"تمہیں شرمندہ ہونے یا اس سے سوری کرنے کی ضرورت نہیں۔ اپنا رویہ ٹھیک کرلو۔یہی اسکے لیے کافی ہے۔وہ بہت رحم دل ہے،اور تمہیں بارس کبھی بھی اگنور کرے سیدھی میرے پاس آنا۔ہم مل کر اسے مزہ چکھائیں گے۔پرامس می؟"

وہ اس وقت شدید ڈپریس تھی پھر بھی باسل کے آخری سوال پر مسکرا کر اسکے ہاتھ میں ہاتھ رکھا،وہ مسکرائی تو باسل نے اسکا پیار سے سر چوما اور خود بھی اداس سا مسکرا دیا لیکن حرا کے دل میں بہت درد تھا۔

باسل نے بہت سے سچ بتائے تھے لیکن اس نے عمار کو مارنے کا پلین کیا، یہ نہ بتایا، وہ پلین کامیاب ہوا یا ناکام، یہ تو وہ خود بھی نہیں جانتا تھا، اسے تو اک قاصد اسکی سانسوں کی خبر دیتا تھا، کچھ فیصلے ہم اپنوں کے بچاو کے لیے کرتے ہیں اور کچھ اللہ طے کرتا ہے کہ اصل بچاو کچھ اور ہوتے ہیں۔

وہ دو وہاں بہت دیر بیٹھے رہے جبکہ دوسری طرف میرال جب صبح اٹھی تھی، اورحان اسے کاوچ پر منتقل کیے جا چکا تھا، میرال نے فریش ہو کر فجر پڑی، پھر وہ اورحان کو کالز کرتی رہی مگر اسکا فون بند تھا، اب تو مصطفی بھی جاگ گیا تھا، میرال نے اسے ریڈی کر کے باہر ایمن آنٹی کے پاس بھیجا اور خود فون لیے وہ لان میں چلی آئی، پرپل کلر کے گاڑھے جوڑے میں آج بھی اسکا رنگ دہکا تھا، پر آنکھوں میں اورحان کی نرمیوں، شدتوں اور جنون کا صدمہ نہیں، اسکے اچانک غائب ہونے کی تکلیف تھی۔

وہ اسے ہی کالز کر رہی تھی جب گیٹ کھلنے اور اورحان کی گاڑی پورچ میں داخل ہونے پر میرال کا سانس کچھ بحال ہوا۔

وہ تیزی سے اورحان کی طرف بڑھی جو گاڑی کا ڈور کھولے باہر نکلا تھا، ٹراوز شرٹ کے عام خلیے میں اور تبھی میرال زیادہ پریشان تھی کہ وہ ایسے تو کہیں نہیں جاتا۔

"اورحان۔۔۔ کہاں چلے گئے تھے آپ صبح صبح؟"۔

وہ اس تک پہنچے اپنا بے ترتیب سانس سنبھالے شدید پریشانی سے بولی تو اورحان نے مسکرا کر وہیں کھڑے اپنی جیب سے ایک چھوٹا سا جیولری باکس نکالا، میرال کی آنکھوں میں پریشانی کے ساتھ اب حیرت بھی اتری۔

"میں آپکی اس سونی سونی گردن کے لیے چھوٹا سا گفٹ لینے گیا تھا۔ سی"

وہ کیس محبت سے میرال کی طرف بڑھایا تو میرال کا اوپر نیچے ہوتا دل زرا بحال ہوا لیکن در حقیقت اورحان جو کر کے آیا تھا وہ دل دہلانے والا

تھا، اسکے دائیں مضبوط ہاتھ کی لکیروں میں سرخی تھی، جیسے خون دھنسا ہو اور دھونے کے باوجود لکیروں کے بیچ بس گیا ہو۔

"اف میں ڈر گئی تھی کہ آپ پھر چھوڑ گئے"

میرال نے بولائے ہوئے انداز میں ہی وہ باکس کھولا تو اس میں ہارٹ شیپ ڈائمنڈ سٹڈز پینڈنٹ اور گولڈ چین تھی، جسے دیکھتے وہ بے حد خوشی سے مسکرائی۔

"میں آپکو چھوڑ کر دوسری سانس بھی نہ لوں۔ پسند آیا؟"

اسکے خدشے کا گھمبیرتا سے جواب دیتے اورحان نے اسکی خوشی بھی آنکھوں میں کھوجی جس پر میرال کا دل مسرت و جذبات سے بھرا۔

"بہت خوبصورت ہے یہ۔ تھینکیو سو مچ"

وہ شدت جذبات سے بولی تو اورحان نے اسکا دوسرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر چوما۔

"آپ کی قربت سے تو ہر چیز کم ہی خوبصورت ہے۔بائے داوے رات کیسی گزری آپکی؟"

وہ لان کی طرف بڑھے، میرال اس چین کو باکس سے نکال رہی تھی جب اورحان نے اسکے کان کی طرف جھکتے بے خودی سے پوچھا۔

"رات تو میں بہت پیارے اورحان سے ملی"

وہ شرمائی شرمائی ہی باکس وہیں ٹیبل پر رکھے وہ چین ہاتھ میں لیے اشتیاق سے اسے پہنانے کا کہے اورحان کے سامنے پلٹ کر کھڑی ہوئی اور اپنے بال بھی سمیٹ کر اک طرف کیے۔

اورحان نے اسکی حسین گردن پر اک بھی نشان نہ دیکھتے اس لڑکی کی میک آپ سکلز کو من ہی من میں سراہتے بہت ہی احتیاط سے وہ نازک چین، اس

مخملی گردن میں سجاتے اپنے گرم ہونٹوں کا لمس بھی جھک کر پچھلی گردن کی جلد پر عنایت کیا جس پر وہ کانپ سی جاتی فورا اورحان کے روبرو ہوئے گھوری۔

"ہم لان میں ہیں اورحان۔ آئیں اندر چلتے ہیں"

وہ اسے گھورتی جان لیوا لگتی تھی، میرال نے اسکا ہاتھ مضبوطی سے تھاما مگر اس سے پہلے گھر کی طرف بڑھتی، وہ اسکا ہاتھ دیکھے رکی، ہاتھ کی ہتھیلی ضرورت سے زیادہ لال محسوس ہو رہی تھی اور لکیریں بھی عام سے زیادہ گلابی ہو رہی تھیں، اورحان بھی اپنے ہاتھ پر میرال کی توجہ بھانپے اسے کھینچنے لگا پر میرال نے واپس مضبوطی سے تھاما۔

"یہ آپکے ہاتھ کو کیا ہوا۔ اتنا لال کیوں ہو رہا ہے۔۔۔ الٹا کریں۔۔ یہاں بھی کھروچیں ہیں۔ اورحان مجھے بتائیں اس ہاتھ سے کیا کر کے آئے ہیں۔؟"

وہ مشکوک نظروں سے اورحان کو دیکھتے بولی جس نے ہاتھ بلآخر چھڑوالیا۔

"میری جان جیم گیا تھا۔وہاں کچھ نئی ایکسر سائز مشینری ٹرائے کی ہے۔اسی سے ہاتھ سرخ ہورہا ہے"

اورحان نے بہانہ بنانے کی کوشش کی پر وہ نجانے کیوں یقین نہ کر سکی۔

"کیا ضرورت ہے اتنے پرفیکٹ فگر کے باوجود مزید پنگے لینے کی۔اتنے مسلز بنا کر آپ نے مار پیٹ بھی جب نہیں کرنی تو فائدہ کیا ہے انکا۔الٹا آپکے کلینک پر آتے پیشنٹس آپ سے علاج کم آپ سے انسپائر زیادہ ہونے لگیں گے۔میں کس کس سے بچاوں گی آپکو؟"

وہ اس وقت بس ڈانٹنے کے موڈ میں تھی جبکہ اورحان جانتا تھا اسے کیسے دنیا جہاں کی ہوش بھلانی ہے۔

"میرے یہ مسلز رات کام نہیں آئے کیا؟۔"

وہ سراسر شرارت پر اترا تبھی بچاری ڈانٹنا بھولے کان کی لو تک سرخ ہوئی۔

"اف آپ بہت برے ہیں"

اپنے انگ انگ میں اٹھتے درد یاد آنے پر وہ الٹا لاڈ سے شکوہ کرتی وہاں سے بھاگ گئی، اورحان مسکرایا لیکن اسکی مسکراہٹ وقتی تھی، اورحان نے اپنا ہاتھ اٹھایا، اسکی آنکھوں کے سامنے کسی کو گھسیٹنے،مارنے، لہولہان کرنے کا پر سرور منظر لہرایا، اب وہ عثمان تھا یا کوئی اور، یہ تو ابھی کہنا بہت مشکل تھا۔

..______________________..

یہ ایک بند، خوفناک اور قدرے تاریک جگہ تھی جہاں وہ بے سدھ رسی سے الٹا لٹکا تھا، نیچے زمین پر جگہ جگہ خون کے گھسیٹے جانے والے دھبے تھے جبکہ اسکی یہ حالت کسی اور نے نہیں اورحان ماہیل نے کی تھی، اسکے جسم پر صرف شارٹس موجود تھی اور ہر زخم پر اک جونک چپکی اسکے رستے خون کو

پی رہی تھی، اور حان ماہیل کو ہمیشہ خون اور زخموں سے اریٹیشن تھی، بچپن سے وہ ایسی چیزوں سے بہت ڈرتا تھا، تبھی جب اسے گولی لگی تب بھی وہ بہت زیادہ دہشت کا شکار ہو گیا تھا لیکن آج زندگی میں پہلی بار اس نے کسی پر ہاتھ اٹھایا تھا، اور تب تک عثمان پر تشدد کرتا رہا جب اس نے مزید کسی بری حرکت کرنے سے نہ توبہ کی لیکن اور حان نے یہیں بس نہ کی، اسے الٹا لٹکایا تھا، اسکے خون کو چوسنے والے کیڑے اس کے ننگے جسم پر چپکائے تھے، عثمان کو اس نے سدھرنے کا آخری چانس دیا تھا مگر لگ نہیں رہا تھا کہ وہ سدھرنے والی شے ہے، دو آدمی اور حان ماہیل کے مقررہ وقت تک عثمان کو یونہی ٹارچر دینے کے بعد اس سے رہائی دینے والے تھے۔

یہاں چھت پر لگے سریے سے لٹکی رسیوں سے بندھے عثمان کا ہوش بحال ہوا تو اسے لگا جسم کا سارا لہو سر اور آنکھوں میں چلا آیا ہو، اسے شدید درد بھری ٹیسوں کا سامنا تھا، کچھ خون سر میں اتر رہا تھا کچھ وہ جونکیں اپنے منہ کو عثمان کی جلد میں گھسائے چوس رہی تھیں۔

پھر جیسے اسکی رسی کو ایک آدمی نے کاٹا تو عثمان بری طرح زمین پر گرا، اسکے حلق سے دلخراش چینخ نکلی ساتھ اسے کچھ دیر پہلے کے منظر یاد آئے، اسے اپنی ہی کرلاتی، ڈوبتی ابھرتی آواز سنائی دی جب اور حان نے اسے اسکے کلب سے صرف ایک ٹینک ٹاپ اور شارٹس کے ساتھ گردن سے دبوچے گھسیٹ کر وہاں سے نکالا تھا، دو کرائے کے لوگ ہائیر کیے وہ عثمان کو بابا کے ایک وئیر ہاوس میں لے کر گیا جہاں انکا خاندانی اصطبل تھا، یہ گودام اسی کے ساتھ تھا جہاں گھوڑوں کو ڈالا جاتا چارہ اور باقی چیزیں رکھی گئی تھیں۔

عثمان کو یاد تھا اور حان اپنے ہوش و حواس میں نہ تھا، وہ اپنی بہن اور بیوی کا بدلا لینے پر اترا تھا، اسکے پیٹ میں اور حان نے لاتوں کی بارش سے شروعات کی، جیسے جیسے عثمان کی آواز بلند ہوتی، ویسے ویسے اسکے پیٹ منہ اور کمر میں اور حان گھونسے دیتا، پھر اور حان نے اسکی ٹینک ٹاپ سے پکڑے گردن میں ہاتھ ڈال کر کھڑا کیا تھا، پھر مکا مار کر گراتے گھسیٹا گیا، عثمان حلق پھاڑ کر چلایا پر اور حان نے بس نہ کی۔

وہ سارا وقت "میرال میری ہے" کہہ کر یہ سب درندگی دیکھتا رہا اور تب بس کی جب عثمان بے دم ہوا، وہاں جلتی بجھتی لائٹس عثمان کی آنکھوں کے آگے رقص کرنے لگیں۔

اسکے بعد عثمان کو کچھ یاد نہ رہا، اسے اس وقت اپنے جسم کو کاٹتے ان کیڑوں سے نجات چاہیے تھی۔

اسکے چینخنے چلانے کے بیچ ہی ایک آدمی کا فون رنگ کیا، فوری اس نے اور حان کی کال اٹھائی، عثمان کی چینخیں سنتا اور حان اس وقت ڈرائنگ ہال سے کچھ فاصلے پر عجیب سے حال میں کھڑا تھا، حرا باسل اور ماہیل کا ناشتے کی میز پر انتظار ہو رہا تھا ورنہ ناشتہ ریڈی تھا، اور حان نے یہ سب کر تو دیا پر اسے اب پینک اٹیک جیسی کیفیت کا سامنا تھا۔

"فون سپیکر پر ڈالو"

عثمان کی دردناک چینخوں سے سرور لیے زرا اپنی حالت سنبھالے اورحان نے اس آدمی کو حکم دیا جس نے فوری فون سپیکر پر ڈالا، عثمان کی کرلاہٹیں کچھ تھمیں۔

"یہ سزا تھی میری بہن کو اغوا کر کے مجھ سے میری عزت مانگنے کی عثمان ملک۔۔۔میرال میری ہے یہ بات اپنی نس نس میں بٹھالے۔اگر دوبارہ تو نے میرال یا میری فیملی کے کسی بھی ممبر تک اپنی کوئی منحوسیت ارسال کی۔میں تجھے اس سے اگلے لیول کی سزا دوں گا۔دوبارہ اپنی شکل مت دیکھانا سمجھا"

اورحان کی آواز خفیف سی لرزی تھی، اسکی حالت بگھڑ رہی تھی، وہ جن چیزوں سے ڈرتا تھا اور کوسوں دور تھا، اب وہ سب اسکا بی پی بڑھا چکی تھیں، پورے جسم سے نمی پھوٹ رہی تھی جیسے۔

"م۔میں تجھے ا۔۔اگلی بار اس قابل ہی ن۔۔ نہیں چھوڑوں گا اورحان کے تو مجھے ہاتھ بھی لگا سکے۔۔۔یاد رکھنا۔"

سخت تکلیف کے باوجود بھی عثمان کے وجود میں نفرت کے شرارے بدستور دہک رہے تھے، اورحان نے گہرا سانس کھینچا۔

"اسے بجلی کے دو تین جھٹکے۔۔۔"

اورحان کے جملہ مکمل کرنے سے پہلے ہی عثمان حلق کے بل چلایا۔

"نہیں۔۔۔۔م۔۔مت کرو۔۔میں ک۔۔کچھ نہیں کروں گا۔۔۔خدا کے لیے مر جاوں گا۔رحم کرو۔ بچپن کی دوستی کی خاطر۔۔۔۔"

عثمان اپنی اوقات پر آئے پھر سے سسک کر بھیک مانگنے لگا تبھی اورحان کو رحم آیا مگر اورحان اس غلیظ آدمی کے اندر اٹھتے زہریلے آتش فشان سے لاعلم تھا۔

"بچپن کی دوستی کو گٹر میں جھونک دیا تم نے عثمان ملک۔ میں نے صرف ایک دوست بنایا وہ بھی میری زندگی کی کالک نکلا۔ مجھے افسوس ہے میں نے اتنا خوبصورت جذبہ تجھ جیسے زلیل پر لٹایا۔ میرے ہاتھوں سے اپنا خون ہونے مت دے، یہ وہ گناہ ہے جو میں چاہ کر بھی نہیں کرنا چاہتا۔ اس لیے دوبارہ کچھ کرنے سے پہلے سوچ لینا کہ میں کس حد تک جا سکتا ہوں۔ تیرے جسم کی چمڑی ادھیڑ کر نمک چھڑکوں گا اگر تو نے دوبارہ میری بیوی کے بارے سوچا بھی۔"

اور حان کی دھمکی صرف دھمکی نہیں یہ جانتے ہوئے بھی عثمان کی آنکھوں میں اس وقت انتقام و نفرت کے ساتھ جو تیسری شے تھی وہ میرال بخش کو اس آدمی کے لیے اذیت بنانے کی خواہش تھی بس۔

"چھوڑ دو اسے"

اورحان نے اپنے عتاب کو قابو کرتے سرد حکم دیا اور دیتے ہی کال کاٹ دی لیکن جب ان لوگوں نے وہ جونکیں، کھینچ کر عثمان کے پیٹ، ٹانگوں، گردن اور باقی ہر زخم سے ہٹائی تب وہ پھر سے دلخراش چینختا تھا لیکن اسکی یہ آزادی اورحان کو بہت مہنگی پڑنے والی تھی، اورحان وہاں سے تیزی کے سنگ اپنے روم کی طرف چلا گیا کیونکہ اسے لگ رہا تھا اسے ٹھنڈے شاور کی ضرورت ہے ورنہ اسکا دماغ پھٹ جائے گا۔

..________________________..

"آج یہ سورج کس طرف سے نکلا ہے۔ تم دو بھی واک پر آئے ہو؟"

حرا اور باسل نے اپنا گراونڈ کا چکر پورا کیا تو ماہیل اور رحمان صاحب سے مل گئے، حرا کو تو فٹ رہنے کا شوق تھا یہ سب جانتے تھے مگر باسل تو ہمیشہ شام میں جیم جاتا تھا، کبھی مارننگ واک کرتے تو اسے کسی نے نہیں دیکھا تھا۔

"میں لے کر آئی ہوں بھائی کو۔"

حرا نے مسکرا کر بابا کو دیکھا پھر باسل کی بازو کے ساتھ لگی، وہ بھی دھیما سا مسکرایا۔

"بہت اچھا کیا۔ چلو ہم ایک چکر ساتھ لگاتے ہیں۔ آجاو۔۔"

ماہیل نے تو یہ آفر رحمان کو کی پر انکی بس ہو چکی تھی تبھی آج ماہیل انجم نے اپنی طرح فٹ رہنے کی شوقین حرا کو آفر کی، اسے تو بابا کی اتنی توجہ جب بھی ملتی وہ پریشان ہو جاتی کہ ہمیشہ ایسی خوشی کے بعد وہ بہت روتی ہے لیکن اس وقت وہ قلبی طور پر باسل سے باتیں کرنے کی وجہ سے کمزور سی تھی تو بابا کو منع نہ کر سکی اور انکے ساتھ ایک مزید راونڈ لگانے چلی گئی۔

رحمان سیال اور باسل کی مسکراتی نظریں ماہیل اور حرا پر جمی تھیں، وہ دو بھی ہلکی ہلکی پیدل واک کرنے لگے۔

"اور سب بڑھیا سر جی؟ اجر ٹف ٹائم تو نہیں دے رہی؟"

رحمان سیال کے مخاطب کرنے پر وہ گردن گما کر بڑی کو دیکھنے لگا، بہت وقت سے دونوں نے کوئی سگریٹ بھی مل کر نہ پیا تھا۔

"وہ بہت پیاری ہے"

یہ چار لفظ کہتے باسل کا چہرہ چمک گیا جبکہ یہ سنناوہ بھی باسل کے ہونٹوں سے، سب کے لیے اک دیرینہ حسرت جیسا تھا۔

"تمہارا اثر ہو ہی گیا اس پر"

وہ کرب زدہ سا مسکرائے تو باسل رک کر انکے روبرو ہوا۔

"آپکی وجہ سے ہوا۔ آپ نے اسے سچ بتا کر مجھے سونپا ہے بڑی۔ وہ سچ کیا ہیں مجھے نہیں جاننا بس مجھے وہ مل گئی یہی بہت ہے، آپ نے میرے لیے بہت کچھ کیا ہے۔ ہمیشہ دوست بن کر رہے"

وہ یہ سب کہتا بے حد سکون میں تھا لیکن وہ نہیں تھے، یہی سوچ رہے تھے جب باسل کو یہ پتا چلے گا کہ اسکے دماغ کے ساتھ کھیل کھیلنے والا یہی دوست ہے تو شاید باسل ان سے بہت نفرت کرے، عجیب سا کرب دبانے کو انہوں نے ٹراوزر کی جیب میں رکھے دو سگریٹ اور لائٹر نکالا۔

"اب اسکی ضرورت نہیں مجھے بڈی"

وہ رحمان سیال کے سگریٹ آفر کرنے پر زرا ہچکچایا تو وہ مسکرائے۔

"باپ کا ڈر ہے یا بیوی کا برخوردار؟"

اس بار وہ شرارت سے بولے جس پر باسل آنکھیں سی چراتا نظر آیا پھر وہ سگریٹ تھام لی۔

"کسی کا نہیں۔ لیکن شاید آپکو ضرورت ہے ابھی اور میرا فرض ہے آپکو اس میں کمپنی دوں"

وہ دو مارننگ واک کی دھجیاں اڑاتے اس وقت پارک میں کھڑے ہو کر سگریٹ پھونک رہے تھے، ارد گرد چکر کاٹتے لوگ بھی ان دو کو عجیب نظروں سے گھورتے گزر رہے تھے کہ جب کرنا نشہ ہے تو یہاں کیا آم لینے آئے ہو۔

"بابا کا موڈ ٹھیک ہوا آپ سے؟"

وہ دو بینچ پر جا کر بیٹھے تو باسل نے گہرا سانس کھینچ کر سگریٹ کا دھواں اپنے اندر کھینچتے بڑی کا احوال پوچھا جنہوں نے سگریٹ لہرا کر یوں دیکھا جیسے کہہ رہے ہوں مجھے اسکو پینے کی کیا ضرورت پڑتی اگر میرا انجھا راضی ہو جاتا، باسل شرارت سے اشارہ سمجھے مسکرایا، باخدا لوگوں کی اکثریت سگریٹ پھونکتے منحوس لگتی ہے پر بہت کم لوگ ہوتے ہیں جو سگریٹ پیتے بھی کیوٹ لگتے ہوں، جیسے باسل، اور جیسے رحمان سیال۔ ویسے بھی شوقیہ ایسے کام کرنے والوں میں نشئیوں جیسی ادائیں ہوتی بھی نہیں ہیں۔

"آپ کہیں تو بابا سے بات کروں ؟ کہ اب ناراضی ہٹا دیں ؟"

وہ بڑی کی تکلیف دور کرنا چاہتا تھا پر رحمان یہی سوچ رہے تھے اگر اس بچے کو ماہیل کی ناراضگی کی اصل وجہ پتا چلے تو یہ ایسی سفارش کبھی نہ کرے، شاید وہ دونوں ہی ایک دوسرے سے اپنا اپنا سچ چھپا رہے تھے۔

"اسے خود راضی ہونے دو۔ جب تم اور اجر واقعی اسے ایک ساتھ ہنستے ہوئے آباد لگو گے تو وہ مان جائے گا۔ ٹنشن نہ لیں سر جی۔ بس خوش رہو میری جان۔ میں نے ہمیشہ تمہیں اپنے عمار سے زیادہ پیار دیا ہے۔ اور اسکے بعد سے میرا عمار تم ہی ہو۔ میں تمہیں جان بوجھ کر کبھی تکلیف نہیں دے سکتا، یہ بات ہمیشہ یاد رکھنا"

اچانک ہی جیسے رحمان سیال کی آواز دبنے سی لگی، اک لمحہ ایسا تھا کہ باسل کے چہرے پر پتھراو آگیا پر یہ نہایت مختصر تھا۔

"ایسی خوفناک تمہیدیں ان سے باندھی جاتی ہیں جنکا ہم نے بہت برا کیا ہو۔اور باپ بیٹوں کا برا نہیں کرتے بڈی"

باسل کے لہجے میں بے پناہ شفقت تھی، بہت سامان اور پیار تھا جس نے رحمان سیال کی آنکھیں بھی خفیف سی نم کر دیں۔

"اسے سچ پتا چلے گا تو مجھ سے نفرت ہو جائے گی اسے۔یا اللہ اس وقت تک مجھے اپنے پاس بلا لینا"

بہت کرب سے جبرا مسکرائے بظاہر تو اس مجرم شخص نے باسل کو محبت سے دیکھا لیکن اندر سے وہ کٹ رہے تھے۔

"میں بہت پیار کرتا ہوں تم سے حرا"

ماہیل انجم کا اچانک کہا یہ جملہ دوڑتی حرا کے قدموں میں کمی لے آیا، وہ رک گئی، رک کر آزردہ نظروں سے بابا کو دیکھے پلٹی۔

"پتا ہے بابا، لیکن آپ نے کبھی اس سے پہلے کہا نہیں تو یہ میرے لیے شاکنگ ہے"

وہ چاہ کر بھی اپنی اذیت چھپا نہ سکی، ماہیل کی آنکھوں میں بھی جیسے خفیف سی سرخائی گھلی، وہ حرا کے مزید قریب ہوئے۔

"کہنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ مجھے لگا تم میرے عمل سے اپنے لیے محبت کھوج لو گی پر مجھے لگتا ہے بیٹیاں، باپ کا محبت میں ایکسپریسو ہونا چاہتی ہیں۔ تم بھی یہی چاہتی تھی مجھے دیر سے سمجھ آئی۔ لیکن تم نے بھی کبھی میری طرف خوشی سے قدم نہیں بڑھائا۔ فاصلے پر رہی"

وہ اپنی غلطی مان رہے تھے، حرا کے لیے آج جتنی یہ تکلیف دہ صبح باسل بھائی کے معاملے میں تھی اتنی خوبصورت اس لمحہ بابا کے معاملے میں ہوئی۔

"جب باپ ایکسپریسو نہیں ہوتے تو بیٹیاں بھی اک حد مقرر کر لیتی ہیں بابا۔ وہ اپنے بابا کو کسی قسم کی بے چینی نہیں دے پاتیں"

وہ بولی تو مسکرا کر تھی پر اسکی بھوری آنکھیں بہت خزن میں لپٹی تھیں۔

"مجھے میری بیٹی پر مان ہے کہ اس نے خود کو دور کر لیا مجھ سے پر مجھے بے چین نہ ہونے دیا لیکن تمہارا دور رہنا میرا چین کیسے ہو سکتا ہے میرے بچے ؟۔ہاں میں تھوڑا عجیب ہوں، بلکہ تمہارے بابا بہت عجیب ہیں۔مجھے باسل سے کچھ الگ محبت ہے لیکن اسکا یہ مطلب نہیں تم سے یا اور حان سے میری محبت کا درجہ کم ہے۔ ہر گز نہیں۔میں نے بہت کوشش کی۔ آج تک کر رہا ہوں کہ میں تم تینوں کو دی محبت برابر رکھوں لیکن باسل سے میرا صرف اولاد باپ کا رشتہ نہیں۔ تم ایسا سمجھو اس کی دکھی سی، اداس سی روح مجھ سے کچھ زیادہ محبت ڈیمانڈ کرتی رہی۔اور میں وہ ڈیمانڈ پوری کرتا گیا۔اس بیچ تم اور اور حان ایفیکٹ ہوتے گئے۔۔۔"

یہ بات ماہیل پہلے کرتے تو شاید حرا اپنے اور اور حان کے دفاع کے لیے اور محبت نامی اس ناانصافی کے لیے لڑ پڑتی لیکن آج وہ باسل ماہیل کی اس روح

سے ملی تھی جس سے بابا کو محبت تھی تو آج وہ سب معاف کر گئی، آج حرا کا دل پہاڑ ہو گیا تھا۔

وہ چپ چاپ بابا کے سینے لگ گئی، سہمی تھی، لاجواب سی، ماہیل نے اسے اپنی بازوؤں میں شفقت سے بھر لیا۔

"میں آپ سے دوبارہ کبھی شکائیت نہیں کروں گی کہ آپ نے باسل بھائی سے زیادہ محبت کیوں کی۔ میں اب بڑی ہو گئی ہوں بابا"

وہ سینے لگی ہی بولی، اسکی آواز میں پھیلا درد وہ باپ محسوس کر سکتا تھا کہ دل سے لہجے میں اترا ہے۔

"میرا بڑا اور سمجھدار بچہ۔۔ نوڈاوٹ"

وہ بھی جیسے خوشی میں ڈوب کر بولے، وہ بھی خوش تھی پر اتنی جلدی نارمل ہو جاتی ابھی ممکن نہ تھا، رسان سے جوابا مسکائی۔

جب تک حرا اور ماہیل راونڈ لے کر آئے، وہ شوقیہ نشئی سگریٹ پھونک کر ثبوت غائب کر چکے تھے پر ان سے دھوئیں کی سمیل بھانپ کر ماہیل نے بس گھوری پر ہی اکتفا کیا کیونکہ بیٹا جان تھا تو یار کے ساتھ ابھی پہلے جیسا بے تکلف رویہ نہ ہوا تھا تبھی باسل، اس بہانے ڈانٹ سے بچ گیا۔

وہ سب لوگ ساتھ ہی واپس آئے تھے، باسل نے اجر کے لیے کچھ چیزیں آرڈر کیں تھیں، تب تک وہ بھی آ گئیں اور انہی کو رکھنے وہ روم میں گیا تاکہ ناشتے کے لیے اجر کو بھی ساتھ باہر لا سکے لیکن جب وہ روم میں پہنچا، حرا پہلے ہی موجود تھی۔

"میں چاہتی ہوں میرے بھائی کو مزید آپکی وجہ سے اداسی تک نہ دیکھنی پڑے، رونا تو ناممکن ہوا انکا آپ کے لیے۔ میں سب تلخیاں اور کڑواہٹیں سمیٹ رہی یوں اجر آپی۔ اس امید پر کے آپ خود کو بھائی کے لیے اب کبھی دکھ بننے نہیں دیں گی اور میں نے جو دل آزاری کر دی۔۔۔۔"

حرا اور اجر کو ساتھ بیٹھا دیکھے باسل نے وہ شاپنگ بیگز دبے پیر آکر میٹرس پر رکھے تب بھی ان دو کی نظروں میں آگیا، اجر نے باسل کو یوں دیکھا جیسے کہہ رہی ہو یہ کیا ہے باسل۔

"کوئی دل آزاری نہیں کی تم نے۔ الٹا میں نے تم سبکو ہمیشہ تکلیف دی۔ خوش رہو گڑیا۔ میں راضی ہوں اور میرا دل بھی آئینے کی طرح صاف ہے"

اجر نے پیار سے اسکی گال سہلائی تو حرا نے مسکرا کے اسکے ہاتھ کو گال سے ہٹا کر اپنے ہاتھ میں لے کر دبایا اور بھائی کی طرف دیکھتی اجر کا ہاتھ چھوڑے کاوچ سے اٹھ کھڑی ہوئی، باسل کو امید نہ تھی یہ سب اتنی آسانی سے ہو گا تو جناب کے حواس اڑے اڑے تھے یہ منظر دیکھ کر۔

"آجائیں دونوں ناشتے پر سب آچکے ہیں"

وہ باسل بھائی کی جاتے جاتے گال کھینچ کر گئی جبکہ باسل خود گردن پھیرے سائے کی طرح حرا کی جانب گھوما وہیں اجر اٹھ کر اس تک آئی اور باسل کو بازو سے پکڑے واپس گھوما کر کیا۔

"باسل۔ تم نے مجبور کیا ہے حرا کو مجھ سے

رویہ ٹھیک کرنے پر اور ناراضگی ہٹانے پر۔ واٹ از

دس مین"

وہ سخت برہمی اور تکلیف میں مبتلا تھی، ہرٹ تھی، اس نے باسل کو یوں دیکھا جیسے وہ دل توڑ گیا ہو اسکا۔

"نہیں۔ میں نے بس اسے اتنا کہا کہ میں اور اجر

اب ایک دوسرے کی بات کرتے ہیں کیونکہ اسے مجھ

سے محبت ہو گئی ہے"

وہ گہری مسکراہٹ لے کر اجر کو دیکھتا اسکو جس طرح تکلیف سے سکھ کی طرف گھسیٹ لایا، وہ دلکش لو وسٹنٹ تھا، اور وہ اس محبت کے کھلاڑی کی خوش فہمی کو سچ بنانے کا شرما کر عہد کر بیٹھی۔

"تمہارے جھوٹ کو اب سچ کرنا پڑے گا"

وہ شرمائے ہی بولی۔ اس پر کوئی اسے اپنی باہوں میں بھینچ لینا چاہ رہا تھا ہائے! ابھی تو باسل صبح کا وہ لمحہ یاد کر رہا تھا جب اس نے اجر کا غصہ کنٹرول کیا تھا، پھر وہ دو اس درجہ گہری قربت کے بعد ایسے ہو گئے جیسے ان کے بیچ کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

"تم سچ کر چکی ہو صبح۔ میں نے تمہارا تکلیف دہ غصہ کم کیا۔"

باسل نے اپنی دونوں بازو اسکے لیے کھولیں، اجر نے حلق سا تر کرتے گھبرائی نگاہوں سے باسل کو دیکھا جو اسے اپنے قریب بلا رہا تھا۔

"تمہیں کبھی ایسا غصہ آئے تو مجھے بھی کہہ سکتے ہو"

وہ اسکے بازوؤں میں آسماتی اسے دیکھتے بولی جو بہت ہی گہرائی سے اجر کا اسکی قربت کے دائرے میں آتے ہی دھنک ہوتا چہرہ دیکھ رہا تھا۔

"شدید پیار آئے تو بھی کہہ سکتا ہوں؟"

باسل نے شرارت سے پوچھا تو وہ نظریں جھکا گئی، اسکے رخساروں میں یہ حیا کے پھول بس باسل کے قریب اترتے تھے، اب بھی اور تب بھی جب وہ نفرت کرنے کا دعوی کیا کرتی تھی۔

اس سے پہلے وہ جواب دے کر زرا مزید فاصلہ سمیٹتی، اچانک منہ بسور کر باسل کے چہرے سے، اسکے ہونٹوں سے دور ہو گئی۔

"تم نے سموکنگ کی ہے باسل؟"

وہ تو آتے ہوئے لان سے منٹ کے پتے تک اتار کر چبا آیا تھا پر اس لڑکی کو پھر بھی مہک آ گئی، باسل نے دانت سے دیکھائے۔

"ہاں۔ بس ایک سگریٹ۔۔۔ تمہارے بابا کو کمپنی دیتے ہوئے"

باسل نے خجالت سے سر کھجاتے گوش گزار کیا۔

"انکی تو مما سے تین بچوں کے باوجود نہیں بنتی کہ رومینس کا چانس بنے تو اس دکھ میں پیتے ہیں، تمہارا تو اب یہ معاملہ نہیں رہا پھر کمپنی بھی کیوں دی؟"

وہ عجیب و بے باک سی منتق لے آئی جسے سن کر ہی باسل کو گدگداتا احساس ہوا پر وہ بلکل سنجیدہ تھی۔

"نہیں۔ دوست کا معاملہ تھا۔ اس میں کمپنی دی۔"

باسل نے پیار سے اجر کی گالیں ہاتھوں میں بھرے یقین دلایا تو اجر کی آنکھوں میں اداسی سی اتر آئی، بابا اور ماہیل کے بیچ کی ٹنشن ابھی تک برقرار ہے یہ دکھی کرنے والا معاملہ تھا۔

"پھر ٹھیک ہے۔ جا کر برش کر کے آو"

وہ اسکے حکم پر آئبرو اچکا گیا تو اجر نظریں گماتی نظر آئی پر اپنے چہرے کے رنگ نہ چھپا سکی۔

"میں شاور لیتا ہوں پسینہ بھی آیا تھا۔ تم یہ سب دیکھو تب تک۔۔۔"

باسل نے اسے اپنی بازووں سے آزاد کیا تو اجر نے گھبرا کر بلیک کلر کے نامور برینڈ کے شاپنگ بیگز کی جانب دیکھا۔

"یہ سب کیا ہے باسل؟"

وہ اتنے سارے شاپنگ بیگز تھے کہ اجر کو تعجب ہونا قدرتی تھا، پھر جب باسل نے اسے ٹاول اٹھانے اور کپڑے نکالنے کے بیچ اسے کھولنے کا کہا تو ایک خوبصورت سی شفون کی ساڑھی تھی، وہ دل میں ڈر کر دعا کر رہی تھی کہ باسل اب یہ نہ کہہ دے کہ رات ہم کہیں ڈنر پر چل رہے ہیں کیونکہ اسے آتشم منحوس نے بھی ڈنر پر زبردستی بلایا تھا۔

وہ اپنے آج کے لیے نکالے کپڑے میٹرس پر رکھتے پریشان سی اجر کے پاس واپس آکر رکا، اسکی پسینے میں ڈوبی مہک بھی مدہوش کن تھی، اجر نے بڑی مشکل سے اپنا دھیان یکجا کیا۔

"میں سوچ رہا ہوں ہم آجکی شام کسی اچھی جگہ گزارتے ہیں، کھانا بھی باہر کھائیں گے۔ تو تم یہی بلیک ساڑھی پہننا۔ مے بی کچھ اور سرپرائز بھی ہو"

وہ اسکے بے حد نزدیک آیا اور محبت سے اجر کے کھلے بالوں کی لٹیں اپنے دونوں ہاتھوں سے سنوارتے اسکی ڈری آنکھوں میں آنکھیں جمائے بولا۔

"کل پر رکھ لیں۔ آج کام بہت ہے۔"

وہ زرا محتاط ہوئی کہ باسل کو اسکا انکار برا نہ لگے۔

"تمہارے سارے کام چار کے بعد میں ختم کروادوں گا۔ میرا اختیار کب کام آئے گا۔ اور ناں مت کرو۔ میرے بہت سے پلینز ہیں۔ تم اس شام کو کبھی نہیں بھول پاوگی"

وہ اسے انکار لائق چھوڑ ہی نہ سکا، جبکہ اجر نے لمحہ بھر باسل کی آنکھیں دیکھیں جن میں اسے یکدم ہی شر انگیزی دیکھائی دی، اسکے شک جیسے از سر نو باسل پر مضبوط ہوئے۔

"تم بھی باسل"

وہ اسکی آنکھوں کا بدلتا۔ رنگ دیکھے خود بھی بے خود ہوتی اسکے قریب ہوئی، ایسا لگ رہا تھا وہ ایک دوسرے کا فریبی آئینہ ہوں، ایک دوسرے کو دھوکہ دے رہے ہوں۔

"دانت برش۔۔۔"

وہ پھر بھٹک رہے تھے جب اجر نے بہت مشکل سے پہلو بدلتے اسکے سینے پر ہاتھ رکھے کچھ یاد دلایا تھا، وہ فورا مسکرا کر گہری شریر نظروں سے اسے دیکھتا دور ہوا اور ٹاول اٹھائے واش روم میں جا گھسا جبکہ اجر نے بہت زور سے دھڑکتے دل پر اپنے سینے پر ہاتھ رکھا اور بمشکل بیڈ کی پائنتی کی جانب بیٹھی۔

وہ اپنی سوچوں اور خیالات میں اس قدر گم تھی کہ اسکے فون پر آتے میسج کے نوٹیفکیشن تک نے اسے بری طرح جنجھوڑ دیا، ایک بار پھر باسل کے اوجھل ہوتے ہی میسج آیا مگر اجر اس میسج سے زیادہ باسل کا فون ارد گرد ڈھونڈ رہی تھی مگر کہیں نہ تھا، جسکا یہی مطلب تھا ابھی بھی فون باسل کے پاس تھا، اپنے امڈتے عتاب کو گہرے گہرے چند سانس لے کر بحال کیے اجر نے وہ نوٹیفکیشن اوپن کرے موصول ہوا پیغام پڑھا۔

"میں بتانا بھول گیا تھا تجھے کہ آج رات ڈنر پارٹی کی تھیم بلیک ہے، اسے دماغ میں رکھ لینا۔"

اسی پرائیویٹ نمبر سے میسج موصول ہوا تھا جبکہ اجر نے خوفزدہ نظروں کے سنگ میٹرس پر رکھی اس ہر سیاہ چیز کو دیکھا جو باسل اسکے لیے لے کر آیا تھا، اسکی آنکھیں خفیف سی لال پڑنے لگیں۔

وہیں میرال نے کافی دیر سے اورحان کو نہ دیکھا تو وہ یہی سوچ رہی تھی مے بی کسی کام سے روم میں گئے ہوں اور وہ جانا چاہ رہی تھی پر مصطفی کو بھوک لگنے کے سبب وہ اسے زرا پہلے ہی ناشتہ کروانے لگ گئی تھی کیونکہ اسکا فرینڈ آیا تھا اور انھیں بہت سارا کھیلنا تھا۔

اجر کافی دیر اسی انداز میں بیٹھی اپنے الجھتے سلجھتے دماغ کی جنگ لڑتی رہی، ہوش تب آیا جب باسل باہر آکر اجر کی جانب آیا اور اس کے نیچے زرا دبی اپنی شرٹ نکالنے لگا، وہ چونکی، وہ باتھ روب میں ملبوس نم نم خلیے اور

بھیگے نچڑے بالوں سمیت فکر مند نظروں سے اجر کو دیکھ رہا تھا جو اسے غائب دماغ لگی۔

"سوری میں تمہاری شرٹ پر بیٹھ گئی۔اسکی تو آئرن خراب ہو گئی"

وہ جلدی سے اٹھی تو ایک آستین پر شدید سلوٹیں تھیں،وہ معذرت خواہ ہوئی مگر باسل نے وہی شرٹ پہننے کی نیت سے اٹھائی،اجر اسے اس خلیے میں دیکھے خوامخواہ گالوں سے گرمائش چھوٹتی محسوس کر رہی تھی،ارد گرد نادیدہ سی حرارت نے اجر کی باڈی لینگویج بلکل کسی نئی نویلی شرمیلی دلہن کی طرح بگاڑ دی تھی۔

"اٹس اوکے۔کسی بہت گہری سوچ میں ہو تم۔۔سب ٹھیک ہے؟"

وہ کپڑے اٹھاتا چینج کے لیے جانے سے پہلے زرا اسکے اندر چٹکیاں بھرتے اضطراب کے بارے جاننا چاہتا تھا،لیکن وہ باسل کو اس حالت میں دیکھتے ہوئے اس سے پر اعتمادی کے سنگ بات نہیں کر سکتی تھی،ایک تو وہ بلا کا

ہاٹ آدمی دوسرا اس وقت اجر تھی بھی اسکے لیے مشکوک تو ایسے میں اسے خود پر کنٹرول کرنا مشکل لگ رہا تھا۔

"سب ٹھیک ہے۔ تم چینج کرو بھوک لگ رہی ہے مجھے نیچے چلتے ہیں۔ پھر مجھے ڈراپ کر دینا آفس"

وہ نظریں سی پھیرے جا کر ڈریسنگ ٹیبل کے پاس وہاں رکھا برش اٹھا کر بال بنانے لگی، سنپل سی ٹیل کلر شرٹ کے ساتھ بلیک پلازو پہنے وہ ہیلز میں مقید تھی، ٹیل شرٹ پر جگہ جگہ سیاہ موتیوں کا کام تھا، باسل نے اسے کچھ نہ کہا اور چینج کرنے بڑھ گیا۔

بلیک سلم فٹ گورگا پینٹ کے ہمراہ ٹیل ٹی شرٹ پہنے، براون کلاسی شوز جما تا وہ جب باہر آیا، اجر نے بے اختیار نظریں اس چلتے پھرتے جام کے کنٹینر پر ڈالیں، ایک تو یہ آدمی رنگ بھی ایسے پہنتا جو سج دھج جاتے تھے اس پر، وہ بروقت نظریں ہٹا کر میٹرس پر رکھے اپنے نیٹ کے دوپٹے کو اٹھا کر

گلے میں رول کیے ڈالتی اپنے شدید سیاہ بال اسکی گرفت سے نکالے وہ ڈور کی جانب بڑھی ہی جب وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے رک کر اسے پکارا۔

"لگتا ہے بھوک برداشت نہیں ہو رہی۔ ویٹ فار می"

وہ بال ڈرائے کر آیا تھا تبھی ہلکا سا بالوں پر جیل آئل سپرے کیے برش سے انھیں بے ترتیب سا بنائے پرفیوم کی بوتل اٹھائے بس گردن کے آس پاس دو سپرے کیے پلٹا تھا، فون اسکا آل ریڈی بلیزر کی اندرونی جیب میں تھا جسے باسل نے بازو پر رکھتے اجر کی جانب اپنے پر اسرار قدم بڑھائے۔

"تم نے میرے خود سے میچنگ کرنے پر کوئی تعریف ہی نہیں کی"

وہ اجر کی آنکھوں میں تیرتی بے چینی پر بولے بنا نہ رہ سکا جبکہ اجر نے اپنی غائب دماغی کو جی بھر کر کوسا کہ وہ اتنی زیادہ بدحواس تھی کہ یہ محسوس ہی نہ کر سکی۔

"تعریف اس خدا کی جس نے تمہیں اتنا نشیلا بنایا۔ میرا دھیان کہیں اور تھا تبھی نوٹس نہیں لے سکی۔ تم بہت کول لگ رہے ہو اس کلر میں۔ نظریں نہیں ہٹ رہیں تمہاری چمک سے۔ آئی مین اتنا زیادہ سج سنور کر کیا ضرورت ہے بیورو جانے کی۔ مطلب مانا تم بہت بڑے آفیسر ہو پر تمہارے سٹاف کا دھیان اگر تم سے ہی نہ ہٹ سکا تو وہ کام کیسے کریں گے؟"

وہ یہ سب سوچ سوچ اور اٹک اٹک کر بولی تھی، صاف عیاں تھا وہ باسل کے سامنے لاکھ پر اعتماد ہو کر بھی گھبرا جاتی تھی، شاید جن مبہوت نگاہوں سے وہ دیکھتا، ویسی اجر کو کہیں اور نہ میسر تھیں۔

"وہ کام کر لیں گے ان کو اب عادت ہو چکی ہے۔ سٹاف سے مراد اگر لڑکیاں ہیں تو میرے بیورو سٹاف میں ایک بھی لڑکی نہیں ہے۔"

باسل کے جواب پر اجر نے حیران ہوتے باسل کو دیکھا، یہی تو اجر سوچ رہی تھی اور اس شخص نے بھانپ بھی لیا۔

"سچ میں ؟"

وہ ہچکچائی تھی، باسل کی آنکھیں مسکرائیں جبکہ خود وہ اخیر سنجیدہ تھا۔

"سچ میں"

بہت محبت سے یقین دلایا گیا تھا، اجر نے زرا ہمت پکڑی اور باسل کی بے حد خوبصورت گال پر پھر سے ہونٹوں کو رکھتے کسی خودرو سے جذبے کا اظہار کیا اور جب اسے سکون بہم پہنچاتی اس سے زرا دور ہوئی تو مسکرا کر باسل کی گال پر لگ جاتے لپ ٹینٹ کو بھی انگوٹھے کی پور پھیرے مٹایا۔

"تمہیں جواب چاہیے اسکا؟"

باسل نے اسکے چہرے کو جن مطلبی بے خود نظروں میں بھرتے سوال کیا اس پر اجر کے وجود کا رواں رواں کانپا کیونکہ اس شخص کی نظروں کا محور وہ بھرے بھرے ہونٹ تھے۔

"نو ابھی نہیں۔۔ بھوک لگ رہی ہے نیچے چلتے ہیں۔"

وہ جلدی سے روم ڈور کھولے باہر نکلی تو باسل کو بھی مسکرا کر فرمانبردار بننا پڑا، وہ دونوں ساتھ نیچے آئے تو سب نے ہی ان میچنگ کلرز میں سجتے اجر اور باسل کو آنکھوں ہی آنکھوں سراہا، سب آ چکے تھے مگر اورحان مسنگ تھا تبھی میرال خود اٹھی تاکہ اورحان کو بلا کر لا سکے۔

سب ہی خوش گپیوں میں مصروف ہوئے تھے تبھی میرال نے کمرے کا رخ کیا لیکن روم میں کہیں بھی اورحان نہ تھا۔

"یہ گئے کہاں ہیں۔۔۔؟"

وہ روم میں داخل ہوتی تعجب و فکرمندی سے بڑبڑائے واش روم کارنر کی طرف بڑھی اور بند دروازے پر ہلکی سی دستک دی۔

"اورحان۔ آپ کب سے کیا کر رہے ہیں؟ اب بس ناشتے پر آپکا ویٹ ہے؟"

وہ مدھم سا ہی اسے پکاری مگر جب کچھ بھی جواب نہ آیا تو وہ ڈور کھولے اندر جھانکی مگر اسکا دل سکڑ کر رہ گیا جب اس نے اورحان کو نیچے فرش پر دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھا اوپر کھلے شاور میں بھیگتا دیکھا، پورے واش روم میں جمع ہوا پانی بتا رہا تھا کہ وہ کب سے یہیں ہے۔

"اورحان۔۔۔ کیا ہو گیا آپکو؟"

وہ قریب آتی شاور بند کرے دوزانو اس شیر آدمی کے قریب بیٹھی ہاتھ بڑھا کر اسکی گال تھپکائی تو اورحان نے سرخ آنکھوں سے میرال کو دیکھا، اسے میرال کا چہرہ شاید دھندلا دیکھائی دے رہا تھا۔

"مجھے ا۔ ایسا لگ رہا تھا میرے پورے جسم کو نہ دیکھائی دینے والی آگ لگ گئی ہے۔ کچھ نظر آنا بند ہو گیا تھا تو یہاں بیٹھ کر میں وہ آگ بجھا رہا ہوں میرال۔ آپ دیکھیں وہ آگ بجھ گئی؟"

وہ عجیب بدحواس اور غائب دماغ تھا، میرال کو تو پریشانی گھیر گئی کہ اورحان کس آگ کی بات کر رہا ہے۔

"کونسی آگ اورحان۔ آپ نے جاگتی آنکھوں سے کوئی برا خواب دیکھا کیا۔ میرے ہوتے ہوئے آپکو کوئی آگ کیا تپش تک چھو نہیں سکے گی۔ ایسے عجیب دل ہولاتی باتیں مت کریں"

وہ پیار سے اسکے ماتھے پر آئے بال پیچھے کو کرتی اسکے بھیگے چہرے کو اپنے دوپٹے سے ہلکا ہلکا مس کرے خشک کرنے لگی پھر اسی کے پلو سے جب اس نے اورحان کے بال رگڑے تو اورحان کا سکون، اسکا ہوش اور اسکی مسکراہٹ لوٹی۔

"میں آپکا بے بی مصطفی نہیں ہوں جو اپنے دوپٹے سے مجھے ڈرائے کر رہی ہیں۔ آپکا دوپٹہ پورا بھیگ جائے گا پر میں ڈرائے نہیں ہو سکوں گا۔ یہ ایریا بڑا ہے ناں"

وہ جو شدید پریشانی کے عالم میں تھی، اور حان کی شرارت و مدہوشی دیکھے
زرا سکون میں لوٹی ورنہ اسے یوں بیٹھا دیکھ کر وہ بہت ڈر گئی تھی۔

"میری جان نکال کر اب آپکو مزاق سوجھ رہا ہے۔ اور فاریور کائنڈ
انفارمیشن میں نے کبھی مصطفی کو بھی اپنے دوپٹے سے ڈرائے نہیں کیا یہ تو
بدحواسی میں کرنے لگ گئی۔ مجھے جلدی سے بتائیں یہ سب کیا ہے ورنہ میں
خود ہی پتا لگوا لوں گی"

وہ واقعی اپنے پورے دوپٹے کو گیلا کر چکی تھی، لیکن اسکو اطمینان تبھی ملتا
جب وہ اور حان کی اس کنڈیشن کا سبب جان لیتی۔

"میں آپکو کیا کیا بتاؤں کے کیا کیا مسائل ہیں مجھے۔ اوور سینسیٹیو ہوں اور
کچھ نہیں۔ رک کیوں گئیں، ابھی تو میرے بالوں سے بس پانی نچڑا ہے"

وہ اپنی نزاکت کے قصے اب اک نازک سی لڑکی کو کیا سناتا تبھی اپنی بے خود شرارت پر ہی فوکس رکھا، حالانکہ وہ نازک سی لڑکی اپنی باہوں میں پورا اور جان ماہیل سمیٹ سکتی تھی۔

"آپکی خواہش سر آنکھوں پر لیکن میرا دوپٹہ پورا گیلا ہو گیا تو باہر کیسے جاوں گی؟ چینج کیا تو سب کیا سوچیں گے یہ کیوں چینج کر آئی۔ سو معاملات ہیں جو فیملی میں سوچنے پڑتے ہیں۔ میں آپکی طرح تھوڑی ہوں جو پبلک پلیس پر اپنی خواہشوں کا اعلان کرتی پھروں"

وہ اٹھ کر اپنے دونوں ٹھنڈے ہاتھ اس ملنگ کی جانب پھیلاتی لگے ہاتھوں شکائیت بھی کر گئی جبکہ وہ میرال کے کانفیڈنس پر حیران تھا کہ کیا یہ لڑکی واقعی سمجھ رہی ہے وہ اسے دونوں ہاتھوں سے تھام کر اٹھا سکے گی۔

"تو آپ اپنی خوشیوں کا اعلان ابھی کر دیں، اس وقت تو ہم دو کے سوا کوئی نہیں ہے"

وہ ہاتھ بڑھا کر اسکے مخملی ہاتھوں کو پکڑتا انکی ملائمت محسوس کیے جھٹکے سے میرال کو خود پر گراتے اسے گود میں منتقل کر گیا جو اس اچانک افتاد پر ہلکی سی چینخی اور اورحان کے گیلے ہونے کے سبب وہ بھی گیلی نہ ہو تبھی اسکے کندھوں کا سہارہ لیے سنبھلی، ساتھ اس آدمی کو ناراض نظروں میں بھی لیا۔

"کوئی جگہ ہے یہ خواہشوں کے اعلان کی۔ میرے کپڑے مت گیلے کریں اورحان۔ ابھی تو آپکو اپنی مجبوریاں بتائی تھیں۔ اف چھوڑیں ناں"

وہ اسکی بازو کی گرفت سے بنا اورحان کی مرضی نکل نہ سکتی تھی تبھی تاسف و منت پر اتری اور وہ اسکے چہرے کی ہر ہر نرمی اپنی آنکھوں سے چھوئے بلکل ہی سنبھل چکا تھا، وہ میرال کے لیے بہت جذباتی ہو چکا تھا پر وہ لڑکی اس کو ہر تکلیف میں جیسے سپورٹ دے رہی تھی، اس سے ثابت تھا کہ وہ واقعی اورحان کے اتنے جنون کی مستحق تھی۔

"آپ رہائی کی قیمت دیں"

وہ فیصلہ کن ہوا، میرال نے اس خوبرو نوجوان کی آنکھوں میں مچلتی امنگوں سے لاکھ دامن جھٹکنا چاہا پر ناممکن سا تھا۔

"اپنی ملکیت سے قیمت وصول نہیں کرتے اورحان"

وہ اسکی گال سے گال لگاتی معصومیت سے بولی تو اورحان کو اسکی اتنی بڑی بات نے متاثر کیا۔

"ٹھیک ہے۔ جائیں۔ آپ نے مجھے لاجواب کیا ہے، رہائی آپکا انعام ہے"

وہ اسکو بازو کی گرفت سے آزاد کرے مہربان بنے بولا تو وہ سنبھل کر اسکی گود سے اٹھے اپنے جگہ جگہ سے گیلے ہوتے ٹرواؤزر کو دیکھے جواباً اسے گھوری جو آگے سے دانت دیکھائے پھر سے اسکے کومل ہاتھوں کا سہارہ چاہ رہا تھا۔

"مجھے ڈانٹیے گا مت۔"

وہ بولنے ہی لگی جب اس بندے نے ہاتھ تھام کر اٹھتے میرال کی ساری ناراضگی، مسکراہٹ میں بدلی۔

"میری یہ جرت کہ آپ جیسی بگھڑی بلا کو ڈانٹوں۔۔ چینج کریں سب ویٹ کر رہے ہیں۔ میں تب تک فین لگا کر اپنا دوپٹہ اور ٹروازر ڈرائے کرتی ہوں۔ اف میری یہ مجبوریاں"

اس بہکے آدمی سے فرار کی جلدی تھی اسے تب بھی جاتے جاتے وہ جیسے منہ میں ہوا بھر کر پھونک کی صورت خارج کرتی معصومانہ دہائی دے کر گئی، اور حان کی کنڈیشن کافی حد تک سنبھل گئی۔

وہ باہر آئی تو چہرہ خوامخواہ گلابی ہو رہا تھا لیکن وہ کہیں دل سے اور حان کے ہر عمل، اسکی ہر شرارت اور ہر نوعیت کی قربت پر فدا تھی۔

وہ میرال بخش تھی جسے غرور تھا اسکا ہسبنڈ بے حد شریف ہے، اس نے کبھی اپنے ہاتھ سے چیونٹی بھی نہیں ماری، وہ بہت پراوڈ فیل کر رہی تھی۔ اور میسنا

وہ اور حان ماہیل، جو اپنی بہن کے کڈنیپر اور بیوی کو ڈیمانڈ کرنے والے آستین کے سانپ نما دوست کے جسم پر جگہ جگہ سے سیکے زخمی کرتا اس پر خون چوسنے والے کیڑے چھوڑ کر آیا تھا، اور اسے زندہ بھی اس لیے چھوڑا کہ وہ اپنے دوست کی جان لینے سے کترا رہا تھا، بھلے عثمان کے کرتوت اب موت والے ہی تھے۔

وہ چینج کیے اپنی وجاہت کے سحر پھیلاتا باہر آیا تو مس میرال بلکل ریڈی تھی، ابھی وہ ایک دوسرے کے پاس ہی ہوئے جب روم ڈور پر دستک ہوئی، حرا اندر آئی جس نے پورے بھیگے مصطفی کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا۔

"میرال آپی یہ اور اسکا ٹڈا دوست سوئمنگ پول میں ڈبکی لگا کر سارے بھیگ گئے ہیں۔ مالی بابا کو ڈائیو بنا کر دونوں نے بیچ میں گھس کر مچھلی مچھلی کھیلا پھر خود ہی رونے لگے جب پانی ٹھنڈا لگا"

حرا نے آکر اک اور انوکھے لاڈلے کی شکائیت لگائی اور جس طرح مصطفی دوڑ کر میرال کی ٹانگوں سے چپکا، بچاری کو اپنے کپڑے ڈرائے دوبارہ کرنے پڑتے کیونکہ مصطفی بھی آج اپنے ابا جان کی طرح میرال کو گیلا کرنے کے موڈ میں تھا۔

"میال پائی تھندا ہے۔(میرال پانی ٹھنڈا ہے)"

وہ ٹانگوں سے چپکا ہی ٹھٹھرتے بولا تو میرال نے اسے بازووں میں اٹھایا، حرا بھی مسکراتی ہوئی روم سے نکل گئی جبکے میرال نے اک گھوری اور حان کو دی، ڈی این اے میچ کی تو ضرورت ہی نہ تھے، دونوں باپ بیٹے کو ایک ہی وقت گرمی چڑھتی تھی۔

"میری جان آپکو سوئمنگ پول میں جانے سے منع کیا تھا ناں۔ طبعیت بھی خراب ہو سکتی ہے میرے بچے کی۔ اب دیکھو کانپ رہے ہو۔"

میرال نے واپس دوپٹے سے ہی مصطفی کو ڈرائے کیا جبکہ اب اس پر اور حان جیلس نہ ہوتا تو کیا کرتا، اور حان نے زرا گیلا کیا کیا، میرال دہائیاں دینے لگی تھی اور اب جب اپنا بچہ بھیگا تو اسے بنا سوچے خود سے چپکا لیا۔

"ہم تھیل لے تھے میاں۔۔ میتو دمی لدلی تھی۔۔۔(ہم کھیل رہے تھے میرال۔مجھے گرمی لگ رہی تھی"

مصطفی نے محسوس کیا کہ میرال خفا ہے تو لاڈ کرنے لگا، اسکی گال سے گال ملائے معصومانہ چہرہ، بے حد پیاری سرخ نوزی کھینچے، آنکھیں پھیلائے، ایسی معصومیت پر کسے نہ پیار آتا۔

"No DNA test needed"

میرال نے کہا مصطفی کو پر اسکی شریر نظریں اور حان پر تھیں جو ایکشن مارے کھڑا یہ ماں بیٹے کے لاڈ ملاحظہ کرے اندر ہی اندر سے جل بھن رہا تھا۔

"اب اسکو شاور دلاتے آپ پوری گیلی ہوں گی پھر چینج کریں گی۔ تب آپکو کسی کی پرواہ نہیں ہو گی کہ سب کیا کہیں گے ؟"

مصطفی کو ڈریسنگ میز پر بٹھایے میرال نے اس چھوٹی آفت کی شرٹ اتارنی شروع کی تبھی اورحان عقب میں آکر رکے میرال کے کندھے کے بیچ سے چہرہ نکالے سلگتے انداز میں مصروف بیگم کے کان میں گھسا، میرال کے لب مسکائے جبکہ مصطفی کو ڈریسنگ میز پر بٹھا دیا گیا تھا تو اس نے مما کے میک آپ کی چھ سات چیزیں ہاتھ آتے ہی اٹھا لیں۔

"آپ ایک معصوم جان سے مقابلہ کر رہے ہیں۔ شکل دیکھیں میرے دو فٹ معصوم بیٹے کی۔ اس نے مجھے گیلا کر بھی دیا تو یہ بلکل آکورڈ نہیں ہو گا کیونکہ میں تو مصطفی کی مما ہوئی ناں۔"

وہ زرا سی گردن گھمائے نہایت معصومیت سے اورحان کو جواب دے گئی جبکہ اورحان نے ہاتھ میرال کی کمر کے اطراف جماتے اسکی نازک کمر دبائی تو میرال نے چہرہ سائیڈ کرتے اورحان کو اونھوں کیے منع کیا۔

"وہ آپکے میک آپ پراڈکٹس کو کھول کر خراب کر رہا ہے، یہ کیسی معصومیت ہے۔؟"

اورحان نے عقب سے جڑے ہی شکوہ کیا۔

"آپ بھی کر لیں۔ ہٹیں مصطفی سے ڈانٹ نہ سن لیجئے گا۔اسکی میاں کو پورا ہتھیانے کی کوشش نہ کریں۔۔۔ آجاو مصطفی ہم ہلکا سا شاور لیتے ہیں"

وہ کہاں ہاتھ آنے والی چیز تھی، مصطفی کو اٹھائے ادائے بے نیازی دیکھائے پاس سے گزری اور مصطفی کو باتھ ٹپ میں کھڑا کیے ہلکا سا شاور کھولے اسکا ٹاول لینے روم میں آئی تو اورحان کے اچانک سامنے آجانے پر بری طرح اسکے سینے سے ٹکرائی۔

"وہ گر نہ جائے چھوڑیں اورحان۔۔۔"

میرال نے پیار سے ریکوسٹ کی۔

"دیکھیں میرال اپنے دو فٹ بچے اور اپنی ساس کے چھ فٹ دو انچ بچے کے بیچ ناانصافی نہ کیا کریں۔ گناہ ملے گا آپکو؟"

وہ اسکی ٹھوڑی اوپر کرے بڑی سنجیدگی سے یہ بولا جس پر میرال مسکرانا سنبھالے سر ہلاتی ایڑیوں کے بل اٹھی اور اورحان کی گال زور سے چومی، اف اسکے آواز کرنے والے میٹھے بوسے نے اورحان کو سرور دیا۔

"میرے گناہ دھل گئے یا سرف ایکسل کی ضرورت ہے؟"

آنکھیں پٹپٹائے ہی وہ بولی جس پر اورحان نے آئبرو اچکائے محترمہ کو دیکھا۔

"آپ نہیں بچیں گی میرے ہاتھ سے میرال"

وہ اسکی گرفت سے نکلتی ہنس کر ڈریسنگ روم گھس گئی اور مصطفی کا ٹاول اور کپڑے لے کر لوٹی تو وہ ہنوز راستے میں کسی ولن کی طرح کھڑا تھا۔

"چھوٹے بچے ہیں کیا؟"

اب کی بار وہ تھوڑا ڈراسا ہنسی اور اس سے پہلے اورحان اسے پکڑتا، وہ اس کی بازوؤں تلے سے نیچے ہو کر بھاگ گئی جبکہ اورحان اپنے بازو دیکھتا منہ کھولے رہ گیا۔

"کیا فائدہ اتنا لمبا ہونے کا۔ یہ پدی تو میری ناک تلے سے نکل جاتی ہیں۔۔۔اب میں بھی ایٹیٹیوڈ دیکھاوں گا ان ماں بیٹے کو۔ ہنہ"

وہ ان دو کو چھوڑے اکیلا ہی روٹھا ہوا کمرے سے نکل گیا، جبکہ سب ہی ناشتے پر موجود تھے، اورحان کا ہی انتظار تھا لیکن اب میرال کی وجہ سے رکے اور جب وہ مصطفی کے ساتھ خود بھی چینج کیے باہر آئی تو اورحان نے مکمل اگنور مارا جس پر وہ بس مسکرائی۔

ناشتہ سب نے ایک ساتھ ہی کیا، سب کے چہروں پر مسکراہٹ تھی اور جب ماہیل نے آکر ایمن کو بتایا کہ انکی حرا سے کیا بات ہوئی، وہ اس پر ایکسٹرا کھلی ہوئی تھیں۔

یہاں سب ناشتے میں بزی تھے اور بارس اس وقت کلب میں آیا تھا، انکی رات ریس کے لیے ابھی سے ریہرسل شروع تھی لیکن اسے وہ ریہرسل بیچ میں چھوڑے رملا کی کال سننے کلب سے باہر آنا پڑا، وہ رو رہی تھی۔

"تم جب تک مجھے رونے کی وجہ نہیں بتاؤ گی مجھے کیسے پتا چلے گا۔ رملا کیوں پریشان کر رہی ہو؟"

بارس نے یہ تیسری بار پوچھا پر اس لڑکی کی ہچکیاں ہی تھمنے پر نہ آرہی تھیں۔

"پ۔۔ پروفیسر رمیز نے م۔۔ میرے ساتھ۔۔۔"

رملا کی ادھوری سی ہچکی بھری بات سنے بارس کے چہرے کی ہوائیاں سی اڑیں۔

"کیا کر دیا اس نے۔ تم تو لائک کرتی تھی اسے۔۔۔ سب ٹھیک ہے رملا؟ پلیز ٹیل می"

بارس کی آواز خدشات اور تکلیف سے بھری تھی، جبکہ اس طرف رملا اس وقت اپنے گھر کے بیسمنٹ میں چھپی نیم سے اندھیرے میں بیٹھی بہت ابتر سے حال میں تھی۔

"تم یہاں آ۔۔ آسکتے ہو بارس؟ مجھے تمہاری ضرورت ہے۔"

وہ شدید بر اروتی تڑپتی اس وقت کسی اچھی کنڈیشن میں نہ تھی تبھی بارس بھی پریشان تھا کہ ناجانے رملا کے ساتھ کیا ہوا ہے۔

"آج میری فائنل ریس ہے رملا۔ دو ماہ کا ٹورنامنٹ تھا میں اسے آخری وقت پر چھوڑ نہیں سکتا۔ میں دیکھتا ہوں کب کی فلائیٹ ملتی ہے۔ اس گھٹیا آدمی نے کیا تمہارے ساتھ کوئی غلط حرکت کی ہے۔۔۔ ٹیل می رملا"

وہ آج تو نہیں جا سکتا تھا دوسرا ملائشیا کے لیے فلائیٹ ملتے بھی وقت لگتا تھا، وہ بارس کے پوچھنے پر مزید برا رونے لگی، اسکی ہچکی بندھ گئی۔

"م۔۔مجھے نہیں پتا لیکن جب م۔۔مجھے ہوش آیا میں اچھی حالت میں نہیں تھی۔ میں تو رات انکے گھر میشا کے ساتھ گئی تھی جو میری کلاس فیلو
ہے۔ ہمیں سر سے کچھ ڈسکس کرنا تھا۔ل۔۔لیکن ایک اورنج جوس پینے کے بعد مجھے کچھ یاد نہیں رہا۔ جب م۔۔میں جاگی میں پروفیسر کے بیڈروم میں تھی، انکے بیڈ پر۔۔۔ مما بابا بھی اتفاق سے کل رات کچھ بزنس فرینڈز کے ساتھ بزی تھے تو انکو میرے غائب ہونے کی ابھی خبر
نہیں۔۔۔پ۔۔پلیز مما بابا میری جان لے لیں گے۔۔۔بارس پلیز تم آ جاو۔ پروفیسر کچھ بھی نہیں بتا رہے۔"

رملا کی ہچکیاں بدستور تیز ہوتی گئیں جبکہ بارس نے گہرا سانس لیتے اپنی کن پٹی سہلائی، یہ معاملہ تو اسکی سوچ سے زیادہ عجیب و غریب اور پیچیدہ تھا۔

"ٹھیک ہے پر سکون ہو جاو۔ میں آنے کی ٹرائی کرتا ہوں۔ اپنے بابا کو اعتماد میں لو رملا۔ یہ معاملہ ہم بچے اکیلے ہینڈل نہیں کر سکتے۔ اگر اس پروفیسر نے تمہارے ساتھ کچھ کیا ہے تو بچے گا نہیں کمینہ۔ رونا بند کرو۔ تمہیں کسی قسم کا پین ہو رہا ہے، یا کسی بھی قسم کا بدلاو؟"

بارس کی تجویز بہترین تھی جبکہ اختتام تک وہ مجبوراً ایسے سوال کر رہا تھا ورنہ اسے اچھا نہیں لگ رہا تھا پر رملا نے کسی درد تکلیف کا نہ بتایا نہ باڈی پر کسی قسم کا کوئی زور زبردستی کا نشان تھا، یہ سن کر بارس کو اب نئ فکر تھی کہ یہ معاملہ بلیک میلنگ کا نہ ہو، اسے چاچو تبریز کی لڑاکو نیچر کا اچھے سے پتا تھا کہ انکے وہاں کافی خریف ہیں تو اب بارس کو اصل تشویش ہی یہی تھی مگر اس نے رملا سے اسکا اظہار نہ کیا، وہ یہ سب پہلے باسل سے ڈسکس کرنا چاہتا تھا تاکہ

انکے مشورے کے بعد ہی کچھ کرے، رملافی الحال تو بارس کی دی تسلی پر مطمئین ہو گئی پر وہ بہت زیادہ بری کنڈیشن میں تھی۔

بارس کلب سے تھوڑی دیر کی لیو لیے جب گھر پہنچا تو تبھی باسل، اپنی گاڑی کے پاس کھڑا اجر کا ویٹ کر رہا تھا جو چینج کر کے آنے کا کہے روم میں گئی تھی تو باسل باہر واک کے لیے آگیا۔

بارس نے بائیک حویلی کے پورچ میں روکی اور تیزی سے ماہیل پیلس کے پورچ تک آیا۔

"بھائی۔۔شکر ہے آپ گھر ہی ہیں ابھی تک"

بارس کے ہانپ کر قریب رکنے پر باسل بھی فون پر سے توجہ ہٹائے مکمل طور پر بارس کی جانب متوجہ ہوا۔

"کیا ہوا سب ٹھیک ہے؟"

باسل نے اسکی پریشان صورت دیکھتے فوری پوچھا۔

"بھائی کچھ برا ہوا ہے۔ آپکے مشورے اور مدد کی ضرورت ہے"

بارس نے فوراسے ملتجی انداز میں جواب دیا جبکہ اسکے ساتھ جب رملا والے معاملے کی تفصیل دی تو باسل بھی پریشان نظر آیا۔

"تمہیں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ Malacaa میں میرا ایک بہت اچھا جاننے والا ہے، میرا ہی جاسوس سمجھو۔ مجھے اس پروفیسر کی ڈیٹیل دو۔ وہ خود نمٹ لے گا جو بھی معاملہ ہوا۔"

باسل نے تو ساری مشکل حل کر دی جس پر بارس نے مسکرا کر بھائی کو دیکھا۔

"میں وہاں خود بھی جانا نہیں چاہتا کیونکہ ایک تو میں حرا سے دور نہیں جا سکتا اب دوسرا وہ رملا سے چڑتی ہے تو پھر سے روٹھ جائے گی۔ بھائی آپکا وہ دوست یہ معاملہ ہر طرح دیکھ لے گا ناں؟"

بارس نے اک بار یقین دہانی چاہی کیونکہ رملا کا کوئی بھائی نہ تھا اور اس نے اس مشکل وقت میں اپنے پیرنٹس کے بجائے اسے مدد کو پکارا تھا۔

"دیکھ لے گا بارس۔ بھروسہ رکھو۔ جو کچھ ہوا ہے وہ سب ہینڈل کرے گا۔ رملا کو بھی کوئی پریشانی نہیں ہو گی۔ مجھے بھی یہ بلیک میلنگ کا معاملہ لگ رہا ہے، لیکن سب سیٹ ہو گا۔ تم ریلکس ہو جاو"

بارس کو خوشی تھی اس نے ٹھیک بندے سے یہ ڈسکس کیا ہے جبکہ وہ واقعی یہ معاملہ باسل کے حوالے کیے بے حد مطمئین تھا۔

بارس اجازت لیتے جب گیا تبھی باسل نے کسی کو کال کی تھی۔

"کیسے ہیں باسل بھائی"

اس جانب کوئی گندمی سی رنگت والا آدمی تھا جس نے کال پک کی تھی۔

"ایک کام ہے تم سے، میں کچھ پکس بھیج رہا ہوں۔اس آدمی کے بارے ہر ڈیٹیل پتا کرواو۔ malacaa میں کسی manipal University College Malaysia میں انگلش پروفیسر ہے۔رمیز اجمل نام ہے اسکا۔ ہر خفیہ معلومات بھی۔باپ دادا کون ہیں یہ بھی۔اوکے؟"

باسل نے حکم دیا تھا جبکہ وہ آدمی اس وقت ملائشیا کے اسی شہر میں تھا جس نے وہ تصویر دیکھتے ہی پہچان لی۔

"باسل بھائی یہ تو نامور گینگسٹر اور وانٹڈ مافیا مین اجمل پاشا کا اکلوتا بیٹا ہے۔"

باسل کے آدمی نے اس تصویر کو فورا پہچان لیا جبکہ یہ نام سنتے ہی باسل کی آنکھوں میں حقارت اتری۔

"بس ٹھیک ہے۔تم گھیرا تنگ کرواس رمیز کے گرد۔۔میری اگلی کال کا انتظار کرو"

باسل نے اسے بریف کرتے رابطہ توڑا تبھی اجر، لوز نیوی ٹاپ شرٹ اور وائیٹ ہائی ویسٹ پینٹ میں ملبوس، شرٹ کے اوپر کھلی وائیٹ لیڈیز بٹن آپ شرٹ پہنے، فون بیگ میں ڈالتی، سنیکرز جمائے وہیں چلی آئی تو باسل نے چہرے کے تاثرات نارمل کیے۔

"سوری مسٹر ہسبنڈ۔ مجھے یہ میچنگ ابھی کے لیے سپائل کرنی پڑی"

وہ اسکے پاس آکر رک گئی، چہرہ پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا کیونکہ انسپکٹر خان نے ویلئیم کے پکڑے جانے کی گڈ نیوز سنائی تھی۔

"ہم رات میں بلیک سے میچنگ کریں گے آج۔ تب تمہارا سوری بھی لے لوں گا۔ ابھی موڈ تھوڑا سنجیدہ ہے"

وہ سنجیدہ سے زیادہ سڑا ہوا تھا جبکہ اجر من ہی من میں مسکرائی کہ شاید ویلئیم کے پکڑے جانے کی نیوز نے باسل کی تیور بدل دیے، اجر اپنی خوش فہمی یا غلط فہمی جو بھی تھی، اسکے ساتھ بہت خوش تھی۔

"اوکے میری سڑو دنیا۔ چلو مجھے آفس ڈراپ کر دو۔ آتشم کا خاص بندہ پکڑ لیا آپن کے لوگوں نے"

وہ زچ کرتے مسکرائی اور باسل کی گال کھینچ کر مزے سے اپنی پیسنجر سیٹ یعنی جگہ پر جا بیٹھی تبھی باسل کو ایک میسج نوٹیفکیشن موصول ہوا اور اس نمبر کے نام کی جگہ پر سر درد لکھا تھا۔

باسل نے سخت بیزار ہوتے وہ میسج پڑھا اور اپنی گردن پر ہاتھ مسلتا ہوا خود بھی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالے بیٹھا، اجر کی شوخ مسکراہٹ اسکوائریٹ کر رہی تھی۔

"مسکرانا بند کرو"

گاڑی سٹارٹ کرتے وہ گیٹ سے نکالے مسلسل اس دانت دیکھاتی چڑیل کو بری طرح ڈانٹ گیا جسکا بس نہ چل رہا تھا باسل کے آگے ہاتھ ہلا ہلا کر رقص کر کے زچ کرتی۔

"مجھے بہت خوشی ہے تبھی کنٹرول نہیں ہو رہی۔ تم میری بتیسی اگنور کرو"

اجر نے قسم کھائی تھی اسے تپانے کی جبکہ اجر نے پورا وقت باسل کو بہت دلچسپی سے آبزرو کیا تھا، اسے باسل کی کافی ساری پہچان تو اب ہو ہی گئی تھی، وہ دو اب پہلے سے زیادہ قریب تھے، وہ اسکی سانسوں کو فیل کر سکتی تھی، اسکی سانسوں میں اب باسل کی خوشبو گھلی تھی تو اگر باسل ہی آتشم تھا تو وہ اب زیادہ دیر اجر کی آنکھوں میں دھول نہیں جھونک سکتا تھا۔

..________________________________..

باسل نے اجر کو اسکے آفس ڈراپ کیا اور اجر کے بہت کہنے کے باوجود وہ اندر نہ گیا کیونکہ اسکے خفیہ اور پرسنل دور کنی سٹاف کے پاس سندھ کے ایک گاوں سے کچھ خفیہ نیوز آئی تھی، اس نے جین اور ماہر جو بظاہر سنو کر کلب اونر تھے مگر حقیقت میں باسل کے دو بازو تھے، جو اسکے کوبرا سے بھی زیادہ خاص لوگ تھے ان کے تھرو وہ خفیہ پیغام بریک کروایا جس میں ایک جگہ کا

ایڈریس تھا، مکمل پتہ تو نہیں لیکن اس قیدی نے بند روشندان کے آس پاس جو کچھ دیکھا یہ اسکی ڈیٹیلز تھیں، سندھ کے غیر مقبول گاوں میں موجود وہ حویلی اصل کس جگہ ہے یہ باسل پچھلے تین سال سے کھوج لگانے کی کوشش میں تھا، اسے تین سال پہلے ہی پتا چلا تھا کہ کوئی اسکا بہت پیارا جسے بچانے کی خاطر اس نے اپنی زندگی داو پر لگائی، اس نامعلوم ایریا میں موجود ہے لیکن وہ کس جگہ ہے یہ نہ اس قیدی کو پتا تھا نہ اس آدمی کو جسکا کبوتر اس جگہ اتفاقاً پہنچا بس اس کبوتر نے تین سال پہلے اس روشندان میں بیٹھ کر اس قیدی سے دوستی کی اور اسکا ایک پیغام اپنے مالک تک پہنچایا جس میں باسل ماہیل کا ذکر تھا اور اتفاق سے کبوتر کا وہ مالک باسل کا ہی آدمی تھا، باسل کے سندھ میں موجود خاص آدمی رضوان کا کبوتر پیغام رسانی کرتا تھا مگر وہ انسان کی طرح اس جگہ کا پتا نہیں دے سکتا تھا، ویسے بھی وہ پورا گاوں چھٹے بدمعاشوں اور سمگلرز کا مسکن تھا تو نہ وہاں کی پولیس وہاں پر مار سکتی تھی نہ کوئی دوسرا آدمی۔

لیکن اس بار اس دلبر قیدی نے آس پاس کا اک نقشہ سا ترتیب دے کر بھیجا تھا، وہ سپیشل کوڈ ورڈز تھے جو اس نے پتھر سے ایک پتے پر لکھ کر کبوتر کی ٹانگ سے اپنی ٹینک ٹاپ نیچے دامن سے زرا رسی کی صورت پھاڑ کر باندھ کر بھیجے تھے، وہ کبوتر سیدھا رضوان تک جب پہنچا تو اس نے فوراً باسل کے ان دو خفیہ لوگوں تک وہ خفیہ کورڈز ارسال کیے جنھیں جب خفیہ طریقے سے کھولا گیا تو وہ ایک نقشے کی مانند تھا۔

اس قیدی نے یہ بتانے کی کوشش کی تھی کہ وہ کسی ایسی جگہ ہے جہاں ہر وقت کسی بڑی مشین کے چلنے کی آواز آتی ہے، اس مشین کے چلنے پر دھواں اور غبار بھی اٹھتا تھا جو اس قیدی تک اس روشن دان تک آتا اور اسے محسوس کر کے لگتا کہ قریب ہی کوئی اسلحہ ساز فیکٹری ہے، کیونکہ اس غبار میں جانے مانے کیمیکز کی بو سے وہ قیدی بھانپ چکا تھا کیونکہ وہ ایک اسلحہ ساز ایکسپرٹ تھا، کئی سال تک کنگ کے لوگوں نے اس سے یہی سب زبردستی کروایا تھا۔ جبکہ اس میں ایک ہنٹ یہ بھی تھا کہ اس جگہ بارشیں

بہت کم ہوتی ہیں، نا ہونے کے برابر۔ اور سب سے بڑا ہنٹ کے اکثر اس قیدی کو وہاں گر اس ہوپر ز نظر آئے ہیں، جھنڈوں کی صورت میں۔

"ایسی ہر جگہ سندھ کے ایریا میں مارک کرو جین، ہر جگہ۔ ہم اب اسے ضرور ڈھونڈ لیں گے۔ اپنے کچھ لوگ کشمور، گوٹکی، شکارپور اور جیکب آباد کی طرف روانہ کرو۔ یہ خفیہ اور غیر قانونی اسلحہ ساز فیکٹری انہی علاقوں میں ہو سکتی ہے۔ کیونکہ بس یہی علاقے ہیں جہاں سندھ کی پولیس کے ہاتھ پیر مفلوج ہیں۔ اور یہ سارے ایریا اسی پوائنٹ کے آس پاس ہیں جہاں رضوان ہے اس وقت۔ میں تم سبکو اسکی لوکیشن کنفرم ہوتے ہی جوائن کروں گا"

جین اور ماہر کو سب کچھ انفارم کیے وہ انکے سنوکر کلب سے نکل گیا تھا، اب باقی کا کام جین اور ماہر کا تھا کیونکہ باسل کو اب مزید کچھ کام کرنے تھے، آج کا دن قیامت حد تک مصروف اور وحشی تھا۔

..________________________..

ویلئیم اریسٹ ہو چکا تھا اور جب تک اجر ایس پی آفس پہنچی اسے انسپکٹر خان اجر کے سامنے لا چکا تھا، اجر نے اپنی جگہ سے اٹھ کر ویلئیم کی طرف قدم بڑھائے جو بلکل بھی اریسٹ ہونے پر کسی خوف کا شکار نہ تھا۔

"تمہیں تو مار نہیں دیا تھا آتشم نے غداری پر۔ مطلب وہ مجھے پاگل بنانے کو اک ڈرامہ تھا۔۔ بہت کمینے ہو تم سب۔ آتشم نے کہا ہے تمہیں چھوڑ دوں اور تمہاری جگہ تمہارا باڈی کاپی عدالت میں پیش ہو۔"

اجر کا لہجہ سپاٹ تھا جبکہ اس وقت انسپکٹر خان اپنے دو لوگوں کے ہمراہ آفس میں موجود تھا، ویلئیم کے ہاتھوں میں ہتھ کڑی لگی تھی۔

"تمہارا فرض ہے آتشم کی بات مانو ورنہ وہ تم سے سب چھین لے گا"

ویلئیم نے اکڑ کر دھمکی دی جس پر اجر سخت وحشی مسکرائی۔

"ٹھیک ہے ایک شرط ہے۔ تم آتشم کا سکیچ بنوا دو مئں تمہیں جانے دوں گی۔ اور یہ بات ہمارے بیچ رہے گی۔ تم نے اسکا اصل چہرہ ضرور دیکھا ہو گا۔"

اجر نے سیدھا سبھاو ویلئیم کے سامنے یہ ڈیل رکھی جبکہ ویلئیم نے بنا تردد سر ہلا دیا، اجر کو امید نہ تھی وہ آتشم کا آدمی ہو کر اتنی جلدی اس سے پھر غداری کرنے پر تیار ہو جائے گا۔

اجر نے فوری اور ہنگامی بنیاد پر ایک سکیچ ماسٹر کا بندوبست کروایا، خود وہ اس بیچ ان دو کے سر پر رہی، ویلئیم نے اس سکیچ ماسٹر کو جو جو ڈیٹیل بتائی اس نے بنائی لیکن جب چالیس منٹ بعد وہ سکیچ ریڈی ہوا تو اجر نے جبڑے بھینچتے ایک زوردار جھانپڑ ویلئیم کے منہ پر دیا، وہ لگتی نازک سی تھی پر اسکے ہاتھ کا تھپڑ کھا کر اچھا بھلا ویلئیم لڑکھڑا گیا، یہ تھپڑ اس لیے تھا کیونکہ ویلئیم نے جو سکیچ بنوایا وہ اگین کسی کورئین ڈرامہ ایکٹر سے ملتا جلتا تھا، جیسے دو تین فیمس ایکٹرز کو ملا کر ایک نیا چہرہ بنا دیا گیا ہو۔

"ادھر کیا مزاق چل رہا ہے۔ یہ کیا بنوایا ہے تم نے۔ دل چاہ رہا ہے تمہارا منہ اکھاڑ دوں۔۔۔ یہ کس باپ کی شکل بنوائی ہے تم نے۔ ویلیئم یہ سب مزاق مت لو میں تمہاری ہر سانس تنگ کر دوں گی مجھ سے پنگاہ مت لو"

اجر کا غصہ سوا نیزے تک گیا تھا جبکہ ویلیئم ابھی تک جبڑے اور دائیں گال کو اور آدھے چہرے کو سن محسوس کیے مظلوم شکل لیے ہوئے تھا۔

"یہی ہے آتشم۔ اسکی اصل شکل یہی ہے۔ میں مزاق کیوں کروں گا اجر سیال۔۔۔"

ویلیئم نے شدید بیچارگی سے منمناتے ہوئے دہائی دی، اجر اسکا منہ توڑتے توڑتے رہ گئی۔

"اس آتشم نے اپنی شکل اپنے لوگوں کے سامنے بھی عیاں نہیں کی میم۔ مجھے نہیں لگتا ویلیئم جھوٹ بول رہا ہے اور یہ کسی کام کا ہے کیونکہ اگر اس سے آتشم کو کسی قسم کا بھی خطرہ ہوتا تو ویلیئم کو وہ کبھی ہمارے ہاتھ لگنے

ہی نہ دیتا۔۔ ممکن ہے یہ کر کہ آتشم آپکا کسی بڑے معاملے سے دھیان بھٹکانا چاہتا ہو"

اجر کو شدید الجھن میں دیکھتے انسپکٹر خان نے اپنی بھی صلاح پیش کی جس پر اجر کا دماغ بھی کلک کیا۔

"یہ آج میرے ہاتھوں سے نہیں بچے گا انسپکٹر خان۔ شام کے لیے لوگ تیار کرو۔ جس ایڈریس پر اس نے مجھے بلایا ہے ہم وہیں حملہ کر کے آتشم کو دبوچنے کی ایک اور کوشش کریں گے۔ اس ویلیئم کو چھوڑ دو۔ اور جیسے ہی آتشم کی طرف سے ان بچوں کی لوکیشن ملے انفارم می"

اجر نے فوری فیصلہ لیا جس پر انسپکٹر خان بھی متفق نظر آیا، وہ سکیچ ماسٹر اور ویلیئم سمیت آفس سے نکلا تو اجر نے اپنی کن پٹی سہلائی، سر بھاری سا محسوس ہو رہا تھا، اگلے آدھے گھنٹے تک آتشم کے تھرو کچھ لوکیشنز مل چکی

تھیں اور جب انسپکٹر خان اور رضا کی ٹیم نے وہاں سرچ آپریشن کیا تو شام چار تک لگ بھگ تمام بچے بازیاب کروا لیے گئے۔

اجر خود ان بچوں سے ملنے گئی، ان سے ملی بھی، انکے کھانے پینے کا انتظام بھی کروایا اور بہت سے تحائف بھی دیے، فی الحال وہ بچے انسپکٹر رضا کے ذاتی یتیم خانے بھجوائے گئے کیونکہ سب کے بارے معلومات نکلوانے اور انکو انکے گھروں میں پہنچانے میں کچھ دن لگتے، اجر کو اس معاملے میں بہت ریلیف ملا، ان بچوں کے ڈرے سہمے چہروں کی مسکراہٹ اسکے بھاری سر کا آرام بنی جبکہ ویلئیم کا باڈی کاپی بھی ایک کرمنل ہی تھا تو اسے عدالت میں پیش کر دیا گیا تھا، اس نے جو انفارمیشن دی جو وہ سب فیک تھی لیکن بہر حال اجر سیال کے ہیڈ آفیسرز کے لیے یہ اسکی ایک اور کامیابی تھی جبکہ بچوں کی بازیابی ایک بڑا معرکہ، اجر سب دیکھ رہی تھی کہ کیسے آتشم اسکی بیک سٹیج رہ کر آسانیاں بن رہا ہے، خاص کر ان بچوں کی بازیابی کا معاملہ

ایک بہت بڑا کیس تھا جس کی کامیابی کا سہرا ابھی اب اے ایس پی اجر سیال کے سر تھا۔

پھر بھی وہ شدید بے چینی کا شکار تھی، وہ یہ سب الجھنیں سلجھانے کی متمنی تھی لیکن کچھ بھی سلجھنا فی الحال آسان نہ لگ رہا تھا۔

..________________________..

وہ چار کے بعد آدھے گھنٹے کی فرصت لیے سر درد کے پاس آیا تھا، اسکے بقول اسکے ڈاکٹر فضیل ہی اسکا سر درد تھے جو ولی نے اسکے سر پر تھوپے تھے، جمال شاہ نے موت کی رات ہی باسل کو اپنے پاس بلا کر اسے اسکی ساری حقیقتوں اور شخصیات کا بتایا، یہ بھی کہ اسکے دماغ میں چیپ ہے جو بس فضیل نامی ڈاکٹر نکال سکتا ہے، وہ اپنے گناہ کی تلافی میں باسل کو ولی کے سپرد کر گئے اور ولی نے سات ماہ پہلے باسل کو اس سر درد تک پہنچایا جس نے باسل کو واپس زندگی کی طرف لایا تھا، اس وقت وہ انکے سامنے آرام دہ کاوچ پر

نواب بنا بیٹھا تھا اور ڈاکٹر فضیل گہری نظروں سے اسکی تلخ نگاہی دیکھ رہے تھے۔

"تمہاری دونوں شخصیات آپس میں گھل مل رہی ہیں۔ یہ بہت بڑی اچیومنٹ ہے۔ تم خوش نہیں؟"

وہ اس نروٹھے بچے سے مخاطب تھے جسکا چہرہ شکنوں کی امجگاہ بنا تھا۔

"خوش؟ میرے اندر وہ شیطان جذب ہو رہا ہے اور آپکو اپنے اچیومنٹ کی خوشی کی پڑی ہے۔ ایسا برداشت سے جس دن باہر ہوا میں پہلی گردن آپکی دباوں گا۔ جمال شاہ نے اپنے گناہ کی تلافی کے لیے بھیجا تھا ناں مجھے آپکے پاس۔ یہ تلافی کی ہے۔ کب میں باسل ہو جاتا ہوں کب وہ شیطانی آدمی، کوئی کنٹرول نہیں۔ اور سب سے بڑی تکلیف مجھے پورا ہوش رہتا ہے"

وہ شدید غصے سے پھٹ پڑا، اٹھ کھڑا ہوا تو فضیل اپنی جگہ سے اٹھے اور باسل کو پکڑنا چاہا لیکن وہ اس وقت بپھری بلا بنا تھا۔

"تم اب اجر کو ہرٹ سے زیادہ اسے فائدہ دے رہے ہو آتشم کی شکل میں بھی۔ کیا اب بھی تم میری اچیومنٹ کو جھٹلاو گے۔ تم نے میرے ٹریٹمنٹ کے بعد اسے فزیکلی ہرٹ کیا دوبارہ؟ بتاو"

وہ اسکی سرخ انگارہ آنکھوں میں جھانکے تو جیسے اس شخص کے اندر کے سارے طوفان سمٹنے لگے۔

"نہیں لیکن پھر بھی تکلیف بن رہا ہوں اسکی۔ وہ تھک جائے گی میری ان دو شخصیات کو کھوجتے کھوجتے۔ پلیز میری مدد کریں۔ کیا میں اسے بتادوں میں کون ہوں، میں اصل میں کیا ہوں۔۔۔ مجھے اجازت دیں اسے سب بتانے کی"

وہ کچھ دیر پہلے طوفان تھا تو اب فقیر بنا عاجز، اسکے مزاج کا یہ بگھاڑ اسکے بس میں نہ تھا۔

"ابھی تم اسے کیا بتاو گے ؟ابھی تم پورے ٹھیک نہیں ہو باسل۔میں چاہتا ہوں جب تم اپنی دونوں شخصیات پر کنٹرول واپس پالو گے تب اسے یہ سب بتاو۔ ممکن ہے تب تک ہم عمار کو بھی ڈھونڈ لیں۔ تمہیں تھوڑا اور انتظار کرنا ہو گا۔عمار کی کہانی جانتا ہوں۔جمال شاہ نے تمہاری ہر تکلیف کا رازدان بنا دیا مجھے۔انکے کیے ہر ظلم کی تلافی مجھ پر فرض ہے کیونکہ وہ ایک ہی دوست تھا میرا۔مجھے اپنی پوری ہمت آزمانے دو باسل۔۔میں تم سے وعدہ کرتا ہوں اس شیطان کو تمہارے کنٹرول میں لاوں گا۔تم آتشم کی غلامی سے بہت جلد آزادی پا کر اجر کے ساتھ ایک نارمل زندگی جیو گے"

ڈاکٹر فضیل نے اسے پورا یقین دلایا تھا لیکن وہ اب بے یقینی کی بہت سی منزلیں طے کر چکا تھا۔

"اور تب تک اگر اجر مجھ سے کھو گئی تو آپ حساب دیں گے اس نقصان کا؟"

وہ تلخی سے بولا، آواز پھٹنے سی لگی۔

"میں اسے وہ تمہاری رپورٹس بتاؤں گا کہ آتشم کی شخصیت کیسے تم پر کسی بھی وقت قابض ہو جاتی ہے۔ تمہارا لہجہ انداز اور آواز تک بدل جاتی ہے۔ تمہارے اندر چودہ پندرہ سال سے کیسے کیسے درد پل رہے ہیں۔ مجھے یہ بھی پتا ہے تم اجر کو آتشم کے بارے ہنٹس دے رہے ہو کہ وہ تم تک پہنچے۔ جیسے تم نے بتایا وہ آئل ٹیٹو والا ہنٹ جو تم نے اسکے دماغ میں ڈالا، اسکے علاوہ اسے جو تم نے آج ان بچوں کی لوکیشن دی حالانکہ ان بچوں کا پتا تم نے کئی ماہ لگا کر لگوایا اور کریڈٹ اسے دلوایا۔ تم ایسے کر کے اپنے آپ کو وقت سے پہلے اسکے آگے ایکسپوز مت کرو باسل۔۔۔ ایسے وہ بہت برا ٹوٹے گی۔ یہ سچائی اسے بہت آہستہ آہستہ بتانی ہو گی۔۔۔ سمجھ رہے ہو"

وہ اسے ہر بات لوجیکل سمجھا رہے تھے پر باسل کو باتیں سمجھنے میں مشکل تھی کیونکہ وہ بہت زیادہ ڈسٹرب تھا، اس نے آتشم بن کر اجر کو بھلے فزیکلی ہرٹ کرنے پر قابو پا لیا ہو پر وہ اس لڑکی کی تکلیف محسوس کر کے خوش نہیں تھا۔

اور اب ڈاکٹر فضیل نے اسے مزید مجبور کر دیا۔

"میں بہت جلد عمار تک پہنچنے والا ہوں۔ اسکے بعد میں مزید اجر سے کچھ نہیں چھپاؤں گا۔ پھر بھلے وہ مجھ سے دور ہو جائے، میں اس ذہنی اذیت سے جلد چھٹکارہ چاہتا ہوں۔ یہ آتشم عمار کی ذات کا حصہ تھا جو میرے دماغ سے میری رگوں میں اتر گیا۔ میں نے اسے بچانے کی بہت بڑی قیمت ادا کی ہے ڈاکٹر سر درد۔ اسے آکر مجھ سے اس شیطان کو واپس لینا ہو گا۔ یا پھر ہمیشہ کے لیے آتشم کو ختم ہونا ہو گا۔ کوئی میڈیسن چینج کرنی ہے آپ نے؟"

وہ اس وقت فیصلہ کن کیفیت میں تھا، آخری سوال پر اس نے سر درد کی طرف دیکھا جو شاید اسکے اب واحد رازدان تھے۔

"ہاں ہے میڈیسن۔۔ اجر سیال"

وہ سراسر شرارت سے بولے تو باسل نے انکی طرف غصے سے دیکھا۔

"آپکا نام ٹھیک سر درد رکھا ہے۔ جا رہا ہوں میں بہت ٹف نائیٹ ہے۔ کبھی کبھی سوچتا ہوں اک جن ہائیر کر لوں۔ دو جگہوں کی ایک وقت میں ذمہ داری نبھاتے نبھاتے بور ہو گیا ہوں۔ آہ۔۔ میری خراب قسمت"

بچارے کا حال بے حال دیکھ کر بھی ڈاکٹر فضیل کو اس پر بس پیار آتا تھا۔

"تمہاری قسمت کتنی اچھی ہے کاش تمہیں اسکا ادراک ہوتا۔ چلو جاو اپنی ٹف نائیٹ کی تیاری پکڑو۔ اپنی زندگی میں تھوڑا مزید رومینس لاو، آتشم نامی شیطان خود ہی فاصلے پر ہو جائے گا۔ ہیو آ گڈ ایوننگ"

وہ باسل کا سینہ تھپکائے مسکرا کر اسے تاکید کر رہے تھے جبکہ باسل نے جوابا سرد نظروں سے انکو گھورا اور انکا سینہ تھپکا تا ہاتھ ہٹائے لمبے لمبے ڈگ بھرتا انکے کلینک سے نکل گیا جبکہ اسکا یہ روٹھا روٹھا انداز، فضیل کے ہونٹوں پر تبسم پھیلا گیا۔

..________________..

وہ آج پورا دن کلینک کے کام میں بزی رہا، پانچ تک واپس آیا تو میرال، مما اور مصطفی تینوں ہی اسے لان میں شام کی پر کیف ہوا انجوائے کرتے دیکھائی دیے جس سبب اورحان بھی وہیں آتے آتے رک گیا کیونکہ اسے یاد آ گیا تھا وہ صبح روٹھ کر گیا ہے۔

اورحان کو ماہیل پیلس کی طرف جاتا دیکھے میرال، مصطفی کو مما کے پاس چھوڑے تیزی سے اورحان کے پیچھے ہی گھر کی طرف بڑھی، وہ سیدھا پیاس پر کچن کی جانب گیا تو میرال نے بھی سپیڈ لگائے وہیں دوڑ لگائی۔

جب وہ کچن کے ڈور کے اندر ہوئی تو اورحان پانی کی بوتل کو منہ لگائے فریج کے پاس کھڑا تھا۔

"منہ کیوں لگاتے ہیں۔ گلاس یوز کریں"

وہ اسکے ہاتھ سے آ کر بوتل لیتی میٹھا میٹھا ڈانٹ گئی۔

"آپکو نہ یوز کر لوں۔ ہٹیں شاور لینا ہے مجھے جا کر"

ناراضگی جتاتے وہ اس راہ میں کھڑی میرال کو ہٹائے بولا تو وہ پیچھے ہی سائے کی طرح لپکی اور دروازے کے پاس رکے اور حان کی شرٹ کمر سے دبوچ کر اس نان سٹاپ چلتے ٹرک کو روکا۔

"ناراض مت ہوں۔امی کی طرف ہو آئیں اور حان۔دل چاہ رہا ہے امی بابا سے ملنے کا۔ڈنر وہیں کر لیں گے پھر واپسی میں مصطفی کو کہیں گما بھی لائیں گے۔ صبح سے جھولوں کی رٹ لگا رکھی ہے اس نے"

وہ رکے اور حان کے جلدی سے روبرو ہوئی جبکہ وہ اسکے کہے ہر حرف کو مان رہا تھا لیکن شو ابھی برہمی ہی کی۔

"آپ نے مجھے صبح سی اف تک نہیں کیا۔مجھے آپکی پورا دن کمی فیل ہوئی۔ابھی بھی آپ گھوم پھر کر مجھ تک آتے آتے تھک جائیں گی تو میرا وقت کہاں ہے میرال؟"

وہ اسے بازو کے حصار میں لیے اپنے لیے مانگ رہا تھا جبکہ وہ جانتی تھی اور حان اسے کس قسم کا چاہ رہا ہے، میرال نے دونوں ہاتھوں میں اس خوبرو مگر ناراض چہرے کو بھرا۔

"میرا ہر لمحہ آپکا ہے۔ آپ مصطفی کو کہیں وہ مجھے مما کہے تو اس خوشی میں آج تھک ٹوٹ کر بھی میں آپکو پوری ملوں گی۔"

وہ فوراً سے اور حان کے ساتھ اپنی یہ حسرت بانٹ گئی جسے سن کر اور حان کو اس لڑکی پر ٹوٹ کر پیار آیا۔

"پکا؟"

وہ ساری خفگی وناراضگی بھول گیا جبکہ میرال نے خوشی اور شرمانے کو ساتھ مینج کرتے سر ہلایا۔

"ایک دم پکا پرامس۔ میں ریڈی ہو جاوں؟ ہم امی بابا سے ملنے جا رہے ہیں ناں۔؟"

وہ بہت ایکسائڈ ہوئے بولی تھی۔

"جی میری جان۔ آپ جو کہیں۔ میں بھی چینج کر لوں پھر نکلتے ہیں۔ اپنا پرامس مت بھولیے گا۔"

اور حان نے ارد گرد دیکھتے اک نرم سی جسارت ان گلاب کی پنکھڑیوں کی جانب کرتے اپنا رخ روم کی طرف کیا جبکہ وہ شرمیلی ہونٹوں پر ہاتھ رکھتے واپس باہر چل دی۔

..________________________..

"تیار ہیں لوگ انسپکٹر خان"

لگ بھگ چھ بجے تک وہ اپنی ٹیم کے ہمراہ اس آپریشن کے لیے تیار تھی، اپنی گن وغیرہ لوڈ کر لی جبکہ بلٹ پروف جیکٹس بھی شرٹ کے اوپر سب نے ہی پہن رکھی تھیں، انسپکٹر خان اور رضا دونوں اس سیکرٹ

آپریشن میں اپنی اپنی ٹیم کے ہمراہ آتشم اریسٹ مشن میں ساتھ تھے، وہ اس مشن کو خود لیڈ کرنے والی تھی۔

"جی میم۔سب تیار ہے۔ہمیں نکلنا ہو گا"

انسپکٹر خان نے سب ریڈی ہونے کا اشارہ دیا جبکہ وہ سبکو گاڑیوں میں سوار ہونے کا کہے خود بھی باسل کی کال ریسو کرتے باہر نکلی۔

"تم ابھی تک واپس کیوں نہیں آئی اجر؟"

باسل اس وقت اس جگہ ہی تھا جہاں اجر اپنے لوگوں کے ساتھ حملہ کرنے والی تھی، آتشم کے روپ میں وہ چہرے پر ماسک چڑھائے ہوئے تھا۔

"مجھے تھوڑا مزید ٹائم لگ جائے گا واپسی میں لیکن میں وقت پر پہنچ جاوں گی باسل۔ایک ارجنٹ آپریشن آگیا ہے"

اس نے باسل کو اپنی مجبوری بتائی پر اس جانب برہمی تھی۔

"صرف ایک گھنٹہ۔اس سے زیادہ اگر تم لیٹ ہوئی تو ہم دو کا پلین کینسل سمجھنا۔سی یو"

وہ غصے سے کہہ کر کال کٹ کر گیا تو اجر نے سکرین کو اداس سی نظروں سے دیکھا اور فون پینٹ کی جیب میں گھسائے سب کے پیچھے ہی لپکی،وہ باسل کو منالے گی یہی سوچا اور اس وقت صرف آتشم کو پکڑنے پر فوکس رکھا۔

آتشم نے اسے لگ بھگ تیس منٹ کے فاصلے پر ایک لگژری فارم ہاوس میں بلایا تھا جو فارم ہاوس کم کسی محل سازیادہ لگتا تھا،وہ پوری جگہ آتشم کے لوگوں نے آج کی اس ڈنر اور اجر کی ٹیم میں ویلکم پارٹی کے لیے ریزرو کروائی تھی،وہ آتشم کی ملکیت نہ تھا۔

وہ جو آتشم کے آفر کیے ڈنر پر آنے والی تھی۔.بقول آتشم،کسی حسین لباس میں بل کھاتی کمر اور لہراتے لمبے بالوں سے آگ لگاتی ہوئی۔وہ اپنے پورے پولیس ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ آتشم کا محل جلانے آئی تھی۔اور اس جنگلی

اے ایس پی کو یوں دیکھ کر آتشم نے اک سلگتی سی سمائل دی جب اجر اس فارم ہاوس پر کھڑے دو گارڈز کو اپنے مکے اور ٹھڈے عنایت کرتی اندر گھسی تھی، جبکہ پورے فارم ہاوس کو چاروں طرف سے پولیس نے گھیر لیا تھا۔

"لگتا ہے آپن کا Downfall یہی کرے گی"

وہ سیاہ میں مست مسکراہٹ لیے بڑبڑاتا ہوا اجر کے پل پل گن تان کر قریب آنے پر مزید مسکراہٹ گہری کرتا گیا، آج بھی ماسک پہنے ہوئے تھا، بال وہی سالٹ اینڈ پیپر، وہی لینز والی نیلی آنکھیں۔

"تو پھر آگئی مجھے اپنے چمچوں کے ساتھ پکڑنے؟"

آتشم نے ہنس کر اجر کے ہاتھ میں گن دیکھتے پوچھا تو وہ حقارت سے گن پکڑے ٹھیک آتشم کے سامنے آن جمی۔

"تیرا یہ پورا محل میرے لوگوں نے گھیر رکھا ہے۔ اب کیسے بچ کے جائے گا۔ اس بار تجھے بھاگنے نہیں دوں گی۔ میری پیاری چیز اس وقت باسل اور

میری فیملی ہے اور وہ گھر پر ہے۔ محفوظ۔اس لیے مجھے دھمکانے کے لیے تجھ لچے لفنگے کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔"

اجر نے ٹھیک گن اس پر تانی تھی جبکہ آتشم کے ایک اشارے پر پولیس کا ہر آدمی اسکے لوگوں کے گھیرے میں آچکا تھا، ہر پولیس والے کے سر پر بندوق تن چکی تھی، اجر نے چاروں طرف نظریں گمائیں، اسکے تمام لوگ آتشم کے لوگوں کے قبضے میں تھے، اجر کے ہاتھ گن پر زرا کمزور پڑے لیکن وہ ایسی سچویشن ہینڈل کر سکتی خود کو یہ یقین دلائے واپس گن پر پکڑ جمالی۔

"تجھے اپنی ٹیم میں شامل کر رہا ہوں اور تو آئے دن آجاتی ہے مجھے پکڑنے کو۔دیکھ یہ اچھی بات نہیں۔میرے پاس تیری بہت ساری وڈیوز ہیں جو باسل کو دیکھا کر میں تجھ سے تیری پیاری چیز اب بھی لے سکتا ہوں۔چل شاباش گن پھینک۔۔۔یہ سارے ارینجمنٹس تیرے لیے ہیں۔ناشکری عورت"

وہ اسے واپس ہمت پکڑتا دیکھ سمجھانے لگا پر زرا جو اجر کسی رعایت کے موڈ میں ہو۔

"باسل ہو کر باسل ہی چھینے گا تو مجھ سے؟"

وہ شر انگیز مسکرائی تو آتشم نے عجیب سی نظروں سے اس کو دیکھا۔

"تیرا دماغ خراب۔۔۔"

اس سے پہلے آتشم چلا کر اسکی طرف بڑھتا، اجر نے گن مزید تانی جیسے ابھی اسے شوٹ کر دے گی جس سبب وہ ہاتھ اٹھائے زرا دور ہوا۔

"چل ٹھیک ہے۔ گن پھینک، دو دو ہاتھ کرتے ہیں۔ اگر تو نے اپنی طاقت سے مجھے گرا دیا زمین پر تو میں خود گرفتاری دے دوں گا لیکن اگر تو تھک ہار کے بھی، مار مار کے بھی مجھے زمین پر نہ گرا سکی تو یہ چور پولیس کا ناٹک شرافت سے سمیٹ کر اپنی اس ویلکم پارٹی میں شامل ہو کر ہماری ٹیم کا حصہ بنے گی۔ ڈیل ڈن؟"

آتشم نے خود ہی اس بپھری بلا کو پر سکون کرنے کو اک صلح جوئی سے بھری ڈیل آفر کر دی، اس وقت ویسے بھی اجر کے پاس کوئی چوائز نہ تھی، اسکا ہر آدمی آتشم کے آدمی کے قبضے میں آچکا تھا، اجر نے اک بار پھر چار سو نظریں گمائیں۔

"بہت ستایا ہے اس نے مجھے۔ آج تو ایسے کوٹوں گی جیسے یہ میلا کپڑا ہو اور میں دھوبن"

اجر نے خود کلامی کرتے اپنی گن زرا پاس ہی کھڑے انسپکٹر خان کی طرف اچھالی جس نے بروقت کیچ کی جبکہ اجر اپنی شرٹ کی بازو فولڈ کرے آتشم کے قریب رکی۔

"تم ہاتھ نہیں لگاوگے مجھے۔۔۔"

وہ تنفر سے بولی جبکہ آتشم نے یوں خوشی سے سر ہلایا جیسے وہ تو پیدا ہی اجر سیال سے پٹنے ہوا ہو۔

"بے فکر رہ۔ تجھ جیسی زبان دراز پر ابھی آپن کا پورا دل نہیں آیا۔ جس دن آ گیا۔ ان ہاتھوں کے سارے کارنامے چپ چاپ سہے گی تو شہزادی"

وہ خباثت سے آنکھ مارے ہنسا ہی کہ اجر نے اسے زیر لب واہیات کہتے ہی پیٹ میں پوری قوت سے گھونسا دے مارا، آتشم کو امید سے زیادہ والا پیٹ کے آس پاس درد بھرا کھنچاو محسوس ہوا جو بلکل ہی شاکنگ تھا۔

"رے اتنی طاقت تو نے کونسی خفیہ زنبیل سے نکالی۔ سنکی عورت"

وہ قہقہہ مارتا ہنسا جب اجر نے اس بار اسکے کولہے پر اس زور سے گھٹنے کی ہڈی رسید کی کہ آتشم زرا سا لڑکھڑایا جبکہ وہ منہ پر اجر کے کیے وار مہارت سے روک لیتا لیکن اس لڑکی نے اب تک کے سارے بدلے سود سمیت لیے تھے، آتشم کا سخت اور مضبوط وجود سیکتی ہوئی وہ اسے بس آتشم سوچ کر مارتی گئی، اسے اس پر باسل کا شک ہے یہ تو وہ بھول ہی گئی۔

اجر کے ہاتھ پیر دکھنے لگے پر مجال ہو جو وہ دوبارہ لڑکھڑایا ہو، اجر کے ہاتھوں میں درد ہونے لگا، حالانکہ پروٹیکٹ گلوز بھی پہن رکھے تھے، وہ ہانپ جاتی تھک ہار کر رک گئی پر آتشم ہنس کر اپنے مضبوط ڈولے کی نمائش کرتا اجر کو اسکی ہار دیکھتا جی بھر کر محظوظ ہوا۔

"تو میرے ہی ہاتھوں مرے گا آتشم"

وہ سانسوں کا بہاو سنبھالتی ہانپتی ہوئی نفرت سے بولی تھی جس پر آتشم نے اسکی گردن میں ہاتھ داخل کرتے اجر سیال کا لہو چھلکاتا چہرہ اپنی پر سرور آنکھوں کے قریب کیا۔

"تو نے کوشش کرلی۔ نہیں مرا۔ پر اپنے ان نازک ہاتھوں پیروں کا صدقہ ضرور دینا بلبل۔ بڑی مشقت لی میں نے آج ان سے۔ اب اگر تو اپنے لوگوں کی سلامتی چاہتی ہے تو نکل یہاں سے۔ تجھ پر کوئی حرف نہ آئے اس لیے گن پکڑ اپنی اور فائرنگ کر کے نکل۔ اپنے کچھ لوگ قربان کرنے کو تیار

ہوں تیرے لیے۔ یہ نہ ہو تجھ پر بات آجائے کہ تو آتشم سے ہار کر آگئی ہے۔ لگنا چاہیے کہ مقابلہ کر کے آئی ہے"

وہ اسکی آنکھوں، اسکے لفظوں کی تمازت اور یوں اتنا مہربان ہونے پر الجھی۔

"ایک شرط پر جاوں گی۔ میرے بھائی کو آتشم کن لوگوں نے بنایا تھا۔ وہ مافیا نیٹورک اور اسکا ہیڈ کون ہے۔ یہ انفارمیشن چاہیے مجھے تجھ سے۔ میں تجھے اسکے بدلے رعایت دوں گی یہ"

اجر بھی بنا کسی سودے ماننے والوں میں نہ تھی، آتشم نے کچھ دیر اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہامی بھری۔

"ڈیل ڈن۔ چل اب نکل ورنہ ڈنر کیا تجھے رات کے لیے روک لوں گا۔ بھاگ مجھ سے"

وہ اسے خود سے بھگانے کے سارے حربے جانتا تھا جبکہ اجر نے زیر لب پھر سے پر عتاب ہوتے اسے کوسا اور خان سے گن واپس لیے وہ آتشم پر تان گئی۔

وہ اس فارم ہاوس سے اپنے لوگوں کی نظر میں کوئی ڈیل کر کے نہیں بلکہ بھرپور جوابی کارروائی کر کے نکلی تھی، آتشم کے کئی لوگ زخمی ہوئے تھے، اسکا رازدان صرف انسپکٹر خان تھا، جبکہ اجر کو افسوس تو تھا وہ آتشم کو پکڑ نہیں سکی پر اسکا اصل مقصد بھائی کے مجرموں کو ڈھونڈ کر عبرتناک انجام دینا تھا، اسی کے پورا ہونے کے صدقے وہ آج کا نقصان جھیل لینے والی تھی۔

یہ لگ بھگ آٹھ بجے کا وقت تھا جب کچھ نامعلوم لوگوں نے رحمان سیال کے فائیو سٹار ریسٹورنٹ میں زبردستی گھس کر مینجر کے تھرو انکو ارجنٹ کال کروا کے آفس بلوایا تھا۔

مینجر جس قدر ڈرا ہوا تھا، رحمان سیال اپنے سٹاف کے بچاو کے لیے آدھے گھنٹے کا فاصلہ پندرہ منٹ میں سمیٹ کر جب ریسٹورنٹ آفس پہنچے تو انکا آفس چھ عدد غنڈوں نے باقاعدہ یرغمال بنا رکھا تھا جبکہ ان غنڈوں کا ہیڈ اس وقت رحمان سیال کی رولنگ چیئر پر بیٹھا آفس میں آتے مضطرب وہ پریشان رحمان سیال کو دیکھتے خباثت سے مسکرایا۔

"سوچا نہیں تھا ہم پھر ملیں گے رحمان سیال"

وہ ہیڈ کوئی اور نہیں اجمل پاشا تھا، مافیا کا وہ پورا نیٹورک جو کئی سال پہلے انکے بیٹے کو نگل گیا، جس سبب وہ باسل کے گناہ گار بنے، یہ آدمی اس نیٹورک کا کنگ کی طرح مین حصہ تھا۔

"اب کیا چاہیے تمہیں مجھ سے پاشا۔ میرا بیٹا تو نگل گئے تم لوگ۔"

رحمان سیال سخت تکلیف سے دھاڑے تھے، اجمل پاشا اپنی ٹانگیں میز پر سے ہٹائے گن لہراتا اٹھ کر ٹھیک اس جذباتی باپ کے روبرو آیا۔

"عمار کا بیسٹ فرینڈ کون تھا؟ وہی دوست جسے عمار کے تیرے علاوہ آتشم ہونے کی خبر تھی اور عمار کو اسے مارنے کا آرڈر ملا تھا؟۔ یہ آخری ڈیمانڈ ہے تجھ سے، اگر تو اسکا نام بتا دے تو یہ ہماری آخری ملاقات ہو گی۔ ورنہ جو تیرے ساتھ ہوا، تیری بیٹی بھگتے گی رحمان"

اجمل پاشا کے لہجے میں تنبیہہ تھی جبکہ رحمان نے اسے بیٹی کا حوالہ دینے پر سیدھا گریبان سے دبوچا تھا۔

"اسکا دوست بھی اسکی موت کے بعد مر گیا تھا۔ خودکشی کر لی تھی اس نے۔ اگر تو نے میری بیٹی کے ساتھ کچھ کرنے کی کوشش کی تو قسم کھاتا ہوں تجھے اس بار نہیں چھوڑوں گا نہ تیرے اس ملعون کنگ کو"

رحمان سیال جس قدر حقارت سے بول سکتے تھے بولے، جبکہ اجمل پاشا یہ بات پہلے تو مان گیا پر اب ان منسٹرز کی موت کے بعد اجمل پاشا نے ہی کنگ کو تجویز دی کہ ممکن ہے عمار کا وہ بے نام دوست زندہ ہو۔ کیونکہ تب بھی عمار نے باسل کا نام کچھ اور بتا رکھا تھا کیونکہ وہ باسل کو بچانے کی پوری کوشش میں تھا، اور تب رحمان نے باسل کی خودکو مارنے کی اٹیمپٹ پر ان لوگوں کو یہی دیکھایا کہ ماہیل انجم کے تین بیٹے تھے اور بڑے والا عمار کا دوست تھا جو مر گیا، کیونکہ باسل کو بھی کچھ وقت یہی لگا تھا کہ واقعی عمار مر گیا تبھی وہ بہت زیادہ ذہنی اذیت کے ہاتھوں خودکو مارنے کی کوشش کرنے لگا تھا۔ اسی بیچ یہ ساری گیم باسل کے بچاو کی رحمان سیال نے کھیلی، ایون ایک بے نام ماہیل انجم کے ناہوتے بیٹے کی قبر تک موجود تھی صرف کنگ کو یقین دلانے کے لیے، چونکہ اپنے مرنے کا ناٹک عمار کی اپنی گیم تھی تو وہ زیادہ دیر ان لوگوں کے ہاتھ سے بچ نہ سکا اور واپس ہتھے لگ گیا تبھی پھر کنگ کے لوگوں نے اس ناہوتے ماہیل انجم کے بڑے بیٹے کے بارے کوئی

چھان بین نہ کی اور عمار بھی کئی سال تک یہی سمجھتا رہا کہ باسل مر گیا ہے لیکن تین سال پہلے سب بدل گیا تھا۔

"تیرے اس یار ماہیل انجم کے دو سرے دو بیٹے۔۔۔۔مجھے اور کنگ کو شک ہے کہ موجودہ آتشم انہی میں سے کوئی ہے۔یاشاید تیرا دوسرا بیٹا۔دیکھ رحمان۔۔۔مدد کر ہماری ورنہ تو اپنے سب بچوں کی میتوں پر رو رہا ہو گا"

اجمل پاشا کے پاس خود بھی کوئی چوائز نہ تھی تبھی وہ آکر رحمان سیال کو دھمکا رہا تھا، در حقیت کنگ اور پاشا کو اب اپنی گردن گرفت میں جاتی محسوس ہو رہی تھی۔

"نہ تو وہ دو آتشم ہیں نہ میرا بیٹا۔۔۔اس لیے اگر تو نے میرے کسی بچے کو نقصان دیا تو میں ضرور آتشم بن کر تیرا اور تیرے کنگ کا اینڈ کرنے پر مجبور ہو جاوں گا۔دفع ہو جا یہاں سے۔میرے ایک بیٹے کو تو نگل گئے تم لوگ۔اگر تم نے میرے یا ماہیل کے کسی بھی بچے کی طرف میلی نگاہ سے

دیکھا تو میں وہ کروں گا جو تم نے اور تمہارے کنگ نے سوچا تک نہ ہو گا۔ اور میری بیٹی کو کمزور مت سمجھنا۔ یہ دوسرا آتشم جو بھی ہے وہ کم از کم تم لوگوں کا نہیں ہے تو وہ میری بیٹی کی حفاظت ضرور کرے گا۔ کوئی بھی قدم اٹھانے سے پہلے سوچ لینا کہ آتشم اگلی موت کہیں تیرے ہی سرہانے نہ رکھ جائے"

وہ ہمت و قوت سے غرائے تھے کہ اجمل پاشا بھی لمحہ بھر خوفزدہ ہوا، یہ آدمی جسے بہت سال جوتی تلے کچلا تھا، وہ آج غرا رہا تھا تو وجہ بہت بڑی تھی، عمار زندہ ہے اگر یہ رحمان جان جاتے تو شاید دھمکی کے بجائے اس وقت اجمل پاشا کو لاش میں بدل دیتے۔

"پھر آوں گا میں رحمان سیال۔"

اجمل پاشا نفرت و حقارت سے وارن کیے پیچھے ہٹا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہاں سے اپنے غنڈوں سمیت نکل گیا جبکہ رحمان سیال نے انکے جاتے ہی فورا باسل کو کال کی، وہ اس وقت گھر ہی تھا، سٹنگ لاونج میں کاوچ پر بیٹھا تھا

جب بڈی کی کال فوراپک کی، باسل نے مماسے پین کلر مانگی تھی تو وہ ساتھ دودھ بھی گرم کر رہی تھیں، باسل نے بتایا تو سر درد تھا پر اصل کہانی تو کچھ اور تھی۔

"کیا ہم مل سکتے ہیں باسل۔۔۔؟"

وہ مضطرب تھے جبکہ وہ شدید تھکا ہوا۔

"آج نہیں۔ کل ملتا ہوں بڈی۔ امید ہے سب خیریت ہو گی"

وہ متفکر تو ہوا پر ابھی حالت اچھی نہ تھی۔

"ہاں۔ لیکن کل ملو مجھ سے۔ ایک ایڈریس بھیجوں گا تمہیں وہاں آجانا"

انہوں نے فی الحال کچھ نہ بتایا مگر اب وہ مزید باسل سے کچھ بھی چھپا نہیں سکتے تھے، باسل نے سر ہلائے اوکے کرتے کال کاٹی تبھی ایمن اسکے لیے

پین کلر لائیں، پانی کے ساتھ لے کر وہ انکے زبردستی دودھ کا گلاس پلانے کو منع نہ کر سکا۔

"خود پر بھی دھیان دیا کرو۔ کتنے تھکے لگ رہے ہو۔ جاو روم میں ریسٹ کرو جب تک ڈنر لگتا ہے"

ایمن کو وہ سیلپئ سا لگا تبھی وہ اسے تاکید کرے خود بھی کچن میں چلی گئیں، حرا بارس کے ساتھ چلی گئ تھی جبکہ اور حان ود فیملی بھی اوٹنگ پر تھا تو آج گھر میں بس گنے چنے ہی افراد تھے۔

وہ واپس روم میں آیا ہی کے پیچھے ہی دروازہ کھولے اجر داخل ہوئی۔

"سوری۔ دیر ہو گئ"

وہ اسے بلیک میں شائنی سی لک کے ساتھ دیکھتے فوری اسکی طرف بڑھی ہی جب وہ بنا کوئی بات کیے جا کر کاوچ پر بیٹھ گیا، اجر بھی اسے فی الحال اکیلا چھوڑے شاور لینے گھس گئی، بیس منٹس تک بال ڈرائے کیے باہر آئی تو وہ

اب بھی ناراض سا کاوچ پر ٹانگیں پھیلا کر بیٹھا فون پر بزی تھا، اجر جلدی سے ڈریسنگ میز کے پاس آ رکتی باسل کو ہی آتشم مانے من ہی من میں محظوظ ہوئے اپنا میک اوور شروع کر گئی، سب سے پہلے اس نے اپنے بالوں کو نیچے سے تھوڑا curve کیا۔

" جتنی لاتیں اور گھونسے اسے میں نے مارے ہیں، اگر باسل ہی آتشم ہے تو میرے نزدیک آنے کی غلطی نہیں کرے گا۔ کتنا اچھا موقع تھا اسے پکڑنے کا۔ پر کوئی نہیں۔ سج دھج جا اجر، آج باسل کو بہکانے کے سارے جتن کرتے ہیں۔ اب سِکی ہوئی ہڈیوں کے ساتھ اس سے رومینس تو نہ ہو گا۔ آج تم دو کا راز فاش ہو کر ہی رہے گا آتشم اور باسل، آج یا آر ہو جاوں گی یا پار "

وہ اک بڑا رسک لے رہی تھی، اسکے ہاتھ ابھی تک آتشم سے فائٹنگ کی وجہ سے درد میں تھے اور پورا جسم بھی کیونکہ وہ اس طرح کسی خود سے ڈبل اور مضبوط آدمی کو پیٹنے کی ہرگز عادی نہ تھی، یہ پہلا ایکسپیریئنس تھا اور آتشم

نے صرف مار کھائی تھی، مسکرا مسکرا کر اور اجر کو اس وقت بھی لگا جیسے وہ ایک کرمنل اور گینگسٹر نہیں، اجر کے لیے تب پنچنگ بیگ بن گیا ہو۔

وہ خود کو سجا سنوار کر باسل کے لیے ریڈی کر رہی تھی اس امید پر کہ وہ اگر وہی پٹنے والا آدمی ہے تو کم از کم دو تین دن تو اٹھتے بیٹھتے کراہے گا مگر باسل جو مزے سے صوفے پر بیٹھا سارے پلینز کینسل کیے بیٹھا تھا کیونکہ اجر نے اسکا دیر سے آکر موڈ سپائل کر دیا تھا، جناب خود بھی بلیک میں شائنی کولر بلیزر اور ڈھیلی ٹائی کے ہمراہ بجھے ہوئے عاشق لگ رہے تھے، اگر باسل ہی وہ مار کھانے والا آدمی تھا بھی تو وہ مارشل آرٹس ایکسپرٹ تھا اور ایسے لوگوں کا جسم ہر قسم کا تشدد فوری جذب کر لیتا ہے یہ اجر کو معلوم نہ تھا اور یہاں بھی یہی پراسیس ہو رہا تھا۔

باسل اس وقت بہت اہم کام میں مصروف کسی سے چیٹنگ میں گم تھا، دیکھ لیتا کہ وہ کیسا قہرناک میک آپ کر رہی ہے تو کام پر دو حرف بھیج کر آنکھیں اس آپسراہ پر جما لیتا، بہرحال ہلکا سا باڈی پین تو تھا باسل کو پر اس نے پین

کلر روم میں آتے ہوئے لی تھی جسکا اثر جلد چمڑی کے اندر تک اس لڑکی کے تشدد سے اترے درد میں کمی کرتا، باسل در حقیقت اس وجہ سے بھی اسے دیکھنے کا رسک نہیں لے رہا تھا۔

"دیکھ بھی نہیں رہا۔ دیکھنا بھی مہنگا پڑ سکتا ہے اس لیے"

وہ دل ہی دل میں مسکرائی اور میک آپ سیٹنگ سپرے کیے زرا اپنی ڈسٹی مگر آفت میک آپ لک دیکھتے وہ ساڑھی پہننے بڑھی، اس نے پہلے تو ڈریسنگ روم میں جا کر دو تین وڈیوز دیکھیں، پھر اپنی ساڑھی سیٹ کی، چونکہ بھاری اور ٹھہرنے والا نیٹ تھا تو وہ بہت اچھے سے بنا اجر کو تنگ ہوئے سیٹ ہو گئی، بلاوز سے اجر کی تھوڑی سی دودھیا کمر اور پیٹ نظر آ رہا تھا پر نہ ہونے کے برابر، بلاوز کی ویسے تو فل شفون کی بازو تھیں مگر اندر لگا زیر لباس کا کپڑا بلکل کندھوں سے زرا نیچے تک تھا تو بازو پوری شفون کے کپڑے سے جھانک رہی تھیں، بلاوز بیک سے ہکس اور ڈوری کے ساتھ فکس تھا وہ بھی اجر نے ڈھیلی سی خود ہی باندھی۔

فائنلی ٹچ آپ میں پیروں کو ہیلز کے سپرد کرے وہ آئینے میں خود پر اک وارفتہ شریر سی نگاہ ڈالے زرا گردن کے آس پاس پرفیوم سپرے کرنے لگی پھر زرا زرا کرل ہوئے بال انگلیاں پھیر کر سنوارے اور روم سے باہر آنے سے پہلے اپنی اٹھی پوروں کو دیکھے گھبرائی جو شفون کی بازوؤں کے باوجود نظر آرہی تھیں۔

"کم آن اجر۔ اتنا بھی خوفناک نہیں ہے کسی مرد کے خود قریب جانا۔ تم کرلو گی۔ ویسے بھی یہ صرف باسل کا ٹیسٹ ہوگا۔ جیسے ہی معاملہ سنجیدہ ہوا، میں کچھ نہ کچھ کرکے بھاگ جاوں گی۔ کس ہگ تک ٹھیک ہے۔ اس سے آگے کچھ بھی نہیں چاہتی۔ نہ ایسا ہوگا۔ میں بس اسکی پھرتی اور طاقت دیکھنے کو یہ کررہی ہوں"

اپنے آپ کو بہت سا سمجھانے کے بعد اجر میں اتنی ہمت آگئی کہ جسم کی اٹھی پوریں بھی بیٹھ گئیں اور وہ بھی ارد گرد حائل ہوتی نادیدہ گرمائش جھٹکتی کمرے کی حدود میں آئی، اسکے روم میں آتے ہی باسل کے ناک کے نتھنوں

میں اسکی بہت ہی مسحور کن خوشبو اتری، باسل نے نگاہ اٹھائی ہی کہ ان سیاہ آنکھوں کے گہرے لمس اجر کو ہاتھ مڑور کر کنفوز ہوتے انگلیاں چٹخانے پر مجبور کر گئے۔

"تمہیں کہا ہے کوئی ڈنر نہیں نہ ہم کہیں جا رہے ہیں۔ پھر اس تیاری کا مقصد۔ تمہارے لیے تمہاری جاب اہم ہے تو ٹھیک ہے اسے ہی رکھو اہم۔۔ دوبارہ میں کوئی پلین نہیں بناوں گا۔اب یہ سب بدلو جا کر"

باسل نے اپنی نظروں، جذبات اور جسم تینوں پر مہارت سے کنٹرول پایا ورنہ سبکی خواہش وہ حسین دلربا ہوتی، جسے اتنا سجتے ہوئے زرا خدا کا خوف نہ آیا تھا۔

"تم برے موڈ میں ہو۔ دیکھو مجھے پتا ہے میں تھوڑی لیٹ ہو گئی لیکن دیکھو۔ آئی ایم ریڈی۔ ود بلیک ساڑھی۔۔ اب موڈ ٹھیک کرو اپنا"

وہ اسکے سامنے آرکی، نیٹ کی جاذب ساڑھی میں جاذب النظر لگتی وہ لڑکی

ڈسٹی میک آپ لک اور سموکی آئیز کے ساتھ آنکھوں سے باتیں کرتی اس

سڑو کے قدموں میں آبیٹھی اور اس نے دونوں ہاتھ باسل کے تھائیز پر

رکھے ہی کہ وہ یوں خونخوار نظروں سے اسے دیکھنے لگا کہ اجر کی ساری

شرارت بھک سے اڑی، الٹا بھوری آنکھیں پریشان ہوئیں۔

"میرا موڈ ٹھیک کرنے کی کوشش کرو گی تو پچھتاؤ گی اجر۔ مجھے مت

چھیڑو۔ اٹھو یہاں

سے"

وہ ایسا سرد مہر بن کر بولا کہ وہ فوری اٹھ کھڑی ہوئی، خوفزدہ ہوئی لیکن اسے

ہمت نہیں ہارنی تھی۔

"لگتا ہے واقعی آسے پاسے کریک ہیں اسکے۔ تبھی سستا ایٹیٹیوڈ دیکھا کر رعب جھاڑ رہا ہے۔ میں بھی اجر سیال ہوں باسل صاحب، آج دیکھتی ہوں تم میری

قاتل اداوں سے کیسے بچتے ہو"

اجر کو پورا یقین تھا وہ جیت چکی ہے تبھی جھک کر ایک ہی جھٹکے سے باسل کے گلے میں سیٹ مگر ڈھیلی پڑی سلک بلیک ٹائی کھینچ کر نکالتے پر خمار مسکرائی۔ وہ اس ٹائی سے کیا کرنے والی تھی، یہ اسکی توبہ شکن ادائیں اعلان فرما رہی تھیں۔

"مجھے موقع تو دیں۔ میں موڈ سنوار کر بلکل نہیں پچھتاوں گی۔ ایون میں تمہارا موڈ گلاب کر دوں گی"

وہ ساڑھی کا پلو اکھٹا کر کے کمر کے بیچ لپیٹ کر باندھتی ٹائی کا کنارہ منہ میں دبائے زرا اپنے گالوں کو چومتے بے شرم بالوں کو اسی طریقے سے بازو اٹھا کر

ٹائی کرنے لگی تو باسل نے نظریں جھٹک کر خود کو کوسا کہ وہ کہاں دیکھنے لگا جبکہ وہ بنا کسی ہیر کلپ کے بال ڈھیلے سے اٹکائے اپنے منہ میں اٹکائی ٹائی لیے باسل کے چہرے کی طرف جھکے زرا سائیڈ ہوئی۔

"کیا کر رہی ہو؟"

باسل نے اسکے ارادے دیکھے مچل کر استفسار کیا جب وہ اسکے دونوں بازو پیچھے لے جاتی اسے زرا سائیڈ ترچھا کر کے بیٹھنے کو کہے صوفے کی بازو پر بیٹھی اچھے سے وہ ٹائی باسل کی کلائیوں کے گرد رسی کی طرح لپیٹنے لگی، باسل نے معصومانہ سی مزاحمت کی مگر اسکے چہرے پر اجر کے کھل آتے بال، گردن سے اٹھتی خوشبو ایسا خمار طاری کر گئے کہ وہ مزاحمت کرنا بھول ہی گیا۔

"میں تمہیں seduce کر رہی ہوں"

ٹائی اچھے سے کس کر باندھے وہ اپنے بال کان کے پیچھے اٹکاتی کاوچ کی بازو پر ہی بیٹھی باسل کے رخ سیدھا کر کے زرا پیچھے کاوچ کی بیک سے لگ جانے پر شرمگیں لہجے میں بولی۔

"مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی"

وہ اسکے قریب سرکنے پر زرا پرے سرک کر بیٹھا تو اجر کاوچ کی بازو سے پھسلتی ہوئی کسی ریشم کے دھاگے کی طرح باسل کے پہلو میں آبسی، وہ مزید آگے نہ سرک سکا کیونکہ وہ تھا ہی دو لوگوں کے بیٹھنے والا کاوچ۔

"مجھے تو کرنی ہے۔ بہت سی باتیں۔ تمہیں یاد ہے میں نے تم سے ایک رات اور ایک دن مانگا تھا۔ سمجھو آج وہی رات ہے۔ آئی نو میں وقت پر فری نہیں ہو سکی، اہم آپریشن آ گیا تھا۔ جاب ہے تو اسکی ریکوائرمنٹس بھی تو پوری کرنی پڑتی ہیں۔ آج پھر وہ میرے ہاتھ سے نکل گیا لیکن جب تک اسے پکڑ نہ

لوں نہ مجھے چین آئے گا نہ میرے سر کے اوپر بیٹھے آفیسرز کو۔ تم بھی اسی میں بزی ہو۔ وہ ہم سبکو در کار ہے۔ تو تمہارا خفا ہونا جائز نہیں باسل"

وہ اسکے ساتھ جڑی بیٹھی انگلیوں کی پوروں سے باسل کی گردن سے رخسار تک لکریں بنا رہی تھی، پھر ہاتھ کی حرکت اسکے شارپ جالائن تک روکے وہ اسکی پلکوں تک لے گئی، باسل نے ایک بار پھر ہاتھ چھڑوائے مگر تب حیران ہوا کہ واقعی اس لڑکی نے ہاتھ بہت سخت باندھے ہیں کہ وہ کھلنا دور ڈھیلے ہونے کے موڈ میں بھی نہیں۔

"بس میرا موڈ خراب ہے اب تو کچھ بھی نہیں چاہتا میں۔ ہاتھ کھولو"

وہ اب بھی خفا سا اس سے منہ پھیر گیا تبھی اجر نے اس بار ایک ہاتھ باسل کی بغل سے نکالے اسکی بیک پر بندھے ہاتھوں پر رکھتے دوسرے ہاتھ سے باسل کا پھیرا چہرہ پکڑ کر اپنی طرف گمایا، وہ بتا نہیں سکتی تھی کہ وہ یوں کھا

جاتے تیوروں سے گھورتا وائن بوتل لگتا ہے، عجیب سا نشہ کرنے لگتی تھیں اسکی اجر کو دیکھتی ہوئی آنکھیں۔

"یہ ہاتھ تو نہیں کھول رہی میں، جب تک تمہاری اس کیوٹ نوزی پر لدا غصے کا بوجھ نہیں ہٹ جاتا۔ تم بہت ہاٹ لگ رہے ہو۔ سچی، تمہیں کلین شیو بہت سجتی ہے۔ تمہارا وقار جوں کا توں سلامت رہتا ہے تم جیسی بھی لک کریٹ کر لو۔ یہ بٹرنگ نہیں ہے میں واقعی تمہاری لکس تلے دبی ہوں۔ اب سے نہیں، تب سے جب میرا نکاح مجھ سے کافی سال بڑے اور بہت ہی ہنڈسم لڑکے سے ہوا تھا"

وہ اسکی رخسار اپنے نرم ہاتھ سے سہلاتی اسکی گردن کے گرد ہاتھ کا ہالہ سا پروئے اتنی نزدیک تو ہو ہی گئی کہ وہ سانس بھی لیتی تو اسکی مہکی سانسیں باسل کی سانسوں میں گھلنے لگتیں۔

باسل کی سیاہ آنکھیں رغبت کم شدت رکھتے غلبے میں مبتلا زیادہ تھیں پر ہنوز وہ سڑو سنجیدہ سا تھا۔

"واٹ ایور"

وہ لاپرواہ بنا منہ واپس پھیر گیا پر اجر کے اسکی گردن کے گرد جمے ہاتھ نے اسے زیادہ زاویے تک چہرہ موڑنے نہ دیا جس سبب باسل کو پھر سے اجر کو دیکھنا پڑا۔

"تم اتنے روڈ وہ بھی اجر کے ساتھ، قیامت آجائے گی اس غضب پر۔ دیکھو جب ایک لڑکی کسی لڑکے کو ہاٹ کہتی ہے تو وہ اسے من ہی من میں لائک کر رہی ہوتی ہے۔"

اجر نے بہت مدھم سی سرگوشی کرتے باسل کی گال سے اپنی سافٹ گال رگڑتے اسکے کان میں کہا جبکہ اس لڑکی کے دونوں ہاتھ باسل کو ڈسٹرب کر

رہے تھے، وہ یہ بندھی ٹائی ایک جھٹکے میں کھول سکتا تھا پر ابھی شاید اس میں اجر کی ادائیں سہنے کے ارمان باقی تھے۔

"مجھے ایسا کوئی علم نہیں۔ تم میرے ہاتھ کھولو۔ میں آج بلکل بھی اچھے موڈ میں نہیں۔ اگر میں نے یہ ہاتھ خود کھولے تو تم پھر چاہ کر بھی مجھ سے بچ نہیں پاوگی"

وہ اسکی دھمکی پر خفیف سا اندر تلک کانپی لیکن اسے اپنی قوت پر بھروسہ بھی تھا کہ بہت کس

کے اس نے باسل کے ہاتھ باندھے ہیں تبھی ہوا میں اڑائے ہنسی۔

"ارے بچنا کسے ہے صاحب۔"

وہ اسکی آنکھوں کے سامنے ہوتی گلاب بنی چہکی، اس لڑکی کی یہ بہادری اس شخص کی جان نہ ہوتی تو ابھی تک وہ اجر سیال کی جان نکال چکا ہوتا، یہ جو اجر کر رہی تھی یہ سب کسی بھی جسمانی وصل سے زیادہ لذت آمیز تھا۔

"تمہارے یہ مسلز۔۔۔ تمہیں سمارٹ ہو بھی آفت بناتے ہیں۔ تم بہت زیادہ پاورفل ہوناں۔۔ تو چلو ہاتھ کھول کر دیکھاو"

اجر کا ہاتھ اب حدیں توڑتا ہوا باسل کے سینے پر سرکا پھر پیٹ کی جانب اور جب پیٹ کے آخری کنارے پہنچا تو باسل کو خفیف سی گدگدی ہوئی جبکہ اجر امید کر رہی تھی کہ اسے درد ہو گا پر یہاں تو وہ گدگدی جیسا ریٹیٹ تاثر دے رہا تھا، اجر کی ہوایئیں سے ٹائیٹ ہونے لگی لیکن ابھی وہ ہمت نہ ہاری تھی۔

"اجر اپنا ہاتھ کنٹرول کرو"

وہ دانت پیسے اجر کی بے تکلفی کو زرا بدتمیزی کی طرف جاتا دیکھے محسوس کیے بولا تو اجر نے اپنے ہاتھ کی ڈائریکشن فوری بدل کر باسل کی تھائیز پر ہاتھ جا روکا۔

"اوپس میرا ہاتھ میرے کنٹرول میں نہیں رہا ہسبنڈ۔"

وہ اسکے تھائیز کی سکن ہاتھ میں لے کر دباتی اسے درد دے رہی تھی کیونکہ یہاں اجر نے کافی لاتیں ماری تھیں، باسل کو جلد کے اندر تک پھیلا درد تھا جو اجر کے یوں سکن جنجھوڑنے پر بڑھا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

"اجر تم کیا کر رہی ہو۔ کیا دیکھنا چاہ رہی ہو؟"

وہ درد دیتے تاثر کے سنگ جب اجر کی آنکھوں میں جھانکا تو وہ فوراً ہاتھ ہٹا کر زرا فاصلہ سمیٹ گئی، حلق سے تھوک بھی نگلا، بھلے وہ بندھا تھا پر اجر یوں تھی کوئی اسکے وجود سے جان کھینچ لے گا۔

"ک۔کچھ بھی نہیں۔"

وہ بری طرح متذبذب ہوئی جبکہ باسل نے ہونٹوں میں مسکراہٹ چھپائی، اجر کی حالت قابل ترس تھی کیونکہ اب وہ یوں تھی جیسے باسل کو ہاتھ بھی نہ لگائے گی۔

"میرے قریب آو"

وہ ابھی اپنا حوصلہ ہی یکجا کر رہی تھی جب باسل کی پر خمار سر گوشی سنے وہ جھٹکے سے چہرہ پھیرے باسل کو دیکھنے لگی، اس شخص کی آنکھوں میں ناچتی طلب اجر کے چھکے چھڑوانے کو کافی تھی۔

"ہاں۔۔"

وہ بدحواسی سی بڑبڑائی اور ڈرتے ڈرتے اسکے پہلے بندھے ہاتھ چیک کیے، جب تسلی ہوئی کہ وہ بندھے ہیں تب وہ حوصلے سے مزید قریب ہوئی۔

"مزید پاس آو"

وہ اسکے اگلے حکم پر زرا اٹھ کر اسکے ساتھ جڑھ کر بیٹھی، باسل نے زرا سا چہرہ گما کر اپنی گال اسکے ہونٹوں کے پاس کی تو اجر کو اسکا یہ کرنا پاگل کر گیا۔

"میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں اجر سیال"

جب وہ جذباتی سی آنکھوں میں آنسو سے آجانے پر باسل کی گال اپنے عنابی لبوں سے چوم رہی تھی تبھی وہ بند آنکھیں کیے جذب سے بولا، وہ فوراً اس سے دور ہوئی، باسل نے چہرہ سیدھا کیے اجر کی آنکھوں میں اُمڈتے آنسوؤں کو دیکھا۔

"مجھے پتاہ۔۔ہے لیکن تمہارے منہ سے سن کر آج بہت بہت قرار سا ملا۔ تسکین ملی۔"

وہ سچ میں رو دی تھی، اسکی آنکھوں میں سرور اور مسرور ہونے کا رنگ تھا، جذباتی دلکشی تھی۔

"اب بھی نہ ملتی کیا۔۔۔؟"

وہ گہری سیاہ آنکھیں اجر کو ہپناٹائز کر رہی تھیں۔

"میں تمہارے ہاتھ نہیں کھول رہی پلیز"

وہ اسکے پاس بیٹھی ڈری ہوئی نظریں جھکا گئی تو باسل نے زرا واپس پیچھے ٹیک لگالی، ہاتھ اسکے ابھی بھی پیچھے بندھے تھے۔

"مجھے بھوک پیاس لگی یا واش روم جانا پڑا تو؟"

وہ بیچارگی سے منمنایا تو اجر نے اسکے پیٹ میں ہلکا سا مکا مارا، وہ یہ امید نہیں کر رہی تھی اس بونگے سے، باسل خفیف سا کراہا پر مسکرانے کے ساتھ تاکہ اجر کو یہ نہ لگے یہ جسم کے درد کا بھی ساتھ کراہا ہے۔

"تمہارا اگر مجھے کس یا ہگ کرنے کا من چاہا تو تم کیا کرو گے۔۔یہ نہیں پوچھ سکتے تھے؟"

وہ سخت ناراض نظروں سے اسے گھورتی بولی۔

"میرا ایسا کچا اور بے صبر دل نہیں کہ پہلو میں تم آئی نہیں میں پٹڑی سے اتر جاوں۔یہ خواہشیں تو تب اچھی لگتی ہیں جب محبوب ہمیشہ کے لیے پہلو نشین ہو جائے۔"

وہ اسکی بات سنے کھو سی گئی، وہ گہری بات کر گیا تھا، اجر کو لگا دنیا پوری صابر ہو گی پر اس لمحے وہ نہیں رہی، وہ یوں بندھے ہاتھوں کے ساتھ سر گرائے ٹیک لگا کر کسی بکھری پینٹنگ سا تھا اور وہ بکھرتے رنگوں سی، شاید دونوں کا سنورنا ایک دوسرے میں گھل کر ممکن ہوتا۔

"رخصتی ہونے کے بعد محبوب تمہارا ہمیشہ پہلو نشین ہی رہے گا"

وہ نظریں سی جھکائے جانے کیا جتانا چاہتی تھی، لیکن باسل کو سب سمجھ آ گیا۔

"نہیں۔ محبوب اور چھلاوے میں فرق ہوتا ہے"

یہ بات وہ اسے سراسر چھیڑنے کو بولا، وہ بھی زرا اچھے سے اسکے سامنے ہی ترچھی سی ٹیک لگائے اپنی ہیلز سمیت پیر زرا بینڈ کیے اوپر کر گئی جیسے اب کہیں جانے کا ارادہ نہ ہو۔

"تم مجھے چھلاوا کہہ رہے ہو۔"

وہ ہاتھ بڑھا کر باسل کے ماتھے پر ڈھلک آتے بال سنوارتی شکائیت کرنے سا بولی۔

"ہاں۔ ٹکتی جو نہیں ہو میرے پہلو میں"

وہ بھی اپنے موقف پر ڈٹا تھا۔

"ہاں تو محبوب ہوں۔ دل تھوڑی ہوں جو تمہارے پہلو سے چپک جاؤں"

وہ روٹھ سی گئی کہ یہ آدمی کیسے الزام لگاتا ہے۔

"ٹھیک کہا۔ کیا بس باندھ کر رکھو گی مجھے؟"

باسل نے قصداً مسکرا کر اسے سج دھج کر یوں پاس بیٹھنے پر پھر مخاطب کیا تو اجر نے سر کاوچ کی بیک سے اٹھایا۔

"پلین تو یہی ہے"

وہ براہ راست اسکی طرف دیکھنے کے بجائے اسکے سینے پر نظریں جمائے بولی، سنجیدہ عنابی لب کھل اٹھے تھے، باسل نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا، لیکن اسکے رنگ ڈھنگ بے حد مرغوب کرنے والے تھے۔

"کیا تم مجھے پانی پلاو گی"

وہ اسکی طرف دیکھتے مسکرا کر بولا۔

"کیوں پیاس لگی ہے"

وہ اپنے ہونٹوں کو قریبا ایک انچ کے فاصلے پر لا کر روکے بولی، بھوری مدہوش آنکھوں میں مستی تیر رہی تھی۔

"بہت زیادہ"

وہ بالائی لب کو زبان سے تر کرے آنچ دیتے لہجے میں بولا تو اجرا اسکی نظروں کا مرکز دیکھتی گھبرا کر اٹھی پر بھول گئی کہ کھلا پاجامہ نہیں، ساڑھی پہن

رکھی ہے تبھی لڑکھڑا کر باسل کی گود میں آ گری، وہ بر وقت ٹیک چھوڑ گیا جس سبب اجر نے اسکی گردن میں دونوں بازو حمائل کر کے خود کو توزان دیتے سنبھالا کیونکہ باسل کے ہاتھ اسے تھامنے کو موجود نہ تھے۔

"تم یوں بندھے ہاتھوں کے ساتھ بہت اپیلنگ لگ رہے ہو، میں تمہارے قریب عجیب سی ہو جاتی ہوں ناں؟"

اتنی نزدیکی کسی بھی قربت سے زیادہ دلفریب تھی کہ سانسوں کا ملنا، جسم ہونٹ اور دل ملنے سے ہمیشہ بھاری ہوا کرتا ہے۔

"ہاں۔بہت عجیب۔رنگ برنگی"

وہ فوری بے خود مسکرائے اقرار کر گیا، اجر نے شرماسا جاتے نظریں جھکائیں تو باسل نے بے اختیار ہی اسکا ماتھا چوما، یہ اجر نے بلکل امید نہ کیا، وہ سٹل ہو گئی جب اس نے باسل کے گرم ہونٹوں کا اتنا خوبصورت سینے تک ٹھنڈک پہنچاتا لمس یوں اچانک اپنی جبین پر پایا، اس نے باسل کے زرا دور ہوتے

اپنی جھکی آنکھیں اٹھائیں، وہ سیاہ آنکھیں جادوگری کا فن جانتی تھیں تبھی اجر ان سے گھبرا جاتی تھی۔

"ایسے مت دیکھو۔ میں فدا ہو جاوں گی تم پر"

وہ اسکی مائل کرتی نظروں کے آگے کمزور پڑنے لگی تو باسل نے لمحہ لگائے بنا چڑ ایس اور واپس ٹیک لگائی جس سبب وہ بیٹھے بیٹھے اس پر جھک گئی، وہ دونوں ٹانگیں اک طرف کیے ترچھی سی بیٹھی تھی پر اس پر زرا جھکے باسل کا حصہ لگ رہی تھی۔

"ہاتھ کھول دو میرے اجر"

وہ اسکے کان کے نیچے گردن کے تنے حصے کو ہونٹوں سے مس کرے کسی نشئی کی طرح بھاری آواز میں بولا، جبکہ اجر نے باسل کی بھاری سیاہ پلکوں کی لرزش سے عاشقانہ سا محظوظ ہوتے فاصلہ بنائے اپنی گردن پر ہاتھ رکھ کر باسل سے یہ رسائی بھی چھین لی۔

"نو۔۔میں بہت انجوائے کر رہی ہوں تمہیں قید دیکھ کر۔میرے لیے رات بھر یونہی قید رہو"

اجر نے مسکرا کر ان مخمور آنکھوں میں جھانکتے پھر سانسوں کے قریب جھکتے سرگوشی کی۔

"پھر میرا ایمان ٹوٹنے دو"

اس شخص نے کھلتی بند ہوتی آنکھوں سے اک خواہش کہی تھی،وہ اجر سیال کے سر آنکھوں پر تھی۔

"ٹوٹنے دیا"

وہ پرخمار سرگوشی میں کہتے ہی سانسوں کے بیچ کا فاصلہ سمیٹ گئی اور یوں قید ہوئی جیسے کبھی رہائی نہ پا سکے گی،باسل نے ٹائی کی قید سے اس بیچ اپنے ہاتھ چھڑواتے ہوئے اجر کی سانسیں بھی جنون خیزی سے گھوٹیں تو وہ اسکے آزاد ہونے کے ارادے بھانپتی باسل کی مرضی کے بنا اس سے دور ہوئی،باسل

نے اسے ناراضگی سے جوابا مزاحمت روکتے گھورا، وہ سنجیدہ مگر شبنمی آنکھوں میں لیے اپنے رنگ بدلتے ہونٹوں کے ساتھ مزید سجی ہوئی لگتی مسکرائی، ایسے مسکرائی کہ اسکی مسکراہٹ کا نشہ مدتوں جاگے شخص کو نیند کا سرور بخش دیتا جبکہ ان سیاہ آنکھوں میں خمار کی سرخی واضح دیکھی جا سکتی تھی۔

"اس سے زیادہ بات بڑھی تو دور تلک جائے گی۔ میں تمہیں ہگ کر کے سو سکتی ہوں"

وہ اسکی گود سے ہٹ کر سائیڈ ہوتی جلدی سے باسل کے گرد بازو لپیٹ گئی پر وہ اس کو کوئی جواب دیے بنا آنکھیں بند کر چکا تھا۔

"تم روٹھتے بہت حسین ہو۔ چلو روٹھ جاو"

وہ اسکے سینے چمٹ کر بیٹھتی بے حد قرار میں تھی، وہ بھی تھا لیکن اسکے لیے اجر کا سکون قیمتی تھا۔

"میں مانتا بہت مشکل سے ہوں۔ پھر بھی روٹھ جاوں؟"

اجر نے اسکی سرگوشی پر جلدی سے سر اٹھا کر اس خوبصورت سے ہسبنڈ کو دیکھا جو آئبرو کی اچکی جنبش سے جواب کا طالب تھا۔

"ایسا لگ رہا ہے میں نے بہت سٹرونگ نشہ کر لیا ہے۔ تمہیں میری حالت پر رحم کھانا چاہیے۔"

اجر نے معصومانہ سی گزارش کی جبکہ باسل نے بلکل بھی مسکرانے کی طرف نہ جاتے سردمہری سے دیکھا۔

"اتنی تم مظلوم۔ ہاتھ کھول دو۔ مجھے ایسا لگ رہا میں لڑکی ہوں اور تم لڑکے اور میری عزت سے کھیل رہے ہو"

وہ اسکے معصومانہ شکوے پر ہنس دی، کھل کر، اسکی ہنسی ہیرے موتیوں سے زیادہ شفاف اور قیمتی تھی۔

"باخدا میں لڑکی ہو کر بھی تمہیں لے کر کچھ ایسا ہی اوٹ پٹانگ سوچ رہی ہوں۔ لیکن مجھے اپنی جان بہت پیاری ہے۔ تمہارے ساتھ بہت اچھا لگ رہا ہے۔ ایسا لگ رہا ہے دنیا کہیں اس کمرے سے باہر رہ گئی۔ میں نے تمہیں بہت دکھ دیے۔۔۔"

وہ اتنے پیار بھرے موڈ میں جب اچانک افسردہ ہوئی تو باسل نے اسے نظروں کی قوت سے روکا۔

"ناٹ اگین۔ ابھی سب اچھا رہنے دو۔"

وہ اسے سختی سے منع کر گیا جس پر اجر نے واپس سر اسکے شانے پر ٹکا لیا، وہ خاموش ہوئی تو باسل نے بھی اسے کچھ دیر خاموش ہی رہنے دیا، شاید وہ ایک دوسرے کو روح تک محسوس کرنے میں مصروف تھے۔

..____________________________..

"تم بہت انجوائے کرو گی اور پراوڈ فیل بھی۔ آڈینس میں بیٹھنا۔ ساری ریس اس بگ سکرین پر دیکھائی دے گی۔ ہوٹنگ بھی کرنا"

وہ موڈ نہ ہونے کے باوجود بارس کی ریس دیکھنے آچکی تھی، لگ بھگ نو بج چکے تھے، ساڑھے نو تک ریس شروع ہونے والی تھی جبکہ اتنا رش اس وقت بھی دیکھ کر حرا کو تو خوامخواہ گھبراہٹ ہو رہی تھی، ایسا لگ رہا تھا اسلامہ آباد کے سارے لوگ ہی جمع ہو گئے ہوں، لیکن یہاں صرف ٹین ایجرز تھے جنکا یہ ریس وغیرہ کریز ہوا کرتی ہے۔

"میں اکیلی بور ہو جاوں گی۔ مصطفی کو لے آتی کم از کم ہم کمپنی تو دے لیتے ایک دوسرے کو"

حرا نے منہ بسور کر ہر طرف موجود بھیڑ اور شور کو دیکھتے افسوس کیا تبھی بارس اسکا ہاتھ پکڑے زرا سائیڈ لایا، یہاں وہ سٹیج تھا جہاں پر فائنلسٹ ریسر کی سر منی ہونی تھی، یہاں فی الحال بھیڑ کم تھی۔

"بچوں کو یہاں لانا منع ہے۔ تم بور نہیں ہو گی۔ میرے یونی فیلوز بھی ہیں۔ ان میں سے کوئی پارٹ نہیں لے گا۔ تم ان کے ساتھ بیٹھ جانا"

بارس نے اسکے غبارے جیسے گال دیکھتے صلاح دی پر وہ نفی کر کے موڈ خراب کیے تھی تبھی سات بارس کے ہی ہم عمر لڑکے لڑکیوں کا گروپ اس طرف آیا اور وہ سب بیسٹ آف لک ہگ دینے بارس پر جیسے ٹوٹ پڑے، حرا کے کان سے دھواں نکلا کیونکہ تین تو ان میں سے چھچھوری لڑکیاں تھیں۔

"ہٹو۔۔ ہٹو۔۔۔ میرے بارس سے دور ہٹو"

حرا نے آگے بڑھتے سب کو بارس سے دور دھکیلا تو سب ہی اس چھوٹی سی نک چڑھی کو دیکھ کر مسکرائے اور بارس کو یوں دیکھنے لگے جیسے اس سے پوچھ رہے ہوں کون ہے۔

"بھئی بارس تم نے بتایا نہیں باڈی گارڈ رکھ لی"

انہی میں نے ایک لڑکی ہنس کر بولی جبکہ بارس کو ڈر حرا کا تھا کہ اس پر وہ ہاتھا پائی پر نہ اتر آئے۔

"ہاں رکھ لی۔ کوئی مسئلہ ہے۔ اور تم لڑکیوں میں شرم نام کی چیز نہیں ہے کیسے ایک لڑکے کو چپک رہی ہو۔ کیا یہ ذاتی پراپرٹی ہے تم لوگوں گی؟"

وہ بارس کے آگے آکر جمے تن کر ان تین لڑکیوں سے زیادہ منہ ماری کر رہی تھی جبکہ بارس نے اسے عقب سے تھامے حرا کے بازو جس طرح سہلائے، وہ ساتوں ہی بارس کی اس آگ کی گولی سے جڑی اٹیچمنٹ دیکھ سکتے تھے۔

"دوست ہے بارس ہمارا۔ ہم اسے گروپ گڈ لک ہگ دے رہے تھے لٹل گرل۔ ہمارا یونہی چلتا ہے"

اس بار ایک ڈیسنٹ سے لڑکے نے حرا کا غصہ دیکھتے ماحول کو کچھ خوشگوار کرنا چاہا پر وہ اسے بھی گھورنے لگی۔

"پہلے چلتا ہو گا اب نہیں۔ ایون تم لڑکے بھلے ایک حد میں رہ کر ہگ کرو لیکن کوئی لڑکی بھلے وہ بارس کی کتنی بھی اچھی دوست ہو، اسے ٹچ نہیں کرے گی۔ سمجھ آئی"

وہ ان سب سے چھوٹی تھی پھر بھی ڈان کی طرح للکار کر ان سبکو انکی حد بتا کر بارس کو تو حیران پر حیران کر رہی تھی۔

"ہو کون تم بی بی جو ہمیں سیکھا رہی ہو کہ ہم بارس کے کتنا قریب رہیں اور کتنا دور"

تینوں میں سے ایک لڑکی نے تپ کر سلگ کر آخر اسکے اکڑنے کا سبب پوچھ ہی لیا تبھی حرا پیچھے کو زرا مڑی اور بارس کی گردن میں بازو حائل کرے اسے سنبھلنے کا موقع دیے بنا اسکی گال پر نرم سی کس کرے پیچھے ہوئی، وہ ساتوں یوں تھے جیسے سانپ سونگھ گیا ہو، ایون خود بارس بھی انہی کی طرح پتھر اگیا۔

"میں وہ ہوں بارس سیال کی جو کوئی اور نہیں ہو سکتی۔ میں اسکی وائف ہوں۔ سو یہ میری پراپرٹی ہے۔ کسی نے بھی اسے چھوا تو مجھ سے برا کوئی نہ ہو گا"

وہ سب کو پتھرا کر ایک اور بمب پھوڑ گئی، گویا سبکی زبانوں پر قفل لگا۔

"وائف۔ تم نے شادی کرلی۔۔۔ اتنی جلدی بارس"

ایک لڑکی تو باقاعدہ روہانسی ہو گئی بولتے ہوئے۔

"کیوں تمہاری نظر تھی؟"

حرا نے پھر سے اسے سلگتی نظروں سے دیکھتے چھیڑا جس پر وہ پیر پٹخنے وہاں سے گئی تو پیچھے دو لڑکیاں بھی چل دیں لیکن سارے میلز یاروں نے باری باری گلے لگا کر بارس کو مبارک باد دی، یہ الگ بات تھی حرا سے وہ بھی برداشت نہ ہوئی۔

"بہت مبارک ہو میری جان"

یہ کوئی کلوز دوست تھا جس نے بارس کا ماتھا بھی چوما جس پر حرا نے جب گھور کر دونوں کو دیکھا تو وہ خود ہی گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب ہو گئے لیکن حرا کا موڈ پھر بگھڑا۔

"تمہیں کیا ضرورت تھی انکے سامنے یوں کس کرنے کی حرا؟"

وہ ان سب کے جاتے ہی حرا کو بازو سے پکڑے نزدیک کھینچ کر خفگی سے بولا، جناب کا ہوش لوٹ جو آیا تھا۔

"مجھے کوئی شوق نہیں تمہارے گال چومنے کا۔بس ان سبکو تم سے چپکتا دیکھ کر میرا خون کھول گیا۔ان سب کو بتانے کے چکر میں۔۔۔"

وہ اپنی بات ادھوری چھوڑ گئی کیونکہ بارس اسے ابھی بھی خفا ہوئے دیکھ رہا تھا۔

"یہاں بہت لوگ تھے حرا۔ کتنا اکورڈ لگتا ہے۔ تم میری حدود میں جتنی مرضی بے تکلف ہو جاو لیکن ایسے کسی پبلک پلیس پر تم ایسا نہیں کر سکتی۔ یہ ہمارے بہت پرسنل مومنٹس میں آتا ہے، کسی تیسرے کو کیوں دیکھائی دے؟"

وہ اسکے سمجھانے اور الفاظ کی نرمی پر اداس ہو کر ارد گرد دیکھنے لگی جہاں اب تک کافی لوگ ان دو کی طرف دیکھ رہے تھے، یعنی یہ بہت سوں نے دیکھا تھا، وہ رنجیدہ ہوتی بارس کے چہرے کو تکنے لگی۔

"آئی ایم سوری۔ دوبارہ نہیں ہو گا ایسا۔"

وہ ندامت سے بولی تو بارس نے اسکے ہاتھ کو پکڑتے دبایا، جس سبب وہ زرا سنبھلی۔

"ہم گھر ہوں تو تمہارے لیے کوئی حدود نہیں ہے، لیکن یہ جگہ لوگوں سے بھری ہے۔ میری نازک سی جان پہلے ہی مجھ سے روٹھی رہتی ہے۔ کسی کی نظر نے پھر تمہیں مجھ سے چھین لیا تو؟"

وہ اسکا ہاتھ پکڑے ہی واک کرتے اس سے مخاطب تھا جس نے سر گرائے ہی اثبات میں ہلایا پھر آنکھیں اٹھا کر بارس کو دیکھنے لگی۔

"نہیں کروں گی اب۔۔۔ آئی ایم سوری ناں"

وہ اسے جب یوں کہتی تب وہ سارے جھگڑے ہی سمیٹ دیتا۔

"اگر میں آج ریس جیت گیا تب تم کر لینا۔ لیکن یہاں سے گھر جا کر۔"

وہ یہ نہیں چاہتا تھا وہ ایسی عنایت سے محروم رہے تبھی تمہید اسے پابند کیا۔

"میں نہیں کروں گی۔ میں ابھی بھی تم سے خفا ہوں۔"

حرا نے رخ ہی پھیر لیا جبکہ بارس جانتا تھا وہ دل سے اب ناراض نہیں۔

"میں کر لوں گا۔ آئس کریم ڈیٹ پر چلو گی یہاں کے بعد؟"

وہ اسکی مسکراتی آفر پر اسے دیکھے بنا مسکرائی۔

"سوچوں گی اگر تم پچاس ہزار جیتا ہوا میرے ہاتھ پر رکھو تو"

حرا نے ادا سے بال لہراتے بچارے کو پہلے ہی لوٹنے کے پلین کر رکھے تھے، جبکہ حرا کے لیے تو وہ کچھ بھی لٹا سکتا تھا۔

"ڈن۔۔۔"

وہ اسکی بات پر چہک گئی۔

"اوکے تو آئس کریم ڈیٹ بھی ڈن"

حرا نے احسان جتاتے اطلاع دی پر اسکے اندر کی خوشی بارس اچھے سے محسوس کر سکتا تھا۔

مزید دس منٹ تک ریس شروع ہونے لگی تو حرا بھی کراوڈ ایریا کی طرف آ کر بیٹھ گئی۔

اس ناول کے تمام جملہ حقوق محفوظ ہیں، ایس مروہ مرزا ناولز کی آفیشل ویب پر آپ کو اس کے ساتھ انکے باقی ناولز بھی پی ڈی ایف میں ملیں گے۔ وزٹ!

www.smerwamirzanovels.com

ریس شروع ہو چکی تھی جبکہ وہ آڈینس میں بیٹھی بس بارس کو دیکھ رہی تھی، ریس لگ بھگ گھنٹے پر محیط تھی، وہ سمجھ رہی تھی وہ بور ہو گی پر ایسا نہ تھا، یہ دیکھنے میں مزیدار تھا، اس نے ساتھ گیم بھی فون پر لگا لی تبھی بوریت کا احساس کم ہوا، کچھ ہی وقت گزرا جب حرا کے پاس ہی کوئی لڑکی آ کر بیٹھی تھی۔

حرا نے پہلے تو توجہ نہ دی مگر پھر عجیب سے احساس پر وہ اس کے ساتھ سے اٹھ کر آگے سرک کر بیٹھ گئی، اس لڑکی کے ہاتھ میں چھوٹی سی بوتل تھی، جسے اس نے غصے کے سنگ ہاتھ میں مٹھی بنا کر دبا رکھا تھا۔

ریس ختم ہوئی تو گراونڈ میں ہوٹنگ شروع ہوئی اور تبھی جب حرا نے دیکھا، ریس جیتنے والا بارس ہی تھا، اسے بھی خوشی ہوئی، لیکن وہ بس اپنی جگہ بیٹھی رہی، گراونڈ میں بہت ہلا گھلا اور پٹاکے پھوٹ رہے تھے جبکہ وہ لڑکی دوبارہ حرا کے پاس آکر بیٹھ گئی اور اس بار حرا اسے دیکھنے پر مجبور ہوئی۔

"کیا مسئلہ ہے تمہیں؟"

حرا نے تنگ آکر اس سے پوچھ ہی لیا جبکہ یہ وہی لڑکی تھی جسے بارس کی شادی کا سن کر ہارٹ اٹیک آیا تھا۔

"میں اسے نائنتھ کلاس سے پسند کرتی ہوں۔ایسے کیسے تم اسے اڑا کر لے جا سکتی ہو۔میرے ڈیڈ بہت بڑے آدمی ہیں۔میں تمہیں منہ مانگی قیمت دوں گی،بارس کی زندگی سے نکل جاو"

وہ سبین نامی لڑکی حرا سے بے عزت ہونے کے بعد بھی اتنی ہمت رکھتی تھی کہ اس سے سودا کرنے چلی آئی تھی، حرا اسکی سوچ پر ہنسی جبکہ ساتھ ہی اسکے کھلے بال جس طرح مٹھی میں لے کر کھینچے، سبین دلخراش کراہی۔

"اگر تمہیں اپنی جان پیاری ہے تو دوبارہ اپنی شکل مت دیکھانا۔میرے بھی دو بھائی ہیں اور دونوں تمہارے باپ سے زیادہ بڑے آدمی ہیں اس لیے تمہیں خیرات چاہیے ہوئی تو بتانا۔مجھے کمزور سی لڑکی سمجھنے کی جرت بھی مت کرنا"

حرا یوں تھی جیسے اسکے آج بال جڑوں سے اکھاڑ دے گی، جبکہ سبین نے جھٹکے سے خود کو چھڑوایا اور اس سے پہلے وہ ہاتھ میں پکڑی بوتل کھول کر

اٹھ کر حرا کے منہ پر پھینکتی، بارس بروقت آگے آیا جس سبب اس چھوٹی سی بوتل میں آیا کچھ ایم ایل تیزاب سیدھا بارس کے سینے پر جا گرا، اسکی شرٹ لمحے میں اس جگہ سے جل گئی جبکہ اس تیزاب کی نمی اور چھینٹے باسل کے سینے اور گردن تک گئے، درد اور جلن سے وہ کراہتا ہوا ہی زور دار تھپڑ اس دوست کے بھیس میں ناگن سبین کے منہ پر مار گیا، وہ کئی قدم دور جا لہرائی جبکہ حرا نے لپک کر بارس کو چھونا چاہا جب وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر خود سے دور کر گیا، حرا کی آنکھیں اسکے درد پر پھٹنے لگیں، وہ بہت جبر و تکلیف میں اپنی جلد جلتی پگھلتی محسوس کر رہا تھا۔

"چھونا مت تیزاب تھا یہ۔۔۔"

وہ سرخ ہوتے چہرے سے جب حرا کو دیکھتے بولا، وہ منہ پر ہاتھ رکھے بمشکل اپنی چینخ روک سکی، بارس کا جیسٹ اور پیٹ بری طرح تیزاب کی نمی سے جل رہا تھا جبکہ حرا نے زور زور سے چینخ کر وہاں سبکو مدد کے لیے پکارا کیونکہ بارس اپنی جلن پر ہاتھ بھی نہ لگا پا رہا تھا۔

یہ بلکل قیامت جیسا تھا، سبین کو جہاں اس ریس کو آرگنائز کرنے والی سیکورٹی پکڑ کر لے گئی وہیں بارس کو فوراً قریبی ہوسپٹل بھی اسی سٹاف نے پہنچایا، حرا کے پاس بارس کا بھی فون تھا پر دونوں کی چارجنگ ایک ساتھ ختم ہوگئی جس سبب وہ کسی کو انفارم بھی نہ کر سکی، بس وہ شدید ڈری ہوئی تھی، اگر بارس بیچ میں نہ آتا تو وہ تیزاب حرا کے چہرے پر گرتا، بارس کے سینے پر وہ جلن، وہ اذیت وہ تکلیف حرا کو اپنے چہرے سے زیادہ محسوس ہو رہی تھی، وہ شدید براروتی اس وقت اکیلی تھی، یونی سٹاف سے کوئی بھی نہیں آیا تھا، جبکہ سبین کی حرکت پر اس پر پولیس کیس بن چکا تھا اور اسی سبب بارس کو دیکھنے اسکا کوئی دوست نہ آیا، وہ شرمندگی سے آہی نہ سکے جبکہ آئی سی یو روم کے باہر وہ شدید براروتی ہچکیوں کے سنگ اپنا سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھی تھی، بارس کی حالت نجانے کیسی تھی لیکن اسکی شرٹ کا حال دیکھ کر حرا اتنا تو سمجھ گئی تھی وہ بہت زیادہ ہرٹ ہوا ہے۔

"پ۔۔ پلیز اللہ جی۔ اسے زیادہ پین نہ ہو۔ وہ زیادہ ہرٹ ن۔۔ نہ ہوا ہو۔۔۔ اس نے مجھے بچایا۔ م۔ میں اسکو تکلیف م۔۔ میں نہیں دیکھ سکتی۔ پلیز اسے ٹھیک ک۔۔ کر دیں۔۔"

وہ اس وقت بس بارس کی تکلیف سوچ سوچ کر آدھی ہو رہی تھی، اس شخص نے اسے ہوسٹل آنے تک خود کو چھونے نہیں دیا تھا، لیکن وہ بارس کی تکلیف محسوس کر سکتی تھی، وہ جتنا لڑلے، جتنی ضدی بن جائے، وہ اس سے بہت پیار کرتی تھی تبھی تو اس وقت اسکی ہر سانس بارس کے لیے دعا کر رہی تھی، اسکا فون بھی بند ہو گیا تھا کہ وہ کسی کو بتا پاتی تبھی اس وقت بس بارس کے لیے دعا ہی کر پا رہی تھی۔

..______________________________..

اور حان، میرال اور انکے ساتھ مصطفی کے آنے پر جہانگیر بخش اور سعدیہ بے حد خوش تھے، عمیر اور حمزہ بھی، جبکہ مصطفی کو میرال کے بھتیجے اور

بھتیجیاں ہی نہیں چھوڑ رہے تھے، ان سبکو تو اس چھوٹے سے گڈے پر پیار آ رہا تھا، سب آج جمع تھے تو حمزہ نے بار بی کیو کا پلین کیا تو وہ اور حان کو بھی باہر باغیچے کی طرف لے گئے، جبکہ مصطفی کو بھی اور حان ساتھ لے گیا کیونکہ وہ سب بچوں کے ساتھ اچھل کود اور مستی کرے ساری بوریت بھول گیا تھا۔

البتہ اب میرال کے امی بابا، اسکی قسمت پر رشک کرنے لگے تھے، میرال کے ساتھ جو عثمان نے کیا، اسکا درد اب ان بوڑھے ماں باپ کو محسوس ہونا ختم ہو گیا، میرال کی دونوں بھابیوں کو سعدیہ صاحبہ نے زبردستی کچن میں بھیجا تاکہ کچھ میٹھا بنائیں ساتھ چٹنی وغیرہ، جبکہ اس وقت میرال، امی بابا کے بیچ بیٹھی ان دو کی طرف باری باری دیکھ کر جذباتی ہو رہی تھی۔

"جب اس کنجر نے تیرے ساتھ کیا وہ سب۔ مجھے لگا تھا میں بدنصیب باپ شاید اب کبھی تیری خوشی نہ دیکھ پاوں گا پتر لیکن میرے سوہنے مالک نے تیری قسمت چاند ستاروں سی لکھی۔ اگر اور حان بھی ظالم نکلتا تو میں خود کو

کبھی معاف نہ کر پاتا پتر۔ اللہ کا کڑور شکر ہے جس نے ہمیں تیرے دکھ سے بچا یا۔ تو خوش ہے ناں میرال"

وہ ضعیف و کمزور شخص بولتے ہوئے غمزدہ ہوا کہ ماضی کا سوچ کر اب بھی انکی آنکھیں بھرتی تھیں، ورنہ اگر میرال اس دہلیز پر واپس آ جاتی تو زیادہ دن اس جہنم میں جی نہ پاتی، یہ انکی دونوں بہوویں ہی اسکو جینے لائق نہ چھوڑتیں۔

"میں بہت خوش ہوں بابا۔ آپ دونوں اپنا خیال رکھا کریں۔ میری فکر چھوڑ دیں۔ دونوں بھائی آپکا خیال رکھتے ہیں ناں؟"

وہ الٹا ان دو کے لیے فکر مند تھی جس پر وہ دونوں ہی مسکرائے کہ بیٹی جہاں بھی چلی جائے، ماں باپ کی فکر سے آزاد نہیں ہوتی، اسکی تو مرنے کے بعد روح بھی اپنے ماں باپ کے گھر کو نہیں چھوڑتی۔

"بوتیک بہت اچھی چل رہی ہے۔ الحمد اللہ تمہاری امی بابا کسی کے محتاج نہیں تو کسی کی جرت جو ہماری طرف اکھڑی آنکھ سے دیکھیں۔ سب بہت اچھا ہے میری شہزادی، بس ہمیں تیری فکر رہتی ہے۔ بچہ بہت پیارا ہے اور حان کا، پہلی بیوی کی وجہ سے تجھے کوئی پریشانی تو نہیں دیتا؟"

اس بار وہ ماں اپنی روایتی فکروں میں ڈوبی بولی تو میرال نے انکا ہاتھ پکڑ کر چومے تسلی دی کہ ایسا کچھ نہیں۔

"ہمیشہ خوش رہ پتر۔ تجھے آباد اور خوش دیکھنے کے علاوہ ہم دونوں کی اور کوئی خواہش نہیں۔"

سعدیہ نے بھی جوابا میرال کا ماتھا چوما، جبکہ باربی کیو سب نے بہت انجوائے کیا، اسکے بعد سعدیہ صاحبہ نے میٹھے اور چائے کے لیے روکا تو سب سٹنگ ہال میں ہی بیٹھے تھے، اور حان نے مصطفی کو گود میں بٹھالیا تھا کیونکہ اب وہ بور ہو کر ادھر ادھر چیزیں اٹھا کر توڑنے کے پلین میں تھا۔

"تو پھر آپ دوا پنا بے بی کب پلین کر رہے ہو۔ مصطفیٰ کی ایک بہن تو ہونی چاہیے۔ ہے ناں مصطفیٰ"

یہ آسیہ صاحبہ تھیں جنھیں سب کے بیچ یہ کہتے پوچھتے زرا جھجک محسوس نہ ہوئی، ایون باقی سب نظریں جھکا گئے، سعدیہ نے تو باقاعدہ اپنی انوکھی مخلوق بہو کو آنکھیں تک دیکھائیں کہ بھلا یہ بات ہے کرنے کی جبکہ سب سے دلچسپ تاثر تو مصطفیٰ کا تھا، میرال کی توجہ اسی پر تھی۔

"جب اللہ چاہے گا تب مصطفیٰ کا ساتھی بھی آجائے گا ان شاءاللہ"

سعدیہ صاحبہ نے ہی زرا مسکرا کر بہو کی شوخی سنبھالی۔

"ہنی مون پر نہیں گئے آپ لوگ"

ایک چپ ہوئی تھی کہ دوسری کے اندر بھی کیڑا پھڑ پھڑایا، میرال اب کیا جواب دیتی، اور حان کو دیکھ رہی تھی جو زرا بھی بے چین نہ تھا بلکہ بہت نارمل ہو کر جوابا مسکرایا تھا۔

"بھئی میرال۔ اب باندھ کر رکھنا اپنے اور حان بھائی کو۔ پھر سے چھ سات ماہ کے لیے تم سے بھاگ کر چھپ نہ جائیں۔"

اسے ساس کی گھوری نہ ملی تھی تبھی اسکی اگلی گل فشانی پر میرال نے رحم طلب نظروں سے بھابھی کو دیکھا جیسے کہہ رہی ہو پلیز کوئی ڈھنگ کی بات کر لیں۔

"اور بتاو اور حان۔ تمہارے کلینک کا کام کہاں تک پہنچا۔"

خود ہی عمیر نے موضوع بدلا جبکہ میرال کی نظر اور حان کی گود میں بیٹھ کر جمائیاں لیتے مصطفی پر تھی، جو ایک گھنٹے سے کھیل کھیل کر اب ٹن ہو رہا تھا۔

"بس ایک ماہ کا کام باقی ہے۔ ان شاء اللہ جلد مکمل ہو گا۔"

اور حان نے بھی جواب بہت شائستگی سے دیا، میرال نے اور حان کو آنکھوں سے چلنے کا اشارہ کیا کہ اب اٹھیں اور مصطفی کی طرف بھی دھیان دلوایا جس پر اور حان ماہیل بیوی کا فرمانبردار فوری عمل درامد کرتا نظر آیا۔

خیر ان سب نے بہت انجوائے کیا تھا تبھی میرال بھی بہت خوش تھی، امی بابا اسکے لیے بے حد مطمئین ہیں یہ اسکی سب سے بڑی راحت تھی۔

حمزہ اور عمیر دونوں نے خود ہی اس کیوٹ فیملی کو باہر تک سی آف کیا، ٹن مصطفی بھی زرا باہر آتے ہی واپس ایکٹیو ہوا، جبکہ اب اور حان نے گاڑی پلے ایریا کی طرف گمائی اور جب مصطفی کو بتایا وہ بہت زیادہ خوش ہو کر اچھل رہا تھا۔

"ویسے میں نے ایک بات نوٹ کی ہے۔ آپ اور مصطفی کے بیچ میرال کافی گھس گئی ہے تو میں گاڑی میں بیٹھ کر آئس کریم کھاوں گی اور آپ مصطفی کے ساتھ اندر پلے ایریا میں جائیں گے"

وہ لوگ پہنچ چکے تھے مگر میرال کا فیصلہ ان دونوں نے گھور کر سماعت فرمایا، اور حان اس لیے گھورا کہ یہ بہت بری بات تھی کہ وہ خود کو عجیب سا الزام دے رہی تھی جبکہ مصطفی اس لیے گھورا کہ میال اکیلے آئس کریم کیسے کھا سکتی ہے۔

"نو میں آئی تیم تھاوں دا میال شات۔ بابا دو لے لو دا کے (نو میں آئس کریم کھاوں گا میرال ساتھ، بابا جھولے لو جا کے)"

مصطفی نے فوراً اپنے مطلب کی پارٹی چنی جس پر میرال ہنسی تو اور حان نے منہ بسور لیا۔

"ہاں میری جان میں تو ابھی پیدا ہوا ہوں جو جا کر جھولے لوں۔ ٹھیک ہے میں پہلے تم دو لالچیوں کو آئس کریم ٹھسواتا ہوں پھر ہم مل کر پلے ایریا کی طرف چلتے ہیں"

بچارگی سے بڑبڑاتا اور حان ایک ہی حل سوچ سکا جس پر وہ دونوں ایک سا اور حان کو گاڑی سے نکلتا دیکھے مسکائے۔

آئس کریم پارلر زرا دور تھا تبھی میرال اور مصطفی باتیں کرنے والے تھے ورنہ بور ہو جاتے۔

"میری جان۔خوف انجوائے کیا پھر؟ آپکو وہ بچے پسند آئے۔کوئی دوست بنا آپکا؟"

وہ مصطفی کو انجوائے کرتا دیکھ کر آئی تھی تبھی پوچھا، مصطفی نے فورا سر ہلایا۔

"یش۔۔دودوش بنے۔۔۔ہم تھیل رے تے میاں۔ادل تیٹو بی تی۔۔اول ایلو پین بھی (یس۔دو دوست بنے۔ہم کھیل رہے تھے میرال۔ادھر کیٹو بھی تھی۔اور ایروپلین بھی)"

وہ فوری میال کو جو جو چیزیں یاد رہ گئیں اپنی معصومیت بھری تھتی زبان میں سمجھانے لگا، میرال نے جھک کر اسکا ماتھا چوما، اسکے بہت خوبصورت سے گولڈن شیڈ دیتے بال سہلائے۔

"مصطفی۔ آپکو پتا ہے آپکی مما نے آپکی صورت ایک گڈا پیدا کیا ہے۔ وہ بہت اچھی تھیں جنھوں نے آپکے بابا کو گڈ بوائے بھی بنایا اور انھیں آپ جیسا گڈ بے بی بھی دیا۔ آپ جب بڑے ہو جاوگے پھر ہم مل کر ان سے ملنے جائیں گے، وہ ایسی جگہ ہیں جہاں ابھی آپ جیسے بے بیز نہیں جا سکتے"

میرال کی آنکھوں میں عجیب سی تکلیف تھی، یہ بات مصطفی نے بہت غور سے سنی، اسے تو ماں کی صورت میرال ہی یاد تھی پر میرال چاہتی تھی وہ جب بڑا ہو، اپنی اصل ماں سے بھی اتنی ہی محبت کرے جتنی وہ میال سے کرتا ہے۔

"وہ تدل ہیں میال۔۔۔(وہ کدھر ہیں میرال)"

مصطفی بہت زیادہ ایموشنل بچہ تھا، وہ آنکھوں کے رنگ بہت تیزی سے پڑھتا، جس کیفیت میں اورحان یا میرال ہوتے، وہ بھی اس کیفیت کو فوری پرکھ لیتا، مصطفی کے سوال پر ناچاہتے ہوئے بھی میرال کی آنکھیں بھیگیں۔

"وہ اللہ پاک کے پاس چلی گئی ہیں، بہت دور۔ لیکن وہ آپکے دل میں بھی ہیں۔ آپکے یہ ننھے ہاتھ پیر، یہ چہرہ۔ یہ پیاری سی نوزی، یہ گولو ساٹمی، یا روئی جیسے پیارے سے پیر۔ سب میں انکی جھلک ہے۔ جتنا پیار آپ مجھ سے کرتے ہو، میں چاہتی ہوں اس سے زیادہ آپ مہرفاطمہ سے کریں۔ آپ مہر سے بہت سارا پیار کریں گے؟"

وہ اس بچے کو اسکی ماں سے غافل کرکے شاید کبھی مطمئین نہیں ہو سکتی، ایک ایسی لڑکی جس نے اورحان ماہیل کو محبت سیکھائی ہو، مصطفی جیسا سکھ دیا ہو، وہ میرال بخش کے لیے قابل تعظیم اور انس تھی، مصطفی اسے اداس دیکھے فوراً اسے میرال کا چہرہ نیچے کرتا گال پر کس کرنے لگا، اسے میرال کا اداس ہونا بلکل پسند نہیں تھا۔

"بتاوناں مصطفی۔ آپ مہر سے بھی پیار کرو گے۔ وہ آپکی مماہیں۔"

میرال کو اسکی چپ نہیں، اسکا جواب چاہیے تھا، مصطفی نے اداسی سے سر ہلایا، وہ میرال کے سینے لگ گیا۔

"تلوں دامیاں۔۔۔ مہل سے پیال تلوں گا۔ آپ تیوں لولی ہیں۔۔۔نی لو۔۔۔(کروں گا میرال، مہر سے پیار کروں گا۔ آپ کیوں رو رہی ہیں۔ نہیں رو)"

وہ خود بھی رونے لگ جاتا تبھی میرال نے جلدی سے اپنے آنسو پونچھے سمائل کی اور مصطفی کی گال زور سے چومی۔

"مصطفی کے ہوتے اسکی میاں کبھی نہیں رو سکتی میری جان۔ اب ہم ہر رات سونے سے پہلے مہر سے پیار کا اظہار کریں گے۔ یہ ہماری سیلیپ تھراپی ہو گی۔ ہم کہیں گے "we love you Mehr

میرال کے اسے کہنے پر وہ بھی اسکے پیچھے بولنے لگا، اس وقت وہ میرال کو جان سے پیارا لگ رہا تھا۔

"بی لب یو مہل۔۔۔(وی لو و یو مہر)"

وہ بھی میرال کے ساتھ بولا تو اس نے زور سے اس بچے کو اپنے سینے لگا لیا۔

"میں آپکو آپکی مما کی کمی کبھی فیل نہیں ہونے دوں گی مصطفی۔ میری زندگی کی پہلی محبت تم ہو میرے دل کے ٹکرے۔ تمہیں دیکھتی ہوں تو زندگی سے پیار ہوتا ہے اور خود سے بھی کہ مجھے تم جیسا سکھ ملا، اور اللہ نے مجھے تم جیسے بے بی کی ماں بنایا۔ میں بہت پیار کرتی ہوں آپ سے میری جان۔ بابا کی جان ہو تو میاں کے دل کا حصہ ہو"

وہ خود بھی تھوڑا اداس تھا، یہ سب اس بچے کے لیے نیا تھا پر میرال سوچ چکی تھی کیسے مصطفی کو یہ سب سیکھانا ہے، کیسے مہر کو اسکا حق دلانا ہے۔

اورحان کے ونڈو سے دو آئس کریم باول دینے پر وہ جذباتی باشندے متوجہ ہوئے تو اورحان نے بھی محسوس کیا کہ دونوں ڈاون ہیں۔

"بابا میں مہل شے پیال تلوں گا۔ میال نے تہامہل دول تلی دئی ہے۔۔۔بوت دول۔۔۔(بابا میں مہر سے پیار کروں گا، میرال نے کہا مہر دور چلی گئی ہے۔بہت دور)"

مصطفی کو آئس کریم تو یاد ہی نہ رہی، میرال کی آنکھیں اس بچے کی بات پر بھیگیں تو اورحان نے آزردہ نظروں سے مصطفی کو دیکھا پھر میرال کو جو اپنے آنسو چھپا کر چہرہ موڑ گئی، اورحان نے دونوں آئس کریمز وہیں گاڑی کے اوپر رکھیں۔

"یہاں آو بابا کی جان"

اورحان نے کار ڈور کھولے بھیگی آنکھوں سے دیکھتے مصطفی کی طرف ہاتھ پھیلایا ہی کہ وہ جلدی سے اورحان سے جالپٹا، اورحان نے واپس اٹھتے ڈور

بند کرتے مصطفی کو اپنے سینے لگایا جبکہ دوسری طرف جاکر میرال کی سائیڈ کا ڈور کھولا تو وہ ہنوز آنکھیں سی رگڑتی باہر نکلی، اور حان سے اسکی زخمی نظروں کا ملنا دل تڑپانے سا تھا۔

"وہ دور جا کر بھی آپکے دل میں ہی ہے میری جان۔ آئی ایم سوری تمہیں اتنا وقت تمہاری ماں کے حوالوں سے دور رکھا۔ معاف کر دو مجھے"

آج اور حان کو لگا اس نے اپنے محسن سے واقعی بہت ناانصافی کی ہے، مہر سے اسے ناواقف رکھ کر، لیکن اسکی یہ غلطی میرال نے سدھارنے کی کوشش کی اور یہ چھوٹی بات نہ تھی۔

"تیوں تلوں۔۔۔نی تلوں دا (کیوں کروں۔ نہیں کروں گا)"

وہ ناسمجھ سا بچہ آگے سے منہ پھلا گیا، وہ دونوں دردناک سا اسکی کیوٹنس اور سادگی پر مسکرائے۔

"آئس کریم دوں تب بھی نہیں؟ ہو نٹوں پر پاری کروں تب بھی نہیں؟"

اور حان نے پہلے اسے اسکا فیورٹ آئس کریم باول تھمایا پھر اسکے گلابی ہونٹ چومے جس پر مصطفی پھول کی طرح خوشی سے راضی ہوا، جبکہ فوری بابا سے چمٹ گیا کیونکہ وہ لوگ پلے ایریا جا رہے تھے جبکہ اور حان نے اس بیچ ساتھ کھڑی میرال کو بھی اسکی آئس کریم دی پر دو بائیٹس لگا کر، پھر وہ جس ہاتھ سے اپنی آئس کریم پکڑنے لگی، اسکو اور حان نے چوما، میرال نے زخمی نظروں سے دیکھا اور وہ یوں مسکرایا جیسے کہہ رہا ہو، میرال آپ نے مجھے خرید لیا۔

وہ مصطفی کو پلے ایریا لے جا کر مستی کرنے دے رہے تھے جبکہ وہ دو وہیں پاس بینچ پر بیٹھے تھے، میرال نے اپنا سر اور حان کے کندھے پر ٹکا لیا تھا جبکہ دونوں کی نظر سلائڈنگ کے مزے لیتے مصطفی پر تھی۔

"مجھے سمجھ نہیں آتی تھی اس چھوٹے سے بچے کو کیسے اسکی ماں کا بتاوں پھر اگر بتاتا بھی میرال تو اگر وہ مانگ لیتا مما تو میں اسے کہاں سے لا کر دیتا۔ہاں کہیں اندر سینے میں ایک گلٹ تھا میرال کہ وہ اتنی اچھی دوست تھی

میری، مجھے سنوار گئی۔ تو کیا مصطفی کو اس سے بے خبر اور انجان رکھ کر میں ٹھیک کر رہا ہوں۔ میں اس معاملے میں بہت بے بس تھا۔ پھر۔۔۔"

وہ خود بھی بہت تکلیف میں مبتلا تھا، میرال نے اسکے کندھے سے سر اٹھائے سرخ آنکھوں سے اور حان کو دیکھا۔

"پھر؟"

وہ جاننا چاہتی تھی، آنسو ہوئی سر گوشی کی۔

"پھر آپ کو مجھے عطا کر کے میری بے بسی ختم کی گئی۔ کیونکہ میرا گلٹ سچا تھا۔ میں مہر کو اسکی طرح محبت نہیں دے سکا لیکن میں چاہتا تھا مصطفی اسے کبھی نہ بھلائے، شاید مہر کا سکھ یہی ہے کہ اسے ہم کبھی نہ بھلائیں۔ ہمیشہ یاد رکھیں۔ وہ بچہ جسے جنم دے کر دیکھنے کی بھی اسے مہلت نہ ملی، وہ آپکی وجہ سے اب مہر سے محبت کرے گا۔ میرال یہ آپ نے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ م۔۔ میں اس احسان کو کبھی نہیں چکا پاؤں گا۔ تھینکیو سو مچ۔ آپ

نہیں جانتیں آپ نے میرے دل کا بہت بڑا درد دور کیا ہے۔۔۔۔ میں بیاں نہیں کر سکتا اس کیفیت کو"

وہ جانتی تھی اس سب سے مصطفی اور اور حان کا ریلیف جڑا ہے اور وہ ان دو سے ایسی محبت کرنے لگی تھی جس میں وہ اپنی ذات بھول چکی تھی۔

"مجھے مہر سے جیلسی ہوتی ہے بتایا تھا آپکو لیکن جب جب مصطفی کو دیکھتی ہوں، عجیب سا پیار آتا ہے۔ پھر جب یہ سوچتی ہوں کہ اسے محبت کے بدلے آپکی محبت نہیں ملی تو شدید دکھ ہوتا ہے۔ عورت جس مرد سے محبت کرتی ہے، اسکی پہلی اور آخری خواہش یہی ہوتی ہے کہ وہ شخص بھی اسے ٹوٹ کر چاہے۔ لیکن کسی کو مکمل جہاں نہیں ملتا۔ مہر کو مصطفی کی محبت اور ہم دو کی دعائیں ملیں گی تو وہ اس جہاں بہت خوش ہو گی۔ اسکے خسارے ختم ہو جائیں گے۔"

میرال نے اور حان کا چہرہ چھوئے اسکے آنسو صاف کیے جو میرال کو پانے کی شکر گزاری میں بہہ نکلے تھے، وہ اس وقت بہت کمزور فیل کر رہا تھا خود کو، وہ تو میرال کے لیے پہلے ہی جنونی تھا اب تو ممکن تھا اس لڑکی کا مرید ہو جاتا۔

"I love you so much miraal"

وہ جذب و دیوانگی کے سنگ اسکا ہاتھ چومتا بولا کہ جناب کے خوبرو چہرے پر یہ تڑپ بلا کی آفت لگ رہی تھی۔

"But I Ishq You"

وہ بھی جواباً میٹھی سی مسکرائی، جبکہ انکی خوشی کو چار چاند مصطفی لگا رہا تھا جو اب ہلکے ہلکے بالز سے کھیلتا ان دو کی طرف پھینک رہا تھا، میرال اور اور حان دونوں کا پیار ایک دوسرے کے لیے جتنا تھا اتنا اس ننھی قیمتی جان کے لیے تھا۔

..________________..

"میں تمہارے لیے چاکلیٹ شیک لائی ہوں۔اب تمہیں بھوکا پیاسا تھوڑا باندھ کر رکھ سکتی ہوں۔اس میں فروٹس چنکس بھی ہیں۔پیٹ بھی بھر جائے گا۔آئی وش ہم ڈنر پر جاتے،اوٹنگ کرتے پر تم یوں اتنے پیارے لگ رہے ہو کہ نہ میرا کہیں جانے کا دل چاہ رہا نہ تمہیں آزادی دینے کا"

وہ کچھ دیر کے لیے نیچے گئی تھی،ایمن اور ماہیل ہی ڈنر پر تھے تو دونوں نے ہی کھانا کھایا تھا جبکہ واک پر ساتھ نکلے تھے،ماہا اور رحمان کو بھی پک کر لیا تھا ساتھ۔

جبکہ اجر جب ساڑھی پہنے کچن میں گھسی تو میڈ نے آکر مسکرا کر پہلے اسکی تعریف کی جسکی ابھی تک باسل کو بھی توفیق نہ ملی تھی پھر اسکی شیکس بنانے میں مدد کرنے کی آفر کی تو اجر نے تھوڑی سی مدد لی،لیکن گلاس خود ڈیکوریٹ کیے،ایک ایپل اور بنانا شیک بنایا اور دوسرا چاکلیٹ بنانا شیک،اور کچھ بیریز کو کرش کر کے چنکس ایڈ کیے،ایک گلاس کو کیرمل سے سجایا دوسرے کو چاکلیٹ سے۔

وہ دونوں خوبصورت سے گلاس ٹیبل کی سطح پر رکھے ادا سے اپنی ساڑھی کا پلو سمیٹے باسل کو دیکھتی اسکے سامنے ہی ٹیبل پر بیٹھی، دونوں میں دو دو سٹراء تھے۔

"بٹ مجھے چاکلیٹ پسند نہیں۔ چینج کرو"

وہ ٹھیک سے ٹیک ہٹائے بیٹھا اور فوری دوسرے والے کریمی گلاس کو دیکھتے ڈیمانڈ کی تو اجر نے فوری مان لی اور اسکا والا گلاس اٹھا کر باسل کے ہونٹوں کے پاس کرتے سٹرا باسل کے ہونٹوں کی پہنچ میں دیا، وہ ایک سیپ بھر کر ہی گلاس کو آدھا کر چکا تھا، اجر نے فوراً سے وہ سٹرا اسکے ہونٹوں سے نکالتے گلاس پیچھے کیا۔

"تم انسان ہو یا ڈرینگ مشین۔ آرام سے چھوٹے چھوٹے سیپ لے کر پیو"

وہ اسکے جذباتی پن پر فوراً ڈانٹ گئی، باسل نے مسکرا کر آگے جھکتے واپس سٹرا منہ میں لیا تو اجر نے خفیف سا ترس کھاتے گلاس واپس پہنچ میں کیا۔

"تم نے یہ بہت اچھا بنایا ہے۔ مجھے بہت بھوک لگ رہی تھی۔ ہاتھ کھولو کہیں چلتے ہیں۔ ایسے مت کرو میرے ساتھ"

باسل نے لگ بھگ پورا پی لیا تھا، سٹرا سے شیک تو پی لیا پر جو کریم اور جھاگ تھی اسکے لیے گلاس سے ایک آخری سیپ لینا پڑ رہا تھا جبکہ اجر نے اس سے پہلے ہی گلاس پیچھے کیا۔

"لاسٹ سیپ"

وہ سٹرا نکال کر ٹرے میں رکھتی بہت احتیاط سے اسے گلاس سے آخری سیپ پلائے اسکی ڈیمانڈ کو ادائے بے نیازی سے رد کرتی گلاس ہٹائے ہنسی کیونکہ وہ جھاگ باسل کی مونچھیں بنا گئی تھی۔

"تم بلکل بچے ہو باسل"

وہ انگوٹھے کی پور سے اسکے اپر لپس ایریا پر لگی جھاگ مٹائے جب اسکی سیاہ آنکھوں میں جھانک بیٹھی تو مسکراہٹ لمحے میں غائب ہوئی۔

"حرکتیں تو تم بچوں والی کر رہی ہو۔۔۔"

وہ شکوہ کرنا نہیں چاہتا تھا پر ہونٹوں پر مچل سا اٹھا تھا۔

"دیکھو مجھے تم سے ڈر لگ رہا ہے۔م۔میں تمہیں سچ بتاتی ہوں۔مجھے ابھی بھی لگتا ہے تم ہی آتشم ہو۔وہ میں تمہاری باڈی پارٹس کو چھو بھی اسی لیے رہی تھی کیونکہ آج میں نے اسے بہت پیٹا ہے لائک پنچنگ بیگ۔۔۔لیکن تمہیں درد نہیں ہوا مطلب تم آتشم نہیں ہو۔م۔۔میں اس سب کو سوچ سوچ کر پاگل ہو رہی ہوں"

وہ مزید فرار نہ کر پاتے سچ سچ اسے اپنی اندر کی تکلیف سمجھانے لگی۔

"اگر یہ سچ ہوا تو؟"

باسل نے اسکی بھوری آنکھوں کو تکتے اک سرگوشی کی۔

"ن۔۔نہیں۔مار دوں گی تمہیں میں"

وہ نفی کرتی پست سا غرائی۔

"تمہیں پتا ہے وہ اچھا ہے"

باسل نے جیسے آزردگی سے یہ جملہ کہا پر اجر جانتی تھی وہ اچھی نہیں ہے، وہ نفی کر گئی۔

"واٹ ایور۔۔ تم صرف باسل ہو۔ میرے ہسبنڈ۔۔۔۔ پلیز مجھے یقین دلا دو تاکہ آگے سے کچھ بھی ہو جائے میں کنفوز نہ ہو سکوں۔۔۔ تم صرف باسل ہو"

وہ اس سے التجاء کر رہی تھی، وہ سچ بتا کر اجر کے ہاتھوں مرنے کو تیار تھا پر آج اسے لگا یہ سچائی وہ اجر کو عمار کے بعد بھی اب نہیں بتا سکے گا، اس لڑکی نے آتشم سے باسل کو ختم کرنے کی ڈیل کی تھی، ہاں وہ تکلیف جب اجر نے اسے اسی کی سپاری دی، مر کر بھی بھول نہیں سکتا تھا، اسی دن باسل نے قسم

کھائی تھی کہ اجر کو کبھی پتا نہیں چلنے دے گا وہ باسل ہی تھا، وہ اجر کی آنکھوں میں ندامت دیکھنے سے پہلے مرنا پسند کرتا۔

"میں صرف باسل ہوں۔ مجھ سے مت ڈرو"

وہ ایک ہی جھٹکے سے اپنے ہاتھوں کی کلائیوں پر زور ڈالے سلک ٹائی کے ریشے ادھیڑتا ہوا اپنے ہاتھ آزاد کیے جب اجر کی کمر کے درمیانی حصے پر ہاتھ رکھے اپنے قریب کر گیا وہ یوں تھی جیسے کاٹو تو لہو نہ رہا ہو، اجر نے اپنی ٹھوڑی سے جڑے باسل کے ہاتھ کو پکڑ کر کلائی دیکھی وہاں سرخ بہت دردناک سی لکیر بن گئی تھی، زور لگانے کے سبب وہ ٹائی اسکی دونوں کلائیوں میں رسی کی طرح کھب کر بہت برا نشان چھوڑ گئی تھی۔

"ب۔۔باسل۔۔۔یہ کیا؟"

وہ روہانسی ہوئی اسکی کلائی کا وہ دردناک دبا حصہ دیکھے ٹائی کو دیکھنے لگی جسکے چیتھڑے ہو گئے تھے، پر وہ بس اجر کو دیکھ رہا تھا جسکی آنکھیں باسل کے

اتنے سے درد پر پگھل گئیں لیکن جب وہ آتشم تھا تب وہ بے رحم تھی اور اجر سیال کو بے رحمی سیکھانے کے لیے اسے ابھی یہ کھیل مزید کھیلنا تھا۔

"یہ کچھ بھی نہیں۔ تم ہاتھ کھول بھی دیتی تو میں تمہارے سامنے ایک قیدی ہی ہوں۔ جسکی اپنی کوئی ذات نہیں ہے۔ سب تم سے ہے"

وہ محبت سے بولا جبکہ اجر کی آنکھیں اسکے لہجے کے درد پر بھرنے لگیں۔

"ن۔۔ نہیں۔ ایسا مت کرو یہ ہرٹنگ سا ہے باسل۔ میں نے تمہیں کبھی قید نہیں کیا۔ میں نہ کبھی قید کرنا چاہتی ہوں۔ جتنا میں نے تمہارا دم گھوٹ لیا ہے وہی کافی ہے۔ تمہاری کلائیوں کے یہ نشان مٹ ج۔۔ جائیں گے ناں۔۔۔ یہ پرمنٹ تو نہیں ہیں؟"

وہ اسکے کہے کو دلخراش لہجے اور لفظوں سے جھٹلا گئی تو باسل نے اپنی کلائی کی جانب دیکھتے اک تھکی سی سمائیل دی۔

"پرمنٹ بس تم ہو۔ میرے دل میں بسی ہوئی"

وہ اسکے شکوے پر بھی محبت سے جواب دے کر اجر کو شاید رلانے کے موڈ میں تھا۔

"آ۔۔ آئی ایم سوری۔ تم نے کیوں زور لگایا۔ میں بھی ناں۔۔ بہت بری ہوں۔۔ م۔۔ مجھے لگا یہ رومنٹک ہو گا۔ م۔۔ مجھے نہیں پتا تھا یہ تکلیف دہ ہو گا"

وہ اپنی بھوری آنکھوں کو چھلکنے سے روکنے کے جتن کر رہی تھی، باسل نے اسکے شرمندگی سے نظریں جھکانے پر اسکا پھر ماتھا چوما، وہ دونوں بازو اسکے اطراف جمائے مزید باسل کے گلے لگی، اس نے اس بات کا اعتراف کیا کہ اسے باسل کے قریب آنے کے لیے مزید کوئی جتن یا خواہش کرنے کی ضرورت نہیں، وہ اسکے بہت قریب تھی، دل سے جڑھ گئی تھی۔

"یہ واقعی رومنٹک تھا۔ تکلیف دہ نہیں ہے۔"

وہ اسکی دھیمی سی سرگوشی پر گہرا سانس لیتی باسل کے سامنے ہوتی اسکا
چہرہ اور یقین دلاتی آنکھیں دیکھے مسکرائی۔

"میں نے تم سے کبھی نفرت نہیں کی، سچ بتاوں تمہیں۔ میں تم سے نفرت کرنے کی کوشش کرتی تھی۔ جب بھی میرا تمہارے لیے دل پگھلنے لگتا میں خود کو ایک لیکچر دیا کرتی کہ نہیں اجر، اس سے کسی قسم کی دلی وابستگی نہیں بس نفرت کا رشتہ رکھنا ہے۔ م۔۔ میں سچ میں بہت بری ہوں کہ میں نے تو نفرت کی بھی توھین کی ہے۔ مجھے کچھ بھی ٹھیک کرنا نہیں آتا، لیکن میں مرتے دم تک سب ٹھیک کرنے کی کوشش کی ہمت رکھتی ہوں"

وہ اسکے ہر لفظ کو سنے سر نفی میں ہلائے مسکرایا، اسے ہمت جمع کرتی اجر تو
چاہیے ہی نہ تھی۔

"میں تمہیں تمہاری ہمت آزمانے والا لگتا ہوں؟"

وہ اسکے رخسار کو جس طرح اپنے ہونٹوں سے چوم کر بولا، اجر کو لگا وہ جتنی بار باسل کے قریب اسکا چہرہ چومنے ہوئی، یہ آدمی اس ہر لمحے پر بازی لے گیا، کیا کسی کا چہرہ چومنا اتنا خوبصورت بھی ہو سکتا ہے، اجر نے امید نہ کیا تھا، وہ اسے جس طرح دیکھتا، عقیدت سے دل میں رکھتا، ایون ہزار خواہشوں کے بھی اسکے کبھی خود صرف اپنی مرضی کے لیے قریب نہ آتا تھا، اجر شاید انہی اداوں پر مر رہی تھی، ہاں جب ہم محبت کرنے والے کو کنسیڈر کرنے لگیں تو ہمیں محبوب بنے رہنے کی تمنا ہونے لگتی ہے۔

"بلکل نہیں۔ تم نے تو مجھے حد سے زیادہ ڈھیل دے کر بگاڑا ہوا ہے باسل"

وہ اک دلسوز سا شکوہ ان سیاہ آنکھوں میں جھانک کر کر بیٹھی۔

"جب تک زندہ ہوں۔ تم بگھڑنے کا حق رکھتی ہو"

وہ اسکے رخسار کو سہلائے کھلے دل سے اسے عیاشی بخش رہا تھا، جب وہ بنا آنکھیں جھپکائے اسے دیکھنے لگی۔

"مزید مت بگھاڑو مجھے۔ میں اوٹ آف کنٹرول ہو جاوں گی، بتاو کیا کروں میں تمہارے لیے؟ اس وقت میر اسارا دھیان صرف تمہاری طرف ہے۔م۔۔مجھے اور کچھ بھی یاد نہیں۔مجھے نہیں پتا یہ محبت ہے یا اٹیچمنٹ لیکن ایسا لگ رہا ہے تمہیں دیکھتے رہنا مجھے ہمیشہ ٹھیک رہنے میں مددگار ہو گا۔میں ک۔۔ کبھی کمزور نہیں پڑوں گی۔جب بھی گرنے لگی، تمہارا ہاتھ ہے سنبھالنے کو یہ یقین رہے گا مجھے۔میں نے بہت عجیب عجیب پاگل پن کی حد تک جاتی تکلیفوں کو سہا ہے باسل اور کچھ لمحے مجھ پر ایسے آئے جب میں نہ چاہا تم بھی مر جاو اور میں بھی۔۔۔میں ان لمحات کے لیے شرمندہ ہوں کہ میں اس لیول تک گئی۔تم مجھے منافق یا مطلبی مت سمجھنا کیونکہ میں تمہارے سامنے ہمیشہ اپنے سب سے پیور ورژن میں رہی ہوں۔۔"

وہ اب بھی آنسووں کو سنبھالے ہوئے بے حد بے چین تھی، باسل نے اسکے حرف حرف کو بہت دل سے سنا، وہ ہر عہد اور زمانے میں صرف باسل ماہیل کی رہی ہے، اس پر وہ بند آنکھوں یقین رکھتا تھا۔

"یہ سب مجھے مت بتاو۔ میں تمھیں تم سے زیادہ جانتا ہوں"

وہ اسکی شدت پسندی پر مسکائی، اس شخص کا ہاتھ اجر کی کمر کے درمیان جما کب سے اجر کو محسوس کر رہا تھا، اسکے بلاوز کے نیچے اسکی سکن کی حدت اپنی ہتھیلی سے سہلا رہا تھا، وہ اسکے پاس سے کبھی جانا نہیں چاہتی تھی۔

"میرا شیک تو گرم ہو جائے گا۔ میں پی لوں اگر تم مجھے تھوڑا خود سے دور کر دو؟"

وہ اسکی قربت سے بلکل خوفزدہ نہ تھی پر پیٹ میں بھوک کے سبب چوہوں کی فائیٹ نے اسے مجبور کر دیا۔

"پی لو۔۔۔"

باسل نے اسے کھلے دل سے آزادی دی تو وہ زرا اس کے پاس سنبھل کر بیٹھی اور گلاس اٹھا کر سیپ لیا، یہ والا بھی بہت اچھا بنا تھا، وہ اس کی بازو کے حصار میں بیٹھی اپنا بنایا شیک مزے سے انجوائے کرتی بیچ میں رک رک کر

باسل کو دیکھتی اور جب وہ اسکی سانسوں میں گھلنے لگتا تو وہ شرارت سے فورا سٹراء ہونٹوں میں دبا لیتی۔

وہ اس کھیل کو مزے سے کھیل کر جب شیک فنش کر چکی تو باسل نے اسکے ہاتھ سے گلاس باقاعدہ چھین کر سامنے رکھا، اجر کا چہرہ دھنک ہوا جب وہ واپس مرتے ہی اسکے بھیگے ٹھنڈے ہونٹوں کی تازگی چرانے کو اسے اپنے سینے سے لگا تا کچھ لمس کی زبان میں اسے بتانے لگا کہ وہ دنیا جہاں کی ہر مٹھاس کو جمع کیے بنی ہے، وہ اسکی اک پل نرماہٹ اور اسکے دوسرے پل شدت پر مسکرائی تو وہ زرا فاصلہ سمیٹ گیا۔

"تمہیں اچھا لگ رہا ہے یا تم میری نرمی کا مزاق اڑا رہی ہو؟"

وہ آبرو اچکائے گھورا تو اجر نے اسکا روٹھا چہرہ ہاتھوں میں بھرا، نوزیاں ملائیں۔

"تمہاری نرمیاں میرے سٹمک میں گدگدی کرتی ہیں۔ اور تمہاری شدتیں مجھے پوراگدگدا دیتی ہیں۔ بیچ کی راہ نہیں ہے کوئی تمہارے پاس؟"

وہ اسکے منہ کے پاس ہوتی سرگوشی میں بولی جس پر باسل نے نفی کرتے اس بہکی بہکی اجر کو دیکھا جسے وہ نرماہٹوں بھرے لمس سے بھی مدہوش کرسکنے کی اہلیت رکھتا تھا۔

"نہیں۔ جو ہے بس سامنے ہے تمہارے"

ایسی سادگی پر کون نہ مر جائے، وہ اسکو دیکھتی لجا کر نظریں جھکا گئی۔

"ہم بہت قریب آتے جارہے ہیں۔ ہمارا رشتہ ریشم سا ہوگیا ہے۔ تم پرسنل ہوتے بہت اچھے لگتے ہو"

اسی شرم وحیا کے سنگ وہ اسے واپس دیکھنے لگی، باسل کی اسکی کمر میں دبی انگلیوں کی گرفت جب بڑھی تو اجر خفیف سا کراہ کر اسکے مزید نزدیک ہوئی۔

"مجھے ایسے بے دردی سے مت چھونا۔ میں مار ڈالوں گی تمہیں"

وہ اسے دھمکی دے گئی جبکہ باسل نے اسکا ہاتھ پکڑتے جب اجر کی انگلیوں کو پکڑتے باری باری چوما، وہ عجیب ساخود میں مچل کر سمٹی، اس سے پہلے کہ اس شخص کی پیاس بجھنے کی سبیل ہو پاتی، اسکے فون بجنے نے ان دو کو پھر سے روک دیا، یہ نہ رکتا تو آج تباہی مچ جاتی۔

"دنیا پوری بے تاب ہے۔۔۔ صرف ہم ہی نہیں"

وہ شرارت سے آنکھ ونگ کرے دور ہوا تو اجر اپنا سینہ سہلانے لگی کیونکہ جو اٹیک اس پر ہونے والا تھا اسکے بعد وہ بھی بچنے والی نہ تھی۔

کال کسی ان نون نمبر سے تھی تبھی باسل نے فوری پک کی، کچھ میسجیز بھی تھے جین کی طرف سے۔

باسل نے پہلے کال ہی پک کی، جبکہ اس طرف ریسپشنسٹ تھی جس نے کال لگتے ہی ریسیور حرا کو دیا، فون لیتے ہی وہ جیسے پھوٹ پھوٹ کر روئی، خود باسل کا چہرہ پریشانی سے سفید پڑ گیا۔

"رو رہی ہے حرا۔۔۔"

وہ بدحواس سا پاس رکتی اجر کو دیکھتے بڑبڑایا جس سے وہ بھی پریشان ہوئی۔

"پوچھوناں اس سے کیا ہوا؟ بارس کے ساتھ گئی تھی وہ"

اجر نے بھی پریشان ہوتے شدید مضطرب ہوتے کہا جیسے دونوں کی حرا کے رونے پر سانس اٹکی ہو۔

"میری جان۔۔ حرا۔ کیوں رو رہی ہو۔۔۔ رونا بند کر کے بتاؤ کیا ہوا ہے؟"

باسل سے سب برداشت تھا، حرا کا یوں ہچکیاں بھر کر رونا نہیں، جبکہ ریسپشنسٹ تک اس چھوٹی سی لڑکی کے اتنا دردناک رونے پر اپنی جگہ سے آگے آئی اور اسے سنبھالا۔

"ادھر دو میں بتاتی ہوں"

اس لڑکی نے فون حرا کے کانپتے ہاتھ سے لیا جبکہ خود ریسیور کان سے لگایا۔

"ہیلو سر۔ میں ہوسپٹل سے بول رہی ہوں۔ مسٹر بارس پر ایسیڈ اٹیک ہوا ہے، اسکے چیسٹ اور سٹمک پر۔ وہ آئی سی یو میں ہیں۔ یہاں حرا اکیلی ہے آپ پلیز آجائیں۔"

اس لڑکی کی بات سنے پیچھے حرا کا رونا محسوس کیے یہ خبر باسل کے حواسوں پر بمب کی طرح ہی گری تھی، چہرہ جیسے سنتے ہی پیلا ہو گیا تھا۔

"واٹ۔ اوہ مائی گاڈ۔۔۔ ہوسپٹل کا بتائیں مجھے"

باسل کا سپید چہرہ دیکھے اجر نے بھی اپنے منہ پر ہاتھ رکھے پھٹی نظروں سے باسل کو دیکھا جو اس لڑکی سے ایڈریس لیے اسکو حرا کا ان کے آنے تک خیال رکھنے کی تاکید کیے رابطہ توڑ ہی پایا جب اجر نے اسکی شرٹ کے گریبان کو تھامے سرخ آنکھوں سے باسل کو دیکھا۔

"ک۔۔کیا ہوا ہے باسل۔۔سب ٹھیک ہے؟"

اجر کی آواز جیسے انہونی کے خوف سے لرزی تھی۔

"چینج کرو۔ہمیں ہوسپٹل چلنا ہے اجر۔۔۔جلدی آو میں گاڑی میں ویٹ کر رہا ہوں"

وہ اسے کچھ بتائے بنا ہی گاڑی کی کیز ریک سے اٹھائے دروازے کی طرف بڑھا تو اجر نے پریشان و بیقرار نظروں سے اسے جاتے دیکھا اور عجیب سی گھبراہٹ سی دباتی چینج کرنے بڑھی، دو تین منٹ تک وہ سنپل ایک جیسی بلیک قیمص اور بلیک ہی پاجامہ پہنے باہر آئی، فلیٹ جوتے پہنے اور اسکے ساتھ

کا دوپٹہ بھی گلے میں رول کرتے وہ تیزی سے اپنا سائیڈ ٹیبل پر رکھا فون اٹھائے روم سے نکلی، سیڑھیاں اترتی نیچے آئی تو کوئی بھی نہ تھا تبھی وہ سیدھی پیلس سے باہر نکل گئی، باسل نے گاڑی پیلس سے نکال لی تھی اور وہ باہر گیٹ کے پاس ہی اسکا منتظر تھا۔

"خدا کے لیے باسل کچھ بتاو کیا ہوا ہے۔؟"

وہ کار ڈور کھولے پیسنجر سیٹ پر آ کر بیٹھتے ہی باسل کی طرف ملتجی نظروں سے دیکھنے لگی جو خود بہت پریشان لگ رہا تھا۔

"بارس پر ایسیڈ اٹیک ہوا ہے۔"

وہ شدید افسردگی سے بتاتے بولا جبکہ اجر نے نفی کرتے سرخ آنکھوں سے باسل کو دیکھا۔

"نہیں۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو باسل۔۔۔ ایسیڈ اٹیک کس نے کیا۔ ک۔۔ کیا چہرے پر؟"

وہ اپنے آنسو سنبھالے گھٹی سی آواز میں بولی پر باسل نے نفی کرتے اسکا ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھ میں لے کر دبایا۔

"سٹمک اور چیسٹ پر بتا رہی تھی وہ ریسپشنسٹ۔ڈیٹیل ہوسپٹل چل کر پتا چلے گی۔جس نے بھی یہ کیا ہے وہ اسکی قیمت دے گا۔پریشان مت ہو۔سب خیر ہو گی"

اپنے ایک بھائی کو کھونے والی بہن، دوسرے بھائی پر اس درجہ بربریت بھری تکلیف اترنے پر بھلا کیسے پریشان نہ ہوتی، کیسے اسکے دل کے ہزار ٹکرے نہ ہوتے، بظاہر تو اس نے حوصلہ مندی دیکھائی پر وہ منہ دوسری جانب پھیرے اس گہری رات کو ہر جانب سے مزید تاریک ہوتا محسوس کر رہی تھی جیسے دم سا گھٹ رہا ہو، باسل نے گاڑی سٹارٹ کی تو اجر نے ہاتھ چھڑوائے اپنے بے قابو آنسو فورا رگڑے تھے۔

وہ بس ہر سانس بارس کے لیے دعا گو رہی، ہوسپٹل زیادہ دور نہ تھا تبھی وہ جلدی پہنچ گئے، پہلے ہی کوریڈور کو عبور کیا تو ان دونوں کی پریشان تڑپتی نظروں میں حرا آئی جو ہنوز بالوں میں انگلیوں کو پھنسائے رو رہی تھی۔

"حرا"

باسل کی پکار سنتے ہی وہ سر اٹھائے فوری اٹھی اور روتی ہوئی باسل کے سینے جا لگی، باسل نے محسوس کیا وہ پوری کانپ رہی تھی جبکہ اجر نے بیقرار نظروں سے آئی سی یو روم کے دروازے کی طرف قدم بڑھاتے اندر دیکھنے کی کوشش کی پر بارس کے ارد گرد ڈاکٹرز اور نرسیز کھڑے تھے، وہ اسے دیکھ پانے میں ناکام ہوئی تو دل مزید درد سے کچل کر رہ گیا۔

"اللہ میرے بھائی کی حفاظت کریں پلیز۔ب۔بارس تمہیں کچھ نہ ہو میری جان۔م۔۔مجھے لگتا تھا جیسے عمارب۔۔بھائی کے ہوتے کبھی کوئی تکلیف ہم

دو تک نہیں آئی۔ میرے ہوتے تم تک نہیں آئے گی۔۔ل۔۔ لیکن میں اچھی محافظ نہیں۔ تمہارے ایک ایک جلن بھرے لمحے پر قربان۔۔۔"

وہ اپنی آواز اور لہجہ ٹوٹنے سے روک نہ سکی جبکہ باسل بھی حرا کے رونے سے بری طرح ڈسٹرب ہو رہا تھا، وہ بارس کو ہوتی تکلیف کے اثر سے بہت بری طرح جکڑی معلوم ہو رہی تھی۔

"بس کرو رونا حرا۔ بتاو مجھے یہ سب کیسے ہوا۔"

باسل نے حرا کو کچھ سنبھلتا دیکھے اسکا چہرہ ہاتھوں میں لیے پوچھا جبکہ اجر بھی مایوس اور رنجیدہ سی ان دو کی طرف چلی آئی۔

"ب۔۔ بھائی بارس کی ریس تھی۔ اسکے فرینڈز ا۔۔ اسے گڈ لک ہگ دینے آئے تو ان میں ل۔۔ لڑکیاں بھی تھیں۔ مجھے ا۔۔ اچھا نہیں لگا کوئی بارس کو ہگ کرتی تو میں نے ان سبکو منع کیا۔ ح۔۔ حق جمایا کہ بارس میرا ہے اسے کوئی د۔۔ دوسری لڑکی نہیں چھو سکتی۔"

حرا کے ہچکیاں بھرے بھیگی سانس اندر کھینچ کر بتانے پر باسل اور اجر دونوں نے ہی دم سادھ لیا کیونکہ وہ کچھ دیر سانس سنوارنے چپ ہوئی۔

"پھر کیا ہوا حرا۔۔ کس نے کیا بارس پر یہ اٹیک۔۔نام بتاو اسکا میں اسے چھوڑوں گی نہیں"

اجر کی آواز بھی جیسے تکلیف سے پھٹنے سی لگی۔

"و۔۔وہ لڑکی بارس کے گروپ فرینڈز میں ہ۔۔ہی تھی۔جب میں ریس دیکھنے آڈینس میں بیٹھی ہوئی تھی تو آکر کہتی ہے وہ ب۔۔بارس کو نائنتھ کلاس سے پسند کرتی ہے۔۔۔م۔۔مجھے کہتی ہے تم کدھر سے ٹپک آئی۔۔۔اور بھائی اس نے مجھے کہا میرے ڈیڈ بہت بڑے آدمی ہ۔۔ہیں تو پیسے لے کر بارس کو چ۔۔چھوڑ دوں۔۔۔میں نے اسے آگے سے آپ اور ا۔۔اور حان بھائی کی دھمکی دی تبھی اس نے مجھ پر و۔۔۔وہ ایسیڈ پھینکا تھا پ۔۔۔پر پتا نہیں ک۔۔کہاں سے بارس سامنے آگیا۔۔۔"

وہ روتی روتی اپنی بات مکمل کر چکی تھی جبکہ اسی وقت انسپکٹر رضا ہی کے تھانے کے کچھ لوگ حرا سے پوچھ گچھ کرنے آتے نظر آئے۔

باسل اور اجر کو مزید کچھ کہنے کا موقع نہ ملا کیونکہ حرا کا بیان ضروری تھا۔

حرا نے سب کچھ ان دونوں کو بھی بتایا جبکہ اجر نے انھیں اس معاملے کو خاص توجہ دینے کا کہا جس پر وہ فرمانبرداری کا تاثر دیتے نظر آئے۔

بارس کا ٹریٹمنٹ کیا جا رہا تھا جبکہ وہ تینوں اس وقت شدید تکلیف سے گزر رہے تھے، باسل نے فی الحال کسی کو انفارم نہیں کیا تھا۔

حرا ابھی بلکل نڈھال تھی، باسل، دیوار سے لگ کر کھڑی افسردہ سی اجر تک پہنچا جو بلکل ٹھیک نہ تھی۔

"بڑی کو انفارم کر دوں؟"

باسل کو دیکھتے ہی وہ دیوار سے ٹیک چھوڑے کھڑی ہوئی تبھی باسل نے اسے آہستگی سے پکڑ کر گلے لگایا تھا، وہ بے جان سی معلوم ہوئی تبھی باسل نے اس سے پوچھا مگر اجر نے روبرو ہوتے نفی کرتے منع کیا۔

"ڈاکٹرز کو باہر آنے دو۔۔۔۔ میرا دل کہتا ہے وہ ٹھیک ہے۔ سب پریشان ہو جائیں گے باسل ابھی مت بتاو کسی کو"

وہ سبکو پریشانی سے کچھ دیر بچانا چاہتی تھی کیونکہ بہرحال سبکو بعد میں تو بتانا ہی تھا۔

"ٹھیک ہے جیسا تم کہو۔ ڈونٹ وری۔ بارس کا ہر ممکنہ ٹریٹمنٹ ہو گا یہاں۔ اسے کچھ بھی نہیں ہو گا۔ مجھے پتا ہے تم بہت سٹرونگ ہو، یہ سب تمہیں کمزور نہیں کر سکتا"

وہ باسل کو جو ابا دلخراش نظروں سے دیکھ رہی تھی کہ اسے سب سے زیادہ سمجھنے اور چاہنے والا اس سے ہمت و صبر کیسے امید کر سکتا، اسے نہیں پتا تھا یہ کتنے مشکل کام ہیں۔

"حرا نے جو کیا، وہ کچھ او ور نہیں ہے باسل۔۔۔ دنیا سبین جیسے پاگلوں و وحشیوں سے بھری پڑی ہے۔ وہ ہر کسی سے لڑ کر اپنے اور بارس کے لیے مشکل پیدا کرے گی۔ خدانخواستہ اگر بارس نہ آتا بیچ میں۔۔۔؟"

اجر نے یہ سب بہت درد میں لپٹ کر کہا جس پر باسل نے ایک نظر اب تک آنسو بہاتی حرا کو دیکھا، جبکہ پھر اجر کو، کبھی کبھی ہم ٹھیک ہو کر بھی غلط لگتے ہیں، اس میں غلطی صرف غلط ٹائمنگ کی ہوتی ہے۔

"ہم اس پر بعد میں بات کریں؟"

باسل نے بہت تاسف سے گزارش کی جس پر اجر نے سرد مہری سے سر ہلا دیا۔

"مجھے پتا ہے تمہیں وہ چھوٹی اور نا سمجھ لگ رہی ہے لیکن بارس کی تکلیف مجھ سے برداشت نہیں ہو رہی۔ اسے تو ہم نے کبھی کانٹا چبھنے بھی نہیں دیا اور اب کہاں ایسیڈ برن۔ جیسے حرا تمہاری اور اور حان بھائی کی لاڈلی ہے ویسے میرے اور عمار بھائی کے لیے بارس بھی بچوں کی طرح رہا ہے۔ اس پر بات ضرور کریں گے اور حرا کو ساتھ بٹھا کر کریں گے۔ تمہیں برا لگے یا اچھا لیکن میں بہت چھوٹے ظرف کی مالک ہوں۔۔۔ کبھی کبھی ہماری چھوٹی سی بیوقوفی بھی تاعمر ہمیں قطرہ قطرہ مارنے کا کام کر جاتی ہے"

اجر کا لہجہ خفا اور دکھی تھا، باسل اسکی تکلیف سمجھ رہا تھا لیکن اس وقت حرا بھی بہت تکلیف میں تھی تو وہ اجر سے بھی فی الحال کچھ نرمی چاہتا تھا۔

"تمہاری چپ کو کیا سمجھوں؟"

اجر نے تندہی سے باسل کو چپ دیکھتے مزید پوچھا تو وہ گہرا سانس بھر کر رہ گیا کہ اسکے پاس کوئی جواب نہیں سوائے اسکے کہ وہ اجر کا دھیان روتی حرا

کی جانب دلواتا، حرا کی تکلیف کی نوعیت جیسی دردناک تھی، اجر کا دل دکھ سا گیا، دل مزید بھاری ہوا۔

"تمہاری چپ کا مطلب سمجھ گئی۔۔۔"

وہ کہہ کر حرا کی طرف بڑھی اور اسکے پاس بیٹھی ہی جب حرا نے روتی ہوئی آنکھیں اٹھا کر اجر کے رندے چہرے پر جمائیں۔

"و۔۔وہ میری وجہ سے ہرٹ ہوا۔م۔۔مجھے ہمارے رشتے کو پوری دنیا سے چھپانا چاہیے تھا اجر آپی۔۔۔اس نے مجھے یہ کرنے کے بعد س۔۔ سمجھایا تھا کہ دنیا اچھی نہیں ہے حرا۔وہ پیار کرنے والوں کو چ۔چھین لیتی ہے۔۔۔میں ا۔۔اسکی بات سمجھ گئی تھی تو ی۔۔یہ سب کیوں ہوا۔۔۔ آئی ایم سوری میری وجہ سے آپکے بھائی ک۔۔کو اتنی تکلیف سہنی پڑی۔۔۔م۔۔میں بارس کو اک سوئی جیسی تکلیف بھی ہونے نہیں دے

سکتی تھی ا۔۔اور وہ۔۔۔۔اتنے درد میں م۔۔میرے سبب چلا گیا

آپی۔۔۔"

حرا کی سسکیاں اور اسکا پچھتاوا ہی اجر کا وہ جواب تھا جو باسل نے نہ دیا، وہ باسل کی طرف زخمی نظروں سے دیکھنے لگی جو اسے رحم دلی کی آنکھوں ہیٔ آنکھوں ترغیب دے رہا تھا، جب تک ہم رحم دل نہیں بنتے، ہم پر رحم نہیں کیا جاتا۔

"تم اس سے اتنا پیار کرتی ہو، مجھے اندازہ نہ تھا۔۔۔اللہ اسے محفوظ رکھے گا تم دیکھنا۔بارس نے جو تمہیں سمجھایا حرا وہ بلکل ٹھیک ہے۔خوشیوں کو بہت جلد نظر لگتی ہے۔پریشان مت ہو وہ بہت پیارا ہے تو اللہ اسے زیادہ تکلیف ہونے نہیں دے گا"

اجر نے بیٹھے بیٹھے حرا کو خود سے لگایا تو وہ باسل کی نظروں میں بھی معتبر ٹھہری، ہاں باسل کا خاموش جواب بے حد پر امن اور خوبصورت تھا جس

سے اجر کو بھی ادراک ہوا کہ وہ اس لمحے کی نزاکت کے حوالے سے کچھ ظالم سی ہوئی تھی۔

"م۔۔مجھے اسکی ت۔۔تکلیف فیل ہو رہی ہے۔۔میں اسکے مسکرا کر مجھے دیکھنے تک ٹھیک ن۔۔نہیں ہو سکتی۔آپ دونوں کا کہا کوئی حرف مجھے سکون نہیں دے رہا"

وہ بہت بے بسی سے ان دونوں کو باری باری دیکھتی بولی پھر چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی،اس سے پہلے وہ حرا کی تکلیف کم کرتے،فائنلی ڈاکٹرز آئی سی یو روم سے پیشنٹ کو سپیشل کیئر روم میں شفٹ کا کہے باہر آگئے۔

وہ تینوں ہی بیقرار سے ڈاکٹر کی طرف بڑھے۔

"ک۔۔کیسا ہے بارس۔۔۔وہ ٹھیک تو ہے"

حرا ہی رونے پر بمشکل قابو پائے بولی جس پر ان لیجیڈ ڈاکٹر نے روتی حرا کی گال سہلائے تسلی بخشتی نظروں سے دیکھتے اک نظر بیتاب و پریشان اجرا اور باسل پر ڈالی۔

"بہت لگی ہے وہ۔اس نے جو شرٹ پہن رکھی تھی وہ لیکوڈ کو فوری جذب نہ کرنے والا میٹریل تھا۔ تبھی آدھے سے زیادہ ایسڈ ضائع ہوا۔بس چیسٹ کے نیچے جو تھوڑا برن ہوا ہے پیٹ تک وہ کچھ کریٹیکل لگ رہا تھا پر اللہ کا شکر ہے کوئی انٹرنل نقصان نہیں ہوا۔لیوریا کڈنی کو۔ہم نے پین ریلیورز دیے ہیں اسے۔کل جیسے ہی اسکی کنڈیشن

سٹیبل ہوئی۔آپ سب مل سکتے ہیں۔تب تک وہ ہمارے سپیشل کیئر سٹاف کے زیر نگرانی رہے گا جو برن ایریا کی جانچ کرتے رہیں گے تاکہ برن ایریا کو مزید بڑھنے سے روکا جائے"

اگر اب بھی ڈاکٹر آکر یہ سب نہ بتاتا تو شاید حرا رو رو کر ہی مر جاتی، ابھی بھی کہاں صبر آیا تھا اسے، وہ سب پہلے سے زیادہ پریشان ہو گئے۔

"برن کتنا ایریا ہے ڈاکٹر طلحہ؟"

باسل نے ہی مزید پوچھا۔

"زیادہ نہیں ہے لیکن جتنا ہے وہ ڈیپ ہے۔ سکن کی ساری پرتیں جھلس کر پھٹ گئی تھیں تبھی اسکی حالت نازک لگی ہمیں لیکن اللہ جسے محفوظ رکھے۔ ہڈیوں یا آرگنز تک اثر نہیں گیا یہ پلس پوائنٹ بھی ہے اور اسے ہیل بھی جلدی کرنے میں مدد دے گا۔ ورنہ آپ جانتے ہیں ایسیڈ ہڈیوں کو بھی گھلا دیتا ہے۔ اللہ نے بارس کی جان بچائی ہے۔ آپ سب حوصلہ رکھیں"

باسل نے مشکور نظروں سے ڈاکٹر طلحہ کی جانب دیکھا پھر آنسو انسو ہوتیں ابجر اور حرا کو۔

"اسکے ٹریٹمنٹ میں کوئی کمی نہ چھوڑیں۔ ہر ممکنہ علاج کریں۔ وہ ہم سب کے لیے بہت قیمتی ہے ڈاکٹر طلحہ۔"

باسل کی اپنی آواز خفیف سی کانپی تھی، ڈاکٹر طلحہ نے جواباً باسل کا شانہ تھپکایا۔

"ہمارا ہر پیشنٹ ہمارے لیے بھی اتنا ہی قیمتی ہوتا ہے جتنا وہ اپنی فیملی کے لیے۔ بے فکر رہیں۔ ہم ہر ممکنہ ٹریٹمنٹ کریں گے جو اسے ہیل کرے۔ آپ سب کو رکنے کی ضرورت نہیں۔ وہ ایکسپرٹس کی نگرانی میں ہے اور جیسا کہ ایسڈ برن انجری دیکھنے میں تھوڑی خوفناک ہوتی ہے تو ہم زخم کے ڈرائے ہونے تک اسے اسکی فیملی سے ملنے کی پرمیشن نہیں دیتے۔"

ڈاکٹر طلحہ نے تمام صورت حال سے آگاہ کیا جبکہ وہ یہ سب سمجھتے تھے تو سر ہلا دیا البتہ زخم کا خوفناک ہونا سنے حرا کی جان پر پھر بن آئی۔

"سب میری وجہ سے ہوا۔ نہ میں اس منحوس لڑکی سے م۔۔ منہ ماری کرتی نہ وہ ہمارے پیچھے پڑتی۔ وہ جل رہا ہے بھائی"

حرا کا سینہ درد سے پھٹا تو وہ روتے ہوئے سسک کر واپس وہاں لگی چئیر پر لڑھک گئی، باسل نے اس تک پہنچ کر حرا کے پاس ہی بیٹھے اسکو خود سے لگایا، جسے اب تو سانس بھی ٹھیک سے آنا بند ہو گیا تھا۔

"اسکے دل کی ٹھنڈک تم ہو۔ ایسے روگی تو وہ واقعی جلے گا"

باسل نے اسے حوصلہ تو دیا لیکن بارس کا حوالہ دیے بنا وہ بھی آج اسے سنبھال نہ پاتا۔

جبکہ واک سے واپس آکر ماہا ابھی تک بارس کے نہ لوٹنے پر پریشان تھیں۔

"بارس کو کال کریں۔ کہاں رہ گیا۔ بارہ بجنے والے ہیں رحمان"

وہ ٹی وی لاونج کی طرف آئیں جہاں رحمان بیٹھے ٹی وی پر آتی نیوز دیکھ رہے تھے، آج وہ کافی اپ سیٹ تھے۔

"ابھی تک لوٹا نہیں۔ٹھیک ہے کال کرتا ہوں"

وہ غائب دماغی سے بولتے اپنا فون ٹیبل کی سطح سے اٹھا کر بارس کو کال کرنے لگے پر اسکا نمبر بند آرہا تھا،ماہا بھی ٹرائے کر چکی تھیں، نمبر بند ہونے کی وجہ سے انھیں زیادہ پریشانی ہوئی۔

"نمبر بند ہے۔۔باسل سے کہتا ہوں حرا کو کال کرے"

رحمان نے پاس آکر بیٹھتیں ماہا کی تجویز لیتے باسل کو کال ملائی،وہ جو جین کے میسجز دیکھ رہا تھا،بڑی کی کال دیکھتے فوری زرا کوریڈور سے باہر آتے پک کی۔

"باسل۔۔۔حرا سے پتا کرو کہاں ہیں دونوں بچے۔بارس کا فون بند آرہا ہے"

بڑی کی پریشان آواز وہ بھانپ گیا تھا۔

"وہ اور حرا، میرے اور اجر کے ساتھ ہی ہیں بڑی۔ ہم زرا باہر نکلے ہیں۔ آپ لوگ آرام سے سو جائیں ہم آجائیں گے"

باسل نے فوری بہانہ تراشا جبکہ یہ الگ بات تھی رحمان کو کچھ خاص طمانیت نہ ملی۔

"چلو ٹھیک ہے۔ خیال رکھنا سب اپنا"

رحمان سیال نے شفیق سی تاکید کرتے کال بند کی اور ماہا کو بھی حوصلہ دیا جبکہ باسل نے حرا کی فکر کرتی مما کو بھی یہی سب کہہ کر پریشانی سے ابھی تو نکال دیا لیکن بہرحال کل تو سب کو ہی پتا چل جاتا۔

وہ اجر کو کچھ دیر تک آنے کا اشارہ کیے ہوسپٹل بلڈنگ سے باہر نکل آیا کیونکہ جین کی کال آرہی تھی۔

"ہاں جین بولو؟"

باسل نے ہوسپٹل باغیچے سائیڈ آتے کال پک کرتے فون کان سے لگایا۔

"ہمیں مطلوبہ اسلحہ ساز فیکٹری کی ایگزیٹ لوکیشن کشمور کے قریب مل گئی ہے سر۔ آپ ہمیں جوائن کریں گے یا ہم اپنا کام شروع کریں۔ ہمارے ساتھ مقامی انٹیلیجنس کے لوگ بھی ہیں جنکا آپ نے لنک دیا تھا۔ ہر طرح کا اسلحہ بھی ان سب نے ہمیں فراہم کیا ہے۔ ہم نے جدید ڈرون کے ذریعے اس زندان تک رسائی کرلی تھی پر وہاں کا ایک ہی روشن دان بند کر دیا گیا ہے جبکہ واپس نکلتے ان لوگوں نے ڈرون کو بھی مار گرایا۔"

جین کی معلومات پر باسل نے بیقراری سے اپنا سینہ مسلا۔

"مطلب ان لوگوں کو عمار کے باہر رابطے کا علم ہو گیا ہے۔ آپریشن شروع کرو۔ عمار کو صحیح سلامت تم اور ماہر وہاں سے نکال کر انہی انٹیلیجنس کے لوگوں کے مین آفس پہنچاو۔ ہر چیز بہت دھیان سے کرنا۔ میں تم دونوں کو

ضرور جوائن کرتا لیکن فیملی ایمر جینسی ہو گئی ہے۔ جین مجھ سے وعدہ کرو تم یہ سب بنا کسی غلطی کرو گے"

باسل نے آپریشن کا آرڈر دے دیا جبکہ جین نے پوری لگن سے آخری وعدے کا اقرار پہلے دل سے کیا۔

"میں وعدہ کرتا ہوں۔ جو کچھ آج تک آپ سے سیکھا، وہ سب استعمال میں لاوں گا۔ ہم عمار سیال کو بحفاظت یہاں سے نکالیں گے۔ گڈ لک کہیں ہمیں"

جین نے لفظی اقرار بھی کیا اور ویسے بھی باسل کو جین اور ماہر پر بند آنکھوں یقین تھا۔

"گڈ لک جین۔۔۔ مجھے ہر پل کی خبر دینا۔۔۔ کنکٹ رہو مجھ سے"

باسل کی تاکید پر جین نے حکم کی پیروی کی جبکہ وہ کال کنکٹ ہی رہی وہیں دوسری طرف ملائشیا کے آدمی سے بھی باسل کو انفارمیشن مل چکی تھی، اس

نے رمیز پاشا کے سارے کالے دھندوں کی ڈیٹیل نکال لی تھی، باسل نے جو امید کیا تھا وہی نکلا تھا، دونوں باپ بیٹے آتشم کا پتا لگوانے کے چکر میں بلیک میلنگ پر اترے تھے اور یہ کنگ کی بے بسی کا بہت بڑا ثبوت تھا، جبکہ رمیز پر تو ہراسمٹ اور بلیک میلنگ جیسے مزید کئی کیسیز بھی چل رہے تھے، کالج میں ایز آ پروفیسر بھی وہ باپ کی سفارش پر لگا تھا۔

"گھٹیا آدمی۔۔۔۔ رملا کو یہاں اسلامہ آباد آنے کا کہتا ہوں۔ اسکے پیچھے رمیز بھی آئے گا۔ دونوں باپ بیٹے کو اسی زمین پر سزا ملے گی جس مٹی سے غداری کرتے رہے۔۔۔ بدبخت معلون"

باسل نے اس آدمی کو ہی یہ پیغام دیا کہ وہ رملا تک یہ میسج بھیجے کہ وہ کچھ بھی کر کے، کوئی بھی بہانہ کر کے پہلی اگلی فلائیٹ سے پاکستان آئے۔

اس آدمی نے یہ میسج رملا کے انسٹا کے تھرو بھیجا اور وہاں اسکا کام ختم ہو گیا کیونکہ رمیز کے کمپیوٹر کو ہیک کر کے اسکے رملا کی بیہوشی کا فائدہ اٹھا کر اپنی

اور اسکی کی نیم برہنہ تصویریں کریش کرنے کا کام باسل کی ایکسپرٹ ہیکر ٹیم کا تھا اور وہ اس کام پر لگ چکے تھے۔

..________________________..

ایک لمبی اوٹنگ کے بعد وہ لوگ گھر آچکے تھے، آج کی رات بہت ایموشنل اور جذباتی رہی تھی، مصطفی واپسی پر سو گیا تو اورحان نے اسکی نیند خراب نہ کرتے اسے گود میں اٹھائے ہی روم کا رخ کیا، جبکہ میرال اپنے اور اورحان کے لیے گرین ٹی بنانے سیدھی کچن کی طرف چلی گئی۔

مصطفی کو میٹرس پر لٹائے اورحان بھی پاس بیٹھا اور جھک کر مصطفی کا ماتھا چوما، پھر اسکا ہاتھ پکڑے ہونٹوں سے لگایا تبھی وہ بابا کے لمس پر کچی نیند سے جاگ گیا۔

"انسان بہت خودغرض چیز ہے، وہ صرف تبھی خوشی و تسکین محسوس کرتا ہے جب اسے اسکا من پسند انسان اور پیاری چیز ملے۔ میں نے مہر فاطمہ سے

کوئی ناانصافی نہیں کی۔ وہ بہت پیاری لڑکی تھی۔ بے غرض اور اسے محبت کے بدلے محبت نہیں میرا اسنور نا اور زندگی کی طرف آنا چاہیے تھا۔ میں نے اسے وہ دیا کیونکہ بہر حال میاں بیوی میں انسیت ہونا تو فطری ہے اور یہ بھی سچ ہے اسکا جانا میری زندگی میں خلاء جیسا تھا، شاید محبت بھی ہو جاتی پر اس لڑکی کے مقدر میں اس سے بڑا اشرف تھا۔ تمہاری ماں ہونا مصطفی۔"

وہ پھر جھکا اور مصطفی کے ہونٹوں کو چوما جو وہ ہمیشہ پیار آنے پر کرتا، جبکہ خود بھی وہ وہیں تھک ہار کر ٹیک لگائے مصطفی کے سکون سے بھرے چہرے کو دیکھنے لگا پھر مصطفی کے مکمل جاگنے پر اور حان نے اسے اٹھا کر اپنے سینے لگایا اور ٹھیک سے بیٹھا، وہ سست تھا پر جاگ گیا تھا۔

"آج بہت دنوں بعد ہم نے بہت اچھا ٹائم گزارہ ہے مصطفی۔ میری جان خوش ہے۔ سرور سے آنکھیں نہیں کھل رہیں میرے شیر کی"

وہ مصطفی کے خمار تکتا مسکرایا تو مصطفی اسکو ٹیک لگواتے بابا کے سینے پر سر رکھ گیا، یہاں مصطفی کو اپنی جنت محسوس ہوتی تھی، اور حان نے اسے بازوؤں میں بھرے اسکا سر چوما تو وہ تھوڑی دیر بعد چہرہ اٹھائے مسکرا کر اور حان کو دیکھتا تو اس شخص کو لگتا وجود میں کسی نے نئ جان ڈال دی ہو۔

"بابا۔۔۔میاں تدل اے (بابا۔۔میرال کدھر ہے)"

ہوش زرا واپس آتے ہی مصطفی کو اسکی کمی کا احساس ہوا جو ڈور میں اسی وقت کھڑی اندر روم میں آئی، اس نے مصطفی کی بات سن لی تھی تبھی تو میرال کا چہرہ گلاب ہوا۔

گرین ٹیز ٹرے ٹیبل پر رکھے وہ جلدی سے آکر میٹرس پر چڑھے ساتھ ہی بیٹھی تو مصطفی نے اسے بھی میٹھی سمائل دی۔

"میاں۔۔۔۔(میرال)"

وہ جب جب میاں پکارتا، میرال کو بے حد پیار آتا۔

"جی میاں کی جان"

میرال نے جوابا اسکا اپنی طرف اٹھا ہاتھ پکڑے چوما کیونکہ وہ ابھی بھی اورحان کے سینے پر لیٹا تھا، بابا کو فیل کر رہا تھا اور میرال کو اپنی چمکتی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔

"یہ میاں نہیں۔ ممی ہے مصطفی ممی کہو۔ مہر فاطمہ آپکی مما ہیں تو میاں آپکی ممی ہے"

اورحان نے مصطفی کو جب یہ کہا، مصطفی نے حیران ہوتے میرال کو دیکھا جو پہلے ہی جذباتی ہو کر آنکھیں نم کیے مصطفی کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں دبائے چوم رہی تھی، اسے اورحان کے اچانک وعدہ پورے کرنے کی امید نہ تھی تبھی تڑپ سی گئی۔

"میاں ممی نی، لوئے دی بابا۔ میاں میلی میاں ہے (میرال ممی نہیں، روئے گی بابا۔ میرال میری میرال ہے)"

مصطفی کو لگا میرال پھر رو دے گی تبھی بابا کے سینے سے سر اٹھائے انکے ہونٹوں پر ہاتھ رکھے منع کرتا پھر سینے سے نیچے اترے میرال کی گود میں چڑھے اسے چپ کروانے لگا، وہ دونوں ہی اس بچے کی تکلیف پر تڑپے۔

"اگر تم میال کو ممی کہو تو وہ نہیں روئیں گی۔"

میرال کے آنسو تو پہلے ہی بے قابو تھے، اس نے زور سے مصطفی کو سینے بھینچا اور ہچکی سی بھر گئی۔ بابا کی پھر سے اکسانے کی کوشش پر وہ چہرہ پیچھے کرتا میرال کے روتے چہرے سے چہرہ لگائے جیسے چپ سا ہو گیا، پھر بہت دھیرے سے بولا۔

"میال ما۔۔ می"

اسکی میٹھی روئی سرگوشی نے ان دونوں کو ساکن کر دیا، اس نے میرال کو ماں کہا، یہ لمحہ دردناک ہو کر بھی دنیا جہاں کی دلکشی کو مات دے رہا تھا، وہ

بے یقین تھی، جیسے پل بھر اسکی آنکھوں کے سارے آنسو خشک ہو گئے ہوں۔

"میال م۔۔ ممی"

وہ پھر بولا تو میرال نے اسکا گال چومتے ماتھا چوما۔

"میال ممی کی چھوٹی سی جان۔۔۔ تم میری جان ہو مصطفی۔ ممی بہت پیار کرتی ہیں تم سے"

وہ بھی جیسے جوابا اسکے سینے لگا، میرال نے بھیگی تڑپتی آنکھوں سے اورحان کو دیکھا جیسے شکریہ کہہ رہی ہو۔

"لب یو میال (لوو یو میرال)"

وہ بھی یہ سرگوشی کرتا میرال کا دل مانو بہار کر گیا، جبکہ اورحان تو ان دو کی باولی خوشی پر پاگل ہو رہا تھا۔

کتنی دیر ممی بے بی کے لاڈ پیار اور مستیاں چلے، جذبات اپنا رخ بدل کر شرارت میں تبدیل ہوئے، پھر مصطفی کی اڑی نیند میرال نے اسے واپس کی جب مصطفی سو گیا، میرال نے اسکے چاروں طرف احتیاط کے طور پر تکیے رکھے اور اٹھ کر اورحان تک آئی، وہ اس بیچ عیشاء پڑھ کر آیا تھا، میرال کو اپنی طرف آتا دیکھے جناب نے اپنا فون غیر ضروری قرار دیتے سائیڈ رکھا ہی جب وہ جذباتی سی اورحان کی گود میں آبسی اور بازو زور سے اورحان کی گردن میں ہار سے پروئے ساتھ جا لگی، وہ میرال کی اس قدر خوشی پر دگنا مسرور تھا۔

"مجھ سے پیار کب ہوا آپکو اورحان؟"

بہت سا لاڈ کرتے وہ روبرو ہوئی اور انہی تڑپی نگاہوں میں اس خوبرو شخص کا چہرہ بھرے بولی۔

"جب دلہن بنی تھیں اور آپکو رسوا و بدنام کیا گیا میرے ساتھ۔تب جن نظروں سے آپ نے اک پل میری طرف دیکھا، بس وہی طے کر گئیں کہ آپ ہی میری روح کا حصہ ہیں"

اورحان کا اپنا لہجہ آج درد میں ڈوبا تھا، وہ خود قریب ہوئی اور اس نے اورحان کے چہرے کا ہر نقش جس چاہت سے ہونٹوں کے لمس سے چھوا، وہ اورحان ماہیل میں مسرت وسکون کی زیادتی سرائیت کر گیا،ہاں وہ اسکے ہونٹوں تک آئے جھجھک کر رکی تھی جسکی جھجھک بروقت بھانپتے اورحان نے پوری مدد کی۔

" آپ سے بہت پیار کرتی ہوں میں اورحان کہ میں آپکو اپنی ہر تکلیف بنا سوچے معاف کر سکتی ہوں، آپکی ہر خواہش اب آپ کے کہنے سے پہلے پوری کروں گی۔ لیکن مصطفی آج اس ممی کو آپ سے بھی زیادہ پیارا ہو گیا ہے تو جیلس نہیں ہونا ہم سے"

وہ اتنی چاہت و خماری عیاں کرتی اختتام تک آج مصطفی کی بن جاتی بھی اسے بے حد پیاری لگی۔

"نہیں ہوں گا۔ آج جو آپ نے کیا ہے میر ال۔۔۔ آپ کا غلام بن گیا ہوں میں"

وہ اسکی اہمیت جتاتا اسے اپنے سینے لگانے کی کوشش میں تھا پر اونہوں کیے روک گئی۔

"ناں۔۔۔ غلام نہیں۔ میرے سر کا تاج ہیں آپ۔۔۔ وعدے کے مطابق میں اب پوری آپکی۔"

وہ آج بنا کسی خوف اور حان کو میسر ہوئی تو وہ دیوانگی سے اسکی سانسوں پر تسلط جماتے ہی اسکے دیے اختیارات کا ہر طرح صحیح اور غلط فائدہ اٹھانے پر راضی ہو گیا تھا لیکن آج بہت سنگین قربت کی طرف معاملہ جاتا، یہ مشکل تھا کیونکہ آج دونوں کے دل مصطفی کے لیے اداس سے تھے تو ایک

دوسرے کے بجائے ان دونے جلد ہی یہ رات بھی بس مصطفی کے نام کر دینے کا فیصلہ لیا تھا۔

..________________________..

رملا کو جب وہ میسج ملا تب وہ سلیپنگ پل لے کر سو رہی تھی، جاگ کر باسل کے نمبر پر کال کی تو باسل کو جین کی کال کچھ دیر کے لیے ریجیکٹ کرنی پڑی، باسل نے فورار ملا کی کال پک کی جو ابھی باغیچے میں ہی تھا، لگ بھگ یہاں رات کے دو بج رہے تھے۔

"باسل ب۔بھائی"

وہ شدید ڈری منمنائی تھی۔

"جی بچے۔۔بارس نے سب بتایا مجھے۔رمیز پاشا نے تمہاری کچھ نیم برہنہ تصویریں لی ہیں جس کے تھرو وہ کسی کو دھمکانے کا پلین کر رہا ہے۔تمہارے لیے یہ جاننا اہم ہے رملا کہ تمہیں اس وقت کیا کرنا ہے۔تم ممی بابا سے کوئی

بھی بہانہ کرو اور فورا یہاں پہنچو۔ کسی بھی کالج پراجیکٹ کا بہانہ۔ ابھی یہ سب مما بابا سے ڈسکس مت کرنا۔ رمیز کو دبوچنے کے لیے اسے یہاں لانا پڑے گا، وہ یقینا تمہارے پیچھے آئے گا۔ کیونکہ ایسے لوگ شکار کو نظر میں رکھ کر گیم کھیلتے ہیں"

رملا جو اپنے روم میں ڈر کر کب سے بند تھی، بہت غور سے اس نے باسل کی ہر بات سنی۔

"میں فورا آتی ہوں بھائی، پہلی فلائیٹ سے۔۔۔ تھینکیوس۔ سو مچ۔۔ پلیز اس کمینے پروفیسر کو بہت سخت سزا دیجئے گا۔ گندا غلیظ آدمی"

وہ روہانسی سی ہوئی اور شکر گزار بھی۔

"اسکی فکر مت کرو تم۔۔ بس ریلکس ہو جاو۔ پہلے وہ تصویریں کریش ہو جائیں پھر اس رمیز کا چیپٹر کلوز کرتے ہیں۔ چلو رکھو کال۔۔ اور یہاں پہنچ کر مجھے اطلاع کر دینا۔"

رملا نے فرمانبرداری سے او کے کہا اور کال کاٹتے ہی وہ آنلائن اگلی اویلیبل فلائیٹ کا پتا کرنے لگی، خوش قسمتی سے سات گھنٹے بعد کی فلائیٹ اسے مل گئی جس نے بابا کے کارڈ سے ہی اسکی آنلائن پیمنٹ کی جبکہ بہانے بنانے میں وہ ماہر تھی اس لیے اسکی اسے ٹنشن نہ تھی، بس وہ تصویریں کریش ہو جائیں، یہی دعا کر رہی تھی۔

باسل نے دوبارہ سے جین سے رابطہ بحال کیا جو لوگ مطلوبہ سمگلرز کے ایریا کو عبور کرتے کنگ کی چھاونی میں داخل ہونے والے تھے۔

ہر طرف گھپ اندھیرا تھا اور رات کے اس پل حملہ کرنے کا پلین بہترین تھا کیونکہ وہ لوگ اس وقت نیند و تھکن کے غلبے میں ہوتے مگر جب ڈرون کے بارے کنگ اور اجمل پاشا کو خبر دی گئی تو انہوں نے سیکورٹی پہلے سے بڑھا دی اور عمار کو بھی اس جگہ سے کہیں اور منتقل کرنے کے بارے مزاکرات ہو رہے تھے لیکن اجمل پاشا جو اپنے لوگوں کے ہمراہ کنگ کو لائیو لیے رات

کے اس پل ارجنٹ میٹنگ کروا رہا تھا، اچانک سے ہوتی بمباری اور فائرنگ پر میٹنگ روم میں کھلبلی مچی۔

"وہی ہوا کنگ جسکا ڈر تھا۔ آتشم نے ڈھونڈ ہی لیا آخر عمار کو۔۔۔اب کیا حکم ہے۔ میں تو کہتا ہوں عمار کو مار دیتے ہیں۔ اور میں اپنے لوگوں کے ساتھ یہاں سے نکل جاتا ہوں"

اجمل پاشا نے کنگ کو اپنی طرف سے بہترین مشورہ دیا اور اس وقت کنگ کے لیے اپنے اس ساتھی کا بچنا زیادہ اہم تھا۔

"کسی بھی صورت عمار کو لے کر نکلو وہاں سے پاشا۔۔۔بہت ضروری نہ ہو تو عمار کو مت مارنا۔ سمجھ گئے۔ میں ڈسکنکٹ ہو رہا ہوں"

کنگ نے بریفنگ دی جبکہ کال کاٹ دی اور پاشا اپنے لوگوں کو عمار کو مارنے روانہ کر چکا تھا، اجر باہر آئی تو اسے باسل اکیلا بیٹھا جین اور ماہر کی ساری

کاروائی سنتے نظر آیا، اجر کو تو وہ چپ چاپ اکیلا ہی نظر آیا، حالانکہ وہ اس وقت اس مشن میں جین اور ماہر کو گائیڈ کر رہا تھا۔

"حرا کو سلا آئی ہوں۔ روم لیا ہے اسکے لیے۔ بخار محسوس ہو رہا تھا تو نرس کو کہا ہے اسے دیکھتی رہے"

وہ قریب آئی تو باسل نے لمحہ بھر کال ہولڈ پر کی کیونکہ وہ لوگ فی الحال باہر کے لوگوں کا صفائیہ کر رہے تھے، اجر اسکی بازو سے لگ کر ساتھ ہی بیٹھی، اس وقت ہوسپٹل کا گارڈن ایریا لگ بھگ خالی تھا، اکا دکا مر ں کے ساتھ آئے لوگ واک کرتے دیکھائی دے رہے تھے۔

"بہت اچھا کیا۔ ٹھیک ہو تم؟"

وہ اجر کی افسردگی اور اداسی دیکھتے اسے سر ٹکائے دیکھ کر بولا تو اجر نے سر اٹھا کر زخمی سی نگاہیں باسل کی آنکھوں سے ملائیں۔

"آج عمار بھائی بہت یاد آرہے ہیں۔انھیں اتنی جلدی ہماری زندگیوں سے جانا نہیں چاہیے تھا۔ تمہیں پتا ہے آج تک میں انکی موت کا یقین نہیں کر پائی۔انکا جانا میری زندگی کا سب سے بڑا اور کبھی نہ بھرنے والا نقصان ہے"

اسکی آواز تیرگی اور دلخراشی سے ٹکرے ہورہی تھی اور باسل کیا بتاتا کہ وہ اسے عمار جلد لوٹانے کے پورے جتن کر رہا ہے، پچھلے تین سالوں سے کر رہا ہے، یوں تھا جیسے اجر کی آنکھوں کی تیرگی، باسل کی سیاہ آنکھوں میں گڑھ گئی ہو۔

"تمہیں یاد آتے ہیں بھائی؟"

وہ اسے چپ اور جبر میں محسوس کیے یونہی اک سوال کر بیٹھی جبکہ باسل نے دردناک سا مسکرا کر اجر کو دیکھا، وہ لڑکی عمار اور باسل کی دوستی کو نہیں سمجھ سکتی تھی، ایون دنیا کا کوئی انسان نہیں سمجھ سکتا تھا۔

"یاد اسے کیا جاتا ہے جو بھول جائے یا جسے بھلا دیا جائے، اسے مجھے یاد آنے کی ضرورت نہیں۔ وہ ازبر ہے مجھے۔ خیر تم نے رضا سے بات کی۔ اس لڑکی سبین کے بارے کچھ پتا چلا۔ اور کیا طے ہوا اسکے بارے؟"

باسل نے یہ موضوع ابھی بدل دیا کیونکہ دل پل پل عمار کی سلامتی کی دعاوں میں مشغول تھا جبکہ اجر بھی دھیما سا مسکرائے اسے موضوع بدلنے کی اجازت دے گئی۔

"ہاں۔۔ کسی امیر رئیس باپ کی اولاد ہے۔ باپ کسی ہولڈنگز کا مالک ہے۔ دوسری شادی کیے اپنی بیوی بچوں کے ساتھ سیٹل ہے اور یہ لڑکی سبین کچھ مینٹل ایشوز کا شکار بھی رہی۔ تو ممکن ہے علاج معالجے کے بعد اسے آزاد کر دیا جائے۔ باپ نے تگڑا وکیل ہائیر کیا ہے۔۔۔ اور گارنٹی دی ہے کہ ضمانت ہوتے ہی سبین کو یہاں سے ہمیشہ کے لیے بھیج دے گا۔ کیا ہو گیا ہے ہم نوجوانوں کو۔۔؟ خدا ہی رحم کرے۔۔۔ اس نے یہ ایسیڈ پھینک کر اپنی مشکلات بڑھا لی ہیں۔ لیکن بہر حال میں اسے سزا تو

دلواوں گی تاکہ دوبارہ کوئی ٹین ایجر ایسی حرکت کرنے سے پہلے سو بار سوچے۔۔۔۔"

وہ ساری تفصیل بتاتے بے حد افسردہ تھی، اور باسل کو اب اسے یہاں سے بھیجنا تھا تاکہ وہ جین اور ماہر سے دوبارہ رابطہ کرے۔

"ہماری رات خراب ہوگئی اس سبین کی وجہ سے۔ سزا لازمی دینا اسے"

وہ ہاتھ اجر کے عقب سے لے جاتا اسے جس طرح اپنے ساتھ جوڑے بہکے سے لہجے میں بولا، اجر خفیف سا اسکے اس افسردہ سچویشن میں ایسے پٹڑی سے اترنے پر حیران سا ہوتی گھبرائی۔

"ہماری رات میں خود خراب کر دیتی اگر کوئی اور نہ کرتا۔ تمہیں میرے ٹیلنٹ پر بھروسہ نہیں کیا؟"

وہ بھی آنکھوں میں شرارت بھرا یقین لیے بولی، باسل امپریس ہوا۔

"تم اب زیادہ دن دور نہیں رہو گی مجھ سے نہ میں رہنے دوں گا۔ دعا کرو موقع نہ ملے، مل گیا تو اب ضائع نہیں ہو گا اجر سیال"

وہ اسکے لہجے سے مہربانی، نرمی اور رعایت رخصت ہوتا دیکھے باغی انداز پر ایکسائٹ ہوئی۔

"کوئی کہہ رہا تھا وہ بہت صبر والا ہے مسٹر ہسبنڈ"

اجر نے اسے اسی کی بات یاد دلائی تو باسل نے اسکے بالوں میں جیسے چہرہ چھپایا، اجر کو اسکا یوں کرنا آرام وسکون سا دے گیا۔

"وہ بس امپریس کر رہا تھا تمہیں۔ صبر تو نہیں رہا اب مجھ میں"

وہ اسکی مدھم مسرور سی سرگوشی پر گہرا سانس بھر گئی، وہ اسکے ایسے لہجے کو برداشت نہیں کر پاتی تھی تبھی باسل دنیا جہاں کی باتیں گھسیٹ لیتا پر ایسے انداز اپنا کر اجر کو کمزور نہ کرتا تھا۔

"میں ابھی امپریس نہیں ہوئی۔ تمہیں کچھ چاہیے۔۔۔کوفی لینے جارہی تھی اپنے لیے؟"

اول اطلاع وہ شوخ ہوتے کہہ کر ساتھ ہی باسل کی ٹھیک امید کے عین مطابق موڈ ولہجہ بدل گئی جس پر جوابا باسل نے جس طرح بے خود نگاہوں سے اجر کے ہونٹوں کو دیکھا،وہ ہاتھ سے اسکا منہ دوسری طرف کرے پاس سے اٹھ گئی۔

"مجھے کچھ نہیں چاہیے سوائے۔۔۔"

وہ ٹیک لگا کر انہی روح تک جھانکتی نگاہوں میں اجر کو لیے بات ادھوری چھوڑ گیا جس نے ہاتھ ہوا میں بلند کیے باسل کو ان بے وقت کی شرانگیزیوں سے روکا۔

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔ میرے بھائی کو ٹھیک ہونے دو۔۔ پھر سوچتے ہیں اس بارے۔ میں کووفی لے کر اندر چلی جاوں گی۔ تم اپنے دہکے جذبات ٹھنڈے کرو یہاں بیٹھ کر مسٹر ہسبنڈ"

وہی ہوا جو باسل نے سوچا، وہ بھاگ نکلی جبکہ اسکے جاتے ہی سارے خمار و پیار کی جگہ صرف فکر و پریشانی تھی، وہ اٹھ کر واپس کال کو ہولڈ سے نکال کر ایکٹیو ہوا۔

جین اور ماہر نے کافی حد تک اندر گھس کر پورے ایریا کو اپنے لوگوں سے گھیر لیا تھا، زندان میں وہ جو لوہے کے بلاک کی شکل اب تک پیٹ پیٹ کر بگاڑ چکا تھا، جب قریب ہوتی فائرنگ اور دروازے کی جانب ہلچل محسوس ہوئی تو ہتھوڑے کو مضبوطی سی جکڑا، وہ لگ بھگ سات کلو کا ہتھوڑا تھا جو اس وقت عمار سیال کے سخت و کھردرے ہاتھوں میں آنے والے پر برسنے کو تیار تھا۔

"کون ہے۔۔۔ کیا ہو رہا ہے باہر؟"

زندان میں اپنی جانب آتے دو آدمیوں کو دیکھے عمار نے للکار کر انکو پکارا، ہتھوڑے پر پکڑ سخت کی جبکہ اس سے پہلے ایک آدمی عمار پر گن تان کر فائر کرتا، اڑتا ہوا ہتھوڑا اس آدمی کی ٹھیک گردن پر لگا جس سے اسکی گردن کی ہڈی اسی لمحے ٹوٹ کر دہری ہوئی، اسے اس دردناک انداز میں مرتا دیکھے دوسرے ساتھی نے گن نکالی اور عمار نے اسکے سامنے اپنے سینے پر وہ گن کی نلی روکی، عمار سیال کا وحشیانہ روپ دیکھے وہ آدمی سوکھے پتے سا کانپنے لگا، عمار نے اس سے گن لی اور ایک ہی جھانپڑ دیا جس سبب وہ بری طرح دیوار سے پٹخ کر زمین پر جا گرا اور وہیں بیہوش ہوا۔

"عمار کو ڈھونڈو فورا"

باسل نے فون کے پار جین کو حکم دیا جو باہر کا ایریا ماہر کی ٹیم کے سپرد کیے اپنی ٹیم کے ہمراہ اندر دوڑا جبکہ اجمل پاشا بھاگنے میں فی الحال کامیاب ہو گیا

تھا کیونکہ اندرونی سرنگ تھی جس سے وہ کچھ ضروری ڈاکومنٹس اور اسلحے کے ساتھ فرار ہو گیا تھا۔

جین اور اسکے لوگ آگے بڑھتے گئے اور تبھی انھیں دوسری طرف سے عمار آتا دیکھائی دیا جسکے ہاتھ میں خون سے لتھڑا لوہے کا ہتھوڑا تھا، جین کی پلکیں مانو ٹھہر گئیں، اس طرف باسل کی سانس بھی رکی تھی۔

"سر وہ مل گئے۔ وہ میرے سامنے ہیں۔۔۔"

باسل کو لگا اسکے دل میں جیسے ٹیس اٹھی ہو، عمار انھیں اتنی جلدی اپنا ساتھی سمجھنے کی غلطی نہ کر سکتا تھا تبھی اس نے لپک کر جین کا گریبان دبوچے اسکو دیوار سے جا پٹخا جبکہ اسکے کان میں موجود آئیر ڈیوائس بھی نیچے گر گئی۔

باسل اسے سن سکتا تھا، اس نے سنا، اس نے کتنے سالوں بعد عمار کی آواز سنی، قیامت خیز تھا یہ لمحہ۔

"ہ۔۔ہم باسل سر کے لوگ ہیں۔باسل ماہیل۔۔۔عمار سر پلیز کالم ڈاون۔۔یہ مشن باسل ماہیل کا ہے۔۔۔۔ہم آپکو لینے آئے ہیں"

جین نے سانس ساگھٹنے کے ساتھ صفائی دی جبکہ یہ نام سنے عمار کی سنگین گرفت ڈھیلی پڑی، آنکھیں سرخ انگارہ دونوں طرف تھیں۔

"وہ خود کیوں نہیں آیا۔۔۔ہاں۔۔؟"

ایک بار پھر عمار نے غصے سے جین کی گردن دبوچی جبکہ باسل بھیگی آنکھوں سے اس سر پھرے کی آج بھی وہی ٹون سنے مسکرایا۔

"وہ آپ سے اسلامہ آباد میں ملیں گے۔کچھ فیملی ایمرجینسی ہوگئی ورنہ یہ مشن انکا تھا۔"

جین نے ایک بار پھر منت بھرے انداز میں رہائی طلب کرتے وضاحت دی جبکہ اس سے پہلے عمار، جین کی پینٹ کی جیب سے دبا فون نکالے وہاں چلتی باسل کی کال دیکھتے کچھ کہتا، باسل نے جلدی سے کال کاٹ دی، عمار نے

جبڑے کستے وہ فون واپس جین کے ہاتھ میں مارا اور اسکے لوگوں کے ہمراہ وہ ہتھوڑا وہیں دے مارتے، ایک آدمی سے گن لیے انکے ہمراہ نکلا جبکہ باسل نے گہرے گہرے سانس لیتے خود کو کمپوز کیا لیکن اس وقت وہ جس حالت میں تھا، اسے خود کو سنبھالنا مشکل لگ رہا تھا، اسکی زندگی کا ایک سیاہ باب بند ہو گیا تھا، اسکی زندگی کا واحد دوست اسے واپس مل گیا تھا، وہ رو رہا تھا لیکن یہ بہت سے گھٹن اور اذیت سے نکلنے کی خوشی تھی، یہ ماتم تو ہرگز نہ تھا۔

وہاں سے جین کے ہمراہ وہ بچے کچے کنگ کے آدمیوں کو خود پھڑکا کر گیا، کیونکہ بہت سالوں سے گن نہ چلانے پر گن دیکھتے ہی کریونگ شروع تھی، بہر حال اجمل پاشا تو غائب ہو گیا مگر فی الحال عمار کو یہاں سے نکالنا ہی انکے مشن کی کامیابی تھی۔

وہ لوگ وہیں پہلے کراچی کے کسی نجی انٹیلیجنس آفس پہنچے، کیونکہ اسلامہ آباد کی فلائیٹ کو کچھ وقت تھا، جین نے عمار کو کھانا وغیرہ کھلایا تھا، حالت بھی درست کرنے پر اصرار کیا پر عمار کی ایک ہی رٹ تھی کہ ایسے ہی

گندے میلے خلیے میں باسل سے ملے گا، جبکہ چار بجے ان سبکی واپس اسلامہ باد کی فلائیٹ تھی، دو گھنٹے کی فلائیٹ لیے عمار واپس اپنے شہر پہنچ گیا تھا، جین اور ماہر اسے باسل کے حکم کے مطابق سیدھا اپنے سنوکر کلب کے نیچے بنے خفیہ بیورو آفس لے کر گئے تھے، فلائیٹ کے بیچ عمار نے زبردستی جین کے کہنے پر وہ پھٹی ٹینک ٹاپ اتار کر شرٹ پہنی تھی جبکہ منہ اور سر چھوٹے سے کپڑے سے ڈھک لیا تھا، چھ بجے تک حرا تھوڑی نیند لے کر جاگ گئی تھی تبھی باسل چاہتا تھا وہ اور اجر اب کچھ دیر گھر جائیں۔

"بارس کو جیسے ہی سرجری کے بعد سٹیبل ڈیکلئیر کریں گے۔ڈاکٹر طلحہ مجھے انفارم کر دیں گے۔ ساری رات تم دوبے آرام رہی ہو۔اب گھر جا کر ریسٹ کرو۔بارس کے بارے سبکو میں خود لنچ پر آکر بتاوں گا۔ابھی کسی سے ذکر نہیں کرنا اوکے "

اجر نے تو آج آفس زرا لیٹ جانا تھا لنچ کے بعد جبکہ حرا کا فیور دیکھتے دونوں کو یہی مناسب لگا، ویسے بھی باسل کو عمار تک پہنچنا تھا۔

"ب۔بھائی۔میرا دل نہیں چاہ رہا اسے چھوڑ کر جانے کو۔۔۔مجھے اسکے پاس رہنے دیں"

حرا میں ہمت نہ تھی پھر بھی وہ جانا نہیں چاہتی تھی۔

"میں رک جاتی ہوں حرا۔تم جاو باسل کے ساتھ گھر۔ایسے طبعیت زیادہ خراب ہو جائے گی"

اجر کے پاس لنچ تک کا وقت تھا تو وہ رکنے کا سوچ رہی تھی جبکہ باسل تو چاہتا تھا وہ بھی آرام کرے پر وہ بارس کے ساتھ رہنے میں ایزی تھی۔

"و۔وہ جیسے ہی ہوش میں آیا مجھے فورا کال کیجیئے گا اجر آپی۔۔میں آ جاوں گی"

حرا نے تاسف کے سنگ ریکوسٹ کی تو باسل اور اجر دونوں افسردہ ہوئے کہ طبعیت خرابی کے باوجود وہ بارس کو چھوڑنے پر راضی نہیں۔

"ٹھیک ہے گڑیا۔ کر دوں گی"

اجر نے اسے پوری تسلی دی جبکہ باسل نے حرا کو بیگ اٹھا کر لانے کا کہا۔

"میرے سکون۔۔ اپنا خیال رکھنا۔ میں ایک ایک بجے تک آ جاوں گا۔ اور ہاں جو روم لیا ہے ہو سکے تو ریسٹ کر لینا۔"

باسل نے اسکو خود سے لگاتے سر چوم کر تاکید کی جس پر اجر نے مسکرا کر باسل کو دیکھا، کتنا سکون دیتا ہے اس شخص کا اجر کو میرے سکون کہنا۔

"ایک بار پھر کہو"

وہ آنکھوں میں بے پناہ چاہت لیے مدھم سا مسکائی، ہاں اجر کی بھوری آنکھیں تھکی ہوئی تھیں، باسل نے زرا جھک کر باری باری اسکی آنکھیں چومیں، اجر نے اسکے گلے لگ کر جیسے اسکو بازووں میں بھرا، باسل کو امید نہیں تھی وہ اس سے اس طرح بھی گلے لگ سکتی ہے، بچوں کی طرح زور سے۔

حرا اپنا بیگ لیے اک نظر بارس کو دیکھنے لگی لیکن بس روم کے دروازے سے ہی کیونکہ اندر جانے کی پرمیشن نہ تھی

"میر اسکون۔ میں تمہیں بہت جلد بہت بڑی خوشی دوں گا اجر"

وہ اسے اپنے گلے لگائے ہی آسودگی و آرام محسوس کیے بولا تو اجر نے بے حد راحت محسوس کی، تھوڑا تجسس بھی تھا تبھی روبرو ہوئی۔

"تمہارا مجھے میر اسکون کہنا بہت ویلیوایبل ہے۔ کیا وہ خوشی اس سے بھی بڑی ہو گی؟"

ان بھوری آنکھوں کی آس بس کچھ دنوں میں ختم ہونے والی تھی، ہر خلش، ہر تکلیف وہ اجر کی مٹانے والا تھا۔

"بہت بڑی۔ میں دن تک مس کروں گا تمہیں۔ خیال رکھنا اپنا"

باسل نے اسکی گال بے حد لاڈ سے چومی اور دور ہونے لگا جب وہ بچوں کی طرح اسے گھیر گئی۔

"میں بھی۔۔۔ آتے ہوئے شوارما لے آنا۔۔۔"

وہ یہاں ہوسپٹل کی شاپ سے کچھ بھی نہ کھا سکی تھی، سب بہت پھیکا تھا۔

"میں بھیج دوں گا کسی کے ہاتھ ابھی۔ بھوک لگ رہی ہے؟۔۔ رات بھی بس شیک پیا تھا ہم نے"

وہ اسکی فکر کرتا خوبصورت لگتا تھا اور وہ ناز نخرے اٹھواتی ہوئی، حالانکہ وہ جو شوارما کھاتی تھی وہ آنلائن ڈلیوری بھی کرتے تھے لیکن اسے باسل سے فرمائش کرنی تھی۔

"زیادہ نہیں لیکن پیٹ درد کر رہا ہے۔۔۔ ابھی تو وہ شاپ اوپن نہیں ہوئی ہو گی۔۔ پلیز تم خود لے کر آنا۔ مجھے تمہارے سامنے بیٹھ کر رومنٹک طریقے سے کھانا ہے"

اجر نے بیچارگی سے اپنے بلکل ہی ساتھ چپکے پیٹ پر ہاتھ سہلایا، باسل کو لگا تھا وہ کو وفی کے ساتھ رات کچھ لے چکی ہو گی پر ابھی پریشانی محسوس ہوئی کہ وہ رات سے بھوکی ہے اوپر سے اسکا یوں رومینس کی خواہش کرنا۔

"ابھی کے لیے کچھ لائیٹ سا لے لینا پھر۔۔میں شاپ کھلتے ہی لا دوں گا"

باسل نے مناسب حل سوچا، وہ مسکرائی، لیکن پھر بھی مرجھائی سی تھی۔

"بارس ٹھیک ہے۔پریشان مت ہو۔جو سرجری ہوئی ہے اسکی کچھ دیر پہلے وہ اسکے زخم کو ہیل کرنے کے لیے ہی تھی۔"

وہ اسے پیار سے تسلی دینا نہ بھولا جبکہ دونوں نے اداس سی نگاہیں روم کے باہر کھڑی حرا پر جمائیں جو بارس کو دیکھ رہی تھی، وہ ابھی دواوں کے زیر اثر میں تھا لیکن حرا کو اسے دیکھ کر کچھ حد سکون ملا کے وہ اسکے سامنے تو ہے۔

"ٹھیک ہے۔۔جاو حرا کو لے جاو۔۔۔"

اجر کو یوں حرا کے لیے پریشان دیکھے باسل نے پیار بھری نظر اجر پر ڈالی اور حرا کے پاس جار کا بازو کا حصار دیے کھڑا ہوا۔

دونوں ہی بارس کو دیکھ رہے تھے تو اجر بھی پاس آر کی۔

"میں واپس آجاوں گی بارس۔۔ آئی لو ویو۔۔۔ تم جاگو گے تو ہماری آئس کریم ڈیٹ بھی پوری کریں گے اور کس بھی کروں گی تمہیں۔ پلیز میرے آنے تک آنکھیں کھول لینا۔ آئی مس یو۔ یہ پہلی رات ہے جو میں نے تم سے بات کیسے بنا گزاری۔۔۔ اور یہ بہت پین ف۔۔ فل تھی۔ مجھے یقین ہے ایسی دوسری رات ہماری زندگی میں نہیں آئے گی"

وہ چپ چاپ اس کی چلتی سانسوں کو دیکھے دل ہی دل میں اس سے ہمکلام ہوئی پھر باسل کے ساتھ چلی گئی، اجر نے دونوں کو باہر تک سی آف کیا پھر وہ باسل کے کہے کے مطابق اپنے لیے کچھ ہلکا پھلکا سینڈوچ اور چائے لینے بڑھ گئی۔

وہیں رملا نے مما بابا کو نجانے کیا فلم ڈالی لیکن وہ بارس کا کہہ کر جا رہی تھی تو ان کا اعتراض کچھ مدھم ہوا کیونکہ رملا نے انھیں کہا کہ حرا اور بارس کا فساد والا جھگڑا ہو گیا ہے اور وہ بیچ میں گھسنے کی کوشش کرنے جا رہی ہے، جو ان دو کو قائل کر گیا، بہر حال چھ سے سات گھنٹے کی فلائیٹ پکڑے وہ اسلامہ آباد کے لیے نکل چکی تھی۔

جبکہ باسل نے حرا کو گھر ڈراپ کیا تو وہ اسکے ساتھ اندر آیا، جلدی آنے کی وجہ سے ابھی تک سب سو رہے تھے۔

"کچھ کھا کر میڈیسن لے کر نیند لو میرا بچہ۔ میں میڈ کو کہہ جاتا ہوں۔ لیٹ جاو شاباش"

باسل نے اسے پکڑ کر بیڈ پر بٹھایا اور جھک کر اسکے دونوں جوتے اتارے، وہ بخار کی وجہ سے سست اور نڈھال تھی، جوتے اترتے ہی لیٹ گئی۔

"بھائی۔۔۔ مجھے بھوک نہیں ہے۔ بس بارس کی فکر ہے"

وہ اسکے پاس بیٹھ گیا کیونکہ حرا کی حساسیت نے باسل کو بھی ہلا کر رکھ دیا تھا، وہ ہر رشتے سے اتنی ہی اٹیچ تھی وہ جانتا تھا، پھر اس نے ساری زندگی بابا کے سرد رویے سہہ کر کیسے صبر کیا ہوگا، آج اس دکھ کا باسل کو بہت گہرائی سے احساس ہو رہا تھا۔

"فکر مت کرو۔ وہ بلکل ٹھیک ہو جائے گا۔ میں پرامس کرتا ہوں اس زخم کا اسکے جسم پر نشان بھی باقی نہ رہے گا۔ یہ تم دو کی زندگی کا اک تلخ واقعہ ہے۔ شاید اللہ نے تم دو کو مزید قریب کرنے کے لیے یہ آزمائش دی ہو۔ میں تمہارا ناشتہ بھجوا رہا ہوں۔ کھا کر میڈیسن لو تا کہ اسے اچھے سے مل سکو۔ تمہیں بیمار دیکھ کر اسکی پاور بھی لوز ہوگی۔۔ سمجھ گئی ہو؟"

باسل نے پیار سے اسکے بال سہلاتے بڑی نرمی سے یہ سب سمجھایا اور وہ سمجھ بھی گئی، دل تو بھر سا آیا پر اسے بھائی کے وعدے پر اعتبار تھا۔

"جی بھائی"

وہ بہت مشکل سے ہی بول سکی، آواز ڈوبی سی معلوم ہوئی۔

"میری گڑیا۔۔۔ میں تمہارا ناشتہ بھجوا کر نکل رہا ہوں۔پک کرلوں گا دن کو۔"

وہ جھکا اور حرا کا سر چومے واپس سیدھا ہوتے ہی اٹھ کھڑا ہوا، اور مسکرا کر حرا کو دیکھے اسکے روم سے نکلا، ابھی تک کوئی نہ جاگا تھا پر اسے پتا تھا مما فجر کے بعد نہیں سوتیں تو وہ سیدھا انکے کمرے کی طرف گیا، تھوڑا سا دروازہ کھول کر اندر جھانکا جہاں وہ حسب معمول تلاوت قرآن میں مشغول تھیں جبکہ بابا فجر پڑھ کر آنے کے بعد واپس سو گئے تھے۔

"آجاو میری جان۔۔۔ کہاں غائب تھے تم لوگ۔۔ آگئے ہو سب؟"

وہ مما کے قرآن پاک زرا دیر بند کر کے پکارنے پر اندر داخل ہوا اور مما کے پاس ہی بیٹھے ان سے لگ کر ماتھے پر پیار بھرا بوسہ لیا،ہاں اسے عمار سے ملنا تھا اس کے لیے ایموشنل ہمت چاہیے تھی۔

"جی مما۔ کچھ بتانا ہے آپکو۔ دراصل کل ریس کے بعد ایک چھوٹا سا حادثہ ہو گیا تھا۔ بارس پر ایسیڈ گر گیا تھا، کسی گلاس فیلو نے جلن حسد کے مارے کیا۔ یہاں سٹمک کی سائیڈ برن ہوا ہے۔ میں اجر حرا کل وہیں تھے رات۔۔۔"

باسل نے انھیں یہ سب بتایا تاکہ وہ بھی دعا کریں، جبکہ ایمن تو بے حد پریشان اور رنجیدہ ہو گئیں۔

"اوہ میرے خدا۔ اب کیسا ہے وہ۔۔ اسکے گھر والوں کو پتا ہے باسل؟"

ایمن نے دہلتے دل سمیت پوچھا تو باسل نے نفی کی۔

"ہم نے کسی کو پریشان نہیں کیا لیکن میں خود بتاوں گا بڑی اور ماہا آنٹی کو لنچ پر۔ آپ بابا کو بتا دیجئے گا۔ حرا کو فیور ہے۔ اسے ناشتہ کروا کے میڈیسن دے دیجئے گا۔ رو رو کر آدھی ہو گئی ہے۔ اور بارس کے لیے دعا کیجئے گا۔ مجھے کچھ

کام سے نکلنا ہے۔ اجر ہو سپٹل ہی ہے بارس کے پاس۔ میں لنچ پر حرا کو پک کرلوں گا اور اجر کو گھر ڈراپ کر دوں گا"

باسل کی تھکن بھی وہ دیکھ سکتی تھیں، جبکہ یہ سب کافی تکلیف دہ تھا، پہلے بارس کی تکلیف اس پر حرا کا نڈھال ہونا۔

"ٹھیک ہے میری جان۔ میں بس یہ رکوع پورا کر کے جاتی ہوں حرا کے پاس۔ بارس کے لیے بہت سی دعائیں کروں گی۔ تم بھی وقت ملے تو کچھ دیر آرام کرلینا، آنکھیں تھکی لگ رہی ہیں"

ایمن نے اسے بھی شفقت کے سنگ تاکید کی تو وہ مسکرا کر مما کا سر چومے اٹھ کھڑا ہوا اور تابعداری کا مظاہرہ کیے کمرے سے نکل گیا، ایمن نے قرآن پاک واپس کھولا تاکہ وہ مکمل کیے حرا کے پاس جا سکیں۔

جبکہ باسل کو آج آرام سونے سے نہیں، یار کے دیدار سے ملنا تھا جو اس وقت جین اور ماہر کا سر کھا چکا تھا کہ باسل ابھی تک کیوں نہیں پہنچا اور باسل کے لیے اس تک لیا ہر ہر قدم من وزنی تھا۔

..________________________..

وہ سنوکر کلب کے باہر ہی گیراج تک گاڑی پارک کر آیا تھا، سنوکر کلب میں صبح کے اس وقت زیادہ رش نہ تھا، باسل کو دیکھتے ہی ریسپشن بوائے نے اسے مودب ہوتے سلام کیا جسکے بعد وہ اسکے ہمراہ نچلے پورشن کی طرف چلا گیا، وہ لڑکا باسل کو چھوڑے واپس اوپر چلا گیا۔

عمار اس وقت آفس بیورو میں پیر پسار کر بیٹھا جنگلی وحشی ناراض نظروں سے مودب بن کر کھڑے جین کو دیکھ رہا تھا۔

"تمہارا وہ چہیتا باسل کیا پردہ کر رہا ہے مجھ سے۔ اول تو وہ لینے نہیں آیا اوپر سے اتنا انتظار کروا رہا ہے۔ شروع سے کمینہ تھا، اب بھی اسکی وہی کمینگی ہے۔ کنجر کہیں کا"

باسل باہر ڈور تک پہنچا تبھی اسکے کان میں عمار کی گل فشانیاں پڑیں، وہ جسکے قدم من وزنی تھے، ہونٹوں کے مسکراتے ہی اپنا بوجھ زائل کرنے لگے۔

"اسے کہہ جین دفع ہو آئے، میرا صبر بہت قلیل رہ گیا ہے۔۔۔"

جین کو چپ اور بے بس دیکھے عمار سخت مضطرب ہوئے دھاڑا ہی کہ اسی لمحے باسل، آفس کا ڈور کھولتا کسی تھمے ہوئے سست طوفان سا اندر داخل ہوا، جین اور عمار نے بیک وقت آنے والی ہستی کی طرف دیکھا، عمار کی آنکھیں باسل کو دیکھتے ہی تکلیف سے بھریں، وہ اٹھا جبکہ باسل نے جین کو جانے کا اشارہ کرتے خود نظریں عمار سے پھیر لیں، جیسے ہی جین آفس سے

ڈور بند کیے نکلا، عمار نے لپک کر باسل کا جبڑا اپنے مضبوط ہاتھ میں دبوچا، دونوں کی آنکھوں میں دفعتاً سرخائی سی گھلی۔

"اتنی دیر سے کیوں آیا ہے؟"

عمار اس پر باقاعدہ چلایا تھا جس پر باسل نے ناراضگی کے سنگ اسکا ہاتھ پکڑ کر جھٹکا۔

"پندرہ سال کے انتظار سے تو قدرے آسان ہو گا یہ چند گھنٹوں کا انتظار عمار سیال۔۔۔"

وہ ناچاہتے ہوئے بھی تلخ ہوا تو عمار نے ہار مانتے اسے گلے لگانا چاہا پر باسل نے اسے غصے سے پرے دھکیلا حالانکہ وہ باسل سے دگنا طاقتور تھا۔

"ایسے جھٹکنے کی جرت بھی کیسے کی تو نے مجھے چوزے۔۔۔ باز آجا۔۔ یہ چودہ پندرہ سالا انتظار صرف تیرا نہیں تھا۔ آپن بھی سلگا ہے۔ ابھی ماضی کی بات

نہیں کرتے۔ ابھی بس یاری پر دھیان دینا چاہیے۔ ادھر آ تجھے کتنا مس کیا بتاوں۔۔۔"

عمار نے اسے محبوبہ کی طرح تھامتے منانے کے پھیکے سے جتن کیے تو باسل نے اس بار زرا قوت دیکھائی اور وہ سانڈ کرسی پر جا ڈھیڑ ہوا، جبکہ باسل دفعتا خونخوار ہوتے عمار سیال پر جھکا جسکی آنکھوں میں بس باسل کے لیے انسیت تھی۔

"ک۔۔کونسی یاری ہاں۔۔ تیری موت کے ڈرامے نے میری زندگی جو تباہ کی اسکا کیا۔۔۔؟ میں جو اتنے سالوں سے نیم پاگل بن کر جی رہا ہوں اسکا حساب کون دے گا عمار۔۔۔ میں جو پچھلے تین سال سے ہر لمحہ تیری تلاش میں مر رہا ہوں۔۔۔ اسکی تلافی کون کرے گا۔۔۔؟"

باسل کی آواز یہ پوچھتے پھٹی تو عمار کا دل۔

"بولا ہے ناں ابھی ماضی کی بات نہ کر۔۔ میں دوں گا حساب۔ تیرے اک اک لمحے کا۔ ابھی مجھ میں ہمت تو واپس آنے دے۔۔۔۔ ایسے جھٹکے گا تو سچ میں مر جاوں گا"

وہ بھلے بہت بے حس ہو لیکن باسل اس وقت اس پتھر دل کی آنکھیں درد میں ڈوبی محسوس کر سکتا تھا۔

"ن۔۔ نہیں تجھ جیسے نہیں مرتے۔۔۔ ہم جیسے مرتے ہیں اور وہ بھی پل پل۔۔۔ میں تجھے اس حال میں بلکل گلے نہیں لگا رہا۔ کتنے دن سے نہایا نہیں ہے تو؟"

باسل واپس اٹھ کھڑا ہوا تو عمار نے بھی دانت پیسے اپنے فالتو کے آنسو رگڑے۔

"ابے قید تھا میں۔ نانی کے گھر تھوڑی تھا۔۔۔"

عمار کے جبڑے بھینچ کر سڑنے سلگنے پر باسل کو عجیب سی دل میں اٹھتی ٹیسیں محسوس ہوئیں، وہ عمار کو اس حال میں دیکھ نہیں پا رہا تھا۔

"پہلے خلیہ درست ہو گا تیرا پھر گلے لگاؤں گا۔ بدبو کے کارخانے۔۔۔"

وہ درد و تکلیف کے باوجود اسے سنائے جا رہا تھا جبکہ عمار نے مسکرا کر پھر بھی باسل کا چہرہ بڑے بڑے ہاتھوں میں قید کیا، باسل گھورا پر اس جنگلی جانور نے اسکے دونوں گال ماتھا سر سب چوما وہ بھی شدید وحشیوں کی طرح، جبکہ عمار کے تو ہونٹ بھی دیکھائی دینے سے قاصر تھے اتنے منہ پر بال تھے۔

"میری جان صاف ستھرا ہو کر تجھ سے زیادہ چمک گیا تو تجھے مغرور ہو کر منہ نہ لگاؤں گا اس لیے میرے چمے ابھی لے کر عیش کر یار"

باسل نے اس گندی بلا کو خود سے دور کیا جبکہ اس آدمی کی زبان پر باسل کو جھرجھری آئی کہ یہ آدمی آتشم بن کر اس میں اسی گندی زبان سمیت گھسا تھا، خاص کر اس تھرڈ کلاس سے لفظ چمے پر تو باسل کا دل خراب ہوا۔

"عمار۔۔۔بکواس نہ کر۔۔۔۔یہ تیرا حال ٹھیک کرواتا ہوں۔ویٹ"

باسل نے اسی وقت فون نکالتے باہر نکل کر بیورو کی طرف آتے کسی کو کال کی جبکہ اس بیچ وہ بھی اس سیکرٹ روم آفس سے نکل کے باہر اک خفیہ باسل کے بیورو کا ستائشی نظروں سے جائزہ لیتے عمار کو فروٹس ٹوکری میں رکھی چھری نظر آئی، چھری اٹھانے کے ساتھ ایک سیب بھی اٹھا کر دانتوں سے کترا اور چباتے ہوئے چھری سے اپنے سر کے بال کاٹنے لگا، باسل نے ہیر ڈریسر سے اپائنٹمنٹ لی اور جب نظر اس اٹھویں عجوبے پر گئی تو اسکی حرکت پر کلیجہ منہ کو آیا، باقی سارا اسٹاف بھی اپنے دوسرے ہیڈ کی حرکتوں پر مسکراتا نظر آیا۔

"عمار۔۔بال چھری سے نہیں کاٹتے"

باسل نے عمار کو پہلے ادب کے سنگ کچھ دیر دیکھا، پھر سوچا کہے نہ کہے کہ اس کا سینئر بھی ہے، لیکن جب وہ اپنی لمبی سر کی رسی بنی زلفوں کو کاٹنے کے

بعد لمبی لمبی داڑھی بھی چھڑی سے کاٹنے لگاتب باسل کو ہول اٹھتے اس کوڑھ مغز کو دیکھے بولنا پڑا۔

"اوہاں یار۔قید رہ کر بھول ہی گیا۔پکڑ انا تلوار سارے ایک ہی بار کاٹوں"

عمار نے دانت دیکھاتے ہاتھ پھیلایا جسکے بعد بیورو کے سب لوگوں کے لیے چراغوں میں روشنی نہ رہی،باسل کے بھی،وہ اسے پکڑے واپس مین آفس آیا۔

"ابن بطوطہ کے زمانے کی چڑیل۔ہیر ڈریسر کے پاس تیری اپائنٹمنٹ ہے کچھ دیر تک۔بلکے جنگلی سور لگ رہا ہے،چڑیل تو پھر بھی پیاری ہوتی ہے۔ویسی ہی بدبو ہے"

باسل نے دانت پیسے مسکرا کر پھر لفظی گستاخی سرگوشیانہ انداز میں کی،دل تو چپیڑ مارنے کو کیا۔

"در فٹے منہ، اچھا دیکھ سر میں جوئیں تو نہیں میرے۔ ایویں وہ نائی کے آگے شرمندگی نہ ہو جائے ناں"

عمار کی جاہلانہ پلس معصومانہ باتیں باسل دل سے انجوائے کر رہا تھا، عمار کی امی جی بنے فوراً اسکا سر دیکھنے بھی لگا پر جوئیں تو نہیں اندر مٹی کا جما ہوا ریگستان ضرور تھا۔

"اندر جوؤں نے اپنا پورا ریگستان آباد کر رکھا۔ کھے اور مٹی۔ تیرے سر پر دس شیمپو کی بوتلیں بھی کم ہیں۔ چل شاباش وہی ہیر ڈریسر ہی آج یہ عذاب جھیلے گا"

باسل نے سارا پیار ہی صاف ستھرے عمار کے لیے وقف کر دیا جبکہ عمار نے ادا سے اپنے گندے بال لہرائے اور باقی ٹیم کے ہمراہ نکل گیا لیکن باسل قہقہہ مارے ضرور ہنسا، پھیکی سی اداس زندگی میں اسی لطیفے کی کمی وہ شدت سے مس کرتا تھا۔

خیر اسلامہ آباد کا سب سے بیسٹ سیلون آج صرف عمار کے لیے بکڈ تھا، گندا میلا، فقیر اور پاگل بن کر گھسنے والا وہ بدبو دار آدمی اور آئے ھائے قاتلانہ وجاہت اور مسحور کن خوشبوؤں میں لپٹ کر شہری بابو بن کر نکلا، باسل اور وہ لگ بھگ ایک جیسی وجاہت اور چارم کے مالک تھے، یہاں تک کہ عمار نے باسل کی طرح کلین شیو تک سوچی لیکن پھر عین وقت پر ٹرئمنگ پر مانا، یہ سانڈ باسل سے بھی تھوڑا اونچا تھا اوپر سے لوہے کی سول والے ایسے بوٹ پہن رکھے تھے جو کسی کے سر میں لگتے تو دوسرا سانس نہ آتا۔

ہیر کٹ اور چہرہ صاف ہوتے ایک لمبے شاور کے بعد سیلون میں جناب کا سر سے پیر گلو ٹرئیٹمنٹ اور صفائی کی گئی تھی، مینی کیور، پیڈی کیور، باڈی واش، سیرم تھیراپی اور سٹیم باتھ کے ساتھ ویکس، پندرہ سال تو نہیں لیکن یہ سارا نور کم از کم پانچ چھ سال کا تو تھا جب سے وہ پراپر قیدی بنایا گیا تھا، کیونکہ اس سے پہلے اسے فیکٹری میں رکھا گیا تھا، ہر سہولت کے ساتھ

لیکن جیسے جیسے عمار کی کنگ سے غداریاں سامنے آتی گئیں،وہ عمار سے ہر سہولت و آسانی چھینتا گیا،وہ کنگ کی چھاونی میں اسے نیست ونابود کرنے گھسا تھا بھیس بدل کر لیکن بہت سال کی محنت بھی رائگاں گئی۔

"اب لگ رہا ہے انسان کا بچہ"

باسل نے اسکی ستھری شکل دیکھتے پیار جتایا پر اب وہ حسین آدمی منہ لگانے کے موڈ میں نہ تھا لیکن باسل نے زبردستی گلے پڑ کر جناب کے غرور کا ستیاناس کیا،ہاں وہ آنسو اور تڑپ جو وہ کب سے آنکھوں میں دبائے ہوئے تھا،اب آنکھوں سے نکلی تھی،ناراضی،لڑائی،بے حسی اور ظلم اپنی جگہ پر اس حقیقت کو جھٹلایا جانا ناممکن تھا کہ ان دو نے ایک دوسرے کے علاوہ دوست نہ بنایا تھا۔

"بتا میری اجر کیسی ہے۔وہ تیری پراپر بیوی بنی۔کتنے بچے ہیں تم دونوں کے۔اور بارس تو بڑا ہو گیا ہو گا۔بابا کیسے ہیں۔اور مما۔۔۔بتاناں سبکے بارے باسل"

وہ روبرو ہوا تو سبکے لیے الگ الگ تڑپ آنکھوں میں بھرے باسل کو دیکھنے لگا،ابھی وہ تھوڑا ناراض تھا تبھی بلکل بتانے کے موڈ میں نہ تھا۔

"نہیں بتا رہا ابھی کچھ۔۔۔پہلے ایک اہم معاملہ نمٹانا ہے،آج رات تیری ہے۔جو پوچھنا ہوا تب پوچھ لینا۔۔"

باسل نے اپنی آنکھیں رگڑیں جبکہ رمیز کے رملا کے پیچھے ہی کی دوسری فلائیٹ پکڑنے کے بارے باسل کے آدمی نے اطلاع دے دی تھی۔

"رمیز پاشا۔۔۔اجمل پاشا کی گندی اولاد۔۔۔رملا کا پروفیسر تھا ملائشیا میں۔آتشم کی تلاش میں کنگ اور اجمل کو کیڑے کاٹ رہے ہیں تبھی بلیک میلنگ کا پلین تھا،خفیہ ذرائع سے پتا چلا ہے اجمل کل بڈی کے ریسٹورنٹ جا

کر انھیں دھمکا کر آیا ہے، مجھے کال کی تھی انہوں نے پر میرے لوگوں نے پہلے ہی معاملہ بتا دیا سو یہ سب سمیٹ کر ہی بڈی سے ملوں گا۔ کچھ نازیبا تصویریں دھوکے سے بنوائی تھیں پروفیسر نے رملا کے ساتھ، رملا کو میں نے بلایا ہے یہاں۔۔ وہ کمینہ بھی سوغات لینے پیچھے ہی آرہا ہے۔ میری ٹیم وہ تصویریں کریش کرنے میں کامیاب ہو گئی ہے۔ رمیز کی دھلائی آپ کریں گے یا میں کروں خضور۔۔ اسے سبق سیکھانا بہت ضروری ہے اور اسکے تھرو ہی اسکا باپ بھی قابو آئے گا"

یہ ساری تفصیل سننے کے بعد عمار نے یہ شرف خود لینے کا فیصلہ کیا۔

"آپن دیکھے گا یہ۔۔ ویسے یہ رملا چاچو والی۔۔۔ بیوقوف ہے کیا جو کسی کو اتنی اویلیبل ہوئی کہ اگلے نے گندی تصویریں بنا لیں۔۔ چاچو چاچی سے ایک اولاد بھی سنبھالی نہیں گئی، اور دو اپنی لڑکیوں کو چھوٹ۔۔۔ عورت ذات کو ایسے معاملات میں محتاط رہنا چاہیے، کوڑھ مغز۔۔ ایک ہی ہے وہ عجوبہ یا اور بھی بچے کر لیے؟"

عمار بار بار تجس میں لپٹ رہا تھا کہ سب کے بارے کسی طرح باسل سے معلومات نکلوائے مگر باسل بھی پوری ڈھیٹ شے تھا، قسم اٹھائی تھی نہ بتانے کی۔

"تجھے سب رات کو بتاوں گا فی الحال ہمیں یہ معاملہ نمٹانا ہے۔"

باسل نے بھی ٹکا سا جواب دیے عمار کو مایوس کر دیا، وہ لوگ ہیر ڈریسر سے فری ہوئے نکلے، ایک جگہ تھی جہاں وہ لوگ رمیز کو لا کر رکھنے والے تھے۔

"یار اتنا تو بتا دے میں ماموں بنا ہوں یا نہیں۔۔ کیسی لیچڑ چیز ہے تو۔۔ پہلے تو جی جی کرتا تھا میرے آگے۔ بھول مت پورے چودہ مہینے بڑا ہوں میں تجھ سے۔ بتاناں؟"

وہ لوگ پارکنگ میں آئے تو باسل نے جین اور ماہر کو ائیرپورٹ روانہ کیا، وہیں سے رمیز کو دبوچا جانا تھا۔

"کہا ہے ناں۔۔ نہیں بتا رہا۔۔۔ رملا کے سامنے آنا ہے تجھے ؟ میرے خیال میں جب تک کنگ زندہ ہے تجھے سامنے نہیں آنا چاہیے فیملی والے خطرے میں جا سکتے ہیں۔"

باسل نے کار ان لاک کی تبھی عمار بھی جمائیاں سی لیتا پاس آ رکا۔

"وہ رملا ایک چپیڑ کی مستحق ہے۔۔۔ آؤں گا سامنے اسے بھی تو پتا چلے اسکی لاپرواہی پر ہم کیا بھگتنے والے تھے، اگر وہ زلیل پکچرز وائرل کر دیتا، کیا عزت بچتی۔ باقی ابھی گھر والوں سے نہیں مل رہا تیرا خیال سو آنے درست ہے"

عمار کے سنورے خلیے پر باسل کو پیار آ رہا تھا پر اسکی یہ زبان جب اپنے آتشم والے لہجے کو یاد دلا رہی تھی تو باسل کو اخیر غصہ چڑھ رہا تھا۔

"یہ کام سمٹ جائے تو میرے فارم ہاوس جا کر نیند پوری کر لینا۔ وہاں تیری رہائش، کھانے پینے اور ضرورت کی ہر چیز کا بندوبست ہو چکا ہے۔ جین لے جائے گا تجھے"

باسل کو اسکی نیند سے بھری آنکھیں تکلیف دہ گئیں تو قریب آتے اسکا سینہ تھپک کر کہا جبکہ عمار کی آنکھیں ستائشی انداز میں اوپر کو اٹھیں۔

"اتنی مہنگی گاڑی اور اب خفیہ فارم ہاوس۔۔۔ اوئے ہوئے لائف تو میرا یہ چوزہ جی رہا ہے۔ میرے نام پر خوب لوٹا ہے پھر تو نے لوگوں کو۔۔۔"

عمار کی کمینی سی خوشی پر باسل نے اس بار اسکا جبڑا دبوچا تھا۔

"بے غیرت انسان میں تجھے ایسا لگتا ہوں۔۔۔ جتنا پیسہ آتشم بن کر لوٹا ہے اسکی ہر ڈیٹیل تیرے لیے تیار ہے۔ پائی پائی کے حساب سمیت۔۔ رہی بات اس گاڑی کی یہ اور حان کا دیا گفٹ ہے اور فارم ہاوس میرا خفیہ آفس ہے۔۔ جنرل آفس میں اٹارنی آفیسر ہوں بیٹا، جتنا پیسہ خرچ کر کے اس جگہ

پہنچا ہوں ابھی وہ تک واپس نہیں آیا اور یہ کہہ رہا ہے لائف تو میں جی رہا ہوں۔۔۔اور جو تیرے ابا جی نے میرے ساتھ تیری موت کے بعد کیا اسکی دل دہلاتی تفصیل جاننے کو بھی رات اپنا کلیجہ بڑا رکھنا۔ پھر کہنا میری جیسی زندگی پر کیسے تجھے رشک آتا ہے"

باسل نے اک اک لفظ جبڑے بھینچ کر ادا کیا اور باسل کی آنکھوں میں تیرتی تکلیف سے اسے اندازہ تھا تکلیف چھوٹی نہیں ہے۔

"میں ہر تکلیف کی تلافی کروں گا باسل۔۔۔ قسم کھاتا ہوں تجھے یہ سارے سال بھول جائیں گے۔۔۔ابھی سینٹی نہ ہوناں۔۔ میرا شہزادہ ہے تو۔۔ ایسے کرے گا تو ہارٹ اٹیک ہو جائے گا۔"

وہ باسل کو پرسکون کرنا جانتا تھا لیکن اس وقت باسل پرسکون ہونے کو مشکل جان رہا تھا، بہر حال وہ لوگ اسکے بعد روانہ ہوئے۔

رملا کو ماہر نے پک کیا جبکہ رمیز کو ائیر پورٹ سے نکلتے ہی جین نے اپنے لوگوں سمیت بہت ہوشیاری سے اٹھایا تھا۔

وہ سب اسی جگہ آئے جو ایک پرانی سی بند پوسٹ آفس بلڈنگ تھی جسکی جگہ حکومت کے پاس تھی تبھی یہاں کوئی آتا جاتا نہ تھا۔

رملا کچھ ڈری ہوئی تھی کہ سب کیا ہو گا لیکن باسل نے اسکا گاڑی سے اترتے ہی استقبال کیا تو وہ ڈری پریشان سی آکر باسل کے ساتھ جا لگی، باسل نے بھی منع نہ کیا کیونکہ وہ اسکے لیے بلکل حرا جیسی ہی تھی۔

جین کے لوگ رمیز پاشا کو اندر مین بلڈنگ کی طرف لے کر جا چکے تھے۔

"باسل بھائی۔۔وہ تصویریں ڈیلیڈ ہوئیں؟"

وہ آنکھوں میں آنسو بھرے ہی الگ ہوتے منمنائی جبکہ اسکا جواب باسل کے بجائے اس سڑے کریلے نے دینا حق سمجھا۔

"تم کیا کر رہی تھی اس پروفیسر کے پاس؟ اسکے گھر؟"

عمار کے بیچ میں سرد مہری سے مداخلت کرنے پر جب وہ وہی بھیگی آنکھیں اس آواز کے تعاقب میں گما گئی تو سامنے کھڑا وہ لمبا چوڑا ہاتھی نما وجیہہ اور نہایت مضبوط مسلز والا آدمی تھا جس کو دیکھتے رملا کی سٹی گم گئی۔

"باسل بھائی یہ میرے دوسرے پاپا کون ہیں۔۔۔ آپکو کیوں بتاؤں؟"

رملا نے بدتمیزی سے سوال کیا جس پر باسل نے اسے لڑنے سے روکتے دونوں کو ایک دوسرے سے دور کیا کیونکہ وہ بھی سخت غصے میں تھا، جو بھی ہو وہ عمار کے گھر کی عزت تھی اور اسکی اس بیوقوفی اور فینٹسی کے سبب سیال خاندان کی عزت داؤ پر تھی۔

"عمار ہے یہ۔۔۔ تمہارا کزن"

باسل کے کہنے کی دیر تھی کہ رملا نے ششدر نظروں سے پہلے باسل کو دیکھا پھر غصے سے خود کو گھورتے عمار سیال کو۔

"اوہ میرے خدا۔۔ یہ زندہ ہیں۔۔ یہ تو چودہ پندرہ سال پہلے اوپر کی ٹکٹ کٹوا گئے تھے۔۔۔ یہ زندہ کیسے ہو گئے۔۔۔ یہ اتنے زیادہ پہلوان ٹائپ کیسے بن گئے۔۔۔ یہ تو کانگڑی سے تھے مجھے تھوڑا تھوڑا یاد ہے۔۔"

وہ منہ پر ہاتھ رکھے پہلے تو اپنی حیرت و خوشی کو سنبھالتی رہی پھر تتلی بنی عمار کے ارد گرد گھومتی اسکا سائز اپنے دماغ میں بیٹھے ہیولے سے میچ کیے صدمے و خوشی سے بولی کہ عمار کو اپنا طواف کرتی وہ لڑکی سخت زہر لگی۔

"رملا۔۔۔ وہ کسی وجہ سے ڈرامہ تھا عمار کا مرنے والا۔۔۔ یہ راز صرف ہمارے بیچ رہے گا جیسے ہم نے تمہارا راز سنبھالا۔ سمجھ گئی تم؟"

باسل نے اسے سختی سے یہ بات ہضم کر لینے کی تلقین کی جس پر وہ عمار سے باسل کی طرح لپٹنے سے زرا گھبرائی کیونکہ جس غصے سے وہ دیکھ رہا تھا، رملا کو لگا اگر جا کر گلے پڑتی لپٹی بھی تو وہ چڑمر کر دے گا اور کسی کاغذ کی طرح مڑور کر پھینک دے گا۔

"اوکے باسل بھائی۔۔۔اور آپ زندہ ہیں اللہ کا شکر ہے۔اور اس غفلت کے لیے سوری پلیز۔مجھے ایسے بڑی بڑی ظالم آنکھوں سے مت گھوریں۔۔ایکچولی مجھے پروفیسر رمیز بہت اچھے لگتے تھے۔فدا تھی تو انکے آس پاس رہنا دل کی اولین خوشی ہوتی تھی۔اس دن بھی میری دوست نے پروفیسر سے کچھ پوچھنے جانا تھا تو مجھے بھی ساتھ لے گئی۔ہم تو نارملی بس باتیں کر رہے تھے کالج کی طرح لیکن پھر اورنج جوس پینے کے بعد م۔۔مجھے کچھ ہوش نہ رہا۔"

وہ شرمندہ سی باقاعدہ رونے لگی تبھی باسل نے عمار کو زرا یہ غصہ سنبھالنے کا اشارہ کیا جس سبب عمار کی آنکھوں میں بھی نرمی اتری۔

"اپنی آنکھوں سے اس کا حال دیکھو جو میں کروں گا۔اور دوبارہ کسی پر بھروسہ مت کرنا رملا"

وہ بہت جبراً یہ تمیز بھرا لہجہ اپنائے ہوئے تھا کیونکہ باسل اسے راستے میں سمجھا کر لایا تھا کہ یہ اپنی ٹون رملا کے ساتھ نرم رکھے۔

"ج۔۔جی ٹھیک ہے۔پکا پرامس۔مجھے یقین نہیں آ رہا کہ آپ زندہ ہیں اف آپکی واپسی پر تو جشن ہو گا سیال حویلی میں۔اچھا سنیں یہ مسلز آپکے رئیل ہیں۔۔میں چھو کر دیکھ لوں؟"

رملا کی خوشی الگ پر آخری اجازت مانگنے پر جن نظروں سے عمار نے دیکھا، وہ سانس سا روک کر رہ گئی۔

"ابھی کسی کو کچھ دن نہیں بتانا کہ عمار زندہ ہے۔ہمارے کچھ ادھورے کام ہیں رملا ان کے بعد ہی عمار سب کے سامنے آ سکتا ہے"

باسل نے اسے تمہیداً سمجھایا مبادا یہ پھٹا ڈھول سب میں منادی کروا دیتی۔

جبکہ وہ لوگ اندر بلڈنگ کی طرف گئے تو رمیز پاشا کو دو لوگ دبوچ کر کھڑے تھے اور رملا کو اک پل ترس آیا کہ اسکا ہنڈسم پروفیسر بے یارو

مددگار تھا لیکن دوسرے پل ہی اس نے وہ سوچا جو اس غلیظ آدمی نے رملا کے ساتھ کیا۔

"منحوس آدمی۔ میں تمہیں لائک کرتی تھی اور تم نے میرے ساتھ کیا کیا۔ کیڑے پڑیں تجھے خبیث کی اولاد۔ گھناونی شکل والے سانڈ۔۔ اللہ کرے تجھے قبر بھی نصیب نہ ہو۔ میرے ساتھ اتنی گندی حرکت کی تو نے تیری تو۔۔۔۔"

رملا کی ساری نرمی دبنگ دھاڑ میں بدلی اور اس سے پہلے وہ ناخنوں سے رمیز پاشا کا منہ نوچنے ڈورتی، عمار نے اسکی سوکھی بازو پکڑی تو وہ ڈور رہی تھی پر ایک جگہ رک کر، پھر مڑ کر عمار کے چہرے کو دیکھنے لگی، رملا کا معصوم کم سن حسن سرخیوں میں اٹا کسی کو بھی جکڑ سکتا تھا لیکن سامنے عمار سیال تھا، وحشی اور جذبات سے عاری۔

"اپنا سائز دیکھو اور ارادے۔۔۔ ہٹو۔۔۔ میں ہوں ناں"

عمار کے شرمندہ کرنے پر وہ زرا غصہ تکلیف سنبھالے پیچھے ہوئی جب عمار آگے بڑھا، رمیز نے بس حلق سے اک آخری بار تھوک نگلا تھا اور پھر یہ پورا ایریا پٹاکوں سے گونجا، پچاس کے لگ بھگ تو عمار نے اسے جھانپڑ دے مارے، رمیز تگڑا تھا تبھی سہہ گیا، اور رملا تو کبھی کانوں پر ہاتھ رکھتی کبھی چہرے پر ہاتھ رکھے انگلیوں کے بیچ سے سامنے کا منظر دیکھتی، ویسی ویسی شکلیں بنا رہی تھی جیسے جیسے پٹ کر رمیز کی بن رہی تھیں، پھر جب خود کو اکسایا کہ اس آدمی نے رملا کو کیسے کیسے چھوا ہو گا تو رہی سہی ہمدردی بھی گئی، اسکے بعد تو رملا نے باقاعدہ یہاں وہاں مارنے کی پوری انسٹرکشن بھی دی عمار کو، بچارا بیس منٹ لگتار پٹنے کے بعد آخر نیل و نیل لہولہان ہو کر گر گیا تب عمار نے بس کی، چس تو عمار کو آئی کے مدت بعد لوہے کے بجائے کوئی انسانی جسم پیٹنے کو ملا تھا، سرور ہی الگ تھا اسکا۔

"کتے کمینے۔۔۔۔ گوبر کے ڈھیر۔۔۔ لعنت ہو تجھ پر۔۔"

وہ بھی آگے آئی اور اپنی ہیلر اسکے پیٹ میں دے مارتے رمیز کے کراہنے کا مزہ لیا۔

"اسے لے جاو جین۔۔۔۔اسکے باپ تک خبر پہنچاو کے رمیز پاشا کو آتشم نے پکڑ لیا ہے اور ڈیمانڈ آتشم کی اجمل پاشا ہے۔۔۔اسے ملائشئین حکومت کی سزا دلوائیں گے لیکن پہلے اسکے تھرو اسکے باپ کو دبوچیں گے تاکہ کنگ تک پہنچا جاسکے"

رملا کو عمار نے اس سے دور کیا جبکہ باسل نے بھی رازداری سے جین اور ماہر کو آگے کی کاروائی سمجھائی۔جبکہ رملا سے تھوڑا کام تھا تو وہ لوگ اسکے بعد واپس سنوکر کلب والے بیورو کی طرف نکل گئے۔

:: ______________________ ::

اور حان نے آج ریسٹ کیا تھا تو میرال اور مصطفی بھی مزے سے سوئے رہے مگر پھر بھوک محسوس ہونے پر وہ اپنی دونوں جانوں کو بناڈسٹرب کیے

روم سے باہر آ گیا، ایمن نے ماہیل کو بھی سب بتادیا تھا اور وہ بھی حرا کے پاس ہی تھے۔

اور حان نے بھی جب باہر کسی کو نہ پائے حرا کے کمرے کا رخ کیا تو مما وہیں تھیں حرا کے پاس۔

اور حان انکے پاس آیا تو ایمن نے اسے بھی ساری صورتحال بتائی جس سبب پریشانی تو بہر حال اسے بھی ہو چکی تھی۔

"بہت مشکل سے سوئی ہے۔ میں تمہارے ناشتے کا کہتی ہوں۔ مصطفی اور میرال کا بھی بنواوں؟"

ایمن نے پیار سے اور حان سے پوچھا جو سر نفی میں ہلا گیا۔

"وہ دو تو سو رہے ہیں، کل مصطفی نے ممی کہا میرال کو اور میرال نے اسے مہر کے یعنی اسکی ماں کے بارے بتایا، کیا کوئی عورت اتنے ظرف والی ہو سکتی ہے مما؟"

ایمن اٹھتے اٹھتے پھر بیٹھیں، آنکھوں میں بے شمار پیار تھا۔

"تمہاری طرح میرال کی روح بھی انوکھی ہی ہے۔ صدقے۔۔ واقعی یہ بہت ظرف والی بچی ہے۔ ہمیشہ سنبھال کر رکھنا اسے اور حان۔ تم لکی ہو کہ تمہاری زندگی میں آنے والی دونوں عورتیں ہی تمہارے حق میں مہربان ہیں۔ ایک نے مصطفی سی راحت دی تو دوسری خود راحت بن رہی ہے۔ میری دعا ہے اللہ تمہیں اور میرال کو بھی اولاد دے تاکہ تم دو کا رشتہ مزید مضبوط ہو اور مصطفی کا بھی کوئی ساتھی آئے۔ بہت خوش ہوں میں"

ایمن نے نہایت شفقت و محبت سے اور حان کا ہاتھ چوما جس پر وہ بھی اداس سا مسکرایا۔

"آمین۔۔"

وہ مسکرایا پھر ساری توجہ حرا کو دی جو اب نیند میں تھی۔

"حرا کے پاس ہوں میں آپ بس میرا ہی ناشتہ بنائیں۔ پھر میں چکر لگاتا ہوں ہوسپٹل۔"

ایمن نے پیار سے اسکی گال سہلائی اور اٹھ کر روم سے نکل گئیں جبکہ اورحان نے حرا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہونٹوں کے پاس لائے چوما۔

"میری ایکسٹرا سینسیٹو جان"

اسے حرا کے حساس ہونے کا اچھے سے احساس تھا کیونکہ ان دونے ماہیل کے معاملے ایک سی سرد مہری سہی تھی اور سب ہی جانتے تھے حرا جس سے بھی اٹیچ ہو، بہت خطرناک حد تک ہوتی ہے، اورحان کی ساری دعائیں بارس کی سلامتی کے لیے تھیں کیونکہ اب حرا کا ٹھیک اور نارمل ہونا بس یونہی ممکن تھا۔

وہیں ماہا بھی اب تک بارس کے نہ آنے پر پریشان تھیں بھلے ان کو ایمن جا کر کچھ دیر کمپنی بھی دے کر آئی تھیں تبھی انہوں نے اجر کو کال کی تو اس نے

بتایا کہ بارس اسکے ساتھ ہے اور وہ کسی اہم کام میں بزی ہیں تب جا کر ماہا کو تسلی ملی جبکہ ماہیل، رحمان کے پاس ریسٹورنٹ گئے تو آگے انکو پتا چلا رحمان کچھ دیر پہلے کہیں نکل گئے ہیں، ماہیل نے کال بھی کی لیکن رحمان کا فون بند تھا تو وہ چار ناچار واپس ہوسپٹل نکل گئے۔

..________________________..

وہ لوگ رملا کے ساتھ ہی واپس بیورو آئے، لگ بھگ دن کے بارہ بج چکے تھے۔

"آپ نے اس کمینے پروفیسر کو میرے لیے مارا۔۔سچ میں۔میں صدمے سے مر جاوں گی قسمے"

رملا کی آواز خوشی اور تکلیف کی ملی جلی کیفیت سے کانپ رہی تھی جبکہ سامنے بیٹھا وہ مغرور سا شخص اسے نرم سی مسکراہٹ دیے دوسری طرف متوجہ ہوا۔

"سنیں! آپ کو مجھ پر کرش ہے کیا۔ میرے لیے آپ نے سیدھا سیدھا ہی اس آدمی کو لگ بھگ ٹپکا دیا۔ کتنی فلمی سچویشن ہے۔"

وہ اس کے پاس آکر اسکی بازو تھامے اب بھی بے یقینی کی کیفیت میں تھی۔

یہ میرا فرض تھا بچے"

آخر اس لڑکی سے جان چھڑوانے کو اسے اپنی بڑی عمر یاد آئی، رملا منہ بسور کر با آواز بلند لاحوال پڑھ گئی، سارا موڈ سڑ گیا۔

"میں آپ پر لائن مار رہی ہوں ہیرو ٹائپ مسٹر اور آپ بچے کہہ کر میرا دل ساڑ رہے ہیں"

رملا کے صدمے پر عمار سیال کی آنکھوں میں دفعتاً غصہ آیا۔

"اوہ بی بی۔۔ ہوش کے ناخن لے"

وہ اسکی بے تکلفی پر خود بھی کرائے کی تھامی تمیز جھٹک کر اٹھ کھڑا ہوا، اندر کی گرما گرمی پر باسل فورا آفس میں آیا تو آگے وہ دو آمنے سامنے کھڑے تھے۔

"ہوش کے ناخن تب آپ نے تو نہ لیے جب اپنی موت کا ڈرامہ کیا۔"

وہ آگے سے سینے پر ہاتھ باندھے لڑنے مرنے پر اتری جبکہ باسل کبھی رملا کو دیکھتا کبھی عمار کو کہ یہاں کونسی جنگ شروع ہو گئی۔

"دیکھ وہ میری مجبوری تھی۔تجھے بتانا ضروری نہیں سمجھتا۔اور باسل تو اسے یہاں لایا کیوں۔اسکا مسئلہ حل ہو گیا۔اسے چلتا کر"

وہ الٹا تنگ آئے باسل پر چڑھ دوڑا جسے رملا کو یہاں کچھ پیپرز پر سائن کروانے لایا گیا تھا تاکہ رمیز پاشا کے بارے سولڈ انتظامات کیے جا سکیں، کچھ ملائشئین پرمیشنز تھیں کیونکہ رمیز کو وہاں کی سزا دلوانے کا پلین کیا جا رہا تھا جو کم سے کم عمر قید کی سزا تھی۔

"میں ایسے کیسے چلی جاوں۔۔ شیروں کی گھپا میں گھسی ہوں تو کچھ لیے دیے بنا تو جاوں گی نہیں کزن"

وہ جوابا دونوں کو ہی لمحہ بھر ساکن کر گئی۔

"باسل۔۔ سمجھالے اسے۔۔ میرا دماغ نہ چاٹے۔ شارٹ ہو جائے گا"

یہ تیسری بار عمار نے دانت پیس کر تنبیہہ کی تھی جبکہ رملا نے گال پھلائے اداس ہو کر باسل کو دیکھا جو خوامخواہ ان کے بیچ ڈا کیا بنا ہوا تھا۔

"انکو کیا شکایت لگا رہے ہیں؟ اگر آپ نے میرے ساتھ ایسے بات کی تو سبکو بتادوں گی آپ زندہ ہیں اور آپ نے چودہ پندرہ سال پہلے مرنے کا

ڈرامہ کیا تھا۔ بچو پول کھول دوں گی۔ آپ نے پروفیسر کی پنگی بجائی میرے لیے تو اب یہ ایٹیوڈ کس کو دیکھا رہے ہیں۔ ایڈمٹ اٹ کہ رملا آپکو پہلی نظر میں ہی میں دل گردے اور پھیپھڑے تک بھا گئی"

یہ لڑکی جونک کی رشتہ دار تھی، پیچھا چھوڑنے کا نام ہی نہ لے رہی تھی۔

"اوئے۔۔رملا نہیں کملا بچہ ہے تو۔بات سن تیرے لیے اس پروفیسر کو نہیں مارا۔ہمارے اپنے پنگے تھے اس کے ساتھ۔اب اپنی زبان سی لے اور نکل۔ابھی کچھ کام ہیں۔فیملی کے سامنے نہیں آسکتا کچھ دن۔اوئے باسل لے دے کہ معاملہ نمٹا یار۔جان چھڑوا میری"

وہ منہ سے آگ جھاڑتے بھی پیارا پتا نہیں کیوں تھا۔

جبکہ رملا کے خرافاتی دماغ میں اس بڑے سڑو کزن کو دبوچنے کا پلین آچکا تھا۔

"رملا بچے۔۔۔"

باسل نے فرض نبھانے کو لب کھولے ہی کہ وہ ہاتھ اٹھا کر باسل کو روک گئی۔

"ایک تو پہلے آپ مجھے بچے کہنا بند کریں باسل بھائی۔ میں کیا دو سال کی کاکی ہوں۔ پورے بائیس سال کی ہوں خیر سے۔۔۔ آپ کی دیکھو دیکھی یہ بھی بچہ بچہ کری جا رہے ہیں۔ حد ہو گئی بھئی"

باسل بچارا ڈاکیا بنے سن رہا تھا کھری اور عمار کا اب واقعی میٹر شارٹ ہو رہا تھا۔

"بائیس سال کی تمبوڑی۔۔۔ ادھر دیکھ۔۔ کیا چاہیے تجھے جان چھوڑنے کا۔ لالی پاپ، ہیر پنز یا گڑیا؟"

عمار نے خود ہی ڈاکیا کو سائڈ کرتے یہ معاملہ خود رفع دفع کرنے کو اسکی طرف قدم بڑھائے جبکہ وہ آنکھیں نکال کر عمار کو گھورنے لگی۔

"آپ۔۔۔ شادی کریں مجھ سے۔۔۔ بس اسی شرط پر میں اپنا کچھ دن منہ بند کروں گی ورنہ ابھی جا۔۔۔"

اس سے پہلے وہ فیصلہ سنائے بمب پھوڑ کر جاتی، عمار نے اسکی سوکھی سڑی بازو اپنے ہاتھ میں جس طرح لی وہ لہرا کر رہ گئی، جبکہ باسل نے منہ پر ہاتھ رکھے ہنسی روکی کیونکہ وہ ایک ساتھ جگ گلاس لگ رہے تھے اور اوپر سے باسل نے دونوں کو دلہن دلہا بنے امیجن بھی کر لیا، آگ لگے بستی میں، باسل ماہیل اپنی مستی میں گھنا مسینا یار کی بے بسی اور اسکے گناہوں کی سزا انجوائے کرتے ہوئے الگ ہی کیوٹنس کے لیول پر تھا۔

"اوہ۔۔ دماغ ٹھیک ہے تیرا۔ میرے مکے جتنا تو تیرا منہ ہے اور تجھے مجھ سے شادی کرنی ہے۔ کیا شادی کر کے میں تجھے دیوار پر سجاوں گا۔ میرے کام کی تو، کہیں سے نہیں تو۔ اپنا یہ بھیجا زمین پر لا سمجھی ورنہ ایسی کٹائی کروں گا، ساری ضدیں باہر نکل آئیں گی تیری منہ کے تھرو۔۔"

وہ جو اپنی معصوم بازو عمار کے بڑے ہاتھ میں دبا دیکھ کر تھوڑی ڈر سی گئی تھی جب وہ بتمیزی پر اترا تو رملا نے بھی اپنی ضد کو آئل لگا کر چمکایا۔

"دیکھیں میرے ساتھ بدتمیزی نہ کریں۔میں نے جو شرط رکھنی تھی رکھ دی۔بچو اگر اب نہ مانی تو میں صرف گھر والوں کو ہی نہیں پورے اسلامہ آباد کو بتاوں گی کہ آپ نے کیا گل کھلایا ہے۔ہاتھ ہٹائیں میری بازو توڑ دیں گے۔اپنا چمٹے جیسا ہاتھ ہٹارہے ہیں یا میں بلی جیسے ناخن ماروں آپکے ان ایکسٹرا بڑے ڈھیلوں میں"

وہ بازو چھڑوانے کے چکر میں باقاعدہ جھول رہی تھی جبکہ معاملہ تو واقعی سنگین تھا،باسل تو یوں تھا کہ مداری کے بندر کا تماشا دیکھ رہا ہو، کبھی مسکراتا کبھی گھنی میسنی سنجیدگی اوڑھ لیتا۔

"ابے باسل یار۔یہ چاچو نے کیا چیز پیدا کی۔"

عمار نے اسکی بازو چھوڑی تو وہ لہرا کر سیدھی چیئر پر جا گری جبکہ دیکھ دونوں ایک دوسرے کو ایسے رہے تھے جیسے خون چوس لیں گے۔

"جو بھی کی ہے پیدا ا۔۔ آپکی ہے۔۔۔ چلیں جلدی کریں بندوبست نکاح کا۔ پھر مجھے گھر جانا ہے۔ میرے پاس زیادہ ٹائم نہیں ہے"

کرسی پر جو دھکیلی گئی تھی، وہیں سے پوز مار کر بیٹھے، ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے محترمہ نے ادا سے بال جھٹک کر حکم دیا البتہ اب باسل کبھی رملا کو دیکھ رہا تھا کبھی تپتے عمار کو جسکے کان کے بجائے ناک اور آنکھوں سے دھواں اٹھ رہا تھا۔

"تم اپنے پیرنٹس کے بغیر یہ فیصلہ نہیں لے سکتی رملا۔۔۔"

باسل کو ہی جیسے یار پر ترس آیا تو رملا کو سمجھانے کی اک سعی کرنی چاہیے۔

"میں ملائشین ہوں باسل بھائی۔ وہاں اٹھارہ کا ہوتے ہی مجھے یہ حقوق مل گئے ہیں۔ ویسے بھی آپکو پتا ہے مما بابا کا ایک ہی ارمان تھا مجھے بارس سے بیاہنے کا۔ ارے بارس نہ سہی اسکے یہ سڑے برو ہی سہی۔ مما بابا تو الٹا خوشی سے چھلانگیں ماریں گے اور ممکن ہے بابا اور تایا جان کی ناراضگی بھی ختم ہو

جائے پوری۔ اور ہمیں اتنی دور پردیس میں نہ رہنا پڑے، اسی وجہ سے تو میں اپنے کزنز سے دور رہی، کتنا گندا بچپن تھا میرا اکیلے آپ دونوں کو زرا اندازہ نہیں۔۔ ویسے بھی بارس کی حرا سے شادی پر میں نے مما بابا سے جو صلواتیں سنیں۔۔۔ باپ رہ باپ۔۔ خدا کی پناہ۔۔ تو اس نکاح کو Compensation سمجھا جائے۔ میں نے بہت سہا ہے۔ فیصلہ آپ دو کا ہے۔۔۔ یا تو میری شرط مانیں یا اپنے پول کھلالیں میرے تھرو"

وہ بظاہر بہت شوخ، چلبلی اور نادان سی تھی پر اس نے جو اکیلے بچپن گزارنے کی تکلیف کا ذکر کیا وہ نا چاہتے ہوئے بھی باسل اور عمار دونوں کو اداس کر گیا، تلافی تو واقعی بنتی تھی پر عمار پاگل نہیں تھا جو اس پاسٹک کی بطخ سے سیدھی شادی رچالیتا۔

"دیکھ تیری باتیں ٹھیک ہیں۔ میری موت ہی وہ وجہ تھی کہ آپسی فساد ہوئے اور چاچو نے ملائشیا جانے کا سوچا پر یہ تلافی بہت بڑی ہے۔ خود کو دیکھ اور مجھے۔ تیرا سر نہیں چرایا ایسا واہیات سوچ کر۔ اور اٹھارہ کی تو ملائشیا میں

خود مختار گندی نافرمان اولاد ہو گی۔ یہاں چالیس کا ہو کے بھی سارے فیصلے ماں پیو کرتے ہیں اس لیے تجھے جتنے پیسے چاہیں، لے لے پر یہ بکواس دوبارہ نہ کریں۔ میری ایک چپیڑ کھا کر فوت ہو جائے گی قسم سے۔ ہوش کے ناخن لے"

عمار کا حرف حرف اس سے جان چھڑوانے کی التجاء کر رہا تھا جبکہ باسل سے مسکراہٹ کنٹرول کرنی بلکل ناممکن تھی، ناجانے کیوں اک کمینی سی اوور لوڈڈ خوشی تن من کو گدگدا رہی تھی۔

رملا اٹھ کھڑی ہوئی، بہت ہو گئے تھے لاڈ، اب کی بار وہ عمار سیال کی ظالمانہ نظروں سے بنا ڈرے اسکے سامنے آن جمی، ہاں یہ الگ بات تھی رملا کو ہیلز کے باوجود گردن اٹھا کر اس چھ فٹ چار انچ آدمی کو دیکھنا پڑ رہا تھا۔

"میں بھی چٹکی کاٹوں تو اگلے کو مرگی کا دوڑا پڑ جاتا ہے ایسی ظالم ہوں میں۔۔تو اپنے تھپڑ سے مجھے مت ڈرائیں۔بائے داوے آپ اتنی پیاری کیوٹ چھوٹو سی رملا کو تھپڑ ماریں گے ہی کیوں بھلا"

رملا نے پہلے تو اپنی زہریلی چٹکی کا رعب جمایا جبکہ اسکے بعد جس معصومیت سے تھپڑ کے لیے پوچھنے لگی، عمار نے کمینگی سے مسکرا کر دیکھا۔

"بتا باسل اس چنی کو کہ کیوں تھپڑ ماروں گا"

عمار کی ایسی بکواس پر باسل نے مکا اس بچھڑے جند جان کی کمر میں دے مارا کہ بچی کے سامنے کیسی واہیات باتیں کر رہا ہے، البتہ رملا تو کنفوز تھی کہ یہ آپس میں نظروں سے کیا گندے گندے اشارے کر رہے ہیں۔

"نہیں مارے گا تھپڑ ایسے ہی کہہ رہا ہے"

باسل نے گھورتے ہوئے عمار کو گندی سمائیل اندر کرنے کی تنبیہہ کی جبکہ اگلی بات رملا سے کہی جو بچاری فوری بہل گئی۔

"ہاہا"

عمار کی پھر سے خبیث ہنسی پر باسل نے اسے دانت پیسے دیکھا جبکہ رملا نے آئبرو اچکائے اور زرا عمار سیال کے قریب جار کی، جناب نے کمینی مسکراہٹ فورا ہونٹوں میں داب لی۔

"بس پھر نکاح ہی کریں گے۔ایک گھنٹے کے اندر اندر۔۔۔ورنہ آپ جانتے نہیں دونوں میں کتنی زہریلی ہوں"

وہ بے خوف ہوتی دھمکا رہی تھی جبکہ عمار نے اپنا تپ کر ماتھا پیٹا لیکن اسکا ماتھا پیٹنا کسی کام نہ آیا کیونکہ جین اور ماہر کی ٹیم کے بیچ اور باسل ہی کے کچھ لوگوں کے ہمراہ یہ ارجنٹ اور کیوٹ نکاح ہوا جو عمار نے بلکل یوں کیا جیسے اس بچی کو ٹافی تھما کر بہلایا ہو لیکن وہ تو بہت خوش تھی، اسے وہ بڑا اسٹڑو پسند جو آگیا تھا، اور جب کسی پر دل آجائے پھر انجام کا کوئی کہاں سوچتا ہے۔

یہ نکاح عمار کے لیے بھلے جان چھڑوانے والا عمل ہو پر رملا کے لیے بہت اہم تھا اور اسے اس نک چڑھے کو ابھی کچھ کہنا بھی نہ تھا، باسل بھی کہیں دل سے خوش تھا، رملا بہت کیوٹ تھی اور جس طرح اس نے اصل آتشم کو قابو کیا، وہ اسکی بیوی بننے کا ہنر رکھتی تھی۔

نکاح کے بعد وہ اپنے مین آفس آئے تو رملا نے شرما کر اپنا اسکارف سر پر اوڑھے شرمیلا بننے کی دونوں کے سامنے جو ایکٹنگ شروع کی اس پر وہ دو اس لڑکی کو دیکھنے لگے۔

"آئی تھنگ یہ شرم کا سیشن تم اپنے ان کو دیکھاو اکیلے میں۔ جب پورا ہو جائے تو آجانا باہر میں ویٹ کر رہا ہوں۔ تمہیں حویلی ڈراپ کر دوں"

باسل نے گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب ہونا ہی مناسب سمجھا جبکہ اب میدان میں صرف وہ شرمیلی اور وہ نخریلا بچا تھا۔

"تیرے اماں ابا کو تیرے یہ نکاح والے کرتوت پتا چلے تو ڈنڈے سے پٹے گی، مجھے اپنا یہ کام پورا کرنے دے پھر تجھے ٹھیک والی مار نہ پڑوائی تو میرا نام عمار نہیں۔ اور یہ کیا کر رہی ہے۔ شرم کا دوڑا پڑ رہا ہے ؟۔۔ باز آ جا نہایت گندی لگ رہی ہے"

رملا کی عجیب و غریب شرمانے کی ناکام کوششوں پر عمار کا دل خراب ہوا جبکہ وہ ہنستی ہوئی اس سے پہلے اس لمبے چوڑے طوفانی آدمی کی جانب بڑھتی، عمار نے انگلی اٹھا کر اسے مزید آگے آنے سے روکا، جبکہ عمار کی بند مٹھی واقعی رملا کے منہ جتنی تھی اور باسل کی امیجنیشن کہ رملا گلاس اور عمار جگ تھا۔

"سڑے کریلے آپ اتنا برا بول کر بھی کتنے سوہنے موہنے ہو۔ میرے جانو مانو بہت بڑے (قد اور کاٹھ وائز) کزن۔ ایک ہگ۔۔۔"

وہ آگے سے نہ بے عزتی فیل کر رہی تھی نہ ڈانٹ۔

"خبر دار آگے آئی۔ میری چپیڑ آٹو میٹک ہے اپنا یہ میک آپ کی دکان منہ نہ وائبریٹ کروالینا، سارا میک آپ جھڑ کر فرش پر سلامی دیتا نظر آئے گا۔ اپنا منہ مت کھولنا کملا (رملا) جا کر گھر۔۔ ورنہ بہت برا ہو گا۔۔ نکاح ہو گیا ناں۔ جا اب گھر جان چھوڑ میری۔ پچھل پیری"

وہ اسے اب اپنے قریب سے دور اور یہاں سے چلتا کرنے کے چکر میں تھا جبکہ وہ اچھی بھلی چلی جاتی پر عمار کے نام بگاڑنے اور یہ خطاب دینے نے معاملہ خراب کر دیا تھا، اب وہ اسے اپنی بہت سی خوبیاں دیکھا کر ہی جانے والی تھی۔

"پچھل پیری؟"

رملا کی آنکھوں میں شعلے چھلکے، وہ عمار کی اس حصار میں کو دی جس میں داخل ہونے کی وہ ہاتھ اور آنکھوں سے تنبیہہ و ممانعت کر چکا تھا۔

"تو اور کیا؟"

وہ فوراً گھورا۔

"واہ واہ! مطلب آپ مجھ سے نکاح بھی کریں گے، پھر مجھے پچھل پیری بھی بولیں گے؟ خدا کی قسم اگلی بار میں ریشمی دوپٹہ پہن کر سیڑھیوں سے اُلٹی اُلٹی چڑھوں گی، پھر پتا چلے گا پچھل پیری ہوتی کیسی ہے"

عمار نے آنکھوں میں سختی بھری، چہرے پر صاف لکھا تھا، دفع کروں یا خود ہو جاؤ گی۔

"دیکھ او پاگل ماں باپ کے بچے، مجھے کام کرنا ہے۔ تُو نکاح کو تو فینٹسی اور تھرل کہانی بنا بیٹھی ہے۔ جا جا اب! سکون دے۔ باسل ویٹ کر رہا ہے"

عمار کا اسے ہاتھ سے پکڑ کر آفس سے نکالنا ہی باقی تھا جبکہ بچارا یہی سوچ رہا تھا کاش شکل درست کر کے ہیروراجانہ بنتا تاکہ یہ شدین تو لٹو نہ ہوتی، اب یہاں کھڑی سینے پر مونگ دل رہی تھی۔

"ہاں جی، مجھے پتہ ہے آپ بہت بزی ہیں، دل کو زخمی کرنا، بیوی کو 'بچہ' کہنا، اور لوگوں کو پیٹ پیٹ کر انکی جان نکالنا کوئی عام کام تھوڑی ہے؟"

وہ منہ بنا کر لسٹ گنوا گئی حالانکہ عمار نے اسے اپنا بچہ تو ایک بار بھی نہ کہا پر یہاں وہ کچھ صفائی کو کہتا تو اس لڑکی نے پھر شروع ہو جانا تھا تو جبر سے لب سی گیا۔

"پر سچ کہوں عمار سیال... مجھے آپ ایسے ہی پسند آ گئے ہیں۔ ایسے ہی بد تمیز، کھڑوس، اور تھوڑے پاگل۔ اور لوفروں والی زبان بولنے والے"

وہ سر جھٹک کر اس کے قریب آئی اور نرمی سے بولی، عمار کی آنکھوں کی چمک ایک پل کو بجھی،

اور اگلے پل اس نے چہرہ رملا سے موڑ لیا۔

"یہ سب ڈرامے مجھ پہ نہیں چلتے رملا۔

نہ میں فلم کا ہیرو ہوں، نہ تم ہیروئن۔ یہ جو نکاح ہوا ہے نا، ایک formal cover ہے۔ بس۔"

وہ اسے دیکھنے کا کوئی ارمان نہ رکھتا تھا۔

"تو پھر ایک بات بتائیں عمار سیال..."

وہ پوری سنجیدگی سے اس کے بالکل سامنے آ کھڑی ہوئی، منہ موڑنا کار آمد نہ رہا، وہ ناسوں میں گھسنے والی چیز تھی، کسی تیز خوشبو جیسی۔

"آپ کے دل کو کیوں دھڑکن سی ہوئی تھی جب میں نے کہا تھا کہ آپ نے میرے لیے اس کمینے کو مارا۔ آپ نے کیوں پلٹ کر مجھے دیکھا تھا نکاح کے بعد جب میں دوسری طرف منہ کر کے مسکرا رہی تھی، آپ کیوں اپنی آنکھوں کی زبان چھپا رہے ہیں جب میں دل سے آپکو شوہر مان چکی ہوں؟"

کمرے میں ایک پل کو معنی خیز خاموشی چھا گئی۔

عمار کے چہرے پر پہلی بار...زندگی میں پہلی بار کوئی جھجک ابھری، اس لڑکی نے یہ سب، اتناسب کیسے محسوس کرلیا۔

"تم بہت بولتی ہو رملا۔ جاو"

بس یہی کہہ کر وہ رخ موڑ گیا۔

مگر وہ بولی نہیں۔

صرف مسکرا کر سر جھٹکا... اور جانے لگی۔

دروازے تک پہنچی ہی تھی کہ عمار کی آواز پھر گونجی، اسے رکنا پڑا۔

"اور سن... اپنے ناخن واقعی بلی جیسے تیز رکھنا،

کیونکہ اگلی بار جب تُو ضد کرے گی ناں...

تو میں بھاگنے والا نہیں۔"

رملا کا قدم دروازے میں رک گیا،

اور چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ آگئی۔

"میں آپکی بیوی ہوں کھڑوس، اور اس آپکی بیوی نے ہارنا نہیں سیکھا۔ آپ لگتا ہے مجھ سے ابھی اور باتیں شاتیں چاہتے ہیں"

اور وہ واپس اسکی طرف آئی، اچھا بھلا جارہی تھی، عمار نے خود کو کوسا کہ کیوں بیڑوں کے چھتے میں پھر گھس بیٹھا ہے۔

مگر اب وہ صرف دل میں نہیں...

واقعی عمار کی زندگی میں رہنے آجائے گی ایسے تیور تھے اسکے۔

"دیکھو رملا... تم خوش ہوگئی ہو، نکاح ہوگیا... اب جاوا اپنے گھر۔ میرے گرد مت گھومو، میں کوئی مونگ پھلی نہیں کہ آسانی سے پھوڑلو۔"

وہ تنگ آکر ہاتھ جوڑ گیا، تھوڑی تمیز بھی ادھار لی، اب وہ اریٹیٹ ہورہا تھا اس دم چھلی پر۔

"مونگ پھلی تو نہیں، پر آپ جیسے بندے کو تو میں چھلکے سمیت کھا جاؤں۔ کرچ کرچ"

وہ کہہ کر قہقہہ مار کر ہنسی۔

عمار نے پلکیں جھپکائیں، جیسے تھپڑ پڑ گیا ہو۔

"اوبی بی! تجھے خود پہ رحم نہیں آتا؟"

وہ چلا اٹھا، یہ کیسی سزا ملی تھی۔

"رحم...؟"

رملا نے ایک ادا سے اپنی چوٹی پیچھے کی۔

"عمار سیال پر دل آجائے تو پھر بندہ اپنے آپ پہ رحم کرنا بھول جاتا ہے... میں تو دل سے بیوی ہوں آپ کی، پر آپ کیپٹن کرنٹ لگتے ہو۔"

عمار کے ماتھے کی رگ پھڑکی۔

"تمہیں مزاق لگ رہا ہے؟ یہ نکاح بس تمہاری بونگیوں کو چھپانے کے لیے تھا، دل لگانے کے لیے نہیں!"

وہ تپا۔

"تو لگا لیں نا دل!"

وہ اس کے آگے آکر کھڑی ہو گئی، جم کر، تن کر۔ تھی کیا وہ، چھٹانک بھر گڑیا سی، اور مقابلہ اپنے سے تین گنا چوڑے آدمی سے کرے بلکل بے خوف تھی۔

"کوشش کر لیں ایک بار... شاید اچھی لگنے لگوں؟"

وہ پیاری تھی، بہت بہت، اسکے اندر کہیں ویرانوں میں اعتراف ہوا جسے عمار نے جسم کی سانس سا گھوٹ دیا۔

"مجھے گڑیا قسم کی لڑکیاں پسند نہیں، نہ چپکلیاں، اور تم تو دونوں ہو۔"

عمار نے وہیں میز کے کنارے پڑا کپ اٹھا کر کوفی کا کڑوا گھونٹ سا نگلا جبکہ وہ منہ کھولے دیکھتی رہ گئی، اپنی بے عزتی۔

"اوہ ہُو! اب مجھے چھپکلی بھی کہہ دیا؟

یاد رکھیں... یہی چھپکلی آپ کے دل کی دیوار پر چڑھ چکی ہے!"

عمار نے ایک گہرا سانس لیا، اور اسکو بھیجنے کے بجائے خود دروازے کو ٹکر مارنے دروازے کی طرف بڑھا۔

لیکن رملا چپ رہنے والی تھوڑی تھی؟ وہ پچھل پیری کے اسٹائل میں آکر عمار کے بالکل سامنے کھڑی ہو گئی۔

"سنیں نا... آپ جیسے کھڑوس انسان سے دل لگی کرنا... بالکل ایسے ہے جیسے چینی کے بغیر چائے پینا — کڑوا، پر عادت بن جاتی ہے۔"

وہ ان فیوچر کے فلسفے جھاڑ رہی تھی، عمار کا دل چاہا یہ کو وفی ہی انڈیل دے اب اس پر۔

"تُو پاگل ہے..."

عمار نے سر جھٹک کر کہا۔

"جی !اور آپ ہو میرے پاگل !"

رملا نے سینے پر ہاتھ رکھ کر مست ہوتے کہا۔

عمار کی آنکھیں پھیلیں...

"میں اپنا دماغ کھو دوں گا قسم سے !"

اسکا پارہ ہائی ہوئے پھٹنے کے دہانے آیا۔

"تو کھو دیں... میرے پاس رکھ دیں... میرے دل میں جگہ ہے... آپکے دماغ کو سنبھال لے گا"

وہ ادا سے بولی، بو نگی نمبر ون!

عمار نے اسے گہری نظروں سے دیکھا،

پھر سر جھٹک کر آفس سے اسے پکڑ کر باہر دھکیلا۔

دروازہ بند کرتے واپس ٹیبل تک آئے رکا، کوفی مگ واپس میز پر رکھ دیا۔

اور پہلی بار...

کچھ الگ مسکرایا۔

"تم میرے لیے سزا ہو رملا..."

وہ بڑبڑایا جب وہ اندر جھانکی، دروازے کے پاس ہی کھڑی اسے سن رہی تھی۔

"پر شاید... ایسی سزا جو بھگتنے کا دل کرنے لگے۔"

وہ پھر بڑبڑایا پر اب رملا گدگدا گئی۔ہائے کرش نے کچھ اچھا کہا تھا، بھلے اپنی طرف سے چھپ کر ہی سہی۔

"تو پھر سزا پوری کاٹیں گے، بیوی ہوں اب میں آپ کی... چھوٹا پیکٹ، بڑا دھماکا!"

رملا نے انگلی دانتوں میں دبا کر شوخی سے کہا،وہ گھبرا کر مڑا،اف آنکھیں پھیلی،ماتھے پر شکنیں،وہ شرمانے کا کامیاب سیشن کرتی ہوئی چپکلی۔یا خدایہ کیسی شرمندہ کر دینے والی گھڑی تھی۔

"گیٹ آوٹ رملا سیال"

وہ اس سے پہلے اسکو واقعی چڑ مڑ کرتا،وہ ہنستی ہوئی دم دبا کر اس طوفان کو اپنی طرف آتا دیکھتے بھاگ گئی۔

عمار نے تھوڑا سا ہنستے ہوئے اسکے جاتے ہی دروازہ بند کیا۔

"گدھی"

وہ منہ میں پھر بڑبڑ کر اٹھا۔

جبکہ باہر پہنچی تو باسل کے ماتھے پر بھی اکا دکا شکنیں، کب سے انتظار جو کر رہا تھا، اجر تک جانا تھا اسے اور یہ بے وقت مصیبت جیسی لڑکی۔

"ماہا آنٹی اور بڑی سے کیا کہو گی کہ کیوں ٹپکی ہو ایک ہفتے بعد پھر؟"

وہ پیسنجر سیٹ سنبھالے بیٹھی ہی جب باسل نے آگے کے بارے سوال کیا۔

"کہوں گی آپ سب سے دل گھبرا گیا تھا۔ فلمیں ڈالنے میں میرا کوئی ثانی نہیں باسل بھائی۔۔۔"

وہ شوخ ہنسی پر وہ بس دھیما سا مسکرایا اور گاڑی سٹارٹ کر دی۔

..________________________..

حرا کا بخار مدھم تھا، لیکن وہ نیند میں چلی گئی۔

اورحان نے ناشتہ کرلیا اور ریڈی ہونے کی نیت سے کمرے میں گیا تاکہ زرا بارس کو دیکھ کر آئے ہوسپٹل ساتھ اپنی ٹن جانوں کو بھی جگائے۔

کتنا نرم، حساس اور دل کو چھو لینے والا رشتہ بن گیا تھا ان تینوں کا،

اور حان، جس کے دل میں کئی اپنوں کے زخم تھے، بابا کی ناانصافیاں، دوست جیسی بیوی کی موت، بھائی جیسے دوست کی بربریت، یکدم بدلتے میرال کے لیے جذبات جن میں اول دن ہمدردی تھی تو دوسرے دن حب، تیسرے دن پیار اور چوتھے دن تڑپ پر اب مرہم لگا ہوا محسوس ہوا۔ مصطفی، جو اس بچپنے میں ماں کو ہر طرح محسوس کرنے لگا ہے، ایک مما جو خیالوں میں قوی انداز سے جذب ہو گئی تھی دوسری ممی جو حقیقت میں میسر تھی، اور میرال، جو حادثاتی بیوی اور ماں بن کر اب ان دو کے دل کی دعاؤں کا روپ بن چکی ہے، وہ سادہ سی معصوم لڑکی تھی، کیا سوتیلی ٹیپیکل ماں بنتی کہ بچوں سے اسے ہمیشہ سے پیار رہا تھا، اور مصطفی وہ ننھا وجود تھا جو اس گھر آتے اسکی پہلی ڈھارس بنا، جب روحیں جڑیں تو رشتے انوکھے ہی جنم لیتے ہیں، نہ سمجھ

آنے والے، دنیا کی سفاکی اور درد ندگی سے پاک۔ جبکہ اورحان کی محبت تو پہلی نظر میں ہی میرال کو اپنا ساتھی چن چکی تھی، بس اعترافات میں دیری ہوئی۔

وہ اندر داخل ہوا تو وہ مہکتے آتشی رنگ میں بلکل تیار تھی اور مصطفی کو بھی ریڈی کر چکی تھی، اپنی دونوں جانوں کو بیدار پا کر اورحان کے اعصاب کی تھکاوٹ کا توڑ ہوا۔

"بابا دانی (بابا جانی)"

وہ چھوٹو سا سکون دوڑتا اورحان سے لپٹا جس نے فورا سے پہلے اس خزانے کو بازوؤں میں اٹھالیا، چٹاچٹ اس برف کے گولے کے گال چومے۔

"بابا جانی کی جان۔۔ بہت نیندلی پھر آج ممی کے ساتھ لپٹ لپٹ کر۔۔۔ اب بھوک لگی ہوگی یقینا میرے بھوکے شیر کو۔"

وہ اسکے فریش چہرے پر قربان تھا، تبھی وہ میرال کو دیکھنے لگا۔

"ممی... میں آپ توبلالا تھا، آپ تدل تی۔ نینو میں (ممی۔ میں آپکو بلا رہا تھا۔ آپ کدھر تھیں۔ نیند میں)

میرال کی آنکھوں میں نمی اتری، وہ جب اسکے پاس سے اٹھی تھی شاید مصطفیٰ نے تبھی اسے تلاشنے کو پکارا، اس نے اورحان سے مصطفیٰ کو لیا، اسکے رخسار کو چوما، آنکھیں اداس مگر ہونٹوں پر وہی ماں والی مسکراہٹ تھی۔

"میں یہیں تھی...

تمہارے پاس، تمہارے خوابوں میں...

اور اب تمہارے بازوؤں میں ہوں۔"

میرال نے آہستہ سے، اُس کے بال سہلاتے ہوئے کہا تو وہ میٹھا مسکایا۔

اورحان پاس کھڑا یہ منظر دیکھ رہا تھا، چپ چاپ، جیسے زندگی اُس کے سامنے کسی خوبصورت مکمّل تصویر کی طرح کھڑی ہو گئی ہو۔

"بھاگ کر جاو۔۔ دادو نے آپکا ناشتہ بنا دیا ہو گا میں کہہ آیا ہوں"

یہ محبت تھی تو مصطفی کو میرال نے گود سے اتارا اور وہ ہنستا ہوا کمرے سے یوں بھاگا جیسے قیدی جیل سے فرار ہوں۔

وہ نزدیک ہوتی اور حان کے بازووں میں آبسی۔

"جب اُس نے مجھے 'ممی' کہا... تو میرا دل جیسے... رک گیا تھا۔ خوشی، حیرت، اور ایک بوجھ... سب اکٹھے۔"

وہ کل کے طلسم سے نکل نہ پائی تھی، آج وہ احساس پھر جاگ گیا، ہر اس پل جاگتا جب وہ اسے ممی کہتا۔

"جانتا ہوں... وہ لفظ، وہ لمحہ...

آپ نے جیتا نہیں، کمایا ہے۔"

وہ اسکے ماتھے کو چومنے لگا، ساری محبت ایک بوسے، اک لمس میں اکھٹی کر کے میرال کے ماتھے پر سجائی گئی تھی۔

"اورحان... کبھی کبھی لگتا ہے، میں اس رشتے کی حقدار ہی نہیں... آپکی پہلی بیوی، مصطفی کی ماں... بہت کچھ قیمتی آپ پیچھے چھوڑ آئے تھے۔

میں تو بس حادثہ تھی۔"

وہ افسردہ تھی، اول اول شادی کے کمزور سے دنوں کی طرح۔

"اکثر حادثے ہی... ہماری اصل منزل ہوتے ہیں، میرال۔ آپ صرف میری بیوی نہیں... آپ وہ ہیں جس نے میرے بیٹے کو ماں کی گود دی، میرے دل کو سکون دیا، اور میرے گھر کو اپنائیت اور محبت۔"

اورحان ہاتھ کی انگلی سے اُس کے آنسو روکتے ہوئے اسکے چہرے کو محبت سے دیکھتے بولا۔

میرال کا دل جیسے بھر آیا۔ اُس نے آہستگی سے اپنا سر اورحان کے سینے پر رکھا اور وہ گلے لگا لی گئی، بڑی بے تابی سے۔

"جب اُس نے آپکو 'ممی' کہا میں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ کہ میری بیوی اب صرف میری نہیں رہیں...

واقعی میرے بیٹے کی دنیا بھی وہی ہیں"

اورحان نے آسودگی سے اسکا ماتھا چوما۔

کمرے میں خاموشی تھی... صرف دھڑکنیں تھیں۔

"مجھے بس آپ دونوں کا یقین چاہیے، پھر دنیا جو بھی کہے، میں مکمل ہوں اورحان"

وہ مان سے بولی، اسے مان مزید نوازے گئے۔

"پھر سنیں! آپ میرے دل کی مکمل کہانی ہیں، اور مصطفی کے لفظوں کی پہلی دعا۔"

میرال مسکرادی، اُس کا دل مطمئن تھا

وہ حادثہ بن کر آئی تھی، مگر مقدر بن کر رہ گئی تھی۔

"چلیں اب آزادی دیں مجھے اپنے سحر سے نکلنا ہے کچھ اہم معاملات دیکھنے ہیں۔ آپکا دن اچھا گزرے میری جان۔ جاکر مصطفی کے ساتھ ناشتہ کریں۔میں شام میں ملتا ہوں آپکو۔"

اور حان نے آہستگی سے جھک کر اس کے لبوں پر ایک ہلکی، مختصر، مکمل خاموشی میں لپٹی لمس کی زبان والی دستک دی۔

نہ شدت، نہ ضد، نہ جذبہ بے قابو... بس دن کی مختصر جدائی کی اجازت۔

بس ایک اعتراف، جو لفظوں میں نہیں تھا۔

میرال کی پلکیں لرزیں، دل جیسے ایک لمحے کو رک گیا۔ اور حان پیچھے ہوا، سانس لیتے ہوئے اور وہ پوری رفتار سے کمرے کی حدود پار کر گئی جبکہ وہ ہنس دیا۔ وہ ریڈی ہوئے باہر آیا، اور مصطفی کو الوداعی پاریاں دیں، مما کو بائے کہا اور میرال اسے سی آف کرتی ہوئی موسم بہار کا پھول لگی۔

..________________________..

باسل نے گاڑی باہر ہی روکی تھی، رملا نے سیٹ بیلٹ کھولا اور مسکرا کر باسل کو بائے کہے نکل گئی جبکہ باسل بھی گاڑی کا ڈور کھولے باہر نکلتا اسے لاک کیے گھر کی طرف بڑھا، تبھی لان میں بابا اور بڑی بیٹھے دیکھائی دیے، وہ وہیں انکی طرف چلا آیا، دھوپ بلکل غائب ہو چکی تھی اور آسمان پر بادل چھائے تھے، باسل کو انکی طرف بڑھتے اس بات کا احساس ہو گیا تھا کہ بابا نے رحمان سیال کو کل کے بارس پر ہوئے حملے کی خبر دے دی ہے کیونکہ جب باسل ان دو ہنڈسم افراد کے ساتھ ہی کرسی سنبھالے بیٹھا تو دونوں کی بیقرار نظریں باسل پر آکر تھم گئیں۔

"وہ کیسا ہے اب باسل؟"

رحمان سیال نے بے حد پریشانی سے پوچھا، جبکہ ماہیل بھی فکر مند تھے۔

"بہتر ہے۔ آپ سب اس سے شام میں مل سکتے ہیں۔ اللہ نے کرم کیا ہے"

وہ مطمئین مسکراہٹ کے سنگ دونوں بے چین ہستوں کو قرار دے گیا۔

جبکہ رملا کی اچانک آمد پر ماہا جو کچن میں کھانے وغیرہ کو دیکھ رہی تھیں، باہر آئیں جہاں وہ فوری سے آکر باہیں پھیلائے ان سے لپٹ گئی۔

"ہیں۔ تم"

انکی حیرت دیدنی تھی۔

"جی تائی جانو"

وہ لاڈ جتاتے زرا باہیں سمیٹے دور ہوئی۔

"تو محترمہ، یہ بتائیں کہ آپ ملائیشیا سے صرف ایک ہفتے بعد اکیلی واپس کیوں آگئیں؟"

تائی جان کی ابرو چڑھی ہوئی تھی، آواز میں خالص تائی پن تھا۔

رملا نے ہلکا سا تبسم لبوں پر سجایا، اب وہ اپنے خرافاتی دماغ میں کوئی فلم سوچ رہی تھی۔

"تائی جان... اصل میں... آپ کی یاد بہت آرہی تھی۔"

تائی جان کا ناک پھڑکا۔

"اوہ، واقعی؟"

انہوں نے مصنوعی حیرت سے آنکھیں پھیلائیں۔

"ملائیشیا جیسے جنت نظیر ملک میں، جہاں لڑکیاں شاپنگ، اسٹریٹ فوڈ اور بیچز پر تصویریں لے لے کر پاگل ہو جاتی ہیں... وہاں تمہیں ہماری یاد ستانے لگی؟"

رملا نے ایک لمحے کو پلکیں جھپکائیں، پھر فوراً معصومانہ سا منہ بنایا۔

"جی تائی جان... مجھے لگا، وہ سب کچھ تو روز دیکھا جا سکتا ہے... مگر آپ جیسے لوگ کہاں ملتے ہیں؟"

ایک لمحے کو ماہا چپ ہوئیں... جیسے تعریف کے تیر نے ہدف پر اثر کر ہی دیا ہو۔ مگر وہ تائی تھیں، اتنی جلدی نہیں پگھلتی تھیں۔

"اور وہ تمہارے اماں ابا؟" فوری سوال آیا۔

"وہ وہیں ہیں، انہوں نے ہی تو بھیجا ہے مجھے"

رملا نے فوراً جھوٹ کو معصوم انداز میں سچ بنا کر پیش کیا۔

"اور تم... اچانک... ویزہ، ٹکٹ، سب بندوبست کر کے آ گئیں؟"

ماہا کو اسکی آمد پر سراسر شک تھا جبکہ رملا کا پیٹ تو درد کر رہا تھا کب اپنی تائی پلس ساس کو بتائے کہ وہ انکی بڑی بہو بننے بلائی گئی تھی، اف خوشی چھپنے کے باوجود عیاں ہوئے گئی۔

"تائی جان، آپ جانتی ہیں نا... جب دل کسی جگہ سے ہٹ جائے تو پھر وہاں ایک دن بھی رہنا مشکل ہو جاتا ہے۔"

ماہا کے چہرے کا تاثر لمحہ بھر کو بدلا... جیسے وہ کچھ سمجھنے لگی ہوں۔

"یہ ماڈرن نسل! دل سے کہیں بھی چلی جاتی ہے، دماغ کو تو ساتھ رکھا کرو بچی!"

مگر اگلے ہی لمحے وہ سختی سے بولیں، انکو بارس کی کل سے غیر موجودگی بھی کھٹک رہی تھی بس تبھی دل میں غصہ واداسی بھری تھی۔

رملا نے نظریں جھکا لیں، پھر مسکائی۔

"اسی لیے تو واپس آگئی ہوں تائی جان... آپ لوگوں کے درمیان... دل اور دماغ دونوں ساتھ رکھنے۔"

رملا کی مشکوک شوخی پر وہ سر تو ہلا گئیں مگر ان کی نگاہوں میں اب سوال کم، دلچسپی زیادہ تھی۔

"بارس کہاں ہے تائی جانو؟"

وہ خود ہی موضوع بدل گئی۔

"اجر سے پوچھو۔۔ کل رات تو اسی کے ساتھ تھا۔۔ شام ڈھلنے کو آئی پر اس لڑکے کا کوئی اتا پتا نہیں۔ کیسی لاپرواہ اولاد ہے۔۔ اجر نے بھی کچھ ڈھنگ سے نہیں بتایا تھا کہ وہ کہاں ہیں۔۔ خیر جاو فریش ہو جاو میں کھانا لگواتی ہوں"

ماہا تپی ہوئیں کہہ کر گئیں مگر رملا کو ضرور کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا تھا اور تبھی اس نے اجر آپی کو کال ملائی تھی۔

..________________________..

خاموش صبح دوپہر میں بدل چکی تھی، اجر کو بھوک کا احساس شدت سے دبوچ رہا تھا پر اسے باسل سے کی فرمائش کے لیے خود کو بھوکا رکھنا پڑ رہا تھا، ہسپتال کی روشنیوں میں مدھم سی چمک تھی۔ دیوار سے ٹیک لگائے چئیر پر اجر سیال بیٹھی تھی۔ اس کی آنکھوں میں نیند نہیں، انتظار تھا۔ بارس کی سرجری تو کامیاب ہو چکی تھی، وہ دواؤں کے زیرِ اثر تھا۔ مگر اس کی کمزوری، وہ لمحاتی بے بسی، اجر کے دل پر بوجھ بن کر بیٹھی تھی، کچھ دیر تک ڈاکٹرز، بارس سے ملنے کی پرمیشن دینے والے تھے۔

بھاری قدموں کی آہٹ پر اُس نے جھٹکے سر اٹھایا، اور سامنے اورحان ماہیل کو آتے دیکھا تو آنکھوں میں اک نرمی اتری پھر یہ احساس کہ یہ تو اجر کو پسند نہیں کرتا، باسل کی تکلیف کے مداوے کا منتظر ہے۔

سیاہ جینز، گرے شرٹ، اور کندھوں پر چڑھا وہ مخصوص انداز سے بلیزر — مگر چہرے پر آج تنقیدی سردی نہیں، بس سنجیدگی تھی۔

"کیسا ہے اب وہ؟"

اورحان پاس آکر، آہستہ لہجے میں بولا۔

"ہوش میں ہے... دواؤں کے اثر میں ہے ابھی۔ ڈاکٹرز نے کہا ہے کہ سب بہتر ہو جائے گا، بس وقت لگے گا۔"

اجر چہرے پر تھکن لیے مگر نرمی سے بولی۔

اورحان نے ہلکے سے سر ہلایا، پھر چند لمحے خاموشی میں گزرے۔

پھر وہ اجر کے برابر بیٹھ گیا، دونوں کے درمیان ذرا سا فاصلہ... لیکن فضا میں ایک عجیب سی قربت۔

"بارس نے ہماری گڑیا کو ہنسی دی ہے اور میں اُس کے احسان نہیں بھول سکتا۔ اسکے لیے یہ جسم جھلسا تا زخم کھایا، یہ تو بے حد بڑی بات ہے۔ بارس تم سے مختلف ہے"

اورحان نگاہ سامنے دیوار پر جمائے بارس کے لیے بے حد پریشان تھا لیکن ابھی بھی اجر کے لیے خفگی ہنوز برقرار تھی۔

"ایسے ہی باسل کا مجھے سہارا ہے یقین مانیں اورحان بھائی"

اجر نے سر ہلایا، مدھم سی مسکراہٹ سمیت بولی۔

اورحان نے ذرا سا بیٹھے بیٹھے اسکی طرف پلٹ کر اُسے دیکھنا چاہا۔

"تم اب بدل گئی ہو... شاید۔ مگر دل کو منانا، اور دماغ کو قائل کرنا... دونوں الگ باتیں ہیں۔"

وہ دونوں پچھلی گفتگو کی نسبت آج سکون میں تھے، نہ اورحان بے رحم تھا نہ وہ مجرم۔

"میں زبردستی نہیں کروں گی، اورحان بھائی، میں صرف کوشش کر سکتی ہوں... کہ جب آپ باسل کی آنکھوں میں دیکھیں، آپکو لگا کرے کہ میں اُس کی خوشی ہوں۔ اس لمحے تک کی مہلت چاہیے"

اجر ہلکی سی نظر ملا کر بولی، ابھی بھی ڈر رہی تھی کہ کہیں اورحان بھائی نفرت سے نہ دیکھ لیں، بڑی مشکل ہوتی ہے نفرت بھری نظر سہنی۔

" کبھی سوچا تھا تم نے... کہ ایک دن تم یہ کہو گی؟"

اورحان دھیرے سے مسکرایا، بغیر طنز کے، برادرانہ سا انس تھا اسکے انداز میں۔

"نہیں... نہ سوچا، نہ مانا۔ لیکن بعض بار، وقت ہمیں ہمارے غرور سے باہر کھینچ لاتا ہے۔"

اجر آہستگی سے سر جھکا کر بولی۔

چند لمحے پھر خاموشی میں گزرے۔ کہیں دور نرس کی آواز، یا کسی مشین کی بیپ، مگر ان دونوں کے بیچ ایک ایسی گفتگو ہو رہی تھی جو الفاظ سے زیادہ سکوت میں تھی۔

"باسل کا دل بہت خاموش ہے... مگر بہت حساس بھی۔ وہ آج بھی سب کچھ اپنے اندر رکھتا ہے۔ تم اگر اب بھی صرف آدھی سچائی لے کر آئی ہو... تو وہ ٹوٹ جائے گا، اجر۔"

اور حان گہری سانس لے کر بولا، اسکا مطلب کیا تھا اجر اچھے سے سمجھی، وہ چاہتا تھا اجر یہ سب زبردستی نہ کرے بلکہ وہ واقعی بدل گئی ہو۔

"میں مکمل سچائی لے کر آئی ہوں اس کے گھر... اپنی پوری ذات، اپنی ساری کمزوریاں، اور اس سے جُڑا ہر درد لے کر۔"

اجر آہستہ سے سر ہلاتے ہوئے تفصیل دینے لگی، لہجہ ٹوٹا ہوا اور دلخراش تھا۔

اورحان نے پہلی بار اُس کی طرف ٹھہر کر دیکھا، جیسے وہ کچھ پرکھ رہا ہو... نہ غصہ، نہ ناپسندیدگی... صرف ایک بے آواز اعتراف۔

"پھر میں دعا کروں گا... کہ تمہاری سچائی، اُس کی خاموشی کو سمجھ لے۔"

اورحان مدھم آواز میں بولا، وہ اجر کو دوسرا موقع بھائیوں کی طرح دے رہا تھا۔

اجر کی پلکیں بھاری ہو گئیں، لیکن لبوں پر ایک خالص مسکراہٹ تھی — ایسی جو اندر سے آتی ہے، جب امید ٹوٹنے کے بجائے جنم لیتی ہے۔

اورحان اٹھنے لگا تو اجر نے آہستہ سے سر اٹھائے اورحان بھائی کو دیکھا۔

"شکریہ... صرف بیٹھنے، سننے، اور کچھ نہ کہہ کر بھی بہت کچھ کہنے کے لیے۔"

اجر نرمی سے مسکائی، دل پر لدھے بوجھ میں سے ایک ہٹ گیا تھا۔

اورحان نے ایک آخری نظر اُس پر ڈالی...

اور شاید پہلی بار۔۔اُس کی خاموشی میں انکار نہیں تھا۔

"اسے دوبارہ چوٹ یا درد مت پہنچانا۔وہ اب بکھرا تو تم سے بھی نہیں جڑے گا۔ہم کسی کا سکون ہوتے ہیں تو یہ ہم پر اللہ کی مہر ہوتی ہے، اسکا کرم ہوتا ہے۔ہم اسکی چھاوں اور آسانیوں کی بارش میں ہوتے ہیں۔میں نے پہلے بھی کہا تھا تم سے نفرت نہیں ہے۔اس درد سے ہے جو اس نے اس رشتے میں جھیلا۔لیکن میں یہ موقع تمہیں دینے پر جو تھوڑا پچھتا رہا تھا، ڈر رہا تھا۔وہ اس ملاقات پر بہتری میں بدلا۔خوش رہو۔۔اسے سمیٹ کر رکھنا۔وہ پر اسرار سہی وہ بے حد قیمتی روح ہے۔وقت کو موقع دو کہ وہ خود اسکو تم پر

کھولے۔اسے کریدنے کی غلطی مت کرنا۔وہ جسے سکون کہتا ہے اس کے سامنے خود کو ہمیشہ اپنے سارے رنگوں سمیت ظاہر رہے گا۔"

وہ اٹھ کھڑی ہوئی، آنکھوں میں خوشی تھی، شکر گزاری سی تھی، جبکہ آج اور حان کا دل بھی ہلکا تھا۔

"تھینکیو سو مچ"

وہ مشکور ہوئی۔

"میں بارس کو دیکھ لوں پھر نکلتا ہوں۔۔۔"

وہ اسکی مسکراہٹ تکتا اسکی گال سہلائے وہاں سے روم کی طرف بڑھا تو اجر نے بے اختیار آنکھوں سے پھسلتا اک آنسو رگڑا لیکن اسکے اندر سکون بھرا ہے یہ صاف عیاں تھا، اور حان جب گیا وہ جاگا نہیں تھا تو بس دیکھ کر وہ چلا گیا لیکن جب اجر روم میں آئی تو بارس جاگا تھا، وہ قریب آئی، بارس تکیے سے ٹیک لگائے مرجھائا ہوا لیٹا مدھم سا آپی کی طرف اپنا ہاتھ بڑھا کر مسکرایا

جبکہ وہ آنکھوں میں نمی لیے اسکے پاس بیٹھی، اسکا ہاتھ پکڑے چوما اور جھک کر بارس کا ماتھا چوما۔

"کیا کرتے پھرتے ہو اپنے ساتھ لڑکے۔ مجھے مجبوراً مما کی طرح پاریاں کرنی پڑ رہی ہیں تمہیں۔ ورنہ تم جانتے ہو ناں میں کتنی کھڑوس ہوں؟"

وہ مسکائی، مقصد اس ننھی جان کو ہنسانا تھا پر وہ ننھی جان نہ تھا یہ ثابت کر چکا تھا۔

"وہی تو۔ پہلی بار ماتھا چوما ہے آپ نے میرا۔ ہاتھ بھی۔ مجھے پتا ہوتا آپکی طرف سے یہ انس مجھے ایسڈ اٹیک کے بعد ملے گا تو کب کا یہ جھیل چکا ہوتا۔ آپ بری نہیں ہیں۔ جانتا ہوں۔ اب تو باسل بھائی کے رنگ میں رنگی لگتی ہیں"

وہ نڈھال لیکن اب بہت بہتر تھا، وہ ہر سانس شکر کر رہی تھی، سب اسے دیکھنے آ رہے تھے، حرا بھی، وہ سب کو اچھی مسکان سے زیادہ پریشان ہونے نہ دیتا اب، اجرنا چاہتے ہوئے بھی آنکھیں بھیگنے پر جھکا گئی۔

"درد ہے؟"

وہ بمشکل بول پائی، وہ شرٹ لیس نہیں، ہوسپٹل کی ہوادار شرٹ جو گاون سی تھی، اسے پہنا دی گئی تھی، وہ مسکرایا اور نفی کی۔

"بہت کم۔۔ حرا کہاں ہے آپی؟"

وہ بیقرار ہوا، اسکے بقول وہ ہونی چاہیے تھی اسکے پاس۔

"ساری رات دروازے سے لگی سسکتی رہی۔ روتی رہی۔ ایک سو دو بخار تھا تو زبردستی صبح باسل کے ساتھ گھر بھیجا۔ آ رہی ہے۔ پیچھے پیچھے باقی سب بھی لیکن حرا اور تمہیں ٹبر سے پہلے ملنے کا وقت مل جائے گا۔ مجھے دعا دو اس پرائیویسی کے لیے"

وہ اداسی جھٹک کر چہک گئی جبکہ بارس نے درد بھری سمائیل دی۔

"آپ کا احسان ہے یہ میری پیاری آپا۔ وہ اتنا روئی۔۔ اسے اتنا رونے کیوں دیا آپی۔ آپ اور باسل بھائی اسکے پاس نہیں تھے کیا؟"

وہ غمزدہ ہوا، حرا روئی یہ سوچ کر ہی کلیجے میں تنگی سی محسوس ہوئی۔

"تم نہیں تھے اسکے پاس۔ تمہاری جلن پر وہ نادیدہ جلی۔ تم اسے گلے لگا لینا۔ تھوڑا درد بھی ہو سہہ لینا ورنہ اسے سکون نہیں ملے گا"

وہ آپی کی تاکید پر کتنی دیر اجر کو دیکھتا رہا جو خود بے قرار ہو گئی۔

"آپ کے اندر احساس کا والکینو ہے اور خوامخواہ دنیا آپکو سنگدل سمجھتی رہی۔ آئی لو یو آپی۔۔ آج سے میں آپکا بارس کے ساتھ عمار بھی ہوں"

وہ اتنے بڑے دلاسے پر نم آنکھوں سے بارس کو دیکھنے لگی، یہ بچہ بچاری کو بھو کے پیٹ رلائے جا رہا تھا، بھلا ہو دروازے کے باہر ہوتی ہلچل کا۔

"بارس"

وہ بیقرار سی دروازہ کھولے اندر آئی، حرا کو سامنے دیکھ کر اس کے لب خود بخود ہلکے سے مسکرا دیے۔ وہ جاگا، اجر سے باتیں کرتا دیکھائی دیا تو حرا کی جان میں جان آئی، اجر خاموشی سے بارس کے پاس سے اٹھی اور باسل کی طرف بڑھی جو دروازے سے ہی اسے باہر آنے کا اشارہ کر رہا تھا جبکہ بارس نے اپنے بازو کھولے پر نفی کرتی بس اسکے پہلو میں بسی۔

"میں گلے نہیں لگوں گی بارس۔ تمہیں درد ہو گا"

وہ روہانسی ہوئی، وہ مسکرایا۔

"لگ جا سینے باندری۔ میرا زخم اب درد سے کافی حد تک پرے ہے"

وہ ہنوز اسے محسوس کرنا چاہتا تھا اور وہ تو پہلے ہی تڑپی ہوئی تھی، آہستہ سے سینے لگی پر پوری کوشش کی اسکے پیٹ پر دباو نہ دے، وہ واپس اٹھ بیٹھی، آنسو آنکھوں سے چھلک رہے تھے۔

تم آگئی میرے پاس۔ اچھا کیا"

وہ آہستہ سے بولا، جیسے سانس کے ساتھ پیار بھی چھلک رہا ہو۔

"میں تو صبح تک اس دروازے سے چپکی تھی، پر تم ہوش میں نہیں تھے اور تمہیں کچھ ہو جاتا نا، تو میں مر جاتی!"

وہ ایک دم اس کے پہلو میں پھر سیدھی بیٹھ گئی، اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔

"پاگل ہو گئی ہو کیا؟ جان دے کر بھی نہیں جاؤں گا کہیں، تمہارے وعدے اور ارمان ابھی پورے ہونے باقی ہیں حرا"

بارس نے اسکا ہاتھ دباتے شوخی سے کہا، لیکن اسکی نگاہوں میں صرف سنجیدگی تھی۔

"ہماری آئس کریم ڈیٹ۔۔۔ اور وہ۔۔۔"

حرا کی آواز دھیمی ہوئی، وہ شوخ مزید ہوا۔

"فیس کس؟"

بارس نے بھنویں اچکائیں، حرا کا چہرہ لال ٹماٹر سا ہو گیا۔

"بارس!!"

وہ آنکھیں دکھا کر پیچھے ہٹی تو وہ ہنس دیا۔

"تم جو اتنا لال ہو رہی ہو ناں، ایسا لگ رہا تمہیں ابھی بھی بخار ہے۔ ادھر آو ماتھا دیکھوں؟"

وہ اسکی ہوا ٹائیٹ ہونے پر ہنسا، لیکن اگلے پل سنجیدہ ہوا، لہجے سے فکر کی شیرنی چھلکی۔ اس نے ہاتھ حرا کے ماتھے پر رکھا تو پریشان ہو گیا۔

"تمہیں واقعی ابھی بھی بخار ہے۔۔۔ کیوں آئیں؟ آرام کرنا چاہیے تھا تمہیں۔"

حرا کی آنکھوں میں پھر نمی آئی، وہ اتنے درد میں ہو کر، جھلسا جسم لیے اسکے بخار پر مر رہا تھا۔

"کیسے نہ آتی؟ تم میرے سامنے وہ سب سہہ گئے.

،میری جگہ تم جھلس گئے، مجھے ایک پل چین نہ آیا"

بارس نے اس کے آنسو صاف کیے، لاڈ جتایا۔

"محبت میں گنتی نہیں ہوتی اور تم میری ہو، تو تمہیں بچانا میرا فرض ہے۔"

وہ نقاہت سے آہستہ آواز میں بولا تو کمرے میں خاموشی چھا گئی۔

"مجھے خود کو چھونے تک ن۔ نہیں دیا"

اسے رونا آیا تو وہ ہاتھ اسکی ملائم گال سے لگا گیا اور سمجھایا کے نہ روئے۔

"تمہیں کچھ نہ ہو تبھی۔ ورنہ تمہارا مجھے چھونا میرا سکھ ہے حرا"

دونوں کی آنکھیں ایک دوسرے میں ڈوبی ہوئی تھیں،

پھر اچانک بارس نے آنکھیں تنگ کیں، وہ جان کو آرہی تھی سرخ ناک کے سنگ۔

"درد ہے"

پھر سے سوال پر اب کی بار نوعیت جان لیوا تھی۔

"میرا دل میرے پاس ہے، درد کو مارو گولی"

وہ پیار سے ہنسا، بہل گئی وہ پر دعا کی وہ واقعی درد سے جلد آزادی پالے۔

"ویسے... بخار ہے، تو فیس کس والی بات پوسپون کر دیں؟ یا تم دو قدم پیچھے ہٹ جاؤ، یا میں آگے بڑھ جاوں؟ بات فیس کس پر نہیں رہے گی۔ مجھے میرے دل پر اس سے زیادہ پیار آرہاہے"

بارس نے شوخی و شرارت سے کہا تو حرا نے شرم سے منہ چھپالیا۔

"پہلے آئس کریم کھلاؤ، پھر باقی سب سوچیں گے!"

وہ اس سے زرا دور ہو کر بیٹھی، آنکھوں میں وہی پرانی شوخی لوٹ آئی تھی۔

"چلو۔۔۔ پین کلر کے ساتھ ونیلا آئس کریم!"

بارس نے آنکھ مار کر ہاتھ آگے بڑھایا کہ کم از کم ہاتھ تو تھامے رہے۔ حرا نے ہنستے ہوئے ہاتھ تھاما، محبت کی کڑی، جو تکلیف سے ہو کر اور بھی مضبوط ہو چکی تھی، وہ آنکھیں بند کر گیا اور وہ اسکے خوبصورت ہاتھ کی سانسیں اپنی ہتھیلی میں اتارنے لگی۔

..________________________________..

وہ ساتھ والے روم میں اسے لایا تھا جو ان لوگوں نے لے رکھا تھا، گرما گرم شوارما جسے وہ پچھلے پانچ منٹ سے کھولنے کی تگ و دو میں تھی، وہ بہت سالڈ پیکنگ میں تھا، اجر کو اسقدر بھوک تھی کہ وہ آدھا شوارما تو بنا کچھ سوچے رومینس والی بات بھولے چٹ کر گئی، باسل سامنے کاوچ پر بیٹھا اسکی بھوک

اور کھانے کی رفتار دیکھ رہا تھا، ٹوٹ کر پیار آرہا تھا کہ وہ فرمائش پوری کروانے کو صبح سے بھوکی تھی اور ایک کے بجائے تین بج رہے تھے۔

"میرے سکون۔ آرام سے گلے میں اٹک جائے گا۔ آہستہ کھاو"

وہ اسکے لیے لایا بھی زرا جمبو شوارما تھا اور ایک ڈائیٹ ڈرنک بھی جو اسکی فیورٹ تھی۔

" تمہیں نہیں پتا مجھے کتنی بھوک لگ رہی ہے۔ مت رکو ورنہ تمہیں سر سے پیر کھا جاوں گی"

وہ اپنی رفتار پر ہرگز نالاں نہ تھی، وہ بھی سکون میں تھا کہ وہ سیر ہو کر کھا رہی ہے، رومینس بعد میں سہی۔

"کسی نے رومینس کی فرمائش کی تھی"

جب ایک نوالہ بچا تو اسے باسل نے پکارا، اجر کے ہونٹوں پر پھر سے لگی شوارما گریوی باسل کو للچا رہی تھی ورنہ وہ اسے کبھی نہ روکتا۔

"اوپس۔۔۔ یہاں آو"

وہ شرمندہ سی مسکرائی، وہ شہزادہ فوری تابعدار بنا اٹھ کر اسکے پاس آ بیٹھا۔

"یہ آخری نوالہ بچایا ہے۔"

باسل نے بڑے سنجیدہ لہجے میں اسکی انگلیوں کے بیچ دبی وہ لمبی پتلی بائیٹ دیکھتے آئیبرو اچکائے۔

"جی بس یہی بچ سکا"

وہ معصوم سا مسکائی۔

"اور میں اسے اپنے ہاتھوں سے کھلاؤں گا۔"

وہ اس سے وہ نوالہ لینے لگا جب اجر نے بھنویں اٹھا کر باسل کو دیکھا، وہ اسے چھیڑنے کی کوشش میں تھا، اسکے ہونٹوں سے نظریں بچائے ہوئے تھا۔

"ہاتھوں سے؟ یعنی ہاتھوں سے؟"

اجر نے اسکی طرف آئبرو اچکائے دیکھا۔

"نہیں... ہونٹوں سے۔"

باسل کے آج خود ہی ڈیمانڈ جاننے پر اجر ہکّا بکّا رہ گئی،

"کیا؟ باسل! تم—"

وہ حیرت وصدمے سے بڑبڑائی۔

"ششش..."

وہ آہستہ سے شوارمہ کا چھوٹا سا نرم نوالہ کاٹ کر نرمی سے اپنے لبوں کے بیچ تھام کر اجر کو دیکھنے لگا۔

"تم صرف آگے آؤ..."

اس کی آنکھوں میں وہی شوخی تھی، جو صرف اپنی محبت کو بے بس دیکھنے سے آتی ہے۔

اجر نے نظریں نیچی کیں، دل کی دھڑکن بے قابو ہو چکی تھی، اور رخ اور کھسکنا... وہ خود بخود باسل کے قریب ہو گیا۔

باسل نے آہستہ سے اس کے چہرے کو دونوں ہاتھوں سے تھاما، اور اپنے لبوں سے وہ نوالہ، آدھا اپنے ہونٹوں سے منہ میں لیا آدھا اسے اچکنے دیا

اجر نے ہونٹوں سے آگے جھک کر وہ نوالہ لے لیا، اور جیسے ہی اس کے لب باسل کے لبوں سے چھوئے،

وہ لمس پھر سے یاد، شدت، شوخی اور جنون کا امتزاج بن گیا۔

شوارمہ کا نوالہ ایک طرف، لبوں کا زائقہ، اور محبت کا رس سب کچھ زیادہ گہرا تھا۔

باسل نے ہلکے سے اُس کے ہونٹ چومنے چاہے، وہ لرز کر دور ہٹی، کہیں آس پاس کوئی کیمرہ نہ ہو، وہ اسکے پورے وجود میں شرمیلی سی گھبرائی لہر محسوس کر سکتا تھا۔

"تم میرے دل کی کریونگ ہو، تمہارے زائقے کا نعم البدل دنیا جہاں کی کوئی لذت نہ ہوگی کبھی"

اجر ہنس دی... شرم سے، ہنسی سے، اور اس دیوانے پن پر جو صرف باسل کا تھا، ان دو کی اس ہوسپٹل کے لیے روم میں چھوٹی سی شوارمارومینٹک میٹنگ پر۔

"ت۔۔ تم نے حیران کر دیا آج۔۔۔ مجھے لگا تھا مجھے آج بھی تمہیں اکسانا پڑے گا"

وہ اپنے سوکھتے لبوں کو نرمی دینے کے سبب ڈائیٹ کین کو منہ لگا کر چسکی بھر گئی، جبکہ باسل کی نظریں اجر کا گلا بھی خشک کرنے لگیں۔

"اب میں اکسائی جاچکی چیز ہوں۔"

وہ پھر سے گھبرا کر کین منہ سے لگا گئی، یہ آدمی بیٹھے بیٹھے جسم و جان پر حاوی سا ہوئے جا رہا تھا۔

"چلو ان دو کے پاس چلیں"

وہ کہتے ہی اٹھ کھڑی ہوئی تو باسل نے اسکی کلائی پکڑ کر کھینچا جس سبب وہ اسکی گود میں آگری، بمشکل سنبھل سکی۔

"مرچ زیادہ تھی؟"

وہ شرارت سے بولا، بچاری کے سوکھتے ہونٹ بظاہر تو کسی تپش کی منادی میں گم تھے۔

"نہیں،"

اس نے دھیرے سے اسکی آغوش میں کہا،

"بس... تم نے یہ لاکر مجھے میری ایک خواہش دے دی۔ میں تمہارے ساتھ ہر میل ایسے ہی انجوائے کرلیا کروں؟ مرچ واقعی تیز تھی۔۔۔"

باسل نے سائیڈ ٹیبل سے ٹشو اٹھا اس کے ہاتھ میں تھمایا کیونکہ اسکی نوزی بھی تر تھی، وہ فوری ناک رگڑ گئی، اوپر سے اسکا لاڈ بھرا سوال۔

"اور اگر میں تمہاری باقی ساری خواہشیں بھی پوری کرنا چاہوں؟"

اجر نے فورا نظریں جھکائیں، اس کے گال ہلکے سے سرخ ہوئے، مگر اس کے لبوں پر وہی مسکراہٹ تھی جو صرف باسل کے لیے تھی، اجازت جیسی۔

باہر کی دھوپ اچانک مدھم ہوگئی تھی۔ کمرے کی فضا میں تیرتی ہوا میں ہلکی سی خنکی، اور اس کے ساتھ وہ خوشبو... جو نہ صرف شوارمہ کی تھی... بلکہ

قربت کی تھی۔ باسل نے آہستہ سے اس کے چہرے کو اپنی انگلیوں سے چھوا،

"تم جانتی ہو ناں... تم میری کتنی ہو؟"

اجر کی پلکیں اٹھیں، اور اس لمحے میں وہ صرف محبت تھی، پر کہنا چاہتی تھی وہ اس وقت مناسب جگہ نہیں ان پیار بھری شرارتوں کے لیے۔

باسل نے چہرہ اٹھایا، نرمی سے... جیسے ایک اور لمس سے پہلے اس کی اجازت مانگ رہا ہو۔ اور پھر اس کے لب اجر کے لبوں پر ٹھہرے۔ نرم، گرم، گہرے...

ایک ایسا بوسہ جس میں نہ صرف طلب تھی...

بلکہ شکر تھا، یقین تھا، اور ایک وعدہ... کہ وہ اب کبھی تنہا نہیں ہو گی۔ اجر نے آنکھیں بند کر لیں۔

اس کے ہاتھ باسل کے کاندوں پر ٹکے تھے، جیسے وہ صرف اُسے محسوس کرنا چاہتی ہو، صرف اس پل میں رہنا چاہتی ہو۔ بوسہ مختصر نہ تھا، مگر بے حد مہذب، مکمل، اور جذباتی۔ جب وہ الگ ہوا، اس کی پیشانی پر نرمی سے لب رکھے۔

"تم بس یہی رہنا... میری سکون والی لڑکی۔"

اجر نے آنکھیں کھولیں، اور پہلی بار دل کی مکمل زبان میں مسکرادی۔

"تم۔۔ تم اتنے بونگے کیوں ہو؟"

وہ روہانسی ہوئی۔

"کیا میری قربت میں شدتیں چاہتی ہیں آپ اجر صاحبہ؟"

وہ اسکی دکھتی رگ پکڑ گیا، وہ آنکھیں پھیلا گئی، کیا چیز تھا یہ آدمی۔

"ہٹو۔۔تم بس ایسے ہی ڈرتے ڈرتے چھونا مجھے۔کہیں میں ٹوٹ پھوٹ نہ جاوں۔۔چلو ان دو کے پاس چلیں"

وہ اسکی گود سے اٹھی اور اسکی بازو پکڑ کر کھینچ کر اٹھانے لگی۔

"تم ٹوٹنے کے لیے بنی ہوتی تو میں پل پل توڑتا تمہیں۔"

وہ باوقار سا شخص اٹھ کھڑا ہوا،اس سے اونچا جب بھی نظر آتا،وہ اچھا محسوس کرتی،دل میں امنگ اٹھتی۔

"تم پاگل ہو بلکل"

وہ اسکی دونوں گالوں کو زور سے پکڑے کھینچ گئی۔

"میرا سکون"

وہ اسکے دونوں ہاتھ پکڑ کر چوم گیا تو اسکی اتنی محبت پر تھم سی گئی۔

"میں آج رات ہی تمہیں تم سے چرا لوں گی"

وہ روہانسی اور ضدی ہوئی، دھمکی لگائی پر وہ آنکھیں اوپر کو گما گیا، دل کیا کہے ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم۔۔۔ آج رات تو یار کی تھی۔ محبوبہ اور بیوی کی نہیں، اسکے حصے کے نشاط انگیز لمحے وہ اجر کو دے چکا تھا۔

"خوش فہمیاں"

وہ مسکراتا ہوا اسکے ساتھ اس کمرے میں اپنی خوشبو کے لمس چھوڑتا مغرور بنا باہر نکلا اور وہ، احتجاج بھی کر نہ سکی، واللہ کرنا چاہتی تھی، سارے سوال اس بندے کی شرارت تلے دب سے گئے تھے۔

..________________________..

بارس سے سب ہی ہوسپٹل ملنے آئے تھے، باسل، حرا اور اجر نے اتنی بڑی بات چھپائی، اس پر سب کے شکوے بھی الگ نوعیت کے تھے مگر اصل بات تھی کہ بارس اب کافی بہتر تھا، زخم گہرا تھا لیکن سبکی دعائیں یقیناً اسے جلد صحت یابی عطا کرنے والی تھیں۔

رملا کو دیکھ کر سب ہی حیران ہوئے تھے لیکن سبکو ایک سی فلم چپکائے وہ سبکو ہی مطمئین کرنے میں کامیاب تھی سوائے حرا کے۔

"سچ سچ بتاو۔ کیوں آئی ہو تم واپس؟"

اندر بارس کے پاس ماہا تھیں اور باقی سب بھی اس سے ملنے اور تیمارداری میں مگن تھے جب رملا، بابا کی کال سننے آئی تو حرا بھی کچھ دیر تک باہر چلی آئی، بارس نے ضرور ان دو کے باہر جانے پر دل ہی دل میں خیر کی دعا مانگی تھی۔

"سچ ہی بتایا ہے حرا، سبکی یاد آرہی تھی تبھی"

وہ مسکرا کر حرا کی آنکھوں میں جھانکی، حرا کے جبڑے مزید تن گئے۔

"تمہارے اس پروفیسر کا کیا بنا جسے تم لائک کرتی ہو؟"

حرا کے سرد مہری سے مزید پوچھنے پر اک پل رملا کے چہرے پر سفیدی چھائی، اس کمینے پروفیسر کا ذکر بھی اب رملا کا خون کھولا دیتا۔

"بارس کے پیٹ میں کچھ نہیں رہتا"

رملا نے ناراض سا ہوتے کہا جبکہ حرا نے رملا کی چرائی نظروں پر اسکا چہرہ جبڑے سے آہستگی سے ہولڈ کیا تاکہ رملا نظریں نہ چرا سکے۔

"میرے سوال کا جواب یہ نہیں ہے رملا؟"

حرا کی تندہی اور سرد مہری میں لپٹا سوال اس نے دہرایا۔

"وہ اچھا انسان نہیں۔ اللہ کرے اسکو کیڑے پڑیں۔ ہاں میں لائک کرتی تھی اسے بٹ نہ وہ اچھا انسان نکلا نہ میرے پیرنٹس مانتے اگر وہ اچھا بھی ہوتا"

رملا کے اندر کی تکلیف لمحہ بھر باہر آئی، جو بھی تھا، وہ جتنی بھی شوخیاں مار لے، وہ جس فیز سے گزری تھی اسکے جو اثر اس پر ہوئے تھے انکی تباہ کاری تو خود رملا نہ جانتی تھی، حرا نے دیکھا کہ وہ اس پروفیسر کا ذکر کرتے خوف اور تکلیف سے کانپ رہی تھی اور یہ حرا کو بے چین کر گیا۔

"تو یہاں کیا تم پھر بارس کے پیچھے آئی ہو؟"

حرا نے آخر وہ سوال کر ہی لیا جو اسے سلگا رہا تھا جبکہ اک پل رملا نے زخمی نظروں سے حرا کو دیکھا، اسے وہ بارس کے لیے اتنی انسکیور اچھی نہ لگی، خاص کر اب جب اس شخص نے اپنے خوبصورت اور صحت مند جسم پر اسکے لیے اک بدنما داغ جھیلا ہے، زخم جھیلا ہے۔

"ن۔۔ نہیں۔ ہر گز نہیں۔ وہ میرے بھائیوں جیسا ہے"

رملا نے فوری صفائی دی جس پر حرا نے بازو سینے پر لپیٹے اور رملا کو سرد نظروں میں لیا۔

"مجھے تم اسکے آس پاس منڈلاتی نظر آئی تو بہت برا ہو گا۔ ہم پہلے ہی بہت بڑی تکلیف سے گزرے ہیں۔ مزید مجھے پریشان مت کرو رملا۔ تم واپس چلی جاو۔ یہاں کیا کام ہے تمہارا وہ بھی اکیلے۔۔۔؟"

حرا کی سرد مہری بڑھتی گئی تو رملا نے سر جھکا لیا، وہ حرا کی غلط فہمی کیسے مٹائے، سمجھ سے قاصر تھی، کیسے بتائے کہ وہ کسی اور کی بیوی بن چکی ہے، یہ شہر تو اسکی پناہ گاہ ہے۔

"میں چلی جاوں گی تم پلیز خود کو سٹریس مت دو۔ میں تم دو کے بیچ نہ پہلے تھی نہ اب ہوں نہ کبھی آئیندہ ہوں گی"

رملا نے اسے چاروناچار قائل کرنا چاہا پر وہ اسکے ہاتھ شانوں سے سہولت کے سنگ ہٹا گئی۔

"پہلے ہی میری وجہ سے وہ اس حال کو آگیا۔ میں نے بکواس کی اسکے دوستوں کے سامنے۔ اس لڑکی کے سامنے بھی جس سے میرا اور بارس کا

رشتہ برداشت نہ ہوا اور وہ ایسڈ لے آئی۔ تم بھی ایسا ہی کچھ کرنے آئی ہو تو پہلے بتادوں اسے تکلیف دینے کی کوشش بھی مت کرنا"

رملا جو آگے ہی پریشان تھی، اسکے وہم و گماں میں بھی نہ تھا کہ حرا یہ سب سوچ رہی ہو گی، اوپر سے حرا کی یہ حساسیت رملا کو احساس جرم میں مبتلا کر رہی تھی۔

"اوہ میری جان۔۔ تم مجھے اتنا برا کیسے سمجھ سکتی ہو۔ ادھر آو میرے پاس۔ ہم باہر چلتے ہیں۔ بہت پیارا موسم ہو رہا ہے۔ میں تمہیں کچھ بتاتی ہوں۔"

رملا کے پاس جیسے کوئی حل ہی نہ بچا تھا، اس نے حرا کا ہاتھ پکڑا اور وہ اسے لیے ہوسپٹل سے نکل آئی، حرا کا بخار جیسے زرا سے رونے سے پھر دہک گیا تھا۔

"اس۔۔ اسے اتنی تکلیف میری وجہ سے ملی ہے۔"

رملا نے اسے وہاں موجود بینچ پر بٹھایا اور خود بھی ساتھ بیٹھی، وہ ابھی عمار کا نہیں بتا سکتی تھی کیونکہ بہت بڑی قیمت لے چکی تھی۔

"تم غلط سوچ رہی ہو۔ ادھر دیکھو۔ میں تمہیں شکل سے ظالم لگتی ہوں؟ بتاو۔ وہ پروفیسر اس نے میرے ساتھ کیا کرنے کی کوشش کی تم جانتی ہو۔۔۔؟ میں اچانک کیوں آئی کیا تمہیں وجہ جاننی ہے؟"

اس بار رملا کی آواز نم ہوئی تو حرا نے اپنی آنکھیں رگڑے اسکی طرف دیکھا، جیسے پوچھ رہی ہو کیوں۔

"ہم انکے گھر کسی کام سے گئے، ایک دوست تھی پر کمینی نکلی۔ اس پروفیسر نے مجھے جوس میں کچھ ملا کر دیا جسکو پی کر میں بیہوش ہو گئی۔ پھر اس نے میرے ساتھ غلط پکس لیں اور انکے تھرو وہ شاید بابا یا تایا جان کو کسی دشمنی کی وجہ سے بلیک میل کرنا چاہتا تھا۔ یہ تو باسل بھائی نے بروقت میری مدد کی کیونکہ میں نے یہ سب بارس کو بتا دیا اس نے باسل بھائی کو بتایا۔ آج اگر وہ

کمینہ پکڑا گیا ہے اور میرا یہ راز محفوظ ہے تو انکی وجہ سے اور میں یہاں آئی بھی تبھی۔۔پلیز رملا میں کچھ دن اس سب سے نکلنے کے لیے یہاں آئی ہوں۔۔وہاں اکیلی رہتی تو شاید پاگل ہو جاتی۔۔۔یہاں تم سب کے بیچ شاید میں خود کو سنبھال لوں۔۔"

رملا کے سچ واقعی دلخراش تھے، حرا نے فوراً سے رخ اسکی طرف موڑا اور رملا کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ہاتھ میں تھمایا، حرا کو شدید افسوس تھا کہ اس نے رملا پر اتنی تکلیف میں ہونے کے باوجود شک کیا۔

"آئی ایم سوری۔۔م۔۔میں پتا نہیں کیا کیا سوچتی ہوں۔۔میں دوبارہ تمہیں کچھ بھی نہیں کہوں گی۔ایون میں اور بارس مل کر تمہاری اداسی مٹائیں گے۔پلیز تم مجھے معاف کر دو"

حرا کی یہی تو پیاری عادت تھی، اپنی غلطی اسے فوراً درست کرنی آتی تھی، رملا کی آنکھوں میں شکر گزاری اتری۔

"تم مجھے معاف کر دو۔ اور مجھے اپنا دوست سمجھنا اب۔۔ تم اور بارس ایک ہو اسکی سب سے زیادہ خوشی مجھے ہے حرا"

وہ بھی آواز کو تر ہونے سے روک نہ سکی، جبکہ حرا نے زور سے اسے گلے لگایا تھا۔

"کسی قسم کی ٹنشن نہ لو۔ بھائی اس کمینے پروفیسر کی چٹنی بنا دیں گے۔ اس گندے آدمی نے تمہیں تو کچھ نہیں کہا؟"

حرا نے اسے تسلی دی جبکہ آخری سوال پر رملا کو روبرو ہوئے دیکھا پر وہ کچھ نہیں جانتی تھی تبھی لاعلمی سے سر گرا گئی۔

"میں جب جاگی تھی، میں اسکے روم میں تھی۔ ایک بلیکنٹ تھا بس میرے پاس۔۔پتا نہ۔۔ نہیں اس نے کیاہ۔۔ ہو گا۔۔ میں نہیں کہہ سکی لیکن تم باسل ب۔ بھائی سے کہو گی کہ اس پروفیسر نے میرے ساتھ کچھ کیا تو نہیں۔۔۔م۔ میں یہ نہیں پوچھ سکتی ان سے"

رملا نے بے دردی سے آنسو رگڑے، وہ باہر سے ہنستی ہوئی اندر سے بہت زیادہ درد میں مبتلا تھی۔

"اوکے تم پریشان نہ ہو۔میں بھائی سے پوچھوں گی۔ تمہیں جاگنے کے بعد کوئی تکلیف تھی، باڈی پر کوئی نشان۔۔یا ایسا کچھ بھی جو تمہیں برا محسوس ہوا ہو۔کس طرح کی سمیل۔۔۔"

وہ اسکی اداس آنکھیں تکتی بولی تو رملا نے فوراناک رگڑے نفی کی، حرا نے گہرا شکر بھرا سانس لیا۔

"بس پھر اللہ پر یقین رکھو۔اللہ اس آدمی کو جہنم میں ڈالیں۔تم نے کچھ نہیں کیا تو کسی قسم کے گلٹ میں مت رہو۔۔۔۔"

حرا کی ڈھارس پر وہ سنبھل تو گئی پر آنکھیں بھیگی ہوئی تھیں۔

"تم پلیز مجھے لے کر بارس کے حوالے سے آئیندہ کسی قسم کی ٹنشن مت لینا"

رملا نے بھی اسے تمہید اکہا تو حرا بھی مسکرا کر سر ہلا گئی پھر وہ ایک دوسرے سے سر جوڑے بیٹھ گئیں، سب بارس سے محبت ولاڈ جتانے کے بعد رخصت ہوئے کیونکہ زیادہ لوگ رک نہیں سکتے تھے۔

چونکہ حرا آگئی تھی تو اب اجر کو بھی جانا تھا، باسل اسے بھی چھوڑنے جارہا تھا، تو رملا بھی تیار ہوئی، رملا اور اجر گاڑی کی طرف بڑھے ہی جب حرا نے چپکے سے باسل بھائی کی بازو اچکی اور اک طرف لے آئی۔

وہ مسکرایا، حیران ہوا پھر جب حرا نے ایڑیوں کے بل اٹھے گرم گرم بخار زدہ سانسیں بھرتے رملا کا مسئلہ بتایا اور جھجھکتی ہوئی پیچھے ہٹی تو پہلے باسل کو خوشی ان سب چھوٹوں کی تمام غلط فہمیوں کے مٹنے کی ہوئی، ظاہر ہے غلط فہمی مٹی تھی تبھی تو رملا نے حرا سے یہ سب ڈسکس کیا، جبکہ عمار کا اس نے حرا سے اس سب میں ذکر نہیں کیا باسل کو اسکی بھی خوشی تھی۔

"بھائی۔۔ آپ ایک لڑکی کی فیلنگ سمجھیں۔ وہ ایک نامحرم پرائے مرد کے سامنے اسکے کمرے میں بے لباس تھی، اسکی تکلیف سمجھیں۔۔ اسے کچھ یاد نہیں ہے پر اسے ایسا کچھ بھی محسوس نہیں ہوا جو کسی غلط چیز کی طرف اشارہ کرے تو آپ اسے یہ یقین دلائیں کے اس غلیظ آدمی نے بس تصویریں لی تھیں، کچھ کیا نہیں"

حرا اس معاملے میں یوں شامل تھی جیسے یہ اسکی اپنی ذات کا حصہ ہو، اجر اور رملا بھی گاڑی کے ساتھ لگ کر کھڑیں ان بہن بھائی کی سرگوشیوں کی طرف متوجہ تھیں، رملا تو جانتی تھی پر اجر کو وہ یہ سب فرصت سے بتانے والا تھا۔

"اس نے رملا کی یہ تصویریں اسی فی میل کے تھرو لی ہیں جو بظاہر رملا کی دوست تھی مگر رمیز نے اسے ہی اس سب کے لیے یوز کیا پیسے دے کر، اسے بھی اریسٹ کروا چکا ہوں وہیں، پھر رمیز اسکا پروفیسر اس نے اپنی الگ سے پکس بنا کر رملا کی پکس کے ساتھ مرج کیں۔۔ اس کمینے نے میرے

لوگوں کو ہر چیز بتائی ہے۔۔۔ تم بے فکر رہو میری حساس جان۔۔ اور رملا کو بھی میں یہ سب بتا دیتا ہوں۔ اگر مناسب ہے تو تم خود بہن کی طرح اسے تسلی دے دو"

باسل کے جواب پر حرا کی سانس میں سانس آئی۔

"اوہ باسل بھائی۔ شکر ہے۔ میں اسے بتا دوں گی۔ آپ گریٹ ہیں۔۔ پلیز اس گندے پروفیسر کو میری طرف سے بھی دس زور کے مکے ماریے گا۔ غلیظ آدمی"

وہ خوشی سے یہ بھی بھول گئی کہ ابھی بھی بخار میں ہے، باسل نے اسے خود سے لگاتے اس نڈھال پری کی واپس آتی مسکراہٹ پر سر چوما تو وہ زرا تھمی۔

"اپنا خیال رکھنا۔ بارس کا بھی۔ میں رات میں آوں گا۔ کچھ کھانا پینا ہوا تو میسج کر دینا۔ جاو اسکے پاس۔ ہم بھی نکلتے ہیں۔ رملا بھی فلائیٹ لے کر آئی ہے تو گھر جا کر ریسٹ کر لے گی۔۔۔ رات تک بخار بھگا لو ورنہ انجکشن لگے گا"

وہ لاڈ جتاتا حرا کو تو پیارا لگا ہی، زیادہ پیارا اجر کو لگا اور رملا تو ویسے ہی ان دو مسکراتا دیکھ کر سمجھ گئی کہ معاملہ تسلی والا ہے۔

"ناں انجکشن نہیں۔ میں بارس کے پاس ہوں تو سمجھیں ٹھیک ہوں۔ بھائی مجھے دو آئس کریم چاہیں۔ ونیلا آئس کریم"

وہ فورا سے لاڈ کے سنگ فرمائش کیے بولی۔

"اوکے میری گڑیا۔ آدھے گھنٹے تک پہنچ جائے گی آئس کریم۔ اسے دینے سے پہلے ڈاکٹر سے پوچھ لینا کے پرمیشن ہے یا نہیں۔ چلو خیال رکھو اپنا"

باسل نے اسے تاکید کی جس پر مسکرا کر الگ ہوئی اور ان سب کو سی آف کرے وہیں بیٹھ کر رملا کو میسج بھیجا، ساتھ آئس کریم کا ویٹ بھی کرنے لگی۔

رملا کے فون کی چارجنگ میسج نوٹیفکیشن پر ہی ختم ہوئی اور مسیج رملا کا تھا، وہ بس یہی دیکھ سکی، بس جلدی سے گھر پہنچ کر اسے حرا کا میسج پڑھنا تھا، باسل نے دونوں کو واپس گھر پہنچایا، اسکی گاڑی ماہیل پیلس کے پورچ میں رکی تو

رملا پیچھے سے ڈور کھولے نکلتی اور مسکرا کر اجر اور باسل کو ہاتھ ہلاتی سیال حویلی کی طرف بڑھی جبکہ اجر نے باسل کی طرف زرا کسک کر محبت سے دیکھا ہی کہ وہ فورا اجر کو اپنی گال پیش کر گیا۔

"میں ریڈی ہو کر خود نکل جاوں گی آفس۔۔ تم رات ٹائم سے آجانا اوکے؟ میں نو بجے واپس آجاوں گی۔۔ دس تک تم میرے پاس ہونے چاہیے ہو"

وہ اپنا سیٹ بیلڈ کھولے اسکی گال چومتی زرا دور ہوئی اور مان ان بھوری آنکھوں میں بھرتے تاکید کی، شام تو آل ریڈی ہو چکی تھی، ساڑھے چار بج رہے تھے اور باسل کو کچھ اہم کام تھے اسکے بعد رات یار کی۔

"آج نہ آپایا تو؟"

وہ اسکی طرف دیکھے محتاط انداز میں بولا، ڈر تھا وہ خفا ہوئی تو جانہ پائے گا۔

"کیوں۔ مجھ سے ضروری بھی ہے کچھ تمہاری لائف میں باسل؟"

وہ آنکھوں میں گرمی بھرے بولی، لہجہ بھی تھوڑا ناراض، کھنچا اور روٹھا تھا۔

"ضروری تو میری آتی جاتی سانس بھی نہیں۔ پر میں کچھ مصروف ہو گیا تو تمہاری رات اکیلی ہو سکتی ہے۔ کچھ نئے کیسیز ہیں۔ فائنلی بڑے مجرم ہاتھ آنے والے ہیں۔ تمہیں کل بتاؤں گا۔ اس مشن میں تم میرے ساتھ ہو گی اے ایس پی اجر سیال"

وہ اسکا ہاتھ پکڑے، اسکی نرمی محسوس کیے ہونٹوں کے قریب لایا، پھر ہونٹوں کو اسکی انگلیوں سے چھو کر چومنے لگا، وہ بس اپنی ضد یہیں ہار گئی۔

"میں نہ ہو کر بھی پاس رہتا ہوں تمہارے۔ میں اپنی محبت میں جیت چکا ہوں۔ آہ باسل آہ۔ تم تو کچھ نہ ہو کر بھی اجر سیال کا سب نکلے"

وہ مست ہنستا اترایا، اجر نے آج تک کسی شخص کو یوں رشک کر کے جھومتے نہ دیکھا تھا، دل کا جھومنا تھا وہ۔

"آؤ گے ناں؟"

وہ آنکھوں کے نزدیک، سانسوں کے پاس آئے بولی۔

"نہیں میرا سکون"

بہت معذرت کرتے اس شخص نے نظر جھکائی۔

"پھر بھی انتظار کروں گی۔مجھے تم چاہیے ہو"

وہ محبت سے لبریز جام جیسے زرا سی حرکت اسے چھلکا دے گی، باسل ماہیل کے دل میں مستیاں وشر انگریزیاں سر اٹھانے لگیں، اف توبہ شکن تھا اسکا مسکرانا، ایمان خراب کرتی بے خود نظریں، مائل کرتا اس وجیہہ کے آدھے چہرے کا بہکا تبسم۔

"میرا سکون۔اب مجھ سے سکون پائے گا۔زہے نصیب"

گھمبئر سرگوشی کیے آگے جھک کر وہ بخت ور ماتھا چوم کر باسل نے اسکے اندر اپنے نام کی راحت کا اثر اتارا، وہ پاگل ہونے لگی تھی، ہر اس لمحے جب

وہ اجر کو اپنا سکون کہتا، اپنے لب اسکے ماتھے کی جلد سے جوڑ کر حرارت کو حرارت سے مات دیتا۔ وہ اسکے رنگ میں لمحہ بہ لمحہ ڈھل کر۔ اجر سے باسل ہو رہی تھی۔

"تم پھر مجھے اپنا نشہ کر دو گے۔ بائے جادو گر"

اسکے سینے پر ہاتھ رکھ کر باسل سے پناہ چاہتی اسکے سحر و خوشبو سے دامن بچاتی وہ بڑبڑائے باہر نکلی جبکہ باسل کی مسکراہٹ اس لڑکی نے چرائی نہیں، اسکا باہر نکلنے کے بعد افسوس ہوا۔

"میرے ہاتھ لگو۔ تمہاری ان بہکی نشیلی نظروں کے انداز نہ بدلے تو میرا نام اجر سیال نہیں۔"

وہ اسکو مسکرا کر چیلنج کرے گھر کی طرف بڑھی جبکہ باسل نے وہی سے اک جان لیوا آہ بھرتے گاڑی موڑی اور کچھ لمحوں میں گاڑی، گیٹ کراس کیے باہر نکل گئی۔

رملا نے پہلے تو روم میں پہنچ کر اپنا فون چارج لگایا پھر وہ ٹاول لے کر نہانے بڑھ گئی۔

باسل نے تب ہی آرڈر کر دیا تھا تبھی دونوں آئس کریم گلاس حرا کو وہیں ہوسپٹل میں موصول ہوئے۔

وہ انھیں لیے ہوسپٹل کی مین بلڈنگ کی طرف چل دی۔

بارس کو کچھ ڈاکٹرز دیکھ رہے تھے، تبھی وہ دروازے کی اوٹ میں وہ دونوں آئس کریم گلاس تھامے اندر جھانکی پھر جیسے ہی ڈاکٹر اور انکا سٹاف نکلنے لگا وہ زرا پیچھے ہوئی اور ایک ہاتھ چھپالیا جسے ڈاکٹر طلحہ دیکھ چکے تھے، حرا کی گھبراہٹ دیکھے مسکرائے۔

"دے سکتی ہو اسے آئس کریم"

ڈاکٹر کی اجازت پر وہ جیسے گلاب کی طرح کھلی، بخار کی حدت سے تپتا چہرہ چمک گیا۔

"سرپرائز!"

وہ جھومتی ہوئی اندر آئی، بارس جو ریموٹ تھامے ایل سی ڈی پر چینلز بدل رہا تھا، فوراچونک کر آنے والی کو دیکھنے لگا، بارس کا پورا روم بکوں سے سجا تھا، ماہا، بابا، ایمن سب رنگ برنگے پھول لائے تھے تاکہ وہ انکو دیکھ کر جلدی ریکور کرے۔

ہونٹوں ہر ہنسی لیے وہ پاس آئی، آنکھیں ابھی بھی بخار کی نمی سے چمک رہی تھیں، لیکن بارس کے لیے وہ تب بھی سب سے حسین تھی۔

"آئس کریم؟"

بارس نے ہلکی سی حیرت سے پوچھا، وہ فوری سر ہلا گئی۔

"تمہارا وعدہ تھا مجھ سے، تو میں نے سوچا، وعدے ٹالے نہیں جاتے"

اس نے بستر کے پاس والے نرم کاوچ پر بیٹھنے کے بجائے، سیدھا بارس کے ساتھ بیڈ پر آکر بیٹھتے اسکو آئس کریم کا گلاس تھمایا، اس طبعیت ناسازی میں ایسی فیورٹ آئس کریم تو نہال کر گئی پھر ساتھ حرا تھی تو سونے پر سہاگہ۔

"ویسے بھی، ہمارا یہ ڈیٹ ایک عدد کس کا مقروض ہے!"

بارس نے اک چھوٹی سی بائیٹ لیتے گردن موڑ کر اسے شریر نظروں سے دیکھا، وہ شرما کر نظریں جھکا گئی۔

"خود مت کھاوناں۔۔"

اس نے آئس کریم کا چمچ بارس کے منہ کے قریب کیا، بارس نے بنا کچھ کہے چمچ منہ میں لیا، نظریں بس اس کے چہرے پر فرصت سے جمائے وہ اک بیمار عاشق ہی لگ رہا تھا۔

تمہیں بخار ہے، تمہیں آرام کرنا چاہیے"

بارس نے نرمی سے اسکے اسی چمچ والے ہاتھ کو پکڑ کر اسکی حرارت دیکھتے کہا، مگر حرا نے نفی میں سر ہلا دیا، وہ اپنی آئس کریم سائیڈ رکھ چکا تھا، حرا خود جو کھلا رہی تھی۔

"تمہارے ساتھ بیٹھ کر کھانے سے بہتر دوا اور کوئی نہیں"

پھر وہ ایک چمچ خود کھاتی، ایک اسے دیتی، وہ مسرور ہوتا اور حرا بے حد خوش۔

"بس ایک شرط ہے، تم جلدی ٹھیک ہو جاؤ۔۔۔ ورنہ اگلی بار آئس کریم کی جگہ۔۔۔"

وہ شرارت سے بولتے رکی۔

"کیا؟"

بارس نے ابرو اچکائی۔

"کڑوی دوا پلاؤں گی، اور وہ بھی رومینٹک انداز میں"

حرا نے مذاق کیا، اور دونوں ہنسنے لگے، ہنستے ہنستے آنکھوں میں پیار اُمڈنے لگا۔

"اور اگلا وعدہ؟"

بارس نے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے پوچھا، حرا کی پلکیں لرزیں۔

"فیس کس۔۔۔"

حرا نے معصومانہ سی سرگوشی کی، جیسے وہ لفظ صرف انہی دونوں کے لیے ہو۔

"کیا ابھی دے دوں؟"

بارس کی نگاہوں میں شوخی بھی تھی، طلب بھی، وہ اسے دیکھتے پریشان سی ہوئی۔

"ابھی۔۔۔؟ میں نے دینی تھی یا تم نے؟"

حرا نے دھیرے سے کہا، چہرہ گلابی ہو چکا تھا۔

"ایک ہی بات ہے میرے دل"

وہ اسکے ہاتھ سے وہ آئس کریم گلاس پکڑ کر سائیڈ پڑے دوسرے گلاس کے ساتھ رکھ کر حرا کا ہاتھ پکڑے اپنے نزدیک سرکا گیا، روم پھولوں کی مہک اور انکی چاہت سے دمک رہا تھا۔

بارس نے آہستہ سے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھاما، وہ سانس روک گئی۔ کمرے کی روشنی مدھم تھی، ماحول میں ایک عجیب سا خاموش سکون بسا ہوا تھا۔ اور پھر۔۔۔ بارس نے اس کی پیشانی چومی، پھر ناک پر ہونٹوں کی گرم تاثیر چھوڑی، اور آخر میں۔۔۔ دھیرے سے، بہت محبت سے، انہی ہونٹوں کی حرارت بوسوں میں لپٹائے حرا کے دونوں گالوں کو چوما، وہ جیسے گلاب کا پھول تھی، وہ اسکے ہونٹوں کو بھینچنے پر پیچھے ہوا۔

چند لمحوں کی وہ قربت، وقت کا سانس روک گئی تھی۔ پھر دونوں نظریں جھکا کر، بلش کرتے مسکرا دیے۔

"ڈیٹ کمپلیٹ؟"

بارس نے اس گلابی کنول کو چھیڑا۔

"نہیں۔۔۔ اگلی ڈیٹ تمہارے ٹھیک ہونے پر ہو گی، آئس کریم، فیس کس اور۔۔۔ شاید کچھ اور!"

وہ شرارت سے بولی، اور بارس کے دل میں ایک اور موسمِ بہار اتر آیا، کچھ اور سے کیا مطلب تھا، وہ اچھے سے سمجھ گیا۔

"میری زندگی۔۔۔ میری گڑیا"

وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے سینے پر جما گیا جس سبب وہ روہانسی ہو گئی۔

"گڑیا میں بھائیوں کی ہوں۔ تمہارا دل ہی ٹھیک ہوں۔۔۔"

وہ فوراً ڈانٹ گئی۔

"میری جان"

وہ جذباتیت سے بولا تو حرا نے آنکھیں بند کیے بارس کی گال پھر اپنے ہونٹوں سے چھوئی۔

"ٹھیک ہو جاو جلدی سے۔ میں پھر ایسی بہت کسیز کروں گی۔ آئی پرامس"

وہ ناچاہتے ہوئے بھی آنکھیں بھیگو گئی تو بارس نے اسکی گال سہلاتے سر ہلایا جیسے کہہ رہا ہو۔ میں بلکل ٹھیک ہو گیا ہوں۔

وہیں دوسری طرف رملا نہا کر نکلی تو ٹاول لپیٹ رکھا تھا، جلدی تھی بس فون آن کرنے کی، فوراً آکر فون اٹھایا، چارج سے ہٹائے بنا آن کیا اور سب سے پہلے حرا کا میسج پڑھا جسے پڑھتے ہی وہ نم آنکھوں میں خوشی بھرے وہیں کاوچ پر بیٹھی، روئی کے نرم گولوں سی وہ پیاری سی لڑکی لمحے میں درد میں لپٹ گئی پھر حرا کو ایک ہگ سٹیکر بھیجے اس نے جلدی سے اپنا سوٹ کیس کھولا اور

اپنے بہت سے مغربی کپڑوں میں سے چند اکا دکا سوٹس دیکھتے سرخ والا نکالا اور یہ سوٹ نکالتے وہ چمک سی گئی تھی۔

"تنگ کرنے جاوں گی انکو۔۔۔ساتھ وہ سپیشل انڈے اور سوجی والا حلوہ بھی بنا کر لے جاوں گی۔اور انھیں یہ بھی بتاوں گی کہ میں انھیں اس لیے تنگ کرنے آئی ہوں کیونکہ میں پوری ٹھیک ہونا چاہتی ہوں۔"

وہ جلدی سے اداسی بھگائے وہ کپڑے لے کر چینج کرنے بھاگی، پھر کچن میں آئی اور میڈ سے سب حلوے کی چیزیں مانگی، ماما خود صدقے کی نیاز بنوا کر بانٹنے والی تھیں مگر پھر رملا نے انھیں کہا وہ صدقے میں کسی کو پیسے دے دیں، وہ بارس کے سلامت ہونے پر حلوہ خود بنائے گی تو وہ خوشی خوشی اسے اپنا کچن تھما گئیں، کیونکہ ہر کوئی اس وقت صرف بارس کے لیے دعا گو تھا، حلوہ بنانے کے بعد اسے اچھے سے سجائے ایک ڈونگے میں ڈال کر الگ کرے وہ باسل بھائی کو کال ملائے وہیں کچن ڈائنگ کرسی سنبھالے بیٹھی۔

"مجھے انکا ایڈریس چاہیے باسل بھائی۔ زیادہ تنگ نہیں کروں گی۔ بارس کے ٹھیک ہونے پر حلوہ بنایا ہے۔۔ حرا اور بارس کو بھی دینے جا رہی ہوں تو انکو بھی دینا چاہتی ہوں۔ پلیز منع مت کیجئے گا"

باسل اس وقت فارم ہاوس ہی آیا تھا، عمار کے لیے کچھ کپڑے اور ضروری چیزیں دینے جبکہ عمار شاور لے کر ابھی سویا تھا، پہلے تو باسل کا دل چاہا یار پر رحم کھائے اور رملا کو بہلا دے پر اندر کا کمینہ یار جیسے انگڑائی لے اٹھا۔

"ویٹ کرو میری گاڑی تمہیں پک اینڈ ڈراپ کرے گی۔ وہ میرا اسیکرٹ آفس ہے تو کسی لوکل کی وہاں رسائی نہ ہو بس تبھی۔۔۔ بس حلوہ دینا اور واپس آجانا، اسکے دماغ کا حلوہ مت کرنا، بہت تھکا ہوا ہے۔۔ میرا ڈرائیور آتا ہے"

باسل کی مہربانیوں کا وہ کیسے صلہ دیتی، سمجھ سے باہر تھا، بے شمار مشکور ہوئی۔

"تھینکیو سو مچ باسل بھائی۔۔۔ میں آپ دو کا احسان کبھی نہیں اتار سکتی۔"

وہ جذباتی سی ہوئی۔

"اتارنے کا کہا بھی کس نے ہے۔۔۔ رئلکس رہو۔"

وہ جواباً اتنی نرم آگیں تسلی پر مسکرائی اور رابطہ توڑا، وہ خوش تھی وہ عمار کا سر کھانے جا رہی ہے پر کہیں دل میں اسکی تھکن کا سوچ کر بھاری پن سا بھی ابھر آیا تھا۔

..________________________________..

میرال، مصطفی کے ساتھ ہی شام لان میں تھی، وہ بال سے کھیل رہا تھا تو میرال بھی اسے کھیلتا دیکھے مسکراتی ہوئی وہیں چیئر تھامے بیٹھی اور تبھی اسے کسی ان نان نمبر سے کال آنے لگی۔

دل میں کچھ تشویش ابھری، پھر بھی کال اٹھالی۔

"ہیلو؟ کون ہے؟"

میرال نے تندہی سے پوچھا جبکہ دوسری طرف لمحے بھر کی خاموشی تھی، پھر ایک دبی دبی سانس ابھری۔

"میرال... مجھے معلوم ہے تم یہ آواز سننا نہیں چاہو گی... مگر بس دو منٹ... دو منٹ سن لو، میں قسم کھاتا ہوں دوبارہ کبھی تم دو کی زندگی میں نہیں آوں گا"

وہ بوجھل لہجے میں لیکن آنکھوں میں اک زہر بھری کمینگی لیے بولا، میرال کی آنکھیں لمحے بھر کو سکڑ گئیں، جیسے وہ کسی پرانی رسوائی کو دوبارہ محسوس کر رہی ہو۔

اس شخص سے اتنی نفرت تھی کہ اسکی آواز سے بھی میرال کو کراہت محسوس ہو رہی تھی۔

"خبیث معلون۔۔ تم نے جرت کیسے کی مجھے کال کرنے کی۔۔ منحوس مارے کیوں ہم سبکی زندگیوں کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑے ہو جب زیادتیاں بھی تم نے کی تھیں۔۔۔ پھر کیا دشمنی نکال رہے ہو کم ظرف"

وہ مصطفی کی وجہ سے زرا آہستہ مگر بھرپور نفرت سے بولی، آواز سے چنگاریاں نکل رہی تھیں۔

"نہیں... میں کچھ بھی نہیں بھول سکا۔

میرال، میں ہار گیا ہوں۔ میں نے جو تم پر، اور حان پر الزام لگایا...وہ میری زندگی کی سب سے بڑی غلطی تھی۔ ثانیہ نے سب کچھ اجاڑ دیا... مگر اصل نقصان... میں نے خود کیا۔"

میرال لمحہ بھر کو خاموش ہو گئی، اس کی انگلیاں موبائل پر دب گئیں۔ دل کے کسی کونے میں ایک دھیمی سی لرزش ہوئی... کیا یہ سچ تھا؟

کیاواقعی عثمان کو پچھتاوا ہے؟ کیاواقعی اب یہ نحوست اسکی اور اور حان کی جان بخش دے گا۔

"میں جانتاہوں تم مجھے کبھی معاف نہیں کرو گی، نہ ہی واپس لوٹو گی۔ بس... ایک آخری بار تم سے آنکھ ملا کر معافی مانگنا چاہتاہوں۔ کوئی شکایت نہیں، کوئی بحث نہیں۔ خدا کے لیے مجھے یہ کرنے دو۔ میں تم دو کی زندگی سے ایسے چلاجاوں گا جیسے تھاہی نہیں"

اس مکرو آدمی کی آواز میں نمی تھی، جبکہ میرال کے دل میں اس معافی کے بارے صرف یہی سوچ تھی کہ یہ آدمی دوبارہ انکی زندگی میں نظر نہ آئے۔

"کہاں آنا ہے؟"

میرال نے آہستہ آواز میں سنبھل کر کہا۔

"کل شام... Cafe Bluemoon, تمہاری مرضی ہو تو آجانا۔ میں انتظار کروں گا، نہ آئی تو بھی شکایت نہ ہو گی۔"

عثمان نے جیت چھپالی اپنی آواز میں، بس مظلومیت عیاں کی۔ کال بند ہو گئی۔

میرال کچھ دیر خاموش بیٹھی رہی... پھر موبائل رکھ کر آسمان کی جانب اک گہرا سانس بھرے نگاہ ڈالی۔

شاید صرف معافی کا سامنا کرنے جانا کچھ غلط نہیں تھا، میرال نے فیصلہ لیا۔

مگر اُسے کیا خبر تھی کہ اُس معافی کے پردے میں دھوکے کی کیمرہ نما آنکھ چھپی ہو گی۔

..________________________..

"کیا بکواس کر رہا ہے تو۔۔۔ رمیز، میرا بیٹا، آتشم کے قبضے میں ہے؟"

اجمل پاشا کو ملتی خبر، اسکے تلوں لگی سر پر بجھی، وہ اپنے سامنے کھڑے سب لوگوں پر ایک سی خشونت بھری نظریں جمائے دھاڑا۔

"جی باس۔۔۔اگر آپ نے خود کو آتشم کے آگے سرینڈر نہ کیا تو وہ آپکے بیٹے کو مار دے گا۔۔یہ آڈیو ریسیو ہوئی ہے ہمیں"

ایک آدمی آگے بڑھا جسکے ہاتھ میں موبائیل تھا،اجمل پاشا کے اشارے پر فورا اس نے آڈیو پلے کی۔

"اب آتشم کون ہے تجھے تجسس تو نہیں رہا۔تم لوگوں کی ناک تلے سے مجھے میرا ساتھی بھگا لے گیا۔وہ کون ہے تم سبکو پتا لگنے سے پہلے میں تم لوگوں کا قیدی،حاکم بن کر واپس آچکا ہوں۔خود کو ہمارے حوالے کر دے اجمل ورنہ تجھے کل تک تیرے بیٹے کی لاش ٹکروں میں مل جائے گی۔دیر نہ کرنا۔مزید دیر سہنے کی آپن میں قوت نہیں رہی۔کاونٹ ڈاون شروع ہوتا ہے کنگ کے پالتو کتے"

یہ میسج، یہ پیغام، یہ موت نامہ، اجمل پاشا کو لرزا گیا تھا، تو کیا واقعی انکا عروج ختم ہونے والا تھا، وہ اچھے سے جانتا تھا کہ یہ لوگ اجمل پاشا کو کیوں چاہتے ہیں تا کہ کنگ تک پہنچ سکیں، اصل گناہ گار تک۔

یہ پیغام، یہ دھمکی نہیں... گویا کسی گہرے طوفان کی پیش گوئی تھی... اجمل پاشا کے تنے چہرے پر پہلی بار گھبراہٹ کی شکن ابھری تھی۔ کمرے میں موجود ہر شخص سانس روکے اس کے ردعمل کا منتظر تھا۔

"آتشم۔۔۔"

وہ زیرِلب بڑبڑایا، جیسے یہ نام زہر بن کر اس کے دل میں اترتا جارہا ہو۔

"وہ خبیث"

اچانک اجمل کی نظریں شعلہ بار ہو گئیں۔

"جسے ہم نے معمولی سمجھ کر نظر انداز کیا، جسے ہم نے ہی بنایا، وہی آج ہمیں للکار رہا ہے؟"

"باس۔۔۔"

ایک اور آدمی ہمت کر کے بولا۔

"ہمیں لگتا ہے کہ آتشم صرف بدلے کے لیے نہیں آیا۔۔۔ وہ آپ کے تمام راز جانتا ہے۔ وہ کنگ کا خفیہ رستہ چاہتا ہے۔ اپنی واپسی اور بقا کے لیے یہ جنگ لڑ رہا ہے"

اجمل پاشا نے سر جھکا کر چند لمحے سوچا، پھر جیسے کچھ یاد آ گیا۔

"رمیز۔۔۔ وہ میرا بیٹا ہے۔۔۔ میں اسے مرنے نہیں دوں گا۔"

اجمل کی آنکھوں میں باپ کی پرچھائیاں ابھریں۔

"تو سرینڈر کر دیں؟" ایک شخص بولا۔

اجمل نے ایک زوردار تھپڑ اس کے منہ پر جڑ دیا، اک سناٹا سا چھا گیا۔

"بکواس بند کر! اجمل پاشا کسی کے آگے سر نہیں جھکاتا۔ نہ میرے جیتے جی کوئی کنگ تک پہنچ سکتا ہے"

وہ غرایا تھا۔

"سب لوگ تیار ہو جاؤ۔۔۔ ہم جنگ کے لیے جا رہے ہیں۔ مگر اس بار۔۔۔ کھیل ہمارے اصولوں پر ہو گا۔"

اس نے گہرا سانس لے کر حکم دیا۔

"تو نے ایک غلطی کی، آتشم۔۔۔ رمیز میرا بیٹا ضرور ہے، مگر اس سے بڑھ کر میں اجمل پاشا ہوں۔

اور اجمل پاشا اپنے دشمن سے رحم نہیں مانگتا۔۔۔ اس کی موت کا تماشا بناتا ہے۔"

آج وہ صرف ایک باپ نہیں تھا، آج وہ ایک خطرناک، زخمی، اور انتقام سے بھرا درندہ تھا۔۔۔!

وہیں دوسری طرف سایوں کی زبان میں گونجتا سکوت انویسٹیگیشن بیورو میں حاوی تھا، صرف ایک کمزور سی روشنی کی ٹمٹماتی کرن، اور رمیز۔۔۔ کرسی سے بندھا، خون آلود چہرہ، الجھی سانسیں،

پر نظر وہی مغرور، وہی بگڑی ہوئی اولاد والی۔

"تونے۔۔۔ میرے باپ کو۔۔۔ چیلنج کیا؟"

اس نے کراہتے ہوئے آتشم کو دیکھا، جو سیاہ لباس میں، ہاتھ میں کافی کا کپ لیے، اس کے سامنے چہل قدمی کر رہا تھا۔ آتشم رُکا، چند لمحوں تک رمیز کو خاموشی سے دیکھتا رہا۔

"نہیں۔۔۔"

وہ ہولے سے مسکرایا،

"میں نے تیرے باپ کو آئینہ دکھایا۔ چیلنج تو وہی کرتا ہے جس میں مقابلے کی امید ہو۔"

آتشم کی گہری نیلی آنکھیں محظوظ مسکائیں۔

"بہت بڑی غلطی کی ہے تُو نے۔۔۔"

رمیز غرایا۔

"میرے باپ نے اگر حملہ کر دیا تو۔۔۔"

آتشم نے آگے بڑھ کر رمیز کا چہرہ جبڑے سے اپنے گلوز والے ہاتھ سے تھام لیا، اتنا قریب کہ رمیز کی سانسیں رک گئیں۔

"تو جانتا ہے ناں، تیرے باپ کا سب سے کمزور ہتھیار کیا ہے؟" اس نے دھیرے سے کہا۔

"تو"

رمیز کا غرور ایک لمحے کو لرزا، مگر لب پھر بھی ہنکارہ دے گئے۔

"تو مجھے مار دے۔۔۔ میرے باپ کو کچھ نہیں ہو گا۔"

آتشم نے ہنستے ہوئے رمیز کے چہرے سے ہاتھ ہٹایا،

"مارنے کے لیے تو بہت قیمتی ہے رمیز۔۔۔ تو میری چابی ہے۔۔۔ کنگ کا دروازہ کھولنے والی چابی۔"

پھر اس نے ایک سائیڈ پر کھڑے اپنے آدمی کو اشارہ کیا۔

"بتا اسے، اس کے ابّو جانی نے کیا ردعمل دیا۔"

آدمی نے سامنے پڑی اسکرین آن کی، جہاں اجمل پاشا کا وہی تھپڑ، وہی دھمکی اور خونخوار آنکھوں والی وڈیو ریپلے ہوئی۔

"اس نے۔۔۔ مجھے بچانے کے بجائے جنگ چنی؟"

رمیز کی آنکھوں سے پہلی بار شکوہ ٹپکا، آنکھیں لہو ہوئیں۔

آتشم خاموشی سے اس کے قریب آیا، جھکا، اور اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

"تو آج جان لے رمیز۔۔۔اصل دشمن میں نہیں، وہی ہے جسے تُو باپ کہتا ہے۔اب فیصلہ تیرا ہے۔۔۔اس کی خاطر مرنا ہے، یا ہمارے ساتھ وہ کھیل کھیلنا ہے جس میں تیرے باپ کی بادشاہی کی اینٹ سے اینٹ بجے گی۔"

رمیز کی پلکیں جھپکیں۔۔۔

شاید اب وہ پہلی بار سوچنے لگا تھا۔

"میری سزا معاف ہو سکتی ہے۔؟۔وہ سب میں نے بابا کے کہنے پر کیا۔رحمان سیال کو دھمکانے کے لیے کیونکہ اسکی اپنی بیٹی بڑا مشکل ٹارگٹ تھی تبھی رملا تک میں پہنچا۔پلیز وہ ملائشین حکومت مجھے ساری عمر کے لیے جیل میں ڈال دے گی۔مجھ پر رحم کرو"

رمیز کی التجاوں پر آتشم نے زہر خند سمائل پاس کی۔

"اگر تو یہ سب اجر سیال کے ساتھ کرنے کا سوچتا بھی تو وہ خود تجھ سے نمٹ لیتی۔ اسے ہماری مدد کی ضرورت نہ ہوتی۔ دیکھ اگر تو جلد یہ کام نمٹا دے گا تبھی اس بارے ہم کچھ سوچ سکیں گے اور یہ فیصلہ اصل آتشم ہی کرے گا کہ تجھے کس گٹر میں پھینکنا ہے"

آتشم نے اسے سختی سے سب معاملات سمجھائے، رمیز نے بے بسی سے سر ہلا دیا جبکہ آتشم کی آنکھوں میں غرور سا سمٹنے لگا۔

وہیں اجر کو کچھ نئے کیس پر کام ملا تھا۔ کچھ نئے خفیہ ٹھکانے جہاں ہتھیاروں کی سمگلنگ کی خبریں تھیں، وہ انہی میں مصروف رہی۔

لیکن اس نے کام کے بیچ بھی ہر آدھے گھنٹے بعد باسل کو گھر لوٹنے کی یاد دہانی ضرور کروائی جو کہ آج ناممکن تھا۔

..________________..

"تھینکیو سو مچ، میں دس منٹ تک آتی ہوں۔ آپ ویٹ کریں"

لگ بھگ آٹھ ساڑھے آٹھ کا وقت تھا جب باسل کے ڈرائیور نے رملا کو فارم ہاوس ڈراپ کیا، گاڑی باسل ماہیل کی تھی تبھی چوکیدار نے گیٹ سے اندر آنے کی پرمیشن دے دی تھی۔

رملا نے کار دوڑ اوپن کیا اور اپنا بے قابو دوپٹہ پکڑ کر شانوں پر مشرقی ہیروئین کی طرح پھیلایا، حالانکہ لگ یہی رہا تھا زندگی میں پہلی بار یوں دوپٹے کو کیری کر رہی ہے۔

دوپٹہ سنبھالنے کے بعد اندر دوسری سیٹ پر رکھا حلوے کا ڈونگا اٹھائے وہ ڈرائیور کو تاکید کرتی مین فارم ہاوس کی بلڈنگ کو دیکھ کر لمحہ بھر مبہوت رہ گئی، اپنی خوبصورتی کے لحاظ سے وہ گھر سچ میں کسی آرٹ کا ہی نمونہ تھا۔

"باسل بھائی کا فارم ہاوس تو دیکھو بھئی۔ ماشاء اللہ۔ اور ترقیاں پاو میرے ذمہ دار بھائی"

ستائش کے ساتھ وہ جذباتی ہوتی آگے بڑھی، اور فارم ہاوس کے دروازے کو ایک ہاتھ سے زرا سا دبائے وہ اندر داخل ہوئی، پورا فارم ہاوس ہلکی سنہری روشنی میں ڈوبا تھا جبکہ اتنی سی روشنی میں وہ عمار کو کیسے ڈھونڈے گی سمجھ سے باہر ہوا، جبکہ محترمہ فون بھی ایکسائٹمنٹ میں حویلی کے کمرے کے اندر ہی بھول آئی تھی۔

"بندہ ایک آدھ پوری لائیٹ آن کر دیتا ہے۔ کیا چودہ پندرہ سال کی نیند آج ہی پوری کریں گے یہ موصوف جو انکے احترام میں اندھیرے کا اہتمام کر رکھا باسل بھائی نے"

وہ لڑکھڑاتی سنبھلتی پہلے تو زرا لاونج تک آئی اور وہاں احتیاط سے پہلے وہ ڈونگا جھک کر رکھا۔

"اب اصل بندے کو ڈھونڈتی ہوں"

رملا نے کسی جاسوس کی طرح چار سو نگاہ گھمائی اور پھر یہاں وہاں کچھ نہ پائے دونوں سائیڈ بنے بیڈ رومز کی جانب گئی، پہلے کو کھولا تو اندر کوئی بھی نہ تھا جبکہ دوسرا، دوسرے کنارے پر تھا، وہ اس طرف گئی اور دروازہ کھولا ہی جب اندر گھپ اندھیرے پر وہ ہلکی سی چیخ مارے دروازہ بند کر گئی، رملا کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔

"یا اللہ۔ اندر چڑیل یا جن ہو اتو۔۔۔"

رملا نے اپنا بکھڑا سانس گہرے سانس کھینچ کر سنوارا مگر پھر جیسے اس گھمبیر سناٹے میں اسے کمرے سے ہی ٹھنڈک کے ساتھ بھاری سانسوں کا احساس یاد آیا تو وہ آنکھوں کی حدود تک مسکرائی۔

"اندر اے سی آن ہے۔ مطلب وہ یہیں ہیں۔ اتنا اندھیرا کر کے کون سوتا ہے۔ ایک موم بتی جتنی روشنی بھی نہیں۔"

دروازہ رملا نے واپس کھولا پھر اے سی کی ٹھنڈک میں گہرا سانس لیتی وہ دروازہ زرا کھلا چھوڑے ہی آگے بڑھی تاکہ باہر کی کچھ روشنی اندر پہنچے، لیکن رملا تین چار قدم چلی ہی تھی کہ اچانک آتی بیڈ کی رکاوٹ پر سیدھی میٹرس پر گری مگر گرتے ہی احساس ہوا کہ اسکے نیچے گدا نہیں، کوئی شیر موجود ہے۔

"اوففففف! ممییییی!"

اس کی سٹی گم ہوگئی۔

عمار کی آنکھ نہ کھلی پر محسوسات جاگ گئے۔ گھپ اندھیرے میں ایک جسم اس کے اوپر، سانسیں بے ترتیب، بال بکھرے ہوئے، اور نرم ہاتھ اس کے گریبان پر۔

رملانے ڈر کر زور سے عمار کے کسمسانے پر اسکے کندھے کو جکڑا مگر عمار خود پر گری اس لڑکی کا احساس پاتے ہی جیسے گہری نیند سے نکلا، بلکہ یوں تھا کہ اسے گہری نیند سے پکڑ کر باہر لا پھینکا گیا۔

"کون ہو تم۔۔۔؟"

عمار کی کانوں مئں آواز پر اس سے پہلے وہ اس پر سے اٹھ کر بھاگتی، عمار نے دوسری طرف ہاتھ مارتے ریموٹ اٹھا کر دبایا جس سے دفعتاً کمرے میں تین چار قسم کی روشیاں جل اٹھیں، پورا کمرہ روشن جبکہ وہ سرخ جوڑے میں لپٹی ڈری سہمی رملا مسکین صورت بنائے اس کے سینے پر گری اسے دیکھنے لگی، عمار کی نیند بھک سے اڑی۔

"تو۔۔۔تو یہاں کیا کر رہی ہے؟۔ اٹھ نالائق"

عمار کی آواز نیند سے نہیں، خالص غصے سے بھری تھی۔

"میں...میں گر گئی...وہ..."

رملا کی آواز کانپ رہی تھی۔

"تیرا دماغ تو ٹھیک ہے؟"

وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھا، رملا کو بھی بازو سے کھینچ کر اپنے سینے سے الگ کیا۔

"میں صرف دیکھنے آئی تھی کہ آپ سو رہے ہیں یا..."

رملا نے منمنانے کی ناکام کوشش کی۔

"پہلے پرے ہٹ۔۔ دور ہو جا مجھ سے"

وہ ہوش آتے ہی جیسے اسے پرے کر گیا، ایک دم اس پر جھپٹا، آنکھوں میں چمکتی ہوئی نفرت،

رملا جسکی سانسیں پہلے ہی خشک اور باڈی لینگوئج چوہی جیسی تھی، دفعتاً پرے ہٹتی اٹھ کھڑی ہوئی، وہ اک ٹراوزر اور ٹینک ٹاپ پہنے ننگے پیر اٹھ کر کسی

خونخوار درندے کی طرح رملا کی طرف بڑھا ہی جو سہم کر روم ہی کے اٹیچ واش روم کے بند دروازے سے جا لگی۔

"تیری حرکتیں لمحہ بہ لمحہ حد سے باہر ہو رہی ہیں، رملا!"

باقاعدہ حلق سے تھوگ نگلے اس نے اپنی آنکھوں کے سامنے پل پل قریب ہوتی عمار نامی موت کو دیکھا۔

"حد سے باہر تو آپ کا غصہ ہے، میں تو بس۔۔۔"

رملا کا دل بیٹھنے لگا، مگر آنکھیں نیچی کرتے ہوئے وہ دھیرے سے بولی۔

"تجھے کس نے اجازت دی یہاں آنے کی؟!"

اب وہ ایک لمحے کو خاموش رہی۔ پھر گردن اٹھا کر دیکھا، سچ میں اس خوبرو سڑیل آدمی کو دیکھا۔ رملا کے اندر کہیں کوئی ڈر ختم ہونے لگا۔

"و۔وہ میں آپ سے ملنے آئی تھی عمار۔۔ی۔۔یہ گرنا حادثہ تھا۔ آئی سوئیر۔۔۔و۔۔وہ میرا پاؤں اٹک گیا تھا۔۔۔"

وہ اسکے سینے پر ہاتھ رکھے اسے مزید قریب آنے سے روکے کانپتی سی آواز میں بولی تو عمار نے جبڑے بھینچتے نیند سے بھری غصیل آنکھوں سے اس لڑکی کو دیکھا اور اسکے بنائے فاصلے تک رک گیا۔

"تو آئی ہی کیوں۔۔؟"

وہ غصہ تھا اور وہ اس ایک رٹ پر چڑ گئی۔

"دروازے پر نہ تختی لگی ہے، نہ پہرہ۔ صرف ایک اندھیرا تھا، جسے میں غلطی سے پار کر آئی۔"

عمار ایک لمحے کو رکا۔ رملا کے لہجے میں وہ پرانی شوخی نہ سہی، مگر اعتماد ضرور تھا۔

وہ آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بات کر رہی تھی۔

"واہ! فلسفانہ باتیں بھی آتی ہیں اب؟"

وہ طنزیہ بولا، مگر تیز آواز میں وہ کھنک نہیں تھی۔

"بس تھوڑا سا اندھیرے میں گرنے سے انسان سیکھ جاتا ہے، کہاں ٹھہرنا، کہاں سنبھلنا ہے۔" رملا نے دھیرے سے کہا، پھر اسے خود سے دور کر گئی، وہ اسکے پاس ٹھیک ہونے آئی تھی پر شاید غلط تھی۔

"میں جا رہی ہوں، آئندہ نہیں آؤں گی۔ بس۔۔۔ غلطی ہو گئی تھی۔"

اس نے پلٹتے ہوئے دروازے کی طرف قدم بڑھایا۔

عمار نے آنکھیں بند کیں۔ کمرے میں اب صرف رملا کے مہکدار بالوں کی خوشبو رہ گئی تھی۔۔۔ اور اس کا وجود۔۔۔ جو ایک پل کو اتنا قریب تھا کہ عمار کی نیند کا سکون تک چونک اٹھا تھا۔

"اے رک ۔۔۔ جذباتی کوئین"

وہ جیسے کسی خواب یا ٹرانس سے نکل کر پیچھے ہی لپکا، وہ تب تک باہر آچکی تھی لیکن اب آنکھوں میں عمار کے پیچھے پیچھے چلے آنے پر مستی ناچ رہی تھی۔

"کیا ہے اب ۔۔ ہاں ۔۔ اب مجھے روکنے کی ضرورت نہیں۔ اب میں ہرٹ ہوں۔ دل ساڑ کر کالا دیا آپ نے۔ ایسے کرتے ہیں۔ غلطی سے گری۔ مجھے کونسا آپ سے چپکنے یا لپٹنے کا شوق ہے ۔۔ گندے بچے"

وہ اسکے پکارنے پر آگے سے بگھڑی، اختتام تک بگھڑا اپن لاڈ میں بدلنے لگا۔

"بند کر اپنی بک بک ۔۔ تو آئی کیا ہے ادھر لینے ؟" وہ اسکی کوئی بات سنے بنا بدلحاضی سے منہ بسورے غرایا تو وہ آنکھیں پٹپٹا گئی۔

رملا نے ہنکارا ابھرا، جیسے کوئی چھوٹی سی فاتحہ پڑھنے والی ہو، یہ چھوٹا سا گلاس اپنے جگ کے ساتھ قیامت خیز انداز میں سج رہا تھا۔

"ارے میں آپکے لیے حلوہ بنا کر لائی ہوں"

رملا نے کسی سگھڑ خاتون کی طرح میز پر رکھا ڈھانپا ڈونگا اٹھا کر اسکی منہ دیکھائی کروائی۔

عمار کا تیور وہی خفا، زبان وہی بے رحم، مگر دل؟ وہ تو پہلے ہی ہار مان رہا تھا۔

"کیوں میرے قل تھے کیا؟"

حلوے سے زیادہ اس پر میوہ جات کی موٹی تہہ دیکھ کر عمار کا ویسے ہی جی اوب گیا۔

اس کا بے تکا سا جواب سن کر رملا کے ہونٹوں پر ہنسی رکی نہیں، مگر اگلے لمحے وہ گہری سنجیدہ ہوئی۔

"ارے یہ ہمارے نکاح کے چھوارے اور مٹھائی کے بدلے ہے شوہر جی"

رملا کے شرما کر بتانے پر عمار نے بہت مشکل سے اپنی مسکراہٹ چھپائی، سارا غصہ چھٹ گیا۔

رملا جیسے آنکھوں میں ہنسی کی ہلکی جھلک، مگر آواز میں سچائی کی گونج ہو۔ اوپر سے وہ پری چمکتا سرخ جوڑا پہنے، دلہنوں جیسی لگ رہی تھی۔ ہنستی، شرماتی، تڑپاتی۔

عمار نے ایک لمحے کو گہری سانس لی۔ وہ غصہ، وہ تناؤ، جو اب تک اس کی آنکھوں میں دہک رہا تھا، وہ ایک نرم دھوئیں کی صورت تحلیل ہونے لگا۔

"تم... پاگل ہو کیا رملا؟"

لہجے میں ہارنے سی تلخی تھی۔

"جی ہاں! نکاح والی پاگل!"

وہ جھٹ سے بولی، آنکھوں میں چمک لیے۔

عمار نے ہونٹ سختی سے بھینچے۔ کوئی اور موقع ہوتا، تو وہ ہنسا ہوتا۔ پر اب۔۔۔

اب وہ بس خاموش رہا۔

رملا نے جھجک کر چمچ نکالی۔

عمار نے پل بھر کو آنکھیں بند کیں۔

سانس اندر لی... پھر وہ چمچ اٹھایا۔

"کھائیں ناں... صرف چکھ لیں۔ اگر پسند آیا تو دل بھی چکھ سکتے ہیں"

وہ بے شرمی سے چہکی، پر آنکھوں میں وہ چمک، وہ محبت، وہ جیت، جیسے کسی یتیم دل نے پہلی بار حق مانگا ہو۔

عمار نے ایک نوالہ لیا۔

زبان پر وہ گرم حلوہ پگھلا، لیکن دل پر وہ لمس کچھ اور نقش چھوڑ گیا۔

ایک ایسا ذائقہ... جو رملا کے دل کا، اس کے اخلاص کا، اور شاید، اس کے خوابوں کا تھا۔

"ٹھیک ہے..."

اس نے دھیرے سے کہا، نظریں رملا سے چرا کر۔

"کیا؟" رملا کی آواز ہوا میں ٹھہر گئی۔، نگاہیں بیقراری سے عمار کے خوبصورت اور پراسرار خوبصورت ہونٹوں اور تیکھے چہرے پر ثبت تھیں۔

"حلوہ بھی... اور تو بھی۔ تھوڑا... تھوڑا برداشت کے قابل ہو گئی ہے"

وہ کہتے ہوئے پلٹا، مگر اس بار اس کے لبوں کے کونے پر، ایک ایسی چپکے سے ابھرتی مسکراہٹ تھی جو رملا کے دل کو مہکا گئی۔

"تو پھر اگلی بار قورمہ لے آؤں؟"

وہ فوراً چہکی۔

عمار نے صرف ایک بار اسے دیکھا، خاموش نظروں سے، جو کچھ نہ کہہ کر بھی سب کہہ گئیں۔

رملا نے آنکھیں بند کر کے دل سے مسکراہٹ دباتے ہوئے چمچ دوبارہ ڈونگے میں رکھا۔

"میرا شوہر بھی ناں... سچ میں گندا بچہ ہے۔ کیسی کیسی "پاس آجاو رملا" نظروں سے

دیکھتا ہے مجھے"

وہ شرمیلا سا مسکائی جبکہ کسی کی دھڑکن اسے یوں خود کے ساتھ ایسی سرگوشی کر کے ہنستا دیکھے تھم گئی۔ وہ بے اختیار جاتے جاتے واپس پلٹ کر رملا تک آیا۔

اس ناول کے تمام جملہ حقوق محفوظ ہیں، ایس مروہ مرزا ناولز کی آفیشل ویب پر آپ کو اس کے ساتھ انکے باقی ناولز بھی پی ڈی ایف میں ملیں گے۔ وزٹ!

www.smerwamirzanovels.com

"مجھ میں اتنی ہمت ہے کہ ایسا کچھ کہنا ہوا اپنے منہ سے کہوں۔ آنکھوں سے اشارے کرنے کی واہیات عادت نہیں ہے مجھے۔"

وہ مسکرا نا رو کے عمار کی جانب پلٹی، سانس لمحہ بھر پھر ہوا میں ٹھہری، وہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"میں تو آپکو سمائیل کروانے کی کوشش میں تھی"

وہ ڈونگار کھ کر مکمل عمار کی جانب رخ کر گئی۔

"ادھر آ"

کچھ سانسیں بیتاب سی بھرے عمار نے اسکی معصوم سی بازو کھینچی اور کاوچ کی طرف غصے سے لیے بڑھا، خود رملا بھی یہ امید نہ کر رہی تھی، عمار نے اسے صوفے کی جانب دھکیلا اور خود وہ ٹھیک سامنے گلاس کی میز پر بیٹھا دونوں ٹانگوں کے بیچ رملا کی ٹانگیں لاک کر گیا، رملا کی آنکھوں میں گھبراہٹ و خوف اترا۔

"رملا۔ ایک بات جان لے کہ یہ نکاح بلکل ویسے تھا جیسے ایک ضدی بچے کو کوئی اسکا پسند آیا کھلونا تھما دیا جائے۔ میں نہ تو شادی بیاہ کے جھنجھنٹ میں پڑنا چاہتا تھا نہ میری زندگی ایسی فضولیات کی کبھی اجازت دے گی۔ کسی بھی وقت میں مر سکتا ہوں۔ ایسے میں تو یہ سب کر کے، زبردستی میرے سر ناچ کر کیا ثابت کرنا چاہتی ہے۔ کونسے ارمان جگانے کی کوشش کر رہی ہے میرے۔ جو سوئے نہیں، مر چکے ہیں ہاں"

وہ جو اسکے انداز، تیور اور یوں قید کرنے کے صدمے میں تھی، عمار کے سرد و سپاٹ جملوں پر جیسے رملا کی آنکھیں نمی کی اک تہہ میں ڈوب گئیں۔

کمرے میں کچھ لمحوں کے لیے جیسے وقت رک گیا تھا۔ رملا کی نظریں عمار کے چہرے پر جمی تھیں، جہاں ایک قطرہ نرمی بھی نہ تھی، صرف برف جیسی ٹھوس سنجیدگی تھی، جو لفظوں کے بجائے آنکھوں سے کاٹ رہی تھی۔ وہ دھیرے سے اپنے لب بھینچ گئی۔ پہلے جھجک، پھر شرمندگی... پھر تھوڑا سا دکھ ہوا۔

"تو اب آپکو لگتا ہے، میں ایک بوجھ ہوں؟"

رملا نے گردن تھوڑا سا ایک طرف کی، نظریں نیچی مگر آواز میں ہلکی سی چبھتی شوخی عود آئی۔

"دیکھ میں نے جو کہا ہے تجھے اچھے سے سمجھ آئی ہے اس لیے میری بات مت پلٹ"

وہ غصے سے بولا، ٹانگیں لاک تھیں تو اب دونوں ہاتھوں سے رملا کی بازووں کو بھی گرفت میں لیا۔

"میں خود سے زبردستی نہیں کرتی، آپ سے کیا کروں گی؟"

عمار کی آنکھوں میں پہلی بار تھوڑا سا دھواں سا ہلچل پیدا کر گیا، یعنی وہ نکاح کا الزام عمار پر ڈال رہی تھی، اسکی ضد چپ چاپ ماننے کا گناہ۔

رملا کا انداز اب پلٹ چکا تھا، وہ اپنی شرمندگی کو اب شرارت میں ڈھال چکی تھی۔

"بکواس کر رہی ہے؟"

سمجھ آتے ہی وہ دھواں دھواں ہوا، رملا کو اسکی انگلیاں بازوؤں میں دھنستی محسوس ہوئیں۔

"سچ ہے اور رہی بات پیار ویار کی۔۔"

وہ سیال صاحب کو دھڑکا گئی، لمحہ بھر رکی۔

"تو سن لیں، میں آپ سے محبت وحبت نہیں کرتی۔ بس، کچھ دیر آپ پر دل آگیا تھا۔ وہ بھی اب اتر رہا ہے، دھیرے دھیرے جیسے آپ نے مجھے ہولڈ کرر کھا ہے، شکر کریں درد پر چینخیں نہیں مار رہی۔ آپ کو اس رشتے کو سنجیدہ لینے کی ضرورت نہیں۔ جیسے کھلونا دے کر بہلایا ہے ویسے ہی یہ کھلونا واپس چھین بھی سکتے ہیں"

وہ اسکی تلخ اور درد میں ڈوبی سر گوشیوں پر اسکی بازووں کو لمحے میں ہاتھوں کی گرفت سے آزاد کر گیا، وہ چونک سی گئی، اس کے لبوں پر بے اختیار ایک سانس اٹکی تھی۔

"میں کچھ دن تک واپس چلی جاوں گی۔ تب تک آپکو دوبارہ تنگ نہیں کرنے آوں گی۔ شاید واقعی یہ میری جگہ نہیں ہے۔ اور کسی کی جگہ پر آبیٹھنے والوں کو دھتکار سے کیسا شکوہ؟"

وہ نظریں جھکا گئی، جبکہ عمار نے گہرا سانس بھرتے اسکی ٹانگیں بھی آزاد کیں۔

"دیکھ تجھے دھتکار نہیں رہا میں۔ سمجھا رہا ہوں"

وہ اسے دکھی دیکھ کر برا محسوس کر رہا تھا۔

"دیر کر دی سمجھانے میں۔اب کیا ہو سکتا ہے شوہر جی؟"

رملا کی اداسی نے یکدم شرارت کا پلو تھاما، وہ آنکھیں پٹپٹا گئی۔

رملا کی آنکھوں میں وہی شرارتی چمک ابھری جو چند لمحے پہلے گم ہو گئی تھی۔اس نے ہلکے سے اپنے دوپٹے کے پلو کو انگلیوں میں لپیٹا، جیسے دل کی نرمی کو لپیٹ رہی ہو۔

"میں چلی جاوں گی آپ سے دور، پر امس"

وہ اسکی اداسی دیکھے اسے خود سے نجات کا یقین دلا رہی تھی تبھی وہ سپاٹ ہوا۔ عمار نے بے ساختہ اس کی طرف دیکھا، وہ اب بھی وہی رملا تھی، وہی ضدی، وہی ہٹ دھرم، مگر اندر سے، اب وہ تھوڑی سی ادھوری لگ رہی تھی۔

"تجھے کہیں نہیں جانا۔"

عمار نے ایک گہرا سانس لے کر رملا کو دیکھا، وہ چونکی۔

"م۔۔ مطلب؟" رملا کی آواز سو ٹکروں میں بٹی۔

"یہ جگہ ہے تیری۔ غلط یا صحیح، لیکن اب تو نے چھین لی ہے تو تیری ہوئی۔ طلاق نہیں ہوتی ہمارے خاندان میں، سو میں بھی نہیں دوں گا۔ چھوٹا سا بچہ ہے تو ابھی، بائیس سال کوئی عمر نہیں۔ اور تجھے کیا لگتا ہے میں تیری طرح ضدی ہوں کہ یہ رشتہ جیسے تو نے ضد میں جوڑا، میں بھی ضد میں توڑ

دوں گا۔ نہیں۔ لیکن بیوہ ہونے کا آپشن میرے جیتے جی دھیان میں رکھنا۔ مجھے زندگی سے کوئی خاص لگاو نہیں، نہ زندگی کو مجھ سے"

وہ عمار کے لفظوں پر دکھی ہوئی، جیسے کسی نے دل پر گرفت جمائی ہو، وہ بے اختیار اسکے سینے کے پاس آرکی، گردن اٹھاکر اس زندگی کے ستائے چھتیس سالا کڑوے کیسلے مگر خوبرو شخص کو دیکھنے لگی۔

"میں آپکی زندگی سے اچھی سلام دعا کروادوں گی۔ بھئی مسئلہ ہی ختم"

وہ ہنسی، مگر آواز میں ایک چھپاہوا ساخالی پن تھا، عمار نے چہرہ موڑا، جیسے اس کی شوخی کے پیچھے چھپے درد کو محسوس کر رہاہو۔

"رملا۔۔۔"

وہ دانت پیسے اسے دیکھنے لگا تو وہ ہمہ تن گوش ہوئی۔

"ہاں جی؟"

وہ فوراً چونکی۔

"محبت کا اظہار کرنا ہے؟ کہوں تو آپکا ہاتھ تھام لوں؟"

وہ شرارت پر اتری بولی تو، عمار نے ایک سنجیدہ ناراض نظر اس پر ڈالی۔وہ معذرت زدہ انداز میں ہنسی۔

" کبھی چپ بھی ہو جایا کر، بس سننے دے کچھ لمحے۔۔۔"

عمار نے شاید دل کی سننے کا کہا پر وہ سمجھیں محترمہ کہ وہ انھیں سننا چاہتا ہے۔

"اچھا سناتی ہوں آپ کو۔۔میں نے کہیں پڑھا ہے جب مرد کو اپنی غلطی کا احساس ہو جائے تو عورت کو کچھ نہیں کہنا چاہیے۔۔بس چپ چاپ مسکرا لینا چاہیے تاکہ اگلی بار وہ جلدی مان جائے۔"

عمار نے لبوں کے کنارے سختی سے دبائے، جیسے ہنسنے سے روک رہا ہو، یہ چھٹانک بھر کی لڑکی خود کو عورت کہہ رہی تھی۔

"اور کیا کیا خرافات پڑھی ہیں تو نے؟"

وہ آئبر واٹھائے گھورا تو رملا ہنس دی، اسکی شوخی، اداسی سے پاک ہو گئی۔

"یہی کہ جو بیویاں شوہر سے زبردستی نکاح کرتی ہیں، انہیں ہار ماننی آنی چاہیے۔۔اور میں تو سپیشل ایڈیشن ہوں۔۔ضد بھی میری، معافی بھی میری، آپ بھی میرے"

وہ چہک کر ہنسی تو اس بار وہ اسکا سر پکڑ کر پیچھے پشت سے ٹکرائے اٹھ کھڑا ہوا، وہ بھی جلدی سے سنبھل کر اٹھی۔

"میں آپکی زندگی سے سلام دعا کا کام شروع کر دوں ناں؟"

وہ جانے لگا جب وہ عقب سے پکاری، آنکھوں میں آس و شوخی ساتھ بھرے۔

"جا سونے دے مجھے۔چھوڑ جا یہیں اپنا جلوہ۔۔میرا مطلب حلوہ"

وہ واپس کمرے کا رخ کرنے لگا جب وہ عقب سے پکاری۔

"کل پھر آوں گی۔بائے مسٹر کھڑوس"

وہ اسکی آنکھوں میں دیکھے چہکی اور اپنی رات سہانی کرتی ہی فارم ہاوس سے نکل گئی جبکہ وہ واپس چلا گیا، مگر وہ ذائقہ... وہ نرمی... وہ "شوہر جی" والی بے ساختگی...وہ زندگی سے سلام دعا کا تجسس۔۔

اب اس کے اندر کہیں بیٹھ چکے تھی،ہائے زہے نصیب!

..________________________..

آفس کی فضامیں خاموشی تھی۔فائلز، نقشے، تصویریں اور اسکرین پر رکھی کنٹینر کی لائیو فیڈ پر اسکی عقابی نظریں جمی تھیں،اجر سیال اس لمحے مکمل پروفیشنل زون میں تھی۔

سفید شرٹ کی آستینیں کہنیوں تک موڑی ہوئیں، بلیک ہائی ویسٹ پینٹ، بال کیچر میں مقید، آنکھوں میں گہری سنجیدگی چھائی تھی۔

پھر فون کی اسکرین پر وہی پرائیویٹ نمبر کا نوٹیفکیشن آیا جسے دیکھ کر اجر نے دانت پیسے، امید نہیں تھی یہ نخوست دوبارہ کال کرنے کا سوچے گی۔

وہ پلکیں جھپکائے بغیر چند لمحے اسے دیکھتی رہی، جیسے جان چکی ہو کہ اب کیا ہونے والا ہے۔

پھر بیزاری سے کال ریسیو کی۔

"تمہیں چین نہیں ہے منحوس؟"

اس نے سرد لہجے میں کال لگتے ہی انگارے چباتے دریافت کیا، اس طرف آفس سے رخصت ہو کر نکلتے باسل نے اجر کے ایس پی آفس کے باہر گاڑی روک رکھی تھی، نظریں اس بلڈنگ پر جمی تھیں، کچھ دیر پہلے وہ اندر جا کر ایک کولڈ کو وفی دے کر آیا تھا پر پیون کو تاکید کی کہ جب وہ کہے تب اجر کو

وہ کوو فی دے جبکہ اپنی حسینہ کا وہ چھپ کر دیدار بھی کر کے واپس گاڑی میں آگیا تھا۔

"نہیں... خاص طور پہ جب تو اتنی خوبصورت لگ رہی ہے آج۔"

دوسری طرف آتشم کی مسکراہٹ بھری آواز چہک کر آئی، ہلکی سی ہنسی کے ساتھ وہ مست بھی لگا،

اجر کی کنپٹیاں تن گئیں، آتشم کی جرت پر وہ سیخ پا ہوئی۔

"دیکھ، میں کام کر رہی ہوں۔ یہ ٹائم پاس کسی اپنے جیسی فارغ سے کر خبیث"

وہ بدلحاضی سے دانت پیسے دوسرے ہاتھ سے اپنا کام جاری رکھے ہوئے غرائی تھی۔

"ہاں ہاں، دیکھا جارہا ہے۔ تیری انگلیاں فائل اور لیپ ٹاپ کی پیڈ پر، اور ہونٹ تھوڑے تھوڑے ناراض، ویسے یہ غصہ بہت سوٹ کرتا ہے تیرے پے اجر سیال۔"

اسکے اتنا سب جاننے پر اجر نے دانت پیسے، جسم کا مانو سارا لہو ابل گیا۔

"تم میری جاسوسی کر رہے ہو؟"

وہ کام چھوڑے پھنکار اٹھی۔

"نہیں تو۔ صرف تجھے محسوس کر رہا ہوں بند آنکھوں سے، خواب زادی سی ہے تو۔ آج نیلا نہیں، سفید رنگ پہنا ہے ناں؟ بازو موڑے ہوئے... ہائے، وہ تو میرا فیورٹ سٹائل ہے"

وہ اسکی ان بے تکلفیوں اور الگ طرح کے بہکے مزاج پر نجانے کیوں اندر تک کانپ اٹھی۔

"آتشم!"

اس بار اس کا لہجہ تیز ہو گیا، یہاں تک کہ باسل کو فون کان سے ہٹانا پڑا۔

"ایک بار اور فضول بات کی ناں، تو میں خود گولی مار دوں گی تجھے اگلی بار۔ تیری سنے بنا"

وہ سرخ بھبھول چہرہ لیے غضبناک ہوئی جبکہ باسل اسکا یہی غصہ امید کر رہا تھا، پیار بڑھتا جا رہا تھا اجر کے لیے۔

"واہ واہ۔ اجر سیال کیسا رومینٹک انداز ہے اظہارِ محبت کا۔ اب تو مارے گی اور میں، تیرے ہاتھ چوم کر کہوں گا، مار ناں، اور زور سے بندوق چلا۔ بلکے چھلنی کر دے میرا پورا وجود"

آتشم کی ہنسی دبی دبی گونجی، جبکہ اجر کا چہرہ برداشت سے سرخ ہوا، غصے سے میز پر رکھا پین اسکی نوک سے چٹخا دیا، دانت پیسے، جبڑے بھینچ لیے۔

"میں اے ایس پی اجر سیال ہوں۔ مجرموں کو فلرٹ نہیں کرنے دیتی، انہیں ہتھکڑیاں پہنا دیتی ہوں۔ یہ بکواس کسی اور سے کر۔۔۔ سمجھا"

وہ دانت نکوسے غرائی۔

"ہتھکڑیاں پہنا کر پھر کھول بھی تو دیتی ہے۔۔۔ مار ڈالے گی تو شاید میرے شر سے بچ جائے۔"

وہ اسکے مشورے پر گہرا سانس بھر گئی، اب تو مارنے کا ہی ارادہ باندھا۔

"تم بہت فضول ہو، لعنت بھیجتی ہوں تم پر!"

اجر کا دل ایک لمحے کو دھڑ کا مگر اس نے فوراً آواز سخت کی۔

"لعنت قبول، تیری دھتکار بھی نشیلی ہے، بس آج رات کی ٹھنڈی کوفی تیرے آفس کے باہر پہنچا رہا ہوں۔ سکون کر"

وہ مست ہنسا جبکہ اجر کی برداشت کا لیول ختم ہوا۔

"بکواس بند کر کمینے۔ تیری تو ایسی ایسی جگہ لات ماروں کی کہ وہاں مرہم پٹی بھی نہ کر سکے گا۔ بند کر۔ اور خبر دار مجھے دوبارہ کال کی"

بچاری کی برداشت دم توڑ گئی تھی، وہ غصے سے اٹھ کھڑی ہو کر چلاتی باقاعدہ ہانپ گئی۔

"تجھے غصے میں دیکھنا کہیں میرا پسندیدہ مشغلہ نہ بن جائے بے بی ڈال۔۔ تھوڑی ٹھنڈی ہو جا۔۔ ویسے... کیچر کھول دے۔ کھلے بالوں میں قیامت کا پرزہ لگتی ہے نشیلی"

اجر نے بغیر کچھ کہے فون بند کر دیا، مگر اس کی پلکوں میں ہلکا سا لرزہ تھا، پورا وجود عجیب سی وحشت سے کانپ اٹھا تبھی اسکے آفس ڈور پر دستک ہوئی، وہ بری طرح کانپ اٹھی، گہرا سانس لیتے اجازت دی تو پیون ہاتھ میں ایک گرے بیگ تھامے اندر آیا۔

"آپکے لیے کووفی دے کر گئے ہیں کوئی جناب۔ چہرہ ڈھکا تھا میں دیکھ نہ سکا پر انداز اور لہجے سے لگا آپ کے قریبی ہیں"

پیون نے اجر کے اشارے پر اسے میز پر رکھا اور آفس سے اسی احترام سے نکلا تبھی اجر نے ہونٹ کاٹ کر وہ بیگ دیکھا، پھر بیگ کھولا تو کولڈ کووفی کا مگ تھا، ڈسپوزل مگ اور کووفی کا گلاس سیل بھی تھا۔

"یہ مجھے مار دے گا زلیل"

اجر نے اسے کھولتے اک سیپ بھرا، کچھ گرم دماغ ٹھنڈا ہوا پر باخدا دوسرا گھونٹ بھرنے کی تمنا نہ بچی تو وہ سب فائلز سمیٹے بے دلی سے لیپ ٹاپ آف کرتی اپنا فون اور گاڑی کی کیز لیتی آفس سے نکل گئی۔

جبکہ باسل پہلے ہی یار کی طرف نکل چکا تھا، لگ بھگ دس بج چکے تھے، وہ راستے سے کچھ سینکس لینے بھی رکا، جبکہ اجر سیدھی پہلے بارس کو اک نظر دیکھنے ہوسپٹل گئی تو رملا بھی موجود تھی، اور اچھی خبر یہ تھی کہ کل بارس کو

ہوسپٹل سے ڈسچارج کر دیا جانا تھا، اجر دس منٹ رکی پھر چونکہ حرا اور رملا آج رکنے والی تھیں اور وہ تھکی بھی تھی تو گھر نکل گئی، ماہیل پیلس پہنچی تو لگ بھگ گیارہ بجنے کے قریب تھے۔

باسل کی گاڑی کہیں نہ دیکھے اجر کا موڈ مزید بگھڑا، باسل بھی بس فارم ہاوس کے قریب ہی لگ بھگ دس منٹ کے فاصلے پر تھا۔

آفس سے نکلنے کے بعد بھی اجر کا دل بے چین تھا۔

دل کا شور، ذہن کی خاموشی کو پیچھے دھکیل چکا تھا، آج وہ کسی فائل، کسی کیس، کسی میٹنگ میں نہیں، باسل ماہیل کے بازوؤں میں پناہ چاہتی تھی۔

کتنے دنوں سے وہ دونوں ایک دوسرے کے قریب آکر بھی دور تھے... آج اجر نے سوچ رکھا تھا کہ اب نہیں، آج وہ اسے مکمل پالینا چاہتی تھی۔

وہ وہیں ہوادار باغیچے کی سمت چلی آئی، فون ہاتھ میں پکڑا، باسل کا نمبر ڈائل کیا۔

ایک بیپ، دو، اور ڈرائیونگ کرتے جناب نے باسل ماہیل ہی کی طرح کال پک کی۔

"میرے سکون کو آج میری یاد کچھ زیادہ ہی ستا رہی ہے؟"

وہی نرم، گہری آواز جو اجر کو فون کے پار نہیں، روبرو چہرے سمیت سننی اور دیکھنی تھی۔

"ہاں! کیونکہ آج دل کر رہا تھا، تمہارے سینے پر سر رکھ کے کچھ پل سانس لوں اور تم ہو کہ غائب ہو۔ کہا تھا آجانا باسل۔"

اجر کی آواز میں ضبط اور تپش کی آمیزش تھی، وہ جانتا تھا بر استا رہا ہے پر کیا کرتا، اب اسے مزہ آنے لگا تھا۔

"نہ کرو میرے سکون۔۔ کہیں خوشبو لگا کر بلیک یا سرخ ڈریس پہن کر میرے لیے کمرہ تو نہیں سجالیا۔ شب زفاف منانے کو"

باسل نے شوخ لہجے میں ڈرامائی تڑپ ملائی۔

"باسل!"

اجر نے آنکھیں تنگ کیں، وہ سخت چڑی ہوئی تھی۔

"ہاں ہاں، پتہ ہے، تمہیں چڑ ہو رہی ہے کیونکہ تم نے دل کے دروازے کھول رکھے تھے اور میں آیا ہی نہیں"

وہ اسکے تسلیم کرنے پر روہانسی ہوئی، وہ اسے کیوں ٹوٹ کر یاد آرہا ہے سمجھ سے باہر تھا، حالانکہ اسے تو باسل سے محبت بھی نہ تھی۔

"تمہیں کچھ اندازہ ہے ظالم انسان، میں نے آج کتنی بار خود کو روکا، سنبھالا لیکن پھر بھی دل تمہارے لمس کو یاد کرتا رہا۔ اور تم کہہ رہے ہو نہیں آو گے۔۔ میں کیا کروں اب؟ کیوں کرتے ہو ایسی تڑپانے والی حرکتیں کہ اگ۔۔ اگلے کا تمہارے بنا سانس بھی چلنے سے انکاری ہو جائے"

اجر کی آنکھیں بھیگنے لگیں، مگر لہجہ ابھی بھی خفگی سے بھرا تھا، وہ بھی جیسے کچھ سنجیدہ ہوا، یہ تو وہ تڑپ تھی جو کبھی اسکے لہجے میں اجر کے لیے ہوا کرتی تھی۔

"کیا کروں، آج تمہارا شوہر اک پرانے دوست کے ساتھ بزی ہے۔ بس ایک پرانا حساب پورا کرنے نکلا ہوں۔ لیکن یہ تمہاری آواز اور لہجے میں چھپی طلب مجھے مار ڈالے گی۔ سچ کہو؟ تم آج مجھے مکمل طور پر چاہ رہی تھی، ہے ناں؟"

باسل کا لہجہ نرم ہوا، مگر شرارت سے خالی نہ تھا، مقصد اسے تکلیف سے نکال کر شرمانے پر لگانا تھا، اجر خاموش ہو گئی۔ شرم کی ایک ہلکی لہر گالوں سے نکل کر دل میں اتر گئی۔

"چپ کیوں ہو؟ بلش کر رہی ہو؟"

باسل کی شوخ مسکراہٹ اب لفظوں میں بھی سنائی دے رہی تھی۔

"تمہیں سب کچھ پتہ کیسے چل جاتا ہے؟"

وہ آہستہ سے بولی، ہاری ہوئی، اسے بہت یاد کرتی ہوئی۔

"تمہاری سانس تھوڑی بے ترتیب ہے اور تمہارا غصہ، بس دکھاوا ہے، اصل میں تمہارا دل بس مجھے چھونا چاہتا ہے۔"

وہ اسکے یوں ستانے پر احتجاج بھی نہ کر سکی، محبت کا چھپا سہی پر وہ اسے کئی بار احساس دے چکی تھی تبھی وہ مغرور ہو رہا تھا۔

"اور تم...؟ تمہیں میری طلب محسوس ہو رہی ہے ناں، پھر بھی تم نہیں آئے؟"

اجر نے لب دبائے، اور نرمی سے بولی، اسے پتا تھا وہ جان بوجھ کر اپنے سکون کو ہرگز نہیں ستاتا۔

"بس آجکی رات دے دو، صبح تمہیں ایسا گلے لگاؤں گا کہ تم کہو گی، بس کرو باسل۔ سانس بھی لینے دو۔ مجھ پر یہ بے رحم قیامتیں ڈھانی بند کرو۔۔۔"

وہ اسکی نقل میں آہیں بھرتے بولا جیسے کسی پر ظلم کے پہاڑ ٹوٹ رہے ہوں، اجر کی ہنسی اور شرم ایک ساتھ چمکیں۔

"باسل!"

اب کی بار آواز میں پیار تھا۔

"میرے سکون۔ حکم کرو"

وہ تمام تر ظلم کے اسکے پیار کا واقعی مستحق بن جاتا جب یوں پکارتا۔

"تمہیں سزا ملے گی۔"

وہ ٹھنڈی سی ہوا میں سانس بھرے بولی۔

"قبول ہے، اگر تم اپنے ہاتھوں سے دو۔ بس خیال رکھنا، کہیں سزا محبت میں نہ بدل جائے"

اجر کی پلکیں شرم سے جھک گئیں۔

اور دل؟ اب بھی وہی کر رہا تھا۔

بس باسل، بس باسل کا ورد۔

"ہونٹوں سے دوں گی"

وہ محبت بھری شریں، نشاط انگیز سرگوشی کیے کال کاٹ گئی اور باسل اسکا دل چاہا یہیں سے گاڑی موڑلے پر نہیں، ابھی عشق کے امتحان باقی تھے۔

..________________________________..

اورحان کا سارا دن کلینک کے کام میں بزی رہا، بس چند دنوں کا کام تھا پھر اسکے کلینک کا افتتاح تھا، اور اورحان کو یقین تھا جلد یہ کلینک پیشنٹس کے اعتماد کی بڑی جگہ بن جائے گا۔

بیڈ کی پشت سے ٹیک لگائے، اورحان مسکرا رہا تھا۔ میرال اس کے برابر میں بیٹھی تھی، پیروں میں مصطفی لیٹا ہوا، ننھی ننھی توتلی باتیں کرتا، بار بار کروٹ بدل کر کبھی میرال کی گود میں، کبھی بابا کے سینے سے چمٹنے کی کوشش کرتا۔

"ممی۔۔ مدے فلاول دو۔۔ دو دوو متا ہے (ممی مجھے فلاور دو۔ جو گھومتا ہے)"

وہ اپنی ننھی انگلیوں سے ہوا میں پنکھے کے گھومنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولا جس پر میرال نے مسکرا کر اورحان کو دیکھا، دراصل مالی نے لان میں

پلاسٹک کی بوتلوں سے چھوٹے چھوٹے پنکھے بنا کر جگہ جگہ ڈیکوریشن کے لیے لگائے تھے اور مصطفی کو وہی فین ابھی چاہیے تھا۔

میرال نے آہستہ سے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے سر ہلایا، پھر ہنسی۔

"میرا چاند، صبح ہوتے ہی وہ سب دوبارہ مل جائے گا، اسکو گما گما آپ گھومنے لگے تھے تبھی لیا، بس اب سو جاؤنا، آپ کی آنکھوں میں نیند چمک رہی ہے۔"

مصطفی میرال کے گدگداتے لمس پر ہنسا۔

"مِی آپ تا تاند ہو (میں آپکا چاند ہوں)؟"

مصطفی نے لاڈ سے پوچھا تو وہ اسکا ماتھا فوراً چوم گئی۔

"ہاں۔ میرے دل کا چاند، میری راتوں کا نور ہو تم مصطفی"

اور حان نے سامنے بیٹھ کر اُن دونوں کو رغبت و محبت سے دیکھا، اس کے ہونٹوں پر دھیما سا تبسم تھا، مگر نگاہیں میرال کے چہرے پر جمی تھیں۔

وہ کچھ الگ سی تھی آج... نرم تو ہمیشہ کی طرح تھی، مگر خاموش بھی، جیسے اندر ہی اندر کوئی طوفان روک رکھا ہو۔

مصطفی آہستہ آہستہ میرال کے سینے سے لگا، اور نیند کی وادی میں اترنے لگا۔

"ممّی، آپ بی شوداو۔۔۔تت دئی او؟ (ممی۔ آپ بھی سو جاو۔ تھک گئی ہو؟)"

وہ توتلا نیند میں بھی میرال کی آنکھیں بند کرنے لگا، میرال نے بمشکل آنکھیں قابو میں رکھیں، مصطفی کی پیشانی پر ہونٹ رکھے۔

"نہیں، بس آپ کی خوشبو میں کھو گئی ہوں۔"

کچھ دیر بعد اورحان نے بیڈ کے کنارے سے اٹھ کر مصطفی کو گود میں اٹھایا، اور اسے خود میٹرس پر لیٹایا۔

جب وہ پلٹا تو میرال بیڈ کے ایک کونے میں دبکی بیٹھی تھی، گلابی رنگ کے نائٹ گاؤن میں، بال کھلے، چہرے پر تھکن اور نگاہوں میں الجھن۔

اورحان نے آکر میرال کا ہاتھ تھامے اسے اٹھایا اور کاوچ کی طرف لے کر بڑھا، خود لیٹتے ہی اپنی بازو پھیلائی جس کو دیکھتے ہی وہ مسکرائی اور اسکے پاس بیٹھتے ہی اورحان کی بازو پر سر رکھے لیٹ کر کروٹ اورحان کی طرف بدلی۔

"میرال؟"

اس نے دھیمے لہجے میں اس کھوئی حسینہ کو پکارا۔

"جی؟"

وہ آہستہ سے بولی، نگاہیں جھکائے پھر اٹھائے اپنا ہاتھ اور حان کے رخسار سے جوڑے محبت سے سہلانے لگی۔

"آپ کچھ چھپا رہی ہیں؟"

اور حان نے اسکی آنکھوں میں کچھ ایسا بوجھ دیکھا جو وہ لڑکی اتارنا نہیں چاہتی تھی۔

"نہیں تو... آپ کو ایسا کیوں لگا؟"

وہ ایک لمحے کو چپ رہی، پھر زبردستی مسکرا کر بولی۔

"کیونکہ میں صرف آپ کا شوہر نہیں... آپ کا ہمراز بھی ہوں۔ آپ کی خاموشی، مجھ سے باتیں کرتی ہے، میرال۔ کیا بات ہے میری جان۔ کوئی پریشانی ہے۔ آپکے گھر میں سب ٹھیک ہے۔۔ یہاں کوئی بات ہوئی۔"

وہ آہستہ سے ہنسی، مگر وہ ہنسی دل تک نہیں پہنچی، پھر وہ اور حان کی چاہت و محبت پر مدہوش سا ہوئی۔

"بس تھکن ہے... اور کچھ نہیں۔"

اور حان نے اس کا ہاتھ تھاما، نرمی سے اُنگلیوں میں اپنی اُنگلیاں پھنسائیں۔

"آپ... اتنی چپ کیوں ہیں آج؟ بتا دیں یار۔ آپ کا اور میرا تو اب شوخی اور مستی کا رشتہ بھی ہے۔ جو ہم دو کی تھکن بانٹتا ہے"

وہ نجانے کیوں کچھ اچھا محسوس نہ کر رہا تھا۔

" کبھی کبھی، انسان کے اندر کوئی ایسی بات ہوتی ہے، جو زبان نہیں، صرف دل سے کہی جاتی ہے اور دل بھی اُسے چھپا لینا بہتر سمجھتا ہے۔"

وہ الجھی اور افسردہ تھی، اور حان کیسے برداشت کرتا۔

"اور اگر وہ بات، دل کا بوجھ بننے لگے تو؟"

اور حان نے آہستگی سے اس کے گال پر ہاتھ رکھا، آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں، اپنے سینے کے مزید قریب کیا۔

"آپ مجھ سے چھپا سکتی ہیں، مگر اپنے آپ سے؟"

میرال نے آہستہ سے اُس کے ہاتھ کو تھام کر اپنی آنکھوں سے لگایا، پھر چوما، وہ سمجھ گیا وہ بات کرنا نہیں چاہتی۔

"آپ میری پناہ ہیں، میں آپکی ہوں۔ ہم ایک دوسرے سے کچھ نہیں چھپا سکتے۔ بتائیں"

وہ اسکی ایک سی رٹ پر کروٹ سیدھی کر گئی، یعنی وہ دور ہوئی۔

اور حان نے اُس کا چہرہ اپنی سمت موڑا، اور خاموشی سے اس کی پلکوں پر بوسہ دیا۔

پھر اس کی ناک کی ٹپ پر، گال کی ہلکی سی خم پر، اور پیشانی پر، وہ اسکے لمس، اسکے محبت بھرے بوسوں سے سکون و راحت محسوس کرے پھر اسکی جانب کروٹ بدل گئی۔

"میرال، میں کچھ نہیں پوچھوں گا، نہ کوئی جواب مانگوں گا۔ بس اتنا جان لیں کہ آپ کا دل کہیں زخمی نہ ہو جائے اس چپ پر۔ بتادیں اگر ہر بوجھ جو آپکی مسکراہٹ نگل رہا ہے۔ تو میری سانس آسان ہو جائے گی۔"

وہ آہستہ سے اور حان کے سینے سے لگی، اسکے وجود میں پناہ لینے کو چھپ گئی جیسے باہر بس حبس اور گھٹن بچی ہو۔

"آج... بس یوں ہی تھامے رکھیں، آپ کی بازوؤں میں خاموشی بھی خوبصورت لگتی ہے۔"

اورحان نے آہستگی سے اسے اپنی آغوش میں لیا، وہ اس کی کمر پر انگلیوں سے نرم دائرے بنانے لگا، مگر میرال کا ردِ عمل ویسا گرم جوش نہ تھا۔ وہ ایک الگ دنیا میں تھی، خیالات کی گہری وادی میں...

جہاں ایک پرانی آواز گونج رہی تھی، عثمان کی۔

اورحان نے محسوس کیا، اور اپنی پیشانی اُس کی پیشانی سے لگا دی۔

"محبت... مانگنے کی نہیں، محسوس کرنے کی چیز ہے۔ آپ جیسی بھی ہوں، جس کیفیت میں بھی، میں آپ کو اُسی طرح چاہتا ہوں۔"

میرال کی آنکھ سے ایک خاموش آنسو پھسلا، جو اورحان کے سینے پر گرا۔

"آپ... بہت اچھے ہیں۔ تبھی تو کہتی ہوں۔

I ishq you"

وہ اس شخص پر قربان ہوئی۔

"اور آپ... بہت میری ہیں۔"

اور حان نے بہکی مسکراہٹ لیے ہوئے کہا، وہ دونوں خاموش ہو گئے۔ اندر بہت کچھ تھا، جو کہنے کی حد پر تھا، مگر آج کی رات صرف تھامنے اور سنبھالنے کی رات تھی، باقی باتیں، کسی اور وقت کے لیے رہ گئیں۔

"ابھی کے لیے سو جائیں پر جب دل بہتر محسوس کرے، میں آپکو سننے کے لیے موجود ہوں"

وہ اسے بازووں میں بھینچے بس یہ آخری سرگوشی کیے اسے خود کے ساتھ جنگ لڑنے چھوڑ چکا تھا، کیونکہ شاید میرال یہی چاہتی تھی۔

:.________________________.:

فائنلی پورے گیارہ بجے باسل ماہیل کی گاڑی فارم ہاوس میں انٹر ہوئی، وہ یار کو سننے، اسکی ماننے، اسکی چودہ پندرہ سال کی تکلیفیں جاننے اور اسکے منانے کے انداز دیکھنے آگیا تھا پر کہیں دل اجر کے لیے بھاری تھا، ٹوٹ کر پیار آرہا

تھا اس لڑکی پر، جیسے وہ آج رات اسے میسر نہ آکر اس کے ساتھ ایسی ناانصافی کرے گا جسکی عمر بھر تلافی ناممکن ہو جائے گی۔ باسل نے رک کر اجر کو کچھ میسج بھیجا، ساتھ چیزی اور بہت رومنٹک سے کپل سٹیکرز، کچھ کس والے، کچھ ہگ والے۔

وہ روم میں آگئی تھی، کپڑے بدل کر شاور لیے آکر بیٹھی ہی کہ میسج کھولا۔

"تم جانتی ہو... آج اگر میں پاس ہوتا تو تمہیں لمحہ بھر بھی سانس نہ لینے دیتا..."

اجر کی آنکھیں پھیلیں، ہونٹوں پر بے اختیار ہنسی چھلک گئی۔

"تم کہتیں "باسل... بس کرو..." اور میں کہتا، "نہیں، آج تمہیں مکمل کر کے ہی رکوں گا۔" تم میرے سینے سے لپٹی ہوتیں... اور میں تمہارے دل کی ہر دھڑکن کو چوم رہا ہوتا۔"

اجر نے تکیہ پکڑ کر منہ ڈھانپ لیا، نہ تو شرمائی ہوئی لڑکی تھی، نہ پہلی بار محبت میں بھیگی ہوئی عورت پر یہ آدمی جان لینے کے نئے طریقے دریافت کرنا اچھے سے جانتا تھا۔

"آج تم میرے لمس کی طلب میں تھی ناں؟ آنکھیں بند کرو اجر... تمہاری گردن پر میری انگلیوں کا ہلکا سا لمس محسوس ہو رہا ہے؟ کمر کے پیچھے میری گرفت؟ اور تمہارے کان کے پاس سرگوشی... میں ہوں... تمہارے ساتھ... ہر سانس میں... ہر خواہش میں۔"

مزید دل دھڑکاتے جملے۔

"کتنا فلمی ہے یہ بندہ... اور پھر بھی... میرا دل اس پر قربان ہے۔"

اجر کی شوخ ہنسی نہیں رک رہی تھی۔

اس نے فوراً وائس نوٹ ریکارڈ کیا۔

"باسل ماہیل... اگر یہ سب شاعری تم نے گوگل سے چرائی ہے تو ابھی اعتراف کرلو ورنہ میں تمہیں کھا جاوں گی۔ سمجھے؟ شاعر بننے کے بجائے، اس وقت شوہر بنو جب میں چاہوں...

اور ہاں... مسکرا تو رہی ہوں، پر دل تم پر آیا ہوا ہے...

بچ کے رہنا"

وہ بھی اداوں کی ملکہ تھی، باسل کی طرف سے ایک ایموجی آیا۔ ہونٹوں کا سائن ساتھ شیطانی ہنسی جیسے وہ میسنا ہر سزا کے لیے تیار ہو۔

جناب نے اک آخری بائے کا میسج بھیجا اور جناب فارم ہاوس کی طرف چل دیے۔

اجر نے آنکھیں گھمائیں، لیکن ہونٹوں کی مسکراہٹ گئی نہیں... دل میں سرگوشی سی گونجی کہ وہ نہ ہو کر بھی بہت پاس آگیا ہے۔ اب محترمہ امید میں تھیں کہ شاید اس ظالم کے بنا گزارہ ہو جائے۔

"گلاب، خواب، دوا۔۔ زہر، جام۔۔ کیا کیا ہے؟

میں آ گیا ہوں۔۔ بتا انتظام کیا کیا ہے؟"

وہ ادا سے فارم ہاوس کی دہلیز پار کیے اندر آیا جہاں انتظام کے نام پر عمار، اپنی چپل ہاتھ میں پکڑے، اس نک سک تیار ہو کر آتے یار پر برسانے کو کھڑا تھا۔

"یہ شریفوں کے خوش آمدید کرنے کا طریقہ نہیں دوست۔"

باسل نے شدید بے عزتی محسوس ہونے پر اپنے دفاع میں کچھ کہا، چہرہ معصومانہ ہوا۔

"یہ وقت ہے تیرا آنے کا۔ گیارہ بج رہے ہیں"

عمار نے آئیبر واچکائے باسل کو سرد گھوری دیتے وقت پر توجہ دلائی۔

"یہ سوال تو آج تک اجر نے نہیں کیا۔جوتی رکھ دے ورنہ میں جارہاہوں اسکے پاس۔ویسے بھی آج وہ خاص انتظام کر کے میری راہوں میں پلیکیں بچھا

کر بیٹھی ہے"

باسل نے فخر سے سینہ تانے سالے سے زبردستی کی عزت چھینی جو وہ بلکل نہ دیتا پر اپنی لاڈلی کا سوچ کر جوتی نیچے پھینکے کڑوا گھونٹ پیے بازو بغل گیری کو کھولے۔

"پلکیں بچھا کر؟کیوں ایسا کیا خاص ہے آج؟"

باسل نے اس کی بغل گیری کو گھورتے ہوئے دیکھا، مگر بانہیں نہیں کھولیں کیونکہ عمار نے آبرواچکائے سوال کر دیا تھا وہ بھی نہایت ذاتی۔

"ہمارے ہر لمحے میں کچھ نہ کچھ خاص ہوتا ہے"

باسل نے گلے لگتے جیسے عمار کے کان میں سرگوشی کی۔

"چار بچے تو کرچکا ہوگا اب تک تو۔ جیسی تیری بیقراری ٹپک رہی ہے"

عمار کو فکر تھی اتنے بھانجے بھانجیوں سے ملے گا کیسے ،کسے پیار کرے گا اور کسے نہیں۔

باسل نے اسکی باہیں منہ بسورے جھٹک دیں۔

"میں شکل سے تجھے چار بچوں کا باپ لگا؟"

باسل نے جناب کے سینے پر ہاتھ جماتے فاصلہ سمیٹا اور گھور کر عمار کو دیکھنے لگا جسکی دانتوں تلے دبی مسکراہٹ چھپی چھپی تھی۔

"شکل سے نہیں، پر تیرے تر سے تیور بتا گئے"

عمار نے دانتوں کے بیچ دبا قہقہہ چھوڑا، جبکہ باسل نے بڑی مشکل سے اسکے دانت ناک پھوڑنے سے خود کو روکا۔

"بس کر دے۔ یہ بتا رملا آئی تھی۔۔ سب ٹھیک رہا تم دو کے بیچ؟"

باسل کو یکدم جیسے اس مسکین کی یاد آئی جو اس شیر کی گھپا میں آئی تھی، باسل کو اسکی خیریت پوچھنے کا وقت نہ ملا کہ زندہ فارم ہاوس سے نکل آئی ہے یا نہیں۔

"تو نے بھیجا تھا اسے؟ اور سب ٹھیک رہا تو ایسے پوچھ رہا ہے سالے جیسے ہم نے سہاگ رات منانی تھی۔۔۔"

عمار نے سیدھا باسل کو گردن سے دبوچ کر قریب گھسیٹا، لہجہ جیسے دھواں ہوا، باسل نے محظوظ انداز میں زرا اپنی گردن اس سانڈ کے ہاتھ سے چھڑوائی۔

"اب تجھ جیسے لنگور کو بیٹھے بیٹھائے حور ملی ہے تو تیرا کیا بھروسہ۔۔ سالوں سے جام پرزے رملا کی معصومیت دیکھ کر گئیر پکڑ گئے ہوں۔ تو میں نے سوچا بچاری کی خیریت پوچھ لوں۔"

باسل نے آنکھوں مئں شیطانی بھری جبکہ کمینگی کا پورا ثبوت دیا اور عمار نے جھٹکے سے اس بے مروت کو پرے دھکیلا۔

"میری پوچھ خیریت۔۔۔ دماغ کا کچرا کر گئی ہے۔ اور تو کیسا دوست ہے۔۔ میری ہمدردی کے بجائے پرائے لوگوں کی فکروں میں نڈھال ہے۔ کمینگی کی حد ہوتی ہے ویسے"

عمار جا کر صوفے پر گرنے کے انداز میں بیٹھا تو باسل نے بھی زرا بلیزر اتارتے ایزی ہوتے شرٹ کی آستینیں چڑھائے ساتھ ہی براجمانی اختیار کی۔

"اتنی بری بھی نہیں ہے۔ تجھے سنبھالنے کی اتنی سی عمر میں قوت ہے اس میں۔ پھر تیرے ہی خاندان کی ہے۔ دیکھی بھالی۔ اور سب سے بڑھ کر تجھ پر فدا ہے۔ اور کیا چاہیے تجھے؟"

باسل کی سنجیدہ ہونے کی کوشش عمار کو بھی سنجیدگی کے فیز میں دھکیل گئی۔

"میں اس سب سے آگے نکل گیا ہوں۔ تجھے نہیں پتا میں پندرہ سال کیا جھیل کر آیا ہوں باسل"

یکدم جیسے عمار کا لہجہ تاریک ہوا۔

"وہی تو سننے آیا ہوں آج، یہیں رکنے۔ تاکہ مجھے بتا ایسی کونسی مجبوری تھی کہ تجھے یہ سب کرنا پڑا، ایک بار بھی تو نے میرے یا اپنی فیملی کے بارے نہیں سوچا۔ تیری جھوٹی موت۔۔۔۔ تیرا کھو جانا کس کس کو جیتے جی مارے گا، زرا نہیں سوچا ناں؟"

باسل کا لہجہ جیسے غم سے، درد سے پھٹنے لگا۔

"تجھے پتا ہے ناں بابا کو میرے کرتوت پتا چل گئے تھے، انہوں نے مجھے دھمکی دی تھی کہ اس سب کو چھوڑ دوں ورنہ وہ مجھے گھر سے دھکے دے کر نکالیں گے اور مجھے عاق کر دیں گے۔ میرے باپ ہیں اس سے دستبردار ہو

جائیں گے حالانکہ انکو اچھے سے پتا تھا میں اس سب سے نہیں نکل سکتا پھر بھی وہ مجھے ٹارچر کر رہے تھے"

عمار نے سر گرائے جیسے اک ادھورا سا راز فاش کیا جبکہ باسل نے افسوس بھری نظروں سے عمار کے مرجھائے چہرے کو دیکھا۔

"وہ ایک باپ کی طرح ڈر گئے تھے، اور کیا کرتے۔ جس جگہ وہ تھے، وہاں وہ ایماندار آفیسر کہلاتے تھے۔ کبھی کسی سے ناانصافی نہ کرنے والا شخص اپنی اولاد کو دلدل میں دھنستا نہیں دیکھ سکتا تھا۔ وہ نہیں چاہتے تھے اپنے ہی بیٹے کی جان لینے پر مجبور ہو جائیں، یہ انکی بے بسی تھی اور تجھے لگا وہ ٹارچر کر رہے ہیں۔ وہ تو خود ٹارچر ہو رہے تھے"

باسل کی آواز تلخ ہونے لگی تبھی جیسے انکے بیچ کال ٹون نے خلل ڈالا، نام لیا تھا اور باسل کے فون پر لکھا بڑی دیکھے دونوں کی آنکھیں سرخ ہوئیں، بہت سے درد جو چھڑ گئے تھے۔

"میں بڑی کو یہاں بلالوں؟جو بات ہوگی انکے سامنے ہوگی۔۔وہ میرے اور تیرے گناہ گار ہیں،اور وجہ بھی ہم دو ہیں۔آج سب صاف صاف بات کر لیتے ہیں۔اجازت دے مجھے"

باسل نے سرخ ہوتی آنکھوں سے عمار کے تاریک چہرے پر نگاہیں جمائیں،وہ تاسف سے باسل کو دیکھ رہا تھا جیسے منع کرنا چاہتا ہو پر اس میں سکت نہ رہی ہو۔

"ی۔۔یار۔۔یہ ہماری رات تھی باسل"

وہ درد میں لپٹ کر شکوہ کناں ہوا،باسل نے زخمی سا مسکرا کر عمار کا سینہ تھپکا۔

"وہ بہت پریشان ہیں۔وہ جیسے بھی ہیں۔کہیں نہ کہیں ہم دو سے بہت پیار بھی کرتے ہیں۔انکی تکلیف بھی آج بٹنی چاہیے۔ایسا نہ ہو جو دھواں وہ اپنے اندر بھر کر بیٹھے ہیں،وہ انھیں خود میں تحلیل کر دے۔اس سے پہلے دیر ہو

جائے، ہم مل بیٹھ کر اپنی اپنی تکلیف بانٹ لیتے ہیں۔ تو نہیں چاہتا تجھے سکون ملے عمار، آخر کس قسم کا دل اور دماغ ہے تیرا جو ابھی تک پھٹا نہیں۔ تجھ میں بہت ہمت اور صبر ہو گا لیکن مجھ میں تجھے اس کنڈیشن میں دیکھنے کا سٹیمنا نہیں رہا"

فون مسلسل بج رہا تھا، سیال حویلی کے سامنے والے لان میں اضطرابی انداز میں چکر کاٹتے رحمان بے حد تکلیف میں تھے، جیسے انکا سینہ کٹ رہا ہو۔

"یار۔۔۔ میں فی الحال بس تجھے پاس چاہتا ہوں۔ کسی اور کا سامنا کرنے کی بلکل ہمت نہیں ہے"

عمار نے اک آخری التجا کی تھی پر اس سے قوی التجاء اس وقت باسل کی آنکھوں میں ہلکو رہی تھی۔

"میں پاس ہوں تیرے۔۔۔جب تک تیرا اور میرا دل ہلکا نہ ہو جائے۔ جلدی بتاؤ وہ تکلیف میں لگ رہے ہیں۔ کیونکہ کبھی یوں بار بار کال نہیں کرتے مجھے"

باسل نے ملتجی نگاہوں سے عمار کو دیکھا جس نے چاروناچار ہتھیار ڈال دیے، اک دبی سی سانس ہونٹوں کے سپرد کیے وہ سر ہلا گیا۔

باسل نے فوری کال پک کی۔

"باسل۔۔ کہاں ہو بچے۔۔؟ تم گھر نہیں آئے آج۔۔مجھے کچھ بات کرنی تھی۔ میں نے بتایا تھا تمہیں۔ تھوڑا وقت دے دو مجھے۔ کچھ دل کے بوجھ بانٹنے ہیں سر جی۔۔ رحم کریں، اپنے وقت کے لیے ترسائیں مت"

بڈی کی ٹوٹی سی آواز باسل کو رنجیدہ سا کر گئی، عمار اٹھ کر کچن کی طرف چلا گیا تاکہ کچھ چائے کوفی بنائے۔

"ایسا مت کہیں۔ میں ڈرائیور کو بھیج رہا ہوں۔ فارم ہاوس آجائیں

میرے۔ جتنے بوجھ ہیں آج سب بانٹے جائیں گے بڈی۔ آئی پرامس"

وہ ناچاہتے ہوئے بھی رنجیدہ ہوئے، پھر بھیگی سی سانس بھر کر مسکرائے۔

"ٹھیک ہے آتا ہوں"

نم سی آواز میں کہے انہوں نے رابطہ توڑا تو باسل بھی کال آف کیے اٹھ کر

کچن کی سائیڈ بڑھا۔

"جب تو مجھ سے بحث کرتے اس روز پہاڑ سے گرا تھا تب اجر نے دیکھا تھا

تجھے، اور پچھلے چودہ پندرہ سالوں سے وہ مجھے تیرا قاتل سمجھتی رہی۔ اپنے

پیارے بھائی کا قاتل"

عقب سے باسل کی آواز پر وہ بے اختیار پلٹا، گرم کرنے کو پانی چڑھا رہا

تھا، لیکن باسل کے روبرو آرکنے پر عمار نے بھی وہی درد دل میں گڑھتے

محسوس کیا جو اس وقت باسل کی آنکھوں میں تھا۔

"ی۔۔یہ مت کہنا تم دو اب ساتھ نہیں۔میں خود کو کبھی معاف نہیں کر پاوں گا باسل"

عمار نے اسکی دونوں بازووں کو ہاتھوں میں دبوچے سخت تنبیہہ کی، باسل زخمی سا مسکرایا۔

"وہ مجھ سے کھونے والی تھی، ڈائورس تک مانگا تھا۔مجھے مارنے کی سپاری تک دے دی۔۔لیکن پھر سب بدل گیا۔شاید اللہ کو مجھ پر رحم آگیا۔بڑی نے اسے کچھ تو بتایا تھا جسکے بعد وہ میرے لیے مہربان ہو گئ، وہی پوچھنا چاہتا ہوں آج ان سے۔رحم بس اللہ کی صفت ہے پر اس نے اللہ سے ہی رحم کرنا سیکھ کر مجھ پر کیا۔"

باسل کی آنکھوں میں سرخائی سی گھلی، جبکہ یہ اس نے عمار کا بابا کے لیے دل نرم کرنے کو نہیں بتایا تھا۔

"ا۔اس نے تجھے اتنے سال تکلیف دی؟۔"

عمار کی آواز جیسے بھاری ہو کر لرزی۔

"بہت دی۔"

باسل سرخ آنکھوں سمیت مسکرایا۔

"پھر بھی تو نے اسے نہیں چھوڑا۔۔۔؟"

عمار کا دل جیسے پھٹنے سا لگا۔

"کیسے چھوڑتا۔پیار کرتا تھا اس سے۔۔۔"

باسل نے تلخ ہوتے اپنی بے بسی کہی۔

"مجھ سے بھی زیادہ پیار کرتا ہے تو اجر سے؟"

عمار کو جیسے یقین نہ آیا۔

"خود سے بھی زیادہ۔۔۔تو کس کھیت کی مولی ہے؟"

باسل نے مسکرانے کی ناکام کوشش کی، عمار کا دل جیسے سینے کے کنارے تک دکھ گیا۔

"مطلب میں ماموں نہیں بنا ابھی۔۔۔جا یار۔۔سارا موڈ خراب کر دیا تو نے"

وہ اس پنچ کے درد کو کم کرنے کو منہ بسور گیا پھر بھلے یہ تلخی زائل کرنے کو اسے کتنی بڑی بونگی ہی کیوں نہ مارنی پڑتی۔

"زیادہ شوخا مت ہو۔ورنہ ماموں تو نہیں، مار مار کر تجھے گدھا ضرور بنا دوں گا۔۔۔چل کوفی بنا کر دے وہ بھی سٹرونگ سی"

باسل بھی ذرا رعب جمانے پر اترا اور عمار کو اس پر جس قدر پیار آیا اسی شدت سے دل چھیڑ خانی پر مچلا۔

"تیری حسرت جتنی سٹرونگ کوفی ہو؟"

عمار نے آنکھ دبا کر خباثت سے کہا جس پر باسل نے سانڈ سی گھوری دینا فرض سمجھا۔

"وہ مجھ سے کوسوں دور آباد رہے تب بھی میں اسکی حسرت میں کبھی مبتلا نہیں ہو سکتا۔ اسے سوچنا تک میری ہر تکلیف کا مرہم ہے عمار"

وہ کرسی پر بیٹھ چکا تھا، سانس میں تھکن تھی جبکہ لہجے میں درد، کووفی بیٹ کرتے عمار نے خفیف سی گردن ترچھی کی۔

"ایک سیکرٹ بتاوں تجھے؟ وہ نفرت نہیں کر سکتی تجھ سے کبھی"

یہ بولتے عمار کے آدھے چہرے میں دلکشی اور آدھے میں درد کی آمیزش تھی، باسل نے کرسی سے ٹیک لگاتے عمار کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"جب تم دونوں کا نکاح ہوا تھا، میں نے اس سے اسکی مرضی پوچھی تھی۔ اس نے اس چھوٹی سی عمر میں جانتا ہے تیرے بارے مجھ سے کیا کہا تھا؟"

اب کی بار تجسس سے جیسے باسل کی جان نکلنے لگی لیکن عمار کو یہ سسپینس پھیلا کر مزہ آرہا تھا۔

"جلدی بول کیا کہا تھا؟"

باسل کا اضطراب، اسکی بے تابی دیدنی تھی۔

"یہی کہ وہ آنکھ کھلتے ہی بس تجھے دیکھتی آئی ہے۔ اسکا دل مسکراتا ہے جب جب وہ تجھے دیکھتی ہے۔ اور دل چاہتا ہے وہ تجھ پر اپنے نام کی مہر لگا دے کہ جب میں بڑی ہو جاوں گی، اسی سے شادی کروں گی"

باسل کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا، یہ اس تیرا چودہ سال کی اجر کی بات ہو رہی تھی، عمار آج یہ راز فاش کرے بے حد خوش تھی، زرا پچھتاوا نہ تھا۔

"اور میں کتنے دن بخار میں مرتا رہا کہ دونوں خاندانوں نے اس بچاری کے ساتھ اتنی سی عمر میں کیا ناانصافی و زبردستی کردی۔ خبیث تو میرا دوست

تھا، تب میری تیمارداری کرتا رہا پر اجر کی خوشی نہیں بتائی تو نے مجھے جو میری اصل میڈیسن تھی"

باسل اٹھ کر اس کمینے کی طرف آیا جو کو وفی بیٹر بند کرے شدید پیار ا ہنسا، کہ اسکی یہ ہنسی باسل کو ساری خفگی سے نکال لائی۔

"وہ میری لاڈلی تھی۔ اسکی خوشی اک راز تھا تجھے کیوں بتاتا۔ ہم بہن بھائی مل کر تیرے بخار کو انجوائے کرتے تھے۔ تجھے کیا پتا"

باسل نے ایک ہی جھٹکے سے عمار کا گریبان دبوچا، سخت پٹائی کرنے کا دل چاہا پر اف عمار کو وہ اف بھی مزید کرنے نہ دے سکتا تھا تبھی رحم کھا گیا۔

"اس سے حساب نہیں لے سکتا۔ پر تجھے اسکی سزا ضرور دوں گا وہ بھی سہاگ رات پر"

باسل نے فورا کمینگی سے دانت دیکھائے، عمار نے یوں قہقہہ مارے اسکی دھمکی ہوا میں اڑائی جیسے کہہ رہا ہو ایسی رات نہیں آنے والی۔

"تجھے کیا لگتا ہے میں سانڈ۔ اس پلاسٹک کی گڑیا کے ساتھ سہاگ رات منا سکتا ہوں بیس تیس سال؟"

عمار نے الٹا ہنس کر کو وفی کو رہا سہا بیٹ کرتے کپس میں ڈالتے، ہلکا سا بوائل کیا دودھ ایڈ کیا۔

"عورتوں کی قوت کو انڈر اسٹمیٹ نہیں کرنا چاہیے۔ انھیں اللہ نے ہم مردوں سے زیادہ قوت دی ہے۔ اور ویسے بھی اللہ نے تم دو کی جوڑی بنائی ہے تو بیٹا یہ رات بھی جلد دے گا۔ اور پھر میں لوں گا اپنے اس دس دن کے بخار کا بدلہ۔۔۔"

باسل کی آنکھوں میں جیسے مستی ناچ اٹھی، عمار نے آ ئبر واچکائے باسل کو دیکھا۔

"کیا کرے گا ہاں؟"

عمار نے آگے سے سینہ تان کر پوچھا جبکہ باسل کمینگی سے مسکرایا۔

"راز ہے بیٹا راز"

وہ عمار کو سراسریوں شوخا بنے ستا رہا تھا۔

"دل کر رہا کوفی اب تیری اس خبیث بنائی شکل پر انڈیلوں۔۔ شیطان کا سگا باپ لگ رہا ہے تو اس وقت قسم سے"

عمار کو شدید آگ لگی اوپر سے باسل نے ہنس کر اپنی کریمی کوفی کا مگ جھپٹ کر ہنسے مزید جلتی پر آگ چھڑکی۔

"اور تو شیطان۔۔۔"

باسل نے ہنس کر لقمہ دیا اور کچن سے باہر نکلا، عمار بھی ہنسی دانتوں میں مسلتا پیچھے ہی لپکا۔

"بارس کا بتا کیسا ہے وہ۔۔ تو مجھے کسی کے بارے کیوں نہیں بتا رہا کمینے۔ میں تڑپ تڑپ کر مر جاوں گا پھر بتائے گا کیا؟"

عمار نے اسے کاوچ پر ڈھیر ہوتا دیکھے سامنے والے صوفے پر بیٹھتے کاٹ کھاتے انداز میں پوچھا تو باسل نے کوفی کے دو سیپ لیتے مگ نیچے رکھا۔

"اس پر ایسڈ اٹیک ہوا کل۔۔۔ سٹمک کا تھوڑا حصہ برن ہوا"

باسل کی شرارت یہ بتاتے اداسی بنی تو عمار نے بھی اٹھ کر باسل کے پاس ہی بیٹھے مگ سامنے رکھا۔

"کس نے کیا اسکے ساتھ یہ؟"

عمار کی آنکھوں سے مانو شرارے نکلنے لگے۔

"ٹھنڈا ہو جا۔۔۔ بتاتا ہوں"

باسل نے اسکا سینہ تھپکا جبکہ سارا معاملہ فوری بتایا، جسکے بعد بھی عمار کی آنکھیں سخت پریشان نظر آئیں۔

"اسے زیادہ درد تو نہیں۔ اسکے پاس کون ہے؟"

عمار کی بیقراری پر باسل کو بے انتہا پیار آیا۔

"حرا اسکی وائف۔۔۔اور تیری وائف بھی ادھر ہی ہے کیونکہ بارس دوست ہے اسکا، اور اب حرا بھی"

ایک اور خوبصورت نیوز جسے سن کر عمار کی درد کرتی ذات سکون سا پا گئی، وہ بے یقینی سے باسل کو دیکھ رہا تھا۔

"نہ کر۔۔۔تو نے بارس کو اپنی گڑیا دے دی؟"

عمار کی آنکھوں میں جیسے سرخائی گھل آئی۔

"ہاں۔وہ پسند کرتے تھے ایک دوسرے کو تو نکاح کروا دیا۔بہت پیار کرتی ہے میری گڑیا اس سے۔۔۔"

باسل کا چہرہ مٹھاس سے بھر سا گیا۔

"بارس بھی کرتا ہے؟وہ خوش ہیں دونوں؟"

عمار کی آواز جیسے بھاری ہوئی۔

"بہت۔ تو نے آج رملا سے اس سب کے بارے بات کی؟ وہ بہت پریشان تھی۔ رمیز نے جو کیا اسکے ساتھ اس وجہ سے۔۔۔ اسکی جس طرح پکس لیں پھر وہ جس حال میں اسکے کمرے میں تھی۔"

عمار نے باسل کی باتوں پر نظریں سی چرائیں۔

"میں کیوں بات کرتا رملا سے اس بارے۔ اپنی ہی بیوقوفی ہے۔ کسی پر اتنا اعتبار کرنا ہی نہ تھا ناں کہ معاملہ یہاں تک آتا، لڑکیوں کو اپنی عزت خود سنبھالنی ہوتی ہے۔ دوست اس نے میرے بھائی بارس کو بنا رکھا ہے اور لائک وہ اپنے پروفیسر کو کرتی تھی جسکے گھر دن دیہاڑے چلی گئی کہ وہ اسے بیہوش کر کے گندی تصویریں بنانے میں کامیاب ہوا۔ فدا مجھ پر ہو گئی ہے جسے ہوش میں پہلی بار دیکھا ہے۔۔۔ عجیب کنفوزنگ لڑکی ہے۔۔۔"

باسل نے محسوس کیا عمار کے لہجے میں عجیب سی تکلیف اور جلن تھی، پر شاید غصہ بھی تھا۔

"تو بدگمان ہو رہا ہے۔۔ اتنی پیاری سی رملا کے لیے۔ بارس سے رملا کی اور حرا کی دوستی تو ہمیشہ سے ہے۔ تینوں لگ بھگ ایک جیسے ہیں ہو جاتا ہے دوستی کا رشتہ ڈیولیپ۔ رہی بات پروفیسر کو پسند کرنے کی، وہ تو کوئی بھی کر لے۔ تجھے یاد ہے ہماری بھی ایک پروفیسر تھی، مہناز۔ سب کتنا پسند کرتے تھے۔ میں اور تو بھی۔ یاد ہے اکثر سب کی نوٹ بکس انکے ایک اشارے پر ہم سٹاف روم میں لے جایا کرتے تھے۔ جبکہ فدا کی بات کی جائے تو اس میں وہ بیوقوف یا کچی نہیں، سچی لگی مجھے"

باسل نے جیسے عمار کے اندر کے زہر کا تریاق کرنا چاہا پر وہ سر جھٹک کر کوفی کا مگ اٹھا کر لبوں سے لگا گیا۔

"جو بھی ہے مجھے ایسی لڑکیاں بلکل پسند نہیں جنکے لاڈ ہی ختم نہ ہوں۔"

باسل اسکی بڑبڑاہٹ پر مسکرایا۔

"اب وہ سنبھل جائے گی۔ بہت زور کا دھچکا لگا ہے۔ تجھے اسے اس معاملے میں تھوڑا حوصلہ دینا چاہیے۔ بیوی کے ناطے نہ سہی۔ کزن کے ناطے ہی سہی، اسے اچھا لگے گا۔"

باسل نے پیار سے جیسے اس سڑے کریلے کو تاکید کی پر وہ ہڈ دھرمی سے سر جھٹک گیا۔

"مجھے بتا تو نے کسی کے ساتھ رشتہ بنایا ان پندرہ سالوں؟"

اچانک سے جیسے باسل کو یونہی خیال آیا جبکہ عمار نے باسل کی طرف دیکھا، حیران نظروں سے۔

"اب اس سوال کا کیا مطلب ہوا؟"

عمار تلخ ہوئے بولا۔

"سوال کا جواب دے، سوال نہ کر"

باسل نے سرد نظروں سے ٹوکا پر عمار نظریں چرا گیا، وہ شاید کچھ چھپا رہا تھا تبھی اسے نظریں چرانی پڑیں۔

"لگتا ہے کوئی معرکہ مارا ہے جناب نے؟"

باسل کو اسکی چپ پر دکھ ہوا، عمار نے پھر سے گھور کر اس جاسوس آدمی کو دیکھا۔

"مکمار کے تیری ناک بجھا دوں گا کمینے۔"

عمار ہتھے سے اکھڑا۔

"تو بتا ناں فزیکل ہوا کسی کے ساتھ تو؟"

باسل نے جان کہاں چھوڑنی تھی۔

"اوہ میرے خدا اس کوڑھ مغز کو عقل دیں۔ میں ادھر جنت کی حوروں میں گھرا تھاناں جیسے۔ تجھے پتا بھی ہے وہ کنگ کیا کرتا رہا ہے میرے ساتھ؟"

عمار نے جیسے اٹھ کھڑے ہوتے اپنے بال مٹھیوں میں بھرے، باسل بھی یکدم بوکھلا کر اٹھا۔

"کیا کرتا رہا ہے۔۔ اس نے تیرے ساتھ۔۔۔؟"

باسل کے اندر کی شکی ساس انگڑائی لے اٹھی اور اس بار عمار خفیف سا مسکرایا۔

"ہاں سوچ لے سوچ لے۔۔ بنا لے کہانی کہ عمار سیال کی عزت لٹ گئی۔۔۔ ایسا کچھ نہیں ہوا۔ سمجھا تو"

عمار جیسے گرم توے پر بیٹھا ہو، اب مسکرانے کی باری باسل کی تھی۔

"اوہ شکر ہے۔۔ رملا کسی بڑے روگ سے بچ گئی۔ ویسے چھوٹا موٹا روگ تو اسے لگ گیا ہے تجھ جیسے شوہر کی صورت"

باسل کی شیطانی ہنسی لوٹی اور اس سے پہلے عمار سے زور کا مکا کھالیتا، اسے ڈرائیور نے ہارن دے کر مہمان کو لانے کا آلارم دے دیا، دونوں کے چہروں کی رنگت جیسے لمحے میں سپیڈ پڑی۔

"بابا کا سامنا کیسے کروں گا؟"

عمار نے بے اختیار باسل کے چہرے کو دیکھتے کہا، اسکی آواز گلے میں گھٹ گئی تھی۔

"میں ہوں ناں۔۔ کمرے میں جا۔ جب کہوں تب آنا"

باسل نے اسکا سینہ حوصلہ دیتے تھپکا جس پر عمار اپنا کوفی کا مگ اٹھائے روم کی طرف بڑھا، اور ابھی باسل سنبھلا ہی تھا کہ رحمان سیال، فارم ہاوس میں

انٹر ہوئے، باسل نے مسکرا کر انکی طرف بڑھے ویلکم کیا تو وہ اسکی گال پیار سے تھپک گئے، فارم ہاوس کو دیکھ کر ستائشی سمائیل بھی کی۔

"سوری دن کو آپ سے پراپرلی نہیں مل سکا۔ بارش کی وجہ سے پریشانی سی تھی۔ بڑی چائے پیئیں گے یا کوفی؟"

وہ انھیں ساتھ لگاتا وہیں سٹنگ ایریا کی طرف لایا تو رحمان وہاں پھیلی مانوس سی پرفیوم خوشبو پر جیسے الرٹ ہوئے۔

"تم نے بھی Dior Sauvage لگانا شروع کر دی کیا؟"

وہ انھیں بیٹھنے کا کہے انکے سوال پر ٹھٹکا، عمار کی بچپن سے لے کر اب تک فیورٹ پرفیوم تھی اور جب باسل اسکے کپڑے اور باقی چیزیں لایا تب عمار کی فرمائش پر اسکی یہی پرفیوم لایا تھا۔

"یہ عمار کی فیورٹ پرفیوم تھی۔ اسکے علاوہ کسی کو چھوتا بھی نہیں تھا"

جہاں رحمان سیال کی آنکھیں درد میں لپٹیں وہیں کمرے کے دروازے کے پار کھڑا اعمار بھی غمگین ہوا۔

"اور میں اسے ہمیشہ کہتا تھا کتنی بکواس پرفیوم لگا کر گھومتا ہے۔"

باسل بھی جواباً اداس سا مسکرایا لیکن رحمان سیال کی آنکھوں میں بے قراری و بے چینی بڑھی۔

"یہ خوشبو یہاں کیسے باسل۔۔۔؟"

بڑی کے سرخ آنکھوں سے کیے سوال پر باسل نے انکی طرف آزردگی سے دیکھا۔

"خوشبو ہی نہیں۔خوشبو والا بھی یہیں ہے جناب"

اس سے پہلے باسل کوئی جواب دیتا، وہ خود ہی کرب و رواداری سے مسکرا کر مگ پکڑے ہی باہر نکلا اور رحمان کی آنکھوں میں سرخائی گھلی، پندرہ سال بعد انکے سامنے انکا بیٹا تھا، صحیح سلامت۔

"ع۔۔۔عمار"

رحمان سیال کی آواز بکھری۔

عمار کے قدم تھوڑے لرزے مگر چہرہ مضبوط رکھنے کی کوشش میں وہ مسکراہٹ کے سائے میں لپٹی نم آنکھوں سے اپنے باپ کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

رحمان سیال کی آنکھوں سے ایک لمحے کو شاک کی جھلک گزری، جیسے وہ حقیقت اور خواب کے بیچ کہیں الجھ گئے ہوں۔

"باباجان۔۔۔آپکا بدبخت بیٹا مرا نہیں تھا"

عمار نے لب ہلائے، مگر آواز گلے میں اٹک کر رہ گئی۔ آنکھیں نم، دل بوجھل، اور ساری دنیا جیسے ایک لمحے کو تھم سی گئی ہو۔

رحمان نے لرزرتی پلکوں کے بیچ اپنے بیٹے کو قدم قدم قریب آتا دیکھا، جن قدموں کو وہ پندرہ سال سے ہر آہٹ میں ڈھونڈتے آئے تھے۔ وہ عمار کو سینے سے لگانے کے لیے آگے بڑھے لیکن فوراً ٹھٹک گئے۔

"ک۔۔کیسے زندہ ہو تم؟"

عمار نے کوفی کا مگ پاس کی ٹیبل پر رکھا اور بابا کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ آنکھوں سے ٹپکنے کو تیار آنسوؤں کو زبردستی پلکوں میں روکے، اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔

"پتا نہیں کیسے زندہ ہوں بابا۔۔۔ پر شاید جی نہیں پایا۔۔۔ آج تک۔۔۔"

رحمان کا دل جیسے پھٹنے کو آیا، وہ ایک قدم آگے بڑھے، پھر دوسرا، اور اگلے ہی لمحے عمار کو اپنے بازوؤں میں دبوچ لیا۔ باپ اور بیٹا برسوں بعد گلے لگے تھے، اور جذبات کا بند جیسے ٹوٹ چکا تھا۔

عمار کا جسم لرز اٹھا۔ وہ بھیگے لب بھینچ کر آنکھیں بند کر گیا اور خود کو اس آغوش میں گم کر دیا جہاں برسوں پہلے گم ہونا چھوڑ دیا تھا۔

"میرے بچے۔۔۔"

رحمان کی آواز رندھ گئی۔

"تم واپس آ۔ آ گئے؟ تم سچ میں واپس آ گئے؟"

ان کے ہاتھ بے چینی سے عمار کے سر اور کمر پر پھسلے، جیسے یقین کرنا چاہتے ہوں کہ یہ کوئی خواب نہیں۔ ان کی انگلیاں عمار کے بالوں میں الجھیں، دل کی دھڑکنیں بے ترتیب ہو گئیں۔

"میں ہر رات، ہر اذان پر، ہر نماز میں، تمہاری زندگی مانگتا رہا کہ خدا کوئی معجزہ دیکھا دے۔۔۔ میرے اللہ نے آج سن لی۔۔۔ میرا عمار... میرا بچہ۔۔۔!"

رحمان سیال ہچکیاں بھرنے لگے۔ وہ شخص جو پوری دنیا کے سامنے فولاد لگتا تھا، اس لمحے پگھل رہا تھا۔ اور عمار، عمار تو جیسے ایک گمشدہ روح کی طرح اس آغوش میں سمٹ چکا تھا۔

اور باسل کے لیے اس وقت عمار کے ٹھنڈے سینے سے زیادہ کوئی چیز لطف نہیں پہنچا رہی تھی۔

رحمان سیال اب بھی عمار کا چہرہ تھامے اسے دیکھے جا رہے تھے، جیسے ان کے اندر کا خالی پن اب پُر ہو رہا ہو۔ جیسے وہ ہر لکیر کو چھو کر گزرے وقت کا حساب چکا رہے ہوں۔

"تمہارا چہرہ، بالکل ویسا ہی ہے۔ بس آنکھیں بدل گئی ہیں۔ بہت کچھ سہہ لیا ہے ناں تم نے؟"

عمار نے سر جھکا لیا، جیسے وہ آنکھوں میں چھپا ہر راز اپنے بابا سے چھپانا چاہ رہا ہو۔

"سب سہہ لیا، بابا۔۔۔ بس آپ کی نفرت اور غصے بھری نظریں نہیں سہہ سکا۔۔۔"

یہ کہتے ہی وہ دوبارہ ان کی آغوش میں چھپ گیا، اور رحمان کی آنکھیں اب شدت سے چھلک پڑیں، وہ اسے سینے سے لگا کر بار بار اس کا ماتھا چومتے رہے، یہاں تک کہ باسل بھی جذباتی ہونے لگا۔

"میں نے تمہاری قبر کے سرہانے راتیں گزاری ہیں، عمار۔۔۔ وہ قبر، جس میں تم کبھی دفن ہی نہیں ہوئے تھے۔۔۔ کیسے یقین کروں، تم میرے سامنے کھڑے ہو؟"

باسل جو فاصلے پر خاموش کھڑا تھا، عمار اور وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر رہ گئے۔ جذبات کی شدت نے سب کچھ۔ ساکت کر دیا تھا۔

"یہ خوشبو۔۔۔یہ لمس۔۔۔یہ تمہارا وجود۔۔۔سب سچ ہے؟ یا میں پاگل ہو چکا ہوں؟"

رحمان نے عمار کے گال پر ہاتھ رکھ کر بے یقینی سے پوچھا، عمار نے نم آنکھوں سے ان کا ہاتھ تھام کر ہونٹوں سے لگایا۔

"پاگل تو میں ہو گیا تھا بابا۔۔۔ آپ سب کے بنا"

رحمان نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا، ماتھے پر بوسہ دیا۔

"میرے بچے۔۔۔میں نے تمہاری موت مان لی تھی۔۔۔میں نے تمہاری تصویر آنکھوں میں رکھ لی تھی۔۔۔پھر بھی ہر آہٹ پر دروازہ کھولتا تھا۔۔۔ ہر بار دل کہتا تھا، تُم آو گے۔۔ تُم ضرور آو گے"

وہ رک گئے، جیسے سانس پھنس گئی ہو، اور کپکپاتی آواز میں بولے جس پر اب کی بار ان دو کے ساتھ باسل نے بھی اس تڑپی ہوئی محبت میں حصہ ڈالا۔

"تم میرے لیے زندگی ہو۔۔ لیکن ایک بات بتاو۔۔ تُم تھے کہاں؟ کس نے تمہیں چھینا ہم سے؟ اور تُم۔۔۔ اب تک کیوں خاموش رہے؟"

ایک لمحے کو وہ لمحہ ٹھہر گیا۔

عمار کی آنکھیں باسل سے ٹکرائیں، اور پھر اس کے چہرے کا رنگ بدلنے لگا۔ دل چاہا سب سچ بول دے، لیکن وہ جانتا تھا... ابھی یہ لمحہ صرف "باپ بیٹے" کا ہے، سچ کی تپش کے لیے وقت درکار ہے۔

"بابا۔۔۔ بس اتنا جان لیں، میں ملک کے دشمنوں کے بیچ تھا، لیکن ان جیسا نہیں تھا۔ یہ سچ ثابت کرنے کے لیے مجھے مرنا پڑا۔ دنیا کے لیے مرنا پڑا"

رحمان کی آنکھیں یکدم نم سے سختی میں بدلیں، جیسے کوئی بھولی ہوئی حقیقت ذہن کے پردے پر ابھرنے لگی ہو، یہ دھچکا صرف رحمان سیال کے لیے ہی نہیں، باسل ماہیل کے لیے بھی تھا۔

..________________________________..

بارس نیم دراز حالت میں بیڈ پر لیٹا تھا، بائیں بازو پر ڈرِپ لگی ہوئی تھی لیکن چہرے پر وہی مخصوص مسکراہٹ جیسے کوئی زبردستی بیمار کر دیا گیا ہو، آفٹر آل کل چھٹی جو ملنے والی تھئ۔

حرا اس کے پہلو میں بیٹھی تھی اور اسکا بخار قدرے اتر چکا تھا، اس کے ہاتھ پر نرمی سے انگلیاں پھیر رہی تھی۔ آنکھوں میں تھکن تو تھی، لیکن محبت کا نور واضح جھلک رہا تھا۔ کبھی کبھار اسے گھورتی جیسے کہہ رہی ہو

"اگر پھر کوئی خطرناک حرکت کی تو۔۔۔"

کمرے کے سامنے والے صوفے پر رملا بیٹھی تھی۔

کزن، دوست، ہنسی کا مستقل ذریعہ۔وہ تھوڑا سا آگے جھکی۔

"بارس، تمھیں تو ہسپتال میں بھی کنگ ٹریٹمنٹ مل رہا ہے۔بیوی پہلو میں، اے سی فل، اور دیکھنے والوں کی لائن الگ لگی تھی آج"

آنکھوں میں شرارت لیے رملا نے کہا۔

"کیا کریں، شاہی خون ہے آخر۔۔۔"

بارس نے ایک لمبی سانس لے کر اداکاری سے کہا تو وہ دو مسکائیں۔

حرا نے جھٹ سے اس کے بازو پر چٹکی کاٹی۔

"بس کرو راجہ ٹائپ مریض، ابھی تمھیں میڈیکل بل بھی دکھاؤں کیا؟ ساری شاہی نکل آئے گی"

حرا نے تیور دیکھائے جس پر وہ بھی ہنسا۔

"حرا، تم واقعی صبر کی تصویر ہو۔ اگر میں تمھاری جگہ ہوتی، تو بارس کے ساتھ ہی وارڈ میں داخل ہو جاتی، دماغی علاج کے لیے!"

رملا ہنس دی، اسے شرارتیں سوجھ رہی تھی۔

"بہت شکریہ، ایسی دعاؤں سے ہی بندہ بیمار رہے گا"

بارس نے سنجیدہ سامنہ بنا کر آخر پر منہ بسور لیا۔

"کل ڈسچارج ہو رہا ہے، اس کے بعد گھر میں بھی میرا ٹارچر جاری رہے گا اس پر"

حرا مسکرا کر بولی، فخریہ اس ٹارچر پر رملا اور حرا نے اویس کا پوز دیا اور بارس کی مسکینت دیکھنے لائق تھی۔

"ویسے سچ کہوں، کل تمھارا ڈسچارج ہے، تو میں سوچ رہی ہوں کہ کل شام کا کھانا میری طرف سے ہونا چاہیے۔"

بارس نے فوراً دلچسپی سے گردن اٹھائی۔

"سچ؟ کڑاہی ہو گی؟ چکن یا مٹن؟ دہی والی یا مصالحہ دار؟"

بارس کے منہ میں ابھی سے پانی آیا۔

"افف! تم ابھی سے مینو کارڈ میں الجھ گئے!"

حرا نے ناک چڑھا کر کہا۔۔

"ہاں بھائی! پراپر ڈنر ہو گا، صرف تم دونوں کے لیے۔ Couple Time Plus Me! یعنی تیسرا پہیہ ہوں، مگر خاص ہوں!"

رملا فخریہ مسکرائی۔

"تو یہ تیسرا پہیہ کیا کچھ کھائے گا یا صرف تمغہ لگوائے گا؟"

بارس نے ہنستے ہوئے چھیڑتے کہا۔

"اوہ ہیلو، تیسرا پہیہ ہی ہوتا ہے جو گاڑی کو بیلنس دیتا ہے!"

رملا نے فخریہ انداز میں اپنی اہمیت بتاتے کہا اور پھر دھیرے سے مزید بولی۔

"سچ پوچھو تو تم دونوں میرے بہت قریب ہو اب، اور کل کی رات تم دونوں کی خوشی کے لیے ہو گی۔ میری طرف سے چھوٹی سی celebration!"

حرا نے نرمی سے رملا کی طرف دیکھا، مسکرائی۔

اب کوئی جلن باقی نہ تھی۔

"میرے لیے تم دونوں وہ لوگ ہو جنھیں دیکھ کر دل کو سکون ملتا ہے۔ ایک محبت ہے، ایک بچپن کی بہن ٹائپ سہیلی، اور دونوں ہی میری زندگی کا اہم حصہ ہو۔"

بارس نے ایک محبت بھری نظر حرا پر ڈالی، پھر شرارتی رملا پر، اور گہری سانس لے کر بولا۔

کمرے میں لمحہ بھر کو خاموشی چھا گئی، لیکن وہ خاموشی بوجھل نہیں، خوشبو دار تھی۔ وہ لمحہ جب لفظ کم پڑ جاتے ہیں، اور دل خود بولنے لگتا ہے۔

"بس ایک بات طے ہے، کل کڑاہی نہ ہوئی تو ہسپتال واپس آجاؤں گا!"

پھر بارس نے آنکھ ماری، تینوں ایک ساتھ ہنس پڑے۔

اور وہ ہوسپٹل کا کمرہ، ایک لمحے کو جیسے گھر بن گیا تھا۔

"پتہ ہے رملا، اگر تم میری کزن نہ ہوتی ناں"

بارس نے شرارتی انداز میں کہا۔

"تو پھر؟"

رملا نے آنکھیں چھوٹی کرتے گھوری دی۔

"تو میں تمھیں برداشت کرنے کے پیسے لیتا!"

بارس نے قہقہہ مار کر کہا، اور حرا نے سر جھکا کر منہ پر ہاتھ رکھے ہنسی روکی۔

کمرے میں ایک لمحے کو وہ بے فکری، وہ گہری دوستیاں اور رشتہ داروں کی اصل گرمی پھیل گئی، جو نہ بیماری دیکھتی ہے، نہ حالات — بس اپنا پن دیتی ہے۔

رملا نے نرمی سے ان دونوں کو دیکھا، وہ ہنستے ہوئے اسے بہت پیارے لگے، جن اپنوں اور اپنائیت بھرے قہقہوں سے وہ محروم تھی، لگا بارس اور حرا کی صورت مل گئے ہوں۔

"کل کی رات صرف تم دونوں کے لیے ہے، لیکن میں ساتھ ہوں گی کیونکہ کچھ رشتے دل سے ہوتے ہیں، اور ہم تینوں کوئی ادھورا ٹرائینگل نہیں بس ایک مکمل سا چھوٹا سا دائرہ ہیں۔۔۔"

بارس نے حرا کی طرف دیکھا، پھر رملا کی طرف، اور دھیرے سے مسکرا کر تائید کی، لگ رہا تھا ان تینوں کا عنقریب فرینڈ سرکل واقعی بننے والا ہے۔

یہ لمحہ، محبت، دوستی اور زندگی کی چھوٹی چھوٹی خوشیوں کا خوبصورت سنگم تھا۔

جبکہ رملا اور حرا کے بیچ یہ صلح کیسے ہوئی اس بارے بارس متجسس ضرور تھا اور موقع ملتے ہی حرا سے تفصیل جاننا چاہتا تھا۔

..________________________..

کچھ وقت بیتا تو جیسے ان تینوں کے ٹوٹتے حوصلے لوٹے، رحمان سیال کو تو اب بھی یقین نہ آرہا تھا کہ انکا بیٹا، انکے پاس ہے، انکی حسرت میں تڑپی نگاہیں عمار کے چہرے سے ہٹ ہی نہ رہی تھیں۔

باسل سب کے لیے کوفی بنانے گیا تھا۔

"مما کیسی ہیں؟ اب بھی کھڑوس اور لاپرواہ ہیں۔ بس گھر سجاتی ہیں یا بچوں سے پیار جتانا آگیا ہے انھیں؟"

عمار کے لہجے میں اک تلخی سی تھی، رحمان زخمی سا مسکرائے۔

"بظاہر تو ٹھیک ہے، ویسی ہی کھڑوس لیکن اکثر راتوں کو اٹھ کر تمہاری تصویر پکڑ کر پہروں بیٹھی رہتی ہے، کبھی آنسو باہر گرتے ہیں کبھی دل کے اندر۔ اسکا قصور نہیں۔ زبردستی شادی کی گئی تھی اسکی میرے ساتھ۔ پھر پہلے ہی سال تم ٹپک آئے، چھوٹی سی تھی۔ کھلینے کودنے کی عمر میں مجھ سا رعب دار آدمی اوپر سے اے ایس پی پولیس والا پھر اتنی جلدی اولاد کی ذمہ داری۔۔ بس وہیں جکڑی رہ گئی ماہا"

آج بھی بابا ویسے ہی تھے، سردمہر ماں کی طرفداری کرتے، عمار نے سرد سی سانس بھری۔

"انکے ہوتے ہوئے بھی بارس اور اجر کو ماں کا پیار میں نے دیا۔ میں اکثر سوچتا تھا جب کبھی زندگی نے دوبارہ آپ سب سے ملنے کی مہلت دی تو مما بدلی پاوں گا۔ ایمن آنٹی جیسی۔ جنکے بچے انکی سانس جیسے ہوا کرتے تھے"

عمار کے لہجے میں ٹوٹ پھوٹ تھی جبکہ رحمان نے اسکا مضبوط ہاتھ پکڑے چوما۔

"مزاج کی سرد ہے وہ، اسکا یہ مطلب نہیں اس نے اپنے بچوں سے پیار نہیں کیا۔ مجھ سے بھی بہت پیار ہونے کے باوجود وہ بے وجہ تکلف نہیں ہوئی۔ آج تک وہ ویسی ہی ہے۔ تمہارے اندر آج بھی اسکے پیار جتانے کی حسرت دبی ہے عمار؟"

بابا کا لہجہ جیسے بھیگنے لگا، وہ اذیت سے مسکرایا۔

"آپکو سچ بتاوں۔ میں ڈر گیا تھا۔ آپ نے جب مجھے غدار کی نظروں سے دیکھا تب سوچا اگر مما کو پتا چلا وہ تو مجھے پیدا کرنے سے بھی انکاری ہو جائیں گی کہ میں اس غدار اور بدبخت کی ماں نہیں ہوں۔ اور جیتے جی میں یہ دھتکار کیسے سہتا۔ ہاں برا تھا میں لیکن صرف برائی کو روکنے کے لیے برا بنا تھا، میں

برے لوگوں کے ساتھ مل کر انھیں ہی کاٹتا تھا، یہ وہ راز تھے جو میری جھوٹی موت کے ساتھ دفن ہو گئے۔"

باسل کو وفیز لا کر ان دو کو سرو کیے وہیں سامنے بیٹھا، جہاں اب رحمان سیال اور عمار کی آنکھیں جل رہی تھیں۔

"لیکن تمہاری موت کے بعد جو کچھ میں نے باسل کے ساتھ کیا اسکی تلافی کون کرے گا عمار؟"

رحمان سیال کی آنکھوں میں جیسے درد کی لہریں جاگیں، دونوں نے بیک وقت باسل کو دیکھا، اسکی آنکھیں بھی سلگ اٹھیں۔

"ک۔۔ کیا کیا ہے آپ نے باسل کے ساتھ بابا؟۔۔۔ ٹیل می؟"

عمار جیسے حلق کے بل تڑپا تھا، جبکہ جواب رحمان سیال کے بجائے آج باسل خود دینا چاہتا تھا۔

"میں تمہارا دوست اور بھائی تمہاری موت کا خود کو الزام دینے لگا تھا۔ اپنی جان لینے کی کوشش کرنے لگا۔ پھر انھوں نے بابا کو اس حادثے پر آمادہ ہو کر ایموشنل کیا، اپنے لیے انکا اعتبار بڑھایا اور کہا اک ڈاکٹر ہے جو باسل کو پچھلا سب بھلا دے گا جس سبب وہ عمار والا حادثہ بھول کر نارمل زندگی کی طرف لوٹ آئے۔ پر در حقیقت یہ نہیں چاہتے تھے میں کبھی انکے بیٹے کی سچائی کو بے نقاب کروں۔ یہی بات ہے ناں بڑی ؟۔ تو بڑی نے بابا کو میرے ایک خطرناک علاج کے لیے راضی کیا کہ انکے غدار بیٹے کے کرتوت دب جائیں"

باسل کی دردناک حوالے سنے رحمان مجرمانہ انداز میں سر گرا گئے جبکہ عمار کی آنکھیں انگارہ ہوئیں۔

"کیا علاج تھا وہ۔۔۔ بابا کیسا علاج تھا۔۔۔ باسل بتا مجھے"

عمار کو جیسے کسی پل چین نہ آیا۔

"انکو مت کہو میں بتاتا ہوں، تم آتشم بن کر کنگ کے لوگوں کا بہت بڑا سہارہ بنے ہوئے تھے۔ اور تم ایک دم سے مر گئے تو یہ اس کنگ کی مافیا تنظیم کے لیے نا قابل معافی نقصان تھا۔ پھر ان لوگوں نے بڈی کو انکے ایس پی آفس جا کر دھمکایا کہ انھیں عمار جیسا ایک ذہین لڑکا درکار ہے ورنہ وہ باسل کو مار دیں گے۔ صرف باسل کو ہی نہیں۔ سبکو۔ ہماری فیملیز کو۔ اور اسی وجہ سے بڈی نے یہ فیصلہ لیا کہ میرے بچاو کے لیے مجھے مجھے ہی قربان کر دیں ورنہ ان لوگوں کے لیے چند سیکنڈ میں میری کھوپڑی اڑانا مشکل نہ تھا۔ بڈی جمال شاہ کو جانتے تھے، وہ دماغ کا اک بریلنٹ ڈاکٹر تھا، میں پاگل اور بد دماغ کہوں گا۔ بڈی نے بابا کو یہی کہا کہ باسل اپنا ماضی بھول جائے گا اس علاج سے لیکن در حقیقت اس ٹریٹمنٹ سے مجھے دو الگ شخصیات میں توڑا گیا تھا۔ نیگیٹو اور پازیٹو۔۔ ایک باسل ماہیل جو کئی سالوں سے انکے بیچ ہے، جو گورنمنٹ ایماندار پروسیکیوٹر، آٹارنی آفیسر بے حد پیارا، فرمابردار، آنکھوں کا تارا جبکہ دوسرا عمار کا عہدہ سنبھالتا باسل کا دوسرا روپ آتشم جو بڈی نے میری جان

بچانے کے لیے ان وحشی لوگوں کے سپرد کر دیا۔میرا کنڑول اپنے ہاتھ میں رکھ کر پھر یہ مجھے چلاتے رہے"

باسل کی آنکھوں میں تیرتی تکلیف اور شکائیت جیسے رحمان سیال کا دم گھوٹنے لگی،انھیں لگا جیسے انکی جان نکل رہی ہو۔

"یام۔یرے خدا۔۔۔بابا۔۔۔یہ کیا کر دیا آپ نے؟"

عمار نے بھیگی سرخ آنکھوں سے بابا کو دیکھا جو آج صرف مجرم تھے۔

"میں بہت مجبور تھا۔جمال میرا دوست تھا،اس نے مجھے اس DID

Dissociative Identity Disorder (Multiple Personality Disorder)

بیماری کے بارے میں بتایا کہ ایسا ممکن ہے اور باسل کو آتشم والی شخصیت بلکل یاد نہیں رہتی تھی اور اسی طرح جب وہ آتشم ہوتا تو اسے باسل والی نہ

زندگی یاد رہتی نہ کوئی رشتہ۔نہ احساس۔ان لوگوں نے مجھے میری اولاد اور قریبی رشتوں کو لے کر مجبور کیا اور میں ظلم پر ظلم کرتا رہا۔میں نے باسل کو اس حالت میں پہنچایا۔وہ میری وجہ سے دہری زندگی جینے پر مجبور تھا۔میں معافی کے لائق نہیں ہوں۔پر میری مجبوریاں بہت دردناک تھیں۔میں نے سوچا تھا یہ سب اجر کے میری جگہ جاتے ہی ختم ہوگا۔پھر ہم باسل کو اس گند سے نکال لیں گے۔"

وہ جیسے اپنی صفائیاں واپس دینے لگے پر باسل نے ہنس کر جیسے انکی صفائیاں رد کی،اک لمحہ عمار اور رحمان بھی دم سادھ گئے۔

"میں کچھ بھی نہیں، بھول سکا بڈی۔۔۔میرا اپازیٹو رخ آج تک کچھ نہیں بھولا۔آپ کو بھی دھوکہ دیا۔دیتا آیا۔تب تک دینے پر مجبور تھا جب تک میں اپنے سارے ہوش واپس نہ پالیتا۔موت سے پہلے جمال شاہ نے اپنے سارے گناہ کا اعتراف کیا کہ وہ میرے ٹریٹمنٹ میں ناکام ہوگیا تھا۔اس نے مجھے ڈپریشن، انگزائٹی اور ناجانے کس کس قسم کے فوبیہ لاحق کر دیے

جسکی وجہ سے میں ایک شخص دو مختلف لوگوں میں بدل جاتا، کبھی بہت اچھا ہوتا کبھی جانوروں سے بدتر۔۔ بڑی مجھے کنٹرول کررہے تھے۔ کوئی ڈس آرڈر نہیں تھا۔ یہ وہ سب گند تھا جو جمال شاہ میرے اندر بھرتا رہا۔ وہ مجھے ٹرینڈ کرتا کہ انسانی باسل ماحیل کیسے بیہو کرتا ہے۔ کیسے اپنوں کے بیچ رہتا ہے اور کیسے جانور آتشم بولتا ہے، بیہو کرتا ہے۔۔۔ اور یہ سب میرے دماغ سے کھیلنے کے سبب ہوا کہ میں کبھی بھی عمار کی طرح بن جاتا اور کبھی اپنی طرح کا بیسٹ ورژن۔۔۔ اس روز موت سے پہلے اس نے سسک سسک کر معافی مانگی۔ وہ نیم پاگل ڈاکٹر تھا جس نے میری پوری شخصیت بڑی کے کہنے پر بگھاڑ دی کیونکہ بڑی کی ڈیمانڈ ہی مجھے دو الگ شخصیات میں دیکھنا تھا۔ مرنے سے پہلے جمال شاہ نے مجھے ایک مسیحا کا بتایا، اسکا خاص آدمی مجھے اسکے پاس لے کر گیا۔ اس نے میرا علاج کیا۔ ابھی تک کر رہا ہے۔ ابھی بھی کسی وقت مجھ پر عمار جیسی شخصیت سوار ہو جاتی ہے اور میں کچھ نہیں کر پاتا، لیکن اب سب انسانی ہو رہا ہے۔۔ میں اس روپ میں کسی کو تکلیف نہیں

دے پا رہا۔ میں مسیحائی کیچ کر رہا ہوں۔۔ڈاکٹر فضیل کے مطابق میں بہت جلد صرف باسل ماہیل بن جاؤں گا۔۔۔۔ مجھ پر کسی قسم کا اثر نہیں رہے گا۔ میرا دماغ میرے کنٹرول میں واپس آئے گا۔۔۔۔"

وقت جیسے بھاری سانسوں سا بھاری ہوا، آنکھیں انگارہ اور دل آزردہ و پر ملال ہو کر سکڑنے لگے۔

"جب مجھے عمار کی اصلیت پتا چلی تھی تب یہ بھی پتا چلا تھا یہ برا نہیں ہے۔ یہی سمجھا رہا تھا پر یہ بس مجھے بچانا چاہتا تھا۔۔ میں نے تبھی آتشم بن کر جب بھی کچھ کیا، اسے یاد رکھا۔ خود کو یاد دلایا کہ عمار سیال یا آتشم برا نہیں تھا۔ وہ بروں کو نگلتا تھا۔ برا بن کر۔۔۔ آج تک میں نے اسکے نام کو خراب نہیں ہونے دیا۔ بلکہ جب یہ آتشم تھا، تب سب اسے برا مانتے تھے۔۔۔ اب کچھ وقت میں آپ دیکھیں گے بڑی، لوگ آتشم کو اپنا خفیہ مددگار مانیں گے جو وہ فیصلے بھی کرے گا جنکو عدالتیں منہ لگانے سے منع کر دیں۔۔ وہ انصاف بھی یقینی بنائے گا جسکو مانگنے والے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر

جاتے ہیں۔اب یہ آتشم ہو گا اور اسے اس پر غداری کا الزام سہہ کر مرنا نہیں پڑے گا۔۔۔۔یہ میرا اسکے مرتبے کے بچاو کا فسانہ تھا، کیونکہ میرے ساتھ جو ہوا، مجھے پتا تھا یہ جو میرے ہاتھوں سے مر کر کھو گیا ہے، زیادہ برا جھیل کر گیا ہے۔میں نے اپنی ہر دماغی تکلیف اور اذیت کو بھولے اسکے نام کو بچایا ہے۔۔۔اس بیچ میں کتنے درد میں رہا، کتنی بار خود کو زنجیروں سے باندھ کر قابو کیا، کتنی بار چیخ چیخ کر اپنے پاگل پن پر رویا، سب اسکے زندہ لوٹ آنے کا صدقہ ہے اب بس"

اس وقت فضا میں بھاری سانسوں کی تھکن تھی، رحمان سیال سسک رہے تھے جبکہ عمار، اسے لگا جیسے وہ دوسرا سانس نہیں لے پائے گا، آج جیسے ان تینوں کے ہی دل پھٹ چکے تھے، آہ آج قیامت سی آئی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

کئی لمحے بیت چکے تھے، درمیان میں اک دل جکڑتی چپ حائل تھی، اب کی بار عمار، باسل کے ساتھ بیٹھا اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں مضبوطی سے جکڑے ہوئے تھا، آنکھوں میں، بے شمار اذیت اور تکلیف تھی۔

"ان لوگوں نے جب مجھے پریشرائز کیا تجھے مارنے کے لیے تو اس وقت میں کنگ تک پہنچنے کے بہت قریب تھا، کنگ کے لوگ جانتے تھے اگر مجھے کمزور نہ کیا گیا تو میں اسکی جڑوں میں گھس جاوں گا۔بس تبھی اس نے مجھے اپنے لوگوں کے تھروٹارچر کرنا شروع کیا۔اس روز میں اگر اپنی جھوٹی موت کا ڈرامہ کیے تم سبکی زندگیوں سے نہ نکلتا تو کوئی نہ بچتا باسل۔بظاہر بابا کے پروائڈ کیے نئے آتشم سے وہ لوگ خوش رہے کچھ سال لیکن پھر میں جو بھیس اور چہرہ بدل کر انکے بیچ رہ رہا تھا، بے نقاب ہو گیا۔مجھے کنگ کے کچھ لوگوں کو مارتے دیکھا تھا پاشا نے، بہت سال تو وہ کنگ کو یقین دلانے میں ناکام رہا کہ میں غدار ہوں کیونکہ میں نے کنگ سے بظاہر ہر وہ وفاداری نبھائی تھی جو اسکے قریبی لوگوں سے بھی نہ ہو سکا۔لیکن جب بابا کا پروائڈ کیا آتشم

بھی انکے ہتھے سے میری طرح نکلنے لگا اور بلکل خود مختار ہو گیا تو کنگ مجھے لے کر بھی مشکوک ہونے لگا کیونکہ نیا آتشم ایک تو انکے ہاتھ سے نکل گیا دوسرا انکے خلاف کام کرتا نظر آنے لگا۔ پھر ان سب نے ہم دو کے ورک پیٹرن کو سٹڈی کیا۔ میری غداریاں جو میں نے کنگ سے کیں، بے نقاب ہوئیں ساتھ نئے آتشم کا بھی وہی طریقہ کار تھا کہ وہ بظاہر کسی نیک بندے کی سپاری لیتا لیکن پیسہ لینے کے بعد اسی کو ٹپکاتا جو اصل گناہ گار تھا۔ تبھی کنگ نے قسم کھائی کہ نئے آتشم کو جب تک پکڑ نہ لے، مجھے قید میں رکھے گا۔ ایک لمبے عرصے تک اجمل، کنگ کو ورغلاتا رہا کہ ممکن ہے نیا آتشم باسل ہی ہے، مگر نئے آتشم نے کبھی بھی خود کو باسل جیسا ثابت نہ کرتے ہمیشہ ان کی آنکھوں میں دھول جھونکی۔ کئی بار وہ باسل پر نظر بھی رکھواتے کہ اسکی نقل و حمل کا جائزہ لے سکیں مگر یہ کبھی ہاتھ نہیں آیا۔ ان لوگوں نے پہلے تو مجھے بہت اچھے سے رکھا لیکن تین سال پہلے نئے آتشم نے کنگ کے لے پالک بیٹے کو بلکل ان کرپٹ منسٹرز کی طرح مارا تھا اور وہ دن تھا جب

میری قید شروع ہوئی۔ اور ان لوگوں کا میری فیملیز کے ہر فرد کے گرد گھیرا تنگ، وہ ہر کسی پر نظر رکھے ہوئے تھے، مجھے حیرت ہے یہ اتنی سخت سیکورٹی کے باوجود پچھلے تین سال سے کنگ کی ناک تلے سے اسکے لوگوں کو مار رہا ہے اور وہ اتنا طاقتور ہو کر بھی اسکی تلاش نہیں کر پایا"

عمار کی آواز یہ سب کہتے بہت زیادہ اداس ورنجیدہ تھی لیکن جب اختتام تک اس نے باسل کے چہرے کو دیکھا تو مسکرایا کیونکہ اسکی شرارتی آنکھیں اپنی تعریف پر چمک رہی تھیں۔

"اور پچھلے تین سال سے ہم رابطے میں تھے"

اب کی بار شاکڈ ہونے کی باری رحمان کی تھی۔

"ک۔۔کیسے؟"

رحمان سیال کی آنکھوں میں جیسے تیرگی اتر آئی۔

"اک کبوتر کے تھرو۔ اسکا ایک آدمی سندھ میں تعینات تھا، اسی کے کبوتر کے تھرو میں نے اس تک اپنے زندہ ہونے کی خبر دی۔ جب ہم ہوسٹل تھے دونوں تو ہمارے کمرے الگ الگ تھے، بہت کوشش کی تھی ہمیں ایک کمرہ ملے پر وہاں ہوسٹل انتظامیہ کو بھی ہمارا ساتھ چبھتا تھا۔ تبھی ہم نے ایک دوسرے سے باتیں کرنے اور رابطہ بحال رکھنے کو ایک کبوتر پالا تھا، اسے کیسے خاموش پیغام دے کر بھیجا جاتا ہے ہمیں ہوسٹل کے ان ابتدائی دو سالوں اچھی ٹریننگ تھی، بعد میں تو ہم نے فون لے لیے تھے چوری چھپے یوز کرتے لیکن بچپن کی وہ کبوتر والی شرارت ہی ہمیں تین سال پہلے کام آئی۔ اور کہتے ہیں جب اللہ وسیلہ بناتا ہے تو راستہ بھی بن جاتا ہے۔ میں جس زندان میں تین سال سے قید تھا وہاں ایک ہی روشن دان تھا، جہاں کبھی کوئی پرندہ نہیں آیا تھا، وہ کبوتر پہلی بار آیا اور غلطی سے اس چھوٹے سے زندان کے اندر گھس آیا اور ڈر گیا کیونکہ اسے باہر نکلنے کا راستہ سمجھ نہ آ، رہا

تھا۔ وہ گھبراہٹ میں دیوار سے پٹختا، چلاتا اور نکلنے کو پر مارتا پر خود کو زخمی کروائے گر گیا، مگر وہ سوراخ نہ ڈھونڈ پایا۔

بس چند گھنٹے اسکی خدمت کی، اسکے پیر میں ایک چھوٹی سے اسی روشن ہوا دار روشندان سے اڑ کر آتے کاغذ کی چٹ باندھی جس پر میچ سٹک جلا کر اس کی سیاہی سے کچھ خفیہ کوڈ لکھ دیے۔ وہ کوڈ عام بندہ نہیں سمجھ سکتا تھا۔ اس کوڈ میں میں نے بس یہ لکھا تھا کہ عمار زندہ ہے"

وہ دونوں ہی مسکرائے، رحمان سیال کی آنکھوں میں بھی جیسے خوشی بھری تیرگی اتری۔

"اتفاق سے وہ کبوتر ہی میرے آدمی کا نکلا۔ چونکہ ایسے کوڈز کنگ کے لوگ ڈی کوڈ کر سکتے تھے تبھی اس میرے آدمی تک جب وہ کبوتر گیا، اس نے وہ چٹ دیکھتے ہی کھولی اور وہ کوڈ بریک کر کے مجھے بتایا۔ لیکن وہ تین لفظ زندگی جیسے سہی پر زندگی نہیں تھے۔ ہمیں کچھ نہیں پتا تھا وہ کس طرف سے کبوتر

اڑ کر آیا ہے کیونکہ آس پاس کے کئی علاقے ہی کنگ کے لوگوں کے انڈر تھے۔ تین سال کی جدوجہد کے بعد اس تک رسائی ہوئی میری"

باسل نے خود ہی یہ کہانی مکمل کی تھی لیکن اس جیل میں گزرا عمار کا ہر دن، باسل سے ہوئی زیادتیوں کی تلافی ہی ہو چکا تھا۔

"میں تین سال بہت برے حال میں رہا۔ وہ لوگ مجھ سے خوفزدہ تھے اور میں ہر تکلیف کے باوجود مزید انھیں خود سے خوفزدہ کرتا رہا۔ ہاں جب سامنے والوں کی مجبوری تھی باسل کے پکڑے جانے تک مجھے زندہ رکھنے کی تو میں نے بھی لفظی فائرز چلانے میں کوئی کمی نہیں کی"

عمار کے چہرے میں بھی مسکراہٹ گھل گئی، ان سب کی باتوں نے ابھی ساری رات تک محیط ہونا تھا مگر کسی کال نے رحمان سیال کی توجہ سلب کی، اگر کوئی اور ہوتا تو وہ پک نہ کرتے، کال گھر سے آ رہی تھی۔

"ہاں کہو"

رحمان سیال کے کال پک کرنے پر اور پریشانی سے سوال پوچھنے نے باسل اور عمار کو بھی متوجہ کیا۔

"سر ماہا بی جی کی طبعیت اچھی نہیں۔ انکا بی پی بڑھا ہوا ہے۔ میں نے ڈاکٹر کو بلایا ہے پر وہ کوئی جواب نہیں دے رہیں"

یہ گھر کی میڈ کی کال تھی، رحمان فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"ٹھیک ہے میں آتا ہوں"

رحمان سیال نے اسی کشمکش میں کال کاٹی، باسل اور عمار بھی اپنی جگہ سے اٹھ گئے۔

"ماہا کا تھوڑا بی پی ہائی ہے۔ مجھے اسکے پاس جانا ہے۔ کہا تھا ناں وہ بتاتی نہیں لیکن اسے اپنے بچوں کی ہر تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ تم دونوں کا کہیں نہ کہیں گناہ گار ہوں۔ یوں اجلت میں نہیں، تسلی اور تفصیل سے معافی مانگوں گا خاص کر آپ سے سر جی"

ماہا کی طبعیت کا سنے عمار بے چین ہو گیا، بس نہ چلا خود بھی بابا کے ساتھ جائے۔

"میں آپکو معاف کر چکا ہوں بڑی۔ میں نے اس لڑکی کو معاف کر دیا جس نے میری سپاری دی، تو آپکو کیوں نہ کرتا۔ میرا دل بہت بڑا ہے آپ ٹینشن نہ لیں اور ماہا آنٹی کے ساتھ رہیں۔ یہ جلد سامنے آئے گا لیکن پہلے کنگ کا صفایا کر لیں ہم۔۔۔ پھر یہ وقتی جدائیاں بھی ختم ہو جائیں گی"

باسل نے انکے جلتے سینے پر جو اتنا سب جھیل کر بھی یہ بوند راحت اتاری، وہ رحمان سیال کو شرمندہ کر گئی جبکہ عمار کو، باسل ماہیل کا مقروض۔

"مما کا خیال رکھیے گا۔ ہو سکا تو کل دیکھنے آوں گا انھیں چھپ کر۔"

عمار نے فکر مندی سے تاکید اکہا جسکے بعد رحمان سیال، اپنی سرخ آنکھوں کے باوجود اداس سا مسکرائے اور عمار کو اک نظر خوشی سے دیکھتے دونوں کا

سینہ تھپکاتے وہاں سے چلے گئے، باسل نے ڈرائیور کو انھیں سیولی واپس پہنچانے کا کہا جبکہ اب میدان میں دوبارہ یار بچ گئے۔

"تو نے واقعی اجر کو معاف کر دیا ہے ؟"

عمار نے باسل کی بازو دبوچے اپنے نزدیک گھسیٹ کر سرخ آنکھوں کے سنگ پوچھا تو جواباوہ مسکرایا جس مسکراہٹ نے عمار کے سینے میں دراڑ ڈالی۔

"ہاں۔ رہی سہی کسر آتشم بن کر اسے پریشان کر کے نکال رہا ہوں۔"

باسل نے کمینی سی مسکراہٹ دی تو عمار کو حوصلہ ہوا کہ شکر ہے اس آدمی میں کچھ تو اپنی تکلیف کا احساس باقی ہے۔

"اب تو آتشم بن کر بھی باسل ہی رہے گا۔۔ سمجھا۔ کل سے میں ایکٹیو ہو رہا ہوں۔۔ اجر کو بھی میں ہی سنبھالوں گا۔ تو بس اب انسان بن جا"

عمار نے سارے فیصلے خود ہی کر لیے تھے۔

"تو بن جا آتشم بھلے مگر وہ شک میں پڑ جائے گی کیونکہ میں اس سے فلرٹ کرتا ہوں۔ ابھی بھائی ہو کر تو اپنی بہن سے فلرٹ تھوڑا کر سکے گا۔؟"

باسل کی بات پر عمار نے اس کمینے کو واپس گردن سے دبوچا۔

"تجھے اس سے فلرٹ کرنا ہی کیوں ہے بیغریت"

عمار کے اندر کا خالص بھائی جاگا۔

"کیونکہ میرا ہر روپ اسکا دیوانہ ہے"

باسل نے معصومیت سے کندھے اچکائے جس پر عمار کا غصہ مانو جھاگ بن گیا۔

"جس دن سچ جانے گی، پٹے گا اسکے ہاتھوں"

عمار نے اسے دھمکایا۔

"اسکے ہاتھوں مرنے کو تیار رہنے والا باسل ماہیل، اسکی مار سے کہاں ڈرتا ہو گا۔ میں چاہتا ہوں وہ مجھے خود بے نقاب کرے۔ سمجھا کر یار۔۔ تھوڑا فیور دے ناں۔۔۔ کیا میرے لیے تو اتنا نہیں کر سکتا؟"

باسل کے بچوں کی طرح ضد کرنے پر عمار ہنس پڑا، وہ واپس بیٹھا تو باسل بھی فوراً بے قرار ہوتا ساتھ ہی بیٹھا۔

"تیرے لیے جان بھی دے سکتا ہوں۔۔۔ لیکن میں کل اجر سے ملنے خود جانا چاہتا ہوں۔۔ باقی تو اسے جتنا آتشم بن کر ستانا چاہتا ہے وہ تیری مرضی۔ تیرے کوئی کہے ہم ٹال نہیں سکتے۔"

عمار کی آنکھوں میں اُمڈتی محبت اور مان جانے پر باسل شوخا ہوا۔

"تھینکیو"

یہ مسکراتا شکریہ ادا کرے وہ عمار کو کیوٹ لگا۔

"کیسا رشتہ ہے تم دو کا؟"

عمار کا دل مانو پنکھ ہو گیا جبکہ باسل کی شرارتی مسکراہٹ کا سبب وہ تفصیلی جاننا چاہتا تھا۔

وہیں رحمان واپس لوٹے تو ماہا کو ڈاکٹر دیکھ کر جا چکے تھے، کچھ بی پی کم کرنے کے لیے ریلیف انجکشن دیا تھا مگر طبعیت واقعی ہی بگھڑی اور بے حال تھی۔

وہ ماہا کے سرہانے بیٹھے انکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے ہوئے تھے۔

"اب تو بارس بہتر ہے، کل خیر سے گھر بھی آجائے گا۔ پھر کیا پریشانی ہے ماہا؟"

رحمان سیال نے انکا ہاتھ ہنوز تھامے ہی سوال کیا جس پر ماہا نے بس خاموش سی نظروں سے پاس بیٹھے رحمان کو دیکھا۔

"کوئی پریشانی نہیں۔۔"

وہ بس اتنا ہی بولیں، پھر نظریں چرا لیں۔

"جب تک بتاؤ گی نہیں، کیسے پتا چلے گا مجھے۔

اپنی طبعیت بگاڑ رہی ہو۔ شئیر کرو مجھ سے"

وہ ماہا کے اندر دبے دکھ کو کرید رہے تھے پر وہ ایسی ہی تھیں، وقت پر نہیں بتاتی تھیں کہ انھیں کونسی تکلیف ہے۔

"شاید بارس ہی کی فکر تھی۔ ڈر رہی تھی جیسے اجر نے باسل کو بلاوجہ اتنی اذیت دی کہیں بارس کے نصیب میں وہ ناکردہ اذیت لوٹ تو نہیں آئی۔ وہ کہتے ہیں ناں کہ ناحق دی تکلیف کسی نہ کسی شکل میں ضرور لوٹتی ہے۔ بارس تو چھوٹا اور معصوم ہے رحمان۔۔ اتنا درد کیسے جھیل لیا اس نے؟"

ماہا کی یہ کہتے آواز بکھری اور رحمان سیال کی آنکھیں مزید سرخ ہونے لگیں۔

"سب سمجھتے ہیں تم لاپرواہ ماں ہو۔۔۔ لیکن مجھے پتا ہے تم انکی چھپ چھپ کر پرواہ کرنا بہتر سمجھتی ہو۔"

رحمان سیال نے جھک کر ماہا کا ماتھا چوما تو وہ اداس سا مسکرائیں۔

"ہاں تا کے ان کو نظر نہ لگے"

ماہا نے فوری جواب دیا، یوں لگا جیسے وہ بلکل ٹھیک ہو گئی ہوں۔

"عمار یاد آتا ہے تمہیں؟"

یہ سوال رحمان نے انکی مسکراہٹ دیکھتے ہی پوچھا اور اس سوال نے ماہا کی مسکراہٹ چھین لی، ان آنکھوں میں خالی پن بھر دیا۔

"جب وہ پیدا ہوا تھا، یہ سچ ہے میں نے اسے مصیبت ہی کہا۔ ساتھ آپکو بھی۔ کیونکہ میری عمر نہیں تھی ماں بننے کی۔ لیکن وقت کے ساتھ جب میں سمجھدار ہوئی تو مجھے احساس ہوا یہی تو ایک عورت کی زندگی ہے۔ جب تک

احساس ہوا۔ وہ سات آٹھ سالا بچہ مجھ سے جذباتی طور پر کوسوں دور چلا گیا اور میں اک جگہ احساس جرم میں مبتلا سی ٹھہر گئی۔ اجر اور بارس کے آنے کے باوجود میرے اندر اسکی دوری کا خلاء نہ بھرا اور پھر رہی سہی کسر تب پوری ہوئی جب وہ اتنا دور چلا گیا جہاں سے میں اسے ہاتھ پکڑ کر لانے کے قابل بھی نہ رہی، اللہ اس سکھ کو چھین لیتا ہے جسکو سکھ کی طرح دامن میں نہ سمیٹا جائے۔ عمار کے جانے کے بعد میں نے ہر کوشش کی اجر اور بارس کو ماں جیسی محبت دینے کے لیے پر احساس جرم میں مبتلا مائیں جنہوں نے اپنی اولاد خود نگل لی ہو، وہ کوشش کے باوجود کامیاب نہیں ہوتیں۔۔۔۔ رہی بات آپکے سوال کی۔۔۔ میں اسے یاد کرنے کا حق نہیں رکھتی، میں اسکی بہت بری ماں تھی۔۔۔"

ماہا کی آواز کتنی بار یہ کہتے ٹوٹی تھی، کتنی بار کانپی تھی، لیکن رحمان سیال نے اسے تب تک بولنے دیا جب تک وہ بولتی رہیں اور خود خاموش نہ ہوئیں۔

"تم بری ماں نہیں ہو ماہا۔ تم نے اپنے بچوں سے کبھی لاپرواہی نہیں برتی۔ تم جس طرح اس چھوٹی سی عمر میں بھی راتوں کو عمار کے لیے جاگتی تھی، اسکا گواہ ہوں۔ رہی بات بارس اور اجر کی، وہ بھی تم پر چلے گئے تھے، ریزرو نیچر کے مالک۔۔ جو گھلنے ملنے والا بچہ تھا ہمارا وہ عمار ہی تھا۔ لیکن یہ سب اک طرف، تم اپنے دل پر کوئی بوجھ مت رکھو میری جان۔۔ تم ہم سبکو بہت پیاری ہو۔"

وہ ماہا کے پاس ہمیشہ موجود رہے تھے پھر وہ جتنا بھی تمام عمر انھیں خود سے دور کرتی رہیں۔

"جی۔۔۔ میں اب سونا چاہتی ہوں رحمان"

وہ اپنی درد کرتی آنکھیں بند کرنا چاہتی تھیں، رحمان نے انھیں پر سکون کرنے کی کوشش کی پھر جب وہ سو گئیں، وہ فون لیے باہر آ گئے۔

تبھی انکے فون پر ایک میسج تھا۔

جس میں عمار نے انکو رملا سے نکاح کی تفصیل دی تھی اور رمیز پاشا کے متعلق بھی بتایا، اور اجمل پاشا دھمکانے آیا تھا انکو یہ بھی عمار نے انھیں بتایا کہ جلد وہ اسے دبوچ لیں گے۔

وہ بھلے آج یار ایک ساتھ تھے پر باسل نے ہی عمار کو کہا کہ یہ معاملہ وہ بابا کو لازمی بتائے۔

وہیں رملا نیند آنے پر وہیں کاوچ پر سو گئی جبکہ حرا، بارس کے پاس ہی بیٹھی تھی، پھر وہ اسکے پاس ہی لیٹ گئی کیونکہ وہ اسے اکیلا چھوڑنا نہیں چاہتی تھی۔

بارس نے جب حرا سے رملا کے بارے پوچھا تو حرا نے اسے ساری تفصیل دی، سب ٹھیک ہے یہ جان کر بارس کو بے حد تسلی ملی تھی لیکن بہر حال وہ دونوں رملا جس ٹینشن اور تکلیف سے گزری، اس کے لیے فکر مند و پریشان نظر آئے۔

"بظاہر وہ ہنس رہی تھی پر اندر سے بہت دکھی ہے۔میں نے اسے بہت تسلی دی تھی۔"

حرا نے بارس کی بازو پر سر رکھا تھا جبکہ بارس بس حرا کے اس بدلاو پر فدا ہو رہا تھا۔

"تم نے ثابت کیا ہے کہ تم میرا دل ہو"

بارس نے اسکا ابھی بھی ہلکا ہلکا گرم محسوس ہوتا ماتھا چوما،وہ مسکرائی۔

"تم صرف میرے ہو اسکا یقین دلا گئے یہ دو دن مجھے۔میں زندگی میں دوبارہ کسی سے نہیں لڑوں گی۔نہ جلوں گی بارس۔۔۔مجھے تمہاری خود کے لیے محبت پر یقین آ گیا ہے"

وہ اسے خوشگوار حیرت سے تک رہا تھا،یوں حرا ماہیل زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی۔

"اس یقین پر صدقہ دینا پڑے گا مجھے کل۔۔۔ تم جو ہو۔۔ویسا کوئی نہیں ہے۔ تم جان ہو میری۔۔"

وہ بھی جیسے مکمل ریلیف میں نظر آیا لیکن وہ ابھی بھی اسکے زخم پر تڑپی ہوئی تھی۔

"بارس۔۔۔بھائی نے وعدہ کیا ہے تمہارے پیٹ پر یہ نشان تک باقی نہیں رہے گا۔۔۔ تم اسکے لیے کبھی اداس مت ہونا"

وہ زرا سا بازو سے سر اٹھائے آہستگی سے ہتھیلی بارس کے سینے پر سہلانے لگی،اور دیکھ وہ اسکی مطمئین آنکھوں میں رہی تھی۔

"مجھے اس نشان سے کوئی مسئلہ نہیں۔زخم بھر جائے کافی ہے۔میں نے کونسا شرٹ اتار کر گھومنا ہے"

وہ اسکی گال دباتے ہنسا تو وہ گھوری۔

"میرے سامنے تو اتارو گے ناں"

وہ آنکھیں تنگ کرتی سرگوشی میں بولی تو بارس مسکرایا۔

"تو تم میرا لباس ہو گی تب۔۔ تم سے کیا خود کو چھپانا؟"

بارس نے اسکے بالوں کو سنوارتے جوابی سرگوشی کی۔

"نہیں۔مجھے تم اپنے پاس بھی پرفیکٹ چاہیے ہو۔اور جب جب میں یہ نشان دیکھوں گی۔خود پر غصہ آئے گا اور فیور ہو جایا کرے گا"

وہ لاڈ سے گال پھلا گئی تو بارس نرم سا مسکایا، دونوں نے اک نظر مزے سے ٹن ہو کر سوئی رملا کو دیکھا۔

"اگر تمہیں واقعی فیور ہو گا تو اچھی بات ہے۔اسی بہانے کپلز قریب ہو جاتے ہیں۔میں تو ویسے بھی تمہارے لاڈ اور نخرے اٹھانے پیدا ہوا ہوں"

بارس نے اس بار شرارت پر اترتے کہاتو وہ شرمیلا سا مسکرائے سر واپس اسکے کندھے پر رکھ گئی۔

"بس کرو۔ تنگ مت کرو"

وہ لاڈ بھرا امنمنائی تو بارس نے اسکا سر چومتے ہی ہنس کر آنکھیں بند کر لیں۔

"گڈ نائیٹ باندری"

وہ سرگوشی میں مسکرایا پر حرا کے گال خوامخواہ گلابی ہو رہے تھے تو بس سر ہی ہلا سکی اور چہرہ چھپا گئی۔

ایک خوبصورت رات کٹ گئی تھی۔

یاروں نے دل کے سارے درد بانٹ لیے تھے، جبکہ عمار کو کچھ برا بھی لگا کہ اپنی بہن کا آدمی ساری رات اپنے قبضے میں رکھا۔

"تو نے کل کی رات میری اجر سے چھین کر مجھے دی۔ کدھر ہے میرا شوز؟"

وہ اس وقت باسل کی درگت بنانے کے موڈ میں تھا جو کچن میں گھسا یار کے لیے کسی اعلی پائے کے شیف کی خدمات سرانجام دے رہا تھا، میسنا مسکایا۔

"میرا ریکارڈ ہے کہ آج تک میں نے کسی سے اسکا کچھ نہیں چھینا۔"

وہ شاید اس پوری کہانی میں واحد ایسا انسان تھا جو یہ دعوی کر سکتا تھا، عمار اسکے پاس آرکا، اسکی آنکھوں میں باسل ماہیل کے لیے صرف انسیت بچ گئی تھی۔

"میں بہت محبت کرتا ہوں تجھ سے بھائی۔ تیرے سامنے میری زندگی کوئی معنی نہیں رکھتی۔ ہم دونوں نے ایک غلطی کی بس کہ ایک دوسرے کی حفاظت اور بچاو اس قدر کر دیا کہ قدرت کے قوانین کے خلاف ہو گیا اور ایسا ہو تو عذاب، کہرام اور درد آتے ہیں یار"

باسل نے بھی اس بار انسیت سے رخ پھیرا، پھر عمار سیال کا ماتھا چوما، جیسے کوئی باپ اپنے بچے کا چومتا ہے، یہ اسکی معافی تھی۔

"میں تجھ سے زیادہ پیار کرتا ہوں۔ صرف دوست نہیں ہے تو میرا۔ اس جگر کا آدھا حصہ ہے۔ میں نے جو کچھ سہا، اسکے بدلے اللہ سے آسانی میں بس تجھے واپس دے دینے کی فرمائش کی۔ جانتا تھا جو مانگ رہا ہوں وہ ناممکن ہے لیکن وہ اللہ ہے، اسکے لیے کچھ ناممکن نہیں۔"

باسل کی آنکھوں میں خفیف سی سرخائی پھر گھلی تھی، عمار نے اسکی بازو پکڑی اور کچن سے باہر نکال لایا۔

"جا اب گھر۔۔۔ میں خود بنالوں گا ناشتہ۔ اور آج تیری چھٹی۔ تیرے سارے کام میں کروں گا۔ اپنی نیند پوری کر جو ساری رات میرے دکھ درد سننے میں قربان کی تو نے۔ اور ہاں، میرے دل کی ہر گھٹن بس یہ سوچ کر ختم ہو جاتی تھی باسل کے تو میرے پاس ہے۔۔۔ میں نے تجھ سے کبھی خسارہ نہیں پایا۔ اور جو تو نے میرے لیے اتنے سالوں کیا۔ اجر اور بابا سمیت مجھے معاف کر کے جو محبت جتائی۔۔۔ میں اسکا ایک فیصد بھی بدلا نہیں چکا سکتا۔ لیکن میں تجھے مینٹلی ٹھیک ہونے میں ہر مدد فراہم کروں گا۔۔۔ ہم

ان فیوچر مل کر تباہی مچائیں گے۔ تو جب تک میرے ساتھ ہے، مجھے زندگی سے نفرت نہیں ہو گی باسل۔۔۔۔۔ دنیا محبت اور عاشقی پر مرتی ہے، پر میں اپنی اور تیری اس یاری پر مرتا ہوں۔۔۔ جا میرے جگر کے
ٹکرے۔۔۔ سکون کر اب"

وہ اسکے یہی ٹشن تو مس کرتا تھا، یہ آدمی کب یار بنتا کب باپ، سمجھ ہی نہ آتی۔

"اور میں بھی تجھے محبت پر مرنے والا بنا دوں گا بیٹا تو فکر مت کر"

باسل نے گلے لگتے ہنس کر دھمکی دی جس پر عمار کا پیار لمحے میں جنگلی ہوا۔

"پرے دفع ہو۔۔۔۔۔۔ جا جان چھوڑ"

عمار بچارا آنکھیں چراتا بھاگ نکلا لیکن باسل کا قہقہہ ضرور پیچھے تک اسکا تعاقب کرتا محسوس ہوا۔

..________________________________..

"اب طبعیت کیسی ہے آپکی؟"

فجر کے بعد وہ نماز پڑھ کر واپس آیا تو میرال جاگ چکی تھی، مصطفی ابھی سو رہا تھا۔

وہ بال بنا رہی تھی جب شاور لینے سے پہلے وہ میرال کی فکر میں اسکے پاس عقب میں رکا اور اسے بازووں میں بھر کر سوال کیا۔

"طبعیت تو رات بھی ٹھیک تھی اور حان"

وہ پلٹ کر اور حان کے حصار میں آئی تو وہ اسکے چہرے کی تر و تازگی پر کچھ پریشانی سے نکلا۔

"نہیں۔ رات آپ میرے حق میں ایک ڈیزاسٹر تھیں۔ اتنی چپ، اتنی مرجھائی اتنی ویران"

وہ اورحان کے ڈرے لہجے پر قربان ہوئی، رات تک وہ واقعی ایسی ہی تھی پر اب وہ اورحان کی میرال تھی، سوچ چکی تھی کیا کرنا ہے۔

"مجھے معاف کر دیں۔ میں بس کچھ سوچ رہی تھی۔ مجھے بتائیں آپ کو مجھ پر بھروسہ ہے اورحان"

وہ میرال کی ایسی خطرناک تمہید پر اسے فوری اپنے سینے لگا گیا، خود میرال بوکھلا گئی۔

"اپنی آتی جاتی سانس سے زیادہ بھروسہ ہے آپ پر میرال"

وہ اسے سینے میں بھینچ سا گیا، کچھ لمحے وہ اسی احساس سکون میں مبتلا رہی۔

"بس۔ یہی سننا تھا۔ مجھے آپ کو کچھ بتانا ہے لیکن رات کو۔۔ آئی پرامس آج کی رات میں آپکے لیے ڈیزاسٹر نہیں ثابت ہوں گی"

میرال نے روبرو ہوتے زرا سامنے ہو کر اورحان کی آنکھوں میں آنکھیں جمائیں تو اورحان نے بنا کچھ پوچھے سر ہلایا۔

"میں آپ سے بہت پیار کرتا ہوں۔ آپکی چپ برداشت نہیں ہوئی۔ آپ کچھ بھی شئیر کر سکتی ہیں۔ میں آپکو سننے کے لیے ہمیشہ موجود ہوں۔ میرے ہوتے ہوئے آپ تکلیف میں مبتلا رہیں، جلتی سلگتی رہیں یہ میرے لیے مرنے جیسا ہے میرال"

وہ اسکے کہے الفاظ پر محبت سے سر ہلائے مسکائی اور اورحان کے دونوں رخساروں کو باری باری چوما، وہ بہت زیادہ پر سکون تھی جیسے عثمان کا توڑ ڈھونڈنے میں کامیاب ہو۔

"آئی پرامس دوبارہ آپکو اس کیفیت سے نہیں گزاروں گی۔ اب جائیں اور ریڈی ہوں۔۔"

میرال کی مسکراہٹ لوٹ آئی تھی تو اورحان کو بھی جیسے کچھ سکون واپس مل گیا، لیکن میرال اندر ہی اندر بہت کچھ سوچ رہی تھی یہ اسکی آنکھیں عیاں کر رہی تھیں۔۔

..________________________..

باسل ماہیل کا ماسٹر بیڈروم ایک دم نرم، خاموش فضا میں ڈوبا سانس لیتا محسوس ہو رہا تھا۔ کھڑکیوں پر گرے سفید پردے آہستہ آہستہ ہوا سے ہل رہے تھے اور چھن چھن کر آنے والی صبح کی میٹھی سورج کی شعاعیں بیڈ کے ایک کنارے پر سنہرے موتیوں کی چمک لیے اتر چکی تھیں، جہاں اجر، نیند کی معصوم پناہوں میں قید تھی۔

اسکے لمبے سیاہ بال تکیے پر بکھرے تھے، خوبصورت و ملائم نقوش والا وہ سرخ و سپید چہرہ ہلکی سی روشنی میں چمک رہا تھا، ہونٹ آدھے کھلے ہوئے جن کے

ذریعے وہ سانس لے رہی تھی، گھنی پلکیں بند، آنکھوں پر سایہ فگن، گری ہوئی جیسے اسکا باسل ماہیل نامی خواب ابھی مکمل نہیں ہوا۔

وہ بلیک رنگ کے نرم سلک نائٹ گاؤن میں ملبوس تھی جسکی شرٹ کے گلے کا گھیر اوسیع تھا اور محترمہ کی بیوٹی بون کا خم واضح تھا، لوز سا سلک کا گاؤن کوور کاوچ پر رکھا تھا، کندھوں سے اوڑھ کے لی سفید چادر ذرا سی سرک چکی تھی اور اسکی صراحی دار گردن کا نازک خط دھوپ کی لکیر میں چمک رہا تھا، بازوؤں، کلائیوں اور کندھوں کی ملائمت و دلکشی اور نرماہٹ بھی اسکے وجود کو دلکش بنا رہی تھی۔

ماہیل پیلس کے پورچ میں باسل کی گاڑی رکی تھی، چوکیدار بھائی کے گیٹ بند کیا جسکے بعد باسل، رات کی بنسبت بکھرے اور بے ترتیب خلیے میں باہر نکلا، شرٹ جو کل پریس تھی، ابھی سلوٹوں کی زد میں تھی، بلیزر اتار کر کندھے پر ڈال رکھتے اپنے موبائیل فون کو جناب نے گھر کی طرف بڑھتے ہی سائلنٹ پر ڈالا اور بس اسکی منزل جیسے اسکا کمرہ تھا، کسی کا سامنا نہ ہونے کے

سبب وہ سیدھا کمرے کا رخ کیے سیڑھیوں کی طرف بڑھا، اسکے بیڈروم کے باہر رکھے سجاوٹی میز پر رکھے واس میں تازہ پھولوں کا بکے تھا، وہ مالی کو لان کے سب سے خوبصورت اور جوبن پر کھلے پھولوں کو توڑ کر یہاں رکھنے کا پیغام بھیج کر آیا تھا اور پھول یوں تھے جیسے ابھی شاخوں سے اترے ہوں۔

"اجر سے کم خوبصورت ہو تم سب"

باسل نے وہ پھول اٹھاتے جذب و دیوانگی سے مسکرا کر کہا اور دروازے کی طرف بڑھا۔

دروازہ آہستہ سے کھلا، باسل کے قدموں کی چاپ خاموش تھی جیسے محبت کا سایا آگیا ہو۔

باسل ماہیل... اپنے مخصوص سیاہ رنگ میں بے ترتیب بالوں اور کلین شیوڈ چہرے کے سنگ مدہوش سیاہ آنکھوں کا مرکب بنے چلتی پھرتی قیامت ہی تو تھا، بال تھوڑے سے بکھرے جن میں انگلیاں چلاتے اور بکھیرا گیا،

ایک ہاتھ میں اجر کے لیے لائے سرخ گلاب تھامے، بیڈ کے کنارے آ کر اس لڑکی کو دیکھنے لگا جس نے ایسا نائیٹ گاون پہلی بار پہن رکھا تھا، چند لمحے وہ وہیں کھڑا رہا۔

اسکو بھرپور نگاہوں میں سمو کر دیکھا۔

اس کی نظریں اجر کے سوتے چہرے اور بے خبر وجود پر جم گئیں، اور دل کے اندر کچھ آہستہ سا تڑپ گیا۔

"کاش تمہیں معلوم ہو کہ تم سوتے ہوئے بھی میری دھڑکن کو بے ترتیب کر دیتی ہو۔ تمہاری یہ ادائیں حشر ہیں اجر سیال"

وہ بلیزر پیچھے کو اچھال کر وہ پھول الگ الگ ٹہنیوں سے کرتا کمرے کے مختلف حصوں میں آگے بڑھ کر سجانے لگا، کمرے میں خوشبو بکھیرنے کے بعد وہ دھیرے سے آگے بڑھا، بیڈ کی دوسری طرف بیٹھا، اور سر جھکا کر اُس لڑکی کے تکیے پر بکھرے خوشبو اگلتے بالوں کو انگلیوں میں لینے لگا۔

"تمہیں پتا ہے تم ابھی کسکی آغوش میں نہیں ہو۔ کس سے محروم ہو"

اس کی انگلیاں اجر کے کان کے پیچھے سے پھسلتی ہوئی گردن کی پشت پر آئیں، اور نرم لمس کے ساتھ ہلکی سی سرگوشی اس کے گال سے ٹکرائی۔

"میرا سکون"

اجر کی پلکیں لرزیں، جیسے اس کی روح نے باسل کی موجودگی کو محسوس کر لیا ہو۔ اس نے آنکھیں آہستہ آہستہ کھولیں۔ دھند میں لپٹی آنکھوں نے پہلے دھوپ دیکھی، پھر باسل کا چہرہ۔

"باسل۔۔۔؟"

وہ مدھم آواز میں بولی، جیسے خواب میں بھی یہی نام پکارا ہو۔

باسل نے دھیرے سے اس کا ہاتھ پکڑا، اور اس کی انگلیوں پر اپنے ہونٹ رکھ دیے۔

"کل گزر گئی ہے باسل ماہیل۔ آج میں تمہارے سحر سے نکل گئی"

اسکے بے خود لمس پر بند آنکھیں ہی وہ اپنی جان چھڑوانے کے ارادوں میں تھی، وہ پہلی بار باسل سے خوفزدہ تھی۔

"دوبارہ سے تمہیں گرفتار سحر کرنے میں چند لمحے لگیں گے۔ رات کیسی گزری، نہیں پوچھوں گا۔ صبح کیسی رہی یہ مجھے فرصت سے بتا دینا۔"

باسل نے نرمی سے اس کی تھوڑی تھام کر اسے جتایا، وہ لجا کر رہ گئی، پھر آنکھیں کھول کر باسل کو دیکھنے لگی، وہ یوں بے ترتیب بکھرے بالوں اور بوجھل مگر مہکی سانسوں کے سنگ اسکے چہرے پر جھکا اپنا ایک ہاتھ اسکے تکیے کے پاس جمائے دوسرے ہاتھ سے اجر کے کندھے کو چھو رہا تھا۔

"مجھے اپنی صبحیں بگھاڑنے سے ڈر لگتا ہے۔ سبکی آنکھیں کھل جاتی ہیں اس وقت۔۔ زمین کی بھی، آسمان کی بھی۔ پھر اس دھوپ کے دامن میں لپٹی صبح نے رات جیسی مخملیں گدگداہٹ بھی نہیں بخشنی۔"

وہ اسکے ہاتھ کو پکڑ کر مزید بھٹکنے اور گردن کے گرد لپٹنے سے روک کر تھام گئی۔

"تمہیں میرے بکھرنے اور سنورنے کا خیال ہونا چاہیے۔ تم نے کہا تھا تمہارا مجھ پر دل آیا ہوا ہے۔۔ اور میں بچنے بلکل نہیں آیا اس وقت"

وہ اسکے ہاتھ کو پکڑ کر بستر سے لگاتا، مخملی نرم تہوں تک دبا گیا۔

اجر نے شرم سے چہرہ دوسری طرف موڑ لیا، لیکن باسل نے نرمی سے اس کی تھوڑی تھام کر اسے پلٹایا۔

"زیادہ قریب نہیں آوں گا۔ جس میں تم راضی ہوئی بس یہ سفر وہیں تک ہو گا، تم عین کنارے جا کر مکر جاو تب بھی شکائیت نہیں کروں گا"

وہ جھکا، اور اپنی پیشانی اس کی پیشانی سے لگا دی۔ دونوں کی سانسیں ایک ہو چکی تھیں، اور بیچ کی فضاء میں صرف خاموش دھڑکنیں باقی تھیں۔

"تمہیں ایسے دعوے کرتے ہزار بار سوچنا چاہیے، اس وقت جب تمہاری دسترس میں اجر سیال ہو۔ میں تمہیں روکوں تو تم پر واجب ہے مت رکو"

وہ ناراض تھی پر اسکی ناراضگی کے ہر گوشے سے باسل کی طلب چھلک رہی تھی۔

"تمہیں چھونے سے زیادہ سکون مجھے کچھ نہیں دیتا اجر"

وہ مخمور سی، ہارے لہجے میں کی سر گوشی میں بولا اور اجر کی گردن پر اپنے تشنہ ہونٹوں کو رکھ کر رب کیا، پھر اسکی جلد کو چوما۔

نرم، آہستہ، مگر پوری محبت سے لبریز۔

اجر کی پلکیں لرزنے لگیں، اس کی انگلیاں خودبخود باسل کے گریبان سے الجھ گئیں۔

وہ ابھی کچھ بولنے ہی لگی تھی کہ باسل نے اس کے ہونٹوں پر اپنی انگلی رکھ دی۔

"ابھی کچھ دیر الفاظ کی نہیں، لمس کی زبان میں بات ہو گی۔ پھر تم مجھے میری سزا دے دینا۔ جو ہونٹوں سے دینی تھی"

وہ جھکا، اور دھونس جماتی نرمی سے اس کے ہونٹوں کو چھولیا، نہایت آہستگی سے، جیسے وہ خواب ہو، جو ٹوٹ نہ جائے۔

پھر لمس ذرا طویل اور سانسوں کا سنگم مضبوط ہوا، تھوڑا اور گہرا، اور محبت نے دونوں کے بیچ ہر فاصلے کو مٹا دیا، وہ لمس نرمیوں کا دامن جھٹک کر ذائقوں میں بدلنے لگا۔

اجر کی سانسیں تیز ہو رہی تھیں، اور اس کی آنکھیں سرور سے بند ہونے لگیں۔

کمرے میں صرف محبت کا لمس گونج رہا تھا۔

باسل نے ایک بار پھر اس کے گال پر زرا پیچھے ہٹتے ہونٹ رکھے، اس کی گردن پر انگلیوں کا ہلکا دائرہ بنایا، پھر کان کے قریب جھکا۔

"آئی مس یو سو مچ"

اجر نے دھیرے سے آنکھیں کھول کر اس کی طرف دیکھا، اور وہ مسکراہٹ دی، جو کسی بھی مرد کو ٹوٹ کر چاہنے پر مجبور کر دے۔

"تو پھر مت جایا کرو دور"

اجر کی سرگوشی ٹوٹتی ہوئی آواز میں بھی گہرا مان لیے ہوئے تھی۔

باسل نے اسے آغوش میں لیا اور اب وہ اس پر جھکا نہ تھا، وہ اسکے برابر آ بستے اسے اپنے وجود کے حصار میں بھر کر محسوس کرنے لگا تھا۔

"اب کبھی نہیں جاوں گا۔ تمہارا سب کچھ میرا ہے۔"

حیا کی چادر ایک طرف سرکنے لگی، دھوپ نے ان دونوں کو اپنی روشنی میں ڈھانپنا شروع کیا، وہ اسکے کندھوں کو ہاتھوں سے چھوتا اس لڑکی میں اک رغبت و کشش پیدا کر گیا۔

"بس... بس کرو ناں"

باسل کی بے تابیوں سے وہ گھبرا کے بولی، لیکن آواز میں وہی مان، وہی التجا... کہ رک جاؤ نہیں، تھوڑا اور آگے بڑھو۔

باسل اب اس کے نیچے مکمل آچکا تھا، اور وہ اسکے سینے کے تحت پر۔ دونوں ہاتھوں سے اس کے بازو باندھ لیے، اور اس کی ٹھوڑی کو اوپر کر کے زبردستی اپنی نظروں میں قید کیا۔

"تم میری ہو اجر... اور جب میں اپنی چیز چھوتا ہوں، تو صرف نرمی سے نہیں... پورے اختیار سے چھوتا ہوں۔"

پھر اس نے اس کی سانسوں کے افق کے حوالے اک ایسا لمس کیا جس میں
صرف محبت نہیں تھی،

تملک، شدت، اور مردانہ خواہش بھی تھی۔

اس لمس نے سب کچھ چھین لیا، اجر کی ہنسی، اس کی ہچکچاہٹ، اس کا ضبط۔

باسل نے اس کی کمر کے نیچے ہاتھ رکھا،

اور جیسے ہی وہ تھوڑا اوپر اٹھی، اس نے اپنی گردن اس کے لبوں تک لائی۔

"اب تمہاری باری ہے۔۔۔ تھوڑا شدید اختیار دیکھاو اپ اپنا بھی"

اجر کی شرمیلی نگاہیں اس کی گردن تک آئیں،

پھر ہونٹ ہولے سے کان کے قریب... اور اس نے پہلی بار باسل کے گردن
پر اپنی محبت کا نشان چھوڑا۔

ایک کس، خون چوسنے جیسی پھر وہاں چوم کر نرمی سے دانت گاڑ دیے۔

"یہ ہوئی ناں بات میرے سکون"

باسل کے لبوں سے ایک دبی ہوئی آہ نکلی۔

"بس۔۔۔۔"

وہ اسے خود سے جلد ہی پرے کر گئی، لگ رہا تھا دم گھٹ جائے گا۔

یہ ظلم ہے میری جان"

وہ تڑپ اٹھا۔

"تم نے کہا تھا کنارے پہنچ کر مکرنے کا حق ہے مجھے"

وہ اپنا اطلسی وجود کو سنبھالتی بیڈ سے اتر گئی۔

" کبھی کبھی حق چھوڑ دینے پڑتے ہیں"

اجر نے مڑ کر دیکھا، چہرے پر شرم اور چمک اکٹھے ناچ رہے تھے جب وہ بستر پر بے قرار سا نیم دراز اسے درس دینے کے انداز میں بولا۔۔

"نہیں چھوڑ سکتی۔ تم ایکسٹرا ڈیمانڈنگ آدمی پہلی بار مجھ پر کھلے ہو اور میں ڈر گئی ہوں"

باسل بستر پر سے اٹھا، اور ایک چھلانگ میں اس کے قریب آگیا، وہ سانس تک سادھ گئی، یہ آدمی جن تھا شاید، باسل نے اپنی شرٹ اتار کر اپنے خوبصورت جسم کی پہلی بار اجر کے سامنے نمائش کی تو وہ تھم گئی، آنکھیں خوبخود اسکی وجاہت و کشش پر جھکنے اور پھرنے لگیں۔

"اب نہیں ڈراوں گا۔ آئی پرامس۔"

اجر نے اسکے قریب ہونے پر پیچھے ہٹنے کی کوشش کی، مگر باسل نے فوراً اس کی کمر سے پکڑ کر اپنی طرف کر لیا۔ وہ مکمل طور پر باسل کے وجود میں بس گئی۔

"باسل...! پلیز، تم پاگل ہو!"

وہ ہنسی، مگر اس کی آواز ہنسی اور لرزش کے بیچ کہیں گم تھی۔

"ہاں... تمہارے لیے۔ دور مت جاو۔ آج مت جاو"

باسل نے اس کے گال پر نرمی سے ہونٹوں کو چھوا پھر تھوڑا نیچے گردن کے پاس، پھر آہستہ سے گلا چوم کر وہاں اپنے دانت رکھے، نرمی سے کاٹا۔

اجر نے سہم کر آنکھیں بند کر لیں،

"تم... اتنے ظلم تو مت ڈھاو"

وہ کراہی جب وہ اسکی گردن میں گھسنے لگا اور اس شخص کا وجود، اجر کو اپنے آپ میں گم کرنے لگا۔

"تم میری ہو... اور میری مہر کے بنا تم ادھوری لگو گی"

باسل کی دیوانگی پر وہ مسکرائی، لیکن ایک آہ بھری سانس اس کے لبوں سے چھوٹی۔

باسل نے نرمی سے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیا۔

"یہ کنارے سے آگے کا معاملہ آچکا ہے۔اب تمہارا حق ایکسپائر ہوا چاہتا ہے میرے سکون۔مجھے تمہارے سامنے واقعی ایسے دعوے نہیں کرنے چاہیں کے میں پیچھے ہٹ سکتا ہوں"

وہ اسکے لہجے کی وارننگ پر لرزی پر باسل نے اسے سنبھلنے کا موقع نہ دینا تھا،وہ پورے جتن کر رہی تھی نہ قید ہونے کہ پر آخرکار جکڑلی جائے گی،اسے شدت سے محسوس ہوا۔

"میں ہ۔ہارنا نہیں چاہتی باسل"

وہ اسکے ہاتھوں پر ہاتھ رکھے جذباتی سی ہوئی۔

"تو جیت چھین لو اپنی مجھ سے۔۔مجھے کوئی طلب نہیں تمہارے جسم کی لیکن۔میں اب صرف اپنا نہیں رہنا چاہتا۔میں وہ محسوس کرنا چاہتا ہوں جب لگے میں سچ میں تمہیں سب دے چکا ہوں،اپنا وہ سب کچھ بھی جو صرف میری ملکیت رہا ہے۔"

وہ اسکی باتوں کی دیوانی تھی، وہ ہر طرف سے اسے گھیر چکا تھا، جبکہ اجر نے اسکے ہاتھوں کو اپنے چہرے سے ہٹائے اپنی کمر کے اطراف باندھا اور خود اپنی باہیں باسل کی گردن میں پرو لیں۔

"میں تمہارے لیے بہت پوزیسو ہو گئی ہوں۔ سو تمہیں مزید صرف تمہارا رہنے دوں، ایسا کیسے ہونے دوں؟۔ میں تمہارے جسم اور دل دونوں کی طلب میں ہوں کیونکہ محبت کے بارے شیور نہیں اجر سیال ابھی، تم جو مرضی سمجھو میری اس کیفیت کو، میری ضرورت یا میرا سکون۔ میں بھی اپنی نہیں رہنا چاہتی، صرف تمہاری ہونا چاہتی ہوں۔۔م۔۔مجھے یقین ہے یہ سب مجھے واقعی سکون دے گا"

وہ بے حد نزدیک سانسیں بھر کر باسل کی سانسیں سلب کر رہی تھی، وہ اسے سینے کی حدت سے جلا دے گا ایسا لگ رہا تھا۔

"میں نے تمھیں اپنا سکون کہا ہمیشہ۔ میں تمھیں بے سکون رہنے نہیں دوں گا۔ تمہاری منہ پھٹ طلب، محبت بھری خواہش سے زیادہ بھائی مجھے اجر سیال"

وہ اسکے لہجے کی کپکپاہٹ پر مزید روہانسی ہوئی پر آنکھیں بے حد مسرور تھیں، جیسے پہلو میں باسل نہیں، مٹھی میں کائنات ہو۔

"میں نے تمہاری صورت جو دنیا کمالی۔۔۔ اسکے علاوہ میرا کسی سے لینا دینا نہیں رہا۔ تم مجھ پر وہ ہر حق جما سکتے ہو اب جو کبھی تمہاری حسرت اور ارمان رہا۔ جو کبھی میں نے پوری بربریت سے تم سے چھینا تھا۔"

وہ خود سپردگی کا اعلان کر رہی تھی۔

"تم بھی۔ ہر وہ حق جما سکتی ہو جو کوئی بیوی جمانے کا سوچ بھی نہیں سکتی۔ مجھ پر تمھیں ہر جہاں کی آخری سانس تک دسترس حاصل رہے گی اجر سیال"

وہ اسکے گلے لگی تو جیسے خود کو قرار دینے کی کوشش تھی، وہ یونہی دور رہے اب برداشت نہ تھا۔

"میرے منہ سے آئی لو ویو نکلنے سے پہلے ہوش اڑا دو میرے۔ ورنہ بات جسمانی سے روحانی ہو جائے گی"

اجر نے شرمیلی ٹون میں باسل کی گردن میں گھس کر التجاء کی جسکے بعد اسے ہوش اڑنے سے پہلے بس باسل ماہیل کا مست قہقہہ ہی سنائی دیا تھا اور پھر چراغوں میں روشنی نہ رہی۔

دو تین گھنٹے ان شر انگیزیوں اور قربتوں کی نظر ہوئے اور ابھی دونوں کی آنکھ لگی ہی تھی جب اجر کا فون رنگ کیا، وہ کچی سی نیند میں تھی تبھی اسکی آنکھ کھل گئی، کسمسا کر اک نظر اپنے پاس ہی نیند میں گم اس خطرناک آدمی پر ڈالے اپنے گہرے گلابی لب کاٹ کر شرمائی پھر سر جھٹک کر زرا کروٹ بدلے سائیڈ ٹیبل پر رکھا فون اٹھایا جہاں انسپکٹر خان کی کال آرہی تھی۔

"ہاں کہیں انسپکٹر خان؟"

وہ مندی مندی آنکھیں مکمل کھولتی زرا فکر سے بولی دوسری طرف اجر کے ایس پی آفس میں دونوں ٹانگیں میز پر رکھ کر بیٹھا ماسک مین عمار شرانگیز نظروں سے خان کو دیکھ رہا تھا جس نے سہم کر فون کان سے لگا رکھا تھا۔

"آتشم۔۔۔ آپکے آفس میں بیٹھا ہے۔۔۔۔ آپ سے ملنا چاہتا ہے"

اجر جیسے جھٹکے سے اٹھ بیٹھی، وہی گاون پہنے، بال بس کچھ زیادہ بکھرے تھے، اور گردن، کندھوں اور بازووں پر خطرناک آدمی کے کارنامے، اضافی حسن بڑھائے ہوئے تھے۔

"واٹ۔۔؟"

اجر کے منہ سے صدماتی سا نکلا۔

"میں پہنچتی ہوں"

اجر نے گہرا سانس لیتے کال کاٹی اور اک نظر سوئے باسل پر ڈالی، پھر اسکے چہرے پر جھک کر اسکا ماتھا چوما، آنکھیں عجیب سی خوشی سے بھری تھیں۔

"مطلب تم آتشم واقعی نہیں ہو۔اوہ۔۔ آج یہ آتشم نہیں بچے گا۔اس خبیث نے مجھے پاگل کرر کھا تھا۔تم صرف میرے باسل ہو مجھے بہت خوشی ہے۔۔۔"

وہ اسکے بکھرے بالوں میں انگلیاں پھیرتی باسل کی کولر بون پر بنے نشان پر ہونٹوں کو رکھتی اسکے پہلو سے نکلنے ہی لگی جب وہ بازوؤں میں اسے بھینچ گیا۔

"کہاں جارہی ہو؟"

باسل کی کھلتی آنکھیں دیکھے اجر کا چہرہ دہک گیا۔

"آفس میں اہم کام آگیا ہے۔تم نیند پوری کرو اپنی۔۔۔میں اب تم سے دور نہیں ہوں۔بہت قریب آگئی ہوں، ہم شام میں پھر ملتے ہیں۔"

وہ اسکی گال سے گال رگڑتی اسے دیکھنے سے ڈر رہی تھی، لیکن باسل اسے جانے دینا نہیں چاہتا تھا۔

وہ اسکا ہاتھ اپنی کمر سے ہٹانے لگی تو باسل نے آنکھیں کھولتے اسکی خوشبو میں سانس بھرا، وہ روبرو ہوئی تو دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے مسکرائے۔

"مت جاو ابھی۔۔"

باسل نے اسے خود میں بسانے کی کوشش کی پر وہ مزاحمت کرتے اسکی کوشش ناکام کر گئی۔

"ضدی بے بی مت بنو۔۔۔ میں جلدی آجاوں گی۔۔۔ تم سو جاو"

وہ اس سے خود کا مہکا وجود چھڑوا کر بڑی مشکل سے پہلو سے اٹھی تو باسل نے سر سے پیر اجر کو مکمل آنکھیں کھولے دیکھا، اس گاون کے باوجود اسے لگا باسل کی نظریں اسکے جسم کو چھو کر آنچ دے رہی ہیں۔

"ایسے مت دیکھو مزید۔۔۔ پگھل کر موم کا ڈھیر آل ریڈی ہو چکی ہوں۔۔"

وہ اسکی نظروں سے بچ بچاتی بھاگ نکلی، جبکہ وہ کروٹ بدلے اپنا فون اٹھا کر دیکھنے لگا۔

"ملنے آیا ہوں اس سے۔۔۔ اجمل پاشا کے ٹھکانوں پر وہ ریٹ کروائے یہ مشن بھی دوں گا اسے تو شک نہیں کرے گی ناں۔۔۔؟ اور کیا تیری طرح بد تمیزی بھی کرنی پڑے گی۔۔۔ فلرٹ تو ممکن نہیں"

باسل نے ہنس کر ریپلائے لکھنا شروع کیا۔

"کل جو میں نے فلرٹ کیا اسکے ساتھ۔ دھیان رکھنا گولی نہ مار دے تجھے۔۔۔ باقی سب اوکے ہے۔۔۔ بیسٹ آف لک کباب کے ہڈے"

باسل نے آخر تک سخت منہ بگاڑا کہ اپنا ہی یار سکون چھین کر لے گیا جبکہ کباب کے ہڈے کا اشارہ پڑھ کر عمار کمینگی سے ہنس کر تین ہنسنے کے ایموجی بھیج چکا تھا۔

جبکہ اجر فریش ہو کر ریڈی ہوئی، بال ڈرائے کرنے کے بعد زرا میک آپ کرنے کے بعد ہی نکلی تب تک اسکا شیر سینے کے بل واپس نیند میں ڈوب گیا تھا۔

"میرا پاگل ڈائنوسار"

وہ پیار سے پاس ہی بیٹھے جھکی اور باسل کی مسلز والی کمر پر ہاتھ پھیرے عقب میں جھک کر گردن پر پیار دیا۔

"جاو بھی۔۔۔کیوں چھیڑ رہی ہو زخمی شیر کو"

جناب تکیے میں منہ دیے ہی بڑبڑائے۔

"اپنی ہائٹنس سنبھالو۔ کوئی ملازم اندر آگیا بائے مسٹیک یا گھر والا تو تمہیں ایسے دیکھ کر سب سمجھ جائے گا۔ شرٹ پہن لو پھر سو جانا"

اجر نے اسکے کندھے پر دانت گاڑتے سرگوشی کی۔

"لاک کر جاو کمرہ۔۔۔ میرے پاس ایکسٹرا کی ہے۔۔۔ میرا فی الحال ملنے کا بھی موڈ نہیں۔ مجھ پر بہت ظلم ڈھائے گئے ہیں۔ میرا انگ انگ دکھ رہا ہے"

وہ پھر سے تکیے میں منہ دیے بڑبڑایا، اجر ہنس کر اور گلابی ہو گئی، کیا چیز تھا یہ آدمی۔

"سب خود کر کے الزام مجھ معصوم پر لگا رہا ہے یہ آدمی۔۔ اوہ میرے اللہ مجھے صبر دے۔ جا رہی ہوں لاک کر کے۔۔۔ اور تمہاری نیک پر لو بائیٹ ہے اسے چھپا کر تشریف لانا باہر۔۔۔ واقعی پرچہ نہ کروا دینا مجھ پر اپنی بھولی شکل کے ساتھ۔۔۔۔"

وہ ہنستی ہوئی ہی روم سے نکلی تو وہ بھی تکیے میں منہ دیے ہی مسکرایا تھا، اجر نے واقعی روم لاک کر دیا جس پر اسے گدگدی سی ہوئی لیکن یہ کیفیت اجر سیال نے اسی دہلیز پر چھوڑی کیونکہ اب وہ اپنا اصل روپ اس آتشم کے بچے کو دیکھانے والی جو تھی، اف اجر!۔

..________________________________..

فائنلی صبح آٹھ بجے تک بارس کے فائنل چیک آپ کے بعد جناب کو چھٹی کا پروانہ مل گیا، رحمان اور ماہا خود اسے لینے آرہے تھے۔

"بس یار، اب جلدی چلو، مجھے اپنے بیڈ کی خوشبو یاد آرہی ہے!"

بارس نے ہلکا سا منہ بنایا، مگر حرا نے فوراً اسے گھورا۔

"بیڈ کی خوشبو یا گھر کی؟"

وہ اسکی درستگی کروانے لگی۔

"اپنے کمرے میں بیوی کی بھی نہیں؟"

رملا نے شرارتی انداز میں چوٹ کی۔

"تم دونوں عورتیں ناں، ایک دن میں انسان کو بوڑھا کر دو۔۔۔"

بارس کھسیانا ہو کر نظریں چرا گیا، ابھی وہ دونوں اس عورتیں والے لقب پر لڑ پڑتیں مگر بارس کی قسمت اچھی تھی کہ دروازہ کھلا، اور ماہا کے ساتھ رحمان سیال اندر داخل ہوئے۔

"ہیلو، ہمارا بندہ تیار ہے؟ یا سٹریچر منگوالیں؟"

رحمان سیال کی شوخی پر بارس نے ہنکارا ابھرا، بابا سے ایسی امید کہاں تھی۔

"بابا سنجیدہ ہو جایا کریں یار کبھی"

وہ معصومانہ سا شکوہ کر گیا۔

"اور تم کبھی کم سنجیدہ ہو جایا کرو!"

ماہا نے آگے بڑھ کر بارس کا چہرہ ہاتھوں میں بھرے ماتھا چوما تو بارس نے حیرت سے مما کو دیکھا۔

"کیسی طبیعت ہے اب؟"

اوپر سے ماہا کی تڑپتی ممتا کی وہ جھلک جسکو انکے بچے بہت ترسے تھے۔

"کافی بہتر ہے، اللہ کا شکر۔۔۔اب تو ڈاکٹرز بھی ہار مان گئے، بارس کو روکنا مشکل ہو گا۔"

وہ بھی اس جذباتی ماحول کو فوراً خوشگوار کر گیا۔

"اچھا خاصا سست انسان تھا، اب لیٹے لیٹے حکمت کے جملے مارنے لگا ہے!"

رملا کی شرارتی بات پر سب ہنس دیے، بارس تھوڑا شرمندہ سا ہو گیا۔

"یار، مجھے کچھ شرم بھی آتی ہے۔۔۔"

بارس نے احتجاج کیا تو حرا نے اسکا ہاتھ پکڑے ہاتھ پر پاری کی اور نظروں سے یہ بھی کہا کہ وہ جانتی ہے اپنے شرمیلے کو۔ اف یہ منظر، آگ پر پٹرول چھڑکنے سا تھا۔

"ہاہا، تمہیں شرم آتی ہے؟ وہ بھی ہمارے سامنے؟"

رحمان صاحب نے مسکرا کر اس کے بازو پر ہاتھ رکھا، وہ بابا کو شکوہ کناں ہوتے دیکھ کر منہ بنا گیا جنہوں نے آگے بڑھ کر اپنی روٹھی جان کا ماتھا چوما۔

"چلو، آج خود گاڑی ڈرائیو کرو گے۔۔۔ لیکن بغیر کسی ایڈونچر کے! اب تم مریض نہیں رہے"

بارس مسکرایا، پھر حرا کی طرف دیکھا جو اسکے لیے سب سے زیادہ خوش تھی۔

"سچ کہوں، بہت ڈر گیا تھا۔۔۔"

بارس کی پلکیں جھپکیں، آنکھوں میں نمی ابھری۔

"ڈرنا کمزوری نہیں، میرے بچے، وہ تو انسان ہونے کا ثبوت ہے۔"

ماہا نے فوراً اس کا چہرہ تھام لیا۔ بارس نے خاموشی سے حرا کی طرف دیکھا، وہ ایک ہلکی سی مسکراہٹ لیے بارس کا ہاتھ تھامے کھڑی تھی۔

اور شاید سب سے زیادہ مطمئن تھی۔

"چلو، بہت ہوا جذبات کا بہاو، اب نکلو سب، گاڑی نیچے انتظار کر رہی ہے۔"

رحمان سیال سے مزید اداسی برداشت نہ تھی۔

"اور میں نے قسم کھائی ہے، بارس بھائی جان اگر پھر بیمار پڑے تو سبزیوں کی یخنی کے ساتھ ایک گاجر کا جوس بھی پینا ہو گا!"

رملا نے ہاتھ نچاتے ہوئے اعلان کیا۔

"اف خدا۔۔۔ یہ تو موت سے بھی زیادہ تکلیف دہ دھمکی ہے!"

بارس نے سر پیٹ لیا۔

"بچاو مجھے کوئی۔۔۔"

بچارے نے حرا کا ہاتھ کھینچ کر سینے جوڑ کر التجاء کی، سبکی شرارت نے ماہا اور رحمان کے دل بھی مسرت سے بھرے۔

"بچاو کی کوئی گنجائش نہیں!"

رحمان صاحب نے بھی کندھے اچکائے۔

"اب تم گھر جا رہے ہو، اور وہاں تمہاری سزا تیار ہے۔۔۔ تمہارے اپنے لوگوں کی شدت بھری محبت!"

اف ایسی سزا پر تو خود بارس کو شرم آگئی، سب نے مل کر قہقہہ لگایا اور خوشی خوشی بارس کو لے کر نکلے، سب شکر گزار تھے وہ اب بہت بہتر ہے۔

..________________________..

اسلام آباد پولیس ہیڈ کوارٹرز کی بلند و بالا عمارت میں آج کچھ غیر معمولی تھا۔ عملے کی چہل پہل، کانفرنس روم کے باہر گارڈز کا الرٹ موڈ آن۔

اور اے ایس پی اجر سیال کے آفس کی دہلیز پر موجود ایک پر اسرار بہروپیا!

آفس میں ٹھنڈک تھی، مگر دونوں کے اندر جیسے آتشیں سوال بھڑک رہے تھے۔

آتشم خاموش بیٹھا تھا، نشیلی نظروں میں امڈتے فخر کو چھپائے جو اسے اجر کو اے ایس پی بنا دیکھ کر ہو رہا تھا۔

اجر سیال، پورے وقار سے اس کے سامنے کھڑی تھی۔

"تم باسل نہیں ہو۔ یہ طے ہے۔۔۔ چلو منہ دیکھائی کرواب۔۔ کون ہو تم جس نے بہت وقت سے مجھے پاگل کرر کھا ہے"

آہستہ سے آتشم نے نظریں اٹھائیں، وہ یوں پر اعتماد، سوال وجواب کرنے والی، رعب جھاڑنے والی اسکا سیچ میں مان لگ رہی تھی۔

وہ جتنی آنکھوں میں اتری نرمی پرے گھسیٹا، وہ اتنی اٹھ کر نینوں میں آسمٹتی۔

"تیرا ہدف، اجمل پاشا۔ لوکیشن: ایف 12، پہاڑیوں کے عقب میں، زیرِ زمین بنکر، دو داخلی راستے، چونتیس گارڈ، کئی معصوم قیدی جنھیں وہ سمگل کرنے والا ہے۔ اسکے علاوہ اسکے چھ مزید ٹھکانے۔ ہمیں یہ چاہیے۔۔۔ میری ٹیم میں آنے کے بعد یہ تیرا پہلا ٹاسک ہے"

اجر نے جھک کر آتشم کی دی فائل کھولی، تصاویر اور نقشے دیکھتے ہی آنکھیں پھیل گئیں۔

"یہ تو ہمیں بھی درکار ہے"

وہ حیرت سے بیٹھتے ہوئے سرد سا بڑبڑائی۔

"راستے الگ صحیح پر آپن کی منزل ایک ہے"

وہ گہرا مسکرایا، اجر نے فائیل انسپکٹر خان کے سپرد کی اور کچھ خفیہ آرڈرز جاری کیے، عمار کی آنکھوں کا رشک قابل دید ہوا، انسپکٹر خان انسٹر کشن ملتے ہی روانہ ہوا۔

"کل تو بڑا فلرٹ کر رہے تھے۔ آج کونسا سانپ سونگھ گیا تمہیں خبیث آدمی۔ لگتا ہے بروقت عقل آگئی کہ اے ایس پی اجر سیال سے پنگاہ لینا تمہاری صحت کے لیے خطرہ ہے۔ بیٹھا ایسے ہے جیسے باپ کا ایس پی آفس ہو"

عمار نے چونک کر اس خبیث پر سامنے دیکھا، وہ مس ایٹیوڈ رعب جھاڑتی، محظوظ مسکراہٹ لیے آنکھوں میں جیت کا خمار بھرے سامنے آ بیٹھی تھی۔ ویسے آفس تو کبھی دونوں کے باپ کا یہی تھا، وہ میسنا لب بستہ مسکرایا۔

"کل میں نے سستا نشہ کیا تھا باجی۔ ورنہ تجھ سے ڈر کر تو چوہا نہ بھاگے"

عمار نے اپنی دونوں ٹانگیں مسکرا کر سرکاری میز پر رکھیں۔ اجر کا خون سا کھول اٹھا، باجی کہہ کر عمار نے باسل کو دوبارہ اپنی لاڈلی بہن سے فلرٹ جو گا نہ چھوڑا تھا۔

"اب فلرٹ نہیں کر سکتا تو۔ اب میں تیری پکی باجی ہوں"

وہ شر انگیز مسکرائی۔

"کہا ہے ناں سستے نشے کی لت لگی ہے"

باسل مارے گا یہ سوچ عمار نے فورا بیان بدلا۔

"میرا مطلب 'باجی' نہیں تھا، وہ والا باجی نہیں... یار مطلب... اوہو، یعنی، احتراماً..."

عمار نے جلدی سے اپنی ٹانگیں میز سے ہٹائیں، کندھے جھٹکے اور آنکھیں نچاتے ہوئے بولا۔

"چپ کر۔"

اجر نے ہاتھ اٹھا کر بات کاٹی، سراسر تحقیقی نگاہوں سے اسے سر سے پیر گھورا۔

"یہ 'باجی' کہنے والے ہونٹ... پہلے کہاں مرے تھے؟ ہاں؟"

اجر کے کریدتے استفسار پر عمار کو پسینہ آ گیا۔

یہ لمحہ تو کچی قبر میں لیٹنے جیسا تھا۔

"آپن نے تو بچپن سے سب سینئرز کو یہی کہہ کے بلایا ہے، یہ تیرا مسکراتا سا غرور، یہ تیرا حکم چلانے والا اسٹائل، لگتا ہے اسکول میں مانیٹر رہی ہو گی، باجی کہنا فطری تھا!"

اجر کی آنکھیں مزید تنگ ہو گئیں۔

"زبان پھسل گئی تھی میری۔ ورنہ تُجھ میں وہ بات کہاں جو میری باجی میں تھی؟"

وہ گڑبڑایا تو اجر نے نظریں تیکھی کیں۔

"تو تُو چاہتا کیا ہے؟ میں روایتی سی باجی بن جاؤں؟ گود میں لے کر لوری سناؤں تجھے تیری مرحوم باجی کی طرح؟"

وہ آنکھیں سکیڑ گئی۔

"خدا کو مان ڈائن۔۔ میری باجی کو اللہ عمر خضر دے۔ مریں اسکے دشمن"

عمار نے سینہ تان کر منہ بسورا تو اجر کا غصہ سوا نیزے تک گیا۔

"ویسے بھی تجھ جیسی ظالم عورت صرف باجی ہو سکتی ہے، بیوی بنی تو ہڈیاں چبا جائے!"

وہ آگے سے خود ہی خباثت سے ہنسا تو اجر نے ٹیبل پر ہاتھ مارے اسے پیٹ کر اس کلموہے کو ہنسنے سے روکا۔

"بکواس بند کر"

اجر کا ضبط ٹوٹنے کے دہانے تھا۔

"اچھا کر دیتا ہوں، دراصل... میں کل تجھ سے متاثر ہو گیا
مطلب...پروفیشنلی"

اس سے پہلے اجر ہاتھا پائی پر اترتی، عمار نے یہی بہتر سمجھا کچھ صلح جوئی کی طرف آئے، اس نے آخری لفظ پر زور دیا جیسے گناہ بخشوانا ہو۔

"اچھا؟"

اجر ہنسی نہیں، بس مسکرائی... وہ مسکراہٹ جو کسی آفیسر کی پکڑ سے پہلے کسی مجرم کی طرف آتی ہے، طنزیہ اور دھماکہ خیز۔

"تو کل فلرٹ، آج باجی؟ بہت جلدی 'متاثر' ہو جاتا ہے تو خبیث۔"

عمار نے گلا کھنکھارا۔

"وقت کا کوئی بھروسہ نہیں سوئٹی"

اجر نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگائی، اور انگلی سے میز پر تھپتھپایا۔

"پھر بتاؤ ناں آتشم، تم ہو کون؟

یہ لہجہ، یہ انداز...

یہ سب کچھ بڑا اپنا سا لگ رہا ہے۔"

ایک لمحے کو کمرے کی فضا میں سناٹا چھا گیا۔

عمار نے نظریں جھکائیں، چہرے پر ایک عجیب سی دھیمی مسکراہٹ ابھری۔

"کبھی کبھی اپنا لگنے والے... اجنبی ہوتے ہیں۔

اور اجنبی... اصل میں سب سے زیادہ قریب۔"

اجر خاموش رہی، مگر دل میں ہلچل شروع ہو چکی تھی۔

"یہ لہجہ... یہ باتیں... یہ جملے میرے بھائی جیسے کیوں ہیں؟"

مگر اگلے ہی لمحے وہ اپنی سوچ جھٹک کر سیدھی ہوئی۔

"خیر، تم سے زیادہ بات نہیں کرنی مجھے۔

یہ ٹاسک آج کل میں مکمل ہو جائے گا اور ہاں، اگلی بار اگر آفس میں میز پر ٹانگ رکھی ناں... تو یہی باجی تمہیں بناور دی سول خلیے میں ہی رگڑ کر دھوبی کا سب سے زیادہ پٹنے والا کپڑا بنا دے گی۔"

وہ دبنگ ہو گئی تھی، راتوں کو ڈر کر اٹھنے والی عمار کی چھوٹی سی گڑیا نہیں رہی تھی۔

"جی بہتر، اے ایس پی باجی۔"

عمار نے قہقہہ دبایا، اور مست سا مسکراتے اٹھا۔

دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے رکا، پلٹا...

"تو، میرا امان ہے

اسی لیے فاصلہ رکھا ہے اجر سیال۔

قربت ہوئی تو بہت راز بہہ جائیں گے..."

وہ گہری نظروں سے اجر کا چہرہ آنکھوں میں فوکسڈ کیے بولا اور باہر نکل گیا۔

پیچھے چھوڑ گیا ایک الجھی، چوکنی اجر سیال اور اس کے دل میں ہلکا سا کانپتا ہوا احساس، آج پہلی بار آتشم سے مل کر اپنائیت کا احساس الگ نوعیت کا تھا، پہلے باسل جیسے احساسات تھے مگر اب کسی مزید قریبی کے۔

"یہ کون ہے؟ کیوں لگتا ہے کہ یہ مجھے مجھ سے زیادہ جانتا ہے؟"

وہ اس جا چکے شخص کو اب تک کھوج رہی تھی اور اب اجر کی تلاش اور سوچنے کا رخ جلد درست سمت پکڑنے والا تھا۔

..______________________..

سیال حویلی کے کچن حال میں سٹین لیس سٹیل سنک کے نیچے پانی ٹپک رہا تھا، بارس کو وہ لا چکے تھے جو محترم اب ناشتہ لیے لمبی نیند سو چکے تھے، حرا بھی نیند کی وجہ سے گھر چلی گئی جبکہ رملا بھی سو گئی، جبکہ رحمان، ریسٹورنٹ نکلے تبھی ماہا نے انہی کو کال کی کہ کسی پلمبر کو بھیج دیں، کچن کا فرش اسکی لیکیج سے بھیگ رہا تھا۔

لگ بھگ بیس منٹ تک پلمبر آ چکا تھا، ملازم اسے کچن ہال تک لا یا، ماہا آہٹ پر پلٹیں۔

"جی"

ماہانے اس ماسک مین کو دیکھا، سامنے کھڑے شخص نے آنکھیں جھکا رکھی تھیں۔

"میڈم، کچن سنک کی مرمت کے لیے آیا ہوں۔ کمپنی نے بھیجا ہے۔"

ماہانے خاموشی سے گھر کا دروازہ کھول دیا، کچھ لمحے اُسے غور سے دیکھا۔وہ جیسے کسی بھولی ہوئی آہٹ جیسا لگا، جیسے کسی مانوس سایے جیسا،

مگر پھر اگلے ہی پل خود کو جھٹک دیا۔

"آیئے، کچن اِس طرف ہے۔"

ماہا کے کہنے پر وہ خاموشی سے چلتا گیا۔ ہر قدم پر اس کے اندر کچھ ٹوٹتا جا رہا تھا۔اس نے مما کو دیکھنے کے لیے اس پلمبر کا روپ بدلا، عمار سیال اس گھر کی خوشبو، ماں کا دیدار اور پرانی یادوں کو کریدنے آیا تھا۔

کچن میں آ کر وہ جھک گیا۔ سنک کے نیچے، نٹ کھولتے ہوئے، اس کی انگلیاں کانپ گئیں۔

"ہو گیا، میڈم۔ اب نہیں ٹپکے گا۔"

ماہا نے اسے دیکھا۔ نظریں ملی نہیں، مگر ایک لمحے کو جیسے دل نے دھڑکنا چھوڑا۔

"نام کیا ہے تمھارا؟"

ماہا اسکی جھکی آنکھوں کو دیکھتے بولیں۔

"سلمان۔"

عمار کے آواز مزید بھاری کر کے بولنے پر ماہا نے اثبات میں سر ہلایا، مگر نگاہیں اب بھی الجھی ہوئی تھیں۔

"کچھ لوگ، اپنے ناموں جیسے نہیں لگتے۔

تم میں عجیب سی شرافت ہے... جیسے کسی بڑے گھر کا بچہ ہو۔"

ماہا کی نظروں میں تیرتی شفقت پر عمار نے نظر نیچی کی پھر اپنے سینے پر ہاتھ رکھا۔

"وقت سب کچھ چھین لیتا ہے، میڈم۔"

وہ جانے کو مڑا، ماہا اسے دروازے تک چھوڑنے آئیں۔

باہر قدم رکھتے ہوئے وہ رکا، لیکن پلٹا نہیں۔

بس ہوا میں ایک آہستہ سانس چھوڑا۔

"کیا واقعی وہ سلمان تھا؟"

اور ماہا سیال نے نجانے کیوں دروازے بند کرتے وقت دل سے پوچھا۔

عمار سیال اپنی گاڑی میں بیٹھا، اسٹیرنگ پر ہاتھوں کی گرفت جمائے، ماسک ہٹا کر آنکھوں میں سرخائی لیے بیٹھا تھا۔

"کاش مما نے چھو کر پہچان لیا ہوتا..."

اسکی آنکھوں میں صرف ایک درد کرتی خواہش تھی۔

..________________________..

کیفے کی چھت پر ایک چھوٹا سا خفیہ کیمرہ لگایا جا رہا تھا۔ عثمان ملک نے کالر کھینچ کر چہرہ جزوی چھپایا اور موبائل اسکرین پر براہ راست فیڈ دیکھی۔

"میرال بخش... اب تم بچ کے دکھاو"

اس کے لبوں پر نفرت بھری مسکراہٹ تھی۔ سکے جیسی دمکتی میز پر کافی کا کپ تھر تھرا رہا تھا جیسے اس کی بے چینی عثمان کے اندر کی آگ محسوس کر رہی ہو۔

"اور حان ماہیل... تمہارے دل میں ایک بار بس شک ڈال دیا ناں تو میری "جھوٹی سچائی" تمھارے عشق کو کھا جائے گی۔"

اسی لمحے آہٹ ہوئی اور میرال باوقار انداز میں کیفے کی بلڈنگ کے اندر داخل ہوئی۔

عثمان نے گہری سانس لی، کرسی سیدھی کی، اور ایسے بیٹھا جیسے بس ملاقات کے لیے آیا ہو۔

مگر اس کا زہر، اس کی سچائی...

اس کی آخری ہار... بس لمحوں کی مہمان تھی۔

وہ پر اعتماد سی آکر ٹھیک عثمان کے سر پر آرکی اور اس سے پہلے وہ مظلومیت کا شہکار بنا آدمی احترام دینے کو اٹھتا، وہ ہاتھ بڑھا کر روک گئی، خفیہ کیمرے کو وہ دیکھ چکی تھی۔

"تمہیں کیا لگا۔۔ تم یہ کیمرے سیٹ کروا کے۔۔ میرے ساتھ کوئی واہیات حرکت کرو گے۔ وڈیو بنا کر اور حان کو بھیجو گے۔ تا کہ انکے دل میں یہ شک

ڈالو کہ میں انھیں چھوڑ کر پھر سے تمہاری طرف ہو گئی۔ تم سے چھپ کر ملنے جاتی ہوں۔ چچ چچ۔۔۔ واقعی کسی سے محبت نہیں تمہیں عثمان ملک "

وہ سینے پر ہاتھ لپیٹے اس کیفے کے بیچ و بیچ کھڑی عثمان ملک کے سارے پلین کی دھجیاں بکھیر رہی تھی، عثمان نے سوچا تھا اب چپکے سے وار کرے گا پر اور حان ماہیل نے تو اپنی میرال کو بھی اپنے رنگ میں رنگ دیا تھا، وہ اٹھ کھڑا ہوا، چہرہ متذبذب ہوا تھا۔

"تم کبھی بھی اور حان کو مجھ سے دور نہیں کر سکو گے۔ میں انکی محبت کا ایمان ہوں۔ اب تم بتاو۔ یہاں کی سیکورٹی کو بلا کر میں تمہاری عزت کی مزید دھجیاں بکھیروں یا اتنی زلت کافی ہے۔ کوئی اور طریقہ ہے ہمیں الگ کرنے کا تو وہ بھی بھونک دو تا کہ میں یہیں تمہیں اسکا بھی نتیجہ قبل از وقت بتا دوں"

عثمان کی آنکھوں میں جیسے چنگاریاں بھر گئیں، وہ حقارت سے اسے دیکھنے لگا۔

"اب میں تمہیں اسکے لیے گالی بناوں گا"

میرال اسکے سلگ کر بولنے پر محظوظ مسکائی۔

"جیسے تم اپنے ماں باپ کے لیے بن چکے ہو عثمان ملک۔ تمہاری ہوس تمہارا سب کھا جائے گی"

وہ اسے آئینہ دیکھا رہی تھی۔ عثمان کا چہرہ جیسے انگاروں میں بدل گیا۔

"تم بہت جلد پچھتاؤ گی میرال۔ وہ اور حان جس پر تم اتنا مان کر رہی ہو، ایک دن وہی تمہیں توڑ دے گا۔ تم جانتی نہیں، مرد جب ٹوٹتا ہے تو عورت کو بھی روند دیتا ہے۔"

میرال نے ایک قدم آگے بڑھایا، اسکی آنکھوں میں غضب کا طوفان تھا۔

"اور میں وہ عورت ہوں جو کسی مرد کے ٹوٹنے پر خود کو روندنے نہیں دیتی، عثمان۔ اورحان اگر کبھی ٹوٹے تو میں ان کا سہارا بنوں گی، ان کا زخم نہیں۔ تم جیسے مردوں نے ہی عورتوں کو کمزور سمجھ کر برباد کیا، لیکن افسوس تم نے آج جس عورت کو ہوس و بربادی کے لیے چنا، وہ میرال بخش کے ساتھ میرال اورحان ہے!"

کیفے میں چند لوگ چونک کر ان کی طرف دیکھنے لگے، پر میرال کو پروا نہیں تھی۔ عثمان نے مٹھیاں بھینچ لیں، جیسے خود کو کچھ انتہائی کرنے سے روک رہا ہو۔

"تم مجھ سے بچ نہیں سکتی میرال، میں وہ گناہ ہوں جو تمہارے ہر لمحے میں سایہ بن کر موجود رہوں گا۔"

میرال تلخی سے ہنسی۔

"سایے صرف روشنی سے بنتے ہیں عثمان، اور تم اندھیرا ہو، جو خود بھی کھو گیا ہے اور دوسروں کو بھی کھونے پر تلا ہوا ہے۔"

پھر وہ مڑی، کندھے پر بیگ سنبھالا اور پورے اعتماد سے پلٹی۔

"میری اور اور حان کی محبت میں جتنے بھی وار کرنے ہیں، کر لو۔ لیکن ایک دن تمہیں اپنی زندگی کی سب سے بڑی شکست میرے نام سے ہو گی، میرال اور حان کے نام سے"

اور وہ کیفے کے دروازے سے نکلتی چلی گئی، پیچھے رہ گیا ایک زخمی انا کا غلام، عثمان ملک، جو اپنی ہی آگ میں جلنے کے لیے اکیلا رہ گیا تھا۔

لیکن اسکے اندر کی آگ موت کے سوا کچھ بجھانے کی اہلیت نہیں رکھتا، آج یہ طے ہو چکا تھا، بعض ضدیں خوبصورت ہوتی ہیں، زندگی اور مان سے جڑی مگر وہی ضدیں جب ہوس، انا پرستی اور بے وجہ کے انتقام میں بدل جائیں تو موت تک لے جاتی ہیں، یہی عثمان ملک کے مقدر میں بھی لکھا جا چکا تھا۔

..________________________..

شام کا سورج اسکے آفس روم کی کھڑکی کے پردے سے جھانک رہا تھا، اجمل پاشا کے جتنے ٹھکانوں کی انفارمیشن ملی تھی سب کے گرد اجر نے اپنے لوگوں کو گھیرا تنگ کرنے کا آرڈر دیا تھا جبکہ خود وہ اس وقت ایس پی آفس ہی تھی۔

ایئر کنڈیشنر کی ٹھنڈی ہوا اور کمبل کی نرمائش نے باسل کو ابھی تک نیند کی گرفت میں رکھا ہوا تھا۔

فون کی اسکرین روشنی سے چمکی۔

"اجر سیال کالنگ..."

باسل کا ایک ہاتھ نیند میں ہی تکیے تلے سے نکلا، اس نے بمشکل آنکھیں کھولیں، اور کال ریسیو کی۔

"ہیلو..."

نیند بھری آواز، خمار میں ڈوبی ہوئی اجر کو دھچکا دے گئی۔

"اوہ میرے خدا! اب تک سو رہے ہو؟ باسل! کیا تم شیر ہو یا سست کوالا؟"

اجر کی شوخی و غصے سے بھری آواز فون پار سے یوں ٹپکی جیسے کسی نے آئس کیوب باسل کی گردن پر پھیر دیا ہو۔

"میں خمار زادہ ہوں جانم"

نہایت غیر سنجیدگی سے بڑبڑاتے اس نے اجر کو ٹنشن کے ماحول میں مسکراہٹ دی۔

"اف۔۔۔ تم نے ناشتہ کیا؟"

وہ مسکراتی ہوئی بڑبڑائی۔

"کیا؟ میں تو ابھی تک بیڈ سے اٹھا بھی نہیں۔ کیا ہے؟ تم کوئی جاسوس ہو کیا؟ لگتا ہے کمرے میں کیمرہ لگا کے بیٹھی ہو۔"

وہ جمائیاں و انگڑائیاں ساتھ لے کر خوامخواہ منظر کو آگ لگا رہا تھا۔

"ہاں! اور ابھی دیکھ رہی ہوں کہ تم نیم برہنہ ہو، شرٹ تک نہیں پہنی۔ کم از کم کمبل ڈھک لو۔ کوئی نوکر آجائے گا تو میں کیا صفائی دوں گی؟"

اجر نے شوخی سے پھنکار کر تاکید کی۔

"اوو۔۔۔ میری بیوی کو میری شرم کی فکر لگ گئی ہے، واہ! کیسا دور آگیا ہے یہ، ابھی کل ہی تو تم مجھے پیار کر کے کہہ رہی تھی، یہ سب صرف میرا ہے۔ مجھ سے خبردار چھپے"

وہ آنکھوں تک اترے گلال سمیت ہنسی۔

"بس کرو! تمہاری باتوں سے بندہ سب ضروری امور چھوڑ کے پگھلنے لگتا ہے۔ اٹھو اب شام ہو رہی ہے باسل! میں تمہیں ویڈیو کال کر رہی ہوں، دیکھتی ہوں کون سا شیر ہے جو اب بھی بستر پر پڑا ہے۔"

وہ اسکے لیے فکر مند تھی کہ صبح سے پڑا ہے۔

"خبردار! اگر کیمرہ آن کیا تو میں کمبل کے اندر گھس جاؤں گا، پھر تم کو کچھ نہ دکھے گا۔"

وہ فوراً آواز کی حدود تک جھپٹا۔

"سوئے ہوئے سلطان، اب اٹھو، شاور لو، اور کپڑے پہنو۔۔ ہوش میں آجاو اب۔ نیچے جا کر کچھ کھاو پیو۔ مجھے واپسی میں دیر ہو جائے گی پر میں تمہیں کالز پر گھر آنے تک اویلیبل ہوں"

اتنے پیار سے وہ جگا رہی تھی تو باسل کو نیند اور خمار جھٹکنا ہی پڑا۔

"کیمرہ آن کرو۔ میں شرافت تھام چکا ہوں"

وہ اسکی تاکید پر مسکرا کر کیمرہ آن کر گئی۔

"تم نے میرے خواب میں انٹری ماری، اور اب فون میں بھی؟ عورت ہو یا جننی؟"

اجر نے ہنسی روکتے ہوئے ناک چڑھایا، وہ اب تک قیامت بنا ہی پڑا تھا۔

"اوہو! واہ! شیر صاحب اب خود کو نیند کا ولی کہلوانا چاہتے ہیں؟ صبح میرا لمس لیتے وقت تو پورا ویمپائر بنے ہوئے تھے! جیسے کھا جاوگے چھوتے ہی"

وہ بھی کہاں باز آنے والی تھی۔

"تو کیا کرتا؟ تم میرے سرہانے ایسے جھکی تھیں جیسے کوئی شہد میں بھیگی آفت۔۔۔ تمہاری خوشبو نے تو سانسیں ہی پگھلا دی تھیں۔"

وہ خفیف سا گھبرائی۔

"باسل! ایسے مت بولو۔۔۔ میں آفس میں ہوں!"

اجر نے بے ساختہ ادھر ادھر دیکھا۔

"تو کیا ہوا؟ آفس کی کرسی پر بھی تم مجھے یاد کر رہی ہو، میں تمہیں وہاں بھی تمہاری سیٹ کی بیک پر اپنا نام لکھوا دوں؟"

اجر نے ناک سے تیز سانس لی۔

"تم باز نہیں آسکتے کیا؟ ویسے، گڈ نیوز یہ ہے کہ میری صبح کی خوبصورتی، تمہیں اتنی پیاری لگی کہ اب بھی تمہاری آنکھوں میں پھنسی ہوئی ہے!"

وہ اترائی۔

"اوہ ہاں... خاص کر وہ گاؤن، جو سیاہ تھا مگر تمہاری روشنی کو دبائے ہوئے تھا"

وہ بہکے لہجے میں بولا تو اجر کا چہرہ دھنک ہوا۔

"باسل!"

وہ چیخ سی پڑی۔

"تم نے کہا تھا شرافت تھام لی ہے"

وہ اسے اسی کی کہی بات یاد دلا گئی۔

"میں نے شرافت تھامنے کی بات کی تھی، نظریں پگھلانے کی نہیں میرے سکون"

اف یہ شرارتی آدمی کا اختتام تک دل گدگداتا لاڈ۔

"تم نیند سے جاگے یا فلرٹ سیمینار سے؟"

وہ بھی کہاں جان چھوڑنے والی تھی۔

"جاگا تو تمہارے لمس سے تھا، پر جاگتے ہی تمہیں یاد کر کے ایسا لگا جیسے دوبارہ سو جانا چاہیے۔۔۔ تاکہ خواب میں وہی سب دوبارہ ملے!"

اجر نے چپکے سے فون کیمرہ آف کیا۔

"کیا ہوا؟ کیوں آف کیا؟"

باسل نے فوراً بیقراری سے پوچھا۔

"میری پلکوں کے نیچے ابھی تمہاری چاپ ہے اور تمہاری آنکھوں میں میری فگر کی جانچ۔ شرم آرہی ہے!"

وہ شرمیلی بہت پیاری لگتی تھی۔

"تو فگر کی حفاظت میں آجاو۔۔۔ میں ہوں ناں سیکورٹی گارڈ بن کے سنبھال لوں گا"

وہ آئبرو اچکا گئی۔

"تم زیادہ سیکورٹی گارڈ لگتے نہیں، ہاں، چور ضرور لگتے ہو۔۔۔ جو راتوں کو سب چرا لے جاتا ہے!"

وہ شکوہ کر گئی، پر لب مسکان میں ڈھلے تھے، شرم وحیا میں ڈوبے ہوئے۔

"بس اب طے ہو گیا، میں یہ چوری چکاری جاری رکھوں گا وہ بھی تاحیات"

وہ فیصلہ کن ہوا۔

"اف باسل!"

وہ فون تھامے کھڑی مسکرا رہی تھی۔

"میری بیوی ہو یا عذابِ عشق؟"

ہائے یہ دل سے درد پھوٹا۔

"عذاب ایسا جو آپکو جنت محسوس ہو سرتاج"

وہ ادائیں دیکھا کر غائب ہوئی، فون کی اسکرین سیاہ ہوئی، اور باسل نے مسکراتے ہوئے کمبل خود پر واپس کھینچا۔

مگر اب نیند کہاں؟

"چلو، اٹھ جاؤ شیر! بیوی کے عشق میں مرنے کے دن آگئے ہیں"

اک سرد آہ بھرے جناب نے اپنے اور بستر کے بیچ کا محبوبانہ ناطہ زبردستی توڑ دیا۔

..________________________..

شام تک رملا، حرا اور بارس نے خوب نیندیں لیں پھر وہ سب حسب وعدہ ڈنر کے لیے نکلے، حرا اور رملا کو سب نے جھولی بھر تاکیدیں کی کہ دونوں بارس کا بھرپور خیال رکھیں۔

وہ لوگ قریبی ہی ریسٹورنٹ آئے جو نیو اوپن ہوا تھا اور ایک مال سے اٹیچ تھا، جبکہ عمار نے یہاں بھی ان تینوں کا پیچھا کیا بس بارس کو اک نظر دیکھنے کو تاکہ دل کو تسلی ملے وہ واقعی ٹھیک ہے۔

وہ لوگ اپنا ٹیبل چن چکے تھے اور رملا نے دونوں کو سٹارٹر انجوائے کرنے کا کہے خود زرا واش روم کا رخ کیا مگر اس طرف جاتے وہ اپنے دھیان میں آتی

کسی پہاڑ سے بری طرح ٹکرائی مگر بروقت کسی کے مضبوط ہاتھوں نے اسکی پتلی کمر جکڑ لیتے اسے ہوا میں معلق تک نہ ہونے دیا اور بچالیا، وہ گھبرا کر اسے اجنبی سمجھتی دور ہوئی ہی جب رملا کی آنکھیں، ماسک سے جھانکتی ان مانوس نظروں پر گئی۔

"عمار؟"

وہ اسکی گرفت سے نکلتی سنبھل کر رکے بڑبڑائی۔

"بڑی بات ہے۔ڈھکے چہرے کے باوجود پہچان لیا مجھے؟"

وہ متاثر ہوا جبکہ نظریں اسکی بارس اور حرا پر ہیں یہ بھی رملا نے شدت سے محسوس کیا۔

"ویسے کر کیا رہے ہو تم لوگ یہاں؟"

وہ اسے مسکراتا دیکھے مزید بولا۔

"وہ دراصل بارس آج ہوسپٹل سے ڈسچارج ہوا تو میں ان دو کو ڈنر کروانے لے آئی۔ آپکو بتایا باسل بھائی نے اس پر ایسڈ اٹیک ہوا تھا۔ سٹمک سائیڈ"

وہ اسے تفصیل دیتی اختتام تک اداس ہوئی جبکہ ماسک مین بنے عمار کی بیقرار نظریں اس وقت حرا اور بارس پر جمی تھیں جو ریسٹورنٹ میں وی آئی پی کارنر پر بیٹھے مسکرا رہے تھے، وہ بھی مسکرایا۔

اسکا چھوٹا سا بھائی نا صرف جوان اور خوبرو ہو چکا تھا بلکہ نکاح یافتہ بھی، پیار تو ڈھیروں آیا، ساتھ بے حد خوشی بھی محسوس ہوئی۔

"ہاں باسل نے کل بتایا۔ اب وہ ٹھیک ہے؟"

عمار کی برادرانہ تڑپ رملا کو اداس کر گئی، اسکا بس چلتا تو دونوں کو ملا دیتی پر ابھی بہت رسک تھا، وہ تو بابا کے لیے بھی اپ سیٹ تھا کہیں ان پر بھی اجمل پاشا یا کنگ نے نظر نہ رکھوائی ہو لیکن کل انکو باسل کا بلانا بہترین فیصلہ تھا۔

اس کے لوگ مقابلے اور اجر کی مدد کے لیے نکل چکے تھے، آج یا تو اجمل پاشا زندہ ہاتھ لگتا یا پھر مار دیا جاتا۔

"جی اب وہ فٹ ہے۔۔ دونوں بہت خوش بھی ہیں ساتھ۔ بارس کو لے کر حرا پہلے مجھ سے جلتی تھی کیونکہ میں نے اور بارس نے اسے منگنی کا پرینک کر کے ستایا تھا۔ اب سب ٹھیک ہو گیا۔ آپ یہیں سے چلے جائیں گے۔۔ کب تک مزید چھپیں گے؟"

مسکراتے مسکراتے وہ اختتام تک حسرت میں لپٹ گئی، عمار نے گہرا سانس کھینچا، وہ اسکی بے بسی پر بیقرار ہوئی۔

"جلد۔ اور ہاں آجکی کی ملاقات حادثاتی طور پر ہو گئی اس لیے فارم ہاوس آکر سرمت کھانا

میرا۔ اب جاوانکے پاس"

عمار کو جانے دینا کہاں چاہتی تھی وہ، اتنا پیار الگ رہا تھا وہ سڑو، بھلے چہرہ ڈھکا تھا تب بھی وہ اسے پہچان گئی تھی، یہ اس بات کا ثبوت تھا کہ رملا کے جذبات وقتی نہیں تھے، وہ اتنی سی عمر میں بھی میچور خیالات کی مالک تھی۔

"یہ تو اللہ نے انعام دیا کہ آپ مجھ سے ٹکرا گئے۔ وہ والا سر کھانا تو میری روز کی عیاشی ہے شوہر جی۔ لیکن پھر بھی آپ کہتے ہیں تو نہیں آتی"

وہ اسکے مان جانے پر الٹا بے چین ہوا، کل جس رملا سے وہ ملا تھا، وہ ضدی اور بات نا ماننے والی مخلوق تھی تو اب بات مان کر وہ عمار کا کل والا بنا ٹیمپو بگاڑنا چاہتی تھی جسکی عمار اسے اجازت نہیں دے سکتا تھا۔

"آ جانا۔ لیکن صرف دس منٹ کے لیے ہی"

وہ نخریلا کہہ کر نکل گیا پر رملا کا دل کیا ناچ اٹھے، پہلے تو اپنے گناہ گار کانوں پر یقین نہ آیا لیکن جب آیا، اسکی شام وہ نک چڑھا حسین کر چکا تھا، وہ مسکراتی

ہوئی ریسٹ روم کی طرف بڑھ گئی جبکہ حرا اور بارس بھی خوش گپیوں میں مصروف نظر آئے۔

..________________________________..

شام کے سائے دھیرے دھیرے زمین پر اتر رہے تھے۔رات بس ہونے کو تھی، بس روشنی کا آخری لمس غائب ہوتے ہی آسمان پر ستارے ٹمٹمانے لگتے۔ماہیل پیلس کے لان میں سنہری روشنی گھاس پر چھن چھن کر برس رہی تھی، اور ہوا میں گلابی شام کی وہ نرمی گھل گئی تھی، جس میں صرف محبت کی خوشبو ہوتی ہے۔میرال ہلکے نیلے ڈریس میں، ننگے پاؤں لان کی سبز مخملی گھاس پر چلتی، رک کر کسی گہری سوچ میں کھو گئی تھی۔

چہرہ پر سکون تھا، مگر آنکھوں میں وہ نمی تھی، جو صرف بہت پیار کرنے والوں کے حصے میں آتی ہے۔

اچانک گاڑی کی مدھم آواز آئی، وہ پورچ میں پہنچے گاڑی روک کر دروازہ کھولے نکلا۔

قدموں کی مانوس آہٹ تیز تھی... پر جنون سے نہیں، تڑپ سے۔ اور حان ماہیل... جاذب و پرکشش، آستینیں موڑی، ماتھے پر فکر کی نرم لکیریں،

اور دل میں ایک ہی سوال لیے... میرال کی طرف بڑھا۔

وہ پلٹی نہیں، پر دل نے اسے محسوس کر لیا تھا۔

آکر میرال کو اپنی بازوؤں کے گھیرے میں لیا۔

"آپ ٹھیک ہیں ؟"

اس کی آواز کسی دعا کی طرح دھیمی تھی، جیسے چاہتا ہو... بس وہ "ہاں" کہہ دے، اور اس کا دل پر سکون ہو جائے۔ میرال نے آنکھیں بند کر کے گہرا سانس لیا۔ کچھ لمحے یونہی خاموشی میں گزر گئے...

"کبھی کبھی انسان ٹھیک ہوتا ہے، مگر دل... کچھ زیادہ محسوس کرنے لگتا ہے۔ تب صرف ایک چہرہ کافی ہوتا ہے، جسے دیکھ کر سب ٹھیک لگنے لگے..."

پھر وہ آہستگی سے بولی، اور حان نے قدم بڑھایا،

اس کے بالکل قریب آکر رکا۔

"اگر میں وہ چہرہ ہوں... تو آپ کے لفظوں کی ضرورت نہیں، آپ کی خاموشی بھی مجھے سب کچھ سنا دیتی ہے۔"

پھر دھیرے سے بولا، میرال نے پلکیں جھپکائیں،

چہرہ اس کی طرف موڑا... اور نظریں جیسے اس کے دل تک اتر گئیں۔

"میں نے کسی سے اتنی شدت سے کبھی کچھ نہیں مانگا، جتنی شدت سے آپ کا اعتبار چاہا ہے۔"

اور حان نے آگے بڑھ کر اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لیے، وہ ہاتھ تھامنے میں بے حد مہربان تھا، اسکا لمس نرم، پر میرال کے دل سے بندھا ہوا تھا۔

"محبت وہی سچی ہوتی ہے... جہاں وضاحتوں کی جگہ بھروسے بولیں۔ میں اگر آپ کی محبت ہوں...

تو آپ میرا مان ہیں، میرال۔"

وہ آنکھیں حیا و محبت سے جھکا گئی، اتنا جذب تھا اور حان کے لہجے و لفظوں میں۔ مگر ہونٹوں پر ایک لرزتی سی مسکراہٹ اتر آئی۔ چند آنسو... خاموشی سے اس کے گالوں پر پھسل گئے۔

اور اور حان نے انگلیوں سے وہ نمی سمیٹ لی۔

"یہ آنسو میرے ہیں... میری محبت کے، میری میرال کے۔"

میرال نے لب بھینچے، اور نظریں اٹھائے اس خوبرو نوجوان کو دیکھنے لگی۔

"اورحان..."

اور پہلی بار آہستگی سے بولی کہ اسے سننے کو اورحان نے اسکے لبوں پر نظریں فوکس کیں۔

"جی؟"

وہ پریشان سا ہوا۔

"کبھی کسی دن... اگر میں ٹوٹنے لگوں ناں، تو مجھے تھام لیجیے گا، سنبھالنے کا وعدہ نہیں مانگتی... بس بکھرنے نہ دیجیے گا۔"

اورحان نے دھیرے سے اس کی پیشانی پر جھک کر ہونٹوں کو رکھا، لمبا دورانیہ، خاموش لمس، دعا بھری عنایت تھی۔

"میں وعدہ نہیں کرتا، بس دل سے کہتا ہوں، آپ کے لیے... ہمیشہ رہوں گا۔"

ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی... آسمان پر پہلا تارا جھلملایا۔

اور زمین پر دو دل... بہت پاس، بہت خاموش،

اور بہت محبت سے دھڑکے تھے۔

..________________________..

وہ آج بھی فارم ہاوس، باسل کے ڈرائیور کے ساتھ آئی تھی، لگ بھگ رات کے سات بج رہے تھے، فضا میں ہلکی سی ٹھنڈک اور گہرا سکوت طاری تھا، آسمان کسی شفیق بزرگ کی طرح ستاروں سے بھرے آسمان سے سر پر سایہ کیے ہوئے تھا، وہ ستارے جیسے آسمان کی دعائیں ہوں۔

"میں کیا کر رہی ہوں۔ ان پر زبردستی مسلط ہونا۔ کیا مجھے حق ہے میں کسی کی زندگی کے ساتھ یوں کھیلوں؟ پر ایسا کیوں لگتا ہے جیسے میری محرمیوں کی تلافی آپکے ہاتھ ہے عمار سیال"

فارم ہاوس کی خوبصورت اور شاندار بلڈنگ کی طرف بڑھتے ہوئے وہ رک گئی، آنکھیں کسی سوگوار شام سی ہوئیں، بوجھل اور کسی احساس جرم میں دبی ہوئیں، اور اس تلخ سوچ نے لمحہ بھر رملا کے قدموں کی روانی بھی متاثر کی۔

"دل کہتا ہے چلتی رہوں۔ دماغ کہتا ہے اگر زرا بھی عزت نفس ہے تو پلٹ جاوں۔ یہ سب میں نے شروع کیا ہے، میں ہی بھاگوں تو یہ مجھے زیب دے گا کیا۔ آج مل کر دیکھ لیتی ہوں۔ اگر واقعی سب مسلط ہونے سا ہوا تو کل پہلی فلائیٹ لے کر واپس چلی جاوں گی"

اپنی ٹھہری سوچوں میں اک فیصلے کی تیزی شامل کرتی وہ بلڈنگ کی طرف بڑھی، کل کی بنسبت آج سادہ سے پلازو کے ساتھ نارمل ٹاپ سے زرا زیادہ

لمبی شرٹ پہنے وہ بالوں کو ڈھیلا سا ٹائے کیے ہوئے تھی، ہیلز میں نازک سے پیر مقید تھے اور چہرہ بنا کسی میک آپ کے صاف شفاف اور دھیما سا گلابی، لب ہر تبسم کے لمس سے محروم، چھوٹی سی جان، بہت ہلکان سی تھی۔

وہ گھر میں داخل ہوئی، دبے پیروں، چپکے سے آگے بڑھی تو آج اندھیرا نہ تھا، کھٹ پٹ کی سی آواز پر وہ بے اختیار پلٹی جہاں وہ کچن سے نکل رہا تھا، لوز سی ہاف وائیٹ شرٹ کے ساتھ اولیو کلر کا کاٹن ٹراوزر پہنے، بال بے ترتیب اور جسم کی بناوٹ اور مسلز، لوز شرٹ نے مکمل ڈھانپی تھی، رملا کو دیکھ کر اسکی صبیح پیشانی پر بل پڑنے فطری تھے۔

"تم تو واقعی ٹپک آئی؟"

عمار کے ہاتھ میں دو کولڈ ڈرک کیز اور کچھ کریونگ بجھانے کو چپس تھے، وہ سیٹنگ ایریا کی طرف بڑھا جہاں وسط میں وہ کھڑی تھی، عمار کے قریب

آنے پر جلدی سے اسے راستہ دے گئی، وہ ہاتھ میں دبوچی چیزیں، باقاعدہ میز پر پھینکے واپس گھوما، رملا تو اسکے پہلے سوال پر ہی اٹکی تھی۔

"اب کیا مراقبے میں چلی گئی ہے؟"

عمار نے اسکے منہ کے آگے ہاتھ ہلایا تو وہ شرمندہ سا مسکرائی۔

"میں نے بتایا تھاناں۔یہ میری عیاشی ہے۔دس منٹ مجھے دیں گے تو قیامت تھوڑی آجائے گی۔"

بولنے کی کوشش میں محترمہ کا دل سا کانپا، کب آسان تھا اس ماونٹ ایورسٹ جیسے دبنگ آدمی کو براہ راست و مستقل دیکھنا۔

"تیرے کو کیا پتا قیامت آنے سے پہلے بتاتی نہیں۔خیر بتا کہاں ہے قورمہ؟"

عمار نے اسکے خالی ہاتھوں کو مایوسی سے دیکھا، رملا نے غائب دماغی سے اپنی ہتھیلیوں کو ہوا میں معلق کرتے دیکھا۔

"کونسا قورمہ؟"

وہ اسکو کہیں اور ہی کھویا پائے خود بھی خاموش نظروں سے رملا کو دیکھنے لگا، اسکے اندر کیا چل رہا ہے، یہی اخذ کرنے کی کوشش کی گئی۔

"طبعیت ٹھیک ہے تیری؟"

عمار نے اسکی ٹھوڑی پر ہاتھ سے پکڑ جماتے پوچھا تو وحشی اور بدسلیقے طریقے سے تھا پر وہ لمحہ بھر ایسی جان لیوا مروت پر دم سادھ گئی۔

"ا۔۔اداس ہوں"

رملا کی آواز سرگوشی میں ڈھلی جبکہ عمار کو باسل کی بات یاد آئی تو اس نے رملا کی آنکھوں پر غور کیا، وہ یقیناً دھندلائی ہوئی تھیں۔

"کیا وجہ ہے اداسی کی۔ چل بتا"

وہ پیچھے پلٹا اور جا کر آرام دہ کاوچ پر نوابی انداز میں بیٹھ گیا، رملا نے خفیف سی بے بسی سے عمار کو دیکھا پھر اپنے لب سے کاٹنے لگی۔

"آپ کو سب پتا تو ہے"

وہ نظریں جھکا کر منمنائی۔

"دھوکے سے بنائی گئی تصویریں، نشہ دے کر کی گئی بے عزتی۔۔۔ یہ تمہاری غلطی نہیں، سمجھی؟ مگر تم نے اس کمینے پروفیسر پر یقین کیا، یہ حماقت ضرور تھی۔"

رملا کی پلکیں بھیگ چکی تھیں، مگر اس کا سر جھکا رہا۔

"اور اب کیا ہو گا۔۔۔ آپ اس پر مجھے ہمیشہ سزا دیں گے عمار؟"

بمشکل آنکھیں اٹھائے وہ روئی سی منمنائی، عمار تلخ مسکرایا۔

"کیوں تمہیں کیا لگتا ہے کہ میں وہ عمار ہوں جو تمہیں شانہ دے گا؟ اپنی گود دے گا؟"

رملا کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں، اس نے ساکت ہو کر عمار کو دیکھا۔

اس کی آواز، اس کا لہجہ، اس کا وجود، سب اسکے لیے مہربان ہوا، ایک لمحے کو وہ سن ہو گئی۔

"تو۔۔۔ نہیں دیں گے؟"

اس کی آواز میں عجیب سی ٹوٹ پھوٹ تھی۔

عمار نے اسے گہری نظروں سے گھورا، پھر اگلے لمحے بالکل غیر متوقع طور پر صوفے پر بیٹھا اور ہتھیلی اپنی ران پر تھپتھپائی۔

"آجاو۔۔۔ سر رکھو میری گود میں۔۔۔"

اب کی بار آواز میں وہی نرمی تھی جو رملا نے کبھی خواب میں بھی عمار میں نہ دیکھی تھی۔

"مزاق تھاناں یہ؟"

رملا کی آواز کانپی، وہ کرب سے مسکراتی نفی کرتے اسے دیکھنے لگی جو بلکل سنجیدہ تھا۔

"میں تجھ سے ایسا مزاق کیوں کروں گا؟ میرے منہ پر جوکر لکھا ہے؟"

وہ اسکے خفا سا ہونے پر اسکی طرف چلی آئی، آنکھوں میں ہاری سی تڑپ تھی۔

"آپ۔۔۔"

وہ بولنے کی کوشش میں ہکلا سی گئی، عمار نے اسکی نازک سی کلائی پکڑی ہی کہ وہ لہرا سی جاتی اسکے پہلو میں آ بسی، حیرت سے عمار کا منہ گردن پھیرے تکنے لگی۔

"اتنا سوچ گی کیا۔۔ آفر واپس لے لوں؟"

عمار کے بگھڑنے پر وہ فوری نفی میں سر ہلا گئی، عمار اٹھ کر زرا آگے سرکا اور ہنوز وہ اپنی ران پر ہاتھ رکھے ہوئے تھا، پھر جیسے خود ہی خیال آیا تو سائیڈ سے اک کاوچ اٹھا کر گود میں رکھا، تاکہ وہ سر رکھتے کمفرٹیبل ہو، وہ بھیگی آنکھوں سے مسکرائی اور اپنا سر عمار کی گود میں رکھے نرم سے کشن پر رکھا۔

"ٹانگیں اوپر کر۔ اور کچھ دیر سب بھول جا"

رملا نے کروٹ سیدھی کی اور اپنی ٹانگیں کاوچ پر سیدھی کیں، وہ کنارے پر بیٹھا تھا جبکہ رملا اسکی گود میں سر رکھے تین نشستی کاوچ پر سیدھی لیٹی عمار کو دیکھ رہی تھی جس نے کچھ سوچتے ہوئے اپنے ہاتھ کی بھاری انگلیوں کو رملا

کے سر کے بالوں میں داخل کیا جس سے اسے محسوس ہوا وہ بے حد ملائم بالوں کی مالک ہے، جو انگلیوں سے پھسل رہے تھے۔

"سب بھول جاوں؟"

رملا نے نیند جیسی کیفیت میں اسے دیکھتے پوچھا جس نے شاید زندگی میں پہلی بار کسی کو اپنی گود میں سر رکھنے کی اجازت دی تھی۔

"بس اپنا اور میرا ناطہ یاد رکھ کہ ہم میں کچھ نارمل اور ایک سا نہیں نہ شاید ہو سکتا ہے۔ ہم انسان ہیں اور انسان بیوقوفی کا بادشاہ ہے، تو نے ضد کر کے کی اور میں نے تیری ضد مان کر۔۔ اسکا انجام یہ کہ ہم ایک ان فٹ سے رشتے میں جکڑ گئے ہیں"

وہ اسکی تلخ اور سڑی باتوں پر بھی مسکرا رہی تھی، ملکہ کو تخت مل گیا تھا، حق اسے چاہیے بھی نہ تھا۔

"مجھے معاف کر دیں پلیز"

وہ شرمندہ ہوئی، عمار نے انگلیوں کی حرکت لمحہ بھر روکی۔

"معافی سے سب ٹھیک ہو جائے گا؟"

وہ پھر تلخ ہوا، رملا نے نفی کی۔

"میں آپکو تنگ نہیں کروں گی۔ تھوڑی سی وائف بنا کر رکھ لینا ہمیشہ ساتھ"

عجیب سی حسرت لیے وہ بولی نہیں، منت کر اٹھی تھی۔

"کوڑھ مغز"

وہ بد لحاضی سے بڑبڑایا، رملا خفیف سا مسکرائی۔

"ادھر دیکھیں۔ میری معصوم شکل ہمیشہ دیکھنے کو ملے گی۔ میں آپکو اچھی اچھی چیزیں بھی بنا کر کھلاوں گی۔ میں آپکا بہت خیال رکھوں گی۔ آپکا، آپکے کھانے پینے کا، نیند کا۔۔۔۔"

وہ اسے اپنے ساتھ کے فوائد گنوا رہی تھی جبکہ عمار نے گھور کر اسے دیکھا

جسکا مطلب تھا چپ کر جا۔

"چل اٹھ شاباش۔۔۔تو اتنی نرمی کے لائق نہیں۔تجھے کسی دل جوئی کی

ضرورت نہیں"

وہ فورا بد تمیزی سے کشن چھین کر پرے پھینک گیا جس سبب وہ بھی اٹھ کر

سیدھی ہوتی واپس بیٹھی۔

"تھینکیو"

وہ جو تپا تھا، اس ایک لفظ نے جیسے اسکی ہر بے چینی شانت کر دی ہو، عمار نے

اسے دیکھنے کی کوشش نہ کی، چپس اٹھا کر اسکا پیکٹ پھاڑا، بس رملا سے دھیان

ہٹایا۔

"مجھے آپکی گود پسند آئی"

رملا نے سرگوشی کی، آنکھیں اس نخریلے کے چہرے پر تھیں عمار نے چپس منہ میں رکھتے ہوئے ایک زہریلی سی نظر اس پر ڈالی، جیسے کھا جائے گا یہ تنبیہہ کی ہو۔

"اوہ بی بی، وہ جذباتی لمحہ تھا، کوئی لائف ٹائم سبسکرپشن نہیں دی تمہیں!"

کاٹ کھانے کو دوڑنے میں ڈوگز تو آج بھی دوسرے نمبر پر تھے۔

"مجھے تو لگا آپ تھوڑا بدل گئے ہیں۔"

وہ روہانسی ہوئی۔

"میں بدلنے والی چیز نہیں"

پیکٹ بے دلی سے عمار نے سامنے پھینکا۔

"تم نے رکھا تھا نا سر میری گود میں، اب میں رکھوں گا"

عمار نے آنکھیں بند کیں اور بیٹھے بیٹھے رملا کی گود میں سر رکھے لیٹ گیا۔

"ویسے بھی، تمہارے جیسی بیوی کی گود شاید سکون والی ہو۔ دیکھ لیتے ہیں۔۔۔"

وہ اب تک ہاتھ ہوا میں معلق کیے صدمے میں تھی۔

"عمار!"

رملا نے جھجکتے ہوئے اس کے گھنے بالوں میں ہاتھ رکھا۔

"آپ اتنے عجیب کیوں؟"

وہ ہاتھوں کی انگلیاں اسکے بالوں میں داخل کرتی سرگوشی میں بولی۔

"کیونکہ نارمل لوگ بورنگ ہوتے ہیں! اور ہاں... یہ مت سمجھنا کہ میں ایموشنل ہو رہا ہوں۔ بس کمر میں درد ہے، اور تم ہی قریبی تکیہ دیکھائی دی ہو۔"

وہ آنکھیں بند کیے اسکا اڑا اڑا ہاتھ اچھے سے اپنی بالوں میں پھنسا چکا تھا، وہ گلاب کی طرح کھلی اسکے بالوں کو سہلانے لگی۔

اس لڑکی کی نازک، لانبی اور تراشی انگلیوں سے جیسے سکون کی لکیر اس شخص کے منتشر دماغ میں اتر رہی تھی، نادیدہ آرام و سکون جسے وہ کوئی نام دینے سے قاصر تھا۔

"تیری ہڈیوں والی گود چبھ رہی ہے۔ کچھ کھایا پیا کر، ڈھانچہ تجھ سے زیادہ صحت مند ہوتا ہے"

کچھ ہی لمحے سکون کے گزرے جب وہ بڑبڑایا، رملا نے حیرت سے اس منہ پھٹ آدمی کو دیکھا، پھر سر پر چپت لگائی۔

"خدا کو مانیں۔ ڈھانچے پر چربی اور جلد نہیں ہوتی۔ میں تو پھر بھی اچھی بھلی لڑکی ہوں۔ آپ کچھ زیادہ مضبوط ہیں تو اس میں مجھ معصوم کا کیا قصور"

اتنی بے عزتی پر بھلا وہ کیسے چپ رہتی۔

"شوہر پر ہاتھ اٹھانے سے باز رہ سمجھی۔ اور تیرے ساتھ ڈھانچے کو کھڑا کرواوں تو اس نے پاس سے پیسے نکال دینے ہیں کہ جا باجی کچھ کھا پی کے جان بنا"

عمار کی شوخی جاری تھی، پھر وہ ہنکار اٹھا، رملا کے کانوں سے مانو دھواں نکلا۔

"سوری ہاتھ اٹھانے کے لیے۔ جبکہ جان میں نے آل ریڈی بنالی ہے اس لیے میرے لیے ہلکان نہ ہوں"

وہ منہ بگھاڑ کر بولی جبکہ عمار ٹھٹکا، فوری اٹھ کر بیٹھا۔

"کونسی جان؟"

وہ کاٹ کھانے کے انداز میں بولا، رملا حیرت و بے یقینی سے عمار کو دیکھ رہی تھی جسکے لب و لہجے سے جان کا سن کر دھوئیں اٹھے۔

"اوہ... وہی جان جس کی آپ نے بات کی تھی"

رملا نے فوری معصوم بنے وضاحت دی۔

"بات مت گھما، واضح بتا کون ہے وہ جان ؟"

وہ تو جیسے پیچھے ہی پڑ گیا تھا۔

"اُفف خدایا!"

رملا نے سر پیٹنے کا ڈرامہ کیا۔

"ایک بات نے میرے شوہر جی کو بپھرا شیر بنا دیا، ارے آپ نے کہا تھا، 'جان بنا لے' تو میں نے بھی کہہ دیا..."۔

عمار نے سنجیدہ چہرے سے رملا کو گھورا، پھر آہستہ سے سر ہلایا،

"اچھا... مطلب کوئی جان نہیں ہے؟"

وہ اب بھی شک میں تھا، رملا کی آنکھوں سے مسکان سلپ ہوئی، شرارت بھی۔

"نہیں۔"

وہ چبا چبا کر بولی۔

"پکی بات؟"

عمار نے نظریں تیز کیں۔

"خدا کی قسم!"

رملا نے دونوں ہاتھ اٹھا دیے جیسے مجرم سرینڈر کر رہا ہو۔

عمار نے سکون سے سانس لیا، پیچھے صوفے پر ٹیک لگالی۔

اور اگلے ہی لمحے رملا کی بازو دبوچ اسے اپنے نزدیک کیا، وہ دم سادھ گئی۔

"ورنہ میں وہ عمار ہوں جو تیری جان کو کچرے کی گاڑی میں ڈال کر پرانی چیزوں کی طرح پھینک دیتا۔"

وہ آنکھوں سے یوں دیکھ رہا تھا جیسے نگل لے گا۔

"واہ... اتنے protective ہو گئے ہیں؟"

رملا نے خوشی سے چمکتے چہرے کے ساتھ پوچھا۔

"نہیں، possessive ہوں۔ پھر بھلے وہ میری چھوٹی سے چھوٹی چیز کیوں نہ ہو، فرق سمجھی؟"

وہ اسکے بھیجے میں فرق گھسا رہا تھا پر رملا کو تو یہی سنائی دیا کہ وہ اسکے لیے بھی پوزیسو ہے۔

"مجھے یہ فرق بہت پسند آیا شوہر جی۔"

رملا نے شرماتے ہوئے اپنی پیشانی اس کے کندھے سے لگا دی، وہ خفیف سا اسکے خود سے لپٹنے پر بے چین ہوا پر جب وہ دور ہونے لگی تو رملا کو خود کے گرد عمار کا ہاتھ سرکتا محسوس ہوا، پورے وجود سے لمحے میں جان گئی، وہ مچلنے لگی۔

"چپ چاپ بیٹھی رہ، اگلی بار 'جان' کا نام آیا تو تیرا نک نیم رکھ دوں گا۔۔۔ 'مرگِ جان'!"

عمار نے ہنکارا بھرا، وہ گھبرا کر اسکا چہرہ دیکھنے لگی، وہ بلکل مزاق کے موڈ میں نہ تھا۔

"اتنے سخت لہجے میں بات کرنے کی کیا ضرورت تھی؟"

وہ دھیرے سے بڑبڑائی۔

عمار نے چونک کر اسے دیکھا

"اب کیا ہوا؟"

وہ حیرت میں تھا، اسکا منہ پکڑے بے دردی سے اپنی طرف گمایا۔

"کچھ نہیں..."

رملا نے اسکا ہاتھ جھٹک کر منہ موڑ لیا، وہ رو پڑی تھی۔

"بس آپ سے بات کرنا بے کار ہے۔ ایک پل پہلے گود میں تھے، دوسرے پل دھمکیاں۔"

آنسو آواز میں اترے تو عمار کا دل بھاری سا پڑا۔

"اوہ، اب ناراض ہو گئی؟"

عمار نے طنزیہ ہنکارا ابھرا، وہ ناک سے سانس بھرتی جیسے رونے کو سچا ثابت کرنے لگی۔

"روٹھنے کی اتنی عادت ہے ناں تمہیں، لگتا ہے پچھلے جنم میں تم کوئی ساون کی بدلی رہی ہو۔ تھوڑی دیر بعد برسنے کو تیار۔"

وہ بھی منہ پھٹ، ایسی مثال سے بچاری کا کلیجہ اور بھون گیا۔

"آپ سے بات کر کے ہی غلطی کی۔۔۔"

رملا نے صوفے سے اٹھنے کی کوشش کی، مگر عمار نے فوراً کلائی تھام لی۔

"کہیں نہیں جا رہی!"

اس کا لہجہ سخت تھا، مگر آنکھوں میں وہی نرم ضد جھلک رہی تھی۔

"عمار۔۔۔ چھوڑیں۔۔۔"

رملا نے آنکھوں میں نمی لیے کہا۔

"دس منٹ پورے ہو گئے۔۔ ایک کام کر اب تو جا شاباش۔۔۔ یہ نخرے کسی اور کو دیکھا۔ میں تیرا ملازم نہیں ویسے بھی"

رملا نے جواباً اس بے مروت کو دیکھا پھر دانت نکوس گئی۔

"آپ سے ہی اٹھواوں گی سنا آپ نے۔۔۔ جا رہی ہوں۔ آج آپکو بہت یاد آوں۔ اللہ کرے اتنی یاد آوں کے آپ سے سویا نہ جائے۔ بستر پر کروٹیں بدل کر بس میرا لمس ہی تلاشیں۔"

عمار نے اس کی بات پر ناگواری سے ناک سکیڑی۔

"جا جا بڑی آئی بد دعاوں کی رجسٹرار"

وہ کسی لڑاکو عورت سا اسے بھیجنے لگا، وہ بھی ضد کی پکی تھی، پیر پٹخ کر گئی جبکہ دل ہلکا کر گئی تو آج نیند بہت اچھی آنی تھی۔

لگ بھگ آدھا گھنٹہ بمشکل گزرا تھا۔

"اللہ کرے اتنی یاد آوں کہ آپ سے سو یا نہ جائے۔۔۔"

اب کمرے میں مکمل خاموشی تھی بس اس چڑیل کی بد دعا گونج رہی تھی۔

چند لمحے بعد، عمار بیڈ پر لیٹا... ہاتھ تکیے کے نیچے، آنکھیں چھت پر...اور دماغ میں صرف رملا کسی عفریت کی مانند ناچ رہی تھی۔

عمار نے کروٹ بدلی، تکیہ زور سے پیٹا۔ پھر موبائل اٹھایا، کچھ لمحے دیکھا، اور پھر واپس پٹخ دیا۔

"یہ کیا جادو کر کے گئی ہے کمبخت..."

عمار نے جھنجھلا کر سر تکیے میں دے مارا۔

"میں کیوں سوچ رہا ہوں اسے"

پھر ایک اور کروٹ بدلی... کمبل اوڑھا... پھر نکالا۔

"ہاں ہاں، نہیں آ رہی یاد، بالکل نہیں آ رہی!"

خود کو یقین دلانے والے لہجے میں باقاعدہ چیخا۔

"وہ جو بالوں میں انگلیاں پھیر رہی تھی، وہ لمحہ ذرا سچا سا تھا..."

مگر اگلے ہی پل زیرِ لب بڑبڑایا، آخرکار، دل ہار بیٹھا۔

فون اٹھایا، باسل سے نمبر لیا کال ملائی۔

"ہیلو؟"

فون پار سے رملا کی اونگھتی آواز ابھری، محترمہ پہنچ کر بس دو تین منٹ پہلے ہی سونے لیٹی تھیں۔

"سنو... تم نے کیا پڑھا تھا جاتے وقت؟ اللہ کرے نیند نہ آئے؟"

وہ جنجھلا کر بڑبڑایا۔

"ہوں؟ اوہ... تو آئی نہیں؟"

رملا کی ہنسی دبی دبی آواز میں ابھری۔

"ہاں! اور اب تو آ بھی نہیں سکتی، دل تیرے لمس کو واقعی ڈھونڈ رہا ہے
پچھل پیری۔

لعنت ہے تجھ پہ، مجھ پہ، اور ان دس منٹوں پر بھی!"

وہ شدید بے بسی سے بولا۔

"تو اب؟"

وہ ہنس کر نیند جھٹک گئی۔

"اب۔۔۔ نیند واپس دے میری ورنہ جان سے مار دوں گا"

طیش بھرا جنون لیے وہ ہنکارا۔

"میں کوئی نیند کی گولی ہوں کیا شوہر جی"

وہ لمحہ بہ لمحہ محظوظ ہوئی۔

"دے دے رملو"

وہ دانت پیس گیا، رملا بیقرار سی اٹھ بیٹھی۔

"دعا ہے آپکی نیند واپس آجائے اور آپکو میری یاد نہ آئے۔اب خوش"

وہ تھوڑی فکر مند تھی۔

"وڈی آئی بنگالی بابا۔۔۔"

عمار نے منہ پر فون بند کیا تو رملا نے مسکرا کر کٹی کال دیکھی پھر جلدی سے میسج لکھنے لگی۔

"آئی مس یو ٹو۔۔۔گڈ نائیٹ"

ہارٹ ایموجی کے سنگ اس نے میسج بھیجا اور واپس لیٹی تو بیقرار سیاں نے فوری میسج کھولا لیکن جیسے اندر کا سارا محشر لمحے میں شانت ہوا۔

اس نے مسکرا کر رملا کے میسج کو ہارٹ دیا۔

وہ پگلی اسی پر نہال ہوئی کہ اس کھڑوس نے دل دیا، اپنا نہ سہی ایموجی ہی سہی لیکن باخدا اعمار کی آنکھوں میں اس کے بعد جو میٹھی نیند اتری، وہ کسی کی دعا کا اثر ہی تھی۔

..________________________..

رمیز کو واپس ملائشیا کی حکومت کو ارسال کیا جا رہا تھا جبکہ وہ باسل پر دھوکہ دینے کے سبب چلا رہا تھا، باسل مزے سے اپنی باس چئیر پر بیٹھا اسکی دھاڑ سن رہا تھا۔

"تو نے کہا تھا کمینے کہ اجمل پاشا کے ٹھکانے کا بتانے پر تو میری سزا معاف کروائے گا، دیکھ ایسا مت کر باسل۔۔۔ میری ساری زندگی تباہ ہو جائے

گی۔ میرا کیریئر۔ میں بابا جیسا نہیں ہوں۔ تو اچھے سے جانتا ہے۔۔۔ میں نے بس انکی زرا سی مدد کی۔"

اس وقت جین اور ماہر نے اسکے ہاتھ باندھ رکھے تھے اور رمیز کو لے جا رہے تھے جب وہ حلق کے بل دھاڑتا باسل کو دیکھتے چینخ و پکار کرنے لگا، جسکے سبب باسل اپنا کام چھوڑے اٹھ کر ہانپتے ہوئے رمیز تک پہنچا جسکی آنکھوں میں رحم طلبی تھی۔

"ٹھیک ہے ایک کام کرتے ہیں۔ تو نے جسکی بیوی کی پکچرز بنوائی۔ یہ فیصلہ اسی پر چھوڑتے ہیں"

باسل نے نہایت پرسکون ہوئے میز کی سطح پر رکھا اپنا فون اٹھایا، رمیز کی حالت دیکھنے لائق تھی، جیسے سانس اسکا ہوا میں اٹک گیا ہو۔

"ک۔۔ کیا۔ بیوی۔ وہ تو کسی کی بیوی نہیں تھی"

رمیز اسے کال ملاتا دیکھتے خشک سانسوں سمیت ہکلایا، باسل کے آدھے خوبصورت چہرے میں کمینگی بھری مسکراہٹ گھلی۔

"جس نے تجھے مانجھا تھا۔ اسی کی بیوی ہے رملا۔"

باسل نے ڈرے سہمے رمیز پر بمب پھوڑا، جس نے اب کی بار اسکا گلا بھی خشک کیا۔

بیل جا رہی تھی، وہ جو بمشکل ابھی کچھ دیر پہلے سویا تھا، کان کے نیچے دبے فون کے بجنے پر بری طرح بے آرام ہوا، کمینے یار کی کال نہ ہوتی تو فون دیوار پر مار دیتا پر چاروناچار اسے کال اٹھانی ہی پڑی۔

"ہاں بول۔ چین نہ لینے دینا تو"

تپے جناب کی جواب طلبی پر مسکرانا بعد میں رکھے باسل مدعے پر آیا۔

"یہ رمیز۔۔۔ کہہ رہا ہے رحم کیا جائے۔باپ کی لوکیشن بتادی ہے تو اصولا اب اسکی ملائشئن سزا معاف ہو جانی چاہیے۔۔ فیصلہ تیرا ہے۔ کیا ہونا چاہیے"

باسل نے سیدھا سبھاو دریافت کیا جبکہ عمار نے لمحہ بھر کن پٹی سہلائی پھر جیسے دل میں اٹھتے دھوئیں پر قابو پایا، چہرہ عجیب سے تناو سے اٹ گیا۔

"اس خبیث کو تا عمر قید ہونی چاہیے باسل۔یہ تیری ذمہ داری ہے۔دوبارہ اسکا نام اور اسکی شکل میرے سامنے نہ آئے۔"

باسل نے توقع سے بڑھ کر عمار کے لہجے میں رمیز کے لیے حقارت پائی تو اشارے سے جین کو اس کمینے کو لے جانے کا کہا، وہ چینختا رہا، چلاتا رہا مگر باسل یا اسکے آدمیوں نے رمیز پاشا پر کوئی رحم نہ کیا۔

"ڈن ہو گیا۔وہ آئی تھی آج؟"

باسل نے واپس بیورو سے آفس کا رخ کیا، کوبرا اور مزید کچھ لوگوں کی باسل نے ٹرانسفر کروادی کیونکہ اب اسے ایسے لوگ چاہیے تھے جو اسکے وفادار کے ساتھ رازدار بھی ہوں۔

عمار نے تکیے پرے کیے اور اٹھ بیٹھا۔

"ہاں آئی تھی۔مجھے تھوڑا سا چڑا کے لے گئی ڈکیت کہیں کی۔تجھے اللہ پوچھے باسل جو اسے پک اینڈ ڈراپ سروس دلوا رہا ہے ناں مجھے ٹارچر کرنے کو، اس پر"

بے دلی سے شرٹ کی سلوٹیں جھاڑتے وہ بیڈ سے اٹھ کر کمرے سے نکلا، تبھی باسل کے خاص ایک اور خبری نے اندر آنے کی اجازت طلب کی، باسل نے اسے اشارے سے کچھ دیر انتظار کا کہا اور رولنگ چیئر سنبھالی۔

"ٹارچر۔۔۔اگر واقعی ایسا ہے تو کل سے نہیں آئے گی وہ پکا"

باسل نے تو عمار کا سینہ مزید سلگایا، بس نہ چلا اس چالو چیز کا جا کر گلا دبائے۔

"تو بھی ٹارچر دے گا مجھے۔؟"

وہ باہر کی طرف لاونج ایریا میں آیا اور خود کو کاوچ پر لڑکھا دیا، سامنے لیپ ٹاپ سکرین آن تھی جس پر کچھ نیو انفارمیشن اپڈیٹ تھی، پولیس کے لوگوں میں کچھ عمار کے کنکشن تھے، خاص کر وہ آج انسپکٹر خان کی گاڑی پر جو جی پی ایس ٹریکر لگا کر آیا تھا اس سے انکی لوکیشن ٹریس ہو رہی تھی جبکہ بیک آپ ٹیم بھی پیچھے تھی۔

"تو بتا کیا کروں تیرے لیے عمار؟ وہ معصوم سی ہے۔ تیرا کیا چرا سکتی ہے یار"

باسل نے جیسے بے بسی کی کیفیت محسوس کی۔

"تیری بلورانی کے لوگ کچھ دیر تک اجمل پاشا کو دبوچ لیں گے۔ یہ جب سے اجر آئی ہے۔ محکمہ کافی تیز نہیں ہو گیا اسکا؟"

وہ ساری تلخی بھولے ان لوگوں کی کاروائی اور سپیڈ پر امپریس ہوا۔

"اجر ہی کنگ کو پکڑے گی۔ تو دیکھنا۔ اپنے بابا اور بھائی کو اخیر مجبور کر کے گھٹنے ٹکانے والوں سے وہی حساب لے گی۔ تو ملا اس سے؟ کیسی لگی تجھے اے ایس پی اجر سیال؟ تیری چھٹانک بھر کی لاڈلی دیکھا کیسی لمبی تر نگی ہو گئی ہے اور نڈر بھی"

باسل کے لہجے میں صرف رشک تھا، اور یہ رشک وہ آدمی کر رہا تھا جو خود اجر سیال سے دگنی بڑی پوسٹ پر تھا۔

جبکہ وہ ملاقات یاد کر کے عمار نے اک سکون کی سانس لی۔

"ہاں مجھے حیران کر دیا اس نے، وہ میرے اور بابا کے ساتھ ہم سبکا رشک بن رہی ہے۔ مجھے اس پر بہت فخر ہے۔ میں پلمبر بن کر مما کو بھی دیکھ کر آیا ہوں، کتنا بدل گئی ہیں۔ اداس تھیں، اور انکی آنکھیں میری آنکھوں سے باتیں کرنا چاہتی تھیں جیسے، دل نے کشش محسوس کی تھی۔ بارس کو بھی دیکھا۔ میرا دن مدت بعد خوبصورت رہا باسل۔"

وہ کاوچ سے ٹیک لگائے بے حد خوشی اور غم کی ملی جلی کیفیت میں تھا، خوشی اس بات کی کہ اس نے اپنوں کو دیکھا اور غم کہ دیکھ کر بھی وہ انکے گلے نہیں لگ سکا۔

"میری دعا ہے تیرا ہر دن کیا، ہر لمحہ خوبصورت ہو۔ رملا کے بارے ہم مل کر ڈسکس کریں گے۔ فی الحال سٹریس مت لے۔۔ کچھ کھانا ہے تو آرڈر کر دوں؟ کیا کھائے گا ڈنر میں"

باسل نے اسے نرمی سے پرسکون کیا جبکہ بھوک تو عمار کو بھی محسوس ہو رہی تھی۔

"یار پائے کھانے کا دل کر رہا ہے شدت سے"

اف یہ یار سے نخرے اٹھوانا تو پھر یاری کا پہلا تقاضا ہے، باسل مسکرایا۔

"ٹھیک ہے۔۔ ساتھ روغنی نان یا گارلک بریڈ؟"

باسل نے فورا مزید تفصیل پوچھی۔

"روغنی نان۔۔ لیکن بس دو۔ زیادہ ہوئے تو زیادہ کھا جاوں گا اور ایک سرونگ بھیج بس۔ اور کسی جیم میں بھرتی کروا مجھے ورنہ کوئی بھی لوہے کی چیز اٹھا کر تیرے گھر کو پیٹنے لگوں گا۔ مجھے اپنا فگر بہت پیارا ہے، زرا لوز ہونے نہیں دے سکتا۔"

جناب کے احکامات کی لمبی لسٹ تھی اور یہ جتنی لمبی ہوتی، باسل کے لیے راحت انگیز تھا عمار کے نخرے اٹھوانا۔

"تیرے سانڈ اور سریے جیسے وجود کے باوجود تجھے جیم بھرتی کرواوں۔۔ تاکہ جیم والے تیری بنی بنائی باڈی اور مسلز دیکھ کر کمپلکس میں پڑ جائیں اور الٹا تجھ پر کیس کر دیں سٹیرو ئڈز پینے کے الزام میں"

باسل نے بھی جوابا اپنی رپوٹیشن کی فکر کی۔

"اللہ نے ایسا حسن دیا ہی نہیں بیٹا جس میں کوئی دنیاوی ملاوٹ ہو سکے۔ جو کہا ہے وہ کر"

وہ جوابا مغرور ہوا، بھئی بنتا تھا اسکی وجاہت و مضبوطی پر یہ اعتماد۔ باسل ہنسا اور جناب کا حکم بجالایا۔

"ٹھیک ہے میں بھیجواتا ہوں تیری خوراک۔۔"

باسل نے شرارت سے کہہ کر رابطہ توڑ دیا جبکہ خوراک والی شرارت پر عمار اسے کچھ سنا بھی نہ سکا تبھی دانت پیسے فون سکرین دیکھنے لگا۔

باسل نے پہلے عمار کے لیے سپیشل آرڈر دیا اسکے بعد اپنے آدمی کو اندر آنے کی اجازت دی۔

"سر۔ آپ نے کوبرا کے فون میں ٹریکر لگانے کا کہا تھا، میں نے لگا دیا تھا۔ وہ کچھ مشکوک جگہوں پر جاتا دکھائی دیا ہے۔ چیک کریں"

اپنے ہاتھ میں پکڑا ٹیب اس نے باسل کی جانب بڑھایا جس نے فوراً سے اسے تھاما۔

باسل کی نگاہیں ٹریکر کی کچھ ایسی جگہوں پر گردش کر رہی تھیں جہاں کوبرا کا تو کوئی کام نہ تھا۔

"اس پر نظر رکھو۔ جہاں جہاں جس لوکیشن پر اسکا سٹے لانگ ہے انھیں مارک کر کے سرچ ٹیم کو روانہ کرو۔"

باسل کی بریفنگ پر اس آدمی نے فوری سر ہلایا جبکہ باسل نے کچھ اپنے لوگ بھی انسپکٹر خان کی ٹیم کے ساتھ روانہ کیے تھے، باسل انہی معاملات کو دیکھ رہا تھا جب جنرل عامر نے ڈور پر دستک دی، وہ فوراً مودب ہوا۔

"سر"

وہ ایک فائیل لیے ٹھیک باسل کے قریب جا رکے۔

"یہ آتشم کے خلاف ثبوتوں کی لسٹ ہے۔اسے اپنے پاس سنبھالو"

فائیل لیتے باسل کی جبین پر شکنیں تھیں۔

"پر ہم نے تو اسکا ساتھ دینا تھا اب جنرل،"

باسل کے سوال پر جنرل نے خفیف سی افسردگی سے نظریں چراتے سر جھٹکا۔

"کنگ نے میرے اوپر کے حکمرانوں پر بہت پریشر ڈالا ہوا ہے۔اور میں جنکا ماتحت ہوں، انھیں کنگ ہی پالتا ہے باسل۔اس لیے ہمیں مجبوراً آتشم کو روکنا ہوگا اس سے پہلے وہ کنگ تک پہنچے۔ہم مجبور کر دیے گئے ہیں۔میری فیملی کو لے کر دھمکایا جارہا ہے"

جنرل عامر کی آنکھوں میں تکلیف تھی جبکہ ویسی ہی تکلیف باسل کو اپنے دل میں جذب ہوتی محسوس ہوئی۔

"اگر آپکی فیملی کو محفوظ جگہ منتقل کروا دوں تو؟"

باسل نے وہ فائیل میز پر رکھتے جنرل عامر کی آنکھوں میں دیکھا، خفیف سی رضامندی کی لہر تو جاگی مگر اگلے ہی پل آنکھوں میں مدفون ہو گئی۔

"انکے ہاتھ بہت لمبے ہیں باسل"

جنرل عامر کے الفاظ میں خوف و ہراس تھا۔

"آتشم کے ہاتھوں سے زیادہ لمبے نہیں ہو سکتے۔ مجھے ایک موقع دیں۔ میں اگر نہ کر پایا تو پھر آپکا آرڈر تسلیم کروں گا۔ یہ میں اور آپ اچھے سے جانتے ہیں کہ وہ ہم جیسا ایماندار ہے بس اسکا ورژن وحشی ہے۔ اسے ختم کر کے کیا ساری عمر ہم آئینے میں اپنی شکل دیکھ سکیں گے؟ کیا یہ گلٹ کہ ایک معصوم اور سچا سپاہی ہم نے صرف اپنے بچاو کے لیے ختم کر دیا، کبھی ہمیں سر اٹھانے دے گا؟ وہ سکھ کس کام کے جنرل جب ہمارا دل ہی پچھتاوے اور احساس جرم میں مبتلا ہو؟"

باسل نے انکی روح جنجھوڑ دی تھی، انکے پتھر ہوتے دل میں جیسے پھر سے درد پھوٹا اور آنکھوں تک ویرانگی اتری۔

"ہمم۔۔لے لو موقع لیکن جو کرنا ہے جلدی کرو۔ سویڈن کی یونی میں میرا بیٹا پڑھ رہا ہے، ان لوگوں کی اس پر بھی نظر ہے باسل۔ اور مجھے اس عمر میں جوان اولاد کا دکھ نہیں دیکھنا"

باسل نے حوصلہ دینے کے انداز میں جنرل عامر کو دیکھتے انکے کندھوں کو تھاما۔

"ایسا کچھ نہیں ہونے دوں گا۔ بھروسہ کریں مجھ پر جنرل۔۔۔یہ لڑائی بس ختم ہونے والی ہے۔چند دن مزید"

وہ اداس و پریشان تھے پر انھیں باسل پر پورا بھروسہ بھی تھا،یقین تھا کہ انکے ڈیپارٹمنٹ میں ابھی باسل ماہیل موجود ہے۔

وہ گئے تو باسل نے اس فائیل کو اٹھا کر اپنے اسی آفس کے سیو میں رکھا اور سیو پر ایک سیکورٹی کوڈ لگایا، اگر کوئی تین بار یہاں غلط کوڈ پٹ کرتا تو وہ سیو یا تجوری بلاسٹ ہو جاتی۔

جبکہ باسل اسکے فوری بعد اپنے آفس سے نکل چکا تھا۔

..________________________________..

گھڑی کی سوئیاں لگ بھگ گیارہ بجے کا وقت دیکھا رہی تھیں۔ رملا بیڈ پر لیٹی تھی، مگر نیند کا کوئی پتہ نہ تھا۔ کمرے میں خاموشی تھی، لیکن اس کے ذہن میں ایک ہی نام گونج رہا تھا—عمار۔۔۔

پلکوں سے نیند رخصت ہو چکی تھی، اور وہ کروٹ پر لیٹے، نظروں سے چھت کو گھورتی، بس اسی لمحے کو بار بار یاد کر رہی تھی...جب عمار نے بغیر کچھ کہے، اسے اپنے پاس کھینچ کر اپنی گود میں سر رکھنے دیا تھا۔

”ان کا ہاتھ میرے بالوں میں تھا، جیسے میں چھوٹی بچی ہوں، جیسے وہ میرا سب کچھ ہوں“

وہ خود سے سرگوشی میں کہہ کر ہولے سے مسکرائی، لیکن اگلے لمحے وہ مسکراہٹ لرز گئی، آنکھیں بھیگنے لگیں۔

”پر وہ ایسا کیوں کر گئے؟ کیوں اتنی نرمی؟ کہیں انھیں بھی... نہیں نہیں! وہ تو مجھے سنجیدہ لیتے ہی نہیں۔۔۔“

اس نے تکیے کو گود میں لیا اور اپنے چہرے سے لگایا، پھر سرد سانس لی۔

”پر عمار... میں تو اب آپکے لمس سے باہر ہی نہیں نکل پا رہی... آپ نے میری لرزتی سانسوں کو اپنے لمس سے تھاما ہے، میری ضدوں کو بھی خاموشی سے سنبھالا ہے۔ ایسا تو آج تک میرے ماں باپ نے بھی نہیں کیا میرے لیے“

وہ مضطرب سی اٹھ کر بیٹھ گئی، تکیے کو گلے لگائے، چہرہ اس میں چھپا لیا۔

”عمار، آپ نے شاید یونہی مجھے تھام لیا ہو... پر میں تو وہاں، اسی لمحے کہیں ٹھہر گئی۔۔۔ آپکی گود میں، آپکی دھڑکن کے پاس۔۔۔"

کمرے میں کوئی آواز نہ تھی، صرف رملا کے دل کی دھڑکن تھی، جواب صرف عمار کے نام سے جڑ گئی تھی۔

اس نے دھیرے سے اپنا فون اٹھایا، عمار کا نام اسکرین پر دیکھا، وہ اسکا نمبر "جان" سے سیو کر چکی تھی، انگوٹھا کال والے آئیکن پر جا کر رُک گیا...

”نہیں... ابھی نہیں۔۔۔ پر اب میں آپ سے دور بھی نہیں جا پاؤں گی۔"

وہ خود سے اعتراف کرتی، چپ چاپ واپس لیٹ گئی، جسم سے جیسے سرد لہریں اٹھیں۔

”آپ نے مجھے اپنی گود دی، عمار... لیکن آپکو خبر نہیں کہ میں تو وہاں اپنا دل رکھ آئی ہوں۔۔۔ اب وہ دل آپکا ہے۔۔۔ بس آپکا"

اس لمحے، رات کی تنہائی میں رملا پہلی بار دل سے ڈری... کہ کہیں وہ عمار سے، واقعی پیار نہ کر بیٹھی ہو، وہ پھر سے ٹوٹی نیند جو عمار کی بیقراری کی نظر ہوئی، جوڑنے کی کوشش کرنے لگی۔

وہیں دوسری طرف کمرے کی ہلکی مدھم روشنی میں بارس بیڈ پر نیم دراز تھا، ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھے اور دوسرے سے موبائل سکرول کرتا۔ چہرے پر تھکاوٹ کم اور شرارت زیادہ نمایاں تھی۔ باہر سے کسی کے قدموں کی چاپ آرہی تھی، وہ بنا نظریں اٹھائے ہی جان گیا۔

"آگئی میری نرسِ خاص۔"

حرا دروازہ پُش کر کے اندر داخل ہوئی تو ہاتھ میں چاکلیٹس کا چھوٹا سا گفٹ باکس تھا۔

"نرس نہیں ہوں میں، بیوی ہوں۔۔۔"

وہ نخوت سے بولی۔

"اور تمہارے لیے یہ لائی ہوں، دل خوش ہو جائے گا، شاید زخم بھی بھول جاؤ۔"

بارس نے فون سائیڈ پر رکھا اور سیدھا ہو کر بیٹھا۔ نظریں حرا کے خوبصورت چہرے پر جمی رہیں، جیسے وہ چاکلیٹ نہیں بلکہ اسی کو کھانے کا سوچ رہا ہو۔

"تم لائی ہو، تو پھر یہ چاکلیٹ میری زبان پر نہیں، تمہارے ہاتھوں پر لگنی چاہیے۔"

حرا اس کے فلرٹی انداز پر مسکرا دی۔

"حد ہے بارس، تم کبھی سنجیدہ نہیں ہوتے۔"

وہ مسکراتی پہلو کے آس پاس آ رکی اور وہ بیقرار کے بس یہ باہوں میں سما جائے۔

"سنجیدہ ہو بھی جاؤں تو تم ہینڈل نہیں کر پاؤ گی۔"

وہ شرارتی نظروں سے بولا تو وہ اسکی نظروں میں سر تا پیر خود کو فوکسڈ محسوس کیے بیٹھنے کی جگہ دیکھنے لگی، حرا اسکے سامنے ہی بیڈ کے کنارے آ بیٹھی، اس کے زخم کی طرف دیکھ کر سانس کھینچی۔ ویسے تو وہ شرٹ پہنے ہوئے تھا پر وہ جگہ حرا یونہی دیکھ رہی تھی جیسے زخم ہو۔

"ابھی بھی درد ہے؟"

بارس نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا، نرمی سے انگلیوں کو سہلاتے ہوئے اسکا اداس سوال سنا۔

"جب تم ساتھ ہو، کچھ بھی محسوس نہیں ہوتا۔ درد بھی شرما کے پیچھے ہٹ جاتا ہے۔"

حرا کی پلکیں جھک گئیں، دھڑکن ہلکی سی تیز ہوئی۔ اس نے چاکلیٹ اس کی گود میں رکھ دی۔

"کھاؤ... اور بہانے مت بناؤ مجھے تنگ کرنے کے۔"

وہ شرمانے کے ساتھ ڈانٹ بھی گئی۔

"نہیں، کھلاؤ..."

بارس نے ضدی لہجے میں کہا۔

"جب تک تم خود ہاتھ سے نہیں کھلاؤ گی، مجھے شفا نہیں ملے گی۔"

حرا نے ایک چاکلیٹ کھول کر اس کے لبوں کے قریب کی، لیکن جیسے ہی بارس نے منہ کھولا، وہ جھٹ سے ہاتھ پیچھے کھینچ گئی۔

"پہلے وعدہ کرو کہ آرام کرو گے، زخم پر دھیان دو گے، اور۔۔۔ مجھے ہر وقت تنگ نہیں کرو گے۔"

وہ شرط بتائے گھوری۔

"تین میں سے دو مان گیا۔۔۔"

بارس نے چاکلیٹ لیتے منہ میں ڈالتے چبا کر کہا۔

"پر آخری والی شرط بہت ظالمانہ ہے۔ تمہیں تنگ کرنا تو میرے شوہر ہونے کا حق ہے!"

وہ ہنسی، اس کے کندھے سے سر ٹکا لیا۔

"بارس، تم کبھی ٹھیک سے سنجیدہ ہو بھی جاؤ ناں تو شاید مجھے خود کو چٹکی کاٹنی پڑے کہ خواب تو نہیں دیکھ رہی۔"

بارس نے اس کی انگلیوں کو اپنے لبوں سے چھوا۔ "تم ہو، تو خواب بھی حقیقت لگتا ہے۔"

اور یوں دونوں کی موجودگی میں کمرہ، چاکلیٹ کی مٹھاس اور لفظوں کی شرارت سے مہکنے لگا۔

بارس نے چاکلیٹ کا آخری ٹکڑا لبوں سے لگاتے ہوئے حرا کا ہاتھ تھاما، نرمی سے انگلیوں کو سہلاتے ہوئے اسے دیکھنے لگا۔

"آج رات... یہیں رک جاؤ ناں میرے پاس..."

اس کی آواز میں کوئی دباؤ نہیں تھا، بس ایک چاہت تھی... جو ساری تھکن اور تکلیف کے بعد صرف اپنے پیار کو پاس چاہتی ہے۔

حرا ٹھٹک گئی، اس کی نظریں بارس کے چہرے سے ہٹ کر نیچے جھک گئیں۔

"بارس۔۔۔"

وہ ہولے سے بولی۔

"ایسا مت کہو، پلیز۔۔۔"

بارس نے نرمی سے اس کا ہاتھ اور مضبوطی سے تھاما۔

"کیوں؟ میں تمہارا شوہر ہوں حرا... اور تمہیں صرف اپنے قریب چاہتا ہوں۔ بس اتنا کہ نیند تمہاری خوشبو میں آئے۔"

حرا نے ہاتھ چھڑانے کی کوشش کی، مگر اس کی انگلیاں بارس کے لمس سے کانپ گئیں۔

"مجھے... ڈر لگتا ہے بارس،"

وہ بمشکل بولی۔

"خود سے، تم سے نہیں... بس... ابھی میں تیار نہیں ہوں۔"

بارس اسکی شرم پر خاموش ہو گیا۔ اس کی آنکھوں میں لمحہ بھر کو مایوسی اتری، لیکن پھر وہ مسکرا دیا۔

"اچھا... تیار نہ سہی، پر یہ مت بھولو کہ میں تمہارا ہوں... اور تم میری۔"

حرا نے اس کی آنکھوں میں دیکھا... وہاں کوئی زبردستی، کوئی ضد نہیں تھی... بس انتظار تھا... ایک خالص، خاموش، دل کو چھو جانے والا انتظار۔

"بارس، تم بہت اچھے ہو..."

وہ دھیرے سے بولی۔

"بس وقت چاہیے مجھے۔۔۔"

بارس نے آہستگی سے اس کے ہاتھ پر پیار دیا جب وہ اس سے بولی۔

"جتنا چاہو، لے لو... پر وعدہ کرو، کبھی دور نہیں جاؤ گی۔"

حرا کی پلکوں پر نمی لرزنے لگی۔

اس نے دھیرے سے سر ہلایا۔

"نہیں جاؤں گی... بس ابھی۔۔۔ میرے دل میں بھی بہت کچھ ہے، جسے سمجھنے میں مجھے تھوڑا وقت چاہیے۔۔۔"

بارس نے آنکھیں بند کر کے گہری سانس لی،

"پھر آج... بس تھوڑی دیر میرے پاس بیٹھ جاؤ۔ جب تک نیند آ جائے۔۔۔ تب تک۔۔"

حرا خاموشی سے اٹھ کر اسکے پہلو میں بیٹھ گئی،

اور بارس نے آنکھیں بند کر کے اس کے وجود کو محسوس کیا... جیسے وہ لمس نہیں، دُعا بن کر اس کے زخموں پر بیٹھ گئی ہو۔

انکی یہ قربت جذبات کا وہ نرم سا گوشہ ہے جہاں جسموں کے فاصلوں سے زیادہ دلوں کی قربت اہم ہو جاتی ہے۔

..____________________________..

اسلام آباد پولیس ہیڈ کوارٹر کی سب سے اونچی منزل پر، روشنی مدھم تھی۔ ایک بڑی LED اسکرین پر پہاڑی علاقہ نمایاں تھا، نیچے سر سبز جھاڑیاں، بیچ میں چٹانوں کے پیچھے چھپا وہی بنکر، جہاں اجمل پاشا پچھلے تین دنوں سے زیرِ زمین مقیم تھا۔

اجر سیال نے آفس کی کرسی سے جھک کر مائیک آن کیا، اسکی ایک آئی ٹی ٹیم اسکے ساتھ تھی۔

"انسپکٹر خان، ٹارگٹ ویریفائیڈ ہے۔ تمہیں تین منٹ میں پوزیشن لینی ہے۔ بائیں طرف کی دراڑ سے داخلی راستہ ممکن ہے۔ڈرون کے مطابق دو افراد باہر گارڈ کی پوزیشن پر مامور ہیں۔"

وہ اپنے لوگوں کے بتائی لوکیشن کو دیکھتی بریف کرتے بولی۔

"میم، پوزیشن لے رہے ہیں۔ ٹیم ایک دائیں کنارے کی اوٹ میں، ٹیم دو بائیں جانب۔"

انسپکٹر خان کی سانس پھڑک رہی تھی، مگر اس کی آواز میں کپکپی نہیں تھی۔

اجمل پاشا کسی وقت کا مافیا ڈان، اور اب سمگلنگ کے ایمپائر کا خاص آدمی، ریاست کے لیے ایک ناسور بن چکا تھا۔

"ڈسپیچ باسل ماہیل کی بیک اپ ٹیم۔ شمالی کنارے سے انٹری ہو گی۔ آتشم خود نہیں آرہا پر اس کے لوگ ساؤتھ ویسٹ سے کور دیں گے۔"

اجر نے اگلا حکم دیا۔

"کاپی، میم۔"

انسپکٹر خان نے ہینڈ سگنل سے ٹیم کو اشارہ کیا، اور خاموشی سے حرکت شروع ہو گئی۔

اندھیرے میں صرف جھاڑیوں کی سرسراہٹ تھی۔

پھر اچانک سے وہ چوکنے ہوئے۔

"شٹ!"

ایک گارڈ نے حرکت محسوس کی، مگر وہ سمجھ نہ پایا، جب تک اس کا کندھا چھلنی نہ ہو چکا تھا۔

پہلی جھڑپ شروع ہو چکی تھی۔

"میم! فائرنگ ہو چکی ہے، ہم اندر گھسنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ایک مسلح شخص پیچھے بنکر کی سیڑھیوں پر کھڑا ہے۔"

اجر نے اسکرین پر تیزی سے زوم کیا۔

"باسل کی ٹیم دو منٹ میں پہنچ رہی ہے۔ دائیں کنارے سے اندر گھسو۔ گرینیڈ نہیں پھینکنا، پاشا مجھے زندہ چاہیے۔"

وہ باقاعدہ با آواز بلند بولی۔

"جی میم!"

اندر، بنکر کی دیواروں سے ٹکرا کر گولیوں کی آواز گونج رہی تھی۔ اجمل پاشا اندرونی تہہ خانے میں تھا، آس پاس دو بھاری بندوقوں والے گارڈز بھی موجود تھے۔ خان کی ٹیم نے ایک فلش بم پھینکا۔

"بم!"

ایک لمحے کو اندھیرا اور روشنی کی شدید چمک نے سب کو دھوکا دیا، اور اسی میں انسپکٹر خان سیڑھیاں پھلانگتا نیچے پہنچ گیا۔ سامنے اجمل پاشا، پسینے میں شرابور، پسٹل اس کے ہاتھ میں تھی اور اس حملے پر وہ مخدوش حالت میں آ گیا تھا، اسکے درجنوں لوگ مارے جا چکے تھے۔

"پاس مت آنا کمینے! میں خود کو بھی مار دوں گا۔"

خان نے لمبی سانس لی، پسٹل کا رخ نیچے رکھا۔

"انسپکٹر خان! فوکس"

اجر کی آواز خان کے کانوں میں اتری جو اس وقت بیورو میں ہر چیز پر نظر رکھے ہوئے تھی۔

"تُو مرے گا تو مشکل ہو گی۔ ہم تجھے زندہ لے جائیں گے، تاکہ تیرے ہر گناہ کا حساب تیرے سامنے رکھا جا سکے۔"

پاشا نے جیسے ہی فائر کا ارادہ کیا، پیچھے سے ایک جوان نے اس کی کلائی میں شارٹ رینج ٹیسر مار دیا، زرررر کی آواز فضا میں گونجی۔

"آہ! لعنت ہو تجھ پر اجر سیال"

پاشا جھٹکے کھا کر نیچے گرا۔

"اجمل پاشا، تمہیں ریاستِ پاکستان کے خلاف سازش، اسلحہ سمگلنگ، اور قتل کی نیت سے گرفتاری کے تحت حراست میں لیا جاتا ہے۔"

خان آگے بڑھا، ہتھکڑی نکالی اور جھک کر کہا۔

اجر کے کانوں میں خان کی آواز آئی تو اس نے لمبی شکر بھری سانس لی۔

"Well done, Inspector Khan…

تم نے ثابت کر دیا، کہ بہادری بندوق سے نہیں، عزم سے نکلتی ہے۔"

باسل کی ٹیم نے باہر سے ایریا سیل کر لیا۔

آتشم کے لوگ گھنے درختوں کی اوٹ میں محفوظ کور بنائے کھڑے تھے۔

اور اجر سیال؟

اس نے چائے کی آخری چسکی لی، اور اسکرین آف کرتے ہوئے ہلکا سا مسکرائی۔

"آج قانون نے ایک اور فتح حاصل کی۔"

وہ باسل کو مشن مکمل ہونے کا سگنل بھیج چکی تھی جبکہ عمار تک سگنل خود ہی پہنچ گیا۔

کھانے کا مزہ اس جیت سے دوبالا ہوا، وہ کھانا کھاتے ہی جوش سے چلا اٹھا۔

"اب نہیں بچے گا تو کنگ، اب ہم دو شیر اور ایک شیرنی مل کر تجھ پر حملہ آور ہوں گے اور تیرے عروج کو دل دہلاتے زوال میں بدلیں گے"

عمار کی آنکھوں میں عزم اور جنون ہلکور اٹھا تھا۔

..______________________..

بیڈ پر مصطفی خاموشی سے گہری نیند سو رہا تھا۔ اس کے ننھے ہاتھ پھیل کر تکیے پر پڑے تھے، جیسے وہ کسی خواب میں آسمان چھو رہا ہو۔ میرال بیڈ کے کنارے بیٹھی اس کے بالوں میں انگلیاں پھیر رہی تھی، وہ اورحان کو سب بتا دے یہی فیصلہ کر رہی تھی۔

اورحان کمرے میں خاموشی سے ٹہلتا ہوا، آخر آکر کھڑکی کے پاس رک گیا، اسے چوکیدار سے میرال کے شام باہر جانے کا پتا چلا لیکن میرال نے خود نہیں بتایا یہی کشمکش اسے بے چین کیے ہوئے تھی۔ کیونکہ گھر بھی اگر وہ جاتی تھی تو بتا کر اور گھر کی گاڑی لے کر لیکن چوکیدار نے یہ بات اورحان کو اس لیے بتائی کہ میرال کیپ لے کر گئی تھی، وہ بھی فکر مند تھا۔

"آپ شام میں کہاں گئیں میرال؟"

اس نے آہستہ سے میرال کی جانب کھڑکی کی سمت کھڑے کھڑے رخ موڑا، اسکی آنکھیں کچھ کہنے سے پہلے ہی زخمی تھیں۔

میرال نے نظریں جھکالیں۔

"کسی سے ملنے"

اس کی بات مکمل بھی نہ ہوئی تھی کہ اورحان کی آنکھوں کا سکون جیسے ٹوٹ سا گیا، وہ چند لمحے اس کے چہرے کو گھورتا رہا اور پھر سختی سے لب بھینچ لیے۔

"تو یہ سچ ہے کہ آپ کیپ لے کر بنا مجھے بتائے شام کہیں گئیں۔یہ جانتے ہوئے کہ عثمان پاگل کتے کی طرح آپکی تاک میں ہے؟"

وہ اسکی اس درجہ لاپرواہی پر جیسے بگھڑ سا گیا، وہ مصطفی کے گرد تکیوں کا حصار بنائے آزردگی سے اورحان کی سمت دیکھنے لگی۔

"آج میں کیفے گئی تھی۔ عثمان سے ملنے۔"

اورحان کا وجود لمحہ بھر کو ساکت ہوا، اس نے آہستہ سے رخ مکمل میرال کی طرف پھیرا، نظریں ملائے بغیر دھیرے دھیرے قدم بیڈ سے دور لے گیا اور سیدھا کاوچ کی طرف بڑھ گیا۔

اسکے اندر جو ٹوٹ پھوٹ اس انکشاف نے کی اس کی تباہی سے وہ میرال کو اس لمحہ بچالینا چاہتا تھا۔

"آ۔۔ آپ ناراض ہیں؟"

میرال کی آواز میں ہلکی سی کپکپاہٹ تھی۔

اورحان نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے اپنی شرٹ کی آستین کھولی اور تھکے انداز میں اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرے۔

"آپ کو لگا کہ عثمان جیسا شخص آپ سے ملنے کے لائق ہے؟ اور مجھے بتانے کی ضرورت بھی محسوس نہ ہوئی؟"

اور حان کے نظریں اٹھائے کیے سرد سوال پر میرال اٹھ کر اس کے قریب چلی گئی۔

"میں نے سوچا کہ... یہ بس ایک بار کی ملاقات ہو گی۔ صرف اسے روکنے کے لیے۔ اسے بتانے کے لیے کہ وہ ہمیں توڑ نہیں سکتا۔ اس کی ہر سازش ناکام ہو گی یہ اسکی عقل میں بٹھانے۔ آپ کو اس لیے نہیں بتایا کہ میں خون خرابہ نہیں چاہتی مزید نہ آپکو کوئی تکلیف آتی ہوئی"

اور حان نے نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا،

آنکھوں میں وہی چپ سا طوفان تھا، جو اگر باہر آتا تو میرال آج پھر اور حان کا اک بھیانک روپ دیکھ بیٹھتی۔

اورحان کی آنکھوں میں سنگلاخ چٹان سی سختی تھی، چہرے کی رگیں کھینچ سی گئیں، جبڑوں اور کن پٹی میں تناؤ، وہ خوبرو آدمی اس وقت ضبط کی جیتی جاگتی شکل تھا جسے اگر خود پر اختیار نہ ہوتا تو جانے یہاں کیا قیامت برپا ہو چکی ہوتی۔

"اور اگر وہ کچھ کر دیتا آپ کو...؟ کیا آپ ایک لمحے کے لیے بھی سوچ سکیں گی وہ منظر؟"

میرال کی آنکھیں شرمندگی و تکلیف سے جھک گئیں جب اورحان کی آنکھوں میں ہر شے نیست و نابود کر دینے والا غصہ دیکھا۔

"میں نے خود کو کمزور نہیں سمجھا، اس لیے گئی۔ مگر شاید... یہ خود پر اندھا اعتماد بھی تھا۔"

اورحان نے پلکیں جھپکائیں، چہرہ بے حد سنجیدہ رہا، رگوں میں لہو تیر تا ہوا۔

"محبت کمزور نہیں کرتی... لیکن اگر اس میں شراکت ہو تو وہ تکلیف دیتی ہے۔ میں آپ کو عثمان کے قریب تصور بھی نہیں کر سکتا، اور آج آپ خود اس کے سامنے گئیں۔"

اور حان کی آواز آنکھوں سے زیادہ دردناک تھی۔

"آپ مجھے غلط مت سمجھیں..."

وہ سہم کر اسکے قدموں میں آبیٹھی، اسکے دونوں ہاتھوں کو تھامے تاسف سے اورحان کی جانب رحم طلب نظروں سے دیکھنے لگی۔

"میں نے نہیں سمجھا لیکن آج آپ نے مجھے اس کیفیت سے گزارا ہے میرال جو شک سے بدتر ہوتی ہے، بے خبری۔ اور یہ تکلیف دہ ہے۔ میں نے ایسی تکلیف آج سے پہلے محسوس نہیں کی۔ یہ دھوکے کی ایک قسم تھی۔ دور ہو جائیں مجھ سے۔ اسی وقت"

یہ کہہ کر وہ اسکے ہاتھوں کو آہستگی سے جھٹک گیا اور کرب کے سنگ سیدھا ہو کر صوفے پر لیٹ گیا، تکیہ پیچھے کیا، اور چہرہ بھی میرال سے موڑا۔

میرال غم سے بھری اٹھ کر کھڑی ہوئی، آنکھوں میں آنسو تھے، دل جیسے آندھیوں کی زد میں کسی نے جھونک دیا اور روح، کند چھری سے کٹ رہی تھی۔

مصطفی کی نیند بھری سانسوں کی آواز عقب سے آرہی تھی، پورے کمرے میں اب صرف خاموشی کا راج تھا لیکن ایک ایسی خاموشی جو شور مچا رہی تھی، میرال کو کاٹ رہی تھی۔

"میں نے غلطی کی ہے مگر آپکی فکر میں کی اور حان۔ کہ آپ اس پر غصہ نہ ہوں۔ ک۔۔ کچھ الٹا نہ کر دیں۔۔ مم۔ میرے اندر آپکی جذباتیت کا ڈر بیٹھا ہے کہیں۔ میں آپ پر آنچ بھی نہیں سہہ سکتی۔"

اسکی آواز میں خراشیں تھیں جب اس نے روٹھے اورحان کو منانے کی اک آخری کوشش کی۔

"آپ آرام کریں۔ صبح بات کریں گے۔ آج پہلی بار میں آپ سے ناراض ہوں، اتنا کہ شاید یہ رات میں خود سے بھی بات نہ کر سکوں۔ چلی جائیں ورنہ میں کمرے سے چلا جاوں گا"

اورحان نے پلٹ کر نہ دیکھا، بس سرد اور حتمی لہجے میں اتنا کہہ کر لفظوں کے گلے کاٹے اور شاید میرال کی آسان سانسوں کے تسلسل کا بھی۔

میرال نے آنکھیں نم کیں، اور بیڈ پر آکر مصطفی کے پہلو میں لیٹ گئی۔

کمرے میں اندھیرا سا چھا گیا، لیکن دلوں میں اتنی ناراضگی اور تکلیف کے باوجود روشنی ابھی باقی تھی کیونکہ کبھی کبھی خاموشی بھی محبت کے حق میں اچھی ہی ہوتی ہے، بشرطیکہ آنے والی صبح وہ سب کچھ کہہ جائے جو رات کہنے سے چوک جاتی ہے۔

..______________________..

اسلام آباد پولیس ہیڈ کوارٹر کے سویلنس بلاک میں ہلچل سی تھی، صبح کے چار بج رہے تھے۔ سارا عملہ چوکس تھا، دروازے بند، اندر صرف وہی لوگ تھے جن پر اجر کو بھروسا تھا۔

اجمل پاشا، گندے کپڑوں میں، ہتھکڑیوں میں جکڑا ہوا تھا، آنکھوں میں سرخ خون اُتر آیا تھا جیسے وہ کچھ دیکھ رہا ہو، مگر کچھ نہیں کہنا چاہتا تھا۔

انسپکٹر خان نے کرسی کھینچ کر اسے بٹھایا، اور پھر ایک طرف ہو کر خاموش کھڑا ہو گیا۔

تب دروازہ کھلا۔

اجر سیال سیاہ سول خلیے میں ہی، اپنے پورے رعب و دبدبے کے سنگ اندر آئی، چہرے پر اتنی سختی کہ لمحے میں منظر تک ٹھٹھر جائیں۔

"کیا تمہیں لگتا ہے، اجمل، تم خاموش رہ کر کنگ کو بچا سکتے ہو؟"

پاشا کے ہونٹوں پر ایک طنزیہ سی مسکراہٹ آئی۔

"تمہیں کیا لگتا ہے اجر سیال، ہم لوگ اپنے آقاؤں سے پیٹھ پھیرنے کے لیے بھرتی ہوتے ہیں؟ ہم مرتے وقت بھی اپنی زبان نہیں کھولتے۔"

اجر نے اس کی آنکھوں میں جھانکا، جہاں اک ان دیکھی آگ بھڑک رہی تھی لیکن اس آگ سے اسکی تپش کم تھی جو اس وقت اجر کے سینے میں جل رہی تھی۔

"مجھے معلوم ہے، تم جیسے وفادار مرتے مر جاتے ہیں، پر مالک کا نام زبان پر نہیں لاتے لیکن ہمیں تمہارے مالک کا نام پتا ہے۔ اسکے بارے مزید جاننے کی جستجو ہے۔ اسی لیے تمھیں زندہ پکڑا ہے، تمھارے جینے کا مطلب ہے... کنگ کا کمزور ہونا۔"

وہ اٹھی اور کمرے میں چہل قدمی کرنے لگی۔

پھر اس نے ایک فائل اٹھائی، اس کے سامنے پٹخی۔

"یہ دیکھو، وہ سب کچھ جو ہم نے تم پر جمع کیا ہے۔ لیکن ایک چیز ابھی باقی ہے... کنگ۔ اور ہمیں وہ چاہیے۔ اس سے میرے کچھ پرسنل حساب بھی ہیں"

اجر کے سوال پر پاشا نے نفی میں سر ہلایا۔

"تم لوگ کبھی اس تک نہیں پہنچو گے۔ وہ دھواں ہے، سایہ ہے۔ اُس کا کوئی چہرہ نہیں۔"

اجر نے قریب ہو کر اس کے جھکے سر کے قریب ہوتے اجمل کے مٹھی میں بال دبوچے جس پر وہ چہرہ اوپر ہونے کے سبب درد پر کراہا۔

"تو وہ دھواں ہمیں چاہیے، پاشا۔ تم اُس دھویں کی ایک چنگاری ہو۔ ایک غلط سانس، ایک کمزور دھڑکن... اور وہ چنگاری شعلہ بن جائے گی۔"

وہ حقارت سے اسکے بال جھٹک گئی۔

"آج رات تمہیں نیند نہیں آئے گی۔ کل صبح، ہم پھر بات کریں گے۔ اور تب تم سوچو گے کہ وفاداری کی قیمت کیا ہے۔"

وہ دروازے کی طرف بڑھی، مگر پھر غرور سے رُک کر بولی۔

"میری وفاداری مرنے تک ہے، اجر سیال۔"

پاشا نے پیچھے سے نخوت کے سنگ آواز دی۔

"پھر تمہاری موت، کنگ کی زندگی کی پہلی شکست ہو گی پاشا"

اجر نے دروازہ کھولتے ہوئے شر انگیزی سے کہا۔

"صبح تک اگر تم نہ بولے تو تم باسل ماہیل کے ڈیپارٹمنٹ جاوگے، اگر وہ بھی تم سے سچ اگلوانہ سکا جو ممکن نہیں تو آخری آپشن آتشم ہے۔ سنا ہے اسکے سامنے مردے بھی بولتے ہیں۔ چوائز تمہاری اپنی ہے اجمل پاشا"

وہ غرور سے کہتی ہوئی محظوظ سا مسکرائی اور دیکھتے ہی دیکھتے باہر نکل گئی۔

اندھیرا، مکمل خاموشی... صرف ایک دھیمی سی دھن بج رہی تھی، جیسے کسی قبر کی تہہ میں کوئی پُراسرار ساز بج رہا ہو۔

جبکہ وہیں کسی نامعلوم لوکیشن پر، زیرِزمین ایک ہائی ٹیک کمرہ تھا۔ بڑی اسکرینز، گارڈز، اور سامنے ایک سیاہ کرسی... جہاں کنگ بیٹھا تھا۔

اس کا چہرہ اب تک کبھی پوری طرح نہیں دیکھا گیا تھا۔ بس وہ سیاہ ماسک، وہ سرد سانسیں، اور نگاہوں کی وہ شدت جس سے فولاد بھی پگھل جائے۔

ایک آدمی، جس کا نام جوشی تھا، جلدی جلدی اندر آیا۔ پسینے سے شرابور۔

"سر... اجمل پاشا... وہ..."

خوف سے تھرتھراتی آواز میں بولا تو کنگ نے گردن نہیں موڑی، صرف ایک آنکھ دبا کر بھری ہوئی سانس لی۔

جو شی کا گلا خشک ہوا۔

"سر... پاشا پولیس کی حراست میں ہے۔ انسپکٹر خان اور اے ایس پی اجر سیال... نے اسے اسلام آباد کے پہاڑی بنکر سے زندہ پکڑ لیا۔"

جو شی کے انکشاف پر قبر سی خاموشی پھیلی۔

کنگ کے ارد گرد بیٹھے باقی تین آدمی ایک دوسرے کو دیکھنے لگے

پھر... ایک زور دار "ٹھاہ" کی آواز آئی۔

کنگ نے سامنے میز پر رکھا اپنا سیاہ گلاس پوری طاقت سے دیوار پر دے مارا۔

"اجر سیال..."

اس کے لبوں سے جیسے آگ نکلی ہو۔

"تم نے میری گردن چھو لی ہے... اب تم سے سانس لینے کا حق چھیننا ہو گا"

اس نے ایک بٹن دبایا۔

ایک خفیہ دروازہ کھلا، جس میں سے ایک لمبا، خاموش وجود باہر نکلا۔ وہ کنگ کی شطرنج کا پیس تھا، اسکا نام جموا تھا، اجمل پاشا کی طرح کنگ کا ایک اور خاص ہاتھ۔

"اسلام آباد پولیس ڈیپارٹمنٹ کے اندر تمہارے کتنے لوگ ہیں؟"

کنگ نے اس کی طرف دیکھا، جموا ہلکا سا مسکرایا۔

"کافی... اتنے کہ تم جس فائل کو چاہو، وہ اجر سیال کے آفس سے خود میرے ہاتھ میں آجائے۔"

جموا کو خود پر غرور تھا۔

"پاشا مرنے سے پہلے بولے گا۔ مجھے اس سے پہلے بولنا ہے۔"

کنگ نے نرمی سے کہا، جیسے موت کا حکم بھی آہستہ دیا جا رہا ہو۔

"میں جلد اندر داخل ہو جاؤں گا"

جموا نے فاتحانہ چمک لے کر کہا۔

کنگ نے خاموش ہو کر اپنی کرسی پیچھے کی۔

"شروع کرو۔ وہ عورت میرے پاشا تک پہنچ گئی ہے تو اسے بتا دو، جو اندھیرے کو چیرتی ہے، وہ روشنی نہیں، موت ہوتی ہے۔ اسے ختم کرو اور پاشا کو لے کر آو۔"

کنگ کی آواز میں بے رحمی تھی جبکہ جموا نے اقرار میں سر خم کر دیا۔

..________________________..

صبح کے چھ بج چکے تھے، پولیس ہیڈ کوارٹر کی نیچے والی منزل پر موجود خفیہ حراستی مرکز میں اجمل پاشا کو بند کیا گیا تھا۔ اس کے چہرے پر الجھن، بے چینی اور اضطراب تھا، کنگ نے اسے کبھی پولیس کے ہتھے چڑھنے کی تربیت نہیں دی تھی... صرف مرنے کی۔ دوسری طرف، اجر سیال اپنے آفس میں

کھڑکی کے پاس کھڑی شہر کی تاریک سڑکوں کو دیکھ رہی تھی۔ باسل کا نمبر کافی دیر سے بند تھا نہ ہی آتشم نے کوئی رابطہ کیا۔

دل میں بار بار کچھ گھبراہٹ سی ہو رہی تھی، جیسے ہوا ابھی کوئی راز چھپائے پھر رہی ہو۔

"کیا کنگ پاشا کو بچانے آئے گا؟ یا مجھے مارنے؟"

اس کے ذہن میں خیال ابھرے۔ لیکن وہ نہیں جانتی تھی... کسی اور نے یہ سب پہلے سے جان لیا تھا۔

باسل اور عمار دونوں ہرگز خاموش نہ تھے۔

کسی اور جگہ، شاید بہت دور نہیں... ایک گہرا بلیک SUV پولیس ہیڈکوارٹر کے پیچھے والی طرف رکا۔

اسکا دروازہ کھلا، اور ایک لمبا، سیاہ کپڑوں میں لپٹا وجود نیچے اترا۔

سیاہ آنکھیں، مسکراہٹ میں خون کا وعدہ، وہ جمو اتھا۔

"کنگ نے کہا ہے... اجمل پاشا کو نکالوں اور اجر کو مار دوں۔ اور میں کنگ کی بات رد نہیں کرتا۔"

اس نے جیب سے ایک فولڈنگ چھری نکالی، اس پر خالص سنہرے رنگ کا کوڈ کندہ تھا۔

"یہ بس اجر کی گردن پر ہونی چاہیے... اگلے چوبیس گھنٹوں میں۔"

کسی نے سیدھا سیدھا معاملہ سمیٹنے کی ہامی بھری جبکہ اسی لمحے، کہیں دور ایک جدید، ہائی ٹیک مانیٹرنگ روم میں، باسل ماہیل دو اسکرینز پر نظریں جمائے بیٹھا تھا۔

ایک پر پولیس ہیڈ کوارٹر کا لائیو سیکورٹی فیڈ، اور دوسرے پر جمو اکا دھندلا مگر آئڈنٹیفائیڈ چہرہ دیکھا جا سکتا تھا۔

"جمو اسلام آباد میں ہی ہے۔وہ اُس کے لیے آیا ہے۔"

اس نے کسی کو فون پر کہا۔

"اجر سیال کی سیکیورٹی ابھی سے بڑھا دی جائے۔

میرے حکم کے بغیر کوئی نئی رپورٹ اس کے ہاتھ تک نہ جائے۔اور سنو...
اُسے یہ مت بتانا کہ میں نے حکم دیا ہے۔"

خفیہ محبت جتانے کا خفیہ انداز دلکش تھا۔

"آتشم کے لیے اسکا دل پگھلے گا۔اسے پتا چلنا چاہیے"

دوسری طرف سے باسل کی مسکراتی دوستانہ آواز آئی تو عمار مسکرایا۔

"نہیں،وہ مزید الجھے گی۔اور مجھے برداشت نہیں باسل"

عمار نے یوں اپنی لاڈلی کے لیے کچھ اچھا کرنے پر کریڈٹ نہ لینے کی گزارش
کی جبکہ لگ بھگ صبح کے سات بجے تک اجر سیال جب آفس سے نکل کر

پارکنگ کی طرف جا رہی تھی، گھر جانے کو تو اسے حیرانی ہوئی جب اس کی گاڑی کے ساتھ دو اسپیشل یونٹ آفیسرز موجود تھے۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟"

وہ دونوں کو تفتیشی نظروں سے گھوری۔

"میڈم، IG آفس سے حکم آیا ہے کہ آپ کو آج سے 24/7 سیکورٹی ملے گی۔"

ایک نے مؤدب انداز میں کہا تو اجر نے گھور کر دونوں کو باری باری دیکھا۔

"کس نے حکم دیا؟"

آج اجر کو باسل کے ساتھ ساتھ آتشم پر بھی شک تھا، یہ دونوں ہی اسے نجانے کیوں ایک جیسے لگ رہے تھے۔

"نام ظاہر نہیں کیا گیا، میم۔

بس یہ کہ... آپ اب دشمن کا اہم ٹارگٹ ہیں۔"

اجر کا دل ہولنے لگا... کسی کی خاموشی میں چھپی چینختی فکر کو اس نے پہلی بار اتنی شدت سے محسوس کیا، سارے ڈر جیسے اجر سیال کا ساتھ چھوڑ گئے۔ اور وہ ڈرتی بھی کیوں، باسل ماہیل اور آتشم کے ہوتے کوئی دشمن اس تک پہنچے یہ دو وہ ہونے نہیں دیتے۔

آج پہلی بار اجر سیال کو لگا وہ واقعی بہت اہم ہستی ہے، اف سر پر موت کا سایہ لٹک رہا تھا پھر بھی یہ اہم ہونے کا رشک، اسے اس ٹھنڈی صبح مسکرانے پر مجبور کر گیا۔

..________________________________..

اس ناول کے تمام جملہ حقوق محفوظ ہیں، ایس مروہ مرزا ناولز کی آفیشل ویب پر آپ کو اس کے ساتھ انکے باقی ناولز بھی پی ڈی ایف میں ملیں گے۔ وزٹ !

"سر۔۔اے ایس پی اجر کو دو سپیشل لوگ ملے ہیں سیکورٹی کے۔ہیڈ کوارٹر کی سیکیورٹی اور تعینات گارڈز بھی بڑھا دیے گئے ہیں۔میرے آدمی کے لیے مشکل ہو گیا ہے۔۔۔آپ کہیں تو اجر سیال کو گولی سے ٹپکا دوں؟"

جمو اکی منحوس خبر نے جیسے کنگ کے اندر گردش کرتے خون کو ابال کے رکھ دیا۔

"کون مدد کر رہا ہے اسکی؟عمار یا وہ اصل آتشم؟"

کنگ کے اندر جیسے آگ بھڑک اٹھی۔

"عمار کہاں ہے فی الحال کوئی خبر نہیں۔اسکے گھر والوں پر نظر ہے۔فی الحال وہ گھر نہیں آیا سر۔۔وہ کہیں چھپ کر ہماری جڑیں کاٹ رہا ہے۔نیا آتشم ہی اصل فساد ہے۔اگر آپ کہیں تو باسل ماہیل کو ٹپکا دوں؟"

جمواپاگل ہوچکاتھا، زراسی ناکامی پر ہر کسی کو شک کے دائرے میں گھسیٹ رہا تھا۔

"نہیں۔عمار کو سامنے لانے کا ایک ہی طریقہ ہے۔اسکے باپ کو اٹھا لو۔۔۔۔"

کنگ کی آنکھوں کئ نفرت پر جیسے جموا کو بھی سرور آیا۔

"رحمان سیال کو؟۔ آر یو شیور؟"

جموا کو لگا کنفرمیشن اہم ہے۔

"ہاں۔۔۔باپ کو مرتا دیکھ کر چھپ کر کیسے رہے گا عمار سیال۔۔۔یہ کام شام تک ہو جانا چاہیے اور اپنے آدمی کو کہو اجر سیال والا کام بھی جلدی نمٹائے۔"

کنگ نے حقارت سے کہہ کر کال کاٹی جبکہ جموا حکم کی تعمیل کو لگ گیا، وہ اپنے چند لوگوں کو رحمان سیال کے ریسٹورنٹ بھیج چکا تھا، تاکہ رحمان سیال جیسے ہی آئے، انھیں دبوچ لیا جائے۔

..________________________________..

اجر اور باسل کا کمرہ خاموش تھا، مگر وہ خاموشی ایسی تھی جو بول رہی تھی، ہر چیز جیسے کل کی صبح کی گواہی دے رہی ہو۔ ایسے سکوت میں اک لرزش ہوئی جب ڈور روم آہستہ سے کھلا، اور اجر سیال نے اندر قدم رکھا ایسے جیسے وہ اپنا آپ سمیٹتے آ رہی ہو۔ لمحہ اس مکمل ہو چکی حسینہ کے لیے ٹھہرا، وقت نے جیسے سانس روک لی۔

وہ تھکی، بکھری، مگر دل سے مکمل لڑکی، جس نے پچھلے چوبیس گھنٹے فرض کی راہ میں دیے،

اب فقط چند پل اپنے لیے وقف کرنا چاہتی تھی۔

وہ سب لمحے جو فرض کے سبب فراموش کیے تھے اب اک اک کر کے جسم وجان میں گھلنے لگے۔۔

وہ کچھ پل خود سے ملنا چاہتی تھی، بس اُسی کے لیے، جو اس کا مقدر بنا تھا۔

اجر سیال کی نظر جیسے خود بخود بیڈ پر جا ٹھہری، بیڈ شیٹ بدل دی گئی تھی پھر بھی چادر ہلکی سی بکھری ہوئی تھی جیسے وہ اس بیڈ شیٹ پر بھی کچھ دیر بیٹھا ہو، سلوٹیں مانوس تھیں، یہاں وہی تھا، تکیے پہ دبے ہوئے نقوش جیسے کسی نے ستانے کو سر یا کندھے رکھے ہوں، جیسے کسی نے یہاں اجر کی محبت کو آہستہ سے رکھ دیا ہو۔

وہ قدم بہ قدم چلتی، بیڈ کے قریب آئی اور ایک گھبراہٹ سی اسکے پورے وجود کو گدگداتی محسوس ہوئی، جیسے کوئی اسے اپنی شدت سے پھر مار دے گا۔

اس کی انگلیاں اپنی گردن کو سہلانے لگیں، اجر کے دل کی دھڑکنیں تیز ہوئیں، سانسوں میں بکھری وہ خوشبو، جو باسل کے وجود کی تھی، اسے بے خود کر گئی۔

بیڈ کے کونے پر بیٹھتے ہی وہ آنکھیں موند گئی۔

باسل کی سانسوں کی حدت یاد کرتے اجر کی پشت میں لرزش دوڑ گئی۔

"کل وہ صبح تھی جب اُس نے مجھے خود میں سمیٹ لیا تھا، جیسے میں اس کے سینے کی دھڑکن ہوں، اور وہ میری روح کی پناہ۔"

گہرے سانس لیتی اجر کے دل کی دیواریں لرز گئیں،

یاد کے ریشمی پردے ہولے ہولے ہٹے، اور ہر منظر دوبارہ آنکھوں میں اترنے لگا۔

باسل کا کل والا کانپتا ہوا لہجہ، اس کی گرم سانسیں، انگلیوں سے چہرہ اور جسم چھونا، اور اس شخص کے ہونٹ جنھوں نے اجر کا نام یوں لیا تھا،

جیسے کوئی وظیفہ۔

اجر نے دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھپا لیا، شرم کی نمی اس کی پلکوں سے پھسلنے لگی۔

جیسے کوئی لڑکی اپنے پہلے لمس پر خود سے نظریں چُرا رہی ہو۔

"میں نے خود کو پا لیا تھا، اسی کے پہلو میں، اسی کے آغوش میں، اسی کی سانسوں میں، اب کوئی کمی نہیں رہی۔"

کاوچ کی بیک پر رکھی باسل کی شرٹ جیسے اسے آواز دے رہی تھی۔ وہ ہولے سے اٹھ کر اُسے اپنے قریب لائی، اور شرٹ کو اپنے چہرے سے گال کے سنگ لگا لیا۔

آنکھیں بند کیں اور لب ہولے سے مسکرانے دیے۔

"اس کے لمس کے بغیر، اب کچھ بھی مکمل نہیں لگتا۔وہ میرا سب کچھ بن گیا ہے"

کمرے کے زرے زرے میں موجود کل کا لمس، اجر کی آج والی تنہائی کو بھی محبت میں لپیٹ رہا تھا، جسم اسکی چاہت کرنے لگا اور تھکن بڑھی تو وہ شرٹ واپس رکھے شاور لینے گئی، اپنے کپڑے اتار کر ہینگ کیے اور بلر چار دیواری میں داخل ہوئی۔

شاور سے نکلتے وقت پانی کی بوندیں، اجر کے جسم سے یوں سرک رہی تھیں جیسے کل صبح کے لمس ابھی تک ان پر ٹھہرے ہوں۔

وہ ایک بھرپور شاور لیے، ٹاول لپیٹے اس بلر گلاس شاور ایریا سے نکلی، بالوں سے پانی ٹپک رہا تھا، اور جسم پر بس اک ٹاول، جس میں وہ کوئی حیا کی مورت

لگ رہی تھی، وارڈب کی سمت آتے پاجامہ اور لوز سی شرٹ نکالتے پہن کر وہ بالوں کو اسی ٹاول سے رگڑتی واپس روم کی طرف آئی۔

بیڈ تک آئی تو بدن کی تھکن، آنکھوں کی نمی اور دل کی نرمی، تینوں اسے بستر میں کھینچ لائے۔

اے سی چلائے، وہ لیٹی اور بلینکٹ اوڑھتے ہی وہ تکان کی شدت سے لمحوں میں سو گئی۔

مگر اس کی پلکوں پر اب بھی ایک یاد بسی تھی۔

باسل کی، جو اس کی روح میں گُھلا ہوا تھا۔

اسکا فون رنگ کر رہا تھا، پر اجر نے اسے شاور سے پہلے ہی سائلنٹ لگا دیا، باسل آج فری نہیں تھا مگر اجر فکر مند ہے اس لیے وہ تھوڑی دیر بمشکل وقت نکالے پیلس آیا۔

چند لمحوں بعد انکے کمرے کا دروازہ ہولے سے کھلا۔

باسل، سیاہ شرٹ اور ہاف وائیٹ پینٹ میں، بازو کہنی تک موڑے، بال قدرے بکھرے، چہرہ تھکن زدہ...

لیکن جیسے ہی نظر بیڈ پر پڑی، جہاں وہ سکون سے سو رہی تھی، اس کے ہونٹوں پہ بے اختیار ایک نرم سا تبسم ابھرا۔

باسل نے فوراً سے اپنا فون سائلنٹ پر ڈالا، کیونکہ اس لمحے صرف ایک کام رہ گیا تھا، اجر کو دیکھنا اور پیار کرنا، وہ بھی بنا جگائے۔

وہ بیڈ کے پاس بیٹھا، کچھ لمحے بس اس کی سانسوں کو سنتا رہا، پھر آہستہ سے اس کے چہرے پر جھکتا گیا، اس کے گال کے کنارے پر اپنے لب رکھے، ایسے جیسے کوئی دعا مانگ رہا ہو۔

"تم میرے ساتھ ہو، تم ٹھیک ہو، تم سکون میں ہو، تم میری ہو چکی ہو اجر سیال"

باسل کی مہکتی سانسیں، اجر کی گردن کے پاس آکر ٹھہریں، ایک لرزہ سا اجر کے جسم میں دوڑ گیا جب باسل نے اس کے بے خبر وجود سے تھوڑا زیادہ حق وصول کیا، مگر وہ جاگی نہیں، جیسے اس کا وجود باسل کے لمس پہ مطمئن ہو چکا ہو۔

باسل نے اس کی ہاتھ تھامے انگلیاں چھوئیں، وہی انگلیاں جو کل صبح اس کی شرٹ کے بٹن کھول رہی تھیں، اسکو تنگ کرتی رہی تھیں، اسکے ہونٹوں اور آنکھوں پر سرکتی رہی تھیں۔

باسل نے ہولے سے ان انگلیوں کو اپنے ہونٹوں سے لگایا، پھر اس کا بلینکٹ ٹھیک کیا، اسکے بعد اجر کی پیشانی پر ایک طویل، گہرا ہونٹوں کا لمس تحریر کیا۔

ایسا جیسے اجر سیال کی تھکن اتار رہا ہو۔

"میں تمہاری روح کی تھکن اتار چکا ہوں میرے سکون، اب تمہارے جسم کو بھی مکمل آرام چاہیے۔ اچھی سی طویل نیند کی حق دار ہو میری چمپئین۔ تمہاری حفاظت کے لیے جان دینے کو تمہارا بھائی اور شوہر ہمیشہ تیار ہے"

اک لمس اسکی ملائم سی گال پر دیے وہ اجر کے پاس سے اٹھا۔ شاور لیا، کپڑے بدلے، اس بار فل بلیک میں جناب سحر چھڑکتے نظر آئے، ایک تو وہ آل ریڈی بے حد وجیہہ اور ہینڈسم تھا اوپر سے اسکے پاس جو یہ بلیک شرٹس کے اتنے شیڈ تھے، کہ ہر دوسرے روز بلیک پہن لیتا اور منظروں کو بھی آگ لگاتا اور بچاری اجر پر بھی بجلیاں گراتا۔ باسل نے نک سک تیاری کی اور پھر ایک آخری نظر اس پر ڈال کر اسے نظروں کے حصار میں سمیٹ سا لیا۔

بالکل ایسے جیسے دنیا کی ہر بری نظر سے چھپا رہا ہو۔

پھر وہ خاموشی سے کمرے سے نکل گیا کیونکہ یہ اسکی محبت کا پرانا روپ تھا جس میں وہ، اجر کو جگائے بنا اس کی سانسوں میں خود کو بسا دیتا تھا۔

وہ نیچے آیا اور اس سے پہلے اجلت میں نکل جاتا، ایمن کے آواز دینے پر مسکراتے پلٹا جو کچن ہال کے انٹرنس میں کھڑیں سرد نظروں سے اپنے اس بچے کو گھور رہی تھیں جو عید کا چاند ہو رہا تھا۔

"میری پیاری مما"

وہ انکی خفگی بھانپے فوراً قریب آتے گلے لگ گیا جبکہ ایمن سمجھ گئیں یہ ڈانٹ سے بچنے کو مکھن لگ رہا ہے۔

"یوں گلے لگ کر تم مجھ سے بچ نہیں سکتے۔ کہاں غائب ہو تم ہاں۔۔ ترس گئی ہیں میری آنکھیں تمہاری صورت دیکھنے کو۔ نہ تم نظر آتے ہو نہ اجر۔۔۔؟"

وہ روبرو ہوا تو ایمن کی شکایات کا خلاصہ بس ماں کا سر چوم کے کر دیا، ایمن کی آنکھوں میں بھی جیسے نرمی اترنے لگی۔

"مما تھوڑا کام زیادہ ہے۔ میرا ابھی اور آفکورس اسکا بھی لیکن میں کوشش کروں گا آج کی شام ہم سب ساتھ گزاریں۔ اگر کہیں اوٹنگ کا پلین بنانا ہے تو وہ بھی بنالیں۔"

ایمن نے پیار سے باسل کا چہرہ ہاتھوں میں تھاما۔

"اوٹنگ رہنے دو۔ بس مجھے اور بابا کو مل جانا تھوڑی دیر۔ کل تو رات وہ بھی مس کر رہے تھے اپنی سپیشل جان کو۔"

ایمن نے اسکا چہرہ چوما جو عیاں کر رہا تھا کہ مما مکھن میں لپٹ کر مکمل راضی ہو گئی ہیں۔

"میں بھی مس کر رہا ہوں۔ یقینا جیم یا جاگنگ پر ہوں گے وہ اس وقت؟"

وہ اختتام تک دونوں مسکائے کیونکہ ایسا ہی تھا۔

" چلیں شام میں ملتا ہوں پھر۔ اجر گھر ہی ہے مے بی شام تک وہ گھر ہی رہے۔ چوبیس گھنٹے کی مسلسل ڈیوٹی کر کے آتے ہی سو گئی ہے۔ جاگ جائے تو اسے تھوڑا ہیلتھی ناشتہ کروا دیجئے گا مما"

وہ اس سپیشل تاکید پر شرارت سے ٹھٹھکیں۔

" سپیشل ناشتہ کیوں؟"

ایمن نے شرارت سے آئبرو اچکائے۔

" ویسے ہی مما۔ انرجی لو ہو گی ناں اسکی اتنے سارے کرمنلز کے ساتھ ہینڈل کر کے اور وہ اپنے کھانے پینے کا بلکل خیال نہیں رکھتی"

باسل نے نظریں سی چرائیں جبکہ ایمن نے اسکے زرا گلابی ہوتے کان کو دیکھتے مسکراہٹ حلق میں دبائی۔

"ٹھیک ہے میری جان میں اسے زرا ہیوی ناشتہ بنوادوں گی۔ تم ناشتہ کر جاو ناں۔ ریڈی ہے"

ایمن نے لاڈ سے اسے روکا پر باسل کو دیر ہو رہی تھی۔

"نہیں مما۔ میں آفس جا کر کروں گا ابھی مجھے جانا ہے۔ آپ بہت پریٹی لگ رہی ہیں۔ سی یو"

باسل نے انکا پھر سے سر چوما اور گدھے کے سر سے سینگ سا غائب ہوا لیکن ایمن کی مسکراتی آنکھیں کچھ بھانپ چکی تھیں۔

"اجر کی فکر میں اک دن شیدائی نہ ہو جائے میرا معصوم بچہ۔۔"

آج انکی فکر کسی تنگی کے سنگ نہ تھی بس محبت کے سنگ تھئ، تھوڑی محبت اجر کے لیے بھی تھی اور یہ اجر سیال کی ایک اور جیت تھی۔

جبکہ باسل اسکی فکر کیوں نہ کرتا کہ وہی لڑکی اسے ٹھیک کرنے کا سبب تھی، اسکے قریب جانے کے بعد سے اب تک باسل کچھ الگ محسوس کر رہا تھا جیسے اسکے اندر کی ہر طاری کی گئی نیگیٹویٹی اسکا ساتھ چھوڑ رہی ہو، یہی موہنا احساس باسل کو اس لڑکی کا مرید کر رہا تھا۔

..________________________..

کمرے میں صبح کی نرم، مدھم روشنی آچکی تھی۔

کھڑکی کی جالی سے دھوپ کی لکیر سیدھی بارس کے چہرے پر پڑ رہی تھی، مگر وہ بے نیاز لیٹا آنکھیں بند کیے، سکون سے سانسیں لے رہا تھا۔

اس کے پہلو میں، تھوڑے سے فاصلے پر حرا تھی، سرہانے سے ٹیک لگائے، اب اس کی پلکیں ہل رہی تھیں۔

نیند سے بوجھل آنکھوں نے جیسے ہی شعور کی دہلیز پر قدم رکھا، حرا کا ذہن چونک گیا۔

"اوہ نو!"

وہ دھیرے سے سیدھی ہو کر بیٹھی، گردن جھکائی، آنکھیں کھڑکی کی طرف اٹھیں تو روشنی نے منہ چڑادیا، دل نے خود کو اس درجہ بے فکری پر کوسا۔

"صبح ہو چکی ہے کیا؟"

وہ صدمے میں بڑبڑائی۔

"ہمم، صبح تو ہو چکی، پر خواب ابھی ختم نہیں ہوئے چڑیل"

بارس کی ہلکی سی چھیڑ خانی کرتی آواز آئی، حرا نے پلٹ کر اسے دیکھا۔ وہ جاگ رہا تھا، اور اس کی آنکھوں میں وہی مخصوص مسکراہٹ تھی جو اکثر اسے شرمانے پر مجبور کر دیتی تھی۔

"تم جاگ رہے تھے؟"

وہ اسے گھورتی بولی۔

"تب سے جب تم نے سوتے سوتے میرے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا تھا، قسم سے... نیند کا مزہ دگنا ہو گیا تھا میرے دل"

حرا نے بارس کی شوخی پر خفیف سی مسکراہٹ ہونٹوں میں چھپائی۔

"پلیز ایسے مذاق مت کیا کرو، مجھے جانا چاہیے، مما بابا اگر۔۔۔"

وہ یوں پہلی بار ایسے رکی تھی، ہوسپٹل کی بات الگ تھی مگر یوں بارس کے کمرے میں رہ جانا بہت سے شریر جذبات کو جنم دے رہا تھا۔

"اگر کیا؟"

بارس نے بیڈ سے ٹیک لگا کر بیٹھتے ہوئے اس کی بات کاٹی، وہ سراسر خمار میں مبتلا تھا، آخر میسنے کی خواہش جو پوری ہوئی تھی۔

"ابھی بس نکاح ہوا ہے ہمارا بارس، رخصتی تھوڑی ہوئی ہے"

وہ اسے سمجھانے لگی۔

"جانتا ہوں پر تم ہوسپٹل بھی تو یونہی میرے پاس تھی۔ اور کونسا جان بوجھ کر سوئی ہو۔ وہ تو تمہیں میرے پاس سکون ہی اتنا ملا ہو گا کہ۔۔"

بارس کے پیار سے سمجھانے کے ساتھ ہی شرارت پر اترنے کے سبب حرا نے نظریں حیا سے جھکا دیں۔

دونوں بے حد خوبصورت مسکرا دیے۔

"پتا ہے، واقعی سکون سا تھا، لیکن پہلی بار ایسا ہوا ہے، تھوڑا سا عجیب لگ رہا ہے، ہوسپٹل کی بات الگ ہوتی ہے"

بارس نے آہستگی سے اس کا ہاتھ تھاما، پھر ہونٹوں کے پاس لائے چومنا چاہا جب وہ فوری ہاتھ کھینچ گئی، چند بالوں کی آوارہ لٹیں ہٹا کر کان کے پیچھے سرکائیں۔

"میں تمہیں گھر میں بھی عادت ڈال دوں گا۔ رخصتی تو جانے کب ہو، کتنے سال لگیں۔ ہم اپنے خاص مومنٹس یوں ہی دنیا سے چرا لیں گے اور کسی کو خبر بھی نہ ہو گی"

وہ اسکی دیوانگی پر تھم گئی، پھر گالوں پر ان من پسند نگاہوں کے اثر سے گلال اترے۔

"بارس۔۔۔"

وہ سرخ ہوتی ہوئی ہنس پڑی۔

"جی میرے دل"

وہ اسے کبھی کسی ٹنشن میں رہنے نہیں دیتا تھا۔

"تم حد سے زیادہ چیزی ہوتے جا رہے ہو"

حرا نے جھکتی اٹھتی پلکوں کی باڑ کے ساتھ اک معصومانہ سا شکوہ کیا۔

"بس، تمھاری محبت میں ایسا ہو گیا ہوں۔"

بارس کی شوخی پر وہ دونوں ہنسے، اور لمحہ بھر کو خاموشی چھا گئی۔

"کسی نے دیکھا تو نہیں ہو گا ناں ہمیں؟"

کچھ دیر چپ کے بعد حرا نے آہستہ سے پوچھا، بارس نے شرارتی انداز میں آنکھیں نچائی۔

"بس رملا نے، وہ تو صبح مجھے بلیک کوفی دینے آئی تھی، اور تمھیں میرے ساتھ سویا دیکھ کر 'واہ واہ' کرتی کمرے سے نکل گئی"

بارس نے سراسر اک جھوٹ گڑھا۔

"کیا؟"

حرا کے چہرے کا رنگ بدلا، وہ کندھے اچکا گیا۔

"بارس، تم مذاق کر رہے ہو ناں؟"

وہ روہانسی ہوئی۔

"اوہ باندری، اتنا سیدھا تو میں بھی نہیں ہوں کہ تم میرے پاس تھی اور میں کمرہ کھلا چھوڑ دیتا۔ رملا ابھی تک نہیں آئی اور تمھیں کوئی نہیں دیکھے گا۔ آؤ میں خود تمہیں پیلس تک چھوڑنے چلتا ہوں۔ بیک سائیڈ سے گھس جانا اور کمرے میں چلی جانا"

وہ اٹھا اور ہاتھ پکڑ کر محترمہ کو بھی اٹھایا، خفیف سا بارس کراہا جس پر وہ بے اختیار اسکے قریب ٹھہر گئی۔

"میری جان درد ہے؟"

وہ لاڈ سے اسکے سٹمک پر ہاتھ رکھے آنکھوں میں دفعتا آنسو لائی پر بارس تو اسکے جملے پر ٹھٹک کر تھم گیا۔

"نہیں جان کی جان، تم ایسے اچانک یوں پکارو گی اس لمحے پر میرے درد کے کئی لمحے قربان"

وہ سچ میں بھول گیا کہ اسکے وجود پر کیسا بھیانک زخم ہے، حرا کو اپنے منہ سے نکلتے جملے کا احساس دیر سے ہوا۔

"تم اتنا پیار کرتی ہو مجھ سے؟ بہت لکی ہوں کہ میرے پاس حرا ہے۔۔ تمہاری یہ بدحواسی اور جان کہنا۔۔میں۔۔"

وہ اسکو اپنے حصار میں بھر کر کچھ چاہ رہا تھا جب حرا نے اس کے سینے پر ہلکا سا ہاتھ مارا۔

"بہت فلرٹی ہو گئے ہو۔۔۔"

وہ سرد سا گھوری۔

"بس تمھاری محبت کا اثر ہے۔"

وہ اپنے جذبات دبا گیا، پھر وہ دونوں مسکراتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھے، بارس نے آگے بڑھ کر دروازہ تھاما۔

"چلو، آج کی پہلی ذمہ داری پوری کرتا ہوں، تمہیں عزت سے تمھارے گھر چھوڑنے کی۔"

حرا نے چلتے چلتے ایک مسکراتی نظر اس ہنڈسم پر ڈالی، دل ہی دل میں ایک تسلی سی ابھر آئی کہ یہی ہے وہ شخص ہے، جو اسکی زندگی کی ہر صبح کو خوبصورت بنادے گا۔

وہ اسے گھر کے باہر تک چھوڑ کر واپس پلٹ گیا اور حرا نے چپکے سے ہنس کر پیلس کے بیک سائیڈ سے گھس کر گہری سانس لی اور کمرے میں بھاگ گئی جبکہ وہیں دوسری طرف صبح کی خنک فضا میں اورحان ماہیل اپنے معمول کی جیم سے فارغ ہو کر، ہلکے پسینے اور تھکن کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا، اسکی اور میرال کی ناراضگی ابھی تک قائم تھی۔

وہ دروازہ بند کرتا، پانی کی بوتل سائیڈ پر رکھتے ہی شرٹ اتار کر ڈریسنگ کی طرف بڑھا، اور آئینے کے سامنے رک کر بالوں میں ہاتھ پھیر تا رہا۔

تبھی پیچھے سے دبے قدموں کی چاپ آئی اور اس سے پہلے کہ وہ پلٹتا، نرم سے ہاتھ کی گرفت نے اس کا بازو تھام لیا۔

"اورحان..."

میرال کی آواز لرز رہی تھی۔

"پلیز... بات تو سن لیں میری۔"

اس نے پلٹ کر دیکھا، میرال سفید دوپٹہ کندھوں پر لیے، سرخ آنکھیں، بھیگے رخسار اور نرمی سے لرزتے لبوں کے ساتھ اس کے سامنے کھڑی تھی۔

"میں کل رات آپ کو بتانا چاہتی تھی... واقعی، عثمان سے ملنا میری مرضی نہیں تھی۔ قسم سے، اس نے کال کی تھی وہ معافی مانگنا چاہتا ہے۔ میں جب گئی تو وہ روف سائیڈ لگے لیمپ میں کیمرہ لگا رہا تھا۔ میں نے اسے خوب سنائیں یقین کریں"

میرال کی اتنی ساری صفائی پر اورحان نے اس پر سے نظریں سہولت سے ہٹائیں۔

"آپ کو سمجھنے میں شاید میں غلطی کر گیا تھا۔"

وہ اب تک ناراض تھا۔

"کس قسم کی تکلیف دہ ضد اور ناراضگی ہے آپکی خدا کے بندے؟"

میرال کی آواز میں خفگی ابھری۔

"خاموش!"

اورحان کی آواز دھیمی مگر کاٹ دار تھی، وہ سہم گئی۔

"میرال! آپ کے لیے عثمان ملک اب بھی ایک عام نام کیوں نہیں ہو سکا؟"

اس نے نگاہیں سختی سے اس کی آنکھوں میں گاڑ دیں۔

"کیوں آپ اس سے جڑی ہر چیز پر فوراً ردِ عمل دیتی ہیں؟ کیوں اسے جواب دینا ضروری تھا؟"

اورحان کے سختی سے بولنے پر میرال روتے ہوئے ایک قدم اور اس سنگ دل کے قریب آئی۔

"آپ مجھ سے ایسے نہ بولیں، پلیز، میرا دل ٹوٹ رہا ہے"

روتے روتے وہ سرگوشی میں بولتی سسک پڑی، اورحان کے دل پر ضرب تو لگی پر وہ عیاں نہ کر سکا۔

"توڑنے کی ابتدا آپ نے کی ہے۔ میں نے نہیں۔"

اورحان نے آہستگی سے میرال کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑایا۔

"اور آپ کو دل کی فکر کی سونامی آرہی ہے؟ جب وہ شخص، جس نے نکاح سے پہلے آپ کو چھوڑ دیا، جس نے آپ پر الزام لگایا، جس نے بھری محفل میں آپکو بدکردار کہہ کر رسوا کیا،

وہ اچانک شرمندگی کا ڈھونگ رچا کر آتا ہے اور آپ چپ چاپ سننے بیٹھ جاتی ہیں اسکی معافی؟"

میرال نے بے قراری سے اور قریب ہو کر اس شخص کی کمر میں یوں ہاتھ ڈالا، جیسے اکثر وہ میرال کو تھام لیتا تھا۔

"میں غلطی مان رہی ہوں، بس ایک بار مجھے معاف کر دیں، اور حان... آپ کا غصہ مجھے توڑ دے گا۔"

اور حان نے اس کے ہاتھ آہستگی سے اپنے وجود سے الگ کیے۔

"میرال آپ مجھ سے معافی طلب کرنے کے بجائے، خود کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ میرے لیے یہ صرف ایک 'سامنا' نہیں تھا، یہ میری عزت، میرے اعتبار، اور ہمارے رشتے کی آزمائش تھی۔"

وہ خاموش ہوا تو میرال کے آنسوؤں نے اس کا دوپٹہ بھگو دیا۔

"آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں ناں؟ پھر اس ایک غلطی پر اتنا دور کیوں جا رہے ہیں؟"

اس شخص کو کیوں میرال پر رحم نہیں آرہا تھا، شاید اس لیے کہ اورحان کے نزدیک وہ بہت بڑی بیوقوف تھی۔

"کیونکہ میں آپ سے محبت کرتا ہوں..."

اورحان کا لہجہ تھک گیا تھا۔

"اسی لیے چاہتا ہوں کہ آپ وہ سب نہ کریں جو آپ کو دوبارہ اس گندگی اور بدنامی کے قریب لے جائے۔"

وہ ایک گہری سانس لے کر سخت لہجے میں بولا۔

"آئندہ گھر سے اکیلی نہ نکلیں، اور نہ ہی کسی ان نان نمبر سے آنے والی کال اٹھائیں۔ اگر ایسا دوبارہ ہوا تو میں..."

اس نے جملہ ادھورا چھوڑا مگر لہجہ مکمل تھا۔

"آپ کو یقین نہیں رہا مجھ پر؟"

میرال نے دھیمی مگر ٹوٹی ہوئی آواز میں کہا، اور حان کا دل بھی پگھلا، آنکھیں بھی سرخ ہوئیں، مگر لبوں پر ضبط کی مہر باقی تھی۔

"یقین صرف لفظوں سے نہیں بنتا، عمل سے ہوتا ہے۔

اور آپ کا عمل مجھے زخم دے گیا ہے۔"

میرال نے ایک آخری بار قدم بڑھا کر اس کے سینے پر ہاتھ رکھا، جو منہ پھیر چکا تھا۔

"بس ایک بار، میری آنکھوں میں دیکھ کر کہہ دیں کہ آپ کو فرق نہیں پڑ رہا میرے رونے یا تڑپنے

سے، پھر میں کچھ نہیں ک۔ کہوں گی۔"

اور حان کی آنکھوں میں سرخائی تھی، وہ پلٹ گیا۔

"فرق پڑا تھا، تبھی دل چاہا کہ آپ سے دور ہو جاؤں۔"

میرال نے آہستگی سے پیچھے ہٹ کر دیوار سے ٹیک لگالی، دوپٹہ اس کے کندھوں سے پھسل کر نیچے گر گیا، اور وہ بس اور حان کو جاتا دیکھتی رہی...

دل میں یہی سوچ لیے کہ کبھی کبھی محبت میں صرف رونا کافی نہیں ہوتا، سزا بھی سہنی پڑتی ہے۔

کمرے کا ماحول خاموش تھا... جیسے ابھی کچھ لمحے پہلے لفظوں کی تپش نے ہر شے کو ساکت کر دیا ہو۔ اس نے اورحان کی شرٹ نکالی، دوپٹہ واپس شانوں پر پھیلایا اور درد کرتی آنکھوں کو دبانے لگی۔

اورحان واش روم میں تھا، اور میرال کمرے کے بیچ کھڑی تھی، اسکے آنسو رک چکے تھے، مگر آنکھیں اب بھی بھیگی تھیں۔ دل میں درد، زبان پر ندامت، اور پلکوں پر تھرتھراتی امید باقی تھی۔

تبھی اٹیچ واش روم کا دروازہ کھلا، اور اورحان باہر نکلا، چہرے پر نمی، بال تھوڑے بکھرے ہوئے، کندھے چوڑے اور سینہ برہنہ، پینٹ پہنے، ایک سفید ٹاول گردن کے گرد لپٹا ہوا تھا، اور جسم سے قطرے گر کر فرش پر نقش بنا رہے تھے۔

وہ بال جھٹکتا، بے نیازی سے ڈریسنگ کی طرف بڑھا، جب پیچھے سے اس کی قدموں کی چاپ نے پھر اسے روک لیا۔

"اور حان..."

نرمی، کپکپاہٹ، اور التجا سے لبریز آواز لیے وہ پکاری پر وہ پلٹا نہیں، بس اپنی شرٹ اٹھا کر پہنی جو میرال نے نکالی تھی۔

"پلیز... آپ سن تو لیں، میں، میں بس... تھوڑا سا وقت پیچھے لے جانا چاہتی ہوں، جہاں آپ مجھ سے بات کرتے تھے"

وہ اب بھی شدید دکھی تھی۔

"آپ نے مجھ سے وقت تو لے لیا، میرال، بس اعتبار چھیننا باقی رہ گیا تھا، جو کل چھین لیا۔"

اور حان نے آہستگی سے رخ موڑا، آنکھوں میں ابھی بھی وہی ٹھہرا ہوا طوفان تھا، مگر آواز نسبتاً نرم تھی۔

"بس ایک بار میری بات مکمل سن لیں...

میں مرنے والی نہیں تھی وہاں جا کے... مجھے ڈر تھا کہ کہیں... کہیں وہ کچھ ایسا نہ کر بیٹھے جس سے آپ کا نام..."

میرال تیزی سے اس کے قریب آئی۔

"میرال!"

اور حان کی آواز تھوڑی بلند ہوئی، اس کے چہرے کا رنگ پل میں سخت ہو گیا۔

"آپ کے ہر جواز میں عثمان کیوں آجاتا ہے؟

کیوں میری بیوی وہ ہے، جو آج بھی اس کے ارادوں کے آگے ہار مان گئی ہے؟"

وہ اتنا بے رحم کیسے ہو سکتا ہے، وہ شدید ہار چکی تھی۔

"میں نے ہ۔۔ہار نہیں مانی!"

وہ رو پڑی۔

"میں نے صرف۔۔۔ آپ کو کھونا نہیں چاہا۔"

اور حان نے ایک لمحہ اسے دیکھا، اس کے بھیگے چہرے پر، یہ وہی میرال تھی، جس سے اس نے نکاح کیا تھا، بغیر سوچے، بغیر کچھ مانگے... بس عزت کی قسم پر۔ پھر شدید محبت کر بیٹھا تھا۔

"تو اب...؟"

وہ آہستگی سے بولا۔

"اب آپ کیا چاہتی ہیں؟ میں سب بھول جاؤں؟ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں؟"

میرال نے جھک کر اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"ن۔ نہیں صرف یہ چاہتی ہوں کہ آپ کا غصہ صرف غصہ رہے، دوری نہ بن جائے، آپ میری آواز سننا بند نہ کریں... آپ م۔ مجھے چھوڑ نہ دیں۔"

اور حان کی نظریں نرم ہوئیں، لیکن ہونٹ سخت۔

اس نے ہاتھ چھڑانے کی کوشش نہ کی، بس آنکھیں ہٹائیں۔

"میں آپ کو چھوڑنے کی بات نہیں کر رہا

لیکن ہاں، ابھی میرے دل میں وہ دُکھ باقی ہے

جو لفظوں سے نہیں، رویے سے آیا ہے۔"

وہ حق پر تھا۔

"تو سزا دیں مجھے، پر خاموش مت ہوں، دور مت جائیں"

وہ اس کے قریب ہو کر، اس کے سینے سے لپٹی جیسے اب بھی وہ دور رہا تو سانس لیتے لیتے سانس چھوڑ دے گی، اور حان کے ہاتھ ایک پل کو حرکت میں آئے... مگر پھر رک گئے۔

"یہ جو میری سرد خاموشی ہے ناں میرال، یہ سزا ہی ہے، آپ کے لیے بھی، میرے لیے بھی۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ خود سمجھیں، بغیر مجھ سے دلیل لیے کہ ایک شوہر کے لیے صرف بیوی کا بدن نہیں، اُس کا بھروسہ اصل قربت ہوتا ہے۔"

میرال کی سانسیں تھمی تھیں۔

"تو...؟"

وہ روہانسی ہوئی، بچوں کی طرح رات سے رو رو نڈھال ہو چکی تھی۔

"تو ابھی کچھ دیر پہلے جو سمجھایا وہ سنا آپ نے، کسی ان نان نمبر سے کال نہیں اٹھائیں گی، کہیں اکیلے باہر نہیں جائیں گی اور سب سے بڑھ کر مجھے یہ یقین واپس دیں گی، کہ آپ میری بیوی ہیں، صرف میری۔"

وہ خاموشی سے اثبات میں سر ہلانے لگی، زرا تکلیف میں کمی آئی جب وہ ظالم سے مہربان بنا۔

"میں آپ کی ہوں، ب۔بس آپ مان جائیں"

اور حان نے نرمی سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا، دوسرا ہاتھ اسکی کمر پر، وہ پھر سے اسکے سینے سے لپٹ گئی۔

"مان جاوں گا جب آپ مجھے یہ یقین واپس کریں گی۔"

اور حان نے اسے خود سے دور کیا اور وہ چپ چاپ ہوئی لیکن برداشت نہ ہوا وہ ابھی بھی مکمل راضی نہ تھا۔

"بابا۔۔میال شے ناج او(بابا میرال سے ناراض ہو)"

دروازے پر مصطفی جانے کب سے کھڑا تھا، اسکی آواز پر وہ دونوں چونکے، میرال جلدی سے اور حان سے الگ ہوئی، اپنے آنسو رگڑے جبکہ اور حان نے شرٹ کے بٹنز بند کیے اور جا کر دروازے میں کھڑے اداس سے مصطفی کو بازووں میں اٹھایا۔

"جی بابا کی جان۔میں آپکی میرال سے ناراض ہوں کیونکہ انہوں نے ایک غلطی کی ہے۔اور غلطی پر سبکو سزا ملتی ہے"

اورحان نے سرد سے لہجے میں نرمی ملائی جبکہ مصطفی کی نظریں تو میرال کو ایسے رنجیدہ برداشت نہیں کرسکتی تھیں۔

"نو بابا۔لاجی ہو جو۔۔میلی میاں شے لاجی ہو جو۔میاں ممی اب مشیک نی کلیں دی۔۔۔لاجی ہو جو بابا۔۔نالاج نی لو۔۔۔(نو بابا۔راضی ہو جاو۔میری میرال سے راضی ہو جاو۔میرال ممی اب مسٹیک نہیں کریں گی۔راضی ہو جاو بابا۔ناراض نہیں ہو)"

وہ معصوم سا بچہ تڑپ سا اٹھا،جس طرح وہ اورحان کی گالوں پر بوسے دیتا لالچ کی صورت میرال سے اسے راضی ہونے پر آمادہ کر رہا تھا یہ اورحان کی آنکھیں سرخ کر گیا تو میرال کا حال تو دردناک تھا،کس مشکل سے وہ آنسو آنکھوں میں سنبھالے کھڑی تھی۔

"جب وہ سوری کریں گی اچھے والا تب میں راضی ہو جاوں گا میری جان۔۔"

اور حان نے اسے خود سے لگاتے کمرے سے نکلنا چاہا پر وہ ضد میں سر جھٹک کر اسے روک گیا۔

"میال شولی تلو۔۔۔بابا تولاجی تلو۔۔۔بابا میں مالوں دا میلی میال شے لاجی ہو داو۔لوولی ایں۔۔لوونی میال ممی۔۔۔تولومدے بابا۔۔اتالو۔۔۔مدے اتالو۔۔۔(میرال سوری کرو۔بابا کو راضی کرو۔بابا میں ماروں گا میری میرال سے راضی ہو جاو۔رو رہی ہیں۔رو نہیں میرال ممی چھوڑو مجھے بابا،اتارو مجھے اتارو)"

وہ بگھڑا شیر اور حان کے ہاتھوں سے یوں جذباتی ہوئے پھسل رہا تھا جیسے جا کر میرال کی ساری تکلیف خود میں سمیٹ لے گا۔

"ٹھیک ہے میں ناراض نہیں ہوں"

مصطفیٰ کی جذباتیت کے سبب اور حان نے ہتھیار پھینکے جس پر وہ اور حان کی گود سے اترتا میرال کی ٹانگوں سے جالپٹا، میرال نے اک شاکی نظر اور حان پر ڈالی جیسے کہہ رہی ہو کر دیاناں فرق۔

"میاں بابانالاج نی ایں۔۔۔لونی (میرال بابا ناراض نہیں ہیں، رونہیں)"

مصطفیٰ کی تسلی پر دونوں ہی اسے دیکھنے لگے، میرال نے اسے اٹھا کر خود سے لگا یا۔

"نہیں رورہی میری جان۔۔۔"

میرال نے اسے خود سے لگاتے حوصلہ دیا جبکہ اور حان نے شوز پہنے اور فون اٹھائے اس سے پہلے کمرے سے نکلتا، میرال کی سرگوشی پر تھما۔

"آپ مجھ سے پیار نہیں کرتے۔ مصطفیٰ کرتا ہے۔ہ۔۔ ہم جس سے پیار کرتے ہیں اسے کبھی بے بس نہیں ہونے دیتے، آپ نے رات سے مجھے سولی پر چڑھار کھا لیکن اس بچے سے میرا اک آنسو برداشت نہ ہوا"

اورحان کو لگا رک کر جواب دینا ضروری ہے، وہ پلٹ کر ٹھیک ان دو کے سامنے آرکا جہاں اب مصطفی بھی اداس سا اورحان کو دیکھ رہا تھا۔

"پھر تو آپ بھی مجھ سے محبت نہیں کرتیں۔ کیونکہ پہلے بے بسی کی تکلیف آپ نے مجھے دی۔ میں نے تو وہی لوٹایا جو میرے دامن میں تھا۔ مصطفی کو پتا نہیں آپ نے کتنی بڑی غلطی کی ہے، خود کو رسک میں ڈالا ہے۔۔ آپکو کچھ ہو جاتا تو میری اور مصطفی کی زندگی بھی ختم ہو جاتی۔ سوچا ہے اس بارے آپ نے میرال۔۔ کتنی جلدی آپ نے میری محبت کو تول لیا۔۔۔ رات میں ملتا ہوں"

اورحان نے پیار سے مصطفی کا چہرہ چوما پھر تکلیف پرے کرتے ویسے ہی میرال کا گال بھی چوما تا کہ مصطفی کو لگے وہ واقعی دونوں ٹھیک ہیں، میرال کی آنکھ سے اک آنسو ٹوٹ گرا جسے اورحان نے نہ صرف انگوٹھے کی پور میں جذب کیا بلکہ آنکھوں کی قوت سے اسے مصطفی کے سامنے ایسی شکل بنانے سے بھی روکا۔

"میری جان۔۔ ممی کا خیال رکھنا"

اورحان نے جاتے جاتے پھر سے مصطفی کا سر چوما اور بنا آخری نظر میرال سے ملائے وہ ان دو کے دیکھتے دیکھتے کمرے کی حدود پار کر گیا۔

"کس قدر ظالم ہیں یہ؟"

میرال کے دل میں جیسے کرچیاں سی چبھیں۔

"میال ممی۔۔۔ بابا لاجی ہیں۔ آپ شیڈنی او(میرال ممی۔ بابا راضی ہیں۔ آپ سیڈ نہیں ہوں)"

مصطفی کے ملائم ہاتھ کو گال پر لگا محسوس کیے میرال بھی کچھ سنبھلی اور مصطفی کا ہاتھ پکڑے چوما۔

"بلکل سیڈ نہیں ہوں۔۔۔ ہم رات میں انکے لیے کوئی سرپرائز پلین کریں گے مل کر۔ خود ہی ٹھیک ہو جائیں گے تمہارے سڑو ڈیڈی۔ ہم ایسا کریں گے کیک بنائیں گے۔ میرا بچہ میری ہیلپ کرے گا؟"

میرال کو مسکراتا دیکھے مصطفی کی بھی جیسے جان میں جان آئی، وہ فوراً ایکسائیڈ ہوا۔

"یش ممی۔۔۔ تلوں دا۔۔۔۔۔(یس ممی۔ کروں گا)"

وہ شدید پر جوش ہوئے مسکرایا تو میرال نے اسکی گال چومی اور نیچے اتارا، پھر وہ دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے روم سے باہر نکل گئے۔

..________________________..

لان میں دھوپ کی نرمی اتر چکی تھی۔ سورج آسمان کی وسعت تک دھیرے سے ابھر رہا تھا، اور رملا ہاتھ میں کریمی کوفی کا مگ تھامے سوئمنگ پول کے کنارے بیٹھ گئی۔ ابھی ناشتے کو تھوڑی دیر تھی تو وہ باہر آگئی، سوئمنگ پول

کے پانی کی مدھم چھپاک سے آتی آوازیں جیسے اسکے دل کو سُکون دے رہی تھیں، پر اُس کی نظریں خلا میں کسی اور کی تلاش میں تھیں۔

ہلکی سی مسکراہٹ اس کے لبوں پر آئی جیسے خود سے کوئی شرارت طے کر رہی ہو۔ اس نے اپنا موبائل ٹروزر کی جیب سے نکالا... اور کانٹیکٹ لسٹ میں ""MISTER GRUMPY HUSBAND

پر انگلی رکھی، وہ صبح جاگتے ہی اسکے نمبر سے جان ہٹا گئی کیونکہ رملا کو خود سے کرنج سی فیل آئی تھی، ڈائل کرنے کی دیر تھی کہ کال مل گئی۔

دوسری طرف یہ اسلامہ آباد کا مین سٹی جم تھا، بہت بڑا اور لگژری، جہاں لگ بھگ دنیا کی ہر ایکسرسائز مشین نسب تھی۔

عمار پسینے میں شرابور، سیاہ جم ٹینک ویسٹ اور ڈارک گرے ٹروازر میں ملبوس ویٹ لفٹنگ کر رہا تھا۔ اُس کی موٹی مضبوط کلائیوں پر پٹی بندھی ہوئی تھی، سانسیں بھاری تھیں اور باڈی کا ہر پٹھا ایک غضب کی محنت سے چمک

رہا تھا، اسکے مسلز قیامت تھے اور ایسی سختی کہ دیکھنے والا اسکو کچھ دیر دیکھتا رہ جائے۔

باسل نے اسکی ڈیمانڈ فوری پوری کی اور اپنے ہی جیم میں اسکی انٹری بھی کروا دی۔

فون کی بیپ پر عمار نے ایک نظر موبائل پر ڈالی، ویٹ لفٹنگ زرا دیر کو ہانپ کر چھوڑی۔

"رملا؟"

ہونٹوں پر بے اختیار ایک ہلکی سی لہر ابھری لیکن فوراً ہی چہرے پر سختی آ گئی۔

پسینہ پاس ہی بنے پرسنل ریسٹ ایریا کے کنارے ہینگ ٹاول سے پونچھتے ساتھ ہی میز پر رکھا موبائل اٹھایا ایئر پوڈز کانوں میں لگائے۔

"تو؟ کیوں کال کی وہ بھی اس وقت؟"

جناب نے آواز میں جی بھر کر سرد مہری، لاتعلقی اور بے خبری ملائی۔

"رات نیند آگئی تھی؟ میرے میسج کے بعد؟"

رملا نے کوفی کا سپ گھونٹتے ہوئے شوخی سے پوچھا، عمار نے ویٹ بینچ پر بیٹھتے پسینہ گلے میں لٹکے ٹاول سے دوبارہ صاف کیا، لبوں کو بھینچا، جیسے ضبط کر رہا ہو۔

"فضول سوال مت کیا کر"

وہ چڑ کر بولا، پر اُس کے دل کی دھڑکن میں ایک عجیب سا سکون اتر آیا تھا۔

وہی آواز، وہی شوخی، وہی رملا جو پچھلی رات کے بعد ایک پل بھی دماغ سے گئی ہی نہیں تھی۔

"اوہ، مطلب نیند نہیں آئی؟"

وہ شرارت سے ہنسی۔

"اور مجھے تو کسی کی پرواہ بھی نہیں ناں تو بس میں ویسے ہی کنفرم کر رہی تھی۔"

عمار نے ہلکی سی سانس لی، نگاہیں چھت کی جانب اُٹھا دیں، جیسے خود سے کہہ رہا ہو کہ یہ لڑکی... سکون بھی دیتی ہے، تپاتی بھی ہے۔

"رملا، تنگ مت کر۔ بزی ہوں!"

وہ یوں ظاہر کر رہا تھا جیسے شدید بدمزہ ہوا ہو۔

"کہاں بزی ہیں؟"

وہ کوفی کا مگ پول کنارے رکھے دلچسپی سے پوچھتے بولی۔

"ورک اوٹ کر رہا ہوں جیم"

یہ اطلاع ملنے کی دیر تھی کہ رملا کا منہ بنا۔

"یا میرے خدا! ابھی کے ابھی نکلیں فورا۔ اتنی باڈی اور مسلز کے باوجود آپکو کس گدھے نے جیم کا مشورہ دیا۔ مزید مسلز نکلے تو با خدا آپکی معصوم چمڑی جو کہ معصوم نہیں رہی، پھٹ جائے گی بتا رہی ہوں"

وہ یوں بھڑک اٹھی جیسے وہ جیم نہیں کسی کوٹھے پر جانے لگا ہو جبکہ گدھا تو عمار خود تھا کہ یہ خناس جناب کا اپنا تھا۔

"جان چھوڑنے کا کیا لے گی؟"

عمار نے بیزار سا منہ بناتے اٹھ کر زرا جسم کو لگی گرمی کے سبب ٹہلتے پوچھا، رملا کی آنکھوں میں شرارت ناچی۔

"ویڈیو، اپنے مسلز شو آف کرنے کی بھیجیں"

رملا نے معصومیت سی اتنی خطرناک قیمت رکھی۔

"ویڈیو؟ دماغ سیٹ ہے۔ تجھے کیوں بھیجنے لگا۔ چھاپڑی سمجھ رکھا ہے یا چھچھورا؟"

وہ آگے سے کاٹ کھانے کو دوڑا۔

"بھیج دیں ناں... شوہر جی ہیں آپ میرے۔ دیکھ کر ڈیلیٹ کر دوں گی۔ دیکھیں مجھے آپکی فکر ہے بس کہ مزید جیمنگ کی گنجائش ہے آپکی باڈی میں یا نہیں"

وہ مسکرا کر کہتی کوفی کا آخری سپ لیتی ہنسی، عمار بے ساختہ ہنسا... لیکن جھٹ سنبھلا۔

"تجھے ہر بات میں مذاق سوجھتا ہے؟"

عمار نے پھر سے چہرہ سخت کیا، وہ عیاں کرنا نہیں چاہتا تھا کہ وہ کل کافی حد تک پتھر سے پگھل کر موم کا ڈھیر ہو گیا ہے۔

"ہاں، اور آپکو ہر بات میں غصہ، عجیب جوڑی ہے"

ایک لمحہ خاموشی کا راج دونوں طرف رہا، صرف سانسوں کی آواز، پسینے کی ٹپک اور کسی ان کہے جذبے کا شور۔

"رملا۔"

پہلی بار عمار نے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اسے پکارا اور اس سے پہلے وہ لڑکی اس درجہ پیار سے پکارے جانے پر ہارٹ اٹیک کا شکار ہوتی، جناب نے فورا خود پر قابو پاتے جبڑے جبر کی مانند بھینچے۔

"بیزار مت کر، رکھتا ہوں"

وہ اس سے جان چھڑوانے لگا تھا کہ کہیں جان اس لڑکی کے شکنجے میں نہ پھنس جائے۔

"آپ نے مجھے رملا کہا تو میری ہارٹ بیٹ بہت تیز ہو گئی تھی، آپکو یہاں ہونا چاہیے تھا اسے سننے کو عمار سیال"

اس لڑکی کے لہجے کی ہانپ اور حیرانگی کسی ساز کی مانند عمار کا ہوش بھٹکا رہی تھی۔

"بکواس کے پیسے ملتے ہیں تجھے؟"

دانت پیسے اس نے رملا کو اسطرح کا لہجہ، باتیں اور انداز اپنانے سے ان ڈائریکٹلی منع کیا، اسکا غصہ وہ بھی خود ساختہ، اک وارننگ ہوتا ہے اتنا تو رملا سمجھ چکی تھی۔

"ہمیشہ غصے میں کیوں رہتے ہیں۔ کل رات تو۔۔۔۔"

وہ اداس سی اسے سمجھانے لگی جبکہ عمار نے شش کرتے اسے روکا، کل کی منحوس رات اور اس رات کے دس منٹ والے اثر کو وہ سوچنا بھی نہ چاہتا تھا، وہ تھوڑا گھبرائی جب عمار نے اسے یوں بولنے سے روکا۔

"جو وقت گزر گیا اور اس میں جو بکواس میرے منہ سے نکل گئی اسے بھول جا، سمجھ آئی۔؟"

اب کی بار پھر سرد تنبیہہ تھی، رملا نے اداسی سے دور کسی غیر مرئی نقطے پر نظر جمائے سر اثبات میں ہلا یا۔

"ٹھیک ہے غصہ مت کریں۔ پسینہ آگے ہی بہہ رہا ہو گا اوپر سے مجھ جیسی ناپسند مصیبت کی باتیں بھی کیلریز برن کر رہی ہیں۔ ٹیک اٹ
ایزی۔ کمزوری نہ فیل ہونے لگے آپکو"

وہ خود ہی نرمی سے بولی جبکہ اس لڑکی کی نرمیاں، عمار کی ہر چڑ کو ڈھانپ سا گئیں۔

"مزاق اڑا رہی ہے میرا؟"

وہ تیز تیوروں سے بولا، لہجہ اکھڑا تھا، رملا نے ہونٹوں پر ہاتھ رکھے امڈتے قہقہے کو روکا، شرارتی لڑکی آنکھوں کی حدود تک مسکرا دی۔

"توبہ کریں۔۔میں اور آپکا مزاق اڑاوں، آپ نے دونوں ہاتھوں میں دبا کے مجھے مکھی کی طرح مسل دینا ہے۔۔میرا کچومر نکل جائے۔۔میں اپنے جیسوں سے پنگے کرتی، آپ میرے لیول سے کافی آگے ہیں شوہر جی"

رملا نے اسی شرارت کی ترسیل اس سڑے اکڑے بندے کی جانب کی تو جیسے جناب کے خوامخواہ کے سپاٹ منہ پر بہار سی اترنے لگی، جسے وہ زبردستی پرے دھکیل بھی دیتا تب بھی فائدہ نہ تھا۔

"کلموہی"

دانت پیسے مسکراہٹ ضبط کرے عمار نے فون کان سے ہٹایا اور کال کٹنے سے پہلے رملا کی شوخ ہنسی عمار کے کانوں میں کسی ساز کی طرح گونجی۔

وہ فون سائیڈ پر رکھ گیا اور آئینے میں خود کو دیکھ کر بے اختیار مسکرا دیا۔

"کمبخت۔۔۔کل پوری نیند خراب کر کے آج بھی دماغ گھما گئی ہے"

اف اب دھیان کی لگی واٹ کا علاج جناب کیسے کرتے، سمجھ سے باہر تھا۔

جبکہ رملا آہٹ پر چونکی اور گردن گمائی تو تایا جان کو دیکھے جلدی سے پول سے ٹانگیں نکالتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"تایا جانو"

وہ زبردستی گھبرایا سا مسکرائی جو ابھی جاگنگ سے آئے تھے اور رملا کو دیکھتے سیدھے وہیں چلے آئے۔

"میری چھوٹی سی بہو کب تک ہے یہاں؟"

وہ قریب آکر رازدانہ بولے تو رملا کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا،یعنی رحمان سیال کیا سب جانتے تھے،رملا کی ششدر نگاہوں اور ہونق شکل پر وہ مسکرائے اور ہاتھ رملا کے سر پر رکھا۔

"آپ۔۔آپکو سب پتا ہے تایا جانو؟"

رملا کی آواز بولتے ہوئے ہکلائی تو جوابا رحمان سیال اسے خود سے لگاتے گھر کی عمارت کی طرف بڑھے، وہ اب تک صدمے میں تھی۔

"ہاں۔ مل چکا ہوں عمار سے۔ اس سیکرٹ میں شامل ہوں۔ لیکن ابھی ہم یہ راز رکھیں گے۔ مجھے بہت خوشی ہے کہ تم عمار کی بیوی بنی میرا بچہ۔ یہ خبر جب ہم عمار کے یہاں آجانے کے بعد سبکو دیں گے تو سب بہت خوش ہوں گے۔ اس حویلی کی روٹھی خوشیاں بھی لوٹیں گی اور مجھے میرا بھائی بھی بنا کسی ناراضگی واپس ملے گا۔ میں تو کہتا ہوں تم اب یہیں رہ جاو۔ یہیں ایڈمیشن لے لو حرا اور بارس کے ساتھ۔"

وہ بھیگی نم آنکھوں سے انھیں دیکھتی مسکرائی اور اسی چہرے سمیت سر ہلایا جس پر تایا جان نے اسے خود سے لگاتے مزید پیار لٹایا۔

"زندگی نے اسے بہت ستایا ہے تبھی اسے زندگی پیاری نہیں۔ تم سے اسکے نکاح کا جب مجھے پتا چلا، میں نے تبھی امید لگالی کہ اب وہ زندگی سے ضرور

پیار کرے گا۔ تم جیسی چلبلی اور پیاری بیوی اسے نارمل کر دے گی پھر جس ماں کے لیے وہ بچپن سے ترس کر بڑا ہوا، اب وہ بھی بدل رہی ہے۔ تم دعا کرنا ہم سبکو یہ خوشیاں راس آئیں"

تایا جان کی آواز میں مانو لرزش تھی اور دکھتے دل میں لاتعداد ارمان جو پورا ہونے کے مستحق تھے۔

"میں پوری کوشش کروں گی کہ انکو زندگی سے پیار کروا سکوں۔ میں بہت خوش ہوں کہ آپ سب جانتے ہیں۔ آپ ملے ان سے؟ انھیں پیار کیا؟ کیا وہ روئے بھی تھے یا آنکھوں میں آنسو دبا لیے تھے۔ وہ تھوڑے کھڑوس سے ہیں ناں تبھی پوچھ رہی ہوں"

بہت سے سوال تھے جو وہ جوابوں سے بھرے چاہتی تھی، رحمان خوشگوار حیرت لیے رکے اور رملا کی طرف دیکھا، وہ تو انکی امید سے کہیں بڑھ کر حساس تھی۔

"بہت ایموشنل ہو گیا تھا وہ بھی اور میں بھی۔باسل کی موجودگی نے ہمیں خود کو سنبھالنے کی ڈھارس دی۔"

وہ لمحہ یاد کرے رحمان پھر سے جیسے اسی کیفیت میں مبتلا ہوئے،رملا نے اداس سی سمائل دی،ماں نہ سہی دوست کے بعد عمار بابا سے بھی مل چکا ہے اسکی اسے بہت خوشی تھی۔

"اوہ باسل بھائی تو ویسے ہی ڈائمنڈ ہیں۔اجر آپی لکی ترین گرل ہیں دنیا کی"

باسل کا نام سوچ کر ہی رملا کے دل سے بس دعائیں نکلتیں کیونکہ رمیز کو سزا کے لیے واپس بھیج دیا گیا ہے یہ خبر رملا کو جاگتے ہی باسل کے آئے میسج سے پتا چلی تھی۔

"تم بھی ہو۔۔آجاو اندر ناشتہ کرتے ہیں"

رحمان سیال نے اپنی لاڈلی کا سر چوما اور دونوں مزے سے مسکراتے حویلی کے اندر بڑھ گئے۔

..________________________..

"آپ نے ٹھیک کہا تھا۔مجھے اچھا محسوس ہو رہا ہے"

اس جملے کو سننے کے لیے فضیل صاحب نے کئی ماہ انتظار کیا لیکن آخر انکے صبر کا پھل ملا جب باسل ماہیل نے انکو کال کر کے یہ اعتراف کیا۔

انکا سرشار قہقہہ انکے تھیرا پی آفس میں گونجا تھا۔

"گود میں ایک دو بچے آنے دو۔پھر دیکھنا اپنی باہر نکلتی شفقت"

وہ بھی جیسے بلکل ہی بے تکلف ہوئے،باسل جو سکرین پر نظریں جمائے میز کی سطح پر جھکا تھا،سخت بدمزہ ہوا۔

"زیادہ فری ہونے کی ضرورت نہیں مجھ سے"

باسل کی معصومانہ ڈانٹ اسکے مسیحا کو اس پر پیار دلا گئی۔

"عمار کو اپنی ذمہ داری سنبھالنے دو۔ وہ سب پر بھاری ہے۔ تمہیں پر اپر لی بہتر ہونا ہے۔ اپنی فیملی پر فوکس کرو۔ اس کام سے چھٹی کیوں نہیں لے لیتے۔ اجر کے ساتھ کسی ہل سٹیشن پر جاو برخوردار۔ تا کہ تمہیں بلکل ٹھیک کر کے میں بھی زرا اترانا شروع کروں کے میں نے کر دیکھایا"

وہ انکی ہر بات سن رہا تھا پر نظریں اسکی کچھ مشکوک انفارمیشن پر تھیں، جین ملائشئین کام کے لیے رمیز کو خود لے کر گیا تھا جبکہ ماہر واپس آ چکا تھا۔

"ہم چھٹی نہیں لے سکتے اور جب تک وہ کمینہ ماسٹر مائیڈ اور بڑا گناہ گار زندہ ہے۔ عمار کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتا۔ ابھی ہم سب اور ہماری فیملیز اسکے ٹارگٹ پر ہیں۔ چلیں میں ایک دو ہفتے تک فائنل رپورٹس کے لیے آوں گا۔ سی یو"

باسل نے ان سے اجازت طلب کی کیونکہ اسے کہیں جانا تھا۔

"اللہ کی امان میں رہو۔"

ڈاکٹر فضیل کی بے غرض دعائیں وصول کر تا وہ کال آف کرے جھکنے سے سیدھا اٹھ کھڑا ہوا پھر ماہر کو کال کی۔

"بڈی آگئے ہیں ریسٹورنٹ؟"

باسل کے استفسار پر ماہر نے چار سو نظریں گمائیں، وہ اس وقت ریسٹورنٹ کی انڈر گراونڈ پارکنگ میں کھڑا تھا جہاں کچھ فاصلے پر دو غیر رجسٹرڈ گاڑیاں دیکھائی دے رہی تھیں۔

"نہیں آئے بھائی۔ لیکن یہاں دو غیر رجسٹر سیاہ شیشوں والی گاڑیاں کھڑی ہیں۔ مجھے کچھ گڑبڑ لگ رہی ہے"

باسل کا ماتھا ٹھنکا، جس ایریا میں رحمان سیال کا ریسٹورنٹ تھا وہاں تو غیر رجسٹرڈ گاڑیاں انٹر ہی نہیں ہو سکتی تھیں۔

"میں ٹیم بھیج رہا ہوں۔ گھیر اڈالو ان دو گاڑیوں کے گرد۔ کوشش کرنا کچھ لوگ زندہ پکڑ لو۔۔۔بڈی کو میں روکتا ہوں وہ ریسٹورنٹ نکل چکے ہیں۔ میری کال پک نہیں کر رہے"

باسل نے ماہر کو بریف کرتے کال کٹ کرتے بڈی کا نمبر ملایا جو شاید وہ سائلنٹ پر ڈال کر گاڑی ڈرائیو کر رہے تھے۔

"پک آپ دا فون بڈی"

باسل تیزی سے بیورو سے نکلا، اپنا بلیزر باہر اپنی رولنگ چیئر کے پیچھے سے اٹھاتے اجلت میں نکلا، بلڈنگ سے نکلتے ہی وہ پارکنگ کی طرف بڑھا جبکہ فون ہنوز کان سے لگا رکھا تھا۔

"ایک تو یہ فون میں سائلنٹ کا آپشن پتا نہیں کس گدھے نے ایڈ کیا ہے۔۔۔"

اپنی گاڑی میں سوار ہوتے، کالنگ پر لگا فون ڈیش بورڈ کی جانب پھینکے وہ سیٹ بیلٹ فکس کرتا سخت کوفت سے بڑبڑایا وہیں دوسری طرف عمار، شاور لیے چینج کرتا جیم کی بلڈنگ سے باہر نکلا، چہرے پر واپس ماسک آچکا تھا۔

ہاتھ میں چھوٹا سا بیگ جو اس نے باہر نکلتے گاڑی میں پھینکا، اسکے پاس باسل کی گھر والی گاڑی تھی اور اسی گاڑی کی نگرانی پر دو لوگ کچھ فاصلے پر فائز تھے۔

عمار نے بلڈنگ کے انٹرنس میں رک کر چار سو اپنی عقابی نظریں گمائیں، جمو ا کے دو لوگ اسکی آنکھوں کے دائرے میں آئے، وہ لوگوں کی شکلیں دیکھ کر انکے اندر تک جھانکنے کا ماہر تھا، عمار کے ماسک میں چھپے چہرے سے چھلکتی تیز آنکھوں میں مسکراہٹ تھی۔

"کاٹھ کے الو"

عمار نے خباثت سے قہقہہ لگایا اور لوفرانہ چال چلتا اپنے دھیان میں باسل کی گاڑی کی طرف بڑھا جب وہ دو لوگ بھی آگے بڑھے، ارد گرد دیکھتے اپنے کوٹس کی جیب میں رکھی پسٹلز پر ہاتھوں کی مضبوط گرفت کرتے جبکہ وہ نہیں جانتے تھے وہ کسی ایرے غیرے نتھو خیرے کو نہیں، عمار کو دبوچنے کا سوچ رہے ہیں، ایک ایسے آدمی کو جسکی دو آنکھیں سوتے میں بھی جاگتی تھیں، اس سے پہلے ایک آدمی اپنے ہاتھ میں دبا انجکشن عمار کی گردن میں دھنساتا، عمار نے اس مسٹڈنے کا ہاتھ کسی پلاسٹک کی گڑیا کی طرح بروقت پکڑ کر جھٹکا دیا کہ اس آدمی کی کلائی کی ہڈی چٹخ گئی، جبکہ دوسرا آدمی پہلے کے کراہنے پر اس سے پہلے گن نکالتا، عمار نے مسکراتے ہوئے اسکی گچی دبوچ باسل کی نئی نکور گاڑی کے بجائے وہیں روڈ سائیڈ لگے لوہے کے کھمبے پر اسکا منہ دے مارا، ارد گرد لوگوں میں جیسے بھگدڑ مچی کیونکہ جسکی کلائی ٹوٹی تھی اس نے عمار کی توجہ بھٹکنے پر گن چلادی تھی، گولی عمار کی بازو چھو کر نکل گئی تبھی عمار نے پلٹ کر اس آدمی کی گن دبوچ اسی کے سینے میں دوسری گولی

چلائی جبکہ اسے گھسیٹتے گاڑی کی نمبر پلیٹ تک آیا اور اس آدمی کے خون سے نمبر پلیٹ ڈھک دی، جبکہ وہ دو خون میں لت پت پڑے تھے، مجمعے نے گاڑی کا نمبر نوٹ کرنا چاہا پر وہ لہو سے ڈھک گیا اور عمار مزے سے جھک کر اپنے بہتے لہو کو اپنی ہی ٹینک ٹاپ اتار کر روکتا ہوا اک نظر سہمے لوگوں پر ڈالتا گاڑی کی طرف بڑھا، کچھ ہی دیر میں گاڑی وہاں سے جا چکی تھی جبکہ عمار نے کوئی ثبوت نہ چھوڑا تھا، نہ اپنے لہو کا اک قطرہ زمین پر گرنے دیا، جبکہ وہ دو کچھ دیر کراہنے کے بعد دم توڑ گئے، جو بعد میں مرا اس نے سانس نکلنے سے پہلے جموا کو کال ملا دی تھی جبکہ جواب میں جموا کو عوام کا شور ہی سنائی دیا جس سے وہ سمجھ گیا کہ وہاں اسکے دونوں آدمی مر چکے ہیں۔

جبکہ دوسری طرف ریسٹورنٹ کی پارکنگ میں ان دونوں غیر رجسٹرڈ گاڑیوں سے لوگ نکلے تو ماہر اور اسکی ٹیم آگے انکا راستہ روکنے کو موجود تھی، دونوں طرف گولیوں کا یلغاری مقابلہ ہوا تھا، چن چن کر ماہر اور اسکے آدمیوں نے دونوں گاڑیوں کے لگ بھگ سارے آدمی ڈھیر کیے اور دو مین

لوگ پکڑے اور باسل کو گرین سنگل بھیجا لیکن تب تک وہ بڑی کی گاڑی تک پہنچ کر انکار یسٹورنٹ کے بہت قریب ہی راستہ روک چکا تھا۔

"سب کلئیر ہے بھائی۔ان لاشوں کو ٹھکانے لگا دوں کیا؟ایک اور خبر ملی ہے"

باسل کارڈور کھولے نکلا تو ماہر سے کال پر بزی تھا، دوسری طرف سے رحمان بھی گاڑی روکتے پریشانی کے عالم میں گاڑی سے باہر نکلے۔

"ہاں۔۔کیسی خبر؟"

باسل کے چہرے کا رنگ اڑا۔

"عمار سر نے جیم کی اوپن پارکنگ میں دو جموا کے لوگ مار دیے۔۔۔وہ خود بھی زخمی ہوئے ہیں۔"

ماہر کی بات سنے باسل نے خود کو کوسا کہ کس طرح آخر کس طرح وہ گاڑی کو نظر انداز کر گیا۔

"اوہ گارڈ۔۔ ٹھیک ہے پہنچو اس تک۔۔۔ پہنچ کر انفارم کرو"

باسل نے کال بند کی اور ہانپتا ہوا بڈی کو دیکھنے لگا۔

"کنگ کے لوگ آپکے پیچھے ہیں بڈی۔کچھ دن ریسٹورنٹ کا آف لیں اور سٹاف کو ذمہ داری سونپیں۔ غیر ضروری گھر سے نکلنے سے پرہیز کریں"

وہ انکو پریشان کر رہا تھا، کیونکہ رحمان کو اپنی جان کی فکر نہیں تھی، اپنے اس جنگ کو لڑتے تینوں بچوں کی پریشانی تھی۔

"عمار ٹھیک ہے؟"

وہ بیقراری سے بولے تو باسل نے فوری سر ہلایا۔

"اسے میرے ہوتے کچھ نہیں ہو گا۔ چھوٹی موٹی خراشیں چلتی رہتی ہیں۔ اب آپ سیدھے حویلی جائیں۔۔اور محتاط رہیں"

وہ انھیں سیور کھنے کو بولا تھا ورنہ جانتا تھا وہ اپنی جان کی پرواہ کرنے والے انسان نہیں۔

"میرے اتنا برا کرنے کے باوجود تم میری جان بچارہے ہو باسل؟"

ناچاہتے ہوئے بھی شرمندگی کا احسان انکی آنکھوں میں سرخائی گھول گیا۔

"ہمارے اپنے ہمارے ساتھ اچھا برا کرتے رہتے ہیں بڑی، اسکا یہ مطلب نہیں ہم ان سے محبت کرنا چھوڑ دیں۔ آپ کی عزت، آپکا مرتبہ آج بھی وہی ہے۔ آپ سے اجر اور عمار جڑے ہیں، یہ وجہ شاید اب سب سے بڑی ہے کہ مجھے آپکی فکر ہے۔ پہنچ کر مجھے اطلاع دیجیئے گا۔ فی الحال یہ وقت پرانی باتیں یاد کرنے یا اپنی تکالیف دہرانے کا نہیں ہے۔ یہ وقت مل کر لڑنے کا ہے"

وہ انکی شرمندگی اس سے بہتر طریقے سے دور کر بھی نہیں سکتا تھا، وہ نم آنکھوں سمیت مسکرائے اور باسل کا سینہ رشک سے تھپکا۔

"آج سمجھا ہوں ماہیل کو تم سے الگ سی محبت کیوں ہوئی"

رحمان سیال کا لہجہ بھیگا تھا جبکہ باسل سر جھکائے اپنی اس اہمیت پر مسکرایا، جو انسان اللہ نے پیدا ہی اچھائی کے لیے کیا ہو، اس پر جتنی مرضی منفی طاقتیں حاوی ہو جائیں، اسکی اچھائی دبا سکتی ہیں لیکن ختم نہیں کر سکتیں۔

"بابا سے پوچھیے گا۔ وہ آپکو تفصیلی بتائیں گے۔ شام میں ملتا ہوں بڑی۔ ابھی مجھے جانا ہو گا"

وہ اجازت طلب ہوا تو رحمان نے خوشی خوشی اسے رخصت کیا اور خود بھی وہ اپنی گاڑی کی سمت بڑھے۔

وہیں عمار فارم ہاوس کے بجائے اسی سنو کروالے اڈے آیا تھا، وہیں کے لوگوں نے ماہر کو اطلاع دی تھی، ماہر بھی بیس منٹ تک پہنچ آیا تھا مگر وہ

اپنی بازو یونہی لیے بیٹھا تھا، کسی کو ہاتھ لگانے نہ دیا تھا بس ان دو پکڑے جاتے جموا کے لوگوں کو تب سے ٹارچر سیل میں پیٹ رہا تھا۔

"سر۔۔۔ وہ ان دو کو مار دیں گے"

باسل بھی جب تک پہنچا، ماہر نے منت سی کی کہ عمار کو روکیں جس سبب وہ سیدھا بنکر ایریا کے ٹارچر سیل کی طرف گیا، عمار نے دونوں سے کافی کچھ اگلوا لیا تھا۔

"بس کر۔۔۔"

باسل اندر آیا اور زبردستی عمار کو سلامت بازو سے گھسیٹ کر باہر لایا۔

"چھوڑ مجھے باسل۔ وہ سب اگلیں گے تو دیکھتا جا۔"

عمار اپنی بازو جھٹک رہا تھا پر پوری طاقت کے باوجود بھی باسل سے خود کو چھڑوانا اسکے لیے ممکن نہ تھا جو اسے گھسیٹ کر باہر آفس تک لائے رولنگ چیئر پر لا کر دھکیل چکا تھا۔

"تجھے پتا ہے وہ صرف مہرے ہیں بد دماغ، پھر انکا بلا وجہ کچومر نکالنے کا مطلب۔۔۔ جتنا وہ جانتے تھے تیرے ایک مکے پر بتا دیا ہو گا دونوں نے۔۔۔ اور حشر دیکھ بازو کا۔۔۔ اپنے درد کا احساس باقی ہے تیرے اندر یا نہیں؟"

باسل کی آنکھیں عمار کی زخمی بازو دیکھ کر سرخ ہوئیں جبکہ عمار یکدم شانت سا باسل کو دیکھنے لگا، اسکے دھاڑنے میں چھپی عمار کے لیے فکر و محبت اسکے سارے پاگل پن کو سمیٹ گئی۔

"مجھے بس تیری آنکھوں میں اترے درد کا احساس ہے۔۔ اب سمجھا ہوں میری موت کی خبر پر اپنی جان لینے کی کوشش کیوں کی تھی تو نے۔۔ کیوں

بابا تجھے ظالم بنانے پر مجبور ہوئے۔۔ ٹھیک کیا تھا انہوں نے تجھے درندہ بنا کر۔۔۔ ورنہ اب تک آتشم کا نام ڈوب چکا ہوتا۔۔۔ اب تک میں واقعی مر چکا ہوتا باسل"

عمار کی آنکھیں درد کی شدت کے باوجود مسکرا رہی تھیں، جبکہ باسل نے اپنی آنکھ سے بہتی نمی رگڑی اور منہ پھیرے، کھڑے آدمی سے فسٹ ایڈ باکس لیا، عمار کا دل جیسے سینے میں کسی نے کاٹ دیا ہو۔

"پہلے اپنی بازو دیکھنی چاہیے تھی پھر انکا کچومر نکالتا۔ تھوڑا سا انسان بن کے سوچ لیا کر عمار۔ انفکشن کروانے کا موڈ تھا تیرا؟"

باسل نے ویٹ کاٹن لیتے اسکی پوری خشک خون سے بھری بازو دبوچے صاف کرتے آنکھوں میں شکائیت بھری لیکن عمار جوابا محبت سے یار کی یہ تڑپ دیکھے، اور ڈانٹ سنے مسکرایا۔

"تجھ سے مرہم پٹی کروانی تھی تبھی نہیں دیکھی۔ ویسے بھی گولی چھو کر گئی ہے۔ ایسے زخم انسانوں کو انفکشن دیتے ہیں۔ مجھ سے جانوروں کو نہیں۔ میری معصوم جان میرے اتنے سے درد پر روئی روئی کر رہی ہے"

باسل نے اسکی بازو اور زخم صاف کرنا روکے اک کاٹ کھاتی نظر عمار پر ڈالی جو دل روک کر اب دانتوں کی نمائش کرے یار کا سینہ چبا رہا تھا۔

"ہاں کیونکہ بدقسمتی سے چوٹ تجھے لگتی ہے اور درد مجھے ہوتا ہے۔ میں خود ایسا نہیں بنا، اللہ نے بنایا ہے۔۔ اور تو۔۔۔۔ اب دانت دیکھا کر تپا مت۔ دانت توڑ دوں گا سارے پھر ایک جو رملا ملی ہے وہ بھی ریجکٹ کر کے بھاگ جائے گی۔۔ منحوس آدمی۔ میرے ساتھ یہ غیر انسانی حرکتیں مت کرنا۔ کسی دن دل بند ہو گیا میرا تو میری میت پہ بیٹھ کر باچھیں کھول کر ہنسنا پھر"

باسل اسکے زخم کی بہت احتیاط سے جانچ کرے ساتھ روٹھے لہجے میں لڑ بھی رہا تھا جبکہ عمار کو لگ رہا تھا وہ دنیا کا سب سے اچھا دوست رکھتا ہے، وہ خوشقسمت ترین ہے۔

"نہیں یار تب بین ڈال ڈال پیٹوں گا۔ میں اتنا بھی برا نہیں کہ تیری موت پر ہنسوں۔ اور ہاں تیری موت پر سٹیٹس بھی ڈالوں گا۔۔ "ٹر گئے یار محبتاں والے "روز تیری قبر پر خاضری بھی ہو گی۔۔ مجال ہے جو مسکرانے یا ہنسنے کی جرت کروں"

وہ اسکے روٹھے چہرے پر سمائیل لانے کو کچھ بھی بک بک کر رہا تھا لیکن کامیاب ٹھہرا، باسل کی تکلیف میں ڈوبی آنکھیں ایسے کمینے یار کی پیاری بکواس پر آخر مسکرا دیں۔

"تجھے بس مزاق سوجھتا ہے۔ کمینہ "

باسل نے زرا زرا اراضی لہجے میں ڈانٹے اسکی بازو کی مرہم پٹی پروفیشنلی کی، کوئی انفکشن نہ ہو اسکے لیے ایک انجکشن بھی منگوایا۔

"اسے مت بتانا۔نہ بابا کو"

باسل نے گھور کر عمار کی طرف دیکھا جو شرٹ پہنتے نظریں سی چراتے بولا۔

"اسے کی وضاحت پلیز"

باسل نے دانت پیسے۔

"رملا کو۔خوامخواہ سرپر سوار ہو جائے گی۔ناچے گی"

عمار نے بیزاری سے سر جھٹکا جبکہ باسل اسے یوں بغور دیکھنے لگا جیسے بھانپنے کی کوشش کررہا ہو کہ واقعی اس آدمی کو رملا اتنی ناقابل قبول ہے یا اوپر اوپر سے بس دل میں کوئی چنگاری نہیں یہ بتانے کی کوشش کی جارہی ہے۔

"بیٹا تجھے پتا نہیں میں چیز کیا ہوں"

باسل نے دانت پیسے من ہی من میں عمار کے کہے سے الٹ کرنے کا تہیہ کیا جبکہ دوسری طرف جموا کے لوگوں کو اتنی بری شکست ملی کہ کنگ کے اندر جو گرمی بھری تھی وہ بھی لمحہ بھر بیٹھ گئی اب وہ ایسی خاموشی میں لپٹا تھا جو کسی بڑے طوفان کا پیش خیمہ ہوا کرتی ہے۔

..______________________..

اجر اور باسل کے کمرے میں نرم سنہری دھوپ رینگ رہی تھی، چند پر سکون لمحوں کی خاموشی ہر شے پر چھائی ہوئی تھی۔

اجر کی پلکیں آہستگی سے لرزیں، نیند جیسے رفتہ رفتہ اس کی آنکھوں سے رخصت ہو رہی تھی۔

وہ کروٹ لے کر تکیے میں منہ چھپانے لگی تو ایک مانوس مہک نے اس کی سانسیں روک لیں، وہی خوشبو، جو بس باسل سے جڑی تھی۔ اسکی سانسوں میں اترتی گئی، اسکی زندگی کے پیارے ساتھی کی مخصوص خوشبو، جو نرم بھی

تھی اور جنون خیز بھی۔ اجر کا دل ایک لمحے کو ٹھہر سا گیا، چہرے پر ہولے سے مسکراہٹ ابھری، آنکھیں بند کیے وہ کچھ لمحے وہیں لیٹی رہی، جیسے کسی نے لمس کے بغیر، الفاظ کے بغیر محبت سونپ دی ہو۔ بستر سلیقے سے اضافی سلوٹوں سے پاک پر کوئی بیٹھا تھا یہ راز وہ نفاست کھول گئی۔ بلینکٹ اس کے گرد ٹھیک سے اوڑھایا گیا تھا، اور تکیے پر اس کے بال اب بھی کچھ ادھ کھلے پڑے تھے، وہ تو بے ترتیب سوئی تھی، مگر جاگی تو اپنی سانس سانس ترتیب میں ملی، وہ محسوس کر سکتی تھی کہ کسی نے اسے چپکے سے دیکھا تھا، چھوا تھا، پیار کیا تھا۔

"باسل آیا تھا، پر اول دنوں کی طرح، چپ چاپ۔

محبت کر کے، اظہار کیے بغیر رخصت ہو گیا۔"

باسل ماہیل کی موجودگی اس لڑکی سے باتیں کرتی تھی اور یہ نئی بات نہیں تھی، گدگداتی سی کیفیت سمیت وہ ایک بجے کا وقت دیکھے اٹھ بیٹھی۔

وہ آہستہ سے اٹھ کر واش روم گئی، کچھ ہی دیر بعد ہلکے سے سکائے بلو کاٹن سوٹ میں، سنواری زلفوں اور سادہ سی شکل میں وہ نیچے آئی۔

ڈائنگ ہال میں داخل ہوئی تو منظر اس کے تصور سے مختلف تھا، اجر جو کیچر سے اپنے بال باندھ رہی تھی، ٹھٹک گئی۔

ایمن صاحبہ پہلے سے ناشتہ لگوا چکی تھیں، ڈائنگ پر انواع و اقسام کی چیزیں تھیں، مگر جیسے ہی ان کی نظر اجر پر پڑی، ان کی آنکھوں میں پہلی بار نرمی کی وہ لہر ابھری جس کا انتظار اجر نے بہت وقت کیا تھا۔

"آجاؤ بچے، تمہارے لیے تمہاری پسند کا ناشتہ بنوایا ہے۔"

اجر ایک پل کو صدمے میں مبتلا وہیں رک گئی۔

وہ لفظ "بچے" سہا دینے والے موسموں کے بعد پہلی بار محبت کی بارش محسوس ہوا، شفقت و نرمی کی ہوا سے لبریز ٹھنڈا موسم۔

"یہ باسل ماہیل کی محبت کی ایک اور جیت ہے... اور میری بھی"

اجر کے دل نے تھر تھراتے ہوئے سرگوشی کی۔

وہ آہستہ قدموں سے آکر چیئر سنبھالے بیٹھ گئی، ایمن نے اس کے سامنے پلیٹ رکھی۔

"کیا کچھ اور چاہیے؟ دو تین طرح کا آملیٹ ہے، یا پراٹھا کھاؤ گی تو بتاو؟"

ایمن نے پاس آکر قدم روکے اور نرمی سے پوچھا

اجر نے بے یقینی سے ان کا چہرہ دیکھا، پھر ہلکا سا مسکرا کر بس سر ہلا دیا کہ جو ہے کافی ہے۔

دل کے اندر کہیں وہ رکی ہوئی سی خوشی، آج آہستہ آہستہ کھل رہی تھی۔

ایمن کی قبولیت، باسل کی خاموش چاہت، اور اس پیلس میں اپنی جگہ بن جانے کا اطمینان، یہ سب اجر سیال کی ایک اور خاموش مگر مکمل جیت تھی۔

اس نے بہت وقت بعد سیر ہو کر ناشتہ کیا تھا، اس بیچ مصطفی بھی اسکے پاس ہی آکر بیٹھا، وہ اپنے کھلونوں کے ساتھ ساتھ اپنی بکس کے ساتھ خوش تھا، حرا کالج گئی تھی تبھی مصطفی کو میرال اور ایمن کمپنی دے رہی تھیں جبکہ اجر کو ناشتہ کرتے مزہ اس لیے بھی آیا کہ وہ مصطفی کو بھی سالٹی آملیٹ کی بائیٹس کھلا رہی تھی اور وہ پورے گھر میں دوڑ کر اجر کی کھلائی بائیٹ ہضم کرے پھر واپس آجاتا، اجر کبھی اسے پانی پلاتی کبھی اسکے سائز کی بائیٹ بنا کر خود کھا لیتی، اور میرال ایمن نے اجر کا یہ والا روپ تو پہلی بار دیکھا۔ میرال اسے لینے بھی آئی کہ اجر کو وہ ناشتہ نہیں کرنے دے رہا تھا پر اجر نے میرال آپی کو روکا کے اسے انجوائے کرنے دیں۔

"چلو اب ناشتہ تو ہڑپ کر لیا۔ آنی کو میٹھی سی پاری کون کرے گا؟"

اجر نے اس پھدکتے مینڈک کو آخر پکڑ کر اٹھا ہی لیا اور وہ سٹنگ لاونج میں آئی جہاں میرال اور ایمن کچھ آن لائن شاپنگ ایپس کھولے ڈریسیز دیکھ رہے تھے، دونوں کی مسکراتی توجہ بیک وقت اجر اور مصطفی پر گئی۔

"میں تلوں دا۔ آپ میلی آنی اواجل (میں کروں گا۔ آپ میری آنی ہو اجر)"

مصطفی کے آگے سے اپنے علم کے اضافے پر اجر سمیت وہ دونوں لیڈیز ہنسیں۔

"جی میں آپکی آنی ہوں۔ چلو اب پاری کرو"

اجر کے پیار سے مسکرا کر کہنے کی دیر تھی کہ مصطفی نے اسکی پوری گال چبالی لیکن بہرحال اتنی میٹھی پاری کی کہ اجر تمام تر اسکے گال پر لگے تھوک کے کیوٹ فیلنگ پر ہنس دی، شاید دل میں یہی سوچ رہی ہو کہ یہ بلکل باسل پر گیا ہے یا پھر یہ سوچ آئی ہو کہ بچوں سے سلام دعا کرنا سیکھ لے، جلد کام آنے والا ہے، باسل کی کارکردگی پر شبہ نہ تھا ذرا ابھی، نا جانے ان جناب کا ہوتے ہی اجر کو کیا ہو رہا تھا، باولی کہیں کی۔

"چلو اب کھیلو۔۔۔ آپ دونوں کیا کر رہی ہیں"

مصطفی کو گود سے اتارے وہ دونوں حسین سی لیڈیز کے پاس بیٹھی، آج شام میں اسے آفس جانا تھا، تب تک وہ بس فیملی ٹائم چاہتی تھی۔

"کچھ خاص نہیں۔ ہم اونلائن شاپنگ کر رہے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں ٹائم کل کر رہے ہیں"

میرال نے ہی مسکرا کر کہا تو ایمن نے بھرپور تائید کی جبکہ اجر بھی کچھ دیر اس کام میں انکی پوری مدد کرتی رہی پھر دو بجے تک زرا بارس کی طبعیت پوچھنے کو نکلی، سیال حویلی کے آنگن میں چمکتا سورج کچھ خاص خوش باش لگ رہا تھا،

جیسے آج یہاں کسی کی مسکراہٹ کا راج ہونا ہو۔

اجر جیسے ہی اندر داخل ہوئی، قدموں میں نرمی اور آنکھوں میں ایک خاص سی چمک تھی۔

یہ وہ جگہ تھی جہاں وہ بڑی ہوئی تھی...

اور اب یہاں آنا... اپنے شوہر کے لمس سے لبریز ہو کر، کچھ عجیب سا سکون بخش رہا تھا۔

اندر آتے ہی، لاؤنج کی جانب گئی تو بارس صوفے پر نیم دراز، تکیے سے ٹیک لگائے بیٹھا میچ دیکھ رہا تھا۔

"اوہو، میری گواجی آپی آج کیسے آگئی؟ کہیں پھر سے مجھے لاڈ کرنے کا پلان تو نہیں؟"

بارس کا چہرہ ذرا تھکا تھکا مگر مسکراہٹ مکمل تھی۔

"بالکل! تمہیں لاڈ سے تنگ ہوتا دیکھ کر بہت سکون آئے گا، اب بتاو، ایسڈ برن کیسا ہے؟"

بارس نے آنکھیں گھما کر سر تکیے میں دے مارا۔

"ٹھیک ہوں آپو جان، میرے آسے لا سے سبکو نرسنگ کا بخار چڑھا ہوا ہے۔مجھے کچھ کیسے ہو سکتا ہے"

وہ بازو کھولے اجر آپی کو ساتھ ہی بیٹھنے پر اپنے دکھ سکھ سنانے لگا۔

"سبکو نرسنگ کا بخار چڑھا ہے تو اسے نخرے کا بخار"

اسی لمحے ماہا اندر آئیں، سادہ سا لباس، لیکن آنکھوں میں ایک نرم، مدھم روشنی۔ماہا نے اجر کے ساتھ بیٹھتے ہوئے کہا تو بارس کا قہقہہ نکل گیا۔

اجر نے مسکرا کر ماہا کی طرف دیکھا۔

پہلی بار ان کی موجودگی اتنی "قریب" لگی۔

وہ ماہا جو ہمیشہ اپنے بچوں سے بھی جذباتی دوری رکھتی تھیں... آج خود سے باتیں کرنے آگئی تھیں۔

"تمہیں دیکھ کر خوشی ہوئی، بہت دن بعد آئی ہو، بھائی کو دیکھنے یا اپنی چھٹیاں منانے؟"

ماہا نے اجر کے بالوں کو سمیٹتے ہوئے پیار سے پوچھا تو وہ دھیما سا مما کے یوں لاڈ پر مسکرائی، بارس اٹھ کر ریموٹ اٹھائے سامنے والے صوفے پر جا دراز ہوا، شاید وہ بھی مما اور اجر کو براہ راست دیکھنے کا خواہش مند تھا۔

"دونوں! بھائی بھی میرا، اور چھٹیاں بھی میری۔"

اجر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"خوش ہو باسل کے ساتھ؟"

اجر نے فوراً سے آنکھوں میں جمع اداسی کو پرے دھکیل کر سمائیل دیتے گردن ہلائی۔

"بہت خوش ہوں مما"

نجانے کیوں پر اس وقت ان تینوں کی آنکھوں میں دکھ تھا، ماہا نے نظریں جھکائیں اور اجر کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا اور اسی لمحے اجر نے حیرت سے سامنے بیٹھے بارس کو یوں دیکھا جیسے پوچھ رہی ہو مما کو کیا ہوا ہے اور وہ کیا بتاتا، وہ تو خود کل سے ماہا کی خدمت گزاری اور لاڈوں کے سنگ حیرت کدوں میں اترا تھا۔

"ہمیشہ خوش رہو۔ روز چکر لگایا کرو۔ یہ تمہارا گھر ہے اجر۔ میں ہمیشہ روڈ رہی۔ پاس تھی تم تو بہت باتیں سنا دیتی تھی لیکن اب قدر ہوئی تمہاری۔ بھلے ساتھ والے گھر گئی ہو لیکن پھر بھی ایسا لگتا ہے بہت دور چلی گئی"

وہ مما کے شکوے پر انکا ہاتھ بھی جواباً محبت سے دبا گئی۔

"مجھے کوئی شکائیت نہیں۔ میں ہی بہت نک چڑھی اولاد تھی آپکی۔ لیکن اب اچھی بچی ہوں"

وہ بھی اچھے موڈ میں تھی جبکہ بارس نے مما کو دیکھے جیسے دیرینہ سی سمائل پاس کی۔

"تم سب لوگ مجھے چھوڑ کر محفل سجا لیتے ہو؟ ناانصافی ہے"

بارس کچھ بولنے لگا تھا کہ اچانک رملا اندر آگئی، اپنے مخصوص انداز میں، کلر فل ڈریس میں، ہاتھ میں چائے کا کپ۔ وہ سب ہنسنے لگے۔

اجر نے اٹھ کر رملا کو گلے لگایا۔

"ارے تم کب آئی لڑکی۔ ابھی تو تم گئی تھی؟"

اجر نے اسکو امید نہیں کیا تھا۔

"بس دل ہی نہیں لگا تو پھر ٹپک آئی پر بے فکر رہیں اب حرا مجھ سے بلکل نہیں چڑتی بلکہ ہماری دوستی ہو گئی ہے"

رملا نے قبل از وقت ہی اجر کی حیرانگی مٹادی جبکہ اجرا اچھی خاصی اس بدلاو پر امپریس ہوئی۔

اور کچھ لمحے بعد وہ چاروں آمنے سامنے صوفے پر، ایک ہی خلوص کے ساتھ بیٹھے تھے۔

باتوں میں چھیڑ چھاڑ، بچپن کی یادیں، اور کبھی کبھار زندگی کی کچھ سچائیاں بھی۔

بارس کے چہرے پر سکون تھا،

ماہا کا لہجہ دھیرے دھیرے "ماں جیسا" ہو رہا تھا،

اور رملا، جیسے ہر کسی کو اپنی شوخی سے ہنسا ہنسا کر نرم کر رہی تھی۔ اجر نے ایک لمحے کو سب کو دیکھا۔

"یہ سب... محبت کی برکتیں ہیں،

یہ سب... میرے ہونے کا سکون ہے۔"

اجر کے دل کے اندر کسی نرمی نے سرگوشی کی تھی، وہ حیران بھی تھی کہ اسکے ساتھ یہ سب خواب جیسا کیوں ہو رہا ہے لیکن وہ دعا گو بھی تھی کہ اگر یہ خواب ہے تو اسے تا عمر اسی خواب میں رہنا ہے، جاگنا نہیں، نہ کسی تعبیر کی تمنا ہے۔

:.______________________.:

میرال نے ایمن کو اور حان سے بات کرتے سنا تھا کہ وہ لنچ پر گھر آئے گا تو اس نے کیک رات کے بجائے دن کو ہی بیک کرنے کا سوچا اور اپنے پارٹنر کو بھی کام پر لگایا۔ میرال نے کچن کی طرف نظر دوڑائی، چہرے پر شرارت بھری مسکراہٹ تھی، اور آنکھوں میں وہی چمک جو کسی خاص کو منانے کا پلان بُننے کے وقت آتی ہے۔

سامنے مڈ ٹیبل پر مصطفی چھوٹا سا ایپرن پہنے، بالوں میں میدے کے ذرّے سجائے، ہاتھ میں اسپون پکڑے بیٹھا بالکل پٹاکا لگ رہا تھا۔

"بس بس بس... اتنا بھی نہ ڈالنا کہ کیک میدے کی چکی بن جائے، مصطفی!"

وہ قریب آئی اور مصطفی کو سمجھایا، جبکہ خود بھی ایپرن پہن کر میدان میں آئی، ابھی وہ مل کر چولہے گیس اوون سے دور مڈ کاونٹر کے پاس کیک کا بیٹر بنا رہے تھے۔

"ممی، یہ چاتلیت بی دالو؟ (ممی۔ یہ چاکلیٹ بھی ڈالوں)"

اس چھوٹے سے چہرے پر چمک تھی، جیسے دنیا کا سب سے بڑا کیک وہی بنا رہا ہو۔

"ڈالو، کیونکہ آپکے بابا کو چاکلیٹ کیک بہت پسند ہے، اور آج آپکے بابا کو میں نے منانا ہے"

میرال اس کے چھوٹی سی ناک پر چاکلیٹ لگا کر مسکرائی اور مصطفی ہنس کر اس کی ناک پر چاکلیٹ لگا گیا۔

"وہ نالاج نی ایں میال ممی (وہ ناراض نہیں ہیں میرال ممی)"

مصطفی نے معصومیت سے یقین دلایا۔

میرال نے لمحے بھر کو سوچا، تو دل میں چبھن سی اٹھی، میرال کی ظالم سنگدلی یاد آگئی تھی۔

"اب بھی راضی نہ ہوئے تو پیٹ میں ایسا مکا ماروں گی کہ آپ سے سیدھا تم تو پر آجائیں گے۔ ہنہ"

دل ہی دل میں وہ منصوبے بناتی جیسے ساتھ تو مصطفی کے تھی پر پلاننگ اسکی مسلسل رو کر منا کر اور ناکام ہو کر، شدید اور خطرناک ہو چکی تھی۔

..________________..

اجر، ماہا کے کمرے سے نکل کر اپنے پرانے کمرے میں آئی۔ آنکھیں ابھی تک بھیگیں تھیں، پر دل مطمئن سا تھا۔

کمرے کی خاموشی میں دل ایک ہی آواز کو پکارنے لگا۔

اس نے موبائل اٹھایا، باسل ماہیل کے نام پر انگلی رکھی اور فوری کال کی، ایک ہی بیل پر کال ریسیو ہوئی۔

"میرا سکون جاگ گیا؟ سب خیریت؟"

باسل کی آواز سنی تو اس کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ آئی۔

"باسل، تم میرے پاس تھے صبح؟"

باسل ہلکا سا ہنسا۔

"تو تمہیں پتہ چل گیا تھا؟"

اک خوشگوار سی بو سی اسٹائیل مسکان، رشک زیادہ تھا۔

"میں سو رہی تھی، پر نیند اور بے خبری میں فرق ہوتا ہے، جیسے ہی تمہارا لمس میرے قریب سے ہٹا، آنکھ تو بند رہی، مگر دل جاگ گیا تھا"

دوسری طرف خاموشی طاری ہوگئی، جیسے باسل لمحہ بھر کو کچھ سوچ کر سانس لے رہا ہو۔

"اور... تم نے مجھے روکا کیوں نہیں؟"

باسل کی آواز مدھم تھی۔

"کیونکہ روکنے والی ہوش نہیں تھی مجھے۔ تمہیں کچھ بتاوں؟"

باسل نے محسوس کیا اجر کی آواز میں نمی ہے، وہ لیپ ٹاپ کی سکرین گراتا بھرپور متوجہ ہوا۔

"کیا؟ بتاو"

اس جانب باسل ماہیل کو بیقراری نے گھیرا۔

"آج ایمن آنٹی نے ناشتہ لگوا کر مجھے ایسے بلایا، جیسے میں وہاں کی بیٹی ہوں، میری اپنی مما نے آج میرے بال سنوارے بارس نے بھی شرارتیں کی جیسے وہ کبھی کرتا تھا"

وہ اپنی آواز کو خوشی کے سنگ کپکپانے سے روک نہ سکی۔

"تو آج سیال حویلی اور ماہیل پیلس میں سب معمول سے ہٹ کر تھا؟"

باسل کی آنکھوں میں اجر کی خوشی کا سرور اترا۔

"نہیں..."

اجر کی آواز بھیگی۔

"آج سب کچھ، میری دعاؤں جیسا تھا۔ میرے ارمانوں جیسا"

باسل نے اسکی ڈوبی سانس پر گہری سانس کھینچی۔

"تم خوش ہو اجر؟"

اب کی بار آواز باسل کی بھاری ہوئی۔

"بہت۔پر تمہیں نہ دیکھ کر جیسے خوشی میں تھوڑا خلا رہ گیا۔"

وہ اسے مس کر رہی ہے یہ خاموشی سے بتا کر نظریں دیوار پر لگے فوٹو فریمز پر جما گئی جہاں اک فریم میں لگ بھگ بارہ سال کی وہ اٹھارہ انیس سال کے عمار کے کندھے پر چڑھی تھی، یہ اسکی فیورٹ تصویر تھی۔

"میں تمہارے ہر لمحہ پاس ہوں۔۔شام تک یہ فیملی مومنٹس انجوائے کرو پھر باقی کا وقت صبح تک میں لے لوں گا پورے حق سے۔"

اک خاموش لفظی حق اور جسارت کیے وہ اجر کی ساری تکلیف لمحوں میں پی گیا، وہ بھیگی آنکھوں سے مسکرائی۔

"م۔۔مجھے لگتا ہے مجھے شرم آئے گی تم سے باسل"

وہ گہرا سانس لیتی سرگوشی میں بولی تو باسل کی آنکھیں خفیف سا مسکائیں۔

"ٹھیک ہے۔ میں تمہاری نیند میں آجاؤں گا پھر۔۔۔ شرمانا مت۔۔ بہت بری لگو گی۔۔۔ چلو انجوائے کرو میرے سکون۔۔۔ ایموشنل بس تب ہونا جب میرے دل سے لگو، تاکہ میں تمہیں بکھرنے سے پہلے سمیٹ لوں اور کسی کو کان و کان خبر نہ ہو کہ اجر سیال ٹوٹ گئی تھی"

وہ یوں مدھم سرگوشی کر رہا تھا جیسے فون پر نہیں، اجر کے کان میں گھسا ہو، وہ اپنے آنسو فوری رگڑ کر ہنسی، یہ شخص اجر کی آتی جاتی سانس کی وجہ تھا اور اس نے اب تک تکرار باندھی تھی کہ اسے باسل سے پیار نہیں۔

"میں تمہارے ب۔۔بنا نہیں جی سکتی باسل"

وہ بھیگی سی آواز میں یوں بولی جیسے ہار مان گئی ہو، باسل نے دل پر ہاتھ رکھے یہ اعتراف سنا۔

"جینے دوں گا بھی نہیں اپنے بنا۔ میری جان سمائیل"

وہ سب جانتا تھا وہ اس وقت رو رہی ہے، بہت زیادہ جذباتی ہے، اسکی زندگی میں اچانک بہت کچھ بدلا ہے اور آگے بھی بدلنے والا ہے۔

"یس سمائلنگ۔۔ آئی مس یو"

وہ دل سے مسکرائی بھلے ابھی بھی آنکھیں بھیگی تھیں، باسل نے مسکرا کر کال کاٹی تو وہ بھی جیسے از سر نو بہادر ہوئی، اور پھر اک نظر اس فوٹو پر ڈالے کمرے سے نکل گئی۔

..______________________..

ماہیل اور رحمان آج ساتھ ہی تھے، کافی دیر سے وہ لوگ سٹڈی میں تھے، شاید راز و نیاز چل رہے تھے جبکہ اجر نے بھی بہت دنوں بعد رملا اور بارس کے ساتھ مستی کی اور انھیں حرا نے بھی جوائن کر لیا۔

"اجر آپی، بارس اور حرا کے ساتھ میں لڈو کھیل رہی تھی۔ آپکی کال نہیں دیکھی۔ سب ٹھیک ہے؟"

وہ کسی کام سے روم میں پہنچی اور فورا باسل کو کال بیک کی۔

وہ ابھی تک بیورو ہی تھا۔

"اسکی بازو کو گولی چھو کر گئی ہے۔ کہہ رہا تھا تمہیں نہ بتاوں سر پر سوار ہو جاو گی پر تم جانتی ہو تمہیں کیا کرنا ہے"

باسل نے بھرپور اپنے بحاف پر اک جونک کا بندوبست کیا جو عمار کا بھی اتنا ہی خون پیے جتنا اس آدمی نے باسل کا جلایا، جبکہ رملا کی آنکھوں میں دفعتا سرخی اتری۔

"گاڑی بھجوادیں میں اچھے سے جانتی ہوں باسل بھائی"

ضبط سے دانت پیسے وہ بولی اور باسل نے کمینی سی سمائل دیتے کال کاٹ دی، رملا اس وقت بپھری بلا تھی، وہ گاڑی کے پہنچتے ہی حرا، اجر اور بارس کو کچھ سوئٹس اور سنیکس لے کر آنے کا کہے نکلی تا کہ کوئی اچھی سی گھر میں مووی دیکھیں جبکہ اگلے تیس منٹس تک وہ فارم ہاوس تھی۔

بس ناک کی سیدھ میں چلتی گئی، دروازہ کھولے اندر گھسی جہاں وہ بلیک ویسٹ پہنے اپنے پہاڑ جسے کے سنگ لاونج میں بیٹھا منظروں کو آگ لگائے بے دلی سے ایل سی ڈی کے چینل بدل رہا تھا۔

رنگین اس آفت کو آگ کا گولا بن کر آتا دیکھ کر عمار کا گلا خشک پڑا۔

"آپ نے باسل بھائی کو کیوں کہا کہ رملا کو نہ بتانا آپکے زخمی ہونے کا۔وہ سر پر ناچے گی؟"

رملا کا لہجہ سخت پر آنکھیں خفیف سی نم تھیں، عمار کو دھچکا ہی تو لگا تھا، وہ اسکے سر پر آکر غرائی۔

"اس کمینے نے یہ کہا تمہیں؟"

وہ اٹھ کھڑا ہوا، وہ خفیف سا آنکھیں لال کرے فاصلہ بناتے سنبھلی، عمار نے ڈرامائی غصہ ہوتے بھڑک کر پوچھا، وہ سرد گھوری۔

"بس رہنے دیں شوہر جی۔ یہ انکی اچھائی ہے کہ سب سیدھا سیدھا بتا دیا ورنہ میں تو آپکے سر پر واقعی ناچتی۔ اور آپ جبراً سہتے لیکن پیٹھ پیچھے مجھے بددعاوں کے تمغے دیتے"

وہ باسل کی جیسے احسان مند تھی، عمار کو دگنی آگ لگی۔

"میں نہیں چاہتا تجھے اپنی کوئی تکلیف بتانا سمجھی؟"

عمار نے بیچ کا فاصلہ سمیٹا اور جا کر کاوچ پر ڈھیٹ ہڈی بنا منہ پھیرے بیٹھا، رملا اسکے سر پر آرکی، آنکھوں میں تیرگی اتر آئی تھی۔

"میں واپس جا رہی ہوں ملائشیا۔ لعنت ہو مجھ پر جسے آپ اپنی تکلیف نہیں بتانا چاہتے تھے پھر بھی میں نے اس تک رسائی پائی۔ مجھے ان چند دنوں کے لیے معاف کر دیجئے گا محترم عمار سیال صاحب"

سر پر صور پھونکنا کسے کہتے ہیں یہ وہ آج جانا۔

"مار دوں گا اگر تو گئی"

وہ اسکی کلائی دبوچتا اٹھ کھڑا ہوا تو وہ جوابا دھکا دیے اسے واپس دھکیل گئی، اس چھٹانک بھر کی لڑکی میں تکلیف نے جن زادی کی قوت بھر دی۔

لیکن اسے دھکیل بیٹھنے کے بعد وہ سر سے پیر لرز گئی تھی، اسکا ہاتھ عمار کے زخم پر جا لگا تھا، لمحوں میں سفید پٹی پر سرخ لہو پھیلنے لگا، رملا یوں تھی جیسے اسکے وجود سے کسی نے جان کھینچ لی ہو۔

"اوہ میرے خ۔۔ خدا، یہ مجھ سے کیا ہوتا جارہا ہے"

اس کے ہاتھ کانپتے دیکھ کر عمار نے اسکی طرف دیکھا جو درد پر بازو تھامے ہوئے تھا، دھیرے سے اسکا کانپتا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے پاس لا بٹھایا۔

"خراش ہے بس۔"

وہ یوں اس سہمی لڑکی کو حوصلہ دیتے بولا جیسے سینے میں کچھ چبھا ہی نہ ہو۔

"یہ خ۔ خراش نہیں ہے، عمار۔ خراشیں خون نہیں چھوڑ تیں۔"

وہ اسی کانپتے ہاتھ سے اسکی برہنہ بازو کو چھوتے بولی، عمار کی بازو پر بندھی ڈھیلی ہوئی پٹی تھوڑا سا نیچے کی، اور جیسے ہی زخم پر نظر پڑی، رملا کا چہرہ زرد پڑ گیا۔

"اوہ خدا"

اس نے بے ساختہ انگلیوں سے خون کے قریب کے عمار کی بازو کے کنارے کو چھوا۔

"یہ خراش ہے؟ یہ۔۔خ۔۔ خراش ہے، عمار؟"

وہ بھیگی آنکھوں کو اٹھائے اس بے رحم شخص کو دیکھنے لگی۔

"اوہ، تو اب تیری ہمدردی ملنے لگی ہے مجھے؟"

وہ اذیت سے ہنسا، وہی سڑی ہوئی، تلخ ہنسی جو کسی زخم سے نہیں بلکہ انا سے نکلتی ہے۔

"میرے پاس ا۔ اتنا بھی حق نہیں عمار سیال"

رملا نے کرب سے انگلیاں کھینچ لیں جیسے اسکے اندر سب جل گیا ہو۔

"نہیں ہے کوئی حق تجھے"

وہ اسکی بھیگی آنکھوں میں آنکھیں گاڑ کر بولا۔

"تو پھر میں کیوں تڑپ رہی ہوں؟"

وہ سوال چیخ نہیں تھا، سرگوشی تھی، دل سے نکلی ہوئی، بے آواز، نم، عمار کی آنکھیں لمحہ بھر کو رملا کے چہرے پر ٹکیں، اسے جیسے کچھ لمحے کے لیے اس تڑپ پر اعتبار نہیں آیا۔

"تُو تڑپ رہی ہے؟ میرے لیے؟"

عمار کی آواز میں شک، ہنسی اور ایک دھیمی لرزش تھی۔

"ہاں، مجھے تکلیف ہوئی جب آپ نے اپ۔۔اپناز خم اس لیے چھپایا کہ میں آ۔۔آپکے سر پر ناچنے آجاوں گی۔اس لمحے دل کیا چینخوں لیکن پ۔۔پھر سوچا ابھی میری چینخنے والی میچور عمر نہیں۔آئی وش میں نے نہیں، آپ نے م۔۔مجھ سے زبردستی نکاح کیا ہوتا۔۔۔"

رملا کے ان سارے شکووں کی بیچ عمار کا چہرہ سخت رہا، لیکن آنکھوں میں دھواں سا تیرنے لگا جب وہ آخری بات کہے اپنے آنسو رگڑ رہی تھی۔

"دیکھ جو ہو گیا ہے وہ بدلا نہیں جا سکتا۔میں منہ پھٹ آدمی ہوں۔کر دی بکواس۔اب کیا کروں؟ تو نے دھکا دے کر میرے چودہ کیا اٹھائیس طبق روشن کر تو دیے ہیں"

وہ ڈرامائی افسوس کے سنگ بولا تو رملا نے سر ہلایا۔

"میں بھول گئی تھی آپ زخمی ہیں۔ میں جانے سے پہلے اسکی تلافی کر دیتی ہوں۔۔ک۔۔ کیا فسٹ ایڈ باکس ملے گا؟"

وہ بھیگی آواز اور سخت ناراض ہوئے ہی بولی، عمار نے اسکا چہرہ جبڑے سے دبوچ لیتے اٹھایا تو رملا نے اس سے اپنی سرخ ہوتی آنکھیں ملائیں۔

"کہاں جانے کے ارادے ہیں تیرے؟"

آئبرو اچکائے وہ اس شکووں سے بھری محترمہ کو دیکھنے لگا، آواز سرد اور اکھڑی تھی۔

"بتا چکی ہوں۔ مجھے یہ پٹی بدلنے دیں ورنہ ملائشیا پہنچنے سے پہلے ہی احساس ندامت میری جان لے جائے گا۔ یہ احساس کے پہلے آپکی زندگی میں زبردستی گھسی پھر سر پر ناچی اور جاتے جاتے زخم کو دکھا آئی"

وہ اسکا ہاتھ بری طرح چہرے کی گرفت سے محروم کیے جھٹک گئی، عمار نے کچھ دیر اسے سرد نظروں سے دیکھا پھر ہاتھ سے کچھ فاصلے پر اشارہ کیا، رملا

کے دل میں جیسے کچھ ٹوٹا کہ وہ اسکے جانے کی بات پر کوئی واویلا مچائے بنا مان کیسے گیا پر عیاں نہ کرتی وہ مضبوط حوصلے سمیت اسکے پہلو سے اٹھی اور جا کر فسٹ ایڈ باکس اٹھا لائی، وہ واپس آکر بیٹھی اور عمار کی توانا اور سخت بازو کو تھامے ڈھیلی ہوئی پٹی کھول کر اسکا رستا زخم بہت احتیاط سے کاٹن کے ساتھ صاف کرتے دوا لگائے نئی پٹی باندھنے لگی، اتنی موٹی سخت بازو پکڑنا تک اسکے ملائم ہاتھوں سے مشکل تھا کہ وہ ہانپ رہی تھی جبکہ عمار یہی سوچ رہا تھا یہ چھوٹی سی گڈی، اس پورے ماونٹ ایورسٹ کو کیسے عمر بھر جھیلے گی۔

جھیلنا تو اک طرف، وہ تو اسکے سامنے بچی لگ رہی تھی، یہ الگ بات تھی کہ اس بائیس سالا لڑکی کے طور اطوار اور انداز اچھی بھلی عورتوں جیسے تھے۔

وہ پٹی کو ایسے پھول کی سی نرمی سے لپیٹ رہی تھی کہ عمار کے دانتوں کو کچھ گدگداہٹ محسوس ہوئی۔

"مجھے درد نہیں ہے، کس کے باندھ پٹی نزاکت کی ملکہ۔ تیری طرح پلاسٹک کی بازو نہیں ہے میری جو ایسے چھوڑ رہی ہے کہ ٹوٹ نہ جائے"

عمار کے تیکھے شکوے اور کڑوی ہدایت پر وہ یکدم سر اٹھائے اسے پھر اپنی موٹی موٹی سرخ آنکھوں سے گھوری، وہ بس اسے ٹھیک کرنا چاہتا تھا کہ وہ لڑ لے پر چھوڑ جانے کی دھمکی نہ دے، لیکن رملا کو اس وقت وہ تنگ کرتا زہر لگا۔

"ایک پٹی منہ پر بھی نہ باندھ دوں آپکے؟"

دانت پیسے اپنا فرض نبھائے زور سے پٹی کس گئی، عمار نے درد پر جبڑے کسے، اس سے پہلے وہ پٹی کو اسکی بازو میں کھبو ڈالنے کی حد تک ٹائیٹ کرتی، وہ اسکو یوں درد بھرے تاثر کے سنگ دیکھنے لگا کہ رملا کی ساری خفگی، دوبارہ فکر و پریشانی بنی، پٹی کو واپس لوز کرے مناسب انداز میں باندھ کر وہ بقیہ چیزیں سمیٹے فسٹ ایڈ باکس میز پر پھینکنے کے انداز میں اسکے پہلو

سے اٹھنے لگی جب وہ اسکی نازک سی بازو آہستگی سے پکڑے واپس بٹھا گیا، وہ پھر اٹھی، عمار نے پھر سے اسکی بازو کھینچ کر بٹھایا، وہ دانت نکوستی ایک بار پھر اٹھی لیکن اس بار اس بندے نے کھینچ کر سیدھا اپنے سینے پر گرایا تھا، اسکو اپنے حصار میں لیتے ہی بازو میں لپیٹا، خود کاوچ کی بیک سے ٹیک لگائی جبکہ رملا اسکی بازووں کی گرفت میں اس پر جھکی اسکی گردن کے پاس چہرہ روکے سانس لینا بھول گئی۔ اور اسی لمحے میں، وقت جیسے پتھر ہو گیا۔ رملا کی پلکیں پل بھر کو اٹھیں، پھر جھپکنا ہی بھول گئیں۔ وہ اس کے سینے پر ٹکی، بالکل قریب کہ دونوں کی سانسوں میں ایک دوجے کے اندر گھلنے جیسا اثر نمودار ہوا تھا۔ عمار کی گرفت بہت مضبوط تھی، پر زبردستی جیسی نہیں، ایک تھاما ہوا لمحہ، جو شاید کسی ان کہی شدت سے جنم لے رہا تھا۔

"یا اللہ یہ بندہ اتنا پیارا کیوں ہو گیا ایک دم۔۔ میں تو مر جاوں گی پکا اسکے ظلم سہہ کر"

رملا کے سینے میں یوں تھا کہ اپنی بے بسی پر شگاف پڑا ہو اور درد و دکھ کی مشترکہ ٹیسیں اس شگاف سے پھوٹ پڑی ہوں، وہ نظریں جھکا گئی۔

"اب بھی جا رہی ہے؟"

عمار کی آواز اس کے سر کے قریب گونجی، مدھم، تھکی ہوئی، اور عجیب سی بے بسی لیے، رملا نے بمشکل اپنا چہرہ واپس اٹھایا، لیکن زبان سے کچھ نہ کہہ پائی۔ اس کی پلکوں پر آنسو کی ایک سوکھی لکیر تھی اور سانس اتنی دھیمی جیسے ٹوٹ سی گئی ہو۔

"جاوں گی تو ہی آپ سمجھیں گے میری بھی کوئی اوقات اور ویلیو ہے عمار"

وہ اسکی گہری آنکھوں میں جھانکتی اپنی آواز کو ہر ممکنہ ٹوٹنے سے بچاتی روہانسی ہوئی۔

"اچھا اوقات کہا تو نے؟"

وہ زرا چہرہ پیچھے کیے اکڑا۔

"جی"

وہ ناک سے سانس کھینچتی شدید غمزدہ تھی۔

"کیا یہ کم ویلیو اور اوقات ہے کہ میں ہر طرح سے بااختیار ہونے کے باوجود نکاح والی تیری ضد کے آگے ہارا؟"

عمار نے اپنا ہاتھ آہستہ سے اس کی کمر پر پھیلایا۔

کچھ نہ مانگا، کچھ نہ جتایا، بس تھوڑا سا قرب، تھوڑا سا سکون اور تھوڑی سی رملا کی آزمائش لی، ہاں یہ سوال رملا کی آزمائش ہی تو تھا۔

"م۔ مطلب"

وہ ٹھیک سے سنبھل کر اسکی تھائی پر بیٹھی، دونوں ہاتھ اب تک عمار کے شانوں پر جمائے ہوئے تھی، وہ بھی زرا ٹھیک سے سنبھلے بیٹھا، گود کیا دی، یہ

لڑکی تو سیدھا اگلے دن گود پر چڑھ گئی، اور یوں بیٹھی تھی جیسے یہاں بیٹھنا ہی تو اسکی سب سے بڑی خواہش ہو۔

"جب تک میری سانس چل رہی ہے، تب تک یہی سمجھوں گا کہ تو جائے گی نہیں۔ واپس یا میری جان چھوڑ کر"

رملا نے نظر بھر کے اس سنگدل مگر اندر سے رملا کے جانے کی بات پر تڑپ جاتے شخص کو دیکھا، کیا وہ حق جما رہا تھا، یا وہ اسے روک رہا تھا، کمبخت کھل کر کچھ کہتا نہیں یہی تو ایسے انا پرستوں کی برائی ہے۔

"یہ رعب کس خوشی میں جما رہے ہیں مجھ پر"

رملا کی پلکیں پل بھر کو لرزیں، دل جیسے ایک ان دیکھی دھڑکن میں ڈوب گیا۔

"یہ خوشی کہ میں تجھے روک رہا ہوں۔ حالانکہ یہ جانتا ہوں تو نری مصیبت ہے"

وہ اب بھی اسے تنگ کرنا چاہتا تھا، وہ پھر دکھی ہوئی۔

"تو پھر۔۔ لعنت بھیجیں مجھ پر۔۔۔ جانے دیں"

وہ پھس پھسا کر بولی، اور اسکے شانوں سے دونوں ہاتھ ہٹا کر رخ موڑنے لگی جب اسے اپنے اطراف عمار کا ہاتھ حائل ہوتا محسوس ہوا، وہ اسے رخ زرا پھیرے اپنے ساتھ لگا گیا، عمار نے اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لیے، نرم ملائم رملا کی گلابی انگلیوں پر اپنی سخت انگلیوں کی پوریں پھیریں، رملا نے جھک کر اپنے گود میں پڑے ہاتھوں کو دیکھا جو عمار کے ہاتھوں میں قید تھے، وہ اسکے حصار میں قید تھی، گردن زرا پیچھے کو کرتے اس نے عمار کو دیکھا۔

"رعب جمانے والے گود میں نہیں بٹھاتے، رعب جھیلنے والے بٹھاتے ہیں"

وہ اسے دیکھ ہی رہی تھی جب عمار کے جتانے پر رملا کی پلکیں آنکھوں پر لرز گئیں۔

"مطلب میں آپ پر رعب جھاڑ رہی ہوں؟"

وہ پھر سے لڑنے کو اپنے پنجے تیز کرنے لگی، عمار نے بغور اسکا چہرہ دیکھا، اک اک نقش، اور عمار کی یہ تفصیل رکھتی نگاہ، رملا کے جسم کو سرد کر رہی تھی، ہتھیلیوں میں نم لا رہی تھی۔

"مجھے اپنے آس پاس اور سر پر ناچتی تو پریشان نہیں کرتی۔ بس اتنا کہنا ہے"

رملا کی سانس جیسے تھم گئی، آنکھوں میں ایک نمی تھی جو اب ہار نہیں، بلکہ سکون کا پہلا قطرہ بننے لگی تھی۔

"کیا؟"

وہ بے اختیار بڑبڑائی، آنکھوں میں بے یقینی تھی۔

"ہاں۔ دو تین دن کافی ہوتے ہیں عادتیں ڈیولیپ ہونے کے لیے۔ مجھے ایسا کبھی کسی نے تنگ نہیں کیا۔ میری مرضی جیسا۔ مجھے ایسا ہی تنگ ہونے کا ارمان رہا، ایسے ہی کوئی سر پر ناچے۔۔۔ یہ کام باسل کے بعد مجھے نہیں لگتا تھا کوئی کر سکتا ہے پر تو نے کر دیکھایا"

وہ سمجھ نہ پائی یہ تعریف ہے یا بے عزتی پر اسے یوں اسکے بیک سے سینے سے لگے، گود میں بیٹھے اسے دیکھنا اچھا لگ رہا تھا، کس قدر پر کشش اور آگ لگانے والی پرسنالٹی تھی اسکی، ڈسٹی سا سکن ٹیکسچر ہونے کے باوجود وہ بے حد وجہیہ اور نظروں کو بھانے والی دلکشی رکھتا تھا، پھر اسکے بے ترتیب بال جنھیں ہاتھ سے ہی خراب کرتا رہتا، چہرے کے ہر خدوخال کا تناؤ جیسے اسے اس سب پر پیسے ملتے ہوں۔

"ہے۔۔ سن ناں"

عمار نے اسکی گالیں مٹھی میں دبوچتے اسکا چہرہ موڑا۔

"کیا ہے۔۔ڈونٹ ٹچ می، عیار عمار صاحب"

وہ تمبوڑی کی طرح ڈنگ مارتی گھوری۔

"بول کچھ ؟"

وہ بھی آگے سے بیزار سا آیا کہ وہ جواب نہیں دے رہی۔

"ٹھیک ہے، تو میں نہیں جارہی، لیکن اگلی بار اگر کوئی اپنی تکلیف چھپانے کی کوشش کی، تو چھوڑ کر چلی جاوں گی اور بددعا بھی دے کر جاؤں گی،۔"

عمار کے لبوں پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ آئی،

وہ پہلی بار پیار جیسی تھی، نازک، چپ، مگر موجود و میسر، وہ سر ہلائے مسکرانے کے بعد ہنسا۔

"وہ مت دینا۔بنگالی بابوں کی دعا سے زیادہ طاقت ہے تیری بددعا میں"

وہ اسکی بد دعا سے واقعی سہم جانے کی ایکٹنگ کرے رملا کی کھوئی مسکراہٹ واقعی واپس لے آیا۔

"مجھے آپکی فکر ہے بس۔"

رملا نے ہاتھ اسکی جالائن تک لے جاتے ہتھیلی سہلائی۔

"جانتا ہوں"

وہ اسکی فکر کو سمجھتا ہے یہ رملا کے لیے باعث خوشی تھا۔

"میری فکر آپکو کبھی تکلیف نہیں دے گی آئی پرامسس"

وہ اسے صفائی دیتی مزید بولی جب عمار نے اسکا ہاتھ اپنی جالائن سے پکڑ کر ہٹایا۔

"یہ بھی جانتا ہوں۔۔اب شام میں آنے کی ضرورت نہیں۔۔اب میں سو جاوں گا اور لیٹ نائیٹ جاگوں گا"

رملا کا موڈ جیسے یکدم پھر بگھڑا۔

" یہ دنکو میں ویسے آئی ہوں لڑنے۔رات والے میرے دس منٹ باقی ہیں میں پھر آوں گی"

وہ اسکی فکر کرتی عمار کو مائل کر رہی تھی اور وہ جذبات و احساسات کے جھنجھٹ میں مر کے بھی پھنسنا نہیں چاہتا تھا۔

"ٹھیک ہے ابھی تو جا۔۔۔"

وہ اسکے بھیجنے پر تلنے کی بات پر پھر گھوری۔

" ملائشیا نہیں، سیال حویلی"

عمار نے اسکی گھوری سے ڈرتے پٹڑی پکڑی تو وہ سنبھل کر اٹھی لیکن دل تو اسی نک چڑھے کے پلو سے بندھا تھا۔

"نہیں آرہی۔۔ترسیں میری فکر کو اب کل رات تک"

رملا نے پیر پٹخے اور چل دی جبکہ وہ بیچارگی سے اسے جاتا دیکھتا ٹیک چھوڑے بیٹھا، وہ جاتے جاتے رکی۔

"تو واقعی نہیں آئے گی؟"

عمار اٹھ کھڑا ہوا تو رملا نے بھرم دیکھاتے آنکھیں اوپر کو گمائیں۔

"اپنی چپل کو بھیج دوں گی"

وہ بال ادا سے جھٹکے بولی تو عمار اسکی طرف بڑھا۔

"پر وہ تیری طرح بولے گی نہیں۔ سر پر ناچے گی بھی نہیں۔"

عمار نے معصومیت سے فرق سمجھایا۔

"اب میں سخت مزاج رملا ہوں۔ میرے ساتھ مزاق کرنے کی ضرورت نہیں"

رملا نے گھبراہٹ پر قابو پائے انگلی اٹھا کر وارن کیا جبکہ عمار نے اسکی شہادت کی انگلی مٹھی میں دبوچ کر نیچے کی۔

"باز آجا۔۔۔"

وہ تنبیہی گھورا۔

"نہیں آوں گی آج۔۔۔اپنے دس منٹ قربان کرتی ہوں آپکے سکون پر جو میرے ساتھ اجیرن ہو جاتا ہے"

رملا نے جبڑے کس کر عمار کا لہو سلگایا اور انگلی اسکے سینے کے مڈ میں رکھی۔

"سمجھ نہیں آرہی تجھے میری بات چوزی"

جب وہ اریٹیٹ ہوا تو رملا کے گالوں کو دبوچا اور بچاری کا منہ واقعی چوزی سا بنا لیکن الٹا کانوں سے دھواں بھی اٹھا۔

"اچھا معاف کر دے۔۔۔چوزی نہیں ہے تو۔ انگارے کا پیس ہے۔۔اب خوش"

عمار نے شرافت سے ہاتھ پیچھے کیا ہی جب رملا نے اسکا ہاتھ پکڑے زور سے اسکی ہتھیلی پر اپنے دانت گاڑے، وہ خفیف سا کراہا ساتھ مسکرایا بھی کہ یوں دانت گاڑ کر وہ بتا رہی ہے کہ وہ ہے کیا۔

"اوئی چھوٹے دانتوں والی شارک"

عمار نے خفیف سی سسکاری بھری، پر چہرے پر مسکراہٹ مزید گہری ہو چکی تھی۔ رملا نے ہتھیلی چھوڑ دی، مگر نظریں نہیں۔

شرارت چھپی تھی، پر چہرے پر غصے کا بھرم باقی تھا۔

"عمار سیال کو قابو میں لانا ہو تو دانت مارنے پڑتے ہیں۔"

وہ ناک پھلا کر بولی اور پیچھے ہٹنے لگی ہی تھی کہ عمار نے اس کا بازو تھام کر دوبارہ قریب کھینچ لیا، وہ ہاتھ رملا کی کمر میں حائل ہوتا اسے سینے سے جوڑ گیا، رملا کا چہرہ دھنک ہوا، سانسیں حلق سے ناطہ توڑنے لگیں جب رملا نے اپنے دل کے قریب اسکے دل کو دھڑکتے محسوس کیا، دونوں کی ہارٹ بیٹ ویسے ہی ایک دوسرے کے آس پاس ابنارمل ہی رہی تھی۔

"یہ آزمودہ نسخہ ہے؟"

عمار نے بھنویں اچکائیں۔

"ہاں اگلی بار دل پر ہی دانت گاڑوں گی تاکہ آپکو سمجھ آجائے کہ اب سب میرا ہے۔"

عمار کے لبوں پر دھیما سا قہقہہ پھیلا، اس نے رملا کی انگلیاں تھامی، اپنی ہتھیلی میں رکھتے ہوئے سرسری سا دانتوں سے کاٹیں، وہ جھجھکی پر پیچھے ہاتھ نہ کھینچا کیونکہ عمار کا مقصد سچ میں اسکی انگلیوں کو کاٹنا نہ تھا۔

"کاٹ لینا پر مجھے فریکچر نہ کر دینا اگلی بار۔"

وہ سراسر شرارت پر اترا۔

"تو کیا آپ اتنے کمزور ہو؟"

رملا نے آنکھیں تنگ کر کے شرارت کی۔

"تیری غصے سے ایک پلک بھی اٹھے تو دل بیٹھ جاتا ہے... تو بتا، اور کمزور کسے کہتے ہیں؟"

عمار جھک کر اس کے کان کے قریب بولا، رملا کے پورے وجود میں تھرتھراہٹ طاری ہوئی جب عمار کی گرم سانسیں کان سے گردن اور گال تک رینگتی محسوس ہوئیں۔

رملا کے چہرے پر شرم کی ہلکی پرچھائیاں آئی،

پر زبان پھر بھی ہار ماننے والی کہاں تھی۔

"زبان چلاتے رہیے... دل کی بات کبھی نکلی تو شاید میرا دم نکل جائے..."

وہ اسے روک رہی تھی کہ فلرٹ کی طرف نہ تشریف لائے۔

"خیر ہے"

عمار نے مسکراتے ہوئے لاپرواہی سے کندھے اچکائے۔

"نکلے دم والی بھی تو میرے ہی پاس آئے گی"

وہ خوامخواہ اترایا تو رملا نے آنکھیں چھوٹی کیں۔

"کیا لگ رہا ہے محترم کہ محبت ہو گئی مجھے آپکی سڑی سپاٹ تھنی سے؟"

وہ ہاتھ لگنے کے بلکل موڈ میں نہ تھی، طنزیہ ہو کر گھوری۔

"محبت؟"

عمار نے سینہ تان کر آنکھیں پھیلائی، زرا دور ہوا۔ پر اب وہ اسے ڈرا نہیں سکتا تھا۔

"یہ لفظ تیرے منہ سے نکلا بھی کیسے، عمر دیکھ اور اپنے خندق منہ سے نکلتے خوامخواہ کے انکشاف دیکھ۔۔خوش فہمی کی ملکہ"

وہ کاٹ کھاتا اسے گھورا۔

"ہاں محبت، کیوں کیا ہوا؟زکام تو نہیں لگ گیا؟"

وہ اس کے سینے پر انگلی چبھوتے طنزیہ بولی۔

"اور اگر لگ گیا تو فکر نہ کریں، میری محبت اینٹی بائیوٹک ہے!"

اسکی شوخی پر عمار مسکرادیا، پھر سنجیدگی سے اس کے کان کے قریب جھکا۔

"ایک بار اور دانت مارے، تو نکاح کی رجسٹریشن کے ساتھ ساتھ تاعمر ایک دوسرے کو کاٹنے نوچنے کا بھی دائمی معاہدہ لکھوادوں گا۔اور ساتھ میں خون دینے کا حلف بھی"

رملا نے ہنستے ہوئے اس کی ہتھیلی تھام لی، وہ زرا ابھی اسکے رعب میں نہ آرہی تھی ورنہ اور کوئی ہوتی تو اسکی ٹانگیں ہی کانپنا بند نہ ہوتیں۔

"اتنے آپ ریاستی شہزادے گلفام کے معاہدوں اور حلفوں کی طرف جائیں"

وہ ناک کھینچے آنکھیں سکیڑ گئی۔

"ہاہا۔ تو ان گدھی حرکتوں سے یاد رہے گی مجھے"

عمار نے قہقہہ دباتے اسکی ناک مسلی۔

"آہ۔ بس، یاد ہی رکھنا مجھے۔۔۔ ورنہ"

اس نے وارن کرتے انگلی اٹھائی۔

"ورنہ اگلی بار انگلی نہیں، ایڑھی ماروں گی"

عمار نے آنکھیں پھیلائیں۔

"تو چھوٹا پیکیج بڑا دھماکہ ہے، وار اتنے ہیوی کہ اے ایس پی اجر سیال بھی ڈر جائے!"

وہ اب بھی مسکرا رہا تھا۔

"ڈراؤ تو سہی کبھی، وہ بہت بریو ہیں آپکو الٹا ڈرا دیں گی بچو"

رملا نے سنجیدہ ہو کر وارننگ دی، اجر کا سوچ کر ہی عمار کو پیار آیا لیکن ابھی اس پدی پر آرہا تھا۔

"تو آجانا دس منٹ کے لیے"

رملا کی ساری شرارت تھی۔

"آپ تو سو رہے ہوں گے؟"

رملا نے اسی کا کہا اسی کو یاد دلایا۔

"کس کافر کو نیند آنے والی ہے؟ یہ میرے ہاتھوں، آنکھوں اور نیت کو کیسے کیسے بگھاڑ دے گی مجھے تو خوف آرہا ہے"

وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑایا پر رملا ٹھیک سے سن نہ سکی۔

"کیا بڑبڑ کر رہے ہیں۔ اپنا خیال رکھیں۔ غنڈوں اور برے لوگوں کو پیٹیں پر خود آئرن مین کی طرح کوئی لوہے کا یونیفارم بنوا لیں ناں۔۔ پلیز"

وہ اسکی بڑبڑاہٹ نہ سن پانے پر مزید تپی جبکہ عمار بس اسکا منہ دیکھے گیا۔

"رملا۔ جاشاباش"

عمار نے اسی کی عافیت چاہتے اسے وارننگ دی۔

"جا رہی لیکن اتنا سن لیں کہ میں صرف چبھنے کے لیے نہیں، مرہم رکھنے کے لیے بھی ایویلبل ہوں، یاد رکھیے گا"

اس کا آخری جملہ کچھ لمحے کو دونوں کو خاموش کر گیا، وہی کمزور باتیں، جن کے بیچ کہیں دل کی دھڑکنیں بھی تھیں۔

"مرہم کی قیمت کیا ہے؟"

عمار نے آہستہ سے اس کی ٹھوڑی تھام لی۔

"وقت پہ سچ بولنا...

اور مجھے چوزی نہ کہنا!

اور اور مجھ سے کوئی تکلیف نہ چھپانا"

وہ ناک پھلا کر بولی۔

"ڈیل!"

عمار نے اسکی ٹھوڑی چھوڑ کر ناک زور سے دبائی جس پر وہ اسکے ہاتھ پر ہاتھ سے چپت مارتی گھوری اور بندر کی طرح زبان نکالے بھاگ گئی لیکن آہ عمار سیال جیسے درد کے نام پر ہر طرف سرور ہی محسوس ہونا باقی رہ گیا۔

"اب میں شام تک کیا کروں۔۔۔؟"

عمار نے دونوں ہاتھ بالوں میں پھنسائے خود سے بے بسی سے پوچھا تھا کیونکہ رملا اسے کچھ کرنے لائق کہاں چھوڑ گئی تھی بھلا۔

جبکہ دوسری طرف یاروں کے راز و نیاز مکمل ہوئے تو وہ گلے لگے، ماہیل اور رحمان کی ساری ناراضگی دور ہو گئی کیونکہ رحمان نے انھیں بتا دیا ہر وہ سچ جو اب ماہیل انجم جاننے کے حق دار تھے، یہ بھی کہ وہ باسل ماہیل سے ماہیل کی محبت کا راز جان گئے ہیں۔

"تو مجھے معاف کر سکے گا اسکی طرح"

رحمان سیال کی آنکھیں درد میں ڈوبی ہوئی تھیں جبکہ ماہیل انجم کی سرخ۔

"کر دیا یار۔ لیکن میری ایک اولاد نہیں۔ تینوں بچے قیمتی ہیں اب۔ ایک جیسے ہیں۔ باسل نے جو بھی کیا آج تک، میری محبت ہر پل بڑھی۔ اور میرے دوسرے دو بچے میری محبت کو ترس رہے ہیں اسکا احساس بھی باسل نے مجھے ہمیشہ دلایا۔ بہت سی وجوہات ہیں باسل کیوں مجھے پیارا ہے۔ وہ شاید میری اور ایمن کی پہلی اولاد تھا اور اتنا پیارا تھا کہ مجھے کبھی دوسری اولاد کی خواہش ہی نہیں ہوئی۔ پھر بھی اللہ نے مجھے اگلے سال ہی اور حان دیا۔ میں نے اسکے ساتھ زیادتیاں کیں رحمان لیکن خود سے عہد کیا ہے اب ہر زیادتی کی تلافی کروں گا اور یہ سفر آج سے شروع ہو گا۔ میں نے حرا کے ساتھ بھی یہی کیا اور اب میں ثابت کروں گا مجھے وہ تینوں ایک سے پیارے ہیں۔ سبکی تکلیف میں ایسا جیسا تڑپا ہوں۔ میں تجھے معاف کرتا ہوں رحمان۔۔ جب باسل نے کر دیا تو میری تجھ سے ناراضگی قائم رکھنا نا جائز ہے۔ بس میں چاہتا ہوں مزید میرے بچے کوئی تکلیف نہ جھیلیں نہ تیرے بچے۔۔ ہم سب مل کر مضبوط ہوں۔۔ کوئی کسی کی توجہ یا محبت کے لیے نہ ترسے"

اس وقت یار بہت جذباتی تھے، آنکھوں کے آنسو رک ہی نہ رہے تھے، رحمان نے اک بار پھر گلے لگاتے ماہیل کو سینے میں بھینچ سا لیا اور یہ ایک خاموش عہد تھا، اک وعدہ تھا، ناراضگی اور اجنبیت کی کثافت، دلوں سے دھل گئی تھی اور یہ ایک بہت خوبصورت آغاز کی ابتدا تھی۔

..___________________________..

لگ بھگ دوپہر تین کا وقت تھا جب اورحان کی گاڑی ماہیل پیلس کے پورچ میں رکی، میرال اور مصطفی نے ساری پلاننگ کرلی تھی اور روم میں ہلکی پھلکی سجاوٹ بھی، ایمن نے بھی مدد کی اور میرال نے انکو یہی کہا کہ وہ اور مصطفی بس اورحان کو سرپرائز دینا چاہتے ہیں، یہ نہیں بتایا کہ وہ کل سے ناراض ہے۔

میرال نے پورا کمرہ سجادیا تھا۔ سفید فیری لائٹس، بستر پر مصطفی کی بنائی ہوئی چھوٹی سی ڈرائنگ، جس پر دل بنا تھا اور "I love you Baba!" لکھا تھا۔

سائیڈ ٹیبل پر وہی چاکلیٹ کیک، جس پر میرال نے چاکلیٹ سے

"Come back to your smile... I miss it!"

لکھا تھا، بیڈ پر چھوٹے چھوٹے سرخ کاغذی دل رکھے گئے تھے۔ روم ایک محبت بھری معصومیت کی تصویر لگ رہا تھا، جبکہ دو بہت پیارے رنگین پھولوں کے بکے کے ساتھ دو جار بہت ساری چاکلیٹ بارز اور کینڈیز سے بھرے تھے، ان دونوں گلاس جارز کو بھی ایز آ ڈیکوریشن رکھا گیا تھا۔

"آج میری درمیانی جان دن کو گھر کیسے آ گئی؟"

ایمن جو ٹی وی لاونج میں ہی بیٹھی سب کے لنچ کے لیے جمع ہونے کا ویٹ کر رہی تھیں، اور حان کے پاس آ کر بیٹھتے ہی لاڈ سے بولیں۔

"بس تقریبا کام مکمل ہو گیا تو اب ہفتہ ریسٹ پھر ان شاء اللہ کلینک کا افتتاح ہو گا، آج یونہی موڈ ہوا عرصے بعد لنچ کا تو سوچا آ جاوں۔ پھر آپ نے بتایا کوفتے بنائے ہیں، رہا ہی نہیں گیا"

وہ اچھے موڈ میں تھا جبکہ ایمن نے اسکا مضبوط ہاتھ پکڑے چوما۔جی جان سے مسکرائیں۔

"تم دن میں لنچ نہیں کرتے تھے؟ کتنی غلط بات ہے۔اب سے تم روز لنچ کے لیے بھی گھر آوگے۔تم سب بچوں کے کھانے پینے کی فکر میں ابھی تک خود کررہی ہوں۔۔اب تم سب بڑے ہوگئے ہو۔اب تم تینوں مماز بیبیز نہیں رہے"

ایمن نے لاڈ کے ساتھ تھوڑی مماوالی ڈانٹ بھی پلائی تو اس بار مسکرا کر ہاتھ چومنے کی باری اورحان کی تھی۔

"آپکے ہوتے ہمیں فکر کی کبھی ضرورت نہیں پڑی تبھی"

وہ آگے سے خفاماں کو فورا مسکرانے پر مجبور کرگیا۔

"اچھا اب لاڈیاں بند کرو۔ جاو اپنی ٹیم کو بلاو لنچ کرتے ہیں۔ حرا اور اجر تو لنچ سیال حویلی ہی کریں گی۔ ماہیل آ رہے ہیں۔ تم بھی بلاو مصطفی اور میرال کو تب تک میں لنچ لگواتی ہوں"

میرال کو بلانے کا سوچتے وہ خوامخواہ سڑ گیا جبکہ ایمن محسوس نہ کر سکیں کیونکہ وہ اٹھ کر چلی گئیں، اورحان نے کچھ دیر وہیں بیٹھ کر فضول کے لمحے ضائع کیے اور پھر یوں اٹھا جیسے پہاڑ سر کرنے چلا ہو، کمرے کی طرف جاتے قدم پہلی بار بھاری محسوس ہوئے۔

اورحان جیسے ہال سے گزر کر آگے بڑھا،

کمرے کے دروازے پر رُک گیا۔ دروازہ تھوڑا سا کھلا تھا اور اندر سے مصطفی کی ہنسی کی آواز آ رہی تھی۔

"باباتے لے سپلایزاے۔ دلدی ممی۔۔ تھپ داو

(بابا کے لیے سرپرائز! جلدی ممی... چھپ جاؤ)"

اورحان نے مصطفی کی سرگوشی سنے آہستہ سے دروازہ کھولا، سامنے وہ منظر تھا جسے دیکھ کر کسی پتھر دل کا سینہ بھی پگھل جائے، کمرہ روشنیوں میں نہایا ہوا تھا، کیک ٹیبل پر رکھا تھا،

مصطفی ہاتھ میں چھوٹا سا بیلون لیے اچھل رہا تھا،

اور میرال... سفید جوڑے میں ملبوس جس پر ملٹی کلر ورک تھا، نرم سی مسکراہٹ کے ساتھ اسکے لیے خوش آمدیدی نظریں لیے کھڑی تھی۔

"سرپرائز!"

اورحان کے قدم جیسے رک گئے۔ دل ایک لمحے کو کچھ کہنا چاہتا تھا، پر زبان خاموش تھی۔

"آپ ناراض ہیں، ٹھیک ہے پر مجھے تو ہر طرح منانے کا حق ہے ناں؟"

میرال نے نظریں جھکاتے مسکراتے ہوئے کہا پھر نظریں اٹھائیں۔

"میں نے غلطی کی لیکن آپ کا چہرہ یوں روٹھا ہوا، برداشت نہیں ہو رہا۔ یہ کیک مصطفی نے بنایا ہے جس سے ممی کا ایک آنسو بھی برداشت نہیں ہے... اور تھوڑا سا میں نے بھی بنایا"

وہ آہستہ سے بڑبڑائی، جس پر مصطفی اور میرال نے ایک ہی طرح کیک والی سازش پر منہ پر ہاتھ رکھے ہنسی روکی۔

اور حان کی نظریں پہلے مصطفی پر گئیں، جو اب کیک کے پاس کھڑا "بابا دیتے ناتیت (بابا دیکھیں نا کیک)" کہہ رہا تھا، پھر میرال پر... جس کی پلکوں پر نمی تھی، اور ہاتھ تھوڑا سا کانپ رہے تھے۔

"تم دونوں کو بتا دوں اب مجھے چاکلیٹ کیک بلکل پسند نہیں لیکن پھر بھی تم دو کی محنت ضائع نہ ہو اس لیے۔۔۔"

اورحان نے آہستہ سے جھک کر کیک کو پلاسٹک کی چھڑی سے کٹ کیا کیک کا ایک ٹکڑا اٹھایا اور خاموشی سے ہی منہ میں ڈال گیا، میرال کے چہرے کی ساری چمک ماند پڑی۔

"بابالاجی اودے (بابا راضی ہو گئے)"

مصطفی نے تالیاں بجاتے معصوم سی خوشی کا، اظہار کیا مگر میرال کی آنکھیں سرخ انگارے میں بدلیں، اس قدر اورحان کا ٹھنڈا ردعمل کے وہ منجمد ہو کر رہ گئی۔

"جی میری جان میں ناراض نہیں تھا۔ صبح بھی بتایا تھا آپکو۔ تھینکیو اس کیک کے لیے آپ دونوں کا"

اورحان نے مصطفی کو اٹھا کر گود میں لیا اور اسکو گال پر پیار دیتے بقیہ کیک کھلائے لاڈ کیے جبکہ میرال نے اپنے بے قابو آنسو کو بے دردی سے رگڑ دیا تھا۔

"ہم نے محبت سے کیک بنایا تھا آپکے لیے۔ ہمیں محنت کا نہیں، محبت کا صلہ چاہیے تھا"

میرال کے ٹوٹے لہجے میں کیے شکوے پر اورحان نے خالی نظریں میرال کے چہرے پر جمائیں۔

"محبت کا صلہ چاہیے تو آئیں آپکو بھی کس دوں مصطفی کی طرح"

اورحان کے جملے میں کوئی محبت ہوتی تو وہ ضرور ہامی بھرتی، نفی میں گردن ہلا گئی۔

"خیر مما سبکو لنچ پر باہر بلا رہی ہیں۔ میں مصطفی کو لے جا رہا ہوں۔ آپ بھی آجائیں"

اورحان نے سرد سے لہجے میں کہا اور کمرے سے چلا گیا، میرال نے دھندلائی آنکھوں سے بند ہوتے دروازے کو چند لمحے گھورا پھر آگے بڑھ کر کیک اٹھائے پوری قوت سے نیچے دے مارا، یہی نہیں، بیڈشیٹ پر بکھرے

وہ سرخ کاغذی دل، چن چن کر نوچے، ساری چمکتی فیری لائٹس کھینچ کر توڑتی وہ نیچے پھینک رہی تھی، اس نے دونوں پھولوں کے بکے بھی نیچے دے مارے اور اپنے بال مٹھیوں میں نوچے بیڈ کے ساتھ بیٹھتی گئی۔

"ختم ہ۔۔ ہو گیا سب۔۔ اب میں مر بھی جاوں۔ انکو فرق نہیں پڑے گا۔ میں مزید آپکی زندگی کی سیاہی اور ڈر نہیں بنوں گی اور حان۔۔ زبردستی ت۔۔ تھوپی گئی تھی۔۔ آپ کی ہمدردی کا بخار ب۔۔ بھی ٹوٹ گیا فائنلی۔۔ مجھے میری ا۔۔ اوقات دیکھادی۔ یہ ا۔۔ اوقات کے میں یا میرا وجود، میری موجودگی خاک سے بھی حقیر ہے۔۔۔ م۔ میں مزید اس جگہ نہیں رہ سکتی جہاں میرے ہونے ی۔۔ یا نہ ہونے سے کسی کو ک۔ کوئی فرق نہ پڑے۔ آپ نے س۔۔ سب ختم کر دیا۔۔۔ م۔ میں آپکو اب ک۔۔ کبھی نہیں منانا چاہتی۔۔۔ میں واپس جاوں گی۔۔ م۔ میں بھی سوچوں میری قسمت ا۔۔ اتنی اچھی کیسے ہو گئی۔۔ اک دھتکاری عورت تو تا عمر دھتکاری

جاتی ہے۔۔۔پھر قبول کر بھی لی جائے، تو یہ وقتی ہے۔۔۔۔۔سب ختم

ا۔اورحان ماہیل۔"

وہ ہچکیوں کے سنگ روتی اس وقت بلکل ریزہ ریزہ بکھر چکی تھی، کمرہ تو کم

اجڑا تھا، وہ تو شاید خود کو برباد ہو چکا سمجھ بیٹھی تھی۔

"میرال کو بھی لے کر آو۔۔۔کہاں ہے وہ؟"

ماہیل بھی آچکے تھے، مصطفی کو ایمن نے اپنی گود میں بٹھایا کیونکہ وہ اسے

خود کھانا کھلا رہی تھیں جبکہ اورحان نے اک نظر مما اور دوسری بابا پر ڈالی۔

"آرہی ہیں"

اورحان نے فقط اتنا ہی کہا، ماہیل کو اسکا چہرہ دیکھے جیسے کچھ ٹھیک نہ لگا۔

"کیا کوئی مسئلہ ہے تم دو کے بیچ؟"

ماہیل انجم نے خود ہی اورحان کی سرد چپ بھانپی تو وہ فوری سر نفی میں ہلا گیا۔

"نہیں بابا کوئی مسئلہ نہیں، میں دیکھتا ہوں انھیں"

اورحان نے نظریں سی چرائیں اور اٹھ کر پلٹا تبھی ماہیل نے ایمن کی جانب دیکھا۔

"وہ اسے خوش کرنے کو کب سے کچن میں گھسی تھی۔ مجھے بھی کچھ گڑبڑ لگ رہی ہے ماہیل۔ یہ آتے ہیں دونوں تو بات کریں کوئی مسئلہ تو نہیں۔ اس عثمان نے کچھ پھر تو پریشانی نہیں دے رکھی"

ایمن نے بھی دونوں کے رویے سے جو بھانپا اور محسوس کیا وہ ماہیل کو بتا دیا جو جوابا سر ہلا گئے۔

"ٹھیک ہے۔ آتے ہیں تو پوچھتا ہوں۔ میرا چھوٹو سا چمپئین چوری کھا رہا ہے۔ پر چوری تو طوطے کھاتے ہیں مصطفی"

وہ نرم سا فکر مند ہوتے مسکرائے ساتھ دادی اور پوتے کے لاڈ بھی دیکھے، طوطا کہنے کی دیر تھی کہ وہ چوری مزے لے کر کھاتا ساتھ طوطے کی طرح ناک کھینچ کر منہ بناتے دونوں دادا دادی کو ہنسنے پر مجبور کر گیا۔

اور حان نے جیسے ہی کمرہ کھولتے قدم اندر رکھا، شوز کے نیچے آتی ٹوٹی فیری لائیٹ ٹوٹی تو وہ چونکا، پھر اگلا جھٹکا کمرے کو دیکھ کر لگا جہاں وہ ہر شے تباہ کیے گھٹنوں کے بل بیٹھی منہ دبائے رو رہی تھی، اور حان نے دروازہ بند کیا اور جیسے سینے سے اٹھتی ٹیس کا درد محسوس کیے اسکی طرف بڑھا۔

"یہ سب کیا ہے میرال؟"

وہ اس تک پہنچا اور دونوں ہاتھوں سے جھک کر میرال کو زبردستی پکڑے اٹھایا مگر جب اسکی سرخ روتی آنکھیں اور ان آنکھوں کا درد اور حان نے دیکھا تو دل پر آرے چلنے کا سہی مفہوم سمجھ آیا۔

"ی۔۔یہ سب خاتمہ ہے۔دی اینڈ۔۔۔م۔۔میں جن خدشوں کے ساتھ اس گھر آپکے ساتھ چلی آئی تھی و۔۔وہ سب سچ ہو گئے۔م۔مجھے چھوڑنا ہی تھا تو اسی دن چھوڑ دیتے۔۔۔ا۔۔اتنے ماہ انتظار نہ کرتے۔۔تب شاید میں جی لیتی۔۔۔اب بس مرنے کا آپشن بچا ہے۔۔"

وہ اسکے ہاتھوں کو بے دردی سے جھٹک کر اکھرتی سانسوں کے سنگ بولی جبکہ اورحان یوں تھا جیسے کسی نے اسکی جھٹکے سے جان جسم سے کھینچ لی ہو۔

"کیا بکواس کر رہی ہیں۔ہوش میں آئیں میرال"

وہ اسے واپس پکڑ کر دبوچے باقاعدہ جھنجھوڑ کر غرایا لیکن وہ آگے سے مزاحمت کرتی کسی اچھوت کی طرح خود کو اورحان کی گرفت سے نکال لینے کو مچل رہی تھی،اسکے آنسو تو اتر سے بہہ رہے تھے،ایسا لگ رہا تھا وہ سانس بھی نہیں لے رہی۔

"آ۔۔ آپ نے م۔۔ مجھے چھوڑ دیا ہے۔۔ ہ۔ ہوش میں آکر کیا کروں گی۔۔۔ آپ دونوں د۔۔ دوست ایک جیسے نکلے۔ ایک نے چند دنوں میں میرال کو مارنے کی کوشش کی اور دوسرے نے چ۔ چند مہینوں میں کوشش ہی نہیں کی بلکہ پورا مار دیا۔۔۔ و۔۔ وہ سارا مان اور ب۔۔ بھروسہ جو مجھے آپ پر تھا، ان بکھرے زروں سا ہے اب۔۔۔۔ د۔۔ دیکھیں یہ کمرہ جیسا ہ۔۔ ہو گیا۔۔ میں بھی ویسی ہوں۔۔۔ م۔۔ مجھے جب عثمان نے چھوڑا تب اس سے نفرت ہوئی تھی۔۔ پر ا۔۔ اب آپ نے چھوڑا تو خود سے ہو گئی۔۔۔ یہ ف۔۔ فرق کیا میں نے آپ میں اور عثمان میں۔۔ وہ جیت گیا۔۔۔ کیونکہ مجھ سے زیادہ جانتا تھا وہ آپکو کہ آپ یقین میں بہت کچے ہیں۔۔۔ اس نے لے لیا آپکو م۔۔ مجھ سے۔۔ اسی کی وجہ سے آپ مجھے ملے۔۔۔ تو اسی نے چ۔۔ چھین لیا خیر ہے۔۔۔ ک۔۔ کوئی بات نہیں"

وہ اسکی گرفت جھٹکتی مسلسل اس کے دل کو زخمی کر رہی تھی۔ اور حان کی سانس جیسے سینے میں اٹک گئی ہو، آنکھوں میں نمی کی تہہ تیر گئی...

"نہیں... میرال... ایسا نہیں ہے... آپ جو کچھ سوچ رہی ہیں، سب غلط ہے۔ میں آپکو کبھی نہیں چھوڑ سکتا، کبھی نہیں چھوڑا!"

اس کی آواز میں وہ کپکپاہٹ تھی جو کسی بہت قیمتی چیز کے چھن جانے پر پیدا ہوتی ہے، جیسے اندر سے کچھ ٹوٹ کر بکھر چکا ہو۔

"آپ۔۔نے میری باتوں پر یقین نہیں کیا، میں نے ک۔۔ کتنی معافی مانگی ایک لمحے کو بھی آپ نے سوچا کہ م۔۔میں کتنی بے بسی م۔۔ محسوس کر رہی ہوں؟"

وہ بے بسی سے ہنسی، روتی ہوئی، ٹوٹتی ہوئی۔

"کیا کبھی آپ نے سوچا، اورحان؟ کہ میرے لیے یہ سب کتنام۔۔ مشکل رہا ہے؟"

اورحان نے اسے سینے سے لگالیا، زبردستی، جھک کر... اس کی تڑپتی ہوئی روح کو تھامنے کی کوشش میں وہ خود بکھر رہا تھا۔

"خدا کے لیے میرال، بس کریں، مجھے معاف کر دیں، میں غلط تھا، مجھے آپ پر یقین رکھنا چاہیے تھا، میں آپ سے محبت کرتا ہوں، میرال.... بہت زیادہ!"

میرال نے اسے پرے جھٹک کر اس کے سینے پر مکے مارے.... زور زور سے، وہ اس وقت پاگل ہو رہی تھی، وہ اچھے سے جانتا تھا وہ اسکے لیے اول دنوں ہی بہت ٹچی تھی اور اب تو وہ اورحان کا نام تسبیح کی طرح پرونے والی عورت تھی، اب اسکا یہ پاگل پن بھی بہت شدید تھا۔

"یہ م۔ محبت ہوتی ہے؟ یہ؟ آپ نے مجھے اکیلا چھوڑ دیا، جب میں سب سے زیادہ کمزور تھی، سب سے زیادہ ٹوٹی ہوئی، م۔۔ میری تکلیف اور بے بسی کل سے نظر نہیں آئی، یوں مجھ سے دور ہوئے جیسے میں کچھ بھی نہیں تھی۔"

وہ اب تک بے قابو تھی۔

"آپ سب کچھ ہیں میرال !میری سانس ہیں، میری زندگی ہیں، میں آپکے بغیر کچھ نہیں... بس ایک بار، بس ایک بار مجھے موقع دے دیں... ہم پھر سے شروع کرتے ہیں، سب ٹھیک کریں گے ہم... آپ روئیں مت میرال، میں جیتے جی آپکو کچھ بھی نہیں ہونے دوں گا، بے بس بھی نہیں"

اس کی آواز رندھ چکی تھی۔ وہ اس کے آنسو اپنے ہاتھوں سے پونچھ رہا تھا، مگر وہ تھم ہی نہیں رہی تھی۔

ایک ایسا لمحہ تھا جب دونوں کے بیچ سب کچھ کھو جانے کا ڈر، اور بچ جانے کی امید ساتھ ساتھ سانسیں لے رہے تھے۔

"میں تھک گ۔۔ گئی۔۔ اب بس اورحان۔۔ میں آپکے ساتھ نہیں رہوں گی"

وہ اسے پرے دھکیل گئی، اپنا سوٹ کیس نکال کر وہ وارڈب کی طرف بڑھی، وہ کچھ سننے سمجھنے کی حالت میں نہ تھی، کچھ دیر وہ کرب کے سنگ اسے دیکھتا رہا پھر جیسے ہوش میں واپس لوٹا۔

"کہاں جا رہی ہیں آپ؟"

وہ اسکے قریب آیا تو میرال اپنا سوٹ کیس تیار کر رہی تھی، کسی طوفانی لہر کی مانند وارڈب خالی کرتی اپنے کپڑے سوٹ کیس میں ٹھوس رہی تھی جب اورحان نے اسکی بازو پکڑی اور دبوچتے میرال کو اپنے سامنے لہرایا۔

"امی بابا کے پاس۔ کم از کم انکو میرے آنسوؤں کی سچائی تو نظر آئے گی، آفٹر آل پیدا کیا ہے انہوں نے۔ م۔ ممیری کیا غلطی تھی عثمان سے شادی کے وقت، میری کیا غلطی تھی آپ پر مسلط ہوتے وقت۔ م۔۔ میں کہاں غلط تھی جب میں اسے کیفے میں سب کے سامنے بے عزت کر کے یہ دعوی کر کے آئی کہ میں آپکی محبت کا ایمان ہوں۔۔ اب مجھے ہمارے رشتے پر ہنسی آ

رہی ہے۔ کتنا۔۔ کتنا کھوکھلا تھا ہمارا رشتہ۔۔۔ اب سمجھ آئی آپ کو مہر فاطمہ سے محبت کیوں نہیں ہوئی کیونکہ آپکو اپنے سوا کسی سے محبت ہو ہی نہیں سکتی۔۔۔ خود کو سکون دینا پسند ہے آپکو بھلے دوسرا آپکے لیے ترس ترس کر مرے یا پھر اک چھوٹی سی غلطی کی معافیاں مانگ کر"

وہ بے دردی سے اپنی بازو، اورحان کے ہاتھ سے جھٹک کر خود دور ہوئی، آج اسکی آنکھوں میں کوئی رحم، کوئی نرمی نہ تھی۔

"آپ ہوش میں ہیں کہ کیا کہہ رہی ہیں م۔۔ میرال؟"

وہ بے یقینی کے سنگ اسے دیکھنے لگا جسکا یہ آدمی دماغ خراب کر چکا تھا، وہ ہانپتی ہوئی اپنے بال مٹھی میں بھر گئی، پھر خود پر اذیت سے ہنسی۔

"آپ نے میرے ساتھ ان ڈر گز کے سبب جو کیا، خدا کی ق۔۔ قسم کوئی اور ہوتی، دوبارہ آپکی شکل بھی نہ دیکھتی۔ میں نے آپکو معاف کیا تھا کیونکہ مجھے لگتا تھا اس میں آپ بے قصور ہیں۔ لیکن آپ سچ میں وہی ہیں

اورحان۔۔ وہی بے یقین اور بھروسہ نہ کرنے والے انسان۔۔ تب بھی م۔۔ میرے چھن جانے کے خوف نے آپکو جانور بنایا اور اب بھی یہی ہو رہا ہے۔۔۔ تو اصل فساد عثمان ملک نہیں میں ہوں۔۔ میں آپکی لیے شدید مہلک ہوں۔۔ میں ج۔۔ جب تک آپکی زندگی میں رہی اورحان، آپ نارمل نہیں ہو سکیں گے۔ میں مزید آپ کے ساتھ سروائیو نہیں کر سکتی۔۔ آپ نے اپنے اندر کی یہ ساری برائیاں چھپانے کے لیے یہ اچھے پن اور مہربانی کا جو نقاب اوڑھا ہے وہ میرے سامنے ہٹ چکا ہے۔۔۔ میرے آنسو، میری تکلیف، میرے درد، میرے کانپتے وجود سے کہیں بڑھ کر آپکی انا ہے۔۔۔۔ نہیں رہ سکتی میں اس خوف وہراس میں کہ ایک طرف وہ آدمی ہے جو مجھے آپکے لیے گالی بنانا چاہتا ہے اور ایک طرف آپ جسے مجھ پر یقین تک نہیں۔۔۔ سوری اورحان۔ اٹس اوور"

یہ الفاظ نہیں، گویا قیامت کا اعلان تھا اورحان کے لیے۔ اس کے کانوں میں گونجا تو سہی، مگر دل نے ماننے سے انکار کر دیا، کوئی اسکے اندر کی کمیاں اسکے

منہ پر یوں دے مارے گا، اور حان نے کبھی نہیں سوچا تھا، اور وہ میرال ہو گی یہ تو سوچنا اور حان کے لیے ناممکن تھا۔

وہ دو قدم آگے بڑھا، میرال کی طرف، جس نے آنکھیں زور سے میچ کر ہاتھ ہوا میں اٹھائے اسے خاموش تنبیہہ کی تھی جیسے وہ اسکی مزید کوئی بات سننے کا حوصلہ نہ رکھتی ہو۔

"ہاں میں ایموشنلی کمزور ہوں۔ لیکن اس کے بارے کوئی نہیں جان سکا آج تک، میرے ماں باپ تک نہیں۔ آپ جان گئیں اس لیے کہ میں خود کھلا آپ پر۔ اس یقین کے ساتھ کے آپ میرا لباس ہیں، مجھے سمیٹیں لیں گی لیکن آپ نے یہ سب بہت غلط طریقے سے سمجھ لیا، میں کمزور ہوں کہ جسے بھی اپنے قریب رکھنے کا سوچوں، وہ مجھ سے فاصلے پر رہنے کی خواہش کرنے لگتا ہے۔ یہ مجھے تکلیف دیتا تھا پھر میں نے اس تکلیف سے بچنے کو ہر اس شخص سے خود دور رہنا شروع کر دیا جو مجھے بہت پیارا تھا"

اور حان کی آنکھیں غصے سے نہیں دکھ سے بھریں، جبکہ میرال کی ساری تکلیف، جیسے اس شخص کے کہے الفاظ اور کیے اعتراف پر موم کا ڈھیر ہو گئی۔

"میں ناراض نہیں تھا، میں ڈرا ہوا تھا۔ میں نہیں چاہتا اس کمینے دوست کی جان لوں جسکے ساتھ پورا بچپن اور جوانی گزاری۔۔ میں بہت ڈرپوک اور بزدل انسان ہوں۔ بلکل ٹھیک سمجھی ہیں آپ مجھے لیکن میں نے آپ کے ساتھ کوئی فراڈ یا بے ایمانی نہیں کی۔ میں جیسا ہوں ویسا ہی رہا اب تک آپکے ساتھ۔ میں جانتا ہوں اگر عثمان نے مزید کچھ کیا، میں اسے مار دوں گا۔ لیکن میں اسے مار کر ساری زندگی جس تکلیف میں رہوں گا اسکا علم صرف مجھے ہے کیونکہ ہماری دوستی میں کھوٹ میری طرف سے آج بھی نہیں ہے۔ کبھی میری اس تکلیف کو سوچا ہے آپ نے کہ میں کیوں ڈرا جب آپ اس سے ملنے چلی گئیں، کیوں کل سے آپ کو تکلیف دیے جا رہا ہوں، کیونکہ اندر سے جھلس رہا ہوں، قسمت بری ہے میری اور اسی سے آپکو بچانا چاہتا ہوں۔ سوچا آپ نے میرال کے کیوں میں آپکو بے بس کرنے پر مجبور

ہوا، یقین تو میں نے زندگی میں پہلی بار کیا ہے آپ پر تھا، خود پر بھی نہیں کیا کبھی۔ یہ سب مجھ سے کسی اور نے کہا ہوتا تو مجھے رتی برابر فرق نہ پڑتا لیکن

یہ سب وہ عورت کہہ رہی ہے جسے مجھ سے عشق کا دعوی

تھا۔۔۔م۔۔میں آپکو کبھی نہیں چھوڑ سکتا لیکن آپ چھوڑ دیں، آپکی بہت تکلیف بن گیا۔ مزید نہیں۔ مجھے چھوڑ دیں پر مصطفی کو نہیں۔ میں خود کو سنبھال لوں گا پر اسے نہیں۔ ڈرائیور آپکو چھوڑ آئے گا۔۔ میں میڈ کو بھیجتا ہوں یہ سب سمیٹ دے اور پلیز خلیہ ٹھیک کریں اپنا۔۔۔ میں اپنی ذات سے جڑا کوئی تماشا جھیلنے کی طاقت نہیں رکھتا"

میرال جیسے پتھر کی ہوگئی ہو... اس کی سانسیں بند، آنکھیں خالی اور دل جیسے سن ہو گیا تھا۔

اور حان کی بکھرتی آواز، وہ ہر دلخراش لفظ، اس کے دل کی دیواروں سے ٹکرا رہا تھا، لیکن وہ بولی کچھ نہیں، بس خاموشی سے کھڑی رہی۔

ایک لمحہ... دو لمحے... اور پھر، اس کی پلکوں سے آنسو کے قطرے ایک بار پھر لڑھکے، لیکن اس بار ان آنسوؤں میں نفرت یا شکوہ نہیں تھا... صرف ٹوٹا ہوا یقین اور اندر کی تھکن تھی۔

"اگر آپ واقعی م۔۔مجھے نہیں چھوڑ سکتے... تو پھر جانے کا حکم کیوں دے رہے ہیں؟"

اس کی آواز دھیمی تھی، مگر لرزتی ہوئی۔

"کیا اسی لیے؟ کہ میں سچ بول گئی؟ اپنا درد کہہ بیٹھی؟ تو سزا بھی مجھے ہی ملے گی پھر؟"

اور حان نے آنکھیں بند کیں، چہرے پر ایسا کرب تھا جیسے سانس لینا بھی بھاری ہو رہا ہو۔

"میں آپکو کوئی سزا نہیں دے رہا میرال، خود کو دے رہا ہوں"

وہ ایک قدم پیچھے ہٹا، جیسے خود کو اس سے دور کر رہا ہو، اپنے لفظوں کے بوجھ تلے دب کر مر رہا ہو۔

"آپ نے کہا ناں کہ میں خلیہ ٹھیک کرلوں... تو سن لیں"

میرال نے گہرا سانس لیا، اپنی آنکھوں سے آنسو پونچھ ڈالے۔

"آپ نے چھوڑنے کو کہا تو میں خالی ہو گئی ہوں، اب مجھ میں کچھ ٹھیک نہیں ہو سکتا، نہ خلیہ، نہ جذبات، نہ یقین شاید...نہ وہ عورت جس کو آپ سے ع۔۔عشق تھا..."

وہ ٹوٹے قدموں سے اس کی طرف بڑھی، اسکا ہاتھ تھامنا چاہا پر وہ منہ بھی پھیر گیا اور اپنا ہاتھ بھی میرال سے دور کرلیا۔

"مجھ سے دور رہیں۔یہی آپکو بے بسی اور تکلیف سے نجات دے گا۔میں آپکی اتنی زیادہ تکلیف بننے پر بہت شرمندہ ہوں۔میں ہمیشہ سے سب کو خود سے نالاں رکھتا آیا ہوں۔کوئی میرے ساتھ زیادہ دیر سروائیو نہیں کر

سکتا۔ ممکن ہے مصطفی کے تھوڑا سمجھدار ہوتے ہی میں سب کچھ چھوڑ کر کہیں چلا جاؤں۔ جب وہ میرے بنا رہنے کے قابل ہو گیا۔ کبھی کبھی یہ بھی سوچتا ہوں کہ مجھ جیسے بزدل اور ناکارہ لوگوں کو اولاد کی ذمہ داری ملنی ہی نہیں چاہیے۔ نہ کسی کا طویل ساتھ ملنا چاہیے کیونکہ ہم جیسے ڈیزرونگ نہیں ہیں۔ آپ گھر جا کر اپنا خیال رکھیے گا"

وہ فاصلہ سمیٹے دور ہوا پر میرال کی نظریں اسے دور ہونے میں مشکل سے دوچار کر رہی تھیں۔

"گھر جاتے ہی زہر کھا لوں گی۔ میرے جنازے پر ضرور آئیے گا اور حان ماہیل"

وہ آزردگی سے کہے پلٹنے لگی جب وہ اسکو بازو سے دبوچے اپنے قریب کھینچ گیا، وہ لہراسی جاتی اسکے مقابل رکی پر آنکھیں جیسے پھٹنے کو تھیں۔

"بکواس کیوں کر رہی ہیں؟"

بہت ضبط سے وہ بولا، چہرہ جیسے سرخ ہونے لگا تھا، میرال کی آنکھ سے چند آنسو پھر ٹوٹ گرے۔

"آ۔۔ آپ بھی تو قطرہ قطرہ مار رہے ہیں۔ س۔۔ سوچا ایک ہی بار آپکی م۔۔ مشکل حل کر دوں۔۔۔ قسم سے مار د۔۔ دوں گی گھر جاتے ہی خود کو"

اور حان کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں بھینچ لیا ہو... اس کے چہرے کا رنگ یکدم سفید پڑ گیا، آنکھوں میں ایک وحشت سی جاگ اٹھی۔

"میرال!"

وہ بے بس سا پست دھاڑا، اس کی آواز کمرے کی دیواروں سے ٹکرا کر گونجی۔

"خاموش ہو جائیں آپ! ایک لفظ اور کہا نہ، تو خدا کی قسم... خود کو بھی گولی مار دوں گا۔"

اس کی گرفت سخت ہو چکی تھی، وہ میرال کو بالکل سانسوں کے قریب کر چکا تھا اور وہ بس شاکی نگاہوں سے تکتے رو رہی تھی۔

"خود کو مارنے کی بات کر رہی ہیں؟ میرے سامنے؟ جس نے آپ کے ساتھ جینے کے خواب دیکھے ہیں؟ جو آپ سے بے پناہ محبت کرتا ہے؟ جس کی ہر سانس میں صرف آپ کا نام ہے؟"

وہ سانس اندر کھینچتا پیچھے ہٹا، جیسے خود پر قابو پانے کی کوشش کر رہا ہو۔

"میں بزدل ہوں، مانتا ہوں لیکن آپ؟ آپ تو میری طاقت تھیں، میرا حوصلہ تھیں۔ آپ کیسے ہار سکتی ہیں؟ کیسے مجھ سے اتنا تھک سکتی ہیں؟"

میرال نے نظریں چرائیں، مگر اورحان نے نرمی سے اس کا چہرہ تھام کر نظریں اپنی آنکھوں سے جوڑ دیں۔

"آپ کہیں نہیں جا رہیں۔ نہ اس گھر سے، نہ اس دنیا سے۔ آپ کہیں نہیں جاسکتیں، کیونکہ میں مر جاؤں گا، میرال! میں... اورحان ماہیل... جینے کے قابل نہیں رہوں گا اگر آپ نے وہ سب کیا جس کا کہہ رہی ہیں۔"

اس کی آواز بھیگ چکی تھی، وہ زندگی میں پہلی بار کسی کے سامنے یوں خود کو بکھرنے کی اجازت دے رہا تھا، میرال نے بھاری سانسیں کھینچتے روتے ہوئے ہچکیاں سی بھریں۔

"چاہیں تو سزا دیں، مجھے تھپڑ ماریں، نفرت کریں، لیکن خود کو کچھ نہیں کرنا، آپ میرے مصطفیٰ کی ماں ہیں اسکا سب سے بڑا سکھ ہیں... اور میری زندگی کا وہ واحد خوبصورت فیصلہ... جس پر آج بھی مجھے فخر ہے۔ یہ فخر کے میں نے دنیا فتح کی ہے"

اورحان کو مزید بکھرتا وہ برداشت نہیں کر سکتی تھی، میرال کی پلکیں درد کی شدت سے لرزیں، اسکی آنکھیں جیسے ٹوٹنے کے کنارے پر تھیں۔

"میں آپ سے تھکی نہیں ہوں، اورحان..." اس کی آواز کانپ رہی تھی، لیکن سچائی سے بھری ہوئی تھی۔

"میں بس خود سے ہار گئی تھی کہ شاید آپ بھی ایک دن وہی کریں گے جو عثمان نے کیا، لیکن آپ تو، میرے اندر رہتے ہیں، میں آپ سے دور جا ہی نہیں سکتی، یہیں اسی دہلیز پر جان نکل جائے گی۔"

اورحان کی پلکیں نم ہو گئیں، وہ کچھ کہنا چاہتا تھا مگر لفظ اس کے لبوں تک آ کر رک گئے۔

اسی لمحے، میرال نے دونوں ہاتھوں سے اس کا چہرہ اپنے قریب کھینچا، وہ اسکے نہ بول پانے کو سمجھ گئی تھی، ویسے بھی وہ کل سے بہت بول لیا تھا۔

"مرنے کی بات کیوں کی؟"

اورحان نے اسے بازوؤں میں دھیرے سے بھرا تو میرال کی آنکھ سے جیسے ایک آنسو گرا۔

"آ۔۔آپ کے ایسے رویے کی وجہ سے خود کو مرا محسوس کیا تبھی یہ بات ہونٹوں ت۔۔تک آئی۔ آپ ک۔۔کے بغیر میں زندہ ہو کر بھی میں زندہ نہیں ہوں اور حان۔ اور قسم کھاتی ہوں عثمان کو خود ماروں گی اگر اس نے کچھ بھی مزید کیا۔ م۔۔میں آپکو کسی پچھتاوے میں جھلسنے نہیں دوں گی۔ م۔۔مجھ میں اتنی ہمت ہے کہ میں اسے جواب دے سکوں۔ م۔۔مجھے کمزور بس آپ کر سکتے ہیں۔۔۔پتا ن۔۔نہیں میں آپکی یہ سرد مہری بھول پاوں گی اب کی بار یا نہیں۔۔ل۔۔لیکن میں آپ سے پھر بھی پاگلوں کی طرح پیار کرتی ہ۔۔ہوں۔۔آپ جتنی مرضی تکلیف دے لیں، جتنی مرضی میرے دل پر چوٹیں لگا لیں۔۔۔یہ بس آپکا نام لے گا۔۔۔۔م۔۔میں نے جو بکواس کی تکلیف میں کی۔۔۔۔ک۔۔کسی طرح تاکہ آپ میرے درد کو سمجھیں کہ یہ مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا"

وہ اس قدر دکھی تھی کہ اس سے سانس نہیں لیا جا رہا تھا اور اور حان خود کو کھڑے کھڑے زمین میں دھنستا ہوا محسوس کر رہا تھا۔

اور حان نے دھیرے سے میرال کی باتیں سنی،

اس کے لب ہلے تھے کئی بار، مگر وہ اپنی ہی اذیت میں اتنا الجھ گیا تھا کہ خود کو سزا دے رہا تھا اور اب، اس عورت کے سامنے کھڑا تھا جو اسے ہر حال میں چن رہی تھی، چاہے وہ خود اسے گرا ہوا دکھا رہا ہو۔

اس کی پلکوں پر لرزتے آنسو تھے...

پر دل میں ایک آگ، اور وہ آگ صرف میرال کے لفظوں نے بھڑکائی تھی۔

"میرال ہم اس پر بعد میں بات کریں۔۔ پلیز"

وہ اس سے ریکوسٹ کر رہا تھا، وہ ٹھیک نہیں تھا شاید، یا پھر اسکے دل میں اتنا دھواں تھا کہ وہ نہیں چاہتا تھا اسکی آنچ میرال تک پہنچے۔

وہ جان گئی تھی، وہ اس وقت لڑنے کی حالت میں نہیں، وہ اندر سے جھلسا ہوا، بکھرا ہوا، الجھا ہوا اور بے بس تھا۔ اور اسے اس وقت الفاظ نہیں، محبت کا لمس چاہیے تھا۔

میرال نے آہستہ سے سر ہلایا، اور خاموشی سے اورحان کا ہاتھ تھاما،

پھر جیسے وہ خود کو روک نہ سکی، دھیرے سے اس کے سینے سے لگ گئی... مکمل، ٹوٹ کر۔

"ٹھیک ہے..."

اس کی آواز نمی سے بھیگی ہوئی، پر مدھم تھی۔

"ہم اس پر بعد میں بات کریں گے... ابھی نہیں۔"

اورحان کی سانس جیسے تھمی ہو، اس نے نرمی سے اس کی کمر کے گرد بازو لپیٹے اور اس کی پناہ میں خود کو چھپا لیا۔

کئی لمحے یونہی گزرے... نہ کوئی لفظ، نہ کوئی حرکت... بس اورحان کی انگلیاں اس کے بالوں میں چلتی رہیں، اور میرال کا دل اس کے دل کے قریب دھڑکتا رہا۔ پھر، آہستہ سے...

اورحان نے اسے روبرو کیا، اپنے ہونٹوں کو میرال کے ماتھے پر رکھے، اور بند آنکھوں سے ایک گہرا سانس اندر کھینچا۔

"یہ سب میڈ سمیٹ لے گی۔ آپ منہ دھو کر آئیں اور میرے ساتھ باہر چلیں۔ میں نہیں چاہتا اس کمرے میں جو ہوا وہ سبکو پتا چلے۔ یہ ہم دونوں کے ذاتی معاملات ہیں۔۔ اسے تماشا نہیں بنتے دیکھ سکتا"

میرال نے ہولے سے اس کے سینے پر مٹھیاں بھینچیں اور آنکھیں اورحان کی آنکھوں میں ڈالیں۔

"آپ کو بھی منہ دھونا چاہیے"

وہ بھیگی آنکھوں سے ہی بولی۔

"نو آئی ایم فائن"

وہ یوں خود کو سنبھال گیا جیسے اسکی آنکھ سے اک آنسو بھی نہ ٹپکا ہو، آنکھیں بھی میرال کے دیکھتے دیکھتے رگڑ دیں۔

وہ مرد جو کچھ لمحے پہلے اسے اپنے بازووں میں تھامے کانپ رہا تھا، اب پھر سے طاقتور، سپاٹ اور مضبوط بننے کی اداکاری کر رہا تھا۔

میرال نے دونوں ہاتھوں سے اس کے چہرے کو تھاما،

اور بہت آہستگی سے، بے آواز انداز میں اپنے ہونٹوں سے ان بجھی ہوئی اکھڑتی سانسوں کو راحت دی۔

وہ آنسو جو اس شخص نے چھپا لیے، میرال کی نرم روح سہلاتی موجودگی نے پھر سے آنکھوں میں بھرے، وہ کتنی دیر تک اسے بتاتی رہی وہ اگر نہیں تو اس لڑکی کو سانس لینے کا بھی ارمان نہیں رہے گا، اور حان نے کبھی نہیں

سوچا تھا وہ ہر جھجک اور دنیا بھول کر اسے کبھی یوں بھی منا سکتی ہے، وہ تو ایسی نہیں تھی۔

میرال تھوڑی دیر بعد گہرے سانس لیتی پیچھے ہٹی، مگر دور نہیں گئی... اس کا ماتھا اب بھی اورحان کے ماتھے سے لگا تھا۔

وہ اپنی بند آنکھوں سے اس کے دل کی دھڑکن سن رہی تھی۔

"یہ آپکے ان سب دکھوں کی دوا ہے جو آپ نے کسی کو نہیں بتائے، اور میں آپکو صرف الفاظ سے نہیں... لمس کی زبان سے بھی یقین دلانا چاہتی ہوں کہ آپ اکیلے نہیں ہیں۔ مجھے اس خبیث سے بچانے کے چکر میں اپنا اندر باہر ب۔۔ برباد مت کر دیجیئے گا۔ م۔۔ میں آپکے بنا بس مر سکتی ہوں۔۔ ا۔۔ اور کوئی راہ نہیں"

اورحان کا وجود جیسے میرال کے یوں حق جمانے پر لرز گیا ہو... اسکی آنکھیں انگارہ ہوئیں۔

اور وہ کچھ کہنے ہی والا تھا... مگر میرال نے فوراً اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھ دی۔

"نہیں اورحان۔۔ ہم بعد میں بات کریں گے"

وہ اسے منع کر گئی، ایڑیوں کے بل اٹھے اس شخص کی گال پر بنی آنسوؤں کی لکیر پر اپنے ہونٹوں کو رکھا پھر وہ آنسو پونجھ دیا۔

"اب ہم کسی وجہ سے نہیں روئیں گے۔میں نے آپکو جو ہرٹ کیا اس کے لیے سوری۔۔م۔میں بہت پ۔۔پیار کرتی ہوں آپ سے
اورحن۔۔آ۔۔آپ جب بھی دور محسوس ہوئے میں یونہی پاگل پن میں مرنے کی بات کروں گی۔۔۔"

وہ بازو اسکے اطراف پھیلاتی اسکے سینے لگی تو اورحان کی سانس بھی جیسے آسان ہوئی۔

لیکن ابھی اسکا دل بہت بھاری تھا، میرال نے جو غصے میں کہا اسکا اثر ایک دم نہیں جاسکتا، اسے لیے شاید دونوں کو وقت درکار تھا۔

"میرال۔۔ جائیں ہاتھ منہ دھوئیں۔۔۔ پلیز۔۔۔"

اس نے دھیرے سے اسکی پشت سہلائی تو وہ حوصلہ سنبھالتی بڑی مشکل سے دور ہوئی اور اسے دیکھتے پلٹ گئی۔

جبکہ وہ کسے بتائے کہ اس شخص کے دل سے لہو رس رہا ہے، بھلے وہ میرال کا پاگل پن ہو لیکن اس لڑکی نے اورحان کے دل کو زخم زخم کر دیا تھا۔

دس منٹ مزید لگے ان دو کو باہر آنے میں، بظاہر تو دونوں بلکل ٹھیک تھے پر ایمن اور ماہیل دونوں کی نظروں اور دل میں فکر سی بیٹھی تھی۔

"سب ٹھیک ہے؟"

خود ایمن نے ہی نرمی سے دونوں کو دیکھتے پوچھا جس پر دونوں نے نرم سی سمائل دی جو تمام تر قوت کے بھی نہ ایمن کو مطمئین کر سکی نہ ہی ماہیل کو لیکن وہ دونوں پریشان ضرور تھے، جب تک ان سب نے لنچ کیا، میڈ نے کمرہ کلین کر دیا، اور حان لنچ کرتے ہی نکل گیا، میرال اسے باہر تک چھوڑنے آئی پر وہ دونوں کچھ نہ بولے۔

"آپ ٹھیک ہیں اور حان ؟"

وہ اسکو گاڑی کی طرف بڑھتا دیکھے ہاتھ پکڑے روک گئی تو وہ رکا لیکن پلٹ کر اسے دیکھ نہ سکا۔

"میری فکر نہ کریں۔ میں بلکل ٹھیک ہوں۔ ملتا ہوں شام میں۔ کوئی پاگل پن مت کیجئے گا اگر مجھے زندہ چاہتی ہیں تو"

میرال کا دل سا کانپا جب وہ اسے یوں تمہید باندھ کر گیا، اس وقت اسے اورحان بے بس لگا، اورحان کی گاڑی گیٹ سے نکل گئی جبکہ میرال کتنی دیر وہیں کھڑی رہی، گیٹ پھر کھلا مگر اس بار باسل کی گاڑی انٹر ہوئی۔

لگ بھگ شام کے پانچ ہونے والے تھے، باسل نے کار ڈور کھولا اور باہر نکلا، مگر نظر کچھ فاصلے پر کھڑی میرال پر جا رکی، باسل نے محسوس کیا اسکا چہرہ شدید رندھا ہے تبھی وہ سیدھا اسی کی طرف چلا آیا۔

"کیسی ہو میرال۔۔ ٹھیک ہو؟"

باسل نے نرمی سے پوچھا تو وہ جبراً سا سر ہلا گئی لیکن باسل اسکی آنکھوں کی نمی دیکھ کر پریشان بھی تھا۔

"میں ٹھیک ہوں باسل بھائی۔ ک۔۔ کچھ کہنا ہے آپ سے"

وہ ڈوبی سی غمزدہ آواز میں بولی تو باسل نے فوری سر ہلایا جیسے کہہ رہا ہو، کہو میں سن رہا ہوں۔

"ا۔۔اور حان کے ساتھ کچھ وقت گزاریں آج۔۔انکے ساتھ رہیں۔شاید انکو آپکی بہت ضرورت ہے"

میرال نے یہ بہت تکلیف کے سنگ کہا جس پر باسل بھی بے چین ہوا۔

"کیوں کچھ ہوا ہے؟ عثمان نے پھر کچھ کیا۔۔ہے کہاں اور حان؟تم بھی اتنی مرجھائی ہو۔۔مجھے بتاؤ سب ٹھیک ہے میرال"

وہ اسکی فکر پر کچھ نہ بولی بس آنکھوں کے آنسو دبا لیے اور نظریں بھی جھکا لیں۔

"پ۔پلیز کچھ مت پوچھیں۔بس انکو سنبھال لیں میں ریکوسٹ کرتی ہوں۔"

وہ اس وقت شرمندہ تھی کہ وہ اورحان کو تکلیف دے کر اسے سنبھال نہیں پائی اور اسے بس باسل ہی امید کی کرن لگا۔

"ٹھیک ہے۔ پریشان مت ہو۔ میں جاتا ہوں اسکے پاس۔ ایک نظر اجر کو دیکھ لوں؟"

باسل کے اجازت چاہنے پر میرال نے اپنے آنسو پونچھتے فورا سر ہلایا جس پر باسل نے بھی اداس سا مسکراتے میرال کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"جاو اندر اور ریلکس ہو جاو۔ تمہارا میاں آج میری ذمہ داری ہے۔"

وہ مشکور نظروں سے باسل کو دیکھتی بہت مشکل سے رونا روک سکی پھر سر ہلائے وہ پلٹی اور ماہیل پیلس کی بلڈنگ کی طرف بڑھی۔

باسل کے چہرے پر درد بھرا تاثر جگا، اس نے اپنا فون بلیذر کی اندرونی جیب سے نکالا اور سیدھا اورحان کو کال کی۔

وہ ڈرائیونگ کر رہا تھا جب ڈیش بورڈ پر پڑے فون پر باسل کالنگ لکھا دیکھے اورحان کی آنکھیں سرخ ہوئیں۔

فون کو وہیں سے دیکھتے ہاتھ بڑھا کر کال لیتے، سپیکر پر ڈالا۔

"کہاں ہو اورحان ؟"

سیدھا سبھاو سوال کیا گیا۔

"میں یہیں ہوں۔ کیوں ؟"

اورحان کی آواز بھاری تھی۔

"یہیں کہاں بھائی ؟"

وہ فکر مندی سے بولا تو اورحان نے گہرا سانس لیا۔

"تمہیں کوئی کام ہے مجھ سے تو میں گھر آجاتا ہوں باسل"

اورحان نے الجھتے ہوئے جواب دیا تو باسل نے کچھ دیر خاموشی کا وقفہ لیا۔

"سنوکر کھیلنے چلیں ؟"

باسل نے شرارت سے آئیڈیا دیا جس پر اورحان تکلیف بھرا مسکرایا، اسے یاد آیا اسے سنوکر کھیلنا پسند تھا لیکن بابا دونوں کو کھیلنے نہ دیتے، انھیں یہ کھیل برا لگتا تھا پھر بھی باسل چپکے سے اورحان کو کسی نہ کسی سنوکر کلب لے جاتا تھا۔

"اتنے بڑے ہو کر؟ مجھے تو بھول گئی ہے"

اورحان مسکرایا۔

"اندر کا بچہ تو کبھی بڑا نہیں ہوتا۔ اور ویسے بھی بڑا ہونے کا حق صرف میرا ہے آفٹر آل پورے سولہ ماہ بڑا ہوں تم سے۔ تم چھوٹے رہو تاکہ میں تم میں اپنا بچپنا دیکھ سکوں"

وہ باسل کے یوں پرانی یادوں میں گھسیٹنے پر بلکل دکھی نہ تھا، الٹا اورحان اس وقت موجودہ تکلیف سے فرار چاہتا تھا۔

"ہمم۔۔ تو کوئی کلب ہے تمہاری نظر میں؟"

اورحان نے اس بارمان جاتے پوچھاتو باسل بھی مسکرایا۔

"اپنا ہی کلب سمجھو"

باسل نے شرارت سے ہنس کر سرگوشی کی۔

"اتنابڑا قانونی آفیسر۔ سنوکر کلب کا ملک؟ دنیا کیا کہے گی؟"

اورحان نے بھائی کو کچھ شرم دلانی چاہی، باسل نے جان بوجھ کر قہقہہ لگایا۔

"دنیا کو مارو گولی چھوٹے بھائی۔ میں تمہیں ایڈریس بھیج رہا ہوں۔ پہنچو۔ میں بھی آیا۔ اور وہاں بس اتنا بتا دینا تم اورحان ماہیل ہو۔ یہ مت کہنا کہ باسل ماہیل کے بھائی ہو۔ میں نے وہاں تمہاری اک الگ ویلیو اور پہچان بتا رکھی ہے"

باسل کی آواز بھی اس بار بھاری تھی جبکہ اورحان کی آنکھیں سرخ، آج وہ سچ میں باسل کو چاہتا تھا، اسکا وقت چاہتا تھا لیکن کہہ نہیں پا رہا تھا لیکن اب

اسکا دل درد میں اس لیے مبتلا ہوا کہ اسے بنا مانگے باسل ماہیل مل رہا ہے، اسے کیا پتا یہ تکلیف دینے والی نے ہی دیا ہے۔

"ہمم۔۔بہت پیار کرتا ہوں میں تم سے باسل"

اورحان کی آواز میں نمی سی تھی، جبکہ باسل کا دل جیسے دکھ سا گیا۔

"یہ سچ میرے دل جگر دونوں پر کنندہ ہے اورحان، کوئی نئ بات کرو۔ میں پہنچ کر اسکا جواب دیتا ہوں۔۔"

باسل نے اسے بس کال کر کے کتنی بڑی ڈھارس دی ہے وہ نہیں جانتا تھا لیکن شاید آج اورحان اگر اکیلا رہتا تو واقعی خود کے ساتھ کچھ کر بیٹھتا۔

"اوکے۔ میں بھی پہنچتا ہوں۔ سی یو"

اورحان نے کہہ کر کال کاٹی جبکہ باسل نے لمحہ بھر سکرین دیکھی، پھر سینے پر ہاتھ سا پھیرا۔

"تمہاری تکلیف زیادہ بڑی نہ ہو میرے بھائی۔ تم سے کہیں زیادہ کمزور دل ہے میرا۔ یا اللہ سب خیر رکھنا"

آسمان کی جانب نظر اٹھائے باسل نے بس خیر مانگی، اس بھائی کی جسکی آواز اور سانسوں میں اتری تکلیف وہ فون سے پار سے بھی بھانپ گیا تھا۔

اک نظر اجر کو دیکھنے وہ سیال حویلی کی طرف بڑھا کیونکہ وہ وہیں تھی۔

رملا آگئی تھی اور وہ سب پچھلے دو گھنٹے سے کوئی بہت مزیدار مووی دیکھ رہے تھے، بارس اور اجر کاوچ پر بیٹھے نیم دراز تھے جبکہ حرا اور رملا نے نیچے کارپٹ پر فلفی تکیے سیٹ کرے ڈیرا اجما رکھا تھا، سنیکس اور ریپرز خالی بکھرے تھے جو بتا رہے تھے سب نے مووی کم دیکھی ہے، ٹھوسا زیادہ ہے۔

"آپکے عمار بھائی یاد آتے ہیں آپ کو اجر آپی؟"

یونہی فلم کے اک جذباتی سین پر رملا بھی ایموشنل ہوئی تو سوال کر لیا، اجر اور بارس دونوں کی آنکھوں میں جیسے اس سوال نے اک درد بھر دیا تھا، حرا بھی اداس ہو گئی۔

"بھولے ہی کب ہیں وہ رملا جو انکو یاد کرنا پڑے۔ یہ تو بہت چھوٹا تھا تب۔ اسے تو اچھے سے یاد بھی نہیں ہوں گے وہ لیکن میں نے بہت لاڈ اٹھوائے ان سے۔ ان میں جان تھی میری۔"

اجر کے لہجے کا درد ان سبکو مووی چھوڑے، اسے دیکھنے پر مجبور کر گیا، یہاں تک کہ وہیں چلے آتے باسل کو بھی۔

"کیا کہہ کر پکارتے تھے جب بہت زیادہ پیار آتا اجر آپی؟"

رملا نے ہی جیسے پھر سے سوال کیا، اب بھی سب اجر کو دم سادھے دیکھ رہے تھے جو بھیگی آنکھوں کے سنگ مسکائی۔

"میری آنکھوں کا نور کہتے تھے وہ مجھے۔ بہت مس کرتی ہوں انھیں۔ بہت زیادہ"

اجر نے اپنی گال پر اتری نمی کو بے دردی سے رگڑا جبکہ اسے یوں تکلیف میں دیکھ کر جہاں وہ تینوں اداس اور رنجیدہ تھے وہیں باسل کا بس نہ چلا اسے ابھی بتادے اسے آنکھوں کا نور کہنے والا اسے بہت جلد ملنے والا ہے۔

"کیا وہ بھی باسل بھائی جیسے کیئرنگ اور لوئنگ تھے اجر آپیا؟"

اس بار حرا نے پوچھا، پھر سے وہ مسکرائی۔

"ہاں دونوں ان معاملات میں ایسے جیسے تھے، بس عمار بھائی زرا نک چڑھے تھے"

اجر نے نم آنکھوں سے سمائیل دی تو باقی سب بھی مسکرائے جبکہ اس نک چڑھے کا رملا سے پالا پڑا تھا، اس سے بہتر کون جان سکتا تھا۔

"بھئی یہاں تو خوب رونق لگی ہے۔ کیا سینما ہاوس کھول لیا تم سب نے؟"

باسل کی آمد نے جیسے سبکے چہروں پر اک چمک لادھری خاص کر اجر سیال جو اسے اس وقت دیکھ کر جی سی اٹھی۔

"ایسا ہی سمجھیں بھئی"

بارس نے مسکرا کر ہائے فائی کیا جبکہ بقیہ دونوں لڑکیوں کو بس پیار سے دیکھے مسکرایا لیکن جب اپنی حسینہ پر نظریں ٹھہریں تو ہٹنا ہی بھول گئیں، خود اجر کا دل جیسے تیز تیز دھڑکنے لگا تھا۔

"کیسے ہو اب۔۔ زخم کی وجہ سے فیور نہ ہو اسکا خیال رکھنا۔ باقی جلدی فٹ ہو جاوگے۔ رملا اور حرا تم دو اسکا ایکسٹرا خیال رکھ رہی ہو ناں؟"

باسل نے بارس کے بال سہلاتے اسکی مرجھائی شکل پر تھوڑی بہار دیکھتے تسلی محسوس کی جس پر دونوں چست لڑکیوں نے بیک وقت سر ہلایا، اجر بھی سنبھل کر پیر صوفے سے اتارتی اٹھنے لگی جب باسل نے فوراً اسکی طرف

ہاتھ بڑھایا، تینوں شرارتی بچوں نے جیسے بیک وقت "اہمم اہمم" کیا، اجر سرخ روہوتی تینوں کو گھور گئی۔

"چلوانجوائے کرو مووی۔۔۔میں یہ والی پارٹنر لے جارہا ہوں تم سبکی کچھ منٹس کے لیے"

باسل نے اجر کا ہاتھ دبوچے لے جاتے ہوئے شرارتی سمائیل دی جس پر وہ شرارتی بچے پھر سے شریر انداز میں کھانسے اور اب گھور کر باسل نے سبکو دیکھا۔

"باسل بھائی۔یہ کچھ منٹس گھنٹہ نہیں ہونا چاہیے"

رملانے پیچھے سے ہنس کر آواز لگائی تو اجر اور باسل دونوں ہی ہنسے،وہ باہر آئے تو باسل اسکا ہاتھ پکڑے اسی کے کمرے کی طرف بڑھا جبکہ اجر اسکے ساتھ نجانے کیوں تنہائی کو اوائیڈ کرنا چاہتی تھی لیکن کہہ نہ سکی۔

اجر اندر آئی تو ایک پل کو دروازے کے ساتھ ٹک گئی۔ سانس جیسے ذرا تیز تھی... دل کی دھڑکن جیسے کسی پرانی دھڑکن سے ٹکرا گئی ہو۔

"مجھے واپس جانا ہے بس تمہیں دیکھنے آیا ہوں۔ مجھے پتا ہے تم میرا سامنا کرنے سے کترا رہی ہو۔ یہ نیچرل ہے لیکن میں مس کر رہا تھا تمہیں۔ تمہاری خوشی، وہ بھاری سانسیں مجھے بیتاب کر گئیں۔ تمہیں گلے لگا کر بتانے آیا ہوں کہ تم ابھی اور بھی بہت سے خوابوں کو پورا ہوتے دیکھو گی۔ ہم کل صبح کی کوئی بات نہیں کریں گے۔ ریلکس رہو میرے سکون"

اجر کی پلکیں جھپکیں... جیسے وہ ہر لفظ کو اپنے اندر اتارتی جا رہی ہو۔ پھر آہستہ سے وہ باسل کے قریب ہوئی ہی جب وہ اسے اپنی باہوں کا حصار سونپ گیا، وہ دونوں بے حد قریب تھے، وہ حیا سے بھری لڑکی، جسکے جسم کا رواں رواں کانپ رہا تھا۔۔ ابھی اس پناہ میں دنیا جہاں سے زیادہ محفوظ تھی۔

"ب۔۔ باسل۔۔ ہر جگہ کل سے تم دیکھائی دے رہے ہو"

وہ شکوہ کناں ہوئی تو محترم شرمندہ مسکراتے بھی جان کو آئے۔

"میں نے کام ہی ایسا کیا ہے کیا کر سکتا ہوں؟"

وہ اپنی اختراع پر نازاں تھا۔

ایک خاص دلکشی سے مسکراتا، جیسے جرم بھی قبول ہے لیکن سزا صرف بانہوں میں رہنے کی ہو۔ اجر نے نظریں جھکا لیں، لیکن چہرے پر پھسلتی لالی اور پلکوں کی لرزش وہ سب کہہ رہی تھی جو اس کی زبان نہ کہہ پائی۔

باسل نے ہاتھ اس کی ٹھوڑی کے نیچے رکھا اور نرمی سے چہرہ اوپر کیا۔

"تم اتنی حسین کیوں لگ رہی ہو شرماتے ہوئے؟"

اجر کی پلکیں لرز گئیں... جیسے اندر کی روشنیوں نے باہر جھانکنا شروع کر دیا ہو۔ وہ خجل سی پیچھے ہٹنے لگی جب وہ اسے سینے سے جوڑ گیا۔

"لگ رہا ہے میرے سکون کو مجھ سے سکون ملا ہے"

اس لڑکی کے چہرے کے قریب آتے ہوئے وہ آہستہ سے بے خود سرگوشی میں بولا تو اجر کی آنکھوں میں خوشی کی زیادتی نمی لے آئی۔

"م۔۔میں تمہارے سامنے کمزور ہو جاتی ہوں باسل، مجھے خود سے ڈر لگتا ہے"

اجر کی سانس اکھڑنے لگی، لب ہولے سے کانپے۔

"اور مجھے تم سے سکون ملتا ہے، تم کمزور نہیں، میری سب سے بڑی طاقت ہو... میرے ایمان جیسی"

باسل نے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔

"کیا میں تمہیں مکمل طور پر محسوس کر سکتا ہوں؟"

اجر کا دل جیسے سجدے میں گر گیا۔

"تمہارا حق ہے باسل، مکمل حق..."

باسل نے اسے اپنے سینے سے لگا لیا، وہ اب اس کے اندر دھڑک رہی تھی، بہت سارے جذبات تھے جو اس گلے لگنے میں حائل تھے۔

"کل کی صبح بس ایک لمحہ تھا، ہماری پوری زندگی نہیں۔ تم میری بیوی ہو، میری سب سے بڑی راحت ہو، میرے خوابوں کا دروازہ ہو، جسے میں روز کھول کر جینا چاہتا ہوں"

وہ اسکے گلے لگی جیسے اس میں جذب ہو جانا چاہتی تھی، وہ اسکی خوشبو کی پاگلوں کی حد تک دیوانی محسوس ہوئی، جیسے اس نے باسل کی گردن چومی، اسے بازووں میں بھینچ سا لیا۔

"مجھے تم سے عشق ہے اجر سیال اور یہ عشق اب میری سانس سانس میں گھل چکا ہے۔ مجھ سے یا میرے کسی حق لٹانے پر ڈرو مت۔ میں تمہیں بہت پیار سے سنبھالتا ہوں۔۔ یقین کرو"

وہ لمحہ، گویا وقت کی بانہوں میں سمٹ گیا ہو۔

اجر نے باسل کے الفاظ سن کر آنکھیں موند لیں، جیسے اس کی ہر بات دل کے اندر کہیں محفوظ کر رہی ہو۔ باسل کی گرم سانسیں اس کے گال کو چھو رہی تھیں، اور اس کے الفاظ جیسے روح میں اتر رہے تھے۔ وہ اسکے گلے میں مزید سمٹ گئی، جیسے خود کو مکمل طور پر اس کے حوالے کر دینا چاہتی ہو۔

"تمہاری باتوں میں وہ سچ ہے، جو خوابوں میں بھی نہیں ملا مجھے... میں تمہارے ساتھ ہوں، ہر صورت میں۔"

اجر نے چہرہ دور کیا، آنکھوں میں نمی اور پیار کی روشنی لیے وہ باسل کو دیکھ رہی تھی پھر اس کے ہونٹ ہولے سے باسل کے جبیں پر ٹھہرے، پھر اسکی آنکھوں کے گوشے پر... اور آخر کار اس نے اسکے ہونٹوں پر ایک بھرپور، مکمل، مکمل اعتماد بھرا لمس دیا، اور خود ہی شرما کر چہرہ اسکی گردن میں چھپا گئی۔ وہ ہنس دیا۔

"یہ تم تھیں؟ جو کل مجھ سے نظریں چرا رہی تھیں؟"

وہ شرارت سے مسکرایا، اور اجر نظریں چرا گئی۔

"یہ تم ہو، باسل، تمہارے قرب نے مجھے میرے اندر سے آزاد کر دیا ہے۔ مجھے لگا تھا شاید میں کبھی کسی کی اس طرح نہ ہو سکوں گی لیکن تم نے میرے ہر خدشے کو محبت سے چپ کروا دیا۔"

باسل نے اس کی ناک سے ناک جوڑی، نرمی سے سانس لیے مسکرایا۔

"میرے ساتھ ہر صبح نئی ہو گی، اجر۔ نہ کل کی تلخی رہے گی، نہ کل کی بات۔ صرف ہم، ہماری سانسیں، ہمارا یقین۔ اور اگر کبھی میں کچھ غلط کہہ بھی دوں، تو مجھے چھوڑنا مت۔ کیونکہ تم ہی وہ ہو جو مجھے مکمل کرتی ہو۔"

اجر نے اسکا ہاتھ مضبوطی سے تھاما۔

"وعدہ ہے، کبھی نہیں چھوڑوں گی۔ تم میری آخری دعا ہو، اور تم سے زیادہ مکمل کچھ بھی نہیں لگا مجھے اس دنیا میں۔"

دونوں کی آنکھوں میں مسکراہٹ، اور خاموش محبت کے رنگ گھلتے جارہے تھے۔اس بندھن کی چاشنی ملن نے بڑھادی جس میں نہ صرف دل جڑے تھے... بلکہ روحیں بھی۔

"مجھے ایک اہم کام سے جانا ہے۔ کیا اجازت ہے؟"

وہ واپس زور سے گلے لگی تبھی باسل نے اسکی پشت سہلاتے اجازت طلب سی سرگوشی کی۔

"بلکل اجازت ہے۔ میری وجہ سے اپنا کوئی کام ڈسٹرب مت کرو۔ میں بھی ایک گھنٹے تک ہیڈ کوارٹر نکلوں گی۔ ممکن ہے وہ پاشا، عقل ٹھکانے آچکی ہو اسکی"

اجر کے فوری مان جانے پر باسل نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرا، کچھ دیر مسکرا کر دیکھنے کے بعد اسکا ماتھا چوما، اجر کی آنکھیں خود بخود سکون سے بند ہو گئیں۔

"اپنا خیال رکھنا۔"

باسل نے اسکی رخسار چومی اور محبت سے تاکید کرتے اسے آزاد کیے دروازے کی طرف بڑھا۔

"تم بھی مسٹر ہسبنڈ"

اب تک اجر کے چہرے پر گلال بکھرے تھے، جان جوکھم کا کام تھا باسل کے لیے اس لڑکی سے دور جانا اور ہونا لیکن اسے ہونا پڑا، جبکہ باسل گھر نہیں گیا تھا سیدھا گاڑی لے کر اورحان سے ملنے نکل گیا جبکہ اجر بھی اپنی پلٹون کے پاس واپس آئی۔ بس مووی کا اینڈ ہونے والا تھا پھر اسے بھی روانگی پکڑنی تھی۔

..________________________________..

اورحان نے کلب پہنچ کر حسب تاکید باسل ماہیل کا حوالہ دینے کے بجائے اپنا نام بتایا تو وہ لوگ اسے وی آئی پی سائیڈ لے آئے، جو پورا ہال بس انہی

کے لیے ریزرو تھا، وہ سنوکر کے دو ٹیبل تھے اور فی الحال وی آئی پی کوئی کسٹمر نہ تھا۔

"سر چائے کافی یا ٹھنڈا؟"

وہ ابھی آکر بیٹھا ہی تھا کہ سرونگ ویٹر نے آکر اپنے پروفیشنل انداز میں دریافت کیا۔

"سنپل واٹر۔"

اورحان نے مدھم سی آواز میں کہا۔ اس کا لہجہ تھکا تھکا سا تھا، جیسے کوئی بہت کچھ جھیل کر، اب سب سے لاتعلق ہو چکا ہو ویٹر سر ہلاتا واپس چلا گیا، اورحان کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں موندے کنپٹی کو انگلیوں کی پوروں سے دبا رہا تھا۔ اندر ہی اندر کچھ سلگ رہا تھا۔ میرال کا وہ لہجہ، وہ سرد جملے، عثمان کا زہر گھولتا وجود۔۔۔ سب مل کر اس کے دل میں طوفان

اٹھا رہے تھے۔ کئی طرح کا احساس جرم، کئی محرومیاں، کئی دماغی مسائل۔ دروازے کے کھلنے کی آواز پر اس نے چونک کر آنکھیں کھولیں۔

اسکا ہنڈسم سا بھائی باسل اندر داخل ہوا تھا، ہاتھ میں موبائل، کسی سے مختصر بات کرتا ہوا، اور اگلے ہی لمحے مکمل توجہ کے ساتھ اپنے چھوٹے بھائی کی سمت بڑھ آیا۔ اس کے چہرے پر مخصوص دھیما سا غرور اور محبت تھی، جو صرف اپنوں کے لیے مخصوص ہوا کرتا ہے۔

"تو کیسا لگا اپنے بھائی کا ذاتی سنوکر کلب تمہیں؟"

باسل نے چہکتے ہوئے کہا اور بیٹھتے ساتھ ہی اپنے ہاتھ کا پنجہ آگے بڑھایا تو اورحان نے ایک لمحے کو ہچکچاتے ہوئے وہ ہاتھ تھاما، جیسے دل ابھی بھی کہیں اٹکا ہو۔

"بہت مست"

اورحان کی مسکراہٹ جبر میں لپٹی تھی۔

"چہرے کی یہ سلوٹیں، تم پر نہیں جچتیں۔"

اس نے آہستہ سے کہا، اور اورحان کی آنکھوں میں ایک کرب سا چمک اٹھا۔

"جچتیں نہیں، لیکن چھپتی بھی نہیں ہیں۔"

اورحان کی آواز ٹوٹتی ہوئی سی لگی، جیسے ہر لفظ اس کے اندر کہیں گہرا دھنسا ہو۔

"چلو، پھر اس درد کی مرمت کرتے ہیں۔"

باسل نے سنجیدگی سے اس کی طرف دیکھا، پھر ایک لمحہ خاموشی کے بعد مسکرا کر بولا۔

ویٹر پانی رکھ گیا تھا، باسل نے بوتل کھولی اور اورحان کی طرف بڑھائی۔ اورحان نے بوتل لی ایک گھونٹ پیا اور آنکھیں موند لیں جیسے وہ پانی نہیں، تھوڑا سکون پی گیا ہو۔

"تم نے یہاں کیوں بلایا ہے مجھے باسل؟"

اورحان نے مدھم لہجے میں پوچھا۔

"اس لیے نہیں کہ تمہیں دنیا سے چھپانا ہے بلکہ اس لیے کہ تمہیں خود سے ملانا ہے، اورحان۔ تم آج خود سے بھی نظر چرا رہے ہو۔"

باسل کی باتوں میں وہ اپنائیت تھی جو زخم کو لفظوں کے مرہم سے پٹّی کر دے۔

اورحان خاموش رہا۔ اس کی نظروں میں کچھ ہارا ہوا، کچھ ٹوٹا ہوا، اور کچھ ادھورا سا جھلک رہا تھا۔ پھر جیسے اس نے خود کو سنبھالا اور میز کی جانب اشارہ کیا۔

"تم سنو کر کھیلتے ہو؟"

اور حان کے سوال پر باسل کے ہونٹوں پر چمکتی سی مسکراہٹ آ گئی۔

"تم سے اچھا کون جانتا ہے، میں ہر کھیل جیتنے کے لیے کھیلتا ہوں۔۔۔ مگر آج تمہارے دل کی گہرائی جیتنے کا ارادہ ہے اور حان"

اور حان کے لبوں پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ ابھری، وہ کمزور تھی، مگر تھی۔ جیسے برف کے پہاڑ پر پہلی دھوپ پڑی ہو۔

وہ دونوں اٹھے اور سنوکر ٹیبل کی طرف بڑھے۔

"سنو، جو بھی شاٹ ہارے گا، اسے ایک سچ بولنا ہو گا۔"

کچھ ہی دیر میں دونوں سنوکر ٹیبل پر آمنے سامنے تھے۔ باسل نے کیو گھماتے ہوئے اسے دیکھا۔

"یہ بچپن کے قانون ابھی بھی جاری ہیں؟"

اورحان نے زبردستی کی شرارت سے آئبرو اچکائے۔

"بھائی ہوں تمہارا، بچپن بھی، جوانی بھی اور سنجیدگی بھی سنبھالنی پڑتی ہے
مجھے۔"

دونوں ہنسے، کھیل شروع ہوا، کچھ شاٹس باسل نے آسانی سے نکالے،
اورحان کا ذہن بکھرا بکھرا تھا، دھیان بار بار بہک رہا تھا جس سبب آخر کار وہ
ہار گیا۔

"سچ۔۔۔"

باسل نے کیو ایک طرف رکھتے ہوئے، بازو سینے پر باندھے، آنکھوں میں
غور و فکر کے تاثرات لیے اپنی ڈیمانڈ سامنے رکھی، اورحان نے بھی ٹیبل
سے ٹیک لگاتے گہرا سانس بھرے باسل کو دیکھا۔

"پوچھو"

اورحان نے ہار مانی۔

"کیا ہوا ہے تمہیں؟ جھوٹ بولنے والا بھائی نہیں کہلائے گا یاد رکھنا"

اورحان نے لمحہ بھر کو خاموشی اختیار کی۔ وہی خاموشی جس میں انسان خود سے لڑتا ہے کہ کچھ کہے یا سب کچھ اندر ہی دفن کر دے۔

"میں کیسے سمجھاوں اسے مجھے کیا ہوا ہے"

اورحان نے حسرت سے باسل کے چہرے کو دیکھا جو اس پر شدید بے چین ہوا۔

"اورحان۔۔۔؟"

باسل کی آواز میں وہ تشویش تھی، وہ نرمجوشی تھی، جو صرف ایک بڑے بھائی کے لہجے میں ہوتی ہے۔ اورحان نے کاوچ پر بیٹھتے سر جھکا کر دونوں ہاتھوں سے چہرہ ڈھانپ لیا۔

"میں تھک گیا ہوں، باسل۔۔۔ بہت تھک گیا ہوں"

اس کے لبوں سے نکلنے والا ہر لفظ لرزتا ہوا تھا۔

"میں نے بہت برا کر دیا میرال کے ساتھ۔ وہ ہر شکوے میں بجا ہیں۔ میں نے انھیں بہت ت۔۔ تکلیف پہنچائی کہ وہ مر کے بھی نہیں بھول سکتیں۔ تم نہیں جانتے میں ان پر کیسے کیسے ظلم ڈھا چکا ہوں"

اس کی آواز میں درد تھا، پچھتاوا تھا، ایک ایسا بھاری پن جیسے وہ برسوں سے اٹھا رہا ہو اور پھر، بس خاموشی میں ایک کرلاہٹ تھی۔

"مجھے نہیں لگتا تم کسی کو اک خراش بھی دے سکتے ہو۔ ظلم ڈھانا تو بہت دور کی بات ہے میرے جگر"

باسل نے پاس ہی بیٹھے جیسے اسکا کانپتا ہاتھ دبایا، اور حان نے نفی کرتے اپنی سرخ آنکھوں سے باسل کو دیکھا۔

"خود سے نفرت ہو رہی مجھے باسل۔ کاش میں پیدا ہی نہ ہوا ہوتا۔ م۔۔ مجھے نہیں جینا مزید۔"

باسل کا دل جیسے کٹ گیا جب اس نے اورحان کے منہ سے ایسے الفاظ سنے اور اسکی آنکھوں سے آنسو بھی بہتے دیکھے جو کم از کم باسل سے تو برداشت نہ ہوئے۔

یہ وہ آنسو تھے جو برسوں سے روکے گئے تھے۔

جنہیں کسی کے سامنے بہنے کی اجازت نہ تھی۔

جن کے آگے "مرد" کا لیبل چپکا ہوا تھا۔ باسل نے ایک پل ضائع کیے بغیر آگے بڑھ کر اسے گلے سے لگا لیا۔ اورحان کا چہرہ اس کے سینے سے جا لگا۔ وہ بچوں کی طرح رو رہا تھا۔ جیسے برسوں کا بوجھ آج اتارنے کا موقع ملا ہو اور کوئی باسل سے پوچھتا جیتے جی دل کئی ٹکروں میں بٹنا کیسا ہے تو وہ بتاتا اپنے

بھائی کو بچوں کی طرح بے بس اور روتا دیکھنا اس سے قدرے زیادہ تکلیف دہ ہے۔

"جب جب تم روتے ہو، میرے اندر بھی کوئی چیخ اٹھتا ہے۔ میں تمہیں کمزور نہیں، سچا انسان مانتا ہوں اور حآن، جو محسوس کرتا ہے، جو ٹوٹتا ہے لیکن پھر جُڑتا بھی ہے۔"

باسل اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتا رہا، اور اور حان اس کے سینے سے لپٹا رہا۔ آنسوؤں کی وہ روانی، لفظوں کی ضرورت سے آزاد تھی۔ اور حان کو آج پہلی بار لگا کہ وہ تنہا نہیں ہے۔

"مجھے ن۔ نہیں لگتا یہ خلاء میرے اندر سے جائے گا یا اس تکلیف کی کوئی دوا ہے"

باسل نے گہری سانس بھری، اور پھر دھیرے سے اپنے بازوؤں میں لپٹے بھائی کو خود سے تھوڑا سا الگ کیا۔ اورحان نظریں چرا رہا تھا، جیسے اپنے آنسو چھپانا چاہتا ہو، جیسے وہ شرمندہ ہو اپنی ہی کمزوری پر۔

"دوا نہیں ہے شاید، ہاں۔۔۔ لیکن میں ہوں۔"

باسل کی آواز نرم تھی، پر مضبوط، اورحان نے آنکھیں رگڑتے سر ہلایا۔

"اور جب تک میں ہوں، تب تک تمہاری یہ خالی جگہیں بھی میری سانسوں سے بھری رہیں گی۔"

اورحان نے پلکیں جھپکائیں، مگر نظر اٹھا نہ سکا۔

"میں تمہاری خاموشی کے پیچھے کی چیخیں بھی سن سکتا ہوں، اورحان۔ میں وہ بھائی ہوں جو تمہیں بغیر الفاظ کے سمجھنے کی قدرت رکھتا ہے۔"

وہ اسکا ہاتھ پکڑے اسکا چہرہ اپنی جانب موڑ کر یقین دلا رہا تھا کہ وہ اورحان کے پاس ہے۔

"بہت تکلیف ہو رہی ہے۔ جیسے اندر سب کچھ ریزہ ریزہ ہو گیا ہو باسل"

وہ شدید کرب میں مبتلا تھا، باسل نے آہستگی سے اس کا چہرہ تھام کر اپنی طرف موڑا، آنکھوں میں وہی مان تھا جو ماں اپنی اولاد کے لیے رکھتی ہے۔

"تو میں وعدہ کرتا ہوں تمہیں جوڑنے کا فن سیکھ لوں گا۔ ٹوٹے ٹکڑوں کو ایک ایک کر کے اٹھاؤں گا اور تم پھر سے وہی اورحان بنو گے جس کی آنکھوں میں زندگی ناچتی تھی، نہ کہ آنسو۔"

ایک پل کے لیے اورحان کی پلکوں پر نمی تھمی۔

کچھ لمحوں کو ایسا لگا جیسے وہ پھر سے سانس لینا چاہ رہا ہو، دل کی تھکن سے باہر نکلنا چاہ رہا ہو۔

"میں کچھ نہیں بتا سکتا۔ تم مجھے یونہی ٹوٹا برداشت کرلو۔۔"

باسل نے اسکی بے بسی پر کرب سے سمائیل پاس کی۔

"مجھے آج بھی یاد ہے۔۔ایسا تم ایک بار بچپن میں بھی روئے تھے۔جب بابا نے میری ساتھ سیلفی لی اور تمہاری صرف تصویر لی۔ تمہیں برا لگا۔میں جان گیا تھا۔اور تمہیں یاد ہے میں نے وہ سیلفی والی تصویر کیسے خراب کی تھی جب تم میرے گلے لگ کر روئے تھے۔اور تمہاری تصویر اپنے کمرے میں لگائی تھی، پھر میں نے اگلے دن تمہاری اور بابا کی تصویر بھی لی اور اسے بھی اپنے کمرے میں لگایا تھا۔اور یہ بھی کہ میرے کمرے میں صرف

تمہاری، مما کی، بابا اور حرا کی تصویریں لگتیں۔میں خود کو اک طرف رکھتا تھا شاید اسی طرح تمہیں اور حرا کو بابا کا پیار ملے۔میں ہوسٹل بھی تبھی گیا۔میں نے مشکل ترین پڑھائی کے بعد سخت پروفیشن چنا کہ میں کسی طرح تم دو کے

آگے سے ہٹ جاؤں۔ اور تم کہہ رہے ہو میں تمہیں تکلیف میں مبتلا چپ چاپ سہہ لوں۔ بتاؤ۔ تمہارا یہ بڑا بھائی زندہ ہے ابھی"

وہ اس وقت کچھ بول نہیں پا رہا تھا لیکن باسل کے یوں پاس بیٹھنے سے اور حان ماہیل کی اکھڑی سانس ضرور سنبھل گئی۔

اور پھر اس نے باسل کو اول دن سے اب تک ہر چیز تفصیلا بتا دی، وہ سب بھی جو آج میرال نے کہا، جبکہ باسل کو اب سمجھ آئی یہ دونوں ایک سے بکھرے کیوں تھے۔

"میری طرف دیکھو۔ تم اور میرال بھول جاؤ اب کہ کوئی عثمان ہے۔ میں اسے بہت پہلے مار چکا ہوتا لیکن اسکی زندگی تھی لیکن اب وہ میرا سر درد ہے۔ اور میرال نے جو کچھ کہا وہ تکلیف میں آکر کہا، وہ اسکی تلافی ضرور کرے گی۔ اسی نے تو مجھے بھیجا تمہارے پاس کہ تمہیں سنبھال لوں۔ اگر وہ یہ سب کہہ کر شرمندہ نہ ہوتی تو مجھے کبھی نہ کہتی۔ وہ تم سے زیادہ تکلیف میں

تھی۔ چھوٹی ہے بہر حال عمر میں۔ اسی ناطے اسے معاف کرو۔ وہ جن حالات سے گزری، اسکا ردعمل ناجائز ہو کر بھی جائز تھا میرے بھائی۔ خود کو برا کہنے کی دوبارہ کوشش مت کرنا۔ تم جتنے اچھے ہو اتنا کوئی نہیں ہو سکتا۔ اتنے اچھے کہ عثمان کے لیے بھی تمہارا دل مکمل پتھر نہیں ہو سکا۔ تم ان معاملات سے دور رہو۔ میں تمہیں دوبارہ اتنا بکھرا ہوا نہیں دیکھ پاؤں گا۔ تمہارے پاس سب کچھ ہے اور حان۔ تمہیں یوں کمزور نہیں پڑنا چاہیے۔ اور تمہیں کوئی بھی تکلیف ہو، دل دکھ جائے یا بے بسی محسوس ہو تو میرے پاس آجانا۔ تمہیں میرے پاس آنے کے لیے سوچنا نہیں ہے کیونکہ یہ وہ باسل نامی دروازہ ہے جسے کھلنے کے لیے تمہاری دستک کی بھی ضرورت نہیں۔ تمہارے قدموں کی آہٹ کافی ہے۔۔ میں جو دوست بھائی شوہر اور اچھا بیٹا بنا پھر رہا ہوتا ہوں۔۔ اچھا بھائی نہ بن سکا تو خاک ہوں

اور حان۔۔ اور میرے ہوتے ہوئے تم یہ سب چپ چاپ جھیلو تو یہ میرے لیے مرنے کا مقام ہے۔۔۔"

باسل کا شکوہ بجا تھا، وہ اورحان کے پاس مرہم لے کر پہنچا بھی تو تب جب وہ حد سے زیادہ بکھرا ہوا تھا، اورحان کی آنکھوں میں سرخائی سی گھلی۔

"ت۔۔ تمہیں پتا ہے میں کچھ نہیں بتا پاتا"

اورحان نے گہرا سانس لیتے نظریں جھکا کر اپنی بے بسی کا اعتراف کیا۔

"میرے پاس آجانا۔ میں خود اگلوالوں گا۔ تم دو میاں بیوی کا ہنی مون ٹکٹ کرواتا ہوں ودکیوٹو مصطفی۔ جاو اور اپنے معاملات درست کر کے تین سے چار ہو کر لوٹو۔ احمق۔۔ بھائی کے ہوتے روتا ہے یہ پاگل"

باسل اٹھا اور اورحان کو بھی پکڑ کر اٹھایا، باسل نے بغیر کچھ کہے، بس اسے سینے سے لگالیا۔

یہ وہ خاموشی تھی، جو لفظوں سے زیادہ بولتی ہے۔

"سنو، اگلا شاٹ میں جیتوں گا۔۔۔ اور تم سچ بولو گے۔"

کچھ دیر بعد اورحان الگ ہوا، آنکھوں کے کونے پونچھے۔

"اوہ؟ مطلب اب میرے دل کا پوسٹ مارٹم ہو گا؟"

باسل نے شوخی سے کہا، ماحول کی تلخی میں تھوڑا سا رنگ بھرنے لگا

اورحان ہنس پڑا، وہی ہنسی جس کا باسل کب سے سے انتظار کر رہا تھا۔

جبکہ وہ یہ بھی جانتا تھا اورحان اس سے کیا سچ پوچھنے والا ہے، شاید اجر اور اسکے رشتے کے بارے میں ہی وہ سوال ہونے والا تھا۔

..________________________..

اجر ہیڈ کوارٹر آ چکی تھی، اجمل پاشا کا دو دن کا ریمانڈ جاری تھا، اس سے کنگ کا پتا اگلوانا ہی اس ریمانڈ کا مقصد تھا جبکہ اجر انویسٹیگیشن روم کے باہر انسپکٹر رضا کے ہمراہ کھڑی تھی، نظریں شیشے کی دیوار کے پار جمی تھیں۔

تبھی اسکا سیل فون رنگ کیا۔

وہی پرائیویٹ نمبر جو آتشم سے جڑا تھا، اجر نے فوری کال ریسیو کی۔

"کیسی ہے تو چاق وچوبند اے ایس پی؟"

وہی بے ڈھنگا لہجہ جو آتشم کی تصدیق کرتا جبکہ اس وقت عمار وہیں ہیڈ کوارٹر کے باہر ہی کھڑا تھا، نظریں اس بلڈنگ پر جمائے۔

"کام کی بات کرو۔ اسے پکڑ لیا ہے پر کچھ بھی نہیں چھوٹ رہا۔ اسے تمہارے حوالے کرنا ہے یا باسل ماہیل کے۔ کیونکہ اسے پکڑنے میں تم نے مدد کی تو مجھے تم پر تھوڑا یقین آگیا کہ تم اچھے ہو۔ چلو اب باجی کو آگے کے لیے گائیڈ کرو"

وہ فون کان سے لگائے زرا باہر مین آفس تک آئی اور اس جانب موجود عمار نے بمشکل حلق میں قہقہہ دبایا۔

"اسے میرے حوالے کر دے۔ پر میں اسے یہاں سے باقاعدہ آتشم اسٹائل میں لے کر جاؤں گا تاکہ تیرے عہدے اور پاور پر کوئی سوال نہ اٹھے۔ منظور ہے؟"

آتشم نے سیدھا سیدھا اک معاہدہ کرنا چاہا، اجر نے کچھ دیر سوچنے کے بعد ہامی بھری۔

"کیا وہ کنگ ہی ہے جس نے عمار بھائی کو بے بس اور مجبور کیا تھا، کنگ نے ہی بابا کے ہاتھ باندھے تھے؟"

اجر کے سوال پر عمار کے چہرے پر بھی کھنچاؤ سا آیا، وہ سب یاد کر کے جیسے اسکا سینہ آگ ہو گیا جبکہ اجر شدت سے جواب کی منتظر تھی۔

"ہاں۔"

عمار بس اتنا ہی کہہ سکا۔

"ڈیل کینسل۔۔میں اس سے اگر تمہیں ڈائریکٹ کنگ کا پتا نکلوادوں تو اپنی منہ دیکھائی کراو گے ؟"

اجر نے فوراسے نئ ڈیل سامنے رکھی، عمار کے لوگ جو ہیڈ کوارٹر کو چاروں طرف سے گھیر کر آتشم کے اشارے کے منتظر تھے، عمار کے ہاتھ اٹھا کر روکنے پر سب رک گئے۔

"مجھے دیکھنا ہے تجھے ؟"

عمار کی دلچسپی میں اک کرب دبا تھا۔

"ہاں میرے اندر کا کیڑا اب آرام چاہتا ہے۔مجھے اٹھتالیس گھنٹے چاہیں۔یہ تو کیا اسکا انگ انگ سچ اگلے گا۔لیکن اسکے بدلے مجھے تمہارا چہرہ دیکھنا ہے"

وہ اب تک اپنے موقف پر پہاڑ سی ڈٹی تھی۔

"اسکے بدلے تو پیسہ، پاور، پرموشن اور خود کنگ کو اپنے ہاتھ سے مارنا بھی مانگ سکتی تھی اجر تاکہ بھائی اور بابا کے علاوہ کئی معصوموں کی جان کا بدلہ لے سکے۔ پھر بس میرا چہرہ دیکھنے تک تیری مانگ کیوں رہی؟"

عمار سیال کو لگا جیسے وہ نا پہچان کر بھی اسے پہچان چکی ہے، کیونکہ پچھلی ملاقات نے اجر کے بہت سے دماغی دھند لکے دور کیے تھے۔

"ہاں، کیونکہ میرے کچھ شبہات ہیں۔ اور میں نہیں جانتی تُم کون ہو۔ پر... تم میں کچھ ہے جو مجھے چین لینے نہیں دے رہا، وہ کیا ہے، شاید وہی میرا جواب ہے۔"

اجر کی آواز میں جیسے درد اتر آیا تھا۔

ایک لمحے کو وہ اپنے لوگوں کی طرف مڑا جو اب بھی پیچھے الرٹ کھڑے تھے، اور صرف ایک اشارہ دیا اور ان سب نے ہتھیار نیچے کر لیے۔

"اٹھتالیس گھنٹے تیرے... پھر میں اپنا وعدہ نبھاؤں گا۔"

فون کٹ چکا تھا، لیکن دونوں کی دھڑکنیں ابھی بھی رابطے میں تھیں۔ اندر ریمانڈ کے ٹک ٹک گھنٹے جیسے کم ہونے لگے تھے، اور باہر اک پرانی کہانی... پھر سے سانس لینے کو تیار تھی۔

وہ واپس انٹیروگیشن روم کے باہر آرکی، اس کی نظریں اجمل پاشا پر گڑھی تھیں اور پھر اجر نے کچھ اشارہ کیا جس کے بعد اندر موجود جلادوں نے ایک ایک کر کے اجمل پاشا کے ہاتھ کے ناخن اکھاڑنے شروع کیے، وہ دلخراش کوکتا درد سے بلکنے لگا پر اس پر رحم کھانے کی صرف ایک صورت تھی جب وہ کنگ کو بے نقاب کرتا اور دوسری جانب کنگ اس وقت اپنے اڈے پر موجود تھا، جموا ناکام ونامراد ہو کر اسکے سامنے کھڑا تھا۔

"تو پھر کیا بنا جموا؟"

کنگ نے اسکے سامنے آتے سوال کیا تو جموا نے پھر سے ندامت کا اظہار کرتے سر گرایا۔

"اک سوال پوچھوں کنگ؟ رحمان سیال اور اسکے بچوں سے آپ کو اتنی نفرت کیوں ہے؟"

جموا کے سوال پر وہ بیک وقت کھڑکیوں کی جانب دیکھنے لگے، اچانک سے بجلی چمکنے لگی تھی، آندھی طوفان چلنے لگا، بادل تو شام سے ہی سیاہی میں گھلے تھے پر موسم کی خرابی اب شدید ہو رہی تھی۔

خاموشی طویل ہو گئی۔ شیشوں کے پار بجلی چمکی، کمرہ سفید روشنی سے نہا گیا۔

پھر اچانک، کنگ نے آہستگی سے اپنے ہاتھ نقاب کی طرف بڑھائے۔

آہستگی سے ہر منظر سرکا جیسے وقت خود تھم گیا ہو، اسکے چہرے کا نقاب اُترا۔ جموا کی سانس رک گئی۔

"آپ۔۔۔۔ آپ؟"

اس کے لب کپکپائے، آنکھوں میں جیسے ریت چبھ گئی۔

کنگ کی آنکھوں میں برسوں کی تلخی، سلگتی نفرت اور کسی نہ ختم ہونے والے زخم کی گہرائی تھی۔

"ہاں، تبریز سیال! رحمان سیال کا چھوٹا بھائی۔

اس وطن کے ایماندار رہیرو کا بھائی، اور میں؟

میں صرف ایک سایا رہا—ناکام، نالائق، ناقابلِ محبت۔"

بجلی ایک بار پھر چمکی، اب کی بار اتنی زور سے کہ کھڑکیوں کے شیشے لرز گئے۔

"ماں کی گود میں بھی میں دوسرا تھا، بابا کے فخر میں بھی، ہر دعا میں، ہر تعلیمی رپورٹ میں، ہر محفل میں، میں صرف رحمان کا چھوٹا بھائی تھا۔

کوئی نام نہیں، صرف نسبت تھی۔"

تبریز کی آواز بلند ہوتی گئی، جیسے وہ برسوں کا لاوا اُگل رہا ہو۔

"پھر ایک دن میں نے طے کیا... کہ میں کنگ بنوں گا۔

ایسا کنگ، جو رحمان جیسے ہیرو کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کرے۔اس کی بیٹی کو جنگ کی آگ میں دھکیلے، اس کے بیٹے کو نیم مردہ بنا کر چھوڑے، اسکے بیسٹ بڈی تک کو اسکی پیاری اولاد سمیت اس میں گھسیٹنا چاہا اور اس کے ضمیر کو عمر بھر رونے دیا"

اس نے جمو اکی طرف بڑھ کر قدم بڑھائے، نگاہیں اس کے اندر اترتی گئیں۔

"یہ بدلہ تھا... یا صرف وہ بچہ جو کبھی ماں سے گلے نہیں لگ سکا؟"

تبریز کا چہرہ جمو اکے سوال پر تن گیا، لمحے بھر کو، صرف لمحے بھر کو، اس کی آنکھیں لرزیں۔

پھر وہ دوبارہ پتھر ہو گیا۔

"بدلہ؟ نہیں... یہ نصیحت ہے دنیا کو۔ کہ اگر کسی کمزور کو نظر انداز کرو گے، تو وہ ایک دن تمہارے تخت کے نیچے سے زمین کھینچ لے گا۔"

باہر آندھی عروج پر تھی، اور اندر... تاریخ کا سیاہ ترین راز آشکار ہو چکا تھا۔

کچھ ہی لمحے گزرے جب باہر تیز بارش برسنے لگی تھی، کھڑکی کے پار شہر نیچے ساکت پڑا تھا، جیسے کسی خوفناک طوفان کا انتظار کر رہا ہو۔

کمرے میں موجود ایک چھوٹے سے بار سے تبریز نے سکون سے وائن کا گلاس بھرا، پھر آہستہ آہستہ جموا کی طرف مڑا جو خموشی سے کھڑا تھا۔

"چپ کیوں ہے جموا؟"

جموا نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا، ایک اضطراب بھری چمک آنکھوں میں چمک اٹھی۔

"ہاں کیونکہ جو چہرہ آج میں نے دیکھا... وہ دشمن کا نہیں تھا، وہ کسی کے سگے بھائی کا تھا۔"

تبریز کا ہنسی میں ڈوبا ہوا، کرب سے چور قہقہہ کمرے میں گونجا۔

"بھائی؟ تُو نے کہا بھائی؟"

وہ قدم قدم چلتا جموا کے قریب آیا۔

" کبھی سنا ہے... بھائی کے سائے میں جلنے کی اذیت؟

کبھی دیکھا ہے بچپن میں، جب تمہارے ہاتھ کی ڈرائنگ پھاڑ دی جاتی ہے، اور کہا جاتا ہے 'یہ رحمان جیسے بچے کی پیروں کی خاک بھی نہیں؟

کبھی سنا ہے وہ جملہ... 'رحمان ہمیشہ پہلا نمبر لاتا ہے، تُو صرف شرمندگی ہے!'؟"

تبریز کی آنکھیں اب لال تھیں — غصے سے نہیں، زخموں سے اٹھتے درد سے۔

"جموا... میں ایک ناکام بچہ تھا، ایک ناپسندیدہ بیٹا!

رحمان کی موجودگی میری زندگی کی ہر سانس پر تازیانہ تھی۔ وہ اماں بابا کا فخر تھا... میں ان کا شرمناک پہلو۔ جب وہ اے ایس پی بن گیا، تو میرا وجود بس ایک ناکامی کا پوسٹر رہ گیا۔"

جموا اب بھی کچھ نہ بولا، مگر اس کی آنکھوں میں جیسے کوئی سوال ٹوٹا تھا۔

"پھر میں نے سوچا... اگر میں ایک سیال ہو کر خاندان کا غرور نہیں بن سکتا، تو میں وہ بنوں گا... جس سے پورا خاندان ڈرے گا! پورا ملک ڈرے گا۔

اور میں نے کنگ بننے کا فیصلہ کر لیا۔ رحمان سیال کو عوام کا ہیرو بننے کا شوق تھا ناں؟ تو میں نے طے کیا... کہ اس ہیرو کو ہی غدار بنا

دوں گا۔ اس کی بیٹی کو جنگ کا ایندھن،

اس کے بیٹے عمار — کو ٹکڑوں میں بکھیر دوں گا۔

اور وہ کچھ نہ کر سکے گا!"

تبریز نے گلاس دیوار سے دے مارا۔ کانچ چکنا چور ہوا۔

"اور وہ سب جو آپکے راستے میں مرے؟ وہ بھی اسی بدلے کی بھینٹ تھے؟ جو آپ نے اس ملک سے غداری کی، تقصان کیے"

جموا نے آہستہ سے سوال کیا، آواز میں گھٹن تھی۔

تبریز کا چہرہ جیسے فولاد بن گیا۔

"جب انقلاب لاتے ہیں، تو قربانی دینی پڑتی ہے، جموا۔

اور یہ میرا انقلاب تھا — سیال خاندان کو سیال خون سے لت پت کرنے کا! میں نے بچپن کی ہر مار، ہر نظر انداز کیے لمحے، ہر طعنہ کو گنا ہے۔

اور اب... میرے ہاتھ میں وہ دنیا ہے جو رحمان سیال کے اصول توڑ کر بنی ہے۔میں نے اپنے ماں باپ کو اس لیے ختم کروادیا کہ مجھ سے انکار رحمان کے لیے رشک اور پیار نہیں دیکھا گیا۔میرے پاس تو وہ دونوں تھے ہی نہیں،میں نے رحمان کو ہرانے کی ابتداء اسکی وہی دو چیزیں چھین کر کیا"

جمواکی آنکھوں میں اذیت سی اتری۔

"کیا آپ نے اپنے ماں باپ کو خود مار دیا؟"

جمواکی آنکھوں میں سرخائی گھلی۔

"ہ۔۔ہاں۔۔۔کیا کرتا ان دو نے میرے ساتھ ناانصافیوں کے امبار لگادیے تھے۔رحمان کے پاس تو اچھی بیوی تک نہ تھی۔اور میں نے پھر اسے ہر ہر کمزور پہلو پے چوٹ دی۔اور اب یہ کھیل ختم کرنے کی باری ہے۔یا نفرت ختم ہو گی میرے خاتمے کی صورت یا نفرت کی وجہ مٹے گی،رحمان سیال کی صورت"

تبریز کی آنکھوں میں صرف بربریت تھی، جموا کو سمجھ نہ آئی اس شخص پر افسوس کرے یا اس سے نفرت۔

خاموشی طویل ہوئی تو تبریز نے دردناک پاگلوں کی طرح قہقہہ لگایا اور جموا کی جانب پلٹا۔

"اب تُو بھی جان چکا ہے کہ میرا کوئی خدا نہیں،

کوئی رشتہ نہیں، صرف بدلہ ہے۔"

کنگ سے آج پہلی بار جموا کو خوف آیا اور اس خوف نے اس وقت جموا کی ٹانگوں میں کپکپی اتار رکھی تھی۔

..________________________..

"جھوٹ تو نہیں بول رہے تم؟"

وہ دونوں اچانک شروع ہوتی بارش کے سبب سنوکر کلب سے نکل آئے تھے، لگ بھگ رات کے سات بج چکے تھے اور اتنا موسم خراب تھا کہ کڑکتی بجلی اور بارش کی شدت ہراساں کرنے کا موجب بن رہی تھی۔

"میں تم سے جھوٹ نہیں بول سکتا۔ وہ اب پہلے جیسی اجر نہیں۔ مجھے پتا ہے مجھ سے کی گئی اسکی ناانصافیوں پر سب سے زیادہ غصہ تمہیں آتا تھا۔ میرے صبر پر، میری برداشت پر لیکن وہ میرے دل میں بستی تھی اور حان۔ میں نے ہر تکلیف سہی پر اسکی تپش بھی اجر تک پہنچنے نہیں دی کیونکہ میں اسکے اندر سے واقف تھا۔ اسکا اندر وہی ہے جو اب باہر آچکا ہے۔ اور تمہیں میں سمجھا نہیں سکتا کہ وہ میرے نزدیک دنیا کی سب سے اچھی بیوی ہے۔"

اور حان نے اسے ڈرائیونگ کرنے کے بیچ دیکھا، اور حان کی گاڑی وہیں تھی، کوئی ایشو آگیا تھا تو مکینک لے گیا جبکہ باسل اسے خود ماہیل پیلس چھوڑنے جا رہا تھا، جبکہ اور حان کو باسل کی بات پر آج پہلی بار یقین آیا، کیونکہ وہ بھی میرال کے اتنی زیادہ تکلیف دینے کے باوجود اس سے

محبت ویسی ہی کرتا تھا، بھلے پھر وہ اورحان کو ماضی کا کوئی بھی وحشت بھرا لمحہ یاد دلاتی، اسکو جتنی باتیں سنا لیتی۔

"ایک بات یاد رکھنا۔ اللہ تمہیں اور میرال کو جب اولاد دے گا تو اس میں اور مصطفی میں رتی برابر فرق نہ رکھنا۔ ہم یہ ظلم اپنی اگلی نسل میں منتقل نہ ہونے دیں اورحان۔۔ یہ جو ماں باپ ظلم ڈھاتے ہیں ناں۔ انھیں زرا اندازہ نہیں اکثر جنگیں انہی معاملات پر ہوئی ہیں۔"

باسل کے افسوس و افسردگی سے تاکید کرنے پر اورحان نے گہرا سانس لیا۔

"بلکل ٹھیک کہا تم نے۔"

اورحان اس سے سو فیصد متفق تھا۔

"مجھے امید ہے اب تم میرال کو اسکی عمر اور اسکے نازک دل کے لحاظ سے جج کرو گے۔ وہ کوئی اتنی میچور تو ہے نہیں تھی کہ بلکل صبر و برداشت کی دیوی بن جاتی۔ بہر حال غلطی دونوں کی ہے تو دونوں کو واپس سب ٹھیک کرنے

کی کوشش کرنی ہو گی۔ نرمی سے، محبت سے۔ اور ویسے بھی جسکے پاس مصطفی ہے وہ ماں باپ تو زیادہ دیر دور رہ ہی نہیں سکتے۔ کچھ بھی تمہیں کلک کرے تو آج کے بعد تم کسی کا منہ نہیں دیکھو گے اور سیدھا میرے پاس آو گے"

باسل کی محبت بھری برادرانہ تاکید پر اورحان کی مخصوص مسکراہٹ و طمانیت ایسے لوٹی کے موسم بھی زہے نصیب کر اٹھے۔

"میں ایسا ہی کروں گا۔ اب میں خود کو کافی انسان انسان فیل کر رہا ہوں"

اس بار اورحان کے لہجے سے شرارت جھلکی تو ڈرائیونگ کرتے جناب بھی مسکائے۔

"الحمد اللہ۔ اب جا کر کچھ انسانی بھی کر لینا۔ موسم اللہ نے آل ریڈی رومنٹک بنا دیا۔ باقی ناراضی کی گرد ہٹا کے پیار محبت کا حصار اسے دینا اب تمہارے ہاتھ میں ہے۔"

بڑے بھائی کے مشورے پر عمل کا وہ قبل از وقت ہی سوچ چکا تھا اور وہ لمحہ اورحان کو اب سرور دے رہا تھا جب میرال خود اسکو منانے کے لیے اسکی طرف بڑھی تھی، اب جب تکلیف کا غلبہ ہٹا تو اورحان اس لمحے سے بندھ سا رہا تھا۔

اور بھائی صاحب فوری فرمابرداری سے سر ہلا گئے۔

اورحان کو برستی بارش میں ماہیل پیلس ڈراپ کیے خود باسل وہیں سے پلٹ گیا تھا جبکہ اورحان گھر تک پہنچتا سر اور کندھوں سے اچھا خاصا بھیگ گیا تھا اور بارش اس قدر ٹھنڈی تھی کہ ٹھنڈ سی محسوس ہونے لگی۔

وہیں دوسری طرف اجر نے بارش کے سبب باہر نکلنے کا ارادہ ترک کر کے، انٹیروگیشن روم کے باہر کوریڈور میں کھڑکی سے بارش کا منظر دیکھا۔ باہر ہر منظر جیسے سیاہ کینوس پر سفید چمک میں تھرک رہا تھا۔ بارش کی آواز میں ایک پُرکشش اداسی تھی... اور عین اسی لمحے اسکا موبائل بجا۔

"باسل"

اسکرین پر نام دیکھ کر اجر کے لبوں پر اک ہلکی سی مسکراہٹ بکھری، جیسے شدید تھکن کے بیچ کوئی نرمی سی بدن سے آلپٹی ہو۔ اس نے میسج اوپن کیا۔

"بارش تم جیسی ہے... گہری، بے قابو، اور ہر موسم کو اپنے رنگ میں رنگ دینے والی۔ اگر مجرموں کی خیر لے لی ہے تو آجاؤ اپنے آفس میں، موسم میں کچھ مزید 'جرمِ عشق' کرنے کی گنجائش باقی ہے میرے سکون"

اجر بے ساختہ ہنسی، پھر اپنی گردلی باریک سی شال سمیٹی اور کھلے بال پیچھے کرتی اپنے آفس کی جانب بڑھی۔

ہیڈکوارٹر کی فضا خاموش تھی، اکثر سٹاف جا چکا تھا اور باقی اپنے اپنے پہرے پر فائز تھا۔

جیسے ہی وہ آفس روم کی طرف بڑھی، ایک مخصوص مانوس خوشبو نے استقبال کیا، وہی خوشبو، جو صرف باسل ماہیل کی آمد کی گواہی دیتی تھی۔

دروازہ کھولتے ہی سامنے وہ کھڑا تھا، سلیقے سے نک سک تیار مگر تھوڑے گیلے بال ماتھے پر بکھرے جاذب ہونے میں شدت ملا رہے تھے جبکہ سیاہ شرٹ کی آدھی آستینیں چڑھی ہوئی، اور اس وجیہہ شخص کی مسکراہٹ، جیسے دل سے نکل کے سیدھی آنکھوں میں اترتی ہو۔

"آ گئی اے ایس پی صاحبہ ؟"

وہ پرجوش ہوتا اسکی طرف بڑھا۔

"ہاں کیونکہ کچھ لوگ موسم سے فائدہ اٹھا کے پیار محبت کی دعوت دے چکے ہیں،"

اجر نے سنجیدگی سے جواب دیا، پر آنکھوں کی چمک انکی چالاکی چھپا نہیں پائی۔

باسل مسکرایا، پھر آہستہ آہستہ اس کی جانب آیا۔

"سنا ہے تمہاری اس "آتشم" سے کوئی ڈیل ہوئی؟"

وہ اسے دیکھتی مسکرائی کہ یہ دو ملے ہوئے ہیں کیا، لیکن آج زیادہ حیرت کو غالب نہ آنے دیتی وہ بس نازک سے موڈ میں تھی۔

"میں نے کہا، اگر میں اجمل سے براہِ راست کنگ کا سراغ نکال لوں تو... تو بدلے میں مجھے آتشم کا چہرہ دیکھنا ہے۔"

اجر نے سانس گہرا لیا، اور آہستہ سے بتایا۔

"اور اگر وہ چہرہ... تمہاری توقع سے بھی زیادہ دلکش ہوا تو؟"

باسل کا چہرہ لمحے بھر کو سنجیدہ ہوا، پھر اس کے قریب ہو کر بولا، اجر نے ہنستے ہنستے اس کے سینے پر مکا مارا۔

"باسل!"

وہ بھی جواباً قہقہہ مار کر ہنسا، اور ہاتھ اس کی کمر کے گرد لپیٹ لیے۔

باہر بارش شدت اختیار کر چکی تھی، اور اندر... خاموشی میں صرف ان کی دھڑکنیں بول رہی تھیں۔

"یہ چہرہ تو روز دیکھتی ہو، تمہیں کیا لگتا ہے... آتشم کا منہ اس سے بہتر ہو گا؟"

اجر نے پلکیں جھکائیں، چہرہ اس کے سینے سے لگا دیا۔

"آتشم تو بس ایک معمہ ہے...

اور تم... تم میری دنیا ہو، باسل۔"

باسل نے اس کے ماتھے پر پیار دیا، جیسے دل کی تپش کو پرسکون کر رہا ہو۔

"تو پھر وعدہ کرو، جب وہ چہرہ سامنے آئے،

تم خود کو یاد دلاؤ گی کہ جس چہرے سے تم نے سب سے پہلے محبت کی... وہ یہ تھا، جو تمہارے سامنے ہے۔ باسل ماہیل کا چہرہ"

اجر نے خاموشی سے سر ہلایا، پھر مسکرائی، پھر ہنس پڑی۔

"میں نے سب سے پہلے محبت واقعی اسی چہرے سے کی تھی۔یقین کرلو"

وہ اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرے ماتھا چومتی باسل میں اک رشک و غرور اتار چکی تھی۔

باہر بارش کی تال میں جیسے دعا گونجنے لگی تھی۔

اور اس کمرے میں... دو عاشق، دو محب وطن،

اپنے فرض اور جذبے کے بیچ... پیار کے ایک لمحے میں تھم گئے تھے۔

..________________________________..

پورے ماہیل پیلس میں بارش کی خوشبو اور تازہ تلی پکوڑوں کی مہک گھلی ہوئی تھی۔لاؤنج میں مما، بابا، حرا اور ننھا مصطفی بیٹھے قہقہے لگا رہے تھے۔گلاس ٹیبل پر چائے کے ساتھ گرم گرم پکوڑے تھے، ٹی وی پر موسم کی خبر چل رہی تھی۔

دروازے کی جانب سے جیسے ہی اورحان کا بھیگا وجود نمودار ہوا، سب کی نظریں اس پر اٹھیں۔

"اتنا کیسے بھیگ گئے ہو؟"

ایمن نے تشویش سے پوچھا۔

"تھوڑا سا، دراصل گاڑی خراب ہو گئی تو باسل چھوڑ کر گیا لیکن لان سے یہاں تک آتے بھیگ گیا۔ پھر سوچا اچھے سے زرا بھیگ لوں تو کچھ چکر لان کے لگا آیا"

وہ مسکرا کر مصطفی کی طرف جھکا، جو خوشی سے باہیں پھیلا گیا۔

"بابا۔۔۔ بالش اوری اے (بابا۔ بارش ہو رہی ہے)"

اورحان نے اسے بازوؤں میں لیا، اور پیار دیا لیکن جلد اتارا کیونکہ وہ بھیگا ہوا تھا۔

"میں بس چینج کرلوں، پھر آتا ہوں"

وہ سب کو کہہ کر روم کی طرف بڑھا ہی تھا کہ کچن سے میرال نکلتی نظر آئی۔ وہ پہلے سے اس کے گیلا ہونے کی آہٹ سن چکی تھی۔

اس نے آہستہ سے پکارا، اور اورحان کے قدم جیسے لمحہ بھر کو رُک گئے۔ اس نے پیچھے پلٹ کر اسے دیکھا، نرم آمادہ نظروں سے اور منہ سے کچھ نہ کہا، دونوں ایک ساتھ کمرے کی طرف بڑھ گئے۔

اورحان روم میں انٹر ہوا اور آکر اسی گیلے خلیے میں ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آکر کھڑا ہوا، گیلی شرٹ کا پہلا بٹن کھولنے ہی والا تھا کہ میرال بھی پیچھے پیچھے اندر آئی۔ روم کا دروازہ بند کیا، اور ہینگ ٹاول نکال کر لاتے اورحان تک رکی۔

"اکیلے ہی بھیگ لیا۔ بندہ صلح ہی مار لیتا ہے"

وہ روبرو آکر رکی پر اورحان نے آنکھوں کی حدود تک نرمی بھرے اسکا شکوہ سنا۔

"پہلے مکمل صلح ہولے پھر صلح بھی مارلوں گا اور ہر معاملے میں آپکو شریک بھی کروں گا"

اورحان نے اپنے ٹھنڈے گرم ہونٹوں کا لمس اسکے ماتھے پر رکھا تو وہ مزید اورحان کے حصار میں چلی آئی، اس سے پہلے وہ میرال سے ٹاول لیتا، وہ ہاتھ پیچھے کر گئی۔

"میں کر دوں؟"

اورحان نے اسے گہری نظروں سے دیکھا۔

یہ وہی میرال تھی جو کچھ وقت پہلے تک ضدی، تند، اور بے قابو ہو گئی تھی، مگر اس وقت؟ اس کے چہرے پر صرف محبت، نرمی اور کفارہ تھا۔

"بات رومینس کی طرف نکل جائے گی رہنے دیں"

اس نے نرمی سے انکار کرنا چاہا۔

"اور آپ اس طرف جانا نہیں چاہتے یہ میرے لیے سوچ کا مقام ہونا چاہیے"

میرال کا لہجہ آہستہ، مگر اندر سے لرزتا ہوا تھا۔

اور اور حان، جیسے پتھر سا کھڑا تھا۔

اس نے قدم آگے بڑھائے، اس کی شرٹ کے بٹن کھولنے لگی—ایک ایک کر کے۔ میرال کے ہاتھ کانپ نہیں رہے تھے، لیکن اورحان کی سانسیں بے ترتیب ہو گئی تھیں جب وہ اسکے چہرے کے قریب اداس سی سانسیں کھینچ رہی تھی۔

میرال نے اسکی شرٹ اتارتے ہی اس کے کندھوں پر ٹاول رکھا، نرمی سے پلٹ کر عقب میں رکتے رگڑا، اور پھر ٹاول اسکے گلے میں ڈالتی پیچھے سے اور حان کو اپنی بانہوں میں بھر گئی۔

اور حان نے اسکے گرم ہاتھوں کا لمس اپنے سرد سینے میں اترتا محسوس کیا اور پشت سے لگے دل کی دھڑکنیں جو بجھی ہوئی تھیں۔

"معاف کر دیں مجھے، آپکو زخم دیے، دل توڑا، اور آپ چپ رہے، اب جب آپ خاموشی سے لوٹ آئے ہیں تو میں بھی اپنے اندر کی چیخیں بند کر چکی ہوں"۔

اور حان کا دل جیسے چیخ گیا۔

وہ اسکے سینے پر موجود ہتھیلیوں کو چھوتا، اک ہاتھ پکڑ کر اسے عقب سے گما کر سامنے لایا۔

"آپ نے میری محبت پر سوال اٹھایا، یہ بہت تکلیف دہ تھا، لیکن اب آپکے یوں پیش آنے پر سب کچھ معاف کرنا چاہتا ہوں۔"

میرال کے چہرے کو ہاتھوں کے درمیان لیا، اور بہت نرمی سے بولا، میرال نے آنکھیں بند کیں، اور اورحان نے نرمی سے اس کی سانسوں کے سنگم پر سانس بھر کر اسے بتایا کہ وہ معافی پا چکی ہے۔

یہ سنگم اتنا طویل تھا، اتنا خاموش ہو کر بھی شور مچاتا ہوا، جیسے روح بول پڑی ہو۔

کمرے کی خاموشی میں باہر بارش کی ہلکی سی رم جھم اب بھی باقی تھی،

اور اندر... ایک دل، جو تکلیف سے گزرا، اور ایک دل، جو اس کا مرہم بننے کو تیار تھا۔

وہ اسے یونہی دھڑکتا چھوڑے شاور لینے گھسا اور وہ کتنی دیر مسکراتی رہی، اورحان کے رات میں پہننے والے کچھ کمفی کپڑے نکالے۔

اور حان شاور لے کر نکلا، تولیہ گلے میں ڈالے، بالوں سے پانی ٹپکتا، چہرے پر تازگی، بدن پر خفیف سی گرمی کا احساس اور آنکھوں کے سامنے کنیز کی طرح کھڑی میرال بخش جسکی مرجھائی آنکھیں، واپس پھول سی کھلی تھیں۔

کمرے میں ہلکی مدھم خوشبو پھیلی ہوئی تھی، وہ چینج کیے واپس ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آرکا، لوز سی شرٹ اور ٹروازر میں شیر سا وجود اور ہونٹوں پر راضی ورضا والے تبسم سمیت، پہاڑوں پر گرتی بارش نے موسم بھی اچانک ٹھنڈا کر دیا اور چونکہ وہ بھیگ کے آیا تو کچھ دیر جسم کو حرارت ملے تبھی وہ اک باریک سی مردانہ شال وارڈرب سے نکال لائی۔

کب وہ عقب میں آئی اور باریک سی وہ شال اس نے اور حان کے کاندھوں پر ڈالے لپیٹی اور جب روبرو آئے اسے سمیٹ رہی تھی تب اور حان نے اسکی

بس جھکی پلکیں اور آنکھوں کی خاموش فکر دیکھی، اور حان نے اسکی ٹھوڑی تھامی۔

"آپکو کیا لگتا ہے مجھے سنبھالنا بہت مشکل ہے میر ال،"

میر ال نے آنکھیں اٹھا کر اور حان کی آنکھوں میں جمائیں، نفی میں سر ہلائے آزردہ سا مسکرائی۔

"بہت زیادہ بکھرے ہوئے تھے آپ۔ مجھے لگا جس نے تکلیف دی اگر وہی سنبھالنے کی کوشش کرے گی تو آپ مزید بکھر جائیں گے۔ آپکا درد، آپکی تکلیف

مجھے دیکھ کر لاڈ سے مزید پھیل جاتا۔ تبھی مجھے باسل بھائی کا خیال آیا۔ پوری فیملی میں انکی مہربانی اور دانائی مشہور ہے تو سوچا چراغ تلے اندھیرا کیوں رہے۔ اس سے آپ کو بھی فیضیاب ہونا چاہیے۔"

وہ اپنی عقل پر بلا کی مغرور ہوئے مسکرائی۔

"وہ مجھے سنبھال سکتا ہے۔ یہ اس میں قوت ہے پر اگر میں یہ چاہوں کہ اب بھی کچھ مرمت باقی ہے جو آپ کریں تو رسک لینا چاہیں گی؟"

وہ اسکی آنکھوں میں پھیلی تڑپ دیکھ کر دھیرے سے مسکرایا جبکہ وہ تڑپ خوشی کے آنسوؤں میں اگلے ہی لمحے بدل گئی۔

میرال کی آنکھوں میں نمی تھی، لیکن وہ پہلی بار رونے پر شرمندہ نہ تھی، وہ پہلی بار اپنی کمزوری کو اظہار سمجھ رہی تھی۔

اورحان نے اپنے انگوٹھے سے اسکے گال پر آیا آنسو سمیٹا۔

"اس کے دیے ہر مرہم نے میرے زخم کو ڈھانپا ضرور... پر شفا آپکے لمس سے ہی آئی، میرال۔"

وہ اب بھی اسکی آنکھوں میں جھانک رہا تھا،

وہ شال اب بھی اورحان کے کندھوں پر تھی،

مگر اب درمیان کی ہوا بدل چکی تھی۔

محبت، اعتماد، اور اس قربت کی جو دو "اپنے" کے درمیان ہوتی ہے۔

میرال نے آہستہ سے اس کے ہاتھ تھامے،

انگلیاں قفل کی طرح آپس میں جڑ گئیں۔

"اگر آپکی مرمت باقی ہے تو میں اسے سلو سلو کر کے، محبت کے دھاگے سے سیوں گی... ٹوٹا ہوا ہر جذبہ جو مجھ سے دور رہا، اب میرے اندر رہے گا۔

اب میں چاہتی ہوں آپ کے زخموں کی تصویر میرے چہرے پر دکھے، کہ سب جان جائیں... میں وہ ہوں، جس نے آپ کو جوڑا ہے۔"

اور حان نے مسکرا کر سر ہلایا، وہ دونوں چند لمحے خاموش کھڑے رہے، شال کے حصار میں، دل کے قرب میں، خاموشی کی وہ زبان بولتے ہوئے... جسے صرف محبت سمجھتی ہے۔

"میرال... اب آپ اگر کچھ مرمت کریں گی تو شاید یہ دل آپکے قدموں میں رکھ دینا پڑے گا۔"

اورحان کے راضی اور مان جانے پر میرال کی گالوں میں گلاب اترے۔

"پھر سنبھالیے خود کو دل سمیت... کیونکہ میں مرمت سے زیادہ نئے سرے سے بسانا بھی چاہتی ہوں آپکو"

میرال نے آہستہ سے سرگوشی میں کہا تو اورحان ہنس دیا، ایک نرم، بے ساختہ ہنسی...

"تو پھر بسا لیں مجھے اپنی محبت میں،

جہاں کسی کو ہم تک رسائی نہ ہو، بس آپ ہوں... اور آپکا لمس... جو میری دنیا کی آخری روشنی ہو۔"

وہ میرال کو خود کے قریب کر کے، اپنی دھڑکنوں کے سامنے رکھ کر بولا تو وہ باہیں اسکے گلے میں ڈالتی لپٹ گئی۔

ناراضگی اور درد کی ساری لہریں، انکے خوشنما وجودوں کا ساتھ چھوڑنے لگی تھیں پھر اسکے بعد سب نے مل کر جو پکوڑوں کے ساتھ چائے کا ڈنر سے پہلے ماحول بنایا، وہ مزید دلکش تھا۔

..________________________________..

وہ اپنے دس منٹ لینے فارم ہاوس پہنچی تو ڈرائیور کو آج بھی روک لیا، لیکن آج وہ دس منٹ کے بجائے اس بے ایمان بارش کو دیکھتے ہوئے عمار کے شائد دس گھنٹے لینے پر مچل رہی تھی۔

بارش اتنی تیز تھی کہ وہ بھاگ کر بچوں کی طرح فارم ہاوس کی باغیچے میں جا گھسی، کتنی دیر اس برستی بارش میں ناچتے جھکتے اسے ہوش نہ رہا کہ دس منٹ

تو وہ وہیں ضائع کر بیٹھی ہے لیکن حوصلہ نہ ہارتے وہ اگلے چیٹنگ کے دس منٹ ہتھیانے اسی خلیے میں فارم ہاوس کے اندر گھسی۔

کچن کی کھڑکی کے پار بارش کی بوندیں چھنک رہی تھیں، عمار سنگل شیف بنے، لو فلیم پر پاستہ بنا رہا تھا، چہرے پر وہی تھکن زدہ سی سنجیدگی، اور دماغ میں اجر سے ہوئی بات کی بازگشت۔ زخم کا درد باقی تھا لیکن پہلے سے کم کیونکہ وہ پین کلر انجکشن لے چکا تھا۔

ابھی اس نے پاستہ کے پین میں چیز گرائی ہی تھی کہ دروازے کی ہلکی سی چرچراہٹ پر پلٹا۔

اور جو منظر سامنے تھا، اس نے جیسے اس کے حواس کو "شاک ویو" دے دیا۔

دروازے میں رملا کھڑی تھی، مکمل بھیگی ہوئی، بارش سے نڈھال، لباس اس کے جسم سے چپکا ہوا،

بکھرے بھیگے بال، ماتھے سے چپکے کچھ شرارتی بارش کے قطرے، اور آنکھوں میں وہی ضدی سی چمک کہ "بس! مجھے آپ سے بات کرنی ہے"

عمار کے حلق میں پاستہ اٹکنے لگا، نہیں کھاتے ہوئے نہیں، بناتے ہوئے ہی اٹک گیا۔

ایک پل کو اس کا ذہن جیسے فریز ہو گیا۔ پھرنا چاہتے ہوئے بھی نظریں اس پر جمی رہ گئیں۔

"کیا۔۔۔؟ تم۔۔۔؟"

وہ بمشکل الفاظ جوڑ پایا۔

"مجھے آپ سے اپنے دس منٹ چاہیں اور میں آئی بھیگ کر ہوں تاکہ آپ مجھے وقت سے پہلے بھگا نہ سکیں"

رملا نے بچوں جیسی فخر سے ناک چڑھائی۔

عمار نے دونوں ہاتھ کمر پر رکھے، اسے سر سے پاؤں تک دیکھا، جیسے دیکھنا منع رہے لیکن... خود پر اختیار بھی کم ہو۔

"بارش میں بھیگ کر تم کیا ثابت کرنا چاہتی ہو؟ کہ تم عقل سے فارغ ہو یا میں صبر سے؟"

وہ سخت کریدتی نظروں سے اس بہکے نظارے کا جیتا جاگتا ورژن بنی بیوی کو دیکھتے بولا۔

"دونوں"

رملا نے سیدھا جواب دیا اور اندر چلی آئی، اسکی نازک چپل فرش پر پانی ٹپکاتی چھن چھن کر رہی تھی۔

"رملا، تمہارا یہ حلیہ، تمہیں اندازہ بھی ہے کچھ کہ کیا ہو سکتا ہے اس وقت یہاں؟؟"

عمار نے رخ موڑ کر پاستہ کو پین میں سپون سے ہلانا چاہا لیکن دل کا درجہ حرارت تو اسی پل سے "بوائل" ہو رہا تھا۔

رملا نے شرارتی مسکراہٹ سے اس کے پاس آ کر رخ موڑا۔

"بس دس منٹ شوہر جی، اگر مجھے میرا وقت تمیز اور پیار سے ملے گا تو اسی بھیگے حلیے میں کچن میں آپکے ساتھ پاستہ بناوں گی۔"

عمار کا دماغ جیسے ریڈ الرٹ پر تھا۔

"رملا! باہر جا کر میرے روم سے ٹاول لے کر آ، کپڑے چینج کر، تجھے شرم نہیں آتی؟"

وہ سخت بوکھلاہٹ کا شکار بڑبڑایا کیونکہ وہ لڑکی دوپٹے سے بے نیاز تھی دوسرا جو کرتی پہن رکھی تھی جینز کے ساتھ وہ بھی کاٹن کی تھی۔

"نہیں آتی! کیونکہ میں آپکی بیوی ہوں، اور آپ میرے شوہر ہو... اور شوہروں کو اپنی بیویوں کی بھیگی حالت پر پیار آنا چاہیے، نہ کہ غصہ!"

عمار نے رخ موڑ کر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں، اس بار وہ واقعی سڑ چکا تھا، لیکن ایک اور وجہ سے، پیار ہی تو کمبخت آرہا تھا۔

"مجھے پیار آرہا ہے رملا... اتنا کہ میں اس بھیگے ہوئے، معصوم اور خطرناک سے بچے کو اٹھا کر سیدھا اپنے کمرے میں لے جاوں اور تیرے ساتھ وہ وہ کروں کہ دوبارہ تو دس منٹ کیا، میرے نزدیک ایک سیکنڈ رکنے کا رسک نہ لے"

وہ یہ سب اسے کہہ نہ سکا بس ضبط سے دانت نکوس لیے۔

رملا تھوڑی دیر خاموش ہوئی، پھر اسکے پاس آئی۔

"دور ہٹ۔ چھونا مت"

وہ یوں بھڑکا جیسے وہ ارٹھ ہوئی ننگی تار ہے اور اس لڑکی کے چھوتے ہی آگ پکڑ لے گا۔

"تم چلو چینج کرو، ورنہ میری برداشت چینج ہو جائے گی۔"

رملا نے شرم سے پلکیں جھکائیں، مگر مسکراہٹ میں فاتح کا غرور تھا۔

"چینج کروں؟ پر کیا۔۔۔ یہاں میرے کونسا کپڑے ہیں"

وہ جاتے جاتے معصومیت سے پلٹ کر رکی۔

"میرے پہن لے کچھ دیر۔ انکو ڈرائے کر لے۔۔۔ پر جا"

رملا نے ہنستی پلکیں جھپکائیں کہ وہ اتنا بڑا آدمی اسکے بھیگے خلیے سے خوف کھا رہا ہے۔

یہ موسم، یہ بارش، یہ شوہر کا "بس میں نہ رہنا" یہ سب آج رملا کی سب سے بڑی خوشیاں تھیں پر کوئی عمار سے پوچھتا خود پر ضبط کی مشقت۔

عمار جب دوبارہ پاستہ میں چیز ڈال رہا تھا، تب ہی اسے رملا کے قدموں کی چاپ سنائی دی، اس نے مڑ کر جو دیکھا، تو جیسے وقت ساکت ہو گیا۔

سامنے کھڑی رملا صرف اس کی نیوی بلو شرٹ میں تھی۔ شرٹ کا فرنٹ ٹائٹ نہیں، لیکن ہلکی ہوا میں نیچے سے تھوڑا تھوڑا سرکتا، وہ عمار کے دل کی ہر نبض کو جھنجھوڑ گیا۔

بکھرے گیلے بال، شرمیلی نہیں... بلکل شوخ شرارت والی نگاہیں، اور ہاتھ میں اسکے گیلے کپڑوں کا گچھا لیے وہ چلتا پھرتا شعلہ لگ رہی تھی۔

"یہ لیں میرے کپڑے...ڈرائے کر دیں"

وہ بولی جیسے کچھ نہ ہو۔ اور عمار کی نظریں بے اختیار نیچے گئیں—شرٹ سے جھانکتی اسکی رانیں، اور پینٹ؟ کہیں نہیں تھی۔

"پینٹ...؟"

عمار نے پلکیں جھپکتے کھاٹ کھاتے پوچھا۔

"اوہ، وہ تو پہننے لگی تھی لیکن آپ کی کوئی بھی پینٹ مجھے فٹ ہی نہیں آئی۔ بیلٹ کس کے بھی باندھی، پھر بھی گر رہی تھی۔ تو بس شرٹ کافی ہے ناں؟ بہت لمبی ہے۔ فل کورتج دے رہی ہے"

رملا نے اتنے آرام سے کہا، جیسے وہ پانی کی بوتل مانگ رہی ہو، جبکہ عمار نے اندر ہی اندر منہ زور ہانپنا شروع کر دیا۔

"رملا۔۔۔"

وہ دانت پیسے اس سے نظریں چرا گیا۔

"ہوں؟"

جواباً وہ آنکھیں پٹپٹاتی معصومیت سے بولی۔

"تمہیں اندازہ بھی ہے تم کس حال میں ہو؟"

وہ جبڑے کس گیا۔

"جی، بیوی کے حال میں۔ آپکی، شوہر جی۔"

عمار نے کپڑوں کا گچھا اسکے ہاتھ سے چھین لیا، اور اسے دیکھنے سے پرہیز کیا، جیسے وہ کچھ غلط دیکھ لے گا تو خود پر قابو نہیں رکھ پائے گا۔

"جا کر بیٹھ جا، میں یہ ڈرائے کر کے لاتا ہوں۔"

وہ اسے پرے کرتا چولہا آف کرے سائیڈ ہو کر نکلنے لگا۔

"پر بیٹھوں کہاں؟"

وہ ڈھیٹ بنی وہیں کچن کے اسٹول پر آکر ٹک گئی، اور عمار کی کمر کی طرف جھکتے ہوئے مسکرائی۔

پھر جیسے شرٹ کھینچتی ہوئی پیچھے ہی باہر نکلی جہاں وہ کمرے میں آکر رکا۔

"آپکو پتہ ہے، میں آپکی شرٹ میں بہت کیوٹ لگ رہی ہوں۔"

عمار نے مشین آن کرتے ہوئے آنکھیں بند کیں، جیسے صبر کا آخری دروازہ بند کر رہا ہو۔

"رملا۔۔۔"

وہ پھر غرایا۔

"ہمم؟"

وہ دروازے میں کسی چھوٹی سی گڑیا کی طرح عمار کی شرٹ میں گردن سے پنڈلیوں تک ڈوبی ہاتھوں میں ہاتھ اٹکائے ہلاتی کھڑی بولی جیسے اس سے بڑا معصوم تو دنیا میں نہ تھا۔

"بس ایک بار اور کچھ کہاناں... تو میں خود کو نہیں روکوں گا، اور پھر تمہارے دس منٹ بیس منٹ، ساری رات بن جائیں گے۔"

وہ پلٹ کر سخت نظروں سے وارننگ دیتے غرایا۔

رملا نے مسکراتی آنکھوں سے تکتے جلدی سے ہونٹوں پر انگلی جمالی۔

عمار نے اسکی شرٹ اور جینز اچھے سے ڈرائے کی جبکہ وہ عقب میں بچوں کی طرح کھڑی چپ چاپ کپڑے سوکھنے کا انتظار فرماتی رہی۔

پھر وہ مشین بند کرے اسکے کپڑے میٹرس کی پائنتی کی طرف رکھے پلٹا، اس لڑکی کا یہ روپ عمار کو دھواں کر چکا تھا۔

"کیا دیکھ رہے ہیں؟"

وہ شرارتی انداز میں اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔ "یہ شرٹ؟"

عمار نے بس اتنا کہا، مگر نگاہیں بتا رہی تھیں کہ بات کہیں اور جا رہی ہے۔

"یہ شرٹ اب میری ہے، نکاح میں آتے ہی ایک دوسرے پر پورا حق ہوتا ہے ناں؟"

رملا مسکرا کر آ کر بیڈ کی پائنتی پر ٹانگ چڑھائے بیٹھ گئی۔

"بہت حق حقوق کی باتیں آتی ہیں تمہیں"

عمار نے ناک پھلایا، پھنکارہ۔

"اور آپ کو؟ آپ تو نہ باتیں کرتے ہیں نہ ہی جذبات دکھاتے ہیں۔۔ بس سڑ کر رہ جاتے ہو"

اس بار عمار خاموش نہ رہ سکا۔ اس نے ایک گہرا سانس لیا۔

"رملا تم ہر بار مجھے تنگ کر کے، میری حدوں کو آزما کے کیوں دیکھتی ہو کہ میں کب بہکوں گا؟" عمار نے اسکے خلیے سے نظریں چراتے سخت غصے سے پوچھا جبکہ جس طرح وہ سانپ کی طرح اٹھی، مارے پیچھے ہٹنے کی کوشش میں توازن برقرار نہ رکھتے سیدھا کاوچ پر جا گرا، رملا کا منہ کھل کر رہ گیا۔

"ہاہا۔ مجھے نہیں پتا تھا میں اتنی رعب دار ہوں شوہر جی"

عمار کو کاوچ پر گرتے دیکھا تو رملا نے پہلے ہنسی دبالی، پھر ماتھے پر ہاتھ مارا۔

وہ زہریلا سا منہ پر ہاتھ رکھے ہنسی جبکہ وہ جواباً کاٹ کھاتا گھورے بھی مسکین لگا۔

"جان بوجھ کر بہکا رہی ہو ناں؟"

وہ اسکے شانوں کی جانب جھکی۔

""بالکل۔"

رملا نے معصوم چہرے سے اعتراف کیا، اور پھر اپنے ہاتھ سے اس کے شرٹ کا کالر درست کیا۔

"رملا۔۔۔ تم چاہتی کیا ہو آخر؟"

معصوم سا سوال کہ وہ کیوں جان لینے پر تلی ہے۔

"آپ کے جذبات"

وہ شرارتی ہنسی روک کر سنجیدگی سے بولی، اور پھر انگلی ہونٹوں پر رکھتے مچل گئی۔

"ہٹ پرے"

وہ اسے خود سے پرے جھٹکتا اٹھا تو رملا ڈر کر دو قدم پیچھے ہٹی، پھر خود عمار کی جگہ کاوچ پر جا بیٹھی۔

"یہ پہن اور سیدھی ہو جا۔ ورنہ قسم ہے، اگر اگلی بار تو مجھے یوں ملی تو میں نکاح کا مطلب زبانی نہیں، عملی طور پر سمجھا دوں گا تجھے"

عمار کی سانس اٹک گئی۔ اس نے بیڈ کی پائنتی سے کپڑے اٹھا کر رملا کی طرف پھینکے۔

اسکی آنکھیں سچ میں سرخ ہونے لگیں تھیں۔

"تو پھر سمجھا دیں نا شوہر جی... میں تو نکاح کی ہر شق پر عمل کے لیے تیار ہوں۔۔۔"

رملا نے کپڑے تھامے۔

"تم... ایک دن میرے صبر کی انتہا پر پہنچو گی رملا۔ اور جس دن میں خود پر سے قابو کھو بیٹھا ناں، وہ تمہاری ہر ضد، ہر شرارت اور ہر ناز کی قیمت بن جائے گا... جسم و جاں کی حد تک"

عمار نے صوفے پر جھک کر دونوں ہاتھ اس کے بازوؤں کے دائیں بائیں رکھے، اور اس کے بہت قریب آ کر سرگوشی میں بولا۔

اس کی آواز بمشکل دبی ہوئی تھی، مگر اس کے لہجے میں جو شدت تھی، رملا کا سارا مزاح ایک پل کو پھسل سا گیا۔

"تو پھر دیکھتے ہیں شوہر جی... کون پہلے ہارتا ہے، آپ کا ضبط یا میری موجودگی"

وہ ڈر کے باوجود اسکا گریبان تھام کر خود کے چہرے پر جھکاتے بولی جیسے وارننگ دے رہی ہو۔

"چینج کر۔پاستہ کھانا ہے تو بندہ بن کے آنا باہر"

عمار نے اسے چند لمحے خاموشی سے دیکھا... پھر ایک دم اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا مطلب ؟"

وہ انجان بنے کپڑے تھامے اٹھی۔

"مطلب یہ کہ اگر تم دوبارہ میری شرٹ میں سامنے آئی، تو...پاستہ پر نہیں، تم پر ہی سارا سوس ڈال دوں گا"

وہ آنکھیں آگ کرتا تنبیہہ کیے بولا اور رملا کو بیڈ کی پائنتی کی جانب دھکیل کر گراتا تند آندھی کی موج بنا کمرے سے نکل گیا جبکہ رملا نے اسکے جاتے ہی

گہرا سانس بھرتے اٹھ کر واپس کھڑا ہوتے آئینے میں جب خود پر نگاہ ڈالی تو اسکے پیر سچ میں کانپے، چہرہ جیسے سرخ ہو کر رہ گیا۔

"یہ کیا بکواس حرکتیں ہیں رملا۔۔۔

اس بندے کے آگے ڈر بھی نہیں لگا مجھے اف"

وہ اسی طرح گہرے سانس لیتی چینجنگ روم میں گھس گئی جبکہ عمار کو بھی واپس آکر دھیان، پاستا پر لگانے سے پہلے کھڑکیوں کو کھول کر کچن سے اٹیچ اے سی کو فل کرنا پڑا ورنہ ہر طرف نادیدہ آگ ہی بھڑکتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

..________________________..

اس ناول کے تمام جملہ حقوق محفوظ ہیں، ایس مروہ مرزا ناولز کی آفیشل ویب پر آپ کو اس کے ساتھ انکے باقی ناولز بھی پی ڈی ایف میں ملیں گے۔ وزٹ!

بارش تھم چکی تھی، لیکن فضا میں ابھی بھی نمی کی مہک رچی ہوئی تھی۔ ہیڈ کوارٹر کی خاموشی گہری تھی، اور انٹیروگیشن روم کے سائیڈ کوریڈور میں دھیمی روشنی میں، اجر خاموشی سے کھڑی تھی۔ اس کا چہرہ گمبھیر تھا، بال قدرے بکھرے، اور پردے کے پلو کو بے دھیانی سے اپنی انگلیوں میں لپیٹے وہ چھت سے ٹپکتی بوندوں کی آواز سن رہی تھی۔ دروازہ کھلا، اور باسل اندر آیا۔

"تم نے بلایا میرے سکون"

اس کے لہجے میں وہ مخصوص شوخی تھی، جو ہر سنگین لمحے کو ذرا سا ہلکا کرنے آتی تھی، وہ ابھی تک اجر کے ساتھ ہی تھا، دونوں تھوڑی دیر پہلے ہی ڈنر کر کے فری ہوئے تھے۔

"ہاں۔ آؤ، ایک چیز دکھانی ہے تمہیں۔"

اجر نے بنا مسکرائے جواب دیا، اور آگے بڑھ گئی۔ باسل نے کندھے اچکائے، پھر اس کے پیچھے چل پڑا۔

انٹیروگیشن روم میں ٹھنڈک کے باوجود ایک عجیب سی گھٹن تھی۔ کمرے کے ایک کونے میں اجمل پاشا بندھا ہوا بیٹھا تھا، سانس چل رہی تھی، مگر اس کی آنکھوں میں درد بولتا تھا۔ اس کے ناخن ادھڑے ہوئے، انگلیوں پر خون جما ہوا تھا، جیسے ہر سوال کے جواب پر ایک ناخن گیا ہو۔

باسل نے لمحہ بھر کے لیے اپنی سانس روکی۔

"کافی... زبردست طریقہ استعمال کیا ہے۔"

باسل نے متاثر کن انداز میں بھونیں اچکائیں۔

"بس اتنا ہی ہوا ہے جتنا ضروری تھا۔"

اجر کا لہجہ خنک تھا، جیسے وہ دل کو الگ رکھ کر یہ سب دیکھ چکی ہو۔

"کنگ تک رسائی کا پہلا زینہ یہی ہے۔ اور مجھے یقین ہے، یہ بہت جلد بولے گا۔"

باسل نے اجمل کو ایک گہری نظر سے دیکھا، پھر اجر کی طرف رخ کیا۔

"یقیناً، تم پولیس والی کم، اور ہارر مووی کی ولن زیادہ لگ رہی ہو۔"

اجر کی پلکیں اٹھیں، وہ اس کی طرف دیکھ کر ہنسی۔

"خوفزدہ ہو؟"

محترمہ کی آئبرو اوپر کو اٹھیں۔

"نہیں، بس متاثر ہوا ہوں۔ مگر... تھوڑا سا ڈرا بھی ہوں۔"

باسل نے رعب میں آنے کی کوشش کی۔

"تو پھر چلو، ہوا خوری کرتے ہیں، تاکہ تمہارے اندر کا کمزور دل واپس بحال ہو جائے۔"

وہ اس کے کندھے کو چھیڑ کر مسکراتی دروازے کی طرف بڑھ گئی، دونوں باہر چلے آئے۔

باہر آسمان گہرا سیاہ تھا، لیکن لان کی زرد روشنیوں نے ہر چیز کو جیسے طلسمی رنگ میں رنگ دیا تھا۔ گھاس پر بارش کی بوندیں اب بھی چمک رہی تھیں۔ دونوں ساتھ ساتھ چل رہے تھے، ان کے قدم آہستہ تھے، جیسے باتوں سے زیادہ لمحوں کا ذائقہ چکھنا چاہتے ہوں۔

"تم تو نکلی بہت ظالم پولیس والی۔"

باسل نے ذرا ڈرا سرگوشیانہ انداز اپنایا۔

"اب بس بھی کرو۔۔۔ اتنی ظالم بھی نہیں"

اس نے ہنستے ہوئے سر جھٹکا، جیسے دل ہی دل میں اس کی ڈرامائی تعریف سے چڑ سا گئی ہو۔

"تم جانتی ہوناں تم نے میرا دل ہلا دیا ہے۔"

باسل نے دھیرے سے سرگوشی میں کہا۔

"تمہارے اندر وہ لڑکی بھی ہے، جو چپ چاپ محبت کرتی ہے اور وہ عورت بھی جو کسی کے ناخن اکھاڑ سکتی ہے۔"

اجر نے قہقہہ مارا۔

"واہ... خوب تعریف کی تم نے،"

وہ ہنوز ہنسی۔

"سچ کہہ رہا ہوں، تم میں تھوڑا سا عشق ہے، تھوڑا سا انتقام... تھوڑی سی بارش اور تھوڑی سی آگ۔"

وہ رکا، پھر یکدم اس کے بالوں سے اک پانی کی بوند چُنی جو اب تک ٹکی تھی۔

"بس... تمہارے اندر زیادہ آگ ہے۔ اور وہ مجھے جلا دیتی ہے۔"

وہ خود ہی اپنی نفی کرتا مزید بولا تو اجر کی آنکھیں گہری ہو گئیں، جیسے اس جملے نے اسے کہیں چھو لیا ہو۔

"اور تم... تم وہ ہو جو ہر بار مجھے جلنے سے پہلے تھام لیتے ہو، باسل۔"

وہ دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے، جیسے ارد گرد کی خاموشی میں بس دھڑکنیں سنائی دے رہی ہوں۔

"مجھے ڈر ہے... اگر میں تمہارے قریب بہت دیر رہ گئی تو——"

وہ بیچ میں اچک لی گئی۔

"تو میں تمہیں مکمل طور پر اپنا بنا لوں گا۔"

باسل نے اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے کر سرگوشی کی۔

"سچ میں زیادہ کر دیا میں نے؟"

وہ خفیف سا پریشان ہوئی۔

"ارے نہیں مزاق کر رہا ہوں"

وہ فوراً سنجیدہ ہوئے مسکرایا۔

"تھوڑا سا زور دکھانا پڑتا ہے... یہ 'کنگ' کوئی معمولی دشمن نہیں۔"

اجر نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"بس تھوڑا سا؟ بیچارہ اجمل تو لگا مجھے دم توڑنے ہی والا ہے۔"

باسل نے پھر شرارت سے لقمہ دیا۔

"اس نے بھی کتنے لوگوں کی زندگیاں برباد کی ہیں، وہ دکھ نہیں تمہیں؟"

اجر نے آنکھوں میں چمک لیے کہا، مگر اب اس کی آواز میں اک گہرائی آگئی تھی۔

باسل نے نرمی سے اس کا ہاتھ پکڑا۔

"تم خود کو کبھی بھولتی ہو، اجر؟"

وہ محبت بھری سیاہ نگاہیں اجر پر جمی تھیں۔

"کبھی نہیں۔"

وہ مسکرائی۔

"اس عہدے کا مطلب صرف طاقت نہیں... اس کا مطلب ہے انصاف۔"

وہ پر عزم مسکائی۔

"پتا ہے، تم مجھے اس عہدے میں اکثر خطرناک لگتی ہو..."

باسل نے کہا، نظریں سامنے رکھ کر، بس وہ شرارت کے موڈ میں تھا۔

"اور تم جب محبت کرتے ہو تو بہت معصوم۔"

اجر نے جواباً کہا، مسکراہٹ اس کے لبوں پر کچھ زیادہ ہی نرم تھی۔

"پھر تو ہم دونوں خطرناک بھی ہیں، اور بے وقوف بھی۔"

باسل نے سر ہلاتے کہا، جیسے زندگی کا سب سے سچا فلسفہ بیان کر گیا ہو۔

ہوا میں اوس کی مہک تھی، آسمان کے بیچ چمکتے بادلوں کی ایک دھیمی سی جھلک، اور دونوں کے قدم ایک ساتھ... جیسے سب کچھ اپنی جگہ ٹھیک ہو گیا ہو۔

"ایک دن، جب سب ختم ہو گا... یہ جنگ، یہ مشن، یہ راز..."

باسل رکا، اجر کی طرف دیکھا۔

"تو پھر... ہم کہیں دور چلیں گے، صرف تم اور میں؟"

اجر نے سر ہلایا، نظریں زمین پر تھیں مگر دل کی روشنی آنکھوں میں چھپی نہ تھی۔

"ہم جائیں گے... لیکن وہیں، جہاں ہمیں لگے کہ ہماری ضرورت ختم نہیں ہوئی۔"

وہ پر اسرار مسکائی۔

"تو مطلب، یہ پولیس والی کسی اور پلان پر ہے؟"

باسل نے ہنستے ہوئے کہا۔

"پلان صرف ایک ہے، باسل... تمہارے ساتھ رہنا۔ باقی سب... جنگ کے دن ختم ہونے کے بعد کا خواب ہے۔"

باسل نے اس کا ہاتھ لبوں سے لگا کر چوما۔

"اور تم میرا سکون ہو، جسے میں ہر جنگ کے بعد تلاش کروں گا۔"

ہوا نے ان کے گرد جیسے محبت کا ہالہ بُن دیا تھا۔

ایک چپ سی بارش کے بعد کی پکار... اور ایک دِل کی دھڑکن جو صرف ان دو کا نام پکار رہی تھی۔

"اب چلیں گھر۔ نیند آرہی ہے مجھے"

باسل نے تھک سا جاتے سر اجر کے شانے پر ٹکایا تو وہ چلنا روکے ہتھیلی سے اسکی لاڈ سے گال سہلانے لگی۔

"جیسا تم کہو۔میں بہت لاڈ سے سلاوں گی تمہیں"

وہ سر اٹھائے پیار سے جواباً اسے دیکھنے لگا پھر وہ ساتھ ہی مسکراتے واپسی کے لیے نکلے، جب تک وہ ماہیل پیلس لوٹے، سب ہی کمروں میں جا چکے تھے، اجر بھی اسے لیے سیدھی سیڑھیوں کی طرف بڑھی۔روم تک پہنچ کر رکی۔

اجر آہستہ سے اندر داخل ہوئی، تھکن چہرے سے عیاں تھی، مگر آنکھوں میں اک گہری چمک تھی، جیسے کسی جنگ جیتنے کے بعد پیار کی سلطنت میں قدم رکھ رہی ہو۔

"سو جاو تو ہر خواب میرا ہونا چاہیے..."

باسل دروازہ بند کرتا ہوا وارننگ دیتے مسکرایا اور شرٹ کے دو بٹن کھولے۔

"اور اگر میں نے خواب میں آتشم کا بوتھا دیکھ لیا؟"

اجر مسکرا دی، جوتے اتارتے ہوئے ہنس کر جان بوجھ کر گستاخی کی۔

باسل نے قریب آ کر نرمی سے اس کے ہاتھ سے فون لیا، آہستگی سے سائیڈ میز پر رکھا پھر اس کے بالوں کی لٹیں انگلیوں میں لپیٹیں۔

"تو مجھے جگا دینا، میں اس خواب سے بھی خوبصورت حقیقت ہوں۔"

اجر کی ہنسی میں تھکن بھی تھی، سکون بھی۔

"کیا تم جانتے ہو، اس کمرے میں آ کر مجھے ہمیشہ لگتا ہے جیسے میں کوئی جرم کر کے چھپنے آئی ہوں... لیکن دل کہتا ہے، یہ میرا اصل گھر ہے۔"

باسل نے نرمی سے اس کے چہرے کو دونوں ہاتھوں سے تھاما۔

"یہ گھر نہیں، تمہاری پناہ گاہ ہے۔ جہاں تم اجنبی نہیں ہو، جہاں تم بس میری ہو۔"

وہ اسے آہستہ آہستہ بیڈ کی طرف لے گیا۔ اجر بیٹھ گئی، گردن جھکائے ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں الجھائے۔

باسل اس کے سامنے گھٹنے ٹیک کر بیٹھا، اور اس کے ہاتھ تھام لیے۔

"اجر..."

وہ اسے فورا یوں قدموں میں بیٹھا تکنے لگی۔

"ہمم؟"

فورا بیقرار ہوئی۔

"جب تم تھک جاؤ... میرے کندھے پہ سر رکھ لیا کرو۔ جب ڈر لگے... میری آواز سن لیا کرو۔ اور جب لگے کہ سب کچھ بکھر رہا ہے... تو مجھے بانہوں میں بھر کر ایک بار کہنا کہ تم یہاں رہو... بس یہی کافی ہے۔"

اجر کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

"اور جب مجھے کچھ بھی نہ کہنا ہو؟"

باسل نے اس کے ہاتھ باری باری چومے۔

"دین ہگ می"

اجر نے آہستہ سے اس کی طرف ہاتھ بڑھا کر خود کو اس کے سینے سے لگا لیا جب باسل نے اٹھ کر اسے سنبھالتے خود بھی بیڈ پر قابض ہوتے اجر کو پہلو میں بھرا۔

وہ لمحہ، وہ لمس... سب کچھ ساکت ہو گیا تھا۔

باسل نے آہستگی سے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرنا شروع کیں، جیسے ہر الجھن سلجھا رہا ہو۔

"آج ہم سو جائیں؟"

اجر نے دھیمی آواز میں پوچھا۔

"ہاں... مگر تمہیں یہ تسلیم کرنا ہو گا، کہ تم مجھ سے پیار کرتی ہو۔"

باسل کی خوشبو محسوس کرنے کو وہ اسکی گردن میں چہرہ گھسا گئی۔

"پہلے تم!"

وہ اس سے اظہار سننا چاہتی تھی۔

"تمہاری سانسوں سے... تمہاری خاموشی تک سے،

تم سے پیار ایک بار نہیں... ہر پل، ہر سانس کے ساتھ ہوتا ہے مجھے"

باسل ہنسا، ماتھے پر پیار دیا، اور جذب سے بولا، اجر اس کے گلے لگ گئی۔

"پھر مجھے سونے دو"

وہ بچ نکلنا چاہتی تھی۔

باسل نے آہستہ سے اس کے گرد بانہیں سخت کیں، جیسے کہہ رہا ہو

"تم یہاں محفوظ ہو... تم میرے اندر بستی ہو۔"

اجر کی پلکیں بوجھل ہو رہی تھیں، سانس مدھم، دل بے حد مطمئن تھا۔

"اور اگر میں نیند میں آتشم کا نام لے بیٹھی تو؟"

اجر نے ایک آنکھ کھول کر شرارتی انداز میں کہا۔

"تو خواب میں بھی تمہیں ڈانٹ دوں گا، کہ تم میری ہو... مکمل میری۔"

باسل نے پلکیں اٹھائیں اور ناک سکوڑ کر بولا۔

"اتنے possessive مت ہو، باسل ماہیل"

اس نے ہنستے ہنستے اس کی شرٹ کھینچی، باسل نے شرٹ اتارتے اسے مزید اپنی آغوش میں سمیٹ لیا،

"تمہارا ہر لفظ، ہر لمس، ہر خیال... میری اجازت سے ہے۔"

اجر کے چہرے پر نرمی چھا گئی، اس نے بازو اس کے گرد باندھ دیے۔

"بتاو ناں اگر نیند میں واقعی آتشم بڑبڑا دیا تو؟"

اس نے مدھم آواز میں پھر پوچھا، وہ اسکی جلن دیکھنا چاہتی تھی۔

"تو میں تمہیں گلے لگا کر کہوں گا کہ خاموش ہو جاؤ، خواب میں بھی صرف میرا نام لینا ہے۔"

اجر کے لبوں پر ہنسی تیر گئی، اور اس نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھا، جیسے اس دل کی حفاظت اپنے سپرد کی ہو۔

"باسل؟"

وہ اسکے چہرے کو محبت سے دیکھتی اسے پکاری۔

"ہم؟"

جناب مدہوش ہوتے ہنکارہ بھر گئے۔

"میرا دل کہتا ہے... اگر کبھی میں بھول بھی گئی کہ محبت کیا ہوتی ہے، تو تمہاری خوشبو مجھے یاد دلا دے گی۔"

باسل نے اس کا ہاتھ اپنے دل پر رکھا۔

"یولووومی؟"

باسل نے اسکی ٹھوڑی زرا اوپر کرتے اجر کے بے حد قریب ہوتے پوچھا، وہ اس سوال سے بچ نہیں سکتی تھی۔

اجر نے چند لمحے خاموشی سے باسل کو دیکھا۔ اس کے چہرے کی سنجیدگی، آنکھوں میں چھپی وہ بے تابی، اور دل پر رکھا ہوا اس کا ہاتھ... سب کچھ جیسے وقت کو روک رہا تھا۔

وہ سوال... "یو لو می؟" محض ایک جملہ نہیں تھا، وہ اعلان مانگ رہا تھا، وہ عہد مانگ رہا تھا... جو شاید اجر ابھی دینے کو تیار نہ تھی۔

وہ ہلکے سے مسکرائی، نگاہیں باسل کی آنکھوں سے ہٹا کر اس کے ہونٹوں پر ٹھہرائیں جنھیں وہ وہاں سے کچھ زیادہ بہکاتا تھا، پھر آہستگی سے اس کی گرفت سے اپنا ہاتھ نکالا، اور نرمی سے اس کے کندھے پر رکھا۔

"ابھی مت پوچھو۔ کسی دن ہو سکتا ہے خو بخود میرے منہ سے یہ انکشاف نکل آئے۔ ویٹ فار سرپرائز"

وہ شرارت آنکھوں میں بھرے مسکائی تو وہ بھی مسکرایا، انتظار مشکل سہی لیکن خوبصورت تھا۔

وہ اسکے بعد سلیپی سی ہونے لگی۔

"نیند آگئی، میرے سکون؟"

باسل آہستہ سے اسے مدہوش ہوکر نیند میں جاتا دیکھے مسکرایا، اجر نے اس کی گردن میں پھر چہرہ چھپالیا۔

"ہاں... کیونکہ اپنے سکون کو بھی تم سکون دیتے ہو۔بس میرے پاس رہنا"

وہ نیند کی آغوش میں ساتھ ہی جاچکی تھی جبکہ باسل کچھ دیر اسکے لفظوں کے سحر میں گم مسکراتا رہا پھر خود بھی آنکھیں بند کرلیں۔

..________________________..

ڈائنگ ٹیبل پر نرم پیلی روشنیوں کے بیچ، ہلکی سی کھڑکیوں سے آتی بارش کی ٹپ ٹپ اور پاستہ کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔

عمار نے اپنی پلیٹ میں پاستہ نکالا، ایک اچٹتی نظر رملا پر ڈالی جو کمر سے نیچے بھیگی لٹوں کو سمیٹے، شرٹ کے بازو چڑھائے، پلیٹس لانے میں مدد دے رہی تھی

"بیٹھو اب، تمہاری مدد سے زیادہ تمہارے بال مجھے ڈسٹرب کر رہے ہیں"

وہ اسے تنبیہہ کرتے گھورا۔

"اوہ، تو آپ کا دھیان مجھ پر ہے؟ مطلب پاستہ کم، میں زیادہ چکھی جا رہی ہوں؟"

اس نے دونوں بھنویں چڑھا کر نچلا لب دانتوں میں دباتے شرارتی انداز میں پوچھا۔ عمار نے پاستہ چمچ میں بھرا، اور مکمل بے نیازی سے منہ میں رکھ کر چبانے لگا۔ رملا کرسی کھسکا کر اس کے عین سامنے آ کر بیٹھ گئی

"ہائے! یہ کتنا کریمی ہے..."

اس نے چمچ بھر کر منہ کے قریب لایا، پھر آنکھیں بند کر کے ایسے چکھا جیسے کسی نازنین کو چوم لیا ہو۔ عمار کا چمچ ہوا میں رُک گیا۔

"ممممم... melt in mouth... ufff"

رملا نے ایک اور بائٹ لی، آنکھیں بند کر کے سر تھوڑا سا جھٹکا، ہونٹ آہستہ سے ہلائے۔

"رملا۔۔۔"

عمار نے غصے سے نچلا لب دبایا، کانٹے اور چمچ کو پلیٹ میں دے مارا۔

"جی شوہر جی۔۔۔؟"

اس نے چمچ کا سرا لبوں سے صاف کرتے اسے ایک سیکنڈ تک آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا۔

"تم پاستہ کھا رہی ہو یا میرے جذبات سے کھیل رہی ہو؟"

عمار نے فوراً نظریں تیکھی کیں۔

رملا نے نچلا لب دانتوں میں دبا کر آنکھیں چھوٹی کیں، جیسے بڑی سنجیدگی سے جواب سوچ رہی ہو۔

"ہمم... میرا خیال ہے دونوں!"

اس کی آنکھوں میں شرارت کی چمک اور چہرے پر وہی ضدی مسکراہٹ تھی جو ہمیشہ عمار کو پاگل کر دیتی تھی۔ وہ پاستہ کی ایک اور بائٹ لینے لگی تو عمار نے فوراً ہاتھ بڑھا کر اسکے ہاتھ سے چمچ چھین لیا۔

"بس کرو اب، ورنہ تمہیں اسی ڈائنگ ٹیبل پر سزا دے دوں گا"

عمار کسی قسم کے مزاق کے موڈ میں ہرگز نہ تھا۔

"اوہ؟ کونسی سزا؟"

وہ آنکھیں پھیلا کر ایسے بولی جیسے سزا کا لفظ پہلی بار سنا ہو، اور چمچ واپس لے کر اسے لبوں تک لے آئی۔

عمار نے سخت نظروں سے اسے دیکھا، جیسے بس آخری وارننگ دے رہا ہو، لیکن وہ... تو جیسے اسی لمحے کی منتظر تھی۔

" آپکو پتہ ہے عمار، میں اتنا کریمی پاستہ صرف اُس کے ساتھ بیٹھ کر کھاتی ہوں جس سے بہت زیادہ پیار کرتی ہوں "

وہ آگے سے معصومیت کے اگلے پچھلے تمام ریکارڈ توڑتی بولی۔

"پیار۔۔ دماغ ٹھیک ہے تیرا "

عمار اس فضول گوئی پر کاٹ کھانے کو دوڑا۔

"جی کیونکہ آپ میرے شوہر ہیں "

یہ کہتے ہوئے وہ چمچ لبوں سے لگا چکی تھی، اور عمار کی آنکھیں جھپکنا تک بھول چکی تھیں۔

"رملا تم۔۔۔"

اس نے کرسی سے اٹھنے کا اشارہ کیا مگر رملا نے چمچ نیچے رکھ کر دونوں بازو فولڈ کر لیے۔

"اوہ! تو بس کھانے کے وقت ہی آپ کا دل میری طرف کھنچتا ہے؟ یا ہر وقت اتنا ہی بہک جاتا ہے؟"

رملا کے آنکھیں مستی سے مٹکانے پر عمار کا سانس حلق میں اٹک گیا۔

"رملا، تم جان بوجھ کر میری برداشت سے کھیل رہی ہو"

وہ سخت عاجز آچکا تھا۔

"اور آپ جیتنے کی کوشش کر رہے ہیں... لیکن میں تو چاہتی ہوں کہ آپ ہار جائیں..."

رملا نے اپنی گیلے بالوں سے کمر کے گرد لپٹی لٹ کھینچ کر سامنے کی، اور ہلی سی بالوں کی نمی عمار کی بازو پر مسلی، وہ اسکی حرکت پر سلگ کر پلکیں جھپک کر رہ گیا۔

"بس۔۔۔ بہت ہو گیا"

عمار نے دونوں ہاتھ میز پر حتمی انداز میں سخت بھڑک اٹھتے مارے۔

"پلیز غصے سے پھٹیے گا مت میں جا رہی ہوں واپس سیال حویلی"

وہ ساری شرارتیں سمیٹے اٹھ کر جانے لگی جب توقع کے برعکس عمار نے اسکی نازک کلائی اپنی مٹھی میں دبائی

"رک جاو۔۔۔ بیٹھو"

اس نے ہاتھ چھوڑے بازو پکڑ لیا اور رملا کو پکڑ کر زبردستی کرسی پر پٹخنے کے انداز میں بٹھایا۔

"ایک اور شرارت کی تو پاستہ نہیں، تم خود میرے ہاتھوں melt ہو جاو گی!"

رملا نے بمشکل اپنی ہنسی دبائی۔

"بس یہی تو چاہتی ہوں۔۔۔"

عمار کا ضبط اس لمحے واقعی آزمائش میں تھا، مگر اس نے خود پر قابو پاتے ہوئے کرسی پر زور سے تشریف پٹخی، رملا کی ہنسی اسے سخت جنگلی بنانے کی کوشش میں تھی۔

"جاو! چلی جاو واپس رملا ورنہ میں پاستہ کھانے کی بجائے تمہیں کھا جاؤں گا"

وہ اس بار ضبط کے آخری کنارے تھا۔

"ارے واہ شوہر جی، آپ میں تو کافی wild potential ہے"

رملا کے اس آخری جملے پر عمار کا ضبط جیسے زمین بوس ہو گیا۔ وہ جواب تک بس دانت پیس کر برداشت کر رہا تھا، اُسی لمحے میں اُٹھا... کرسی ذرا سا پیچھے دھکیلی اور ٹیبل گھوم کر رملا کے بالکل پاس آ گیا، اسکی کرسی اپنی طرف گمائی۔

وہ اب بھی کرسی پر نیم انداز میں بیٹھی، ناز و ادا کے سارے رنگ لیے عمار کو گھورنے کے بجائے جیسے "دعوتِ بغاوت" دے رہی تھی۔

عمار نے کرسی کے دائیں بائیں دونوں ہاتھ رکھے، اور جھک کر اس کے چہرے کے اتنا قریب آیا کہ رملا کی سانسیں خود بہکنے لگیں۔

"تجھے لگتا ہے، میں صرف وائلڈ ہو سکتا ہوں؟"

اس نے سرگوشی میں پوچھا، آواز میں اتنی گمبھیر دھمکی تھی کہ رملا کو پہلی بار ذرا سا جھرجھری سی آئی۔

"ہمم..."

رملا نے بے باکی سے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ "آپ وائلڈ بھی ہو سکتے ہیں، سویلائزڈ بھی، لیکن جو میں جانتی ہوں وہ یہ کہ آپ کا غصہ بھی مجھے بس پیار لگتا ہے"

عمار کے ہاتھ اب کرسی کے بازوؤں پر تھے، اور وہ رملا کو قید کیے جھکا ہوا کھڑا تھا۔

"تجھ جیسی بیوی کسی اور آدمی کو مل جائے تو وہ ضبط نہیں، سیدھا جرم کر بیٹھے"

وہ یوں تھا جیسے اس لڑکی کو واقعی کھا جانا چاہتا ہو۔

"اوہ"

رملا نے ہلکی سی ہنسی چھپاتے انگلی اسکے لبوں پر رکھی تو عمار نے اس سے یہ امید نہ کیا تھا۔

"تو شوہر جی جرم کے ارادے رکھتے ہیں؟"

عمار نے ایک پل اسکی آنکھوں میں دیکھا، اسکی ہونٹوں پر دھری انگلی پرے جھٹکی۔

"رملا، میں اس پاستہ کے ذائقے کو تو بھول جاؤں گا... لیکن تیری حرکتیں میرے اندر ایسی آگ لگا چکی ہیں کہ جو بھلانی ناممکن ہے۔ بجھانی بھی"

پھر بے اختیار جھک کر اس کے کان کے پاس سرگوشی کی، رملا کی مسکراہٹ اب بھی ہونٹوں پر تھی مگر دل دھک دھک کر رہا تھا، وہ اتنا قریب جو تھا۔۔

عمار سیدھا ہوا، اسے ایک نظر مزید جھلسا دینے والی دی، اور پھر دھیرے سے میز سے اپنی پلیٹ اٹھائی، لیکن کھانے کی طرف دھیان نہ دیا، بس بیٹھ کر اسے دیکھتا رہا، جیسے اب جو appetite ہے وہ صرف "رملا" ہے۔

"تو کھائیں؟"

رملا نے معصومیت سے چمچ اٹھایا۔

"کھا... مگر یاد رکھنا، زندگی نے موقع دیا تو تیری یہ شرارتیں، سود سمیت واپس لوٹاؤں گا..."

عمار نے ہلکا سا سر جھٹک کر کہا، آنکھوں میں انتقام کی سیلن تھی۔

"ضرور دے گی۔ زندگی الٹے کام کرنے کا موقع ضرور دیتی ہے"

وہ واپس مزے سے اپنا بقیہ پاستہ کھانے لگی۔

عمار کچھ لمحے خاموشی سے رملا کو دیکھتا رہا۔ اس کی شرارتیں، بے باکی، معصومیت، سب کچھ... دل کے تار چھیڑ چکی تھیں۔ لیکن وہ جو سزا کی بات کر چکا تھا، وہ اب اس سے پیچھے ہٹنے والا نہ تھا۔

اس نے میز پر رکھی اپنی پلیٹ اٹھائی، آہستہ سے واپس جا کر کچن سنک میں رکھی، رملا ابھی تک اسے دیکھ رہی تھی، جیسے حیران ہو کہ وہ بس... چلا گیا؟

"بس؟" وہ پیچھے سے اسے با آواز بلند پکارتی بولی۔

"سزا کا اتنا سا پارٹ تھا؟"

وہ اٹھ کر خود بھی کچن ایریا کی طرف آئی جہاں اس نے اپنی پلیٹ بھی رکھی۔

"اصل سزا کل ملے گی۔"

عمار نے نرمی سے سانس لی، اور بنا اس کی طرف دیکھے، بس اتنا کہا۔

"کل؟"

رملا کی پیشانی شکن آلود ہوئی۔

عمار نے پلیٹ میں بچ چکا پاستہ الگ ویسٹ باکس میں ڈالا اور پھر نظریں اٹھائیں، خاموش لیکن بہت کچھ کہتی ہوئی نظر۔

"کل تو فارم ہاؤس مت آنا۔۔۔"

رملا کا چہرہ دھیرے دھیرے ساکت ہوا، جیسے کوئی شرارتی بچی جس کے ہاتھ سے اس کا کھلونا چھین لیا گیا ہو۔

"کیا مطلب؟"

وہ اسکی بازو پکڑے اپنی طرف گھسیٹے بولی، عمار درد پر کراہا تو رملا نے پریشان ہو کر اسکی بازو چھوڑ دی۔

"مطلب یہی ہے۔ کل تو یہاں نہیں آئے گی۔ میں خود کال کر کے باسل کو منع کر دوں گا۔"

اس نے بالکل سکون سے کہا جیسے دل نہیں، وہ پورا پتھر ہو۔

"عمار! میں تو ک۔ کیوٹ سی شراتیں کیں بس"

رملا کی آواز میں اب شوخی نہیں، صرف دھچکا تھا۔

"تونے آج جو کیا، وہ کیوٹ نہیں تھا رملا، وہ ٹارچر تھا۔ تو جانتی ہے، کیا ہو سکتا تھا، پھر بھی اتنا مجھے جلایا۔ میری برداشت آزمائی"

اس کے لہجے میں نہ چیخ تھی، نہ طنز صرف سرد ناراضی تھی۔

"آپ مجھ سے ناراض ہو گئے۔۔ا۔۔اتنی سی بات پر؟"

وہ منمنا کر رہ گئی۔

"نہیں۔"

اس نے سر ہلایا۔

"بس دور رکھنا چاہتا ہوں خود سے تجھے، تاکہ کل کا دن تھوڑا آسان گزرے۔ میرے لیے بھی، تیرے لیے بھی۔"

رملا گنگ سی ہو گئی۔ وہ جسے چھیڑ چھیڑ کر ہنسانا چاہتی تھی، وہ اب، سنجیدگی اور ناراضگی کی چادر اوڑھ چکا تھا۔

عمار نے نرمی سے پلیٹ دھو کر ایک طرف رکھی۔

"اب تو جا، دیر ہو رہی ہے تجھے۔ اور ہاں، تیرے بال سچ میں تنگ کر رہے تھے۔ دوبارہ میرے سامنے آ تو انھیں فوراً باندھ لینا"

یہ کہتے ہوئے اس نے نظریں ہٹا لیں اور برتن دھونے لگا۔

رملا کے قدم آہستہ سے پیچھے ہٹے۔ دل جیسے کچھ پیچھے چھوڑے جا رہا تھا۔

عمار نے نظریں ہٹائیں، جیسے فیصلہ صادر کر چکا ہو۔ رملا اب بھی اپنی جگہ کھڑی تھی، جیسے اس کے اندر کی شوخ لڑکی بھی لمحے بھر کو چپ ہو چکی تھی۔ اس کے نینوں کی چمک کچھ دھندلائی، سانس کی روانی کچھ بھاری سی ہوئی۔

کئی لمحے یونہی ساکت گزرے...

پھر وہ آہستہ آہستہ قدم پیچھے ہٹانے لگی، نرم، دھیمے قدم... جیسے اس کی شرارتیں بھی اب سونے جا رہی ہوں۔

دروازے کے قریب پہنچی تو رُک گئی۔ نظریں نیچی تھیں، دل جیسے خود کو کسی ناچاہی جدائی پر سمجھا رہا تھا۔

پھر وہ پلٹی، آہستہ، بہت آہستہ، جیسے کوئی طوفان کے بیچ آخری بار چاند کو دیکھنا چاہتا ہو۔

عمار نے سر نہیں اٹھایا، وہ اب بھی خاموشی سے سر جھکائے پلیٹیں دھو رہا تھا... لیکن اس کی نظریں خلا میں کچھ بھی دیکھنے سے انکاری تھیں۔

رملا اس کے قریب آئی... بالکل قریب۔

وہ کچھ کہے بغیر اسکے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ایڑیوں کے بل اٹھی اور ایک نازک، بے انتہا نرم ہونٹوں کا لمس عمار کے گال پر رکھ دیا۔

عمار کو جیسے وہ لمس بجلی کی مانند چھو گیا ہو۔

اس نے بے اختیار سر تھوڑا سا ہلایا، شاید حیرت سے، شاید بے یقینی سے، اور تب، رملا کے ہونٹ، جو گال پر رکھے گئے تھے، اس خفیف حرکت سے ذرا سا سرک گئے اور اب وہ عمار کے ہونٹوں کے نہایت قریب آ چکے تھے۔

دونوں کے بیچ بس ایک سانس کا فاصلہ رہ گیا۔

رملا کی پلکیں لرزیں، اور سانس جیسے اس کے لبوں میں ٹھہر گئی۔ اسے خود بھی خبر نہ تھی کہ وہ ایک لمحہ... محض ایک لمحہ میں، اس کے لب — عمار کے لبوں سے اتنے قریب ہو گئے تھے۔

نہ اُس نے ایسا ارادہ کیا تھا، نہ عمار نے، یہ سب جیسے کسی جذبے کے ہاتھوں خود بخود ہو گیا تھا۔

عمار کی آنکھیں پہلی بار رملا کی طرف یوں ہار کر اٹھیں، قریب، بہت قریب... رملا کے چہرے کو دیکھتیں، آنکھوں میں جھانکتی ہوئیں۔

وہ کچھ لمحے بس دیکھتا رہا، اس کی پلکوں کی جنبش، سانسوں کی لرزش، اور اس بے اختیار لمحے کا جادو...

پھر رملا فوراً پیچھے ہٹی، ہوش دلاتے خود کو عمار سے دور کیا۔

دل جیسے ایک دھڑکن سے زیادہ تیز ہو گیا ہو۔

چہرہ سرخ، سانس تیز، آنکھوں میں ایک نمی سی اتر آئی جیسے کہہ رہی ہو یہ میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا، لیکن اس نے نظریں نہیں چرائیں۔

"کیا بکواس ہے یہ رملا؟"

وہ پلیٹیں سنک میں رکھتا انہی جھاگ والے گیلے ہاتھوں سمیت پلٹا جہاں وہ سانس روکے سہم سی گئی۔

"م۔۔ میں تو بس۔۔"

وہ پیچھے قدم لیتی سہم سی گئی۔

"تجھے لگتا ہے، یہ سب، یہ سب کھیل ہے؟ میری برداشت، میرا گریز اور فرار سب ایک مذاق ہے تیرے لیے؟"

رملا کی پلکیں لرزیں، اس نے ہونٹ کھولے جیسے کچھ بولنا چاہا، لیکن عمار نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔

"ایک لفظ بھی مت کہنا، رملا!"

اس کی آواز اتنی سخت تھی کہ رملا کا دل اچھل کر حلق تک آ گیا۔

وہ جو ابھی کچھ لمحے پہلے شوخ ادا میں اس کے لبوں کے قریب تھی، اب قدم بھر پیچھے ہٹ چکی تھی۔

"تجھے اندازہ بھی ہے، تو نے کیا کیا؟"

وہ آگے بڑھا، اس کے بالکل قریب، اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"تو نے میرے خود سے لیے عہد توڑنے کی کوشش کی، رملا۔ کیوں آ رہی ہے تو مجھ وحشی کے قریب۔ تجھے خود پر یہ کرتے رحم نہیں آ رہا۔ تو ا۔ اتنی بے باک اور ڈھیٹ کیسے ہے؟"

وہ جیسے لفظ چبا رہا تھا۔

"صرف اس لیے کہ تجھے لگتا ہے، تو میری بیوی ہے؟ نکاح کا مطلب یہ نہیں کہ تو ہر حد پار کر سکتی ہے۔ میں تیری ہر حرکت پر مسکرا دوں گا؟"

رملا کی آنکھوں میں اب حیرت نہیں، نمکین نمی تیرنے لگی تھی۔

"عمار... میں نے تو۔۔"

وہ پھر سے منمنائی، وہ اک معمولی سی کس پر اتنا اگریسو کیوں ہو رہا تھا۔

"تو نے کچھ نہیں سوچا!"

وہ دھاڑا۔

"یہ سب مجھے بلکل نہیں چاہیے۔تو اتنی تیزی سے میرے سر پر سوار کیوں ہو رہی ہے۔جیسے یہ سب تو مجھے قابو کرنے کو کر رہی ہے"

عمار نے ایک قدم پیچھے ہٹ کر جیسے خود کو تھاما، پلکیں بند کیں اور سرد سانس لی۔

"ا۔۔ایسا نہیں۔مجھے بس پیار آگیا"

وہ اب بھی بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھتے بولی۔

"یہ پیار نہیں ہے رملا..."

اس نے سرخ آنکھیں کھول کر نرمی سے، لیکن زہر سے لبریز انداز میں کہا، رملا کے دل کو جیسے دھکا لگا، ہاں یہ پیار نہیں تھا یقینا، کچھ لمحے پہلے لیکن اب تھا۔

"پیار ہو گیا ہ۔۔ ہے مجھے آپ سے۔ آپکے قریب سکون ملتا ہے۔ ایسا لگتا ہے آپ ارد گرد نہ ہوئے تو مر جاوں گی۔ عمار ایسے زہر بھری نظروں سے مت دیکھیں۔ ایک معصوم سا لمس ہے، آپکا قتل نہیں کیا میں نے"

وہ اسکے ایسے رد عمل پر پھٹ پڑی۔

"سن، رملا۔ اب دھیان سے سن۔"

اس نے انگلی اٹھا کر اس کی طرف اشارہ کیا، جیسے آخری حد کھینچ رہا ہو۔

"آج کے بعد، دوبارہ میرے قریب مت آنا۔"

رملا کی پلکیں لرزیں، آنکھوں میں وہی نمی، جواب بوجھ بن چکی تھی۔

"مگر کیوں؟ میں نے بس۔۔"

وہ کچھ کہنا چاہتی تھی جب وہ اسے سختی سے جبڑے کس کر دیکھے روک گیا۔

"بس وہی، تو نے صرف وہی کیا جو دل نے کہا۔ لیکن مجھے اپنے دل پر بھروسہ نہیں، رملا۔ میں تیرے جذبات کے ساتھ کھیلنا نہیں چاہتا۔ اور نہ چاہتا ہوں کہ تو میرے قریب آ کر وہ سب سہے جس کا تجھے اندازہ بھی نہیں۔ تو نہیں جانتی مجھے کہ میں کون ہوں۔۔ میں رحمان سیال کا بڑا بیٹا نہیں ہوں صرف۔۔۔ خدا کے لیے دور رہ مجھ سے"

وہ آہستہ بولا، لیکن ہر لفظ رملا کے دل میں چبھتا گیا۔

"تجھے مجھ سے فاصلہ رکھنا ہو گا، کم از کم تب تک جب تک میں خود تیرے لیے محفوظ نہ بن جاؤں۔ سمجھی تو؟"

اس کے الفاظ رملا کے اندر گونجنے لگے، جیسے ہر سانس، ہر دھڑکن وہی دہرا رہی ہو۔

"اب جا، رملا۔ اور کل فارم ہاوس مت آنا"

رملا کی آنکھوں سے ایک خاموش آنسو بہہ نکلا۔

عمار نے اس کی طرف دیکھا نہیں، جیسے اگر وہ ایک پل بھی اور دیکھ لیتا تو اپنا فیصلہ بدل دیتا۔

لیکن وہ جانتا تھا... یہ فیصلہ اس کے اور اس کے ضبط... دونوں کی بقا کے لیے ضروری تھا۔

" آپکے اندر جو بھی جانور ہے، اس سمیت ق۔۔ قبول ہیں آپ مجھے۔ عمار مجھے ی۔۔یوں مت دھتکاریں۔ میری زندگی میں آپ وہ پہلے انسان ہیں جس نے م۔۔ میری فکر کی۔ میرے مما بابا نے مجھ پر پیدائش کے بعد بس ایک احسان کیا کہ کوئی اور اولاد پیدا نہ کی۔۔ کیونکہ بابا نے ماں باپ اور بھائی کی زیادتیاں سہی تھیں۔۔ ا۔۔ اسکے بعد وہ دونوں مجھے ا۔۔ اک ڈیکوریشن پیس کی طرح اک کونے میں سجا ک۔۔ کر بھول گئے لیکن پہلی بار کسی نے میرے لیے س۔۔ سچ میں ایسا کیا جو مجھے چاہیے تھا۔۔ وہ آپ ہیں۔۔ مجھے سچی میں پیار ہو گیا ہے"

رملا جیسے کسی طوفان کے بیچ کھڑی تھی۔ سانس لینا بھول چکی تھی۔

"تو چلی جا، رملا... ابھی، اسی وقت۔"

عمار نے رخ موڑ لیا، نہ اس کے چہرے کی جھری دیکھی، نہ لرزتی پلکیں...

وہ بس سنگدل بن کر کھڑا ہو گیا، جیسے کسی اور نے قبضہ کر لیا ہو اس پر۔

اور رملا؟ وہ دھیرے سے پلٹی، قدم اٹھائے... لیکن وہ چل نہیں رہی تھی، قدم گھسیٹ رہی تھی۔

جیسے دل کی کوئی تار، جو اس لمحے کٹ گئی ہو۔

دروازہ بند ہوا، اور کچن میں صرف نل کے پانی کی آواز رہ گئی۔

اور عمار کی بند پلکیں، جن کے پیچھے رملا کے ہونٹوں کا لمس... تپتے زخم کی مانند جل رہا تھا۔

"ڈائن کہیں کی۔۔ مجھ سے پیار کرے گی۔۔۔م۔۔ مجھ سے۔۔۔وقتی پسندیدگی اور کرش میٹریل ہی ہو سکتا ہوں میں۔۔ کوئی مجھ سے پیار نہیں کر سکتا"

عمار نے خود کو نفرت سے یاددہانی کروائی جبکہ راہ کی ہر چیز ٹھوکر پر رکھتا وہ وہاں سے نکل گیا۔

گھر کا دروازہ بند ہوا تو رملا جیسے کچھ لمحے وہیں ساکت کھڑی رہی۔

ہاتھ اب بھی ہونٹوں کے قریب تھے، جہاں عمار کے لمس کی بے ارادہ قربت نے کچھ عجیب سا احساس جگایا تھا۔

دل میں عمار کی ناراضی کی نمی... اور ذہن میں بابا کی آواز گونج رہی تھی۔

"عمار سیال کو توڑنا ہے تمہیں، رملا... اس کا دل جیتو، پھر اس کی لوکیشن دو۔"

وہ آہستہ سے گاڑی کا بیک دروازہ کھولے، بیٹھنے سے پہلے آخری بار پیچھے دیکھا... وہ کچن کی کھڑکی بند ہو چکی تھی۔ دل کی ایک دھڑکن جیسے رہ گئی وہاں۔

رملا نے دروازہ بند کیا، اور ہاتھ بالوں میں پھنساتے آنکھیں بند کر لیں۔

"بابا..."

وہ سرگوشی میں بولی۔

"آپ نے جو کہا، وہ سب کیا میں نے... وہ تصویریں... وہ حادثہ... وہ سب جھوٹ تھا۔"

اس کی آنکھوں سے ایک آنسو ٹپک کر اس کے ہاتھ کی پشت پر گرا۔

"میں نے اس سے زبردستی نکاح کیا، اس کی زندگی میں قدم رکھا، صرف آپ کے کہنے پر..."

اسکی آواز بھیگی۔

"لیکن بابا..."

اس کی آواز ٹوٹنے لگی۔

"کاش آپ کو معلوم ہوتا میں کب... کب اس جھوٹ میں رہتے رہتے سچ کو محسوس کرنے لگی۔ کب میں عمار سیال کے رویے میں، اس کی برداشت میں، اس کی خاموش محبت میں... کھو گئی۔ کب وہ میرے لیے مشن سے بڑھ کر... میری سانس بن گیا۔" گاڑی اسٹارٹ ہونے سے پہلے، اس نے اپنا فون نکالا۔ تبریز سیال کا بھیجا گیا لوکیشن شیئر کرو والا میسج جگمگا رہا تھا۔ رملا نے کچھ لمحے اسے گھورا... پھر موبائل سائیڈ سیٹ پر رکھا، اور فیصلہ لیا۔

"اب میں بابا کی بیٹی نہیں... عمار سیال کی بیوی ہوں۔ میں آپکو ہر شر سے بچاوں گی۔ میرے بابا

اپنے پاگل پن میں مما کو ٹارچر کر کے مجھے ان سب گھناؤنے عمل کے لیے مجبور کر سکتے ہیں پر اب وہ میرے دل سے ہرگز نہیں جیتیں گے "

رملا نے اپنا فون سوئچ آف کر دیا۔

گاڑی کی رفتار سڑک پر چلی گئی، لیکن رملا کا دل... وہ اب بھی فارم ہاؤس کی اس کھڑکی کے پیچھے... عمار کے پاس، قید ہو چکا تھا۔

..____________________..

بارش تھم چکی تھی، مگر رات کی ٹھنڈی نمی اب بھی ہوا میں گھلی ہوئی تھی۔ کمرے میں ہلکی مدھم پیلی روشنی پھیلی ہوئی تھی، اور بائیں طرف بیڈ پر مصطفی کمبل میں سمٹا، گہری نیند میں خوابوں کی دنیا میں گم تھا۔

اور حان، بیڈ کی دائیں جانب نیم دراز، بخار اور سردی سے نڈھال، کمبل میں لپٹا بار بار چھینک رہا تھا۔ ماتھے پر ہلکی سی پسینے کی تہہ، اور آنکھوں میں وہ تھکن جو کسی مضر شوق کو پورا کرنے کے انجام پر ہی آتی ہے۔

اسی لمحے میرال کمرے میں داخل ہوئی، ہاتھ میں چائے کا مگ اور کچھ اینٹی بائیوٹک اسکے ساتھ مخصوص سکون جو صرف وہی لا سکتی تھی۔

"یہ حال ہے ان بڑے بڑے دعوے کرنے والوں کا۔"

وہ آہستہ سے چلتی ہوئی اس کے قریب آئی، آواز میں مدھم سی مسکراہٹ، آنکھوں میں بے پناہ پریشانی ٹھہری تھی۔

"بس زرا سی بارش میں بھیگے کیا... ہیرو فلو کے مریض بن گئے۔"

اور حان نے ہلکا سا سر گھمایا، مگر کچھ کہنے کی بجائے بس اسے دیکھا... جیسے اس کے آنے سے ہی کچھ آرام مل گیا ہو۔

"ڈانٹ رہی ہیں"

جناب نے بھاری سی سرگوشی کی۔

"یہ بھی میرا پیار ہے، آپ لیٹیں سیدھے۔"

وہ نرمی سے بولی، ٹشو نکال کر اس کے چہرے سے پسینہ صاف کرنے لگی۔ اورحان نے مزاحمت نہ کی، جیسے وہ اس لمس، اس خیال، اس مہربانی کا شدت سے منتظر ہو۔

"یہ پین کلر اور اینٹی بایوٹک ہے... چائے کے ساتھ لیں۔"

اس نے چائے کا کپ بڑھایا، اورحان نے آہستہ سے تھاما۔ کپ تھامتے وقت اس کے ہاتھ میرال کی انگلیوں سے چھو گئے۔ میرال کا دل بے اختیار دھڑکا، مگر وہ مسکرائی... وہ اس لمحے میں مکمل عورت تھی، ایک بیوی، ایک دوست، ایک تیماردار۔

چائے کے ساتھ اس نے میڈیسن لی جبکہ تھوڑی سی پی کر کپ واپس تھما دیا جسے میرال نے سائیڈ ٹیبل پر رکھا۔

"کیا آپ کو ہمیشہ اتنی فکر ہوتی ہے سبکی؟"

اورحان کی بھاری آواز میں ہلکی سی شوخی در آئی۔

"نہیں۔" وہ پلکیں جھکا کر بولی۔

"فکر تو تب شروع ہوتی ہے جب دل کسی کے دل کے ساتھ دھڑکنے لگے۔"

وہ بولی تو آہستہ، مگر لہجہ دل کی تہہ سے نکلا۔

"اور مجھے آپ سے بہت محبت ہے، اورحان۔"

اسکے لہجے میں بس چاہت تھی۔

"اتنی کہ اگر تکلیف میں ہوں تو آپ کا لمس تسلی دے... اور اگر آپ بیمار ہوں تو میری سانس بھی تنگ ہو جائے۔"

اورحان کچھ دیر تک اسے دیکھتا رہا، جیسے وہ لفظوں کی روشنی میں خود کو ڈھونڈ رہا ہو۔

"میرال، آپکو پتا ہے؟ آپکی آنکھیں جب مجھے دیکھتی ہیں ناں تو میں خود کو بہت قیمتی محسوس کرتا ہوں۔"

میر ال نے آہستہ سے مسکرا کر جھکتے اس کا ماتھا چُوما۔

"صدقے جاوں۔۔پر جب جن آئے ہوں تب تو آپ دیکھتے بھی بھوتوں کی طرح ہیں مجھے"

وہ شکوے کو شرارت میں لپیٹ کر کر گئی جس نے اورحان کو مسکرانے پر مجبور کیا۔

"تھوڑی دیر یونہی بیٹھیں گی میرے پاس؟"

وہ اسکا ہاتھ مضبوطی سے پکڑے خود پر زرا جھکا گیا۔

"میں پوری رات یہیں ہوں۔جب تک آپکا بخار اُتر نہ جائے، میں سانس بھی آپ سے دور نہیں لوں گی۔"

اورحان نے بند آنکھوں سے مسکرانے کی کوشش کی۔

"چلیں سو جائیں۔ آج ہم تینوں ایک ساتھ بیڈ پر سوئیں گے۔ نو مور دوریاں۔۔۔فاصلے۔ سو جائیں۔ میں نماز پڑھ کر آپ دو کے پاس آجاؤں گی۔ ریت کی طرح ہاتھ سے پھسلتے پھسلتے آپ واپس ملے مجھے۔ شکرانے کے نفل پڑھوں گی"

وہ اسکے بالوں میں انگلیاں پھیرتی اسکے کان میں سرگوشی کرتے بولی تو اورحان بھی بند آنکھوں مسکرایا۔

مصطفی کی مدھم سانسیں، اورحان کے ماتھے پر اسکے ہونٹون کی نرمی، اور میرال کے دل کی دھڑکن... سب ایک سی لائن پر چلنے لگے۔ یہ محبت کی وہ خاموش زبان ہے، جو لفظوں کی محتاج نہیں ہوا کرتی۔

..________________________..

رات کے دو بجے کا وقت تھا جب باسل کا فون رنگ کیا اور اسکی گہری نیند ٹوٹی، کسمساتے ہوئے اس نے کروٹ بدل کر سائیڈ ٹیبل پر رکھا فون اٹھا کر مندی مندی آنکھیں کھولتے آنے والی کال دیکھی۔

"رملا۔ یہ اس وقت کیوں کال کر رہی ہے مجھے"

باسل نے تشویش کے سنگ زرا تکیے کے سہارے اٹھ بیٹھے اک نظر دوسری طرف کروٹ کر کے سوئی اجر پر ڈالی اور پھر کال ریسو کرتا بلیکنٹ ہٹائے پیر زمین پر اتارے اور اٹھ کر بالکونی سائیڈ آرکا۔

وہ جو اپنے روم میں کب سے مضطرب و بیقرار سی چکر کاٹ رہی تھی، کال پک ہونے پر اسکا ہانپتا سانس کچھ پل کو تھما۔

"کیا ہو گیا رملا۔ اس وقت کیوں کال کر رہی ہو؟"

باسل کی نیند میں ڈوبی آواز سے وہ سمجھ گئی وہ سو رہا تھا، باسل بھائی کو تنگ کرنے پر وہ شرمندہ ہوئی لیکن اسکے پاس اور کوئی نہیں تھا جس سے وہ اپنی تکلیف کہہ پاتی۔

اس سے پہلے باسل کچھ کہتا، اجر کا فون بھی رنگ کرنے لگا، باسل نے پلٹ کر اجر کی نیند کا خیال کرتے آ کر سائیڈ ٹیبل پر رکھا اجر کا فون اٹھایا جہاں انسپکٹر خان کی کال آ رہی تھی۔

"رملا دو منٹ ہولڈ کرو"

باسل نے رملا کو انتظار کا کہے خود انسپکٹر خان کی کال پک کی۔

"میم۔۔۔اجمل پاشا مر گیا"

انسپکٹر خان کے انکشاف پر باسل کا چہرہ سپید پڑا۔

"واٹ؟ کیسے مر گیا وہ خان؟"

باسل کے یکدم تیز بولنے پر اجر کی نیند بھی بری طرح ٹوٹی، وہ کسمسا کر کروٹ بدلتی آنکھیں کھولے باسل کو دیکھنے لگی۔

"وہ بلکل ٹھیک تھا سر۔ لیکن میرے سامنے ایک دم اسکے منہ سے جھاگ نکلی اور وہ وہیں مر گیا"

انسپکٹر خان کی آواز میں افسوس تھا، باسل نے تشویش سے کن پٹی کی رگیں انگلیوں کی پوروں سے مسلیں۔

"زہر۔۔۔زہر دیا گیا ہے۔ کسی ہمارے ہی سٹاف ممبر نے۔ چانچ کرو خان۔ کوئی ہیڈ کوارٹر میں اسکا ساتھی ہے۔ اسی نے پاشا کو زہر دیا ہے"

باسل نے سخت غصے سے کہا جبکہ اجر بھی اٹھے بال سمیٹی اٹھ کر فکر مندو پریشان سی باسل کی طرف بڑھی۔

"سر ہر کسی کی جانچ کی جا رہی ہے۔ کنگ جانتا تھا ہم جلد یا بدیر اس تک پہنچ جائیں گے تبھی اس نے پاشا کو مروا دیا۔ وہ کنگ کا سب سے بہترین آدمی تھا لیکن جب اسے خطرہ محسوس ہوا تو کیڑے مکوڑے سا مروا دیا"

خان کی بات بلکل درست تھی۔

"ہمم۔۔ ٹھیک ہے"

باسل نے کال کاٹتے فون اجر کی سمت بڑھایا جبکہ اس جانب رملا نے فون ہولڈ سے نکالے سب سن لیا تھا۔

"کیا وہ مر گیا باسل؟"

اجر کے بیقراری سے پوچھنے پر باسل نے افسوس سے سر ہلایا۔

"زہر دیا گیا۔ یہ کنگ ہر بار ایسا ہی کرتا ہے۔۔ بہت شاطر ہے۔ تم ریڈی ہو جاو تمہیں ایس پی آفس ڈراپ کر دیتا ہوں۔ اینڈ ڈونٹ وری، کنگ جتنے بھی ہتھکنڈے استعمال کر لے، اس بار نہیں بچے گا"

باسل نے ضرور کچھ بیک آپ سوچ رکھا تھا تبھی وہ مطمئین تھا جبکہ اجر فوری چینج کرنے کی نیت سے گئی تو باسل نے رملا کی کال واپس ہولڈ سے نکالتے فون کان سے لگایا۔

"ہاں اب بتاو رملا۔ ٹھیک ہو؟ عمار ٹھیک ہے؟ اس وقت کال کیوں کی؟"

وہ واپس رملا سے پوچھنے لگا جسکا سانس مانو سینے میں اٹک گیا تھا کیونکہ رملا کے میٹرس پر پڑے ٹیب پر بابا کی طرف سے ایک وڈیو موصول ہوئی جس میں روحا کو ایک کمرے میں بند کیا گیا تھا اور دو لوگ اس پر کوڑے برسا رہے تھے۔

"اگر تم نے مجھے دھوکہ دیا رملا تو تم اپنی ماں کو زندہ نہیں دیکھ پاؤ گی۔ تم مجھے لوکیشن بھیجنے والی تھی۔ تمہارے پاس صرف دس منٹ ہیں"

بابا کا میسج پڑھے رملا کا پورا وجود جیسے درد کرتا آبلہ بن گیا، اس طرف باسل اس سے تین بار پوچھ چکا تھا۔

وہ جیسے یکدم ٹیب سے نظریں ہٹائے ہوش میں آئی۔

"ب۔ بھائی۔۔ عمار کو فارم ہاوس سے نکال لیں۔ خطرہ ہے"

وہ بھاری آواز میں بس اتنی ہی سرگوشی کر سکی۔

"کیسا خطرہ رملا۔ وہ لوکیشن بہت سیو ہے۔ کھل کر بتاو کیا مسئلہ ہے؟"

باسل کے ماتھے پر تشویش سے بل پڑے جبکہ رملا اپنی گردن پر ہاتھ پھیرے جیسے سانس نہ لے پانے پر تڑپ رہی تھی، اپنی ماں پر برستے کوڑے اسے دگنا درد دے رہے تھے۔

"پ۔۔پلیز باسل بھائی۔۔وہ سیون۔۔نہیں ہیں ادھر۔انکو کہیں وہاں سے فوری نکل جائیں۔م۔۔میں آپکو سب بتاوں گی لیکن پلیز ا۔۔ابھی کے لیے یہ کریں"

رملا کی آواز جس طرح ٹوٹ بکھر رہی تھی، باسل بھی پریشان ہو رہا تھا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔رونا بند کرو۔میں اسے سیو جگہ بھیجتا ہوں لیکن تم میرے آفس آو ابھی اور اسی وقت۔۔۔سب کچھ مجھے بتاو گی سمجھ گئی۔ گاڑی آرہی ہے تمہیں لینے۔۔میں اجر کو آفس چھوڑ کر عمار کو دوسری جگہ منتقل کروا کے آفس پہنچتا ہوں"

باسل نے اسے سختی سے ہدایت کی جس پر وہ گہرے گہرے سانس لیتی سر ہلاتی بمشکل جی کہہ سکی۔

کال کٹ گئی پر رملا یوں تھی جیسے اسکی ہر نس پھٹ رہی ہو، ایسا باپ جس سے اسے سب سے زیادہ پیار تھا، اسکا یہ گھناونا روپ دیکھنا اسکے لیے بہت

مشکل تھا، وہ اپنی ماں کو بچانے کے لیے اب تک سب کر رہی تھی لیکن اب فرق اتنا تھا کہ اسے عمار کو بھی بچانا تھا۔

وہ کانپتی ٹانگوں سمیت بیڈ کی پائنتی کی جانب بیٹھ گئی، بابا کے میسجیز آتے جا رہے تھے اور اسکا سانس اسی رفتار سے تیز ہو رہا تھا۔

باسل کی کال عمار کو گئی جو سو نہیں پا رہا تھا تو کوفی بنائے لان میں آ گیا، باسل کی کال پک کی اور فون کان سے لگایا۔

"فارم ہاوس میں ہی تھوڑا آگے ایک بنکر ہے عمار۔ فوراً وہاں چلا جا"

باسل نے کال لگتے ہی صرف حکم دیا۔

"کیوں کیا ہو گیا؟"

عمار کا ماتھا ٹھنکا۔

"یار تفصیل کا وقت نہیں۔ جو کہا ہے وہ کر۔ بنکر اندر سے سیل ہو جاتا ہے۔۔ وہ لازمی کر لینا۔ جب تک میں نہ کہوں۔ وہیں ٹک کر رہنا"

باسل کے حکم پر وہ منہ بسور گیا۔

"لیکن مجھے تازہ ہوا لینی ہے۔ دم گھٹ رہا ہے میرا"

عمار نے سخت بے بسی سے کہا۔

"اچھا وہاں گنز ہیں۔ وہ لے آ۔ اور میرے کچھ لوگ آ رہے ہیں۔ کسی نے خبر دی ہے کہ خطرہ ہے۔ وہ پاشا بھی مر گیا۔ زہر دے دیا گیا اسے ہماری ہی جگہ تو ممکن ہے کنگ کا اگلا ٹارگٹ تو ہو"

باسل نے اسے خطرے سے آگاہ کیا پر عمار الجھ کر سر جھٹک گیا۔

"ویٹ! جب یہ تیرا سیکرٹ آفس ہے اور یہاں تیرے لوگوں کے سوا کوئی نہیں آیا۔ پھر اس جگہ کا کنگ کو کیسے پتا لگ سکتا ہے؟"

عمار نے بھی وہی سوال کیا جو اس وقت باسل کے دماغ میں گردش کر رہا تھا۔

"اسکا جواب جلد ڈھونڈ کر دیتا ہوں۔ بس اپنا خیال رکھ۔ بھلے لڑ کے یا بنکر میں چھپ کر لیکن تجھ پر اک زرا کھروچ بھی برداشت نہیں مجھے"

باسل نے تو اسے مزید الجھا ڈالا۔

"ہمم! آتشم صرف لڑ کر مقابلہ کرتا ہے۔ چھپ کر نہیں۔ آنے دے خطرے کو۔ میں خطرے کا باپ ہوں۔ تو بس مجھے میرا جواب دے جو مجھے چاہیے"

عمار کے لہجے میں سراسر سرد مہری تھی اور باسل کو لگا جیسے عمار کو کسی پر شک سا ہے، اور عمار کو جس پر شک ہو رہا تھا اگر مجرم وہی تھا تو شاید عمار سیال کی زندگی ایک بار پھر اسکے اپنے لیے ناکارہ اور بے وقعت ہونے والی تھی۔

کال کٹ چکی تھی جبکہ باسل نے رملا کو عمار کے سیو جگہ جانے کا میسج کر دیا۔

میسج ملتے ہی اس نے بابا کو فارم ہاوس کی لوکیشن بھیجی، ساتھ ہی اس نے تبریز سیال کو کال کی۔

"ویل ڈن میری جان۔"

بابا کی مسکراتی آواز سنے رملا کی آنکھوں سے سرخائی بہی۔

"مما کو اگلی فلائیٹ سے یہاں بھیجیں بابا۔ آ۔۔ آپ نے پرامس کیا تھا۔لوکیشن کے بدلے مما۔۔و۔۔وہ مر جائیں گی ا۔۔اور میں انکے بغیر نہیں رہ سکتی۔۔۔پلیز بابا"

رملا نے روکر التجاء کی جس پر وہ پاگل سنکی آدمی جو باپ ہونے پر کالک تھا، بے ڈھنگا ہنسا۔

"زبان کا بہت پکا ہوں میری جان۔تمہاری ماں کو چھوڑ دیا میرے لوگوں نے۔۔لیکن وہ وہیں رہے گی۔عمار کے خاتمے کے بعد تم بھی واپس جاو گی۔رمیز سے شادی ہو گی تمہاری کیونکہ یہی قیمت ہے اسکے باپ کو مارنے

کی۔اس نے اپنے باپ کو مارنے کی مجھے اجازت تمہارے بدلے دی۔تو فلائیٹ پکڑ کر واپس ملائشیا تمہیں جانا ہے۔۔۔دوبارہ نہ کہنا پڑے میرا بچہ"

رملا کی آنکھیں جیسے جہنم کی طرح سلگیں۔

"خ۔۔خاتمہ۔۔آپ نے کہا تھا آپ نے اس سے کچھ حساب لینے ہیں۔ب۔۔بابا عمار کو مارنا نہیں۔م۔میں آپ سے نفرت نہیں کرنا چاہتی۔پ۔۔پلیز مجھے مجبور مت کریں۔رمیز کو تو میں خود ماروں گی گھٹیا۔۔م۔۔مجھ سے عمار نہیں لینا ورنہ میں آپکی پوری سلطنت کو جلا کر خاک کر دوں گی"

وہ سخت تکلیف سے چینخی تھی جبکہ اس طرف وائن گلاس سے وہ مدہوش اور حرام مشروب پیتا تبریز ہنس دیا۔

"خو بخو مجھ پر گئی ہے میری پرنسیز۔پر وہ کیا ہے تمہیں پیدا ہی میں نے اس مقصد کے لیے کیا تھا۔کہ تم ہی اسکا خاتمہ بنو۔۔ہاہا۔۔دیکھ لیا اپنے پاگل

ڈیڈی کی کامیاب پلاننگ۔۔اور وہ عمار۔نارمل آدمی نہیں ہے۔ تمہیں کچھ نہیں ملے گا اس سے۔اس لیے میرا بے بی شانت ہو جائے۔اور واپس چلی جاو۔اب وہ دن دور نہیں جب میں پورا کامیاب ہو جاوں گا"

رملا کی آنکھیں جیسے دھندلائیں،اسے لگا جیسے ابھی اسکا دم نکل جائے گا،اس نے خوف سے کانپتے ہوئے کال ہی کاٹ دی،اپنا فون اچھوت کی طرح دیوار پر دے مارے وہ اپنا سر ہاتھوں میں بھرے وہیں پیچھے کو گر گئی،اسکا سانس بند ہو رہا تھا،وہ سانس نہیں لے پا رہی تھی،شاید یہ سب اسکی ہمت اور حوصلے سے بہت زیادہ تھا۔

..________________________..

ایس پی ہیڈ کوارٹر کے اندر رات کے لگ بھگ تین بجے شدید خاموشی کا راج تھا۔مگر تفتیشی روم کے اندر کا ماحول،اس خاموشی کے برعکس،زوردار طوفان کی آہٹ دے رہا تھا۔

دیوار پر لگا سی سی ٹی وی فوٹیجز کا بورڈ، سفید فائلیں، رپورٹس اور سامنے بیٹھا ایک سپاٹ چہرہ، جسکا نام ساگر تھا۔

وہی ساگر جو ریمانڈ کے دوران اجمل پاشا کی نگرانی پر مامور تھا وہی ساگر جس کی وردی پر ابھی بھی اجمل کے خون کے دھبے ثبت تھے۔

اجر بلیک کرتی اور شلوار میں ملبوس، بالوں کو پونی میں جکڑے، فلیٹ بلیک جوتی پیروں میں چڑھائے، سرد چہرہ اور تیز قدموں کے ساتھ اندر داخل ہوئی۔

اس کے پیچھے انسپکٹر خان، ایک دو سیکیورٹی اہلکار اور دو سینیئر انکوائری آفیسرز تھے۔

اجر نے ساگر پر اک سرسری سی نظر ڈالی اور فائل اس کے سامنے رکھ دی۔

"یہ سب تم نے کیا ہے؟"

اس کا لہجہ سپاٹ تھا مگر آنکھیں جیسے اندر سے جھلس رہی تھیں۔

ساگر نے لب ہلائے مگر کچھ بولا نہیں۔

"تم اس ٹیم کا حصہ تھے جس نے اجمل کو انڈر آبزرویشن رکھا۔ فوٹیج کے مطابق آخری بار تم ہی اس کے قریب گئے تھے، ریمانڈ کے دوران۔ پھر وہ پانچ منٹ میں جھاگ نکال کے مر گیا؟"

انسپکٹر خان نے سخت لہجے میں سوال داغا۔

ساگر کی نظریں شرمندگی سے نیچے جھک گئیں۔

اجر نے آگے جھک کر کرسی کی پشت پر ہاتھ رکھے۔

"ساگر... یہ وہ وقت ہے جب تم اپنی وردی کی عزت بچا سکتے ہو... یا ہمیشہ کے لیے ختم کر سکتے ہو۔"

ساگر کی آنکھوں میں نمی اترنے لگی۔ وہ ہونٹ بھینچ کر رہ گیا۔

اجر نے دھیرے سے کرسی کا کنارہ چھوڑا، آگے بڑھی، اور ایک زوردار تھپڑ ساگر کے منہ پر دے مارا۔

"بول!!! کیوں مارا اجمل پاشا کو؟"

ساگر کا سر جھٹکے سے دوسری طرف گیا، اور وہ سسک پڑا۔

"جموا۔۔۔ جموا نے میرے بچوں کی ویڈیو بھیجی تھی، میری بیوی کی ا۔ور کہا اگر میں نے زہر نہ دیا تو ان س۔سب کو میرے سامنے مار دے گا۔۔ میں کیا کرتا؟"

اجر کے ہاتھ فضا میں منجمد ہو گئے، ساگر گھٹنوں میں چہرہ چھپا کر رو پڑا۔

"میں کمزور تھا۔۔۔ بزدل تھا۔۔۔ ڈر گیا می م۔۔۔ بس ایک قطرہ ز۔زہر دیا تھا۔۔۔ بس ایک۔۔۔ میں نہیں چاہتا تھا وہ مرے۔۔۔ مجھے لگا صرف بیمار ہو گا۔۔۔ مجھے معاف کر دیں، م۔مجھے معاف کر دیں"

اجر نے اسے دونوں بازوؤں سے پکڑ کر جھنجھوڑا۔

"یہ وردی تم نے ڈر کے لیے نہیں پہنی تھی ساگر! تم قانون کے محافظ تھے یا کنگ کے گندے ہاتھوں کے مہرے؟"

وہ چیخی، اس کا گریبان مٹھی میں دبائے، سانس تیز، آنکھوں میں انگارے بھرے ہوئے جس سے اس وقت ہر کسی کو خوف آیا۔ ساگر پھوٹ پھوٹ کر روتا رہا۔

تبھی اچانک اجر نے اسے جھٹکے سے چھوڑا، خود ایک لمحے کے لیے پیچھے ہٹی۔ آنکھیں زور سے میچ لیں۔

ایک، دو، تین گہرے سانس لیے۔

"انسپکٹر خان، اسے حراست میں لے کر باقی سیل ٹیم کی فورنزک انویسٹیگیشن کروائیں۔ اور جموا کے بارے میں تمام معلومات چاہئیں مجھے اگلے دو گھنٹے میں۔"

پھر وہ آہستہ سے سیدھی کھڑی ہوئی۔ اس کا لہجہ اب سخت مگر کنٹرولڈ تھا۔

"یہ کمزوری نہیں، یہ جرم ہے۔ جو قانون کے سائے میں چھپ کر کیا گیا۔ اسے سزا ملے گی۔ اور جموا...؟ کنگ کو اسکی چیخیں سنائی جائیں گی، تب تک جب تک وہ خود اپنی موت مانگے۔"

ساگر کی طرف مڑے بغیر وہ غرا کر بولا۔

"ساگر... تم نے صرف پاشا کو نہیں مارا... تم نے خود کو دفنا دیا ہے۔ شیم اون یو"

وہ پلٹی، اور کمرے سے نکلتے نکلتے صرف ایک لمحہ رکی، دروازہ کھلا، اور بند ہو گیا۔

مگر اس دروازے کے بند ہوتے ہی جیسے ایک نئی جنگ کی شروعات ہو چکی تھی۔

..________________________..

پھر سے شروع ہوتی بارش اب رک چکی تھی، مگر اس کے نشان ہر چیز پر باقی تھے، زمین بھیگی تھی، فضاء میں نمی تھی، اور رملا کی آنکھوں میں وہ نمی جو دل کی زمین کو چیر کر باہر آتی ہے۔

باسل آفس میں بے چینی سے ٹہل رہا تھا، ایک ہاتھ میں کافی کا مگ اور دوسرے میں فون۔ وہ مسلسل سیکیورٹی ٹیم سے اپڈیٹس لے رہا تھا، مگر اس کی نظریں بار بار دروازے پر جاتیں، جیسے کسی طوفان کے آنے کی پیشگوئی ہو چکی ہو۔

تبھی دروازہ کھلا، رملا اندر آئی۔

بارش میں بھیگنے، نیند پوری نہ ہونے کے سبب، اور روح پر لگی چوٹوں نے اس کا معصوم سا چہرہ زرد کر رکھا تھا۔ آنکھیں سوجی ہوئی، ہونٹ کانپتے ہوئے،

اور ہاتھوں میں لرزش۔ وہ آہستہ سے دروازہ بند کر کے باسل کے سامنے جا رکی۔

"بیٹھو۔"

باسل نے کرسی کی طرف اشارہ کیا، مگر رملا نے بس نفی میں سر ہلایا، جیسے بیٹھنے سے پہلے وہ کچھ اندر سے توڑنا چاہتی ہو۔

"اب سب سچ بتاو، رملا۔ اب کوئی بات چھپانا مت۔"

باسل کی آواز میں سختی تھی، مگر لہجہ اس شفقت کا بھی حامل تھا جو ایک بڑا بھائی اپنی چھوٹی بہن سے روا رکھتا ہے۔

"بابا نے... مما کو اغوا کر لیا تھا..."

رملا نے بمشکل لب کھولے، اس کے الفاظ لرزتے گئے اور آنکھیں جھکتی گئیں۔

"کہا اگر میں نے ع۔۔ عمار کی لوکیشن نہیں دی... تو وہ مما کو مار دیں گے۔"

وہ سسک کر بھیگی آنکھوں سے باسل کو دیکھنے لگی۔

"اور تم نے لوکیشن دے دی؟"

باسل کا دل ڈوبا۔

"ہاں... لیکن عمار کو سیو کیا آپ کو اطلاع دے کر... اسی وقت۔ بابا نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ مما کو چھوڑ دیں گے..."

وہ رو پڑی، اس کے ہاتھ بے قابو ہو کر کپکپانے لگے۔

"باسل بھائی... وہ پاگل ہ۔ ہیں... وہ کہتے ہیں مجھے واپس ملائشیا جانا ہو گا... اور ع۔ عمار کو مار دیں گے۔۔۔ سب کو م۔ ار دیں گے۔ تایا جان وک۔۔ کی پوری فیملی کو۔ و۔۔ وہ کنگ کہتے ہیں خود ک۔۔ کو۔۔۔"

وہ اب بھی بچوں کی طرح کانپتی سسکتی سب بولتی گئی۔

"کیا؟"

باسل کے اندر جیسے کچھ ٹوٹا۔

"اور وہ کہہ رہے تھے... رمیز سے میری شادی کروائیں گے اور ک۔ کہتے ہیں کہ... کہ میں ہی عمار کے خاتمے کا سبب بنی ہوں۔"

اس نے دونوں ہاتھوں سے چہرہ چھپالیا۔

"میں مر جاؤں گی بھائی... میں مر جاؤں گی اگر عمار کو کچھ ہوا تو"

وہ اب کرسی پر گرنے جیسی تھی۔ باسل نے فورا آگے بڑھ کر اسے سہارا دیا۔

"تمہارے بابا کنگ ہیں؟"

وہ اسکو بازوؤں سے تھامے بے یقینی سے بولا۔

"ج۔۔جی۔۔ی۔۔یہاں تک دادی اور د۔۔دادا جان کو بھی انہوں نے
مارا۔۔وہ۔۔وہ اپنے برباد ب۔۔بچپن کا بدلا ہر اس فرد سے لیں گے
ج۔۔جو انکی تکلیف بنا تھا۔تایا جان سے۔۔۔ا۔۔انکے بچوں
سے۔۔ا۔اور آپکو پتا ہے ماہا تائی ج۔۔جان ا۔ایسی کیوں ہیں اپنے بچوں
اور ہسبنڈ کے ساتھ۔۔۔ک۔۔کیونکہ بابا کے پاس انکی کچھ تصویریں
ہ۔۔ہیں۔۔وہ ماہا تائی جان کو بلیک میل ک۔کرتے تھے کہ اپنے بچوں اور
ہسبنڈ سے دور رہیں۔۔انکوت۔۔تکلیف دیں۔۔۔اتنے ب۔۔برے ہیں
بابا۔۔۔ی۔۔یہ سب انہوں نے مجھے خود ب۔۔بتایا۔۔۔م۔۔مجھے
دھمکایا۔۔۔وہ پکچرز بنوائیں۔۔۔اپنی بیٹی کی۔اور مجھے مجبور ک۔۔کیا میں
آپکی مدد لوں۔۔م۔۔میں نے بارس کو مدد کے لیے پکارا ک۔۔کیونکہ مجھے
پتا تھا حرا اسے میرے پاس آنے نہیں دے گی اور وہ آ۔۔آپ سے یہ
ڈسکس کرے گا۔۔۔سب پلین تھا۔۔۔وہ مجھے ٹارچر کرتے
رہے۔۔مم۔۔ماچپ چاپ سالوں سے سب سہہ رہی تھیں۔۔اس بار

انہوں نے با۔ باکا ساتھ دینے سے انکار کر دیا تھا۔۔۔ اور دیکھیں۔۔۔ کیا ہو گیا۔۔۔ پلیز میری مما کو بچالیں۔۔۔"

اتنا دردناک باسل نے شاید ہی کسی کو روتے دیکھا، نہ ہی ایسا دنیا میں ہوتے سنا جو رملا جھیل چکی تھی۔

"میرا آدمی وہاں تمہاری مما تک پہنچ کر انکو سیو جگہ پہنچا دے گا۔ کالم ڈاون۔ تم نے یہ سب... اکیلے کیوں جھیلا رملا؟"

باسل کی آواز جیسے بھیگ گئی، آنکھوں میں اس بہن جیسی رملا کو تڑپتے دیکھ کر سرخائی گھلی۔

"م۔ میں جب آئی تو سوچا تھا آپکو سب بتا دوں پر انھیں د۔۔ دیکھنے کے بعد سب بھول گئی۔ مجھے ڈر تھا کہ اگر عمار کو پتا چلا... تو وہ مجھے چھوڑ دیں گے، م۔۔ مجھے ان سے پہلی نظر میں ہی پیار ہو گیا تھا۔۔ قسم سے اب تو معاملہ بہت آگے چلا گ۔۔ گیا۔۔۔ اب انکو یہ سب پتا چلا تو۔۔ وہ مجھے

ڈائورس دے دیں گے۔۔ان۔ نکو اپنی زندگی سے پہلے ہی کوئی لگاو نہیں۔۔میرا دھوکہ مزید انکے سینے میں ت۔۔تاریکی بھر دے گا۔۔۔پلیز کچھ ک۔۔کریں باسل بھائی۔۔۔م۔۔میرے پاس اللہ کے بعد آپکے سوا کوئی مددگار نہیں"

وہ اس قدر بے بس تھی کہ بس ہاتھ لگاو تو مسمسار ہو جائے، وہ روتے روتے اس کے سینے سے لگ گئی۔

"میں ہوں رملا۔ تم میرے لیے بلکل حرا سی ہو۔ میری ہر مدد اویلیبل ہے"

وہ اسے سنبھالنا چاہتا تھا۔

"وہ مجھے کبھی معاف نہیں کریں گے اور وہ ٹھیک کریں گے نہ معاف کرکے، میں قابل نہیں ہوں ان کے، میں نے ان کی جان خطرے میں ڈالی... میں نے جھوٹ بولا، سچ چھپایا، ان کے دشمن کو اپنے ہاتھوں سے اس کے قریب کر دیا۔"

وہ کسی طرح چین نہ پا رہی تھی۔

"بس... بس رملا۔"

باسل نے اس کے بال سہلائے، اسے کندھوں سے پکڑ کر سیدھا کیا۔

"تم نے غلطی کی، ہاں... بہت بڑی غلطی۔ لیکن تم نے اس کی جان بچانے کی کوشش بھی کی۔ تم نے خود کو آگ میں جھونکا... تم نے محبت کے لیے اپنا آپ ختم کر دیا۔"

وہ اسے اچھے پہلو بتائے حوصلہ دینے لگا۔

"پر پلیز باسل بھائی... ان۔ کوم۔ مت بتایئے۔"

اس نے آنکھیں بند کر کے التجا کی۔

"انہوں نے مجھے چھوڑ دیا میں بھی زندہ نہیں رہوں گی۔ میں پہلے ہی بہت کچھ کھو چکی ہوں... اب عمار کو نہیں کھونا چاہتی۔"

باسل اسے خاموشی سے دیکھتا رہا۔ اس کا دل بے رحم فیصلوں کا عادی تھا... مگر رملا کی حالت ایسی تھی جیسے وہ ایک نہیں، سو بار ٹوٹ چکی ہو۔

"ٹھیک ہے۔"

اس نے گہری سانس لے کر کہا۔

"فی الحال عمار کو کچھ نہیں پتا چلے گا۔ لیکن ایک وعدہ کرو رملا۔"

وہ فوری رونا روکے دم سادھ گئی۔

"کیا؟"

بیقراری سے آنکھیں رگڑتے منمنائی۔

"اب اگر تم نے مجھ سے کچھ چھپایا... تو میں خود جا کر عمار کو سب کچھ بتا دوں گا۔"

رملا نے سر جھکا کر اثبات میں ہلایا۔

"اب تم میری ذمہ داری ہو... اور تمہارے ساتھ عمار کی حفاظت بھی میرے ذمے ہے۔ میں تم دونوں کو اس جہنم سے نکالوں گا... چاہے مجھے کچھ بھی کرنا پڑے۔"

وہ اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

اور رملا؟ وہ جیسے اس ایک جملے پر سسکتی ہوئی ٹوٹ کر کرسی پر بیٹھ گئی... پہلی بار — کسی کے سامنے، مکمل طور پر بکھر کر رہ گئی۔

"تمہاری مما کو سیو کرتے ہیں پہلے۔۔ رہی بات عمار کی آج اسے جو بھی مارنے گیا ہے وہ خود جہنم واصل ہو گا۔ تمہارا عمار ہی اصل آتشم ہے۔ اور آتشم آگ ہے اسکی فکر مت کرو۔۔ تم اس سے اتنی اٹیچ ہو گئی چند دن میں۔ یہ میرے لیے دھچکا ہے"

باسل نے اپنے آدمی سے رابطہ کرتے ساتھ رملا کو دیکھتے کہا جو اب گہرے گہرے سانس لیتی عجیب تڑپی ہوئی حالت میں تھی۔

"م۔میرے لیے بھی دھچکا ہے باسل بھائی۔ مما کے منہ سے ایک بار نکاح کی کشش کا سنا تھا۔ عمار سے جڑنے کے بعد اس بات کو فیل کیا۔ و۔۔وہ تو مجھ سے پہلے ہی کتراتے ہیں۔ دور رہنا چاہتے ہیں۔ میرا انکی طرف بڑھا ہر قدم جھٹلاتے ہیں۔ یہ سب جان کر تو واقعی مجھ پر لعنت بھیج دیں گے۔ کہیں گ۔۔گے جیسا باپ ویسی کمینی بیٹی"

بمشکل آنسو تھمے تھے کہ وہ پھر سے سسک پڑی۔

"محبت کرلی لیکن تم عمار کو ابھی نہیں جانتی رملا۔ الٹا سیدھا مت سوچو۔ وہ محبت پیار سے کتراتا ہے کیونکہ کالج میں اسے ایک لڑکی نے دھوکہ دیا تھا۔ تبھی وہ ان معاملات سے اب تک نفرت کرتا ہے۔ اس لڑکی کو بہت چاہتا تھا لیکن وہ کمینی دو اور لڑکوں کے ساتھ مل کر اسے چیٹ کرتی رہی۔ اسی روز اس لڑکی سمیت جذبات پر بھی تھوک آیا تھا"

باسل نے کرسی سنبھالی جبکہ رملا کی آنکھوں میں پھر تیرگی اتری۔

"م۔۔میں نے بھی تو چیٹ کیا ہے۔نوعیت الگ ہے۔مجھ پر بھی تھوک دیں گے ک۔۔کیا باسل بھائی"

رملا کی آنکھوں میں آنسو تو تھے پر آواز بھی کانپ رہی تھی۔

"تم سے نکاح میں جڑا ہے۔۔شاید جیسا تم محسوس کر رہی ہو،وہ بھی کر رہا ہو"

باسل کی بات میں چھپی امید رملا کی سانسیں آسان کر گئی۔

"م۔۔مجھے کہا تھا انہوں نے میں اہم ہوں۔ورنہ وہ اتنے بااختیار ہو کر میری نکاح والی ضد کے آگے ہار نہ مانتے۔۔۔اسکا کیا مطلب ہوا باسل بھائی؟"

وہ تڑپ رہی تھی جیسے کچھ تو دل کی ڈھارس کو ملے،عمار کی طرف سے کوئی تو سکون اور تسلی ملے،باسل خفیف سا مسکرایا۔

"اسکا یہی مطلب ہے تم کچھ ہو اسکے لیے رملا"

باسل کی نرم ڈھارس پر رملا کی آنکھوں میں جیسے نمی سی اتری۔

"س۔۔سچ میں؟ کچھ بھی ہو جائے انکے لیے مجھے چھوڑنا آسان تو نہیں ہو گا۔۔ پلیز بس اتنی سی تسلی دے دیں و۔۔ورنہ کچھ ہو جائے گا قسم سے"

وہ پھر سے جیسے گہرے سانس بھرتی منت کر اٹھی جبکہ باسل کہیں دل سے مسرور تھا کہ عمار کو یونہی ٹوٹ کر چاہنے والی لڑکی ملے، یہی تو اسکا ہمیشہ ارمان رہا تھا۔

"میں اس سے تمہارے بارے میں بات کروں گا جا کر۔۔اس معاملے کو لے کر نہیں۔۔جنرل کہ وہ کیا محسوس کرتا ہے۔ پھر بتاوں گا۔"

وہ باسل بھائی کو سر ہلائے دیکھتی اپنے آنسو پونجھ گئی۔

"م۔میں آپکے احسان ک۔۔کیسے چکاوں گی بھائی۔ آپ اتنے اچھے ہیں کہ میں لفظوں میں بیان نہیں کر سکتی۔۔ تھینکیو سو مچ۔۔اگر میں یہاں نہ آتی تو شاید خ۔۔خود کے ساتھ کچھ کر دیتی"

وہ پھر سے ناک سے سانس کھینچے آنسو آنسو ہوتی بولی تو باسل نے اٹھ کر اسکی طرف آتے اسکے سر پر ہاتھ رکھا۔

"فارملیٹیز کی ضرورت نہیں رملا۔ تمہاری مما سیو ہیں۔ میرا آدمی پہنچ چکا ہے جس ہوٹل میں وہ بھاگ کر گئی تھیں۔ انھیں مناسب وقت تک میرے لوگ پروٹیکٹ کریں گے۔ اب جاو باقی میں دیکھتا ہوں۔ سٹریس نہیں لینا۔ میں تمہیں اور عمار کو الگ نہیں ہونے دوں گا۔ تم اگر اس کی زندگی سے نکل گئی تو پتا نہیں اسے تم جیسی محبت کرنے والی مخلص لڑکی دوبارہ ملے نہ ملے۔۔ جاو شاباش۔۔ اور نیند کی ٹیبلٹ لے کر کچھ دیر سو جانا"

رملا نے سرخ آنکھوں میں تشکر بھرے باسل کو دیکھا اور سر ہلایا۔

"و۔۔ وہ میں نے فون توڑ دیا تھا اپنا باسل بھائی۔۔ میرے پاس پیسے بھی نہیں ہیں"

وہ پھر سے نظریں جھکا کر روہانسی ہوئی۔

"اٹس اوکے۔ میں بارس کو کچھ کیش بھیج دوں گا۔ وہ تمہیں نیو فون دلا دے گا۔ ایکسٹرا کیش بھی دے دے گا تمہیں"

باسل کی مہربانی اور شفقت پر وہ مزید دکھی ہوئی۔

"آپ ک۔۔ کیا چیز ہیں بھائی یار"

وہ جیسے روتی مسکرائی، خود باسل اس بھائی یار پر ہنس دیا۔

"میں کوشش کرتا ہوں زندگی نے جتنا میرا برا کیا، اسے اپنے کسی اور پیارے کا نہ کرنے دوں۔ بس۔ اب جاو"

باسل نے مسکرا کر خفیف سا فلسفہ کہا تو آج وہ اس لاپرواہ سی رملا کو بھی سمجھ آ گیا۔

"آج سے آپ میرے پکے بھائی ہیں۔۔ پلیز عمار کو کچھ نہ ہو۔۔۔ ورنہ مجھے کچھ ہ۔۔ ہو جائے گا"

اس نے دروازے کی طرف جاتے جاتے اک آخری بار تاسف سے التجاء کی جبکہ اسے کیا پتا، اسکا عمار، باسل ماہیل کا جگر ہے۔

وہ چلی گئی تبھی اجر کی کال آئی جسے باسل نے فوراپک کیا۔

"اپنا ہی سٹاف ممبر ساگر، اسی نے زہر دیا اجمل پاشا کو۔ کہہ رہا ہے جمو انے اسکے بچوں اور بیوی کو یرغمال بنا رکھا تھا۔اب کیا کریں گے باسل۔۔ کیسے پہنچیں گے کنگ تک۔۔۔اف میرا تو سر پھٹ رہا ہے"

وہ اپنے آفس میں چکر کاٹتی تین کپ کوفی پی چکی تھی، لیکن غصہ اور شکست کی تکلیف کم ہونے پر نہ آ رہی تھی۔

باسل نے کال پر اسکی تھکی ہوئی، الجھی ہوئی اور زخمی سی آواز سنی تو پل بھر کو خاموش رہا۔

"کنگ تک پہنچنے کا راستہ کھل چکا ہے اجر"

باسل گہری سانس لے کر، آہستہ اور نرمی سے بولا

اجر پلٹ کر رکی، جیسے اس جملے میں کوئی راز چھپا ہو۔

"کیا مطلب؟"

اسکے لہجے میں سنجیدگی تھی۔

"میں جانتا ہوں کنگ کون ہے۔"

باسل کی آواز میں خفگی نہیں، اک عجیب ٹھہراؤ تھا، اجر کا دل جیسے ایک لمحے کو رُک گیا۔

"کیا...؟"

وہ بمشکل سانس لیتی بولی، دل کی دھڑکنیں ایک انجانی دہشت سے بڑھ چکی تھیں۔

باسل نے اب تھوڑا وقفہ لیا، جیسے وہ الفاظ چن رہا ہو۔

"تبریز سیال۔۔ تمہارا چچا۔ وہی ہے کنگ۔"

اجر کی آنکھیں ساکت رہ گئیں، ہاتھ میں پکڑا مگ فرش پر گرا اور زور دار آواز کے ساتھ ٹوٹ گیا۔

"نہیں۔۔۔ نہیں باسل۔۔ یہ ممکن نہیں۔۔"

وہ کانوں پر ہاتھ رکھے چیخی، جیسے یہ سچ نہ سن پانا ہی بچاؤ تھا۔

"یہی سچ ہے۔۔ سچ ثابت ہوا تبھی بات کی تم سے میرے سکون"

وہ اب بھی بے یقین تھی۔

"میں نے ہزار بار ان کی آنکھوں میں دیکھا ہے۔۔ اتنی بے رحمی نہیں ہو سکتی ان میں!"

باسل نے ٹھنڈی سانس بھری، جیسے اسے اندازہ تھا کہ اجر ٹوٹ جائے گی۔

"کاش یہ سب جھوٹ ہوتا، لیکن سچ یہی ہے۔ اور اب... ہمیں سچ کے ساتھ جینا ہے اجر۔"

اجر دیوار سے لگ کر بیٹھ گئی، اس کی سانسیں تیز ہو رہی تھیں، دل لرز رہا تھا۔

"تو پھر کیا کریں گے ہم؟"

اس کی آواز میں ایک بے بس سپاہی کی لرزش تھی، جو جانتی ہے جنگ ابھی باقی ہے۔

"اب ہم وہ کریں گے جو تبریز کبھی سوچ بھی نہیں سکتا... ہم اس کے اندر گھس کر اس کی سلطنت کو زمین بوس کریں گے۔"

باسل کی آواز میں اب آتش تھی۔

"تم بس سنبھل کر رہو ہم ہر قدم پر اب اس سے آگے ہوں گے۔" اجر نے آنکھیں بند کر لیں، چہرے سے بہتے آنسو صاف کیے اور آہستہ سے سر ہلایا۔

"ٹھیک ہے... میں تیار ہوں۔ یہ جنگ اب میری ہے باسل... میرے لہو کی جنگ۔"

وہ اک آخری جنگ کے لیے بلکل تیار ہو چکے تھے۔

..________________________..

چاندنی رات تھمی تو سحر بام فلک سے اتری، سحر سے جڑی صبح، ہوا میں ایک بے چینی سی تیر رہی تھی۔ فارم ہاؤس ہلکی سی روشنی میں ڈوبا ہوا تھا، صرف لان کی ایک لائٹ مدھم سی جل رہی تھی، سیاہ بادلوں کی وجہ سے صبح کے ساڑھے چھ بجنے کے باوجود سیاہی کا راج تھا۔

باسل کے لوگ عمار کو بیک آپ دینے کو فارم ہاؤس کے چاروں طرف پھیلے تھے۔

اندر عمار سیال ایک ہاتھ میں سگریٹ، دوسرے میں گن سنبھالے فارم ہاوس کے دروازے پر کھڑا تھا۔اس کی آنکھوں میں وہی پرانی وحشت جھلک رہی تھی، جو اسے آتشم بناتی تھی۔اچانک لان کے پچھلے گیٹ پر ہلکی سی کھڑ کھڑاہٹ ہوئی۔

"آ گئے جنکی موت لکھ دی گئی تھی۔"

عمار مسکرایا، سگریٹ زمین پر پھینک کر پاؤں سے مسل دیا۔

جموا، تبریز سیال کا خاص بندہ، اپنے اٹھارہ تربیت یافتہ مسلح آدمیوں کے ساتھ گھات میں آیا۔چپ چاپ فارم ہاؤس میں داخل ہوئے۔ہر کسی کے پاس سائلنسر گن تھی، مگر عمار کو کسی سائلنس کی ضرورت نہ تھی، اس نے باسل اور اپنے لوگوں کو سختی سے منع کیا تھا جب تک وہ پھنس نہ جائے، کوئی مدد کو نہ آئے کیونکہ وہ زخمی بازو کے باوجود بھی اکیلا کافی تھا۔

ابھی وہ لان کے بیچ میں پہنچے ہی تھے کہ فضا میں ایک تیز وِسل گونجی۔

"بہت دنوں سے سوچ رہا تھا کنگ کے کسی خاص آدمی کو جہنم کا راستہ دکھاؤں، آج تو خود چل کر آگیا ہے"

عمار کی گرجدار آواز ان سب کے اوسان خطا کر گئی۔

"مار دو اس آتشم کو!"

جمو اغصے سے چیخا۔

لیکن اگلے ہی پل فارم ہاؤس کی چھت، دیواروں اور لان کے پیچھے چھپی ہوئی خودکار مشین گنز نے آگ اُگلنا شروع کر دی۔

عمار نے اپنے انداز میں پہلے بائیں طرف کے دو بندے صرف دو گولیوں میں اڑا دیے، پھر ایک گولہ پھینک کر تین اور کو فضا میں اچھال دیا، جبکہ گن چلاتے چھ کو بھی ساتھ ساتھ ٹپکایا جو ہیوی مشینری گنز لے کر عمار کو مارنے آگے آئے تھے۔

"جموا۔۔۔تو نے اور کنگ نے شاید مجھے کم سمجھا، پر یاد رکھ، میں خود اپنے لیے خطرہ ہوں!"

جموا نے چیخ کر ایک گن عمار کی طرف پھینکی، پر عمار پہلے ہی قلابازی کھا کر کیاری کے پیچھے جا چکا تھا۔ فائر بیک سے جموا کے دو بندے زمیں بوس ہو چکے تھے۔

باہر ہلکی ہلکی بارش شروع ہو چکی تھی، عمار نے اکیلے ہی بمبار گن سے جموا کا ہر آدمی ڈھیر کر دیا کہ بیک آپ ٹیم منہ ہی دیکھتی رہی کہ ابھی وہ مدد کو پکارے گا۔

اب صرف جموا اور عمار بچے تھے۔ دونوں کی آنکھوں میں خون اترا ہوا، سانسیں تیز، لیکن ہاتھ پکے۔

"تو آہی گیا... عمار سیال... یا آتشم؟"

جموا نے غرا کر کہا۔

عمار نے آنکھوں میں آگ بھرتے ہوئے گن پھینکی اور شرٹ کی آستینیں چڑھائیں۔

"آتشم۔۔۔ وہ جو مر کے بھی زندہ ہے!"

دونوں گتھم گتھا ہو گئے۔ ایک زبردست مکّا، ایک زوردار لات، جموا کی ناک سے خون بہنے لگا۔ اس نے چاقو نکالنے کی کوشش کی، مگر عمار نے گھڑی کی طرح بازو مروڑ کر چاقو چھینا اور جموا کے کندھے میں گھسا دیا۔

"یہ اس کے لیے جس نے مجھے بچپن سے تنہا بنایا!"

پھر دوسرا وار...

"یہ اس کے لیے جس نے میرے بابا کو غدار بنایا!"

اور آخری وار... سینے میں کیا جس پر جموا کے منہ سے خون کا فوارا نکلا اور وہ دلخراش کوکا۔

"اور یہ میرے لیے۔۔۔ جس نے آتشم کو جنم دیا!"

جموا کی آنکھیں پھٹ گئیں، اور وہ زمین پر ڈھیر ہو گیا، اسے اچھوت کی طرح گیلی زمین پر دھکا دیتے عمار نے ہلکی سی سانس لی، خون سے تر بتر، شرٹ پھٹی ہوئی، بال ماتھے پر چپکے ہوئے۔

آسمان پر بجلی چمکی، بارش تیز ہو چکی تھی۔

"میں آگ ہوں۔۔۔ میں آتشم ہوں!!!"

عمار نے بانہیں کھول کر قہقہہ لگایا۔

بادلوں کی گرج جیسے اس کی للکار کو سلام کر رہی ہو، اور زمین پر ایک اور بد روح، ایک اور دشمن، فنا ہو چکا تھا اور اب کنگ اپاہج ہو چکا تھا، اسکے دونوں مضبوط بازو کٹ چکے تھے۔

..________________________..

کمرہ نیم تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا، وہ اس وقت اسلامہ آباد میں ہی کسی خفیہ جگہ چھپا تھا، سُرخ لائٹ کی ٹھنڈی روشنی میں ہر چیز خونی سی لگ رہی تھی۔ تبریز سیال سنگ مرمر کی میز کے سرے پر کھڑا، چھت کی جانب دیکھتے لب بھینچے ہوئے تھا۔

فون کی اسکرین پر جموا کی موت کی ویڈیو بار بار پلٹ کر چل رہی تھی۔

"میں آگ ہوں... میں آتشم ہوں!"

عمار کی قہقہہ لگاتی آواز آخری بار گونجی۔

تبریز کی گرفت فون پر مضبوط ہوتی گئی... یہاں تک کہ فون اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زور سے فرش پر جا گرا اور ٹوٹ گیا۔

"نہیں۔۔۔یہ۔۔۔یہ ممکن نہیں۔۔!!"

اس کی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں۔

"میرے جمواکو... میرے خاص آدمی کو... عمار نے مار دیا؟ یہ خبر اسے پہلے کیسے ملی؟۔۔۔کیسے؟"

اس کی سانسیں بگھڑ گئیں، ہونٹ کپکپائے، اور پھر وہ جیسے اپنے آپ سے بڑبڑایا۔

وہ آگے بڑھا، میز پر پڑے گلاس کو ایک ہی جھٹکے میں توڑ ڈالا، شیشہ اس کے ہاتھ میں چبھ گیا، خون بہنے لگا مگر وہ پرواکیے بغیر بس سانس اندر کھینچتا رہا۔

"رملا۔۔۔"

پھر اچانک اس کی نظریں ساکت ہو گئیں۔

"رررر ملاااااا!!!"

ایک سسکی نکلی، پھر چیخ میں بدلی۔

وہ پاگلوں کی طرح چیختا ہوا دیوار پر مکا مارتا پیچھے کو گرا، پھر جیسے اسے مکمل یقین ہو گیا ہو، اس کی بیٹی نے اسے دھوکہ دیا ہے۔

"تُو نے مجھے دھوکہ دیا۔۔۔ اپنے باپ کو۔۔۔ اپنے خونی باپ کو!!!"

وہ زمین پر مکے مارتا پاگلوں کی طرح ہانپ رہا تھا۔

پھر یکدم اٹھا، خونی ہاتھ سے اپنا سیاہ سیٹلائٹ فون اٹھایا، وہی فون جس سے وہ صرف "قاتل رابطے" کیا کرتا تھا۔

"عابی"

اس نے زہریلے لہجے میں اپنے ایک اور خاص آدمی کو کال کی۔

"روحا۔۔۔ کو دوبارہ دبوچ لو۔۔۔ اب رحم کا وقت نہیں رہا۔۔۔"

مگر دوسری طرف سے خبر کچھ اور تھی۔

"سر۔۔۔روحا۔۔۔بھاگ گئی۔۔۔ہمیں خبر ملی ہے کہ وہ کسی انجان لوکل رابطے کے ذریعے... شہر سے نکلی اور۔۔۔اور۔۔۔"

عابی کی گھبرائی آواز آئی۔

"اور کیا؟؟؟؟"

تبریز کی آواز میں سانپ بھی کانپ جائے۔

"اور وہ۔۔۔وہ باسل ماہیل کے آدمیوں تک پہنچادی گئی ہے۔۔۔سیف ہاؤس میں۔۔۔پاکستان میں نہیں۔۔۔یہیں ملائیشیا میں۔۔۔"

وہ پھر منمنایا۔

"ہم نے لوکیشن ٹریس کی۔۔۔رملا کی درخواست پر کسی نے یہاں مدد بھیجی تھی۔"

تبریز کے وجود میں ایک سرد لہر دوڑ گئی۔وہ لڑکھڑاتے قدموں سے اپنی کرسی پر گرا، دونوں ہاتھوں سے سر تھام لیا۔

"سب۔۔۔سب برباد ہو رہا ہے۔۔۔میرا ہر مہرہ۔۔۔ہر راز۔۔۔ہر سازش۔۔۔سب کچھ کھلتا جا رہا ہے۔۔۔"

اس کے چہرے سے دھوکے، شکست اور قہر کی ملی جلی شبیہ واضح ہو رہی تھی۔

ایک لمحے کو اس نے جیسے مکمل خاموشی میں اپنے آپ کو تولا۔

"عمار۔۔۔رملا۔۔۔باسل۔۔۔تم سب نے میرے ساتھ وہ کیا جو دشمن بھی نہ کرتے۔۔۔"

پھر گھٹی گھٹی آواز میں بڑبڑایا۔

"اب کچھ نہیں بچے گا۔۔۔ میں تم سب کو ختم کر دوں گا۔۔۔ اپنی آخری سانس تک!"

پھر ایک آخری سرگوشی نے اس سرخ روشنی کو بھی تاریکی سے ملا دیا۔

..______________________________..

فارم ہاوس میں اس وقت لگ بھگ آٹھ بج رہے تھے، فضا میں بارود کی خوشبو مدھم ہو چکی تھی۔ لان کی گھاس پر اب خون کے چھینٹے نہیں، بلکہ تازہ بارش کی نمی تھی۔

لاشیں ہٹادی گئیں اور خون دھل گیا۔

مگر جو اندرون میں جل رہا تھا، وہ ابھی باقی تھا۔

عمار فارم ہاوس کی ابتدائی سیڑھیوں پر بیٹھا، ہاتھ میں گن تھامے، نیچے جھکائے کندھوں کے ساتھ کچھ سوچ رہا تھا۔

باسل نے گیٹ پار کیا اور اس تک پہنچ کر رکا، عمار نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"سب صاف ہو گیا؟"

عمار کی آواز ہلکی تھی، مگر اس میں زہر کی ایک لہر تھی جو صرف حساس دل محسوس کر سکتے تھے۔

"ہاں۔ کوئی نشان باقی نہیں۔"

باسل قریب آکر سامنے سر پر آرکا۔ دونوں کے درمیان کچھ لمحے خاموشی میں ڈوب گئے۔

"کنگ کون ہے باسل؟"

پھر عمار نے اپنی گن سائیڈ پر رکھی، اور پرسکون لہجے میں بولا، باسل کا دل دھڑکا، مگر چہرہ سپاٹ رکھا۔

"تبریز سیال"

مختصر، صاف، درست۔ وہی جو کہنا تھا، وہ کہا۔

عمار نے لمحہ بھر کو اثبات میں سر ہلایا، جیسے کچھ سوچ رہا ہو۔

"تبریز۔۔۔ سیال۔۔ یعنی میرا۔۔۔ سُسر؟ میرا اچا؟"

اس کی آنکھوں میں خالی پن تھا، جیسے کوئی راکھ میں تپش تلاش رہا ہو۔

"ہاں۔ وہی ہے جو برسوں سے اپنے ہی خاندان کے خلاف زہر پالتا رہا۔"

عمار اٹھا، آہستہ آہستہ لان میں چہل قدمی کرنے لگا۔

"عجیب بات ہے باسل۔ اس دن جیم سے پہلے رملا کی کال اور پھر مجھ پر حملہ۔۔ رملا کی کل بھی موجودگی، فارم ہاؤس میں انکے حملے کی ٹائمنگ، تیرا مجھے الرٹ کرنا۔۔۔ سب بہت... مربوط تھے۔"

عمار کی مشکوک نظروں پر باسل نے نظریں چُرائیں۔

"سب اتفاق تھا۔"

عمار رک گیا۔ اس کی پشت باسل کی طرف تھی۔

"تجھے کب پتا چلا کہ کنگ تبریز ہے؟"

عمار آہستہ سے پلٹا، اور دائیں بھنویں اٹھا کر باسل سے استفسار کیا۔

"جب تجھے بتایا سوا دو بجے حملے کا"

باسل نے گھڑی دیکھی اور آواز کو لرزش سے ہر ممکنہ محفوظ رکھا۔

"اور۔۔۔ یہ اطلاع کس نے دی تجھے؟"

عمار کی آنکھوں میں خفیف سی آگ تھی۔

"ذرائع سے پتا چلا۔"

باسل نے جواب تیار رکھا تھا، عمار نے آہستہ سے قہقہہ لگایا۔

"کون سا ذریعہ باسل؟"

عمار یوں تھا جیسے سب کچھ جان گیا ہو، وہ باسل کی طرح معصوم نہیں تھا، نہ ایسا جسکی آنکھوں میں زیادہ دیر دھول جھونکی جاسکتی۔

"اندر کا آدمی۔"

باسل نے پھر نظر چرائی۔

"اندر کا آدمی۔۔۔یا اندر کی عورت؟"

عمار کی آواز بہت نرم تھی، مگر ہر لفظ، نشتر تھا۔

باسل چونکا، مگر چہرہ سخت رکھا۔

"کیا کہنا چاہتا ہے؟"

عمار اس کے قریب آکر جھکا، جیسے کوئی راز شیئر کر رہا ہو۔

"یہی کہ تو نے مجھے ابھی تک یہ نہیں بتایا۔۔۔ کہ رملا پہلے تبریز سے ملی۔۔۔اور پھر تجھ سے۔"

باسل کی آنکھوں میں ایک لمحے کو بے چینی آئی، مگر پھر ضبط کر گیا۔

"تجھے کیسے پتا؟"

باسل کی آنکھوں میں سرخی اتری تو عمار نے آزردہ قہقہہ لگایا۔

"کیونکہ جو آدمی دشمنوں سے لڑتے لڑتے جیتا ہو، وہ اپنوں کے جھوٹ بھی سونگھ لیتا ہے باسل۔"

عمار پیچھے ہٹا، گردن دائیں کو موڑ کر طنز سے مسکرایا۔

"تو نے سوچا کہ میں یہ برداشت نہیں کر پاؤں گا، کہ وہ میرے مجرم، اپنے باپ سے ملی ہوئی ہے۔ ہم تک رسائی اسکی چاہت نہیں۔ اسکے باپ کی کمانڈ تھی اسے؟ وہ صرف مجھے مارنا نہیں چاہتا تھا۔ بلکہ مجھے رملا کے تھرو ایموشنلی توڑنا بھی چاہ رہا تھا پر شکر ہے میری چھٹی حس نے مجھے بچایا۔ میں اسکی بیٹی کے ہتھے لگنے سے بچ گیا"

باسل نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے عمار کو دیکھا۔

"تو غلط سمجھ رہا ہے۔اس نے بھلے سب باپ کے کہنے پر کیا لیکن وہ مجبور تھی۔اور جب کل یہاں سے نکلی تو تیری محبت میں ڈوبی تیری بیوی تھی۔اس نے مجھے بتایا کہ تبریز نے تیری لوکیشن مانگی ہے۔وہ روحا آنی کو مار دیتا۔اس نے تجھے بچایا ہے عمار۔۔وہ پیار کرنے لگی ہے تجھ سے"

سب سچائی باسل نے اسکو کندھوں سے تھامے بتائی پر عمار اذیت سے مسکرایا۔

"بھاڑ میں گیا ایسا پیار۔"

عمار نے باسل کو خود سے پرے جھٹکا۔

"ایسا مت کر۔مر جائے گی وہ۔۔۔اپنی غلطی مان چکی ہے۔۔بہت چاہتی ہے۔تجھے اس جیسی لڑکی نہیں ملے گی جو اپنے باپ کے خلاف جا کر تجھے بچانے پر آمادہ ہو گئی"

باسل نے روکا پر وہ سب جھٹک گیا۔

"میں کل ہار گیا تھا جب وہ میرے قریب آئی۔ بہت برا سلوک کیا اسکے ساتھ کہ وہ میرے قریب کیوں آئی لیکن اسکے چپ چاپ چلے جانے کے بعد میں اسے یاد کرنے لگا۔ خود پر افسوس ہوا۔ خود سے نفرت ہوئی کہ میں کیسے اسے اتنی تکلیف دے گیا۔ یہ تک سوچ لیا کہ کل اسے منع کیا ہے فارم ہاوس آنے کو تو خود چھپ کر حویلی اس سے ملنے چلا جاوں گا۔ کل کی معافی مانگوں گا اور اسے کہوں گا وہ میری بیوی ہے مجھے وہ چاہیے۔۔ بھلے میں اسکے لیے ٹھیک نہیں پھر بھی جب وہ میرے پاس رہی اس ہر لمحے میں پہلی بار خوشی سے سانس لینے کے سکھ سے واقف ہوا اور دیکھ زندگی نے میرے ساتھ پھر ہاتھ کر دیا۔"

اس کی آواز ٹوٹ رہی تھی، جیسے اندر کی دھاڑیں اب الفاظ کے ذریعے نکل رہی تھیں۔

"لیکن جانتا ہے سب سے بڑی غلطی کیا ہے؟"

وہ یکایک رک کر پلٹا، اور باسل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا۔

"یہ سوچ لینا کہ میں اسے معاف کر دوں گا۔"

باسل کے لب بند رہے، کیونکہ وہ جانتا تھا... اب کچھ نہیں بچا تھا۔

"اب اگر وہ میرے سامنے آئی ناں باسل، تو یا وہ مر جائے گی۔۔۔ یا میں مر جاؤں گا۔۔۔ لیکن اس بار کوئی معافی نہیں ہو گی۔"

اس کی نگاہوں میں کچھ ایسا فیصلہ تھا، جو لفظوں سے کہیں زیادہ وزنی تھا۔

"ایسا مت کر خود کے ساتھ۔"

باسل نے اسکا ہاتھ تھامنا چاہا جسے وہ باسل کی پہنچ سے دور کر گیا۔

"میں آگ ہوں۔۔۔"

عمار نے دھیرے سے اپنی مٹھی بند کی۔

"اور اب میں ہر اس شخص کو جلا دوں گا، جس نے مجھے اس راکھ میں بدلنے کی کوشش کی۔"

اور وہ پلٹا، قدم دھیرے دھیرے فارم ہاؤس کے دروازے کی سمت لے گیا...

وہ پیچھے کچھ نہیں چھوڑ کر گیا تھا، نہ رملا کو، نہ محبت کو، نہ معافی کو۔ صرف ایک عمار، جو اب آتشم بن چکا تھا، اور آتشم، انسانوں سے یکسر الگ مخلوق تھا۔

بارس نے رملا کو فون لا کر میڈ کے ہاتھ بھیج دیا تھا اور خود وہ واپس سونے چلا گیا تھا، رملا نے اپنی سیم ان کر لی تھی۔

باسل نے فوری رملا کو ایک طویل سا میسج بھیجا، وہ حویلی پہنچ گئی تھی، ابھی اپنے کمرے میں ہی تھی جب باسل کا میسج پڑھ کر اسکا پورا وجود پھر شل ہوا۔

"باسل بھائی"

وہ کچھ لمحے تک دیکھتی رہی... پھر ہچکیوں کو دباتی باسل کی میسج کے بعد فوری آتی کال ریسیو کی۔

"آپ نے... و۔وعدہ کیا تھا باسل بھائی۔"

اسکی آواز بھیگی ہوئی، شکوہ لیے تھی۔

"پتا ہے رملا... میں وعدہ نہیں توڑنا چاہتا تھا۔"

باسل کی آواز میں تھکن، ملال اور بے بسی سب شامل تھا۔

"پھر ک۔کیوں بتایا؟"

وہ بیڈ پر سہارے سے بیٹھتی سسکی۔

"کیونکہ وہ پہلے ہی شک میں تھا، وہ مجھ سے سوال پر سوال کیے جا رہا تھا، تمہارا ذکر آنے سے پہلے ہی وہ سب کچھ جوڑ چکا تھا۔ ہو سکتا یہ اچھا ہوا ہو، شاید تمہیں ایک موقع مل جائے"

باسل کا اب کی بار امید دلانا کارآمد نہ تھا، خاموشی چھا گئی... صرف رملا کی دھیمی سسکیاں سنائی دیں۔

"وہ ن۔ نفرت کرنے لگے ہیں مجھ سے؟"

اسکی آواز پھر سے ٹوٹی۔

"نہیں لیکن وہ نہ کرے اسی لیے تمہیں آنا ہو گا۔"

باسل کی آواز میں اب التجا تھی۔

"ابھی؟"

وہ چونکی۔

"ہاں، فوراً۔ فارم ہاؤس پہ ہیں ہم، شاید وہ آخری بار تمہیں سن لے، شاید سب ختم ہونے سے پہلے کچھ بچا لیا جا سکے۔"

وہ پر امید تھا، یہ سب یوں بکھرنے نہیں دے سکتا تھا۔

"اگر انہوں نے م۔جھے دھتکار دیا؟"

رملا نے لب کاٹے، اور آہستہ سے سرگوشی کی۔

"تم اسے یقین دلاو ہر چیز کا۔شاید وہ نہ دھتکار پائے تمہیں۔ک۔۔کیونکہ ایفیکٹ وہ بھی ہوا پڑا ہے تم سے۔"

باسل نے گہری سانس لیتے اعتراف کیا تو وہ سانس روک گئی۔۔

"رملا کچھ بولو بچے۔"

وہ اسکی چپ پر پریشان ہوا۔

"مم۔میں آرہی ہوں۔"

چند لمحوں کی خاموشی کے بعد رملا نے ڈوبتا دل مضبوطی سے تھامے فیصلہ کرتے اپنے آنسو رگڑ دیے۔

..________________________..

صبح کی ہلکی سنہری بادلوں والی دھوپ آسمان کو دھیرے دھیرے جگارہی تھی۔ حرا ماہیل پیلس سے نکلی، نیلے ٹریک سوٹ میں ملبوس، بالوں کو کیپ میں قید کیے، چہرے پر تازگی لیے، سیال حویلی کے اندرونی راستے پر پہنچی، بادل ابھی بھی آسمان پر تھے۔ کسی بھی وقت پھر بارش ہو سکتی تھی۔

ماہا آنی سامنے نہیں تھیں تو وہ سیدھی بارس کے کمرے کی طرف گھسی، دروازہ بغیر ناک کیے کھولا اور کمرے میں داخل ہوئی۔

بارس، سفید شرٹ پہنے، چادر میں لپٹا، نرگسی سی نیند میں سو رہا تھا۔ بال بکھرے، سانسیں گہری، چہرے پر وہی شوخی جو جاگنے کے بعد ہی اجلی دکھتی تھی۔

"بارس! اُٹھو... اٹھ جاو۔۔۔ بس بہت ہوا اب۔ واک پر چلو میرے اور بابا کے ساتھ"

وہ اسکے بستر کے کنارے آ بیٹھی، اور ہاتھ تھپتھپایا۔

بارس نے کروٹ بدلی، آنکھ کھولی اور پھر موند لی۔

"مجھے نہیں جانا کہیں۔۔۔ میں مریض ہوں۔۔۔ مجھے دوا کی، نیند کی، پیار کی۔۔۔ تمہاری ضرورت ہے"

وہ آنکھ کھولے بغیر مسکرا دیا۔

"واہ۔۔۔ مریض ایسے ہوتے ہیں نیند بھی پوری، بہانے بھی تیار؟ اٹھو بارس۔۔۔ ورنہ میں خود کپڑے لا کے دوں گی اور خود نہلا بھی دوں گی!"

اس نے جھک کر دھمکی نما شوخی سے کہا۔

بارس نے آدھی آنکھ کھول کر دیکھا تو جھینپ گئی، فوری احساس ہوا ایسی بے باکی مضر ہے۔

"اوہ۔۔۔ کاش واقعی ایسا ہو۔۔۔ پھر تو روز بیمار رہنے کا دل کرے!"

وہ پٹڑی سے اترے اسے خود پر جھکانے لگا جب وہ گھوری۔

"بارس!"

اس نے بارس کے سینے پر چپت ماری، اور وارڈروب کی طرف بڑھی شوز، ٹریک سوٹ، ٹی شرٹ سب نکال کر بیڈ پر پھینک دیے۔

"اب اگر دو منٹ میں شاور نہیں لیا ناں۔۔۔ تو میں تمہارے کمرے میں طوفان لے آوں گی، بابا کو مشکل سے روکا ہے کہ ہمیں ساتھ لے کر جائیں، وہ تو تیار ہو کے ایکسر سائز کر رہے ہیں باہر۔۔۔"

وہ اسکی چادر کھینچنے لگی جو بارس اسے کھینچنے نہ دیتا زور سے مٹھی میں بھینچ گیا۔

"ارے ارے!۔ میں نہا رہا ہوں۔۔ زخم پر پلاسٹک تو چڑھانے دو۔ کوور کر کے نہاوں گا"

اس نے ہار مانتے، مسکرا کر چادر پرے جھٹکی اور واشروم کی طرف بڑھ گیا، حرا نے فکر و پیار سے اسے جاتے دیکھا پھر وہ اسکے نہا کر نکلنے کا ویٹ

کرنے لگی، دس منٹ ہی گزرے تھے کہ وہ واش روم کا دروازہ کھولے بڑبڑایا۔

"حرا۔۔۔ٹاول!"

اندر سے بارس کی آواز ابھری تو وہ چہرے پر اترے گلال سنبھالتی ہینگ ٹاول نکال کر اسکی طرف بڑھی۔

"یہ لو!"

اس نے دروازے کی درز سے تولیہ اندر بڑھایا ہی تھا کہ اچانک بارس نے اسکا ہاتھ تھاما...

"بارس کیا کر رہے ہو۔۔۔بے شرم"

وہ گھبرا کر بولی، لیکن تب تک بارس نے نرمی سے اسے اندر کھینچ لیا۔

واشروم کی بھاپ سے بھرا ماحول، نیچے فرش پر پڑی پانی کی بوندیں، اور سامنے کھڑا وہ جو آل ریڈی شوخ مسکراہٹ لیے باتھ روب میں ملبوس کھڑا تھا، حرا نے شکر کا سانس لیا کہ وہ ننگا نہیں ہے، بچاری کا رکا سانس بحال ہوا۔

"اب چونکہ تم نے کہا تھا کہ خود نہلا بھی دوں گی۔۔۔تو میں نے تمہیں موقع دیا ہے۔"

وہ فلرٹی موڈ میں چہکا۔

"بارس۔۔۔"

وہ جھجکی، مگر اسکی گرفت سے نکلنے کی کوشش بے کار گئی۔

"جب تم مجھے تکلیف میں دیکھ کر روتی ہو ناں حرا۔۔۔تو میرا دل چاہتا ہے۔۔۔بس تمہیں کبھی وہ تکلیف نہ دوں۔۔۔اب چاہے پیار سے ہی کیوں نہ روکنا پڑے۔۔۔تو بھی"

وہ اس کے کان کے قریب جھک کر بولا۔

حرا کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا، سانسیں بے ترتیب۔

"یہ۔۔۔یہ صبح واک کے لیے تھی نہ کہ۔۔۔"

وہ اسکی قربت اور یوں بھیگے بھیگے خلیے سے خوفزدہ ہوئی۔

"دل دھڑکانے کے لیے تھی۔۔۔اور دل ابھی دھڑک رہا ہے!"

بارس نے ایک لمحے کو اسکی گال ٹھنڈے لبوں سے چومی، اور پھر آہستہ سے خود الگ ہو گیا۔

"اب جاؤ۔۔۔لیکن ہر بار تمہیں اندر کھینچنے پر میں انسانی روپ میں نہیں ملوں گا تو۔۔۔"

وہ شوخی سے بولا تو حرا نے شرم سے اسکے ہونٹوں پر ہتھیلی رکھی اور باہر بھاگ گئی۔

وہ کمرے میں آیا، ریڈی ہوا اور حرا تھوڑا سا اسکے روم کا دروازہ کھولے سارا وقت وہیں کھڑی رہی کیونکہ اسے بارس سے خوف آرہا تھا، وہ حرا کے ڈر پر ریڈی ہونے تک ہنستا رہا۔

دونوں پورچ میں ایک ساتھ نکلے، بارس کے گیلے بالوں میں ہاتھ چلاتی حرا، اور خود پر فخر کرتا بارس۔

سامنے، لان میں، ماہیل انجم ٹریکنگ سوٹ پہنے، اسٹریچنگ کرتے ہوئے مڑے۔

"بس تم دونوں کی کمی تھی۔۔۔"

وہ اپنے جاگنگ گینگ کو دیکھتے مسکرائے کیونکہ رحمان صاحب بھی جوائنگ دینے پہنچ چکے تھے۔

"ہم حاضر ہیں۔۔ آج بارس صاحب بھی نہائے دھوئے، تیار ہیں۔۔۔"

حرا نے مسکراتے ہوئے اطمینان سے کہا۔

"صبح بخیر، انکل اینڈ بابا۔۔۔ آپ کے حکم پر جان بھی حاضر ہے۔۔۔ بس واک سے بچالیں۔۔۔"

ماہیل انجم نے مسکرا کر بارس کو دیکھا جو ہاتھ جوڑ کر منت سماجت پر اتر آیا۔ ماہیل، حرا اور رحمان صاحب نے ایک ساتھ قہقہہ لگایا۔

"جان تو نہیں۔۔۔ پر تین کلو میٹر کی واک ضرور ہو گی میرے بچے"

اس بار رحمان سیال بچارے کا دم نکالتے ہنسے۔

اور یوں، تینوں ایک ساتھ... آگے بڑھنے لگے۔

ایک نرمی، ایک زندگی، اور چار دل۔۔۔ جو کسی نہ کسی موڑ پر ایک دوسرے سے جڑ چکے تھے جبکہ پارک تک انکو سیکورٹی دی جا رہی تھی، باسل کے لوگ

ہمہ وقت سبکی چھپ کر نگرانی کر رہے تھے کیونکہ کنگ کے پکڑے جانے تک وہ کسی کی جان پر رسک نہیں لے سکتا تھا۔

جبکہ دوسری طرف اورحان اور مصطفی سو رہے تھے پر میرال اٹھ چکی تھی، وہ باہر جانے کا سوچ رہی تھی تو تازہ دم ہونے گئی۔ پورا کمرا ہلکی نیلی روشنی سے دمک رہا تھا۔ کھڑکی کے پردے آدھے ہٹے ہوئے تھے اور باہر سے ہلکی ٹھنڈی ہوا اندر آ رہی تھی جبکہ مصطفی اور اورحان کی نیند کو وہ ہوا بلکل متاثر نہیں کر رہی تھی۔

واش روم کی روشنی روشن تھی، آئینے کے سامنے سنک پر جھکی میرال دانت برش کر رہی تھی۔ ہلکی سی مسکراہٹ لبوں پر تھی، جیسے کسی پیاری سوچ میں کھوئی ہوئی ہو شاید اورحان کی۔

یا پھر رات کی بے اختیار محبت کے بارے دل گدگدا رہا تھا، وہ ساری رات اورحان کے پاس بیٹھی رہی اور اب وہ کافی بہتر تھا۔۔

وہ ٹوتھ برش دائیں ہاتھ میں تھامے، بائیں ہاتھ سے بیسن پر جھکی تھی کہ اچانک... ایک ہلکی سی چکراتی آہٹ ہوئی جیسے روشنی دھندلا گئی ہو، جیسے زمین تھوڑی ڈول گئی ہو۔

"آہہہہ"

وہ ایک دم کراہی۔

برش ہاتھ سے چھوٹا، سنک پر جا گرا، اور اس نے بے اختیار دونوں ہاتھ سنک کے کنارے پر رکھ لیے۔

اس کے چہرے کا رنگ زرد ہو چکا تھا، آنکھیں لمحہ بھر کو بند ہوئیں، سانس بے ترتیب ہوئی۔

"یہ کیاہ۔۔ ہو رہا ہے مجھے"

وہ خود سے کراہتے بڑبڑائی، جیسے خود کو سنبھالنے کی کوشش کر رہی ہو۔ مگر چکر شدید ہونے لگا۔

اس نے ایک ہاتھ سے دیوار تھامی، دوسرا پیٹ پر گیا، جیسے اچانک کچھ غیر معمولی سا محسوس ہوا ہو۔ ٹانگوں میں کپکپاہٹ سی آئی، قدم پیچھے ہٹے، اور وہ لڑکھڑائی۔ مگر اگلے لمحے اس نے بمشکل بیسن کو تھام کر خود کو گرنے سے بچایا۔

"اورحان۔۔۔"

اسکے لبوں پر اورحان کا نام آیا، پسینے کی ہلکی نمی اسکے ماتھے پر اُبھر چکی تھی۔ وہ کچھ لمحے وہیں بیسن سے لگی، گہری سانسیں لیتی، آنکھیں بند کیے کھڑی رہی۔ پھر آہستہ سے آنکھیں کھولیں۔

آئینے میں جھانکا... اور اپنے آپ سے نظریں ملائیں پھر نا جانے کیا ہوا کہ اسکے چہرے کے رنگ بدلے۔۔

ایک دھیمی سی مسکراہٹ... آنکھوں میں کچھ نمی، کچھ حیرت۔

"کہیں۔۔۔۔؟"

وہ دھیرے سے اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر کھڑی رہی، جیسے اس نرم سی امید کی ہلکی سی چاپ سننے کی کوشش کر رہی ہو جو شاید اسکے اندر آچکی تھی، کچھ لمحوں بعد میرال واش روم سے نکلی تو اس کے چہرے پر تھکن اور ہلکا سا خوف براجمان تھا، ہاتھ اب بھی ہلکے ہلکے کانپ رہے تھے، دل کی دھڑکن جیسے تیز ہو گئی ہو۔ دروازہ بند کر کے وہ آہستہ سے چلتی، کاوچ کے کنارے آ بیٹھی۔

بالوں سے پانی کے قطرے اب بھی کندھوں پر ٹپک رہے تھے، پر وہ بے خبر سی بس سوئے ہوئے اورحان اور مصطفی کو دیکھ رہی تھی۔

"کیا واقعی م۔میں؟"

اس نے آہستہ سے سر جھکایا، دونوں ہاتھوں کی انگلیاں مٹھی میں جکڑ لیں۔

دل میں ایک گہری لرزش تھی۔ کبھی آنکھیں پر جوش سی ہو جاتیں، کبھی نمی بھر آتی۔ وہ زرا جھکی، دونوں ہاتھ پیٹ پر رکھے... جیسے کسی انجان احساس کو تھامنے کی کوشش کر رہی ہو۔

"نہیں۔۔۔شاید کوئی وہم ہو۔"

خود سے بات کرتی، سر نفی میں ہلایا۔

"پھر وہ چکر، وہ گھبراہٹ۔۔۔ یہ سب یونہی تو نہیں تھا

میرال۔۔۔ڈ۔۔ڈراموں میں تو گڈ نیوز سے پہلے ایسا ہوتا ہے۔"اس کی اپنی آواز، بچگانہ خیال اب کانوں میں گونج رہے تھے۔

تبھی اس نے کشن اٹھائے اس میں منہ چھپا کر ایک لمبی سانس لی۔ آنکھیں بند کیں، اور دل کو تھامنے لگی۔

"ابھی کچھ نہیں کہنا۔۔۔اور حان کو بھی نہیں۔۔۔جب تک یقین نہ ہو جائے۔۔۔"

کمرے میں ہلکی سی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ صرف دل کی دھڑکنوں کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

وہ ایک خاموش راز کے ساتھ، خود میں سمٹ گئی تھی۔ ایک ایسا راز، جو شاید آنے والے ہر لمحے کو بدلنے والا تھا۔

..______________________________________..

وہ نو بجے تک فارم ہاؤس کی دہلیز پر پہنچی تو آنکھوں میں نمی، ہونٹوں پہ دعا، اور دل میں صرف ایک نام تھا، عمار سیال جس کے سامنے وہ اپنی صفائی دینے آچکی تھی، باسل کی گاڑی پورچ میں رکی، باسل نے لان سے قدم پورچ کی طرف بڑھائے اور خاموشی سے کار کا دروازہ کھولا، وہ سوگوار سی باہر نکلی، دوبارہ سے ہلکی ہلکی دھوپ نکل آئی تھی لیکن دھوپ میں بھی نمی تھی۔

"آج لگ رہا ہے یہاں سے میری لاش ہی اٹھے گی"

وہ کرب سے مسکراتی باسل کو دیکھتے بولی جو ان کے بیچ پھنسا ہوا پہلے ہی شدید ذہنی دباو کا شکار تھا۔

"فضول باتیں مت کرو۔وہ بھی جذباتی ہے اور تم بھی۔میں صرف تم دو کے دل و دماغ کا ٹھنڈا ہونا ہی مانگ سکتا ہوں کیونکہ مجھے تم دونوں سے خوف آرہا ہے"

وہ پریشان کے ساتھ شدید تپا ہوا بھی تھا،رملا نے فوری چہرہ جھکا کر گہرا سانس لیا۔

"ہمم۔آپ پریشان نہ ہوں پلیز"

رملا نے جھکے سر سمیت ہی منت کی۔

"نہیں ہو رہا۔آجاو اندر"

باسل نے زرا چہرہ ٹھیک اور لہجہ درست کیا جس پر وہ عجیب سی گھٹن کے سبب گہرے سانس لیتی باسل کے ہمراہ فارم ہاوس کی طرف بڑھی۔

وہ لوگ اندر داخل ہوئے، مگر رملا کی آنکھیں صرف اس راہداری میں کسی ایک کمرے کو تلاش کر رہی تھیں، جہاں اس کا سب کچھ قید تھا۔

"وہ اندر ہے... مگر خود کو بند کر لیا ہے۔"

باسل نے آہستہ سے رملا کو بتایا جسکی سانس یہ سنے کچھ درجے مزید بھاری ہو گئی۔

"میری بات سنو۔ جم کے باہر جو عمار پر حملہ ہوا اسکی لوکیشن بھی تم نے دی تھی تبریز کو؟"

اس سے پہلے وہ ہمت کرتی اپنے جامد قدموں کو قوت دیتے قدم اٹھاتی، باسل نے اسکی بازو پکڑ کر روکا تو رملا کے چہرے کا رنگ سفید پڑا۔

"قسم سے میں نے نہیں دی تھی۔ بابا مجھ پر پریشر ڈالتے رہے لیکن میں نے نہیں دی۔ کیا انکو یہ لگ رہا ہے وہ حملہ ان پر میری مخبری سے ہوا؟"

رملا کی آنکھیں سرخ ہو کر بھیگیں تو باسل نے اسے خاموش ہونے کا کہا، ایک تو یہ لڑکی اگلے کو کچھ بولنے ہی نہ دیتی تھی۔

" صرف اپنا شک دور کیا ہے رملا۔ خدا کے لیے اسکے سامنے اگر تم روئی تو وہ اور چڑے گا۔ اسکی غلط فہمی دور کر دینا یہ والی"

باسل کے سر تھام لینے پر رملا نے اپنا دم سادھ کر سارے بے قابو انسو پیے اور آنکھیں بھی رگڑ دیں۔

" اب جاو شاباش۔ میں باہر ہی ہوں"

رملا کی آنکھوں میں اُمڈتے آنسووں کو دیکھتے باسل نے لہجہ مزید نرم کیا جس پر وہ خود پلٹا جبکہ رملا خاموشی سے سر ہلاتی کمرے کے دروازے تک گئی، ہاتھ دروازے پر رکھا۔

"عمار۔۔۔عمار پلیز۔۔۔مجھے سن لیں۔میں آپ سے کچھ کہنا چاہتی ہوں۔۔۔"

وہ بہت خود کو سنبھالے ہوئے تھی پھر بھی ہچکیوں میں لپٹی آواز ہی اسکے حلق سے نکلی۔

اندر مکمل سکوت تھا، اسکے کمرے کا دروازہ جام تھا، جیسے عمار نہ صرف کمرے کو بلکہ دل کو بھی بند کر چکا ہو، کیونکہ وہ چینج کرے نکلا تھا اور اسکی آواز سننے کے باوجود کوئی توجہ نہ دیتے ڈریسنگ میز کے سامنے ویسٹ اور پینٹ میں ملبوس کھڑا اپنی بازو کے زخم پر دوبارہ بینڈ تج کر رہا تھا۔

"م۔۔میں جانتی ہوں، آپ مجھ سے نفرت کرنے لگے ہیں، آپکو لگا میں نے دھوکا دیا۔۔۔آپکے دشمن کی بیٹی ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ میں آپکی ب۔۔۔بھی دشمن ہوں۔میں نے جم کی لوکیشن نہیں دی۔ی۔۔۔یہاں کی دی وہ بھی پہلے باسل بھائی کو کہا آپکو یہاں سے سیو جگہ

پ۔ پہنچائیں۔۔ آ۔۔ آپکی تکلیف پر کل جو میں ت۔۔ تڑپ رہی تھی، وہ م۔۔ میرا سب سے بڑا سچ تھا۔۔ م۔ میں بابا ک۔۔ کی بیٹی نہیں ہوں۔۔ آپکی بیوی ہوں"

رملا کی ہتھیلیاں دروازے کی سطح سے چپکی ہوئی تھیں، تھک ہار کر اپنی صفائی دیتے اس نے پیشانی بھی دروازے سے ٹیک دی تھی، جیسے وہ صرف لفظ نہیں، خود کو بھی اس در پر رکھ رہی ہو، عمار نے اب بھی جبڑے کس کر توجہ اپنے زخم پر ہی دی، پٹی باندھے وہ کبرڈ کی طرف گیا اور اپنے لیے بلیک کلر شرٹ نکال کر پہننے لگا۔

"آپ معاف مت کرنا م۔۔ مجھے۔۔۔ پر سن تو لیں۔۔۔ ورنہ میں مر جاؤں گی عمار۔۔۔"

وہ شرٹ پہنے بٹنز بند کرتا دروازے کی طرف دیکھنے لگا، اسکی جبر سے مٹھیاں تن گئیں، آنکھیں بند ہوئیں جیسے بہت کچھ برداشت کیا گیا ہو، مگر سانسیں

دھونکنی کی طرح تیز ہونے لگیں یہ سوچ کر کہ وہ اسکی زندگی میں بہر حال موجود رہنے والی ہے۔

"آپکو لگا میں آپکو اپنے بابا کے آگے بیچنے آئی تھی، آپکو توڑنے آئی تھی۔ پر آپ نہیں جانتے عمار، میں تو خود بکھری ہوئی لڑکی تھی جو آپکو جوڑنے کے خواب سجانے لگی ہے"

رملا اب دروازے سے سر ٹکائے سسک رہی تھی، وہ اسے سننا ہی نہیں چاہتا تھا۔

"اب اگر آپ مجھے ن۔ نہیں سنیں گے۔۔۔ تو شاید میں خود کو ختم کر لوں، بس یہی آخری طریقہ ہے اپنی ب۔۔۔ بے گناہی ثابت کرنے کا"

وہ دروازے کو بے بس کیفیت میں بجانے لگی کہ شاید وہ رملا پر رحم کھالے۔

کچھ لمحے گزرے جب دروازے کا لاک کھلا، وہ گھبرا کر آنسو دونوں ہاتھوں سے گالوں پر سے رگڑے سہم کر دروازے سے پیچھے ہٹی۔

عمار سامنے آیا، آنکھیں سرخ، چہرہ سنجیدہ، اور چپ، جیسے وہ صرف رملا کو سننے کو آیا ہو، فیصلہ پہلے ہی کر چکا ہو۔

رملا نے جیسے ہی اسے باہر آتے دیکھا، سب ضبط ٹوٹ گیا، وہ ایک پل کو بھی کچھ نہ سوچ سکی... بس لپک کر اس کے سینے سے لپٹ گئی

شاید عمار کو امید نہیں تھی کہ اتنا سب کرنے کے بعد اس میں اتنی ہمت ہو گئی، اسکے ہاتھ ہر گز رملا کو تھامنے کے موڈ میں نہیں تھے۔

"دور ہٹو مجھ سے"

وہ بولا نہیں چلایا تھا۔

"م۔۔ میں جھوٹی نہیں ہوں عمار، میں نے سب سچ کہا ہے۔۔۔ خدا کے ل۔۔۔ لیے ایسے بات مت کریں مجھ سے۔ سچ ک۔ کہہ رہی ہوں دل بند ہو جائے گا میرا"

عمار کی بانہیں پہلے پتھر کی طرح سخت رہیں، لیکن رملا کی سسکیوں کی شدت نے ایک لمحے کو اس کی سانسیں بھی روک لیں۔ مگر وہ کچھ نہ بولا، نہ اسے خود سے الگ کیا، نہ گلے لگایا... بس کھڑا رہا جیسے اس میں کوئی جذبہ، کوئی رحم یا کوئی مہربانی نہ بچی ہو، وہ باسل ماہیل نہیں تھا جو بڑے بڑے گناہ بخش دیتا، یہ عمار سیال تھا، اسے معاف کرنے کی عادت نہیں تھی۔

"مجھے سزا دیں، ٹھکرا دیں، پر کم از کم میری بات سن۔۔ سن لیں عمار"

اس کی انگلیاں عمار کی شرٹ کو مٹھیوں میں جکڑے ہوئیں تھیں اور وہ اسکے سینے لگی اسے بلکل سکون یا آرام دینے کا موجب نہ تھی۔۔

"سننے ہی آیا ہوں۔۔ بول۔"

رملا کی آنکھوں میں ایک شعلہ چمکا، ایک آخری امید کی لو، جو اب بھی بجھی نہیں تھی۔

عمار نے آہستہ سے اسے خود سے الگ کیا، اس کی آنکھوں میں جھانک کر بولا۔

"تو سنیں"

اس نے گہرے سانس لے کر عمار کو دیکھا۔

"جب بابا نے یہ سارا پلین بنایا۔ تب میں مما کی خاطر ساتھ تھی انکے۔ کیونکہ بابا تو برے ہیں، میں مما کو بھی ک۔۔ کھونا نہیں چاہتی تھی۔ لیکن آپکو دیکھتے ہی میں باغی ہو گئی۔۔ بابا کی مجبور جاسوس نہیں رہی۔۔ آپ کو دیکھتے ہی آپکی ہو گئی۔۔۔۔ م۔۔ میں آپکو تکلیف نہیں پ۔۔ پہنچا سکی عمار۔۔ نہ کبھی پہنچاؤں گی۔۔ م۔۔ مجھے پتا ہے میں نے آپکو دھوکہ دیا۔ لیکن یہ جو چند دن میں آپکے آس پاس سر پر سوار رہی، وہ میرے ا۔ اپنے لیے تھا۔ پیار ہو گ۔۔ گیا مجھے آپ سے۔۔۔ اور میں آ۔۔ آپکو مزید دھوکہ نہیں دے سکی"

رملا کی سسکتی آواز سب کہنے کے بعد خاموش ہو چکی تھی۔ عمار اسے بس غصے سے دیکھتا رہا، جیسے آنکھوں میں بھڑکتا طوفان کچھ کہنا چاہتا ہو، لیکن ہونٹ اب بھی قفل تھے اس سے پہلے وہ پھر سے اسکے سینے لگتی اور کچھ کہتی، عمار نے اسے دور کر دیا۔۔

"بس !اب اور نہیں۔۔۔جو کہنا تھا کہہ چکی ہے تو"

اس شخص کے چہرے پر سختی تھی، آواز حقارت بھری اور لہجہ قطعیت سے اٹا ہوا۔ رملا کا دل جیسے سانس لینا بھول گیا۔ اس نے عمار کی طرف قدم بڑھایا۔

"عمار۔۔۔"

وہ اسکا ہاتھ روتے ہوئے تھامنا چاہتی تھی۔

"نہیں رملا، چھونا مت مجھے"

وہ حلق کے بل دھاڑا۔

"بس کر۔۔۔ یہ سب ڈرامے میرے ساتھ مت کر۔ مجھے تجھ پہ یقین نہیں رہا۔ تیری آنکھوں میں بھی وہی دھوکا دکھائی دے رہا ہے جو تیرے باپ کی رگوں میں دوڑ رہا ہے۔۔ میرے قریب اسی لیے آئی تو تاکہ مجھے اندر سے توڑ سکے۔۔ وہ تیرا باپ جانتا ہے آتشم کو کئی سال قید رکھنے کے باوجود بھی مار نہیں سکا۔۔ جانتا ہے مجھے ہرا نہیں سکتا۔ اس نے سوچا عمار کے دل پر وار کرتا ہوں۔۔۔ تیرے تھرو"

اس نے اسے بازو سے تھام کر خود سے جھٹک دیا۔

"ن۔۔ نہیں۔ میں آپکے قریب ہم دونوں کے لیے آئی ع۔۔ عمار۔۔ میرا وہ کس کرنا کسی مشن کا حصہ نہیں تھا۔ وہ صرف ہمارا پرسنل مومنٹ تھا۔ ایون ہم جب جب ساتھ رہے۔ ہم نے جو بھی باتیں کیں۔ سب ہمارا پرسنل تھا۔ ایسے الزامات نہیں لگائیں کے میں اپنی نظروں میں گر جاوں"

وہ اسکی ایسی بیگانگی اور گریز سہنے کی عادی تھی پر آج شدت اسے دکھ دے رہی تھی۔

"تو اپنی نظروں میں اب بھی سرخرو ہے رملا؟ اور کتنا گرنا ہے؟"

وہ اسکا منہ جبڑے سے دبوچے اسکی سرخ بھیگی آنکھوں میں دیکھ کر چلایا۔

"ہرٹ کر رہے ہیں آپ م۔۔مجھے عمار"

وہ اسکی گرفت پر کراہی، آنکھوں میں مزید آنسو اترے تو عمار نے ہاتھ فوری ہٹایا۔

"جا یہاں سے۔۔۔ورنہ شاید کچھ ایسا کر بیٹھوں جو تجھے بھی مار دے اور مجھے بھی۔"

وہ اسکی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتا تھا، رملا نے اپنے دونوں گال رگڑ دیے۔

"آپ ر۔۔رہنے دیں۔۔میں خود مر جاتی ہوں"

وہ اسکی بات پر اسے دیکھنے لگا۔

"کیا بکواس کی تونے؟ مزاق ہے مرنا؟"

رملا اسکے دھاڑنے پر تڑپ گئی، ایک لمحہ وہ بے یقینی سے عمار کو دیکھتی رہی، پھر وہ تیزی سے پلٹی، کمرے سے کچن کی طرف دوڑی، وہاں سے ڈراز گنگالے اور وہیں رکھی ایک تیز چمکتی چھری اٹھائی اور واپس باہر آئے پیچھے ہی چلے آتے عمار کو دیکھتے اپنی نبض پر رکھ دی۔

عمار کی جان جیسے یہ منظر دیکھ کر آنکھوں میں اتر آئی۔

"آپ میرا یقین کریں یا نہ کریں، م۔۔میں سچ کہہ رہی تھی عمار سیال۔ آپکو میرے دھوکے پر موت جیسا محسوس ہو رہا ہے ناں تو سمجھیں مجھ سمیت میرا سچ بھی مر گیا۔"

عمار کی آنکھیں پھیل گئیں، وہ تڑپ کر اس کی طرف لپکا۔

"پاگل ہوگئی ہے تو؟ نیچے رکھ۔۔ ادھر دے مجھے۔۔۔"

وہ کسی طرح اسکے ہاتھ سے وہ چھری لینا چاہتا تھا۔

"نہیں۔۔۔"

اس کی آنکھوں میں ہولناک سکون تھا۔

"اگر آپ بھی م۔۔ مجھ پر یقین نہیں کر رہے، جب میں سب داو پر لگا آئی آپکے لیے۔۔۔ تو اس ز۔۔ زندگی کا مطلب ہی کیا ہے م۔ میرے لیے؟۔۔"

وہ روتی ہوئی حق بات ہی تو کر رہی تھی۔

"رملا۔۔۔ خبر دار۔۔۔ اگر دوبارہ ایسی بات بھی کی تو نے... خدا کی قسم کھا کے کہتا ہوں۔۔۔ میں تیرے بعد زندہ نہیں رہوں گا۔۔۔ چھوڑ اسے رملا"

عمار نے اسے بازوؤں سے تھام کر جھنجھوڑا، وہ یکدم روتے روتے چپ ہو گئی، اس کے ہاتھ سے چھری چھوٹ کر فرش پر گری، اور وہ بے اختیار عمار سے لپٹا دی گئی۔

"بس ایک بار... ب۔۔بس ایک بار مان لیں۔۔۔میں آپکی
ہوں۔۔۔ص۔۔صرف آپکی"

عمار کی بانہوں نے بے اختیار اسے تھام لیا، مگر اس کے لب اب بھی خاموش تھے۔وہ گلے لگا کر بھی اپنے فیصلے سے ہٹا نہیں تھا... بس اتنا کیا کہ

اسے مرنے سے روک لیا تھا، جینے کا وعدہ پھر بھی نہیں دیا۔

کمرے کے باہر کچھ دیر تک خاموشی کا راج رہا۔

رملا عمار سے لپٹی، سسکتی رہی... جیسے کسی کٹے ہوئے پر کو اپنے پرانے آسمان کی طلب ہو۔

عمار کا دل چاہا کہ وہ سب کچھ بھول جائے، اسے تھامے رکھے، اپنا درد، اپنی ٹوٹ پھوٹ اس کی اکھڑتی سانسوں کی حدت میں دفن کر دے...

لیکن نہیں۔ وہ خود کو کھینچ کر پیچھے ہٹا۔

رملا چونک کر اسے دیکھنے لگی، جیسے اس کی روح جسم سے کھینچ لی گئی ہو۔

"عمار؟"

وہ اسکے سسک اٹھنے پر کچھ نہیں بولا۔ بس اس کے ہاتھوں کو آہستہ سے خود سے الگ کیا، جیسے کوئی زخمی پرندہ خود پنجرے سے نکل رہا ہو۔

"آپ نے مجھے مرنے سے روکا۔۔۔ لیکن جینے کے لیے ساتھ نہیں دیں گے؟"

رملا کی آواز میں وہی سوال تھا جو آنکھیں بھیگ کر کر رہی تھیں۔

عمار نے ایک نظر اس کی طرف دیکھا۔

نگاہوں میں سناٹا، چہرے پر پتھر، اور آواز... کھو سی گئی تھی۔

"رملا، تو میرے ساتھ نہیں چل سکتی اب"

وہ حتمی فیصلہ کر رہا تھا۔

"عمار۔۔۔ مت ک۔۔ کریں۔۔۔۔ میں مر جاؤں گی۔۔۔"

وہ اسکی شرٹ سینے سے مٹھیوں میں لیے منت کرتی گڑ گڑائی۔

"اگر تو مر گئی، میں بھی مر جاؤں گا۔۔ پر تیرے ساتھ نہیں رہوں گا۔۔۔ چلی جا۔ کچھ نہیں تھا ہمارے بیچ اور جو تھا وہ ختم ہو گیا۔ ہمیشہ کے لیے۔ مجھے ویسے بھی اس راستے پر کبھی نہیں چلنا۔ اس نکاح سے آزادی۔۔۔"

اس سے پہلے وہ کچھ ایسا ویسا منہ سے نکالتا، رملا نے اپنا کپکپاتا ہاتھ اسکے ہونٹوں پر جما دیا۔

"ن۔۔ نہیں۔ مجھے آزادی نہیں چاہیے۔ آپکو م۔ میرے ساتھ نہیں رہنا۔ مت رہیں۔ مجھے معاف نہیں کرنا تو وہ بھی مت کریں۔۔ میرے ساتھ بھلے اک قدم نہ چلیں پر مجھے اپنے نکاح میں رہنے دیں۔۔ میں ہاتھ جوڑتی ہوں۔۔۔ م۔۔ مجھے کچھ نہیں چاہیے۔ میں چلی جاوں گی خدا کی قسم اپنی شکل بھی نہیں دیکھاوں گی۔۔۔ ل۔۔ لیکن مجھے ڈائورس دینے کا سوچیے گا بھی مت۔۔ اگر ایسا کیا تو پہلے آپکو ماروں گی پھر خود کو۔۔۔ ک۔۔ کچھ نہیں چاہیے مجھے آپ سے سنا آپ نے؟"

وہ اپنے ہر حق کو چھوڑ کر بس اسکا نام مانگ رہی تھی، آخری سانس تک عمار سیال کا نام، وہ شخص کتنی دیر بنا سانس بھرے اور آنکھیں چھپکائے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ جملے جو رملا نے کہے، وہ آخری دھاڑ جو اس نے عمار کے سامنے ماری،

وہ فقط لفظ نہیں تھے، وہ ننگی تلواریں تھیں،

جو عمار کے اندر چھپی ہر دیوار کو کاٹ گئیں۔

وہ اسے گھورتا رہا... بنا پلکیں جھپکائے... جیسے پوری رملا کو اپنی آنکھوں میں بند کر لینا چاہتا ہو...

مگر پھر وہ اچانک پلٹا۔

"ٹھیک ہے...جی لے میری بے رخی کے ساتھ، جی میرے نام کے ساتھ جیسے تو چاہتی ہے مگر میرے دل کے بغیر رملا تبریز، کیونکہ وہ تیرے پاس کبھی نہیں آئے گا..."

عمار کے یہ الفاظ، آخری وار جیسے رملا کے سینے میں دھنس گئے۔

"ا۔اس لیے کہ میں نے آپ سے محبت کر لی کسی بے دھیان لمحے میں۔خود سے مجھے یوں بے دردی سے چھیننے کا حق نہیں ہے آپکو عمار۔"

وہ پیچھے ہٹی، اس کے قدم ڈگمگائے۔

"تجھے بھی میرے دل سے کھیلنے کا کوئی حق نہیں تھا رملا"

اس بار اس شخص کے دل پر خراشیں آئیں جو لہجے تک اتریں۔

"عمار... آ۔۔ آپکو منانے کے لیے م۔۔مجھے مرنا پڑے گا کیا؟ بتائیں۔۔م۔۔میں مر جاوں گی۔۔اس اذیت سے موت بہتر ہے۔م۔مجھے خود سے دور مت پھینکیں۔اگر آپکو میری پرواہ نہیں تو میری تکلیف پر کیوں تڑپ رہے ہیں؟"

وہ فاصلہ بنا گئی، یہ جانتے ہوئے کہ کم از کم وہ تو فاصلہ نہیں سمیٹنے والا۔

"تجھے کیا لگتا ہے کنگ تبریز ہے۔۔یہ جاننے کے بعد میں ہوش میں رہ سکتا ہوں؟ اوپر سے تو بھی ملی تھی اس سے۔۔اسکو جاننے کے بعد اب تڑپوں بھی نہ؟ بابا کتنا پیار کرتے ہیں چاچو سے، جب اس کنجر کی سچائی پتا چلے گی تو انکی حالت جو ہو گی اسے تڑپنا کہیں گے۔دیکھ رملا مجھ سے پیار کا ناٹک بند کر اور جا یہاں سے۔کچھ نہیں رہا ہمارے بیچ سمجھ گئی۔۔اک نام کا رشتہ جسے تو

دو دن سینے سے لگا کر خود ہی اکتا کر پھینک دے گی۔ لیکن اب میں مزید خود کو تیرے ہاتھ نہیں دینے والا کہ تو میرے ساتھ جیسا چاہے سلوک کرے۔۔۔"

عمار نے اسکی دونوں بازو جکڑے صاف صاف بیچ کا سب کچھ ختم کر دیا جبکہ رملا کو لگا اسکی آنکھیں دھندلا رہی ہیں، اسکا دل مانو پھٹ سا رہا تھا کہ یہ عمار اسکی تکلیف کیوں نہیں سمجھ رہا۔

"اندھے ہیں آپ عمار سیال۔م۔۔میری تکلیف نظر نہیں آ رہی۔۔لعنت بھیجنے سے پہلے اتنا تو سوچ لیں نکاح میں ہوں آپکے۔ک۔۔کس قدر بے رحم دل ہے آپکا۔پ۔۔پگھلتا ہی نہیں"

وہ آنکھوں میں لہو لیے چینخی، اسکے چہرے کی رگیں پھٹنے کو آ گئیں۔

"رملا میرا دماغ خراب مت کر۔اس باسل کو منع بھی کیا تھا کہ اب تیری شکل نہیں دیکھنی۔کمینہ کہیں کا۔۔۔نکل یہاں سے رملا۔میرے ہاتھوں کچھ

انتہائی ہو جائے گا اب سنا تو نے۔۔۔ باسل۔۔ کہاں دفع ہوا ہے۔۔ لے کر جا اس ٹارچر کو"

وہ اسکی بازو پکڑے باقاعدہ گھر سے نکال رہا تھا اور یہ وہ نہیں سہہ سکی۔

"ا۔۔ اللہ پوچھے آپکو۔۔ عمار"

اس نے عمار کی دھکیلنے پر بس سسک کر اتنا ہی کہا... پھر وہ لڑکھڑا کر فرش پر گرنے لگی مگر زمین تک پہنچنے سے پہلے ہی، وہ عمار کی بازوؤں میں سمیٹ لی گئی

عمار کی بازو اس کی کمر کے گرد جکڑ گئیں، اور رملا اس کی سینے پر نڈھال، نیم بے ہوش ہو چکی تھی۔

"رملا۔۔۔؟"

عمار نے جیسے ہی اسے بے ہوش ہوتے تھاما، اس کے قدموں تلے زمین کانپی، دل حلق میں آیا، آنکھوں میں وحشت اتر آئی، وہی وحشت جو وہ رملا پر اتار رہا تھا۔

"رملا! رملا! آنکھیں کھول۔۔ سن رہی ہے مجھے؟"

مگر اس کے وجود میں صرف خاموشی تھی،

آنکھیں بند، سانس مدھم، جیسے صدیوں کا تھکن زدہ وجود اسکے سینے پر ڈھے گیا ہو

عمار نے بغیر باسل کو آواز دیے، بغیر کوئی مدد مانگے،

اسے اپنی بانہوں میں اٹھایا، جیسے وہ کوئی ٹوٹتی، بکھرتی کلی ہو جسے وقت سے پہلے مرنے نہ دیا جاسکے۔

"خدا غ۔غارت کرے مجھے"

وہ خود پر ڈھارا۔

"میری جان کی دشمن۔۔ کیا ہو گیا تجھے"

اس کے بازوؤں میں رملا کا بے سدھ وجود تھا، پر دل کی دھڑکنیں اس کے کانوں میں چیخ چیخ کر بول رہی تھیں۔

"تُو ایسے مجھے کمزور نہیں کر سکتی۔ چیٹر۔۔۔ رملا"

اس نے دروازہ پاؤں سے کھولا، اور لمبے قدموں سے کمرے میں داخل ہوا۔ بیڈ کے کنارے پر آکر، بہت نرمی سے اسے بیڈ پر لٹایا، تکیے پر ہاتھ رکھے اسکے ماتھے پر جھکا...

"رملا... مت کر یہ سب..."

گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھتے ہی اس نے سائیڈ ٹیبل سے پانی کی بوتل اٹھائی، کشادہ زخمی ہتھیلی میں پانی انڈیلا، اور رملا کے دونوں گالوں پر نرمی سے پھیرنے لگا۔

"آنکھیں کھول۔۔ایسے مت کر میرے ساتھ رملا"

وہ یوں تھا جیسے اسکی بھی سانس رملا کی طرح مدھم ہو گئی ہو، وہ ہلی بھی نہی تھی، نہ کھل کر سانس لے رہی تھی، وہ اٹھ کر اسکے پاس بیٹھا اور اسکی ہتھیلی پکڑ کر مسلی، ساتھ ساتھ سرخ آنکھوں سے وہ اسکے چہرے اور آنکھوں کو بھی دیکھ رہا تھا۔

"رملا۔۔۔کیوں ستا رہی ہے۔پہلی کوئی کسر چھوڑی تھی۔مت پریشان کر مجھے"

جیسے ہی عمار کے انگلیوں کا لمس اس کے چہرے پر بکھرا، رملا کی پلکیں لرزیں، ہلکی جنبش کے بعد، وہ آہستگی سے آنکھیں کھولتی گئی پر وہ یوں گہرے سانس لیتی اسے دیکھ رہی تھی جیسے اسکی جان نکل رہی ہو۔

"ع۔۔۔مار؟م۔مجھے دھکا دیا آپ نے"

اس کی کانپتی سانسوں میں، وہ نام سسکی بن کر نکلا اور وہ شکائیت عمار کو کاٹ کھا گئی۔

"نہیں۔خود کو دھکیل رہا تھا تم سے دور۔"

وہ اسکے جواب پر اسی طرح گہرے سانس لیتی اٹھ بیٹھی، دونوں کے چہروں میں بہت کم فاصلہ رہ گیا تھا۔

"تو کے بجائے تم۔۔مطلب غیر بھی کر دیا مجھے؟"

وہ آنکھوں میں تکلیف بھر لائی، اس نے اپنا وہی عمار کی ہتھیلیوں میں حدت پاتا ہاتھ عمار کے چہرے سے لگایا۔

"میرا لہجہ ہی نہیں۔ میں پورا خراب ہوں۔ سر سے پیر تک۔ اور خرابوں کے ساتھ دل یا جان جوڑ کر ضائع نہیں کرتے رملا"

وہ اسکا ہاتھ ہٹا کر اٹھ جانا چاہتا تھا پر وہ سسک کر اسکے پیروں میں زنجیر ڈال گئی، جانا تو دور وہ ہل بھی نہ سکا۔

"اب تو کر دیے جان اور دل ضائع۔۔م۔۔مجھے دھکا دیں لیں ایک اور لیکن کیا ایسے دھکا دے کر مجھے اپنی زندگی، سوچوں اور دل سے بھی نکال دے۔ دیں گے عمار۔۔۔مجھے جتنے دھکے دینے ہیں دے لیں۔۔ لیکن اس دل سے مت نکالیں جس کے ا۔۔ ابھی میں صرف دروازے تک پہنچی تھی۔م۔۔مجھے جانا ہے اس دل میں۔۔ دروازے سے مت ج۔ جھٹکیں۔۔۔م۔میں جھوٹ نہیں بول رہی۔میں آپکو کبھی کسی قسم کی تکلیف نہیں دوں گی آئی

پرامس۔۔۔مجھے مت الگ کریں۔۔پاس رکھ کر جتنی چاہے سزائیں دے لیں۔۔مجھے خود سے دور نہیں کریں۔۔۔م۔۔میں خود کو مار دوں گی،اور یہ میرے بس میں نہیں۔۔۔ک۔۔کچھ بھی تو ن۔۔نہیں میرے پاس۔۔۔"

عمار کے سینے میں کچھ پگھلنے لگا تھا،رملا کی سسکیوں میں لپٹے لفظ اس کے دل کی دیواروں پر گونج بن کر دستک دے رہے تھے۔اس لڑکی کا جیسے گلا رندھ گیا،عمار کی نگاہیں رملا کی آنکھوں سے جیسے سوال کرنے لگیں کہ آخر وہ اسے توڑ کر بھی کیوں پیاری ہے اب تک۔

"اتنی محبت کرتی ہو مجھ سے؟"

وہ اتنا آہستہ بولا جیسے اپنی ہی آواز سے خائف ہو۔

رملا نے شدت سے سر ہلایا،جیسے اگر ہاں نہ کہے تو سانس ٹوٹ جائے گی۔

"پھر کیوں؟ کیوں مجھے اس جگہ لا کھڑا کیا جہاں میرے پاس تمہیں خود سے دور کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہا؟ کیوں میری ذات کو اپنے معاملے میں ظالم بنا کر رکھ دیا"

وہ اب بھی زخمی سا تھا، پر لہجہ کچھ ہار سا گیا تھا۔

"میں نے جان بوجھ کر کچھ نہیں کیا۔ میں نے خود کی پرواہ نہیں کی، صرف مما اور آپکی کی۔ مجھے بابا مار بھی دیں تو فرق نہیں پڑے گا۔ قسم ہے مجھے اس نکاح کی میں جھوٹی نہیں، آپ میرے سب کچھ بن گئے ہیں۔ آپکے بغیر مجھے کچھ نظر نہیں آتا، سچ میں کچھ بھی نہیں"

وہ اب بھی اس کے اتنے ہی قریب تھی، ہاتھوں سے اسکا بازو
تھامے، آنکھوں سے بے بسی ٹپک رہی تھی، عمار نے کچھ دیر سانس بھرتے ہوئے، نگاہیں چرا کر رخ موڑا، جیسے فیصلہ کرنا مشکل ہو رہا ہو۔

"مجھ سے منہ مت موڑیں"

وہ روہانسی ہوتی اسکا چہرہ خود کے قریب اور سامنے کر گئی۔

"سانس بھی نہ لوں اب کیا؟"

وہ بدلحاضی سے غرایا تو وہ یکدم اسکے اونچا بولنے پر سہم سی گئی۔

"لیں۔۔پ۔۔پر مجھے دیکھ کر"

وہ اس شخص کے ضبط، اسکی برداشت اور لحاظ سب سے یوں کیسے بیک وقت کھیل رہی تھی۔

عمار نے آہستہ سے رملا کی کلائی تھامی، اور اسے خود سے قریب کیا۔ اس بار اس کے ہاتھوں میں سختی نہیں تھی، ایک تھکا ہارا سا نرم لمس تھا۔

"کیا گارنٹی ہے کہ تم مجھے دوبارہ دھوکہ نہیں دو گی؟"

عمار کی آنکھوں میں جیسے کچھ جل رہا تھا۔

"میری طرف غور سے دیکھیں، میں آپکو محبت دینے کے سوا کسی اور چیز کو دینے کے قابل دیکھائی دے رہی ہوں؟"

وہ اس محبت نامی رٹ سے تھک اور پک چکا تھا۔

"بکواس مت کرو رملا۔ نہیں چاہیے مجھے تمہاری محبت۔ جو پوچھا ہے وہ بتاو"

وہ سخت غصے سے اسے دیکھنے لگا۔

"پہلے تو کر کے پوچھیں"

رملا نے پھر سے آنکھیں سرخ کر لیں۔

"میرا میٹر مت گماو رملا۔ تمیز سے پیش آتا اس نہیں تمہیں؟"

وہ الٹا بگھڑا یہ کس قسم کی لڑکی ہے۔

"مجھے خراب عمار سے کوئی مسئلہ نہیں، پھر وہ لہجے سے ہو یا سر سے پیر تک"

رملا نے سر جھکاتے بنا جھجھکتے اعتراف کیا تو کتنی دیر وہ شخص اس چھٹانک بھر کی ضدی لڑکی کو دیکھنے لگا، ضدی تو چھوٹا لفظ تھا۔

"اگر دوبارہ تو نے مجھے دھوکہ دیا تو میں ڈائورس دے دوں گا تجھے۔ پھر میری طرف سے مر یا جی مجھے گھنٹہ فرق نہیں پڑے گا۔ نا صرف اپنی زندگی سے نکالوں گا بلکہ کہیں بھی میری شکل، آواز کچھ بھی نہیں پائے گی"

یہ کوئی دھمکی نہیں تھی، یہ اسکی بے بسی کا اعتراف تھا۔

"ابھی میرے جینے مرنے سے فرق پڑ رہا ہے آپکو؟"

اس نے دونوں ملائم ہاتھ عمار کے چہرے کے دائیں بائیں جوڑتے اسکی ناراض آنکھوں میں اپنی آنکھیں ڈالے پوچھا۔

"فرق نہ پڑ رہا ہوتا تو تیری بکواس سن رہا ہوتا یہاں بیٹھ کر؟"

وہ اتنے پیار پر بھی کاٹ کھانے دوڑا پر وہ بھیگی آنکھوں سے مسکرا دی۔

"بس یہی کافی ہے۔ میں دھوکہ نہیں دوں گی آپکو۔ ایون اپنی زندگی کی کوئی بات نہیں چھپاؤں گی۔ مجھے آخری موقع دینے کے لیے تھینکیو عمار۔"

رملا کی آنکھوں میں اب بھی آنسو اٹکے تھے۔

"اب جا یہاں سے۔ جب تک میں نہ کہوں۔۔ اور میرا دماغ لائن پر نہ آئے۔ یہاں مت آنا۔"

وہ اسکے ہاتھ پکڑ کر جھٹکے اٹھ کھڑا ہوا تو رملا بھی پیر نیچے اتارتی اٹھی مگر سر میں محسوس ہوتی ٹیس پر اس سے پہلے پھر لڑکھڑاتی، عمار نے اسے کسی ربڑ کی گڑیا کی طرح ڈھیر ہونے سے بچاتے اپنے سینے سے لگایا، وہ سر اٹھائے اس روٹھے مگر فکر میں جان ہارتے عمار کو دیکھنے لگی۔

"بیٹھ جا۔۔"

عمار نے اسے سہارہ دے کر واپس بٹھایا تو وہ شاکی نظروں سے بیٹھتی، پھر سے پاس آکر بیٹھتے عمار کو دیکھنے لگی۔

"ناشتہ نہیں کیا تو نے؟"

عمار نے ہاتھ بڑھا کر اسکی گردن اور ماتھے کی حرارت محسوس کی جو عام سے قدرے زیادہ تھی۔

"ڈنر بھی نہیں کیا۔ صرف روئی ہوں۔ ویکنس تو ہونی ہی تھی"

وہ اس بار نادیدہ آنسو پونجھتے بولی۔

" تبھی کہا جاتا ہے، چیونٹی کو ہاتھی سے پنگے نہیں لینے چاہیں۔"

وہ بھی جیسے کھاٹ کھانے کو دوڑا۔

"یہی چیونٹی اگر ہاتھی کی ناک میں گھس جائے تو ہاتھی تڑپنے لگتا ہے۔ زرا محتاط رہیں"

رملا بھی کسی سے کم تھوڑا تھی، بڑھ چڑھ کر عمار کے سامنے بولنا تو اسکی من پسند ہابی بن چکی تھی۔

"کچھ لاتا ہوں کھانے کے لیے"

وہ اسے پکڑ کر تکیوں سے لگائے نروٹھے سے موڈ میں اٹھا تو رملا نے فوراً اسکا بڑا اور مضبوط ہاتھ، اپنے دونوں نازک ہاتھوں سے تھام لیا۔

"اپنا ہاتھ دے دیں کھانے کو"

وہ بھیگی آنکھوں میں شرارت بھر لائی، اتنی تکلیف سے گزرنے کے باوجود وہ شرارت کرنے کی ہمت کر رہی تھی تو یہ عمار کے لیے حیرت انگیز تھا۔

"انسان بن۔ آدم خور نہیں۔ چپ کر کے بیٹھی رہ"

وہ اسے جھڑکتا دروازے کی طرف بڑھا تو رملا وہیں بیٹھے بیٹھے تکیے پر ڈھیری ہو گئی، آنکھیں اس قدر درد میں تھیں کہ اس نے لیٹتے ہی موندلیں وہیں عمار باہر نکلا تو اسی لمحے باسل بھی دونوں کی خیریت پوچھنے گھر میں گھسا، عمار اسے دیکھے کچن میں جاتے جاتے رکا۔

"سب ٹھیک ہے ؟"

باسل نے زرا ہچکچاتے پوچھا ہی کہ عمار نے کسی درندے سا جھپٹ کر باسل کی گردن دبوچی۔

"تجھے منع کیا تھا میں اس سے نہیں ملنا چاہتا۔ کیسی کمینی اور ڈھیٹ شے ہے تو باسل۔۔ اب وہ میرے پھر گلے پڑ گئی۔ تجھے تو میں چھوڑوں گا نہیں"

عمار کا بس نہ چلا آج باسل کا خاتمہ کر دے۔

"نیکی کا زمانہ ہی نہیں۔ بے فیض کہیں کے تیری زندگی کا تھوڑا سکھ لوٹایا ہے تجھے میں نے۔ احسان مند ہونے کے بجائے الٹا مجھے کوس رہا ہے۔ ویسے ایک نمبر کا بے مروت ہے تو عمار"

باسل نے اپنا گریبان چھڑواتے جو بڑبڑایا اس پر عمار نے خود ہی اسکو چھوڑ دیا۔

"اچھا نہیں کیا تو نے باسل۔۔"

عمار کی آنکھوں میں دفعتاً سرخائی گھلی۔

"یہ ابھی تجھے اچھا نہیں لگے گا کیونکہ تو تکلیف میں ہے لیکن جلد تو اسکا اعتراف کرے گا کہ باسل تو کمال ہے، اہمم اہمم کیونکہ آپن کسی کا برا سوچتا بھی نہیں، کرنا تو دور کی بات ہے جگر۔ اب اسکے ساتھ رہ آج۔۔ میں نکلتا ہوں۔ اجر کو میری ضرورت ہوگی۔۔۔ رہی بات کنگ کی۔ رات میں بتاتا ہوں اسے کیسے دبوچنا ہے۔ فی الحال دماغ اور دل کو ٹھنڈا رکھ"

باسل نے اسکے درد کرتے سینے کو تھپکا جبکہ عمار نے نظریں ہی چرا لیں، باسل چلا گیا اور عمار بھی چار و ناچار کچن کی طرف بڑھ گیا، وہ رملا کے لیے سینڈوچ بنانے کا سوچ رہا تھا، تھوڑے ہیوی سے۔

..________________________..

"ہاں کیا ہوا؟"

باسل ابھی اجر کی طرف ہیڈ کوارٹر ہی جا رہا تھا جب اسکے آدمی کی کال موصول ہوئی۔

"سر۔ مس میرال اکیلی ڈرائیور کے ساتھ پیلس سے نکلی ہیں۔ میں انکے پیچھے ہی ہوں۔ آپ نے کہا تھا اور حان اور انکی میسیز میرال کی خاص نگرانی کروں"

باسل نے گاڑی کی سپیڈ تھوڑی سی سلو کی۔

"ہاں کیونکہ مجھے عثمان چاہیے جو انڈر گراونڈ ہو چکا ہے۔ ان دو کی نگرانی کرو تا کہ عثمان ہتھے لگے۔ اور ایک بات، کسی بھی طرح عثمان، اور حان کے ہاتھ سے مرنا نہیں چاہیے۔ اور حان جتنا بھی ظالم بن جائے، اندر سے وہ بہت سینسیٹو ہی رہے گا تو میں نہیں چاہتا ساری عمر وہ اپنے ہاتھوں پر اس ایک درجے کے زلیل کا خون دیکھ دیکھ ڈپریشن میں جائے"

باسل نے بلکل سنجیدگی سے بریفنگ دی۔

"اوکے سر۔ میں انکے آس پاس ہی ہوں۔"

اس آدمی نے کہتے ہی کال کٹ کی جبکہ باسل نے بھی اپنی توجہ ڈرائیونگ کی جانب مبذول کی۔

جبکہ میرال بہت زیادہ ایکسائٹڈ تھی، اسکے ہاتھوں میں ابھی بھی کپکپاہٹ تھی۔

"میم یہ تھوڑا آگے میڈیکل سٹور ہے۔ وہیں جانا تھاناں آپ نے؟"

ڈرائیور نے احتیاط سے پیچھے بیٹھی میرال کو مخاطب کیا۔

"جی وہیں۔ بس دو منٹ کا کام ہے۔ جب تک میں آوں آپ گاڑی سے باہر نکل کر ادھر ادھر نظر رکھیے گا۔"

میرال کی تاکید پر ڈرائیور نے فورا فرمابرداری سے سر ہلایا، اگلے پانچ منٹ میں ڈرائیور نے ایک فارمیسی کے سامنے گاڑی روک دی جو یہیں پہاڑی علاقے کے آغاز میں ہی موجود تھی۔

میرال نے سر پر اچھے سے دوپٹہ جمایا اور بیگ سے کچھ پیسے نکالتی، گاڑی سے باہر نکلی۔

"ارد گرد نظر رکھیے گا"

وہ جانے سے پہلے بھی ڈرائیور کو محتاط کر گئی جبکہ باسل کے آدمی کی گاڑی بھی کچھ فاصلے پر رک گئی تھی، وہ میرال کو فارمیسی کے اندر جاتا دیکھ رہا تھا۔

وہ فارمیسی کے اندر گئی اور شاپ اونر سے پریگننسی ٹیسٹ کٹ لی، ایک کے بجائے دو خریدے وہ پیمنٹ ادا کرتی گہرا خوشی بھرا سانس لیے پلٹی۔

"کنفرم کر کے ہی اور حان کو یہ گڈ نیوز دوں گی۔"

وہ خود سے ہمکلام ہوتی باہر نکلی ہی جب دوسری طرف سے ایک سیاہ گاڑی آ کر رکی، اس میں سے دو آدمی نکلے، وہ بلکل مہذب لگ رہے تھے تبھی باسل کا آدمی انھیں بھی فارمیسی کا گاہک ہی سمجھا اور میرال بھی انکے پاس سے کترا کر گزرنے لگی جب ایک نے اسے گلا صاف کیے روکا۔

"آپ کا نام میرال ہے؟"

ایک نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا، جبکہ دوسرا گردن جھکا کر میرال کے ہاتھ میں دبے براون پیکٹ کو گھور رہا تھا۔

"جی؟ آپ کون؟"

وہ ایک قدم پیچھے ہٹی۔

"چلیے ہمارے ساتھ، میڈم۔ باس نے بلایا ہے۔"

یہاں وہ آدمی مشکوک لگا وہیں باسل کا آدمی گن پر پکڑ جماتا باہر نکلا۔

"کون باس؟"

اب کی بار میرال کی آواز کانپ گئی۔

ڈرائیور نے آگے بڑھ کر مداخلت کرنی چاہی جب ان میں سے ایک نے پوری قوت سے ڈرائیور کے منہ پر جیب سے گن نکال کر ماری، وہ کراہتا ہوا اپنا چہرہ تھامے وہیں بیٹھتا گیا جبکہ میرال کا دل اچھل کر حلق میں آیا۔

"عثمان ملک۔۔۔ آپ پہچانتی تو ہوں گی؟"

وہ چونک کر ایک دم پلٹی، مگر دوسرے ہی لمحے پیچھے سے ایک کپڑا اس کے منہ پر رکھ دیا گیا۔

"ن۔۔ نہیں۔۔۔ر۔۔ر ک۔۔۔"

اس کی آواز ہلکی ہوئی، جسم میں جھر جھری دوڑی، اور آنکھوں کے سامنے دھند چھانے لگی۔ پیکٹ زمین پر گر چکا تھا۔

جس میں سے وہ دو پر گنینسی ٹیسٹ کٹس نکل کر زمین پر لڑھک گئیں۔

باسل کا آدمی یاسر جانتا تھا جس سپیڈ سے وہ اسے دبوچ چکے ہیں، اسکے گاڑی سے نکل کر ان تک پہنچنے تک وہ فرار ہو جائیں گے تبھی اس نے بھی گاڑی سٹارٹ کی۔

ان لوگوں نے میرال کو گاڑی میں ڈالا اور وہ سیاہ گاڑی دیکھتے ہی دیکھتے وہاں سے تیزی کے سنگ سڑک کے دوسرے کنارے غائب ہوئی اور یاسر نے بھی گاڑی پیچھے ہی دوڑائی جبکہ دوسری طرف اورحان دل میں اٹھتی عجیب سی ٹیس پر سینہ مسلتا گہری نیند سے جاگ گیا۔ اسکا پورا وجود کانپ اٹھا تھا، اسکے دل میں ایسا درد اٹھا جو شاید روح کھینچنے پر ہوتا ہے، اس نے دل پر ہاتھ سہلاتے پہلو میں گہری نیند سوئے ڈھائی سالہ مصطفی کو دیکھا پھر بے قراری سے چار سو نظریں دوڑائیں پر میرال کہیں نہ تھی۔

...اس سے آگے لمحے میں جیسے پورا پیلس اس کے لیے تنگ پڑ گیا۔

"میرال۔۔۔!"

اورحان کی آواز کمرے میں گونجی، بے قراری سے بیڈ سے اٹھے لپک کر وہ پورے روم کی تلاشی لینے لگا، باتھ روم، ڈریسنگ ایریا تک دیکھ ڈالا۔

"کہاں گئی ہیں یہ"

وہ بڑبڑایا، اس کا دل اب باقاعدہ دھڑکنے کے بجائے بجنے لگا تھا۔

اس نے فوراً فون سائیڈ ٹیبل سے اٹھا کر گیٹ چوکیدار کو کال کی۔

"میرال باہر تو نہیں نکلیں پیلس سے؟"

اورحان کو پہلی ٹنشن بس یہی ہوئی تبھی اس نے سوچا پہلے ڈرائیور سے پوچھے پھر باہر جا کر دیکھے۔

"سر، وہ بیس منٹ پہلے ڈرائیور کے ساتھ باہر گئی ہیں۔"

چوکیدار کی اطلاع پر اورحان کے چہرے کا رنگ فق ہوا۔

"کہاں ؟"

دبی سی حلق سے آواز نکلی۔

"پتہ نہیں سر۔۔۔ڈرائیور کے ساتھ گئی ہیں وہ"

چوکیدار نے لاعلمی کا اظہار کیا تو اورحان کے ماتھے کی رگیں تنیں۔

"کیا تم لوگ پاگل ہو؟وہ اکیلی نکلیں اور کسی نے روکا نہیں؟کم از کم مجھے اطلاع کرتے تم"

اورحان کی آواز گرجی، جس پر چوکیدار بھائی بھی پریشان اور فکر مند ہوا۔

"معاف کر دیں سر۔میں ابھی ڈرائیور کو کال کرتا ہوں"

چوکیدار کی جانب سے معذرت ملتے ہی اورحان نے کال ڈسکنکٹ کی اور اگلے ہی لمحے وہ میرال کا نمبر ڈائل کر چکا تھا، لیکن

"The number you are trying to call is currently powered off"

میر ال کا فون اسکے بیگ میں تھا اور چارج نہ ہونے کی سبب بند ہو گیا تھا جبکہ چوکیدار نے جب اس گاڑی کے پیچھے جاتی دوسری گاڑی دیکھی اور اس آدمی نے ونڈو سے چوکیدار کو حوصلے کا اشارہ دیا تب سے وہ اپنے زخمی جبڑے سمیت وہیں کھڑا اور حان کا نمبر ملا رہا تھا۔

"شٹ۔۔۔"

اس نے فون زور سے کاوچ پر دے مارا۔

"مصطفی۔۔۔"

اس نے پیچھے دیکھا، مصطفی نیند میں کروٹ بدل چکا تھا اور حان تیزی سے کبرڈ کھول کر اپنے کپڑے ہی نکال رہا تھا جب اسکا فون پھر بجا۔

فون باسل کا تھا، اورحان نے کپڑے پھینکے اور لپک کر فون تک پہنچا۔

"باسل، م۔۔ میرال اکیلی نکلی ہیں پیلس سے"

اس کی آواز میں کپکپاہٹ تھی، جیسے کسی نے اس کے دل کو چاقو مارا ہو۔

"ریلیکس اورحان، میں تمہیں کال اسی لیے کر رہا ہوں کہ تمہیں اپڈیٹ دے سکوں"

باسل نے بھی اپنی گاڑی یاسر کی گاڑی کے پیچھے ہی دوڑائی، باسل کی آواز میں بھی سنجیدگی واضح تھی۔

"کیسی اپڈیٹ؟ میرال پتا نہیں کہاں ہیں؟ ان کا فون بند ہے، چوکیدار کہہ رہا ہے وہ ڈرائیور کے ساتھ نکلی، پر میرا دل کانپ رہا ہے۔۔ باسل۔۔"

وہ بات مکمل نہ کر پایا، جیسے سانس اٹک گئی ہو۔

"سنو، وہ اکیلی نہیں تھی، میرا خاص آدمی یاسر، اس کے پیچھے تھا۔ وہ تم دونوں کی حفاظت کے لیے میں نے ہائیر کیا تھا، اپڈیٹ یہ ہے کہ کچھ لوگوں نے میرال کو اغوا کر لیا ہے۔"

اور حان کے پیروں تلے جیسے زمین نکل گئی۔

"کیا...؟؟"

اس کے حلق سے صرف ایک کراہ نکلی۔

"یاسر ان کے پیچھے ہے۔ میں بھی باہر ہوں، میں اسے ٹریس کر رہا ہوں۔ تُم گھبراو مت۔۔ وہ گاڑی یاسر کی نظروں سے ہرگز نہیں ہٹے گی۔ کچھ بھی نہیں ہو گا میرال کو"

باسل نے اسے بھرپور انداز میں تسلی دی جبکہ اورحان نے گہرے سانس لیتے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

"گھبراوں مت؟ باسل وہ میری بیوی ہے، اُس کے ساتھ کچھ ہوگ۔۔ گیا تو۔۔۔ عثمان۔۔۔ اسی نے یہ جرت کی۔۔ میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا"

اورحان کی آواز دھمکی کی آخری حد پر پہنچ چکی تھی، آنکھوں میں سرخی اتر چکی تھی۔

"میرے جگر، مجھ پر یقین ہے ناں۔۔ میں کہہ رہا ہوں میرا آدمی پیچھے ہے۔ میں بھی پہنچ رہا ہوں۔ اگر یہ عثمان نے کیا ہے تو بس یہ اسکی زندگی کی آخری غلطی تھی۔"

باسل کی آواز پہلی بار تھوڑی نرم ہوئی۔

"کرتا ہوں یقین مگر تمہارے آدمی کے ہوتے وہ لوگ میرال کو کیسے اٹھا کر لے گئے، اگر تمہاری نگرانی میں بھی وہ کڈنیپ ہو گئیں ہیں تو پھر میں کس پر بھروسہ کروں؟"

وہ کاوچ پر بیٹھتا گیا، سینے سے دل کو دباتے۔

"خدانخواستہ میں نے بھروسہ توڑا تو نہیں۔ تم مجھ پر یقین کر کے ہرگز نہیں پچھتاوگے۔"

باسل کے لہجے میں نرمی اور دلجوئی ایک ساتھ تھی۔

"ہمم۔۔مجھے شئیر کرو لوکیشن۔۔میں بھی آرہا ہوں۔میں یہاں ہاتھ پر ہاتھ دھرے نہیں بیٹھ سکتا باسل۔میرا دل بند ہو جائے گا"

اورحان نے باقاعدہ التجاء کی جس پر باسل نے اسے اپنی لائیو لوکیشن فورا بھیجی۔

"آجاو لیکن جذبات اور رحم دلی وہیں پیلس چھوڑ آنا اورحان۔کیونکہ میں تمہیں کسی گناہ گار پر رحم کھانے کی اجازت نہیں دوں گا"

باسل کی آنکھوں میں بلکل نرمی نہ تھی جبکہ اورحان نے فورا سر ہلاتے رابطہ توڑا جبکہ وہ فورا چینج کرنے بھاگا، چینج کیے نکلا تو مصطفی جاگ جاتا کسمسا رہا تھا۔

"میال ممی ۔۔۔ تدل او(میر ال ممی !کدھر ہو)"

وہ کسمسا کر آنکھیں ملتا اٹھ بیٹھا تو اورحان اس تک پہنچا اور مصطفٰی کو اپنی بازوؤں میں اٹھایا۔

"بابا کی جان۔ میں ابھی لے کر آتا ہوں میال کو۔ تب تک آپ دادو کے پاس رہنا۔ تنگ مت کرنا۔"

اورحان نے اسکو واش روم جا کر پہلے فریش کروانے کا سوچا جو آگے سے جمائیاں لیتا "اوتے بابا"

کہتا فرمابرداری کا مظاہرہ کر رہا تھا۔

اورحان اسکو چینج بھی کروا چکا تھا، وہ کمرے سے مصطفٰی کا ہاتھ پکڑے ہی نکلا جب حرا جو ابھی جاگنگ سے لوٹی تھی، بھاگ کر آتے مصطفٰی کو اٹھالیا۔

"میرا گولو۔۔۔ میرا بیبو"

حرا نے چٹاچٹ مصطفی کی گال چومی، حرا نے بھی کچھ دن سے مصطفی کو بلکل ٹائم نہیں دیا تھا پر سوچ چکی تھی آج بس مصطفی کو وقت دے گی۔

"اسکا خیال رکھنا حرا۔ میں ایک کام سے جا رہا ہوں۔"

اورحان نے حرا کے بال سہلاتے تاکید کی تو وہ جوابا مسکرائی۔

"اوکے باس۔ پربھابھی کہاں ہیں،"

حرا نے متلاشی نظروں سے اردگرد دیکھا۔

"وہ امی کی طرف ہیں۔ میں لے کر آتا ہوں۔۔ مما بابا کو بھی یہی کہنا"

اورحان اجلت میں لگ رہا تھا جبکہ حرا اسے جاتا دیکھے مشکوک ہوئے پکاری۔

"کیا واقعی ایسا ہی ہے۔۔۔ کہیں مصطفی سے چھپ کر آپ میاں بیوی سیر سپاٹوں کے پلین پر تو نہیں۔ اس پر مصطفی سمیت مصطفی کی پھپھو بھی لڑے گی آپ دو سے"

حرا کے فوری جاسوس بننے پر اور حان واپس پلٹا اور اک نظر حیران مصطفی پر ڈالی۔

"مصطفی کے بنا ہم کوئی پلین نہیں بناتے میری گڑیا۔ یہ ہم دونوں کا اہم حصہ ہے۔ اور تمھیں ہوش آ گیا پہلے کی طرح شک کرنے کا۔ اور یاد آ گئی تمھیں مصطفی کی۔ یہ اگنور ہوا ہے۔ آئندہ نہ ہو ورنہ مصطفی اور ہم میاں بیوی مل کر اس چھوٹی سی اسکی پھپھو سے لڑیں گے"

اور حان نے بھی جیسے جوابی وار پورا کیا کیونکہ کہیں دل سے باسل کی تسلی دل کو بہت تقویت دے رہی تھی۔

حرا نے مسکین بنے دانتوں کی نمائش کی۔

"سوری بھائی۔ میں نے واقعی اسے بہت اگنور کیا لیکن اب بلکل نہیں کروں گی۔ میں اور مصطفی آج بہت مستی کریں گے۔ میرا بے بی بلکل راضی ہو جائے گا"

حرا نے لاڈ سے مصطفی کی گال چومی جو آگے سے حرا کی گال سے گال لگائے پیار کر رہا تھا۔

"ٹھیک ہے میری جان۔ اسے ناشتہ کروا دو۔ تم بھی ایسے ہی مسکراتی رہا کرو۔ اس گھر میں تمہاری ہنسی اور مسکراہٹ جان ڈالتی ہے۔ میرا بچہ۔۔ آتا ہوں"

اور حان نے اسکا سر چوما اور مصطفی کی گال بھی چومی جس پر حرا نے پیار سے سر ہلایا۔

"خیریت سے واپس آئیں بھائی"

حرا پیچھے سے آواز دینا نہ بھولی، جبکہ اور حان مما کو بھی آنے کا اشارہ کیے نکلا تو وہ بھی سر ہلا گئیں، فی الحال وہ کسی کو پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔

وہیں رملا نے بارس کو دو میسج کر دیے تھے۔

بارس ناشتے کے لیے بیٹھا، رحمان اور وہ شاور لے کر آ چکے تھے۔

"رملا کہاں ہے۔۔ جاگی نہیں؟"

ماہا نے ہی ناشتہ لگواتے فکر سے پوچھا۔

"اسکا میسج آیا تھا۔ اسلامہ آباد گھوم رہی ہے باسل بھائی کے ڈرائیور کے ساتھ۔ کہہ رہی ہے شام تک آجاوں گی۔۔ ویسے یہ اکیلی سیر سپاٹے کو نکل گئی۔ حساب بنتا ہے اس سے۔۔۔ مجھے اور حرا کو ہی صلح مار لیتی"

بارس نے مما بابا دونوں کو ہی رملا کا میسج سنایا جبکہ ماہا بھی مسکرا کر وہیں کرسی سنبھالے بیٹھیں، جبکہ رحمان سیال یہی سمجھ رہے تھے یقیناً وہ عمار کے ساتھ ہے تو دل انکا خوشی کی کیفیت میں سرشار تھا۔

"میں سوچ رہی ہوں اجر کی شادی بھی بس پھیکی سی ہوئی، ولیمہ تک پینڈنگ ہے اسکا۔ تو تمہارے ٹھیک ہوتے ہی تمہارا حرا کا باقاعدہ شادی کا فنکشن اور اجر باسل کا ولیمہ پلین کرتے ہیں۔ کیا خیال ہے۔۔ کیسا آئیڈیا ہے؟"

ابھی وہ سب مسکرا ہی رہے تھے جب ماہا نے یہ بلکل غیر یقین سی مسکراتی تجویز دے کر ان دونوں کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا، رحمان سیال اور بارس نے اک دوجے کی طرف پھٹی نظروں سے یوں دیکھا جیسے یقین کر پانا مشکل جان رہے ہوں کہ یہ ماہا نے کہا ہے۔

"میری شادی اتنی جلدی؟"

بارس کے منہ سے بے اختیار سلپ ہوا۔

"تو اور کیا۔ روز حرا کو چھپ چھپ کر آنا جانا پڑ رہا ہے۔ اچھا ہے تمہارے پاس ہی آفشیلی شفٹ ہو جائے"

ماہا نے شریر لہجے میں چھیڑا تو بارس نے خفیف سا بلش کرتے دونوں کو دیکھا، پہلی بار یوں مما بابا اسکے حرا کے نام پر گلابی ہوتے کان دیکھ کر مسکرا رہے تھے اور یہ انکمفرٹیبل ہونے کے ساتھ خوبصورت بھی تھا۔

"مما وہ بس میری خیریت پوچھنے آئی تھی پرسوں تو سو گئی۔"

بارس نے کان کھجاتے نظریں چرائیں۔

"کوئی نہیں بیٹا جانی، جوانی میں ہم بھی ایسے ہی بیتاب تھے۔وہ الگ بات ہے ہمارے پاس کوئی سو جتن کر کے بھی رات نہ رکتا تھا"

رحمان سیال کی ٹھنڈی آہ پر جہاں ماہا مسکرائیں، بارس بھی بابا کی حسرت پر ہنسا۔

"رات رکنے کی کیا ضرورت۔میں تو نکاح ہوتے ہی آپکو مل گئی تھی رحمان"

ماہا نے بھی جیسے اپنا دفاع کیا جبکہ بارس اپنا چھیڑے جانا تو بھول ہی گیا۔

"نکاح ہوتے ہی مل گئی تھی؟سٹور روم میں جا کر چھپی رہی تھی تمہاری ماں پہلی رات"

رحمان سیال بھی پورے موڈ میں تھے،ماہا آگے سے گھوریں کے جوان ہوتی اولاد کے سامنے کیسی باتیں کر رہے ہیں۔

"ہاں تو آپ ڈراونے ہی اتنے تھے۔ میری چھوٹی سی مما کیا کرتیں۔۔ پولیس والوں سے تو ویسے ہی ڈر لگتا ہے۔"

بارس نے بھی پوری سائیڈ مما کی لی جبکہ رحمان بچارے ماں بیٹے کی ٹیم پر اکیلے رہ گئے۔

" بلکل۔۔ تم مانو گے۔ سر سے زیادہ تو انکے منہ پر بال تھے۔ بتاو میں معصوم چھپتی نہ تو کیا کرتی؟"

ماہا بھی بلکل بچی بن گئی تھیں۔

"اور نہیں تو کیا مما۔ بابا یار شادی پر آپکو نائی نہیں ملا تھا۔ میری مما کو ڈراتے رہے؟"

بارس کی آنکھیں تو یہ سب مستی پہلی بار کرے خفیف سی سرخ ہو رہی تھیں، یہی کیفیت ماہا اور رحمان کی بھی تھی۔

"ملا تھا۔ پر وہ میرا اسٹائل تھا۔ اف کیا رعب دار جوانی ہوا کرتی تھی۔ شان دار"

رحمان سیال تو ابھی بھی باز نہ آتے تعریفوں کے پل باندھے جا رہے تھے جبکہ رحمان سیال کے اترانے پر بارس اور ماہا نے ایک دوسرے کی طرف مایوسی سے دیکھا کہ انکا کچھ نہیں ہو سکتا۔

"اسی شان دار جوانی کی وجہ سے میری مما آج تک فریلی آپ کے پاس نہیں آئیں۔ بس آج ہی آپ کلئین شیو کریں بابا"

بارس نے دونوں فریقین کے معاملات دیکھنے کے بعد حتمی فیصلہ لیا، ماہا ہنس پڑیں۔

"اوہ یار۔ اس عمر میں چھیلا ٹماٹر بنائے گا باپ کو۔۔ ویسے اگر شیو کر بھی لوں تو سلمان خان سے زیادہ ہنڈسم لگوں گا"

رحمان سیال نے فرضی کالر جھاڑے جبکہ ماہا اور بارس پھر ہنسے۔

"انکو پتا نہیں کس نے کہا وہ ہینڈ سم ہے"

ماہا کے بڑبڑانے پر جہاں بارس ہنسا وہیں رحمان بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

"اگر میں کلئین شیو کروں تو ڈنر پر جائے گی تمہاری ماں میرے ساتھ؟"

بارس نے فوراً چمکتی آنکھوں سے ماہا کو دیکھا جیسے کہہ رہا ہو مما فوراً ڈن کریں۔

"مما۔۔ کیا کہتی ہیں؟"

بارس شدید بیقرار تھا جبکہ ماہا کے چہرے کی ساری خوشی جیسے اک پل ماند ہوئی۔

"میں گرم چائے لاتی ہوں"

وہ چپ چاپ اٹھی اور چلی گئیں جبکہ رحمان سیال بھی واپس سنجیدہ ہو کر بیٹھے، بارس نے بے چین نظروں سے مما کو دیکھا۔

"انکا کوئی تو ایشو ہے بابا۔۔ کبھی جاننے کی کوشش نہیں کی؟"

بارس کی اداسی فطری تھی۔

" کبھی بتایا ہی نہیں اس نے۔ پھر بھی یہ بڑا چیلنج ہے کہ وہ یوں ہنسنے مسکرانے لگی ہے۔ میں بات کروں گا ماہا سے۔ مجھے لگتا تھا اس سے کبھی گھلنا ملنا یا بچوں سے اٹیچ ہونا نہیں ہو پائے گا تبھی میں نے اس پر دھیان نہیں دیا۔ اب لگتا ہے یہ معاملہ توجہ طلب ہے بارس"

رحمان سیال کی آنکھوں میں ویرانگی سی چھائی تھی۔

" بلکل بابا۔ اجر آپی سے بھی کل مما نے سوری کیا تھا اپنے رویے کے لیے۔ اور یہ بھی کہا کہ وہ کیوں نہیں آتیں۔ مما بدل رہی ہیں۔ انھیں ہمارا ہر گلہ چھوڑ کر ساتھ اور ہماری سپورٹ چاہیے"

بارس نے بھی جیسے رحمان سیال کی ہمت بندھائی۔

"ٹھیک کہہ رہے ہو۔ میں اس معاملے کو حل کرتا ہوں میرے شیر۔ تم بتاو۔ اب زخم کیسا ہے؟"

وہ بابا کے پوچھنے پر نرم سا مسکرایا۔

"کافی بہتر ہے بابا۔۔۔اچھا سنیں یہ شادی والی بات سیریس ہے؟ یہ نہ ہو میں موڈ بنالوں اور آپ دو مجھے کہیں یہ تو پرینک تھا۔کیمرے میں ہاتھ ہلا دوں"

بارس کی بیقراری اور بے تابی دیکھ کر رحمان سیال یوں مسکرائے جیسے کہہ رہے ہوں، کچھ سوچنا ہی پڑے گا بیٹا۔

"یہ تو تمہاری ماں ہی بتا سکتی ہے برخوردار۔وہی گھر کی ملکہ ہے۔ہم تو مسکین خادم لوگ ہیں۔"

بابا کی فقیری کے کیا کہنے، بارس ہنسا تو وہ بھی مسکرا دیے۔

..________________________..

"رات تو پاستہ ٹھوس کے گئی تھی۔اور کہہ رہی تھی ڈنر نہیں کیا۔ویکنس تو ہو گی۔کتنی ڈرامے باز ہے۔۔اووف خدا مجھے صبر دے"

سینڈوچ بنا کر انھیں پلیٹ میں ترتیب سے رکھتے عمار نے رات رملا کے پاستہ ٹھوسنے کی سپیڈ یاد کرتے منہ ہی منہ میں بڑبرانے کی رسم نبھائی۔

"تو اسکے کوئی لاڈ نہیں اٹھائے گا عمار"

عمار نے خود کی سرزنش کی۔

"لاڈ نہیں اٹھا رہا بس انسانیت کے ناطے اسے ناشتہ بنا کر دیا۔ کافی روئی ہے۔ اسکی زرا سی جان کو دیکھ کر لگتا نہیں اندر اتنے آنسو ہوں گے۔ رونا کہیں نہ کہیں میری وجہ سے تھا۔ یہ خدمت بس اسی ناطے ہے ورنہ اسکی طرح مجھے کوئی پیار نہیں اس سے۔ میں پیار کر بھی کیسے سکتا ہوں اس پلاسٹک کے ڈھانچے سے۔ اپنی جان نہیں دیکھتی اور پنگے مجھ سے لے رہی ہے وہ بھی بڑے بڑے"

سینڈوچز کے ساتھ تازہ ایپل جوس بھی محترم نے نکالا، ٹرے میں سب رکھا، سینڈوچز بہت گرما گرم تھے۔

خود کی سرزنش کرتا ہی وہ کچن سے نکلتا، کمرے کی جانب بڑھا، عمار کے ہاتھ میں موجود ٹرے پر رکھی سینڈوچز کی پلیٹ سے ہلکی سی بھاپ اٹھ رہی تھی۔ وہ حسب توقع سپاٹ چہرہ لیے، قدم ناپ تول کر اٹھاتا دوبارہ روم میں داخل ہوا۔

دروازہ دھیرے سے بند کیا اور نظریں بیڈ کی سمت اٹھائیں۔ رملا نیم دراز تکیوں پر ڈھے گئی تھی، اس نے چہرہ گہرائی سے تکیے میں چھپا رکھا تھا۔ اس کے کندھے ساکت تھے مگر کبھی کبھی ہلکی سی لرزش دیتے جیسے وہ خاموشی سے رو رہی ہو۔

عمار کے قدم کچھ لمحوں کو وہیں رک گئے۔ دل میں ایک اضطراب نے دستک دی۔

"رونا بند کرے گی تو تجھے ناشتہ دوں گا۔ ورنہ قسم سے میں یہ ٹرے سیدھی باہر پھینک دوں گا۔"

اس کا لہجہ ہمیشہ کی طرح سخت تھا، مگر رملا کی سسکیاں اور گہری ہوتی گئیں۔

عمار نے ناک چڑھائی، کمرے میں قدم رکھتے بیڈ کے پاس آیا۔

"ایسا بھی کیا ہے جو رو رو کے ناک بند کر لی تُو نے؟ میں مر گیا کیا؟ یا تو مر جا، یا جینا سیکھ لے۔ یہ نِیچ کا ڈرامہ بند کر۔"

وہ ٹرے سائڈ ٹیبل پر رکھ کر اس کی طرف جھکا، مگر رملا نے چہرہ نہیں اٹھایا، بس سسکیاں اور تیز ہو گئیں۔

"ارے یار!"

عمار نے خود پر جبر کیا، جیسے کچھ برداشت سے باہر جا رہا ہو۔

"دیکھ، اگر تجھے میری باتیں بری لگیں تو پھر تُو مجھے چھوڑ دے، مگر یہ رونا بند کر۔"

اس کے لہجے میں پہلی بار ایک خفیف سی لرزش تھی۔ رملا نے آہستہ سے چہرہ تکیے سے نکالا، آنکھیں سرخ، ناک بھی ہلکی سوجی ہوئی۔ وہ نظریں اٹھا کر عمار کو دیکھنے لگی۔

"میں رونا نہیں چاہتی۔۔۔ پر آپ ہر بار ایسا ک۔ کچھ کہہ دیتے ہیں کہ میری آنکھیں خود بخود بھیگنے لگتی ہیں۔"

وہ شکوہ کرنا نہیں چاہتی تھی پر ہونٹوں پر مچل گیا۔

"بس ٹھیک ہے میں اب کچھ نہیں بول رہا۔ گونگا عمار سیال مبارک تجھے"

وہ اتنی دردناک حالت میں بھی عمار کے یوں عاجز آنے پر رونا چھوڑے بھیگا بھیگا مسکا دی، جب وہ پاس ہی بیٹھا۔

"آئی لوو یو"

انہی بھیگی آنکھوں سے اسے ساتھ تکیوں کی طرف بیٹھتا دیکھتے بولی۔

"میرے ساتھ یہ زبان مت بول پچھتائے گی"

وہ گھورا پر وہ جیسے اسکی بازو تھامے ساتھ چپکی، عمار گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔

"آپ سے جڑے معاملات میں پچھتاوا کبھی شامل نہیں ہو گا عمار"

عمار کے دل میں جیسے ایک ان دیکھا طوفان چل رہا تھا۔ وہ رملا کے نرم ہاتھوں کو اپنی بازو پر محسوس کر رہا تھا، اور وہ لمحات جیسے کسی ان دیکھی ڈور سے باندھ رہے تھے۔ کچھ لمحے وہ خاموش بیٹھا رہا... نہ کچھ کہا، نہ خود کو الگ کیا۔

"اتنا یقین کیسے ہے تجھے؟"

وہ استفسار کرتے آواز کافی تیز کر گیا۔

"خود پر بھروسہ ہے۔ جو کرتی ہوں، سولڈ کرتی ہوں"

رملا کے اطمینان میں رتی برابر کمی نہ آئی۔

رملا کے دل میں اب بھی درد تھا، پر ساتھ ہی ایک عجب سی سکون کی پرچھائیں بھی اتر آئی تھیں۔ وہ اس شخص سے ٹوٹ کر محبت کرتی تھی اور یہ حقیقت تھی کہ اس کا رونا، سسکنا، اور یوں عمار سے لپٹ جانا اس کی کمزوری نہیں، بلکہ اس کی سچی چاہت کا ثبوت تھا۔

"آپ چاہیں یا نہ چاہیں، میں آپ سے محبت کرتی ہوں۔ اور یہ بات نہ آپ کا غصہ ختم کر سکتا ہے، نہ آپ کا ڈراونا لہجہ۔"

وہ دھیمے سے کہہ گئی، عمار نے ایک نظر اس کی طرف گردن گما کر دیکھا۔

"تُو جانتی ہے رملا، تُو پاگل ہے"

اس شخص کے لہجے میں ہار ماننے سا اثر تھا۔

"ہاں ہوں، جب آپکے لیے تڑپتی ہوں تو یقین آنے لگتا ہے کہ واقعی ہوں۔ چند ملاقاتیں کسی کو کسی کے لیے پاگل کیسے کر سکتی ہیں بھلا؟"

وہ بے ساختہ ہنسی، ہنستے ہنستے پھر آنکھوں کے کنارے بھیگ گئے، عمار نے اسے بغور دیکھا، پھر سر جھٹکا۔

"وہی تو۔ محبت بھی نہیں ہو سکتی۔ بس وقتی پسندیدگی ہو سکتی ہے"

وہ اب بھی نروٹھا پن دیکھائے سامنے دیکھ رہا تھا جبکہ رملا ان مزیدار سینڈوچز کے ٹھنڈا ہونے کی منتظر تھی۔

"اگر آپکے بنا کچھ نہ اچھا لگنا، وقتی پسندیدگی ہے تو یہی سہی۔ میرے لیے سینڈوچز بنانے کے لیے تھینکیو۔ میں انکو دیکھ کر ہی فل ہو گئی۔ ہاتھ چوم لوں آپکا؟"

وہ اسکی بازو سے زرا علیحدہ ہوتی سر اٹھائے عمار کو دیکھنے لگی جسکی خونخوار آنکھوں میں وارننگ تھی کہ یہ چومنے والے کام سے گریز برت۔

"مجھے میرا ہاتھ کوچی سے رگڑنا پڑے گا"

عمار نے اکھڑ کر منع کیا تو وہ اداس سا مسکائی۔

"گال بھی رگڑیں پھر جہاں میں نے کس کی"

رملا نے اداس نظروں سے اسے تکتے مشورہ تھمایا تو عمار نے آئبرو اچکائے۔

"گال پر تو نہیں کی تو نے"

عمار کی آنکھوں میں نا جانے کیا احساس تھا کہ رملا نے فورا نظریں جھکا لیں۔

"بھٹکنا انسانی فطرت ہے"

وہ چہرہ بازو سے گال کے سنگ لگاتی مدھم سا منمنائی۔

"میرے سامنے بھٹکنے کی غلطی مہنگی پڑے گی تجھے۔ بازو چھوڑ میری۔ تیری ملکیت نہیں جو چپک کر بیٹھ گئی ہے۔ پچھلے جنم میں جونک تھی کیا تو؟"

وہ اسے خود سے لگا محسوس کیے بے چین تھا تبھی خوامخواہ بازو جھٹکنے لگا، وہ فورا سیدھی ہوئی۔

"ہم مسلمان ہیں۔ ہمارا ایک ہی جنم ہے۔ اسی جنم میں جونک بھی ہوں اور رملا بھی"

وہ تکلیف سے بلکل نکلتی جا رہی تھی۔

"چل اب اُٹھ۔۔۔ سینڈوچز ٹھنڈے ہو رہے ہیں، اور اگر تُو نے اب کھائے تو میں تجھے زبردستی کھلا دوں گا۔ اور بہت بدتمیزی سے۔۔۔"

وہ اٹھ کر بیٹھی تو عمار نے بھی سینڈوچز کی پلیٹ اٹھا کر ماہرانی کے سامنے دھری اور جوس کا گلاس بھی۔

"اُفف دھمکیاں دینا تو آپ کا بچپن کا شوق رہا ہے شاید"

رملا نے ہنستے ہوئے اس کی بازو پر ہلکی سی چپت ماری۔

"بچپن؟ تجھے کیا لگتا ہے میرا کوئی بچپن تھا؟ اور منع کیا ہے ہاتھ مت چلا"

وہ عمار کے سوال پر ہنسنا روک گئی، یہ شخص ہر جملہ تیر سا اچھالتا تھا۔

"سوری۔۔لیکن مجھے ایپل جوس پسند نہیں۔یہ آپ پی لیں"

رملا نے اداس بیبے بچے کی طرح گلاس واپس پکڑ ایا۔

"تیرے لیے بنایا ہے اب پی۔مجھے نہیں پینا۔۔"

وہ اب بھی بے مروتی سے بولا۔

"آپ پی لیں۔غصہ ٹھنڈا ہو گا"

وہ گلاس کو پکڑے اسکے ہونٹوں تک لے گئی جہاں دونوں کے بیچ جیسے پھر اک لمحہ بے خودی کا آن ٹھہرا۔

"منع کر رہا ہوں ناں؟"

وہ اسے روک کر گھورا۔

"میں بھی تو آرڈر دے رہی ہوں ناں؟"

وہ اسکی ایک بھی سننے کے موڈ میں نہ تھی۔

"نوکر ہوں میں تیرا؟"

عمار نے غصے سے دیکھا۔

"نہیں، میں آپکے نکاح میں ہوں۔ اپنا حق جتاوں گی، چپ چاپ نخرے سہنا آپ کی ڈیوٹی ہے۔"

وہ نظریں جھکائے، نرمی سے بولی، عمار نے بھی پہلی بار اس کے چہرے کو پوری گہرائی سے دیکھا اور چپ چاپ گلاس تھام کر دو سیپ میں ہی آدھا کر دیا جسے دیکھتی وہ مسکرائے ایک سینڈوچ اٹھا کر کھانے لگی۔

"اتنی نازک ہے تُو۔۔۔ پھر بھی مجھ جیسے کھردرے کو سنبھال لیتی ہے، کیسے؟"

وہ گلاس خالی کرتا سائیڈ رکھتے اسے حیرت کے سنگ دیکھنے لگا جو سینڈوچ کو مزے سے انجوائے کر رہی تھی۔

"کیونکہ میں آپکو چاہتی ہوں، جیسے ہیں، ویسے۔۔۔"

عمار کے لب خاموش تھے، پر دل میں جیسے ایک اعتراف گونج رہا تھا کہ وہ واقعی بہت دل کے قریب سرک چکی ہے۔

اس نے بس ایک ہی سینڈوچ کھایا اور باقی واپس پلیٹ پکڑا دی جسے عمار نے سائیڈ رکھ دیا۔

عمار اس کے پہلو میں بیٹھا تھا، رملا کے وجود کی تھرتھراہٹ اب بھی قائم تھی کیونکہ بہت ظلم کیا تھا اس نے خود پر رو رو کر، پر وہ چہرہ تھوڑا سنبھال چکی تھی۔ اس کی آنکھیں سرخ تھیں، چہرہ نڈھال، مگر وہ عمار کے ساتھ ہونے پر جیسے پل دو پل کو پر سکون ہو گئی تھی۔

وہ پاس سے اٹھنے لگا جب وہ اسکو پکڑ کر واپس بٹھائے اپنا سر پیچھے بیڈ کراون سے لگے تکیوں کے سنگ جوڑ گئی۔

"مجھ سے دور نہ جائیں۔"

وہ سر تکیے سے ٹکائے دھیمی سی آواز میں بولی، جیسے اپنی ہی تھکن میں گھلی ہو، اس نے عمار کا ہاتھ زور سے دونوں ہاتھوں میں جکڑ لیا۔

عمار کچھ پل خاموش رہا، نظریں اس کے چہرے پر ٹکی تھیں، پر ہونٹ بند۔ وہ خاموشی جس میں نہ تمسخر تھا، نہ طعنہ۔ صرف ایک عجیب سی، گہری سوچ۔

"چاہتی کیا ہے تُو رملا؟"

وہ اچانک بولا، نظریں اسکی آنکھوں میں جما رکھی تھیں۔

"جو آپ نہیں دینا چاہتے، وہی۔"

اس نے آہستہ سے کہا، جیسے خود سے بھی شرمندہ ہو کہ آخر کیوں وہ بار بار اسے توڑنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"میں کچھ نہیں دے سکتا تجھے۔ تو مجھ سے بہتر ڈیزرو کرتی ہے۔ چلی جا میری زندگی سے رملا"

عمار کا لہجہ خالی خالی تھا، جیسے خود کو خود سے ہی توڑ رہا ہو۔

"میں جا پاتی تو کل چلی جاتی۔ میں نہیں جا سکتی تو مجھے مجبور کیوں کر رہے ہیں۔ م۔۔ میں جب آپکے ساتھ ہوتی ہوں۔ سب خاص ہو جاتا ہے۔ دنیا اک طرف ہو جاتی ہے۔ مجھے سپیشل فیل ہوا ہمیشہ۔ آپکو دیکھنا۔ آپ کی جلی کٹی سننا سب سہانا ہے، م۔۔ میں آپکا پیچھا نہیں چھوڑوں گی۔۔ مجھ سے چھپنے کو پاتال میں بھی چلے جائیں، وہاں بھی پہنچ جاوں گی۔ آپ مجھ سے دور نہیں جا سکتے۔ اسے دھمکی سمجھیں یا کچھ بھی۔ میں آپکو خود سے دور جانے نہیں دوں گی۔"

رملا کی آواز ہلکی تھی، پر طوفان اسکے لہجے میں ہلکور رہے تھے۔

عمار نے گردن موڑ کر اسے دیکھا... وہ آنکھیں، جو لمحہ بھر کو بھی شکایت سے خالی نہ تھیں، اس لمحے ان میں صرف ایک ہی رنگ تھا... محبت کا۔

"دھمکی تھی یہ؟"

وہ ہتھے سے اکھڑا۔

"نہیں۔ میری بے بسی۔ میرا اعتراف محبت۔ جو میں آخری سانس تک اسی شدت سے کرنے والی ہوں۔"

وہ بغیر کسی خوف کے بولی، اسکی آنکھوں میں کبھی نہ ہار ماننے کا جنون تھا۔

"یہ سب مت کر رملا۔۔۔ مت کر۔ میں وہ نہیں جو تُو سوچ رہی ہے۔ میں تیرے لیے کچھ نہیں کر سکتا۔ جو چاہتی ہے، وہ سب نہیں دے سکتا۔۔۔"

عمار نے اٹھ کھڑا ہوتے جیسے اس کوڑھ مغز کو آخری بار سمجھانے کی کوشش کی۔

"مجھے کچھ نہیں چاہیے۔نہ محبت،نہ خواب،نہ وعدے۔بس۔۔۔آپ میرے سامنے رہیں،یہی کافی ہے۔آپ ناراض ہوں، مگر موجود ہوں۔میری سانسوں کے سائے میں ہوں۔"

وہ میٹرس پر اٹھ کھڑی ہوئی،اسے عمار سے کوئی خوف نہ تھا کیونکہ جانتی تھی وہ حدیں سمجھنے اور جاننے والا انسان ہے ورنہ جب وہ کل اسکی صرف شرٹ میں گھوم رہی تھی تب ہی وہ رملا کو حدیں توڑ کر دیکھا سکتا تھا

اس کا لہجہ لرز گیا۔عمار کا سینہ جیسے بھاری ہو گیا ہو۔وہ گھورتا رہا رملا کو... وہ خود سے سچ بولنے والی لڑکی جو اس کی کھردری طبیعت میں بھی محبت تلاش کر رہی تھی۔کچھ لمحے یونہی گزر گئے جب وہ اسکے قریب آ کر رکی اسکے کندھوں کے گرد نازک بازوؤں کا ہالہ سا پرو گئی،وہ میٹرس پر کھڑی ہو کر لگ بھگ اسکے برابر آ رہی تھی۔

"تجھے ڈر نہیں لگ رہا مجھ سے؟"

وہ حیرت میں چور تھا کہ جتنا وہ تھا، اس دو روپے کی گڑیا کو تو اسے دیکھ کر ہی سہم جانا چاہیے۔

"جب اندر ایک معصوم سا روٹھا بچہ چھپا کر پھریں گے تو آپکے اس پہاڑ جسم سے کسے ڈر لگے گا؟"

وہ اسے بری طرح لاجواب کر گئی۔

"ایسا کچھ نہیں۔ سمجھی تو؟"

وہ قہر برساتی نگاہوں سے اسکی بازوؤں کا ہار جھٹک کر منہ موڑ گیا جب وہ چھلانگ مارے میٹرس سے اترتی اسکے سامنے آ رکی۔

"مجھ سے کچھ نہیں چھپ سکتا اب"

وہ زبردستی اسکے سینے سے آ کر لپٹ گئی، جیسے شدت سے اس سکون کو پانے کے لیے ترس رہی ہو۔

"دیکھ یہ چپکنا بند کر۔ سمجھ نہیں آرہی تجھے"

وہ اسکو دونوں بازووں سے تھامے دور کر گیا تو وہ پھر سے جونک بنی اس بار اپنی ننھی منھی طاقت کا بھرپور مظاہرہ کیے لپٹی جیسے عمار کو سانس بھی نہ لینے دینا چاہتی ہو۔

"آج آپ کا غصہ کم تلخ لگ رہا ہے۔"

وہ اسکے سینے لگی مسکائی۔

"روز ڈوز ملے تو زہر بھی بے اثر ہو جاتا ہے۔ یہ تو پھر میرا لہجہ ہے"

وہ گہری سانس لے کر بولا، رملا نے زرا سا فاصلہ سمیٹا کہ اس کی نظریں اس کے چہرے پر ٹک گئیں۔

"آپ کا لہجہ میرے لیے زہر نہیں، دوا ہے۔۔۔بس کڑوی ہے تھوڑی۔"

پھر جیسے اس کے ہاتھ خود بخود رملا کے سر کے پیچھے جا پہنچے، بالوں کی اک لٹ جو اس کے گال سے چپکی تھی، اسے انگلیوں کی پور سے ہٹایا، مگر فوراً ہاتھ پیچھے کھینچ لیا، خود کو منع کیا وہ رملا کو ایسے ویسے نہیں چھو سکتا۔

"بہت ضدی ہے تُو۔۔۔"

وہ دھیرے سے بولا، اسکے لہجے میں تناو نہیں تھا۔

"اور بہت جابر ہیں آپ"

وہ افسردہ سی شرارت سے بولی، پھر اس کی آنکھوں میں گہری سنجیدگی اتری۔

"عمار، مجھے کبھی مت چھوڑیے گا۔"

عمار نے اس کی بات پر نظریں اسکے چہرے سے چرا لیں۔

"سو جا تھوڑی دیر پھر چلی جانا واپس۔ بہت شور مچایا تُو نے آج۔"

وہ اسے خود سے دور کر گیا پھر بھی رملا نے اسکا ہاتھ پکڑتے چوما جسکی عمار کو امید نہ تھی وہ بھی ہتھیلی، جہاں زخم تھا، لمبی سی سرخ لکیر تھی، جب وہ اسکے ہاتھ کو چومے نظریں اٹھا رہی تھی تو وہ ساکت سا اسے تکنے میں لگا تھا۔

"یہ میرے آپ کے لیے لاڈ ہیں۔۔۔ برداشت کر لیں گے، ناں؟"

رملا نے سوالیہ انداز میں دیکھا، عمار نے ہاتھ اسکے ہاتھوں سے چھڑوایا اور دروازے کی طرف بڑھا، لمحہ بھر کو رکا، اور سر جھٹک گیا۔

"آزمائش ہے تُو میری۔ دیکھتا ہوں کب تک برداشت کر لیتا ہوں۔"

وہ گہرا سانس لیے باہر نکلا، کمرے کا دروازہ دھیرے سے بند ہوا، اور رملا سینے پر ہاتھ رکھے آنکھیں بند کرتی مسکرا دی، جیسے زخم کے ساتھ ایک نرم سا مرہم رکھ دیا گیا ہو۔

..________________________..

کمرہ نیم تاریک تھا، کہیں سے بلب کی زرد روشنی آرہی تھی، اور ایک ویران، خالی خنک سرد ماحول چاروں طرف سناٹے کی لہر بکھیر رہا تھا۔ میرال کی آنکھیں دھیرے دھیرے کھلیں، سر میں بھاری پن اور آنکھوں میں جلن تھی۔ چند لمحے اسے سمجھنے میں لگے کہ وہ کہاں ہے۔

"ممم۔۔۔"

وہ کراہی، پھر اچانک چونک کر اٹھنے لگی، مگر... اسکے دونوں ہاتھ پیچھے بندھے تھے اور پاؤں میں بھی رسی جمی تھی۔

"کیا۔۔۔؟ یہ۔۔۔ کہاں ہوں میں؟"

اس نے ارد گرد دیکھنے کی کوشش کی، اور تبھی اسے وہ سایہ نظر آیا، عثمان ملک کرسی پر بیٹھا، سگریٹ کا دھواں اڑاتا، سیاہ سوٹ میں، اپنی مخصوص کمینی مسکراہٹ کے ساتھ۔

"بالآخر... میری میرال واپس میرے پاس ہے۔"

اس کے لہجے سے صاف صاف خباثت ٹپک رہی تھی۔

"دفع ہو جاو، تُم گھٹیا انسان۔ مجھے ہاتھ بھی لگایا تو اور حان تمہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے"

میرال نے ہر ممکن حوصلے سے بولنا چاہا، لیکن آواز میں لرزش صاف اتر آئی تھی۔

عثمان ہنسا، عجیب خاموش قہقہ جس میں سمٹے ہوئے طوفان قید تھے۔

"زندہ؟ ارے جسے تم اپنا شوہر سمجھتی ہو، وہ تمہاری گمشدگی کی خبر سن کر پاگل ہو چکا ہو گا، یہی تو چاہتا ہوں میں۔ پاگل کر دوں اُسے، برباد، جیسے اس نے اور تم نے مل کر مجھے کیا"

عثمان کی آنکھوں سے دھواں اٹھ رہا تھا جیسے وہ کسی مخدوش سی حالت میں غرق ہو۔

"تم خود چھوڑ کر گئے تھے۔۔۔ تم نے۔۔۔ تم نے رسوا کرنا چاہا تھا ہم دو کو۔۔۔ت۔۔ تم گھٹیا اور زلیل ہو عثمان۔ خدا غارت کرے تمہیں"

وہ حلق کے بل چینخی تھی بھلے اسکا گلا رندے یا پھٹے، کوئی پرواہ نہ تھی۔

"بکواس بند!"

عثمان کی آواز غرائی، اس نے زور سے میز پر ہاتھ مارا اور اٹھ کھڑا ہوا، اسے اپنے قریب آتا دیکھے میرال کی آنکھوں میں خوف اترا۔

"میرے صبر کا امتحان نہ لو میرال بخش، تمہیں واپس چاہیے زندگی؟ تو ایک ویڈیو ریکارڈ کرو، بس اتنا بول دو کہ تم اپنی مرضی سے میرے ساتھ ہو اور حان ایک نفسیاتی مریض ہے اسکا بھی اعتراف کرو"

عثمان کی پاس دوزانو جھک کر کی ڈیمانڈ پر وہ پھنکار اٹھی۔

" کبھی نہیں، مر جاؤں گی مگر جھوٹ نہیں بولوں گی، نہ تم سے ڈروں گی خبیث آدمی۔ تمہارے تو ماں باپ بھی تم پر لعنت بھیجتے ہیں کہ تمہاری جگہ کوئی پتھر پیدا کر لیتے تو کسی دیوار میں لگ جاتا۔ گھٹیا انسان۔ اور حان مجھے ڈھونڈ لیں گے پھر اس بار تم کسی صورت نہیں بچو گے۔۔ کھولو مجھے۔ اگر تم نے مجھے ہاتھ بھی لگایا، اپنی ہر سانس پر پچھتاو گے "

اس کے اندر کی ماں، بیوی، عورت... سب بیدار تھیں، اسکی للکار سے عثمان جیسے بزدل کے رونگٹے کھڑے ہونا فطری تھا۔

" اتنی تکلیف کیوں ہو رہی ہے؟ میری دلہن جب بننے والی تھی تب میرے ہی خواب سجا رکھے تھے ناں تم نے۔ میرے لیے سجی تھی۔ پھر اب کیا ہوا۔ وہی عثمان ہوں۔ تمہاری پہلی محبت۔۔۔ ثانیہ صرف میرے پیسے کے پیچھے تھی۔ میں نے اسکی خاطر تم جیسا ہیرا اپنے ہاتھوں اس کباڑیے کے حوالے کر دیا۔ لعنت ہو مجھ پر۔۔۔ت۔۔ تم اس جوہری کے ہاتھوں کی مستحق ہو۔ میں تمہیں اتنا پیار دوں گا میرال کے تم اور حان کو بھول جاو

گی۔۔وہ بچپن سے بے توجہی کا شکار، خود میں چھپ کر رہنے والا بچہ آج بھی اتنا ہی تنگ نظر ہے۔ تم اکتا جاو گی۔۔۔میں۔۔میں تمہیں خود سے اکتانے نہیں دوں گا میرال"

وہ اسے پاگلوں کی طرح قائل کرتا جا رہا تھا جبکہ میرال نے حقارت سے اس کو دیکھا اور اسکے منہ پر تھوک دیا۔

"اگر تم جوہری ہو تو تب بھی تھوکتی ہوں تم پر۔ اگر وہ کباڑیے ہیں تب بھی میرے سر کا تاج ہیں، میرے دل کا نور ہیں، انکی بے قدری بھی مجھے دنیا کے تمام مردوں کی قدر پر بھاری لگے گی سنا تم نے۔ لعنت بھیجتی ہوں میں تم پر ملعون۔ تم نے ہماری زندگی کا سکون برباد کر کے رکھا ہے۔ خدا تمہارا کچھ نہ چھوڑے۔ کیڑے پڑیں تمہیں"

وہ تھوکنے کے بعد بھی رکی نہیں، بھلے بندھی تھی پر اس سے ہر گز خوفزدہ نہ تھی، شاید اس نے اپنی ہمت سے عثمان ملک کی آنکھوں میں خوف بھر دیا تھا۔

"تم مجھے مجبور کر رہی ہو میرال بخش کے میں درندگی پر اتروں، میں تمہیں ٹارچر نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن اگر یہ تمہارے دماغ سے اور جان کا بھوت اتارنے کے لیے ضروری ہے تو... ٹھیک ہے۔"

عثمان نے ہاتھ بڑھا کر میرال کی گردن دبوچی، جس پر اس لڑکی کی سرخ آنکھوں میں ان ناپسند ہاتھ کے چھوتے ہی درد سے سرخائی اتری۔

وہیں یاسر دونوں ہاتھ اسٹیئرنگ پر جمائے، پلک نہ جھپکاتا، سڑک پر نظریں گاڑے گاڑی کے ٹائرز چنگھاڑ رہا تھا۔

"سچ میں بہت فاسٹ ہو تم مردود، پر میرے جتنا نہیں۔"

اس نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ فون کان سے لگایا۔

"باسل سر، میں ان کی لوکیشن پر آچکا ہوں، وہ پہاڑی کے نیچے بنے ایک ویران فارم ہاؤس میں لے کر گئے ہیں میرال میم کو"

باسل بس پانچ منٹ کی دوری پر تھا جبکہ اور حان دس منٹس کی، سب کا آپس میں رابطہ تھا۔

"جلدی پہنچو میرال تک۔ میں بھی بس پہنچ گیا"

باسل کی پر سکون مگر سخت آواز ابھری۔

"سر ایک موقع دیجیے۔۔۔بس دو منٹ اور۔۔تب تک اندر گھس چکا ہوں گا۔"

یاسر نے فون بند کیا، اپنی کمر پر گن کی بیلٹ ٹھیک کی، جیکٹ کے اندر چاقو سیٹ کیا اور گاڑی سے باہر نکلا۔

چند لمحے بعد وہ فارم ہاؤس کے عقبی حصے سے دیوار پھلانگ کر اندر داخل ہو چکا تھا، اسکی بیک آپ ٹیم بھی پہنچ چکی تھی۔

"مجھے مت چھونا۔۔۔میں مار دوں گی تمہیں عثمان ملک"

وہ اسکی گرفت میں پھڑ پھڑائی، میرال چیخ مارنے ہی لگی تھی جب عثمان نے اسے بالوں سے پکڑنے کی کوشش کی اور تبھی دروازے پر ایک دھماکہ ہوا۔

"آہہہ"

ایک زوردار دھواں، اور پھر گولی کی آواز آئی، عثمان چونک کر میرال سے پیچھے ہٹا، پھر گولی کی آواز گولیوں کی آواز میں بدل گئی۔۔

"کک۔۔۔کون ہے؟"

عثمان منمنایا تو یاسر گن سیدھی کیے، دروازے کے پار نظر آیا۔

"میرال میم۔۔۔آنکھیں بند کر لیجیے"

وہ چیخا اور ساتھ ہی ایک فلیش بنگ اندر پھینکی۔

ایک لمحہ میں روشنی ہوئی، پھر شور، پھر دھماکہ، میرال خوف سے کونے میں چھپ گئی، ہاتھ پیر بندھے ہونے کے سبب وہ سمٹ کر دب گئی۔

عثمان اور اس کے گارڈ آنکھوں کے سامنے چمک کے باعث کچھ لمحے کے لیے اندھے ہو چکے تھے اور اتنی دیر میں یاسر ایک گولی سے پہلا گارڈ گراتا، دو قدموں میں عثمان کے قریب پہنچ چکا تھا۔

"تیرے دن پورے ہوئے کمینے۔۔۔"

یاسر نے عثمان کو گردن سے پکڑا، ایک مکے سے زمین پر دے مارا۔

میرال کو وہ فوراً رسیوں سے آزاد کرنے لگا، جس کی آنکھوں میں آنسو اور چہرے پر اس اجنبی کے لیے ناقابلِ بیان شکر کا رنگ تھا۔

"اور حان۔۔ک۔۔کہاں ہیں بھائی"

میرال کی آواز کپکپائی۔

"میں باسل سر کے انڈر ہوں۔ آپکی نگرانی پر تھا۔ وہ دونوں بس پہنچ رہے ہیں۔ آپ ٹھیک ہیں۔ کچھ کہا تو نہیں اس مردود نے؟"

یاسر نے نرمی اور برادرانہ انداز اپناتے اس سہمی نڈھال میرال کو پکڑ کر اٹھاتے دوسرے آدمی سے چادر لے کر میرال کو اوڑھائی جو آگے سے نفی میں سر ہلا رہی تھی، باسل کے مزید لوگ باہر سے عثمان کے سب لوگوں کا صفایہ کر چکے تھے، یاسر میرال کو بھی باہر لے آیا اور اس لمحے... دور آتی گاڑی کی ہیڈلائٹس میں باسل اور اورحان کی گاڑی دکھائی دی جو گرد اڑاتی وہاں پہنچی تھی، باسل کچھ دیر رکا تھا تاکہ دونوں ساتھ پہنچیں۔

پہلے باسل نکلا جس نے دو لوگوں کو اشارہ کیا کہ وہ عثمان کو لے کر آئیں جبکہ دوسری گاڑی رکی اور اورحان اس میں سے ایسے نکلا جیسے کسی کی مدت بعد سانس بحال ہوئی ہو۔ دو قدم میں وہ میرال تک پہنچا۔

"میرال!"

بازو کھولے ہی کہ وہ بھی اسکی طرف بڑھی، اورحان کی آنکھوں میں یاسر اور باسل کے لیے تشکر اترا۔

"اورحان۔۔۔!"

وہ اس کے سینے سے لگی پھوٹ کر رو دی۔

"بس۔ میری جان۔ آگئے ہیں ہم، اب کچھ نہیں ہوگا۔۔۔"

اورحان نے اسے اپنی بانہوں میں بھر کر پورا جہان سمیٹ لیا جس پر باسل نے بھی اورحان کا کندھا تھپکایا اور یاسر کے ہمراہ فارم ہاوس کے اندر گھسا۔

میرال کا پورا وجود کانپ رہا تھا، وہ جتنی بہادر بنی رہی اب اتنی ہی خوفزدہ تھی۔

"میرال۔۔۔"

اور حان نے اس کی پشت پر دھیرے دھیرے ہاتھ پھیرے، جیسے وہ اس کے وجود کی لرزش کو اپنے لمس سے تھامنے کی کوشش کر رہا ہو۔

"آپ ٹھیک ہیں ؟اس نے پچھ۔۔۔"

اس کا سوال ادھورا رہ گیا، حلق سے آواز نکلنا مشکل ہو رہا تھا۔ آنکھیں سرخ تھیں، دل لرزتا ہوا۔ وہ جاننا چاہتا تھا، پر سننا نہیں چاہتا تھا۔

میرال نے اس کے سینے سے چہرہ ہٹایا، آنکھیں بھیگی ہوئی تھیں، مگر اس میں وہی ہمت، وہی دلیری تھی۔

"اس نے۔۔۔ کچھ نہیں کیا۔ وقت پر یاسر بھائی آ گئے"

اس کی آواز میں کپکپاہٹ تھی، پر مضبوطی بھی۔

"آپکو کچھ نہیں ہوا؟ اُس نے آپکو ہاتھ نہیں لگایا؟"

اورحان کے لہجے میں اتنی بے قراری تھی کہ میرال کے دل کی دیواریں لرز گئیں۔وہ آنسو پونچھتے سر ہلانے لگی۔

"نہیں، میں ٹھیک ہوں۔میں بس۔ڈر گئی تھی۔پر میں نے ہمت نہیں ہاری اورحان۔میں نے اُسے جیتنے نہیں دیا۔"

اورحان نے اس کے دونوں ہاتھ تھام لیے، ان پر آہستہ سے پیار دیا، جیسے وہ ہر زخم کو اپنی محبت سے دھو دینا چاہتا ہو۔

"میری جان اکیلے کیوں نکلیں۔اس پر لڑنا باقی ہے لیکن ابھی آپ بس میرے پاس ہیں تو تھوڑی دیر کے لیے معافی دی۔پر سکون ہو جائیں"

وہ اسکا رونا دیکھے واپس سینے سے لگا گیا۔

..______________________________..

وہ لگ بھگ بیس پچیس منٹس بعد ٹہل کر واپس کمرے میں آیا تو کمرے میں نیم اندھیرا تھا، صرف ٹیبل لیمپ کی مدھم روشنی رملا کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔ وہ اب خاموشی سے سو چکی تھی۔ سانسوں کی ہلکی آواز، نرم نرم کروٹیں، اور تکیے سے نکلتے بالوں کا بکھرا سا منظر، عمار کی نظر اسی پر ٹکی ہوئی تھی۔

وہ بیڈ کے کنارے بیٹھا، کہنی گھٹنے پر ٹکائے، ہاتھ کی پشت کو ہونٹوں سے لگائے جانے کب سے رملا کو بس دیکھے جا رہا تھا۔

"کتنی بے فکری سے سو گئی ہے تُو..."

وہ دل میں بولا، لب ہلکے سے تھرتھرائے، آواز نہ نکلی۔

"جیسے تجھے یقین ہے، میں ہوں ہمیشہ تیرے پاس"

اس نے آہستگی سے رملا کے چہرے سے بال ہٹائے، نرم گال پر انگلیوں کی پوریں بس چھو کر رہ گئیں۔

"کیوں آتی ہے میرے قریب بار بار؟ میں زہر ہوں رملا۔۔۔ زہر... اور تُو تو چاہتی ہے اس زہر کو اپنے اندر اتار لے۔۔۔"

اس نے ہلکا سا جھک کر رملا کی پیشانی کو دیکھا، جو اس وقت مکمل سکون کی علامت تھی۔ جیسے جو بھی جنگ اس نے لڑی، اس کا انعام نیند کی صورت پا لیا ہو۔

عمار نے اپنی نظریں چرا لیں۔ وہ اٹھ کر کھڑا ہوا، کچھ قدم دور جا کر کھڑکی کے قریب رکا۔ باہر صبح کی روشنی بکھری ہوئی تھی، کچھ ویسا ہی سکون تھا جو اس کے اندر مچل رہا تھا... مگر لفظوں میں قید نہ ہو سکا۔

"تمہیں یوں دیکھ کر لگ رہا ہے شاید میں اچھا انسان ہوں۔ شاید..."

وہ تھوڑا سا مسکرایا، ایک تلخ سی مسکراہٹ اسکے بھیلے ہونٹوں کو چوم گئی۔

"لیکن میں اچھا نہیں ہوں رملا۔۔۔ بس تجھ سے برا سلوک نہیں کر سکا اور شاید یہی میری کمزوری ہے۔"

اس نے گہری سانس لی اور آہستہ آہستہ بیڈ کی طرف واپس آیا۔ رملا کروٹ بدل کر اس کی طرف ہو چکی تھی۔ ایک ہاتھ اس کے رخسار کے نیچے تھا، دوسرا ہاتھ ڈھیلا سا بیڈ سے نیچے لٹک رہا تھا۔

عمار نے جھک کر وہ ہاتھ تھاما، اور واپس تکیے کے قریب رکھ دیا۔

پھر نجانے کیوں، وہ بیڈ کی دوسری سمت بیٹھ گیا... اور خاموشی سے اسکے پاس لیٹ گیا مگر سکون اس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھا

"اگر تُو نے یہ ہاتھ تھام لیا... تو شاید... شاید میں خود سے نفرت کرنا چھوڑ دوں۔۔۔"

بس ایک ہاتھ بیڈ کے درمیان رکھا اور دل میں عمار سیال نے سرگوشی کی۔ کچھ لمحے گزرے ہی تھے کہ رملا نے نیند میں نرمی سے کروٹ لی، اور بے خبری میں عمار کا ہاتھ تھام لیا۔

عمار کا سانس جیسے اٹک گیا۔

"اف یہ پاگل لڑکی۔۔"

وہ دل میں ہنسا، اور آنکھیں موند لیں۔ پہلی بار لگا... شاید یہ صبح تھوڑی کم بے رحم ہے... شاید یہ لمس تھوڑا سا اپنا ہے... اور شاید، یہ زندگی بھی کچھ بہتر لگنے لگی ہے۔

..________________________..

اندھیرے میں ڈوبا، کنکریٹ کی دیواروں والا آتشم کا ٹارچر ہاؤس، میرال باہر گاڑی میں تھی، جبکہ اب حساب کا وقت تھا، اسی ہاوس کا مین ہال جس کے ایک کونے میں زنجیروں سے جکڑا عثمان ملک کرسی سے بندھا ہوا تھا۔ ہاتھوں میں خون، ہونٹ پھٹے، اور آنکھ میں ایک ہلکی سی ورم آچکی تھی۔

اسکے سامنے یاسر تن کر کھڑا تھا، ہلکی روشنی میں باسل اور اورحان ایک ساتھ وئیر ہاؤس میں داخل ہوئے۔

"کمینہ"

اورحان کی آواز میں جو درد، غصہ اور زخمی غرور تھا، وہ دیواریں بھی سن سکتی تھیں۔

"زخمی ہے... زندہ ہے... بس جیسا آپ نے کہا باسل سر، اورحان بھائی، ایک بون بھی نہیں توڑی اسکی۔"

یاسر نے فخر سے جواب دیا کہ اسکی ساری ہڈیاں یاسر نے اورحان ماہیل کے لیے رکھی ہیں۔

"بہت شکریہ یاسر۔ تمہارا احسان مند رہوں گا ہمیشہ"

اورحان نے مٹھیاں کسیں، چند لمحے عثمان کو یونہی گھورتا رہا، پھر ایک تھپڑ، پوری قوت سے اسکے منہ پر دے مارا، جبکہ باسل اور یاسر مزے سے اب یہ تماشہ دیکھنے والے تھے، وہ تو میرال کو بھی یہ فلم دیکھانا چاہتے تھے پر اسے

پھر سے اچانک چکر آنے کے سبب اور حان نے یہی مناسب سمجھا وہ گاڑی میں ہی بہتر ہے۔

"تمہیں آخری وارننگ دی تھی ناں۔ لیکن تم نہیں سمجھے۔"

اور حان نے دوسرا اوار مکے کی صورت عثمان کے جبڑے پر کیا، درد اور تکلیف سے وہ بری طرح سسک اٹھا، اسکے چہرے، گال اور پھٹے ہونٹ سے پھر لہو ٹپکنے لگا۔

"م۔۔میں۔۔"

عثمان نے منت کرنی چاہی پر اور حان نے اسکے گدی سے بال اپنی مٹھی میں یوں لیے جیسے آج اکھاڑ دے گا، وہ غصے سے ہانپ رہا تھا جبکہ باسل اور یاسر بے حد تسلی سے سینے پر ہاتھ لپیٹے یہ سب دیکھ رہے تھے۔

عثمان ملک کے منہ سے خون بہہ رہا تھا۔ وہ کرسی پر جکڑا ہوا جیسے اپنی موت کے ہر لمحے کو گن رہا ہو۔

اور حان زرا دیر پیچھے ہوا مگر سانس بحال کیے آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھا، ہر قدم کی چاپ گویا عثمان کے دل پر ہتھوڑے کی ضرب جیسی پڑی۔

"یاد ہے... وہ دن؟ جب تُو نے سب کے سامنے میرال اور مجھ پر الزام لگا کر رسوا کیا، جب تُو نے بارات واپس لے جا کر اس کی زندگی کا جنازہ نکالنا چاہا؟ پھر جب تجھے تیری وہ منحوس ثانیہ جو تا مار کر گئی تو پھر آ گیا تو اپنا تھوکا چاٹنے مردود۔ کتنا سمجھایا کہ باز آجا۔ ہر طرح تیری آگ بجھانے کی کوشش کی پر تو۔ کتے کی دم کی طرح کبھی سیدھا نہیں ہو سکتا"

اور حان نے اس بیچ اس پر کوئی رحم نہ کھایا، جتنی بھڑاس تھی نکالی، اسکی انگلیوں کو اس بری طرح مڑوڑا کہ یقیناً چند تو ٹوٹ گئی تھیں۔

عثمان کی دلخراش کو کیں ہیبت ناک تھیں جبکہ باسل کی آنکھیں خفیف سا مسکرائیں جب اس نے اورحان کو یوں مقابلہ کرتے دیکھا۔

عثمان نے ہونٹوں پر زبان پھیری، آنکھیں بمشکل سسکتے کھولیں۔

"اورحان۔۔۔ میرے ی۔۔یار۔۔۔م۔۔ محبت ہے وہ میری"

اورحان نے قہقہہ لگایا، پر وہ قہقہہ زہر سے بھرا تھا۔

"محبت؟ محبت تب کہاں تھی جب میں نے تجھے سمجھایا تھا کہ مت کر ایسا عثمان۔ لیکن تجھے محبت ہوتی تو ضرور تو میری بات سمجھتا۔ تجھے تو ہوس تھی اور وہی تو نے مٹانی تھی۔ جس طرح ثانیہ کو تیرے پیسے کی ہوس تھی۔ اور تُو۔۔۔ تُو محبت کی آڑ میں درندہ بن گیا؟ بنتا گیا۔ تجھے سدھرنے کا موقع دیا کہ میرا بچپن کا دوست ہے۔ کاش سنبھل جائے۔ میرے ہاتھ اسکے خون سے نہ رنگیں لیکن اب میں تیری سیدھی سیدھی قبر کھودوں گا"

اورحان نے عثمان کا کالر پکڑا اور چہرے کے قریب ہو کر دھاڑا۔

"م۔۔ معاف کر دے"

عثمان درد سے بلک اٹھا پر اورحان کسی رحم کو نہیں جانتا تھا۔

"معافی۔۔ یہ وہی معافی ہے جو میرال سے مانگی تو نے۔ ساتھ کیمرے بھی سیٹ کیے۔ لعنت ہو تیری معافی پر تجھ سمیت"

اورحان آج اسے بخشنا ہرگز نہیں چاہتا تھا لیکن باسل ضرور اسکی فکر میں تھا، اس نے عثمان کے لیے موت سے بدتر سزا سوچی تھی جس سے عثمان کو بھی عبرت حاصل ہوتی اور اورحان کے ہاتھ بھی اس کے خون سے نہ رنگتے۔

"چ۔۔ چھوڑ دے اورحان"

عثمان سسک پڑا۔

"تجھے اس بار میں نہیں چھوڑوں گا۔"

اور حان نے مکوں اور گھونسوں کی بارش کی جبکہ لہولہان ہوتے عثمان میں ابھی بھی جان تھی۔

"مار۔۔۔ دوں گا تجھے اور حان"

عثمان ابھی کچھ اور بھی بولنے لگا تھا کہ باسل نے قریب آکر اس کی کرسی پر ایک زوردار لات ماری، کرسی سمیت بندھا ہوا وہ زمین پر جا گرا جبکہ باسل نے اپنا بھاری بوٹ والا پیر عثمان کی گردن پر رکھا۔

"خبردار۔۔۔ اگر ایک بھی لفظ بولا ناں، زبان کھینچ کر رکھ دوں گا"

وہ تخ لہجے میں غرایا، پھر اسے گردن سے دبوچ کرسی سمیت سیدھا کیا اور اسکے سامنے آکر کھڑا ہوا۔

"تمہیں مار دینا سب سے آسان راستہ ہے۔۔۔ لیکن افسوس، ہم اتنے سستے لوگ نہیں۔"

اورحان کو یاسر پکڑ کر اک طرف کر گیا جبکہ باسل نے ایک آدمی کو اشارہ کیا جس نے شدید ٹھنڈے پانی سے بھری بکٹ عثمان کے منہ پر گرائی، وہ کراہنے لگا۔

"ک۔۔ کیا مطلب؟"

عثمان نے نیم سی جان سے ان تینوں کی طرف دیکھا جبکہ اورحان نے بھی یوں باسل کو دیکھا جیسے کہہ رہا ہو یہ کیا ہے؟

"ہاں۔۔۔ تمہیں اب مرنے نہیں دیا جائے گا۔۔۔"

اورحان کی آنکھیں سرخ تھیں، جیسے اسکا ضبط لمحہ بہ لمحہ پگھل رہا ہو۔

"تمہیں اب وہ سزا دی جائے گی جو تم جیسے ناسور کے لیے بنتی ہے، ساری عمر ہر سانس میں پچھتاوا، ہر لمحے ذلت۔۔۔ اور جیل کی وہ دیواریں جن میں نہ دن کا پتہ چلے گا نہ رات کا۔۔۔"

باسل نے موبائل نکالا، کچھ نمبر ڈائل کیے، عثمان سمیت، یاسر اور حان
ہونق تھے پر انکی یہ حیرت کچھ لمحوں کی تھی۔

"سنو، کیس نمبر 754- CU کو اب مکمل لیول 1 پر لے جاو۔ ہاں، انٹیریئر
سے منظوری آچکی ہے۔ عثمان ملک اب فیڈرل جیل میں ٹرانسفر ہو گا۔ بغیر
ضمانت، بغیر چھوٹ۔۔۔ نیشنل سیکیورٹی کے تحت۔"

عثمان نے چونک کر باسل کو دیکھا، اسکا پوراوجود لرز اٹھا۔

"ک۔۔۔ کیا۔۔۔؟ نیشنل سیکیورٹی۔۔۔؟"

عثمان سسک اٹھا۔

"ہاں۔۔۔ تم پہ صرف اغوا کا کیس نہیں، تم پہ ریاست کے راز فاش کرنے کا
شک ہے، منی لانڈرنگ، انسانی اسمگلنگ، ایکسپلوسیو رکھنے جیسے سیکشنز لگائے
جارہے ہیں۔۔۔ جو تم نے نہیں بھی کیے، وہ بھی اب تمہارے نام ہوں
گے۔ سمجھا؟"

باسل کے پلان کو سنتے جیسے اورحان کا دہکتا سینہ ٹھنڈا ہوا، اس نے باسل کو یوں دیکھا جیسے کہہ رہا ہو، یہی امید تھی بھائی۔

"تم چاہو گے کہ موت آجائے۔۔۔ لیکن ہم ایسا بھی نہیں ہونے دیں گے۔۔۔ تمہیں صرف ایک سزا ملی ہے:'زندہ رہ کر سڑنا۔۔۔'اور مرنا بھی خود کی مرضی سے نہیں ہو گا۔۔۔"

اورحان نے اگلا وار کیا، اس بار الفاظ کا، ہاتھ نہ چلایا کیونکہ اب عثمان مزید نہیں سہہ سکتا تھا۔

"میرال نے۔۔۔ سب کچھ بتا دیا۔۔۔ عدالت میں گواہی دے گی۔۔۔ تمہاری ویڈیوز بھی نکلوائی جا رہی ہیں۔۔۔"

باسل نے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا۔

"۔۔۔جہنم میں جاو۔۔۔ تم سب۔۔۔"

عثمان نے گردن جھکائی، تھوک نگلا اور حلق کے بل دھاڑا۔

"جہنم۔۔۔؟ ابھی تو ہم نے تمہیں وہاں بھیجنا شروع ہی کیا ہے۔۔۔"

باسل نے ایک آخری نگاہ ڈالی، پھر یاسر کو اشارہ کیا۔

"چلو، لے جاؤ اسے۔۔۔ قید خانے کا دروازہ کھلنے دو۔۔۔"

یاسر نے سلیوٹ مارتے جوشیلے انداز میں سر ہلایا۔

"اور خبردار، اگر یہ کسی دن مارا گیا جیل میں۔۔۔ تو خود سمجھ لینا کہ تم نے اپنی بات نہ نبھائی!"

باسل نے یاسر کو سختی سے تاکید کی۔ یاسر نے اثبات میں سر ہلایا اور فورس کے بندے عثمان کو لے کر چلے گئے جبکہ اورحان لپک کر باسل کے گلے لگا۔

"تمہارے اٹارنی آفیسر ہونے کی پاور آج سمجھ آئی مجھے"

اورحان کی آواز تشکر سے بھری تھی، باسل ماہیل کا سینہ سرخرو سینوں کی طرح آسودہ تھا۔

"ابھی تو پارٹی شروع ہوئی ہے چھوٹے بھائی۔ میرے ساتھ رہو گے تو میری پاور کے عیش تمہیں بھی نصیب ہوں گے۔ ان ہاتھوں پر میں کسی کا جیتے جی خون تھوڑی لگنے دے سکتا ہوں اورحان"

باسل نے الگ ہوتے جس طرح اورحان کے ہاتھوں کو تھامے کہا، ناچاہتے ہوئے بھی اورحان اپنی آنکھیں سرخ ہونے سے روک نہ سکا۔

"ایک بات کہوں باسل؟"

اورحان کی آواز لرز گئی جبکہ آنکھوں میں سرخائی کے ساتھ نمی بھی تھی۔

باسل نے اس کی طرف دیکھا، تھوڑی حیرت سے... کیونکہ اورحان کبھی بھی جذبات یوں ظاہر کرنے والا شخص نہیں تھا، لیکن لگ رہا تھا اب وہ جناب بھی کھلنے والے بندے بن رہے تھے۔

"کہو جگر"

باسل کا حوصلہ مندانہ انداز میں سینہ تھپکنا کیسے کمزور رہنے دے سکتا تھا۔

"آج اگر تم میرے ساتھ نہ ہوتے، اگر تمہارا ہاتھ میرے کندھے پر نہ ہوتا، تو شاید میں آج عثمان کو مار چکا ہوتا اور پھر میرا ضمیر، میری میرال، میرا مصطفی، سب مجھ سے نظریں چرا لیتے۔ اور شاید میں خود بھی"

اس کی پلکوں سے ایک نمی کی لڑی بہہ نکلی۔ وہ یوں کھڑا تھا جیسے برسوں کا درد آج اتر آیا ہو۔

"اسی لیے تو میں تمہارا بھائی بنایا گیا ہوں، اور جان... تمہیں اس وقت روکنے کے لیے... تمہیں گرانے نہیں، بچا کے کھڑا رکھنے کے لیے، سنبھالنے کے لیے، اور آج تم نے اسے بھلے نہیں مارا، بس یہی جیت ہے تمہاری۔ عثمان ہار گیا کیونکہ تم انسان رہ گئے۔"

اور حان نے سر جھکا کر باسل کے سینے سے لگ کر آنکھیں موند لیں، جیسے برسوں کا بوجھ، برسوں کی جنگ، برسوں کی اذیت... اب تمام ہوئی ہو۔

"چلیں چھوٹے بھائی؟ آپ کی ملکہ آپ کا انتظار کر رہی ہے۔۔۔"

باسل نے شوخی سے کہا تو اور حان اور وہ خود دونوں ہنس پڑے۔

"ہاں۔۔۔اب چلیں۔۔۔بہت کچھ کہنا ہے اسے۔۔۔بہت کچھ سننا ہے۔۔۔"

اور حان کے لہجے میں ایک سکون تھا، ایک تھکن بھی، اور سب سے بڑھ کر محبت تھی۔

میر ال نیم بے ہوشی کی کیفیت میں تھی، چہرہ زرد اور تھکن سے چور۔
اور حان جیسے ہی فارم ہاؤس سے باہر آیا، نظریں فوراً گاڑی کی طرف گئیں۔

وہ لپک کر آگے بڑھا، گاڑی کا دروازہ کھول کر میر ال کے پاس بیٹھا۔

"میرال۔۔۔میرال میری جان۔۔۔آنکھیں کھولیں سب ٹھیک ہے اب، میں آگیا ہوں۔۔۔"

اس نے نرمی سے اس کے چہرے کو چھوا، اس کی سانسیں معمول پر تھیں مگر وہ بہت تھکی ہوئی لگ رہی تھی۔

میرال نے آہستہ سے پلکیں کھولیں، نظریں دھندلائی ہوئی تھیں لیکن جیسے ہی اورحان کا چہرہ دیکھائی دیا، وہ ہولے سے مسکرائی۔

"کیا۔۔۔سب ختم ہو گیا؟"

وہ بہت نڈھال تھی۔

"ہاں، سب۔۔۔اب آپکو کچھ نہیں ہو گا، آپ محفوظ ہیں، میرے پاس ہیں"

اورحان نے اس کا ہاتھ چوم کر اپنے سینے سے لگالیا۔

اسی لمحے باسل بھی ان دو کی طرف آیا۔

"میرال کو ہوسپٹل لے جانا ہو گا، وہ ٹھیک ہے لیکن فزیکل اور ایموشنل شاک بہت زیادہ ہے۔۔۔ بہتر ہے چیک اپ ہو جائے"

باسل نے بہترین تجویز دی تھی، خود وہ اب اجر کے پاس جانے والا تھا مگر یہاں کے بارے اطمئینان چاہ رہا تھا۔

"تم ٹھیک کہتے ہو باسل۔۔۔ چلو میرال، ہم ہوسپٹل چلتے ہیں۔ یاسر کو تھینکیو کہنا۔"

باسل نے مسکرا کر سر ہلایا جسکے بعد اورحان بھی اپنی گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالے بیٹھا، باسل نے ہاتھ ہلاتے انکو سی آف کیا جبکہ اپنی پینٹ کی جیب میں پھنسا فون نکالا جہاں اجر کی ستائیس مس کالز تھیں۔

کئی میسیجز بھی تھے۔

"کہاں ہو۔مجھے ضرورت ہے تمہاری۔میں اچھا محسوس نہیں کر رہی۔ڈپریشن ہو رہا ہے۔"

باسل نے اجر کا میسج سین کرتے تھکی سی سمائیل دی اور ایک چیزی سا کس ایموجی بھیجا، سوچا تھا انھیں نا جانے کب یوز کرے گا، آج کیا بھی تو اتنی بونگی سچویشن میں، وہ انھیں دیکھے اک سنسنان سے روڈ سائیڈ کیفے میں بیٹھی ہنس دی۔

"مجھے بھی ڈپریشن ہو رہا ہے کہ میں مزید تمہیں کسی دھوکے میں نہ رکھوں۔آج سب ختم کرتے ہیں۔میں جب سے پورا باسل بنا ہوں۔مجھے لگتا ہے تم سے دگنی محبت ہو گئی ہے اور میں اک اک لمحہ اندر سے یہ سوچ کر جل رہا ہوں کہ میرا سکون، میری تکلیف سے کوسوں دور آباد ہے۔م۔۔میں سب بتا دوں گا۔مجھے بھی بہت ضرورت ہے تمہاری اجر"

باسل ماہیل نے یہ فیصلہ کر لیا تھا، اب اس کی تباہ کاری اسکی جان سہہ سکتی ہے یا نہیں، یہ دیکھنا تھا اب۔

..________________________..

"یہ لو"

وہ آج ماہیل پیلس ہی آ گیا تھا، سب تھوڑی دیر پہلے ہی ناشتہ کر کے فری ہوئے تھے جبکہ حرا کی آج کالج سے لاسٹ چھٹی تھی، وہ اور مصطفیٰ ٹی وی لاونج میں نیچے ٹیبل کے پاس بیٹھ کر ڈرائنگ اور واٹر کلر، آئل پینٹ میں بزی تھے، بارس آکر بیٹھا اور ایک پیکٹ مسکرا کر اپنی حسینہ کی طرف بڑھایا جس نے فوراً کلرز چھوڑے تھاما۔

"یہ کیا ہے بارس"

وہ اس پیکٹ کو کھولتے متجسس ہوئی۔

"پچاس ہزار ریس جو جیتی تھی۔ تھوڑے لیٹ ہو گئے اس ایسڈ اٹیک حادثے کی وجہ سے لیکن مل گئے۔ تو یہ تمہارے۔ میری طرف سے پہلی پاکٹ منی"

وہ جتنی خوش اس پیکٹ کو کھولنے میں تھی، کھول کر اتنی ہی اداس ہوتی نیچے سے اٹھ کر بارس کے ساتھ بیٹھی، مصطفی اپنے فورک کے ساتھ فروٹس کھاتے ہوئے کلرنگ میں بزی تھا، کچھ دیر میں مصطفی کا گفٹ بھی آنے والا تھا، بارس نے مصطفی کے لیے ایک چھوٹا سا پپی لیا تھا، اور اب یہ مصطفی کی تھرڈ برتھ ڈے کا ایڈوانس گفٹ تھا کیونکہ مصطفی پارک میں اکثر کتوں کے پیچھے بہت بھاگتا تھا۔

"اوہ۔۔ وہ دن بہت بھیانک تھا۔ یہ مجھے نہیں چاہیں۔ میں انھیں خوشی سے خرچ نہیں کر سکوں گی"

حرا کی اداسی فطری تھی۔

"کیوں، یہ میرے ہنر کے ہیں باندری۔ اور تمہیں پتا ہے میں اگلے لیول کی بائیک ریس کے لیے سلیکٹ بھی ہو گیا۔ پانچ لاکھ ملیں گا۔ اور اس سے تم اپنا پیارا اسا ویڈنگ گاون لینا"

وہ حرا کے بال سہلاتا محبت سے بولا تو حرا ٹھٹھکی۔

"ویڈنگ گاون ؟۔ ہمارا نکاح ہوا ہے۔ رخصتی پانچ سال سے پہلے نہیں ہونی تو ابھی ویڈنگ گاون لے کر کیا کروں گی ؟"

حرا نے منہ پھلایا۔

"ویڈنگ گاون لینے کے لیے شادی کا ہونا ضروری ہے ؟"

حرا نے اسکی طرف چونک کر دیکھا۔

"کیا مطلب ؟"

وہ الجھی۔

"مطلب یہ کہ۔۔۔وہ گاؤن تم اپنی خوشیوں کے دن کے لیے سنبھال کر رکھنا۔ یہ سب سال تمہاری امیدوں، خوابوں اور خوشیوں سے بھرپور ہوں۔ وہ گاؤن تمہاری وارڈروب میں رہے، ہر روز تم اسے دیکھ کر مسکراؤ کہ کہیں نہ کہیں، کوئی تمہیں اپنا بنانے کے لیے دن گن رہا ہے، تڑپ رہا ہے"

وہ دھیمے مخمور لہجے میں بولا، جبکہ حرا کی پلکیں شرم سے جھک گئیں، دل کے اندر ایک نرم سی گدگدی پھیل گئی۔

"تمہاری تڑپ صبح دیکھائی دی تھی جب مجھے ٹاول کے بہانے واش روم میں کھینچا تھا"

وہ باقاعدہ بارس کے کان میں گھسی تو وہ بھی شریر ہوا۔

"ٹھیک سے نہیں دیکھا سکا۔ اگلی بار اچھے سے دیکھاوں گا"

بارس نے اسکی مصطفی سے بچتے گال چومی تو حرا نے اسے یوں پھیلنے پر زور کی پیٹ میں چٹکی کاٹی پر جناب دیدار یار میں اتنے گم تھے کہ کراہنا بھی یاد نہ رہا۔

"میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں حرا"

اس بار بارس نے اسکے گردن سے بال سے ہٹاتے گردن چومی تو وہ اسے پرے کر گئی، پھر گھوری۔

"کوئی دیکھ لے گا بارس۔۔ مما یہیں آگے پیچھے گھومتی رہتی ہیں۔ تم مار پڑواو گے مجھے"

حرا نے رحم طلب نگاہوں سے بارس کو دیکھا جس نے دل پر پتھر رکھے مناسب اور جنٹل مین سا فاصلہ سمیٹا۔

"کبھی کبھی سوچتی ہوں، تم اتنے اچھے کیوں ہو؟"

وہ پھر جیسے روہانسی ہوئی۔

"کیونکہ تم ہو۔۔۔"

بارس نے اس کی طرف جھکتے ہوئے مسکرا کر کہا، اور اگلے ہی لمحے مصطفی کے شور سے وہ دونوں چونک کر سیدھے ہوئے۔

"حیلا۔۔ بھوودیتو"

مصطفی اچھلتا کودتا آیا، حرا کی گود میں چڑھ گیا، اور اس کی انگلی اپنی ڈرائنگ کی طرف کی جہاں اس نے عجیب وغریب کتا بنایا تھا، بارس اور حرا دونوں کی ہنسی چھوٹی۔

اسی لمحے بارس کو میسج بھی آیا، مصطفی کا گفٹ آچکا تھا۔

"مصطفی کو بھوو چاہیے؟"

بارس نے مصطفی کی گال سہلائی۔

"یش۔۔مدے بھوو تایئے (یس۔مجھے بھوو چاہیے)"

بارس نے فوراسے اٹھ کر مصطفی کا ہاتھ تھاما تو حرا بھی ایکسائٹڈ ہوئی۔

"تو آیئے باہر کی طرف۔۔۔ایک ننھا مہمان آپ کا انتظار کر رہا ہے"

بارس نے اس کا ہاتھ پکڑا اور باہر کی طرف لے گیا۔

حرا ان دونوں کو دیکھ کر مسکرادی، اور پھر ایک نگاہ خاموشی سے اپنے ہاتھ میں پکڑی پاکٹ منی پر ڈالی، اور پھر نظریں بارس پر جا کر رک گئیں جو مصطفی کے ساتھ بچوں جیسی خوشی سے کھیل رہا تھا۔

"کاش۔۔۔یہ پانچ سال جلدی گزر جائیں۔۔۔"

اس کے دل کی دھیمی سرگوشی، بس اسے ہی سنائی دی جبکہ مصطفی جب باہر لان میں پہنچا تو سیکورٹی مین کے ہاتھ میں باکس تھا پھر جب وہ کھلا اور اس سے چھوٹو سا پپی نکلا تو مصطفی زور سے پر جوش ہوتے چینخا۔

"بھوو۔۔۔ مدے دو۔۔ مدے دو۔۔۔ بھوو۔۔ میلا بھوو ہے"

مصطفی ناچتا کودتا اتنا بیقرار تھا کہ کب وہ گولو مولو کتا اسکے گلے لگا دیا جائے، بارس نے ہنس کر اسے مصطفی کو دیا جس پر اس بچے کی خوشی دیدنی تھی۔

مصطفی چھوٹے سے سفید، بھورے پپی کو گود میں لیے اس کی گردن پر بوسے دے رہا تھا، وہ بارس کے پاؤں سے لپٹ کر کبھی کہتا

"یہ میلا بھوو اے" کبھی اسے زور سے کس لیتا۔

حرا بھی باہر آئی اور مسکرا کر وہ لمحہ محفوظ کرنے کے لیے جینز کی جیب سے فون نکالا، ایک دو تصویریں کھینچیں، اور بارس کی طرف دیکھا جو اس لمحے اپنے بازو سینے پر لپیٹے، چہرے پر نرم مسکراہٹ سجائے بس مصطفی کو دیکھ رہا تھا، اب لان میں ایک گارڈ تھا، اور مصطفی جو کبھی بھوو کے ساتھ ادھر دوڑتا کبھی ادھر۔

"پانچ سال انتظار نہیں کرنا پڑے گا، حویلی میں ہماری رخصتی کی باتیں شروع ہو چکی ہیں۔"

اسی لمحے بارس حرا کے قریب آیا، جھک کر اس کے کان کے قریب سرگوشی کی۔ حرا نے جیسے سانس لینا چھوڑ دیا، وہ دھیرے سے سیدھی ہو کر اس کی طرف دیکھنے لگی، آنکھوں میں بے یقینی، لبوں پر لرزتی خاموشی۔

"س۔۔سچ؟"

اس نے بمشکل پوچھا، دل جیسے تیز تیز دھڑک رہا تھا، بارس نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلایا، اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں زور سے دبایا۔

"مما نے کہا حرا کو آفیشیلی بارس کا کرتے ہیں۔ تمہیں اندازہ بھی ہے یہ میرے لیے کتنا بڑا لمحہ ہے؟"

حرا کے حلق میں کوئی لفظ نہیں آیا، بس آنکھوں کی نمی ہی ساری داستان کہہ گئی۔

"بارس۔۔۔میں۔۔۔"

وہ منمنائی پر وہ اسکے ہونٹوں پر انگلی رکھے روک گیا پھر فوراً پیچھے ہٹالی۔

"ششش۔۔۔"

اس نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر ہلکے سے دبا دیا۔

"اب ہم جلد ویڈنگ رنگز پہنیں گے۔بلڈی ریڈ گاون لینا۔ابھی اس لیے بتا رہاہوں کہ تمہیں یاد رہے میں تمہیں کس رنگ میں دیکھنا چاہتا ہوں"

ابھی وہ جذبات میں آکر اسکے گلے لگنے ہی والی تھی جب مصطفی پیچھے سے چیخا۔

"حیلا!بالس۔۔۔بھو نے اچھیچ تیا"

وہ دونوں بے اختیار ہنس دیے کیونکہ مصطفی انھیں بتا رہا تھا کہ بھو نے چھینک ماری ہے۔

حرا کی مسکراہٹ میں اب ایک نیا رنگ تھا، تسلیم شدہ محبت، سچی قبولیت اور ایک روشن ہونے والا مستقبل۔

"اسکا نیم رکھتے ہیں مصطفی۔ اسکا نام ہے میکس"

اب بھوو کا کوئی نام بھی تو ضروری تھا، مصطفی حرا کو جہاں نام پسند آیا، میکس نے بھی اچھل کر پسندیدگی کا پورا اظہار کیا تھا۔

..______________________________..

"کیا ہوا ہے مجھے ڈاکٹر؟"

اور حان باہر تھا جب میرال نے بلڈ ٹیسٹ کے لیے بلڈ دینے کے بعد ڈاکٹر کی طرف لیٹے لیٹے دیکھ کر پوچھا۔

"مجھے لگ رہا آپ امید سے ہیں، کنفرمیشن کے لیے بلڈ ٹیسٹ کیا ہے کیونکہ ارلی پریگنسنی یورین ٹیسٹ سے کبھی کبھی شو نہیں ہوتی"

ڈاکٹر کی بات سنے میرال نے اپنی بے قابو مسکراہٹ چھپائی، چہرہ گلال ہوا۔

"اس رپورٹ اور ٹیسٹ کا میرے ہسبنڈ کو مت بتائیے گا۔ میں انکو سرپرائز دینا چاہتی ہوں"

میرال کی ریکوسٹ پر ڈاکٹر دھیما سا مسکرائیں۔

" چلیں ٹھیک ہے۔ کچھ گھنٹے تک آپکو آنلائن ٹیسٹ رپورٹ مل جائے گی۔ مجھے بھیج دیجئے گا۔ آپکا نمبر لیبارٹری والوں کو دے دیتی ہوں"

ڈاکٹر نے فوراماں لیتے مسکرا کر تاکید کی جس پر میرال نے جلدی سے اپنا نمبر دیا۔

" سنیں۔ وہ پوچھیں تو کہیے گا میرال نے سٹریس لیا۔ اور کوئی بات نہیں"

میرال نے پھر سے بچوں کی طرح اٹھ بیٹھے ڈاکٹر صاحبہ کو پکارا جو پھر اس کیوٹ سی لڑکی پر مسکرائیں۔

"ٹھیک ہے۔ ٹیسٹ کی رپورٹ آئے تو باقی اپڈیٹ اور آپکی ڈائٹ میڈیسن کا میں اگلے وزٹ میں بتاوں گی۔"

ڈاکٹر نے بس کچھ وٹامنز لکھ کر دیے جبکہ میرال باہر آئی تو اورحان، بے تابی سے یہاں وہاں ٹہل رہا تھا۔

"کیا یہ ٹھیک ہیں"

اورحان نے شدید بے قراری سے پوچھا تو ڈاکٹر نرم سا مسکرائیں جبکہ میرال بلکل سنجیدہ منہ بنائے ہوئے تھی۔

"جی۔ بس سٹریس لیا تھا اس نے۔ اور تھوڑی ویکنس ہے۔ یہ کچھ وٹامنز ہیں۔ اسکی ڈائٹ کا بھی خیال رکھیں۔ ہیو آ گڈ ڈے"

ڈاکٹر کہہ کر گئیں تو اورحان نے فکر بھری نظر، مرجھائی سی میرال پر ڈالی۔

"آپ ٹھیک ہیں میرال۔ اتنا سٹریس مت لیں۔ سب ٹھیک ہے۔ آجائیں"

وہ اسکا ہاتھ پکڑ تا باہر کی طرف بڑھا تو میرال نے بہت مشکل سے آنکھوں کی خوشی چھپائی۔

"سٹریس اس بات کا ہے کہ آپ نے ابھی ڈانٹنا ہے مجھے"

وہ لوگ پارکنگ تک آئے تو میرال نے ڈرے ڈرے لہجے میں منمناتے بتایا جس پر اورحان نے مسکرا کر پیسنجر سیٹ کا ڈور کھولتے محترمہ کو بیٹھنے کا کہا اور خود آکر ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے ڈور بند کیا۔

"وہ تو ڈانٹوں گا۔ اور بلکل طوفانی ڈانٹ ہو گی وہ۔ دھواں دار۔ آخر آپ مجھے بنا بتائے کیوں گئیں۔ اور کیا چاہیے تھا ایسا جو آپ مجھے نہیں کہہ سکیں۔ کم از کم اکیلے جانا بھی تھا تو ڈرائیور کو کوئی گن دے دیتا۔ وہ بچارا زخمی ہو گیا۔ اپنا بچاؤ نہیں کر سکا، آپکو کیا بچاتا۔ اس قدر لاپرواہی میرال؟"

اورحان نے گاڑی ہوسپٹل کی پارکنگ سے نکالتے روڈ پر ڈالی جبکہ آج تو اورحان کی ڈانٹ بھی میرال کو امرت لگ رہی تھی، وہ فوراً سے اسکی بازو سے لگ کر اسکی سمت سرک آئی۔

"آپ کو ڈانٹ رہا ہوں اور آپ لاڈ کرنے کی کوشش میں ہیں؟"

میرال کے اتنے پرسکون ردعمل پر اورحان تپ سا گیا۔

"آپکی ڈانٹ پیاری لگ رہی ہے"

وہ چہرہ اٹھائے اورحان کی گردن میں چہرہ گھسائے اسکی گردن چومنے لگی، اورحان کے ہاتھ سے لمحہ بھر گاڑی کا کنٹرول چھوٹا۔

"کیا کر رہی ہیں میرال۔۔ گاڑی کہیں لگ جائے گی۔"

اورحان نے اپنے گرد حائل میرال کے ہاتھ اور اسکے ہونٹوں کا لمس گردن پر بکھرتا محسوس کیے اسے روکنے کے ساتھ گاڑی کی سپیڈ بھی کم کی۔

"پتا نہیں آپ پر اتنا پیار آرہا ہے کہ گھر پہنچنے کا ویٹ بھی نہیں ہو رہا۔ فائنلی ہماری زندگی سے منحوسیت نکل گئی ناں۔۔ میں بہت خوش ہوں۔ ڈانٹیں مجھے۔ ایک دو تھپڑ بھی لگائیں ناں"

اور حان اسکی دیوانگی بھری ٹون پر گاڑی روڈ سائیڈ لگاتا روک گیا، ورنہ سچ میں گاڑی کا ایکسیڈنٹ ہو جاتا۔

"کیا ہو گیا ہے۔۔ میری ڈانٹ سے بچنے کو یہ سب کر رہی ہیں کیا"

اور حان نے اسکا چہرہ ہاتھوں سے چھوا، بال گال سے ہٹاتے ڈرامائی خفگی عیاں کیے پوچھا تو وہ فورا نفی میں سر ہلائے مسکائی۔

"نہیں میں تو کہہ رہی ہوں ڈانٹیں۔"

وہ اب بھی بہکی بہکی تھی، اور حان کی آنکھیں بھی خفیف سے خمار کے سنگ مسکرائیں۔

"ایسے تو نہیں ڈانٹ پاوں گا۔"

اور حان کا لہجہ بھاری سا ہوا۔

"مطلب میں سٹریس نہ لوں۔ آپ نہیں ڈانٹنے والے مجھے ؟"

وہ آنکھوں میں شریر سی چمک بھر لائی۔

"اممم۔۔ ابھی نہیں ڈانٹ رہا لیکن ڈانٹوں گا ہی نہیں۔ یہ نہیں کہہ سکتا"

وہ نخریلا اپنے موقف پر پہاڑ سا ڈٹا تھا۔

"اچھا۔۔۔اب بھی نہیں"

وہ اسکے ہونٹوں کے قریب ہونٹوں کو لے جاتی اپنا پر بہار لمس بخشتی مکمل طور پر اور حان کو ڈانٹ والے فیصلے سے ہٹا گئی۔

"میر ال۔ ہم گاڑی میں ہیں۔ ہو کیا گیا ہے آپکو۔ اتنا تو آپ کبھی روم میں میرے قریب نہیں آئیں۔ کیا میری ڈانٹ اتنی خطرناک ہوتی ہے کہ آپ اپنے مزاج کے خلاف جا رہی ہیں؟"

وہ بھلے اندر سے خوش تھا پر اوپر سے رعب بھی پورے جما رہا تھا، وہ زرا دور ہوئی پر آنکھیں اب بھی خوشی کی زیادتی سے بھری تھیں۔

"اور کیا۔ آپکی ڈانٹ بندے کو نمونیہ کر دے"

وہ پھر سے بازو سے لگ جاتی بچوں سا منمنائی۔

"آپکا یہ بے وقت بہکنا اس بندے کو ہارٹ اٹیک دے گا یہ بھی تو سوچیں۔ نمونیہ کم خطرناک ہے میری جان"

اورحان نے سہم کر جتایا تو وہ سر اٹھائے اورحان کو کچھ لمحے دیکھنے کے بعد ہنسی تو وہ بھی پر خمار سا ہنسا۔

"بس مجھے ایسا پیار آ رہا تھا جو کنٹرول نہیں ہو سکتا۔ خیر چلتے ہیں۔ مجھے ناں تھوڑی دیر مال رکنا ہے۔ آپ بھی میرے یہ وٹامنز لے لیجئے گا"

میرال نے فوراً سے موضوع بدلا۔

"کیا چاہیے آپکو؟"

اورحان نے آئبرو اچکائے کہ آخر یہ خریدنا کیا چاہتی ہیں۔

"کچھ چیزیں پرسنلز بھی ہوتی ہیں اورحان"

وہ منہ پھلا کر گھوری۔

"ہنہ۔ آپکا کچھ پرسنل نہیں سمجھیں آپ؟"

وہ آگے سے حق جماتا بولا، میرال کے ہونٹ مسکائے۔

"پلیز ناں۔۔۔"

وہ بچوں کی طرح ہونٹوں کو پھلاتی بولی تو اورحان کو آخر ہتھیار ڈالنے ہی پڑے۔

"اوکے فائن۔۔"

وہ مان گیا تو میرال مسکرا کر پھر سے محترم کی بازو سے لگ گئی۔

وہ لوگ قریبی مارکیٹ رکے جہاں اورحان نے اسکے وٹامنز لیے اور میرال ایک قریبی شاپ پر گئی، اس نے کچھ آرڈرز دیے تھے، جیسے کیک، بلونز، اور ایک ٹیکسٹ اورحان اور مصطفی کی وائیٹ ٹی شرٹس جس پے اس نے کچھ خاص لکھوایا تھا۔

یہ سب ان نے شام تک ماہیل پیلس ڈیلور کرنے کا کہا اور گھر جا کر اونلائن پیمنٹ کا کہے نکل گئی۔

اورحان نے اسکے ہاتھ میں کچھ نہ دیکھے پھر گھوری دی لیکن وہ مس پٹا کہ بنی فی الحال اورحان کو کوئی بھنک نہ لگنے دینے کے پورے جتن کر رہی تھی۔

..______________________________..

وہ اپنے لیے ایک لیمن کیک اور کووفی منگوا چکی تھی، باسل کا میسج آیا تھا کہ وہ وہیں آرہا ہے۔

دن کے بارہ بجنے والے تھے، موسم بے حد حسین دوبارہ ہو چکا تھا، ابر آلود سی فضا، ٹھنڈی ہوا، بادلوں کی اوٹ میں مکمل چھپا سورج۔

تبھی اجر کے فون پر وہی پرائیوٹ نمبر سے کال آتی دیکھائی دی، باسل آچکا تھا، اسی کیفے کے پیچھے بنی پارکنگ سائیڈ گاڑی کے پاس لگ کر کھڑا کال کر رہا تھا۔

اجر نے اسکی فوری کال پک کی۔

"ہے باربی ڈال۔۔۔ کیسی ہے تو؟"

وہی آتشم کی بھاری آواز، اجر اس باجی کے بعد پھر سے فلرٹی لہجہ اپناتے آتشم پر تپ گئی۔

"اب تو مجھ سے فلرٹ نہیں کر سکتا۔ اب میں تیری باجی ہوں"

اجر نے آگے سے جو کہا، باسل نے فون کان سے ہٹایا یہ دیکھنے کو کہ وہ واقعی اجر کو کال ملا چکا ہے یا کسی اور کو، پر نمبر اجر کا تھا تبھی تو جھٹکا لگا۔

"باجی مطلب؟"

باسل نے آواز میں بھاری پن اور ناگواریئت ساتھ ملائی۔

"تو نے باجی کہا تھا ناں مجھے۔ خیر یہ چھوڑ۔ ہمارے بیچ ایک ڈیل ہوئی تھی۔ کنگ کا پتا دینے کے بدلے تیری شکل۔۔۔ تو پتا چل گیا ہے کنگ کون ہے۔ اجمل پاشا مر گیا لیکن کنگ کا سراغ بھی مل گیا۔ یہ ڈیل پوری کرتے ہیں۔ آجا سامنے۔ اپنی شکل کے ساتھ اور کنگ کا نام جان لے"

اجر نے سیدھا سیدھا مدعے پر آتے اپنی ڈیمانڈ کہی جبکہ باسل چلتا ہوا کیفے کی طرف بڑھا۔

"پر میں آل ریڈی جانتا ہوں کنگ کون ہے۔ تیرا چچا تبریز سیال۔۔اب اصولا کوئی ڈیل نہیں۔ کوئی منہ دیکھائی نہیں"

اجر کے چہرے اور ماتھے پر شکنیں اتریں، بے بسی سے وہ لب بھینچ گئی۔

"تمہیں کیسے پتا۔ یہ تو صرف باسل جانتا تھا۔ باسل سے مل گئے ہو تم؟ مک مکا ہو گیا تم دو کے بیچ۔؟"

اجر کے سرد سوالوں پر باسل نے کیفے کے کنارے رک کر کچھ فاصلے پر بیٹھی اجر کو دیکھا جو پریشان اور الجھی لگ رہی تھی۔

"ہاں۔۔باسل سے مل گیا ہوں۔ اب میری شکل دیکھے بنا تجھے یقین آجائے گا کہ میں باسل نہیں"

باسل کی آواز ہنوز بھاری تھی۔

"کیا پتا تم ہی باسل نکلو۔۔۔"

اجر کا شک پھر جاوداں پائے باسل اداس سا مسکایا، وہ اس وقت اپنے سیاہ خلیے میں تھا، نیلی کے بجائے اصل سیاہ آنکھیں، وہی ٹیٹو والا بدن نہیں آج وہ باسل ہی تھا، لیکن سیاہ ماسک، وہی سالٹ اینڈ پیپر سر کے بال ضرور تھے۔

"چل آج تو مجھے دیکھ ہی لے پھر ضدی اجر سیال۔۔۔ لیکن یہاں کیفے نہیں۔ کسی ہوٹل چلیں۔ کسی ایسی جگہ جہاں تیرے اور میرے علاوہ کوئی نہ ہو؟"

باسل کی تجویز پر اجر نے گہرا سانس لیا۔

"میں نے باسل کو یہاں بلایا ہے۔ مجھے اس کے علاوہ کسی سے نہیں ملنا آج۔ اور تم ملنا چاہتے ہو تو پہلے مجھے باسل سے اجازت لینی ہے۔ میں اس سے چھپا کر اب کچھ نہیں کروں گی"

اجر کا لہجہ سپاٹ اور حتمی تھا، اس طرف باسل نے اک قہقہہ مارا۔

"کیا چیز ہے تو۔ کبھی کہتی ہے میں باسل ہوں۔ کبھی کہتی ہے مجھ سے ملنے کے لیے اسکی اجازت لے گی۔تجھے کوئی دماغی مسئلہ ہے کیا؟"

اجر کو اسکے سوال پر غصہ آیا۔

"میرا دماغی مسئلہ تو ہے سمجھا۔"

وہ آواز ہر ممکنہ پست رکھتے چلائی۔

"ارے غصہ کیوں کر رہی ہے۔۔لے آگیا ہوں"

وہ سیاہ سایہ ٹھیک اجر کے سامنے کھڑا تھا جب اجر نے کان سے لگایا فون پیچھے ہٹایا۔

باسل نے بھی ہٹایا اور چلتا ہوا ٹھیک اجر سیال کے سر پر آرکا۔

"کاش میں اپنی گن لے کر آتی ساتھ"

اجر نے جبڑے کستے اسے اپنے سامنے بیٹھتے دیکھا۔

"پھر بھی مار تھوڑا پاتی۔"

وہ آنکھوں کی حدود تک مسکرایا پر اجر کو اسکی مسکراہٹ میں کوئی دلچسپی نہ تھی۔

"تو نے باسل کو بتایا کہ تو نے مجھے اسکو مارنے کا کہا تھا۔ اور میں نے ہی اسکی کار کا ایکسیڈنٹ کروایا تیرے کہنے پر۔ خوشقسمتی سے وہ کار میں نہیں تھا۔ لیکن تو تو مار چکی ہے۔۔بتا ناں۔۔اسے بتایا کبھی یہ سب؟"

اجر کی آنکھوں میں خفیف سی سرخائی گھلی۔

"تم مجھے اب کیوں بلیک میل کر رہے ہو؟ اب تو میں تمہاری ٹیم میں ہوں۔۔۔ دیکھو یہ بات میں اسے نہیں بتا سکتی۔ میں اسے تب بھی مارنا نہیں چاہتی تھی۔ وہ وقتی غصہ تھا۔۔۔ اور خدا کی قسم اگر میرے پاس تم سے رابطے کا کوئی ذریعہ ہوتا تو میں چند لمحوں بعد ہئ تمہیں منع کر دیتی۔۔ میں

بہت جذباتی ہوں، اس پر غصہ تھا مجھے۔ وہ میری نفرت چپ چاپ سہتا تھا تو مجھے تکلیف ہوتی تھی۔ میں نے چاہا اس زندگی سے بہتر ہے وہ مر جائے۔۔۔ک۔۔ کبھی کبھی ہم نفرت میں نہیں، بے بسی میں بھی دوسرے کی موت چاہتے ہیں۔۔۔۔ تم یہ سب مجھ سے کیوں کہہ رہے ہو بولو۔۔۔ کیا تم نے باسل کو یہ سب بتا دیا۔۔۔۔ اس نے بھی کہا تھا تم اچھے ہو۔۔۔ بتاؤ مجھے کیا کیا ہے تم نے؟"

باسل کی آنکھیں اجر کی بھیگی سرخ آنکھوں پر جمی تھیں، اجر کی تڑپ، اسکی تکلیف، اسکی الجھن وہ سب ختم کرنے والا تھا۔

"تمہارے آفس میں جو اس صبح بیٹھا تھا، وہ آتشم میں نہیں تھا اجر سیال"

باسل نے اپنا فون وہیں میز پر رکھا، اجر اگر دیکھتی تو وہ باسل کا ہی فون تھا۔

"ک۔۔ کیا مطلب۔۔ آتشم بھی دو ہیں؟"

وہ خوفزدہ سی منمنائی۔

"ہاں۔۔۔ وہ جو باجی والا ورژن ہے۔۔ وہی اصل آتشم ہے۔۔ میں اسکی چودہ پندرہ سال سے بس جگہ سنبھال رہا تھا"

اجر کی آنکھیں خفیف سی لال ہوئیں۔

"اصل آتشم تو عمار سیال تھے ناں۔۔۔ انکی موت کے بعد باسل بنا آتشم۔۔۔ دو شخصیات میں بٹ کر جیا۔ میں یہ سچ جانتی ہوں۔ بابا نے باسل کو دو مختلف لوگوں میں توڑا۔۔۔ تم اگر بھائی کی موت سے اب تک انکی جگہ سنبھال رہے ہو تو تم باسل ماہیل ہو؟۔۔ تم باسل ہو؟ ا۔۔ اور وہ ب۔۔ بھائی تھے؟؟؟"

چند آنسو اجر کی آنکھوں سے ٹوٹ گرے جبکہ باسل نے اپنا فون اٹھا کر اجر کے ہاتھ میں تھمایا جس نے کانپتے ہاتھوں سے وہ فون لیا، جبکہ آتشم نے اپنے چہرے کا ماسک ہٹایا۔

اجر نے کال لسٹ میسیجز سب دیکھے، سارا ریکارڈ موجود تھا، کب کب اس نے اپنے پرائیوٹ نمبر سے اجر کو کال کی ان آٹھ ماہ میں، باسل اور اسکی چیٹ۔

اجر کے ہاتھ سے فون میز پر گرا اور جب اس نے نظر اٹھائی، اسکے سامنے کوئی اور نہیں باسل ماہیل بیٹھا تھا، وہ منہ پر ہاتھ رکھ گئی۔

پہلی سوچ جو اجر کا دم گھوٹ گئی کہ وہ اسے مارنے کا اسی کو کہنے کا جرم کر کے بیٹھی ہے۔

اجر کے چہرے پر بے یقینی، صدمہ اور ندامت کی ایسی لکیریں ابھریں جیسے صدیوں کی تھکن لمحوں میں چہرے پر اتر آئی ہو۔

"باسل۔۔۔"

اسکے لب کپکپا اٹھے، آواز رندھ گئی۔

"عمار زندہ ہے۔ وہ کچھ دن پہلے ہی ملا ہے مجھے۔ اسے ڈھونڈنے تک مجھے یہ سب کرنا پڑا۔ تھوڑا مجبوری میں، تھوڑا بے بسی میں اور انتقام کا بہت تھوڑا ضد اور خفیف سی تکلیف میں۔ اول کئی سال تک تو میں یہ تک نہیں جانتا تھا کہ میری ایک وحشی ذات بھی ہے۔ میں انسان کے بجائے کبھی کبھی حیوان بھی بنتا ہوں۔ پھر دھیرے دھیرے مجھے میری اس ذات سے واقفیت ہوئی جو میرے اندر بھری گئی تھی، جیسا عمار تھا بلکل ویسا سب میرے اندر کریٹ کیا گیا۔ پھر آخری درجہ جب مجھے اس درندگی والے ورژن پر قابو آیا پھر بھی میں تمہارے ساتھ کھیلتا رہا۔ اور سب سے برا درجہ جب میں واپس باسل ماہیل بن کر بھی تمہیں ستاتا رہا، یہ آخری تھوڑی تکلیف میں کیا۔ تم سے بہت پیار سہی پر کیسے، مجھے مارنے کا سوچا بھی کیسے تم نے، یہ بھی نہیں سوچا کہ میں زندہ ہی تمہارے لیے تھا۔ سزا نہیں دے سکتا تھا تمہیں تو سوچا جب تک عمار اپنا عہدہ سنبھالتا ہے، تھوڑا ستالوں۔۔۔ الجھالوں۔۔۔ وہ عمار تھا جو تمہارے ایس پی آفس آیا۔۔۔ دیکھنا چاہتا تھا اپنی آنکھوں کے نور

کو۔۔ بہت بڑی جنگ لڑ کر آیا تھا، ہمت نہیں تھی اپنے اصل روپ میں سامنے آتا۔ بہر حال زندگی نے ہم تینوں کے ساتھ بہت گندا مزاق کیا ہے۔۔۔ تم جس کے لیے مجھ سے نفرت کرتی رہی، میں اسے تلاش کرنے کے سفر میں خو بخو اس جیسا بنا رہا۔ تم نے پیار کے باوجود نفرت کی مجبوری اٹھائی اور میں نے نفرت کی جگہ بھی تم سے بس پیار کیا۔۔۔ اور وہ۔۔۔۔ فائنلی مجھ سے اپنا آپ واپس لینے آگیا۔ میں ویسے بھی اب بہت تھک گیا تھا۔ وہ نہ لوٹتا۔ وہ مجھے نہ ملتا تو میں نے سوچ لیا تھا خود کو ختم کر دوں گا۔۔۔۔۔۔ بہت ہو گیا تھا اجر سیال"

اجر نے اسکی ہر بات بہت تحمل سے سنی، سمجھ نہ آیا باسل کے ستانے پر چینخے یا بھائی کے زندہ ہونے پر مسکرائے، حلق تکلیف سے بھرا تھا تو اسے ہوش نہ رہی کس بات پر مسکرانا ہے اور کس پر رونا ہے۔

"بہت خوب"

وہ سرخ آنکھوں سے ہنستی تالی بجاتی اٹھ کھڑی ہوئی، اس وقت باہر کا ایریا کسٹمرز سے بلکل خالی تھا ورنہ یہاں تماشہ لگ چکا ہوتا۔

"بیٹھ جاو اجر۔۔ابھی میری بات مکمل نہیں ہوئی"

وہ بھی جوابا سرخ آنکھوں سے دیکھتے بولا۔

"نہیں سننا اب مزید کچھ۔دھوکہ دیا تم نے۔میں نے ابھی بتایا کہ تمہیں مارنا کیوں چاہتی تھی۔۔۔کیونکہ مجھ سے محبت تمہارا سب سے بڑا دکھ تھا باسل۔۔م۔۔میں اگر تمہیں مار رہی تھی ت۔۔تو تمہیں نہیں تمہاری تکلیف کو مارنا چاہتی تھی۔اس ایک میرے گناہ کے بدلے تم نے میری کتنی راتوں کی نیند برباد کی۔۔وہ سات ماہ یاد ہیں جب تم نے مجھے کانٹوں پر رینگنے کو تنہا چھوڑا۔میں خود ک۔۔کو نیم پاگل سمجھنے لگی۔میری زندگی آتشم اور باسل میں گھن چکر بنی رہی۔۔۔پھر اوپر سے بابا کے سچائی بتانے کے بعد میں نے ہر جتن کیا تم تک پہنچوں۔۔تمہاری ذات سے آتشم کے ناسور کو کھینچ کر

باہر پھینکوں اور تمہاری ہر تکلیف کو مٹا دوں۔ لیکن ت۔۔ تم میرے سامنے نہیں کھلے۔۔۔ تم نے میری ایفرٹس کو خاک کیا۔۔ج۔۔جب بھی تم تک پہنچنے لگتی، جب جب مجھے لگتا اب میرے دل کا بوجھ اور تمہاری تکلیف ختم ہونے والی ہے۔۔۔ت۔۔ تم مجھے کوسوں دور پٹخ دیتے۔۔۔۔ میں تم سے ہمیشہ پیار کرتی آئی۔۔ تبھی جب تم واپس آئے۔۔ میں نے مان لیا تم صرف میرے باسل ہو۔۔۔ میں نے یہ جنگ چھوڑ دی کہ تمہیں کبھی نہیں بتاوں گی میں تمہارا ہر درد جانتی ہوں۔۔۔ یہ سب ایسے ہی ہمارے دلوں میں قید ٹھیک ہے کیونکہ میں تمہیں اپنے ساتھ خوش دیکھ کر ہر احساس جرم سے خود کو آزاد محسوس کرتی تھی۔ لیکن تم نے مجھ پر رحم نہیں کھایا۔ فزیکلی ہرٹ چلو تم نے جان کر نہیں کیا پر تم نے مجھے موت سے بدتر بے بسی سے گزارا۔۔۔ تم نے پورا بدلا لیا مجھ سے۔۔۔ میں نے تمہیں جو بھی تکلیف دی۔۔۔ تم بدلا لیتے تو قبول تھا، تم نے سود سمیت حساب لیا ہے باسل ماہیل"

اب کی بار وہ بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

"تمہیں میرے ڈاکٹر سے مل لینا چاہیے۔ سود سمیت بدلا کیسے کہتے ہیں، تم اسکے بارے سوچ بھی نہیں سکتی اجر سیال۔ اتنی محبت تھی تمہیں مجھ سے ہے ناں تبھی بنا کسی ثبوت مجھے قاتل مانتی رہی۔ اور پھر اپنی نفرت کو کیسے اچانک محبت میں بدل لیا جب میرے سچ جانے تم نے۔ جب یہ جانا کہ میں واقعی قاتل نہیں۔ یہ محبت تھی تمہاری اجر جو ثبوتوں، گواہوں اور سچائیوں کی محتاج تھی؟"

وہ بھی جیسے پھٹ پڑا لیکن اجر اسکی کوئی بات نہیں سننا چاہتی تھی، وہ بس اندر سے پھٹ سی گئی تھی۔

"جو بھی ہے، میں تمہیں معاف نہیں کروں گی باسل ماہیل۔۔ نہ عمار سیال میری معافی پا سکیں گے"

وہ سرخ ہوتی آنکھوں سے بولی نہیں چینخی تھی، اتنی کہ اسکی آواز کئی ٹکروں میں بٹ گئی، باسل نے اسے دونوں بازووں سے تھامنا چاہا پر وہ پھر چینخی۔

"چ۔۔چپ چاپ میری اذیت پر راضی رہنے والا میرا مزید سکون کہلانے کا حق دار نہیں۔نہ وہ بھائی جسکی آنکھوں کا اجر سیال نور تھی، اب کبھی یہ مجھے دوبارہ نہیں کہہ سکے گا۔دھوکے باز نکلے تم دونوں۔جو میری تکلیف پر راضی رہ سکتے ہیں۔انھیں میری موت بھی کچھ نہیں کہے گی۔میری بے بسی کو میری منافقت بنادی تم نے؟میں نے تو بس نفرت کا جھوٹا نقاب ہٹایا تھا۔وہ محبت دی جو مجھے بچپن سے تھی۔۔اور تم مجھے کتنا گھٹیا ثابت کر گئے۔یہ بھی معاف ن۔۔نہیں کروں گی"

اجر کے سسکنے پر باسل نے اس بار سختی سے تھاما۔

"میں نے تمہیں کتنا کچھ معاف کیا۔ تم اتنا سا نہیں کر سکتی۔ میرا تو اتنا قصور بھی نہیں۔ ہاں وہ چند ہوش والی ملاقاتیں جو میں نے آتشم بن کر کیں۔ انکی سزا دو لیکن قریب رہ کر۔ خبر دار اگر تم نے خود کو دوبارہ مجھ سے جھٹکا اجر سیال۔ ورنہ۔ آگ لگادوں گا ہر شے کو"

وہ جو چیختی اسے جھٹک رہی تھی، باسل ماہیل کے پہلی بار اس پر چلا اٹھنے پر تھم گئی۔

اس ناول کے تمام جملہ حقوق محفوظ ہیں، ایس مروہ مرزا ناولز کی آفیشل ویب پر آپ کو اس کے ساتھ انکے باقی ناولز بھی پی ڈی ایف میں ملیں گے۔ وزٹ!

www.smerwamirzanovels.com

"تم مجھ پر چلا کیوں رہے ہو؟ میں نے کچھ غلط کہہ دیا مسٹر باسل؟"

وہ اسکے چلانے پر زرا خوفزدہ نہ تھی، بلکہ بے خوفی سے اپنی سرخ آنکھیں باسل کی آنکھوں میں گاڑ کر بولی۔

"چلو یہاں سے۔ تماشا مت بناو"

باسل نے اسکی بازو پکڑنی چاہی جب اجر نے بے دردی سے اپنی بازو اسکی گرفت سے جھٹکی۔

"تماشا تو اب بنے گا۔ تمہارے دیے دھوکے اور میری دی تکلیف کا حساب ہونے تک تماشہ تو لگے گا اور تم اور میں اسے چار و ناچار دیکھیں گے باسل ماہیل"

وہ کرب میں مبتلا تھی تب بھی آگ بنی دہک رہی تھی، اس نے کال کر کے آفس کی گاڑی منگوانی چاہی جب باسل نے اسکے ہاتھ سے اسکا فون جھپٹا۔

"تمہیں سمجھ نہیں آ رہی۔ یہاں سے چلو اجر"

وہ اسے زبردستی ہاتھ پکڑ تا کیفے کے بیک سائیڈ لایا جہاں باسل کی گاڑی کھڑی تھی۔

"مجھے تمہارے ساتھ کہیں نہیں جانا باسل۔ہاتھ چھوڑو میرا"

وہ اسکی کسی مزاحمت کو چنداں اہمیت نہ دیے زبردستی اجر کو ڈور کھول کر بٹھائے بند کرنے لگا جب اسکے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالنے کے لیے جاتے ہی اجر باہر نکلنے لگی۔

"اگر تم گاڑی سے نکلی تو خود کو ابھی شوٹ کر دوں گا"

اجر اسکی خون آشام نظروں اور دھمکی پر دانت پیسے مجبوراواپس بیٹھی، لیکن غصے سے اٹا چہرہ ونڈو سائیڈ کر لیا۔

باسل نے دوبار اسے سیٹ بیلڈ فکس کرنے کا کہا مگر جب وہ ٹس سے مس نہ ہوئی تو وہ خود جھک آیا۔

اجر نے سرخ ہوتی دہکتی آنکھوں سے باسل کو دیکھا۔

"ت۔۔ تم میں جانتے ہو سب سے بڑی برائی کیا تھی۔ کہ تم نے کئی سال چپ چاپ میری نفرت، میرا اٹارچر میری زیادتی سہی لیکن کبھی م۔۔ مجھ پر چلائے نہیں۔ چینخے نہیں۔ مجھے روکا نہیں کہ میں غلط کر رہی ہوں۔ لیکن آتشم بن کر تم مجھ پر چینخے، چلائے، ہر طرح ہرٹ کیا۔ مجھے اذیت دی۔ ذہنی تکلیف دی۔۔۔۔ کہیں دل سے جانتی تھی تم اور آتشم ایک ہو لیکن تمہیں سچ بتاوں، جب آتشم بن کر تم مجھ پر چلاتے تھے، مجھے تکلیف دیتے تھے تو میں پتا کیا سوچتی تھی۔ کاش باسل نے یہ کیا ہوتا تو ہماری زندگی کچھ اور ہوتی۔۔۔۔ تم نے اپنے اچھے پن سے مجھے اریٹیٹ کیا۔ میں تبھی تمہیں مار دینے کی سوچ تک پہنچی۔۔۔ اس کے علاوہ کیا برا کیا تمہارا جو تم نے مجھے اتنا بڑا دھوکہ دیا باسل؟"

وہ اسکا سیٹ بیلڈ فکس کرتے ہی پیچھے ہٹ گیا، اجر اسی کی طرف گردن پھیرے دیکھ رہی تھی جس نے گاڑی سٹارٹ کر دی تھی۔

"میں تمہیں بتا چکا ہوں اجر کے میں تب اپنے ہوش میں نہیں تھا جب تم پر چلاتا اور تمہیں تکلیف دیتا تھا، میں ہوش میں تم پر کبھی نہیں چلا سکتا"

اسکی آواز درد میں لپٹی تھی۔

"تو ابھی کیفے میں تم جو چلائے؟ ہوش اتنے سے حساب پر اڑ گیا تمہارا۔ ابھی باقی سزائیں کیسے جھیلو گے جو میں دوں گی تمہیں؟"

وہ اب بھی سخت تکلیف کا شکار تھی، گاڑی شہر کی بھیگی سڑکوں پر دوڑ رہی تھی، مگر اندر ایک ایسا سکوت چھایا تھا جو کسی طوفان سے کم نہیں تھا، پہاڑ بے حد نزدیک تھے، پہاڑوں کے پار سیاہ بادلوں کا جھرمٹی غبار بآسانی دیکھا جا سکتا تھا۔

"یہ سزا ہی ہے کہ تم میرا درد نہیں سمجھ رہی"

وہ اجر کے رویے پر مایوس ہو رہا تھا۔

"بے شمار درد دے کر اور اس سے دگنا جھیل کر تم نے میری سمجھ بوجھ ہی مفلوج کر دی باسل ماہیل۔۔۔ تم مجھ سے پیار نہیں کرتے۔ تم بس دیکھاتے ہو کہ پیار ہے۔ ورنہ شاید اصل ن۔۔ نفرت تو تمہیں ہو چکی ہے مجھ سے"

وہ پھر سے ونڈو کی طرف تکتی رو پڑی، کیونکہ دل بہت دکھی تھا۔

"ہاں نفرت ہی تو ہے کہ تمہیں اپنا سکون تب بھی بنایا جب تم صرف تکلیف دیتی تھی۔"

باسل کی آواز بھی رند گئی۔

باسل دونوں ہاتھ اسٹیئرنگ پر رکھے، نظریں سڑک پر رکھے گاڑی چلاتا رہا، لیکن آنکھیں بار بار دھندلا رہی تھیں۔

اجر خاموشی سے کھڑکی سے باہر دیکھتی رہی، آنکھیں سرخ، سانسیں اکھڑی ہوئی، اور دل، جیسے کسی نے اسے چیر کر رکھ دیا ہو۔

"کہاں لے جا رہے ہو؟"

آخرکار وہ بول پڑی، مگر لہجہ روکھا تھا۔

"ایسی جگہ جہاں ہم دونوں کو کچھ دیر کوئی نہ ڈھونڈ سکے۔۔۔"

باسل کا لہجہ سپاٹ تھا۔

"یعنی قید؟"

وہ ہنسی، کھوکھلی سی، جیسے اپنی تھکن پر طنز کر رہی ہو۔

"قید اگر میرے ساتھ ہونے کو کہتی ہو تو قید ہی سمجھ لو اجر"

باسل کا جواب تلخ اور تھکا ہوا تھا۔ وہ چاہ کر بھی نرمی نہ لا سکا۔

ایک طویل وقفے کے بعد گاڑی ایک سنسان فارم ہاؤس کے سامنے رک گئی، وہ گھر نہیں تھا، وہ فارم ہاوس سے کچھ فاصلے پر موجود خالی ایریا تھا، وہاں ایک ہٹ تھا، اسکے سامنے دو لوگوں کی بیٹھنے کی جگہ تھی جہاں سے سامنے

پہاڑ دیکھے جاسکتے تھے بارش ابھی بھی بوندا باندی میں جاری تھی۔ ہوا تھمنے کا نام نہیں لے رہی تھی، جیسے فضا بھی ان کی اذیت میں شریک ہو گئی ہو۔

"اترو۔"

باسل نے گاڑی روکتے حکم دیا، اجر کچھ لمحے بیٹھی رہی، پھر دھیرے سے کار کا دروازہ کھول کر باہر نکلی۔ فارم ہاؤس کا بیرونی حصہ ویران تھا، کہیں کوئی آواز نہ تھی۔

اندر داخل ہوتے ہی باسل نے بیرونی دروازہ لاک کیا، اجر فوراً پلٹی۔

"کیا مطلب ہے اس کا؟ کیا تم مجھے قید کرنے لگے ہو اب؟"

باسل نے لوہے کے جالی دار دروازے سے پیٹھ ٹکاتے ہوئے اسے افسوس سے دیکھا۔

"یہ قید نہیں۔۔۔یہ وہ جگہ ہے جہاں تم سچائی کو چیخ کر کہہ سکتی ہو، مجھے گالیاں دے سکتی ہو، مار سکتی ہو، چلا سکتی ہو۔۔۔لیکن باہر کی دنیا میں تم کچھ بھی کہو، کوئی تمہارا درد نہیں سمجھے گا۔"

باسل قریب آیا تو وہ آزردہ سا مسکرائی۔

"اور تم سمجھتے ہو میرا درد"

اجر کا لہجہ جیسے زہر آلود ہو گیا ہو۔

"نہیں۔۔۔میں صرف وہ سب سہنا چاہتا ہوں جو تمہارے اندر سالوں سے بھرا ہے۔۔۔"

وہ خاموشی سے اسکے سامنے رک گیا۔

"آج، ابھی۔۔۔ جو کہنا ہے کہہ دو۔ جو کرنا ہے کرو۔ میں بھاگوں گا نہیں۔ میں صفائی نہیں دوں گا، میں تمہارا حساب برداشت کروں گا۔ سزائیں جھیلوں گا"

اجر کا سینہ زور زور سے اٹھنے لگا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ چکے تھے۔ وہ چند قدم چلتی، اس کے سامنے آ کر رک گئی۔

"ت۔ تمہیں پتا ہے؟"

اس کی آواز سانسوں میں گم ہو رہی تھی۔

"میں نے تم سے کبھی محبت مانگی ہی نہیں باسل، بس چاہا تھا تم ٹھیک ہو جاو، انسانوں کی طرح نارمل، جنھیں درد ہو تو وہ دھاڑیں مار کر چینخیں نا کہ سرخ آنکھوں سے مسکرا دیں۔ بس اتنی سی خواہش تھی۔۔۔ اور تم نے اس خواہش کو بھی خونی سا کر دیا، مجھے اپنی محبت سے خوف دلایا۔۔۔ اپنے قریب رکھنے کی سزا دی۔۔۔ اور اب کہتے ہو جو دل کرے کروں؟"

باسل خاموشی سے سن رہا تھا۔ وہ بولا نہیں کیونکہ وہ سہنے میں بہت اچھا تھا۔

"میں نے کیا غلط کیا بتاو؟"

وہ بھی جیسے تھک ہار گیا۔

"میں تمہیں مار دینا چاہتی تھی۔۔۔ہاں، تمہیں ختم کرنا چاہتی تھی۔۔۔اس دکھ کو مٹانا چاہتی تھی جو میں نے تمہارے سینے میں پیدا کیا، اسکی سزا میں تم نے مجھے رلایا؟"

باسل نے نظریں اٹھائیں، پھر اسے دیکھنے لگا۔

"میں تمہیں بہادر بنانا چاہتا تھا، بے رحم۔ تم باسل کے ساتھ کبھی وہ سب ہیر پھیر، داو پیچ نہ سیکھتی جو آتشم نے سیکھائے تمہیں۔ تم نے بھلے بہت ہائی ٹرینگ لی ہو لیکن خود بتاو، جتنا آتشم نے تمہارا دماغ کھولا؟ ٹرینگ کھول سکتی تھی۔ دن رات جب تم میرے بارے میں سوچتی تو تمہارے دماغ میں کتنے آئیڈیاز آتے تھے۔ دشمن کو کیسے دبوچنا ہے، کیسے کسی کو تلاش کیا جاتا

ہے۔۔۔ مجھ سے ہی سیکھا ہے ناں تم نے، تم نے بھی تشدد کیا تھا ناں مجھ پر اجر سیال، کیا تم باسل کو اتنا مار پاتی۔۔ میں تمہیں قانون دشمنوں کے لیے مضبوط بنا رہا تھا۔"

وہ اسکی ہر بات سنے متاثر کن مسکرائی۔

"واو۔۔ یہ اچھا بہانہ ہے۔ میرے دماغ کا کچرا کر کے اب تم کہہ رہے ہو یہ سب میرے لیے تھا۔ تمہارا مجھے دھوکہ دینا، میرا فائدہ تھا۔ یہ بھلے سچ ہو لیکن یہ مضبوط جواز نہیں کہ تم میری معافی پا سکو باسل"

وہ اب بھی قائل نہ ہوئی۔

"ٹھیک ہے مت مانو۔ میں مزید صفائی نہیں دوں گا میرے سکون۔ میں جہاں غلط تھا میں نے تسلیم کیا ہے۔ میں جب پورا ٹھیک ہو گیا تو مجھے تم سے اسی وقت ڈسکس کر لینا چاہیے تھا پر یقین کرو میرا ٹریٹمنٹ ابھی بھی چل رہا

ہے۔مجھے مجبور مت کرو کہ میں تم پر دوبارہ چینخوں۔یہ کر کے میرا اپنا دل کٹ جائے گا۔۔۔۔۔"

باسل کے اکڑنے پر وہ بھی بگھڑی۔

"میں مجبور کر رہی ہوں چینخنے پر؟میرا تو اپنا دل چینخنے کا کر رہا ہے،یو نو واٹ اب تمہیں دیکھ کر کچھ محسوس نہیں ہو رہا۔۔نہ محبت۔۔۔نہ نفرت۔۔۔نہ خفگی۔۔۔نہ رحم۔۔۔بس خالی پن ہے۔۔۔ایسا خالی پن، جیسے تم کبھی میرے دل میں تھے ہی نہیں۔۔۔"

یہ کہتے ہوئے وہ لڑکھڑائی، آنکھوں میں ایک نئی نمی تیرتی چلی گئی جبکہ باسل یوں اسے دیکھ رہا تھا جیسے کہہ رہا ہو اب تم زیادتیاں کر رہی ہو اجر سیال۔

"اور یہ خالی پن۔۔۔میرے لیے زیادہ تکلیف دہ ہے،باسل۔۔۔کیونکہ محبت کی انتہا خالی پن نہیں ہونی چاہیے تھی۔۔۔"

باسل کا دل جیسے سانس لینا بھول گیا ہو۔

"تم ایسی بکواس مزاق یا غصے میں بھی نہیں کر سکتی اجر سیال۔۔ تمہیں مجھ سے محبت کیسے ختم ہو سکتی ہے، میرے اعتراف جرم نے تمہیں اتنی اذیت دی کہ تمہیں مجھ سے مزید محبت کرنا اپنی توہین لگ رہا ہے"

وہ بھی اپنی آواز میں اتری خراشوں کو سنبھال نہ سکا۔

"میں تم سے پیار کرتی تھی۔۔۔ اور شاید اب بھی کرتی ہوں۔۔۔ لیکن تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتی۔۔۔ کیونکہ تم نے میرے حصے کا سچ مجھے واپس دینے کے بجائے، اس کا بوجھ بھی میرے دل پر رکھ دیا۔۔۔"

باسل نے بے بسی سے ہاتھ بڑھائے، مگر اجر پیچھے ہٹ گئی۔

"تم مجھے اسطرح سزا کیوں دے رہی ہو۔ میں تمہارے بنا نہیں جی سکتا۔ تم جو بھی کرو، میرے سکون کے درجے سے انچ بھی نہیں ہٹو گی اجر۔۔ پھر بھی اگر تمہیں لگتا ہے میں نے تمہیں تم سے زیادہ تکلیف دی تو میں ہر طرح معافی مانگنے کے لیے تیار ہوں"

اس بار وہ اسکو لپک کر زبردستی تھام چکا تھا، جبکہ اجر نے دیکھا تھا اس شخص کی جان کیسے نکل رہی ہے۔

"نہیں باسل تم اب مجھ سے کبھی معافی مت مانگنا۔ میں نے تمہیں مارنے کا تمہیں کہا، بظاہر یہ تم معاف کر چکے ہو لیکن نہیں۔ اسی کی سزا دی تم نے مجھے۔ میں بھی تمہارے بنا نہیں رہ سکتی، تمہارا تو صرف سکون ہوں میں۔۔ لیکن میری حالت تمہارے بنا جانتے ہو کیسی ہوتی ہے جیسے پورا جسم کبھی بھی زروں میں بدل جائے گا، میں ریزہ ر۔۔ ریزہ ہو جاوں گی۔۔۔ اسکے باوجود سب ختم کر دوں گی۔ چلی جاوں گی تم سب سے دور۔ کسی کو نظر نہیں آوں گی۔۔۔ تم سب نے مجھے اندر تک توڑا ہے لیکن ظلم صرف میرے یاد رکھے جاتے ہیں، تکلیف دینا صرف میرا یاد رکھا گیا۔ برائی صرف میری رہ گئی۔ باقی سبکے سارے کیے کروئے دھل گئے۔ میں ہی ہوں جو سارے بگھاڑ کی وجہ ہوں۔۔۔ میری ہی وجہ سے تم آج تک روئے ہو، اوہ مائی گارڈ مجھ سے زیادہ ظالم تو اس دنیا میں کوئی نہ ہو گا۔"

وہ پاگلوں کی طرح ہنستی روتی اس کو بھی توڑ رہی تھی۔

"تمہیں کیا لگتا ہے میں نے کبھی تمہیں برا سمجھا؟ تمہیں کسی بگھاڑ کی وجہ مانا۔ اتنی بری ہوتی تم تو کیا میرا سکون ہوتی اجر سیال۔ کیا تمہیں یہ بات مزاق لگتی ہے جب میں یہ کہتا ہوں۔ تم مجھ سے نفرت کرتی تھی اور میں تم پر چیختا نہیں تھا تو وجہ یہ تھی کہ میری نظر میں تم بلکل حق پر تھی۔ تم ہر لمحہ میرے نزدیک حق پر تھی۔ یہاں تک کہ مجھے مار دینے کی چاہت میں بھی۔۔"

باسل نے اسے بازووں سے پکڑے جھنجھوڑا تو وہ مزاحمت کرتی اسے جھٹکنے لگی۔

"پ۔۔ پھر بھی تم نے خود کو مجھ سے دور رکھا۔ کون ہے باسل ماہیل۔۔۔ اسے کہاں کہاں تکلیف ہے، اسکے کونسے مسائل ہیں۔ وہ اکیلا بیٹھ کر کیا سوچتا ہے۔ وہ کیوں کچھ نہیں کہتا۔ کچھ ب۔۔ بھی تو نہیں جانتی۔ میں

کون ہوں باسل ؟تم تو سب جانتے ہو۔ تم میرے بارے میں سب ہمیشہ سے جانتے تھے تو میں کیوں ا۔ اس سے محروم رکھی گئی۔۔۔ تمہیں بھی میری تکلیف سمجھ نہیں آرہی۔۔ تم سمجھ نہیں رہے مجھے کیا اندر ہی اندر کھا رہا ہے"

وہ سسک اٹھی جیسے بلکل اسے سمجھا نہ پانے پر ہار سی گئی ہو۔

"تو اب کہہ رہا ہوں۔ تم سب جان لو۔ میں سب بتانے کو تیار ہوں"

وہ اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرے جیسے دگنا تڑپ اٹھا، اسکے آنسو بھی پونچھے۔

"ن۔۔ نہیں باسل۔۔ ہر چیز وقت پر ہی اچھی لگتی ہے۔ اب مجھے ن۔۔ نہیں جاننا کہ تم کون ہو۔۔ سمجھے"

وہ اسکے ہاتھ پرے جھٹک گئی، سارے آنسو بھی رگڑ کر صبر و برداشت کی تصویر بن گئی۔

"ایسا مت کرو اجر۔۔ یہ ہم دونوں کو تھکا رہا ہے۔ تم مجھے اور خود کو مزید سزا مت دو"

وہ اسے اس خود اذیتی سے نکال لینا چاہتا تھا پر شاید اجر نہیں چاہتی تھی۔

"میری سزا تو بہت پہلے شروع ہو چکی تھی۔۔۔ جب تم نے فیصلہ کیا کہ مجھے میری بے خبری میں جھونک دو۔۔۔ میرے سوالوں کا کوئی جواب نہ دو۔۔۔ اور مجھے تنہا چھوڑ دو۔۔۔ صرف اس لیے کہ تمہارے پاس تکلیف تھی؟"

اجر ہنسی، اس بار اسکی آنکھوں سے آنسو نہیں نکلے، بس ایک تھکی ہوئی، کٹی ہوئی روح کی شکستہ مسکراہٹ تھی۔

"میں نے بس وہ کیا جو مجھے ٹھیک لگا۔۔۔"

باسل کی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں، وہ کچھ لمحے چپ رہا، پھر سرد ٹھٹھرا دیتے لہجے میں بولا، آس پاس ویرانا بھی سوگوار لگا۔

"ٹھیک لگا؟ تمہیں مجھے توڑ دینا ٹھیک لگا باسل ؟میرے دل سے کھیلنا؟میری بے چینی کے دنوں میں چھپ کر اپنے زخم بھرنا؟میری دی تکلیف کے بدلے

میری روح کو گھائل کرنا ٹھیک لگا تمہیں ؟۔باسل تمہیں یہ سب ٹھیک لگا۔میں مر جاتی تب بہترین لگتا۔سہی کہاناں۔میں زندہ رہی یہ سب سہہ کر کیونکہ میں اس سے زیادہ اذیت تمہیں دے چکی تھی۔جو تکلیف دیتے ہیں،وہ برداشت بھی کرتے ہیں"

وہ ہانپتی رکی۔

"سانس لے لو باقی پھر لڑنا"

وہ اسے پکڑ کر اپنے سینے گھوٹ گیا تو اسکی سانس ہی رک گئی۔

وہ اس کے سینے سے لگی جیسے خود سے فرار چاہتی ہو۔ باسل کے بازوؤں کا دائرہ اس کے گرد تنگ ہوتا جا رہا تھا، جیسے وہ اسکے ٹوٹتے وجود کو سمیٹ لینا چاہتا ہو۔

"تم نے پہلے مجھے اپنے اچھے پ۔پن سے مارا۔ اور جب میں چاہتی تھی تمہیں مار ڈالوں، تو تم نے وہ خواہش بھی میرے خلاف استعمال کی۔ دھوکے کا جواز بنا کر۔ تم ہو اصل بے رحم۔۔۔ میں نہیں۔ میں تو اپنے ٹوٹے زخمی وجود کو تمہارا سکون مان کر تمہاری چھاوں میں دبک کر چھپی بیٹھی تھی کہ شاید یہی ہیپی اینڈ ہے ہمارا"

اجر اس کے سینے سے ہولے سے پیچھے ہوئی، آنکھیں بند کیے، گال پر بہتے آنسوؤں کو انگلیوں سے صاف کرتے، باسل کو دیکھ کر کہا۔

"بس کرو اجر"

وہ بھی تھک گیا تھا، جبکہ وہ بہت رونے کے بعد اب حزن زدہ دیکھائی دے رہی تھی۔

"پتا ہے باسل... ہم دونوں ہی کبھی مکمل نارمل نہیں رہ پائیں گے شاید... ہم ایک دوسرے سے ٹوٹ کر محبت کریں گے، لیکن اس محبت میں کچھ نہ کچھ ٹوٹا ہوا ہمیشہ موجود ہو گا۔ جو ہمیں چبھے گا"

وہ اپنے سارے آنسو پونجھ گئی، اب وہ نہیں رو رہی تھی لیکن اب وہ اس شخص کو ضرور رلانا چاہتی تھی۔

"ایسا نہیں ہو گا اجر۔ کبھی نہیں ہو گا"

وہ اسے یقین دلا رہا تھا جسے خود بھی اس پر پورا یقین نہیں تھا۔

"ہو گا باسل۔۔۔ ایسا ہی ہو گا۔ شاید ہم ایک دوسرے کے لیے بنے ہی نہیں تھے۔ تبھی ہم دونوں نے ایک دوسرے کو اپنی اپنی استطاعت کے مطابق جی بھر کر اذیت دی۔ میں تمہیں گناہ گار نہیں کہہ رہی کیونکہ میں

خود دودھ کی دھلی نہیں ہوں۔ ان فیکٹ میں اس دنیا کی سب سے بری لڑکی، بیٹی، بیوی ہوں لیکن ایک چیز میں اجر سیال بہت سچی ہے۔ کہ وہ دھوکہ نہیں دیتی"

وہ اذیت سے مسکرائی پر باسل نے نفی کر دی۔

"دیا تم نے بھی دھوکہ۔۔ محبت کے باوجود نفرت جتانے کا فریب۔۔۔ بولو۔۔۔۔ تمہیں مجھ سے محبت ہی تھی جو تم نے اچانک مجھے محبت سے قبول کیا۔ اگر وہ منافقت نہیں تھی تو دھوکہ تھا۔۔ خود بھی قبول کرو یہ اجر سیال"

وہ اسے بری طرح پھنسا چکا تھا، اجر کو سمجھ نہ آئی اس پر روئے یا ہنسے۔

"ٹھیک ہے یہ بھی قبول کیا"

وہ اذیت سے بولی۔

"تو پھر جھگڑا کیا ہے؟"

وہ تاسف سے بولا۔

"مجھے بتاو کبھی ایسا لگا تمہیں کہ تمہارے اندر کوئی چھوٹا سا بچہ ہے، جو بس روتا ہے، خاموشی سے، اتنے عرصے سے بس رو رہا کہ اچانک تمہیں لگتا ہے وہ اب مر گیا ہو گا، لیکن پھر کبھی، کسی ایک لمحے میں وہ پھوٹ کر پھر رو دیتا ہے...؟"

اجر نے اسکی سرخ آنکھوں میں جھانکتے یہ سب پوچھا تو وہ جوابا اذیت سے مسکرایا۔

"ہاں۔۔ اور وہ بچہ تمہارے سامنے بہت بار رونا چاہتا ہے"

باسل نے اسکی گال پر اترتا اک آنسو انگوٹھے میں جذب کیا جب وہ اسکا ہاتھ ہٹا گئی۔

"مظلوم بنا بن کر رہو اور مجھے ظالم ثابت کرنا بھی۔م۔میرے بھائی کہاں ہیں۔۔؟"

وہ روہانسی ہوئی۔

"جب تک مجھے قبول نہیں کرو گی۔کوئی بھائی واپس نہیں دوں گا تمہیں"

وہ بھی جیسے ضد پر اترا۔

"ت۔۔تم ہی رکھ لو۔۔۔میرا سب کچھ ویسے ہی تمہارا ہے۔۔۔بھائی بھی لے لو لیکن مجھے کچھ دیر اکیلا چھوڑ دو باسل۔۔۔خدا کے لیے ر۔۔رحم کرو مجھ پر۔۔میں بتا رہی ہوں میں خود کے ساتھ کچھ کر لوں گی۔۔۔م۔۔مجھے جانے دو پلیز۔۔"

وہ اسکی گرفت جھٹک رہی تھی پر وہ نہیں جانے دینا چاہتا تھا۔

"د۔۔دیکھو یہ اکیلا چھوڑنے والا مزاق اچھا نہیں اجر۔میں نے تمہیں یہ سب اس لیے بتایا تاکہ ہم دونوں کی ہر تکلیف اب ختم ہو جائے۔پر یہ تکلیف تو بڑھ گئی ہے۔مجھے بے بس کر کے کیا ملے گا تمہیں اجر؟کیا تم بے بسی کی تکلیف سے واقف نہیں۔تم چاہو گی میں پھر خود کو سنبھالنے میں ناکام ہو جاوں۔۔تم میرا جنون ہو اجر۔۔۔۔جسے میں کچھ بھی ہو جائے ترک کرنے کے بارے سوچ بھی نہیں سکتا۔ت۔۔تم سے محبت میرے جینے کی وجہ ہے۔۔پلیز سمجھو ناں اس بات کو۔۔۔۔تم نے دل ہلکا کیا،تم نے سب کہا آج،اب تمہیں مجھے سننا چاہیے ناکہ یہ کہو کہ میں تمہیں اکیلا چھوڑ دوں"

اس بار باسل نے اسکی بازووں کو ہاتھوں میں دباتے اجر کو اپنے چہرے کے بے حد نزدیک ٹھہرایا کہ اسکی دہکتی سانسوں کی تپش میں اجر کو سانس کھینچنا پڑا۔

"م۔میرا دل صرف چینخنے چلانے سے ہلکا ہو گا اور میں تم پر نہیں چینخنا چاہتی۔۔چ۔۔چھوڑ دو مجھے باسل میں صرف تمہاری اذیت ہوں۔خود کو یہ دھوکہ دینا بند کرو کے میں تمہارا سکون ہوں"

باسل نے اس کے ہلتے لب، کپکپاتے وجود اور آنکھوں میں لہراتے کرب کو اپنے اندر سمو لینا چاہا۔

وہ اسے اور زیادہ خود سے قریب کر چکا تھا، اب ان کے درمیان صرف ایک تیز سانس کا فاصلہ تھا۔

"تم میری اذیت نہیں ہو، تم میرا عشق ہو۔۔۔وہ عشق جسے پا کر بھی میں ہر بار کھونے سے ڈرتا رہا، وہ عشق جسے خود سے قریب کر کے بھی میں ہر پل دوری محسوس کرتا ہوں۔۔۔تم مجھ سے کیسے کہہ سکتی ہو کہ میں تمہیں چھوڑ دوں؟"

وہ سرگوشی میں بولا تو اس کی آواز کی کپکپاہٹ بھی اجر کے دل پر گراں گزری۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہہ پاتی، وہ اس کے ہونٹوں پر اتنی نرمی سے جھک گیا کہ اجر کی آنکھوں میں واپس آنسو اتر آئے۔ جیسے وہ اسے صرف محسوس نہیں،

اس کی ہر ٹوٹ پھوٹ، ہر اذیت کو چکھنا چاہتا ہو۔

یہ لمس نہ صرف عشق کا، بلکہ ایک التجا کا بھی تھا،

کہ "رک جاو، مجھ سے دور مت جاو۔۔۔"

اجر نے چند لمحے آنکھیں موندلیں، ایسا لگا جیسے وقت تھم گیا ہو۔۔۔

جیسے سب کچھ، درد، چیخ، خاموشی، سب بوجھ دل سے نیچے اترنے لگا ہو، وہ لمحہ بس ایک لمحہ تھا، لیکن وہ لمحہ زندگی جیسا لگنے لگا۔

مگر اسی لمحے اس کے اندر وہی پرانا زخم جاگ اٹھا۔ اسے وہ سب یاد آیا جو وہ سہہ چکی تھی،

جو وہ کھو چکی تھی، جو وہ چھوڑ چکی تھی۔

وہ یکدم پیچھے ہوئی، اس کے چہرے پر وہی سکون تھا، جو سونامی سے پہلے سمندر پر ہوتا ہے۔

"یہ۔۔۔ یہ لمحہ بہت خوبصورت تھا باسل، پر تمہیں پتا ہے، کبھی کبھار سب سے خوبصورت لمحہ

بھی زندگی بھر کی تکلیف کو دھندلا نہیں کر پاتا

میں تھک گئی ہوں۔۔۔ اور میں تمہیں تھکانا نہیں چاہتی۔۔۔"

وہ رکی، اس کی آنکھوں میں کچھ مر گیا تھا۔

"مجھے چھوڑ دو باسل۔۔۔ تم مجھے بچانا چاہتے ہو، پر میں تمہیں ڈوبا دوں گی۔۔۔ میں خود اپنے اندر سے خوف بن چکی ہوں۔۔ تمہارا مجھ سے مزید محبت کرنے کا مطلب ہے، تمہیں میں اپنی آگ میں جھونک دوں۔ جلا دوں۔ خاکستر کر دوں۔ اور میں اب ایسا نہیں کر سکتی۔۔۔"

باسل نے ایک قدم آگے بڑھایا، پر اجر نے ہاتھ اٹھا کر روکا۔

"مت آؤ قریب، خدا کے لیے میرے قریب دوبارہ مت آنا۔ اس بار، اگر تم نے مجھے روکا، تو میں تمہیں خود سے نفرت کرنے پر مجبور کر دوں گی۔۔۔"

وہ لمحہ ایسا تھا جیسے کسی نے خاموشی سے دل کا دروازہ بند کر دیا ہو۔

"جانے دو مجھے"

اس نے دھیرے سے کہا، اور باسل نے پہلی بار

بے آواز آنکھوں سے آنسو بہتے محسوس کیے۔

"تمہیں لگتا ہے میں تمہیں چھوڑ دوں گا؟"

وہ لرزتی آواز میں بولا، لیکن قدم پیچھے ہٹا چکا تھا۔

"نہیں۔۔۔ لیکن کبھی کبھار چھوڑ دینا ہی محبت کا آخری ثبوت ہوتا ہے۔۔۔"

اجر کی یہ بات اس کے سینے میں تیر سی پیوست ہو گئی۔

"محبت کے ایسے بیکار ثبوت باسل ماہیل نہیں دے گا۔ مر کر بھی نہیں چھوڑوں گا تمہاری جان۔ تم میری ہو۔ ہر زمانے میں۔ دونوں دنیاوں میں صرف میری ملکیت رہو گی۔ تمہاری ہر سانس پر میرا حق ہے۔ تم
م۔۔ میری ہو اجر۔ تم کوئی بہانہ بنالو، میں ت۔۔ تمہیں سکون کہنا نہیں چھوڑوں گا"

وہ اسے جانے دینے کو راستہ چھوڑ گیا جبکہ اجر نے اسکی طرف دکھی ہو کر دیکھا۔

"ٹھیک ہے پھر میں تمہیں تمہاری بے سکونی بن کر دیکھاتی ہوں۔پ۔۔پھر تو چھوڑ دو گے ناں؟"

وہ چند قدم پیچھے لیتی بھیگی آنکھوں سے مسکرائی پر باسل کچھ نہ بولا، بس گہرے سانس لیتے اس نے اجر پر سے نظریں ہٹا لیں اور اجر کو شاید جواب مل گیا تبھی وہ واپس گیڈ کھولتی روتی ہوئی وہاں سے بھاگ گئی، وہ پیچھے تک باہر آیا پر وہ بہت دور سڑک کے کنارے جا کر گم ہو چکی تھی، اور باسل کو لگا اسکی روح اسکا جسم بھی ویسے ہی چھوڑ گئی ہو۔

وہ عمار کو کال ملائے اپنی گردن مسلنے لگا جبکہ وہ سڑک پر چلتی بے آواز روتی پھر سے شروع ہوتی بارش میں بھیگ رہی تھی۔

عمار کے کمرے میں مدھم سی روشنی تھی، کھڑکیوں کے پردے ہلنے کے سبب روشنی اور نم ہوا اندر داخل ہو رہی تھی، قریب ہی پڑے فون کے بجنے پر

عمار گہری نیند سے آہستگی سے بیدار ہوا، کچھ لمحوں تک آنکھیں بند رکھتے وہ صرف سانسوں کی روانی سن رہا تھا۔ پھر جیسے اچانک کسی لمس کا احساس ہوا، کال بند ہو چکی تھی۔

اس نے آنکھیں کھولیں تو رملا، اس کے بازو پر سر رکھے، نصف وجود اس کے سینے پر حاوی کیے، اور نرم بازو اس کے پیٹ پر ڈھیلے سے رکھے سو رہی تھی، وہ جیسے اس کے وجود پر مکمل سمٹ آئی تھی۔ معصوم چہرہ، ہلکی سی مسکراہٹ، اور نیند میں گہری بے فکری۔ عمار کی سانس جیسے اٹک گئی۔

ایک پل کے لیے وہ ساکت رہ گیا۔

"کیا چیز ہے یہ رملا؟"

اس نے خود سے کپکپاجاتے پوچھا، مگر اس کے دل نے جیسے جواب نہیں دیا، بس دھڑکن بڑھادی۔

رملا کا نرم سانس اس کے گلے کو چھو رہا تھا۔

وہ نازک سا وجود جو کسی ضد سے نکاح میں آیا تھا، اب اس کے دل کی زمین پر قدم جما چکا تھا۔

عمار کی نگاہ اس کے چہرے پر رکی، وہ کچھ لمحوں تک بس اسے دیکھتا رہا، گلابی چہرہ اسے سرور دینے لگا پھر جیسے وہ ہونٹ جب اسکے ہونٹوں کے قریب آئے تھے تب تو وہ غصے اور چڑ میں کچھ محسوس نہ کر سکا لیکن اب سر پر سوار ہوتی طلب کے ہاتھوں پھر جیسے بے اختیار، بے حد بے قابو سا وہ ان پیمانوں پر جھکنے لگا، ابھی اسکے ہونٹوں نے رملا کے ہونٹوں کی نرمی تک رسائی پائی ہی تھی کہ عین اس لمحے فون دوبارہ بجا۔

"باسل۔"

ہوش میں آتے عمار کی آنکھیں جیسے کھل گئیں۔

وہ جھٹکے سے سیدھا ہوا، اور رملا کے لمس سے خود کو اور اپنے ذہن کو دور کیا۔

"کیا کر رہا تھا تو عمار۔ لعنت ہے تجھ پر"

وہ اسے تکیے پر منتقل کرتا خود کو کو سے اٹھ بیٹھا، اس نے فون اٹھایا، اور بنار ملا کی طرف پلٹے،

چپ چاپ کمرے سے نکل گیا۔

فون کان سے لگایا، اور دوسری طرف سے کرب کی انتہا سنائی دی۔

"وہ چلی گئی عمار"

باسل کی آواز ٹوٹی ہوئی تھی، جیسے وہ خود بھی اپنے اندر بکھر چکا تھا۔

"کیا مطلب۔۔ اجر؟ کہاں چلی گئی؟"

عمار نے گھر کا دروازہ کھولا اور باہر نکل آیا، ہلکی ہلکی بوندا باندھی سے مسحور کن دوپہر میں باغیچے کے بیچ آن کھڑا ہوا۔

"س۔ سب بتا دیا اسے میں نے۔ سب کچھ۔ بہت لڑنے کے بعد سب ختم سا محسوس ہو رہا ہے"

باسل کی آواز دب رہی تھی۔

"کمینے۔ اسے بتانے سے پہلے بندہ مشورہ کر لیتا ہے۔ اوہ میرے خدا اس ایموشنل آدمی کا کیا کروں"

عمار نے الٹا اپنا سر تھام لیا۔

"میں سب کچھ تبھی سنبھال سکتا ہوں جب وہ میرے پاس ہو۔ وہ چلی گئی تو میں بکھر جاوں گا۔ تو سمجھ رہا ہے۔ کچھ نہیں رہے گا۔ میں اسکی نفرت

دوبارہ جھیلنے سے بہتر مرنا پسند کروں گا۔م۔۔مجھے کچھ دیکھائی اور سنائی نہیں دے رہا۔مجھ سے سانس بھی نہیں لیا جارہا۔اس سمیت دنیا پوری کبھی نہیں جان سکتی میں نے اسے کتنا چاہا ہے۔۔وہ کہتی ہے معاف نہیں کرے گی۔وہ مجھے مارنا چاہ رہی ہے۔خدا کے لیے مدد کر میری۔ورنہ میں کسی کی مدد کرنے کے قابل نہیں رہوں گا۔وہ چلی گئی ہے۔۔عمار مجھے وہ واپس چاہیے۔۔اب بھلے جان کی بازی لگا۔جو مرضی کر۔مجھے وہ چاہیے ورنہ کچھ نہیں باقی بچے گا"

عمار کی آنکھیں اپنی تکلیف بھول گئیں،اب ان میں سر خائی باسل کے غم پر آئی۔

"شکر ہے تو نے بھی کچھ مانگا۔تو نے بھی مجھے موقع دیا میں تیرے لیے کچھ کروں۔وہ تجھے میں واپس لا کر دوں گا۔ویسی ہی جیسی بچھڑی ہے"

یہ عمار سیال کا وعدہ تھا۔

"آجا یہاں۔ میں اسے تیرے پاس لاتا ہوں۔ فکر مت کر"

عمار کے یقین دلانے پر باسل کا کچھ سانس آسان ہوا ورنہ لگ رہا تھا اسے کچھ ہو جائے گا، کال بند کیے وہ واپس پلٹا، باسل کا ڈرائیور اور سرکاری گاڑی موجود تھی۔، وہ واپس کمرے میں آیا، تو وہ اب تک ویسے ہی کھلی ڈھلی سو رہی تھی۔ عمار کچھ لمحے وہیں کھڑا رہا۔ اس نے گہری سانس لی اور خود کو بہت مشکل سے قابو میں رکھا۔

"اٹھو۔۔۔ بہت سو لی تم۔۔۔ اب نیند پوری کر لی تم نے، چل واپس حویلی"

پھر وہ اس کے قریب آیا، سرہانے بیٹھے، ہاتھ سے رملا کا کندھا تھپتھپایا۔

آواز میں سرد مہر رویہ اور مصنوعی ناراضی تھی۔

رملا نے سست انداز میں آنکھیں کھولیں، کچھ لمحے اسے دیکھتی رہی، جیسے خواب سے نکل کر حقیقت میں واپس آرہی ہو۔

"ابھی؟ اتنی جلدی؟"

وہ نروٹھے پن سے بولی، اور آنکھیں رگڑتے ہوئے اٹھ کر دوبارہ اس کے بازو سے لپٹ گئی۔

"مجھے تھوڑی دیر اور ساتھ سونا ہے"

اس کی آواز مدھم تھی، اور وہ نرمی سے عمار کے کندھے پر سر رکھ چکی تھی۔ عمار کا دل زور سے دھڑکا۔

"رملا۔۔۔"

وہ دھیرے سے اسے پکارا۔

"اُٹھ جاو۔ ضد نہ کرو۔۔۔"

اک تاسف بھری منت کی لیکن رملا نے جیسے اس کی بات سنی ہی نہیں، اس کے گلے کے قریب ہو کر، اپنے دونوں ہاتھ اس کی گردن کے گرد

رکھے، اور سرک کر اس کے اتنا قریب آگئی کہ عمار کو اپنی دھڑکنیں اس کے لمس میں گونجتی محسوس ہوئیں۔

"آپ بہت اچھے ہیں عمار، مجھ سے بھی آپ پیار کر لیں۔۔ میں آپکو بہت لاڈ سے سنبھالوں گی۔ کوئی تکلیف ہونے نہیں دوں گی"

وہ دھیمے سے بولی، اس کے گال سے گال لگائے گلے لگتی، جیسے عمار کو سانس لینے دینا نہ چاہتی ہو۔

"تو خود تو بڑی ہو جا۔ میرے لاڈ اٹھا کر گر گئی تو الٹا مجھے سنبھالنا پڑے گا۔"

وہ اسکی یہ خوش فہمی فوری دور کر گیا کہ وہ اس جیسے انسان کو ہر گز سنبھال نہیں سکتی۔

"یہ رشتہ ایک دوسرے کو سنبھالنے کے لیے ہی تو ہوتا ہے، کچھ غلطیاں مجھ سے ہوئیں، کچھ آپ کر لیجیئے گا عمار۔ تاکہ برابری کا رشتہ ہو جائے۔ محبت کو محبت چاہییے ہوتی ہے، برابر والی ورنہ مسئلہ ہو جاتا ہے"

وہ جس عمر میں تھی، بھلے عمر سے بڑے تجربات حاصل کر لیے ہوں لیکن بہر حال اسکی عمر ابھی فینٹسی والی ہی تھی جبکہ عمار سیال، خواب دیکھنا تو کبھی سیکھ ہی نہیں پایا تھا، پیدا ہوتے ہی جیسے میچورٹی کا بار اٹھانے کی مجبوری تھی، خوابوں کے بجائے حقیقت کو سامنے رکھنا تھا۔

"کیا مسئلہ ہو گا زیادہ سے زیادہ یہ رشتہ ختم ہو جائے گا۔ تو ہو جائے"

وہ اتنی بڑی بات اتنی بے رحمی سے بولا کہ وہ سامنے ہوتی ہاتھ اسکے ہونٹوں پر جما گئی۔

"اللہ نہ کرے آپکی مجھ سے اب دونوں جہانوں میں کسی میں بھی جان چھوٹے"

وہ بلکل دکھی نہ ہوئی بلکہ اس نے اس وثوق سے یہ دعا دی کہ اک لمحہ عمار کو بھی لگا، یہ آفت جیسے قبولیت لکھوا کر آئی ہے۔

"دیکھ ابھی مجھے کہیں جانا ہے۔ میرا موڈ خراب مت کر۔ چپکو جونک بنے گی تو بدتمیزی بھی کروں گا اور ہاتھ بھی اٹھادوں گا۔"

وہ پھر گلے کا ہار بنی تو وہ اسے خود سے دور کرتا وارننگ دیتے بولا پر اسے تو جیسے کوئی فرق ہی نہ پڑا۔

"اچھا مان لیا مجھ سے بھی ضروری ہو گا کچھ"

رملا نے ڈرامائی دکھ سے کہا لیکن سر جیسے اسکے شانے پر تھک کر ٹکا دیا۔

"تنگ مت کرو۔ سیال حویلی والے فکر مند ہوں گے۔ بس بہت ہوا۔ ہٹو پیچھے۔ کیوں میرے قریب آکر دماغ خراب کر رہی ہو؟"

رملا جیسے ساکت رہ گئی۔ وہ جو اپنے ننھے ہاتھوں سے ایک پہاڑ کو پگھلانے نکلی تھی، اب اس کی تند و تیز ہواؤں نے اس کے نازک وجود کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا، اس کی آنکھوں میں ایک لمحے کو نمی ابھری، لیکن وہ مضبوط ہو چکی

تھی...یاشاید تھک چکی تھی۔ سر ہلا کر وہ دھیرے سے اس سے دور ہوئی، پھر تکیے پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گئی۔

"ٹھیک ہے۔۔۔پریشان نہیں کروں گی"

اس کی آواز کسی تھکے ہوئے مسافر جیسی تھی۔

"جاتی ہوں"

وہ اٹھی، پیروں میں چپل پہنی اور بکھرے بال ہاتھوں سے ہی سمیٹے، فون اسکا گاڑی میں ہی تھا۔

عمار نے ایک نظر اس پر ڈالی، کچھ لمحوں کو اس کا دل کیا کہ وہ جا کر اس لڑکی کو سینے سے لگا لے، جس نے صرف ایک پیار کے لفظ کے بدلے اپنا سب کچھ اس کے نام کر دیا تھا۔

لیکن نہیں۔ وہی خود پر زبردستی کی گئی گرفت، وہی گھٹتی ہوئی شدت، اور وہی زبردستی کی سڑن خود پر باہر آنے تک طاری رکھی۔

"اتنی شرافت سے جان چھوڑ رہی ہے۔ ضرور اسکی کوئی چال ہوگی"

وہ چپ چاپ آگے چل رہی تھی جبکہ عمار تنگ نظری سے سوچتا پیچھے ہی اسے سی آف کرنے آرہا تھا۔

"اچھا میں جا تو رہی ہوں پر جب آپکی یاد آئی تو دوبارہ آجاوں گی اوکے ؟"

رملا نے یکدم مڑ کر اک لمحہ مشکوک عمار کو ڈرا دیا، وہ مڑی ہی ایسے تھی اچانک جبکہ عمار کو ڈر بس یہ تھا کہ پھر سے گلے نہ پڑ جائے۔

"ہے ہے دور رہ کر بات کیا کر۔۔۔ سنو باسل کے ڈرائیور۔ دوبارہ تم اسے یہاں لائے تو تمہاری بھی ہڈیاں سیکوں گا اور تمہارے مالک کی بھی"

عمار نے رملا کی معصوم شکل دیکھے بنا سید ھا ڈرائیور کو جھاڑ دیا جس نے فورا سے سر ہلا یا لیکن جب عمار کی نظریں، رملا سے ملیں تو وہ آگے سے آنکھوں میں آنسو بھرے اسے دیکھنے لگی۔

کوئی اتنا ظالم کیسے ہو سکتا ہے۔

"میں سمجھی آپ کے پاس میری جگہ ہے پر میں بہت بڑی الو ہوں"

وہ سرد نظروں سے عمار کو تکتی بولی۔

"جب مجھے تیری یاد آئی، میں خود آوں گا۔اب تو گھر جا اور جادو ٹونے شروع کر کے کہ عمار سیال کو تیری یاد آئے۔کیونکہ میں بہت بے حس سا آدمی ہوں، مجھے کسی کی یاد کم و بیش ہی آتی ہے"

وہ ہنوز بدلحاظ بنا تھا جبکہ رملا نے کچھ دیر اسے دیکھا پھر اسکے نزدیک رکی۔

"اللہ کرے آپکو وہ کم و بیش یاد آنے والی بھی رملا ہی ہو۔ڈریں اس دن سے جب آپکی آنکھیں صرف مجھے تلاشیں گی جب آپکا دل بس مجھے پکارے گا،جب آپکو میرے بنا سانس نہیں آئے گا"

رملا نے اٹکتے اٹکتے بات مکمل کی جبکہ عمار آگے سے تیکھا سا ہنسا۔

"اتنی تو آکسیجن۔۔جاو شاباش۔حویلی والوں کا دماغ چاٹو"

"وہ اسے پکڑ کر گاڑی کی جانب باقاعدہ دھکیلتے رک گیا کیونکہ پہلے ہی دھکے والی بات پر وہ نازک کلی بیہوش ہو گئی تھی۔

"دیں دھکے۔کیوں رک گئے عمار؟"

وہ کرب سے پلٹی تو عمار نے نظریں سی چرائیں۔

"دیکھ آگے میرے دھکے پر تو بیہوش ہوئی،اب مر گئی تو کیا کروں گا۔تبھی پلین بدل لیا"

عمار نے آنکھیں چراتے سر کھجاتے جیسے جواز دیا جس پر وہ لہو ہوتی آنکھوں سے مسکائی۔

"کرنا کیا ہے۔ جشن منایئے گا۔ میں تو بس دھکوں کے لیے رہ گئی ہوں۔ بابا اریسٹ ہو لیں، میں مما کے پاس واپس چلی جاوں گی۔ کسی کو یہ حق اور موقع نہیں دوں گی کہ مجھے دھکے دے"

وہ پھر سے عمار کو کمزور کر رہی تھی، عمار نے اسکو بازو سے پکڑے زرا گاڑی کی بیک سائیڈ لایا اور آہستگی سے رملا کو اپنے سینے سے لگالیا، یہ سب اسکے لیے بھی بہت شاکنگ تھا۔

"پہلی بات میں کسی نہیں ہوں کہ تیرے موقعے اور حق دینے کے انتظار میں بیٹھوں گا۔ دوسری بات اب تو کہیں نہیں جائے گی۔ روحا چچی کو واپس یہاں لے آوں گا۔ ہم سب سیال حویلی میں رہیں گے مل کر۔ تیسری بات میں تجھے دوبارہ کبھی دھکا نہیں دوں گا۔ ایسے ایموشنل بلیک میل مت کر

مجھے۔میں اس وقت بہت سی چیزوں میں الجھا ہوں۔ تبھی اتنا بدتمیز ہورہا ہوں۔ادھر دیکھ اوپر"

وہ اسکے سینے لگی سکون سے سانس بھر ہی رہی تھی جب چہرہ اٹھائے پھر سے مگر مچھی آنسوؤں سے آنکھیں بھر گئی، عمار کی کمزوری اسکے آنسو تھے یہ عمار نامی جگ کا یہ چھوٹو سا گلاس اچھے سے جان چکا تھا۔

"میں اجر سے ملنے والا ہوں۔اسکے اور باسل کے بیچ لڑائی ہوگئی ہے۔ جیسے باسل نے ہمارے بیچ کافی حد تک سب سلجھایا، اب میری باری ہے۔اس لیے بھیج رہا ہوں۔میں اس دنیا میں سب سے زیادہ پیار ان دونوں سے کرتا ہوں"

رملا اس سے الگ ہوئی۔

"کیا کبھی ایسا ممکن ہو گا کہ آپ ان دو جتنی محبت مجھ سے بھی کریں گے۔ آپکو پتا ہے مجھے جلن ہوئی یہ سن کر کہ آپ ان دونوں سے سب سے زیادہ پیار کرتے ہیں"

رملا کی جیلسی پر عمار پھیکا سا مسکرایا۔

"ابھی ہمارے بیچ ایسا کچھ خاص نہیں ہے۔ اگر کبھی ہوا تب بتاوں گا۔ اب جا شاباش۔"

وہ اس بار بنا ناراض ہوئے مانی کیونکہ وہ عمار کو خود سے عاجز کر دے، ایسا بھی نہیں چاہتی تھی۔

"ٹھیک ہے جا رہی ہوں۔ بٹ مس کروں گی۔ تھینکیو اگین مجھے میری ساری غلطیاں معاف کرنے کے لیے۔ اجر آپیا سے اتنے سالوں بعد ملنا آسان نہیں ہو گا۔ جذباتی ملن ہو گا۔ جیسے بابا سے مل کر روئے تھے ویسے

مت رویے گا بس۔ اور ہاں میں آپ کی ان دو سے محبت کے بیچ کبھی نہیں آوں گی۔۔۔ مجھے جو چاہیے آپ سے وہ اپنے حصے کا چاہیے بس۔۔۔"

وہ حیران تھا کہ یہ لڑکی سچ میں کتنی پاگل ہے، کچھ سمجھتی ہی نہیں، بس بولتے ہوئے نہ سوچتی ہے نہ کچھ سمجھتی ہے، وہ اسکا ہاتھ چھوڑتی چلی گئی، کار میں بیٹھی اور دیکھتے ہی دیکھتے نکل گئی جبکہ عمار اپنے ہاتھ کو دیکھنے لگا جس کو کچھ دیر پہلے وہ بچوں کی طرح جکڑے کھڑی تھی، عمار نے میکانی طور پر جب اپنا ہاتھ اپنے ناک کے قریب کیے سونگھا تو اس سے رملا کے ہاتھ کی خوشبو آرہی تھی۔

"کیا فائدہ اسکے جانے کا، خود کو یہیں چھوڑ گئی ہے"۔ ابھی وہ گاڑی نکلی ہی تھی کہ باسل کی گاڑی فارم ہاوس کے اندر انٹر ہوئی۔

"آ گیا میرا ایموشنل دیوداس"

عمار نے ہر سوچ جھٹک کر بیقرار نظروں سے باسل کو دیکھا جو کار ڈور اوپن کرتا تند آندھی بنا باہر نکلا، بے ترتیب سا خلیہ واقعی اسے دیو داس پیش کر رہا تھا۔

"اسکا نمبر بند ہو گیا ہے عمار۔ میں نے راستے میں ہر جگہ اسے دیکھا۔ وہ ک۔۔ کہیں نہیں ملی مجھے"

عمار نے باسل کا قریب آتے ہی چہرہ ہاتھوں میں بھرا تا کہ اسے پر سکون کر سکے۔

"پر سکون ہو جا۔ پہلے جا کے شاور لے۔ رئلکس ہو۔ میں جانتا ہوں وہ کہاں گئی ہو گی اس لیے بھروسہ رکھ مجھ پر"

باسل نے بے یقین نظروں سے عمار کو دیکھا۔

"کیام۔۔ مطلب۔۔ کہاں گئی ہے وہ"

باسل کی آواز جیسے حلق میں اٹک گئی۔

"میری قبر پر گئی ہو گی۔۔میں جا رہا ہوں اسکے پاس۔تو پر سکون ہو جا۔اسے واپس بھی لاوں گا اور آج رات ہم تینوں ساتھ بھی رہیں گے۔ہر چیز واضح ہو گی۔کوئی غلط فہمی نہیں رہے گی"

باسل کو اس پر یقین تھا تبھی تو شانت ہو گیا۔

"ہمم۔۔جلدی جا۔"

باسل کہہ کر اسے گاڑی کی چابی دیتا فارم ہاوس کی طرف گیا تو عمار نے اک نظر اپنے لڑکھڑاتے بن پیے بہکتے یار کی طرف دیکھا اور زخمی سا مسکرائے گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

..______________________________..

وہ لوگ گھر پہنچے تو مصطفی کے میکس نے مانو پورے ماہیل پیلس میں رونق جگا رکھی تھی، بارس کا گفٹ اسکو بہت پسند آیا تھا، ایون تب سے وہ میکس کے ساتھ کھیل کھیل کر باولا ہو چکا تھا۔

وہ لوگ ناشتے کے بجائے لنچ تک پہنچے، اور حان کا بھی اتنے تھرل اور ایکشن کے بعد گھر رہ کر ریسٹ کا ہی موڈ تھا، جبکہ میرال نے بڑی مشکل سے میکس کے سونے کا کہہ کر مصطفی سے اس بچارے کی جان چھڑوائی اور اسکو کھانا کھلا کر کپڑے بدلوا کر روم میں اور حان کے ساتھ بھیجا کیونکہ حرا بھی آکیڈمی چلی گئی تھی لنچ کے بعد، اور حان اور مصطفی روم میں ہی تھے، پھر دونوں میکس کے لیے کھانا، اسکی باسکٹ، اسکے لیے ایک بیگ اور کھلونے لینے نکل گئے جبکہ میرال، کچن میں ایمن کے ساتھ کھڑی گپیں لگا رہی تھی۔

تبھی اسکے فون پر رپورٹ کنفرمیشن میسج آیا، میرال نے وہ رپورٹ ڈاکٹر کو بھیجی تو اگلے چند سیکنڈز میں ڈاکٹر نے بھی گڈ نیوز کنفرم کر دی۔

"میرا بچہ اتنا بلش کیوں کر رہا ہے۔ آجاو ٹی وی لاونج میں چل کر بیٹھتے ہیں۔ بنالی گرین ٹی"

ایمن نے مسکراتے ہوئے بلش بلش حسینہ کو چھیڑا اور گرین ٹی کے دو کپس اٹھائے وہ ساتھ ہی لاونج میں آئیں۔

"ایمن مما۔ وہ۔۔۔"

میرال کو سمجھ نہیں آرہا تھا وہ یہ بات ایمن کو کیسے بتائے، وہ بیٹھیں اور دونوں کپس بھی گلاس ٹیبل پر رکھے۔

"ادھر بیٹھو۔ کیا ہوا چہرہ سرخ کیوں ہو رہا ہے۔ بیٹھ کر بتاو سب خیریت ہے ؟"

ایمن کو اسکی ایکسٹرا بے قابو خوشی دیکھتے فکر ہونے لگی، میرال ساتھ ہی بیٹھی۔

"م۔ مماوہ۔۔۔ آپ دوبارہ دادی بننے والی ہیں"

میرال کو کچھ سمجھ نہ آئی تو یہی سر جھکائے بڑبڑائی جبکہ اک لمحہ ایمن بھی سمجھ نہ پائیں لیکن جیسے ہی اسکی بات سمجھ آئی، انکا چہرہ خوشی کی تمازت سے دہک گیا۔

"کیا۔۔۔؟ کیا سچ میں۔ اوہ میرا بچہ تم نے یہ خبر سنا کر دل مسرور کر دیا۔ ماشاء اللہ۔ نظر سے بچو میری جان۔ میں بہت خوش ہوں۔ اللہ تم دو کی یہ خوشی سلامت رکھیں۔"

اگلے ہی پل ایمن نے اسے اپنے گلے لگا لیا، وہ بھی تو جذباتی ہو رہی تھی، گلے لگتے ہی جیسے آنکھیں بھرنے لگیں۔

"آمین۔۔۔ ا۔۔ ابھی اور حان کو نہیں بتایا۔ میں نے سوچا ہے روم ڈیکوریٹ کروا کے باقاعدہ سرپرائز دوں انکو۔ آپ میری ہیلپ کریں گی؟"

میرال خود بہت ایکسائٹڈ تھی۔

"کیوں نہیں میری جان۔پہلے تو تمہارا صدقہ دینے دو پھر ہم مل کر یہ کام کرتے ہیں۔ہمیشہ سکھ پاو"

ایمن نے آسودگی سے اسکا ماتھا چوما جبکہ خود وہ فون اٹھائے زرا یہ نیوز ماہیل کو سنانے اور صدقے وغیرہ کا کہنے گئیں تو میرال نے بھی پہلے آرڈرز کنفرم کیے پھر امی کو کال کی۔

سعدیہ صاحبہ کچن میں ہی تھیں جب انکا ریک پر رکھا فون رنگ کیا۔

"ابھی تجھے ہی یاد کر رہی تھی میرال"

امی کی شفیق آواز سنتے ہی میرال کا دل سے بھرا،وہ جانتی تھی یہ خبر اسکے ماں باپ کو اس سے زیادہ سکھی کرنے والی ہے۔

"میں بھی امی۔۔"

میرال کی آواز نم لگی تو سعدیہ صاحبہ فکر مند سی کچن سے نکل کر کمرے میں آئیں۔

"کیا ہوا سب ٹھیک ہے پتر۔ تیری آواز نم محسوس ہو رہی ہے۔ تیرے سسرال میں تو سب ٹھیک ہے بچے؟"

ماں کی وہی ازلی فکریں بیدار ہو گئیں۔

"ج۔۔جی امی۔۔ آپ نانی بننے والی ہیں"

میرال کی آواز یہ کہتے کپکپا گئی جبکہ سعدیہ کی آنکھیں بھی جیسے شکر گزاری اور خوشی سے نم ہو گئیں۔

"میں صدقے جاوں۔ میرا بچہ۔ بہت مبارک ہو تجھے۔ میری جان اللہ تجھے یہ سکھ مکمل نصیب کرے۔ میری جان ٹھیک ہے ناں؟"

امی کی خوشی پر وہ دگنی خوش تھی۔

"جی امی۔۔ میں ٹھیک ہوں۔ بہت خوش ہوں۔۔۔ آپ باباک۔۔ کو بھی بتا دیجیئے گا۔"

میرال نے فطری سی شرم اور بے قابو خوشی سمیت کہا تو سعدیہ بھی مسکا دیں۔

"ہاہا تیرے بابا تو خوشی سے جھوم اٹھیں گے۔ ہم رات کو آتے ہیں تیرے پاس۔ خبردار اب تجھے یہاں آنے کی ضرورت نہیں۔ اپنی بھابیوں کو جانتی ہے ناں تو، خوامخواہ نظر لگاتی ہیں۔ میں اور تیرے بابا آئیں گے
بس۔۔۔ اپنا خیال رکھنا ہے ٹھیک ہے، کوئی وزن نہیں اٹھانا نہ مصطفی کو، احتیاط کرنا اب پتر۔ یہ خوشیاں بڑی نعمت ہیں۔ میرا بچہ اللہ کی امان میں رہ۔۔ بتا کیا کھائے گا میرا بچہ۔۔ ہم لے کر آئیں گے۔ وہ شیخ کی دکان کے تیرے فیورٹ رس گلے کھائے گی؟"

میرال نے مسکرا کر بھیگی آنکھوں سے جی کہہ کر سر ہلایا تو سعدیہ بھی جواباً قربان مسکائیں جبکہ کال بند کرنے کے بعد میرال نے جب اپنے دونوں گالوں کو ہتھیلیوں میں لے کر سہلایا تو دہک سے رہے تھے، شاید وہ ابھی سے اور حان کا ری ایکشن امیجن کر رہی تھی۔

..________________________________..

ہلکی ہلکی بارش میں مٹی سے سوندھی خوشبو اٹھ رہی تھی، اور ہوا میں عجیب سا خالی پن تھا۔

اجر سیال خاموش کھڑی تھی، ایک چھوٹی قبر کے سامنے بلکل چہرہ ہر احساس سے عاری کیے ہوئے۔

اس قبر پر کندہ نام عمار سیال تھا۔ اس کی پلکوں پر بوندیں پڑ رہی تھیں، پر وہ نہ ہلی، نہ چونکی۔

بس مٹی کو تکتی رہی، اس قبر کو جو عمار کی لاش نہ مل پانے کے باوجود اک نشانی کے طور پر بنائی گئی تھی۔

"یہ قبر بھلے جھوٹی ہے۔۔۔ پر میرے اندر جو قبر بن گئی۔۔۔ وہ سچی ہے۔"

اس کے ہونٹوں سے ٹوٹے لفظ گرے، آنکھوں میں سرخائی سی گھلنے لگی۔

"کیا میں یقین کرلوں بھائی۔۔۔ کہ آپ واقعی واپس آگئے ہیں؟ یا آپ بھی کوئی نیا جھوٹ یا سچ بولیں گے مجھ سے۔۔۔ بس ہو گئی ہے۔ کیا سچ ہے کیا جھوٹ، اسے کھوجتے کھوجتے شاید سب ختم ہو گیا"

وہ گھٹنوں کے بل اس قبر کے پاس بیٹھ گئی، آواز میں جیسے خراشیں اتریں، لہجہ اپنے دریچے تک مایوس، ہارا ہوا اور ٹکروں میں بٹا تھا، ہلکی ہلکی بوندا باندی جب قبر یا آس پاس مٹی میں برس رہی تھی تو سوندھی خوشبو چار سو پھیل رہی تھی۔

"مجھے نفرت ہو گئی ہے ہر سچ سے۔۔۔پہلے مجھے بتایا گیا آپ مر گئے ہیں، باسل نے مارا یہ دوسرا نفرت خیز سچ۔۔۔ پھر اب اس نے کہا آپ زندہ ہیں۔۔ پھر باسل کی وہ ذات جس پر میں نے بھروسہ کیا، وہ بھی دھوکہ نکلی۔۔۔تو میں کس پر یقین کروں؟ کیا میں کسی سچ پر یقین کر پاؤں گی اب؟"

وہ رو رہی تھی، پر خاموشی سے اسکے آنسو بہتے جا رہے تھے۔اور پھر جیسے کسی نے اس کی سسکی سن لی ہو... گاڑی کے اسی قبروں سے جڑی سڑک پر رکنے کی آواز کے بعد ڈور کھلنے اور بند ہونے کی آواز آئی۔اجر نے نظریں نہیں اٹھائیں، نہ پلٹی۔بس وہ جانتی تھی... وہ آ گئے ہیں، عمار سیال!

اس کا بھائی... اس کا بچپن کا ساتھی، اسکے ماں باپ سے زیادہ اسے سمجھنے اور سنبھالنے والا، اسے اپنی آنکھوں کا نور کہنے والا، عمار نے اسے اس خالی قبر کے پاس بیٹھا دیکھا تو یہ اسکے پہاڑ سینے کو بھی لرزا دینے والا دلخراش منظر تھا۔

اجر کو اپنے پیچھے شکستہ قدموں کی چاپ سنائی دی، بارش میں بوجھل آواز لیے قریب سے قریب تر آتی آہٹیں اسکے ڈر کو کم کرنے لگیں، ہاں اسے ویرانوں، قبرستانوں سے ڈر لگتا تھا، ابھی بھی لگ رہا تھا پر اب کسی کی موجودگی کا احساس، اجر کے ہر ڈر کو سمیٹ گیا۔

"میری جان۔۔ تم نے ایک بار بھی سوچا نہیں کہ تمہارا بھائی زندہ ہو کر تمہیں یوں اپنی خالی قبر پر روتا دیکھے گا تو کیسے سہے گا؟"

عمار کے عقب سے آزردگی سے پکارنے پر وہ گہرا سانس بھر گئی لیکن اجر کا سر جھکا رہا۔

"بہت بدل گئی آپکی آواز بھائی"

یوں لگا اسی خالی قبر سے اجر کی ٹوٹی پھوٹی آواز ابھری ہو۔

"میں تو پورا بدل گیا پر تم اب بھی ویسی ہی ہو۔ وہی میری چھوٹی سی گڑیا"

وہ اسکو دیکھتا بڑی مشکل سے آنسو سنبھالے کھڑا تھا، اجر بھیگی آنکھوں سے اس قبر کو دیکھتی مسکرائی، عمار اسے جتنے پیار سے پکارتا تھا، باسل نے وہ پیار ہمیشہ دگنا جتایا، یہی تو دکھ کھا رہا تھا اجر کو کہ باسل ماہیل نے سب کیا، پر کبھی کوئی شکوہ یا شکائیت مکمل نہیں کی، کئی آنسو اجر کی آنکھوں سے بہتے گئے، وہ ہچکی سی بھر گئی تو عمار اس کے پاس آیا، بارش میں بھیگتی ہوئی اجر کو دونوں ہاتھوں کو بڑھا کر اسکی بازووں سے پکڑے اس قبر کے کنارے سے اٹھائے اپنی بازوؤں میں سمیٹ لیا۔

وہ اسکے سینے لگتے ہی رو پڑی، جو آنسو جبرا حلق میں درد کے سنگ دبا رکھے تھے وہ سب بہتے گئے۔

"ا۔۔اچھا نہیں کیا آپ دونوں نے میرے ساتھ بھائی۔ بلکل اچھا نہیں کیا۔ آ۔۔ آپ دونوں نے مل کر میری ذات کو میرے لیے مشکوک بنا دیا۔ ک۔۔کیوں میں اوروں کی طرح نارمل نہیں ہوں۔۔ک۔ کوئی میرے ساتھ خوش نہیں رہ سکتا، نہ میرے ساتھ میرے اپنے زیادہ دیر

سروائیو کر سکتے ہیں۔ج۔۔جب مجھے کسی کی بہت عادت ہو جاتی ہے تو وہ مجھ سے دور چلا جاتا ہے۔ج۔۔جیسے آپ چلے گئے اور اب شاید باسل چلا جائے"

وہ اس وقت کتنی تکلیفوں سے لڑ رہی ہے، اسکی سسکیوں میں سب پنہاں تھا، عمار نے بس اسے چپ چاپ اپنے سینے لگا رکھا تھا کہ وہ جو کہے بس اسی سینے لگی رہے۔

"وہ تمہارے قدموں میں فنا ہوا آدمی، تم سے خواب میں بھی دور نہیں جاتا تو سچ میں دور جانا تو ناممکنات میں سے ہے۔اور دیکھو میں بھی تو آگیا تمہارے پاس۔میری آنکھوں کا نور صرف تم ہو اجر۔میری جان۔بھائی اب کہیں نہیں جائیں گے۔اور میرے پیچھے جس جس نے تم سے جو جو زیادتی کی۔ان سبکو حساب دینا ہو گا۔باسل کو بھی دینا ہو گا اگر تمہیں وہ مجرم لگتا ہے"

وہ اسکو سنبھالنے کی کوشش کر رہا تھا پر وہ سنبھلنا ہی نہیں چاہتی تھی۔

"مجھے ا۔۔اب یقین ہی نہیں کرنا کہ کوئی میرے پاس ٹھہر سکتا ہے۔شاید اجر سیال کے ہاتھوں میں خسارے کی لکیروں کے سوا ک۔۔کچھ نہیں رہا۔ا۔

اور آپ۔۔۔آپ سے کیا شکوہ کروں بھائی۔۔۔ز۔۔زندہ تھے تو کم از کم میری غلط فہمی مٹانے کا سامان ہی کر دیتے۔۔کوئی کچھ نہیں بولا، سب مجھے زیادتیاں کرتا چپ چاپ دیکھتے رہے اور وہ سہتا رہا۔اور آپ گم رہے۔۔۔ک۔۔کسی ایک نے بھی تو م۔۔میرے ساتھ اچھا نہیں کیا بھائی"

وہ روبرو ہوئی، اسکی بھوری آنکھوں میں جو تڑپ اور سوال تھے وہ عمار کو بہت زیادہ تکلیف پہنچا رہے تھے اور شاید وہ اپنی جگہ بلکل سچی تھی۔

عمار اس کی نم آنکھوں میں چھپے درد کو دیکھ رہا تھا... وہی درد، جو سالوں کی تنہائی، بے یقینی، اور مسلسل ٹوٹنے سے جنم لیتا ہے۔ وہی درد جو ہر لفظ، ہر

سانس کے ساتھ چیخ رہا تھا کہ اجر سیال بہت تھک گئی ہے۔۔۔وہ اس کے سامنے زرا جھکا، دونوں ہاتھوں سے اس کے رندھے چہرے کے کنارے تھامے جہاں آنسو گالوں پر اترتے جا رہے تھے، اس کی آنکھوں میں اتری چپ کو توڑنے کی ایک ناکام کوشش کرنی چاہی۔

پر وہ اتنی غمزدہ تھی کہ عمار نے اسکا سر چومتے پھر سے اپنے سینے لگا لیا، شاید وہ اجر کے سوالوں کا جواب تو رکھتا تھا پر انھیں دینے کی ہمت نہیں۔

"جانتا ہوں لیکن اب میں آگیا ہوں۔ اب کسی کی جرت جو تمہارے ساتھ برا کرے۔ بھول جاو ہر تکلیف اجر، میں نے اپنے بچے کو بہت یاد کیا۔ تنہائی میں، قید میں، تشدد میں، مجبوری میں، یہاں تک کہ بے بسی میں بھی۔ اگر میرے اختیار میں ہوتی واپسی تو میں تمہیں کبھی باسل سے یہ جھوٹی نفرت کرنے ہی نہ دیتا نہ اسے کچھ سہنے دیتا۔ سب میرا قصور ہے۔ میرے غلط راستوں نے میرے سب پیاروں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ لیکن کہتے ہیں پر سیاہ رات کے بعد اک نیا دن آتا ہے تو دیکھو میری جان، وہ دن تمہارے

سامنے کھڑا ہے۔ باسل نے بہت کچھ برداشت کیا، یہ اسکی ہمیشہ سے عادت رہی کہ وہ اپنی تکلیف گھوٹ کر دوسرے کی تکلیف دور کرنے چل پڑتا تھا۔ پھر تم سے تو اسکا پیار ہی انوکھا ہے، تمہارے سامنے اس نے کوئی آہ نہیں بھری تو اس لیے کہ تمہارے سامنے اسے اپنی کوئی تکلیف، تکلیف ہی نہ لگی"

وہ فوری عمار کے سینے سے ناراض ہوئے جدا ہوئی۔

"اس کے وکیل بن کر آئے ہیں تو جاسکتے ہیں آپ بھائی"

وہ آنکھوں میں تڑپا ہوا غصہ بھر لائی۔

"تمہارا بھائی بن کر آیا ہوں۔ یہاں قریب ہی اک پارک تھا جسکے باہر ایک سپیشل کھوئے کی قلفی تھی۔ اب بھی ہے کیا؟"

عمار نے اسے لاڈ سے ساتھ لگایا اور گاڑی کی طرف بڑھا، اجر ویسا ہی موڈ رکھے ہوئے تھی پر بھائی کا بہت بڑا سہارہ مل چکا تھا۔

"نہیں بس اب پارک ہے۔ آپکے بعد وہ قلفی کھانا میں نے چھوڑ دی تھی"

وہ نروٹھے پن سے بولی، جبکہ عمار نے ہنستے ہوئے اسکا سر چوما اور دونوں ہی سڑک کنارے چلتے پارک کے اندر داخل ہوئے، کئی اور من چلے بھی سہانی بارش سے مستفید ہونے کو پارک کے اندر اور باہر تھے۔

"تم کہو تو تمہارا یہ بھائی یہاں کھوئے کی قلفی کی ریڑھی لگا لے گا تمہارے لیے"

وہ وہاں سائے میں اک بینچ ڈھونڈے اس طرف بڑھے تو اجر نے پھر سے آنکھوں میں بھرتے آنسوؤں پر اپنی آنکھیں زور سے مسلیں۔

عمار نے اسے بٹھایا جبکہ خود بھی وہ ساتھ ہی بیٹھا، بارش مدھم تھی لیکن جاتی گرمی کے باوجود ایسا لگ رہا تھا شدید ٹھنڈ آگئی ہو۔

"کہاں تھے آپ اتنے سال۔ سب جاننا ہے مجھے۔؟"

وہ بیقرار بھیگی آنکھوں سے عمار کو دیکھتی بولی کہ آواز رندسی گئی۔

"کنگ کے لوگوں کی قید میں جو اپنا ہی چچا نکلا۔ خیر اس بارے ہم پھر بات کریں گے۔ میں اسکا ذکر کر کے اپنا موڈ گندا نہیں کرنا چاہتا۔ بس تم یہ سمجھو کہ اللہ نے زندگی لکھی تھی تبھی بچ کر واپس آگیا ہوں"

وہ اتنی سی بات پر پھر دکھ سے بھر گئی، جیسے بہت سی تکلیفیں ایک ساتھ دل کو چبھ گئی ہوں۔

"یعنی خوش قسمت تھے آپ؟"

وہ انہی سرخ آنکھوں سے عمار کو تکنے لگی جبکہ خدا گواہ تھا کہ عمار سے اسکے آنسو دیکھنا مشکل تھا تو سہنا کس قدر محال ہوتا۔

"خوشقسمت ہوتا تو میری آنکھوں کا نور۔ میرے زندہ ہونے پر رو نہ رہا ہوتا"

وہ آنکھیں چرا تا طنز کر گیا تو وہ رونا رو کے عمار کو شاکی نظروں سے دیکھنے لگی۔

"آپکے ز۔زندہ ہونے پر نہیں رو رہی۔اپنے مرنے پر رو رہی ہوں۔"

وہ بہت زیادہ دکھی تھی، عمار نے بازو اسکے گرد باندھے روتی اجر کو خود سے لگایا۔

"باسل"

اس سے پہلے وہ کچھ کہتا وہ گھور کر اسے خاموش کروا گئی۔

"نام مت لیجئے گا اسکا۔"

وہ آنکھوں میں اُمڈتے آنسوؤں کے سنگ سختی سے اسے روک گئی۔

"میری کوئی بات اسکے نام کے بنا مکمل نہیں ہو سکتی۔تمہیں بھی پھر گونگا عمار مبارک۔"

بھلا عمار سیال، باسل ماہیل کے بنا کہاں مکمل تھا۔

"اور کسے گونگا عمار مبارک کر کے تشریف لائے ہیں"

اجر نے خالص لاڈلی بن کر تفتیش شروع کر دی۔

"ہے ایک میری جان کی دشمن"

وہ تلخ مسکرایا، مسٹر جگ، اپنے گلاس کو یاد کر رہے تھے یہ دل سے ہوئی واردات کی ترجمانی کر رہا تھا۔

"میں اس سے بہت ناراض ہوں۔ میری بے بسی کا تماشا دیکھتا رہا۔ حالانکہ میں اسے ڈھونڈتی رہی۔ اسکی تکلیف ڈھونڈتی رہی کہ اپنے ہاتھوں سے مرہم رکھوں۔ اس نے محبت تو بہت کی مجھ سے پر

وہ مجھ سے اپنا آپ چھپاتا تھا۔ میں احساس جرم میں مبتلا اجر سیال اسکو مرہم دینا چاہتی تھی، اسکے زخموں کا مداوا کرنا چاہتی تھی۔ میں اس سے ناراض ہوں۔ کیونکہ بہت اچھا ہے۔ اور اچھوں کے ساتھ ہمیشہ برا ہوتا ہے۔ اس نے مجھ سے سارے حق لیے لیکن مجھے خود پر کوئی حق نہیں دیا"

اسکی تکلیف واقعی کچھ اور ہی تھی، عمار کو وہ ناراض تو نہیں لگ رہی تھی، وہ تو باسل کی تکلیف پر رو رہی تھی۔

"تمہیں بتایا تو ہے، وہ اس معاملے میں ہمیشہ سے سائیکو تھا۔ تمہیں اپنی تکلیف اس لیے نہیں بتا سکا کہ تمہیں تکلیف سے بچا سکے۔ اس نے بہت اذیت ناک زندگی گزاری ہے اجر۔ تم ہی تو سکھ اور سکون ہو اسکا، تم ہی اس خود اذیتی میں مبتلا ہو کر اسے تنہا کر دو گی تو وہ اپنے ہی اندر گھٹ جائے گا۔ بن پیے لڑکھڑا رہا تھا، ایک شیر آدمی کی ایسی حالت بے بسی کے آخری مقام پر ہوتی ہے"

عمار کی ہر بات سنے وہ دکھ سے بھائی کا چہرہ دیکھنے لگی۔

"ہمیشہ سے یہی کرتا ہے۔ مجھے ظالم ثابت کر کے خود مظلوم بن جاتا ہے۔ پر ستم کہ وہ واقعی مظلوم ہے اس پر بھی اس سے نہیں لڑ سکتی۔ بھائی آپ میری جگہ ہوتے تو کیا کرتے۔ آپ جانتے ہیں وہ آتشم بن کر میرے ساتھ

کیا کرتا رہا ہے؟ میری تکلیف یہ ہے کہ اس نے اپنی ہر تکلیف مجھ سے چھپائی اور مجھے سکون کہتا رہا۔ کیسا سکون بھائی، سکون ایسا ہوتا ہے جو پاگل کر دے، جو اذیت کی انتہا سے گزرے۔ میں اسکے سامنے کھڑی ہو بھی گئی تو اپنا آپ اس کے سامنے بہت چھوٹا لگے گا۔ اس معافی نہ دینے کی آڑ میں در حقیقت میں اسے خود سے بچانے کی کوشش کر رہی ہوں۔ میں اسکی بہت ب۔۔ بڑی کمزوری ہوں بھائی۔ وہ میری وجہ سے ٹوٹ پھوٹ جائے گا۔ وہ ہم دو کی لڑائیاں لڑتے لڑتے ختم ہو جائے گا"

وہ بے حد خالی سی لگی، جسکے پاس کسی کے زخم پر رکھنے کو کوئی مرہم نہ بچا ہو، جس نے اپنی ذات کو کانٹا مان لیا ہو۔

"اس سے پوچھو اجر سیال کی ویلیو۔ پتا ہے اس نے کیا کہا اجر، وہ سبکو سنبھالتا ہے، سبکی مدد کرتا ہے صرف اس لیے کہ اسکے پاس اسکا سکون، یعنی تم ہو۔ یعنی تم اسکی ہمت، طاقت اور مضبوطی ہو نہ کہ کمزوری ورنہ وہ اک نازک سے دل کا انسان ہے۔ خون بہانا تو دور، وہ تو خون دیکھ کر پینک ہو جاتا

کرتا تھا۔اب دیکھو وہ کیسا ہے، اسے کوئی ہرا نہیں سکتا سوائے تمہاری ناراضگی اور نفرت کے۔ساری زندگی میں نے اس سے قربانیاں مانگی اجر، وہ چپ چاپ دیتا رہا کیونکہ میرے اور تمہارے معاملے میں وہ ہمارے سامنے اف کرنا گناہ سمجھتا ہے۔پہلی بار اس نے مجھ سے کچھ مانگا بھی تو صرف تم۔۔مجھے نہیں لگتا کوئی ایسی محبت کر سکتا ہے جیسی اس نے کی، نہ ایسی کوئی دوستی نبھا سکتا ہے جیسی اس نے نبھائی۔تمہارا اس سے الگ ہونا اسکی موت ہے اجر۔۔۔دل کو نرم کرو۔تم اسکی اذیت، اسکی کمزوری کبھی نہیں رہی۔ایسے وقت میں اسے مت چھوڑو جب اسے تمہاری سب سے زیادہ ضرورت ہے"

عمار کا ہر ہر حرف جیسے بارش کی بوند تھی اور اجر کے غصے کی زمین ان بارش کے قطروں سے تر ہو رہی تھی، وہ اندر سے گھل رہی تھی پر بظاہر مضبوط بن کر بیٹھی تھی۔

"اسے م۔ میری ضرورت ہو اور وہ کہے بھی۔ یہی تو بس چاہا تھا۔ لیکن اسے ہم نے مل کر صرف ہماری اپنی ضرورتیں اور خواہشیں پوری کرنے والا ربورٹ بنا کر رکھ دیا۔ میں کیسے برداشت کروں کہ وہ اپنا بلکل نہیں سوچتا۔ اتنے پرفیکٹ انسان کے ساتھ اتنی ان فٹ اجر بلکل سوٹ نہیں کرے گی"

وہ اب تک خود کو ہی کوسے جا رہی تھی، عمار کم ضدی تھا پر اسکی لاڈلی تو سارے درجے پار کر چکی تھی۔

"تم سیکھاو اسے کہ اپنی تکلیف کہنا سیکھے۔ اپنی خواہش کو بھی پورا کرے۔ کبھی وہ بھی کہے جو اسکا دل چاہے۔ تم ہی سیکھا سکتی ہو۔ ایسے دور ہو جاو گی تو وہ جو کچھ سیکھا ہوا ہے وہ بھی بھول جائے گا"

اجر کی ٹھوڑی پکڑے اسکا چہرہ اوپر اٹھائے عمار نے جیسے اجر کو منانے اور قائل کرنے کی آخری کوشش کی تھی جس پر وہ تھک کر پھر سے عمار کے ساتھ جا لگی۔

"میں اس لیے چلی آئی تھی کہ اسے مزید تکلیف نہ دوں۔ ورنہ میں اسے کہاں چھوڑنے کے قابل رہی ہوں۔ لیکن ابھی مجھے اسکا سامنا نہیں کرنا۔ آپ چلیں ناں حویلی۔ مما بابا۔۔ بارس۔۔۔ سب سے ملتے ہیں چل کر"

وہ واپس سے اٹھ بیٹھی، اسکی آنکھوں میں صرف تڑپ مچلی۔

"بابا سے مل چکا ہوں۔ مما اور بارس سے کنگ کے اینڈ کے بعد ملوں گا تاکہ پھر کبھی کسی طرح کا بچھڑنا نہ ہو۔ اور ایک اور بات، رملا۔۔۔"

وہ بولتے بولتے رکا تو وہ جلدی سے اپنے سہارے بیٹھی، سارے آنسو پونجھ لیے۔

"کیا ہوا رملا کو؟"

وہ فکر مند سی ہوئی۔

"جو ہوا ہے وہ تو لمبی کہانی ہے لیکن ایسا سمجھو تبریز نے اسے بہت اذیت سے گزارا ہے۔ ڈیٹیلز دوں گا تمہیں لیکن ابھی جو اہم بات ہے وہ یہ ہے کہ وہ میرے نکاح میں ہے۔ اور اسی نے کنگ کو بے نقاب کیا کیونکہ تبریز نے اس کے تھرو مجھے دوبارہ پکڑنے کی کوشش کی لیکن وہ پاگل لڑکی۔ دل ہار بیٹھی اور عین وقت پر باپ سے بغاوت کر کے میری حفاظت کی"

یہ سب اجر کے لیے واقعی بہت شاکنگ تھا، ہر چہرے کے پیچھے جیسے ایک جنگ اور ایک کہانی تھی۔

"اف۔۔ ہر کوئی اپنی جہنم میں چپ چاپ جلتا رہا اور کسی کو خبر بھی نہ ہونے دی۔ پتا نہیں ابھی مزید کتنے ایسے بھیانک سچ سامنے آئیں گے۔ اف مجھ میں تو مزید برداشت ختم ہو گئی ہے۔ رملا ہنستی مسکراتی، بھنک بھی نہیں لگنے دی

اس نے کہ اسکے اندر کیسا حشر برپا ہے۔ میں تو یہ سوچ رہی تھی جب اسے اپنے باپ کی سچائی پتا چلے گی تو وہ ہنستی مسکراتی لڑکی بلکل ٹوٹ جائے گی۔ مجھے کیا پتا تھا وہ آل ریڈی ٹوٹی پھوٹی ہوئی ہے۔۔۔ آپ کو کیسی لگی وہ؟ بہت پیاری ہے ناں۔۔ کسی کو اداس نہیں رہنے دیتی۔ زندگی سے بھری ہوئی ہے ناں۔ آپکو پسند آئی وہ؟"

عمار، اجر کی ہر بات سے متفق تھا جبکہ رملا والے سوال پر وہ گہرا سانس لیتے مسکرایا۔

"بہت غصہ تھا اس پر صبح تک۔ جب پتا چلا باپ سے ملی تھی۔ لیکن منالیا اس نے۔ میں نے باسل کو منع کیا تھا کہ اسے دور رکھے پر اس نے پھر بھی رملا کو فارم ہاوس مجھ تک آنے دیا اور پھر۔۔۔۔ پھر اس نے منالیا کافی حد تک۔ جھوٹی نہیں لگی وہ مجھے۔ تمہیں پتا ہے مجھے جلدی اعتبار نہیں آتا لیکن اس نے میرا اعتبار بہت زیادہ جلدی واپس پالیا"

اجر دھیما سا بھائی کو دیکھتی مسکرائی جو آتشم کم، پگھلی ہوئی موم کا ڈھیر زیادہ لگ رہا تھا۔

"مجھے خوشی ہے آپ آباد ہو کر واپس ملے ہیں مجھے۔میں نے بھی بہت مس کیا آپکو۔آپ بہت زیادہ ہنڈسم ہو گئے ہیں۔قید راس آگئی کیا آپکو"

اس بات پر تو بہن بھائی دونوں اداس سے ہنس دیے۔

"بس ایسا ہی سمجھ لاڈلی۔خیر باقی باتیں تمہارے ہسبنڈ کے فارم ہاوس پر چل کر کریں؟بارش تیز ہو رہی ہے"

وہ پھر سے منہ پھلا گئی۔

"اسکا فارم ہاوس بھی ہے؟دیکھیں یہ بات بھی اس نے مجھے نہیں بتائی آج تک۔آپکی اور رملا کی شادی کا بھی نہیں،نہ وہ جو جھیل چکی اس بارے،سچ میں وہ میرا سب ہے لیکن میں اسے نہیں جانتی بھائی۔کیا یہ زیادتی معافی کے قابل ہے؟"

پھر سے وہ آزردہ ہوئی جبکہ اس بات پر تو عمار کو بھی اجر کے کہے کی حمایت کرنی پڑی۔

"اسکا سیکرٹ آفس تھا۔مجھے چھپنا تھا اس لیے مجبوراً دی اس نے مجھے اپنی وہ خفیہ پناہ گاہ۔اور رملا کو بھی باسل کا سرکاری ڈرائیور ہی وہاں لے کر آتا تھا"

اجر نے آئبرو اس "لے کر آتا" پر اچکائے۔

"مطلب کب سے یہ چکر چل رہے ہیں؟"

وہ مشکوک ہوئی تو عمار پھر سے اسکا سر چومتا مسکرایا۔

"بس سمجھو کچھ ہی دن ہوئے۔اور تمہیں وہ سب شاید اس لیے نہیں بتا رہا تھا کیونکہ میرا ابھی بتانا پڑتا جو میں نے منع کر دیا تھا۔ویسے ایک بات پر مجھے بھی غصہ ہے۔تمہیں جو اس نے ایک دم اتنا کچھ بتایا، تمہارے نازک دل کو جانتا ہے پھر بھی بلنڈرز کر دیتا ہے۔"

وہ تھوڑا سا مسکرائی کہ چلو کسی نے اسکا بھی ساتھ دیا۔

"اس پر اسکے کان کھینچے آپ نے؟"

اجر نے آبرو اچکائے۔

"آجاناں مل کر کھینچتے ہیں۔"

وہ اٹھا اور اپنا مضبوط ہاتھ بڑھایا جسے تھامے اجر بھی اٹھ کھڑی ہوئی، ہاں کافی حد تک مان گئی تھی پر لگ رہا تھا ابھی مزید جھڑپ بھی ہو گی۔

..________________________________..

حرا جب آکیڈمی سے آئی تو آگے اتنی بڑی گڈ نیوز سن کر تو جھوم ہی گئی، ماہیل نے بھی رات کے ڈنر کے لیے بہت کچھ کک کو کہہ دیا، مطلب سب اچھا بھلا حیرانگی والا خوش ہوئے تھے، یہ شاید ماہیل پیلس میں خوشیوں کا آغاز تھا۔

میرال نے بھی پورا کمرہ اور کمرے کے باہر بھی سجاوٹ کروائی تھی، سب ہی اس خوشی کی خبر کو جان چکے تھے اور اب مصطفی اور اسکے بابا کاری ایکشن باقی تھا، دونوں شرٹس بھی آچکی تھیں جن میں ایک مصطفی کی تھی اور دوسری اور حان کی، مصطفی کی شرٹ پر brother to be لکھا تھا جبکہ اور حان کی شرٹ پر بھی کچھ ایسا ہی تھا، خود میرال نے اپنی وارڈروب کا سب سے خوبصورت بلیک جوڑا نکالا۔ بلیک جس پر ایمبرائڈڈ سپینجل ورک تھا، جوڑا اسکا بہت حسین اور دلفریب تھا اور وہ گلابی سفید سی لگ بھی آفت رہی تھی، اوپر سے اس نے اورحان اور مصطفی کے لیے بھی کالے شلوار سوٹس نکالے تھے، لڑکی نظر لگوانے کے پورے موڈ میں تھی لیکن اب شاید نظروں سے زیادہ دعائیں تھیں تو بچت ہونی طے تھی۔

وہ ہلکا سا سموکی سا میک آپ بھی کر چکی تھی، لگ بھگ تین ساڑھے تین ہونے والے تھے۔

اور حان اور مصطفی آ چکے تھے، حرا نے آتے ہی مصطفی کا ہاتھ پکڑا اور وہ میکس کے پاس گئے تا کہ اسے اسکا فلفی سا باسکٹ بیڈ دے سکیں جبکہ اور حان بھی کسی کو سامنے نہ پائے جب اپنے روم کی طرف آیا تو روم کے باہر ڈیکوریشن دیکھ کر ٹھٹکا، روم کے باہر بہت خوبصورتی سی ملحقہ دیواری میز پر بہت سے پھول رکھے تھے، جگمگاتی لائٹس بھی۔

وہ اسی شش و پنج و کشمکش کا شکار کمرے میں داخل ہو کر روم کا دوڑ بند ہی کر سکا تھا کہ تیز خوشبوؤں کے جھونکے نے اور حان کی سانسوں میں گھس کر استقبال کیا اوپر سے میرال کو دیکھ کر اور حان کے رہے سہے حواس بھی کام کرنے چھوڑ گئے۔

"یہ کیا ہے میرال؟"

پہلے میرال کی بہکی بہکی حرکتیں اور اب کمرہ

پورا، اس قدر سجا تھا کہ بچارے کو لگا کہیں بیوی نے مزید بہکانے کا پلین تو نہیں کر لیا پر ابھی محترمہ بچارے کے ارمانوں پر پانی پھیرنے والی تھیں، کمرہ چھوڑو، کمرے کے باہر بھی سجاوٹ تھی اور یہ سب راز تو نہیں تھا اب، یعنی سب جان چکے تھے سوائے اور حان ماہیل کے، کہ ماہیل پیلس میں کیا خوشی آئی ہے، وہ ادا سے چلتی ہوئی اپنے ہینڈسم تک آئی اور اسے ریپڈ گفٹ پیش کیا۔

"یہ لڑکی آج مجھے ہارٹ اٹیک دینا چاہتی ہے۔ اتنی تیاری تو میرال نے میرے لیے پہلے نہیں کی۔ دلہن کی طرح سجی بھی ہیں۔ اور بلونز۔۔ انکا کیا کام حد ہے"

بچارے نے سوچیں سوچ کر مشکوک بیگم کے نازک ہاتھوں سے گفٹ تھام لیا لیکن اسکے ہوش ربا سراپے سے نظریں ہٹا پانا جان جوکھم کا کام تھا۔

"واٹ؟ یہ سب سجاوٹ۔۔ آپ کیوں تیار ہوئیں؟"

جناب نے بے چینی کے سنگ گفٹ کو نوچ کر پھاڑا تو اندر اک شرٹ تھی۔

"یہ کیا ہے۔۔؟"

ابھی محترم نے اس پر لکھی سرپرائز لائن نہیں پڑھی تھی۔

"کتنے بونگے ہیں آپ۔ شرٹ کھولنے کے بجائے منہ کھولے جارہے ہیں"

اور حان کے تعریف کیے بنا سوالوں کی بمباری کرنے پر بچاری تپ گئی۔

"Dad to be again?"

اور حان کے الفاظ دہراتے ہی جیسے پورے کمرے کی فضا سن سی ہو گئی۔ وہ دنگ سا ہو کر ٹی شرٹ کو ہاتھ میں پکڑے دیر تک بس دیکھتا رہا۔ نظریں جیسے یقین نہیں کر پارہی تھیں یہ جملہ کوئی مزاق نہیں بلکہ سچ ہے۔

"یہ۔۔۔ یہ مطلب؟"

اس نے بمشکل آنکھیں اٹھائے پوچھا، آواز لرز گئی۔

"Dad to be... Again"

پھر سے دہرایا تو تحریر واضح تھی، جذبات دھندلے ہونے لگے۔ اورحان کی سانسیں ایک لمحے کو بند سی ہو گئیں، جیسے پوری کائنات تھم گئی ہو۔

وہ جیسے بولنا چاہتا تھا، پر الفاظ جیسے زبان سے نکلنا بھول گئے تھے۔

"یہ مطلب... یہ... آپ"

وہ نظریں اٹھا کر میرال کو دیکھنا چاہتا تھا، پر آنکھوں میں نمی اترنے لگی تھی، میرال نے خاموشی سے سر ہلایا۔ آنسو اس کی آنکھوں میں بھی آ چکے تھے، پر لبوں پر اک بے پناہ سکون بھری مسکراہٹ تھی۔

"ہمارے بیچ جو تلخ یاد تھی ہمارے ایک دوسرے کے قریب آنے کی، اللہ کو ہماری ایک دوسرے سے محبت پسند آئی اور انہوں نے اس تلخ یاد کو خوبصورتی و سکون سے بھر دیا اورحان"

وہ آج تکلیف کو سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی پر ان دونے بہت آزمائش جھیلی تھی۔

"ہ۔۔ہمارا بچہ ؟"

اورحان نے وہ شرٹ میٹرس پر رکھے میرال کی طرف قدم بڑھائے تو یہ سوال کرتے اسکی مضبوط آواز دب گئی۔

"جی اورحان۔ آپ کے دل کے سب سے قریب بسنے والی میرال مکمل ہوئی، آپ کی دعاؤں کے سب سے پاس آباد سکھ پورا ہوا۔۔میں ماں بننے والی ہوں۔۔۔ آپ کے بچے کی ماں۔"

اورحان کو لگا جیسے اس کا پورا وجود ہل گیا ہو، آنکھیں لمحے میں سرخ ہوئیں۔

"میرال۔۔۔"

اس کا نام ایک سرگوشی بن کر اور حان کے لبوں سے نکلا، جیسے وہ نام اس کے دل کی گہرائی سے نکلا ہو۔

"آپ نے مجھے یہ خوشخبری دی۔۔۔ میرے ساتھ یہ لمحہ جیا۔۔۔ میرال۔۔۔"

اس کی آواز لرز گئی، وہ دھیرے دھیرے اس کے قریب آیا، اور اپنے دونوں ہاتھ اس کے چہرے کے گرد رکھے۔

"میں پھر باپ بننے جا رہا ہوں۔۔۔ س۔۔ سچ میں۔ اور اس بار میرے بچے کی ماں میری زندگی، میرا عشق ہے"

ایک نمی بھری مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر آئی۔

"جی اور حان۔ اب وہ سب ڈراونا نہیں ہے۔ اب بس یہ لمحہ ہے۔ پچھلا سب محو ہو گیا"

وہ بھی جذبات سے بھری اسکے ہاتھوں پر ہاتھوں کی گرفت جما گئی۔

"یہ۔۔۔یہ سب سے بڑی خوشی ہے میری زندگی کی۔ آپکو نہیں پتا، مصطفی کے بعد مجھے لگا تھا کہ شاید خدا نے میرے نصیب میں بس وہ ایک ہی دلبر اولاد لکھی ہے، لیکن آپ نے میری تقدیر بدل دی۔ میرال۔۔۔ آپ نے مجھے مزید مکمل کر دیا۔۔۔نہ صرف شوہر، اب ایک بار پھر بابا بننے کا سکھ۔اوہ میرے خدا اتنی خوشی۔۔۔میرا دل نہ بند ہو جائے"

میرال کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، اس نے اور حان کے ہاتھ مزید مضبوطی سے تھام لیے۔

"میں چاہتی تھی یہ خبر سب سے پہلے آپ کو دوں لیکن پھر سرپرائز دینا زیادہ بہتر لگا۔۔۔اس کمرے میں، جہاں ہم نے اتنے جھگڑے کیے، اتنی مسکراہٹیں بانٹیں۔۔۔یہ لمحہ۔۔۔یہ سب کچھ صرف آپ کا ہے

اور حان۔۔۔ میرا وجود، میری سانسیں، میری کوکھ کا یہ تحفہ۔۔۔ سب آپ کے لیے ہے"

اور حان نے اسے پوری قوت سے سینے سے لگایا، اتنے زور سے، اتنی شدت سے، کہ جیسے وہ اس لمحے کو کبھی جانے نہ دینا چاہتا ہو۔

"یہ آپکی پہلی اولاد ہے، لیکن میری دوسری۔۔ پر یہ وہ بچہ ہے جس کے بننے کے ہر لمحے میں عشق شامل ہے۔۔۔ محبت شامل ہے۔۔۔ حب شامل ہے۔۔۔ اور اس بار میں ہر دن، ہر لمحہ آپکے ساتھ جینا چاہتا ہوں۔ نہ کوئی بھاگ دوڑ، نہ چھپانا، نہ ڈر۔۔۔ بس ہم۔۔۔ اور ہمارا یہ آنے والا چھوٹا سا پیارا سا ساگر۔۔۔ جو بس آپ سا ہو یا شاید آپ سے بھی زیادہ حسین"

میرال نے شرماتے ہوئے اس کے سینے میں چہرہ چھپایا، اور حان نے ایک نرمی سے اس کے ماتھے پر لب رکھے، بہت دھیرے سے۔

"بیٹی چاہیے مجھے۔ مصطفی کی بہن اور آپکی بیٹی"

وہ بھی پوری قوت سے اپنے ہنڈ سم کو دبوچے ہوئے تھی۔

"میری جان۔ آج میرا دل چاہتا ہے شکرانے کے دو نفل پڑھوں۔۔۔ صرف آپکے ماں بننے کی خبر پر۔۔۔ اور پھر اس اللہ سے آپکو، آپکے خوابوں کو اور اس بچے کو سلامت رکھنے کی دعا مانگوں۔۔۔"

وہ اپنی خوشی شاید بیان کرنے سے قاصر تھا، آواز کانپ سی رہی تھی۔

"اور میں۔۔۔ دعا مانگتی ہوں کہ ہماری بیٹی ہو اور آپ پر جائے۔۔۔ بس ذرا سی کم سڑیل ہو"

میرال نے شرارت سے کہا، تو اورحان نے آنکھیں سکیڑتے ہوئے ہنس کر ذرا سا پیچھے ہوئے اس محترمہ کو دیکھا۔

"اوہ پلیز یہی دعا کریں۔۔۔ کیونکہ اگر مما پر گئی تو بالکل ہٹ دھرم ہو گی۔۔ اور اتنی بولنے والی کہ مصطفی بھی ہار مان جائے۔ اور اتنی پوزیسیو کہ خدا کی پناہ"

جناب نے پس پردہ میرال بخش کی ساری خصوصیات گنوادی تھی۔ دونوں ہنسنے لگے، اور ان کی ہنسی میں اک نیا آغاز، اک نئی زندگی کی نوید چھپی تھی۔

"یہاں آپ Dad To be لکھوا سکتی تھیں۔ پھر

Dad To Be Again کیوں میرال؟

وہ ایسے سوال کا کب سے ویٹ کر رہی تھی، مسکرا کر اورحان کا ہاتھ پکڑے ٹیبل کے پاس لائی، اور ساری توجہ اورحان کے چہرے کی جانب مبذول کی۔

"میں نہیں چاہتی کہیں بھی ہم مصطفی سے بے خبر ہوں۔ بھلے یہ ہم دو کی خوشی ہے لیکن یاد رہے دوسری۔ ہم دو کی پہلی خوشی مصطفی تھا، مصطفی ہے اور مصطفی رہے گا۔"

وہ متاثر کن مسکرایا پھر میرال کا سر چومتے ہنسا۔

"آپ تو پہلی بار مما بن رہی ہیں۔ اسکا مطلب ہے مجھے کوئی سرپرائز پلین کرنا ہو گا

Mom to be کے لیے۔۔کچھ ایسا جو آپکو سپیشل فیل کروائے؟

میرال اسکے گلے لگتی آسودگی سے آنکھیں موند گئی۔

"آپ کا میرا سر چومنا، میرا آپ سے گلے لگنا۔ اس سے بڑھ کر کچھ سپیشل ہو سکتا ہے کیا۔ اور میں بھی دوسری بار ماں بنو گی۔ میرا پہلا بے بی ہے ناں مصطفی"

اف یہ لڑکی۔

اور حان اور میرال کا وہ حسین لمحہ تھوڑا تھما ہی تھا کہ میرال نے دوسرے گفٹ باکس کو کھولے چھوٹی سی شرٹ نکالی۔ سفید رنگ کی، ننھی سی، جس پر کالے حروف سے لکھا تھا۔

اورحان نے حیرت سے اسے دیکھا، پھر شرٹ، پھر میرال کو، دونوں ہنسے۔

"یہ مصطفیٰ کی ہے؟"

میرال نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔

"ہاں۔۔۔اب ہماری خوشی کا پہلا حصہ اس سے تو بانٹنا بنتا ہے ناں۔"

اسی لمحے باہر سے ہلکی سی آواز آئی۔

"میال ممی می آدیا(میرال ممی میں آگیا)"

اورحان اور میرال کی نظریں دروازے کی طرف اٹھیں، مصطفیٰ اندر داخل ہوا، ننھی ننھی ٹانگوں سے دوڑتا، اپنے ہاتھ میں اپنے چھوٹے سے پپی کے سائز کے فلفی گدے کے ساتھ۔

"ممی دیتو میس کو نین آرئی ہے۔ می اش تے لیے بید لایا(دیکھو ممی میکس کو نیند آرہی ہے۔میں اسکے لیے بیڈ لایا)"

وہ جوش سے بولا،اور اپنی شرارتی آنکھوں سے اورحان کو بھی دیکھ کر خوشی سے چہکا۔

"بابا تیا ہوا(بابا کیا ہوا)"

اورحان نے آگے بڑھ کر اس پٹا کے ہاتھ سے فلفی گدے کو لے کر رکھتے گود میں اٹھالیا،ماتھے پر پیار دیا۔

"ہاں۔۔۔ تمہیں ایک سرپرائز ملنے والا ہے"

مصطفی کی آنکھیں شوق سے پھیل گئیں۔

"تیا سپلائز۔۔ تھیلونا۔۔ آئیش کیم۔۔ گھولا(کیا سپرائز۔ کھلونا،آئس کریم۔گھوڑا)"

وہ بہت اشتیاق سے بولا، میرال نے اس کے سامنے وہ شرٹ پکڑی۔

"یہ میری اس چھوٹو سی جان کے لیے"

میرال نے اسکی دونوں گال چومتے وہ شرٹ اسے دی تو مصطفی نے شرٹ کو ہاتھ میں لیا، بڑی سی آنکھوں سے پڑھنے کی کوشش کی، جیسے سارا پڑھ لے گا۔

"ممی میاں۔ اش پے تیا لتھا اے (میاں ممی! اس پر کیا لکھا ہے)"

وہ بچہ فوراً اس پر لکھے حروف کے بارے متجسس ہوا، اور حان اور میرال دونوں ہنس دیے۔

"اس کا مطلب ہے۔۔۔ تم بڑے بھائی بننے والے ہو۔۔۔ تمھیں ایک چھوٹا سا بے بی ملنے والا ہے۔۔۔ جو یا تو تم سا ہو گا، یا تم سے بھی زیادہ شرارتی۔۔۔"

اورحان نے اس کے ننھے گال پر پیار کرتے ہوئے نرمی سے بتایا تو مصطفی کچھ پل حیرت سے انہیں دیکھتا رہا۔

"او بے بی میلے شات تیلے داناں۔ میرے تھلونے تونی تولے دا بابا (وہ بے بی میرے ساتھ کھیلے گاناں۔ میری کھلونے تو نہیں توڑے گا بابا؟)"

مصطفی کو اپنے کھلونوں کی فکر پڑ چکی تھی،

میرال ہنسی نہ روک سکی، ٹوٹ کر اس پدو پر پیار آیا۔

"نہیں۔۔۔ وہ تمہارے ساتھ ہی کھیلے گا۔۔۔ تمہیں اپنا ہیرو سمجھے گا۔۔۔ اور تم اس کے بڑے بھائی ہو گے، جس کی وہ بہت عزت کرے گا"

اورحان نے مسکرا کر اپنی جان کی الجھن حل کی۔

"اوتے۔۔ بش میلے بھو میس تو نہ لے وہ (او کے بس میرے بھو میکس کو نہ لے وہ)"

میکس سے تو مصطفی کو ایک ہی دن میں سچا پیار ہو گیا، ایک گال میرال نے چومی جبکہ دوسری اورحان نے۔

"می بھئی بلوں دا۔۔۔ می بھئی بلوں دا۔ وہ میلے شاتھ تیلے دا (میں بھائی بنوں گا، میں بھائی بنوں گا۔ وہ میرے ساتھ کھیلے گا)"

اور وہ معصوم سی بات کر کے خوشی سے ہنسا، اور شرٹ کو چوم کر اپنی خوشی بھی بھرپور دیکھائی۔

اورحان نے اسے گود میں گھمایا، میرال نے مسکراتے ہوئے وہ لمحہ کیمرے میں قید کیا اور تینوں ہنس دیے۔

"میری یہ دنیا سلامت رہے"

ماہیل پیلس کے اس کمرے میں اس وقت مکمل مسرور کہانی کا عکس بکھرا تھا، اور اورحان کی ہر سانس بس یہی دعا کر رہی تھی۔

:. ___________________________ :.

بارش اب بھی ہلکی ہلکی برس رہی تھی، آج کا پورا دن بادلوں نے اجر کی طرح صرف وقفے وقفے سے برسنے کا ہی کام کیا تھا، ابھی بھی آسمان سیاہ بادلوں سے ڈھکا تھا، لگ رہا تھا جب تک کھل کر طوفانی بارش نہ ہو گی، یہ بوندا باندی نہیں رکنے والی۔

گاڑی فارم ہاؤس کے دروازے سے اندر داخل ہوئی۔۔ عمار نے ایک نظر گردن موڑ کر دیکھا جہاں اجر سیال اپنی انگلیوں کو گھٹنے پر رکھتے، خاموشی سے بیٹھی ونڈو سے باہر دیکھ رہی تھی۔ اس کے چہرے پر عجیب سا سکون تھا، جیسے آنسو بہا کر اندر کا طوفان تھم سا گیا ہو۔ لیکن آنکھوں میں ابھی بھی ادھورے سوال باقی تھے۔

"چلیں؟"

عمار نے نرم لہجے میں لاڈلی کو مخاطب کرتے کہا۔

اجر نے سر ہلایا اور دونوں گاڑی سے باہر نکلے۔ فارم ہاؤس کے لان میں سبز گھاس پر بارش کی بوندیں چھلک رہی تھیں۔ کچن کے سامنے کی کھڑکی سے مدھم سی پیلی روشنی باہر پھسل رہی تھی، پورا فارم ہاوس بھیگا اور ٹھنڈا منظر پیش کر رہا تھا کیونکہ ہر طرف بھیگا سبزہ تھا۔

"اسکا فارم ہاوس تو بہت خوبصورت ہے"

اجر نے زبردستی کی تعریف کی تو عمار بھی کار ڈور بند کرتا اسکی طرف مسکراتا آرکا۔

"تم دونوں کا۔ اسکی کوئی چیز صرف اسکی تھوڑی ہے۔ اب تم دو لڑنا مت۔ بیٹھ کر بات کرنا یا بارش میں ہلکے ہلکے بھیگ بھی سکتے ہو۔ رومانٹک فیل آئے گی تو غصہ شائد خود ہی سرد پڑ جائے۔"

بھائی کے مشورے پر وہ خفیف سا مسکائی۔

ابھی وہ دونوں فارم ہاوس کی بلڈنگ کی جانب بڑھے ہی تھے کہ گاڑی کے ہارن پر وہ پہلے ہی بیتاب سا باہر آگیا، اس نے شاور لے کر چینج کیا تھا، بے ترتیب گھر کے خلیے میں، مکمل سیاہ، شاور کے بعد بال تک برش نہ کیے تھے جو ماتھے پر بکھرے اور کچھ کھڑے تھے، دونوں بہن بھائیوں نے اس تھوڑے تھوڑے واقعی دیوداس بنے شخص کو دیکھتے اک دوجے کو دیکھا۔

وہ بھی جیسے تھک ہار سا چکا تھا، یہ اسکی سیاہ آنکھوں کی بڑھتی سیاہی بتا رہی تھی اور کناروں تک پھیلی سرخائی۔

"میں اندر جا رہا ہوں کچھ اچھا سا بنانے، تم دونوں بات کرو۔"

عمار نے دونوں کو یوں خاموش کھڑا دیکھ کر ہلکا سا کھنکارا، وہ دروازے کی طرف مڑا اور دبے قدموں اندر چلا گیا۔

اب... لان میں ہلکی ہلکی پھوار گرتی رہی۔

فضا میں بھیگی گھاس کی سوندھی خوشبو تھی، آسمان پر بادلوں کی ادھ کھلی چادر، اور نیچے... خاموشی کا دبیز غلاف ان دونوں پر چڑھا تھا۔

اجر نے بغیر کچھ کہے قدموں سے لان کی راہ لی۔

باسل بھی ساتھ ہولے سے بڑھا، پر دونوں کے بیچ چند قدموں کا فاصلہ بدستور قائم رہا۔

چند لمحے خاموشی میں بیتے، جیسے لفظ کہیں چھپ گئے ہوں۔ پھر اجر کی، نگاہیں آسمان پر تھیں... آنکھوں سے گزرنے والی بوندیں، نہ جانے بارش کی تھیں یا آنسوؤں کی۔

"کب سے اپنا آپ چھپانا شروع کیا تم نے؟"

اجر کی آواز دھیمی تھی، جیسے ٹوٹے کانچ کی چھنک لہجے میں اتر آئی ہو۔

"جب سب بتانے نے سب کچھ توڑنا شروع کر دیا تھا۔۔ تب سے اجر"

باسل کا جواب بھی آہستہ تھا، تھکن سے لبریز لہجہ جو اجر پر بہت کچھ واضح کر گیا۔

"تو تم نے سوچا جھوٹ بول لیتا ہوں۔ دھوکہ دے دیتا ہوں؟"

اجر نے پلٹ کر اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

"پھر سے مت لڑو پلیز۔ تمھیں میری حالت دیکھائی نہیں دے رہی اجر"

وہ اسکو بازووں سے تھام گیا، آواز ٹوٹنے لگی۔

"دیکھائی تو ہمیشہ دی لیکن تم سمجھنے والی چیز نہیں بن سکے میرے لیے۔"

وہ شکوہ کرنے میں برحق تھی۔

"تم سمجھنے کی کوشش ہی مت کرو۔ چاہنے پر دھیان دو۔ تم کیسے مجھے چھوڑ سکتی ہو۔ تمھیں پتا ہے میں سانس لینا چھوڑ دوں گا اگر تم نے ایسا کچھ کیا"

وہ چپ چاپ اسکے سینے لگی جیسے صدیوں کی تھکن کندھوں پر لادلائی ہو۔

"مجھے کیوں نہ بتایا خود کہ تمہیں کیا کیا کاٹتا رہا؟ کیا میں اتنی کمزور تھی کہ سچ سن کر ٹوٹ جاتی؟"

وہ شکوہ کرتے اسے خود میں بس جانے کی پوری اجازت دے رہی تھی۔

"تم اتنی مضبوط ہو کہ ہر ٹوٹے کو جوڑ سکتی ہو۔۔۔ سوائے خود کے۔ تبھی میں نے اپنی ہر تکلیف تم سے چھپائی اجر۔ تمہیں تو میں بھی جوڑ نہیں سکتا۔ تم دنیا کی سب سے مشکل پزل ہو"

وہ خفیف سا مسکرائی پر آنکھوں کے کنارے تر ہوئے، اسکے وجود سے دور ہوتی وہ روبرو ہوئی اور اس نے یہ اعتراف کیا کہ اسے بھی اب سکون صرف یہی شخص دے سکتا ہے۔

"اور خود کو۔ خود کو بھی خود نہیں جوڑ سکے؟"

اسکے سوال پر باسل نے نظریں ہی جھکا لیں۔

"نہیں... کیونکہ میں نے جو کچھ خود سے چھپایا، وہ بھی تم سے جڑا تھا۔ اور جو کچھ تم سے چھپایا، وہ... میرا اپنا وجود تھا۔"

وہ اب تک سر جھکائے ہوئے تھا۔

"پھر اب کیوں آئے تم میرے سامنے یوں؟"

اجر کی آواز رندھ گئی۔

"کیونکہ تمہیں بتائے بغیر جی نہیں پا رہا تھا اور ماضی کا ہر سچ، ہر چھپا زخم... تمہیں بتائے بنا دل کی دھڑکن رک رہی تھی۔ میں تمہیں اندھیرے میں مزید نہیں رکھنا چاہتا تھا"

وہ بھیگی آنکھوں سے مسکرائی، اسے شاید ٹھنڈ لگ رہی تھی، اجر کے ہونٹ گلابی سے جامنی ہو رہے تھے۔

"بارش میں بھیگتی رہی ہو"

باسل نے اسکے ہونٹوں کو انگوٹھے سے رب کرتے فکر سے پوچھا تو اجر نے نفی میں سر ہلایا۔

"بارش کا ٹھنڈا ہونا کم تکلیف دہ ہے پر تمہارے سچ سے زیادہ نہیں۔"

باسل کی نظریں اس کے چہرے پر ٹک گئیں...

وہ سب کچھ کہنا چاہتا تھا، پر خاموشی میں اس کی پلکیں جھک گئیں۔

"میرے اندر کچھ ٹوٹ گیا ہے باسل، اور میں نہیں جانتی وہ تم ہو یا میں۔"

وہ اسکا چہرہ اپنی طرف گھماتی رندی سی آواز میں بولی۔

"دونوں ہیں۔۔۔"

باسل کا اعتراف نرمی سے بھرا تھا، اجر کی پلکیں بھیگتی گئیں۔

"تو کیا جو ٹوٹ جائے... وہ جڑ سکتا ہے؟"

باسل نے اسکے بالوں میں اٹکتی بارش کی نمی کو اسکے بالوں سے آزاد کیا پھر اپنے نزدیک کھینچا۔

"اگر تم چاہو... تو شاید جڑ جائے۔"

اجر نے چند لمحے خاموشی سے اس کی طرف دیکھا۔

پھر نظریں پھیر لیں۔

"ابھی نہیں... ابھی بہت کچھ بولنا ہے، پر دل نہیں چاہ رہا"

باسل نے تھوڑا سا مسکرا کر سر ہلایا۔

"جتنی دیر لگے، میں یہیں ہوں۔ نہ آگے، نہ پیچھے۔ بس تمہارے برابر میں اجر سیال"

وہ دونوں ہی اس بات پر خاموش سے ہوئے۔

"ایک بات کہوں...؟"

اجر کی سانسیں دھیمی ہوئیں، مگر سر ذرا سا اثبات میں ہلا، اس کی آنکھیں اب بھی نیچی تھیں۔

"تم خاموش ہوتی ہو تو لگتا ہے... جیسے دل کی دھڑکنیں بھی رک جائیں گی۔۔۔"

اجر نے نظریں اٹھائیں... اور وہ سیاہ آنکھیں... ایسی تھیں جیسے پوری کائنات ایک لمحے کے لیے خاموش ہو گئی ہو۔

"میں تمہیں ایسے شکوہ کناں نظروں سے دیکھنے میں برحق ہوں۔ سمجھے تم"

وہ اسکا گریبان جکڑ کر اسے مزید اپنی سانسوں کے قریب کر گئی۔

"تم نے مجھے بہت ت۔۔تکلیف دی باسل"

اس کا لہجہ ٹوٹا ہوا تھا۔

"اور پھر بھی... تمہارے چھونے سے سکون ملتا ہے۔ یہ ٹھیک نہیں ہے ناں؟ یہ تو زیادتی ہوئی کہ مجھے تڑپانے والا شخص ہی میرا واحد قرار ہے"

وہ پھر سے رو پڑی۔

"میرے ساتھ بھی یہی مسائل ہیں میرے سکون"

اس نے اجر کا ماتھا چومتے خود بھی ہتھیار ڈالے۔

"ت۔۔ تمہیں اتنی تکلیف دی میں نے۔ ت۔۔ تمہیں مارنے تک کا کہا پھر بھی ن۔ نفرت کیوں نہیں کر رہے مجھ سے؟"

وہ اس بار چینخی نہیں تھی پر اسکا سوال ضرور چینخا تھا۔

"مجھ سے ہو ہی نہیں سکتا یہ۔ بھلے تم جتنی بھی ظالم بن جاو۔ کیا کروں دل میں ایسی اتری ہو کہ دل سے اترنے کا نام ہی نہیں لیتی۔ میں اس معاملے میں

بے بس ہوں۔شاید یہ اس لیے ہے کہ تم نے مجھے خرید اہوا ہے۔اپنی اندر کی سچائی اور معصومیت سے"

وہ ہچکی سی بھر کر اسکی گردن میں بازو حمائل کرتی گلے لگی تو باسل نے بھی جیسے دونوں بازوؤں میں اسے بھینچ سا لیا۔

"م۔میں تب تک ٹھیک نہیں ہو سکتی باسل جب تک تم مجھے اپنی ہر تکلیف نہ بتا دو اور اس تکلیف کا میں تمہیں مرہم نہ دے دوں۔یہ م۔۔مت سمجھنا میں پگھل گئی۔میرا دل اللہ نے بہت سخت بنایا ہے۔میں پگھلتی نہیں۔میں نے اپنی زندگی میں صرف تمہیں آنے کی اجازت دی،یہی میری محبت کا ثبوت ہے۔دنیا کے سارے مرد میرے لیے بے وقعت ہیں۔میں تم سے ہمیشہ وفادار رہی بھلے نفرت کا زمانہ ہو یا محبت کا۔میں تم سے بہت پیار کرتی ہوں لیکن میرا پیار تمہارے پیار جیسا مہربان نہیں ثابت ہو سکا۔میں نے اپنے اداس بچپن کو گزارا نہیں جھیلا ہے۔دنیا کا کوئی فرد مجھے نہیں سمجھ سکا سوائے تمہارے۔تبھی میرا دل سخت ہو ک۔۔کر بھی تمہارے لیے

دھڑکتا ہے۔ تڑپتا ہے۔ م۔۔ مجھ سے وعدہ کرو۔ آج کے بعد مجھ سے کچھ نہیں چھپاوگے"

وہ گہرا سانس لیتی روبرو ہوئی، اسکی بازوؤں کے حصار میں ہی اس نے باسل کا چہرہ ہاتھوں میں بھر لیا۔

اس کے آگے ان دو کے لمحے تھم سے گئے، وہ روبرو ہوئی تو اسکی تر گالوں پر اسکے بال چپکے تھے، آنکھیں وعدے کی طلب میں سرخائی میں گھل کر پل پل بھیگ رہی تھیں، اس لڑکی کی سانس تھمی تھی، وہ بس وعدہ چاہتی تھی۔

بارش میں لپٹی دنیا کا شور پیچھے رہ گیا، اور آگے صرف خاموشی کی ایک پکار تھی، ان دو کے دل دھڑک رہے تھے۔

باسل نے اس کی آنکھوں میں جھانکا، جیسے اپنی سچائیاں، اپنا سب کچھ ان میں اتار دینا چاہتا ہو۔

اجر کی انگلیوں کی پوریں اس کے گالوں سے چھو رہی تھیں، اور وہ لمس، وہ لمس کسی کتاب کے آخری صفحے جیسا تھا، جہاں قاری رک جاتا ہے، دوبارہ پڑھنے لگتا ہے، چھوڑنا نہیں چاہتا، تعلق ختم نہیں کرنا چاہتا۔ ایسا لمحہ جو جکڑ لیتا ہے۔

"وعدہ کرتا ہوں، اجر سیال،"

اس نے دھیمے لہجے میں سرگوشی کی، اجر کے گالوں پر چپکے بال ہاتھوں سے ہٹائے اسکے دونوں گال باری باری چومے جیسے ان پر اب کبھی آنسوؤں کی قطاریں نہ بننے دینا چاہتا ہو۔

"آج کے بعد میری ہر سچائی، میری ہر چپ، صرف تمہارے لیے ہو گی۔ میں تمہیں وہ سب دوں گا جو تم نے مجھ سے چھیننے کے بعد خود کو بھی دینے سے انکار کر دیا تھا، میں تمہیں تمہارا سکون لوٹا دوں گا۔"

اجر کی پلکیں نم تھیں، لیکن دل جیسے ایک نئی سانس لے رہا تھا، باسل نے جیسے بچوں کی طرح اسکے گال چومے تھے، وہ روتے روتے مسکرا دی۔

"ایک چیز اور۔۔۔"

وہ رکی، پھر اس کے سینے پر انگلی رکھ کر اسکی دنیا جہاں کی سیاہ آنکھوں میں دیکھنے اسکے بہت قریب ہوئی۔

"یہاں جو درد ہے ناں باسل ماہیل، یہ بھی میرے حوالے کرو۔ میں ت۔۔ تمہارے درد کی وارث ہوں، جیسے تم میرے دل کے ہو۔ اکیلے کچھ مت سہنا ورنہ میں پھر خود کو توڑ دوں گی۔ جب جب تم سلامت نہیں رہے، میں نے خ۔۔ خود کو بھی سلامت نہیں رہنے دیا۔ م۔۔ مجھے نہیں پتا میں محبت کرتی ہوں یا نہیں لیکن یہ دعا ضرور ہے کہ مجھ سے تمہیں اب کوئی دکھ نہ ملے۔ م۔ میں تمہیں ت۔۔ تڑپتا نہیں دیکھ سکتی۔ میرے ہوتے ہوئے تم پر کوئی تکلیف آئے۔۔ یہ"

باسل نے اس کا جملہ مکمل ہونے نہیں دیا، آہستہ سے اس کے ہونٹوں پر اپنی انگلی رکھ دی ورنہ وہ جملہ مکمل کرتی تو اسکی سانس اکھڑ جاتی۔

"بس رہنے دو... تم یوں کچھ کہتی ہو نا تو دل چاہتا ہے رونے بیٹھ جاوں"

اجر نے دھیرے سے مسکرا کر اس کی انگلی کو چوم لیا، باسل نے اسکی اس کیوٹ حرکت پر سمائیل دی وہ بھی قاتلانہ۔

"اور تم کچھ چھپاتے ہو تو میں مر جاتی ہوں اندر سے۔"

وہ ایک قدم اور قریب آئی، اب ان کے بیچ صرف ہوا کی لہر باقی تھی، انکے ہونٹوں میں فاصلہ بس نام کا تھا۔

"بس ایک بات اور"

اس بار باسل کی آواز تھوڑی ہلکی، تھوڑی لرزتی ہوئی سنائی دی۔

"حکم کرو"

وہ اسکے رخساروں کو ہاتھوں سے چھوئے بس اسکے حکم کی منتظر تھی۔

"اگر کبھی میرا دل کمزور ہو جائے، اور میں پھر سے ٹوٹنے لگوں تو کیا تم مجھے سنبھال لو گی؟"

اجر نے دونوں ہاتھوں سے اس کا چہرہ تھام کر اپنی پیشانی اس کی پیشانی سے لگا دی۔

"میں وہ عورت ہوں جو اب اپنا دل ٹوٹتا دیکھ سکتی ہے، پر تمہیں نہیں۔ تمہیں اب کچھ بھی ہوا، تو میں تمہارے ساتھ ٹوٹوں گی، لیکن دوبارہ جوڑ بھی دوں گی... خود کو بھی، اور تمہیں بھی۔ میں زبردستی تمہارے ہر معاملے میں گھسنا سیکھوں گی تاکہ تم مجھ سے چھپ نہ سکو"

وہ اسکے ارادے جان کر مسکرایا، اسکی مسکراہٹ ایسی تھی جیسے کسی مردہ جسم میں جان آگئی ہو، باسل نے اپنی پیشانی اس کی پیشانی سے ہٹا کر اسکے ماتھے کو محبت سے چوما۔

"اب مجھے یقین آگیا کہ تم میرے بنا نہیں رہ سکتی۔اب میں ٹھیک ہوں۔"

وہ اسکے یقین پر روہانسی ہوئی، یہ جملہ کہ اب وہ ٹھیک ہے، اجر کو بھی ٹھیک کر گیا۔

"ہمیشہ ٹھیک رہنا پ۔پلیز۔۔میں تمہیں خوش دیکھنا چاہتی ہوں۔شاید اسی طرح میرا گلٹ دور ہو گا کہ میں نے تمہیں مارنے کا سوچا۔ تمہیں مار دیتی تو خود بھی مر چکی ہوتی، آج اس بات کا پہلے سے زیادہ شدت سے احساس ہوا باسل۔مجھے پتا ہے تم تکلیف میں تھے، اصل مجرم بابا ہیں پھر بھی میں تم پر غصہ ہوئی۔چینخی چلائی۔کیونکہ مجھے پتا تھا میری تکلیف کا نقطہ جو مجھے سمجھ نہیں آرہا، تمہیں ضرور آئے گا۔ مختصر یہ کہ میرا یہ سارا غصہ خود پر تھا۔"

وہ بہت زیادہ شرمندہ تھی پر باسل کو اسکی معصومیت و سچائی سے دگنا پیار ہو چکا تھا۔

"اور اجر؟"

وہ پر شوق انداز میں مسکرایا تو اجر کا موڈ یکدم بدلا۔

"تم مزے لے رہے ہو؟"

اجر نے فوراً سے اس آدمی کا گریبان دبوچا۔

"ہاں۔ اچھا لگ رہا ہے تمہارا یوں بے لوث ہو جانا۔ ہمارے بیچ کے جو بھی مسائل رہے انھیں تم نے آج بھی تماشا نہیں بنایا۔ مجھے غرور ہے کہ مجھے تم جیسی بیوی ملی جسکا اک الگ ہی چارم ہے۔ لوگوں کا زمانہ ہوتا ہے پر تمہارا تو پورا باسل ماہیل ہے۔ اور ہاں ایک بات، مجھے پتا ہے تم کب کیا سوچتی ہو، کب کیا کرتی ہو۔ تم نے جتنی ایفرٹس کیں سب سے واقف ہوں۔ یہ رخصتی ہماری تم نے اس لیے کروائی تھی کہ تم میری اور آتشم کی سچائی جان کر میرے زخموں کا مداوا کر سکو، میری فیملی کو باسل ماہیل لوٹا سکو۔ تمہاری اسی باسل اور آتشم کو ایک کرنے کی تڑپ کا عادی ہوتا گیا۔ یہ جو ٹھیک ہونے کے بعد بھی تمہیں ستائا، بس یہ اس کمبخت عادت کے ہاتھوں

ہوا۔ سب سے اہم بات کہ میرا پورا ٹھیک ہونا تمہاری وجہ سے ہوا، جب میں فزیکلی تمہارے قریب ہوا تو میں نے بہت سی تکلیفیں خود سے دور ہوتی محسوس کیں۔ تم علاج بنی۔ تمہاری قربت، تمہارا مجھے پیار کرنا۔ الگ سا اٹیٹیوڈ بھرا پوزیسیو انداز، ہمارا آپس میں بات کرنا۔ تم جب میری فکر کرنے لگی، مجھے سنبھالنے لگی تو میں لمحوں میں ٹھیک ہوتا گیا"

وہ بھیگی آنکھوں سے باسل کو دیکھ رہی تھی، یہ آدمی تو واقعی اسکی روح سے جڑا تھا، باسل ہر شے سے واقف تھا۔

"س۔ سچ کہہ رہے ہوناں"

وہ بولی پر آواز سرگوشیوں میں ڈھل گئی۔

"ہاں سچ کہہ رہا ہوں۔ جھوٹ بولنے پر پابندی جو لگ چکی ہے"

وہ خود ہی ہنسا تو اجر زور سے اسکے گلے لگی، اس بار باسل نے اسے دگنی محبت سے بازووں میں اٹھائے گمایا تھا کہ وہ ہنس پڑی، بارش کم خوبصورت تھی، یہ موسم کم خوبصورت تھا، وہ دونوں بے شمار دلفریب تھے۔

"ابھی بھی کیا کچھ ایسا ہے جو مجھے بتانا چاہتے ہو؟"

وہ اسکے گلے لگے ہی بولی تو باسل نے اسکے پیر زمین پر لگاتے زرا سا بازو ڈھیلے کیے تا کہ وہ سامنے آ سکے۔

"ہاں۔ ہے۔"

اس سے پہلے باسل مزید بات کرتا، اسکے ٹراوزر کی جیب میں رکھا فون وائبریٹ کیا، اجر بیقرار ہوئی پر باسل نے اسی سے فون اٹھانے کی اجازت مانگی کیونکہ کال اورحان کی تھی۔

"تم اٹھالو کال۔۔ اتنا بھی مت ڈرواب مجھ سے باسل ماہیل"

اجر اسکے اتنے تابعدار ہونے پر شرمندہ سا ہنس پڑی پر جناب اس تابعدار ہونے پر جواباً اترائے اور کال ریسیو کی۔

"کہاں ہو تم۔۔؟"

اورحان کی آواز بہت فریش تھی۔

"یہیں ہوں جگر۔تم بتاو؟۔میرال ٹھیک ہے؟"

باسل نے بھی فوراً فکر جتائی۔

"ہاں بلکل ٹھیک ہے۔تم پھر سے تایا جان بننے والے ہو۔مما بابا نے سب کا ڈنر رکھا ہے اس گڈ نیوز کی خوشی میں،سیال والوں کا بھی۔جہاں بھی ہو اجر کو لے کر پہنچو۔سب مل کر یہ خوشی سیلیبریٹ کرتے ہیں آج رات"

باسل کا چہرہ خوشی سے دمک گیا۔

"اوہ ماشاء اللہ سچ میں۔ بہت مبارک ہو چھوٹے بھائی۔ چھکے پہ چھکا لگاتے جا رہے ہو اور یہاں کوئی دور دور آثار نہیں"

وہ بھی اس وقت لاونج میں ہی تھا، سب ہی میرال کے آگے پیچھے تھے جبکہ اورحان کو بس باسل کی کمی محسوس ہو رہی تھی، اجر نے بھی جو ابا باسل کو مشکوک نظروں سے دیکھا کہ یہ بھائی سے کونسے چھکے کا ذکر کرتے باسل نے اجر کو معنی خیز نظروں سے دیکھا ہے۔

"تمہارا تو مجھے خود سے زیادہ انتظار ہے باسل۔ خیر مجھ سے مکا کھالو۔ جلدی باپ بنو گے۔ اب آجاو شاباش۔ آج رات خوشی اور سیلیبریشن ہے۔ کسی کی کمی نہیں چاہتا میں۔"

اورحان کی تو خوشی ہی نہیں سنبھل رہی تھی، باسل نے حکم کی تعمیل کا عہد برادر کو تھماتے کال کاٹی تو اجر فورا سے فاصلہ سمیٹے باسل کے قریب رکی، ہاتھ اسکی کمر کے دائیں بائیں جمالیے۔

"میرال آپیا کو کیا ہوا؟ تم نے خیریت کیوں پوچھی اور دوسری بات کس چھکے کی بات ہو رہی تھی باسل؟"

باسل نے اپنی شکی لیڈی کو اپنے سینے کھینچ کر لگایا تو وہ لمحہ بھر گھبرائی۔

"اس کمینے عثمان نے کڈنیپ کر لیا تھا میرال کو لیکن ہم نے بروقت بچا لیا مل کر اسے"

اجر جو گھبرا رہی تھی، یکدم پریشان ہو گئی۔

"یا خدا اس عثمان ملک کا مسئلہ کیا ہے آخر۔ کس مٹی کا بنا ہے یہ نیک نام اور بد کرتوتوں والا؟"

اجر کی تپ بھی اسکی طرح دلکش اور پیاری تھی۔

"اسکا پکا بندوبست کر دیا۔ اب انھیں تنگ نہیں کرے گا۔ تم ایسے چڑتی ہوئی جان کو کیوں آجاتی ہو؟"

باسل کے اندر بھکے چراثیموں کا ظہور بتا رہا تھا کہ عاشق سے شوہر بنا جا رہا ہے۔

"جان کو بعد میں آنے دینا پہلے بتاو چھکے والی بات کیا تھی؟ بھائیوں کا اگر سیکرٹ ہے تب بھی بتاو مجھے؟"

اجر کو کچھ نہیں بھولتا تھا، باسل کا چہرہ مکمل شرارت کا ترجمان تھا۔

"اور حان بھائی پھر سے ڈیڈ بننے والے ہیں۔ اسی چھکے کی بات کی"

باسل کی آنکھوں سے چھلکتی تپش و ذومعنیت پر اجر کے گال دہک سے گئے۔

"ا۔ اچھا۔ تو تم نے ایسا کیوں کہاں کہ یہاں آثار بھی نہیں دور دور تک؟"

اجر نے شرماسا جاتے ہچکچاتے ہوئے پوچھا تو باسل نے اس شرمیلی اجر کو اپنے سینے سے لگالیا، اتنی بیش بہا لگ رہی تھی کہ بس وہ اسے سینے میں چھپا لینا چاہتا تھا۔

"کیا ہیں آثار؟"

اسکے سوال پر اجر نے لب دانتوں سے کاٹتے ہنسی حلق میں دبائی۔

"مجھے کیا پتا۔"

وہ انجان بنی الگ ہو کر گھر کی طرف جانے لگی جب باسل نے اسکا ہاتھ پکڑے واپس اپنی طرف کھینچا، وہ ہاتھ اسکے سینے پر رکھے بمشکل ٹکرانے سے خود کو بچا سکی۔

"ہم اس پر جلد تفصیلی بات کریں گے، لیکن ابھی کے لیے سنو مس شرمیلی، سبکی ماہیل پیلس ڈنر پر دعوت ہے۔ کیا خیال ہے عمار کو لے کر چلیں۔؟ سب کے سامنے؟"

وہ یکدم ہی بھیگی آنکھیں اٹھائے باسل کو دیکھنے لگی۔

"سیو ہو گا تو ٹھیک ہے۔۔"

وہ خوشی سے آنکھیں بھیگو گئی۔

"اس سے ہی پوچھتے ہیں کہ اسکا کنگ کے زندہ ہوتے ہوئے فیملی کے سامنے جانا سیو ہے یا نہیں"

وہ دونوں ساتھ ہی فارم ہاوس کی طرف بڑھے۔

"سنو، وہ بات جو تم نے بتانی تھی؟"

اجر کے دماغ میں فورا سلگا۔

"ہاں وہ رات کو بتاوں گا۔ تمہاری مما کے بارے ہے۔پہلے عمار سے بات کرتے ہیں"

اجر نے سہم کر باسل کے چہرے کی طرف دیکھا جس پر باسل نے اسکی گال تھپکائی کہ فکر کی بات نہیں جبکہ وہ دو کچن ہال تک پہنچتے تو آگے کا منظر دیکھ کر ہنس دیے، وہ کانوں میں ائیر پوڈز لگائے کو کنگ کرتا ہوا ساتھ ہلکا ہلکا بریک ڈانس کر رہا تھا۔

"یہ وہ آدمی ہے جس نے صبح صبح کئی کنگ کے لوگ مانجھے۔ رملا کا دھوکہ سہا۔ پھر سیٹل ہوا اسکے ساتھ اور سالوں بعد بہن ملی۔ یار کو دیو داس بنا دیکھا۔ اور اب اسکے کام دیکھو اجر جیسے دنیا کے سارے فرض نبھا چکا ہو"

وہ سچ میں کافی اچھا بریک ڈانس کر رہا تھا۔

"یہ بندہ اگر ایک بار رئیلٹی شو میں چلا گیا ناں... تو یقین مانو، کچن وِنر بننے کے ساتھ ساتھ پرفارمر آف دی وِیک بھی ہو گا۔"

باسل نے ہنستے ہوئے کہا اور اجر نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے چپ کرایا۔

"چپ کرو! دیکھنے دو... بڑے فنکار بن رہے ہیں"

عمار کا انداز واقعی قابلِ دید تھا، وہ چکن مصالحہ ہلا رہا تھا، کبھی نمک دان چکر میں گھما کر مصالحے پر چھڑکتا اور پھر کمر ہلا کر بریک ڈانس موو دیتا۔

اجر نے موبائل نکال کر ویڈیو بنانا شروع کی تو باسل نے فوراً ڈیلیٹ سے پہلے موبائل نیچے کیا۔

"نہیں... ہمیں اس بلیک میلنگ میٹریل کی ابھی ضرورت ہے۔ بعد میں جب رملا ناراض ہو گی تو یہ ویڈیو دکھا کر منائیں گے۔"

اجر نے مسکرا کر سر ہلایا، وہ اب اندر قدم رکھ چکے تھے۔

"ہیلو وو کنگ عمار خان... یہ کھانا ہے یا فن پرفارمنس؟"

باسل کی آواز پر عمار نے چونک کر پیچھے دیکھا، اور فوراً کانوں سے ائیر پوڈز نکالے۔

"اوہ۔ یار! تم دونوں چپکے سے دیکھ رہے تھے؟"

عمار کو تھوڑی سی شرم گھیری، لاڈلوں کے سامنے اسکا ہیبت ناک ڈانس بے نقاب ہو گیا تھا۔

"چپکے سے کیا؟ ہم تو مکمل انجوائے کر رہے تھے۔"

اجر نے ہنستے ہوئے کہا، باسل اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر عمار کو دیکھنے لگا۔

"سن !ڈنر پر چل رہے ہیں، سب کو بلایا ہے اور حان نے"

باسل نے سیدھا سبھاؤ ملنے ملانے کی آفر کر دی۔

"کون سب؟"

عمار ٹھٹھکا۔

"سب... مطلب فیملی۔ماہیلز، سیالز"

عمار کا چہرہ کچھ سنجیدہ ہوا، جیسے اسے لمحہ بھر میں تمام چیزیں یاد آگئی ہوں، پھر آہستہ سر ہلایا۔

"سیو ہے... فیملی ہے۔اب وقت ہے کہ سامنے جا کر دکھایا جائے، ہم سب نے کیا کھویا، اور کیا پایا۔"

باسل نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگا لیا، وہ لمحہ گواہ تھا تین دلوں کے رشتوں کا۔

"اور ہاں..."

باسل نے پیچھے ہٹتے ہوئے مسکرا کر آنکھ ماری۔

"رملا کو انفارم کرنا تمہاری ذمہ داری کہ پہلے اپنا اور اسکا رشتہ ڈسکلوز کرنا ہے، ایسا نہ ہو وہ کہیں رنگین دوپٹہ اوڑھ کر آ جائے۔"

عمار نے ہنستے ہوئے پیچھے کچن کاؤنٹر سے چمچ اٹھایا۔

"اوئے، ایک بار یہ نکاح ڈسکلوز ہو گیا تو رملا سیال ہر کسی کی نظر کا مرکز ہو گی۔ آخر کار مجھ جیسے ہاتھی کے ساتھ اس چیونٹی کو دیکھنا تو سب کے لیے دلچسپی کا سامان ہو گا"

عمار نے مزاق میں ہنستے دانت دیکھائے جس پر وہ دونوں ہی عمار کو گھورے۔

"وہ بہت سپیشل ہے سمجھے آپ"

اجر نے گھور کر جتایا۔

"یہ بھی مان لے گا آج کل میں۔ تم فکر مت کرو اجر"

باسل کو آثار بہت قریب لگ رہے تھے۔

"آمین!" اجر نے ہاتھ اٹھا کر فوراً کہا۔

"اور..."

باسل نے گھومتے ہوئے اجر کا ہاتھ تھاما۔

"آج کی رات... تم صرف میری ہو گی۔ دیکھنا، کسی سے ہیلو ہائے بھی نہیں کرنے دوں گا۔"

اجر نے ہنستے ہوئے باسل کو دیکھتے سر خم کیا۔

"اوئے حد ہے باسل!"

عمار نے ہنستے ہوئے چمچ سے اسکی کمر کو ہلکا سا مارا۔

"فیملی گیٹ ٹوگیدر ہے، کوئی ہنی مون نہیں!"

عمار کی زبان کو اب کہاں لگام، اب تو اسکے یہ دونوں جگر گوشے اسکے پاس تھے۔

"ہنی مون، ہر جگہ ہو سکتا ہے اگر جذبات صحیح ہوں۔ ہے ناں؟"

باسل نے آنکھ ماری اور اجر شرم سے اس کے بازو میں چھپ گئی۔

"تم دو ناراض ہی اچھے تھے، اب یہاں مجھ معصوم کو اکسا رہے ہو پیار محبت کے بارے سوچنے پر۔ میری والی آج نہیں آنے والی"

عمار نے دل جلے انداز میں آہ بھری اور اسکی آہ بھلا باسل کیسے رائیگاں جانے دیتا۔

"اگر کہے تو کال کروں آ کر اپنے ان کو لے جائے سیال حویلی؟"

باسل نے دل بڑا کیے آفر کی جبکہ اجر بھی چہک کر سامنے ہوئی اور عمار نے دونوں شریروں کو بیچارگی سے دیکھا۔

"اظہار بھی مشکل ہے، چپ رہ بھی نہیں سکتے

مجبور ہیں اف اللہ، کچھ کہہ بھی نہیں سکتے"

جبکہ باسل نے گنگنا کر عمار سیال کے زخموں پر پیٹرول چھڑکا جس پر اجر نے منہ پر ہاتھ رکھے اپنی ہنسی روکی۔

"تم دو نکلو کچن سے۔ جا کر لاؤنج میں بیٹھو۔ مجھے اپنی کو کنگ پر کانسنٹریٹ کرنے دو۔ مجھے بھڑ کانے پر اللہ پوچھے۔ یک نہ شد دو شد"

عمار نے چمچا واپس رکھا اور دونوں کی بازو سے پکڑے باہر لاؤنج میں ڈراپ کیا جبکہ واپس گیا ہی کہ اجر نے باسل کو آنکھ ماری جس نے فوراً اپنے ڈرائیور کو ڈیوٹی تھمائی کہ رملا کو یہاں ڈراپ کرے۔

اصل مزہ تو اب آنے والا تھا۔

..________________________..

ہر طرف ہلکی نیلی روشنی پھیلی تھی، کمرے کے درمیان بڑی سی گول ٹیبل، جس پر نقشہ پھیلا تھا۔ تبریز سیال (کنگ) دونوں ہاتھوں سے میز پر جھکا، اس کے چہرے پر پسینہ اور آنکھوں میں خون اُترا ہوا تھا، اجمل پاشا اور جموا کی تصاویر سامنے رکھی ہوئی تھیں اور ان پر سرخ کراس لگا ہوا تھا۔

اس کے ارد گرد صرف دو نقاب پوش سائے موجود تھے، وہ نیا "کنگ اسکواڈ جسے وہ اپنے آخری مشن کے لیے تیار کر چکا تھا۔

"پہلے اجمل گیا... پھر جموا... یہ جنگ اب میرے لیے ذاتی ہو چکی ہے۔"

وہ ہاتھ سے میز پر زور سے مارتا غرایا۔

"اب کوئی اصول نہیں بچا۔ اب صرف انجام بچے گا۔"

اسکی آنکھوں سے نفرت ابل رہی تھی۔

"سر، ہم اگلے حکم کے منتظر ہیں۔"

پہلے نقاب پوش نے آہستہ سی آواز میں کہا۔

کنگ نے آہستہ قدم اٹھاتے، دیوار کی اسکرین آن کی اور اسکے سامنے رک گیا۔

"باسل ماہیل... تم نے مجھے میرے خاندان، میری طاقت اور میرے لوگوں سے محروم کیا۔"

وہ اسکرین پر باسل، عمار، اجر اور رملا کی فوٹوز دیکھ رہا تھا، ان تمام کی لوکیشنز، روزمرہ کے روٹین اور کمزور لمحے ریڈ فریم میں مارک تھے، رحمان سیال کی تصویر بھی سرخ دائرے میں قید تھی۔

"رملا سیال... کمزور ترین کڑی۔ اس سے کھیلنا سب سے آسان ہو گا۔ لیکن اگر درد دینا ہے، تو شروع ان سے نہیں، ان کے دل سے کرنا ہو گا۔"

کنگ کے ارادے اپنی ہی اولاد کو لے کر مکروہ تھے۔

"اور عمار سیال؟"

اس بار دوسرے نقاب پوش نے سوال کیا۔

"نہیں... اجر سیال! باسل کا دل، عمار کا مان، اور تم سب کی جیت کی بنیاد۔
اسے اگر میں..."

وہ لمحے بھر کو رک کر گہری سانس لیے خباثت سے ہنسا۔

"... اگر میں قید کر لوں، تو تم سب خود آ کر میرے قدموں میں گرنے پر
مجبور ہو جاؤ گے۔"

وہ اجر کو سب کی کمزوری سمجھ کر اس پر وار کا سوچ رہا تھا۔

"لیکن سر، اس کا سیکیورٹی نیٹ ورک..."

پہلا نقاب پوش بڑبڑایا۔

"میں سیکیورٹی سے نہیں، وفاداری سے کھیلتا ہوں۔"

کنگ نے غصے سے دھاڑتے ہوئے ایک فائل نکال کر میز پر رکھی۔

"یہ آخری وار ہے۔ میرا کھیل ختم ہو سکتا ہے، لیکن اُن کی جیت نہیں ہونے دوں گا۔ اس بار جو پلان ہے، وہ صرف ان کے جسم نہیں... ان کے رشتے، اعتماد اور دماغ کو توڑ دے گا۔"

فائیل کھولی گئی تو اس میں چند مرحلوں پر مشتمل پلان کھل آیا۔

1. رملا کی کڈنیپنگ

2. اجر کو زہر دینے کا پلان

3۔ رحمان سیال کے خلاف دوبارہ غداری کیس اوپن۔

4۔ باسل کو اجر کی موت سے مارنا اور اسے ملک غداروں کا ساتھ دینے پر انکوائری کا جھٹکا۔

5۔ عمار کو پورے ملک کے سامنے کرمنل اور گینگسٹر ثابت کرنا۔

اور سب سے آخری۔

6۔ماہیل انجم کے سب سے بڑے تیسرے مرحوم بیٹے کی سچائی کھلنا۔

"یہ آخری شطرنج ہے... اور اس بار، بادشاہ مرے گا۔"

کنگ کے مخدوش قہقہے کے بعد کمرے میں سنّاٹا چھا گیا۔

"جب سپہ سالار کے دونوں بازو کاٹ دیے جائیں تو وہ خود تلوار بن جاتا ہے"

تبریز سیال اپنی کرسی پر بیٹھا، سگار سلگایا اور دھواں اڑاتے اس نے آنکھیں بند کر لیں۔

..________________________________..

"آپ ٹھیک ہیں مما۔ کوئی مسئلہ تو نہیں۔ ہوٹل اچھا ہے؟"

رملا نے روحا کو کال کی تھی، باسل کے آدمی نے ہی دونوں کا رابطہ کروایا تھا۔

"سب اچھا ہے میری جان۔ تم ٹھیک ہو؟"

روحا کی آواز میں نمی تھی، رملا نے جبراً سا مسکرا کر جی کہا کیونکہ وہ اپنی تکلیف بتا کر مما کو اور اپ سیٹ کرنا نہیں چاہتی تھی۔

"ہم آپکو جلد لینے آئیں گے۔ تب تک ہوٹل سے نکلنے کی ضرورت نہیں۔ بابا کے لوگ آپکو دوبارہ نقصان نہ دے سکیں۔ میری فکر مت کریں میں یہاں بلکل محفوظ ہوں"

رملا نے روحا کو بھرپور مطمئین کیا مگر ماں تھی ناں، اسکے کہنے سے ہو تھوڑا جاتی۔

"ٹھیک ہے میری جان۔ پریشان مت ہونا۔ مما ہیں تمہارے پاس"

رملا نے مسکرا کر آنکھوں کے آنسو چھپائے اور رابطہ توڑا ہی کہ ڈرائیور کی کال پر وہ چونکی، وہ تھوڑی دیر پہلے ہی تو آئی تھی اب پھر سے شام میں ڈرائیور کی کال آنا اسے خوشگوار حیرت دے رہا تھا۔

لگ بھگ شام کے سات بجنے والے تھے۔

"باسل سر نے کہا ہے آپکو فارم ہاوس ڈراپ کر دوں۔ آپ ریڈی ہیں تو آ جائیں رملا میم"

ڈرائیور کی کال سن کر اسے اوکے کہے وہ خوشی سے مسکرائی پھر جا کر وہی ڈریس پہنا جو اس نے بلیک کلر کا ڈنر کے لیے نکالا تھا، آج سر پھاڑ خلیے کے بجائے وہ چھوٹی سی آفت اچھے سے تیار ہوئی تھی۔

باہر آئی تو بارس وہیں آرہا تھا، شکوہ کرنے کہ وہ اکیلے کیسے گھوم پھر رہی ہے۔

"تم کب آتی ہو کب جاتی ہو۔ کچھ پتا ہی نہیں چلتا لڑکی۔ اور اب کہاں جا رہی ہو۔ ماہیل پیلس میں چھوٹی سی گیٹ ٹو گیدر ہے۔ تم کہاں نکل رہی ہو؟"

بارس نے تھانیدار بن کر آگے جمے تفتیش شروع کر دی۔

"اب اتنی بڑی خوشی ہے ہونگے تو کیا میرال آپی اور اورحان بھائی، مصطفی سبکے لیے گفٹ بھی نہ لوں؟"

رملانے فوراسے بڑے بنتے کہا۔

"مما نے منگوائے ہیں ناں اتنے سارے گفٹس۔ تمہاری طرف سے بھی ہو گئے سمجھو۔ تم الگ تھوڑی ہو"

بارس کا نرم فکر بھرا انداز رملا کو مسکراہٹ دے گیا۔

"ابھی تھوڑی الگ ہوں لیکن بہت جلد میں واقعی تم سب کا حصہ بن جاوں گی آفیشلی۔۔ میری طرف سے الگ گفٹس بنتے ہیں ابھی۔ تو مجھے جانے دے تھانیدار۔"

رملا اس وقت بس بھاگنے کے چکر میں تھی اور بھاگ بھی گئی جبکہ بارس سوچ میں پڑ گیا کہ یہ لڑکی کہہ کر کیا گئی ہے، عقل کو ہاتھ بھی مارے پر کچھ سمجھ نہ آیا۔

"اس نے ایسا کیوں کہا کہ یہ جلد ہم سب کا حصہ بنے گی آفیشیلی۔ کہیں تم اپنی بیسٹی سے بھی شادی تو نہیں رچانے والے"

وہ جو سوچ میں غرق تھا، حرا کی مشکوک پکار پر پلٹا، وہ نا صرف پیچھے ہی کھڑی تھی بلکہ رملا کی بات بھی سن چکی تھی۔

"اوہ میری باندری پھر جیلس ہو رہی ہے۔میں مس کر رہا تھا تمہارا جیلس ہونا سچی"

اس سے پہلے بارس اس پر جھپٹتا وہ کاوچ کا کشن اٹھا کر سینے پر جما گئی، خفاظت کو، بارس قریب رکتے ہنسا اور بہکی نظر حرا پر ڈالی۔

"مزاق مت کرو۔یہ رملا کیوں کہہ رہی تھی ایسا۔کہیں عمار سیال کو تو نہیں پکڑ لیا۔ویسے بھی انکی لاش تو ملی نہیں تھی۔کیا پتا وہ زندہ بچ گئے ہوں اور اسکے ہاتھ لگ گئے ہوں"

حرا نے اپنی طرف سے یہ بس مزاق ہی کیا لیکن اسے امید نہ تھی بارس کا چہرہ سفید پڑ جائے گا، صرف بارس ہی نہیں، لاونج کی طرف کسی کام سے آتیں ماہا کے پیر بھی تھمے۔

"تم ایسا مزاق کیسے کر سکتی ہو حرا؟"

بارس کی آواز میں تلخی سی اتری تو حرا نے بھی دانت اندر کیے، کشن واپس رکھا۔

"آئی ایم سوری لیکن میں نے تمہیں ہرٹ کرنے کی نیت نہیں کی تھی بارس۔۔۔"

حرا کو اپنی غلطی کا شدت سے احساس تھا پر بارس کا موڈ خراب ہو چکا تھا۔

"اگر وہ زندہ ہوتے تو اتنے سالوں تک دور نہ رہتے۔ جتنی اونچائی سے وہ گرے تھے، بچنا ناممکن تھا۔ پلیز حرا، ایسا مزاق دوبارہ مت کرنا۔ انکی موت یاد آتی ہے تو ہمارے اگلے کئی دن سوگوار گزرتے ہیں"

بارس کی غمگین صورت اور ناراض لفظ سنے حرا نے اسکے دونوں ہاتھ تھام لیے۔

"آئی ایم ریلی سوری۔ میرا وہ مطلب نہیں تھا میں تو رملا کی بات پر کہا۔ اوکے میں کان پکڑ لیتی ہوں"

حرا نے بعث طویل نہ کرتے اسکے ہاتھ چھوڑ کر کان تھامنے ہی چاہے جب وہ اسکے ہاتھ پکڑ کر اسے روک گیا۔

"اٹس اوکے۔ بار بار معافی مت مانگو"

بارس نے جبراً اسی سمائیل دی تو حرا بھی اداس سا اسکے مان جانے پر مسکرا دی، پھر جیسے اسے باسل کی بات یاد آئی کہ انہوں نے عمار کو دھکا دیا، حرا کے دل میں عجیب درد سا ہوا لیکن وہ بارس کے لیے مسکرا رہی تھی تاکہ وہ پریشان نہ ہو جبکہ ماہا واپس کچن میں آنے کے بجائے روم میں آئیں، گہرے سانس لیتے وہ میٹرس پر بیٹھے سر جھکا گئیں، انکی آنکھوں میں بہت سی تکلیف تھی۔

ابھی وہ اپنے آنسوؤں پر قابو ہی پانے کی کوشش کر رہی تھیں کہ انکا سائیڈ ٹیبل پر پڑا فون رنگ کیا جسے اکثر وہ بند ہی رکھتی تھیں، نجانے کیسے وہ آن رہ گیا تھا، ماہا نے ڈرتے ڈرتے وہ ان نان نمبر سے آتی کال دیکھتے خوف سے سکرین کو گھورا۔

"ا۔۔اس منحوس کو پتا تو نہیں چل گیا میں نے اپنے بچوں کے قریب ہونا چاہا ہے۔یا اللہ یہ سب مزید نہیں سہہ سکتی"

ماہا نے ڈرتے ڈرتے کال پک کی جبکہ اس طرف کوئی اور نہیں، تبریز ہی تھا۔

"بھابھی جان۔۔۔کیسی ہیں؟"

تبریز کی مست و خباثت بھری آواز پر ماہا کے پورے وجود میں اک ڈر کی لہر اتری تھی۔

"کیوں کال کی تم نے منحوس؟"

ماہا کے لہجے میں پہلی بار ہمت تھی، تبریز امپریس ہوا۔

"ایسے بد تمیزی سے بات نہ کریں۔ آپ کے اور اپنے جھوٹے ناجائز تعلقات کے ثبوت بنا کر بھائی کو بھیج دوں گا۔ اتنے سالوں سے جو سر پر آپکے چھت ہے وہ بھی گنوا بیٹھیں گی۔ ساری عمر آپ اپنے شوہر اور بچوں سے دور رہی ہیں تو ان ثبوتوں پر ہر کوئی فوری یقین کر لے گا"

تبریز کی دھمکی اور تضحیک بھری ٹون سننے کے باوجود آج ماہا ڈری نہیں تھیں، شاید جب انسان حد سے زیادہ ڈر چکا ہو تو پھر ڈر اپنی اہمیت کھو دیتا ہے، اب یہاں بھی یہی معاملہ تھا، تبریز جب یہاں اس حویلی میں رہ رہا تھا تب ماہا اسکے سامنے ایک بار بھی اکیلی نہیں آئی تھیں، اپنا فون بھی بند رکھا تھا اور ہمیشہ رحمان سیال کے ساتھ ہی نظر آئی تھیں تبھی تو تبریز کوئی حرکت ہی نہیں کر سکا تھا، ویسے بھی وہ حویلی میں کم ہی موجود رہا تھا۔

"کس لیے فون کیا ہے تم نے؟"

اس بار ماہا کے لہجے میں صرف حقارت تھی۔

"ایک مزے کی نیوز دینی تھی آپکو بھابھی جان، میں نے سنا ہے بڑا گھل مل رہی ہیں آپ اپنے رحمان جی کے ساتھ تو سوچا اک نیا پنگاہ کروں۔ آپکا نیک اور وفادار شوہر، سابقہ رہ چکا اے ایس پی۔ رحمان سیال کا آپ سے شادی کے وقت ایک طوائف سے چکر تھا۔ ظاہر ہے جب آپ منہ نہیں لگائیں گی تو شوہر نے باہر ہی منہ مارنا ہے"

وہ اپنے اوپر اب تک ہر چیز برداشت کرتی آئی تھیں پر اب جب یہ زلیل آدمی انکے شوہر پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش کر رہا تھا تو ماہا سے بلکل برداشت نہ ہوا۔

"بکواس بند کرو تبریز۔ رحمان کی زندگی میں میرے سوا کبھی کوئی عورت نہیں آئی۔ تم مر کیوں نہیں جاتے زلیل۔ بھائی کے نام پر کالک ہو۔ تم نے پاکیزہ رشتوں کا جو تقدس پائمال کیا ہے، اللہ تمہیں کبھی معاف نہیں کریں

گے۔ حرام موت مرو گے۔ صرف رملا اور روحا کی وجہ سے میں نے آج تک تمہیں موت کی بد دعا نہیں دی لیکن اب میری دل سے بد دعا ہے کہ تم نہایت گندی موت مرو اور تمہاری موت پر آنسو بہانے والی ایک آنکھ بھی نہ ہو"

نفرت کے ساتھ ماہا کے لہجے میں بے شمار تکلیف بھی تھی، تبریز بے ڈھنگا ہنسا تو ماہا کا پورا وجود اسکی گندی ہنسی پر سہم گیا۔

"اپنی بد دعائیں اپنے پاس رکھیں پیاری بھابھی۔ اصل نیوز تو سن لیں۔ اس طوائف سے بھائی نے نکاح کیا پھر انکا ایک بیٹا بھی ہوا تھا، جب آپکی گود میں عمار آنے والا تھا، تب وہ بچہ دنیا میں آچکا تھا۔ یعنی آپ سے پہلے ہی بھائی اپنا سب کچھ کسی اور حسینہ پر لٹا چکے تھے۔ لیکن بدقسمتی سے وہ بچہ پیدا کرتے ہی مر گئی اور بچہ بھی خون کی بیماری تھیلیسیمیا کا مریض نکلا کیونکہ اسکی ماں کو بھی یہی بیماری تھی۔ بھائی نے وہ بچہ اپنے بیسٹ بڈی ماہیل انجم کے سپرد کر دیا، کیونکہ بھائی نہیں چاہتے تھے کہ انکی طوائف والی محبت اور اس محبت کی

نشانی آپکے سامنے آئے کیونکہ آپ پہلے ہی انہیں کم منہ لگاتی تھیں، ان دو نے حاشر نامی اس بچے کو اپنا بیٹا کہہ کر پالا لیکن وہ زیادہ تر ہوسپٹلائز رہا۔ قانونی طور پر بھی اسکے ماں باپ ماہیل اور ایمن بن گئے۔وہ تئیس سال زندہ رہا، کوئی اس سے واقف نہ تھا اور پھر جب وہ اس بیماری سے لڑتے لڑتے آخر مرا تو میرے شاطر اور بے رحم بھائی نے اسکی موت کو بھی پورا کیش کیا۔ کسی کی آنکھوں میں دھول جھونکی۔ آہ میرے شاطر بھائی نے مرے ہوئے بیٹے کو ڈھال بنانے کی بہت کوشش کی پر سچ اک نہ اک دن سامنے آ ہی جاتا ہے"

ماہا یہ سب سن کر بلکل امپریس نہ ہوئیں، الٹا اس خبیث کو اتنی اچھی کہانی گڑھنے پر انکا دل چاہا شاباش دیں۔

"بہت اچھی سٹوری تھی۔ تمہیں یہ سب پتا تھا تو تم اسی سچ کو استعمال کر کے بہت پہلے ہمارا رشتہ توڑ چکے ہوتے"

ماہا کا استفسار سنے کنگ نے بے بسی سے اپنے سامنے زندان میں بندھی اس عورت کو دیکھا جو اس کوٹھے کی مالکن تھی اور حاشر کی پیدائش بھی اسی کے ہاتھوں ہوئی تھی، رحمان سیال نے جب ماہیل کے تیسرے بیٹے کو عمار کا دوست بتا کر باسل اور اور حان کو بچایا تھا کہ عمار کا دوست حاشر تھا اور اس دن سے کنگ نے حاشر والے سچ کی تلاش شروع کی تھی اور اسے یہ بات تبھی پتا چل گئی تھی کہ ماہیل اور ایمن کا واقعی ایک سب سے بڑا بیٹا حاشر بھی تھا تبھی تو آج تک تبریز نے باسل یا اورحان کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں کی تھی، اسے یہی لگتا رہا کہ عمار کی جگہ جس نے سنبھالی وہ حاشر ہے لیکن اس روز جب عمار کو دوسرے آتشم کے لوگ قید سے چھڑا لے گئے تو وہیں ایک زخمی باسل کا آدمی بچ گیا تھا، اسی کو ٹارچر دے کر کنگ نے اس سے دوسرے آتشم کے بارے تفتیش کی، لیکن اس نے منہ نہیں کھولا، وہ مر گیا کیونکہ باسل کے پاس وفاداروں کا بہت مضبوط نیٹورک تھا، اور پھر تبھی کنگ کے لوگوں کو خبر ملی کہ باسل نے اپنے اہم ساتھی کوبرا کو اپنی ٹیم سے

نکال کر اسکی ٹرانسفر کروادی، بس تبریز اس تک پہنچا اور کل ہی کوبرا سے دوسرے آتشم کی سچائی پتا چلی کہ خود کوبرا بھی اسی کھوج میں تھا اور آخر کار اس نے پتا لگوالیا کہ باسل اور آتشم ایک تھے۔

کنگ نے اس کے بعد اسی کوٹھے تک رسائی حاصل کرتے وہاں کی مالکن کو دبوچا اور یہ سب اسکے سامنے آگیا، بھائی سے نفرت اب شدت اختیار کر چکی تھی کیونکہ اس نے اتنے سال کنگ کو الو بنایا تھا، تبریز تو پہلے ہی پاگل جنونی اور خبطی تھا، اب تو وہ سب کو الگ الگ تباہ کرنے کا سوچ چکا تھا۔

"بھابھی جان۔ مجھے یہ کل ہی پتا چلا کہ بھائی تو میری سوچ سے بڑے کمینے نکلے۔ اب اگلی باتیں نہیں بتا سکتا۔ تھوڑی کاروباری ہیں۔ اب آپ اس آدمی کو مجھے نہیں لگتا منہ لگائیں گی جس نے آپ کو اب تک دھوکے میں رکھا۔ ایک اور برائی بتاتا ہوں بھائی کی۔ اگر انھیں آپ سے زرا بھی محبت ہوتی تو وہ آپکے ڈر کو بہت پہلے دور کر چکے ہوتے۔ میں اتنی آسانی سے آپ دو کو دور نہ کر پاتا۔ خیر میرا پنگاہ یقیناً آپکو اچھا لگا ہو گا۔۔۔۔ بابائے"

وہ خبیث آدمی یہ کہہ کر ہنستا ہوا کال کاٹ گیا جبکہ ماہا کا چہرہ تکلیف اور درد سے سرخ ہو کر رہ گیا۔

"نہیں۔ یہ سب بکواس ہے۔ ر۔۔ رحمان صرف میرے ہیں۔"

وہ اب بھی اپنے آنسو دبانے پر لگی تھیں، اسی وقت روم ڈور کھلا اور رحمان اندر آئے، وہ بھی ریسٹورنٹ سے ماہیل کے ڈنر انوائیٹ کے سبب جلدی آ گئے تھے۔

رحمان کی آمد نے کمرے کی فضا میں ایک خاموش سی ہلچل بھر دی۔

دروازہ کھلا تو ماہا نے چونک کر سر اٹھایا۔ ان کی آنکھیں سرخ تھیں، چہرہ پُر ملال اور ہونٹ دانتوں تلے دبے جیسے خود کو ضبط میں رکھنے کی آخری کوشش ہو۔ رحمان سیال نے اندر قدم رکھا، لیکن ماہا کو اس حالت میں دیکھ کر یکدم رک گئے۔

"ماہا...؟"

ان کی آواز میں تشویش تھی، مگر وہ اب بھی سنبھلے ہوئے تھے۔ ماہا نے نظریں چرائیں، جلدی سے چہرے پر ہاتھ پھیرا جیسے نمی کو چھپانا چاہتی ہوں، پر کچھ نہ چھپا۔ رحمان آہستگی سے ان کے قریب آئے۔

"کیا ہوا ہے؟ روئی ہو تم؟"

وہ اس کے بالوں کو پیچھے کرتے جھکے، آواز میں گھبراہٹ تھی۔

"کچھ نہیں، بس تھک گئی ہوں..."

ماہا کی جھوٹی ہنسی میں لرزش تھی۔

"ماہا... مجھے سچ سننے کی عادت ہے، تم سے جھوٹ نہیں برداشت۔ کسی نے کچھ کہا تمہیں؟"

رحمان نے اس کی ٹھوڑی تھام کر زبردستی نظریں خود سے ملوائیں۔

"ن۔۔ نہیں کسی نے کچھ نہیں کہا۔بس میں یہ سوچ رہی ہوں کاش اتنی روڈ بیوی نہ ملی ہوتی آپکو۔ آپ اپنی طرح کی سوئیٹ اور ہنس مکھ ،ٹوٹ کر چاہنے والی عورت ڈیزرو کرتے تھے"

ماہا کی بات سنے وہ مسکرائے اور ماہا کے پاس ہی بیٹھے انکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں زور سے دبایا پھر چوما۔

"تم جیسی بھی ہو میرے دل میں بس تم ہو ماہا۔ایسا دوبارہ مت سوچنا۔ تم ایسی ہو یقینا اس میں میری ہی کوتاہیاں ہیں۔ تمہارے دل میں جو بھی شکوے شکائیتیں ہیں وہ تم مجھ سے کہہ سکتی ہو"

وہ خفیف سے شرمندہ تھے کہ یہ پوچھنے میں انہوں نے بہت دیر کردی ہے۔

"اس سب کا وقت گزر گیا رحمان۔ آپ نے یہ پوچھنے میں بہت دیر کر دی پھر بھی مجھے بند آنکھوں یقین ہے۔ آپ کو میں جتنا جانتی ہوں اس میں کوئی ملاوٹ نہیں۔ آپ نے مجھ سے کچھ نہیں چھپایا کبھی۔ ہے ناں؟"

وہ اب بھی سوگوار آنکھوں سے انھیں دیکھ رہی تھیں جبکہ رحمان سیال کے چہرے کے رنگ سے بدل گئے لیکن وہ جھوٹا جبرا مسکرا دیے۔

" بلکل۔کچھ بھی نہیں چھپایا۔میں جانتا ہوں بہت دیر ہو گئی لیکن مجھے معاف کر دو۔تمہاری طرف سے آج تک جتنی لاپرواہی برتتا رہا ہوں۔تمہیں سمجھنے میں ناکام ہوا ہوں۔پلیز مجھے میری لاپرواہیوں کی سزا پھر سے دور ہو کر مت دینا۔"

انکی آنکھوں میں بہت کچھ چھپانے کے باوجود سچائی تھی،شاید ابھی کہانی میں کچھ اور ٹویسٹ تھا،شاید حقیقت ویسی نہ ہو جیسی تبریز کو پتا چلی،شاید واقعی ہی رحمان سیال کی اکلوتی محبت صرف ماہا ہیں۔یہ سب تو تب سامنے آتا جب ماہا انھیں سب سچ بتاتیں،وہ سوچ چکی تھیں اب سب بتائیں گی لیکن ابھی شاید اور حان کی خوشی ہر چیز سے اہم تھی کیونکہ یہ سارے بچے ان دو کے لیے بھی بلکل اپنے بچوں جیسے تھے۔

"مجھے آپ سے بہت محبت ہے رحمان، میں کچھ بتانا چاہتی ہوں لیکن ڈنر کے بعد۔ آپ مجھے س۔ سنیں گے؟"

ماہا کی آواز میں لرزش اور آنکھوں میں نمی سی اتری جبکہ رحمان سیال نے فورا انکو سینے سے لگالیا۔

"میں ضرور سنوں گا میری جان۔ اپنی ہر تکلیف اور بے بسی تم میرے حوالے کر دینا"

ماہا انکے ساتھ یوں لگ گئیں جیسے وہ سچ میں اب ساری ہمت کھو چکی ہوں لیکن یقینا عمار کے آج آنے پر سب کم تکلیف دہ ہونے والا تھا، کیونکہ برائی کا خاتمہ بھی اب بے حد نزدیک تھا۔

..________________________________..

باسل اور اجر بس تھوڑی دیر میں نکلنے والے تھے، عمار کو سب کے سامنے لانے کی ڈیوٹی انہوں نے رملا کو سونپنی تھی جبکہ ابھی عمار کو پتا نہیں تھا کہ رملا آرہی ہے، وہ اپنی شروع کی چکن قورمے کی ڈش مکمل کر چکا تھا لیکن اسے فریز کر دیا کیونکہ ڈنر کی دعوت تو آچکی تھی، اس نے مزید ارسی کو وفی بنائی تھی وہی تینوں پی رہے تھے اور اسکے بعد سب کا نکلنے کا پلین تھا۔

"میں آگئی۔"

رملا نے پھولوں کا بکے اٹھار کھا تھا جبکہ اسکے ہاتھ میں ایک بہت بڑا کیک بھی تھا، جہاں باسل اور اجر کے چہرے کھلے وہیں عمار نے گردن موڑ کر اک غصیلی نظر ڈالنی چاہی پر وہ کالا جوڑا پہن کر آئی تھی کہ آج عمار سمیت اسکی حسیں بھی جامد ہو گئیں۔

"رملا۔ آجاو۔ میری رتبے میں بڑی مگر عمر میں چھوٹی بھابھی"

اجر فوراً کپ ٹیبل پر رکھے اٹھ کر رملا سے لپٹی جبکہ رملا بھی خوش تھی کہ ان سب نے اپنے مومنٹس میں اسے یاد رکھا۔

"آپیا وہ میں۔۔"

رملا تھوڑا سا روبرو ہوتے ہچکچائی پر اجر نے پیار سے دیکھ کر ہی چپ کروا دیا۔

"سب مزے دار ہے۔ کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ بھائی نے سب بتا دیا۔ یہ پھول اور کیک؟"

رملا نے اپنے ہوا میں معلق ہاتھ سمیٹے جہاں ایک میں بکے تھا اور دوسرے میں کیک جبکہ عمار ابھی بھی کڑوے انداز میں گھور رہا تھا۔

"یہ میں آپکے اور عمار کے ملنے کی خوشی میں لائی۔ بھائی کے واپس ملنے کی مبارک ہو اجر آپیا، آپکو بھی باسل بھائی اجر آپیا کے راضی ہونے پر اور چونکہ مجھے پورا بھروسہ تھا عمار پر کہ آپ دو کو ایک کر چکے ہوں گے تو یہ اس خوشی کے لیے بھی"

وہ مسکرا کر چہکتی فورا سے اپنی موجودگی سے چار کیا ہزاروں چاند لگا چکی تھی۔

"بہت شکریہ رملا۔۔"

باسل نے بھی بیٹھے بیٹھے سمائل ارسال کی جبکہ عمار ویسے ہی اکڑ کر بیٹھا تھا، اجر نے پلٹ کر گھورا بھی پر وہ یوں بے نیاز بن گیا جیسے واقعی وہاں رملا نہیں، یہاں تک کہ باسل نے بھی اسے ٹھوکا مار کر غیرت دلائی پر وہ ٹس سے مس نہ ہوا۔

"میں اور باسل جا رہے ہیں۔ تم انھیں لے کر حویلی آ جانا۔ یہ ڈیوٹی تمہاری ہے"

رملا نے پریشان ہوتے اجر اور پھر باسل کو دیکھا۔

"کیا یہ سب سے ملنے والے ہیں؟"

رملا کی آواز وہ پھول عمار کے سامنے رکھتی کانپی تو اک پل دونوں کی نظریں ملیں، عمار نے رملا سے نظریں چرا لیں۔

"ہاں۔ بلکل۔"

اجر نے ہی مسکرا کر کہا تو رملا فورا سے سیدھی ہوئی۔

"چلیں پھر تھوڑی دیر رکیں میں کیک سرو کرتی ہوں۔ خوشی کا موقع ہے۔ منہ میٹھا کر کے نکلتے ہیں تاکہ سب مزید میٹھا ہو جائے"

رملا کے اتنے پیارے اصرار پر باسل اور اجر بھی مان گئے جبکہ وہ بھی اک نظر اپنے سڑو پر ڈالتی کیک لیے کچن کی طرف چلی گئی۔

"اب کیوں اکڑا بیٹھا ہے۔ دیکھ کتنی سوئیٹ ہے وہ"

باسل کی برداشت جواب دے گئی۔

"حد ہے بھائی۔ اتنی بے رخی۔"

اجر نے بھی شدید مذمت کی جبکہ عمار اٹھ کھڑا ہوا۔

"تم دو میری طرف ہو سمجھے۔ اتنے سال جذبات سے عاری بت بن کر جیا ہوں۔ اچانک سے جذبات والا کیسے بن سکتا ہوں یار۔ تم لوگ تو سمجھو۔ وہ تو پاگل ہے، تم دو کی تو عقل قائم ہے۔ میرا اور اسکا کوئی جوڑ نہیں۔ وہ مجھ سے کتنی چھوٹی ہے یار۔ خیر بیٹھو تم لوگ۔ میں اسکی مدد کرتا ہوں"

عمار نے جیسے اپنی بے بسی کہی، وہ دونوں ہی اداس ہوئے اور اس سے پہلے کچھ کہتے، وہ نظریں چراتا خود بھی کچن میں چلا گیا۔

"کیا ہو گا انکا باسل؟"

اجر نے فوراً سے باسل کی بازو سے لگتے پریشانی عیاں کی لیکن باسل کسی شرارت کو سوچ رہا تھا۔

"تم فکر نہ کرو۔ اسکے جذبات ویڈنگ نائیٹ پہ ضرور جاگیں گے۔ پورا بندوبست کروں گا"

باسل نے جس طرح اجر کو ہنستے آنکھ ماری، وہ ساری فکر چھوڑے اس شیطانی سوچ کو بھانپ کر ہنس پڑی۔

"کس مٹی کی بنی ہے تو، منع کیا تھا آجکی رات یہاں مت آنا؟"

وہ کچن میں اسکے پیچھے ہی چلا آیا، رملا کو بازو سے پکڑے اپنی طرف کھینچتے غصے سے سوال کیا۔ "آپ اپنی بہن سے چودہ پندرہ سال بعد ملے۔ اب وہ دو ساتھ ہیں۔ صلح ہو گئی انکی پر آپ کی تکلیف کا کیا؟ آپ کے اندر کے ایموشنز سنبھالنے کے لیے بھی تو کوئی ہونا چاہیے تھا اور دوسری بات مجھے جلن زیادہ ہو رہی تھی کہ آپ اپنے لاڈلوں کے بیچ اس دو روپے کی بیوی کو نہ بھول جائیں۔ میں نے سوچا تھا زیادہ دیر نہیں رکوں گی۔ سب کا جو سیڈ ورژن جاگا ہے۔ اسے سلاوں گی اور چلی جاوں گی پکا لیکن اب آپکو ساتھ لے کر جانے کی ڈیوٹی پا کر تو اور خوش ہو گئی۔ آپ نے دیکھا نہ مجھے دیکھ کر وہ بھی دونوں اینگری برڈز مسکرا دیے تھے۔ آپ کیوں نہیں مسکراتے مجھے دیکھ کر، کیا کروں آپکی مسکراہٹ کے لیے"

یہ چھوٹی سی لڑکی عمار سیال کو جنجھوڑ کر رکھ گئی، اتنی سی عمر میں وہ اتنی محبت سے بھری کیسے تھی، سمجھ سے باہر ہوا۔

"مجھے اچھا لگا تو آئی۔ اتنی بڑی بڑی باتیں کر کے میرا دماغ خراب نہ کیا کر رملا"

وہ وارننگ دیتے مسکرایا، جبکہ رملا کو یہاں آنے کا مقصد پورا ہوتا محسوس ہوا، اسکی مسکراہٹ!

رملا کی آنکھوں میں چمک اب اور بھی گہری ہوگئی، وہ اس کی وارننگ کو وِکٹوری سمجھ کر چہک سی گئی۔

"تو مطلب... آپ کو میری باتیں بری نہیں لگیں؟"

اس نے شوخی سے آنکھیں مٹکائیں، عمار نے لب بھینچ کر رخ موڑ لیا۔

"رملا، ایسی نظروں سے مت دیکھ ورنہ"

عمار نے اسے وارننگ دی۔

"ورنہ کیا؟"

وہ اس کی بات کاٹ کر معصومیت سے بولی۔

"مجھے گود میں اٹھا کر باہر پھینک دیں گے؟ یا اپنے دل پر قابو نہ رکھ پائیں گے؟"

عمار کا ضبط جیسے ٹوٹنے کے دہانے پر تھا، اس نے ایک گہری سانس لے کر آنکھیں بند کیں اور رخ پھیر لیا۔

"تیری زبان بہت چلتی ہے۔"

وہ بالوں میں ہاتھ پھیرے بڑبڑایا۔

"چلنے دیں ناں، سنا ہے سیال، چلتی زبان برداشت کر لیتے ہیں۔"

وہ اب اس کے بالکل سامنے آچکی تھی، قدموں کی چاپ تک دب گئی، اور پھر اچانک وہ اس کے سینے سے جا لگی۔

عمار کے ہاتھ بے اختیار تھے پر اس نے انہیں سختی سے کنارے رکھا۔

"یہ کیا کر رہی ہے تو۔۔۔"

عمار کو اسکی نزدیکی نجانے کیوں ڈراتی تھی۔

"آپکو کیا لگتا ہے میں صرف آپ کے بیسٹو، آپ کی بہن سے حسد کر رہی ہوں؟ نہیں۔ میں ان لمحوں سے حسد کرتی ہوں جو آپ نے مجھ سے چھین لیے۔"

وہ اس کے دل کی دھڑکن کے برابر سانس لے رہی تھی۔

"رملا۔۔۔مجھے ابھی کسی رشتے، کسی جذبے کی گہرائی میں نہیں جانا۔ میں۔۔۔میں اپنی زندگی میں بہت کچھ ہار چکا ہوں اور اب تو بھی ہرانا چاہتی ہے مجھے"

اس کے جملے کی آخری سطر جیسے اس کی بے بسی کی چیخ تھی، رملا کا دل چیر کر گزر گئی۔

"میں تو صرف آپ کو جیتنا چاہتی ہوں۔"

وہ سر اٹھا کر اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی، پوری جرت اور پوری ہمت کے ساتھ۔

"دور رہ کر بات کیا کرناں۔۔"

عمار نے اسے الگ کرنا چاہا پر کر نہ پایا۔

"آپکو مجھے خود سے دور کرنے کا کوئی حق نہیں عمار"

عمار نے نظریں چرا کر ہاتھ کی پشت سے اپنی پیشانی مسلی، جیسے دل کے ساتھ دماغ بھی دھڑکنے لگا ہو۔

"اب یہ جذباتی سین مت شروع کر۔۔۔وہ دونوں باہر ہی ہیں"

عمار نے اسکو نرمی سے سمجھایا۔

"شروع؟"وہ ہنسی۔

"عمار سیال، یہ سین تو ختم ہی نہیں ہوتا۔۔۔ ہر روز نیا، روز محبت بھرا۔۔۔ اور آپ اس سے بھاگ کر تھک جائیں گے، لیکن میں آپ کو خود سے بھاگنے نہیں دوں گی۔"

وہ پلٹی، اور کیک کاٹ کر اس نے چار پلیٹس میں تھوڑا تھوڑا ڈالا۔

"میرا مت ڈال کیک"

عمار نے اسکے عقب میں ہی رک کے اسکے کھلے مہکتے بالوں کی خوشبو میں مدہوش ہوتے کہا، وہ اس کے کندھوں تک بمشکل ہیلز پہن کر آرہی تھی لیکن سر پر چڑھ کر ناچنے کا ہنر پورا سیکھ چکی تھی۔

"کیوں۔ آپ کوئی اور سوئیٹ ڈش چاہتے ہیں"

وہ بال لہرا کر پلٹی لیکن سوچا نہیں تھا وہ اتنے قریب ہو گا، رملا کی زبان تھم گئی۔ وہ دونوں ہاتھ کاونٹر پر رکھے اسکے چہرے پر جھکا تو عمار کا چہرہ اتنا قریب تھا کہ رملا کو لگا جیسے سانسیں کہیں بھٹک گئی ہوں۔ وہ پلکیں جھپکنا بھی بھول گئی۔

"م۔۔۔ میرا مطلب۔۔۔"

رملا کی زبان رکی، لیکن دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔

عمار نے سر جھکایا، اس کی نظریں رملا کے ہونٹوں تک آئیں، اور وہ لمحہ جیسے ٹھہر گیا۔

"ہاں، میں کوئی اور سوئیٹ ڈش چاہتا ہوں، لیکن ایسی جو صرف میرے لیے ہو"

اس کا لہجہ سرگوشی میں لپٹا، دل کو تیز دھڑکنوں سے سہلاتا ہوا رملا کو بدحواس کر گیا۔

رملا کی پلکیں لرزیں، اس نے نچلا لب دانتوں تلے دبایا، اور پھر مسکراہٹ دبانے کی کوشش میں چہرہ جھکا لیا۔

"ابھی، تھوڑا سا کیک چکھ لیں، باقی سوئیٹ ڈش کے بارے بعد میں ڈیل کریں گے"

وہ اپنی چمکتی آنکھوں سے شرماتی اسے دیکھتے بولی، اور زرا سا پلٹ کر ایک پلیٹ اٹھا کر اس کی طرف بڑھائی۔

"تو کیا سمجھ رہی ہے کس سوئیٹ ڈش کا کہہ رہا ہوں۔ اتنا شرمانے والی بات کیا ہے؟"

عمار نے مشکوک نظروں سے رملا کے چہرے کا دھنک ہونا دیکھا، وہ فوراسے سنجیدہ ہوئی۔

عمار نے پلکیں سکیڑ کر اس کا شرمیلا چہرہ دیکھا، پھر جھک کر اسکے ہاتھ سے پلیٹ لیتے ہوئے طنز ہلکی مسکراہٹ میں لپیٹا۔

"اوہ... توتُو سمجھ رہی تھی میں۔۔۔"

وہ اپنی بات ادھوری چھوڑ کر سیدھا اس کی آنکھوں میں جھانکا، رملا نے فوراً نظریں چرا لیں، اس کے چہرے کا رنگ ایک بار پھر گلابی ہوا۔

"غلط فہمی۔ میرا مطلب تھا کچھ ایسا بنا جو صرف میرے لیے ہو۔ اپنی سوچیں سرف ایکسل سے صاف کرنے کی ضرورت ہے تجھے رملا"

وہ پیچھے ہٹا تو رملا نے گھور کر اس بے ایمان آدمی کو دیکھا جو کس صفائی سے رملا کے سامنے اپنی ہی خواہش سے مکر گیا تھا۔

"ڈرپوک سڑیل آدمی۔ آپکو بھی اپنی بے ایمان ہوتی نیت کو دو چھانپڑ لگانے کی ضرورت ہے پھر"

وہ منہ پھلائے دونوں پلیٹس اٹھاتی کچن سے نکل گئی تو عمار بھی اپنے چہرے کے رنگ چھپاتا پیچھے ہی آیا، باسل اور اجر نے بس ایک ایک بائیٹ لی پھر وہ ان دو کو بھی جلدی پہنچنے کا کہے نکل گئے کیونکہ اجر کو بھی جا کر ریڈی ہونا تھا۔

عمار بھی آنکھیں چراتا کمرے میں چلا گیا تاکہ چینج کرے جبکہ رملا نے دو تین بائیٹس لیں، پھر وہ پھول نکال کر واس میں لگائے، پھر کچھ سوچتی ہوئی وہ کمرے میں گئی تو وہ شاور لے کر ٹاول گلے میں لٹکائے نکل چکا تھا پھر بلیک کلر کی میچنگ شرٹ اور پینٹ لیے واپس گھسا، رملا اسکارک کر انتظار کرنے لگی۔

جب وہ نکلا تو ڈریس آپ تھا لیکن رملا کو مشکوک سی مسکراہٹ کے ساتھ باہر کھڑا دیکھے ٹھٹھکا۔

"کیوں موت کا فرشتہ بنی سر پر منڈلا رہی ہے۔ آگے ہی سٹریس میں ہوں، اور مت دے"

عمار مما اور بارس سے ملنے کے لیے بیتاب تھا تو یوں سب کے سامنے اتنے سالوں بعد جانا بھی عجیب سے جذبات جگا رہا تھا۔

"میں آپکا سٹریس دور کروں رومینس سے؟"

وہ اداس سی اسکی فکر میں ڈریسنگ میز کے پاس آرکی جہاں وہ خود پر پرفیوم سپرے کرتا ٹھٹکا جب وہ اسکا ہاتھ پکڑے اک سپرے اپنی گردن کے پاس بھی کرواگئی، عمار نے اسکی حرکت پر لب بھینچے۔

"پاس رکھ اپنا رومینس رملا۔ دور رہ"

وہ اس سے پرفیوم چھین کر سامنے رکھتا پلٹنے ہی لگا جب وہ اسے پکڑ کر ڈریسنگ ٹیبل سے لگا گئی۔

"دور نہیں رہ سکتی۔ آپ کو مجھ پر پیار آرہا تھا کچن میں۔ اب کر سکتے ہیں، ہم دونوں کے سوا یہاں کوئی نہیں۔ میں بھی ایسا ہی چاہتی ہوں آپ کھل کر پہل کریں۔ میں بلکل آپکو سپورٹ کروں گی۔ پہلا قدم اٹھانے میں"

وہ اسے خود سے پرے جھٹک کر دور ہوا۔

"رہنے دے، ڈرامہ مت کر، میں ویسا مرد نہیں جو تیرے خواب پورے کرے۔ میں سخت ہوں، بدلحاظ ہوں، اور مجھے زندگی میں سنجیدہ چیزوں کے علاوہ کچھ نہیں آتا۔ رومینس، پیار بھی نہیں"

وہ پل پل اسکے قریب آتی جارہی تھی کہ عمار اسکی نزدیکی پر گھبرا کر پیچھے ہوا۔

"اور میں وہ لڑکی ہوں جس نے نکاح کے لمحے آپکو اپنا سب کچھ مانا تھا، اور تب سے ہر لمحہ آپکی سخت مزاجی سہنے کا فن سیکھا ہے۔ تو ہاں... میں آپکو پیار اور رومینس سیکھا سکتی ہوں، اور آپ سے اگلے لیول کا سیکھ بھی سکتی ہوں..."

وہ اب بہت قریب آچکی تھی۔ عمار نے ایک قدم پیچھے ہٹنے کی کوشش کی، لیکن رملا نے اس کے کالر کو نرمی سے تھام لیا۔

"بس ایک بات یاد رکھیے عمار سیال... میں آپکو کھو کر جینا نہیں سیکھنا چاہتی۔ آپکو پا کر جینا سیکھ چکی ہوں۔ اب آپ چاہیں یا نہ چاہیں، میں آپکے پاس رہوں گی۔ جیسے بارش ضد کر کے برس

جائے، ویسے ہی۔"

عمار نے لب بھینچ کر رخ موڑا، پر رملا نے اس کا چہرہ تھام کر اپنی طرف موڑا۔

"میں کوئی بوجھ نہیں ہوں آپ پر، ایک امید ہوں جو آپکو ٹوٹنے نہیں دے گی۔منہ کبھی مت پھیرنا

مجھ سے، خود کے ساتھ کچھ کر بیٹھوں گی شوہر جی۔"

عمار کی آنکھیں لمحہ بھر کو بند ہوئیں،

جیسے اس جذبے نے اسے ہلا کر رکھ دیا ہو... وہ رملا سے بچنا چاہتا تھا، مگر دل تھا کہ ہر بار

اسی کے قدموں میں جا گرتا تھا۔

"پاگل ہو گئی ہے تو؟"

اف اس شخص کا ہاتھ سے چھوٹتا ضبط۔

عمار سیال کے لہجے میں غصہ نہیں، بے بسی تھی... جیسے وہ خود سے لڑ رہا ہو، خود کو روک رہا ہو—اور رملا... وہ اس کے اندر کی اس کشمکش کو لفظوں سے پہلے محسوس کر چکی تھی۔

"پاگل ہوں... اور صرف آپ کے لیے۔"

وہ مسکرائی، لیکن اس بار اس کی آنکھوں میں شرارت نہیں، ایک عجیب سا یقین جھلک رہا تھا۔ جیسے وہ جانتی ہو کہ وہ جیتنے والی ہے۔

"رملا۔۔۔"

عمار نے اس بار ایک گہرا سانس لیا، جیسے خود کو سنبھالنے کی آخری کوشش کی ہو۔

"بس! تمہیں کچھ سمجھ نہیں آرہا کہ تم کیا کر رہی ہو۔ میرے ضبط کو مت آزماو، ورنہ۔۔۔"

وہ نا چاہتے ہوئے بھی سخت لہجے پر اتر آیا۔

"ورنہ کیا؟"

رملا نے کالر سے ہاتھ ہٹا کر اپنی انگلی اس کے دل کے مقام پر رکھ دی۔

"ورنہ آپ کے دل کی دھڑکنیں بھی میرے دل کے ساتھ دھڑکنے لگیں گی، جیسے اب دھڑک رہی ہیں۔"

عمار نے اس کا ہاتھ اپنے دل سے ہٹایا، اور کمرے سے باہر جانے کا اشارہ کیا۔

"جا باہر، آتا ہوں۔ سیال حویلی جانا ہے۔ اور تو۔۔۔ تو اپنے اس حواس باختہ عشق کو سنبھال کر رکھ۔ کچھ مزید کیا تو"

وہ دھمکی پر اتر آیا۔

"تو کیا کر لیں گے؟"

رملا نے زیرِلب کہا۔

"کیا کہا؟"

عمار نے پلٹ کر گھورا، تو وہ معصوم بن گئی۔

"کچھ نہیں شوہر جی۔ بس سوچ رہی تھی کہ حویلی جانے سے پہلے ہمت لینے کو اگر آپ میرے گلے لگ جائیں تو وہ رومینس نہیں کہلائے گا، بس میرا چھوٹا سا حق ہو گا"

وہ اپنے بازو ایسے کھول رہی تھی جیسے عمار نہیں، کوئی تنکا ہو جسے وہ ان ننھی منھی بازوؤں میں سمیٹ لے گی۔

"رملا۔۔۔!"

عمار نے دانت پیسے۔

"جی عمار؟ گلے لگنا رومینس نہیں ہوتا یقین کریں"

وہ اب بھی بازو کھولے کھڑی تھی۔

عمار کا ضبط، جو کچھ دن سے رملا کے سامنے چٹان بنا کھڑا تھا، اب لرزنے لگا تھا۔ اس لڑکی کی ضد، اس کے لفظ، اس کا اعتماد، اور سب سے بڑھ کر وہ ننھے بازو، جیسے دنیا کی سب سے بڑی پناہ ہو۔

"رملا۔۔۔"

اس نے ایک بار پھر دھیرے سے دہرایا، جیسے خود کو روکنے کی آخری کوشش کی ہو، مگر رملا کے بازو اب بھی کھلے تھے، آنکھوں میں معصومیت کی وہ چمک تھی جو کسی بھی سخت گیر مرد کے اندر کا نرم گوشہ بہالے جائے۔

اگلے ہی لمحے عمار سیال نے قدم بڑھایا۔ ایک ایسا قدم جو رملا کی دنیا بدلنے والا تھا۔ وہ کوئی عام مرد نہیں تھا، ایک فلک جیسے شخص کا پہاڑ جیسا وجود، ایک مضبوط، ساکت، اور گمبھیر شخصیت کا عکس، اور پھر بھی وہ اپنی ہر سختی، ہر انا، ہر روک کو توڑتا، رملا کے سامنے جھک گیا۔

اس نے ایک جھٹکے سے رملا کو اپنی طرف کھینچا، اور ایک ہی لمحے میں، وہ نازک سی لڑکی اس کے بازوؤں میں چھپی ہوئی تھی، مکمل طور پر جذب ہو گئی۔۔

رملا کی حیرت زدہ چیخ ہونٹوں سے نکلنے سے پہلے ہی عمار کے سینے میں دب گئی، کیونکہ وہ نہ صرف اس سے لپٹا تھا بلکہ اس زور سے تھام رکھا تھا کہ رملا کے پیر زمین سے اوپر اٹھ گئے۔

وہ اس کی بانہوں میں مکمل طور پر معلق ہو چکی تھی، جیسے کسی طوفان میں چھت پر رکھا کوئی پھول... مگر عجیب بات یہ تھی کہ وہ طوفان اب خود اس پھول کی خوشبو سے مدہوش ہو چکا تھا۔

رملا کی سانسیں بند ہونے کو آئیں، دل جیسے کسی تیز رفتاری سے دوڑتے گھوڑے جیسا، اور جسم اسکا، واللہ وہ تو صرف کپکپی میں تھا۔

"اب بول، گلے لگنا رومینس نہیں کہلاتا؟"

عمار کی گہری آواز اس کے کان میں گونجی، وہ اب بھی اسے اپنے سینے سے سختی سے لگا کر تھامے ہوئے تھا۔

"م۔۔۔میں نے سمجھا تھا۔۔۔ چھوٹا سا حق ہے۔۔۔"

وہ ہکلائی، آواز کپکپائی، عمار کے مضبوط کندھے پر اس کے نازک ہاتھوں کی گرفت لمحہ بہ لمحہ کمزور ہو رہی تھی۔

"تو لے لیا تیرا حق...اب دوبارہ نہ مانگنا، ورنہ۔۔۔"

عمار نے سر اٹھا کر اس کی آنکھوں میں جھانکا، جو بند تھیں، جیسے جذبوں کی شدت سے خالی ہو چکی ہوں۔

"ورنہ۔۔۔؟"

وہ آہستہ سے منمنائی، اور اب بھی عمار کی بانہوں میں جھول رہی تھی۔

"ورنہ ہر بار ایسے ہی اٹھا کے تیرے دل میں اتار دیا کروں گا خود کو۔۔۔"

وہ اس کی پیشانی پر جھکا، چومتے ہوئے رملا کی ہر ایفرٹ کو چپکے سے قبول کیا۔

یہ پہلی بار تھا جب رملا کو عمار کی طاقت پر جھرجھری سی آئی تھی۔

نہ اس کے بازوؤں کی گرفت سے، نہ اس کے لہجے کی سختی سے بلکہ اس لیے کہ اتنا مضبوط مرد بھی، اس سے بچ نہ پایا تھا۔

عمار نے آہستہ سے رملا کو نیچے اتارا، مگر رملا کا دل اب بھی فضا میں معلق تھا۔

"چل، اب بہت ہو گیا، حویلی چلتے ہیں"

عمار نے رخ موڑ کر خود کو سنبھالا مگر رملا اب بھی وہیں مدہوش کھڑی تھی، اپنے لبوں پر ہاتھ رکھے، اپنے دل کو ہاتھ لگا کر... پہلی بار محبت میں ہار کر بھی مکمل جیت محسوس کرتے ہوئے پاگل ہو رہی تھی۔

اسکے بعد وہ سارا راستہ بس اس شخص کے سحر میں مدہوش ہی رہی، وہ مسکراتا رہا کہ رملا کی ساری ہوا ایک ہگ سے ہی نکل گئی، اسے امید تھی اب یہ

تمبوڑی قریب نہیں آئے گی پر یہ عمار سیال کی فقط خوش فہمی ثابت ہونے والی تھی۔

..________________________..

میرال اپنی بلیک ساٹن کی ہیلز کا ایک پاؤں پہن چکی تھی، دوسرا ہاتھ میں تھاما ہوا تھا، جب اورحان دروازے سے ٹیک لگائے اسے دیکھتا مسکرایا۔

"کیا ہوا؟ ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں؟"

وہ جھینپ کر بولی، اورحان دروازے سے ہٹا، آہستہ قدموں سے اس کی طرف آیا۔

"بس... سوچ رہا ہوں کہ اتنی خوبصورت لڑکی، اتنی پیاری خبر کے بعد، اب بھی یہ سب خود کرے گی؟"

میرال کی پلکیں اورحان کے استحقاق چھلکاتے الفاظ پر جھک گئیں، وہ ہیلز پہننے کو جھکی، لیکن اورحان نے آکر نرمی سے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"رہنے دیں... آج سے یہ بھی میں کروں گا"

وہ شرمندہ سا ہوئی۔

"اورحان؟"

اس کے لہجے میں حیرت تھی، لیکن اورحان کی آنکھوں میں شرارت اور بے پناہ محبت ہلکور رہی تھی۔ وہ فرش پر ایک گھٹنا ٹیک کر بیٹھ گیا، میرال نے بمشکل بیلنس کیا کہ اورحان نے اس کا پاؤں اپنی ہتھیلی پر رکھا۔

"کتنا نازک ہے آپکا یہ پیر... اور اب تو..."

اس نے سانس روکتے ہوئے کہا، نظریں ایک پل کو اس کے پیٹ پر گئیں جہاں ایک ننھی سی جان پل رہی تھی۔

"آپکے اندر نزاکتیں اتار دیں اللہ نے ہماری اولاد کی صورت"

اور پھر اورحان نے اس کا دوسرا پاؤں آہستگی سے اس ہیل میں سلا دیا، جیسے کوئی شہزادی کو تاج پہنا رہا ہو۔

"اور اب؟"

وہ اس کے ہاتھ تھامے کھڑا ہوا، اتنا قریب کہ میرال کے سانس الجھنے لگی۔

"اب لگ رہی ہیں آپ مکمل۔۔۔ میری... اور اب صرف میری"

اس نے شرارت سے اس کی ناک کو چوما۔

"اگر مما نے ڈنر نہ رکھا ہوتا تو میں آپکو باہر جانے نہ دیتا۔ باخدا آپ پر اپنا سارا پیار نچھاور کرتا"

اورحان نے اس کے کان کے قریب جھک کر سرگوشی کی، میرال نے ہنستے ہوئے اس کے سینے پر ہاتھ مارا۔

"بس کریں! ورنہ باہر سب کو شبہ ہو جائے گا کہ بیبی نیوز سے زیادہ کچھ اور چل رہا ہے یہاں"

وہ شرمائی سی بولی۔

"چل ہی تو رہا ہے، اور ابھی آگے چلے گا بھی... نو مہینے تک"

اور حان نے آنکھ ماری، اور میرال نے سر جھکا کر اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"چلیں... ورنہ مصطفی آجائے گا مجھے لینے"

وہ اسکے دھمکا رہی تھی۔

"تو آنے دیں، وہ بھی دیکھ لے کہ اس کی میاں ممی، ملکہ صرف میری ہیں"

وہ محبت سے چور بولا تو میرال نے باہیں اسکی گردن میں حمائل کیں اور گلے لگ گئی، اور حان نے بھی گرفت بے حد مضبوط کر لی۔

"مجھے بھی بہت پیار آرہا ہے اپنے بے بیز کے بابا پر"

وہ بھی جیسے شرم سے چور ہوئے بولی۔

"تو پیار کر لیتے ہیں۔ابھی ویسے بھی سب نہیں آئے۔ مصطفی بھی نہیں ہے۔یہ نیوز سیلیبریشن ہونی چاہیے ہماری ذاتی بھی"

وہ اسے بھرپور خود میں قید کرتے بہکا رہا تھا جیسے میرال اسے گاڑی میں بہکا رہی تھی۔

"آئی پرامس۔ڈنر کے بعد آپکی ہر خواہش سر آنکھوں پر ہوگی ابھی میں اتنا تیار ہوئی ہوں تو پلیز۔ مصطفی کو ایمن مما سنبھال لیں گی آج"

اور حان نے اسے پکڑے ہی روبرو کیا۔

"مکرنے نہیں دوں گا یاد رکھیے گا"

وہ اسکے جتانے پر شرمگیں سا ہنسی۔

"اوکے ناں۔۔بس کریں۔۔۔چلتے ہیں۔خود کو سنبھالیے مسٹر اورحان"

وہ بچارے کے اتنے ضبط پر بھی ہنس دی تو اور حان نے ہنسنے دیا اور جب دونوں ساتھ باہر آئے تو اجر اور باسل بھی آچکے تھے، دونوں نے باری باری مبارک دی، اجر نے زور سے میرال کو گلے لگا کر جبکہ باسل نے اپنے جگرو کو، ماہیل اور ایمن کی خوسی بھی دیدنی تھی، حرا تو مصطفی اور میکس کے ساتھ لگی تھی۔

"ہم بھی زرا خلیہ درست کر کے آتے ہیں پھر آپکو جوائن کریں گے۔ اگین بہت بہت مبارک ہو آپ دو کو۔"

اجر نے جاتے جاتے بھی مسکرا کر پیار سے مبارک دی اور وہ دو بھی روم میں چینج کرنے آئے۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی باسل نے دروازہ بند کیا، اور پلٹتے ہی اس کی نظریں سامنے کھڑی اجر پر ٹھہر گئیں، جو ابھی بھی میرال اور اور حان کو دی گئی خوشخبری کی مبارک پر مسکارہی تھی۔

"کتنی خوش ہو تم اجر سیال، جیسے تمہیں خوشی کی خبر ملی ہو۔"

باسل نے اس کا بازو تھاما، اور نرمی سے اپنے قریب کھینچ کر کیا، وہ اس خوبرو جناب کے سینے لگتی باسل کی جیلس ٹون پر بے ساختہ ہنسی۔

"تو کیا ہوا باسل ماہیل؟ میری بہن جیسی ہے وہ۔ خوشی تو میری بھی ہے۔"

وہ مسکراتا بولی، لیکن چہرہ ہولے سے سرخ ہونے لگا، کیونکہ باسل کا لمس کچھ زیادہ ہی نرم، کچھ زیادہ ہی خاص تھا جب وہ بنا کچھ کہے اسکی سانسوں سے سانسیں الجھاتا اجر کو ہر چیز بھلا رہا تھا، وہ کانپ بھی ایسے گئی جیسے پہلی بار باسل نے اسے یوں چھوا ہو۔

"بس، بہت ہو گئیں مبارکبادیں اب ذرا مجھے بھی مبارک دو۔ ایک ایسی بیوی ملی ہے جو سب سے پہلے دوسروں کی خوشی مناتی ہے، اور شوہر کو بعد میں یاد کرتی ہے۔"

وہ اسکی مکمل گرفت میں جکڑی ہنس کر اپنی کمزوری جو بگھڑے باسل کو تھما چکی تھی اب اسکا احساس باسل کی من مانیوں سے کپکپاہٹ بن کر اجر میں اتر رہا تھا، وہ سمجھ رہی تھی معاملہ گھمبیر ہے، وہ اسے چاہ رہا تھا۔

"باسل، باہر سب منتظر ہیں، ڈنر ہے"

وہ اسکی بے تابیوں سے گھبرا کر ہانپتی اسکے ہونٹوں پر ہتھیلی جما گئی۔

"تو میں بھی تو منتظر ہوں میرے سکون"

وہ اسکے بہت قریب آچکا تھا، اس کے بالوں سے کھیلتا باسل کا ہاتھ اسکی گردن کو چھورہا تھا جب کہ وہ دھڑک رہی تھی، اسکے سینے سے لگی، وہ اس کی سانسوں سے سانسیں چھوتا، جیسے پل میں اس کی ساری دنیا وہی بن چکی ہو۔

"بس کرو۔۔ابھی تم مجھے بے وقت پاگل مت کرو۔ جاو چینج کرو پھر میں شاور لیتی ہوں"

وہ بھرپور محبت نچھاور کرتے رکی اور موصوف کو خود سے زرا دور کرے سانس لینے کی اجازت دی۔

"پہلے ایک کام کر لوں، پھر جاؤں گا..."

باسل کے خمار میں رتی برابر کمی نہ آئی۔

"کیا؟"

وہ ہولے سے ڈرا سا منمنائی۔

"تمہارا چہرہ دل میں اتار لوں، بہت رلایا ہے تم نے مجھے اور خود بھی روئی ہو"

وہ یکدم ہی اداس ہو گئی۔

"کیا تم پھر روئے میرے لیے؟ مجھے تو لگا بس دیوداس بنے رہے؟"

اجر نے اسکا چہرہ اپنے مخملی ہاتھوں میں بھرا تو باسل نے بچوں کی طرح سر ہلایا۔

کسی نے ٹھیک ہی کہا تھا، جب مرد محبت کرتا ہے تو وہ بچہ بن جاتا ہے اور جب عورت محبت کرتی ہے تو بلکل ماں کی طرح خیال رکھتی ہے۔

باسل نے آہستہ سے اس کی ناک کو چوم لیا، پھر اس کے ہونٹوں کے کنارے، اور وہ پل جیسے دونوں کے بیچ ٹھہر سا گیا۔

"میری جان۔ دوبارہ ایسا مت کرنا"

اجر نے اسکا ماتھا ایڑیاں اٹھاتے چوما تو باسل خفیف سا مسکرایا۔

"میں یہاں بہکا ہوا ہوں اور تم لاڈ کر کے میرا موڈ سلا دو۔ واہ میرے سکون تمہارا یہ شفیق موڈ"

باسل نے منہ بگھاڑتے شکوہ کیا جبکہ یہ شکوہ جن ہونٹوں نے کیا، بیگم نے انکو بھی پیار دے کر ثابت کیا کہ وہ موڈ سلانے والی چیز نہیں۔

"تمہارا خیال کر رہی تھی۔ ناشکرے"

وہ یہ محبت جتا کر سرخ ہونے کے باوجود گھوری اور بس یہی لمحہ تھا جب باسل لٹ گیا۔

"ڈنر پر ہم بلکل ٹائم سے پہنچیں گے"

باسل کی آنکھوں میں غالب آتی طلب پر اجر نے مسکرا کر باسل کی جانب دیکھا۔

"تم مجھے مہکا دیتے ہو باسل۔ خود سے تمہاری خوشبو آتی رہی تو میں دنیا پر دھیان دے بھی نہیں سکتی۔ قید کر لو مجھے فورا"

وہ بھی باہوں کو اس شکاری کے گلے میں ڈال کر بتا چکی تھی وہ خوش خوشی اسیری پر راضی ہے اور پھر کچھ لمحے بس ان دو کے بیچ بہت ذاتی رہے، جس میں کسی دنیا یا زمانے کا دخل نہیں تھا، کچھ دیر تک وہ شاور لے کر بلیک میں ہی سج دھج چکا تھا جبکہ اسکی مہکی کوئین بھی شاور لے کر آچکی تھی، آج اسکا ڈریس باسل نے نکالا تھا۔

اجر کی آنکھوں میں جیسے خوشی کا سورج چمک رہا تھا، اسے اپنی قید اضافی بھائی تھی۔ وہ سفید باتھ روب میں، گیلے بال کندھوں پر پھیلائے، آئینے کے سامنے کھڑی اپنے عادی انداز میں خود کو سمیٹ رہی تھی۔ لیکن آج وہ کچھ خاص لگ رہی تھی۔

"کیا تمہیں اندازہ بھی ہے... کہ تم اس وقت کیا لگ رہی ہو؟"

باسل کی آواز گہری، دھیمی، اور مدہوش کن تھی۔ وہ آہستہ قدموں سے اس کے پیچھے آیا۔

"بیوی۔۔۔"

اجر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"نہیں۔۔۔ بیویوں کی اتنی معصوم شرارت نہیں ہوتی۔ یہ تو کوئی آفت ہے جو میرے ہوش چھیننے آئی ہے۔"

اس نے پیچھے سے بازو اس کے گرد لپیٹے، اور اس کے گیلے کندھوں پر ہونٹ رکھ دیے۔

"باسل۔۔۔ باہر سب۔۔۔"

وہ اسے وقت کا احساس اب بھی دلانا نہ بھولی تھی حالانکہ وہ خود بھی مدہوش تھی۔

"باہر سب ہوں گے لیکن اس وقت میرے اندر صرف ایک تم ہو۔"

اس نے اس کا چہرہ آہستہ سے آئینے میں اپنے چہرے کی طرف موڑا۔

"یہ چہرہ یہ آنکھیں، یہ بے باک نگاہیں۔۔ سب کچھ، صرف میرے لیے ہیں۔"

باسل نے اسکے گلاب گال کو چوما۔

"ایسا نہ ہو پھر دھر لیے جاو۔ اب تو ہوش میں آجاو"

اجر نے شوخی سے کہا، تو باسل نے قہقہہ لگایا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے، تمہارے وجود پر یہ سفید کپڑا میرے ضبط کا امتحان نہیں لے رہا؟"

وہ اب اس کے کان کے قریب سرگوشی میں بولا۔

"باسل۔۔۔"

اجر نے شرم سے رخ موڑا۔

"کیا' باسل'؟ تمہیں خود اندازہ ہے، تم کیا کر رہی ہو؟"

وہ اب اس کے سامنے آچکا تھا، اور اس کے ہاتھوں سے ٹاول لے کر، نرمی سے اسکے بال سکھانے لگا۔

"اتنے پیار سے مت چھوا کرو باسل ماہیل"

وہ اسے پیار سے ڈانٹ رہی تھی۔

"قید ہونے کا دل چاہے گا کیا پھر؟ میری قید دلکش ہے ناں میرے سکون؟"

وہ شرارت سے بولا اور انگلیاں آہستہ سے اس کے گریبان کے کنارے چھونے لگیں۔

"شرم نہیں آتی؟"

اجر نے ہنستے ہنستے اس کی انگلی تھامی۔

"محبت میں شرم کم اور جذبہ زیادہ ہوتا ہے، اور میرا جذبہ اب صرف تم ہو۔"

ابھی وہ اسکے مخملی کندھوں پر جھکنے ہی لگا کہ

بس اتنے میں فون بجنے لگا۔ باسل نے زچ سا ہو کر فون پاکٹ سے نکالا۔

"اس کال کو تو میں ابھی گولی مار دوں۔"

باسل نے دانت پیسے۔

"اٹھالو۔ضروری ہو گی"

اجر نے اس کے ہاتھ سے ٹاول لیتے فراغ دلی سے اجازت دی، کال واقعی اہم تھی کہ باسل کا موڈ یکدم بدلا۔

"میں آرہاہوں۔ تم وہیں رکو"

باسل نے پر اسرار انداز میں کہہ کر رابطہ منقطع کیا۔

"ریڈی ہو جاو تمہارے کپڑے نکال دیے ہیں۔ میں دس منٹ تک آتا ہوں۔ پھر نیچے ساتھ چلتے ہیں۔ مجھے اتنا اہم وقت دینے کے لیے تھینکیو مائی گریس فل لیڈی۔"

وہ اس کی پیشانی چومتا، بھیگے لبوں پر نرمی سے رکا، پھر اس کی باتھ روب کے کنارے سنبھالتے ہوئے ہولے سے مسکرا کر تاکید ابولا تو وہ بھی لجائی سی شرما کر سر ہلا گئی اور اپنے کپڑے اٹھا کر چینج کرنے بڑھی جسکے بعد باسل بھی اجلت میں ہی کمرے سے نکلا تھا، سیڑھیاں اترے نیچے سبکو دیکھتے اک سمائیل

دی اور اشارے سے آنے کا کہہ وہ وہیں سے باہر نکلا مگر گھر سے نکلنے کے بجائے وہ ماہیل پیلس کے بیک سائیڈ ہی بنی اوپن جگہ کی طرف گیا، کوئی وہیں باسل کا منتظر تھا۔

جیسے جیسے وہ قریب گیا، دونوں کے بیچ کا منظر صاف ہوتا گیا، ماتھے پر گہرے کٹ پر لگا بینڈ تیج اور چہرے پر ہلکے نیل بتا رہے تھے کہ سامنے والے نے باسل ماہیل کا دیا مشن پورا کر دیا ہے، لیکن اس پر ہوئے تشدد کی کوئی شکائیت کوبرا کی آنکھوں میں نہ تھی۔

"تم ٹھیک تھے باسل، کنگ مجھ تک پہنچا اور میں نے اسے ہر وہ تفصیل دی جو تم نے دینے کو کہی تھی۔ اس کوٹھے کی مالکن نے بھی سارا سچ کنگ کو بتا دیا اور یہ بھی کہ حاشر واقعی مر چکا ہے۔ اور کنگ بیوقوف کا بچہ۔ ہمارے جال میں پھنس چکا ہے۔ یہ رہا اسکا پلین۔ سب ہاتھ لگ گیا میرے"

اک فائیل جس میں کچھ پلان پرنٹس تھے، کوبرا نے باسل کی طرف بڑھائے، باسل نے وہ فائل لی جس میں کنگ سکے ساتھ کیا کیا کرنے والا ہے سب درج تھا۔

"گریٹ۔ لیکن زیادہ زخمی لگ رہے ہو تم۔ پراپر ٹریٹمنٹ لیا تم نے؟"

باسل نے اسکی طرف فکرمندی سے دیکھا۔

"میں کچھ زیادہ ہی ٹھیک ہوں۔ یہ زخم معمولی ہیں۔ اب کنگ کے سامنے ڈرامہ کرنے کی اتنی تو سزا بنتی ہے۔ کیا چیز ہے ہمارا وہ چچا"

کوبرا کے منہ سے ہمارا چچا سنے جیسے وقت رکا، اس وقت باسل اور کوبرا آمنے سامنے تھے، دونوں کی آنکھوں میں معنی خیز سی مسکراہٹ تھی، باسل نے آگے بڑھ کر اسے پوری قوت سے گلے لگایا جبکہ کوبرا کی گرفت بھی ویسی ہی گرم جوش تھی۔

"تم ہمیشہ کہتے تھے حاشر تم ناکارہ ہو۔ لیکن آج دیکھو۔ سب سے کام کے بندے تو تم نکلے۔ تم نے میری اور عمار کی اس جنگ میں بیک بون کا کام کیا۔ کنگ کو اسی کے جال میں پھنسانے والا ناکارہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ سب ختم ہو تو ہمارے پاس واپس آجانا۔ میں یہ نہیں سنوں گا کہ تم فیملی میں اب بھی نہیں رہنا چاہتے کیونکہ تم اک دن مر

جاوگے۔ تم نہیں چاہتے تمہیں کوئی روئے لیکن اس سے پہلے ہم ساتھ بہت سا مسکرا کر تمہیں سنبھالنا چاہتے ہیں"

حاشر نے اب بھی سالوں پہلے والی دلسوز مسکراہٹ دی، وہ عمار سے تھوڑا بڑا تھا لیکن کافی حد تک اس جیسا ہی لگتا تھا، بس آنکھوں کے نیچے حلقے تھے، وہ ایک ایسی مورثی بیماری کا شکار تھا جس میں جب تک بلڈ لگتا، اسکا اندر کام کرتا، حاشر کا جگر پیدائش سے خون نہیں بناتا تھا، اسی وجہ سے وہ آج تک الگ تھلگ رہا اور جب اسکی بظاہر موت پیپرز میں ڈیکلیئر ہوئی تب ایمن اور

ماہیل نے حاشر کو ایمن کی خالہ ہاجرہ صاحبہ کے پاس بھیج دیا، ان دنوں وہ بیمار بھی بہت تھا اور پھر کچھ سال وہ انہی کے پاس رہا۔

"ہاجرہ نانو کے پاس چلا جاوں گا۔ تم سمجھتے ہو ناں مجھے، فورس مت کرنا باسل۔ میں نہ کسی کو خود سے اٹیچ کرنا چاہتا ہوں نہ خود ہونا چاہتا ہوں"

حاشر نے سر جھکاتے ریکوسٹ کی، وہ اپنی زندگی کے لیے بلکل امید افزاء جذبات نہیں رکھتا تھا لیکن اگر دیکھا جائے تو ایک صحت مند آدمی کی زندگی بھی اتنی ہی بے یقین ہوتی ہے جتنی ایک تھیلیسیمیا مریض کی تو اسکی یہ منتق باسل ماہیل کے آگے بلکل رد تھی۔

"میں انھیں بھی یہیں لے آوں گا۔ دیکھو مجھے چیلنج مت کرو بھائی"

باسل بھی تو ڈھیٹ تھا لیکن شاید وہ اس بار بھی حاشر سے لڑ نہیں سکتا تھا۔

"باسل۔۔ میں لوٹ آیا تو بابا کی زندگی میں مشکل آجائے گی۔ انھیں میرا سچ اپنی بیوی کو بتانا پڑے گا۔ اس پلان میں یہ بھی درج ہے کہ کنگ یہ سچ ماہا

سیال تک پہنچائے گا۔ تم اسے روکو۔ وہ پہلے ہی ساری زندگی تبریز سیال کی وجہ سے ڈر کر جی ہیں۔ انکے پاس یہ اکلوتا مان ہونا چاہیے کہ رحمان سیال صرف انکے ہیں۔ میں نے اپنی ماں کو نہیں دیکھا لیکن اگر ماہا سیال کو بھی کوئی تکلیف مزید ہوئی تو مجھے ویسی ہی تکلیف ہوگی جو اپنی سگی مما کو درد میں دیکھ کر ہوتی۔ اور سنو۔ اگر کبھی یہ سچائی کھل بھی گئی تو تم ماہا سیال کو ایک بات ضرور بتانا کہ بابا اور مما کا نکاح ان سے پہلے ہوا تھا، انھیں میری ماں پر ترس آیا تھا۔ وہ روئی تھی بابا کے آگے کہ وہ یہ زندگی نہیں جینا چاہتیں، اور وہ انکے بڑے مداح تھے، ایک ہی حل سوچ سکے نکاح کا۔ ورنہ انکے دل میں ہمیشہ ماہا تھیں۔ مما کی ڈائری پر یہ سب درج ہے۔ جب میں پیدا ہونے والا تھا تب کی ڈائری بھی موجود ہے جس میں وہ شدید تکلیف میں تھیں، اور کیا تم وجہ جاننا چاہو گے باسل؟"

حاشر رکا تو باسل نے فوراً سر ہلایا جیسے آگے جاننا چاہتا ہو۔

"وہ اس لیے تکلیف میں تھیں کہ انکی وجہ سے رحمان سیال اپنی محبت کو اپنا بیٹا وجود دینے پر مجبور ہوئے تھے۔ میری مما نے بابا سے عقیدت کی حد تک عشق کیا تھا اور عشق ایسا ہی ہوتا ہے۔ ہاں جس دن ماہا سیال اور رحمان سیال کے بیچ ہر دوری، ہر تکلیف ہر ٹنشن ختم ہو جائے گی تب میں ایک بار ان کے سامنے ضرور آوں گا۔ ابھی مجھے انکی زندگیوں سے مزید غائب رہنے دو باسل۔ یہ میری بھی خواہش ہے اور یہی انکی بہتری بھی ہے"

حاشر کے ہر لفظ نے جیسے باسل کو باندھ سا دیا، وہ چاہ کر بھی کچھ کہنے کے قابل نہ رہا۔

"عمار۔ اس سے بھی نہیں ملو گے حاشر؟"

باسل نے اک آزردہ سی التجاء کی۔

"اسے بھی یہی پتا ہے تم مر چکے ہو۔"

باسل نے مزید بتایا تو حاشر مسکرایا۔

"اسکے سامنے جلد آوں گا۔ کنگ کو انجام تک پہنچانے میں، تم سبکے ساتھ ہوں باسل"

حاشر نے اسے اپنے ساتھ کا پورا یقین دلایا تھا۔

"تب تک میرے فارم ہاوس چلے جاو۔ عمار نے ڈنر بھی بنا کر فریز کر دیا ہے، وہ اب بھی کمال کا کھانا بناتا ہے تو کھاتے ہوئے سوچنا مت۔ وہ یہیں رہے گا آج۔ کل کنگ کا خاتمہ کرتے ہیں۔ اس سے پہلے تمھیں آرام کی ضرورت ہے۔ جاو شاباش"

باسل نے اسکی گال تھپک کر یہ جو تاکیدیں کیں اسے موصوف چاہ کر بھی نہ جھٹلا سکے۔

"جو حکم باس"

کوبرا بن کر وہ جب مسکرایا تو باسل بھی ہنس دیا لیکن اس ہنسی میں بے پناہ انس تھا۔

"تھینکیو ہر چیز کے لیے۔ تمہیں تمہارا اصل مقام ضرور ملے گا اور تمہارا وجود کسی کی تکلیف کا باعث نہیں ہو گا حاشر کیونکہ اللہ نے تمہیں بے مقصد پیدا نہیں کیا تھا۔ تمہاری ایک الگ اہمیت اور ویلیو ہے جو بہت جلد ہر دل میں موجود ہو گی۔ خیال رکھنا اپنا"

باسل نے یہ تو نہیں کہا تھا کہ وہ اسے یہ اہمیت دلائے گا لیکن وہ جانتا تھا اپنی دونوں سوئیٹ سی فیملیز کو، وہ لوگ اتنے پیارے تو تھے ہی کہ اپنے خون کو فوری دل سے لگا لیتے۔

"تم کمال ہو۔ تمہارے ساتھ سینئیر ہوتے ہوئے جونئیر بن کر کام کرنا بھی باعث فخر رہا میرے لیے۔ اور ہاں نانو کا ایک جلالی میسج دینا تھا تم سبکو۔ وہ تم سب سے بہت ناراض ہیں۔ تم لوگ انکے بلانے پر ابھی تک انکے پاس نہیں گئے۔ تو اسکا بھی دیکھ لینا بھائی"

حاشر نے اب کی بار تو بلکل قاصد والی حرکت کی جس پر باسل نے تھوڑا افسوس سے سر ہلایا، لیکن یہ سب ختم ہوتے ہی وہ لوگ اس ٹرپ پر ضرور جائیں گے، یہ عہد باندھ لیا گیا تھا۔

حاشر نے اجازت طلب کی اور اک نظر ان دو خوبصورت گھروں کی عمارتوں پر ڈالتا باہر نکل گیا، باسل نے وہ فائیل وہیں پھینک دی جبکہ اس میں سے پلان والا پیپر نکال کر اپنے فون کے کور کے پیچھے فولڈ کر کے رکھا اور واپس ماہیل پیلس آیا تو میرال کے امی بابا اور ایک بھائی بھی آچکے تھے، مبارکباد کا سلسلہ شروع تھا تو وہ بھی جا کر اپنی حسینہ کو لے آیا، اب اسے بس عمار کا انتظار تھا تا کہ یہ خوشیاں مزید سہانی ہو جائیں۔

رحمان سیال اور ماہیل انجم ساتھ ہی تھے جب باسل نے بھی انکو جوائن کیا، ماہیل تو مہمانوں کو بھی کمپنی دینے چلے گئے تو باسل نے بھی رحمان سیال کے پاس بیٹھے انھیں عمار کے آج آنے کا بتا کر سرپرائز کر دیا۔

"کیا سچ میں۔۔۔ل۔ لیکن ماما پہلے ہی تھوڑی ڈسٹرب ہے باسل"

باسل یکدم ٹھٹکا۔

"کیا ہوا ماما آنٹی کو بڑی؟"

باسل کو پریشانی گھیر گئی کہ کہیں کنگ نے وار تو نہیں کر دیا، اور یہی تو ہوا تھا، کمینے نے آخری کام پہلے کر دیا تھا۔

"پتا نہیں۔ بہت زیادہ ڈری لگی۔ کہہ رہی تھی ڈنر کے بعد بتاوں گی۔ مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے"

رحمان سیال کی آواز میں واضح خوف ہلکور رہا تھا۔

"آپ ٹنشن مت لیں بڑی۔ خیریت ہو گی۔"

باسل نے انکا ہاتھ تھامے جیسے نرمی اور محبت سے حوصلہ دیا اس پر وہ تو حوصلہ کر گئے لیکن اجر یہ دیکھ کر بے سکون تھی، وہ مصطفی اور حرا کے ساتھ

بیٹھی میکس سے مل رہی تھی جو سب سے بہت مانوس محسوس ہو رہا تھا، باسل نے کچھ دیر بڑی کے ساتھ ہلکی پھلکی باتیں کیں پھر عمار سے پہنچنے کے بارے پوچھنے کو کال کرنے کو وہ اٹھ کر گیا تو رحمان سیال، آکر اجر کے پاس بیٹھے، حرا، مصطفی اور میکس وہاں سے چلے گئے کیونکہ مصطفی ٹک کر بیٹھنے والی چیز جو نہ تھا۔

"کیسا ہے میرا بچہ۔ تم تو جب سے اے ایس پی بنی ہو۔ نظر ہی نہیں آئی؟"

اجر نے رسماسی سمائیل دیتے سر ہلایا۔

"بس کام ہی بہت ہے، بزی رہتی ہوں"

اجر نے ارد گرد نظریں دوڑاتے نہایت رسان سے جواب دیا جبکہ وہ اجر کی ناراضگی محسوس کر سکتے تھے۔

"پھر بھی۔ بابا کو الگ سے ٹائم دینا چاہیے تھا تمہیں۔ بابا کی پرنسیز"

وہ جان بوجھ کر شوخ مسکرائے پر اجر کا چہرہ بلکل ہر احساس سے عاری تھا۔

"پرنسیز؟ بابا میں ایسے الفاظ کی عادی نہیں ہوں"

وہ لہجے کو تلخ کرنے سے روک نہ سکی، کتنی دیر تو رحمان سیال اسکے پھیرے چہرے کو دیکھتے رہے، یہاں تک کہ آنکھیں دھندلانے لگیں۔

تم ناراض ہو مجھ سے؟"

بہت دیر بعد وہ کچھ کہہ سکے، وہ آنکھوں کے سارے آنسو چھپا کر ہنس پڑی۔

"ن۔۔ نہیں۔ کس نے کہا۔ جسے ناراض ہونا چاہیے تھا وہ لاڈیاں کر رہا ہے آپکے ساتھ۔ پہلے سے زیادہ پیار جتا رہا ہے۔ میری جرت کہ میں اسکی کوئی لڑائی لڑنے کا سوچوں بھی"

اجر نے بابا کی طرف اب بھی نہ دیکھا، یہ بات رحمان سیال کا سینہ مٹھی میں بھر کر بھینچ گئی۔

"م۔ میں نے زیادتی کسی اور کے بچے سے کی۔ کھو اپنی بیٹی دی۔ مجھے پتا ہے تم نے ایک بار بھی مجھ سے دوبارہ حساب نہیں مانگا لیکن تمہاری یہ چپ اور بے اعتنائی مجھے سب بتا رہی ہے۔ میرے بابا ہونے کا لحاظ کر رہی ہے میری بیٹی ورنہ اسکے اصولوں میں گناہگار کی سزا کم ہونا درج نہیں۔ پھر مجرم وہ خود ہی کیوں نہ ہو"

اجر نے سب سنا پر فوری کچھ نہ کہا اور انکے پاس سے اٹھ کھڑی ہوئی، رحمان سیال نے تڑپتی نگاہیں اٹھا کر اجر کو دیکھا۔

"جب اس نے معاف کر دیا۔ سمجھیں اجر سیال نے بھی کر دیا۔ باسل سے میرا ظرف بہت کم سہی لیکن اسکی بیوی ہونے کے بھی اب کچھ اصول ہیں"

وہ نرم سا مسکرائی لیکن یہ طے تھا اس نے بابا کو خاص سے عام کر دیا تھا، اور یہ آسان فیصلہ نہ تھا، وہ اٹھ نہ سکے، کیونکہ انھیں پتا تھا، وہ جو فیصلے لیتی ہے ان پر ہر صورت قائم بھی رہتی ہے۔

"م۔ مطلب میں نے اپنی بیٹی واقعی کھو دی ؟"

وہ بیٹھے بیٹھے اذیت سے پکارے تو اجر اک پل کو رکی، باسل کال کر کے واپس آیا تو اسکی نظر اجر اور رحمان سیال پر گئی۔

"میں آپکا خون ہمیشہ رہوں گی۔ لیکن سمجھ لیجئے گا تھوڑا سفید ہو گئی ہوں۔ میں ناراض نہیں ہوں آپ سے۔ میں بس ان رشتوں سے تھک گئی ہوں جنھیں میں نے اک عمر گھسیٹا صرف اس لیے کہ انھیں اپنا سمجھا تھا۔ آپ نے جو بھی کیا اپنی جگہ ٹھیک کیا لیکن میں مکمل معاف کرنے میں بہت بری ہوں بابا۔"

وہ اپنے آنسو چھپاتی وہاں سے باہر نکلی تو باسل نے اسے بھی جاتے دیکھا اور اس کے جانے کے بعد جو تکلیف اس نے رحمان سیال کی آنکھوں میں دبتی دیکھی وہ بھی جھٹلانے والی نہ تھی۔

..____________________..

وہ سیال حویلی سے بیس منٹ کے فاصلے پر رکے تھے کیونکہ رملا کو ہوش آگیا کہ اسے گفٹس لینے ہیں، پھر ساتھ عمار ہے تو اسی کی جیب ڈھیلی کرے یہ بھی شوق چڑھا تھا، عمار نے بھی کوئی اعتراض نہ کیا جبکہ ڈرائیور نے گاڑی مال کی پارکنگ میں روک دی تھی جسکے بعد وہ مال گئے جہاں رملا نے مصطفی کے لیے کچھ کھلونے لیے جبکہ میرال اور حان دونوں کے لیے ایک کسٹمائز باسکٹ بنوائی جس میں کافی چیزیں تھیں، مین اور وومین کافی چیزیں جن میں لیڈی پرفیوم، باڈی سپرے اور گرلی تھینگز تھیں جبکہ اور حان کے لیے شیونگ سے ریلیٹڈ کٹ بھی ایڈ تھی، بہت سی کیوٹ چیزیں بھی تھیں جو پیرنٹس بننے والے کپل کو دی جاسکتی تھیں۔

"آپ کو کچھ چاہیے عمار؟"

رملا نے یوں بڑے دل سے شوہر صاحب کو آفر کی جیسے وہ اپنے پلے سے خرید کر دینے والی ہے۔

"شکریہ۔ مجھے اپنے ہی پیسوں سے گفٹ لینے کا کوئی شوق نہیں"

عمار نے منہ پھلایا تو وہ ہنسی۔

"ابھی میری سٹڈیز چل رہی ہیں۔ جب کچھ بن جاوں گی، اپنا کماوں گی پھر اپنے پیسوں سے بھی لے دوں گی کنجوس۔ بندہ امیجن ہی کر لیتا ہے کہ پیسے بیوی کے ہیں"

وہ آگے سے ناک چڑھا کر اتنا لمبا لیکچر دے گئی، آخر عمار کا قصور ہی کیا تھا کہ بچارے نے اپنے پیسوں سے گفٹ لینا رد کر دیا۔

"پتا نہیں تمہاری زبان بند کیسے کی جا سکتی ہے۔ کوئی تو فارمولا نکالنا پڑے گا"

وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑایا تو رملا بھرپور طور پر متوجہ ہوئے دانتوں کی نمائش کرتے کرتے اپنے ہنڈسم جانو کو دیکھنے لگی۔

"مجھے نہیں پتا تھا جو انسان چڑ تا ہے، ڈانٹتا ہے، انسلٹ کر تا ہے۔ وہ کبھی محبت سے اک قدم بڑھائے گا تو کیسا لگے گا"

وہ اسکے روبرو ہوئی لیکن عمار بلکل سنجیدہ تھا، وہ اسکے کندھے سے نادیدہ دھول جھاڑتی مسکرائی، میڈم کا مکمل ہوش لوٹ آیا تھا۔

"وہ محبت نہیں تھی۔ وہ بس اک نرمی تھی"

عمار نے اس سے نظریں سی چرائیں۔

"کسی دن پورا مجھے اپنا بنا کر بھی آپ یہی کہیں گے۔ نہیں رملا۔ وہ اپنا بنانا نہیں۔ وہ تو لاڈ تھا۔ جو کر لیتے ہیں اسے مانا بھی کریں۔ ایسے آپکی محبت میں مزید ڈوب جاوں گی۔ آپ نہیں چاہتے میرے محبوب بنے رہنا عمار سیال"

وہ گہرا مسکراتی ساتھ آنکھوں سے اس پہلے سے الجھے شخص کو مزید الجھاتی خوبصورت لگ رہی تھی۔

"نہیں۔سچ پوچھ تو میں محبوب میٹریل ہوں ہی نہیں۔چل لے گفٹس۔دماغ مت کھا"

عمار نے اسے اپنی طرف سے دھیان پرے کرنے کا کہا پر وہ اپنے لیے جو خریدنے والی تھی اسے

دیکھ کر عمار کو دل کا دوڑا پڑنا فطری تھا کیونکہ وہ سپیشل شب کا سامان تھا جس طرف بڑھ چکی

تھی۔

"میری شرٹ میں گھومنے والی بے باک بیوی۔ان چونچلوں کی ضرورت نہیں تجھے۔"

عمار نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اس فضول شاپ میں گھسنے سے بروقت روکا تو وہ اسکی بات پر تھم گئی۔

رملا کے چہرے پر پہلے تو ایک مصنوعی حیرت ابھری، جیسے عمار کی بات اسے بہت چونکا گئی ہو، پھر وہ زور سے ہنسی، وہی چلبلی، نٹ کھٹ ہنسی جو عمار کے اعصاب کو ہمیشہ ہلا دیتی تھی۔

"تو مطلب آپ کو پتا تھا میں کس شاپ میں جا رہی ہوں؟"

اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے شک سے عمار کو گھورا، جواب نظریں چرا رہا تھا۔

"میں پاگل ہوں کیا جو تجھے اس شاپ سے یہ نائٹیز لینے دوں؟ کیا کروں گا میں تیری اتنی بے باکی کا؟ مطلب تو ان سب کے بنا بھی بمب ہے"

عمار نے بڑے جبر سے دانت پیسے، پر رملا کو اس میں ایک عجیب سی بے بسی نظر آئی، جیسے وہ خود اپنے جذبات کے ہاتھوں مجبور ہو لیکن زبان مزید چپ رہنے کے قابل نہ رہی ہو۔

"کیا کریں گے؟"

رملا اس کے اور قریب ہوئی، چہرہ عمار کے بالکل سامنے لا کر سرگوشی کے انداز میں بولی۔

"میری بے باکی سے ڈر لگتا ہے؟"

عمار نے سختی سے نظریں چرا کر رخ موڑ لیا۔

"ڈر نہیں لگتا، تجھے نہ ڈرا دوں، یہ فکر ستاتی ہے۔ دماغ خراب ہونے لگتا ہے"

اس کی آواز میں دبی دبی بے بسی اور جذبات کی گونج تھی۔ رملا پل بھر کو خاموش ہوئی، جیسے کچھ سوچا، پھر اچانک عمار کا بازو پکڑ کر اسے شاپ کے شیشے والے دروازے کی طرف کھینچا۔

" چلیں، اندر چلتے ہیں۔۔۔ آپ خود سلیکٹ کر دیں، کون سی نائٹی میں آپ کا دماغ کم خراب ہو گا۔"

عمار کا رنگ سرخ پڑ گیا، جیسے کسی نے اس کے ضبط کی طنابیں کھینچ لی ہوں۔

"رملا۔۔۔ باز آجا۔۔۔ میں یہاں شوہر بن کر ساتھ آیا ہوں، مجرم بن کر نہیں جانا چاہتا۔ چپیڑ کھا بیٹھے گی مجھ سے"

عمار نے اس کے ہاتھ سے اپنا بازو نکالنے کی کوشش کی مگر رملا نے مضبوطی سے تھام رکھا تھا۔

"اور میں تو آپ کے عشق میں مجرم بننے کو بھی تیار ہوں، آپ چاہیں تو قیدی بنالیں۔۔۔ نائٹ میں، یا شرٹ میں، میں تو صرف آپ کی ہوں۔"

وہ شرارت سے جھک کر بولی اور اتنے زور سے ہنسی کہ عمار کی حالت غیر ہو گئی۔ پھر وہ خود ہی اسکی بازو چھوڑ کر آگے بڑھی، اور شیشے والے دروازے پر ہاتھ رکھ لیا۔

"چلیں نہ شوہر جی۔۔۔ دیکھتے ہیں آپ مجھے کس رنگ میں برداشت کر سکتے ہیں!"

عمار نے آنکھیں میچ کر ایک گہرا سانس لیا، پھر سر جھٹک کر خود کو کمپوز کیا۔

"یہ لڑکی میری جان لے کر ہی چھوڑے گی۔۔۔"

عمار اس کے ساتھ شاپ کے اندر داخل ہوا تو چاروں طرف نرم روشنی، سلک، لیس اور رنگ برنگی نائٹیز کی قطاریں تھیں۔ رملا نے ایک نائٹی اٹھا کر شرارت سے اس کے سامنے لہرائی، اتنی ہلکی کہ عمار نے فوراً نظر چرا لی۔

"یہ کیسی لگے گی مجھے، شوہر جی؟"

رملا نے نرمی سے کہا، اور وہ کپڑا اپنے کندھے سے لگا لیا، جیسے پہنے ہوئے ہو۔

عمار نے ایک پل کو آنکھیں بند کیں، جیسے خود کو کنٹرول کرنے کی پوری کوشش کر رہا ہو۔ پھر اگلے ہی لمحے، اس نے رملا کا بازو تھام کر اسے تھوڑا قریب کیا، جس ایریا میں وہ کھڑے تھے وہاں آس پاس کوئی بھی نہ تھا۔

"رملا سیال... تو خود اک بمب ہے، تجھے کسی نائٹی، کسی چھوٹے کپڑے کی ضرورت نہیں مجھے بہکانے کو۔"

عمار نے اپنی لہو آشام نظریں اس کی آنکھوں میں گاڑتے ہوئے دھیرے مگر گمبھیر لہجے میں وارننگ دی۔

رملا کی آنکھیں پھیلیں، دھڑکن تیز ہوئی۔

"اور یاد رکھ... جب وقت آیا ناں، تو میں ایک سیکنڈ بھی نہیں لگاؤں گا تجھے اپنی بانہوں میں پھر بھرنے میں، سوچ اپنی حالت جب ہوا نکل گئی میرے گلے لگانے پر، مت سختی بلا اپنی بے وقت۔ میں ایک بار بگھڑا تو پھر نہ تیرا شرمانا تجھے یاد رہے گا نہ بہکانا اور بھاگنا کیونکہ سیال جب بہک جائے ناں تو مکمل بہکتا ہے۔"

رملا کا رنگ اسکی اتنی ساری معنی خیز دھمکیوں پر سرخ ہو گیا، گال دہکنے لگے، نظریں زمین پر اور دل آسمان پر اُڑنے لگا۔

"تو میں یہ سمجھ لوں کہ آپ مجھ سے دور میرے لیے ہیں۔ مجھے وقت دے رہے ہیں۔ مجھے خود سے بچا رہے ہیں۔ میں مان لوں یہ میری فکر ہے نہ کہ مجھ

سے دور رہنے کی آپکی خواہش۔۔۔بس اتنا بتا دیں عمار۔ میں اپنی حدوں کو واپس پکڑ لوں گی۔"

عمار نے ایک لمحے کو آنکھیں بند کیں، جیسے رملا کی بات اس کے ضبط کے آخری کنارے پر آ کھڑی ہو۔ پھر آہستگی سے اس کی ٹھوڑی تھامی، اور اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔

"رملا..."

اس کی آواز گہری، دل کے کہیں بہت قریب سے نکلی تھی، وہ پوری جان آنکھوں میں لے آئی۔

"یہ جو تُو ہے ناں، میری حدوں کی بھی آزمائش ہے، اور میری خواہش کی معراج۔"

وہ لمحہ بھر کو رک کر اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا، جہاں معصومیت کے ساتھ ساتھ اعتماد کی روشنی تھی۔

"میں تجھ سے دور نہیں بیوقوف، صرف تیرا ہاتھ مضبوطی سے تھامنے سے پہلے... اپنی مہلک دنیا کو تیرے لیے محفوظ بنا رہا ہوں۔ سمجھ اس بات کو"

رملا کی پلکیں تھرکیں، آنکھوں میں نمی سی چمکی۔

"تو یہ جو ہر بار مجھے دور کر دیتے ہیں، یہ بھی۔۔۔؟"

اسکی آواز خفیف سی لرزی۔

"یہ بھی میری آرزو ہے، سخت خول میں لپٹی اک اچانک جنم لیتی پر زور خواہش، لیکن تیرے لیے ہے۔ اگر میں تجھے چھو لوں، اپنا بنا لوں... تو تجھے خود سے کبھی الگ نہ کر پاؤں گا"

عمار نے اس کا ماتھا اپنی پیشانی سے لگایا، آنکھیں بند کیں۔

"میں وقت لے رہا ہوں تا کہ اس وقت، جب تو میری ہو، تو کوئی وسوسہ، کوئی تردد باقی نہ رہے۔ نہ میرے دل میں، نہ تیرے مقدر میں۔"

رملا کی آنکھ سے ایک خاموش آنسو نکلا، وہ روتی ہنس دی۔

"تو پھر وعدہ کریں۔۔۔ کہ جب وہ وقت آئے گا، تو آپ مجھے میرے سب انتظار کا صلہ دیں گے... میرے سارے خواب، بغیر مانگے سچ کریں گے۔"

عمار نے مسکرا کر اس کی آنکھوں کی جانب دیکھا، تھوڑا سا پبلک پلیس کے سبب فاصلہ بنایا پھر دھیرے سے سر ہلایا۔

"وعدہ ہے... رملا سیال... ایک وقت ایسا ہو گا، جہاں صرف تو ہو گی اور تیری ہر ادا کا جواب میں دوں گا... محبت سے، جنون سے، اور سب کچھ مکمل ہونے کی شدت سے۔"

رملا نے ایک گہری سانس لی، اور نائٹ جو ہاتھ میں تھی واپس ریک پر رکھ دی۔

"پھر مجھے نائٹی کی ضرورت نہیں، مجھے صرف وہ وقت چاہیے... جس میں آپ صرف میرے ہوں گے"

عمار نے اس کا ہاتھ تھاما، اور نرمی سے شاپ سے باہر لایا اور شکر کی سانس لی یہ چڑیل قابو آئی۔

"اور وہ وقت... تیری خواہش سے زیادہ سخت ہو گا تجھ پر رملا"

رملا نے ٹھٹھک کر ساتھ چلتے جن کو دیکھا جسکی آنکھوں میں اب وہ سختی اور شدت تھی کہ رملا کا پورا وجود کپکپا سا گیا۔

"حسین چ۔۔چاہیے وہ وقت مجھے عمار"

وہ روہانسی ہوئی۔

"مجھے دیکھ غور سے۔ حسین کے بجائے سخت زیادہ مناسب نہیں؟"

عمار نے فخریہ انداز میں کالر جھاڑا تو رملا کا دل کیا اس کولڈ آدمی کا سینہ آگ لگا کر ہی دہکا دے ویسے تو انٹارکٹکا ہی رہنا تھا، یہ تو طے ہے۔

"آپکا ک۔۔کچھ نہیں ہو سکتا عمار"

وہ دانت پیس گئی، بچاری نائٹ بھی نہ لے سکی تھی اور پاگل بن کر عمار کی باتوں میں بھی آگئی۔

"کچھ کرنے کی کوشش بھی نہ کر پھر۔۔۔۔ چل اب۔۔۔ڈرامے باز"

عمار نے اسے آگے کو دھکیلا جس پر وہ کاٹ کھاتا گھوری لیکن بہر حال اسے عمار ایسے بھی جان سے پیارا تھا۔

..________________________..

"تم یہاں کیوں آگئی اجر؟"

وہ باہر آیا تو اجر پورچ سائیڈ بنے ایریا میں واک کر رہی تھی، باسل کو آتا دیکھ رکی جبکہ اسکے سوال پر نظریں سی چرائیں۔

"بھائی کا ویٹ کر رہی تھی۔ پتا نہیں کہاں رہ گئے یہ دونوں۔ اکیلے انکو چھوڑ آئے تھے۔ ایسا نہ ہو لاشیں بچھائے لڑ رہے ہوں۔ تم کال تو کرو"

اجر کی فکر پر باسل مسکرایا اور فون سکرین سامنے کیے عمار کا میسج دیکھایا۔

"ہم دس منٹ تک پہنچ رہے ہیں"

اجر کو کچھ حوصلہ ہوا لیکن وہ باسل کی گہری نظروں سے بچ نہیں سکتی تھی۔

"بابا سے کیا بات ہوئی تمہاری؟"

باسل نے اسکی ٹھوڑی ہاتھ بڑھا کر تھامے چہرہ اٹھایا تو اجر کی آنکھوں میں خفیف سی اداسی چھا گئی۔

"کچھ خاص نہیں۔ بس پوچھ رہے تھے کیا میں ناراض ہوں۔"

اجر کی آواز میں یاسیت کا دباو تھا۔

"اور تم نے کیا کہا اجر؟"

باسل اسے نظریں چرانے نہ دیتا، اسکا چہرہ ہنوز اٹھائے تھوڑا مزید قریب ہوا۔

"میں کیا کہہ سکتی ہوں۔ وہی کہا جو سچ ہے۔ اب وہ میرے اچھے بابا نہیں ہیں"

اجر نے باسل کا ہاتھ پکڑ کر ہٹایا اور دو قدم آگے جا کر رکی غیر مرئی نقطے پر نگاہیں جمالیں۔

"ایسا نہیں کہتے۔ انہوں نے مانا بہت زیادتیاں کی ہیں لیکن انکی نیت کسی بھی معاملے میں بری نہیں رہی۔ تمہیں پتا ہے میرے ساتھ انہوں نے جو کیا وہ بہت برا سہی لیکن شاید وہیں بہتر تھا۔ میں عمار کے نام کو اپنی معصوم اور اکلوتی شخصیت کے ساتھ کبھی سنبھال نہ پاتا۔ اب تو میں ٹھیک بھی ہو چکا ہوں۔ اب تم انکو یہ سزا مت دو۔ ان سے بھلے بہت غلطیاں ہوئیں لیکن انکا دل بہت نرم ہے۔ جتنی تکلیف انہوں نے اپنے بچوں کو دی، یقین کرو دگنی انہوں نے جھیلی۔ ادھر دیکھو۔ تم ایسی نہیں ہو اجر، تم زبردستی مت کرو خود کے ساتھ۔ وہ اس عمر میں تمہارا دور ہونا برداشت نہیں کر سکتے۔ وہ اور

بابا بھلے جتنے بھی جوان بنتے پھریں لیکن اب بوڑھے ہو گئے ہیں۔ اور اس عمر میں والدین کو بچوں کی سب سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے"

اجر نے اسکی ہر بات سنی، آنکھیں جیسے تاریک آسمان کا کوئی سب سے اکیلا حصہ معلوم ہوئیں۔

"ان پر چینخ نہیں سکی۔ انکا گریبان پکڑ کر پوچھ نہیں سکی کہ انھیں کس نے حق دیا تھا تمہاری جان کے ساتھ کھیلنے کا۔ میں ب۔۔۔ بہت پیار کرتی ہوں ان سے لیکن میں انکا کیا بھلا نہیں سکتی باسل۔ تمہیں اس بیچ کچھ بھی ہو سکتا تھا۔ انہوں نے ایک بار بھی میری تم سے نفرت کے بیچ میں آنے کی کوشش نہیں کی۔ انہوں نے ایک بار بھی نہیں سوچا کہ میری بیٹی جسے چاہتی تھی، آخر اس سے نفرت کرنے کا سفر اسے کہاں کہاں سے لہولہان کرے گا۔ تم تو اپنے ذہنی جسمانی مسائل میں الجھے تھے۔ تم نہیں بتا سکے مجھے کچھ لیکن وہ تو نارمل زندگی جی رہے تھے۔ میں پہروں روتی تھی، کمرے میں بند رہتی، کئی کئی دن کچھ کھاتی پیتی نہیں تھی۔ وہ سب چپ چاپ دیکھتے

تھے۔ تکلیف بس مجھے اس بات کی ہے۔ وہ کوئی ثبوت پیش نہ کرتے بس ایک بار مجھے یقین دلا دیتے کہ میں نے جو اپنی آنکھوں سے دیکھا وہ غلط ہے"

باسل نے آہستگی سے اسے اپنے سینے لگایا، وہ بلکل حق پر تھی لیکن باسل کے نزدیک رحمان سیال بھی حق پر تھے۔

"وہ تمہیں بتاتے تو کیا تم اپنی آنکھوں کا دیکھا جھٹلا پاتی؟ تم ضدی تھی۔ تم نے جو دیکھا تھا وہ سچ تھا اجر۔ میں نے ہی اسے دھکا دیا تھا لیکن اس کمینے نے مجھے اکسایا تھا، وہ چاہتا تھا وہاں سے گرے اور میں گراؤں اسے، خود میں اسکے ہمت نہیں تھی یہ ناٹک کرنے کی، اس دن وہ جو کرنے والا تھا، اس پر کانپ رہا تھا وہ۔ تم نے جو دیکھا سچ تھا تو ہم جتنے بھی ثبوت لاتے، جتنی بار یقین دلاتے تم نے یقین نہیں کرنا تھا۔ تبھی نہ انہوں نے کوشش کی نہ میں نے"

وہ چپ چاپ اسکے سینے لگی تھی، جیسے اسکی دھڑکن بے حد مدھم ہو گئی ہو، باسل نے اسے دونوں بازوؤں سے تھامے روبرو لایا۔

"اس سب کی وجہ سے تمہارے بابا کو کچھ ہو گیا تو کیا جی پاؤ گی تم۔ وہ پہلے ہی نجانے کس کس احساس جرم میں دبے ہیں۔ وہ ہر معاملے میں بہت مجبور رہے۔ میں نے یونہی تو معاف نہیں کیا انھیں اجر، کوئی تو وجہ ہو گی کہ میں نے اتنی ساری زیادتی معاف کر دی۔ کیونکہ میں نے انکی جگہ خود کو جب رکھا تو میرا دل سچ میں پھٹنے لگا تھا۔ تم میری بیوی ہو جسکا اک الگ گریس ہے۔ تمہارے جیسا ان دونوں فیملیز میں کوئی نہیں۔ تم میری طرح معاف کر دو انکو۔ میں یقین دلاتا ہوں تم اس فیصلے میں کبھی نہیں پچھتاو گی"

باسل نے اسے ہر طرح قائل کر لیا تھا، وہ خود بھی اندر سے یہ کر کے کٹی ہوئی تھی، اب بھی آنکھوں میں آنسو تھے۔

"ا۔ ایک اور بات بھی تھی جسکی وجہ سے میں بابا سے ناراض ہوں"

وہ سرگوشیوں میں بولی کیونکہ آواز میں نمی گھل رہی تھی۔

"کونسی بات اجر۔ بتاؤ مجھے؟"

وہ شدید بیقرار ہوا۔

"میں نے سوچا اگر میں نے بابا کو م۔ معاف کر دیا تو تمہارے دل میں یہ خیال نہ آئے کہ میں نے اصل مجرم کو اتنی آسانی سے معاف کر دیا اور تم پر اتنا غصہ ہوئی اور چلائی"

اجر نے بھیگی آنکھوں سے باسل کو تکتے اسی طرح ٹوٹتی آواز میں بتایا تو باسل بے ساختہ مسکرا دیا۔

"تم مجھ پر بلاوجہ بھی چلا سکتی ہو۔ غصہ کر سکتی ہو۔ یہ دنیاداری والی باتیں ہمارے بیچ کب سے آ گئیں اجر۔ تم انھیں معاف کرو گی تو میں ایسا فضول سوچنے کے بجائے یہ سوچوں گا کہ اجر سیال جو اصولوں کی پکی ہے، اس پر

میرے مہربان رنگ چڑھنا شروع ہو گئے۔میں خوشی سے پاگل ہو جاوں یقین کرو"

وہ روتے روتے اپنی بھوری آنکھوں میں مسکراہٹ بھر لائی،اس نے محبت سے اپنے خوبرو جناب کو دیکھا جو نجانے اللہ نے کس مٹی سے بنایا تھا،جس میں ہر سانچے میں ڈھلنے کی قوت بھری گئی تھی۔

"تمہیں بتادوں کہ تم آل ریڈی پاگل ہو باسل ماہیل"

وہ اسکے سینے سے لگ جاتی بولی،لہجہ ہتھیار پھینکے سا تھا اور وہ اسے بازووں میں بھرے اسکے ہارنے کو بھی اسی طرح سمیٹ گیا جیسے اجر سیال کو خود میں سمیٹا تھا۔

"تمہارے لیے پاگل ہوں۔کیا بتاوں اجر سیال،ابھی ایک دم بابا کے قریب مت جانا۔انکو پتا چل جائے گا تمہیں میں نے قابو کر لیا ہے،بڑی میری رگ رگ جانتے ہیں۔ڈنر کے بعد ایک ڈیڈی ہگ دے دینا انکو۔"

وہ روبرو ہوئی اور فوری مسکرا کر سر ہلایا۔

"تمہیں کسی کی نظر نہ لگے باسل ماہیل"

وہ اسکے دونوں ہاتھ تھامے فکر میں ڈوبی بولی، جیسے دنیا جہاں کی محبت اس وقت اجر سیال کی آنکھوں میں اتر آئی ہو۔

"تمہیں مجھ سے محبت ہو گئی ہے اجر سیال۔ سچ والی۔ ورنہ یہ دعا تو بس ماں دیتی ہے"

وہ اس سے یہ جملہ بلکل امید نہیں کر رہا تھا، اجر نے اسکے دونوں ہاتھ جو تھام رکھے تھے، باری باری چومے۔

"محبت تو ہوئی ہے لیکن ساتھ تمہاری قدر بھی آ گئی ہے۔ ہاں میں نے سب کیا باسل سوائے تمہاری قدر کے۔ میں نے تمہاری صورت سب پا لیا ہے۔ اب تم میرا خیال رکھنا۔ پہلے سے زیادہ۔ کیونکہ قدر کرنے والی اجر سیال تمہیں ایمن آنٹی اور ماہیل انکل سے بھی زیادہ چاہے گی۔"

وہ اسکے دعوے پر جی اٹھا، وہ بلاوجہ دعوے نہیں کرتی تھی، وہ دعوے کرتی ہی نہیں تھی، آج پہلی بار کیا وہ بھی تب جب اسے یقین تھا وہ اس پر کھری اترے گی۔

"ناممکن۔اپنی مما بابا کا عشق ہوں میں"

باسل نے اتراتے ہوئے اجر کو چیلنج کیا۔

"چیلنج کر رہے ہو؟"

وہ آئبر و اچکائے گھوری تو موصوف نے کندھے اچکائے کہ بات تو وہ سچ کر رہا ہے۔

"کرنے کا دل چاہ رہا ہے چیلنج۔کیونکہ وہ کیا ہے مجھے بہت زیادہ چاہنے والی اجر دیکھنی ہے"

باسل نے زرا سا اسکے کان کی طرف جھکتے کہا تو اجر زرا سا پیچھے ہوئے گھوری۔

"ویٹ اینڈ واچ"

وہ بھی چمکتی آنکھوں سے مسکرائی،۔۔۔اسی لمحے ڈرائیو وے میں گاڑی کے رکنے کی آواز آئی۔باسل نے پلٹ کر دیکھا اور مسکرا دیا۔

"لو آگئے دونوں فائٹرز..."

اجر نے بھی پلٹ کر دیکھا، اور اگلے ہی لمحے رملا کی فریش سی، پیاری شکل نظر آئی جو پر اعتماد انداز میں گاڑی سے اتری، پیچھے عمار خاموشی سے باہر نکلا، چہرے پر ہلکی سنجیدگی اور آنکھوں میں تھوڑی سی یہاں واپس لوٹ آنے کی جذباتیت بھری اداسی ہلکور رہی تھی۔

"اوے ہیرو...!"

باسل نے آواز دی۔

"زندہ واپس آگئے؟ یار رملا نے اپنی باتوں سے نیم مردہ کیا تمہیں؟"

عمار نے سرخ چہرہ لیے ایک نظر رملا پر ڈالی، جو بمشکل مسکراہٹ روکے پاس آرہی تھی، پھر شانے اچکائے۔

"ابھی زندہ ہوں، پتا نہیں کب شہید ہو جاوں..."

باسل کی ہنسی نکل گئی، اجر نے نظریں جھکائیں اور رملا نے خجالت سے باسل کے قریب آکر اجر کے بازو میں بازو ڈالا۔

"آپیا۔ آپکے بھائی نے مجھے الو بنایا آتے ہوئے۔ آپ انکو ڈانٹیے گا"

رملا نے معصوم بنے اداکاری کے سارے جوہر دیکھائے۔

"وہ تو بچپن میں مجھے بھی بناتے تھے۔ تم نے بھی میری طرح انکا دماغ ایکسٹرا چاٹا ہو گا"

اجر نے رملا کی طرف دیکھا، پھر ایک ہلکی سی شرارت سے بولی۔

"اف آپکی بہن ہوں پھر میں بھی اجر آپیا"

رملا نے دانتوں کی نمائش کی جبکہ باسل اس لیے ہنسا کہ عمار کی نظریں خاصی سلگی ہوئی تھیں۔

"بیوی ہو تم انکی اور بہن ہو میری۔ یہ دونوں رشتے مل کر تمہیں مزید خطرناک بنا دیتے ہیں۔"

عمار نے جیسے بے ساختہ اجر کی بات پر سر ہلایا، جیسے کہہ رہا ہو تمہیں اندازہ نہیں ہے اس خطرناک بمب کا، ابھی باسل کچھ کہنے ہی لگا جب جمال الدین انکی طرف آیا۔ اس نے جب اس اجنبی مگر مانوس لگتے شخص کو دیکھا تو جمال الدین کی آنکھوں میں اک شناسائی اتری۔

"یہ جانا پہچانا چہرہ لگ رہا ہے"

باسل نے پلٹ کر جمال الدین کو دیکھا تو عمار بھی پلٹ کر رکا۔

"ٹھیک پہچانا جمال الدین۔ یہ عمار ہے ہمارا۔۔۔"

باسل کے بتانے کی دیر تھی کہ جمال الدین کا چہرہ فق ہوا، سب ہی اسکے ری ایکشن پر افسردہ ہوئے، اس نے نم آنکھوں سے لپک کر عمار کو گلے لگایا، وہ خود بھی گرم جوشی سے لپٹا، جبکہ سیال حویلی کا چوکیدار اکرم بھی دوڑتا اس طرف آیا تو جب جمال الدین نے اسے عمار کا بتایا تو وہ بھی اسی جتنا جذباتی ہوا۔

"ہمیں تو یقین ہی نہیں آرہا آپ۔۔۔ آپ زندہ ہیں صاحب جی"

وہ دونوں بے حد غمگین تھے۔

"زندہ ہوں میرے بھائیو۔ ان دو گھروں کی حفاظت پر معمور رہنے کے لیے تم دو کا بے حد شکریہ۔ سلامت رہو"

عمار نے دونوں کو بہت محبت و انس سے جواب دیا جبکے سینے ٹھنڈے ہوئے تو وہ اپنی اپنی جگہ پر گئے اور جب عمار پلٹا تو وہ تین اسے ایک جیسی محبت سے دیکھ رہے تھے۔

"اب تم تینوں مجھے یوں کیوں گھور رہے ہو جیسے میرے سر پر سینگ نکل آئے ہوں۔ یہ دروازے پر ہی ایموشنل سین امید نہیں کر رہا تھا میں۔ ابھی مما اور بارس سے کیسے ملوں گا۔ اور ساری ماہیل فیملی سے؟"

وہ تو یہیں پگھل رہا تھا، جبکہ رملا نے آگے بڑھ کر اسکے برابر آتے پورے حق سے عمار کا کانپتا ہاتھ تھاما، عمار نے اک آزردہ نظر اپنے ہاتھ کے گرد حائل رملا کے ہاتھ پر ڈالی، اجر اور باسل بھی محبت اور اداسی کی ملی جلی کیفیت میں مبتلا تھے۔

"آپ اکیلے نہیں ہیں۔ میں اور باسل پہلے جائیں گے پھر آپ رملا کے ساتھ آنا۔ تب تک ہم سبکو آپ کے بارے بتا دیں گے۔ ٹنشن مت لیں بھائی۔ ریلکس رہیں۔"

اجر نے تسلی دیتے انداز میں عمار کے سینے پر ہاتھ تھپکا یا اور عمار کے سر ہلاتے ہی وہ باسل کا ہاتھ تھامے ماہیل پیلس کی طرف بڑھی، سب یہیں تھے تو ملن بھی یہیں طے پایا گیا تھا۔

"ہاتھ چھوڑ۔"

عمار نے ہاتھ چھڑوایا تو رملا نے پھر سے پکڑا اور اس بار انگلیوں میں انگلیوں کو جکڑ لیا، وہ سانس بھر کر رہ گیا، پھر رکا جب رملا کی آنکھوں میں استحقاق دیکھا۔

"میں چھوٹی ضرور ہوں پر کمزور نہیں عمار، مجھے ساری عمر اپنی دکھی ماں کو سنبھالنا ہے اب، میرا حوصلہ بہت بڑھا دیا گیا کہ اس باپ کی موت پر بھی راضی ہو گئی ہوں جس کا بھیانک روپ دیکھا ہے۔ مجھ سے بڑی تکلیفیں ہیں کیا آپکی؟"

اس لڑکی نے عمار کو سانس بھرنے لائق بھی نہ چھوڑا، نا جانے کتنے لمحے وہ اسے ہی دیکھتا رہ گیا۔

"میں نے کب کہا مجھے تکلیف ہے کوئی؟"

بہت دیر بعد وہ کچھ بول سکا تھا، وہ اسکی بازو سے لگے مسکرائی۔

"یہی تو۔ آپکو کبھی بتانا نہیں پڑے گا کہ درد ہے، تکلیف ہے یا کوئی اذیت ہو رہی ہے۔ میں بنا کہے سمجھ جاوں گی"

وہ اسے اسکی خوش قسمتی سے ملوا رہی تھی، ابھی اس لمحے وہ مسکرا بھی رہی تھی اور عمار سیال کے تاریک موسم، روشن ہو رہے تھے۔

جبکہ دوسری جانب، باسل اور اجر سب کے بیچ پہنچ چکے تھے، ماہیل پیلس میں سب جمع تھے، کس کے اندر کونسی قیامت چل رہی ہے، اس کو بھلائے سب ایک ساتھ اور حان اور میرال کی خوشی میں شریک تھے۔

"سبکی توجہ چاہیے"

باسل نے ہی سب افراد خانہ کو باآواز بلند اپنی جانب متوجہ کیا، سب نے بیک وقت لاونج کے کنارے کھڑے باسل اور اسکی پہلو نشین اجر کو دیکھا، کئی طرح کی حیرانگی، تجسس الگ الگ انداز سے چہروں پر اترا، سب کے بیچ بھی ماہا کی کرب ناک نگاہوں کا درد دیکھا جا سکتا تھا، جیسے وہ اندر ہی اندر گھٹ رہی تھیں لیکن اللہ نے انکی گھٹن کا علاج بھیج دیا تھا۔

"آپ سب سے کسی کو ملوانا ہے۔ مجھے پتا ہے یہ ملن آسان نہیں لیکن ان دو فیملیز کے لیے آج بہت بڑی رات ہے اور یقیناً یہ نا ختم والے سکھوں اور آسانیوں کا، آغاز بھی ہے۔ کسی ایسے کو واپس پانا جسے ہم نے مدتوں پہلے کھو دیا تھا۔ یقیناً بہت سی آنکھوں کو نم کر دے گا"

باسل کی تمہید نے جیسے ہر دل کو مٹھی میں بھر لیا تھا، رحمان سیال اور ماہیل تو سمجھ چکے تھے، لیکن باقی سب کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں، رحمان نے

آ کر ماہا کو اپنے حصار میں لیا تو انہوں نے تڑپ کر رحمان کے چہرے کی طرف دیکھا جیسے پوچھ رہی ہوں، یہ باسل کیا کہہ رہا ہے۔

"کسی ایسے کی واپسی جسکے جانے پر ہم نے بہت سا درد سہا تھا، دیا بھی تھا"

اس بار اجر نے باسل کو دیکھتے یہ جملہ ادا کیا، اب تو سبکے چہروں پر بے قراری اتر آئی، حرا، بارس، اور حان، میر ال، میر ال کے
پیر نٹس۔ ایمن۔۔ ماہیل، سب ہمہ تن گوش تھے، کچھ کی آنکھیں تو ابھی سے پگھلنے لگی تھیں۔

"کون؟ بتا بھی دو اب میری جان؟"

ایمن ہی بول اٹھیں جبکہ اجر اور باسل نے اک دوسرے کی طرف دیکھا پھر آہٹ پر وہ دو پلٹے تو رملا کے ساتھ آتے عمار سیال کو دیکھے سب اپنی جگہ تھم گئے، ماہا نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا، ہر کوئی رملا کے ساتھ آنے والے اس جانے پہچانے چہرے کو دیکھ کر ساکن ہو چکے تھے۔

"عمار۔۔۔وہ مل گیا ہمیں۔"

باسل کی آواز سب کے کانوں نے نہیں، دل نے سنی تھی، اک پل جیسے ہر کوئی پتھرا گیا، حرا اور بارس نے سب سے زیادہ تکلیف محسوس کی، حرا نے شکوہ کناں نظروں سے جیسے باسل کو دیکھا وہ اس لمحے سے زیادہ دلخراش تھا۔

سب یوں رکا جیسے وقت نے خود رک کر یہ منظر دیکھا ہو، سب کچھ ساکت تھا۔ سبکی آنکھوں میں حیرت، دلوں میں لرزتا یقین، اور فضا میں بے یقین سا سکوت چھا چکا تھا۔ ماہا نے جیسے ہی وہ چہرہ دیکھا، ان کی آنکھوں سے اشک رواں ہو گئے۔

"ع۔ عمار۔۔ یہ ہمارا عمار ہے رحمان۔ م۔۔ میں نے ٹھیک سنا؟"

ماہا کی لرزتی آواز پر عمار کی آنکھیں بھی سرخ ہوئیں جبکہ رملا نے تب عمار کا ہاتھ چھوڑا جب بارس آگے آیا اور دونوں ہاتھوں میں بے یقینی سے عمار سیال کا چہرہ بھرا۔

"ب۔بھائی۔۔ آپ زندہ تھے۔۔؟"

بارس کی آواز کانپ سی گئی، سب ہی اس دردناک منظر میں لپٹے تھے، ایمن بھی آنسو ہوتی آنکھوں سے ماہیل کے ساتھ لگ گئیں جبکہ میرال اور اورحان کا بھی حال مختلف نہ تھا۔

"ہمم۔۔زندہ تھا۔ لیکن مجبور تھا۔ کتنے بڑے اور ہینڈسم ہو گئے ہو تم بارس۔ بہت یاد کیا میرے دل کے ٹکرے"

عمار نے اسے اپنے سینے لگایا تب بھی اسکی نظریں ماہا پر تھیں جنکے دل سے اٹھتے درد پر نا جانے مرہم لگ رہا تھا یا اس میں سے مزید تکلیف رس رہی تھی۔

"مس یو ٹو بھائی۔۔۔ آ۔۔ آپ واپس آگئے۔۔ اللہ کا شکر ہے۔۔ آ۔۔ آپ واپس آگئے بھائی۔ ٹھیک ہیں ناں آپ؟"

بارس کا بس نہ چلا وہ بھائی کو دل میں اتار لے، عمار نے اسکو حوصلہ دیتے تھپک کر روبرو کیا اور اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرے ماتھا چوما تو ہر کسی کی آنکھ نم تھی، تبھی حرا، مصطفی کو میرال کے سپرد کرتی باسل کی طرف آئی۔

"ک۔۔ کیوں بھائی؟"

اسکی سرگوشی اجر نے بھی سنی جو حرا نے باسل کے سامنے کی۔

"ہم بعد میں بات کریں میرا بچہ؟"

باسل کے لہجے میں التجاء تھی جس پر وہ مان تو گئی پر یہ طے تھا کہ بہت لڑنے والی ہے۔

جبکہ دوسری طرف بارس الگ ہوا تو عمار نے باسل کے پہلو سے چپکی حرا کو دیکھا۔

"ارے یہ کون ہے؟ چھوٹی سی گڑیا ہوا کرتی تھی ہماری۔ ادھر آو"

حرا نے بھیگی آنکھوں سے اک بار باسل کو دیکھا پھر اپنی طرف بلاتے عمار کو، وہ مرے قدموں سے عمار کی طرف آئی۔

"میں نے سنا ہے اب تم پوری بارس کی ہو گئی۔ ہماری گڑیا بھی رہی ہو یا نہیں؟"

عمار نے اسکا رندا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑے اٹھایا تو کئی آنسو حرا کی آنکھوں سے ڈھل گئے۔

"ہ۔۔ہوں۔۔"

وہ بمشکل بول سکی تھی، عمار نے اسے اپنے سینے لگایا، اجر اور حرا میں بلکل کوئی فرق نہ کیا۔

"رومت۔۔میں ٹھیک ہوں حرا"

وہ تو نجانے کس کس تکلیف پر روئی کہ سبکی آنکھیں بھیگ گئیں، کچھ لمحے لگے اسے بہتر ہونے میں۔

"ا۔اللہ کا شکر ہے آپ سلامت ہیں ع۔۔عمار بھائی۔خوش آمدید"

وہ بھی سنبھل کر روبرو ہوئی تو عمار اسکا سر چومتے مسکرایا جبکہ اسکے بعد اس نے اورحان، میرال اور اس پیارے سے مصطفی کو دیکھا۔

"کیوٹ سی فیملی ہے یہ تو"

عمار کے کہنے کی دیر تھی کہ اورحان نے آگے آکر اسے گلے لگایا۔

"اللہ کا شکر جس نے ہماری اس خوشی کو تمہاری آمد سے کئی چاند لگائے

عمار۔خوش آمدید بھائی"

عمار کی آواز بھی بھاری تھی،اور عمار کا دل ہر گزرتے لمحے کسی بوجھ تلے دب

رہا تھا۔

"شکریہ۔یہ خوشی راس آئے تمہیں۔بہت مبارک ہو تم دونوں کو"

عمار نے میرال کے سر پر بھی ہاتھ رکھا جبکہ وہ دوزانو بیٹھے بازو پھیلا کر مصطفی

کو اپنے پاس بلا رہا تھا،وہ تھوڑا ڈر رہا تھا لیکن جب مما بابا نے پیار سے اشارہ کیا

تو وہ فوراً سے آکر عمار کی بازوؤں میں سمٹا۔

"مصطفی۔۔"

اورحان نے اسکا تعارف کروایا تو عمار نے اسے بازوؤں میں اٹھاتے گال

چومتے پیار کیا،مصطفی کو اسکا پیار کرنا بلکل اجنبیوں والا نہیں لگا تبھی وہ بھی

سبکی طرح حیران اور جذباتی ہوا۔

"بہت پیارا ہے مصطفی۔کیسے ہو مصطفی۔ تمہیں پتا ہے میں کون ہوں؟"

عمار کا اس سے بات کرنا ہر کسی کو اداس سی بھیگی سمائیل دے گیا۔

"نوو۔۔تون او۔۔باباشے پوشوں دا"

مصطفی کی توتلی زبان پر عمار مسکرایا اور اس گول گپے کی گال پھر چومی۔

"بابا سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔میں فرینڈ ہوں تمہارا۔اوکے"

مصطفی نے آگے سے فورا سر ہلایا۔

"اوتے"

وہ کھلھلایا تو عمار نے اسے اور حان کے سپرد کیا جبکہ اب بھی اسکی نظر ماہا پر تھی، رملا، اجر اور باسل تینوں ہی جذباتی تھے کیونکہ ماں سے ملنا سب سے بھاری ہونے والا تھا۔

"آپ تو اب بھی حسین ہیں دونوں۔ کونسے گھاٹ کا پانی پیتی ہیں۔ اور اپنے شوہروں کو بھی پلاتی ہیں"

ماہا اور ایمن دونوں کی طرف باری باری دیکھتے وہ مسکرایا تو دونوں کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

"میں یہ نہیں دیکھ سکتی آپیا۔ مجھے کچھ ہو جائے گا۔ باہر جا رہی ہوں تازہ ہوا میں سانس لینے"

رملا نے گردن سی مسلتے گہرا سانس لیتے اجر کے کان میں سرگوشی کی مگر اس سے پہلے اجر اسے روکتی، وہ دلبرداشتہ ہو کر باہر نکل گئی، اجر کا دل بھاری سا ہوا۔

"ع۔۔ عمار۔۔"

ماہا دو قدم آگے بڑھیں ایک پل کو اپنے ہاتھوں سے منہ ڈھانپا، اور پھر کپکپاتی آواز میں اسے پکاریں جس نے انھیں رونے نہ دیا اور آگے بڑھ کر

اپنے گلے لگالیا، ایک ماں کی تکلیف کا درماں بس اسکی پہلی اولاد کے سینے لگنا ہی تو ہوتا ہے، وہ اولاد جس نے اسے ماں بننے کا احساس دیا ہو۔

"میں واپس آگیا ہوں مما۔ آپ کو دیکھنے آیا تھا پلمبر بن کر۔ پہچان گئی تھیں ناں مجھے ؟"

کئی لمحے وہ کچھ بول نہ سکیں، صرف روتی رہیں، اور وہ ماں کی آغوش میں صدیوں کا سکون پا رہا تھا۔

سب ہی اس منظر پر دکھی تھے۔

"ہ۔۔ہاں۔۔ دل نے کہا تھا کوئی دل کا حصہ ہے۔ایسے چھپ کر آنے کی کیا ضرورت تھی۔ د۔۔ دیکھنے آئے تھے کہ میں تمہیں پہچانتی ہوں یا نہیں۔ماں کا امتحان لیا تم نے ؟"

وہ روبرو لاتے انکے شکوے پر تڑپ اٹھا۔

"ہر گز نہیں مما، بس ہمت جمع کرنے آیا تھا کہ کیسے ملوں گا آپ سے۔ کیا بیتے گی آپ پر۔"

وہ خود بھی بے حد تکلیف میں تھا۔

"میں تو آج تک تمہارا کمرہ روز صاف کرتی آئی ہوں۔ مجھے تو تمہاری م۔۔ موت پر یقین تک نہیں آسکا کبھی۔ تم نے ایسی م۔۔ ماں کو آزمانے کا سوچا بھی کیسے۔ تمہارے کمرے میں دھول نہیں پڑنے دی۔ کیونکہ مجھے پتا تھا، میرا دل اگر ٹھیک دھڑک رہا ہے تو اسکا مطلب ہے میرے سب ب۔ بچے سلامت ہیں۔ بظاہر میں مان گئی تھی جو س۔۔ سب نے مجھ سے کہا پر ت۔۔ تم میرے پہلے بیٹے ہو۔۔۔ تم سے م۔۔ میرا تعلق تم سمیت سبکی سوچ سے بہت مختلف ہے۔۔۔ تم نے بہت دیر نہیں لگادی آنے میں عمار"

وہ تکلیف، درد اور اذیت کے ہر مقام سے کہیں اوپر تھیں، انکی تکلیف نے ہر فرد کی آنکھ نم کردی، عمار نے انکو اپنے سینے لگایا، رملا کی کمی کسی نے محسوس

نہ کی مگر عمار کو وہ کہیں دیکھائی نہ دی تو دل مزید کٹنے لگا، لیکن اجر سے جب عمار کی نظر ملی تو اس نے آنکھوں کے اشارے سے رملا کا بتا دیا۔

"مجھے بھی آج یہی لگ رہا ہے کہ میں نے آج تک جو سوچا وہ غلط تھا، یہی کہ آپ مجھ سے پیار نہیں نفرت کرتی ہیں۔ک۔۔کیونکہ میں نے آپکی زندگی آ کر بہت مشکل کر دی تھی"

وہ روبرو ہوئیں تو اپنے ہاتھوں میں اسکا چہرہ بھرے اسکی بات سے انکاری ہوئیں۔

"ت۔۔تم نے جا کر میری زندگی مشکل کی عمار۔آ کر نہیں۔م۔۔میں ب۔۔بہت پچھتائی جب اللہ نے تمہیں مجھ سے دور کر دیا۔۔۔ب۔۔بہت پچھتائی کہ کاش تمہیں کہہ پاتی کہ تم میری جان ہو۔"

وہ بری طرح سسک پڑیں تو عمار نے انکا سر چومتے جیسے اپنے سینے لگاتے سنبھالا۔

"شش۔۔ شش۔ سنبھالیں خود کو۔ روئیں مت۔۔۔ سب جان گیا۔ بلکل دیر نہیں ہوئی۔ جان گیا ہوں آپکی جان تھا۔ مت روئیں مما۔ میں اب کبھی دور نہیں جاوں گا آپ سے۔ ایسے مت روئیں پلیز۔"

وہ انکے سارے آنسو اپنے سینے میں جذب کر رہا تھا لیکن جانے وہ ماں کس کس درد پر روئی کہ اسکی تکلیف پر سب رو پڑے۔

"ت۔۔ تم ٹھیک ہو۔۔ تم کہاں چلے گئے تھے عمار۔۔ میں نے ہر پل تمہیں یاد کیا۔"

وہ روبرو ہوئیں، اپنے سارے آنسو پونچھے، انکے سوال ختم نہیں ہونے تھے مگر عمار کا ضبط ضرور ختم ہو رہا تھا۔

"میں نے بھی کیا، آپکو بہت یاد کیا"

عمار نے انکے دونوں ہاتھ چومے تو ماہا مزید برا روئیں، کہ عمار کو بابا کی طرف مدد کے لیے دیکھنا پڑا، رحمان نے ماہا کو سنبھالا کیونکہ وہ ہار سا رہا تھا۔

ایمن کو دیکھتے عمار نرم مسکرایا تو وہ بھی آ کر عمار کے سینے لگیں۔

"میرا بچہ۔۔۔ تمہاری واپسی پر جی اٹھے ہم۔۔۔ سلامت رہو عمار۔ کبھی مت جانا اب"

ایمن کی بھی ماہا جیسی ہی حالت تھی، عمار کو انہوں نے زیادہ پریشان نہ کیا جبکہ ماہیل نے پوری قوت سے عمار کو اپنے گلے لگایا اور انکا گلے لگانا عمار کی ٹوٹتی ہمت کو بندھا گیا۔

ماہا اب رحمان سیال کے سینے لگی خاموش تھیں،

بس اپنے بیٹے کا چہرہ مسلسل دیکھے اس کے وجود کو اپنی نظروں میں جذب کیے جارہی تھیں۔ اجر اور باسل ایک طرف کھڑے تھے، ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر سر ہلاتے ہوئے، جیسے دل سے شکر ادا کر رہے ہوں۔ یہ رات صرف اور حان اور میرال کی خوشی کی نہیں رہی تھی، بلکہ یہ دو خاندانوں کی

دوبارہ جڑنے، زخموں کے بھرنے، اور کھوئے ہوئے چہروں کے واپس لوٹ آنے کی رات بن چکی تھی۔

میرال کے پیرنٹس اور بھائی بھی عمار سے ملے، سب کے چہروں پر جیسے واپس چمک آئی تھی۔

"رملا آپکی بہو ہے مما"

وہ کاوچ پر ماہا کے ساتھ ہی بیٹھا جب یہ بولا تو سبکے چہرے ایک بار پھر خوشی اور حیرت کی زیادتی سے سفید پڑے۔

"ک۔کیا۔۔۔ تبھی وہ آفیشل حصہ بننے کا کہہ رہی تھی"

حرا کے منہ سے بے اختیار سلپ ہوا جسے بس بارس ہی سن سکا، وہ سب عمار کے آگے پیچھے جمع تھے، بارس نے حرا کا ہاتھ پکڑا اور اسے لیے باہر رملا کو دیکھنے نکلا۔

"اس نے بھی کچھ نہیں بتایا۔ یہ سب کیسے ہوا۔؟ رملا سے نکاح کیسے ؟ کہاں ملی وہ تمہیں؟"

ماہا کے اتنے سارے سوال تھے اور باقی سب بھی جاننا چاہتے تھے لیکن ابھی ڈنر تھا تو عمار یہ سب فی الحال ڈسکس نہیں کرنا چاہتا تھا تو ابھی کے لیے ٹال دیا جبکہ رملا لان میں ٹہلتی اپنا گھٹا سانس قدرے بحال کر چکی تھی جب پلٹی تو حرا اور بارس کو اپنی طرف گھوریاں ڈالتا دیکھے رکی۔

"تم نے ہمیں ہوا بھی نہیں لگنے دی۔ بھائی سے ملی اور تو اور انکی بیوی بھی بن گئی۔ یہ دوستی تھی تمہاری۔ ہم دو سے یہ سب چھپایا؟"

بارس نے آگے بڑھ کر نروٹھے پن اور تکلیف سے شکوہ کیا تو حرا بھی قریب آ رکی۔

"سب بہت جلدی ہوا گائیز"

رملا کی تھکی سی آواز ان دو کو قائل کرنے لگی پر وہ الٹا اسکے لیے فکر مند ہوئے۔

"تم ٹھیک ہو۔ چہرہ سفید کیوں ہو رہا ہے۔؟"

حرا نے آگے بڑھ کر رملا کو خود سے لگاتے پوچھا تو رملا کچھ نہ بولی بس گلے لگ گئی جبکہ بارس کو بھی ایسا لگا کچھ اور بھی ہے جو رملا کے اندر حشر کی مانند برپا ہے۔

"میں ٹھیک ہوں۔ تم دونوں کی فکر پر پیار آگیا۔ آئے لڑنے تھے اور مجھے دیکھتے ہی پگھل گئے"

رملا نے روہانسے ہوتے دونوں کو روبرو ہوتے دیکھا۔

"کوئی نہیں پگھلے ہم سمجھی۔ اس کا حساب تم سے ٹریٹ لے کر پورا ہو گا"

بارس نے بھی اکھڑتے ہوئے ڈیمانڈ رکھی۔

"لے لینا۔ تم دونوں کی شادی پر بہت کچھ کرنے والی ہوں بے فکر رہو۔ اب میں تم دو سے سینئیر ہوں رشتے میں تو بہت لاڈ ملیں گے تم دو کو میرے"

رملا نے دونوں کا اک اک ہاتھ تھامے دبایا جس پر وہ دونوں ہی مسکرائے۔

"آجاو سب۔ڈنر لگ گیا ہے۔"

باسل نے باہر آکر تینوں ایموشنل نفوس کو اطلاع دی تو وہ تینوں بیک وقت پلٹے۔

"بارس۔۔ تم رملا کو لے کر جاو۔ میں اور بھائی آتے ہیں"

حرا نے آئبرو اچکا کر مجرم کو دیکھا جس پر بارس نے رملا کا ہاتھ پکڑا اور بیگم کے حکم کی تعمیل کرتے اسے لیے ماہیل پیلس کی طرف بڑھا جبکہ باسل نے مسکرا کر اپنی خونخوار ہوتی گڑیا کو دیکھا جو کلاس لینے کے پورے موڈ میں تھی۔

"تو باسل بھائی۔ کیا تھا وہ؟ اجر کے لیے میرا دل پگھلانے کی سازش؟ ورنہ میرے بھائی جھوٹے تو نہیں تھے"

باسل نے کچھ نہ کہا، پکڑ کر اپنی جذباتی گڑیا کو اپنے سینے لگا لیا۔

"میں نے جو کہا سچ تھا۔ دھکا میں نے ہی دیا تھا۔ لیکن اسکی زندگی تھی وہ بچ گیا۔ میری جان میں کوئی سازش کیوں کروں گا۔ اجر کیا تمہارا سر درد ڈیزرو کرتی تھی؟ اچھا ہوا کہ تم دو کے بیچ کی تلخی ختم ہو گئی۔"

وہ باسل کا حصار جھٹک کر روبرو ہوئی، ابھی بھی غصہ تھی۔

"اور جو میں تکلیف میں رہی یہ سوچ سوچ اور ڈر کر کہ اگر کبھی اجر آپیا کو پتا چلا تو آپ دو کا رشتہ خراب ہو گا۔ اف میں نے کتنی دعائیں کیں۔ میری حالت کتنی نازک رہی۔ میں کتنا ہرٹ رہی اسکا کیا؟"

حرا کی حساسیت و جذباتیت کا باسل کو بخوبی احساس تھا، وہ ایسا ردعمل دے گی، یہ بھی باسل جانتا تھا۔

"میں معافی مانگتا ہوں بچے۔اس ہر سوچ اور ڈر کے لیے۔معاف کر دو مجھے۔میرا بچہ ہو ناں؟"

باسل نے کوئی بعث نہ کرتے سیدھا معافی مانگ لی اور یہیں وہ ایمو شنل کوئین پگھل گئی۔

"ہمم۔۔کر دیتی ہوں۔پر آئیندہ مجھے اتنا مت ڈرائیے گا۔اور اتنے بیوی کے غلام بھی مت بنا کریں۔۔۔ہنہ"

وہ مان تو گئی پر پھولی گالوں کے سنگ ہنوز روٹھی لگی۔

"جب بارس تمہارا غلام بنے گا تب میں بھی اسے یہی ہدایت دوں گا۔۔ہنہ"

باسل بھی کسی سے کم تھوڑی تھا، حرا نے آئبرو اچکائے۔

"ایسا نہیں کریں گے آپ۔گردن دبا دوں گی آپکی"

حرا نے گھوری دی تو باسل نے ہنس کر اسے خود سے لگایا۔

"میرا بچہ۔"

وہ لاڈ پر بھیگی آنکھوں سے مسکرائی۔

"م۔۔میں بہت خوش ہوں کہ وہ لوٹ آئے۔۔اب سب بلکل ٹھیک ہو جائے گا۔"

حرا کی آواز میں گھلی نمی اسکے اندر کے سکھ کی عکاس تھی،باسل نے بھی یقین سے سر ہلایا کہ بلکل ایسا ہی تو ہونے والا تھا۔

..________________________..

وہ فارم ہاوس پہنچ چکا تھا،شاور لے کر اس نے کچن کا رخ کیا تو فریج کھولتے ہی مزیدار سے کھانے پر نظر گئی تو عمار کی شیف کوالٹیز پر وہ دھیما سا مسکرایا،ابھی اس نے کچھ کھانے پینے کا سوچا ہی تھا کہ کسی آہٹ پر چونک کر پلٹا تو سامنے ہاتھ میں گرم گرم روٹیوں کا شاپر لے کر کھڑی لڑکی کو دیکھے حاشر ٹھٹھکا۔

"کون ہو تم؟ یہاں کیسے گھس آئی؟"

حاشر نے کچن سے باہر نکلتے اس معصوم اور بیک وقت چمکتی شرارت بھری آنکھوں سے اپنی جانب دیکھتی ایمل کو دیکھ کر استفسار کیا۔

"میرا نام ایمل فضیل ہے، مجھے باسل بھائی کی منہ بولی بہن کہہ سکتے ہیں آپ۔ بائے پروفیشن میں hematologist ہوں۔ میرے بابا انکے ڈاکٹر ہیں۔ مے بی آپ جانتے ہوں"

ایمل کے تعارف پر حاشر نے شناسا سی نگاہ اس لڑکی پر ڈالی اور اثبات میں سر ہلایا۔

"ہاں۔ سمجھ گیا۔ آپ کو یہ روٹیاں لانے کو باسل نے کہا؟ اس آدمی کا دماغ چل گیا ہے؟ اور آپ بھی منہ اٹھا کر آ گئیں؟"

حاشر کو غصہ باسل پر تھا، پر نکلا بچاری ایمل پر، ایمل اسی کی ہم عمر تھی، گندمی شفاف رنگت کی مالک دبلی سی لڑکی جسکا بابا کے سوا شاید دنیا میں اور کوئی نہ تھا، دونوں باپ بیٹی کا بس ایک ہی فرض تھا، انسانیت کی خدمت۔

"ارے نہیں۔ہاہا۔۔ آپ غلط سمجھ رہے ہیں۔ میں تو اپنے لیے لائی ہوں۔ ایکچولی مجھے یہاں آپ کے پاس آپکی کاونسلنگ کے لیے بھیجا باسل بھائی نے تو فکر کر رہے تھے گھر میں سالن تو بنا ہے۔ آپکو روٹی کون بنا کر دے گا۔ تو میں نے انکو کہا میں لے جاتی ہوں۔ خاص تندور سے لائی ہوں، گرما گرم۔۔ آپ اگر صرف سالن کھانا چاہتے ہیں تو ٹھیک۔ میں تو روٹی کے ساتھ عمار بھائی کا بنایا چکن کھاوں گی۔۔ میں لگاتی ہوں کھانا"

وہ باتوں کی مشین کچھ بھی سننے کو تیار نہ تھی، حاشر کا دماغ تو دہی ہو چکا تھا، ایمل نے اپنا بیگ اور لیپ ٹاپ وہیں لاونج میں کاوچ پر رکھا اور بے تکلفی سے وہ کچن میں جا گھسی۔

"ویٹ۔۔ کس قسم کی کاونسلنگ کرو گی تم میری۔۔۔؟"

حاشر نے اپنے دماغ میں ابلتے سوال پر تڑپ کر رخ موڑتے ایمل کو دیکھا جو کچن کڑھائی کو پین میں ڈالے چولہا آن کر رہی تھی، پین ہلکی آنچ پر رکھتے مسکراتی پلٹی۔

"آپکو بون میرو ٹرانسپلانٹ پر آمادہ کرنے کے لیے، یہ باسل بھائی اور آپکے بابا رحمان سیال کا فیصلہ ہے۔ بہت پہلے کا۔ لیکن آپ تک یہ اب پہنچایا جارہا ہے۔ وہ آپکو ایک نارمل انسان کی طرح زندگی گزارتے دیکھنا چاہتے ہیں۔ میں ہوں آپکی ڈاکٹر ایمل فضیل۔ پریشان نہ ہوں۔ میں کاونسلنگ میں بہت اچھی ہوں۔ دوست بن جاتی ہوں پیشنٹس کی۔ آپ کے معاملے میں بڑی بڑی تین سفارشیں بھی آئی ہیں تو میں آپکے ساتھ گھر میں شفٹ ہونے پر راضی ہوں۔ خیر آپ باہر جا کر ڈائنگ پر ویٹ کریں۔ کھانا لگاتی ہوں"

ایمل نے اسے ساری تفصیل فراہم کرتے مزے سے توجہ ہٹائی جبکہ حاشر کا دماغ ضرور الٹ گیا۔

وہ غائب دماغ انداز میں باہر آیا اور باسل کا نمبر ملایا جو سب اس وقت مزے سے ماہیل پیلس کے بڑے سے ڈائنگ ہال کے گرد بیٹھے ڈنر کر رہے تھے، سب کے چہروں پر مسکراہٹ تھی۔

باسل نے انھیں مسکراتا دیکھے، حاشر کی آتی کال ایک میسج چھوڑتے کاٹی۔

"جو ہو رہا ہے وہ ہونے دو حاشر۔ کل کو یہ ڈاکٹر تم پر دل ہار گئی تو بدلے میں تم اسکے ہو جانا یہی اسکا معاوضہ ہو گا۔ یہ تمہارا سارا ٹریٹمنٹ فری آف کوسٹ کرے گی۔ کیونکہ اسکے ابا نے مجھے بہت لوٹا ہے میرے ٹریٹمنٹ میں وہ بھی دونوں ہاتھوں سے (خرافاتی سمائیل ایموجی)۔ ایمل دیکھی بھالی لڑکی ہے۔ بہت قابل اور نہایت ذہین۔ تمہیں زیادہ پریشان نہیں کرے گی۔ ان کمفرٹیبل مت ہونا۔ اسے اپنی زندگی میں ایز آ مسیحا خوش آمدید کہو۔ تم ابھی

بھی میرے انڈر ہو تو میرا کہا رد مت کرنا۔ انجوائے کرو۔ اور ہاں ۔۔ ہاجرہ نانو بھی یہی چاہتی ہیں۔ انہوں نے تمہیں ماں اور نانی دونوں کا پیار دیا ہے اور اسکے بدلے تم انھیں بس ٹھیک ہو کر دیکھا دو۔ وہ اتنے پہ ہی جی اٹھیں گی"

باسل کا میسج پڑھے حاشر نے بیقراری سے انگلیاں بالوں میں پھیریں۔

"تمہارا دماغ چل گیا ہے باسل۔ تم ملو مجھے زرا۔ اب میں اس لڑکی کا ہاتھ پکڑ تا نکالوں تو کتنا واہیات لگوں گا۔ یہ تم نے اور بابا نے اچھا نہیں کیا"

حاشر نے فوری میسج بھیجا جبکہ باسل سب کے بیچ فون نہ یوز کرے یہی کوشش کر رہا تھا پر اسکے پاس ٹیلنٹ تھا کسی کو پتا لگے بنا جواب دینے کا اور ویسے بھی سب ہی گپوں میں مصروف تھے۔

"تم اسے نکالو تب بھی نہیں نکلے گی۔ وہ تمہاری آج کا ونسلنگ ڈن کر کے ہی جائے گی۔ بہتر یہی ہے کہ فسٹ امپریشن کو اچھا رہنے دو۔ لڑکی اچھی ہے۔ بیوی میٹریل۔ اس لیے انسان بنو۔ آگے بات بن سکتی ہے تم دو کی اس

لیے برباد مت کرنا تعلق پیچ کا۔ اور ڈاکٹر ہے تمہاری اس لیے کسی قسم کا بے چین ہونے کی ضرورت نہیں کہ وہ مخالف جنس ہے۔ کل ملتا ہوں تم سے۔ وہ رات وہیں رکے گی۔ تمہیں اس حالت میں فارم ہاوس اکیلا نہیں چھوڑ سکتا۔ بائے"

باسل نے حتمی طور پر میسج بھیجا اور فون اچھے بچوں کی طرح بلیذر کی اندر والی پاکٹ میں رکھ دیا، حاشر کا خون سچ میں کھولنا شروع ہو گیا۔

"باسل ۔۔ یہ تم مجھے کہاں پھنسا رہے ہو"

حاشر نے وہیں کھڑے بے بسی میں جانے کتنے لمحے گزار دیے۔

"کھانا لگ گیا ہے، اگر آپکا غصہ ٹھنڈا ہو گیا ہو تو آجائیں۔"

ایمل کی شوخ سی آواز ڈائنگ ٹیبل سے سنائی دی۔

حاشر دانت پیس کر رہ گیا، لیکن بھوک غالب آچکی تھی، اور سالن کی خوشبو اسے ہار ماننے پر مجبور کر رہی تھی، وہ چپ چاپ آیا اور کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا، فون بھی میز کی سطح پر رکھا، ایمل نے پلیٹ میں روٹی، سالن اور سلاد ترتیب سے رکھتے ہوئے سرسری سی نظر اس پر ڈالی۔

"آپکو میرے آنے سے اتنا مسئلہ کیوں ہوا؟"

اس نے براہِ راست حاشر سے پوچھا جسکے چہرے پر ناگواری واضح دیکھی جا سکتی تھی۔

"کیونکہ تمہیں مجھ پر ترس کھانے کی ضرورت نہیں۔ مجھے ہمدردی سے نفرت ہے۔"

حاشر نے پلکیں جھپکائیں، پھر آہستگی سے دانت پیس گیا۔

ایمل کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"اوہ... میں تو ہمدردی کرنے آئی بھی نہیں۔"

حاشر کو اسکا ہنسنا، بلکل مزاق اڑانا نہ لگا بلکہ وہ ہنسی بس مخلصانہ اور شرارت بھری رہی تھی۔

"پھر؟"

وہ سرد نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

"میں صرف وہ دکھ سننے آئی ہوں جو شاید آپ نے خود بھی خود سے چھپایا ہو، اور پھر اسکا حل دینے جو آپ خود کو نہیں دینا چاہتے"

وہ نرم مسکراہٹ لیے سادگی سے بولی۔

"تمہارا مطلب ہے میں اس تکلیف کو انجوائے کر رہا ہوں؟"

ایمل نے سنجیدگی سے اس کی آنکھوں میں جھانکا، جہاں درد کا پورا جہاں تھا۔

"نہیں۔ میرا مطلب ہے، آپ نے اس تکلیف سے سمجھوتہ کر لیا ہے، جیسے یہ سزا ہے جو آپ کو ہر حال میں کاٹنی ہے۔"

حاشر نے رک کر گہرا سانس لیا، نظریں جھکا دیں۔

"تم جانتی ہو ناں، تھیلیسیمیا میجر سے گزرنے والے اکثر بچے بچپن میں ہی مر جاتے ہیں؟ میں جی رہا ہوں اب تک، یہ ہی کافی نہیں؟"

حاشر نے اس بار اسے ڈاکٹر کے طور پر ہی لیا جبکہ وہ hematologist تو بہت بعد میں تھی، پہلے وہ اس پر اسرار شخص کی کھوجی تھی۔

"نہیں، یہ کافی نہیں ہے۔ آپ سانس لے رہے ہیں، زندگی نہیں گزار رہے۔ اور بون میرو ٹرانسپلانٹ سے آپ نارمل لائف جیتے انسان بن سکتے ہیں حاشر۔"

اس نے نرم لہجہ رکھا جو کسی کو بھی قائل کر لے۔

"کیا گارنٹی ہے؟"

حاشر کے چہرے پر بلا کی تلخی براجمان تھی۔

"کچھ نہیں۔زندگی میں کچھ بھی گارنٹیڈ نہیں ہوتا حاشر سیال، لیکن اگر باسل بھائی، رحمان انکل، اور ہاجرہ صاحبہ جیسی محبتیں آپ کے ساتھ کھڑی ہیں تو مجھے پوری امید ہے کہ آپ وہ چند پرسنٹ کامیابی میں شامل ہوسکتے ہیں۔"

وہ قائل کرنے میں بلا کی ماہر تھی لیکن حاشر اتنا آسان ٹارگٹ نہیں تھا، وہ خود کو اذیت دے رہا تھا جسکا کہیں نہ کہیں اسے بھی احساس تھا۔

"اور اگر نہ ہوسکا؟ مر گیا تو؟"

ایمل نے اسکی آنکھوں میں جو ڈر دیکھا وہ اس لڑکی کو اداس کر گیا۔

"تو کم از کم آپ نے کوشش کی ہو گی۔ اپنی نانو کے لیے جنہوں نے آپکو پوری دنیا سے چھپا کر اپنے پروں میں سنبھالا، اپنے بابا کے لیے جو آپکے لیے

زیادہ کچھ نہیں کرسکے لیکن کم از کم آپکو اس اذیت سے نجات دلا کر اپنا تھوڑا سہی پر فرض نبھانا چاہتے ہیں، ان چند اپنوں کے لیے جو آپ سے ٹوٹ کر پیار کرتے ہیں حاشر۔ ورنہ ساری زندگی بس ڈھلتے وجود کے ساتھ ایک گھر میں گزار دینا، اور سب کو دکھ میں مبتلا چھوڑ دینا... کیا یہ بہادری ہے؟"

حاشر کی آنکھیں ایمل کے آئینہ دیکھانے پر دھندلانے لگیں۔ اس نے جلدی سے نظر چرائی، پر ایمل نے وہ خاموش بھوری آنکھوں کی نمی دیکھ لی۔

"آپکے اندر بہت سی تلخیاں ہیں حاشر۔ آپکے غصے کے پیچھے شاید کوئی بہت بڑی تھکن ہے، اور میں وہ سمجھنا چاہتی ہوں۔"

ایمل نے آہستگی سے اسکے مضبوط ہاتھ پر ہاتھ رکھتے دبایا تو حاشر نے اپنا ہاتھ فوری کھینچ لیا، ایمل یہی امید کر رہی تھی۔

"کیوں چاہتی ہو مجھے سمجھنا؟"

وہ آہستگی مگر غصے سے بولا، جیسے یہ اسکے دل پر ضرب جیسا ہو کہ کوئی اسے سمجھنے کی خواہش کرے۔

"کیونکہ میں آپکی ڈاکٹر ہوں، اور شاید دوست بھی بن جاوں اگر آپ اجازت دیں۔ کیونکہ آپکو ایک دوست کی بھی سخت ضرورت ہے۔"

کچھ دیر ان دونوں کے بیچ خاموشی رہی، صرف چیچ کی آواز اور ونڈو کے باہر ہوا کی سرسراہٹ۔

"آپکو مجھ پر کیوں اعتراض ہے؟ صرف اس لیے کہ میں یہ کہہ رہی ہوں کہ آپ جینے کے حقدار ہیں؟"

حاشر نے پہلی بار پوری طرح سے اسے دیکھا،

اس لڑکی کو جو اپنی معصومیت، شوخی، اور سچائی کے ساتھ اسکی تنہائی کے قلعے میں دراڑ ڈالنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"اعتراض نہیں ہے۔۔۔بس ڈر ہے۔"

وہ بمشکل بول سکا۔

"کس چیز کا؟"

وہ بیقرار ہو کر بولی۔

"اس امید سے جو کبھی پوری نہ ہو، اس علاج سے جو مکمل نہ ہو، ان رشتوں سے جو صرف ہمدردی کا دوسرا نام ہوں ایمل فضیل"

ایمل نے ہاتھ بڑھایا، اور اس کے پاس رکھے پانی کے گلاس کو اسکی طرف بڑھایا۔

"یہ گلاس ہے۔ آپ پی سکتے ہیں یا چھوڑ سکتے ہیں۔ فیصلہ آپکا ہے۔ بس یاد رکھیں، زندگی بھی یہی ہے، یا پی لو یا خالی چھوڑ دو۔ لیکن پی لینے میں شاید زندگی کی مٹھاس چھپی ہو، جو آپ نے ابھی چکھی ہی نہیں۔"

حاشر نے دھیرے سے گلاس پکڑا، ایمل مسکرائی۔

"ٹھیک ہے"

وہ اتنی جلدی مانا تو یہ اسکا کمال نہیں بلکہ ایمل فضیل کی مہارت تھی۔

"ہم کل سے ٹریٹمنٹ شروع کریں گے۔ آپکی مرضی ہو گی ہر سٹیپ میں، لیکن ایک وعدہ کر لیجیے۔ کسی بھی فیصلے سے پہلے، خود سے اور مجھ سے سچ ضرور کہیے گا۔ اپنے اندر کا ہر سچ حاشر۔ کیوں علاج سے زیادہ اس بیماری کو گلے لگانے کا فیصلہ لیا۔ کیوں اپنی ماں کے لیے کوئی حق نہ مانگا، کیوں چپ چپ مشکل زندگی قبول کی"

حاشر نے ایک لمحے کو اسے دیکھا، وہ ایسی کیوں تھی جیسے وہ حاشر کو مدت سے جانتی ہو، کیا تعلق تھا ان کا، اسے لگا جیسے اس لڑکی کو اس نے کہیں دیکھا ہے، یہ بس بدل گئی تھی۔

"ٹھیک ہے ڈاکٹر ایمل۔۔۔ تمہارا پہلا امپریشن اتنا برا نہیں رہا۔ تم نے قائل کر لیا مجھے"

ایمل نے ہنستے ہوئے ہاتھ جوڑے۔

"شکر ہے۔ آپ نے اپنی جان بخش دی۔"

دونوں کے بیچ پہلا قدم پڑ چکا تھا، ایک ڈاکٹر اور مریض کے بیچ نہیں، بلکہ دو دلوں کے بیچ ایک خاموش سا ربط جنم لے چکا تھا۔

"کیا میں تمہیں جانتا ہوں؟"

کھانے کے چند نوالے ہی کھائے تھے کہ وہ بول پڑا۔

"لمبی کہانی ہے۔ ایکچولی جو آپکی ہاجرہ نانو ہیں۔ یعنی باسل بھائی کی مما کی خالہ۔۔ وہ میرے بابا کا یونی والا پرانا عشق ہیں۔ کسی مجبوری کی وجہ سے میرے بابا کو اپنے خاندان میں شادی کرنی پڑی یعنی میری مما سے، جو حیات

نہیں۔بے وفائی سمجھ لیں جو آج کل ہر دوسرا مرد کرتا ہے۔اور ہاجرہ آنٹی اتنی وفادار کے انہوں نے ساری زندگی شادی ہی نہیں کی،ثابت کیا کہ عورت واقعی وفا کی دیوی ہوتی ہے،مرد آگے بڑھ جاتے ہیں۔اب معاملہ یہ ہے کہ بابا چاہتے ہیں میں ہاجرہ کے اس دل کے ٹکرے حاشر کو سنبھالوں۔زندگی کی طرف لاوں تاکہ بابا کی بے وفائی پر غلاف چڑھ جائے۔۔"

وہ یہ سب کہتے جیسے اذیت سے ہنسی،حاشر تھم سا گیا کہ یہ لڑکی کیسے یہ سب بنا ہچکچائے کہہ گئی۔

"اوہ۔۔تو وہ یہ کر کے نانو کے آگے سرخرو ہونا چاہتے ہیں۔۔تم مجبورا آئی ہو یعنی۔تھوڑا باسل کا پریشر،باقی اپنے بابا کا۔۔۔؟"

وہ بھی اب گھل مل چکا تھا،طنز پر اتر آیا پر ایمل کندھے اچکا کر مسکرا دی جیسے کہہ رہی ہو،بات تو سچ ہے مگر بات ہے رسوائی کی۔

"ایکچولی ہمارے یہاں نووے فیصد مرد ایسے ہی ہیں جو کسی بھی عورت پر ویسے ہی صبر و شکر کر لیتے ہیں جیسے عورت نہیں۔ روٹی ہو اور انھیں بس پیٹ بھرنا ہے۔۔ لمبی بعث ہے۔۔ مجھے ایسے مجبور مردوں سے شدید اکتاہٹ ہے۔ بابا سے بھی تبھی بہت کم بنتی ہے میری۔ میں نے انھیں صاف کہا کہ یا خود کو بزدل مان لیں یا یہ کہ آپکو ہاجرہ سے عشق ہی نہیں تھا۔ بھلا مرد کہاں اس عورت کو کسی دوسرے مرد کے لیے چھوڑتا ہے جس سے اسے عشق ہو۔ سب بہانے بازیاں۔۔۔ خیر میں کچھ زیادہ ہی خوفناک حد تک حقیقت پسند ہوں۔۔ آپکو مزے کی بات بتاؤں۔ آج تک تبھی اس راہ پر گئی ہی نہیں۔ میرا پالا بھی میرے بابا جیسے بزدل مرد سے پڑ گیا تو زندگی سیاہ ہو جائے گی تبھی آووائڈ ہی کیا۔ یہ تو میرے سچ تھے حاشر۔۔۔ اب دیکھنا ہے آپ آپنے ایسے ہی سچ مجھے کب بتاتے ہیں۔۔۔۔ بائے داوے آپکے عمار بھائی کو پروفیشنلی بابا کا ریسٹورنٹ سنبھال لینا چاہیے۔۔۔ بہت مزے کا کھانا ہے"

وہ زندہ دل کے ساتھ بہت زیادہ سچی تھی، کھل کر جینے والی، اپنے رائے دینے سے بلکل نہ ڈرنے والی، حاشر کو لگا اسکی اور ایمل کی کہانی تو بلکل ایک جیسی ہے۔

ایمل نے نوالہ توڑتے ہوئے آخری بات مکمل کی اور پانی کا گھونٹ لے کر کرسی سے ٹیک لگا گئی۔

حاشر اسے بغور دیکھ رہا تھا۔ وہ لڑکی جو ابھی چند لمحے پہلے اس کے گھر کی راہداری میں اجنبی سی کھڑی تھی، اب اسکے دل کے سب سے پوشیدہ دروازے پر دستک دے چکی تھی۔

"تم سچ میں۔۔۔ کمال ہو۔۔۔"

وہ غیر ارادی طور پر تعریفا کہہ گیا۔

ایمل نے چونک کر اسے دیکھا، پھر آنکھیں سکیڑتے طنزیہ ہنسی۔

"دیکھا؟ پہلی ملاقات میں ہی اثر کر گئی۔ آپ اب کہیں محبت میں نہ پڑ جانا ڈاکٹر صاحبہ سے۔۔ میرے جیسے سچ بولنے والے لوگ دل توڑ دیتے ہیں۔"

وہ شرارت سے مشورہ تھما گئی۔

"دل پہلے ہی کافی ٹوٹ چکا ہے۔۔ اب بچا ہی کیا ہے جو ٹوٹے گا؟"

وہ بے ساختہ بولا، اور پہلی بار ایمل کا قہقہہ خاموش ہو گیا۔

"کیا ٹوٹا تھا؟ دل یا اسکے ساتھ کچھ اور بھی؟"

ایمل کی سنجیدگی لوٹ آئی، اس نے نرمی سے پوچھا، حاشر نے نظریں جھکائیں۔

"سب کچھ۔۔ اور پھر خود میں بھی"

ایمل اسکے جواب پر کچھ دیر خاموش ہو گئی۔

"پتا ہے، مجھ میں ایک عجیب عادت ہے۔۔۔میں ہر بکھرے ہوئے شخص کو جوڑنے کی کوشش کرتی ہوں۔ جیسے میں سلائی مشین ہوں اور دنیا کٹے ہوئے کپڑے۔"

پھر دھیرے سے کہنے لگی تو دونوں اس بات پر اداس سا مسکرائے۔

"تو خود کو کب سینے کا ارادہ ہے تمہارا؟"

حاشر کا یہ سوال، ایک تیر کی طرح ایمل کا دل چیر گیا۔ ایمل کی مسکراہٹ لمحے بھر کو بجھ گئی۔

"پتا نہیں۔ شاید کبھی، شاید کبھی نہیں۔ لیکن ابھی میں بس آپکے دھاگے سمیٹنے آئی ہوں۔"

وہ اپنا نہیں، اسکا کہنے لگی تو سکوت چھا گیا۔ دونوں کے بیچ وہ خاموشی جو چیخ چیخ کر بول رہی تھی۔

"چلیں، یہ ہو گیا ڈنر۔ اب آپکا کام ہے سونے سے پہلے مجھے اپنی تمام میڈیکل رپورٹس دینا۔ صبح ہم تفصیلی ٹریٹمنٹ کو لے کر ڈسکشن کریں گے۔"

وہ اسے تمام لائحہ عمل سمجھاتے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"مجھے نیند نہیں آتی۔"

حاشر نے صاف کہہ دیا۔

"پر مجھے بہت آتی ہے، اور میں وہ ڈاکٹر ہوں جو اپنے پیشنٹ کو اپنی نیند خوشی خوشی اڑانے دے دوں، چاہے اسے پوری رات زندگی پر لیکچر دینا پڑے۔"

وہ کھلکھلائی تو حاشر بھی اٹھا۔

"واہ، کیا عذاب ہو تم۔"

اس نے مسکرا کر کہا تو وہ آگے سے ہنسی۔

"جانتی ہوں، لیکن کیا کروں۔۔۔میں درد کو مذاق میں بدل دیتی ہوں۔ تبھی دنیا مجھے برداشت کر لیتی ہے۔"

ایمل نے کھانے کی پلیٹیں سمیٹیں، اور کچن میں لے گئی۔

جب واپس آئی، تو اسکے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا میڈیکل فائل فولڈر تھا۔

"یہ رہی آپکی باسل بھائی کی طرف سے مجھے ہینڈ اور ہوئی فائل، جو رحمان انکل نے انھیں دی۔ کل سے پر اپر کیس ورک شروع ہو گا۔اسکی سٹڈی کی ہے میں نے، آپکے اندر کافی سسٹمز ویک ہو چکے ہیں حاشر، مگر سچ کہوں۔۔۔مجھے امید ہے آپ ٹھیک ہو سکتے ہیں"

وہ بہت زیادہ عجیب لڑکی تھی، باسل نے کچھ سوچ کر ہی اسے حاشر سیال کے علاج کے لیے چنا تھا۔

"اور اگر نہ ہو سکا ٹھیک؟"

ایمل کی آنکھوں میں اسکے سوال پر روشنی سی چمکی۔

"تو پھر بھی میں آپکو ایک مکمل انسان کی طرح، آخری سانس تک جینے کی ہمت ضرور دے دوں گی۔ نیند نہ آئے تو ڈور پر ایک دستک کی دوری پر ہوں۔ گڈ نائیٹ"

یہ کہتے ہی وہ آہستگی سے پلٹی اور کمرے کی طرف بیگ اٹھائے بڑھ گئی۔

حاشر صوفے پر بیٹھا دیر تک خاموشی سے کمرے کے دروازے کو دیکھتا رہا۔

"یہ لڑکی میرے جیسے بکھرے انسان کو جوڑنے آئی ہے۔۔۔ مگر مجھے ڈر ہے، کہیں یہ خود نہ بکھر جائے۔۔۔"

وہ آہستگی سے بڑبڑایا، اور پہلی بار دل کے اندر ایک نرم سی روشنی اتری، جیسے برسوں بعد کسی اندھیرے میں کوئی چراغ جل اٹھا ہو۔

جبکہ ایمل روم میں آئی، بیگ میٹرس پر رکھا اور چہرہ ہاتھوں میں بھرے وہ گہرا سانس لیتی میٹرس پر بیٹھی۔

"بابا نے آپکو بہت لوٹا اور بہت ستایا بھی اور اس کے بدلے آپ نے انکی معصوم سی بیٹی اور اپنی منہ بولی بہن کو اتنی بڑی مشکل میں دھکیل دیا باسل بھائی، اچھا نہیں کیا، اللہ آپکو ٹونز دے اور اجر دونوں بچے آپکے سر ڈال کر خود اپنی دبنگ جاب سنبھالے پھر مزہ آئے مجھے۔ اسے اس حال میں دیکھنا بہت مشکل رہا لیکن گڈ نیوز یہ ہے کہ وہ مان گیا ہے بون میرو ٹرانسپلانٹ کے لیے۔ اب میری ہمت کی دعا کرنا مت بھولیے گا۔ انھیں کہا ہے میں اس محبت نامی راستے پر کبھی نہیں گئی پر آپ تو جانتے ہیں بچپن والا معصوم پیار ہے مجھے اس نمونے سے۔ خیر میں روم میں سونے کا بہانہ کر کے آ تو گئی پر دروازے میں بیٹھنے لگی ہوں۔ وہ نہیں بلائے گا تب بھی۔ خیر یہی کہنا تھا۔ مزے کریں آپ۔ میں ہوں ناں آہیں بھرنے کو۔۔ ہنہ۔"

اس نے لمبا سا میسج باسل کو بھیجا اور آگے ناراض ایموجی بھی اور زرا ہاتھ منہ دھونے بڑھ گئی وہیں دوسری طرف سب کا ڈنر ہوا تو میرال کے پیرنٹس اور بھائی نے جو سب کے لیے تحائف لائے وہ دیے اور اجازت طلب ہوئے، انکے جانے کے بعد اب بس دونوں فیملیز ہی رہ گئی تھیں، باسل سب کے لیے چائے کا کہنے آیا تبھی ایمل کا میسج پڑھ کر مسکرا دیا، اجر نے آ کر اسکی مشکوک مسکراہٹ بغور دیکھی۔

"یہ تم کسے میسج بھیج کر مسکرا رہے ہو"

اجر کے سوال پر باسل نے فوری فون اسکی پہنچ سے ہٹایا کیونکہ اے ایس پی صاحبہ جھپٹنے والی تھیں۔

"سب بتاوں گا۔ آج رات ہر راز تم سے شئیر کروں گا کہ میں کن کن پنگوں میں پھنسا ہوں۔ تم سے سر سے پیر وفادار ہوں اسکے بارے بند آنکھیں یقین

کیا کرو میرے سکون۔ تمہارے تو سائے جیسا بھی میرے نزدیک کوئی نہیں"

وہ اسکی ہر بات سنے پگھل گئی، گال پھلا لیے۔

"ہاں ایسی باتیں کر کے الو بنا دیا کرو مجھے۔۔ مجھ سے رات کا انتظار مشکل ہو گیا ہے۔"

اجر نے شدید بے چین ہوئے کہا تو وہ بے چین مسیز کو ساتھ لگائے کچن سے باہر لا یا۔

"صبر کرو۔ صبر کا پھل میٹھا ہو گا۔ ابھی یہ فیملی میٹ آپ اور مومنٹس انجوائے کرتے ہیں۔ اور ہاں وہ ڈیڈی ہگ مت بھولنا۔"

وہ اسکے ساتھ لگی باہر آتے آتے رکی۔

"اوکے باسل۔ اچھا سنو تم نے میرال کے لیے کوئی گفٹ لیا؟"

وہ فکر مندی سے اسے دیکھنے لگی۔

"ہاں میں نے مما کو کہا تھا گولڈ دے دیجئے گا ہم دو کی طرف سے میرال کو اس گڈ نیوز پر۔ کہہ رہی تھیں بہت مناسب خیال ہے۔ پھر جب بے بی آئے گا تو گرینڈ گفٹس کر لیں گے موقعے کے حساب سے۔ ویسے بھی یہ میرا چھوٹا بھائی بہت امیر ہے۔ اپنا کلینک بنالیا موصوف نے اب تو پیسوں میں کھیلے گا اور میں بھی لوٹوں گا اسے"

باسل کے کام اور منصوبے دونوں لاڈ کے مستحق تھے، وہ ہنستی ہوئی اسے دیکھنے لگی۔

"ڈسٹرکٹ اٹارنی ہو کر چھوٹے بھائی کے پیسوں پر نظر ہے۔ تھوڑی شرم ہوتی ہے تھوڑی حیا ہوتی ہے باسل ماہیل"

باسل نے جواباً ہنستے دانت دیکھائے۔

"میری جان جو مزہ بہن بھائیوں کے پیسوں پر عیاشی کا آتا ہے وہ اپنے پیسوں سے تھوڑا ملے گا۔ میرا پیسہ تم اڑانا۔ اپنا مجھے دے دینا۔"

اجر نے ہنستے ہوئے ہی اس آدمی کی گردن دبائی۔

"اف کیسے پنگے باز آدمی سے پالا پڑا میرا۔ ایک روپیہ بھی نہیں دینے والی۔ نکلو شاباش۔"

وہ بھی منہ پھلا گئی۔

"کیا کرو گی اتنے پیسوں کا۔ میک آپ تو کرتی نہیں تم۔ ایک ایک جوڑا پہن کر سال گزار لو تم۔۔ خود پر خرچ کرتے میں نے تو نہیں دیکھا تمہیں۔ جیولری تمہیں پسند نہیں۔ گولڈ ڈائمنڈ سلور کبھی کچھ بھی تمہیں اچھا نہیں لگا نہ پہنتی ہو"

باسل کے شکوے پر وہ ہنسنا روک کر اسے مسکراتی بھوری آنکھوں سے دیکھنے لگی۔

"مطلب تم مجھے مزاج کے ساتھ ساتھ لک وائز بھی گریس فل دیکھنا چاہتے ہو۔ کہا کیوں نہیں؟ تم چاہتے ہو میں سج دھج کر رہا کروں۔ میک آپ اور جیولری یوز کروں؟"

وہ اسکے نزدیک رکی یوں سادہ سی بھی جان کو آ، رہی تھی، آج تو ائیر رنگز بھی پہنے تھے، ڈریس بھی بہت پیارا تھا، بلیک اینڈ گولڈ۔

"تم ایسے بھی گریس فل ہو اجر، لیکن تمہیں تھوڑا چینج ہونا چاہیے۔ سر پھاڑ خلیے سے نکل کر میری واقعی جان دیکھائی دینا چاہیے۔ اس پر مجھے ہی توجہ اور زور دینا ہو گا بس میں زرا فری ہو جاوں کچھ ضروری معاملات سے۔۔۔ خیر پیار آ، رہا ہے۔۔۔ سب کے پاس چلتے ہیں ورنہ میرے اندر کا شوہر تمہیں اٹھا کر پھر بیڈ روم میں لے جائے گا"

باسل نے اسکی گال چومی اور زبردستی پکڑ کر اسے سب کے پاس لے گیا، اجر نے جیسے اپنے چہرے کے شریر اور میٹھے رنگ چھپائے، یہ بس وہی جانتی تھی۔

جبکہ ڈنر کے بعد اب سب گھر والے ہی تھے، ہر کوئی بے حد خوش تھا، عمار تو سب میں وی آئی پی بنا تھا، رملا ڈنر کے بعد کچھ دیر سیال حویلی جاکر روم میں گئی تاکہ فون چارج کرے، پھر وہ باہر آئی تو کچھ دیر واک کی، واپس پیلس آئی تو اسے لگا جیسے عمار سب کے بیچ بھی اسے ہی ڈھونڈ رہا ہو۔

سب ہی عمار کہاں تھا یہ جاننا چاہتے تھے پر ابھی سب یہ بھی جانتے تھے کہ ملن کافی جذباتی ہے تبھی سیال والوں نے چائے کے بعد حویلی جانے کی اجازت طلب کی، میرال اور اورحان کی خوشی کو بھرپور سیلیبریٹ کیا گیا تھا، سیال والے حویلی گئے تو اب بس ماہیلز ہی پیلس میں بچ چکے تھے، مصطفی کی بیٹری تھوڑی ڈاون تھی لیکن ابھی بھی وہ میکس کے ساتھ ہی کھیلنے میں بزی تھا، باسل زر ابڈی اور بابا کے ساتھ لان میں چہل قدمی کو گیا تھا

تاکہ انھیں ساری حاشر کے بارے تفصیل دے تو اس نے اور حان کو بھی یہ سب ساتھ ہی بتانے بلا لیا، جبکہ اجر بھی روم میں چلی گئی تھی، تھک گئی تھی۔

"ایمن مما"

ایمن سب ایکسٹرا کھانا اور میٹھا میڈ کو کہے سمیٹوا رہی تھیں تبھی میرال، کچن میں آئی، مصطفی باہر حرا کے ساتھ کھیل رہا تھا، ایمن فورا مسکرا کر پلٹیں۔

"جی مما کی جان۔ کیا ہوا۔ انجوائے کیا۔ تھکن تو نہیں ہو رہی میرے بچے کو؟"

ایمن نے اسکی طرف بڑھتے فکر و پیار کی ملی جلی کیفیت سے پوچھا تو میرال کو انکے لاڈ پر دگنا پیار آیا۔

"ٹھیک ہوں۔۔وہ۔وہ مجھے یہ کہنا تھا صرف آج کے لیے آپ مصطفی کو سلا لیں گی اپنے پاس۔۔۔وہ"

میرال کو سمجھ نہ آیا وہ کیسے یہ سب کہے لیکن ایمن نے اسکی شرم و حیا دیکھتے ہنس کر خود سے لگایا تو میرال کا نکلا دم کچھ بحال ہوا۔

" آج کے لیے کیا۔ جب چاہو اسے اپنے پاس سلا سکتی ہوں۔ تم دو ساتھ وقت گزارو۔ ان فیکٹ میں خود بھی تمہیں کہنے والی تھی۔ مجھے بہت اچھا لگا کہ تم نے یہ بات مجھے ماں سمجھ کر فریلی کہی۔ انجوائے کرو دونوں آج۔ مصطفی تو لگتا ہے حرا کے پاس ہی سو جائے گا۔ دونوں پھپھو بھتیجا ٹن ہو رہے ہیں۔ "

ایمن نے میرال کا ماتھا چوما تو وہ پر حیا سا مسکرائی۔

" آپ ساس کم۔ فرینڈز زیادہ ہیں۔ تھینکیو سو مچ۔ "

میرال کو سمجھ نہ آیا کیسے شکریہ ادا کرے، تو ایمن نے ایک بار پھر اسے خود سے لپٹا لیا وہیں دوسری طرف حاشر کی سچائی ماہیل اور رحمان تو جانتے تھے

پر اور حان کے لیے یہ کافی شاکنگ تھا جبکہ ابھی باسل نے ان میں سے کسی کو کنگ کا نہیں بتایا تھا، اسکے بقول یہ بڑا صدمہ تھا اور آج بتانا مناسب نہ تھا۔

"ویسے اس پر میں ناراض ہو سکتا ہوں کہ یہ سب باسل کو پتا تھا پر مجھے نہیں۔ ایون عمار بھی جانتا ہے حاشر اسکا بھائی تھا"

اور حان کا شکوہ بلکل بجا تھا، باسل کو امید بھی تھی۔

"تم نے کبھی انٹرسٹ ہی نہیں لیا تھا یوں، چپ چاپ سب سہتے رہتے تھے۔ پھر وہ خوشی ہو یا تکلیف۔ اپنے اندر دبا لیتے تھے۔ لیکن گائیز اب ہمارا اور حان بدل چکا ہے۔ آپ سبکو یہ اب ڈیڑھ فٹ کی مسجد بسا کر بیٹھا نظر نہیں آئے گا۔ کیوں جگر؟"

باسل کے خوبصورت یقین کی اور حان نے بھی بڑے دل سے تائید کی، ماہیل نے بازو کھولے تو وہ آج اور حان کے لیے تھے۔

"میں بھی وعدہ کرتا ہوں۔اب سے جو بھی بات ہو گی۔ تمہیں اور باسل کو ایک ساتھ بتایا کروں گا۔"

وہ بابا کے گلے لگا تو باسل اور رحمان بھی اس گلے لگنے کو دنیا کا سب سے خاص گلے لگنا مان رہے تھے۔

"پھر میں اپنا موڈ ٹھیک کر لیتا ہوں"

اور حان نے مغرور ہوتے مسکرا کر کہا اور بابا سے الگ ہوا۔

اب سبکی نظریں رحمان سیال پر تھیں۔

"حاشر کی ماں بھلے میری محبت نہ ہو۔میری عزت، میری بیوی ضرور تھی۔اور اسکے بارے ماہا کو انجان رکھ کر میں نے یقیناً ماہا کو دھوکہ دیا ہے جبکہ حاشر کا سمجھدار ہوتے ہی الگ اور کسی کی نظر میں آئے بنا رہنا اپنا فیصلہ تھا پھر بھی یقین کرو تم سب، میں اس سے کبھی غافل نہیں ہوا، یہ علاج تو میں پیدائش سے ہی اسکا کروانا چاہتا تھا لیکن اک مناسب عمر کے بعد اسی

نے ہر علاج سے انکار کر دیا اور میرے ہاتھ بندھ گئے، جانتا ہوں کہیں اندر سے وہ بھی بہت تکلیف میں رہا ہے لیکن میں اسے منالوں گا۔ اور ماہا، کہیں نہ کہیں بے وفائی بھی کی ہے میں نے ماہا سے لیکن میں سب ٹھیک کرنے کی پوری کوشش کروں گا۔ مجھے تم سبکی دعاوں کی ضرورت ہے"

اس وقت رحمان سیال تاسف سے ان تینوں کی طرف دیکھ رہے تھے، وہ تینوں ہی اس میں انکے ساتھ تھے یہ انکی مسکراہٹ سے عیاں تھا۔

"ہم سبکی دعائیں آپکے ساتھ ہیں۔ ماہا آنٹی سے امید اچھی ہے۔ آپ اپنا بیسٹ دیں"

اور حان کو تو اچھی فیل آرہی تھی جبکہ باسل تو ویسے ہی حوصلہ بڑھانے والوں میں سے تھا، باقی رہ گیا یار، وہ تو یار کا بھلا ہی مانگتا اور چاہتا تھا۔

اسی بیچ اور حان کو میسج ملا، تو اس نے اوپن کیا جہاں میرال نے کچھ لکھ کر بھیجا تھا۔

"آجائیں مسٹر اورحان۔میں آپکی منتظر ہوں۔ مصطفی کو مما سنبھال لیں گی آج"

سب کے بیچ کھڑے بھی اورحان سمائیل دے بیٹھا اور جب اسے اوکے کہے سر اٹھایا تو آگے سے وہ تینوں افراد مشکوک نظروں سے اس ڈیڈ ٹوبی کو گھورتے ملے،اورحان نے گلا کھنکارتے زرا نہ گھبرانے کی کوشش کی۔

"بابا۔بڈی۔۔لگتا ہے کوئی خاص پیغام آیا ہے اورحان کو۔سمائیل چیک کریں جیسے جنت میں حور ملی ہو"

باسل نے جان بوجھ کر چھیڑ خانی کی تو بڑے دو شرارتی بھی مسکراتے نظر آئے اور اورحان نے جوابا باسل کو گھوری سے نوازا۔

"اسکی بیوی۔۔حور سے کم ہے کیا سر جی۔۔اگین مبارک ہو دوبارہ بابا بننے کی شہزادے۔چلو جاو اپنی حسینہ کو وقت دو۔ورنہ ہم سب تمہیں ایک گھنٹہ خوب چھیڑیں گے"

رحمان سیال نے بچالیا ورنہ اور حان بچارا تو دہائیاں دیتا کہ کبھی کبھار تو بیوی تنہائی میں ملی ہے۔

"بس نیند آ رہی ہے۔ ایسی تو کوئی بات نہیں۔ چلیں صبح ملتا ہوں۔۔ اور تم۔۔۔ بدلا لوں گا بیٹا"

اور حان نے معصوم سا منہ بناتے کہا اور بھاگنے سے پہلے کڑھے تیوروں سے باسل کو گھور کر گیا جبکہ وہ تینوں ہی ہنس دیے۔

"چلو میں بھی چلتا ہوں۔۔ تم دو کر و واک بھئی۔ مجھے تو نیند آ رہی ہے۔"

ماہیل صاحب نے بھی گویا اجازت لی اور چل دیے، باسل اور رحمان کچھ دیر مزید ٹہلے اور تبھی اجر، باسل کو ڈھونڈتی باہر ہی آئی تو اسے باسل اور بابا واک کرتے دیکھائی دیے۔

وہ چپ چاپ دبے قدموں ان تک پہنچی تو وہ دونوں ہی اسے دیکھتے رکے، باسل نے آنکھوں ہی آنکھوں سے اجر کو ہمت دی۔

اجر نے نظریں اٹھائیں،

اور کچھ لمحوں تک یوں ہی ٹک ٹک بابا کو دیکھتی رہی جنکی آنکھیں اسے دیکھ کر ہی سرخ ہو گئیں۔ اجر کی آنکھوں میں ایک سوال تھا، کرب تھا، اور شاید تھوڑا سا، پیار بھی تھا۔

اجر آہستگی سے قدم بڑھاتی ان کے قریب آئی،

پھر ایک گہری سانس لیتے ہوئے جیسے خود کو تھاما، اور یکدم ان کے سینے سے جا لگی۔

رحمان سیال کی آنکھوں سے نمی چھلک پڑی،

اور باسل کا دل جیسے سکون سے بھر گیا۔

"بابا۔۔معاف کرنا مشکل ہے لیکن آپکو تکلیف دینے کا بحیثیت بیٹی مجھے کوئی حق نہیں۔اللہ نے شاید آپکو بھی بہت آزمایا ہے وہ بھی اپنی پیاری چیزوں کے لیے"

اجر کی آواز جیسے اس کے سینے سے ہی نکلی،

دبی دبی،ٹوٹی ٹوٹی، مگر مکمل بخش دینے جیسی۔۔

رحمان سیال نے بیٹی کو بانہوں میں بھر کر

جیسے وہ لمحے بھر کے لیے برسوں کا بوجھ ہلکا کر چکے تھے۔

"مجھے معاف کر دو اجر،بس یہی دل چاہتا ہے اب، کہ سب ٹھیک ہو جائے۔"

انکی آواز میں بے حد تکلیف تھی

"آپ میرے بابا ہیں۔۔۔اور بابا کبھی پرائے نہیں لگتے۔جتنے بھی جرم کر لیں۔اب کبھی مجھے ناراض مت کیجئے گا"

اجر نے سر ان کے سینے سے لگا کر جیسے اپنے زخم کو بند کر دیا رحمان نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا،اور باسل نے دل ہی دل میں شکر ادا کیا۔

"میں اپنی ہر غلطی کی تلافی ضرور کروں گا اجر۔یہ وعدہ ہے تم سے۔"

انکے لہجے میں ندامت تو تھی لیکن سب کچھ ٹھیک کرنے کا عزم بھی بدستور موجود تھا۔

وہ الگ ہوئی اور جبراً سا سر ہلا گئی،رحمان سیال نے اک نظر باسل پر ڈالی جیسے غائبانہ اسکے مشکور ہو رہے ہوں۔

"خوش رہو تم دونوں"

انکی یہ دعا شاید اب مکمل قبول ہونے والی تھی، وہ گئے تو باسل نے بازو اجر کے اطراف حائل کرے اس کھوئی اداس لڑکی کو خود سے لگایا تو وہ اسے چہرہ پھیرے دیکھنے لگی۔

"تم میری سوچ سے زیادہ بہادر اور مضبوط ہو۔پہلے تو ایسی نہیں تھی۔ غصیلی اور جذباتی اجر سیال کہاں گئی جسے کوئی بات سمجھانے کے لیے چلے کاٹنے پڑتے تھے؟"

وہ باسل کے سوال پر مسکائی۔

"اسی کے اندر کہیں دبی ہوئی ہے۔۔۔"

اجر نے دھیرے سے مسکراتے کہا۔

"بس وقت نے اسے تھوڑا سا نرم کر دیا ہے اور تم نے بہت سا اسے سنبھال لیا ہے۔"

وہ سر جھکائے بول رہی تھی، اور باسل کا دل بے اختیار مچلا، یہ وہی لڑکی تھی جس کے لیے وہ ہر حد پار کر آیا تھا، جسے ٹوٹنے سے بچانے کے لیے وہ بارہا خود بکھرا تھا۔

"تم جانتی ہو، میں نے تمہیں کبھی مجبور نہیں کیا، کسی بھی چیز کے لیے۔ میں تمہیں وہی کہتا ہوں جس میں تمہاری اپنی رضا پہلے شامل ہوتی ہے"

باسل نے ہولے سے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا، اس شخص کے ہونٹوں کا ہر لمس اجر کو معتبر کر دیتا، تاریکی میں سانس دیتی روشنی بنتا۔

اجر نے آنکھیں بند کر کے وہ لمس محسوس کیا جیسے برسوں کی تھکن ختم ہو گئی ہو۔

"پتہ ہے۔۔۔ یہ زخم، یہ غصے، یہ فاصلے۔۔۔ سب اس وقت تک زندہ رہتے ہیں جب تک انسان خود کو قربانی پر آمادہ نہ کرے۔۔۔"

وہ اس کے سینے سے سر لگا گئی، جیسے تھک گئی ہو اب اور کوئی دلیل باقی نہ ہو۔

"اور میں تمہارے لیے۔۔۔ ہر دن، ہر گھنٹہ، ہر پل خود کو قربان کرنے کو تیار رہا ہوں اجر۔۔۔ تمہاری ہر خاموشی، ہر چیخ، ہر آنسو کو سمجھا۔۔۔"

وہ مسکرا کر تائید کر رہی تھی۔

"ہاں، اب یقین ہو گیا ہے باسل کہ تم سمجھتے ہو مجھے۔ اور بس۔۔۔ مجھے سمجھنے والا چاہیے تھا۔۔۔ بس باسل ماہیل چاہیے تھا"

باسل نے اس کا ہاتھ تھاما، اور اپنی انگلیوں میں اسکی انگلیوں کو جکڑا۔

"چلو روم میں۔ بہت کچھ بتانا ہے تمہیں۔ اور مجھے پتا ہے تم میری بتائی ہر بات سن کر مجھے بھی سمجھو گی"

وہ اب مزید دیر نہیں چاہتا تھا، ہر چیز اجر کو بتانے کا وقت آ گیا تھا، وہ خود بھی آج اپنی نیند اور اپنا آرام ترک کرے بس اسے ہی تو سننا چاہتی تھی، دونوں واپس ماہیل پیلس کی طرف بڑھ گئے۔

..________________________________..

وہ کمرے میں داخل ہوا ہی تھا کہ میرال نے اپنی نگاہیں دروازے پر پڑتے ہی سانس روکی، اور اگلے ہی پل... اپنے خوبرو جناب کی طرف دیوانہ وار قدم بڑھا دیے۔

"اورحان۔۔۔"

ایک ہلکی سی صدا، جیسے دل کی دھڑکن نے لبوں کا راستہ چنا ہو۔ اورحان ابھی دروازہ بند ہی کر رہا تھا جب وہ اس سے آلپٹی، جیسے برسوں کی پیاس نے اپنی سیرابی کو پا لیا ہو۔

اورحان نے لب بھینچ کر مسکراہٹ دبائی، اس کے نازک وجود کو نرمی سے تھام کر خود سے قریب کیا۔

"آہستہ سے میری جان۔۔۔ اب آپ اکیلی نہیں ہیں۔۔۔"

وہ اس کے کان کے قریب جھک کر سرگوشی میں بولا، آواز میں وہی پگھلا دینے والی وارفتگی تھی، جو میرال کو ہمیشہ بے بس کر دیتی تھی۔

"اچھلنا کودنا منع ہے۔۔۔ میرا بے بی ہے آپ کے پاس۔۔۔"

میرال نے تھوڑا سا الگ ہو کر اس کی آنکھوں میں جھانکا، ایک ایسی روشنی سے چمکتی نگاہیں، جیسے وہ اورحان کی دنیا ہو، اس کی سانس ہو۔

"پھر آپ مجھے یوں خود سے دور نہ کیجیے...

آپ کی سانس کی تیز رفتار بتا رہی ہے کہ آپ بھی مجھ سے یہی چاہتے ہیں"

اورحان نے اپنی پیشانی اس کی پیشانی سے لگا لی، جیسے دونوں کے درمیان اب کوئی فاصلہ، کوئی پردہ نہ رہا ہو۔

"آج کی رات صرف میری ہے، میری میرال کے ساتھ...وہ میرال جو اب صرف بیوی نہیں، میرے وجود کا تسلسل ہے... ماں ہے میرے بچے کی... میری دھڑکن ہے۔"

میرال کی آنکھوں سے خوشی کی نمی چمکی، وہ اس کے لمس میں چھپی شدت کو اپنی جلد پر محسوس کر رہی تھی۔

"اورحان آپ نے وہ سب کچھ دے دیا جو میں نے کبھی مانگا بھی نہ تھا... محبت... مان... تحفظ... اپنا آپ۔"

اورحان نے آہستگی سے اس کے چہرے کے گرد اپنی انگلیاں پھیریں، نرمی سے، جیسے وہ اس کی روح کو سہلا رہا ہو۔

"بس آپ کا لمس کافی ہے...میرال... آج صرف آپ ہیں

اور آپکا ایک عدد شوہر جسے آپکی چاہت کا جنون ہے۔"

وہ اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے، گھنی مہک کو سونگھتا رہا۔ میرال کی سانسیں اسکی بے اختیاریوں پر بے ترتیب ہو رہی تھیں، اور وہ خود...
اور حان کی بانہوں میں وہی ایک نازک، کمزور لڑکی، جواب اس کی مکمل شریکِ حیات تھی، بکھر رہی تھی تاکہ وہ اسے آج جی بھر کر سمیٹے۔

"پیار کریں ناں۔۔۔ جیسے صرف میں ہوں...

اور باقی سب دنیا کہیں بہت پیچھے رہ گئی ہو۔"

میرال نے اس کے کان کے پاس سرگوشی کی، تو اور حان نے پلکیں موند کر لبوں سے اس کے ماتھے کا بوسہ لیا، پھر آنکھوں پر، پھر رخسار پر۔

"میں آج آپ کو اپنی روح سے لپیٹ لوں گا میرال...

اتنا پیار دوں گا کہ کل صبح خود کو میرے ہونے سے جدا نہ کر سکیں گی"

کمرے میں مدھم روشنیوں کا عکس لہک رہا تھا،

چند گلاب کی پتیوں کی خوشبو، اور پردوں کے پیچھے چاند کی چاندنی... وہ سب کچھ جیسے ان کی چاہ میں جھک گیا تھا۔

اور حان نے میرال کو آہستہ آہستہ بیڈ تک لے جا کر بٹھایا، اس کا ہاتھ اپنے سینے پر رکھا، جہاں دل بے قابو دھڑک رہا تھا۔

"مما سے کہتے بہت شرم آئی مجھے کہ آج مصطفی کو پاس سلا لیں"

وہ حیا سے سرخ پڑتے چہرے کے سنگ بولی تو اور حان ہنستا پاس ہی بیٹھا۔

"تو کہہ دیتیں آپکے بیٹے کی بے تابیاں بہت بڑھ چکی ہیں، انکو لگام ڈالنی ہے"

اور حان نے اسکی شرم سے جھکتی اٹھتی پلکوں کو دیکھتے مشورہ تھمایا تو وہ لب کاٹتی ہنسی۔

"کیا پتا میری بے تابیوں کو الٹا آپکو لگام ڈالنی پڑے آج"

میرال کے اس جملے پر اورحان کی آنکھوں میں ایسی چمک ابھری، جیسے کسی نے اس کی روح پر شبنم چھڑک دی ہو۔

"تو پھر کیجیے ناں۔۔۔مجھے قید اپنی چاہت کی زنجیروں میں... میں تو پہلے ہی آپکی گرفت میں ہوں، میرال۔"

اس نے آہستہ سے اس کے ہاتھ کو لبوں سے چھوا،

پھر اسکی ہتھیلی میں سمیٹ کر اپنے دل کے مقام پر رکھا، جہاں دھڑکنیں اب صرف ایک ہی نام پکار رہی تھیں۔

میرال کی پلکیں لرزیں، وہ کچھ کہنے لگی، پھر چپ ہو گئی۔ ایسا لمحہ تھا جو لفظوں کی طلب نہیں رکھتا تھا۔ وہ خاموشی جس میں دل بولتے تھے،

وہ لمس جس میں ہزاروں وعدے لپٹے ہوتے ہیں۔

"اورحان۔۔۔"

وہ آہستہ سے پکار کر خاموش ہو گئی، جیسے بس ایک نام بولنے سے ہی سب کچھ
کہہ دیا ہو۔

اور حان نے نرمی سے اس کے چہرے کو اپنے دونوں ہاتھوں میں تھاما، پھر
آہستگی سے جھک کر اس کے ہونٹوں پر وقت کو روک دینے والا لمس چھوڑا،

بے حد نرم، بے حد گہرا۔ میرال کا دل دھڑک اٹھا،

سانسیں سنگین حد تک الجھنے لگیں، اور اس لمس سے رہائی تک میرال کی
نگاہیں شرم سے جھک گئیں۔

"آپ کے سامنے ہمیشہ کمزور ہو جاتی ہوں، اور حان...

پتا نہیں یہ آپکی محبت ہے یا میرے دل کی ہار...

لیکن جو بھی ہے، مجھے مکمل کر گیا ہے۔"

اور حان نے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیریں۔

"یہ کمزوری نہیں ہے، میری جان... یہ محبت کی وہ شدت ہے جو انسان کو اس کے اصل سے جوڑتی ہے۔

اور آپ... میرا اصل ہیں میرال۔"

اور حان اس کے کان کے قریب آکر مدھم سرگوشی کرے اسے میٹرس پر لیٹائے دھیرے سے اسکا سر تکیے پر رکھتا خود میرال پر جھکا تو وہ شرما کر دونوں ہاتھ چہرے پر رکھ گئی۔

اور حان کی ہنسی بہت دھیمی، بہت پُر اثر تھی۔اس نے آہستگی سے میرال کے دونوں ہاتھ چہرے سے ہٹائے، ان کی پوروں پر لب رکھے جیسے شکر گزار ہو اس لمس کا، اس لمحے کا، اور اس لڑکی کا جو مکمل ہو کر اس کے وجود میں گھلنے جا رہی تھی۔

"ایسے چہرہ مت چھپائیں، اسی کو دیکھ کر تو آسان سانس آرہی ہے مجھے ورنہ آپکی قربت جان لیوا رہی ہمیشہ میرال بخش"

وہ آہستگی سے اس کے ہاتھوں کو اپنی گرم ہتھیلیوں میں تھام کر اس کے پہلو میں رکھ چکا تھا۔

میرال کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا، پلکیں نیچی اور سانسیں ہموار ہونے کا نام نہ لے رہی تھیں۔ وہ شرم کے رنگ میں رنگی اتنی خوبصورت لگ رہی تھی کہ اور حان کی نظریں اسکے چہرے سے ہٹنا ہی بھول گئیں۔

" کبھی کبھی لگتا ہے میں آپ کو اتنا پیار کر بیٹھوں گا کہ آپ رو دیں گی..."

وہ جھک کر اس کے گال پر لمس چھوڑتے ہوئے بولا تو میرال نے آنکھیں بند کر لیں، اور ہلکی سی مسکراہٹ اس کے لبوں پر ابھری۔

"تو رو دوں گی... مگر خوشی سے... کہ اللہ نے میری جھولی میں وہ محبت ڈال دی، جس کا میں تصور بھی نہ کر سکتی تھی..."

اور حان نے اس کے چہرے کو نرمی سے تھاما اور اس کی پیشانی کو لمبے بوسے سے سجا دیا۔

"میں آپکو خوش دیکھ کر جی اٹھا میرال"

میرال نے بے ساختہ اس کی شرٹ کے گریبان سے انگلیاں الجھائیں، جیسے کہہ رہی ہو کہ ٹھہریں مت اور تھوڑا قریب آئیں۔

اور وہ واقعی جھک گیا... اس کی آنکھوں پر لب رکھے، پلکوں کو چھوا، اور پھر اس کی سانسوں میں اترنے لگا۔

ان کے درمیان کی سرحدیں مٹ رہی تھیں...وجود آپس میں گھل رہے تھے...اور دل؟ دل تو پہلے ہی ایک ہو چکے تھے۔

"میری محبت اور دیوانگی آپکی خیر ہے بس..."

اس کے جملے پر میرال کے ہونٹوں سے ایک دھیمی سی ہنسی نکلی، جو اور حان کے دل کو چھو گئی۔

" بلکل ایسی خیر جس میں میں خود کو کھو دینا چاہتی ہوں..."

اور حان نے اسے مزید خود سے قریب کرلیا۔

چاندنی چھن چھن کر پردوں سے اندر آرہی تھی...

ہوا میں گلاب کی خوشبو تیر رہی تھی... اور بیچ میں وہ دو لوگ تھے... جن کے درمیان صرف محبت تھی، بے حد، بے پناہ، بے خود محبت۔

"کل جب آپ نیند سے جاگیں گی... میں آپکے ساتھ ہی جاگوں گا... آپکی سانسوں میں، آپکی پلکوں پر،

اور آپکے وجود پر بس اپنی چاہت کا لمس چھوڑ جاؤں گا۔۔۔ ہمیشہ کے لیے..."

رات خاموش تھی، مگر محبت بہت بلند ہو چکی تھی۔

اور حان نے آہستگی سے اسکے کان میں سرگوشی کی۔

اور میرال نے آنکھیں بند کر کے وہ لمحہ اپنی روح پر ثبت کرلیا۔

وہیں دوسری طرف تقریباً ایک گھنٹہ گزر چکا تھا، ایمل کا دل بہت بے چین ہوا، جیسے کچھ ٹوٹنے سے پہلے کا لمحہ ہو، جیسے کسی کے سونے اور کسی کے جاگنے میں کوئی نادیدہ تعلق ہو۔ وہ آہستگی سے کمرے سے نکلی۔ روشنی مدھم تھی، کمرے کی خاموشی میں صرف دیواری گھڑی کی ہلکی ہلکی ٹِک ٹِک سنائی دے رہی تھی۔ اس کے قدم سست تھے، پر دل کی دھڑکن کچھ تیز ہوئی۔

لاؤنج میں پہنچتے ہی وہ ٹھٹک گئی۔ حاشر ویسے ہی کاوچ پر تھا مگر اب پر سکون سانسوں کے ساتھ نیند کی آغوش میں جا چکا تھا۔

اس کے چہرے پر وہ الجھن، وہ سختی، وہ زندگی سے بیزاری... غائب تھی۔

ایمل دھیرے سے اس کے پاس آئی، کچھ فاصلے پر سامنے موجود گلاس ٹیبل کی سطح پر بیٹھ گئی۔

ایک لمبا لمحہ صرف اسے دیکھتی رہی۔ پھر ایک آہ بھری، جیسے سات برس کی کوئی بھولی بات دل پر دستک دے گئی ہو۔

"تمہیں شاید یاد نہ ہو۔۔۔ مگر مجھے سب یاد ہے، حاشر۔"

اس نے سر گوشی میں کہا، جیسے کہیں در و دیوار نہ سن لیں۔

"مجھے وہ سکول کی لنچ بریک یاد ہے جب تم میرے لیے اپنا جوس اور ایپل رکھ دیا کرتے تھے، کیونکہ میں لنچ نہیں لاتی تھی اور وہ دن جب میں سائنس کی کلاس میں بچوں کے تنگ کرنے پر رونے لگی تھی تو تم نے مجھے باقی کلاس سے بچالیا تھا۔ سب کو ڈانٹا تھا۔ ان سب نے میرے گھونسلہ بالوں اور گندمی رنگ کا مزاق اڑایا تھا اور تمہیں مجھ سے زیادہ تکلیف ہوئی تھی۔ سات برس کے تھے ہم دونوں"

وہ سب سوچتے اور کہتے اس کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

"تم نے کہا تھا ایمل تم روتی ہو تو مجھے اچھا نہیں لگتا اور میں تمہارے اس معصوم عمر میں کہے جملے کو جیسے دل پر باندھ کر بڑی ہوئی ہوں۔ تم میری ہوم ورک میں مدد کرتے تھے کیونکہ جانتے تھے میرے پاس ماں نہیں جو

دھیان سے پڑھا سکے۔ بابا تو بزی ہوتے تھے اور میں کلاس میں اچھی پوزیشن صرف تمہاری وجہ سے لے پاتی تھی۔"

حاشر کی سانسیں ابھی بھی ہموار تھیں، جیسے برسوں کی تھکن اب جا کر اتری ہو۔

"پھر ایک دن تم غائب ہو گئے۔ بنا کچھ کہے، بنا کسی گڈ بائے کے اور میں تمہیں بھول نہیں سکی، لیکن تمہیں شاید وہ ایمل یاد نہیں۔"

اس نے ہاتھ بڑھایا، مگر صرف ہوا کو چھو کر روک لیا، وہ نہیں چاہتی تھی حاشر پر مہربان ہوئی نیند کو بے آرام کرے، وہ تو خوش تھی کہ وہ سو رہا ہے، بنا کسی نیند کی دوا کے، یہ تک سوچ رہی تھی شاید وہ اسکی وجہ سے ہو۔

"مجھے نہیں پتہ یہ سب کہنا ٹھیک ہے یا نہیں۔۔۔ بس اتنا پتہ ہے، تم سوتے ہوئے بہت اچھے لگ رہے ہو۔ جیسے وہی سات سال کا حاشر اب بھی یہیں ہے، بس بہت تھک گیا ہے۔"

وہ گہرا سانس لیتے بولی پھر جیسے بے چینی بڑھی تو ایمل اپنی جگہ سے اٹھی، روم میں گئی، باریک سا کمفرٹر اٹھا کر لائی اور احتیاط سے حاشر پر ڈال دیا، کیونکہ اے سی باہر چل رہا تھا اور فضا ٹھنڈی ہو رہی تھی۔

پھر ایک آخری نظر اس کے چہرے پر ڈالی، وہ اب بھی پر سکون نیند میں تھا۔

"اگر یہ سکون میری وجہ سے ہے... تو شاید میرے بچپن کی محبت آج بھی ہمارے بیچ کہیں باقی ہے۔

اگر آج تمہاری نیند میری وجہ سے ہے... تو شکر ہے کہ تمہیں کوئی تو سکون کا لمحہ ملا۔ بس یہی کافی ہے میرے لیے۔"

یہ کہتے ہوئے اس نے آہستہ سے اپنے لبوں پر مسکراہٹ رکھی، اور واپس کمرے کی طرف لوٹ گئی۔

دروازہ بند ہونے کی آواز کے بعد، کاوچ پر لیٹے حاشر کی پلک ذرا سی پھڑکی، جیسے کوئی سپنا خواب اور حقیقت کے درمیان اپنی چمکتی جھلک دکھا گیا ہو۔

..________________________..

"آپ نے میرے کمرے کو واقعی چمکا کر رکھا ہوا ہے مما"

بارس، رحمان اور ماہا نے بہت سا وقت گزارا تھا اور اب وہ اسے اسکے روم میں لائی تھیں۔

"ہاں کیونکہ میرا دل ہی نہیں کیا تمہارے کسی لمس کو اس کمرے کے چپے چپے سے جھاڑنے کو۔ تم دھڑکتے تھے یہاں تو کیسے ان سب چیزوں کو ہٹا دیتی۔ دیکھو لوٹ آئے ہو تم۔ میرے پاس۔ مجھے معاف کر دو۔۔ میں نے تم سے کبھی نفرت نہیں کی عمار۔ اولاد تو ماں کے وجود کا سب سے قیمتی حصہ ہوتی ہے، بھلا وہ نفرت کا سوچ بھی کیسے سکتی ہے"

وہ پھر سے رو دی تھیں، اور وہ اب مزید اک بھی آنسو دیکھنے کی سکت نہیں رکھتا تھا۔

عمار نے چند لمحوں کو چپ چاپ اپنی ماں کی آنکھوں میں دیکھا، جو ندامت اور ممتا کے آنسوؤں سے بھر چکی تھیں۔ ان آنکھوں میں وہ سب کچھ تھا جو برسوں سے اسے ترسا رہا تھا۔ محبت، بے بسی، خلوص، اور ماں ہونے کا وہ درجہ جسے وہ شاید بچپن سے پوری شدت سے جینا چاہتا تھا۔

وہ آہستہ سے آگے بڑھا، اور ماہا کی کانپتی بانہوں میں خود کو چھپا لیا۔

"مما میں نے کبھی آپ کو اپنے دل سے نکالا نہیں۔ ہر سسکی، ہر تنہائی میں بس آپ کی آغوش کی کمی ستاتی تھی۔"

ماہا سسک کر رہ گئیں، اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے، ماں کے دل کی ساری تھکن جیسے اس لمحے اتر رہی تھی۔

"میرے بچے۔۔۔میری سب سے بڑی غلطی تمہیں ٹھوکر سمجھ کر کھو دینا تھی، اور میری سب سے بڑی دعا تمہارا یوں لوٹ آنا ہے۔"

عمار نے ان کے کندھے پر سر رکھتے ہوئے آنکھیں موند لیں۔

"اب کہیں نہیں جاؤں گا مما۔۔۔ آپ نے میرے یادوں سے بھرے کمرے کو سنبھالا، میں آپ کا بیٹا بن کر پھر سے سب کچھ سنبھالوں گا۔"

وہ روبرو ہوا تو ماہا کے آنسو پونچھے، تو وہ جبراً مسکرائیں۔

"اب تم آرام کرو۔ باقی باتیں صبح کریں گے۔ تمہاری اور رملا کی باقاعدہ شادی پر بھی بات کریں گے۔ میری جان۔ سکون کی نیند سونا۔ رحمان سے کچھ بات کرنی ہے۔ پھر میں تمہارے پاس آجاوں گی۔ تم میری گود میں سر رکھ لینا"

ماہا کی بات سنے وہ اداس سا مسکرایا تو ماہا اسکی گال چومتیں پھر اسکے دونوں ہاتھ بھی چومے باہر نکل گئیں تبھی وہ بھی بے چین سا ہوئے باہر آیا، بارس باہر ہی لاؤنج میں بیٹھا تھا، رملا اسکے لیے کووفی بنا رہی تھی۔

"آئیں ناں مجھے بھی لاڈ چاہیں آپکے"

بارس نے جیسے باہیں کھولیں، عمار نہ چاہتے ہوئے بھی مسکرایا اور جھک کر بارس کا سر چوما۔

"آتا ہوں۔"

وہ آنے کا کہے خود بھی کچن کی طرف آیا تو وہ لوز سے کالے پاجامے اور کالی ہی شرٹ جس پر گلابی آنکھیں اور نوزی بنی تھی، پہنے، بال کھولے کھڑی کووفی بیٹ کر رہی تھی۔

"کہاں چلی جاتی ہے تو؟"

یہ تیسری بار تھا جب اسکے غائب ہونے پر آکر عمار نے آخر اسکی بازو دبوچے پوچھ گچھ کی، رملا حیران سا مسکرائی تو وہ سٹپٹا گیا۔

"یہیں ہوں۔ آپ تو ایسے کر رہے ہیں جیسے آپ بے بی ہوں اور ہم میلے میں آئے ہیں۔ میں نہ پاس رہی تو آپ کھو جائیں گے۔ یاد کریں شوہر جی۔ یہ آپکی حویلی ہے۔ سیال حویلی۔ اور یہ سب آپکی فیملی ہے"

رملا کے مسکرا کر جتانے پر عمار نے اسکی بازو دفعتاً چھوڑ دی، تھوڑا فاصلہ بھی برقرار کر گیا، نخریلا جو ٹھہرا، رملا نے کووفی مکمل کی اور پلٹی۔

"پر تو بھی کچھ لگتی ہے۔ جب تک تیرا باپ آزاد گھوم رہا ہے۔ تیرا میری آنکھوں کے سامنے رہنا ضروری ہے"

وہ خود اس بار قریب آئی تو عمار دروازے سے جا لگا۔

"کیوں۔ آپکو ڈر ہے کہ کہیں پھر بابا کے ساتھ نہ مل جاؤں؟"

وہ مزید قریب ہوئی تو عمار کی سانسیں بھاری ہوئیں۔

"نہیں۔اس بار یہ ڈر ہے کہیں وہ میری کمزوری پر نہ ہاتھ ڈال لے"

عمار نے اسکو تھاما تو وہ تھم گئی، آنکھوں میں دھندلاہٹ سی آئی۔

"کمزوری۔۔وہ بھی آپکی"

وہ حیران ہوئی۔

"ہاں۔وہ اسی صورت جیت سکتا ہے، میری کمزوری وہی ہے جسے ہر جگہ میری آنکھیں ڈھونڈ رہی ہیں۔بلاوجہ۔بلا ضرورت اور بلا طلب"

وہ کتنے ہی لمحے اس نخریلے کے جان نکالتے جواب پر دوسرا سانس نہ لے سکی۔

عمار کی وہ نظروں میں بندھ کر رہ گئی، جیسے اس کی باتوں کا مفہوم صرف دل کی دھڑکنوں میں اُتر سکتا تھا، زبان کی سمجھ سے پرے تھا۔

"آپ۔۔۔م۔۔۔مجھے اپنی کمزوری کہہ رہے ہیں؟"

وہ مدھم آواز میں بولی، جیسے یقین نہیں آ رہا ہو یہ عمار نے کہا۔

عمار نے اس کی ٹھوڑی کو نرمی سے چھوا۔ جیسے کوئی ضدی مگر ٹوٹا ہوا شخص کسی شے کو ہاتھ لگا کر تسلی چاہتا ہو کہ وہ ہے، باقی ہے، اس کا ہے۔

"ہاں۔۔۔تو میری کمزوری ہے۔"

اس نے جیسے وہ لفظ پھر سے دہرا کر اپنے ہی اندر کو سنا دیا ہو۔ رملا کا دل ایک دم سے بھیگ گیا، لیکن چہرے پر وہی شوخ، ہنستی آنکھیں۔

"تو پھر مان جائیں ناں کہ آپ ہار چکے ہیں، مجھ سے۔۔۔"

عمار نے ہلکی سی ناک سکیڑی۔

"میں کسی سے نہیں ہارا۔۔ خاص طور پر تم سے؟ ہرگز نہیں!"

وہ اب بھی ہتھیار ڈالنے پر قائل نہ تھا۔

"اچھا؟"

وہ ہنسی دبا کر حیرت سے سر جھکا کر اس کے سامنے کھڑی ہو گئی۔

"پھر یہ جو ابھی آپ میرے لفظوں کی گرداب میں ڈوب رہے تھے، وہ کیا تھا؟"

عمار نے پیچھے ہٹ کر ہال کی جانب دیکھا، جیسے کوئی باہر کا شخص بات سن لے گا۔

"بس کچھ لمحوں کی جذباتیت تھی۔۔۔ میں ہمیشہ سچائی کا قائل رہا ہوں، ڈرامے بازی نہیں۔"

عمار نے رخ موڑ کر کچن کے سنگِ مرمر کاؤنٹر پر ہاتھ رکھ کر جیسے خود کو سنبھالا۔

"اچھا۔۔۔ تو میں ڈرامہ ہوں؟"

اس نے ایک ہاتھ کمر پر رکھا، دوسرا ہواؤں میں لہراتے ہوئے مصنوعی خفگی سے کہا۔

عمار کے چہرے پر ایک ایسا تاثر ابھرا، جیسے کہنا چاہتا ہو "ہاں" لیکن آنکھوں میں چھپا ہوا "نہیں" شور مچا رہا تھا۔

"تو۔۔تو اک مصیبت ہے۔۔۔"

وہ پلٹ کر سیدھا اس کی طرف دیکھتے گھور کر بولا۔

"پر آپ کی مصیبت۔۔۔"

رملا نے چہک کر آہستہ آواز میں جیسے اپنے ہی دل کو چھیڑا۔

عمار نے رخ موڑ لیا، جیسے ہر بات کا انکار کرتے، خود پر قابو پانے کی سر توڑ کوشش کر رہا ہو۔

کچن کے قریب وہ دیوار کی طرف رخ کیے کھڑا تھا اور رملا نے ایک قدم اور آگے بڑھا دیا۔

"دیکھیں۔۔۔ اگر آپ یہی تاثر دینا چاہتے ہیں کہ آپ مجھ سے متاثر نہیں تو کم از کم ہاتھ تو نہ کانپیں۔"

عمار نے فوراً اپنے بازو سیدھے کیے جیسے کچھ بھی نہیں ہوا۔

"ہاتھ نہیں کانپے۔۔۔ گرمی ہے، پسینہ آرہا تھا۔"

عمار یہ تو نہیں کہہ سکا وہ جب اتنے قریب ہے تو نادیدہ آگ ہر سو خود بھڑک گئی ہے۔

"اوہ۔۔۔ گرمی؟ باہر تو ہوا چل رہی ہے، اور اے سی یہاں اندر ہے۔۔۔ خیر، کچھ اور بہانہ سوچ لیں اگلی بار کے لیے۔"

وہ کہتے ہوئے ہنسی، لیکن اُس ہنسی میں فتح کی گونج تھی، اور عمار۔۔۔ وہ کچن کے کونے میں ایک ہارا ہوا سا سپاہی لگ رہا تھا، جس نے لڑائی نہیں لڑی، بس ہتھیار پھینک دیے، نہ چاہتے ہوئے بھی۔

"تو۔۔ اگر پانچ سیکنڈ اور بولی ناں، تو میں سچ میں مان جاؤں گا کہ تو کچھ ہے میرے لیے۔۔۔"

وہ دل ہی دل میں پھنکارا۔

"چپ کیوں ہیں؟"

وہ دھیرے سے بولی، اتنے قریب ہونٹوں کے پاس سانس چھوڑتی ہوئی کہ اپنی خوشبو سے اسے پاگل کر دینا چاہتی ہو۔

"مان لیں، اور خود پر احسان کریں۔۔۔ یہ اکڑ آپ پر سوٹ نہیں کرتی، محبت کے زخموں پر مرہم کی ضرورت ہوتی ہے، دلیلوں کی نہیں۔"

عمار نے جیسے اس کی باتوں سے تھک کر پلٹ کر اسے دیکھا۔

"جب لگے میں ہار رہا ہوں تو اپنی چونچ بند کر لیا کر خدا کے لیے رملا، چل سب کے بیچ چلتے ہیں، ورنہ پھر تو غائب ہو جائے گی اور میں۔۔۔ ایک بار پھر ڈھونڈنے نکل پڑوں گا تجھے"

عمار کی وہ آخری بات، وہ آخری بے بسی سے لبریز جملہ، رملا کے دل کے نہاں خانے میں کچھ ایسے گونجا جیسے کسی نے بند دروازہ کھول دیا ہو، جو صرف عمار کے لیے مخصوص تھا۔ وہ کچھ کہے بنا چند لمحے اسے تکتی رہی، جیسے اس کے چہرے کی شکنوں میں وہ سچ پڑھنا چاہتی ہو، جو زبان سے کب کا انکار کر چکا تھا۔ پھر اک جھٹکے سے جیسے حقیقت یاد آئی،

وہ مسکرا کر پیچھے ہٹی۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ میں سب کے بیچ چل رہی ہوں۔۔۔ لیکن ایک بات سن لیں شوہر جی، اب میں غائب نہیں ہوں گی۔۔۔ آپ کے پاس

ہوں۔۔۔بلکہ یوں سمجھیں، آپ میرے پاس ہیں۔۔۔اور میری مرضی کے بنا کہیں جا نہیں سکتے۔"

وہ شوخی سے کہتی ہوئی پلٹی، بارس کی کو وفی اٹھائے ہال کی سمت چل پڑی۔

عمار نے اس کے جاتے وجود کو دیکھا،

رملا کی آدھی کمر تک آتے بال، چلتے ہوئے جھومتے،

ہر قدم پر ایک نئی فتح کی گواہی دیے رہے تھے۔

وہ لمحہ بھر کچن کے کاؤنٹر سے ٹیک لگا کر کھڑا رہا، جیسے اس نے زندگی میں پہلی بار ہار مان کر، جیت محسوس کی ہو۔

"کتنی خطرناک ہے یہ لڑکی۔۔۔

پہلے میرا دل چرایا۔۔۔اب قبضہ جما رہی ہے۔۔۔

اور میں۔۔۔"

اس نے افسوس سے ہنکارا بھرا۔

"خوشی خوشی یرغمال بن رہا ہوں"

اپنے دل پر ہاتھ پھیرے عمار نے خود سے اعتراف کیا اور مرے مرے قدموں سے پیچھے ہی چل پڑا۔

اس ناول کے تمام جملہ حقوق محفوظ ہیں، ایس مروہ مرزا ناولز کی آفیشل ویب پر آپ کو اس کے ساتھ انکے باقی ناولز بھی پی ڈی ایف میں ملیں گے۔ وزٹ!

www.smerwamirzanovels.com

"یہ رہی تمہاری کووفی"

رملا نے چہکتی مسکراہٹ کے سنگ کپ بارس کو تھمایا اور اسکے ساتھ ہی بیٹھی، تب تک عمار بھی باہر آیا، دونوں کو ساتھ بیٹھا دیکھے اسکے ماتھے پر

خفیف سے بل پڑے، عمار نے کچھ دیر دونوں کو دیکھا پھر بارس کے سامنے ہی رملا کی طرف ہاتھ بڑھایا، رملا نے حیرت بھری مسکراہٹ کے سنگ اسکے ہاتھ کو دیکھا پھر ان نخریلے جناب کے منہ کو جہاں دبی دبی جلن وہ صاف دیکھ سکتی تھی، پھر بھی دھوکے میں آئے ہاتھ کیا تھا کہ عمار نے اسے کھینچ کر اٹھایا اور پرے کرتا خود بارس کے ساتھ بیٹھ گیا، بارس کی مسکراہٹ اپنے ویر جی کے اس جیلسی سٹنٹ پر لبوں پر اتر آئی اور رملا نے منہ پھلا لیا۔

"بھائی جل گئے تھے کہ میرے ساتھ کوئی اور بیٹھ گیا۔ ہے ناں؟"

بارس نے شرارتی مسکراہٹ لیے بات کو ور کی تبھی رملا نے چور نگاہوں سے عمار کو دیکھا جو نظریں چراتا واللہ قیامت ہی تو لگتا تھا۔

"ہاں ہاں۔ بڑے آئے تم۔"

رملا نے کو ور کو کہاں قبول کیا، وہ سامنے والے کاوچ پر بیٹھی تو عمار نے اک بار پھر رملا کو دیکھا۔

"کیا آپ دو کے بیچ پیار ویار ہے؟ یہ نظریں تو دل کے پیار والے مر ں
والی ہیں آپ دو کی؟"

بارس نے گہری تحقیق کے بعد آخر پوچھ ہی ڈالا، عمار نے ہلکی سی چپت بارس
کے سر پر ماری۔

"ایک میری طرف سے بھی۔ اچھا خاصا دھواں دار عشق ہے ہمارے بیچ اور
یہ پیار کا کہہ رہا۔۔"

عمار نے دوسری چپت مارتے مارتے رک کر رملا کو خشمگیں نگاہوں سے
دیکھا، وہ شوخ مسکراہٹ لبوں میں دباتی جواباً چیلنج کرتی نگاہوں سے عمار کو
زچ کر گئی البتہ بارس سمجھ چکا تھا اسے رملا کی موجودگی میں بھائی سے لاڈ تو
نہیں ملنے والے۔

"بھائی۔ میں جیلس ہو رہا ہوں۔ سارے جذبات اسی چڑیل پر لٹا دیے یا کچھ
میرے لیے بھی بچایا ہے؟"

بارس نے الٹا رونا ڈال دیا جس پر رملا خود ہی مسکرا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"حرا کے سارے لاڈ لے کر بھی تمہارا دل نہیں بھرا نا دیدے۔ آپ اسے ہی گودی میں بٹھائیں ویسے بھی میں سونے جا رہی ہوں۔ بہت نیند آ رہی ہے۔"

رملا نے دونوں بھائیوں کو در حقیقت پرائیویسی دی، دونوں ہی یہ بات سمجھ گئے، عمار نے بہت مشکل سے خود کو رملا کا ہاتھ پکڑنے سے روکا مگر حقیقت میں اسکا دل نہ چاہا کہ رملا جائے، نا جانے کیوں پر عمار اسے اپنی نظروں کے سامنے رکھنا چاہتا تھا۔

"گڈ نائیٹ چڑیل۔"

بارس نے مسکرا کر با آواز بلند زچ کیا تو رملا پلٹ کر سرسری سا مسکرائی اور اپنے کمرے کی طرف بڑھی، عمار کی نظریں اسکی سمت تھیں، جیسے اسکے اوجھل ہونے تک کو اسکا دل برداشت نہ کر پایا ہو۔

"کووفی بہت اچھی بناتی ہے"

بارس نے مگ اٹھایا ہی کہ عمار نے اس کے ہاتھ سے جھپٹ لیا۔

"میرا موڈ ہو رہا پینے کا۔ ویسے بھی تمہارا زخم ابھی مکمل ٹھیک نہیں تو مت پیو۔ اور بتاو میرے بچے کو کونسے لاڈ چاہیں؟"

عمار نے سیپ بھرتے ہی دل ہی دل میں اعتراف کیا کہ کووفی واقعی بہت پرفیکٹ تھی، لب اک بے خود مسکراتے لمس سے تر ہوئے تھے جبکہ بارس نے بغور عمار کو دیکھا پھر وہ شوخ سا مسکرایا۔

"یہ چوہی آپکو کیسے پسند آگئی۔ یہ تو بتائیں۔ اور اسے آپ کیسے قبول ہو گئے یار۔۔ مطلب مسلز بازو کے ہی دیکھ لیں، انھیں دیکھ کر تو میں بھی ڈر اور رعب میں آرہا ہوں۔۔ لڑکیاں تو بڑی چھوئی موئی ہوتی ہیں۔ بھائی بتائیں ناں مجھے تجسس ہو رہا ہے؟"

بارس نے تسلی سے رخ موڑا اور اشتیاق سے سوالات داغے اب جواب کا منتظر تھا، عمار نے چند سیپ میں ہی کووفی کا کپ پی لیا تھا۔

"بس مجھے دیکھتے ہی پاگل ہو گئی تھی، جیسے کوئی کسی پر مرمٹتا ہے۔ اور ضد کرنے لگی کہ شادی کرے گی۔ ایکچولی وہ اسکے پروفیسر والا معاملہ پتا ہے ناں تمھیں۔ بس اسی پروفیسر کو چھینٹی لگائی تھی میں نے، اور وہ سمجھی کہ میں نے اس کے لیے کیا۔۔ وہاں سے شروع ہوا"

عمار نے بس مختصر ہی بتایا جس پر بارس مزید متجسس ہوتا دانتوں کی نمائش کرنے لگا۔

"اف۔۔ کتنا فلمی سین ہوا بھائی۔"

بارس نے چمکتی آنکھوں سے عمار کو دیکھا جو جوابا بس دھیما سا مسکرایا۔

"ہاں وہ بھی کافی فلمی ہے۔ خیر یہ چھوڑو۔ تم بتاو کیسے ہو۔ تمہیں بھی چھپ کر دیکھا تھا میں نے جب رملا نے تمہیں اور حرا کو کھانے کی دعوت دی

تھی۔ بتاؤ کیا پڑھ رہے ہو، کیا ہابیز ہیں۔ کیا ارادے ہیں زندگی میں، کیا گولز ہیں؟"

بارس نے چند لمحے عمار کو ویسے ہی گھورتے گزار دیے جیسے چھوٹا بھائی بڑے کی سنجیدہ بات سن کر الجھ جاتا ہے۔

"پڑھ رہا ہوں بھائی بزنس، ہوبیز...؟ وہی روایتی... گیمنگ، میوزک، بائیک ریسنگ اور اب شاید رملا کو آپکے حوالے سے چڑانا بھی..."

بارس ایک دم کندھے اچکا کر بے نیازی سے بولنا شروع ہوا تو اختتامی مستی پر بات روکی۔

"لیکن سچ میں، اب کچھ خاص کرنا چاہتا ہوں۔ جب حرا میری ہوئی تو لگا کہ زندگی صرف مزاق یا آزادی کا نام نہیں، ذمہ داری اور اپنائیت کا بھی ہے۔ اب دل چاہتا ہے آپ جیسا بنوں، کچھ کماؤں، کچھ ثابت کروں، کچھ بناؤں جو مجھے بھی فخر دے، اور آپ کو بھی۔"

عمار نے تیوری چڑھائی، مگر بارس نے خود ہی قہقہہ لگا کر اگلی بات جڑ دی، عمار کے چہرے پر دھیرے سے ایک ہلکی، مطمئن سی مسکراہٹ ابھری۔ وہ خاموشی سے سر ہلاتے، آنکھوں میں وہی خوشی لیے، ہاتھ بارس کے کندھے پر رکھ گیا۔

"مجھے یقین ہے تم سب کرو گے، بس یاد رکھو، خود کو کبھی کم مت سمجھنا۔ تم میرے بھائی ہو، مطلب خون میں وہی ضد، وہی جنون، اور وہی وفا ہے جو میرے اندر ہے۔ بس اسکا صحیح رخ تلاش کرنا ہے۔"

عمار نے اسے بہت اچھے سے سمجھایا پر بارس اس وقت بلکل سنجیدہ نہ تھا۔

"یعنی رملا کی طرح ضدی؟"

بارس نے شرارت سے آنکھ دبائی، عمار نے لمبی سانس لی، اور سر جھٹکا۔

"نہیں یار، وہ تو ضد سے بھی آگے کی شے ہے۔ سمجھ نہیں رہے تم، بندہ خود کو ہار دے، لیکن وہ تب بھی جیت کی ضد پکڑ کر کھڑی رہتی ہے۔"

عمار کی سرد سانسوں میں رملا کو جھیلنے کا درد چھلکا۔

بارس ہنسا،

"تو بھائی آخر کار آپ نے کیسے کنٹرول کیا اسے ؟"

عمار کی آنکھوں میں وہی مخصوص چمک آئی، جیسے دل سے نکلی کوئی دھیمی سی خوشبو ہو۔

"کنٹرول نہیں کیا، وہ بے قابو شے ہے۔ بس خود اسکے کنٹرول میں آگیا یار"

پھر اس نے صوفے سے ٹیک لگا کر نگاہیں اس کمرے کے دروازے پر ڈالیں جہاں رملا گئی تھی، جیسے دل پھر وہیں کھنچ رہا ہو۔

"میری ضد، میری خاموشی، میری الجھنیں... سب سنبھال لیں بس نے۔"

عمار کے لہجے میں بس او جھل ہونے والی وہی لڑکی تھی جو عمار کی دنیا میں تہلکہ مچا چکی تھی۔

"تو آپکی بیوی کو اس کی مرضی کا شوہر بھی تو ملنا چاہیے، ناں؟ ضدی، غصیلا، لیکن پوری محبت سے لبریز۔"

بارس بھی سنجیدہ ہوئے مسکرایا۔

"وہی ہوں میں۔"

عمار نے آنکھ ماری، دونوں بھائی ہنسے، اور رات کے اس سکون میں ایک ایسا لمحہ بسا جو برسوں بعد جڑا تھا۔ دل کے زخم، فاصلے، کٹھوریاں... سب ماضی کی دھند بنتی جا رہی تھیں۔ اور مستقبل کی سمت، محبت سے روشن ہو رہی تھی لیکن آہ عمار سیال جسکا سارا دھیان وہ لے اڑی تھی۔

..________________________..

"ہاں۔۔ یہ سب حقیقتوں کا بوجھ تھا مجھ پر اجر۔ میں سب جانتا تھا۔ میں نے اپنی طرف سے ہر وہ قدم اٹھایا جو مجھے سدھار اور بہتری کی جانب جاتا لگا۔ اور تبریز نے جو کچھ ماہا آنٹی کے ساتھ کیا وہ بھی رملا کے سامنے اس

خبیث نے اگلا تھا۔ وہ کتنے سالوں سے یہ جھیل رہی ہیں کہ کسی کو بھنک نہ لگنے دی اور اب انھیں حاشر کی سچائی بھی مزید توڑ دے گی"

باسل نے ہر سچ آخر کار اجر کو بتا دیا جو اس وقت صدمے کی سی کیفیت میں بیٹھی گہرے سانس لیتی آنکھوں میں آنسوؤں کو دبانے پر مجبور تھی۔

"انہوں نے، اتنے سال۔۔۔ وہ سب کچھ اکیلی جھیل گئیں؟"

اجر کی آواز مدھم، لیکن کپکپاتی ہوئی تھی۔ اس کے حلق میں آنسوؤں کا گولا پھنس چکا تھا، اور پلکوں کی نمی اب چھپائے نہیں چھپ رہی تھی۔

"مما... میری مما نے وہ سب کیسے جھیل لیا باسل؟ ایک طرف وہ درندہ تبریز... جس نے ان کا اختیار، ان کا سکون نوچ لیا، اور دوسری طرف بابا... جنہوں نے ان کی وفا کا یہ صلہ دیا کہ اپنی پہلی بیوی اور بیٹے کا سچ چھپا گئے... وہ بھی مما سے... وہ کس کرب میں زندہ تھیں؟"

آخری لفظ پر اس کی آواز ٹوٹ گئی، اور آنسو اس کے گالوں پر بہنے لگے۔

باسل نے آگے بڑھ کر آہستہ سے اس کے دونوں ہاتھ تھام لیے اور ہونٹوں سے لگا کر چومے۔۔

"اجر... تمہاری مما ایک پتھر نہیں تھیں، نہ ہی شیشے کی گڑیا... وہ گوشت پوست کی عورت تھیں، دل رکھتی تھیں، جذبے رکھتی تھیں۔ لیکن تبریز کی دھمکیوں، اور تمہارے بابا کی لاتعلق خاموشی نے ان سب جذبات کو قید کر دیا۔ بڈی نے انکو درد میں کہیں نہ کہیں خود جھونکا"

اجر نے آنکھیں میچ لیں جیسے ان جملوں سے مزید برداشت نہیں ہو رہا۔

"باسل... جب مما نے ہمیں ڈانٹا، ہم سے سختی کی... ہمیں توجہ اور پیار کے لیے ترسایا، وہ سب ایک خول تھانا؟ ان کے اندر تو ہر پل یہ ڈر، یہ اذیت زندہ تھی۔ میں سوچ بھی نہیں سکتی... وہ کیسے جیتی رہیں، اور کیسے ہمیں ہمیشہ ماں کی چھاؤں دیتی رہیں مجبور ہو کر بھی۔ میں نے کتنی بار سوچا کہ وہ سخت

دل ہیں... لیکن وہ تو ٹوٹ چکی تھیں، اندر سے کھوکھلی ہو چکی تھیں... آہ۔۔۔ یہ سب بہت تکلیف دہ ہے"

اس بار وہ پھوٹ کر رو دی۔ باسل نے فوراً اسے خود سے لگا لیا، اسے سنبھالنے کے لیے وہ موجود تھا۔

"رونا نہیں اجر۔ تمہیں اپنی مما کے لیے اب مضبوط ہونا ہے۔ وہ تم سے بھی معافی مانگ رہی تھیں، تمہاری ناراضگی پر دل مسوس رہی تھیں۔ اور مجھے تم پر فخر ہے کہ تمہاری آنکھیں اب صرف غصے سے نہیں، درد سے نم ہو رہی ہیں۔ تم نے جو محسوس کیا، وہی سب سے بڑی معافی ہے۔ اب ہم سب ان کے لیے کھڑے ہوں گے، انکا وہ وقت لوٹائیں گے جو ان سے چھینا گیا۔"

اجر اس کے سینے سے لگی سسک رہی تھی۔

"میں مما کے لیے ک۔۔ کچھ کرنا چاہتی ہوں باسل... ان کے لیے، حاشر بھائی کے لیے، اور تم سب کے لیے۔ بس۔۔۔ مجھے وقت دو... میں اپنے آپ کو سنبھال لوں گی۔۔۔"

باسل نے اس کا سر تھپتھپاتے اثبات میں سر ہلایا۔

"ہم ساتھ ہیں۔ یہ لڑائی صرف تمہاری مما کی نہیں، ہم سب کی ہے۔۔۔ اور ہم جیتیں گے... اُن کے لیے۔۔۔ اور اپنے لیے بھی۔"

یہ لمحہ جیسے دو دلوں کی ایک پکار بن گیا تھا... ایک بیٹی کی، اور ایک شوہر کی۔ اب اجر صرف ماہا کی بیٹی نہیں تھی، اب وہ اس اذیت زدہ ماں کی ڈھال بھی تھی جبکہ دوسری طرف ماہا اور رحمان بھی آمنے سامنے بیٹھے تھے۔

وہ پھر سے اذیت کے سنگ اس شخص کو دیکھ رہی تھیں اور خود سے پوچھ رہی تھیں کہ اگر تبریز کا کہا سچ ہوا تو کیا وہ برداشت کر پائیں گی۔

وہ انکے پاس آئے اور روبرو ہی بیٹھے تھے۔

"میں تمہیں سننے آگیا ہوں ماہا۔ بتاؤ کیا چیز تمہیں اندر ہی اندر کھا رہی ہے؟"

ان کا دھیان مکمل طور پر ماہا پر تھا۔ ان کے چہرے پر الجھن تھی... وہ جانتے تھے، اب وہ لمحہ آچکا ہے جب ماہا سوال کرے گی یا کچھ بتائے گی اور شاید وہ سب کچھ ختم بھی کر سکتی ہے۔

"میں تمہیں سننے کو تیار ہوں، ماہا... جو بھی کہنا چاہتی ہو، کہو۔"

ماہا نے پلکیں جھکائیں، لب کانپے، اور پھر وہ لمحہ آگیا جس سے وہ خوفزدہ تھیں۔

"کیا میں آپ سے کچھ پوچھوں تو سچ سنوں گی؟ بنا جھوٹ کے؟"

رحمان نے ان کی طرف دیکھا، گہری سانس لی، اور اثبات میں سر ہلایا۔

"آپ نے مجھ سے پہلے بھی نکاح کیا تھا؟"

رحمان کے وجود میں ماہا کے سوال سے جھٹکا سا لگا۔ ان کی آنکھوں نے جیسے ایک لمحے میں سب سچ بول دیا۔ وہ خاموش رہے، سر جھکائے۔ ماہا کی آنکھیں بھیگنے لگیں۔

"اور... کیا وہ عورت، جس سے آپ نے نکاح کیا، آپکے بیٹے کی ماں بھی تھی؟"

ماہا کی آواز ٹوٹی تو رحمان نے تڑپ کر آنکھیں اٹھائیں۔

"ہاں"

رحمان نے سر اٹھا کر ماہا کی کربناک آنکھوں میں دیکھا، اور بے حد آہستہ آواز میں اقرار جرم کیا۔

بس یہ ایک لفظ کافی تھا۔ ماہا کے سینے پر جیسے پتھر آ گرا ہو۔

"تو وہ سب تبریز نے جو کہا، سب سچ تھا؟"

وہ بے یقینی سے بولیں تو رحمان نے انکے شانے تھامے۔

"ک۔ کیا کہا تبریز نے۔ ا۔۔ اسے کیسے پتا یہ۔ ت۔۔ تم نے کال کی۔ اس نے کی کال۔۔ کیوں بتایا اس نے تمہیں۔ کس لیے زہر گھولا اس نے ہمارے بیچ؟"

رحمان سیال کے تڑپ اٹھنے پر ماہا اذیت سے مسکرائیں۔

"کئی سالوں سے وہ مجھے کچھ تصویروں کو لے کر بلیک میل کرتا رہا۔ کہ میں آپ سے اور اپنے بچوں سے دور رہوں ورنہ وہ نا صرف ہمارا رشتہ خراب کر دے گا بلکہ مجھ سے میرے بچوں کو بھی چھین لے گا۔ اور آج اس نے آخری اینٹ گاڑی۔ مجھے بتا کر کہ میرا وہ شوہر جس پر بڑا مان تھا کہ صرف میرا ہے۔ مجھ سے پہلے ہی کسی عورت پر لٹ چکا تھا۔ اولاد بھی تھی، اور محبت کا دعوی مجھ سے کرتا رہا"

رحمان سیال کا رنگ فق ہو گیا۔ ماہا کی آنکھوں میں وہ اجنبیت تھی، جو برسوں کا بھروسہ لمحوں میں کھو دینے سے پیدا ہوتی ہے۔ ان کے دل پر جو وار ہوا تھا، وہ لفظوں سے زیادہ لہجے نے کیا تھا، ایک ٹوٹا، ساکت، بکھرتا ہوا لہجہ۔

"ماہا۔۔۔ نہیں۔۔۔۔ ایسا کچھ نہیں تھا، وہ رشتہ —"

وہ اپنی صفائی میں کچھ کہنے لگے تھے پر ماہا نے ہاتھ ہوا میں بلند کیے انھیں بولنے سے روک دیا کیونکہ اسکی کوئی صفائی تھی ہی نہیں۔

"مت کہیے وہ مجبوری تھی، یا بوجھ تھا، یا صرف کاغذی تعلق! کیونکہ نکاح چاہے مجبوری سے بھی ہو جائے... بچہ تو محبت کے بغیر پیدا نہیں ہوتا ناں، رحمان؟"

ماہا کی آواز کپکپائی، مگر اس میں عجیب سی تلخی اور پختگی شامل ہو چکی تھی۔

"کیا میں اتنی غیر تھی کہ آپ نے اپنے ماضی کا سب سے اہم سچ چھپا لیا؟"

رحمان نے ان کے قدموں میں بیٹھتے ان کا ہاتھ پکڑنا چاہا، مگر ماہا نے ہاتھ کھینچ لیا۔

"میں نے تمہیں کھونا نہیں چاہا تھا، ماہا۔۔۔"

وہ منت کرتے گڑگڑائے۔

"لیکن آپ نے محبوبہ والی بیوی تو کھو دی۔ یہ تو بس ماں بچ گئی۔ میں کیا تھی آپکے لیے؟ بس وہ عورت جس نے آپکے بچوں کو جنم دیا؟ بس۔۔ دیکھیں بس یہی نکلی میں"

رحمان نے انکے سسکنے پر سر جھکا لیا، ان کی آنکھوں سے ندامت برس رہی تھی۔

"میں نے تمہیں ہمیشہ اپنی زندگی کی محبت مانا، ماہا... بس، ڈر گیا تھا۔ ڈر کہ تم کہیں ان سب سچائیوں سے مجھ سے دور نہ ہو جاؤ۔ تم سے محبت کرنا، تمہیں اپنانا... میرے لیے پہلی بار دل کا فیصلہ تھا۔ میں نے تمہارے بعد کسی عورت

کو نہ چاہا، نہ سوچا۔نہ تم سے پہلے۔وہ سب مجبوری بن گئی۔میری نرم مہربان ذات کا تاوان۔۔۔وہ بہت مجبور تھی۔اسے اس جہنم سے نجات چاہیے تھی"

ماہا نے گہری سانس لی، اور اذیت سے مسکرائیں۔

"مجھے ایک ایسا آدمی ملا جو کوٹھوں پر جاتا تھا۔اس دکھ کے آگے سارے دکھ بہت چھوٹے ہیں"

وہ اذیت سے بولیں۔

"وہ جوانی کا نشہ اور پاگل پن تھا بس۔۔۔اسے اپنایا اور چونکہ بیچ میں نکاح تھا تو حق دے بیٹھا اسے اسکا۔لیکن دیکھو اسکی سزا اس بچے سمیت ہر کوئی اب تک جھیل رہا ہے"

وہ اب بھی خود کو غلط نہیں کہہ رہے تھے لیکن بہر حال وہ بہت ظالم تھے۔

"وہ زندہ ہے؟"

ماہا کی آواز کپکپائی۔

"ہاں۔۔زندہ ہے"

انہوں نے ہار تسلیم کرتے جواب دیا۔

"اسے لائیں"

وہ حکم دے رہی تھیں۔

"کیا مطلب؟"

رحمان نے بے یقینی سے سر اٹھایا۔

"مطلب یہ کہ میں اسے قبول کرتی ہوں... میں حاشر کو اپنا بیٹا مانتی ہوں۔ اور آپکے اس جرم کو بھی قبول کیا... بس ایک سوال کا جواب دیں، کیا آپ نے اس عورت سے محبت کی تھی؟"

رحمان کی آنکھوں میں نمی آگئی، ان کا گلا رندھ گیا، لیکن سچائی چھپانا ممکن نہ رہا۔

"نہیں ماہا... میں نے صرف تم سے محبت کی..."

ماہا خاموش ہو گئیں۔ کچھ لمحے دونوں کے درمیان خالی ہوا میں گزر گئے۔

"تھوڑا وقت لگے گا اسے ماننے میں۔ مجھے اکیلا چھوڑ دیں۔ میں مزید ابھی
بات نہیں کر سکتی"

وہ منہ پھیر چکی تھیں، رحمان اٹھ کھڑے ہوئے، اس وقت کسی مجرم سے زیادہ کی اوقات نہیں رکھتے تھے۔

"م۔۔ماہا"

انکی آواز اسے پکارتے کانپی پر وہ بضد تھی، ماتم منانے کا حق تو اس سے یہ شخص نہیں چھین سکتا تھا۔

"پلیزر۔۔رحمان۔جائیں"

وہ جانے کس ضبط سے گزر رہی تھی کہ چہرہ لال ہوا جس سبب مجبورا انھیں جانا پڑا، اور پیچھے بین کرتے منظروں کے بیچ لپٹی اس عورت کی آہیں ہر شے سوگوار کرنے لگیں تھیں۔

..____..

وہ غائب دماغ سی میٹرس پر بیٹھی اپنا فون کھولے مما بابا کے ساتھ اپنی پکچرز دیکھ رہی تھی، کتنے مکمل لگ رہے تھے وہ ان تصویروں میں، پھر قسمت نے اتنا بڑا ظلم کیوں کیا تھا، کب رملا کی آنکھوں میں آنسو آئے، کب ان آنسوؤں نے سرخائی کی جگہ لی، خبر ہی نہ ہوئی۔

"ب۔بابا میں آپکو کیسے مرتا ہوا دیکھ سکوں گی۔م۔میں تو مر جاوں گی اور شاید ماما بھی۔اوہ میرے خدا یہ کیسا امتحان ہے۔ک۔۔کیوں اتنے سنگدل بابا دیے جنہوں نے مجھے دوراہے پر لا کھڑا کیا۔آپ نے کیوں مجھے دنیا کی

بدقسمت بیٹی بناکر رکھ دیا۔م۔میں یہ سب برداشت کرنے کے لیے کمزور ہوں"

وہ بابا کی تصویر کو دیکھتی اپنے آنسوؤں کو روک نہ سکی،اسکا درد ہچکیوں میں بدلنے لگا۔

تبھی ناجانے کیا سوچ اس نے بابا کو کال ملائی، تبریز جو کل اسی کو کڈنیپ کرنے کا پلین مکمل کرنے کے ساتھ اجر کو اسکے ایس پی آفس میں کسی اپنی آدمی کے تھرو کووفی یا چائے میں زہر ڈال کر ٹپکانے کا پلین فکس کر چکا تھا،رملا کی کال پر تجس سی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے اپنے بنگلے کے بار ایریا میں آیا جہاں رنگ برنگی شرابوں کی نئ نکور بوتلیں ترتیب سے پڑی تھیں۔

"میری دھوکے باز پرنسیز کیسی ہے؟ تم نے عمار کی لوکیشن مجھے دی پر اسے بھی انفارم کیا۔ اور اس خبیث نے میرا بہت قیمتی آدمی مار دیا۔ رملا کاش میں نے تمہیں پیدا ہوتے ہی مار دیا ہوتا"

ایک باپ کے لہجے کی ایسی حقارت، ایک بائیس سالا بیٹی کے دل پر قیامت نہ ڈھاتی تو کیا کرتی۔

تبریز کی زہریلی آواز نے رملا کے اندر جیسے ایک زلزلہ برپا کر دیا، فون کان سے لگا تھا مگر ہاتھ لرز رہا تھا، دل جیسے پسلیوں سے چھلک رہا تھا۔

"پیدا ہوتے ہی مار دیتا؟"

وہ سرگوشی میں بڑبڑائی، آنکھوں سے آنسو بہتے ہوئے گردن کے نیچے تک جگہ بھیگو چکے تھے۔

"کیا یہی ہوتے ہیں بابا؟"

تبریز کے ہونٹوں پر ہنوز وہ سفاک مسکراہٹ پھیلی رہی، جیسے کسی خوبصورت تتلی کے پر نوچ کر مزہ لے رہا ہو۔

"تیری قسمت ایسی ہی بری ہے بیٹا کیا کروں۔ مجھے اپنے دل، اپنی روح پر لگے زخموں کا بدلا لینا ہے اور اسکے لیے میں اپنی پیدا کی اولاد بھی وار سکتا ہوں۔ تو ویسے بھی نافرمان اولاد ہے۔ تیرا ہونا نہ ہونا ایک ہے۔ مجھے بھی پیار تھا تجھ سے، اس رمیز نے بھلے سب میرے کہنے پر کیا ہو پر تجھے ہاتھ بھی نہیں لگایا اس نے۔ لیکن تو نے میری پیٹھ پر وار کیا ہے رملا۔ شرم نہیں آئی تجھے اپنے باپ کو دھوکہ دیتے ہوئے۔ یہ صلہ دیا تو نے میرے پالنے پوسنے کا۔ اب تو مر یا جی۔ مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔"

تبریز کا لفظ لفظ رملا کا کلیجہ کاٹ رہا تھا۔

"ہ۔۔ ہمم۔۔ تو ایک بات بتا دیں۔ آپکے م۔۔ مرنے پر اس دھوکے باز بیٹی کو رونا ہے یا پاگلوں کی طرح ہنسنا ہے۔۔ب۔۔ بتائیں بابا۔ میری مما کتنا پیار

کرتی تھیں آپ سے۔ آپ نے اس عمر میں انکی زندگی جہنم کر دی اور مجھے بھی اندر سے اتنا کاٹ دیا کہ مسکراوں بھی تو ل۔۔ لگتا ہے رو رو کر آئی ہوں۔۔۔ بابا۔۔ آپ ا۔۔ اتنے برے کیسے ہو گئے۔۔ م۔۔ میں تو آئیڈیل مانتی تھی۔ پلیز ابھی بھی وقت ہے۔ چھوڑ دیں یہ سب۔۔ م۔۔ میں کیسے جیوں گی آپکے بنا۔ بابا آپ کو بھلے مجھ سے نفرت ہو پر میں بہت پیار کرتی ہوں۔۔ میں مر جاوں گی۔۔۔ پلیز اپنی ضد چھوڑ دیں۔۔ میں وعدہ کرتی ہوں آپکی سزا میں ہر ممکنہ کمی کرواوں گی۔ سرینڈر کر دیں پلیز"

تبریز نے ہنکارا ابھرا، جیسے کسی جذباتی تقریر کے بعد تالی بجائی جاتی ہے، طنز سے چٹخنے والا قہقہہ اس کے لبوں سے یوں نکلا جیسے رملا کی چیخوں پر بجنے والی تال ہو۔

"واہ رملا۔۔۔ کیا سین کری ایٹ کیا تُم نے... مر جاوں گی، جی نہ پاوں گی... باپ سے محبت... ہاہ! دھوکہ دینے والی اولاد محبت کے قابل ہی کب ہوتی ہے؟"

رملا کے آنسو تھم گئے، وہ جیسے ساکت ہو گئی۔ آواز بند، دل جیسے اپنے ہی قفس میں قید ہو گیا۔

"تم اب سزا کی کمی کی بات کر رہی ہو؟"

تبریز نے شراب کی بوتل میز پر پٹخی، آواز میں درندگی سمٹ آئی تھی۔

"بیٹی ہو کر میری دشمن بن گئی اور اب مجھے یہ بتا رہی ہو کہ میں بچ جاوں گا اگر سرینڈر کر دوں؟ تم جیسے نرگسی رشتے میرے جسم پر ناسور بن گئے ہیں۔ تم ماں بیٹی دونوں میری زندگی کے داغ ہو، میرا بھائی بھی اور میں ہر داغ کو جلا دینا چاہتا ہوں، راکھ کر دینا چاہتا ہوں!"

وہ نفرت سے بھی کسی آگے کے لیول پر تھا۔

"بابا۔۔۔ مت کیجیے... آپ مجھے مار دیجیے پر باقی سب کو چھوڑ دیجیے... میں آپ سے پیار کرتی ہوں، سچ میں۔۔۔ پلیز... یہ نفرت نہ پھیلائیں... مجھے مار لیں، سبکا غصہ پر مجھ نکال لیں... پر یہ گناہ نہ کریں..."

اس کی آواز کانپ رہی تھی، لیکن اس میں ایک التجا، ایک فریاد جھلک رہی تھی۔

"عمار کو مار کر تمہیں ویسے بھی مار دوں گا۔ چلو رکھو فون اور اب صرف ہر شے کے خاتمے کا انتظار کرو۔ جن سگوں کے پاس چھپ کر بیٹھی ہو، سبکو چن چن کر ختم کروں گا۔ تم ماں بیٹی کو بھی مجھے دھوکہ دینے کی سزا ملے گی"

تبریز کی آواز سے بربریت چھلک رہی تھی، رملا نے ہچکی سی بھری جیسے شاید اس باپ کو ترس آجائے۔

"ک۔۔ کیا کروں کے آپ اس سب سے رک جائیں۔۔ خدا کے لیے بابا"

وہ سسک اٹھی تو تبریز نے بھی لمحہ بھر رک کر سانس بھرا۔

"عمار کو ایک صورت بچا سکتی ہے بس"

تبریز نے فوراً سے بناوٹی مصالحتی انداز اپنایا تو رملا سانس لینا بھول گئی۔

"ک۔۔کیسی صورت بابا"

وہ بیقرار سی ہوئی، آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے۔

"اگر تو کل مجھے رحمان سیال اور باسل کی ایگزیٹ لوکیشن دے گی تو تیرے عمار پر رحم کھانے کا سوچ سکتا ہوں۔"

وہ پھر سے فریب میں آرہی تھی۔

"آپ ا۔۔ان دو کو مار دیں گے"

وہ پھر سسک اٹھی۔

"نہیں ماروں گا کسی کو نہیں۔میں بس ان دو سے کچھ حساب چاہتا ہوں۔دیکھ رملا تیرا دھوکہ ڈھل جائے گا اگر تو یہ کرے گی۔میں تجھے اور تیری ماں کو بھی نہیں چھوڑوں گا۔ہماری فیملی پھر پوری ہو گی لیکن جب تک میرے اندر

یہ آگ ہے، میں نارمل نہیں ہو سکتا۔ اگر تو میرا ساتھ دیتی ہے تو میں عمار کی جان نہیں لوں گا"

وہ اس فریبی شخص کے شکنجے میں ایک بار پھر پھنس چکی تھی، حالانکہ تبریز کو جسکی جان سب سے پہلے لینی تھی وہ عمار تھا لیکن رملا کے دکھے دل سے وہ سفاک باپ کھیل رہا تھا۔

رملا کی آنکھوں میں جیسے خالی خلا اتر آیا تھا۔ وہ اپنی سانسوں کی تیز رفتاری سے خود کو زندہ محسوس کر رہی تھی، ورنہ اس پل تو دل کی دھڑکن بھی جیسے معطل ہو گئی تھی۔

"ر۔۔۔رحمان تایا جانو؟ باسل بھائی؟"

رملا کے لبوں نے تھرتھراتے ہوئے ان دو ناموں کو دہرایا، جن کا عکس اس کے دل کی گہرائی میں محفوظ تھا۔ وہ دونوں باپ جیسا سایہ تھے... اور اب اس

کے حقیقی باپ کی نظر میں وہ ہدف بن چکے تھے، یہ کیسا دردناک امتحان تھا رملا سیال کا۔

"آ۔۔اپ جھوٹ بول رہے ہیں، آپ کو رحم نہیں آتا؟"

وہ چیخی نہیں، دھاڑی بھی نہیں، مگر آواز میں درد تھا اتنا گہرا کہ اگر سننے والا انسان ہوتا، تو روح کانپ اٹھتی لیکن اس جانب درندہ تھا۔

تبریز نے سگریٹ سلگا کر اس کی راکھ جھاڑی۔

"نہیں... میں صرف باپ ہوں... اور وہ بھی ایسا، جس کی اکلوتی اولاد نے دشمنی نبھائی ہے۔اب سودا تمہارے سامنے ہے رملا...یا وہ سب... یا میں!"

وہ اسے جذباتی طور پر اپاہج کر چکا تھا۔

"مگر آپ... آپ تو جانتے ہیں میں آپ سے نفرت نہیں کر سکتی... آپ کو بچانے کے خواب دیکھ رہی تھی اور اب؟"

وہ سسک اٹھی۔

"اب اس خواب کو پورا کرو میری دھوکے باز جان!"

تبریز کی آواز کا آخری جملہ ایسا تھا جیسے تیز دھار چاقو دل کی دیوار میں اترتا چلا گیا ہو۔

ابھی وہ گہرا سانس کھینچ ہی سکی کہ دروازہ کھلا اور عمار اندر جھانکا مگر رملا کے فوراً ڈر کر فون بند کرنے پر نہیں اسکی بہت بری حالت پر عمار کی جان ضرور نکلی۔

"ہے۔۔کیا کوئی مر گیا۔؟"

عمار نے اسکی طرف بڑھتے پوچھا پر وہ آنسوؤں کو آنکھوں میں دفن کرتی فون پیچھے چھپائے دو قدم پیچھے ہوئی تو عمار نے لپک کر اسکے ہاتھوں سے فون جھپٹا۔

عمار کے ہاتھوں میں جیسے دہکتا لاوا آ گیا ہو۔

اس نے پلکیں جھپکے بغیر فون کی سکرین پر نگاہ دوڑائی، اور پھر کچھ لمحوں میں رنگ اس کے چہرے سے جیسے چھن گیا۔

"ت۔۔ تبریز؟"

اس کی بھاری آواز، پلکوں کے نیچے چمکتی وحشت... رملا نے جیسے سانس روک لی۔

"تو اس سے بات کر رہی تھی؟"

وہ وحشت ناک ہوئے دھاڑا۔

"ع۔۔ عمار"

وہ اس کی طرف روتی بڑھی، پر عمار نے ہاتھ اٹھا کر اسے روکا جیسے وہ اچھوت ہو۔

"عمار کیا؟ اس بار میرے مرنے کی ڈیل فائنل کی ہے تو نے؟ کیا تھی قیمت؟ صرف ایگزیٹ لوکیشن؟ یا اس بار باپ بیٹی کا پلین کچھ اور ہے؟ میں اتنا سستا ہوں تیرے لیے رملا؟"

اس کی آواز تھرّا گئی تھی، مگر وہ چیخ نہیں رہا تھا، چپ چپ سا زخمی انسان بن گیا تھا... جو جیسے اپنی بربادی کو اندر ہی اندر ناپ رہا تھا۔

"ن۔۔ نہیں عمار۔۔ ک۔۔ کیا بول رہے ہیں"

عمار نے حقارت سے فون میٹرس پر دے مارتے دونوں ہاتھوں سے رملا کی بازووں کو دبوچے اپنی طرف گھسیٹا۔

"تو دھوکہ دے رہی ہے مجھے۔۔۔ میرے دماغ کو اپنے بس میں کر کے مارنا چاہتی ہے۔ کیوں کی تبریز کو تو نے کال۔۔ بول۔ تو نے کہا تھا تو میری ہے۔ اب تجھے

معاف نہیں کروں گا۔ بول رملا۔ تیرے اس چہرے کے پیچھے گھناونا چہرہ ہوا تو جی نہیں سکوں گا۔۔ تیرا ڈسا میں، علاج کہیں سے نہیں پا سکوں گا۔ بول میری آنکھوں میں دیکھ کر سچ کہہ دے"

عمار کے ہاتھوں کی انگلیاں رملا کی بازو کی جلد میں جیسے کھب چکی تھیں۔ وہ سرخ لہو آنکھوں سے روتی رملا کو دیکھ رہا تھا جو کچھ نہیں بول رہی تھی، ممکن نہ رہا تھا۔

"ب۔۔ بول۔۔ پتا ہے باپ ہے وہ تیرا۔ لیکن سب کرتوت جانتی ہے اسکے۔ دل پگھل رہا ہو گا اسکے لیے۔ مجھے بتا دے۔ م۔ میں مدد کروں گا تیری اس تکلیف سے نکلنے میں لیکن اگر تو نے مجھے دھوکہ دیا تو میں اس سے کبھی چاہ کر بھی نہیں نکل سکوں گا۔ تجھے آواز آ رہی ہے میری رملا۔ تو سن رہی ہے کیا کہہ رہا ہوں"

وہ بول پاتی تو ضرور کہتی لیکن سانس لینا بھی مشکل تھی، کتنے ہی لمحے وہ خود کو سنبھالنے میں لگا گئی، کراہی بھی تب جب درد برداشت سے باہر ہوا، عمار نے جیسے ہوش میں آتے گرفت اسکے نرم جسم کی طرح ملائم کر دی، وہ حیران تھی یہ شخص اتنی جلدی موم کیسے کرلیتا ہے خود کو۔

"م۔میں نے انکو کال کی۔۔پر صرف اس لیے کہ ان سے پ۔۔پوچھ سکوں انکی موت پر خوشی منانی ہے یا رونا ہے۔۔م۔۔میں آپکو دھوکہ دینے سے بہتر مرنا پسند کروں گی"

مشکل تھا بولنا پر اس شخص کی تکلیف، بے بسی اور تڑپ کے آگے وہ آج بھی اپنا درد بھول گئی۔

"میں ساتھ ہوں تیرے۔ مجھ سے پوچھنا آگے سے ہر سوال"

عمار نے اسے اپنے سینے لگا کر تاکید کی تو وہ پوری قوت سے اسکے وجود سے دونوں بازو اطراف حائل کرے لپٹی، وہ مکمل کانپ رہی تھی، اسکی سسکیوں نے عمار کا دماغ خراب کر دیا۔

"بس کر۔ کیوں رو کر مجھے تکلیف دے رہی ہے۔ میں جانتا ہوں تو کس اذیت میں ہے۔ وہ درندہ باپ ہے تیرا"

وہ اسے الگ کرنا چاہتا تھا پر وہ مزید لپٹ سی گئی جیسے وہ الگ کرے گا تو یہیں سانس لیتے لیتے مر جائے گی۔

"م۔۔ میں ت۔ تھک گئی ہوں۔ م۔۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی۔ ع۔۔ عمار میں بہت ب۔۔ بے بس محسوس کر رہی ہوں خود کو۔ م۔۔ میں یوں رو کر بیچاری بن کر آپکی توجہ ہر گز ایسے نہیں پانا چاہتی۔ جائیں یہاں سے۔ م۔۔ مجھے میں ہی سنبھال سکتی ہوں بس"

وہ خود ہی روتی ہوئی بھاری سانس لیتی دور ہوئی تو عمار نے اسکی نازک سی کلائی جکڑ کر واپس اپنے قریب کیا تو وہ اسے آنکھیں اٹھا کر دیکھنے لگی۔

"تجھے میرے علاوہ کوئی اس وقت نہیں سنبھال سکتا۔ آ جا میرے روم میں"

عمار نے اسے اپنے ساتھ چلنے کا حکم کیا پر وہ ڈر کر نفی کر گئی۔

"ن۔۔ نہیں۔ مجھے نہیں جانا آپکے روم میں۔ وہاں جانے کا ک۔۔ کوئی حق نہیں ہے مجھے۔"

وہ تڑپ کر کلائی جھٹک رہی تھی مگر عمار نے اسے کسی گڑیا کی طرح بازوؤں میں اٹھایا تو رملا کی جان حلق میں آکر اٹکی۔ وہ دونوں بازو اسکی گردن میں حائل کر بیٹھے اتنی قریب آگئی کہ دونوں کے ہونٹوں نے ایک دوسرے کی خوشبو چکھ لی، چھو لی۔

"حق کی بات مت کر۔ سارے حق مجھ سے زبردستی چھین کر اب تو کہہ رہی ہے کہ تیرا کوئی حق نہیں مجھ پر۔ میرے اتنے قریب آنے والی بس تو

ہے۔ مجھے پاگل بھی تو نے کیا ہے سمجھی۔ الو بنا ہر بات مانتا ہوں، کیا یہ بغیر حقوق لٹا رہا ہوں تجھ پر اپنی توجہ ؟ بول ؟"

وہ جیسے بول رہا تھا، رملا کی سانسیں کانپ رہی تھیں کیونکہ وہ اسکے رحم و کرم پر تھی۔

"م۔۔ مجھے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے۔ م۔۔ میں اور آپ ایک دوسرے کے لیے ٹ۔۔ ٹھیک نہیں۔ م۔ میں بابا سے ب۔۔ بہت پیار کرتی ہوں۔ د۔۔ دنیا کی کوئی طاقت میرے دل میں انکے لیے ن۔۔ نفرت نہیں بھر سکتی۔ وہ جو مرضی کر لیں۔۔ ی۔۔ یہ محبت کوئی نہیں کھرچ سکتا، یہ اللہ کی دل میں ڈالی محبت ہے۔۔ کل ک۔۔ کو وہ آپکے ہاتھوں مر گئے تو م۔۔ میں آپکے ساتھ کیسے اس رشتے کو لے کر چل سکوں گی عمار۔۔۔ م۔۔ میں اس سب کو ختم کرنا چاہتی ہوں۔۔۔ م۔۔ میں ی۔۔ یہ لڑائی نہیں لڑ سکوں گی"

عمار کی سانس تھم سی گئی۔ رملا کے الفاظ جیسے ایک ایک کر کے اس کی روح پر برچھی بن کر لگے۔ وہ چند لمحے یوں ساکت رہا جیسے کسی نے اس کے اندر کی ساری حرارت کھینچ لی ہو، اور اب وہ فقط ایک خاموش، جلتا ہوا خول رہ گیا ہو۔

"تو ختم کرنا چاہتی ہے؟"

اس نے رملا کو دیکھے بہت آہستگی سے پوچھا، آواز میں بے یقینی والا سہا پن تھا۔

"م۔۔ میں اس شخص کی بازوؤں میں سکون کیسے پا سکوں گی جسکے ہاتھوں پر میرے بابا کا خون ہو گا۔۔ ہ۔۔ ہم الگ ہو گئے تو میں چلی جاوں گی۔ کوئی حساب بھی نہیں مانگوں گی۔ پلیز مجھے نیچے اتار دیں۔"

وہ اپنی آواز کو کپکپانے سے روک نہ سکی، عمار نے سرد نظروں سے اس بے رحم کو دیکھا اور میٹرس کی طرف بڑھتے رملا کو چھوڑا تو وہ میٹرس پر جا گری، تکلیف کے سنگ سر پر کھڑے عمار کو دیکھنے لگی۔

"اور میں ؟ میرا نہیں سوچا تو نے۔ کیا مزاق ہے یہ رملا سیال۔ جب تو چاہے گی میری زندگی میں زبردستی گھس آئے گی اور جب چاہے گی زبردستی دفع ہو جائے گی۔۔ تو میرے ساتھ یہ سب کیوں کر رہی ہے۔۔ م۔ میرا کیا چھوڑ کر جائے گی تو کہ میں جی سکوں ؟"

وہ اس وقت غصے سے بھرا تھا، غصے سے زیادہ اسے تکلیف ہو رہی تھی۔

"آ۔۔ آپکو کونسا محبت ہے مجھ سے۔۔۔ وہ کمبخت تو مجھے ہوئی۔ میں۔۔ میں جی لوں گی آپکے نام پر لیکن ہم ساتھ نہیں جی سکیں گے۔ آئی ایم س۔۔ سوری"

وہ سنبھل کر آگے کھسک کر آتی پیر نیچے اتارے بیٹھے بیٹھے اسکا مضبوط ہو کر بھی کانپتا ہاتھ تھامے التجاء کر گئی تو عمار نے بے دردی سے اپنا ہاتھ رملا کے ہاتھوں سے جھٹک کر چھڑوایا۔

"م۔۔ میں ہر چیز کے لیے شرمندہ ہوں۔۔۔ میری قسمت ہی خراب ہے۔ آپ س۔۔ سمجھ لینا میں مر گئی ع۔۔ عمار"

وہ جو کمرے میں چکر کاٹتا بالوں میں ہاتھ پھیرے گہرے سانس لے رہا تھا، یہ بات عمار سیال سے ہر گز برداشت نہ ہوئی۔ رملا کا یہ فقرہ وہ تھا جس نے عمار سیال کے صبر، برداشت اور دل کی آخری دیوار بھی توڑ دی۔

اگلے ہی پل وہ رملا کی طرف جھپٹا، اس کے نازک وجود کو دونوں بازووں سے تھام کر گراتے میٹرس سے ٹکا دیا اور خود بیٹھے اس پر جھکا، اس کی آنکھوں میں درد اور بے بسی کی شدت بھڑک رہی تھی، جیسے کوئی زخمی درندہ اپنے زخم دکھا رہا ہو۔

"مرنے کی بات پھر کی تو سانس روک دوں گا تیری!"

وہ دھاڑا نہیں، پر اس کی آواز میں وہ وحشت تھی جو دل اور روح کی تڑپ سے آتی ہے، رملا پہلی بار اس سے خوفزدہ سانس روکے ہوئے تھی۔

"تو سمجھی کیا ہے مجھے؟ اتنا آسان ہے چھوڑ جانا؟ ہاں؟ رملا سیال، سن لے... میں مرنے نہیں دوں گا تجھے، بھاگنے نہیں دوں گا تجھے، اور کم از کم چھوڑنے کا فیصلہ... وہ تو تُو کر ہی نہیں سکتی جب تک میں نہ چاہوں!"

اس کے الفاظ کے ساتھ ہی اس نے رملا کی سانسوں کو اپنے ہونٹوں کی قید سنا دی، سانسیں ایسی جکڑیں کہ رملا کا پورا وجود اس شخص کے غصے، تکلیف اور بے بسی کے مظاہرے پر کانپ کر رہ گیا۔

عمار کا یہ ری ایکشن غصے کا، عشق کا، تکلیف کا اور سب سے بڑھ کر اُس بے بس محبت کا تھا جو اپنے سامنے بکھرتی نظر آ رہی تھی۔

رملا کی سانس کے ساتھ آنکھیں بند ہو گئیں۔ آنسو نکلے مگر وہ کچھ نہ کر سکی، مزاحمت کے لائق تو عمار نے اسے چھوڑا ہی نہ تھا۔

وہ خود ہی غصہ کم ہونے پر ہوش میں آتا آہستہ آہستہ پیچھے ہٹا، اس کی سانسیں بے ترتیب تھیں، پیشانی رملا کی پیشانی سے ٹکاتے اس نے خود سانس بعد میں لی، رملا کو پہلے لینے کی اجازت دی، یہ الگ بات رملا سے پھر بھی نہ لی جا سکی بس اسکے پورے وجود کو وہ آدمی مفلوج کر چکا تھا۔

"توم۔ مجھے جیتے جی نہیں چھوڑ سکتی۔ بلکہ تو چھوڑ ہی دے رملا"

وہ اپنا پہلا جملہ، رملا کا پیچھے ہو کر چہرہ دیکھتے ہی تکلیف سے رد کر گیا کیونکہ وہ اتنے پر ہی نڈھال ہو گئی، وہ سیدھا ہوا ہی کہ وہ فوراً اٹھ بیٹھی، اسے روک لیا جو اپنا منہ پھیر چکا تھا، وہ سمجھ گیا تھا وہ ٹھیک فیصلہ لے رہی ہے، وہ رملا کے لائق نہیں تھا، اسکے ہاتھ خون سے رنگے تھے، مزید رنگنے والے تھے۔

"کس بیان پر عمل کرنا ہے شوہر جی؟ پہلے یا دوسرے؟"

رملا نے اسکا چہرہ زبردستی اپنی طرف کیا، دونوں کی آنکھیں ایک جیسی بھیگی ہوئی، سرخ ہو رہی تھیں۔

"دوسرے"

وہ ضبط کی انتہا پر بولا تو رملا نے انہی شدت جھیل چکے ہونٹوں کو عمار کی گال سے جوڑ کر اس شخص کو بے بس کر دیا۔

"جو کر دیا ہے آپ نے، اب تو نہیں چھوڑ سکتی آپکو، گناہ ملے گا مجھے۔ اب تو لگ رہا ہے یکطرفہ کچھ بھی نہیں تھا عمار سیال۔ آپکو اپنے درد میں تڑپتے دیکھا، اور کچھ نہ بھی دیکھ سکی اب تو مرنے کا ملال نہ ہو گا"

وہ اسے پھر سے جکڑ چکی تھی، جیسے ہر راہ بند کر کے عمار کو خود میں گھوٹ دینا چاہتی ہو۔

"چپ کر جا رملا۔ ابھی چپ کر جا ورنہ کچھ کر بیٹھوں گا۔ مت مرنے کی بات کر۔ سمجھ نہیں آ رہی تجھے کہ نہیں برداشت ہو رہا مجھ سے"

وہ اسے عقب سے گردن دبوچے اپنے قریب کرے پھنکارا تو وہ جوابا بازو اسکے گلے میں ڈالے، گلے لگ گئی، عمار نے اسے دونوں بازوؤں میں بھینچ سا لیا، وہ وہیں لیٹا تو وہ اسی طرح اسکے سینے ہی لگی ساتھ ہی لیٹ گئی، پر عمار نے اسے خود سے الگ نہ کیا، وہ بیڈ پر عمودی لیٹا بس اسے خود سے لگائے بہت چپ رہنا ہی بہتر سمجھ رہا تھا۔

"میرے پاس ہ۔۔ہی رہنا عمار۔۔"

وہ اسکے سینے سے لگتی اسکی گردن میں چہرہ چھپاتے سسکی سی سرگوشی میں بولی تو عمار کے بازو اب بھی اسکے نرم سے وجود کو تھامے ہوئے تھے، وہ اسکے مقابلے میں تھی ہی ذرا سی، وہ گلاس اپنے جگ کے ساتھ تھوڑا سکون میں تھا۔

"م۔۔میں کوئی بیچ کی راہ نکال لوں گا۔ تو تکلیف مت دے خود کو۔ دوبارہ ایسا مت کرنا"

وہ بہت آہستہ بولا، رملا نے چہرہ گردن سے نکالے عمار کو دیکھا، وہ چند لمحوں میں اسکے اتنے قریب آجائے گا یہ رملا نے کبھی نہیں سوچا تھا، وہ تو ابھی تک اندر تک اسکے جنون اور پاگل پن پر سہمی ہوئی تھی۔

"آتشم۔۔ بیچ کی راہ نکالتا اچھا نہیں لگے گا۔شاید ہم دو ہی بکھرا ہوا مقدر لے کر پیدا ہوئے تھے عمار۔ اور مقدر سے کون لڑ سکا ہے۔ میری زندگی کا سب سے خوبصورت وقت یہی تھا جو میں نے یہ چند دن آپکے ساتھ گزارے عمار۔ اسکے بدلے کوئی میری جان مانگ لے چپ چاپ دے دوں۔۔۔ اگر ہم الگ ہو گئے تو ہمارا جو بھی ساتھ وقت گزرا اسے کبھی مت بھولیے گا۔ پرامس می"

وہ اسکے وعدے پر اسے تلخی سے دیکھنے لگا، رملا کے ہونٹوں کا گہرا ہوتا گلابی رنگ، اسکے رخساروں کی دہکی رنگت، آنکھوں کے گوشوں تک اتری سوجن اور وہ پوری خود کسی امتحان سے کم نہ تھی۔

"میں تجھے اپنے بنا سانس بھی نہیں لینے دوں گا۔ سمجھی تو؟"

وہ اسے سرد نظروں سے دیکھ کر تنبیہہ کر گیا تو وہ بھیگی آنکھوں سے مسکرا دی۔

"ایک اور بار ایسے ہی قریب آئے تو ویسے ہی ٹکٹ کٹ جائے گا میرا اوپر کا"

وہ سہمی مسکراتی منمنائی پر وہ بپھر گیا۔

"یہ نکاح سے پہلے سوچتی۔ تب میں درندہ دیکھائی نہیں دیا تھا تجھے۔۔ اوہ یاد آیا تب تو تونے باپ کا حکم مانا تھا"

وہ کہتا کہتا خود اذیت و حقارت سے منہ پھیر گیا۔

"پلیز۔۔۔ بدگمانی آپکی سیدھا میرا کلیجہ چبائے گی۔ یہ مت کریں۔ مزاق کر رہی تھی۔"

وہ زرا سی اٹھ کر اس پر جھکے اسکا چہرہ سیدھا کرتے معذرت کر اٹھی تو عمار چار و ناچار اسے خود پر جھکا دیکھنے لگا۔

"تو بہت چالاک لومڑی ہے رملا۔ تو نے یہ سب کیا تاکہ میرا صبر اور برداشت آزما سکے۔ مجھے اور میرے جذبات کو خود کے آگے بے نقاب کر کے کیا مل گیا تجھے۔ اب تو مزاق کر رہی ہے۔۔ مزاق لائق چھوڑا ہے تو نے مجھے؟"

وہ سخت تکلیف میں تھا، وہ بھی مبتلا ہوئی۔

"خدا گواہ ہے یہ میری کوئی چال نہیں تھی۔ اتنی گھٹیا نہیں ہوں میں، مجھے تو آپ بے عزت کرتے، دھتکارتے ہوئے بھی دل و جان سے پیارے تھے۔ک۔۔ کوئی چالاکی نہیں کی میں نے"

وہ رو پڑی، عمار کو کبھی کبھی سچ میں اس پر زرا ترس نہ آتا تھا۔

"اچھا بس کر۔ غصے میں کہہ دیا"

عمار نے اسے خود سے لگانا چاہا پر وہ اسکے سینے میں روتی چہرہ چھپا گئی، ہچکیوں سے رونے لگی۔

"آ۔۔ آپ بہت بے رحم ہیں عمار۔ پیار بھی ایسے کیا کہ میں ان لمحوں میں سانس بھی نہ بھر سکی"

وہ روتے روتے شکوہ کرتی ناچاہتے ہوئے بھی اس اکڑو کو سمائیل دے گئی۔

"اس والے پیار میں سانس لیتے بھی نہیں ہیں"

وہ رونا رو کے سر اٹھا کر اس آدمی کو دیکھنے لگی جسے زرا کوئی لحاظ اور شرم چھوئے بھی نہ تھے۔

"آپ۔۔۔ آپ"

وہ بس تڑپ ہی لگا سکی، آگے کچھ بولنا چاہا پر زبان قفل ہوئی کیونکہ وہ پلٹ کر اسے میٹرس پر منتقل کر چکا تھا لیکن اسکے برابر خود آیا، اس پر اپنا کسی قسم کا وزن نہ ڈالا، وہ سہم گئی۔

"اب سو جا سکون سے۔ ورنہ اگلی بار مجھے ایسے اکسایا تو تیرے چہرے کے نقش مٹا دوں گا۔ آٹے کا پیڑا بن جائے گا تیرا منہ سمجھی۔ مجھے اپنے لیے انسان رہنے دے۔ اور تیرے باپ کا کل کیا کریں گے وہ سوچ کر دماغ خراب مت کر۔ تو میری ہے سمجھی۔ تو پاتال میں بھی جا کر چھپ گئی تو ڈھونڈ نکالوں گا۔ اور کچھ کھا پی کر جان بنا جب تک میری آفیشیلی بیوی بنتی ہے، اس ہڈی کے ڈھانچے کو ٹھیک کر۔ خدا کی پناہ۔۔۔ پتا نہیں کونسے پاگل مرد ہیں جنکو ایسی سڑی سوکھی شاخیں درکار ہوتی ہیں۔۔۔ فضول جاگتی نظر نہ آنا ورنہ گلا دبا دوں گا آ کر۔ گڈ نائیٹ"

وہ بڑبڑاتا اسکے پاس سے اٹھا جبکہ وہ وہیں لیٹی عمار کا یہ روپ، یہ وحشی انداز اور یہ تیور دیکھے صدمے میں غرق ہو چکی تھی، وہ سخت غصیل نظروں سے

اسے مستقل دیکھتا کمرے سے نکلا پر رملا کی حالت ایسی تھی جیسے اسکی سانسیں کوئی قوت دبا رہی ہو، اس نے تکیہ اٹھاتے چہرے پر دبالیا تاکہ سانس لے سکے لیکن سانس اتنی آسان رہی ہو ایسا ممکن نہ تھا۔

وہ کمرے سے نکلا ہی جب نظر سیال حویلی کے لاؤنج کی سمت گئی، اس نے بابا کو بیٹھے دیکھ کر قدم انکی طرف بڑھائے جو سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھے تھے۔

"سب ٹھیک ہے بابا"

وہ انکی فکر میں پاس ہی بیٹھے پکارا تو رحمان سیال نے اپنی گردن اٹھا کر عمار کو دیکھا، وہ بابا کی سرخ انگارہ آنکھیں دیکھ کر دہل ہی تو اٹھا تھا۔

"ت۔۔ تمہاری ماں کو حاشر کا بتایا۔ یہ بھی کہ وہ زندہ ہے"

عمار کے لیے بھی یہ دھچکا تھا، اسے بھی لگا شاید وہ مر گیا تھا، آنکھیں مزید سرخ ہونے لگیں۔

"کیا وہ واقعی زندہ ہے۔ بابا۔۔ حاشر زندہ ہے؟"

عمار نے انکا جھکا چہرہ اٹھاتے بے یقینی سے پوچھا تو وہ سر ہلا گئے لیکن اصل تکلیف تو کوئی اور تھی جو رحمان سیال کو اندر ہی اندر نگل رہی تھی۔

"ہاں۔ اسکی موت کا جھوٹا ڈرامہ کیا تھا کنگ کو چکما دینے کے لیے۔ باسل کے ساتھ ہی کام کرتا رہا ہے۔ تمہیں پتا ہے باسل نے اسے بون میرو ٹرانسپلانٹ کے لیے راضی بھی کر لیا"

رحمان سیال کی آنکھیں اب بھی بھیگی تھیں لیکن عمار اٹھ کھڑا ہوا۔

"ک۔۔ کہاں جا رہے ہو۔ کچھ اور بھی بتانا ہے ع۔۔ عمار"

وہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے، وہ مما کے پاس جا رہا تھا لیکن بابا کی تاسف خیز منت پر رک گیا کیونکہ شاید وہ کچھ اور بھی اسے سننا تھا۔

"مما کو سنبھالنے جا رہا ہوں آپکی بے وفائی پر۔ کیا کچھ اور باقی ہے بابا؟ بکھر گئی ہوں گی وہ۔۔۔"

عمار کی آنکھوں میں درد کی انتہا تھی لیکن اس سے دگنی اذیت میں رحمان سیال تھے۔

"ت۔۔ تبریز۔۔ اس نے ماہا کو ساری زندگی بلیک میل کیا۔۔ کچھ تصویریں تھیں اسکے پاس ماہا کی۔ جن کے ساتھ چھیڑ خانی کیے اس نے ماہا کو ڈرایا کہ وہ اپنے بچوں اور مجھ سے دور رہے۔۔۔ ت۔۔ تبریز نے یہ انتقام لیا۔۔۔ اس نے کیا سب ع۔۔۔ عمار۔۔ ماہا کو سمیٹنا ناممکن لگ رہا ہے۔۔۔ اس کمینے تبریز ن۔۔۔ نے ہماری زندگیوں کو برباد کر دیا"

بابا کے یوں سسک پڑنے پر حقارت سے عمار کے پورے وجود کا لہو سلگ اٹھا، اس نے روتے بابا کو سینے لگایا، کیونکہ ماں تو بعد میں، پہلے یہ باپ ہی ریزہ ریزہ ہونے کے دہانے پر تھا۔

"اور سن لیں اپنے بھائی کے کرتوت۔ مجھے کڈنیپ کرنے والا۔۔ پھنسانے والا۔ آپکو غدار بنانے کی کوشش کرنے والا بھی وہی تبریز ہے۔۔۔ ہمارے خاندان کی لعنت۔۔۔۔ مجھے مما کو دیکھنے دیں بابا۔ آپکو سنبھالنا ہے خود کو"

رحمان سیال کی آنکھیں بند تھیں، مگر آنسوؤں کی نمی ان کی جھریوں سے بہہ نکلی تھی۔ وہ عمار کے سینے سے لگے، اپنے گناہوں کا بوجھ، تبریز کے جال، اور ماہا کی خاموشی سب ایک ساتھ اپنی روح پر محسوس کر رہے تھے۔

عمار کے لہجے میں درد تھا، غصہ بھی، لیکن ان سب سے زیادہ ایک اذیت تھی، جو اپنے ماں باپ کی ٹوٹی دنیا کو دیکھ کر اسے جھلسا رہی تھی۔

"بابا، آپ حوصلہ رکھیں۔ اب وقت ہے سچائی کو کھینچ کر باہر لانے کا، تبریز کا کھیل ختم کرنا ہو گا۔ وہ انسان نہیں درندہ ہے، اور اب اس کے خلاف جو بھی کرنا پڑا، میں اور باسل کریں گے۔ اور شاید حاشر بھی"

رحمان نے سر اٹھا کر اسے دیکھا، ان کی تھکی ہوئی آنکھوں میں عمار کی آنکھیں اب طاقت بن کر جھلکنے لگی تھیں۔ ایک لمحے کے لیے جیسے انہیں اپنے بیٹے پر فخر محسوس ہوا۔

"جاؤ عمار، ماہا کو دیکھو"

عمار نے ان کے کندھے تھپتھپائے، اور تیزی سے ماہا کے کمرے کی طرف بڑھ گیا جبکہ رحمان واپس صوفے پر ڈھے گئے، باسل اور اجر بھی اسی وقت حویلی پہنچے تو رحمان سیال کو دیکھے انکی طرف لپکے، اجر پھر ناراض تھی لیکن اس وقت بابا کی حالت دیکھتے رحم کھا گئی، اس نے باسل کو اجازت دی بڑی کو سنبھالنے کی اور خود مما کے کمرے کی طرف بڑھی، جب اندر پہنچی تو عمار بھی وہیں تھا، دونوں نے سرخ آنکھوں سے اک دوجے کی طرف دیکھا پھر ماہا کو جو بیڈ کے ساتھ نیچے زمین پر بیٹھی تھیں، ان دونوں بہن بھائی کا دل اپنی ماں کو یوں تڑپتا دیکھ کر سینے میں مچل کر رہ گیا۔

عمار نے آگے بڑھ کر روتی ماہا کو بازوؤں میں تھامے خود سے لگاتے اٹھایا تو اس ماں کی سسکیوں نے عمار سمیت اجر کا دل بھی کاٹ کر رکھ دیا۔

"شش۔۔بس۔۔روئیں نہیں مما۔ مت بھولیں میں واپس آچکا ہوں۔ آپ سے ہوئی ہر زیادتی کا سود سمیت بدلا لینے۔ادھر آئیں بیٹھیں۔ رونا بند کریں۔ آپ میری اور اجر کی ماں ہیں، ایسے نہیں رو سکتیں سنا آپ نے؟"

وہ انکو سنبھالے بیڈ پر بٹھائے خود بھی پاس بیٹھا تو اجر بھی دوسری طرف بیٹھے ماہا کا کانپتا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں دبا گئی، اسکی آنکھوں میں بھی بے شمار درد اتر آیا تھا۔

"ت۔۔تم دوم۔ مجھ سے ناراض ہو جانتی ہوں۔م۔۔میں نے تم دو سے بہت زیادتیاں کیں۔ل۔۔لیکن میں کیا کرتی۔ میں تم دو کی طرح بہادر نہیں تھی میرے بچو۔م۔۔میں بہت پیار کرتی تھی تمہارے بابا سے تبھی ڈرتی تھی کہ اس تبریز نے کچھ کر دیا تو م۔۔ مجھ سے میرا شوہر نہ دور ہو

جائے۔ تم سب کو خود سے دور رکھا تاکہ وہ زلیل تم سبکو کچھ نہ کہے، ل۔ لیکن میں تم سبکو دیکھ کر سانس لیتی رہی۔ اور اب پتا چلا جس شوہر سے اپنا رشتہ بچانے کے لیے میں یہ ٹارچر سہتی رہی وہ تو پہلے ہی کسی اور پر سب لٹا چکا تھا۔ ر۔۔ رحمان نے کہا تم سب کا ایک بڑا بھائی ہے۔۔ کتنی بڑی سزا ملی ہے مجھے میرے خلوص اور ریاضت کی۔۔۔"

ماہا کی سسکیاں تھمنے کا نام نہیں لے رہی تھیں، جیسے برسوں سے ضبط کیا درد آج زبان پا گیا ہو۔ وہ بات کرتے کرتے ایک دم چپ ہوئیں تو عمار نے ان کا کانپتا چہرہ ہاتھوں میں لے کر پیار سے اوپر کیا۔

"مما۔۔ ہمیں آپ سے کوئی شکوہ نہیں۔ جو سنا، جو جانا، اس سب میں آپ کا قصور نہیں ہے۔ آپ تو خود اس ظلم کا شکار رہی ہیں، مما۔ آپ نے تبریز جیسے درندے کی حیوانیت سہہ کر ہمیں محفوظ رکھا۔ آپ نے ماں ہونے کا فرض ادا کیا۔ اور جسے آپ اپنا شوہر سمجھتی رہیں، وہ مرد اس لائق نہیں کہ اس کے لیے آپ کا آنسو بھی بہے۔"

عمار کی آواز بھر اگئی تھی، مگر وہ خود کو سنبھالے ماہا کے ماتھے پر محبت سے بوسہ دے چکا تھا۔

"تمہارے بابا ہیں وہ۔۔ایسے بات مت کرو انکے لیے۔۔۔ تبریز نے یہ سب سچائی جس طرح اگلی تھی۔سچ ویسا نہیں ہے۔یہ قسمت کے فیصلے ہیں، بھلے وہ عورت رحمان کی محبت نہ ہو، بیوی اور عزت تھی اور حاشر، و۔۔وہ تمہارے بابا کا خون ہے۔۔م۔۔مجھے اس سب سے تکلیف نہیں، بس اتنی دیر سے انکے یہ سب بتانے پ۔۔پر ہوئی۔ک۔۔کیا میں انکو اتنی بھی بھروسے مند نہیں لگی عمار؟ کہ وہ اپنی زندگی کا یہ سچ بتا پاتے۔میں نے تین بچے دیے رحمان کو، ک۔۔کیا اک لمحہ بھی انکا دل نہیں تڑپا کہ وہ مجھ سے اپنے جائز سابقہ رشتے اور اولاد کو چھپا کر نظریں کیسے ملا رہے ہیں۔۔ت۔۔تکلیف بس اتنی ہے کہ وہ بچہ جائز ہو کر بھی ناجائز کی طرح چھپا دیا گیا۔م۔۔ماہیل بھائی اور ایمن کو سب پتا تھا۔۔۔م۔۔مجھے بتا دیتے رحمان تو میں حاشر کو بھی تم

سب کے ساتھ اپنا بیٹا بنا لیتی۔۔۔م۔۔میں اتنی بے رحم تو نہیں رہی کبھی تم سب کے ساتھ کہ انھیں اپنے ہی خون کو مجھ سے دور رکھنا پڑا"

ماہا کی تکلیف ایسی نوعیت کی تھی کہ اجر اور عمار کا بھی جیسے دل رک سا گیا۔

"ی۔۔یہ حاشر کا اپنا فیصلہ تھا۔و۔۔وہ بچپن سے بہت بیمار رہا۔پھر جب ہوش سنبھالا تو اس نے ہی بابا کو یہ کہا کہ وہ چاہتا ہے اسکی شناخت مٹ جائے۔اسکے پاس شاید اسکی ماں کوئی ڈائری چھوڑ گئی تھی۔بابا کبھی اس ڈائری تک نہیں پہنچ سکے لیکن حاشر نے یہ اذیت بھرا فیصلہ خود لیا تھا۔شاید اسکی ماں نے وصیت کی ہو۔لیکن اگر آپ چاہیں تو حاشر کو اسکی تکلیف سے ہم نکال لیں گے کیونکہ اسکا تو کوئی قصور نہیں،نہ اسکا بابا کے کیے میں ہاتھ ہے۔پھر بھی اس نے سب جھیلا۔آپ بری نہیں ہیں نہ آپ جیسے وسیع دل والی عورت بری ہو سکتی ہے۔بس ہم سبکی قسمت ہی ایسی بد خوا تھی۔"

عمار نے انھیں بہت حد تک سنبھال لیا تھا پر ابھی زخم ہرے تھے، اتنی جلدی مرہم پا جاتے، یہ ممکن نہ تھا۔

ماہا نے عمار کی بات پر آہستہ سے آنکھیں موند لیں، جیسے ہر جملہ اس کی زخمی روح پر کسی نرم پھاہے کی طرح رکھا گیا ہو، لیکن اندر کا دکھ ابھی بھی بے چین دھڑک رہا تھا۔

"نہیں۔۔۔ نہیں، عمار۔۔۔ تم ٹھیک کہتے ہو۔ قصور نہ اس بچے کا ہے، نہ میرا... نہ تمہارا۔ وقت ہی ظالم تھا۔۔۔ اور تبریز۔۔۔"

انہوں نے گہرا سانس کھینچا، پھر آنکھیں کھول کر اپنے بیٹے اور بیٹی کو دیکھا۔

"اس آدمی نے میرے اندر کا سب کچھ توڑ کر رکھ دیا۔ میں جانتی ہوں وہ کبھی تم دونوں کا خیر خواہ نہیں تھا، لیکن میرے دل کا وہ کمزور گوشہ جو اسے رحمان کا چھوٹا بھائی مان کر عزت کرتا تھا، چیخ چیخ کر رو رہا ہے۔۔۔ کاش وہ

رحمان کا بھائی نہ ہوتا، کوئی غیر ہوتا، کوئی دشمن۔۔۔ تو شائد یہ درد آسان ہوتا ہم سبکے لیے سہنا۔ رملا اور روحا۔۔۔ کیا بیتے گی ان دو پر۔۔۔۔"

وہ دونوں ہی ماہا کے غم پر تڑپ رہے تھے۔

"آپ کے آنسوؤں میں ہمارے آنسو بھی شامل ہیں مما۔۔۔ لیکن آپ کو اب اور نہیں رونا۔ آپ ہمارے ساتھ ہیں، ہم آپ کے۔ تبریز کا حساب ہم چکائیں گے۔ وہ جو کچھ بھی تھا، اب صرف ہمارا دشمن ہے اور یہ رملا اور چاچی بھی جانتی ہیں... اور ہمیں آپ کو بھی بچانا ہے، حاشر بھائی کو بھی، رملا کو بھی... سب کو۔ اس جانور کے شر سے"

اجر جو اب تک خاموشی سے ماں کی باتیں سن رہی تھی، اب نہ رہ سکی چپ۔ وہ ماہا کے کندھے سے لگ کر آہستگی سے بولی، ماہا نے بیٹی کا چہرہ دیکھا، اور لمحہ بھر کو لگا وہی چھوٹی سی اجر، جو کبھی ماہا کی گود سے لپٹ کر ڈرتے ڈرتے چھوٹے چھوٹے سوال کرتی تھی، اب ایک مکمل عورت بن

چکی ہے... جس کی آنکھوں میں ماں جیسا حوصلہ چمک رہا ہے۔ عمار نے بھی اجر کی بات کی تائید کی۔

"ہم سب نے اب مل کر اپنی ماں کو، اپنے گھر کو، اور اپنے خاندان کے نام کو بچانا ہے۔ بابا نے جو غلطیاں کی بچپن سے جوانی تک، اس کا خمیازہ ہم سب نے بھگتا۔ لیکن اب وقت ہے کہ ہم ان زخموں کو مرہم بنائیں، اور ہر اس ناسور کو ختم کریں، جو ہماری جڑوں کو کھوکھلا کرتا رہا۔"

ماہا نے آہستہ سے سر اثبات میں ہلایا، ان کی آنکھوں میں اب دھند نہیں، ایک عزم تھا... خاموش لیکن مضبوطی سے بھرا ہوا۔

"میں یہ کبھی نہ بتاتی لیکن تبریز نے ہر حد پار کر دی۔ میں روحا اور اسکا گھر خراب نہیں کرنا چاہتی تھی کیونکہ وہ پیار کرتی ہے اس جانور سے۔ میں رملا کو بھی اپنی بیٹی سمجھتی آئی تبھی یہ بھی وجہ تھی میں اتنے سال چپ رہی۔ میرے لیے میرے سب رشتے بہت قیمتی تھے۔ اور لے

آنا۔۔۔اسے، حاشر کو۔۔۔اگر وہ چاہے، تو میری آغوش آج بھی اس کے لیے ویسی ہی ہے جیسے کسی ماں کی ہونی چاہیے۔۔۔میں دیر سے جاگی ہوں عمار، لیکن اب نہیں سونا چاہتی۔۔۔نہ کسی گناہ میں، نہ کسی خوف میں۔ میں تمہارے بابا کو جلد یا دیر سے معاف کر ہی دوں گی کیونکہ اسکے باوجود میں ان سے بہت پیار کرتی ہوں، تم سب حاشر کو اکیلا مت رہنے دینا اب۔۔۔اس نے اب تک جو فیصلے لیے وہ اسی لیے لے بیٹھا کہ سگی ماں مر گئی اور اس والی کو اسکے وجود کی خبر ہی نہ تھی لیکن اب نہیں۔ مجھے خود سے زیادہ اسکی تکلیف نے جکڑا ہوا ہے۔ تم دو اسے لاؤ گے ناں؟ پہلے ہی بہت زیادتی ہوئی اسکے ساتھ۔ تم دو وعدہ کرو مجھ سے۔ اسے یہاں لاؤ گے۔۔۔"

وہ دونوں ہی بھیگی آنکھوں سے اپنی ماں کے ظرف پر حیران ہوئے بیٹھے انھیں دیکھ رہے تھے، کیا اتنا زیادہ ظرف بھی ممکن ہوتا ہے؟؟

عمار نے ماہا کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر اپنے ہونٹوں سے لگائے۔ اس کی آنکھوں میں ماں کے لیے بے حد احترام، عقیدت اور ایک نیا جذبہ اتر آیا

تھا، سارے شکوے، ساری شکایات اور ساری محرومیوں نے عمار سیال کے دامن کو جھٹک دیا تھا۔

"وعدہ ہے مما۔۔۔میں اسے لے آؤں گا۔ ہم اسے واپس اسی چھت تلے لائیں گے جس سے وہ برسوں سے محروم رہا۔۔۔اب وہ اکیلا نہیں رہے گا۔نہ آپ سب کے ہوتے ہوئے اکیلی رہیں گی۔ آپکا شوہر وفا کا پیکر نہ سہی تو کیا ہوا۔ آپکے چاروں بچے آپ سے اتنی وفا کریں گے کہ آپکو کسی رحمان سیال کی وفادرکار نہیں رہے گی"

اجر بھی خاموشی سے ماہا کے دوسرے ہاتھ کو تھام گئی جب عمار نے یہ یقین ماہا کے دل میں بول کر اتارا، انکی سرخ آنکھوں میں اک کرب کی دنیا آباد ہو گئی تھی۔

"ہم دونوں اس وعدے پر قائم رہیں گے مما۔۔۔حاشر بھائی اب اس گھر کے مکمل فرد بنیں گے، آپ کے بیٹے بن کر، ہمارے بھائی بن کر۔۔۔ہم

آپکو پھر کبھی تنہا نہیں چھوڑیں گے ، اور نہ ہی انہیں۔۔۔رہی بات بابا کی جب تک آپکے وقار کی اس انسلٹ کی وہ بھرپائی نہ کرلیں۔انھیں معاف مت کیجئے گا۔میں بیٹی تھی اس لیے حساب نہیں لے سکی لیکن آپکا حساب لینا جائز ہے۔اگر وہ اتنی ہی محبت کرتے آپ سے تو آپکو کبھی گھٹ گھٹ کر نہ جینا پڑتا۔م۔۔مجھے بہت افسوس ہے ہم بچے بھی آپکا درد نہ سمجھ سکے"

ماہا نے دونوں بچوں کو سینے سے لگالیا۔ان کے کندھے، ان کی آغوش، وہ سارا دکھ جذب کر رہے تھے جو برسوں سے ان کے اندر جم گیا تھا۔

"میری جان۔میں نے اپنی کسی تکلیف کو آنکھوں تک آنے ہی نہیں دیا۔تم سب کیسے سمجھتے کہ میرے سب بچے ہی مشکل زندگی لے کر پیدا ہوئے تھے۔میں بھی اپنی مشکلیں تم لوگوں پر ڈال دیتی تو جینا مشکل ہو جاتا ناں۔۔۔جو گزر گیا اسے بھول جاو اور میری اصولوں کی پکی اجر سیال، تم نے بلکل ٹھیک کہا۔وقار تو مجروع ہوا ہے اور اسکا حساب میں ضرور لوں گی"

اجر کی آنکھیں پھر بھیگیں، اس نے مما کے رخسار کو یونہی روتے چوما۔

"بیٹیاں۔ماوں کی سہیلیاں ہوتی ہیں۔ مجھ۔۔مجھے دکھ ہے مما میں وہ بیٹی نہ بن سکی۔ لیکن آپ بلکل کمزور نہیں ہیں اب۔۔ یہ بیٹی بھی دیر سے جاگی ضرور ہے پر آپکے وقار پر کوئی کمپر ومائز نہیں ہونے دے گی۔ آپ بہت ویلیوایبل ہیں مما۔ آپ کے اس گھر میں صرف موجود ہونے پر ہی سکون کا وجود قائم ہے یقین کریں۔ہ۔۔ ہم میں سے کوئی بھی آپکی ویلیو بر وقت نہ سمجھ سکا۔ ہم حسرت سے ایمن آنٹی کو دیکھا کرتے تھے کہ کیسے وہ اپنے بچوں کو پیار کرتی تھیں۔ک۔۔ کبھی آپکی آنکھوں میں جھانکا ہی نہیں"

اجر کے اک اک حرف پر جیسے وہ مسکرائیں بھی اور رو بھی دیں جبکہ عمار بھی بہت اداس تھا۔

"وہ سب پیار میں اب دوں گی۔اب م۔۔مجھے کسی کے باپ کا بھی ڈر نہیں۔ رملا کو بھی میں سنبھال لوں گی۔ سارے بچے میرے ہیں۔ روحا کی

جان بھی اس کمینے سے چھڑوانی ہے ہمیں۔ تم دو میری بہت بڑی طاقت ہو، تم دو میرے ساتھ ہو تو مجھے اور کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ تم دو میرے وقار کا جیتا جاگتا ثبوت ہو دونوں۔۔۔"

ماہا نے ان دو کو اپنے ساتھ جیسے لگا رکھا تھا، وہ دو تو پہلی بار اس شفقت سے ملے تھے تبھی دل پھٹ سے رہے تھے۔

" آپ ہماری جان ہیں۔ ہر چیز کے لیے، ہر لاپرواہی کے لیے رئیلی سوری۔ مت روئیں۔ تم بھی رونا بند کرواجر۔۔۔ ہماری مما بہت سٹرونگ ہیں"

عمار نے آخر یہ جذباتی منظر ختم کرنے کی کوشش کی اور وہ کامیاب بھی ٹھہری، ماہا نے دونوں کا اک اک ہاتھ پکڑے چوما، دونوں کے رخسار چومے۔

انکے پاس اتنے پیارے بچے تھے، یہی انھیں ریزہ ریزہ ہونے کے باوجود سمیٹے ہوئے تھا۔

جبکہ باہر وہ رحمان سیال جس نے ساری عمر اپنے کیے کی بہت سزائیں جھیلیں تھیں لیکن یہ والی سزا انھیں اندر سے توڑ رہی تھی۔

آج پہلی بار باسل کو بھی وہ ظالم لگے ورنہ وہ تو مہربانیوں کا جہاں کہلاتا تھا۔

"آپ ماہا آنٹی کو یہ مت کہیے گا دوبارہ بڑی کہ آپکو حاشر کی ماں سے پیار نہیں تھا۔ یہ جملہ بہت غیر حقیقی ہے۔ چند دن اک پالتو جانور ساتھ رہے ناں بڑی، اس سے بھی پیار ہو جاتا ہے۔۔۔ اپنا میکس دیکھ لیں۔ چند گھنٹے ہی تو ہوئے اسے آئے، سب کو پیارا ہو گیا۔ اور وہ عورت تو پھر کئی ماہ آپکی بن کر رہی۔ کیسے محبت نہ ہو سکی؟ ایسی عورت جس نے بیٹا بھی دیا۔ کوئی ایک لمحہ تو محبت ہوئی ہو گی۔ آپکو پتا ہے میں یہی چیز اور حان کو بھی کہنے کی حسرت رکھتا تھا کہ وہ بھی یہ تسلیم کرے کہ اسے مہر فاطمہ سے بھی محبت تھی۔ لیکن وہ

اور جذباتی سی مزاج کا ہے تو میں نے اسے نہیں کہا پر آپ تو میرے مزاج کے ہیں۔ پھر کیسے کہہ سکتے ہیں محبت نہیں ہوئی۔ آپ اگر چاہتے ہیں ماہا آنٹی کی تکلیف کم ہو تو یہ جملہ دوبارہ کبھی مت کہیے گا۔ ہر بار آپکا کہا یہ بے یقین جملہ آپ دو کے بیچ دس قدموں کا فاصلہ لے آئے گا"

رحمان سیال نے درد کرتی آنکھیں اٹھا کر باسل کو دیکھا، وہ ایسا شخص تھا جسکی کسی بات سے آج تک رحمان سیال اختلاف نہ کر سکے تھے۔

"میں نے بہر حال جرم کیا ہے اور مجھے یہ تسلیم کرنا ہو گا۔ میں اس کے آگے بہت چھوٹا ہو گیا باسل۔ م۔۔ میں نے شاید کسی سے محبت نہیں کی۔ یہی جملہ درست ہے۔ نہ میں اس عورت کو اسکی محبت کا صلہ دے پایا نہ اسکی اولاد کو سنبھال سکا نہ اب ماہا کو اسکی محبت کا صلہ دیا گیا۔ س۔۔ سب خراب کر دیا۔ م۔ مجھ جیسے لوگ شاید محبت کرنے کے لیے بنائے ہی نہیں گئے۔۔۔ اور جب خلاف قدرت کچھ ہو تو انجام ایسا ہی ہوتا ہے۔ ماہا اگر مجھے چھوڑ بھی

دے تو حق پر ہو گی اور میں اسے بلکل نہیں روکوں گا۔ لیکن اسکی زندگی جو تبریز نے حرام کی۔ اسکا بدلہ لیے بنا نہیں رہوں گا"

باسل نے انکی ہر بات سنی اور زرا رخ انکی طرف پھیرا۔

"ادھر دیکھیں بڈی۔ مجھے ایک بات سچ سچ بتائیں۔ کیا واقعی آپ نے تبریز کے ساتھ کوئی زیادتی کی؟ ک۔۔ کیوں اس قدر نفرت کرتا ہے وہ آپ سے؟ بولیں؟ کیوں آپ سے جڑے ہر فرد کو اس نفرت کا اثر دیا اس نے۔۔۔ بتائیں مجھے بڈی۔ ایسا سوال کبھی کسی نے نہیں کیا تھا آپ سے۔۔ چلیں بتائیں آج مجھے تاکہ میں بھی جان سکوں آخر تبریز اس حد تک آیا تو کیوں؟"

رحمان کی سانس رک سی گئی، جیسے برسوں کا بوجھ اچانک دل کے گرد جکڑ نے لگا ہو۔ کئی لمحے وہ چپ رہے، پھر دھیرے سے اپنی نظریں جھکا لیں۔

"نہیں باسل۔۔۔میں نے تبریز کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کی۔۔۔میں نے اس سے وہی سلوک کیا جو ایک بڑے بھائی کو اپنے چھوٹے بھائی کے ساتھ کرنا چاہیے۔۔۔پیار، رہنمائی، مواقع۔۔۔جو برا سلوک کیا وہ ماں بابا نے کیا۔انھیں مجھ میں سب اچھا دیکھائی دیتا تھا اور تبریز میں سب برا"

ان کی آواز لرز رہی تھی، جیسے وہ خود اپنی صفائی پر یقین نہیں کر پا رہے ہوں۔

"میں نے اسے اپنے سے کبھی کم نہیں سمجھا۔۔۔لیکن وہ ہمیشہ خود کو محروم محسوس کرتا رہا۔امی بابا کی محبت میں۔۔۔۔۔حتیٰ کہ میرے اور میرے بچوں کی نظروں میں بھی وہ خود کو کمتر سمجھتا رہا۔۔۔اور شاید اسی احساس نے اسے وہ بنا دیا جو آج وہ ہے۔۔۔"

باسل کے ماتھے پر بل آئے، وہ مزید سننا چاہتا تھا۔

"ایک بار۔۔۔ جب وہ بہت چھوٹا تھا، وہ کچھ چوری کرتا پکڑا گیا تھا۔ میں نے بابا سے چھپالیا، اسے سزا سے بچالیا۔ سوچا کہ یہ واقعہ اس کے اندر شرمندگی پیدا کرے گا، سدھار آئے گا۔۔۔ لیکن نہیں۔۔۔ اس نے اسے میری کمزوری جانا۔ تب سے وہ ہر بار میرے اعتبار کو، میری محبت کو میری کمزوری بناتا گیا۔ اس نے ہر وہ کام کیا جو مجھے تکلیف دے۔ بابا امی کی بے توجہی اپنی جگہ، میں نے تو اسے کبھی تنہا نہ کیا۔ یہ چند سال پہلے بھی جب وہ تمہیں برا کہتا تھا تو مجھ میں برداشت ختم ہوئی اور یہاں سے نکال دیا۔"

رحمان نے گہری سانس لی، آواز تھوڑی بھیگی ہوئی تھی۔

"جب ماہا میری زندگی میں آئی۔۔۔ تو شاید وہ... وہ برداشت نہیں کر سکا۔۔۔ شاید وہ مجھے تنہا دیکھنا چاہتا تھا، اسے میری عادت تھی کیونکہ اکثر میں اسے اپنے پاس سلا لیتا تھا، لیکن شادی کے بعد میری ساری توجہ ماہا نے لے لی، وہ بھی بہت چھوٹی تھی، اسے سنبھالنے لگا، حسد۔۔۔ جب میں نے ماہا سے

نکاح کیا، ایک مکمل اور خوشحال زندگی بنانے لگا، تبریز کی نفرتوں کو جیسے ایندھن مل گیا۔۔۔"

اب وہ باسل کی طرف دیکھ رہے تھے، آنکھوں میں نمی تھی۔

"مجھے لگا وقت کے ساتھ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ لیکن وہ وقت کے ساتھ ناپاک ہوتا چلا گیا۔۔۔ زہر گھولتا گیا ہر رشتے میں۔۔۔ اور آج۔۔۔"

ان کی آواز رُک گئی۔

"آج وہ میرے بچوں کو، میری بیوی کو، میرے خاندان کو، میرے نام کو تباہ کرنا چاہتا ہے۔۔۔ اور مجھے نہیں معلوم کہ میں نے کب، کہاں، کون سی ایسی غلطی کی کہ وہ مجھ سے اتنی نفرت کرنے لگا۔ بس اتنا جانتا ہوں کہ... شاید کچھ رشتے چاہنے سے نہیں بدلتے، چاہتوں کے باوجود برباد ہو جاتے ہیں۔"

رحمان نے ہاتھوں سے چہرہ ڈھانپ لیا، جیسے برسوں کا بوجھ پہلی بار کسی کے سامنے ہلکا کیا ہو۔

باسل نے آہستہ سے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"بڑی۔۔۔ آپ نے آج جو کہا، وہ بہت ہے۔۔۔ اور یہ ثابت کرتا ہے کہ اصل بربادی آپ نے نہیں کی۔۔۔ وہ تبریز خود اپنے زہر میں ڈوبا انسان ہے۔۔۔ اب وہی زہر ہم سب کے خلاف استعمال ہو رہا ہے۔ لیکن اب نہیں۔۔۔ اب ہم سب ایک ساتھ ہیں۔۔۔ آپ اکیلے نہیں ہیں۔۔۔"

رحمان نے تھکے ہوئے چہرے کے ساتھ سر اٹھایا، ان کی آنکھوں میں تشکر اور محبت تھی۔

"باسل۔۔۔ م۔۔ میں نے پوری کوشش کی تھی تبریز مجھ سے نہ جلے۔۔ امی بابا کو بھی سمجھاتا تھا۔ انہوں نے نہیں سمجھا۔ دنیا سے چلے گئے۔ میں نے انکے کیے کی سزا جھیلی ہے باسل۔۔۔۔ تم لکی تھے کہ تم نے یہ سب اپنے پیرنٹس کو سمجھایا اور وہ سمجھ گئے پر سب ماں باپ نہیں سمجھتے۔ کچھ کو صرف اچھے بچے ہی بچے لگتے ہیں۔ حالانکہ اللہ نے تو ہر بچے کو اک منفرد صلاحیت

کے ساتھ پیدا کیا ہوتا ہے، ماں باپ کو چاہیے ہر بچے کو اسکی اچھائی برائی سمیت، اسکے ہنر اور خرابی کے ساتھ ایک سا قبول کریں۔۔ کاش سب ماں باپ یہ بات سمجھیں۔ میں نے اپنے کسی بچے میں کوئی فرق نہیں کیا اللہ گواہ ہے۔ میں نے تبریز کو بھی ہر ممکنہ سنبھالنے کی کوشش کی لیکن شاید اسکی تکلیفیں اور زخم، میرے مرہم کے آگے بہت بڑے اور گہرے تھے۔ اب وہی حساب ماہا کے ساتھ ہے۔ اسے جو زخم دے دیا۔ اتنا بڑا مرہم کہاں ملے گا مجھے"

کسی ہارے ہوئے کو حوصلہ دینا بعض اوقات بہت مشکل ہو جاتا ہے جیسے اس وقت باسل کو محسوس ہوا اسکے اندر تسلی دینے کی اور دل جوئی کرنے کی سکت نہیں بچی۔

عمار اور اجر باہر آئے تو دونوں نے بیک وقت باسل کو دیکھا پھر سر گرا کر بیٹھے بابا کو۔

"انھیں بہت مشکل سے نیند کی گولی کھلا کر سلایا ہے۔"

عمار کی آواز پر رحمان نے نہ صرف سر ہاتھوں سے اٹھایا بلکہ بیقرار سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"میں اسکے پاس جاتا ہوں"

وہ جانے لگے جب اجر انکی راہ میں حائل ہوئی۔

"انھیں تھوڑا پر سکون ہو لینے دیں۔یہ معافی تلافی کا درست وقت نہیں بابا۔وہ ابھی کچھ نہیں سمجھیں گی،مزید دکھی ہوں گی۔پلیز تھوڑا وقت دیں۔بیٹھ جائیں"

وہ اجر کو تڑپ کر دیکھنے لگے جیسے اسکی بات ماننا بہت مشکل ہو،وہ ہر تڑپ دیکھ سکتی تھی،ہر دل کا درد سمجھ سکتی تھی۔

رحمان بہت بے بس ہوئے واپس بیٹھے تو عمار اور اجر بھی وہیں سامنے بیٹھے، ان تینوں کو رحمان سیال کی حالت درد دے رہی تھی اور شاید آج ان چاروں میں سے سو کوئی بھی نہ پاتا۔

رات یونہی بیت گئی، کسی کو سکون اور آرام نہ آسکا تھا، رحمان سیال فجر ہوتے ہی اٹھ کر چلے گئے تو عمار نے اک نظر اجر اور باسل کو دیکھا، وہ اسکے کندھے پر سر رکھے سو رہی تھی، باسل کی بھی آنکھ لگ گئی تھی، ابھی فجر کی اذانیں بس شروع ہوئی تھیں، وہ اٹھا اور ایک بار جا کر مما کے بیڈ روم میں جھانکا، ماہا سو رہی تھیں، عمار نے گہری سانس لیتے مما کے تھوڑے سکون پر شکر ادا کیا اور رملا کو دیکھنے گیا، نجانے کیوں اس لڑکی کے لیے دل اب تک خوفزدہ تھا۔

وہ روم کے باہر رکا پھر ڈور کھولے اندر دیکھا جہاں وہ کروٹ بدل کر سو رہی تھی، وہ ناچاہتے ہوئے بھی اندر آیا، دروازہ آگے کرتے رملا کے سر پر آرکا، وہ اتنی تکلیف میں بھی بچوں کی طرح گہری نیند سو رہی تھی، وہ سچ میں چھوٹی سی بچی ہی تو تھی، وہ آہستگی سے اسکے سرہانے بیٹھا اور رملا کا سر

دھیرے سے اٹھا کر تکیے سے اپنے دھرے گھٹنے پر رکھا، دھیرے سے اسکے چہرے پر بکھرے بال سمیٹے، اسکے گالوں کو سہلاتے وہ امید نہیں کر رہا تھا کہ وہ اتنی گہری نیند سے جاگ جائے گی، اسکی آنکھیں کھلیں تو رملا نے متورم سی آنکھوں اور زخمی نگاہوں سے عمار کو دیکھا، اسے لگا وہ کوئی خواب جی رہی ہے تبھی بچگانہ سا مسکرائی، وہ بھی مسکرا دیا۔

"میں تمہیں جگانا نہیں چاہتا تھا۔ سو جاو۔ بس فکر ہو رہی تھی تمہاری"

وہ تو کے بجائے تم کہہ رہا تھا تو رملا کو لگا وہ عمار نہیں، کوئی اجنبی ہے لیکن آج اسے عمار کا سلجھا لہجہ بھی اچھا لگا۔

"فکر کیوں۔ آپکو ڈر تھا کہیں میرے دماغ کی نس نہ پھٹ جائے؟"

وہ انہی درد سے اٹی آنکھوں سے عمار کو دیکھتی مسکرائی۔

"اتنی تکلیف میں نہیں ہو کہ تمہاری نس پھٹے"

عمار نے اسکے ماتھے کو ہلکے سے دباتے پورے یقین سے کہا کہ رملا کی آنکھیں دھندلانے لگیں۔

"ک۔کیسے یقین ہے؟"

وہ آنکھوں کے بھیگنے کو روک نہ سکی۔

"میں نے پیار کیا تھا ناں۔تکلیف کھینچ کر لے گیا تھا"

دونوں آنکھوں سے اک اک آنسو رملا کی آنکھوں سے بہہ کر اک اسکی اپنی گردن میں جذب ہوا، دوسرا عمار کے گھٹنے پر چڑھی پینٹ میں کہیں کھو گیا۔

"میں بھی پیار کروں گی آج"

وہ اپنی آنکھیں رگڑ گئی، چمکتی آنکھوں سے مسکرائی۔

"آپکا بھی سارا درد کھینچ کر لے جاوں گی۔"

وہ اب جیسے مسکرائی، عمار کو اسکی مسکراہٹ سے خوف آیا تھا۔

"مجھے کوئی درد نہیں رملا۔ اٹھ کر بیٹھو"

وہ اسکے حکم پر ضدی بنی نفی کر گئی۔

"ناں۔۔ میں نہیں اٹھ رہی۔ ایسے ہی باتیں کریں"

وہ اسکے گھٹنے سے لپٹتی ہرگز اسے چھوڑنے پر راضی نہیں تھی۔

"بتاو مجھے کیا چاہیے؟"

رملا نے مسکرا کر نفی کی، اسے بھلا کیا چاہیے تھا، جتنے حق پا چکی تھی، وہ اس زندگی کے لیے کافی تھے۔

"ک۔۔ کچھ بھی نہیں۔ میں ٹھیک ہوں عمار"

وہ اسے یقین دلا رہی تھی جسے دل میں ٹیس دے رہی تھی رملا کی یہ بکھری ہوئی حالت۔

"اٹھو۔ نماز پڑھو سکون پاؤ گی۔ پھر ہم گھومنے چلتے ہیں۔ بریک فاسٹ باہر کریں گے۔۔ ایز آ ہسبنڈ وائف دن گزاریں گے"

وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھی، وہ اسکے بے حد قریب سہمی سی بیٹھی عمار کو دیکھنے لگی۔

"ک۔۔ کیوں۔۔۔ میرا مطلب یہ سب مجبورا مت کریں۔ میں بلکل ٹھیک ہوں۔ میرا دھیان بھٹکانے کے لیے یا مجھے خوش کرنے کے لیے یہ سب مت کریں۔ دیکھیں مجھے میں بلکل ٹھیک ہوں"

وہ اسے یقین دلاتی ہانپ سی گئی، عمار نے نرمی سے ہاتھ بڑھائے اسکی ٹھوڑی تھامی، اس لڑکی کی آنکھوں کا کرب، پہلی بار عمار کو سانس لینے میں مشکل پہنچا رہا تھا۔

" دیکھ لیا۔ ٹھیک ہو تم۔۔۔ پھر بھی میری بات مانو۔"

وہ اپنے آنسو بمشکل سنبھالے ہوئے تھی۔

"ایسے بات مت کریں۔۔ تھوڑی دیر ا۔۔اچھا لگا پر مجھے آپکے تو کرنے کی بری عادت پڑ گئی ہے۔مجھے ویسے ہی مخاطب کریں۔۔یہ بد تمیزی بھی ہے تب بھی آپکو میرے معاملے میں اسکی اجازت ہے۔ایسے آپ ڈیسنٹ سے تم کرتے غیر لگتے ہیں۔"

وہ اسکے گال پر رینگتا آنسو انگوٹھے سے ہٹا کر مسکرایا مگر وہ ہنوز سانس روکے ہوئے بیٹھی تھی۔

"میں تجھے کسی لمحے اکیلا نہیں چھوڑوں گا۔اب ٹھیک ہے؟"

وہ بھیگی آنکھوں سے مسکرائی، جملے کی دلکشی سے زیادہ اس جھلی شیدائی سی رملا کو اسکے لہجے کی بے ادبی پاگل کر گئی۔

"ہمم۔۔میں بھی آپکو کسی مشکل میں نہیں ڈالوں گی۔۔۔"

رملا کی آنکھوں میں امڈتے آنسو تھم گئے تھے، اور یہ خوفزدہ کر دینے والی چیز تھی۔

"آجا۔۔۔وضو کر کے نماز پڑھ اگر پڑھنی ہے۔تب تک میں بھی آتا ہوں۔پھر ہم باہر چلتے ہیں۔"

وہ اٹھا اور رملا کا ہاتھ پکڑ کر اسے بھی اٹھایا،وہ اسکے اٹھ کھڑا ہوتے خود بھی اٹھی اور سر اٹھا کر عمار کو دیکھنے لگی۔

"پڑھنی ہے"

وہ مدھم سا نظریں جھکا کر بولی تو عمار نے اسکا سر چوما اور ڈور کی طرف بڑھا۔

"میں آتا ہوں"

وہ فورا اسکی طرف پلٹی جیسے سورج مکھی کا پھول،سورج کی طرف یکدم پلٹتا ہے،اسے یوں بے تاب پلٹتا دیکھے وہ جا نہ سکا،دروازے میں ہی رک گیا۔

"کیا ہوا"

عمار کے لہجے میں دگنی تڑپ اور فکر تھی، وہ کچھ نہ بولی اور چپ چاپ آکر اسکے سینے میں سمٹ گئی، وہ اس میں چھپ تب گئی جب بے اختیار عمار نے بازوؤں کا اسے حصار دیا۔

"مجھے آج سے پہلے کبھی مما نے بھی اتنے پیار سے صبح نہیں جگایا۔ میں نہیں جانتی یہ کیا ہے، مجھ پر آپکا ترس ہے یا آپکی ہمدردی۔۔ لیکن م۔۔ میں اسے تھوڑی دیر کے لیے اگر آپکی محبت مان لوں، برا تو نہیں منائیں گے؟"

عمار نے آہستگی سے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے سانس کھینچی، اس تھوڑی دیر کے بدلے وہ اپنی پوری زندگی دے چکا تھا پر کہہ نہیں پا رہا تھا۔

"مجھے اپنے وجود پر شرمندگی ہوئی اس لمحہ۔ ترس اور ہمدردی کھانے کے لیے دنیا بھری پڑی ہے۔ تجھے دنیا سے چھانٹ کر الگ کر لیا ہے، دیکھائی نہیں دے رہا تجھے؟"

وہ اس سے ذرا سا پیچھے ہوا، اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں سمیٹ کر آنکھوں میں جھانکا، وہ اس چھوٹی سی لڑکی کے لیے گردن کیا کندھے کیا، اپنے غرور کا سر تک نیچا کر چکا تھا۔

"میں واقعی چھانٹ کر الگ کرنے لائق تھی، ثابت کروں گی۔ آپکو میری محبت آسمان پر دیکھائی دے گی"

وہ بھیگی آنکھوں سے ہنسی تو عمار کی آنکھوں میں اسکے الفاظوں سے وحشت اتر آئی۔

"کیا بکواس ہے یہ رملا؟ مجھے یہ محبت یہاں میرے اتنے قریب اور سامنے چاہیے۔ آسمان والا مزاق دوبارہ مت کرنا مجھ سے۔ سمجھی"

وہ ڈر گیا تھا اور رملا نے زندگی میں پہلی بار کسی کو ڈرتے ہوئے اتنا خوبصورت پایا کہ وہ اس ڈر کی شدت دیکھنے کو مچل اٹھی۔

"سامنے بھی نظر آئے گی"

وہ پر اسرار مگر کربناک مسکرائی، عمار کا دل سہم گیا۔

"رملا۔۔۔"

عمار نے اس کا چہرہ مزید قریب کر کے جیسے اس کی آنکھوں میں اتر جانے کی کوشش کی تھی۔

"ایسا کچھ مت سوچنا جو تجھے مجھ سے دور لے جائے۔۔ تیری یہ باتیں میرے اندر ایک انجانی سی گھبراہٹ بھر رہی ہیں۔"

رملا نے پلکیں جھپک کر عمار کی نظروں کی وہ بے سکونی محسوس کی، پھر آہستگی سے ہنسی۔

"گھبرائیں مت۔ میں ہوں ناں آپکے پاس ابھی"

وہ دونوں ہاتھوں سے اسکا چہرہ چھوئے ہنسی کو مسکراہٹ میں بدل گئی۔

"ابھی سے کیا مراد ہے؟"

وہ آئبرو اچکائے گھورا تو وہ پھر ہنسی۔

"مجھے رشک ہے میں نے اس بھیڑ بھاڑ اور کباڑ سے بھری دنیا میں ایک قیمتی شخص اپنے لیے چنا۔ اب جائیں میں نماز پڑھ کر ریڈی ہوتی ہوں۔"

وہ پیچھے ہٹی اور عمار کے دیکھتے ہی دیکھتے وہاں سے پلٹی اور واش روم میں جا بند ہوئی جبکہ عمار نے خالی نگاہوں سے اسکے اوجھل ہو چکے سراپے کو دیکھا۔

"یہ کچھ چھپا رہی ہے کیا؟"

عمار نے خود سے سوال کیا پر سناٹے کے سوا کوئی جواب نہ ملا تو وہ واپس باہر آیا، باسل جاگ چکا تھا اور اپنی بازو نکالے اس نے اجر کو کاوچ پر لٹا کر باریک بلینکٹ دیا تبھی اسکی نظر تھکے تھکے قدموں سے اپنی طرف آتے عمار پر گئی۔

"کیا ہوا؟"

باسل نے جیسے بازو کھولے، عمار کچھ سوچے بنا ان بازوؤں میں جا سمایا، شاید اس وقت اسے باسل کا یوں گلے لگانا شدت سے درکار تھا۔

"میں آج تبریز کا کھیل ختم کرنے والا ہوں باسل۔ میرے ساتھ رہنا۔ میرے لوگ شام تک اسے دبوچنے والے ہیں۔ اور میں حاشر سے مل کر آتا ہوں نماز کے بعد۔ تھوڑی دیر رملا کے ساتھ رہوں گا پھر ہم ملتے ہیں۔ اور ہاں۔۔۔ میری گڑیا کو بول دینا آج ایس پی آفس میں ایکسٹرا احتیاط رہے۔ وہاں کچھ بھی کھانے پینے کی ضرورت نہیں۔ اور اس ہگ کے لیے مقروض ہوں میں تیرا باسل"

وہ گرم جوش لیکن تھکا ہوا گلے لگنا تھا، عمار کی ہر بات پر سر خم کیے باسل نے اسے خود سے الگ ہوتے ہی نظریں چراتے دیکھا پھر عمار وہیں سے لاؤنج ایریا سے نکلتا چلا گیا۔

"کیا میں سو گئی تھی باسل؟ اتنی ٹنشن میں کیسے آنکھ لگ گئی"

اجر کی سوئی جاگی آواز پر وہ پلٹا، وہ اٹھ کر بیٹھی تبھی باسل اسکے پاس بیٹھے اسکا ہاتھ پکڑ کر محبت سے چوم گیا۔

"کمال میرا ہے میرے سکون، میرے کندھے لگنے کی دیر تھی کہ میری نیند آدھی تمہیں مل گئی۔ پیلس چل کر مما بابا کو سب بتاتے ہیں۔ تاکہ وہ بڑی اور ماہا آنٹی کے رشتے کو جوڑے رکھنے کی ایک کوشش کر سکیں۔ ہم چھوٹے ہیں لیکن وہ بڑے اس ٹوٹے کپل کی اذیت بہتر طور پر سمجھیں گے"

اجر نے بھیگی آنکھوں میں یقین بھرے باسل کو دیکھا اور سر ہلا گئی لیکن وہ لوگ فجر کے بعد واپس گئے، ماہیل جاگنگ پر حرا کے ساتھ جانے کی تیاری کر رہے تھے، مصطفی اور میرال تو نہیں جاگے تھے، وہ فجر کے بعد مصطفی کو کمرے میں لے آئی تھی لیکن اورحان باہر آچکا تھا، لیکن سب اپنے اپنے کام چھوڑے اجر اور باسل کو باہر سے آتا دیکھے حیران ہوئے۔

"ہیں۔ تم لوگ اوپر سے آنے کے بجائے صبح صبح باہر سے کیوں آرہے ہو بھئی۔ اور آنکھیں کیوں بھاری بھاری ہو رہی ہیں تم دو کی؟"

یہ سوال کو وفی کے ساتھ نیوز پیپر کا جائزہ لیتے اور حان نے کیا، حرا بھی باہر آچکی تھی جبکہ ایمن بھی اسی طرف چلی آئیں۔

"رات ہم سیال حویلی تھے۔ اک قیامت آکر گزر گئی ہے۔ کیا بتائیں"

باسل وہیں سبکی طرف آیا تو اجر بھی وہیں چلی آئی، سب کے چہروں پر پریشانی اتر آئی۔

"یا اللہ سب خیریت ہے؟ کیا ہوا باسل؟"

ایمن کے ساتھ ساتھ ماہیل بھی قریب آرکے، حرا تو پہلے ہی پاس کھڑی تھی۔

"ایکچولی بڑی کا ماہا آنی سے پہلے بھی نکاح ہوا تھا یہ بات ماہا آنٹی کو پتا چل گئی اور انکے پہلے بیٹے حاشر سیال کے بارے بھی، دوسرا تبریز سیال، بہت بڑا کرمنل اور مافیا ڈان نکلا۔ اس نے کئی سال تک ماہا آنی کو دھمکایا۔ اپنی فیملی سے دور رہنے کے لیے۔ اور اب وہ اپنی محرومیوں کا مزید بدلا لینے پر اترا ہوا ہے۔ رملا تک کو یوز کیا۔ روحا آنٹی کو کڈنیپ کیا۔ ایسی ساری قیامتیں"

یہ سچ میں سب پر قیامت کی طرح ہی ڈھلا تھا، ہر کسی کی آنکھوں میں بے یقینی، اذیت اور تکلیف اتر چکی تھی، حرا تو وہیں سے سیال حویلی کی طرف بھاگ گئی جبکہ باقی بھی افسوس، دکھ اور ملال کی ملی جلی کیفیت میں تھے، ناشتے کی تو کسی کو ہوش ہی نہ رہی تھی جبکہ حرا اسید ھا بارس کے کمرے میں پہنچی پر اسے گدھے گھوڑے بیچ کر سویا دیکھے گہرا سانس بھر کر رہ گئی۔

"لگتا ہے اس گدھے کو کچھ نہیں پتا ابھی۔ اتنا سب کچھ کیسے ہو گیا۔ ماہا آنٹی کو دیکھتی ہوں۔۔ اور رملا۔۔۔؟۔ وہ کتنے درد میں مبتلا ہو گی"

حرا اداس سی پلٹی ہی جب بارس نے اسکا ہاتھ پکڑا اور وہ توازن برقرار نہ رکھتے سیدھی بارس پر ڈھے گئی، یہ تو بارس نے پیٹ کے زخم پر دوسرا ہاتھ بروقت دبا لیا کہ بچت ہو گئی ورنہ وہ ابھی کراہ رہا ہوتا۔

"کل میں نے تمہیں بہت مس کیا۔نہ تم نے میسج کا جواب دیا نہ کال کا۔ تمہیں پتا ہے ناں کتنی ایموشنل رات تھی۔ چھپ کر آئی کیوں نہیں میرے پاس۔اب گیارہ بارہ بجے تک تم میرے پاس رہو گی"

وہ اسے ضدی بنے اپنے پہلو میں بسا گیا جبکہ حرا نے مناسب یہی سمجھا کہ اچانک بارس کو سب نہ بتائے، اسے پہلے تھوڑا کل کے اثر سے نکلنے دے۔

"م۔میں اس لیے نہیں آئی کہ تمہیں عمار بھائی کے ساتھ وقت گزارنے دے سکوں۔ تمہاری کیفیت جانتی تھی۔ سمجھتی تھی۔خود کو جان بوجھ کر مصطفی کے ساتھ بزی رکھا ورنہ خود کو روک نہ پاتی۔بڑے اور پیارے بھائی کا زندہ ہونا، انکی گھر واپسی۔بہت بڑی خوش قسمتی تھی۔میں مطمئین تھی کہ

میرے بنا بھی تم ٹھیک ہو گے۔ میں نہیں تو کیا ہوا، تمہارے پاس تمہارے بھائی تو تھے"

بارس کی آنکھیں اس پل ٹھہر گئیں۔ وہ حرا کا چہرہ دیکھتا رہا جس پر خاموشی کی اوٹ میں کئی سوال اور کئی جذبے چھپے تھے۔ پھر اُس نے آہستگی سے سر جھٹکا۔

"تمہیں لگتا ہے... تمہارے نہ ہونے سے کچھ فرق نہیں پڑا؟ حرا، عمار بھائی کی واپسی بہت بڑی خوشی ضرور تھی... مگر میرے اندر جو سکون ہے، وہ صرف تم سے جڑا ہے۔ میں نے مس کیا اپنی باندری کو"

وہ آہستہ سے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے بولا تو وہ بھی جو اسکی بازو پر سر رکھے لیٹی تھی، اداس سا مسکرا دی۔

"میں نے بھی۔ت۔۔ تمہیں کچھ نہیں پتا کل رات کیا ہوا؟"

اب وہ بہتر تھا تو حرا نے ہچکچاتے ہوئے پوچھا، بارس نے لاعلمی کا تاثر دیا۔

"کیا ہوا رات کو؟ ایکچولی بھائی کے ساتھ باتیں کرنے کے بعد میں روم میں چلا گیا تو بہت بور ہو رہا تھا۔ فوری آنکھ لگ گئی۔ کس بارے کہہ رہی ہو تم؟"

اب کی بار بارس کے چہرے پر پریشانی اتر آئی۔

"اٹھنے دو بتاتی ہوں"

بارس کا دل تو نہ چاہا پر اس نے اسے اجازت دی اور حرا کے اٹھ کر بیٹھتے ہی وہ بھی اٹھ بیٹھا، بیقراری سے نظریں حرا کے چہرے پر جمائیں۔

"دراصل تمہارے بابا نے ماہا آنٹی سے پہلے بھی نکاح کیا تھا، ان میں سے ایک بیٹا بھی ہے۔ یہ سچ کل رات تمہاری مما کو پتا چلا۔۔۔"

بارس کے چہرے کا رنگ سفید پڑ گیا۔

"کیا کہہ رہی ہو؟"

وہ بے یقینی سے بڑبڑایا تو رملا نے افسوس سے سر اثبات میں ہلایا۔

"یہی نہیں۔ تبریز سیال بھی مافیا مین نکلے۔ قانونی دشمن یا ایسے ہی کوئی آدمی اور تمہاری مما کو کئی سال وہ بلیک میل کرتے رہے۔ تفصیل نہیں جانتی لیکن رملا اور روحا آنٹی بھی اس شخص سے ایفیکٹ ہوئی ہیں۔ تمہاری مما پر مشکل وقت ہے۔ یقینا اجر آپی، عمار بھائی اور باسل بھائی نے انکورات سنبھال لیا ہو گا لیکن تم لاڈلے ہو، تمہارا حصہ باقی ہے ابھی"

وہ پتھر اسا گیا تھا پھر اٹھنے لگا تو حرا پہلے اٹھی تاکہ اسکے اٹھنے کی جگہ دے۔

"بابا اور انکے بھائی۔ دونوں سے یہ امید نہیں تھی۔ سب بکھر نہ گیا ہو بس۔۔۔ میری مما بہت سٹرونگ ہیں، ہم انھیں سنبھال لیں گے"

بارس کی ہمت دیکھ کر حرا کو مسرت گھیر گئی، وہ بارس سے ایسی ہی جرت کی طالب تھی۔

"انھیں سنبھالو جاکر۔ لیکن خود بھی سنبھل جاو۔ بہت پیار کرتی ہوں میں تم سے۔ جب میری ضرورت ہوئی ایک آواز دینا آجاوں گی۔۔۔ میں رملا کو

دیکھتی ہوں۔اس پر بھی برا اور سخت وقت ہے۔اسے کسی دوست کی بہت ضرورت ہے۔۔جاو مما کے پاس"

حرا نے بارس کو گلے لگا کر جو ہمت دی، جو پیار کا اظہار کیا، وہ اسے یکدم یکجا کرنے کا باعث بنا،وہ حرا کے اس پیار کا جواب پینڈنگ کرے فی الحال مما کے کمرے کی طرف چلا گیا جبکہ حرا بھی باہر آئی اور بارس کے پیچھے گئ جو روم میں داخل ہوا تو ماہا سو رہی تھیں، وہ جیسے انکے پاس جا کر انکے پہلو میں بیٹھے انکا ہاتھ تھامے چوم رہا تھا، حرا کی آنکھیں بھی نم ہوئیں،وہ بارس کو مما کے پاس چھوڑے خود رملا کو دیکھنے کمرے میں آئی جسے عمار نے ڈرائیور کے ہاتھ کچھ گفٹس بھجوائے تھے،وہ ان گفٹس کو کھولنے ہی لگی تھی کہ ڈور پر دستک ہوئی، رملا نے فورا آنے کا کہا تبھی حرا اندر آئی اور آتے ہی اس نے رملا کو اپنے زور سے گلے لگا لیا، خود رملا نے فورا بھیگی آنکھوں سے مسکراتے بازو باندھ لیے۔

"یہ ہگ بیسٹ بریک فاسٹ کہلایا جا سکتا ہے۔ کیا ہوا جاگنگ گرل کو۔ اتنی ایمو شنل کیوں ہو رہی ہے۔ بارس نے تو نہیں کہا کچھ"

حرا کی گرفت اسے بتا چکی تھی وہ کتنی پریشان ہے، رملا کے پیار سے چھیڑ نے پر وہ اپنی آنکھوں کے آنسو آنکھوں میں ہی دبائے روبرو ہوئی۔

"تم خود کو کبھی اکیلا مت سمجھنا رملا۔ سب جان چکے ہیں سچائی۔ تمہارے بابا کے بارے۔ تمہاری اور روحا آنی کی اس تکلیف کے بارے جو تم ہنسی کے پیچھے چھپائے پھر رہی تھی۔ہے۔۔ میں ہوں تمہارے پاس۔ بارس ہے۔ ہم دو ہر مشکل میں تمہارے دائیں بائیں کھڑے ہیں کبھی مت بھولنا، اور اب تو تمہارے پاس پرسنل میڈیسن بھی ہے، عمار سیال کی صورت، ہسبنڈ سے زیادہ اچھا دوست ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ بہت مشکل وقت ہے میں سب سے بہتر سمجھ سکتی ہوں تمہاری تکلیف لیکن اللہ تمہیں تمہاری سوچ سے بڑی آسانی دے گا اس امتحان کے بعد، اسکا یقین رکھو"

رملا کو امید نہیں تھی یہ شوخ سی لاپرواہ حرا، اندر سے اتنی محبت سے بھری نکلے گی، اس لمحے رملا کو واقعی لگا وہ تنہا نہیں، سب اسکی تکلیف میں برابر جھلس رہے ہیں۔

"م۔۔مجھے یقین ہے۔ تمہارا بہت شکریہ۔ اس امید سے زیادہ خلوص اور اپنائیت نے خرید لیا مجھے۔ تم اور بارس میری ہمت ہو مجھے پتا ہے۔ میں سنبھال لوں گی۔ تم سبکی دعائیں ہیں تو وہ مجھے کمزور نہیں کریں گی۔ تم نے میرے لیے اتنا سوچا، مجھے بہت اچھا لگا۔ تم بہت پیاری ہو۔ اب پتا چلا بارس نے کیوں محبت کی تم سے۔۔ کیونکہ یہ جو حرا مجھے اب دیکھائی دے رہی ہے، یہ اسے بہت پہلے سے نظر آگئی تھی۔ میری جان تم نے بہت حوصلہ دیا۔ ہمیشہ آباد رہو۔ میری دل سے دعا ہے"

رملا نے ایک بار پھر اسے اپنے سینے سے لگایا تھا، حرا نے بھی پوری قوت سے دوبارہ اسے گلے لگایا پھر سامنے ہوئی۔

"تم بھی ہمیشہ آباد اور سلامت رہو۔ مجھے بھی بہت دیر بعد بابا واپس ملے ہیں۔ بچپن میں میرے پاس نہیں تھے۔ اب تم میری بہن ہو۔ میرے بھائی تمہارے بھائی، میرے بابا تمہارے بابا ہیں۔ یہاں ہم سب تم سے اور روحا آنی سے بہت پیار کرتے ہیں۔ اور کبھی تم دونوں کو تکلیف نہیں ہونے دیں گے۔ بس تم نے کمزور نہیں پڑنا۔ یہ امتحان ہے، اور تم اتنی زندہ دل ہو کہ اسکو ضرور پاس کرو گی۔ اداس مت ہونا۔ کبھی بھی میری ضرورت ہو۔ بس پکار لینا۔"

رملا کے آنسو اب ضبط کے دائرے سے باہر جا چکے تھے۔ وہ ہلکی سی ہنسی ہنسی، جیسے دل کو چھو لینے والے لمحے میں کوئی روشنی پھوٹ نکلی ہو، اور وہ روشنی حرا کی محبت تھی۔

"جب تم جیسے اپنے پاس ہوں تو کمزور پڑنے کا حق خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔"

وہ آہستگی سے بولی، آنکھوں میں شکر اور لبوں پر وہ خالص مسکراہٹ تھی جو صرف سچائی سے بر آمد ہوتی ہے۔

"اور سنو... یہ جو تمہاری آنکھیں ہیں ناں، یہ رونے کے لیے نہیں، عمار بھائی کو تنگ کرنے کے لیے بنی ہیں۔ پلیز اب رونا بند، ورنہ میں تمہیں گدگدی کر دوں گی۔"

حرا نے اس کے آنسو پونچھے۔ رملا ہنس دی، پہلی بار دل سے ہنسی۔

"اف! بس کر جا گنگ گرل۔۔۔ اب گدگدی کا حوصلہ نہیں۔"

وہ مسکاتی مچلی۔

"پھر وعدہ کرو۔۔۔ کہ اب مضبوط رہو گی۔ اپنے لیے، عمار بھائی کے لیے، روحا آنی کے لیے اور اُن سب کے لیے جو تم سے پیار کرتے ہیں۔"

رملا نے اس کے ہاتھ تھام لیے۔

"وعدہ۔ اور تم سے ایک اور وعدہ... جب بھی گرنے لگوں گی، تمہیں پہلے آواز دوں گی۔"

حرا کی آنکھوں میں چمک آگئی۔

"ڈن! کیونکہ تم میری بہن ہو اب... اور بہنیں کبھی ایک دوسرے کو گرنے نہیں دیتیں، وہ ڈٹ کر ساتھ کھڑی رہتی ہیں"

حرا نے اسکی تکلیف جیسے آدھی کر دی تھی اور بقیہ ٹھیک یقیناوہ ابھی عمار کے بھیجے ڈریس دیکھ کر ہونے والی تھی۔

"میں چلتی ہوں۔ پھر آوں گی۔ اداس مت ہونا"

حرا نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرے پیار سے کہا اور کمرے سے نکلی ہی کہ رملا نے مسکرا کر اسے جاتے دیکھا اور ان گفٹس کی طرف پلٹی۔

اس نے دونوں بیگز کھولے تو ان میں دو ڈریس تھے، ایک بہت خوبصورت وائیٹ اور دوسرا سرخ، دونوں باریک سے کپڑے والے لباس تھے، بہت خوبصورت کپڑا اور دونوں ڈریس بہت ہی سنپل مگر گریس فل تھے، بہت ہی نہ دیکھائی دینے والے کام کے ساتھ بنے کیچول ڈریسز اور انکے ساتھ ڈیلی وئیر میں پہنی جاتی بہت لائیٹ سی جیولری جن میں بس ائیر رنگز اور بریسلٹس تھے، ہار نہیں تھے، اس نے دونوں ڈریسز اور ہر چیز رملا کی نزاکت اور کیوٹنس دیکھ کر لی۔

وہ اپنی آنکھوں کو بھیگنے سے روک نہ سکی کہ وہ شخص اسے خوش کرنے کو اپنے مزاج کے خلاف جارہا ہے، تین چار روزز کے بکے کے ساتھ ایک ریڈ کارڈ بھی تھا جسے رملا نے یوں بے تاب ہوئے اٹھایا جیسے وہ کارڈ نہیں، خود عمار ہو۔

"آج ریڈ والا ڈریس پہننا۔ وائیٹ والا کسی پیار بھری رات کے لیے رکھ دینا سنبھال کر۔ میں جب تک آتا ہوں۔ ریڈی ہو جانا رملا سیال"

اس نے روتے ہوئے مسکرا کر وہ چٹ ہونٹوں سے لگا کر چومی، کئی آنسو اسکی آنکھوں سے بہتے چلے گئے۔

"ہماری ز۔۔زندگی میں پیار بھری کوئی رات نہیں آئے گی۔ آئی ایم سوری"

اس نے وہ سرخ والا جوڑا اٹھایا اور لے جا کر کبرڈ کے سب سے محفوظ خانے میں رکھ دیا پھر آنسو رگڑتی پلٹی، اس نے واپس بیڈ کے پاس آکر وہ سفید جوڑا میٹرس پر پھیلایا، وہ بہت معیاری اور خوبصورت سلک سے بنا ڈریس تھا، گلے پر دو بوٹ شیپ ہولز تھے اور اس پر سلور موتیوں اور موتی ٹانکے کا کام تھا، دوپٹہ شفون کا تھا، اسکے کنارے پر بھی ایک موتیوں کی باریک دھاری کا کام تھا، جبکہ شرٹ کے ساتھ بہت کھلا سا سلک کا ہی پلازو تھا، سلور بلاک ہیلز تھیں، اور کانوں میں پہننے کے لیے مون شیپ سٹڈز جبکہ ایک باریک سا سلور بریسلٹ بھی تھا۔

رملا کی نظریں سفید لباس پر ٹکی رہیں، جیسے وہ کپڑے نہیں، خواب ہو۔ ایک ایسا خواب جو کسی نے بہت محبت سے اس کے لیے بُنا ہو...وہ جو ہمیشہ سے سادہ چیزوں میں خوشی ڈھونڈتی آئی تھی، اسکے لیے یہ مختصر مگر خالص اظہارِ محبت... جیسے دنیا کی سب سے بڑی دولت تھا۔

اس نے آہستہ آہستہ دوپٹے کو انگلیوں سے سہلایا، پھر ہلکی سی مسکراہٹ اس کے چہرے پر پھیل گئی۔

"وہ نہیں جانتے کہ انکی چھوٹی چھوٹی یہ کوششیں مجھے ان سے دور ہونے میں تکلیف دیں گی۔ جان لے لیں گی"

وہ خود سے سرگوشی میں بولی پھر اس نے وہیں بیٹھ کر کتنی دیر بس اس لباس کو دیکھا تھا۔

بیڈ پر رکھے سفید لباس کو اس نے ہلکے سے چوما، جیسے کسی مقدس تحفے کی توقیر کی جاتی ہے۔ پھر وہ واشروم کی طرف بڑھ گئی۔

کچھ دیر بعد جب وہ باہر نکلی، اس کا چہرہ دھلا ہوا تھا، پلکیں بھیگی ضرور تھیں مگر آنکھوں میں ایک خاموش درد تھا۔

اس نے سلیقے سے لباس پہنا بالوں کو نرم نرم لہروں میں سیٹ کیا، ہلکا سا نیوڈ میک اپ کیا اور ہونٹوں پر بے حد مدھم گلابی رنگ لگا کر آئینے میں خود کو دیکھا۔

ایک لمحے کو خود کو پہچان نہ پائی۔ نرم و نازک مگر بے حد باوقار لگ رہی تھی، وہ جانتی تھی وہ اسے سرخ رنگ کے بجائے سفید میں دیکھ کر غصہ ہو گا پر شاید آج سرخی کسی اور جانب سے آکر عمار کی خواہش کو پورا کرنے والی تھی، اس لباس پر اس لڑکی کا اپنا لہو رنگ چھوڑنے والا تھا، یہ وہ دو نہیں جانتے تھے، پر مقدر میں طے کیا جا چکا تھا۔

جبکہ حرا کب سے دروازے میں کھڑی بارس کو دیکھ رہی تھی جس نے مما کی سوتے میں بھی تکلیف بھانپ لی تھی۔

"بارس۔۔ تم۔۔ تم کیوں بیٹھے ہو؟"

ماہا کی آنکھیں کھلیں تو اپنے پاس بیٹھے بارس کو دیکھے وہ پریشان ہوئیں جس نے کچھ نہ کہا مما کے سینے لگتے انکولپٹ گیا، یہ منظر حرا کے لیے بھی تکلیف دہ تھا۔

"سب جان گیا۔ آپکی تکلیف، آپکی بے بسی، آپکا درد۔۔م۔۔ مما مجھے بابا اور انکے بھائی پر بہت غصہ آرہا۔ دل کر رہا ہے ان دو سے اس اذیت کا حساب لوں۔۔"

بارس کی آواز میں دنیا جہاں کا کرب سمٹ آیا تھا،ماہا نے اسکے بالوں میں انگلیاں پھیرتے اسے خود پر سے اٹھنے کا کہا کیونکہ ایسے اسے زخم تکلیف دیتا جھکنے سے،وہ اٹھ بیٹھا تو ماہا بھی اٹھ کر تکیوں سے ٹیک لگائے بیٹھیں،بارس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر انکی آنکھیں بھی سرخ ہونے لگیں۔

"تمہیں کسی سے حساب لینے کی ضرورت نہیں میری جذباتی جان۔پہلے پرانا درد تو دور ہو جائے تمہارا۔پھر نئے پنگے میں کودنا"

ماہاکے کرب ناک ہو کر بھی مسکرانے پر وہ انکے گلے لگا،وہ رو پڑا تھا،ماہانے اسے اپنے گلے لگایا جبکہ آنسو تو حرا کی آنکھوں میں بھی آچکے تھے۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا بارس۔ایسے تکلیف مت دو خود کو۔ایسے روتے ہوئے تمہیں حرا نے دیکھا تو کیا کہے گی۔اتنا پیارا ہنڈسم سا بارس روتا بھی ہے۔کیا پتا کل کو وہ تمہارے بچوں کو بھی بتائے۔۔۔"

وہ بارس کو سنبھال رہی تھیں جو شاید مما کے درد اور انکے حوصلے پر ضبط قائم نہ رکھ سکا تھا۔

"ب۔۔بابا کو سزا دیجئے گا اسکی۔سن رہی ہیں آپ؟ک۔۔کیوں وہ آپکا درد نہ سمجھ سکے۔شوہر تو سب سے قریب ہوتا ہے۔بچے تو نادان ہوتے ہیں۔پر وہ کیوں نہیں سمجھ سکے آپکی بھاری سانس کا سبب۔اور کیوں اپنی زندگی کے

اتنے بڑے سچ چھپائے۔ اب یہ ب۔۔ بھائی کہاں سے آگیا۔۔۔ مجھے نہیں چاہیے وہ بھائی"

بارس کے غصہ ہو کر رونے پر ماہا نے اسکے آنسو پونچھے اور مسکرائیں، یہ الگ بات تھی کہ انکی آنکھیں اپنے حجم سے بڑھی ہوئی تھیں۔

"حاشر یہیں آکر رہے گا۔ اور کیوں نہیں چاہیے۔ تمہارے بابا نے پہلے ہی اس سے بہت زیادتیاں کی ہیں۔ اس کو ہم سب مل کر سنبھالیں گے۔ اسکا اس سب میں کوئی قصور نہیں۔ خبردار اگر تم نے اسکے آنے پر ماتھے کا اک بل بھی عیاں کیا۔ میں نے ایسی تربیت تو نہیں کی اپنے بچوں کی۔ تم تو میری لاڈلی جان رہے ہو۔ اجر اور عمار کو تو میرا بلکل پیار نہیں ملا لیکن تمہیں تو پھر بھی ان سے زیادہ ہی ملا۔"

بارس کی تکلیف مزید بڑھی جب مما کو سوتیلے بیٹے کے لیے بھی اپنے بچوں سا تڑپتے دیکھا۔

"آ۔۔ آپ۔۔ آپ کا اتنا بڑا دل ہو گا۔ میرا نہیں۔"

وہ روٹھ گیا لیکن ماہا نے اسے خود سے لگاتے فی الحال خوامخواہ کی خفگی سے نکالا۔

"بس چپ۔۔۔ مما کی بات سنو ورنہ کان کھینچوں گی۔ میری روتو جان۔ تم کیا سنبھالو گے۔ الٹا مجھے تمہیں لاڈیاں کرنی پڑ رہی ہیں"

ماہا کے شرارت سے چھیڑنے پر وہ منہ پھلائے روبرو ہوا تو ماہا ہنسیں جبکہ حرا نے بھی مسکرا کر اپنے آنسو پونچھے اور واپس ماہیل پیلس آئی تو میرال بھی تب تک جاگ چکی تھی اور مصطفی بھی۔ اسے بھی یہ سب بہت شاک کر گیا اور غمزدہ بھی، ماہیل تو رحمان کے پیچھے نکل گئے لیکن باقی سب وہیں لاونج میں بیٹھے تھے، ہر کوئی افسردہ تھا، اور کسی کے پاس بھی جیسے کہنے کو کچھ نہ تھا، مصطفی بھی سبکو چپ دیکھے اداسی سے چپ چاپ میکس کے ساتھ کھیل رہا تھا۔

اجر بھی روم کی طرف چلی گئی کیونکہ اسے بھی جانا تھا اور باسل کو بھی جبکہ اور حان اور ماہا ابھی بھی باتیں کر رہے تھے، ایمن سبکو حاشر کے بارے بتا رہی تھیں اور سب توجہ سے سن رہے تھے۔

..________________________________..

وہ کب کی جاگ گئی تھی، وہ بھی جاگ گیا، اٹھا اور کمرے میں جا کر باسل کا ہی ایک جوڑا لیا، تازہ دم ہوا اور مسجد چلا گیا، ایمل نے سارا ناشتہ تک بنا لیا۔ ناشتے کی مہک، اس سے اٹھتی بھوک بڑھاتی خوشبو نے گھر میں داخل ہوتے ہی حاشر کو جیسے اپنی گرفت میں لیا، وہ حیران سا سیدھا کچن میں آیا، ایمل پلٹی پر اسے یوں سیاہ شلوار سوٹ میں دیکھے وہ ایپرن پہن کر ناشتے کے اختتامی مراحل نبھاتی ایمل فضیل نظریں ہٹانا ہی بھول گئی۔

"تم نوکر نہیں ہو جو ناشتہ بنا رہی ہو میرے لیے، اس تکلف اور زحمت کا کس نے کہا تمہیں۔ میں لے آتا کچھ باہر سے۔ ہٹو پیچھے ایمل۔ حد ہوتی ہے ہر چیز کی"

وہ بنا تکلف آگے بڑھا اور ایمل کو بازو سے نرم سا پکڑتے چولہے سے دور کیا، ایمل نے گھبرا کر اسے اپنی طرف پلٹ کر گھورتے دیکھا تو نظریں اسکی حاشر سیال کے آگے خود جھک گئیں۔

"اپنے لیے کچھ کرنا تکلف یا زخمت نہیں ہوتی۔ مجھے پتا ہے آپ ایز آ تھیلیسیمیا پیشنٹ، باہر کا کچھ نہیں کھا سکتے"

اس نے نظریں اٹھائے حاشر کو دیکھ کر کہا لیکن اس شخص کو ایسے کسی کی عادت نہیں تھی تبھی ماتھے پر بدستور بل نظر آئے۔

"تو تمہیں یہ بھی پتا ہو گا کہ تم میری ڈاکٹر ہو۔ میری کنیز نہیں۔ مجھے اس سب کی عادت نہیں۔ دوبارہ ایسا مت کرنا"

اب تک وہ اسے اپنے قریب کھڑا کیے ہی ڈانٹ رہا تھا پر ایمل کی آنکھوں کی مسکراہٹ اس ڈانٹ کو کسی نغمے کی مانند محسوس کر رہی تھی۔

"دوبارہ کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ ہم کچھ دیر تک ہوسپٹل نکل رہے ہیں۔ زندگی نے موقع دیا تو کنیز بن کر بھی دیکھاوں گی"

وہ اپنی ہی دھن میں اپنی چاہت کے اکلوتے وارث اس شخص کو جو کہہ بیٹھی وہ ہوش و حواس میں آتے ہی جھٹلانے کو نظریں چرانے لگی پر حاشر نے اسے ایسا کرنے نہ دیا۔

"کیا تمہیں لگتا ہے ڈاکٹر ایمل کہ تمہاری یہ بات نظر انداز کی جا سکتی ہے؟"

حاشر نے اسکی جالائن سے انگلیوں کی پوریں جوڑتے اسکا چہرہ اوپر کیا تو وہ انجان بنے مسکرائی۔

"کونسی بات۔۔ میں نے تو کچھ بھی نہیں کہا"

ایمل نے اسکا ہاتھ نرمی سے پکڑ کر ہٹایا، اپنی نرم گرفت میں لپٹی بازو نکالی اور واپس پلٹی تو حاشر نے اسکے کھلے بال دیکھتے سرد سانس کھینچی، کندھوں سے تھوڑے نیچے تک بال تھے ایمل فضیل کے، وہ گھبرائی سی چائے کپس میں ڈالتی، متوجہ اپنے عقب کی جانب ہی تھی جہاں وہ کھڑا اسکے کانپتے ہاتھوں کی لعرزش دیکھ رہا تھا۔

حاشر سیال کے چہرے پر ایک الگ سی کیفیت تھی، جیسے وہ زندگی میں پہلی بار کسی جذبے کو واضح ہوتا محسوس کر رہا ہو... ایمل کے کانپتے ہاتھ، جھکے شانے، اور پل پل رنگ بدلتا چہرہ، اُس کے اندر کہیں نرم گوشے کو بہت زور سے چھو گیا تھا۔

"اگر تم نے کچھ کہا نہیں، تو پھر میں جو سن رہا ہوں... وہ کیا ہے؟"

وہ آہستگی سے اسکے عقب سے بولا، آواز میں ہلکی مسکراہٹ بھی تھی اور ایک عجیب سا بھاری پن بھی عود اہوا تھا، شاید حاشر کا اشارہ اسکی تیز تیز دھڑکنوں کی جانب تھا۔

ایمل کا دل اب واقعی دھڑکنے کی حدیں توڑ رہا تھا۔ وہ چائے کی کیتلی سے کپ لبریز کر رہی تھی کہ حاشر نے ایک قدم مزید قریب لیا، اس کے بالوں کی مہک، اس کی موجودگی کا لمس، اس لمحے کے سارے رنگ بس ایمل کے ارد گرد سمٹنے لگے۔

"کیا بہت شدت سے کبھی کوئی دعا مانگی ہے تم نے ایمل؟"

حاشر کی آواز اب اس کے بالکل قریب سے آئی، اور ایمل کے ہاتھ سے کپ ہلکا سا لڑکھڑایا، مگر اس نے فوراً سنبھال لیا۔ وہ گہری سانس لے کر پلٹی، کپ اس کے ہاتھ میں تھا، آنکھیں اب بھی نیچی مگر ہونٹوں پر تھمی مسکراہٹ نے اس کے دل کا حال بتادیا۔

"مانگی تھی پر کسی نے میرے حصے کی دعا پوری کر دی۔ہمیشہ ماہرانی کی طرح نوکر چاکر کے ہاتھ کا بنا ناشتہ کرنے والی کبھی یہ خود کرے کہ کسی کے لیے ناشتہ بنائے۔۔یہ دعا"

اس نے ہمت کر کے جواب دیا، اور کپ آگے بڑھایا۔

حاشر نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے کپ لیا، مگر نظریں اُس کے چہرے سے نہ ہٹ سکیں۔

"تمہارے ناشتہ بنانے نے میرے اندر کے بچے کو جگا دیا۔نانو کی یاد آگئ"

ایمل کی پلکیں اٹھ گئیں۔ایک لمحے کو وہ کچھ نہ بول سکی۔

"بہت دنوں سے دور ہیں ناں کاموں کے سلسلے میں۔ تبھی یاد آرہی ہوں گی۔ٹرئٹمنٹ کے بعد آپ چلے جانا۔وہی خیال رکھیں گی آپکا۔پھر اندر کا بچہ ہمیشہ جاگتا ملے گا"

وہ دونوں اس بار مسکرائے، باقی ناشتہ وہ لگا چکی تھی تبھی دونوں ڈائنگ کی طرف آئے۔

ایمل نے خود کو بہت روکا پھر بھی وہ حاشر کے ہاتھ بڑھانے سے پہلے ہی اسکے لیے چئیر پیچھے کر گئی۔

"ایمل تم مجھے شرمندہ کرنا بند کرو گی؟"

وہ خفا ہوا پر وہ بے نیاز کندھے اچکاتی قریب ہی پڑی اپنی کرسی بھی سنبھال گئی۔

"ڈاکٹر ہوں میں آپکی"

ایمل نے فخر سے اطلاع دی۔

"آئی تھنک ڈاکٹر نہیں ہو تم میری"

وہ پراٹھے کو اٹھانے لگا جب ایمل نے وہ آئلی پلیٹ اٹھا کر حاشر کی پہنچ سے دور کی۔

"ہاں یہ پراٹھا جیسے دور کیا۔ دشمن لگ رہی ہوں ناں؟"

حاشر ایک لمحے کو رکا، پھر بے اختیار ہنس دیا، وہ نرمی جو کبھی اُس کی زندگی سے مفقود تھی، آج ایمل کے ساتھ ناشتے کی میز پر آ کر بیٹھ گئی تھی۔

"مجھے ٹیسٹ تو کرنے دو؟"

وہ مسکرا کر ہاتھ بڑھا گیا پر وہ نفی کر گئی۔

"آئلی ہے۔ یہ میرا ہے۔۔ آپکا یہ ہے۔ بہت ہی کم آئل والا۔"

ایمل نے فوراً سے پلیٹ ایکسچینج کی جبکہ ساتھ سنپل آملیٹ تھا، اور حاشر کو سنپل ہی پسند تھا۔

"تھینکیو"

وہ پہلی بائیٹ لیے ہی ایمل کی محنت کو تعریفا سراہ اٹھا۔

"کس بات کے لیے تھینکیو؟"

وہ بھی بھرپور توجہ حاشر پر مرکوز کیے اشتیاق سے بولی۔

"نانو جیسا پراٹھا بنایا ہے تم نے۔"

وہ تعریف پر مسکائی۔

"پہلی بار بنایا ہے۔میری لگن دیکھیے کہ پہلی ہی کاوش قبول ہوئی۔"

وہ چہک کر مسکرائی تو حاشر نے اک نظر اسے اور پھر اس پرفیکٹ گول شیپ اور پکے پراٹھے پر ڈالی۔

"کیا سچ میں پہلی بار بنایا۔؟اور کونسی لگن۔۔ایک ڈاکٹر پیشنٹ کے بیچ والی؟"

حاشر کے استفسار پر وہ کچھ لمحے اسے دیکھتی رہی۔

"میں حیران ہوں کے آپ نے مجھے پہچانا نہیں۔نام سن کر بھی"

اب کی بار وہ الجھا تھا، یاداشت کچھ اچھی نہیں تھی اسکی شاید تبھی وہ بچپن کی اس دوست کو بھول چکا تھا۔

"کیا مطلب ہم کبھی ملے تھے اس سے پہلے ؟"

وہ معصومیت بھری لاعلمی جتاتے بولا تو ایمل مسکرا کر نفی میں سر ہلا گئی۔

"نہیں۔یونہی کہہ رہی تھی۔"

ایمل نے اپنی توجہ ناشتے پر جمائی لیکن اسے عجیب سا دکھ ہوا کہ جس انسان کو وہ کسی سانس کے ساتھ نہیں بھلا سکی، وہ اسے بھولی بسری بھی یاد نہ تھی۔

ابھی وہ دو اسی کیفیت میں تھے جب گاڑی کے ہارن پر دونوں کی توجہ منتشر ہوئی۔

"کون آیا ہو گا؟"

ایمل نے فوراً سوال کیا پر حاشر نے لا علمی کا اظہار کیا، وہ اٹھ کر باہر آیا ہی کہ کچھ ہی دیر تک عمار اندر داخل ہوا، حاشر اسے امید نہیں کر رہا تھا، دونوں کی آنکھوں میں ایک دوسرے کو ایک دوسرے کی کشش سے پہچاننے کی قوت میسر تھی۔

"ڈاکٹر ایمل۔۔ میرے بھائی کا خیال رکھا آپ نے؟"

عمار اس تک پہنچا اور ہاتھ بڑھا کر حاشر کے ماتھے پر بنی زخم کی لکیر کو چھوئے دیکھ وہ حاشر کو رہا تھا پر مخاطب ایمل سے تھا جو مسکرا کر اٹھی اور خود بھی ان دو کی طرف چلی آئی۔

"مجھے جتنا رکھنا آتا تھا، اتنا تو رکھا ہی ہے۔ ہے ناں حاشر سیال؟"

وہ ابھی بھی شوخ مسکراتی بولی تھی، جبکہ حاشر نے اک نظر اسے دیکھے تائید کی پھر عمار کو دیکھنے لگا۔

"اس کنگ کے ہاتھ توڑوں گا سب سے پہلے۔ اتنا تشدد سہنے کی کیا ضرورت تھی تجھے حاشر۔ دو مکے مار کر ڈھیر کر دیتا اس خبیث کو"

عمار کو اسکی نڈھال طبعیت دیکھے بلکل اچھا نہ لگا، حاشر نے زخمی سی سمائیل دی۔

"تشدد نہ سہتا تو اسکا پلین کیسے ہتھیاتا۔ اجر کو سیو کیا تم سب نے؟ اسے زہر دینے کا پلین ہے تبریز کا۔ اور رملا کو کڈنیپ۔۔ جو اسکی بیٹی ہے"

عمار کے جبڑے تن گئے، اس نے پہلے تو حاشر کو گلے لگایا، زیادہ بھینچا نہیں کیونکہ عمار سیال کو اس سے بہر حال پیار تھا، وہ بھلے سوتیلا ہو لیکن وہ دل سے جڑا تھا۔

"دونوں کو سیو کر لیں گے۔ تم ٹھیک ہو یہ بتاو؟"

عمار روبرو ہوا تو حاشر کا چہرہ ہاتھوں میں بھر کر اک بار پھر یقین دہانی چاہی، حاشر نے مسکرا کر آنکھیں جھپکیں، ایمل بھی مدھم سا مسکرا رہی تھی۔

"تم آج ہمارے ساتھ نہیں آو گے۔ ناشتہ پورا کرو اور ایمل کے ساتھ ہوسپٹل جاو۔ تمہارے کچھ ٹیسٹ ہوں گے آج۔ اور تمہاری صحت کس موڑ پر ہے یہ بھی جانیں گے ڈاکٹرز۔ ایمل تمہارے پاس رہے گی۔۔۔ کنگ کو دبوچتے ہی تمہیں گڈ نیوز سنا دیں گے۔ تم سے ملنے اور یہی کہنے آیا تھا میں حاشر۔۔۔ اور یہ بھی بتانے کے مما سب جان گئی۔ بلکہ سب جان گئے۔ انہوں نے کہا ہے حاشر کو ان کے پاس لے کر آوں"

حاشر نے سرخ آنکھیں کر لیتے فوری نفی کی۔

"اور بابا۔۔ انکو معاف کر پائیں گی تمہاری مما۔ وہ بہت ٹوٹ گئی ہوں گی ناں ؟۔ مجھ سے نفرت کرنے کے بجائے انہوں نے مجھے کیوں لانے کا

کہا۔ تم لوگوں نے انکو میری بیماری بتادی ہو گی۔۔۔ ترس آگیا ہو گا انکو مجھ پر"

حاشر کی بات جیسے عمار اور ایمل کا دل چیر گئی، ان دو کی آنکھیں سرخ انگارہ ہو گئیں۔

"پاگل پن کی باتیں بند کر حاشر۔۔۔ نفرت کیوں کریں گی۔۔ نفرت بنتی ہی نہیں۔ بابا نے یہ سب چھپایا تو غلطی انکی ہے صرف۔ اور تجھے کیا لگتا ہے تجھے ترس کے علاوہ کچھ نہیں مل سکتا کبھی۔۔ یہی دردناک سوچ رکھتے رکھتے اٹھتیس سال کا ہو گیا تو حاشر۔۔۔ خدا کے لیے اپنے گرد بنایا یہ خول اب ٹوٹنے دے۔ تجھے بھی وہ ساری محبتیں ملیں گی جو تو ڈیزرو کرتا ہے۔ میں تجھ سے یہ سب دوبارہ نہیں سننا چاہتا حاشر اور اسے میرا حکم سمجھ یا التجاء"

حاشر نے چاروناچار سر ہلا دیا لیکن ایمل اور عمار دونوں جانتے تھے وہ کس کرب میں رہنے کا عادی ہے، اسے سکون اور خوشی اپنانے میں وقت لگنے والا ہے۔

"ایمل۔۔۔ یہ تمہارے حوالے ہے۔ اور تو حاشر۔۔۔ انسان بن جا اب۔۔۔ خیر تم دونوں کرو ناشتہ۔۔ میں بھی نکلتا ہوں۔ اسے ہوسپٹل سے نہ نکلنے دینا تمہاری ڈیوٹی ہے ایمل۔ مجھے مایوس مت کرنا"

عمار نے یہ ذمہ داری اسی لیے ایمل کے سپرد کی کہ وہ جانتا تھا حاشر انکو آج اکیلا نہیں چھوڑے گا اور حاشر کے پیروں میں آج ایمل زنجیر بھی ڈال لیتی تب بھی وہ ہوسپٹل تو ٹکنے والا نہ تھا۔

"آپ بھی کریں ناشتہ ہمارے ساتھ"

ایمل نے اسے روکا پر اسکا پلین رملا کے ساتھ تھا تبھی رسان سے منع کر گیا، جبکہ حاشر کی خود سر نگاہیں دیکھنے کے باوجود عمار نے ایمل کے بھروسے

اسے چھوڑا اور خود اک بار پھر گلے لگتا روانہ ہو گیا، ایمل نے آہستگی سے اسے پکارا تو وہ آنکھیں چراتا کمرے کی طرف بڑھا ہی جب وہ اسکا مضبوط ہاتھ پکڑ کر روک بیٹھی۔

وہ پلٹا اور سرد نظر ایمل کے ہاتھ پر ڈالی۔

"تم میری ڈاکٹر ہو۔یہ مناسب نہیں کہ تم میرا بار بار ہاتھ پکڑ لو"

وہ ناراض ہوا تو ایمل نے اسکا ہاتھ فورا چھوڑا۔

"میں بس روک رہی تھی"

ایمل نے شرمندہ سا ہوتے سرگوشی کی۔

"منہ سے کہہ کر بھی روکنے کی صلاحیت رکھتی ہو تم۔۔ بھروسہ رکھو اس پر"

وہ ڈھکے لفظوں میں اسے دوبارہ یوں ہاتھ پکڑ کر آزمانے سے روک رہا تھا، ایمل کے دل میں عجیب کمینی سی خوشی ابھری جیسے یہ احساس کے حاشر

کو اسکا بس ہاتھ پکڑنا بھی متاثر کر رہا ہے، یعنی وہ اب بھی کہیں حاشر کے دماغ میں دبی ہوئی ہے، اسکا لمس، اسکی موجودگی سب حاشر کو یاد ہے۔

ایمل کے لبوں پر ایک دھیمی سی مسکراہٹ آگئی، نہ چبھتی ہوئی، نہ ظاہر، بس وہ والی جو تب ہونٹوں پر آتی ہے جب دل اپنے آپ میں کوئی راز چھپا کر خوش ہوتا ہے۔ حاشر سیال چاہے جتنے لفظوں میں انکار کرے، اُس کی آنکھیں صاف بتا رہی تھیں کہ وہ اثر میں ہے، اور اُس لمس کا انکار دراصل ایک تسلیم تھا، ایسا لمس جسے وہ بھول نہیں سکا۔

"آپ سمجھ لیں میں نے ہاتھ نہیں تھاما، نبض دیکھ رہی ہوں"

ایمل آہستگی سے بولی اتنے نرم انداز میں کہ شاید اگر کمرے کی دیواریں نہ ہوتیں تو ہوا بھی سننے سے قاصر رہتی کہ وہ کیا بولی ہے۔

"اس نبض نے اگر قید کر لیا تمہیں؟"

ایمل نے اسکے ہاتھ دیکھتے نظریں اٹھا کر حاشر کو دیکھا۔

"تو میری آزادی پر ہم مل کر فاتحہ پڑھ لیں گے۔ کیسا؟"

وہ شوخ مسکرائی تو حاشر نے کچھ دیر اس کو دیکھا پھر زیر لب مسکرایا۔

"میں چینج کر کے آتا ہوں پھر چلتے ہیں ہوسپٹل۔۔ جو ٹیسٹ کرنے ہیں زرا جلدی کروا دینا"

حاشر نے اسے تاکید کی تو وہ پھر سامنے آرکی۔

"ہوسپٹل ایڈمٹ ہوں گے آپ۔ بھاگنے کا نو چانس۔ سنا ہے ناں آپکے عمار بھائی کیا کہہ کر گئے ہیں۔ میری ڈیوٹی لگا کر گئے ہیں"

ایمل نے اسے یاد دہانی کروائی تو وہ یوں مسکرایا جیسے چوکیداری پر فائز ایمل فضیل کا مزاق اڑا رہا ہو۔

"ہوسپٹل چل کر کرتے ہیں بات۔ گاڑی ہے یا کیپ منگواوں؟"

حاشر نے جاتے جاتے پھر پلٹ کر پوچھا۔

"میرے پاس گاڑی ہے۔ آپ اپنی سمجھیں"

مسکراتی آنکھوں میں تابعداری بھرے ایمل نے ایک بار پھر حاشر کو اپنی موجودگی کے گہرے اثرات سے معصومانہ سازچ کیا۔

"تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا۔ ویٹ فارمی"

جناب سر جھٹک کر کمرے کے اندر تشریف لے گئے اور ایمل اسکے جاتے ہی اپنی بے لگام شوخیوں کو سوچے مسکرادی۔

" آپکا انتظار کرتے کرتے تو زمانے بیت گئے۔ میں جو اپنی زندگی میں سب سے بہتر کر سکتی ہوں۔ وہ تمہارا انتظار ہی تو ہے حاشر سیال"

ایمل نے خود کلامی کی اور جا کر واپس ناشتے کی میز کے گرد ہٹی کرسی سنبھال گئی، اس نے اپنی رہ چکی چائے چھوڑی اور حاشر والا کپ اٹھالیا، وہ نہیں جانتی تھی کہ کیا کر رہی ہے لیکن ہاں، اسے کل رات سے زندگی واپس مٹھی میں آتی محسوس ہو رہی تھی، جبکہ حاشر خود سے الجھا ہوا ہی تھا جب اسکا فون

رنگ کیا، باسل کے کپڑے اسے بلکل فٹ تھے تبھی تو ابھی بھی اسی کے کپڑے پہن کر موصوف ریڈی ہوتے آتی کال سننے کو پلٹے تو نانو و کا نام دیکھے الجھنیں کچھ شانت ہوئیں۔

"نانو و"

فون لگتے ہی وہ بے قراری سے پکارا۔

"نانو و کی جان۔ میں کیا سن رہی ہوں۔ باسل نے بتایا تم بون میر و ٹرانسپلانٹ کے لیے مان گئے۔ حاشر تم نے مجھے زندگی کی سب سے بڑی خوشی دی ہے میری جان۔ میں بہت خوش ہوں۔"

ہاجرہ بہت ہی پیاری سی لیڈی تھیں، خود کو اتنا فٹ رکھا تھا کہ دیکھنے والا انھیں ایمن کی بڑی بہن ہی سمجھتا اور وہ ویسے بھی ایمن سے زیادہ بڑی تھیں بھی نہیں، یہاں انکا فارم ہاوس، ڈیری ہاوس اور کچھ پھلوں کے باغات تھے

جنکا انتظام وہ عرصہ دراز سے سنبھال رہی تھیں، حاشر کو انکی آواز میں ہلکورتی خوشی محسوس ہو رہی تھی۔

"نہیں۔ سب سے بڑی خوشی تو آپکی کوئی اور ہے اب تک۔۔ جو آپ نے مجھے بھی نہیں بتایا نانو"

ہاجرہ اسکی بات پر حیرت و پریشانی کا شکار ہوئیں۔

"ہیں۔ کسکی بات کر رہے ہو؟ بھلا ایمن کے بعد جو میری جان بن کر رہا وہ بس تم ہی تو ہو حاشر۔ جس سے کوئی رشتہ نہ ہو کر بھی میں نے خون والے رشتے سے زیادہ کشش محسوس کی۔ تم میرے دل میں دھڑکتے ہو نانو کی جان"

حاشر نے ڈریسنگ ٹیبل سے ٹک کر گہری سانس لی پھر مسکرایا۔

"آپ جانتی ہیں میری ڈاکٹر کون ہے۔۔؟"

وہ ہاجرہ کو مزید تمہید باندھ کر اور پریشان کر رہا تھا۔

"کون ہے؟ کیا وہ کوئی پیاری سی لڑکی ہے۔ کیا تمہارا اس پر دل اٹک گیا۔ کیا میں تمہاری شادی کی امید باندھ لوں؟"

نانو کے اتنے سارے مفروضوں پر وہ مسکرائے بنا نہ رہ سکا۔

"پوری بات تو سنیں نانو۔۔ وہ ڈاکٹر فضیل کی بیٹی ہے، وہی فضیل جس نے آپ سے بے وفائی کی اور والدین کے پریشر پر آپکو چھوڑ کر انکی پسند سے شادی کرلی۔ کہیں تو اس لڑکی کو اپنی محبت کے جال میں پھنسا کر پھر چھوڑ دیتا ہوں۔۔ آپکا بدلہ لیتا ہوں"

وہ مزاق کر تا لگ رہا تھا پر اتنا سنجیدہ کہ واقعی ایسا کر دینا چاہتا ہو، ہاجرہ کے چہرے کی رنگت لمحوں میں سپید پڑی، وہ کتنے لمحے کچھ بول ہی نہ سکیں۔

"میں اسلامہ آباد آرہی ہوں۔ تمہیں بے حسوں کے رحم و کرم پر اکیلا نہیں چھوڑ سکتی۔ اگر اسکی بیٹی بھی اس جیسی ہے تو دور رہنا اس سے۔ کسی قسم کے

بدلے والی خرافات سوچنے کی بھی ضرورت نہیں۔ تم ٹھیک ہو جاو، میں تمہارے لیے دنیا کی سب سے پیاری لڑکی ڈھونڈوں گی۔ میں تمہاری بچپن کی دوست کو ڈھونڈوں گی"

بہت دیر بعد وہ بول سکیں تھیں، جبکہ حاشر کی مسکراہٹ لمحوں میں غائب ہو گئی۔

"بچپن کی دوست ؟ کون۔۔ مجھے کیوں نہیں یاد ؟"

وہ الجھا۔

"تمہاری یاداشت ویک ہے اس لیے۔ ایمل نام تھا شاید اسکا مجھے اچھے سے یاد ہے لیکن پورا نام تو اس نے کبھی بتایا ہی نہیں تھا۔ لیکن بہت خیال رکھتے تھے تم اسکا۔ ایک سال چھوٹی تھی تم سے۔ تم دو کا ایک دوسرے کے علاوہ کوئی دوست نہ تھا"

نانو و کا لفظ جیسے حاشر کی یاداشت کھودنے لگا، وہ سب لمحے، وہ بچپن کے دن اک اک کر کے کسی فلم کی طرح حاشر سیال کے ذہن کے پردے پر چلنے لگے، اسے سمجھ نہ آیا کہ نانو و کو یہ بتائے یا نہیں کہ یہ ڈاکٹر اسکی وہی بچپن کی دوست ہے۔

"تو اس ڈاکٹر کا کیا کرنا ہے نانو و"

اس بار حاشر کی آواز بھی بھاری ہوئی جبکہ ہاجرہ کے چہرے پر اک سایہ سا لہرا گیا۔

"صرف علاج کرواو میری جان۔ مزید الجھنے کی ضرورت نہیں"

ہاجرہ نے اسے سختی سے تنبیہہ کی۔

"فضیل صاحب کی بیٹی نے انکشاف کیا ہے کہ اسکے بابا نے اسے بھیجا میرے ٹریٹمنٹ کے لیے کہ وہ جا کر ہاجرہ کی اکلوتی جان حاشر سیال کے سارے درد دور کرے۔ کل سے وہ لڑکی میرے ساتھ ہے اور ایسے فیل کروا رہی ہے

جیسے میری بیوی ہو۔ناشتہ تک بنایا۔ بلکل آپ جیسا کم آئلی پراٹھا، آملیٹ بھی میرا فیورٹ۔چائے تو کمال تھی"

ہاجرہ کی آنکھیں سرخ ہونے لگیں جبکہ حاشر نے یہ لفظ بڑے دکھ سے کہا،وہ ایک بار پھر خاموش سی ہو گئیں۔

"میں آرہی ہوں۔ خبردار اسے دل دیا تم نے"

ہاجرہ کی آواز اس بار نم بھی تھی اور لرز بھی گئی۔

"لیکن اسکا نام بھی ایمل ہے اور کہہ رہی تھی آپ نے مجھے پہچانا نہیں حاشر"

اب کی بار جیسے ہاجرہ صاحبہ کا دل تھم گیا۔

"ک۔۔کیا کہہ رہے ہو۔وہ ایمل اور یہ ایمل ایک ہیں؟"

ہاجرہ کی صدماتی سرگوشی پر حاشر کو سر ہلانے کے ساتھ جی کہنا پڑا۔

"جب تک میں اس سے نہ مل لوں۔ خبر دار تم نے اسے غور سے دیکھا بھی حاشر۔ جو تکلیف میں نے سہی، میں نہیں چاہتی اس بے حس آدمی کی بیٹی تمہیں دے۔ سن رہے ہو میری بات؟"

ہاجرہ کی تنبیہہ میں دھمکی کم، منت زیادہ تھی۔

"پر اسے تو بہت غور سے دیکھ چکا ہوں میں نانو۔ اب کیا کروں؟"

وہ کسی سہمے بچے سا بولا تو ہاجرہ اپنا دل تھام گئیں، بمشکل کاوچ پر بیٹھ سکیں۔

"اف حاشر اف۔۔۔"

وہ اسے پکار کر رہ گئیں، حاشر مسکرایا۔

"نہیں دل دے رہا بے فکر رہیں۔ دل تو میرا آپکے پاس ہے نانو۔۔ آجائیں مس کر رہا ہوں بہت۔ پھر ساتھ واپس چلیں گے۔ انتظار کر رہا ہوں آپکا"

ابھی ہاجرہ کی جان نکل جاتی، یہ لڑکا دم نکال کر کتنے مزے سے مسکراہٹ اور مستی پر اتر آیا تھا۔

"تم پٹو گے مجھ سے۔۔۔شام تک پہنچ جاوں گی میرے دل کے ٹکرے۔ اللہ تمہیں شفاء دے گا۔"

وہ تھوڑا مطمئین ہوئیں پر دل بس حاشر کے لیے دعا گو تھا۔

"آمین۔ ہوسپٹل نکل رہے ہیں۔ پھر کال کرتا ہوں آپکو"

حاشر نے ان سے اجازت طلب کی تو ہاجرہ نے دعائیں دیتے کال بند کی، کچھ لمحے سوچ بچار کے بعد وہ کمرے سے باہر آیا تو ایمل نے تب تک ناشتے کے سارے برتن دھو دیے تھے، وہ لاؤنج میں اسکے انتظار میں ٹہل رہی تھی۔

"تھوڑی سی شرٹ لوز نہیں ہے، کندھوں سے تھوڑی؟"

وہ ٹہلتے رکی اور حاشر کی گرے ٹی شرٹ کا جائزہ لیتے فوری بولی۔

"میں یہاں کپڑے نہیں لایا تھا اپنے محترمہ۔جو ملے پہن لیے"

حاشر نے قریب آکر رکتے وضاحت تو دی پر اسکی گہری نظریں ایمل فضیل کو متاثر کر رہی تھیں۔

"تو ہم جاتے ہوئے کچھ آپکے سائز کا لے لیتے ہیں۔"

ایمل نے فوراسے مسکراتے مشورہ دیا۔

"میرا فلیٹ راستے میں ہی پڑے گا۔گاڑی روکنا میں چینج کر آوں گا"

وہ مانے گی نہیں تبھی حاشر نے بھی فرمانبرداری ہی دیکھائی۔

"نہیں ہم نئے لے لیں گے۔چلتے ہیں"

وہ اپنا بیگ اور فون اٹھائے بولی،بیگ میں اسکا لیپ ٹاپ تھا۔

"اور وہ نئے بھی تم خرید کر دو گی؟"

حاشر نے آئبرو اچکائے تو وہ دانتوں کی نمائش کرتے مسکرائی۔

"اور کیا۔ آپ میری ذمہ داری ہیں"

ایمل نے فخریہ انداز میں جتایا اور اب حاشر کی بس ہو چکی تھی۔

"گود لیا ہے تم نے مجھے؟"

وہ سرد نظروں سے گھورتا بڑبڑایا تو وہ ہنسی۔

"لے بھی سکتی ہوں کیونکہ ڈاکٹر سب ہوتا ہے۔ میں آپکی نانو سے مک مکا کرلوں گی ڈونٹ وری۔ اب چلیں دیر ہو رہی ہے۔"

وہ پھر سے اسکی بازو پکڑے آگے لگانے کی نیت سے اسے چھو رہی تھی جو ہلا تک نہ تھا۔

"یہ اس خیال کا بدلا ہے جو بچپن میں، میں نے تمہارا رکھا تھا؟"

وہ یکدم ہی ہنستی ہنستی سپاٹ ہو کر رہ گئی، چہرے سے رنگ علیحدہ ہوئے۔

"یاد آگیا آپکو؟"

وہ ذرا سا منمنائی، اسکی بازو بھی چھوڑ دی۔

"ہاں۔۔۔یاداشت اچھی نہیں لیکن اتنی بری بھی نہیں۔ آگئی یاد تم۔ لیکن وہ بچپن تھا ایمل۔ تب انسان بہت معصوم ہوتا ہے۔اب نہ میں معصوم رہا نہ تم وہ چھوٹی سی بچی جسے میرے خیال کی ضرورت تھی۔"

وہ ایسا کیوں کہہ رہا تھا، ایمل نہیں جانتی تھی پر اسکے لفظ ایمل کو تکلیف پہنچا گئے۔

"اب آپکو میرے خیال کی ضرورت ہے۔اگر آپکو میں پسند نہیں آئی تو وعدہ ہے اس ٹرئٹمنٹ ٹائم کے بعد میں ویسے ہی آپکی زندگی سے چلی جاوں گی جیسے آئی تھی"

ایمل نے بھی اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے فیصلہ لیا جسکے جواب میں بس حاشر نے اسے کچھ دیر دیکھا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے تمہارا خیال پسند آیا"

وہ اسکے جواب پر الجھی۔

"خیال کرنا پسند آیا یا خیال رکھنا؟"

ایمل کی آنکھوں میں خفیف سی سرخائی گھلی جب اس نے بہت بے چین ہو کر یہ سوال کیا۔

"دونوں۔ چلتے ہیں"

وہ کہتے ہی پاس سے گزر کر باہر کی طرف بڑھا تو ایمل نے مسکرا کر اسے جاتے دیکھا، کھل کر کچھ نہ کہنے کے باوجود وہ بہت کچھ کہہ گیا تھا جو ایمل کی ساری اداسی و سنجیدگی کو اپنے قبضے میں لے گیا۔

وہیں دوسری طرف باسل نے اجر کو ایس پی آفس ڈراپ کیا تھا۔

"کچھ کھانے پینے کی ضرورت نہیں آج آفس میں۔ اور آج کا دن ٹف ہو سکتا ہے۔ اپنا خیال رکھنا۔ کچھ جگہیں پتا چلی ہیں تبریز کی۔ عمار کے لوگ جس جگہ

تبریز کو پکڑنے گئے وہاں وہ خود موجود نہیں تھا۔ یہ معاملہ اب مجھے ہی دیکھنا پڑے گا۔ یہ لسٹ ہے تبریز کے پلین کی۔ تمہیں بڑی کی غداری کیس فائیل ہیڈ آفس سے چرا کر اپنے قبضے میں کرنی ہے۔ اس میں کچھ ردوبدل کریں گے تاکہ ری اوپن ہونے کے باوجود انکی غداری ثابت نہ ہو۔ کیونکہ یہ سب تبریز کا کیا کرایا تھا۔ دوسری بات۔۔۔ وہ مجھ پر انکوائری بٹھانے کا بھی پلین کر رہا تھا جسکا مطلب ہے اسکے پاس میرے کچھ خفیہ کنکشنز کی انفارمیشن ہے، وہ فائیل میرا ایک آدمی چرا چکا ہے میں وہی لینے جاوں گا جسے تمہارے سپرد کرنا ہے، اس فائیل میں تم ہر چیز بدلو گی، ہر پوائنٹ۔ یہ سب تم دیکھو گی اجر۔ باہر کے معاملات میں اور عمار دیکھیں گے۔"

وہ اس وقت دونوں ایس پی آفس کے کانفرنس روم میں تھے جہاں پلین کو دیکھنے اور باسل کی دی کمانڈز کے ساتھ ساتھ جنرل عامر کی فیملی سیکورٹی کا ٹاسک بھی اس نے اجر کے سپرد کیا تھا۔

"بے فکر ہو جاو۔ میں سب دیکھ لوں گی۔ تبریز ہر قسم کے پاگل پن پر اتر سکتا ہے باسل اس لیے محتاط رہنا"

اجر کی فکر و پریشانی ان معاملات کے سمٹنے تک یونہی رہنے والی تھی، اس سے پہلے باسل کچھ کہتا، باسل کے فون پر آئی میسج بیپ پر اس نے فوری فون جیب سے نکالا۔

"ہاں ہم محتاط ہیں۔ رملا کو کال کی تھی تبریز نے۔ عمار کا میسج آیا کہ تبریز کی لوکیشن ٹریس کرلی اس نے۔ یہ اچھی نیوز ہے۔ تم لگ جاو اپنے کام پر میں بھی نکلتا ہوں۔ اپنا خیال رکھنا میرے سکون۔"

باسل نے فون واپس بلیذر کی اندرونی جیب میں رکھا اور اجر کا سر چومتے وہ بھی اجازت لیے روانہ ہوا جبکہ اجر اپنے کام پر لگنے خود بھی پیچھے ہی کانفرنس روم سے نکل گئی۔

..__________..

عمار مسلسل باسل سے رابطے میں تھا، رملا کے کڈنیپ والے پلین پر تبریز عمل کرے گا یہی سوچ کر عمار اسے باہر لے جا رہا تھا تاکہ رملا کو ہاتھ لگانے سے پہلے ہی وہ تبریز کے لوگوں کے ہاتھ کاٹ ڈالے، وہ واپس سیال حویلی پہنچا تو اس نے بابا کو کال کی کیونکہ وہ فجر سے غائب تھے، انکا فون بند تھا تو عمار نے ماہیل انکل کو کال کی۔ماہیل نے کال پک کر لی۔

"ماہیل انکل۔۔بابا آپکے ساتھ ہیں؟"

عمار نے گھر کی روش کی طرف بڑھتے کال پر پوچھا جو اس وقت رحمان کے ساتھ ہی انکے ریسٹورنٹ میں موجود تھے۔

"ہاں ساتھ ہی ہے۔جو کچھ ہوا اسکے بعد ہر چیز کا الزام خود کو دے رہا ہے۔میں ہوں اسکے ساتھ فکر مت کرو"

ماہیل نے زرا آفس سے باہر آتے بات کرتے اطلاع دی تو عمار کو بابا کی حالت پر بھی دکھ ہوا لیکن ابھی وہ ان کے لیے کچھ کر نہیں سکتا تھا۔

"بابا کے ساتھ ہی رہیے گا انکل"

عمار نے ان سے ریکوسٹ کرتے کہا جبکہ ماہیل نے جوابا اسے مطمئین کیا، عمار نے کال آف کی اور حویلی میں داخل ہوا، ماہا کو انکار و تابے بی کمرے سے نکالنے میں کامیاب تو ہو گیا تھا لیکن ماہا کو رحمان کی غیر موجودگی کا بھرپور احساس تھا۔

"صبح بخیر۔ تم بڑی جلدی جاگ گئے،"

عمار نے دونوں کو لاونج میں بیٹھ کر باتیں کرتا دیکھے مخاطب کیا اور پاس آ رکا۔

"ہاں۔ صبح صبح جھٹکا جو لگا۔ اپنے ایک عدد آسمان سے ٹپکتے بھائی کا"

بارس نے منہ بسورے جواب دیا تو عمار لمحہ بھر تھم گیا، یعنی بارس کو وہ سب کیسے بتائے گا یہی ابھی سوچ رہا تھا پر چلو آسانی یہ ہوئی کہ بارس سب جان گیا۔

"اسے آپ نے بنایا مما؟"

عمار نے حیران و پریشان ہوتے ماہا کی طرف دیکھا۔

"نہیں اسکی حسینہ نے بتایا۔ اور الٹا تب سے اسے تسلی میں دے رہی ہوں۔"

ماہا نے معصومانہ سا شکوہ کیا تو عمار نے اداس سا مسکراتے بارس کے سر پر چپت ماری۔

"شرم کر جا۔ گدھے جتنا ہو گیا ہے۔ اور آپ بتائیں طبیعت کیسی ہے آپکی؟"

عمار نے ہلکی سی شرم دانتوں کی ئ نمائش کرتے بارس کو دلائی پھر مما کے پاس ہی ساتھ والے کاوچ پر بیٹھے بولا تو ماہا گہرا سانس بھر گئیں۔

"بابا کہاں ہیں تمہارے؟"

ماہا کی طبعیت انکے بھاری سانس سے عیاں تھی تبھی انہوں نے سیدھا سوال ہی کیا۔

"ابھی بھی انھیں بابا کی پڑی ہے"

بارس نے سخت غصیلے تیوروں سے لقمہ دیا جس پر عمار کی گھوری بارس کو ملی۔

"ماہیل انکل انکے ساتھ ہیں۔ آپ فکر مند نہ ہوں۔ سٹرونگ رہیں۔ میں رملا کو تھوڑی دیر باہر لے جارہا ہوں۔ اپ سیٹ تھی۔ ہم ایک دو گھنٹے تک آجائیں گے۔ آپ کسی قسم کا سٹریس مت لیجیئے گا"

عمار نے بہت نرمی سے مما کی دل جوئی کرتے باہر جانے کا بتایا تو ان سمیت بارس نے بھی عمار کے اس عمل کو سراہا۔

"بہت اچھا ہے۔ اسے لے جاو۔ دل بہلے گا۔ اور نرمی اور محبت سے پیش آنا۔ مجھے بتاو تمہاری زندگی میں تو اسکے علاوہ کوئی نہیں ہے ناں؟"

اف یہ ماہا کا ڈر جیسے عمار اور بارس دونوں کا دل مٹھی میں لے کر مسل گیا، دونوں کی آنکھوں میں یوں ماہا کی بات پر سرخائی گھلی جیسے کسی نے آنکھ میں ریت جھونک دی ہو۔

"کوئی نہیں ہے۔وہ بھی زبردستی گھسی تھی لیکن اب زبردستی والا رشتہ نہیں ہے ہمارا۔مجھے آپکی بہت فکر ہے مما۔میں جلدی آتا ہوں۔۔بارس۔۔۔مما کے ساتھ رہنا اور انکے لاڈ اٹھانا، خبردار کا کابن کر اپنے اٹھوائے۔مما اسکی رپورٹ آکر لوں گا آپ سے"

عمار نے اجازت ملتے ہی اٹھ کر ماہا کا سر چوما اور جاتے جاتے ماہا کو ٹاسک بھی تھما کر گیا۔

بارس نے منہ بنایا ہی کہ ماہا اسے خود سے لپٹا گئیں جبکہ کمرے میں تیار ہو کر ٹہلتی رملا فون پر لگتار آتے بابا کے میسجیز پر تنگ آتی کچھ بڑبڑانے ہی لگی جب ڈور روم کھلنے پر وہ گھبراہٹ چہرے سے ہٹائے نارمل انداز میں پلٹی مگر عمار

کے حواس ضرور اسے سفید لباس میں دیکھے معطل ہو گئے، رملا نے آہستگی سے جھک کر فون، میٹرس کے کنارے رکھا۔

"یہ کیا ہے رملا؟"

وہ سخت ناامید نظروں سے رملا کو دیکھتے روم میں انٹر ہوا، کمرے کا دروازہ پیچھے سے دھم سے بند ہوا۔

"یہ تیار رملا ہے شوہر جی"

وہ مسکرائی اور گھوم کر اسے اپنا ڈریس دیکھانے کی کوشش کی جبکہ عمار نے گہرا سانس بھرے اس ضدی لڑکی کو دیکھا۔

"میں نے اس چٹ میں کچھ لکھا تھا ناں؟"

وہ خشمگیں نظروں سے نیت اور موڈ کا ستیاناس کرتی اس لڑکی کو گھورا، رملا نے فون واپس اٹھایا تو میسجنگ چیٹ ہٹا دی اور عمار کی طرف آئی۔

"چٹ بھی تھی؟"

وہ شوخ سا مسکرائی۔

"تو نے یہ ڈریس کیوں پہنا؟۔تجھے کہا تھا سرخ پہننا آج۔تجھے پتا بھی ہے یہ والا جوڑا میں نے کس نیت سے لیا تھا؟"

عمار نے اسکے اطلسی سراپے پر سرسری نگاہ ڈالے، آنکھیں رملا کے چہرے سے آنکھوں تک گمائیں۔

"مجھے یہ پہننا تھا۔کس نیت سے لیا آپ نے؟"

وہ ہونٹوں کو حصار نے والی مسکراہٹ سمیٹ بولی اور وہ جو بنا کسی خمار سپاٹ اور برہم سا کھڑا تھا، پر اسرار مسکرایا اور رملا کے چہرے کا رنگ اسکی بدلتی نظروں سے سپید پڑا۔

"وہ نیت کچھ اچھی نہیں ہے۔بول نہیں سکتا۔ہاں کر کے دیکھا سکتا ہوں"

عمار نے جیسے ہی کہہ کر اسکی طرف قدم بڑھائے، رملا ڈر کر بھاگتے
دروازے پر پہنچی۔

"ہمیں دیر ہو رہی ہے۔ ہسبنڈ ٹریٹمنٹ کی منتظر ہوں۔ بھوک بھی لگ رہی
ہے مجھے۔"

رملا نے اس سے نظریں تک پھیریں اور عمار اسکے ڈرنے پر ہنسا۔

"اتنی بہادر بنا کر جتنی جان ہے تیری"

عمار نے اسکا ہاتھ پکڑتے ساتھ چلتے باقاعدہ دھمکی دی جس پر رملا نے
مسکراتے ہوئے عمار کے کان میں "جان" کہا کہ وہ چلتے چلتے رک کر پلٹا۔

"جان کہا تو نے مجھے مرگ جان کہیں کی۔؟"

عمار کے گھورنے پر وہ فورا سر ہلائے ہنسی۔

"میں یہ کہنے کی حسرت لے کر بچھڑنا نہیں چاہتی"

وہ بے اختیار بولی تو عمار کے چہرے کا رنگ اڑا۔

وہ بازو سے پکڑ کر لہرائے اسے روم کے باہر ہی سامنے کھینچ لایا۔

"مسلسل بکواس کرے جا رہی ہے۔مجھے انسان رہنے دے کیا مرنا چاہتی ہے میرے ہاتھوں۔مجھے ٹنشن مت دے پہلے ہی دماغ کا کچرا ہو رہا ہے۔ہوا کیا ہے۔۔چاہتی کیا ہے مجھ سے؟کیوں مجھے ایسی باتیں کر کے آزما رہی ہے۔انسان ہوں۔۔۔تیرے معاملے میں دل زیادہ تیز دھڑکتا ہے۔کیوں بچھڑے گی تو مجھ سے؟کیا میرے جیتے جی کسی میں اسکی ہمت ہے؟"

وہ اسے دونوں بازووں سے جکڑتا بلکل سانسوں کے قریب تو لے آیا پر اس لڑکی کے اس جان لیوا الباس سے اٹھتی روح سہلاتی مہک تو عمار کو کسی قابل نہیں چھوڑ رہی تھی۔

عمار کے بازوؤں کی گرفت میں آئی رملا نے ساکت ہوتے لمحے میں خود کو جیسے مکمل اس کے حصار کے سپرد کر دیا،اس کے لبوں کی کپکپاہٹ،

آنکھوں کی نمی، اور سانسوں کی بے ربطی، ہر ایک احساس عمار کے وجود کو ہلا گیا تھا۔

"پلیز... مجھے ایسے مت دیکھیں،"

وہ اس کے سینے سے ہلکی سی دور ہونے کی ناکام کوشش میں بمشکل بولی۔ عمار نے ایک ہاتھ کی انگلی سے اس کا ٹھوڑی چھوئی اور چہرہ اوپر کیا۔

"تو جواب دے مجھے رملا۔ جان کہہ کر جو میرے دل کی دھڑکن بڑھادی ہے، اب یہ تیرے بغیر جینے کا تصور کرنے پر بھی رک سکتی ہے۔ تجھے اپنے لیے میرے جذبات معلوم ہو چکے ہیں۔ پھر یہ سب باتیں کیوں۔ میں وعدہ کرتا ہوں بیچ کا راستہ نکالوں گا۔ پیار تو بہت کرتی ہے۔ تھوڑا بھروسہ بھی کر لے"

اس کی آواز تھکی ہوئی سی تھی، جیسے وہ خود کو روکے سنبھالے کھڑا ہو۔ رملا نے کچھ بولنے کو لب کھولے مگر وہ بول نہ سکی۔

""عمار..."

اس کی آواز رندھ گئی، وہ مزید کچھ نہ بول سکی۔ عمار نے رملا کو سینے سے لگایا، پوری شدت سے، جیسے وہ اس کی بچی ہوئی آخری خوشی ہو۔

"بھروسہ کرنا بھی مشکل ہے تو میں چاہتا ہوں میرے پاس رہ بس۔"

وہ اسکے سینے لگی خود سے جنگ میں مصروف تھی اور عمار اسکے اندر اٹھتے زہریلے پن سے بلکل ناواقف تھا۔

"یہ جوڑا میں نے اس رات کے لیے لیا تھا جب تو میری ہوتی۔ مکمل۔ کیوں ستاتی ہے مجھے۔ کبھی میری بات نہ مان کر، کبھی ڈرا کر؟"

وہ زبردستی روبرو ہوئی۔

"ک۔۔ کہیں تو ابھی بدل آوں؟"

وہ روہانسی ہوئی پر عمار نے اسے ایسا کرنے سے منع کیا۔

"نہیں۔ضرورت نہیں۔چلتے ہیں۔"

عمار نے اسے خود سے الگ کیا اور اسکا ہاتھ پکڑے باہر نکلا، بارس اور ماہا اب روم میں جا چکے تھے تبھی وہ لوگ سیدھے باہر ہی نکل گئے۔

"سب نظر نہیں آرہے۔؟ تایا جانو، تائی جانو۔۔بارس؟"

وہ باہر آتے ہی بیقراری سے بولی تو عمار نے اسکے لیے گاڑی کا بیک ڈور کھولا۔

"بابا ریسٹورنٹ ہیں، ماہیل انکل انکے ساتھ ہی ہیں۔ مما اور بارس اندر ہی تھے۔"

عمار نے ڈور بند کیا اور جب تک اسکے ساتھ آکر بیٹھا، رملا نے بابا کو تایا جان کی لوکیشن بھیج دی۔

"وہ ریسٹورنٹ ہیں اپنے دوست کے ساتھ۔باسل بھائی کا نہیں پتا"

رملا نے میسج بھیجتے جلدی سے فون کی سکرین آف کی، عمار کے بیٹھتے ہی ڈرائیور نے گاڑی اسٹارٹ کی۔

"مما سب جان چکی ہیں۔ تبریز کے بارے اور باقی سب بھی وہ جو مما کو بلیک میل کرتا رہا۔ بابا نے مما سے پہلے ایک طوائف سے نکاح بھی کیا تھا جس میں سے انکا ایک بیٹا بھی ہے۔ کل رات بہت بھاری تھی۔ مما کو بہت مشکل سے سنبھالا ہم نے۔"

عمار نے گردن کھڑکی کی طرف رکھے ہی یہ سب انکشاف کیے جبکہ رملا کو دہری تکلیف اس لیے ہوئی کہ کل رات اس نے بھی عمار کو بہت پریشان کیا جبکہ دوسری بابا کے نام کی ایک اور شرمندگی مل گئی تھی۔

اس نے پھر بھی عمار کے ہاتھ پر اپنا ملائم ہاتھ رکھ کر دبایا، عمار نے گردن پھیرے رملا کو دیکھا جسکی آنکھوں میں درد کی انتہا بسی تھی۔

"کسی فضول گوئی کی ضرورت نہیں۔ تیرے باپ کے کرتوتوں کا ذمہ دار وہ خود ہے۔ تو نہیں"

وہ رملا کو رونے سے تنبیہہ کیے روکتا غصے سے بولا پر نا چاہتے ہوئے بھی رملا کی آنکھیں بھیگنے لگیں۔

"پ۔ پھر بھی۔ بابا کے کیے کی سزا م۔ مجھے نہیں دیں گے؟ غصہ ن۔۔ نہیں آیا آپکو۔ آپکی مما ساری عمر ڈر میں جیتی رہیں۔ آپ اپنی مما کی محبت سے محروم رہے بابا کی وجہ سے۔ دل چاہ رہا ہو گا ناں کہ بابا کے ٹکرے کر آئیں؟"

وہ کیا سر گوشیوں میں باتیں کر رہی ہے، کیوں ریزہ ریزہ ہو رہی ہے، اصل حقائق سے زیادہ یہ سب عمار کو اذیت پہنچا رہا تھا، ابھی ڈرائیور نہ ہوتا تو وہ رملا کو اچھے سے بتاتا کہ اس بکواس کا کیا جواب بنتا ہے۔

"ہم ریسٹورنٹ پہنچ کر بات کرتے ہیں۔ خاموش"

وہ اسکے اطراف بازو حائل کرے رملا کو اپنی طرف کھسکا کر جو خاموش وارننگ دے چکا تھا اس پر وہ سانس روک کر آنسو بھی آنکھوں میں دبا گئی، جبکہ دوسری طرف تبریز نے رحمان سیال کے ریسٹورنٹ کا رخ کیا تھا، اس نے اپنے لوگوں کو پورا ریسٹورنٹ جلانے کا کہا پر پہلے وہ آخری ملاقات وہاں جا کر اپنے بھائی سے کرنا چاہتا تھا، اور ماہیل ابھی تک رحمان کے ساتھ ہی تھے۔

رحمان کی تکلیف، اسکا ملال کم ہونے پر نہ آرہا تھا۔

"ہم سب جانتے ہیں ماہا کتنی سمجھدار اور میچور ہے۔ وہ تجھے معاف کر دے گی۔ تو نے جو کچھ کیا وہ جھٹلانا اور بھلانا آسان نہیں لیکن عمر کے اس حصے میں اسے محبت سے زیادہ فیملی عزیز ہے اور وہ اس عمر میں اس خوبصورت سے خاندان کو توڑنے کی ہمت نہیں رکھتی"

ماہیل نے بہت مان سے رحمان سیال کو حوصلہ دیا لیکن وہ تمام تر حوصلے اور ہمت ہار چکے تھے، مقدر نے انھیں بڑی بری جگہ لا کر مارا تھا۔

"مجھے لگ رہا ہے اب بس میری موت کا وقت آ گیا ماہیل۔ سب اتنا بکھر چکا ہے کہ چاہ کر بھی میں سمیٹ نہیں پاؤں گا یار۔ م۔۔۔ میں مر جاتا ہوں۔ م۔ میں ماہا کا سامنا نہیں کر سکوں گا۔ میری ہمت ٹوٹ گئی یار"

رحمان سیال نے چہرے پر ہاتھ رکھا اور یوں رو پڑے جیسے کوئی چھوٹا سا بچہ بلک اٹھا ہو۔

"کیوں فضول بکواس کر رہا ہے؟ ایسی مایوسی والی باتیں کریں تیرے دشمن"

ماہیل اٹھ کر انکے قدموں میں بیٹھے اور فضول میں ڈانٹنے کی کوشش کرنے کے بیچ اپنی آنکھیں بھی سرخ کر بیٹھے جبکہ ریسٹورنٹ کے گرد تبریز کے لوگ گھیر اڈال چکے تھے، تمام لوگوں کو بھی باہر نکال دیا گیا تھا، جبکہ خود تبریز بھی اندر آفس کی طرف بڑھ چکا تھا، تمام سٹاف کو بھی قابو کیا گیا تھا۔

"م۔۔مایوسی نہیں ماہیل۔۔واقعی سب ختم ہوگیا۔م۔۔میں اب جینا نہیں چاہتا۔میری د۔۔دنیا اور آخرت سب تباہ ہوگئی۔نہ ماہا کو منہ دیکھانے لائق رہا نہ میری کوئی اولاد مجھ سے راضی رہی۔تجھے بھی بس دکھ ہی تو دیا میں نے"

وہ سسک کر بولے تو خباثت سے ہنس کر گن لہراتے تبریز کو اندر آتا دیکھے ماہیل بھی اٹھے اور رحمان بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

"سب سے کی زیادتی کا پچھتاوا ہے میرے پیارے بھائی کو بس میں ہی یاد نہیں۔مرنا تو واقعی آپکو چاہیے رحمان سیال لیکن اگر وہ موت اس پیارے بھائی کے ہاتھوں آئے تو مزہ دوبالا ہو گا۔بدلا اور انتقام بھی کنارے لگے گا"

تبریز کی آنکھوں میں سفاکیت اور بربریت تھی جبکہ ماہیل نے آگے بڑھنا چاہا پر رحمان نے ماہیل کی بازو پکڑے اسے پیچھے کیا کیونکہ تبریز نے گن

ماہیل پر تان لی تھی اور رحمان مزید کسی جرم کے مرتکب ہونا نہیں چاہتے تھے کہ انکی وجہ سے انکا یہ خبطی بھائی، انکے یار کو نقصان دے۔

"کونسا بدلا۔۔ کس چیز کا بدلا تبریز۔۔۔؟"

وہ اپنے سارے آنسو، اذیت اور تکلیف جھٹک کر آگے بڑھے، انھیں بلکل تبریز کے پاگل پن یا ہاتھ میں موجود گن سے کسی قسم کا خوف نہ آیا لیکن ماہیل کا دل ضرور کرب میں مبتلا تھا کہ انھیں تبریز کی حقیقت جاننے کے بعد اس سے مزید خوف آرہا تھا۔

تبریز، رحمان کے سوال پر یوں وحشیوں سا ہنسا جیسے اس نے کوئی لطیفہ سن لیا ہو، اسکی بربریت سے بھری ہنسی نے ماہیل اور رحمان دونوں میں سنسنی سی اتار دی۔

"مجھے جیتے جی مار دینے کا بدلا۔ مجھے انسان سے جانور بنا دینے کا بدلہ۔ ایسا موذی جانور جو اپنی ہی اولاد کو کھانے پر تیار ہو جاتا ہے۔"

تبریز کی آنکھیں یہ کہتے سرخ ہوئیں اور آواز پھٹنے لگی۔

"میں نے جو کچھ کیا تیرے ساتھ۔ میرے نزدیک اس میں رتی برابر کوتاہی نہیں ہوئی۔ پھر بھی سزا م۔۔ مجھے دیتے ناں تبریز۔ میری بیوی نے کیا بگاڑا تھا تیرا، اسے کیوں اذیت دی تو نے۔ بول"

رحمان جیسے پھٹ ہی تو پڑے، اس وقت ان تینوں کی آنکھوں میں ایک سی تکلیف تھی۔

"ہاہاہا۔ یہ آدمی۔۔ یہ میرا بھائی مجھ سے کیسے سوال کر رہا ہے"

تبریز نے حقارت سے ہنستے ان دو کو دیکھا تو رحمان مزید دو قدم آگے آئے۔

"اتنی نفرت مجھ سے تو سمجھ آ رہی ہے۔۔ پر ماہا سے کیوں تبریز۔ میری بیوی سے اتنی نفرت کیوں؟"

اس بار رحمان سیال چیخنے نہیں تھے، بس آواز بیٹھ گئی تو اک سرگوشی ہی کر سکے، تبریز نے گن ہوا میں لہرائے اک قہقہہ لگایا۔

"امی بابا نے مجھے جو توجہ نہ دی۔ جو ظلم کیے۔ اسکی بھرپائی آپ نے بہت اچھی کی۔ میں سنبھل گیا تھا۔ خود کو یوزلیس سمجھنا بند کر دیا تھا لیکن جب آپکی شادی ہوئی بھائی۔ آپ مجھے بھول گئے۔ اپنے چھوٹے پاگل، احساس محرومی کے شکار تبریز سیال کو چھوڑ دیا۔ آپکے لیے بس آپکی بیوی اور بچے عزیز ہوئے۔۔ می۔ میں پھر دیوار سے لگ گیا۔ اکیلا چھپ چھپ کر روتا کیونکہ جب آپ کی مجھے ضرورت ہوتی۔ میں پینک کرتا۔ تب آپ میرے پاس نہیں، اس ماہا کے پاس ہوتے۔ بس اس سے نفرت ہوئی اور آپ سے بھی۔۔۔ جس نے مجھے اکیلے تڑپنے کو چھوڑ دیا۔ ہر مینٹل کنڈیشن جاننے کے باوجود۔ وہ بھائی صرف بربادی کا مستحق ہے"

تبریز کے لفظ لفظ نے جیسے ان دو کا دل چیر دیا۔

"م۔ میں نے اسی تنہائی کو دیکھتے تمہاری زندگی میں روحا کو لایا۔۔۔بے فیض آدمی بھول گئے تم"

اس بار رحمان سیال اسکے ہاتھ میں موجود گن کی پرواہ کیے بنا اسکا گریبان پکڑتے دھاڑے۔

"م۔ میں تمہاری تنہائی کا ساتھی تھا، لیکن ماہا بہت چھوٹی اور نا سمجھ تھی۔ اسے سنبھالنا میرا فرض تھا۔ بابا نے وہ چھوٹی سی لڑکی مجھے بیوی کم، ذمہ داری بنا کر زیادہ سونپی تھی۔ میں نے اک لمحہ تم سے غفلت نہیں برتی۔۔ روحا جیسی پیاری عورت تمہاری زندگی میں شامل کی جسکی زندگی بھی تم نے ساری عمر اجیرن کیے رکھی"

وہ ہنوز اسے گریبان سے جکڑے تھے جبکہ تبریز نے حقارت سے اپنا گریبان جھٹکا۔

"م۔مجھے عورت نہیں چاہیے تھی۔م۔۔مجھے میرا بھائی چاہیے تھا۔مجھے م۔میرے بھائی کے پیار کے بدلے کوئی پیار قبول کیسے ہو جاتا۔۔۔۔کیوں نہیں سمجھے آپ مجھے آپ سے پیار تھا بھائی۔م۔میں آپکے گلے لگنے کو ترستا تھا،جب ماہا آئی آپ نے تو میرا سر چومنا چھوڑ دیا۔مجھے گلے لگانا چھوڑ دیا۔سب جانتے تھے آپ میری مینٹل ہیلتھ اچھی نہیں۔س۔۔سب پتا تھا آپکو میں کس بچپن کو گزار کر آیا۔ایک روحا تھما دینے سے کیا میرے اندر آپکی کمی مر سکتی تھی؟نہیں۔۔م۔۔مجھے میرا بھائی چاہیے
تھا۔۔۔۔لیکن۔۔۔۔"

وہ روتا چلاتا اختتام تک پاگلوں کی طرح اپنے آنسو رگڑتا ہنسا،اسکی ہنسی ہیبت ناک تھی۔

"لیکن اب۔۔اب مجھے اس بھائی کی صرف موت چاہیے"

وہ اپنی گن ٹھیک رحمان سیال پر تان گیا تھا۔

تبریز کی بندوق کی نال سیدھی رحمان سیال کی پیشانی پر تھی۔ ماہیل کی آنکھوں میں لرزش تھی، لیکن وہ ایک لفظ نہ بولے۔ رحمان کی پلکوں پر آنسو جمے ہوئے تھے، لیکن وہ ڈرے نہیں... تبریز کی انگلی ٹریگر پر تھی... پر دل لرز رہا تھا۔

"مار دو تبریز..."

رحمان نے کہا، بہت نرم، بہت تھکے ہوئے انداز میں وہ ہار گئے، ماہیل کے چہرے کا رنگ سفید پڑا۔

"لیکن یہ مت کہنا کہ میں نے تمہیں کبھی چاہا نہیں، میں نے تمہیں اپنی اولاد سے بھی بڑھ کر چاہا۔ تم نے میرے دل کو جلا دیا تبریز... اگر گولی مارنی ہے تو مار دو۔ شاید میرے ساتھ تمہارا وہ پیار بھی دفن ہو جائے جو تم سمجھتے ہو مر گیا تھا۔"

رحمان سیال کے دھاڑنے کے بعد ایک خاموشی چھاگئی۔ تبریز کی آنکھوں سے دو آنسو لڑھکے...پر چہرے پر صرف زخمی خنجر جیسی مسکراہٹ تھی۔

"نہیں بھائی... مرنا تو آپکو پڑے گا... لیکن ابھی نہیں۔ ابھی آپکو دیکھنا ہے کہ تبریز کیسے بربادی کرتا ہے۔ کیسے وہ سب جلا دیتا ہے جسے تم نے زندگی کہا! آپکا یہ دوست بھی مرے گا۔ باسل کو نہ مار سکا تو کیا ہوا۔ اسکا یہ باپ ہی سہی"

تبریز نے گن ہٹاتے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

دو آدمی پیچھے بڑھے۔ رحمان اور ماہیل کو زبردستی دبوچ کر ریسٹورنٹ کے اندر ایک پرانے سٹور میں بند کر دیا گیا۔ دروازہ اندر سے لوک کر دیا گیا، اور باہر سے لوہے کی سلاخیں رکھ دی گئیں۔

رحمان کے چہرے پر زخمی پن تھا، پر آنکھوں میں درد سے زیادہ تکلیف تھی، تبریز کے لیے وہ اب بھی تڑپ رہے تھے اور ماہیل بھی بے بس تھے۔

"تبریز! یہ سب تمہیں کچھ نہیں دے گا"

رحمان کی پکار دروازے سے ٹکرا کر واپس لوٹ گئی۔

تبریز دروازے کے سامنے رکا، پھر اس نے اپنے آدمی کو دیکھا، پھر اشارہ کیا۔ دفعتاً پٹرول کی بوتلیں نکالی گئیں ریسٹورنٹ کے پردوں، میزوں، قالینوں پر تیزی سے تیل چھڑکا جانے لگا۔

تبریز نے ریسٹورنٹ کا دروازہ کھولا، اور پلٹ کر آخری بار بند دروازے کی طرف دیکھا۔

"اب شاید آپ سمجھ پائیں... کہ کسی کی چاہت کو نظر انداز کرنا کیسا لگتا ہے... یہ آگ صرف اس ریسٹورنٹ کی نہیں... میرے دل کی ہے، بھائی!"

اسکے ہاتھ میں ایک لائٹر کی چمک... اور لمحے بعد۔۔۔

شعلے بھڑکے، ریسٹورنٹ کی کھڑکیاں آگ کے ہالے میں چمکنے لگیں، اور باہر دور... تبریز کا سیاہ ہیولہ اس جلتی عمارت کے سامنے ٹھہرا، جیسے کوئی عذاب اپنی تکمیل کو پہنچا رہا ہو جبکہ جس جگہ وہ ماہیل اور رحمان کو بند کر کے گیا تھا، عنقریب دھواں اس جگہ پھیلتا اور ان دو کا دم گھٹ جاتا، تبریز اپنے لوگوں کو اس عمارت کے راکھ ہونے تک وہیں رکنے کا حکم کیے اگلے ٹارگٹ کی طرف روانہ ہو چکا تھا جبکہ وہ دو بندھے یار ایک دوسرے کی آنکھوں میں بس سب ختم ہوتا ہی دیکھ پا رہے تھے۔

"اگر ہم مر گئے تو ہمارے خاندان بکھر جائیں گے، بہت بڑا دکھ ہو گی ہماری موت رحمان لیکن مجھے اس بات کی خوشی ہے ک۔۔ کہ میں نے تجھے اکیلے مرنے نہیں چھوڑا۔ مانتا ہے ناں تو اپنے یار کی وفاداری کو"

ماہیل کی آنکھوں میں موت کا دکھ تو تھا پر جو خوشی تھی وہ رحمان کی آنکھیں بھیگو گئی۔

"ت۔۔تجھے میری منحوسیت کھا گئی ماہیل انجم۔۔تجھے یار کی یاری نگل گئی۔م۔مجھے معاف کر دینا۔یہ موت میری تھی پر م۔۔میری تکلیف تجھے اس موت کے دائرے میں گھسیٹ لائی۔"

رحمان سیال بلک اٹھے،اس وقت وہ رسیوں سے اک قدر سخت بندھے تھے کہ ہلنا دور،ان دو سے سانس لینا بھی مشکل تھا اور باہر آگ لمحہ بہ لمحہ پھیل رہی تھی،ماہیل مسکرائے،یہ الگ بات انکی آنکھیں لہو چھوڑ رہی تھیں۔

"بس کر۔۔۔تجھے پتا ہے ناں ماں باپ پیدا ہوتے ہی مر گئے تھے میرے۔تو دنیا میں آنے پر مجھے ماں باپ والا رشتہ نہیں ملا۔بس ایک خاندان کا نام ملا۔کچھ دور دراز کے رشتہ دار،ہوش سنبھالنے سے پہلے م۔۔میں نے اک رشتہ جو خود بنایا وہ تجھ سے یاری کا تھا۔اگر اسی کے ساتھ موت آئے تو اس سے خوبصورت اختتام ہو گا کیا؟۔"

ماہیل کی دردناک سرگوشی پر وہ کچھ نہ بولے بس گردن جھکا کر پھوٹ پھوٹ کے رو پڑے، دھواں بہت تیزی سے پھیل رہا تھا، نجانے کب کسی کو خبر ہوتی۔

دوسری طرف حاشر کے کچھ ضروری ٹیسٹ ہو چکے تھے لیکن وہ شدید بیقرار تھا، شاید اسکے دونوں بابا پر آئی مشکل اسے اندر ہی اشارہ دے رہی تھی، ایک سگے بابا رحمان سیال جبکہ دوسرے ماہیل جنہوں نے اسے اپنا نام دیا تھا، اور وہ جیسے غائبانہ بے چین ہوا، لگ رہا تھا وہ دھواں ماہیل اور رحمان تک حاشر کے ہوتے نہیں پہنچے گا۔

"ایک سے دو گھنٹے کا یہ بون میرو ٹرانسپلانٹ پروسیجر ہے۔ڈونر موجود ہے ہمارے پاس اور وہ آپکی فیملی سے نہیں۔ان فیکٹ فیملی ممبر سے زیادہ اچھا میچ ملا ہے ہمیں۔دو سے چھ ہفتے تک آپ ریکور ہو جائیں گے لیکن رئیر کیسیز میں ایک سال بھی لگ سکتا ہے۔یہ آپکی قوت مدافعت پر منحصر ہے۔مجھے آپکی طرف سے فائنل فیصلہ چاہیے حاشر سیال"

ایمل اسکے پاس ہی بیٹھی تھی، ہوسپٹل گاون میں ایز آ پیشنٹ ملبوس، حاشر نے گہرا سانس لیا۔

"ایک آخری فرض نبھانا ہے مجھے۔ کیا تھوڑا وقت دو گی مجھے؟"

حاشر نے ایمل کے چہرے سے آنکھوں تک نظریں روکتے تاسف سے پوچھا۔

"کہیں اپنی ڈاکٹر کو پرپوز کرنے کا ارادہ تو نہیں"

وہ مسکرائی پر وہ نہ مسکرایا، ایمل کے سوال نے اسے عجیب سا درد دیا۔

"اس بارے اگلے سال سوچوں گا۔ فی الحال مجھے باسل اور عمار کے ساتھ رہنا ہے۔ تم کچھ گھنٹوں کی چھٹی دو"

ایمل نے مسکرا کر اسے دیکھا جو شدید بیقرار تھا۔

"ایک شرط پر چھٹی ملے گی۔ سٹیمپ پیپر پر لکھیں کہ اگلے سال پرپوز کریں گے"

اسکی بات پر حاشر کا چہرہ سپید پڑا لیکن وہ دل کی بڑھتی بے چینی کے سبب یہ بھی مان گیا۔

"لاو پیپر۔ جلدی کرو"

ایمل نے اسے کچھ دیر دیکھا جیسے لگا ہو وہ مزاق کر رہا ہے لیکن جب وہ اشارے سے اسے اٹھنے اور جانے کا بولا تب وہ واقعی اٹھی اور سائیڈ ٹیبل کی ڈرا کھولے ایک ڈائری اٹھا لائی اور ساتھ پین بھی۔

حاشر نے وہ ڈائری ایمل کے ہاتھ سے لی کچھ لکھا اور بند کر کے واپس ایمل کے ہاتھ میں تھمائی۔

"میں چینج کر کے نکل رہا ہوں۔۔ بابا سے ملنے جاوں گا پہلے پھر باسل کے پاس۔ تم عمار کو کچھ مت بتانا"

وہ جلدی سے ہدایت دیتا اٹھ کر گیا تو ایمل نے جلدی سے ڈائری کھولی، حاشر اپنے کپڑے لیے واش روم میں جا چکا تھا۔

"میں ٹریٹمنٹ سے پہلے ہی پرپوز کرنے کو تیار ہوں لیکن پہلے تمہیں میری نانو کو سیٹیفائے کرنا ہو گا کہ تم اپنے بابا جیسی بے وفا نہیں۔ نانو آ رہی ہیں کچھ دیر میں یہاں۔ میں واپس آوں تب تک تم ان کے ساتھ بات چیت کر کے سب حل کر لینا"

ایمل کی آنکھیں روئی سی مسکرائیں، یعنی وہ روتے ہوئے مسکرائی اور وہ صفحہ ڈائری سے پھاڑ کر ڈائری اور پن واپس رکھے اسے پھر سے پڑھتے بیڈ کے کنارے بیٹھی۔

وہ جب تک کپڑے بدل کر نکلا، وہ وہیں اس پیپر کو لیے بیٹھی تھی، حاشر نے قریب آکر سائیڈ ٹیبل پر رکھے فون کو جھک کر اٹھایا تو ایمل نے نظریں

اٹھائے اسے دیکھا وہ پہلے ہی ایمل کو دیکھ رہا تھا، وہ اٹھ کھڑی ہوئی، انکی نظروں کا وصل بھرا ارتکاز اب تک قائم تھا۔

"میں قائل کرنے میں بہت اچھی ہوں۔ یہ تو کل پتا چل گیا ہو گا۔ میں قائل کرلوں گی تو واقعی پر پوز کریں گے؟"

وہ اسکی اٹکتی سانسوں کے ساتھ، آنکھوں کے دھندلانے کے سنگ کیے سوال پر سر ہلائے اسکی توجہ اس پیپر کی جانب مبذول کروا گیا۔

"یہ سٹمپ پیپر سمجھو۔ میں اپنی بات سے نہیں مکروں گا"

ایمل نے مسکرا کر فورا اپنی کلائی میں موجود ایک چھوٹے سے بریسلٹ کو اتارا، وہ ایک چھوٹے سے پرل اور سلور چین سے بنا تھا جسے مرد اور عورت دونوں پہن سکتے تھے۔

"مجھے نہیں پتا یہ واقعی امام ضامن ہے یا نہیں لیکن مجھے میری مما نے دیا تھا۔ آپ اسے میرا لکی بریسلٹ سمجھیں۔ میں یہ آپکو پہنانا چاہتی ہوں۔ کہ آپ اپنے کہے کو پورا کرنے جلدی لوٹیں۔"

ایمل نے وہ بریسلٹ پکڑے اسے پہنانے کی خواہش کی تو وہ کچھ نہ بولا، اپنی کلائی آگے کی، وہ ایڈ جیسٹیبل تھا تبھی حاشر کی مضبوط کلائی پر بھی فٹ ہو گیا۔

"یہ تمہارے بابا نے دیا ہوتا تو میں بے وفائی کر سکتا تھا۔ مما تمہاری تو میری نانو کی طرح مظلوم تھیں۔۔ اس لیے لے رہا ہوں۔ رہی بات امام ضامن ہونے کی تو یہ تمہاری مما کو بچا لیتا اگر ایسا ہوتا۔ بہر حال ساری بات گماں کی ہے۔ اچھا گماں رکھنے والے اچھا پاتے ہیں۔ میں آتا ہوں"

وہ اسکی بات پر مسکرائی اور اسے جانے دیا جبکہ حاشر نے دروازے کے پاس رک کر پلٹے ایمل کو دیکھا۔

"نانو میری بہت معصوم ہیں۔ زیادہ جلدی بھی قائل مت کر دینا انکو۔ مجھے شاید لوٹنے میں تھوڑی دیر ہو جائے ایمل فضیل"

وہ اسکا حکم مانے مسکائی اور آنکھیں چھپکائیں جسکے بعد حاشر بھی وہاں سے چلا گیا، باسل نے اسے یہی بتایا تھا کہ بڑی ریسٹورنٹ ہیں تبھی وہ وہیں نکل گیا۔

..________________________..

اجر نے بابا کے کیس والی فائیل ہتھیالی تھی، اسکو ہیڈ آفس روم سے نکلے ابھی کچھ ہی لمحے گزرے تھے کہ اچانک ایس پی آفس کے وائرلیس پر ایک ہنگامی الرٹ گونجا۔

"All units

جنرل عامر کی فیملی کی کار کا تین موٹر بائیکس پیچھا کر رہی ہیں۔ گاڑی میں جنرل کی اہلیہ اور بیٹی موجود ہیں۔ مقام گلریز روڈ، سیکٹر جی-ایٹ۔

Immediate response required!"

اجر نے پلٹ کر ایک نظر پیچھے موجود سپاہی پر ڈالی۔

"گاڑی نکالو۔ میں خود جا رہی ہوں۔ اور کسی کو اطلاع دینے کی ضرورت نہیں، یہ کیس اندرونی ہے۔"

چند ہی لمحوں بعد ایک سرکاری جیپ گولی کی رفتار سے سڑکوں پر دوڑتی گلریز پہنچی۔ تب تک وہ بائیکس غائب ہو چکی تھیں، مگر جنرل کی بیٹی گاڑی سے باہر نکلی کھڑی کانپ رہی تھی۔

"آنٹی کو اسپتال لے جاؤ۔ اور بیٹی کو اندر لے کر چلو۔ میں چیک کرتی ہوں آس پاس کی فوٹیج۔"

اجر نے آس پاس لگے سیکیورٹی کیمروں کی فوٹیج چیک کر کے ایک چیز نوٹ کی کہ ان تینوں بائیک سواروں نے ہیلمٹ نہیں پہنے تھے، اور ان میں سے ایک کی جیکٹ پر تبریز کی چھوٹی سی گینگ کا لوگو واضح تھا، بروقت اطلاع پر

دونوں کو محفوظ کر لیا گیا تھا جبکہ انھیں اپنے لوگوں کے سپرد کرے وہ اس جگہ روانہ ہوئی جہاں باسل اسے اپنی فائیل بھیجنے والا تھا۔

دوسری طرف، باسل نے تبریز کی ممکنہ پناہ گاہوں میں سے ایک پر چھاپہ مارنے کے بجائے ایک پرانی فیکٹری کے قریب ایک خفیہ مقام کا رخ کیا۔ یہاں اس کی ملاقات ریاض نامی شخص سے ہوئی جو تبریز کا سابقہ آدمی تھا اور اب باسل کے ساتھ انڈر کور کام کر رہا تھا۔

"ریاض، وقت کم ہے۔ کیا میری فائل لائے ہو؟"

ریاض نے چاروں طرف دیکھا، اور بیگ سے ایک فلیش ڈرائیو نکال کر باسل کے ہاتھ میں تھمائی۔

"یہ وہ 'غدار فائل' ہے جو وہ آپکے خلاف تیار کروا رہا تھا"

باسل کا چہرہ سنجیدہ ہو گیا، اس نے وہ فلیش تھامی۔

"لیکن باسل سر، تبریز جان چکا ہے کہ میں ڈبل رول ادا کر رہا ہوں۔ وہ مجھے ڈھونڈ رہا ہے۔ زیادہ دن نہیں بچ پاؤں گا۔"

باسل نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"جب تک میں زندہ ہوں، تمہیں کچھ نہیں ہو گا۔ آج اسکا اینڈ ہو گا۔ تم نکلو اب"

باسل نے اسے مطمئین کیے بھیجا اور خود وہ اس جگہ پہنچا جہاں اس نے اجر کو وہ فلیش دینی تھی، وہ گلریز کے قریب ہی کا علاقہ تھا۔

وہ جب مطلوبہ سنسان جگہ پہنچا تو اجر پہلے ہی وہاں رک کر جیپ سے لگی کھڑی اسکی منتظر تھی۔

اسے دیکھتے فورا آگے آئی، جنرل عامر کے بیٹے کو بھی دوسرے ملک میں سیکورٹی دے دی گئی تھی کیونکہ تبریز نے دہرا حملہ کیا اور دونوں ناکام ہوئے اور اسکی اطلاع وہ باسل کو دے چکے تھے۔

"یہ فائل فلیش ہے اجر۔ اسے ہینڈل کرو اور جب تک میں نہ کہوں ایس پی آفس سے مت نکلنا"

باسل نے اسے وہ فلیش دی ساتھ تاکید بھی کی۔

"ٹھیک ہے۔ بس اپنا خیال رکھنا"

اجر نے اسکو گلے لگاتے رخصت کیا جبکہ باسل روانہ ہو گیا کیونکہ اسے ایک ارجنٹ کال آئی جسے اس نے اجر سے دور جا کر پک کیا، وہ ریسٹورنٹ کے آس پاس ہی باسل کا ایک زخمی آدمی تھا جس نے جین کو ریسٹورنٹ میں لگی آگ کی خبر دی اور ابھی جین ہی کی کال تھی۔

"کیا۔ اوہ میرے خدا۔ فورا پہنچو وہاں جین۔ فائیر بریگیڈ کو بھی فوری پہنچنے کا کہو۔ میں بھی آرہا ہوں۔ عمار کو الرٹ کرو تبریر کے حوالے سے"

باسل نے اسے فوری ہدایت کی اور پیچھے ہی روانہ ہوا لیکن لگ رہا تھا، حاشر اس سے پہلے پہنچنے والا ہے۔

..________________________________..

پورا ریسٹورنٹ صرف رملا اور عمار کے لیے اوپن تھا، عمار نے صبح ہی اسکی ریزرویشن کروالی تھی، دس منٹ سے وہ یونہی چپ چاپ بیٹھی تھی، نہ کچھ کھا رہی تھی نہ ہی اس نے عمار سے کوئی بات کی تبھی عمار کو اک میسج ملا جو جین کی طرف سے تھا۔

"بھائی خبر ملی ہے رحمان سیال کے ریسٹورنٹ کو آگ لگ گئی ہے۔ میں بس پہنچنے والا ہوں۔ باسل بھائی بھی آرہے ہیں۔ فائیر بریگیڈ بھی پہنچ چکے ہیں۔ شاید رحمان سر اور ماہیل اندر ہی پھنسے ہیں"

یہ میسج پڑھتے ہی عمار کی آنکھیں سرخ ہوئیں، اس نے نظریں اٹھا کر رملا کو دیکھا مگر وہ خود ہی کافی دیر سے جھکی نظریں اٹھا کر اسے دیکھ بیٹھی۔

"م۔۔ میں نے بابا کو رحمان تایا جان کا بتایا تھا کہ وہ ریسٹورنٹ ہیں۔ جو سزا دینی ہے دے دیں مجھے۔ ل۔۔ لیکن میں کوئی معافی نہیں مانگوں گی۔ بابا نے

بس اتنا کہا وہ آپکو اسکے بدلے نقصان نہیں دیں گے۔انہوں نے یہ بھی کہا تھا وہ باسل بھائی اور تایا جان کو بھی کچھ نہیں کہیں گے۔"

رملا کے اعتراف پر عمار نے سرخ نظروں سے اس لڑکی کو دیکھا جو اس وقت اقرار جرم کر رہی تھی جب عمار کو یہ اطلاع ملی کہ اسکے بابا کا ریسٹورنٹ، انکی دنیا جل رہی ہے اور شاید وہ اپنے دوست کے سنگ اس ریسٹورنٹ میں موجود ہیں۔

"بابا کے ریسٹورنٹ میں آگ لگ گئی۔بابا اور ماہیل انکل شاید اندر رہی ہوں۔اور یہ آگ تیری اطلاع پر اگر تبریز نے لگائی ہوئی تو۔۔۔۔"

وہ اٹھا اور آکر رملا کو بازو سے پکڑے کھڑا کروایا، وہ کراہ اٹھی، عمار کی گرفت اسکی سانسیں تنگ کرنے کی حد تک، آنکھوں سے نمی چھلکانے کی حد تک سخت تھی۔

"تو مجھے مار دینا۔ اپنے ہاتھوں سے مارنا آتشم۔ کسی اور کے رحم و کرم پر نہ چھوڑنا اپنی بیوی کو"

وہ بے دردی سے اسکی بات کاٹ گئی، عمار کو لگا کسی نے اسکا کلیجہ نگل لیا ہو۔

"ت۔۔ تو یہ سازش تھی تیری۔ تبھی دور ہونے کی بات کر رہی تھی تو؟ اگر اس سب کے پیچھے تو ہوئی تو میں تجھے نہیں ماروں گا لیکن میری دی سزا تجھے پل پل ضرور مارے گی رملا۔ تجھے وارن کیا تھا اب مجھے دھوکہ مت دینا۔ اب تیرا یہ دھوکہ اور اسکی اذیت تیرے مرنے سے بھی کم نہ ہو گی۔۔۔ میں تجھے نہیں ماروں گا۔۔۔ میں تجھے خود سے محروم کروں گا تو دیکھتی جا"

وہ اس وقت جہنم کی طرح سلگ گیا تھا، رملا ہر درد بھول چکی تھی، کرب سے جوابا مسکرائی۔

"ایسی زندگی میں جینے سے انکار کرتی ہوں جس میں آپ مجھے پل پل ماریں۔ م۔۔ میں اپنے بابا کے ساتھ مر جاؤں گی لیکن آپکی نفرت دیکھنا

میرے بس کی بات نہیں۔ میں نے بہت سوچا لیکن میں ب۔۔ بابا کی بیٹی ہو کر انکو دھوکہ نہیں دے سکی۔ میں انکا ساتھ دوں گی۔۔۔۔ وہ جیسے بھی ہیں حق پر ہیں۔ و۔۔ وہ آج درندے بنے ہیں تو آپکے بابا قصوروار ہیں۔ چھوڑیں مجھے۔ مجھے چھونے کی کوشش بھی مت کریں عمار سیال"

وہ اس شخص کو خود سے پرے دھکیل کر چینخی اور اس سے پہلے عمار اسے چھوتا، چھ عدد گن میز نا جانے کہاں سے نکلے اور رملا کی ڈھال بنتے سب ہی عمار پر گن تان گئے، عمار نے اپنی گن نکالی لیکن وہ مکمل طور پر تبریز کے لوگوں کے انڈر تھا جبکہ رملا نے کرب سے سانس بھرتے شاید آخری بار عمار سیال کو دیکھا۔

"ر۔ رملا۔۔۔ تو مجھے دھوکہ نہیں دے سکتی۔۔۔ ا۔۔ ایسا نہیں کر سکتی تو۔۔۔"

وہ بے یقینی سے بولا پر جوابا وہ اذیت سے مسکرائی۔

"میں شروع سے دھوکہ ہی دے رہی ہوں۔ میرے بابا بلکل حق پر ہیں۔۔ آپکے بابا کے ساتھ، آپکے ساتھ اور آپکی مما کے ساتھ جو کچھ کیا بلکل ٹھیک کیا۔ میں نے بابا سے آپکی جان بخشی مانگی ہے اس لیے ہٹ جائیں ہمارے راستے سے۔ مجھے جانے دیں۔ ہمارے بیچ جو بھی تھا سب ختم ہوا عمار۔م۔۔ میں صرف تبریز سیال کی بیٹی ہوں۔۔۔ اور کسی کی کچھ نہیں ہوں۔ نفرت کرنی ہے تو کریں، جو سمجھنا ہے سمجھیں لیکن میں صرف اپنے بابا کے ساتھ کھڑی ہوں۔۔۔"

وہ کہہ کر پلٹ گئی، اندر سے مر گئی تھی لیکن مضبوط اور سلامت تھی، عمار نے چلا کر اسے پکارا لیکن اس لڑکی نے نہ سنا، وہ ان لوگوں کے ساتھ جا رہی تھی۔

"رملا۔۔۔"

وہ دھاڑا تھا، بے بسی کی تکلیف، آتشم کو توڑ رہی تھی، آج پھر وہ خود کی موت محسوس کر رہا تھا۔

"رملا۔۔۔ مت جا۔۔۔۔ تو جھوٹ بول رہی ہے۔۔ تو میری جان بخشی واپس لے پر یہ مت کر میرے ساتھ۔۔ت۔۔ تو میری محبت ہے رملا۔۔۔ تو گئی تو میں بھی ختم ہو جاوں گا۔۔۔۔ سن رہی ہے تو پچھل پیری۔۔۔ رملا میں مار دوں گا خود کو یہ مت کر"

وہ چینختا رہا لیکن وہ چلی گئی، جیسے اس نے سب واقعی ختم کر دیا ہو، عمار جب تک باہر آیا، وہ تبریز کے لوگوں کے ساتھ جا چکی تھی، وہ دیوانہ وار پیچھے دوڑا لیکن قیامت ڈھل چکی تھی، وہ گاڑی لیے اکیلا ہی اس گاڑی کے پیچھے نکل چکا تھا کیونکہ یہ بلکل اک کڈنیپ ہی تو تھا، جبکہ دوسری طرف حاشر جب پہنچا تو آگے ریسٹورنٹ کو آگ اور دھوئیں کی لپیٹ میں دیکھے اسکے پیروں سے زمین سرک گئی تھی، ابھی تک جین پہنچا تھا لیکن باسل راستے میں تھا، دھوئیں اور سفوکیشن کے سبب ماہیل اور رحمان کا سانس بند ہونے کے

قریب تھا اور ان دو کے اندر پھنسے ہونے کی تصدیق جیسے ہی جین نے کی، حاشر نے کچھ نہ سوچا اور وہ ریسٹورنٹ کی جلتی بلڈنگ میں داخل ہو گیا، جین نے خود بھی روکا، سیکورٹی نے منع کیا لیکن وہ سبکو دھکیلتا پاگلوں کی طرح بابا پکارتا آگ اور دھوئیں کو چیرتے نکل پڑا، یہ سوچے بنا کہ اسکے زندہ لوٹ جانے کا کوئی انتظار کر رہا ہے۔

پوری ریسٹورنٹ کی بلڈنگ دھوئیں، غبار اور اگ کی گرفت میں تھی، عمار اور باسل کا رابطہ تھا مگر عمار، یہاں آنے کے بجائے رملا جس گاڑی میں گئی اسکا پیچھا کر رہا تھا۔

"رملا کو تبریز کے لوگ لے گئے۔ میں انہی کے پیچھے جا رہا ہوں۔ تو جلدی پہنچ باسل۔ بابا اور انکل کو کچھ نہیں ہونا چاہیے"

باسل کو عمار کی بہت ہی مدھم آتی آواز سنائی دی اور اسکے بعد رابطہ کٹ چکا تھا، وہیں اجر بھی اپنے آفس پہنچے ٹیم کی نگرانی میں باسل کے دیے ٹاسک

پورے کر رہی تھی تبھی ایک اہل کار اندر آیا اور اس نے دروازے کے پاس رازداری سے کچھ سپرے کیے اور وہیں سے نکل گیا، دراصل اجر کو دیا گیا زہر، اسکو سانس کے ذریعے دیا جانا تھا اور اسی کی ٹیم کا آدمی ہی تبریز سے ملا ہوا تھا۔

وہ زہر ایک دم اثر نہیں بلکہ دھیرے دھیرے سانس کے تھروا جر پر اثر کرنے والا تھا جبکہ وہ اس سے بے خبر اپنے کام پر لگی تھی۔

حاشر آگ اور دھوئیں سے بچتا بچاتا بلڈنگ کے مین ایریا تک پہنچا اور پھر سٹور کی طرف جہاں دھواں اس قدر بھر چکا تھا کہ حاشر کو سانس لینے میں دشواری آرہی تھی، لیکن وہ مسلسل آگے بڑھتا گیا، باسل کی گاڑی بلڈنگ کے قریب رکی تو وہ بے قرار سا ڈور کھولے باہر نکلا، جین نے کچھ فائٹرز سکیورٹی ٹیم کے لوگ اندر حاشر کے پیچھے روانہ کیے تھے، وہ خود بھی جاتا لیکن اسے سانس کا ایشو تھا تبھی انہی پر اعتبار کیا جبکہ باسل کو جب اس نے حاشر کے اندر جانے کا بتایا تو باسل کے چہرے کا رنگ فق ہوا۔

"گدھا کہیں کا۔ میں اندر جا رہا ہوں جین۔ یہ آگ جلدی بجھنی چاہیے۔ آگ بجھانے کا کام تیز کرواو"

باسل نے اسکا کندھا تھپکا اور پیچھے ہی بلڈنگ میں داخل ہوا لیکن تب تک حاشر وہ سلاخیں ہٹا کر سٹور روم میں کھانستا ہوا، گھٹے دم کے ساتھ گھس چکا تھا اور اس نے سٹور روم میں بھرتے دھوئیں پر پہلے تو روشن دان اور کھڑکیاں کھولیں پھر کہیں جا کر دھواں زائل ہوا تو وہ دوڑتا ہوا بندھے بابا اور ماہیل تک پہنچا، دونوں سر گرائے بے سدھ تھے، چہرے سیاہ جبکہ سانس بھی بند محسوس ہو رہی تھی۔

حاشر گھٹن کے عالم میں رحمان سیال کے چہرے پر جھکتا، ایک ایک سانس کھینچتا، بابا اور ماہیل کے چہروں پر باری باری جھکا، ان کے ناک کے قریب ہاتھ رکھے۔

"بابا۔۔۔ بابا سانس۔۔۔ بابا سانس لیں۔۔۔ ماہیل انکل۔۔۔ ہوش میں آئیں"

وہ چیخا، مگر اسکی آواز گھٹ کے رہ گئی، حاشر نے فوری انکی رسی کھولی، اور ماہیل کے بھی ہاتھ پیر آزاد کیے، ان دونوں کو گھسیٹتے ہوئے اس نے کھڑکی کی طرف لے جانا شروع کیا، لیکن جسم بوجھل اور ماحول دم گھونٹنے والا تھا، وہ طاقتور جوان تھا لیکن دو اسی جیسے توانا آدمیوں کو گھسیٹنا اس وقت حاشر کے لیے بہت مشکل تھا۔

اس نے دونوں کو کھلی کھڑکیوں کے نیچے والی دیوار سے ٹیک لگوا کر بٹھایا، ماہیل توکراہنے لگے، کھانسنے بھی لگے لیکن رحمان سیال کی خاموش سانسیں حاشر کی حالت مزید بگھاڑنے لگیں۔

"ب۔۔بابا۔۔۔مجھے چھوڑ کر جانے کا سوچیئے گا بھی مت۔۔۔م۔میں آپکو کچھ نہیں ہونے دوں گا"

اس نے بابا کے دل پر دباو دیتے انھیں پکارا تبھی ماہیل نے کھانسنا رو کے مندی مندی آنکھیں کھولیں لیکن سفوکیشن کے سبب وہ بھی کچھ بول نہ پا رہے تھے۔

اسی لمحے پیچھے سے دو فائر فائٹرز اندر داخل ہوئے، اور ایک نے آکر حاشر کی مدد کی، ایک نے ماہیل کو سہارا دے کر اٹھایا اور باہر کی طرف بڑھا جبکہ دوسرے نے رحمان سیال کو اٹھانے کو آگے بڑھ کر حاشر کی مدد کی، باسل بھی آگے ہی ملا جب بابا کو باہر لے جایا گیا، اس نے بابا کو سانس لیتے دیکھ کر ڈرے دل سے شکر ادا کیا۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا بابا۔ فورا لے کر چلو انکو"

باسل نے بابا کی گال تھپکاتے انھیں ہوش دلایا اور فائیر فائٹر کے ساتھ روانہ کیا خود وہ آگے گیا تو رحمان سیال کو سہارا دیتے وہ دو بھی آ، رہے تھے۔

"ب۔۔ بابا سانس نہیں لے رہے باسل"

حاشر کے ہانپتے سانس کے سنگ سرگوشی کرنے پر خود باسل کے ہاتھ پیر پھولے، پہلے تو وہ حاشر اور بڑی دونوں کو اس فائیر فائٹر کی مدد سے جلتی بلڈنگ سے باہر لایا، ایمبولینس بھی آچکی تھی، ماہیل کو ڈاکٹرز ابتدائی طبعی امداد دے رہے تھے جبکہ رحمان سیال کو بھی انہی کے سپرد کیا لیکن ڈاکٹرز اور نرسیز میں بھی رحمان سیال کو لے کر پریشانی دوڑ رہی تھی کیونکہ انکی حالت واقعی کریکٹیکل تھی۔

"ب۔۔بابا کو کچھ نہ ہو باسل"

باسل نے حاشر کو بھی سہارا دے کر بٹھایا، لیکن وہ گہرے گہرے سانس لیتا بس اس ایمبولینس کو دیکھ رہا تھا جہاں بابا تھے۔

"کچھ نہیں ہوگا۔ تم نے بروقت ان دو کو بچا کر ہم سب کو اپنا مقروض کیا ہے۔ تم ٹھیک ہو حاشر؟"

باسل کو اسکی حالت بھی کچھ خاص اچھی نہ لگی تبھی پوچھا لیکن اس وقت اسے اپنی کوئی تکلیف یاد نہ تھی۔

"م۔۔میں ٹھیک ہوں۔بابا کی زندگی کے سوا کچھ نہیں چاہیے مجھے باسل۔م۔میں انکو کبھی نہیں کہہ سکا کہ مجھے ان سے کتنا پیار ہے۔م۔میں انکی زندگی سے ہمیشہ نکلنے کے جتن کرتا رہا۔صرف اس لیے کہ انکی زندگی میں موہوم سہی، آسانی بن پاوں۔امی ن۔۔نے ڈائری میں لکھا تھا رحمان کا خیال کرنا اور خیال رکھنا۔م۔میری ماں نے مجھے ایسی تاکید نہیں کی تھی۔جسکا مطلب تھا وہ میری ماں کے لیے مجھ سے زیادہ قیمتی تھے۔مما انکے لیے پاگل تھیں۔۔دیوانی۔وہ منت کرتے رہے کہ انکے بابا نے اپنے دوست کی بیٹی سے انکا رشتہ طے کر دیا۔وہ ماہا سے پیار کرتے ہیں لیکن میری ماں شاید بابا کو مجبور نہ کرتی تو مر جاتی۔مر تو ویسے بھی گئی لیکن اب انکی روح کم از کم سکون میں تو ہے۔بابا کو بہت مجبور کیا تھا امی نے۔ تبھی تو انہوں نے اپنی وصیت میں مجھے یہ تاکید کی کہ میں انکی کبھی مشکل نہ بنوں۔۔۔میرا بھی

دل چاہتا تھا نارمل زندگی جیوں۔ میرے بھی بابا ہوں لیکن میری ماں کی کہی بات زیادہ اہم تھی میرے لیے، وہی سب میرے لیے ماں کا لمس تھا باسل"

حاشر کا گلا رندھ سا گیا یہی کیفیت باسل کی تھی، باسل نے اسکی طرف تکلیف بھری نگاہیں ثبت کیں۔

"تم بہت بہادر ہو۔ میں نے زندگی میں بہت کچھ دیکھا۔ تکلیف سے گزرا لیکن میں نے بھی اتنی تکلیف نہیں دیکھی جتنی تم نے جھیلی ہے لیکن اب ایمل آگئی ہے۔ وہ بانٹ لے گی تمہارے درد اور بڑی کو بھی کچھ نہیں ہو گا بھروسہ رکھو حاشر"

حاشر نے گہرا سانس لیے باسل کو دیکھا، وہ لوگ کچھ دیر تک ہوسپٹل پہنچ گئے، باسل نے صرف اور حان کو اس سب کی اطلاع دی اور سختی سے منع کیا کہ ابھی کسی کو کچھ مت بتائے۔

اور حان بھی انکے ہوسپٹل پہنچنے تک آگیا، ماہیل کو ڈاکٹرز نے خطرے سے باہر ڈیکلئیر کر دیا تھا اور باسل نے اور حان کو انکے پاس بھیجا جبکہ خود وہ ایمرجنسی روم کے باہر کھڑا تھا جہاں اندر رحمان سیال موجود تھے۔

"یا اللہ.. اس آدمی کو سلامت رکھ... ہماری دعاؤں کا مان رکھ۔"

وہاں قریب ہی بیٹھا حاشر ابھی بھی کانپ رہا تھا، شرٹ کی آستین دھوئیں سے سیاہ، آنکھیں آنسوؤں سے سرخ۔

"کاش میں تھوڑا اور جلدی پہنچ جاتا باسل۔۔۔"

حاشر کی آواز بیٹھ چکی تھی، باسل پلٹا اور حاشر تک پہنچا۔

"نہیں۔۔ اس وقت تو صرف تم ہی تھے جو ان دو زندگیوں کو موت کے دائرے سے نکال لائے۔۔ اگر تُم نہ ہوتے تو شاید آج۔۔۔"

باسل کہتے کہتے رک گیا پھر اس نے حاشر کے شانے پر ہاتھ رکھ دیا۔

"تم نہ صرف میرے بھائی ہو بلکہ آج سے میرے ہیرو بھی ہو۔ پریشان مت ہو بھائی۔ بڑی کو پتا ہے سب ان سے جتنے بھی ناراض ہو جائیں، انکے بنا جینے کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ میں اجر کو انفارم کر دوں"

حاشر نے دھندلائی آنکھوں سے باسل کی طرف دیکھا اور سر ہلایا جبکہ باسل نے زرا سائیڈ آتے اجر کو کال ملائی، وہ لگ بھگ تمام کام مکمل کر چکی تھی لیکن پچھلے دو تین منٹس سے اسے گلے میں گھٹن سی محسوس ہو رہی تھی، انسپکٹر خان نے اسے ریسرچ روم سے باہر لا کر فی میل انسپکٹر کی مدد سے آفس میں لا کر بٹھایا اور پانی وغیرہ پلایا لیکن اجر کو لگا اسکا حلق بنجر سا ہو رہا ہے، آنکھیں بھی شدید درد سے پھٹنے کو تھیں، سٹمک میں اس قدر درد تھا کہ وہ بیٹھ بھی نہ پا رہی تھی۔

باسل کی کال آ رہی تھی لیکن اجر میں ہمت نہ تھی وہ سنبھل کر کال اٹھا پاتی کیونکہ اسکا دھیان بھی مفلوج سا ہو رہا تھا۔

"میم آپ ٹھیک ہیں ؟۔۔باسل سر کی کال پک کر رہا ہوں۔ آپکی طبعیت بتاتا ہوں"

انسپکٹر خان نے پریشان سا ہوتے اجر کے اشارے سے منع کرنے کے باوجود کال پک کرتے فون کان سے لگایا۔

"سر۔۔۔ میم کی طبعیت کچھ ٹھیک نہیں۔ان سے سانس نہیں لیا جا رہا۔ اچانک سے ہوا سب"

باسل جو اسے بڑی اور بابا کے ساتھ ہوئے حادثے کا بتانے والا تھا، یہ خبر سن کر اسکی جان لبوں پر آگئی۔

"فوراً لے کر پہنچو اجر کو یہاں۔۔ ہوسپٹل۔۔ جلدی کرو خان"

باسل نے تقریباً دھاڑ کر کہا خود وہ گہرے سانس لیتا دوڑتا ہوا واپس حاشر تک پہنچا، حاشر اسے دیکھے گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"اجر ٹھیک نہیں۔۔ کہیں اسے زہر کسی اور طریقے سے تو نہیں دیا گیا ہو گا حاشر؟"

باسل کی آواز جیسے اسکے سینے میں دھنس رہی تھی اور حاشر کا چہرہ بھی لٹھے کی مانند ہوا۔

"اوہ میرے خدا۔ ہم نے کنگ کو بہت ہلکا لے لیا باسل۔ کہیں اس نے زہر انجیکٹ تو نہیں کیا یا سپرے؟۔۔ تم پریشان نہ ہو یہ بھی ہو سکتا ہے سٹریس سے اسکی طبعیت بگھڑ گئی ہو۔"

حاشر نے اپنی بات کی خود ہی نفی کی کیونکہ وہ دیکھ سکتا تھا باسل کے وجود سے جان نکلنے لگی ہے۔

"ا۔ اگر اسے زہر دیا گیا ہوا ت۔۔ تو حاشر؟"

باسل کی آواز نہ صرف لرزی بلکہ اسکی آنکھیں بھی سرخ ہوئیں، اور حان بھی باہر نکلا تو لپک کر ان دو کی طرف آیا۔

"کیا ہوا ہے۔۔باسل۔۔حاشر۔۔۔رحمان انکل ٹھیک ہیں ناں؟"

اورحان کا اپنا دم نکلا کیونکہ وہ دو شدید پریشان تھے۔

"ا۔۔اجر۔۔۔اسکی طبعیت بگھڑ گئی ہے۔۔انسپکٹر خان نے کہا وہ سانس نہیں لے پا رہی۔۔کنگ کے پلین میں تھا اسے زہر دینا۔۔۔۔"

باسل نے جب یہ بھاری لہجے میں بتایا تو اورحان نے اسے زور سے اپنے سینے بھینچا۔

"سب ٹھیک ہو گا باسل۔خود کو سنبھالو۔۔۔کچھ نہیں ہو گا اسے۔جب تک تمہاری محبت اسکے پاس ہے۔اسے کوئی تکلیف نہیں چھو سکتی۔کیا وہ آرہے ہیں ہوسپٹل۔۔کہو تو میں خود لے آتا ہوں اجر کو۔۔۔؟"

اورحان نے اسے روبرو کرتے حوصلہ دیا پر باسل کو جیسے کچھ سمجھ آنا ہی بند ہو گیا، وہ کیسے بھول گیا، کیسے اجر کی سیکورٹی کے لیے کچھ سولڈ نہیں کیا، پچھتاوے اور تکلیف نے جیسے اسکی سانس تنگ کر دی۔

"م۔۔ میں خود جاتا ہوں۔۔۔"

باسل نے غائب دماغی سے پلٹ کر کہا مگر حاشر نے اسکی بازو پکڑے روکی اور اور حان کو جانے کا اشارہ کیا، اور حان کے جاتے ہی حاشر نے باسل کو پکڑ کر بٹھایا، لیکن باسل ماہیل گہرے گہرے سانس لیتا جیسے بہت ہی ذہنی کرب میں تھا۔

وہیں دوسری طرف عمار نے ان لوگوں کا پیچھا بھی کیا اور جو تبریز کی لوکیشن ٹریس ہوئی وہ بھی اسی جگہ تھی جہاں وہ رملا کو لے کر گئے تھے۔

"ت۔ تم مجھے دھوکہ نہیں دے سکتی۔ تم ن۔۔ نے جھوٹ کہا ہے۔ م۔ میں جانتا ہوں تم مجھے بچانا چاہتی ہو رملا۔ اب میں پیار کرتا ہوں تم سے، اب تمہارے چاہنے کے باوجود تم سے بدگمان نہیں ہو سکتا۔ م۔ مجھے تمہاری اتنی عادت ہو گئی ہے کہ میں تمہارے بنا سانس بھی نہیں لے پاؤں گا۔ آتشم کا نام اب کی بار سچ میں اک عورت کی سانسوں پر آ، ٹکا ہے۔۔۔ آہ رملا

آہ۔۔۔ تم سمجھتی ہو میں تم سے نفرت کر لوں گا۔۔۔۔۔ تم ایسی نہیں ہو۔۔۔۔"

وہ اس وقت مخدوش حالت میں اس فارم ہاوس کی طرف جا رہا تھا جہاں رملا ان لوگوں کے ساتھ گئی تھی، عمار کی تکلیف، اسکا ضبط، اسکے صبر پر یہ دوپہر بھی سوگوار تھی، دن دہاڑے جیسے آسمان پر سوگوار شام سی اترنے لگی تھی۔

جبکہ رملا کو اپنے لوگوں کے ساتھ آتے دیکھ کر سگار کے کش لگاتا تبریز قہقہہ لگائے مسکرایا جو اسکے عین سامنے یوں آرکی تھی جیسے اسکے وجود سے ساری جان تو عمار سے دور ہوتے ہی نکل گئی۔

"آپ نے کہا تھا آپ کسی کو تکلیف نہیں د۔۔ دیں گے۔ آپ نے ریسٹورنٹ جلا دیا بابا؟ دوسرے وعدے پر تو قائم رہیں گے ناں، ع۔۔ عمار کو کچھ نہیں کہیں گے۔ د۔۔ دیکھیں میں انکو چھوڑ آئی۔۔۔ م۔۔ میں انکو دھوکہ دے آئی۔ ح۔۔ حساب برابر ہو گیا۔ اب عمار سے نفرت یہیں ختم

کر دیں۔۔۔م۔۔میں آپکے ساتھ آملی ہوں۔۔۔اب تو آپ کسی کو نہیں ماریں گے ناں؟"

رملا کی آنکھیں لہو تھیں، اسکے پورے وجود سے جیسے درد کی لہریں گزر رہی تھیں، ہر طرف تبریز کے لوگ تھے اور وہ یہاں درندے کو باپ سمجھ کر آ گئی تھی جبکہ تبریز جانتا تھا اس نے رملا کے نام کا دانہ ڈالا ہے، اسکا اصل شکار تو اب آنے والا تھا، عمار نے گن لوڈ کرے پکڑی اور باہر کھڑے دو لوگوں کی مونڈیاں ایسے رازداری سے توڑیں کہ انکو کراہنے کی مہلت بھی نہ ملی، وہ اندر گھسا ہی جب رملا اور تبریز کو دیکھے عمار دیوار کی اوٹ میں واپس ہوا۔

تبریز پاگلوں کی طرح ہنسا جبکہ اسکی ہنسی دیکھتے رملا کی آنکھیں بھیگنے لگیں۔

"میری معصوم سی جان۔ اتنی بیوقوف بس بیٹی ہی ہو سکتی ہے۔ دیکھ میرا اصل دشمن تو عمار ہے۔ اسے ہی زندہ چھوڑ دیا تو وہ آتشم تو مجھے قبر میں زندہ گاڑ دے گا۔ بھائی میرا اٹپک گیا۔ اب اسے بھی ٹپکا دیتا ہوں۔ پھر ہماری

زندگی میں کوئی گند باقی نہیں رہے گا۔وہ رمیز شادی کرے گا۔تجھے رانی بنا کر رکھے گا۔مارنے دے عمار کو۔ویسے بھی اسے اتنا ٹارچر کیا گیا ہے شاید ہی وہ نارمل انسان بن سکے۔۔چل اب بیوہ ہونے کے لیے ذہنی طور پر تیار ہو جا۔ابھی وہ آرہا ہو گا دم ہلاتا تیرے پیچھے۔۔۔ہائے اچھا عاشق کیا ہے تونے اسے اپنے پیچھے۔وہاں باپ مر رہا ہے پر وہ یہاں تیرے پیچھے آرہا ہے"

تبریز نے نجس مسکراتے رملا کے جبڑے سے گن کی نلی جوڑتے کہا تو وہ سسک اٹھی، نفی میں سر ہلائے بابا کو دیکھا جبکہ عمار کی آنکھیں بھی سرخ ہو کر پگھلیں، بابا کے ٹکنے والی بات پر، رملا کے بیوقوف بننے پر۔

"م۔میں بہت پیار کرتی ہوں عمار سے۔انہوں نے ناحق بہت سزائیں جھیلی ہیں بابا۔۔۔آپ سے زیادتی آپکے بھائی نے کی۔وہ سزا پارہے ہیں۔جل رہے ہیں۔۔عمار کو مت ماریں۔مجھے ماردیں انکے بدلے۔۔۔م۔میں انکی موت نہیں سہہ سکتی۔آپ چاہتے ہیں میں مر جاوں بابا؟ک۔۔کیا مجھ سے زرا بھی محبت نہیں۔ک۔کیا میری تکلیف آ۔۔آپکو زرا بھی نہیں اثر دے

رہی۔۔۔م۔مجھے جیتے جی انکی تکلیف ن۔۔ نہیں دیکھنی بابا۔میرا دل پھٹ جائے گا۔۔۔ن۔نہ آپکی تکلیف دیکھ سکتی ہوں۔۔میں نہ آپکو مرتے دیکھ پاوں گی نہ انکو۔۔۔۔م۔۔مجھے مار دیں میں منت کرتی ہوں۔"

رملا نے سسک کر گڑگڑاتے اس پتھر شخص کو پگھلانے کی کوشش کی لیکن تبریز اس وقت ایک باپ نہیں، انتقام کئ آگ میں جلتا پاگل تھا۔

"نہیں۔تجھے کیوں ماروں۔۔ جیسی بھی ہے اولاد ہے میری۔۔تجھے مرتا نہیں دیکھ سکتا۔مجھے مجبور مت کر رملا۔وہ کل کا عمار تجھے اپنے باپ سے زیادہ عزیز ہو گیا۔۔؟اس نے میرے کتنے لوگ مارے۔کتنی بار ہرایا تجھے اندازہ بھی نہیں۔م۔۔میں نے اگر یہ انتقام نہ لیا تو میں خود کو مار دوں گا۔۔۔تجھے بھی اپنے باپ کی تکلیف نظر نہیں آرہی۔۔۔اندر سے پھٹ رہا ہوں۔مدت جلنے کے بعد اب میرا اندر آتش فشاں بن گیا ہے۔۔۔۔تو سمجھتی نہیں میرا کرب۔۔۔میں اپنا نظر انداز ہوناک۔۔کیسے بھول جاوں۔۔۔۔برے ماں باپ ملے۔۔۔ایک اچھا بھائی ملا وہ بھی ان سب

منحوس لوگوں نے چھین لیا تو میں نے وہ بھائی ہی ان سب منحوسوں سے چھین لیا۔۔۔۔۔اور عمار کو مارنا تمہارے باپ کا بچاو ہے۔۔ سمجھی تو۔۔۔اس منحوس کے لیے خبردار اگر تو نے اک آنسو بہایا۔"

رملا نے یوں سانس روک لی جیسے آنسو اسکے سوا روکنے بے حد ناممکن تھے، عمار نے اک نظر اس سسکتی گڑگڑاتی رملا کو دیکھا پھر اس نے اپنی گن کی گولیاں دیکھیں، وہ اکیلے کیسے لڑے گا اس وقت یہ سوچا بھی نہ جا رہا تھا، دل بابا سے جڑا کانپ رہا تھا اور روح اس لڑکی کے ساتھ جھلس رہی تھی۔

جبکہ دوسری طرف انسپکٹر خان اور ایک فی میل انسپکٹر کے ہمراہ اجر کو ہوسپٹل لایا گیا، ہوسپٹل آنے تک اسکی طبعیت اس قدر بگھڑ چکی تھی کہ کسی نے باسل کو اسے دیکھنے بھی نہ دیا اور ایمرجنسی میں لے گئے، وہی ہوا جسکا ڈر تھا، باسل اسے اک نظر دیکھ کر ہی جان چکا تھا کہ وہ زہر ہی سے متاثر ہوئی، اس وقت جیسے سب پر قیامت ہی تو اتری تھی، حاشر کے لیے دگنی تکلیف کہ اک طرف بابا کی جان خطرے میں تھی اور اب اجر بھی، اسکی

بہن، جسے وہ نظر بھر کر دیکھ بھی نہ پایا تھا، اور حان اور حاشر دونوں کے لیے باسل کو سنبھالنا مشکل تھا کیونکہ ڈاکٹرز جب تک کنفرم کچھ نہ بتاتے، انکی سانس آسان ہونا مشکل تھا، جین کے لوگ عمار کی لوکیشن کو فالو کر رہے تھے، عمار کو جین نے میسج کیا تھا کہ وہ اسکے آنے سے پہلے اندر نہ جائے لیکن عمار سے مزید رملا کی اذیت اور تبریز کی بربریت برداشت نہ ہوئی تو وہ اکیلا ہی سامنے آگیا، سب نے ایک دم گنز آنے والے عمار پر تانیں تو جہاں تبریز اپنے شکار کے خود چل کر آنے پر ہنسا وہیں رملا کو لگا بس موت اس سے زیادہ اب کیا ہو گی۔

"ارے ارے دیکھو تو کون آئے ہیں۔ آتشم جی آئے ہیں۔ تیرے باپ اور اسکے یار کو ریسٹورنٹ کے سٹور روم میں باندھ کر جب میں نے آگ لگائی۔ آئے ہائے۔۔ مزہ آگیا۔ رملا نے مجھے بتایا۔۔ اسکا مقروض ہوں"

تبریز کے تمسخرانہ انداز پر عمار نے چند مزید قدم اٹھائے اور اس باپ بیٹی کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

"بابا ریسٹورنٹ موجود تھے۔ انکے گرد کافی سیکورٹی تھی میرے اور باسل کے لوگوں کی۔ تو وہاں بہت پلاننگ سے پہنچا۔ ہمارے ہر آدمی کو مار ڈالا۔ ریسٹورنٹ کے اکا دکا لوگوں کو یرغمال بنا کر پارکنگ میں باندھ دیا۔ بابا اور ماہیل انکل کو سٹور روم لے جا کر باندھا، پوری بلڈنگ کو آگ لگائی، یہ سب اگر رملا اطلاع نہ کرتی کہ بابا وہاں ہیں تب بھی تو کرلیتا کیونکہ بابا اکثر وہیں ہوتے ہیں۔ منجھا کھلاڑی جو ہے تو سو تیرے لیے یہ نارمل تھا۔ تو میری بیوی کا خواہمخواہ مقروض ہونے کی ضرورت نہیں تجھے تبریز"

عمار کے لہجے میں بلا کا اطمینان تھا جبکہ رملا نے کرب سے عمار کو دیکھا جو اسے نہیں دیکھ رہا تھا لیکن تبریز کی آنکھوں میں حقارت ضرور سلگی۔

"یہ میری بیٹی ہے صرف۔۔۔ خود پوچھ لے اس سے"

تبریز نے غرور سے سر اٹھا کر چیلنج کیا جس پر عمار کر بناک مسکرایا اور ایسی نظر رملا پر ڈالی جو اس لڑکی کے ٹوٹتے مسمار ہوتے وجود کو شدید دھکا دے گئی۔

"یہ تو ثابت کر چکی ہے کہ یہ کسکی کیا ہے۔ اس سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ تو بتا۔ میرے ہاتھوں کس قسم کی موت مرنا پسند کرے گا؟ کس ڈیزائن کی موت تجھے کم تکلیف دے گی۔ وہ کیا ہے کہ میں اپنی بیوی کے سامنے تجھے زیادہ دردناک موت نہیں دے سکوں گا۔ لیکن آتشم معاف نہیں کرے گا۔ میں تجھے ماروں گا اور اگر میرے بابا کی سانس بند ہوئی تو میں تجھے بیچ چوک میں لٹکا کر دوبارہ ماروں گا، تیرے جسم کا ایک ایک حصہ گولی مار کر تیرے جسم سے چیتھڑے بنا کر الگ کروں گا"

عمار کو خود پر تنی کوئی گن دیکھائی نہ دی کیونکہ اس وقت اسے صرف تبریز کے ٹکرے کرنے تھے بس تبھی اسکے اندر کی آگ سرد ہو سکتی تھی۔

"ب۔۔بس۔۔میرے بابا کے لیے ایک لفظ مزید نہیں"

رملا شاید یہ سمجھ رہی تھی وہ اب بھی دھوکہ دے سکتی ہے، جھوٹ بول سکتی ہے پر عمار تو تب یقین کرتا اگر اس نے رملا کو گڑگڑاتے نہ دیکھا ہوتا،

وہ چینخی کہ اسکے چہرے اور گردن کی رگیں تن آئیں، وہ بھیانک حد تک چلائی، کہ عمار کو ڈر لگا کہیں گلا نہ پھٹ گیا ہو۔

"تیرے باپ پر اپنا قیمتی لفظ ضائع کرنا بھی نہیں چاہتا ڈارلنگ۔ اسے میں صرف موت نامی شٹ آپ کال دوں گا۔ ویٹ اینڈ واچ مائی لوو"

عمار نے گن سیدھی تبریز پر تانی لیکن تبریز آگے سے ہنسا کیونکہ عمار ایک فائر کرتا تو بیس لوگ لگاتار اس پر کرکے اسے بھون ڈالتے، رملا نے نفی میں گردن ہلائی اور تیزی سے وہ عمار کے پاس آتی اسکے ہاتھ سے گن کھینچ لی، وہ اس قدر تکلیف میں تھا کہ اسکی گرفت اتنی کمزور تھی کہ رملا اسکے ہاتھ سے باآسانی گن جھپٹ گئی، تبریز کا پیچھے سے رملا کے اس کارنامے پر چھت پھاڑ

قہقہہ گونجا لیکن عمار کی آنکھ سے اک آنسو ٹپکا جب اس لڑکی نے عمار سے بچاو کا اک آخری سہارہ بھی چھین لیا، کیا وہ واقعی چاہتی تھی وہ تبریز کے ہاتھوں مرے۔

"میں نے یہ گن لی ہے تو خود پوری ڈھال ہوں آپکی۔ اسکا بھروسہ کریں عمار سیال"

وہ اسے یہ کہہ تو نہ سکی لیکن شاید اسکی درد میں ڈوبی آنکھوں نے عمار سے یہ کہہ دیا، عمار نے مٹھیوں کو زور سے کسا، وہ اس وقت اس لڑکی کے سبب مجبور کر دیا گیا تھا۔

"واہ واہ۔۔۔ یہ ہوئی ناں بات میری جان۔ لاو یہ گن دو ادھر۔۔۔ اب کیسے مارے گا تو مجھے عمار؟ یہ جسے اپنی بیوی کہہ رہا تھا، اسی نے تیری موت نامے پر دستخط کر ڈالے۔۔۔ اور زرا آگے پیچھے دیکھ۔ تیری ایک گولی چلتی پر

یہاں بیس چلتیں۔ تیرا یہ خوبصورت توانا اور قابل رشک جسم تو چھانی بن جاتا۔۔۔ہاہا۔"

تبریز نے خباثت سے ہنستے رملا کے ہاتھ سے عمار کی گن اچک لی جبکہ عمار اب بھی رملا کو دیکھ رہا تھا، جو زمین میں گڑھ چکی تھی۔

"مار دے مجھے تبریز۔اب میری موت بنتی ہے۔ تیری بیٹی کی جرت کا انعام بنتا ہے۔یہ چاہتی ہے میں ہار جاوں۔میں ہار گیا۔مار دے۔"

عمار نے سینہ تان کر تبریز کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑیں جس پر رملا نے کرب واذیت سے عمار کو دیکھا، اسکا پورا وجود جیسے عمار کے لفظوں پر سن ہو گیا، البتہ تبریز کو تو بہت مزہ آرہا تھا۔

"ارے ارے۔اتنی جلدی بھی کیا ہے۔۔۔پہلے مجھے زرا مزے تو لینے دے۔ تیرے باپ نے حاشر کی موت کو جو کیش کیا اسکی سٹوری تو سنانے دے یار"

تبریز نے ہنس کر قریب آتے عمار کی سرخ آنکھوں میں اپنی نشیلی مستی بھری آنکھیں جمائیں۔

"حاشر زندہ ہے۔ سلامت ہے۔ تجھے چو* بنایا بابا نے۔ سوری میسز اس گالی کے لیے۔۔۔۔ (رملا نے بہت مشکل سے اپنے آنسو روکے کیونکہ اسکا دل پھٹنے کے دہانے پر تھا)۔۔ اور میں نے اور باسل نے جو کیا تیرے ساتھ بہت اچھا کیا۔ تو اسی زلت ورسوائی کا مستحق تھا۔ مجھے افسوس ہے اپنی میسز کی وجہ سے میں تجھے نہیں مار سکوں گا لیکن مجھے پتا ہے تجھے میرے اپنے، میرے پیچھے رہ چکے میرے وارث موت سے بدتر زندگی دیں گے۔ میری روح کو سکون پہنچائیں گے۔ جیسا کہ میری بیوی نے مجھے ہارنے کا حکم دیا تو میں تیرے آگے ہارتا ہوں پر میں تجھ پر لعنت بھی بے شمار بھیجتا ہوں۔"

عمار کا لفظ لفظ جیسے رملا کو مار رہا تھا اور تبریز کے سکون کو غارت کر رہا تھا، اس نے پوری قوت سے عمار کے منہ پر مکا جڑنا چاہا پر عمار نے اسکی بازو قابو

کرتے روکی، رملا کی حالت ٹھیک نہیں تھی، اسکی آنکھوں میں سرخی اس قدر بڑھ چکی تھی کہ اسے ٹھیک سے نظر آنے میں مشکل ہو رہی تھی۔

"صرف گولی مار۔ ہاتھ اٹھایا تو تیرے ہاتھ کو توڑ دوں گا تبریز سیال۔ میری بیوی نے مجھے بس ہارنے کا کہا ہے۔۔ تیرے آگے جھکنے کا نہیں۔ اور آتشم کے ہارنے کے بھی کچھ اصول ہیں۔ سمجھا۔ دور رہ۔۔۔ تیری گن کی صرف گولی چھو سکتی ہے مجھے۔ اپنے یہ غلیظ ہاتھ اور بدبودار منہ دور رکھ مجھ سے"

عمار نے اسے پوری قوت سے پرے دھکیلا تو تبریز تنفر سے ہنسا، اس وقت وہ پاگل پن کی ساری حدیں پار کر چکا تھا۔

"بڑی اکڑ ہے تجھ میں"

تبریز نے اپنی اہانت سہہ لی کیونکہ ابھی وہ عمار کو بھون کر سارا غصہ نکالنے والا تھا۔

"میری مسیز نہ روکتیں تو بتاتا اکڑ ہوتی کیا ہے۔۔ پر کیا کروں میں اپنی وفادار بیوی کا غلام جو ہوں"

عمار نے حقارت سے رملا کو دیکھا، اس شخص کی یہ نظریں اس لڑکی کو کند چھری سے کاٹ رہی تھیں

"ی۔۔ یا اللہ میری برداشت کا امتحان مت ل۔۔ لیں۔ مجھے پاس بلا لیں۔۔۔ م۔۔ میں آپکے پاس آنا چاہتی ہوں۔ ی۔۔ یہ سانس نہیں لی جا رہی اللہ۔ م۔ میرے درد میں کمی کریں۔ م۔۔ مجھے محبت کی سزا مت دیں۔۔۔ م۔۔ میں اس شخص کو مار کر مرنا نہیں چاہتی۔ م۔۔ میں نے پہلی بار کسی کو خود میں دھڑکتے محسوس کیا۔ یہ شخص میرا محرم ہے اللہ۔۔۔۔ م۔ میں نے اس شخص سے محبت اسکے نکاح میں آکر کی۔۔ م۔ مجھے اس محبت میں اتنا درد نہ دیں۔۔۔ م۔۔ میرے نصیب میں اگر یہ شخص نہیں تو میں آپکے پاس آنے پر۔۔ دل و جان سے

راضی۔۔۔۔مجھے ان دو میں سے کسی کی موت ن۔۔نہ دیکھائیں۔۔۔۔ مجھ پر رحم کریں۔۔۔"

رملا کو لگ رہا تھا مزید یہ کھیل جاری رہا تو اسکے جسم کی ہر نس درد کی زیادتی سے پھٹ جائے گی،وہ اپنے شوہر اور بابا کے سامنے کھڑی اللہ سے اپنی موت مانگ رہی تھی کیونکہ ان میں سے کسی ایک کی بھی موت، اسے ویسے ہی مار دیتی،وہ تڑپ رہی تھی،وہ اندر ہی اندر مر رہی تھی۔

پھر جیسے ہوش میں آئی، جیسے کوئی آر پار کا فیصلہ کر لیتا ہے،وہیں جین اور باسل کے لوگ فارم ہاوس پہنچ گئے تھے،پورے فارم ہاوس کو انہوں نے گھیر لیا تھا۔

"تو میرے بھائی کی وہی پہلی اولاد ہے جس کے آنے نے انکی توجہ مجھ پر سے رہی سہی بھی ہٹا دی۔ تجھ سے نفرت ہوتی گئی مجھے عمار پھر میں نے تجھے آتشم بنے پر مجبور کیا لیکن آہ میرے ایماندار بھائی کا سچا خون تھا تیری رگوں

میں۔ تو نے اپنے مالک سے غداری کی پر ملک سے نہیں، میں چاہتا تھا اپنے بھائی کو غدار ثابت کرنے میں جو ناکامی ملی وہ تجھے کرمنل اور گینگسٹر بنا کر کامیابی میں بدلوں گا پر تو میری پیٹھ پیچھے میرے ہی لوگ مارتا رہا۔ پھر بظاہر تیری نقلی موت ہوئی لیکن تو اس باسل کو اپنی جگہ چھوڑ آیا۔ مجھے پھر مات دی۔ تجھ سے اتنی نفرت ہے کہ یہ جانتے بوجھتے کہ تو میری بیٹی کا سہاگ ہے۔ تجھے مار ڈالوں گا۔"

تبریز کا جملہ اسکی گن سے نکلے فائیر پر مکمل ہوا لیکن عمار سیال کو اس کے ہوتے آنچ بھی کیسے آتی۔ ایک نہیں، تبریز نے تین فائر کیے تھے، اور ان تین میں سے دو اسے لگے جو عمار کے آگے اسکی ڈھال بن گئی تھی، عمار کو کچھ دیکھائی دینا اور سنائی دینا بند ہو گیا۔ تبریز پر تنی ہر گن بھی اسے تاننے والے کی طرح پتھر ہی رہ گئی، اسکا اپنا ہاتھ لرز گیا، سفید جوڑے میں ملبوس رملا کے ایک گولی پیٹ میں اور ایک دل کے بہت قریب لگی جبکہ تیسری گولی عمار کی بازو چھو کر نکلی جہاں پہلے بھی زخم تھا لیکن اسے بس رملا کے سفید ہوتے

لباس کے یکدم سرخ ہونے کے سوا کچھ دیکھائی نہ دیا، وہ گرنے لگی جب عمار ڈر کر اس سے دور ہوا، وہ بری طرح نیچے گری، جبکہ جین اور باقی لوگ تیزی سے اندر گھسے، تبریز پر صدمہ طاری تھا، اپنی بیٹی لہو میں لپٹی دیکھ کر اسکی گن تو چھوٹ ہی گئی، باقی جین نے اسکی کلائیوں کو پکڑ کر ہتھ کڑی لگائی تو رملا نے کھلتی بند ہوتی آنکھوں سے بابا کی طرف دیکھا، وہ اریسٹ ہوئے تھے، مرے نہیں، پھر اس نے مسکراتے، درد سے کراہنے کے باوجود اس شخص کو دیکھا جو اسے لہو میں لپٹا یوں دیکھ رہا تھا جیسے پتھر ہو گیا ہو۔

"میں آپک۔۔ آپکی زندگی سے ایسے جاوں گی کہ م۔۔ مجھ سے نفرت میں آپ اتنے مصروف و مبتلا ہوں گے کہ م۔۔ میرے جانے کا دکھ آپکو کبھی محسوس نہیں ہو گا۔۔ عمار سیال۔ آپ نے ک۔۔ کہا میرا دھوکہ اب میری موت بھی نہیں دھو س۔۔ سکے گی تو م۔۔ میں خوش ہوں۔ میں نے ا۔ اپنی جان جوکھم میں ڈ۔۔ ڈالی پر میں نے ان سبکو بچا لیا جن سے م۔۔ میں نے محبت کی"

وہ بول تو پائی لیکن اسکی سانس اسکے حلق کا جیسے ساتھ چھوڑ رہی تھی، عمار نے کانوں پر ہاتھ رکھ لیے، وہ خود ہی چپ ہو گئی، بے دم ہو گئی، جین نے ہی ایمبولینس کو کال کی، وہ بے دم پڑی تھی، تبریز سسک رہا تھا جبکہ عمار سے حرکت کرنا بھی دوبھر تھا، پھر جیسے وہ اس لڑکی کو دیکھے ہوش میں آیا اور نفی کرتا قدم پیچھے اٹھاتا ہوا اس فارم ہاوس سے باہر بھاگا۔۔

"ن۔ نہیں۔۔۔ نہیں۔۔ نہیں۔۔ یہ سب خواب ہے۔۔۔ جاگ عمار جاگ۔۔۔ نہیں نہیں اسے کچھ نہیں ہوا۔۔۔ وہ۔۔۔ وہ خون۔۔۔ وہ۔۔ خ۔۔ خون کچھ نہیں ہے۔ وہ م۔۔ میرے اندر کا ڈر ہے جو سامنے آیا۔۔ وہ ا۔۔ ایسے نہیں کر سکتی۔۔ اس نے گن چھینی۔۔۔ میں مان گیا ہار گیا۔۔۔ پ۔۔ پھر م۔۔ میرے سامنے۔۔۔۔ نہیں نہیں وہ سامنے نہیں آئی تھی۔۔ سنبھال خود کو۔۔۔ اسے کانٹا بھی نہیں چبھا۔۔۔ ا۔۔ اسے کوئی درد نہیں ہوا۔۔۔ م۔۔۔ مجھے لگی ہے گولی۔۔۔ ا۔۔ اسے آنچ بھی نہیں آئی۔۔۔۔ ن۔۔ نہیں یہ سچ ہوا تو سب ختم ہو جائے گا"

وہ اپنے کانوں پر ہاتھ رکھے ہیجانی انداز میں چلاتا جیسے خود کو ہوش دلا رہا ہو لیکن یہ سچ تھا اس شخص کا رواں رواں لرز رہا تھا، ایمبولینس قریب ہی تھی، پانچ منٹ سے پہلے پہنچی، نرسیز اور ڈاکٹرز عمار کے دیکھتے ہی دیکھتے اندر فارم ہاوس دوڑے تو عمار نے کراہتے ہوئے اپنے سینے پر ہاتھ سہلایا۔۔ وہ دیوانہ وار پیچھے ہی دوڑا لیکن اس نے دیکھا وہ سب جھوٹ نہیں تھا، رملا بے سدھ تھی لیکن جب ڈاکٹر اور نرسیز اس تک پہنچنے تو وہ درد سے کراہی تھی، اسکا خون نیچے زمین پر جیسے پھیل چکا تھا، عمار کو آج سے پہلے خون سے کبھی ڈر نہیں لگا تھا لیکن آج اسکی سانسیں بند ہو رہی تھیں، وہ لوگ رملا کو ابتدائی طبعی امداد دیتے اسکے بہتے خون کو روکنے کی کوشش کر رہے تھے۔

"میں آپک۔۔ آپکی زندگی سے ایسے جاوں گی کہ م۔۔ مجھ سے نفرت میں آپ اتنے مصروف و مبتلا ہوں گے کہ م۔۔ میرے جانے کا دکھ آپکو کبھی محسوس نہیں ہو گا۔۔ عمار سیال۔ آپ نے ک۔۔ کہا میرا دھوکہ اب میری موت بھی نہیں دھوس۔۔ سکے گی تو م۔۔ میں خوش ہوں۔ میں نے ا۔ اپنی

جان جوکھم میں ڈ۔۔ڈالی پر میں نے ان سبکو بچالیا جن سے م۔۔میں نے محبت کی"

اسکی سانس ایسے اٹک رہی تھی جیسے اسکی روح اسکے جسم سے نکل رہی ہو لیکن وہ ظالم تھا یا مظلوم خود بھی سمجھ نہ پارہا تھا لیکن ایک بات طے تھی، اس شخص نے رملاسیال کو خود سے محروم کر دیا تھا، اسے ریسکیو کیا جارہا تھا لیکن خدا گواہ تھا وہ ان ڈاکٹرز اور نرسیز کے خود کو چھونے پر زیادہ تڑپ رہی تھی، وہ اس سے خوف کھائے دور کھڑا رملا کی کہی باتوں کی بازگشت کو حشر کے صور کی مانند محسوس کر رہا تھا۔

"شاید ہم اسے بچانہ پائیں۔"

وہ جوسن کھڑا تھا، کسی کی یہ سرگوشی سنے ہوش میں آیا۔

"ہٹو اس سے دور۔۔کوئی ہاتھ نہیں لگائے گا اسے"

آتشم کی للکار فلک بوس تک گئی تھی، وہ سبکو پکڑ کر رملا سے دور کرتا خود اسکے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھا، اسکا سر اٹھا کر اپنی گود میں رکھا، وہ بمشکل آنکھیں کھول سکی تو کراہنا بھولے مسکرائی، ہر کوئی اس دردناک منظر پر آنکھیں بھگوئے تھا جبکہ تبریز کی سانس بھی رکی تھی، جین اسے گھسیٹے ہوئے اپنے لوگوں کے سپرد کر گیا، تبریز کی کسی التجاء کو نہ سنا گیا۔

"ت۔۔تجھے کچھ نہیں ہو گا۔تو م۔۔مجھے چھوڑ نہیں سکتی رملا۔میں کیا کروں گا تیرے بنا بول۔ہم ہوسپٹل چل رہے ہیں۔م۔۔میں اس سب کے بعد بھی پیار کرتا ہوں تجھ سے۔۔۔ب۔۔بہت پیار۔ہاں جو سزا بنتی وہ میں تجھے دوں گا لیکن اپنے بہت پاس رکھ کے۔۔۔سن رہی ہے ناں۔۔ہم ہوسپٹل چل رہے ہیں۔۔۔"

عمار نے اسے بازوؤں میں اٹھایا تو درد کی ٹیسوں پر رملا نے سسک کر بھیگتی بند ہوتی آنکھوں کے پار عمار کو دیکھا، اسکا سانس اٹکنے لگا تھا، وہ اسے لیے باہر دوڑا، ڈاکٹرز اور نرسیز بھی پیچھے ہی لپکے۔

وہ اسے ایمبولینس میں لا کر لٹائے خود پاس بیٹھا، وہ لوگ فوراروانہ ہوئے لیکن رملا کو آکسیجن ماسک لگانا پڑا، عمار نے اک لمحہ بھی ہوسپٹل تک اسکا ہاتھ نہ چھوڑا تھا، وہ بول بھی نہ پایا کچھ بس دل چاہا اڑ کر وہ ہوسپٹل پہنچ جائیں، اسے رملا کے سفید کپڑے پورے لال دیکھ کر مزید تکلیف ہورہی تھی، وہ مر رہی تھی لیکن خدا گواہ تھا، عمار کو بھی سانس نہیں آرہی تھی۔

جبکہ دوسری طرف بھی قیامت ہی توڈھل آئی تھی، جسکا ڈر تھا، وہی ہوا۔

"زہر کا ایفیکٹ ہے لیکن بہت لکی رہی وہ کہ بہت جلدی ہوسپٹل پہنچ آئی۔ دعا کریں وہ ٹھیک ہو جائے۔ ہم نے زہر کے ٹریسیز ہر ممکنہ ریمو و کر دیے ہیں لیکن پھر بھی اسے خطرے سے نکلنے میں وقت لگے گا۔"

ڈاکٹر نے آکر حاشر، اور حان اور باسل پر یہ قیامت بھی ڈھادی، باسل کے لیے شاید یہ لمحہ سب سے زیادہ تکلیف دہ تھا۔

"سب میری لاپرواہی ہے۔میں نے اسے جانے ہی کیوں دیا آج آفس۔۔۔وہ اس حال میں میری وجہ سے آئی۔۔"

باسل کا خود کو بلیم کرنا دگنا دردناک تھا، حاشر نے اسے تسلی دی، اور حان نے بھی حوصلہ دیا لیکن اس وقت باسل کو بس اجر چاہیے تھی، اور حان کچھ دیر بابا کو دیکھنے گیا تو حاشر نے اس بے چین شخص کو اک بار پھر تسلی دینی چاہی۔

"بھلے وہ زہر سے ایفکٹ ہوئی ہے۔ لیکن ان نے جو کیا وہ کمال ہے باسل۔سب سے پہلے تو جنرل عامر کی فیملی کو بچایا۔بابا کی جھوٹی غداری فائل اپنے قبضے میں لی دوسرا تمہاری فائل کو ایسا بدلا کہ انکوائری کے بجائے اب حکومتی ایوارڈ ملنے کا چانس ہے تمہیں۔جب فرض بڑے ہوں تو ایسی چھوٹی موٹی تکلیفیں آتی ہیں۔وہ اے ایس پی اجر سیال ہے۔کوئی معمولی لڑکی نہیں۔اس نے اپنے فرض کو اس قدر خطرے کے ماحول میں نبھا کر عمار اور

بابا کی ماضی کی ہر غلطی کا مداوا کیا ہے۔ تمہیں اسے اپنی مضبوطی بنانا ہے۔ کمزوری نہیں"

حاشر نے اسے تکلیف سے نکلنے میں مدد دی لیکن وہ پھر بھی صرف اجر کی تکلیف محسوس کر رہا تھا۔

"تم لوگ باسل ماہیل نہیں ہو۔ وہ تمہیں بہت بہادر اور مضبوط نظر آ رہی ہے۔ جیتی دیکھائی دے رہی ہے لیکن میں اسکی تکلیف سے اک قدم بھی آگے نہیں بڑھ رہا۔ مجھے بس اسکی رواں دھڑکن سے واسطہ ہے"

وہ کسی تسلی کو نہیں مان سکتا تھا۔ اسکے دل، دماغ اور وجود سب کا سکون، اجر سیال کی صورت داؤ پر لگ چکا تھا، مشکل آ پڑی تھی۔

"وہ ٹھیک ہو جائے گی باسل۔۔۔ خود کو سنبھالو۔ میں اکیلا کس کس کو سنبھالوں گا۔م۔ مجھے تو خود اللہ کے بعد تمہارا آسرا ہے دوست"

حاشر کی آواز جب پھٹ گئی تب باسل نے کچھ ہمت پکڑی کیونکہ وہ حاشر کو مزید ڈرا رہا تھا جو پہلے ہی اذیت میں تھا۔

اور حان بھی واپس آیا تو دونوں کے پاس ہی بیٹھا، اسکے بیٹھنے کی دیر تھی کہ باسل نے اور حان کے کندھے پر سر ٹکالیا جبکہ ہاتھ مضبوطی سے اس نے حاشر کا تھام رکھا تھا۔

جبکہ رملا کو وہ لوگ سب سے قریبی اسی ہوسپٹل لے کر پہنچے تھے جہاں ماہیل اور رحمان تھے اور اب اجر بھی تھی، ایمرجنسی پولیس کیس تھا جسے عمار نے خود ہی ہینڈل کیا پولیس کے لوگ دیکھا کر جبکہ وہ لوگ رملا کو آپریشن تھیٹر لے کر جا چکے تھے، عمار کے شرٹ پر کچھ اسکا لہو تھا کچھ رملا کا، جبکہ عمار وہیں سے سیدھا ایمرجنسی ایریا کی طرف آیا، عمار کو آتا دیکھے باسل اور وہ دو بھی اٹھے۔

"کہاں ہیں بابا باسل۔۔۔ک۔۔کیا وہ ٹھیک ہیں؟میرے بابا کو کچھ ہوا تو نہیں؟"

وہ سب تو عمار کی زخمی بازو اور شرٹ پر لگے خون کو دیکھے دہل گئے۔

"یہ خ۔۔خون۔۔۔زخمی ہے تو؟کیا ہوا ہے؟"

اس سے پہلے باسل کے سوال پر عمار کچھ بتاتا،عقب سے ماہر آیا اور اس نے جب سب بتایا اور رملا کا بھی،ایک بار پھر سب کے پیروں سے زمین سرکی۔

"بڑی ابھی بھی خطرے میں ہیں اور اجر کو سپرے کر کے زہر دے دیا گیا عمار"

باسل کے بتانے پر عمار پلٹا،لپک کر باسل تک پہنچا۔

"کیا۔۔۔اوہ میرے خدا۔یہ ساری آزمائشیں ایک ہی وقت کیوں۔۔۔میرا دل پھٹ جائے گا"

عمار نے خود کو کرسی پر لڑھکا دیا، ایک طرف رملا، دوسری طرف بابا اور اب لاڈلی بھی۔

یہ تو شاید اللہ نے رحم کر دیا کہ رحمان سیال کی جانب سے اچھی خبر آگئی کہ وہ خطرے سے باہر ہیں لیکن بہرحال اذیت وہیں کی وہیں تھی۔

باسل نے اور حان اور حاشر کی ذمہ داری لگائی کہ ایک ماہیل انجم کے پاس رہے دوسرا رحمان کے پاس اور خود وہ عمار کو نرس کے ساتھ لے کر گیا تاکہ وہ اسکے بازو کے زخم کی ڈریسنگ کرے، عمار اپنے زخم کو دیکھانے پر ہرگز راضی نہ تھا۔

"کیا کروں گا مرہم کا جب آرام نہیں آئے گا باسل۔۔۔ دیکھ میری منحوسیت۔۔ مجھ سے جڑا ہر فرد اذیت میں ہے۔۔ دیکھ یار میری بدبختی"

باسل نے نرس کو جانے کا کہا اور خود ایک بار پھر اپنی تکلیف بھول کر زبردستی اس نے عمار کی شرٹ اتاری، جبکہ اسکی بازو کا زخم دیکھ کر اچھے بھلے انسان کا دل بند ہو جاتا۔

"چپ کر جا یار۔۔۔ ابھی تیری یہ خود اذیتی سہنے کے لیے طاقت نہیں مجھ میں۔"

باسل نے بہت تکلیف کے سنگ منت کی، دونوں کے چہروں پر حزن تھا۔

"تبریز کو عمر قید کروائے گا تو۔۔۔ وہ مرے گا نہیں بلکہ ساری عمر موت کو ترسے گا۔ ا۔۔ اس نے بنا سوچے فائیر کیے باسل۔۔ و۔۔ وہ سامنے آگئی میرے۔۔۔ اس نے مجھ سے گن چھینی اور خود ڈھال بن گئی۔ اس سے نفرت کروں یا محبت بتا؟"

عمار کا پورا وجود آگ کی طرح تپ رہا تھا، وہ بکھرے تڑپے حال میں آیا یار سے مرہم مانگ رہا تھا جسکا اپنا وجود چھلنی تھا۔

"م۔میں اسے بچا نہیں سکا۔ا۔اس نے میری وجہ سے موت چن لی۔۔۔کیا میں اتنا بدبخت ہوں باسل۔۔۔میرے بابا، مما۔۔میری آنکھوں کا نور اجر۔۔۔اور وہ مرگ جان سی لڑکی۔۔۔سب الگ الگ طرح کی موت جھیل رہے ہیں۔۔۔م۔مجھے میرے کیے کی یہ سب سزائیں کچھ زیادہ نہیں مل رہیں باسل۔۔۔رملا کو ک۔۔کچھ ہوا تو میں مر جاوں گا باسل۔۔۔۔یہ میں کہہ رہا ہوں۔۔۔و۔۔وہ اتنی اذیت کیسے اکیلے جھیل گئی۔۔۔ا۔۔اس نے مجھ سے دور ہونے کی جرت بھی کیسے کی؟"

عمار کی آنکھوں سے بہتے آنسو اس وقت باسل صاف نہیں کر پا رہا تھا کیونکہ وہ خود تکلیف میں تھا۔

"کچھ نہیں ہو گا اسے۔۔۔سن رہا ہے تو۔۔نکل اس پاگل پن سے۔کچھ بھی نہیں ہو گا اب تیرے ساتھ۔میں نے اللہ سے تیرا دائمی سکھ مانگا ہے عمار۔۔۔مجھے پورا بھروسہ ہے میری دعا سنی جائے گی۔نہ اجر کو کچھ ہو گا نہ رملا کو۔۔۔۔اور تبریز ساری عمر اس عذاب کو جھیلے گا جو اس لمحہ ہم جھیل

رہے ہیں۔یہ وعدہ ہے میرا تجھ سے۔اب خبردار تورویا۔۔یہاں آمیرے پاس"

باسل نے نہ صرف اسکے آنسو پونچھے بلکہ اسے ہاتھ پکڑ کر اٹھائے گلے بھی لگایا، یہ بتاتے کہ وہ ہمت نہیں ہار سکتا۔

"میری گڑیا کے پاس رہنا۔۔میں رملا کو دیکھتا ہوں۔۔۔میں ٹھیک ہوں۔۔تو بھی پریشان مت ہونا۔یہ ہم سبکی آخری آخری آزمائشیں ہیں اور ہاں۔۔حاشر کو بابا سے ملوادینا، کافی سال سے وہ نہیں ملے۔وہ بہت تکلیف میں لگا مجھے۔اسکے درد ہم دونوں سے گہرے ہیں"

عمار نے شرٹ اٹھا کر پہنی تو جیسے اس پر لگے خون کو دیکھے اسکی آنکھیں سرخ ہوئیں لیکن وہ نکل گیا جبکہ باسل بھی واپس آیا۔

رملا کی سرجری جتنی دیر میں ہوئی، خدا گواہ تھا عمار آپریشن تھیٹر کے باہر ہی ٹہل رہا تھا، کبھی سانس رکتی، کبھی رواں ہوتی، کبھی دل سکڑتا کبھی پھیل جاتا۔

دو گھنٹے کی سرجری کے بعد فائیلی اسے جب اسٹریچر پر لیے سپیشل کیئر روم میں منتقل کیا گیا تبھی عمار نے راستے میں ہی اسے روکا، نرس نے اسے بہت روکا لیکن وہ رملا کو چھو کر اسکے دھڑکتے دل کا احساس پانا چاہتا تھا۔

"سر پلیز ہٹ جائیں"

نرس نے مداخلت کرنی چاہی جب عمار نے اسے ہاتھ اٹھا کر روکا اور خود وہ رملا کا ہاتھ پکڑے دوسرا ہاتھ اسکے ماتھے پر رکھے ہولے سے پکارا۔

"رملا۔۔۔بس درد ختم ہو جائیں گے سارے۔۔۔بس مجھے چھوڑنا نہیں تو نے۔۔۔میں تیرے ساتھ ہوں۔۔تجھے اک لمحہ اکیلا نہیں چھوڑوں گا"

وہ اسکا ماتھا چومے سر گوشی میں بولا لیکن رملا کے وجود میں کوئی لعرزش نہ ہو سکی، نرسیز نے بڑی مشکل سے عمار کو پیچھے کیا اور وہ لوگ رملا کو جس روم میں لے کر گئے وہاں بھی اگلے بارہ گھنٹوں تک کسی کو جانے کی اجازت نہ تھی۔

پیچھے پیچھے ڈاکٹر بھی نکلا تو عمار بیقراری سے اس تک پہنچا۔

"وہ ٹھیک ہے ناں؟ سرجری ٹھیک ہوئی؟"

عمار کی سانس بے حد بھاری تھی۔

"ہاں دونوں بلٹس ہم نے نکال تو دی ہیں۔ لیکن اسکی جان کسی بھی وقت جا سکتی ہے عمار سیال میں جھوٹی امید نہیں دلاوں گا، اگلے بارہ گھنٹے کریٹیکل ہیں۔۔۔ اسکا پورا اسٹمک ایریا، ہارٹ ایریا ڈیمج ہوا ہے۔ وہ صرف بائیس سال کی بچی ہے، یہ سب ایک ہٹے کٹے انسان کو بھی کچھ پل کے لیے ختم کر دے

جو اس نازک سے وجود نے سہہ لیا۔ دوسرا وہ ذہنی طور پر بہت شدید دباو میں بھی ہے۔۔ ول پاور صفر۔۔۔ ایسے میں اسے صرف دعا بچا سکتی ہے"

ڈاکٹر نے عمار کے شانے کو مایوسی سے تھپکا لیکن عمار یہ سب سننے کو ہر گز آمادہ نہ تھا۔

"م۔۔مجھے اسکے پاس رہنے دیں یہ بارہ گھنٹے۔۔۔ پلیز"

عمار کی ریکوسٹ سنے ڈاکٹر پریشان ہوئے۔

"پلیز مسٹر عمار۔ بارہ گھنٹے تک وہ ہماری خاص نگرانی میں رہے گی۔ میں اسکی اجازت نہیں دوں گا تمہیں"

عمار نے اس ڈاکٹر کو سیدھا گریبان سے دبوچا۔

"بات سن ڈاکٹر۔۔۔ وہ یہاں میرے سینے میں دھڑک رہی ہے۔۔ سمجھ رہا ہے بات۔۔۔ مجھے اسکے پاس رہنے سے تیرا باپ بھی نہیں روک سکتا۔ اور

اگر اسے کچھ ہوا میں اس پورے ہوسپٹل کو آگ لگا دوں گا۔مجھے اس کے پاس سے کوئی نہیں ہلا سکتا۔۔۔اسکے پاس رہنا ہے مجھے"

عمار کی مخدوش حالت دیکھتے ڈاکٹر نے ڈر سہم کر اجازت تو دے دی لیکن جب عمار روم میں آیا، اسکی اپنی ہمت ٹوٹ گئی جب اس نے رملا کے ناک سے گزرتی سانس کی نالی کو دیکھا، مانیٹر پر اس لڑکی کے وجود میں ڈورتی بجھی زندگی کے شواہد تھے، وہ بھاری قدم اٹھاتا اس تک پہنچا، وہ صرف اک ہوسپٹل کے لوز سے آئس بلو گاون میں تھی، سینے پر لگی پٹی اسکے گاون کے گریبان سے جھانک رہی تھی، ہاتھ پر کینولا فکس تھا جس سے قطرہ قطرہ خون اسکے اندر انڈیلا جا رہا تھا۔

"رملا"

وہ اسکے پاس ہی بیٹھا اور اسکے تکیے کے دائیں بائیں ہاتھ ٹکا کر سہارے سے جھکا اور رملا کا ماتھا چومتے اسے پکارا یہ جانتے ہوئے وہ کم از کم بارہ گھنٹے تو اسے نہیں سن سکے گی۔

"مجھے نہیں پتا تو میرے ساتھ کتنی وفادار ہے لیکن میں ضرور تجھ سے سر سے پیر مخلص ہوں۔ میری یہ تکلیف بھی ہر ملاوٹ سے پاک ہے جو تیرے درد پر دگنی ہو کر مجھے محسوس ہو رہی ہے۔ میں نے کتنی بار پوچھا بتا دے، کیوں اکیلے اذیت سہی تو نے۔۔ میں مر گیا تھا کیا۔۔۔۔ اب تجھے واپس آنا ہے تاکہ میں تجھ سے چن چن کر حساب لے سکوں۔۔۔ میری زندگی میں سب درھم برہم تھا۔ ٹھکانے پر بس تو تھی جس نے مجھے بھی میری ذات کے مرکز لوٹائے۔۔۔ میں نہیں رہ سکتا تیرے بنا۔۔۔ مجھے جینا ہے تیرے ساتھ۔۔۔ بہت سارا۔۔۔ میں تیرے ساتھ بہت سارے بچے چاہتا ہوں یقین کر رملا۔۔۔۔"

وہ اسکے چہرے کو دیکھے اس پر اپنے سہارے جھکا یہ سب کہنے کے بعد آخری جملے پر خود کربناک سا مسکرا دیا پھر اس نے رملا کے ناک میں موجود وہ سانس کی نالی دیکھی، عمار کو لگا اسکا دم گھٹ جائے گا۔

"ی۔یہ کیا ہے رملا۔۔۔میری سانس بند ہو رہی ہے تجھے ایسے دیکھ کر۔تجھے ایسے بارہ گھنٹے کیسے دیکھ سکوں گا۔مجھے اکیلے تڑپنے کو چھوڑ کر کیسے بے خبر ہو سکتی ہے مجھ سے۔۔۔۔ تجھ سے میرا درد برداشت نہیں رملا تو دیکھ مر رہا ہوں تجھے اس حال میں دیکھ کر۔۔۔۔۔"

وہ اسکے نازک نرم مگر سوکھتے ہونٹوں پر نرمی سے جھکا، جیسے بس چھو کر اسے آرام دینے کی نیت کی ہو، یا گزرے کسی شدت بھرے لمس کی تلافی کی ہو، پھر اسکی گال چومتا وہ واپس اٹھ بیٹھا، کیونکہ اپنی بازو بھی سن محسوس ہو رہی تھی۔

وہ اٹھا اور جا کر سامنے کاوچ پر بیٹھا، اسے بارہ گھنٹے اب کوئی کام نہ تھا جبکہ دوسری طرف اجر بھی خطرے سے باہر تھئ، باسل ہی پہلے اسے دیکھنے گیا جب اسے نیم غنودگی میں ڈاکٹر ایگزامن کر رہے تھے۔

وہ اسکے پاس آیا تو اجر نے نقاہت سے آنکھیں کھولتے باسل کو دیکھتے ہی اسکا ہاتھ زور سے پکڑا، باسل نے نرس کے جانے کا ویٹ کیا اور اسکے جاتے ہی وہ پاس بیٹھا اور اجر کو لیٹے سے اٹھا کر بٹھائے اپنے سینے لگا گیا، وہ بھی جیسے بہت ڈری ہوئی اس سے لپٹ گئی تھی۔

"ب۔۔بہت ڈر گیا تھا میں۔ میری سانس سینے میں اٹک گئی تھی۔ میرے سکون تم ٹھیک ہو۔۔۔ یہاں دیکھو۔۔لیٹ جاو۔۔۔ مجھے بتاو کوئی درد تو باقی نہیں"

وہ اسے اپنے سینے لگاتا اسکے ہونے کا یقین پاتے ہی تکیے درست کرتا اسے ٹیک لگواتا مزید قریب ہو کر بیٹھا تو وہ بہت دردناک سا کھانسی لیکن اگلے ہی

پل مرجھائی سو جھی سرخ گوشوں والی آنکھوں سے باسل کو دیکھتے مسکرائی اور ہاتھ بڑھا کر اسکی گال سے لگایا ہی جب باسل نے اسکا وہ ہاتھ پکڑ کر دیوانگی سے چوما۔

"م۔۔میں ٹھیک ہوں لیکن عجیب عجیب سا درد ہے پتا نہیں کہاں کہاں۔۔۔م۔۔مجھے پانی دینا۔۔۔ب۔۔بہت درد کر رہا ہے گلا۔۔۔باقی ٹھیک ہوں باسل۔۔پریشان مت ہو"

باسل نے اسے فوراپانی دینے کو سائیڈ پر رکھی بوتل اٹھائی پر وہ خود ہی کھانستی ہوئی اسکے ہاتھ کو پرے کر گئی۔

"ایسا لگ رہا ہے پانی پیوں گی تو گلا پھٹ جائے گا۔۔۔تھوک بھی نہیں نگلا جا رہا۔۔بس یہ دردناک ہے باقی ٹھیک ہوں۔۔۔رہنے دو پانی"

وہ کراہتی ہوئی خود ہی منع کر گئی تو باسل نے اسے پھر سے یوں سینے لگایا جیسے وہ ڈر سا گیا ہو۔

"جلد یہ درد بھی چلا جائے گا۔ میرا بس چلے تو تمہاری ہر تکلیف خود پر لے لوں۔۔۔مجھے دوبارہ ایسے مت ڈرانا اجر۔۔۔۔"

وہ اسکے گلے لگی کافی پر سکون تھی، سانس بھی اسکا آسان ہو گیا تھا۔

"میں نے جان بوجھ کر تمہیں ڈرانا تب ہی چھوڑ دیا تھا جب تم میرے سکون بنے۔ ادھر دیکھو۔ ٹھیک ہو جاو۔ میں زندہ ہوں باسل۔۔۔زہر کیسا بھی ہو، تمہاری مجھ سی مصیبت سے جان نہیں چھڑوا سکے گا"

وہ اسے روبرو لائی تو باسل کی آنکھیں بھیگی دیکھتے اسے اپنی تکلیف کے باوجود ہنسانے کی کوشش کر اٹھی اور وہ اتنا پیارا شخص مسکرا بھی دیا، اس نے اجر کی سانسوں پر نرم سا تسلط جماتے اسے اپنے سینے کے قریب کیا، یہ لمس بے حد محبوب و مقبول تھا، یہ نشاط پرور احساس اور ذائقوں سے بھری عنایت اجر کی تکلیف میں کمی کی ابتداء تھی، وہ اسے خود سے دور کرنا چاہتی تھی اس ڈر سے

کہیں باسل پر کوئی ایفیکٹ نہ ہو لیکن وہ ہر کیفیت کو برابر جھیلنے کا وعدہ کر چکے تھے تو وہ اجر کو کیسے خود سے دور ہونے کی اجازت دیتا۔

"تم میرا سکون ہو۔ تمہیں تکلیف میں دیکھ کر میں بھی تکلیف ہی محسوس کرتا ہوں۔ پانی پینا ہے؟"

وہ روبرو ہوا اور اسکے سنجیدہ سوال پر اجر کی پلکیں حیا سے جھکیں، یہ اے ایس پی صاحبہ کبھی کبھی ہی تو ایسے جان لیوا شرماتی تھی کہ پوری کائنات جھینپ جاتی تھی۔

"نہیں۔ اب مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ تم میری ہر طلب، ضرورت اور چاہت کا سامان لیے پھرتے ہو باسل ماہیل۔ تم سے آگے پیچھے کی ساری دنیا میرے لیے رد ہو چکی ہے۔ میں نے تمہارے دیے ہر ٹاسک کو پورا کیا"

وہ اسے گھور کر خاموش کروا گیا۔

"بھاڑ میں گئے فی الحال ٹاسک وہ۔۔ ابھی بس تمہاری تکلیف دور ہو تو شکر ادا کروں۔۔۔۔ لیٹ جاو اجر۔۔۔ ابھی آرام کی ضرورت ہے۔ میرا ہر لمحہ تمہارا ہے۔ تم بہت قیمتی ہو میرے لیے۔ کبھی کوئی تکلیف تمہارے سائے کو بھی نہ چھو سکے۔۔۔ میری جان میں تمہارا ہر درد دور کر سکوں، بس اتنی طاقت مل جائے"

وہ اسے آرام سے لیٹائے اسکے ماتھے کو چومتا ہوا اجر میں کتنے آرام اتار رہا تھا، کاش وہ بتا پاتی، سارا درد اک طرف ہو گیا، سانسوں میں گھلی اس شخص کی نرم من مانیوں کی گرمائش اجر کے وجود تک کو آرام بخش رہی تھی۔

وہ کچھ دیر میں سو گئی تھی، باسل کو بھی تھوڑا سکون ملا جسکے بعد وہ بھی باہر آیا، ماہیل کے پاس اور حان تھا تو باسل بھی انھیں دیکھنے گیا، شام تک انھیں تو ڈسچارج کر دیا گیا مگر رحمان کو رات رکھا جانا تھا کیونکہ وہ زیادہ ایفیکٹ ہوئے، باسل نے بابا کو اور حان کے ساتھ شام تک گھر بھیجا جبکہ اسے ماہا اور

بارس کو بتانے کا بھی کہا اور یہ بھی کہ اگر وہ ہوسپٹل آنا چاہیں تو وہ انھیں پک کر کے لے آئے۔

جبکہ حاشر بھی واپس جانے سے پہلے اک بار بابا کو دیکھنا چاہتا تھا تبھی باسل کے ساتھ ہی آیا، ماہیل بھی اسے دیکھ کر گئے تھے لیکن تب رحمان دوا کے زیر اثر تھے لیکن ابھی جب حاشر اور باسل آئے، وہ ہوش میں تھے۔

"اگر آپکا یہ بیٹا نہ ہوتا تو شاید آپکے اور بابا کے ساتھ بہت برا ہو چکا ہوتا بڑی۔ ہوسپٹل جا رہا ہے یہ۔ گڈ لک وش کر دیں اسے"

رحمان سیال ابھی بھی نقاہت و کمزوری کے ساتھ بھاری سانسوں کے ساتھ بہت نڈھال حال میں تھے جبکہ انکے ہاتھ بڑھانے کی دیر تھی کہ حاشر انکی طرف بڑھا۔

"ا۔۔اس سے پوچھو باسل۔۔ یہ مجھ بد قسمت اور برے باپ کی گڈ لک وش قبول کرے گا؟"

رحمان سیال کی آنکھوں میں درد کی انتہا تھی، حاشر نے پاس بیٹھتے انکا ہاتھ تھاما اور سرخ ہوتی بھیگتی آنکھیں جھکالیں، خود باسل کے لیے یہ سب تکلیف دہ تھا۔

"م۔میں ڈر گیا تھا۔ آپکو اگر نہ کہہ پایا دل کی بات تو شاید جتنی عمر باقی ہے وہ بھی تڑپتے گزر جائے گی"

وہ بہت ہمت کیے بولا، آواز دب کر ابھر رہی تھی، باسل بھی دیوار سے لگا کھڑا تھا۔

"ک۔۔کیا ہے تمہارے دل کی بات؟ تم بھی سبکی طرح میری بے حسی اور بے مروتی پر ناراض ہو؟"

رحمان سیال نے اسکا چہرہ اوپر اٹھایا تو حاشر نے تڑپ کر نفی کی۔

"نہیں بابا۔ دنیا پوری خفا ہو جائے آپ سے۔۔ میں نہیں ہو سکتا کیونکہ امی نے کچھ زیادتی آپ کے ساتھ کی زبردستی نکاح پر مجبور کر کے کچھ مجھے پابند

کر کے کر بیٹھیں وہ کہ آپکی زندگی سے دور ہو جاوں۔ میرا دور رہنے کا فیصلہ اپنا تھا۔ آپ نے تو اک دن بھی مجھے دھتکارا نہیں۔ اور میں نے پکارنے بھی نہیں دیا۔ میں بہت پیار کرتا ہوں آپ سے۔۔۔ یہ ٹریٹمنٹ بھی اس لیے کروانے پر راضی ہوا ہوں ک۔۔ کیوں مجھے آپکے ساتھ کچھ دن جینا ہے۔۔ مجھے وہ سارے لمحے چاہیں جو میں نے خود پر خود حرام کیے بابا۔۔"

وہ اتنا بڑا بیٹا ہو کر باپ کے لیے تڑپتا سسک رہا تھا، رحمان نے اسے اپنے سینے لگا لیا جیسے مزید اس سے دوری انھیں بھی برداشت نہ ہو، جبکہ باسل کا دل اس منظر پر تڑپنے کے بجائے ٹھنڈا ہوا تھا، وہیں حاشر کا اک ضروری چیک آپ ہوا پھر اسے واپس ہوسپٹل روانہ کروا دیا گیا، اور جب ماہا کو رحمان کے ساتھ ہوئے حادثے کا پتا چلا تو وہ لاکھ تکلیف اور گریز کے بارس کے ساتھ جانے پر بضد تھیں، اور حان ہی نے ان دو کو واپس ہوسپٹل لے جانے کی ذمہ داری لی، ایمن اور میرال تو ماہیل کے ارد گرد تھیں، ایمن تو بہت زیادہ روئے جا رہی تھیں، مصطفی بھی بہت گھبرا رہا تھا اسے حرا نے سنبھال رکھا تھا

لیکن سب بے حد تکلیف سے گزر رہے تھے، جبکہ ہاجرہ اسلامہ آباد پہنچ چکی تھیں، انھیں سیدھا ہوسپٹل ہی حاشر نے بلایا تو اس وقت ایمل انھیں اپنے آفس ہی لے آئی تھی۔

وہ کافی دیر سے خاموش اور برہم سی کاوچ پر بیٹھی بس ایمل کو دیکھ رہی تھیں۔

"کیا اسکے پیچھے تمہاری کوئی چال تو نہیں لڑکی؟"

آخر دونوں کے بیچ کی خاموشی ٹوٹ ہی گئی، ایمل انکے سامنے والے کاوچ پر ہی پر اعتمادی سے براجمان تھی، چہرے پر مسکراہٹ تھی کیونکہ وہ یہاں حاشر کی نانو کو نہیں، اپنے بابا کی لاحاصل محبت کو دیکھ رہی تھی، ایمل کی مما کی نسبت ہاجرہ تو خوبصورتی کا جہاں تھیں، اب تک اتنی خوبصورت کے دیکھنے والا انھیں دیکھتا رہ جائے۔

"ہر گز نہیں۔میں حاشر کو کوئی تکلیف دینے نہیں آئی ہاجرہ صاحبہ۔نہ ہی میں بابا جیسی بے وفا اور خود غرض ہوں"

ایمل کے چہرے پر سنجیدگی تھی لیکن لہجے سے بے حد شفافیت اور ملائمت چھلک رہی تھی۔

"ہمم۔۔کیا حاشر ٹھیک ہو جائے گا؟وہ نارمل زندگی جی سکے گا یا یہ صرف تم ڈاکٹرز کے مفروضے ہیں۔ایسا نہ ہو وہ اس بون میرو ٹرانسپلانٹ کی اذیت سے بھی گزرے اور اسکی تکلیف میں کمی بھی نہ آئے۔مجھے گارنٹی چاہیے کہ وہ ٹھیک ہو گا تبھی میں اپنے بچے کو تم سب کے رحم و کرم پر چھوڑوں گی"

ابھی بھی جیسے ہاجرہ کے لہجے میں ناپسندیدگی تھی،انھیں ایمل سے جڑے حوالے نے سچ میں پریشان کر دیا تھا۔

"گارنٹی تو اگلی سانس کی نہیں ہوتی ہاجرہ صاحبہ لیکن پھر بھی آپ بھروسہ کر سکتی ہیں ہم پر۔میں اسے نقصان پہنچانے کی راہ کبھی نہیں چن سکتی"

ایمل نے انکو مطمئین کرنا چاہا تو وہ جوابا اذیت سے مسکرائیں۔

"بھروسہ ہی تو مشکل ہے فضیل کی اولاد پر۔ کیا پتا تم بھی میرے بچے کے ساتھ وہی کرو جو تمہارے باپ نے میرے ساتھ کیا"

اب کی بار ہاجرہ کا لہجہ نیم ہو گیا، ایمل نرم سا مسکرائی اور تبھی دروازہ کھولتا حاشر ایمل کی بات پر رک گیا۔

"پیار کرتی ہوں اس سے، اور میرا کوئی رشتہ نہیں آیا ہوا اس لیے فکر مت کریں کہ میں بابا جیسا کچھ کر سکتی ہوں۔ میں نے اپنی ساری زندگی صرف حاشر کی زندگی اور سلامتی کی دعائیں مانگتے گزاری ہے۔ آپکی اسکے لیے دعائیں بہت مضبوط ہیں کیونکہ آپ سب کچھ ہیں اسکا لیکن وہ بھی میرا سب کچھ ہے تو اسکی سلامتی میں کچھ حصہ میری دعاوں اور مرادوں کا بھی ہے۔ میں دل سے چاہتی ہوں وہ نارمل انسان کی طرح جیے۔ رہی بات اسکی زندگی میں آنے کی تو وہ اجازت دے گا تبھی یہ ممکن ہے۔ ورنہ میں اسکے

ٹریٹمنٹ کے فوری بعد اسکی زندگی سے نکل جاوں گی۔ بابا نے جو کچھ آپ کے ساتھ کیا، میرے نزدیک بھی ناقابل معافی ہے۔ ایسا ہم انہی کے ساتھ کرتے ہیں جنکی تکلیف اور سکھ سے ہم متاثر نہیں ہوتے اور یہ میں بابا کے منہ پر بھی کہتی ہوں کہ انھیں ہاجرہ سے محبت ہوتی تو وہ انکی بیوی ہوتی۔ لیکن میں حاشر کے بھاری سانس تک سے متاثر ہوتی آئی ہوں۔ باقی جیسا آپ چاہیں گی وہی ہو گا۔ آپکی اجازت بھی اسکی اجازت جتنی قیمتی ہے"

وہ یہ سب کہہ کر خاموش ہو گئی لیکن حاشر کے اندر ضرور شور سا مچ اٹھا تھا، خود ہاجرہ بھی ہونق ہوئی بیٹھی ایمل کو دیکھنے لگیں، وہ گہرا سانس بھرے باہر ہی کھڑا منتظر تھا کہ کب نانو اقرار کریں اور کب وہ اندر جائے۔

"ہمم۔۔اسکو سنبھال لو گی ناں؟"

ہاجرہ صاحبہ اپنی جگہ سے اٹھیں اور ایمل کو بھی دونوں بازوؤں سے تھامے کھڑا کروایا، اب انکی آنکھوں میں بے حد نرمی غالب تھی، ایمل کی آنکھیں

سرخ ہوئیں جبکہ وہ باہر دیوار سے لگ کر کھڑا مسکرایا، ہاں تکلیف دہ مسکراہٹ تھی لیکن موجود تھی۔

"جی۔۔میں اسے سنبھال لوں گی۔۔۔"

ایمل نے بمشکل آنسوؤں کو سنبھالا۔

"بس تم آج سے اسکی امانت ہو۔یہ انگوٹھی میں نے اسکی بیوی کے لیے بنوائی تھی،اور جس قدر وہ تم سے متاثر تھا فون پر، مجھے یقین تھا اسکی ضرورت پڑے گی۔اپنے بابا کو بتادو میں تمہارا اور حاشر کا نکاح اسکے ٹریٹمنٹ سے پہلے کروانا چاہتی ہوں۔"

ایمل نے اداس سی مسکراہٹ تب دی جب ہاجرہ نے وہ انگوٹھی ایمل کی انگلی میں پہنائی،وہ گولڈ کی بہت ہی خوبصورت رنگ تھی،اور ایمل کو اتنی اچھی پوری آئی جیسے اسی کی انگلی کے لیے بنی ہو۔

"انکا ٹریٹمنٹ کل شام چھ بجے شروع ہو گا۔۔م۔۔میں بابا کو بتادوں گی"

ایمل نے اپنی گال پر اتر آیا آنسو رگڑا تو ہاجرہ نے اسے اپنے سینے لگایا، ایمل نے بھی جیسے پوری گرم جوشی سے اس عورت کو گلے لگایا۔

"بس پھر کل دوپہر تم دو کا نکاح کر دیتے ہیں۔۔ میں ایمن کو بتالوں یہ سب۔۔ اور وہ خود کہاں ہے؟"

ابھی انہوں نے الگ ہوتے نام ہی لیا جب محترم دروازے میں چھپنا چھوڑے اندر تشریف لائے، دونوں خواتین کی آنکھیں اسے دیکھ کر ٹھنڈی ہوئیں، ہاجرہ نے لپک کر اسکی کھلی بازووں میں سماجاتے اسے خود سے لگایا لیکن حاشر کی نظریں ایمل کی آنکھوں میں جمی تھیں۔

"نانو۔۔ مجھ سے پوچھے بنا میری منگنی کر دی آپ نے؟"

وہ الگ ہوتے خوامخواہ روٹھا، ہاجرہ نے اسے محبت سے دیکھا۔

"کل تم سے پوچھے بنا نکاح بھی کروا رہی ہوں۔۔ میں ایمن کو بتا کر آتی ہوں"

وہ اسکا ہاتھ چومے شوخ سا ہنستی کمرے سے نکلیں تو ایمل نے نظریں اٹھا کر حاشر کو دیکھا، حاشر نے اسکی طرف بڑھتے بس ایمل کا ہاتھ پکڑ کر اس انگوٹھی کو دیکھا، ایمل کے گال بس اتنے پہ ہی دہکے جب اس شخص کی نظروں میں استحقاق محسوس ہوا۔

"بہت بڑی ذمہ داری اٹھانے چلی ہو۔۔۔ تھک تو نہیں جاوگی ایمل فضیل۔ یہ صرف ایک انگوٹھی کا بوجھ نہیں۔ ایک پورے ہٹے کٹے آدمی کا بوجھ ہے"

وہ اسکا ہاتھ محبت سے دباتی قریب ہوئی تو حاشر نے اتنے قریب سے اسے دیکھ کر سانس ہی روک لی، کیا وہ کسی کے لیے اتنا اہم بھی ہو سکتا ہے، یہ لڑکی کیا اسکے صبر اور برداشت کا انعام تھی؟ کیا وہ حاشر کی تکالیف کا صلہ تھی۔

"اتنے بھی ہٹے کٹے نہیں ہیں آپ۔۔"

اس نے اداسی کو جیسے اپنے اور حاشر کے چار سو سے جھٹک دیا،وہ بھی مسکرایا۔

"میں سچ میں ٹھیک ہو جاؤں گا ایمل؟"

ایمل نے اس کے سوال پر نظریں نہیں چرائیں، بلکہ اک قدم آگے ہو کر اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔

"اگر میں یہ یقین نہ رکھتی تو ابھی یہاں نہ ہوتی۔یوں بے فکر اور مسکراتی ہوئی"

یہ کہتے ہوئے ایمل نے آہستگی سے حاشر کے سینے پر ٹھیک دل کے مقام پر ہاتھ رکھا،اور یوں محسوس ہوا اس لڑکی نے واقعی حاشر سیال کے دل کو مٹھی میں لے لیا ہو۔

ایمل کے ہاتھ کی حدت حاشر کے دل کی دھڑکن سے کہیں زیادہ گہری محسوس ہو رہی تھی۔ وہ پلکیں جھپکانا بھی بھول گیا، جیسے اس کے وجود کی تمام ٹوٹ پھوٹ ایمل کے ایک لمس نے سمیٹ لی ہو۔

"اس جیسا جو میرے سینے میں دل ہے ناں، اسے میں نے اب صرف آپکے لیے دعا مانگنے کے لیے رکھا ہے"

ایمل نے دھیرے سے اسکی گردن سے نظریں اٹھاتے سر اٹھایا اور نظریں اس کی آنکھوں میں گاڑ دیں۔

"ایمل فضیل۔۔ تمہاری موجودگی میرے اندر کچھ ایسا جگا رہی ہے جو میں نے کبھی محسوس نہیں کیا۔ یہ۔۔۔ یہ نئی روشنی ہے۔۔۔ نئی سانس ہے۔۔۔"

ایمل کی آنکھیں نم ہوئیں لیکن اس نے ضبط نہیں توڑا، صرف دھیرے سے مسکرائی۔

"یہی روشنی آپکے پورے وجود کو بھر لے گی۔۔۔یہی سانس آپکی رکتی سانسوں کا مرہم ہے۔بس کل شام چھ بجے۔۔۔ آپ میرا ہاتھ تھامنا۔۔۔پھر سب اندھیرے پیچھے رہ جائیں گے۔مجھے خوشی ہے میں آپکے ٹرئمنٹ کو آپکی محرم بن کر کروں گی۔اس ن۔۔نکاح سے کوئی اعتراض تو نہیں آپکو؟"

حاشر نے ایمل کے سوال پر نظریں جھکائیں، جیسے کچھ سوچنے لگا ہو۔وہ لمحہ عجیب سا سکوت لیے ہوئے تھا، لیکن اس کے بعد حاشر نے نہایت آہستہ سر اٹھایا، نظریں ایمل کی آنکھوں سے ملائیں اور بہت نرمی سے اسے دیکھنے لگا۔

"اعتراض؟"

اس نے ایک تلخ سی ہنسی کے ساتھ سر ہلایا۔

"میں تو ڈر رہا ہوں ایمل۔۔۔کہیں تمہیں اعتراض نہ ہو۔۔میں کون ہوں؟ایک کمزور، الجھا ہوا، آدھورا شخص۔۔۔اور تم۔۔۔تم جیسی لڑکی

جس کی دعاؤں میں روشنی ہے، جس کی باتوں میں زندگی ہے۔۔۔ مجھ جیسے کے لیے کہاں سے اچانک آگئی۔م۔۔مجھے سہارے کی عادت نہیں۔میں نے نانو کو بھی اپنی کمزوری نہیں بننے دیا۔لیکن۔۔۔"

اس نے ایمل کی انگلیوں کو اپنی انگلیوں میں جکڑتے بات ادھوری چھوڑی لیکن ایمل کو اسکا یوں کرنا پاگل ہی تو کر گیا، اک مانوس سی حرارت ہاتھوں کی پوروں میں اتر رہی تھی۔

"اگر یہ نکاح آپکو باندھے گا مجھ سے۔۔۔ تو میں یہ خوبصورت قید قبول کروں گی جس میں میرے چار سو بس آپ ہوں گے۔۔رہی بات میرے اعتراض کی۔نکاح ہو تو کچھ بتاوں گی آپکو۔اور آپ ایسا کچھ بھی نہیں ہیں جو مینشن کیا۔اور میں آپکا سہارہ نہیں بن رہی، میں ساتھ دینے آئی ہوں"

ایمل کی پلکیں نمکین ہوائیں سمیٹنے لگیں، مگر ہونٹوں پر وہی ہلکی سی روشنی جگمگا رہی تھی جو صرف سچے جذبے کے یقین سے پھوٹتی ہے۔

جبکہ وہ کیا بتاتی یہ تو حاشر پہلے ہی جان چکا تھا۔

"تو پھر میں نانو کو لے کر جاوں ماہیل پیلس؟۔ تیاری وغیرہ کے لیے۔ نکاح کے بعد ایڈمٹ کر لینا مجھے۔ تب تک میری رپورٹس بھی آجائیں گی۔ تم بھی جاکر بابا سے بات کرو"

حاشر نے تمام لائحہ عمل طے کیا جس پر ایمل نے فوری اقرار بھری مسکراہٹ دی۔

"کل تک زیادہ ہیوی کچھ مت کھائیے گا۔ اور پانی زیادہ پینا ہے۔ آپ دو کو سی آف کر کے میں بھی جاتی ہوں گھر۔"

وہ حاشر کے ساتھ ہی آفس سے نکلی تو ہاجرہ بھی ایمن کو اپنے آنے کی اطلاع دے چکی تھیں لیکن آگے سے جو ماہیل اور رحمان کے ساتھ ہوا اسے جان کر وہ قدرے افسردہ تھیں مگر شکر گزار بھی کہ اللہ نے بڑی مشکل سے بچایا ہے۔

جب وہ کال بند کیے واپس آئیں تو حاشر نے انکو تفصیلا معاملہ بتایا کہ کس طرح تبریز نے ہر طرف تباہی مچادی تھی، وہ بھی اس معلون پر سخت غصہ تھیں جس نے اتنے لوگوں کو اذیت دے رکھی تھی، ایمل نے ان دو کو رخصت کیا اور خود بھی وہ کچھ دیر بعد گھر نکل گئی، اس نے بابا کو پہلے ہی کچھ اہم بتانے کو کال کیے کلینک سے گھر بلالیا تھا جبکہ دوسری طرف اجر سو گئی تھی، صبح تک اسے کیئر میں ہی رکھا جانا تھا اور باسل نے بارس اور ماہا آنٹی کے آنے تک اک نظر جا کر عمار اور رملا کو بھی دیکھا، عمار کاوچ پر بیٹھا بس رملا کو دیکھ رہا تھا۔

"باہر آجا تھوڑی دیر عمار"

باسل نے ڈور میں کھڑے ہی اس شخص کو کچھ دیر تازہ ہوا کھانے کی آفر کی پر وہ فوری نفی میں گردن ہلا گیا۔

"نہیں باسل۔ بارہ گھنٹے تک میں اسکے پاس سے ہلوں گا بھی نہیں۔ یہ کریکٹیکل وقت گزر جائے تب سوچوں گا۔"

عمار کی ایک ہی رٹ تھی، باسل نے گہرا سانس بھرا۔

"میں نے روحا آنٹی کو واپس بلوالیا ہے۔ صبح تک پہنچ جائیں گی وہ۔"

عمار نے سرسری انداز میں سر ہلایا کیونکہ ساری توجہ بس رملا پر تھی۔

"اچھا کیا۔۔۔۔ اسے مما کی ضرورت ہے۔ باسل۔۔۔ تبریز کو اسکی کوئی خبر نہیں ملنی چاہیے۔ وہ اس اذیت میں سسکتا رہے کہ اس نے اپنی اولاد نگلی ہے۔ سمجھ گیا تو؟"

باسل نے اسکے حکم پر سر خم کیا۔

"اسے صبح کورٹ کے سامنے پیش کروانا ہے۔ عمر قید کی سزا ہوگی پوری امید ہے مجھے۔ روحا آنٹی گواہی دینے پر بھی آمادہ ہیں۔ یہ بہت پیار کرتی ہے

تبریز سے بس اس وجہ سے اسے مار نہیں رہا۔ اگر تبریز مر گیا تو یہ بھی دھیرے دھیرے مر جائے گی۔ وہ قید رہے گا، اپنی سزا جھیلے گا تو رملا ان حالات سے آسانی کے سنگ کمپر ومائز کر لے گی"

باسل نے بھی تکلیف کے سنگ اس معصوم سی لڑکی کو دیکھا جبکہ عمار کا لہو اس منحوس کے ذکر پر ہی جسم میں ابلنے لگا لیکن وہ رملا کی وجہ سے بندھا ہوا تھا۔

"بس یہی وجہ ہے میرے ہاتھ بندھنے کی۔"

عمار کی آنکھیں انچ بھی رملا سے نہ سرک سکیں۔

"کچھ کھائے گا تو؟"

باسل کو اسکی فکر تھی تبھی پوچھا ورنہ اسے جواب پتا تھا۔

"اسکی جان کھاوں گا"

عمار نے کرب سے نظریں اٹھا کر باسل کو دیکھا جو جوابا مسکرایا۔

"وہ بچاری ابھی اس کنڈیشن میں نہیں کہ تو اسے چھو بھی سکے"

باسل نے اداس سا مسکراتے وارننگ دی جس پر عمار نے گہرا کربناک سا سانس بھرا۔

" تبھی تو اسکے پاس بیٹھنے کے بجائے یہاں دور آ بیٹھا ہوں۔ ورنہ مجھے یقین ہے میں نے اسے اپنے طریقے سے چھوا تو مار ڈالوں گا اسے۔۔۔ مرگ جان ہے یہ میرے لیے باسل۔ اسکی مٹھی میں نبض ہے میری، جب چاہے نبض کاٹ دے یہ۔۔ سارے اختیار اسی کے تو رہ گئے ہیں"

باسل نے اک مسکراتی نظر اس دیوانے پر ڈالی اور دعائے ہمت دیتا ہوا چلا گیا جبکہ عمار چاہ کر بھی اسکے قریب نہ جا سکا بس سر کاوچ سے ٹیکا لیا، باسل جب باہر آیا، اسے کچھ منٹس ہی گزرے کے اورحان، بارس اور ماہا کو لے کر

ہوسپٹل پہنچ چکا تھا، اس وقت نہ بارس کو ناراضگی یاد رہی نہ ماہا سیال کو اپنا مجروع وقار۔

"کیسے ہیں وہ باسل۔۔۔ ٹھیک تو ہیں ناں؟ اور اجر"

ماہا نے لپک کر باسل کے سامنے رکتے پریشانی سے پوچھا، بارس کا بھی حال کچھ مختلف نہ تھا۔

"آپکو دیکھ کر ایکسٹرا ٹھیک ہو جائیں گے۔ ویسے وہ خطرے سے باہر ہیں اب۔ اجر بھی ٹھیک ہے۔ سو رہی ہے۔ اور رملا بھی کیئر میں ہے"

باسل نے ان دونوں کو تسلی بخشی جسکے بعد ماہا نے گہرا سانس لیا اور اک نظر اس روم کی طرف ڈالی جہاں رحمان سیال موجود تھے۔

"م۔ میں دیکھ لوں انکو؟"

ماہا نے اجازت طلب کی حالانکہ وہ تو بڑی کے اسی مرہم کا منتظر تھا، کیسے انکار کرتا۔

"کیوں نہیں۔ آپ مل لیں۔ تم آو بہن سے ملواتا ہوں تمہیں"

ماہا کو اورحان کمرے کی طرف لے کر گیا جبکہ بارس کو باسل اجر سے ملوانے گیا، اورحان نے ماہا آنٹی کو روم تک پہنچایا خود وہ میرال کی کال سننے باہر ہی رک گیا، وہ بھی شدید پریشان تھی۔

"اورحان۔ ابھی ایمن مما کی خالا ہاجرہ آئی ہیں اپنے بیٹے کے ساتھ۔ وہ لوگ بتا رہے ہیں کہ کل حاشر کا نکاح طے کیا ہے۔ ایمن مما نے کہا میں آپکو بتا دوں۔"

اورحان کے چہرے پر نرم سی مسکراہٹ جگی۔

"اس وقت ایسی خوشی کی بہت ضرورت تھی۔ ٹھیک ہے میں باسل کو بتادیتا ہوں۔ میری جان آپ کسی قسم کا سٹریس مت لیجئے گا۔ اور مصطفی کیا کر رہا ہے؟"

میرال اس وقت کچن میں تھی، مہمانوں کے لیے کھانے کا کچھ اضافی انتظام ہو رہا تھا تو وہ بھی سب دیکھنے آئی تھی کیونکہ ایمن اور ماہیل تو سپیشل مہمانوں کے ساتھ بیٹھے تھے۔

"مصطفی اور حرا میکس کے ساتھ لان میں کھیل رہے ہیں۔ میں سٹریس نہیں لوں گی آپ بے فکر رہیں۔ ڈنر پر آپ جوائن کیجئے گا سبکو"

میرال کی تاکید پر وہ مسکرایا اور اوکے کہہ کر رابطہ توڑا جبکہ ماہا کے قدموں نے روم کو پار ہی کیا کہ رحمان نے آہٹ پر آنکھیں کھولیں، انھیں امید نہ تھی کہ ماہا آئے گی، انکی مرجھائی آنکھیں جیسے چمکیں، یہ ماہا کو مزید دردناک کیفیت میں لے گیا۔

جبکہ اجرا ابھی تک سو رہی تھی تو باسل اور بارس نے اسکے جاگنے کا ہی انتظار کیا پھر بارس کو اس نے رملا کے ساتھ ہوتے حادثے کا بھی بتایا۔

"ماہا۔۔"

وہ انھیں پکارے ہی کہ وہ انکے پاس چلی آتیں قریب ہی بیٹھیں، ان آنکھوں میں ہرگز کسی قسم کی شکائیت نہ تھی، بس رحمان کو کھو دینے کا ڈر ہلکور رہا تھا۔

"اگر آپکو کچھ ہو جاتا تو میں معافی کیسے دیتی رحمان؟"

بہت مشکل سے وہ بول سکیں، یہ شخص جیسا بھی ہو، ماہا کے لیے تو پوری دنیا تھا۔

"کیا معافی دینا ممکن ہے؟"

رحمان سیال کی آنکھوں میں تاسف چھلکا۔

"ہم عمر کے اس حصے میں ہیں جہاں معافی دینا آسان ہے کیونکہ اس وقت ایک عورت اور مرد کو سب سے زیادہ اسکے ساتھی کی ضرورت ہوتی ہے۔بچے تو اپنی اپنی زندگی میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ایک دوسرے کا درد میاں بیوی ہی بانٹتے ہیں ناں۔۔۔دے دیتی معافی لیکن یوں دل دہلانے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔سانس بند ہو آپکے دشمنوں کی رحمان سیال، کم از کم ہر ناراضگی کے باوجود یہ میرے لیے تو نا قابل برداشت ہی ہے"

وہ اپنی آنکھوں کو بھیگنے سے روک نہ پائیں، رحمان نے انکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے دل سے جوڑا تو وہ خفیف سی ان پر جھکیں۔

"تم بھلے معافی دینے کے لیے میری بقیہ پوری زندگی لے لو تب بھی میں اعتراض کرنے لائق نہیں ماہا۔ لیکن جیتے جی مجھے خود سے الگ مت کرنا۔یہ سچ ہے ایک لمحہ آیا جب مجھے لگا واقعی رحمان سیال کو مر جانا چاہیے لیکن شاید نہ اللہ ایسا چاہتا تھا نہ تم۔ لیکن بہر حال میں تمہارا مجرم ہوں۔ تم جو سزا دو گی مجھے قبول ہو گی۔۔۔"

وہ اپنی نقاہت زدہ آواز میں ہی ماہا کو دیکھتے بولے جبکہ ماہا نے کچھ دیر انھیں دیکھا پھر مزید جھک کر رحمان سیال کا ماتھا چومے الگ ہوئیں، رحمان سیال یہ امید نہیں کر رہے تھے تبھی انکی انکھوں کے گوشے گلابی ہو گئے۔

"دے دی سزا۔ اس عمر میں چپکو بیوی قبول کرنی ہو گی آپکو۔ ساری عمر میں دور بھاگی آپ سے اب آپکی باری ہے۔"

وہ واپس اٹھیں پر پوری نہ اٹھ سکیں کیونکہ رحمان نے اسکے سینے پر دبے ہاتھ پر ہاتھ جما رکھا تھا، وہ شخص ایسی سزا پر جی اٹھا، ایسی سزا صرف انکی ماہا سیال ہی دے سکتی تھی جو انکی محبت میں سر سے پیر ڈوبی تھی۔

"میں دور بھاگنے والا نہیں۔ میں تو مزید چپکوں گا۔ بارس کو کہہ دو اپنے چھوٹے بہن بھائی کے لیے تیار ہو جائے"

وہ اتنی انٹنس سچویشن میں ایسی شرارت کر گئے کہ ماہا کا چہرہ خفگی و شرم سے لال ہوا۔

"ایسے والا چپکنا نہیں۔ حد کرتے ہیں آپ۔۔۔اب صرف نانا نانی یا دادا دادی بننے کا سوچیں آپ۔ جوانی کو سویا ہی رہنے دیں۔ ورنہ پھر سے بھاگنے والی ماہا جھیلنی پڑے گی"

وہ بھی تو ماہا تھیں، فوراً اعتماد میں واپس لوٹ کر تڑی لگا گئیں جس پر وہ بس مسکرائے اور ماہا کا ہاتھ پکڑے چوما، شاید اسکے بعد لفظوں کی ضرورت نہ تھی، انھیں ماہا نے اجر کا بتایا تو وہ بضد ہو گئے اسے دیکھنے کو، اجر بھی تب تک جاگ گئی، اسے بھی ریسٹورنٹ والے حادثے اور رملا کی کنڈیشن بتائی گئی لیکن وہ سب سے زیادہ حوصلے میں تھی اور سبکو یہ یقین بھی دلایا کہ رملا بلکل ٹھیک ہو جائے گی۔

عمار کو وہ سب اکیلا نہیں چھوڑ رہے تھے، سب رملا کے لیے دعا گو تھے لیکن رملا کے پاس صرف وہی تھا۔

جبکہ حاشر اور ہاجرہ کو دیکھ کر ماہیل تو ساری کمزوری اور سستی بھول گئے، کل دوپہر حاشر اور ایمل کا نکاح در حقیقت ان سارے حادثات سے باہر نکلنے کا ایک ذریعہ بھی سمجھا جا رہا تھا۔

جبکہ ایمل جب گھر پہنچی تو فضیل صاحب بھی آچکے تھے، وہ ڈنر ٹیبل پر ساتھ بیٹھے تھے، بہت مدت بعد فضیل صاحب کو ایمل کے چہرے پر سکون دیکھائی دیا تھا۔

"تو میری ہونہار بیٹی نے اپنا مشن پورا کر دیا؟"

وہ اپنے لیے بریانی پلیٹ میں ڈالتے متوجہ بس ایمل کی جانب تھے جسکی آنکھیں ہر تکلیف سے پاک، حاشر کے سنگ جینے کے خوابوں سے سجی تھیں۔

ملازمہ نے پانی وغیرہ سرو کیا اور چلی گئیں، ایمل نے مسکرا کر بابا کو دیکھا۔

"وہ بہت پیاری ہیں۔ اب بھی۔ اور اتنی گریس فل کے میں بیان نہیں کر سکتی۔ اوپر سے نخرہ واللہ۔ مجھے پہلے تو لگا میں انکو قائل نہیں کر سکوں گی کیونکہ وہ آپ کے مجھ سے جڑے حوالے پر سخت بے چین تھیں اور خدشات کا شکار بھی کہ میں بھی کہیں حاشر سے بے وفائی نہ کر دوں۔ لیکن جب میں نے بتایا اسے میں بچپن سے یاد رکھے ہوئے ہوں۔ وہ میرا بیسٹ فرینڈ ہے۔ اب تک میری زندگی کا حصہ ہے تو انہوں نے یکدم ہر ڈر اک طرف کیا اور مجھ سے پوچھا کہ میں سنبھال لوں گی ناں حاشر کو۔۔ مطلب وہ بندہ تو گرین فلیگ ہے، اسکی نانو تو گرین فاریسٹ نکلیں"

ایمل یہ بتاتے اتنی خوش تھی، اسکے چہرے کی چمک بتا رہی تھی کہ وہ زندگی میں پہلی بار اتنی خوش ہوئی ہے جبکہ ہاجرہ کے بارے یہ سب سن کر فضیل صاحب کو بھی مسرت ہوئی اور شاید کہیں سینے میں اک خلش بھی سلگی تھی لیکن اب بہت دیر ہو چکی تھی۔

"مجھے بھی یہی ڈر تھا کہیں وہ میرے نام کے سبب انکار نہ کر دے لیکن اس نے یہ فیصلہ لے کر ثابت کیا ہے کہ اسکے لیے حاشر کا سکون، اپنی تکلیف سے زیادہ اہم ہے۔میں خوش ہوں کہ تمہارا انتظار لا حاصل نہیں رہا میری جان"

وہ بابا کی طرف اداس مسکرا کر دیکھنے لگی پھر سر جھکا کر گہرا سانس بھر گئی۔

"کل دوپہر کو آئیں گے وہ سب لوگ بابا۔ہاجرہ صاحبہ بھی آئیں گی تو کیا آپ دو ایک دوسرے کی موجودگی میں کمفرٹیبل ہو سکیں گے؟"

ایمل نے نظر اٹھا کر بابا کو دیکھا پھر انکے ہاتھ پر ہاتھ رکھے پوچھتے بولی۔

"میں اسے بلکل پریشان نہیں کروں گا۔اسے اگر کوئی مسئلہ نہیں تو مجھے بھی نہیں ہو گا"

انہوں نے ایمل کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے دبایا پھر مسکرا کر ہونٹوں کے پاس لاتے چوما، اک خلش تھی جو ایمل کی آنکھوں میں بھی سمٹی۔

"کاش آپ اپنے پیرنٹس کے دباو میں آکر شادی نہ کرتے بابا۔ آج وہ عورت اکیلی ہے، اندر سے خوفزدہ ہے، ماں بننے کے شرف سے محروم ہے تو صرف آپکی وجہ سے، اک آپکے بیچ راہ میں چھوڑنے پر اس عورت کے کتنے نقصان ہوئے۔ مرد کے لیے مووآن کرنا کتنا ایزی ہے، پھر اک دوسری عورت کے ساتھ بچہ پیدا کرنا اس سے بھی ایزی۔ کاش آپ نے اپنی محبت کے لیے سٹیپ لیا ہوتا بابا۔"

ایمل کا لہجہ اداس تھا، فضیل صاحب اس بارے اب تو بات کرنا بھی چھوڑ گئے تھے، شاید انہوں نے اپنے جرائم قبول کر لیے تھے اور یہ درد بدستور روح میں پیوست تھا کہ ان جرائم کی سزا ہاجرہ نے انکے ساتھ ساتھ خود کو بھی دی، دنیا کے ہر دوسرے مرد کو خود پر حرام کر کے، زندگی سے شادی جیسے لفظ کو خارج کر کے، آج بھی فضیل کا اندر پچھتاوں کی زد میں لپٹا تھا۔

"میں کیا کرتا ایمل۔ امی بابا نے مجھے بہت دھمکایا تھا کہ میں انکی شکل نہیں دیکھ سکوں گا۔ وہ خود کے ساتھ کچھ کر لیں گے۔ حالانکہ جوان خون میں

تھا، یہ دھمکیاں دینا مجھ پر سوٹ کرتا تھا لیکن میرے ماں باپ یہ حق بھی مجھ سے چھین چکے تھے۔ میرے لیے جو ویلیو ہاجرہ کی تھی، وہی مجھے پیدا کرنے والے پیرنٹس کی تھی۔ میں انکے آگے بہت دیر ڈٹ کر کھڑا رہا، سولہ ماہ تمہاری ماں اور میرا بس رشتہ طے رہا۔ میں شادی پر نہیں مان رہا تھا۔ میرا دل ہاجرہ کے لیے جلتا تھا۔ میں نے ضد باندھی تو میرے ماں باپ نے رشتہ داریاں نبھانے کے لیے مجھ سے زیادہ شدید ضد باندھی اور فائنلی مجھے قربان کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ پھر جب شادی ہو گئی میں تمہاری ماں کے ساتھ جتنے سال رہا، پوری ایمانداری اور وفاداری سے رہا۔ اسے اسکے حصے کا حق دیا کیونکہ میری طرح وہ بھی تو مجبور ہی تھی ورنہ وہ بھی کسی انجان سے اچانک شادی کرنے پر خوش تھوڑا ہوتی۔ تمہاری مما بھی کسی اور کو پسند کرتی تھیں"

یہ بقیہ ساری باتیں تو ایمل بچپن سے سنتی آرہی تھی مگر یہ آخری بات فضیل نے اسے پہلی بار بتائی، ایمل نے رنجیدہ ہو کر بابا کو دیکھا۔

"لیکن وہ الگ کاسٹ کا تھا تبھی اسکی پسند کو سب نے رد کر دیا۔ یہ بڑے نہیں سوچتے کہ زندگی بچوں نے گزارنی ہے، ان لوگوں نے نہیں۔ جب شادی ہو جائے پھر چاہے مرد ہو یا عورت، سمجھوتے پر خود کو راضی کرنے کے سوا اسکے پاس کچھ نہیں ہوتا۔ میری طرف سے ہی کھوٹ تھا تبھی ہم مل نہیں سکے تھے ایمل، اور دیکھو وہ آج بھی تنہا ہے اور میں کتنا آگے بڑھ گیا کہ آج میری بیٹی بھی شادی کے بندھن میں بندھنے والی ہے۔ میں مانتا ہوں میری محبت میں کھوٹ تھا لیکن میں کیا کروں، گزرا وقت واپس نہیں لا سکتا۔"

وہ بابا کو توجہ سے سن رہی تھی، اختتام تک اسکی آنکھوں میں نمی سی اتری۔

"ہمم۔ لیکن سزا صرف انکو ملی بابا۔"

ایمل نے افسوس سے جتایا تو فضیل دل خراش سا مسکرائے۔

"کس نے کہا میری جان، اسکے بغیر زندگی گزارنا میری بھی تو سزا رہی۔ پھر دگنی سزا یہ کہ اسکی جگہ کسی اور کو دی۔ یہ بھی تو سزا تھی میری۔ پھر تیسری

سزا یہ کہ اسے ساری عمر تنہا دیکھتے گزاری، اس سے تین گنا زیادہ سزا سہی میں نے۔ اس کھوٹ کی سزا جو ہمارے بیچ میری طرف سے تھا۔ میں اسکے لائق نہیں تھا۔ میں ایک بٹا ہوا شخص ایک بٹی ہوئی عورت کے لائق تھا جو مجھے ملی۔ یہ سب ہمارے ہاتھ میں ہو تو ہم بس اپنے لیے جنت ہی چنیں لیکن ہمیں ہماری من پسند ہستی کے لیے آزمایا گیا تا کہ کھوٹ دور ہو۔ بہر حال یہ لمبی بحث ہے۔۔ میں تسلیم کرتا ہوں اپنے گناہ، میں نے تمہاری ماں سے بھی کوئی جھوٹ نہیں بولا، اس نے بھی مجھ سے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ شاید یہی وجہ تھی ہم نے ایک دوسرے کو سہارہ دیا۔"

وہ دھیما سا مسکرائی، اس نے بابا کا ہاتھ زور سے تھاما۔

"ایک کوشش کروں گی میں۔ اگر وہ کھوٹ دور ہو گیا ہے تو شاید وہ بھی آپکو معاف کر دیں۔ اور رہی بات ایمل فضیل کے قائل کرنے کے ٹیلنٹ کی۔ اس پر تو زمانہ بند آنکھوں یقین رکھتا ہے بابا جان"

وہ چہک کر مسکرائی تو فضیل نے اسکی گال ہنس کر تھپکائی، اسے وہ ہر گز سنجیدہ نہ لے سکے۔

" کھانا کھاو زیادہ خیالی پلاو بنانے کی ضرورت نہیں۔اور مجھے لسٹ دو کیا کیا چاہیے کل کے لیے میرے بچے کو۔اور کس طرح کا ڈریس ہو۔گھر کی سجاوٹ کیسی ہو۔سب رات میں کروانا پڑے گا کیونکہ وقت کم ہے"

وہ کھانا تو چھوڑ ہی چکے تھے جبکہ ایمل انکی فکروں پر خود بھی مسکرائی۔

"ڈریس ہے میرے پاس وائیٹ اینڈ گولڈن۔وہی پہنوں گی۔وہ میں نے اپنے اور حاشر کے نکاح کی نیت سے ہی لیا تھا جبکہ حاشر کے لیے برانڈڈ جوڑا لے آیئے گا آپ۔میرے ڈریس سے میچنگ۔۔وہ قمیص شلوار میں کافی جچے گا۔تو میں سائز کنفرن کر لیتی ہوں۔رہی بات سجاوٹ کی تو ہلکی پھلکی ہال میں کروالیں گے کافی ہے۔جبکہ باقی کھانا وغیرہ آپ خود دیکھ لیجیئے گا بابا"

ایمل نے سب کچھ ہی سمیٹ لیتے بتایا جس پر وہ اپنی کرسی پیچھے کیے اٹھے اور جھک کر ایمل کا چہرہ اٹھائے اسکا ماتھا چوما۔

"تمہاری یہ خوشی دیکھنے کی حسرت تھی مجھے۔ میرا بچہ زندگی اور محبت کے سارے سکھ پائے"

وہ ناچاہتے ہوئے بھی جذباتی ہوئی، وہ ایک بات تو مانتی تھی، اسکے بابا نے اسکے دل میں دبی حاشر کی محبت کا ہمیشہ احترام کیا، انہوں نے ایمل کی بہترین تربیت بھی کی اور ساتھ اس سے محبت کا حق بھی نہیں چھینا، شاید یہ بہت بڑی وجہ تھی کہ ایمل کو بابا کی غلطیوں کے باوجود ان سے بہت پیار تھا اور وہ سوچ چکی تھی، ایک بار حاشر اسکا ہو جائے تو وہ حاشر کے ساتھ مل کر ان دو کے لیے کچھ اچھا کرنے کی کوشش ضرور کرے گی۔

وہ اتنے سارے کاموں کی فکر میں کھانا بھی چھوڑ گئے جبکہ خود ایمل اداس ہوئی تو کچھ کھانے کا دل نہ چاہا۔

وہ حاشر کو کال کرنا چاہ رہی تھی پھر یہ سوچ کر خود کو روک گئی کہ وہ فیملی کے ساتھ بزی ہو سکتا ہے جبکہ دوسری طرف ہوسپٹل ماہا اور بارس کو رکنے کی پرمیشن نہ ملی، بس باسل اور عمار ہی رہ سکتے تھے تو اور حان انکو دس بجے تک واپس لے آیا، لیکن جب ماہا کو پتا چلا کہ پیلس میں ہاجرہ آنٹی اور حاشر آئے ہیں تو وہ اور حان کو روک گئیں۔

البتہ بارس ابھی اپنے بھائی سے ملنے کے لیے مینٹلی تیار ہرگز نہ تھا۔

"میں بھی چلتی ہوں اور حان۔ ماہیل بھائی کی عیادت بھی کرنی ہے اور حاشر کو بھی اپنی حویلی لانا ہے۔ ہاجرہ آنٹی جہاں مرضی رہیں دونوں گھر انکے ہیں لیکن حاشر ہمارے ساتھ رہے گا۔ میں میڈ سے کہہ کر اسکا کمرہ سیٹ کروا رہی ہوں۔ تم رکو ہم بھی چلتے ہیں"

ماہا کی اس بات پر اور حان کو تو بہت خوشی ہوئی لیکن بارس ضرور ناک چڑھا گیا۔

"کیا مطلب مما۔ بابا کو گھر آنے دیں پھر لے آیئے گا انکے اس بیٹے کو۔ زیادہ محبت کی دیوی نہ بنیں۔ یہ مت بھولیں وہ بابا کی پہلی بیوی کی اولاد ہے۔۔ یار آپکو اس سے جلن ہونی چاہیے کہ آپکے بچوں کے حصے کا پیار نہ چھین لے وہ، الٹا آپ اسے ہمارے گھر لا رہی ہیں"

اورحان اور ماہا دونوں ہی بارس سے ایسی بات کی امید نہ رکھتے تھے، انھیں بارس کی تنگ نظری یا پوزیسیونس جو بھی ہے، اس سے شدید دکھ پہنچا۔

"میرے بچوں کے حصے کا پیار وہ کیوں چھینے گا بارس۔ وہ اپنے حصے کا پیار پائے گا۔ جتنے رحمان تم تین بہن بھائیوں کے ہیں اتنے ہی حاشر کے ہیں۔ تم سے ایسی سرد مہری کی امید نہیں تھی مجھے۔ تم تو سب سے نرم دل بیٹے ہو میرے۔ جب سے ایسڈ گرا، لگتا ہے تھوڑی تیزابیت تمہارے دماغ میں بھی بھر گئی ہے۔ میں نے جو تمہاری اور حرا کی شادی کا سوچا اب وہ کینسل کر رہی ہوں۔ جب تک تم فیملی ویلیوز سیکھ نہیں لیتے میں حرا کو ہرگز تمہارے رحم و کرم پر نہیں چھوڑنے والی۔ وہ تو تمہاری سوچ سے زیادہ حساس ہے۔ وہ بھی

سمجھدار ہو گئی لیکن ایک تم ہو۔ ابھی بھی چھوٹے بچے والے کام پکڑ رکھے ہیں۔ بہت ناامید کیا تمہارے الفاظ نے مجھے"

ماہا بھلے غصہ نہ تھیں لیکن انھیں بارس کے رویے سے حقیقت میں تکلیف ہوئی، اور حان بھی متفق تھا لیکن وہ بارس کی کیفیت بھی سمجھ رہا تھا کہ سارے بچے ایک سے نہیں ہوتے، کچھ ایسے معاملات میں انسکیور ہو جاتے ہیں۔

"آپ اس کے لیے مجھے ڈانٹ رہی ہیں۔ میں نے ایسا کیا کہا مما۔ آپ کا دل بڑا ہے تو کیا میں بھی کھینچ تان کر بڑا کر لوں۔ جتنا ہے اتنا ہی رہے گا۔ نہیں دینی مجھے حرا تو مت دیں لیکن میں فیملی ویلیوز اچھے سے جانتا ہوں۔ جائیں لے آئیں اسے اور اسی کو لاڈ کریے گا۔ مجھ سے بات کرنے کی ضرورت نہیں۔"

وہ غصہ ہوتا پیر پٹخ کر گیا تو اورحان اور ماہا نے ششدر نگاہوں سے اس ابلتے خون والے بچے کو دیکھا۔

"اس لڑکے کو ہو کیا گیا ہے اورحان ؟"

ماہا نے جیسے اپنا سر تھام لیا، اورحان آگے آیا اور ماہا آنٹی کو بازوؤں سے تھامے اپنی طرف متوجہ کیا۔

"ماہا آنٹی وہ دراصل انسکیور ہو رہا ہے اور کچھ نہیں۔ میں سمجھاتا ہوں آپ کو چھوڑ کر آتا ہوں پہلے۔ آجائیں۔"

ماہا نے اورحان کے بھروسے سر ہلا دیا جبکہ بارس نے کمرے میں آکر خود کو بند کیا۔

" سمجھتا کیا ہے وہ آسمان سے ٹپکتا بھائی کہ اس گھر میں آجائے گا۔ نہیں چاہیے مجھے۔ آگے ہی سبکی توجہ اجر آپیا اور عمار بھائی کھینچ چکے ہیں۔ اب یہ کھینچ لے گا۔ میں تو دیوار سے لگ جاوں گا۔ چھوٹے بچے تو بس اگنور ہونے

کے لیے پیدا ہوتے ہیں۔ اور مما نے ایسڈ والا کیسے طنز کیا؟ امید نہیں تھی ان سے۔۔۔ا۔۔اور حرا نہیں دیں گی۔۔؟ میں اسکو کنڈنیپ کر کے لے جاوں گا ان بہن بھائیوں کے ٹولے سے دور۔۔۔۔اف۔۔۔ کیا مصیبت ہے"

بارس نے کمرے میں آتے سارا غصہ سنوری بیڈ شیٹ پر اتارا، اسے نوچ کر اور منہ پھلا کر بیٹھ گیا، جبکہ اور حان اور ماہا پیلس کی طرف گئے تو حرا اور مصطفی باہر ہی میکس کے ساتھ کھیل رہے تھے۔

"بارس کے پاس جاو گڑیا۔ اسے تم سے کوئی کام تھا۔ مصطفی۔۔ آپ آجاو میکس کو لے کر اندر۔ بہت کھیل کود ہو گیا۔"

اور حان جانتا تھا بارس کا گندا موڈ بس حرا ٹھیک کر سکتی ہے تبھی حرا کو کہا جس پر وہ اوکے کہے مسکراتی حویلی کی طرف چلی گئی جبکہ مصطفی نے میکس کو دبوچا اور دوڑتا ہوا بابا کے پاس آتے انکے ساتھ اندر گیا، ماہا بھی مصطفی کی فرمانبرداری پر ہنس دیں۔

سب لاونج میں ہی کھانے کے بعد خوش گپیوں میں مصروف تھے، حاشر بس ٹیرس پر گیا تھا تازہ ہوا لینے، ماہا کو اور حان کے ساتھ آتا دیکھے ہاجرہ خود اٹھیں تو ماہا قریب آئیں اور انکے گلے لگیں، ہاجرہ کے لیے جیسی ایمن تھیں ویسی ہی ماہا تھی۔

"اب کیسے ہیں رحمان بھائی ماہا۔ اور میری اجر کیسی ہے۔۔ اور رملا؟"

ماہا کے بیٹھتے ہی سب کی آنکھوں میں ایک ہی سوال تھا۔

"الحمد اللہ ٹھیک ہیں رحمان اور اجر۔ ہم مل کر آئے ہیں۔ ہوسپٹل والے ایک دن رکھیں گے۔ ہمیں رکنے نہیں دیا، جبکہ رملا کے لیے اگلے کچھ گھنٹے اہم ہیں، عمار وہیں ہے جبکہ باسل بھی اجر اور رحمان کے ساتھ ہے۔ ماہیل بھائی اب آپکی طبعیت کیسی ہے؟"

ماہا نے سبکو مطمئین کیا تو فکر سے ماہیل کی خیریت بھی دریافت کی، سب وہیں بیٹھے تھے، میرال، اور حان، ایمن، ہاجرہ اور ماہا، جبکہ مصطفی اندر آکر بھی میکس کے ساتھ ہی مصروف تھا۔

"میں بھی بہتر ہوں۔بس وہ تین بھی جلدی خیر و عافیت و سلامتی کے سنگ واپس آجائیں۔ دل سے دعا ہے"

ماہیل کے کہنے پر سب نے ہی بیک وقت آمین کہا۔

"ان حالات میں مناسب تو نہیں پر کل دن تین بجے حاشر اور ایمل کا نکاح رکھا ہے۔ اسکا کل شام ٹریٹمنٹ شروع ہو رہا ہے تبھی میری خواہش ہے کہ اسے اسکی محبت کے حوالے کر دوں۔ ایمل نہ صرف اسکی بچپن کی دوست ہے بلکہ اسکا بون میرو ٹرانسپلانٹ ٹریٹمنٹ بھی وہی اپنی ٹیم کے ہمراہ کرنے والی ہے"

ہاجرہ نے یہ اطلاع دوبارہ اس لیے دی تاکہ حاشر کی ماں بھی رضامندی دے جبکہ نکاح کا سن کر ساتھ حاشر کے علاج کی خبر نے ماہا کا دل جیسے کسی بھاری بوجھ سے آزاد کر دیا تھا۔

"اللہ مبارک کرے یہ نکاح، نیک کام میں دیر کیسی ہاجرہ آنٹی۔ اللہ نے چاہا تو صبح اجر اور اسکے بابا آجائیں گے اور ہم سب دعا گو ہیں کہ رملا بھی جلد ہم سب کے بیچ واپس آئے۔ آمین"

ماہا نے اس فیصلے کی بھرپور تائید کی جو سب کی اداسی دور کرنے کا موجب بنی کیونکہ ماہا کے ہوسپٹل جانے کے سبب سبکو یہ بھی خوشی تھی کہ جو طوفان اس جوڑے کے بیچ آیا، اس حادثے نے اس اثر کو بہایا اور اپنے ساتھ لے گیا جبکہ ریسٹورنٹ کی انشورنس تھی تو وہ نقصان تو بھر ہی جانا تھا، بس اہم جانیں ہوتی ہیں جنکی سلامتی ضروری تھی، ماہا کی نظریں حاشر کو تلاش کر رہی تھیں، لیکن انھوں نے کچھ دیر اسکا انتظار ہی مناسب سمجھا۔

وہیں حرا جب بارس کے روم میں جھانکی تو وہ میٹرس پر سیدھا لیٹا منہ پر تکیہ رکھے ہوئے تھا۔

"مجھے بلا کر خود تم سو گئے بارس سیال؟"

حرا نے دونوں ہاتھ سینے پر لپیٹے خشونت بھری گھوری نوازتے پوچھا تو وہ اسکی آواز سنے فوری چہرے سے تکیہ ہٹا گیا۔

"نہیں سو رہا۔ سارا موڈ خراب کر کے گئی ہیں مما۔ کہہ رہی ہیں حاشر اب یہاں رہے گا۔۔ مطلب کیا ہوا اسکا۔ مجھے نہیں چاہیے مزید بھائی"

حرا اسکے اتنے غصیل ری ایکشن پر سچ میں گھبرا گئی، وہ پھاڑ کھانے والے تیور لیے ہوئے تھا۔

"تمہیں کیوں نہیں چاہیے۔ میرا بھائی ہوتا تو میں فورا خوشی اسے اپنا لیتی۔ میں ملی ہوں یار بلکل عمار بھائی جیسے لگتے ہیں۔ وہی قد کاٹھ لیکن بس تھوڑے عمار بھائی کی نسبت سمارٹ ہیں۔ باقی گریس فل بھی تمہارے اور

عمار جیسے۔ تھوڑے گم گو لگے مجھے جیسے اجر آپی نہیں، ویسے سیم ۔۔ اپنے کام سے کام رکھنے والے ۔۔ اور تو اور کل انکا نکاح بھی ہے ۔۔۔ مطلب انکا کپل بھی ہو گا۔ اس گھر میں تمہاری بڑی بھابھی بھی آنے والی ہیں کل"

ایک تو وہ پہلے ہی سڑا ہوا تھا اوپر سے حرا نے جو قصدیدے پڑھے جو شجرہ نسب کھولا، اس پر تو بارس کا لہو خاک ہوا۔

"کیا تم میرے زخم پر نمک چھڑ کنے آئی ہو۔ بھابھی بھی فری ٹکٹ میں۔ مطلب میری ویلیو ختم ہو جائے گی حرا ۔۔ اور مما نے کہا ہے وہ مجھے حرا بھی نہیں دیں گی ۔۔۔ ابھی سے آنکھیں ماتھے پر رکھ لی انہوں نے۔ عمار بھائی کو رملا سے فرصت نہیں۔ اجر آپی تو ہیں ہی باسل بھائی کی ۔۔ میں اگنور ہو جاوں گا جب مما بابا کا دھیان نئے بیٹے اور بہو کی طرف جائے گا"

بارس کے اتنے سارے دکھ سنتی وہ لاکھ مسکراہٹ چھپا رہی تھی پر ممکن نہ ہوا۔

"تمہیں میں جو اتنی اہمیت دے رہی ہوں۔ کسی کی جرت جو میرے ہوتے تمہیں سائیڈ لگائیں۔ میرے ہوتے ہوئے تمہیں کسی اور کی توجہ مانگنی نہیں پڑے گی۔ رہی بات حرا نہ دینے کی تو میں نے اپنا آپ جب تمہیں دے دیا تو کیا کسی اور کی مرضی یا اعتراض کی ویلیو رہے گی؟"

حرا نے اسکے پاس بیٹھے اسکے چہرے کو ہاتھوں میں بھرے نا جانے کونسا اسم محبت پھونکا کہ وہ جو طغیانی کا جہاں بنا بیٹھا تھا، یکدم ٹھہرے سمندر کی طرح شانت ہو گیا۔

"ہمم۔۔ کیا میں واقعی اہم ہوں تمہارے لیے؟"

بارس کا موڈ لاڈ اٹھوانے کا تھا اور وہ اپنے گھر کی لاڈلی، اسکے لاڈ اٹھانے پر راضی بیٹھی تھی۔

"ہاں۔ تمہیں ابھی بھی شک ہے۔ میں اس نکاح کے بعد بہت بدل گئی ہوں۔ مجھ میں وہ وہ بدلاو آئے کہ میں تمہیں بتا بھی نہیں سکتی۔ جب ہمیں

اللہ سے بہت شدت سے مانگی ہوئی چیز مل جاتی ہے تو ہم اللہ سے بھی راضی ہو جاتے ہیں اور اسکے بندوں سے بھی۔ تھوڑے ناشکرے جو ہیں ہم انسان لیکن یہ سچ ہے۔اب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ مجھے کسی انسان سے کوئی شکائیت نہیں رہی۔اب مجھے کسی کی توجہ بھی نہیں چاہیے۔اب بس تم ہو بارس۔۔۔ایک ایسا دوست جو صرف میرا بیسٹ فرینڈ ہے،وہ دوست جو میرا ہسبنڈ بھی ہے۔ہمارا رشتہ میرے لیے سب سے بڑھ کر ہے اور یہ میرے لیے بس سکون ہے"

وہ اسکی گردن کے گرد بازو حائل کرے جب گلے لگی تو بارس بلکل لاجواب سا ہو گیا،وہ جس اہمیت کے لیے خوامخواہ اکھڑ رہا تھا، بپھر اور بگھڑ رہا تھا وہ اسے حرا نے چند لمحوں میں دے دی۔

"مجھے بھی کسی کی توجہ نہیں چاہیے اب"

وہ بھی اسے سینے سے لگائے بھینچ گیا اور واپس تکیے پر گرا اور حرا ہنستی ہوئی یونہی اسکے حصار میں قید زرا سامنے ہوئی۔

"اب تو حاشر بھائی کے آنے پر ایشو نہیں کرو گے ناں؟"

حرا نے بہت مان سے اس کی پر سکون آنکھوں میں جھانکتے پوچھا جبکہ اتنے قریب حرا کو دیکھ کر بارس صاحب کے اندر کا لاڈلہ تو سو گیا لیکن ہسبنڈ ضرور جاگ گیا۔

"ایک شرط پر۔ اگر تم مجھے۔۔۔۔۔"

وہ اسکے ہونٹوں پر نظریں فوکس کرے بولا پر حرا نے گھور کر دیکھتے اسے چپ کروایا۔

"یہ سب شادی کے بعد۔ ابھی نہیں۔ مجھے پہلے دیکھنا ہے مزید ہسبنڈ کے قریب کیسے جاتے ہیں۔ مجھے کچھ نہیں آتا"

حرا نے منہ بسور کر منع کیا۔

"ہاں میں تو جیسے پروہوں ناں"

بارس نے بدمزہ ہوتے کہا تو حرا کو ایک مست سا پلین سوجھا۔

"اچھا ہم کوئی رومنٹک مووی دیکھ لیتے ہیں۔"

حرا کے دیے خیال پر بارس مسکرایا، پلین تو کافی مست تھا۔

"میں تمہیں رومنٹک مووی لائیو دیکھا سکتا ہوں۔ ہم کیوں لوگوں کے پرسنل مومنٹس دیکھیں؟ جب ہمارے پاس اپنے مومنٹس کریٹ کرنے کا پورا حق ہے"

بارس کے اعتراض پر شرمیلا سا مسکرائی، اسکی آنکھیں، ہونٹوں سے زیادہ باتونی تھیں۔

"تمہارے اسی لیے قریب نہیں آتی اہمیت جتانے کے لیے کہ تم فوراً بہک جاتے ہو۔ ایسے کیسے چلے گا بارس۔ کپلز میں صرف رومینس اچھا نہیں لگتا۔ باتیں بھی تو ہوتی ہیں۔ بلکہ مجھے تو باتیں کرنا زیادہ پسند ہے۔ مطلب میرے اندر کا سٹریس دور ہو جاتا ہے تمہیں دیکھ کر، تمہیں سن کر۔۔۔اوپس تمہیں درد ہو جائے گا ہٹنے دو مجھے"

وہ اپنی کیفیت ہانپ کر سمجھاتی پیچھے ہٹنے لگی مگر بارس نے اسے ہرگز آزادی نہ دی۔

"تمہارا وزن چڑیا جتنا ہے۔ یہیں رہو۔ ہاں آزادی کے لیے مچلو گی تو درد ہو سکتا ہے مجھے۔ رہی بات باتوں کی تو ہمارے بیچ نکاح سے اب تک بس باتیں ہی تو ہوئی ہیں۔ باتیں ہی کرتے رہے تو ایک دوسرے کو محسوس کب کریں گے؟"

وہ بارس کے اعتراض پر کنفوز ہوئی، اسے سمجھ نہ آیا کیا کہے۔

"رخصتی کے بعد۔ پکا پرامس۔ تم مجھے ابھی سے بہت رومنٹک لگتے ہو۔ بعد میں پتا نہیں تم میرے ساتھ کیا کیا کرو گے۔۔۔ سوچ بھی نہیں پاتی سچی۔ لیکن کیا کروں۔ تمہارے بغیر رہ بھی تو نہیں سکتی ورنہ ہمیشہ رخصتی کے بنا رہ لیتی۔۔۔ اف تمہارا قصور ہے سارا۔ اتنے ہنڈسم ہونے کا جرم جو کیا ہے"

وہ اسکے پہلو میں ہزار طرح کے منہ بناتی کبھی بارس کو مسکراہٹ دے رہی تھی کبھی بہکا رہی تھی اور بارس کو جیسے ہر تکلیف بھول چکی تھی۔

"میں بھی ابھی باتوں میں ہی انٹرسٹ فیل کر رہا ہوں۔ تمہاری باتیں بھی کسی جان لیوا رومینس سے کم نہیں ہیں۔ میرے پاس تم گلابی پھول کی طرح ہو جاتی ہو حرا۔ میں تو دیکھتے ہی پاگل ہو جاتا ہوں تمہیں۔ بس ایک بات کہنی ہے، ایک وعدہ چاہیے۔ ہم ایک دوسرے کو ساری عمر اتنی زیادہ اہمیت دیں گے کہ ہمیں کبھی کسی اور طرف دیکھنا نہ پڑے گا۔ میں بھی تمہیں مزید سمجھنا چاہتا ہوں کہ بن کہے تمہاری ہر خواہش جان جاوں۔ تمہاری جو شادی

کو لے کر ارمان ہیں وہ سب پورے کروں۔ تمہیں خود مختار کروں، خود بھی اپنے پیروں پر کھڑا ہوں۔ ہم دو ایک دوسرے کی پوری دنیا ہوں"

وہ اسکے جذب بھرے اظہار اور وعدے کی طلب پر حسین سا مسکرائی کہ سیدھی بارس کی دھڑکنوں سے الجھی۔

"میں وعدہ کرتی ہوں۔ ایسا ہی ہو گا۔ اب اٹھو ہم مل کر رملا کے لیے دعا بھی کرتے ہیں۔ نماز پڑھ کر۔۔ اسے ہماری دعاوں کی ضرورت ہے۔ اسکی خوشیاں بھی اسے ملیں اور عمار بھائی کا کپل سلامت رہے"

بارس نے اسکی خواہش مانی اور اسے بھی آزاد کیا اور خود بھی آمادہ ہوتا اٹھا۔

"چھوٹے بچے کی طرح غصہ بیڈ شیٹ پر نکالتے ہو۔ پاگل۔۔ جاو وضو کرو تب تک میں یہ ٹھیک کر دیتی ہوں"

حرا نے اسے پیار سے ڈانٹا مگر بارس نے جاتے جاتے اسکی کمر پر ہاتھ لپیٹے اپنے نزدیک کرتے اک معصوم سی نرم سی بنا کسی شدت رکھتی گستاخی سے حرا کو سن کر ڈالا۔

"تمہیں منع کیا تھا بد تمیز"

وہ جان چھوٹتے ہی تکیہ اٹھائے اس پر برسانے لگی پر وہ ہر وار سے مہارت کے سنگ بچ رہا تھا۔

"میں روک نہیں سکتا خود کو اپنے جائز حقوق کو لینے سے اب اور یہ بس بے بی کس تھی، تم جتنی مرضی معصوم اور کیوٹ بن جاو۔ میں تو بہکا، بے شرم اور چھچھورا لڑکا ہوں۔۔ وضو کرتا ہوں جا کر کہیں تمہیں پورا منہ میں نہ ڈال لوں"

بارس نے ساری حیا اور شرم چولہے میں جھونکی اور حرا کو کان کی لو تک سرخ کرتا دفع ہوا جس پر حرا نے گھبراہٹ کے مارے لب بھینچ لیے، گہرے

سانس لیتی وہ بند واش روم کے دروازے کو گھورنے لگی لیکن پھر شرما کر چہرہ ہی چرا گئی۔

وہیں حاشر جب بہت دیر تک نہ آیا سب کے بیچ تو خود ہی ماہا نے پوچھا۔

"میں چاہتی ہوں حاشر اپنے گھر رہے۔ آپ بھی جہاں رہنا چاہیں ہاجرہ آنٹی، دونوں گھر آپکے ہیں لیکن میں حاشر کو مزید اسکے حق سے محروم نہیں رہنے دوں گی۔ میں نے اسکا کمرہ بھی سیٹ کروانے کا کہہ دیا ہے۔۔ پلیز آپ سب برا مت منائیے گا۔"

ماہا کی بات سب کو ہی چونکا گئی، اور یہ حیرت خوشی بھری تھی۔

"میں تو بھئی یہیں ہوں۔ ایمن اور مجھے بہت تیاریاں کرنی ہیں صبح کے لیے۔ تم بھی ایسا کرو آج یہیں رہو ہماری مدد کرنا، ایک ہماری میرال بھی ہو جائے گی۔ حاشر کو بھیج دیتے ہیں حویلی۔۔ کیسا۔۔۔؟"

ہاجرہ صاحبہ نے تو ہنسی اور شوخ بات سے ماحول مزید خوبصورت کر دیا۔

"ہے کہاں وہ۔۔؟"

ماہا نے بیقراری سے پوچھا۔

"وہ شاید ٹیرس کی طرف گئے ہیں ماہا آنٹی"

میرال نے ہی انکو اطلاع دی جس پر ماہا اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"میں اس سے مل کر آتی ہوں پھر تیاریوں میں آپ سب کا ہاتھ بٹاتی ہوں۔"

ماہا کی بات پر سب نے ہی خوش دلی سے اجازت دی جبکہ انکے جاتے ہی ہر چہرے پر مانو بہار ہی تو آچکی تھی۔

ماہا ٹیرس کی طرف آئیں تو وہ ریلنگ کے ساتھ لگ کر کھڑا ہاتھ باندھے دور پار نظر آتے اندھیرے سے ہمکلام تھا، شاید اچانک جو کل اسکی زندگی بدلنے والی تھی، وہ اسی کے بارے سوچ رہا تھا۔

ماہا نے عقب سے اسے چھت پر آتے دیکھا تو پہلے اسکے دراز قد و قامت پر شفیق سا مسکرائیں، لیکن انھیں یہ اچھا نہ لگا وہ اکیلا یوں نیم اندھیرے میں کھڑا ہے۔

"اب اندھیروں کو رخصت کر دو اپنی زندگی سے حاشر سیال۔ اب صرف روشنی باقی ہے"

وہ اپنے خیالوں کو جھٹک کر پلٹا تو سامنے ماہا سیال کو دیکھے حیران و پریشان رہ گیا لیکن وہ حاشر کو جیسا امیجن کر رہی تھیں وہ اس سے زیادہ ہینڈسم نکلا تھا، واقعی عمار سے بہت شباہت ملتی تھی لیکن فگر وائز وہ عمار سیال کا سمارٹ ورژن تھا، زیادہ مسلز بھی نہیں تھے کیونکہ ہیوی ایکسر سائز اسے ہمیشہ سے منع رہی تھی لیکن جینٹک طور پر اچھے فگر تھے ان سبکے، اوپر سے خود کو فٹ بھی رکھا تھا ورنہ اکثر جنکو ریگولر خون لگتا ہوا نھیں یا تو موٹاپا ہو جاتا ہے یا انکا وزن حد سے زیادہ گر جاتا ہے لیکن وہ پرفیکٹ تھا۔

"آپ۔۔۔ آپ کیسی ہیں۔ آپ ملیں بابا سے؟"

وہ انکی طرف بڑھا تو بس یہی دو سوال اسکی زبان سے نکلے۔

"میں ٹھیک ہوں۔ ہم وہیں سے آ رہے ہیں۔ تم نے جو آج کیا۔ بنا سوچے آگ میں کود کر اپنے بابا اور ماہیل انکل کو بچایا۔ کیا کوئی سوچ بھی سکتا ہے اتنا پاگل پن جتنا تم نے کر دیا؟"

ماہا کی آنکھوں میں خفیف سی سرخائی گھلی اور خود حاشر بھی درد اپنے دل میں مزید دبا نہ سکا۔

"م۔۔مجھے کچھ سمجھ نہیں آئی۔ بس وہ اچانک ہوا۔ آپ نے بابا سے ٹھیک بات کی؟ ناراضگی والی بات کی یا راضی ہو کر؟"

وہ شدید بے تاب تھا یہ جاننے کو کہ کیا اسکی وجہ سے اب بھی ماہا اور رحمان میں تلخی ہے یا یہ حادثہ کچھ حاشر کو فیور دے گیا، ماہا مسکرائیں۔

"پہلے ناراضگی سے پھر راضی ہو کر۔ مجھے انکے تمہاری امی سے نکاح کرنے پر دکھ نہیں تھا بس انہوں نے محبت کا جو دعوی مجھ سے کیا پھر بھی یہ سب چھپایا۔ اس پر دکھ تھا۔ تم اس معاملے میں مزید دل بھاری مت کرو حاشر۔ میں تمہارے بابا سے راضی ہوں۔ اور میں چاہتی ہوں تم ہمارے ساتھ سیال حویلی میں رہو۔ تم اور ایمل دونوں۔ میرے لیے تم میرے تین بچوں جیسے پیارے ہو۔ تمہارا کسی چیز میں کوئی بھی قصور نہیں یہ بات اپنے دل میں بٹھالو۔ اور اب تمہیں دیکھنے کے بعد، تم سے آتی رحمان کی اس خوبصورت خوشبو کے بعد تو مجھے اپنے ہی بیٹے لگ رہے ہو تم۔"

ماہا نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں جیسے بھرا، نا چاہتے ہوئے بھی حاشر کی آنکھوں سے چند آنسو ٹوٹ گرے، اسے ماہا سے یہ امید کہاں تھی، پتا ہوتا بابا کی بیوی ایسی ہے تو اپنی پوری زندگی سیاہ تھوڑی کرتا۔

"مجھے لگا تھا آپ بہت سخت مزاج کی ہوں گی۔ میرے ہونے کو بابا کی سزا نہ بنا دیں۔ امی کو بھی یہی خدشہ تھا۔ اسی وجہ سے میں آپ سبکی زندگی سے دور

رہا لیکن آپ تو بلکل الگ نکلیں۔ بابا کی محبت آپ ہی ڈیزرو کرتی ہیں۔ میری امی اتنی انڈرسٹنڈنگ نہیں تھیں۔ انھیں اپنی بدنام زندگی سے چھٹکارا چاہیے تھا۔ عزت اور محبت چاہیے تھی۔ اولاد نہیں چاہیے تھی لیکن میں پھر بھی ملا انھیں لیکن انکا حکم کہ خود کو بابا کی زندگی سے دور کر دو، مجھے بہت وقت لگا کر سمجھ آیا لیکن مجھے بہتر لگا تھا۔ مجھے لگا سب عورتیں ایک سی ہوتی ہیں۔ لیکن آپ کا مزاج کچھ الگ خوبصورتی کے لیول پر ہے۔ مجھے بہت خوشی ہوئی آپ سے مل کر"

حاشر کا لہجہ بھیگا تو ماہا نے اسے اپنے گلے لگایا، یہ بھی حاشر کے لیے بلکل بے یقین سا لمحہ تھا۔

"تم بھی مجھے مما کہو گے۔ اور جو کچھ بیت گیا ہم اسکی بات دوبارہ نہیں کریں گے۔ تمہاری امی بھی غلط نہیں تھیں۔ انھیں جس انسان نے تاریکی سے نکالا، وہ بس انکا بھلا چاہتی تھیں تبھی خود غرض بنیں اور تمہیں ایسا کہنے پر مجبور ہوئیں۔ لیکن اب کوئی مجبوری نہیں۔ تمہاری اہمیت ہماری زندگیوں

میں وہی ہے جو اجر، عمار اور بارس کی ہے۔ بارس تھوڑا پاگل اور نخریلا ہے لیکن مجھے یقین ہے جب تم سے ملے گا تو میری طرح فدا ہو جائے گا"

وہ الگ ہوئیں اور حاشر کی گال محبت سے تھپکائی، حاشر نے سر ہلائے مسکرا کر اس بار انکو اپنے سینے لگایا، ماہا اس اچانک افتاد پر جیسے حیران پھر مسکرا دیں۔

"آپ بہت اچھی ہیں مما"

وہ شدید شکر گزار تھا لیکن ماہا اسکا شکر گزار ہونا نہیں، خوش ہونا چاہتی تھیں۔

"تم سب سے زیادہ اچھے ہو۔ تمہاری قربانیوں نے میرا دل خرید لیا حاشر جو تمہارے لیے ممتا سے بھرا ہے۔ میں تمہاری سگی ماں کی کمی تو پوری نہیں کر سکتی لیکن میں تمہیں ماں والا پیار ضرور دوں گی جو تمہاری ذات کو سوگوار نہیں رہنے دے گا مزید۔ کل کے لیے بہت سی دعائیں ہیں۔ ابھی تم حویلی جا کر بارس سے ملنا۔ کچھ بارش کہے تو بڑے بھائی کی طرح اسے سمجھا دینا۔ اپنا حق لینا سیکھو۔ سمجھے۔ میری جان۔۔۔ بہت پیارے لگے تم مجھے۔ شانت

سے، پر سکون سے۔۔۔۔میری اجر بلکل ایسی ہے۔باقی دو تو سمجھو فائز ہیں۔اب میرا یہ بیٹا بھی آگیا تو جوڑیاں مکمل ہوئیں"

وہ ہنستی ہوئیں روبرو ہوئیں تو حاشر نے انکے کہے کو حکم مانتے تابعداری سے سر ہلایا۔

"ہر چیز کے لیے آپکا شکریہ مما"

وہ ناچاہتے ہوئے بھی جذباتی ہو گیا۔

"ماوں کو شکریہ نہیں کہتے۔چلو میں نیچے جاتی ہوں۔تمہارے نکاح کی تیاری کرتے ہیں۔تم بلکل ٹھیک ہو جاوگے میں بہت سی دعائیں کروں گی تمہارے لیے۔خوش اور مطمئین رہو میرے بچے"

ماہا نے اسے یہ دعائیں دے کر تو آدھا ویسے ہی ٹھیک کر دیا تھا، حاشر نے انکا ہاتھ پکڑے چوما جو اسکی ماہا کے لیے عقیدت اور اپنائیت تھی اور ماہا کو بھی بہت اچھا لگا۔

وہ گئیں تو کتنی دیر حاشر ان پر سے نظر نہ ہٹا سکا، یہ بھی فون رنگ کیا تو اسکی توجہ منتشر ہوئی اور کال بھی ایمل کی تھی، انہوں نے ابھی آتے ہوئے نمبر ایک دوسرے سے ایکسچینج کیا تھا۔

وہ بھی بے چین تھی کہ خود کو کال میں بھی پہل کرنے سے روک نہ سکی۔

"مجھے ضرورت تھی تمہاری"

فون لگتے ہی وہ حاشر کے منہ سے یہ جملہ سنے گی، کبھی خواب میں بھی نہ سوچا تھا۔

"میں حاضر۔۔کب سے سوچ رہی تھی کال کروں بس جھجھک آڑے آ رہی تھی کہ آپ فیملی میں بزی نہ ہوں۔بتائیں کیا ہوا۔سب ٹھیک ہے حاشر"

وہ اتنی محبت سے جوابا بولی کہ حاشر کا بھاری سانس یکدم آسان سا اسے محسوس ہوا، اس لڑکی کی آواز کا اتار چڑھاو سیدھا حاشر کے دل کی دھڑکنوں سے الجھا تھا۔

"ہاں۔ماہاسیال سے مل لیا میں۔انہوں نے واقعی میرے ہر رہے سہے اندھیرے کو روشنی میں بدل دیا۔بہت کچھ کہا۔میں کل مل کر بتاؤں گا تمہیں۔یہ بتاو تمہارے بابا کا کیا ری ایکشن تھا۔خوش تھے؟اور مجھے یہ بھی بتاو کے تمہیں کچھ چاہیے؟"

ایمل جو اپنے لیے کووفی بیٹ کر رہی تھی، کندھے اور کان کے بیچ فون دبا رکھا تھا، حاشر کے آخری جملے پر دل اتنی زور سے دھڑکا کہ اسے فون سنبھالنا پڑا اور کووفی بیٹ کرنا بھی روکنی پڑی۔

"بابا بہت خوش ہیں۔تیاریاں ہو رہی ہیں یہاں۔اور میں آپکو سننے کے لیے ابھی سے بیقرار ہوں"

ایمل نے جان بوجھ کر اسکے سب سے خوبصورت سوال کو ٹال دیا، حاشر کو یوں لگا جیسے اضطراب سا پورے وجود میں چٹکیاں بھر اٹھا ہو۔

"تمہیں کچھ چاہیے ایمل؟ بحیثیت دلہا مجھے کیا کرنا چاہیے؟ کچھ آئیڈیا نہیں مجھے۔ کیا تھوڑا گائیڈ کرو گی مجھے۔؟"

وہ اپنی بیقراری کو جیسے بچوں کی طرح کنفوز ہو کر عیاں کر رہا تھا، وہ لڑکی منہ ہی منہ میں خوشی سے پھولے نہ سما رہی تھی۔

"بحیثیت دلہن مجھے کیا کرنا ہے۔ آپ بھی گائیڈ کریں گے کیا؟"

وہ شرارت سے بولتی لب دبا گئی جبکہ حاشر سمجھ گیا وہ مستی موڈ میں ہے۔

"تم مجھے تنگ کر رہی ہو"

حاشر نے معصومانہ سا شکوہ کیا تو وہ چور سا ہنسی۔

"اب تو کل حق ملنے والا ہے۔ تب بتاوں گی تنگ کرنا کسے کہتے ہیں۔ ابھی تو بس میں اپنی خوشی سنبھال نہیں پا رہی۔ اف نظر نہ لگے اسے۔ خیر آپکو کچھ

بھی کرنے کی ضرورت نہیں، آپ بس آجانا یہاں میرے پاس۔ پھر میں

جانو اور آپ"

ایمل کے شوخ اور دلکش مشورے پر خفیف سا بلش تو حاشر نے بھی کیا لیکن وہ بہت ہاٹ سا لگ رہا تھا شرماتے ہوئے، گھنا میسنا سا، جب یہ معلوم ہو کہ آپ مدت سے چاہے گئے ہیں تو اتنا غرور تو آہی جاتا ہے۔

"ٹھیک ہے تو میں بند کرتا ہوں کال۔ ملتے ہیں صبح۔ سو جاتا ہوں پھر میں"

حاشر نے مسکراتے ہوئے یہ چند جتاتے جملے کہے۔

"سکون کی نیند پائیں۔ آج دعا سے کام چلا لیں۔ کل سے سکون کی نیند میں خود سلاوں گی آپکو۔ بائے۔ اللہ کی امان میں رہیں"

وہ اتنی محبت سے کہہ کر رابطہ توڑ گئی کہ اسکے الفاظ کی نرمی حاشر کا دل گدگدا گئی۔

"یہ لڑکی مجھے پاگل کر دے گی۔ کوئی اتنا دیوانہ کیسے ہو سکتا ہے کسی کا۔ پر یہ کیفیت خوبصورت ہے کہ وہ مجھ سے پیار کرتی ہے۔ وہ پاگلوں کی طرح پیار کرتی ہے مجھ سے، ایمل تم میری زندگی میں بھونچال لے آئی ہو۔ میرا دل اتنا عجیب طریقے سے کبھی نہیں دھڑکا۔ اب نیند کیسے آئے گی۔ کل کا انتظار مجھے سونے نہیں دے گا۔ بارس کی خبر لیتا ہوں۔ سونے کو مارو گولی"

وہ خود بھی شدید مضطرب و بے چین تھا اور اس وقت اپنے دل کو بہلانے کا بس بارس ہی طریقہ بچا تھا۔

..________________________..

"کیسی طبعیت ہے اب اسکی؟"

اجر اور باسل دونوں ہی اس وقت رملا کے پاس آئے تھے، عمار کچھ کھانا تو دور، پانی پینے پر بھی آمادہ نہ تھا۔

"ادھر آو۔ تم کیوں روم سے نکلی میری جان۔ آرام کی ضرورت ہے تمہیں"

عمار نے اٹھ کر اجر کو تھاما اور اپنے ساتھ بٹھایا جبکہ باسل اس وقت باہر کھڑا ڈاکٹر سے رملا کی سچویشن اور کنڈیشن کے بارے بات کر رہا تھا۔

"بھائی کیسا آرام۔ ایک طرف بابا کے ساتھ اتنا کچھ ہوا اور یہ۔۔۔ یہ تو سب سے زیادہ مظلوم ہے۔ اسکے ساتھ اچھا نہیں ہوا بھائی۔ رملا کی تکلیف سب سے زیادہ ہے۔ کاش ہم اسکی تکلیف دور کرنے کے لیے کچھ کر پاتے۔ بھائی اسے کچھ ہو گا تو نہیں؟ میں آپکی زندگی کو ویران برداشت نہیں کر سکتی۔ اس نے آپ کے حصے کی تکلیف خود پر لی۔ یہ میرے لیے بھی بہت قیمتی ہو گئی ہے"

اجر نے بھائی کے سینے لگ کر جیسے اپنی تکلیف بھولے صرف اس وقت رملا کا درد محسوس کیا جبکہ عمار کے بس میں کچھ ہوتا تو وہ رملا کو اک بھی بھاری سانس نہ لینے دیتا۔

"مجھے اللہ پر بھروسہ ہے۔ وہ مجھے اتنی بڑی سزا نہیں دے سکتا۔ میں نے بہت دعائیں کی ہیں۔ ٹھیک ہو جائے گی۔ دو گولیاں لگی ہیں اس لحاظ سے یہ ہمیں ستائے بھی تھوڑا امید سے زیادہ۔ لیکن یہ واپس لوٹ آئے گی۔ اسے پتا ہے میں اسکے ساتھ جینا چاہتا ہوں۔"

اجر نے سر اٹھائے عمار کے چہرے کو دیکھا، اس نے رملا سے زیادہ تکلیف میں عمار کو محسوس کیا۔

"کچھ کھالیں ناں۔۔ آپکی بھی طبیعت ٹھیک نہیں۔ وہ اگر ہوش میں ہوتی تو آپکو ایسے بھوکا پیاسا کبھی نہ رہنے دیتی۔ کچھ کھائیں اور پین کلر لے

لیں۔ مجھے پتا ہے آپکا سر اور آنکھیں درد میں ہیں۔ بازو بھی تو درد میں ہے۔ مجھے فکر ہو رہی ہے آپکی بھائی"

اجر سے اب بولنا قدرے آسان تھا لیکن بہر حال وہ نڈھال تھی اور ایسے میں بس عمار کی فکر میں سلگ رہی تھی، عمار نے پیار سے اجر کا ماتھا چوما۔

"میری آنکھوں کا نور۔ تمہیں سہی سلامت پا کر میری بھوک پیاس مٹ گئی۔ آج اگر کسی کو بھی کچھ ہو جاتا تو میری بھی جان جاتی ساتھ۔ بابا ٹھیک ہیں۔ تم ٹھیک ہو۔۔۔بس یہ نکمی بھی ٹھیک ہو جائے تو میں بھی ٹھیک سے سانس لے پاوں گا۔ یقین کرو کچھ بھی کھانے پینے کی طلب نہیں۔"

وہ جانتی تھی بھائی کتنے درد میں ہیں لیکن وہ انھیں مجبور بھی تو نہیں کر سکتی تھی۔

"آپ پریشان نہ ہوں۔ یہ ٹھیک ہو جائے گی۔ ہم سب آپکے ساتھ ہیں بھائی۔ اللہ کبھی ہماری طاقت سے زیادہ ہمیں نہیں آزماتا۔ اس پر یقین

رکھیں۔مجھے پھر بھی آپکی فکر ہے۔آپ کو کچھ ہو گیا تو ہم سب کا ہونا بیکار ہے۔۔۔۔میرے لیے ہی کچھ کھالیں۔میں باسل کو کہوں کچھ لے کر آئے آپکے لیے۔کچھ فیورٹ کھانا چاہیں؟"

اجر کے فکر و محبت سے کیے اصرار پر عمار نے انکار نہ کیا،باسل بھی تب تک اندر آ گیا۔

"باسل۔۔بھائی کے لیے کچھ انکا فیورٹ لے کر آو۔یہ کھائیں گے۔۔ہے ناں بھائی"

اجر ہی اسے منا سکتی تھی،باسل نے مجبور و مسکین اجر کے بھائی جان کی طرف دیکھے فرمانبرداری سے سر ہلایا۔

"جو حکم میرے سکون۔۔تم آو ناں تمہیں کمرے میں پہنچاوں پہلے۔آرام کرنا ہے تمہیں۔اسے میں کھلا دوں گا آئی پرامس"

باسل نے لاڈ سے اسکا ہاتھ پکڑے اٹھایا تو اجر نے دونوں کو باری باری گھور کر دیکھا جیسے کہہ رہی ہو مجھے چکما دینے کی کوشش، بھی نہ کرنا۔

"پکاناں۔۔۔بھائی آپ پرامس کریں"

اجر کو ان یاروں پر بلکل بھروسہ نہ تھا۔

"وعدہ میری جان"

عمار نے اسکا ہاتھ پکڑ کر چومتے وعدہ لیا تب جا کر وہ مانی، باسل نے اجر کو پہلے روم میں پہنچایا، اسے لیٹایا اور جھک کر سر بھی چوما۔

"سوجاو تھوڑی دیر۔بڑی بھی سو گئے ہیں۔میں عمار کے ساتھ رہوں گا بے فکر رہو"

اجر کو بھائی کے ساتھ ساتھ شوہر کی بھی تو فکر تھی۔

"تم بھی تھک جاو تو میرے پاس آکر سو جانا۔ ہو سکے تو بھائی کو چپکے سے نیند کی گولی دے دینا تاکہ وہ بھی سو جائیں۔ ایسے اپنی آنکھیں سوجھا لے گا وہ بندہ۔"

اجر کے پاس بیٹھے باسل نے اسکے ہاتھ کو پکڑے ہتھیلی چومی اور مسکرایا۔

"میرے سکون کسی کو رملا کے پاس ہوش و حواس میں رہنا ہو گا کیونکہ کسی بھی وقت اسکی حالت بگھڑ یا سنور سکتی ہے۔ میں اور عمار دونوں جاگ رہے ہیں،۔ تم میری فکر مت کرو۔ گھر جا کر تمہاری گود میں سر رکھ کر ساری نیندیں پوری کر لوں گا۔ میرے دل کا قرار، تمہیں آرام ملے گا تو اسکا اثر مجھ پر بنا نیند لیے بھی ہو گا۔ میری ضرورت ہو تو یہ فون پڑا ہے۔ کال می۔ میں آجاوں گا"

اجر نے نیند سی محسوس ہونے پر فوری سر ہلائے مسکرا کر اجازت دی تو باسل نے جھک کر اسکی سانسیں مہکاتی محبت دی جس پر وہ مزید مدہوش ہوئی۔

"آئی لو و یو"

وہ اٹھنے لگا جب وہ اسکا ہاتھ زور سے تھام گئی۔

باسل کی سیاہ آنکھوں میں سرور سا سمٹا۔

"ائی لو و یو مور۔۔۔"

اس نے ابھر کار خسار چوما اور اسے سونے کا اشارہ کرتا اسکے پہلو سے اٹھا اور آہستگی سے قدم بڑھاتا دروازے تک گیا جو اب بھی مندی مندی آنکھوں سے باسل کو ہی دیکھ رہی تھی پھر آنکھیں بند کر گئی تو وہ بھی عمار کے لیے کچھ لینے چلا گیا جبکہ عمار بہت مجبور ہوئے پھر سے رملا کے پاس آ بیٹھا تھا۔

"جاگ جاناں۔۔۔ میں مس کر رہا ہوں تجھے۔ دیکھ کتنی تپ رہی ہے تو۔ درد ہو رہا ہے تجھے رملا؟۔۔ کیا تو مجھے سن سکتی ہے"

عمار نے اسکا ہاتھ تھامے اسکے ہاتھ کی انگلیوں کو باری باری چومے زرا جھکے اسکا ہاتھ اپنے رخسار سے جوڑا جو گرم تھا جبکہ وہ یوں سانس لے رہی تھی جیسے بہت تکلیف میں ہو۔

عمار نے اسکا ہاتھ واپس رکھا اور وہ بس دیکھنے کی نیت سے اسکے ہوسپٹل کے گاون کو کھولنے لگا، سینے پر بھی پٹی لپٹی تھی اور پیٹ پر بھی، وہ زیادہ دیر دیکھ نہ پایا اور گاون کے دو تین لوز سے بٹن واپس بند کیے اور جھک کر رملا کا ماتھا چومے واپس سیدھا ہوا۔

پھر عمار نے مانیٹر کی طرف دیکھا، وہاں ہارٹ بیٹ دیکھائی دے رہی تھی اور اوپر نیچے ہوتی لائنز، لیکن یکدم جیسے وہاں موجود لکھا ہندسہ گھٹنے لگا، عمار نے گھبرا کر رملا کی طرف دیکھا جو پہلے سے زیادہ بری طرح سانس بھرنے لگی، اٹکتے سانس کی دردناک آواز عمار کا دم گھوٹنے لگی اس نے فورا دوڑ کر باہر آتے وہیں راونڈ پر آتے ڈاکٹر کو اندر بلایا۔

عمار کا دل رملا کی اٹکتی سانسوں کے ساتھ ڈولنے لگا تھا، جب اس نے بھاگتے ہوئے ڈاکٹر کو بلایا، وہ فوراً ٹیم کے ساتھ اندر آیا۔

"اسے کچھ ہو رہا ہے... کچھ ہو رہا ہے ڈاکٹر۔۔۔ کچھ کریں پلیز!"

عمار تقریباً چیخ پڑا، وہ رملا کے بیڈ کے کنارے کھڑا ہو کر مسلسل اس کا ہاتھ تھامے ہوئے تھا۔

ڈاکٹرز نے مشین کے مانیٹر پر نظر ڈالی اور یکدم ان کی پیشانیوں پر تیوری چڑھ گئی۔

بیپ۔۔۔بیپ۔۔۔بیپ۔۔۔اچانک وہ بھیانک آواز آئی۔

بیییییپ۔۔۔۔۔

ایک لمبی، تکلیف دہ سیدھی لائن اس مانیٹر پر ابھر آئی تھی، جیسے کسی کی دنیا ساکت ہو گئی ہو۔

عمار کی سانسیں بند ہونے لگیں، وہ پلکیں پھاڑے اس مانیٹر کو تکے گیا، پھر رملا کے چہرے کو دیکھا، اس کی آنکھیں بند تھیں، جیسے وہ اس کی آوازیں سن کر بھی نہ جاگنا چاہتی ہو۔

"نہیں۔۔۔ نہیں رملا۔۔۔"

وہ لرزتے لہجے میں بولا، اور جھک کر اس کا چہرہ چوم لیا۔

"تم جا نہیں سکتی۔۔۔ تمہیں ابھی میرا بہت سا پیار د۔۔ دیکھنا ہے۔۔۔ تمہیں تو میری جان لینا تھی، مجھے یوں چھوڑ کر نہیں جا سکتی۔۔۔"

اس کی رملا کو پکارتے آواز ٹوٹنے لگی، آنکھوں سے آنسو رم جھم رم جھم گالوں پر گرنے لگے، وہ لرز رہا تھا، رملا کی بند سانسیں اسکو مار رہی تھیں۔

ڈاکٹرز نے فوراً شاک کی تیاری کی، نرس نے آکسیجن چیک کی، اور عمار کو پیچھے ہٹنے کا کہا، لیکن وہ نہیں ہٹا، بس روتے ہوئے رملا کا ہاتھ تھامے ہوئے اسے پکار رہا تھا۔

"کلیم! چارج دو۔۔۔ ایک... دو... تین!"

ٹھک کی آواز ابھری اور رملا کا جسم جھٹکا کھا کر ہلا، لیکن مانیٹر کی سیدھی لائن وہی رہی۔

عمار کے دل میں جیسے کربناک ٹھیسیں اٹھیں۔

"دوبارہ!"

ڈاکٹر کی آواز کے ساتھ ایک اور جھٹکا، عمار کا دل جیسے چیخ اٹھا ہو، کہ نہیں اسے اتنی اذیت مت دیں۔

"رملا۔۔مجھے واپس چاہیے تو۔۔۔ سن رہی ہے تو۔"

ڈاکٹر نے تیسری بار شاک دیا، اور اس بار... !بیپ۔۔۔ بیپ۔۔۔
بیپ۔۔۔ کی آواز ٹِک۔۔۔ ٹِک۔۔۔ میں بدلی۔

مانٹیر پر پھر سے وہ اوپر نیچے جاتی لکیریں ابھرنے لگیں، اور رملا کی سانس بحال ہوئی۔

"شکر ہے۔۔۔"

ڈاکٹر نے نرسیز کو وہ الیکٹرک شاک دیتے دو آلے تھماتے سکون کا سانس لیا۔

عمار کی آنکھوں سے آنسو اب شدت سے بہنے لگے تھے، لیکن وہ آنسو اب بے بسی کے نہیں، محبت کی جیت کے تھے۔

وہ واپس جھکا، رملا کی پیشانی کو چومتے اس کا ہاتھ اپنے ہونٹوں سے لگایا، ڈاکٹر نے عمار کے کندھے کو تھپکایا اور باہر چلے گئے لیکن وہ اسکے پاس بیٹھا اب تک اپنی سانس بحال نہ کر سکا۔

"اب کبھی نہ جانا مجھ سے دور، میں سچ میں مر جاؤں گا رملا۔۔ ترس کھا مجھ پر"

رملا کی پلکیں ذرا سی پھڑکیں، جیسے کہیں اندر اس کے دل نے عمار کی آواز کو چھو لیا ہو، اسکی تڑپ محسوس کر لی ہو پر وہ اب ٹھیک سانس لے رہی تھی لیکن عمار کا دل خوف سے بند ہونے پر آگیا تھا، اب وہ مانیٹر کو دیکھ بھی نہ رہا تھا۔

جب باسل آیا تو وہ بھی اس سب سے مزید پریشان ہو گیا، کھانے کی تو کسی کو ہوش ہی نہ رہی۔

جبکہ بارس کو حرا نے اتنا کول کر دیا کہ وہ حاشر سے گلے لگ کر ملا، تینوں دیر تک لاونج میں بیٹھ کر گپیں بھی لگاتے رہے، اک طرف حاشر اور ایمل کے نکاح کی تیاریاں رات بھر ہوئیں اور دوسری طرف عمار رات بھر رملا کے پاس سے نہ اٹھا اور باسل اس رات بس اپنوں کی تکلیف میں انکے ساتھ موجود رہا تھا اور دیکھتے ہی دیکھتے اک سیاہ رات گزر گئی لیکن یہ رات جیل کے اندر تبریز سیال پر جیسی دردناک گزری، وہ اسکے پوری زندگی کے گناہوں کی سزا تھی، وہ یہی سمجھ رہا تھا اس نے اپنی ہی اولاد کو مار دیا ہے، جبکہ روحا بھی

فجر تک پہنچ آئی تھیں لیکن انکی سانس سانس بھی بس رملا کے ٹھیک ہونے کی دعا میں مصروف نظر آئی۔

..________________________________..

رات تو اجر اور رحمان اچھے سے سوئے رہے لیکن باسل اور عمار کی رات کانٹوں پر ہی گزری تھی، رملا کی جو حالت بگھڑی تھی اس سبب وہ دونوں پوری رات بہت خوفزدہ رہے تھے، ابھی روحا اسکے پاس تھیں تو باسل چاہ رہا تھا کہ عمار اسکے ساتھ گھر چلے کیونکہ اجر اور رحمان کو بھی گیارہ بجے تک چھٹی ملنے والی تھی۔

"چلو کچھ دیر میرے ساتھ۔ حاشر کا نکاح ہے اور تمہیں بھی اچھا محسوس ہو گا۔ روحا آنٹی ہیں رملا کے پاس اور ویسے بھی ڈاکٹرز کہہ رہے ہیں اب یہ خطرے سے باہر ہے"

باسل نے بہت نرمی سے سمجھایا پر وہ نجانے کیوں اسے اپنی آنکھوں سے اوجھل نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"اسکی سانس رک گئی تھی باسل۔۔میں پاس تھا۔میں نے وہ لمحہ کس طرح گزارا، کوئی نہیں جان سکتا اسکا کرب۔خدانخواستہ اسکی سانس پھر رکی اور میں پاس نہ ہوا تو۔یا اس نے مجھے پکارا تو؟"

عمار کی دیوانگی پر باسل کیا، روحا کی آنکھوں میں بھی سرخائی گھل آئی، وہ پہلے ہی رملا کو اس حال میں دیکھے آدھی مرسی گئی تھیں۔

"وہ اب سیو ہے میرے شیر۔اب اسکی سانس نہیں رکے گی۔ادھر دیکھ، آنکھیں تیری شدید سوجھی ہوئی ہیں۔اور دیکھ بخار ہو رہا ہے۔میرے ساتھ چل، ہم جلدی آجائیں گے واپس۔تو نے کچھ نہیں کھایا کل سے عمار۔خدا کے لیے رحم کھا مجھ پر۔کوئی میڈیسن بھی نہیں لی تو نے۔یہ بازو کا

زخم خراب ہو جائے گا۔ اور اگر وہ ہوش میں آئی تو اس اجڑے حال میں اسکے سامنے جائے گا، میری بات مان۔۔ آ جا میرے ساتھ"

باسل نے ہر کوشش کر لی لیکن وہ اس پر سے نظر ہٹانے تک پر راضی نہ تھا، چھوڑ کیسے جاتا۔

"ٹھیک کہہ رہا ہے باسل۔ جاو میری جان۔ جا کر اپنی حالت درست کرو۔ مما اپنی گڑیا کے پاس ہیں ناں۔ میں اسکی سانس رکنے نہیں دوں گی۔ جاو شاباش۔۔ لے جاو باسل اسے"

عمار کا اب بھی دل پھٹ رہا تھا، آنکھوں کے آگے سے رملا کی بند سانسوں کا منظر ہٹ ہی نہ پا رہا تھا لیکن وہ مان گیا، اس نے رملا کے پاس رک کر اک نظر روحا اور باسل کو دیکھا۔

"میں اجر اور رحمان بھائی سے مل کر آتی ہوں۔ تم لوگ جاو تو مجھے بتا دینا"

روحانے اٹھ کر کہا اور دروازے کی طرف جاتے جاتے پیار سے باسل کی گال بھی سہلا کر گئیں، عمار نے باسل کو دیکھا جیسے کہہ رہا ہو، مجھے کچھ لمحے میری بیوی کے ساتھ دے اور یار کی آنکھوں کی تڑپ سے اسکی طلب سمجھنے میں بھلا باسل ماہیل کا کوئی ثانی تھا کیا۔

باسل نے بھی باہر جاتے دروازہ بند کر دیا اور عمار نے ڈرتے ڈرتے مانیٹر کی طرف دیکھا لیکن اب اسکی ہارٹ بیٹ نارمل تھی۔

"میں حاشر کے نکاح کی وجہ سے تھوڑی دیر تجھ سے دور جا رہا ہوں لیکن باخدا جب تک تو آنکھیں نہیں کھولتی، سکون حرام ہے مجھ پر۔ میرے آنے تک ٹھیک رہنا۔ میں تیرے نام سے جڑا کوئی نقصان نہیں جھیل سکتا۔ مجھ میں اتنی طاقت نہیں ہے رملا۔ میں تیرے پاس جلدی آجاوں گا۔ میں دور جا کر بھی تیرے پاس ہوں۔ اللہ تجھے جلدی شفاء دے"

عمار نے اسکے پاس بیٹھے اسکے تکیے پر دونوں ہاتھ جمائے جھک کر اسکی گال چومتے زرا ٹھہر کر اسکے چہرے کو دیکھنے لگا جہاں اب درد بھرا تاثر بھی نہیں تھا، یہ عمار کے لیے سکون آور تھا کہ وہ سکون میں تھی اب۔

" کبھی نہیں سوچا تھا اتنے لوگوں کی جان بے دردی سے لے لینے والا کبھی کسی کی نکلتی جان پر اتنا تڑپ سکتا ہے۔ کل دھڑکن تیری بند ہوئی تھی لیکن اسکا کرب میرے سینے نے تیرے برابر جھیلا۔ بہت برا پیار ہو گیا مجھے کل تجھ سے ، اس لمحے جب میں تیرے لیے روتا رہا ہار ملا۔ تجھے یہ سب جاننے اور سننے کے لیے جاگنا ہے۔ تجھے میرا پیار ملے گا، وہ پیار جو میں نے کسی کو نہیں دیا۔ تیرے اس درد کرتے سینے میں اتار دوں گا اپنا سارا پیار۔ چل خیال رکھ اپنا۔ میں آتا ہوں۔"

وہ اسکے بالوں کو سنوارتا ہوا اسکی گردن میں چہرہ گھسائے گردن کی جلد چومتا ہوا بس اسے اپنے ہونٹوں کی گرمائش محسوس کروا رہا تھا، تاکہ وہ اسے محسوس کرے، پھر یہی حدت اسکے ہونٹوں کے حوالے کی، نرمی سے

چھوا، بنا کسی طلب کے بس اسے آرام دینے کو، اسے احساس دلانے کو کہ یہ اسے اسکا عمار سیال چھو رہا ہے، اتنے خاص اور ذاتی انداز میں، آخر جب وہ اسے نرمی سے چھونے میں ناکام ہوا تو اس سے دور ہوا اور اٹھ کھڑا ہوا پر رملا کے چہرے پر جیسے بے چینی آئی اس پر وہ آدمی مسکرایا۔

"چڑیل۔ مزے لے رہی ہے بے خبری میں بھی"

عمار نے پس لب بڑبڑاتے اس سلیپنگ بیوٹی کو گھوری دی اور اسے نظر بھر کر دیکھتا باہر آیا، تب تک روحا بھی آچکی تھیں اور اجر بھی بابا کے ساتھ پہنچ آئی، لگ بھگ گیارہ تک وہ سب واپس روانہ ہوئے، حاشر نے گلے لگ کر عمار کو ہمت دی تھی، سب ہی اجر اور رحمان کی واپسی پر خوش تھے پر عمار کے لیے اداس تھے اور اسکی رملا کے لیے بھی۔

خیر نکاح تھا تو سبکو ہی اپنی اپنی اداسی، حاشر سیال کے لیے ترک کرنی پڑی، ایمل نے رات حاشر سے سائز پوچھا ہی نہیں بس میڈیم سائز بھیج دیا

اور جب فائنلی دلہا تیار ہونے کے بعد وہ سفید جوڑا پہن کر کمرے میں آئے تو ایک دم پرفیکٹ فٹنگ تھی۔

"میرے ہنڈسم اور فٹ سے منگیتر کو میڈیم سائز پورا آگیا ناں؟"

اسی لمحے فون پر ایمل کا میسج رنگ کیا، حاشر نے فوری فون اٹھا کر میسج دیکھا جہاں اس نے اپنی ہاف پکچر بھی بھیجی تھی، وہ تیار ہو چکی تھی۔

"ایک دم پرفیکٹ ہے۔ تھینکیو۔ مجھے رنگز لینی چاہیں یہ تو تم نے گائیڈ نہیں کیا کل۔ باسل کا بھلا ہو اس نے مجھے بتایا۔ یہ باقی سب تمہاری طرف آرہے ہیں۔ میں رنگز لینے جاوں گا پھر تم سبکو جوائن کروں گا۔"

حاشر نے بھی اسے فوری میسج کیا، جبکہ تبھی اسکی بلائیں اتارنے کو رحمان، ماہا اور ہاجرہ اندر آئیں اور پھر باقی سب بہن بھائی بھی، شاید جس زندگی کو جینے کی کبھی حاشر کو حسرت تھی، وہ اس نے پالی تھی۔

اور یوں سب ایمل کے گھر پہنچے، ہاجرہ صاحبہ اور فضیل صاحب کا سامنا دلخراش ضرور تھا لیکن دونوں ہی اپنے اپنے جذبات و احساسات پر قابو پانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

رونقیں ہی رونقیں تھیں، فضیل صاحب کا گھر تو چمک گیا تھا، سب ہلکے پھلکے ہی ریڈی ہوئے تھے لیکن سب اتنے خوبصورت تھے کہ کسی تیاری کی ضرورت ہی نہ تھی اور پھر عمار بھلے سب کے بیچ تھا لیکن اسکی ساری توجہ بس رملا کے گرد جکڑی تھی، رنگز لے کر دلہا صاحب پہنچے تو فائنلی نکاح کی مبارک تقریب کا آغاز ہوا، حاشر اور ایمل ساتھ بہت خوبصورت لگ رہے تھے۔

نکاح ہوا تو قبول ہے کہتے ان دونوں کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔

اس ناول کے تمام جملہ حقوق محفوظ ہیں، ایس مروہ مرزاناولز کی آفیشل ویب پر آپ کو اس کے ساتھ انکے باقی ناولز بھی پی ڈی ایف میں ملیں گے۔وزٹ!

www.smerwamirzanovels.com

نکاح کے بعد ہاجرہ آگے آئیں اور دونوں کو جذباتی ہوتے گلے لگایا،نہ صرف گلے لگایا بلکہ رنگز سر منی بھی ہوئی،سب ہی حاشر کے لیے بہت خوش تھے البتہ ہاجرہ نے فضیل کی طرف دیکھنے سے پوراوقت گریز ہی برتا،عمار کی مسکراہٹ توکھو سی گئی،ماہا اور رحمان اسکے پاس ہی رہے،اسے حوصلہ بھی دیا لیکن وہ کیابتاتا کہ اسے تسلی بس وہی دے سکتی ہے،عمار نے حاشر اور ایمل کو ایک ماہ بعد کا ہنی مون فری ٹور گفٹ کیا تھا وہ بھی تب جب حاشر ریکور ہو جاتا اور اسے ٹریول کی اجازت مل جاتی،سب یہ ایونٹ انجوائے کر رہے تھے،فائنلی ایمل اور حاشر کو بھی سب نے ملنے ملانے کے بعد اکیلا چھوڑا،اجر

ابھی بس حاشر سے سر سری ہی ملی تھی، بیچ میں جھجھک تھی مگر حاشر سوچ چکا تھا ہوسپٹل جانے سے پہلے وہ اجر اور بارس دونوں کے ساتھ وقت گزارے گا کیونکہ کل بارس بھی شاید حرا کی وجہ سے وقتی نارمل ہو گیا تھا اور اجر کے دل میں بھی کہیں اپنا پن مفقود تھا۔

"نکاح مبارک ایمل"

وہ خود ہی زرا شرم سائیڈ کرے پہل کر گیا، جبکہ ایمل تو اسکے چہرے کی تروتازگی میں ہی کھوئی معلوم ہو رہی تھی، وہ بہت ہی ہنڈسم لگ رہا تھا اوپر سے اب وہ ایمل کا تھا، اس لڑکی کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ ہی نہ تھا۔

"آپ مجھے یہ کہیں کہ تمہیں حاشر سیال مبارک ہو ایمل"

ایمل نے اک نظر سب مہمانوں پر ڈالتے بے تکلفی سے حاشر کا ہاتھ زور سے جکڑتے فرمائش کی، وہ یوں سب کے سامنے اتنے چاؤ سے اسکے ہاتھ میں

انگلیوں میں انگلیوں کو پیوست کر گئی کہ وہ تھوڑا بوکھلاہٹ کا شکار ہوا، ایمل نے محسوس کیا اسکے سبب حاشر سیال کے ماتھے پر نمی سی آ گئی تھی۔

حاشر نے اپنی گھبراہٹ کو ضبط کے پردے میں چھپایا، لیکن ایمل کی محبت بھری بے تکلفی کے سامنے اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ وہ نہ تو عادتاً اتنا قریب ہوتا تھا، نہ ہی کبھی کسی نے اسے اس قدر اپنا جانا تھا۔

"ایمل..."

وہ آہستگی سے بولا، جیسے کوئی راز لبوں پر لایا جا رہا ہو۔

"تمہیں حاشر سیال مبارک ہو۔۔۔ پورا، مکمل، بس تھوڑا سا بکھرا ہوا"

ایمل کی آنکھیں اس لمحے دمک اٹھیں، وہ لب بھینچ کر مسکرائی، جیسے کوئی بچہ اپنی پسندیدہ چیز پا کر چپ نہ رہ پاتا ہو۔

"یہ تھوڑا سا بکھرا ہوا میرے لیے مکمل ہے"

وہ نرم آواز میں بولی، اور حاشر نے اس کے ان الفاظ میں اپنا ہر زخم مرہم ہوتا محسوس کیا۔

"اور سنیں"

ایمل اب شرارت پر آگئی، وہ تھوڑا قریب ہو کر اسے دیکھنے لگی۔

"تھوڑا فاصلہ بناو۔ یہیں نظر لگوالو گی کیا۔۔۔بتاو"

وہ حاشر کی شرموں اور حیاوں پر جیسے مر مٹی، حالانکہ دلہن وہ تھی، ڈرنا سہم جانا اسے چاہیے تھا پر یہاں تو کیس ہی الٹا تھا۔

"میں نے فیصلہ کیا ہے، جب تک آپ مکمل ٹھیک نہیں ہو جاتے، آپ کا ہاتھ ایسے ہی تھامے رکھوں گی"

حاشر کو بے اختیار ہنسی آگئی، وہ ہنسی جو اس کی آنکھوں کو نم کر گئی تھی، پر لبوں کو ہلکا سا سکون دے گئی۔

"پھر تو جلدی ٹھیک ہونا پڑے گا مجھے کیونکہ ہر وقت تمہارا اتنا خالص پن برداشت کرنا مشکل ہے، میرا دل قابو میں رہے گا کہ نہیں، یہ نہیں معلوم"

ایمل نے کھلکھلا کر قہقہہ لگایا، اس قہقہے کی آواز میں وہ تمام اندھیرے، دکھ، اور تکلیف جیسے تحلیل ہو گئے۔

اور دور کہیں کھڑا اعمار... خاموشی سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔ اسے لگا، شاید کسی اور کے چہرے پر سچی خوشی کو دیکھ کر بھی دل کو ایک مان سا ملتا ہے۔ بس رملا کی کمی دل کے کونے میں کچھ کچوکے لگا گئی تھی پھر وہ ان دونوں کی طرف آیا تو ایمل نے جلدی سے حاشر کے ہاتھ کو چھوڑا اور مسکرا کر عمار سے ملتی لیڈیز کی طرف بڑھ گئی۔

"خوش رہو"

عمار نے بازو کھولے تو حاشر خوش دلی سے اسکے گلے لگا۔

"وہ ٹھیک ہو جائے گی بھائی۔ آج تم یہاں ہو کر بھی نہیں ہو۔ میں سمجھ سکتا ہوں۔ تمہارے اس مشکل وقت کا احساس ہے مجھے "

حاشر نے بھی گرم جوشی سے اسے بھینچا تھا، عمار روبرو ہوا اور بس زبردستی سا مسکرا دیا۔

"کاش وہ بھی اس نکاح میں شریک ہو پاتی "

حاشر کو سب مکمل لگ رہا تھا سوائے

عمار سیال کے جسکا پہلو خالی تھا، اسکے دل کی طرح، عمار نے جوابا دلہا کو مسکرا کر دیکھا۔

"وہ جتنی لمبی ضد مجھ سے باندھے گی۔ اتنی زیادہ سزا اور سختی پائے گی، کرنے دو اسے اپنی من مانی۔ اگر جیئے گی تو میرے حصار میں، مرے گی تو ساتھ مروں گا اسکے۔ اور یہ میرا فیصلہ اٹل ہے "

عمار کے لہجے میں رتی برابر لچک نہ تھی، جبکہ حاشر نے اسکا کندھا تھپکایا۔

"اور ہاں۔ تم نے مما بابا کا جو ایشو حل کیا۔ اس کے لیے میں تمہارا مقروض ہوں حاشر۔ تم نے ہمارے اس مشکل وقت کو آسان کر کے ثابت کیا ہے کہ تم بلکل ناکارہ اور فالتو نہیں ہو۔ میں اور باسل سب سے زیادہ خوش ہیں کہ اب تمہاری ایک فیملی ہے۔ اب جب زندگی کی ساتھی مل گئی تو میری دعا ہے صحت بھی پاو"

عمار نے اسکا رخسار تھپک کر دعا دی۔

"اور میری بھی دعا ہے کہ اگلی بار ہم ملیں تو تم اپنی رملا کے ساتھ دیکھائی دو مجھے"

حاشر کی دعا سب پر بازی لے گئی لیکن عمار کا دل بہت زیادہ پریشان تھا، رملا کی ضد پر۔

"بے فکر رہو۔ ہم دو کے بجائے تین ہو کر ملیں گے اگلی بار تمہیں"

عمار کے سنجیدہ ہو کر اطلاع دینے پر پہلے تو حاشر سمجھ نہ پایا جب بات سمجھ آئی تو دلہا کی شریر مسکراہٹ بھی سامنے آگئی۔

باسل بھی اجر کے ہمراہ انہی کی طرف چلا آیا اس نے بھی دلہا کو زبردست گلے لگا کر مبارک دی، اجر بھی بس تھوڑا ہچکچا کر ہی گلے لگی۔

"اب مجھے اجازت دو حاشر۔ مجھے اسکے پاس جانا ہے۔ بس تمہاری خوشی میں شریک ہونے آیا تھا۔ میری آسانی کے لیے دعا کرنا تم بھی۔ تم سب لوگ کروانجوائے۔۔ لیکن میرا دل اسکے بغیر نہیں لگ رہا"

عمار کی بے بسی پر وہ تینوں افسردہ ہوئے، کوئی اور موقع ہوتا تو وہ اس دیوا اس کو ضرور چھیڑتے۔

"ٹھیک ہے بھائی۔ اللہ کرم کرے تم پر اور تمہارے حال پر۔ پریشان نہ ہونا۔ میں چھوڑ آوں ہوسپٹل"

دلہے کی ایسی بیقرار آفر پر عمار نے اور باسل نے ایک دوسرے کی طرف دیکھے حاشر کو گھوریاں دیں اور اجر بس مسکرا دی۔

"بیٹا آج شام تک اب تو صرف اپنی ایمل کا ہے۔اس لیے دلہا بن کر رہ۔۔۔بھائی بننے کے لیے عمر پڑی ہے۔میں خود چلا جاوں گا۔باسل تو بھی یہیں رہ۔میری کمی پوری کر دینا تم لوگ مل کر"

عمار بس یہیں سے نکلنے والا تھا، کسی کو بائے کہنے کا بھی اسکے اندر سٹیمنا نہ تھا تو باسل اور حاشر نے بھی اسے مجبور نہ کیا، وہ اجر کی گال محبت سے سہلا کر گیا تو محفل پھیکی سی ہو گئی لیکن سب اپنی اداسی اک طرف کرے حاشر اور ایمل کی خوشی میں خوش تھے، آج ایمل کی رسمار خصتی بھی ہو جانی تھی اور پھر شام وہ لوگ وہیں حویلی سے ہی ہوسپٹل جانے والے تھے یہ ماہا اور رحمان چاہتے تھے۔

فضیل نے بھی دونوں بچوں کو بہت قیمتی تحائف دیے، وہ خوش ہی بہت تھے، انکے گھر ہاجرہ آئی تھی یہ خوشی مزید بڑی تھی۔

"کیسی ہو ہاجرہ؟"

ہاجرہ زرا اپنے موبائیل میں اپنے دونوں بچوں کی کچھ پکچرز لینے اک طرف آئیں تبھی فضیل نے انکو مخاطب کیا، وہ گھبرا کر پلٹیں تو فضیل کو غصے سے دیکھنے لگیں۔

"پلیز میں آپ سے کسی قسم کی بات کرنا نہیں چاہتی تو بہتر ہو گا یہ رسم دنیا اپنی جیب میں سنبھال لیں۔ میں کیسی ہوں، یہ آپکو بتانا مناسب نہیں سمجھتی"

وہ شدید پینک کر اٹھیں جیسے انکے سامنے انکی کسی نے پوری درد بھری زندگی لا دھری ہو۔

"ہم کچھ دیر بات کر لیں۔ آو میرے ساتھ۔"

فضیل نے انکا ہاتھ پکڑا اور وہاں سے لے گئے، ہاجرہ انکی جرت پر وہاں سبکے سامنے تو کچھ نہ کہہ سکیں پر سب سے الگ پہنچتے ہی اپنا ہاتھ فضیل کے ہاتھ سے بے دردی سے جھٹک دیا، انکا پورا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

"مجھے چھونے کی ہمت بھی کیسے کی تم نے فضیل۔ کیا تماشہ چاہتے ہو یہاں؟ کیا اپنی بیٹی کی شادی کا دن برباد کرنا چاہتے ہو۔؟"

ہاجرہ کی آنکھوں میں جیسے لہو اترا۔

"جن سے محبت ہو انکا چھونا اتنا دردناک تو نہیں ہوتا"

فضیل کی شکائیت پر وہ اذیت سے مسکرائیں۔

"کس خوش فہمی میں جی رہے ہو مسٹر فضیل۔ کونسی محبت، وہی جسکی قبر کھود کر تم نے اپنی کسی اور عورت کے ساتھ سہاگ رات منائی تھی؟"

وہ ہارش ہوئیں اور یہ جملے جیسے فضیل کا دل کاٹ گئے۔

"تمہیں اب بھی محبت ہے مجھ سے۔ کوئی قبر نہیں بنی اسکی۔ تم آج بھی میرے انتظار میں ہو ہاجرہ۔ میں آندھا نہیں ہوں"

وہ آہستگی سے بولے، آواز میں ایک ایسا خالی پن تھا جو برسوں کے پچھتاوے سے بھرا ہوا تھا۔

"گریٹ۔ تب میری تکلیف کے آگے بن گئے تھے جب مجھے چھوڑا تھا"

ہاجرہ کی پلکیں لرزیں، مگر اس کی نظریں سخت تھیں۔

"تم جانتی ہو ناں، میں نے تمہیں کیوں چھوڑا تھا؟"

وہ سر اٹھا کر ہاجرہ کی آنکھوں میں جھانکے۔

"کیونکہ میں کمزور تھا۔ کیونکہ میرے اندر اتنی ہمت نہیں تھی کہ تمہیں اپنے نام کر سکوں... کیونکہ میرے ماں باپ نے میرے اندر کا مرد چھین لیا تھا اور ایک کٹھ پتلی چھوڑ دی تھی۔۔۔"

ہاجرہ کی سانسیں تیز ہو گئیں، وہ رخ پھیر کر رہ گئیں۔

"یہ سب اب کہنے کا فائدہ؟ جب سب کچھ راکھ ہو چکا ہے؟"

وہ کربناک ہوئیں۔

"سب کچھ راکھ نہیں ہوا، ہاجرہ، میں روز اس راکھ سے تمہیں پکارتا رہا ہوں... روز جلتا رہا ہوں... روز وہ لمحے یاد کرتا رہا ہوں جب تم میرے لیے ہنستی تھی، جب تمہارے ہاتھ کی خوشبو میرے ہاتھوں میں رہتی تھی"

فضیل نے دو قدم بڑھا کر دوبارہ بہت آہستگی سے اس کے قریب آتے سرگوشی کی۔ ہاجرہ کی آنکھوں میں نمی چمکنے لگی، مگر وہ اب بھی مضبوط کھڑی تھیں۔

فضیل نے جیسے ان کی خاموش آنکھوں میں ایک چھپی ہوئی چیخ سن لی تھی۔

"ہاجرہ... میں تمہیں کھو کر کبھی جی ہی نہیں پایا... یہ سانسیں جو لے رہا ہوں، بس تمہاری جھلک کے لیے ہیں۔ میں چاہتا تو تمہیں بھول جاتا، مگر تم بھولنے والوں میں سے نہیں تھیں... تم تو میرے دل کے اس کونے میں بس گئی تھیں، جہاں نہ کوئی پہنچ سکتا ہے، نہ نکال سکتا ہے"

ہاجرہ کا ضبط لرز گیا، وہ پل بھر کو آنکھیں بند کر کے پیچھے ہٹیں۔

"تم میرے دل سے نکالے گئے تھے، فضیل... تمہاری بیوفائی نے میرے اندر کا سب کچھ توڑ دیا تھا..."

فضیل کا چہرہ درد سے بوجھل ہو گیا۔

"میں سزاوار ہوں... اور میں نے اپنی سزا پوری زندگی کاٹ لی ہے... تم تو شاید آگے بڑھ گئیں اپنے منہ بولے بیٹے کے ساتھ جیتی رہی، خود کو مصروف کر لیا... لیکن میں وہیں کا وہیں رہا، ہاجرہ۔۔۔ جہاں تم چھوڑ کر گئی تھیں"

ہاجرہ نے آنسو روکے، نگاہیں چراتی رہیں۔

"تمہیں کیا لگتا ہے، میں آگے بڑھ گئی؟... اگر ایسا ہوتا تو آج بھی تمہارے ایک لمس پر میرا دل کیوں لرزتا؟... آگے تم بڑھے، زندگی کے سارے سکھ تم نے پائے، اتنی ہی پرسکون ہوتی میں تو اب تک تمہیں معاف کیوں نہیں کرپائی؟..."

فضیل کے سانسوں کی ڈور جیسے ٹوٹنے لگی، آنکھوں میں نمی تیرنے لگی، انہوں نے وہ سب جو کل ایمل کو بتایا آج حرف بہ حرف اس عورت کو بھی بتادیا جسکے بعد وہ بھی الگ زاویے سے سوچنے لگیں۔

"چاہتے کیا ہو تم؟"

وہ شدید تکلیف کا شکار تھیں۔

"بس ایک موقع دے دو... اب کچھ بھی نہیں چاہتا ہاجرہ... بس تمہارا اعتبار، تمہاری آنکھوں میں اپنا نام... اور اگر یہ بھی نہیں دے سکتیں... تو کم از کم یہ

اجازت دے دو کہ میں تمہارے قریب رہ کر اپنی ساری بے وفائی کا کفارہ دے سکوں..."

ہاجرہ کی آنکھوں سے آخرکار آنسو ٹوٹ کر گرے...

فضیل کے سامنے، برسوں کی تلخی اور درد پگھلنے لگے۔

"مجھے وقت دو... فضیل... شاید میں معاف تو نہیں کر سکوں گی، مگر تمہیں نفرت سے آزاد ضرور کر دوں گی..."

فضیل نے آنکھیں موند کر سر ہلایا...

"بس اتنا ہی کافی ہے..."

وہ دونوں لمحے بھر کو خاموش کھڑے رہے، اور شاید برسوں کے فاصلے، ایک لمحے میں کچھ سمٹے پھر وہاں سے چلی گئیں، فضیل کا دل ہلکا ہوا کہ کم از کم وہ اپنی بات تو کہہ چکے ہیں۔

اسکے بعد ہاجرہ بہت بے چین تھیں تو رخصتی لے لی گئی، ایمل اب اس گھر کی نہیں بلکہ سیال حویلی کی فرد تھی، وہ حاشر کے ساتھ لگ بھگ چار تک حویلی روانہ ہوئی، انھیں سات بجے تک ہوسپٹل نکلنا تھا۔

..________________________..

تبریز کو کورٹ کے سامنے پیش نہیں کیا جا سکا تھا کیونکہ نروس بریک ڈاون کی وجہ سے اسے طبعی امداد دینی پڑی تھی، اسے اپنی بیٹی کو مار دینے کا دکھ نگل رہا تھا، باقی سب رشتے اک طرف لیکن اپنی اولاد سے جڑی محبت اسے اب سمجھ آئی تھی، یہ خبر جب اجر اور باسل تک پہنچی تو وہ بھی جیل نکل گئے، ڈاکٹرز کے بقول تبریز سیال شدید ذہنی اذیت کا، شکار تھا، اس نے فرعون بنتے یہ نہ سوچا کہ کل کو یہ وقت بھی اس پر آسکتا ہے، وہ اتنا متاثر ہو گا شاید اس نے خود بھی امید نہ کی تھی، جبکہ وہ موت کے منہ میں بھی چلا جاتا اگر تب بھی اسکی یہی سزا تھی کہ اسے رملا کے بارے کچھ نہ بتایا

جائے، عمار بھی وہیں گیا تھا تا کہ تبریز کی یہ حالت دیکھ کر ہی اسکے دل کو سکون آئے۔

روحا کی آنکھیں سوجھ چکی تھیں، وہ رملا کے پاس بیٹھیں اسکے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں دبائے مسلسل روئے جا رہی تھیں، جس شخص سے محبت کی پہلے وہ درندہ نکلا اور پھر یہ تکلیف کہ انکی بیٹی کو اس حال میں پہنچانے والا بھی تبریز سیال ہے، یہ سب کچھ قیامت ہی تو تھی، وہ بس ہر سانس کے ساتھ رملا کی زندگی مانگ رہی تھیں۔

اور پھر جیسے انھیں محسوس ہوا کہ رملا نے ہاتھ ہلایا ہو، جب روحا نے اپنی دھندلائی آنکھوں کو رگڑتے غور کیا تو وہ اپنی آنکھیں آہستہ سے کھولتی ہلکی سی روشنی پر بھی بے چین ہوئی۔

"میری جان۔۔ مما کی گڑیا۔۔۔ تم ہوش میں آگئی اللہ کا شکر ہے۔ میرا بچہ"

روحا نے جھک کر اسکا ماتھا چوما لیکن رملا ابھی بھی جیسے غنودگی میں تھی، اسے لگ رہا تھا اسکا پورا جسم سن ہے، سر اور آنکھیں پھٹنے کے دہانے ہیں۔

"م۔میں ابھی ڈاکٹر کو بلاتی ہوں"

روحا روتی تڑپتیں اٹھ کر باہر گئیں تو رملا نے گہرا سانس لیتے دھیرے دھیرے اپنے وجود میں اٹھتے درد پر کراہتے سانس لیا، وہ آنکھیں بمشکل کھولے دیکھنے کی کوشش میں تھی کہ وہ کہاں ہے۔

"م۔۔میں کہاں ہوں۔۔۔ع۔۔عمار"

رملا نے سر اٹھانا چاہا لیکن سر کا درد الگ، جو سینے اور پیٹ میں اٹھا اس پر اسکے ہونٹوں سے دلخراش سسکی سی نکلی، جیسے جیسے اسکے حواس بیدار ہوئے اسے درد بھی شدید ہونے لگا مگر تب تک روحا، ڈاکٹر اور نرسیز کے ہمراہ آچکی تھیں۔

ڈاکٹرز نے اسکا معائنہ کیا، وہ درد میں تھی یہ رملا کی ماں ہونے کے ناطے روحا کو درد میں جھونک رہا تھا۔

ڈاکٹرز رملا کا معائنہ کر رہے تھے اور روحا کی آنکھوں میں ہر پل بے بسی بڑھ رہی تھی۔ وہ بیٹی کو اس حال میں دیکھ کر اپنے حواس کھو رہی تھیں، مگر پھر بھی ضبط کیے کھڑی تھیں، صرف بیٹی کے لیے۔

"ریلیکس رملا... ابھی آپ کو حرکت نہیں دینی... آپ کو اندرونی درد ہے، اور پٹیوں کے نیچے ٹانکے بھی ہیں، حرکت کرنے سے مزید درد ہو گا۔"

ڈاکٹر نے نرمی سے سمجھایا تو رملا نے آنکھیں جھپک کر اثبات میں سر ہلایا، لیکن جیسے اس کی نظریں کسی ایک چہرے کو شدت سے ڈھونڈ رہی تھیں۔

"عمار۔۔۔"

وہ پھر آہستگی سے بڑبڑائی، اس کی سسکیوں میں عمار کی طلب نمایاں تھی۔ روحا کی آنکھیں پھر سے بھر آئیں۔

"میری جان وہ ابھی آجائے گا۔ کل سے تمہارے پاس ہی تھا۔ وہ برداشت نہیں کر پا رہا تھا تمہیں اس حالت میں، تم بس ہوش میں آجاو، بس یہی دعا تھی اس کی۔"

روحا نے بیٹی کے بال سہلاتے ہوئے اسے تسلی دی، مگر رملا کی نم آنکھوں میں جیسے ایک اور زخم کھل گیا ہو۔ وہ جانتی تھی کہ عمار ضرور اسکے پاس ہو گا لیکن وہ خود کو معاف نہیں کر پایا ہو گا۔

"تایا جانو۔۔۔م۔۔۔ماہیل انکل۔۔۔۔اور۔۔۔۔بابا؟"

اس نے کرب کے عالم میں تڑپتے ہوئے ماہا سے سوال کیا، جیسے جاننا چاہتی ہو کہ کیا کچھ پیچھے رہ گیا ہے؟ کیا ابھی تک کچھ بچا ہے یا سب ختم ہو چکا ہے؟

روحا نے نرمی سے اس کا ہاتھ تھاما اور چوما۔

"رحمان بھائی اور ماہیل بھائی کو بچا لیا گیا اور تمہارے بابا۔۔۔ زندہ ہیں۔۔۔ تمہاری وجہ سے ان کا غرور ٹوٹا ہے رملا تمہارے پیار نے، تمہاری معصوم سی محبت نے، اس درندے شخص کو اندر سے توڑ دیا ہو گا۔ تم نے عمار پر چلتی تین میں سے دو گولیاں خود پر لیں"

روحا کی آنکھوں میں ماضی کے بے شمار دکھ اور حال کی اذیت لرز رہی تھی، مگر ساتھ ہی ایک ماں کا فخر بھی تھا، جو بیٹی نے اپنے خلوص سے ایک پتھر دل باپ کو پگھلا دیا تھا لیکن وہ تڑپ اٹھی کہ تیسری گولی کہیں عمار کو نہ چھو گئی ہو۔

"ت۔ تیسری گولی۔۔۔ مماوہ کسے لگی"

وہ سسک کر ماما کو دیکھنے لگی، ڈاکٹر نے پین سے ریلیف کے لیے رملا کو انجکشن دیا تھا اور روحا کو اسکا خیال رکھنے کا اشارہ کیے نرس کے ہمراہ چلے گئے۔

"وہ عمار کی بازو کو چھو کر گئی تھی"

روحانے اسکے پاس بیٹھے رملا کے ماتھے پر آئے بال سہلائے تو رملا کی سانس مزید بھاری ہوئی۔

"ا۔۔انکی بازو پہلے ہی زخمی تھی مما۔۔۔و۔۔وہ کہاں ہیں۔۔ آپ۔۔ آپ کب آئیں۔۔۔"

وہ اس وقت زیادہ بولنے کی پوزیشن میں نہیں تھی لیکن اسے کسی پل سکون ہی نہیں آرہا تھا۔

روحانے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اسے روکنا چاہا، لیکن بیٹی کی بے تابی، اسکی لرزتی آواز، اس کی آنکھوں میں جھانکتا خوف...وہ کچھ کہے بغیر نہیں رہ سکیں۔

"میں صبح آئی تھی میری جان۔ باسل نے بلایا مجھے کہ میری گڑیا درد میں ہے"

ان کی آواز بھر اگئی، پلکوں پر نمی لرزنے لگی، رملا نے مما کے ہاتھ کو ہلکا سا دبایا۔

"ن۔ نہیں آپکو دیکھ کر درد نہیں ہو رہا۔۔ بابا کو پولیس لے گئی کیا مما؟ مارا تو نہیں کسی نے انھیں؟"

اس وقت بھی رملا کو اس باپ کا خیال تھا، وہ ابھی بھی انکی موت برداشت کرنے لائق نہ تھی۔

"کیڑے پڑیں اس شخص کو۔ وہ مرے یا جیے اب ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ اپنے نازک سے جسم کو چھلنی کروالیا تم نے رملا۔۔ اوہ میرے خدا میں تمہارا کیا کروں۔۔۔ اتنی محبت کیسے ہو گئی تمہیں عمار سے۔۔ اور نفرت کیوں نہیں ہو سکی اس ظالم باپ سے؟"

روحا زاروقطار روئے گئیں، اور رملا اپنے درد سے نڈھال تھی، مما کو کیا سمجھا پاتی، کیسے کہتی کہ نہ روئیں۔

"م۔۔ مما مجھ سے ہلا بھی نہیں جا رہا۔ میں آپکو اور عمار کو ہگ کیسے کروں گی۔۔ مما یہ ز۔۔ زخم یہ درد کب تک رہے گا ان دو گن شاٹ کا؟"

روحا نے رملا کے ٹھنڈے ہاتھوں کو اپنے گال سے لگا لیا، جیسے اپنی ممتا سے اس کے سارے درد سمیٹ لینا چاہتی ہوں۔ ان کی آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ گرتے جا رہے تھے، اور دل اندر سے پھٹنے کے دہانے پر تھا۔

"رہے گا میری جان... کچھ وقت لگے گا، پر یہ زخم بھی بھر جائیں گے، جیسے تم نے اپنے دل کے زخم چھپائے... جیسے عمار نے تمہیں پا کر اپنی ٹوٹی روح سمیٹی۔۔۔ وقت شفا دے دیتا ہے۔۔۔ تم بس ہار مت ماننا۔۔۔"

رملا کی آنکھوں سے بہتے آنسو اب رخساروں پر گرتے جا رہے تھے، وہ تکلیف میں تھی، لیکن شاید اس سے زیادہ وہ روحانی خالی پن اسے کھائے جا رہا تھا جسے صرف عمار کی موجودگی ہی بھر سکتی تھی۔

"ممّا۔۔۔وہ۔۔۔کب آئیں گے۔۔۔میں۔۔۔میں انکو دیکھنا چاہتی ہوں۔۔وہ ٹھیک نہیں ہوں گے"

اس کی آواز میں وہی معصومیت تھی جو کسی چھوٹے سے بچے کو شدید چوٹ لگنے پر اسکے لہجے سے چھلکتی ہے۔روحا نے ہونٹ بھینچ کر، نرمی سے اس کے بال سہلائے۔

"وہ تمہیں چھوڑ کر جانا نہیں چاہتا تھا پر حاشر کا نکاح تھا۔حاضری لگوا کر آ جائے گا۔تم آرام کرو۔کسی قسم کی ٹنشن مت لو"

رملا نے پلکیں موند لیں، جیسے یہ وعدہ ہی اس کے لیے سب سے بڑی دوا ہو۔

جبکہ عمار، اجر اور باسل کے لیے اب اس تبریز کا ہوش میں آنا ضروری تھا، کیونکہ صرف ہوش میں آکر ہی وہ ہر اُس لمحے کا حساب دے سکتا تھا جو اس نے دوسروں کی زندگیوں سے چرایا تھا۔تبریز سیال کی سزا اگر صرف موت ہوتی، تو شاید یہ بہت کم ہوتی۔موت تو ایک لمحے میں آتی ہے، اور ختم

ہو جاتی ہے۔ مگر تبریز کے لیے... وہ چاہتے تھے کہ ہر لمحہ اس پر قہر بن کر گزرے۔

اسے عمر قید کی سزا دینا ان تینوں کا ارمان تھا۔ عمار چاہتا تھا کہ وہ ہر روز جیل کی سلاخوں کے پیچھے بیٹھ کر سوچے کہ کیسے اس کی بیٹی اس کی ضدوں کی بھینٹ چڑھی، اور کیسے اسکی بیٹی نے اپنے شوہر کو بچاتے خود کو گولیوں کے سامنے رکھا۔ اجر چاہتی تھی کہ تبریز ہر رات اس خیال میں جاگے کہ اگر وہ باپ تھا تو اس نے باپ کہلوانے کا حق کیوں کھو دیا۔ وہ چاہتی تھی وہ ہر دن جیتے جی مرے، جب تک اسے خود احساس نہ ہو کہ اس کی "انا" نے کس کس کا کلیجہ چیر دیا۔

اور باسل... وہ صرف انصاف چاہتا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ قانون تبریز سیال کو وہ سزا دے جس سے لوگوں کو سبق ملے کہ باپ، بھائی، شوہر اور ملکی غدار کے نام پر ظلم کرنے والا ہر فرد سزا کا حق دار ہوتا ہے۔

"وہ ہوش میں آجائے تو میں آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پوچھوں گا کہ کیا یہ سب 'غیرت' کے نام پر تھا؟ یا صرف اپنی خود غرضی اور نرگسیت کو تسکین دینے کا بہانہ؟"

عمار نے غصے سے سر جھٹکا، اس کی آنکھوں میں وہی چنگاریاں تھیں جو کسی بھی لمحے بھڑک سکتی تھیں۔

"اب وہ ہمارے رحم و کرم پر ہے... جیسے ہم اس کے رحم کے محتاج تھے۔۔ وقت بدلا ہے... اب ہم تماشہ نہیں، انصاف کریں گے"

باسل نے سرد لہجے میں کہا، اور اجر نے خاموشی سے آنکھیں موند کر رب سے دعا کی۔

"یا اللہ... اب تو وہ وقت آئے، جب ظالم کو اس کے گناہوں کا صلہ ملے، اور مظلوم کا دل سکون پائے"

وہ لوگ اب کل کے منتظر تھے کیونکہ کل تبریز کا فیصلہ ہونا تھا، وہ لوگ واپسی کے لیے نکلے تبھی باسل کو روحا کی کال آئی۔

"کیا آپ سچ کہہ رہی ہیں۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے"

باسل کے شکر سے چہرہ دمکنے پر اجر اور عمار بھی ٹھٹکے، اس نے کال بند کرتے دونوں بیقرار بہن بھائی کو دیکھا۔

"رملا کو ہوش آگیا ہے"

یہ خبر جیسے سانس جیسی تھی، اجر تو فوراً خوشی سے ہنسی اور عمار کے سینے لگ گئی جبکہ وہ ابھی بھی صدمے میں ہی تھا۔

"خوش ہو جا دیوداس۔۔ جا بلا رہی ہے تجھے۔ میں اور اجر حویلی جائیں گے پھر پیلس جا رہے ہیں۔ رات کو رملا کی عیادت کو آئیں گے۔ ابھی مجھے ایسی نیند آ رہی ہے کہ اف۔۔۔ چلو میرے سکون۔۔ تمہیں بھی آرام کی ضرورت ہے"

باسل نے فوراڈرائیور کو اشارہ کیا کہ عمار کو ہوسپٹل پہنچائے جبکہ اپنی گاڑی کی چابی لیے وہ اپنی گاڑی کی طرف اجر کو لیے بڑھا تھا، عمار نے ہیڈ کوارٹر سے ہوسپٹل کا فاصلہ جیسے طے کیا بس وہی جانتا تھا۔ گاڑی جیسے ہی اسپتال کے مین گیٹ پر رکی، وہ انتظار کیے بغیر دروازہ کھول کر باہر نکلا۔ قدموں میں وہی بے چینی تھی، آنکھوں میں وہی بے تابی جیسے جسم ٹوٹ رہا ہو، اور دل میں رملا کے لیے عجیب سی تڑپ ابھر رہی تھی۔ اسپتال کی راہداری میں آتے جاتے لوگ، نرسیں، ڈاکٹرز سب ایک طرف تھے، اور عمار کا جنون ایک طرف۔

روحا اسکے آنکھیں بند کر کے سونے پر شکرانے کے نفل پڑھنے گئی تھیں۔

جیسے ہی وہ کمرے کے دروازے پر پہنچا، ہاتھ کانپ گیا۔ سانس رک سی گئی۔ وہ دروازے کی ہینڈل پر ہاتھ رکھے کچھ پل یونہی کھڑا اپنا سانس سنوارتا رہا... جیسے خود کو یقین دلانا چاہتا ہو کہ اندر رملا ہے... ہوش میں... زندہ... اس کی رملا۔

پھر ایک گہری سانس لے کر اس نے دروازہ دھکیلا۔

سامنے رملا بیڈ پر نیم دراز تھی، اسکی سانس والی نالی اتر گئی تھی، چہرہ زرد تھا، آنکھیں ابھی بھی نقاہت سے بوجھل... لیکن زندہ تھی... اس کی تھی۔

"یا اللہ تیرا شکر ہے میری دعا قبول ہوئی"

وہ اپنی آنکھوں میں سرخائی گھولے اسے دیکھتے اپنے بھاری سینے کو سہلاتے بڑبڑایا، اسکی خوشبو، اسکی مہک رملا کی نس نس میں تھی تو وہ کیسے نہ محسوس کرتی کہ وہ اسکے پاس آگیا ہے۔

رملا نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں اور دروازے میں کھڑے عمار سیال کو دیکھا تو جیسے پلکیں لرز گئیں۔ وہی آنکھیں... وہی شخص... جس پر چلتی گولیاں اس سے بنا کچھ سوچے اپنے وجود میں اتار لی تھیں۔

دونوں کی آنکھیں ملیں تو دل میں نہ سہنے والا درد اٹھا تھا۔

"ع۔۔۔عمار۔۔۔؟"

اس کی آواز جیسے ہونٹوں سے ٹوٹ کر نکلی۔

عمار نے ایک لمحہ ضائع کیے بغیر آگے بڑھ کر رملا کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا، نرمی سے، جیسے کانچ کی کوئی چیز چھو رہا ہو۔ وہ جھک کر اس کے ماتھے پر بوسہ دینے لگا، بار بار، جیسے ہر لمحہ نکلتی سانس کے ساتھ شکر ادا کر رہا ہو۔

وہ درد کے باوجود بند آنکھوں مسکرائی۔

"سزا دینے کے بجائے پیار دے رہے ہیں مجھے عمار سیال"

وہ اسکی سرگوشی پر زرا دور ہوا اور اسکے پاس بیٹھے اسکے بالوں کو سہلاتے اسکی گال چھوئی، اسکے ہونٹوں پر انگوٹھے کی پوریں دبائیں جیسے وہ اس لڑکی کے انگ انگ سے گزرتی جان، حرارت کو محسوس کر رہا ہو۔

"یہ کیا کر رہے ہیں۔ زندہ ہوں۔"

جب عمار نے اپنا ہاتھ اسکے سینے پر دل کی جگہ رکھا تب وہ سچ میں بوکھلائی اور اسے ہوش دلانا چاہی۔

"چپ۔۔ ایک دم چپ۔۔۔لگ بھگ مرگئی تھی تو کل۔۔۔ تیرے جسم میں جان محسوس ہونا بند ہو گئی تھی مجھے۔ت۔۔ تیرا وجود ٹھنڈا ہو گیا تھا۔تجھے الیکٹرک شاک دیے گئے۔۔پ۔ پھر وہ بھیانک سیدھی لائن اوپر نیچے حرکت کی۔۔ اس بیچ میں بھی تیرے ساتھ لگ بھگ مر ہی رہا تھا۔اور ا۔۔اب میں کیسے رسک لوں۔۔ تو نے مجھ جیسے شخص کو موت سے ڈرا دیا رملا جو خود چلتی پھرتی موت کہلاتا تھا۔۔۔ی۔۔یہ تو نے میرے ساتھ اچھا نہیں کیا"

عمار کی آواز میں تھرتھراہٹ تھی، جیسے وہ ابھی تک اس دردناک لمحے سے باہر نہ نکل پایا ہو۔اس کے الفاظ میں دکھ، محبت، بے بسی، اذیت... سب بیک وقت بول رہے تھے۔

"شولی۔۔"

وہ آنسو سنبھالتی معصوم بنی بولی لیکن ہنوز روپڑی تھی، عمار کی باتیں، بکھرتا لہجہ، ٹوٹتی بھاری پڑتی آواز سے اسے خوف آیا کہیں اس شخص کا دل نہ بند ہو جائے۔

"بند کر ڈرامے۔ یہ تو نے میرے ساتھ اچھا نہیں کیا رملا۔۔۔ میں تو خود کو بے خوف سمجھتا تھا۔۔۔ لیکن کل پہلی بار مجھے ان سانسوں کی قیمت کا احساس ہوا، جب تیرے بغیر ایک لمحہ بھی سانس لینا موت لگ رہا تھا۔۔۔"

وہ اسے یوں جھاڑتا ہوا تو منظور تھا لیکن یوں تڑپتا ہوا نہیں، رملا کی آنکھوں سے خاموش آنسو بہنے لگے، کیا بتاتی کہ اس نے جان بوجھ کر کچھ نہیں کیا۔

"مجھے م۔۔ معاف کر دیں۔۔ م۔ میں بس آپ سے بہت پیار کرنے لگی تھی، بلکہ پیار سے ک۔۔۔ کچھ زیادہ مہلک ہے یہ چیز کہ خود تو میں مر جاوں لیکن آپکو آنچ بھی نہ آنے دوں"

اس نے اپنا کانپتا ہاتھ عمار کے چہرے سے جوڑا تو اس شخص کی آنکھ سے جیسے ضبط و برداشت کے باوجود بھی آنسو ٹپک گیا۔

"ا۔ اور ایک بار بھی میرا نہیں سوچا کہ تجھے بھی اتنا ہی چاہنے لگا ہوں، م۔۔ مجھ پر کیا بیتے گی۔ اور موت کیا ہو گی۔۔ تو نے مار ہی توڈالا تھا مجھے"

وہ اسے کیا حوصلہ دیتی کہ وہ تو اسکے رونے پر صدمے میں مبتلا کانپ سی گئی تھی۔

"مجھ پر رحم کھائیں پلیز۔ مجھ بیکار کے لیے یہ آنسو ضائع نہیں کریں"

وہ جیسے ہوش میں آتی سسکی۔

"بے کار۔۔۔؟ سانس ہے تو میری۔۔ سمجھ آرہا ہے کچھ"

وہ اسکا جبڑا نرمی سے دبوچتے باقاعدہ غرایا۔

"آپ مجھے ہارٹ اٹیک دینا چاہتے ہیں۔میں ہوں ناں آپکے پاس۔۔ محسوس کریں۔۔۔کچھ بھی برا نہیں ہوا"

رملا نے اسکا ہاتھ پکڑ کر جبڑے سے ہٹایا اور زرا اٹھ کر جیسے عمار کو گلے لگایا،وہ آدمی اپنی سانس روک گیا،وہ یوں اچانک اٹھنے پر ہوتا درد بھی گھوٹ گئی پر خدا گواہ تھا اب بھی اسے گلے نہ لگاتی تو اسے لگ رہا تھا عمار کی جان نکل جائے گی،عمار نے اسے بہت احتیاط سے تھاما۔

"میں نے تو تجھے صرف محبت دینی تھی۔۔تو نے اپنے جسم میں گولیاں کیوں اتار لیں رملا۔"

اس کی آواز رندھ گئی،وہ اسکے درد کو،اسکو محسوس کر رہا تھا۔

"کیونکہ مجھے وہ بننا تھا،جو آپکے لیے کوئی نہ بن سکا۔۔۔ڈھال۔۔۔ آپکے سامنے کھڑی ہونے والی۔۔۔آپکے دشمنوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے والی۔۔۔"

وہ اسکی بازوؤں کو اپنے اطراف سے ہٹائے واپس تکیوں سے لگی، رملا نے کمزور سی مسکراہٹ کے ساتھ عمار کی نم پلکوں کو دیکھا اور آہستگی سے بولتے مسکرائی۔

"بیوقوف ہے تو"

وہ جھکا، اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرے اسکے رخسار کو دیوانگی سے چوما، اس لڑکی نے یہ محبت بھرا لمس جی بھر کر محسوس کیا، اس سے زیادہ عمار کی اپنائیت، اسکا جنون، اسکی تڑپ انجوائے کی۔

"آپکی بیوقوف رملا ہوں۔ اب بس کریں ناں۔۔۔ میں نے جان نکال لی آپکی دیکھائی دے رہا ہے۔۔۔ پر مجھے میرے کیے کی سزا ضرور دیجئے گا جو میں نے بابا کے ساتھ مل کر آپکو دھوکہ دیا"

وہ اوپر اٹھا اور سرد نظروں سے خود کو اکساتی اس چھٹانگ بھر کی آفت کو گھورنے لگا۔

"کوئی دھوکہ نہیں دیا بس جھوٹ بولا کہ تو اپنے باپ کے ساتھ ہے۔ سب سنی تھیں تم دو کی باتیں۔ میرے لیے اس منحوس کے آگے کیوں گڑ گڑائی۔ دل تو چاہ رہا تھا تیری جان لے۔۔۔۔ن۔۔ نہیں یہ نہیں کہنا تھا"

وہ بولتے بولتے جیسے خود پر جبر کیے رکا، خود کو کوس کر ملامت کی، رملا کی آنکھوں میں نمی بھر آئی۔

"اب میری جان لینے کی بات بھی آپکی زبان پر نہیں آئے گی۔۔ یاھوو"

وہ روتے روتے چہک کر ہنسی تو عمار اسے دیکھتا رہ گیا کہ جان نکال کر یہ لڑکی اب کیسے مستیاں کر رہی ہے، اور کل عمار سیال کے ہاتھوں سے چھوٹنے والی تھی۔

"آپکی بازو۔۔۔ کیسی ہے۔ کچھ کھایا میری جان نے؟"

رملا اسکی گھوریوں پر اپنی بھیگی سی مسکراہٹ بھول کر اسکی بازو پر ہاتھ پھیرتے عمار کی سرخ آنکھوں کو دیکھنے لگی۔

"دیکھ مجھے جان مت کہہ ابھی۔"

وہ جوابا دانت نکوستا غرایا، رملا نے نچلا لب دانتوں میں دباتے عمار کے اس وحشی پن کو دیکھا اور اپنے بازو پھیلائے، عمار نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

"میرے پاس آئیں۔ درد ہو گا اسے بھول جائیں۔ میری جان غصے اور تکلیف کی ملی جلی کیفیت میں تو قیامت لگ رہی ہے۔ اس قیامت کو میں اپنے سینے میں اتار لینا چاہتی ہوں۔ میری سادگی دیکھیں کہ کیا چاہتی ہوں"

وہ ہنوز آنکھیں پٹپٹاتے اک ناممکنہ خواہش کی تکمیل چاہتی تھی، کہاں وہ پھول سا لمس رکھتی باہیں کہاں وہ پہاڑ سا آدمی، وہ جھکا لیکن دونوں ہاتھ اسکے تکیے پر جما لیے، وہ اسکے گرد بازو لپیٹ کر یوں خوش ہوئی جیسے اس نے دنیا

پوری باہوں میں بھر لی ہو، حالانکہ عمار نے اس پر اپنا ایک فیصد وزن بھی نہ ڈالا تھا۔

عمار نے اس کے نازک وجود کے اطراف اپنے بازوؤں کا حلقہ نہ تنگ کیا، بس تکیے پر ہاتھ رکھے، جھکا رہا۔ وہ خود پر جبر کیے ہوئے تھا، جیسے ڈر ہو کہ کہیں پھر وہ ٹوٹ نہ جائے، کہیں رملا کی سانس میں کوئی لڑکھڑاہٹ نہ آ جائے۔

"تجھے پتہ ہے رملا۔۔۔"

اس نے اس کے کان کے قریب سرگوشی کی، آواز میں گہرائی، شدت اور بے پناہ پیار تھا۔

"کل کے دن اگر تو میری دنیا سے چلی جاتی... تو میں پورا شہر جلا دیتا... خود کو بھی، اور تیرے باپ کو تو میں ہر روز مرنے کے دہانے لے جا کر چھوڑتا"

رملا نے اس کی بات پر آنکھیں بند کر لیں، اس کے لفظوں کا درد، اس کا جنون، سب کچھ اس نے دل کی گہرائی میں محسوس کیا۔

"اور اب؟"

وہ آہستہ سے بولی، اسکے لہجے میں اپنے بابا کی سزا کے لیے تکلیف تھی حالانکہ تبریز نے عمار پر جیسے سفاکیت سے تین فائر ایک ساتھ کیے، اس کے بعد تو رملا کا دل پتھر ہو جانا چاہیے تھا پر کیا کر سکتے ہیں، ایک بیٹی کا دل اپنے بابا کے لیے نفرت سے اور گریز سے کبھی نہیں بھر سکتا۔

عمار نے ایک لمحے کو خاموشی اختیار کی، پھر اس کی آنکھوں میں جھانکا، دونوں کے چہرے چند انچ کے فاصلے پر تھے۔

"اب اپنے ہاتھ سے تیرے باپ کو کوئی نقصان نہیں دوں گا لیکن وہ عمر قید کی سزا پائے گا۔ اس پر تو کوئی اعتراض نہ کرنا رملا۔ میں نے صرف تیری وجہ سے اسے اس سب پر ہاتھ بھی نہیں لگایا ورنہ اسکی زندہ قبر کھود دیتا۔ اور

دوسری بات وہ یہی سمجھ رہا ہے کہ اس نے تجھے مار دیا۔ اور اسکو یہی لگتا رہے گا کہ وہ اپنی اولاد کو نگلنے والا درندہ ہے۔ یہی اسکی قید کے ساتھ دماغی سزا ہو گی"

رملا کا دل جیسے تڑپ سا گیا، عمر قید تو ٹھیک لیکن یہ دوسری سزا وہ سن کر نہ سہہ پائی تھی تو تبریز سیال کو سہتے کیسے برداشت کرتی، لیکن وہ اس ڈر سے کچھ نہ بولی کہ وہ عمار کو اور تکلیف نہ دے بیٹھے پر اسے کیا پتا وہ تو اسکی آنکھوں سے اسکے دکھے دل تک جھانک رہا تھا، دیکھ سکتا تھا کہ وہ کتنے کرب کا شکار ہے۔

عمار نے رملا کی آنکھوں میں جیسے اتر کر اس کا دکھ محسوس کیا، وہ جانتا تھا یہ وہ بیٹی ہے جو اپنی جان قربان کر کے بھی باپ کو کوس نہیں پائی، وہ بیٹی جو محبت میں جل کر بھی وفا کی خاک میں اپنے وجود کو بکھیرنا نہیں چھوڑ سکی۔

"میں جانتا ہوں، تُو روئے گی... شاید ہر رات... اپنے باپ کے لیے... پر اس بار رملا، وہ آنسو اس کی سزا ہوں گے... تیرے ہر آنسو کا حساب اب وہ اپنی راتوں کی نیند سے دے گا... اور میں، میں ہر آنسو کے بعد تیرے آنچل میں ایک دعا رکھوں گا"

وہ آہستگی سے بول رہا تھا، مگر رملا کی پلکوں پر لرزتی نمی بہہ نکلی۔

"میں نے ان کے لیے بہت دعائیں کیں عمار۔۔۔ک۔ کہ وہ سنبھل جائیں۔۔ک۔۔ کس دل سے انہوں نے گولیاں چلائیں۔۔۔ یہ جانتے ہوئے کہ آپ انکی بیٹی کا س۔۔ سب کچھ ہیں۔۔ل۔۔ لیکن میں آپ دونوں سے پیار کرتی ہوں۔۔ی۔۔ یہ ایسا پیار ہے جو شاید میری مٹی کے ساتھ گوندھا گیا تھا۔ میں آپ دونوں کو بچانے کے چکر میں ب۔۔ بھول گئی کہ مجھے خود کو بھی بچانا چاہیے"

وہ جیسے رو رہی تھی، عمار کا دل بھی ویسے ہی بھیگ رہا تھا۔

"تو سراپا دعا ہے اس لیے تو اللہ نے تجھے بچا لیا رملا... کیونکہ تُو ان خاص لوگوں میں سے ہے، جو تکلیف میں صبر، اور زخم پر بھی وفا کا مرہم رکھتے ہیں"

عمار نے رملا کی آنکھ سے بہتا آنسو اپنی انگلی سے پونچھا، اور اس کے ماتھے کو اپنے ہونٹوں سے تھپکا، جیسے وہ کوئی مقدس لفظ ہو جسے چوم کر دل میں بسا لیا جائے۔

"عمار۔۔"

وہ سسک اٹھی، جیسے کوئی بچہ کچھ بول نہ پانے پر ہانپ کر چینخ اٹھتا ہے۔

"جو تیری آنکھوں میں ہے ناں... وہ کہہ دے مجھ سے... خاموشی سے نہیں... لفظوں میں..."

رملا نے نم پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا، دل جیسے گلے میں اٹک گیا ہو۔

"وہ قید ہیں ناں۔۔۔ عمر بھر کی۔۔۔ بابا کے لیے۔۔۔ اس میں میری اجازت ہے۔۔۔ لیکن۔۔۔ لیکن یہ مت ہونے دیجیے کہ وہ مرنے سے پہلے مر جائیں عمار۔۔۔ وہ جان جائیں کہ میں زندہ ہوں۔۔۔ کہ میری سانسیں چل رہی ہیں۔۔"

اس کے الفاظ لرزتے ہوئے ہونٹوں سے التجاء بن کر نکلے، دل سے، اس بیٹی کے جو ایک وقت میں دو محبتوں کے بیچ دبائی جا چکی تھی۔

عمار نے اس کی پیشانی چومی جیسے وہ اسے حوصلہ دینا چاہتا ہو۔

"وعدہ کرتا ہوں۔۔۔ زندہ رکھا جائے گا اسے۔۔۔ تیرے لیے۔۔۔ اتنا ہی زندہ کہ وہ تیری محبت اور معافی کے لیے تڑپتا رہے... اور اپنے گناہوں کا اعتراف ہر روز کرے"

وہ روتے ہوئے سر ہلا گئی کیونکہ اس شخص نے رملا کے زخمی دل کو مرہم دیا تھا۔

عمار نے نرمی سے اس کے نازک بالوں میں انگلیاں پھیریں اور آنکھیں بند کر کے ایک گہری سانس لی۔

"بس اب بہت ہوا رملا... اب صرف پیار ہو گا... اب صرف سکون ہو گا... اب کوئی گولی، کوئی صدمہ، کوئی دھوکہ ہمارے بیچ نہیں آئے گا... وعدہ ہے میرا"

رملا نے اس کی بات پر نم آنکھوں سے مسکرا کر سر ہلایا، جیسے اس لمحے اس کے دل کو پہلی بار مکمل یقین آیا ہو کہ وہ محفوظ ہے، بہت محفوظ۔

"اب سو جا... تیری آنکھوں کی نمی مجھے جلانے لگ گئی ہے"

وہ اس کے چہرے کے پاس ہو کر سرگوشی میں بولا تو رملا نے اس کو دونوں بازوؤں میں جکڑ لیا۔

"میں تھک گئی ہوں عمار۔۔۔ بہت زیادہ۔۔۔ آپ کے سینے سے لگ کر سونا چاہتی ہوں۔۔۔ کچھ پل۔۔۔ بس سانس لینا ہے مجھے آپ میں۔۔۔ پھر چاہے وقت روک دینا"

عمار کی آنکھوں میں سرخی اتر آئی، وہ اسکی بازو پکڑ کر خود سے ہٹائے ٹھیک سے بیٹھا کبھی رملا کے چہرے کو، کبھی اس کے وجود کو دیکھتے دعا کر رہا تھا کہ یہ پل کبھی نہ گزرے۔

"میں وقت روک تو نہیں سکتا... لیکن اب سے ہر لمحہ میری زندگی کا تیری مرضی سے کٹے گا۔"

رملا نے آنکھیں بند کرتے ہوئے ہولے سے مسکراہٹ دی، جیسے وہ اس اذیت سے نکل آئی ہو جس نے اس کی روح چھیل دی تھی، اور اب... اب وہ اپنے عشق کے حصار میں تھی، جہاں صرف محبت، حفاظت اور یقین تھا۔

"اور رہی بات گلے لگنے کی۔ ٹھیک ہو جا۔ تجھے گلے کا ہار بنالوں گا۔ سانس بھی نہیں لینے دوں گا۔ اب سو جا۔ میں تبریز سے مل کر اسے تیرے زندہ ہونے کا بتا کر آتا ہوں۔ تیری بات ٹالی نہیں جاتی مجھ سے۔ اب کبھی ایسا مت کرنا۔ تجھے آرام و سکون ملے۔ بہت سا"

وہ جانے کی بات کر رہا تھا پر رملا کی آنکھوں کو اسے دیکھ کر ہی آرام اور راحت مل رہی تھی۔

"آپ میرا غرور ہیں عمار سیال"

وہ اسکے اٹھتے ہی اسکا مضبوط ہاتھ پوری قوت سے جکڑ گئی تو عمار نے واپس بیٹھے جھک کر اسکی ٹھوڑی پکڑتے رملا کا چہرہ تھوڑا سیدھا کیے اوپر کیا، وہ خفیف سا بوکھلائی۔

"اور تو میری سانسیں ہے۔ جنھیں کچھ ہوا تو میرا دی اینڈ ہو جائے گا۔ ابھی تجھے پیار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ مجھے نرمی سے اظہار پیار کرنے بلکل پسند نہیں

اور تیرے لیے تو اب جذبات بہت طوفانی ہو گئے ہیں۔ بس اتنا جان لے تو میری رگوں میں اتر چکی ہے۔ خون کی طرح دوڑ رہی ہے۔ بہت برا پیار ہو گیا ہے جس میں مت ماری جاتی ہے۔۔۔ آگے سے دانت نکال رہی ہے تو؟"

وہ جو جان لیوا ابنار ملا کی پھر سے سانسیں اور دھڑکنیں بس اپنے الفاظ سے ہی بند کرنے پر تلا تھا، رملا کے سرور بھرے مسکرانے پر ہتھے سے اکھڑا، اس نے جلدی سے دانت اندر کیے پر اب وہ بگھڑ چکا تھا، وہ اٹھا اور پہلے جا کر اس نے ڈور کا دروازہ بند کیا، وہ اسکی امید نہیں کر رہی تھی، ڈر کر سہمی نگاہوں سے موج بنے عمار کو اپنی طرف پلٹتے دیکھ کر حلق سے گھبراہٹ کے مارے تھوک نگلا۔

عمار کا وجود جیسے آتش کا طوفان تھا، اور رملا اس طوفان کے بیچ پھول جیسی نرم، مگر محبت میں لپٹی ہوئی، بے بس نہیں، بلکہ بے پناہ چاہت میں گم لیکن وہ اسکے تیوروں کے آگے چٹان سی نہ تھی۔

وہ تیزی سے دروازے سے اس کی طرف آیا تو رملا کی سانسیں تیز ہو گئیں، وہ جانتی تھی کہ عمار کے جذبات اب لفظوں میں قید نہیں رہے تھے، وہ اب ہر حد پار کر سکتا تھا لیکن پھر بھی، وہ اس پر کامل یقین رکھتی تھی، جیسے کسی نڈر محبوب پر کیا جاتا ہے۔

"عمار۔۔۔ک۔ کیا کر رہے ہیں آپ۔۔۔م۔۔ میں ابھی کمزور ہوں۔۔۔"

اس نے تھوڑا پیچھے ہونے کی کوشش کی، لیکن عمار نے نرمی سے اس کے بازو کے گرد ہاتھ رکھا، ایک ایسا لمس جو دل کو تھام بھی لے اور دھڑکنیں تیز بھی کر دے، وہ سامنے بیٹھنے کے بجائے اسکے سرہانے اسکے ساتھ جڑ کر بیٹھا، وہ مکمل عمار کے حصار میں قید ہوئی۔

"جانتا ہوں۔۔۔ اسی لیے تو قریب آیا ہوں۔۔۔ کہ تجھے خود سے لپٹا کر تیرے زخموں کا درد اپنے اندر اتار لوں۔۔۔ تیری مہک کو اپنے دل کے اندر بسا لینا چاہتا ہوں"

اس نے رملا کی پیشانی کو نرمی سے چومتے ہوئے اس کے گرد اپنی بانہیں لپیٹ لیں، جیسے وہ اسے ٹوٹ کر خود میں سمیٹنا چاہتا ہو اور رملا، وہ آہستہ آہستہ اس کے سینے سے لگ گئی، اپنے کان اس کے دل کی دھڑکنوں پر رکھتے، انکی حفاظت میں جیسے خود کو بھول گئی۔

"مجھ سے اس وقت دوائیوں کی خوشبو آرہی ہو گی۔ میری مہک کیسے ڈھونڈیں گے اور آپ کو کیسے پتا چلے گا میری خوشبو کونسی ہے۔ کہیں فسٹ امپریشن برا نہ پڑ جائے ناں۔ میری خوشبو اتنی بری نہیں ہے سچی"

وہ سر اٹھائے معصومیت سے صفائی دیتی عمار کو بھی مسکراہٹ بخش گئی۔

عمار کا دل اس کے لفظوں پر جیسے لمحہ بھر کو رک سا گیا... رملا کی وہ معصوم سی بات، وہ گہری سادگی، وہ شرارت بھرا دفاع... اس شخص کے اندر کچھ نرم سا ٹوٹا، کچھ جذبات نرم پڑ گئے، اور پھر وہ جھک کر اسکے گال کے قریب آیا، سانس اسکی گردن سے ٹکرا کر رملا کی جلد کو کپکپا گئی۔

"تیری خوشبو... گلاب اور مٹی کی خوشبو... جیسے بارش کے بعد زمین سے اٹھنے والی سانس ہو تُو... اور اب تو یہ خوشبو میرے وجود کا حصہ بن چکی ہے... دوا کی مہک ہو یا زخموں کے مرہم کی، تیری خوشبو ہر چیز پر حاوی ہے، رملا"

اس کے لفظ رملا کے دل کے پردوں کو بھیگی سی لرزش دے گئے، وہ یقین نہ کر پائی وہ عمار کے منہ سے یہ سب سن رہی ہے۔

"شوہر جی۔۔۔ آپ مجھ سے اتنا پیار کریں گے میں نے سوچا نہیں تھا۔"

وہ آنکھوں کو بھیگنے سے روک نہ پائی۔

"ابھی نہیں کر رہا۔ یہ بس خیال رکھ رہا ہوں۔ تیری خوشبو... میری سب سے بڑی کمزوری ہے۔ میں نے تجھے بے سکونی میں سکون پہنچایا تھا، تجھے یاد ہے؟"

عمار کی آنکھوں میں کچھ ایسا تاثر تھا جو لفظوں سے کہیں آگے کی کہانی سنا رہا تھا۔ رملا کی پلکیں جھک گئیں، وہ اس لمحے میں پوری طرح جذب ہو چکی

تھی، جیسے وہ جان گئی ہو کہ اب اس کی ہر سانس، ہر لمس، ہر دھڑکن... عمار کی ملکیت ہے۔

"ک۔۔کیا کرتے رہے آپ میرے ساتھ ؟"

وہ اسے خوامخواہ والی سہمی نگاہوں سے دیکھنے لگی تو عمار نے اسکی سانسوں میں بس کر اسے بتایا کے وہ کیا کرتا رہا، رملا نے اپنی ملائم ہتھیلی عمار کے گال سے لگائی، وہ اسے اتنی نرمی سے چھو رہا تھا جیسے رملا کی سانس تک کو سہلا رہا ہو۔

عمار نے رملا کے جوابی نرمگیں لمس پر آنکھیں موندلیں، اس کی پلکیں لرزیں جیسے وہ اس نڈھال لڑکی کی چھوٹی سی بے خود جوابی کاروائی اور پیش رفت میں دنیا بھر کا سکون ڈھونڈ رہا ہو۔

"اب سمجھی کیا کرتا رہا؟"

اس نے رملا کے سوال کا جواب دھیرے سے دیا، جیسے راز اگل رہا ہو جبکہ رملا نے گہرا سانس لیتے عمار کی آنکھوں کو محبت پاش نظروں میں لیا۔

"تیرے پاس بیٹھا رہا... تیری نبض گنتا رہا... تیرے ہونٹوں پر اپنی سانسیں رکھ کر دیکھتا رہا کہ تو سانس لے رہی ہے یا نہیں... تیری پیشانی کو چھو کر ہر بار اللہ سے کہتا رہا کہ 'اسے واپس دے دیں' اور جب تُو جواب نہ دیتی تو میں ہر بار مر جاتا تھا... ہر پل"

رملا کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ اس نے اپنے کانپتے ہاتھ سے عمار کی ٹھوڑی تھام لی۔

"پھر آپ کی دعائیں قبول ہو گئیں؟"

اس کا لہجہ ٹوٹا ہوا، بھیگا ہوا سا تھا، عمار نے مسکرا کر اس کا ہاتھ تھاما۔

"ہاں۔ ان دعاوں کی قبولیت ابھی میں نے ہونٹوں سے لگائی تھی اپنے۔"

اس نے رملا کی ہتھیلی کو اپنے ہونٹوں سے چھوا۔ وہ لمحہ جیسے قیامت کا سکون دونوں کے اندر اتر گیا ہو۔

"اب کیا کریں گے ہم؟"

رملا نے سرگوشی کی، جیسے کوئی نیا باب شروع ہونے والا ہو، وہ اسے پیار دیتا، اس سے پیار بھری نرمیاں لیتا اسے بھی آرام دے رہا تھا۔

"اب؟"

عمار نے ایک دم سے اپنا چہرہ اس کے قریب کیا، وہ دم سادھ گئی، عمار کے یوں اتنا قریب پھر ہونے پر اسکا دل زوروں سے دھڑکا۔

"اب تو ٹھیک ہو جا، پھر میں تجھ سے وہ سب لوں گا جو ایک شوہر اپنی بیوی سے نہایت شدت سے لینا چاہتا ہے"

وہ ایسی بے باکیت امید نہیں کر رہی تھی، نڈھال چہرے کی رگوں میں شرم سے سرخی ابھری۔

"عمار!"

وہ شرما کر اس کے سینے میں منہ چھپا گئی۔

"ارے میں نے تو بس تم سے تمہارا وقت، تمہارا پیار، تمہاری ہر سانس مانگی ہے۔۔۔باقی سب تو ویسے ہی میرے نام کا ہے، رملا سیال"

وہ ہنسنے لگا، اس کی ہنسی میں محبت کی وہ گونج تھی جس پر رملا جی جان سے نچھاور ہونے کو تیار تھی۔

"تم کہتے بہت ہی پرائے لگتے ہیں۔ تو کہا کریں۔ میں عاشق ہوں آپکے تو تو کرنے پر"

وہ فوراً لاڈ سے مشورہ تھما گئی جبکہ عمار نے یوں سر ہلایا جیسے کہہ رہا ہو، تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا۔

"دروازے کا لاک کھول دیں۔ سب سمجھیں گے ہم سمتھنگ سمتھنگ کر رہے ہیں۔ مما یہیں ہیں۔"

رملا کو لاک دروازے سے بے چینی ہوئی۔

"وہ تو کیا ہے ہم نے۔"

عمار نے آنکھ دبائی تو رملا کا چہرہ پھر سرخیوں میں ڈھلا۔

"تھوڑا سا۔۔۔میں پوری زندگی آپ کا پیار چاہتی ہوں۔"

وہ حق سے جتاتے بولی، اس نے عمار سے خوبصورت چہرہ اور دل شاید ہی اس دنیا میں دیکھا ہو، اس شخص کی آنکھوں میں یوں نرمی آئی جیسے آچانک سورج کے آگے بادل آجائیں۔

"ملے گا۔ تیرے مانگے اور چاہے بنا بھی۔ ہم ہمیشہ ساتھ رہیں گے۔ میں تجھے کبھی خود سے دور ہونے نہیں دوں گا۔ تو میری زندگی کا سکون ہے، سکھ ہے، آرام ہے۔۔اب سو جا مرگ جان، میں بھی آتا ہوں تیری اس کمینے کو اطلاع دے کر۔ میری پھر بھی ضرورت ہو تو کال می۔۔۔تجھے ان زخموں کے بھر جانے تک میں خود سنبھالوں گا۔ کسی کو ہاتھ نہیں لگانے دوں گا

تجھے۔ بچوں کی طرح کیئر کروں گا تیری۔ اور پھر تو ٹھیک ہو کر جان بنا کر میرے بھی ایسے ہی نخرے اٹھائے گی۔ ابھی تجھ میں میرا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں۔ سکون سے سوجا"

وہ اسکا سر چومے اسے زرا تکیوں پر لٹائے اٹھا تو رملا نے پس لب مسکراہٹ دباتے اسے دیکھا اور پھر سے ڈرامائی سہمی نظروں سے عمار کو دیکھنے لگی۔

"ایسی خطرناک باتیں کریں گے تو سکون نہیں پاسکوں گی۔ جلدی آیئے گا۔"

وہ لیٹتے ہی غنودگی حاوی ہونے پر اسے مست نظروں سے دیکھتے کہہ کر ساتھ ہی آنکھیں موند گئی تو عمار نے خود بھی مسکراتے باہر کی راہ لی، دروازہ کھول کر نکلا ہی جب روحا اندر آتی نظر آئیں۔

"اسکے پاس رہیے گا میں تھوڑی دیر تک آتا ہوں۔ آپ کچھ کھائیں گی روحا چچی؟"

وہ انکو نرمی سے تھامے بولا تو وہ مسکرا کر اسکی گال سہلائے نفی کر گئیں۔

"بھوک لگی تو کھالوں گی۔ تم بھی کچھ کھا کر میڈیسن لے لو اب۔۔۔"

وہ اسے پیار سے تاکید کرتیں اندر چلی گئیں اور اب تو عمار کو بھی بھوک محسوس ہو رہی تھی۔

..______________________________..

وہ سب پہنچ چکے تھے، ماہیل والے بھی اس وقت سیال حویلی ہی موجود تھے، ایمل کا شاندار استقبال کیا گیا تھا وہ بھی بہت خوش تھی۔

"میں نے کل تمہاری وجہ سے ان سے موڈ ٹھیک کر لیا تھا پر ابھی پھر سے جیلس ہو رہا ہوں۔ چیک کرو مما بابا کے کام۔ بس نئی بہو اور بیٹا ہی دیکھائی دے رہے ہیں"

بارس میں پھر سے جیلس جن بیدار ہو چکا تھا جبکہ حرا نے اسکی بازو پر زور کی چٹکی کاٹی۔

"انکی شادی ہوئی ہے آج۔ جب ہماری ہو گی ہمارے بھی ارد گرد ایسے ہی جمگھٹا ہو گا سبکا۔ اب پھر سے شروع مت ہو جانا۔ کیا کہہ رہے ہیں حاشر بھائی تمہیں۔ ؟کانٹے چبھو رہے ہیں"

حرا نے آگے سے اچھی بھلی سنا دیں، کل اللہ اللہ کر کے تو اس نے بارس کو انسان بننے کی لائن پر لگایا تھا، ابھی پھر سے وہ سب سنے وہ کافی مایوس تھی۔

"کیا کروں اپنے دل کا؟ نہیں ہے میرا دل خوش۔ دکھاوا کیا تھا کل"

بارس نے منہ بسور کر کہا جبکہ حرا نے رخ موڑتے بھرپور بارس کی طرف پلٹ کر دیکھا۔

"کیا کوئی مسئلہ ہے؟"

ایمل زرا چینج کرنے روم میں گئی تھی جبکہ ان دو چھوٹے پیسوں کو الجھتا دیکھے حاشر خود ہی انکی طرف چلا آیا، ماہا نے سبکو چائے کے لیے روک لیا تھا تو سب گپ شپ کر رہے تھے۔

"حاشر بھائی۔یہ آپ سے بات کرنا چاہتا ہے۔اس سے اکیلے میں کر لیں بات۔۔۔مجھے مصطفی بلا رہا ہے"

حرا نے اب یہی مناسب سمجھا کہ خود بھی بیچ سے نکل جائے تا کہ بارس کسی مروت کے سبب خود کو ظاہر نہ کرے۔

"حرا کی بچی"

بارس کا دل چاہا حرا کی اس پر چھینٹی لگا دے، حاشر اسکی کیفیت اچھے سے سمجھ رہا تھا تبھی مدھم سا مسکرایا۔

"کیا بات ہے؟ میرے یہاں رہنے سے کوئی مسئلہ ہے تمہیں بارس۔ میں بس تھوڑی دیر میں جا رہا ہوں۔ نجانے کتنے دن ہوسپٹل لگ جائیں۔ اور تمہیں بتا دوں میری جاب بھی بہت ٹف ہے، میں گھر کم ہی نظر آوں گا"

بارس کو حاشر کی باتیں سنے عجیب سی ندامت گھیر گئی۔

"ایسی کوئی بات نہیں بس میں تھوڑا انسکیور ہو رہا ہوں۔ کل حرا نے سب سمجھایا تھا لیکن عقل تھوڑی چھوٹی ہے۔ آپ سے کوئی مسئلہ نہیں مجھے"

وہ خفیف سا شرمندہ ہوئے نظریں چرا گیا تو حاشر نے اسکو دونوں بازو سے تھامے خود کو دیکھنے پر مجبور کر دیا۔

"تو کل جو تم نارمل اور اچھے سے بیہو کر رہے تھے وہ حرا کی وجہ سے تھا؟"

حاشر کے مسکراتے سنجیدہ سوال پر بارس نے فورا سر ہلا یا۔

"بہت اچھے ہسبنڈ بنو گے تم۔۔ مجھ سے جو بھی ایشو ہے کہہ دو۔ میں تمہیں سیٹیفائے کرنے کی اہلیت رکھتا ہوں۔ میں یہاں تمہاری یا عمار اور اجر کی جگہ لینے نہیں آیا۔ بس میں تم سبکے ساتھ جینا چاہتا ہوں۔ مجھے تم سب اپنی فیملی کی طرح چاہیے ہو۔ تمہیں مجھے لے کر ان سیکیور ہونے کی ضرورت نہیں۔ مجھے تم بھائی سے بڑھ کر پاو گے۔ زندگی کا کوئی بھی ایشو ہو، کچھ بھی جو تم اجر، عمار، حرا یا اپنے مما بابا سے نہ کہہ سکو وہ مجھ سے کہہ دینا۔ اتنا فرینڈلی اور اپنا بننا چاہتا ہوں میں تمہارے لیے۔ مجھے کسی سے کوئی لالچ نہیں سوائے اک ساتھ کے۔ تم مجھ سے ہمیشہ بھائی اور بابا والی شفقت پاو گے۔ یہ میرا وعدہ ہے تم سے"

حاشر کا حرف حرف، بارس کو وہ کچھ سمجھانے میں کامیاب ہوا جو حرا اسکے دماغ میں نہ اتار سکی تھی۔

"یار بھائی شرمندہ تو مت کریں"

بارس اداس سا منمناتے حاشر سے لپٹا تو جیسے سب سے زیادہ خوبصورت اس گلے لگنے پر ماہا مسکرائیں کہ حاشر نے واقعی سبکو خود پر فدا کر لیا ہے۔

"میں تمہیں اہمیت دینے آیا ہوں۔ تمہاری اہمیت میں کمی کرنے نہیں۔ خوش رہو اور تم اس گھر کے اکلوتے لاڈلے ہو اور رہو گے۔ اپنی حرا سمیت۔"

وہ روبرو ہوا تو اب کی بار دونوں مسکرا رہے تھے اور بارس کی ساری تنگ نظری بھی جیسے دور ہو گئی، لگتا ہے ایمل کی قائل کرنے والی صلاحیت اس نے حاشر پر بھی پھونک دی تھی۔

چائے وغیرہ کے بعد ماہیل والے چلے گئے اور بعد میں اجر اور باسل آئے، انھیں پیلس جاتے جاتے خیال آیا کہ حاشر کو ہوسپٹل کے لیے گڈ لک کہہ آئیں، یہ خیال دراصل باسل کا تھا۔

"تم ملی حاشر سے؟"

باسل اور وہ گاڑی سے اتر کر حویلی کی طرف جا رہے تھے جب باسل نے اجر سے پوچھا۔

"مجھے تھوڑی جھجھک ہے۔ایک دم سے بھائی جیسا نہیں ہو سکتے وہ۔میں نے بس منہ سے ہائے بولا تھا اور وہ جو تمہارے سامنے ملی تھی۔انہوں نے طبعیت پوچھی تھی بس"

اجر نے خاصی ندامت اور مایوسی سے رک کر باسل کو دیکھتے کنفوز سا ہوتے جواب دیا۔

"وہ عمار سے زیادہ پیار کرتا ہے تم سے۔عمار تو اتنے عرصے دور رہا لیکن حاشر تو آس پاس ہی تھا۔ایسے اجنبیت برتو گی تو وہ حویلی میں کبھی رہنے پر آمادہ نہ ہو گا۔اسے اپنا آپ یہاں سے ہٹا دینا بہتر لگے گا کیونکہ وہ سمجھے گا اسکا تمہارے آس پاس ہونا تمہاری بے چینی ہے۔وہ بہت اچھا ہے اجر۔وہ مخلص ہے اور پھر جو کچھ ہوا اسکا اس میں قصور بھی نہیں تھا۔حاشر کی ماں کو بھی یہ

بیماری تھی، اس نے بڑی سے اس بیماری کے بارے میں بھی چھپایا تھا۔ اور حاشر نے پوری زندگی یہ اذیت جھیلی۔ ماں کا حکم مانا۔ نجانے کیسے دن رات گھٹ کر گزارے۔ تم ایک قدم بڑھاو گی تو وہ دوسرا اعمار بن جائے گا تمہارے لیے۔ اسے پہل کرنا مشکل لگتا ہے کیونکہ جو زندگی اس نے گزاری وہ اسے اسکا عادی کر گئی"

اجر نے باسل کی ہر بات توجہ سے سنی پھر مسکرا کر اپنے ہنڈسم باسل ماہیل کے دونوں ہاتھ تھام لیے۔

"مجھے کیوں لگ رہا ہے کہ تم میں حاشر کی امی کی روح آگئی ہے۔"

وہ ہر گز سنجیدہ نہ تھی جبکہ اجر کو یوں شرارت پر آمادہ دیکھے باسل بھی مدھم سا مسکرایا، یہ لڑکی کبھی بھی جان نکال لیتی تھی۔

"بس تم مجھے اسکی امی ہی سمجھو۔ اور امی کا دل دکھتا ہے جب اسکے بیٹے کو کوئی اگنور کرے"

باسل نے بھی فوری امی والا عہدہ سنبھالا، وہ جو مسکرا رہی تھی، بھوری آنکھوں کی چمک سمیت ہنسی۔

"یہ پیاری سی امی اللہ سبکو دے۔ اور اگنور نہیں کیا انکو بس جھجھک سی ہے۔ ابھی میں اچھے سے انکو ملوں گی پکا۔ پھر ہم پیلس چلتے ہیں۔ تم میری گود میں سر رکھ کر اپنی نیند پوری کرنا"

وہ اسکے ہاتھوں کو زور سے دباتی اٹھا کر باری باری چومے بس آرڈر لگا رہی تھی اور باسل اسکی مرجھائی رنگت پر اب بھی افسردہ تھا۔

"مجھے نیند کے ساتھ تم بھی چاہیے ہو۔"

باسل نے اسے خود سے لگاتے جیسے سرگوشی سی کی، وہ گلے لگی بے خود سا مسکرائی۔

"ابھی زہر کے ایفیکٹس ہوں گے ناں میرے اندر۔۔ مجھ سے دور رہو کچھ دن۔ جب تک میڈیسن چل رہی ہے"

وہ لاڈ سے روبرو ہوتے بولی تو باسل نے اسکے بالوں کو سہلاتے ماتھا چوما، وہ اسکے لمس پر سکون میں آگئی۔

"تم امرت ہو میرے لیے۔ زہر کا بذات خود اینٹی ٹوڈ۔ آجاو ان دو کو گڈ لک کہہ کر آتے ہیں"

باسل نے صاف صاف بتا دیا تھا کہ وہ کچھ سننے کے موڈ میں نہیں، جب اسے اپنا سکون چاہیے تو بس چاہیے ہوتا ہے۔

وہ دونوں گھر پہنچے تو ایمل بھی چینج کر کے آچکی تھی، سب ہی ان دو کے جانے سے پہلے حاشر کو بہت سی صحت یاب ہونے کی دعائیں دے رہے تھے۔

حاشر سب کی دعاوں کا شکر گزار تھا جبکہ ایمل نے سبکو یقین دلایا تھا کہ وہ حاشر کو ٹھیک کر کے ہی لائے گی یہاں، وہ لوگ بس نکلنے والے تھے، ایمل اہنا بیگ لینے پھر سے روم میں گئی تو حاشر بھی اٹھ کر اجر کے پاس آ

بیٹھا، ماہیل والے چلے گئے تھے جبکہ خود رحمان بھی ریسٹ کرنے کمرے میں چلے گئے تھے، باسل ہی انھیں چھوڑنے گیا تھا۔ جبکہ بارس بھی حرا اور مصطفی کے ساتھ ہی پیلس چلا گیا تھا۔

"آپ صحت یاب ہو کر آئیں۔ دعا ہے میری"

اجر جو فون پر بزی تھی، حاشر کے پاس بیٹھتے ہی فورا فون آف کر دیا۔

"آمین۔ اب تم کیسی ہو اجر۔ کوئی درد تو نہیں ہے بچے؟"

حاشر کا فکر بھرا شفیق انداز شاید وہ پہلا قدم تھا جو حاشر نے خود اٹھالیا، اجر کو مسرت ہوئی۔

"نہیں۔ درد نہیں۔ بس تھوڑی ویکنس ہے۔ سر چکراتا ہے کسی وقت"

وہ اب بھی اخیر سنجیدہ تھی۔

"بہتر ہو جائے گا۔"

حاشر نے اسکی طرف محبت سے دیکھتے دعا دی تو وہ رسان سے مسکراتی سر جھکا گئی۔

"سب کہہ رہے ہیں تم میرے جیسی ہو۔ لیکن میرے جیسی یہ لڑکی تو اجنبی سمجھ رہی ہے مجھے۔ جانتا ہوں میں تمہاری زندگی میں بارس اور عمار کی جگہ نہیں لے سکتا لیکن ہم تینوں کے لیے تم ایک جیسی ہو اجر۔ تین بھائیوں کی اکلوتی بہن۔۔ جس میں ہم تینوں کی جان بستی ہے۔ میں جب بھی تمہیں دیکھتا تھا۔ دل چاہتا تھا تمہیں بتاوں کہ میں تمہارا بھائی ہوں ناں۔ تم اکیلی نہیں۔ لیکن میں رشتوں سے دور بھاگنے والی چیز تھا۔ لیکن اب

میں چاہتا ہوں تم مجھے بھی عمار اور بارس کی طرح بلا جھجک بھائی کہو۔ لاڈ اٹھواو۔ نخرے بھی

اٹھوا سکتی ہو۔ بس ہچکچانا مت۔ میں بہت پیار کرتا ہوں۔ اور تم میرے جیسی ضدی اور پاگل ہو۔ یہ مجھے مزید تمہاری سائیڈ کر گیا"

وہ پہلے تو سنجیدہ رہی لیکن حاشر کے ہر جملے کے

بعد اسے وہی شفقت محسوس ہونے لگی جو عمار سے ہوتی ہے، وہ آمادہ سا مسکرائی۔

"پھر جیسے بارس نے مجھے آپیا جانی بنایا ہے۔ عمار بھائی نے آنکھوں کا نور۔ آپ بھی کچھ بنالیں"

اجر کے مسکرانے اور مشورہ تھمانے پر حاشر نے بازو اسکے گرد حائل کرتے اسے خود سے لگاتے اسکا سر چوما۔

"ڈن۔ میری لاڈلی کرائم پارٹنر ہو تم"

وہ جو اسکے یوں پیار جتانے پر سنبھلی نہ تھی، تھم گئی، آنکھیں خفیف سی سرخ ہوئیں کیونکہ حاشر کا لمس اسے بلکل بھی اجنبی یا پرایا نہ لگا۔

"وہ کیسے حاشر بھائی؟"

اجر کے منہ سے بھائی سنے وہ نہال ہی تو ہو گیا تھا۔

"تم مجھے اپنا قانونی مخبر یا جاسوس ہائیر کر لینا۔ اے ایس پی اجر سیال اپنے کرائم پارٹنر کو جاب دے گی کیا؟"

وہ بھیگی آنکھوں سے مسکرائی۔

"ضرور۔ آپکی جاب پکی۔ میں دعا کروں گی آپ بلکل ٹھیک ہو کر لوٹیں۔"

اجر کی آنکھوں میں اس بار پیار سے سرخائی گھلی۔

"بہن اور ماں کی دعا کبھی رد نہیں ہوتی اور اب میرے پاس یہ دونوں ہیں۔"

حاشر نے تو اسے لاجواب کر دیا، ایمل آئی تو وہ حاشر کو اجر کے ساتھ دیکھ کر ہی مسرور ہو گئی اور یہی کیفیت باسل کی تھی، وہ دونوں ہی ایمل اور حاشر کو باہر تک چھوڑنے گئے۔

"یہ تمہارے حوالے ہے اب ایمل۔"

باسل نے حاشر کی ذمہ داری اسکی حسینہ کو تھمائی جسے خوشی خوشی حاشر کا ہاتھ تھامتے مسکراتا اجر اور باسل دونوں نے دیکھا۔

"میں پورا خیال رکھوں گی حاشر کا۔ آپ سب بے فکر ہو جائیں۔ ہاجرہ آنٹی کو کہیے گا ہوسپٹل آنے کی ضرورت نہیں وہ کہہ رہی تھیں وہ آئیں گی۔ یہ سپیشل کیئر میں ہوں گے تو ملنا ممکن نہیں ہو گا۔ کل صبح آپ حاشر سے ملنے آ سکتے ہیں۔ تب تک انکو اجازت مل جائے گی"

ایمل نے بہترین سوچا تھا تاکہ کوئی بے آرام نہ ہو اور ویسے بھی یہ بون میرو ٹرانسپلانٹ اتنا رسکی ٹرئمنٹ بھی نہیں تھا، حاشر کے سب ٹیسٹس اچھے آئے تھے تو یہ ایزی ہونے والا تھا۔

"ٹھیک ہے ہم صبح آئیں گے۔ اللہ کی امان میں رہو دونوں۔ کسی بھی چیز کی ضرورت ہو بس مجھے کال کر دینا۔ اور تم۔۔۔ سلامت رہو"

باسل نے حاشر کو بھینچتے گلے لگایا جبکہ ایمل کے سر پر بھی ہاتھ رکھا، ایمل کی گاڑی تھی تو وہ اسی پر جانے والے تھے، اجر اور باسل بھی دونوں کو سی آف کرتے پیلس کی طرف بڑھ گئے۔

ایمل نے خود ہی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی جبکہ حاشر بھی چینج کر چکا تھا، پینٹ شرٹ اور میچنگ ہی بلیزر، وہ بھی بلیک اور نیوی بلو ہلین کیجول ڈریس میں تھی، حاشر نے اسے نکاح کے بعد اب جا کر پورے حق سے دیکھا لیکن ایمل اسکا دیکھنا نہ دیکھ سکی کیونکہ ڈرائیونگ میں بزی تھی۔

"ایسے مت دیکھیں کہیں خدانخواستہ ایکسیڈنٹ نہ ہو جائے"

ایمل نے اسے یوں وارفتگی سے دیکھتا پائے تاکید کی جبکہ اس وقت حاشر کی پوری دنیا جیسے وہی تھی۔

"مجھے ایسا لگ رہا ہے میرا دل، روح اور جسم پہلی بار پنکھ جیسا ہلکا ہے۔ میں نے خود کو اتنا پر سکون کبھی محسوس نہیں کیا ایمل۔ میں نے اچانک سے اتنا سب

پا لیا کہ ڈر ہے زندگی نہ ساتھ چھوڑ دے اب۔م۔میں تمہارے ساتھ جینا چاہتا ہوں۔بہت زیادہ"

وہ اسکے الفاظ کی تمازت پر اپنا دل دھڑکتا محسوس کر رہی تھی لیکن وہیں حاشر کے ڈر کو دور کرنا اسے ضروری لگا۔

"یہ ٹریٹمنٹ رسکی نہیں ہے حاشر۔کچھ نہیں ہو گا آپکو۔اس میں ڈیمیج اور ڈیزیز ڈبون میرو کو،ہیلتھی ون سے بدلا جاتا ہے بس تاکہ بلڈ سیلز جسم سے خود سے بننے شروع ہوں۔یہ بہت ایفیکٹیو علاج ہے۔یہ جو آپکو بلڈ لگتا ہے اس سے جان چھوٹ جائے گی۔آپکی اپنی باڈی خون بنانے لگے گی۔پلیز اس وقت ناامید نہ ہوں۔میں ہوں ناں آپکے ساتھ۔میرے ہوتے آپ کسی بھی حوالے سے ڈر نہیں سکتے"

وہ ایک ہاتھ سے ڈرائیونگ کرتی دوسرے سے حاشر کا ہاتھ زور سے تھام گئی، باہر شام تاریک ہو رہی تھی اور اندر وہ لڑکی ہر ممکنہ کوشش کیے حاشر سیال میں زندگی بھر رہی تھی۔

"ڈر نہیں رہا۔ اتنی ساری خوشیوں پر بوکھلا گیا بس۔"

حاشر نے اسکے ہاتھ کو محسوس کرتے کھوئے کھوئے انداز میں بتایا تو وہ سرسری سا اسے دیکھتی مسکرائی۔

"ان خوشیوں کی فہرست میں ایمل فضیل بھی ہے کیا؟"

وہ بھلا ایسا سوال کر بھی کیسے سکتی تھی، ظاہر ہے وہ ہی تو خوشیوں کو حاشر کی زندگی میں ٹھہرانے والی تھی۔

"اگر تم ڈرائیونگ نہ کر رہی ہوتی تو میں عملی طور پر جواب دیتا لیکن چلو پھر کبھی۔"

حاشر نے اسکا ہاتھ چھوڑا پر ایمل کا دھیان کسی اور شے پر رہنے کے قابل نہ چھوڑا، وہ گاڑی روڈ سائیڈ لگاتی سیٹ بیلٹ کھولے جیسے حاشر کی طرف پلٹ کر اسکے گلے لگی، خود حاشر تھم گیا کہ اس لڑکی کو کیا ہوا لیکن یہ اتنا خوبصورت اور محبوبیت سے لبریز لمحہ تھا کہ حاشر نے فورا بوکھلاہٹ و گھبراہٹ ترک کیے ایمل کو بھی بازوؤں میں بھر لیا، یوں لگا وہ سانس نہیں لے رہی، اس شخص کے دل میں دھڑکنیں اتار رہی ہے۔

"ایمل۔۔۔ ہر چیز کے لیے شکریہ تمہارا"

وہ اسکی جذب بھری سرگوشی پر گہرا سانس لیتی سنبھل کر روبرو ہوئی تو دونوں کے چہرے بے حد قریب آرکے تھے۔

"مجھ سے ایسے تکلف برت کر تکلیف مت دیں مجھے۔ آپ میرے لیے کیا ہیں۔ کاش بتا سکتی آپکو۔ میں بھی زندگی میں پہلی بار پر سکون ہوں۔ وجہ آپ ہیں حاشر۔ میں آپ کے ساتھ ہوں ہر لمحہ۔ آپ نے بیوی نہیں پائی، جونک

پائی ہے۔ لیکن بس فرق یہ ہے۔ یہ والی جونک آپکا خون بڑھانے کی جدوجہد کرے گی۔ کم کرنے کی نہیں۔ کسی قسم کا سٹریس نہیں لینا۔ گھبراہٹ ہو بھی تو ایسے ہگ کر سکتے ہیں۔ میں آپکی بیوی بھی ہوں اب۔۔ ڈاکٹر تو ہمیشہ رہوں گی"

وہ اب پھر لاجواب رہ گیا کہ یہ لڑکی اسے ناجانے کس نیکی کے بدلے ملی ہے، حاشر نے مسکرا کر سر ہلاتے اسکا چہرہ ہاتھوں میں لیتے جیسے اسکے ماتھے کو چوما، ایمل کا پورا وجود جیسے مسکرا دیا، مہک گیا، وہ بند آنکھیں کھول کر اس شخص کو یوں دیکھنے لگی جیسے وہ کوئی معجزہ ہو۔

"اب چلتے ہیں۔ ایزی رہیں"

وہ خود ہی مزید بھکنے سے خود کو اور حاشر کو روکے واپس اپنی جگہ سیدھی ہوئی اور سیٹ بیلڈ فکس کیا جبکہ حاشر کے دل میں لڈو پھوٹتے جناب کے سرخ

کانوں سے دیکھائی دے رہے تھے، یہ دونوں سچ میں سب سے کیوٹ ہو کر بھی منظروں کو آگ لگا چکے تھے۔

..____________________________..

ماہیل پیلس میں بھی سب بیٹھے گپ شپ میں بزی تھے، اجر اور باسل نے تھوڑی دیر سبکو کمپنی دی پھر وہ لوگ اپنے کمرے میں چلے گئے جبکہ بارس نے حرا کی کوئی کلاس نہ لی کیونکہ حرا اگر اسے اکیلا چھوڑ کرنا جاتی تو وہ کبھی بھی حاشر سے فریلی بات نہ کرپاتا۔ ایمن اور ماہیل بھی مطمئین تھے، رملا کے ہوش میں آجانے کی خبر نے سبکو مزید راحت دی تھی۔

میرال کا دن بھی آج بزی ہی رہا تھا، کل بھی وہ ایمن مما اور ہاجرہ آنٹی کے ساتھ ہی رہی تھی مگر ابھی اس نے اور حان کو اسکی کو وفی بنا کر دی جو روم میں ہی تھا، کل اسکے کلینک کا افتتاح بھی تھا بس اسی کی تیاری ہو رہی تھی جبکہ بابا کے ریسٹورنٹ کے جل کر خاک ہونے کے بعد انشورنس کی رقم لینے کا

ذمہ بھی اورحان ہی نے اپنے ہاتھ لیا کیونکہ اسے ان معاملات کی اچھی نالج تھی، مصطفی ضد کررہا تھا تبھی حرا اور بارس اسے گھمانے لے گئے تھے البتہ ہاجرہ ابھی بہت سے معاملات میں الجھی تھیں، فضیل کو معاف کریں نہ کریں یہ طے کرنا مشکل تھا جبکہ پھر بھی ابھی بس وہ حاشر کی صحت یابی کے لیے دعاوں میں مشغول نظر آئیں۔

اورحان نے کوفی کا مگ لیتے ہاتھ پکڑ کر میرال کو بھی اپنے ساتھ بٹھالیا، وہ دھیما سا مسکرائی اور اورحان کے ساتھ لگ جاتی ہتھیلی اسکی گال سے جوڑ گئی۔

"ان دو دنوں میں پہلی بار مجھے ایسا لگا آپ بھی اس فیملی کا ضروری حصہ ہیں۔ ہر کسی کے ساتھ رہے آپ۔ یونہی خود کو اہمیت دلوانا سیکھیں اورحان۔ آپ کی موجودگی بہت سوں کی ڈھارس ہے۔ آپ چھپ کر ذمہ داریاں مت نبھایا کریں۔ سب کو دیکھائی دیا کریں کے آپ ہیں"

اور حان نے لیپ ٹاپ سائیڈ رکھے زرا توجہ سے اپنی حساس میرال بخش کو دیکھا، کیا وہ اتنی گہرائی سے سب محسوس کرتی تھی۔

"آپ نے جو کہا بلکل ٹھیک کہا۔ مجھے سب کے ساتھ ہو کر اچھا لگا۔ مجھے بھی محسوس ہوا کہ ہاں اورحان ماہیل بھی کچھ ہے۔ میں کبھی نہ بدلتا اگر میرے پاس باسل اور آپ نہ ہوتیں میرال۔ میں بہت معاملات میں غلط رہا، میں نے شاید ناانصافیاں بھی کیں۔۔ میری ذات مزید پستی کی طرف بہہ جاتی اگر بروقت مجھے آپ نہ ملتیں۔ مہرفاطمہ بھی میری زندگی کا اہم حصہ ہے اور رہے گی لیکن آپ میرے دل، میری روح اور میری جان کا حصہ ہیں میرال۔۔۔ مجھے ذہنی سکون دینے والی عورت۔ اور اب مجھے پھر سے مکمل کرنے والی۔ تھینکیو مجھے سنوارنے کے لیے۔ میرے بگھاڑ کو روکنے کے لیے۔ مجھے آپ سے بہت محبت ہے۔ آپ ایک بہترین بیوی ہیں اور ایک پیاری ماں بنیں گی۔ وہ تو آل ریڈی ہیں لیکن اس دوسرے بچے کو بھی مصطفی کی طرح میاں جان سے پیاری ہو گی"

اتنے سب اظہار کے بعد میرال اس سے گلے بھی لگی اور روبرو ہو کر اور حان کے دونوں گال بھی جیسے بچوں کی طرح چومے، وہ سرور بھرا ہنس دیا۔

"مجھے خوشی ہے میں آپکی زندگی کا حصہ ہوں۔ رہی بات مہر فاطمہ کی وہ ہمیشہ ہمارے ساتھ رہے گی۔ مجھے وہ قبول ہے۔ اور لاسٹ بٹ ناٹ دا لیسٹ۔۔۔

آئی عشق یو"

وہ ہنستی ہوئی تو اور پیاری لگتی تھی، اب اس اظہار کے بعد مصطفی کے نا ہونے کا وہ دو چالاک فائدہ نہ اٹھاتے، ایسا کیسے ممکن تھا، خمار آلود لمحے فوراً ہی دونوں کو ایک دوسرے میں جکڑ گئے جبکہ باسل ماہیل کو بھی آخر کار اجر کی گود اور دنیا جہاں کا قرار نصیب ہوا، وہ جانتی تھی باسل کتنا تھک جاتا ہے، ذمہ داریاں نبھاتے، ہر کسی کا خیال رکھتے، ہر کسی کا سوچتے ہوئے، تو اب وہ اس چیز کو اپنا فرض سمجھتی تھی کہ اسے سکون پہنچائے۔

وہ اسکے بالوں میں انگلیاں پھیرے اسکے پہلو میں بیٹھی مسکراتے سکون میں مبتلا تھی۔

"باسل..."

وہ آہستگی سے اسے پکاری، جیسے آواز نہ بھی جائے تو وہ سن لے گا، اسکے ہونٹوں کی حرکت پڑھ لے گا۔

"جی میرے سکون؟"

باسل جو مدہوش تھا، فورا مسکرایا۔

"ہمیشہ اتنے مضبوط کیوں بنتے ہو؟ کیا تھک نہیں جاتے؟"

باسل نے دھیرے سے آنکھیں کھولیں، اس کی آواز سن کر لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی۔

"تھکتا ہوں... بہت۔ لیکن جب تم ملتی ہو ناں، تو ساری تھکن اُتر جاتی ہے"

اجر کی پلکیں جھپکیں، دل جیسے محبت سے بھر گیا ہو۔ وہ جھک کر اس کے ماتھے کو چوم گئی۔

"تو پھر وعدہ کرو، اب سے جب بھی تھک جاؤ گے، تو یہاں آ جاؤ گے... میری گود میں۔ یہی تمھارا ہیڈ کوارٹر ہو گا، اور میں تمھاری صرف بیوی نہیں، تمھارا ہوم بھی ہوں گی"

باسل نے ایک گہری سانس لی، پھر ہاتھ بڑھا کر اس کی کلائی تھامی اور اسکی ہتھیلی پر لب رکھے۔

"تم میری واحد جگہ ہو، جہاں میں کمزور ہو سکتا ہوں۔ باقی دنیا میں میں صرف 'باسل ماہیل' ہوں... لیکن تمھارے سامنے... صرف 'تمہارا باسل'"

اجر کی آنکھیں بھیگ گئیں، لیکن وہ ہنس بھی دی۔

"اور میرا باسل بہت خوبصورت لگتا ہے جب کمزور ہو کر مجھ میں چھپ جاتا ہے"

باسل نے مسکرا کر اٹھ بیٹھتے اسے اپنی طرف کھینچا، وہ اس کے سینے پر آ گری، اس نے نرمی سے اس کے بال سہلائے، اجر نے اسکے ہونٹوں کی نرم سرگرمیوں کے حوالے اپنی بجھی سانسیں کر دیں جنھیں وہ اپنے لمس سے اجالتا، سنبھالتا اور دیر تک مہکاتا رہا۔

"تو اب یہی طے ہوا، ہر دن، ہر رات، جب دل تھکے گا، دماغ اُلجھ جائے گا، تو ہم ایک دوسرے کے پہلو میں پناہ لیں گے"

وہ اسے سانس لینے دینے کو زرا سا رکا۔

"اور ایک وعدہ اور..."

اجر نے اسکے چہرے سے سر اٹھایا۔

"کیا؟"

وہ بیقرار ہوا۔

"کہ تم ہمیشہ میرے بازوؤں میں یوں ہی سمٹے رہو گے... چاہے دنیا کچھ بھی کہے۔"

باسل نے مسکرا کر اس کی گال پر لب رکھے۔

"وعدہ۔ میرے سکون۔۔ اب جب مجھے لاڈ نہیں پیار چاہیے تو تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں؟"

باسل کے بہکے بہکے تیوروں پر اجر سیال بس ڈرا ڈرا اقرار بھرا ہنس ہی پائی اور پھر اسکی سانس سانس باسل کے لمس سے گداز ہونے لگی، قرار آنے لگا۔ آرام ملنے لگا، زہے نصیب!

..________________________..

جیل کے طبعی حصے میں نیم تاریکی تھی۔ چاند کی چاندنی کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا کھڑکی کی سلاخوں سے آکر تبریز کے جھریوں بھرے چہرے پر پڑ رہا تھا، جیسے وقت بھی اسے دھیرے دھیرے نوچ رہا ہو۔

زخموں سے چور دل، پچھتاوے سے گھری روح، اور ویرانی کے عالم میں بند آنکھیں لیے وہ بیڈ پر نیم دراز تھا۔

"ڈاکٹر؟"

دروازہ اچانک کھلا تو بھاری قدموں کی چاپ گونجی اور تبریز نے مدھم آواز میں سرگوشی کی۔

"آتشم۔۔۔۔ عرف تمہاری بیٹی کا سب کچھ عمار سیال"

تبریز کی پلکیں کانپیں، وہ دھیرے سے آنکھیں کھول کر اس کے سامنے کھڑے اس شخص کو دیکھنے لگا... وہ جو اُس کی بیٹی کا شوہر تھا... اور اس کی بیٹی کی محبت لیکن بیٹی نہیں رہی یہ سوچتے وہ سسکنے لگا۔

"تو نے اپنی بیٹی کو جیتے جی مارا... جانتے ہوئے کہ وہ تجھ سے بے پناہ محبت کرتی ہے۔ تیری بیٹی، جس نے میرے آگے منت کی ہے، صرف تمھیں بچانے کے لیے"

تبریز کی آنکھیں بھیگ گئیں، اس نے لب ہلائے مگر آواز نہ نکلی جیسے وہ پوچھنا چاہتا ہو کہ ہے سے کیا مراد ہے۔

"وہ زندہ ہے۔۔۔"

عمار نے اس کی طرف جھک کر اطلاع دی۔

"ر۔۔۔رملا؟"

تبریز کا وجود کانپا۔

"ہاں، رملا... میری رملا، تیرے ظلم کے باوجود سانسیں لے رہی ہے... لیکن... اب وہ تجھے کبھی نہیں دیکھے گی۔ اور تو... پوری عمر اس کی شکل کو ترسے گا۔ میں نے وعدہ کیا ہے رملا سے... کہ تجھے زندہ رکھا جائے گا... تاکہ ہر دن... ہر رات... تُو اس لمحے کو یاد کرے، جب تُو نے اپنی ہی بیٹی کے سہاگ پر گولیاں چلائی تھیں لیکن وہ سامنے آئی"

تبریز نے گھبرا کر آنکھیں موند لیں، لب کپکپا گئے۔

"تُو اب جیل کی سلاخوں میں سڑے گا، تبریز سیال... لیکن اصل سزا تیرے دل کو ملی ہے۔ وہ بیٹی... جسے تُو نے مارنا چاہا، وہی اب تجھے اپنی شکل بھی نہ دکھائے گی... اور وہی بیوی، جسے تُو نے قید کر رکھا تھا، اب آزادی کی ہوا میں سانس لے رہی ہے۔ تجھ سے بے پناہ نفرت کرتے ہوئے"

عمار سیدھا ہوا، تبریز پر ایک آخری پژمردگی بھری نگاہ ڈالی، اور مڑ کر خاموشی سے وارڈ سے باہر نکلا۔

دروازہ بند ہوا، تو جیسے دیواریں چیخنے لگیں۔

تبریز کا وجود کانپ رہا تھا، وہ دھیرے سے بیڈ سے اترنے کی کوشش میں نیچے گر پڑا۔ فرش پر جھکتے ہوئے اس کے ہونٹوں سے کراہ نکلی۔

"ر۔۔۔رملا۔۔۔"

اس نے فرش پر چہرہ رکھ کر آہ بھری۔

"میں باپ تھا یا قاتل؟۔۔۔ یا اللہ۔۔۔ کیا میں اتنا گر گیا تھا؟"

اس نے مٹھیاں زمین پر ماریں، سسکاریاں بھرنے لگا۔

"روحا۔۔۔ تم نے کہا تھا تم مجھے ہر گناہ معاف کر دو گی پھر نفرت؟۔۔ میں نے تم دونوں کو خود کی قید میں رکھا۔۔۔ پیار کو قید میں رکھا۔۔۔ اور اب۔۔۔ میری بیٹی میری شکل نہیں دیکھے گی۔۔۔"

وہ سسکتا رہا، روتا رہا... اس کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو فرش کو گیلا کرتے گئے۔

"رملا۔۔۔ بیٹی۔۔۔ میری رملا۔۔۔ میں نے تمہارے جسم میں گولیاں اتاریں۔۔۔ مگر ان گولیوں کا زخم اب میرے دل کو کھا رہا ہے۔۔۔ تو سانس لے رہی ہے، مگر میں ہر پل مر رہا ہوں۔۔۔"

دیوار سے ٹیک لگا کر وہ بے بس، ٹوٹا ہوا شخص صرف کانپتا رہا۔

اپنے کیے پر پچھتاوا، اپنی بیٹی کے نہ ملنے کا دکھ، اور روحا کی محبت کا چھن جانا... تبریز سیال اب صرف نام تھا... ایک مجرم باپ، جو عمر بھر اپنی بیٹی کی معافی کے لیے تڑپے گا۔ یہی اسکی کی گئی زیادتیوں کا مکافات عمل تھا، اور قدرت نے طے کر رکھا ہے کہ معصوم جانوں پر بے جا ظلم ڈھانے والے اک دن خود بھی بے بسی سے یونہی تڑپتے ہیں۔

..______________________..

حاشر کو ایڈمٹ کر دیا گیا تھا، اسے واپس ہوسپٹل گاون میں آنا پڑا، دس منٹ میں اسکی کنڈیشنگ تھراپی شروع ہونے والی تھی، ایمل کی ٹیم میں مزید دو سینئر hematologist سرجن میل ڈاکٹرز اور میل ہی نرسنگ سٹاف تھا کیونکہ ایمل نے حاشر کی نیچر مد نظر رکھتے نرسنگ سٹاف پر بھرپور توجہ دی تھی۔

وہ خود بھی سرجن لک میں گرین کلر کے کپڑوں میں ملبوس نرسنگ سٹاف سے حاشر کے تمام ورکنگ فنکشنز کی ڈیٹیلز لے رہی تھی اور اسکی نظر حاشر پر بھی جاتی جو فون پر سب کی گڈ لک ویشیز وصول کر رہا تھا، جین اور ماہر نے بھی اسے گیٹ ویل سون کا میسج کیا، ہاجرہ نانو نے بہت سی دعائیں دیں، عمار اور باسل نے بھی ہر درد سے نجات کی دعا کے ساتھ پیار بھی بھیجا، جبکہ ماہا اور رحمان کی جانب سے بھی بے پناہ پیار ملا۔

ایمل نے سٹاف کو تھیراپی کی تیاری کا کہا اور خود وہ مسکراتی ہوئی اپنے ہنڈسم مگر ابھی اداس سے دیکھائی دیتے پیشنٹ تک آئی۔

"سب میرے لیے دعائیں کر رہے ہیں۔"

وہ ایمل کو دیکھے سر اٹھا کر بولا جس پر ایمل نے ہاتھ آگے کرتے فون مانگا، جناب نے سخت ناچار ہوتے، بوریت سے بچنے کا یہ آخری ذریعہ بھی طبیبہ صاحبہ کو تھما دیا۔

"سبکی دعائیں لگیں گی۔ ٹریٹمنٹ تھوڑا پرسنل ہے اس لیے میرے علاوہ کوئی لیڈی نہیں ہو گی اس پروسیجر میں۔ میں نے آپکی شرم و حیا کو بھانپ لیتے یہ انتظام کیا"

وہ شر گزار سا مسکرایا لیکن تھوڑی شرم تو اسے بہر حال ایمل سے بھی آ رہی تھی جبکہ حاشر کے کان سرخ دیکھتے وہ مسکرائی اور خود ہی موضوع بدلا۔

"یہ ٹرانسپلانٹ تین طرح کے ہوتے ہیں۔ اگر پیشنٹ کو اپنے ہی اچھے stem cells ٹرانسپلانٹ کیے جا رہے ہوں تو اسے ہم Autologous کہیں گے۔ اگر آئڈنٹیکل ٹوئنز کے سیلز ہیں تو وہ بون میرو ٹرانسپلانٹ Syngeneic کہلائے گا لیکن آپکے کیس میں ڈونر کی جانب سے یہ سیلز لیے جا رہے ہیں تو آپکے بون میرو ٹرانسپلانٹ کی قسم Allogeneic کہلائے گا۔ اور سب سے اچھی بات حاشر۔ یہ بلکل پین فل نہیں۔ یہ بلکل بلڈ ٹرانسفوژن جیسا ہے"

حاشر کو یہ سب تو سمجھ نہ آیا کیونکہ اسے بس اپنی hematologist ایمل فضیل کا ہاتھ پکڑ لینے پر ہی محسوس ہو رہا تھا وہ اب کوئی درد نہیں جھیلے گا، وہ اسکا ہاتھ دبا رہی تھی۔

"تم ساتھ ہو گی بس اتنا بتا دو"

وہ حاشر کی بیقراری پر پاس ہی بیٹھی، وہ اب بھی شدید نروس تھا۔

"میں ساتھ نہیں، پاس ہوں گی۔ ہم بہت جلدی ملیں گے۔ آپکو کل ہوش میں لایا جائے گا اور کم از کم دو ماہ ہوسپٹل سٹے۔ لیکن میں ہر پل آپکے ساتھ ہوں تو یہ وقت مشکل نہیں بننے دوں گی آپ پر، میرے سب سے لاڈلے اور لمبا سٹے پانے والے وی آئی پی پیشنٹ ہونے والے ہیں آپ جو میرے دل میں بھی گھس کے بیٹھے ہوئے ہیں مدت سے"

وہ اپنے ہی دھیان میں بولتے بولتے یہ جو محبت کا راز کھول بیٹھی وہ زرا خطرناک ہوا، جبکہ اسے کیا پتا، حاشر تو اسکی محبت کے بارے پہلے ہی باخبر ہے۔

"وہ۔۔وہ میرا مطلب"

وہ گھبرا سا جاتے نظریں زیرک کر گئی، حاشر بس اسے دیکھتا ہی رہا، یہاں تک کہ ایمل کی پلکیں نم ہو گئیں۔

"محبت کرنا کوئی جرم تو نہیں ایمل"

اسے دبا دبا روتا محسوس کیے حاشر نے اسکی ٹھوڑی پکڑتے اسکا چہرہ اوپر کیا تو وہ بھیگی سرخ آنکھوں سے حاشر کو دیکھنے لگی۔

"جب تک آپ خود کو اذیت دے رہے تھے تب تک جرم لگتی تھی۔ کہ کیسی محبت ہے جو آپکی تکلیف کو کم ہی نہیں کر سکتی۔ مجرم ہی لگتی تھی جب

آپکو کبھی چھپ کر دیکھتی تھی کہ میرے ہوتے یہ شخص کیوں اکیلا ہے۔ میں بہت خوش ہوں کہ م۔

میں آپ سے جڑے اپنے ارمان کو پورا کر رہی ہوں حاشر"

وہ اتنی مضبوط، اتنے بڑے عہدے کی ڈاکٹر، بچوں کی طرح حاشر سیال کے لیے تڑپ رہی تھی، وہ کوئی لفظ ہی نہ رکھتا تھا اس وقت، سوائے بس اسے دیکھتا رہے، وہ اسے دنیا جہاں سے خوبصورت لگ رہی تھی حالانکہ وہ اتنی گوڑی چٹی یا بہت توپ کی حسین نہ تھی، معصوم سی، گندمی رنگت کی مالک شفاف رنگ اور گہری اپنے اندر ڈبو لیتی آنکھوں والی جن سے حاشر کو تو بس سکون ہی مل رہا تھا۔

"میں نے نانو کے ساتھ تمہاری باتیں سنی تھیں۔ ایسا لگا جیسے تم بہت ٹوٹ کر چاہتی ہو مجھے لیکن میری طرف سے تمہیں ویسی چاہت اچانک نہ ملی تو دل چھوٹا مت کرنا۔ میں تمہارے سوا کسی کا نہیں ہوں تو مجھے بھی محبت تم سے

ہی ہو گی۔ شاید ہو چکی ہو۔ مجھے علم ہونا باقی ہو۔ لیکن اگر کسی کی موجودگی، کسی کا ساتھ آپکو بنا نیند کی گولی سلا دے تو وہ بہت قیمتی ہے ایمل۔ اور تم نے یہ جو اچانک میری زندگی میں آکر مجھے زندگی سے پیار کروا دیا۔ میں نے کبھی نہیں سوچا تھا یوں۔ کبھی کسی عورت کے قریب یوں بیٹھا ہوں گا۔ یہ تک نہیں سوچا تھا۔ تھوڑا ہچکچا جاوں یا گھبرا جاوں تو پلیز اداس مت ہونا۔ م۔ میں اسی آدم بیزار نیچر کا مالک رہا ہوں ہمیشہ۔ اس کے باوجود مجھے تم اجنبی نہیں لگتی۔ نہ تمہارا چھونا۔ اور ہ۔ ہاں وہ گلے لگنا میری زندگی کا سب سے خوبصورت لمحہ تھا"

وہ اسے اب بھی معجزے کی مانند دیکھ رہی تھی، سانس روک کر، لبوں پر دھیمی مسکراہٹ اور آنکھوں میں نمی لیے، جیسے اسکی سانس سانس حاشر کو کھل کر جیتا دیکھے آسانی پا رہی تھی۔

"میں آپکو کسی احساس کے لیے ترسنے نہیں دوں گی حاشر۔ سب بن جاوں گی آپکے لیے۔ دو ہی تو کام کیے ہیں مجھ نکمی نے۔ ایک میڈیکل کی پڑھائی

دوسرا آپ سے محبت۔ آپ کبھی خود کو میری نظر سے دیکھیں تو آپکو خود سے پیار ہو جائے گا۔ اتنے معصوم آدمی کہاں ملتے ہیں آجکل جو بس ہگ پر ہی خوش ہو جائیں"

وہ اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرے پروفیشنل سے پرسنل ہوتی اتنی پیاری لگ رہی تھی کہ مریض کا دل کنٹرول کھو رہا تھا اوپر سے ایمل کی اختتامی شرارت، حاشر کو اکسانے کی کوشش جسے وہ سمجھ بھی گیا، تھا تو اندر سے میسنا بس باہر سے جناب ایکسٹرا ڈیسنٹ تھے۔

"تم میری ڈاکٹر ہو ایمل۔۔۔مجھے کیوں لگ رہا ہے یہاں اس وقت میری وائف موجود ہے"

وہ بھی تو شرارتیں بھانپ کر دگنی شرارت کرنا جانتا تھا، ایمل نے ہاتھ ہٹائے اور حاشر کے دونوں ہاتھوں کو تھامے اسے پھر دیکھا۔

"جو آپ کو چاہیے ہوئی بن جاوں گی۔ ایک تھوڑی پرسنل بات کرنی ہے مجھے آپ سے"

وہ تمہید باندھ رہی تھی جسکا مطلب تھا کچھ خطرناک ہی ہے، وہ سنجیدہ ہوا۔

"ہاں کہو"

وہ اسے اعتماد کے سنگ بات کہنے کی ہمت دیتا بولا تو ایمل نے نظریں جھکائیں۔

"جب تک یہ نیو سیلز آپ کی باڈی میں بلڈ سیلز نہ بنانے لگیں اور اس بیماری کو مکمل طور پر قابو نہ کرلیں۔ ہم بے بی کے بارے پلین نہیں کرسکتے۔۔ مجھے پتا ہے آپ کہیں گے یہ لڑکی کچھ زیادہ ہی فاسٹ چل رہی ہے پر آپ میرے ہسبنڈ ہیں۔ ہمارے بیچ یہ سٹیج بھی آئے گی تو سوچا آپکو بتادوں۔"

وہ ہنوز یہ سب بتاتے نظریں جھکائے ہی رہی جبکہ حاشر مسکراتی آنکھوں سے اسے کچھ دیر دیکھتا رہا پھر تکیے سے کمر اٹھائے ایمل کا ماتھا چومتے اسکے

ہاتھوں سے اپنے ہاتھ چھڑواتے ایمل کا چہرہ ہاتھوں میں بھرا، وہ حاشر کے ابھی بھی سرخ ہوتے کان امیجن کر رہی تھی پر یہ کیا، یہ آدمی تو بہادر ہو گیا تھا۔

"یہ تو مجھے اندازہ تھا، پھر بھی بتانے کا شکریہ۔ میں اس سٹیج پر ابھی نہیں آوں گا ڈونٹ وری"

وہ اسکی گہری مسکراہٹ دیکھتے جیسے الجھ گئی۔

"م۔ میرا وہ مطلب نہیں تھا۔ مطلب۔۔۔"

وہ یوں کنفوز تھی جیسے اپنی بات سمجھا نہ پائی ہو جبکہ وہ جان بوجھ کر زرا اپنا موڈ سنوارنے کو اسے تنگ کر رہا تھا۔

"مجھے پتا ہے مطلب۔ ہم ابھی قریب نہیں آئیں گے۔"

حاشر نے مسکراتی آنکھوں کو سنجیدہ کرے ایک بار پھر ایمل کی جان خشک کی، وہ روہانسی ہو کر جواباً اسے دیکھنے لگی تبھی وہ ہنس پڑا، جناب نے اپنے سرخ کانوں کو مردانہ وار مقابلہ کرتے کوور کیا اس پر تو اسے آسکر ملنا چاہیے تھا۔

"بدھو ہیں آپ"

ایمل بوکھلا کر اٹھنے لگی کیونکہ سٹاف اندر آنے کی اجازت چاہتا تھا پر حاشر نے اسکو واپس بٹھا دیا، وہ دم سادھے حاشر کو دیکھ رہی تھی۔

"تم میاں بیوی کے لباس ہونے کی سہی ڈیفینیشن پر پورا اتری ہو۔ میں چھیڑ رہا تھا تمہیں۔ مجھے اچھی لگ رہی ہو تم۔ تمہارا یوں میرے قریب ہونا۔ میں تمہارے قریب رہوں گا ڈونٹ وری، اور جب تک میری ڈاکٹر صاحبہ نہیں کہیں گی۔ میں زیادہ قریب نہیں آوں گا تمہارے۔۔۔"

وہ خفیف سی گلابی ہوئی، گال جیسے حاشر کی بدلی بدلی نظروں کی تمازت سے دہکنے لگے پر وہ سنبھل گئی، خود کو ان نظروں کی شوخی کے وار سے بچائے اٹھی اور جاتے جاتے رک کر اس نے پیار سے حاشر کی گال سے ہتھیلی جوڑی، وہ اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھے چہرے سے دباتا لمحہ بھر ایمل کو دیکھے مسکرایا۔

"آئی لو یو سوچ حاشر۔۔۔واقعی ٹوٹ کر چاہتی ہوں۔میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں آپ"

وہ اس کے آگے خود کو روک نہ سکی، وہ تھا ہی اسے بے حد پیارا، جان سے کہیں درجے قیمتی۔

"ایسے کرو گی تو بیہوش ہونے سے انکار کردوں گا ڈاکٹر"

حاشر نے اپنی آنکھیں موند کر، ایمل کی ہتھیلی کو اپنے گال سے مزید قریب کر لیا پھر ہونٹوں سے جوڑتے چوما جیسے اس ایک لمس سے اس نے زندگی کی

پوری طاقت کھینچ لی ہو، وہ کانپ سا اٹھی جب حاشر کے ہونٹوں نے اسکی ہتھیلی چومی۔

"اس انکار کی اجازت نہیں دوں گی آپکو"

ایمل نے نرمی سے ہاتھ کھینچنا چاہا تو اس آدمی نے مضبوطی سے جکڑ لیا، وہ ایک ہاتھ اسکے مضبوط شانے پر جماتی اس پر باقاعدہ جھک آئی، ایمل کو لگا دل کی دھڑکنیں کانوں میں اتر آئی ہوں۔

"جب ہوش میں آؤں گا... تو پہلا چہرہ تمہارا دیکھنا چاہتا ہوں ایمل فضیل"

وہ سرگوشی سی کر گیا جس نے ایمل کی دھڑکنیں مزید تیز کر دیں۔

ایمل کی پلکیں بھر آئیں... اس نے دھیرے سے سر ہلا یا۔

"وعدہ... آپکے جاگنے تک یہ چہرہ کہیں نہیں جائے گا۔ یہ آنکھیں آپ پر جمی رہیں گی حاشر سیال۔ اب چھوڑیں ہاتھ۔ سٹاف یہ ہسبنڈ وائف میٹنگ اینڈ ہونے کا منتظر ہے باہر"

وہ گالوں میں اترے گلابوں کے سنگ مسکراتی ہاتھ چھڑوانے لگی پر وہ تکیوں سے لگا مست و مخمور نظروں سے اپنی ڈاکٹر کو تاڑنے میں لگا تھا۔

"میرے جاگنے پر یہ میٹنگ یہیں سے شروع ہو سکتی ہے ڈاکٹر ایمل"

وہ اب سچ میں گھبرا رہی تھی، بندے میں شوہرانہ پن جو جاگ رہا تھا، ہونٹوں کو حصار نے والی مسکراہٹ سمیت وہ زرا پہلے ہاتھ کو شکنجے سے نکالنے لگی۔

"کیوں نہیں۔ ابھی میرے معصوم سے پیشنٹ بن جائیں شاباش۔"

وہ فوراً لمحوں لگتے ہی ایمل کا ہاتھ آزاد کر گیا جبکہ ایمل نے حاشر کے سر کے بالوں میں ہنس کر ہاتھ پھیرا اور وہاں سے گئی لیکن پیشنٹ صاحب کے موڈ کو جیسے چاند ستارے ہی تو لگ گئے تھے۔

..________________________..

وہ سیدھا واپس ہوسپٹل ہی آیا، اسے روحا آنٹی کی فکر تھی تبھی وہ انکے پاس باہر لان میں چلا آیا، وہ رات کی تاریکی اور ہلکی پھلکی ٹھنڈی ہوا میں خاموشی سے ٹہل رہی تھیں، عمار کے پاس آنے پر وہ رکیں اور اسے مسکرا کر دیکھنے لگیں۔

"کچھ کھایا تم نے؟"

روحا نے اسے پاس رکتا دیکھتے ہی فکر مندی سے پوچھا تو اس نے سرسری سا اردگرد دیکھتے سر ہلایا۔

"جی کھالیا۔ میڈیسن بھی لی۔ میں تبریز سے مل کر آرہا ہوں۔ اسے بتا دیا کہ رملا زندہ ہے۔ کل پہلی ہی پیشی میں اسکا فیصلہ ہو گا کیونکہ اسکے خلاف سارے ثبوت اور گواہ تیار ہیں۔ آپ بھی گواہی دینے والی ہیں روحا چچی۔ اس نے کیسے آپکو ساری زندگی دماغی اور جسمانی اذیت دی۔"

عمار نے سیدھا سبھاؤ ہی انھیں یہ معاملہ بتایا جس پر روحا کے چہرے پر آتی تکلیف کی پرچھائیں بہت واضح تھیں۔

"اسے کوئی سنبھالنے والا ہوتا تو وہ اس قدر پستی میں نہ گرتا عمار"

روحا کے لہجے میں خفیف سی رحم دلی تھی، جو درحقیقت ہر کسی کے دل میں تھی لیکن ایسے لوگوں کو بار بار معافی یا موقعے دینا صرف بیوقوفی ہوتی ہے۔

"نہیں چچی۔ بابا نے کوئی کوتاہی نہیں کی۔ جو کیا انکے ماں باپ نے کیا اور تبریز نے اپنے ماں باپ کی زیادتیوں کا بدلا خود سے جڑے ہر فرد سے لیا۔ بابا آخر مزید کیا کرتے؟ انھوں نے وہ سب کیا جو ممکن تھا۔ لیکن وہ سدھار کے

قابل نہیں ہے۔ وہ خطرناک ہے، وہ کسی کو بھی مار سکتا ہے۔ مجھے بھی کہیں نہ کہیں اس پر ترس آرہا ہے لیکن آپ خود بتائیں کتنے لوگوں کو بیک وقت اس خبیث نے مارنے کی کوشش کی۔ اسے سزا ملے گی تبھی وہ ہدایت پکڑے گا اور اگر اسے کسی طبعی یا نفسیاتی مدد کی ضرورت ہوئی، اسے وہ بھی فراہم کی جائے گی۔ آپ اپنا دل مضبوط رکھیں"

عمار نے انھیں بہت جامع انداز میں ہر چیز بتائی اور روحا کو سمجھ بھی آگئی۔

"تم بلکل ٹھیک کہہ رہے ہو۔ بس جس انسان کے ساتھ ساری زندگی ناقدری سہتے گزار دی۔ جیسا بھی تھا عادت تھی مجھے اسکی۔ اس عادت کو جانے میں وقت لگے گا۔"

عمار نے انھیں دھیرے سے خود سے لگایا، وہ جانتا تھا انکے لیے اب بقیہ عمر اکیلے رہنا آسان نہیں۔

"آپ کو میں اور رملا اکیلا پڑنے نہیں دیں گے چچی۔ ابھی تھوڑی دیر تک باسل اور اجر آئیں گے۔ آپ انکے ساتھ حویلی چلی جایئے گا۔ رملا جب تک ہوسپٹل ہے، میں ہوں اسکے پاس۔ کل تھوڑی دیر ہیرنگ پر جانا پڑے گا سبکو لیکن یہاں اسکی بہت اچھی کیئر ہو رہی ہے تو فکر مت کریں"

وہ اس کے ڈھارس دینے پر ہر اداسی سے پاک مسکرائیں، روبرو ہوئیں تو عمار کی گال پیار سے سہلائی اور مان بھی گئیں، دس تک رملا کو نیند میں رکھا گیا، پھر باسل اور اجر بھی آئے، ان سبکی فکریں حاشر کے سنگ بھی لپٹی تھیں پر اسکا ٹرانسپلانٹ ابھی بھی جاری تھا۔

اجر اور باسل تھوڑی دیر رکے پھر وہ روحا کو لے کر چلے گئے، جبکہ عمار تھوڑی تھوڑی دیر بعد رملا کو دیکھتا رہا، روحا کو حویلی میں سب نے دل سے خوش آمدید کیا، ہر کسی کا انداز اور رویہ ان سے دل جوئی کر رہا تھا، کوئی بھی تبریز کے کیے کی سزا رملا یا روحا کو دینے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا، ایون رحمان نے یہ تک کہا کہ جتنی سیال حویلی انکی اور ماہا کی ہے، اتنی ہی روحا کی

ہے، اور روحا کو اکیلا ویسے بھی ماہا خود ہی نہ رہنے دیتیں، وہ روحا کو سنبھال لیں گی اسکا انھیں پورا یقین تھا کیونکہ تبریز نے جس قدر اذیت باقی سبکو دی، اس سے بڑھ کر روحا اور رملا کو دی تھی۔

ماہا نے اسکا کمرہ بھی خود سیٹ کیا اور سونے سے پہلے وہ اسکے پاس بھی آئیں، باقی سب بھی سو چکے تھے، ہاجرہ بس نوافل میں مصروف تھیں کیونکہ جب تک حاشر کی جانب سے کوئی خبر نہ آتی انھیں قرار ملنے والا نہ تھا۔

"کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتانا مجھے"

روحا نے فورا نفی کی اور سر جھکا گئیں تو ماہا جو دروازے میں کھڑی تھیں، اندر آتیں روحا کے پاس بیٹھ گئیں، انھیں وہ شرمندہ لگ رہی تھی۔

"تبریز نے جو ک۔ کیا آپکے ساتھ۔ معلوم ہوا مجھے ماہا آپیا۔ بہت ہی گھٹیا انسان نکلا جس پر میں نے سب کچھ لٹا دیا۔ آپ کی تکلیف کا اندازہ ہے مجھے، ہر تکلیف کا۔ میں بہت شرمندہ ہوں"

روحا کی آنکھوں میں آنسو تو تھے لیکن بے وجہ کی ندامت بھی تھی جو ماہا کو بلکل اچھی نہ لگی، الٹا انکا دل دکھ گیا۔

"تمہیں شرمندہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں اور خبردار تم ایسے مرجھائی اور ندامت میں گھری دیکھائی دی۔ اس گھر کی مالک تم بھی ہو اور اب تمہارا مقام اور بلند ہے کہ تم اس گھر کے بڑے بیٹے کی ساس بھی ہو۔ ہم سب مل کر رہیں گے روحا، یہ سارے زخم بھر جائیں گے۔ تمہیں بھی سکون مل جائے گا۔"

ماہا نے اسکے آنسو پونچھے پر وہ شدید کرب سے دوچار تھیں۔

"آپ۔ پیا وہ جیسا بھی بدبخت ہو۔ م۔ میں نے سچے دل سے پیار کیا تھا اسے۔ م۔۔ میں نے ہمیشہ اسکے قریب رہنے اور جانے کی کوشش کی۔ اسے تو مجھ سے اولاد بھی نہیں چاہیے تھی۔ یہ تو میں نے رو رو کر سسک سسک کر اس سے یہ حق مانگا تھا کہ میں مر جاوں گی اکیلی مجھے بچہ چاہیے۔ و۔ وہ مجھ سے

میری باتیں نہیں کرتا تھا، آپ نے کبھی ایسی سہاگن دیکھی ہے جسکے شوہر نے اسے کبھی پیار سے نہ دیکھا، شادی کو پچیس سال ہونے کے باوجود بھی اک پل محبت کا نہیں دیا کیونکہ اسے بھائی کے خسارے کے آگے میری اہمیت کبھی نظر نہیں آئی، بس تکلیفیں کہتا تھا۔ روتا تھا۔ بھائی سے جنون والا پیار تھا اسے، میں اسکی تکلیفیں سن سن کر اسکی عادی ہوئی۔ ا۔۔ اب بھلے وہ بلکل ٹھیک سزا پائے گا لیکن م۔۔ میرا دل اسے چاہنا نہیں چھوڑ سکتا۔ وہ دماغی طور پر ان پچیس سالوں بہت تڑپا ہے۔ اکیلے چلانا، رونا، چینخنا اور اس بیچ مجھ پر ہاتھ اٹھا دینا۔ رملا کو میں نے یہ سب کبھی پتا نہیں چلنے دیا کہ اسکا باپ کس قدر دماغی مریض ہے لیکن بہر حال وہ مجھ سے بھی زیادہ حساس تھی تو سب سمجھتی تھی۔ میں نہیں جانتی اس ظالم کے بنا زندگی کیسے گزاروں گی آپیا"

روحا کا یوں سسکنا، تڑپنا، اور گڑگڑانا، ماہا کی آنکھوں میں بھی تکلیف بھر گیا، انہوں نے روحا کو اپنے سینے لگا کر تسلی دی کیونکہ انکے پاس روحا کے دل کا کوئی مرہم نہ تھا۔

"ہر کسی کو مکمل جہاں نہیں ملتا روحا۔ مجھے دیکھ لو۔ پیار کرنے والے شوہر کے ہوتے ہوئے بھی میں دور رہی اس سے۔ کبھی کچھ کھل کر نہ کہہ سکی۔ وہ بھی میرے سامنے اسی سرد مہری کے سبب کبھی نہ کھلے۔ تو میری جان ہر کسی کی زندگی کا اک نہ اک پہلو خار دار ہوا کرتا ہے۔ تمہارا دکھ بہت بڑا ہے لیکن تم اپنی خوشی اب رملا کے آباد ہونے میں ڈھونڈنا۔ اللہ نے چاہا تو جلد تم دادی بن جاوگی۔ پھر اس ظالم کی یاد زیادہ تکلیف نہیں دے گی۔ میری تو دعا ہے اللہ اسے بھی ہدایت اور آسانی دے۔ ایسے خود کو تکلیف دوگی تو روگ لگا بیٹھو گی خود کو اور رملا تمہاری تکلیف نہیں سہہ سکتی۔ اس معصوم سی کلی نے پہلے ہی اپنی عمر سے بہت بڑے کرب اور صدمے جھیلے ہیں۔ اب تم ماں بیٹی کو ایک دوسرے کا سہارہ بننا ہے، ہمت بننی ہے"

ماہا کے دلاسوں نے روحا کو ہمت دی تھی، وہ شکر گزار تھی کہ ماہا نے اسے اب بھی اپنی چھوٹی بہن کی طرح ٹریٹ کیا، اسکے درد کو سنا، بعض اوقات ہمیں ہمارا درد دور کرنے والا نہیں چاہیے ہوتا، درد سننے والا چاہیے ہوتا ہے، اور ماہا وہ بن چکی تھیں۔

"شکریہ آپیا۔ آ۔۔ آپ نے بہت ہمت دی مجھے"

روحا نے خود بھی ہمت سے کام لیتے رونا روک دیا جس پر ماہا بھی کچھ پرسکون ہوئیں۔

"اللہ تمہیں آسانیاں دے روحا۔ میری بہت سی دعائیں ہیں۔ اب سو جاو۔ تھکی لگ رہی ہو۔ رملا کی فکر نہ کرو، اسے میرا اعمار سنبھال لے گا۔ بہت لکی ہے تمہاری رملا۔ سکون میں رہو۔ میں بھی جاتی ہوں۔"

ماہا نے آہستگی سے روحا کے بال سہلائے، جیسے برسوں کی تھکن، تکلیف اور تنہائی ان کے لمس سے کسی ماں کے ہاتھ کی طرح زائل ہو رہی ہو۔

روحا نے بھی دھیرے سے مسکراتے سر ہلایا، ماہا کے الفاظ جیسے کسی اذیت میں گھری روح کو نرم لحاف کی طرح ڈھانپ رہے تھے۔ کمرے میں سکوت سا چھا گیا، لیکن تکلیف بھرا نہیں، ہلکا اور شفقت سے لبریز تھا۔

دروازے سے نکلتے وقت ماہا ایک پل کو رُکیں، پلٹ کر روحا کو دیکھا جو اب تھوڑا پر سکون دکھائی دے رہی تھیں اور لیٹ بھی گئیں۔

"یا اللہ، جن عورتوں نے بے سکونی میں زندگیاں کاٹیں، تو انکے حصے کا سکون اب انکی بیٹیوں کی جھولی میں ڈال دے۔"

ماہا کے دل میں ایک بے ساختہ دعا اٹھی، اور یقیناً وہ قبول ہو چکی تھی۔

جبکہ دعا کے لیے ہاتھ اٹھا کر جائے نماز پر بیٹھیں ہاجرہ بس حاشر کے لیے محبت سے بھری تھیں۔

"یا اللہ۔ میرے بچے کو شفاؤں اور آسانیوں سے بھری زندگی عطا فرمائیں"

انکی ہر سانس حاشر کی صحت یابی کے لیے دعا گو تھی مگر یہ سچ تھا، آج بھی انکی دعاوں میں فضیل موجود تھے۔

"میں ضرور تمہیں موقع دیتی فضیل، لیکن اب میرے پاس کچھ بھی نہیں رہا۔ نہ گلے، نہ شکائیت نہ ہی محبت۔ اور کچھ رشتوں کی خوبصورتی یہی ہے کہ انھیں جوں کا توں ادھورا ہی چھوڑ دیا جائے۔ ہم مل بھی گئے تو میرا دل تمہاری جانب اس گرم جوشی سے کبھی نہیں بڑھ سکتا۔ میں ماں نہ بن سکی تو کیا ہوا، حاشر نے میری ممتا کو ادھورا نہیں چھوڑا۔ نہ اس نے مجھے کسی محبت کے احساس کے لیے ترسنے دیا۔ وہ ماں اور نانو وہی نہیں۔ مجھے اپنی جان بھی سمجھتا ہے۔ کوئی رشتہ نہیں لیکن کل کو حشر کے دن میں اپنی ممتا اور محبت دونوں میں ایماندار کہلائی جاوں گی۔ کہ میں نے دونوں رشتوں میں صلے کی چاہ کیے بنا اپنا سب کچھ بے دریغ لٹا دیا، میں کسی لمحے کھوٹی نہیں کہلاوں گی۔۔۔ اور تم بھی مجھ سے نہ سہی، اپنی بیوی سے تو وفادار کہلاو گے۔ میں جانتی ہوں مرد اور عورت کی محبتوں میں بہت فرق ہے۔ مرد اپنی پہلی محبت

کو سب مانتا ہے اور عورت اپنے آخری ہمسفر اور ہمدرد کو ہر شے۔ تو بہتر یہی ہے میں تمہیں معاف کر دوں اور ہم دونوں ایک دوسرے کو ایک دوسرے سے مکمل رہائی دے دیں"

ہاجرہ صاحبہ نے فیصلہ کر لیا تھا، اب انھیں کسی شے کی طلب نہیں تھی، انکے اندر موجود وہ عورت جس نے کبھی فضیل سے محبت کی تھی، مر گئی تھی اور مری عورتوں کے دلوں پر جتنے بھی پھول چڑھائے جائیں، وہ زندہ نہیں ہوا کرتیں وہیں دوسری جانب فضیل بھی جان گئے تھے کہ ہاجرہ کا کیا فیصلہ ہو گا، وہ اب ایسی ہاجرہ نہیں رہی تھی جسے فضیل کی محبت کا سہارہ درکار ہوتا۔

اور بعض محبتیں تو ہوتیں ہی ادھوری رہنے کے لیے کہ کائنات کا زرہ زرہ انکو ایک دوسرے سے دور دھکیلنے کی سازش میں لگ جاتا ہے۔

لیکن بہر حال انسانوں کی سوچ اور فیصلوں سے پرے اک فیصلہ انسانوں اور جہانوں کا خالق بھی کرتا ہے جو سب سے بہترین ہوتا ہے۔

..__________________________..

رات گیارہ کے بعد کہیں جا کر وہ نیند اور غنودگی سے باہر آئی تھی، اب دو چار دن وہ یونہی رہنے والی تھی، ایسے کیسیز میں ریکوری بہت سلو ہوا کرتی ہے، وہ کسمسائی تو اپنے فون پر کچھ خاص باسل کی بھیجی معلومات دیکھتے عمار نے رملا کی جانب توجہ مبذول کی، وہ سامنے ہی آرام دہ کاوچ پر بیٹھا تھا، آنکھیں مندی مندی کھولے اس نے گردن موڑی تو عمار کو فون کسی غیر ضروری چیز کی طرح سائیڈ رکھ کر اٹھتے اور اپنی طرف آتا دیکھے وہ مسکرائی، اسکی مسکراہٹ عمار کے دل میں جان ڈالنے جیسی تھی۔

"سکون ملا کچھ۔ اب تو بہتر لگ رہی ہے میری مرگ جان"

عمار نے اسکے قریب جھکتے بال سہلاتے ماتھا چوما تو رملا کو واقعی لگا سکون بھی کوئی شے ہوتی ہے، عمار نے اسے زرا سا بیڈ بینڈ کرتے تکیوں سے ٹیک لگوائی اور اسکے پاس ہی سائیڈ ہو کر بیٹھا لیکن رخ اور دھیان بس رملا پر تھا۔

"میں نے خواب میں بھی آپکو ہی دیکھا۔ کہاں کہاں بس چکے ہیں آپ مجھ میں عمار سیال۔ خوابوں میں، حقیقتوں میں، میری نس نس میں، ہر سانس میں"

عمار کے لبوں پر اک گہری، دل چھو لینے والی مسکراہٹ ابھری۔ وہ لمحہ بھر کو رملا کے چہرے کو اس طرح دیکھنے لگا جیسے کوئی شخص اپنی سب سے قیمتی، سب سے مقدس چیز کو دیکھ رہا ہو۔

"تو اب تیرے تصور میں، تیرے لفظوں میں، تیرے درد اور تیرے سکون میں، ہر جگہ بس میرا ہی ہونا پائے گی"

اس نے نرمی سے رملا کے ہاتھ کی انگلیاں تھامیں اور اپنی انگلیوں کے درمیان قید کر لیں۔

"پیار کا سچ لفظوں سے نہیں... لمس سے، وجود سے، نبھاؤ سے جھلکتا ہے، میں تیرے پاس ہوں۔ لمحہ لمحہ تیرے لیے جیتا ہوں۔ نہ صرف تیرے زخموں کی پرواہ ہے، بلکہ تیرے ایک ایک احساس کا محافظ ہوں۔"

رملا کی پلکیں بھیگنے کو ہو آئیں، وہ اسے بہت جلدی ٹھیک کر دیتا اگر یونہی محبت نچھاور کرتا۔

"عمار... آپ اتنا پیار نہ دیں، دل سنبھالا نہیں جاتا۔"

وہ مدھم سی ہنسی، اور بے بس سی شرم لیے بولی۔ عمار نے اس کی ہتھیلی پکڑ کر دیوانگی سے چومی، وہ عمار سیال کی دیوانگی پر مر مٹ گئی۔

"تو سنبھالنے کے لیے ہی تو ہوں میں رملا سیال"

اس نے جھک کر رملا کے دوسرے ہاتھ سے بال سنوارے اور اسکی تھکی تھکی آنکھیں چومیں، رملا نے دو گولیاں کھا کر اسے سارا ہی بدل دیا تھا۔

"میں نے تجھے کھونے کا صرف تصور کیا تھا رملا اور میری روح ہل کر رہ گئی تھی... اب تو میری سانسوں کا مرکز ہے، بس جلدی سے ٹھیک ہو جا، میں تجھے ہر دن، ہر رات... ایسے ہی جینا چاہتا ہوں۔"

رملا کی آنکھ سے ایک قطرہ چھلکا جو عمار نے انگلی سے پونچھا، وہ قطرہ جیسے ان دونوں کے بیچ بندھن کی ایک اور گہری مہر بن گیا۔

ابھی وہ اسے مزید سکون پہنچاتا مگر دروازہ کھٹکنے پر وہ رملا سے زرا دور ہوا، اجازت ملنے پر ڈرائیور آیا جسکے ہاتھ میں مزیدار مٹن سوپ کا باکس تھا، روحا اور ماہا نے سونے سے پہلے مل کر بنایا تھا، اور رملا کے لیے بھیجا تھا۔

"عمار بھائی یہ آپکی مما نے سوپ بھیجا ہے"

ڈرائیور نے نرم مودب انداز میں دروازے کے پار ہی رکے اطلاع دی جس پر عمار اٹھا اور جاکر اسکے ہاتھ سے وہ باکس اور بیگ لیا جس میں باول اور چمچ بھی تھی۔

"شکریہ بھائی۔اب تم جاو"

عمار نے اسے رخصت کیا اور دروازہ بند کیے وہ رملا کی طرف پلٹا جس نے سوپ کا سنے منہ گال پھلا لیے اوپر سے مٹن سوپ تو اسے بلکل پسند نہ تھا۔

"منہ نہ بنا۔یہ سارا پلاوں گا تجھے"

عمار نے اسکی خوبصورت شکل دیکھتے جھاڑا جبکہ سائیڈ ٹیبل وہ سب رکھتے پہلے اس باکس سے گرما گرم سوپ باول میں نکالا،اس میں سپون رکھی۔

عمار نے جیسے ہی وہ بھاپ اُڑاتا سوپ رملا کے سامنے لاکر رکھا،رملا کا ناک چڑھانا اور نخرے سے رخ موڑ لینا،اسے بے حد دلکش لگا۔وہ ہنسا۔

"یہ تیرے علاج کا حصہ ہے، میری جان... اور اگر تو نہ پیے گی تو میں تجھے ہونٹوں سے پلا دوں گا، پھر نہ کہنا عمار سیال نے وارن نہیں کیا۔"

عمار اس کے قریب بیٹھتے جھک کر اس کے کان کے پاس سرگوشی میں بولا، رملا نے جھٹ سے آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھا، جیسے شرم اور ہنسی ایک ساتھ گالوں کو سرخ کر گئی ہو۔

"آپ دھمکاتے ہیں مجھے..."

وہ مدھم آواز میں بولی اور ہنسی چھپانے کو لب دانتوں سے دبائے۔

"میں نہیں... میری محبت دھمکاتی ہے۔ بس منہ کھول، اور اگر پی لیا تو انعام بھی ملے گا۔"

عمار نے چمچ میں سوپ بھر کر نرمی سے اس کے لبوں کے پاس لاتے کہا۔

"کیا انعام؟"

رملا نے بچوں جیسا اشتیاق دکھایا تو عمار نے اس کے ماتھے پر ہلکی سی چٹکی کاٹ کر اسے درد دیا جس پر وہ بچوں سا ماتھا مسلتی کراہی۔

"انعام سرپرائز ہو گا۔ پینا شروع کر، باقی باتیں بعد میں۔"

رملا نے جیسے ہی پہلا گھونٹ پیا، عمار کے چہرے پر وہی مطمئن مسکراہٹ لوٹ آئی جو رملا کو سکون میں دیکھ کر آتی تھی۔

"آپ تو پوری نرسنگ اسٹاف کی چھٹی کرا دیں عمار سیال، آپ تو خود سب کچھ ہیں..."

وہ اس کی مسکراہٹ دیکھتے بولی، تو عمار نے ہلکا سا جھک کر اس کے ماتھے کو وہیں سے چوما جہاں شرارت پر درد دیا۔

"تجھے دنیا کی سب سے لاڈلی بیوی بننے کا شرف مل رہا ہے اور تجھے مستی سوجھ رہی ہے۔ ہونٹوں کے کم پوز بنا۔ سوپ ہے، ٹافی نہیں جس کو چبا رہی ہے۔ ابھی تک مجھے تیرا وہ پاستہ کھانا نہیں بھولا اور اب یہ سوپ"

وہ اسکی کوفت پر منہ ہلا نا روکے لب بھینچ کر شرارتی آنکھوں سے عمار کو دیکھنے لگی لیکن جناب نے گھور کر ایسے دیکھا جیسے چبا جائے گا۔

"آپ کی سروس کافی پریمیم ہے، مجھے تو وی آئی پی فیل ہو رہا ہے"

عمار نے سوپ پلانے کے بعد نرمی سے رملا کے بالوں میں ہاتھ پھیرا، اور آہستہ آہستہ اس کا سر دبانے لگا، رملا کی آنکھیں اتنے لاڈ اٹھایے جانے پر دھندلانے لگیں۔

"تیری فیل ناچے گی ابھی۔ دیکھتی جا۔ سر میں درد تو نہیں ہو رہا؟"

وہ اول بات رعب سے کہے جیسے اسکے سر کو درمیانی شدت سے دبا رہا تھا، رملا کو سکون ملا۔

"ہو رہا ہے۔ دباتے رہیں۔ ہاتھ پیر بھی درد کر رہے ہیں"

رملا نے لگے ہاتھوں فرمائش کی دکان ہی کھول لی، وہ زرا پیچھے ہو کر سرکا اور اپنی گود کی طرف رملا کو اپنی ٹانگیں سیدھی کرنے اور پیر رکھنے کا کہا، وہ فورا نفی کر گئی پر عمار کی گھوری پر اس نے پیر اسکی گود میں رکھے۔

اس نے آہستگی سے اس کے ایک ایک پیر کو تھام کر انگلیوں سے دباتے ہوئے مساج کرنا شروع

کیا، نرمی ایسی جیسے کسی شیشے کے گلوب کو چھو رہا ہو، اور انداز ایسا جیسے وہ ہر درد اپنے ہاتھوں سے نکال پھینکنا چاہتا ہو۔

"یہ دن بھی آنا تھا۔ آتشم پیر دبا رہا ہے جسکی

اکڑ سے گردن اور نظر نہیں جھکتی تھی"

وہ اسکے پیروں کو دباتے ہی مسکراتے بڑبڑایا۔

"اپنے شونے کے پیر تو جنگل کا خونخوار شیر بھی دباتا ہو گا۔"

وہ دانت دیکھائے خود بھی ہنسی۔

عمار نے ایک لمحے کو گردن موڑ کر اسے دیکھا... وہی بے باک سی رملا، اپنی شدید تکلیف کے باوجود شرارتوں سے باز نہ آنے والی، اور وہ... دل ہار چکا تھا ہر بار کی طرح۔

"اپنے شونے؟ تیرے منہ سے یہ لفظ سن کر لگ رہا جیسے تو واقعی کوئی ٹیڈی بیئر ہے... رملا سیال، تُو مجھے کہاں لے جا رہی ہے"

اس نے شرارت سے اس کے پیر کے انگوٹھے پر ہلکی سی چٹکی کاٹی، رملا نے تکیے سے ٹیک لگائے گردن موڑ کر اتنی گہری محبت سے اسے دیکھا کہ عمار کی سانس اک پل کو رُک گئی۔

"جہاں محبت ہو، لاڈ ہو، دھیان ہو... وہاں لے جا رہی ہوں..."

اس کے لہجے میں وہی تھکی سی نرمی تھی، جیسے کسی نے بہت تیز طوفان کے بعد شانت سمندر کی سطح چھو لی ہو۔

عمار نے مسکراہٹ روکی نہیں، اس کے ہاتھ اب رملا کی ایڑھیوں پر تھے، وہ نرمی سے دبا رہا تھا، اسکے پیروں کو دیکھ کر عمار کو اس لڑکی کی نزاکت و نرمی کا اچھے سے احساس تھا کہ وہ روئی سے پیر تو عمار کی سخت کھردری انگلیوں کے لمس پر بھی درد کر سکتے تھے، پھر اک نظر اس نوخیز آپسرہ پر ڈالی تو سچ میں سانسیں رکنا کسے کہتے ہیں، عمار کو سمجھ آیا۔

"تو وہ واحد ہے جس کی اک فرمائش پر میں اپنا سارا رعب، ساری اکڑ اک طرف کر سکتا ہوں۔ اور سن... تُو جتنا کمزور ہوئی ہے، میں اتنا ہی مضبوط ہو گیا، سمجھیں آپ، مسیز سیال؟"

وہ اسکے انوکھے انداز پر محبت بھرا کھکھلائی۔

"یہ ہوئی ناں بات... اب مجھے لوریاں بھی سنانی ہیں آپ نے"

رملا نے پاؤں کھینچنے کی کوشش کی لیکن عمار نے مضبوطی سے تھام لیے۔

"لوریاں وہ بھی دوں گا۔ خوابوں میں لے جاؤں گا تجھے۔ ابھی بس آنکھیں بند کر... میں تیرے پاؤں دباتا ہوں، تو سکون سے سو جا..."

وہ آہستہ آہستہ مالش کرتا رہا، رملا کی پلکیں بوجھل ہونے لگیں، سانسیں نرم پڑ گئیں... عمار کے لمس سے جیسے دوا بھی پیچھے رہ گئی ہو، اور پھر وہ سوتے سوتے جاگ اٹھی۔

"عمار؟"

رملا نے آنکھیں آدھی کھول کر مدھم آواز میں پوچھا۔

"ہوں مرگ جان...؟"

وہ بے اختیار ہنکارا۔

"انعام کیا تھا؟"

عمار نے مسکرا کر اس کے پیر چھوڑے، اس کے قریب ہو کر جھکا، اور آہستگی سے اس کی ناک سے ناک چھوئی، آنکھوں سے آنکھیں ملائیں، اور اسکی بجھی نرم سانسوں کو سہلاتے ہوئے آسان کیا۔

"انعام؟ میرا دل... جو تجھے دے چکا ہوں... اب صرف دھڑکتا نہیں، تیرے لیے بیتاب بھی ہے کہ کب تجھے اپنے بچوں کی ماں بناوں۔ انعام میں ہوں جو تیرا ہو چکا ہوں سر سے پیر۔"

وہ اسکے اعتراف پر جی اٹھی، دونوں ہاتھوں سے عمار کا چہرہ تھاما، پھر عمار کے ماتھے کو چوم گئی، عمار نے سرور سے آنکھیں بند کیں۔

"میں اس انعام پر آخری سانس تلک راضی ہوں عمار سیال۔۔ آپ نے کیا پھونکا ہے۔ پھر نیند آ رہی ہے۔ مجھ سے دور نہیں جانا۔ م۔۔ مجھے لوری سننی ہے۔ خود بنا لیں بھلے پر پلیز۔۔۔ مجھے کبھی کسی نے لوری نی سنائی"

وہ اختتام تک توتلی بن کر واقعی بچی بنی تو عمار اسکے لاڈوں پر ہنسا۔

"فیملی میں ایک مصطفی ہی کافی ہے تھتھا۔"

عمار نے ہنستے ہوئے ہاتھ آزاد کیے اور اٹھ بیٹھا پر وہ بضد تھی۔

"سو جا میری چاندنی، تھکی تھکی سی جان ہے

تو جو ہے تو آس ہے، تو جو نہیں تو ویران ہے

آج جو سکوں ملا، تیری سانس کے ساتھ ہے

نیند آئے گی تجھے، میرا دل جو پاس ہے"

وہ اول تو اس لوری پر بچگانہ سا کھکھلائی

اور پھر ملا، اس محبت، اس لمس، اس تحفظ میں یوں سو گئی جیسے برسوں کی تھکن کسی نے ہاتھوں سے اتار دی ہو۔

جبکہ دوسری طرف حاشر کا بون میرو ٹرانسپلانٹ کامیابی سے مکمل ہو گیا تھا مگر صبح تک وہ شدید والی کیئر میں رکھا جانا تھا اور ایمل اسکے ہر پل قریب ہی رہنے والی تھی۔

..________________..

ایک لمبی اور مشکل رات کٹ چکی تھی، آج کے دن کے دو اہم مرحلے تھے، ایک تو تبریز سیال کو عدالت میں پیش کیا جانے والا تھا دوسرا آج اورحان کے اپنے ذاتی ڈینٹل کلینک کا افتتاح بھی تھا، حاشر کو ابھی بھی سپیشل کیئر میں ہی رکھا گیا تھا جبکہ رملا کی کیئر بھی زور و شور سے جاری تھی۔

اجر ہیڈ کوارٹر جانے کے لیے ریڈی ہو رہی تھی جبکہ باسل اور اورحان اس وقت باہر لان میں صبح کی نرم دھوپ میں بیٹھے تھے، باسل کچھ فائلز کھولے بیٹھا تھا جن میں وہ سارے ثبوت تھے جو آج کورٹ میں پیش کیے جانے تھے۔

"میں دیکھ سکتا ہوں فائل باسل؟"

اورحان نے وہ فائل مانگی تو باسل نے فوراً سے اسکے حوالے کی خود باسل کوئی اہم کال سننے اٹھ کر گیا، اورحان نے اس فائیل کو لگ بھگ دس منٹ لگاتے سٹڈی کیا پھر نا جانے کیا ہوا کہ اس نے وہ فائل وہاں رکھی اور واپس پیلس کی طرف گیا، کمرے میں پہنچا اور جلدی سے چینج کرے واپس کمرے سے نکل گیا، ناشتہ اس نے آکر کرنے کا کہا تھا جبکہ دوسری طرف ڈاکٹرز کا عملہ تبریز کی کورٹ جانے سے پہلے پھر سے جانچ کر رہا تھا مگر بلکل ہر احساس سے عاری تھا، اسکے چہرے پر نہ درد تھا نہ خوشی، لگ بھگ ہر فرد آج کورٹ جانے والا تھا، سبکو آج ہی فیصلے کی امید جو تھی۔

انسپکٹر خان کے انڈر ہی یہ معاملہ تھا اور چونکہ کنگ ایک ملکی غدار بھی تھا تو اس میں ملکی بڑے بڑے قانونی اداروں کا بھی انٹرسٹ تھا۔

عدالت میں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ رپورٹرز، وکلا، سیکیورٹی اہلکار اور متاثرہ اسکے اپنے سیال خاندان کے افراد، سب کی نگاہیں جج کی میز پر ٹکی تھیں، جہاں سفید بالوں والا جج، اپنی عینک کے پیچھے سے تبریز سیال کی طرف دیکھ رہا تھا۔

تبریز سیال کو جج کے سامنے پیش کیا گیا تو اسکے خلاف بنی فائل بھی انھیں دی گئی۔

جج نے اپنی فائل بند کی، اور ہال میں موجود ہر شخص کی سانسیں جیسے تھم گئیں۔

"عدالت کے سامنے پیش کیے گئے شواہد، گواہوں کے بیانات، اور پولیس رپورٹ کی روشنی میں، ملزم تبریز سیال کو درج ذیل جرائم کا مرتکب قرار دیا جاتا ہے"

جج کی آواز گونجی، اور تبریز کے چہرے پر جیسے ہر لفظ ایک چابک بن کر برس رہا تھا۔

"ایک ملک دشمن مافیا نیٹ ورک کا سربراہ ہونا۔

دوسرا ناجائز اسلحہ اور منشیات کی اسمگلنگ۔

تین، درجنوں افراد کے قتل میں معاونت۔ چار، پولیس افسران کو قتل کروانے کی سازش۔ پانچ، اپنی ہی بیٹی، داماد، اور خاندان کے افراد پر جان لیوا حملے کی منصوبہ بندی اور عمل درآمد۔ اور اسکے علاوہ اپنے ماں باپ کے ایکسیڈنٹ کی سازش"

روحا کی آنکھیں بھیگ گئیں، انکا ہاتھ تھامے عمار نے نظریں نیچی کیں، دوسری جانب ماہا تھیں انکا ہاتھ بھی عمار کے ہاتھ میں تھا، ماہیل اور رحمان بھی موجود تھے اور اجر بھی، جبکہ باسل نے لمحہ بھر کورٹ کے

دروازے کی طرف دیکھتے آنکھیں بند کیں، جیسے ایک طویل جنگ آج اپنے انجام کو پہنچنے کا اسے پورا یقین ہو۔

"تمہیں کچھ کہنا ہے اپنے حق میں تبریز؟"

جج نے نظر اٹھا کر اک آخری بار ملزم سے مجرم ثابت ہوتے تبریز کو دیکھا جس نے سر جھکا کر سر نفی میں ہلا دیا، رحمان کی آنکھوں میں جیسے سرخائی گھلی۔

"عدالت تبریز سیال کو عمر قید کی سزا سناتی ہے، جو کہ تاحیات ہے، یعنی جب تک سانس باقی ہے، تب تک سلاخوں کے پیچھے رہنا ہو گا۔ کسی بھی قسم کی رعایت، پیرول، یا ضمانت کا اطلاق اس سزا پر نہیں ہو گا۔"

جج کا ہتھوڑا میز سے ٹکرایا لیکن کمرہ عدالت میں جیسے ہلچل اور حان ماہیل کے آنے سے ہوئی۔

"فیصلے سے پہلے رک جائیں جج صاحب۔ کچھ ہے جو آپکی توجہ چاہتا ہے"

اور حان نے آکر وہ فائیل جج کے کلرک کو تھمائی جبکہ باسل، عمار اور اور حان نے ایک دوسرے کی جانب اک خفیہ سا اشارہ کیا جبکہ کٹھرے میں کھڑے تبریز نے بھی جیسے سانسیں روک کر ان تینوں کو دیکھا پھر جج صاحب کی طرف دیکھنے لگا۔

سب کی سانسیں جیسے تھم گئی تھیں، جج صاحب نے وہ فائیل اچھے سے پڑھی، اسے پڑھنے کے بعد انھوں نے وہ فائیل بند کرتے اک نظر سب کی جانب دیکھا پھر تبریز سیال پر سرد نگاہ ڈالی۔

"عدالت کو عین وقت پر کچھ ایسی معلومات فراہم کی گئی ہیں جن کی بنا پر فیصلے میں کچھ ردوبدل کرنا اہم ہو گیا ہے۔ شدید قسم کی دماغی بیماری کے سبب تبریز سیال نے جو کچھ کیا اس میں اسے رعایت دینے کی اپیل کی گئی ہے۔"

جج صاحب کی آواز جیسے لمحہ بھر کو ساری عدالت کی سانسوں پر بھاری ہو گئی تھی۔

"عدالت فیصلہ سناتی ہے کہ تبریز سیال کی نفسیاتی حالت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے، اور نئی میڈیکل رپورٹ کے مطابق اسے مکمل ذہنی توازن کا حامل قرار نہیں دیا جا سکتا۔ تاہم، اس کی جانب سے کیے گئے جرائم کی سنگینی کم نہیں ہوتی لیکن مستقبل میں اس کیس کے حوالے سے نرمی اختیار کرنا ممکن ہو سکتا ہے لیکن بہر حال ملکی غداری قابل معافی نہیں۔ عدالت یہ مانتی ہے کہ ایسے افراد کا علاج بھی لازم ہے، لیکن انہیں آزاد چھوڑنا معاشرے اور متاثرین کے ساتھ ناانصافی ہو گی۔ جب تک یہ بیمار ہے تب تک تو آزادی بلکل ناممکن ہو گی"

تمام حاضرین، باسل، عمار، اورحان، روحا، ماہا، رحمان اور اجر گہری خاموشی میں جج صاحب کی اگلی بات کے منتظر تھے۔

"لہٰذا عدالت تبریز سیال کو فی الحال تاحیات قید کی سزا برقرار رکھتے ہوئے، یہ حکم دیتی ہے کہ اسے ایک ہائی سیکیورٹی ذہنی علاج کے ادارے میں منتقل کیا جائے، جہاں وہ اپنی باقی زندگی مکمل سیکیورٹی اور علاج کے

ساتھ گزارے گا۔ عدالت مزید ہدایت دیتی ہے کہ ہر چھ ماہ بعد اس کے ذہنی وطبی جائزے کی رپورٹ عدالت میں پیش کی جائے گی، لیکن ابھی اس سزا میں کوئی نرمی یا رہائی ممکن نہیں ہو گی۔"

جج کا ہتھوڑا ایک بار پھر میز پر پڑا، اور جیسے ایک دور ختم ہوا۔

تبریز سیال کی آنکھوں میں ایک لمحہ کو نمی سی ابھری، مگر فوراً ہی وہ آنکھیں بند کر کے جھک گیا۔ وہ شاید اب واقعی سب کچھ ہار چکا تھا، طاقت، عزت، خاندان، اختیار، اور خود پر ملکیت۔

روحا کا سر اذیت سے جھک گیا، مگر عمار نے آہستگی سے ان کا ہاتھ تھام کر دلاسہ دیا۔ اور حان نے پر سکون سا سانس لیا، اور باسل نے بھی شکر کا سانس لیا۔

تبریز کو انسپکٹر خان کے لوگ لے جانے لگے مگر اجر کے اشارے پر وہ روک دیا گیا، تبریز کی نظریں جھکی تھیں۔

"کیوں نہیں بتایا تم نے اپنی بیماری کا تبریز؟"

رحمان سیال نے تڑپتے ہوئے اس کا چہرہ اوپر اٹھایا جس میں آج سارے درد گھل مل گئے تھے، تبریز کی حالت پر ہر آنکھ نم تھی۔

"آپ ہی تو میری بیماری تھے بھائی۔ آپکی کمی میری بیماری تھی۔م۔مجھے کھا گئی۔۔ آپ نے بہت کچھ کیا میرے لیے لیکن کبھی یہ نہیں پوچھا تمہیں درد تو نہیں تبریز۔۔۔ا۔اب مجھے آپ بھی نہیں چاہیں پیارے بھائی۔۔۔اب آپ میرے سوا سبکو خوشی ملنا۔۔۔م۔میں تم سبکی زندگیوں سے نکال دیا گیا ہوں۔۔۔ اتنا ہی بدبخت ہوتا تو تم سب مارے جا چکے ہوتے۔۔میری اتنی پاورفل پلاننگ کامیاب ہو جاتی۔۔۔۔"

تبریز کی آواز جیسے یکدم پھٹی، رحمان سیال کا دل بھی بھیگنے لگا۔

"تبریز۔۔۔میں نے تجھے اپنے جگر کا ٹکڑا بنا کر رکھا"

رحمان سیال کی آواز بھیگ گئی وہ جواباً اذیت سے ہنسا۔

"جگر تو بدل جاتا ہے بھائی۔ دل کا حصہ بننا تھا مجھے۔۔۔۔"

اس شخص کی حسرت نے جیسے رحمان سیال کا گلا گھونٹ دیا۔

"کیوں ک۔۔ کیا تو نے یہ سب تبریز۔۔۔ کیوں؟"

وہ اپنی قوت سے چلائے تھے۔

"وہ نہیں میں جواب دوں گا آپ سبکو"

ہر کوئی جیسے اور حان کی آواز پر پلٹا، خود تبریز بھی۔

"کچھ سال پہلے جب میرا ڈپریشن حد سے بڑھ گیا تھا۔ میں شدید قسم کی انگزائٹی کا شکار تھا تو میں نے اپنے علاج کا سوچا انہی دنوں مجھے یہ پتا چلا کہ میں PTSD کا شکار ہوں۔ پوسٹ ٹرومیٹک سٹریس ڈس آرڈر لیکن میں بہت ابتدائی سٹیج پر تھا۔ مہر فاطمہ اس کے کچھ دنوں بعد میری زندگی میں آئی تو اسکی توجہ، محبت اور بہت سے سنبھالنے نے مجھے کافی ٹھیک کر دیا۔ لیکن اسکے

مرنے کے بعد پھر سے میں اسی کنڈیشن میں چلا گیا لیکن پھر میرا علاج مصطفی بنا، یہ سب مجھ پر ایک بار پھر تب حاوی ہوا جب میری زندگی میں میرال آئی اور تب والا اس بیماری کا اثر میرال اور باسل نے دور کیا۔"

یہ تمہید باندھنے کے بعد اس نے کرب سے تبریز سیال کو دیکھا، ہر کسی کی جیسے سانس تھمی تھی۔

"میں یونہی تبریز کا کیس دیکھ رہا تھا۔ میں نے اسکی پوری فائیل سٹڈی کی۔ اور پھر میں اسکے یہاں اسلامہ آباد والے بنگلے پر پہنچا۔ میں نے اسکی ضروری فائلز، اسکا کمرہ۔ اسکا لاکر چیک کیا۔ اور تم سبکو پتا ہے مجھے کیا ملا وہاں سے۔ تبریز سیال پچھلے تیس بتیس سالوں سے

PTSD

کی سوئیر سٹیج کا شکار تھا۔ ہاں یہ ایک ہوش مند اور صحت مند انسان نہ تھا۔ میں نے جب یہ سب باسل کو بتایا تو ہم نے اس میں عمار کو شامل کیا اور

پھر یہ فیصلہ لیا کہ معافی اسے ملے نہ ملے۔ وہ اس مہلک سینڈروم سے نجات کا کم از کم ضرور حق دار ہے۔ ہم لوگ اپنے ارد گرد دیکھنا ہی چھوڑ چکے ہیں۔ یہ والدین اپنے کچھ بچوں کو اہمیت اور کچھ کو تکلیف دے کر انھیں کیسی کیسی اذیتوں میں جھونکتے ہیں کاش انھیں سمجھ آئے۔ آپ بہت اچھے ہیں رحمان انکل۔۔ لیکن آپ باسل نہیں بن سکے جس نے اپنے بھائی کو بر وقت سنبھال لیا"

اور حان ماہیل خاموش ہوا تو ہر کسی پر تکلیف کے پہاڑ ٹوٹے خاص کر رحمان سیال پر، ہر کسی کا دل پھٹا تھا۔

"اب جب میرے سارے راز کھل ہی گئے تو میں آپ سب کو ایک بات اور بتا دیتا ہوں۔ امی بابا کی جان اک حادثے میں گئی لیکن انکے مرنے کی مجھے دلی خوشی تھی کہ میں نے خوشی خوشی انکی حادثی موت کو قتل بنا کر خود کو تسلی دی کہ میں نے مارا اپنے مجرموں کو، ہاں وہ میرے مجرم ہیں خدا ایسے ماں باپ کسی کو نہ دے۔ میں نے تم سبکو مارنا چاہا کیونکہ تم سب کہیں نہ کہیں

رحمان سیال کے لیے قیمتی تھے۔میں نہیں تھا قیمتی یہ اسی کا بدلا لیا۔ تم لوگ میر اعلاج کرواو یا مجھے مر وادو۔ سب جائز ہے لیکن ایک بات سچ ہے۔ میں رملا سے بہت پیار کر تا ہوں۔ مجھے ان بے رحم ڈاکٹرز اور جلادوں کے حوالے کرنے سے پہلے اسکی شکل دیکھا دو۔۔۔م۔۔میں اپنی ہر سزا کے لیے راضی ہوں۔۔اور روحا تمہیں بھی میری زندگی میں میرے یہی بھائی لائے زبردستی تو اپنے اجڑنے کا سبب انکو سمجھنا۔ک۔۔کیونکہ مجھے بس یہ چاہیے تھے۔۔۔ک۔۔کوئی مجھ سے سب کچھ لے لیتا۔ سانس تک۔۔بس اسکے بدلے یہ بھائی دے دیتا تو میں کسی کو مارنے کی کوشش نہ کرتا۔۔۔تم سب مجھ سے نفرت کرسکتے ہو۔۔۔م۔میری رملا نہیں کر
سکتی۔۔۔ا۔۔اسے میری تکلیف کا احساس تھا۔۔۔۔اور کسی کو نہیں تھا۔خدا حافظ تم سبکو۔۔۔۔تم سب میں سے کسی کو مجھ پر تھوڑا ترس آجائے تو اک بار مجھے م۔۔میری بیٹی دیکھا دینا۔۔۔۔چلو انسپکٹر لے چلو
مجھے۔۔۔۔"

وہ ہر فرد پر اس جگہ کی چھت گراتا ہوا قدم گھسیٹتا ہوا آگے بڑھا تو اجر نے انسپکٹر خان کو جانے کا اشارہ کیا لیکن تبریز کے چلے جانے کے بعد پیچھے کا منظر یوں تھا جیسے کوئی مر گیا تھا، کسی کے پاس کہنے کو کچھ نہ تھا۔

"م۔۔میں نے اسے جیتے جی مار دیا۔"

رحمان سیال کی آواز یوں تھی جیسے قبر سے آئی ہو، دہشت زدہ، درد میں لپٹی۔

"ایسا نہیں ہے۔خود کو قصور مت دے رحمان۔ میں گواہ ہوں تو نے ہر ممکنہ اسے سنبھالا"

ماہیل ہی اس وقت رحمان کو سنبھال سکتے تھے پر رحمان نے بھاری سانس لیتے سرخ آنکھوں سے ماہیل کو دیکھا۔

"سنبھلے بچے یہ نہیں ب۔۔بنتے ماہیل جو تبریز بن گیا۔ تم سب نے سنا ناں وہ کہہ کر گیا اسے اب م۔میں نہیں چاہیں ہوں۔۔وہ تھک گیا میرے لیے لڑ

لڑ کر تم سب نے سنا۔۔۔ جب وہ پکارتا رہا تب میں اسے نہیں سن سکا اب میں رہی سہی زندگی اسے پکاروں گا اور وہ نہیں سنے گا"

وہ لڑکھڑائے تو عمار نے انکو سنبھالا، ہر کوئی اس وقت بہت کرب میں تھا۔

"ہم انکی سزا معاف کروانے کی ہر کوشش کریں گے بڑی۔۔ آپ سنبھالیں خود کو۔ جب تک وہ ٹھیک نہیں ہوتے انکا قید رہنا بہتر ہے۔ ایسے خود کو تکلیف مت دیں۔"

باسل نے جیسے ہمت دیتے کہا اور سب ہی متفق تھے، ہر کوئی تبریز کو اس سب کے بعد معاف کر چکا تھا لیکن اسکا قید رہنا فی الحال بہترین تھا، یہی بات باسل، عمار اور اور حان نے سبکو سمجھائی بھی، لیکن رحمان سیال کی حالت تو بہت سوگوار ہو چکی تھی۔

:____________________________:

سرہانے بیٹھی ایمل نے اپنی نرم انگلیاں حاشر کے سر کے بالوں میں پھیریں تو اس پر ہوئے دوا کا اثر اس محبوبیت بھرے لمس سے گھٹنے لگا، ہاجرہ ہوسپٹل آئی تھیں لیکن وہ حاشر کے ہوش میں آنے کی منتظر تھیں، باہر ہی بیٹھی تھیں۔

وہ اپنی آنکھوں کو کھولنے کی کوشش میں مسکرایا کیونکہ اسے پتا تھا ایمل اسکے پاس ہے، ایمل نے جھک کر حاشر کے ماتھے پر لب رکھے، اتنی محبت اور اپنائیت سے وہ اسے ہوش میں آتے ہی ملے گی، اس نے کب سوچا تھا۔

"یہ چہرہ اور یہ کنیز کہیں نہیں گئی۔ زندگی کی طرف واپسی کا پہلا قدم مبارک ہو حاشر سیال"

وہ واپس اٹھی تو حاشر نے سر زرا ترچھا کیے اپنے سرہانے سایہ فگن ڈاکٹر صاحبہ کو دیکھا۔

"میں اچھا محسوس کر رہا ہوں۔ تھینکیو"

وہ بیمار تو کہیں سے نہیں لگ رہا تھا، ایمل نے آہٹ پر سر اٹھایا اور ہاجرہ صاحبہ کو دیکھتے اٹھ بھی گئی، وہ آنکھوں میں نمی لیے قریب آئیں اور لیٹے لیٹے حاشر کے بازو کھولنے پر اس کو اپنے سینے لگا گئیں۔

"میرا بچہ۔۔نانو کا کلیجہ۔۔ کیسا محسوس کر رہے ہو میری جان۔ کوئی درد تو نہیں میرے بچے کو۔۔ ایمل اب یہ ٹھیک ہو جائے گا ناں؟"

اس ممتا سے بھری نانو کے سوالوں کی بوچھاڑ پر حاشر اور ایمل بھی مسکرائے اور دستک دے کر پھولوں کا حسین گلابی گلدستہ اٹھا کر آتے فضیل صاحب بھی، ہاجرہ جیسے اس آدمی کے آنے کی امید نہ کر رہی تھیں۔

"بہتر ہوں نانو۔۔ آپکی بہو اور اسکی ٹیم نے تو پتا بھی نہیں چلنے دیا۔ ایک لمبی پرسکون نیند سویا اور جب جاگا تو پتا چلا میں نے نئی زندگی کی طرف قدم رکھ لیا"

وہ زرا آہستہ ہی بول رہا تھا، کمزوری اور درد کا اثر اسکی آواز سے چھلک رہا تھا پر اف اسکی گہری نگاہوں میں بسی ایمل فضیل جسکا چہرہ بلش کر رہا تھا، فضیل بھی آگے بڑھے اور سائیڈ ٹیبل پر وہ خوبصورت پھول سجاتے جنٹل مین کی طرح حاشر کی گال تھپکا کر مسکرائے۔

"اب کوئی تکلیف نہ دیکھو تم برخوردار۔ تم دوہر تکلیف سے آزاد زندگی جیو۔ میں ہوسپٹل جارہا تھا سوچا تمہیں دیکھتا جاوں۔۔۔اور میرا بچہ ٹھیک ہے"

وہ دعا گو ہوتے اختتام پر ایمل کو بھی خود سے لگا گئے جو جوابا اثبات میں سر ہلاتی مسکرائی۔

البتہ ہاجرہ اور فضیل ایک دوسرے سے کتراتے ہی نظر آئے۔

"آپ کا بہت شکریہ فضیل انکل"

حاشر نے انھیں بھی محبت سے دیکھ کر کہا جس پر وہ مسکرائے اور انھیں محسوس ہوا جب کہ انکی موجودگی میں ہاجرہ بے چین ہیں تو وہ کسی اہم کام کا کہے اجازت لے کر نکل گئے، انکو جاتا دیکھے ہاجرہ نے بھی آنے کا کہتے باہر ہی قدم بڑھائے، جبکہ حاشر اور ایمل پھر سے ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرائے، وہ اب کی بار سامنے بیٹھی تھی۔

"آپکو درد تو نہیں حاشر ؟۔ تھکن، سستی اور واٹنگ ہو سکتی ہیں۔ لیکن ہر درد کا فوری علاج ہو گا کیونکہ یہاں آپ میری کیئر میں ہیں مسٹر ہسبنڈ"

وہ نرم اور مسکراتے انداز میں سوال کے ساتھ اتنی ساری مزید باتیں کر گئی کہ سوال دب ہی گیا ویسے بھی حاشر کو کسی قسم کا درد نہیں تھا۔

"بس بہت بے جان محسوس کر رہا ہوں خود کو۔ یہ کنڈیشن کب تک رہے گی ایمل ؟"

وہ اسکی کیفیت سے بخوبی واقف تھی۔

"دراصل ابھی آپکا مدافعتی نظام بہت کمزور ہو گیا ہے اور انفکشنز کا بہت خطرہ ہے۔ آپکو سپیشل کیئر میں اسی لیے رکھا گیا اور ایک مزے کی نیوز بھی سنیں۔ جتنی جلدی یہ انفیکشنز کا خطرہ ٹلے گا آپ اتنی جلدی گھر جا سکتے ہیں۔ ابھی چلنے پھرنے میں تھوڑی احتیاط کرنی ہے۔ بھاگ دوڑ بھی منع ہے کچھ وقت۔ مجھے آپکی ول پاور دیکھ کر یقین ہے آپ دو ہفتوں میں ہی نارمل ہو جائیں گے"

وہ چہک کر مسکراتے لہجے میں یہ سب بتاتی حاشر کے بھی سکون کا باعث بنی۔

"اوہ شکر ہے۔ مجھے ورنہ ہارٹ اٹیک آ جاتا۔"

حاشر کے شکر بھرنے پر ایمل نے ہاتھ بڑھا کر اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا، ابھی بس وہ خود بھی شکر گزاری کی کیفیت میں تھی تو لفظ نہیں سمجھ آئے وہیں فضیل آہٹ پر رکے کیونکہ ہاجرہ نے انکو رکنے کا کہا تھا، وہ پوری توجہ سے پلٹ کر ہاجرہ کو دیکھنے لگے جو سپاٹ چہرہ لیے انکے سامنے آ رکی تھیں۔

"مجھے اپنا جواب دینا تھا تمہیں فضیل"

وہ سیدھا سیدھا مدعے پر آئیں تو فضیل نے بھی ساری توجہ ہاجرہ کی جانب کر لی، دم سادھ لیا۔

"ہاں بتاو مجھے۔"

وہ فورا مضطرب سے ہو کر بولے۔

"دو آپشن ہیں تمہارے پاس۔ یا تو میں تمہیں معاف کر دوں اور تم اپنی معافی لو اور دوبارہ کبھی مجھے اپنی شکل نہ دیکھاو۔ دوسرا آپشن تمہیں میں مل جاوں گی لیکن ساری عمر میری معافی نہیں ملے گی۔ چوائز میں تمہیں دیتی ہوں فضیل"

ہاجرہ شاید انکا امتحان لے رہی تھیں، فضیل نے گہرا سانس لیا، چند لمحے وہ بلکل خاموش رہے۔

"مجھے تمہاری معافی چاہیے ہاجرہ۔ وہ دے دو۔ میں تمہیں اپنی شکل کبھی نہیں دیکھاوں گا۔ میں پہلا آپشن چن رہا ہوں"

فضیل کے لہجے کی گونج، جیسے ہاجرہ کے دل میں کہیں دور تک جا پہنچی تھی۔ اس کی بات کا مطلب سادہ تھا مگر شدت سے بھرپور۔

ہاجرہ کی آنکھوں میں ایک لمحے کو نمی ابھری، مگر وہ جلدی سے پلکیں جھپک کر اسے چھپا گئیں۔

"ٹھیک ہے۔ معافی تمہاری ہوئی۔"

وہ سیدھی کھڑی رہیں، آواز میں تھرتھراہٹ نہیں آنے دی۔ وہ جیسے خود کو سمجھا کر بولیں، اور پھر ایک پل ٹھہر کر، دھیرے سے سر جھکایا۔

"اب تم جاسکتے ہو، فضیل۔"

فضیل نے گہری سانس لی، سر ہلایا، اور بنا کچھ اور کہے، بنا آنکھیں چراتے، ہاجرہ کی آنکھوں میں آخری بار جھانک کر پلٹ گئے، وہ معافی نام کی سل سینے پر دھرے چلے گئے، اور ہاجرہ جیسے زمین میں گڑھ گئیں۔ فضیل کے قدموں کی آواز دور ہوتی گئی، لیکن دل میں جو شور اٹھا، وہ دیر تک باقی رہا۔

ہاجرہ نے آسمان کی طرف دیکھا، آنکھیں بند کیں، اور ایک گہرا سانس لے کر خود کو سنبھال لیا۔

" کبھی کبھی... معاف کرنا، خود کو سزا دینے جیسا ہوتا ہے۔"

وہ مدھم سی سرگوشی جیسے خود سے کہہ کر واپس اندر کی طرف بڑھ گئیں، کیا یہاں انکی کہانی کا خاتمہ ہو گیا تھا، انتظار کریں۔

وہیں عمار نے واپس آکر رملا کو ساری صورت حال بتائی، وہ بھی مطمئین تھی کہ بابا کے لیے بہترین فیصلہ ہوا ہے جبکہ ابھی وہ ان سے ملنے کے لیے ہرگز تیار نہ تھی۔

..________________________..

فائنلی کورٹ والی اداسی کچھ کم تب ہوئی جب اورحان کے اپنے ڈینٹل کلینک کا افتتاح ہوا، نا صرف افتتاح بلکہ ریسٹورنٹ کی انشورنس کی رقم کا تمام پراسیس مکمل کیے وہ فائل بھی اس نے بابا کے سپرد کر دی، اب نیا ریسٹورنٹ بننے والا تھا، تبریز کو جیل بھیج دیا گیا، اسکی سزا اور علاج شروع ہو گیا، وقت جیسے پر لگا کر اڑنے لگا، دو مہینے گزر چکے تھے، رملا اور حاشر دونوں ہی سیال حویلی واپس آ چکے تھے اور ان دونوں کے ٹھیک ہونے کی خوشی میں سب کے پینڈنگ ولیموں کی تقریب کے بارے میں بھی پلینز بن گئے تھے اور وہ دو بھی چلنے پھرنے اور دوڑنے کے قابل ہو چکے تھے، رملا کو جہاں عمار نے اتنی جلدی ٹھیک ہونے میں ایموشنلی اور مینٹلی مدد کی وہیں حاشر کے پاس بھی اپنی طبیبہ ایمل فضیل موجود رہی، سب کی زندگیوں کا سفر آسانیوں اور اللہ کی شکر گزاری کے سنگ آگے بڑھ رہا تھا لیکن تبریز سیال پچھلے دو ماہ سے بس رملا کے انتظار میں تھا، اسکا علاج ہو رہا تھا اور خود عمار کی یہ

تجویز تھی کہ جب تک وہ کچھ بہتر نہ ہو جائے، رملا یا کسی اور کا جانا ٹھیک نہیں دوسرا وہ رملا کو بھی دماغی طور پر پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا ورنہ رحمان سیال بھی اس سے ملنے کے خواہش مند تھے تا کہ تبریز سے ایک تفصیلی ملاقات کر کے اسے سمجھا سکیں کے وہ اس سے کبھی غافل نہیں ہوئے لیکن عمار چاہتا تھا یہ سب مناسب وقت پر ہو، حاشر کے بون میرو ٹرانسپلانٹ نے اب جا کر اپنا اثر شروع کیا تھا اور اب اسکے جسم میں بہت مدھم رفتار سے سہی لیکن خود کے بلڈ سیلز بننے لگے تھے جسکا مطلب تھا وہ بہت تیزی سے ریکور کر رہا ہے۔

رحمان سیال کو زیادہ پچھتاوا اس معاملے میں اس لیے نہ گھیر سکا کیونکہ تبریز کے معاملے میں انکا ضمیر راضی تھا، تبریز کے جنون اور پاگل پن میں وہ ہرگز شریک نہ تھے تو بس تبریز کے ٹھیک ہونے کے لیے دعا گو تھے۔

سب نے یہی پلینز بنائے تھے کہ حرا اور بارس کی شادی کے ساتھ ہی سبکے ولیمے کا جشن کر دیا جائے اور یہ بہترین بھی تھا، تیاریاں تو پچھلے ایک ماہ سے

شروع تھیں لیکن اب تیز ہو گئی تھیں، اجر اپنے کام میں اسی لگن سے لگی تھی، آتشم یعنی عمار سیال نے اب قانونی طور پر جنرل عامر کے ساتھ ہاتھ ملا لیا تھا، وہ بظاہر وہی سنائپر شوٹر اور گینگسٹر تھا لیکن اب کوئی اسے ملکی غدار نہیں بلکہ ہیرو کہتا تھا جبکہ حاشر ابھی تو ریسٹ پر تھا لیکن اسکی ڈسٹرکٹ آٹارنی باسل ماہیل کے ہاں کوبرا کی اور اے ایس پی اجر سیال کے ہاں قانونی مخبر کی جاب پکی ہو چکی تھی۔

اور ایک سب سے کیوٹ چیز بھی ہوئی تھی، ماشا نامی بلی عمار نے بھی رملا کو گفٹ کی تھی جب وہ ٹھیک ہو کر واپس حویلی آئی اور عمار کو اسکے ساتھ رہ کر پتا چلا کہ وہ بلیوں کی کتنی بڑی فین ہے لیکن مما بابا کی کبھی اجازت نہ ملی تبھی نہ پال سکی لیکن اب وہ اپنے عمار کی سپیشل ون تھی تو وہ کیسے منع کرتا یعنی اپنے میکس کا بھی خاندان میں مست والا کرش آ چکا تھا، میکس اور ماشا کی برداری الگ سہی پر نین مٹکوں پر تو کوئی پابندی نہیں تھی بھئی، وہ ہم انسانوں جیسے تھوڑی ہوتے ہیں ہی ہی۔

رہی بات فضیل کی، وہ معافی کی سل اب تک اپنے سینے پر اٹھائے ہوئے تھے، اپنے عہد کے ایسے پکے کہ واقعی دو ماہ سے ہاجرہ پیلس ہی تھیں مگر کہیں بھی دونوں کا سامنا نہیں ہوا تھا۔

اور فائنلی آج سیال حویلی اور ماہیل پیلس دلہنوں کی طرح سج چکے تھے، رملا اور بارس کی مہندی تھی اور یہ اکلوتے دو پیس تھے دونوں خاندانوں کے جنکی شادی پراپر طریقے اور سب رسموں کے ساتھ ہو رہی تھی، اب لاڈلوں کا اتنا حق تو بنتا تھا۔

جبکہ کل بارات اور پرسوں سب کپلز کے اکھٹے ولیمے لیکن صرف شادی اور ولیمے ہی نہیں ہونے والے تھے، بہت بہت سے سرپرائز دھماکے بھی راہ میں تھے۔

..________________________..

"ابھی مہمان آنے شروع ہو جائیں گے عمار۔ کہاں جانا ہے ہمیں۔ کچھ بتائیں تو؟"

رملا تیسری بار پوچھ چکی تھی پر وہ جناب تو اپنی تیاری میں مصروف تھے، پلٹ کر اس نے اپنے کمرے میں تشریف لاتی نازک حسینہ کو دیکھا جس نے ماشا کو اٹھا رکھا تھا۔

"مرگ جان۔ کتنی بار کہا ہے ہمارے روم میں اسے نہ لایا کر۔ ہر طرف بال بال کر دیتی ہے یہ۔۔ تجھے اس لیے لا کر نہیں دی تھی کہ جب دیکھو خود سے چپکائے رکھ۔۔۔ چھوڑ اسے۔۔ نیچے اتار۔ اور تجھے کہا تھا ڈھنگ کا تیار ہو۔ یوں جائے گی سر پھاڑ خلیے میں؟"

عمار نے پہلے تو پلٹ کر ماشا کو اسکے سینے سے الگ کرے نیچے اتارے دبکا کہ وہ خراماں خراماں سی کمرے کے دروازے سے نکل گئی جبکہ رملا نے اسی سابقہ تجسس کو برقرار رکھے فاصلہ سمیٹا۔

"ابھی مہندی فنکشن کے لیے ہونا تو ہے تیار عمار۔ کتنی بار تیار ہوں۔ تھک جاتی ہوں میں۔ اور میری ماشا نے کیا بگھاڑا آپکا۔ ایسے تو نہ کیا کریں اسکے شاتھ"

وہ جو ہر بات پر یہ تھتھا پن لے آتی اور آنکھیں پٹپٹا لیتی بس یہیں عمار دل ہار جاتا، عمار نے اسکی کمر میں بازو لپیٹے اپنے مضبوط اور سخت سینے سے لگایا تو وہ تھوڑا سختی پر کراہی۔

"ہمارا بھی ولیمہ ہو رہا ہے پرسوں"

عمار کی نظروں کا خمار دیکھتے وہ سمجھ گئی یہ قریب کرنا ڈانٹنے کے لیے نہیں تھا۔

"تو شوہر جی؟"

رملا نے آنکھیں پٹپٹائیں، عمار نے اسکے بالوں کو گردن سے ہٹاتے اپنا چہرہ اسکی مخملی گردن میں چھپایا تو رملا کے لب پر خمار مسکرائے۔

"تو یہ کہ اب تو بھی میرے کمرے میں آجا۔مجھے پتا ہے میں نے خود یہ احتیاط کرنے کو کیا تھا کیونکہ تجھے پہلے مکمل ٹھیک ہونا تھا لیکن اب ہمیں یہ کمروں کی دوریاں ختم کر دینی چاہیں۔تجھے یاد ہے ناں میں نے کہا تھا جان بنا کر ٹھیک ہو کر تجھے میرے لاڈ اٹھانے ہوں گے۔آجا آج میرے روم میں"

وہ اسکی شدت رکھتی ڈیمانڈ پر شریر سا مسکرائی تو عمار روبرو ہوا۔

"آج کیوں۔کل آوں گی۔۔۔ولیمہ تو پرسوں ہے۔آج ایک آخری رات کا ریسٹ دے دیں مجھے۔دو ماہ آپ نے ہر پل مجھے سپیشل فیل کروایا تو مجھے بھی تھوڑی تیاری کرنے دیں۔میں بہت سا پیار سمیٹ لوں بازووں میں پھر آوں گی آپکو دینے کیونکہ دو ماہ سے جتنا بھی آیا وہ تو لٹا دیا میں نے اپنی جان پر"

عمار نے اس کی بات پر اک لمبی سانس لی،جیسے ضبط کی آخری حد چھو لی ہو،لیکن لبوں پر شریر سی مسکراہٹ بھی آگئی،جو رملا کو مزید چڑانے والی تھی۔

"دل تو آج ہی تجھے مانگ رہا ہے۔"

وہ خفگی سے بولا، رملا نے زور سے قہقہہ لگایا۔

"شوہر جی صبر کا مقام ہے یہ۔"

وہ کہتے ہوئے تکیے کا وار کرنے ہی والی تھی کہ عمار نے جھٹ سے اس کا ہاتھ تھام کر اس کو پاس کھینچا، وہ ہلکی سی چیخ مار کر اس کے سینے سے جا لگی۔

"دو مہینے سے ایک ایک لمحہ میں نے گنا ہے، رملا سیال... اب تیری ہنسی، تیری آنکھیں، تیرے یہ ضدی لب... سب میرے ہونے چاہییں۔ بس ایک رات اور؟ ٹھیک ہے، دے دی۔ لیکن کل سے میرے کمرے میں، میری بانہوں میں، اور میری سانسوں کے قریب... ہمیشہ کے لیے رہنا ہے تجھے"

اس کے الفاظ میں ایسی شدت تھی کہ رملا کا چہرہ سرخ ہو گیا، وہ بس خفیف سے انداز میں اونہوں کر گئی۔

"پرسوں تو میری زندگی کی سب سے حسین صبح ہو گی... آپکے پاس آنکھ کھولنے والی..."

عمار نے دھیرے سے اس کے ماتھے کو چوما، پھر اک کراہٹ بھرنے پر مجبور کرتی گستاخی ان سانسوں کے سنگ کی۔

"اور میری زندگی کا سب سے حسین خواب حقیقت بننے والا ہے..."

رملا نے آنکھیں بند کیں اور مسکرا دی، اس ایک آخری فاصلے کی رات کے بعد، ایک نئ قربت کا سورج طلوع ہونے والا تھا، جہاں نہ فاصلے ہوں گے، نہ پرہیز... صرف عمار اور رملا ہوں گے... ایک دوسرے کے مکمل ہو چکے دیوانے۔

"چل اب بدل کپڑے۔ ہمیں جانا ہے"

مدہوش بیوی کو حقیقت میں پٹخے محترم یہ جاوہ جا اور رملا منہ بسورنے کے بعد دانت پیسے کپڑے بدلنے نکل گئ۔

..________________________________..

حرا کے ہر خواب، اسکے ہر ارمان کو مد نظر رکھا گیا تھا، مہندی، بارات اور ولیمے تینوں ڈریس اسے خود بارس نے دلائے تھے، وہ اپنی دوسری بڑی ریس بھی جیت گیا تھا اور پڑھنے کے ساتھ اس نے بابا کے ساتھ انکے ہوسپٹل میں لیپ انچارج کی جاب بھی کرلی تھی تاکہ وہ حرا اور اپنی ذمہ داری خود اٹھائے جبکہ دونوں کی پڑھائی تو ساتھ چلنے والی تھی، رملا نے بھی ایڈمیشن لے لیا تھا۔ روحا کی زندگی پھیکی سی ضرور تھی لیکن کسی نے بھی انکو اکیلے پن کا احساس نہیں دلایا تھا، ہر کوئی حرا کی پسند اور اسکی خوشی کا دھیان کرتے اسے بہت پیارے لگ رہے تھے، ایمن، ماہیل، اور حان، باسل، اجر اور میرال سب ہی اسکے لیے کچھ نہ کچھ کرتے نظر آئے، وہ کیا چاہتی ہے، کس طرح کی شادی چاہتی ہے اسکی ہر چیز میں مرضی پوچھ کر اسکی ساری محرومیوں کو دور کیا گیا تھا، یہاں وہ لاڈ اٹھوائے مہندی کی دلہن بننا شروع ہو چکی تھی جبکہ اجر کا ضروری ریگولر چیک آپ تھا تو وہ لوگ زرا وہاں

نکل گئے تھے، جبکہ حرا کو سیلون والے پیلس ہی ریڈی کرنے آئے تھے، اسکا ڈریس بہت خوبصورت اور ملٹی کلرز میں تھا لیکن وہ چاہتی تھی فریش پھولوں کی جیولری پہنے لیکن ٹھنڈ کے سبب اسے مطلوبہ گلاب اور موتیے کی جیولری نہیں مل سکی تھی، اس نے بارس کو کہا تو وہ دوپہر کا بس اسی کام کے لیے نکلا ہوا تھا۔

حرا ابھی سیلون والی کے ہاتھوں بالوں کی سیٹنگ کروا رہی تھی جب دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔

"بارس آیا ہو گا... آپ پلیز باہر جا کر میک اپ کا سامان سیٹ کر لیں۔"

حرا نے جیسے ہی اشارہ کیا، سیلون کی لڑکی مسکرا کر باہر نکل گئی۔ ابھی وہ دروازہ بند ہی کر رہی تھی جب بارس اندر داخل ہوا۔

سردی کی نرم شام کا وہ لمحہ تھا۔ حرا نے آئینے میں اس کی جھلک دیکھی، وہ ابھی گھر کے شیدائی خلیے میں کالی شلوار قمیض پہنے، ہاتھ میں کچھ سفید و گلابی تھیلیاں لیے مسکراتا قریب رکا تھا۔

"آہستہ سے آو محترم، کہیں کوئی پھول مرجھا نہ جائے۔"

بارس نے میز پر بیٹھ کر تھیلیاں اس کے سامنے کھولیں۔ اندر گلاب، موتیے اور چمبیلی سے بنی تازہ جیولری تھی۔

"یہ کہاں سے لائے ہو؟ اس ٹھنڈ میں یہ پھول؟"

حرا کی آنکھیں نم سی ہو گئیں، جبکہ بارس تو اسکے آدھے روپ پر ہی فدا ہوا۔

"سارے شہر کی پھولوں کی مارکیٹس گھوم آیا ہوں، جو حرا مانگے وہ بارس کے لیے فرض ہوتا ہے۔"

اس نے آہستگی سے اس کا ہاتھ تھاما، اور خود اس کے ہاتھوں پر گلابوں کا گجرا پہنایا۔ پھر ماتھے پر جھک کر وہ سفید چمبیلی کی جھومر بھی خود سیٹ کر دی۔ وہ اسکے لمس پر مچلی۔

"اب کوئی نہیں کہے گا تمہاری مہندی کی جیولری ادھوری ہے..."

حرا نے سانس روکتے ہوئے اسے دیکھا۔

"تم تو میرے نصیب کے سب سے خوبصورت رنگ ہو بارس۔"

بارس نے اس کا ہاتھ چوما۔

"اور تم میرے مقدر کی اکلوتی روشنی"

ان لمحوں میں نہ وقت تھا نہ دنیا... صرف مہک تھی، لمس تھا، اور محبت تھی، جبکہ سیلون والی نے آکر گلا کھنکایا تو بارس کو چارو ناچار اپنی میراث کے

پہلو سے اٹھنا پڑا اور وہ جیسے فلائنگ کس کیے گیا، رملا تو ہنسی، وہ لیڈی بھی شریر سا مسکرا دیں۔

وہیں ہسپتال کے کمرے میں خاموشی تھی، صرف الٹرا ساؤنڈ مشین کی ہلکی آواز اور ڈاکٹر کا ہلکا سا کی بورڈ پر ٹائپ کرنا سنائی دے رہا تھا۔

اجر بستر پر لیٹی تھی، ہاتھ اپنے پیٹ پر رکھے، اور نظریں اسکرین پر جمی تھیں، وہ تو ریگولر چیک آپ کے لیے آئی تھی لیکن اچانک پیٹ کے پین پر باسل نے ہی مشورہ دیا کہ کسی گائنی کو بھی دیکھا لیتے ہیں۔

باسل ایک طرف کرسی پر بیٹھا پر سکون لگنے کی کوشش میں تھا، مگر اسکے خوبصورت ہاتھ کی انگلیاں بار بار اسکے گھٹنے پر دستک دے رہی تھیں۔

ڈاکٹر نے اسکرین پر کچھ فائنل کیا، پھر آہستگی سے ان دونوں کی طرف دیکھا جو اپنے اپنے لیول کے بے چین لگ رہے تھے۔

"باسل ماہیل، اجر سیال مبارک ہو۔ آپ دونوں والدین بننے والے ہیں۔ مسیز باسل فور ویکز پریگنٹ ہیں۔"

کمرے میں جیسے وقت تھم گیا۔ اجر نے آنکھیں پھاڑ کر ڈاکٹر کو دیکھا۔

"میں...؟ پریگنٹ؟"

باسل کی کرسی ہلکی سی پیچھے ہٹی، وہ ایک دم اٹھا اور اجر کے قریب دوڑنے کے انداز میں آیا۔

"کیا؟! یہ... یہ ابھی کیا کہا آپ نے؟"

باسل کے چہرے سے جیسے سارے رنگ نچڑ گئے۔

"جی۔ یہ شروعات ہے، لیکن بالکل کلئیر ہے۔"

ڈاکٹر نے مسکرا کر کنفرم کیا، تو جیسے اجر اور باسل نے اک دوجے کو دیکھا وہ سچ میں جان لیوا انداز تھا۔

"میں... ماں بننے والی ہوں باسل...؟"

اجر کے ہونٹ یہ بولتے کانپے، آنکھیں نم ہوئیں اور آواز بھرا گئی، ڈاکٹر نے کچھ ضروری وٹامنز اور کیلشیم کی ٹیبلٹس اور کچھ فولک ایسڈ لکھ کر دیا اور کمرے سے نکلیں تو اجر کے کانپتے ہاتھ کو باسل نے پکڑ کر اسے بٹھایا، وہ رو پڑی تھی۔

باسل نے آہستگی سے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھاما۔

"اف... اجر! تم نے میرے دل کی سب سے بڑی دعا پوری کر دی۔"

وہ جھک کر اس کے ماتھے کو چومتا اجر میں جیسے اپنی خوشی سے سکون اتار گیا، وہ کچھ نہ بولی اور اٹھ کر روتے ہوئے اسکے گلے لگ گئی، باسل ماہیل کا سکون اسکی باہوں میں مبتلا اس سکھ پر بھی رو پڑا تھا۔

"تم نے وہ خواب دے دیا مجھے جسے میں نے کبھی کسی سے کہا ہی نہیں تھا..."

اجر نے روتے ہوئے اسے خود سے لپٹا لیا۔

"میں نے نہیں، میرے ٹمی نے سن لیا تمہارا خواب۔۔ باسل ایک منتھ گزر بھی گیا اور ہمیں پتا بھی نہیں چلا۔"

وہ خوشی کی شدید کیفیت میں باقاعدہ کانپ اٹھتی روبرو ہوئی تو باسل کی نم آنکھیں دیکھ کر اپنا رونا بھول گئی۔

"تم رو کیوں رہے ہو باسل۔۔؟"

وہ یکدم پریشان ہوئی۔

"اجر... میں رو نہیں رہا، بس... تمہیں اپنی بانہوں میں لے کر یہ یقین تمہیں اور خود کو دلوانا چاہ رہا ہوں کہ ہاں، ہم اب ماں باپ بننے والے ہیں... یہ صرف تمہاری کوکھ کا تحفہ نہیں، یہ میری زندگی کی سب سے مقدس کمائی ہے۔"

اجر نے اپنی پیشانی اس کے ماتھے سے جوڑی، دونوں کی سانسوں نے اک دوجے کو شدت سے چھوا، ایک دوسرے میں وہ اس سکھ پر جیسے جذب ہوئے، لیکن سرور تھا کہ کم ہونے کا نام ہی نہ لے رہا تھا۔

"ہم اپنے بچے کو پیار سے پالیں گے باسل"

باسل نے آہستگی سے الگ ہوتے اس کے پیٹ پر ہاتھ رکھا، اف یہ محسوس کرنا کہ انکے وجود کا حصہ چار ہفتوں سے انکے بیچ آچکا ہے، نشاط پرور تھا۔

"میں اس سکھ کو تب سے چاہتا ہوں جب اسکا وجود صرف دعا تھا... اور اب جب یہ حقیقت ہے تو اف... میرا دل تو باہر نکلنے لگا ہے میرے سکون"

وہ دونوں وہاں ایک دوسرے کی بانہوں میں، نئی زندگی کی نوید لیے، وہ لمحہ جی رہے تھے کہ وہ پھر سے ہنستی اور روتی ہوئی اسکے گلے لگ گئی۔

:.______________:.

انکے کمرے میں نرم پیلی روشنی پھیلی ہوئی تھی، باہر گھر میں مہندی کی گہماگہمی عروج پر تھی لیکن اندر یہ کمرہ کچھ الگ ہی سکون میں ڈوبا تھا۔

حاشر سیدھا بستر پر بیٹھا تھا، ایک ہاتھ سے لیپ ٹاپ سنبھالے، سنجیدہ سا چہرہ، کبھی ابرو چڑھاتے، کبھی ہلکا سا لب بھینچتے، بال زرا بکھرے ہوئے، گرے ٹی شرٹ اور کالی ٹریک پینٹ میں وہ مکمل مصروف پروفیشنل جاسوس لگ رہا تھا لیکن یہ مصروفی دیرپا نہ تھی۔

کپڑوں کی خفیف سی آہٹ پر اس نے سر اٹھایا... اور جیسے پلکیں دھک سے رک گئیں۔

ایمل، وارڈب کے پاس کھڑی تھی، ہاتھ میں اپنی ہینگر پر ٹنگی مہندی کی ڈریس پکڑے۔ ایک گہرے سبز رنگ کا نفیس سا شرارہ جس پر سلور گوٹا اور پیچ پر رنگین دھاگوں کا کام تھا۔ اس نے اسے خود سے لگا رکھا تھا اور آدھے جھکے انداز میں، حاشر کی طرف پلٹی۔

"مسٹر کوبرا، یہ پہنوں تو کیسی لگوں گی؟"

آنکھوں میں شوخی، ہونٹوں پر ہلکی سی شرارت اور آواز میں بے پناہ نرمی لیے اس نے حاشر کو متوجہ کرنے کو اس نام سے پکارا، وہ لب بستہ مسکایا، حاشر نے ایک پل کو لیپ ٹاپ سائیڈ پر رکھا، دونوں ہاتھوں سے چہرہ سہلایا جیسے سمجھ ہی نہ آئے کہاں دیکھے، ان کپڑوں کو یا اس حسینہ کو۔

"کیا مطلب کیسی لگو گی... تم تو ابھی بھی ایسے لگ رہی ہو جیسے کسی اردو شاعری کی مکمل غزل۔"

ایمل نے نظریں جھکائیں، مگر ہنسی نہ روک سکی۔

"سچی؟"

وہ شرارت سے یقین چاہنے لگی۔

"ڈاکٹر صاحبہ، یہ دو ماہ کی نگہداشت، نخرے اٹھانے اور میرا دل پکانے کے بعد اب تم جو بھی پہنو گی، میں تو پھر بھی لٹ ہی جاؤں گا..."

وہ اٹھ کر اس کے قریب آیا، ہاتھ سے ہینگر پکڑا، پھر اسکے کندھے پر ڈریس واپس رکھا۔

"پہنوناں یہ، لیکن اس سے پہلے میرے دل کو مضبوطی دو۔"

وہ اسکی فرمائش پر فکر مند ہوئی۔

"کیوں؟"

ایمل کی جان لبوں پر اب بھی آجاتی تھی جب وہ گھبرایا محسوس ہوتا۔

"کیونکہ اس ڈریس میں تم اگر میرے ساتھ بیٹھ گئی ناں، تو مجھے ڈر ہے باقی فنکشن میں، میں کچھ اور دیکھ ہی نہیں پاؤں گا۔"

ایمل نے نرمی سے اپنی پلکیں اٹھائیں۔

"اور اگر میں یہ کہوں کہ یہ سب کچھ آپکے لیے کر رہی ہوں؟"

حاشر نے آہستگی سے اسکے کان کے قریب سر جھکایا۔

"تو پھر وعدہ کرو آج کے فنکشن کے بعد تمہاری ساری میڈیکل ڈگریاں بند، اور صرف میری بیوی بننے والی پریکٹس کرو گی۔"

ایمل نے ایک ہاتھ سے اس کا سینہ دھکیلا۔

"گستاخ!"

وہ اتنے صاف تقاضے پر لرز گئی، اچھی بھلی اعتماد والی ایمل فضیل، دھڑک اٹھی۔

"بس، یہی محبت ہے تمہاری جو دل میں بیٹھ گئی ہے۔"

وہ دونوں کچھ پل یونہی خاموش کھڑے رہے۔ باہر سے ہنسی خوشی کی آوازیں آ رہی تھیں، لیکن اس لمحے... صرف ان کا دل بول رہا تھا۔

اس سے پہلے حاشر اسکے قریب ہو کر اسکی سانسوں ہر تسلط جما لیتا، وہ اسکے سینے کو پہلے سے زیادہ قوت سے دھکیل گئی۔

"بے وقت طلب میں، ایمل نہیں ملتی جناب۔ آپ بھی زرا خلیہ درست کر لیں"

وہ چہک کر جتاتی کہ اسے وہ فرصتوں میں درکار ہے، چلی گئی اور حاشر کا دل بھی دھک کر اٹھا۔

وہیں اورحان کے کمرے میں ہلکا ہلکا سبز اور پیلا رنگ بکھرا ہوا تھا، ہر جانب مہندی کی خوشبو اور پھولوں کی مہک۔ میرال آج سب سے زیادہ مصروف تھی، ایک ہاتھ میں اپنا ڈریس، دوسرے ہاتھ سے وارڈرب سے اورحان کا کُرتا نکالتی، خود بھی تیار ہو رہی تھی، اور ساتھ ساتھ اپنے تین سالا پٹاکے کو بھی دیکھ رہی تھی۔

بیڈ پر بیٹھا مصطفی اپنے کھلونوں کو قطار سے بٹھا کر ان پر چھوٹی چھوٹی مہندی کی ٹکڑیاں لگانے کی کوشش کر رہا تھا اور میکس بھی بڑی توجہ سے مصطفی کی کاروائی دیکھ رہا تھا، مصطفی نے جتنے بھی سپر ہیرو کے کھلونے تھے سب کی مہندی سر منی کر لی تھی۔

"میال ممی، میں شب کو مہندی لگا راہوں (میرال ممی۔ میں سب کو مہندی لگا رہا ہوں)"

میرال فوراً سے ہنس کر پلٹی۔

"ارے واہ! سب کو؟"

میرال نے ہنستے ہوئے پوچھا اور اورحان نے عین اسی لمحے اندر قدم رکھا، ہاتھ میں میرال کے جوڑے کے ساتھ پہنی جانے والی جیولری کا سیٹ تھا۔

"میرال، آپ کی فرمائش کے پھول اور بیلیں حاضر ہیں۔"

وہ شوخ انداز میں جھکا، سیٹ میرال کے سامنے رکھا، اور آنکھ مارتے مسکرا دیا۔

"ہاہ! آپ نے واقعی منگوا لیے؟ اور حان، آپ کمال ہیں"

وہ خوش ہو کر قریب آئی، اور حان نے ہنستے ہوئے سر جھکایا۔

"اور آپ ہیں کمال سے بھی آگے۔"

میرال تھوڑی شرمائی، اور ابھی وہ کچھ کہتی کہ اچانک مصطفی کی بلند آواز ابھری۔

"یہ شب میلی مہندی اے ناں ممی بابا (یہ سب میری مہندی ہے ناں ممی بابا)"

دونوں چونک کر مصطفی کی طرف پلٹے، اور اس کی سنجیدہ سی شکل دیکھ کر دونوں بے ساختہ ہنس پڑے۔

"اوہ مصطفی، آج بارس چاچو کی مہندی ہے"

مصطفی کو بھی سبکے کپلز دیکھ کر شاید ابھی سے شادی کرنے کا شوق اٹھ رہا تھا۔

"نو میلی مہندی اے (نو میری مہندی ہے)"

وہ ضدی سی سنجید گی سے بولا اور اور حان نے میر ال کی طرف دیکھا جیسے کہہ رہا ہو اب اسے سمجھاؤ جان۔

"میری جان تمہاری مہندی تھوڑے دن بعد ہو گی جب تم بابا جتنے لمبے اور پاور فل ہو جاو گے، ابھی صرف تم ہمیں چمکتا ہو ادیکھو اور گانا گاؤ۔"

میر ال نے پیار سے لاڈ کرتے مصطفی کی گال چومتے بہلایا پھسلایا جبکہ اور حان بمشکل قہقہہ روکے کھڑا تھا۔

"ممی آپ اور بابا میلے بنا مہندی کلیں گے؟ شیٹن اے (ممی آپ اور بابا میرے بنا مہندی کریں گے۔چیٹنگ ہے)"

اور حان کا قہقہہ چھوٹ گیا۔

"اچھا جناب! تو اب مہندی میں بھی ہمارا باس ہمارا بیٹا ہو گا؟"

مصطفی نے ناک چڑھایا۔

"یش۔۔ بابا آپ بی تیال ہو جاو۔۔۔ گڈ مین بنو۔ میں بو بو کے شاتھ باحل جا لا اوں۔ میں اوں دا آپ لیڈی او جاو۔ (یس بابا آپ تیار ہو جاو۔ گڈ مین بنو۔ میں بو نبو کے ساتھ باہر جا رہا ہوں۔ میں آوں گا آپ ریڈی ہو جاو)"

مصطفی اپنے چند کھلونے تھامے اور میکس کو بغل میں دبوچتا حکم صادر کیے یہ جاوہ جا۔

اور حان نے آہستہ سے ہنستے میر ال کی طرف دیکھا۔

"سنا آپ نے؟ مجھے گڈ مین بننے کا آرڈر مل گیا ہے!"

میر ال ہنستے ہنستے تھک گئی، اور پیار سے اور حان کے کندھے پر ٹک گئی۔

"گڈ مین !اب بس آپ کے باس کا اگلا آرڈر یہ ہو گا کہ ہم اس کی بہن یا بھائی کے آنے کے لیے بھی تیاریاں شروع کریں۔"

اور حان کے لبوں پر نرم سی مسکراہٹ پھیل گئی۔اس نے آہستہ سے میرال کی کمر میں ہاتھ ڈالے اور اسے بیڈ پر ساتھ بٹھایا۔

"آپ کو پتہ ہے میرال، میں اب بھی یقین نہیں کر پاتا کہ ہم پیرنٹس بننے جا رہے ہیں۔"

میرال نے اسکے سینے پر سر رکھتے آنکھیں بند کیں۔

"اور میں ہر بار سوچتی ہوں کہ جتنا پیار ہم نے مصطفی کو دیا، اب اس کے برابر کیسے بانٹ پائیں گے۔"

اور حان نے اسکی ٹھوڑی تھام کر چہرہ اوپر کیا۔

"ہم بانٹیں گے نہیں... ہم بڑھائیں گے۔ میرے پاس آپ ہیں، مصطفی ہے، اور اب یہ چھوٹی سی زندگی جو آ رہی ہے، میں سب کچھ بڑھادوں گا، پیار بھی، وقت بھی، حفاظت بھی۔"

میرال کی آنکھیں سکھ اور خوشی سے بھیگنے لگیں۔

"اور اگر پھر وہ ساری توجہ لے گیا تو؟"

وہ متجسس ہوئی۔

"تو ہم رات کے اس گوشے میں بیٹھ کر، ایک دوسرے کو چپکے سے یاد دلا دیا کریں گے کہ ہماری کہانی کی شروعات کہاں سے ہوئی تھی۔"

اس نے آہستہ سے میرال کے پیٹ پر ہاتھ رکھا، جیسے وہاں سانس لیتی ننھی ہستی سے وعدہ کر رہا ہو۔

"اور تم چھوٹی سی میری جان، تم جیسے ہی آ و گی، بابا تمہیں بتائے گے کہ تمہاری ممی دنیا کی سب سے مضبوط، سب سے خوبصورت لڑکی ہے۔۔۔جو کسی کی بھی ماں بنے، وہ خوش قسمت ہو جاتا ہے۔"

میرال بے ساختہ بھیگی آنکھوں سے ہنس دی۔

"بس کریں میرے بے بی کے بابا، ورنہ میں بھی ضدی ہو جاؤں گی کہ اس سے زیادہ پیار آپ مجھ سے کریں"

وہ لاڈ سے مچلی اور اور حان ماہیل بہکنے کو پہلے ہی ریڈی تھا۔

"اور اگر میں ویسا ہی کروں تو؟"

اور حان کی آنکھوں کے گوشے خمار میں ڈوبے۔

"تو پھر میں آپ سے دوبارہ محبت میں پڑ جاؤں گی۔اوہ نو عشق میں۔"

اور حان نے نرمی سے اس کے سانسوں پر بوسہ دیا، اور تبھی کمرے کا دروازہ کھلا۔ مصطفی دوبارہ اندر داخل ہوا، ہاتھ میں پھر میکس تھا، وہ انھیں بلانے آیا تھا کیونکہ اجر اور باسل آئے تھے اور پھر جب سب جمع ہوئے اور گڈ نیوز سب کو سنائی گئی تو جیسے مہندی کے جشن سے پہلے ہی خوشیوں کے شادیانے بج اٹھے، اف اس بے بی کی نیوز تو دونوں گھروں کے ہر فرد کے لیے موسٹ ڈیمانڈنگ نیوز تھی اور یقینا اجر اور باسل کے لیے بھی۔

..________________________________..

عمار اپنے ذمے لگے فرض نبھانے آیا تھا، یہ وارڈ نما جیل تھی جہاں تبریز پچھلے دو ماہ سے زیر علاج تھا لیکن آج وہ رملا، بابا اور روحا تینوں کو لایا تھا، ڈاکٹرز کے بقول اب تبریز کی حالت قدرے بہتر تھی اور اسکی فیملی کے قریبی لوگوں کو بھی ملنے کی اجازت تھی، رملا، روحا اور رحمان سیال تینوں ہی باری باری ملنے والے تھے لیکن پہلے رملا اندر گئی، تبریز نے جھکا سر اٹھا کر

جب رملا کو دیکھا، اسکی آنکھوں میں پہلے سرخی گھلی پھر وہ اٹھ کر رملا کی طرف بڑھا، تکلیف تو رملا کی آنکھوں میں بھی اتر چکی تھی۔

"ر۔۔رملا"

تبریز نے سسکتے ہوئے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا مگر پھر جو کچھ وہ انجانے میں رملا کے ساتھ کر چکا تھا اسے یاد کیے اپنا ہاتھ کھینچ لیا کہ پتا نہیں وہ اب اپنی بیٹی پر حق رکھتا بھی ہے یا نہیں۔

"میں نے آپکو جلدی معاف جانتے ہیں کیوں کیا بابا۔ کیونکہ میں ناراض ہو ہی نہیں سکی آپ سے۔ اپنے پاگل پن میں بھی کم از کم آپ مجھے مار ہرگز نہیں سکتے تھے اتنا جانتی ہوں۔ وہ گولیاں عمار کے حصے کی تھیں، ہاں مجھ سے جڑے پیاروں کو تکلیف پہنچائی بس اسکا درد تھا مجھے۔ آپ نے ریکوسٹ کی تھی مجھ سے ملنے کی تو میں یہاں باقی سب کی نظر میں مجرم مگر اپنی نظر میں اپنے بابا سے ملنے آئی ہوں"

تبریز سیال کی پلکوں میں نمی جمی تھی، رملا کے لفظ اس کے وجود میں بجلی کی سی لہر بن کر گزرے۔

"رملا۔۔۔"

وہ دھیرے سے بولا، جیسے یہ نام بھی زبان پر لانے کا حق چھن چکا ہو۔

"میرے بچے۔۔۔"

اس بار آواز میں گھٹی گھٹی سی تڑپ تھی، وہ آہستہ سے زمین پر بیٹھ گیا، جیسے اپنے جرموں کے بوجھ سے ہار گیا ہو۔

"میں ایک ظالم باپ تھا۔۔۔ جو اپنے ہی بچے کو... اپنی ہی بیٹی کو۔۔۔"

اس کی آواز لرز گئی، ہاتھ کپکپانے لگے۔

"آپ ظالم نہیں تھے بابا... آپ صرف بیمار تھے... اور میں جانتی ہوں، جو انسان تکلیف میں ہو وہ دوسروں کو بھی زخمی کر دیتا ہے، چاہے وہ نہ چاہے۔"

رملا اس کے سامنے جھک گئی، نرم لہجے میں بولی۔

تبریز نے اپنے آنسو ضبط کرتے بمشکل سر اٹھایا، اس کی آنکھیں رملا کے چہرے پر جمی تھیں، جیسے وہ یقین نہیں کر پا رہا کہ یہ وہی بچی ہے... جو کبھی اس کی گود میں کھیلا کرتی تھی، جس کی ہنسی اس کے دن کا سکون ہوا کرتی تھی۔

"میں کبھی بھی تمہیں تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا۔۔۔ لیکن میں... میں بس... پاگل ہو گیا تھا۔"

رملا نے آہستگی سے انکے پاس بیٹھے ان کا ہاتھ تھاما۔

"جانتی ہوں بابا۔۔۔ جانتی ہوں آپ کے اندر کا زخم آج بھی نہیں بھرا۔۔۔ لیکن آپ کی بیٹی ہوں ناں، میری معافی اور محبت شاید تھوڑی سی دوا بن جائے آپکی"

تبریز کی ہچکی نکل گئی، اس نے رملا کی پیشانی کو چومنے کی ہمت کی، لیکن خود ہی رک گیا، نظریں جھک گئیں۔

"تم مجھ سے نفرت نہیں کرتی؟"

رملا کی آنکھیں نم تھیں، لیکن چہرہ سکون سے دمک رہا تھا۔

"نہیں بابا۔۔۔بیٹیاں ناراض ہو سکتی ہیں، روٹھ سکتی ہیں لیکن باپ سے نفرت نہیں کر سکتیں اور خاص کر اُس باپ سے تو ہر گز نہیں جسے معافی مانگنے کا سلیقہ آجائے۔"

تبریز نے پہلی بار رملا کی آنکھوں میں دیکھ کر مسکانے کی کوشش کی، ایک زخمی سی مسکراہٹ، جیسے کسی مردے کو پھر سے زندگی ملی ہو۔

"آپ اچھے سے علاج کروائیں۔ آپکی سزا میں کمی کی پوری کوشش کی جائے گی۔ بہر حال ملکی غدار تو آپ ہیں بھلے ہم سب معاف کر دیں اس لیے جو

گناہ کیے اسکی سزا آپکو کاٹنی ہو گی بابا۔ میں امید کرتی ہوں یہ سزا آپکی پوری بقیہ زندگی پر محیط نہ ہو"

رملا نے تبریز سیال کو امید دلائی تھی اور اس امید پر وہ خوشی خوشی جینے والا تھا کیونکہ اب اسکی بیٹی راضی تھی، عقب سے آتی روحا نے ان دو کو دیکھتے زخمی سی سمائل دی تو رملا اٹھ کھڑی ہوئی، تبریز بھی روحا کو دیکھتے اٹھا، وہ چلتی ہوئیں ٹھیک تبریز کے سامنے آ رکیں۔

"مجھے معاف کر دو روحا"

وہ سخت ندامت سے روحا کی بھی معافی کا طلب گار تھا، جس نے رملا کو خود سے لگاتے اک مسکراتی نظر تبریز پر ڈالی۔

"کر دیا۔ اور دعا کروں گی اللہ آپکو آسانی دے۔ ملک کے ساتھ جو غداری کی، اسکی سزا پوری کریں اور ہمارے پاس واپس لوٹ آئیں تبریز۔ ہم دونوں کے گرد جتنی بھی خوشیاں ہوں، آپکی کمی کوئی پوری نہیں کر سکتا۔ جب تک

آپ واپس آتے ہیں۔ میں اپنا اور رملا کا پورا خیال رکھوں گی۔ آپ بھی رکھیے گا"

روحا کی محبت اب تبریز کو اچھی لگی، پہلی بار جب مرہم کی طرح محسوس ہوئی، وہ دونوں کو پرعزم انداز میں دیکھتا وعدہ دے رہا تھا، وہ دونوں گئیں تو رحمان سیال اندر آئے، تبریز نے ان سے فورا نظریں چراتے جھکا لیں، تبریز کا یہ عمل مانو رحمان سیال کے دل کو دھکے سا لگا۔

"آپ بھی معاف کر دیں مجھے"

تبریز نے اپنی آنکھوں کے آنسو سنبھالتے ہوئے جیسے سسکاری لی۔

"م۔مجھے نہیں پتا کس منہ سے معافی مانگوں لیکن م۔۔میں نے آپکی بیٹی، بیٹے، بیوی اور سب سے پیارے یار کو بہت اذیت دی۔ لگ بھگ مارنا چاہا۔م۔میں آپکے آگے بہت چھوٹا پڑ۔۔گیا بھائی"

تبریز کے سسکنے کو دیکھے وہ آگے آئے اور بنا کچھ کہے اسے اپنے سینے سے لگایا، شاید جو درد تبریز سیال کی رگوں کے دریچوں تک اترا تھا وہ بس یونہی باہر نکل سکتا تھا۔

ایک گہری سانس کے ساتھ، جیسے برسوں کا بوجھ سینے سے اُتر گیا ہو... اور اگلے ہی لمحے تبریز ان کے سینے سے لگ کر بے اختیار پھوٹ کر رو دیا۔ وہ رویا، جیسے بچپن میں کبھی گرتے وقت چوٹ لگنے پر روتا تھا... پر آج کی چوٹ... بہت پرانی، بہت گہری تھی۔

وہ بھائی کے سینے لگاتے ہی بچوں کی طرح رو پڑا، جیسے دو جڑتے سینے حد سے بڑھ چکی تکلیف پر پھٹ گئے ہوں۔

"میں نے ہر کہ۔۔ کوشش کی تجھے سمیٹنے کی تبریز لیکن میں کہیں تو ناکام ہوا، جس وجہ سے تو آج اس جگہ کھڑا ہے لیکن میں وعدہ کرتا ہوں اب مرتے دم تک تجھ سے دھیان کیا، نظریں بھی نہیں ہٹاؤں گا۔ ا۔۔ اللہ نے

ماں باپ کو تیرے حق میں اچھا نہ رکھا کیونکہ شاید میں تھا تیرے پاس، پر میں نے اپنا فرض نبھانے میں کوتاہی کر دی۔ میں تجھے یہاں اکیلا نہیں چھوڑوں گا۔ کچھ سال بس۔۔۔ اپنی ہوش والی غلطیوں کی سزا کاٹ لے اور پھر تیری واپسی ہو گی ہم سب کے بیچ جہاں تجھے اس بھائی کا بے شمار پیار ملے گا۔"

رحمان نے مضبوطی سے اسے تھاما، جیسے کہہ رہے ہوں کہ تُو جتنا بھی بکھرا ہے، میں ہر کرچی چن لوں گا۔

"رو لے تبریز... آج جتنا بھی دل چاہے رو لے..."

انہوں نے نرمی سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

"یہ آنسو... تیرے وجود پر کوئی بوجھ نہیں، یہ تیرے زخموں کی دوا بنیں گے۔ تو نے جو گناہ کیے، ان کی سزا تو تیری جگہ پر ہی کاٹی جائے گی... لیکن یہ

جو معافی تُو مانگ رہا ہے... یہ تجھے ان لوگوں کے دل میں واپس لے جائے گی جن کو تُو نے کھو دیا تھا..."

تبریز نے بے ساختہ رخ موڑ کر پیچھے دیکھا، دروازے کے قریب رملا کھڑی تھی، جس کی آنکھوں میں آنسو تھے، لیکن اس بار وہ آنسو غصے یا رنج کے نہیں تھے...وہ آنسو بس اپنے ٹوٹے باپ کو پھر سے جُڑتا دیکھنے کی خوشی کے تھے۔روحا بھی اس کے ساتھ آ کھڑی ہوئی، عمار تھوڑا پیچھے، مگر چہرے پر گہری سنجیدگی کے ساتھ راضی لگ رہا تھا۔

اور شاید کچھ درد ان اپنوں کے سینے لگ کر ہی بہائے جاسکتے ہیں جنکے لیے ہم پہروں تڑپے ہوں، یہی معاملہ تبریز سیال کا تھا، امید یہی کی جارہی تھی کہ اسکی عمر قید کی سزا کو چند سالوں پر محیط کرنا اب ناممکن نہیں ہے اور یہ آگے آنے والی زندگی کے لیے اک خوبصورت نوعید تھی۔

رملا، رحمان سیال اور روحا کے دل ٹھنڈے ہو چکے تھے، کچھ امیدیں سچ میں اتنی خوبصورت ہوتی ہیں کہ اپنے ساتھ جڑے انتظار کو بھی حسین بنا دیتی ہیں، وہ سب عمار کے شکر گزار تھے کہ اس نے یوں ملوایا انھیں اور پھر اس شب مہندی کا جشن، تبریز کے بدل جانے اور واپس مل جانے کا سکھ، اور باسل ماہیل کے سنگ اسکی سکون کی خبر کو پورے جشن کے ساتھ منایا گیا تھا، مہندی کے آگلے دن تو جیسے دنیا جہاں کی خوبصورتی سیال حویلی اور ماہیل پیلس میں اتر آئی تھی۔

حرا اور بارس، دونوں خاندانوں کے لاڈلے پیس باقاعدہ ایک دوسرے کو آفیشیلی سونپے جا چکے تھے۔

خوشیاں جیسے سب کے دامن میں ٹھہر گئی تھیں۔

خوبصورت سا دن بیتا، تو خاص شب اتر آئی، اس شب کے دبیز پردوں میں آج بہت سی محبت بھری سانسیں دبنے والی تھیں۔

سب سے پہلے تو شادی شدہ جوڑے کا کمرہ منظر عام پر آیا، چاندنی اس خوبصورت روم کی کھڑکی سے چھن کر اندر آرہی تھی۔ کمرے میں ہلکی روشنی، سفید اور گلابی پھول، اور گلاب کی مدھم خوشبو رچی بسی تھی، ابھی ٹھنڈ اس قدر نہ تھی تو ہلکی پھلکی گرمائش کا انتظام تھا۔ بیڈ کے کنارے بیٹھے بارس کے ہاتھ میں اب منگنی اور نکاح کے بعد سپیشل حرا کی ڈائمنڈ رنگ تھی۔۔

وہ آہستگی سے اس کو دیکھنے لگا اور پھر دھیرے سے کھنکارا۔

"اپنی باندری کو ڈائمنڈ رنگ دینے والا ہوں۔ اہم اہم۔ آجاو میرے پاس"

ڈریسنگ کے دروازے کے قریب کھڑی، شرم سے سمٹی، دل کی دھڑکنوں کو قابو میں کرتی حرا نے نظریں اٹھائیں۔ وہ جو شرمیلی تھی، آج ایک نئ حرا بن کر سامنے آئی۔ اپنے خوابوں کے شہزادے کے قریب جانے کے سارے حوصلے جمع کر لائی۔

"تم تو کہہ رہے تھے اتنا مہنگا منہ دیکھائی کا گفٹ افورڈ نہیں کر سکتے تم چوول"

وہ لہنگا اٹھاتی ٹھیک بارس کے قریب جا رکی۔

"جب اپنا دل، اپنی جان اور خود کے سارے اختیار تمہیں دے دیے تو یہ رنگ بھی افورڈ ہو گئی میری جان کی ٹوٹی۔ آجا اب دور مت رہ"

بارس نے انگوٹھی منہ میں دباتے اسکا مخملی ہاتھ پکڑ کر اپنے پہلو میں گرایا اور اسے میٹرس پر گراتے خود بھی حرا پر جھکا جو بارس کے اسکی رنگ کھا جانے پر صدمے میں تھی لیکن تب کپکپا کر رہ گئی جب بارس نے اسکا ہاتھ پکڑا، اسکی رنگ فنگر منہ میں ڈالتے وہ انوکھی صدمے میں غرق اس باربی ڈال کی انگلی میں سجائی، حرا شرمیلا سا ہنس دی، لیکن وہ اسکے ہاتھوں میں اپنے ہاتھوں کی انگلیاں پیوست کرتا میٹرس کی سطح سے جوڑ گیا، حرا کے جیولری اور دوپٹے سے آزاد ہونے کا فائدہ اٹھاتے بارس نے اسکی سانسوں پر مسلط ہوتے اپنی بیقراری کی جھلک دیکھائی پھر دلہنا پے کے قہر جھاڑتی حرا کو روبرو

ہوئے بہکی نشیلی نظروں سے دیکھنے لگا جو گہرے سانس لیتی اسکے سینے پر ہاتھ رکھ کر اس سے بچنے کی کوشش میں تھی۔

وہ لمحہ... جب فاصلے سانسوں کے بیچ سے پھسلنے لگے، وہ رات... جب دو دل مکمل طور پر ایک دوسرے کے حصار میں آ گئے۔

"بارس... پ۔ پلیز..."

حرا کی آواز سرگوشی جیسی تھی، لیکن بارس کے چہرے پر وہی مسکراہٹ تھی، شوخ، گہری، اور صرف اسی کی حرا کے لیے مخصوص والی۔

"کیا؟ دلہن کو ستانا بھی جرم ہو گیا؟"

وہ ہلکا سا جھکا، اس کے ماتھے پر بوسہ دیا،

پھر اس کی آنکھوں میں گم ہوتا معصوم بنے بڑبڑایا جو آج وہ ہرگز نہ تھا۔

"میرے لیے تم صرف حرا نہیں ہو، تم میری وہ خواہش ہو جو برسوں سے سوچی تھی، وہ دعا ہو جو پوری ہونے کے بعد بھی یقین نہیں آتا۔۔۔

اور آج تم میرے نام کی ہو گئی ہو۔۔۔ اب میں تمہیں خود سے کبھی دور نہیں جانے دوں گا۔۔۔"

حرا کی پلکوں پر نمی چمکنے لگی، دل، بدن، روح... سب ایک ساتھ دھڑکنے لگے، ایک گہری محبت، ایک مکمل یقین سا تھا۔

"تم تو پہلے بھی میرے تھے، لیکن آج... تمہاری آنکھوں میں جو کچھ ہے ناں وہ میری روح تک اتر گیا ہے۔"

بارس نے ہلکا سا قہقہہ لگایا، پھر آہستگی سے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیریں۔

"تمہاری ہر بات پر یقین ہے مجھے جانان... اور آج کی رات... صرف تمہاری ہے۔ تمہیں ستانے، سنوارنے، محبت دینے، چھیڑنے اور... ساری عمر کے لیے اپنانے کی۔"

وہ آہستہ آہستہ حرا کے قریب جھکتا چلا گیا، ہر فاصلے کو نرمی سے سمیٹتا گیا۔

پھولوں کی خوشبو، گلابی روشنی، اور سانسوں میں گھلی شدت... ہر چیز گواہ تھی کہ اس شب میں محبت نے مکمل ہونے کی قسم کھالی تھی۔ ان کے بیچ اب کوئی پردہ باقی نہ رہا تھا، نہ شرم، نہ جھجک... صرف دو دل تھے، جو ایک رات میں، ایک دھڑکن بن چکے تھے۔ وہ دونوں گلابی چمک میں ایک دوسرے کے وجود کو سمیٹے، دھڑکنوں سے وعدے کرتے، ہمیشہ کے لیے ایک ہو چکے تھے۔

جبکہ حاشر اور ایمل کی کہانی بے حد مختلف اور سب سے خاص تھی، وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی اپنی جیولری اتار رہی تھی، بھاری جوڑا

اتارنے کا سوچا ہی جب دروازہ کھلا اور ٹائیٹ شرٹ کے گریبان والے بٹنز کھول کر کف لنکس نکالتے حاشر نے بے خود نگاہیں اسکے سراپے پر ڈالتے زرا شرٹ کی آستینیں موڑیں اور کف لنکس اور بلیذر کو ہوا میں اچھالتے اپنے قدم اسی شاہی آپسر اہ کی جانب بڑھائے۔

"آج آپکی آنکھیں بہکی ہوئی کیوں ہیں؟"

ایمل نے آہستگی سے پوچھا، اس کی آواز جیسے اس بے خود لمحے کو تھامنا چاہتی تھی۔

حاشر نے قدم اٹھائے ٹھیک اسکی سانسوں کے قریب رک جاتے اسے ہانپنے پر مجبور کیا اور آہستگی سے ایمل کے بالوں میں انگلیاں چلاتے اس کے کان میں اٹکا ایک ائیر رنگ نکالا، جسے وہ بدحواسی میں کان میں ہی چھوڑ چکی تھی۔

"اس لیے کہ آج میں تمہیں صرف محبت سے بس چھونا نہیں چاہتا، تمہیں اپنا بنانا چاہتا ہوں اور اس لمحے کو شور میں نہیں، اپنی سانسوں کی نرمی میں قید کرنا چاہتا ہوں۔"

ایمل کی پلکیں لرزیں، سانسیں حاشر کی سانسوں سے الجھیں... اور حاشر نے اسے آہستگی سے اسکا ہاتھ پکڑے اپنے مزید قریب کیا، اس کے ہیوی دوپٹے کو اسکے کندھے سے ہٹا کر میٹرس پر اچھالتے، ایمل کی کلائیوں میں سجی چوڑیوں کی کھنک میں گم ہوتے انکو اتار کر پھینکتے اس کی کلائیوں کو اپنے لبوں سے چھوما تو وہ کانپ کر سانس روک گئی، میٹل کی نگوں والی چوڑیاں نیچے قالین پر ہر سو بکھر گئیں۔

"آپ مجھے جو بھی قید دیں لیکن بیوی کی نہ سہی، اپنی ڈاکٹر کی اجازت ضرور لے لیجیئے گا"

ایمل نے اسکی بے تابیوں سے گھبر اکر حاشر کے سینے پر ہاتھ جماتے تاکید کی تو حاشر کی آنکھوں میں سرور سمٹنے لگا۔

"میری ڈاکٹر کو ہوش رہے گی تو وہ مجھے اجازت دینے کے قابل ہو گی"

حاشر نے اسکی توقع کے برعکس جو گستاخانہ انداز اپناتے ایمل کے ہوش اڑائے انکے بعد تو بس وہ واقعی سب بھول گئی، جتنی گرم جوشی سے اس شخص نے آغاز محبت کیا، یہ اس بات کا ثبوت تھا کہ وہ بھی اب ایمل کی محبت میں پاگل اور بے اختیار ہو چکا ہے۔

ایمل نے ایک ہلکی سانس کھینچی، جیسے خود کو سنبھالنے کی کوشش کر رہی ہو، مگر وہ کہاں سنبھلنے دے رہا تھا۔ حاشر نے اس کے گھنے بالوں کو گردن سے ہٹایا اور وہاں اپنے لبوں کی تشنگی رکھ دی... پھر اُس کے ماتھے پر آنکھوں کے بیچ میں... اور دل کے عین اوپر، ایمل کے دل کی دھڑکن حاشر کے ہونٹوں کی چھاپ کے نیچے قید ہو گئی۔

"تم نے مجھے اتنے دل سے چاہا ایمل کہ مجھے بھی تمہاری چاہت کا نشہ ہو گیا، آج پہلی بار تمہیں اپنے نام کی خوشبو میں مکمل لپیٹنا چاہتا ہوں"

وہ مدھم مخمور سرگوشی میں بولا، اور ایمل نے بس آنکھیں موندلیں، جیسے وہ لمحہ اس کے لیے کافی ہو... جیسے خودسپردگی ہی محبت کے اعتراف کی نشانی رہ گئی ہو۔

"آج میرے دل کی دھڑکن تمہاری قید میں ہو گی۔"

ایمل کی ہنسی میں شرم، پیار اور اعتماد گھل گیا۔

"اور آپ میرے دل کے وہ مریض ہیں جسے زندگی بھر کا علاج صرف مجھ سے ہی ملے گا۔"

حاشر نے نظریں اس کی آنکھوں میں گاڑ دیں۔

"اور تم وہ ڈاکٹر ہو، جس کی دوا ایک ہونٹوں کا لمس، اور علاج صرف محبت ہے... جسے اب میں ہر رات، ہر لمحہ تم سے لیتا رہوں گا۔"

ایمل کی پلکیں لرزیں، دل کی رفتار تیز ہوئی، وہ نظریں چرا کر بھی نظریں چراتی نہ بن سکی۔ وہ جان چکی تھی، اس کا شوہر، اس کا حاشر، صرف اس کا عاشق نہیں بلکہ وہ مرد ہے جو اسے مکمل جان سے چاہتا ہے... جو لفظوں میں بھی محبت کا لمس بھر دیتا ہے، اور یہ محبت کا لمس اب انکی زندگی سے کبھی مدھم ہونے والا نہ تھا۔

پھر سب سے خوبصورت تو اس کہانی کے وہ چار خاص لوگ
تھے، باسل، اجر، اور حان اور میرال جو لان میں ٹہلتے مسکراتے، ہنستے ہوئے اس شب وصل میں آسمان پر ہوتی آتش بازی جیسے حسین تھے، اب سب میں کوئی فاصلہ نہ رہا تھا، ہر کسی نے کافی حد تک مکمل جہاں جو پا لیا تھا۔

اور پھر رملا نے بھی آخر کار اپنا وعدہ نبھانے کا سوچ ہی لیا، جو ڈریس اسے عمار نے دیے تھے ان میں سے وائیٹ والا تو خراب ہو گیا لیکن اس نے ریڈ والا سنبھال رکھا تھا اور وہی ریڈ ڈریس ہی شاید ان دو کی زندگی میں سپیشل ڈریس بننے والا تھا۔

اس نے دھیرے سے وہ ڈریس نکالا، انگلیاں اس نرم کپڑے پر پھسلیں جیسے پرانی یادوں کو چھو رہی ہوں۔ چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھری... آنکھوں میں وہ پرانے لمحے جھلملانے لگے، جب اس نے عمار کو اپنا کہا تھا، زبردستی، ضد سے، مگر دل سے۔

لیکن آج... آج وہ زبردستی نہیں، محبت سے خود کو اس کا بنانا چاہتی تھی۔

تیاری کے بعد جب وہ آئینے کے سامنے آئی تو وہ رملا نہیں تھی، وہ عمار سیال کی مکمل تصویر تھی، محبت، لاڈ، ہچکچاہٹ اور مکمل خودسپردگی کا امتزاج لیے کسی پریستان کی شہزادی۔

وہ دبے پیروں اپنے کمرے سے نکلی اور شوہر جی کے کمرے کارخ کیا، رومز تو دونوں گھروں کی طرح سبکے سجے تھے، یہ کمرہ بھی جہاں اب وہ اور رملا ساتھ رہنے والے تھے۔

وہ دروازہ کھولے اندر داخل ہوئی ہی جب عمار واش روم سے شرٹ لوز کرتا نکلا، بکھرا بکھرا بے ترتیب خلیہ جیسے اس لڑکی نے انتظار کروا کروا کے مار ڈالا ہو۔

"ادھر آمرگ جان۔ اتنی دیر لگائی آنے میں۔۔ سانسیں بند ہونے لگی تھیں میری تیرے انتظار میں"

وہ لپک کر کسی خونخوار شے کی طرح آیا اور دروازہ لاک کرتے اس سے جڑی رملا کو ہٹاتے اپنے سینے کی طرف کھینچا، اف وہ لڑکی ان بیقراریوں پر دل کیسے تھامے سمجھ نہ آیا، سانسیں، دھڑکنیں اور اسکے رونگٹے تک بوکھلا گئے۔

عمار نے جیسے ہی رملا کو اپنے سینے سے لگایا، تو وہ ایک لمحے کو تھم کر رہ گئی... جیسے وہ کچھ سمجھ ہی نہ پائی ہو، جیسے برسوں کا انتظار اچانک اتنا قریب آجائے تو دل ماننے سے انکار کر دے۔

اس کے دوپٹے کا پلو عمار کی کلائی میں الجھ گیا تھا، اور وہ دونوں سانسیں روک کر بس ایک دوسرے کو محسوس کر رہے تھے۔ دل کی دھڑکنیں اتنی بلند تھیں کہ کمرے کی خاموشی کو بھی شکست دے رہی تھیں۔

"تمہیں اندازہ بھی ہے کہ تم کیسا سکون ہو میرے لیے۔ اوپر سے یہ سکون بھرا وجود اس سرخ رنگ میں لپٹ کر کیسے مجھے ہرا رہا ہے"

عمار نے بے بس سی سرگوشی کی، پیشانی اس کی کنپٹی سے جوڑ کر آنکھیں موند لیں۔

"یہ سکون تو ہے رملا، اور تمہارا یہ رنگ روپ... میرا آخری صبر بھی لے گیا۔"

عمار کی آواز میں ایسی شدت، ایسا ٹھہراہوا جنون تھا کہ رملا کی پلکیں جھپکنا بھول گئیں۔اس نے آہستگی سے سر جھکایا، شرم سے اس کی پلکیں لرزیں، اور پھر اپنے نازک ہاتھوں سے عمار کی شرٹ کے کالر کو چھوا۔

"تو آج... آپکو سکون دے دوں پورا میں ؟"

رملا کی وہ سرگوشی خود اس کے گال دہکا گئی۔

عمار نے اسے خود سے تھوڑا فاصلے پر کر کے اس کا چہرہ تھام لیا، تشنہ نظریں اس کی بہکی نظریں تھام چکی تھیں۔

"تیری سانسوں اور وجود میں لپٹا سکون چاہیے مجھے۔ دے سکے گی؟"

وہ سر جھکا کر اسکا ماتھا یوں چومنے لگا جیسے کوئی نذرانہ، اور پھر آہستگی سے اس کے گالوں کو اپنی انگلیوں کی پوروں سے چھوا، جن پر ہنوز شرم کا گلاب کھلا تھا۔

عمار کی انگلیوں کی پوروں نے رملا کے چہرے کو اس نرمی سے چھوا، جیسے وہ نازک لمس اس لمحے کو ہمیشہ کے لیے محفوظ کرنا چاہتے ہوں۔

رملا کی پلکیں لرزیں، اس کی سانس بے ترتیب ہوئی۔ وہ سر اٹھا کر عمار کی آنکھوں میں جھانک گئی، جہاں جنون، چاہت، احترام اور اختیار، سب کچھ ایک ساتھ اتر آیا تھا۔

"آپ سے جتنا پیار کر چکی ہوں۔ مجھے یقین ہے دے پاوں گی۔"

اس کی آواز اتنی دھیمی تھی کہ شاید صرف عمار کا دل سن سکا، لیکن وہی کافی تھا۔ عمار نے جھک کر اس کا دوپٹہ اس کے کندھوں سے آہستہ سے سرکایا، اس کے نرم شفاف گالوں پر اپنے دہکتے لب رکھے۔ رملا کی سانس تھمی، جیسے وقت تھم گیا ہو۔ اس کی چوڑیوں کی کھنک اور دل کی دھڑکنوں کی صدا ایک ساتھ فضا میں گونجنے لگی، کمرے میں جان لیوا فسوں مچلنے لگا۔

"آئی لو و یو سو مچ رملا"

عمار نے ایک ہاتھ اس کی کمر کے گرد سختی سے باندھا، دوسرا اس کی انگلیوں میں الجھایا، اور پھر اسے بیڈ کی جانب لے آیا۔ رملا کا دل ایک انجانے سرور میں ڈوبا جا رہا تھا، وہ جو ہمیشہ محبت کو ایک ضد اور جیت سمجھتی تھی، آج اسے محبت ایک خودسپردگی، ایک عطا، ایک پناہ لگ رہی تھی۔

عمار نے اس کے لبوں پر جنون بھرے لمس رکھے، وقت جیسے ساکت ہو گیا، وہ اسکے جسم کے ہر زخم پر مرہم رکھ رہا تھا، ہوا جیسے گنگنائی، اور دل جیسے مکمل ہو گیا۔ اس شب وصل میں، رملا اور عمار کی محبت نے وہ روپ لے لیا جسے نہ کوئی لفظ چھو سکتا ہے نہ کوئی فاصلہ کم کر سکتا ہے۔

یہ سب مکمل ہونے کی شب تھی۔

اور باسل ماہیل اور اجر اب ایک دوسرے کو یوں دیکھ رہے تھے جیسے ان دو کو ایک دوسرے کو دیکھ کر بھی اب سکون ملتا ہے، میرال اور
اور حان، مصطفی اور آنے والے بچے کے سنگ ابھی سے مکمل تھے۔

"اے ارباب بصیرت البیلی!

اے حسن مجسم دوشیزہ!

روشنی کی معیاد ختم ہو رہی ہے

چاند کو بھی آج گرہن لگ رہا ہے اور

خورشید بھی روٹھا روٹھا نظر آ رہا ہے

کہیں نا کہیں کچھ غلط ضرور ہوا ہے

روشنی کا روٹھنا لازمی امر ہے

یقیناً لفظوں کا ربط آجکل تیرے ہاتھوں سے منقطع ہے

تیری انگلیوں سے حرفوں کی صورت روشنی کشید ہوتی تھی

ظاہری بات ہے چاند کی خفگی سمجھ میں آتی ہے

تاروں کا مدھم ہونا خورشید کی بے پرواہی سب

کچھ تیری خفگی کی بدولت ہے

اے نور افروز مائلہ !

مسکراؤ مسکراؤ تا کہ گلستانوں میں گُلوں پر نکھار آئے

دشت کے عین مرکز میں موجود کنویں میں پانی کی

معیاد بڑھ کر طویل تر ہو سکے

گرمی سے بلکتے پرندوں کو کچھ سکون میسر آئے

تیرا مسکرانا آٹھویں عجوبے کی تشکیل یقینی بنائے گا

دھرتی پر نت نئے جلووں کو زندگی مل سکے گی

اے محبتوں کی امین شہزادی !

تیرے دل کی پاکیزگی دھرتی پر شرم وحیا کو نمو

بخشتی ہے

تیرے وجود اطہر کی لاج سے

ارض وسماوات میں عقیدتوں کا دور دورہ ہے

تیری روح اس دھرتی کی معلوم نہیں پڑتی

سارے زمانے کا احساس اس میں پرورش پاتا ہے"

وہ شاعر نہیں تھا، وہ سب بن گیا تھا پر آج اجر سیال کے لیے اس نے شاعری بھی کہہ دی جو لاج کھائے مسکراتی اسکے گلے لگتی اپنے اندر اور باہر کی ہر خوشی اپنے سکون، باسل ماہیل کے ساتھ بانٹ کر دگنی پر سکون ہوئی، یہ سب خوشیاں وہاں سے آئی تھیں جہان سے اچھے موسم آیا کرتے ہیں اور انکی عمر دراز ہی ہونے والی تھی۔

..____..

ولیمے کی تقریب کچھ زیادہ خوبصورت تھی، کیونکہ اس میں سب نے مل کر اک خاص فیصلہ لیا تھا۔

فضیل جو اپنی معافی لے جا کر اپنی طرف سے ہاجرہ کو سرخرو کر چکے تھے، وہ بھی اپنی جانب سے مطمئین تھیں لیکن خدا جانتا تھا ایک طرف سزا دی جا رہی تھی اور دوسری طرف جھیلی جا رہی تھی لیکن یہ سلسلہ تب ختم ہوا جب ان دو کو دو ماہ بعد آمنے سامنے آنے پر سب بچوں نے مجبور کر دیا۔

"کیا لگتا ہے معافی دینا کافی ہے خالہ جان؟"

ایمن نے ہی سوال کیا جس پر ہاجرہ نے پورے اعتماد سے سر ہلایا، سب لڑکیاں اور عورتیں ہاجرہ کی جانب گروپ میں کھڑی تھیں اور سب مرد حضرات فضیل کی طرف۔

"اور کیا معافی پانا، اپنے محبوب کو پانے سے زیادہ افضل ہوتا ہے فضیل؟"

اس جانب مرد حضرات میں کھڑے رحمان سیال نے پوچھا، لیکن فضیل بس ہاجرہ کو دیکھتے رہے، کچھ نہ بول سکے۔

ہر کوئی جیسے دم سادھے ان دو کی نظروں کا وصل دیکھ رہا تھا۔

"م۔میں اب کوئی رشتہ نہیں بنانا چاہتی اس سے"

وہ نم آنکھیں لیے سر جھکا گئیں، دونوں فیملیز کے سب لوگ جیسے ہاجرہ کے ساتھ مرجھائے۔

"رشتہ نہیں اہم۔۔ساتھ اہم ہے۔آپ دو عمر کے جس حصے میں ہیں۔یہاں ایک دوسرے کا خیال رکھنے والے کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔میں نے آپکی تمام عمر کی سٹرگل دیکھی ہے نانو۔میں بھی چاہتا ہوں جیسے ایمل میرے ناز اٹھانے میری زندگی میں آئی، آپکی زندگی کو بھی محبت کا کوئی رنگ لگے۔بے وفائی تو زندگی تنگ کر دیتی ہے، انسان کیا چیز ہیں۔اگر آپ اپنا دل بدلیں تو فیصلہ بدلنا آسان ہو سکتا ہے۔وہ شخص آپکو مزید تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا

تبھی آپکے بجائے آپکی معافی ملنے پر ہی خاموش ہو کر آپکی زندگی سے چلا گیا"

سبکی نظریں حاشر پر تھیں جو ہاجرہ کو قائل کر رہا تھا جبکہ ان دو کی آنکھیں ہنوز درد میں لپٹی ایک دوسرے پر گڑھی تھیں۔

"میں معافی کے ساتھ اسے بھی چاہتا تھا پر جو اسکی رضا۔بس یہ تکلیف میں نہ رہے"

وہ بھی خاموشی توڑ گئے تو جیسے ہر فرد کو امید گھیر گئی کہ اب یہ دل جڑنے کے چانس بڑھ گئے ہیں۔

"میری تکلیف کی اتنی پرواہ تھی تو معافی کے ساتھ مجھے بھی مانگتے اور چپ چاپ نہ چلے جاتے۔تم نے پھر سے جا کر ثابت کیا کہ میں کچھ نہیں"

وہ بھی جیسے ضبط کرتے کرتے پھٹ گئیں۔

فضیل کے چہرے پر گہری اذیت ابھری، وہ چند قدم آگے بڑھے، پھر رک گئے. گویا ہر قدم میں گذشتہ پچھتاوے کا بوجھ ہو، ہر فرد جیسے دم سادھے ان دو کو دیکھ رہا تھا۔

"تمہیں مانگا تھا ہاجرہ۔۔۔ ہر دعا میں۔۔۔ تمہیں مانگنے کے بعد ہی تو چھوڑا تھا۔۔۔ کیونکہ تمہیں پھر سے زخمی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ میں نے سوچا شاید تم میرے بغیر سکون پالو۔۔۔"

ہاجرہ کی پلکیں نم ہو کر لرز گئیں، کبھی کبھی سچ بولنے میں بھی وقت لگتا ہے، اور سچ سننے میں عمر گزر جاتی ہے۔

"اور تمہیں کیا لگا؟ سکون تمہارے جانے میں چھپا ہوا ہے اب بھی میرا؟ نہیں فضیل۔۔۔ تم مجھے چھوڑ کر معافی تھامے چلے گئے اور میرے اندر رہا سہا بھی کچھ بھی باقی نہیں بچا۔۔۔ تمہارے جانے کے بعد میں دن

بھر میں بیسیوں بار خود کو معاف کرتی رہی، اور ہر بار دل میں تمہیں پکارتی رہی۔۔۔"

فضیل کی پلکیں جھپکنا بھول گئیں، یہ اقرار... اس کی زندگی کی سب سے بڑی زندہ دلیل بن گیا تھا۔

"تو پھر... ایک بار اور معاف کر دو۔۔۔ لیکن اس بار، مجھے چھوڑنے کے لیے نہیں، بلکہ ساتھ جینے کے لیے۔"

فضیل آہستہ سے ان کے قریب آئے، اب انکے ہر پیارے کی آنکھ امید سے بھیگی۔ اور پورے احترام سے، ہاتھ جوڑ کر، جیسے اپنے ہر گناہ کی تلافی مانگ رہے ہوں، ہاتھ جوڑے پھر اپنا ہاتھ پھیلایا۔

"کیا تم... دوبارہ میرا ہاتھ تھامو گی؟ بغیر کسی وعدے، صرف اتنی یقین دہانی پر کہ... میں تمہیں اب کبھی اکیلا نہیں چھوڑوں گا؟"

ہاجرہ نے چند لمحے تک خاموشی سے انکو دیکھا۔ پھر آہستہ آہستہ... جیسے دل نے فیصلہ سنایا، انھوں نے اپنا ہاتھ فضیل کے ہاتھ پر روتے ہوئے رکھ دیا جیسے ان کے اندر آج بھی وہ ہاجرہ چھپی تھی جو فضیل کے لیے محبت سے بھری تھی، انکی ہر خطاء اور بے وفائی کے باوجود۔

پورے ہال میں جیسے سکون کا طوفان چھا گیا۔

سب کی آنکھوں میں نمی، اور ہونٹوں پر مسکراہٹیں تھیں۔

"کیا آپ نے دیکھا حاشر؟ محبت کتنی بے آواز ہوتی ہے،

مگر جب بولتی ہے ناں تو سب خاموش ہو جاتے ہیں۔"

ایمل نے چپکے سے حاشر کے کان میں سرگوشی کی۔

فضیل اور ہاجرہ کی نگاہیں اب نم نہیں تھیں،

بلکہ شفاف تھیں... ایک نئے ساتھ کے آغاز کی شفافیت چھائی ہوئی تھی۔اور پھر وہ لمحہ بھی آیا۔

جب باسل نے قاضی صاحب کو سٹیج پر بلایا،

اور دونوں خاندانوں کی رضامندی سے،انہی خوشیوں کے درمیان، فضیل اور ہاجرہ کا نکاح ہو گیا۔وہ نکاح جس میں غلطیوں سے سیکھنے،

پچھتاووں کو معافی میں بدلنے اور ادھورے رشتے کو مکمل کرنے کی خوبصورتی تھی، سبکی زندگی اس مقام پر مکمل ہو گئی، فضیل اور ہاجرہ بھلے نارمل کپل نہ سہی پر امید کی جارہی تھی کہ اک دن لڑتے لڑتے دوبارہ اپنی مری ہوئی محبت کو زندہ کرلیں گے،اور وہ کہتے ہیں امید پر دنیا قائم ہے۔

..________________________________..

سات ماہ بعد....

سات ماہ گزر گئے، تبریز کو پانچ سال کی سزا ہوئی تھی اور اسکے بعد وہ واپس اپنوں میں لوٹ آنے والا تھا، سب کی زندگیاں خوبصورت ہو چکی تھیں۔

ہسپتال کا ویٹنگ ایریا خوشیوں کا قافلہ بن چکا تھا ہر طرف ماہیلز اور سیالز کے چہروں پر بے تاب مسکراہٹیں، چمکتی آنکھیں اور ہلکی ہلکی دعائیں رقص کر رہی تھیں، میرال کچھ خطرے میں تھی جس سبب لگ بھگ سب لوگ ہی ہوسپٹل آ گئے تھے۔

اجر اپنے گول سے چہرے پر ہاتھ پھیرتی، اپنی آٹھویں مہینے کی تھکن کے باوجود سب سے زیادہ متحرک تھی۔ رملا ہلکی ہلکی مسکراہٹ لیے ایک ہاتھ اپنے پیٹ پر رکھے، ایمل کے ساتھ کرسی پر بیٹھی ہولے ہولے کچھ باتیں کر رہی تھی۔ ایمل نے سیاہ اور سرخ رنگ کا لوز سا ڈریس پہنا ہوا تھا، اور اسکا نکھرا چہرہ ماں بننے کی خبر کی چمک سے جگمگا رہا تھا یعنی اسے ابھی یہ شرف ملا تھا البتہ رملا اور اجر لگ بھگ ساتھ ساتھ ہی تھیں، حرا اور بارس ابھی بس ایک دوسرے کو جینے میں بزی تھے۔

باسل، حاشر اور عمار تینوں ایک ہی جگہ پر بیٹھے، کبھی گھڑی دیکھتے، کبھی ہنستے۔ درمیان میں بیٹھا ساڑھے تین سال کا مصطفی اپنے ہی انداز میں چہک رہا تھا۔

"بابا! مجھے پتا اے میری شسٹر گول گپے جیسی ہو گی ناں؟"

اور حان جو بار بار وارڈ کے دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا، بیٹے کی بات پر ہنس دیا۔

" بلکل مصطفی، گول گپے جیسی، پیاری سی۔۔۔"

سب ہی ہنسے تھے۔

"اور وہ میلی ہو گی۔۔۔بس میلی۔۔۔نہ کسی کی، نہ میکس کی۔۔۔بس میری۔۔۔میں اسکے بال میں کنگھی کروں گا۔۔۔میں اسکو چیچو کی کہانی سناؤں گا۔۔۔میں اسکو اپنی چھوٹے والے جوس والے سٹراؤ سے پانی پلاؤں گا۔۔۔"

مصطفی کی چہکاروں پر سب بے ساختہ ہنسنے لگے۔

اسی لمحے اندر سے ایک نرس نکلی، چہرے پر دھیمی مگر گہری مسکراہٹ۔

"مبارک ہو! بیٹی ہوئی ہے۔۔۔ماں اور بچی دونوں بالکل ٹھیک ہیں۔"

پوراویٹنگ ایریا جیسے پل بھر کو خاموش ہوا، اور پھر قہقہے۔اور تالیاں گونج گئیں۔

اورحان کا چہرہ چند لمحوں کے لیے ساکت ہوا، پھر اس نے چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپایا، جیسے ایک بوجھ اتر گیا ہو۔ شکر کا، محبت کا، مکمل ہونے کا۔

باسل نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگایا، عمار نے اس کی پشت تھپتھپائی، حاشر بھی بھینچ گیا۔

"مبارک ہو باباجانی۔۔۔پوری فیملی کی جان آگئی اب۔"

میرال کی امی اور حرا بھی آگے بڑھیں، اور سب نرس سے ضد کرنے لگے کہ ایک بار چہرہ دکھادیں۔

نرس نے نرمی سے چھوٹی سی گلابی چادر میں لپٹی، بند مٹھیوں والی، گلابی رخساروں والی، نازک سی شہزادی سب کے سامنے لا کر رکھ دی۔

مصطفی تو جیسے بھول ہی گیا کہ میکس بھی اسکی کوئی ذمہ داری ہے۔

"ممی یہ میلی ہے ناں؟ میری میلی شسٹر!"

مصطفی نے جھک کر بچی کے ماتھے کو چوما، اور فوراً اعلان کیا۔

"اب سے میکس چھوٹا ہو گیا، میں بڑا بھائی ہو گیا۔"

سبکا ہنسی سے برا حال تھا۔

میرال کمزور سی حالت میں بیڈ پر لیٹی، اور حان نے ہاتھ تھام رکھا تھا، اسکا اس سکھ دینے پر ماتھا چوما، اس کی آنکھوں میں وہی نرمی، وہی محبت تھی جو

ایک شوہر کی آنکھوں سے برس سکتی ہے جب وہ ماں بننے والی اپنی محبوبہ کو دیکھتا ہے۔

"آپ نے مجھے سب کچھ دے دیا میرال۔۔۔اب میں اور کچھ نہیں مانگتا۔"

میرال نے دھیرے سے سرور بھرے انداز میں آنکھیں بند کیں۔

اجر، ایمل اور رملا تینوں مسکرا کر ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگیں۔

"لگتا ہے اب ہماری باری بھی قریب آرہی ہے،" ایمل نے سرگوشیانہ اعلان کیا۔

"بس یہ دو مہینے اور نکلیں تو پھر ان شاء اللہ دو اور چھوٹے چھوٹے وجود پوری سیال حویلی اور ماہیل پیلس کو الٹ پلٹ کر دیں گے، اور پھر تیسرا بھی آجائے گا"

رملا بھی ہنسی۔

"پہلے مصطفی کو ہی بہن سے سنبھالنا پڑے گا۔"

اجر نے شوخی سے کہا، مصطفی نے سنا تو اپنی کمر سیدھی کی۔

"میں سب سنبھال لوں گا۔ سب۔ بہن، ممی، بابا، جوس، ٹافی۔۔۔ بس... مجھے چاکلیٹ دینی ہو گی روز۔"

پھر وہ نیچے دوڑ گیا، بچی کے پاس، اور اپنی چھوٹی سی ہتھیلی اسکے ہاتھ کے پاس رکھ دی۔

"میں بڑا بھائی ہوں۔۔۔ مجھے تنگ مت کرنا اوکے؟"

ننھی بچی نے جیسے آہستہ سے اپنی مٹھی کھولی، اور سب نے جیسے اس منظر کو اپنی آنکھوں میں قید کر لیا، جبکہ سب ہیرو اپنی اپنی بھرے اور پیارے وجود والی حسینہ کو پیار سے دیکھتے اور حسین لگے کہ منظر زہے نصیب کہہ اٹھے۔

سب بڑے ماہیل پیلس اور سیال حویلی ہی تھے یہاں بس جو ان جمع تھے۔

اور حرا ابارس ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے سب سے لاڈلا کپل جسکے ابھی نجانے کب تک مزید لاڈ چلتے، کچھ کہنا مشکل تھا، جبکہ ان سبکی زندگیوں میں انتظار کیسے بھی ہوں اب بہت دلکش اور بہت حسین ہو چکے تھے۔

The End♡